دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی معرفت

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

جلد ۱

حصہ اوّل، دوم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس

ضخامت : 597 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست دلائل النبوۃ

(جلد اوّل)

☆☆☆

فہرست عنوانات جلد دوم

باب ۴۰

باب ۸۹

باب ۹۰

باب ۹۱

باب ۹۲

باب ۱۰۷

باب ۱۰۸

باب ۱۰۹

باب ۱۱۰

باب ۱۱۱

باب ۱۱۲

باب ۱۱۳

☆☆☆

پیش لفظ

از مولانا مفتی احسان اللہ شائق معین مفتی جامعۃ الرشید۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

شروع زمانہ سے انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان کا انتخاب فرماتے ہیں اور مخصوص انداز سے ان کی تربیت فرماتے ہیں پھر ایک مدت گزرنے کے بعد جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے ان تک اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ میرے پیغام میرے بندوں تک پہنچائیں اس لحاظ سے ایسے مخصوص برگزیدہ بندوں کو پیغمبر، رسول اور نبی کے خطاب سے نوازا جاتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے دیگر بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں ان کا کام اللہ تعالیٰ کے احکام پر سختی کے ساتھ کاربند ہونا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانا ہے ہر نبی نے یہی اعلان فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت حلال نہیں، اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے :

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۲۵) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۶)۔ (سورۃ ہود : آیت ۲۵۔۲۶)

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (تو انہوں نے ان سے کہا) کہ میں تم کو کھول کر ڈر سنانے والا ہوں (اور یہ پیغام پہنچانے) آیا ہوں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب الیم کا خوف ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کا ذکر اس طرح فرمایا :

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۵۰)

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں (تم شرک کر کے اللہ پر) محض بہتان باندھتے ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کا اس طرح ذکر فرمایا کہ :

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۶۱)

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا تو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو، بے شک میرا پروردگار نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح فرمایا :

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۚ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۔ (سورۃ ہود : آیت ۸۴)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو) مجھے تمہارے بارے میں ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (۹۶) اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ (۹۷) ۔ (سورۃ ہود : آیت ۹۶۔۹۷)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن دلیل دے کر بھیجا (یعنی) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، تو وہ فرعون ہی کے حکم پر چلے اور فرعون کا حکم درست نہ تھا۔

غرضیکہ ہر نبی نے آکر دنیا کو یہی پیغام دیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کو تسلیم کرو، اپنے عقائد کو درست کر لو، اعمال صالحہ اختیار کرو، اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق انجام دو، آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال کا احترام کرو، زنا کاری، چوری ڈکیتی، دھوکہ فریب وغیرہ برائیوں کو چھوڑ دو۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام

ہر نبی سے قوم نے دلیل کا بھی مطالبہ کیا کہ اپنی سچائی اور حقانیت پر کوئی دلیل قائم کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل لائیں جو آپ کی سچائی کو واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاتھ کوئی خرقِ عادت بات صادر فرماتے ہیں اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَیٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ۔

(سورۃ ہود : آیت ۶۴)

اور یہ بھی کہا کہ اے میری قوم! یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی (یعنی معجزہ) ہے اس کو چھوڑ دو خدا کی زمین میں (جہاں چاہے) چرے، اس کو کسی طرح تکلیف نہ دینا ورنہ تمہیں جلد عذاب آ پکڑے گا۔

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ (۳۰) قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۳۱) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ (۳۲) وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ (۳۳) (سورۃ الشعراء : آیت ۳۰-۳۳)

(موسیٰ نے کہا) خواہ میں آپ کے لیے روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ) (فرعون نے) کہا اگر سچے ہو تو اسے لاؤ (دکھاؤ) پس انہوں نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ اسی وقت صریح اژدھا بن گئی اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کو سفید سفید براق نظر آنے لگا۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانہ کے لوگوں کے حالات کے مطابق کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا جس سے لوگ نبی کی سچائی کو پہچان سکے اور ان کی نبوت کو تسلیم کر کے ان کی اتباع کی۔

کُتبِ انبیاء کا ذکر

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف رسولوں کو کتابیں بھی عطا کیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل، اس کے علاوہ بھی مختلف انبیاء علیہم السلام کو صحیفے دیئے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (۴۳)

(سورۃ القصص : آیت ۴۳)

اور ہم نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے۔

ختمِ نبوت کا ذکر

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا آپ علیہ السلام نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی :

"عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم مثلی و مثل الانبیاء قبلی، کمثل رجل ابتنی دارًا، وقال یزید بنی دارًا فاحسنھا و اکملھا الا موضع لبنۃ، فجعل الناس یدخلونھا و یتعجبون منھا، و یقولون لولا موضع ھذہ اللبنۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم،فانا موضع تلک اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء"۔ (اخرجہ البخاری عن محمد بن سنان۔ کتاب المناقب)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک خوبصورت مکان بنایا البتہ ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اس کے بعد لوگ مکان کی زیارت کے لئے آتے اور اس کے حُسن و جمال کی تعریف کرتے، البتہ یہ کہتے کہ کاش اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں، میں آ گیا، نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (بخاری)

اگلی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گروہ انبیاء کے سردار ہیں سید الاوّلین و آخرین خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ کی نبوت کے دلائل بھی بکثرت ہیں بلکہ بہت پہلے سے انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو آپ کی آمد کی اطلاع دی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا قرآن میں ذکر فرمایا :

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۵۶) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)

(سورۃ الاعراف : آیت ۱۵۶۔۱۵۷)

''اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ جو (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو نبی اُمّی ہیں، پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیک کام کا حکم کرتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اُتارتے ہیں تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مُراد پانے والے ہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت

اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت کا ذکر فرمایا:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔

(سورۃ الصف : آیت ۶)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسٰی نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔

دنیا میں رُونما ہونے والے واقعات

اسی طرح آپ کی پیدائش کا زمانہ جب قریب آیا تو دنیا میں بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے جس سے دنیا سمجھ رہی تھی کوئی عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے، ان واقعات میں اصحابِ فیل کا واقعہ بہت ہی اہم ہے کہ ابرہہ کے لشکر نے بیت اللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے لشکر کے ذریعہ ابرہہ کے لشکر کو شکست دی، اسی طرح آپ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بہت سے اہم واقعات رُونما ہوئے مثلاً فارس کی وہ آگ جو ہزار سال سے جل رہی تھی وہ بجھ گئی، کسریٰ کے ایوان کے کنگورے کا گرنا، اسی طرح غیبی آواز وغیرہ کے ذریعہ آپ کی آمد شریف کی اطلاع، اسی طرح دیگر واقعات۔

نیز آپ کو نبوت ملنے سے پہلے ہی بہت سے واقعات اور حالات ظہور پذیر ہوئے جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ عنقریب دنیا میں کوئی انقلاب رُونما ہونے والا ہے۔

مہرِ نبوت کا ذکر

خود آپ علیہ السلام کی ذاتِ بابرکت میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت کی علامت ودیعت فرمادی تھی۔ چنانچہ:

عن سماك قال حدثنی جابر بن سمرة قال رأيت الخاتم الذی فی ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل بيضة الحمام۔ (مسلم ۱۸۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر خاتم النبوۃ کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

اسی طرح نبوت ملنے کے بعد بھی بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ مثلاً شق القمر کا واقعہ، معراج کا واقعہ وغیرہ۔ آپ علیہ السلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے، قرآنِ کریم ایک ایسا معجزہ ہے کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء اس کی نظیر نہ لا سکے۔ قرآنِ کریم کی بار بار اور چیلنج کے باوجود ایک آیت کی مثل پیش کرنے سے بھی عاجز رہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۸۸)

کہہ دو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ (اسراء ۸۸)

اسی طرح آپ علیہ السلام کے غزوات، فتوحات، پیشین گوئیوں وغیرہ کا سچا ہونا سب آپ علیہ السلام کی نبوت کے سچے ہونے کے دلائل ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کے متعلق اہلِ علم کی شہادت

آپ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر شروع زمانہ سے اب تک ہزاروں ہزاروں سعادت مندوں نے قلم اُٹھایا اپنی اپنی بساط کے مطابق آپ کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے انہی خوش نصیبوں میں سے امام بیہقی رحمہ اللہ بھی ہیں۔

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ کی شہادت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ امام بیہقی رحمہ اللہ کے متعلق شہادت دیتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اپنے زمانہ میں حفظ اور اتقان اور تصنیف میں یکتا روزگار تھے آپ نے علمِ حدیث کو جمع فرمایا، نیز فقہ اُصولِ فقہ کو جمع فرمایا، یہ حاکم ابو عبد الملک کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، بہت سے علوم وفنون کے جامع تھے ان کی بہت سی عمدہ تصنیفات ہیں۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں حدیث کے بڑے عالم تھے اور مسلک شافعی کے بڑے مددگار تھے۔

''دلائل النبوۃ''

امام بیہقی رحمہ اللہ کی تصنیفات میں دلائل النبوۃ بھی ہے۔

دلائل النبوۃ کیسی کتاب ہے، اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب ''دلائل النبوۃ'' کتاب ''شعب الایمان'' کتاب ''مناقب الشافعی'' میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ: امام ابوبکر بیہقی کی کتاب سیرۃ وشمائل پر لکھی ہوئی بہترین کتاب ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ کتاب سیرت کے موضوع پر لکھی ہوئی بہت عمدہ کتاب ہے اس کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سیرت کو احادیث کی صحیح روایات کے ساتھ مزین فرمایا، ہر قول کے لیے سند پیش کی، یعنی یہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستند مجموعہ ہے، جس کا مطالعہ قاری کے علم اور عمل دونوں میں اضافہ کا باعث ہوگا پھر اس پر ڈاکٹر عبد المعطی قلعجی صاحب کے حاشیہ نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیا۔ انہوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ روایات کی تخریج، صفحہ اور جلد نمبر کے ساتھ حوالہ ذکر فرمایا، نیز کتاب کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا وہ گویا کہ اصل کتاب کا خلاصہ اور جوہر ہے۔

''دلائل النبوۃ اردو''

کتاب کی اصل زبان عربی ہے اب تک اس سے علماء کرام ہی استفادہ فرماتے رہے ہیں حال ہی میں ہمارے محترم دوست خلیل اشرف عثمانی صاحب نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کے ذریعہ اس کا اردو زبان میں ترجمہ کروایا ہے، ماشاء اللہ مولانا نے بڑے سلیقہ سے اس کام کو انجام دیا ہے، اب مکمل کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے، پھر انہوں نے مجھ سے اس کی نظر ثانی کی درخواست کی ہے چنانچہ اس نظر ثانی کے ساتھ بعض عنوانات کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اب یہ کتاب اُردو خواں طبقہ کے لئے سیرت کے موضوع پر ایک بہترین منتخب کتاب ہے، اس سے جہاں عوام فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اہل علم طبقہ علماء و طلبہ بھی مستغنی نہیں رہ سکتے یہ اُردو میں لکھی ہوئی عام سیرت کی کتاب نہیں بلکہ ایک جامع اور مستند کتاب جس کی صحیح قدر اہلِ علم ہی پہچان سکتے ہیں جو امام بیہقی رحمہ اللہ کے علمی مقام و منزلت سے واقفیت رکھتے ہیں قارئین کرام جب کتاب کا بغور مطالعہ کریں گے تو خود ان کو بھی اندازہ ہوگا کہ کس قدر وقیع کتاب ہے، اُردو ترجمہ کا اصل مشورہ استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے دیا تھا، یہ کام اگر چہ حضرت زید مجدہم کی نگرانی میں نہ ہو سکا تاہم یہ حضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلام زید مجدہم کی زندگی میں برکت نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اصل کتاب کی طرح اس ترجمہ کو بھی اپنے دربار میں قبول فرمائے اور اُمت کے حق میں نافع بنائے، مترجم، ناشر اور معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

راقم الحروف
احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء و تدریس جامعۃ الرشید
احسن آباد کراچی یکم ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں
جلیل القدر علماء کے ارشادات وتاثرات

علامہ ابن ناصرؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ یگانہ روزگار تھے۔ہم عصروں میں نرالے تھے۔حفظ حدیث کے اعتبار سے ہو یا اتقان اور ثقہ ہونے کے اعتبار سے وہ خراسان کے شیخ تھے۔

علامہ امام الحرمینؒ کا فرمان .... شافعی مسلک کے جتنے اہل علم ہیں۔امام شافعیؒ کو ان سب پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ سوائے امام بیہقی کے۔بیہقی کا شافعی پر احسان ہے اور فضیلت ہے اس لئے کہ انہوں نے امام شافعی کے مذہب کی تائید ونصرت میں کثرت کے ساتھ تصانیف کی ہیں اور شافعیؒ کی آراء کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان کے مختصر اقوال و مسلک کی بسط وتفصیل لکھی ہے۔

علامہ ابن خلکان کا فرمان .... امام بیہقی فقیہ تھے۔شافعی المسلک تھے۔بہت بڑے مشہور حافظ الحدیث تھے۔اپنے وقت کے منفرد آدمی تھے۔تمام علوم وفنون میں اپنے ہم زمانوں سے نرالے اور منفرد تھے۔وہ حاکم ابوعبداللہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔پھر تمام اقسام علوم میں ان پر فوقیت حاصل تھی۔

علامہ ابن جوزیؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ حفظ حدیث میں علم کی پختگی اور اتقان میں اپنے دور کے منفرد انسان تھے۔اور اسی طرح حسنِ تصنیف میں۔علم حدیث کو جمع کرنے میں، علم فقہ میں، علم اصول حدیث میں منفرد تھے (اپنے عصروں میں)۔وہ حاکم ابوعبداللہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔ان سے انہوں نے احادیث کی تخریج بھی کی۔اور انہوں نے علم حدیث کے لئے سفر کئے۔اور کثیر احادیث جمع کیں۔ ان کی کثرت کے ساتھ خوبصورت تصانیف ہیں۔

علامہ ذہبیؒ کا فرمان .... اگر امام بیہقیؒ چاہتے تو اپنی ذات سے وہ خود ایک مذہب کی بنیاد ڈال سکتے تھے۔جس کے اندر وہ خود اجتہاد کرتے، ان کو اس بات پر پوری قدرت ومہارت حاصل تھی کیونکہ ان کو تمام علوم پر وسعت اور تمام اختلاف کی معرفت معلوم تھی۔

علامہ سبکیؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ مسلمانوں کے اماموں میں ایک امام تھے۔اور اہل ایمان کے ہادیوں میں ایک ہادی تھے۔ اور ''حبل اللہ المتین'' (اللہ کی مضبوط رسی تھے یعنی قرآن کے داعی تھے)، فقیہ تھے۔جلیل القدر تھے۔حافظ الحدیث تھے۔بڑے آدمی تھے۔ علم اصول کے ماہر تھے، پرہیزگار تھے۔متقی اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے تھے۔مذہب اور مسلک کے اصول اور فروع کی تائید ونصرت کے ساتھ کمربستہ تھے۔علم کے پہاڑ تھے۔

امام ابن تیمیہؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ اصحاب شافعی میں سے علم حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔اور امام شافعیؒ کے مسلک کے بڑے مددگار تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان .... امام بیہقیؒ علوم کے اتقان میں اپنے زمانے کے یگانہ انسان تھے۔حدیث میں فقہ میں تصنیف میں یگانہ روزگار تھے۔فقیہ،محدث اوراصولی تھے۔انہوں نے بڑی مفید اشیاء جمع کی تھیں،جن کی مثال زمانہ سابق میں نہیں ملتی۔اور نہ اس سے قبل ان کا ادراک ہوا۔اصحاب حدیث میں سے صاحب فضیلت تھے۔پسندیدہ مسلک کے مالک تھے۔

کتاب " دلائل النبوۃ " کے بارے میں

علماء کے اقوال وتأثرات

علامہ تاج الدین سبکیؒ کا فرمان .... کتاب''دلائل النبوۃ''ہو یا کتاب شعب الایمان یا کتاب مناقب امام شافعیؒ۔میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی نظیر ومثال نہیں ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان .... سیرت وشمائل کے بارے میں تصنیف ہونے والی کتابوں کے لئے امام ابوبکر بیہقیؒ کی دلائل النبوۃ سرچشمہ ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از : ڈاکٹر عبد المعطی قلعجی

۱۔ ان اللّٰہ وملائکتہٗ یصلون علی النبی ۔ یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ (سورۃ الاحزاب : آیت ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم ان پر رحمت کی دعا کرو اور سلام بھیجو۔

۲۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔

(سورۃ التوبہ : آیت ۳۳،۴۸۔سورۃ الفتح : آیت ۲۸،۷۱۔سورۃ الصف : آیت ۹)

اللہ وہی ذات ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔

۳۔ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدًا یبتغون فضلاً من اللّٰہ ورضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ۔ (سورۃ الفتح : آیت ۲۸)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اور ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو کفار پر سخت ہیں آپس میں شفیق ہیں۔آپ ان کو رکوع و سجود کرتے دیکھیں گے۔وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے موجود ہے۔

۴۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیئاتھم واصلح بالھم ۔ (سورۃ محمد : آیت ۲)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں۔اور ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہی حق ہے۔ان کے رب کی طرف سے ان کے گناہ اللہ نے مٹا دیئے ہیں اور ان کے احوال کو درست کر دیا ہے۔

۵۔ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما ۔ (سورۃ الاحزاب : آیت ۴۰)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ نبوت کی تکمیل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۶۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ (سورۃ الانبیاء : آیت ۱۰۷) (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد ، وعلی ال سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم ، وعلی آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید ۔

امابعد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے وجود کا اثبات کرنا کوئی دینی مشکل مسئلہ شمار نہیں ہوتا۔اس لئے وجود باری تعالیٰ تو خود انسانی فطرت میں مرکوز ہے اور داخل ہوا ہے اور انسان کے ساتھ اسی سلسلہ کا جاری رہنا (اطراد و تقدم) علمی ہر روز اس کے اثبات میں اور زیادہ اضافہ کرتا جاتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم ۔ (سورۃ فصلت : آیت ۵۳)

عنقریب ہم (کائنات کے) آفاق و اطراف میں اپنی نشانیاں دیکھائیں گے۔

نیز ارشاد ہے :

وفي انفسكم افلا تبصرون ۔ (سورۃ الذاریات : آیت ۲۱)

اور خود تمہارے اپنے نفسوں میں (ہماری قدرت وحدانیت) کے دلائل اور نشانیاں موجود ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں؟

تو سوائے اس کے نہیں کہ دین کے اندر بنیادی مسئلہ اثبات رسالت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم اس سے سیدنا محمد ﷺ کی نبوت کا اثبات کرنا مراد لیتے ہیں۔

انسانوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ضرورت اور ان پر ایمان کا وجوب

تو ایمان بالنبوۃ یا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کے درمیان اور تمام انسانوں کے درمیان تعلق اور واسطہ انبیاء علیہم السلام کے طریق اور ذریعے سے ہونا یہ اسی دین (دین توحید اور دین اسلام) ہی کی خصوصیات میں سے ہے۔

والنبي هو الانسان الذي يختاره اللّٰه ليقوم باداء رسالة معينة

تو نبی وہ انسان ہوتا تھا جس کو اللہ تعالیٰ اس عظیم مقصد کے لئے چن لیتے اور منتخب کر لیتے تھے تا کہ ایک خاص اور معین پیغام پہنچانے کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کی ذمہ داری سنبھال لے۔ یقیناً ایسے مذاہب بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں (اللہ کو جانتے ہیں)۔ مگر وہ نبوتوں کا انکار کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی نبی کے وجود کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ انبیاء جو کچھ لائیں گے یا تو وہ عقل کے عین مطابق ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر فرض کیجئے کہ وہ پیغام عقل میں آ سکتا ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت رہی؟ عقل اس ضرورت کو پورا کر کے نبی سے ہمیں مستغنی کر دیتا ہے، لہٰذا اس کی ضرورت ہی نہیں۔ اور اگر جو چیز نبی لائے گا وہ عقل کے خلاف ہے تو ہمیں ایسی خلاف عقل چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے (تو ان کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ) راہنمائی اور استدلال کا راستہ عقل ہے اور وہی کافی ہے۔ نبوت و رسالت کو ماننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگ زبانی جمع خرچ اور منطقی طرز استدلال کے ساتھ اور ریاضی کے اصولوں کے ساتھ ماوراء مادہ کے حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں صحیح علم اور اس کی صفات کے بارے میں صحیح طور پر جاننا، نیز آخرت کا حساب و کتاب، ثواب و عذاب وغیرہ ہر وہ چیز جو عالم غیب سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تمام امور اور تمام باتیں نہیں معلوم ہو سکتیں، مگر صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کے واسطے سے۔

اور یہ بات پکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین ربط و تعلق متعدد وسائل اور ذرائع کے ساتھ کامل ہے اور یہ بھی پکی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہمارے سامنے اس بارے میں ایک معتد بہ حصہ بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسولوں کے مابین رابطے کی چند مثالیں

پہلی مثال......... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کو دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ اس طرح موجود ہے۔ ارشاد ہوا :

فلما بلغ معه السعي ، قال : يابني انى ارى في المنام انى اذبحك ، فانظر ماذا ترى ، قال : يا ابت افعل ما تؤمر ستجدني ان شاء اللّٰه من الصابرين ۔ (سورۃ الصافات : آیت ۱۰۲)

جب اسماعیل ابراہیم کے ساتھ دوڑنے لگا تو ابراہیم نے کہا، اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ آپ دیکھئے آپ کیا سوچتے ہیں؟ اسماعیل نے جواب دیا: اے میرے ابا جان! آپ وہ کام کر ڈالئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ .... یہ سچا خواب ہے۔

دوسری مثال............ کبھی یہ اتصال وواسطہ بایں صورت ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نبی کے ساتھ خود کلام کرتے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فلما اتاها نودي من شاطيء الواد الأيمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يا موسىٰ اني انا الله رب العالمين ۔ (سورۃ القصص ، آیت ۳۰۔۳۱)

جب موسیٰ علیہ السلام اس وادی میں پہنچ گئے تو وادی ایمن کے کنارے انہیں مبارک سرزمین پر درخت سے پکارا گیا۔ ''اے موسیٰ بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں''۔

تیسری مثال............ عادت اللہ جاریہ (یعنی سنۃ اللہ جاریہ) ہے کہ حصول وحی جبرائیل علیہ السلام کے طریق سے ہوتا رہا ہے۔ خصوصاً جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

نزل به الروح الأمين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين ۔ (سورۃ الشعراء ، آیت ۱۹۳۔۱۹۵)

وحی محمدی کو یعنی قرآن مجید کو لے کر جبرائیل امین اُترتے ہیں۔ تیرے دل پر (اے محمد ﷺ) تاکہ آپ ڈرنے والوں میں سے ہو جائیں (یعنی نبی اور رسول بن جائیں)۔ واضح بیان کر دینے والی عربی زبان کے ساتھ (ڈرنے والے)

چوتھی مثال............ کبھی جبرائیل علیہ السلام بذات خود انسانی صورت میں اس طرح اُترتے تھے کہ مسلمان خود ان کو دیکھتے تھے۔ جیسے حضور علیہ السلام کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے وقت پیش آیا، جس میں ایمان واسلام کے ارکان اور احسان اور اشراط قیامت کا بیان ہے، جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں واضح طور پر یہ الفاظ موجود ہیں :

هذا جبرائيل اتاكم يعلمكم دينكم

یہ جبرائیل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

دعوائے نبوت کرنے والے انسان سے اس کی سچائی کی دلیل کا مطالبہ کرنا فطری امر ہے

جس وقت کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے، جن پیغامات کی بنا پر ان پر تکالیف مرتب ہو جاتی ہیں (یعنی وہ پیغامات پر عمل کے مکلف بن جاتے ہیں)۔ اور وہ احکامات لوگوں پر واجب ہو جاتے ہیں تو اس وقت یہ امر بھی عین فطری ہو جاتا ہے کہ اس انسان سے اس کی سچائی پر دلیل کا مطالبہ کریں۔ قرآن مجید اس بارے میں کسی ایسے امر کا قائل نہیں ہے جو عقل سے خارج ہو یا اس کے خلاف ہو۔ بلکہ باہم سوال وجواب اور گفت وشنید مطلوب ومقصود ہے۔ جبکہ اس کا مقصد سیکھنا اور تعلیم ہو (اس طرح کے سوال وجواب ہر دور میں لوگ اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں سے تو کرتے ہی تھے خواہ وہ سمجھنے اور علم حاصل کرنے کے لئے ہو یا محض ضد اور مخالفت کے طور پر ہو، لیکن اس سے بڑھ کر خود انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے کبھی ایسے سوال کئے) ملاحظہ فرمائیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے دلیل بصری طلب کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ؟ قال : اولم تؤمن ؟ قال : بلی ، ولکن لیطمئن قلبی ۔
(سورۃالبقرۃ : آیت ۲۶۰)

(اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا، اے میرے ربّ مجھے دکھادیجئے آپ کیسے مُردوں کو زندہ کریں گے؟ اللہ نے فرمایا، آپ نہیں جانتے؟ عرض کیا کہ جانتا ہوں مگر (دیکھوں خاص طور) میرے دل کو اطمینان ہوجائے گا۔

یہاں سے حاجت ظاہر ہوتی ہے ان امور کی طرف اوران دلائل کی طرف جو نبوت کو ثابت کریں۔

نبوت ورسالت کو ثابت کرنے کے طریقے

اثبات نبوت میں قرآن کا طریقہ............ اثبات نبوت کا قرآنی طریقہ تو یہ ہے کہ وہ دلائل کثیرہ پے در پے لے آتا ہے تا کہ وہ انسان کو یقین تک پہنچادیں۔

''قرآن مجید کا تمام اہل عرب واہل عجم کو چیلنج کرنا''

نبوت محمد ﷺ کی پہلی قرآنی دلیل .... قرآن مجید نے عرب وعجم کو بلکہ تمام جنوں اور تمام انسانوں کو چیلنج کیا کہ وہ اس کتاب لاریب کی مثال لاکر پیش کریں۔ یا اس کی کسی ایک سورۃ کی مثال پیش کریں۔ فرمایا :

۱۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ ۔(سورۃالبقرۃ : آیت ۲۳)

یعنی اگر تم لوگ شک میں ہو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر نازل کی ہے تو اس کی ایک سورۃ کی مثال لاکر دکھاؤ۔

تشریح .... یعنی کتاب میں شک کرنا نبوت محمدی میں شک کرنا ہے، کیونکہ اگر قرآن مشکوک ہوجائے کہ اللہ کی طرف سے ہے بھی یا محمد ﷺ نے خود یا کسی کی مدد لے کر تصنیف کرلیا ہے تو محمد کی نبوت مشکوک ہوجائے گی۔ لہٰذا اس کا آسان اور فطری طریقہ یہی ہے انسان وہ بھی ہے اور انسان آپ بھی ہیں، صاحب زبان وہ بھی ہے اور آپ بھی، فصیح وبلیغ وہ بھی ہے اور آپ بھی۔ اس کام میں معاون اگر اس کا ممکن ہے تو آپ لوگوں کے لئے بھی معاونین کی کمی نہیں ہے۔ سارے انسان ہی نہیں سارے جن بھی اپنے حمایتی بنا کر قرآن کی ایک سورت جیسی سورت پیش کردو۔ اگر آپ اس چیلنج کا قبول نہیں کرسکتے، اس قرآن کا مقابلہ اور مثال نہیں بناسکتے تو پھر یہ حقیقت مان لو کہ یہ نہ تو محمد ﷺ کا کلام ہے، نہ ہی کسی اور انسان کا کلام ہے۔ بلکہ یہ اس کے رب کا کلام ہے، جس نے اس کو نبی اور رسول بنا کر اُٹھایا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ قرآن کسی بندے کا کلام نہیں جس کو محمد ﷺ پیش کرتے ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ عام انسان نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں جو از خود کچھ نہیں کہتے۔ اللہ کے نبی جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ نے انہیں کہا ہے۔ (از مترجم)

نبوت محمد ﷺ کی دوسری قرآنی دلیل .... یہ کہ حضور ﷺ ان میں چالیس سال کے بعد نبی بنا کر بھیجے گئے۔ اس سے پہلے نہ تو انہوں نے ان کو نبوت کی بات بتائی تھی نہ رسالت کی۔ تو یہ امر اس بات کو مقتضی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہوا ہے، جس میں نہ تو خود محمد ﷺ کا کوئی دخل ہے نہ ہی کسی اور انسان کا۔

۲۔ قل لو شاء اللّٰه ما تلوته عليكم ولا ادراكم به ، فقد لبثت فيكم عمرًا من قبله أفلا تعقلون ۔

(سورۃ یونس : آیت ۱۶)

فرما دیجئے کہ اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو میں تمہارے سامنے قرآن کی تلاوت نہ کرتا۔ میں اس سے قبل بھی تو زندگی کا بڑا حصہ تم لوگوں میں رہ رہا تھا کیا تم لوگ یہ بات نہیں سمجھتے۔

تشریح .... یعنی قرآن یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ یہ نبی انہیں لوگوں کے مابین پیدا ہوا، پلا بڑھا، جوان ہوا تو ان لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اور کانوں کی سماعت کے قریب تھا بلکہ وہ لوگ اس کو صدق، امانت کے ساتھ پہچانتے تھے اور اس کی عقل مندی کو ترجیح دیتے تھے اور اس پر کبھی کسی جھوٹ کا شبہ بھی نہیں کرتے تھے۔

نبوت محمد ﷺ کی تیسری قرآنی دلیل

۳۔ قل انما أعظكم بواحدة أن تقوموا لله مثنى وفرادى ، ثم تتفكروا ما بصاحبكم من جنة ان هو الا نذير لكم بين يدى عذاب شديد ۔ (سورۃ سبا : آیت ۴۶)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم لوگ دو دو اور اکیلا اکیلے بدرے اللہ کی خوشنودی کے لئے (اس بات پر سوچنے سمجھنے کے لئے) اُٹھ کھڑے ہو۔ اس کے بعد تم لوگ غور و فکر کرو، سوچو سمجھو معاملے کو کہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کے ساتھ کوئی جنون، کوئی دیوانگی نہیں لگی ہوئی (اس کی کوئی بات نہ مجنون و پاگل جیسی ہے، نہ ہی دیوانے کی بڑ جیسی) بلکہ وہ تو تمہیں (اللہ کے) شدید عذاب سے پہلے پہلے ڈرا رہا ہے۔

لہٰذا اس کے معاملے میں شک کرنا کیوں؟ جبکہ وہ ہر قسم کی دنیوی غرض اور مطلب سے بھی پاک ہے۔

نبوت محمد ﷺ کی چوتھی قرآنی دلیل

۴۔ قل ما سألتكم عليه من أجر فهو لكم ان أجري الا على الله وهو على كل شيء شهيد ۔

(سورۃ سبا : آیت ۴۷)

(اے محمد ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں (اس وعظ و تبلیغ پر اس پیغام نبوت کے پہنچانے پر) تم لوگوں سے کسی قسم کی کوئی اُجرت نہیں مانگتا، کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمے ہے اور وہی ہر شئی پر گواہ ہے۔

جب ایک شخص اپنے وعظ و تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں لیتا، وہ اپنا اجر اللہ کے ذمہ سمجھتا ہے اور تمہیں اللہ کے شدید عذاب سے انتباہ کرتا ہے تو پھر اس پر شک کرنا کیوں؟

نبوت محمد ﷺ کی پانچویں قرآنی دلیل .... جب حالت یہ ہے کہ وہ شخص اُمّی ہے (کبھی کسی سے اس نے تعلیم بھی اس سے قبل حاصل نہیں کی) لہٰذا وہ خود لکھ بھی نہیں سکتا اور پڑھ بھی نہیں سکتا۔ یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس نے کسی کتاب سے مدد لی ہو۔

۵۔ وما كنت تتلوا من قبله من كتاب ، ولا تخطه بيمينك اذا لا ارتاب المبطلون ۔ (سورۃ العنکبوت : آیت ۴۸)

(اے محمد ﷺ) آپ اس سے پہلے نہ تو کسی کتاب کی تلاوت کرتے تھے اور نہ ہی اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے۔ آپ پہلے سے لکھتے پڑھتے ہوتے تو یہ باطل پرست شک بھی کرتے۔ جب ایسی کوئی بھی صورت نہیں ہے تو پھر آپ کی نبوت میں شک کرنا کیوں؟

اثبات نبوت کے لئے امام غزالیؒ کا طریقہ

امام غزالیؒ اپنی مشہور کتاب "المنقذ من الضلال" میں اثبات نبوت کا ایک خاص طریقہ اختیار فرماتے ہیں کہ جب آپ کو کسی خاص شخص کے بارے میں شک واقع ہوجائے کہ وہ نبی ہے یا نہیں؟ تو پھر اس کے احوال کی معرفت حاصل کرنے کے سوا یقین حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور وہ معرفت احوال تین میں ایک طریقے سے ممکن ہوگی۔

مشاہدہ : یہ کہ انسان خود اس کے حالات کا مشاہدہ کرے۔

تواتر : یہ کہ اس قدر اس کے بارے میں اطلاعات حاصل ہوجائیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ناممکن ہو۔

تسامع : تسامع کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ گفت وشنید سے حالات کا علم ہوجائے۔

پس جس وقت آپ طب کو یعنی حکمت کو جانتے ہوں اور فقہ کو سمجھتے ہوں تو آپ کے لئے یہ بھی ممکن ہوگا کہ آپ فقہاء اور اطباء کو ان کے حالات کا مشاہدہ کرنے سے پہچان لیں اور یا ان کے احوال سن کر جان جائیں۔ اگرچہ آپ نے ان کا مشاہدہ نہ بھی کیا ہو۔

اسی طرح آپ امام شافعیؒ کے فقیہ ہونے اور جالینوس کے طبیب ہونے کی معرفت سے عاجز نہیں ہوں گے۔ یہ معرفت (جو آپ کو حاصل ہوگی) حقیقۃً ہوگی کسی اور کی تقلید کرنے کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ بایں وجہ ہوگی کہ آپ فقہ اور طب کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے تھے۔ اور ان دونوں چیزوں کی کتابوں اور تصانیف کا مطالعہ کرتے تھے۔ اس لئے ان دونوں کے حال کا ضروری علم بھی حاصل ہوجائے گا۔

حضور ﷺ کی نبوت کی حقیقی غیر تقلیدی معرفت

اُوپر مذکور مثال کی طرح جس وقت آپ نبوت کا معنی اور مفہوم جانتے ہوں اور آپ قرآن مجید میں اور احادیث میں کثرت کے ساتھ نظر اور مطالعہ رکھتے ہوں تو آپ کو اس بات کا علم ضروری حاصل ہوجائے گا کہ حضور ﷺ نبوت کے اعلیٰ درجات اور اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ چیز مؤید اور مضبوط ہوجائے گی، اس چیز کو دہرانے سے جو کچھ آپ ﷺ نے عبادات کے بارے میں فرمایا ہے۔ پھر اس عبادت کی جو تاثیر دلوں کی صفائی کی بابت حاصل ہوتی ہے اس سے تو آپ کی نبوت کے اعلیٰ مقام کی تصدیق اور یقین حاصل ہوجائے گا۔ نیز یہ سمجھ اور یہ معرفت آپ کو اس بات سے بھی حاصل ہوگی کہ رسول اللہ نے ﷺ اپنے قول میں کس قدر سچ فرمایا ہے :

مـن عـمـل بما علم ورثه الله علم مالم يعلم ۔ جو شخص اس پر عمل کرے جس کا وہ علم رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرے گا جس کو وہ نہیں جانتا۔

من أعان ظالمًا سلطه الله عليه ۔ جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس کو اسی پر مسلط کر دیتا ہے۔

اور کس قدر آپ ﷺ نے سچ فرمایا اپنے اس قول کے میں :

من أصبح وهمومه هم واحد ، كفاه الله تعالىٰ هموم الدنيا والآخرة

جو شخص اپنے غموں اور فکروں کو صرف ایک غم اور ایک ہی فکر بنادے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کی دنیا اور آخرت کی فکر وغم سے کفایت کرے گا۔ (یعنی اس کو نجات دے دے گا)

(اس نہج پر آپ جب سوچنا شروع کردیں) پھر آپ ایک ہزار، دو ہزار بلکہ کئی ہزار ایسی مثالوں کے تجربات کریں تو آپ کو حضور ﷺ کی نبوت کے بارے میں ایسا علم ضروری اور قطعی حاصل ہوجائے گا کہ آپ اس میں شک نہیں کرسکیں گے۔ البذا اسی طریق سے آپ نبوت کا یقین طلب کیجئے۔ لاٹھی کے اژدھے کے ساتھ تبدیل ہوجانے اور چاند کے پھٹ جانے کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ اگر آپ مذکورہ انداز فکر سے ہٹ کر صرف اکیلے ان معجزوں پر نظر کریں گے اور اس کے ساتھ بے شمار خارجی قرائن کو جوڑ کر آپ نہیں سوچیں گے تو بسا اوقات آپ یہ گمان کر بیٹھیں گے کہ شاید وہ سحر ہوگا یا کسی صورت سے محض خیال اور تصور دلا دیا گیا ہوگا۔ حالانکہ یہ گمراہ کر رہا ہوگا۔

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یضل من یشاء ، و یهدی من یشاء .... ترجمہ : اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔اور جس کو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں۔

نیز اس طرح آپ کے معجزات پر اعتراضات بھی وارد ہوں گے اور اگر آپ کا ایمان کلام منظوم کے ساتھ (یعنی قرآن کے ساتھ) سند و استدلال کا سہارا لے چکا ہوگا تو معجزے کی دلالت کی صورت میں تو آپ کا ایمان مزید بلند ہو جائے گا کلام مرتب کے ساتھ وجود اشکال اور اس پر شبہ میں۔ لہٰذا خارق عادات (معجزات) کی مثالیں اور ان کی حیثیت منجملہ دلائل میں سے ایک دلیل کے ہونی چاہئیں۔ جب کہ (مذکورہ) قرائن پر بھی آپ کی نظر ہو، تاکہ آپ کو علم ضروری اور قطعی حاصل ہو جائے۔

کسی ایک معین معجزے کے ساتھ استدلال و اشارہ کا سہارا لینے سے آپ کو اس طرح یقین حاصل نہیں ہوگا جیسے اس آدمی کو ہوتا ہے جس کو ایک جماعت خبر دیتی ہے متواتر خبر کے ساتھ جس کے لئے یہ کہنا ممکن نہیں ہوتا کہ اس کو جو یقین حاصل ہوا ہے وہ کسی ایک فلاں شخص معین کے قول سے حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اس کا یقین اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ خود بھی کسی تعین کو نہیں جانتا اور وہ یقین ان مجموعی خبر دینے والوں سے خارج بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں افراد کے تعین سے ہوتا جبکہ یہی ایمان، ایمانِ قوی ہوتا ہے اور عملی ہوتا ہے۔ (یہ طرز استدلال برائے اثبات رسالت اجتماعی دلائل سے ہے جس کا رد اور انکار نا ممکن ہے)۔ از مترجم

اثبات نبوت کے لئے ابن خلدون کا طریقہ

مؤرخ ابن خلدون مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں فرماتے ہیں۔

یقین کیجئے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بنی نوع بشر سے کچھ اشخاص کو چن لیا تھا جنہیں اللہ نے اپنے مخاطب کرنے کی فضیلت عطا کی تھی اور انہیں اپنی معرفت پر ہی پیدا فرمایا تھا، یعنی اپنی معرفت ان کی فطرت میں رکھ دی تھی اور ان برگزیدہ و چنیدہ اشخاص کو اپنے درمیان اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ اور ذریعہ بنا دیا تھا۔ وہ لوگوں کو ان کے مصالح اور فائدوں کی معرفت اور فہم دیتے تھے اور وہ لوگوں کو ان کی ہدایت و رہنمائی پر ابھارتے تھے اور وہ لوگوں کو ان کی کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتے تھے۔ اور وہ لوگوں کو ان کی نجات کا راستہ بتاتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ ان (اپنے مخصوص چنیدہ بندوں) کی طرف علوم و معارف القاء کرتا تھا اور معارف کو ان کی زبان سے ظاہر کرتا تھا۔ مثلاً خارق عادات (معجزات کو) اور وجود میں آنے والے اخبار و واقعات کو، جو انسان سے مخفی ہوتے تھے (انسان کے پاس)۔ جن کی معرفت کی کوئی راہ نہیں تھی۔ مگر صرف ان برگزیدہ لوگوں کی زبانوں سے (سننے کے) جو اللہ کے درمیان واسطہ تھے وہ خود بھی (ان اخبار و واقعات کو) نہیں جانتے تھے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان چیزوں کی تعلیم دیتا تھا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا :

الا و انی لا أعلم الا ما علّمنی اللّٰه

خبردار! بے شک میں کچھ بھی نہیں جانتا سوائے اس کے جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

یقین جانئے کہ اس بارے میں (ان چنیدہ لوگوں) کی خبر کی خصوصیت اور ضرورت یہ ہے کہ ان کی تصدیق کی جائے یعنی ان خبروں کو سچا مان لیا جائے جب تیرے سامنے حقیقت نبوت کا بیان واضح طور پر بیان ہو جائے۔

اللہ کے چنیدہ اور برگزیدہ نبیوں کی نشانیاں اور علامات

اس صنف بشر کی علامت یہ ہے کہ ان کے لئے حالت وحی میں حاضرین سے غائب ہونے کی کیفیت پائی جاتی تھی باوجود موجودگی کے خرانوں کے ساتھ گویا کہ ان پر غشی یا بے ہوشی کی کیفیت ہے (یا نیند کی)۔ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں دونوں باتیں نہیں ہوتیں تھیں

(نہ ہی غشی، نہ ہی بے ہوشی)۔ درحقیقت یہ استغراق کی کیفیت ہوتی ہے۔ ملک رُوحانی کی ملاقات میں ایسے علم و ادراک کے ساتھ جوان کے لئے مناسب حال ہوتا ہے اور انہیں کے شایانِ شان ہوتی ہے۔ وہ ادراک اور استغراق بشر کے ادراک سے بالکل خارج ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ بشری ادراک اور بشری مقام کی طرف خود بخود بتکلف اس کیفیت سے نیچے اُترتے ہیں۔ یا جھنجھناہٹ کلام کے ساتھ۔ پس اسی کو (بتکلّف) خود سمجھتے۔ یا ان کے لئے کسی خاص شخص کی صورت کی شبیہ بنتی تھی۔ وہ شبیہ اختیار کرنے والا اس کلام میں حضور کے مخاطب ہوتا تھا جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہوتا تھا۔ پھر ان سے وہ کیفیت کھل جاتی تھی اور حالت یہ ہوتی تھی کہ ان پر جو کلام یا مفہوم القاء کیا جاتا تھا حضور ﷺ اس کو یاد اور محفوظ کر چکے ہوتے تھے۔

حضور ﷺ سے جب وحی کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا: کبھی تو وحی مجھ پر گھنٹی بجنے کی گھڑگھڑاہت یا شور کی کیفیت میں آتی ہے وحی کی یہ قسم مجھ پر شدید گزرتی ہے۔ پھر وہ مجھ سے الگ ہوتا ہے، میں اس کی بات کو یا اس کلام کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ اس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے لئے انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور وہ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

حضور ﷺ اس کیفیت کے دوران اس قدر شدت اور گھٹن (ڈوبنے کی کیفیت) محسوس کرتے تھے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں آتا ہے:

کانَ مما یعالج من التنزیل شدۃ

حضور ﷺ وحی اُترنے کی شدت سے بڑی سختی دیکھتے تھے۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ پر شدید سردی کے دن میں بھی جب وحی اُترتی تھی تو جب (جبرائیل علیہ السلام) آپ سے علیحدہ ہوتے تھے تو آپ کی پیشانی سے پسینے ٹپک رہے ہوتے تھے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا سنلقی علیك قولاً ثقیلاً ۔ بے شک ہم آپ کے اُوپر بڑی بھاری بات ڈالیں گے اور القاء بھی کریں گے۔

اسی مذکورہ حالت کو دیکھ کر وحی اُترنے کی کیفیت کی وجہ سے مشرکین انبیاء پر جنون کی تہمت لگاتے تھے کہ یہ من چلا ہے یا جن کے تابع ہے۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ ان پر معاملہ گڈمڈ ہو گیا تھا، تلبیس ہوگئی تھی ان احوال مظاہر کے مشاہدے کی وجہ سے۔

و من یضلل اللّٰہ فما لہ من ھاد ۔ اور اللہ جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

اور ایسے لوگوں (یعنی انبیاء بننے والوں) میں ان کی علامات میں سے یہ بات بھی ہوئی ہے کہ وحی کے نزول سے قبل ان میں یہ صفات موجود ہوتی ہیں، خیر و بھلائی کی عادت، زکوٰۃ ادا کرنا، مذموم کاموں سے دُور رہنا اور شرک اور تمام امور سے دُوری۔

چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا یہی معنیٰ ہے گویا کہ وہ پیدائشی اور فطری طور پر بُرے کاموں سے صفائی اور پاکیزگی پر پیدا کئے گئے ہوتے ہیں اور ان امور سے نفرت کرنا گویا کہ یہ ان کی جبلت کے منافی ہوتے ہیں۔

قبلِ نبوت شرم و حیاءِ نبوی کی ایک مثال

(۱) صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آپ لڑکے تھے اور اپنے چچا عباس کے ساتھ کعبے کی تعمیر کے لئے پتھر اُٹھا رہے تھے۔ چنانچہ کسی کے کہنے سے آپ نے اپنے تہہ بند میں پتھر اُٹھا لئے، جس سے آپ کا ستر کھل گیا۔ لہٰذا آپ شرم کے مارے گر کر بے ہوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ اپنی چادر میں چھپ گئے۔

(۲)　حضور ﷺ کو ایک ولیمے کے اجتماع میں دعوت دی گئی جس میں شادی کے ساتھ کھیل تماشا بھی تھا۔ آپ کو وہاں جا کر نیند کی غشی طاری ہوگئی۔ پوری رات اسی طرح گزر گئی حتیٰ کہ سورج طلوع ہوگیا آپ ان لوگوں کے کسی بھی عمل میں شریک نہ ہو سکے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے اس پورے فعل سے پاک رکھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ اپنی جبلت کے اعتبار سے مکروہ اور ناپسندیدہ کھانوں اور کھانے کی چیزوں سے بھی پاک صاف رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ پیاز اور لہسن کے قریب نہیں جاتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس بارے میں کہا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں اس ذات کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہوں جس کے ساتھ آپ نہیں بیٹھتے ہو۔ (یعنی مجھے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہم نشینی کرنا ہوتی ہے اس لئے میں بدبودار چیز کھانا پسند نہیں کرتا (کہ منہ میں اس کی بدبو رہتی ہے)

(۳)　آپ اس واقعہ کے بارے غور کیجئے جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وحی کے حال کے بارے میں خبر دی، اس کے آغاز میں اور حضور ﷺ نے اس کی آمد پر اس کو آزمایا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس کی آمد پر آپ مجھے اپنی چادر کے اندر کر لینا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کر لیا تو وہ آنے والا نمائندہ واپس چلا گیا۔ بعد میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے کہا کہ یہ فرشتہ ہے، جن اور شیطان نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عورتوں سے قربت پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا، ان کو کونسا لباس پسند ہے آپ اسی لباس میں اس سے ملا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سفید اور ہرا پسند ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ واقعی فرشتہ ہے یعنی سفید اور سبز رنگ خیر کے رنگ ہیں اور فرشتہ بھی خیر کی چیز ہے اور سیاہ رنگ شر ہے اور شیاطین بھی شر ہیں اور اسی جیسی دیگر مثالیں بھی ہیں۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی علامات میں یہ امور بھی ہیں مثلاً ان کا لوگوں کو دین کی دعوت، عبادت کی دعوت، صلوٰۃ کی دعوت، صدقہ کی دعوت، معافی اور درگزر کرنے کی دعوت دینا وغیرہ۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی صداقت پر اسی چیز سے تو استدلال کیا تھا۔ اور اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے بھی اسی سے استدلال کیا تھا اور ان دونوں نے آپ کے حال اور اخلاق وغیرہ کے علاوہ کسی اور امر خارجی سے دلیل پکڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔

بادشاہ ہرقل کا حضور ﷺ کے بارے میں سوالات کرنا اور جوابات سے حضور ﷺ کی نبوت کی صحت پر استدلال کرنا

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ ہرقل کے پاس جب حضور ﷺ کا خط پہنچا، جس میں آپ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی تو اس نے ان قریشیوں کو اپنے دربار میں طلب کیا جو اس کے شہر میں موجود تھے تاکہ ان سے حضور ﷺ کے حالات دریافت کرے۔ ان میں حضرت ابوسفیان ؓ بھی تھے (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) چنانچہ اس نے ان سے کچھ سوالات کئے جو درج ذیل ہیں :

ہرقل : وہ (مدعی نبوت محمد) آپ لوگوں کو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟

ابوسفیان : نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، صلہ رحمی کرنے، معافی اور درگزر کرنے اور عفاف کا آخر تک جو اس نے پوچھا، ابوسفیان نے اس کو بتادیا۔

اس کے بعد ہرقل نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ حق اور سچ ہے تو وہ نبی مرسل ہے اور وہ عنقریب مالک ہو جائے گا اور وہ حکومت کرے گا، یہاں تک جو کچھ میرے قدموں تلے ہے۔ اور عفاف سے مراد جس کی طرف ابوسفیان نے اشارہ کیا تھا وہ عصمت و پاکدامنی تھی۔

غور فرمایئے کہ ہرقل نے عصمت و پاکدامنی، دین کی طرف دعوت دینے اور عبادت کی دعوت سے حضور ﷺ کی نبوت کی صحت پر کیسے دلیل اخذ کی تھی اور کسی معجزے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ مذکورہ امور علامات نبوت میں سے ہیں۔

اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی علامات میں سے ہے کہ وہ اپنی قوم میں صاحبِ حسب و نسب ہوں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نہیں بھیجا اللہ نے کسی نبی کو مگر وہ اپنی قوم میں صاحبِ حیثیت تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنی قوم میں صاحبِ ثروت و مال تھا۔

حاکم نے بخاری و مسلم پر اس حدیث کا استدراک درج کیا ہے کہ ہرقل کے ابوسفیان سے سوالات میں ایسے ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ہرقل نے یوں پوچھا تھا کہ وہ تم لوگوں میں (محمد ﷺ) کیسا شخص ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا کہ وہ ہمارے اندر صاحبِ حسب و صاحبِ عزت ہے۔

ہرقل نے یہ جواب سُن کر تبصرہ کیا کہ رسول اپنی قوم کے صاحبِ احساب میں ہی مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے لئے قوت و شوکت ہو جو اس کو بوقت ضرورت کفار کی ایذا سے روکے، تا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچا دے اور اللہ کی مراد پوری ہو سکے۔ دین کو پورا کرنے اور ملت کی تکمیل کرنے کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے میں دلائل

مؤرخ ابن خلدون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارے میں بات بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے تو ورقہ بن نوفل کے اسلام اور دیگر کے اسلام کے بارے میں بھی تعرض کیا ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل پر ان کے یقین کرنے سے اس بات پر استدلال کیا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسے مسلمان ہوئی تھیں؟ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام لانے کی دعوت نہیں دی تھی بلکہ حضور ﷺ نے ان کے سامنے وحی کا سارا ماجرا سنایا تھا اور آپ سب داستان سُناتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ زملونی، زملونی مجھے چادر اُڑھاؤ، مجھے کپڑا اُڑھاؤ۔ انہوں نے آپ ﷺ کو چادر اُڑھائی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ سے خوف کی کیفیت ختم ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ پر یہ ایک ایسی صورت تھی جس کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے قبل مشاہدہ نہیں کیا ہوا تھا۔ وہ تو ان کو ایک محض نوجوان کی حیثیت سے پہچانتی تھیں جو ان کے مال میں تجارت کا عمل کرتے تھے۔ لہٰذا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اسی تعلق سے ان کے اندر سچائی، امانت داری، انسانیت کاملہ کی خصلتیں اور ان کی اعلیٰ ترین مثال ان میں پہچان چکی تھیں۔ اور البتہ وہ اپنے غلام میسرہ سے کچھ ایسی بات سُن چکی تھی جو حیرت و استعجاب و شجون نفس کو اُبھارتا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک تجربہ کار شریف اور عقل مند خاتون تھیں۔ صاحبِ شرف اور صاحبِ مال تھیں۔ اپنے مال سے مردوں کو اجرت پر کام کے لئے رکھتی تھیں اور ان کے لئے جو کچھ اجرت مقرر کرتی تھیں اس میں سے بھی ان کے ساتھ مضاربت کرتی تھیں۔ جب سیدہ کو حضور ﷺ کے بارے میں خبر پہنچی، جو بھی پہنچی آپ کی گفتار کی سچائی، عظیم امانت دار، کریمانہ اخلاق وغیرہ کے بارے میں تو انہوں نے حضور ﷺ کی طرف نمائندہ بھیج کر یہ پیش کش کی کہ آپ میرا مال لے کر شام کی طرف تجارت کے لئے سفر کریں اور وہ آپ کو اس سے بہتر معاوضہ دیں گی جو دوسروں کو دیتی ہیں اور اپنا غلام میسرہ بھی ان کے ساتھ بھیجیں گی۔

جب ان کے غلام میسرہ نے ان کے سامنے شام کے سفر سے واپسی پر راہب کے قول کے متعلق بتایا اور یہ کہ اس نے شدید گرمی میں دوپہر کے وقت دو فرشتوں کو ان پر سایہ کئے ہوئے دیکھا اور انہوں نے حضور کی بلند ترین صحبت، آپ کے حسن خلق اور سچ گوئی کی خبر دی تو سیدہ خدیجہ کے ذہن میں محمد ﷺ سے شادی کرنے کا خیال اُبھرا۔ لہٰذا وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو ان کے چچا کے بیٹے تھے۔ جا کر ان سے سارا ماجرا بیان کیا جو کچھ سُنا تھا اور وہ جو کچھ انہوں نے محمد ﷺ کی صفات اور آپ کے احوال ملاحظہ کئے تھے۔ اور ورقہ بن نوفل نے کہا :

''اے خدیجہ ! اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بے شک محمد ﷺ اس اُمت کے نبی ہیں اور میں پہچانتا ہوں وہ اس اُمت کا نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے۔ اور یہی اس کا زمانہ ہے''۔

سیدہ خدیجہ ورقہ بن نوفل کے ہاں سے واپس آ گئیں تو ان کے ذہن میں محمد ﷺ کے ساتھ شادی کا خیال رچ بس چکا تھا۔لہٰذا اس سوچنے نے حضور ﷺ کے ساتھ شادی کرنے کی کشش و جاذبیت میں اضافہ کر دیا۔سیدہ خدیجہ کا حضور ﷺ سے شادی کرنے کا ہدف جاذبیت و کشش نہ تھا اگر چہ محمد ﷺ اپنی تخلیق میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور نہ صاحب ثروت ہونا،اس لئے کہ محمد ﷺ مالدار نہیں تھے بلکہ صاحب صفات حمیدہ ہونا،اخلاق کریمانہ سے آراستہ ہونا اور،پاک صاف اور شفاف رُوحانیت کے مالک ہونا تھا۔

امام ابن حجر نے کتاب مکہ میں فاکہی سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ابو طالب کے پاس تھے۔انہوں نے خدیجہ کے پاس جانے کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت تو دے دی مگر ان کے پیچھے اپنی لونڈی نبعہ کو بھیج دیا کہ جا کر دیکھو کہ سیدہ خدیجہ اس سے کیا کہتی ہے۔

سیدہ خدیجہ کا حضور ﷺ سے قبل از نبوت دعا کی درخواست کرنا

نبعہ کہتی ہیں کہ میں نے عجیب بات سُنی ۔ میں نے جو کچھ خدیجہ سے سنا میں اس سے حیران ہوں ۔ وہ دروازے پر آئی اور انہوں نے یہ بات کہی : میں امید کرتی ہوں کہ آپ (مستقبل) میں نبی ہوں گے۔عنقریب آپ نبی بنا کر بھیج دیئے جائیں گے۔اگر آپ نبی ہو جائیں تو میرا حق اور میرا رتبہ پہچاننا۔اور اس الٰہ و معبود و مشکل کشا سے میرے لئے دعا کرنا جو آپ کو بھیجے گا۔حضور ﷺ نے خدیجہ سے کہا :

''اللہ کی قسم اگر میں وہی ہوا (یعنی نبی بن گیا) تو آپ میرے نزدیک عزت یافتہ ہوں گی جسے میں کبھی ناکام اور رسوا نہیں کروں گا۔اور اگر میرے سوا کوئی اور نبی ہوا تو سن لیجئے کہ بے شک وہ الٰہ اور معبود و مشکل کشا جس کے لئے آپ کچھ کوشش کر رہی ہیں وہ آپ کو کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا''۔

البتہ تحقیق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اور آپ کی سوچ میں اب تو یہ خیال اور راسخ ہو گیا کہ بس اب اس خیال کو عملی جامہ پہنانا ہے۔چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کی شام سے واپسی کے بعد نفیسہ بنت منبہ کو خاموشی کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ'' اے محمد (ﷺ) آپ کو شادی کرنے سے کونسی چیز مانع ہے''؟ حضور ﷺ نے فرمایا : ''میرے ہاتھ میں اس قدر مال نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ شادی کروں''۔خدیجہ نے کہا : ''اگر آپ کو یہ سب کچھ نہ کرنا پڑے یعنی آپ کی یہ ضرورت پوری ہو جائے اور آپ کو مال،جمال،شرافت اور کفالت کی طرف دعوت ملے تو کیا آپ قبول نہیں کریں گے؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ'' وہ کون خاتون ہے''؟ خدیجہ نے کہا کہ'' وہ میں ہی ہوں''۔حضور ﷺ نے فرمایا : '' یہ میرے لئے کیسے ہوگا''؟ خدیجہ نے کہا کہ'' سب کچھ میری ذمہ داری ہوگی''۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ'' پھر میں کرلوں گا''۔

عمار بن یاسر کہتے تھے کہ میں سب لوگوں کی نسبت خدیجہ کے حضور ﷺ کے ساتھ بیان کو زیادہ جانتا ہوں ۔ کیونکہ میں حضور ﷺ کا ہم عمر تھا اور ان کا دوست تھا اور محبوب دوست تھا۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ نکلا ۔ جب ہم مقام حزورہ بازار میں پہنچے ہمارا گزر سیدہ خدیجہ کی بہن کے پاس سے ہوا،وہ چمڑے کے بچھونے پر بیٹھی ہوئی تھی جس کو وہ فروخت کر رہی تھی ۔ اس نے مجھے آواز دی ۔ میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور جا کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔حضور ﷺ میرے لئے رُک گئے ۔اس خاتون نے پوچھا کیا تیرے اس دوست کو خدیجہ کے ساتھ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ عمار کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ بات بتائی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں میں اس بات کی حاجت رکھتا ہوں ۔ (میرے بقا کی قسم)

عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بات خدیجہ کی بہن کو بتا دی۔تو اس نے کہا کہ صبح سویرے آپ لوگ ہمارے پاس آ جائیں ۔ چنانچہ آل عبد المطلب آ گئی ،ان کے اُوپر حمزہ سردار بنے ہوئے تھے اور سب خدیجہ کے گھر پر آئے ۔ ان کے استقبال کے لئے خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد موجود تھے اور خدیجہ کے چچا زاد ورقہ بن نوفل بھی تھے۔لہٰذا ابو طالب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ بات کہی :

امابعد

''بے شک محمد ان لوگوں میں سے ہے کہ قریش کے جس نوجوان کے ساتھ ان کو تولا جائے یہ اس پر بھاری ہوں گے۔ شرافت کے اعتبار سے، ذہانت کے اعتبار سے، فضیلت وبزرگی کے اعتبار سے، عقل وفراست کے اعتبار سے۔ اگرچہ مالی اعتبار سے کمزور ہے تو کوئی بات نہیں مال تو ڈھلنے والا سایہ ہے، اس کو اُدھار لینے والا بھی اس کو واپس کر دیتا ہے۔ اس کو خدیجہ بنت خویلد میں دلچسپی بھی ہے اور اسی طرح خدیجہ کو بھی ہے''۔

لہٰذا خدیجہ کے چچا عمرو راضی ہو گئے اور کہنے لگے۔ ''وہ (محمد) ایسے نر ہیں جن کی ناک نہیں کاٹی جائے گی''۔ مراد یہ ہے کہ محمد ﷺ ایسے آدمی ہیں جن کو خالی واپس بھیج کر شرمندہ نہیں کیا جا سکتا۔

ادھر جب حضور ﷺ غارِ حرا سے خدیجہ کے پاس واپس آئے تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے چادر اُڑھاؤ۔ جب آپ کا ڈر ختم ہو گیا تو فرمانے لگے: اے خدیجہ مجھے کیا ہوا ہے اور خدیجہ کو پوری خبر بتا دی۔ تو یہ ایک نئی حالت تھی حضور پر اور ایک ایسی تبدیلی تھی جو محسوس ہو رہی تھی اور جب خدیجہ ان سے پوچھتی تھی تو فرماتے تھے ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے''۔ سیدہ خدیجہ نے حضور ﷺ سے کہا، ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کرتے ہیں، مجبوروں اور معذوروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں اور حق کے امور میں مدد کرتے ہیں۔

تحقیق سیدہ خدیجہ کو ایک نورانی قوت نے ڈھانپ رکھا تھا۔ جو عجیب تھی اور ایک واضح یقین نے جو ظاہر تھا حاصل ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر کی طرف پوری طرح متوجہ ہوئیں، پوری ذمہ داری کے ساتھ اور حضور کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں:

''آپ خوش ہو جایئے، اللہ کی قسم میں جانتی تھی کہ ہرگز اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے مگر بھلائی ہی کریں گے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ نبی ہیں''۔

میرے مخلص غلام نے مجھے خبر دی ہے۔ بحیرا راہب کے بارے میں۔ ہمیشہ وہ رسول اللہ کے ساتھ رہیں۔ آپ کھاتے، پیتے، ہنستے۔ جب رسول اللہ ہنستے تو کھڑی ہو جاتیں، آپ اپنے کپڑے سنبھالتی اور اپنی جگہ سے چلی جاتیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نصرانی عالم عداس سے ملنا .... چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس غلام کے پاس گئیں جو ربیعہ بن عبد شمس نصرانی کو مل چکا تھا۔ یہ نصرانی اہل نینوی کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام ''عُداس'' تھا۔ خدیجہ نے اسے جا کر کہا: اے عداس! میں اللہ کو یاد دلا کر کہتی ہوں کہ آپ مجھے یہ خبر دیں کہ تیرے پاس جبرائیل کے بارے کوئی خبر ہے، کوئی علم ہے؟ اس نے کہا: قدوس، قدوس کتنی بڑی شان ہے جبرائیل کی۔ اس زمین پر اس کا تذکرہ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ زمین تو بُت پرستوں کی زمین ہے۔ یعنی یہاں تو بُت پرستی ہوتی ہے۔ اس پاک ہستی کا کیوں پوچھا جا رہا ہے یا وہ یہاں کیسے آ سکتے ہیں؟

خدیجہ نے کہا مجھے اس کے بارے اپنے علم سے بتایئے؟ عداس نے بتایا کہ ''جبرائیل اللہ اور اس کے نبیوں کے درمیان امین ہے وہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہے''۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور راہب کے پاس جانا .... اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک اور راہب کے پاس گئیں۔ جب قریب گئیں تو اس راہب نے پہچان لیا اور کہنے لگا کیسے آئی ہو اے قریش کی عورتوں کی سردار؟ خدیجہ نے کہا میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھے جبرائیل کے بارے میں کچھ بتائیں۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! ہمارا رب پاک ہے۔ کیا بات ہے۔ ان شہروں میں جبرائیل کا ذکر کیوں کر ہو رہا ہے جہاں کے رہنے والے بُتوں کے پجاری ہیں؟ جبرائیل تو اللہ کا امین ہے اور اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی طرف اللہ کا قاصد ہے۔ صاحب موسیٰ اور صاحب عیسیٰ ہے۔ چنانچہ خدیجہ اس کے ہاں سے بھی واپس آ گئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا .... پھر خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور وہ بتوں کی عبادت کرنے کو ناپسند کرتا تھا۔ خدیجہ نے اس سے بھی جبرائیل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بھی مذکورہ جواب کی مثل جواب دیا۔ پھر ورقہ نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ خدیجہ نے اس کو قسم دیکر کہا کہ اس بات کو ظاہر نہیں کرے گا۔ اس نے بھی خدیجہ کے لئے قسم کھالی۔ پھر اس نے بتایا، بے شک محمد ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ سچے ہیں، میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ نہ اُس نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی اس کو جھوٹ کی تہمت لگ سکتی ہے۔ اس نے خبر دی ہے کہ غارِ حرا میں اس پر جبرائیل اُترے ہیں اور انہوں نے ان کو خبروں دی ہے کہ وہ اس اُمت کے نبی ہیں اور جبرائیل نے انہیں وہ آیات بھی پڑھائی ہیں جن آیات کے ساتھ اسے بھیجا گیا تھا۔

کہتے ہیں یہ سُن کر ورقہ ڈر گیا اور حیران و پریشان ہوگیا۔ اور کہنے لگا: "قُدُّوس" ہے، "قُدُّوس" ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ورقہ کی جان ہے اگر تم سچ کہہ رہی ہو اے خدیجہ تو واقعی وہ اس اُمت کے نبی ہیں۔ بے شک ان کے پاس وہ ناموس اکبر آ گیا ہے جو ناموس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ آپ انہیں جا کر کہئے کہ وہ پکے رہیں، مگر اے خدیجہ اب عبداللہ کے بیٹے کو میرے پاس بھیجئے گا۔ میں بھی اس سے پوچھوں اور اس کی بات میں بھی سُنوں۔ مجھے ڈر ہے کہ (آنے والا) جبرائیل کے علاوہ کوئی اور ہو۔ کیونکہ بعض جن شیاطین بھی اس کی شبیہ بنا لیتے ہیں تا کہ بعض بنی آدم کو خراب کر سکیں۔ یہاں تک کہ آدمی عقل رکھنے کے باوجود پاگل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدیجہ اس کے ہاں بھی اُٹھ گئیں مگر اس یقین کے ساتھ کہ اس کا صاحب اس کے ساتھ بھلائی ہی کرے گا۔

اس کے بعد خدیجہ محمد ﷺ کو خود ورقہ کی طرف لے گئیں۔ اس نے ورقہ سے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ اپنے بھتیجے سے خود پوچھئے اور سُنئے۔ ورقہ نے حضور سے پوچھا، اے بھتیجے آپ نے کیا دیکھا تھا؟ حضور نے اپنی پوری بات ان کو بتادی۔ لہٰذا ورقہ نے حضور سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آ گیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور بے شک آپ اس اُمت کے نبی ہیں۔ آپ کو ضرور تکلیف پہنچائی جائے گی اور تمہارے ساتھ جنگ اور قتال ہوگا اور ضرور آپ کی نصرت کی جائے گی۔ اور البتہ اگر میں نے اس وقت کو پالیا تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا جس نصرت کو اللہ جانتا ہے۔

اس کے بعد اس نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو اپنی طرف جھکایا اور آپ کی پیشانی پر اس نے بوسہ لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ورقہ کے قول سے یقین اور اثبات میں اور پکا کر دیا۔ اور فکر و پریشانی جس میں آپ واقع تھے اس کو بھی ہلکا کر دیا۔

ورقہ بن نوفل نے شعر کہا:

وَجِبْـرَائِيْـلُ يَـاتِيْـهِ وَمِيْكَالُ مَعَهُمَا مِنَ اللّٰهِ وَحْيٌ يَّشْرَحُ الصَّدْرَ مُنْزَلُ

ان کے پاس جبرائیل آئے ہیں اور میکائیل بھی دونوں مل کر، اللہ کی طرف سے ایسی وحی لے کر آئے ہیں جو نازل ہوئی ہے جو شرح صدر عطا کرتی ہے۔

سیدہ خدیجہ کا جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں خود اطمینان کرنا .... سیدہ خدیجہ نے یہ پسند کیا کہ جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں خود آزمائش کریں تا کہ اس کا معاملہ انتہائی واضح ہو جائے۔ (شک نہ رہے کہ آنے والا شاید کوئی جن یا شیطان نہ ہو)

چنانچہ خدیجہ نے رسول اللہ سے کہا، جس چیز کے بارے میں ان کو پکا کر رہی تھیں جس میں اللہ نے محمد ﷺ کا اپنی نبوت کے ساتھ اکرام کیا تھا۔ اے میرے چچازاد کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جب آپ کا صاحب (جبرائیل) آپ کے پاس آئے تو آپ مجھے بتلا دیں؟ حضور نے فرمایا بالکل بتادوں گا۔ خدیجہ نے کہا کہ جیسے وہ آئے تو مجھے بتانا۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے اچانک جبرائیل علیہ السلام آگئے۔ آپ نے ان کو دیکھا اور کہا: اے خدیجہ یہ جبرائیل ہیں۔ خدیجہ نے پوچھا کہ کیا آپ اس وقت ان کو دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں بالکل دیکھ رہا ہوں۔ خدیجہ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ

میرے دائیں پہلو کے ساتھ بیٹھ جائیے۔حضور اپنی جگہ سے ہٹ کر وہاں بیٹھ گئے۔خدیجہ نے پوچھا کیا آپ اب بھی ان کو دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ ہاں۔خدیجہ نے کہا کہ اچھا آپ اب میری گود میں بیٹھ جائیے۔حضور پلٹ کر گود میں بیٹھ گئے۔خدیجہ نے پوچھا کہ اب وہ آپ کو نظر آ رہے ہیں۔حضور ﷺ نے بتایا کہ ہاں نظر آ رہے ہیں۔خدیجہ نے اپنا سر ننگا کر لیا اور اپنا دوپٹہ اُتار کر پھینک دیا جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب آپ ان کو دیکھ رہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اب وہ نظر نہیں آ رہے (گو اس عمل کے بعد وہ چلے گئے)۔

خدیجہ کو یقین آ گیا۔کہنے لگیں کہ یہ شیطان نہیں ہے، یہ فرشتہ ہے۔اے میرے چچازاد آپ پکے رہیے، ثابت قدم رہیے اور خوش ہو جائیے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں اور انہوں نے گواہی دے دی کہ جس بات کو وہ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

بیہقیؒ (جلد۲ص۱۵۲) نے خبر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایسی چیز تھی جو خدیجہ کر رہی تھیں وہ اس کے ذریعہ احتیاطاً معاملے کو پکا کرنا چاہ رہی تھیں اپنے دین اور اس کی تصدیق کرنے میں احتیاط کے لئے۔رہے نبی کریم ﷺ وہ یقین کر چکے تھے اس بات پر جو جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کی تھی اور انہوں نے جو آپ کو نشانیاں دکھائی تھیں۔ الخ

اس طرح سیدہ خدیجہؓ اسلام لے آئیں۔یہ پہلی شخصیت تھیں رسول اللہ ﷺ کے بعد جس نے اسلام کو گلے لگایا تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی ابھی دعوت بھی نہیں دی تھی اور خدیجہ ایسی تھیں کہ ان کو کسی خارجی دلیل کی ضرورت بھی نہیں پیش آئی تھی۔ایسی دلیل جو رسول اللہ ﷺ کے حالات وعادات سے خارج ہو۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

مؤرخ ابن خلدون مقدمہ میں کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا حال بیان کرتے ہوئے کہ ابوبکر صدیقؓ بھی حضور ﷺ کے معاملے میں کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی جو آپ کے حالات واخلاق سے خارج ہو۔ الخ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے مسلمان ہوئے؟............ امام بیہقی (جلد۲-ص۱۶۳-۱۶۴) فرماتے ہیں۔پھر ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور کہنے لگے کیا وہ بات سچ ہے جو قریش کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہم لوگوں کے معبودوں کو چھوڑ دیا ہے اور آپ نے ہماری عقلوں کو سفیہ اور بے وقوف کہہ دیا ہے اور آپ نے ہمارے باپ دادوں کو کافر قرار دے دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں یہ سچ ہے۔میں بے شک اللہ کا نبی ہوں اور اس کا رسول ہوں۔اُس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ اس کا پیغام پہنچاؤں اور میں آپ کو اللہ کی طرف بلاؤں۔حق وسچ کے ساتھ، اللہ کی قسم وہ حق ہے۔اے ابوبکر میں آپ کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں کہ آپ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔دوستی اور موالات اللہ کی اطاعت پر مشروط ہے۔پھر حضور ﷺ نے ابوبکر کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔لہٰذا ابوبکر صدیق مسلمان ہو گئے۔اور بتوں کے ساتھ انہوں نے کفر کر لیا (یعنی بتوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کا انکار کر دیا)۔اور شریک ٹھہرانے کو ترک کر دیا اور اسلام کی حقانیت پر ایمان لے آئے۔

چنانچہ ابوبکر صدیقؓ واپس ہوئے تو وہ مؤمن اور نبی کی تصدیق کرنے والے بن چکے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جس شخص کو بھی اسلام دعوت دی اس کے اندر اسلام کے بارے میں شک اور کبیدگی تاخیر پائی گئی ماسوا ابوبکر کے۔اس نے اسلام میں شک نہیں کیا تھا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ایسا اس لئے تھا کہ ابوبکر صدیقؓ نبوت کے دلائل دیکھتے تھے اور اس کے آثار سنتے تھے حضور ﷺ کی دعوت سے قبل۔ لہٰذا جب ان کو دعوت ملی تو انہوں نے سب سے پہل کر لی۔انہوں نے اس کو غور وفکر کیا تھا اور نظر کی تھی مگر اس پر شک اور تردد نہیں کیا تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث درج کی ہے۔ ابوذر غفاری کے اسلام کے بارے میں جس کو بیہقی نے نقل کیا ہے (جلد۲ص ۲۰۸) کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ میں اسلام لانے میں چوتھا تھا۔ تین افراد مجھ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا :

السلام علیك یا رسول اللّٰہ ، أشھد أن لا الہ الا اللّٰہ ، و أن محمدًا رسول اللّٰہ

لہٰذا میں نے حضور ﷺ کے چہرے پر خوشی دیکھی۔ ابوذر کے اسلام والی حدیث، حدیث مشہور ہے، جلیل ہے، تمام کتب سنت نے اس کو نقل کیا ہے جن پر یقین اور اعتقاد ہے، مثلاً بخاری، مسلم وغیرہ۔

ان کتب نے اس واقعے کو مختلف زاویوں سے عبرت ونصیحت کے مؤثر انداز میں نقل کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ جب ابوذر کو حضور ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا، آپ سواری پر بیٹھیں اور مکہ کی وادی میں جائیں اور مجھے اس آدمی کے بارے میں پوری رپورٹ دیں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں۔ خود جا کر اس کی بات سنو، اس کی میرے پاس خبر لے آؤ۔

چنانچہ انیس مکہ روانہ ہو گیا۔ اس نے وہاں جا کر کلام رسول سُنا پھر ابوذر کے پاس واپس لوٹ آیا اور ان کو بتایا کہ میں نے اس شخص (محمد ﷺ) کو دیکھا ہے، وہ تو مکارم اخلاق کی تلقین کرتا ہے۔ ابوذر نے پوچھا کہ لوگ اس سے کیا کہتے ہیں؟ انیس نے کہا، لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے اور ساحر ہے۔ جبکہ انیس خود شاعر تھا۔ اس نے حضور ﷺ کی بات پر تبصرہ کیا اور کہنے لگا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں سُنی ہیں۔ محمد (ﷺ) کاہنوں جیسا قول بھی نہیں کرتے۔ اور میں نے محمد (ﷺ) کے قول کو شعر کے انواع پر پرکھا ہے۔ اللہ کی قسم کسی کی زبان یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ شعر ہیں۔ اور اللہ کی قسم وہ کلام ہے بھی سچا، محمد (ﷺ) بھی سچا ہے، بے شک وہ مکہ والے جھوٹے ہیں۔ لہٰذا ابوذر نے اپنے بھائی سے کہا کہ آپ کی بات میرے لئے کافی نہیں ہے بلکہ میں خود جاؤں گا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، مگر اہل مکہ سے آپ بچ کر رہنا وہ اس سے بغض رکھتے ہیں اور اس کے خلاف جمع اور متفق ہو گئے ہیں۔

چنانچہ ابوذر نے سفر کا سامان تیار کیا اور پانی کی مشک اُٹھائی اور مکہ پہنچ گئے آتے ہی مسجد میں پہنچے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کیا کیونکہ وہ حضور کو پہچانتے نہیں تھے اور بھائی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے کسی سے نہیں پوچھا۔ کیونکہ اس سے کہا تھا کہ ان کے بارے میں اہل مکہ میں سے کسی سے دریافت نہ کرنا بلکہ ان سے بچنا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔ چنانچہ ابوذر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو سمجھ گئے کہ مسافر ہے۔ لہٰذا انہوں نے ابوذر کو اپنے پاس سونے کے لئے بلا لیا، وہ چلے گئے اور جا کر سو گئے۔ دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

اس کے بعد پھر اس نے اپنی پانی کی مشک اور سامان مسجد میں رکھ لیا اور دن بھی گزر گیا مگر اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا، یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ لہٰذا پھر وہ اپنی لیٹنے کی جگہ پر آ گئے۔ آج پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور انہوں نے کہا، کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہ آدمی اپنی منزل کو پہچان لے؟ اور ان کو ٹھکانے پر لے گئے مگر آج بھی دونوں میں سے کسی ایک نے ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھا۔ آج تیسرا دن بھی اسی کیفیت پر گزر گیا۔ جب گھر پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟

ابوذر غفاری نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ پکا عہد کریں اور پکا وعدہ دیں کہ آپ میری ضرور رہنمائی کریں گے تو میں بتاتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بات مان لی اور ابوذر نے بھی اپنی غرض بتا دی۔ صبح ہوئی تو دونوں ڈرتے بچتے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ پھر ابوذر توجہ سے قرآن مجید سُننے لگے اور اسی نشست میں مسلمان بھی ہو گئے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا، آپ واپس اپنی قوم میں جائیے اور ان کو جا کر بتائیے، جب تک کہ تیرے پاس میرا کوئی حکم آ جائے۔ ابوذر نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں تو چیخ چیخ کر ان کے سامنے بیان کروں گا۔

ابوذر حضور ﷺ کے پاس سے اُٹھا تو سیدھا مسجد الحرام میں آیا اور آکر خوب بلند آواز کے ساتھ پکارا:

أشهد أن لا اله الا الله ، وأن محمدًا رسول الله

لہٰذا حاضرین اُٹھے اور ان پر ٹوٹ پڑے، گتھم گتھا ہوگئے۔ لہٰذا مار کٹائی ہوئی اور ٹھیک ٹھاک معرکہ گرم ہوگیا۔ مشرکین نے اس کو نہیں چھوڑا، اس کو باہر لے جاکر زمین پر پٹخ دیا۔ اور مارنے لگے۔ چنانچہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آکر ان کو ان سے چھڑایا ان سے۔ مگر ابوذر نے اگلی صبح پھر وہی کام کیا، اور مشرکین نے بھی پھر وہی پہلے والا سلوک کیا۔ پھر آج بھی عباس نے ان کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد ابوذر اپنے گھر اپنے بھائی کے پاس چلے گئے اور جاکر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کردیا۔ لہٰذا ان کا بھائی بھی مسلمان ہوگیا۔ پھر دونوں بھائیوں نے جاکر اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت اور اسلام کے بارے میں سمجھانے لگے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اسلام کا اعلان کردیا۔ اس کے بعد ابوذر غفاری اپنی پوری قوم کے اندر اسلام کو پھیلانے لگے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں بازار بصریٰ میں گیا تو کیا دیکھا کہ ایک راہب اپنے عبادت خانے میں اعلان کررہا ہے، اے اہل موسم والے لوگو مسلمان ہوجاؤ۔ کیا اس بھرے بازار میں اہل حرم میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں ہوں۔ راہب نے پوچھا، کیا احمد ظاہر ہوگیا؟ میں نے پوچھا کہ کون احمد؟ اس نے کہا، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ یہ مہینہ اسی کا ہے، اسی مہینہ میں وہ نکلے گا، وہ نبیوں میں سے آخر نبی ہے۔ اس کے نکلنے کی جگہ حرم ہے اور اس کی ہجرت کرنے کی جگہ کھجوروں کا مقام پتھریلی زمین دور دراز کی زمین ہے (یعنی گندھک والی زمین)۔ تم وہاں پہلے سے پہنچ جانا۔

طلحہ کہتے ہیں کہ اس نے جو بات کہی تھی وہ میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور سیدھا مکہ آیا۔ میں نے جاکر پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا، جی ہاں محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کردیا ہے اور ابن ابوقحافہ نے اس کی اتباع کرلی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا اور سیدھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جاکر ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے محمد ﷺ کی اتباع کرلی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں، میں نے کرلی ہے۔ چلو تم بھی ان کے پاس چلو اور چل کر ان کی بات مان لو، بے شک وہ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت طلحہ نے ابوبکر کو وہ بات بتادی جو راہب نے ان سے کہی تھی۔ چنانچہ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ کو ساتھ لے کر چلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ طلحہ وہاں جاکر مسلمان ہوگئے۔ طلحہ نے راہب والی بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتادی۔ حضور ﷺ اس بات کو سن کر خوش ہوئے۔ جب ابوبکر اور طلحہ مسلمان ہوگئے تو نوفل بن خویلد عدویہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور دونوں کو پکڑ کر ایک ہی رسی کے ساتھ باندھ دیا اور بنو تمیم نے بھی دونوں کو نہیں چھڑایا اور نوفل بن خویلد قریش کا شیر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے دونوں کو ساتھ باندھ دیا تھا اس لئے ابوبکر اور طلحہ قَرِینَیْنِ نام رکھے گئے تھے۔

نجاشی اصحم کے اسلام میں دلائل نبوت

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے حدیث بیان کی ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی سے اس نے اُم سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ زوجہ رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ جب حبشہ کی سرزمین پر اُترے، ہم لوگ ایک اچھے پڑوس کے پڑوس میں پہنچ گئے تھے (یا اچھے پناہ دینے والے کی پناہ میں تھے)۔ یعنی شاہ حبشہ نجاشی کے پاس۔ اس نے ہمارے دین پر رکھتے ہوئے امان دی اور ہمارے اُوپر احسان کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، نہ ہمیں کوئی ایذا پہنچاتا تھا اور نہ ہی ہم لوگ کوئی ایسی بات سنتے تھے جس کو ہم ناگوار سمجھتے۔ قریش کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ ہم تو سرزمین عرب چھوڑ کر حبشہ میں سکون سے رہ رہے ہیں۔

انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس قاصد بھیجیں، ہمارے اندر دو عقل مند آدمی ہیں (جو اس کام کو کرسکتے ہیں)۔ اور مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس مکے کا قیمتی سامان بطور ہدیہ بھیجیں۔ اس وقت اچھی چیز وہاں کا چمڑا ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے لئے بہت سارا چمڑا جمع کیا

چنانچہ انہوں نے کسی سردار کو نہیں چھوڑا، سب کو ہدیے دیئے۔ ہدیہ دے کر عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو روانہ کیا اور ان کو اپنا معاملہ سمجھا دیا اور ان کو قریش نے یہ ہدایت کردی کہ ہر سردار کو پہلے اس کا ہدیہ پہنچا دیں پھر ان سے نجاشی کے بارے میں بات کریں۔ اس کے بعد نجاشی کو ہدیہ پہنچائیں۔ اس کے بعد نجاشی سے مطالبہ کریں کہ وہ ہم لوگوں کو ان کے حوالے کردے اور وہ ہم سے اس سلسلے کی کوئی بات نہ پوچھے، بلکہ ہم سے کلام کرنے سے پہلے ہی وہ واپس بھیج دے۔

چنانچہ وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ جبکہ لوگ اس کے پاس خیر کے ساتھ ایک اچھے پڑوسی کے پاس رہ رہے تھے۔ نجاشی کا کوئی وزیر، مشیر باقی نہ رہا سب کو انہوں نے ہدایا پہنچا دیئے تھے نجاشی سے ملاقات سے پہلے پہلے۔ اور ان میں ہر ایک سے یہ بات کہہ دی تھی کہ شاہ نجاشی کے شہر میں ہماری طرف سے کچھ ناعاقبت اندیش کم عقل گھس آئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں۔ آپ لوگوں کے دین میں داخل نہیں ہوئے بلکہ وہ ایک نیا دین قبول کر کے آئے ہیں، جس کو نہ تو ہم جانتے ہیں نہ ہی آپ لوگ جانتے ہو اور ہم لوگوں نے بادشاہ کی طرف اپنی قوم کے اشراف کو روانہ کیا ہے تاکہ شاہ نجاشی ہمارے ان (بھاگ کر آنے والے افراد کو) ان کے ساتھ واپس بھیج دے۔ اور ہم لوگ جب بادشاہ سے ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ (سردار) بھی ان سے سفارش کردیں کہ وہ ان کو ہمارے حوالے کردیں اور ان لوگوں سے کوئی بات نہ کرے۔ بے شک ان کی قوم ان کی اعلیٰ اور بہتر دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ اور جو ان پر عیب اور الزام ہے اس کو بھی خوب جانتی ہے۔

ان سرداروں نے ان دونوں نمائندوں سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ اس کے بعد ان نمائندوں نے نجاشی کے دربار میں اپنے اپنے ہدایا پیش کردیئے۔ اس نے ان دونوں کے ہدایا قبول کرلئے۔ اس کے بعد نمائندوں نے نجاشی سے اپنے مطلب کی بات کہی، کہ اے بادشاہ سلامت آپ کے شہر میں کچھ ہمارے نوعمر لڑکے چھپ کر آگئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور وہ ایسا دین لے آئے ہیں جس کو انہوں نے خود گھڑ لیا ہے اور خود ایجاد کرلیا ہے جس کو نہ ہم پہچانتے ہیں نہ آپ پہچانتے ہیں۔ اور ہم اپنی قوم کے اشراف لوگ ددھیال کی طرف سے اور ننھیال کی طرف ان کے کنبے قبیلے کی طرف سے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجے گئے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردیں۔ وہ ان کی بہتر نگرانی اور دیکھ بھال بھی کریں گے اور ان پر جو الزام ہے اس کو بھی خوب سمجھتے ہیں اور وہ ان کو اس کا انتباہ بھی کریں گے۔

سیدہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو یہ بات سب سے زیادہ بُری لگتی تھی کہ نجاشی، ہم لوگوں میں سے کسی کی بات سُنے۔ چنانچہ شاہ کے ارد گرد جو سردار اور وزیر و مشیر بیٹھے تھے انہوں نے تصدیق و سفارش کرتے ہوئے کہا کہ ہاں صحیح ہے، اے بادشاہ سلامت۔ ان لوگوں کی قوم ان کے منتظر ہے اور ان کی کمزوری سے بھی خوب واقف ہے جو ان پر الزام ہے۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کو ان کے حوالے کردیجئے تاکہ یہ لوگ ان کو اپنے اپنے شہروں میں واپس لے جائیں اور اپنی قوم میں لے جائیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر نجاشی ناراض ہوگئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم اس صورت میں میں ان لوگوں کو ان دونوں کے حوالے نہیں کروں گا، یہ ممکن نہیں کہ کچھ لوگ میری جوار یا پناہ میں آئیں اور میرے شہروں میں اُتریں اور سب کو چھوڑ کر مجھے سب پر ترجیح دیں اور میں ان کو ان کے حوالے کردوں؟ میں اُن (پناہ گزینوں) سے بھی پوچھوں گا۔ اس بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کے بارے میں اگر بات ویسی ہے جیسے یہ لوگ بتا رہے ہیں تو میں یہ لوگ ان کے حوالے کردوں گا اور ان کو ان کی قوم کے پاس واپس بھیج دوں گا اور معاملہ اس کے برعکس ہوا تو میں ان کو روک لوں گا اور جب تک وہ میرے پاس رہیں گے میں ان کو اچھے طریقے سے رکھوں گا۔

نجاشی کے دربار میں صحابۂ کرام کی طلبی اور حق گوئی کے لئے قسم کھانا .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس گفت وشنید کے بعد نجاشی نے اصحاب رسول کے پاس نمائندہ بھیج کر ان کو بُلایا۔ ان کے پاس جب نجاشی کا قاصد پہنچ تو سب (ہجرت کر کے حبشہ جانے والے) جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہا کہ جب نجاشی کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ سب نے متفقہ طور پر یہ ہی رائے دی کہ اللہ کی قسم ہم جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم وہی بات کریں گے (نتائج کی پرواہ نہیں کریں گے)۔ جو ہونا ہوگا

سو جائے گا۔ جب یہ مسافر دربار نجاشی میں پہنچے تو دیکھا کہ نجاشی نے اپنے مذہب کے عالموں اور پیشواؤں کو بلالیا ہے وہ اپنے اپنے مصاحف (بائبلیں) کھول کر نجاشی کے اردگرد بیٹھ گئے۔

مسلمانو! غور کا مقام ہے .... اس واقعہ کے ہر ہر زاوئے میں بے شمار عبرتیں اور نصائح موجود ہیں (مترجم)۔ کہ محمد عربی کے چند مخلص موحدین جن کو اپنی قوم نے مکہ چھوڑنے پر اور اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا ہے، عیسائی حکومت میں پناہ لی ہے۔ مگر دشمن وہاں بھی ان کو چین نہیں لینے دیتا۔ ان غریب الدیار مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ مدعی ہیں۔ مسلمان غریب الدیار ہیں اور عدالت عیسائی ہے، شاہی دربار ہے۔ رشوت کے طور پر ہدایا پہنچا دیئے گئے ہیں، علماء عیسائیت صحیفے کھول کر بیٹھے ہیں۔ نجاشی مسلمانوں سے ان کے دین و مذہب کے بارے میں پوچھتا ہے۔ محمد عربی کی سچائیوں پر قربان، رب ذوالجلال کی قسم حضرت جعفر طیار عیسائیت کدے میں کھڑے ہوکر جو تقریر کرتا ہے جو بیان دیتا ہے وہ اسلام کا اور مسلمانوں کا سر بلند کردیتا ہے۔ رہتی دنیا تک وہ اسلام اور جاہلیت کا امتیازی نشان رہے گا۔

نجاشی کا سوال .... مسلمانوں غریب الوطنو! بتاؤ یہ کونسا دین ہے جس کے اندر آکر تم لوگوں نے اپنی قوم کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس نے جواب دیتے ہوئے متکلم اور مجیب کی حیثیت سے بات کی تھی وہ جعفر بن ابوطالب تھے۔ انہوں نے کہا:

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن ابوطالب کا بیان (جاہلیت کا نقشہ)

أيها الملك، كنا قوما جاهلية، نعبد الاصنام، نأكل الميتة، ونأتي الفواحش، ونقطع الأرحام، ونسيء الجوار، ويأكل القوى منا الضعيف

اے بادشاہ سلامت! ہم لوگ اہل جاہلیت تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، تمام بے حیائی کے کام کرتے تھے، رشتے ناتے کاٹتے تھے۔ پڑوس میں برائی کرتے تھے، ہمارے اندر طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم، اسلام کا نقشہ، محمد عربی کی تعلیماتِ مقدسہ

فكنا على ذلك، حتى بعث الله الينا رسولاً منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه، فدعانا الى الله، لنوحده ونعبده، ونخلع ما كنا نعبد نحن وآباؤنا من دونه، من الحجارة والأوثان

اسی حالت زار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیج دیا ہے۔ ہم اس کا نسب جانتے ہیں اس کی سچائی، اس کی امانت داری اور اس کی پاکدامنی جانتے ہیں۔ اس شخص نے ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اللہ کو ایک مانیں۔ عبادت صرف اسی کی کریں اور ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت کررہے ہیں یا ہمارے باپ دادا کررہے۔ اللہ وحدہ کے سوا پتھروں اور بتوں کی۔

وأمرنا بصدق الحديث، وأداء الأمانة، وصلة الرحم، وحسن الجوار، والكف عن المحارم والدماء، ونهانا عن الفواحش، وقول الزور، وأكل مال اليتيم، وقذف المحصنات

اس نبی نے ہمیں سچی بات کرنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوس کے ساتھ نیک سلوک کرنے، محارم سے رک جانے، خون بہانے سے رک جانے کا حکم دیا ہے اور بے حیائی کے کاموں سے۔ جھوٹ بات کرنے، یتیموں کا مال کھانے، پاکدامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانے جیسے قبیح امور سے روک دیا ہے۔

وامرنا ان نعبد الله وحده لا شريك به شيئًا، وأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام

اور اس نبی نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگ اللہ وحدہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور دوسرے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزے رکھنے کی حکم دیا ہے۔

سیدہ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ جعفر ﷺ نے اسی طرح تمام اسلام کے امور ایک ایک کر کے گنوائے۔ پھر کہا ہم نے اس نبی کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اس کی اتباع کر لی ہے، اس بناپر جو وہ اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے۔

فصدقناه وامنا به ، واتبعناه على ما جاء به من الله ، فعبدنا الله وحده ، فلم نشرك به شيئاً ، وحرمنا ما حرم علينا ، واحللنا ما احل لنا ، فعدا علينا قومنا ، فعذبونا وفتنونا عن ديننا ، ليردونا الى عبادة الأوثان عن عبادة الله تعالىٰ ، وان نستحل ما كنا عليه من الخبائث ، فلما قهرونا وظلمونا وضيقوا علينا ، وحالوا بيننا وبين ديننا ، خرجنا الى بلادك واخترناك على من سواك ، ورغبنا في جوارك ، ورجونا ان لا نظلم عندك أيها الملك ـ

ہم نے اس کی تصدیق کر لی ہے۔ اس پر ایمان لے آئے وہ اللہ کی طرف سے جو کچھ لے کر آیا ہے ہم نے اس کی اتباع کر لی۔ ہم اس کے ساتھ کسی شیء کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم نے ہر اس چیز کو حرام ٹھہرالیا ہے جس کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے اور ہم نے ہر اس چیز کو حلال کر لیا ہے جس کو اس نے حلال کہا ہے۔ اس کے بعد ہماری قوم نے ہمارے اُوپر زیادتی کی۔ انہوں نے ہمیں سزائیں دی ہیں اور انہوں نے ہمیں ہمارے دین سے روکا ہے۔ تاکہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت کرنے سے دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف پھیر لیں اور اس لئے تاکہ ہم جن جن خبائث پر تھے ہم ان کو دوبارہ حلال سمجھ لیں۔ انہوں نے جب ہمارے اُوپر زبردستی کی ہے اور ہمارے اُوپر ظلم کیا ہے اور ہمارے اُوپر زمین تنگ کر دی ہے اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم لوگ آپ کے شہر کی طرف نکل آئے ہیں اور ہم نے آپ کے سواسب پر آپ کو ترجیح دی ہے اور ہم نے آپ کے پڑوس میں رہنے کو ترجیح دی ہے۔ اور ہم نے یہ توقع کی ہے کہ ہمارے اُوپر آپ کے پاس رہ کر ظلم نہیں ہوگا، اے بادشاہ سلامت۔

حضرت جعفر کی یہ تقریر ختم ہوئی تو نجاشی نے سوال کیا۔ کیا تیرے پاس اس وحی میں سے کوئی چیز ہے جو وہ نبی اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے؟ حضرت جعفر نے اثبات میں جواب دیا تو نجاشی نے کہا کہ آپ میرے سامنے اس کو پڑھئے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورہ مریم کا پہلا حصہ پڑھا تو اللہ کی قسم نجاشی رو پڑا حتیٰ کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی اور اس کے مذہبی پیشوا اور عالم بھی رو پڑے حتیٰ کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ جب انہوں نے اسے سُنا جو کچھ وہ ان کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد نجاشی نے کہا :

نجاشی کے دربار سے مسلمانوں کے حق میں کامیاب فیصلہ .... ان هذا والذى جاء به عيسىٰ ، ليخرج من مشكاة واحدة ، انطلقا ، فلا والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون ـ

یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے اس روشنی کا منبع ومصدر ایک ہی ہے۔ (مدعیان نے کہا) تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے نمائندے جب دونوں نجاشی کے دربار سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا، اللہ کی قسم میں کل اس کے پاس جاؤں گا اور آکر میں ان کی ہریالی کا استیصال کر دوں گا، جڑ سے کاٹ دوں گا۔ فرماتی ہیں کہ مگر اس کو عبداللہ بن ربیعہ نے کہا کیونکہ وہ دونوں میں سے زیادہ متقی اور شریف ہے ہم لوگوں میں کہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ بے شک ان لوگوں کی ہم سے رشتہ داریاں ہیں، کیا ہوا اگر وہ ہمارے مخالف ہو گئے تو۔

کفر کے نمائندوں کی دوسری چال جو ناکام ہوئی .... اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عمرو بن العاص نے قسم کھا کر کہا کہ میں نجاشی کو خبر دوں گا کہ یہ لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو اس نے اپنی قسم کے مطابق اس سے جا کر شکایت کی کہ اے بادشاہ سلامت وہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بہت بُری بات کہتے ہیں، آپ ان کو نمائندہ بھیج کر بلا لیجئے اور ان سے پوچھئے کہ وہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

• فرماتی ہیں کہ چنانچہ نجاشی نے ان سے پوچھنے کے لئے پھر نمائندہ بھیجا مگر ہمارے لئے اس کی مثل کوئی پریشانی نازل نہیں ہوئی تھی۔ پھر مسلمان جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو، جب نجاشی پوچھے گا تو کیا جواب ہوگا؟ سب نے اتفاق سے کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں، اس کے علاوہ ہم منع کر دیئے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائے گا۔ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے پوچھا، تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں؟

فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا، ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔ کہ وہ اللہ کا بندہ ہے، اللہ کا رسول ہے، وہ رُوح اللہ ہے، وہ کلمۃ اللہ ہے جس کو اللہ نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ وہ کنواری تھیں گناہ سے پاک تھیں۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا، اس نے ایک تنکا اُٹھایا اور کہنے لگا، اللہ کی قسم جو کچھ آپ نے کہا ہے یہی کچھ تھے عیسیٰ بن مریم۔ اس سے اس تنکے برابر بھی فرق نہیں تھا۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے عالم اور درویش اس کے گرد سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اس نے کہا اگر تم چلے جاؤ تو اللہ کی قسم تم جاؤ۔ تم میری زمین پر شیوم ہو اور شیوم کا مطلب ہے امن والے ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے گا وہ مجرم ہوگا۔ پھر کہا جو شخص تمہیں گالی دے گا وہ مجرم ہوگا۔ تیسری بار یہی کہا۔ اور یہ کہا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا سونے کا عبادت خانہ ہو (جس میں میں عبادت و شکر کروں) جبکہ تم میں سے کسی آدمی کو ایذا دوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوں بھی کہا جاتا ہے: دَبْرَیٰ مِنْ ذَھَبٍ اور یوں بھی کہا جاتا ہے اَنْتُمْ شُیُوْمٌ حبشی زبان میں دَبْرَ کے معنی ہیں اَلْجَبَلُ یعنی پہاڑ۔ اس نے کہا کہ ان دونوں قریشی نمائندوں کو ان کے ہدایا واپس کر دو، مجھے ان کے ہدایا کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے ہاں سے ذلیل ہو کر نکل گئے۔ جو کچھ لے کر آئے تھے وہ بھی ان کو واپس کر دیا گیا۔ اور ہم لوگ نجاشی کے پاس بہتر گھر اور بہترین پڑوس میں قیام کرتے رہے۔

نجاشی کی حکومت کو خطرہ اور مسلمانوں کی دعا سے کامیابی نبوت محمدی ﷺ کی دلیل ہے .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ اچانک حبشہ سے ایک آدمی آیا، اس نے نجاشی کے ساتھ حکومت میں جھگڑا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں کو شدید دھچکا لگا اور ایسا حزن و غم پہنچا کہ اس سے قبل کبھی نہیں پہنچا تھا۔ وہ ہمارے اُوپر شدید حزن تھا۔ اس خوف کے مارے کہ اگر وہ شخص نجاشی پر غالب آ گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ایسا آدمی جو ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس طرح نجاشی ہمارا حق پہچان رہا تھا۔

فرماتی ہیں کہ نجاشی اس کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں کے درمیان دریائے نیل (ازرق) حائل تھا۔ فرماتی ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی تیار ہوتا ہے جو یہاں سے روانہ ہو کر جائے اور اس قوم کے درمیاں جھگڑے اور اختلاف کی جو کیفیت ہے اس کو جا کر جانے اور پھر ہمیں پوری پوری اس کے بارے خبر دے؟

کہتی ہیں کہ زبیر بن عوام نے جانے کے لئے حامی بھر لی کہ میں جاتا ہوں۔ سب نے کہا کہ آپ جائیں گے حالانکہ آپ تو سب لوگوں سے کم عمر ہیں۔ فرماتی ہیں (اس کے اصرار کرنے پر) اس کے لئے مشک پھونک کر تیار کی گئی دریا تیرنے کے لئے۔

زبیر نے مشک کو اپنے سینے تلے دیا اور اس پر تیرا کی کرتا ہوا دریائے نیل کے اس مقام تک جا پہنچا جہاں پر ان لوگوں کے ٹکراؤ کا مقام تھا۔ اس کے بعد وہ چل کر ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے نجاشی کے غلبے اور اپنے دشمن پر اپنے شہروں میں اس کی تمکنت کے لئے دعا کر رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم ہم لوگ اسی انتظار میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے کہ اچانک زبیر کہیں سے ظاہر ہوئے اور وہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے دُور سے کپڑا ہلا کر کہا۔

الا أبشروا فقد ظفر النجاشي ، اهلك الله عدوهٗ و مكن له في بلاده

خبردار خوش ہو جاؤ، مبارک ہو نجاشی فتح یاب ہو گیا ہے۔ اللہ اس نے اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کو اس کے شہروں میں پکا کر دیا ہے اور تمکنت عطا کر دی ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کہ اس سے زیادہ خوشی کبھی ہمیں حاصل ہوئی ہو۔ فرماتی ہیں کہ نجاشی اس جنگی مہم سے بخیریت واپس لوٹ آیا اور اللہ نے اس کے دشمن کو واقعی ہلاک کر دیا تھا اور نجاشی کو اپنے شہروں میں قدرت اور استحکام عطا کر دیا تھا۔ اور حبشہ کی حکومت اس کے لئے پکی اور یقینی ہوگئی تھی۔ پھر ہم حسب معمول ان کے پاس پُرسکون طریقے پر ایسے رہے جیسے انسان اپنے بہتر اور اچھے گھر میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ پھر وہاں سے سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے، ابھی حضور ﷺ مکے میں ہی تھے۔

حضرت زید بن سعنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کو ہدایت عطا کرنا چاہا تو زید کہتا ہے کہ تمام علامات نبوت (میں بحیثیت یہودی عالم ہونے کے) حضور ﷺ کے چہرے پر پہچانتا تھا دو علامات کے سوا باقی ساری علامات موجود تھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو میں جب بھی دیکھتا تھا تو میں دیکھ لیتا تھا۔ مگر دو ایسی صفات تھیں میں جن کے دیکھنے کے انتظار میں تھا۔

(۱) یہ کہ اس کا حلم (حوصلہ اور بردباری) اس کی جہالت سے سبقت کرے گی۔

(۲) نہ زیادہ کرے گی شدتِ جہل اس پر مگر حوصلہ اور بردباری کو۔

میں حضور ﷺ کے ساتھ نرمی کرتا رہتا تھا اس لئے کہ میں اس سے میل جول رکھوں اور کسی طرح اس کے حلم اور جہل کو آزماؤں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجروں سے نکلے۔ علی بن ابوطالب بھی ان کے ساتھ تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس کوئی آدمی آیا جیسے کوئی بدوی ہے۔ وہ آکر کہنے لگا بے شک فلاں کی بستی والے مسلمان ہوگئے ہیں اور اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔ میں ان لوگوں کو باتیں بتاتا رہتا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو (تمہاری یہ غربت ختم ہو جائے گی) صبح ہی صبح تمہارے پاس کھلا رزق آجائے گا۔ جبکہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ ان کو قحط سالی پہنچی ہوئی ہے اور انتہائی سختی میں ہیں اور بارش نہ ہونے سے بھی قحط میں ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی لالچ میں آکر اسی طرح اسلام سے بھی نکل جائیں جیسے وہ اسلام میں طمع اور لالچ کی وجہ سے داخل ہوئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے پاس کوئی چیز بھیج کر ان کی مدد فرمادیں۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے پہلو میں موجود آدمی کی طرف دیکھا، میرا خیال ہے کہ علی تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس میں کوئی چیز نہیں بچی۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں میں حضور ﷺ کے قریب ہوگیا اور میں نے آپ سے کہا، اے محمد کیا آپ ایسا کرلیں گے کہ میرے ساتھ بنی فلاں کے باغ سے اتنی مدت کے لئے کچھ معلوم اور متعین کھجوروں کی بیع کرلیں (فروخت کرلیں)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اے یہودی۔ بلکہ میں بیع کروں گا معلوم اور متعین کھجوروں کی تجھ سے اتنی اتنی مدت کے لئے۔ اور میں بنو فلاں کے باغ کا نام نہیں لے رہا۔

زید کہتے ہیں کہ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھ سے بیع کرلی سودے کی بات کوئی نہیں۔ لہٰذا میں نے ہمیانی نکالی اور میں نے حضور ﷺ کو اسّی مثقال سونے کے دے دیئے۔ معلوم اور متعین کھجوروں کے بارے میں ایک مقررہ وقت کے ساتھ۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو رقم دی اور فرمایا جلدی کرو ان کے لئے اور زید بن سعنہ کے مال کے ساتھ ان کی مالی ضرورت پوری کرو۔

جب طے شدہ وقت سے دو تین دن باقی رہ گئے تو ایک دن رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے، ان کے ساتھ ابوبکر اور عمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ دیگر چند صحابہ کی جماعت میں جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک دیوار کے پاس بیٹھنے کے لئے قریب ہوئے۔ میں ان کے پاس گیا اور جا کر میں نے آپ کی قمیص کے دونوں دامن پکڑ لئے اور آپ کی اُوپر اوڑھنے والی چادر کو بھی۔ اور میں نے ان کی طرف انتہائی سخت چہرے کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ اے محمد! کیا آپ میرے حق کی ادائیگی نہیں کریں گے؟ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تم لوگوں کو اے بنو عبدالمطلب۔ مگر تم لوگ ادائیگی کرنے میں بڑی پس وپیش کرنے والے ہو۔ مجھے تم لوگوں کے ارادہ کا علم تھا۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے میری طرف کچھ گھور کر دیکھا، میں نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر ایسی گھوم رہی تھیں جیسے کشتی گول گھومتی ہے۔ پھر انہوں نے میری طرف زور سے

آنکھ جھپکائی اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن! کیا تم رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ رہے ہو جو میں سن رہا ہوں اور حضور ﷺ کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ان کی قوت سے ڈرتا ہوں تو میں اپنی تلوار تیرے سر میں مار دیتا۔ حضور ﷺ انتہائی سکون کے ساتھ اور وقار اور سنجیدگی کے ساتھ عمر کی طرف دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔

قرض کے مطالبہ اور ادائیگی میں فرق کرنا .... اس کے بعد عمر ؓ سے کہنے لگے کہ میں اور یہ (زید) زیادہ حاجت مند تھے دوسرے سلوک کے تم سے اے عمر۔ وہ یہ تھا کہ آپ مجھے کہیں کہ میں بہتر طریقے پر ادائیگی کر دوں اور اس سے کہتے کہ وہ مجھ سے احسن طریقے سے تقاضا کرے۔ حسن اداء اور حسن تقاضا کی آپ کو بات کرنے کی ضرورت تھی، خیر عمر جائیے اس کے حق کی جا کر ادائیگی کر دیجئے اور اس کو بیس صاع کھجوریں اور اضافی دے دیجئے اس کے بدلہ میں جو اس نے رعایت دی ہے۔

زید کہتے ہیں کہ عمر مجھے لے کر چلے، انہوں نے جا کر میرے حق کی ادائیگی کر دی اور مجھے بیس صاع اضافی کھجوریں بھی دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا اضافہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر دیا ہے کہ میں آپ کو زیادہ دوں اس کی جگہ جو آپ نے رعایت کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اے عمر! انہوں نے کہا نہیں، آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ یہودی عالم۔ میں نے کہا کہ جی ہاں! عمر نے پوچھا کہ (آپ تو عالم ہیں) کیا وجہ تھی آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی بات کی تھی؟ اور آپ ایسی حرکت کر رہے تھے؟ میں نے کہا: اے عمر! تمام علامات نبوت میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پہچان رکھی تھیں، جب میں دیکھتا تھا تو مجھے صاف نظر آ جاتی تھیں مگر دو علامات ایسی تھیں کہ ان کو میں نے نہیں دیکھا تھا اور ان کے بارے میں مجھے خبر نہیں تھی۔

(۱) ایک تو یہ تھی کہ اس کی بردباری اس کی جہالت سے سبقت کرتی ہوگی۔

(۲) اور یہ کہ ان کے ساتھ شدتِ جہل ان کے حلم کو اور زیادہ کر دے گی۔ اب مجھے اس کی خبر مل گئی ہے۔

میں آپ کو گواہ کرتا ہوں اے عمر! کہ اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا آدھا مال (حالانکہ میں مالدار ہوں) اُمت محمد ﷺ پر صدقہ ہے۔ عمر نے کہا کہ کیا بعض لوگوں پر صدقہ ہے، کیونکہ آپ سب پر صدقہ نہیں کر سکیں گے۔ میں نے کہا کہ خواہ بعض پر ہی سہی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد زید اور عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ زید نے جا کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

أشهد أن لا اله الا اللّٰه، وأن محمدًا عبدهٗ ورسوله

حضرت زید رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئے اور حضور کی تصدیق کر لی اور حضور کی اتباع کر لی اور حضور ﷺ کے ساتھ بہت ساری جنگوں میں شامل رہے بالآخر غزوہ تبوک میں قتل ہو کر شہید ہو گئے۔ آگے بڑھتے بڑھتے پیچھے ہٹتے ہوئے نہیں یعنی لڑ کر شہید ہو گئے پیٹھ پھیر کر نہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ضماد طبیب کے اسلام میں دلائل نبوت

حکیم ضماد بن ثعلبہ مکہ مکرمہ میں عمرہ کرنے آیا تھا۔ اس نے کفار قریش سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد مجنون اور پاگل ہے (نعوذ باللہ)۔ اس نے سوچا کہ اگر میں اس آدمی سے ملا تو میں اس کا علاج کروں گا۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے محمد! میں ریح اور ہوا لگ جانے کا علاج کیا کرتا ہوں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا علاج بھی کر دوں شاید آپ کو اللہ تعالیٰ فائدہ دے دے۔ لہٰذا رسول اللہ نے پڑھا:

أشهد أن لا اله الا اللّٰه، وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا رسوله

اور اللہ کی حمد کی اور چند کلمات کلام کئے۔ اس کلام نے ضماد کو حیران کر دیا۔ ضماد نے کہا، اپنے کلمات میرے سامنے دہرایئے۔ حضور ﷺ نے اس کے سامنے دہرا دیئے۔ اس نے کہا میں نے تو ایسا کلام کبھی نہیں سُنا۔ میں نے تو کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کا سُنا ہے، شعراء کا سُنا ہے، مگر اس کی مثل ہرگز نہیں سُنا۔ یہ تو بحرِ محیط تک پہنچ گیا (مراد یہ ہے کہ انتہائی جامع کلام ہے)۔ چنانچہ ضماد مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنی طرف سے بھی اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔

حضرت عبداللہ بن سلام (یہودی عالم) کے اسلام لانے میں دلائل نبوت

یحییٰ بن عبداللہ سے مروی ہے، وہ روایت کرتے ہیں ایک آدمی سے جو آل عبداللہ بن سلام سے ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام کی بات کچھ اس طرح سے ہے کہ وہ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سُنا تو میں نے ان کی صفت پہچان لی، ان کا نام اور صورت پہچان لی اور پہچان لیا کہ یہ وہی نبی ہیں جس کا ہم برسوں سے انتظار کر رہے تھے۔ میں اس بات پر خوش تھا اور اس بات پر خاموش تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آ گئے۔ جب وہ قباء بستی میں بنو عمرو بن عوف کے پاس اُترے تو ایک آدمی آیا، اس نے آ کر حضور ﷺ کی خبر دی۔ میں اس وقت کچھ درخت پر چڑھا ہوا تھا، اس پر کام کر رہا تھا، صرف پھوپھی خالدہ نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سُنی تو میں نے نعرۂ تکبیر بلند کی۔

میری پھوپھی نے جب میرے منہ سے تکبیر سُنی تو کہنے لگی ہاگر آپ موسیٰ بن عمر کو سُن لیتے تو کتنا زور سے کہتے۔ میں نے اس سے کہا اے پھوپھی جان اللہ کی قسم یہ نبی بھی موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اس کے دین پر ہے اور اسی پیغام کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ موسیٰ بھیجے گئے تھے۔

پھوپھی نے کہا یہ وہی نبی ہیں جس کی خبر ہمیں دی جاتی تھی کہ وہ قیامت کے ساتھ ساتھ بھیجا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ جی ہاں، وہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا وہ بھی آ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر مسلمان ہو گیا۔ پھر میں اپنے گھر میں آیا، میں نے ان کو خبر دی گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔ مگر میں نے یہودیوں سے اسلام کو چھپائے رکھا۔

یہود کا جھوٹا ہونا .... پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے حضور سے کہا کہ یہود جھوٹے لوگ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے بعض گھروں میں داخل کر لیں اور اس طرح مجھے اُن سے چھپا لیں۔ پھر میرے بارے میں ان سے پوچھیں کہ عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔ پھر وہ آپ کو میرے بارے میں بتلائیں گے کہ میں ان میں کیسا ہوں۔ اس سے قبل کہ وہ میرا اسلام جان لیں۔ اگر ان کو میرے مسلمان ہو جانے کا علم ہو گیا تو وہ مجھ پر بہتان باندھیں گے اور مجھے عیب لگائیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک گھر میں رکھ لیا۔ جب یہودی آپ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا اور بات کی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کیسا آدمی ہے؟ بولے کہ وہ ہمارا سردار ہے، ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا بزرگ ہے، عالم ہے۔

کہتے ہیں کہ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہو گئے تو میں ان لوگوں کے سامنے نکل کر آیا اور میں نے کہا، اے یہود کی جماعت اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ جو دین تمہارے پاس لے کر آ گئے ہیں اس کو قبول کر لو۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بارے میں تم لوگ توراۃ میں لکھا ہوا پاتے ہو، اس کا نام اور اس کی صفت۔ میں گواہی دیتا ہوں یہ اللہ کے رسول ہیں، میں اس کے ساتھ ایمان لایا ہوں، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

یہودیوں نے کہا، آپ جھوٹے ہیں پھر وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے، مجھے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں بتایا تھا یا رسول اللہ کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اہل بہتان، اہل عذر، اہل کذب، اہل فجور ہیں۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ میں نے اپنا اسلام اور اپنے گھر والوں کا اسلام ظاہر کر دیا۔ اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے اپنے اسلام کو اچھا ثابت کر دکھایا۔

عبداللہ بن سلام کے اسلام کی بابت دوسری روایت .... یہ دوسری روایت ہے۔ عبداللہ بن سلام کی بابت یہ پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے بلکہ اس کی تائید وتفسیر کرتی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو وہ اس وقت باغ میں کھجوروں کی اصلاح کر رہے تھے۔ اہل باغ کے لئے انہوں نے اس کام کو وہیں چھوڑا اور گھر میں آ گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ ہمارے بھائی بندوں میں سے قریب گھر کس کا ہے؟ ابوایوب نے کہا کہ یارسول اللہ میرا گھر قریب ہے، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اچھا جایئے دوپہر کے آرام کے لئے ہمارے لئے جگہ بنا لیجئے۔ اس نے جا کر حضور ﷺ اور صدیق اکبر ﷺ کے لئے جگہ بنائی، اس کے بعد آ کر بتایا کہ یارسول اللہ میں نے آپ لوگوں کے لئے قیلولہ کی جگہ بنادی ہے، اب چلئے اللہ کی برکت کے ساتھ قیلولہ کیجئے۔

کہتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ آ گئے تو عبداللہ بن سلام بھی آ گیا اور کہنے لگا : اشہد انک رسول اللہ حقًا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں اور آپ حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ اور یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ علم والا ہوں اور ان ہی سے سب سے بڑے علم والے کا بیٹا ہوں۔ ان کو بلا کر میرے بارے میں پوچھئے، اس سے قبل کہ ان کو میرے اسلام کے بارے میں معلوم ہو جائے۔ اگر ان کو پتہ چل گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ میرے بارے میں وہ باتیں کریں گے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

حضور ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تو ان سے کہا، اے یہودیو! ہلاک ہو جاؤ، اللہ سے ڈرو، اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں مگر وہی ہے۔ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور میں تمہارے پاس حق ہی لے کر آیا ہوں۔ لہٰذا تم مسلمان ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو آپ کو نہیں جانتے۔ حضور ﷺ نے تین بار ان سے یہ بات کہی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے اندر عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔ بولے وہ تو ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سے سب سے بڑے علم والے شخص کے بیٹے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو۔ وہ کہنے لگے حاشا و کلّا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابن سلام ان کے سامنے آ جایئے۔ چنانچہ وہ سامنے آ گئے اور آ کر کہا، اے یہود کی جماعت! تمہاری ہلاکت ہو، اللہ سے ڈرو۔ بس قسم ہے اللہ کی جس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں ہے تم لوگ جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ حق لے کر آئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان لوگوں کو نکال دیا۔

ترمذی سے مروی ہے کہ وہ ابن نافع وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی اسنادوں کے ساتھ کہ عبداللہ بن سلام نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آ گئے میں ان کے پاس آیا تاکہ میں ان کو دیکھوں۔ جب میں نے ان کے چہرے کو سامنے سے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ چہرہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہے۔

۱۔ حضرت سلمان فارسی حقیقت کی تلاش میں

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمان فارسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اہل فارس میں سے اہل اصفہان میں سے ایک آدمی تھا۔ میری بستی کا نام جیی تھا، میرا والد اپنی زمین پر کسان تھا۔ میرا والد مجھ سے شدید محبت کرتا تھا، اس قدر کہ اتنی محبت ان کو نہ اپنے سے تھی نہ کسی دوسرے بیٹے سے تھی۔ اتنی زیادہ محبت تھی کہ وہ مجھے گھر سے باہر کہیں بھی نہیں جانے دیتے تھے، بلکہ انہوں نے مجھے محبت کی وجہ سے گھر کے اندر روک رکھا تھا جیسے لڑکیاں گھر میں روک لی جاتی ہیں۔ میں نے مجوسیت میں انتہائی کوشش صرف کر ڈالی تھی (چونکہ آبائی دین مجوسیت تھا)۔ لہٰذا میں بھی آگ سلگانے والا بن گیا جو ہر وقت سلگا کر رکھتا ہے۔ اس کو میں ایک منٹ بھی نہیں بجھنے دیتا تھا۔ میں اسی حالت پر رہتا رہا۔ مجھے لوگوں کے حالات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا، بس مجھے اپنے کام سے کام تھا (آگ جلانے کے سوا کچھ نہیں جانتا تھا)۔

اسی اثنا میں میرے والد نے ایک گھر بنانا شروع کیا مگر والد کی کچھ زمین وغیرہ تھی اس میں کام کاج ہوتا تھا۔ انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ اے بیٹے! آپ نے دیکھا کہ گھر کی تعمیر نے مجھے اس قدر مصروف کر دیا ہے کہ میں کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا، جس کی وجہ سے میری زمینوں کی دیکھ بھال

نہیں ہوسکتی، ان کی اطلاع اور خبر گیری بھی ضروری ہے تم وہاں چلے جاؤ، ہاریوں کو بتاؤ کہ ایسے ایسے کام کرنا ہے۔ آپ مجھے نہ رُکنے دیں اگر میں رُک گیا تو سارا کام رُک جائے گا۔

چنانچہ میں گھر سے نکلا زمینوں پر جانے کے لئے مگر میں راستے میں جب عیسائیوں کے کَنیسہ کے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں ان لوگوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہو رہا ہے؟ کسی نے بتایا کہ یہ عیسائی ہیں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے اندر چلا گیا۔ میں نے جوان کی حالت دیکھی مجھے پسند آئی تو اللہ کی قسم میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

میرے والد نے میری تلاش میں ہر طرف بندے بھیج دیئے تھے۔ میں شام کو ان کے پاس پہنچا، میں زمینوں پر نہیں گیا تھا۔ والد نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے؟ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ مجھے نہ روکو۔ میں نے کہا، ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا ان کو نصاریٰ کہتے ہیں مجھے ان کی نماز اور ان کی دعا اچھی لگی تھی، میں ان کو دیکھنے بیٹھ گیا کہ وہ کیسے کرتے ہیں؟

انہوں نے کہا بیٹے تیرا دین مجوسیت ہے، تیرے باپ دادا کا دین ان کے دین سے بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں نہیں، ان کے دین سے اچھا نہیں ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی نماز پڑھتے ہیں اور ہم لوگ تو آگ کی عبادت کرتے ہیں جس کو ہم خود ہی اپنے ہاتھوں سے سلگاتے ہیں اور ہم جب چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔

والد کی طرف سے ایذا رسانی .... والد نے مجھے ڈرایا، دھمکایا اور میرے پیروں میں لوہے کی زنجیریں ڈال دیں اور یوں مجھے گھر میں بند کر دیا۔ چنانچہ میں نے نصارٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں اس دین تک کیسے پہنچوں جس پر میں نے تم لوگوں کو دیکھا تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ شام کے ملک میں چلے جاؤ۔ میں نے ان سے کہا جب وہاں سے تمہارے پاس کچھ لوگ آئیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا۔ انہوں نے وعدہ کرلیا کہ ضرور بتائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس شام سے کچھ تاجر پہنچے۔ ان لوگوں نے میرے پاس اطلاع بھیج دی کہ ہمارے پاس تاجروں میں سے کچھ تاجر پہنچے ہیں۔ میں نے کہلوا دیا کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس جانے لگیں تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ انہوں نے وعدہ کرلیا۔ چنانچہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب جانے لگے تو انہوں نے مجھے آگاہ کر دیا۔ بس میں نے وہ لوہا جو پیروں میں تھا اس کو پھینک دیا اور ان کے ساتھ جا ملا۔ ان کے ساتھ چلتا رہا کہ میں شام پہنچ گیا۔

وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا کہ اس دین میں افضل کون ہے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ اُسقف صاحب کنیسہ افضل ہیں (یعنی گرجے کے پادری)۔ چنانچہ اس طرح میں پادری کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تیرے عبادت خانہ میں تیرے ساتھ رہوں اور اس میں میں بھی اللہ کی عبادت کرتا رہوں اور آپ سے خیر کی تعلیم حاصل کروں۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ میرے پاس رہیں۔

۲۔ سلمان فارسی شام کے پادری کے پاس .... میں اس پادری کے پاس رہتا رہا۔ وہ بُرا انسان تھا۔ وہ عیسائیوں کو صدقہ کرنے کا حکم کرتا اور ان کو صدقہ کی ترغیب دیتا تھا۔ جب عیسائی اس کے پاس جمع کرتے تھے تو وہ ان کو زمین میں گاڑ دیتا تھا۔ وہ مال مسکینوں کو نہیں دیتا تھا، یہاں تک کہ اس نے اس طرح کر کے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کر لئے تھے۔ مجھے اس کے ساتھ شدید بُغض ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ جو میں نے اس کی حالت دیکھی تھی وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا بلکہ وہ مر گیا۔

جب عیسائی اس کو دفن کرنے لے گئے تو میں نے ان کو بتا دیا کہ یہ بُرا آدمی تھا تم لوگوں کو صدقہ کرنے کے لئے کہتا تھا اور تمہیں اس کی ترغیب دیتا تھا۔ حتیٰ کہ تمام لوگ صدقات کا مال اس کے پاس جمع کرتے تھے تو وہ اس کو زمین میں گاڑ دیتا تھا، مساکین کو نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں دفن کیا ہے، اس کی کیا نشانی ہے؟ میں نے بتایا کہ میں اس کا خزانہ تمہیں نکال کر دکھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا لاؤ کہاں ہے خزانہ؟ چنانچہ میں نے ان کو سات مٹکے سونے چاندی کے بھرے ہوئے نکال کر دیئے۔ جب انہوں نے دیکھے تو کہنے لگے، اللہ کی قسم اس کو دفن نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کو صلیب پر لٹکایا لکڑیوں پر باندھ کر اور اس کو پتھر مارے اور ایک دوسرے بندے کو لائے، اس کی جگہ اس کو گرجے میں رکھا۔

اللہ کی قسم اے ابن عباس ! میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ پانچوں نمازیں پڑھتا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس آدمی سے افضل تھا اور نیکی میں انتہائی زیادہ کوشش کرتا تھا۔ میں نے ایسی کوشش کرنے والا بندہ نہیں دیکھا نہ ہی دنیا سے ایسا بے رغبتی کرنے والا بندہ دیکھا اور نہ ہی دن رات میں اس سے زیادہ عبادت گزار دیکھا۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ کبھی اس سے زیادہ کسی شیء سے محبت کی ہو کبھی بھی۔ میں ہمیشہ اس کے پاس رہا، حتیٰ کہ اس کی بھی وفات ہوگئی۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے آپ کے لئے تو اللہ کا امر آپہنچا ہے اور میں تو اللہ کی قسم آپ سے اتنی محبت کرتا تھا جس قدر کسی شیء سے نہیں کرتا تھا۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور کس کی طرف مجھے نصیحت کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹے اللہ کی قسم میں ویسا بندہ اور تو کہیں نہیں جانتا ہوں شہر موصل میں ایک بندہ ہے اس کے پاس جانا آپ اس کو دیکھ کر میری حالت پر پائیں گے۔

۳۔ سلمان فارسی شہر موصل کے پادری کے پاس .... جب وہ پادری مرگیا تو اس کو دفن کرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق مقام موصل میں پہنچا۔ میں وہاں کے پادری کے پاس پہنچا۔ میں نے اس کی حالت بھی پہلے والے جیسی دیکھی۔ عبادت میں محنت اور کوشش میں اور دنیا سے زہد اور بے رغبتی میں۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے فلاں راہب نے آپ کے پاس آنے اور رہنے کی وصیت کی تھی۔ اس نے کہا، اے بیٹے ! آپ میرے پاس ٹھہریئے۔ میں ان کے پاس رہنے لگا۔ ان کے ساتھی کے کہنے کے مطابق حتیٰ اس کی بھی وفات ہوگئی۔

جب ان کا وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا بے شک فلاں نے مجھے آپ کے ساتھ رہنے کی وصیت کی تھی۔ مگر آپ کے اُوپر بھی اللہ کا حکم آگیا ہے۔ آپ مجھے اس بارے میں کیا وصیت کریں گے؟ اس نے کہا میں کوئی دوسرا آدمی نہیں جانتا ہوں اے بیٹے، مگر ایک آدمی مقام نصیبین میں ہے وہ اسی کی مثل ہے جیسے ہم ہیں۔ اس کے ساتھ لاحق ہو جانا۔

۴۔ سلمان فارسی مقام نصیبین کے پادری کے پاس .... جب ہم نے اس کو دفن کر دیا تو میں دوسرے راہب کے پاس گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے فلاں ! فلاں راہب نے مجھے فلاں کی طرف جانے کی وصیت کی تھی اور فلاں نے مجھے آپ کے بارے میں وصیت کی تھی۔ اس راہب نے بھی کہا کہ بیٹے آپ میرے پاس ٹھہر جایئے۔ چنانچہ میں اس کے پاس ٹھہرا رہا پہلوں کی طرح۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت آگیا۔

میں نے ان سے کہا کہ مجھے فلاں نے فلاں کی وصیت کی تھی پھر اس فلاں نے فلاں کی طرف وصیت کی تھی، اس نے مجھے آپ کی طرف بھیجا۔ اب آپ کا بھی وقت آگیا ہے، اب آپ مجھے بتائیں میں کس کے پاس جاؤں؟

اس نے کہا اے بیٹے میں نہیں جانتا کسی کو اس کیفیت پر جس پر ہم ہیں۔ مگر ایک آدمی شہر عموریہ میں سرزمینِ روم میں ہے۔ آپ ان کے پاس جایئے۔ آپ اس کو عنقریب پائیں گے ایسا ہی جس طریقے پر ہم ہیں۔

۵۔ سلمان فارسی سرزمینِ روم میں عموریہ کے راہب کے پاس .... میں جب اس کو دفن کر چکا تو چلا گیا، حتیٰ کہ میں عموریہ کے راہب کے پاس پہنچا اس کو سابق راہبوں کے حال کے مطابق پایا۔ لہٰذا میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور میں نے وہاں پر کام اور محنت مزدوری بھی کی، یہاں تک کہ میرے پاس بکریاں اور گائیں وغیرہ مال جمع ہوگیا۔ اس راہب کی بھی وفات کا وقت ہوگیا۔ پھر میں نے اس سے بھی وہی کہانی دہرائی کہ فلاں نے مجھے فلاں کے پاس اور فلاں نے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اور آپ کے اُوپر بھی اللہ کا حکم آگیا ہے، اب آپ مجھے کس کی طرف وصیت کریں گے؟ اس نے کہا، بیٹے میں نہیں جانتا کہ کوئی ایک باقی رہ گیا ہے جو ہمارے طریقے پر ہو جس کے بارے میں آپ کو حکم کروں کہ اس کے پاس چلے جاؤ۔

مگر ہاں ! اس نبی کا وقت آچکا ہے جو حرم میں مبعوث ہوگا۔ اس کی جائے ہجرت پتھریلی زمین اور کھجوروں کی سرزمین ہے حراثین اور کاشتکاروں کے درمیان۔ اور اس کی علامات ایسی ہیں جو مخفی نہیں ہیں۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ وہ ایسا ہوگا جو ہدیہ کی چیز

کھائے گا مگر صدقہ نہیں کھائے گا۔ اگر آپ ان شہروں کی طرف رسائی پا سکیں تو ضرور جائیں۔ بے شک اس کا زمانہ آ گیا ہے۔ جب اس راہب کو ہم نے دفن کر لیا تو میں وہیں ٹھہر گیا اور سرزمینِ عرب پر جانے کا انتظار کرنے لگا۔

نبی آخری الزمان کی تلاش میں عرب کی سرزمین کی طرف روانگی

جب ہم اس کو دفن کر چکے تو میں وہاں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ عرب کے قبیلہ کلب میں سے کچھ تاجر لوگ وہاں سے گزرے۔ میں نے اُن سے کہا، آپ لوگ مجھے بھی عرب سرزمین کی طرف اُٹھا کر لے چلو اپنے ساتھ، میرے ساتھ بکریاں ہیں گائے ہیں یہ آپ لوگ لے لیں؟ انہوں نے میری بات مان لی۔ میں نے وہ جانوران کو دے دیئے، انہوں نے مجھے سوار کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے لے کر وادی قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ مجھے ایک یہودی کے پاس وادی قریٰ میں بیچ دیا۔

اللہ کی قسم میں نے جب کھجور کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہوگئی کہ اللہ کرے یہی وہ شہر ہو جس کی تعریف اور صفت بیان کی گئی تھی میرے سامنے کہ اس میں وہ نبی پیدا ہوگا۔ مجھے اطمینان نہ ہوا، یہاں تک کہ ایک آدمی آیا بنو قریضہ میں سے وادی قریٰ میں۔ اس نے مجھے اس مالک یہودی سے خرید لیا جس کے پاس میں تھا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ میں آ گیا۔ بس اللہ کی قسم میں نے جب مدینہ دیکھا تو میں نے اس کی صفت پہچان لی۔ پھر میں یہاں پر اپنے اس مالک کے پاس اس کی غلامی میں رہتا رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مکے میں اپنے رسول کو مبعوث کر دیا۔ مگر میرے سامنے حضور کا کوئی ذکر نہیں تھا، جبکہ میں خود بھی غلامی میں تھا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ میں قباء کی بستی میں آ گئے اور میں اپنے مالک کے لئے اس کی کھجوروں میں کام کر رہا تھا۔ اللہ کی قسم ایک آدمی آیا، اس نے اپنے انداز کے مطابق جو اس کے پاس تھا (مرا خیال کیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے فرمایا کہ کھجوریں لگانے کے لئے کھڈے کھود کر جب فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا، میں خود آ کر اپنے سامنے پودے لگادوں گا۔ میں نے کھڈے کھود دیئے، میرے دوستوں نے میرا ساتھ دیا۔

کہتے ہیں کہ جہاں جہاں درخت لگانا تھا وہاں وہاں کھود دیا۔ جب ہم ان سے فارغ ہو گئے تھے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کھڈے کھود کر فارغ ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ میرے ساتھ تشریف لائے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا لے آؤ کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودے۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے لگاتے گئے اور مٹی برابر کرتے گئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان میں سے کوئی کھجور کا بچہ مرا نہیں، سب کھجوریں ہوگئیں۔

میں نے غلامی سے آزادی کے لئے طے شدہ کھجوریں ادا کر دیں مگر کچھ درہم باقی رہ گئے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا بعض معادن سے انڈے کے برابر سونا لایا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! وہ فارسی کہاں ہے جو غلام مکاتب ہے یعنی جسے غلامی کا قرض دینا ہے۔ مجھے بلایا گیا۔ اس شخص نے کہا، یہ لیجئے اے سلمان! اس کے ساتھ وہ قرض ادا کر دیجئے جو آپ کے اُوپر ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس سے کیسے ادا ہوسکتا ہے جو مجھ پر ہے؟ حضور نے فرمایا بے شک اللہ تبارک تعالیٰ اس کو بھی تجھ سے ادا کرا دے گا۔

پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے البتہ میں نے تولے تھے ان کے لئے اس باغ میں سے چالیس اوقیے اور میں نے تول کر ان کے حوالے کر دیئے تھے (مجھے افسوس رہا کہ) مجھے غلامی نے روکے رکھا تھا جس کی وجہ سے میری حضور ﷺ کے ساتھ حاضری جنگ بدر سے اور جنگ احد سے فوت ہوگئی تھی۔ اس کے بعد میں آزاد ہو گیا تو پھر میں جنگ خندق میں حاضر ہوا، اس کے بعد مجھ سے کوئی غزوہ فوت نہ ہوا، سب کے اندر میں نے شرکت کی۔

نضر بن حرث کا بیان، رسالت محمد کی دلیل

نضر بن حرث نے قریش سے کہا تھا کہ تحقیق محمد ﷺ تم لوگوں میں کم سن لڑکا تھا پھر جوان تھا تو بھی وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ تھا اور تمہارے اندر سب سے زیادہ سچا تھا اور تمہارے اندر سب سے زیادہ امین تھا۔ مگر جس وقت تم نے اس کی کنپٹیوں میں بالوں کی سفیدی دیکھ لی اور وہ تمہارے پاس لے آیا جو کچھ وہ لے کر آیا ہے تو تم نے کہہ دیا کہ یہ ساحر ہے۔ نہیں اللہ کی قسم وہ ساحر نہیں ہے۔

حارث بن عامر کا بیان، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل

واحدی نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتا تھا ظاہری طور پر۔ پس جب اپنے گھر والوں کے ساتھ اکیلا بیٹھتا تو کہتا کہ محمد ﷺ اہل کذب میں سے نہیں ہیں۔ میں اس کو سچا سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

قد نعلم انه ليحزنك الذين يقولون فانهم لا يكذبونك ولكن الظلمين بايات الله يجحدون

تحقیق ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کو غمگین کرتے ہیں وہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں بے شک وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے۔ بلکہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

ضمام بن ثعلبہ کا اسلام، رسالت محمدی کی سچائی کی دلیل

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک آدمی اُونٹ پر سوار پہنچا۔ اس نے مسجد کے صحن میں اُونٹ بٹھایا اس کے بعد اس کے پیروں میں رسی باندھی پھر وہ آگے آ کر کہنے لگا، کہ

(۱)　تم لوگوں میں سے محمد کون ہے؟ جبکہ نبی کریم ﷺ سب کی موجودگی میں تکیہ کا سہارا یا ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص سُرخ سفید جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس آدمی نے پوچھا کہ

(۲)　عبد المطلب کا پوتا کہاں ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو جوابدے رہا ہوں۔ چنانچہ اس آدمی نے حضور ﷺ سے کہا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور سوال کرنے میں آپ کے ساتھ سخت لہجہ اختیار کرتا ہوں۔ دل میں مجھ پر ناراض نہیں ہونا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا پوچھئے جو آپ چاہیں۔ اس نے کہا میں تجھ کو تیرے ربّ کی اور تجھ سے پہلے والوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ

(۳)　کیا واقعی اللہ نے تمہیں سارے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اَللّٰھُمَّ نَعَمْ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہی بات ہے۔ پھر اس شخص نے کہا،

(۴)　میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ ہاں یہی بات ہے۔

(۵)　پھر اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو واقعی اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ سال بھر میں اس مہینے کے روزے رکھا کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ جی ہاں یہی بات ہے۔

(۶)　پھر اس نے پوچھا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا واقعی آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء پر تقسیم کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا، اَللّٰھُمَّ نَعَمْ بالکل یہی بات ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے کہا، میں اس سب کچھ پر ایمان لایا ہوں جو کچھ دین آپ لے کر آئے ہو اور پیچھے جا کر اپنی قوم میں آپ کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ بنو سعد بن بکر کا بھائی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالمعطی کا گذشتہ واقعات پر جامع تبصرہ

سیرت رسول سے چنے ہوئے یہ چند پھول ہیں۔ بعض صحابہ کبار کے اسلام کی بابت جن کو نقل کرنے میں ہم نے کافی وسعت سے کام لیا ہے یہ سب رسالت محمدی ﷺ کی سچائی اور صداقت کی نشانیاں تھیں اور اس بات کی عظیم نشانیاں تھیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے وقت میں اپنی رسالت کے بہت بڑے امین تھے۔ اوران لوگوں کے ہاں یہ علامات اور یہ نشانیاں جمع ہو چکی تھیں۔

پھران نشانیوں کے ساتھ محمد علیہ السلام کی ساری زندگی کا اضافہ کر لیجئے کہ وہ کس بلندی اور کمال تک پہنچی ہوئی تھیں۔ اس سب کچھ نے صحابہ کرام کے اول طبقے کو اسلام کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تھا جبکہ نبوت محمدی کی صبح کی کرنیں پہلے پھوٹ چکی تھیں اور ظہور نبی کے شواہد آپ کے ظہور کے وقت سے قبل لکھے ہوئے تھے۔

استاذ عباس محمود عقاد کا فرمان

استاذ عباس محمود عقاد نے ہندوستانی مؤرخ مولانا عبدالحق پدویائی کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا نام ہے محمد ﷺ کے دینی اور عالمی سفر۔ ایسے ہی وہ ہندوستان کی جماعت احمدیہ سے نقل کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ کتاب فتح الملك العلام في بشائر دين اسلام مصنفہ استاذ احمد ترجمان اور استاذ محمد حبیب۔ چنانچہ وہ مطلع نور کے بارے میں کہتے ہیں۔

استاذ عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ رسول عربی کا اسم گرامی ''احمد'' اپنے عربی تلفظ کے ساتھ لکھا ہوا ہے ساما ویدا میں براہم کی کتب سے۔ تحقیق چھٹے فقرے اور آٹھویں فقرے میں جزء ثانی میں وارد ہوا ہے۔ جس کی نص اور تصریح اس طرح ہے کہ احمد ﷺ نے اپنے رب سے شریعت حاصل کی اور وہ حکمت سے بھری ہوئی ہے اور اس سے اس طرح روشنی حاصل کی جاتی ہے جیسے سورج سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

ایک مؤرخ ان اعتراضات کی وجوہ کو نہیں چھپا سکتا جو مفسرین پر برہمنوں کی جانب سے آتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک سے تو نقل کئے ہیں۔ سینا چاریہ (Syna Acharya) کہ وہ کلمہ احمد پر رُکے اور انہوں نے اس کا ہندی زبان میں معنی پوچھا اور پھر اس نے تین مقطع اور تین الفاظ مرکب کئے۔

(۱) اہم (۲) آب (۳) ھی۔

اور پھر اس نے چاہا کہ وہ اس کو مفید اور کارآمد بنا دے (چنانچہ اس نے اس سے یہ مطلب نکالا)۔ بے شک میں نے اکیلے اپنے باپ سے حکمت پائی ہے۔

استاذ عبدالحق نے کہا جس کا خلاصہ ہے کہ یہ عبارت منسوب ہے برھمی کی طرف۔ اس نے اس کو کانفا (Kanva) کا نوا کے کمینے سے بنایا ہے۔ اس پر یہ قول سچا نہیں آتا کہ اس نے اکیلے اپنے باپ سے حکمت اخذ کی ہے۔ نیز استاذ عبدالحق نے اس مذکورہ پر اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ کعبہ معظمہ کی وصف ثابت ہے۔ کتاب الاثار وفافیدا (Atharvavida) اس اعتبار سے کہ وہ اس کتاب کا نام رکھنے میں بیت الملائکہ اور اس کے اوصاف میں ذکر کرتے ہیں کہ اس کے آٹھ جوانب اور پہلو ہیں اور اس کے نو باب ہیں۔ اور مصنف نو ابواب کی تفسیر و تشریح کرتا ہے۔ ان ابواب کے ساتھ جو کعبے تک پہنچاتے ہیں (ان میں سے ایک) باب ابراہیم ہے اور باب الوداع ہے، باب صفا ہے اور باب علی، باب عباس، باب النبی، باب السلام، باب الزیارۃ، باب حرم اور آٹھ اطراف کے ناموں کو بیان کیا ہے۔ اس اعتبار سے جہاں پہاڑوں سے ملنے اور پہنچنے کا راستہ ہے، یہ ہے:

(۱) جبل خلیج (۲) جبل تعیقعان (۳) جبل ھندی (۴) جبل لعلع

(۵) جبل کداء (۶) جبل ابوحدید (۷) جبل ابوقبیس (۸) جبل عمر

اور مؤلف مذکور صرف نظر کرتے ہیں۔ یہاں پر برہمیوں کی اس تفسیر سے جو وہ بیت اللہ کے معنیٰ و مطلب میں کرتے ہیں کہ وہ انسانی جسم کی طرح ہے اور اس کے راستے (اور سوراخ) بھی اسی طرح ہیں۔ اس نے ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ بات ظاہراً برہمیوں کی رُوحانی تقدس کی صفت کے خلاف ہے اور آٹھ اطراف کی تشریح کے وقت ابواب کے لئے اس مفہوم کو بھی نہیں لائے ہیں۔ اور براہمہ کی کتب میں مصنف کا دعویٰ ہے کہ مقامات کثیرہ پر نبی محمد ﷺ کا ان کے اوصاف کے ساتھ ذکر ہے یعنی کثیر تعریف اور شہرت بعید اور حضور ﷺ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام سشراف ہے (Sushrava) جو کتاب الا ثارفافیدا (Atharvavufa) جہاں اہل مکہ کی جنگ اور ان کی شکست کی طرف اشارہ کرتے ہیں (بیس اور ساٹھ ہزار کی ننانوے ہزار کے ساتھ)۔ وہ لوگ مصنف کے اندازے کے مطابق اہل مکہ کی تعداد تھی اور بڑے بڑے قبائل کے سردار اور ان کے چھوٹے چھوٹے وکیل ایسے تھے جیسے اس دن تھے جس دن ان لوگوں نے نبی کریم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ قتال کیا تھا۔

مصنف کا بڑا صبر اور حوصلہ ہے .... اور مصنف کا ان علامات کے کامیاب اور سازگار کرنے پر طویل صبر و تجربہ ہے اور ان کے مشابہات میں اور وہ اس سے نیا زمانہ اخذ کرتے ہیں اور نئی نئی چیز ان میں نکالتے ہیں جس پر مثال دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ تمام موافقات اور تمام علامات کے احاطہ کرنے سے، اور انہوں نے یہی کچھ زرتشت کی کتب کے ساتھ کیا ہے جو کہ مجوسیت کی کتب کے نام کے ساتھ مشہور ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کتاب زنڈ آوسٹا (Zend Avesta) سے خبر اخذ کی ہے۔ اس رسول کے بارے میں جو اس صفت کے ساتھ موصوف کیا جائے گا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہے (سوشیانت) (Socshyabt) اور اس کا دشمن اس کے درپے آزار ہوگا۔ جو قدیم فارسی زبان میں ابولہب کے ساتھ موسوم ہوگا (Angra Maibyu) اور وہ رسول دعوت دے گا اللہ واحد کی طرف، جس کا کوئی ایک بھی ہمسر نہیں ہے (ہیچ چیز بادنمار)۔ نہ اس کا کوئی اول ہے نہ آخر ہے، نہ اس کو کوئی عاجز کرنے والا ہے، نہ اس پر کوئی غالب ہے، نہ وہ شوہر ہے، نہ وہ باپ ہے، نہ اس کی کوئی ماں ہے، نہ کوئی بیوی ہے، نہ اس کا کوئی بیٹا ہے، نہ کوئی لڑکا ہے، نہ اس کا کوئی مسکن اور گھر ہے، نہ اس کا دھڑ ہے، نہ شکل، نہ رنگ، نہ بُو ہے۔

(جز آغاز وانجاز وانباز ودشمن ومانند ویارو پدرو مادروزن وفرزند وحامی سواوتن آساوتنا ورنگ وبوی است)

الغرض یہ تمام وہ صفات ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف کیا جاتا ہے اسلام کے اندر کہ وہ احد ہے، صمد ہے اس کی مثل کوئی شی نہیں ہے کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ کسی کو لڑکا ٹھہرایا ہے۔

اس کے ساتھ وہ زرتشتیوں کی کتب سے بہت سے اقتباسات جمع کرتے ہیں جو خبر دیتے ہیں اس زندہ دعوت کے بارے میں جس کے ساتھ نبی موعود آئیں گے اور اس میں عربی دیہات کی طرف اشارہ ہے (مصنف نے) ان میں بعض کا انگلش میں ترجمہ بھی کیا ہے اصل مفہوم کا بغیر کسی تصرف کے۔ یہ کہ اُمت زرتشت جب اپنے دین کو پھینک دیں گے، وہ عاجز و رسوا اور نیاز مند ہو جائیں گے اس وقت بلادِ عرب میں سے ایک جوان اُٹھے گا جو اہل فارس کے پیروکاروں کو شکست دے گا اور (اس کے آگے) مغرور اور متکبر اہل فارس عاجز آ جائیں گے اور ان کے ہیکلوں میں آگ کی پوجا مشکل ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ اپنے رُخ ابراہیم کے کعبے کی طرف پھیر لیں گے جو بتوں سے پاک ہو چکا ہوگا۔ اور اس دن وہ لوگ نبی رحمۃ للعالمین کے پیروکار بن جائیں گے۔ فارس کے سردار، اور مدائن، اور طوس، اور بلخ یہ زرتشتیوں کے مقدس مقامات میں بے شک ان کا نبی البتہ ضرور وہ فصیح الکلام ہوگا جو معجزات کے ساتھ باتیں بتائے گا۔

تحقیق مصنف نے اشارہ کیا ہے بعد ارشا کی دیانات کے بہت سے فقروں کی طرف کتب عہد قدیم اور عہد جدید میں سے اور کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہی مراد ہیں اور مقصود ہیں۔ اس بیان سے جو اصحاح تینتیس (۳۳) سفر تثنیہ میں ہیں وہ یہ ہے: کہ

''رب آ گیا سیناء سے اس نے ان لوگوں کے لئے شعلہ روشن کیا اور کوہ فاران سے چمکا اور وہ قُدس کی بلندیوں سے آیا اور اس کی دائیں جانب سے شریعت کی آگ تھی ان کے لئے''۔

اور عبرانی زبان میں بھی اسی طرح کا اشارہ آچکا ہے جیسے ذیل میں ہے :

و یومر یہود مسینائی بہ و زارع مسعیر لا مو ھو فیع مھر باران و اتا مر ببوث قودش میمیفو ایش داث لا مو

انہوں نے اس کا ترجمہ بھی اسی طرح کا کیا ہے اور کہا ہے : کہ

''رب آیا سینا سے اور اس نے ان کے لئے آگ اُٹھائی اور وہ کوہ فاران سے بلند ہوا اور وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دائیں ہاتھ سے ان کے لئے شریعت کی آگ نکلی''۔

اور مصنف کہتے ہیں کہ شواہد قدیمہ سب کے سب کوہ فاران کے مکے میں وجود کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔

اور مؤرخ جُیر وم اور لاہوتی یوسبیوس (Eusebis) کہتے ہیں کہ فاران ایک شہر ہے بلاد عرب کے نزدیک تین دن کے سفر کی مسافت پر۔ ایلہ سے مشرق کی طرف۔ اس نے توراۃ کے اس ترجمہ سے نقل کیا ہے جو سامری میں ہے جو ۱۸۵۱ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ کہ اسماعیل علیہ السلام نے حجاز میں فاران کے صحراء میں سکونت اختیار کی تھی۔ اور ان کی والدہ نے ان کے لئے ارض مصر سے ایک عورت لی تھی۔ اس کے بعد کہا ہے کہ (کتاب العدد، بائبل) عہد قدیم میں سے ہیں وہ فرق کرتی ہے۔ سیناء اور فاران کے جانبین۔ کیونکہ اس میں یہ آ رہا ہے کہ بنی اسرائیل نے کوچ کیا تھا صحرائے سینا سے۔ اور صحرائے فاران میں (ان پر) بادل اُترا تھا۔ اور اولاد اسماعیل علیہ السلام نے کبھی سیناء کے مغرب میں سکونت نہیں کی تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جبل فاران اسی کے مغرب میں واقع ہے۔

اور کتاب حبقوق میں سے اصحاح ثالث میں یہ ہے کہ اللہ آیا تیمان اور قدوس سے جبل فاران سے۔ وہ اس وقت جنوب کی طرف تھا جہاں تیمان واقع ہے۔ اس موضع میں جس میں یمن واقع ہے جو عربیت کے ساتھ متصل ہے۔ اور یہ بات قطعاً ثابت نہیں کہ کوئی نبی ایسا گزرا ہو جس کی قیادت میں دس ہزار قدسیوں کی جماعت رواں دواں ہوئی ہو سوائے محمد علیہ السلام کے۔ اور لفظ قردیش، قدلیس کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مصنف کی رائے میں نیز اخیری تراجم میں ملائکہ ترجمہ کرنے پر مصنف اعتراض کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ثابت نہیں کہ محمد ﷺ کے سوا کوئی نبی شریعت لے کر آیا ہو موسیٰ کلیم اللہ کے بعد۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ '' بے شک ایک نبی میری مثل عنقریب تمہارے لئے رب کو اللہ مقرر کرے گا۔ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا'' (موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول) نبی عربی پر صادق آتا ہے جو کہ صاحب شریعت تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے کسی اور نبی پر صادق نہیں آتا جو حضور ﷺ سے پہلے گزر چکا ہو زمانے کے اعتبار سے۔ نیز مصنف کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ وہ شہر جس میں موسیٰ علیہ السلام کو علم عطا کیا گیا تھا پڑون کی یعنی شعیب علیہ السلام کی صحبت میں اور مدین اول نہیں تھا جو زلزلے میں تباہ ہو گیا تھا جب کہ قرآن مجید میں آیا ہے بلکہ وہ شہر حجاز کا تھا جس کا نام یثرب رکھا گیا تھا۔ یثرون کے نام پر یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ جغرافیہ کے ماہر بطلیموس دو جگہوں کو مدین قرار دینے کا قول کرتا ہے۔ اگرچہ اس نے بھی مصنف کی رائے میں غلطی کی ہے دونوں جگہوں کے تعین کرنے میں۔

نیز بائبل کی کتاب تکوین میں آیا ہے کہ مدین بن ابراہیم جس کا نام مدیان اول رکھا گیا اس کا ایک بھائی تھا، اس کا نام عفار تھا۔ یہ وہی تھا جس کے بارے میں توراۃ کا شارح نوبل (Knoble) کہتا ہے کہ اس کی اولاد بعثت اسلامی کے عہد میں یثرب کے قرب و جوار میں آباد ہوگئی تھی۔ شاید موسیٰ علیہ السلام نے یثرب کا نام اس کی اسی قرب و جوار کی وجہ سے حاصل کیا تھا۔ کیونکہ اس کا عربیت میں نام رکھنا زیادہ راجح تھا۔ ان کے مصری نام رکھنے سے یا عبرانی نام رکھنے سے بے شک فرعون کی بیٹی اس کا نام عبرانی میں نہیں لیتی تھی اور ہر وہ شخص بھی اس کا یہ نام نہیں رکھتا تھا جو عبرانی بچوں کے وہاں رجوع کرنے سے چھٹکارے کا ارادہ رکھتا تھا اور یہ بات صحیح ہے کہ کلمۂ میسو (Messu) مصری زبان میں اس کا معنی طفل اور بچہ ہے جیسے بعض شارحین مورخین کہتے ہیں۔ مگر یہودی اپنی بیٹی کے لئے اور ان کے مخرج کے لئے جائے پیدائش کے لئے پسند نہیں کرتے کہ ارض مصر سے مصریوں سے کوئی نام مستعار لیں۔

احمدیوں یعنی مرزائیوں کا نظریہ باطل

(۱) اوران جماعتوں میں سے جنہوں نے خاصہ تکلف کیا ہے ان مذکورہ اخبار کو بیان کرنے کے ساتھ وہ ہندوستان کی جماعت احمدی ہے۔ جس نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ بھی کیا ہے۔اس جماعت نے ان اخبار کے لئے اور تواریخ اور جنم پتری یا وریخوی کے لئے علیحدہ اور مستقل کام کیا ہے۔محمد علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں لمبی بحث کی ہے۔اس مذکورہ ترجمہ کے مقدمہ میں اس جماعت نے اس میں بعض ان امور کی شرح کیا ہے۔

(۲) مفصل ہے اور انہوں نے اس میں اس بات کو زیادہ کیا ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ وعلیہ السلام کی نبوت تین اجزء پر یا تین حصوں پر مشتمل تھی۔

[۱] طور سینا پر تجلی (ظہور) یہ جز تو ان کے زمانہ میں حاصل ہو گیا اور وجود میں آ گئی۔اور

[۲] تجلی سعید یا جبل اشعر سے یہ تجلی اور یہ ظہور وقوع پذیر ہوا تھا سید مسیح کے زمانے میں۔اس لئے یہ جبل جماعت احمدیہ کے قول کے مطابق اس جگہ واقع ہے جہاں یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مقیم ہوئے جو بعد میں ابنا اشعر کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔اور

[۳] تجلی ثالث یعنی ان کا تیسرا ظہور ارض فاران سے ہوا تھا یہ ٹیلوں کی سرزمین تھی۔مکہ اور مدینہ کے درمیان۔واضح رہے کہ یہ ساری ان کی سعی لا حاصل غلام احمد قادیانی کی نبوت کو منوانے کے لئے ہے (نعوذ باللہ من هذا الضلال البعید)۔ مترجم

(۳) اور کتاب فصل الخطاب میں آیا ہے کہ بچے اس سرزمین پر حجاج کرام کو خوشبوئیں پیش کرنے کا ہدیہ اور تحفہ پیش کرتے تھے صحرائے فاران سے اور تحقیق اولاد اسماعیل علیہ السلام ایک بہت بڑی اُمت اور جماعت بن گئے تھے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کے۔وعدے میں آیا ہے کہ ان کو زمین کی فراخی بھی کفایت نہیں کرے گی کنعان کی حدود میں۔اور کوئی انکار کی وجہ بھی نہیں ہے ان لوگوں کو اس ٹھکانے کے بارے میں جہاں عرب مقیم ہوئے جو اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت جوڑتے ہیں۔اور ان کے لئے کوئی سبب اور کوئی محرک بھی نہیں ہے۔اس نسبت میں داخل ہونے کے لئے اس سے رجوع کرنے کے لئے اس لڑکی کی طرف جو اپنے مالک کے گھر سے پھینک دی گئی تھی۔

(۴) تحقیق توراۃ میں اولاد اسماعیل کے نام بھی آ چکے ہیں جو بلاد عرب میں زندگی گزار رہے تھے۔ان میں سے پہلے شخص نبالوت یا نبات تھے جو قبائل قریش کے مورث اعلیٰ تھے۔

(۵) اور وہ بات جو شارح کا ٹزبکاری (Katzipikazi) نے ثابت کی ہے وہ یہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے اپنی اولاد کو آباد کیا تھا فلسطین اور یَنْبُع کے درمیان ساحل یثرب یا یثرب کی بندرگاہ پر۔

(۶) اور بطلیموس اور بلینی ثابت کرتے ہیں کہ انباء قیدور۔وہ قیدار اسماعیل علیہ السلام کا دوسرا بیٹا تھا، انہوں نے حجاز میں سکونت اختیار کی تھی۔

(۷) اور یہودی مؤرخ اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ (یعنی یوسفیوس) ان کی طرف انباء ادبیل تیسرے بیٹے کا ترتیب عہد قدیم میں۔

(۸) حالانکہ طویل بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابناء دومہ اور تیماء اور قدامہ کے بارے میں اور ان کے دیگر اکثر باقی بھائیوں کے بارے میں۔اس لئے کہ وہ اماکن جو ان کی طرف منسوب ہیں یا منسوب کئے جاتے ہیں وہ آج کے دور تک انہیں کے نام سے مشہور اور معروف ہیں۔

(۹) اور اشعیاء کی خبر جو ولادت مسیح سے سات سو سال قبل ہے وہ کھلم کھلا ظاہر کرتی ہے کہ ابناء اسماعیل علیہ السلام حجاز میں مقیم تھے۔اس تفصیل میں نبی اشعیاء کہتے ہیں اکیسویں اصحاح سے وحی جو بلاد عرب کی جہت سے واضح کرتی ہے اے دوانیوں کے قافلو آ جاؤ پانی پر پیاسے کی

ملاقات کے لئے ،اے ارض تیماء کے رہنے والووفا کرو بھاگ جانے والے کے ساتھ ،روٹی دینے کے ساتھ ،بے شک وہ تلواروں کے امام سے ہیں۔ تحقیق وہ بھاگ چکے ہیں لہراتی ہوئی تلوار کے امام سے اور تنی ہوئی کمان کے امام سے ،شدت جنگ کے امام سے ،بے شک اسی طرح کہا ہے مجھ سے سردار نے سال کی مدت میں مثل مزدور کے سال کے ،وہ (سردار) فنا کردیتا ہے اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی نسل کے ہر مجد اور ہر بزرگی کو۔ اور جماعت احمدیہ کے ترجمہ کرنے والے اعادہ کرتے ہیں اور وہ قیدار کی شکست کی تفسیر وتشریح کرتے ہیں جنگ بدر میں اہل مکہ کی شکست کے ساتھ۔ یہ وہ شکست تھی جوان پر اُتر پڑی تھی نبی علیہ السلام کی مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد سال کے سنۃ الاجیر کی طرح۔

اُونٹ کی مہار .... (۱) اور وہ اس نبوت کو اور خبر کو ایک دوسری خبر نبوت کے ساتھ ملاتے اور معاون بناتے ہیں۔ اصحاح خاص سے اشعیاء کے سفر میں وہ اس میں کہتے ہیں (بلکہ وہ لمبی) بہت ساری اُمتوں کا جھنڈا اُٹھائے گا دور سے اور وہ ان کے لئے زمین کے اقصیٰ اور دور والے حصے کو خالی کرے گا۔ اچانک وہ لوگ جلدی کے ساتھ آئیں گے۔ نہ ان میں سے کوئی کمزور ہوکر گرے گا ،نہ ہی پھسلے گا اور نہ ہی وہ اُونگھیں گے اور نہ ہی وہ سوئیں گے اور نہ ہی ان کی کمر کی پٹی کھلے گی اور نہ ہی ان کی جوتیوں کے تسمے ٹوٹیں گے۔ ان کے تیر نشانے کی طرف لگے ہونگے ،ان کی کمانوں کا ترکش کھینچے ہوئے ہونگے۔ ان کے گھوڑوں کے سُم ایسے ہوں گے جیسے کہ چقماق کے پتھر ہیں۔ ان کے جوانوں کی جماعت ایسے جیسے کہ وہ بگولے ہیں۔ یہ اطلاع ہے اور خبر ہے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہ وہ آئیں گے غیر ارض فلسطین سے۔ یہ خبر کسی اور پر بچی نہیں آتی سوائے اسلام کے رسول اور پیغمبر کے۔

(۲) اور اس خبر کے ساتھ ایک دوسری خبر لاحق ہوتی ہے۔ اصحاح ثامن نے سفر اشعیاء اس میں ہے کہ ربّ نے اس کو ڈرایا ہے کہ وہ اس راستے کی وادی میں نہ چلے یہ کہتے ہوئے کہ مت کہو کہ فتنہ ہے ہر شخص کے لئے جو کہے اس کے لئے کہ یہ گھاٹی فتنہ اور آزمائش ہے اور نہ خوف کرو اس کے خوف جیسا اور نہ ڈرو۔ لشکروں کے ربّ کی پاکی بیان کرو۔ وہی تم لوگوں کا ڈرنا ہے ،وہی تمہارا ڈرنا ہے۔ وہ مقدس ہوگا ،دفاع کرنے کا پتھر ہوگا ،صحبت اور میل جول کی چٹان ہوگا یعقوب کے دونوں گھروں کے لئے اور وہ یروشلم کے رہنے والوں کے لئے جال ہوگا اور شکاری کا پھندا۔ یروشلم میں بہت سارے پھل مل جائیں گے اور گر جائیں گے اور ٹوٹ جائیں گے اور لٹک جائیں گے۔ لہٰذا وہ گری ہوئی چیز کے طور پر اُٹھالئے جائیں گے ،شہادت پکی ہوجائے گی۔ شریعت میرے تلمذوں کے ساتھ ختم ہوجائے گی۔ لہٰذا اس ربّ کے لئے صبر کرتے رہئے جو اپنے چہرے کو چھپانے والا ہے۔ یعقوب کے گھر سے اور اس کا انتظار کیجئے۔

یہ مذکورہ قول بھی خبر ہے اس رسول کے بارے میں جو شریعت کو ختم کردے گا۔ یہ بات پیغمبر اسلام پر صادق آتی ہے اور کسی بھی دوسرے رسول پر صادق نہیں آتی جو حضور ﷺ سے پہلے آیا ہو یا بعد میں آیا ہو۔

(۳) اور اس (مذکورہ) خبر کے ساتھ ایک اور خبر بھی لاحق ہوتی ہے۔ اصحاح انیس سے سفر اشعیاء میں اس میں وہ رسول منتظر کے ساتھ مصر کا ایمان ذکر کرتا ہے۔ یہاں پر صاحب مقدمہ نے متصل اقتباس نقل کیا ہے اور اس پر تبصرہ بھی نقل کیا ہے کہ اہل عرب کی مصر میں آمد اور اہل مصر کی عراق میں آمد یہ سب کچھ اسلام کی دعوت کے زیر سایہ تھا۔

نوٹ : میں مترجم عرض کرتا ہوں کہ مقدمہ نویس ڈاکٹر عبد المطعی قلعجی نے اسی نہج پر احمدیوں کے انگلش ترجمہ کے مقدمہ کے حوالے سے بائبل کے عہد قدیم اور عہد جدید میں سے اور اناجیل اربعہ کے درجنوں اقتباسات اور ان پر تبصرے نقل کئے ہیں جن کا خلاصہ مقصد حضور کی نبوت ورسالت کا اثبات اور اس کی تائید ہے۔ میں نے بخوف طوالت غیر ضروری سمجھ کر اس کے تقریباً دس صفحات کا ترجمہ ترک کردیا ہے۔ اس کے بعد مقدمہ نویس ڈاکٹر قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ مذکورہ علامات چند مختصر نمونے ہیں۔ بے شمار اقتباسات اور دلائل میں سے جو تائید دیتے ہیں دوسری نبوتوں کے دلائل کے درحقیقت انہیں پر دعوت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قائم ہے اور استوار ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہم ترین دلیل دلائل اثبات رسالت محمدی کے لئے معجزہ قرآن ہے۔

نبوت محمدی ﷺ کے دلائل میں سے اہم ترین دلیل معجزہ قرآن ہے

اہل مکہ نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ مطالبہ رکھتے تھے کہ اس کا رب جب یہ ارادہ کرے کہ وہ لوگ اس کی تصدیق کریں وہ اس کے ہاتھ پر معجزات جاری کردے۔ جب کہ صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ قرآن کریم میں کسی ایسے معجزے کا کوئی ذکر نہیں ہے جس کے ذریعے اللہ نے یہ ارادہ کیا ہو کہ سارے لوگ اس پر ایمان لے آئیں یعنی رسالت محمد ﷺ کے ساتھ باوجود اس کے زمانوں کے مختلف ہونے کے سوائے قرآن کریم کے۔ باوجود اس کے کہ قرآن نے ان معجزات کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے حکم کے ساتھ ان رسولوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے جو محمد ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کا قیامت تک کے لئے دائمی معجزہ ہے .... تحقیق قرآن مجید نے اپنے اعجاز کو ثابت کردیا ہے ہر اس شخص پر جس نے اس کو سُنا ہے باوجود بلاغت میں ان کے مراتب کے فرق کے۔ اور تحقیق حیران ہو گئے تھے مشرکین اس کی صفت میں۔ اور اس پر حریص تھے کہ عرب والوں کے اس کے سماع سے روک دیں، حالانکہ اس بات کا پوری طرح یقین تھا کہ کوئی عربی ایسا نہیں جو اس قرآن کے درمیان اور انسان کے قول کے درمیان تمیز کرنے میں غلطی کرے گا اور اس کو غلطی لگ جائے گی۔ تحقیق قرآن مجید نے تمام مخلوق کو عاجز کردیا تھا اپنے اسلوب میں اور اپنی نظم میں اور اپنے علوم کے اندر حکمتوں کے اندر، اور اپنی ہدایت کی تاثیر کے اندر، اور پردے ہٹانے کے اندر، گزرے زمانے اور آنے والے زمانے کے غیبوں سے۔

ان مذکورہ ابواب میں سے اعجاز قرآنی کے لئے الگ اور مستقل فصل ہیں اور ان میں سے ہر فصل میں کئی کئی فروع ہیں جو اصل کی طرف لوٹتی ہیں۔

اور عربوں نے اس چیلنج کو تمام اُمتوں، تمام قوموں کی طرف نقل کیا تھا۔ لہٰذا ان کا عجز ظاہر ہو گیا بعض اہل تصانیف نے بعض ایسے لوگوں کے بارے میں نقل کیا ہے جو قول میں بلاغت کے ساتھ موصوف تھے کہ وہ لوگ قرآن کی بلاغت کے اندر اس کا معارضہ و مقابلہ کرنے کے درپے ہوئے تھے اور اس کی فصاحت میں اس کی مثل بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس کی ہدایت کے بغیر (محض الفاظ کی حد تک) مگر وہ ایسی کوئی چیز پیش نہ کرسکے جس کے ساتھ ملحدوں اور زندیقوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوسکتیں اور اس کے ذریعے اپنے الحاد اور بے دینی اور زندیقیت پر دلیل لاسکتے (اس پر طرہ یہ ہے کہ) اس طرح کوشش کی بابت روایت سرے سے ضعیف ہے (تمام فصحاء بلغاء جب برابری کرنے سے عاجز ہو گئے) اس طرح قرآن مجید کا اعجاز (رہتی دنیا تک قائم ودائم ہو گیا) جب تک ارض وسماء قائم ہیں، یکے بعد دیگرے لوگوں کے گروہ اور زمانے ایک کے بعد ایک آتے جاتے رہیں گے، جب ہی نئے نئے علوم سامنے آتے جائیں گے۔ وہ اللہ کی کائنات کے اسرار سے پردے اُٹھاتے رہیں گے۔ جب بھی کوئی گروہ اور کوئی جماعت یا شخص یہ سوچے گا کہ وہ فصاحت و بلاغت کی آخری انتہاء کو پہنچ گیا ہے قرآن مجید اپنے علو اور برتری میں اس سے آگے بڑھ جائے گا اپنے قد وقامت کے اعتبار سے قرآن کی ایک آیت کی مثل کوئی نہ لاسکا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی أن یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا

فرما دیجئے کہ اگر جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ وہ قرآن کی مثل بنا کر لے آئیں گے تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔

(لہٰذا) اگر کوئی غیر مسلم قوم یا جماعت آج کے دور میں اگر اس دین (توحید) پر ایمان لے آئے اور دین کی تصدیق کے لئے قرآن کے سوا کسی اور معجزے کی ضرورت نہ سمجھے تو یہ بات اس کے ایمان میں اسلام میں اور کوئی نقص یا عیب پیدا نہیں کرے گی۔ اور قرآن مجید نے بہت سارے ہدایت کے طالبان کو ہدایت پانے پر اُبھارا ہے قدیم زمانے میں۔ دعوت اسلام کے آغاز میں بھی اور جدید زمانے میں اس دور میں جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ باوجود ان میں فکر ونظر کے مختلف ہونے کے اور طبعی اور فطری میلانات ورجحانات کے ایک دوسرے کے مخالف ہونے کے (قدیم وجدید دور کے لوگ) استطاعت رکھتے ہیں (اور ان کے لئے پوری طرح ممکن ہے) کہ قرآن مجید کے چشمۂ صافی کے فیض سے سیراب ہوں اور اپنی پیاس بجھائیں اور اس کے نور سے روشنی حاصل کریں تو ہر ایک ان میں سے قرآن مجید کے اسرار میں سے کوئی نہ کوئی راز ضرور دیکھ لے گا اور قرآن کے اسرار پر مطلع ہوگا۔

مؤرخ ابن خلدون کا علامات نبوت کے متعلق فرمان

خوارق عادات کا وقوع یعنی جو کام ہم سب لوگ عادۃً نہیں کر سکتے ان کاموں کا انبیاء سے واقع ہونا بھی ان کی نبوت کی علامات میں سے ہیں۔ یہ بھی ایک شاہد ہے جو ان کی سچائی پر شہادت دیتی ہے۔ یہ ایسے افعال ہیں جو بشر کو اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیتے ہیں، اسی وجہ سے ان کا نام معجزہ رکھا جاتا ہے۔ یہ کام اور یہ امور بندوں کے قدرت کی جنس سے نہیں ہوتے۔ اور یہ اموران کی قدرت کے محل سے ہٹ کر واقع ہوتے ہیں۔

جب یہ بات طے ہوگئی تو جان لیجئے کہ تمام معجزات میں سے اعظم معجزہ اور اشرف معجزہ اور دلالت کے لحاظ سے واضح ترین معجزہ قرآن مجید ہے جو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ پر اُترا ہے۔ بے شک خوارق (خلاف عادت امور) زیادہ تر وحی کے مغائر واقع ہوتے ہیں جس وحی کو نبی ﷺ پالیتا ہے۔ اور وہ معجزے کو شاہد اور تصدیق کنندہ کے طور پر لاتا ہے۔ اور قرآن مجید بذات خود وحی مُدَّعِیٰ ہے۔ اور خارق معجزہ بھی ہے (عادۃً جس کی نظیر لانا ناممکن ہے)۔ تو گو اس کا شاہد اور گواہ اس کی اپنی ذات میں ہے۔ کسی خارجی اور بیرونی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ دیگر تمام معجزات کی طرح وحی کے ساتھ یہ (قرآن مجید) دلالت کرنے میں واضح ترین چیز ہے اس لئے دلیل اور مدلول فیہ میں اتحاد ہے، دونوں ایک چیز ہیں۔

یہی مفہوم ہے اور مطلب ہے نبی کریم ﷺ کے اس قول کا :

ما من نبی الا وقد اعطی من الآیات ما مثله امن علیه البشر ، وانما کان الذی اوتیته وحیًا أوحاه اللّٰه الی ، فارجو ان اکون اکثر هم تابعًا یوم القیامة

نہیں کوئی نبی مگر تحقیق ان کو ایسے معجزات عطا کئے گئے جس کی مثل معجزات وآیات پر انسان ایمان لے آیا اور حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ وہ معجزہ جو مجھے وحی کے طور پر عطا کیا گیا ہے، اللہ نے اس کو میری طرف وحی کیا ہے۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ میں ان انبیاء میں سے قیامت کے دن سب سے زیادہ تابعداروں والا ہوں گا۔ (یعنی سب سے زیادہ ماننے اور تابعداری کرنے والے لوگ میرے پاس ہوں گے)

یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ یہ معجزۂ محمدی جب اس خاص صفت پر ہے واضح ہونے میں اور قوت دلالت میں، اور وہ اس کا نفس وحی ہونا ہے۔ اس کی تصدیق اپنے واضح ہونے میں اکثر ہوئی۔ لہٰذا تصدیق کرنے والے مؤمن بھی زیادہ ہوں گے اور وہی تابع اور اُمت ہے۔

صاحب شفاء (قاضی عیاض) کی تحقیق .... حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں۔

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

ما من نبی من الانبیاء الا وقد اعطی من الآیات ما مثله امن علیه البشر ، وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللّٰه الی ، فارجو ان اکون اکثر هم تابعًا یوم القیامة

ہر نبی کو وہ معجزات دیئے گئے جس کی مثل پر بشر ایمان لایا۔ اور جو چیز مجھے بطور وحی کے دی گئی وہ ایسی ہے کہ اللہ نے اس کو میری طرف وحی کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ قیامت میں میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے۔

صاحب شفاء فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک اس کا مطلب آپ کے معجزے کی بقاء مراد ہے۔ آپ ﷺ کا معجزہ ہمیشہ قائم رہے گا کہ جب تک دنیا قائم ہے۔ اور دیگر تمام انبیاء کے تمام معجزات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ختم ہوگئے تھے۔ ان کا مشاہدہ صرف وہی لوگ کر سکے تھے جو وہاں موجود تھے۔ جبکہ قرآن پاک کا معجزہ ایسا ہے اس پر ایک زمانہ کے بعد دوسرا زمانہ واقف ہوتا رہے گا قیامت تک۔

اس مقام پر میرے لئے یہ بات ممکن ہے اور آسان اور مناسب ہے کہ میں کئی وجوہِ اعجاز قرآنی ذیل میں مختصر پیش کروں۔

۱۔ وجہ اول : یا (اعجاز قرآنی کی پہلی صورت) جو فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے وہ ایجاز اور اطالت میں ہے۔ کہ کبھی کسی قصے کو طویل الفاظ وکلام کے ساتھ لاتے ہیں پھر اس کو مختصر لفظ کے ساتھ دہراتے ہیں مگر اس انداز سے کہ پہلے والے مقصود میں بھی خلل نہیں آتا۔

۲۔ دوسری صورت : (اعجاز قرآنی کی دوسری صورت) قرآن مجید کا کلام اسلوبوں سے ہم آہنگ ہونا ہے اور اشعار کے وزن۔ ان دو خصوصیات کی بنا پر عرب کو چیلنج ہوا۔ اور وہ عاجز آ گئے اور حیران ہو گئے اور اس کی فضیلت و برتری کا اقرار کر لیا۔

۳۔ تیسری صورت : امم سابقہ کی خبروں پر مشتمل ہونا اور انبیاء کی سیرتوں پر، جس کو اہل کتاب پہلے سے جانتے تھے۔ باوجود کہ ان خبروں کو بیان کرنے والا خود وحی نہ لکھنا تھا نہ ہی پڑھتا تھا اور نہ ہی یہودی عالموں اور کاہنوں کے ساتھ صحبت رکھنے اور ہم نشینی کرنے کو جانتا تھا۔

۴۔ چوتھی صورت : قرآن مجید کا مستقبل کے بارے میں غیب کی خبریں دینا جو قطعی طور پر اس کی سچائی پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ مستقبل میں واقعات کا اسی خبر کے مطابق ہو جانا۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۱۔ الٓمّٓ ۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ۔ فی بضع سنین

الٓمّٓ : رومی قریب تر زمین میں مغلوب ہو جائیں گے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔

(قرآن مجید کی طرف سے یہ رومیوں کے دوبارہ غالب آنے کی پیشنگوئی تھی جو پوری ہو کر رہی)

۲۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فتمنوا الموت ۔ ثم قوله : ولن یتمنوه أبدًا

قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا : کہ تم موت کی تمنا کرو۔ پھر خود ہی فرمایا : کہ یہ لوگ ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے کبھی بھی۔

۳۔ نیز یہ ارشاد کہ :

قل للذین کفروا ستغلبون

کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے۔ اور حقیقت میں وہ مغلوب ہو گئے تھے۔

۴۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللّٰہ اٰمنین

مسلمانو ! تم لوگ ضرور مسجد الحرام میں امن کے ساتھ (مدینہ سے مکہ جا کر) داخل ہو گے۔ اور حقیقتاً واقعی داخل ہو گئے تھے۔

۵۔ منجملہ اعجاز قرآن میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اختلاف اور تناقض سے محفوظ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیه اختلافًا کثیرا

اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ اس میں بہت سارا اختلاف پاتے۔ نیز ارشاد ہے۔

۶۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون.

بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

حفاظت قرآن اور علامہ ابن عقیل کی وضاحت .... علامہ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ جمیع قرآن محفوظ کردیا گیا۔ اس کی آیات بھی اور سورتیں بھی۔ اس طرح کہ اس پر کوئی تبدیلی داخل نہیں ہوئی اس حیثیت سے کہ اس نے مخلوقات کو بھی اس کی مثل لانے سے عاجز کردیا ہے تو اس اعتبار سے قرآن خود اپنی ذات کا محافظ ہے کہ اس نے تمام خلائق کو اپنی مثل لانے سے عاجز کردیا ہے۔

ابوالوفا علی بن عقیل کا قول .... آپ جب یہ ارادہ کریں کہ یہ جانیں کہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی طرف اُتارا گیا ہے تو آپ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں غور کریں کہ وہ قرآن کے بارے میں کیسے ہے؟ دونوں کلاموں اور دونوں اسلوبوں کے مابین غور کریں اور یہ بات معلوم ہے کہ انسانوں کا کلام ایک دوسرے کے مشابہ ہوتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا کوئی کلمہ ایسا نہیں جو قرآن کے اسلوب اور قرآن کی طرز کے مشابہ ہو۔

علامہ ابن عقیل کا قول .... قرآن کے اعجاز میں سے یہ بات بھی ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس قرآن میں سے کسی آیت کو پیش کرسکے جس کے معنی ومفہوم کسی ایسے کلام سے ماخوذ ہوں جو پہلے گزر چکا ہو، حالانکہ لوگ ہمیشہ بعض بعض سے کھولتے اور اخذ کرتے آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متنبی شاعر نے ابوالبحتری سے اخذ کیا ہے۔

صاحب الوفاء کا اعجاز قرآن کے متعلق فرمان .... میں نے دو عجیب وغریب معنی ومفہوم استخراج کئے ہیں :

اول : یہ کہ تمام انبیاء کے معجزات ان کی موت کے ساتھ ساتھ ختم ہوچکے ہیں۔ آج اگر کوئی ملحد کوئی بے دین یہ کہے کہ محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے سچے ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس کو یہ جواب دیا جائے کہ محمد ﷺ کے لئے چاند دوٹکڑے کیا گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا دوٹکڑے کیا گیا تھا تو وہ فوراً کہہ دے گا کہ نہیں یہ بات محال ہے ناممکن ہے (اس واسطے کہ وہ چیزیں ختم ہوگئیں)۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو محمد ﷺ کے لئے معجزہ بنایا تھا اور ایسا بنایا کہ وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس لئے تاکہ محمد ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ کی سچائی کی دلیل ظاہر باہر رہے اور قائم ودائم رہے۔ اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ قرآن کو دیگر تمام انبیاء کی سچائی کی دلیل بنادیا۔ اس لئے کہ قرآن ان تمام مذکورہ انبیاء کا مصدق ہے اور ان کی تصدیق کرنے کے ساتھ ان کے حال کی خبر بھی دیتا ہے۔

دوئم : دوسرا یہ معنی اور مطلب میں نے استخراج کیا ہے :

(۱) کہ قرآن مجید نے اہل کتاب کو خبر دی تھی کہ محمد ﷺ کی صفت ان کے ہاں توراۃ وانجیل میں لکھی ہوئی ہے۔

(۲) اور حضرت حاطب بن بلتعہ کے ایمان کی شہادت۔

(۳) اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت بیان کی تھی۔

یہ تمام شہادتیں غیب پر ہیں۔ بالفرض اگر توراۃ وانجیل میں محمد ﷺ کی صفت نہ ہوتی تو یہ بات ان کے لئے ایمان لانے سے نفرت دلانے والی ہوتی۔ (وہ فوراً کہتے کہ یہ غلط ہے جھوٹ ہے)۔ اور اگر حاطب اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفسوں کے بارے میں جانتے کہ یہ شہادت وبراءۃ غلط ہے تو ان کے اپنے نفس اس سے مختلف ہیں تو وہ ایمان سے پھر جاتے۔

ا۔ استاذ المہدی فرانسیسی مصنف کا فرمان .... استاذ المہدی (انیسن دینیہ) فرانسیسی مصنف (جو مسلمان ہوئے، حج کیا اور اسلام کے بارے میں بہت کچھ لکھا) قرآن مجید کے اعجاز کی بابت اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' میں کہتے ہیں کہ وہ انبیاء جو محمد ﷺ سے پہلے گزرے تھے ان کے معجزات فی الحقیقت وقتی معجزات تھے اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کو بھول گئے مگر ہم یہ کرسکتے ہیں کہ ہم آیات کو دائمی معجزہ کا نام دیں۔ یہ اس لئے کہ اس کی تاثیر قائم ودائم ہے اور اس کا عمل مستقل اور ہمیشہ کا ہے۔ ایک مؤمن مسلم کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ یہ آسانی ہے کہ وہ (اپنے نبی کے اس) زندہ جاوید معجزے کو اور کلام ناطق کو محض کتاب اللہ کی تلاوت کرکے دیکھ سکے۔

اور اس دائمی معجزہ قرآنی کے اندر ہم انتشار کا پھیلنے اور زندہ رہنے اور قائم رہنے کا اصل اور کامیاب سبب پاتے ہیں۔ اسلام جس کی حفاظت کرتی ہے یہ بقاء دوام جس کے اصلی سبب اہل یورپ ادراک نہیں کر سکے۔ اس لئے کہ وہ قرآن سے قطعاً جاہل اور بے خبر ہیں، یا اس لئے کہ وہ قرآن کو اس کے تراجم میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو زندگی اور حیات بخش نہیں ہوئے اور ان میں وہ متن کی گہرائی بھی نہیں ہوتی۔

بے شک وہ جادوگرانہ کشش جس کے ساتھ منفرد کتاب انٹرنیشنل امہات کتب سے ممتاز ہوتی ہے کہ وہ سبب اور علت کی مقتضی نہیں ہے (خصوصاً جبکہ ہم مسلمان ہیں) اس لئے کہ ہم لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کلام اللہ ہی نے اس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے، مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں پر دو مستشرقین کی رائے پیش کریں جن کی قابلیت کی بنا پر ان کی شہرت عام ہو چکی ہے۔

۲۔ سفری کا قول .... سفری یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ اپنی لغت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ ایسی لغت ہے کہ بساط ارض پر ہم ایسی کوئی چیز نہیں پاتے جو اس کے مشابہ ہو، بے نیاز ہونے میں اور حسن ترتیب میں۔ بے شک اس کے اپنے افعال و الفاظ کی ترتیب کے سبب فکر انسانی کے لئے یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ مسلسل اپنی پرواز بلند کر سکے، نیز آپ اس کو انتہائی باریکی و گہرائی کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں۔

یہ ایسا کلام ہے جس میں موسیقی کے پیارے پیارے نغمے ہیں جو مختلف خوبصورت حیوانی آوازوں کے مشابہ ہیں اور ایسا کلام ہے جس میں پانیوں کے تیز بہاؤ کی گڑگڑاہٹ ہے، جس میں بجلی کی کڑک ہے، جس میں ہواؤں کی سنسناہٹ ہے۔

آپ علیہ السلام کی فصاحت کا ذکر .... محمد ﷺ اس ازلی لغت کا پوری طرح علم رکھتے تھے (جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں)۔ وہ لغت جو کثیر شعراء کے کلام سے زیادہ اپنی تازگی اور خوبصورتی کے ساتھ مزین ہے۔ محمد ﷺ نے پوری پوری کوشش کر ڈالی تھی کہ وہ اپنی تعلیمات کو ان تمام خوبیوں کے ساتھ آراستہ کر لیں جو بلاغت کے اندر حسن و جمال اور سحر بیانی ہوتی ہے۔ جزیرۃ العرب میں شعراء تقدیر سے بلند مقام کے ساتھ پورا پورا فائدہ اُٹھاتے تھے۔ سید ربیعہ مشہور شاعر نے اپنے قصیدوں میں سے ایک قصیدہ کو باب کعبہ پر معلق کر دیا تھا۔ جس کی شہرت اور شاعرانہ قدرت چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ شاید کوئی شوقین اپنے شوق کی تسکین کے لئے مقابلے میں آئے، مگر اس سے یہ اعزاز چھیننے کے لئے کوئی آگے نہ بڑھ سکا۔

ایک دن سید کے قصیدے کے برابر میں قرآن مجید کی پچپن ویں سورۃ یا دوسری سورۃ بھی معلق کر دی گئی۔ سید نے اس کو بہت پسند کیا اور اپنی ہزار عجب اور خود پسندی کے ساتھ اور مشرک ہونے کے باوجود اس نے محض اپنی شکست کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ اسی دن اس کے چاہنے والوں اور اس کے اشعار کے پرستاروں نے جو اس کے کلام کا ایک دیوان مرتب کرنا چاہتے تھے، اس سے اس کے اشعار اور کلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہ جواب دیا کہ اب میں اپنے اشعار کو دوبارہ دہرانے اور یاد کرنے کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اس وقت اللہ کی نازل کردہ آیات کے خوف اور رُعب نے اپنے ماسوا کسی اور شی ء کی جگہ میری یادداشت کے اندر باقی نہیں چھوڑی۔

۳۔ اسٹانلی لین۔ پل کا قول............ بے شک قرآن مجید کا اسلوب اس کی سورتوں میں سے ہر سورت میں ایک ایسے باب کا اسلوب ہے جو شدت بکھیرتا ہے اور زندگی کو سکون دیتا ہے۔ اور اس کے الفاظ اس آدمی کے الفاظوں کی طرح ہیں، جو دعوت کے لئے مخلص ہے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے لے کر آج تک قوت و شجاعت فطری پر اُبھارتا رہا ہے اور اُبھار رہا ہے۔ اس کی گہرائی میں چنگاری ہے جس کے ساتھ وہ اُتارا گیا ہے۔

حضور ﷺ کی حیات علیا اور جہاد میں نبوت کے دلائل

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ رفعت و بلندی کی اس انتہاء کو پہنچ گئی تھی، جہاں تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ رسالت سے قبل بھی سچائی اور امانت اور شرافت کے اعتبار سے ضرب المثل تھی۔ جیسے رسالت کے بعد تمام حیات مبارکہ قربانی اور صبر اور جہاد فی

سبیل اللہ سے عبارت تھی۔ ایسی قربانی جس سے بارہا آپ کی زندگی موت کا نشانہ بنی۔ اگر محمد ﷺ اپنے ربّ کی رسالت و پیغام چھپانے میں اور اپنے اس چیز کے ساتھ ایمان میں سچے نہ ہوتے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو اُٹھایا تھا اور اپنی رسالت کے عام ہونے کا یقین نہ ہوتا تو ہم دیکھتے کہ زمانوں کے گزر کے ساتھ ساتھ تو آپ کی حیات طیبہ کے آثار اور آپ کے فرامین مٹ جاتے (جبکہ اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کی تعلیمات اور آپ کی حیات طیبہ کے آثار اور اسوۂ حسنہ صرف قائم و دائم ہی نہیں بلکہ اس کی تابانیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ (مترجم)

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وانذر عشیرتك الاقربین ۔ اے محمد آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

رسول اللہ ﷺ کوہ صفاء پر .... تو نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور اعلان کیا، اے قریش کی جماعت! تو قریش نے کہا کہ محمد کوہ صفا پر چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ سب چلے آئے اور سب جمع ہوگئے اور پوچھنے لگے، کیا ہوا اے محمد ﷺ؟

حضور ﷺ نے فرمایا، تم لوگ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک شیر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے؟ قریش نے کہا، کہ جی ہاں۔ آپ ہمارے نزدیک سچے اور غیر متہم زدہ ہیں، ہم نے آپ کے اُوپر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔ تو حضور نے فرمایا، بے شک میں تم لوگوں کو عذاب شدید سے پہلے ڈراتا ہوں۔

اے بنی عبدالمطلب، اے بنو عبدمناف، اے بنو زہرہ، یہاں تک کہ آپ نے ایک ایک کر کے قریش کے تمام قبائل کو شمار کیا۔ اور فرمایا بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور بے شک میں تمہارے لئے دنیا کے کسی فائدہ کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی آخرت میں کوئی تمہیں حصہ دلوا سکتا ہوں، ہاں مگر یہ کہ تم اگر لا الٰہ الا اللّٰہ کو مان لو۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں اس وقت خطبہ دینے کھڑے ہوئے جب اللہ نے یہ آیت اُتاری :

وانذر عشیرتك الاقربین ۔ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے

تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے قریش کی جماعت! (یا اس طرح کا کوئی اور جملہ ارشاد فرمایا تھا) تم لوگ اپنے نفسوں کو خرید لو۔ میں تمہیں اللہ کے ہاں کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے بنو عبدمناف! میں تمہیں اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا، اے عباس بن عبدالمطلب! میں تجھے اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے صفیہ! (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تجھے اللہ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے فاطمہ! (بنت محمد رسول اللہ) مجھ سے مانگ لو میرے مال میں سے جو کچھ چاہو، میں تجھے اللہ کے ہاں کسی چیز کا فائدہ نہیں دے سکوں گا۔

کتب سیرت خبر دیتی ہیں کہ قریش ابوطالب کی طرف دوڑے دوڑے گئے تاکہ وہ محمد ﷺ کو دعوت میں دائمی پابندی کرنے سے روکیں۔ جب قریش ان سے ملے تو کہنے لگے، اے ابوطالب! بے شک آپ کا بھتیجا ہمارے الٰہوں، معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین کو عیب لگاتا ہے، ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہتا ہے، ہمارے باپ دادوں کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ یا تو آپ اس کو ہم سے روک دیں، ورنہ ہمارے اور اس کے درمیان سے آپ ہٹ جائیں۔ آپ بھی دین میں اس کے خلاف ہیں جس طرح ہم ہیں، یعنی آپ بھی بدستور ہمارے دین پر ہیں اس کے دین پر نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ اور ہم مل کر اس سے اپنے دین کی حفاظت کریں۔ ابوطالب نے ان کے ساتھ نرم بات چیت کی اور ان کو خوبصورت جواب دیا جس سے وہ واپس چلے گئے۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ اپنی اسی ڈگر پر چل رہے تھے جس پر وہ تھے۔ وہ اللہ کے دین کو غالب کر رہے تھے اور اس کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اس کے بعد حضور کے اور قریش کے درمیان ٹھن گئی، یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے سے دُور ہوگئے اور ایک کے ساتھ بغض اور کینہ رکھنے لگے اور قریش کثرت کے ساتھ اپنی مجالس میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنے لگے اور ان کے معاملے میں ایک دوسرے کو طعنے دینے لگے اور بعض بعض کو ان کے خلاف اُبھارنے لگے۔

اس کے بعد ایک بار پھر وہ ابوطالب کے پاس گئے۔ اور ان سے کہنے لگے، اے ابوطالب! بے شک آپ ہمارے بڑے ہیں، ہمارے محترم ہیں ،آپ کا ہمارے اندر ایک مقام ہے۔ ہم نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے معاملے میں مداخلت کرنے سے روکیں مگر آپ نے اس کو ہمارے معاملے میں گڑبڑ کرنے سے نہیں روکا۔ بے شک ہم لوگ اللہ کی قسم اس کیفیت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دی جائیں۔ اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہا جائے اور ہمارے معبودوں مشکل کشاؤں کو بُرا کہا جائے۔ اس وقت تک جب تک آپ اس کو ہم سے روک دیں ورنہ ہم اس کو بھی اور آپ کو بھی ایک ہی جیسا سمجھیں گے۔ یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ہلاک ہو جائے گا (یا جیسے انہوں نے کہا)۔ پھر وہ اس سے ہٹ گئے۔ لہٰذا ابوطالب نے اپنی قوم کے فراق کو اور اس کو چھوڑ دینے کو بہت بڑا المیہ سمجھا اور ان کی دشمنی کو بھی اور ادھر وہ خوش دلی سے رسول اللہ کے اسلام کو بھی پسند نہیں کر رہے تھے اور وہ حضور ﷺ کو بے یار ومددگار بھی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

ابوطالب کی ہمدردانہ گفتگو .... لہٰذا ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیج کر بلایا اور کہا، اے بھتیجے! آپ کی قوم میرے پاس آئی ہے اور انہوں نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے جو بھی بات انہوں نے کہی تھی۔ لہٰذا آپ مجھے بھی جینے دو اور خود بھی جیو اور مجھ سے اس معاملے میں اتنا بار نہ اُٹھواؤ جس کی مجھے طاقت نہیں۔ حضور ﷺ نے گمان کیا کہ ان لوگوں نے میرے چچا کو مجبور کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ مجھے رسوا کر دے گا اور مجھے بے یار ومددگار چھوڑ دے گا۔ اور وہ میری نصرت کرنے سے اور میرا ساتھ دینے سے عاجز آ گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے چچا جان اللہ کی قسم اگر یہ لوگ سورج کو لا کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کر لا کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں اس شرط پر کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں (تو ایسا نہیں ہوسکتا، میں ایسا کرنے کو تیار نہیں ہوں)۔ یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میں اسی راستے میں جان دے دوں گا مگر اس کو نہیں چھوڑوں گا۔

کہتے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ رو پڑے۔ پھر آپ اُٹھ کر جانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب جانے لگے تو ابوطالب نے ان کو بلایا اور کہا، یہاں آیئے اے بھتیجے۔ کہتے ہیں کہ حضور واپس آئے ان کے پاس اور انہوں نے کہا بھتیجے اب جایئے۔ اور دین کی طرف دعوت کے بارے میں کہتے رہیے جو پسند کریں، اللہ کی قسم میں کبھی بھی آپ کو کسی چیز میں بے یار ومددگار نہیں چھوڑوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں .... جب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو قریش رسول اللہ ﷺ پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی۔ لہٰذا آپ طائف کی طرف (دعوت اسلام دینے کے لئے) نکل گئے۔ زید بن حارث بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ ۱۰/ نبوی ماہ شوال کے آخری ایام تھے۔ حضور ﷺ نے طائف میں دس دنوں تک قیام کیا۔ آپ طائف کے تمام شرفاء اور معززین کے پاس (دعوت توحید ودعوت اسلام) لے گئے اور ان سے بات چیت کی اور محمد ﷺ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ خصوصاً تین بھائیوں کو جو بنوثقیف کے سردار اور معزز آدمی تھے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل تھے :

(۱) عبد یالیل (۲) مسعود (۳) بنوعمرو بن عمیر بن عوف

حضور ﷺ ان کے پاس بیٹھے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان سے اس سلسلے پر بات چیت کی جس مقصد کے لئے آپ ان کے پاس پہنچے تھے کہ وہ اسلام پر حضور ﷺ کے ساتھ نصرت اور تعاون کریں اور حضور کے ساتھ کھڑے ہو جائیں ہر اس آدمی کے خلاف جو حضور کی مخالفت کرے ان کی قوم میں سے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے جواب دیا، وہ درج ذیل ہے :

(۱) ایک نے کہا کہ اگر اللہ نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں کعبہ کا غلاف نوچ کر پھینک دوں گا۔

(۲) دوسرے نے کہا کہ کیا اللہ کو تیرے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو وہ رسول بنا کر بھیجتا۔

(۳) تیسرے نے کہا کہ میں کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گا اور اگر تم رسول ہو اللہ کی طرف سے جیسے تم کہتے ہو تو آپ بہت بڑے خطرے میں ہیں اس سے کہ میں آپ کی بات کا جواب دوں اور اگر آپ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں تو میرے لئے مناسب نہیں کہ میں آپ سے کلام کروں۔

اوباش لڑکوں کا پیچھا کرنا .... چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ آپ بنوثقیف کی خیر سے مایوس ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنے اوباشوں، آوارہ لڑکوں اور اپنے غلاموں کو حضور ﷺ کے پیچھے بھیج دیا۔ وہ ان کو گالیاں دیتے، فقرے کستے اور ان پر چیخ و پکار کرتے، شور مچاتے رہے۔ حتیٰ کہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپ کو مجبور کر کے ایک باغ میں لے گئے جو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا اور وہ دونوں اس میں موجود تھے۔ لہٰذا وہ بنوثقیف کے اوباش جو پیچھے لگے ہوئے تھے وہ چھوڑ کر چلے گئے۔

آپ علیہ السلام کی دعا .... حضور ﷺ انگوروں کی بیل کی ایک چھتری تلے سائے میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دو بیٹے حضور ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے اور یہ بھی دیکھ رہے تھے جو کچھ طائف کے آوارہ لڑکوں نے آپ کے ساتھ سلوک کیا تھا، حضور ﷺ کی جب سانس بحال ہوگئی تو آپ نے فرمایا :

اللھم الیك اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس یا رحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی ام الیٰ عدو ملکتهٗ امری ان لم یکن بك غضب فلا اُبالی ۔ ولکن عافیتك اوسع لی ۔ اعوذ بنور وجھك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والأخرة من ان تنزل بی غضبك او یحل علیَّ سخطك لك العتبیٰ حتیٰ ترضیٰ ولا حول ولا قوة الا بك ۔

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنی قوت کے ضعیف و کمزور ہونے کا شکوہ کرتا ہوں اور اپنی تدبیر کی کمی اور نا کافی ہونے کا بھی شکوہ کرتا ہوں اور لوگوں کے سامنے اپنے کمزور ہونے کا بھی۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! تو ہی کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔ آپ مجھے کس کے حوالے کریں گے؟ کسی ایسے بعید کی طرف جو میری فریاد نہ سن سکے؟ یا کسی ایسے دشمن کے حوالے جس کو آپ نے میرے معاملے کا اختیار دے رکھا ہو؟ اگر تجھے میرے اُوپر ناراضگی نہیں ہے تو کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر تیری طرف سے میرے لئے عافیت عطا ہونا زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے اس نور کے ساتھ پناہ لیتا ہوں جس سے تاریکیاں اُجالوں میں بدل جاتی ہیں اور اس پر دنیا اور آخرت درست ہو جاتی ہے (پناہ لیتا ہوں اس بات سے) کہ مجھ پر تیرا غضب اُترے یا مجھ پر تیری ناراضگی آ جائے سرزنش تیری ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور گناہوں سے واپس ہٹنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت تیری طرف سے ہے۔

جب ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے یہ تکلیف دیکھی جو حضور ﷺ کو پہنچی تھی تو انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو بلایا اسے عداس کہتے تھے، انہوں نے اس سے کہا تم اس انگور کا ایک خوشہ اس تھالی میں رکھ کر اس آدمی کے پاس لے جاؤ، اس سے کہو کہ وہ اس کو کھالے۔ اس نے ایسے ہی کیا، لا کر رسول اللہ ﷺ کے آگے اس نے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے جب اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا کہا، بسم اللہ۔ اس کے بعد آپ نے کھایا۔ عداس غلام آپ کے منہ کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم یہ کلام اس شہر والے نہیں پڑھتے۔

عداس کا قبول اسلام .... رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نصرانی ہوں اور میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اچھا ایک نیک شخص حضرت یونس بن متی کی بستی کے ہو؟ (حضور ﷺ نے فرمایا) کہ وہ میرے بھائی تھے، وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ اس کے بعد تو عداس غلام حضور ﷺ کے اُوپر منہ کے بل گر پڑا اور حضور ﷺ کے سر کو، ہاتھوں کو اور پیروں کو بوسے دینے لگا۔

کہتے ہیں کہ ربیعہ کے بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ لو اس نے تیرے غلام کو بھی خراب کر دیا ہے۔ جب وہ اپنے ان مالکوں کے پاس واپس آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا، ہلاک ہو جائے تو اے عداس تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس آدمی کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ اس غلام نے جواب دیا، اے میرے سردار زمین پر اس آدمی سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ اس نے مجھے ایک ایسے معاملے کی خبر دی ہے جس کو کوئی نہیں جانتا صرف نبی ہی جانتا ہے۔

تصوراسلامی کی خصوصیات میں دلائل نبوت

انسان رسالت نبوی کی ضرورت کا ادراک نہیں کرسکتا، مگر صرف اسی صورت میں جب وہ ظہور اسلام ﷺ سے قبل کے احوال عالم کا مطالعہ کرے اوران پر گہری نظر ڈالے اور دیکھے کہ بشریت خطرناک گمراہیوں کی تاریکیوں اوراندھیروں میں کیسے حیران، پریشان بھٹک رہی تھی اور بت پرستی کے تصورات میں نسلی تعصبات میں برابر کی شریک ہے۔ البتہ تحقیق بنی اسرائیل کے انبیاء اور رسول خالص توحید لے کرآئے تھے۔ مگر بنی اسرائیل ربانی کے حکومت کے طویل ہونے کے ساتھ منحرف ہوگئے تھے۔ اور بت پرستی کی پستی میں اُتر گئے تھے اور موسیٰ علیہ السلام سے قبل اور بعد واپس شرک اور کفر میں پلٹ گئے تھے۔

کیا یہ بات کم تھی کہ نصرانی ہوتے ہوئے اب تو اس میں بت پرستی اور شرک داخل ہوگئے تھے۔ منافقین اثر ونفوذ سے اس بارے میں ایک امریکی رائٹر اور مصنف ڈراپر اپنی تصنیف " الدین والعلم " میں لکھتا ہے۔

امریکی مصنف ڈراپر کا قول .... نصرانیت میں شرک اور بت پرستی منافقین کی تاثیر سے داخل ہوگئی تھی، جنہوں نے رمانی حکومت میں اعلیٰ عہدوں اور بھاری تنخواہوں کا لالچ کیا تھا اور زبردستی اپنے آپ کو نصرانی ظاہر کیا تھا۔ جو نہ تو امر دین کے ساتھ کوئی وابستگی رکھتے تھے اور نہ ہی کبھی ایک دن بھی نصرانیت کے ساتھ مخلص رہے تھے۔

''یہی حالت تھی قسطنطین بادشاہ کی کہ اس نے اپنی پوری زندگی ظلم میں اور گناہوں میں گزاردی تھی اور اس نے دینی کتب کے احکامات کی پابندی قبول نہیں کی تھی مگر تھوڑا سا وقت اپنی آخر عمر میں ۳۳۷ میلادی میں گزارا''۔

بے شک نصرانی جماعت اگرچہ طاقت کے اس مقام تک پہنچ گئی تھی جیسے قسطنطین بادشاہ۔ مگر وہ اس بات کی قدرت نہ پاسکے کہ وہ بت پرستی کی جڑ کاٹ دیتی اور اس کے جراثیم کا قلع قمع کرسکتی۔ ان کی اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی مبادیات بھی اس میں مل گئیں اور اس ملغوبہ سے ایک نیا دین و مذہب پیدا ہوگیا جس میں نصرانیت اور بت پرستی برابر برابر چمکتی ہیں۔

یہاں سے اسلام نصرانیت سے مختلف ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اسلام بت پرستی کے خلاف قطعی فیصلہ صادر کرتا ہے اور خالص عقائد کو نشر کرتا ہے بغیر کسی ملاوٹ کے اور بے شک یہ امپائر، یہ شہنشاہ وہ والی جو در حقیقت دنیا کا غلام تھا اور وہ جس کے عقائد دینیہ نہیں تھے برابر کسی شیء کے اس نے اپنی شخصی مصلحت کے لئے دیکھا اور دور غبت کرنے والے گروہوں نصرانی اور وثنی کی مصلحت کے لئے یہ طے کیا کہ وہ ان دونوں کو ایک کردے اور دونوں کے درمیان تالیف وترکیب کردے اور عیسائیت اور بت پرستی کو ایک آپ کے راسخ نصرانی اس کا انکار نہ کریں (اس مرکب کا) شائدوہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جدید دینداری (دیانت جدیدہ) عنقریب غالب آجائے گی اور عنقریب دین نصرانی انجام کار کے اعتبار سے خالص کرلیا جائے گا یا ہوجائے گا بت پرستی کی میل کچیل سے اور اس کی گندگی سے۔

تصوراسلامی کی خصوصیات کے ضمن میں .... اسلام کے محقق کبیر استاذ سید قطب شہید فرماتے ہیں :

نصاریٰ کے عقیدے میں انقسام واقع ہوچکا ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ مسیح محض انسان تھے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ وہ باپ، بیٹا اور روح القدس تھے۔ یہ مختلف صورتیں ہیں۔ اللہ نے جس کے ساتھ لوگوں کے لئے اپنے نفس کا اعلان کیا ہے ان کے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ اقانیم ثلاثہ سے مرکب ہے۔

(۱) باپ (۲) بیٹا (۳) رُوح القدس

ان میں سے بیٹا وہی مسیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نیچے زمین پر اُتر پڑے جو کہ باپ ہے رُوح القدس کی شکل میں اور انہوں نے مریم کا انسانی جسم بنالیا اور (مریم کا رُوپ دھارلیا) پھر اس سے بیٹا پیدا ہو گیا یسوع کی صورت میں۔

تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ بیٹا باپ کی طرح ازلی نہیں ہے بلکہ وہ مخلوق ہے (پیداشدہ)۔ عالم سے قبل اس لئے باپ سے کم تر ہے اور اس کے آگے جھکتا ہے۔

چوتھا فرقہ کہتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ رُوح القدس کے اقنوم ہونے کا سرے سے انکار کرتا ہے (مجمع نیقیہ) مجلس قائمہ ۳۲۵ میلادی۔ اور مجمع قسطنطنیہ مجلس ۳۸۱ میلادی نے یہ طے کیا کہ بیٹا اور رُوح القدس دونوں مساوی ہیں باپ کے وحدت لاہوت میں اور بیٹا تحقیق ازل سے پیدا ہوا تھا باپ سے اور رُوح القدس باپ سے ماخوذ ہے۔ مجلس طلیطلہ ۵۸۹ میلادی نے طے کیا کہ رُوح القدس بھی ابن سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا کنیسہ شرقی۔ اور کنیسہ غربی نے اس نقطے کے وقت اختلاف کرلیا اور مختلف ہو گئے۔

ان میں سے پانچویں فرقے نے مریم کو الٰہ (معبود و مشکل کشا حاجت روا) قرار دیا، جیسے انہوں نے مسیح بمعہ اسلام کو الٰہ قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر فرد بٹلر کا قول .... ڈاکٹر فرد بٹلر اپنی کتاب "فتح العرب لمصر" میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: استاذ محمد فرید ابوحدید، فرماتے ہیں:

''بے شک یہ دو صدیاں، پانچویں اور چھٹی صدی مقابلہ کا عہد تھا۔ مصریوں اور رومانیوں کے مابین ایسا مقابلہ جس کو قوم وجنس اور دین کا الگ الگ ہونا اور مختلف ہونا اور بڑھا دیتا ہے اور زیادہ کر دیتا ہے جبکہ دین کا الگ الگ ہونا اور مختلف ہونا قومیت کے مختلف ہونے سے زیادہ شدید تھا، کیوں کہ اس وقت یہ اختلاف تمام علقوں کی علت اور سب سے بڑا سبب تھا۔ اس عداوت کا شہنشاہیت اور منوحسبت کے درمیان اور طائفہ اولیٰ جو تھا، جیسے اس کا نام اس پر دلالت کرتا ہے۔ حکومت شہنشاہی کے مذہب کا گروہ تھا اور ملکوں اور شہروں کا گروہ تھا اور عقیدہ رکھتا تھا سنیہ موروثی اور یہ تھا مسیح کی فطرت وطبیعت کو جوڑنا اور مرکب ماننا، جبکہ دوسرا طائفہ قبط منوفیسین مصر کا (ایک گروہ تھا) یہ اس عقیدے کو بُرا سمجھتا تھا اور اس کی حوصلہ شکنی کرتا اور اس کو رسوا کرتا تھا، اور ان سے شدید محاربہ اور جنگ کرتا تھا دلیری کے ساتھ طوفانی انداز میں یہ ہمارے لئے انتہائی مشکل ہے کہ ہم اس کا تصور بھی کر سکیں یا اس کی حقیقت کو جان سکیں (خاص طور پر اس لئے بھی کہ یہ سب، کچھ) اس قوم میں ہو رہا تھا جو سمجھ بوجھ رکھتے تھے بلکہ انجیل پر ایمان رکھتے تھے''۔

مسٹر آرنلڈ اپنی کتاب " الدعوة الى السلام "میں کہتے ہیں .... آرنلڈ اپنی کتاب اسلام کی دعوت میں اس اختلاف اور ہرقل کی طرف سے ایک متوسط مذہب کے اعتدال قائم کرنے کے بارے میں مقصد وارادہ کرنے کی بابت کہا ہے۔ البتہ تحقیق اسلام کی فتح سے سو سال قبل جسٹینیان (Justinian) اس بارے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ امپیر رشہنشاہیت رومانی بنالیں جو کہ مظہر ہو وحدة کے مظاہر میں سے مگر (وہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکے بلکہ) اس کی موت کے بعد جلدی جلدی پارہ پارہ ہو گئی۔ اور ایسی کیفیت میں ہو گئی کہ مشترک قومی شعور کی ضرورت پیدا ہو گئی جو ربط پیدا کرے موجودہ حکومت میں اور مختلف حکومتوں میں۔

بہر حال ہرقل نے انتہائی کوششیں کر ڈالیں۔ مگر وہ مرکزی حکومت کے ساتھ دوبارہ شام کو مربوط کرنے میں مکمل طور پر کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکا۔ بلکہ اس نے اتفاق ووحدة کے قیام کے لئے جو عام وسائل اور اسباب اختیار کئے تھے انہوں نے بدقسمتی سے اور زیادہ تفریق وتقسیم میں اضافہ کیا بجائے اس کامیابی کے۔ اور وہاں پر کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو قومیت کے شعور کے قائمقام ہو سکتی تھی۔ اگر ہو سکتی تھی تو دینی میلانات ورجحانات تھے۔

لہٰذا اس نے عقیدے کی ایسی تشریح کرنے کا ارادہ کیا جس کے ساتھ وہ نفوس میں جدا جدا کر دینے پر مدد لے سکے۔ بایں طور کہ رُک جائے ہر ممکن طریقے پر۔ اس بات سے کہ مخالفت واقع ہو۔ اس کے بعد درمیان مختلف فرقوں کے جو دشمنیوں کی وجہ سے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے ہیں۔ اور یہ (تدبیر کی کہ) وہ وحدت قائم کرے ان لوگوں کے درمیان جو دین اور کنیہ ارتھوڈ کسیہ سے خارج ہونے والے ہیں اور وحدت قائم کرے ان کے درمیان اور مرکزی حکومت کے درمیان۔

اور ۶۵۱ء میلادی میں خلقید ونہ مجمع (اوراجلاس) نے اعلان کیا تھا کہ مسیح کو بایں صورت متعارف کیا جانا چاہئے کہ وہ دو مزاجوں میں مُتَمَیَّل ہوتا ہے۔ جن دونوں کے درمیان ملاپ ہے اور نہ ہی کوئی تغیر ہے، نہ ہی حصے اور جز بننے کا، نہ ہی ایک دوسرے سے جدا ہونے کا۔ دونوں طبیعتوں اور دونوں مزاجوں کے اتحاد کے سبب ان دونوں کا مختلف ہونے کا امکان بھی ختم ہونا ممکن نہیں۔ بلکہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہر طبیعت ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی حفاظت کرتی رہے اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اور ہر طبیعت جمع ہوتی ہے ایک اقنوم کے اندر اور ایک جسم کے اندر اس طرح نہیں جیسے اگر ہر طبیعت منقسم ہونے والی ہوتی یا متصل اور جدا ہوتی دو اقنوموں کے اندر۔ بلکہ ایک اقنوم کے اندر مجتمع ہے۔ پس وہ یہی ایک بیٹا ہے، اللہ ہے، اور الکلمۃ ہے۔

تحقیق (فرقہ) یعاقبہ نے اس جماعت اور اس اتفاق کو چھوڑ دیا، کیونکہ وہ مسیح کے اندر مزاج واحد اور طبیعت واحدہ کا اعتراف کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسیح مجموعہ اقانیم ہے۔ اس کے لئے تمام صفات الٰہیہ ہیں اور بشریہ بھی ہیں مگر وہ مادہ جو ان صفات کا حامل ہے وہ دوسرا یا دوہرا شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اکیلا اقانیم سے مرکب بن پڑا ہے اور جدل و جھگڑا بھڑکا چکا تھا اور گرم کر چکا تھا۔ قرابت کو زمانے کے دونوں قرنوں کے درمیان طائفہ اور ارتھوڈکس کے اور یعاقبہ جو خاص طریقہ پر مصر و شام میں چمکے تھے اور ان شہروں میں بھی جو امپیریر بزنطینی شہنشاہیت سے کی بٹی سے خارج تھے۔

اس خاص وقت میں جس وقت ہرقل درمیان میں اصلاح کی کوشش کر رہا تھا ایسے مذہب کے طریقے سے جو اس بات کا قائل تھا کہ مسیح کی مشیت وحقیقت ایک ہے (Monothetism) پس اس وقت میں جب ہم پاتے ہیں اس مذہب کو کہ وہ اعتراف کرتا ہے دو مزاجوں اور طبیعتوں کے ساتھ جس وقت اس کے ساتھ مضبوط پکڑتا ہے وحدت اقنوم کے ساتھ مسیح کی حیات بشری میں یہ بات اس کے انکار کے سبب ہے۔ اقنوم واحد میں حیات کے دو انواع کے وجود سے۔

پس اکیلا مسیح جو کہ وہی ابن اللہ تھا (ان کے زعم میں) ثابت کرتا ہے جانب انسانی کو اور جانب الٰہی اور ربوبی قوت الٰہیہ انسانیہ واحدہ کے ساتھ۔ اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ نہ پایا جائے سوائے ارادہ واحدہ کے اس کلمہ کے اندر جو جسم اختیار کر چکا ہے لیکن ہرقل اس جگہ کو مل چکا تھا جو پلٹنے اور لوٹنے کی جگہ ہے جہاں کثیر لوگ پہنچ چکے تھے۔ ان لوگوں میں سے جو یہ سوچ بچار کر رہے تھے کہ وہ سلامتی کے ستون قائم کریں۔ یہ بایں وجہ تھی کہ جھگڑا ایک اور بار نہیں بھڑکے گا۔ اس سے زیادہ سخت، بلکہ جس قدر بھڑک چکا ہے یہی کافی ہے۔ بلکہ بے شک ہرقل اپنی ذات کو الحاد و بے دینی کا ننگ وعیب و عار لگا چکا تھا اور اپنی ذات پر دونوں جماعتوں اور دونوں طبقوں کی برابر ناراضگی کھینچ کر مسلط کر چکا تھا۔

قرآن مقدس۔ اہل کتاب کے بعض مذکورہ انحرافات کی طرف اشارات کرتا ہے

تحقیق قرآن مجید میں ان انحرافات کی طرف اشارات وارد ہوئے ہیں اور (ان انحرافات سے قرآن میں) یہی وارد ہوئی ہے اور ان انحرافات کے لئے کاٹنے والی اور ختم کر دینے والی تصحیح وارد ہوئی ہے۔ اور نصرانیت کے اصل عقیدے کا بیان ہے جس طرح وہ اصل عقیدہ اللہ کی آیات تھا تحریف دتأویل سے پہلے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد كفر الذين قالوا: ان الله هو المسيح ابن مريم ط وقال المسيح: يا بني اسرائيل اعبدوا الله ربي وربكم، انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة، ومأواه النار، وما للظالمين من انصار لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثه ـ وما من اله الا اله واحد ـ وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب أليم ـ أفلا يتوبون الى الله ويستغفرونه، والله غفور رحيم؟ ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل، وأمه صديقة كانا ياكلان الطعام ط انظر كيف نبين لهم الآيات، ثم انظر أنى يؤفكون ـ قل: أتعبدون من دون الله ما لا يملك لكم ضرًا ولا نفعًا؟ والله هو السميع العليم،

قل : یـا أهـل الکتـاب لا تـغـلـوا فـي دینـکـم غیـر الـحـق ، ولا تتبـعـوا أهواء قوم قد ضلوا من قبل وأضلوا کثیرًا ، وضلوا عن سواء السبیل ۔ (سورۃالمائدۃ : آیت ۷۲۔۷۷)

البتہ تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا ہے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔حالانکہ مسیح نے کہا تھا، اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک شان یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔البتہ کفر کیا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے، حالانکہ نہیں کوئی الہٰ مگر ایک الہٰ ہے۔اور اگر وہ لوگ اس قول سے باز نہ آئیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔البتہ ضرور ان لوگوں کو عذاب دردناک پہنچے گا۔کیا وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے۔جبکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(حقیقت یہ ہے کہ) مسیح ابن مریم ایک رسول ہی ہے۔تحقیق ان سے قبل رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں سچی عورت تھی۔دونوں (انسان ہونے کی وجہ سے) کھانا کھاتے تھے (جو کہ ایک انسان اور بشری ضرورت وتقاضا ہے)۔آپ دیکھئے (غور کیجئے کہ) ہم ان کے لئے آیات (قرآنی) بیان کرتے ہیں۔پھر سوچئے کہ وہ لوگ کہاں اُلٹے پھرے جارہے ہیں۔فرمادیجئے (اے محمد ﷺ) کیا تم لوگ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے واسطے (کسی چیز کے) مالک نہیں ہیں، نہ نفع کے نہ نقصان کے۔اور اللہ وہی سننے، جاننے والا ہے۔فرمادیجئے (اے محمد ﷺ) اے اہل کتاب تم لوگ اپنے دین کے معاملے میں غلو نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) ناحق۔اور لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کرو جو پہلے سے گمراہ ہیں۔انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے اور وہ خود بھی گمراہ ہوگئے ہیں سیدھی راہ سے۔

اور یہودیوں نے کہا ہے کہ عُزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے

وقالت الیهود عزیر ابن اللّٰه ۔ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللّٰه ذلك قولهم بأفواههم ، یضاهئون قول الذین کفروا من قبل ٥ قاتلهم اللّٰه أنی یؤفکون ۔ (سورۃالتوبہ : آیت ۳۰)

اور عیسائیوں نے کہا ہے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ ان لوگوں کی بات کے مشابہ بات کرتے ہیں جنہوں نے پہلے کفر کیا تھا۔اللہ ان کو مارے، کیا اُلٹے پھیرے جارہے ہیں۔

عیسائیوں کے ہاں عیسائی اور مریم علیہا السلام کے معبود ہونے کا عقیدہ

۳۔ واذ قـال اللّٰه : یـا عیسی ابـن مـریم ، أأنت قلت للناس : اتخذونی وأمی الٰهین من دون اللّٰه ؟ قال : سبحانك ! مایکون لی أن أقول ما لیس لی بحق ۔ ان کنت قلته فقد علمته ۔ تعلم ما فی نفسی ولا أعلم مـا فـی نفسك انك أنت علام الغیوب ۔ ماقلت لهم الا ما أمرتنی به أن اعبدوا اللّٰه ربی وربکم ٥ وکنت عـلیهم شهیدًا ما دمت فیهم ٥ فـلـمـا تـوفیتـنی کنت أنت الرقیب علیهم ، وانت علی کل شیء شهید ٥ ان تـعـذبهـم فـانهـم عبـادك ، وان تـغـفـر لهـم فـانك أنت العزیز الحکیم ۔ (سورۃالمائدۃ : آیت ۱۱۶۔۱۱۸)

(اے پیغمبر اسلام) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ یہ فرمائے گا، اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری امی کو اللہ کے سوا دو الہٰ (معبود ومشکل کشا) ٹھہرالو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے، اے اللہ تو تو پاک ہے میرے لئے کہاں یہ بات مناسب تھی کہ میں وہ بات کرتا جس کا مجھے حق نہیں ہے۔یا اگر بالفرض یہ بات کہی ہوتی تو (اے میرے ربّ) تو تو اس کو ضرور جانتا ہوتا۔تو جانتا ہے جو کچھ میرے حق میں ہے اور میں بالکل نہیں جانتا جو کچھ تیرے نفس میں ہے۔بے شک تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔میں نے نہیں کہی ان کے لئے کوئی ایسی بات اس کے سوا جو آپ نے مجھے حکم دیا اس بات کا (اور وہ یہی تھی کہ) اللہ کی عبادت کرو، وہی میرا ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود تھا۔جب آپ نے مجھے وفات دے دی تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔(اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو بس وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اور اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انحراف کی مدتیں جو عیسائیت میں داخل ہوئیں ان تاریخی میلانات وتلبیسات کی دیدہ دلیریوں میں سے۔ یہاں تک کہ عیسائیت ان مذکورہ بت پرستی کے تصورات میں اس طور تک جا پہنچی۔وہ (مشرکانہ) تصورات جن پر اختلافات ومخالفتیں گردش کرتے رہے اور کئی (کربلائیں) اور قربان گائیں برپا ہوتی رہیں صدیوں تک۔

عہد جاہلیت میں اہل عرب کے یہود و نصاریٰ کی حالت کے بعد عرب کی حالتِ زار

بہرحال جزیرۃ العرب جس میں قرآن نازل ہوا، ان کی حالت یہ تھی کہ وہ گہرے عقائد و تصورات کا چیخ چیخ کر دعویٰ کر رہے تھے۔ مگر ان عقائد و تصورات میں کثرت کے ساتھ ان رسوم و رواج کی ملاوٹ تھی جو انہوں نے اہل فارس سے نقل کئے تھے یا جن سے یہودیت اور مسیحیت نے سراب کی طرح دھوکہ کھایا تھا۔ دونوں نے اپنی مخرف صورت میں جن میں وثنیت خاصہ بت پرستی داخل ہو چکی تھی جو ان انحرافات سے الگ تھی جو ملت ابراہیمی میں واقع ہو چکے تھے۔ وہ ملت ابراہیمی عرب جس کی صحیح حالت میں وارث ہوئے تھے۔ مگر انہوں نے اس کو بھی بدل دیا تھا۔

فرشتوں کی عبادت کھلی گمراہی ہے .... اسی طرح کی تحریف کے ساتھ قرآن مقدس اس خرابی کی طرف بھی پوری وضاحت کے ساتھ رہنمائی کرتا ہے۔ عربوں نے یہ زعم قائم کر رکھا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ وہ خود اپنے لئے بیٹیوں کو مکروہ اور ناپسند کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے فرشتوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے بتوں کی مورتیاں بنا رکھی تھیں۔ ان کے بارے میں وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آگے ہمارے لئے سفارش کرتے ہیں اور ان کی سفارش مسترد نہیں ہوتی اور وہ لوگ ان بتوں اور مورتیوں کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

قرآن مجید کی اطلاع .... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وجعلوا له من عباده جزءًا ۔ ان الانسان لكفور مبين ۔ ام اتخذ مما يخلق بنات و أصفاكم بالبنين ؟ واذا بشر أحدهم بما ضرب للرحمٰن مثلاً ظل وجهه مسودًا وهو كظيم ۔ أومن يُنشأ في الحلية وهو في الخصام غير مبين ؟ وجعلوا الملائكة ۔ الذين هم عباد الرحمٰن ۔ اناثًا اشهدوا خلقهم ؟ ستكتب شهادتهم ويسألون ۔ وقالوا : لو شاء الرحمٰن ما عبدناهم ٥ ما لهم بذلك من علم ، ان هم الا يخرصون ۔

(سورۃ الزخرف : آیت ۱۵۔۲۰)

(اہل عرب نے) اللہ کے بندوں یعنی اللہ کی مخلوق کو اللہ کا جز اور اس کا حصہ بنا دیا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ اجزاء سے پاک ہے)۔ بے شک انسان واضح طور پر بڑا ناشکرا ہے۔ کیا بھلا اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کردہ چیزوں میں سے اپنے لئے بیٹیوں کو منتخب کر لیا ہے (اپنی بیٹیاں ٹھہرا رکھی ہیں جو تم ناپسند کرتے ہو)۔ اور تم لوگوں نے بیٹوں کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔ اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اس جنس کی جس کی وہ رحمٰن کے لئے مثل بیان کرتے ہیں (یعنی بچی کی اطلاع) تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصے سے گھٹ رہا ہوتا ہے۔ کیا بھلا وہ جنس جس نے زیور اور آراستگی میں پرورش پائی ہو اور وہ جھگڑے اور بحث میں بھی واضح بات نہ کر سکے (کیا یہ اس کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں)۔ نیز ان لوگوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں مونث میں قرار دے رکھا ہے۔ کیا بھلا یہ لوگ ان کی تخلیق کے وقت موجود تھے اور مشاہدہ کر رہے تھے؟ پھر کیا ان کی شہادت لکھی جائے گی اور ان سے اس شہادت کے بارے میں سوال ہوگا؟ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ جبکہ ان کو اس بارے میں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ وہ محض اندازے لگاتے اور خیال و گمان کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

الا لله الدين الخالص ۔ والذين اتخذوا من دونه أولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ۔ ان الله يحكم بينهم فيما هم فيه يختلفون ، ان الله لا يهدي من هو كاذب كفار ٥ لو أراد الله أن يتخذ ولدًا لاصطفى مما يخلق ما يشاء ٥ سبحانه هو الله الواحد القهار ۔ (سورۃ الزمر : آیت ۳۔۴)

خبردار ہوشیار (ہو جاؤ) اللہ ہی کے لئے دین خالص۔ جو لوگ اس کے دوست ٹھہراتے ہیں (وہ کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہے اور بڑا کفر کرنے والا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ وہ کسی کو اپنی اولاد ٹھہرائے تو وہ ضرور کسی کو چن لیتا (اولاد کے لئے)۔ ان میں سے جو وہ پیدا کرتا جو کچھ چاہتا۔ وہ (اس کمزوری سے) پاک ہے۔ وہی اللہ اکیلا ہے اور وہ زبردست ہے۔

ویعبدون من دون اللّٰہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم، ویقولون: ھؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰہ ؕ قل: أتنبئون اللّٰہ بما لا یعلم فی السماوات ولا فی الارض؟ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون ۔ (سورۃ یونس: آیت ۱۸)

(یہ لوگ) عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ان کی جو نہ ان کو نقصان دے سکتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں۔ پھر وہ یوں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے سفارشی ہیں اللہ کے ہاں۔ (اے پیغمبر) آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو وہ چیز بتانا چاہتے ہو جس چیز کو وہ نہیں جانتا نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ (حالانکہ وہ اس کمزوری اور عیب سے پاک ہے)۔ اللہ پاک ہے اور برتر ہے ان چیزوں سے جن میں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

عہدِ جاہلیت میں اہلِ عرب کا خیال کہ جنات کی اللہ سے رشتہ داری ہے اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

عرب یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ سبحانہ کے اور جنات کے درمیان نسب اور رشتہ ہے۔ اور جنوں میں سے اللہ کی بیوی بھی ہے (یعنی پریوں میں سے)۔ اس بیوی نے اللہ کے لئے فرشتوں کو جنم دیا ہے۔ اور عربوں نے جنوں کی عبادت بھی کی ہے۔

مؤرخ کلبی نے اپنی کتاب "الاصنام" میں لکھا ہے کہ قبیلہ بنو ملیح کے لوگ جو بنو خزاعہ میں سے تھے وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ اس قصے اور کہانی کے بارے میں بھی قرآن مجید نے آکر اطلاع دی اور اس کا بھی رد کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاستفتھم: الربك البنات ولھم البنون؟ أم خلقنا الملائكة اناثا وھم شاھدون؟ الا انھم من افكھم ليقولون: ولد اللّٰہ ؕ وانھم لكاذبون ؕ أصطفى البنات على البنين؟ مالكم؟ كيف تحكمون؟ أفلا تذكرون؟ أم لكم سلطان مبين؟ فاتوا بكتابكم ان كنتم صادقين ۔ وجعلوا بينه وبين الجنة نسبًا، ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون ؕ سبحان اللّٰہ عما يصفون ۔ (الصافات: ۱۴۹۔۱۵۹)

(اے پیغمبر) ان سے پوچھئے کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں رہ گئی ہیں اور ان لوگوں کے لئے بیٹے ہیں؟ کیا بھلا ہم نے فرشتوں کو مادہ پیدا کیا تھا اور وہ لوگ اس وقت موجود تھے؟ خبردار ہوشیار یہ لوگ اپنے جھوٹ اور اختراع سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ کیا بھلا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسے کیسے فیصلے ٹھہراتے ہو؟ کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی بیان کرنے والی دلیل ہے؟ لے آؤ تم اپنی کتاب اگر تم سچے ہو۔ ان لوگوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسب بنا دیا ہے (حالانکہ) جن اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں حاضر ہوں گے، اللہ پاک ہے ان کمزوریوں سے جو بیان کرتے ہیں۔

عہدِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں جنات کی عبادت اور جنوں کی اللہ سے رشتہ داری کا عقیدہ

ویوم یحشرھم جمیعا، ثم یقول للملائكة: أھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون؟ قالوا: سبحانك! أنت ولینا من دونھم ؕ بل کانوا یعبدون الجن اکثر ھم بھم مؤمنون ۔ (سورۃ سبا: آیت ۴۰۔۴۱)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہے گا یہ لوگ خصوصاً تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے، اللہ تو پاک ہے، تو ہی ہمارا کارساز ہے، تو ہی ہمارا دوست ہے ان کے سوا۔ بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے زیادہ تر ان کے ساتھ ایمان رکھتے تھے۔

تبصرہ: عربوں کے درمیان بتوں کی عبادت عام ہو چکی تھی۔ یا تو بصورت فرشتوں کی مورتیوں کے یا بصورت آباؤ اجداد کی مورتیوں کے یا محض بتوں کی پوجا کے طور پر۔ اور کعبہ کی حالت یہ تھی جو اللہ واحد کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا وہ بتوں سے اٹا پڑا تھا۔ جب اس میں تین سو ساٹھ بت دھرے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے اصنام کے علاوہ جو مختلف اطراف میں تھے۔ ان میں سے بعض وہ بت تھے جو باقاعدہ نام لے کر

قرآن نے ذکر کئے ہیں۔ جیسے لات ،عزیٰ ہو،منات ،اور بڑے بتوں سے ایک ہُبل تھا جس کا نام لے کر ابوسفیان نے جنگ اُحد میں دُھائی دی تھی یہ کہہ کر کہ اُعلُ ھُبلُ ۔ ھبل تو بس بلند ہو جا غالب ہو جا۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ لات ، منات ،عزیٰ فرشتوں کی تمثال تھیں۔ جو چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ لات، منات اور عزیٰ فرشتوں کی تمثال تھیں وہ سورۂ نجم کی آیات تھیں۔

بت پرستی کی مذمت .... ارشاد باری تعالیٰ ہے :

أفرأيتم اللات والعُزّى ، ومناة الثالثة الأخرى ؟ ألكم الذكر وله الأنثى ؟ تلك اذن قسمة ضيزى ! ان هي الا أسماء سميتموها انتم واباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ـ ان يتبعون الا الظن وما تهوى الأنفس ، ولقد جاءهم من ربهم الهدى ـ أم للانسان ما تمنى ؟ فللّه الآخرة والأولىٰ ـ وكم من ملك في السماوات لا تغني شفاعتهم شيئًا ، الا من بعد ان ياذن الله لمن يشاء ويرضى ـ ان الذين لا يؤمنون بالآخرة ليسمون الملائكة تسمية الأنثى ٥ وما لهم به من علمٍ ، ان يتبعون الا الظن ، وان الظن لا يغني من الحق شيئًا ـ (سورۃ النجم : آیت ۱۹ـ۲۸)

کیا تم نے دیکھا لات کو عزیٰ کو تیسرے منات کو۔ بتاؤ کیا تمہارے واسطے نر ہیں اور اس کے لئے مادہ ہیں۔ یہ تقسیم اس وقت بہت ہی بُری ہے۔ درحقیقت کچھ بھی نہیں یہ محض نام ہیں جو تم نے رکھ چھوڑے ہیں یا تمہارے باپ دادوں نے۔ اللہ نے ان کے بارے میں کوئی حجت ودلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں اور خواہشات نفسانی کی۔ البتہ تحقیق ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔ کیا بھلا انسان کے لئے ہر وہ چیز ہو سکتی ہے جس کی وہ آرزو کرے؟ حالانکہ دنیا اور آخرت اللہ کے قبضے میں ہے۔ بہت سارے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی سفارش کچھ نہیں فائدہ نہیں دے سکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اجازت دے جس کے لئے چاہے اور خوش ہو جائے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت کے ساتھ البتہ وہ فرشتوں کے نام مؤنثوں ، ماد یوں والے رکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے۔ نہیں اتباع کرتے وہ مگر محض ظن وگمان کی (جبکہ حقیقت کے اعتبار سے) ظن اور گمان حق سچ کے اعتبار سے کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

اصنام پرستی میں انحطاط اور حد سے گزرنا .... عربوں میں اصنام پرستی انحطاط اور پستی کا اس قدر ہو گئی تھی کہ انہوں نے پتھر کی شبیہوں ،شکلوں ،صورتوں ،مورتیوں اور تراشے ہوئے بتوں کی جگہ جنس پتھر کو بھی پوجنا اور ان کی عبادت کرنا شروع کر دی تھی۔

امام بخاری نے ابورجاء عطاری سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پتھر کی عبادت کرتے تھے۔ جب ہمیں پہلے سے اور اچھا کوئی پتھر مل جاتا تو ہم پہلے والے کو پھینک دیتے تھے اور دوسرا اُٹھا لیتے تھے۔ اور جب ہمیں کوئی اچھا پتھر نہ ملتا تو ہم مٹی اکٹھی کر کے رکھتے تھے۔ اس کے بعد کسی بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ اس پر دوھتے پھر اس کے گرد طواف شروع کر دیتے تھے۔

مؤرخ کلبی اپنی کتاب الاصنام میں لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی جب کوئی سفر کرنے لگتا تو کسی منزل سے اُتر کر چار پتھر اُٹھاتا اور ان کو دیکھتا، جو ان میں سے زیادہ اچھا ہوتا اس کو اپنا رب بنالیتا اور باقی تین کو اپنی ہڈیا کے بٹے بنالیتا، جب وہاں سے کوچ کرتا تو ان کو وہیں چھوڑ دیتا۔

عہدِ جاہلیت میں عربوں کے ہاں چاند، سورج اور کواکب پرستی

عرب کواکب ستارہ پرستی یعنی ستاروں کی عبادت سے متعارف تھے۔ فارسیوں ایرنیوں کی طرح۔ صاعد کہتے ہیں قبیلہ حمیر کے لوگ سورج کے پجاری تھے اور کنانہ کے لوگ چاند کے۔ اور بنوتمیم کے لوگ دبران کے اور قبیلہ لخم اور جذام کے لوگ ستارہ مشتری کے۔ اور قبیلہ طی کے لوگ ستارہ سہیل کے اور قبیلہ قیس کے لوگ ستارہ شعری العبور کے اور بنواسد والے ستارہ عطارد کے پجاری تھے۔

ستارہ پرستی کے بارے میں قرآن مجید کی اطلاع .... سورۃ حٰم سجدہ ،اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر ـ واسجدوا للّٰه الذى خلقهن ان كنتم اياه تعبدون ـ (سورۃ حٰم سجدہ : آیت ۳۷)

تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو نہ ہی چاند کو کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو، جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اگر تم عبادت کرتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وانه هو رب الشعرى ۔ (النجم : ۴۹) ۔ وہی اللہ شعریٰ ستارے کا بھی رب ہے۔

ستارہ پرستی کی مذمت .... نجوم وکواکب کے مخلوق ہونے کے بارے میں اور اللہ سبحانہ کی ربوبیت کے بارے میں کثرت کے ساتھ اشارات موجود ہیں۔ جیسے دیگر مخلوقات کے بارے میں ہیں اور وہ کواکب کی الوہیت اور ان کی عبادت کی نفی کرنے کے لئے ہیں۔ عمومی طور پر ان کی زندگیوں میں شرکیہ عقائد بڑے زور کے ساتھ داخل ہوگئے تھے۔ لہٰذا مشرکانہ عقائد کی بنیاد پر ان میں فاسد شعار قائم ہوگئے تھے۔ قرآن مجید نے کثیر مقامات پر جن کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ انہیں مشرکانہ عقائد کے نتیجے میں وہ پھلوں اور کھیتوں میں سے اور جانوروں و مویشیوں میں اپنے خود ساختہ الٰہ، معبودوں، مشکل کشاؤں کے نذرانے کے طور پر حصے مخصوص کرتے تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا (کبھی یوں کہتے کہ یہ حصہ اللہ کا ہے اور یہ حصہ ہمارے ان شرکاء کا ہے)۔ اور کبھی ان چیزوں کو وہ اپنے اُوپر حرام ٹھہراتے تھے۔ کبھی ان چیزوں میں سے کچھ کو اپنی عورتوں پر حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ مردوں کے لئے نہیں (کہ اس میں سے عورتوں نہ کھائیں ان کے لئے ممنوع ہے)۔ اور بعض اوقات بعض جانوروں کی پیٹھ ممنوع ٹھہرا لیتے تھے کہ ان پر سواری نہیں کرتے تھے۔ اور بعض جانور کا ذبح ممنوع کر دیتے تھے کہ یہ ایسے زندہ رہیں کہ یہ نذر اور چڑھاوے کے جانور ہیں ان کو کوئی ذبح کر کے نہ کھائے۔ اور کبھی کبھی وہ اپنے بیٹوں کو ان الٰہی معبودوں کے لئے ذبح کرنے کے لئے پیش کرتے تھے بھینٹ اور چڑھاوا چڑھانے کے لئے، جیسے عبدالمطلب کی طرف سے نذر ماننے کی روایت ہے کہ انہوں نے یہ نذر مانی کہ ان کے دس بیٹے ہوگئے باپ کے تحفظ کرنے والے تو وہ دسویں بیٹے کو نذر کے طور پر ذبح کر دیں گے۔ چنانچہ دسواں بیٹا عبداللہ (محمد رسول اللہ کے والد) پیدا ہوئے۔ وہ اس کو ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے تھے کہ دیگر بیٹوں اور رشتہ داروں نے مداخلت کی پھر وہ کسی کاہن عورت کے پاس یثرب میں گئے۔ اس نے اُونٹ فدیہ دینے کے لئے حکم دیا۔ لہٰذا ایک سو اُونٹ اس کا فدیہ بھر کر ان چھوٹے معبودوں بتوں سے ان کی جان بچائی تھی۔ اور اس فتویٰ کا معاملہ ان عام شعائر کے بارے میں کاہنہ عورتوں اور کاہن مردوں کے حوالے ہوتا تھا۔ جیسے وہ فتویٰ دیتے تھے وہ لوگ اسی طرح عمل کرتے تھے۔

ان مذکورہ غیر اللہ کی نیازوں اور تحریمات کے بارے میں قرآن اطلاع

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وجعلوا للّٰه مما ذرا من الحرث والأنعام نصيبًا ۔ فقالوا : هذا للّٰه بزعمهم وهذا لشركائنا ۔ فما كان لشركائهم فلا يصل الى اللّٰه ○ وما كان للّٰه فهو يصل الى شركائهم ○ ساء ما يحكمون ! وكذلك زَيّن لكثير من المشركين قتل اولادهم شركاؤهم ، ليردوهم ، وليلبسوا عليهم دينهم ○ ولو شاء اللّٰه ما فعلوه ○ فذرهم وما يفترون ○ وقالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورها ○ وانعام لا يذكرون اسم اللّٰه عليها ۔ افتراء عليه ۔ سيجزيهم بما كانوا يفترون ۔ وقالوا : مافى بطون هذه الانعام خالصةً لذكورنا ، ومحرمٌ على ازواجنا ○ وان يكن ميتةً فهم فيه شركاء ○ سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم ○ قد خسر الذين قتلوا اولادهم سفها بغير علم ، وحرموا ما رزقهم اللّٰه افتراء على اللّٰه ○ قد ضلوا وما كانوا مهتدين ۔

(سورۃ الانعام : آیت ۱۳۶۔۱۴۰)

مفہوم : اللہ نے جو کھیتی پیدا کی اور مویشی بنائے ان میں سے ایک حصہ اللہ کا نکالتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ

(۱) یہ تو اللہ کا حصہ ہے۔ (۲) اور یہ حصہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ (۳) تو جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کا ہوتا (وہ کہتے تھے کہ) یہ اللہ کی طرف نہ چلا جائے۔ (۴) اور جو حصہ اللہ کے لئے ہو (وہ کہتے تھے کہ) وہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں (اور جھوٹے معبودوں)

کی طرف چلا جائے تو کوئی بات نہیں۔ (۵) وہ بُرا فیصلہ کرتے تھے۔ (۶) اسی طرح بہت سارے مشرکوں کے لئے ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے اپنی اولادوں کو قتل کرنا اچھا بنادیا تھا تاکہ وہ ان کو برباد کردیں اور ان پر ان کے دین میں تلبیس کردیں۔ اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ کرتے (چھوڑ دیجئے ان کو اور ان کے اختراء کو)۔ (۷) اور وہ کہتے ہیں یہ جانور اور یہ کھیتی حرام ہے (ممنوعہ) ان کو کوئی نہیں کھا سکتا مگر جس کو ہم چاہیں۔ (۸) اور یہ جانور ایسے ہیں جن کی پیٹھ حرام کردی گئی ہے یعنی ان پر سواری کرنا ممنوع ہے۔ (۹) اور یہ جانور ایسے ہیں جن پر اللہ کے نام نہیں پکارتے بوقت ذبح۔ اللہ پر اختراع باندھنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان کے اختراع کی سزا دیں گے۔ (۱۰) اور وہ مشرک کہتے ہیں کہ جو کچھ ان مویشیوں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے مخصوص ہے اور وہ ہماری عورتوں پر حرام ہے۔ (۱۱) اور اگر وہ مردار ہو جاتا ہے تو پھر سب اس کو کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صفت کی ان کو سزا دیں گے۔ بے شک وہ حکمت والا اور علم والا ہے۔ (۱۲) تحقیق خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولادوں کو اپنی حماقت اور جہالت سے قتل کردیا۔ (۱۳) اور اس چیز کو حرام ٹھہرالیا جو اللہ نے ان کو رزق دیا اللہ پر اختراع باندھ کر۔ تحقیق وہ گمراہ ہو گئے ہیں اور وہ ہدایت نہیں پاسکتے۔

خالص توحید کی سوچ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی سوچ اور مشرکین کا تعجب

ڈاکٹر عبدالمعطی کا تبصرہ......... توحید خالص کی سوچ ان کے نزدیک سخت ناگوار اور ناقابل یقین بات تھی۔ اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے والی سوچ بھی ناپسندیدہ اور ناقابل یقین تھی یہ سب کچھ اس کے باوجود تھا کہ وہ اللہ سبحانہ کے وجود کا اقرار و اعتراف کرتے تھے۔ اور اس بات کا بھی کہ وہ اللہ آسمانوں کا خالق ہے اور زمین کا اور ان کے مابین جو کچھ ہے۔ تاہم وہ اس وحدانیت کے مقتضاء کا اعتراف کرنے اور اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ یہ ہے کہ حکم اور فیصلہ صرف اللہ وحدہٗ کے لئے ہے۔ ان کی حیات کے اندر اور ان کے تمام امور کے اندر اور اللہ کی وحدانیت کا مقتضاء یہ تھا کہ حلال و حرام کے احکام بھی اسی ایک اللہ سے حاصل کریں۔ اور اسی وحدانیت کا یہ مقتضاء تھا کہ ان کا ہر معاملہ دنیا کا ہو یا آخرت کا سب اللہ کی طرف لوٹنا چاہئے اور وہ ہر شئ کے اندر اسی کی شریعت اور منہج کی طرف فیصلہ لے جائیں۔ صرف اکیلے اللہ کی طرف۔ یہ مذکورہ مقتضاء وحدانیت ایسا امر ہے کہ اس کے بغیر نہ تو دین ہے نہ کوئی ایمان۔

مذکورہ دونوں حقیقتوں پر قرآنی دلیل......... مذکورہ دونوں حقیقتوں یعنی مشرکین کا خالص توحید والی سوچ اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے والی سوچ کو انتہائی غلط اور عجیب یا ناقابل یقین سمجھنا اس بات کی دلیل قرآن مجید کی وہ آیات ہیں جو قرآن کریم نے اس بارے میں مشرکین کے شدید معارضے و مقابلے کو بیان کرنے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وعجبوا ان جاء هم منذر منهم ○ وقال الكافرون : هذا ساحر كذاب ○ اجعل الآلهة الٰهًا واحدا ؟ ان هذا لشيء عجاب ○ وانطلق الملأ منهم : ان امشوا واصبروا على الهتكم ان هذا لشيءٌ يردا ○ ما سمعنا بهذا في الملة الأخرة ، ان هذا الا اختلاق ۔ (ص : ۴۔۷)

مفہوم : مشرکین نے تعجب اور حیرانی کا اظہار کیا اس بات پر کہ انہیں کی جنس میں سے ان کے پاس ڈرانے والا آگیا ہے۔ تو کافروں نے کہا یہ جادوگر ہے بہت بڑا جھوٹا ہے (نعوذ باللہ)۔ کیا بات ہے؟ دیکھئے بھلا اس نے بہت سارے مشکل کشاؤں کو ایک مشکل کشا قرار دے رکھا ہے؟ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ ان میں سے بعض ناراض ہو کر چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ چلو چلو اپنے اپنے الٰہوں، حاجت رواؤں پر صبر کئے رکھو، یہی مقصد کی بات ہے۔ محمد (ﷺ) کی بات ایک الٰہ و معبود و مشکل کشا حاجت روا کو کہتے ہیں اس بات کو ہم لوگوں نے تو کبھی ملت میں سُنا ہی نہیں۔ یہ تو محض من گھڑت نظریہ اور سوچ ہے۔

وقال الذين كفروا : هل ندلكم على رجل ينبئكم ـ اذا مزقتم كل ممزق ـ انكم لفى خلق جديد ؟ افترى على الله كذبًا ام به جنة ؟ بل الذين لا يؤمنون بالأخرة فى العذاب والضلال البعيد ـ (سورۃ سبا: آیت ۷۔۸)

مفہوم : کافروں نے کہا کہ کیا ہم آپ لوگوں کو پتہ بتائیں ایک آدمی تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جس وقت تم لوگ مر کر انتہائی طریقے سے ذرہ ذرہ ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ نئی تخلیق ہوگی؟ کیا بھلا یہ بات درست نہیں ہے کہ یا تو یہ آدمی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء باندھتا ہے یا اسے جنون ہے۔ اللہ نے ان باتوں کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے بلکہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ لوگ عذاب میں ہیں (اور دور دراز کی گمراہی میں) یعنی بہت بڑے گمراہ ہیں۔

(۱)　یہ ہے مشہور تصویر جزیرۃ العرب کے اندر جو عقائد و تصورات کی ہم ان کے ساتھ عقائد باقیہ ساویہ منحرفہ تحریف شدہ کو بھی ملا دیتے ہیں جن کی گھٹائیں تہہ بتہہ مشرق سے مغرب تک چھائی ہوئی تھیں جس دن اسلام آیا تھا۔ اس وقت ثقیل گھٹائیں خوب مجتمع ہو کر اپنی کامل صورت اختیار کر چکی تھیں جو کہ ہر سُو انسانی خمیر پر خالی بوجھ ہی نہ تھیں بلکہ اسے اوندھے منہ کے بل گرا چکی تھیں۔ وہ انسانی خمیر جس سے قاعدے اور اصول اور آداب واخلاق پھوٹتے ہیں۔

(۲)　اسی لئے اسلام کی عظیم محنت متوجہ ہوئی عقیدت کے معاملے کو آزاد کرانے کی طرف اور اس کی صحیح تصویر کی تعیین وتحدید کی طرف جس پر انسانی ضمیر کو استقرار واطمینان حاصل ہو جائے کہ الوہیت کی حقیقت کے بارے میں اور اس بارے میں کہ الوہیت کی حقیقت کا مخلوق کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور مخلوق کو اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ لہٰذا اسی حقیقت پر ان کے اصول وقواعد اور ان کے مراتب اور ان کے اجتماعی تعلقات وسیاسی اور اقتصادی معاملات استوار ہو سکیں اور ان کے آداب بھی اور اخلاق بھی اس حقیقت الوہیت پر ٹھہر سکیں۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ مذکورہ تمام امور استقرار پذیر نہیں ہو سکتے مگر صرف اس صورت میں کہ الوہیت کی حقیقت الٰہ ومعبود ومشکل کشا حاجت روا کی حقیقت طے ہو جائے۔ اور اس کی خاصیتیں (جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں) دوسروں میں نہیں اور اس کے اختصاصات جو محض اسی کی صفات ہیں کسی اور کی نہیں ہیں وہ بھی واضح ہو جائیں۔

(۳)　اور اسلام نے خصوصی فکر فرمائی خصائص الٰہ اور صفات الٰہ کی طبیعت اور مزاج کو واضح کرنے کی، وہ صفات اور خصوصیات جو اللہ کی تخلیق اور اس کے ارادے اور اس کی نگہبانی کرنے اور تدبیر کرنے سے متعلق ہیں۔ پھر اللہ کے اور انسان کے درمیان تعلق کی حقیقت کو واضح کرنے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اس لئے کہ اسی میدان میں بڑی تہہ بتہہ تاریکیاں تھیں جس میں عقائد ڈانوں ڈول ہوتے رہے اور فلسفے بھٹکتے رہے۔ وہ عقائد اور فلسفے جو اس امر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن کا اثر انسانی ضمیر پر بہت بُرا ہوتا ہے اور پوری انسانی حیات میں ہوتا ہے۔

(۴)　البتہ تحقیق اسلام آ گیا ہے اور یہ امور غور وفکر کرنے اور متنبہ ہونے کے لائق ہیں۔ اسلام ان تمام باتوں کے ساتھ آیا ہے جو صحیح شمار ہو سکیں تمام مذکورہ اقسام کے مصائب اور خرابیوں اور اندھیروں میں بھٹکتے فلسفوں میں، اور اسلام وہ تمام ہتھیار لے کر آیا ہے جو در دشمار ہو سکتی ہیں۔ تمام انحرافات اور خطاؤں پر جو خطائیں ان دیانت داروں اور فلسفیوں میں واقع ہو چکی ہیں۔ خواہ وہ ہوں ان میں سے جو اسلام سے قبل تھیں، خواہ وہ ہوں جو اسلام کے آنے کے بعد وجود میں آئیں اسی طریقے پر (بھٹکے ہوئے فلسفوں اور نظریات تحریف زدہ کی تصحیح کی) یہ ظاہر اور حیران کن صورت اس دین کے مصدر پر ایک دلیل ہے۔ وہ مصدر ماخذ جو احاطہ کرتا ہے ہر اس بات کو جو انسانی دل میں کھٹکتی ہے اور وہ بات جو آئندہ کھٹکے گی۔ پھر وہ تصحیح کی عجیب وغریب صورت ان دونوں حالتوں کو شامل اور حاوی ہے تصحیح وتنقیح اور صفائی کے لئے۔

(۵)　جو شخص مراجعت کرے لمبی اور طویل جد وجہد اور کوشش کی طرف جو اسلام نے صرف کی ہے فیصلہ کن بات کو ثابت اور پکا کرنے کے لئے اللہ سبحانہ کی ذات کے بارے میں اور اس کی صفات کے بارے میں اور مخلوق کے ساتھ اس کے تعلق کے بارے میں اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ

تعلق کے بارے میں (تو وہ دیکھے) یہ وہ سعی وجہد ہے جس کو نصوص کثیرہ بیان کرتی ہیں۔ ایسی کثرت جس کو خاص کیفیت کے ساتھ مکی سورتوں میں خصوصاً اور پورے قرآن میں عمومی طور پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(۶) اور وہ شخص جو مراجعت کرے اس طویل جہد وسعی کی طرف مگر وہ اس تہہ بتہہ ثقیل گھٹا کی طرف توجہ اور مراجعت نہ کرے جو اس میدان حیرانی اور سرگردانی میں عام تھی، جو ایسی تھی کہ اس کے اندر پوری بشریت مخبوط الحواس ہو کر پھر رہی تھی اور وہ گھٹائیں جو اس طرح پر ہوتی ہیں کہ جب بشریت اللہ کے بتائے ہوئے راستے سے انحراف کرتی ہے یا اس سے رک جاتی ہے اور متعدد راستوں کی اتباع کرتی ہے تو انسانیت اس کے سبب اللہ کے سیدھے اور واحد راستے سے جدا ہو جاتی ہے۔

(۷) اور جو شخص اسلام کی محنت کو دیکھتا ہے مگر جاہلیت کی تہہ بتہہ گھٹا کو نہیں دیکھتا وہ اس ضرورت کی انتہاء کا ادراک نہیں کر سکتا جس کو قرآن نے مؤکد اور مکرر بیان کیا ہے اور اس باریکی کا بھی جس کی تلاش میں ہر ضمیر اور ہر حیات کی راہ پر چلنے والا کرتا ہے۔

(۸) بلکہ ان گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی طرف مراجعت کرنا، اس جہد اور کوشش کی ضرورت کو اور کھول دیتا ہے اور واضح کر دیتا ہے۔ جیسے وہ کھول دیتا ہے اس دور کی عظمت کے بارے میں جو عقیدے کو لے آیا ہے تاکہ وہ اس کو پہنچا دے انسانی ضمیر کی آزادی اور زندگی کو آزادی دینے میں اور جبکہ حیات تصور اعتقادی کی بنیاد استوار ہوتی ہے خواہ وہ کیسی بھی ہو؟

دور جاہلیت کے مقابلہ میں اسلام کی خوبی

(۹) جب ہم جاہلیت اولیٰ کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی طرف مراجعت کریں گے تو ہم اس ضمیر اور حیات کی آزادی کی قدر و قیمت کا ادراک کر سکیں گے)۔ خصوصاً سلامتی والے مضبوط راستے پر حیات کو سیدھا کھڑا کرنے کے بارے میں جس کے ساتھ حیات بشری اور انسانی کا معاملہ سیدھا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ فساد اور خرابی سے اور بھٹکنے اور ٹامک ٹوئیاں مارنے اور ظلم سے اور ذلت سے نجات پا جاتی ہے۔ اور جب ہم ان گمراہی کو اندھیروں میں دیکھیں گے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی قدر و قیمت کا ادراک کر سکیں گے جو انہوں نے فرمایا تھا:

ينقض الاسلام عروةً عروةً من نشأ في الاسلام ولم يعرف الجاهلية

وہ شخص اسلام کو ایک ایک کڑی کر کے توڑ دے گا جو اسلام میں پرورش تو پائے مگر وہ اسلام کے قبل والی جاہلیت کو نہ جانے۔

تو گویا کہ جو شخص جاہلیت اولیٰ کو جانے وہی اسلام کی قدر و قیمت کا ادراک کر سکتا ہے اور وہی جان سکتا ہے کہ اسلام کس قدر حریص ہے اللہ کی رحمت پر جو کہ اسلام کے عہد توحید کی شکل میں سامنے آتی ہے اور اللہ کی نعمت ہے جو اس کے سبب پکی ہوئی ہے۔

(۱۰) بے شک اس عقیدہ توحید کا جمال اور اس کا کمال اور اس کا برمحل ہونا اور اس بہت بڑی حقیقت کی کشادگی جس کی صورت اسلام نے اختیار کی ہے۔ اس سب کچھ کی حقیقت دل اور عقل کے لئے ایسے روشن اور واضح نہیں ہو سکتی۔ جیسے جاہلیت کی تاریکیوں کی طرف مراجعت کرنے کے بعد ہوتی ہے وہ جاہلیت جو اسلام سے قبل تھی یہ عقیدہ (توحید) رحمت بن کر ظاہر ہوگا۔ حقیقی رحمت جو دل اور عقل کے لئے بھی رحمت ہے، اور حیات وزندگی اور زندوں کے لئے بھی رحمت ہے، رحمت اس سبب سے جو اس میں جمال، فراخی، وضاحت تربیت اور برمحل ہونا ہے اور اس میں قرب، انس وجمیت اور ایسی فطرت کے ہم آہنگ ہونا ہے جو گہری ہے۔

سچ فرمایا اللہ کریم نے:

أفمن يمشي مكبًا على وجهه اهدى ؟ ام من يمشي سويًا على صراط مستقيم ؟

کیا وہ شخص جو اوندھا منہ کے بل چلے کیا وہی سیدھی روش پر ہے، یا جو سیدھا سیدھا پیر صراط مستقیم پر چلے وہ صحیح چل رہا ہے؟

توحید اسلام کا معجزہ ہے ۔ اللہ ☆ رسول ☆ قرآن ☆ کعبہ

۱۔ بے شک اسلام کا تصور، وہی توحید کا تصور ہے۔ وہ منفرد تصور جو توحید کامل و توحید خالص کی بنیاد پر قائم اور باقی ہے۔ بے شک توحید اس اسلامی تصور کی بہت ساری خصوصیات میں سے ایک بڑی خاصیت ہے جو اس کو عمومی طور پر دھرتی پر موجود تمام گھسے پٹے عقیدوں سے منفرد اور ممتاز بناتا ہے۔

۲۔ البتہ تحقیق تمام تصورات، تمام فلسفے اور تمام مذاہب کھل چکے ہیں جو دھرتی پر موجود ہیں اور وہ جن پر مغربی سوچ کھڑی ہے اور جس نے فکر انسان کو ایسا بنادیا ہے کہ وہ اس حیات میں پاگل ہو چکا ہے۔ ان لوگوں کے سطحی تصورات کی بنا پر جو کبھی مادہ پرستی کے گوشے کی طرف جھکتے ہیں تو کبھی رُوحانیت کے گوشے کی طرف کبھی طاقت کے گوشے کی طرف۔ مگر انسانی طبیعت وفطرت کا ادراک نہیں کر سکتے نہ اس کے تقاضوں کا۔ جبکہ تصور اسلامی راسخ ہے اور پکا ہے اپنی جامعیت کے لحاظ سے۔ جو کہ انسانی خصائص اور تقاضوں کا پوری طرح ادراک رکھتا ہے اور مستحکم زندگی کے راستے اور شاہراہیں قائم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ باعزت طریقے سے زندگی گزارتا ہے جو آسان بھی ہے اور خوشگوار بھی ہے۔ تصور اسلامی حیات کی بھی تعمیر ہے اور رُوح کی بھی، اور فطرت کے اصولوں کی بھی۔ نہ انسان کو بلاوجہ کی مشقت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے نہ ہی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اس کا شیرازہ بکھیرتا ہے۔ اسی خوبی کی وجہ سے اور انہیں اعلیٰ اقدار کی وجہ سے بہت سارے مفکرین کو اسلامی مفکر نے اپیل کی ہے اور انہوں نے اسلام کو سبق سبق کرکے پڑھا ہے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بھی انہوں نے بغور پڑھا اور محفوظ کیا اور اس کے الفاظ کو بعد گہری دراست و تعلیم کے اس دین کے قواعد کو اور اصولوں کو۔ لہٰذا اکثر ان میں سے مسلمان ہو گئے اور اس دین کے داعی و مبلغ بن گئے، یہاں تک کہ مغرب میں بھی اسلام کو سمجھنے میں اپنی مشکلات میں ان سے مدد حاصل کرنے لگے۔

اسلام کے مطالعہ کے بعد برنارڈ شو کا قول .... (۱) میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے ذمہ اس کام کو لے لے کہ وہ محمد (ﷺ) کی طرح نئی دنیا پر حکومت کرے اور فیصلے کرے تو وہ دنیا کی مشکلات حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ایسے طریقے پر کہ دنیا میں سلامتی، سعادت و نیک بختی، سکون اور اطمینان قائم ہو جائے گا جس کی دنیا کو اس وقت سب سے زیادہ شدید ضرورت ہے۔

(۲) البتہ اسلام عیسائیت سے بہت زیادہ تہذیب و تمدن سکھاتا ہے اور مساوات اور بھائی چارے کا علم بردار ہے۔ یہ دلائل ہم ان لوگوں کی تقریروں سے نقل کرکے ذکر کر رہے ہیں جو انگریز کے نوکر اور تنخواہ خوار رہے ہیں اور ان سے جن کو بڑے بڑے سیاحوں نے عینی سیاحت کے نتیجے میں ملاحظہ کرکے لکھا ہے۔ خوبصورت نتائج جو دین اسلام سے پیدا ہوئے ہیں اور اس سے اس کی نشانیوں کا ظہور ہوا ہے۔ (مثال کے طور پر) جب کوئی قوم سوڈانیوں (سیاہ فاموں سے) سے اسلام کو بطور دین کے اختیار کرتی ہے تو فوراً اس میں سے یہ خرابیاں غائب ہو جاتی ہیں، بتوں کی پوجا کرنا، شیطان کی اتباع کرنا، اللہ عزیز ورحمٰن کے ساتھ شرک کرنا، (دیکھتے ہی دیکھتے) وہ قوم انسان کے گوشت کھانے کو، لوگوں کو قتل کرنے کو، بچوں کو زندہ دفن کرنے کو حرام سمجھنے لگتی ہے۔ اور کہانت وغیب کی خبریں پوچھنے اور یقین کرنے سے نفرت کرنے لگتی ہے اور وہ لوگ اصلاح (انسانیت کے) اسباب کو اختیار کرتے اور اپناتے ہیں۔ (مثلاً) صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرنا، ناپاک چیزوں (خبائث سے) اور نجاست وگندگی سے اجتناب کرنا، شرافتِ نفس اعلیٰ قدروں کی حفاظت کرنا اور ان کو جمع کرنا وغیرہ۔

(۳) مہمان کی ضیافت کرنا ان کے نزدیک دینی لوازم میں سے ہو جاتا ہے اور شراب نوشی قابل نفرت امور سے ہو جاتی ہے، جوا کھیلنا قسمت کے (بتوں میں سے) تیر نکالنا حرام ہو جاتا ہے۔ ناچنا اور رقص کرنا قبیح اور معیوب ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ میل جول (ایسا اختلاط) جس میں کوئی تمیز اور فرق نہ ہو قابل نفرت ہو جاتا ہے۔ اور وہ عورت کی عفت وعظمت اور پاکدامنی کو فضیلتوں و عظمتوں میں سے سمجھنے لگتے ہیں۔ اور وہ اچھی خوبصورت خصلتوں کو مضبوطی سے پکڑنے لگتے ہیں۔

(۴) بہرحال باقی رہا آزادی کے اندر حد سے تجاوز کرنا (مادر پدر آزاد ہونا) اور حیوانی خواہشات کے پیچھے دوڑنا اور رسوا ہونا۔ تو شریعت اسلامی اور دین اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دین اسلام وہ دین ہے جو لوگوں کے درمیان تعلق اور جوڑ اور روابط کو عام کرتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔ ناحق کسی کا خون بہانے کو حرام قرار دیتا ہے اور سیاہ دلی قساوت قلبی اور سنگدلی کو حرام قرار دیتا ہے۔ غلاموں کے معاملے میں بھی اور اس سے بڑھ کر حیوانوں اور جانوروں کے معاملے میں بھی اور انسانیت کو وصیت کرتا ہے۔ اور خیر و بھلائی اور بھائی چارے پر آمادہ کرتا ہے۔ اسلام بیویاں یعنی عورتوں کے معاملے میں اعتدال سے کام لینے کے لئے کہتا ہے اور شہوتوں کے گھوڑے کی بُرائی بتاتا ہے۔

روس کے فلسفی مصنف کی بات .... روس کے معروف فلسفی مصنف نے جب دوسرے اہل ادیان اور اہل مذاہب کے دین اسلام پر حملے ملاحظہ کئے، اس کی غیرت نے اس کو حق گوئی کے لئے جھنجوڑا اور اس نے اسلام کی بنیاد پر کتاب تصنیف کی اور کہا کہ اسلام کا نبی (محمد ﷺ) عرب کے شہروں میں غریب ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا تھا۔ اس نے عمر کی ابتداء میں بکریاں چرانے کا عمل بھی کیا۔ گوشہ نشینی اور علیحدگی پسندی کی طرف مائل تھے۔ میدانوں اور صحراؤں میں جا جا کر اللہ خالق کائنات کے بارے میں سوچتے اور غور کرتے رہتے تھے۔ اس کے ہم عصر عربوں نے بہت سارے رب ٹھہرا رکھے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے، جن کا قرب تلاش کرنے اور ان کی رضا تلاش کرنے کے لئے وہ مبالغہ کرتے اور حد سے بڑھ گئے تھے۔ اور انہوں نے عبادات قائم کر رکھی تھیں اور وہ ان کے لئے مختلف قربانیاں پیش کرتے تھے۔

اور اسلام کا نبی (محمد ﷺ) جیسے جیسے اس کی عمر آگے بڑھتی گئی اس کا اعتقاد ان کے خود ساختہ ربوں فساد اور خرابی کے بارے میں مزید بڑھتا چلا گیا۔ اور یہ کہ یہاں پر ایک اکیلا اور حقیقی الٰہ موجود ہے تمام لوگوں کے لئے اور تمام شعبوں کے لئے۔ تحقیق محمد ﷺ کا ایمان اس سوچ اور اسی فکر کے بارے میں زیادہ ہوتا گیا۔ لہٰذا وہ اُمت کو اور اپنے گھر والوں کو اپنی اس (توحیدی) فکر اور سوچ کی دعوت دینے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ان تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے چُن لیا ہے اور اس سے عہد لیا ہے ان کی آنکھوں کو روشن کرنے کے لئے اور ان لوگوں کے باطل ادیان اور باطل عبادات کو گرانے اور تہس نہس کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ اپنے عقیدے اور دین داری کے بارے میں برملا اعلان کرتا رہا۔ اس دین کا خلاصہ جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو پکارا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سوا کسی کی عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والا اور اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ اور بالآخر انسان کے لوٹ کر واپس جانے کی جگہ بھی اس کے ہاں ہے۔ لہٰذا اسی ایک پر ہی رُک جانا چاہئے۔

خواہش پرستی ہلاکت ہے .... جو شخص اس اکیلے الٰہ پر ایمان لے آئے گا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں بہترین اجر عطا کرے گا اور جب کوئی شخص اللہ کی شریعت اور اس کے دستور کی خلاف ورزی کرے گا اور اپنی خواہش نفسانی پر چلے گا بے شک وہ اس کو آخرت میں سخت سزا دے گا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے ساتھ محبت کرنے کا اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے نماز اور لوگوں سے محبت ہوتی ہے تنگی اور خوشی میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے اور یہ کہ جو لوگ اللہ اور آخرت والے دن پر ایمان لاتے ہیں ان کے ساتھ یہی مناسب ہے کہ وہ اپنی پوری پوری کوشش صرف کر ڈالیں ہر اس چیز سے دُور کرنے کے لئے: ہر اس چیز سے جس کی خاصیت شہوات نفسانی کو اُبھارنا ہے اور خود ہی دنیوی لذت کی چیزوں سے دُور رہے۔ اور اسلام ان پر لازم کرتا ہے کہ وہ جسم کی خدمت اور نوکری نہ کریں اور نہ ہی اس کی پوجا کریں بلکہ وہ ان پر لازم کرتا ہے کہ وہ رُوح کی تہذیب و طہارت کریں اور اسی کی تربیت کریں۔ اور محمد (ﷺ) نے یہ نہیں کہا کہ وہ خود نبی ہیں اور بس یعنی بس وہی اکیلے نبی ہیں بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کو ان کا دین چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اور محمد (ﷺ) کی دعوت کے ابتدائی برسوں میں قدیم مذاہب کے لوگوں سے احتمال تھا زیادہ تر غلبے اور جبر کا دباؤ ڈالنے اور مجبور کرنے کا جبکہ حضور (ﷺ) سے قبل ہر نبی کی حالت یہ تھی کہ اس نے اپنی اُمت کو حق کی طرف دعوت دی تھی۔ لیکن یہ مجبوریاں، یہ رکاوٹیں آپ (ﷺ) کے عزم کو نہ موڑ سکیں، نہ کمزور کر سکیں۔ بلکہ آپ اپنی اُمت کو دعوت دینے میں پکے اور مضبوط تھے۔

غیر مذہب والوں کے ساتھ رواداری کا حکم .... تحقیق عربوں میں بہت سے لوگ اپنی عاجزی تواضع، زہد و دنیا سے بے رغبتی، عمل کے شوق اور قناعت پسندی کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہو گئے اور انہوں نے اپنی پوری پوری کوشش صرف کرڈالی تھی اپنے دینی بھائیوں کی مساعدت و مدد اور ان کے دست و بازو بننے میں مصیبتوں کی ان پر آمد کے وقت میں۔ اس لئے مؤمنوں کی جماعت پر ابھی تک کوئی طویل زمانہ نہیں گزرا تھا کہ لوگ ان کے گرد جمع ہونے لگے اور ان کا بہت بڑا احترام کرنے لگے، ان کی قدر اور تعظیم کرنے لگے اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور دین اسلام کی خوبیوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مسیحوں اور یہودیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہے۔ خصوصاً اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ بھی۔

تحقیق اسلام نے ان سب لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم دیا ہے۔ اسلام کا یہود و نصاریٰ کے ساتھ حسن معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو دوسرے ادیان و مذاہب کے لوگوں میں سے شادیاں کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور اعلیٰ بصیرت کے حامل لوگوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے وہ چیز جو اس دین اسلام کے اندر چشم پوشی، نرمی اور گنجائش ہے۔

اس کے بعد اس فلسفی نے یہ کہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کر دیا ہے کہ بلاشبہ وہ نبی عظیم مصلح مردوں میں سے تھے۔ جنہوں نے سوسائٹی کی خدمت کی، یعنی اجتماعی مفادات کی خدمت کی۔ بڑی عظیم خدمت، اور اسلام کے نبی کے لئے بجا طور پر بڑے فخر کی بات ہے کہ اس نے اپنی اُمت کو (اپنی جماعت کو) نور اور حق کی روشنی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور اپنی اُمت کو اس طرح بنا دیا ہے کہ وہ سلامتی کو حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لے۔ اور اُمت ناحق خون بہانے سے باز آجائے۔ اور قربانیاں پیش کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اور نبی اسلام محمد (ﷺ) کے لئے بجا طور پر یہ بھی بڑے فخر کی بات ہے کہ اس نے اپنی اُمت کے لئے آگے بڑھنے اور ترقی کی راہ کھول دی ہے جبکہ یہ بڑا عظیم کام ہے اور کوئی شخص اس عظیم کام کو کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا، اگر چہ اس کے پاس طاقت بھی تھی، حکمت اور علم بھی تھا (صرف محمد ﷺ اس میں کامیاب ہوئے تھے)۔ ان خوبیوں اور عظمتوں والا انسان اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کا احترام و اکرام کیا جائے۔

ڈاکٹر موریس بوکائی کا پیش کردہ عظمت اسلام کا جائزہ .... ڈاکٹر موریس عظمتِ قرآن پیش کرتے ہیں اور اپنے ایک سوال کے ذریعے استدلال کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ہیں کہ آپ لوگوں کو چھٹی صدی مسیحی کے اندر اس وقت کہ جب چاروں طرف ہلاکت پھیل چکی تھی اور بربادی عام ہو چکی تھی۔ ان حالات میں آپ اس قدر وسیع اور کثیر علمی معارف کے کیسے مالک بن گئے؟ جن کی وسعت اور کثرت کو دیکھ کر خوف آتا ہے اور انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس قدر علمی مہارت جو موجودہ دور کی علمی ثقافت کی چودہ صدیوں سے زیادہ سبقت کر گئے۔ آپ توجہ سے ان کی بات سُنئے، وہ کہتے ہیں :

ڈاکٹر موریس کہتے ہیں :

(۱) ابتداء میں میری حیرانی و پریشانی کو ان علمی پہلوؤں نے اور اُبھارا جو قرآن کے ساتھ مختص ہیں یعنی جن کو قرآن خصوصی طور پر بیان کرتا ہے، میں ہرگز یقین نہیں کر سکتا تھا اس امکان کے بارے میں کہ بڑی تعداد میں نئی دریافت اور معلومات کے کھل جانے کا امکان بھی ہو سکتا ہے اس حد تک، خاص دعوؤں سے ایسے موضوعات کے ساتھ جو شدید متنوع ہیں اور پھر وہ ہر طرح جدید علمی معارف کے ساتھ مطابقت بھی رکھتے ہیں۔ اور یہ (علمی معارف) تیرہ صدیوں سے کتب کی تصریح اور وضاحت میں موجود ہیں۔

قرآنی نصوص کو سبقاً سبقاً پڑھنا .... ابتداءً اسلام کے ساتھ میرا کوئی ایمان نہیں تھا۔ میں نے (قرآنی نصوص) اور وضاحتوں کو سبق سبق کر کے پڑھنے کا طریقہ اختیار کیا آزاد رُوح فکر کے ساتھ (ایسی رُوح) جس کے ساتھ پہلے سے کوئی حکم نہ لگایا گیا اور کوئی فیصلہ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ مکمل موضوع کی تکمیل ہو۔ جب باقاعدہ پڑھنا اور سمجھنا شروع کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہاں تو ایک خاص تاثیر ہے جو انتہائی پریکٹس کے ساتھ پکی کی گئی ہے۔ وہ یقینی طور پر ان تعلیمات کی تاثیر تھی جس کو میں نے اپنی جوانی کے دور میں حاصل کیا تھا۔ اس میں زیادہ تر بحث

مسلمانوں کے بارے میں یعنی اس نام سے نہیں ہوتی تھی بلکہ محمدیوں کے بارے میں بات ہوتی تھی۔ اس لئے کہ یہ بات اس بات کی طرف پکا اشارہ کرتی تھی کہ اس سے مراد وہ دین ہے جس کی بنیاد ایک آدمی نے رکھی تھی جس کا نام محمد (ﷺ) تھا۔ جبکہ حلفی طور پر وہ ایسا قیمتی دین ہے جس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی (یعنی انتہائی قیمتی ہے)

پورے کا پورا امکان تھا کہ بہت سارے لوگوں کی طرح میں بھی ان غلط افکار کو اپنالیتا جو اسلام کے مخالف ہیں۔ حالانکہ وہ اس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور عام ہیں کہ میں ہمیشہ خوف زدہ ہوجاتا ہوں جب میں محققین سے باہر نکلنے والے سے ملتا ہوں، جو ان نقاط میں روشنی حاصل کرنے والے ہیں اور اسی روشنی میں بات کرنے والے ہیں۔ اس وقت میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں جاہل تھا اس سے قبل کہ مجھے اسلام کی صحیح تصویر بتائی گئی جو اس تصویر سے یکسر مختلف ہے جو ہم نے یورپ میں حاصل کی تھی۔

یورپ میں اسلام کا غلط تصور .... (۲ جب میں اس فرق کا اندازہ لگانے پر قادر ہوا جو اسلام کی حقیقت کو واضح کرے، اس شکل سے جو ہم لوگوں نے اس کے بارے میں مغرب (یورپ) میں غلط گھڑ رکھی تھی تو مجھے عربی لغت کے سیکھنے کی ضرورت کی شدت کا احساس ہوا۔ کیونکہ میں اس لغت کو نہیں جانتا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اس کو سیکھوں تاکہ میں اس دین کو براہ راست پڑھوں اور سمجھوں جس سے لوگوں کی اکثریت جاہل ہے۔ اس سلسلے میں میرا پہلا ہدف قرآن مجید کی قرأت یعنی الفاظ اور متن کی تعلیم حاصل کرنا تھا اور ایک ایک لفظ کر کے اس کا معنی و مطلب سمجھنا تھا۔ میں نے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مختلف تراجم اور حواشی و تشریح سے مدد حاصل کی جو حواشی اور تفسیریں تنقیدی پڑھائی اور جانچ پرکھ کرنے والی تعلیم میں لازم ہیں۔ میں نے قرآن مجید کی تعلیم کو بیداری اور ہوشیاری اور خوب آگاہی کے ساتھ خاص شکل کے ساتھ اصل صورت میں اخذ کیا بڑی مستعدی سے فزیکل اقتضاءات کے مطابق۔ تحقیق مجھے خاص تفصیلات کی دقت اور باریکی نے ان اقتضاءات سے غافل کردیا تھا۔ اور یہ وہ تفصیلات تھیں جن کا ادراک کرنا ممکن نہیں تھا مگر اصلی نص اور وضاحت میں (اصلی متن میں) وہ معانی اور وہ مفہوم اور وہ مطالب آج کے دور میں جن کے سمجھنے پر قادر ہوں انہوں نے مجھے ان اقتضاءات سے غافل کردیا اور بھلوادیا اور وہ جن کا سمجھنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں تھا محمد ﷺ کے دور کے اندر کہ اس سے کوئی ادنیٰ سوچ بھی بنائی جاسکے۔ ان امور نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

قرآن کریم کے گوناں گوں موضوعات .... (۳) بے شک پہلی وہ چیز جو اس شخص کی رُوح کے اندر حیرانی و پریشانی پیدا کرتی ہے جو پہلی مرتبہ اس متن اور اس وضاحت کی مثل کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ ہے ان موضوعات کی کثرت اور گوناں گوں ہونا۔ ایسے موضوعات جو ایک دوسرے میں داخل ہیں اور گہرے ہیں۔ مثلاً خلق ہے اور فلک ہے اور زمین سے متعلق بعض موضوعات خاصہ کا پیش کرنا۔ عالم حیوانات، عالم نباتات، باہم انسان کی افزائش نسل ہے۔ علاوہ ازیں ہم توراۃ کے اندر موٹی موٹی اور صریح غلطیوں پر آگاہ ہوتے ہیں مگر قرآن میں ہمیں اس طرح کی کوئی غلطی نہیں ملتی۔

مجھے اس کیفیت نے یہاں تک پہنچا دیا کہ میں لوگوں سے کہوں کہ اگر قرآن مجید کو لکھنے والا کوئی انسان ہوتا تو وہ عصر مسیحی کی ساتویں صدی میں کیسے اس چیز کی استطاعت رکھتا کہ وہ اس طرح کی کتاب لکھے کہ وہ اس چیز کی وضاحت کرے جو آج کے جدید علمی معارف سے ہم آہنگ ہوسکے؟ اور مطابق ہوسکے؟ تو یہاں پر شک کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی۔ لہٰذا قرآن مجید کی نص اور متن والی وضاحت جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ بعینہٖ فعلاً اور عملاً وہی نص اور وہی تصریح ہے۔ جو بالکل پہلی اور اصلی اور حقیقی ہے۔

کیا علت ہے کیا وجہ ہے؟ جب وہاں کوئی خاص سبب نہیں تھا جو اس عقیدہ کے لئے داعی اور مقتضی ہوتا کہ جزیرۃ العرب جیسے علاقے میں رہنے والوں میں سے کوئی ایک شخص اس زمانے میں جس میں فرانسیسی درجوبیر کے لئے جھکتے تھے۔ اس بات کی استطاعت رکھتا کہ وہ کسی ایک ایسی علمی ثقافت کا مالک بنتا اور اس کا بیڑا اُٹھاتا جو ثقافت ہماری دس صدیوں کی علمی ثقافت سے سبقت لے جاتی ہے بعض خاص موضوعات میں۔

(۴) یہ بات فعلی اور عملی طور پر ثابت ہے کہ تنزیل قرآن کے زمانے میں جو کہ تقریباً بیس سال تک طویل ہو گیا تھا۔ سنہ ہجرت کے قبل بھی اور بعد بھی ۶۲۲ء میں اس وقت علمی معارف رُکُوْدُ اور جُمُوْدُ کے مرحلے میں تھے۔ متعدد صدیوں سے جیسے عصر (حضارۃ اسلامیہ) اسلامی تہذیب تمدن کی سرگرمی علمی ترقی کا دور لاحق تھا بعد تھا تنزیل قرآن کے اختتام کے۔ بے شک جہل اکیلی ان دینی اور دنیوی عطایا وہ جو مہربانی کرتے ہیں ساتھ پیش کرنے مطالبہ غریب کے جس کو ان میں سے بعض نے سُنا تھا کہ وہ کبھی کبھی اس کو ڈھالیتے ہیں۔ اور جو کہتا ہے کہ جس وقت تھے قرآن میں ایسے دعوے جو علمی صفت والے ہیں ایسی علمیت جو خوف اور حیرت کو اُبھارتی ہے۔ تو اس کا سبب علماء عرب کا آگے آنا ہے اپنے زمانے میں۔ اور یہ کہ محمد ﷺ نے حلقی کے طور پر ان کو تیار کیا تھا ان کی تعلیم و تدریس پر۔ بے شک جو بھی شخص تھوڑی سی بھی تاریخ اسلام سے واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ عالم عرب میں قرون وسطی میں علمی ثقافتی ترقی کا دور محمد ﷺ کے بعد ہے۔ انہوں نے ہرگز اپنی ذات کے لئے ان خیالی وہمی دعووں کی مثل کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس نوع کے افکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے اور خصوصی طور پر بڑے بڑے علمی امور جو وحی کر دیئے گئے ہیں یا جو واضح شکل وصورت میں ڈھال دیئے گئے ہیں قرآن میں جنکی تائید صرف اسی عصر حاضر سے ہوتی ہے۔

(۵) یہاں سے ہم ادراک کرتے ہیں کہ قرآن کے مفسرین (ان امور کے ساتھ جو اسلام کی اس عظیم تہذیب و تمدن کے دور میں ہیں) تحقیق انہوں نے حتمی اور قطعی طور پر غلطی کی ہے۔ صدیوں سے بعض آیات کی تفسیر میں وہ آیات جن کے دقیق معانی سمجھنا ان کی استطاعت میں نہیں تھا۔ بے شک ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر صحیح شکل وصورت میں ممکن نہیں تھا۔ مگر اس دور کے بہت بعد میں یعنی اس دور میں ممکن تھا جو ہمارے قریب ہے۔ یہ معاملہ اس چیز کو متضمن ہے کہ وہ معارف لغوی جو سمندر کی مانند ہیں ان آیات قرآنی کی فہم کے لئے اکیلے کافی نہیں ہیں۔ بلکہ واجب ولازم ہے کہ ان کے ساتھ اضافہ کیا جائے قادر ہونا ان معارف علمیہ پر جو شدید تنوع والے ہیں۔ بے شک اس کتاب کا پڑھنا پڑھانا ایک انسائیکلو پیڈیا کا پڑھنا پڑھانا ہے جو متعدد تخصص کرنے والوں کے کندھوں پر آن پڑے، جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے رہیں گے مسائل مشارہ کے پیش کرنے میں ہم آئندہ بھی معارف علمی کے تنوع کا ادراک کرتے رہیں گے۔ وہ معارف علمیہ جو لازم ہیں بعض آیات قرآنیہ کے معنی کے فہم کے لئے۔ اس کے باوجود قرآن مجید کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا ہدف ان بعض قوانین کو پیش کرنا ہو جو کائنات میں نافذ ہوتے ہیں بلکہ اس کا ہدف دینی ہے جو ہری ہے۔

اس تحقیق کو لیجئے اور سمجھئے۔ بے شک اسی عجیب راز کا ادراک کرنا اور بلند دلائل کا ادراک کرنا صرف اسی شخص کا شایانِ شان ہو سکتا ہے جو اس دین کی تعلیم میں گہرائی میں جائے۔ وہ شخص جو اس کی حقیقت وفطرت سے جاہل ہو اس کے لئے محال ہے کہ وہ اس کی کُنْہُہٗ اور اس کی حقیقت کا ادراک کر سکے۔ یہ بعینہٖ وہی چیز ہے جس کو ہم نے مقدمہ کے اول میں ذکر کیا ہے اور جو ہم نے امام غزالی کا طریقہ بیان کیا ہے دلائل نبوت کے اثبات میں۔

اثبات دلائل نبوت میں امام بیہقیؒ کا انداز

دلائل نبوت کے اثبات کے لئے بیہقیؒ کا طریقہ کیا ہے؟

مصنف (امام بیہقی رحمۃ علیہ) نے اس کتاب کے آغاز میں پہلے انبیاء سابقین کے معجزات پیش کئے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات، حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ بہر حال نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ جو تمام مخلوقات جن وانس کی طرف مبعوث بالحق ہیں ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، خاتم النبین، رسول رب العالمین ان پر صلوات ہوں اور ان کی آل پاک طیب طاہر پر بھی۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ تمام رسولوں سے ان کے آیات بینات اور معجزات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کی بڑی بڑی نشانیاں اور بڑے بڑے معجزات ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں :

''بہر حال آپ کی نبوت کا سب سے بڑا نشان اور سب سے بڑا معجزہ جو درحقیقت آپ کی نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہے اور آپ کے ساتھ چولی دامن کی طرح ہے جو آپ کی حیات نبوی میں مسلسل بڑھتا رہا اور اس معجزے اور نبوت کے نشان میں اضافہ ہوتا رہا اور آپ کی وفات

کے بعد بھی نبوت کی دائمی دلیل، ابدی دلیل لا یزال طریقے پر ہمیشہ آپ کی اُمت کے پاس ہے اور رہے گا وہ قرآن عظیم ہے۔ جو ایسا بیان کرنے والا ہے جو سب کو خاموش کرا دیتا ہے اور جو اللہ کی مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی رسی ہے''۔

اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے اعجاز کی وجوہ بیان کی ہیں۔ قرآن کی وجوہ اعجاز بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

''بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس قرآن مجید کے علاوہ اور بھی بہت ساری آیات باہرہ اور معجزات ظاہرہ ہیں جو مخفی نہیں ہیں اور وہ بے شمار ہیں''۔

اس کے بعد مصنف رحمۃ علیہ نے حضور ﷺ کے معجزات کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے۔ وہ اس میں معجزات کے استناد کے لئے پہلے معجزہ قرآن اور دوسری مرتبہ معجزات رسول جو درحقیقت آپ کی نبوت کے دلائل ہیں، ان کو لائے ہیں، اسی اثنا میں وہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کی نبوت کے وہ دلائل جن سے اہلِ کتاب نے آپ کی نبوت کی صحت پر دلیل پکڑی ہے .... بعض دلائلِ نبوت محمد یہ ﷺ وہ ہیں جن کے ساتھ اہل کتاب نے استدلال کیا ہے آپ کی نبوت کی صحت پر۔ وہ تو وہ دلائل ہیں جو اہل کتاب کو توراۃ وانجیل میں اور دیگر تمام آسمانی کتابوں میں ملے ہیں یعنی حضور ﷺ کا ذکر خیر۔ آپ کی صفت، آپ کا ارض عرب میں ظاہر ہونا وغیرہ۔ اگر چہ ان میں سے اکثر نے ان دلائل کو تحریف کر کے اپنے محل سے ہٹا دیا ہے اور بدل دیا ہے۔

وہ دلائلِ نبوتِ محمد یہ ﷺ جو آپ کی ولادت کے ایام میں اور آپ کی بعثت کے وقت ظاہر ہوئے .... آپ کی نبوت کے بعض دلائل وہ ہیں جو آپ کی ولادت کے ایام میں اور آپ کی بعثت کے ایام میں ظہور پذیر ہوئے۔ وہ امور غریبہ اور واقعات عجیبہ جنہوں نے آئمہ کفر کی حکومتوں اور بادشاہتوں میں ہلچل مچادی تھی اور جنہوں نے ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ جمہور لسان العرب کو تائید دی اور عربوں کے ذکر کو بلند کر دیا۔ جیسے

۱۔ اصحاب فیل کا واقعہ، اور اس میں اللہ نے اس لشکر کے ساتھ جو عذاب اور جو عبرت ناک سزا اس گروہ پر جاری فرمائی تھی۔

۲۔ اہلِ فارس کی ایک ہزار سال سے جلنے والی آگ کا اچانک بُجھ کر دم بخود ہو جانا۔

۳۔ ایوان کسریٰ کے کنگوروں کا گر جانا۔

۴۔ بحیرہ ساوہ کا پانی ایک دم خشک ہو جانا۔

۵۔ موبذان کا خواب وغیرہ۔

ہاتف غیبی سے سُنی گئی آوازوں میں دلائل نبوت .... (۱) جو آپ ﷺ کی تعریفوں اور آپ کی صفات کے ساتھ چیخ مار کر بتا رہے تھے۔

(۲) اور وہ اشارات جو آپ ﷺ کے بیان شان کو متضمن ہیں۔

(۳) اور وہ امور جو کاہنوں اور جنوں سے آپ کی تصدیق کے بارے میں پائے گئے۔

(۴) اور وہ باتیں جو مذکورہ لوگوں نے اپنے اپنے ماننے والوں کو انسانوں میں سے حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کے اشارے دیئے تھے۔

اصنام وبتوں کے اوندھے ہونے میں دلائل نبوت .... (۱) وہ بت جو مشرکین نے اپنے معبود ٹھہرا لئے تھے، حضور ﷺ کی تشریف آوری پر ان کا منہ کے بل گر جانا (اُلٹے ہو جانا) اس کے باوجود ان کو اپنی جگہ سے کسی نے نہیں ہلایا تھا۔

(۲) اور تمام امور جو اخبار مشہورہ میں ضروری ہیں۔ مثلاً وہ امور اور وہ عجائبات جن کا ظہور آپ کے ایام ولادت میں ہوا۔ اور جن کا ظہور آپ کے ایام پرورش میں ہوا۔ اور جن کا ظہور زمانہ پرورش کے بعد سے آپ کے بعثت اور نبی بننے تک ہوا۔ اور وہ امور جو آپ کی بعثت کے بعد ظاہر ہوئے۔

ان مذکورہ آیات ومعجزات کے علاوہ بھی بعض دوسری نوعیت کے معجزات تھے۔ مثلاً

بعثت کے بعد آپ ﷺ کے بعض مخصوص ومشہور معجزات .... (۱) چاند کا پھٹ جانا۔

(۲) کھجور کے سوکھے تنے کا رونا۔

(۳) حضور ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا حتیٰ کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے اس سے وضو کیا۔

(۴) طعام کا تسبیح کرنا۔

(۵) درخت کا حضور ﷺ کی بات مان کر چلے آنا جب انہوں نے اس کو بلایا تھا۔

(۶) زہر آلود بکری کی نلی کا حضور ﷺ سے کلام کرنا

(۷) بھیڑیئے اور گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۸) شیرخوار اور میت کا آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۹) حضور ﷺ کی دعا کے ساتھ طعام اور پانی زیادہ ہو جانا، یہاں تک کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے فائدہ اُٹھایا۔

(۱۰) حضور ﷺ کا اس بکری کے تھنوں سے دودھ برآمد کرنا جس پر اس کا نر یعنی بکرا کبھی نہیں چڑھا تھا اور اس سے جفتی نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود اس کا دودھ اُترا تھا۔

(۱۱) حضور ﷺ کا بعض پیش آنے والے واقعات کی خبر دینا، جن میں سے بعض کی تصدیق تو آپ ﷺ کے اپنے زمانۂ حیات میں ہوگئی تھی اور بعض کے آپ ﷺ کے بعد ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ امور وواقعات کتب میں مدون مذکور ہیں۔

امام بیہقیؒ کی شرط اپنی کتاب کے بارے میں اور آپ کی اس تصنیف کی خصوصیات .... امام بیہقیؒ آغاز کتاب میں تخریج احادیث واخبار کی بابت شرط کے بارے میں شرح وتفصیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

> ''میری مصنفات کے اندر خواہ وہ اصول میں ہوں یا فروع میں، میری کتابوں میں میری عادت یہ رہی ہے کہ غیر صحیح کو چھوڑ کر صرف صحیح پر اکتفا کیا ہے اور صحیح کو غیر صحیح سے ممیّز اور علیحدہ کیا ہے۔ تاکہ اہل سنت میں سے جو شخص بھی اس میں دیکھے وہ بصیرت کے ساتھ اس پر اعتماد کرے اور اہل بدعت میں سے وہ شخص جس کا دل قبول اخبار سے کج ہو چکا ہو اس کے لئے ان آثار سے آنکھیں بند کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہو جن پر اہل سنت نے اعتماد کیا ہے''۔

امام بیہقیؒ اخبار احاد سے بھی حجت پکڑنا .... اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ مصنف (امام بیہقیؒ) نے دلائل کے آغاز میں قبول اخبار کی طرف اور خبر واحد کو حجت ثابت کرنے میں تعرض کیا ہے (یعنی اس کے درپے ہوئے ہیں، اور انہوں نے اس بات کی کوشش کی ہے)۔ انہوں نے باقاعدہ ان لوگوں کے بارے میں فصل قائم کی ہے جن کی خبر قبول کی جاتی ہے۔ اور وہ کلام کرتے ہیں انواع اخبار کے بارے میں اور مرسل روایات کے بارے میں اور اختلاف حدیث کے بارے میں اور احادیث میں سے ناسخ اور منسوخ کے بارے میں۔ ان سب بحثوں سے فارغ ہو کر وہ یہ قول کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے اور اس میں وہ چیز بھی لائے ہیں جو ہر حدیث کی صحت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

باقی رہیں وہ احادیث جن کو انہوں نے مبہم چھوڑ دیا ہے (اس کی طرف اشارہ نہیں کیا) وہ بھی مقبول ہیں ان کی مثل جن کی انہوں نے تخریج کی ہے۔

امام بیہقیؒ کا ضعیف کے مقابلے میں صحیح پر اعتماد کرنا .... بہرحال جن کو وہ اسنادِ ضعیف کے ساتھ لائے ہیں انہوں نے ان کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اعتماد انہوں نے ان کے ماسوا دیگر صحیح روایات پر کیا ہے۔ اس بات کی مثال وہ ہے جسے انہوں نے قصہ معراج بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ قصہ معراج میں ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جو ضعیف روایات کے ساتھ مروی ہیں لیکن ان روایات میں جو ثابت ہیں یعنی صحیح اسانید کے ساتھ استغنا ہے یعنی صحیح اسناد کے ساتھ ثابت شدہ احادیث کے بعد ضعیف کی ضرورت واحتیاج باقی نہیں ہے۔

امام بیہقیؒ کے اعتماد کی بنیاد بخاری ومسلم ہیں جب کہ روایات سب کی لی ہیں .... امام بیہقیؒ اپنے اعتماد کی بنیاد بخاری ومسلم پر رکھتے ہیں اور ان دونوں سے کثرت کے ساتھ احادیث نقل کرتے ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ سنن ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔ بعض احادیث میں نے دیکھی ہیں جو انہوں نے سنن ترمذی سے نقل کی ہیں۔ میں نے حواشی کے اندر ان کی تخریج لکھ دی ہے۔ اسی طرح وہ مسند امام احمد سے، اور موطا امام مالک سے، اور سنن ابن ماجہ سے، اور سنن نسائی کبریٰ سے، اور سنن دارمی سے بھی۔ اور مستدرک حاکم سے، اور ان کے شیخ ابن حبان سے بھی احادیث لیتے ہیں۔ جیسے وہ مغازی موسیٰ بن عقبہ سے لیتے ہیں۔ ہماری طرف ان میں سے نہیں پہنچی مگر ہم کتابوں میں کہتے ہیں۔ جیسے وہ مغازی واقدی سے لیتے ہیں۔ ہاں سیرت ابن ہشام سے کثرت کے ساتھ لیتے ہیں۔

بعض اخبار بیہقیؒ کے ہاں ایسے پائے گئے ہیں جو صرف انہیں کی کتاب میں آئے ہیں بس۔ اور ان کی اسناد بھی انہیں پر رجوع کرتی ہیں، جیسے شعروں کے بیت طلع البدر علینا۔ اور بعض دوسرے اخبار جو حدیث ام معبد میں وارد ہوئی ہیں اور قوم تُبَّع۔ اور زمزم کی کھدائی وغیرہ کے بارے میں۔ اور بعد کے مصنفین نے انہیں سے ان کو نقل کیا ہے۔ کبھی ان کی کتاب میں بعض اخبار مکرر لائی گئی ہے۔ یا کبھی ان کو ایک مقام پر مختصر چلاتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر اسی کو طویل لاتے ہیں۔ مثلاً جیسے انہوں نے اصحاب فیل کے قصے کو مکرر لایا ہے اور سوکھے کھجور کے تنے والی روایت کو مکرر لائے ہیں۔ ایک مرتبہ اس کو خبر کے بارے میں لائے ہیں ہجرت کے بعد، پھر دوبارہ اس کو دلائل میں لائے ہیں۔ اور اسی طرح حدیث اُم معبد کو لے لیجئے اس کو ایک مرتبہ وہ صفت رسول کے ضمن میں لائے ہیں اور دوسری مرتبہ آپ کی ہجرت کے عنوان کے تحت لائے ہیں وغیرہ۔ یہ تحقیق وتدقیق اور چھان پھٹک تو اخبار کے بارے میں تھی، اب آیئے ان کی شرط کا جائزہ لیتے ہیں۔

احادیث کو لانے میں امام بیہقیؒ کی شرط اور علماء کا اس پر اتفاق .... امام بیہقیؒ کی شرط یہ ہے کہ وہ احادیث میں سے نہیں لائیں گے مگر صحیح کو اس لئے کہ اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے مگر اسی صحیح پر۔ اسی وجہ سے ان کی کتاب علماء کے اندازے میں وکیع قرار پائی اور ان کی بات اور کلمہ اس بات پر متفق ہو گیا کہ درحقیقت یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے۔ صحت کی حیثیت سے دقت وباریک بینی کے لحاظ سے۔ تہذیب اور چھان پھٹک کے اعتبار سے، اور حسن ترتیب کے اعتبار سے۔ لہٰذا ان کی کتاب ایک مستقل مآخذ ومصدر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے اور علماء (اسی اعتماد واستناد کی وجہ سے) اس کتاب سے کثرت سے احادیث نقل کرتے ہیں اور حوالہ دیتے ہیں اور ان کی طرف انتساب کرتے ہیں۔ مثلاً حافظ ابن کثیرؒ البدایہ والنھایہ میں جس کو انہوں نے اس کتاب سے نقل کر کے بھر دیا ہے اور جلال الدین سیوطی، خصائص الکبریٰ میں اور الدر المنثور میں۔

نبوت کے دلائل میں تصنیف شدہ کتب اور مصنف کا مخصوص طریق .... نبوت کے دلائل کے سلسلے میں مصنفین کی کثیر تعداد نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام بیہقیؒ کے زمانے سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی غالباً پہلا شخص جس نے نبوت کے دلائل ایک باب میں جمع کئے وہ امام بخاری تھے، جنہوں نے

۱۔ کتاب المناقب، میں ایک علیحدہ بڑا باب مرتب کیا اور اس کا نام رکھا "علامات النبوة فی الاسلام"۔ انہوں نے اس باب میں نبوت کے دلائل اور اس کی علامات کے بارے میں ساٹھ احادیث جمع کی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور باب قائم کیا ہے۔ اس کا عنوان ہے "بقية احاديث علامات نبوت في الاسلام"۔ اس طرح امام بخاری پہلے شخص تھے جنہوں نے یہ احادیث ایک ہی جگہ پر جمع کی تھیں اور امام مسلم نے "معجزات الرسول" میں اسی طرح کام کیا ہے۔

۲۔ دلائل النبوة : ابوداؤد السجستانی۔ متوفی ۲۷۵ھ۔ بمطابق اس کے جو حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے۔

۳۔ اعلام النبوة لا بن قتيبه دينوری۔ متوفی ۲۷۶ھ

۴۔ دلائل النبوۃ : ابوبکر ابن ابی الدنیا۔متوفی ۲۸۱ھ
۵۔ دلائل النبوۃ : امام ابو اسحٰق ابراہیم بن اسحٰق حربی۔متوفی ۲۸۵ھ
۶۔ دلائل النبوۃ : امام ابو اسحٰق ابراہیم بن حماد بغدادی مالکی۔متوفی ۳۲۰ھ
۷۔ دلائل النبوۃ : ابو احمد عسال۔متوفی ۳۴۹ھ
۸۔ الاحکام لسیاق ایات النبی علیه السلام : ابوالحسن قطان۔متوفی ۳۵۹ھ
۹۔ دلائل النبوۃ : ابوالشیخ ابن حیان۔متوفی ۳۶۹ھ
۱۰۔ دلائل النبوۃ : ابو عبداللہ ابن مندہ۔متوفی ۳۹۵ھ
۱۱۔ دلائل النبوۃ : ابو سعید خرکوشی۔متوفی ۴۰۷ھ۔عنقریب شیوخ بیہقیؒ میں اس کا عنوان آئے گا۔
۱۲۔ تثبیت دلائل النبوۃ : قاضی عبدالجبار ہمدانی شافعی قاضی رائے۔متوفی ۴۱۵ھ
۱۳۔ اثبات نبوۃ النبی : احمد بن حسین زیدی۔متوفی ۴۲۱ھ
۱۴۔ دلائل النبوۃ : ابونعیم اصفہانی۔متوفی ۴۳۰ھ
۱۵۔ دلائل النبوۃ : ابوالعباس جعفر بن محمد المعروف مستغفری نسفی حنفی۔متوفی ۴۳۲ھ۔انہوں نے اس کتاب کے اندر قبل از بعثت دلائل کے سات باب بنائے ہیں۔اور معجزات کے دس باب۔اس بنیاد پر جیسے کشف الظنون میں ہے۔
۱۶۔ دلائل النبوۃ : ابوذر ہروی۔متوفی ۴۳۴ھ
۱۷۔ اعلام النبوۃ : ابوالحسن ماوردی۔متوفی ۴۵۰ھ
۱۸۔ دلائل النبوۃ : ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی طلحی الملقب قوام السنۃ متوفی ۵۳۵ھ
۱۹۔ دلائل النبوۃ : ابوبکر بن حسن نقاش موصلی۔متوفی ۵۸۱ھ
۲۰۔ حافظ ابن کثیر۔انہوں نے یہ سارے دلائل البدایہ والنہایہ میں درج کر دیئے ہیں۔
۲۱۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی : اس نے بھی یہ سارے دلائل جمع کر دیئے ہیں۔
۲۲۔ غایة السول فی خصائص الرسول : ابن ملقن۔متوفی ۷۲۳۔۸۰۴ھ۔انہوں نے کتاب بیہقی کو مختصر کر دیا ہے۔
۲۳۔ بغیة السائل عما حواہ کتاب الدلائل : افسوس کہ مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔اس کتاب کے مصنف نے بھی مذکورہ نام کے ساتھ امام بیہقیؒ کے دلائل کو مختصر کیا ہے۔اس کی دوسری جلد دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔

نبوت محمد رسول اللہ ﷺ پر امام بیہقیؒ کا طرز استدلال.........نبوت محمدیہ پر استدلال کرنے کے لئے مصنف امام بیہقیؒ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ احادیث نبویہ اور حالات صاحب شریعہ بیان کرتے ہیں اور ان سے یہ دلائل استنباط کرتے ہیں (یعنی ان سے دلیل پکڑتے ہیں)۔یہ بات اور یہ انداز ابواب کے عنوانات سے واضح ہوتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے تمام دلائل الگ ایک جگہ پر جمع کئے تھے۔ہم نے اپنی اس چھپی ہوئی کتاب کی چھٹی جلد میں الگ خاص باب میں جمع کر دیا ہے اس نسبت سے کہ اس میں نصوص کثیرہ ایسی ہیں جن کے نشر ہونے پر سبقت نہیں ہوئی وہ انہوں نے دوسری کتب سے نقل کی ہیں جو ہمارے پاس نہیں پہنچیں۔

الغرض وہ ایک بہترین کتاب ہے جو سیرت رسول میں تصنیف کی گئی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں احادیث صحیحہ ہیں اخبار قویہ کے حوالے سے۔

امام بیہقیؒ کی زندگی اوران کا علمی مقام

وہ امام، حافظ الحدیث، علامہ تھے۔ خراسان کے شیخ تھے، جلیل القدر فقیہ تھے، ذہین فطین تھے، اصولی تھے، دنیا سے بے رغبت تھے، اطاعت شعار تھے، متقی اور پرہیز گار تھے، صاحب تصانیف کثیرہ تھے، مذہب کے اصول وفروع کی تائید ونصرت پر کمربستہ تھے، کنیت ابوبکر تھی، نام احمد بن حسین، نسبت بیہقی نیشاپوری تھی۔ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔

مقام خسروگرد (نیشاپور میں) علاقہ بیہق کی بستی میں پیدا ہوئے تھے۔ قصبہ یا شہر بیہق میں پرورش پائی تھی۔ انہوں نے ۳۹۹ھ اپنے شیوخ سے تعلیم حاصل کرلی جبکہ ابھی آپ کی عمر پندرہ تک ہی پہنچی تھی۔ اور محدثین کی جو عادت تھی علم کی تلاش میں سفر کرنا، اس کے مطابق امام بیہقیؒ بھی مختلف شہروں میں گئے۔ عراق اور حجاز کا سفر کیا۔ نوقان میں حدیث کی سماعت کی اور اسفرائن، طوس، مہرجان، اسدآباد، ہمدان، دامغان، اصفہان، رائے، طبران۔ نیشاپور، رودبار، بغداد، مکہ الغرض تمام آفاق واطراف میں گھومے۔

ان تمام مذکورہ اسفار میں اس خشوع وخضوع کرنے والے نفس سے تقویٰ اور پرہیزگاری کا ظہور ہوا۔ آپ ان اسفار میں اللہ کی راہ دیکھتے اور اللہ کی رضا کے لئے علم طلب کرتے رہے۔ (اس حال میں کہ) زندگی کے شدائد پر صبر کرتے رہے، نہ کسی چیز کی قلت کا شکوہ کیا اور نہ ہی کسی چیز کے نہ ہونے کا۔ بے شک ان کی ہمت عالی تھی اور مقصد ارفع تھا۔ وہ علم سے بڑھ کر کوئی مقصد نہیں دیکھتے تھے جو درس سے زیادہ نفیس اور پاکیزہ ہو۔ درحقیقت یہی چیز ان کی قوت اور ارادے کی مضبوطی کا سبب تھی۔ اور اس قوت کی نسبت عظیم تھی۔ اس کے ذریعے نفوس بلند قرار پاتے ہیں اور یہی حقیقت تھی جس کو نبی کریم ﷺ نے علماء کی اعلیٰ مثال قرار دیا۔ اور اسی کو نفوس میں قائم رکھا اپنے اخلاق واعمال کے ساتھ۔ آپ کے فضائل کو جو جانتا ہے اور علم رکھتا ہے وہ نبوت اثر کا اقرار ہے۔ آپ کی پوری اُمت اسی کے گرد زندگی گزار رہی ہے۔

کوئی انسان ایسا نہیں جو اپنے نفس کے گرد دنیا کے منافع کا دائرہ تنگ کردے اور کسی کا اسلام ہرگز صحیح اور کامل نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنے لئے کامل مثال اور کامل نمونہ نہ بنالے۔ اپنے پر جبر کرے اور پریشان نہ ہو۔ اور مخلوق سے نہ ڈرے۔ یہی اعلیٰ اخلاق تھے جن کو بیہقی نے اخذ کیا۔ اور اس سے انہوں نے تمکن اور قدرت حاصل کی اپنے مقصد ارادہ کی پاکیزہ اور خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی رضا کا انتظار کرتے ہوئے اور دنیا کے تکلفات کو کم سے کم کیا اور تیس سال کے طویل عرصے تک روزے کو ترجیح دی تاکہ اس کے ذریعے اپنی رُوحانیت کو اُونچا کریں۔ اللہ کی عطا کے سوتے جلا پذیر ہوجائیں اور اس کے چشمے نئے ہوجائیں اور ان کی غلطی کی اور گناہوں کی راہیں مسدود ہوجائیں۔ اور ان کے شیوخ اور اساتذہ جن کی تعداد ایک سو سے اُوپر ہے وہ اپنے بعد کے تمام لوگوں سے بڑے علم وفضل کے شیخ تھے۔ علم کی تصنیف میں اور کتب کی تحریر میں جو اسلام کے اصول اور ایمان کے قواعد اور بنیادوں کی تشریح کرتی ہیں۔

امام بیہقیؒ کے شیوخ واساتذہ

(۱) الحاکم : حافظ کبیر تھے۔ کنیت ابوعبداللہ، نام محمد بن عبداللہ ضبی طہمانی نیشاپوری تھا۔ ولادت ۳۲۱ھ، وفات ۴۰۵ھ۔ اپنے دور کے اصحاب حدیث کے امام تھے۔

۱۔ بخاری مسلم پر کتاب المستدرک ۲۔ علوم الحدیث ۳۔ التاریخ

۴۔ المدخل الی معرفة الاکلیل ۵۔ مناقب الشافعی وغیرہ کے مصنف تھے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں، امام بیہقی کے پاس اپنے استاذ الحاکم کی طرف سے اُونٹ پر لادنے کے وزن اور بوجھ کے برابر علمی مواد تھا۔ ابن قاضی شہبہ طبقات الشافعیہ میں حاکم کا عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''امام ابوبکر بیہقی نے حاکم سے علم حاصل کیا اور کثرت کے ساتھ، اور بیہقی حاکم کی کتابوں سے فقیہ بنے، اور ان سے احادیث نقل کی۔ اور انہیں کے علمی سمندر سے اس نے مدد حاصل کی اور وہ انہیں طریقے پر چلتے رہے''۔

(۲) ابوالحسن محمد بن حسین علوی حسنی نیشاپوری .... صاحب عزوشرف لوگوں کے شیخ تھے۔ سردار ذہین فطین تھے، نیک صالح تھے۔ تحقیق حاکم نے ان کی مدح کی ہے اور یوں کہا ہے ان کے بارے میں کہ شیوخ اشراف کے بھی شیخ تھے۔ اعلیٰ ہمت کے مالک تھے اور ظاہری اعمال وعبادت سے بھی آراستہ تھے، اور باطنی پاکیزگی سے بھی آراستہ تھے۔ اور ان کی مجلس میں ہزار عالم حدیث لکھنے والے شمار کئے جاتے تھے، جو ان کے سامنے ہزار حدیث تہذیب وصفائی کے لئے پیش کرتے تھے۔ تحقیق ان سے محدث الحاکم نے ابوبکر بیہقی نے حدیث نقل کی ہے اور وہ امام بیہقی کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ آپ کا اچانک انتقال ہوگیا تھا، جمادی الاخریٰ ۴۰۱ھ میں۔

(۳) ابوعبدالرحمٰن سُلمی .... حافظ الحدیث، عالم، زاہد، مشہور شیخ الصوفیاء تھے۔ نام محمد بن حسین بن موسیٰ ازدی نیشاپوری تھے۔ ولادت ۳۰۳ھ وفات ۴۱۲ھ۔ آپ مشہور کتاب ''طبقات الصوفیہ'' کے مؤلف تھے۔ شیخ خراسان تھے۔ صوفیاء عرب میں بڑے صوفی تھے۔ صاحب تصانیف تھے۔ وہ تصوف کے اندر اپنے والد اور دادا کے وارث تھے۔ اور انہوں نے اتنی کتب تصنیف کیں جس قدر تصنیف اس دور میں ان سے قبل کسی نے نہیں کی تھیں جن کی فہرست ایک سو تک پہنچتی ہے۔

• خطیب بغدادی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان کا مقام بہت بڑا تھا، بہترین کتب کے مصنف تھے۔ انہوں نے کئی شیوخ کو اپنے تراجم اور ابواب میں جمع کیا اور صوفیاء کا ایک حلقہ قائم کیا ہے اور حدیث وتفسیر میں کتب تصنیف کیں۔

(۴) ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان خرکوشی نیشاپوری .... واعظ خرکوش نیشاپور کا محلّہ تھا۔ ان سے حاکم نے حدیث نقل کی۔ حالانکہ وہ ان سے بڑے تھے۔ اور حسن بن محمد خلّال اور بیہقی نے اور دیگر لوگوں نے بھی ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ وہ پکے علم والے، متقی پرہیزگار تھے، نیک صالح تھے۔ اور حاکم نے فرمایا کہ میں نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جو ان سے بڑھ کر جامع صفات کا حامل ہو۔ علم، زہد، تواضع، دعوت الی اللہ، دعوت الی الزہد کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق ارزانی فرمائے اور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ مند بنائے، ان کی تصانیف عام ہو چکی ہیں۔ ان کی ایک بڑی تفسیر ہے اور کتاب ''دلائل النبوۃ'' اور کتاب ''الزھد'' ہے۔ ان کا انتقال جمادی الاخریٰ ۴۰۶ھ میں ہوا۔

(۵) ابواسحاق طوسی .... نام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم ہے۔ بہت بڑے مناظرین میں سے ایک تھے۔ ان کی دولت وثروت وافر تھی۔ مقام ومرتبہ زیادہ تھا۔ حضرت ابوالولید نیشاپوری سے تفقہ فی العلم حاصل کیا اور حضرت ابوسہل صعلوکی سے، امام رافعی نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان کی وفات ماہ رجب ۴۱۱ھ میں ہوئی۔

(۶) عبداللہ بن یوسف بن احمد اصفہانی .... محققات محدثین میں سے تھے۔ اور کبار صوفیہ میں سے تھے۔ امام بیہقی نے کثرت کے ساتھ ان سے روایات لی ہیں۔ ان کی ولادت ۳۱۵ھ اور وفات ۴۰۹ھ میں ہوئی۔

(۷) عبدالرحمٰن بن احمد بن بالویہ نیشاپوری .... یہ رئیس اعظم تھے۔ باعتماد فقیہ، ابومحمد مزکی۔ وہ حدیث بیان کرتے تھے اصم سے وہ روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر محمد بن حسین قطان سے انتقال کے لحاظ سے یہ اصحاب قطان میں سے آخری آدمی تھے۔ امام بیہقی نے ان سے بھی حدیث بیان کی ہے اور ابوصالح مؤذن نے اور محمد بن یحییٰ مزکی نے اور دیگر لوگوں نے۔ اور یہ صاحب ثقہ تھے، باوجاہت تھے، زیرک تھے۔ ان کا اچانک انتقال ہوگیا تھا ماہ شعبان ۴۱۰ھ میں، اپنے گھر میں رہتے ہوئے۔ حدیث کا املاء کرواتے تھے۔

(۸) عبداللہ بن یوسف ابومحمد جوینی .... یہ صاحب امام الحرمین کے والد تھے۔ علماء شافعیہ کے شیخ تھے۔ فقیہ مدقق ومحقق تھے، نحوی تھے، مفسر تھے، مفتی تھے، فتویٰ صادر کرتے تھے ۴۳۸ھ میں۔ عبادت کرنے میں بڑی مشقت برداشت کرتے تھے۔ شاگردوں کے

سامنے بڑے بارُعب آدمی تھے۔عزم،وقار اور سکینہ کے مالک تھے۔ان کو رکن الاسلام کا لقب ملا ہوا تھا۔ان کی کئی تالیفات ہیں۔التبصرہ، فقہ میں،اور کتاب التذکرہ اور کتاب التفسیر الکبیر وغیرہ تالیف کی ہیں۔ان کی وفات ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۳۸ھ میں ہوئی۔

(۹) الامام،المحدث،مقری عراق۔ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص بن حمامی بغدادی .... ولادت ۳۲۸ھ اور وفات ۴۱۷ھ میں ہوئی۔اس نے حدیث ابوسہل قطان سے سُنی اور ابن قانع سے اور محمد بن جعفر ادمی سے۔اور نقاش کے سامنے خود پڑھی اور ہبۃ اللہ بن جعفر اور ابن ابی ہاشم وغیرہم سے۔ان سے حدیث بیان کی خطیب بغدادی نے اور وہ سچے تھے،دیندار تھے،فاضل تھے۔اپنے وقت میں اسانید قرأت کے ساتھ اور ان کی برتری کے ساتھ منفرد تھے۔

(۱۰) حافظ ابوحازم عمر بن احمد مسعودی ہذلی نیشاپوری۔اعرج عبدویٰ ابن محدث ابوالحسن .... انہوں نے حدیث سماعت کی ابن نجید سے اور ابوبکر اسماعیلی سے اور ابوالفضل ابن خیرویہ ہروی سے اور ابواحمد الحاکم سے اور ان کے طبقے سے۔خطیب بغدادی فرماتے ہیں میں نے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جس پر میں حافظ الحدیث ہونے کا اطلاق کرسکوں سوائے دو آمیوں کے۔ایک ابونعیم دوسرے ابوحازم عبدوی۔نیز وہ فرماتے ہیں کہ ابوحازم ثقہ تھے،صادق تھے،حافظ تھے،عارف تھے۔ان کی وفات عیدالفطر کے دن ۴۱۷ھ میں ہوئی تھی۔

(۱۱) ابوطاہر زیادی۔محمد بن محمد بن محمش نیشاپوری .... ولادت ۳۱۷ھ اور وفات ۴۱۰ھ میں ہوئی۔فقیہ،علامہ،پیشوا و مقتدا، خراسان کے شیخ تھے۔ان کے والد عابدین میں سے تھے۔انہوں نے حدیث کی سماعت محمد بن حسین قطان سے کی تھی،اور عبداللہ بن یعقوب کرمانی سے، اور ابوالعباس اصم سے،اور ابوعلی میدانی سے،اور علی بن حمشاد سے،اور محمد بن عبداللہ صفاو غیرہ سے۔آپ امام فی المذہب تھے۔علم شروط میں تبحر تھے،عربیت میں ماہر تھے،بڑی شان والے تھے،اصحاب حدیث کے امام تھے،ان کی سند تھے اور ان کے مفتی تھے۔ان سے ابوبکر بیہقی روایت کرتے ہیں اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن برزہ،اور قاسم بن فضل ثقفی تحقیق ان سے روایت ان کے ہم عصروں میں سے حاکم بھی کرتے ہیں۔

(۱۲) امام الشریف ابوالفتح ناصر بن حسین العمری .... طبقہ شافعیہ کے شیخ تھے۔ان کا نسب حضرت عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے حدیث کی سماعت ابوالعباس سرخسی سے کی۔اور ابومحمد مخلدی سے،اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رازی سے،اور ابوبکر قفال کے پاس فقیہ بنے تھے،اور ابن محمش زیادی سے۔وہ اپنے مسلک میں یکتا تھے۔انہوں نے اپنے ایام پیری میں بھی علم کی تدریس کی۔اہل نیشاپور نے ان سے فقاہت سیکھی۔فتویٰ اور مناظرہ کی مرکزی شخصیت تھے۔ان سے ابوبکر بیہقی نے علم حاصل کیا اور مسعود بن ناصر نے اور ابو صالح مؤذن نے اور دیگر لوگوں میں چنیدہ تھے،عاجزی کرنے والے تھے۔فقیہ مگر سوال سے بچنے والے تھے،کم چیز پر قناعت کرنے والے تھے، بڑی عزت والے تھے۔نیشاپور میں ماہ ذیقعدہ ۴۴۴ھ میں انتقال کیا۔

(۱۳) العلامۃ ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب بن ایوب نیشاپوری .... مفسر،واعظ،صاحب کتاب،عقلاء المجانین تھے۔ انہوں نے تفسیر اور ادب میں تصنیف کی۔ابوالعباس اصم سے سماع کیا،اور محمد بن صالح بن ہانی اور ابن حبان وغیرہ سے۔ذالحجہ میں وفات ہوئی ۴۰۶ھ میں۔

(۱۴) ابوعمر محمد عبداللہ بن احمد بسطامی .... فقیہ تھے،ادیب تھے،محدث تھے،عربی پڑھاتے تھے،ان کا یقین اور اعتماد ابوسعید صعلوکی پر تھا۔ابن عدی سے اور ان کے طبقے سے زیادہ کسب علم کیا تھا۔ان کی وفات ربیع الاول میں ہوئی تھی جبکہ اس وقت ان کی عمر ۸۵ سال تھی۔

(۱۵) ہلال بن محمد بن جعفر حفار .... ابوالفتح،شیخ صدوق تھے۔ولادت ۳۲۲ھ،وفات ۴۱۴ھ میں ہوئی۔اسماعیل صفار سے حدیث کی سماعت کی اور عثمان بن محمد دقاق سے،اور اسماعیل بن علی خزاعی سے،اور دیگر لوگوں سے۔اور ان سے خطیب بغدادی نے حدیث نقل کی اور امام بیہقی نے اور ابونصر سجزی نے اور ان کے سوا کثیر مخلوق نے خطیب فرماتے ہیں کہ وہ صدوق تھے۔ماہ صفر ۴۱۴ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۶) ابوالحسن علی بن حسن مصری .... قاضی (جج) تھے، فقیہ شافعی تھے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عمر نحاس سے اور ابوسعد مالینی سے حدیث سُنی تھی اور اس کے علوم کی اسناد مصر میں ان تک پہنچتی ہے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں۔ قضاء کے ولی بنائے گئے۔ ایک فیصلہ کیا، پھر استعفیٰ دے دیا اور اپنے آپ کو اس کام سے سمیٹ لیا۔

(۱۷) ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار بغدادی سکری .... معمر شیخ تھے۔ انہوں نے اسماعیل صفار سے حدیث سُنی۔ متعدد جلدیں وہ اپنی سند کی برتری کے لحاظ سے منفرد تھے۔ انہوں نے جعفر خلدی سے اور ابوبکر نجاد سے اور ایک جماعت سے بھی حدیث سُنی۔ ان سے خطیب نے، اور بیہقی اور حسین بن علی بشری نے احادیث روایت کی ہیں۔ خطیب فرماتے ہیں ہم لوگوں نے ان سے حدیث لکھی تھی۔ وہ صدوق تھے۔ ان کی وفات ماہ صفر ۴۱۷ھ میں ہوئی۔

(۱۸) احمد بن ابوعلی حسن بن حافظ ابوعمر احمد بن محمد بن حفص بن مسلم حرشی حیری نیشاپوری شافعیؒ .... الامام، محدث، عالم، اہل خراسان کی سند۔ قاضی القضاۃ۔ ولادت ۳۲۵ھ وفات ۴۱۷ھ میں ہوئی۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوالعباد اصم سے اور ابواحمد بن عدی اور حاجب بن احمد طوسی اور ابومحمد فاکہی وغیرہ سے۔ اور انہوں نے فقہ کا علم سیکھا ابوالولید حسان بن محمد سے اور علم کلام اور علم اصول کا انہوں نے ابوالحسن اشتری کے اصحاب سے حاصل کیا۔

فقیہ تھے مذہب کی بصیرت رکھنے والے تھے، یا نگہداشت کرنے والے تھے۔ ان سے حاکم نے حدیث بیان کی، حالانکہ وہ ان سے بڑے تھے، اور ابومحمد جوشی نے اور ابوبکر بیہقی نے اور ابوالقاسم قشیری اور ابوبکر خطیب نے اور حسن بن محمد صفار وغیرہ نے حاکم سے تعریف کی ہے۔ ان کی اور ان کے امر کو بہت قرار دیا اور انہوں نے اصول حدیث تصنیف کی تھی۔

(۱۹) ابوالحسن علی محمد الواعظ مصری .... وہ بغداد کے رہنے والے تھے، ایک مدت تک وہ مصر میں مقیم رہے۔ انہوں نے احمد بن عبید ابن ناصح سے روایت کی اور ابو یزید قراطیسی سے اور ان دونوں کے طبقے سے۔ صاحب حدیث تھے۔ ان کی تصانیف کثیر ہیں۔ علم حدیث میں اور زہد میں ان کے زمانے کا آغاز وعظ و تقریر تھا۔ ان کی وفات ذیقعدہ ۴۳۸ھ میں ہوئی۔

(۲۰) ابوعلی حسین بن محمد بن محمد بن علی بن حاتم روذ باری طوسی .... انہوں نے سنن ابوداؤد کو روایت کیا تھا ابن داسہ سے۔ اور اس کو نیشاپور میں بیان کیا تھا۔ اور ان سے اسماعیل صفار نے اور عبداللہ بن عمر بن شوذب نے اور حسین بن حسن طوسی نے اور ان سے حدیث بیان کی یا نقل کی۔ حاکم اور وہ ان کے ہم عصروں میں سے تھے۔ اور ابوبکر بیہقی نے اور ابوالفتح نصر بن علی طوسی نے اور فاطمہ بنت ابوعلی دقاق نے اور بے شمار لوگوں نے جو اسی (۸۰) کے قریب تھے۔ ان کی وفات ماہ ربیع الاول ۴۰۳ھ میں ہوئی۔

(۲۱) ابواسحاق اسفرائنی .... امام، علامہ اوحد، استاذ ابواسحاق ابراہیم بن محمد ابراہیم بن مہران اسفرائنی۔ اصولی شافعی، دین کے ستون، اپنے زمانے کے ایک مجتہد تھے۔ صاحب مصنفات باہرہ، حدیث سیکھنے کے لئے انہوں نے بھی سفر کیا، اور انہوں نے دعلج سنجزی سے حدیث کی سماعت کی اور عبدالخالق بن روبا سے اور محمد بن عبداللہ شافعی سے اور محمد بن یزداد وغیرہ سے حدیث نقل کی ابوبکر بیہقی نے اور ابو القاسم قشیری نے اور ابوالطیب نے طبری وغیرہ سے۔ محدث حاکم کہتے ہیں کہ وہ ابواسحاق اصولی، فقیہ، متکلم تھے اور ان علوم میں متقدم تھے۔ عراق منتقل ہوئے تو علماء نے ان کے تقدم کا اعتراف کیا اور ان کے لئے نیشاپوری میں قدر قائم کیا گیا، ایسا کہ اس سے قبل ایسا قائم نہیں ہوا تھا۔ اس میں وہ پڑھاتے رہے۔ ان کی وفات ۴۱۸ھ میں ہوئی۔

(۲۲) ابوذر ہروی .... حافظ الحدیث، امام، مجود، علامہ، شیخ الحرم تھے۔ ابوذر عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبداللہ انصاری، مالکی، صاحب تصانیف، صحیح بخاری کے روایت کرنے والے تینوں سے (یعنی مستملی سے اور حموی سے اور کشمیہنی سے)۔ ولادت ۳۵۵ھ یا

۳۵۶ھ۔انہوں نے حدیث کی سماعت کی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ سے اور بشر بن محمد خزنی سے اور ابوالحسن دارقطنی سے اور دینوری سے وغیرہ سے انہوں نے اپنے شیوخ کی معجم تالیف کی۔ خراسان میں حدیث بیان کی اور بغداد میں اور حرم میں ثقہ تھے۔ ضابط تھے، دیندار تھے۔ وفات ۴۳۴ھ میں ہوئی۔

(۲۳) ابن فورک شیخ المتکلمین۔ابوبکر محمد بن حسن بن فورک اصفہانی .... وہ امام جلیل، عالم بارعب، عالم متقی پرہیزگار، واعظ، لغوی، نحوی، دنیا کو اور اس کی رونقوں کو ترک کرنے والا، خلوت وجلوت میں اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا، ایسی تصانیف والا جو علم سے بھری پڑی ہیں اور ایسی تالیفات جو حکمت سے آراستہ ہیں۔ ایسا استاذ جس کی برابری نہیں کی جاسکتی اور ایسا فلسفی جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ محمد بن حسن فورک ابوبکر انصاری اصفہانی (اصفہان کے اطراف میں) پیدا ہوئے تھے۔ ۳۳۲ھ کے شروع شروع میں عراق میں اشعری مذہب کا ابو الحسن باہلی سے درس لیا۔ پھر نیشاپور کوچ کر گئے، وہاں انہوں نے اپنا علمی مقام پیدا کیا اور شہرت حاصل کی۔ وہاں پر ان کے لئے ایک حویلی اور ایک مدرسہ بنایا گیا۔ وہاں پر وہ حدیث بیان کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے کئی اقسام کے علوم زندہ کردیئے اور اہل فقہ پر آپ کی برکات ظاہر ہوئیں۔ استاذ ابن فورک نے عبداللہ بن جعفر اصفہانی سے پوری مسند طیالسی سُنی تھی اور اسی طرح انہوں نے ابن حرزاز اہوازی سے سنی اور ان سے حافظ ابوبکر بیہقی نے اور ابوالقاسم قشیری نے اور ابوبکر بن علی بن خلف نے حدیث روایت کی۔

اس کے بعد ہند میں غزنہ شہر سے ان کو بلایا گیا۔ لہٰذا انہوں نے کوشش اور سعی کی اور وہاں چلے گئے اور انہوں نے وہاں پر حق کی نصرت کی اور لوگوں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ استاذ رحمۃ اللہ فقیہ، مفسر، اصولی، واعظ۔ ادیب، نحوی، لغوی، اسماء الرجال کے ماہر تھے۔ وفات ۴۰۶ھ میں ہوئی۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ابن سبکتگین کے ہاتھ سے ان کو زہر دے کر مار دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ وہ دین کی نصرت پر سختی سے قائم تھے اور فرقہ مشبہ کرامیہ کار د ویسے انداز سے کر رہے تھے جس کا مقابلہ کرنے کی ان کو سکت نہیں تھی۔ لہٰذا انہوں نے ان کے خلاف گروپ بنالیا تھا۔

(۲۴) ابوبکر طوسی۔محمد بن ابوبکر طوسی نوقانی .... انہوں نے نیشاپور میں ماسرجی کے پاس فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور بغداد میں جا کر ابومحمد باقی خوارزمی سے تعلیم حاصل کی۔ شافعی المسلک علماء کے امام تھے۔ نیشاپور میں ان کا ایک اپنا حلقہ تھا اور مجلس مشاورت تھی۔ متقی پرہیزگار تھے، تارک دنیا تھے، دنیاوی مرتبے اور مقام کی طلب کو اور بادشاہوں کے پاس جانے کی خواہش کو انہوں نے چھوڑ رکھا تھا، اور عہدوں اور منصوبوں کی طلب سے بیگانہ تھے۔ حسن خلق کے مالک تھے۔ خلقت کثیر نے ان سے دین کی فہم حاصل کی اور ان لوگوں پر ان کی برکت کا ظہور ہوا۔ ان علماء میں سے ایک ابوالقاسم قشیری بھی تھے۔ شہر نوقان میں ان کی وفات ۴۲۰ھ میں ہوئی۔

(۲۵) ابوالحسن بن بشران علی بن محمد بن عبیداللہ بن بشران۔المعتدل .... ولادت ۳۲۸ھ اور وفات ۴۱۵ھ میں ہوئی۔ انہوں نے حدیث کی سماعت ابوجعفری بختری سے اور اسماعیل صفار سے کی اور عثمان بن سماک اور دیگر علماء سے ان کی حدیث روایت کی۔ امام بیہقی نے خطیب بغدادی نے رئیس ابوعبداللہ ثقفی نے اور ان کے سوا دیگر علماء نے خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ وہ کامل اخلاق و مروت والے تھے۔ واضح دینداری والے سچے پلے آدمی تھے۔

(۲۶) احمد بن عبیداللہ بن اسماعیل الحافظ .... امام ذہبی فرماتے ہیں، وہ اس سنن کے مصنف تھے جس سے بیہقی نے اپنی سنن میں کثرت کے ساتھ احادیث کی تخریج کی ہے۔ اور خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ ان سے دارقطنی نے بھی روایت کی ہے۔ وہ ثقہ عالم تھے، پکے اور مضبوط علم والے تھے۔ انہوں نے المسند تصنیف کی اور اس کو انتہائی بہترین بنایا۔

(۲۷) ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان اہوازی .... شیخ، محدث صدوق، ثقہ میں مشہور تھے۔ ۴۱۵ھ میں خراسان میں وفات پائی۔

(۲۸) ابوعبداللہ حلیمیؒ .... حسین بن حسن بن محمد بن حلیم بخاری، شافعی، قاضی، علامہ، رئیس المحدثین، رئیس المتکلمین، ماوراء النہر ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو ذہانت وفطانت کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں۔ مذہب شافعی میں اصحاب وجاہت میں سے ہیں۔ انہوں نے قفال سے علم حاصل کیا۔ امام ابوبکر اودنی اور ابوبکر محمد بن احمد بن حسب سے اور خمیسی وغیرہم سے صاحب تصانیف نفیسہ تھے۔ ان سے حاکم نے بھی حدیث نقل کی ہے، حالانکہ وہ ان سے بڑے تھے۔ اور عبدالرحیم بخاری نے اور حافظ بیہقی کو تو حلیمی کے کلام کے ساتھ خاص محبت اور خاص توجہ تھی، خصوصاً شعب الایمان کے اندر۔ وفات ۴۰۳ھ میں ہوئی۔

(۲۹) ابوسعد مالینی .... امام، محدث صادق، زاہد، گشت وسیاحت کرنے والے ابوسعد احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ انصاری ہروی مالینی، صوفی، طاؤس فقراء کے لقب یافتہ تھے۔ علم کی طلب اور مشائخ سے ملاقات کرنے کے لئے نیشاپور تک اور اصفہان، بغداد، شام، حرمین تک گھومے۔ علم جمع کیا اور کتابیں تصنیف کیں۔ خطیب بغدادی نے ان سے حدیث بیان کی اور امام بیہقی نے اور ابونصر سجزی وغیرہم نے۔ صاحب صدق اور صاحب تقویٰ تھے۔ بڑے بڑے منصب حاصل کئے۔ ۴۰۹ھ میں وفات پائی۔

(۳۰) ابوسعید صیرفی۔ محمد بن موسیٰ بن فضل۔ متوفی ۴۲۱ھ .... شیخ تھے، ثقہ تھے، مأمون تھے، شیخ الاصم کے بڑے تلامذہ سے تھے۔ امام بیہقی نے امام شافعی کی کتب ان سے روایت کی تھیں۔

(۳۱) ابوالحسن علی بن حسین بن علی البیہقی صاحب المدرسہ .... امام تھے، محدث، عبادت گزار تھے۔ انہوں نے نیشاپور میں مدرسہ قائم کیا تھا۔

(۳۲) ابوعبداللہ محمد بن فضل بن نظیف فراء مصری۔ متوفی ۴۳۱ھ .... وہ دیار مصر میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ بیہقی نے ان سے مکہ میں حدیث سنی تھی۔

(۳۳) ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان صعلوکی نیشاپوری .... شیخ اصم سے انہوں نے حدیث کی سماعت کی اور ابوعلی رفاء سے اور ایک جماعت سے۔ حاکم نے کہا کہ میں نے جتنے لوگ دیکھے یہ زیادہ علم وبصیرت والے تھے۔ اور حاکم نے ان سے حدیث روایت کی ہیں، حالانکہ وہ ان سے بڑے تھے اور بیہقی بھی۔ اور بعض علماء سہل بن محمد کو اس اُمت کا مجدد شمار کرتے تھے، جس نے اُمت کے لئے چوتھی صدی کے سرے پر دین کی تجدید کی تھی۔ اور ان کے بعد ابن باقلانی کو شمار کیا گیا۔

(۳۴) ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب خوارزمی۔ البرقانی .... امام، علامہ، فقیہ، حافظ قوی، شیخ الفقہاء، شیخ المحدثین تھے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ عالم تھے، پرہیزگار تھے، ٹھوس علم والے تھے اور فہم والے تھے۔ ہم لوگوں نے اپنے شیوخ میں ان سے زیادہ ٹھوس اور ثبت علم والا نہیں دیکھا۔ عارف الفقہ تھے، عربیت کے علم میں سے آپ کا کامل حصہ تھا، کثیر الحدیث تھے۔ انہوں نے مسند کی تصنیف کی جو ان تمام احادیث پر مشتمل ہے جن پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم مشتمل ہیں، اور انہوں نے سفیان ثوری اور ایوب اور شعبہ اور عبیداللہ بن عمر وغیرہم کی احادیث کو جمع کیا۔ انہوں نے وفات تک تصنیف کا سلسلہ ختم نہیں کیا تھا۔ وہ علم کے حریص تھے اور اپنی ہمت کو اسی طرف متوجہ رکھتے تھے۔ خطیب بغدادی نے کہا، میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی شیخ ان سے زیادہ ٹھوس علم والا ہو۔ ان کی ولادت ۳۳۶ھ اور وفات ۴۲۵ھ میں ہوئی۔

(۳۵) ابومنصور بغدادی عبدالقاہر بن طاہر بن محمد تمیمی .... علامہ، بارع، تمام علوم وفنون کے استاذ تھے۔ صاحب تصانیف بدیعہ تھے، طبقہ شافعیہ کے بڑے علماء میں سے تھے۔ ابوبکر بیہقی نے ان سے حدیث نقل کی ہیں اور ابوالقاسم قشیری نے اور ایک جماعت نے۔ اور آپ علم اصول کے امام تھے۔

(۳۶) ابوعبداللہ غضائری حسین بن حسن بن محمد مخزومی بغدادی .... امام صالح ،ثقہ۔ابوعبداللہ انہوں نے حدیث سُنی محمد بن یحییٰ صسولی سے اور اسماعیل بن محمد صفار سے اور ابوجعفر بختری سے اور دیگر علماء سے۔ان سے ابوبکر بیہقی حدیث نقل کرتے ہیں اور ابوبکر الخطیب اور ابوالحسن بن مہتدی باللہ اور دیگر لوگ۔خطیب بغدادی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے، فاضل تھے۔ان کی وفات ماہ محرم ۴۱۴ھ میں ہوئی تھی۔

(۳۷) ابوعبداللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری .... محدث مفید، مشائخ میں سے باقی رہنے والے۔یہ حدیث بیان کرتے ہیں ہارون عطار سے اور ابوبکر سنی اور ابوبکر قطیعی اور شیرویہ نے۔اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ وہ ثقہ تھے، صدوق تھے، کثیر تعداد میں منکر روایات بھی روایت کرتے تھے۔خوبصورت خط والے، کثیر تصانیف والے۔ماہ ربیع الاول ۴۱۴ھ میں نیشاپور میں انتقال کیا۔

(۳۸) ابن بقّال عبیداللہ بن عمر بن علی مقری .... فقہاء ثقات میں سے تھے۔خطیب بغدادی بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بغداد میں انتقال ہوا ۴۱۵ھ میں۔

(۳۹) محمد بن عبداللہ بن احمد بسطامی زرھاجی۔متوفی .... علامہ، محدث، ادیب، فقیہ شافعی، تلمیذ ابوسہل صعلوکی تھے۔ انہوں نے ابوبکر اسماعیلی سے حدیث کا سماع کیا۔اور ابواحمد بن عدی سے اور ابواحمد حاکم سے اور ان کی حدیث روایت کی ابوبکر بیہقی نے۔اور رئیس ثقفی نے اور علی بن محمد قناعی وغیرہ نے۔ولادت ۳۴۱ھ اور وفات ۴۲۶ھ ہوئی۔

(۴۰) قاضی ابوعمر محمد بن حسین بسطامی .... طبقہ شافعیہ کے شیخ تھے۔نیشاپور کے قاضی (جج) تھے۔لمبی سیر وسفر کیا، کئی کئی فضائل کے مالک تھے۔منصب قضاء پر فائز رہے تھے۔ان سے حاکم نے احادیث روایت کی ہیں اور بیہقی نے اور ابوصالح مؤذن وغیرہ نے۔

(۴۱) ابوبکر احمد بن علی بن محمد بن ابراہیم منجویہ یزدی اصفہانی .... قوی حافظہ حفاظ میں سے تھے۔انہوں نے بخارا، سمرقند، ہراۃ، جرجان کے علمی سفر کیے۔ابوبکر بیہقی نے ان سے حدیث بیان کی اور خطیب نے اور سعید بقال وغیرہ نے۔انہوں نے بخاری، مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد پر استخراج کیا تھا۔وفات ۴۲۸ھ میں ہوئی۔

(۴۲) ابوالحسن محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان بغدادی .... شیخ، العالم، ثقہ، جن کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ان سے بیہقی نے احادیث روایت کی ہیں اور خطیب اور الالکائی نے اور ابوعبداللہ ثقفی وغیرہ نے۔

امام بیہقیؒ کے شاگردانِ گرامی قدر

علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۳۔۱۱۳۴ پر لکھتے ہیں کہ امام بیہقی سے خلق کثیر نے روایت کی۔انہوں نے اپنی کتب اپنے کثیر شاگردوں کے سامنے خود پڑھ کر (ان کو پڑھادیں) اور ان لوگوں نے ان احادیث کو شہروں میں پھیلادیا۔آپ کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ وہ لوگ مشہور ہوئے جنہوں نے آپ سے علم کو نقل کیا اور جو کثرت کے ساتھ ان کے ساتھ جڑے رہے۔اور جن لوگوں کا بیہقی کے ساتھ مضبوط تعلق تھا وہ مندرجہ ذیل شاگرد ہیں :

۱۔ابوعبداللہ فراوی۔محمد بن فضل .... یہ منفرد ہیں، ان سے صحیح مسلم روایت کرتے ہیں۔یہ فقیہ حرم کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ اس لئے کہ طویل مدت تک حرمیں شریفین میں مقیم رہے اور علم نشر کرتے رہے۔انہوں نے ان سے حدیث سُنی تھی فقہ میں اور اصول میں مہارت رکھتے تھے۔اور ان کے قواعد کے حافظ تھے۔ایسے ہیں وہ دلائل النبوۃ کی روایت کرنے اور اسماء اور صفات میں منفرد تھے۔

ابن سمعانی نے کہا ہے کہ عبد بن فضل امام محکم تھے۔مناظرہ، واعظ، احسن الاخلاق تھے۔حسن معاشرت والے تھے، سخی تھے۔مسافروں کا اکرام کرتے تھے۔ہم نے اپنے شیوخ میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

۲۔ابومحمد عبدالجبار بن محمد بن احمد بیہقی خواری .... امام تھے، فاضل تھے، مفتی متواضع تھے۔سمعانی نے ان سے نیشاپور میں بہت سی احادیث کتابت کیں۔بیہقی نے اپنی کتب ان کو پڑھائیں۔وفات ۵۳۳ھ میں ہوئی۔

۳۔ابونصر علی بن مسعود بن محمد شجاعی .... انہوں نے امام بیہقی سے ان کا رسالہ روایت کیا ابومحمد جوینی کی طرف۔

۴۔زاہر بن طاہر بن محمد ابوالقاسم مستملی شحامی المعدل .... انہوں نے بیہقی سے کتاب الزہد روایت کی ہے۔اور اس کو ابن عساکر نے مستملی سے روایت کیا ہے۔

۵۔ابوعبداللہ بن ابومسعود صاعدی .... ان سے روایت کی ابن عساکر نے، ایسے ہی کتاب تبیین کذب المفتری میں ہے۔

۶۔ابوالمعالی۔محمد بن اسماعیل بن محمد بن حسین فارسی نیشاپوری .... یہ سنن کبیر کے راوی ہیں بیہقی سے۔ان کی وفات ۵۳۹ھ میں ہوئی۔

۷۔قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی بن فطمہ بیہقی قاضی خسر گرد (وہیں کے متوفی ہیں)

۸۔اسماعیل بن احمد بیہقی۔(مصنف بیہقی کے صاحبزادے تھے) .... انہوں نے اپنے والد سے حدیث کی سماعت کی اور طلب علم کے لئے انہوں نے سفر کئے۔بیہق میں انتقال ہوا۔فاضل تھے، پسندیدہ طریق والے تھے۔

۹۔حفید البیہقی (نواسے) ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن احمد .... یہ کتاب دلائل النبوۃ کے راوی تھے۔ایسے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ سے متعدد کتب روایت کی تھیں۔ان کی وفات ۵۳۲ھ میں ہوئی۔ان کی عمر چوہتر (۷۴) سال تھی۔

۱۰۔حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن محمد بن اسحاق بن مندہ عبدی اصفہانی۔متوفی ۵۱۱ھ .... یہ صاحب تاریخ تھے۔انہوں نے نیشاپور میں بیہقی سے حدیث کی سماعت کی تھی۔سمعانی نے کہا کہ یہ جلیل القدر تھے۔زیادہ علم فضل والے تھے۔واسع روایت تھے، حافظ تھے، ثقہ تھے، کثرت کے ساتھ حدیث بیان کرنے والے تھے، کثیر التصانیف تھے۔

امام بیہقیؒ کی تصانیف

۱۔ سنن الکبریٰ : جس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں، اس جیسی کتاب کسی کی نہیں ہے۔

۲۔ سنن صغریٰ : صاحب کشف الظنون نے کہا ہے کہ دونوں سنن (دونوں کتابیں) ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی مختصر المزنی کی ترتیب پر ہیں۔اور مختصر المزنی اور مذکورہ دونوں کتابوں کی مثل اسلام میں کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

۳۔ دلائل النبوۃ ومعرفت احوال صاحب الشریعہ : یہ بیہقی کی تصانیف کا موتی ہے۔اور اس موضوع پر نفیس ترین اور جامع ترین کتاب ہے۔

۴۔ احکام القرآن : اس کو انہوں نے کلام شافعی سے جمع کیا ہے۔

۵۔ کتاب الاعتقاد

۶۔ کتاب القراءت خلف الامام

۷۔ حیات الانبیاء فی قبورھم

۸۔ مناقب الشافعی

۹۔ المدخل الی السنن

۱۰۔ البعث والنشور

۱۱۔ کتاب القدر

۱۲۔ کتاب الادب

۱۳۔ کتاب الترغیب

۱۴۔ کتاب فضائل الصحابہ
۱۵۔ کتاب الاربعین الکبریٰ
۱۶۔ کتاب مناقب الامام احمد
۱۷۔ کتاب شعب الایمان یا المصنف الجامع فی شعب الایمان
۱۸۔ کتاب الدعوات الکبیر
۱۹۔ کتاب الدعوات الصغیر
۲۰ رسالہ فی حدیث الجویباری
۲۱۔ رسالہ ابو محمد الجوینی
۲۲۔ جامع ابواب قراءت القرآن
۲۳۔ کتاب الاسلامی
۲۴۔ ینابیع الاصول
۲۵۔ کتاب الانتقاد علی ابو عبداللہ شافعی
۲۶۔ کتاب ایام ابو بکر صدیق : س کا ذکر دلائل النبوۃ کے پانچویں دفتر میں مسیلمہ کے اخبار میں سے ایک خبر میں۔ ہم اس پر آئیں گے ایام ابوبکر صدیق میں یہ حصہ ہے قتل مسیلمہ کذاب کا۔

کثرتِ تصانیف بیہقی پر عدم تعجب

ہم لوگ امام بیہقیؒ کی تصانیف کی کثرت پر حیرت زدہ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ چوہتر (۷۴) سال تک زندہ رہے اور ان کے علم کے سماع کی ابتداء اس وقت سے ہوئی جب وہ پندرہ (۱۵) سال کے تھے۔ وہ بلادِ کثیرہ کی طرف محوسفر رہے اور وہاں شیوخ سے انہوں نے سماعت کی۔ یہاں تک ان کے شیوخ کی تعداد ایک سو سے تجاوز کر گئی اور انہوں نے اپنی عمر کو تصنیف و تالیف میں فنا کر دیا، اور انہوں نے ایسی تالیفات کیں جن کی طرف ان سے قبل سبقت نہیں کی گئی اور ان کی پہلی تصنیف ۴۰۶ھ میں ہوئی تھی۔ ان کی تصانیف اپنے اندر معلومات کی فراخی اور اپنی جامعیت کے سبب اور اپنے اندر کے مندرجات کی وجہ سے بلند سمجھی گئیں۔ اس لئے انہوں نے روایات مرجوحہ اور ضعیفہ پر اعتماد نہیں کیا جو آفاق میں پھیل رہی تھیں، اور حدیث کے طالب علم ان پر متوجہ تھے۔ طبقات شافعیہ میں جلد چہارم صفحہ ۹ پر ان کی تصانیف کے بارے میں امام سبکی فرماتے ہیں :

(۱) بہرحال سنن کبریٰ علم حدیث میں اس کی مثل تصنیف نہیں ہوئی، تہذیب و ترتیب اور جودۃ کے اعتبار سے۔

(۲) بہرحال معرفۃ السنن والآثار۔ کوئی فقیہ شافعی اس سے مستغنی نہیں ہے، اور میں نے شیخ الامام سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ مصنف کا مقصد شافعی کی معرفت سنن و آثار کے ساتھ ہے۔

(۳) بہرحال مبسوط فی نصوص الشافعی۔ اپنی نوعیت کی مفرد کتاب ہے۔

(۴) کتاب الاسماء والصفات۔ میں نے اس کی نظیر نہیں دیکھی۔

(۵) کتاب الاعتقاد اور کتاب دلائل النبوۃ۔ اور کتاب شعب الایمان، اور کتاب مناقب امام شافعی، اور کتاب الدعوات الکبیر۔ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کی نظیر نہیں ہے۔

(۶) کتاب الخلافیات۔ تو اس کی نوع کی طرف کوئی سبقت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کی مثل کوئی کتاب تصنیف کی گئی ہے بلکہ وہ ایک مستقل حدیثی سلسلہ ہے، جس کی تالیف پر صرف وہی شخص قادر ہوسکتا ہے جو فقہ اور حدیث میں مبارزہ و مقابلہ کر سکتا ہو، نصوص کے ساتھ قائم ہو۔

(۷) اور ان کی کتاب مناقب امام احمد بھی ہے۔ اور کتاب احکام القرآن للشافعی، اور کتاب الدعوات الصغیر، کتاب البعث والنشور، کتاب الزھد الکبیر، کتاب الاعتقاد، کتاب الاداب، کتاب الاسریٰ، کتاب سنن الصغیر، کتاب الاربعین، کتاب فضائل وغیرہ۔

سب کی سب صاف ستھری دل پسند ترتیب وتہذیب، کثیر الفوائد ایسی کتب ہیں کہ جو بھی عارفین میں سے دیکھتا ہے وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ان سے پہلے لوگوں میں سے کسی کے لئے ایسی کتب وجود میں نہیں آسکیں۔

یہ تصنیف جید اور باہر ہے، کثیر الفائدہ ہے۔ یہ وہی ہے، جس کی وجہ سے امام الحرمین نے دعویٰ کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلک شافعی پر جتنے لوگ چلنے والے ہیں سب کی گردن پر امام شافعی کی احسان ہے ماسوا امام بیہقی کے۔ بے شک مذہب کی تائید ونصرت میں کئی کتب تصنیف کی ہیں۔

ان کے بیٹے شیخ القضاۃ ابوعلی نے کہا کہ میرے والد نے مجھے حدیث بیان کی تھی جب میں نے اس کتاب یعنی معرفۃ السنن والآثار کی تصنیف کی ابتداء کی تھی اور میں اس کے کچھ اجزاء کی تہذیب سے میں نے فراغت پائی، تو میں نے فقیہ ابو محمد احمد بن علی سے سُنا۔ وہ کہتے تھے کہ وہ میرے اصحاب میں سے نیک آدمی تھے اور ان میں سب سے زیادہ تلاوت قرآن مجید کرنے والے تھے اور سچی زبان والے تھے۔ کہتے تھے کہ میں نے خواب میں امام شافعیؒ کو دیکھا۔ ان کے ہاتھ میں اس کتاب کی بعض جلدیں تھیں (یا بعض اجزاء تھے) اور وہ کہہ رہے تھے، میں نے آج فقیہ احمد کی کتاب سے سات جلدیں یا اجزاء لکھ لئے ہیں۔ یا یوں کہا تھا کہ میں نے ان کو پڑھ لیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اسی دن صبح ایک اور فقیہ نے میرے بھائیوں میں سے جن کا نام عمر بن محمد تھا خواب میں امام شافعیؒ کو دیکھا کہ وہ جامع مسجد خسروگرد میں تخت پر بیٹھے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ آج میں نے احمد کی کتاب سے اتنا اتنا استفادہ کیا ہے۔

شیخ القضاء فرماتے ہیں کہ ہمیں بات بیان کی ہے، میرے والد نے وہ کہتے ہیں، میں نے سُنا فقیہ ابو احمد محمد حسین بن احمد سمرقندی حافظ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا فقیہ ابو بکر محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز مروزی جلوگردی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا گویا کہ ایک تابوت ہے جو آسمان کی طرف بلند ہو گیا ہے۔ اس کے اُوپر سے ایک نور اور روشنی نکل رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ بیہقی کی تصانیف ہیں۔

امام بیہقیؒ کے علم وفضل بارے میں علماء کی شہادات

یاقوت حموی کا فرمان .... وہ (امام بیہقیؒ) امام تھے، حافظ تھے، فقیہ تھے، اصول دین کے اندر پرہیزگار تھے۔ دین متین کے ساتھ حفظ واتقان میں یگانہ روزگار تھے۔ ابن عبداللہ الحاکم کے جلیل القدر شاگرد تھے اور کثرت سے ان سے احادیث نقل کرنے والے تھے۔ بعد میں کئی علمی فنون میں ان سے فوقیت حاصل کر گئے تھے اور ان کے بعد میں وہ متفرد ہو گئے تھے۔

علامہ ابن ناصر کا فرمان .... اپنے زمانے میں منفرد تھے۔ اپنے ہم عصروں میں منفرد تھے۔ حفظ حدیث میں اپنے زمانے کے امام بیہقیؒ منفرد آدمی تھے۔ اتقان، اور ثقاہت میں وہ شیخ خراسان تھے۔

علامہ ابن جوزی کا فرمان .... کہ (امام بیہقی) حفظ واتقان میں اپنے زمانے کے منفرد آدمی تھے اور حسن تصنیف میں اور علوم حدیث کو جمع کرنے میں اور فقہ اور اصول فقہ کو جمع کرنے میں وہ حاکم کے بڑے شاگردوں میں سے تھے (حاکم سے مراد ابوعبداللہ حاکم مستدرک ہیں)۔ انہوں نے ان سے حدیث کی تخریج کی اور سفر کئے اور کثیر علم جمع کیا اور ان کی خوبصورت کثیر تصانیف ہیں۔

امام ذہبیؒ کا فرمان .... اگر امام بیہقی چاہتے کہ وہ اپنے لئے خود ایک مذہب یا مسلک بناتے جس میں خود اجتہاد کرتے تو وہ علوم کے اندر وسعت کی اور اختلاف کی معرفت رکھنے کی وجہ سے اس پر پوری طرح قادر تھے (یعنی وہ نئے اجتہادی مسلک کی بنیاد رکھ سکتے تھے)۔

علامہ بن خلکان کا فرمان .... (کہ امام بیہقی) فقیہ شافعی، حافظ کبیر، مشہور، اپنے زمانے کے منفرد انسان، اپنے ہم عصروں میں سے نرالے، فنون کے اندر ابوعبداللہ حاکم کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔ حدیث میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ اور یہ مزید تھا ان پر اقسام علوم میں بھی۔

علامہ سمعانی کا فرمان .... امام تھے، فقیہ تھے۔ انہوں نے معرفت حدیث اور فقہ حدیث کو ایک ساتھ اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔

امام بیہقیؒ کا زہد وتقویٰ

امام بیہقیؒ علماء عاملین میں سے امام تھے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع واقتداء کرتے تھے اور آپ کے طریقے پر چلتے تھے اور سیرت صحابہ پر۔ اور امام بیہقی نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کے زہد (اور دنیا سے بے رغبتی سے) روشنی حاصل کرتے تھے۔ لہٰذا وہ ان کے طرز پر چلتے رہے اور زہد اور دنیا سے کم حصہ حاصل کرنے والے۔ کثیر العبادۃ اور کثیر التقویٰ بن گئے تھے۔ اور ہر چھوٹے بڑے امر میں اللہ کی رضا کی نگرانی کرنے والے بن گئے۔

عبداللہ عافر کا قول............ کہ بیہقی علماء کی سیرۃ پر عمل پیرا تھے۔ دنیا سے تھوڑی سی چیز پر قناعت کرنے والے تھے۔ زہد وتقویٰ میں آراستگی حاصل کرنے والے تھے۔

علامہ ابن خلکان کا قول .... کہ بیہقی زاہد (دنیا سے بے رغبت) تھے۔ دنیا میں سے قلیل پر قناعت کرنے والے تھے۔ کثیر عبادت کرنے والے تھے۔ کثیر تقویٰ والے تھے۔ سلف صالحین کے طریقے پر تھے۔

علامہ ذہبی کا قول .... بیہقی تیس سال تک مسلسل روزے رکھتے رہے۔

مؤرخ ابن عساکر کا قول............ کہ امام بیہقی علماء کی سیرت پر تھے۔ دنیا سے کم پر قناعت کرنے والے تھے۔ اپنے زہد وتقویٰ میں اپنے آپ کو آراستہ کرنے والے تھے۔ وہ اسی صفت پر نیشاپور میں اپنی وفات تک قائم رہے۔

علامہ ابن کثیر کا قول............ کہ امام بیہقیؒ زاہد تھے، دنیا میں کمی کے خواہاں تھے۔ کثیر العبادت تھے، کثیر التقویٰ تھے۔

علامہ علی القاری کا قول .... کہ امام بیہقیؒ مناظرے اور مباحثے میں حد درجہ انصاف کرتے تھے۔ علماء کی سیرت پر تھے۔ دنیا میں سے انتہائی قلیل پر قناعت کرتے تھے۔ اپنے زہد وتقویٰ کے ساتھ خوبصورتی اختیار کرتے تھے۔ لمبے زمانے تک روزے رکھتے تھے۔ کہا گیا ہے کہ تیس سال تک روزے رکھتے رہے۔

امام بیہقیؒ کے اشعار

شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں کہ امام بیہقی کبھی کبھی اشعار نظم کرتے تھے۔

من اعتزَّ بالمولیٰ فذاك جليل	ومن رام عزًا من سواه ذليل
ولو أن نفسي مذ براها مليكها	مضى عمرها في سجدة لقليل
أحب مناجاة الحبيب بأوجه	لكن لسان المذنبين كليل

جو شخص مولیٰ (اللہ) کے ساتھ عزت حاصل کرتا ہے وہ عزت والا ہے ۔ اور جو شخص اللہ کے ماسوا سے عزت کا ارادہ کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے

اگر مرا نفس، جب سے اس کے مالک نے پیدا کیا ۔ اس کی عمر سجدے میں پڑے پڑے گزر جائے تو پھر بھی کم ہے

محمد مصطفیٰ ﷺ کی مناجات اور ادعیہ تو انتہائی پیاری ہیں۔ مگر گنہگاروں کی زبانیں گنگ ہیں

امام بیہقیؒ کی وفات

ابن خلکان کا قول .... کہ بیہقی نشر علم کے لئے نیشاپور بُلائے گئے تھے۔ انہوں نے یہ فرمائش مان لی تھی اور وہیں چلے گئے تھے۔ یاقوت حموی نے کہا کہ آپ کتاب المعرفۃ کی سماع کے لئے نیشاپور بُلائے گئے تھے۔ لہٰذا ۴۴۱ھ میں وہاں چلے گئے تھے۔ اس کے بعد اس کے اطراف میں واپس آ گئے تھے اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔ پھر جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ میں انتقال کر گئے تھے۔ چوہتر سال زندہ رہے۔ اور ذہبی یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر عمر میں آپ بیہق سے نیشاپور چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنی کتب حدیث وہاں بیان کیں۔ پھر ان کا اجل آن پہنچا، ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ میں۔ لہٰذا وہ اپنے تابوت میں واپس لائے گئے اور بیہق میں دفن کے گئے۔

امام بیہقیؒ کی موت پر مرثیہ کہنے والے .... ابوالقاسم زرہی بیہقی امام احمد کے بارے میں قصیدہ کہتے ہیں جس کا مطلع ہے :

یا احمد بن الحسن البیھقی لقد .... دوخت ارض المساعی ای تدویخ

اے احمد بن حسین بیہقی! آپ تمام کوششوں اور مساعی کی زمین پر غالب آ گئے

امام بیہقیؒ کے خلف اور جانشین ان کے بیٹے شیخ القضاۃ اسماعیل تھے۔ بیہقی کے شاگردوں میں ان کا عنوان گزر چکا ہے۔ آپ شہر خوارزم کے قاضی اور جج مقرر ہوئے تھے۔

رسالہ مصادر ومراجع ۔ یعنی کتابیات

کتاب دلائل النبوۃ کی تحقیق کے دوران جن کتب کی طرف مراجعت کی گئی

جلد نمبر ۔ صفحات نمبر اور ان کی تاریخ طباعت کے اندراج کے ساتھ

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن .... تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم الھیئۃ العامہ للکتاب ۔ قاہرہ

۲۔ ادب المفرد للبخاری

۳۔ اسد الغابہ .... ابن الاثیر ۔ دارالشعب ۔ قاہرہ

۴۔ الاستبصار فی نسب الصحابہ من الانصار .... ابن قدامہ مقدسی ۔ طباعت بیروت

۵۔ الاصابہ لا بن حجر .... مع حاشیہ الاستیعاب لابن عبدالبر ۔ طبع مصر

۶۔ اصول الحدیث .... محمد حجاج الخطیب ۔ دارالفکر دمشق

۷۔ الاعتبار فی ناسخ الحدیث ومنسوخہ .... للحازمی ۔ دارالوعی حلب

۸۔ اعجاز القرآن .... بنت شاطیٔ ۔ طبع دارالمعارف

۹۔ اعجاز القرآن للرافعی .... طبع مکتبہ تجاریہ کبریٰ

۱۰۔ اعلام الموقعین عن ربّ العالمین .... ابن قیم

۱۱۔ الاغانی للاصفھانی .... دارالکتب قاہرہ

۱۲۔ الاکمال .... لابن ماکولا ۔ طبع ہند

۱۳۔ انجاءالوطن عن الازدراء بامام الزمن .... کراچی ۱۳۸۷ھ

۱۴۔ الانساب للسمعانی .... طبع بیروت

۱۵۔ انسان العیون فی سیرت الامین المامون .... برہان الدین حلبی۔طبع قاہرہ ۱۳۲۰ھ

۱۶۔ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث .... احمد شاکر

۱۷۔ البرھان فی علوم القرآن .... عیسیٰ حلبی ۴ جلد

۱۸۔ بغیة الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ .... للسیوطی

۱۹۔ تاریخ الامم والملوك .... طبری۔طبع دارالمعارف مصر

۲۰۔ تاج العروس من جواھر القاموس .... زبیدی۔قاہرہ ۱۳۰۷ھ

۲۱۔ تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ۱۳۴۹ھ

۲۲۔ تاریخ لابن معین .... تحقیق احمد محمد نور سیف ہیئہ عامہ للکتاب۔قاہرہ ۱۳۷۹ھ

۲۳۔ تاریخ التراث العربی .... جلداول وثانی۔طبع ہیئہ عامۃ للکتاب

۲۴۔ تاریخ الصغیر للبخاری .... تحقیق محمود ابراہیم۔زاید دار الوعی حلب

۲۵۔ التاریخ الکبیر للبخاری .... طبع ہند

۲۶۔ تجرید التمھید لمافی المؤطا من المعانی والاسانید .... لابن عبدالبر اندلسی۔طبع حسام الدین القدسی

۲۷۔ تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف .... للمزی۔طبع ہند

۲۸۔ تذکرۃ الحفاظ للذھبی .... طبع ہند

۲۹۔ ترتیب ثقات العجلی .... تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی۔دارالکتب علمیہ بیروت

۳۰۔ تعجیل المنفعة بزوائد الائمة الاربعة .... ابن حجر عسقلانی۔طبع ہند

۳۱۔ تفسیر الفخر الرازی

۳۲۔ تفسیر ابن کثیر .... طبع عیسیٰ حلبی

۳۳۔ تقریب التھذیب .... تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف

۳۴۔ تنزیہ الشریعه .... لابن عراق۔تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف

۳۵۔ تھذیب التھذیب .... لابن حجر عسقلانی۔طبع ہند

۳۶۔ تھذیب تاریخ دمشق الکبیر .... عبدالقادر۔بدران

۳۷۔ تھذیب الآثار .... ابوجعفر طبری۔تحقیق محمود شاکر

۳۸۔ تھذیب الاسماء واللغات .... شرف الدین نووی۔طبع منیر دمشقی۔قاہرہ

۳۹۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول .... طبع مصر

۴۰۔ الثقات .... ابن حبان۔طبع ہند

۴۱۔ جامع بین العلم وفضله .... ابن عبدالبر۔ مطبع منیریہ ۱۳۴۶ھ
۴۲۔ الجامع لا حکام القرآن .... للقرطبی۔ دارالکتب مصریہ
۴۳۔ الجرح والتعدیل .... للرازی۔ طبع ہند
۴۴۔ الجواھر المضیه فی طبقات الحنفیه .... قرشی طبع ہند
۴۵۔ جوامع السیرت .... ابن حزم۔ طبع دارالمعارف
۴۶۔ حیات محمد صلی اللّٰه علیه وسلم .... لہیکل۔ طبع دارالمعارف
۴۷۔ خصائص التصور الاسلامی .... سید قطب عیسیٰ البابی۔ حلبی قاہرہ
۴۸۔ الخصائص الکبریٰ .... للسیوطی۔ تصویر دارالکتب علمیہ، بیروت
۴۹۔ حلیة الاولیآء .... ابونعیم۔ السعادۃ، مصر
۵۰۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور .... للسیوطی۔ طبع حلب
۵۱۔ الدرر فی اختصار المغازی والسیر .... لابن عبدالبر۔ تحقیق شوقی ضیف۔ دارالمعارف
۵۲۔ دلائل النبوۃ .... تالیف عبدالحلیم محمود۔ دارالانسان، قاہرہ
۵۳۔ دلائل النبوۃ .... ابونعیم۔ طبع ہند
۵۴۔ دیوان حسان بن ثابت .... الہیئۃ العامہ۔ للکتاب، قاہرہ
۵۵۔ الرساله للشافعی .... تحقیق احمد شاکر۔ دارالتراث، قاہرہ
۵۶۔ الرساله المستطرفه .... لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفہ
۵۷۔ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل .... تحقیق عبدالفتاح ابوغدہ۔ طبع حلب
۵۸۔ الروض الانف .... للسہیلی
۵۹۔ الزھد الکبیر للبیھقی .... دارالقلم، کویت
۶۰۔ سُبل الھدیٰ والا رشاد فی ھدی خیرالعباد .... (۱ : ۲) المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیہ، قاہرہ
۶۱۔ سنن ابن ماجه .... تحقیق محمد فواد عبدالباقی البابی۔ حلبی
۶۲۔ سنن ابو داؤد .... مطبعہ مصطفیٰ محمد ۱۳۵۴ھ
۶۳۔ سنن نسائی ومعھا .... شرح السیوطی والسندی، المصریہ۔ ۱۳۴۸ھ
۶۴۔ سنن الترمذی .... تحقیق احمد شاکر و محمد فواد عبدالباقی البابی۔ حلبی
۶۵۔ سنن الدارمی .... قاہرہ۔ ۱۳۸۶ھ
۶۶۔ السنن الکبری للبیھقی .... الہند۔ ۱۳۱۴ھ
۶۷۔ السنة قبل التدوین .... محمد عجاج خطیب
۶۸۔ سیرت ابن ھشام .... تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید۔ طبع المکتبہ تجاریہ، مصر۔ ۱۹۳۷ء

۶۹۔ سیرت اعلام النبلاء .... ذہبی۔مکتبہ الرسالہ، بیروت

۷۰۔ شذرات الذھب .... ابن عماد حنبلی۔طبع قدسی

۷۱۔ شرح النووی .... علی صحیح مسلم۔مصریہ۔۱۳۴۷ھ

۷۲۔ شروط الائمہ الخمسۃ لاحازمی .... تعلیق کوثری۔مکتبہ القدسی۔۱۳۵۷ھ

۷۳۔ شمائل الرسول للترمذی .... طبع عیسیٰ حلبی، قاہرہ

۷۴۔ الشفا فی حقوق المصطفیٰ .... قاضی عیاض۔الازہریہ۔۱۳۲۷ھ

۷۵۔ صبح الاعشی .... قلقشندی۔دارالکتب، قاہرہ

۷۶۔ صحیح ابن حبان .... جزاول، جز ثانی۔تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی۔دارالوعی، حلب

۷۷۔ صحیح البخاری .... طبع بولاق

۷۸۔ صحیح مسلم .... تحقیق محمد فواد عبدالباقی عیسیٰ البابی حلبی

۷۹۔ صحیح مسلم شرح نووی .... مصر، قاہرہ

۸۰۔ ضُحی الاسلام .... احمد امین۔مجلس تالیف وترجمہ

۸۱۔ الضعفاء الصغیر .... بخاری۔دارالوعی، حلب

۸۲۔ الضعفاء الکبیر .... عقیلی۔تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی۔دارالکتب علمیہ، بیروت

۸۳۔ الطب النبوی .... ابن قیم جوزی ڈاکٹر عبدالمعطی

۸۴۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ .... عیسیٰ البابی حلبی، قاہرہ

۸۵۔ طبقات الکبریٰ .... ابن سعد۔طبع بیروت

۸۶۔ طوالع البعثۃ المحمدیہ .... عباس عقاد۔دارالہلال

۸۷۔ العقد الفرید .... ابن عبداللہ اندلسی۔لجنہ تالیف وترجمہ ونشر

۸۸۔ العقود اللؤلؤیہ .... فی تاریخ الدولۃ الرسولیہ۔خزرجی، قاہرہ

۸۹۔ علل الحدیث و معرفۃ الرجال .... علی بن مدینی۔تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی۔دارالوعی، حلب

۹۰۔ علوم الحدیث .... ابن صلاح۔تحقیق ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمن

۹۱۔ علل الحدیث .... ابن ابی حاتم رازی۔طبع سلفیہ

۹۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری .... شیخ بدرالدین عینی

۹۳۔ عُیُون الاثر فی فنون .... المغازی والسیر۔طبع بیروت

۹۴۔ الفائق فی غریب الحدیث .... زمخشری عیسیٰ الحلبی۔قاہرہ

۹۵۔ فتاویٰ ابن صلاح فی التفسیر والحدیث والاصول والفقہ .... تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی۔دارالوعی، حلب

۹۶۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری .... ابن حجر عسقلانی۔طبع سلفیہ۔محمد فواد عبدالباقی

۹۷۔ الفتح الربانی بترتیب مسند امام احمد بن حنبل شیبانی .... تالیف احمد عبدالرحمٰن البنا۔طبع مصر

۹۸۔ فتح الملهم شرح صحیح مسلم .... شبیر احمد عثمانی۔مکتبہ الحجاز، کراچی

۹۹۔ الفهرست .... ابن ندیم۔التجاریہ الکبریٰ ،مصر

۱۰۰۔ فوات الوفیات .... ابن شاکر۔النہضہ المصریہ، قاہرہ

۱۰۱۔ الفوائد المجموعه فی احادیث الموضوعه .... شوکانی۔تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف

۱۰۲۔ فیض القدیر شرح جامع صغیر .... علامہ مناوی۔طبع مصر

۱۰۳۔ قواعد التحدیث .... تالیف جمال الدین قاسمی۔طبع عیسیٰ وبابی، حلبی

۱۰۴۔ قواعد فی علوم الحدیث .... تھانوی۔تحقیق فضیلۃ الاستاذ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ۔حلب

۱۰۵۔ الکامل فی التاریخ .... ابن اثیر بولاق۔۱۳۸۹ھ

۱۰۶۔ کشف الاستار عن ذوائد البزار للبیهقی .... تحقیق عبدالرحمٰن اعظمی۔طبع مؤسسۃ الرسالۃ

۱۰۷۔ کشف الخفاء ومزیل الالباس .... عجلوتی۔طبع القدسی

۱۰۸۔ الکواکب النیرات فی معرفة من اختلط من الرواة الثقات .... دارالمأمون للتراث، دمشق

۱۰۹۔ اللّالیء المصنوعه فی الا حادیث الموضوعه للسیوطی .... المکتبہ تجاریہ، مصر

۱۱۰۔ لسان العرب .... ابن منظور۔طبع دارالمعارف، مصر

۱۱۱۔ لسان المیزان .... لابن حجر عسقلانی۔طبع ہند

۱۱۲۔ لمحات فی اصول الحدیث .... تالیف ڈاکٹر محمد ادیب صالح۔مکتبہ اسلامی، دمشق

۱۱۳۔ اللؤ لؤ والمرجان فیما اتفق علیه الشیخان .... عبدالباقی عیسیٰ الحلبی۔قاہرہ

۱۱۴۔ المبتکر الجامع لکتابی المختصر فی علوم الاثر .... تالیف عبدالوہاب عبداللطیف

۱۱۵۔ المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین .... ابن حبان۔تحقیق محمود ابراہیم زائد دارالوعی۔حلب

۱۱۶۔ مجمع الزوائد للهیثمی .... طبع حسام الدین قدسی

۱۱۷۔ مجموعة الوثائق السیاسیه فی العهد النبوی .... محمد حمید اللہ لجنۃ التالیف۔قاہر

۱۱۸۔ محاسن البلقینی علی مقدمة .... ابن صلاح۔تحقیق ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن

۱۱۹۔ مراة الجنان .... للیافعی

۱۲۰۔ المستدرك علی صحیحین فی الحدیث .... الحاکم وفی ذیلہ المستدرک للذہبی۔طبع ہند

۱۲۱۔ مسند امام احمد .... تحقیق احمد محمد شاکر۔دارالمعارف، مصر

۱۲۲۔ المشتبه فی الرجال .... للذہبی عیسیٰ الحلبی، قاہرہ۔۱۹۶۳ء

۱۲۳۔ مشکل الحدیث وبیانه .... ابن فورک۔تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی

۱۲۴۔ معالم السنن للخطابی .... نشر راغب طباخ۔حلب

۱۲۵۔ معجم ما استعجم للبکری ………… لجنۃ تالیف وترجمہ نشر۔قاہرہ
۱۲۶۔ معجم البلدان ………… یاقوت حموی۔قاہرہ
۱۲۷۔ المعجم المفہرس ………… لالفاظ الحدیث
۱۲۸۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن ………… وضع محمد فواد عبد الباقی
۱۲۹۔ المعجم الوسیط ………… مجمع اللغۃ العربیہ۔قاہرہ
۱۳۰۔ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ………… تحقیق سید صقر
۱۳۱۔ المغازی ………… للواقدی۔طبع دار المعارف،مصر
۱۳۲۔ المغازی الاولیٰ ………… مؤلفوہا بقلم ہوروفتز۔ترجمہ حسین نصار،قاہرہ
۱۳۳۔ المغرب فی ترتیب المعرب ………… للمطرزی
۱۳۴۔ مفتاح الکنوز السنۃ ………… محمد فواد عبد الباقی
۱۳۵۔ مفتاح السنۃ ………… تالیف محمد عبد العزیز خولی
۱۳۶۔ المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہر علی الالسنۃ ………… للسخاوی
۱۳۷۔ مقدمۃ ابن خلدون
۱۳۸۔ مناقب علی والحسنین وامہا فاطمۃ الزہراء ………… وضع ڈاکٹر عبد المعطی۔دار الوعی حلب
۱۳۹۔ المنقذ من الضلال ………… للغزالی
۱۴۰۔ الموضوعات ………… لابن جوزی
۱۴۱۔ المواہب اللدنیہ ………… للقسطلانی مع شرح زرقانی ازہریہ
۱۴۲۔ میزان الاعتدال ………… للذہبی۔طبع عیسیٰ البابی الحلبی
۱۴۳۔ مؤطا مالک ………… تحقیق محمد فواد عبد الباقی۔عیسیٰ البابی الحلبی
۱۴۴۔ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ ………… للزیلعی۔ادارہ المجلس العلمی۔ہند
۱۴۵۔ نہایۃ الارب للنووی ………… دار الکتب،قاہرہ
۱۴۶۔ النہایۃ فی غریب الاحادیث ………… لابن اثیر۔عیسیٰ ابن البابی الحلبی
۱۴۷۔ ہدی الساری ………… لابن حجر عسقلانی۔طبع سلفیہ
۱۴۸۔ وفاء الوفاء ………… للسمہودی۔القاہرہ
۱۴۹۔ وفیات الاعیان ………… لابن خلکان۔میمنہ،القاہرہ

☆☆☆

دلائل النبوة

اور

صاحبِ شریعت کے احوال کی معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٭ اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے اصحاب پر اور سلام نازل کرے، سلام کثیر ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک ٭

ہمیں خبر دی تھی شیخ امام سدید نے کہ ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد بیہقیؒ نے (اس طرح کہ) یہ روایت شیخ کے سامنے پڑھی گئی اور میں نے سماع کیا اور شیخ نے اس کا اقرار فرمایا (درست قرار دیا)۔ شیخ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شیخ امام (زاہد، حافظ، ناقد) ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقیؒ نے فرمایا:

خطبۂ کتاب دلائل النبوة از امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للّٰه الاول بلا ابتداء، والاٰخر بلا انتهاء، القديم الموجود لم يزل، الدائم الباقي بلا زوال، المتوحّد بالفَردَانيَّة، المُنفرِد بالا لهيّة، له الأسماء الحُسنٰى، والصفات العُلىٰ ـ لَيسَ كمثله شيء وهو السَّمِيعُ البَصِيرُ ـ العليم القدير، العلى الكبير الولى الحميد، العزيز المجيد، المُبدئ، المُعيد، الفعال لما يريد، له الخلق والامر، وبه النفع والضر، وله الحكم والتقدير، وله الملك والتدبير، ليس له في صفاته شبيه ولا نظير، ولا له في الهيّته شريك ولا ظهير، ولا في ملكه عديل ولا وزير، ولا له في سلطانه ولي ولا نصير، فهو المتفرد بالملك والقدرة، والسلطان والعظمة، لا اعتراض عليه في ملكه ولا عتاب عليه في تدبيره، ولا لوم في تقديره ـ

ونشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له الها واحدا احدا سيدا صمدا لم يتخذ صاحبة ولا ولدا ونشهد ان محمدا عبده ورسوله ونبيهٗ وصفيه ونجيه ووليه ورضيه وامينه على وحيه وخيرته من خلقه ارسله بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا الى اللّٰه باذنه وسراجا منيرا صلى اللّٰه عليه وعلى اٰله الطيبين، وعلى اصحابه الطاهرين، وعلى ازواجه امهات المؤمنين، وسلم تسليمًا كثيرًا ـ والحمد للّٰه الذى خلق الخلق بقدرته، وجنسهم بارادته وجعلهم دليلا على الهيته، فكل مفطور شاهد بوحدانيته، وكل مخلوق دال على ربوبيته ـ وخلق الجن والانس ليامرهم بعبادته من غير حاجة له اليهم، ولا الى احد من بريته، وركب فيهم العقل الذى به يدرك دلائل قدمه ووجوده، وتوحيده وتمجيده، وحدوث غيره بابداعه واختراعه، واحداثه وايجاده ـ وبعث فيهم الرسل كما قال جل ثناؤه ـ انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده واوحينا الى ابراهيم واسماعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وعيسىٰ وايوب

ویونس وھارون وسلیمان ۔ واتینا داود زبورًا ، ورسلًا قد قصصنا ھم علیك من قبل ورسلًا لم نقصصھم علیك وکلم اللّٰہ موسیٰ تکلیما ۔ رسلًا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجة بعد الرسل وکان اللّٰہ عزیزًا حکیما ۔

مفہوم خطبۂ کتاب .... سب تعریفیں اللہ رب العزت کی لائق ہیں جو اوّل ہے مگر ابتداء سے پاک ہے۔ آخر ہے مگر انتہاء سے پاک ہے۔ ہمیشہ موجود ہے، ہمیشہ موجود رہے گا۔ دائمی بقا کا مالک ہے جس کو کبھی کوئی زوال نہیں۔ فرد ہونے میں خود بخود اکیلا ہے۔ معبود و مشکل کشا ہونے میں منفرد ہے۔ اس کے خوبصورت نام ہیں۔ اس کی صفات اُونچی ہیں۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہی سمیع ہے، وہی بصیر ہے۔ علم والا، قدرت والا ہے۔ بلند ہے، بڑا ہے، سب کا سرپرست، تعریفوں والا ہے۔ غلبے والا ہے، مجد و بزرگی والا ہے۔

سب شئے کو از سرِ نو بنانے والا ہے۔ سب شئے کو ختم کر کے دوبارہ بنانے والا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے اس کو کرڈالنے والا ہے۔ مخلوق بھی اس کی اور حکم بھی اس کا ہے۔ نفع اور نقصان کا مالک بھی وہی ہے۔ حکم اور تقدیر بھی اسی کی ہے۔ ملک و بادشاہت اسی کی ہے اور اس میں تدبیر و تصرف بھی اسی کا ہے۔ اس کی صفات میں نہ اس کی کوئی شبیہ ہے، نہ کوئی مثال و نظیر ہے۔ اس کی معبودیت میں نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ کوئی معین و مددگار ہے۔ اس کی بادشاہت میں نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، نہ کوئی وزیر ہے۔ اس کی بادشاہت میں نہ اس کا کوئی سرپرست ہے، نہ کوئی مددگار و نصیر ہے۔ وہ اپنی بادشاہت میں بھی منفرد ہے اور اپنی قدر میں بھی۔ اپنے اقتدار میں بھی اور اپنی عظمت میں بھی۔ اس کی بادشاہت میں اس پر نہ تو کسی کا اعتراض ہے، نہ ہی اس کی تدبیر و تصرف میں اس پر کسی کا عتاب ہے۔ نہ ہی اس کی تقدیر میں اس کے لئے کسی کو ملامت کا حق ہے۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی بھی معبود و مشکل کشا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ الٰہ ہے اور واحد ہے، احد ہے، سردار ہے، بے پرواہ ہے۔ نہ اس نے کسی کو بیٹی ٹھہرایا ہے، نہ ہی بیٹا ٹھہرایا ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں۔ اس کے چنیدہ اور اس کے برگزیدہ ہیں۔ اس کے دوست اور اس کے پسندیدہ ہیں۔ اور اس کی وحی کے وہ امین ہیں۔ اور اس کی مخلوق میں سے بہتر ہیں۔ انہیں کو اس نے بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اللہ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ بلانے والا اور چمکتا ہوا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ رحمتیں نازل کرے ان پر اور ان کی آل پاک طیبین پر۔ اور ان کے اصحاب طاہرین پر اور ان کی بیویوں اُمہات المؤمنین پر اور سلام کثیر نازل فرمائے۔ آمین یارب العالمین

خطبۂ ثانیہ کا مفہوم .... اور سب تعریفیں اللہ کے تعالیٰ کے لئے ہیں، جس نے محض اپنی قدرت کے ساتھ مخلوق تخلیق فرمائی۔ اور ان کو محض اپنے ارادے اور خواہش کے ساتھ قسم قسم بنایا۔ اور تمام اقسام مخلوق کو اپنی معبودیت کی دلیل بنا دیا۔ سو ہر مخلوق شدہ چیز اس کی وحدانیت پر شہادت دے رہی ہے۔ اور ہر پیدا ہونے والی شئے اس کی ربوبیت پر دلالت کر رہی ہے۔ اور اس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت پر مامور کرنے کے لئے پیدا فرمایا۔ جبکہ اس کو ان کی عبادت کی کوئی ضرورت و مجبوری نہیں تھی۔ اور نہ ہی اس طرح ان کو اس کی مخلوق میں سے کسی ایک کے پیدا کرنے کی حاجت و ضرورت تھی۔

اور جن و انس کو پیدا کر کے ان میں عقل بھی پیدا کر دی، جس کے ساتھ ان کو پیدا کرنے والے کے موجود ہونے اور ہمیشہ سے ہونے کے دلائل کا ادراک کیا جا سکے۔ اور اس کی وحدانیت اور اس کی بزرگی کے دلائل کا ادراک کیا جا سکے۔ اور اسی عقل کے ساتھ اس بات کا ادراک کیا جا سکے کہ اس خالق و مالک کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ حادث ہے جو محض اسی اللہ کی ایجاد و اختراع سے اور اسی کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے، پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کے بعد ان کے اندر رسولوں کو بھیجا۔ جیسے اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔

سلسلہ انبیاء ورسل کی بعثت اور ان کی وحی کے بارے میں تفصیلی تصریحی وضاحت خداوندی

اِنَّـا اَوْحَيْنَـآ اِلَيْكَ كَـمَـا أَوْحَيْـنَـآ اِلـى نُـوْحٍ والـنَّبِيّيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَأَوْحَيْنَا الىٰ ابراهيم واسماعيل واسحاق والا سباط وعيسىٰ وايوب ويونس وهارون وسليمان ـ واتينا داود زبورًا ، ورسلًا قد قصصنا هم عليك من قبل ورسلًا لم نقصصهم عليك وكلم الله موسىٰ تكليما ـ رسلًا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل وكان الله عزيزًا حَكِيْمًا ـ الخ (سورۂ نساء، آیت ۱۶۳ـ۱۶۵)

(اے محمد!) ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی کی ہے، جس طرح ہم نے نوح علیہ السلام کی طرف اور ان کے بعد بہت سارے نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔اور ہم نے وحی کی حضرت ابراہیم، اسماعیل واسحاق ویعقوب کی طرف اور ان کی اولاد کے نبیوں کی طرف۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف۔اور ہم نے داود علیہ السلام کو (کتاب) زبور عطا کی تھی۔اور ہم نے (دیگر) بہت سارے رسولوں کی طرف وحی بھیجی۔ان میں سے کئی رسولوں کا تذکرہ ہم نے آپ کے سامنے کردیا ہے۔اور بہت سارے رسول اور بھی ہیں جن کا تذکرہ ہم نے آپ کے سامنے کیا ہی نہیں ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی بھی کی تھی۔ہم نے بشارت دینے اور ڈرانے والے رسول اس لئے بھیجے تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آجانے کے بعد اللہ کے خلاف کوئی حجت اور اعتراض باقی نہ رہے۔اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے ہیں۔

انبیاء ورُسُل کی بعثت کا مقصد: اتمام حجت

رسول اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اگرچہ ہم اپنے اپنے عقلوں کے ساتھ یہ تو سمجھتے تھے کہ ہم لوگوں کا صانع اور پیدا کرنے اور بنانے والا ضرور ہے اور وہی ہمارے امور، ہمارے معاملات میں تدبیریں اور تصرف بھی کرتا ہے۔مگر ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہمارے اُوپر اس کی عبادت کرنا بھی لازمی ہے۔اور یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہم اس کی عبادت کیسے کریں۔اس کی کیفیت اور طریقہ کار کا بھی پتہ نہیں تھا۔اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اگر ہم اس کی عبادت کریں گے تو ہمارے لئے اس کے بدلے میں کیا ہوگا؟ اور اگر ہم اس کی عبادت نہیں کریں گے تو ہمارے لئے کیا ہوگا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حجت کاٹ دی اور ان کا الزام واعتراض ختم کردیا ہے۔وہ اس طرح پر کہ ان کے اندر رسول بھیج دیئے، جنہوں نے آکر ان کو اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔اور ان کے لئے عبادت کی کیفیت اور طریقے بیان کئے، اور اس کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت دی۔اور اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے جہنم سے ڈرایا۔اس بات کو یعنی لوگوں کی حجت اور اعتراض کرنے کو اللہ تعالیٰ ایک آیت میں اس طرح بیان کرتا ہے :

ولو أنّا أهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا: ربنا لولا ارسلت الينا رسولًا فنتبع ايٰتك من قبل ان نذل ونخزى ـ (سورۂ طٰہٰ : آیت ۱۳۴)

اگر ہم لوگوں کو رسولوں کے آنے سے پہلے اور ان کو پیغام دینے سے پہلے ہلاک کردیتے تو (قیامت کے روز) وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیج دیئے کہ ہم تیری آیات کی اتباع کرلیتے اور ہم ذلیل ورسوا نہ ہوتے۔

آیات ومعجزات کے ساتھ رسولوں کی تائید وتصدیق

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں میں سے ہر ایک کو تائید عطا کی تھی۔آیات کے ساتھ اور معجزات کے ساتھ، جو ان کی سچائی پر دلالت کرتے تھے۔جن کے ساتھ وہ اپنے ماسوا دیگر رسولوں سے ممتاز ہوتے تھے، باوجود اس کے کہ وہ رسول عین اس چیز میں برابر تھے جس چیز کے ساتھ وہ تائید عطا کی گئی تھی۔نیز رسول اور نبی دیگر عام لوگوں سے بھی ممتاز ہوتے تھے معجزات وآیات کے ساتھ۔

معجزات رُسل کی بہت ساری اقسام تھیں .... رسولوں کے معجزات اجناس کثیرہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خود خبر دی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو نو (۹) نشانیاں عطا کی تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات .... (۱) عصا (۲) ید بیضاء (۳) خون کی بارش (۴) طوفان (۵) ٹڈیوں کی آمد (۶) چیچڑیوں کی آمد (۷) مینڈکوں کی آمد (۸) طمس اموال (۹) دریا کو چیرنا۔ نو نشانیوں کا ذکر قرآن میں (از جاروی)

فارسلنا علیهم الطوفان ، والجراد ، والقمل ، والضفادع ، والدم ، ایات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۳۳)

پس ہم نے ان لوگوں (بنی اسرائیل) پر یہ نشانیاں بھیج دی تھیں۔ طوفان، ٹڈیاں، چیچڑیاں، مینڈکیاں، خون، تفصیلی آیات اور نشانیاں۔ ان لوگوں نے استکبار کیا اترا گئے، وہ مجرم لوگ تھے۔ یعنی بطور عذاب یہ بلائیں ان پر مسلط کی گئیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے معجزات کی تصریح کی ہے

یہ سولہ معجزات موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل تھے .... سورۂ بنی اسرائیل میں ہے :

ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات بینات فاسأل بنی اسرائیل اذ جاء ھم فقال له فرعون : انی لاظنك یا موسیٰ مسحورا ۔ سورۃ الاسراء : آیت ۱۰۱)

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واضح نو نشانیاں عطا کی تھی۔ بنی اسرائیل سے پوچھئے کہ جب وہ ان کے پاس آئی تھیں تو ان کا کیا حال تھا۔ تاہم فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا، اے موسیٰ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اُوپر جادو ہو گیا ہے۔

قرآن مجید میں معجزات موسیٰ علیہ السلام میں کئی باتوں کا ذکر ہے :

(۱) ان کی زبان کا عقدہ اور گرہ کھل جانا۔ (۲) عصا کا اژدہا بن جانا۔ (۳) جادوگر کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ان کی کثرت کے باوجود ہڑپ کر جانا۔ (۴) موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے روشنی پھوٹنا۔ اور پانچ نشانیوں کا گروپ (۵) طوفان (۶) ٹڈیاں (۷) چیچڑیاں (۸) مینڈکیاں (ہر چیز میں ہر برتن میں) اور (۹) خون۔ اور (۱۰) دسویں چیز دریا کا پھٹ جانا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے : واذ فرقنا بکم البحر .... یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تھا

(۱۱) پتھر سے چشمہ بہنا۔ ارشاد باری ہے : اضرب بعصاك الحجر .... اے موسیٰ ! پتھر پر عصا ماریے (انہوں نے مارا تو بارہ چشمے پھوٹ پڑے)

(۱۲) پہاڑ کو اٹھا کر اوپر سائبان کی طرح کر دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : واذ نتقنا الجبل فوقهم کأنه ظلة

(۱۳) من سلویٰ کا نزول (۱۴) آل فرعون کو قحط سالی میں گرفتار کرنا (۱۵) پھلوں میں نقص پیدا کرنا

ارشاد ہوا : ولقد اخذنا ال فرعون بالسنین ، ونقص من ثمرات

(۱۶) بنی اسرائیل کے مالوں پر طمس واقع کرنا اور مثلاً دینا کھجوروں کو آٹا ہو یا کھانے کا سامان وغیرہ۔ یہ تمام امور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے دلائل تھے۔ (مترجم)

امام بیہقی فرماتے ہیں :

عصا موسیٰ علیہ السلام والا معجزہ الحاد و بے دینی کرنے والوں اور ساحروں، جادوگروں سب کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کی حجت اور دلیل تھا۔ اس دور میں جادو عام اور کھلم کھلا ہو رہا تھا، بلکہ ننگا ہو رہا تھا۔ جب عصا موسیٰ دوڑتے ہوئے اژدہے کی صورت میں بدل گیا (اور دیکھتے ہی دیکھتے) جادوگروں کی رسیوں اور ان کی لاٹھیوں کو ہڑپ کر گیا تو ان سب نے اچھی طرح جان لیا کہ اس عصاء سے اژدہے میں تبدیل ہو کر ہڑپ کر جانے

والی حرکت اس حیات کی وجہ سے ہے جو حیات فی الحقیقت اس میں پیدا ہوگئی ہے، یہ حرکت اس قبیل سے نہیں ہے جس کا مختلف حیلوں اور تدبیروں سے محض خیال یا تخیل اور تصور پیدا کر دیا جاتا ہے (جیسے شعبدہ باز اور جادوگر کرتے ہیں)۔ لہٰذا اس اعتبار سے عصاء موسیٰ کی یہ تبدیلی اور یہ حرکت دُہری دلیل ہے۔ ایک طرف صانع اور خالق کے وجود اور اس کے تصرف کرنے پر اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کے اللہ کا نبی ہونے پر یہ مجموعی طور پر دلالت کرتی ہے۔

بہر حال دیگر تمام آیات اور نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے جن کی ضرورت نہیں تھی ان کی دلالت اور ان کا ثبوت فرعون اور اس کی قوم کے خلاف تھا اور ان کے مقابلے میں تھا جو دہریئے تھے۔ زمانے کو خالق مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے ان امور کی صحت کو ظاہر کیا تھا جن امور کے بارے میں ان کو موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ میرا اور تمہارا ایک رب ہے جو کہ خالق بھی ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کے تین معجزے جو ان کی نبوت کی دلیل تھے

(۱) تَلْيِيْنِ حَدِيْد (لوہے کا نرم ہو جانا، ان کے ہاتھوں میں آکر)

(۲) تَسْخِيْرِ جبال (پہاڑوں کا ان کے ساتھ مل کر اللہ کا ذکر کرنا)

(۳) تسخیر طیور (پرندوں کا ان کی مرضی سے بولی اور پرواز کرنا)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے داوٗد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ اور ان کے لئے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ شام کو بھی اور صبح کو بھی اللہ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے تھے۔ (مترجم کہتا ہے)

دلیل نمبر ۱ : ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ولقد اتینا داود منا فضلًا یا جبال اوبی معه والطیر . والنا له الحدید ۔ (سورۃ سبا : ۱۰)

ہم نے داوٗد علیہ السلام کو اپنی طرف سے خصوصی فضل عطا کیا تھا (ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا)۔ اے پہاڑ حضرت داوٗد کے ساتھ آپ بھی بارگاہ ایزدی میں رجوع کریں (تسبیح کریں) اور پرندوں کو ان کے تابع فرمان کر دیا اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

دلیل نمبر ۲ : ارشاد باری تعالیٰ ہے :

انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق

بے شک ہم نے پہاڑوں کو مسخر کر دیا۔ وہ شام کو بھی اور صبح کو بھی ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔ یہ سب ان کی نبوت کے دلائل تھے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور پانچ معجزے
یا نبوت عیسوی کے چار نا قابل انکار دلائل

(۱) تکلم فی المهد (گود میں یا جھولے میں ہونے کی عمر میں حکیمانہ کلام کرنا)

(۲) احیاء موتی (قُم بِاِذنِ اللّٰه کے حکم کے ساتھ اُٹھ جایئے کہہ کر مُردوں کو زندہ کرنا)

(۳) اِبْرَاءِ اَكْمَهَ وَاَبْرَص (دعا کر کے یا ہاتھ پھیر کر مادر زاد اندھوں اور کوڑھ والوں کو ٹھیک کر دینا)

(۴) تَطۡيِيۡرُ طائر (مٹی سے پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مار کر پرندوں کو اُڑانا)

(۵) انباء اکل و دخر (یعنی کیا کھا کر آئے ہو اور گھر میں کیا رکھ کر آئے ہو؟) مترجم

امام بیہقیؒ کا فرمان .... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو قدرت عطا کر دی تھی کہ وہ گود میں بولتے تھے اور حکماء وعقلاء جیسی بات کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اور ان کی دعاء کے ساتھ ہاتھ پھیرنے کے ساتھ مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھ والوں کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ اور ان کے لئے یہ کیفیت پیدا کر دی تھی کہ وہ مٹی سے پرندے کی شبیہ بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن کر اُڑ جاتا تھا۔ قرآنی دلیل :

یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلی والدتك اذ یدتك بروح القدس تكلم الناس فی المهد وكهلا واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین كهیئه الطیر فتنفخ فیها فتكون طیرا باذنی وتبرئ الاكمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ كففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتم بالبینات فقال الذین كفروا منهم ان هذا الا سحر مبین ۔ (سورۃ مائدہ : آیت ۱۱۰)

اے عیسیٰ بن مریم یاد کر میری نعمت کو تیرے اور تیری والدہ پر جو ہے، جب میں نے تجھے رُوح القدس کے ساتھ تائید دی تھی کہ تم لوگوں کے ساتھ جھولے میں ہوتے ہوئے کلام کرتے تھے اور بڑھاپے میں بھی کریں گے۔ اور یاد کر جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دی تورات وانجیل کی اور جب آپ مٹی سے پرندے کی شبیہ بناتے تھے میرے حکم سے، پھر اس میں میرے حکم سے رُوح پھونکتے اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور جب مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتے تھے میرے حکم سے۔ اور یاد کر جب کل یہودیوں کو تم سے روکا تھا جب آپ واضح نشانیاں لے کر ان کے پاس گئے تھے تو ان سے کافروں نے کہا یہ تو ظاہر اور واضح جادو ہے۔

نبوت عیسوی کے بعض واضح دلائل .... امام بیہقیؒ لکھتے ہیں :

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی بیچ سے اُٹھا لیا جب انہوں نے ان کے قتل کرنے اور پھانسی لگانے کا پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اس سے کہ وہ ان تک پہنچتے اور ان کے جسم کو قتل یا پھانسی کا درد والم پہنچاتے اور ان کے دور میں طبیب اور علاج معالجہ عروج پر تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ان امور کو ظاہر فرمایا اور وہ کارنامے ان کے ہاتھ پر جاری فرمائے جن کو انجام دینے سے بڑے ماہر ترین طبیب اور معالج عاجز رہ گئے۔ بلکہ اس سے کم تر سے بھی عاجز رہ گئے یعنی اس بدرجہا چھوٹے امور سے بھی عاجز رہے۔ یہ امور دلالت کرتے ہیں کہ طبائع پر غلبہ کرنا اور ان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کا انکار کرنا باطل ہے۔ اور یہ تمام دلائل ہیں اس بات کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول تھے۔ اور یہ سب دلائل ہیں اس بات کے عالم کا ایک خالق ہے، وہی اس کا مدبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ امور و معجزات کو عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ظاہر فرمایا اور ان کی دعا کے ساتھ تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ سچے نبی اور رسول تھے۔ اور یہ سب کچھ اللہ کے توفیق عطا کرنے سے ممکن ہوا تھا۔ قرآنی دلیل :

وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰه وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقینًا۔ بل رفعه اللّٰه الیه وكان اللّٰه عزیزًا حكیمًا وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یكون علیهم شهیدًا ۔ (سورۃ النساء : آیت ۱۵۷۔۱۵۹)

یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا نہ ہی پھانسی چڑھایا، بلکہ ان کے لئے شبہ ڈال دیا گیا (کہ وہ ان کے ہم شکل ایک دوسرے یہودی کو پھانسی لگا بیٹھے تھے) بے شک وہ ان کے بارے میں اختلاف کر بیٹھے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ انہیں ان کے بارے میں کوئی صحیح علم نہیں ہے محض گمان کی اتباع کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ کہ نہ ہی انہوں نے ان کو قتل کیا ہے۔ یقینی بات ہے بلکہ اللہ نے ان کو اُٹھا لیا تھا اپنی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکیم ہے۔ کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں ہے مگر وہ ان کی موت سے قبل ان کے ساتھ ضرور ایمان لائے گا اور قیامت کے دن وہ ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔

نوٹ : یہ مذکورہ دلائل تو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے بارے میں ذکر کئے گئے ہیں۔ آیئے اب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دلائل بنوت رسالت ملاحظہ فرمائیں۔

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل

نبی مصطفیٰ، رسول مجتبیٰ، جن وانس میں سے تمام مخلوق کی طرف مبعوث بالحق ابو القاسم، محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب۔ خاتم النبیین، رسول ربّ العالمین، صلوات اللہ علیہ۔ ان پر اور ان کی آل طیبین طاہرین پر ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔ ان کی نبوت ورسالت کے دلائل اور آیات بنیات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کے اَعلام اور نشانیاں ایک ہزار کی تعداد تک پہنچتے ہیں۔

قرآن مجید زندہ جاوید معجزہ محمدی ہے .... بہرحال آپ کی نبوت کا سب سے بڑا نشان جو آپ کی دعوت کے ساتھ جڑا اور ہمیشہ آپ کے ساتھ حیات میں بڑھتا چلا گیا اور آپ کی وفات کے بعد ہمیشہ آپ کی اُمت میں باقی ہے، وہ قرآن عظیم ہے۔ وہ ظاہر اور باہر معجزہ ہے۔ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ وہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے جیسے اس کو نازل کرنے والے نے اس کی تعریف کی ہے : کہ

(۱) وانه لكتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه ، تنزيل من حكيم حميد ۔ (سورۃ فصلت : آیت ۴۱۔۴۲)
قرآن مجید عزت اور غلبے والی کتاب ہے۔ باطل نہ تو اس کے آگے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے آسکتا ہے۔ یہ حکمت اور حمد کے مالک نے اُتارا ہے۔

(۲) انه لقران كريم في كتاب مكنون لا يمسه الا المطهرون ۔ تنزيل من ربّ العالمين ۔ (سورۃ واقعہ : آیت ۷۷۔۸۰)
بے شک پڑھی جانے والی عزت والی (چیز) ہے۔ وہ پوشیدہ ومحفوظ کتاب میں (لوح محفوظ میں) لکھی ہوئی ہے۔ جس کو پاک فرشتوں کے سوا کوئی بھی نہیں چھوسکتا۔ یہ رب العالمین کی طرف سے اُتری ہے۔

(۳) بل هو قران مجيد في لوح محفوظ ۔ (سورۃ البروج : آیت ۲۱۔۲۲) بلکہ وہ بزرگی والا قرآن ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔

(۴) ان هذا لهو القصص الحق۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۶۲) بے شک یہ وہی بیان حق ہے۔

(۵) وهذا كتب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون ۔ (سورۃ الانعام : آیت ۱۵۵)
یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کو ہم نے اُتارا ہے۔ برکت والی ہے، اس کی اتباع کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۶) انها تذكرة ، فمن شاء ذكره ، في صحف مكرمة ، مرفوعة مطهرة ، بايدى سفرة ، كرام بررة ۔ (سورۃ عبس : آیت ۱۱۔۱۶)
یہ قرآن نصیحت ہے (یاد دہانی ہے) جو چاہے اس کو یاد کرے (نصیحت مان لے)۔ یہ عزت والے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ وہ صحیفے بلند قدر ہیں (اُونچے مقام پر رکھے ہوئے ہیں)۔ وہ صحیفے پاکیزہ ہیں۔ وہ کاتبوں اور لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ کاتب فرشتے بزرگی والے عظمت والے ہیں۔

(۷) قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القران لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا ۔
(سورۃ الاسراء : آیت ۸۸) (اے محمد ﷺ) فرما دیجئے کہ البتہ اگر سارے انسان اور سارے جن اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کی کوئی مثل بنا کر لے آئیں تو وہ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایک دوسرے کے ظہیر و مددگار بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں یہ امر واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ایسی وصف پر اُتارا ہے جو کلام بشر کے اوصاف کے مبائن ہے اور اس سے مختلف ہے۔ اس لئے یہ کلام منظوم ہے نثر نہیں ہے اور نظم ہے مگر نظم رسائل، نظم خطاب، نظم اشعار کی طرح نہیں۔ اور وہ کاہنوں، نجومیوں کی طرح نہیں ہے۔ اور یقین جانئے کہ کسی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی مثل لے آئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے (محمد ﷺ) کو حکم فرمایا کہ آپ اس کے مخاطبین کو چیلنج کریں کہ وہ اس جیسا قرآن بنا کر لائیں۔ اگر وہ یہ دعویٰ کریں کہ وہ اس پر قادر ہیں یا ان کو اس بات کا گمان ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

(۸) قل فأتوا بعشر سور مثله مفتریات۔(سورۃ ہود : آیت ۱۳) فرمادیجئے کہ وہ اس جیسی دس سورتیں لے آئیں (اختراع کی ہوئی)۔

پھر ان کے لئے ایک ساتھ نو سورتیں کم کر کے فرمایا :

(۹) فأتوا بسورة من مثله ۔ (سورۃ البقرۃ : آیت ۲۳) لے آؤ تم ایک سورۃ اس جیسی۔

لہٰذا معاملہ یوں ہی فی الحقیقت رہا جیسے اللہ نے بیان فرمایا ہے (کہ منکرین قرآن اور معترضین نبوت محمدی اس لایزال معجزۂ محمدی کی ایک سورت بنا کر لانے سے عاجز رہے۔ لہٰذا قرآن مجید دائمی طور پر نبوت محمدی کی قطعی اور ان ٹوٹ دلیل بن گیا)۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ موافق ہو یا مخالف سب کے نزدیک مقبول انسان تھے۔ اپنی شرافت اور متانت اور اپنی قوت عقل اور رائے کی وجہ سے۔

جو شخص اس مقام پر فائز ہو اور پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑا ہو گیا ہو کسی بھی طریقے پر درست نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں سے یوں کہے کہ تم ایک سورۃ اس جیسی لے کر آجاؤ جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں قرآن میں سے۔ اور تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تم لوگ اس کی مثال لے کر آجاؤ تو میں کاذب ہوں گا۔ حالانکہ وہ اپنے دل و جان سے یہ جانتا ہو کہ قرآن اس پر اُترا ہے۔ جبکہ اس کو اپنی قوم کے ان لوگوں سے یہ خطرہ بھی ہو جو اس کی مخالفت اور اس سے معارضہ کریں گے۔ اگر اس کے باوجود کوئی ایسا کرے تو وہ خود اپنی دعوت کو باطل کرے گا۔

یہ سب مذکورہ تفصیل اور آئندہ تفصیل اس بات پر دلیل قاطع ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات عربوں سے ایسی ہی نہیں کہہ دی تھی کہ قرآن کی مثال لے آؤ اگر تم لا سکتے ہو۔ اور تم ہرگز اس کو نہیں لا سکتے۔ بلکہ اس وقت میں کہی تھی جب آپ کو پورا یقین تھا اور پورا وثوق تھا اور یہ امر پکا اور متحقق تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اور یہ کسی طرح بھی یقین آپ کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا مگر صرف اور صرف آپ کے رب کی طرف سے آپ کو یقین دلانے سے جس نے اس کتاب کی وحی آپ کی طرف بھیجی تھی (جب ربّ نے آپ کو یقین دلایا تو) اس کی خبر پر یقین کر کے یہ چیلنج کر دیا۔ اور دنیائے انسانیت کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ اس چیلنج میں کامیاب رہے اور آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس کی مثال پیش نہ کی جا سکی اور اس طرح قرآن نبوت محمدی کی قطعی اور دائمی دلیل بلکہ ناقابل تردید دلیل بن گیا۔ (مترجم)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ بہرحال اس مذکورہ تفصیل کے بعد جو مزید بات کہنی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس قرآن کی مثل کوئی ایک سورت لے آؤ اگر تم سچے ہو (یہ بات کہنے میں کہ محمد ﷺ نے خود قرآن لکھ لیا ہے یا کسی سے لکھوا لیا ہے) ''محمد فکریہ ہے''۔ چنانچہ (کوئی ایک سورت پیش کرنے والی) مہلت طویل ہوتی رہی اور اس بارے میں انتظار لمبا ہوتا رہا۔ اور مسلسل وقائع و حوادث پے در پے پیش آتے رہے اور حضور کے اور عربوں کے مابین جنگیں ہوتی رہیں۔ جنگوں کے نتیجے میں ان کے صناوید اور سردار قتل ہوتے رہے۔ ان کی اولادیں اور ان کی عورتیں قیدی ہوتی رہیں اور ان کے مال لٹتے رہے (وہ لوگ یہ سارا نقصان برداشت کرتے رہے)۔ مگر کوئی ایک ماں کا لال بھی ان میں سے قرآن کے معارضے اور مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ اگر وہ قرآن کا معارضہ و مقابلہ کرنے پر قادر ہوتے تو وہ ضرور اس کے ساتھ اپنے نفسوں اور اپنی اولادوں اور اپنے گھر والوں اور اپنے مالوں کا اس کے ساتھ فدیہ دے کر ان سب کو بچا لیتے۔ جبکہ یہ کام کرتا یعنی قرآن کا معارضہ کر کے ایک سورۃ اس کے مقابلہ کی بنا کر پیش کر دیتے اور یہ ثابت ہو جاتا کہ قرآن اللہ کی طرف سے نہیں آیا بلکہ محمد ﷺ نے یا کسی اور انسان نے تصنیف کیا ہے۔ ان کے لئے قریب ہوتا، ان پر آسان ہوتا کیونکہ وہ اہل زبان تھے، صاحب فصاحت تھے، صاحب شعر و خطبات تھے۔ جب وہ یہ نہ لا سکے اور نہ ہی وہ اس کا دعویٰ کر سکے تو یہ بات صحیح ہو گئی کہ وہ اس سے عاجز تھے۔

خود نبی کریم ﷺ از خود بغیر وحی کے انہیں لوگوں کی طرح قرآن کی مثال بنانے سے عاجز تھے

اور ان لوگوں کے عجز کے ظاہر ہو جانے میں ہی اس بات کا بیان ہے کہ اس عاجز ہونے میں خود محمد ﷺ بھی انہیں کی مثل عاجز ہیں (قرآن کو تصنیف کرنے یا اس کی مثال از خود بنانے سے)۔ کیونکہ حضور ﷺ انہیں کی مثل بشر تھے۔ آپ کی زبان انہیں لوگوں جیسی تھی، آپ کی عادتیں انہیں

لوگوں والی تھی، آپ کی طبیعت اور مزاج انہیں لوگوں سے ملتا جلتا تھا، حضور ﷺ کا زمانہ انہیں لوگوں والا تھا۔ جب یہ سب کچھ اسی طرح تھا پھر بھی وہ قرآن جیسی معجز کتاب لے کر آ گئے تو اس بات کا یقین کرنا واجب ہوگیا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے، برتر ہے، اس کی ذات اور اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے نہیں ہے۔ توفیق اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

قرآن کے مقابلہ میں مسیلمہ کذاب کے کلام کی حقیقت

ابوعبداللہ حسین بن حسن حلیمی نے فرمایا .... اگر وہ لوگ مسیلمہ نامی شخص (یعنی مسیلمہ کذاب) مدعی نبوت کے مُسَجَّع کلام کا (قرآن کے مقابلے پر) ذکر کرتے تو صورت حال کچھ ایسی تھی کہ مسیلمہ جو کچھ کلام لے کر آیا تھا، وہ اس سے آگے نہیں بڑھتا تھا کہ کچھ اس میں سے محاکات تھیں (ایک دوسرے کو حکایات سنانا)۔ اور اس میں سے کچھ سرقہ (یعنی چرایا ہوا کلام) تھا۔ اس میں سے کچھ کاہنوں (غیب کی خبریں دینے والوں) کے سجعوں جیسے سجعے تھے اور کچھ کلام عرب کے رجز پر مبنی تھا۔

حضور اکرم ﷺ کا اپنا فصیح کلام اور اس کی حقیقت

حالانکہ نبی کریم ﷺ خود جو کلام فرماتے تھے وہ لفظاً سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا، معنی اور مفہوم کے اعتبار سے زیادہ سیدھا اور درست ہوتا، اور فائدے کے لحاظ سے سب سے زیادہ واضح ہوتا۔ تاہم عربوں نے (آپ کے کلام کو دیکھنے سمجھنے کے بعد) حضور ﷺ سے یہ کبھی نہ کہا کہ آپ ہمیں تو قرآن کی مثل لانے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں اور آپ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ جن وانس سارے اگر اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس کی مثال بنا کر پیش کریں گے تو وہ سب اس پر قادر نہیں ہو سکیں گے۔ مگر آپ خود اس کی مثال لا چکے ہیں اور اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا کلام ہے (جبکہ قرآن کے بارے میں آپ یہ زور دے کر کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا کلام ہے آپ کا نہیں ہے)۔ عربوں نے حضور ﷺ سے یہ نہیں کہا تھا وہ کلام جو آپ خود کرتے ہیں وہ یہ ہے: کہ

حضور ﷺ کا منظوم دعائیہ کلام

أنـــا الـنـبـــي لا كـــذب   أنـــا ابــن عبـد الـمـطـلـب

میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں

تـالله لـو لا الله مـا اهتـدينا   و لا تـصـد قـنـا و لا صلينا

اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتے۔ تو ہم ہدایت نہ پاسکتے، نہ صدقہ دے سکتے

فـأنـزلـن سـكـينة عـلـينـا   و ثـبــت الاقـدام ان لاقينـا

لہٰذا (اے اللہ) تو ہی ہمارے اُوپر سکینہ اور وقار نازل فرما۔ اور اگر ہم دشمن کے ساتھ ٹکرا بیٹھیں تو تو ہی ہمیں مضبوطی اور ثابت قدمی عطا فرما۔

اللهم ان العيش عيش الآخرة   فـارحـم الانصار و المهاجرة

اے اللہ! بے شک اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ (اے اللہ) انصار و مہاجرین صحابہ پر رحم فرما۔

حضور ﷺ کا انتہائی فصیح و بلیغ اور مسجع کلام جو اہل زبان کے نزدیک قرآن کی مثل نہ قرار دیا جاسکا۔ ارشاد فرمایا:

تعس عبد الدينار و الدرهم، و عبد الخميصة، ان اعطي منها رضي و ان لم يعط سخط: تعس و انتكس، و ان شيك فلا انتقش۔

ہلاک ہو جائے دینار و درہم کا بندہ (پیسے کا لالچی) اور ہلاک ہو جائے چادر و کملی کا بندہ یعنی کپڑوں کا لالچی) اگر اس کو اس میں سے مل جائے تو خوش ہو جائے اور اگر نہ ملے تو ناراض ہو جائے ہلاک ہو جائے اور بدنصیب ہو جائے اور اگر اسے کانٹا چبھ جائے تو اس کو چٹکی سے نہ نکال سکے (یعنی اگر اس کو اذیت و تکلیف پہنچے تو وہ اس کو دور نہ کر سکے)

حضور ﷺ سے اس طرح کے فصیح کلام سننے کے باوجود کسی ایک عرب نے اس بات کا دعویٰ نہ کیا تھا کہ اس میں سے کچھ کلام قرآن کے مشابہ بھی ہے۔ یا اس میں سے کچھ ٹکڑے قرآن کے مشابہ بھی ہیں۔

یہ سب کیفیت اس بات کی دلیل ہے کہ عرب قرآن کی مثال لانے سے عاجز تھے۔ خود حضور ﷺ بھی اسی طرح عاجز تھے۔ اپنے ذاتی کلام سے۔ لہٰذا یہی حقیقت اس بات کی دلیل تھی اور ہے کہ حضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور ان پر اُترنے والا قرآن ان کا اپنا یا کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ اور یہ تمام عربوں کی طرح خود حضور ﷺ کی استطاعت سے ہی باہر ہے۔ ہاں یہ قرآن محمد ﷺ کے دعویٰ کے عین مطابق اللہ کا کلام ہے۔ جو جبرائیل امین اللہ کی طرف بطور وحی خاص وقت میں خاص کیفیت کے ساتھ ان کے اُوپر اُتارتے رہے ہیں۔ ان کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ (مترجم)

استاذ ابو منصور کا قول .... استاذ ابو منصور محمد بن ابو ایوب نے حکایت بیان کی۔ اس تحریر میں جو انہوں نے میری طرف لکھی تھی ہمارے بعض اصحاب سے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مذکورہ نظم ان لوگوں کے مابین واقع ہوئی ہو اور وہ چیلنج کے وقت اس کے معارضے و مقابلے سے بھی عاجز ہو گئے ہوں۔ لہٰذا یہ نظم خود معجزہ بن گئی ہو۔ اس لئے کہ جو چیز عادت میں شمار ہوتی ہو اس کو عادت سے نکالا جائے تو یہ چیز نقص عادت یعنی خلاف عادت کہلاتی ہے۔ جیسے اس چیز کو جو عادت میں شامل نہیں ہے بالفعل عادت میں داخل کرنا نقص عادت ہے۔ یہی چیز معجزہ بن جاتی ہے۔ بہر حال دونوں میں سے جو بھی صورت پیش آئی ہو اس سے حضور ﷺ کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے اور عربوں نے اس سے اپنے قاصر ہونے اور اس کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہونے کا اعتراف کیا تھا۔

حضور ﷺ کا معجزہ جس نے عربوں کو اپنی مثال لانے سے عاجز کر دیا تھا وہ مُردوں کو زندہ کرنے، اندھوں کو بینا کرنے، کوڑھیوں کو صحیح کرنے سے زیادہ واضح دلالت ہے

شیخ ابو سلیمان حمد بن محمد خطابی نے بعض اہل علم سے حکایت بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ وہ کلام جس کو محمد مصطفیٰ ﷺ نے عربوں کے سامنے پیش کیا تھا جس نے ان کو اپنی مثال لانے سے عاجز کر دیا تھا وہ عجیب ترین نشانی ہے وہ دلالت کرنے میں، مُردوں کو زندہ کرنے سے اور مادرزاد اندھوں کو بینا کر دینے سے اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے سے زیادہ واضح ہے۔ اس لئے حضور ﷺ اہل بلاغت کے پاس آئے تھے، ارباب فصاحت کے پاس آئے تھے۔ یہاں کے رؤسا اور سرداروں کے پاس آئے تھے۔ جو کلام کا مفہوم و معنیٰ سمجھنے میں پرانے (تجربے کار تھے)۔ لہٰذا ان کا عاجز ہو جانا زیادہ عجیب اور زیادہ حیران کن تھا ان لوگوں کے عاجز ہونے سے جنہوں نے مسیح عیسیٰ کو مُردوں کو زندہ کرنے کا مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے کہ وہ تو اس بارے میں بالکل طاقت ہی نہیں رکھتے تھے (نہ اس بات کا دعویٰ کرتے تھے)۔ اور نہ ہی وہ مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے کی استطاعت رکھتے تھے اور نہ ہی وہ اس کا علم ایک دوسرے کو دیتے تھے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں قریش تو وہ تھے جو ایک دوسرے کو کلام فصیح اور بلاغت و خطابت سکھاتے تھے۔ لہٰذا یہ صورت حال دلالت کرتی ہے کہ ان قریشیوں کا محمد ﷺ کے لائے ہوئے قرآن کی مثال لانے سے عاجز آ جانا اس لئے تھا کہ یہ حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کی صحت کی نشانی بن جائے۔ لہٰذا یہ اس بارے میں صحت قاطعہ ہے اور برہان واضح ہے۔

قرآن مجید کے اعجاز کی دیگر دو وجوہ۔ امور غیب کے بارے میں قرآن کی پیشن گوئیاں

اعجاز قرآن کی وجہ اوّل ''صداقتِ نبوت محمدی ﷺ کی زبردست دلیل''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس کے اعجاز کی دوسری دو وجوہ بھی ہیں۔ ان میں سے وہ آیات جو غیب کے اخبار پر مشتمل ہیں۔ مثلاً

(۱) لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۳۳) اللہ نے اپنے رسول کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ادیان پر غالب کرے۔

قرآن نے یہ خبر دی اور دنیا نے مشاہدہ کرلیا کہ واقع میں دین محمدی تمام ادیان پر غالب آ گیا۔ (مترجم)

(۲) لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۔ (سورۃ نور : آیت ۵۵) اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے وعدہ فرمایا کہ ضرور ان کو زمین پر خلافت، یعنی مستحکم حکومت عطا کرے گا۔

تاریخ گواہ ہے کہ نفس الامر اور واقعہ میں مسلمانوں کو خلافت اور کامیاب حکومت عطا کی اور حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور دیگر خلفاء نے اپنے اپنے دور میں کامیاب حکومتیں کیں۔ (مترجم)

(۳) وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۔ (سورۃ روم : آیت ۳) رومی عنقریب مغلوب ہونے کے بعد غالب آجائیں گے۔

تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا کہ رومی مغلوب ہو جانے کے بعد دوبارہ غالب آ گئے۔ (مترجم)

علاوہ ازیں دیگر آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد زمانے میں فتوحات کا وعدہ دیا۔ پھر ایسے ہی ہوا جب آپ کو خبر دی گئی تھی جبکہ اس حقیقت سے کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے کہ محمد ﷺ نہ تو نجومی تھے (جو علم نجوم رکھتے ہوں)، اور نہ کاہن تھے (جو کہانت سے خبریں دیتے ہوں)، اور نہ ہی آپ نجومیوں کے ساتھ اور نہ ہی کاہنوں کے ساتھ مجالس رکھتے تھے۔ اس کے باوجود جو بھی آپ نے خبر دی، وحی سے اطلاع پا کر دی اور وہ پوری ہوئی، یعنی قرآن نے جو بھی غیب کی خبر دی، جو بھی پیشن گوئی کی وہ پوری ہو کر رہی۔

مذکورہ بالا آیات اور ان جیسی دوسری تمام آیات ایک طرف قرآن کی صداقت کی دلیل ہیں تو دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی صداقت کے دلائل ہیں۔ (مترجم)

صداقت نبوت محمدی کی زبردست دلیل

اعجاز قرآن کی وجہ ثانی .... وہ آیات ہیں جو پہلے لوگوں کے قصص اور واقعات پر مشتمل ہیں جو کتب اُولیٰ کے ماننے والوں کے صحیح علم کے مطابق واقع ہوئیں جو کچھ آپ نے فرمایا، اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہوا۔ جبکہ یہ حقیقت سب اچھی طرح جانتے ہیں حضور ﷺ خود اُمّی تھے، نہ ہی کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ ہی کسی کتاب سے کچھ لکھتے تھے اور نہ ہی اہل کتب سے کچھ سیکھنے کے لئے ان کے پاس اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عربوں میں سے بعض لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ محمد ﷺ کو کوئی انسان یہ باتیں سکھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا :

(۴) لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۔ (سورۃ النحل : آیت ۱۰۳)

جس شخص کی طرف (محمد ﷺ کے سیکھنے کی نسبت کرتے ہیں) وہ تو فصیح عربی میں کلام نہیں کرسکتا (اس لئے کہ اس کی اپنی زبان عربی نہیں ہے بلکہ عجمی ہے)۔ اور یہ قرآن واضح بیان کردینے والی عربی زبان ہے۔

اہلِ تفسیر کا خیال............ اہل تفسیر نے گمان کیا ہے کہ مذکورہ بالا آیات میں جس شخص کی طرف اشارہ ہے اس سے مراد ابن الحضرمی کے دو عیسائی غلام مراد ہیں۔ وہ اپنی کتاب کو رومی زبان میں پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلکہ عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔ حضور ﷺ ان کے

پاس آتے جاتے تھے اوران کو باتیں حضور بتاتے تھے اوران کو حضور سکھاتے تھے۔ لہٰذا مشرکین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ بات پھریوں ہی ہے کہ محمد ﷺ خود بھی ان دونوں سے سیکھتے ہیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما کر اس بات کی تردید کر دی۔ (قال المترجم)

یہ ایک شبہ ہے منکرین نبوت محمدی ﷺ کے شبہات میں سے، کیونکہ وہ یہ کہتے تھے کہ محمد ﷺ یہ قصص ذکر کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ان کو کسی دوسرے انسان سے حاصل کرتے ہیں۔ اوران واقعات کو اس سے سیکھ کرآتے ہیں۔اس شخص کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ بنوعامر بن لوی کا غلام تھا۔ اس کا نام یعیش تھا۔ وہ کتابیں پڑھتا رہتا تھا۔اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ عداس نامی شخص تھا جو عقبہ بن ربیعہ کا غلام تھا۔اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ ابومیسرہ تھا، روم کا رہنے والا تھا۔ اس کے علاوہ بھی قیل وقال ہے جس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کیونکہ قرآن نے ان کارد بایں طور فرمایا ہے کہ قرآن اس لئے معجزہ ہے کہ اس کے الفاظ میں جو فصاحت ہے وہ عاجز کر دینے والی ہے۔ بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ معانی اس آدمی سے سیکھے ہیں تو اس بات سے مقصود میں فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ قرآن بدستور اپنی فصاحت کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ تمہارے جھوٹے دعوے سے اس کی فصاحت میں کوئی فرق نہیں آتا، وہ تو بجائے خود قائم ہے۔ (نقلاً از ڈاکٹر عبدالمعطی)

شیخ حلیمی کا قول .... شیخ حلیمی فرماتے ہیں، جو شخص ایسا ہی ضعیف اور کمزور واقع ہوتا ہے (یہ انسانی فطرت ہے) کہ وہ اپنے اس اتہام سے خاموش نہیں رہ سکتا، (کچھ نہ کچھ کہتا ہی رہتا ہے)۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اگر وہ حضور ﷺ کو کسی دوسری ایسی چیز کا اتہام دیتے، جس کی ہم حضور ﷺ سے نفی کرتے ہیں تو وہ اس کو بھی ضرور ذکر کرتے، اس سے خاموش نہ رہتے۔

امام بیہقیؒ کا فرمان............ ہم کہتے ہیں کہ علماء کرام نے قرآن مجید سے اس کے اعجاز پر کئی اقسام کے جو علوم اخذ کئے ہیں اور قرآن کے معانی سے ان کو استنباط کیا ہے اوران کو کتابوں میں لکھا ہے اور کتابوں میں ان کو مدوّن کیا ہے جو شخص اس پر مطلع ہے (وہ جانتا ہے کہ) شاید وہ ہزار جلد سے زائد ہوں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بشر کا کلام اس قدر مفید اور قیمتی نہیں ہوسکتا جس قدر قرآن قیمتی فائدہ دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ربّ العزت کا کلام ہے۔ یہ امر واضح ہے اور ظاہر ہے اس شخص کے لئے جس کو صراط مستقیم کی ہدایت عطا ہوئی ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی بے شمار نشانیاں

یعنی آیات باہرہ اور معجزات ظاہرہ ہیں (وہ کئی اقسام ہیں)

قسم اوّل .... پھر ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے قرآن مقدس کے ماسواء اس قدر آیات باہرہ اور معجزات ظاہر ہیں جو مخفی نہیں ہیں اور وہ بے شمار ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کی نبوت کی صحت کے وہ دلائل جن سے اہل کتاب استدلال کرتے ہیں۔

آپ کی نبوت کے بعض دلائل وہ ہیں جن سے اہل کتاب آپ کی نبوت کی صحت پر استدلال کرتے ہیں، وہ تو وہ ہیں جو وہ لوگ توراۃ وانجیل میں یا دیگر آسمانی کتابوں میں حضور ﷺ کا ذکر اور حضور ﷺ کی تعریف پاتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ عرب کی سرزمین پر پیدا ہوں گے۔ اگر چہ ان لوگوں نے ان میں سے بھی بہت ساری چیزوں میں اپنی جگہ تحریف کر ڈالی ہے۔

(۲) حضور ﷺ کی نبوت کے وہ دلائل جو آپ کی ولادت اور بعثت کے ایام میں عجیب وغریب امور ظہور پذیر ہوئے۔

آپ کی نبوت کے دلائل میں سے وہ امور بھی ہیں جو آپ کے ایام ولادت اور ایام بعثت میں پیدا ہوئے یا ظاہر ہوئے۔ وہ عجیب وغریب امور اور حیرتناک واقعات ہیں۔ جنہوں نے کفر کے سرداروں کو لرزہ براندام کر دیا تھا۔ اور جنہوں نے ان کی عزت کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ جنہوں نے عربوں کی شان بلند وبالا کر دی تھی۔ جنہوں نے ان کے ذکر کو عظیم بنا دیا تھا۔ جیسے اصحاب فیل کا واقعہ جس میں ان پر اللہ تعالیٰ نے جو عبرتناک عذاب نازل کیا تھا۔

(۳) ان دلائل میں سے ہے اہل فارس کی آگ کا بجھ جانا۔ جو آگ کی پجاریوں نے ایک ہزار سال سے آگ کی بہت بڑی جہنم سلگا رکھی تھی، وہ پوجا کرتے تھے اور انسانوں کو آگ کی بھینٹ چڑھاتے ہوئے اس کی نذر کر دیتے تھے۔ کیونکہ وہ اس کو مقدس مانتے تھے۔ حضور ﷺ کی آمد پر شرک اور کفر کا یہ بڑا نشان خود بخود بجھ گیا، جس سے اہل فارس گھبرا اُٹھے تھے کہ شاید آخری نبی پیدا ہو گیا ہے، اب ہماری دال نہیں گلے گی۔ (از مترجم)

(۴) نیز ایوان کسریٰ کے کنگورے ٹوٹ کر یکا یک گر پڑے تھے۔

(۵) بحیرۂ ساوہ کا پانی یکا یک خشک ہو گیا تھا۔

(۶) اور رؤیا موبدان وغیرہ۔

(۷) نیز ہواتف غیبیہ کا چیخنا، یعنی غیب سے آواز دینے والوں کا آوازوں کا وہ شور جس کے ساتھ وہ حضور ﷺ کی تعریفات اور آپ کے اوصاف کی خبر دیتے تھے اور ان امور واشارات جو آپ کی شان کے بیان کو متضمن ہوتے تھے۔

(۸) نیز وہ امور جو کاہنوں اور جنوں سے آپ ﷺ کی تصدیق کی بابت پائے گئے اور ان کے اشارے دینا انسانوں میں سے اپنے اولیاء پر کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئیں۔

(۹) نیز ان اصنام اور بتوں کا یکا یک منہ کے بل اوندھے گر جانا (جن کی عبادت ہو رہی تھی)، جو معبود بنے ہوئے تھے۔ اور اوندھے ہو جانا بغیر کسی گرانے والے اور دھکا دینے والے کے۔ جس نے ان کو اپنی جگہ سے ہلایا ہو یا گرایا ہو۔ یہ اشارے دیتا ہے ان تمام امور کی طرف جو اخبار مشہور ہیں آپ کی ولادت اور آپ کی پرورش کے ایام میں عجائبات کے ظہور میں سے۔ اور ولادت و پرورش کے زمانے کے بعد نبی بن کر بھیجے جانے تک پھر اس کے بعد تک۔

مزید معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قسم ثانی .... ان مذکورہ نشانیوں کے علاوہ بھی حضور ﷺ کے کئی ایک معجزات ہیں۔ مثلاً

۱۔ شق القمر (چاند کا پھٹنا)

۲۔ حنین جذع (کھجور کے سوکھے تنے کا رونا)

۳۔ حضور ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی کا نکلنا، یہاں تک کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے اس سے وضو کیا۔

۴۔ طعام کا تسبیح کرنا۔

۵۔ حضور کے بُلانے پر درخت کا حضور ﷺ کی بات مان کر چلے آنا۔

۶۔ بکری کی پکی ہوئی نلی جس میں حضور ﷺ کی ہلاکت کے لئے زہر ملایا گیا تھا، اس کا حضور ﷺ سے کلام کرنا۔

۷۔ بھیڑیے کا حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔

۸۔ گوہ کا شہادت دینا۔

۹۔ شیر خوار بچے کا شہادت دینا۔

۱۰۔ میت کا شہادت دینا۔

۱۱۔ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے کھانے اور پانی کا زیادہ ہو جانا، اس قدر کہ اس میں سے لوگوں کی کثیر تعداد نے کھایا اور پیا۔

۱۲۔ حضور ﷺ کا ایسی بکری کا دودھ دوہنا جس کے ساتھ اس کے نر یعنی بکرے نے جفتی بھی نہیں کی تھی۔ مگر حضور ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے اس کے تھنوں میں دودھ اُتر آیا۔

۱۳۔ نیز حضور ﷺ کا آنے والے حوادث اور وقائع کی خبر دے دینا، پھر حضور ﷺ کے زمانے میں اور بعد کے زمانے میں اس کی تصدیق کا موجود ہونا۔

علاوہ ازیں وہ امور جو کتابوں میں مذکور اور مدون ہیں۔ ہم نے ان کو کتاب دلائل النبوت میں اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کا یہ نقطہ آغاز ہے یا دروازہ ہے اور ان میں سے ایک کا ذکر کافی ہے۔

علاوہ ازیں جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے دو امر جمع فرما دیئے۔

امر اوّل .... ایک تو آپ کو جنوں اور انسانوں کی طرف بالعموم نبی بنا کر بھیجنا، یعنی جنوں اور انسانوں دونوں کا رسول بنانا۔

امر دوم .... دوسرے آپ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دینا، یعنی آپ کو خاتم النبیین بنانا۔

تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلائل حجج کے ساتھ مؤید کیا اور غلبہ عطا کیا کہ اگر کسی ایک انسان سے ایک نشانی یا ایک معجزہ رہ جائے اور اس کے علم میں کسی وجہ سے نہ آسکے تو دوسری نشانی اور دوسرا معجزہ ان کو پہنچ جائے۔ اور اگر مرور ایام سے ایک نشانی مٹ جائے تو دوسری نشانی باقی رہ جائے۔

بہر حال حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ہر حالت میں حجت بالغہ (دلیل کامل) موجود ہے۔ اللہ کا شکر ہے اس کے اپنی مخلوق پر نظر کرم فرمانے پر اور ان کے لئے شفقت و رحمت کرنے پر جیسے اس کا حق ہے اور جس کا وہ مستحق ہے۔

فصل

حضور ﷺ کی خبروں کو قبول کرنے اور ماننے کی بابت

یعنی حُجّیّتِ حدیث کی بحث

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعیؒ نے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے دین میں اور اپنے فرائض اور اپنی کتاب میں ایسے مقام کے اور ایسے منصب پر فائز فرمایا ہے کہ جو مقام یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو اپنے دین کا علم اور نشان بنا دیا ہے۔ بایں صورت کہ اس کی اطاعت کو فرض کر دیا ہے اور اس کی معصیت و نافرمانی کو حرام کر دیا ہے۔ اور پھر اس کی فضیلت کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ اس کے ساتھ ایمان لانے کو اللہ نے اپنے ساتھ ایمان لانے کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

(۱) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ (سورۃ اعراف : آیت ۱۵۸)

آپ لوگ ایمان لے آؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ ۔

(۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ (سورۃ نور : آیت ۶۲)

یقینی بات ہے کہ مؤمن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے ہیں ۔

اللہ نے کمال ایمان کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کو قرار دیا ہے جو کہ اس کے ماسوا ایمان اس کے تابع ہوگا، اس کے بعد اپنے رسول کے ساتھ ایمان کو ذکر کیا ہے ۔

امام شافعیؒ نے فرمایا .... ہمیں خبر دی ابن عیینہ نے ابن ابو نجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں فرمایا :

(۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔ (سورۃ الم نشرح : آیت ۴)

ہم نے (اے محمد) آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے ۔ (فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوگا (اے محمد! وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

امام شافعیؒ نے فرمایا .... اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنی وحی کی اتباع اور اپنے رسول کی سنتوں اور طریقوں کی اتباع کرنا فرض قرار دیا ۔ اور اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا :

(۴) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۴)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان کیا ہے جب ان کے اندر انہیں میں سے رسول بھیج دیا ہے وہ ان کے اُوپر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ وہ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے ۔ ان آیات کے ساتھ دیگر وہ آیات بھی شامل کر لی جائیں جن میں کتاب وحکمت کا ذکر ہے ۔

(۵) امام شافعیؒ فرماتے ہیں .... اللہ تعالیٰ نے الکتاب کا ذکر فرمایا ہے، وہ قرآن مجید ہے ۔ اور الحکمۃ کا ذکر کیا ہے ۔ میں نے ان لوگوں سے سُنا ہے اہل علم میں سے، جن کے علم قرآن کے ساتھ میں راضی اور مطمئن ہوں ۔ وہ فرماتے تھے کہ ''الحکمۃ'' رسول اللہ کی سنت ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔ (سورۃ النساء : ۵۹)

اے اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور صاحب حکم (صاحب اقتدار) کی جو بھی تم سے ہو اس کی اطاعت کرو ۔ اگر تم لوگ کسی چیز میں باہم اختلاف کر بیٹھو تو اس کے معاملے کو اللہ کی طرف اور اس کے رسول کے فیصلے کی طرف لوٹا دو ۔

تو بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اُولُوا الْاَمْر سے مراد رسول اللہ ﷺ کے سرایا کے امیر مراد ہیں (یعنی جن جہادوں، سفروں میں حضور ﷺ خود نہیں جاتے تھے بلکہ جہادی دستہ روانہ کرتے تھے اور ان پر ایک آدمی کو امیر اور حکم دینے والا مقرر کر دیتے تھے، وہی امیر مراد ہیں) ۔

اور بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ یہ جو فقرہ ہے :

(۶) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ اس سے مراد اِخْتَلَفْتُمْ فِيْ شَيْءٍ مراد ہے یعنی جس چیز میں تم باہم اختلاف کر بیٹھو تو اُن امور میں اُولُوا الْاَمْر ان کے مقرر کردہ امیر جن کی اطاعت کرنے کا وہ حکم دیں (ان سب کی اطاعت لازمی ہے)۔ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی جس بات میں اختلاف کر بیٹھو اس کو اس بات کی طرف لوٹا دو جو کچھ اللہ نے فرمایا ہو یا رسول نے فرمایا ہو۔

اس کے بعد امام شافعیؒ نے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آپ یقین جانئے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت خود اللہ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا :

(۷) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

(سورۃ النساء : آیت ۶۵)

تیرے رب کی قسم ہے (لوگ) مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو فیصل نہ بنالیں اس بات میں جس میں ان کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے دل میں حرج اور تنگی نہ محسوس کریں آپ کے فیصلے سے بلکہ وہ بطیب خاطر اس فیصلے کو تسلیم کرلیں۔

نیز انہوں نے آپ ﷺ کے امر کی اتباع کے فرض ہونے کی بابت اس آیت سے بھی حجت پکڑی ہے۔

(۸) لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (سورۃ النور : آیت ۶۳)

آپ لوگ آپس میں جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو، رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلایا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو تم میں سے خفیہ طور پر نکل جاتے ہیں پناہ لینے کے لئے۔ چاہئے کہ لوگ رسول ﷺ کے امر کی مخالفت کرنے سے ڈریں کہ ان کو فتنہ یا عذاب دردناک نہ پہنچ جائے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

(۹) وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے باز آجاؤ۔

اس کے علاوہ دیگر آیات بھی ہیں جو حضور ﷺ کے امر کی اتباع کرنے پر اور آپ کی اطاعت کے لازم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں :

یہ حضور ﷺ کی اطاعت کا فرض ہونا ہر شخص پر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو، معائنہ اور مشاہدہ کیا ہو۔ اور ان پر بھی جو بعد والے ہیں قیامت تک ہوں گے۔ جس شخص نے حضور ﷺ کو دیکھا نہیں اور حضور کا زمانہ پایا نہیں، مگر وہ رسول اللہ ﷺ کا حکم جانتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کو حضور ﷺ سے خبر پہنچنے کے ساتھ یہی علم ہوا ہے اور حضور ﷺ کی طرف سے کسی بھی اُمتی کو خبر ملنا دو طریقوں سے ہے یا خبر دو طرح کی ہوتی ہے۔

مترجم کہتا ہے : کہ

مذکورہ تحریر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب اطاعت اللہ کی طرح فرض ہے، جو مذکورہ قرآنی نصوص سے ثابت ہے تو ظاہر بات ہے اطاعت اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب انسان کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور آپ کے عمل کے بارے میں علم، اطلاع اور خبر ہو، ورنہ عمل اور اطاعت ناممکن ہے۔ اور خبر حاصل ہوتی ہے خبر دینے والے کے ذریعے سے۔ لہٰذا خبر یعنی حدیث حجت ہوئی خواہ قولی ہو یا فعلی اور عملی۔

مذکورہ بالا کی تفصیل............ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں :

خبر دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک تو عام خبر جو عمومی احکام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ان الفاظ اور جملوں کے ساتھ جو اللہ نے بندوں پر فرض کیا ہے کہ اس کو اپنی زبانوں کے ساتھ اور افعال و اعمال کے ساتھ بجالائیں۔اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کو سرانجام دینے کے لئے آئیں۔اس قدر جاننا اتنا ضروری ہے کہ اس سے جہل و ناواقفیت میں رہنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔اس بارے میں اہل علم ہوں یا جاہل، سب برابر ہیں۔اس لئے کہ سب اس کے مکلّف ہیں۔مثلاً نمازوں کی تعداد اور ان کی رکعات کی تعداد کا علم ہونا۔ماہ رمضان کے روزہ کی فرضیت کا علم، حج بیت اللہ کی فرضیت کا علم،اور فواحش اور بے حیائیوں کی حرمت کا علم ہونا۔اور اس بات کا علم ہونا کہ ان کے مالوں میں اللہ کا حق ہے۔اور ہر اسی چیز کا علم جو اس مفہوم میں آتی ہے۔

دوسری خبر ہوتی ہے جو خاص لوگوں کے لئے خاص احکام میں ہو۔جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے،جیسے پہلی چیزوں کو جانتے ہیں۔اور عام لوگ اس کے جاننے کے مکلّف بھی نہیں ہوتے۔مثلاً سجدہ سہو کے احکام کہ کن باتوں سے سجدہ سہو واجب ہوگا، کن باتوں سے نہیں ہوگا۔کونسی چیز حج فاسد کرے گی، کونسی نہیں کرے گی۔کس چیز سے فدیہ دینا واجب ہوگا اور کن باتوں سے نہیں ہوگا۔یہ وہ امور ہیں جن کا جاننا علماء پر واجب ہے اور عام لوگوں پر سچے بندے کی خبر کو اس کے صدق پر اعتماد کر کے قبول کرنا لازم ہے۔اللہ نے جو نبی کی اطاعت فرض کی ہے اس میں ان کو رد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

شیخ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا............ (اللہ ان کی قبر کو روشن کرے)

اگر خبر حدیث کے ساتھ حجت کا ثبوت نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے خطبے میں ان لوگوں کو جو موجود تھے ان کو ان کے دین کی تعلیم کے بعد یہ نہ فرماتے :

(۱) أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ۔ (بخاری کتاب العلم۔فتح الباری ۱/۱۵۷)

خبردار! جو لوگ موجود ہیں تم میں سے وہ ان لوگوں کو دین پہنچا دیں (یعنی خبر دے دیں) جو موجود نہیں ہیں۔

بسا اوقات سُننے والے سے زیادہ بات کو وہ یاد رکھتا ہے جس کو بات پہنچائی جاتی ہے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے۔ان کو عباس بن محمد نے۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن منصور نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہریم بن سفیان نے عبدالملک بن عمیر سے۔ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے والد سے۔وہ کہتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

(۲) نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَأَدَّاهُ كَمَا سَمِعَهُ ، وَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے ہم سے حدیث سُنی پھر اس کو آگے پہنچا دیا۔بالکل اُسی طرح جیسے سُنی تھی۔

رسول اللہ کی احادیث آگے پہنچانے کا حکم دینا............ امام شافعیؒ فرماتے ہیں :

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات سُننے اور اس کو ایسے آدمی تک پہنچانے کے لئے پکارا اور دعوت دی ہے جو اس بات کو اور حدیث کو ایسے شخص تک پہنچا دے (جو اس کو محفوظ کرے)۔اور اِمْرَءٌ لفظ واحد ہے (یعنی خطاب فرد کو یعنی واحد کو ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ہر فرد کو ہے)۔تو یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ یوں ہی حکم نہیں فرما رہے تھے کہ ان کی طرف سے حدیث آگے پہنچائی جائے، مگر اسی بات کے لئے جس بات کے ساتھ حجت قائم ہوتی ہو اس شخص پر جس آدمی تک وہ بات اور حدیث پہنچائی جائے۔

نوٹ : یعنی حضور ﷺ کی طرف سے پہنچنے والی خبر (حدیث) اس پر بھی حجت ہے جس تک حدیث پہنچے، ورنہ حضور ﷺ آگے پہنچانے کا بلاوجہ حکم نہ فرماتے۔(مترجم)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آخرین میں۔انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے ،ان کو ربیع نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شافعیؒ نے۔ان کو سفیان بن عیینہ نے۔وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سالم ابوالنضر نے۔اس نے سُنا عبیداللہ بن ابورافع سے۔وہ خبر دیتے ہیں اپنے والد سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

(۴) لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يَأْتِيْهِ الْأَمْرُ مِنْ اَمْرِی مِمَّا أَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ ، يَقُوْلُ : لَا أَدْرِیْ ، مَا وَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ ۔

البتہ ضرور ایک انسان تم میں سے ایسا ہوگا جو اپنے تکیے پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا۔اس کے پاس میرے حکموں میں سے کوئی حکم آئے گا جو میں نے کسی بات کا حکم دیا ہوگا یا کسی چیز سے منع کیا ہوگا۔وہ کہے گا کہ میں تو نہیں جانتا (حضور ﷺ کے حکم کو)۔جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے بس اسی پر ہم عمل کریں گے۔ابوداؤد،مسند احمد،صحیح ابن حبان،ترمذی،حاکم اور سفیان نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابن منکدر نے بطور مرسل روایت کے نبی کریم ﷺ سے۔

شیخ نے فرمایا .... اور ہم نے روایت کی ہے مقدام بن معدیکرب سے ، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن کچھ چیزیں حرام کی تھیں۔ان میں سے ایک چیز تو گھریلو گدھوں کی حرمت وغیرہ۔اس کے بعد حضور نے فرمایا :

(۵) يُوْشِكُ أَنْ يَقْعُدَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِیْ فَيَقُوْلُ : بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ ، فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَلَالًا اِسْتَحْلَلْنَاه ، وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ ، وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَ ۔

(ابوداؤد کتاب السنہ)

قریب ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہوگا۔اس کو میری کوئی حدیث سُنائی جائے گی مگر وہ یہ کہہ کر (منع کردے گا) کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے ،ہم اس میں جو کچھ حلال پائیں گے اس کو حلال سمجھیں گے اور جو کچھ حرام پائیں گے اس کو حرام سمجھیں گے۔اور بے شک رسول نے بھی اسے حرام فرمایا ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔

یہ خبر ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ،اس چیز کے بارے جو حضور ﷺ کے بعد بدعتی ہوں گے۔اور وہ آپ کی حدیث کو رد کریں گے ،جس میں حضور ﷺ کے بعد تصدیق پائی جائے گی۔

حدیث رسول اللہ ﷺ پر معترض سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی بحث

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کو خبر دی ابوبکر قطان نے ،ان کو حدیث بیان کی ابوالازہر نے ،ان کو محمد بن عالیہ انصاری نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی صرد بن ابوالمنازل نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا شبیب بن ابوفضالہ مالکی سے ،وہ کہتے ہیں :

کہ جب یہ مسجد جامع تعمیر ہوئی تو اتفاق سے حضرت عمران بن حصین وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔لوگوں نے ان کے ساتھ شفاعت کا مسئلہ ذکر کیا ،تو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا ،اے ابونجید بے شک تم لوگ ہمیں بہت ساری حدیثیں بیان کرتے ہو جن کی کوئی اصل ہم قرآن مجید میں نہیں پاتے ؟ کہتے ہیں حضرت عمران ناراض ہو گئے اور اس آدمی سے کہنے لگے :

اسلام کے ہر حکم کو قرآن میں تلاش کرنا غلط ہے

ا۔ آپ نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں پڑھا ہے۔حضرت عمران نے پوچھا کہ کیا آپ نے اس میں یہ مسئلہ پڑھا ہے کہ عشاء کی نماز کی چار رکعت ہیں؟ کیا آپ نے قرآن میں یہ پایا کہ مغرب کی تین رکعات ہیں؟ اور صبح کی دو رکعات ہیں؟ اور ظہر کی چار رکعتیں ہیں؟ اور عصر کی رکعتیں چار ہیں؟ اس شخص نے کہا نہیں پایا ہے۔پھر حضرت عمران نے پوچھا کہ تم لوگوں نے یہ باتیں کس سے اخذ کی ہیں۔کیا تم لوگوں نے یہ باتیں ہم یعنی اصحاب رسول سے نہیں اخذ کی ہیں اور سیکھیں ہیں؟ اور ہم لوگوں نے (یعنی اصحاب نے) یہ سب باتیں اللہ کے نبی ﷺ سے اخذ کی ہیں اور سیکھی ہیں۔

۲۔ کیاتم نے یہ مسئلہ قرآن میں پایا ہے کہ چالیس درہم میں سے ایک درہم ہے؟ (یعنی بطورزکوٰۃ دینا ہے)۔اور یہ کہ اتنی بکریوں میں ایک بکری ہے؟ اوراتنے اتنے اُونٹوں میں زکوٰۃ کا ایک اُونٹ ہے؟ کیاتم نے یہ سب کچھ قرآن میں پایا ہے؟ اس نے کہا نہیں پائی یہ تفصیل۔ پھرانہوں نے پوچھا کہ یہ سب باتیں تم لوگوں نے کس سے حاصل کی ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہم نے یہ سب باتیں نبی کریم ﷺ سے سیکھی ہیں اور آپ لوگوں نے ہم سے سیکھی ہیں۔

۳۔ پھرحضرت نے اس سے پوچھا کہ قرآن مجید میں آپ نے یہ تو پڑھا ہے کہ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ کہ آپ لوگوں کو پرانے گھر کا یعنی کعبے کا طواف کرنا چاہئے۔مگر یہ بتایئے کیاتم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ تم لوگ سات بار طواف کرو؟ اورتم لوگ اس کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دورکعت نفل ادا کرو۔کیاتم نے یہ باتیں قرآن میں پائی ہیں؟ پھر بتاؤں کہ تم نے یہ کس سے اخذ کی ہیں؟ کیاتم نے یہ ساری باتیں ہم لوگوں سے (صحابۂ کرام سے) نہیں حاصل کی ہیں؟ اورہم نے ان کورسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا تھا۔اورکیاتم لوگ ان کو ہم سے لے رہے ہو کہ نہیں۔لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہاں، کیوں نہیں، آپ سے ہی سیکھیں گے۔

۴۔ پھرفرمایا کہ کیاتم نے قرآن میں یہ مسئلہ پایا ہے کہ اسلام میں جَلَب نہیں ہے (جانوروں کوایک شہرسے فروخت کرنے کے لئے دوسرے شہر لے جانا)۔اوراسلام میں جَنَبُ نہیں ہے (یعنی دُوردراز بیٹھ کرمویشیوں کواپنے پاس منگوانا کہ اس میں سے زکوٰۃ کے جانور وصول کروں)۔اوراسلام میں شِغَار نہیں ہے (اپنی بہن یابیٹی دے کردوسرے کی بہن یابیٹی سے نکاح بغیرمہر کے کرنا)۔کیاتم نے یہ مسئلہ قرآن میں پایا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔تو حضرت عمران نے فرمایا، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرمارہے تھے لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔کہ اسلام میں جَلَب نہیں، جَنَب نہیں اور شِغار نہیں ہے۔(تفصیل اُوپر گزرچکی ہے۔مترجم)

(٦) انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کیاتم نے یہ سُنا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں حکم فرمایا ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۷)

جوکچھ تمہیں رسول دے اس کولے لواورجس چیز سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔

حضرت عمران نے فرمایا، تحقیق ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی اشیاء حاصل کیں اورسیکھیں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

۷۔ فرمایا کہ اس کے بعد حضرت عمران نے شفاعت کاذکرکرتے ہوئے فرمایا، کیاتم نے اللہ کا یہ فرمان سُنا ہے کہ اس نے کچھ لوگوں سے یہ فرمایا:

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا : لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ، وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۔ (سورۃ المدثر : آیت ۴۲۔۴۸)

تمہیں کونسی چیز جہنم میں لے کر آئی ہے۔جہنمی کہیں گے کہ ہم لوگ نمازنہیں پڑھتے تھے، مسکین کو کھانانہیں کھلاتے تھے، اور (دین کی مخالفت کرنے والوں کی باتوں میں) گھستے تھے۔قیامت کوجھٹلاتے تھے۔یہاں تک کہ موت آ گئی تھی۔ایسے لوگوں کوسفارش کرنے والوں کی سفارش کوئی فائدہ نہیں دے گی

اَلشَّفَاعَةُ نَافِعَةٌ دُونَ مَا تَسْمَعُونَ ۔ سفارش مفیداورکارآمد ہوگی۔(ماسواان لوگوں کے جن کا اُوپر ذکر آیا ہے جسے تم نے سُنا ہے)

حدیث کوقرآن پرپیش کرنے والی حدیث باطل ہے

شیخ فرماتے ہیں کہ جس روایت میں حدیث کوقرآن پرپیش کرنے کرکے دیکھنے کاحکم (یعنی حدیث کوقرآن پرپیش کرنے والی روایت) وہ روایت باطل ہے وہ صحیح نہیں ہے۔وہ خود باطل ہونے پرروشنی منعکس کرتی ہے۔قرآن مجید میں حدیث کے قرآن پرپیش کرنے پرکوئی دلالت نہیں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ما جاء كم عني فاعرضوه كتاب الله فما وافقه فأنا قلته وما خالفه فلم أقله ۔

(۱) دارقطنی نے اس کو افراد میں درج کیا ہے۔
(۲) عقیلی نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔
(۳) دارقطنی نے کہا ہے کہ اس میں اشعث بن بزار کا تفرد ہے، وہ شدید ضعیف ہے۔
(۴) اور حدیث منکر جدًا۔ عقیلی نے اس کو منکر کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کی کوئی اسناد صحیح نہیں ہے۔
(۵) تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ اس کو زنادقہ نے وضع کیا ہے۔ عجلونی نے کہا ہے کشف الخفا میں ہے کہ صغانی نے کہا ہے یہ موضوع ہے۔

خبر واحد کی تثبیت کے بارے میں دلائل اور حجج کثیر

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد کی تثبیت کے سلسلے میں حجج کثیرہ موجود ہیں اور وہ میری مبسوط کتب میں مدون ہیں۔

امام شافعیؒ نے جس بات سے خبر واحد کے ثابت رکھنے اور اس کے حجت ہونے کے بارے میں دلیل پکڑی ہے وہ سیرت رسول اور قول وفعل کے وہ مشہور واقعات ہیں جو عام ہیں اور مشہور ہیں کہ حضور ﷺ جب اپنے عمال کو بھیجتے تھے تو ایک ایک بندے کو بھیجتے تھے۔ کوئی رسول اور نمائندہ (اطلاع دینے یا پیغام دینے کے لئے) بھی جاتا تھا، تو ایک ایک شخص کو بھیجتے تھے۔ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اپنے عمال کو اس لئے ہی تو بھیجتے تھے کہ وہ جا کر لوگوں کو ان احکامات دینی شرعی کی خبر دیں، جن کے بارے میں خود ان کو رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہوئی تھی۔

اور اس لئے بھیجتے تھے تاکہ عمال لوگوں سے جا کر وہ مال وصول کریں جو اللہ نے ان پر واجب کر دیئے ہیں۔ اور اس لئے تاکہ لوگ ان عمال کو اپنا مال دے دیا کریں۔ اور اس لئے عمال کو بھیجتے تھے کہ وہ جا کر لوگوں پر اللہ کی حدود قائم کریں۔ اور ان پر جا کر شرعی احکامات نافذ کریں۔

بالفرض اگر لوگوں پر ان عمال کی حجت قائم نہ ہوتی، جبکہ لوگ اسلامی مملکت کے ہر طرف اور ہر کونے میں ہوتے تھے، جن کی طرف عمال روانہ کئے جاتے تھے اور وہ عمال اس خبر کے ساتھ جس خبر کو وہ لے گئے ہوتے تھے، لوگوں کے نزدیک اہل صلاۃ ہوتے تھے۔ (اگر وہ مشکوک الخبر ہوتے یا ان پر حجت قائم نہ ہوئی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح نہ بھیجتے اور نہ ہی لوگوں پر ان کی حجت قائم ہوتی اور نہ لوگوں کے اوپر اجابت کرنا لازم ہوتا)۔ مترجم

۱۔ حضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو حج کا والی اور امیر بنا کر بھیجا تھا۔
۲۔ اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت علی ؓ کو سورۃ براءت کی ابتدائی آیات دے کر مشرکین سے اعلان بیزاری کرنے کے لئے مکے بھیجا تھا۔
۳۔ نیز حضرت معاذ ؓ کو یمن کا امیر اور گورنر بنا کر بھیجا تھا۔

پھر امام شافعیؒ نے اس بارے میں تفصیلی کلام فرماتے ہوئے کہا کہ اگر وہ شخص یہ گمان کرتا ہے یعنی جو حدیث کو رد کرتا ہے کہ حضرت معاذ جن جن لوگوں کے پاس گئے تھے اور حضور کی طرف سے سرایا کے امیر جن جن لوگوں کے پاس گئے تھے، ان کی خبر کے ساتھ حجت پکڑی گئی تھی، تو اس نے مان لیا کہ خبر واحد کے ساتھ حجت بھی قائم ہوتی ہے۔ اور اگر اس کے باوجود بھی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ لوگوں پر حجت قائم ہوئی تھی تو پھر وہ بہت بڑی بھیانک بات کہتا ہے۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ خبر عام آدمی کی خبر نہیں ہوئی تھی جس کا آپ نے ذکر کیا ہے تو پھر بات راجع ہوگی خبر خاص اور خبر عام کی طرف۔

فصل

ان لوگوں کے بارے میں جن کی خبر قبول کی جائے گی

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے۔ وہ کہتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا کہ حجت اس وقت تک قائم نہیں ہوتی خبر خاصہ کے ساتھ، حتیٰ کہ وہ کئی امور کو جمع کرے۔ وہ امور مندرجہ ذیل ہیں:

☆(۱) یہ کہ جس نے خبر خاص کو بیان کیا ہو وہ اپنے دین میں ثقہ ہو۔

(۲) اپنے حدیث (بات) میں معروف بالصدق ہو۔

(۳) جس خبر کو بیان کرے اس کو سمجھتا ہو۔

(۴) الفاظ سے حدیث کے معانی کے حاصل کرنے کا عالم ہو۔ (قالہ الشافی فی الرسالۃ ص ۳۷)

☆(۵) حدیث بیان کرنے والا ایسا شخص ہو کہ وہ حدیث کو ایسے پہنچائے جن حروف کے ساتھ (جن الفاظ کے ساتھ) اس نے سُنی ہے۔

(۶) اور وہ حدیث کو بالمعنی بیان نہ کرے (یعنی بعینہٖ اصل الفاظ کو بیان کرے) صرف معنیٰ و مطلب نہ پہنچائے)۔ اس لئے کہ وہ جب ان کے (الفاظ کا لحاظ کئے بغیر) صرف معنیٰ اور مفہوم کو بیان کرے گا اور وہ اس بات کا عالم نہیں ہوگا کہ معنیٰ میں اس سے کیا تبدیلی ہو جاتی ہے تو وہ یہ بھی نہیں جانے گا، شاید وہ حلال کو حرام سے بدل دے۔ اور جب وہ اس کو حدیث اور خبر کے اصل الفاظ کے ساتھ پہنچائے گا تو کوئی ایسی وجہ باقی نہیں رہے گی جس میں حدیث کے بدل جانے کا خوف کیا جا سکے۔

☆ یہ کہ وہ شخص حافظ (الحدیث) ہو۔ اگر وہ حدیث کو اپنے حافظے سے بیان کرے اور حافظ ہو اپنی کتاب وتحریر کا، اگر وہ حدیث اپنی تحریر وکتاب سے بیان کرے جب وہ اہل حفظ کے ساتھ شریک ہو جائے گا حدیث میں، تو اس کی حدیث ان کی حدیث کے موافق اور مطابق ہو جائے گی۔

☆ یہ کہ وہ حدیث بیان کرنے والا مدلّس ہونے سے پاک ہو اور وہ (غیر مدلّس) اس شخص سے حدیث بیان کرے جس سے وہ مل چکا ہو، مگر وہ حدیث اس محدث سے نہ سُنی گئی ہو، یا حدیث بیان کرے نبی کریم ﷺ سے۔ ان حدیثوں سے جو ثقہ لوگ اس کے خلاف حدیث بیان کرتے ہوں اور اسی طرح ہو وہ شخص جو (حدیث بیان کرنے والے کے) اُوپر ہو جنہوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے (یعنی اُوپر کے راوی مدلّس نہ ہوں) یہاں تک کہ حدیث اسی طرح موصول نبی کریم ﷺ تک پہنچائی جائے، یا حضور ﷺ کے علاوہ جس شخص تک پہنچائی گئی ہو (موصول ہی پہنچے)۔ اس لئے ہر ایک ان میں سے مثبت ہے اس شخص کے لئے جس نے اس کو حدیث بیان کی ہے اور مثبت ہے اس پر جس سے وہ خود حدیث بیان کرتا ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا: کہ

''محدثین میں سے وہ شخص جس کی غلطیاں کثیر ہوں اور اس کے پاس کسی صحیح کتاب کی اصل بھی نہ ہو، اس کی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسے اس شخص کا معاملہ ہوتا ہے جو شہادتوں میں اکثر غلط بیانی کرتا ہے کہ اس کی شہادت قبول نہیں کی جاتی''۔

شیخ حلیمیؒ کا قول .... شیخ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جن میں یہ مذکورہ بالا شرائط پائی جاتی ہیں، اور وہ جو ان شرائط پر پورے نہیں اُترتے۔ اور وہ لوگ جو کذب فی الحدیث سے متہم ہیں۔ اور جن پر حدیث گھڑنے اور وضع کرنے کی تہمت ہے، سب کے نام تواریخ میں درج ہیں، اہل علم کو معلوم ہیں۔

امام شافعیؒ کا قول .... امام شافعیؒ فرماتے ہیں، نہیں استدلال کیا جاتا اکثر صدق حدیث اور کذب حدیث پر، مگر صدق مخبر اور کذب مخبر کے ساتھ مگر خاص قلیل حدیث میں۔

مگر ''خاص قلیل'' والے استثنا کو قول سابق میں امام شافعی نے جو استثنا کیا ہے اہل حفظ میں سے حاذق وماہرین کے سوا کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔

کبھی صدوق بھی پھسل جاتا ہے اس میں جس کو وہ لکھتا ہے اس پر۔ لہٰذا اس کی حدیث دوسری حدیث میں داخل ہو جاتی ہے۔ سو وہ حدیث ایسی ہو جاتی ہے جو ضعیف اسناد کے ساتھ مروی ہو، مگر صحیح اسناد کے ساتھ بھی مرکب ہو۔

محدثین کوصحیح اور غیرصحیح حدیث کی معرفت کیسے حاصل ہوتی ہے

(۱) اور کبھی قلمی لغزش ہو جاتی ہے، کبھی سماعت بھی خطا کرتی ہے، کبھی حافظہ بھی خیانت کر جاتا ہے۔ لہٰذا شاذ روایت کو حدیث میں سے روایت کرتا ہے بغیر قصد کے۔ تو اس کو اہل صنعت پہچان لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی حفاظت پر مقرر فرمادیا ہے اللہ کے بندوں کے لئے ایسے شخص کو یہ معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے کثرت سماع اور اہل علم کے ساتھ لمبی صحبت وہم نشینی سے اور ان کے ساتھ اس کے مذاکرہ کرنے سے اس کی پہلی مثال ایسی ہے جیسے ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ....

(۲) خبر دی دعلج بن احمد نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن علی الابار نے، ان کو احمد بن حسن ترمذی نے، ان کو نعیم بن حماد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کہا آپ صحیح حدیث کو غلط سے کیسے پہچانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جیسے طبیب دیوانے اور پاگل کو پہچانتا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن جنید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا علی بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی عبدالرحمٰن بن مہدی کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوسعید آپ کہتے ہیں کسی شئی کے بارے میں کہ یہ صحیح ہے، اور یہ ثابت نہیں ہے۔ آپ کس وجہ سے ایسے کہتے ہیں؟

عبدالرحمٰن نے کہا : کہ آپ یہ بتایئے کہ اگر آپ سکوں اور رقم کے پرکھنے والے کو لے آئیں اور اس کو اپنے درہم دکھلائیں اور وہ کہے کہ یہ جید ہیں اور یہ ستوق ہیں اور یہ بھرج ہیں، تو آپ کیا اس سے یہ سوال کریں گے کہ کیوں اور کیسے؟ یا اس کی بات کو تسلیم کرلیں گے؟ اس نے کہا کہ بلکہ میں معاملے کو اس کے سپرد کردوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ معاملہ بھی اسی طرح کا ہے۔ لمبی صحبت، یا لمبی بحث، یا علم ومعرفت۔

نوٹ : عبدالرحمٰن بن مہدی ولادت ۱۳۵ھ۔ وفات ۱۹۸ھ۔ حافظ الحدیث تھے، علم کے امام تھے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا میں اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں جانتا۔ (مترجم)

سند حدیث کی اہمیت .... (۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو یحیٰی بن منصور قاضی نے، ان کو محمد بن عمرو بن علاء جرجانی نے، آپ کو یحیٰی بن معین نے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کے جہابذہ اور ماہرین پرکھنے والے نہ ہوتے تو ستوقت اور کھوٹے سکے شریعت کو روایت کرنے میں کثیر ہوجاتے۔ آپ جب پسند کریں آجائیں، جو حدیث آپ نے سُن رکھی ہو لے آئیں، یہاں تک کہ میں تیرے لئے اس میں سے نقد بیت المال علیحدہ کردوں گا۔ کیا آپ کو قاضی شریح کا قول یاد نہیں ہے کہ اثر (یعنی حدیث) کے لئے ایسے پرکھنے والے ماہرین علوم ہیں جیسے چاندی کو پرکھنے والے نقاد ہوتے ہیں۔

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت کا ہونا واجب ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا علم ہو کہ اخبار خاصہ مرویہ تین قسم ہیں

قسم اوّل وہ ہیں جن کی صحت پر اہل علم بالحدیث متفق ہیں، وہ پھر دو قسم ہیں۔

قسم اوّل .... یہ کہ حدیث مروی ہو وجوہ کثیرہ سے اور مختلف طرق سے، حتیٰ کہ وہ اشتہاد میں یعنی شہرت میں داخل ہو جائے۔ اور بعید ہو کہ کوئی اس میں خطاء کا توہم کر سکے، یا اس میں سب لوگ جھوٹ پر متفق ہو گئے ہوں۔ یہ حدیث کی ایسی قسم ہے کہ اس سے علم مکتسب یا علم کسبی حاصل ہوتا ہے۔ اس قسم کی مثال وہ احادیث ہیں جو تقدیر کے بارے میں روایت ہوئی ہیں۔ اور رؤیت باری تعالیٰ اور حوض کوثر، اور عذاب قبر کے بارے میں۔ اور بعض وہ جو معجزات میں، اور فضائل، اور احکام میں مروی ہیں۔ بس تحقیق ان میں سے بعض احادیث وجوہ کثیرہ سے مروی ہیں۔

قسم دوم .... یہ ہے کہ حدیث مروی ہو جہت احاد سے (یعنی ایک ایک راوی سے)۔ اور وہ مستعمل ہو دعاؤں میں، ترغیب و ترہیب میں اور احکام میں۔ جیسے شاہدوں کی شہادت مستعمل ہوتی ہے۔ احکام میں حکام کے نزدیک۔ اگرچہ امکان ہوتا ہے اس پر اور مخبر پر (خبر دینے والا) خطاء کا اور نسیان کا۔ کیونکہ قرآن میں نص آ چکی ہے شاہدین کی شہادت کو قبول کرنے کے بارے میں، جبکہ وہ دونوں عادل ہوں۔ سنت وارد ہو چکی ہے خبر واحد کو قبول کرنے کے بارے میں، جب وہ عادل ہو اور شرائط قبولیت کا جامع ہو اس امر میں جو عمل کو واجب کرے۔ بہر حال معجزات میں اور صحابہ میں سے کسی ایک کے فضائل میں۔

تحقیق ان دونوں امور میں اخبار احاد مروی ہیں۔ ان کے اسباب ذکر کرنے میں۔ ہاں مگر وہ تمام مرویات مجتمع میں متفق ہیں اثبات معنیٰ واحد میں۔ وہ ہے معجزات کا ظہور ایک شخص سے اور اثبات فضیلت شخص واحد۔ لہٰذا ان کے مجموعے سے علم مکتسب حاصل ہو جاتا ہے، بلکہ ایسی مرویات کو اور اخبار مستفیض کو جو معجزات اور ان نشانیوں کی بابت ہیں جو سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ ان کو جمع کیا جائے تو پھر وہ حد تواتر میں داخل ہو جاتی ہیں جو علم قطعی اور علم ضروری کو واجب کرتی ہیں۔

چنانچہ ان سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی عرب سے اُٹھا ہے اسے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہتے ہیں۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ربّ العالمین کا رسول اور نمائندہ ہے۔ اور اس پر نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں، اور وہ لوگوں کے سامنے معجزات لائے، جنہوں نے اس کو دیگر لوگوں سے منفرد اور ممتاز کر دیا ہے۔ ان امور کے ساتھ جن پر ایمان لایا ہے ہر وہ شخص جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے ہدایت کا، جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی اُمت میں قرآن زندہ تابندہ معجزہ کا باقی اور دائمی ہے۔ یہ معاملہ ایسے ہے جیسے ان اسباب مشہورہ کا جو حاتم طائی کی سخاوت کی بات میں شہرت پکڑ چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ سب اخبار احاد سے معلوم ہوئے ہیں۔ لیکن اس بات سے انکار ہی نہیں کیا جا سکتا کہ جب وہ سب جمع ہو جاتی ہیں تو ایک معنیٰ اور ایک مفہوم کو ثابت کر دیتی ہیں، وہ ہے حاتم کی سخاوت۔ تو سخاوت والی روایات حد تواتر میں داخل ہو جاتی ہیں اثبات سخاوت میں۔ وباللہ التوفیق

قسم ثانی .... بہر حال نوع ثانی اخبار و احادیث میں سے وہ احادیث ہیں اہل علم بالحدیث جن کے ضعف عجز پر متفق ہیں۔ یہ نوع پھر دو قسم پر ہے۔

قسم اوّل وہ ہے، جس کو وہ شخص روایت کرے جو حدیث وضع کرے، اور حدیث میں جھوٹ بولنے میں معروف ہو۔ یہ قسم ایسی ہے کہ جو امور دین میں کسی حد تک بھی مستعمل نہیں۔ مگر بصورت تلیینِ تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو علی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ عسکری نے، ان کو جعفر بن محمد فلانسی نے ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو شعبہ نے، ان کو حکم نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے سمرہ بن جندب سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان کرے حالانکہ وہ دیکھے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، حبیب بن ابوثابت سے اس نے میمون بن ابوشبیب سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا پھر انہوں نے بھی مذکورہ حدیث کی مثل ذکر کی ہے اس نوع میں سے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا راوی حدیث وضع کرنے کی تہمت زدہ نہ ہو، مگر حافظے کی خرابی، اور کثرت غلط میں معروف ہو اپنی روایات میں۔ یا راوی مجہول ہو جس کی عدالت ثابت نہ ہو، اور اس کی خبر کی قبول کرنے کی شرائط، جو قبول کرنے کا موجب ہوتی ہیں (وہ بھی ثابت نہ ہو)۔

احادیث کی یہ قسم بھی احکام شرعیہ میں مستعمل نہیں ہوتی۔ جیسے اس شخص کی شہادت حکام کے نزدیک قبول نہیں ہوتی جس کی یہی صفت ہو۔ کبھی ایسی روایت دعاؤں میں اور ترغیب وترہیب میں تفسیر وتشریح میں مغازی میں استعمال کی جاتی ہے، یعنی ان امور میں جن کے ساتھ کسی شرعی حکم کا تعلق نہ ہو۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں .... میں نے سُنا ابوعبداللہ حافظ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری سے، وہ کہتے ہیں، میں نے سُنا ابوالحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کے والد بیان کرتے تھے عبدالرحمن بن مہدی سے کہ انہوں نے کہا تھا: کہ

''ہم جب روایت کریں ثواب، عتاب، فضائل اعمال کے بارے میں تو ہم لوگ اسانید میں نرمی اور آسانی کرتے ہیں (تساہل کرتے ہیں)۔ اور مردوں میں (راویوں میں) چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور جس وقت ہم حلال اور حرام اور احکام کے بارے میں روایت کریں تو ہم لوگ اسانید میں خوب سختی کرتے ہیں، اور راویوں پر خوب تنقید اور جانچ پڑتال کرتے ہیں''۔

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے۔ مقام مرو میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن سیار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوقدامہ سے وہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا تھا: کہ

تَسَاهَلُوْا فِي التَّفْسِيْرِ عَنْ قَوْمٍ لَا يُوَثِّقُوْنَهُمْ فِي الْحَدِيْثِ ۔

تفسیر کے معاملے میں آسانی اور نرمی اختیار کرلی ہے اہل علم نے، اور تساہل سے کام لیا ہے ایسے لوگوں سے بھی جو حدیث میں ثقہ نہیں قرار دیے گئے۔

اس کے بعد میں نے (راویوں میں سے) لیث بن ابوسلیم[1]، جویبر بن سعید[2]، ضحاک[3]، محمد بن سائب کلبی[4] کا ان کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں کی حدیث کی تعریف کی جاتی ہے اور ان سے تفسیر بھی لکھی جاتی ہے۔

---

[1] لیث بن سلیم کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی اپنی تعلیمات میں لکھتے ہیں:

۱۔ لیث بن ابوسلیم بن زنیم قرشی صدوق ہے آخری عمر میں گڈمڈ اور اختلاط کر بیٹھے تھے اپنی حدیث میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا متروک کر دیے گئے ساواں میں سے۔

۲۔ بخاری نے تاریخ کبیر میں انکا ذکر کیا ہے، مگر انہوں نے اس کے بارے میں جرح کا ذکر کیا ہے نہ ہی تعدیل کا۔

۳۔ ابن عدی نے کہا کہ اس کی احادیث صالح ہیں ان سے شعبہ اور ثوری نے روایت کی ہے، باوجود اس ضعف کے جو اس میں ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔

۴۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ اس کی یہ حدیث ضعیف نہیں ہے۔

۵۔ ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ وہ مضطرب الحدیث ہے۔

۶۔ امام احمد نے بھی ان کے بارے میں یہی بات کہی ہے۔

۷۔ علامہ عقیلی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے اس کے اختلاط کے بعد اس پر جرح کی ہے۔

(۱) بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۶۔ ص ۳۴۹ (۲) تاریخ کبیر ج ۴: ۱۔ ص ۲۴۶
(۳) الجرح والتعدیل ۳: ۳: ۱۷۷ (۴) المجروحین ج ۲۔ ص ۲۳۱
(۵) المیزان ج ۳۔ ص ۴۲۰ (۶) المغنی فی الضعفاء ج ۲۔ ص ۵۳۶
(۷) التہذیب ج ۸۔ ص ۴۶۵ (۸) التقریب ج ۲۔ ص ۱۳۸

[2] جویبر بن سعید ازدی۔ ابوالقاسم بلخی، ان کے بارے میں

۱۔ ابن معین نے کہا کہ وہ کوئی شئ نہیں ہے۔

۲۔ دوری نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

شیخ حلیمی کا تبصرہ .... شیخ فرماتے ہیں کہ (محدثین نے مذکورہ راویوں سے) تفسیر اخذ کرنے میں تساہل سے اس لئے کام لیا ہے کہ یہ راوی جن الفاظ کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں لغات عرب ان کے الفاظ کی شہادت دیتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں ان کا عمل دخل فقط جمع اور تقریب میں ہے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوعبدالرحمن سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عباس بن محمد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا احمد بن حنبل سے۔ ان سے سوال کیا گیا جب وہ ابوالنضر کے دروازے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاشم بن قاسم کہتے ہیں کہ ان سے کہا گیا، اے ابوعبداللہ آپ موسیٰ بن عبیدہ راوی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور محمد بن اسحاق کے بارے میں؟ انہوں نے فرمایا کہ بہرحال موسیٰ بن عبیدہ اس کے ساتھ تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ منکر احادیث بیان کرتا ہے۔ عبداللہ بن دینار سے، وہ ابن عمر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے، اور رہا محمد بن اسحاق، وہ ایسا آدمی ہے کہ اس سے احادیث لکھی جاتی ہیں یعنی مغازی اور اس کی مثل (فقط)۔

بہرحال جب تیرے سامنے معاملہ آجائے حلال اور حرام کا تو پھر ہم سوچتے ہیں (ویسے لوگوں کو) یہ کہہ کر ابوالفضل یعنی عباس نے اپنے ہاتھ کی چار اُنگلیاں دونوں ہاتھوں کی بند کرلیں اور انگوٹھے کو شامل نہ کیا۔ مراد یہ تھی کہ حرام وحلال کا معاملہ ہو تو پھر ہم ان راویوں سے یوں اپنے آپ کو روک لیتے ہیں اور بند کرلیتے ہیں۔

نوع ثالث .... بہرحال نوع ثالث احادیث میں سے وہ حدیث ہے، جس کے بارے میں اہل علم بالحدیث مختلف ہوگئے ہیں اس کے ثبوت کے بارے میں (کہ آیا وہ حدیث ثابت ہوئی بھی ہے یا نہیں) بعض اہل علم تو ایسی احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک اس کے بعض راویوں میں جرح ظاہر ہوچکی ہے۔ اور بعض سے جرح پوشیدہ رہی، یا اس کے حال پر واقف نہیں ہوسکے جو اس کی خبر کو قبول کرنے کا موجب ہو۔ جبکہ اس کے سواء دوسرے اس سے واقف ہوچکے ہوتے ہیں، یا وہ معنیٰ اور مفہوم جس کے ساتھ وہ جرح کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے)

۳۔ علی بن مدینی نے کہا جو یبر نے ضحاک پر اعتماد کیا اور ان سے منکر اشیاء روایت کیں۔

۴۔ نسائی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے۔

۵۔ ابن عدی نے کہا کہ ضعف اس کی حدیث پر ہے اور روایت پر ظاہر و باہر ہے۔

۶۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا کہ اہل علم نے ایسے لوگوں سے جو حدیث میں قابل توثیق نہیں ان سے تفسیر اخذ کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ضحاک اور جویبر اور محمد بن سائب کلبی کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی حدیث نہیں اُٹھائی جاتی۔ بحوالہ تاریخ ابن معین ج ۲۔ص ۸۹، تاریخ کبیر ج ۱۔ص ۲۵۶، الجرح والتعدیل ج ۱۔ص ۲۴۰، تہذیب التہذیب ۲: ۱۲۳، ۱۲۴، المیزان ۱: ۴۲۷۔

۳؎ ضحاک بن مزاحم بالالی بلخی خراسانی۔ تمام مصادر و تمام مراجع اس بات پر متفق ہیں کہ انہوں نے صحابہ کرام سے روایت نہیں کی ہے اور العجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان اور دارقطنی نے بھی۔ بحوالہ تاریخ ابن معین ج ۲۔ص ۲۷۲، تاریخ کبیر ج ۲۔ص ۳۳۳، الجرح والتعدیل ج ۲۔ص ۴۵۸، المیزان ج ۲۔ص ۳۲۵، التہذیب ج ۴۔ص ۴۵۳

۴؎ محمد بن السائب کلبی۔ ان مفسرین میں سے ایک تھے، جن کی تفسیر کی نسبت تفسیر ابن عباس کی طرف کی جاتی ہے اور وہ بحیثیت مؤرخ اور بحیثیت نساب مشہور ہیں اور وہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔ اور ان کی روایات کثرت کے ساتھ اس بات سے موصوف کی جاتی ہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔

۱۔ ابن معین نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ لیس بشیء ہیں۔ ۲۔ عقیلی نے ان کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے۔

۳۔ ابن حبان نے اپنی جرح میں اضافہ کیا ہے، اور کہا ہے وہ سبائی شیعہ تھے۔ عبداللہ بن سباء کے اصحاب میں سے سبائی وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی فوت نہیں ہوئے اور وہ دنیا میں واپس آئیں گے قیامت سے پہلے پہلے۔ اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، اور اگر وہ لوگ بادلوں کو دیکھتے تو کہتے، ان میں امیرالمؤمنین ہیں۔

۴۔ ابن حبان نے اس کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ جبرائیل وحی حضور ﷺ پر لکھواتے تھے۔ حضور ﷺ جب بیت الخلاء میں چلے جاتے تھے تو وہ حضرت علی کے لئے لکھواتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں نے قرآن سات دن میں حفظ کیا تھا۔ ۵۔ حماد بن سلمہ نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ غیر ثقہ تھے۔

۶۔ ابن حبان نے کہا کہ کلبی کا یہ مذہب ہے دین میں۔ اور اس میں جھوٹ کا واضح ہونا اس سے زیادہ ظاہر ہے کہ اس کی وصف میں بحث کی جائے۔

دوسرے اس کو جرح نہیں سمجھتے، یا وہ اس حدیث کے انقطاع (منقطع) ہونے پر یا اس کے بعض الفاظ کے انقطاع پر واقف ہو چکے ہوتے ہیں، یا وہ اس بات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ بعض راویوں نے اس کے متن میں اس کے بعض راویوں کے قول کو بھی شامل کر دیا ہوتا ہے، یا وہ اس بات سے واقف ہو چکے ہوتے ہیں کہ اسناد حدیث حدیث میں داخل ہوگئی ہے جبکہ یہ حالت دوسروں پر مخفی رہتی ہے۔

یہ وہ نوع ہے کہ ان اہل علم بالحدیث پر جو بعد میں آئیں، لازم ہے کہ وہ محدثین اور اہل علم بالحدیث کے اختلاف پر نظر رکھیں اور اس کے قبول کرنے یا اس کو رد کرنے کے بارے میں ان کے معانی کی معرفت حاصل کرنے میں اجتہاد کریں (خوب سعی کریں)۔ اس کے بعد ان کے اقوال میں سے صحیح ترین قول کو اختیار کریں اور صحیح ترین قول کو منتخب کریں۔

فصل

مُرْسَلْ روایات اور ان کا حکم

ہر وہ حدیث جس کو ایک تابعی یا متعدد تابعی روایت کرتے ہوئے اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کر دیں اور یہ ذکر نہ کریں کہ اس کو نبی کریم ﷺ سے کس نے اُٹھایا ہے (یعنی صحابی کا واسطہ ذکر نہ کریں یہ مرسل روایت ہوتی ہے)۔ یہ روایت دو قسم کی ہوتی ہے۔

مرسل کی قسم اول .... وہ روایت جس کو بڑے بڑے تابعین نے مرسل ذکر کیا ہو، وہ کبار تابعین جو عادۃً جب ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوں جن جن سے انہوں نے سُنا ہوتا ہے تو وہ عادل لوگوں کا ذکر کرتے رہتے ہوں جن کی خبر کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے، ایسا کوئی تابعی اگر حدیث کو مرسل ذکر کرے تو اس کی مرسل پر نظر کی جائے گی۔ اگر اس کے ساتھ کسی دوسرے کی مرسل مل جاتی ہے جو اس کی تاکید کر دیتی ہے، یا کسی ایک صحابی کا قول اس کی تاکید میں مل جاتا ہے، یا عوام اہل علم اس کی طرف گئے ہیں تو ان صورتوں میں ہم اس تابعی کی مرسل روایت احکام میں قبول کر لیں گے۔

مرسل کی دوسری قسم .... جس نے روایت کو مرسل ذکر کیا ہے وہ متاخرین تابعیوں میں سے ہو جو ہر ایک سے روایت اخذ کرنے میں معروف ہو۔ اور اہل علم بالحدیث کے لئے ان روایات کے مخارج کا ضعف ظاہر ہو چکا ہو جن روایات کو وہ مرسل کرے۔ مرسل روایات کی یہ نوع یہ قسم ایسی ہے جو احکام کے سلسلے میں قبول نہیں کی جائے گی اور ان امور میں قبول کی جائے گی جو احکام سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً دعاؤں میں اور فضائل اعمال میں اور مغازی میں اور ان کے مشابہات میں۔

فصل

اختلاف احادیث اور ان کا حکم، مجہول حدیث کا حکم

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس نے، ان کو ربیع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا جب بھی دو حدیثیں اُٹھائی جائیں بایں صورت کہ دونوں اکٹھے استعمال کی جائیں گی تو وہ اکٹھے ہی استعمال ہوں گی۔ اور ان میں سے ایک دوسری کو معطل نہیں کرے گی۔ جس وقت نہ احتمال رکھیں دو حدیثیں مگر اختلاف کا، تو اختلاف ان میں دو صورتوں میں ہوگا یا دو وجوہ میں۔

وجہ اوّل : یہ کہ ان دونوں میں سے ایک ناسخ ہوگی۔اور
وجہ دوم : یہ دوسری منسوخ۔لہٰذا ناسخ پر عمل کیا جائے گا اور منسوخ کو چھوڑ دیا جائے گا۔
وجہ ثانی : یہ کہ دو حدیثیں مختلف ہوں مگر اس بات پر کوئی دلالت نہ ہو کہ ان دو میں سے کونسی ناسخ ہے اور کونسی منسوخ ہے۔دونوں میں سے کسی ایک کی طرف نہیں جایا جائے گا۔مگر ایسے سبب کے ساتھ جو اس بات پر دلالت کرے کہ ہم جس کی طرف گئے ہیں وہ اس سے زیادہ قوی ہے جس کو ہم نے ترک کردیا ہے۔اور سبب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک حدیث دوسری سے اثبت ہو تو زیادہ ثابت ہو۔

لہٰذا ہم اثبت کی طرف جائیں گے یا ایک حدیث کتاب اللہ کے زیادہ مشابہ ہو یا سنت رسول کے۔اس میں جو منسوخ ہیں اس کے جس میں دو حدیثیں مختلف ہیں حضور ﷺ کی سنت میں سے،یا وہ حدیث اَوْلٰی ہو اس اعتبار سے جس کو اہل علم پہچانتے ہیں یا زیادہ صحیح ہو قیاس میں یا وہ ایسی ہو جس پہ اکثر صحابہ کی عمل ہو۔اور جس وقت کوئی حدیث مجہول ہو،یا مرغوب ہو اس سے جس نے اس کو اُٹھایا ہے۔وہ ایسے ہوئی جیسے وہ آئی ہی نہیں ہے (گویا کہ وہ ہے ہی نہیں)۔اس لئے کہ وہ ثابت ہی نہیں ہے۔

فصل

رسول اللہ ﷺ کی بعثت،نزول قرآن،حفاظت خداوندی

اس باب میں جس بات کی معرفت کا ہونا انتہائی اہم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اپنی باعزت کتاب اُتاری اور پھر اس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی ہے۔

یہ فرما کر : کہ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ۔ (سورۃ الحجر : آیت ۹)
بے شک اس ذکر خاص کو (قرآن کو) ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے دین،اپنی کتاب کے حوالے سے ان کی وضاحت اور تشریح کے منصب پر فائز فرمایا۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۔ (سورۃ النحل : آیت ۴۴)
اور ہم ہی نے آپ کی طرف قرآن مجید کو اس لئے اُتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس کی وضاحت کریں جو پیغام ان کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ غور وفکر کریں۔(سوچیں سمجھیں)

پھر اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کی اُمت میں بٹھائے رکھا،یہاں تک کہ انہوں نے اپنی اُمت کے لئے ان تمام امور کی وضاحت کردی جن کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت کی طرف قبض کرلیا،یعنی آپ کو وفات دے دی، اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کو واضح راستے پر چھوڑ دیا تھا۔مسلمانوں پر کوئی بھی مشکل یا پریشانی آنے والی جب بھی آئی تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اس کا بیان صراحۃً یا دلالۃً موجود پایا۔

دین اور شریعت محمدی ﷺ کی حفاظت کا قدرتی نظام

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ادوار میں سے ہر دور میں ایسے آئمہ دین مقرر کر دیئے جو آپ کی شریعت کو بیان کرنے اور آپ کی اُمت پر اس کی حفاظت کے لئے شریعت سے بدعت کو دھکر نے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

جیسے ہمیں خبر دی ہے ابو سعد احمد بن محمد صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع زہرانی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو بقیہ بن ولید نے، ان کو معان بن رفاعہ نے، ابراہیم بن عبدالرحمن عذری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"اس علم دین کا ہر پیچھے آنے والا عادل انسان وارث بن جائے گا۔ وہ لوگ اس علم دین سے غلو کرنے والوں کی تحریف کی نفی کریں گے (غلو دین میں مبالغہ کرنا)۔ اور باطل پرستوں کے رد خال وادراج کی نفی کریں گے اور جاہل لوگوں کی تاویل کرنے اور مطلب بگاڑنے کو ختم کریں گے"۔

اس کو ولید بن مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابراہیم بن عبدالرحمن سے، اس نے اپنے پکے اور ثقہ شیوخ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ اس مذکورہ حدیث کی عملی اور واقعاتی تصدیق صحابہ کرام کے دور میں بھی موجود رہی۔ اس کے بعد تمام ادوار میں سے ہر ہر دور کے اندر ہمارے آج کے دن تک۔

سنت رسول کے تحفظ کا قدرتی انتظام .... سنت رسول کے راویوں اور ناقلین کی معرفت رکھنے کے لئے تمام ادوار میں سے ہر دور میں ایک جماعت کھڑی ہو گئی تھی۔ جنہوں نے (حدیث رسول وسنت رسول کو بیان کرنے والوں) احوال کی معرفت حاصل کی اور ان کے بارے میں واقف ہو گئے، ان کے بارے میں جرح اور تعدیل میں۔ (یعنی راوی کی کمزوری ظاہر کرنا، راوی کی سچائی بیان کرنا)

پھر اس جماعت نے ان راویوں کی معرفتِ رسول بیان کی اور کتابوں میں اس کو محفوظ اور مدون کیا، یہاں تک کہ جو شخص راویوں کی معرفت کا ارادہ کرے آسانی سے اس کی طرف راستہ پا سکے۔

راویوں پر محدثین کی جرح وتعدیل کی بابت فقہاء اُمت کا کردار

تحقیق فقہاء امصار نے بھی جرح وتعدیل میں کلام کیا ہے۔ علماء حدیث کے علاوہ۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو ابو سعد خلال نے، ان کو ابوالقاسم بغوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمود بن غیلان ترمذی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حمانی نے (امام اعظم) ابو حنیفہ سے، کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جابر[1] جعفی سے بڑا جھوٹا کسی ایک شخص کو نہیں دیکھا۔ اور عطا[2] بن ابو رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

(۱) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالحمید حمانی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سُنا ابو سعد صغانی سے کہ وہ (امام اعظم) ابو حنیفہ کے سامنے سوال کرنے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے ابو حنیفہ آپ سفیان ثوری سے حدیث اخذ کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

---

[1] جابر بن یزید بن حارث جعفی کوفی اصحاب عبداللہ بن سبا میں سے تھے (یعنی سبائی شیعہ تھے)۔ وہ کہتے ہیں علی علیہ السلام دنیا میں واپس لوٹ آئیں گے۔ اور وہ دعویٰ کرتے تھے ان کے پاس اتنے ہزار احادیث ہیں رسول اللہ ﷺ کی جو حضور نے بولی بھی نہیں ہیں۔ امام احمد نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کو محدث یحییٰ بن معین نے ترک کر دیا ہے۔ اور محدث عبدالرحمن بن مہدی نے بھی۔ اور نسائی نے کہا کہ وہ متروک ہے۔ علامہ عقیلی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ محدث بن حبان اور عجلی نے اس پر جرح کی ہے۔ یہ کتب دیکھیں: المجروحین ۲۰۸/۱۔ المیزان ۳۷۹/۱۔ التہذیب ۴۶/۲۔

[2] عطا بن ابو رباح۔ متفقہ طور پر ثقہ راوی ہے۔ محدثین کی جماعت نے ان کی روایات لی ہیں۔ تہذیب التہذیب میں اس کا عنوان موجود ہے۔ جلد ۲ ص ۱۹۹۔ ترمذی کتاب العلل ۷۴/۵۔

انہوں نے جواب دیا کہ آپ ان سے حدیث لکھئے، وہ ثقہ راوی ہیں ماسواء احادیث ابواسحاق کے جو حارث سے ہوں اور جابر جعفی کی روایت کردہ حدیث۔ (یعنی یہ احادیث نہ لکھنا اور نہ لینا)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حرملہ سے، وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ حرام[۳] بن عثمان سے روایت کرنا حرام ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن غضائری نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی احمد بن ابوسلمان نے، ان کو جعفر بن محمد صائغ نے، ان کو عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ، سفیان ثوری، مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حدیث بیان کرنے میں تہمت زدہ ہو اور حدیث کو حفظ بھی نہ کرسکتا ہو، ان سب مذکورہ اماموں نے فرمایا کہ ایسے شخص کا معاملہ لوگوں سے بیان کرو۔ (یعنی اس لئے کہ لوگ اس کے بارے میں دھوکہ نہ کھائیں)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسعد ہروی نے ابوبکر بن خلاد سے، وہ کہتے ہیں محدث حضرت یحییٰ بن سعید سے کہا گیا کہ کیا آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ آپ نے جن جن لوگوں کی روایت لینا چھوڑ دی ہے وہ کل قیامت کے دن آپ کے خلاف دشمن بن کر اللہ کے نزدیک جھگڑا کریں یا دعویٰ کریں؟

انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ کے ہاں میرے خلاف مدعی بن جائیں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اُس بات سے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے ہاں میرے خلاف مدعی بن کر جھگڑا کریں۔ اور وہ فرمائیں کہ تم نے مجھ سے ایسی حدیث کیوں بیان کی تھی جس کو تو جانتا تھا کہ وہ جھوٹ ہے؟

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالولید فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے سُنا تھا، فرماتے تھے اگر شعبہ جیسا محدث نہ ہوتا تو عراق میں حدیث نہ پہچانی جاتی۔ وہ ایک آدمی کے پاس آکر کہتے تھے حدیث بیان نہ کرو ورنہ میں تیرے خلاف شاہی عدالت میں دعویٰ کروں گا۔

خلاصہ مطلب : یہ ہے کہ لوگ اس طرح سنت رسول ﷺ کی عزت وحرمت کا دفاع اور تحفظ کرتے تھے۔ چنانچہ اس کے شواہد کثیر ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ ذکر کردیا ہے اس میں طوالت سے استغناء ہے۔

کتاب ہٰذا میں نقل احادیث کے بارے میں مصنف کی وضاحت

یہ (مذکورہ مکتوب) کتاب دلائل نبوت اور بیان احوال صاحب شریعت صلوات اللہ علیہ کا مقدمہ تھا۔ جس کے پیش کرنے کا مجھے شیخ ابوالحسن حمزہ بن محمد بیہقیؒ نے حکم دیا تھا جس کو میں نے انتہائی حسن عقیدت کے ساتھ اور جمیل وخوبصورت نیت کے ساتھ معجزات نبی رسول مرتضیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں اور آپ ﷺ پر جو حالات جاری ہوئے ان کے بارے میں ترتیب دیا ہے تاکہ اس مقدمہ کے ذریعہ ان احادیث کی صحیح حقیقت تک رسائی حاصل کی جائے، جن احادیث کو میں اس کتاب میں لایا ہوں تراجم وعنوانات کے ذکر کے ساتھ آنے والی جزیا جلد میں۔

اور یہ بات بھی جان لی جائے کہ ہر ایک حدیث جس کو میں نے کتاب میں درج کیا ہے اس کے پیچھے میں نے ایسی حدیث بھی ذکر کی ہے جو مذکورہ حدیث کی صحت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اگر کہیں کسی حدیث کو میں نے مبہم چھوڑ دیا ہے تو وہ اس لئے کہ وہ حدیث بھی مقبول ہے

[۳] حرام بن عثمان انصاری مدنی ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ وہ ثقہ راوی نہیں ہے۔ امام شافعی اور دیگر نے کہا کہ حرام راوی سے روایت کرنا حرام ہے۔ محدث ابن حبان نے کہا کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا شیعہ تھا۔ روایتوں کی اسناد کو اُلٹ پلٹ کر مرسل روایات کو مرفوع بنادیتا تھا۔

اس روایت کی مثل جس کا میں نے استخراج کیا ہے، اور نہیں قریب ہے کہ میں کسی روایت کو اس کی ایسی اسناد کے ساتھ لایا ہوں جس میں ضعف ہو اور میں نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہو مگر اعتماد اس کے علاوہ کسی دوسری حدیث پر ہی کیا ہو۔

معجزات پر دیگر مصنفین کی کتب کی حالت .... جبکہ صورت حال اس طرح ہے کہ متاخرین میں سے ایک جماعت نے معجزات وغیرہ میں کتب تصنیف کی ہیں اور وہ لوگ ان کتابوں میں اخبار کثیرہ لے آئے ہیں، نہ انہوں نے ان میں صحیح کی تمیز کی ہے نہ بیمار روایت کی، نہ مشہور کی نہ غریب کی، نہ موضوع کی نہ من گھڑت کی۔ یہاں تک کہ جس شخص کی نیت احادیث کو قبول کرنے میں اچھی اور نیک ہے اس کو بھی ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور اس کو بھی جس کا سرے سے عقیدہ ہی خراب ہے روایات کو قبول کرنے کے بارے میں یا رد کرنے میں، ان مصنفین نے کوئی فرق نہیں کیا۔ بس کثرت کے ساتھ روایات واخبار درج کر دی ہیں۔

مصنف کی کتاب ہذا کی طرز .... میری عادت ان تمام کتب میں جو اصول وفروع میں تصنیف ہوئی ہیں، یہ ان ہی سے میں نے ان اخبار پر اکتفاء کیا ہے جو ان میں سے صحیح ہیں۔ ان روایات کو ترک کر دیا ہے جو صحیح نہیں ہیں۔ اور یہ عادت رہی ہے کہ صحیح اور غیر صحیح میں تمیز اور فرق کیا جائے تاکہ ان اخبار واحادیث میں نظر کرنے والا ناظر جو اہل السنّت میں سے ہے وہ ان پر علی وجہ البصیرت اعتماد کر سکے۔ اور اہل بدعت میں سے جس کا دل کج ہو چکا ہو اخبار کو قبول کرنے سے، وہ آثار کے بارے میں جن پر اہل سنت نے اعتماد کیا ہے وہ ان کو حقیر سمجھنے کی راہ نہ پا سکے۔

محدثین کی انتہائی درجے کی کوشش .... جس شخص نے ارباب حدیث کی حفاظت حدیث کی بابت ان کی انتہائی کوشش کو بنظر غائر دیکھا ہے، جو انہوں نے راویوں کے احوال کی معرفت کے بارے میں کی ہے اور جو احادیث قبول کی جاتی ہیں یا رد کی جاتی ہیں، وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ان حضرات نے اس بارے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر ڈالی ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ اگر بیٹا تھا تو اس نے اپنے باپ کے بارے میں عیب نکالا ہے اور اعتراض کیا ہے۔ جب باپ سے کوئی ایسی لغزش سرزد ہوئی ہے جو اس کی خبر کو رد کرنے کا موجب ہے۔ اور اگر باپ تھا تو اس نے اپنے بیٹے کے بارے میں، اور اگر بھائی تھا اس نے اپنے بھائی کے بارے میں (اعتراض کرنے سے گریز نہیں کیا اگر اس سے ایسی لغزش ہوئی ہو جو اس کی حدیث کو رد کرنے کا موجب ہو)۔ ان کو اس بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر نہیں ہوا۔ نہ ہی کوئی رشتہ داری ان کے راستے کی رکاوٹ تھی، نہ ہی کوئی مالی مفاد ان کو روک سکا۔ اس بارے میں ان کی حکایات وواقعات کثیر ہیں اور وہ میری تصنیف شدہ کتب میں مکتوب ہیں۔

جو شخص میری کتابوں میں صحیح اخبار اور سقیم میں میرے فرق کرنے پر واقف ہو چکا ہے اور توفیق ایزدی نے بھی اس کی یاوری کی ہے وہ میری سچائی کو جان چکا ہے اس بات سے جو میں نے ذکر کی ہے۔

اور جس شخص نے اس بارے میں گہری نظر سے نہیں دیکھا اور توفیق ایزدی نے بھی اس کی مدد نہیں کی، میری وضاحت بھی اس بارے میں اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی، اگرچہ میں کتنا ہی زیادہ وضاحت کر لوں۔ اور میری وضاحت کرنا درحقیقت اس کے لئے ہے ہی نہیں، اگرچہ یہ وضاحت اس کے پاس پہنچ بھی جائے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا تُغْنِي الْاٰيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ یونس: ۱۰۱)

جس قوم کے اندر سے تسلیم ورضاء کا مادہ ختم ہو جائے، ان کو قرآن مقدس کی آیات بھی اور انبیاء جیسے ڈرانے والے بھی کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔

☆☆☆

کتاب دلائل النبوۃ معرفت احوال صاحب شریعت

حضرت محمد بن عبداللہ، خیرُ البریہ، رسولِ ربّ العزۃ صلی اللہ علیہ وسلم جن ابواب وعنوانات پر مشتمل ہے ان کا اجمالی تذکرہ وخلاصہ

(جلد اوّل)

۴۷۔ اس بات کا بیان کہ حضور ﷺ کے ظہور کے بعد کاہنوں کی خبروں کا سلسلہ اکثر منقطع ہوگیا۔
۴۸۔ ایک جن کا اپنے ساتھی کو نبی کریم ﷺ کے ظہور کی اطلاع دینا۔
۴۹۔ حضور ﷺ کے ظہور سے بچھڑے کا ذبح ہوجانا۔ سواد بن قارب کی حدیث۔
۵۰۔ مازن طائی کے مسلمان ہونے کا سبب۔ اور حفاف بن نضلہ وغیرہ۔
۵۱۔ مشرکین مکہ کا رسول اللہ ﷺ سے نشانی دیکھانے کا مطالبہ۔ اور حضور کا شق القمر دکھانا۔
۵۲۔ مکہ میں حضور ﷺ سے اہل مکہ کے دیگر سوالات۔
۵۳۔ رسول اللہ ﷺ کو اور صحابۂ کرام کو مشرکین سے جو اذیت پہنچی اس کا ذکر۔ ان کا ہجرت پر مجبور کردینا۔ اس میں حضور ﷺ کا اتمام امر کرنا۔ اس میں حضور کا صدق اور نشانیوں کا ظہور۔
۵۴۔ ہجرت اُولیٰ حبشہ۔ پھر ہجرت ثانیہ۔ اس میں نشانیوں کا ظہور۔
۵۵۔ نجاشی کا تصدیق کرنا اور اس کا اتباع کرنا۔
۵۶۔ حضور ﷺ کا شعب ابی طالب میں دخول اور اس پر جو نشانیاں ظاہر ہوئیں۔
۵۷۔ استہزاء کرنے والوں کا ذکر جن کو اللہ نے سزا دی اور اس میں نشانیوں کا ظہور۔
۵۸۔ قریش میں سے جنہوں نے نافرمانی کی۔ ان کے حضور ﷺ کی طرف سے قحط سالی کی بددعا کرنا اور اللہ کا قبول کرنا۔
۵۹۔ سورۂ روم کی آیت کا نزول اور اس میں حضور ﷺ کی تصدیق ظاہر ہوئی۔
۶۰۔ قریش کے ساتھ افراد کے لئے حضور ﷺ کی بددعا، ان میں ابولہب بھی تھے۔ اور اللہ کا قبول کرنا۔
۶۱۔ وفات ابوطالب۔
۶۲۔ وفات خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد۔
۶۳۔ واقعہ اسراء رسول اللہ ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک۔
۶۴۔ اس کے بعد آسمانوں کی طرف عروج اور اس میں جو نشانیاں ظاہر ہوئیں معراج میں۔
۶۵۔ حضور ﷺ کا خبر دینا جو انہوں نے معراج میں دیکھا۔ اور صلوات خمس کی فرضیت۔
۶۶۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ سے آپ کی شادی۔
۶۷۔ نبی کریم ﷺ کا اپنی ذات کو قبائل عرب پر پیش کرنا۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے ساتھ مدینہ میں سے انصار کو عزت بخشی۔
۶۸۔ حدیث سوید بن صامت۔ ایاس بن معاذ۔ ابان بن عبداللہ بجلی، سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ اور مکہ میں ہاتف غیبی کی آواز سنائی دینا۔
۶۹۔ ذکر عقبہ اُولیٰ۔ موسم حج میں جو لوگ انصار میں سے آئے اسلام پر، ان کی بیعت۔
۷۰۔ ذکر عقبہ ثانیہ۔ اور انصار میں سے جو لوگ حاضر ہوئے ان کی بیعت۔ ہجرت مدینہ بعض اصحاب کی طرف سے کی۔
۷۱۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کا مکر کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کی حفاظت کرنا۔
۷۲۔ حضور ﷺ کا اپنے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے میں غار حرا کی طرف نکلنا اور نشانیوں کا ظہور۔
۷۳۔ سراقہ بن مالک بن جعشم کے پیچھا کرنا اور اس میں جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے۔
۷۴۔ حضور ﷺ کا اُم معبد کے خیمے کے پاس سے گزرنا اور اس میں جو دلائل ظاہر ہوئے۔ علاوہ ازیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے میں جو نشانیاں ظاہر ہوئیں۔
۷۵۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے استقبال میں جن اصحاب نے آپ کا استقبال کیا۔

۷۶۔ اس کے بعد وہ نشانیاں جو ظاہر ہوئیں۔ انصار میں، دخول مدینہ میں، نزول مدینہ میں۔ آپ کی آمد پر مسلمانوں کا خوش ہونا۔ صہیب رومی کا پیچھے روانہ ہونا۔ اور اس کی حالت کے بارے میں قرآن کا خبر دینے کا اعجاز۔

۷۷۔ حضور ﷺ کا مدینہ میں خطبہ دینا اور اس میں تذکرہ کرنا۔

۷۸۔ عبداللہ بن سلام کا آنا اور اسلام قبول کرنا۔ اور اس کے اصحاب کا اسلام قبول کرنا۔ اور ان سب کا شہادت دینا کہ حضور ﷺ وہی نبی ہیں جس کے بارے میں وہ توراۃ میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔

۷۹۔ حضور ﷺ کا مدینہ میں مسجد تعمیر کرنا۔ اس مسجد کا ذکر جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ تعمیر مسجد کے وقت حضور ﷺ کا خبر دینا، جس کی تصدیق حضور ﷺ کے بعد ہوئی۔ عمار بن یاسر کا قتل اور آخری مشروب۔

۸۰۔ منبر بنوانا۔ اور منبر رکھنے اور اس پر بیٹھنے میں جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے۔ سوکھے تنے کا رونا۔ جس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

۸۱۔ صحابۂ کرام کا مدینہ میں وبا سے دوچار ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو اس سے محفوظ رکھنا۔

۸۲۔ حضور ﷺ کا وباء کو مدینہ سے ہٹانے کی دعا کرنا۔ حضور ﷺ کا مدینہ کی حرمت قائم کرنا۔

۸۳۔ قبلہ کا کعبہ کی طرف پھیر دیا جانا۔ (تحویل قبلہ)

۸۴۔ جہاد و قتال کی اجازت ملنا۔

(جلد سوئم)

۸۵۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا۔ (وہ جنگیں جن میں آپ بذاتِ خود شریک ہوئے اور وہ جن میں دستہ روانہ کیا۔

۸۶۔ پہلا سریہ (یا فوجی مہم) وہ تھی جس میں آپ کے چچا حمزہ بھیجے گئے اور عبید بن حارث اور سعد بن ابوقاص۔

۸۷۔ غزوۂ ابواء۔ غزوہ رضویٰ اور عشیرہ۔ بدر اُولی اور سریہ عبداللہ بن جحش۔

۸۸۔ باب غزوۂ بدر کبریٰ۔ یا عظمٰی۔ اس میں کئی باب ہیں۔

۸۹۔ غزوۂ بدر عظمٰی میں جن دلائل نبوت کا ظہور ہوا۔ مثلاً نصرت کے لئے فرشتوں کا نازل ہونا وغیرہ نشانیاں۔

۹۰۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا قصہ اور اس کی ہجرت۔

۹۱۔ رسول اللہ ﷺ کا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنا۔

۹۲۔ پھر زینب بنت خزیمہ سے نکاح کرنا۔

۹۳۔ پھر حضور ﷺ کا اپنی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کرنا۔ آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

۹۴۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے۔

۹۵۔ حضور ﷺ کا بدر سے واپسی پر بنی سُلیم کی طرف نکلنا۔

۹۶۔ غزوۂ ذات السویق۔

۹۷۔ غزوۂ غطفان اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے۔

۹۸۔ غزوۂ ذی قرد۔

۹۹۔ غزوۂ قریش و بنی سلیم۔

۱۰۰۔ غزوۂ بنی قینقاع۔

۱۰۱۔ غزوۂ بنی نضیر۔ اس کے قول کے مطابق جس کا خیال ہے کہ وہ غزوۂ احد سے پہلے ہوا تھا اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے۔

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

۱۸۸۔ اُونٹ کا حضور ﷺ کو سجدہ کرنا۔ اور دیگر وحشی جانوروں کا حضور ﷺ کے ساتھ تواضع کرنا۔
۱۸۹۔ حُمَّرَہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے حال کی شکایت کرنا۔
۱۹۰۔ ہرنی کا حضور ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا اور گوہ اور بھیڑیئے کا آپ کی رسالت کی گواہی دینا۔
۱۹۱۔ شیر کا حضور ﷺ کے غلام سفینہ کا احترام کرنا۔
۱۹۲۔ مجاہد کا ذکر۔ جس کا گدھا زندہ کردیا گیا تھا چل بسنے کے بعد۔
۱۹۳۔ اس مہاجر کا ذکر جس کی دعا کے ساتھ اللہ نے اس کا بیٹا زندہ کردیا تھا۔
۱۹۴۔ اور اس میں جو خبر ہے۔ قصہ علاء بن حضرمی کا۔
۱۹۵۔ بھیڑیئے کا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا۔
۱۹۶۔ شیر خوار اور گونگے کا رسالت کی شہادت دینا۔
۱۹۷۔ طعام کا تسبیح کرنا۔ جس کو صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ کھا رہے تھے۔
۱۹۸۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں اور بعض صحابہ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیح کرنا۔
۱۹۹۔ کھجور کے تنے کے رونے میں دلائل نبوت۔
۲۰۰۔ حضور ﷺ جس راستے پورے چلتے پورے راستے پر خوشبو مہکتی تھی۔
۲۰۱۔ شجر اور حجر کا حضور ﷺ کے آگے سجدہ کرنا۔
۲۰۲۔ حضور ﷺ کی دعا پر گھر کی دیواروں۔ دروزے کی چوکھٹ کا آمین کہنا۔
۲۰۳۔ حضور ﷺ کے اپنے صحابہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھنے میں دلائل نبوت۔
۲۰۴۔ حضور ﷺ کی صاحبزادی کے دو بیٹوں کے لئے چمک اور روشنی پیدا ہونے میں دلائل نبوت۔
۲۰۵۔ دو آدمیوں کی لالٹین کا روشن ہوجانا۔ ایک آدمی آپ کے صحابہ میں سے تھا۔
۲۰۶۔ اندھیری رات میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی اُنگلی کا روشن ہوجانا وغیرہ آثار۔
۲۰۷۔ حضور ﷺ کی مستجاب دعاؤں میں۔ کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں۔
۲۰۸۔ شفاء کے بارے میں حضور ﷺ کی تمام دعاؤں کی اجابت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔
۲۰۹۔ آپ ﷺ کی دعاؤں کی برکات کے ظہور میں۔
۲۱۰۔ حضور ﷺ کا دعائیں کرنا کفار کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کا قبول کرنا ان دعاؤں کو۔
۲۱۱۔ یہودیوں کے سوالوں وغیرہ کے بارے میں ابواب۔
۲۱۲۔ پھر ان کا حضور ﷺ کے احوال وضاحت سے لاتعلقی ظاہر کرنا اور کچھ کا ان میں سے مسلمان ہوجانا۔
۲۱۳۔ نبی کریم ﷺ کا خبر دینا آدمیوں کی طرف سے وصول خبر سے پہلے پہلے۔ اس میں دلیل نبوت ہے۔
۲۱۴۔ نبی کریم ﷺ کا ہونے والے واقعات کے بارے میں خبر دینا جو حضور ﷺ کے بعد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ان تمام چیزوں میں اپنے نبی ﷺ کو سچا قرار دینا، ان میں کچھ واقعات ایسے تھے جن کی تصدیق آپ کے زمانے میں ہوگئی تھی۔ بعض وہ تھے جن کی تصدیق آپ کے خلفاء کے زمانوں میں ہوئی۔ بعض وہ تھے جن کی تصدیق ان کے بعد ہوئی۔ ان تمام امور میں آپ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

(جلد ہفتم)

۲۱۵۔ ابواب۔ اس شخص کے بارے میں جس نے بعض آثار نبوت محمد ﷺ خواب میں دیکھے۔ یا ان کو قبر سے سُنا۔ یا کہیں اور سے۔ اس میں دلیل نبوت ہے۔

۲۱۶۔ ابواب کیفیت نزول وحی رسول اللہ ﷺ پر۔ اور وحی کے آثار آپ کے چہرے مبارک پر ظاہر ہونے میں دلیل نبوت ہے۔
۲۱۷۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا یا دیگر فرشتوں کو دیکھنے میں دلیل نبوت ہے۔
۲۱۸۔ کتاب اللہ کے ساتھ منتر پڑھنا (یعنی بیمار پر دم، پھونک کرنے اور اس کے ذکر کے ساتھ حفاظت کرنے میں دلیل ہے۔
۲۱۹۔ بعض صحابہ نے شیطان کو دیکھا اور اس بارے میں اس سے بچنے کا جو ذکر ہے اس میں نبوت کی دلیل ہے۔
۲۲۰۔ جو شخص اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو گیا اسی وقت اس پر عذاب ظاہر ہو جانے میں دلیل نبوت ہے۔
۲۲۱۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو آیت کبریٰ یعنی بڑی نشانی عطا کی گئی۔ پوری قوم جس سے عاجز تھی۔
۲۲۲۔ ابواب نزول قرآن کے بارے میں اور اس کی ترکیب و ترتیب میں۔
۲۲۳۔ مجموعہ ابواب۔ مرض و وفات رسول اللہ ﷺ۔ اور ان کے مابین جو آثار نبوت اور دلالت صدق کا ظہور ہوا۔
۲۲۴۔ حضور ﷺ کو غسل و کفن دینا۔ آپ کے اُوپر جنازہ پڑھنا۔ آپ کو دفن کرنا و وفات رسول ﷺ سے مسلمانوں پر عظیم مصیبت کا ٹوٹ پڑنا۔ اس مصیبت پر مسلمانوں سے فرشتوں کا تعزیت کرنا۔ ان سب امور میں دلائل نبوت ہیں۔
۲۲۵۔ اہل کتاب کے پاس وفات رسول کی خبر پہنچنے سے قبل ان کا حضور ﷺ کی وفات کی معرفت ہونا بسبب اس کے کہ وہ اپنے پاس توراۃ و انجیل میں اس بارے میں لکھا ہوا پاتے تھے۔ اس میں دلیل نبوت ہے۔
۲۲۶۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے بارے میں جو فرمان آیا ہے اس میں نبوت کی دلیل ہے۔ پھر ازواج رسول اور اولاد رسول کا ذکر۔ صلوات اللہ علیہ وعلیہم جب بھی ان کو یاد کرنے والے یاد کریں یا غافل ہونے والے ان سے غافل ہوں (اللہ رحمتیں نازل کرے) اس سب میں دلائل نبوت ہیں۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرا آخری عہد ہے۔ جس میں شیخ الرئیس نے حکم دیا تھا، کتاب دلائل النبوت کے مدخل اور مقدمہ کے بارے میں اگر یہ ان کی مرضی اور پسند کے مطابق واقع ہوا ہے تو یہ اللہ جل شانہٗ کی محض توفیق ارزانی سے ممکن ہوا ہے۔ اس کے بعد میری صاف اور جمیل نیت کے ساتھ اور میرے حسن اعتقاد و یقین کے ساتھ ممکن ہوا ہے۔ اور اگر شیخ اس میں کوئی خلل، خرابی یا کوتاہی دیکھیں تو یہ میری جسمانی کمزوری اور میری کوتاہ بینی سے ہے، جو میری اولاد میں غموں کی کثرت کی وجہ سے ہے۔

اللہ کے فضل کے بعد میرا بھروسہ اس کے کرم پر ہے جو معبود و موجود ہے۔ اس کے احسان میں سے جو بندوں کی طرف ہے، اور اس کی پیشگی عنایت اور رعایت پر جو ان تمام حالات میں بندوں کی دستگیری کرتی ہے۔ میری دعا ہے ان سب کے لئے اور حضور ﷺ کے عزیزوں کے لئے دائمی چیز کی اور میری ثناء ان کے لئے ہے خوبصورت طریقے پر جو لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس میں قبولیت فرمائے گا اور تمام نیک دعائیں کرنے والوں میں اور اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا مصنف کی اور تمام مسلمانوں کی تمام آفات و بلیات سے محض اپنی ذات کے فضل سے۔ سلام ہوں رسول پاک پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

تمام خوبیاں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ اور ان کی آل طیبین طاہرین پر اور سلام کثیر نازل فرمائے قیامت تک اور رحمتیں نازل ہوں ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور سلام۔ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کام بنانے والا ہے۔

☆☆☆

دلائلِ نبوت، معرفتِ حالات، صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و الہٖ و صحبہٖ اجمعین

امام حافظ ابوبکر : احمد بن حسین بن علی البیہقی مصنف کتاب ہذا رحمہ اللہ نے فرمایا ۔

خطبہ کتاب

الحمد للّٰہ الذی خلق السموات والارض ، وجعل الظلمات والنور ، وابتدع الجواھر والاعراض ، ورکب الصور والاجساد ، وقضی الموت والحیاۃ ، وقدر المعاش والمعاد ، واعطی من شاء من السمع والبصر والفؤاد ، ومن شاء منھم المعرفۃ والعقل والنظر والاستدلال ، ومن شاء منھم الھدایۃ والارشاد ، وبعث الرسل بما شاء امرہ ونھیہ ، مبشرین بالجنۃ من اطاعہ ، ومنذرین بالنار من عصاہ ، وأیدھم بدلائل النبوۃ وعلامات الصدق ، لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسل ، وخصنا بالنبی المکی ، والرسول الامین ، سید المرسلین ، وخاتم النبیین ، ابی القاسم : محمد بن عبداللّٰہ بن عبد المطلب ، افضل خلقہ نفسا ، واجمعھم لکل خلق رضی فی دین ودنیا ، وخیرھم نسبا ، واشرفھم دارا ، ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق ، الی کافۃ المکلفین من الخلق ۔ فتح بہ رحمتہ ، وختم بہ نبوتہ ، واصطفاہ لرسالتہ ، واجتباہ لبیان شریعتہ ورفع ذکرہ مع ذکرہ ۔ وانزل معہ کتابا عزیزا قرانا کریما مبارکا مجیدا دلیلا مبینا وحبلا متینا وعلما زاھرًا ، ومعجزًا باھرًا ، اقترن بدعوتہ ایام حیاتہ ، ودام فی امتہ بعد وفاتہ ۔ وامرہ فیہ بان یدعو مخالفیہ الی ان یاتوا بمثلہ ۔ والعربیۃ طبیعتھم ، والفصاحۃ جبلتھم ، ونظم الکلام صنعتھم ۔ فعجزوا عن المعارضۃ ، وعدلوا عنھا الی المسایفۃ التی ھی اصعب مما دعاھم الیہ ، وتحداھم بہ ، کما قال ۔ عزوجل ۔ :

﴿ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یأتون بمثلہ ، ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا ﴾

مع سائر ما اتاہ اللّٰہ وحباہ من المعجزات الظاھرات ، والبینات الباھرات

﴿ لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ﴾

فبلغ الرسالۃ ، وادی النصیحۃ ، واوضح السبیل ، وانار الطریق ، وبین الصراط المستقیم ، وعبد اللّٰہ حتی اتاہ الیقین فصلوات اللّٰہ علیہ ، وعلی الہ الطیبین ، کلما ذکرہ الذاکرون ، وغفل عن ذکرہ الغافلون ، افضل صلاۃ وازکاھا ، واطیبھا وانماھا ۔

امابعد !

بہرحال میں جب اللہ کی مدد کے ساتھ اور اس کی حسن توفیق کے ساتھ ان اخبار کی تخریج سے فارغ ہوا جو اسماء اور صفات کے بارے میں وارد ہیں اور رویت، ایمان، تقدیر، عذاب قبر، اشراط قیامت، مر کر اٹھنے کے بارے میں، میزان، حساب، صراط، حوض کوثر، شفاعت کے بارے میں جنت اور جہنم وغیرہ امور کے بارے میں جو اصول کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور ان کی تمیز کے بارے میں ۔ تاکہ اس شخص کے لئے معاون ثابت ہوں

جوان میں کلام کرے۔اور استشہاد کرے اس میں جو اس کو پہنچے مگر اس کے حال کو نہیں جانتا۔اور ان میں سے کون سی قبول کی جائے گی اور کون سی رد کی جائے گی؟اس سب کچھ کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ میں بعض وہ چیزیں جمع کروں جو ہمیں ہمارے نبی محمد ﷺ کے معجزات میں سے پہنچی ہیں اور آپ کی نبوت کے دلائل بھی تا کہ ان کے لئے حضور ﷺ کی نبوت کے اثبات میں معاون ثابت ہوں۔

لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔آغاز میں اس چیز کے بارے میں جس کا ارادہ کر چکا تھا۔اور میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ استعانت پکڑی۔اس چیز کے اتمام اور پورا کرنے میں جس کا قصد کر چکا ہوں۔اس کے ساتھ وہ چیز بھی جو آپ کی شرافت اصل جو ہماری طرف نقل ہو کر آئی ہے اور آپ کی ولادت کی طہارت اور اس کے اسماء اور صفات کا بیان۔اور آپ کی زندگی کا انداز،اور آپ کی وفات کی وقت اور دیگر امور جن کا تعلق آپ کی معرفت سے ہے،اس نہج پر جس کی میں نے تصانیف میں شرط مقرر کی ہے یعنی صحیح پر اکتفاء کرنا،سقیم کے مقابلے میں۔اور اکتفاء کرنا معروف پر غریب کے مقابلے میں۔مگر اس امر میں جس میں صحیح اور معروف کے ساتھ مراد واضح نہ ہو غریب کے بغیر۔تو پھر میں اس کو بھی لے آؤں گا۔تاہم اعتماد اس مجموعی ذخیرے پر ہوگا جو ہم صحیح اور معروف پیش کریں گے۔اہل مغازی اور اہل تواریخ کے نزدیک۔اور توفیق اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتی ہے۔وہی میرے لئے کافی ہے میرے امور میں اور وہ بہترین کارساز ہے۔

وباللّٰہ التوفیق، وھو حسبی فی اموری، ونعم الوکیل

باب ۱

ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس دن کا بیان جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک ؒ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے،ان کو ابو محمد اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد طیالسی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے،ان کو غیلان بن جریر نے،ان کو عبداللہ بن معبد زمانی نے ابوقتادہ سے کہ ایک اعرابی نے کہا،یا رسول اللہ ﷺ آپ پیر کے دن کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟حضور ﷺ نے فرمایا:یہ وہ دن ہے جس دن میری ولادت ہوئی تھی اور اسی پیر کے دن ہی مجھ پر قرآن مجید نازل ہوا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف یعقوب بن سفیان فسوی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابان بن یزید نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن جریر نے۔وہ غیلان ہے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن سماک نے بغداد میں،اور حسن بن یعقوب عدل نے نیشاپور میں،ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوطالب نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید نے قتادہ سے،اس نے غیلان بن جریر سے،اس نے عبداللہ بن معبد کرمانی سے،اس نے ابوقتادہ انصاری سے۔کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ سے سوال کیا،پیر کے دن کے روزے کے بارے میں،تو حضور ﷺ نے فرمایا،یہ وہ دن ہے جس میں،میں پیدا ہوا۔اور اسی میں مجھ پر قرآن اُترا۔اس کو ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نے نقل کیا ہے۔صحیح مسلم میں مہدی بن میمون کی روایت اور ابان بن یزید عطار سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مخزومی مصری نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے خالد بن ابوعمران سے، اس نے حنش سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی پیر کے دن پیدا ہوئے تھے۔

باب ۲

ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمار ابن حسن نسائی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمہ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے تھے عام الفیل میں (جس سال ابرہہ بادشاہ نے ہاتھیوں کے ساتھ کعبے پر حملہ کیا تھا)، جب ماہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۱۷۱ مسند احمد ۴/۲۱۵)

باب ۳

وہ سال جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے محمد بن یعقوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صغانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن ابواسحاق نے اپنے والد سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے (یعنی جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ کعبہ پر حملہ کیا تھا اور چڑھائی کی تھی)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن العزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد عطار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج بن محمد نے، اس نے اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ۔ مگر انہوں نے یوں کہا یَوْمَ الْفِیْلُ۔ عامَ الفیل نہیں کہا۔

آپ علیہ السلام عام الفیل میں پیدا ہوئے

(۳) فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی مطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے دادا سے، اس نے قیس بن مخرمہ سے، یعنی ابن عبدالمطلب بن عبدمناف سے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے اور ہم دونوں ایک ساتھ پیدا ہوئے تھے۔ (ترمذی ۵: ۵۸۹)

ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ جنگ عکاظ والے دن بیس سال کے تھے۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن محمود مروزی فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوموسیٰ محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر بن حازم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا محمد بن اسحاق سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عبدالمطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے (جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کی تھی)۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ابن عفان ؓ نے قباث بن اشیم سے پوچھا جو بنی یعمر بن لیث کے بھائی تھے، کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں، جبکہ میں پیدائش میں ان سے پہلے ہوں۔ میں نے کعبے پر چڑھائی کے لئے آنے والے ہاتھیوں کی لید خوب پڑی دیکھی تھی (خذق کا معنیٰ روث یعنی گوبر ہے)۔ اس کو محمد بن بشار نے وہب بن جریر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خذق الطير الخضر مُحيلاً پرندے کی بیٹ تر سبز ہے۔ (یہ محاورہ ہے)

(۵)　ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن علی مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو محمد بن بشار نے، انہوں نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

عبدالملک بن مروان کا قول .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر صغانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حزامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابی ثابت مدینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بن موسیٰ نے، اس نے ابوالحویرث سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبدالملک بن مروان سے، وہ کہتے ہیں قباث بن اشیم کنانی سے پھر لیثی سے۔ اے قباث! کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں۔ اور میں ان سے زیادہ عمر کا ہوں۔ حضور ﷺ پیدا ہوئے تھے عام الفیل میں جبکہ میری امی نے مجھے ہاتھی کے گوبر پر کھڑا کر دیا تھا۔ میں اس کو سمجھتا تھا۔ اور حضور ﷺ نبی بنائے گئے چالیسویں سال کے آغاز پر۔

جبیر بن مطعم کا قول .... (۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابی ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان بن ابوسلیمان نوفلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن جبیر بن مطعم نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اور عکاظ کا واقعہ ہاتھی والے سال کے پندرہ سال بعد ہوا تھا۔ اور کعبہ کی تعمیر عام الفیل سے پچیسویں سال کے آغاز پر ہوئی تھی۔ اور حضور ﷺ نبی بنائے گئے تھے ہاتھی والے سال سے چالیسویں سال کے آغاز پر۔ (البداية والنهاية ۲/۲۶۲)

ابن شہاب کا قول .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر بن عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح بن سلیمان نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر کعبہ سے پندرہویں سال کے آغاز پر محمد ﷺ کی بعثت فرمائی تھی۔ اور نبی کریم کی بعثت اور اصحاب فیل کے درمیان ستر سال کا فاصلہ تھا۔

ابواسحاق کا قول (جو کہ تمام علماء کا قول ہے) .... ابواسحاق نے کہا کہ ابراہیم بن منذر نے کہا ہے کہ یہ (مذکورہ قول) وہم ہے۔ اور وہ قول جس میں ہمارے علماء میں سے کسی نے شک نہیں کیا۔ وہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ کی بعثت چالیسویں سال کے آغاز پر ہوئی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع زہرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن ابومغیرہ نے ابن ابزی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہاتھی والے سال اور ولادت رسول اللہ ﷺ کے درمیان دس سال کا فاصلہ ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۶۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی احمد بن خلیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے جعفر سے، اس نے ابن ابزی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عام الفیل اور رسول اللہ ﷺ کے نبی بننے میں دس سال کا فاصلہ ہے۔

یعقوب نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی نعیم بن میسرہ نے اپنے بعض احباب سے، اس نے سوید بن غفلہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ یعنی میں عام الفیل میں پیدا ہوا تھا۔

شیخ فرماتے ہیں کہ تحقیق مروی ہے سوید بن غفلہ سے کہ اس نے کہا، میں نبی کریم ﷺ سے دو سال چھوٹا ہوں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۶۳)

باب ۴

ذکر ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اور وہ نشانیاں جو ولادت باسعادت کے وقت یا اس سے قبل یا اس کے بعد ظہور پذیر ہوئیں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے، اور خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی احمد بن فضل بن عباس بن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسماعیل ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے سعید بن سوید سے، اس نے عبدالاعلیٰ بن ہلال سلمی سے، اس نے عرباض بن ساریہ صاحب رسول اللہ ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سُنا، فرماتے تھے :

''میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا، حالانکہ آدم علیہ السلام اس وقت اپنے خمیر کی حالت میں تھے۔ میں عنقریب تمہیں اس بارے میں خبر دوں گا اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ تھی۔ اور اپنی امی کا خواب جو اس نے دیکھا تھا۔ اور اسی طرح انبیاء کی مائیں خواب دیکھتی رہیں ہیں اور بے شک رسول اللہ ﷺ کی امی نے بھی خواب دیکھا تھا، جس وقت ان کو جنم دیا تھا۔ نور اور روشنی کو جس نے شام کے محلات روشن کر دیئے تھے''۔ (مسند احمد : ۴/۱۲۷)

اور یعقوب کی ایک روایت میں ہے اضاءت منہ قصور الشام کہ اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ عبدالرحمن بن مہدی نے اس کی متابع روایت بیان کی ہے۔ معاویہ بن صالح سے اور اس کو ابوبکر بن ابومریم غسانی نے بھی روایت کیا ہے سعید بن سوید سے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ''میں اس وقت خاتم النبیین تھا، جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے''۔

توضیح : نیز حضور ﷺ کا یہ قول فرمانا کہ انی عبداللہ وخاتم النبیین ، وان ادم لمنجدل فی طینتہ ۔

اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ وہ مذکورہ حالت وکیفیت میں آدم کے ابوالبشر بننے اور پہلے نبی بننے سے قبل اللہ کی تقدیر میں اور اس کی قضا میں اس طرح تھے ۔ (امام بیہقیؒ نے اس حدیث کا بہت اچھا مفہوم لکھا ہے اور بہت ہی اچھی تشریح فرمائی ہے ۔ واقعی یہی مطلب ہے ۔ وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو اس دور حاضر کے بعض باطل پرست مطلب نکالتے ہیں کہ حضور ﷺ انسان اور بشر نہیں تھے کیونکہ وہ آدم کی تخلیق سے پہلے نبی تھے ۔ یا وہ نعوذ باللہ قدیم تھے ۔ یا خدائی صفات کے حامل تھے ۔ یا خدا کا حصہ تھے وغیرہ ۔ (از مترجم)

توضیح : نیز حضور ﷺ کا یہ قول : وسا خبرکم عن ذلک : دعوۃ ابی ابراھیم علیہ السلام

اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ کی تعمیر کرنے لگے تو حضور کے دادا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اس شہر مکہ کو امن والا شہر بنا اور لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف جھکا دے ۔ اور ان لوگوں کو پاکیزہ پھلوں کا رزق عطا فرما ۔

اس کے بعد یہ دعا کی :

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم ۔ (سورۃ البقرۃ : آیت ۱۲۹)

اے ہمارے پروردگار! اس شہر کے لوگوں میں انہیں کی نسل میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات تلاوت کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے ۔ بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے ۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی یہی دعا ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجنے کی صورت میں قبول فرمائی ۔ اور ان کو وہی رسول بنا کر مبعوث فرمادیا جو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے مانگا تھا ۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے یہی دعا کی تھی کہ اللہ اس کو اہل مکہ میں بھیج دے ۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ اس لئے فرماتے تھے کہ ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں“ ۔

حضور ﷺ کے فرمان ”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں“ کی تشریح

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ومعنی یہ ہے کہ اللہ نے جب فیصلہ فرمالیا کہ وہ محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنائیں گے اور اس فیصلے کو ام الکتاب لوح محفوظ میں ثبت کردیا ۔ تو پھر اس فیصلے کو اس طرح پورا کیا اور جاری ونافذ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا کے لئے مقرر فرمادیا ، جس کا ہم نے ذکر کیا ہے ۔ تاکہ خصوصیت کے ساتھ حضور کا بھیجا جانا ان کی دعا کے سبب سے ہو ۔ جیسے اس کا منتقل ہونا انہیں کی پشت سے ہوگا ۔ ان کی اولاد کی پشتوں کی طرف ۔

حضور ﷺ کے فرمان ”میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں“ کا مطلب

بہرحال آپ کا یہ فرمان کہ بَشارۃُ عِیْسٰی بِی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت میرے بارے میں تھی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا ۔ انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنی قوم کو بشارت دی تھی ۔ اس لئے بنی اسرائیل حضور ﷺ کی پیدائش سے قبل حضور ﷺ کو پہچانتے تھے ۔

حضور ﷺ کے فرمان ”میں اپنی امی کا خواب ہوں“ کا مطلب

بہرحال آپ ﷺ کا یہ قول کرنا کہ وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رأت کہ میں اپنی امی کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا ۔ اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ تھی ، جو ذیل میں درج ہے ۔ جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ بات بیان کرتی تھیں کہ وہ جب حضور کو اپنے پیٹ میں لئے ہوئے تھیں تو کسی آنے والے نے آکر خواب میں بتایا کہ بے شک آپ اس اُمت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہیں۔ جب وہ پیدا ہو کر زمین پر آجائے تو یوں کہنا:

اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد
من کل بر عاھد وکل عبد رائد
یرود غیر رائد

میں اس کو واحد کی پناہ میں دیتی ہوں ، ہر حاسد کے شر سے
ہر نیک نصیحت کرنے والے ملاقات کرنے والے سے ، اور آمد و رفتار کرنے والے بندے سے

فانہ عبد الحمید الماجد حتی اراہ قد اتی المشاھد

بے شک یہ تعریفوں اور بزرگیوں والا اللہ کا بندہ ہے ۔ یہاں تک کہ میں اس کو دیکھتا ہوں تمام جنگلوں میں موجود ہوتا ہے قیادت کرنے کے لئے۔

حضور ﷺ کا نام انجیل میں احمد ہے .... (۱) کہنے والے نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ "اس کے آنے کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کی آمد کے ساتھ روشنی نمودار ہوگی جو ارض شام میں واقع مقام بُصریٰ کے محلات کو بھر دے گی۔ جب یہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا بے شک اس کا نام توراۃ میں احمد ہے۔ اس لئے کہ اہل آسمان اور اہل زمین اس کی تعریف کریں گے۔ اور یہ اس کا نام انجیل میں بھی احمد ہے۔ اہل آسمان اور اہل زمین اس کی تعریف کریں گے۔ اور اس کا نام قرآن میں محمد ﷺ ہے۔ لہٰذا میں نے یہی اس کا نام رکھا ہے۔

لوح محفوظ میں خاتم النبیین .... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، بطور املاء کے اور بطور قراءت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا، کیا آپ کو ابوبکر بن ابومریم غسانی نے حدیث بیان کی ہے سعید بن سوید سے، اس نے عرباض بن ساریہ سلمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا نبی کریم ﷺ سے، فرماتے تھے:

"میں اللہ کے نزدیک اُم الکتاب میں خاتم النبیین تھا۔ حالانکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے۔ میں آپ کو ابھی اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔ اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام کی دعاء۔ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت جو انہوں نے اپنی قوم کو دی۔ اور اپنی امی کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا کہ ان سے نور نکلا ہے۔ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں"۔

ابوبکر اور ابومریم نے اس کی اسناد کو مختصر کیا ہے۔ اس نے اس میں عبدالاعلیٰ بن ہلال کا ذکر نہیں کیا۔ اور انہوں نے اس کے متن کو بھی مختصر کیا ہے۔ انہوں نے خواب کو خروج نور کے ساتھ اکیلا ذکر کیا ہے۔ اور خالد بن معدان نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء اور قراءت کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ثور بن یزید نے خالد بن معدان سے، اس نے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ "اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور میری امی نے خواب دیکھا تھا جب وہ حمل سے تھیں کہ اس سے روشنی خارج ہوئی ہے جس سے ارض شام میں بصریٰ روشن ہو گیا ہے۔ اور اس بارے میں ابوامامہ سے نبی کریم ﷺ سے بھی روایت کی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فرج بن فضالہ نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد ابن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضل بن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بکار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فرج بن فضالہ نے لقمان بن عامر سے، اس نے ابوامامہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا گیا یارسول اللہ (ﷺ) آپ کے معاملے کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟ فرمایا (میرے معاملے کی ابتداء) میرے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے اور میری والدہ نے خواب دیکھا تھا کہ اس سے روشنی خارج ہوئی ہے جس سے شام کے محل روشن ہوگئے ہیں۔اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مجھ سے روشنی خارج ہوئی ہے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن اسحاق بن صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سنان عوقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طہمان نے بدیل بن میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن شقیق سے، اس نے میسرہ الفجر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ (ﷺ) آپ کب سے نبی لکھے گئے تھے (یا نبی بنائے گئے تھے)۔فرمایا جب آدم علیہ السلام رُوح اور جسم کے مابین تھے۔(حاکم فی المستدرک : ۲/۶۰۸)

عبدالمطلب کا حرم میں پناہ لینا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن جہم تیمی اور عبداللہ بن بندار نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن مساور ضبی نے جو ثقہ مامون ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن معاذ صنعانی نے معمر بن راشد سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں : کہ

''بے شک پہلی چیز جو رسول اللہ ﷺ کے دادا عبدالمطلب سے مذکور ہے۔وہ یہ ہے کہ قریش اصحاب فیل سے بھاگ کر حرم سے نکل گئے تھے۔اور قریش عبدالمطلب کو چھوڑ کر الگ ہوگئے تھے۔اور وہ اس وقت نوجوان تھے۔انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں اللہ کے حرم سے نکل کر کہیں اور عزت تلاش نہیں کروں گا''۔

چنانچہ وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھے رہ گئے تھے۔اور یوں گویا ہوئے تھے :

لَا هُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ حَلَالَكْ

اے اللہ بے شک مرد اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے، تو بھی اپنے حرم کی حفاظت فرما۔

کہتے ہیں کہ وہ مستقل حرم میں جم کر بیٹھے رہے تھے۔یہاں تک کہ اللہ نے ہاتھیوں اور ہاتھی والوں کو بھی ہلاک کر دیا۔اور اس کے بعد قریش واپس آگئے۔اور حضور ﷺ کے دادا ان میں عظیم قرار پائے اپنے صبر کی وجہ سے اور اللہ کے حرم کی تعظیم کی وجہ سے۔چنانچہ وہ اسی حالت پر ہی تھے اور ان کے پاس ان کے بڑے بیٹے حارث بن عبدالمطلب بھی تھے۔عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا جارہا ہے، زم زم کو کھودیئے جو مخفی کیا ہوا ہے، اے شیخ اعظم۔وہ خواب سے بیدار ہوگئے اور اللہ سے دعا کی۔اے اللہ! میرے لئے واضح فرما۔لہٰذا دوسری بار خواب دکھائے گئے کہ کھودیئے، درمیان گوبر اور خون کے، کوے کے کریدنے کی جگہ پر۔چیونٹیوں کی بستی میں۔سُرخ نشانوں کے سامنے۔

لہٰذا عبدالمطلب کھڑے ہوئے اور پاؤں پاؤں چل کر مسجد الحرام میں بیٹھ کر سوچنے لگے ان نشانیوں کو جوان کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔اتفاق سے قریب حزورہ میں ایک گائے ذبح کی جانے لگی اور وہ کسی طرح چھوٹ کر ذبح کرنے والے سے زخمی حالت میں بھاگی اور اس کو اس کی موت گھیر کر اس طرف لے آئی مسجد الحرام کے صحن میں زم زم کے مقام پر گرگئی۔چنانچہ وہ گائے اسی جگہ پر (نہ چاہتے ہوئے بھی) ذبح کرنا پڑی۔وہاں سے اس کا گوشت اُٹھالیا گیا۔پھر ایک کوا آیا اور اوپر منڈلانے لگا۔پھر وہ اسی خون اور گوبر والی جگہ چیونٹیوں کے بلوں والی جگہ پر کریدنے لگا۔عبدالمطلب

چونکہ خواب میں یہ اشارہ دیکھ چکے تھے۔انہوں نے اُٹھ کر اس جگہ کو کھودنا شروع کر دیا۔ چنانچہ قریش اکٹھے ہو کر آ گئے اور عبدالمطلب سے پوچھنے لگے کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہم تو آپ کو جہالت سے متہم نہیں کرتے تھے۔مگر آپ ہماری مسجد میں گڑھا کیوں کھود رہے ہیں؟

عبدالمطلب نے ان کو بتایا کہ میں یہ کنواں کھود رہا ہوں اور جو شخص مجھے اس سے روکے گا میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔لہٰذا وہ اور ان کے بڑے بیٹے حارث نے پھر کھدائی شروع کر دی۔اس وقت ان کے ساتھ حارث کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں تھا۔ چنانچہ قریش نے ان دونوں کے ساتھ بدتمیزی کی۔اور دونوں کے ساتھ جھگڑا کیا، لڑائی کی، تلواریں نکال لیں۔مگر کچھ لوگ قریش میں سے آگے بڑھے۔انہوں نے ان کی نسبی آزادی کا لحاظ کرتے ہوئے اور ان کی سچائی اور دین میں ان کی انتہائی محنت اور کوشش کے پیش نظر لوگوں کو ان سے روک دیا۔ یہاں تک کہ جب کنواں کھودنا ممکن نہ رہا اور ان پر ایذا رسانی زیادہ ہو گئی تو عبدالمطلب نے منت مان لی کہ اگر میرے دس بیٹے ہو گئے تو ان میں سے ایک بیٹے کو کعبہ میں نصب عزیٰ وغیرہ بت کے لئے ذبح کر دوں گا۔اس کے بعد انہوں نے کھدائی شروع کی۔ یہاں تک کہ ان کو اس کے اندر سے وہ تلواریں مل گئیں جو اس کنویں میں یعنی زم زم میں دفن کی گئی تھیں۔

قریش نے جب دیکھا کہ ان کو اس میں سے تلواریں ملی ہیں تو پھر وہ جمع ہو گئے اور کہنے لگے، عبدالمطلب اس میں سے ہمیں بھی دیجئے۔ عبد المطلب نے کہا کہ یہ تلواریں بیت اللہ کے لئے وقف ہیں۔ پھر وہ کھودتے رہے، حتیٰ کہ اس میں سے پانی پھوٹ پڑا۔انہوں نے مزید کھودا اور انتہائی گہرا کیا کہ اس کا پانی کھینچ کھینچ کر ختم نہ کیا جا سکے۔اس کے بعد اس کے قریب میں ایک حوض بنا دیا۔یہ دونوں باپ بیٹے کنویں میں سے پانی کھینچ کھینچ کر اس حوض کو بھرواتے رہے۔لہٰذا حجاج اس میں سے زم زم پینے لگے۔مگر قریش کے بعض ناہنجار حسد کی وجہ سے رات کو حوض کو توڑ دیتے تھے۔عبدالمطلب صبح کو اس کو ٹھیک کر دیتے (وہ پھر توڑ دیتے)۔جب یہ خراب کرنا بار بار ہونے لگا تو عبدالمطلب نے تنگ آ کر اپنے رب کو پکارا اور دعا کی۔

چنانچہ خواب میں ان کو دکھایا گیا اور ان کو بتایا گیا کہ یوں کہو: اے اللہ! بے شک میں اس پانی کو نہیں حلال کرتا نہانے والے کے لئے، بلکہ صرف پینے والے کے لئے حلال ہے اور تازگی ہے۔ پھر میں ان کو تمہاری طرف سے کافی ہو جاؤں گا۔ چنانچہ عبدالمطلب کھڑے ہوئے جب قریش مسجد میں آنے جانے لگے۔انہوں نے اپنے خواب کا اعلان کر دیا پھر ہٹ گئے۔اس کے بعد قریش میں سے جو بھی حوض کو خراب کرتا، اس کے جسم میں بیماری لگ جاتی۔ یہاں تک کہ انہوں نے عبدالمطلب کے حوض کو اور پینے کی جگہ کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

اس کے بعد عبدالمطلب نے کئی عورتوں سے شادی کی۔ چنانچہ ان کے دس بیٹے پیدا ہو کر ایک جماعت بن گئے۔اب انہوں نے دعا کی:

اللهم اني كنت نذرت لك نحر احد هم

اے اللہ بے شک میں نے تیرے لئے ان بیٹوں میں سے ایک کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی اور میں ان میں قرعہ ڈالتا ہوں، لہٰذا تو جس کو چاہے اس کو یہ قرعہ پہنچا دے۔ (یعنی اس کا قرعہ نکل آئے)

لہٰذا انہوں نے ان کے لئے قرعہ اندازی کی۔قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا نکلا۔ حالانکہ عبداللہ ان کو سب بیٹوں سے زیادہ پیارا تھا۔ عبدالمطلب نے کہا، کہ اے اللہ کیا عبداللہ! تجھے پسند ہے ذبح کے لئے یا ایک سو اُونٹ اس کے بدلے۔اس طرح عبداللہ کے اور سو اُونٹ کے مابین قرعہ اندازی کی گئی۔اب قرعہ سو اُونٹ پر نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ کی جگہ سو اُونٹ ذبح کر دیئے۔عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ حسین تھے۔ایک دن ایسی جگہ سامنے آئے جہاں قریش کی بہت ساری عورتیں جمع تھیں۔ایک عورت نے اُن سے کہا:

''اے قریش کی عورتو! تم میں سے جو عورت اس جوان سے شادی کرے گی، وہ اس نور کو شکار کر لے گی جو اس کی آنکھوں کے مابین ہے۔ بے شک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہے''۔

کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ نے ان سے شادی کر لی۔اس نے صحبت کی ان کے ساتھ تو وہ رسول اللہ کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔اس کے بعد عبدالمطلب نے عبداللہ بن عبدالمطلب کو یعنی حضور کے والد کو یثرب (مستقبل کا مدینہ منورہ) روانہ کیا کہ اپنے والد عبدالمطلب کے لئے یثرب سے کھجوریں لے آئیں مگر وہاں جا کر ان کا انتقال ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

اس کے بعد آمنہ بنت وہب نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا، (وہ باپ کے انتقال کی وجہ سے) اپنے دادا عبدالمطلب کی گود میں رہے۔ بنوسعد بن بکر کی ایک عورت نے حضور ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے طلب کیا اور حضور کی رضاعی اماں بننے والی خاتون (حلیمہ سعدیہ) بازار عکاظ میں اُتری۔ وہاں پر وہ محمد ﷺ کو دودھ پلا رہی تھی۔ وہاں پر ایک کاہن نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا اور کہنے لگا :

اے عکاظ والو! اس لڑکے کو قتل کردو۔ بے شک یہ حکومت کرے گا۔ یہ سن کر آپ کی رضاعی امی نے آپ کی حفاظت کی، اس طرح اللہ نے آپ کو نجات بخشی۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس خاتون کے پاس رہتے ہوئے بڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب حضور ﷺ دوڑنے لگے، آپ کی رضاعی بہن آپ کے ساتھ کھیلتی تھی، اور پرورش کرتی تھی۔ ایک دن دوڑی دوڑی آئی اور کہنے لگی۔ امی امی! میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کی ایک ٹولی آئی ہے اور انہوں نے میرے قریشی بھائی کو پکڑ لیا ہے ابھی ابھی۔ اور انہوں نے اس کا پیٹ چاک کردیا ہے۔ یہ سن کر آپ کی رضاعی امی فوراً گھبرا کر بھاگی اور حضور ﷺ کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہاں تو کوئی بھی نہیں ہے، حضور ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کا رنگ صاف نظر آرہا ہے اور چمک رہا ہے، (بظاہر کچھ بھی نظر نہیں آرہا)۔

چنانچہ وہ حضور ﷺ کو ان کی والدہ کے پاس مکے لے آئی، اور آکر ان سے کہا کہ آپ مجھ سے اپنا بیٹا لے لیجئے۔ مجھے اس پر ڈر لگ رہا ہے۔ حضور ﷺ کی والدہ نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم میرے بیٹے کو ایسی کوئی پریشانی نہیں ہے جس کا آپ خوف کررہی ہیں۔ جب یہ میرے پیٹ میں تھے تو میں نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کا سہارا لگاتے ہوئے خود بخود باہر آگیا اور اپنے سر کو بھی اُوپر آسمان کی طرف کئے ہوئے ہے۔

اس کے بعد آپ کی والدہ اور دادا عبدالمطلب نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ کی بھی وفات ہوگئی۔ اور آپ عبد المطلب کی گود میں یتیم ہوگئے۔ آپ لڑکے تھے تو آپ عبدالمطلب کی تکیہ یا گدی اُٹھا کر لاتے اور اس پر بیٹھ جاتے تھے اور دادا باہر جاتے تو چونکہ وہ بوڑھے ہوچکے تھے، لونڈی جوان کو پکڑ کر چلاتی تھی وہ حضور ﷺ سے کہتی اُترو، یہ دادا کی گدی ہے۔ عبدالمطلب کہتے کہ چھوڑ دو بنے دو میرے بیٹے کو۔ میں اس میں بڑی خیر محسوس کرتا ہوں (کہ بڑا ہو کر یہ انتہائی اچھا انسان بنے گا)۔

ابوطالب کی کفالت .... پھر آپ کے دادا کا انتقال ہوگیا (ابھی رسول اللہ ﷺ لڑکے ہی تھے)۔ پھر ابوطالب نے آپ کی کفالت کی۔ اس لئے کہ وہ آپ کے والد عبداللہ کے سگے بھائی تھے (ماں کی طرف سے بھی اور باپ کی طرف سے بھی)۔ جب حضور ﷺ بلوغت کے قریب ہوئے تو ابوطالب نے ان کو ساتھ لے کر شام کی طرف تجارت کی غرض سے سفر کیا۔ آپ جب مقام تیماء پر پہنچے تو مقام تیماء کے ایک یہودی عالم نے حضور ﷺ کو دیکھا اور ابوطالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ کو اس سے محبت ہے؟ انہوں نے بتایا کیوں نہیں؟ اس یہودی عالم نے بتایا کہ اللہ کی قسم اگر آپ اس کو لے کر شام جائیں گے تو آپ اس کو اپنے گھر کبھی بھی نہیں لے جاسکیں گے، کیونکہ اس کو یہودی ضرور قتل کردیں گے، یہ ان کا دشمن ہے۔ لہٰذا ابوطالب اس کو تیماء سے واپس مکہ لے کر آگئے۔

حضور ﷺ جب بلوغت کو پہنچ گئے اس وقت ایک عورت نے قریش میں سے کعبے کو خوشبو کی دھونی دی۔ اتفاقاً دھونی کے برتن سے کوئی چنگاری اُڑ کر کعبے کے غلاف پر پڑ گئی جس سے غلاف جل گیا۔ چنانچہ کعبہ جل جانے کی وجہ سے کمزور ہوگیا تھا تو اس کے بعد قریش نے کعبے کو گرادینے کا مشورہ کیا۔ مگر وہ اس کے گرانے سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ نے ان سے کہا کہ تم لوگ اسے گرا کر اس کو ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہو یا خراب کرنے کا اور بُرائی کا ارادہ رکھتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم تو اس کو اصلاح کرنے اور ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مصلح کو ہلاک نہیں کرتا۔ قریش نے کہا کہ پھر کعبہ کو گرانے اس کے اُوپر کون چڑھے گا؟ ولید بن مغیرہ نے کہا میں اُوپر چڑھوں گا اور میں ہی گراؤں گا۔ لہٰذا ولید ہی بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اور اس کے پاس کلہاڑا یا کدال تھا۔ اس نے پہلے دعا کی :

اللھم لا نرید الا الاصلاح ۔ اے اللہ! ہم اس کو ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے توڑنا شروع کیا۔ قریش نے جب دیکھا کہ اس نے کعبہ کا کچھ حصہ گرادیا ہے مگر اس پر کوئی عذاب نہیں آیا، وہ جس سے ڈر رہے تھے۔ پھر سب نے مل کر اس کے ساتھ اس کو گرادیا۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے پھر کعبے کو بنایا اور بناتے ہوئے مقام رکن تک یعنی حجر اسود کی جگہ تک پہنچے تو قریش کے قبائل نے حجر اسود کو نصب کرنے کے بارے میں خوب جھگڑا کیا۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ ان میں شدید لڑائی ہوجاتی۔ انہوں نے کہا کہ آجاؤ ہم فیصلہ کروائیں اس شخص سے جو پہلے حرم کے اندر نظر آئے اس گلی سے۔ لہٰذا انہوں نے اسی بات پر صلح کرلی۔

آپ علیہ السلام کا فیصل مقرر ہونا .... اگلے دن رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے۔ حالانکہ وہ نوجوان تھے۔ آپ کے اُوپر منقش چادر تھی۔ لوگوں نے آپ کو فیصل مقرر کرلیا۔ آپ نے فرمایا کہ حجر اسود کو اُٹھا کر کپڑے میں رکھ دیا جائے، اس کے بعد آپ نے ہر قبیلے کے سردار سے کہا لیجئے پکڑ لیئے، ہر سردار کے ہاتھ میں کپڑے کا کونہ دے دیا۔ آپ دیوار پر چڑھ گئے اور ان سے کہا کہ یہ اُٹھا کر مجھے دے دو۔ سب نے اس کو اُٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف لے گئے۔ حضورؐ نے خود اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

اس کے بعد جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی آپ کی پسندیدگی بڑھتی گئی۔ ایک وقت آیا کہ لوگوں نے آپ کا نام الامین رکھ دیا۔ یہ وحی کے نزول سے پہلے ہوا۔ کہتے ہیں وہ لوگ جب بھی تجارت کی غرض سے کوئی جانور ذبح کرتے تو حضور کو بلا کر آپ سے دعا کرواتے۔

جب آپ جوان ہوگئے اور مضبوط ہوگئے (آپ کے پاس زیادہ مال نہیں تھا)۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تجارت کرنے کے لئے اُجرت پر بلالیا سوق حباشہ میں تھا جو تہامہ میں ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ ایک اور آدمی کو بھی قریش میں سے اُجرت پر رکھ لیا۔ حضور ﷺ نے اپنے بارے میں بات بتاتے ہوئے فرمایا، کہ میں نے خیر کی طرف اتنی زیادہ آگے بڑھی ہوئی کوئی خاتون نہیں دیکھی۔ میں اور میرا ساتھی جب بھی کام سے آتے تو ہم دیکھتے کہ اس کے ہاں ہمارے لئے کھانے وغیرہ کی چیز کا کوئی تحفہ ضرور ہمارے لئے چھپا کر رکھا ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ بازار حباشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ساتھی سے کہا، چلیں ہم لوگ وہاں خدیجہ کے ہاں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ ہم اس کے پاس آگئے۔ اچانک ہم لوگوں پر منشیہ قریش کی مولدات عورت آگئی (ایک روایت میں مستنشیہ ہے)۔ اس کا مطلب کاہن عورت آگئی۔ اس نے پوچھا کہ کیا یہ شخص محمد ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم اُٹھائی جاتی ہے۔ یہ شخص نکاح کا پیغام لے کر آیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ اس کے بعد میں اور میرا دوست باہر چلے گئے۔ تو میرے دوست نے مجھ سے کہا، کیا آپ خدیجہ کو پیغام نکاح دینے سے شرم کرتے ہو؟ اللہ کی قسم ہم لوگ ہر قریشی عورت کے لئے آپ کے رشتہ کو کفو اور ہمسری سمجھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی دوسری بار پھر گئے۔ جیسے ہی ہم داخل ہوئے تو پھر وہی کاہن عورت آگئی۔ بولی کیا محمد یہی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم اُٹھائی جاتی ہے، کیا یہ نکاح کا پیغام لے کر آیا ہے؟ میں نے از راہ شرم یوں کہہ دیا کہ جی ہاں۔ فرماتے ہیں، لہٰذا نہ خطا کی محمد سے خدیجہ نے نہ اس کی بہن نے۔ وہ ان کے والد کے پاس چلی گئی، وہ شراب کے نشے میں تھے۔ ان سے جا کر کہا یہ تیرے بھتیجے ہیں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ یہ خدیجہ کے نکاح کا پیغام دیتے ہیں اور خدیجہ بھی راضی ہے۔ خدیجہ کے والد نے ان کو بلا کر اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اس سے رشتہ مانگا (نکاح کا پیغام دیا)۔ خدیجہ کے والد نے محمد ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح کردیا۔ خدیجہ نے بھی اس پر رضامندی ظاہر کردی اور انہوں نے اپنے والد کو خلوق یعنی خوشبو لگادی اور ان کو پوشاک پہنادی، یا یہ کہ انہوں نے ان کو سنوار دیا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ کو ساتھ لے کر ان کے پاس چلے گئے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

بوڑھے والد جب نشے کی کیفیت سے ٹھیک ہونے تو پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو ہے اور یہ کیسے کپڑے ہیں؟ خدیجہ کی بہن نے کہا، یہ وہ پوشاک ہے جو آپ کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے آپ کو پہنائی ہے، آج خدیجہ کا نکاح تھا نا۔ انہوں نے ان کے ساتھ حق زوجیت پورا کیا ہے۔ یہ سن کر

شیخ نے انکار کیا (یعنی مجھے یاد نہیں ہے)۔ پھر بات یہاں تک ہوئی کہ انہوں نے بھی اس کو تسلیم کرلیا اور خود شرمندہ بھی ہوئے۔ لہٰذا پھر قریش کی رجز پڑھنے والیاں شروع ہوگئیں۔ کہنے لگیں :

لا تز هدى خديج في محمد　　　جلد يضيئ كما ضاء الفرقد

اے خدیجہ محمد کے معاملے میں بے رغبتی نہ کرنا۔ (وہ ایسے خوبصورت ہیں) ان کی جلد روشن ہے جیسے فرقد ستارہ روشن ہے۔
یا جلد اس طرح روشنی پھیلاتی ہے جیسے فرقد روشنی پھیلاتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خدیجہ کے پاس ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کی بعض بیٹیاں پیدا ہوگئیں اور حضرت قاسم بھی پیدا ہو گئے۔
بعض علماء نے خیال ظاہر کیا ہے کہ سیدہ خدیجہ کا اور بیٹا بھی پیدا ہوا تھا جس کا نام " الطاهر " رکھا گیا تھا۔
اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ سیدہ خدیجہ نے حضور ﷺ سے قاسم کے علاوہ کوئی بیٹا پیدا کیا ہو۔
ہاں سیدہ خدیجہ کی حضور ﷺ سے چار بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔

(۱) زینب۔　(۲) فاطمہ۔　(۳) رقیہ۔　(۴) اُم کلثوم۔

حضور ﷺ کی جب بیٹیاں پیدا ہوگئیں تو اس کے بعد حضور ﷺ کو علیحدہ رہنا زیادہ پسند ہو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ حدیث مروی ہے کہ زہری سے (اللہ تعالیٰ ہمارے اُوپر رحم کرے اور اس پر بھی) جو تمام احوال کو جمع کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے احوال میں سے۔ ہاں مگر وہ بات جو اس کے پاس تھی عام الفیل کے ولادت رسول سے تقدم کے بارے میں۔

تحقیق ہم نے زہری کے ماسواء سے روایت کی ہے کہ ولادت نبی کریم ﷺ عام الفیل میں ہوئی تھی۔ ہماری سبیل یہ ہے کہ ہم آغاز کریں ان مشہور دور کا جو ہم نے زہری سے روایت کئے ہیں حدیث زم زم کے ساتھ۔

باب ۵

زم زم کی کھدائی کی بابت وہ روایت جو بطریق اختصار آئی ہے

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوحبیب مصری نے، ان کو مرثد بن عبداللہ یزنی نے، ان کو عبداللہ بن زریر غافقی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا علی ابن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں وہ حدیث زم زم بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب حجر میں سورہے تھے۔

خواب میں اس نے دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا ہے۔ اس نے کہا کہ بَرّہ کو کھودو۔ اس نے پوچھا کہ بَرّہ کیا ہے؟ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔ جب اگلی صبح ہوئی تو وہ پھر اسی جگہ پر سو گئے۔ پھر آنے والا خواب میں آیا اور اس نے کہا مَضْنُوْنَہ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا کہ مَضْنُوْنَہ کیا ہے؟ اس کے بعد وہ پھر غائب ہو گیا۔ جب تیسری صبح ہوئی تو وہ پھر اسی جگہ سوئے۔ پھر آنے والا خواب میں آیا اور اس نے کہا کہ طیبہ کو کھودو۔ اس نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟ پھر وہ غائب ہو گیا۔ جب چوتھا دن ہوا تو وہ پھر اسی جگہ سو گئے پھر خواب میں آنے والا آیا اور اس نے کہا زم زم کھودو۔ انہوں نے پوچھا زم زم کیا ہے؟ اس نے کہا جس کا پانی نہ تو کھینچ کھینچ کر ختم کیا جا سکے اور نہ کم کیا جا سکے۔

اس کے بعد اس کے لئے زم زم کی جگہ کی صفت بیان کی گئی اس کے سامنے۔ جب وہ کھودنے لگے تو قریش نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے اے عبدالمطلب ؟ انہوں نے بتایا مجھے زم زم کھودنے کا حکم ہوا ہے۔ کھودتے کھودتے جب کنویں کی حدود ظاہر ہوگئیں اور انہوں نے کنویں کا

تلو نٹ (وہ لکڑی وغیرہ جس پر کنویں کی دیوار کی بنیاد رکھ کر چنائی کرتے اور دیوار بناتے ہیں) دیکھ لی، تو کہنے لگے اے عبدالمطلب ہمارا بھی اس میں حق ہے تیرے ساتھ۔ اس لئے کہ یہ کنواں ہمارے باپ اسماعیل علیہ السلام کا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ نہیں یہ آپ لوگوں کا نہیں ہے۔ میں اس کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہوں تمہارے سوا۔ انہوں نے کہا پھر ہم لوگ کسی کو ثالث اور فیصل مقرر کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ قریش نے کہا کہ ہمارے اور اس کے درمیان بنو سعد بن ہذیم کی کاہنہ عورت فیصلہ کرے گی اور وہ شام کی حدود پر رہتی تھی۔

چنانچہ عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے ساتھ سوار ہونے اور قریش کے ہر ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی روانہ ہوا۔ راستے کی زمین جنگل اور بیابان تھی حجاز کے اور شام کے درمیان۔ جب یہ لوگ ان شہروں کے جنگلوں اور بیابانوں سے گذر رہے تھے تو عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا یہاں تک کہ ان کو ہلاکت کا خوف ہونے لگا بلکہ مرنے کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اپنے حریف طبقے کے لوگوں سے پینے کا پانی مانگا تو انہوں نے کہا ہم آپ کو پانی نہیں دے سکتے ہمیں بھی اسی کیفیت کا ڈر ہے جو تمہارے ساتھ درپیش ہے۔ عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا ہماری رائے آپ کی رائے کے تابع ہے آپ جیسے کہیں گے ویسے کریں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اب موت سامنے آ گئی ہے مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے لہٰذا ایسا کریں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لئے خود گڑھا کھودے اپنی بقایا قوت کے ساتھ۔ لہٰذا جیسے ہی ہم میں سے کوئی مرجائے اس کے ساتھی اس کو اس کے گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں۔ یہاں تک کہ جب ایک ایک کر کے ساتھی ختم ہو جائیں تو ایک آدمی باقی رہے گا جو ضائع ہو جائے، سب کے ضائع ہونے سے ایک کا ضائع ہونا اچھا ہے۔

چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا۔ پھر عبدالمطلب نے کہا کہ اللہ کی قسم اس طرح ہمارا اپنے آپ کو موت کے ہاتھوں میں دے دینا اور دھرتی پر اپنے بقا کی کوشش نہ کرنا عجز ہے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ہم تلاش کریں شاید اللہ تعالیٰ ہمیں پانی پلا دے۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو یہاں سے کوچ کرو۔ سب نے کوچ کرنے کی تیاری کی، عبدالمطلب نے بھی کوچ کرنے کی تیاری کی۔ وہ جب اپنی اونٹنی پر بیٹھے تو اس کو جیسے ہی اُٹھایا اس کے پیر کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ انہوں نے سواری بٹھا دی سب نے سواریاں بیٹھا دیں۔ انہوں نے پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور پانی بھر لیا۔ پھر انہوں نے اپنے حریفوں کو بلایا کہ تم لوگ بھی آ جاؤ اللہ نے ہمیں پانی پلایا ہے۔ وہ لوگ بھی آ گئے انہوں نے بھی پانی بھرا، پیا، مویشیوں کو پلایا۔ اس کے بعد وہ لوگ کہنے لگے۔

اے عبدالمطلب اللہ کی قسم اللہ نے آپ کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے بے شک وہ ذات جس نے آپ کو اس جنگل میں پانی پلایا ہے وہی ہے جس نے آپ کو زمزم پلایا ہے۔ واپس چلئے بس زمزم آپ کا ہے (ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے) چنانچہ سب لوگ وہیں سے واپس آ گئے تھے۔

(سیرت نگار) ابن اسحٰق فرماتے ہیں جب یہ لوگ واپس لوٹے اور عبدالمطلب بھی واپس آ گئے اور انہوں نے زمزم کی کھدائی کی اور کھدائی پوری ہو گئی تو انہیں اس کے اندر سونے کی دو ہرنیاں ملیں۔ یہ وہ دو ہرنیاں تھیں جن کو قبیلہ جرہم نے اس میں دفن کیا تھا جب وہ مکے سے نکالے گئے تھے۔ اور یہ اسماعیل علیہ السلام کا کنواں تھا جس سے اللہ نے ان کو پلایا تھا جب وہ چھوٹے تھے اور پیاسے پڑے تھے۔

(مؤرخ ابن اسحاق نے) کہا کہ عبدالمطلب کو دو سونے کی ہرنیوں کے ساتھ کئی ایک تلواریں بھی زمزم میں سے ملی تھیں۔ قریش نے کہا کہ اے عبدالمطلب! ان تمام چیزوں میں ہمارا بھی حصہ ہے اور حق ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں، لیکن تم لوگ میرے اور تمہارے درمیان انصاف کے معاملہ پر آ جاؤ۔ ہم لوگ ان پر تیروں سے فال نکالتے ہیں۔ قریش نے کہا کہ ہم کیسے کریں؟ عبدالمطلب نے کہا کہ دو تیر کعبے کے لئے مقرر کر دو

ل تلواریں اور سونے کی ہرنیاں۔ ساسان ملک فرس نے کعبے کے لئے ہدیہ کی تھیں یا سابور بادشاہ نے۔ روض الانف۔ ج ا۔ ص ۹۷۔

ع عمرو بن حارث بن مضاض نے وہ کعبہ کی ہرنیاں اور حجر اسود زمزم کے کنویں میں دفن کر دی تھیں اس پر زمانے گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کی نشانی مٹ گئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو اس پر مطلع فرمایا اور زمزم کو آباد کرایا تھا حضور ﷺ کی آمد سے قبل۔

سے مکے کے رہنے والے قبیلہ جرہم کے لوگوں نے جب حرم میں بغاوت کی تھی، انہوں نے حرم کو حلال کر لیا اور جو حرم میں داخل ہوتا اس پر ظلم کرتے۔ اور کعبہ کے ہدایا کا مال کھا جاتے تو اللہ نے ان پر بنو بکر بن عبد مناف کو مسلط کر دیا، انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کر کے ان کو مکے سے نکال دیا تھا۔

اور دو تمہارے لئے اور دو میرے لئے۔ جس کے لئے جس چیز کا تیر یا پیالہ یعنی قرعہ نکلے وہ چیز اسی کی ہوگی۔ قریش نے کہا کہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے دو پیلے پیالے کعبے کے لئے دو کالے عبدالمطلب کے لئے اور دو سفید قریش کے لئے مقرر کئے تھے۔ اس کے بعد وہ نکالنے والے کو دیئے گئے اور عبدالمطلب اللہ سے دعا کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔

عبدالمطلب کی اللہ سے دعا

لَاهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْد　　رَبِّی انتَ المبدئ الْمُعِيد

وممسك الراسية الجلمود　　من عندك الطارف والتليد

ان شئت الهمت لما تريد　　لموضع الحلية و الحديد

فبين اليوم لما تريد　　انی نذرت عاهد العهود

اجعله رب لی ولا اعود

اے اللہ تو ہی حقیقی بادشاہ محمود ہے، تو ہی میرا رب ہے۔ تو ہی ابتدا کرنے والا تو ہی انتہا کرنے والا ہے۔ تو ہی مضبوط پہاڑوں اور بڑی بڑی چٹانوں کو تھامنے والا ہے۔ تیری طرف سے ہی ہے ہر نئی اور ہر پرانی چیز۔ اگر تو چاہے تو الہام کر دے اس چیز کو جس کا تو ارادہ کرتا ہے کہ زیور کہاں کیا جائے اور لوہا کہاں۔ آج کے دن بیان کر دے، واضح کر دے اس کو جو تو ارادہ کرتا ہے۔ میں نے نذر مانی ہے اسی طرح جیسے کوئی عہدوں کو پکا کرتا ہے۔ اے میرے رب ان کو میرے لئے کر دے اور میں اعادہ نہیں کروں گا۔

قرعہ ڈالنے والے نے ڈالا۔ لہٰذا پیلے قداح جو ہرنیوں کے لئے مقرر تھے وہ کعبے کے لئے نکلے۔ لہٰذا عبدالمطلب نے ان کو تو کعبے کے دروازے پر سجادیا۔ یہ پہلا زیور تھا سونے کا جو کعبے پر آراستہ کیا گیا اور دو کالے قرعے تلواروں زرہوں کے لئے تھے وہ عبدالمطلب کے لئے نکلے وہ انہوں نے رکھ لیں۔ اور قریش اور ان کے ماسوا دیگر عرب جاہلیت میں دعا کرنے میں انتہائی کوشش کرتے تو کلام کو مسجع کرتے اور کلام کو مرکب کرتے۔ اور ان کے خیال میں یہ بات تھی کہ جب ایسے کلام کے ساتھ کوئی دعا مانگنے والا دعا مانگتا ہے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ دعا رد ہوتی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۴۶:۲)

ابن اسحاق نے کہا کہ جب عبدالمطلب نے زم زم کو کھودا اور اللہ نے اس کو اس کی جگہ بتائی تھی اور اللہ نے ہی اس کو اس کام کے لئے مختص کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرف اضافی عطا کیا اور اپنی قوم میں ان کو بڑائی بخشی۔ اور جب زم زم ظاہر ہو گیا اور عبدالمطلب کا سقایا جاری ہوا تو لوگ برکت کی تلاش میں اسی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کی فضیلت کی پہچان ہو جانے کی وجہ سے۔ اس لئے کہ وہ بیت اللہ کے ساتھ ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اللہ کا سقایا ہے جس کے ساتھ اس نے اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی پلایا تھا۔

باب ۶

عبدالمطلب کا نذر ماننا

”کہ ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کریں گے“

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق بن یسار سے۔

(سیرۃ ابن ہشام: ۱۶۴/۱۔ راجع طبقات ابن سعد ۸۸/۱ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۸/۲)۔

وہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب بن ہاشم نے (اس کے مطابق جو تاریخ میں ذکر کرتے ہیں) منت مانی تھی جب ان کو زمزم کی کھدائی کرتے وقت قریش کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ اگر ان کے پورے دس بیٹے ہوگئے پھر وہ اس کے سامنے جوان ہو گئے یہاں تک کہ ان کی طرف سے دفاع کے قابل ہوگئے تو میں ان میں سے ایک بیٹے کو ضرور اللہ کے لئے ذبح کر دیں گے کعبے کے پاس۔ جب ان کے دس بیٹے ہوگئے۔

(۱) حارث (۲) زبیر (۳) حجل (۴) ضرار (۵) مقوّم

(۶) ابولہب (۷) عباس (۸) حمزہ (۹) ابوطالب (۱۰) عبداللہ

اور عبدالمطلب نے سمجھ لیا کہ وہ اس کا دفاع کر سکیں گے انہوں نے سب بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو اپنی نذر کی خبر دی جو اس نے نذر مانی تھی ان کو اللہ کے لئے اس نذر کو پورا کرنے کی دعوت دی۔ بیٹوں نے اس بات میں باپ کی اطاعت کی اور انہوں نے کہا کہ ہم کیسے کریں؟ عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر شخص قرعہ اندازی کا تیر یا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے کر اس پر اپنا نام خود لکھے اور میرے پاس آئے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ لکھ کر ان کے پاس لے آئے۔ (محمد بن اسحاق نے اس بات کو باوجود اپنے طویل ہونے کے پورا ذکر کیا ہے اپنے سب سے بڑے بت ہُبَل میں داخل کرنے تک)۔

حضور ﷺ کے والد کے ذبح کے لئے قرعہ نکلا والد ذبح کرنے لگے تو لوگوں نے نہ کرنے دیا

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے والد اپنے باپ کے چھوٹے بیٹے تھے اور عبداللہ اور زبیر اور ابوطالب تینوں فاطمہ بن عمرو بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے بیٹے تھے۔ اور اہل سیر کے خیال کے مطابق عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے زیادہ پیارے تھے۔ جب قرعہ اندازی کے تیر یا پیالے کھینچنے والا کھینچنے لگا تو ان کو پھینکنے کے لئے عبدالمطلب ہبل کے پاس جا کھڑے ہوئے اور دعا کر رہے تھے کہ عبداللہ کا قرعہ نہ نکلے ذبح ہونے کے لئے مگر قرعہ عبداللہ کا ہی نکل آیا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے ایک ہاتھ میں عبداللہ کو لیا دوسرے میں چھری لی اور سیدھے اساف ونائلہ کے بت کے پاس لے گئے ذبح کرنے کے خیال سے، جہاں قریش اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔ چنانچہ قریش اپنی اپنی محفلوں سے اُٹھ کر ان کے پاس آ گئے کہ کیا کر رہے ہو عبدالمطلب؟ انہوں نے کہا میں اس کو ذبح کر رہا ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ راویوں نے ذکر کیا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب نے عبداللہ کو اپنے والد کے پیروں کے نیچے سے گھسیٹ لیا تھا جس کی وجہ سے گر کر عبداللہ کے چہرے پر خراش آ گئی تھی جس کے نشان مرنے تک عبداللہ کے چہرے پر نمایاں رہے۔ قریش نے اور خود عبدالمطلب کے بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ اس کو ذبح نہیں کر سکتے اس طرح کہ ہم بھی زندہ ہوں، یہاں تک کہ ہم اس کے دفاع سے معذور ہو جائیں۔ اور آپ نے اگر یہ کام کر لیا تو پھر ہمیشہ یہی ہوتا رہے گا ہم لوگوں میں، اس طرح کوئی بھی اپنے بیٹے کو پکڑے اور اس کو ذبح کر دے گا۔ اس صورت میں پھر لوگوں کی بقاء کی کیا صورت باقی رہ جائے گی۔

مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے کہا اللہ کی قسم آپ اس کو ذبح نہیں کر سکیں گے حتیٰ کہ ہم معذور ہو جائیں۔ اس بارے میں (یہ عبداللہ بن عبدالمطلب ان لوگوں کی بہن کے بیٹے تھے) ہاں اگر کوئی اس کا فدیہ ہو سکتا ہے تو ہم لوگ اپنے مالوں کے ساتھ اس کا فدیہ دے دیں گے۔ اور ابن اسحاق نے اس بارے میں ان کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں۔

ایک عرافہ نے مالی فدیے کا فیصلہ دیا .... چنانچہ عبدالمطلب کے بیٹوں نے اور سب قریش نے ان سے کہا کہ آپ ذبح نہ کریں بلکہ اب حجاز جائیں وہاں ایک عرّافہ ہے کاہنہ، اس کو سجاح کہتے ہیں۔ کوئی جن اس کے تابع ہے آپ جا کر اس سے پوچھیں اس کے بعد آپ کو اپنے معاملے کا اختیار ہے جیسے چاہیں کر لیں۔ عبدالمطلب نے بات مان لی۔ چنانچہ اس کاہنہ عورت کے پاس گئے تو اس نے کہا جب کہ وہ خیبر میں تھی آج تم لوگ واپس چلے جاؤ تا کہ میرا تابع میرے پاس آ جائے میں اس سے پوچھ لوں۔ عبدالمطلب دعا کرتے ہوئے وہاں سے نکل آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر صبح کو اس کے پاس گئے اس نے بتایا کہ میرا تابع میرے پاس خبر لے کر آ گیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ میں آپ لوگوں میں ایک انسان کی خون کی دیت کتنی ہے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ دس اُونٹ (دیت کا مطلب ہے خون بہا ادا کرنا)۔ اس کاہنہ عورت نے بتایا کہ آپ لوگ واپس اپنے شہر چلے جاؤ اور جا کر اپنے جوان کو اور دس اُونٹ ساتھ کھڑے کر کے قرعہ ڈالو۔ اگر قرعہ نہ نکل آئے تمہارے جوان کا تو پھر دس اُونٹ کا اضافہ کر دو۔ پھر قرعہ ڈالو اگر پھر بھی اسی کا قرعہ نکلے تو دس اُونٹ مزید اضافہ کر دو۔ اسی طرح اضافہ کرتے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا رب راضی ہو جائے۔ جب قرعہ اُونٹوں کا نکل آئے سمجھ لو کہ تمہارا رب اس قدر اُونٹوں کا فدیہ قبول کرنے پر راضی ہے۔ بس پھر اتنے اُونٹ ذبح کر دو، اس طرح تمہارا جوان بچ جائے گا۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل آئے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابن اسحاق نے اس بات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ عبد المطلب کا مسجع کلام کرنا اور اللہ سے دعائیں کرنا اور بار بار تیر کا عبد اللہ پر نکلنا، پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کرنا جب بھی عبد اللہ پر قرعہ نکلے۔ یہاں تک کہ دس دس کا اضافہ کرتے کرتے اُونٹوں کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی، کہ سو اونٹوں کا قرعہ نکل آیا۔ عبد المطلب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی جب اُونٹوں کا قرعہ نکلا تو تمام قریش نے اور حاضرین نے کہا .بس بس تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی ہے اور تیرا بیٹا تیرے لئے بچ گیا ہے۔

عبد المطلب نے کہا، نہیں اللہ کی قسم میں تا حال مطمئن نہیں ہوں۔ میں مزید تین بار قرعہ ڈلواؤں گا۔ چنانچہ تین بار مزید قرعہ ڈالا گیا اور ہر بار قرعہ اُونٹوں کا ہی نکلا۔ اور اس طرح سو اُونٹ ذبح کر دیئے گئے۔ اور ذبح کر کے چھوڑ دیئے گئے، کوئی ایک بھی در پے نہ ہوا (یعنی کسی نے ان کو استعمال نہ کیا)۔

باب ۷

رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی آمنہ بنت وہب سے شادی

اور رسول اللہ ﷺ بحالت حمل اور وضع حمل

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے۔ محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں : کہ

''اس کے بعد عبد المطلب عبد اللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے واپس لوٹے (مؤرخین کے خیال کے مطابق)۔ ان کا گزر قبیلہ بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ کی ایک عورت کے پاس ہوا، وہ کعبہ کے پاس تھی۔ اس عورت نے جب عبد اللہ پر نظر ڈالی تو پوچھنے لگی کہ آپ کہاں جا رہے ہیں اے عبد اللہ؟ انہوں نے بتایا کہ اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس عورت نے کہا، آپ کے لئے میرے پاس ایک سو اُونٹ ہیں ان کی مثل جو آپ کی طرف سے ذبح کر دیئے گئے تھے (یعنی میں آپ کو سو اُونٹ دیتی ہوں)۔ آپ میرے ساتھ رشتہ اور شادی کرنے کا ابھی وعدہ کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے والد میرے ساتھ ہیں، میں ان سے الگ بھی نہیں ہو سکتا اور ان سے دُور بھی نہیں ہو سکتا، اور میں ان کو کسی چیز میں ناراض بھی نہیں کر سکتا''۔

چنانچہ عبد المطلب ان کو لے کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ ان کو وہ وہب بن مناف بن زہرہ کے پاس لے آئے۔ اور وہب اس وقت نسب کے اعتبار سے اور شرف و عزت کے اعتبار سے بنو زہرہ کے سردار تھے۔ عبد المطلب نے عبد اللہ کے ساتھ بی بی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے شادی کرا دی۔ اس وقت سیدہ آمنہ قریش کے اندر نسب کے لحاظ سے اور مرتبہ کے لحاظ سے افضل عورت تھیں۔

حضور ﷺ کی نانی، پرنانی، ترنانی، صاحبات

(۱) آمنہ بَرّہ کی بیٹی تھی اور وہ بَرّہ عبدالعزّیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قُصی کی بیٹی تھی۔

(۲) اور بَرّہ کی ماں اُمِّ حبیب بنت اسد بن عبدالعزّیٰ بن قُصی تھی۔ جبکہ اُمِّ حبیب بنت اسد کی ماں تھی۔

(۳) بَرّہ بنت عوف بن عبید یعنی ابن عویج بن عدی بن کعب بن لؤی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ حضور والا نے سیدہ آمنہ سے عقد کرنے کے بعد صحبت کی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاملہ ہوگئی۔ اس کے بعد ایک دن وہ اس عورت کے پاس آئے جس نے پہلے ان سے تعلق قائم کرنے کی یا شادی کرنے پر اصرار کیا تھا۔ وہ ورقہ بن نوفل میں اسد بن عبدالعزیٰ کی بہن تھی۔ وہ ایک مجلس میں بیٹھی تھی، یہ بھی بیٹھے رہے اور انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا بات ہے آج آپ میرے ساتھ بات کرنے میں دلچسپی نہیں لے رہی اس دن کی طرح۔

اس عورت نے بتایا کہ آپ کے اندر ایک نور تھا، ایک روشنی تھی، وہ آپ سے چلی گئی ہے وہ جدا ہوگئی ہے۔ اب مجھے آپ کی حاجت نہیں ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے اس بارے میں کچھ سُن رکھا تھا۔ وہ نصرانی بن گیا تھا اور توراۃ کی اتباع کرتا تھا۔ اس نے سُن رکھا تھا۔ اس وقت میں بنواسماعیل میں ایک نبی آنے والا ہے۔ اس عورت کا نام اُمِّ قتال بن نوفل بن اسد تھا۔

اس نے آپ کے بارے میں شعر کہے تھے۔

الآن وقد ضیعت ما کنت قادرا	علیه و فار قك الذی کان جاء کا
غدوت ملی حافلا قد بذلته	هناك لغیری فالحقن بشانکا
ولا تحسبنی الیوم خلوا ولیتنی	اصبت جنینا منك یا عبد دار کا
ولکن ذاکم صار فی ال زهرة	به یدعم الله البریة ناسکا

اس وقت تو آپ اس چیز کو ضائع کر چکے ہیں جس پر آپ کو قدرت تھی۔ اور آپ سے وہ نعمت جدا ہوگئی ہے جو تیرے پاس آئی تھی۔ صبح کو جب آپ میرے پاس آئے تھے تو آپ بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے اس چیز کو میرے سوا کہیں اور خرچ کر دیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی حالت پر رہو۔ مجھ سے توقع نہ کرنا کہ اب میں آپ کے اندر دلچسپی لوں گی۔ افسوس کہ میں تم سے اے عبداللہ اس بچے کو پالیتی جس کو آپ پانے والے ہیں۔ مگر وہ آل بنوزہرہ میں چلا گیا۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مخلوق کو سہارا دیں گے وہ عبادت گزار ہوگا۔

اور اس نے یہ بھی کہا تھا:

علیك بال زهره حیث کانوا	وامنه التی حملت غلاما
تری المهدی حین تری علیه	ونورا قد تقدمه اماما

آپ ال زہرہ کے ساتھ رہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ اور آمنہ کے ساتھ رہیں جو ایک لڑکا حمل میں لئے ہوئے ہے۔ جو ہدایت یافتہ نظر آئے گا۔ جب اس پر نظر ڈالی جائے گی۔ اور وہ نور ہوگا جو ہمارے سامنے آئے گا۔

اور اس عورت نے مزید چند شعر کہے تھے۔ ان میں یوں کہہ رہی تھی۔

مترجم کہتا ہے کہ اس روایت کے یہ الفاظ وَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ کے ظاہری مفہوم سے میری رُوح کانپ گئی۔ لہٰذا میں نے بُرائی کی دعوت کے مفہوم کے بجائے ترجمہ میں تأویل کی ہے، یعنی شادی یا نکاح کا تقاضا کرنا۔ جس کے لئے میں اپنے رب کے آگے اور اہل علم کے آگے معذرت خواہ ہوں۔ اس کا تفصیل روایت کے آخر میں حاشیہ پر ملاحظہ کریں۔

اس نے کئی مزید شعر ذکر کیے۔ان میں اس نے کہا :

فكل الخلق يرجوه جميعا يسود الناس مهتديا اماما

براه الله من نور صفاء فاذهب نوره عنا الظلا ما

وذلك صنع ربك اذ حباه اذا ما سار يوما او اقاما

فيهدى اهل مكة بعد كفر ويفرض بعد ذلكم الصياما

سارے لوگ مل کر اسی کی آرزو کررہے ہیں۔وہ سب لوگوں کی سرداری کریں گے۔ مصلح اور پیشوا کی حیثیت سے اللہ نے ان کو خالص نور سے پیدا کیا ہے۔اس کے نور سے ہمارے اندھیروں کو دُور کردیا ہے۔ یہ تیرے ربّ کی خاص کاریگری ہے کہ ان کو لے آئے ہیں۔جب کسی دن چلیں یا قیام کریں۔وہ اہل مکہ کو کفر کے بعد ہدایت دیں گے اور وہ ہم لوگوں پر روزے فرض کریں گے۔

(احمد کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں یہ ایسی چیز ہے جس کو میں نے اس عورت کے بھائی سے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ عورت بھی خود عبداللہ کی بیوی ہو آمنہ بنت وہب کے ساتھ ساتھ۔[1]

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس احمد عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی تھی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی ایک اور عورت بھی بیوی تھی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف کے ساتھ۔

چنانچہ وہ اپنی اس بیوی کے پاس گئے، مگر اس وقت عبداللہ کے جسم پر کیچڑ وغیرہ لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ انہوں نے مٹی میں کام وغیرہ کیا تھا۔ انہوں نے اسی حالت میں اس عورت کو صحبت کرنے کے لئے بلایا مگر اس عورت نے منع کردیا یا دیر کردی۔ کیونکہ وہ ان کے اُوپر کیچڑ وغیرہ دیکھ رہی تھی۔ لہٰذا وہ اندر گئے اور کیچڑ وغیرہ دھوڈالی۔اس کے بعد وہ قصداً آمنہ کے پاس چلے گئے۔اس کے بعد آپ کو اس بیوی نے بھی اپنے پاس بلالیا، جس کے پاس جانا چاہتے تھے مگر اس نے منع کردیا تھا۔لہٰذا وہ آمنہ کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا اور اس کے بعد انہوں نے اُس بیوی کو اپنی طرف بلایا مگر اب اس نے کہا کہ مجھے اس وقت آپ کی حاجت نہیں ہے۔آپ پہلے میرے پاس آئے تھے تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چمک تھی، میں یہ امید کررہی تھی کہ وہ روشنی آپ سے میں حاصل کرلوں۔ مگر آپ آمنہ کے پاس چلے گئے۔لہٰذا انہوں نے وہ روشنی آپ سے لے لی ہے۔

---

[1] ڈاکٹر عبدالمعطی اس واقعہ پر تحقیق لکھتے ہیں :

(۱) یہ روایت غریب ہے، موضوع ہے، اس کی کوئی سند نہیں ہے۔اور کوئی بات اس کی تائید میں نہیں ملتی۔ بلکہ صحیح احادیث کے خلاف ہے جن کو کتب سیرت نے دست بدست نقل کیا ہے۔ بلکہ ان میں سے ہے جس کو اعداء اسلام یہود نے اور سبائیوں اور بعض بازوں اور منافقین نے لکھ کر اہل اسلام کے خلاف دسیسہ کاری کی ہے۔

(۲) اس خبر کی کوئی سند نہیں، نہ اصل نہ فروع میں۔ ہاں طبری نے اس کو فيما يزعمون کہہ کر نقل کیا ہے۔ نیز یہ حکایت جس میں اس عورت نے عبداللہ پر اپنے آپ کو پیش کرنے کی کوشش کی تھی اور ان کو بدکاری کی دعوت دی تھی، یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے۔ جس میں حضور ﷺ کے نسب کی طہارت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نسب کی شرافت وعظمت کی بات بیان ہوتی ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ جن کی وضاحت ہم باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ونسب رسول اللہ میں بیان کریں گے۔ جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بنو اسماعیل میں سے چن لیا تھا۔ بنو کنانہ کو پھر کنانہ میں سے چن لیا قریش کو پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھے (محمد ﷺ) کو چن لیا ہے بنو ہاشم سے۔

(۳) حضور ﷺ کے انتخاب والی مذکورہ روایت ترمذی اور مسند احمد میں ہے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے عہد کی غلاظتوں سے اور گندگیوں سے جس طرح حضور ﷺ کو پاک بتایا ہے اس طرح ان کے والد عبداللہ کو بھی (اور دادا پر دادا کو بھی جاہلیت کی گندگیوں سے پاک بتایا تھا) تحقیق اصل کے مطابق تھی عبدالمطلب سے۔ اگر زمانہ ان کو مہلت دیتا تو عبداللہ شرف و مرتبے کے ان منصوبوں پر فائز ہوجاتے جن پر عبدالمطلب تھے۔

(بقایا اگلے صفحہ پر)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبداللہ کی وہ بیوی کہتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس سے گزر رہے تھے تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور تھا، جیسے روشنی و چمک ہوتی ہے۔ اور میں نے ان کو اپنی طرف اس امید پر بلایا تھا کہ شاید وہ نور میرے لئے ہو مگر وہ آمنہ کے پاس چلے گئے اور ان سے صحبت کر لی۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاملہ ہو گئی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاحرز محمد بن عمر بن جمیل از دی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یونس قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن محمد زہری نے۔

یہودی عالم کی گواہی .... (ح) اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہاشم بن مرثد طبرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن محمد زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو ابن عون نے، ان کو مسور بن مخرمہ نے، ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے کہا کہ میں سردی کے موسم میں سفر کر کے یمن پہنچا اور میں ایک یہودی عالم کے پاس اترا۔ چنانچہ کتاب زبور کے ماننے والے ایک آدمی نے مجھ سے کہا، اے عبدالمطلب کیا اب مجھے اس بات کی اجازت دیں گے کہ میں آپ کے جسم کو دیکھوں۔ میں نے کہا کہ آپ دیکھ لیجئے سوائے شرم گاہ کے حصہ کے۔

کہتے ہیں کہ اس نے میری ناک کے ایک نتھنے کو کھول کر دیکھا، پھر دوسرے کو دیکھا۔ پھر اس نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کے ایک میں بادشاہت ہے اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں یہ چیزیں نتھنوں میں دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ کیسے ہوگا؟ میں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ تیری شاعۃ ہے (تابعدار، فرمانبردار) یعنی بیوی ہے؟ میں نے اس سے پوچھا کہ شاعۃ سے کیا مراد ہے، اس نے بتایا کہ زوجہ۔ میں نے جواب دیا کہ آج کل تو نہیں ہے۔ اس نے کہا جس وقت آپ واپس وہاں جائیں تو بنو زہرہ میں شادی کر لینا۔ چنانچہ عبدالمطلب مکہ واپس لوٹ گئے اور انہوں نے ہالہ بنت وہب بن عبدمناف سے شادی کر لی اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے حمزہ اور صفیہ۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب نے شادی کی آمنہ بنت وہب سے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا اور جب عبداللہ بن عبدالمطلب نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی تو قریش نے کہا، کہ عبداللہ اپنے والد پر گئے ہیں (یعنی جو طلب کرتے ہیں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور تحقیق کہا گیا کہ یہ عورت قبیلہ بنوخثعم سے تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالباقی بن قانع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث بن ابراہیم عسکری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلمہ بن علقمہ نے، ان کو داؤد بن ابوہند نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں قبیلہ بنوخثعم کی ایک عورت حج کے موسموں میں اپنے نفس کو پیش کرتی تھی

جس آدمی کا یہ مقام ہو کیا ہم اس کے بارے میں ایسی من گھڑت روایت سے اس کے بارے میں مطمئن ہو سکتے ہیں، خاص کر جبکہ اس میں یہ بات بھی ہے کہ جب انہوں نے اپنی بیوی آمنہ کے ساتھ صحبت کر لی تو اس کے بعد وہ اس عورت کے پاس آئے، جس نے اپنے آپ کو ان کے اوپر پیش کیا تھا اور آکر اس سے یہ کہا کہ مالک لا تعرضین علی الیوم ما کنت عرضت علی بالامس کیا ہوا آپ کو کہ آپ مجھے اس بات کی آج پیش کش نہیں کر رہیں جس بات کی پیش کش کل کی تھی۔

(۴) علاوہ ازیں اس روایت کی حالت یہ ہے کہ اس کی روایت کرنے والے نے خبط کھائے ہیں۔ ان میں بہت سے جھول ہیں۔ کبھی تو راوی یہ کہتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنوخثعم کی عورت تھی، کبھی کہتے ہیں کہ وہ ام قتال ورقہ بن نوفل کی بہن ہے۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ لیلیٰ عدویہ تھی۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ اہل تبالہ کی کاہن عورت تھی۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ عبداللہ آمنہ کے علاوہ کسی اور عورت سے شادی کرنے والے تھے۔ یہ انداز دلالت کرتا ہے کہ یہ سارا جھوٹ ہے۔ نیز یہ کہ راویوں نے ورقہ بن نوفل کی بہن کا نام کیوں لیا یا اس عورت کا جو کتب پڑھ چکی تھی۔

(۵) نیز ہم جب ان اشعار پر غور کرتے ہیں جو اس روایت میں وارد ہوئے ہیں۔ اس عورت کی زبان سے تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اشعار رکیک اور ناقص ہیں۔ جن کے قافیے مضطرب ہیں۔ کلمات فحشور ہیں۔ تلفیق کے ساتھ غیر واضح دلالت ہیں۔ ان تمام خرابیوں کے باوصف یہ شعر اور خبر واہی ساقط ہے۔ اور خود ابن اسحاق اور طبری کا یہ قول بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جن سے نقل کرتے ہیں ان کے بارے میں یوں کہتے ہیں فیما یزعمون۔ ان لوگوں کے گمان اور خیال میں (یہ بات ہے)۔ حالانکہ یہ سب کچھ کہنا باطل ہے۔

اور وہ انتہائی خوبصورت تھی۔ اس کے ساتھ ایک بچھونا تھا۔ گویا وہ اسے فروخت کرنے چلی ہے۔ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے پاس آئی (میرا یہ گمان ہے کہ وہ اس عورت کو اچھے لگے ہوں گے)۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ کی قسم میں اس بچھونے کی وجہ سے نہیں گھوم رہی ہوں اور نہ ہی مجھے اس کی رقم کی ضرورت ہے، بلکہ میں تو کچھ علامات دیکھ کر آدمی پہچانتی ہوں کہ کیا کسی کو اپنا ہمسر اور اپنے لائق سمجھتی ہوں۔ اگر تمہیں میرے ساتھ دلچسپی ہو تو اُٹھئے میں تیار ہوں۔ مگر جناب عبداللہ نے اس عورت سے کہا کہ آپ یہاں ٹھہرئے میں جا کر واپس آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے سامان کے پاس یا اپنی منزل پر چلے گئے۔ اور انہوں نے پہلا کام یہی کیا کہ اہلیہ سے صحبت کی جس سے وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ لوٹ کر اس عورت کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ آپ کو میں نے دیکھا کہ آپ اُس جگہ پر نہیں ہیں (یعنی آپ مجھ میں وہ دلچسپی نہیں لے رہے ہیں)۔ اس عورت نے پوچھا کہ آپ کون تھے؟ عبداللہ نے کہا وہی تو ہوں جو میں آپ کو واپس آنے کا وعدہ دے کر گیا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ نہیں آپ وہ تو نہیں ہیں اور اگر آپ وہی ہیں تو میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تھا جو مجھے اب نظر نہیں آ رہا۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن جعفر فارسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو غسان ابن یحییٰ کنانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مکے میں ایک یہودی عالم تاجر رہتا تھا۔ جس رات حضور ﷺ کی ولادت ہوئی اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا۔ اے قریش کیا تمہارے یہاں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ قریش نے کہا، اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے۔ یہودی نے کہا اللہ اکبر، بہر حال جب تمہیں معلوم نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہے۔

دیکھو میں جو بات کہوں اس کو یاد رکھو۔ تم لوگوں کے اندر آج رات وہ بچہ پیدا ہو گیا ہے جو اس اُمت کا نبی ہوگا۔ اور یہ آخری اُمت ہوگی۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک خاص علامت ہے۔ اس میں لمبے بال ہیں جیسے گھوڑے کی ایال کے بال ہوتے ہیں۔ وہ دو راتیں دودھ نہیں پئے گا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ جنوں میں سے ایک عفریت نے اس کے منہ میں اپنی آنکھیں داخل کر دی تھی اور اس نے اس کو دودھ پینے سے روک دیا ہے۔ یہ سُن کر قریش اپنی مجلس سے حیران ہو کر اُٹھے۔ جو اس یہودی کی بات پر حیران پریشان تھے۔

جب وہ اپنی منزل پر پہنچے اور انہوں نے اپنے گھر والوں کو یہ خبر بتائی تو انہوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے۔ پھر لوگ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھا کہ تم نے فلاں یہودی کی بات سُنی ہے۔ جس نے تمہیں اس لڑکے کی پیدائش کی خبر دی ہے؟ لہٰذا یہ لوگ اس یہودی کے پاس گئے اور اس کو جا کر انہوں نے بتایا کہ واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ کے گھر میں رات کو بیٹا پیدا ہوا ہے، انہوں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ تمہارے ساتھ چلتا ہوں مجھے وہ بچہ دکھاؤ۔ وہ اس کو لے کر بی بی آمنہ کے پاس پہنچے اور اس کو جا کر کہا اپنا بیٹا لے کر آئیے۔ وہ لے آئیں۔ انہوں نے بچے کی پیٹھ سے کپڑا اُٹھایا جونہی اس یہودی نے اس بچے کے کندھوں کے مابین اس تل کو اور اس چاند نما دھبے کو دیکھا تو وہ گر کر بے ہوش ہو گیا۔

جب وہ ہوش میں آیا تو قریشیوں نے پوچھا اے تیری ہلاکت ہو کیا ہوا تجھے؟ کہنے لگا اللہ کی قسم آج سے نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی، اور رخصت ہو گئی ہے۔ اے قریش کی جماعت کیا تم مجھ پر ترس کھاؤ گے؟ اور رحم کرو گے؟ آگاہ ہو جاؤ۔ البتہ تمہیں ایک غلبہ ہونے والا ہے جس کی خبر مشرق سے مغرب تک چلی جائے گی۔ اس محفل میں جس میں اس نے قریش سے یہ باتیں کی تھیں یہ لوگ موجود تھے۔ ہشام اور ولید، مغیرہ کے بیٹے اور مسافر بن ابو عمرو اور عبیدہ بن حارث۔ اور عتبہ بن ربیعہ جو کہ نوجوان تھے۔ ان کے ساتھ بنو عبد مناف کی ایک جماعت تھی۔ اور چند دیگر لوگ تھے قریش میں سے (اخرجہ الحاکم فی المستدرک : ۶۰۱/۲)۔ اور اس طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ابو غسان محمد بن یحییٰ بن عبدالحمید کنانی سے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن حماد المعنی بصری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی سلمہ نے (سب کے سب نے) محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جن کو میں جانتا نہیں ہوں اپنی قوم کے مردوں میں سے جن کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔ وہ روایت کرتے ہیں حسان بن ثابت سے کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک صحت مند سات آٹھ سال کا لڑکا تھا میں باتوں کو سمجھتا تھا جو کچھ میں دیکھتا تھا یا سُنتا تھا۔

ایک دن صبح ہی صبح ایک یہودی چیخ چیخ کر شور کر رہا تھا، اے یہود میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ انہوں نے جمع ہو کر کہا تجھے کیا مصیبت ہے؟ اس نے کہا کہ احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کے طلوع کے ساتھ وہ پیدا ہو گا آج رات طلوع ہو گیا۔

اور یونس بن بکیر کی ایک روایت میں یوں ہے۔ وہ جو اس میں مبعوث ہو گا مگر یہ غلط ہے۔ قطان نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد پر تمہاری عمر کتنی سال تھی؟ اس نے بتایا کہ میں چھے سال کا تھا۔ اور محمد نے کہا کہ حضور ﷺ مدینے میں آئے تو تریپن سال کے تھے۔ حسان نے سُنا جو اس نے سُنا تو وہ سات سال کے تھے۔

(۷)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بشر مبشر بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن محمد زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان بن ابوسلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے، اس نے ابوسوید ثقفی سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں مجھے میری ماں نے حدیث بیان کی وہ حضور کی ولادت کے موقع پر بی بی آمنہ بنت وہب کے پاس موجود تھی۔ جس رات کو انہوں نے حضور کو جنم دیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں جس چیز کو گھر میں دیکھتی تھی ہر چیز نور ہی نور تھی۔ اور میں نے ستاروں پر نظر ماری تو لگتا تھا کہ وہ قریب آ گئے ہیں حتیٰ کہ میں یہ سوچتی تھی کہ وہ مجھ پر گر جائیں گے۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب رسول اللہ ﷺ کی ماں بیان کرتی تھیں کہ ان کے پاس کوئی آنے والا آیا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاملہ تھیں اور ان سے کہا گیا کہ آپ اس اُمت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہیں۔ جب وہ زمین پر آ جائے تو یوں کہنا :

أُعِيْذُهُ بِالْوَاحِدِ ۔ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ ۔ میں اس کو رب واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر حاسد کے شر سے

اور اس روایت میں اس نے مذکورہ اشعار بھی ذکر کئے ہیں اور کہا ہے کہ اس کی نشانی یہ ہو گی کہ اس کے ساتھ ایک روشنی نکلے گی جو ارض شام کے محلات کو بھر دے گی۔ جب وہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد رکھنا۔ بے شک توراۃ و انجیل میں اس کا نام احمد ہے۔ اہل آسمان اور اہل زمین اس کی تعریف کریں گے۔ اور قرآن میں اس کا نام محمد ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کا نام یہی رکھا۔ ان کی والدہ نے ان کا یہی نام رکھا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو اپنی لونڈی کو حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے پاس بھیجا، جبکہ ان کے والد جناب عبداللہ فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت سے جب آپ ﷺ کی والدہ ان کے ساتھ حاملہ تھی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بے شک عبداللہ اس وقت فوت ہوئے تھے جب حضور ﷺ اٹھائیس مہینے کے ہو چکے تھے۔ واللہ اعلم (کونسی بات دونوں میں سے واقع ہوئی تھی)۔

اور آمنہ نے حضور ﷺ کے دادا سے کہلایا کہ آج رات آپ کا لڑکا پیدا ہوا ہے آپ اس کو دیکھیں۔ جب وہ دیکھنے آئے تو سیدہ آمنہ نے ان کو حضور ﷺ کے بارے میں مذکورہ خبر دی اور ان کو وہ ساری باتیں بتائیں جو انہوں نے دوران حمل دیکھی تھیں اور وہ بھی جو ان کو اس بارے میں

کہا گیا تھا۔اور وہ بات بھی بتائی جو حضور ﷺ کا نام رکھنے کے بارے میں ان کو بتائی گئی تھی۔عبدالمطلب نے حضور ﷺ کو اٹھالیا اوران کو کعبے کے اندر رکھے ہوئے بڑے بت ہبل کے پاس لے گئے اور کھڑے ہوکر اللہ سے دعا کی اور اللہ کا شکر ادا کیا اس احسان پر جو اللہ نے ان کو محمد ﷺ عطا کئے تھے۔

چنانچہ عبدالمطلب نے کہا :

الحمد لله الذی اعطانی — هذا الغلام الطيب الا ردان
قد ساد فی المهد علی الغلمان — اعيذه بالبيت ذی الارکان
حتی يکون بلغة الفتيان — حتی اراه بالغ البنيان
اعيذه من کل ذی شنأن — من حاسد مضطرب الجنان
ذی همة ليست له عينان — حتی اراه رافع اللسان
انت الذی سميت فی الفرقان — فی کتب ثابتة المبانی
احمد مکتوب علی اللسان

(البدایۃ والنہایۃ : ۲۶۴/۲۔طبقات ابن سعد : ۱۰۳/۱)

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پاکیزہ لڑکا عطا کیا جو پاکیزہ اندام ہے۔جو گود میں ہی تمام بچوں کی سرداری کر رہا ہے۔میں ان کو ارکان والے بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اس وقت تک کہ وہ بالغ ہوکر کڑیل جوان ہو جائے، یہاں تک کہ میں اس کو مضبوط اعضاء کا مالک دیکھ لوں۔میں اس کو دشمن سے اور ہر مضطرب القلب حاسد سے حفاظت میں اور پناہ میں دیتا ہوں جو صاحب نظر بد ہو ضدا کرے اس کی آنکھیں (نظر مارنے والی) باقی نہ رہیں یہاں تک کہ میں اس کو خطابت کرتا دیکھ لوں۔ (اے صاحبزادے) آپ وہی ہیں جن کا نام قرآن میں ہے اور مضبوط کلمات والی کتابوں میں ہے اور زبانوں پر احمد لکھا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیقہ

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن کامل قاضی نے زبانی طور پر کہ احمد بن اسماعیل سلمی نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے ابوالحکم تنوخی سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اس کو قریش کی عورتوں کے حوالے کر دیتے تھے۔صبح تک وہ اس پر ہنڈیا نصب کر دیتی تھیں۔

جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے ان کو قریش کی عورتوں کے حوالے کر دیا اسی طرح کا ٹوٹہ ٹوٹکا کرنے کے لئے۔عورتوں نے جب جسم کو دیکھا تو وہ ہنڈیا دو ٹکڑے ہو چکی تھی اور حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ آنکھیں کھولے ہوئے اُوپر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔لہٰذا وہ عورتیں عبدالمطلب کے پاس آئیں اوران سے کہا کہ ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا جو ہنڈیا اس پر پھیری تھی وہ بھی ٹوٹ چکی ہے اور اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور نگاہیں آسمان کی طرف تھیں۔عبدالمطلب نے کہا تم لوگ اس کی حفاظت کرو میں امید کرتا ہوں کہ شاید وہ جنت کو پہنچے گا۔جب ساتواں دن ہوا تو عبدالمطلب نے حضور ﷺ کی طرف سے جانور ذبح کیا اور قریش کی دعوت کی۔جب دعوت کھا چکے تو انہوں نے پوچھا اے عبدالمطلب! جس بچے کی وجہ سے آپ نے ہماری ضیافت کی آپ نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ عبدالمطلب نے بتایا کہ محمد نام رکھا ہے۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ نام اس کے گھر والوں کے ناموں سے بالکل مختلف رکھا ہے۔آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پر اس کی تعریف کرے اور اللہ کی مخلوق دھرتی پر اس کی تعریف کرے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم دار بجردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن شنجی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوایوب سلیمان بن سلمہ خبائری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث

بیان کی یونس بن عطاء عثمان بن ربیعہ بن زیاد بن حارث صدائی نے مصر میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حکم بن آبان نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے والد عباس بن عبدالمطلب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ختنہ شدہ خوش خرم پیدا ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عبدالمطلب کو آپ ﷺ بہت اچھے لگتے تھے اور ان کے نزدیک ان کا ایک مقام و مرتبہ قائم ہو گیا تھا اور انہوں نے کہا تھا البتہ میرے اس بیٹے کی ایک شان اور خاص مرتبہ و مقام قائم ہوگا۔ چنانچہ حضور ﷺ کا واقعتاً ایک خاص مقام تھا۔

باب ۸

ولادت کے سال اصحاب الفیل اور اس سے قبل
تبّع کے ساتھ پیش آنے والے واقعات

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ پھر تبع آگے بڑھا حتیٰ کہ مدینہ کی سرزمین پر اُترا۔ وادی قباء میں اس نے وہاں ایک کنواں کھودا، آج کل جس کو بیر ملک کہتے ہیں۔ اور اُس وقت مدینہ میں یہودی تھے اور اوس و خزرج تھے۔ وہ لوگ اس کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے اس سے لڑائی کی۔ دن بھر اس سے لڑائی کرتے رہتے اور شام ہوتی تو اس کے پاس ضیافت بھیج دیتے اور اس کے لشکریوں کے لئے بھی۔

جب ان لوگوں نے کئی راتیں ایسا کیا تو اس کو شرم آ گئی۔ اس نے ان لوگوں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا قبیلہ اوس کا ایک آدمی ان کے پاس گیا اس کا نام اُحیحہ بن جُلاح تھا اور اس سے بات کرنے کے لئے یہودیوں میں سے بنیامین قرظی گیا۔ اُحیحہ نے جا کر کہا اے بادشاہ ہم لوگ آپ کی قوم ہیں اور بنیامین نے کہا اے بادشاہ یہ ایسا شہر ہے جس میں فاتحانہ داخلے کی آپ کو قدرت نہیں ہو سکتی اگرچہ آپ اپنی پوری پوری کوشش صَرف کر ڈالیں۔ اس نے کہا ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے اس کو بتایا کہ یہ انبیاء میں سے، ایک نبی کی منزل ہے اللہ تعالیٰ اس کو قریش میں سے بھیجیں گے۔ اور اس وقت تبع کے پاس یمن سے ایک خبر دینے والا آیا اس نے اس کو آ کر بتایا کہ یمن میں ایک آگ لگی ہے اس نے سب کچھ جلا کر ختم کر دیا ہے۔ لہٰذا تبع جلدی سے وہاں سے نکلا اور اس کے ساتھ یہود کی ایک جماعت بھی تھی ان میں بنیامین وغیرہ تھے۔ اس نے وہاں شعر کہا ؂

القی الی نصیحۃً کی ازدجر	عن قریہ محجوزۃ بمحمد
میرے پاس نصیحت آ گئی ہے تاکہ میں رُک جاؤں	اس بستی سے جو محفوظ کر دی گئی ہے محمد کی وجہ سے

کہتے ہیں کہ وہ وہاں سے روانہ ہوا۔ جب وہ مقام دف پر پہنچا، جُمدان سے مکہ کے قریب دوراتوں کی مسافت پر تو ان کے پاس قبیلہ ہذیل بن مدرکہ سے کچھ لوگ آئے، وہاں ان کے گھر تھے۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ! ہم آپ کو ایک ایسا گھر بتاتے ہیں جو سونے، چاندی، یاقوت اور زمرد سے (ہیرے جواہرات سے) اٹا پڑا ہے آپ اس کو لوٹیں گے؟ آپ خود بھی لینا ہمیں بھی دینا۔ اس نے حامی بھر لی۔ ان قبائل نے اس کو بتایا کہ وہ گھر مکہ میں ہے۔ لہٰذا تبع مکہ کی طرف روانہ ہوا وہ کعبہ کو گرانے کا پکا عزم کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک تیز اور ٹھنڈی ہوا چلا دی جس نے اس کے ہاتھ پیر مفلوج کر دیئے اور پورا جسم اکڑا دیا۔ چنانچہ اس نے یہودیوں کو بلایا جو اس کے ساتھ تھے اور ان سے پوچھا کہ تمہارا بُرا ہو یہ کیا مصیبت ہے جو مجھ پر پڑ گئی ہے؟ انہوں نے کہا آپ کے دل کے اندر کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے کہا میں نے کیا نئی چیز پیدا کر لی ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے اپنے دل میں کسی نئی بات کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں کیا ہے۔

پھر اس نے کعبۃ اللہ کو گرا دینے کے عزم کا تذکرہ کیا اور اس میں جو ہیرے جواہرات ہیں ان کو لوٹ کر لے جانے کا۔ ان لوگوں نے بتایا کہ بیت اللہ اللہ کا عزت والا گھر ہے جس نے اس کو گرانے کا ارادہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس نے پوچھا ہلاک ہو جاؤ آخر اس مصیبت سے چھٹکارے کا کیا طریقہ ہے جس میں پھنس گیا ہوں۔ انہوں نے اس کو بتایا کہ آپ بیت اللہ کے گرد طواف کرنے اور اس کو غلاف پہنانے اور اس کے لئے قربانی کرنے کا ارادہ پکا کر لیں۔ اس نے اپنے دل کو اس بات پر آمادہ کر لیا لہٰذا اللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ چل کر مکے میں داخل ہوا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑیں لگائیں پھر اس کو خواب دکھایا گیا کہ وہ بیت اللہ کو کپڑے پہنائے۔ چنانچہ اس نے بیت اللہ پر غلاف ڈالا اور مکے میں اس قربانی کرنے کی بات بھی بیان ہوئی ہے اور یہ کہ اس نے لوگوں کو کھانا بھی کھلایا۔ اس کے بعد وہ یمن واپس لوٹ گیا اور قتل ہو گیا اور اس کا بیٹا دوس قیصر کی طرف گیا اس نے جا کر اس سے اپنی قوم کے خلاف استغاثہ کیا اس پر جو انہوں نے اس کے باپ کے ساتھ کیا تھا۔ اور قیصر نے ملک حبشہ نجاشی کی طرف لکھا پھر نجاشی نے اس کے ساتھ ساٹھ ہزار بھیجے اور ان پر روز بہ نامی شخص کو عامل مقرر کیا یہاں تک کہ انہوں نے حمیر کو قتل کر دیا جس نے اس کے باپ کو مارا تھا۔ پھر صنعاء میں داخل ہوئے اور اس کے مالک بن گئے اور یمن کے بھی مالک بن گئے۔

یمن میں کعبہ نامی مکان .... اور روز بہ کے اصحاب میں ایک آدمی تھا اس کو ابرہہ بن اشرم کہتے تھے وہ ابو یکسوم تھا اس نے روز بہ سے کہا کہ میں اس معاملہ کے لئے تم سے زیادہ بہتر ہوں اور اس نے اسے مکر کے ساتھ قتل کر دیا اور نجاشی کو اس نے راضی کر لیا۔ پھر اس نے یمن میں ایک کعبہ بنایا اور اس میں سونے کے قبے بنائے اور اپنی مملکت والوں سے کہا کہ وہ اس کا حج کریں اور اس نے اس کو بیت اللہ سے تشبیہ دی لہٰذا چنانچہ ایک آدمی بنو ملکان کنانہ میں سے تھا اور وہ حمس میں سے تھا وہ یمن جا پہنچا اور اس نے جا کر اس گھر میں پاخانہ کر دیا۔ ابرہہ جب داخل ہوا اور اس نے اس میں یہ گندگی دیکھی تو پوچھا کہ کس نے میرے خلاف یہ جسارت کی ہے۔ اس کے اصحاب نے اس کو بتایا کہ بیت اللہ کے قریب رہنے والے لوگوں میں سے، جہاں عرب حج کرتے ہیں ایک آدمی آیا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس نے میرے خلاف یہ جسارت کی ہے؟ میری مدد کے لئے تیار ہو جاؤ میں عربوں کے اس کعبے کو گرا دوں گا اور اس کو برباد کر دوں گا اور میں عربوں کو بتا دوں گا۔ چنانچہ کبھی بھی اس گھر کا حج کوئی نہیں کرے گا۔ اس نے ہاتھی منگوائے اور اپنی قوم کے اندر اس نے اعلان کر دیا کہ میرے ساتھ نکلو۔ لہٰذا اس نے خود بھی وہاں سے روانگی اختیار کی اور ہر اس شخص نے جس نے اہلِ یمن میں سے اس کی اتباع کی۔ اکثر لوگ جنہوں نے اس کی اتباع کی تھی وہ عک تھے اور اشعری تھے اور خثعم۔ چنانچہ وہ رجز گاتے ہوئے وہاں سے چلے۔

ان البلد لبلد ماکول   تأکلہ عك والاشعریون والفیل

بیشک یہ شہر کھایا ہوا ہے (ہلاک شدہ)   اس کو عک اور اشعری اور ہاتھی کھا جائیں گے

کعبہ شریف پر حملہ کے لئے روانگی .... کہتے ہیں اس کے بعد وہ روانہ ہوئے۔ جب کچھ راستہ طے کر لیا تو انہوں نے بنو سلیم میں سے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اس گھر کے حج کی دعوت دے جو اس نے بنایا تھا۔ چنانچہ اس کو ایک آدمی ملا قبیلہ حمس کا بنو کنانہ میں سے، اس نے اس کو قتل کر دیا۔ جب ابرہہ کو اس کی موت کی اور اس شخص کی جسارت کی خبر پہنچی تو اس کا غصہ اور زیادہ ہو گیا۔ لہٰذا اس نے روانگی اور کوچ کرنے کے لئے لوگوں کو اُبھارا۔ اور طائف پہنچ کر اہل طائف سے اس نے راستے کی رہنمائی کرنے والا آدمی مانگا۔ اہلِ طائف نے ابرہہ کے ساتھ قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی روانہ کیا اس کا نام نفیل تھا وہ ان لوگوں کو لے کر چلا۔ یہاں تک کہ وہ جب مقام مغمس میں پہنچے مغمس میں مکہ کی بالائی سمت چھ میل کے فاصلے پر اُترے اور انہوں نے اپنے لشکر کے مقدمات آگے مکے میں روانہ کر دیے۔ قریش متفرق ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے اور کہنے لگے ہمیں ان کے ساتھ لڑائی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ مکے میں سوائے عبدالمطلب بن ہاشم کے اور کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا۔ لہٰذا عبدالمطلب نے بیت اللہ کے دروازے کی چوکھٹوں سے پکڑا اور کھڑے ہو کر کہنے لگے

لَاھُمَّ ان العبد یمنع   رحلہ فامنع حلالك

لا یغلبوا بصلیبھم   ومحالھم غدوًا محالك

ان کنت تارکھم وکع بتنا فأمر ما بدالك

اے اللہ بے شک انسان اپنے سامان کی حفاظت کیا کرتا ہے۔آپ بھی اپنی قوم و جماعت کی حفاظت کریں یا اپنے سامان کی حفاظت کریں یعنی اپنے گھر کی حفاظت کریں۔یہ لوگ اپنی صلیب کو غالب نہ کردیں اور اپنی قوت وطاقت کو غالب نہ کردیں۔کل صبح آپ کی طاقت وقوت کے اوپر اگر آپ ان کو اور ہمارے کعبے کو (بے یارومددگار) چھوڑدیں تو پھر جو آپ بہتر سمجھیں (کہنا یہ چاہتے تھے کہ جو چیز آپ کے سامنے واضح ہے آپ ہمارے ساتھ وہ نہ کریں)

قریش کے اُونٹ پکڑنا .... اس کے بعد ابرہہ کے لشکریوں نے قریش کے مویشی پکڑ لئے تھے۔ان میں دوسو اُونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔جب عبدالمطلب کو اس کی خبر پہنچی تو وہ ان لوگوں کے پاس گئے اور ابرہہ کا ترجمان بنو اشعریوں میں سے ایک آدمی تھا اور وہ پہلے سے عبدالمطلب کو جانتا تھا۔عبدالمطلب جب پہنچے تو اس اشعری نے پوچھا کہ آپ کس کام سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا آپ مجھے بادشاہ سے ملنے کی اجازت دلوادیں۔وہ اندر گئے اور جاکر کہا، کہ اے بادشاہ! قریش کا سردار آپ کو ملنے کے لئے آیا ہے۔جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں لوگوں کو کھلاتا ہے آپ اس کو ملنے کی اجازت دے دیں۔

عبدالمطلب جسیم اور جمیل آدمی تھے۔اجازت ملی تو وہ اندر داخل ہوئے جب ابویکسوم نے اس کو دیکھا تو ان کو نیچے بٹھانا مناسب نہ سمجھا اور اپنے تخت پر ساتھ بٹھانا بھی مناسب نہ سمجھا۔لہٰذا وہ خود نیچے اُتر کر بیٹھ گئے زمین پر اور عبدالمطلب کو ساتھ بٹھالیا۔اور ان سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے لشکریوں نے میرے دوسو اُونٹ قبضے میں لے لئے ہیں وہ چھوڑ دیں۔ابویکسوم نے کہا اللہ کی قسم میں نے آپ کی شکل وصورت دیکھ کر آپ کو پسند کیا تھا آپ مجھے اچھے لگے تھے مگر آپ سے میں نے جب بات کی تو مجھے آپ سے بے رغبتی ہوگئی ہے۔عبدالمطلب نے پوچھا کیوں بادشاہ؟ اس نے کہا اس لئے کہ میں تمہارے کعبے کو گرانے آیا ہوں وہ تمہارے سارے عرب کی عزت ہے اور وہ لوگوں میں تمہاری فضیلت ہے اور تمہارا لوگوں میں شرف ہے اور تمہارا دین ودھرم ہے جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کو توڑنے آیا ہوں۔ادھر آپ کے دوسو اُونٹ پکڑے گئے ہیں میں نے آپ سے آپ کی حاجت پوچھی ہے تو آپ نے اپنے اُونٹوں کی بات کی ہے اور آپ نے مجھ سے اپنے کعبے کی بات ہی نہیں کی۔چنانچہ عبدالمطلب نے اس سے کہا۔اے بادشاہ میں تو اپنے حال کے بارے میں آپ سے بات کروں گا۔رہا یہ کعبہ اور یہ گھر، اس کا مالک موجود ہے، وہ خود اس کی حفاظت کرے گا مجھے اس کے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ابویکسوم نے ان کا خیال کیا اور حکم دے دیا کہ عبدالمطلب کے اُونٹ اس کو واپس کردیئے جائیں۔

رہبروں کا توبہ کرنا اور واپس لوٹنا .... اس کے بعد واپس آئے، اور وہ رات انہوں نے تارے گن گن کر گزاری، جیسے وہ ان سے ہم کلام ہیں۔چنانچہ ان کے دلوں نے عذاب کو محسوس کرلیا تھا۔اور ان کا راستہ دکھانے والا رہبر ان کو چھوڑ کر حرم میں چلا آیا تھا۔اور اشعریوں اور خثعمیوں نے عذاب کو محسوس کرتے ہوئے بادشاہ سے بے وفائی کرلی۔انہوں نے اپنی تلواریں اور ترکش توڑ ڈالے اور اللہ کی بارگاہ میں انہوں نے اظہارِ براءت کرلیا، اس بات سے کہ وہ کعبے کے گرانے میں ان کی مدد کریں۔انہوں نے خوف کے عالم میں یہ بدترین رات گزاری۔پھر وہ رات کے پچھلے حصہ میں منہ اندھیرے اُٹھے حملے کے لئے روانگی کرنے کے لئے۔انہوں نے اپنے ہاتھیوں کو اُٹھایا، سوچ رہے تھے کہ صبح ہی صبح مکے میں داخل ہوجائیں گے۔انہوں نے بڑے ہاتھی کو مکے کی طرف متوجہ کیا تو وہ بیٹھ گیا۔پھر انہوں نے اس کو مار مار کر اُٹھانے کی کوشش کی تو وہ لیٹ گیا۔برابر اس کی یہی حالت رہی، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

اس کے بعد لوگ اپنے ہاتھی کے پیچھے پڑگئے، اس کو کہنے لگے تجھے اللہ کی قسم ہے کیا تو مکے نہیں جائے گا۔اور اس کو قسمیں دینے لگے، وہ اپنے کان ہلادیتا تھا (گویا وہ منع کررہا تھا) اور ہاتھی ان پر برہم ہوگیا تھا۔جب انہوں نے اس کو زیادہ تنگ کیا تو انہوں نے اس کو یمن واپسی کی راہ پر اُٹھاکر کھڑا کیا تو وہ واپسی کے لئے بھاگنے لگا۔جب انہوں نے ان کو چلتے پھرتے دیکھا تو پھر اس کو کعبے کی طرف متوجہ کیا تو وہ دوبارہ بیٹھ گیا اور پھر زمین پر لیٹ گیا۔یہ منظر دیکھ کر انہوں نے اس کو قسمیں دیں وہ اپنے کانوں کو ہلانے لگا۔جب انہوں نے اس کو زیادہ تنگ کیا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا

اور انہوں نے اس کو یمن کی طرف متوجہ کیا تو وہ بھاگنے لگا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اس کو پھر مکے کی راہ پر ڈالا، جب وہ پہلی جگہ پر آیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اس کو مارا تو وہ لیٹ گیا۔

وہ اسی اُدھیڑ بُن میں لگے ہوئے تھے کہ سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ اُن پر پرندے اُبھر کر آ گئے۔ سمندر کی طرف سے دھوئیں کے سیاہ بالوں کی مانند پرندے نمودار ہوئے، دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں چھا گئے۔ وہ ان کو کنکریاں مارنے لگے۔ ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور پنجوں میں ایک ایک پتھر۔ ایک پتھر مار کر گزر جاتا تو دوسرا آ جاتا۔ جہاں وہ پتھر گرتا سُوراخ کر جاتا، پیٹ پر گرتا تو اس کو پھاڑ دیتا، ہڈیوں پر لگتا تو اس کے پار ہو جاتا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر ابو یکسوم بادشاہ بدحواس ہو کر بھاگنے اور فرار ہونے لگا۔ اس کو بھی پتھر لگتے رہے۔ وہ جس سر زمین سے گزرتا تھا وہاں سے اس کی امید منقطع ہو جاتی تھی اس حالت میں بھاگتے بھاگتے وہ یمن پہنچا، مگر اس کے جسم کا کوئی حصہ سلامت نہیں رہا تھا۔ جب وہاں پہنچا تو اس کا سینہ پھٹ گیا اور پیٹ چاک ہو گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اور قبیلہ خشعم اور اشعریوں نے جو براءت کا اظہار کر لیا تھا ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

اس بارے میں جو انہوں نے شعر کہے، اس کو بھی لوگوں نے نقل کیا ہے۔ عبدالمطلب نے رجز پڑھتے ہوئے کہا اور وہ اہل حبشہ کے خلاف بددعا کر رہے تھے۔

یا ربّ لا ارجو لهم سواكا　　　یا ربّ فامنع منهم حماكا

ان عدو البيت من عاداكا　　　انهم لن يقهروا فى قواكا

اے پروردگار! میں ان کے بارے میں تیرے سوا کسی سے امید قائم نہیں کرتا۔ اے میرے ربّ تو ہی ان سے اپنے متاع کی حفاظت فرما۔
بے شک بیت اللہ کا دشمن تیرا بھی دشمن ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بے شک وہ لوگ تیری طاقتوں پر غالب نہیں آ سکتے۔

نوٹ: حضور کے دادا عبدالمطلب کا ایمان اور اس پر یقین اور عقیدہ ملاحظہ فرمائیں باوجودیکہ وہ اسلام اور اس کی تعلیمات سے بے خبر تھے۔ (احمد نے فرمایا) میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی کہا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے عبدالمطلب اور ابرہہ کے بارے میں۔

اور ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالسلام نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے قابوس بن ابوظبیان سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہاتھی والے آئے۔ جب وہ مکہ کے قریب ہوئے تو عبدالمطلب آگے جا کر ان کو ملے اور ان کے بادشاہ سے کہا، آپ ہمارے پاس کیوں آئے ہیں؟ آپ اگر ہمارے پاس اپنا نمائندہ بھیج دیتے تو ہم خود آپ کے پاس آ جاتے اور آپ جو کچھ ہم سے چاہتے ہم وہ بھی آپ کے پاس لے آتے۔ اس نے کہا کہ مجھے اس گھر کے بارے میں خبر ملی ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہوتا ہے اس کو امان مل جاتی ہے۔ میں اس کے ساتھ بسنے والوں کو دہشت زدہ کرنے آیا ہوں اور اس کے امن تباہ کرنے آیا ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا کہ ہم آپ کو ہر وہ چیز دیں گے جو آپ کو چاہیے بس آپ واپس چلے جائیے۔ اس نے کہا کہ نہیں میں تو اس کے اندر داخل ہو کر دکھاؤں گا۔ وہ کعبہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عبدالمطلب پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ وہ پہاڑ کے اُوپر جا کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں نہ تو اس گھر کی ہلاکت کے وقت یہاں موجود رہوں گا نہ ہی یہاں کی آبادی کی تباہی کو دیکھوں گا۔

اس کے بعد انہوں نے دعائیہ اشعار کہے تھے۔

اللهم ان لكل الـه　　　حلا لا فامنع حلا لك

لا يغلبن محالهم　　　ابدا محالك

اللهم فان فعلت　　　فامر ما بدا لك

اے اللہ بےشک ہر الہ کا ایک متاع ہوتا ہے۔ آپ بھی اپنے سامان کی حفاظت کیجئے۔
ان کی طاقت آپ کی طاقت پر ہرگز غالب نہیں آئے گی کبھی
اے اللہ! اگر اب اپنے گھر کی حفاظت نہ کریں گے تو پھر یہ ایسا امر ہے جو چاہیں آپ سو کریں۔

یہ دعا کرتے ہی سمندر سے بادلوں کی مانند پرندوں کا طوفان اُٹھا اور دیکھتے دیکھتے ابابیل پرندے ان پر چھا گئے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :
تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ کہ پرندے ان پر سخت مٹی کے پتھر مار رہے تھے۔ فرمایا کہ پرندے ان پر لپکنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے کنکریوں کی بمبارمنٹ سے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔

پرندوں کا لشکر پر حملہ .... مصنف فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس بارے میں ایک اور طویل قصہ ہے جس کی اسناد منقطع ہے۔ مگر ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کافی ہے۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، عبداللہ بن عون سے، وہ محمد بن سیرین سے، وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں۔

وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ

فرماتے ہیں کہ وہ ایسے پرندے تھے کہ ان کی سونڈ ھ تو پرندوں کی سونڈ ھ جیسی تھی مگر ان کے پنجے کتوں کے پنجوں جیسے تھے۔

اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے ابومعاویہ بن صالح سے، وہ علی بن ابوطلحہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس قول باری تعالیٰ طیراً ابابیل کے بارے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک کے پیچھے ایک آرہے تھے تسلسل کے ساتھ۔
کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ کہتے ہیں کہ اس سے مراد بھوسہ ہے۔

اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عباس ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے ابن مسعود سے، اس قول باری کے بارے میں طیراً ابابیل فرمایا گروپ اور غول تھے۔

ہمیں خبر دی ہے ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن محمد بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبدالعزیز بن محمد بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومنصور عباس بن فضل نضروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن عبداللہ نے، ان کو حصین عکرمہ نے اس قول الٰہی طیراً ابابیل کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ وہ پرندے تھے جو سمندر کی طرف سے اُٹھے تھے۔ درندوں کی مانند ان کے سر تھے۔ وہ نہ کبھی اس سے قبل دیکھے گئے نہ بعد میں دیکھے گئے (گویا وہ عذاب والے پرندے تھے جو صرف اسی مہم کے لئے سامنے لائے گئے تھے) انہوں نے ان لوگوں کی چمڑیوں پہ چیچک کی مثل نشان چھوڑے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جب چیچک دیکھی گئی تھے۔

فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے ابوسفیان سے، اس نے عبید بن عمیر لیثی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا تو ان پر پرندے بھیجے تھے، جو سمندر سے اُٹھے تھے۔ گویا کہ وہ کالے ابابیل میں ابلق تھے، جن کے ہاتھ بھی سفید تھے۔ ان میں سے ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے تراشے ہوئے۔ ایک پتھر چونچ میں تھا اور دو ان کے پنجوں میں تھے۔ وہ اس طرح آئے تھے کہ آ کر انہوں نے ان کے سروں پر صف باندھ لی تھی، پھر انہوں نے چیخ ماری اور جو کچھ ان کے چونچوں میں اور پنجوں میں تھا اسے گرا دیا تھا۔ جو بھی پتھر جس پر گرا اس کی دوسری طرف سے نکل گیا۔ اگر سر پر پڑا تو پاخانے کی جگہ سے نکل گیا اور اگر جسم کے دیگر کسی حصے سے گرا تو دوسری جانب سے نکل گیا۔

کہتے ہیں کہ اللہ نے سخت ہوا بھیجی تھی اس سے ان کے پیر مفلوج کر دیئے تھے۔ پھر وہ اور شدید ہوگئی تھی۔ لہٰذا وہ سب ہلاک ہو گئے۔

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو تستری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن معاویہ جمحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کی ثابت بن یزید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بلال بن خباب نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اصحاب فیل آئے اور مقام صفاح پر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ لہٰذا عبدالمطلب (حضور کے دادا) ان کے پاس گئے۔ انہوں نے ان کو جا کر بتایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے (جس کے لئے تم بُرا ارادہ کر کے آئے ہو)۔ مگر وہ نہ مانے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اس کو گرا کر جائیں گے۔

وہ جونہی اپنے ہاتھی کو آگے لگاتے وہ پیچھے آ جاتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو بلایا، ان کو سیاہ پتھر دیئے، ان پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔ جب وہ ان کے اوپر برابر آ گئے تو انہوں نے ان کو پتھر مار دیئے۔ چنانچہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، سب کو خارش نے آ گھیرا۔ ان میں جو بھی جسم کو جہاں سے کھجاتا اپنی جلد کو وہاں اس کا گوشت گر جاتا۔

کعبہ کا نام بیت العتیق .... ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن حسن بصری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے ابن شہاب سے، اس نے محمد بن عروہ سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے بیت العتیق نام رکھا ہے (کعبہ کا) عتیق عتق سے بنا ہے اور عتق کا مطلب آزاد ہونا ہے)۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو ظالموں اور جابروں سے آزاد کر دیا ہے۔ اس پر کوئی سرکش ظالم کبھی غاصب نہیں آئے گا۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن حزم نے عمرہ بنت عبدالرحمن بن سعد بن زارہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اصحب الفیل کے ہاتھی بان (یعنی ہاتھی کو چلانے والے سوار کو) اور ہاتھی کو سیدھا اور سکھانے والے دونوں شخصوں کو اپنی زندگی میں مکے میں دیکھا تھا، دونوں اندھے ہو گئے تھے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ مکہ کی گلیوں میں وہ لوگوں سے کھانا مانگتے پھرتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام : ۱/ ۵۹۔ البدایۃ والنہایۃ : ۲/ ۱۷۴)۔

اگر یہ خبر صحیح ہو تو یہ توجیح کریں گے کہ اللہ نے ان کو لوگوں کی عبرت کے لئے زندہ رکھ چھوڑا ہوگا۔ مترجم

باب ۹

ایوانِ کسریٰ میں زلزلہ واقع ہونا اور اس کے کنگورے گر جانا

اور موبذان کا خواب، فارس کی آگ کا دم بخود ہو جانا وغیرہ دیگر نشانیاں جو شبِ ولادتِ رسول ظہور پذیر ہوئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابواحمد حسین بن علی تمیمی نے، اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ نے، اور محمد بن محمد بن داؤد نے اور ابراہیم بن محمد نصر آبادی نے، اور یہ الفاظ حسین کی روایت کے ہیں۔ ان سب نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن محمد بن ادریس نے۔ وہ کہتے ہیں

ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن حرب موصلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوایوب یعلی بن عمران نے جو عبداللہ بجلی کی اولاد میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مخزوم بن ہانی مخزومی نے، اس نے اپنے والد سے اور وہ ایک سو پچاس سال کے تھے۔

انہوں نے کہا کہ جب وہ رات آئی جس میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تھی تو کسریٰ کا محل گر گیا تھا، اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے تھے۔ اور فارس والوں کی آگ کا آلاؤ بجھ گیا تھا، اور یہ آلاؤ اس سے قبل ایک ہزار سال سے کبھی نہیں بجھا تھا۔ اور یکا یک بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا تھا۔ اور موبذان نے سخت اُونٹ دیکھے جو خالص عربی گھوڑوں کو کھینچ کر لے جا رہے ہیں، اور وہ دریائے دجلہ کراس کر کے اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو کسریٰ کو اس خواب نے پریشان کر دیا۔ وہ گھبرا گئے، مگر اس پر اس نے بہادری جتلانے کے لئے اس پر صبر کیا۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ اس بات کو اپنے وزیروں اور ارکان دولت سے نہیں چھپا سکے گا۔ جس وقت اس کا صبر جواب دے جائے گا۔ چنانچہ اس نے ان کو جمع کیا اور تاج پہن کر اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔ جب وہ سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ وہ بولے نہیں، ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں، بلکہ بادشاہ ہمیں خود بتائے گا۔ وہ اس سلسلے کی بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک اس کے پاس فارس کی آگ کے بجھ جانے کا خط بھی آ گیا، جس نے اس کے غم کو اور زیادہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس خواب کی تفصیل ان کو بتائی جس نے اس کو خوف زدہ کر دیا تھا۔ پھر موبذان نے کسریٰ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کی خیر رکھے آج رات میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد اس نے اُونٹوں والا خواب اس کو بتایا۔ کسریٰ نے پوچھا کہ اب کیا ہوگا، اے موبذان؟

وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا بھی تھا۔ اس نے بتایا کہ سرزمین عرب کے کونے میں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ اسی وقت کسریٰ نے ایک خط لکھا، جس کا عنوان تھا کہ

یہ خط بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ کی طرف سے نعمان بن منذر کی طرف۔

امابعد......... آپ میرے پاس ایک عالم بھیجیں جس سے میں جو چاہوں پوچھ سکوں۔ انہوں نے عبدالمسیح بن عمرو بن حیان بن بقیلہ غسانی کو بھیج دیا۔ وہ جب پہنچے تو کسریٰ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس ایسا علم ہے کہ میں جو چاہوں تم سے پوچھ لیا کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بادشاہ مجھ سے کوئی سوال کرے یا مجھے خبر دے، اگر میرے پاس اس کا علم ہوگا تو میں ان کو اس کا جواب دوں گا۔ اگر میرے پاس علم نہیں ہوگا تو میں کسی ایسے آدمی کی طرف رہنمائی کروں گا جو اس کو جانتا ہوگا۔

لہٰذا کسریٰ نے ان کو وہ خواب ذکر کیا۔ اس نے بتایا کہ اس خواب کی تعبیر کا علم میرے ماموں کے پاس ہے جو شام کے بالائی حصے میں رہتا ہے۔ اس کا نام سطیح ہے۔ کسریٰ نے کہا کہ ٹھیک ہے، آپ اس کے پاس جائیں اور جا کر پوچھیں پھر اس کی وہ تعبیر میرے پاس لائیں، جو وہ آپ کو بتائے۔ لہٰذا عبدالمسیح اُٹھ کر چلے گیا اور سطیح کے پاس پہنچے تو وہ موت کی کشمکش میں تھا، اس نے جا کر ان کو سلام کیا۔ مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ لہٰذا عبدالمسیح نے شعر کہے:

اصم ام یسمع غطریف الیمن ‏ ‏ ‏ ام فاد فازلم به شاو العنن

یا فاصل الخطة اعیت من و من ‏ ‏ ‏ و کاشف الکربة عن وجه غضن

اتاك شیخ الحی من ال سنن ‏ ‏ ‏ وامه من ال ذئب بن حجن

ازرق بهم الناب صوار الاذن ‏ ‏ ‏ ابیض فضفاض الرداء والبدن

رسول قیل العجم یسری بالرسن ‏ ‏ ‏ لا یرهب الرعد ولا ریب الزمن

تجوب بی الارض علنداة شزن ‏ ‏ ‏ ترفعنی وجنا وتهوی بی وجن

حتی اتی عاری الحآجی و القطن　　تلفه فی الریح بوغاء الدمن

کانما حثحث من حضنی ثکن

کیا یمن کا سردار بہرہ ہے یا سُن رہا ہے یا دل کا دورہ پڑ گیا ہے اس کو۔ لہٰذا جلدی کی ہے اس کے ساتھ بالآخر موت کی سبقت نے۔ اے اس خاص سرزمین کے مالک جس نے نہ جانے کس کس کو تھکا کر کمزور کر دیا ہے۔ اور اے نحیف اور پُرشکن چہرے سے پریشانی دُور کرنے والے۔ آپ کے پاس قبیلے کا بزرگ آیا ہے جو کہ آلِ سنن سے ہے۔ جس کی ماں آلِ ذئب بن حجن سے ہے۔ نیلی آنکھوں والا سیاہ دانتوں والا۔ کانوں کو پھاڑنے والا۔ سفید پرانی تارتار چادر والا، چوڑ بدن والا۔ عجم کے سردار کا قاصد جو خاص حاجت کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ نہ بادلوں کی گرج سے ڈرتا ہے اور نہ ہی زمانے کے حوادث سے۔ مجھے زمین گھماتی جاتی ہے۔ مضبوط اُونٹنی جو کہ سخت ہے۔ وہ مجھے اُوپر اُٹھاتی ہے پتھریلی زمین پر اور دُور دراز پہنچاتی ہے مجھے دوسری پتھریلی زمین پر یہاں تک کہ آیا سینے کا برہنہ اور ظاہر ہڈیوں والا اور جھکی ہوئی کمر والا۔ لپیٹتی ہے اس کو ہوا میں نرم مٹی اور غبار (روڑی) کچرے کے ڈھیر کا۔ گویا کہ (اسی مٹی کا غبار) کا سرمہ لگایا گیا تھا مجھے۔ میری پرورش کرنے والی دونوں (ماؤں) کی طرف سے اکٹھے۔

سطیح کے کلمات ………… کہتے ہیں کہ یہ اشعار سُن کر سطیح نے اپنی دونوں آنکھیں کھولدیں اور پھر کہا کہ اے عبدالمسیح! جو تیز رفتار اُونٹ پر سوار ہو کر آیا ہے سطیح کی طرف، میں صاف صاف اور پوری بات تمہیں بتاتا ہوں۔ تجھے ساسانی بادشاہ نے بھیجا ہے۔ ایوان کسریٰ کے زلزلے، فارس کی آگ کے بجھنے، موبذان کے خواب کا پوچھنے کے لئے۔ جو خواب اس نے دیکھا ہے کہ مضبوط اُونٹ خالص عربی گھوڑوں کو آگے آگے کھینچ کر چل رہا ہے، جنہوں نے دریائے دجلہ پار کر لیا ہے۔ اور وہ اس کے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ سنو اے عبدالمسیح!

(۱)　جس وقت (قرآن کی) تلاوت کثرت سے شروع ہو جائے گی۔　(۲)　اور موٹی لاٹھی والا شخص ظاہر ہو جائے۔

(۳)　اور وادی سماوہ بہہ چلے۔　(۴)　اور دریائے ساوہ خشک ہو جائے۔

(۵)　اور اہل فارس کی آگ کا آلاؤ بُجھ جائے۔ تو شام کی سرزمین سطیح کا مسکن نہیں رہے گی۔ ہاں شامیوں میں سے بعض بادشاہ اور ملکہ بادشاہت کریں گے مگر کسریٰ محل کے (گرنے والے) کنگروں کی تعداد کے مطابق، اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ آئے گی۔ سطیح نے اپنی بات پوری کر لی، تو عبدالمسیح اپنے سامان سفر پر واپس اُٹھ کر چلا آیا۔ اور وہ یہ شعر کہہ رہا تھا:

شمر فانك ماضی الهم شمیر　　لا یفزعنك تفریق و تغییر

ان یمس ملك بنی ساسان افرطهم　　فان ذلك اطوار دهاریر

فربما ربما اضحوا بمنزلة　　یهاب صولتها الاسد المهاصیر

منهم اخو الصرح بهرام واخوته　　والهرمزان وسابور وسابور

والناس اولاد علات فمن علموا　　ان وقد اقل فمحقور ومحجور

وهم بنو الام، اما ان رأو نشبا　　فذاك بالغیب محفوظ ومنصور

والخیر والشر مقرونان فی قرن　　والخیر متبع والشر محذور

(عبدالمسیح اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں) کہ ہمت کر بے شک آپ تو مسلسل پریشانیوں میں ہمت کرتے ہیں۔ آپ کو حالات کی تفریق اور تغیر ہرگز غمگین نہ کرے۔ اگر بنو ساسان کی حکومت شام میں بُجھ گئی تو جلدی ہی کوئی اور حکومت قائم ہو جائے گی۔ بے شک یہی زمانوں کا دستور ہے۔ کبھی کبھی وہ بادشاہ شوکت و دبدبہ کے ایسے مقام پر ہوتے ہیں کہ ان کے غلبے اور خوف سے بہادر شیر بھی ہیبت زدہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے (چند نام یہ ہیں) صاحب محل، بہرام اور اس کے بھائی ہرمزان، اور سابور اور سابور واقعی سابور تھا۔ اور لوگ تو علاتی بایوں کی اولاد ہیں (یعنی کہ باپ ایک اور مائیں مختلف) جس کے بارے میں جان لیتے ہیں کہ وہ اس سے کمتر ہے۔ سو وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ علیحدہ و اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور وہ ماں کی اولادیں، اگر وہ مالدار ہو جائیں (مال مویشی کے ساتھ) تو یہ اس کی غیبی حفاظت ہوتی ہے اور مدد ہوتی ہے۔ ہر حال خیر و شر دونوں زمانے میں ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ خیر کی تو پیروی کی جاتی ہے اور شر سے محفوظ رہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور آ کر اس کو سطیح کے قول کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگا، ارے ابھی تو بہت وقت پڑا ہے (اس نبی کے آنے اور ہماری حکومتوں کو ختم ہونے میں)۔ ہم میں سے ابھی تو چودہ بادشاہ آنے ہیں، اس دوران نہ جانے کیا کیا امور واقع ہوں گے۔ چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان میں سے صرف چار سال کی مدت میں دس بادشاہ گزر گئے۔ اور باقی چار بھی حضرت عثمان غنی ﷺ کی شہادت تک پورے ہو گئے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۹۶۔ الوفاء ۱/ ۹۷)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ سطیح کی طرف منسوب ایک اور قصہ بھی ہے، جس میں اس نے اس وقت بھی کچھ ایسی ہی خبر دی تو جب وہ مکہ میں آیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو بتایا تھا کہ قریش میں سے جوان سے ملے ہوئے تھے، ان میں سے ایک عبد مناف بن قصی بھی تھے۔ ان کو اس نے نبی کریم ﷺ کے احوال کے بارے میں اور ان کے بعد خلفاء کے بارے میں خبر دی تھی۔ اور سطیح سے منسوب اور قصہ بھی ہے۔ ہاں البتہ ربیعہ بن نصر لخمی کے خواب کی تاویل کی بابت بہت تکلف کیا گیا ہے۔

باب ۱۰

ذکر رضاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور دودھ پلانے والی اور پرورش کرنے والی مائیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ہمیں حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان کی والدہ کے حوالے کئے گئے اور ان کے دودھ پلانے والیاں تلاش کی گئیں (ان کے دودھ پلانے کے لئے)۔

حلیمہ بنت ابوذویب سے دودھ پلانے کی درخواست کی گئی۔

ابوذویب کا نام عبداللہ بن حارث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن مضر ہے۔

حضور ﷺ کا رضاعی والد .... آپ کے رضاعی والد کا نام حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

حضور ﷺ کے رضاعی بہن بھائی .... ۱۔ عبداللہ بن حارث ۲۔ اُنیسہ بنت حارث ۳۔ حذافہ بنت حارث (اس کا نام شیما ہے)۔ یہی نام ان کا مشہور ہو گیا تھا۔ وہ اپنی قوم میں اسی نام سے معروف تھیں۔ یہ حضور ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ بنت ابوذویب کی بیٹی تھیں۔ مؤرخین نے ذکر کیا کہ شیما حضور ﷺ کی پرورش کرتی تھی اپنی والدہ کے ساتھ، جب حضور ﷺ ان کے پاس تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی جہم بن ابی جہم نے۔ وہ بنو تمیم کی ایک عورت کے غلام ہیں جو کہ حارث بن حاطب کی بیوی تھی۔ اس غلام کو حارث بن حاطب کا غلام کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اس نے، جس نے سنا عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حلیمہ بنت حارث سے، جو کہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ میں بنو سعد بن بکر کی دیگر عورتوں کے ساتھ میں مکہ آئی۔ ہم لوگ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلے تھے (جو ہمیں دودھ پلانے کے لئے دیئے جائیں)۔ اور یہ سال قحط سالی کا سال تھا۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آئی تھی۔ سفید رنگ کی تھی اور وہ سواری اُٹھانے سے تھکی ہوئی تھی

اور ہمارے ساتھ ہمارا چھوٹا بچہ بھی تھا اور ہماری ایک اُونٹنی بھی تھی، جس سے ایک دودھ کا قطرہ بھی نہ آتا تھا۔ ہم رات بھر سوئے بھی نہیں تھے اپنے بچے کے ساتھ۔ میرے سینے میں اتنا دودھ ہی نہیں تھا جس سے وہ شکم سیر ہو کر پی لے۔ اور ہماری اُونٹنی کے پاس بھی دودھ نہیں تھا۔ جس سے ہم اس کو غذا مہیا کرتے۔ لہٰذا ہم لوگ مکہ میں آئے۔

اللہ کی قسم ہم عورتوں میں سے ہر عورت کے لئے حضور ﷺ پیش کئے گئے، مگر سب نے انکار کر دیا۔ جب یہ کہا جاتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو ہم اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ ہم یہ کہتے تھے کہ اس کی ماں ہمیں کیا دے گی؟ کیونکہ ہم بچوں کے باپ سے معاونت کی امید کرتے تھے۔ ماں تو ہمارے ساتھ کوئی تعاون نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ کی قسم میرے علاوہ جتنی عورتیں تھیں سب نے (میری سہیلیوں نے) کوئی نہ کوئی بچہ اُٹھا لیا تھا۔ مجھے تو محمد ﷺ کے سوا کوئی بچہ ہی نہ ملا دودھ پلانے والا۔

حلیمہ سعدیہ کی قسمت جاگنا .... میں نے اپنے شوہر حارث بن عبد العزیٰ سے کہا اللہ کی قسم میں یہ بات بالکل ناپسند کرتی ہوں کہ میں اپنی سہیلیوں میں اکیلی اور خالی ہاتھ جاؤں، میرے پاس کوئی دودھ پینے والا بچہ ساتھ نہ ہو۔ میں اس یتیم کے پاس جاتی ہوں اور اسے لے آتی ہوں۔ اس نے کہا کہ مرضی ہے تمہاری، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ میں جا کر حضور ﷺ کو لے آئی۔ اللہ کی قسم میں نے انہیں اس لئے لیا تھا کہ مجھے اس کے سوا اور کوئی دوسرا بچہ ملا نہیں تھا۔ چنانچہ میں اسے لے کر اپنی منزل پر پہنچی۔

میں نے اپنا پستان اس کے آگے کیا تو اس نے خوب سیر ہو کر دودھ پی لیا۔ اور اس کے رضاعی بھائی نے پیا، وہ بھی شکم سیر ہو گیا۔ اور میرے شوہر اُٹھ کر اُونٹنی کے پاس گئے تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کا دودھ نکالا۔ انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی پیا۔ ہم خوب سیر ہو گئے۔ ہم نے یہ رات خیر خوشی کی گزاری۔ صبح میرے شوہر نے مجھ سے کہا :

> اے حلیمہ اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ آپ کوئی مبارک رُوح لے کر آئی ہو۔ کیا آپ دیکھتی نہیں ہو کہ اس کو لے آنے کے بعد ہم نے آج رات کیسی خوشی اور سکون سے گزاری ہے؟ اور خیر و برکت سے گزاری ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہماری خیر و برکت میں اضافہ کرتا رہے۔ جونہی ہم اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوئے اور ہماری گدھی نے اتنی مسافت طے کی جتنا کہ گدھے بھی طے نہیں کر سکتے۔ یہاں تک میری سہیلیاں کہنے لگیں :

حاشیہ از مترجم و محشی : جن عورتوں کے بارے میں یہ مذکور ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا وہ دس ہیں۔

(۱) آپ کی والدہ محترمہ آمنہ بنت وہب نے حضور ﷺ کو سات دن دودھ پلایا۔

(۲) ثویبہ لونڈی ابولہب۔ ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ اور سیدہ خدیجہ اس آزاد شدہ لونڈی ثویبہ کا احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ ان کے لئے مدینہ سے کپڑے اور دیگر عطایا بھیجتے تھے۔ اور فتح خیبر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا، اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کے بیٹے مسروح کا دریافت کیا تو پتہ چلا کہ اس کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ پھر اس کے قرابت داروں کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی ان میں سے باقی نہیں ہے۔

(۳) قبیلہ بنو سعد کی خاتون حلیمہ سعدیہ۔

(۴) خولہ بنت منذر ام بردہ انصاریہ۔ بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بھی حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ مگر ابن سعد مؤرخ کے بقول اس نے حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلایا تھا۔ یہی صحیح ہے۔

(۵) اُم ایمن برکہ۔ اس کو مؤرخ قرطبی نے ذکر کیا ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ وہ پرورش کرنے والیوں میں سے ہے۔ دودھ پلانے والیوں میں نہیں۔

(۶، ۷، ۸) مؤرخ قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ بنو سلیم کی تین عورتوں کے پاس حضور ﷺ گزارے گئے اور آپ نے ان کا دودھ پیا تھا۔

(۹) اُم فروہ۔ اس کو مستغفری نے ذکر کیا ہے۔

(۱۰) حلیمہ بنت ابوذویب بن عبداللہ بن بجنہ بن رزام بن ناصرہ۔

ارے حلیمہ! کیا یہ وہی گدھی نہیں ہے جس پر آپ ہمارے ساتھ آئی تھی؟ میں نے کہا، ہاں یہ وہی ہے۔ وہ کہتیں اللہ کی قسم اس کی تو حالت ہی بدل گئی ہے۔ اسی حال میں ہم لوگ بنوسعد کی زمینوں پر پہنچے۔

میں نے خدا کی زمینوں میں بنوسعد کی زمین سے زیادہ قحط زدہ خشک اور بنجر زمین نہیں دیکھی تھی۔ مگر حضور ﷺ کے آجانے کے بعد میری بکریاں صبح کو جاتی تھیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتی تھیں اور دودھ سے تھن بھرے ہوتے تھے۔ ہم جس قدر چاہتے تھے دودھ دوہتے تھے۔ جبکہ ہمارے اردگرد کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں تھا جس کی بکریاں ایک قطرہ دودھ کا بھی رستی ہوں۔ شام کو ان کی بکریاں خالی پیٹ بھوکی واپس آتی تھیں۔ لہٰذا بکریوں کے مالک اپنے اپنے چرواہوں سے کہتے تھے تم بھی ان کے ساتھ چروایا کرو۔ لہٰذا وہ اپنی بکریاں میری بکریوں کے ساتھ چراتے، جہاں وہ چرتی تھیں، مگر پھر بھی وہ اپنی بکریاں شام کو بھوکی واپس لاتے تھے۔ دودھ کا ایک قطرہ نہیں ہوتا تھا۔ اور میری بکریاں جب شام کو آتیں تو پیٹ بھرے ہوتے، دودھ ٹپک رہا ہوتا تھا۔ ہم جتنا چاہتے تھے دودھ نکالتے تھے۔ ہمیشہ اللہ ہمیں برکتیں دکھاتا رہا اور ہم ان کو سمجھتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ دو سال کے ہو گئے۔ اور حضور تیزی کے ساتھ جوان ہوتے گئے۔ عام لڑکوں کی طرح نہیں تھے۔ جب دو سال کو پہنچے تو ایک سخت جان لڑکے تھے۔ ہم ان کو ان کی ماں کے پاس لے آئے۔ مگر ہم دینے میں بہت بخیل تھے۔ اس لئے ہم نے ان کی برکتیں دیکھ لی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ واپس بنی سعد میں .... جب حضور ﷺ کو ان کی والدہ نے دیکھ لیا تو ہم نے ان سے کہا، اے دودھ پلوانے والی محترمہ ہمیں رخصت دیجئے۔ ہم اپنے بیٹے کو ایک سال اور واپس لے جا کر اپنے پاس رکھ لیں، ہمیں اس پر مکہ کی وباء کا خطرہ ہے۔ اللہ کی قسم ہم برابر اس بات پر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے کہا، اچھا ٹھیک ہے لے جائیے۔ اس طرح انہوں نے حضور ﷺ کو ہمارے ساتھ چھوڑ دیا۔ ہم نے ان کو دو یا تین ماہ اپنے بیچ میں ٹھہرایا تھا کہ ایک دن وہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے عقب میں بکری کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اُن کا بھائی گھبرایا ہوا ہمارے پاس آیا اور بتانے لگا کہ دو آدمی آئے، انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمارے قریشی بھائی کو لٹادیا ہے اور انہوں نے اس کے پیٹ کو چاک کر دیا ہے۔

یہ سنتے ہی میں اور اس کے ابو گھبرا کر اس کی طرف بھاگے مگر ہم نے انہیں وہاں کھڑے ہوئے پایا۔ ان کا چہرہ دمک رہا تھا۔ اس کے ابو نے جا کر اس کو سینہ سے لگا لیا اور پوچھنے لگے، اے بیٹا آپ کو کیا ہوا ہے؟ حضور ﷺ نے بتایا کہ میرے پاس دو آدمی آئے تھے، انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے پکڑ کر لیٹا دیا، پھر میرے پیٹ کو انہوں نے چاک کر دیا پھر انہوں نے اس میں سے کوئی چیز ڈھونڈ کر نکالی اور اسے پھینک دیا پھر میرے پیٹ کو انہوں نے دوبارہ ایسے کر دیا جیسے پہلے تھا۔ لہٰذا ہم حضور ﷺ کو اپنے ساتھ اندر لے آئے۔ ان کے ابو کہنے لگے اے حلیمہ مجھے خطرہ ہو رہا ہے کہ کہیں اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے۔ میرے ساتھ چلو ہم اس کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا کر آتے ہیں، اس سے پہلے کہ اس پر کچھ ظاہر ہو جائے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ ہم لوگوں نے یوں حضور ﷺ کو اُٹھایا اور ان کی امی کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے ہمیں ان کے ساتھ دیکھا تو دیکھ کر پریشان ہو گئیں کہ خیریت تو ہے کیسے لے آئے ہو؟ تم تو اس کے رکھنے پر حریص تھے؟ ہم نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی اے دودھ پلوانے والی ماں۔ اللہ تعالیٰ نے خیریت کے ساتھ ہم سے اس کو واپس اپنے گھر والوں کے ہاں پہنچا دیا۔ ہم نے وہ اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے جو ہمارے ذمہ تھی۔ ہم نے کہا کہ ہمیں اس کے ضائع ہونے اور اس کے ساتھ کچھ ہو جانے کا ڈر لگا تو ہم نے چاہا کہ ہم اس کو اس کے گھر والوں کے حوالے کر دیں۔

وہ کہنے لگیں کہ کیا ہوا اس کو سچ سچ بتادو اپنا معاملہ۔ انہوں نے ہمیں نہیں چھوڑا حتیٰ کہ ہم نے ان کو پوری پوری خبر بتادی۔ ان کی والدہ نے پوچھا کہ کیا تم اس پر شیطان کا خطرہ یعنی کسی جن کا خطرہ محسوس کرتی ہو؟ کہنے لگی اللہ کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، کسی جن کے لئے اس پر کوئی چارہ نہیں ہے۔ میرے اس بیٹے کی ایک خاص شان ہوگی۔ کیا میں تمہیں نہ بتادوں جیسے اس کی خبر ہے؟ ہم نے کہا کہ ضرور بتائیے۔

فرمایا کہ میں جب ان کے ساتھ حاملہ تھی تو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ گویا کہ مجھ سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے۔ جس کے لئے شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں۔ پھر جب پیدا ہو چکے تھے تو تمام بچوں کی طرح نہیں ہوئے تھے بلکہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر سر کو اُوپر اُٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ لوگ اس کو چھوڑ جایئے۔

میں کہتا ہوں تحقیق روایت کیا ہے۔ محمد بن زکریا غلابی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے اس وجہ سے اس قصے کو بہت اضافات کے ساتھ۔ اور وہ سارے میں نے سُن رکھے ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ محمد بن زکریا تہمت زدہ ہے حدیثیں وضع کرنے کی تہمت کے ساتھ۔ لہٰذا اسی پر اقتصار کرنا جو اہل مغازی کے نزدیک معروف ہے وہ زیادہ بہتر و اعلیٰ ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ان روایات کو درج کرنے کے بارے میں۔ لہٰذا اس کے الحاق کرنے کی بات اختیار واقع ہو۔ اس کے ساتھ جسے ہم نے اہل مغازی سے پہلے نقل کیا ہے بوجہ اس کی شہرت کے مذکورین میں۔

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام .... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یوسف عمانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد زکریا غلابی نے ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ان کے والد نے، سلیمان بن علی سے، اس نے اپنے والد علی بن عباس سے، اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حلیمہ بنت ابوذویب جس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ وہ بیان کرتی تھی کہ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا تو انہوں نے اس وقت کلام کیا تھا۔ میں نے سُنا کہ وہ عجیب کلام کر رہے تھے۔ میں نے سُنا وہ کہہ رہے تھے :

الله اكبر كبيرًا ، والحمد لله كثيرًا ، وسبحان الله بكرة واصيلا

جب وہ ذرا بڑے ہوگئے تو وہ جب لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو ان سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگے، "اے امی کیا ہوا میرے بھائی دن بھر گھر میں نظر نہیں آتے"؟ میں نے ان کو بتایا کہ میری رُوح آپ کے اُوپر قربان جائے وہ تو جو ہماری بکریاں ہیں نا ان کو چرانے چلے جاتے ہیں۔ وہ صبح سے رات تک باہر رہتے ہیں رات کو واپس آتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے اور وہ رو دیئے۔ پھر وہ کہنے لگے، "امی میں پھر اکیلا یہاں پر کیا کروں گا؟ مجھے بھی اب ان کے ساتھ بھیج دیا کیجئے"۔ میں نے کہا کہ کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں؟" بولے جی ہاں"۔ کہتی ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے ان کو تیل لگایا، سُرمہ لگا، اچھی قمیض پہنائی اور میں نے پھر سلیمانی منکے یا گھونگے یا یمنی کوڑیاں اُٹھا کر نظر بد سے حفاظت کے لئے ان کے گلے میں لٹکا دیئے۔ انہوں نے ایک لاٹھی اُٹھائی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ گھر سے باہر نکل گئے۔

چنانچہ وہ خوشی خوشی روزانہ جانے لگے۔ اسی دوران وہ ایک دن بکری کے بچوں کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے چلے گئے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو یکا یک میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بیٹا ضمرہ گھبرایا ہوا دوڑا آ رہا ہے۔ اس کی پیشانی سے پسینہ گر رہا ہے۔ اس پر حیرانی و پریشانی سوار ہے اور وہ چیخ رہا ہے۔ اے ابا، اے اماں میرے بھائی محمد ﷺ کے پاس آ جاؤ۔ تم نہیں ملو گے اس سے مگر وہ مر چکا ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ بولا کہ ہم لوگ کھڑے ہوئے تھے، پتھر پھینک رہے تھے اور کھیل رہے تھے۔ اچانک اس کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے اس کو اُچک لیا۔ ہمارے بیچ میں سے اور اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا۔ ہم اس کی طرف دیکھتے رہ گئے۔ اس نے اُوپر جا کر اس کا سینے سے لے کر زیر ناف کے بالوں کی حد تک چیر دیا۔ باقی مجھے نہیں پتہ کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ لوگ اس کو مل سکو گے، ہاں وہ مر چکا ہوگا۔

شق صدر کا واقعہ .... کہتی ہیں کہ ان کے والد اور میں دوڑے دوڑے ان کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی نگاہ اُوپر کو اُٹھی ہوئی تھی مگر وہ مسکرا رہے تھے۔ میں جا کر منہ کے بل ان پر گر پڑی اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور میں نے کہا میری رُوح تم پر قربان جائے کس نے آپ کو ڈرایا ہے؟ وہ کہنے لگے :

''خبر ہے اے امی! میں ابھی ابھی کھڑا ہوا تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ۔ میرے پاس اچانک تین آدمی آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا کوزہ تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک تھال تھا، وہ برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور وہ مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے۔ انہوں نے نہایت ہی نرمی کے ساتھ مجھے پہاڑ پر لٹا دیا۔ پھر انہوں نے میرے سینے سے ناف کے نیچے تک چاک کر دیا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا، مجھے نہ تو اس کا کوئی احساس ہوا اور نہ ہی کوئی درد ہوا پھر اس شخص نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے آنتیں وغیرہ نکال لیں، پھر اس نے ان کو اس برف کے ساتھ دھو دیا۔ مگر اس نے بڑی نرمی کے ساتھ دھویا ہے۔ پھر اس نے ان کو واپس اپنی جگہ رکھ دیا ہے۔ اب دوسرا اُٹھا، اس نے پہلے والے سے کہا کہ آپ اس سے ہٹ جائیے۔ اللہ نے جو آپ کو اس کے بارے میں حکم دیا تھا آپ نے وہ کام پورا کر لیا ہے۔ وہ میرے قریب آیا، اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا اور اس نے میرے دل کو باہر نکال کر چیرا اور اس میں سے ایک سیاہ نکتہ نکالا جو کہ خون سے بھرا ہوا تھا، اسے پھینک دیا اور کہنے لگا کہ تم میں یہ شیطان کا حصہ تھا اے اللہ کے حبیب! پھر اس نے دل کو ایک چیز کے ساتھ بھر دیا جو اس کے پاس تھی۔ پھر اس نے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا ہے۔ پھر اس نے اس پر ایک نور کی مہر لگا دی ہے۔

میں ابھی بھی اپنی رگوں میں دُکھ لیتے جوڑوں میں اس کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ پھر تیسرا آدمی اُٹھا اس نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے وہ کام پورا کر لیا ہے جو اللہ نے تمہیں حکم دیا تھا۔ پھر وہ میرے قریب آیا، اس نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے نیچے تک پھیرا جہاں تک چیرا گیا تھا، چنانچہ وہ درست ہوگیا۔ پھر فرشتے نے کہا اس کو تولو اس کی اُمت کے ساتھ دس افراد کے ساتھ۔ انہوں نے مجھے تولا تو میں دس افراد کے زیادہ بھاری ہوگیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ اگر تم اس کی پوری اُمت کے ساتھ تولو گے تو بھی یہ ان سب سے وزنی ہوگا۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے اُٹھا کر کھڑا کر دیا۔

پھر وہ مجھ پر اوندھے گر گئے، انہوں نے میرے سر پر بوسہ دیا اور میری آنکھوں کے درمیان بھی اور کہنے لگے، اے اللہ کے حبیب آپ ہرگز نہیں ڈرائے جائیں گے۔ اگر آپ جان لیں کہ آپ کے ساتھ کس قدر خیر ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ پھر وہ مجھے کھڑا ہوا اسی جگہ چھوڑ کر اُوپر کو اُڑنا شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آسمان کے پردوں میں داخل ہو گئے۔ اور میں ان کی طرف دیکھتا رہا اور دیکھتا رہوں گا۔ اگر میں چاہوں تو میں آپ کو ان کے داخل ہونے کی جگہ دکھا سکتا ہوں''۔

واقعہ شق صدر کے بعد کاہن کے پاس لے جانا .... حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کو اُٹھا لیا اور میں بنی سعد بن بکر کی منازل میں سے ایک منزل پر لے آئی۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو کسی کاہن کے پاس لے جایئے تاکہ وہ اس کو دیکھے اور اس کا علاج کرے۔ حضور ﷺ فرمانے لگے کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہے جو تم لوگ ذکر کر رہے ہو۔ میں اپنے نفس کو صحیح سالم سمجھتا ہوں۔ الحمدللہ میرا دل بھی صحیح ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو جھپٹ ہوگئی ہے یا کوئی جن اس پر آ گیا ہے۔ حلیمہ کہتی ہے کہ لوگ میری رائے پر غالب آ گئے۔ لہٰذا میں ان کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔ اور میں نے کاہن کو اس کا سارا واقعہ سُنا دیا۔ اس نے کہا آپ مجھے چھوڑیئے، میں اس سے پوچھنا اور سُننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ لڑکا اپنے معاملہ کو تم سے بہتر جانتا ہے۔ اے لڑکے آپ بولئے۔ سیدہ حلیمہ کہتی ہے کہ میرے بیٹے محمد ﷺ نے اس کو اول سے آخر تک اپنا پورا قصہ بتا دیا۔ چنانچہ سب کچھ سُن کر ایک دم اُچھل کر کاہن کھڑا ہوگیا اپنے پیروں پر اور اس کو اپنے سینے سے لگا کر بلند آواز کے ساتھ چیخا۔

اے آلِ عرب، اے آلِ عرب تم لوگ خطرے سے آگاہ ہو جاؤ۔ تم لوگ اس لڑکے کو قتل کر دو اور مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو، کیونکہ اگر تم ان کو زندہ چھوڑو گے اور وہ جوان ہو جائے گا تو یہ تمہارے عقل مندوں کو بے وقوف قرار دے گا اور تمہارے دین کو جھوٹا قرار دے گا۔ اور وہ ضرور بالضرور تمہیں رب کی دعوت دے گا جس کو تم نہیں جانو گے۔ اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کو تم پسند نہیں کرو گے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ جب میں نے اس کاہن کی بات سُنی تو میں نے محمد ﷺ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس نے کہا تم ان سے زیادہ تنگ اور خوفزدہ ہو اور دیوانہ ہو۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم ایسی بات بکو گے تو میں تمہارے پاس لے کر ہی نہ آتی۔ تم خود ہی کوئی ایسا بندہ ڈھونڈو جو تمہیں قتل کر دے۔ ہم تو محمد ﷺ کو قتل نہیں کریں گے۔ میں نے اسے اُٹھایا اور اپنے گھر لے آئی۔

ہر گھر میں خوشبو کا مہکنا .... اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں جس جس گھر میں ان کو لے کر گئی وہیں وہیں کستوری کی تیز خوشبو اس سے ہم نے محسوس کی۔ اور ہر دن ان پر دو سفید کپڑوں والے آدمی اُترتے تھے اور ان کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے تھے اور ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اس کو اے حلیمہ اس کے دادا عبدالمطلب کے پاس واپس کر آؤ اور اپنی امان سے اس کو خارج کر دو۔ کہتی ہیں کہ میں نے بھی اس بات کا پکا عزم کر لیا۔ پھر میں نے ایک منادی کرنے والے کی منادی سُنی جو آواز لگا رہا تھا کہ مبارک باد ہو تیرے لئے اے بطحاء مکہ آج کے دن تیرے نُور پر نور واپس کیا جائے گا اور دین اور حسن و خوبصورتی اور کمال۔ تم امن میں رہو اس بات سے کہ تم رسوا کی جاؤ یا غمگین کی جاؤ ابدالآباد تک اور زمانوں کے زمانوں تک۔

رسول اللہ ﷺ کا اچانک غائب ہو جانا .... وہ کہتی ہیں کہ پھر میں سوار ہوئی اپنی گدھی پر اور میں نے حضور ﷺ کو اپنے آگے بٹھا لیا۔ میں سفر کرتی ہوئی مکہ کے بڑے دروازے پر پہنچ گئی۔ وہاں لوگوں کی جماعت موجود تھی۔ میں نے حضور ﷺ کو وہاں اُتار دیا تا کہ میں اپنی ضرورت وہاں پوری کر لوں اور اپنا حلیہ درست کر لوں۔ میں نے دیوار گرنے جیسی ایک شدید ہیبت ناک آواز سُنی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا، حضور غائب ہو چکے تھے۔ میں نے چیخنا شروع کر دیا لوگو میرا بچہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ کونسا بچہ؟ میں نے بتایا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ اللہ نے جس کے ذریعہ میرے چہرے کو رونق عطا کی، جس کے ذریعہ اللہ نے میرے خاندان کو غنی کر دیا، جس کے ذریعہ اللہ نے میری بھوک کو شکم سیری سے بدل دیا، میں اس کو پالتی رہی جب میں نے اپنی خوشی اس کے ساتھ پالی اور اپنی آرزو پوری ہونے کا وقت آیا تو میں اس کو واپس کرنے لے آئی تھی اور اپنی امان سے خارج کرنے آئی تھی میرے ہاتھ سے میرا بچہ اُچک لیا گیا ہے، اس طرح کہ اس کے قدم ہی زمین پر نہیں لگنے دیئے گئے لات اور عزیٰ کی قسم ہے اگر مجھے وہ نظر نہ آیا تو میں اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا کر پاش پاش کر دوں گی۔ لوگوں نے کہا ہم نے دیکھا کہ آپ قافلے سے غائب تھیں آپ کے ساتھ محمد ﷺ نہیں تھے۔

کہتی ہیں کہ میں نے کہا ابھی تو وہ تم لوگوں کے سامنے موجود تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ جب انہوں نے مجھے مایوس کر دیا تو میں افسوس کے مارے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر بیٹھ گئی اور بین کرنے لگی وَامُحَمَّدَاہ وَاوَلَدَاہ۔ چنانچہ میں نے رو رو کر ادگردوالوں کو بھی زلا دیا خود رو رو کر۔ لوگ بھی میرے ساتھ زور زور سے رونے لگے میرے غم کی وجہ سے۔ اچانک میرے پاس ایک بوڑھے ضعیف آدمی نے آ کر کہا جو کہ اپنی لاٹھی کا سہارا لے کر چل رہے تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا، اے حلیمہ سعدیہ تم کیوں رو رہی ہو اور لوگوں کو بھی رلا رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میرا بیٹا محمد ﷺ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ مت رو میں تمہیں وہ شخص بتاتا ہوں جو اس کے بارے میں جانتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تیرے پاس واپس بھی لوٹا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے ضرور بتایئے۔ اس نے بتایا سب سے بڑا بت۔

کہتی ہے کہ میں نے کہا تیری ماں تجھے گم پائے شاید تجھے نہیں پتہ کہ جس رات کو محمد ﷺ پیدا ہوئے اس رات لات وعزیٰ کا کیا حشر ہوا تھا۔ بوڑھے نے کہا کہ شاید آپ اول فول بک رہی ہو اور تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ چلو میں چلا جاتا ہوں بت کے پاس جا کر تیری طرف سے دعا کرتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کا بیٹا واپس کرا دے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ پھر وہ بوڑھا اندر داخل ہوا، میں اس کو دیکھ رہی تھی اس نے ہبل کے گرد سات چکر لگائے اور اس کے سر پر بوسہ دیا اور اس نے اس کو پکارا۔ اے میرے سردار تو ہمیشہ سے قریش پر انعام کی نوازش کرتا رہتا ہے۔ یہ سعدیہ عورت ہے، یہ کہتی ہے کہ اس کا بیٹا بھٹک گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہبل منہ کے بل گر گیا۔ اور سارے کے سارے بت ایک دوسرے پر گر گئے۔ اور ان سے آواز آئی، ہم سے ہٹ جا اے شیخ۔ ہماری ہلاکت محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہے۔

کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بوڑھے کے دانت بج رہے تھے اور اس کے گھٹنے کانپ رہے تھے۔ اس نے اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ رونے لگے اور کہہ رہے تھے، اے حلیمہ نہ رو تیرے بیٹے کا ایسا رب ہے جو اس کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ تم آرام سے اس کو تلاش کر لو۔

کہتی ہیں کہ مجھے ڈر لگنے لگا کہ کہیں یہ خبر مجھ سے پہلے عبدالمطلب کو نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا۔ جب میں ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے مجھے پریشان دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تیرے ساتھ سعادت اُتری یا نحوست؟ کہتی ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بہت بڑی نحوست ہے۔ وہ مجھ سے سمجھ گئے اور کہنے لگے لگتا ہے کہ تیرا بیٹا تجھ سے بھٹک گیا ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔ بعض قریش نے اس کو دھوکے سے پکڑ کر قتل کردیا ہے۔

لہٰذا عبدالمطلب نے فوراً تلوار سونت لی اور غصے سے آگ بگولہ ہوگئے اور وہ جب غصے میں آتے تو ان کے غصے کی وجہ سے کوئی بھی ان کے آگے نہیں ٹھہرتا تھا۔ انہوں نے انتہائی اُونچی آواز کے ساتھ پکارا یَـا یُسَیْل۔ یہی جاہلیت میں ان کی پکار ہوتی تھی۔ چنانچہ تمام قریش ان کی ایک آواز پر جمع ہوگئے۔ انہوں نے پوچھا، اے ابوالحارث کیا بات ہے کیوں بلایا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میرا بیٹا محمد گم ہوگیا ہے۔ قریش نے کہا، آپ سوار ہوجایئے ہم بھی آپ کے ساتھ سواریاں لے کر چلتے ہیں تلاش کرنے کے لئے۔ آپ اگر گھوڑے دوڑائیں گے، ہم بھی آپ کے ساتھ دوڑائیں گے۔ آپ اگر سمندر میں گھسیں گے، ہم بھی آپ کے ساتھ گھسیں گے۔ چنانچہ وہ سب سوار ہوکر تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بالائی مکہ اور زیریں مکہ چھان مارا۔ جب کچھ بھی نظر نہ آیا تو انہوں نے گلے میں دوسری قمیص بدلی اور سر پر چادر بھی اور بیت اللہ کے ساتھ مرتبہ انہوں نے طواف کیا۔ اور یہ شعر کہا :

یارب ان محمدًا لم یوجد فجمیع قومی کلهم متردد

اے میرے ربّ! بے شک محمد نہیں مل رہا۔ لہٰذا میری پوری قوم پریشان ہے

اس کے بعد ہم لوگوں نے ایک منادی کرنے والے کی منادی کو سُنا جو فضاء کی ہوا میں کہہ رہا تھا، اے قوم قریش کی جماعتو مت چیخو، بے شک محمد ﷺ کا ایسا ربّ ہے جو اس کو بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا اور نہ ہی اس پر ظلم ہونے دے گا۔ عبدالمطلب نے جو ربّ سے کہا اے ہاتف ہمیں کون اس کے بارے میں بتائے گا۔ کہتے ہیں کہ ہاتفوں نے کہا کہ وہ وادی تہامہ میں برکت والے درخت کے پاس بیٹھا ہے۔ چنانچہ عبدالمطلب ادھر ہی متوجہ ہوگئے جب کچھ راستہ طے کیا تو ان کو ورقہ بن نوفل ملے۔ لہٰذا اب وہ دونوں ساتھ ساتھ تلاش کرنے لگے۔ وہ اسی طرح گھوم رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک درخت تلے کھڑے ان کی ٹہنیاں کھینچ کر اس کے پتوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو اے لڑکے؟ جواب ملا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا میری جان آپ پر قربان، میں آپ کا دادا عبدالمطلب ہوں۔ آپ نے اُنہیں اُٹھایا اور سینے سے لگایا اور ان کو بوسہ دیا اور ان کو سینے سے لگایا۔ اور اگلے لمحے وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے۔ پھر انہوں نے حضور کو اپنے گھوڑے کی زین پر سوار کیا اور مکے میں لے آئے۔ سب لوگ بھی مطمئن ہوگئے اور قریش بھی مطمئن ہوگئے۔ اس خوشی میں عبدالمطلب نے بیس اُونٹ ذبح کئے اور بکریاں اور گائے ذبح کرکے لوگوں کو کھلایا اور تمام اہل مکہ کو کھانا کھلایا۔

حلیمہ سعدیہ کے انعام .... حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر عبدالمطلب نے میرا سامان تیار کروایا اور احسن طریقے سے مجھے دیا اور احسن طریقہ پر روانہ کیا۔ میں اپنے گھر لوٹ آئی تو دنیا کی ہر خیر میرے پاس تھی (مجھے انہوں نے اس قدر دیا کہ) میں اس عطیے کی حقیقت بیان نہیں کرسکتی۔ اس طرح محمد دادا کے پاس رہنے لگے۔

حلیمہ کہتی ہے کہ میں نے عبدالمطلب کو ایک ایک کرکے ساری باتیں بتادیں پھر انہوں نے ان کو سینے سے لگالیا اور رونے لگے اور فرمایا، اے حلیمہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی میں یہی پسند کرتا ہوں کہ میں بھی اس زمانے کو پالوں۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ثور بن یزید نے خالد بن معدان سے، اس نے اصحاب رسول سے۔ انہوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنی ذات کے بارے میں کچھ خبر دیجئے۔ لہٰذا انہوں نے بات ذکر فرمائی۔ فرمایا :

''میں سعد بن بکر دودھ پلوایا گیا۔ ایک دن میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنی بکریوں کے بچوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ اچانک دو آدمی نمودار ہوئے۔ ان دونوں نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ان کے پاس ایک برف سے بھرا ہوا سونے کا تھال تھا۔ ان دونوں نے مجھے لٹا دیا اور دونوں نے مل کر میرا پیٹ چاک کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے میرا دل نکالا اور اس سے ایک خون کا لوتھڑا جو کہ سیاہ نکالا اور اس کو انہوں نے پھینک دیا پھر انہوں نے میرے دل اور پیٹ کو اس برف کے ساتھ دھو دیا۔ جب انہوں نے اس کو صاف کر لیا تو اس کے بعد اپنی جگہ پر اس کو لگا دیا۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو تولو، اس کی اُمت کے دس افراد کے ساتھ۔ اس نے تولا تو میں بھاری ہو گیا۔ ان سے، پھر اس نے کہا کہ اب اس کو اس کی اُمت کے سو افراد کے ساتھ تولو پھر اس نے مجھے ایک سو افراد کے ساتھ تولا تو میں ان سے بھی بھاری ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کو ایک ہزار کے ساتھ تولو، اس نے مجھے ایک ہزار افراد کے ساتھ وزن کیا تو میں ان سے بھی بھاری ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، اگر تم اس کو اس کی پوری اُمت کے ساتھ وزن کرو گے تو بھی یہ ان سے بھاری ہو جائے گا''۔ (مستدرک ۲/۶۰۰۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۱۷۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۷۵)

اور ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے یونس نے ابوسفیان شیبانی سے، اس نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے یحییٰ بن جعدہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''میرے پاس دو فرشتے دو سارس اور دو بگلوں کی شکل میں آئے۔ ان کے پاس برف تھی اور اولے اور ٹھنڈا پانی تھا دونوں میں سے ایک نے میرا سینہ کھولا اور دوسرے نے اپنی چونچ کے ساتھ پانی بھر کر اس میں ڈالا اور اس کو دھویا''۔ (یہ روایت مرسل ہے)

تحقیق حدیث شق صدر اپنی صحیح موصول اسناد کے ساتھ روایت کی جا چکی ہے۔

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن نضر بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کہ ہے حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، اس نے انس بن مالک سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، جبکہ حضور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو پکڑ کر اُٹھایا اور ان کے دل کو چیرا اور دل کو نکالا اور اس سے خون بستہ نکالا اور کہا کہ تم میں یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سونے کی تھال میں دل کو زمزم سے دھویا پھر صاف کر کے اپنی جگہ پر نصب کر دیا۔ لڑکے بھاگے ہوئے اپنی ماں کے پاس گئے یعنی دودھ پلانے والی کے پاس اور کہنے لگے محمد قتل کر دیئے گئے۔ وہ سامنے آئے تو وہ صاف رنگ ہشاش بشاش کھڑے تھے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں اس سلائی کے نشانات حضور ﷺ کے سینے پر دیکھتا تھا۔

مسلم نے اس کو شیبان بن فروخ سے روایت کیا ہے۔ اہل مغازی کے نزدیک جو معروف ہے یہی اس کے موافق ہے۔

تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ یعنی اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی ہے سلمان نے مغیرہ سے، اس نے ثابت سے، اس نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

میرے پاس لوگ آئے اور میں اپنے گھر میں تھا۔ مجھے زم زم کے پاس لے جایا گیا، پھر میرا سینہ کھولا گیا، زم زم کے پانی سے دھویا گیا۔ اس کے بعد سونے کا ایک تھال لایا گیا، وہ ایمان سے اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اسے میرے سینے میں بھر دیا گیا۔ انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس چیرنے کا نشان دکھاتے تھے۔ اس کے بعد فرشتے مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے، اس نے دروازہ کھولا۔ پھر حضور ﷺ نے معراج کی بات ذکر کی۔ مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ بہز بن اسد کی حدیث سے، اس نے سلمان بن مغیرہ سے، اور اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے شریک بن عبداللہ بن ابونمر نے انس بن مالک ؓ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، اور زہری روایت کرتے ہیں انس بن مالک سے، وہ ابوذر سے، وہ نبی کریم ﷺ سے، اور قتادہ روایت کرتے ہیں انس بن مالک سے، وہ مالک بن صعصعہ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے۔

اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ ہوا ہو۔ ایک تو اس وقت جب حضور ﷺ ابھی رضاعی ماں کے پاس تھے سیدہ حلیمہ کے پاس۔ اور دوسری مرتبہ اس وقت جب وہ مکے میں تھے بعثت کے بعد شب معراج میں۔ واللہ اعلم

ثویبہ ابولہب کی لونڈی کا رسول اللہ کو دودھ پلانا .... ثویبہ ابولہب بن عبدالمطلب کی لونڈی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کے ساتھ۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے، زہری سے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے، کہ زینب بن ابوسلمہ اور اس کی والدہ اُم سلمہ نے اس کو خبر دی کہ اُم حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی نے، اس کو خبر دی ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ میری بہن یعنی ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، جی ہاں یا رسول اللہ! آپ کے معاملہ میں فکر سے آزاد نہیں ہوں۔ اور میں اس کو پسند کرتی ہوں جو مجھ کو خیر میں شریک کرے (یعنی میری بہن کے معاملے ہیں)۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ نکاح میرے لئے حلال نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! بے شک ہم لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ دُرّۃ بنت ابوسلمہ سے نکاح کریں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ اُم سلمہ کی بیٹی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور ﷺ فرمایا اللہ کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ جب ہو سکتا ہے تھا کہ یہ بات نہ ہوتی یعنی وہ میرا ربیبہ میری زیر پرورش ہے میری گود میں ہے، میرے لئے حلال نہیں ہے۔ بے شک وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ آپ اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر (نکاح کے لئے) پیش نہ کریں۔

عروہ کہتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، اور ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ چنانچہ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں نے خواب میں اس کو بُری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ آپ نے کیا پایا۔ ابولہب نے بتایا میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کبھی کوئی نرمی نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں پانی پلایا گیا ہوں اور اس نے اس چھوٹے سے برتن کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور اس کے متصل اُنگلیوں میں تھا، یا اُنگلیوں اور انگوٹھے کے درمیانی مختصر فاصلے کا اشارہ کیا۔ بخاری نے صحیح میں اس کو نقل کیا ہے۔

بی بی اُم ایمن حضور ﷺ کے بڑے ہونے تک پرورش کنندہ تھی

ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی حسین بن حسن اور محمد بن اسماعیل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالطاہر نے، وہ کہے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس بن یزید نے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے یونس بن مالک سے کہ انہوں نے کہا جب مہاجر مکہ سے مدینہ آئے۔ اس نے اس بات میں حدیث ذکر کی اور اس میں بی بی اُم سلیم نے حضور ﷺ کو خوشبو پیش کی تھی۔ حضور ﷺ نے اُم ایمن کو عطا فرمائی جو حضور کی مولات تھی۔ یہ اُم اسامہ بن زید تھی۔

ابن شہاب نے کہا: اُم ایمن اُم اسامہ بن زید کی خاص بات یہ تھی کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی لونڈی تھی اور وہ حبشہ سے تھی۔ جب سیدہ آمنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا آپ کے والد کی وفات کے بعد تو یہی اُم ایمن حضور ﷺ کی پرورش کرتی رہی تھی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ بڑے ہو گئے۔ تو آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر ان کا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ ان کی وفات حضور ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد ہوئی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے۔ (اخرجہ مسلم ص/۲۲ کتاب الجہاد)

باب ۱۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۱۔ محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحمآء بینهم ۔ (سورۃ الفتح : آیت ۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کفار پر انتہائی سخت ہیں اور آپس میں شفیق ہیں۔

۲۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ۔ (سورۃ الصف : آیت ۶)

اور میں بشارت دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ﷺ ہے۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر بغدادی نے زبانی طور پر، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبدالعزیز نے، ان کو عمرو بن واسطی نے، ان کو حدیث بیان کی خالد بن عبداللہ نے، ان کو داؤد بن ابوہند نے عباس بن عبدالرحمن سے، اس نے کندیر بن سعید سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دور جاہلیت میں حج کیا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو طواف کر رہا تھا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا :

یا رب رد راکبی محمدا　　　یا رب رُدَّهُ واصطنع عندی یدا

اے میرے رب اب میرے سوار محمد کو واپس کیجئے ۔ اے رب اس کو میرے پاس واپس بھیجئے اور مجھ پر احسان کیجئے

اور اس کے علاوہ دیگر نے یوں کہا ہے : رُدَّهُ ۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ جناب عبدالمطلب بن ہاشم نے اپنے پوتے محمد ﷺ کو اپنے اُونٹوں کی تلاش میں بھیجا تھا اور اس سے قبل جب بھی ان کو ضرورت سے بھیجتے تھے تو اس میں وہ کامیاب جلدی واپس آ جاتے تھے۔ اس مرتبہ وہ کافی لیٹ ہو گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ اُونٹوں کو لے کر ہی پہنچے تو انہوں نے محمد ﷺ کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگے، اے بیٹے میں آپ کے غائب ہونے پر اتنی بار گھبراتا ہوں جس قدر کسی اور چیز پر ہرگز پریشان نہیں ہوتا۔ اللہ کی قسم میں آپ کو آئندہ کسی حاجت کے لئے نہیں بھیجوں گا اور نہ ہی آج کے بعد آپ مجھ سے جدا ہوں گے کبھی۔

قریش کی گالیوں سے بچنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر حمیدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسفیان نے، ان کو ابوالزناد نے، اعرج سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ لوگ حیرت نہیں کرتے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ قریش سے گالی کو اور لعنت کو کیسے پھیر دیتے ہیں؟ (میرے مخالف) مُذَمَّم کو گالیاں دیتے ہیں اور مُذَمَّمًا کو لعنت کرتے ہیں اور جبکہ میں وہ نہیں ہوں بلکہ میں تو محمد ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں علی بن عبداللہ سے، اس نے سفیان سے۔ (فتح الباری ۶/۵۵۴۔ احمد ۲/۳۴۴)

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے، ان کو زہری نے، ان کو محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ بے شک میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میں وہ ہوں کہ اللہ نے میرے ساتھ کفر کو مٹا دیا ہے۔ اور میں حاشر ہوں یعنی قیامت میں لوگ جس کے قدموں میں جمع کئے جائیں گے۔ اور میں عاقب ہوں (آخری نبی، جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو)۔

بخاری نے اس کو صحیح میں نقل کیا ابن یمان سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ابن حمید سے، اس نے ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن عیینہ سے اور عقیل سے، انس زہری سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حدیث مالک بن انس سے، اس نے زہری سے۔ (بخاری کتاب المناقب ۶۱)

(۴) مجھے خبر دی ابوالحسین علی بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، ان کو محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، فرماتے ہیں کہ بے شک میرے متعدد نام ہیں۔ میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں ماحی ہوں، میں وہ ہوں کہ اللہ نے میرے ذریعے کفر کو مٹادیا ہے۔ اور میں حاشر ہوں، لوگ میرے قدموں میں جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے کہا کہ عاقب کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ عبد بن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے، اور اس کو انہوں نے نقل کیا ہے یونس بن یزید کی روایت سے، اس نے زہری سے اور انہوں نے حدیث میں فرمایا کہ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف اور رحیم بھی رکھا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو حسن بن سفیان نے ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الخ اور مسلم نے روایت کیا ہے حرملہ سے۔

احتمال ہے کہ لفظ عاقب کی تفسیر زہری کے قول سے ایسے ہو جیسے اس کو معمر نے بیان کیا ہے اور ان کا قول کہ اللہ نے حضور کا نام رؤف رحیم رکھا ہے یہ زہری کے قول میں سے ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علویؒ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن دلویہ دقاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حفص بن عبداللہ نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو محمد بن میسرہ نے زہری سے، اس نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں:

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، وہ ہوں کہ اللہ نے میرے ساتھ کفر کو مٹایا ہے۔ اور میں حاشر ہوں وہ کہ جس کے قدموں پر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کریں گے اور میں عاقب ہوں، یعنی ختم کرنے والا۔

اس کو روایت کیا ہے نافع بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے، اس نے ان ناموں کو خاتم کے ساتھ چھ شمار کئے ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی محمد بن حسین قطان نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو جعفر بن ابووحشیہ نے، ان کو نافع بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا نبی کریم ﷺ فرماتے تھے میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں حاشر ہوں ماحی ہوں اور خاتم ہوں اور عاقب ہوں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن محویہ عسکری نے، ان کو جعفر بن محمد قلانسی نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو لیث بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابوہلال نے، ان کو عقبہ بن مسلم نے، ثابت بن جبیر بن مطعم سے کہ وہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو عبدالملک نے ان سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے نام یاد رکھتے ہیں جو جبیر بن مطعم شمار کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں وہ چھ ہیں۔ محمد، احمد، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی۔

بہر حال حاشر اس لئے ہیں کہ قیامت کے ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں تمہارے لئے ڈرانے والے عذاب شدید سے پہلے پہلے۔ بہر حال عاقب اس لئے ہیں کہ وہ انبیاء کے عقب میں آئے ہیں۔ رہ ماحی اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اتباع کی وجہ سے ہر اس شخص کے گناہ مٹا دیتے ہیں جو ان کی اتباع کرتا ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو مسعودی نے، عمرو بن مرّہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو جریر نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مرّہ نے ابوعبیدہ سے، اس نے ابوموسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں اپنے نام رکھے ہوئے بتائے تھے۔ فرمایا کہ میں محمد ہوں، احمد، حاشر، مقفی، نبی التوبہ، نبی الملحمہ یہ الفاظ ہیں حدیث اعمش کے اور مسعودی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے نام بتائے تھے، ان میں سے کچھ نام ہم نے یاد کئے پھر ان کو ذکر کیا مسلم نے، اس کو روایت کیا صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوہاشم علوی نے کوفے میں، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو وکیع نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لوگو! حقیقت یہ ہے کہ میں تحفہ دی ہوئی رحمت ہوں۔ یہ روایت منقطع ہے اور بطور موصول بھی مروی ہے۔

(۱۱) ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد اور ابراہیم بن ابوطالب نے دونوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی زیاد بن یحییٰ حسانی نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن سعید بن سختویہ اسفرائنی مجاور نے مکہ میں اور انہوں نے یہ حدیث اپنی تحریر میں مرے لئے لکھ کر دی۔ ان کو حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن محمد بن احمد طرازی بغدادی نے نیشاپور میں اور ابوعلی محمد بن علی بن حسن حافظ اور ابونصر شافع بن محمد بن ابوعوانہ نے، ان کو ابوروق احمد بن محمد بن بکر ہزانی نے بصرہ میں، ان کو ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ حسانی نے، ان کو مالک بن سُعیر بن خمس نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابوہریرہ ﷜ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّهْدَاۃٌ، سوائے اس کے نہیں کہ میں عطا کی ہوئی رحمت ہوں۔ یہ الفاظ حدیث اسفرائنی کے ہیں اور ابوعبداللہ کی روایت میں ہے کہ

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو وکیع نے اسماعیل ازرق سے، اس نے ابن عمر سے، اس نے محمد بن حنفیہ سے کہ اس نے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن فضیل نے کلبی سے، اسے ابوصالح نے، اسے ابن عباس ﷜ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی، کہ اس سے مراد ہے اے فلاں آدمی (محمد رسول اللہ ﷺ) ہم نے آپ کے اوپر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا تا کہ آپ مشکل میں پڑ جائیں۔ کیونکہ حضور ﷺ رات رات بھر پیروں پر کھڑے ہو کر گذار دیتے تھے عبادت کرتے کرتے۔ یہ لغت ہے عَكّ کی لغت ہے۔ آپ اگر کسی عَکّی سے کہیں یَا رَجُلُ تو وہ آپ کی طرف توجہ نہیں کرے گا اور آپ جس وقت اس کو یوں کہیں طٰہٰ تو وہ آپ کی طرف توجہ کرے گا۔

دو ناموں والے پانچ انبیاء

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے سنا ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری سے، وہ کہتے ہیں کہ خلیل بن احمد نے کہا پانچ انبیاء دو دو ناموں والے ملے ہیں :

۱۔ محمد اور احمد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ عیسیٰ اور مسیح علیہ السلام
۳۔ اسرائیل اور یعقوب علیہ السلام
۴۔ یونس اور ذوالنون علیہ السلام
۵۔ الیاس وذوالکفل علیہ السلام

ابوزکریا نے کہا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے قرآن کے پانچ نام ہیں : (۱) محمد (۲) احمد (۳) عبداللہ (۴) طٰہٰ (۵) یٰسین۔
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

۱۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ۲۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کے ذکر میں فرمایا: وانه لما قام عبدا للہ یدعوہ، مراد نبی کریم ﷺ جب عبادت کرنے کے لئے لیلۃ الجن میں کھڑے ہوئے۔ کادُوْا یَکُوْنُوْنَ علیه لِبَدًا، قریب ہے کہ وہ لوگ اس پر نمدہ اور ٹاٹ بن جاتے۔

کہ وہ بعض بعض پر واقع ہوئے تھے جیسے نمدہ ہوتا ہے، اُون سے تیار کیا جاتا ہے اور بعض بعض کے اوپر رکھی جاتی ہے لہٰذا وہ لبد اور ٹاٹ ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقٰی، اور قرآن مجید ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا کسی اور پر نہیں (تو پھر طٰہٰ سے مراد بھی حضور ﷺ ہیں گویا طٰہٰ ان کا نام ہے)۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰسین۔ یعنی اے انسان! اور انسان سے مراد یہاں عاقل (یعنی انسان کامل ہے) اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔
یٰسین کہہ کر فرمایا: اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کہ آپ رسول ہیں۔

میں نے کہا کہ اس کے علاوہ بعض اہلِ علم نے اضافہ کیا ہے۔ اور یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کے نام یہ رکھے ہیں : رسول، نبی، اُمی، شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، سراج المنیر، رؤف، رحیم، نذیر، مبین، مُذَکِّر، رحمۃ، نعمۃ، ھادی، عبد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی حسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے حدیث بیان کی ان کو، یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعثمان نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن اسحٰق نے، ان کو مُسیب بن رافع نے، وہ کہتے ہیں کہ کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا: اے میرے بندے! میں نے آپ ﷺ کا نام پسندیدہ اور منتخب شدہ توکل کرنے والا نام رکھا ہے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خلف بن محمد بخاری نے، ان کو حدیث بیان کی صالح بن محمد بن حبیب حافظ نے، ان کو محمد بن میمون مکی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے علی بن زید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے سنا کہتے تھے جمع ہو جاؤ اور باہم مذاکرہ کرو کہ عرب جو شعر کہتے ہیں کہ ان میں سب سے زیادہ خوبصورت شعر کون سا ہے؟ لوگوں نے جمع ہو کر اجتماعی طور پر کہا کہ وہ شعر سب سے زیادہ خوبصورت ہے جو ابوطالب نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہا تھا ۔

وَشَقَّ لَـهٗ مِنْ اِسْمِهٖ کَیْ یُجِلَّهٗ فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

یہ بات انتہائی مشکل تھی کہ آپ ﷺ کے نام کی بابت کوئی ایسی فیصلہ کُن بات کہی جائے جو آپ ﷺ کی ذات اور نام کے شایانِ شان جلاء اور وضاحت کا کام دے سکے۔ تو یہ بات معقول لگتی ہے کہ عرشِ بریں کا مالک محمود ہے اور یہ صاحبِ رسالت مُحَمَّد ہے۔

اور اس کو روایت کیا ہے مسیّب بن واضح نے سفیان سے، اور انہوں نے کہا لِیجِلّهٗ، تاکہ وہ اس کو جلا بخشے (یا اس کو جلالت عطا کرے)۔

☆☆☆

باب ۱۲

کنیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد نے ،ان کو سفیان بن عیینہ نے ،ان کو ایوب نے ان کو محمد بن سیرین نے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوہریرہ سے وہ فرما۔تے ہیں کہ فرمایا ابوالقاسم نے کہ آپ لوگ میرے نام کے ساتھ نام رکھا کرو مگر میری کنیت استعمال نہ کیا کرو ،یعنی ابوالقاسم اپنی کنیت نہ رکھا کرو ۔بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے ،اس نے سفیان سے ۔

(بخاری کتاب المناقب ص ۴۱ ۔فتح الباری ۶/ ۵۶۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،اس نے یعقوب بن سفیان سے ۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعاصم سے ،اس نے ابن عجلان سے ،اس نے اپنے والد سے ۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا نام اور کنیت (اپنے ناموں میں) جمع نہ کیا کرو یہ حقیقت ہے کہ میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں اور میں اس کو تقسیم کرتا ہوں ۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے ،ان کو خبر دی ابوعمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے ،ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے ،ان کو ابوعاصم نے ،اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے ۔مگر یہ کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں ۔(مستدرک ۲/ ۶۰۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کو ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے ،ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ،ان کو عمرو بن خالد حرانی نے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن ابویوسف اصفہانی اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ،ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے ،ان کو عثمان بن صالح نے ،ان کو ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے اور عقیل سے ،اس نے ابن شہاب سے ،اس نے انس بن مالک سے کہ جب نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے ماریہ سے جو آپ کی باندی بھی تھیں ،حضور ﷺ کے دل میں ان کے نام کے ساتھ کنیت استعمال کرنے کے بارے میں بات آئی تھی ۔یہاں تک کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا ،السلام علیکم یا ابا ابراہیم ۔اور فقیہ کی ایک روایت میں ہے اے ابوابراہیم ۔(اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۲/ ۶۰۴)

باب ۱۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل ونسب کی شرافت کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ،ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو ربیع بن سلیمان نے اور سعید بن عثمان نے ،ان کو بشر بن بکر اوزاعی نے ،ان کو ابوعمار شداد نے واثلہ بن اسقع سے ۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے بنوکنانہ کو چن لیا بنو اسماعیل میں سے ۔پھر اللہ تعالیٰ نے چن لیا قریش کو بنوکنانہ میں سے پھر قریش میں سے چن لیا بنو ہاشم کو اور پھر بنو ہاشم میں سے مجھے چن لیا ۔یہ الفاظ حدیث سعید کے ہیں ۔

(ترمذی کتاب المناقب ۵/ ۱۰۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی علی بن عباس اسکندرانی نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ہاشم نے، ان کو دحیم نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابوعمار شداد نے کہ اس نے سنا واثلہ بن اسقع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے بے شک اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو چن لیا تھا پھر کنانہ میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو پھر بنو ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن مہران سے اور اس کے ماسوا نے ولید بن مسلم سے۔ اور اس حدیث کی ایک مرسل روایت شاہد بھی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب اور حجاج بن منہال نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے، اس نے محمد بن علی سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا۔ پس عرب کو منتخب کیا پھر عرب میں سے بنو کنانہ کو، یا کہا تھا کہ نضر بن کنانہ کو منتخب کیا پھر ان میں سے قریش کو پھر ان میں سے بنو ہاشم کو پھر ان میں سے مجھ کو منتخب کیا۔ اور ایک اور طریق سے اسی مفہوم میں مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو یزید بن ابوزیاد نے، ان کو عبداللہ بن حارث بن نوفل نے عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) کہ بے شک قریش جب باہم ملتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے محبت اور ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملتے مگر جب وہ ہم لوگوں سے ملتے ہیں وہ ایسے رُخ سے ملتے ہیں جو معروف نہیں ہوتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ تمہیں محبوب رکھے اور اللہ اور رسول کو بھی محبوب رکھے۔ میں نے کہا بے شک۔ قریش بیٹھے باہم اپنے حسب ونسب کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی مثال بیان کی مثل اس کھجور کے درخت کی جو کوڑے کرکٹ والی زمین پر کھڑا ہو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تھا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں سے بنایا۔ پھر جب اللہ نے ان کو تقسیم کیا تو مجھے ان کے خیر الفریقین میں سے بنایا۔ پھر جب ان کو قبیلوں میں تقسیم کیا تو مجھ ان کے بہترین قبیلے میں سے بنایا پھر اللہ نے جب لوگوں کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ میں لوگوں میں سے نسب کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حماد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن فضیل نے یزید بن ابی زیاد سے، اس نے عبداللہ بن حارث سے، اس نے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ان سے ناراض ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ محمد کی مثال اس کھجور جیسی ہے جو کوڑے اور کچرے پر کھڑا ہو۔ حضور ﷺ ناراض ہوگئے اور فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پیدا کی تھی پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہترین حصے میں پیدا کیا۔ پھر اللہ نے قبیلے بنائے اور مجھے بہترین قبیلے میں پیدا کیا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان کے بہترین گھرانوں میں بنایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بہتر ہوں قبیلے کے اعتبار سے اور گھرانے کے اعتبار سے بھی۔

اسی طرح کہا ہے کہ مروی ہے ربیعہ بن حارث سے اور دیگر نے کہا کہ مروی ہے عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث سے اور ابن ربیعہ سے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ عبدالمطلب بن ربیعہ کو حضور ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبدالمطلب بن ابووداعہ سے مروی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابومنصور محمد بن محمد بن عبداللہ بن نوح اولاد ابراہیم نخعی میں سے کوفے میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابوعزرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

فضل بن دکین نے ، ان کو سفیان نے یزید بن ابوزیاد سے ، اس نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے ، اس نے مطلب بن ابووداعہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ کہا عباس نے اس کو خبر پہنچی ہے اس بات کی جو بعض لوگ کہتے ہیں اس سے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے اور ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے ، ان کو ابونعیم یعنی مَل بن دکین نے ، ان کو سفیان نے یزید بن ابوزیاد سے ، اس نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے ، اس نے مطلب بن ابووداعہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، حالانکہ آپ کو وہ بات پہنچ چکی تھی جو بعض لوگ کہتے ہیں ۔ لہٰذا حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا : کہ بتاؤ میں کون ہوں ؟ صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا فرمائی اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بنایا اور ان کو دو حصے کیا پھر مجھے دو میں سے بہتر حصے میں سے بنایا پھر مخلوق کے قبائل بنائے مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں سے بنایا ۔ پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین گھرانے میں سے بنایا ۔ میں تم سب میں سے بہتر گھرانے سے ہوں اور تم سب سے نفس کے اعتبار سے بہتر ہوں ۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ ﷺ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے ، ان کو قیس نے اعمش سے ، ان کو عبایہ بن ربعی نے ، ان کو ابن عباس ؓ نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا مجھے ان میں سے بہتر قسم میں پیدا کیا ۔ یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے :

۱۔ وَاَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ۔ (سورۃ واقعہ : آیت ۲۷)

مراد ہیں دائیں ہاتھ والے (جن کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا)

۲۔ وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۔ (سورۃ واقعہ : آیت ۴۱)

بائیں ہاتھ والے (جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا)

بہرحال میں اصحاب الیمین میں سے ہوں اور اصحاب الیمین میں سے بھی بہتر ہوں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دو قسموں کو تین تین حصوں میں کیا ، پھر اللہ نے مجھے ان میں سے بہتر ثلث میں سے بنایا ۔ چنانچہ یہ بات اس ارشادِ الٰہی میں ہے :

فَاَصۡحٰبُ المیمنة ۔ (سورۃ واقعہ : آیت ۸) ۔ والسابقون السابقون ۔ (سورۃ واقعہ ۔ آیت ۱۰)

بہرحال میں سابقین میں سے ہوں اور سابقین میں سے بہتر ہوں ۔ پھر اللہ نے تین ثلث کا قبائل بنایا اور مجھے اس میں سے بہتر قبیلے میں بنایا ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ۔ (سورۃ الحجرات : آیت ۱۳)

ہم نے تمہیں بہت ساری شاخیں اور قبیلوں سے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو ۔ بے شک تم سب میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو ۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا اور خبر رکھنے والا ہے ۔

فرمایا میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہوں اور اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے ۔ پھر اللہ نے قبائل میں سے گھرانے بنائے پھر مجھے ان میں سے بہتر گھرانے میں بنایا ۔ یہ بات اس قول جیسی ہے :

اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۔ (سورۃ احزاب : ۳۳)

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تم سے شرک و کفر کی گندگی دُور کر دے اے رسول اللہ کے گھرانے والے اور تاکہ تمہیں خوب پاک کر دے ۔ چنانچہ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک کئے ہوئے ہیں ۔ (ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں نقل کر کے ضعیف قرار دیا ہے)

میں منتخب نسب والا ہوں .... (۸)اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے، ان کو یزید بن عوانہ نے، ان کو محمد بن ذکوان نے جو کہ ماموں ہیں حماد بن یزید کے بیٹے کے، ابووہب نے کہا میرا خیال ہے کہ محمد نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی عمرو بن دینار سے، اس نے ابن عمرؓ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک وہاں ایک عورت کا گزر ہوا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ کی بیٹی ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا کہ محمد ﷺ کی مثال بنو ہاشم میں مثل ریحانہ (خوشبودار پودے کی سی) ہے جو بدبودار جگہ پر کھڑا ہو۔ وہ عورت چلی گئی تو میں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتادی۔ پھر حضور ﷺ تشریف لائے مگر آپ کے چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے ان باتوں کا جو مجھ کو کچھ لوگوں سے پہنچی ہیں؟ بے شک اللہ عزوجل نے سات آسمان بنائے مگر ان میں سے اُوپر والے کو چُن لیا۔ اس پر اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہا ٹھہرایا، اس کے بعد اپنی مخلوق بنائی۔ مگر ساری مخلوقات میں سے اولادِ آدم کو چُن لیا پھر اولادِ آدم میں سے عرب کو پسند فرمایا، پھر عرب میں سے مضر کو پھر مضر میں سے قریش کو، اور قریش میں سے بنوہاشم کو اور بنوہاشم میں سے مجھے پسند فرمایا۔ بس میں پسندیدہ میں سے پسندیدہ، چُنیدہ میں سے چُنیدہ ہوں۔ جس نے عرب کو پسند کیا اس نے مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے محبت رکھی۔ جس نے عرب سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ یہ الفاظ ابوعبداللہ کی روایت کے ہیں۔ (مستدرک ۴/۷۳)

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابوعلی حسین بن علی حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یحییٰ بن زہیر تستری نے، ان کو احمد بن مقدام نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن واقد نے، ان کو محمد بن ذکوان نے جو ماموں ہیں حماد بن زید کے بیٹے کے، انہوں نے اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابومحمد یحییٰ بن منصور نے، ان کو ابوالمثنیٰ معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو غسان بن مالک نے ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو کلیب بن وائل نے، ان کو ربیبۂ رسول نے حدیث بیان کی اور میں نہیں جانتا اس کو مگر زینب فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، کدو کے بنائے ہوئے برتن کے استعمال سے اور تیل زدہ گھڑے سے جو شراب میں استعمال ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے نقیر کا ذکر بھی کیا تھا (لکڑی کو گود کر تیار کیا ہوا پیالہ جو شراب کے لئے استعمال کرتے تھے)۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا مجھے آپ خبر دیجئے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہ وہ کس میں سے تھے، کیا مضر میں سے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں مضر میں سے ہی تو تھے۔ آپ بنونضر بن کنانہ میں سے تھے۔ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے عبدالواحد سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، اور ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان ابوداود نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عقیل بن طلحہ سلمی نے، مسلم بن ہیضم سے، اس نے اشعث قیس سے، میں نے کہا، یا رسول اللہ ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آپ لوگوں میں سے ہیں یا آپ لوگ ہم لوگوں میں سے ہیں۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم بنونضر بن کنانہ ہیں۔ نہ تو ہم اپنے باپ دادوں سے لاتعلقی کرتے ہیں اور نہ ہم اپنی ماؤں کو کوئی عیب لگاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اشعث نے کہا میں نے کسی ایک کو نہیں پایا، یا یوں کہا تھا کہ ہمیں ایسا کوئی نہیں ملا جو قریش کی کنانہ سے نفی کرے۔ مگر میں اس کو دُرّے ماروں گا جیسے اس پر حد جاری ہو رہی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ دونوں پاک دامن تھے

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن حفص مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعیسیٰ بکار بن احمد بن بکار نے، ان کو ابوجعفر بن موسیٰ بن سعید نے بطور املاء کے ۲۹۶ھ میں، ان کو ابوجعفر محمد بن ابان قلانسی نے، ان کو ابومحمد عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی نے،

ان کو مالک بن انس نے، ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ بنو کندہ کے کچھ آدمی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہتے ہیں عباس اور ابوسفیان بن حرب۔ جب وہ مدینہ میں آئے تھے تاکہ وہ اس بات سے امان پائیں۔ بے شک ہم اپنے آباؤ اجداد سے ہرگز دست بردار نہیں ہوں گے۔ ہم لوگ بنو نضر بن کنانہ سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں۔ اللہ نے جب بھی لوگوں کو کسی اکائی سے دوئی میں تقسیم کیا، اللہ نے مجھے ان میں سے بہتر میں سے بنایا اور مجھے ایسے ماں باپ سے بنایا جن کی طرف سے مجھے کوئی جاہلیت کی بُرائی، بدکاری اور عیب نہیں پہنچا۔ میں نکاح کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں۔ بدکاری کے نتیجے میں نہیں۔ یہ حلالی ہونے اور پاکدامنی کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے ماں باپ تک۔ میں تم سے بہتر ہوں ماں کے اعتبار سے اور تم سے بہتر ہوں باپ کے اعتبار سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن سعید بن بکر رازی نے عسقلان میں، ان کو صالح بن نوفلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد بن ربیعہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اس کی مثل مگر ہمیں انہوں نے یہ قول ذکر نہیں کیا فَأُخْرِجْتُ سے حَتّٰی خَرَجْتُ تک اس روایت کے ساتھ ابومحمد عبداللہ محمد بن ربیعہ قدامی منفرد ہے یہ اور مالک وغیرہ سے یہ سب منفرد ہیں جن کا کوئی متابع نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوسعید الخلیل بن احمد بن محمد البستی قاضی نے، ان کو ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابوبکر بن ابوخیثمہ نے، ان کو منصور بن ابومزام نے، ان کو اسماعیل بن جعفر عمرو ابن عمرو سے، اس نے سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اولاد آدم کے بہترین خاندانوں میں بھیجا گیا ہوں۔ یہاں تک کہ اس خاندان میں میری بعثت ہو جس میں میں ہوں۔

دوسری تعبیر یہ ہے کہ میں اولاد آدم کے بہترین زمانوں میں سے پیدا کیا گیا ہوں۔ ایک زمانے کے بعد دوسرا زمانہ۔ یہاں تک کہ میں اس زمانہ میں بھیجا گیا ہوں جس میں میں ہوں۔ بخاری نے اس کو نقل کیا قتیبہ سے، اس نے یعقوب سے، اس نے عمرو سے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نیشاپوری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن خب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوقلابہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، بغداد میں، ان کو محمد بن احمد بن ابوالعوام ریاحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بہلول بن مورق نے، ان کو حدیث بیان کی موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو عمرو بن عبداللہ بن نوفل نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کی تمام مشرقیں اور تمام مغربین چھان ماریں مگر مجھے محمد ﷺ سے افضل کوئی آدمی نہیں ملا۔ اور میں نے زمین کی مشارق و مغارب چھان ماریں مگر بنو ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں پایا۔

امام احمدؒ نے فرمایا کہ یہ احادیث اگرچہ ان کی روایت کرنے میں وہ راوی بھی ہیں جن کی وجہ سے روایت صحیح نہیں قرار دی جاسکتی تاہم ان میں سے بعض روایات بعض کو پکا کرتی ہیں اور ان تمام روایات کا معنیٰ و مفہوم اس روایت کی طرف راجع ہے جس کو ہم نے واثلہ بن اسقع اور ابوہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی نے بغداد میں، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد یعنی ابن حمدان نیشاپوری نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو محمد بن کثیر عبدی نے، ان کو سفیان بن سعید نے ابواسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابوعمارہ کیا آپ جنگ حنین والے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ آئے تھے؟ اس نے کہا کہ بہر حال میں گواہی دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ پر بے شک اس نے پیٹھ نہیں پھیری تھی لیکن لوگوں میں سے کچھ جلد بازوں نے جلدی کر لی تھی۔

قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کردی تھی اور اس وقت ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے۔اور حضور ﷺ یہ فرمارہے تھے،

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں یہ حقیقت ہے کوئی جھوٹ نہیں ہے۔میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن کثیر سے اور مسلم نے روایت کیا دوسرے طریق سے سفیان سے۔

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ .... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو ابراہیم بن منذر نے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن عمران سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کا نسب آدم علیہ السلام تک لکھوایئے۔لہٰذا اس نے مجھے لکھوایا۔محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد۔

عبدالعزیز نے کہا مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن یعقوب زمعی نے جو بنواسد بن عبدالعزیٰ سے ہے ،وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے چچا ابوالحویرث نے اپنے والد سے ،اس نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔وہ فرماتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ معد بن عدنان بن اُدَدْ بن زند بن یریٰ بن اعراق ہے ،اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ پس معد ،معد ہے اور عدنان ،عدنان ہے اور اُدد ،اُدد ہے اور زند ھَمَیْسَع ہے اور یرٰی نبت ہے اور اسماعیل بن ابراہیم ،اعراق الثریٰ۔

ابراہیم بن منذر نے کہا کہ مجھ کو محمد بن طلحہ بن طویل تیمی نے لکھوایا تھا۔بس یوں کہا کہ محمد بن عبداللہ سابق کی مثل معد بن عدنان تک۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے بغداد میں ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حبان بن ملاعب نے ،ان کو خالد بن مخلد قطوانی نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن یعقوب نے اپنے چچا حارث بن عبداللہ بن زمعہ سے ،اس نے اپنے والد سے ،اس نے اُم سلمہ سے۔وہ کہتی ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں کہ معد بن عدنان بن اُدد بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ سے۔اُم سلمہ کہتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی :

وَاَنَّه اَهْلَكَ عَادًا الْاُولٰى وَثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰى ۔ (سورۃ النجم : ۵۱)

بے شک اس نے ہلاک کردیا تھا عاد کی پہلی قوم کو اور قوم ثمود کو بس اس نے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا ۢ بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ (سورۃ الفرقان : ۳۸)

قوم عاد کو اور قوم ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے مابین کئی زمانوں کو۔جن کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اعراق الثریٰ ،اسماعیل بن ابراہیم ،اور زید ،ہمیسع ،یرٰی ،نبت ہیں۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے ،ان کو یونس بن بکیر نے ،ان کو محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن تارح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم بن آزار اور وہ توراۃ میں ابن تارخ بن ناحور بن ارغوی بن سارح بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلاہیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ابوالبشر صلوات اللہ علیہ اور انبیاء طاہر اخیار پر اور سلام۔

اس کو روایت کیا ہے عبید بن یعیش نے یونس بن بکیر سے اور اس نے اس میں کہا تارخ بن ناحور بن عور بن فلاح بن عابر بن شالخ بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن خانوخ بن مہلیل بن قینان بن شیث بن آدم اور انہوں نے کہا بے شک ادد بن مقوم۔

میں نے کہا اسی طرح ہے اس روایت میں محمد بن اسحاق بن یسار سے، اور اس پر اس میں اختلاف ہے۔ اور اہل نسب (یعنی نسب جاننے والوں نے) اس میں اختلاف کیا ہے۔ اور ان کے اختلاف کو ذکر کرنے سے کتاب میں بلافائدہ طوالت ہوگی۔ اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نسب کی نسبت عدنان تک صحیح ہے اور عدنان کے بعد جو کچھ ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن عیسیٰ مالینی نے، ان کو محمد بن حسین بن خلیل نسوی نے، یہ کہ ابوکریب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے قالب نے، ان کو وکیع بن جراح نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوریحانہ عامر سے، یہ کہ معاویہ نے پوچھا تھا ابن عباس ؓ سے کہ قریش کا نام کیوں رکھا گیا تھا؟

انہوں نے بتایا کہ ایک سمندری جانور کی نسبت سے جو سمندری جانوروں میں سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کو قرش کہا جاتا ہے۔ وہ جس چیز کے پاس سے گزرے وہ موٹی ہو یا دُبلی اس کو کھا جاتی ہے۔

قریش کا وجہ تسمیہ .... قریش کا وجہ تسمیہ ایک تو وہ ہے جو اُوپر مذکور ہوا ہے۔ نیز اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالمعطی نے البدایہ والنہایہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ قریش تَقَرُّش سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنیٰ تفریق کے بعد تجمّع ہے یعنی منتشر ہونے کے بعد دوبارہ مجتمع ہونا۔ اور یہ قصی بن کلاب کے زمانے میں ہوا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کو حرم کے ساتھ جمع کیا تھا۔ لہٰذا اسی پر قریش کا اطلاق ہوتا تھا۔ اور ایک توجیہ یہ ہے کہ تَقَرُّش کا مطلب تَكَسُّبْ ہے، کمانا اور تجارت وغیرہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ از مترجم

مجھے اس بارے میں انہوں نے شعر بتائے اور میں نے اس کو جمحی کے شعر سنائے۔ جب اس نے یہ کہا:

وقريش هي التي تسكن البحر ... بها سميت قريش قريشا

تاكل الغث والسمين ولا تترك ... فيها لذي جناحين ريشا

هكذا في البلاد حيّ قريش ... ياكلون البلاد اكلا كميشا

ولهم اخر الزمان بيّ ... يكثر القتل فيهم والخموشا

۔ قریش وہ جانور ہوتا ہے جو سمندر میں سکونت رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ مشیت کی وجہ سے
قریش کا نام قریش رکھا گیا۔ وہ جانور ہر دُبلے اور موٹے کو کھا جاتا ہے اور وہ کسی صاحب پر کا پر بھی نہیں چھوڑتا
اسی طرح شہروں میں قریش کا قبیلہ بھی ہے۔ جو شہروں کو مکمل کھا جاتے ہیں اس بحری جانور کی مثل
اور ان کا ہی آخر زمانے میں نبی ہوگا۔ جو کثرت سے قتل کرے گا اور لُوٹ بھی

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد بن ابوالحسن نے، ان کو عبدالرحمٰن ابن ابوحاتم نے، ان کو علی بن حسن نے، اس نے سُنا احمد بن حنبلؒ سے، اس نے سُنا شافعیؒ سے۔ انہوں نے کہا کہ عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا۔ اور ہاشم کا نام عمرو بن مناف تھا۔ اور عبدمناف کا نام مغیرہ بن قصی تھا۔ اور قصی کا نام زید بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن یحییٰ دارمی نے، ان کا نام ابواحمد ہے، ان کو عبدالرحمٰن نے، وہ ابی حاتم ہیں ان کو خبر دی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، اس میں انہوں نے میری طرف لکھا کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں ان کے اپنے ہاتھ کی تحریر میں یہ پایا کہ

ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ادریس شافعی نے، انہوں نے کہا: لوگوں میں سب سے پہلے جو نبی کریم سے ملیں گے نسب کی وجہ سے وہ بنوعبدالمطلب ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے انکار فرمایا اور انہوں نے بنو ہاشم میں ان لوگوں کا ذکر کیا۔ عبدالمطلب، بنواسد اور والدہ فاطمہ اُم علی کو، بنونضلہ، ابوصیفی وغیرہ کو۔ اور کہا جاتا ہے اور صیفی۔ پھر ذکر کیا بنوعبدالمطلب کو، پھر ذکر کیا بنوعبدشمس کو، پھر ذکر کیا بنونوفل کو، پھر ذکر کیا بنواسد بن عبدالعزی بن قصی کو اور بنوعبدالدار بن قصی کو، پھر ذکر کیا بن زہرہ بن کلاب بن مرّہ کو اور ان میں سے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو، پھر ذکر کیا تیم بن مرّہ کو، پھر بنومخزوم بن یقظہ بن مرّہ، پھر ذکر کیا بنوعدی بن کعب کو، پھر بنوجمح کو اور سہم بن عمرو بن ہصیص ثم کعب بن لؤی، پھر ذکر کیا بنوحارث بن فہر کو اور صحابہ و تابعین میں سے نام ذکر کیے۔ وہ لوگ جو ان بعض قبائل کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یا اپنی نسبت کرتے ہیں۔ اور ہم اللہ کی مشیت کے ساتھ ان تمام امور کو فضائل صحابہ میں بیان کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کو ابن ابی کبشہ کہنے کی وجہ

(الف) میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ پہلا شخص جس نے شِعْریٰ (ستارے) کی عبادت شروع کی تھی وہ ابوکبشہ تھا۔ اس نے اپنی قوم کے دین کی خلاف ورزی کی تھی۔ لہٰذا جب نبی کریم نے قریش کے دین کے خلاف ورزی کی اور آپ دین حنیف کو لائے تو انہوں نے حضور ﷺ کو بھی ابوکبشہ کے ساتھ تشبیہ دی اور اس کی طرف آپ کو نسبت دی اور کہنے لگے اور ابن ابوکبشہ ہے۔

(ب) اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ قوم میں سردار تھا یعنی خزاعہ کا۔

(ت) اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ نام اس کا وَجْز بن غالب بن حارث تھا۔ وہ وہی ابوعمرہ بنت وجز ہے اور عمرۃ یہ ماں ہے وہب بن عبد مناف بی بی آمنہ کے باپ کی جو کہ رسول اللہ ﷺ کی امی تھی، گویا کہ لوگوں نے اس کو تشبیہ دی آپ کے نانا کے ساتھ آپ کی ماں کی طرف سے یعنی ابوکبشہ سے۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے نانا نے زہری سے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی سگی ماں جنہوں نے آپ کو جنم دیا آمنہ بنت وہب سے۔ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اور ان کی ماں برّہ بنت عبدالعزّی بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرّہ ہے۔ اور (برّہ) کی ماں اُم سفیان بنت اسد بن عبدالعزّی بن قصی بن کلاب بن مرّہ تھی اور ان کی ماں برّہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر سے تھی۔ اور ان کی ماں قلابہ بنت حارث بن صعصعہ بن بنی عائذ بن لحیان بن ہذیل تھی اور ان کی ماں بیٹی تھی مالک بن غنم کی بنولحیان میں سے۔ اور حضور ﷺ کی وہ ماں جس نے آپ کو دودھ پلایا جوان ہونے تک وہ حلیمہ بنت حارث بن شجنہ بنوسعد بن بکر ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن مضر سے۔ اور حلیمہ کا شوہر حارث بن عبدالعزّی تھا۔

انہی سب لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت ہے۔ اسی طرح میری کتاب میں لکھا ہے اور دیگر لوگوں نے اُم سفیان کی جگہ اُم حبیب کہا ہے۔ اور عویج کی جگہ عریج کہا ہے۔ جبکہ زہری نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے بھی دودھ پلایا تھا اور ابولہب کا نام عبدالعزّی تھا۔

اور رسول اللہ ﷺ کی دادی یعنی آپ کے والد کی امی یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب کی امی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھی اور ان کی ماں (یعنی پردادی) صخرہ بنت عبدہ بن عمران بن مخزوم تھی۔ اور ان کی امی تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مرّہ اور اس کی ماں سلمٰی بنت عامر بن عمیرہ ابن ودیعہ بن حارث بن فہر تھی اور اس کی امی بہن تھی بنوواثلہ بن عدوان بن قیس۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے شعبہ سے، اس نے عبدالملک بن میسرہ سے، اس نے طاؤس سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس فرمان الٰہی کے بارے میں :

قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ ۔ (سورۃ الشوریٰ : آیت ۲۳)

فرما دیجئے کہ میں تم لوگوں سے دین کی تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے مودت فی القربیٰ کے (یعنی میری قرابت داری کا احساس کرتے ہوئے تم لوگ میری بات پر غور کرلو اور مان لو)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریش کے بطنوں میں اور خاندانوں میں کوئی خالی نہیں تھا ہر ہر خاندان میں نبی کریم ﷺ کی قرابت موجود تھی، لہٰذا آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بلکہ قرابت داری کی محبت مانگتا ہوں کہ مجھے میری قرابت میں ایذا نہ پہنچاؤ۔ اور انہوں نے فرمایا کہ آیت منسوخ کردی گئی ہے۔

قُلۡ مَا سَأَلۡتُكُم مِّنۡ أَجۡرٖ فَهُوَ لَكُمۡ ۔ (سورۃ سبا : آیت ۴۷)

کہہ دیجئے کہ میں نے تم سے جو اجرت مانگی وہ تمہارے ہی لئے ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/۵۲۹)

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون فقیہ نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو عمرو بن عون نے، ان کو ہشیم نے، ان کو خبر دی داود نے شعبی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس آیت کے بارے میں ہم سے کثرت سے سوالات کئے قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ ۔ لہٰذا ہم نے اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے لکھا۔ لہٰذا ابن عباس نے لکھا کہ نبی کریم ﷺ قریش میں واسط النسب تھے۔ ان کے بطنوں میں سے کوئی بطن ایسا نہیں تھا آپ جس کے بیٹے نہ شمار ہوتے ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ یعنی میں تمہیں اس دین کی طرف اس لئے دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگوں سے میری تم سے جو قرابت ہے اس کا احساس کرتے ہوئے اپنی قرابت میں مجھے ایذا نہ پہنچائیں بلکہ اسی کا لحاظ کرتے ہوئے میری حفاظت کریں۔ ہشیم نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس کی مثل میں کہتا ہوں کہ جزاول میں حضور ﷺ کے چچاؤں کا ذکر گزر چکا ہے۔ بہر حال رہیں حضور ﷺ کی پھوپھیاں تو ان کی تفصیل میں، ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا محمد بن حسین بن ابوالحسین سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوغسان سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عیینہ سے، وہ کہتے ہیں :

حضور ﷺ کی پھوپھیاں .... عبدالمطلب کی بیٹیاں :

(۱) عاتکہ۔ (۲) اُم حکیم بیضاء، یہ حضور کے والد عبداللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔

(۳) صفیہ، یہ حضرت زبیر کی امی تھی۔ (۴) برّہ (۵) اُمیمہ۔

(۲۶) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ مجھ پر رولیں تا کہ میں خود سُن لوں اور وہ چھ عورتیں تھیں، جن کے نام یہ ہیں :

(۱) اُمیمہ (۲) اُم حکیم (۳) برّہ (۴) عاتکہ (۵) صفیہ (۶) اروٰی

یہ سب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیاں تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۱۸۰)

☆☆☆

باب ۱۴

رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ اور آپ کی والدہ بی بی آمنہ بنت وہب

اور آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم کی وفات کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضور ﷺ کے والد عبداللہ کو یثرب ان کے لئے کھجوریں لے آنے کے لئے بھیجا تھا۔ تو عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات ہوگئی۔ اور بی بی آمنہ نے رسول اللہ ﷺ یعنی ابن عبداللہ کو جنم دیا تھا تو وہ عبدالمطلب کی کفالت میں آئے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والد عبداللہ ہلاک ہو گئے تھے، جبکہ آپ کی والدہ حمل سے تھیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آپ کے والد عبداللہ فوت ہوئے اس وقت نبی کریم ﷺ اٹھائیس ماہ کے تھے۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ بعض نے یہ کہا ہے کہ جب آپ کے والد فوت ہوئے، آپ اس وقت سات ماہ کے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب رسول اللہ ﷺ کی امی مدینے میں حضور کی ننھیال بنو عدی بن نجار میں گئیں تھیں، پھر واپس ان کو لا رہی تھیں، یہاں تک کہ جب وہ مقام ابواء پر پہنچی تو اس مقام پر فوت ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت چھ سال کے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس لئے کہ ہاشم بن عبدمناف نے مدینہ میں سُلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی تھی اور وہ بنونجار سے تھی۔ اسی سے ان کے بیٹے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ عبدالمطلب پر جتنا لوگ روئے تھے، اتنا کسی پر نہیں روئے تھے۔ کہتے ہیں کہ زم زم کے کنوئیں کا متولی بننا اور پانی پلانے کی ذمہ داری ان کے بیٹوں میں سے عباس بن عبدالمطلب کے حصے میں آئی تھی یہاں تک کہ اسلام قائم ہوگیا اور یہ ذمہ داری بدستور انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس منصب پر قائم رکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، ان کو سفیان نے علقمہ بن مرثد سے اس سے سلیمان بن بریدہ سے، اس نے ان کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک قبر کے نشان پر پہنچے اور بیٹھ گئے اور لوگ بھی کثیر تعداد میں آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ چنانچہ آپ بار بار اپنے سر کو جھٹکنے لگے جیسے کسی سے بات کر رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ رو پڑے۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ آپ کے آگے آئے اور پوچھنے لگے، یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر میری والدہ آمنہ بنت وہب کی ہے۔ میں نے اپنے ربّ سے اس قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی ہے کہ میں اس کی

زیارت کروں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت دیدی ہے۔اور میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت مانگی ہے مگر اللہ نے میری یہ استدعا قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔لہٰذا مجھے اسی بات کی رقت نے آلیا ہے لہٰذا میں روپڑا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس گھڑی سے زیادہ آپ کو روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔محارب بن دثار نے ابن بریدہ سے،اس نے ان کے والد سے اس روایت کا متابع بیان کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو بحر بن نصر نے،ان کو عبداللہ بن وہب نے،ان کو خبردی ابن جریج نے،ان کو ایوب بن ہانی نے مسروق بن اجدع سے،اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نکلے اور کچھ قبروں کو دیکھنے لگے۔ہم بھی ان کے ساتھ نکلے حضور ﷺ نے ہمیں بیٹھنے کے لئے کہا۔اس کے بعد آپ کچھ قبروں کو پھلانگ کر ان میں سے ایک قبر پر پہنچے۔آپ اس قبر کے بارے میں لمبی دیر تک مناجات کرتے رہے۔اس کے بعد وہاں سے اُٹھ گئے اور زور زور سے رونے لگے،اس قدر روئے کہ ہم سب بھی آپ کے رونے کی وجہ سے رونے لگے۔اس کے بعد حضور ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں عمر آپ کو آکر ملے اور پوچھنے لگے، یارسول اللہ! آپ کو کس چیز نے رُولایا ہے؟ اس نے تو ہمیں بھی رولادیا ہے اور ہمیں ڈرادیا ہے۔حضور ﷺ آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے رونے نے آپ لوگوں کو خوف زدہ کردیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں یارسول اللہ!۔آپ نے فرمایا بے شک یہ قبر جس کے اُوپر آپ لوگوں نے مجھے دعا کرتے ،مناجات کرتے دیکھا ہے یہ آمنہ بنت وہب کی (میری والدہ کی) قبر ہے۔ میں نے اس کی زیارت کی اجازت مانگی تھی، اللہ نے اجازت دیدی ہے۔پھر میں نے اپنے ربّ سے ان کے لئے استغفار مانگنے کی اجازت مانگی میرے ربّ نے مجھے استغفار اور بخشش مانگنے کی اجازت نہیں دی۔

پھر محمد ﷺ پر یہ آیت اُتری :

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۱۳)

کسی نبی کے لئے اور ایمان والوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش طلب کرے۔ الخ

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۱۴)

باقی رہا ابراہیم علیہ السلام کا استغفار مانگنا تو وہ اس لئے تھا کہ انہوں نے پہلے اپنے والد سے وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ بیزار ہوگئے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس منع ہوجانے سے مجھ پر وہی رقت طاری ہوگئی جو ایک بیٹے کو اپنی ماں پر رقت طاریٔ ہوتی ہے۔یہی بات تھی جس نے مجھے رولایا ہے۔

زیارت قبر کی ترغیب .... (۷) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے،ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو محمد بن عبید نے۔(ح) اور ہمیں خبردی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے،ان کو خبردی میرے دادا منصور قاضی نے،ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے،ان کو محمد بن عبید نے،ان کو یزید بن کیسان نے ابوحازم سے،اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تھی۔اور خود بھی روئے تھے اور حاضرین کو بھی رولایا تھا۔اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ سے اجازت مانگی تھی اپنی ماں کی قبر کو جاکر دیکھنے کی۔اللہ نے مجھے اس کی تو اجازت دیدی تھی۔اور میں نے آپ سے ان کے لئے بخشش مانگنے کی اجازت چاہی تو اللہ نے مجھے اجازت نہیں دی۔لہٰذا تم لوگ بھی قبروں پر جایا کرو، یہ بات تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے،اس نے محمد بن عبید سے۔

(۸) ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے،ان کو علی بن حمشاد نے،ان کو محمد بن ایوب نے،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے،ان کو حماد بن سلمہ نے (ح) اور ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی ابوبکر بن عبداللہ نے،ان کو حسن بن سفیان نے،ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے،ان کو

عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد کہاں ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ جہنم میں۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اس کو واپس بلایا اور فرمایا میرے اور تمہارے والد دونوں جہنم میں ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم کتاب الایمان ۸۸ حدیث ۳۴۷)

(۹)　ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن حرضی نیشاپوری نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم مقری نے، ان کو موسیٰ بن حسن نسوی نے، ان کو ابونعیم فضل بن دکین نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے زہری سے، اس نے عامر بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا والد صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ جہنم میں ہے۔ اس بات سے وہ دیہاتی ناراض سا ہوگیا۔ پلٹ کر اس نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا والد کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جہاں کہیں تو کسی کافر کی قبر پر گزرے اس کو جہنم کی خبر دیدے۔ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ دیہاتی مسلمان ہوگیا۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ ؐ نے اس بات کا پابند کر دیا ہے کہ جہاں کہیں میں کسی کافر کی قبر سے گزروں اس کو جہنم کی بشارت دے دوں۔ (مجمع الزوائد ۱/ ۱۱۸)

(۱۰)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبداللہ بن شریک نے، ان کو ابومریم نے، ان کو نافع بن یزید نے، ان کو ربیعہ بن سیف نے، ان کو عبدالرحمٰن حبلی نے، ان کو عبداللہ بن عمرو نے۔ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک آدمی کو دفن کیا۔ جب ہم واپس آئے تو ہم نے اس کے دروازے کو کھولا تو ایک خاتون آپ کے سامنے تھی۔ ہمیں نہیں پتہ کہ آپ اس کو جانتے ہیں؟

آپ اس سے فرما رہے تھے، فاطمہ تم کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس میت کے گھر والوں کے ہاں سے آرہی ہوں۔ میں نے ان کو اس کے بارے میں تعزیت کی ہے۔ اور ان کی میت پر شفقت اور رحمت کا اظہار کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی ہے؟ وہ بولی اللہ کی پناہ اس سے کہ میں ان کے ساتھ قبرستان تک جاتی۔ حالانکہ میں آپ سے سُن چکی ہوں جو کچھ آپ اس بارے میں ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے ساتھ قبرستان تک جاتی تو آپ جنت کو نہ دیکھتی، یہاں تک کہ اس کو دیکھ لیتا تیرے باپ کا دادا۔ (یعنی جس طرح وہ کافر جنت سے محروم ہیں تم بھی محروم ہو جاتی)

کُدٰی سے مراد قبرستان یا قبریں ہیں۔

میں　کہتا ہوں کہ ان کے والد کے دادا سے مراد عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ وہ لوگ یعنی آپ کے والدین اور دادا اس حال میں کیسے نہ ہوں گے آخرت میں۔ حالانکہ وہ لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو پوجتے پوجتے ہی مر گئے تھے۔ اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا دین ہی قبول نہیں کیا تھا۔ ان کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے نسب میں کوئی عیب پیدا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ کفار کے نکاح صحیح اور درست تھے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ وہ لوگ (یعنی بہت سارے لوگ) اپنی اپنی بیویوں سمیت ایمان لے آئے تھے۔ مگر ان پر ان کے نکاحوں کی تجدید لازم نہیں ہوئی تھی۔ نہ ہی ان سے مفارقت اور علیحدگی لازم کی گئی، جب ایسی کیفیت ہو تو اسلام میں یہ جائز ہے۔

☆☆☆

باب ۱۵

مجموعہ ابواب ۔ در بارہ صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی حُلیہ مبارک و چہرہ مبارک کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن ماتی نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے سنا حضرت براء بن عازب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور آپ کے اخلاق بھی سب سے زیادہ پیارے تھے۔ نہ زیادہ لمبے اور نہ ہی ٹھگنے تھے (بلکہ مناسب اور خوبصورت قد کے مالک تھے)۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اسحاق بن منصور کی ابراہیم سے روایت میں۔ (فتح الباری ۶/۵۶۴)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن بندار قزوینی نے جو کہ مکہ اور مسجد الحرام میں دائمی رہتے تھے۔ ان کو خبر دی ابوفضل عبیداللہ بن عبدالرحمن بن محمد زہری نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن شریک اسدی کوفی نے تین سو ایک میں، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس یربوعی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا کیا حضور ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی مثل تیز (غضبناک) تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ انور چاند کی مثل تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ چاند کے مشابہ تھا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو زہیر نے ابواسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے پوچھا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل نہیں تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں ابونعیم سے روایت کیا ہے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے، بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو ابویوسف یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابونعیم اور عبیداللہ نے اسرائیل سے اس نے سماک سے کہ اس نے سنا جابر بن سمرہ سے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل تھا؟ حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ سورج اور چاند کی مثل گول تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال بزاز نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے، ان کو محاربی نے اشعث سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نے سرخ پوشاک زیب تن کر رکھی تھی۔ چنانچہ میں کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا تو کبھی چودہویں کے چاند کی طرف دیکھتا۔ بے شک وہ میری نظر میں چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (اخرجہ الترمذی فی کتاب المناقب)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن عبدالعزیز رملی نے، ان کو قاسم بن غصن نے اشعث سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں حضور ﷺ کو دیکھا، آپ کے اُوپر سرخ پوشاک تھی۔ لہٰذا میں حضور ﷺ کے اور چاند کے درمیان مشابہت اور مماثلت قرار دینے لگا۔

چمکدار چہرہ .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے۔

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح اور ابن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو عُقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک وہ تھا جو ان کے بیٹوں میں سے ان کو ہاتھ پکڑ کر چلاتا تھا جب وہ نابینا ہوگئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سُنا، وہ کہتے تھے کہ میں جب حضور ﷺ کو سلام کرتا تو ان کا چہرہ دمک رہا ہوتا تھا۔ اور حضور ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو چہرۂ انور ایسے روشن ہوجاتا تھا جیسے کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ یہی کیفیت ہم ان کی پہچانتے تھے۔ ابوعبداللہ کی حدیث کے یہی الفاظ ہیں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے۔

(بخاری۔کتاب المناقب۔فتح الباری ۶/ ۵۶۵۔مسلم۔کتاب التوبہ و مسلم ۴/ ۲۱۲۷۔مسند احمد ۳/ ۴۵۹)

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو ابوالازہر نے یعنی احمد بن ازہر نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو ابن شہاب زہری نے عروہ سے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ایک روز انتہائی مسرور اور خوش خوش گھر میں داخل ہوئے اور آپ کا چہرۂ انور چمک رہا تھا اور فرمانے لگے کہ کیا آپ نے سُنا نہیں کیا کہا ہے مجزز مدلجی نے، اس نے زید اور اسامہ کو دیکھا جبکہ دونوں کے سر کپڑے سے ڈھکے ہوئے تھے۔ اور دونوں کے پیر ظاہر ہو رہے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ پیر بعض بعض میں سے ہیں۔ (یعنی باپ بیٹے کے ہیں)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبدالرزاق سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبد بن حمید سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(۹) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن ابویعقوب عبدی نے، ان کو ابواسحاق ہمدانی نے ایک ہمدانی عورت سے، اس نے اس کا نام ذکر کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئی بار حج کیا۔ آپ کے اُونٹ پر حضور ﷺ کعبے کا طواف کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں کھونٹی ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے اُوپر دو سُرخ چادریں تھیں جو آپ کے کندھوں تک پہنچتی تھیں۔ جب آپ حجر اسود کے ساتھ گزرتے تھے تو کھونٹی کے ساتھ اس کا استلام کرتے تھے۔ پھر اس کو اپنی طرف اُٹھا لیتے اور اس کو بوسہ دیتے تھے۔ ابواسحاق نے کہا میں نے اس عورت سے کہا حضور کی مشابہت کس چیز سے تھی؟ فرمایا کہ جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھی نہ آپ کے بعد۔

سورج طلوع ہونے کے ساتھ مشابہت .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، (ح) اور ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے مکہ میں، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ تیمی نے، ان کو اسامہ بن زید نے، ان کو ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ سے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر کے سُنایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ حضور ﷺ کو دیکھتے تو آپ یہ کہتے کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث یعقوب بن محمد کے اور ابراہیم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اے بیٹے اگر آپ حضور ﷺ کو دیکھتے تو یہ دیکھتے کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۸/ ۲۸۰)

☆☆☆

باب ۱۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کی تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے،ان کو روح بن فرج نے،ان کو یحییٰ بن بکیر نے،ان کو لیث نے خالد بن یزید سے،اس نے سعید بن ابو ہلال سے اس نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہ آپ متوسط قد کے لوگوں میں سے تھے، نہ انتہائی لمبے نہ ہی بہت چھوٹے۔ پھولوں جیسا رنگ تھا۔ انتہائی گورے چٹے تھے۔آپ شدید سفید انڈے کی طرح نہیں تھے، بلکہ سُرخ سفید تھے (ایسی سفیدی جس کے ساتھ سُرخی ملی ہو)۔آپ کے بال نہ شدید گھونگھرالے تھے نہ ہی ایک دم سیدھے تھے بلکہ جعودت اور سبوطت کی ملی جلی کیفیت میں تھے۔مضبوط صحت مند تھے۔آپ کے اُوپر وحی کا نزول شروع ہوا تو آپ چالیس سال کے تھے۔آپ مکہ میں دس سال ٹھہرے تھے، اس حال میں کہ آپکے اُوپر وحی اُترتی رہی تھی اور مدینہ میں دس سال۔پھر آپ وفات پا گئے۔جبکہ آپ ساٹھ سال کے تھے مگر اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس سفید بال بھی نہیں تھے۔

ربیعہ نے کہا کہ میں نے آپ کے بالوں میں سے ایک بال کو دیکھا، وہ سُرخ ہو چکا تھا۔میں نے پوچھا تو بتایا کہ یہ خوشبو لگانے کی وجہ سے سُرخ ہو گیا ہے۔بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔

آپ علیہ السلام میانہ قد تھے .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو علی بن حمشاذ نے،ان کو محمد بن نعیم نے،ان کو قتیبہ بن سعید نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے،ان کو حسن بن محمد ﷺ بن اسحاق نے،ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے،ان کو ابوربیع نے،دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی سماعیل بن جعفر نے،ان کو ربیعہ نے،اس نے سُنا انس بن مالک سے۔وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ گھونگھرالے اور سیدھے کی درمیانی کیفیت کے بالوں والے تھے۔نہ بالکل سیدھے بال تھے نہ بالکل گھونگھرالے تھے۔گلاب کے پھول جیسے تھے۔ نہ شدید سفید تھے نہ انتہائی لمبے تھے، بلکہ متوسط قد کے لوگوں میں سے تھے۔نہ بالکل ناٹے تھے نہ انتہائی لمبے تھے۔چالیس سال پورے ہونے پر مبعوث ہوئے۔دس سال مکہ میں رہے، دس سال مدینہ میں رہے۔اور ساٹھ سال کے پورے ہونے پر انتقال کیا۔آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس تک بھی سفید بال نہیں تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید وغیرہ سے اور بخاری و مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے ثابت نے انس سے۔انہوں نے فرمایا کہ آپ پھولوں جیسی رنگت والے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے حمید طویل نے، جیسا ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسن بن بشران نے،ان کو اسماعیل صفار نے،ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو ابوسعید حداد نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد واسطی نے۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے،ان کو عبداللہ بن جعفر نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کو عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے،دونوں نے کہا کہ ان کو خالد بن عبداللہ نے حمید طویل سے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گندمی رنگ کے مالک تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے،ان کو یحییٰ بن جعفر نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عاصم نے،ان کو حمید نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے۔وہ کہتے ہیں پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفت میں حدیث ذکر کی۔وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سفید رنگ کے تھے۔لیکن آپ کے رنگ کی سفیدی سمرۃ اور گندمی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن عضائری نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر رزاز نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو جریری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابوالطفیل بیت اللہ کا طواف کررہے تھے۔ پس ابوالطفیل نے کہا کہ میرے سوا اور کوئی ایسا شخص زندہ باقی نہیں رہا جس نے حضور کو دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا تھا؟ کہا کہ جی ہاں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ کی صفت اور کیفیت کیا تھی؟ فرمایا کہ آپ سفید رنگ زردی مائل تھے اور معتدل اور میانہ قد تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عون اور سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن عبداللہ جریری نے، اس نے الطفیل سے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا۔ میرے سوا اس وقت کوئی اور زندہ باقی نہیں رہا جس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے سامنے حضور ﷺ کی صفت بیان کریں۔ فرمایا کہ آپ ملیح چہرے والے تھے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں سعید بن منصور سے۔

(۶) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی نے، ان کو محمد بن فضیل نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے ابوجحیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا تھا، سفید رنگ جوان عمر تھے اور حسن بن علی ان کے مشابہ تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں واصل بن عبدالاعلیٰ سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن علی سے، اس نے محمد بن فضیل سے۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے عبداللہ بن عقیل سے، اس نے محمد بن علی یعنی ابن الحنفیہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ کھلے ہوئے رنگ تھے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، اس کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن ہرمز نے نافع بن جبیر سے اس نے علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ حمرہ سُرخی ملا ہوا تھا (یعنی سُرخ سفید تھے)۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبدالملک سے، اس نے نافع بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے حضور ﷺ کی صفت بیان فرمائی۔ فرمایا کہ حضور ﷺ سفید رنگ مگر حمرۃ اور سُرخی مائل سفیدی والے تھے۔

یہ روایت اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر کئی طرق سے بھی مروی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ حمرۃ اور سُرخی ملا سفید رنگ تھا اور کپڑوں سے نیچے کا جسم سفید پھولوں کی رنگت والا تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ پس مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسلم نے عبدالرحمن بن مالک بن جعشم سے، اس نے اپنے چچا سراقہ بن جعشم سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمن بن مالک بن جعشم سے، اس نے اپنے والد سے کہ سراقہ بن جعشم نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جب ان کے قریب ہوا وہ اس وقت اپنی اُونٹنی پر سوار تھے۔ میں نے آپ کے پنڈلی کی طرف دیکھا، ایسی تھی جیسے کہ درخت کا جمارہ اور گری جو چربی کی مثل ہوتا ہے۔ دراصل کھجور کے درخت کے اُوپر نرم گوند ہوتا ہے۔

اور یونس کی ایک روایت میں ہے، اللہ کی قسم گویا کہ میں آپ کی پنڈلی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ چمڑے کی رکاب میں جیسے کہ وہ کھجور کے درخت کا گوند ہے (یا کھجور کی گری ہے)۔

(۱۲) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو اسماعیل نے ان کو مزاحم بن ابومزاحم نے، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے محرش کعبی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ مقام جعرانہ سے رات کے وقت۔ لہٰذا میں نے اس وقت ان کی پیٹھ کی طرف دیکھا تھا، جیسے ڈھلی ہوئی چاندی کا ٹکڑا ہے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن علاء نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو محمد بن مسلم نے سعید بن مسیّب سے کہ اس نے سُنا ابوہریرہ ﷺ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ شدید البیاض تھے۔ سخت سفید یا انتہائی سفید رنگ۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمودی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن مثنی نے، ان کو یعمر بن بشر نے، ان کو مبارک نے، اس کو رشدین بن سعد نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو ابویونس مولی ابوہریرہ ﷺ نے۔ اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے تھے، میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شئی نہیں دیکھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے آپ کے چہرے پر سورج ہے۔ اور میں نے رفتار میں حضور ﷺ سے زیادہ تیز کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ زمین آپ کے لئے سمٹی اور لپٹی جارہی ہے۔ ہم انتہائی مشقت میں واقع ہو جاتے تھے اور وہ آسانی سے چل رہے ہوتے تھے بغیر کسی تکلف کے۔ (ترمذی نے مناقب میں روایت کیا باب صفۃ النبی ﷺ میں حدیث ۳۶۴۸۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ۲/ ۲۵۸)

باب ۱۷

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور پلکیں اور مُنہ مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ منہ والے تھے۔ موٹی موٹی آنکھوں والے تھے۔ ایڑیوں کا گوشت کم تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں غندر کی حدیث سے، اس نے شعبہ سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، بطور املاء کے، ان کو ابوالعباس قاسم بن قاسم سیاری نے مرو میں، ان کو ابوالموجہ نے، ان کو عبدان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لمبی لمبی آنکھوں والے تھے، کشادہ منہ تھا۔ میں نے پوچھا کس قدر لمبی آنکھیں تھیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی آنکھوں میں ہلکی سی حمرۃ اور سُرخی تھی (یا سفید ڈھیلوں میں سُرخ دھاریاں تھیں)۔

میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر سماک کی جانب سے مروی ہے اور اس کو اس طرح کہا ہے معاذ بن معاذ نے شعبہ سے، لمبی یا موٹی آنکھوں کے بارے میں ابوداؤد نے شعبہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اشکل العین سے مراد اشھل العین یعنی نشلی گلابی آنکھیں مراد ہیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو شعبہ نے، ان کو خبر دی سماک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سُرخ نشلی آنکھوں والے تھے۔ پتلی ایڑیوں والے کشادہ دہن تھے۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ الشکلة هیئت حمرة وسرخی کو کہتے ہیں جو آنکھوں میں سفیدی میں ملی ہوئی ہوتی ہے اور شہلۃ شکلۃ سے الگ ہوتی ہے۔ یہ وہ حمرۃ وسُرخی ہوتی ہے جو آنکھوں کی سیاہ پتلی میں نظر آتی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عباد نے حجاج سے، اس نے سماک سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ حضور ﷺ کو جب دیکھتے تو یوں لگتا جیسے انہوں نے سُرمہ لگایا ہوا ہے۔ سُرمیلی آنکھیں تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیوں میں حموشتہ تھی کسی قدر پتلی اور مضبوط تھی۔ جب ہنستے تھے تو مسکرا دیتے تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے محمد بن علی سے اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ بڑی بڑی آنکھوں والے، لمبی اور گھنی پلکوں والے تھے۔ آنکھوں کے ڈھیلے سفیدی میں سُرخی مائل تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو خالد بن عبداللہ نے، اس کو عبیداللہ نے یعنی عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ سے پوچھا گیا تھا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی تعریف بیان کیجئے۔ حضرت علی ؓ نے بتایا کہ آپ سفید رنگ کے تھے جو سُرخی مائل تھے۔ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں، پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن سلمہ نے اور سعید بن منصور نے، دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے، ان کو عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد، علی المرتضیٰ کے بیٹوں میں سے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ جب حضور ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے، فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کا چہرہ گول تھا۔ سفید سُرخی مائل تھے۔ آنکھیں سیاہ کشادہ تھیں پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم، اور آدم نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوذئب نے، ان کو صالح مولیٰ توءمہ نے، ان کو ابوہریرہ ؓ نے کہ وہ حضور ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ لمبی آنکھیں اور گھنی پلکوں والے تھے۔

باب ۱۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس

بھنویں، ناک، منہ اور دانت مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کی عبداللہ بن سالم نے، ان کو زبیدی نے، ان کو زہری محمد بن مسلم نے سعید بن مسیّب سے کہ انہوں نے سنا ابوہریرہ ؓ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کر رہے تھے کہ آپ کی جبین اقدس کشادہ تھی، پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔

(تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۳۶/۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی نے، ان کو مکہ میں ایک آدمی نے ابو ہالہ تمیمی نے حسن بن علی سے اس نے اپنے ماموں سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کشادہ جبین تھی بھنویں لمبی اور کمان نما تھیں (یعنی بھنوؤں کی دھاری لمبی اور پتلی تھی)۔ بھنویں باہم ملی ہوئی نہ تھیں بلکہ حسین فاصلہ تھا۔ غصے کے وقت بھنویں حرکت کرتی تھیں، جس سے وہ اور نمایاں ہو جاتی تھیں۔ ناک مبارک لمبی اور ستواں تھی، اس کے اُوپر ایک خاص نور جاری رہتا تھا جو نہیں پہچانتا ہوتا تھا وہ دیکھتے ہی آپ کو محسوس کر لیتا تھا۔ رخسار مبارک گوشت سے بھرے ہوئے نہیں قدر ہلکے تھے۔ منہ مبارک کشادہ تھا۔ دانت مبارک چمکدار تھے، دانتوں میں کسی قدر فاصلہ تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوثابت زہری نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے کریب سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ اور چمکدار دانتوں والے تھے۔ آپ جب بات کرتے تھے تو ایسے نظر آتا تھا جیسے سامنے کے دونوں دانتوں سے نور چمک رہا ہے۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۷۹)

باب ۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور داڑھی مبارک کی صفت

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن ہرمز نے نافع بن جبیر سے، اس نے علی مرتضیٰ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا، داڑھی گھنی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن حسین قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبدالملک بن عمیر سے اس نے نافع بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نے ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ حضور ﷺ کے سر کی کھوپڑی موٹی تھی، داڑھی عظیم و بھری ہوئی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو نوح بن قیس حدانی نے، ان کو خالد بن خالد تمیمی نے، ان کو یوسف بن مازن راسبی نے کہ ایک آدمی نے حضرت علی ﷺ سے کہا، اے امیر المؤمنین ہمارے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا، آپ سفید سُرخ تھے۔ بڑی کھوپڑی والے تھے۔ روشن جبین والے، کشادہ آبرو والے تھے۔ گھنی اور لمبی پلکوں والے تھے۔

(۴) کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے محمد بن علی سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گھنی داڑھی والے تھے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو حارث نے، ان کو عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو خبر دی زہری یعنی محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب ﷺ سے کہ اس نے سُنا ابوہریرہ ﷺ سے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے وصف بیان کر رہے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سیاہ داڑھی والے، خوبصورت دانتوں والے تھے۔ (نسائی ۸/۱۸۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمودی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو ابوموسیٰ محمد بن مثنیٰ نے، ان کو یحییٰ بن کثیر ابوغسان نے جہضم بن ضحاک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مقام رُخیخ میں اُترا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہاں پر وہ آدمی ہے جس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے۔ میں اس (صحابی) کے پاس پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا واقعی آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں میں نے دیکھا ہے۔ وہ متوسط قد کے جوان تھے۔ خوبصورت سَبلہ والے تھے۔ راوی نے بتایا ابتدائے اسلام میں داڑھی کو سُبلہ کہہ کے پکارتے تھے۔ واللہ اعلم (ذکرہ البخاری فی التاریخ الکبیر ۲۴۵/۱)

باب ۲۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد زیاد نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن حجر نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے کہ اس نے سُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنگھی شدہ بالوں والے تھے، نہ تو بال بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی نہایت گھونگھرالے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حجر سے اور مسلم و بخاری نے اس کو نقل کیا ہے مالک وغیرہ کی حدیث سے، اس نے ربیعہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے بال دو طرح کے بالوں کے بین بین تھے۔ نہ ہی انتہائی سیدھے تھے اور نہ ہی انتہائی گھونگھرالے تھے۔ آپ کے بال آگے دونوں کانوں اور دونوں کندھوں کے درمیان پہنچتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسلم بن ابراہیم سے اور عمرو بن علی سے، اس نے وہب بن جریر سے، اس نے اپنے والد سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو محمد بن ایوب اور تمیم بن محمد اور حسن بن سفیان نے۔ سب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر بن حازم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ سیدھے بال تھے متوسط نہ انتہائی سیدھے، نہ انتہائی گھونگھرالے۔ آپ کے بال کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح شیبان بن فروخ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو ہمام نے قتادہ سے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن محمد کعبی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو ہمام نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث حبان سے اس نے ہمام سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ،ان کو ابوبکر بن داسہ نے ،ان کو ابوداود نے ،ان کو مخلد بن مخلد نے ،ان کو عبدالرزاق نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے ،ان کو ثابت نے حضرت انس ؓ سے ۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال ان کے کانوں تک تھے ۔وہ کہتے ہیں کہ مروی ہے انس سے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال دونوں کانوں کے بیچ تک تھے ۔(فتح الباری ۱۰/۳۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو کرابیسی نے ،ان کو محمد بن نصر نے ،ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ،ان کو خبر دی اسماعیل بن علیہ نے ، حمید سے پھراس نے ذکر کیا ۔مسلم نے ان کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے ۔

آپ علیہ السلام حسن سے زیادہ حسین تھے .... (۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ،ان کو ابوعمرو بن سماک نے ،ان کو حنبل بن اسحاق نے ،ان کو عفان نے ،ان کو شعبہ نے ،ان کو ابواسحاق نے ۔وہ کہتے ہیں میں نے سُنا براء بن عازب سے کہ رسول اللہ ﷺ متوسط قد کے تھے ۔چوڑے کندھوں والے (یعنی کندھوں کا درمیانی فاصلہ قدرِ زیادہ تھا)۔آپ کے بال آپ کی کانوں کی لوتک پہنچتے تھے ۔ آپ کے جسم پر سُرخ پوشاک تھی ،میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی ۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے ابوعمر حفص بن عمر سے اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے غندر کی روایت سے ،اس نے شعبہ سے ۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے ،ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ،ان کو ابوغسان نے ،ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے ۔انہوں نے سُنا براء بن عازب سے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو سُرخ پوشاک میں آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا (یعنی رسول اللہ ﷺ کو)۔آپ کے پٹھے زُلفیں کندھوں کے قریب تک تھیں ۔ابواسحاق نے کہا ،میں نے اس سے سُنا وہ اس حدیث کو بار بار بیان کرتے تھے ۔جب بھی انہوں نے اس کو بیان کیا ہنس دیئے ۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ابوغسان مالک بن اسماعیل سے ۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوداود نے ، ان کو عبداللہ بن مسلمہ اور محمد بن سلیمان انباری نے ،ان کو وکیع نے (ح)،اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے ، ان کو عبداللہ بن محمد نے ،ان کو ابوکریب نے ،ان کو وکیع نے ،ان کو سفیان نے ،ان کو ابواسحاق نے براء سے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں کسی صاحب زلفوں سُرخ پوشاک میں ملبوس حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا ۔آپ کے ایسے بال تھے جو کندھوں کو چھوتے تھے ۔جبکہ حضور ﷺ چوڑے کندھوں والے تھے ۔نہ انتہائی لمبے ،نہ انتہائی چھوٹے تھے ۔

یہ الفاظ ابوکریب کی حدیث کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے ۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو حدیث بیان کی ابن اصفہانی نے ، ان کو شریک نے عبدالملک بن عمرو سے ۔اس نے نافع بن جبیر بن مطعم سے ۔وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے حضرت علی ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وصف بیان کی ۔فرمایا کہ حضور ﷺ کے سر کے بال کثیر تھے اور قد رسیدھے تھے ۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ،ان کو ابوبکر بن داسہ نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو ابن نفیل نے ،ان کو عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے ۔اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۔فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کے بال مبارک وَفرَۃ سے بڑے تھے اور جُمّۃ سے کم تھے ۔

فائدہ :

(الف) سر کی زُلفوں کے بال اگر کندھوں کو چھورہے ہوں تو ان کو جمّۃ کہتے ہیں ۔

(ب) اگر کانوں کی لوتک ہوں تو ان کو وَفرَۃ کہتے ہیں اگر کانوں کی لو سے آگے بڑھتیں مگر کندھوں کو نہ چھوئیں تو وہ لِمّۃ کہلاتے ہیں ۔مترجم

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو عبداللہ بن مسلمہ اور یحییٰ بن عبدالحمید نے ،ان کو سفیان بن ابونجیح نے مجاہد سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اُم ہانی کہتی ہیں کہ حضور ﷺ مکے تشریف لائے تھے تو آپ کے سر کی زُلفیں چار حصوں میں منقسم تھیں (زُلفوں کے چار پٹے تھے ۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوبکر بن ابواسحاق فقیہ نے ،ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے ،ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے ،ان کو ابراہیم بن سعد نے ،ان کو ابن شہاب نے ،ان کو عبید اللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ۔فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ان امور کے اندر جن کے اندر آپ کو کوئی حکم نہیں ملا ہوتا تھا اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند فرماتے تھے ۔ اور اہل کتاب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے ۔ اور مشرکین اپنے سروں کی مانگھ نکالتے تھے ۔ چنانچہ پہلے حضور ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال لٹکائے ، پھر بعد میں آپ نے بھی بیچ سے مانگھ نکالی ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد بن یونس سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن جعفر ورکانی وغیرہ سے ،اس نے ابراہیم سے ۔

(۱۴) ہمیں خبر دی فقیہ ابوالحسن محمد بن یعقوب طابرانی نے ،وہاں ان کو ابوعلی صواف نے ۔ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ،ان کو ان کے والد نے ،ان کو حماد بن خالد نے ،ان کو مالک نے ،ان کو زیاد بن سعد نے زہری سے ،اس نے انس ؓ سے ۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی کے بال لٹکائے جب تک اللہ نے چاہا لٹکانا ۔اس کے بعد آپ نے بیچ سے مانگ نکالی ۔

آپ علیہ السلام کی مانگ کا ذکر .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کو ابوحامد بن بلال بزار نے ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالازہر نے ،ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ،ان کو ان کے والد نے ،ان کو ابن اسحاق نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے ۔ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سر مبارک میں مانگ بیچ میں نکالتی تھی ۔ آپ کی مانگ کو آپ کی کھوپڑی سے یعنی چوٹی سے شروع کر کے پیشانی کی طرف لٹکاتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں پر چھوڑتی تھی (یعنی مانگ نکالنے کے بعد بالوں کو سر کے دونوں حصوں کی طرف کھینچتی تھی ۔ (ابوداؤد حدیث ۴۱۸۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں واللہ اعلم کیا یہ عمل حضور ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے تھا کہ نہ تو دو کپڑوں کو ملا کر سینا اور نہ ہی بالوں کو جوڑنا ۔ یا پھر علامت تھی جس کے ساتھ نشان لگایا جاتا تھا ۔ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر نے کہا جبکہ وہ فقیہ مسلمان تھا کہ یہ محض علامت تھی انبیاء کی علامات میں سے ، دیگر لوگوں میں سے ۔ نصاریٰ اس کے ساتھ تمسک کرتے تھے ۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ،ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ، ان کو سفیان بن عیینہ نے ،ان کو ہشام نے محمد بن سیرین سے ۔ اس نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کر چکے اور قربانی کر چکے تو اپنے حجام کے آگے اپنا دایاں حصہ سر کا سامنے کر دیا ۔ اس نے اس حصے کے بال مونڈ دیئے تھے ۔ آپ نے وہ بال ابوطلحہ کو پکڑا دیئے تھے ۔ اس کے بعد سر کا بایاں حصہ حجام کے آگے کیا ، اس نے اس حصے کے بال بھی مونڈ دیئے تھے ۔ پھر آپ نے حکم فرمایا تھا کہ یہ بال لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیئے جائیں ۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابوعمر سے ،اس نے سفیان سے ۔

☆☆☆

باب ۲۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا ذکر
اور بالوں کو رنگ کرنے کی بابت احادیث

(۱) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابوہلال نے، ان کو ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا انس بن مالک سے، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا وہ سُرخ ہورہا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ خوشبو لگانے کی وجہ سے سُرخ ہورہا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں ابن بکیر سے، اس نے لیث سے اور بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے، اس نے ربیعہ سے اور اسی طرح مروی ہے زہری سے، اس نے انس سے۔

(۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو معلّٰی بن اسد نے، ان کو وہیب نے، ان کو ایوب نے محمد بن سیرین سے۔ وہ کہتے ہیں انس بن مالک سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ خضاب کرتے تھے؟ فرمایا کہ بے شک۔ حالت یہ ہے کہ بے شک انہوں نے بڑھاپا (یعنی سفید بال) نہیں دیکھا بہت قلیل مگر بہت مگر۔

(۳) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ شیبانی نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو معلّٰی بن اسد نے، اس نے اسی حدیث کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں معلّٰی بن اسد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج شاعر سے، اس نے معلّٰی بن اسد سے

(۴) ہمیں خبردی ابوالحسین فضل بن قطان نے، ان کو خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا (بالوں کو رنگا تھا)؟ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے اس قدر سفید بال دیکھے نہیں تھے جس کو وہ خضاب لگاتے۔ اگر میں چاہتا کہ وہ سفید بال شمار کرلوں جو ان کی داڑھی میں تھے تو میں شمار کرلیتا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگ لیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔

خضاب کا تذکرہ .... (۵) ہمیں خبردی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبردی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ؓ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کرنے کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا، اگر میں چاہتا تو میں حضور ﷺ کے سر کے اور داڑھی کے سفید بال شمار کرسکتا تھا (کم سفید بالوں کی وجہ سے)۔ آپ نے خضاب نہیں کیا تھا (یعنی بالوں کو رنگ نہیں کیا تھا)۔ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مہندی اور کتم کے ساتھ خضاب کیا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے مہندی کے ساتھ خالص رنگ کیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابوالربیع سے۔

فائدہ : ڈاکٹر عبدالمطعی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ الکتم مرچ سیاہ کی مثل ذرے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ بال رنگے جاتے ہیں۔ وہ ان کی سفیدی کو یا سُرخی کو سواد اور سیاہ رنگ کے ساتھ تبدیل کردیتے ہیں اور جب مہندی کے ساتھ ملایا جائے تو وہ بالوں کو مضبوط کرتے ہیں۔

(۶) ہمیں خبر دی محمد بن ابوحسین بن فضل نے ،اور ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو حجاج نے ،اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو علی بن حمشاد عدل نے ،ان کو ابومسلم نے ،یہ کہ حجاج بن منہال نے ،ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے ،ان کو ثابت نے ۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ سے پوچھا گیا ،کیا نبی کریم ﷺ کے بال سفید ہوئے تھے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو سفیدی کا عیب نہیں لگایا تھا۔آپ کے سر میں صرف سترہ اٹھارہ بال ہی سفید تھے بس ۔(مسند احمد ۳/۲۵۴)

یہ حدیث یعقوب کے الفاظ میں اور ابومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے سفید بال کتنے تھے؟ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن مقری اسفرائنی نے ،ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ،ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ،ان کو محمد بن ابوبکر نے ، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے ،ان کو مثنیٰ بن سعید نے قتادہ سے ،اس نے انس ﷺ سے ۔یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا تھا سوائے اس کے نہیں کہ سفیدی نیچے کے ہونٹ سے نیچے کے بالوں میں تھی ہلکی سی اور ہلکی سی کنپٹیوں میں تھی اور ہلکی سی سر میں تھی ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے ،اس نے عبدالصمد سے ۔

(۸) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ،ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ،ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے ،ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے ،ان کو زہیر نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو احمد بن یونس نے ،ان کو زہیر نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے ،ان کو خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے ،ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ،ان کو ابوخیثمہ نے ،ان کو ابواسحاق نے ،ان کو ابوجحیفہ نے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یہ چیز ان کی سفید تھی (یہ کہہ کر) زہیر نے اپنی کچھ انگلیاں اپنی عنفقہ یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے کے بالوں پر رکھ دیں ۔ان سے کہا گیا کہ آپ اس وقت کس شخص کی مثل تھے؟ انہوں نے بتایا کہ میں اس وقت تیر کو ترکش میں ڈالتا اور اس کے پر لگا سکتا تھا۔

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ ہونٹ سے نیچے رکھ دیا۔مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن یونس سے ۔اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اسرائیل کی روایت سے ،اس نے ابواسحاق سے ۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ،بطور املاء کے ،اور ابوسعید بن ابوعمرو نے بطور قراءت کے دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو دمشقی نے دمشق میں ،ان کو علی بن عیاش نے ،ان کو جریز بن عثمان نے ۔وہ کہتے ہیں کہ اس نے عبداللہ بن بسر سلمی سے کہا، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کیا وہ بزرگ تھے؟ کہا کہ ان کے نچلے ہونٹ کے نیچے کچھ بال سفید تھے ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عصام بن خالد سے ،اس نے جریز بن عثمان سے ۔

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد طیالسی نے ،ان کو شعبہ نے سماک سے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن سمرہ سے ،اس نے نبی کریم ﷺ کے سفید بال ذکر کئے تھے ۔ اور فرمایا کہ جب آپ تیل لگاتے تھے وہ سفید نظر نہیں آتے تھے ۔اور جب تیل نہیں لگاتے تھے وہ ظاہر ہوتے تھے ۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے ،اس نے داود سے ۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو حجاج نے ، ان کو حماد نے سماک بن حرب سے ،اس نے جابر بن سمرہ سے ۔وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سر میں سفید بال تھے اور نہ ہی ان کی داڑھی میں ۔ ہاں مانگ میں چند بال تھے ،جب تیل لگاتے تھے تو ان کو تیل چھپا لیتا تھا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم نے، ان کو اسرائیل نے سماک سے، اس نے سُنا جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے سر کے اگلے حصے اور آپ کی داڑھی میں سفیدی آچکی تھی، جس وقت آپ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تو وہ ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ ابونعیم نے کہا کہ جب حضور ﷺ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے تو وہ سفید بال ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ ابونعیم نے یہ اضافہ بھی کیا کہ حضور ﷺ سر اور داڑھی کے کثیر بالوں والے تھے۔ دونوں نے اکٹھے کہا ہے حدیث میں کہ جب آپ کا سر بکھرا ہوتا تھا تو وہ نظر آتے تھے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ کا چہرہ تلوار کی مثل تھا؟ جابر نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی مثل گول تھا اور میں نے آپ کی مہر دیکھی آپ کے کندھوں کے پاس۔ جیسے کبوتری کا انڈا ہوتا ہے۔ وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے ابوحمزہ سکری سے، اس نے عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ زوجۂ رسول بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک دیکھائے تھے تو وہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو سلام بن ابومطیع نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن موہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے بال مبارک نکالے تھے جو کہ رنگے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے ماسوا قول حنا اور کتم کے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے۔ ان کو اسرائیل نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن موہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کا ایک موٹا پیالہ یا لوٹا تھا۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے بال رکھے ہوئے تھے، جب کسی آدمی کو بخار ہوجاتا تھا تو وہ ان کے پاس کسی کو بھیج دیتا، وہ اس میں پانی کھنگال کردے دیتیں، پھر بخار والا آدمی اس پانی کو اپنے چہرے پر چھینٹے مارتا۔ کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے ان کے پاس بھیجا انہوں نے ان بالوں کو برتن سے نکالا تو وہ اتنے تھے، اسرائیل نے اپنی تین اُنگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا (کہ اتنے تھے)۔ اور اس میں وہ سُرخ بال بھی تھے۔

آپ علیہ السلام کے سفید بالوں کا ذکر.......... اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مالک سے، اس نے اسمٰعیل سے، اس نے اسرائیل سے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس سیاری نے، ان کو محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابوحمزہ عبدالملک بن عمیر نے ایاد بن لقیط سے، اس نے ابورمثہ سے۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا ان کے جسم پر دو ہری چادریں تھیں اور آپ کے بال ایسے تھے کہ ان کے اُوپر سفیدی تھی جو کہ مہندی کے ساتھ رنگی ہوئی تھی۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عبیداللہ بن ایاد نے، ان کو ایاد بن ابورمثہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا۔ میں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو میرے والد نے پوچھا، جانتے ہو یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے (اس سے قبل) میرا یہ گمان ہوتا تھا کہ رسول اللہ کو ایسی چیز خیال کرتا تھا کہ لوگ جن کے مشابہ نہیں ہوتے۔ یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو انسان ہیں جن کے پٹھے اور زُلفیں وغیرہ ہیں (یعنی بال کانوں تک پہنچتے ہیں)۔ جس پر مہندی کی وجہ سے رنگ کا اثر ہے۔ اور آپ کے جسم پر دو سبز چادریں زیب تن تھیں۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسن بن محمد بن زیاد نے، ان کو عبیداللہ بن سعید نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ مخرمی نے، ان کو ابوسفیان

حمیری نے ضحاک بن حمزہ سے اس نے ،غیلان بن جامع بن ایاد بن لقیط سے ،اس نے ابورمثہ سے ۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگ کرتے تھے ۔مخرمی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے ۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ،ان کو ابوداود بجستانی نے ،ان کو عبدالرحیم بن مطرف ابوسفیان نے ،ان کو عمرو بن محمد نے ،ان کو ابن ابورواد نے نافع سے ،اس نے ابن عمر ؓ سے ۔یہ کہ نبی کریم ﷺ سبتی جوتے پہنتے تھے (پیچھے سے کٹے ہوئے بغیر ایڑی کے)۔اور اپنی داڑھی کو ورس اور زعفران کے ساتھ پیلا رنگ کرتے تھے ۔اور حضرت ابن عمر ؓ ایسے ہی کیا کرتے تھے ۔(ابوداؤد حدیث ۴۲۱۰)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے ،ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے ،ان کو اسحاق بن ابراہیم نے ،ان کو یحیٰی بن آدم نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو ابوجعفر نے ،ان کو محمد بن ولید کندی کوفی نے ،ان کو یحیٰی بن آدم نے ،ان کو شریک نے عبیداللہ بن عمر سے ،اس نے نافع سے ،اس نے ابن عمر سے ۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سفید بال بیس کے قریب تھے ۔اور اسحاق کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سفید بال دیکھے ۔سر کے سامنے کے حصے میں تقریباً بیس بال تھے ۔

(۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے ،ان کو ہلال بن علاء رقی نے ،ان کو حسین بن عیاش رقی نے ،ان کو جعفر بن برقان نے ،ان کو عبداللہ بن عقیل نے ۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک مدینے میں آئے اس وقت عمر بن عبدالعزیز مدینے کے والی تھے ۔چنانچہ عمر نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا کہ ان سے پوچھیں کیا رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ بے شک میں نے حضور ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال دیکھے ہیں جو رنگ لگائے ہوئے ہیں ۔حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال سیاہی سے آراستہ کئے گئے تھے ۔اگر میں شمار کرنا چاہتا جو آپ کی سفیدی میرے سامنے آچکی تھی ،سر میں اور داڑھی میں تو ان کو دس گیارہ بالوں سے زیادہ نہ کر سکتا ۔باقی رہے رنگین بال تو وہ خوشبو کا رنگ ہے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بال خوشبو میں مہکائے جاتے تھے ۔اسی چیز نے بالوں کا رنگ بدل دیا تھا ۔

باب ۲۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کاندھوں کے مابین فاصلے کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداود نے ،ان کو شعبہ نے ،ان کو ابواسحاق نے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے ۔دونوں کندھوں کے مابین فاصلہ قدرے زیادہ تھا (یعنی چوڑے سینے والے تھے)۔سب لوگوں سے عظیم ترین تھے ۔سب لوگوں سے حسین ترین تھے ۔آپ کی زُلفیں آپ کے کانوں تک پہنچی ہوئی تھیں ۔آپ کے جسم پر سُرخ جُبّہ تھا ۔میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی ۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے شعبہ کی روایت سے ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو اسحاق بن ابراہیم نے ،ان کو عمرو بن حارث نے ،ان کو عبداللہ بن سالم نے ،ان کو زبیدی نے ،ان کو خبر دی زہری نے محمد بن مسلم سے اس نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے سُنا ابوہریرہ ؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ کی وصف بیان کررہے تھے ۔انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ زیادہ تھا ۔(طبقات ابن سعد ۱/۴۱۵ الترمذی فی الشمائل)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو صالح بن ابوالاخضر نے، ان کو زہری نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے تھے جیسے چاندی سے ڈھال بنائے گئے ہیں سیدھے (کنگن شدہ)۔ بال تھے متوازن، پیٹ چوڑے کندھے (دونوں کے مابین طویل وحسین فاصلہ)۔ پورا قدم یعنی پیر زمین پر لگاتے تھے۔ جس طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔ جب منہ پھیرتے تو پوری طرح پیٹھ پھیرتے تھے۔

باب ۲۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں
قدم، بغلیں، کلائیاں، پنڈلیاں اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے کہا ہم کو خبر دی ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو جریر نے، ان کو قتادہ نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھری ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک درمیانے سیدھے تھے۔ نہ تو زیادہ خمدار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسلم بن ابراہیم سے۔ (کتاب اللباس ۷۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابومسلم کجی نے، ان کو سلیمان اور ابونعمان نے، ان دونوں کو جریر نے قتادہ سے۔ اس نے انس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھری بھری اور پاؤں کے تلوے بھی بھرے بھرے تھے۔ جسم سے پسینہ بہتا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ابونعمان سے مگر انہوں نے یوں کہا ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک موٹا تھا، قدم بھرے بھرے تھے، ہتھیلیاں بسیط تھیں۔ اس نے پسینہ کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمر محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی حسن یعنی ابن سفیان نے، ان کو ہدبہ بن خالد قیسی نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے، ان کو انس بن مالک نے یا ایک آدمی سے اس نے ابوہریرہ ﷺ سے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک موٹے تھے۔ چہرہ انتہائی خوبصورت تھا۔ میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہانی سے، اس نے ہمام سے۔ بخاری نے کہا کہ ہشام کہتے ہیں کہ مروی ہے معمر سے، وہ قتادہ سے، وہ انس سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن حمامی مقری نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو جعفر بن ابوعثمان طیالسی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو معمر نے۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل، مگر اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے، بھرے ہوئے قدم اور دونوں ہتھیلیاں تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوجعفر مہدی بن ابو مہدی نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے، مگر ہتھیلیوں کا ذکر نہیں کیا۔ بخاری نے کہا ابو ہلال کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، انہوں نے اسی کا مفہوم ذکر کیا جس کی ہمیں خبر دی تھی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن اسحاق بغوی نے، ان کو ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل مقری نے، ان کو ابو ہلال نے قتادہ سے، اس نے انس سے یا جابر بن عبداللہ سے، اسی طرح کہا ہے ابوسلمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک موٹے تھے، ہتھیلیاں موٹی تھیں، میں نے حضور ﷺ کے بعد ان کے مشابہ کوئی نہیں دیکھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم اور عاصم بن علی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوذئیب نے، ان کو صالح مولیٰ توءمہ نے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ حضور ﷺ کی تعریف کرتے تھے کہ حضور ﷺ شثن الذراعین تھے (کلائیاں گوشت سے پُر اور نرم تھیں)۔ کندھوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ تھا۔ آنکھوں کی پلکیں بڑی تھیں۔ (مسند احمد ۲/ ۳۲۸)

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے ان کو ابوداود نے ان کو مسعودی نے عثمان بن عبداللہ بن ہرمز سے، ان کو نافع بن جبیر نے، ان کو علی بن ابوطالب ؓ نے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھری بھری ہتھیلیوں والے تھے۔ بھرے بھرے پیروں والے تھے۔ ہڈیوں کے موٹے سروں والے تھے۔ سینے کے بالوں میں لمبی لکیر والے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے نافع بن جبیر سے ہمارے لئے، اس نے نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کی تھی اور اس کو مذکورہ روایت کی مثل ذکر کیا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو عمرو بن علی اور محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن تھے (مردوں میں یہ جراءت شجاعت اور بہادری کی علامت ہوتی ہے)۔ لمبی آنکھوں والے تھے۔ ایڑیاں پتلی تھیں۔ میں نے سماک سے کہا کہ ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے؟ اس نے بتایا کہ عظیم الفم۔ میں نے کہا اشکل العینین سے کیا مراد ہے؟ بتایا کہ آنکھوں کے لمبے لمبے سراخ اور ڈھیلے۔ میں نے کہا منہوس العقب سے کیا مراد ہے؟ بتایا کہ قلیل اللحم۔

مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسحاق نے بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے، ان کو خبر دی زہری نے محمد بن مسلم سے، اس نے سعید بن میتب سے اس نے ابوہریرہ ؓ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ زمین پر پورا قدم رکھتے تھے۔ پیر کے تلوے میں خلا نہیں تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مصری نے، ان کو مالک بن یحییٰ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو عبداللہ بن یزید بن ہارون نے، ان کو عبداللہ بن یزید بن مقسم نے، وہ ابن ضبہ ہیں، ان کو ان کی پھوپھی سارہ بنت مقسم نے، ان کو میمونہ بنت کردم نے۔ وہ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکے میں دیکھا تھا۔ آپ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے۔ میں اپنے والد کے ساتھ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چابک تھا، جیسے کاتبوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ میرے والد نے ان کے قریب ہو کر ان کے قدم کو پکڑ لیا۔ حضور ﷺ ان کے لئے رُک گئے۔ کہتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے قدم کی سبابہ اُنگلی کی دیگر اُنگلیوں کے مقابلہ میں طوالت کبھی نہیں بھولی ہوں۔

(مسند احمد ۶/ ۳۶۶)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو محمد بن سابق نے، ان کو مالک بن مغول نے۔ انہوں نے سُنا عوف بن جحیفہ سے، اس نے ذکر کیا اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ گرمی کے زمانے میں میں مقام ابطح میں خیمے میں پہنچا گیا۔ بلال باہر نکلے۔ انہوں نے نماز کے لئے اذان کہی، پھر خیمے میں آئے، پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا۔ لہٰذا لوگ ان کے پاس آکر رک گئے اور ان سے وہ پانی لینے لگے۔ پھر بلال خیمے میں گئے اور اندر سے حضور ﷺ کا عصا نکال لائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خیمے سے نکلے، گویا کہ میں حضور ﷺ کی پنڈلی مبارک کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے عصا کو زمین میں گاڑ دیا۔ اس کے بعد آپ نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی۔ آپ ﷺ کے آگے عورت اور گدھا وغیرہ گزر رہے تھے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے حسن بن صباح سے، اس نے محمد بن سابق سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک بن مغول سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ثابت نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا میں ہاتھ اُٹھاتے دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ یعنی نمازِ استسقاء میں اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے، اس نے یحییٰ بن ابوبکیر سے۔ اور اس کو نقل کیا ہے بخاری نے حدیث قتادہ سے، اس نے انس سے۔

(۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید احمسی نے، ان کو حسین بن حمید نے، ان کو احمد بن منیع نے، ان کو عباد بن قوام نے، ان کو حجاج نے سماک بن حرب سے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نہیں ہنستے تھے مگر مسکراہٹ کے ساتھ اور آپ کی پنڈلیوں میں پتلا پن تھا۔ اور جب میں آپ ﷺ کو دیکھتا تو ایسے لگتا تھا جیسے آپ نے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ سرمہ نہیں لگایا ہوا ہوتا تھا۔

(ترمذی کتاب المناقب ۵۰۱)

(۱۵) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن اسحاق ابوبکر نے، ان کو مسلمہ بن حفص سعدی نے، ان کو یحییٰ بن یمان نے ان کو اسرائیل نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دونوں پیروں کی خنصر انگلی (چھوٹی انگلی) نمایاں تھی دوسری انگلیوں میں سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمودی مروزی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن مثنی نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو حرب بن شریح صاحب خلقان نے، ان کو ایک آدمی نے بلعدویہ سے، ان کو ان کے دادا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے گیا پھر اس نے حدیث ذکر کی۔ حضور ﷺ کو دیکھنے کے بارے میں کہا کہ ایک خوبصورت جسم کے آدمی تھے۔ پیشانی عظیم، ناک ستواں، بھویں باریک، ہنسلی سے ناف تک دراز دھاگے کی طرح بالوں کی لکیر۔ میں نے آپ ﷺ کو دو چڑھائیوں سے دیکھا آپ میرے قریب ہوئے اور فرمایا السلام علیکم۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۲/۱۰۳)

باب ۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد و قامت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابوہلال نے، ان کو ربیعہ نے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا انس بن مالک سے وہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ لوگوں میں سے میانہ قد تھے نہ انتہائی لمبے نہ ہی زیادہ چھوٹے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت چہرے والے تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت اخلاق والے تھے۔ نہ انتہائی لمبے تھے نہ انتہائی چھوٹے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن مسلمہ اور ابراہیم بن ابوطالب نے اور محمد بن اسماعیل ورعبداللہ بن محمد نے ان کو ابوکریب نے، ان کو اسحٰق بن منصور نے، ان کو ابراہیم بن یوسف نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابوکریب سے۔

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن ہرمز نے، ان کو نافع بن جبیر نے، ان کو علی بن ابوطالب نے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ چھوٹے تھے اور انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ بتایا کہ آپ ﷺ جس وقت چلتے تھے تو رک رک کر یعنی کسی قدر جماؤ اور ٹھہراؤ کے ساتھ جیسے ڈھلوان سے اُتر رہے ہوں۔ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے آپ کی مثل دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو۔ (ترمذی کتاب المناقب ص ۵۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن اصفہانی نے، ان کو شریک بن عبداللہ نے، ان کو عبدالملک بن عمر نے، ان کو نافع بن جبیر نے۔ ہمارے سامنے حضرت علی ؓ نے حضور ﷺ کی صفت بیان کی تھی اور فرمایا کہ نہ تو چھوٹے تھے نہ زیادہ لمبے تھے۔ انہوں نے اپنی رفتار میں کسی قدر آگے کو جھکاؤ تھا جیسے اونچی جگہ سے اُتر رہے ہوں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید نے، ان کو خالد بن عبداللہ نے، ان کو عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب نے، ان کو ان کے والد نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ سے کہا گیا تھا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی کیفیت بیان کریں۔ انہوں نے بتایا کہ نہ آپ ﷺ لمبے تھے نہ ہی چھوٹے تھے بلکہ وہ لمبے ہونے کے زیادہ قریب تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ اور دونوں قدم بھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے سینے میں بالوں کی خوبصورت لمبی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے پسینے کے قطرے موتی تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو کسی قدر آگے کو جھکتے جیسے پہاڑ پر چل رہے ہیں۔ (مسند احمد ۸۹۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے ان کو یعقوب نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو نوح بن قیس حدانی نے، ان کو خالد بن خالد تمیمی نے یوسف بن مازن راسبی سے کہ ایک آدمی نے حضرت علی ؓ سے کہا ہمارے سامنے حضرت رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت زیادہ لمبے نہیں تھے میانہ قد سے زیادہ تھے۔ جب لوگوں کے ساتھ آتے تو ان کو چھپا لیتے (یعنی ان کو حاوی ہو جاتے تھے)۔ بھرے بھرے ہاتھوں اور پاؤں والے تھے۔ جب چلتے تھے قدم اکھڑتے تھے جیسے چڑھائی پر چل رہے ہیں۔ پسینے کے قطرے چہرے پر موتی لگتے تھے۔ (مجمع الزوائد ۲۷۲/۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم بن علاء زبیدی نے، ان کو عمرو بن حارث نے، ان کو عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن مسلم نے سعید بن مسیب سے کہ انہوں نے سنا ابوہریرہ ؓ سے وہ نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے اور فرمایا تھا کہ حضور ﷺ میانہ قد کے آدمی تھے بلکہ وہ لمبے ہونے کے زیادہ قریب تھے۔ اور اس روایت میں انہوں نے یہ کہا کہ حضور ﷺ منہ موڑتے یا پیٹھ کرتے تھے تو ایک ساتھ مڑتے تھے۔ میں نے ان جیسا نہ ان سے پہلے دیکھا تھا نہ ہی ان کے بعد۔

☆☆☆

باب ۴۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خوشبو جو آپ کے ہاتھ چھو لیتا اس کے ہاتھ میں اس کی ٹھنڈک اور نرمی کا احساس رہتا اور آپ کے پسینے کی تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، ان کو خبر دی حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت سے، اس نے انس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ میں دیباج ریشم اور معروف ریشم کو لیا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی شے نہیں پائی۔ اور میں نے خوشبوئیں تو بہت سی سونگھی ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کے جسمِ اطہر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا سلیمان بن حرب سے اس نے حماد بن زید سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی نے اور حسین بن حسین نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ثابت بنانی نے حضرت انس سے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے اور یہ الفاظ اسی کی حدیث کے ہیں۔ محمد بن صالح بن ہانی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سری بن خزیمہ نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے فرمایا میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سونگھی نہ کستوری اور نہ ہی عنبر جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو۔ اور نہ میں نے کبھی ایسی چیز کو چھوا موٹا ریشم ہو یا باریک ریشم، جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ وغیرہ سے اور زہیر نے اس کو ہاشم سے اس نے سلیمان سے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن حسین خسروگردی نے خسروگرد سے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل ابوسلمہ نے اور عیسیٰ اور علی بن عثمان نے اور حماد بن مسلمہ نے، ان کو ثابت نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پھولوں کی رنگت والے تھے آپ کا پسینہ موتیوں کی مثل تھا جب آپ چلتے تو آگے کو جھکتے تھے۔ میں نے کوئی موٹا یا باریک ریشم رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں چھوا اور میں نے کوئی کستوری اور عنبر رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو نہیں سونگھی۔

اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کا بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن قتاد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو ابوجعفر بن دُحیم نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم نے ابوغزرہ سے، ان کو عمرو بن حماد نے یعنی ابن طلحہ قناد نے، ان کو اسباط بن نصر نے، ان کو سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی نماز پڑھی اس کے بعد آپ اپنے گھر لوٹ آئے اور میں پھر حضور ﷺ کے ساتھ نکلا۔ حضور ﷺ کو کچھ بچے آگے ملے حضور ﷺ (ازارہِ شفقت) ان میں سے ایک ایک کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ جابر کہتے ہیں کہ بہر حال انہوں نے میرے رخساروں پر بھی ہاتھ پھیرا تھا۔ چنانچہ میں (تا حال) آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کرتا ہوں ایسے لگتا ہے جیسے آپ نے عطار تھیلی میں سے اس کو نکالا تھا۔

یہ الفاظ حدیث علوی کے ہیں۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن حماد سے۔ (مسلم کتاب الفضائل ۴۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبید اللہ حرفی نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو شعبہ نے یعلی بن عطاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن یزید بن اسود سے، اس نے اس کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ منیٰ میں تھے۔ میں نے ان سے کہا یارسول اللہ! آپ اپنا ہاتھ مجھے دے دیجئے، میں نے لیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور کستوری سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابونعیم نے، ان کو مسعر نے عبدالجبار سے، ان کو ان کے گھر والوں نے ان کے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول لایا گیا آپ ﷺ نے اس ڈول سے پانی پیا۔ اس کے بعد آپ نے ڈول میں کلی ڈال دی پھر اس کو کنویں میں انڈیل دیا۔ یا یوں کہا کہ ڈول سے آپ ﷺ نے پانی پیا پھر کلی کنویں میں ڈال دی لہٰذا اس کنویں سے ایسی خوشبو مہکی جیسے کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ (مسند احمد ۴/۳۱۵)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمن نے یزید سے، اس نے ضبہ سے، اس نے ان کو خبر دی میمونہ بنت کردم سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سواری پر اپنے والد کے پیچھے بیٹھی تھی۔ میرے والد حضور ﷺ سے ملے۔ کہتی ہیں کہ (میں قریب ہوئی تو) میں نے حضور ﷺ کا پیر پکڑ لیا۔ میں نے اس سے زیادہ ٹھنڈی چیز نہیں دیکھی تھی۔ اس طرح ہے میری تحریر میں کہتی ہیں کہ میں نے پکڑ لیا اور میں ان کو گمان کرتا ہوں، یعنی ان کے والد کو۔ تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے۔ میمونہ کہتی ہیں کہ میرے والد حضور ﷺ کے قریب آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پیر کو پکڑ لیا۔ واللہ اعلم

آپ علیہ السلام کے پسینے کی خوشبو کا ذکر

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کے پاس پہنچے اور آپ ہمارے پاس دوپہر کی نیند سوئے۔ آپ ﷺ کو پسینہ آ گیا میری امی ایک شیشی لائیں اور آپ کے پسینے کے قطرے اس میں جمع کرنے لگیں لہٰذا حضور ﷺ جاگ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے اُم سلیم یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ وہ بولی کہ یہ پسینہ ہے، اس کو ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ پاکیزہ خوشبو ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اس نے ابوالنضر سے۔ (مسند احمد ۳/۱۷۷)

(۹) اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو وہیب نے، ان کو ایوب نے ابوقلابہ سے، اس نے انس سے، اس نے ام سلیم سے کہ نبی کریم ﷺ اُم سلیم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ دوپہر کے وقت اس کے ہاں سو جاتے تھے وہ حضور ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھا دیتی تھیں۔ حضور ﷺ اس پر قیلولہ کرتے تھے اور حضور ﷺ کو پسینہ زیادہ آتا تھا اور وہ حضور ﷺ کے پسینہ جمع کرتی تھیں پھر اس کو خوشبو میں ملاتی تھی اور شیشی میں جمع کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کا پسینہ ملاتی ہوں اپنی خوشبو کے اندر۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسند احمد ۳/۱۳۶)

☆☆☆

باب ۲۶

مُہرِ نبوت کی صفت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعید بن عبدالرحمن بن اویس نے۔ انہوں نے سنا سائب بن یزید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری خالہ جان مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ جا کر کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی میں سے پیا اس کے بعد میں آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کی مہر کی طرف دیکھا وہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مثل تھی۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلیم نے ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے جعید بن عبدالرحمن سے۔ اس نے ذکر کیا اس کو مذکورہ روایت کی مثل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن عبداللہ سے، اس نے حاتم بن اسماعیل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے۔

(بخاری حدیث ۱۹۰۔ فتح الباری ۲۹۶/۱، ۵۶۱)

اسی طرح مشہور ہے کہ کبوتری کا انڈہ۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا حاتم سے مروی ہے رزالحجلة کہ راء پہلے اور زاء بعد میں۔

اور ابوسلیمان نے حکایت بیان کی ہے کہ اگر راء مقدم ہو زاء سے تو سفید پرندہ مراد ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن محمد بن احمد بن زیاد ملوی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابو غرزہ نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو اسرائیل نے سماک سے، اس نے سنا جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کا چہرہ مبارک چاند و سورج کی مثل گول تھا اور میں نے مہرِ نبوت کو دیکھا تھا دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مثل تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم نے اسرائیل سے۔ اس نے حدیث کو ذکر کیا مگر اس نے یوں کہا کہ میں نے ان کی مہر کو دیکھا آپ کے دونوں کندھوں کے پاس تھی کبوتری کے انڈے کی مثل۔ وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو ابوجعفر بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو حسن بن صالح نے سماک سے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ مہر دیکھی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر تھی، وہ کبوتری کے انڈے کی مثل تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں محمد بن عبداللہ بن نمیر سے، اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۲۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر نے، ان کو حفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے عاصم بن سلیمان سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو حامد بن عمر بکراوی نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو عاصم احول نے، ان کو عبداللہ بن سرجس نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا اور میں نے ان کے ساتھ گوشت اور روٹی بھی کھائی تھی یا کہا تھا کہ ثرید کھایا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اور تجھے بھی اللہ معاف فرمائے۔ میں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے استغفار کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! اور تمہارے لئے بھی استغفار کیا تھا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی :

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ (سورۃ محمد : آیت ۱۹)

اے پیغمبر! آپ اپنے گناہ کے لئے استغفار مانگیے اور مؤمنوں کے لئے بھی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضور ﷺ کے پیچھے آ گیا۔ میں نے آپ کی مہر نبوت کی طرف دیکھا۔ آپ کے کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کے جوڑ کے پاس مجتمع تھی۔ اس پر دو اُبھار تھے جیسے مسّے ہوتے ہیں (یا پستان کی بھٹنی)۔ یہ الفاظ عبدالواحد کی حدیث کے ہیں۔

ان کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں حامد بن عمر بکراوی اور ابو کامل سے، اس نے حماد سے۔ (مسند احمد ۸۲/۵)

اور ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو عاصم احول نے، اس نے سُنا عبداللہ بن سرجس سے۔ وہ کہتے تھے تم لوگ بوڑھے کو دیکھ رہے ہو (اپنے بارے میں کہتے تھے)۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، اور میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا بھی تھا۔ اور میں نے اس علامت کو بھی دیکھا تھا جوان میں تھی۔ وہ آپ کے کندھے کے جوڑ یا ہڈی کی جڑ میں تھی۔ اس پر دو اُبھار تھے جیسے جسم کے مسّے ہوتے ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مہر دکھایئے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اندر داخل کیجئے۔ میں نے ہاتھ آپ کے گریبان میں داخل کیا۔ میں چھونے اور مہر کو ڈھونڈنے لگا تو وہ آپ کے کندھے کے جوڑ کے پاس انڈے کی مانند تھی۔ آپ کو اس ادا نے بھی نہ روکا بلکہ آپ میرے لئے دعا کرنا شروع ہو گئے جبکہ تا حال میرا ہاتھ ان کی قمیص کے اندر ہی تھا۔ (مسند احمد ۴۳۴/۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو ابو داؤد نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا اس کی اسناد اور اس کے مفہوم کے ساتھ، سوائے اس کے کہ اس نے کہا کہ آپ کے کندھے کے جوڑ پر تھی مثل رسولی کے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے اور ہمیں خبر دی ابن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو عبیداللہ بن زیاد نے، ان کو میرے والد نے ابو رمثہ سے۔ وہ کہتے ہیں، میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس گیا۔ انہوں نے حضور کے دو کندھوں کے درمیان رسولی کی مانند ایک شئ دیکھی اور کہا یا رسول اللہ! میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں، کیا میں آپ کے لئے اس کا علاج کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ اس کا طبیب وہ ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے ثوری نے کہا ہے زیاد بن لقیط سے اس حدیث میں کہ آپ کے کندھے کے پیچھے ایک چیز تھی سیب کی مثل۔ اور عاصم بن بہدلہ نے کہا ابو رمثہ سے کہ آپ کے کندھے کے جوڑ کے پاس ایک چیز نہیں اُونٹ کے لید کے برابر یا کہا تھا کہ کبوتر کے انڈے کے مثل۔

مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان تھی

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عبداللہ بن میسرہ نے، ان کو عتاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید سے سُنا کہتے تھے کہ وہ مہر جو نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان تھی یہ اُبھرا ہوا گوشت تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو مسلمہ بن علقمہ نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے سماک بن حرب سے۔ اس نے سلامہ عجلی سے، اس نے سلمان فارسی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی اوڑھنے والی چادر میری طرف ڈال دی، اور فرمایا کہ اے سلمان دیکھنے میں آپ کو کیا حکم دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر دیکھی مثل کبوتر کے انڈے کے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو یحییٰ بن سلیم نے، ان کو ابن خثیم نے سعید بن ابوراشد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے ہرقل روم کے قاصد تنوخی کے ساتھ حمیص میں ملا، وہ میرا پڑوسی تھا۔ بوڑھا ضعیف تھا۔ ذہنی ہونے کے قریب تھا یا ہو چکا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ مجھے خبر دیں گے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں آئے تھے۔ میں ہرقل کا خط لے کر تبوک پہنچا تو حضور ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے تھے پانی کے پاس چادر لپیٹے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے بھائی تنوخ، میں آگے جھکتے ہوئے آیا اور سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے چادر گھٹنوں پر لپیٹی ہوئی تھی وہ اپنی پیٹھ پر ڈال لی۔ میں نے دیکھا کہ مہر تھی کندھے کی نرم ہڈی کے مقام پر مثل بڑے انڈے کے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن سلمی نے اور ہمیں خبر دی حسن محمودی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو ابوعامر عبدالملک بن عمر نے، ان کو عبداللہ بن جعفر زہری نے، ان کو اُم بکر نے، وہ عبداللہ بن جعفر کی پھوپھی تھی، مسور بن مخرمہ کی بیٹی تھی۔ وہ مسور بن مخرمہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا میرے پاس ایک یہودی گزرا، جبکہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑا تھا اور نبی کریم ﷺ وضو کر رہے تھے۔ چنانچہ یہودی نے کہا حضور کی پیٹھ سے کپڑا اُٹھاؤ۔ میں اُٹھانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ میں نے کہا کہ وہ لوگ بھی اس مہر کے بارے میں آپس میں بحث کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے ہاں یہ حضور کی صفت لکھی ہوئی تھی۔ (مسند احمد ۳۲۳/۴)

باب ۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع صفت اور جامع تعریف

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو معمر اور مسعودی نے، ان کو عثمان بن مسلم بن ہرمز نے، ان کو نافع بن جبیر بن مطعم، مسعودی کی حدیث میں کہا ہے کہ حضرت علی ؓ سے مروی ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابومحمد عبداللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب مقری واسطی نے مقام واسط میں، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو مسعودی نے عثمان بن عبداللہ بن ہرمز سے اس نے نافع بن جبیر بن مطعم سے، اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہاتھوں اور پاؤں کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ نہ انتہائی لمبے تھے نہ ہی انتہائی چھوٹے تھے۔ ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے تھے۔ داڑھی گھنی، سر مبارک بڑا، چہرہ مبارک مائل سُرخی، کلائیاں گوشت سے بھری ہوئی، سینے پر بالوں کی لمبی لکیر تھی۔ جب چلتے تھے تو آگے کی طرف پاؤں اُکھڑتے تھے جیسے ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں۔ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عثمان بن عبداللہ بن ہرمز نے نافع بن جبیر سے۔ اس نے علی بن ابوطالب سے، انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے مگر یہ بھی کہا ہے کہ جب چلتے تھے تو جماؤ ٹھہراؤ کے ساتھ، جیسے بلندی سے اتر رہے ہیں۔

ابوعثمان کے نام میں اختلاف کیا ہے۔ جب ہم نے اس کو ذکر کیا ہے اور اسی طرح ان کے ماسوا نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ابن مسلم ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ابن عبداللہ ہیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے۔ وہاں پر ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلم نے اور سعید بن منصور نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے، ان کو عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد نے اولادِ علی میں سے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نہ تو انتہائی لمبوترے تھے (کہ طوالت معیوب لگے)، نہ ہی ٹھگنے تھے (کہ چھوٹا پن عیب لگے)۔ بلکہ لوگوں میں خوبصورت میانہ قد تھے۔ نہ انتہائی گھونگھرالے بالوں والے تھے نہ ہی بالکل سیدھے جھڑک بالوں والے تھے۔ بلکہ گھونگھرالہ پن ایسا خوبصورت تھا جیسے ابھی کنگھی کئے ہوئے ہیں نہ مطہم تھے نہ ہی مکلثم تھے۔

چہرے میں خوبصورت گولائی تھی۔ رنگ سفید مگر سرخی ملایا ہوا۔ گہری اور لمبی آنکھوں والے، پلکیں لمبی تھیں۔ سینہ مبارک بڑا، کندھے چوڑے۔ یا یوں کہا تھا جب چلتے تھے تو قدم مبارک اُکھڑے ہوتے تھے، جیسے ڈھلوان میں چلتے ہیں۔ جب مڑتے تھے تو پورے پورے مڑتے تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت تھی۔

سب لوگوں میں سے زیادہ سخی تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ جری تھے۔ سب سے زیادہ سچے تھے۔ سب سے زیادہ ذمہ داری پوری کرنے والے، سب سے زیادہ نرم خو تھے۔ سب سے زیادہ باعزت اور پروقار زندگی اور معیشت والے تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو اس پر رعب طاری کر دیتے تھے۔ اور جو شخص آپ سے میل جول کرتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔ ان کی تعریف کرنے والا کہتا تھا کہ میں نے ان جیسا نہ ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد دیکھا۔ (قال الترمذی ۵۹۹۔ غریب لیس اسنادہ بمتصل)

مقری نے اپنی روایت میں خاتم نبوت کے ساتھ یہ کہا کہ آپ خاتم النبیین تھے، اور یہ بھی کہا کہ ''ارحب الناس صدرا'' اور وبیع ظباف سے مالک تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن محمد بن حسن کارزی نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوعبید نے صفت رسول کے بارے میں کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ کی تعریف کرتے تھے، فرماتے تھے کہ آپ نہ انتہائی طویل القامت تھے، نہ انتہائی ناٹے تھے۔ سفید رنگ مگر سرخی ملائے ہوئے تھے۔ لمبی اور گہری آنکھوں والے تھے۔ پلکیں لمبی تھیں۔ لمبے اور چوڑے کندھوں والے تھے۔ ہتھیلیاں اور پیر مبارک گوشت سے پُر تھے سینے پر بالوں کی دھاری تھی۔ جب چلتے تھے تو قدم مبارک اُکھڑتے تھے۔ گویا کہ چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔ جب متوجہ ہوتے تھے تو پوری طرح ہوتے تھے۔ نہ انتہائی چھڑک بال تھے نہ ہی انتہائی گھونگھرالے تھے۔

اور ابوعبداللہ نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ابواسماعیل مؤدب نے عمر سے مولیٰ غفرہ سے، اس نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرتے تھے تو یہ مذکورہ تفصیل بتاتے تھے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی اسماعیل بن جعفر نے اور کہا کہ حضور ﷺ پھول رنگے تھے۔ اور چونے کی طرح سفید نہیں تھے۔

مشکل الفاظ اور لغات کی تشریح

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ازھر اللون تھے ابیض الامھق نہیں تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ کی دونوں آنکھوں میں شکلۃ تھی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ضبع الذراعین تھے۔

کسائی اور اصمعی اور ابوعمر اور کئی دیگر لوگوں نے ہر ایک نے ان میں سے بعض نے ان الفاظ کی تفسیر کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ضویل المنمغط نہیں تھے۔ فرماتے ہیں کہ بائن الطویل نہیں تھے۔ اور قصیر المتردد نہیں تھے۔ یعنی آپ کی تخلیق اعضاء بعض بعض کو زینت بخشتی تھی۔ لہٰذا آپ مجتمع الاعضاء ومتناسب الاعضاء تھے۔ سبط الخلق نہیں تھے۔ بتاتے ہیں کہ وہ ایسے نہیں تھے بلکہ ربعة بین الرجلین تھے (یعنی لمبے اور ٹھگنے کے درمیان معتدل القامت متناسب الاعضاء تھے)۔

اسی طرح آپ کی صفت ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ضرب اللحم، بین الرجلین تھے (یعنی موٹے اور دبلے کے مابین معتدل تھے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے، لیس بالمطھم۔ اصمعی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ التام کل شيء منه علی حدته یعنی آپ کی ہر شی ہر عضو علیحدہ علیحدہ تام اور مکمل تھا۔ لہٰذا آپ بارع الجمال تھے۔ اور اصمعی کے سوا دیگر نے کہا کہ المکلثم کا مطلب المدور الوجه۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ایسے نہیں تھے۔ بلکہ مسنون تھے (بنائی ہوئی صورت میں چاند ار تھے)۔

اور حضرت علی کا یہ قول کہ مشرب کا مطلب الذی اشرب حمرة ہے (جو سرخی پلایا گیا ہو سرخی مائل ہو)۔ اور ادعج العین کا معنی شدید سواد العین ہے (جس کی آنکھیں سخت سیاہ ہوں)۔ اصمعی نے کہا کہ الدعجة هي السواد (سیاہ ہونے کو کہتے ہیں)۔ اور کہا کہ الجلیل المشاش کا مطلب ہے عظیم رؤس العظام (یعنی ہڈیوں کے سرے موٹے تھے)۔ مثلاً گھٹنوں کی ہڈیاں، کہنیوں کی ہڈیاں، کندھوں کی ہڈیاں (ان کے سرے موٹے تھے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول جلیل الکتد۔ هو الکاهل وما یلیه من الجسد۔ مراد ہے کندھا اور اس کے متصل جسم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ شثن الکفین والقدمین تھے، یعنی مائل بہ غلظت تھے، بھرے ہوئے تھے۔ حضرت کا یہ قول کہ اذا مشی تقلّع جیسے ڈھلوان سے قدم اکھڑتے محسوس ہوتے ہیں۔ یمشی في صبب فرماتے ہیں کہ صبّ کا مطلب الانحدار ہے اس کی جمع اصباب ہے۔ نیز ان کا یہ قول کہ لیس بالسبط ولا الجعد القطط۔ القط کا مطلب ہے شدید الجعودة سخت گھونگھرالے حبشیوں کے جیسے بال ہوتے ہیں۔ اور سبط وہ ہوتے ہیں جس میں تکسر اور بل اور کج نہ ہو، بلکہ جعد رجل (ایسے گھونگھرالے بال جن کو کنگھی کر کے خوبصورت کر دیا گیا ہو، جس میں ہلکا خم بھی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ کان ازھر وہ سفید رنگ جو نیّر البیاض ہو چمکدار اور حسین۔ وہ سفیدی جس میں حمرت ملا کر تر وتازہ آبدار تابدار کر دیا گیا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول لیس بالامھق کا مطلب ہے امھق شدید البیاض کو کہتے ہیں جس میں سرخی ذرہ بھر بھی نہ ہو، نہ ہی اس میں چمک ہو بلکہ جس چونے وغیرہ کی طرح ہو۔ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے نہیں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کہ ان کی آنکھوں میں شُکلة تھی۔ شُکلة حُمرة اور سرخی کی مانند ایک چیز ہوتی ہے جو آنکھوں کے سفید ڈھیلے میں ہوتی ہے۔ اور ایک چیز ہوتی ہے شُهلة یہ شُلة سے مختلف ہے یہ آنکھوں کی سیاہ پتلی میں حُمرت ہوتی ہے۔ اور ایک ہوتی ہے مُرھة یہ وہ سفیدی ہوتی ہے جس میں کسی اور روشنی کی ملاوٹ نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول اھدب الاشفار کا مطلب ہے طویل الاشعار لمبی پلکیں۔ آپ کا یہ قول شثن الذراعین کا مطلب عبل الذراعین (یعنی چوڑی کلائیاں)۔ المسربة کا مطلب الشعر المستدق ما بین اللبة الی السرة۔ بالوں کی باریک لکیر جو ہنسلیوں سے ناف تک ہو۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن الحسین نے، انہوں نے سنا اصمعی سے۔ وہ صفت رسول کی تفسیر وتشریح میں کہتے ہیں :

صفت رسول کے بارے میں مشکل الفاظ کی تشریح

(از اصمعی)

اَلْمُمغَّطُ : الذَّاهِبُ طُوْلًا ۔ حد سے زیادہ لمبے۔محاورہ یوں ہے کہ میں نے ایک دیہاتی سے سنا کہہ رہا تھا : تمغط فی نُشَّابتہ وہ اپنی نشابت میں طویل ہو۔یعنی اس کو انتہائی شدید کھینچا جائے۔

اَلْمُتَرَدِّدُ : اَلدَّاخِلُ بَعْضُهٗ فِیْ بَعْضٍ قِصَرًا ۔ یعنی جو بہت چھوٹا اور ناٹا ہو۔

اَلْقَطَطُ : شَدِیْدُ الْجُعُوْدَۃِ ۔ سخت گھونگھرالہ پن۔

الرَّجِلُ : اَلَّذِیْ فِیْ شَعْرِہٖ حُجُوْنَۃٌ ای تَنَنٍ قَلِیْلًا ۔

اَلْمُطَهَّمُ : اَلْبَادِنُ الْکَثِیْرُ اللَّحْمِ ۔ خوب گوشت والا (بہت موٹے نہیں تھے)۔

اَلْمُکَلْثَمُ : المدور الوجه ۔ گول چہرے والا۔

اَلْمُشْرَبُ: اَلَّذِیْ فِیْ بَیَاضِہٖ حُمْرَۃٌ ۔ جس کے سفید رنگ میں سُرخی شامل ہو۔

اَدْعَجُ : شَدِیْدُ سَوَادِ الْعَیْنِ ۔ سخت سیاہ آنکھیں۔

اَلاَهْدَبُ : اَلطَّوِیْلُ الْاَشْفَارِ ۔ لمبی پلکوں والا۔

اَلْکَتَدُ : مجتمع الکتفین هو الکاهل ۔ جڑے ہوئے اور اکٹھے کندھے۔

اَلْمَسْرُبَۃُ : هو الشعر الدقیق الذی هو کانه قضیب من الصدر الی السرۃ ۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری۔ جیسے ڈنڈی رکھی ہے۔

اَلشَّثْنُ : غلیظ الاصابع ۔ ہاتھوں اور پاؤں کی موٹی انگلیاں۔

اَلتَّقَلُّعُ : ان یمشی بقوۃ ۔ جو قوت اور مضبوطی سے چلے۔

اَلصَّبَبُ : الحدور ۔محاورہ ہے انحدرنا فی صبوب وصبب۔ ہم بلندی سے لڑھکتے اُترے۔

جلیل الْمُشَاشِ : یرید رؤوس المناکب ۔ کندھوں کے سرے مراد ہیں۔

العشرۃ : الصحبة ۔ ساتھ رہنا، معاشرت۔

العشیر : الصاحب ۔ ساتھی

البدیهة : المفاجات ۔ یکایک، اچانک۔محاورے میں کہا جاتا ہے۔ بدهته بامر فجاته میں بداهت سے اس کے پاس آیا یعنی اچانک آیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب مقری اور واسطی نے واسط میں، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے مجمع بن یحییٰ انصاری سے۔اس نے عبداللہ بن عمران سے، اس نے انصار کے ایک آدمی سے کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا نبی کریم ﷺ کی صفت کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سفید رنگ والے تھے۔ جو حمرت ملا ہوا تھا۔سیاہ سُرمیلی آنکھیں تھیں۔سیدھے کنگھی شدہ بالوں والے تھے۔صاحب وفرہ تھے۔زلفیں کندھوں کو چھوتی تھیں۔ سینے کے بالوں کی

لکیر پتلی تھی۔ان کی گردن چاندی کی صراحی جیسی تھی۔آپ کی ہنسلیوں سے ناف تک بالوں کی ایک سیدھی لکیر لکڑی کی مثل چلتی تھی۔باقی پیٹ اور سینے پر بال نہیں تھے۔ہاتھ اور پیر بھرے ہوئے تھے۔

جب چلتے تھے انتہائی قوت کے ساتھ، ایسے جیسے بلندی سے اُتر رہے ہوں۔جب چلتے تھے تو ایسے لگتا تھا جیسے چٹان سے پیر اُکھڑتے ہیں۔جب متوجہ ہوتے تو یکا یک پوری طرح متوجہ ہوتے تھے۔آپ کا پسینہ موتیوں جیسا ہوتا تھا۔آپ کے پسینہ کی خوشبو خالص کستوری سے زیادہ مہکتی تھی۔نہ زیادہ لمبے نہ زیادہ چھوٹے، نہ خواہ مخواہ عاجزی کرنے والے عاجز و بے بس۔نہ ہی ملامت کرنے والے تھے۔میں نے ان جیسا ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد دیکھا۔(تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۱/۳۱۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین علوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال بزار نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو حمید طویل نے انس بن مالک ﷺ سے۔وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نہ بالکل گندمی تھے نہ بالکل سفید تھے۔سفید میانہ قد سے کچھ اُوپر قد تھا اور لمبے قد سے نیچے تھا۔

اللہ کی مخلوق میں سے آپ ان کو حسین ترین ہی دیکھتے اور اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ خوشبودار تھے۔سب سے زیادہ نرم ہاتھوں والے تھے۔شدید گھونگھرا بال نہیں تھے۔اپنے بالوں کو اپنے کانوں کے نصف تک چھوڑتے تھے۔جب چلتے تو قوت اور جمائی کے ساتھ۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ سے حضور ﷺ کی تعریف پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا، آپ سب لوگوں سے اپنی صفت کے اعتبار سے احسن تھے، اجمل تھے، لمبے کے قریب خوبصورت قامت والے تھے۔کندھوں کے درمیان کا فاصلہ قدرے زیادہ تھا۔روشن جبین تھی، جس پر پسینے کے قطرے دمکتے تھے۔بال انتہائی کالے تھے۔سرمیلی آنکھیں تھیں، لمبی پلکیں تھیں۔جب پیر رکھتے تھے تو پورا پیر رکھتے تھے، بیچ سے خالی نہیں تھا۔جب آپ اپنے کندھوں سے چادر اتار کر رکھتے تو لگتا چاندی کی صراحی۔جب ہنستے تو ایسے لگتا جیسے موتی چمک رہے ہیں۔میں نے ان جیسا ان سے پہلے دیکھا نہ ان کے بعد۔(تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۱/۳۱۹)

باب ۲۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اُمِ معبد کی حدیث

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے اصل کتاب سے۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن جعفر بن محمد بن مطر نے۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزید عبدالواحد بن یوسف بن ایوب بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت نے یسار خزاعی کعبی نے مقام قُدید میں بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی اس کے چچا سلیمان بن حکم نے ان کے دادا ایوب بن حکم خزاعی سے، اس نے حزام بن ہشام سے، اس نے اپنے باپ ہشام سے، اس نے اس کے دادا حبیش بن خالد سے۔وہ صحابی رسول ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطرف نے، ان کو محمد بن محمد بن سلیمان بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن یسار خزاعی نے، قدید میں پہچانے جاتے تھے۔ابوعبداللہ بن ابو ہشام القافہ۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد محمد بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا ایوب بن حکم نے حزام بن ہشام سے۔اس نے اپنے والد ہشام سے، اس نے

اس کے دادا حبیش بن خالد قتیل بطحا سے فتح مکہ کے دن یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوجعفر محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ حلوانی نے، ان کو مکرم بن محرز ابن مہدی نے، ان کو ان کے والد محرز بن مہدی نے حزام بن ہشام سے۔ اس نے حبیش بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا حبیش بن خالد صاحب رسول مقتول بطحا یوم فتح مکہ سے وہ بھائی تھے عاتکہ بن خالد کے۔

خشک تھن والی بکری کا دودھ .... یہ کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت مکے سے نکالے گئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان میں حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر ؓ تھے۔ اور ابوبکر ؓ کے غلام عامر بن فہیرہ اور ان کو راستہ بتانے والے عبداللہ بن اریقط لیثی تھے۔ یہ لوگ قبیلہ بنوخزاعہ کی ایک بوڑھی خاتون اُم معبد خزاعیہ کے خیموں کے پاس سے گزرے تھے۔ یہ خاتون اپنے خیمے کے صحن میں جسم اور گھٹنوں کو چادر سے باندھ کر یا لپیٹ بیٹھی تھی۔ یہ بڑی عمر کی بے حجاب بیٹھنے والی عورت تھی۔ وہ راستے کے مسافروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ یہ لوگ جب وہاں سے گزرے تو انہوں نے اس خاتون سے کھانے کے لئے قبائلی دستور کے مطابق گوشت یا کھجور مانگے تا کہ اس بوڑھی اماں سے یہ چیزیں خرید لیں۔ مگر ان لوگوں نے اس کے پاس کوئی بھی چیز نہ پائی ان میں سے۔ اور لوگوں کے پاس زادِ سفر بھی ختم ہو چکا تھا۔ یہ لوگ قحط اور بھوک کی کیفیت میں تھے۔

اُم معبد نے کہا، اللہ کی قسم اگر ہمارے پاس کوئی چیز ہوتی تو ہم تمہیں اس کو ذبح کرنے سے بھی نہ روکتے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اتنے میں خیمے کے ایک کونے میں ایک بکری پر پڑی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے اے اُم معبد؟ اس نے بتایا کہ یہ ایسی کمزور بکری ہے جو بکریوں کے ساتھ چراگاہ تک چل کر نہیں جاسکتی، اس لئے یہ خیمے میں باندھ رکھی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا اس بکری کے پاس دودھ ہے؟ ابوزید کہتے ہیں کہ اس کے پاس دودھ ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں یہ دودھ دینے سے معذور و مجبور ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے اس کا دودھ دوہنے کی اجازت دیں گی؟ وہ بولی کہ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان، اگر آپ کو اس کے پاس دودھ نظر آئے تو ضرور دودھ لیں۔

چنانچہ اجازت ملنے کے بعد حضور ﷺ نے اس بکری کو اپنے پاس منگوا کر اس کی دودھ دانی پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور اُم معبد کی بکری کے لئے اور اُم معبد کے لئے دعا فرمائی۔ بکری نے دودھ دینے کے لئے اپنی ٹانگیں کھول دیں۔ اتنے میں اس کے تھنوں سے دودھ بہنے لگا۔ اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے دودھ کے لئے برتن منگوائے جو تین سے دس آدمیوں کے لئے کافی ہو سکیں۔ حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ان میں دودھ نکالا اور وہ خوب بہنے لگا۔ یہاں تک کہ اُوپر تک بھر گیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پہلے اُم معبد کو دودھ پلایا، وہ پی کر خوب سیر ہو گئی، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ نے بعد میں خود پیا اور سب خوش ہو گئے۔ اس کے بعد دوبارہ آپ نے بکری کا دودھ نکالا اور اس کے برتن بھر دیئے۔ اور اس دودھ کو اُم معبد کے پاس رہنے دیا۔ اور اس دودھ کی قیمت بھی اس کو ادا کر دی اور اس سے کوچ کر گئے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اُم معبد کا شوہر بکرا واپس لا کر پہنچ گیا۔ جو کہ بھوکی اور کمزور تھی، جو کہ کمزوری کی وجہ سے آہستہ اور ہلکے ہلکے چلا رہی تھی۔ دن چڑھے (چاشت کے وقت) ان کی ہڈیوں میں گودا کم رہ گیا تھا۔

ابوزید کہتے ہیں ضحا مُخَيَّن قليل ابومعبد نے جب دودھ اتنی فراوانی سے گھر میں دیکھا تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا کہ اے اُم معبد یہ اتنا دودھ کہاں سے آیا؟ اور بکریاں تو دور چراگاہ میں تھیں اور جبکہ گھر میں کوئی دودھ والا جانور بھی نہیں ہے؟ اُم معبد نے بتایا کہ نہیں، بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے ہمارے پاس سے ایک برکت والا شخص گزرا، اس کا ایسا ایسا حال تھا (یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہے)۔ اس نے کہا اُم معبد تم اس شخص کی صفت بیان کرو میرے سامنے۔

وہ بتانے لگی کہ میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا ہے جس کا حسن و جمال ظاہر تھا۔ چہرہ اس کا چمکتا ہوا روشن تھا۔ اعضاء خوبصورت تھے۔ سفر کی تھکان نے اس کو کمزور اور بدصورت نہیں کیا تھا۔ لمبی اور پتلی گردن اس کو عیب دار نہیں کر رہی تھی۔ خوبصورت تھے، حصے تقسیم کر کے دینے والے تھے۔

محمد بن موسیٰ نے کہا کہ وَسِيمًا قَسِيمًا آنکھوں میں سیاہی (سُرمیلا پن تھا)۔ پلکوں میں طوالت تھی۔ ان کی آواز میں کھنک تھی۔ گردن لمبی تھی۔ داڑھی گھنی تھی بھنویں کمان کی طرح خوبصورت تھیں۔ دونوں ابرو ملے ہوئے تھے۔ اگر خاموشی اختیار کرتے تھے تو ان پر وقار چھا جاتا تھا۔

اور وہ بولتے تھے تو ان پر بہار اور تازگی اُتر آتی تھی۔ دور سے سب لوگوں سے زیادہ حسین اور زیادہ پُر رونق نظر آتے تھے مگر قریب سے سب سے زیادہ حسین اور سب سے شریں نظر آتے تھے۔ شریں گفتار تھے۔ رُک رُک کر واضح وضع بولتے تھے۔ الفاظ نہ کم بولتے تھے نہ زیادہ بولتے۔ آپ کی گفتار بس پروئے ہوئے موتی تھے۔ جو نکھرے ہے تھے۔ ایسے میانہ قد تھے جو طوالت سے محروم نہ ہو۔ اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے کوئی آنکھ ان کو عیب دار نہ دیکھے۔ بلکہ (لمبی اور چھوٹی) دونیوں میں ایک خوبصورت شاخ تھے۔ تینوں افراد میں سے وہ خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ اور ان میں وہی زیادہ حسین قدر و انداز والے تھے۔

اس کے رفقاء اس پر جان نچھاور کرتے تھے۔ اگر وہ بولتے تو وہ ان کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جاتے تھے۔ اگر وہ ان سے کچھ فرماتے تھے تو ان کے ساتھی ان کی بات پوری کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کر جانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ مخدوم تھے۔ محترم تھے (جس کے ساتھی اس کے آگے پیچھے پھرتے تھے)۔ اور وہ ان کے ساتھ نہ ترش روئی سے پیش آتے تھے نہ ہی ان پر زیادتی کرتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتف غیبی کے اشعار

ابو معبد نے یہ سننے کے بعد کہا۔ اللہ کی قسم یہ وہی شخص ہے جو قریش کو مطلوب ہے۔ جس کا ذکر ہم نے سُنا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس شخص سے ضرور ملوں اور میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر مجھے اس کی استطاعت رہی۔ اگلے دن علی الصبح مکے میں ایک آواز سُنائی دی جیسے کوئی دور دراز سے کہہ رہا ہے، لوگ آواز سُن رہے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ کون کہہ رہا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے :

جزى الله ربُّ الناس خير جزائه ۔۔۔ رفيقين قالا خيمتي اُم معبد

هما نزلاها بالهدى واهتدت به ۔۔۔ فقد فاز من امسى رفيق محمد

فيا لقصي ما زوى الله عنكم ۔۔۔ به من فعال لا تجارى وسؤدد

ليهن بني كعب مقام فتاتهم ۔۔۔ ومقعدها للمؤمنين بمرصد

سلوا اختكم عن شاتها وانائها ۔۔۔ فانكم ان تسالوا الشاة تشهد

دعاها بشاة حائل فتحلبت ۔۔۔ له بصريح ضرة الشاة مزبد

فغادرها رهنا لديها بحالب ۔۔۔ يرددها في مصدر ثم مورد

اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو اپنی بہترین جزاء عطا کرے جو اُم معبد کے خیموں میں دوپہر کی نیند جا کر سوئے۔ وہ دونوں ہدایت کے ساتھ اُم معبد کے پاس اُترے اس نے بھی ان سے ہدایت پائی۔ تحقیق وہ شخص کامیاب ہو گیا جو محمد ﷺ کا رفیق بن گیا۔ اے آل قصی قابل مبارکباد ہو آپ لوگ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کیا افعال مقدر کئے ہیں اور سرداری، جن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کو نوجوان ایسے مقام پر فائز ہے جو اہل ایمان کے لئے مورچے کی جگہ ہے۔ اپنی بہن سے پوچھئے اس کی بکری کے اور دودھ کے برتن کے بارے میں۔ اگر تم لوگ اس بکری سے پوچھو تو وہ بھی شہادت دے گی۔ کونے میں پردے میں کھڑی بکری کو اس جوان نے بلایا تو اس نے ان کے لئے دودھ دینا شروع کر دیا۔ بھرے ہوئے سند کے ساتھ اور جھاگ دار دودھ کے ساتھ۔ بقیہ دودھ کو وہ اُم معبد کے برتن میں محفوظ چھوڑ کر چلے گئے تاکہ وہ اس کو دوبارہ کھیری سے اور تھاث سے لگا کر دودھ آخذ کر سکے۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری نے جو شاعرِ رسول تھے یہ شعر سُنے تو انہوں نے ہاتف کو جواباً شعر کہے۔

وہ کہتے ہیں : ''حضرت حسان کے اشعار اور ان کا مفہوم''

لقد خاب قوم زال عنهم نبيهم	وقدس من يسرى اليهم ويغتدى
ترحل عن قوم فضلت عقولهم	وحل على قوم بنور مجدد
هداهم به بعد الضلالة ربهم	وارشد هم من يتبع الحق يرشد
وهل يستوى ضلال قوم تسفهوا	عمى وهداة يهتدون بمهتد
وقد نزلت منه على اهل يثرب	ركاب هدى حلت عليهم باسعد
نبى يرى ما لا يرى الناس حوله	ويتلو كتاب الله كل مسجد
وان قال فى يوم مقالة غائب	فتصديقها فى اليوم او فى ضحا الغد
ليهن ابا بكر سعادة جدده	بصحبته من يسعد الله يسعد
ليهن بنى كعب مقام فتاتهم	ومقعدها للمؤمنين بمرصد

یقیناً ناکام ونامراد ہوگئی وہ قوم جن سے ان کا نبی چلا گیا اور مقدس ہوگئے وہ لوگ جن کے پاس پہنچے ہیں اور ان کی اقتداء کریں گے۔ ایک قوم سے انہوں کوچ کیا جس سے ان کی عقلیں گمراہ ہوگئی ہیں اور دوسری قوم پر وہ نئے نور وروشنی کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ دراصل ان کے رب نے گمراہی کے بعد ان کو اسی نبی کے واسطے ہدایت بخشی ہے۔ اور ان میں سے زیادہ کامیاب وہ ہے جو حق کی اتباع کرے گا۔ وہ رُشد وہدایت پر ہوگا۔ کیا بھلا کسی قوم کے گمراہ لوگ جنہوں نے محض اپنے اندھے پن کی وجہ سے حماقت اختیار کر رکھی ہے۔ وہ، اور وہ لوگ جنہوں نے ایک ہادی کی وجہ سے ہدایت اختیار کر لی ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہوگئے ہیں۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (یعنی وہ دونوں کسی طرح بھی برابر نہیں ہو سکتے)۔ اس نبی کی وجہ سے اہل یثرب پر ہدایت کے قافلے اور سواریاں نازل ہوگئے ہیں۔ وہ ان پر سعادت وخوش نصیبی بن کر اترے ہیں۔ وہ نبی ایسے ہیں جو اپنے اردگرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو اور لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ نبی ہر نماز میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ نبی اگر دن میں کوئی انہونی بات بتاتے ہیں تو حقیقت اور نفس الامر میں اس کی تصدیق اسی دن ہو جاتی ہے۔ یا اگلے روز صبح صبح ہی وہ بات سچی ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ابوبکر صدیق کو ان کے دادا کی سعادت بوجہ صحابیت رسول مبارک ہو یہ سعادت واقعی اسی کو نصیب ہوتی ہے، اللہ جس کو سعادت نصیب کرے۔ (کئی کئی پشتیں صحابی ہیں)۔ بنوکعب کو ان کے نوجوان کا مرتبہ ومقام مبارک ہو۔ اور اہل ایمان کے لئے اس کا کلیدی اور اہم منصب مبارک ہو۔

یہ الفاظ حدیث ابونصر بن قتادہ کے ہیں ابونصر نے کہا کہ ابوعمرو بن مطرف نے کہا ہے کہ ابوجعفر بن محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے مکرم سے اُم معبد کے نام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کا نام عاتکہ بنت خالد تھا اور ان کی کنیت اُم معبد تھی۔ ان کے شوہر ابومعبد کا نام اکثم بن ابوالجون تھا۔ مگر ان کو عبدالعزّیٰ کہتے تھے۔ (رواہ الطبرانی۔ والحاکم فی المستدرک ۳/۱۰)

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حمید بن ربیع خزار نے، ان کو سلیمان بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن یسار خزاعی نے۔ وہ کہتے ہیں ان کو ان کے بھائی ایوب بن حکم اور سالم بن محمد خزاعی نے، سب نے حزام بن ہشام سے۔ اس نے اسی روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے، مگر حضرت حسان کے اشعار میں سے آخری شعر کم کر دیئے۔ مگر کسی اور مقام پر ان کو انہوں نے ذکر کیا ہے یعقوب بن سفیان فسوی نے مکرم بن محرز سے بغیر اشعار کے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالقاسم مکرم بن محرز بن مہدی بن عبدالرحمٰن بن عمرو خزاعی نے، ان کو حدیث بیان کی محرز بن مہدی نے، اس نے اسی مذکور کو روایت کیا ہے۔

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو حسین بن محمد زیاد اور جعفر بن محمد بن سوار (ح)۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن محمد دورقی نے، آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی مخلد بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جریر نے، ان سب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مکرم بن محرز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہا ابوعبداللہ حافظ نے سُنا شیخ صالح ابوبکر احمد بن جعفر قطیعی سے۔ وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی محرز نے اپنے آباء سے۔ انہوں نے اس حدیث کو اپنے طول کے ساتھ بیان کی ہے۔

میں نے اپنے شیخ ابوبکر سے کہا کیا واقعی اس کو شیخ نے سُنا ہے مکرم سے؟ اس نے کہا جی ہاں! اللہ کی قسم میرے والد نے مجھے اپنے ساتھ حج کرایا۔ میں اس وقت سات سال کا تھا، لہٰذا اس وقت انہوں نے مجھے مکرم بن محرز سے بھی ملوایا تھا۔ اور مجھے خبر پہنچی ہے ابومحمد قتیبی ؒ سے کہ اس نے کہا مشکل الفاظ کی تشریح میں اسی مذکورہ حدیث میں آئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں :

مشکل الفاظ کی تشریح

قولہ بَرْزَۃٌ: اس سے اس کی مراد اس کا سن اور عمر مراد ہے جس میں وہ ظاہراً بیٹھتی تھی یعنی وہ بمنزلہ اس لڑکی کے نہیں تھی جو حجاب میں رہتی ہے۔

محشی لکھتے ہیں کہ عورت جب بوڑھی ہو جائے تو وہ جوان عورتوں کی طرح پردہ نہیں کرتی، حالانکہ وہ اس وقت عفیفہ عاقلہ ہوتی ہے۔ لوگوں کے پاس بیٹھتی ہے اور لوگوں کے ساتھ ظاہراً باتیں کرتی ہے۔ بروز کا معنی ظہور ہے۔

قولہ مُرْمِلِیْنَ : اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کا زادِ سفر ختم ہو چکا تھا۔

قولہ مُشْتِیْنَ : اس سے مراد داخلین فی الشتاء ہے۔ اس میں مُسْنِتِیْنَ بھی مروی ہے یعنی داخل فی سنۃ یعنی قحط اور بھوک۔

قولہ کَسْرُ الْخَیْمَۃ : اس سے مراد خیمے کی جانب اور کونہ ہے اس کا۔

قولہ فَتَفَاجَتْ : اس سے ان کی مراد ہے کہ اس نے دودھ نکلوانے کے لئے اپنی کھیری کھول دی یا تھن کھولا۔

قولہ دَعَا بِاِنَاءٍ یُرْبِضُ الرَّھْطَ : یعنی اتنا بڑا برتن جو تین سے دس بندوں کو سیر کر سکے۔ یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو جائیں اور بوجھل ہو جائیں۔ اور رَھْط تین سے دس عورتوں کے لئے ہیں۔

قولہ ثَجًا : اس سے مراد ہے سَیل اور خوب دودھ بہنا۔

قولہ حتی علاہ البھاء : اس سے مراد ہے کہ دودھ کی تازگی یا جھاگ برتن کے اُوپر تک پہنچ گئی۔

قولہ وھو وبیض رغوتہ : وہ ارادہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اس برتن کو بھر دیا۔

قولہ فشربوا حتی اراضوا : اس سے مراد ہے کہ انہوں نے اس قدر پیا کہ وہ سیر ہو گئے اور سیر ہونے سے مطمئن ہو گئے۔

قولہ تَشَارَکْنَ ھُزْلًا : مراد ہے کہ بکریوں کو عموماً کمزوری لگ چکی تھی۔ ان میں کوئی صحت مند نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی خوشنما تھی۔ یہ لفظ اشتراک سے بنا ہے۔

قولہ والشَّاءُ عَازِبٌ : یعنی چراگاہ میں دُور۔

قولہ : ظاهر الوضاءة : غیر القُتیبیؒ نے کہا کہ ان کی مراد اس سے ظاہر جمال ہے۔ اور قتیبی نے کہا کہ

قولہا : اَبلَجُ الوجه : اس سے ان کی مراد چمکتا اور روشن چہرہ مراد ہے۔

قولہا : لم تعبهُ نُحلة : پتلا اور کمزور ہونے کو کہتے ہیں۔

قولہا : ولم تُزرِیه صُقلَة : صقل منقطع الاضلاع کو کہتے ہیں اور صُقلة ۔ خاصرہ اور کوکھ کو کہتے ہیں۔ اس سے اس کی مراد تھی کہ وہ کچھ اس قسم کے تھے کہ نہ تو وہ زیادہ پھول رہے تھے، اور نہ ہی وہ پتلے اور کمزور تھے۔ اور یوں بھی مروی ہے۔

لم تعبهُ ثُجلة ولم تزریه صُعلَة : ثُجلة کہتے ہیں عظیم البطن کو اور پیٹ کے نیچے والے حصے کے ڈھیلے ہونے کو۔ اور صُعلة کہتے ہیں صغر راس سر چھوٹا ہونے کو۔

الوسِیم : حسن اور چمک دار اسی طرح۔

القسِیم : یہ بھی یہی وارد ہے۔

الدَّعَج : آنکھ میں سیاہی کو۔

وقولہا فی اشعارہ عطفٌ : قتیبی کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں ریاشی سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں یہاں عطف کا مطلب نہیں جانتا۔ میں اس کو غطفٌ نقطے والی غین کے ساتھ سمجھتا ہوں، اس کا مطلب لمبی پلکیں ہیں جو لمبی ہونے کے ساتھ مڑی ہوئی ہوں۔ اور عصف کا مطلب بھی مائل یا مڑی ہوئی ہوگا۔ اگر یہ روایت میں محفوظ ہو، وہ بھی اس کے مشابہ ہے یعنی پلکوں کا مڑ نا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ کی پلکوں میں وَطَفٌ تھا۔ یہ بھی طول کو کہتے ہیں۔

وقولہا فی صوتہ : صَهَلٌ : اور صَحلٌ بھی روایت کیا گیا ہے، یعنی ایسے جیسے ہلکا سا گلا یعنی آواز میں بیٹھنے کا احساس ہوتا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تیز چبھتی ہوئی نہ ہو۔

وقولہا فی عنقه سطع ، ای طول : گردن قدرے لمبی تھی۔

قولہا : اِنْ تکلّم سما : اگر کلام کرتے تھے تو اونچے ہو جاتے تھے (یا چھا جاتے تھے)۔ یعنی اپنے سر کو یا ہاتھ کو اونچا کرتے تھے۔

آپ کے نطق کے بارے میں

قولہا : فَصلٌ لا نَزرٌ ۔ وَلَا هَذرٌ : مراد یہ ہے کہ آپ کا کلام خوبصورت اور متصل ہوتا تھا۔ نہ قلیل تھا نہ کثیر تھا۔

قولہا لا بَأسَ مِن طُول : احتمال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ حضور ﷺ ایسے لمبے نہیں تھے جو اپنے مُباری ( ) کو اپنی مطاوعت سے مایوس کر دے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہاں کتابت کی غلطی ہو۔ میرا خیال ہے کہ مطلب ہے کہ لَا بائِنَ مِن طُول (بے ہنگم لمبے بھی نہیں تھے)۔

قولہا لا تقتحمهُ عین من قصر : یعنی نگاہ ان کو حقیر نہیں محسوس کرتی تھی چھوٹے ہونے کی وجہ سے، نہ ہی عیب دار دیکھتی تھی۔

محفُودٌ : یعنی مخدوم تھے۔

محشُودٌ : یہ اس محاورے سے لیا گیا ہے حشدتُ لفلان فی کذا کہ میں نے فلاں کے لئے حشد کیا ہے اس وقت کہتے ہیں جب آپ نے اس کے لئے کچھ تیار کر رکھا ہو اور کچھ جمع کر رکھا ہو۔ ان کے علاوہ دیگر ذکر کیا ہے کہ محشود کا مطلب محفوف ہے (جس کو لوگ گھیرے رہتے ہوں) اور حشدہ اصحابه یعنی اطاف به یعنی جس کے ساتھی اس کے آگے پیچھے پھرتے ہوں۔

قولہا : لَا عَابِس : مراد یہ ہے کہ عابس الوجہ یعنی ترش رو نہیں تھے جو منہ بسور کر رکھتے ہوں۔ لَا مُفنَد یہ غذا سے مشتق ہے معتد کا مطلب الظلم ہے کہ آپ ظالم نہیں تھے۔

قولہ الہاتف۔ فتحلبت لہ بصریح : صریح کا مطلب ہے خالص۔ ضرّۃ سے مراد ہے لَحمُ والضَّرعِ تھنوں کا گوشت۔ فغادرھا رھنا لدیھا لحالب۔ مراد ہے کہ آپ ﷺ نے اس بکری کو اُم معبد کے پاس اس طرح رہن رکھا (یعنی چھوڑ کر چلے گئے) کہ وہ دودھ بہاتی رہے۔

باب ۲۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں حدیث ہند بن ابی ہالہ تمیمی

ہند بن ابو ہالہ تمیمی ربیب نبی۔ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ امام بغوی کہتے ہیں کہ ابو ہالہ نبی کریم ﷺ سے قبل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ ان کا نام نباش بن زرارہ تھا اور ان کا یہ بیٹا ہند بن نباش بن زرارہ تھا۔ یہ ہند جنگ جمل میں قتل ہو گئے تھے۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یہ شخص فصیح بلیغ تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی احسن طریقے پر وصف کی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے حدیث بھی روایت کی۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے نقل کی ہے اور بغوی نے بھی۔ (مترجم)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے لفظاً بھی اور قراءۃً بھی انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب عقیقی صاحب کتاب النسب نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابو محمد نے مدینہ میں ۲۶۳ھ میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن جعفر بن محمد نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر سے اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد محمد بن علی سے، اس نے علی بن حسین سے۔ وہ کہتے ہیں کہا حسن بن علی نے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابو ہالہ سے رسول اللہ ﷺ کے حُلیے کے بارے میں پوچھا (ظاہر ہے وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کے بیٹے ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی گود میں پروردہ تھے، ان سے بہتر کون حضور ﷺ کے حُلیے کو بتائے گا؟)۔ اس لئے وہ وصاف رسول کہلاتے تھے۔ حضور اکے بڑے وصف بیان کرنے والے۔ (میں نے کہا) میں امید کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے کچھ وصف بیان کریں گے۔ میں جس کو سینے سے لگالوں گا (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان فسوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن حماد انصاری مصری نے اور ابو غسان مالک بن اسماعیل نہدی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی مکے کے ایک آدمی نے ابو ہالہ تمیمی کے بیٹے سے۔ اس نے حسن بن علی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے پوچھا یعنی ہند بن ابو ہالہ تمیمی سے۔ وہ حُلیہ رسول کے بڑے وصف بیان کرنے والے تھے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ میرے لئے اس میں سے کچھ بیان کریں، میں جس کے ساتھ وابستہ ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا :

رسول اللہ ﷺ فربہ جسم پُر وقار صاحب وجاہت بزرگ تھے۔ ان کا چہرہ مبارک چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ میانہ قد سے لمبے تھے، شبی نما لمبے سے چھوٹے تھے۔ سر مبارک بڑا تھا، گھونگھرالے اور سیدھے بالوں کی درمیانی کیفیت کے بال تھے۔ اگر ان کے بالوں کی لٹ اور ایک حصہ دوسرے سے علیحدہ ہوتا تو خود بخود مانگ نکل آتی تھی۔

علوی کی ایک روایت میں عـقیقته کی بجائے عـقیصته ہے مراد وہی ہے بالوں کا ایک حصہ الگ ہونے پر مانگ نکل آتی تھی۔ مگر آپ کے بال جب وفرہ ہوتے تھے تو وہ آپ کے کانوں کی لو سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ گلاب کے پھولوں جیسا رنگ تھا، پیشانی مبارک کشادہ تھی، بھنویں مبارک باریک مگر کمان کی طرح خمدار تھیں بھنویں پوری اور مکمل تھیں مگر اس طرح نہیں کہ دونوں مل کر اور جڑ کر ایک ہو جائیں۔ دونوں بھنوؤں کے بیچ میں ایک رگ نمایاں تھی، جس کو غصہ اور ظاہر کر دیتا تھا۔ ناک مبارک کا بانسہ اونچا تھا، نتھنے باریک تھے۔ ہر وقت آپ کے اوپر ایک نور اور وجاہت ظاہر ہوتی تھی۔ جو شخص آپ کو بغیر غور کے دیکھتا آپ کی ناک بڑی خیال کرتا۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ کے رخسار مبارک ہلکے تھے، پھولے ہوئے نہیں تھے۔

اور علوی کی ایک روایت میں ہے مسربه کا یعنی سینے کے بالوں کی لکیر کا ذکر ہے۔ آپ کی گردن مبارک ایسی جیسے کہ تراشی ہوئی مورتی کی گردن ہے۔ جلد مبارک صفائی میں چاندی جیسی، جسمانی ساخت میں اعتدال تھا۔ صحت مند خوبصورت جسم تھا۔ مسیح الصدر کشادہ سینہ تھا۔ دونوں کندھوں کا درمیانہ فاصلہ بعید تھا۔ کلائیوں کی ہڈیاں گوشت سے پر تھیں۔ جسم مبارک منور تھا، بالوں سے صاف تھا۔ ہنسلیوں سے ناف تک بالوں کے سلسلے سے مربوط تھا، جو ایک دھاگے یا دھاری کی مانند جاری تھا۔ پستان والا حصہ اور پیٹ صاف تھا باقی جسم کے سوا۔ کلائیوں پر بال تھے۔ کندھوں پر بھی بال تھے۔ سینے کے بالائی حصہ پر ہلکے بال تھے۔ کہنیوں اور ٹخنوں کے جوڑ بڑے تھے۔ ہتھیلیاں نرم تھیں۔ علوی کی روایت میں ہے جبیں اقدس کشادہ تھی۔ سیدھی قامت تھی۔ ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔

علوی نے قدمین کا ذکر نہیں کیا۔ حاجات پوری کرنے والے ہاتھ پیر تھے۔ قدموں کے نیچے کے حالی حصے خالی تھے (یہ بات ماقبل کی تفصیلات کے خلاف ہے اور بعد والے جملے کے بھی منافی ہے۔ (واللہ اعلم)

مسیح القدم تھے۔ یعنی قدم مبارک پورے زمین کو چھوتے تھے (یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب پیر مبارک بھرے ہوئے ہوں، خالی حصہ بھی بھرا ہوا ہو۔ (مترجم)۔

ان دونوں کا چشمہ ابلتا تھا (یہ معجزہ تھا)۔ جب کسی جگہ سے ہٹتے تھے تو مضبوط اور وقار کے ساتھ، جب قدم رکھتے تو جماؤ کے ساتھ، جب چلتے تو نرمی کے ساتھ، رفتار تیز ہوتی تھی۔ جس وقت چلتے تھے تو ایسے لگتا جیسے اونچائی سے نیچے آتے ہیں۔ جب کسی طرف مڑتے پہلو بدلتے تو پوری طرح بدلتے۔ علوی کی ایک روایت میں لفظ جمعا کی جگہ جمیعا ہے۔

حضور ﷺ نگاہ کی حفاظت کرتے تھے آپ کی نظر اوپر سے نیچے زمین کی طرف زیادہ طویل رہتی تھی۔ جب کسی منظر کا ملاحظہ کرتے تو خوب غور سے دیکھتے (اپنے اصحاب سے آگے چلتے تھے)۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ جو آپ ﷺ سے ملتا آپ اس کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے۔

میں نے کہا، میرے لئے آپ حضور ﷺ کا نطق اور گویائی کی صفت بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا:

حضور ﷺ کو مسلسل حزن و غم لاحق ہوتے رہے۔ دائمی سوچ اور فکرة میں مبتلا رہے۔ علوی کی روایت میں فکرة کی جگہ لفظ فکر ہے۔ آپ کے لئے راحت و آرام نہیں تھا۔ لہذا آپ بغیر ضرورت اور حاجت کے کلام نہیں فرماتے تھے۔ لمبی خاموشی اختیار کرتے تھے۔ طویل السکتة تھے۔ علوی کی ایک روایت میں لفظ سکوت ہے۔ کلام شروع کرتے اور ختم کرتے تھے تو اپنی باچھوں کے اندر سے اور جامع ترین کلمات کے ساتھ کلام فرماتے تھے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ کلام واضح اور جدا جدا ہوتا تھا، نہ ضرورت سے زیادہ ہوتا تھا نہ ہی ضرورت سے کم ہوتا تھا۔ نرم خو تھے، نہ ظلم کرنے والے تھے نہ ذلیل و رسوا کرتے تھے۔

اللہ کی ہر نعمت کو عظیم سمجھتے تھے۔ اگرچہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ ان میں سے کسی چیز کی برائی نہیں کرتے تھے۔ ذائقوں اور مزوں کی نہ برائی کرتے تھے نہ تعریف کرتے تھے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ذائقوں یعنی مزوں کے دلدادہ نہیں تھے۔ نہ ہی ان کی تعریف کرتے تھے۔ اپنے غصے سے مغلوب ہو کر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ جب کوئی حق چیز پیش کی جاتی اس کے لئے مدد کرتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ دنیا کے لئے غصہ نہیں کرتے تھے۔ اور دنیا کے مفاد کے لئے بھی۔ جب حق دلوایا جاتا اسے کوئی نہ پہچانتا، اور آپ غصہ میں کوئی فیصلہ نہ کرتے، نہ ہی غصے میں بدلہ لیتے۔ نہ ہی اپنی ذات کے لئے کسی سے غصہ کرتے، نہ ہی اپنے لئے بدلہ لیتے تھے۔ جب اشارہ کرتے تو اپنی پوری ہتھیلی کے ساتھ کرتے اور تعجب اور حیرانی کا اظہار کرتے تو ہتھیلی پلٹتے۔ جب باتیں کرتے تو ہتھیلی کو بھی شامل کرتے۔ دائیں ہتھیلی کا اندروالا حصہ اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے پر مارتے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو اُلٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے تھے۔ اور جب ناراض ہوتے، منہ پھیر لیتے اور کھنچ جاتے۔ اور جب خوش ہوتے اپنی نظر نیچی کر لیتے۔ آپ کی ہنسی مسکراہٹ غالب ہوتی تھی۔ اولے یا برف کی طرح دانت چمکتے تھے۔ (اخرجہ الترمذی، والبغوی، والطبرانی)

حسن نے کہا کہ میں نے ایک زمانے تک اس کو حسین بن علی سے چھپایا۔ پھر میں نے ان کو بیان کر دیا تو میں نے ان کو پایا کہ وہ مجھ سے سبقت کر چکے ہیں اس کی طرف۔ انہوں نے اس سے پوچھا اس چیز کے بارے میں اور خرچ کے بارے میں، آپ کی شکل وصورت کے بارے میں۔ اس میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا سب کچھ بتایا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ کی آمدنی کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی آمدنی آپ کی ذات کے لئے اجازت دی ہوئی تھی اس میں۔ جب آپ گھر میں آتے تو اپنی آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

حضور ﷺ اپنی آمدنی تین حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ دوسرا حصہ ان کے گھر والوں کے لئے۔ اور تیسرا حصہ حضور ﷺ کی اپنی ذات کے لئے۔ پھر آپ اپنے حصوں کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے۔ لہٰذا وہ تمام عام وخاص کو دے دیتے تھے، اس میں سے کچھ بھی جمع کر کے نہیں رکھتے تھے۔

ابوغسان نے کہا کہ کوئی چیز لوگوں سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ ان سے کسی شئ کو چھپا کر ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

نیز اُمت کے حصے میں آپ کی سنت اور آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی اجازت اور اپنے حکم کے ساتھ اہل فضل کو ترجیح دیتے تھے۔ اور اس حصہ کو دین میں ان کی فضیلت وبرتری کے مطابق اس کو تقسیم کرتے تھے۔

پھر بعض لوگ ان میں ایک حاجت والے ہوتے، بعض دو حاجت والے بعض ان میں سے کئی حاجات والے ہوتے۔ لہٰذا اس آمدنی کے ساتھ وہ ضرورتیں پوری کر دیتے تھے احسن طریقے سے۔ جس میں اُمت کی اور ان کی صلاح اور فلاح ہوتی تھی اور ان کے بارے میں یعنی ضرورت مندوں کی بارے میں خود معلوم کر لیا، یا ان کی ضرورت سے اطلاع وخبر پا کر ان کے کام کرتے، اور فرماتے کہ تم لوگوں میں سے وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں میری بات اور پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اور ہر اس آدمی کی ضرورت وحاجت کی مجھے اطلاع پہنچائیں جو اپنی حاجت کی اطلاع خود مجھ تک نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ بے شک جو شخص بادشاہ وقت تک اس شخص کی ضرورت کی اطلاع پہنچائے جو خود اپنی ضرورت کی اطلاع اس کے پاس نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم ثابت قدم رکھے گا۔ انہیں لوگوں کا ہی آپ کے سامنے ذکر ہوتا رہتا تھا جو لوگ آپ کے سامنے آنے والے آتے ان سے صرف اسی بات کو قبول کیا جاتا اور آنے والے خالی نہ جاتے بلکہ انہیں کچھ کھانے دیا جاتا۔

علوی کی ایک روایت کے مطابق آنے والے لوگ کھائے بغیر نہ جاتے اور ان کے ساتھ کسی راستہ بتانے والے کو بھی بھیجا جاتا (یا دینی رہنمائی کرنے والا کوئی رہنما بھی ساتھ بھیجا جاتا تھا)۔ اس لئے علوی نے یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں۔ یعنی فقہاء یعنی فقیہ بھیجے جاتے۔

(فتح الباری ۱/ ۱۵۷)

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدنی اور خرچ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان سے ان کی آمدنی کے بارے میں پوچھا کہ اس میں کیسے کرتے تھے؟ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا مجھے آپ ﷺ کی آمدنی کے بارے میں خبر دیجئے کہ آپ اس میں کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے، یا اس کی حفاظت کرتے تھے، یا روک کر رکھتے تھے مگر لوگوں کے مفاد اور فائدے کے لئے (زبان کو استعمال کرتے تھے)۔ ان کی تالیف قلبی کرتے تھے۔ انہیں متنفر نہیں کرتے تھے۔

ابوغسان نے کہا یا ان میں تقسیم کرتے تھے۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں تفریق نہیں کرتے تھے۔ اور ہر قوم کے شریف اور معزز آدمی کی تکریم و عزت رکھتے تھے اور ہر قوم کے معزز شخص کو ان کی سرپرستی دیتے تھے۔ اور وہ شخص لوگوں کی حفاظت کرتا اور انہیں میں سے محافظ مقرر کرتے تھے، بغیر اس کے کہ وہ کسی کو اذیت دے یا اس کو اخلاقی طور پر نقصان پہنچائے۔

اصحاب کے حالات کا خیال رکھنا .... حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کو تلاش کرتے اور لوگوں سے ان کے معاملات اور حالات خود پوچھتے اور اچھے کی اچھائی کی تحسین فرماتے اور بُرائی کو بُرا قرار دیتے اور اس کی اہانت اور حوصلہ شکنی کرتے تھے۔ ہر معاملے میں اعتدال سے کام لیتے تھے۔ اعتدال کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ غافل نہیں رہتے تھے کہ کہیں لوگ بھی غافل نہ ہو جائیں، یا اُکتا نہ جائیں۔ ہر حال میں آپ کے پاس ایک تنبیہ کرنے والا موجود رہتا جو حق میں کمی نہ کرتا، نہ ہی حق کو سمیٹتا۔ جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سب لوگوں میں پسندیدہ لوگ ہوتے تھے۔ ان سب میں آپ کے نزدیک زیادہ تر وہ ہوتا جو عمومی طور پر سب سے زیادہ نصیحت کرنے اور خیر خواہی کرنے والا ہوتا۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک ان لوگوں میں بڑی قدر و منزلت والا شخص وہی ہوتا تھا کہ جو ان میں سب سے زیادہ خوبصورت طریقے پر غمخواری کرتا اور معاونت کرتا۔

حضرت حسین کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا آپ ﷺ کی مجلس کے بارے میں۔ علوی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ ﷺ اس میں کیسے کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نشست و برخاست، آپ کا اُٹھنا بیٹھنا اللہ کے ذکر پر ہوتا تھا۔ آپ مختلف مسکن ٹھکانے نہیں بناتے یا بدلتے تھے اور لوگوں کو بھی ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو محفل کے آخر میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے۔ اور اپنے اصحاب کو بھی محفل کے آخر میں بیٹھنے کا حکم دیتے۔ (جب کوئی چیز تقسیم کرتے تو) تمام شرکاء اور حاضرین مجلس کو برابر کا حصہ دیتے (یہاں تک کہ) حاضرین میں سے کسی کو یہ احساس نہ ہو سکتا کہ کسی دوسرے کا اس کے مقابلے میں زیادہ اکرام اور خیال کیا گیا۔

ذمہ دار کو صبر کی تلقین کرنا .... جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کسی کو کوئی ذمہ داری سپرد کرتے تو اس کو صبر کرنے کی واپس آنے تک تلقین کرتے اور جو شخص آپ ﷺ سے کوئی سوال کرتا اس کو خالی نہ بھیجتے بلکہ وہ چیز اس کو دے کر بھیجتے۔ (اگر سوال پورا نہ ہو سکتا تو) اس کو نرم بات کہہ کر بھیج دیتے۔ آپ ﷺ کے وسیع ظرفی، کشادہ اور فراخدلی اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے لئے بمنزلہ باپ کے تھے۔ سب لوگ آپ کے نزدیک حقوق کے اندر برابر تھے۔ آپ کی مجلس حوصلہ اور بردباری، شرم و حیاء، صبر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی مجلس میں اُونچی اُونچی آوازوں سے باتیں نہ کی جاتیں، نہ ہی اس میں کسی کی عزت و حرمت پامال کی جاتی نہ ہی لایعنی غلط اور غیبت کی باتیں ہوتیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف کی اور باہمی احترام کی باتیں ہوتیں۔ آپ ﷺ کی محفل میں تقویٰ کی بنیاد پر لوگوں کو ایک دوسرے پر فوقیت و فضیلت دی جاتی تھی۔

اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک حقوق کے معاملہ میں سب قریب قریب ہوتے تھے۔ لہٰذا تقویٰ کی بنیاد پر ایک دوسرے پر فضیلت وفوقیت پاتے۔ (اس روایت میں) ساقط ہوگیا ہے جو کچھ حصہ دونوں کے مابین ہے اس کے بعد دونوں روایتیں متفق ہوگئیں ہیں۔ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے اور بڑوں کی تعظیم کرتے اور چھوٹوں پر شفقت کرتے اور صاحب حاجت کو صاحب ضرورت پر ترجیح دیتے اور حفاظت کرتے۔ ابوغسان نے کہا کہ غریب ومسافر کو معلوم کر کے رکھتے۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ غریب یعنی مسافر پر شفقت کرتے۔

اپنے رفقاء کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک وسیرت .... کہتے ہیں اس نے کہا کہ (حضور ﷺ) کی سیرت اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کے ساتھ کیسی تھی؟ علوی کی ایک روایت ہے کہ میں نے ان سے پوچھا آپ ﷺ کی ہمنشینوں میں سیرت کے بارے میں؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت اور تازگی رہتی تھی۔ نرم خو تھے (یعنی نرم مزاج تھے) دل میں ہمیشہ نرم گوشہ رکھنے والے۔ سنگ دل بدمزاج نہیں تھے نہ ہی سخت مزاج تھے، نہ بہت شور شرابہ کرنے والے تھے، نہ گالیاں دینے اور بیہودہ گفتگو کرنے والے تھے، نہ عیب گیری کرنے والے تھے، نہ بہت زیادہ مذاق کرنے والے تھے۔ جس بات یا جس چیز کو آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے یا پسند نہیں کرتے تھے اس سے قصداً غافل اور لاپرواہی اور بے توجہی کرتے تھے نہ اس سے نفرت کرتے تھے اور نہ اس میں دلچسپی لیتے تھے۔

اپنے نفس کو تین چیزوں کا پابند بنانا .... آپ ﷺ نے اپنے نفس کو تین چیزوں کا تارک کر دیا تھا۔

(۱) شک کرنا یا جھگڑا کرنا۔　(۲) اکثار یعنی زیادہ کرنا (مال کا ہو یا گفتار کا)۔　(۳) لایعنی اور بے مقصد چیز۔

اور تین چیزوں سے لوگوں کو روک دیا تھا یعنی چھڑوادی تھیں۔

(۱) آپ ﷺ کسی کی مذمت اور بُرائی نہیں کرتے تھے۔　(۲) نہ ہی کسی کو عار دیتے، عیب لگاتے تھے۔

(۳) نہ ہی کسی کے عیب تلاش کرتے تھے۔

کلام صرف اور صرف اسی معاملہ میں کرتے تھے جس میں ثواب کی امید کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب کلام کرتے تو آپ کے ہم نشین اور رفقاء سر جھکا کر خاموش ہو جاتے تھے جیسے کہ ان کے سروں کے اوپر پرندے بیٹھے ہیں اور جب آپ ﷺ خاموش ہوتے جب وہ بولتے۔ اور وہ آپ کے سامنے کوئی جھگڑا تنازعہ نہ کرتے۔ علوی نے یہ اضافہ کیا کہ کسی بات کا تنازع پر جو شخص کلام کرتا اس کے لئے سب لوگ خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی بات ان کے نزدیک قسم کی طرح ہوتی۔ علوی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی بات ان کے نزدیک اولیت رکھتی تھی۔ حضور ﷺ ہر اس بات سے ہنستے جس سے آپ کے ساتھی ہنستے تھے اور حیران ہوتے جس سے وہ حیران ہوتے۔ مسافر اور غریب اپنی گفتار میں اور سوال کرنے میں اگر زیادتی کرتا تو اس پر صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اصحاب ان لوگوں کے لئے وہ چیز منگوادیتے۔

علوی کی ایک روایت میں فی منطقہ کی بجائے فی المنطق کا لفظ ہے۔

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ کسی حاجت طلب کرنے والے کو دیکھو کہ وہ مانگ رہا ہے تو اس کی مدد کردو (یعنی اس کو عطیہ دے دو)۔ اپنی تعریف کسی سے قبول نہ کرتے سوائے اس شخص کے جو کسی احسان کا نیکی کا بدلہ دینے والا ہوتا۔ کسی کی بات کو نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ بات پوری کر لیتا پھر اس کو کاٹتے تھے یا تو اس کو منع کر کے یا پھر اُٹھ جاتے۔ اور علوی کی روایت میں ہے کہ بات پوری ہونے یا اُٹھ جانے کے ساتھ۔

سکوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم .... کہتے ہیں کہ میں نے اُن سے پوچھا کہ حضور ﷺ کا سکوت اور خاموشی کیسی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کا سکوت چار طریقوں پر تھا۔

(۱) حلم (حوصلہ وصبر)۔　(۲) الحذر۔ بچنا اور احتیاط کرنا۔　(۳) تقدیر (اور اندازہ کرنا)۔　(۴) تفکر (غور و فکر کرنا)۔

علوی کی روایت میں ہے: (۴) التفکیر (فکر وسوچ ڈالنا)۔

بہر حال آپ کا تقدیر اور انداز ہ کرنا وہ ہوتا تھا لوگوں کے درمیان نظر اور استماع کی برابری کرنے میں آپ کی طرف سے۔

بہر حال آپ کا تذکرہ کرنا یا کہا تھا کہ آپ کا تفکر کرنا۔ سعید نے کہا کہ آپ کا تفکر تھا بلا شبہ۔ اور علوی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا فکر دلانا جو ہے وہ ان چیزوں میں ہوتا تھا جو باقی ہے اور فانی ہے۔

جامع صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم .... حضور ﷺ کے لئے حلم اور صبر کی صفت جمع کر دی گئی تھی لہذا کوئی چیز آپ ﷺ کو نہ غصہ دلاتی تھی نہ اشتعال دلا سکتی تھی۔ اور چار چیزوں میں بچنا اور احتیاط آپ ﷺ کے اندر جمع کر دیا گیا تھا۔

(۱) آپ ﷺ کا حسنی کو اور عمدہ صفات کو اخذ کرنا۔ سعید نے حسنی کو حسن کہا ہے اچھی خوب تر۔ اس لئے کہ لوگ اس میں آپ کی اقتداء و اتباع کریں۔

(۲) آپ ﷺ کا قبیح اور بری صفات اور چیز کو ترک کرنا تا کہ لوگ بھی اس سے باز آئیں۔ علوی کی روایت ہے کہ تا کہ اس سے روکا جا سکے۔

(۳) رائے میں اجتہاد ان امور میں جس میں آپ ﷺ اپنی امت کی اصلاح کریں۔

(۴) اور ان امور اور چیزوں کو قائم کرنا جس میں لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی گئی ہو۔ علوی کی روایت میں ہے کہ لوگوں کے لئے آپ ﷺ کا سرپرستی اور ذمہ داری لینا ان چیزوں میں جن میں ان کے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی گئی ہو۔ (رواہ ابن سعد فی الطبقات ۴۲۲/۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۳۱۱/۲)

گذشتہ روایات میں وارد ہونے والے مشکل الفاظ کی تفسیر وتشریح

(۱) ابوعبداللہ حافظ نے کہا کہ کہا ابومحمد حسن بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد نے کہ جب ہم اس حدیث کے سماع سے فارغ ہوئے ہمیں اس کی حدیث بیان کی علی بن جعفر بن محمد نے ۲۰۹ میں۔ ان سے کہا گیا کہ اس کو کس نے یاد کیا تھا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس سے کہا گیا کہ علی بن جعفر کب مرے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ۲۱۰ یعنی ان کے ہمیں یہ حدیث بیان کرنے کے ایک سال بعد۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے قتیبی سے خبر پہنچی ہے اور دیگر سے اس حدیث کے مشکل الفاظ کی تفسیر وتشریح کے بارے میں۔

قولہ: فخمًا مفخمًا : یعنی عظیم۔ معظم۔

قولہ: اقصر من المشذب : مشذب انتہائی لمبا۔

قولہ: ان انفرقت عقیقتہ فرق : اصل عقیقہ۔ بچے کے بال جو ابھی نہ اتارے گئے ہوں۔ جب وہ اتر جائیں اور دوسرے بال آجائیں تو پھر ان کا عقیقہ نہیں رہتا مگر بسا اوقات بال اتر جانے کے بعد بھی استعارۃ ان کو عقیقہ کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی لفظ عقیقہ اسی طور پر آیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ بالوں میں مانگ نہ نکالتے تھے بلکہ وہ خود الگ ہو جاتے تھے۔ یہ بات آغاز اسلام میں تھی اس کے بعد آپ ﷺ نے خود مانگ نکالی۔

میں کہتا ہوں کہ قتیبی کے ماسوا نے کہا ہے کہ اس شخص کی روایت میں جس نے عقیقہ کی بجائے لفظ عقیصہ روایت کیا ہے کہ عقیصہ سے مراد شعر معقوص ہیں۔ یہ مضفور کی مثل ہوتے ہیں۔

قتیبی نے کہا:

قولہ: ازہر اللون : اس سے مراد ہے چمکتا ہوا سفید رنگ۔ اسی محاورے سے ماخوذ کر کے نام رکھا جاتا ہے الزہرہ۔ اس کی شدت ضو اور روشنی کی وجہ سے۔ بہر حال رہا ابیض غیر مشرق (غیر چمکدار سفید) وہ امہق ہوتا ہے۔

قولہ : ازج الحواجب : یہ ماخوذ ہے الزجج سے۔ لمبی اور باریک بھنوؤں کو کہتے ہیں جو دونوں آنکھوں کی پچھلی جانب تک مکمل ہوں، پوری ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے بھنوؤں کی صفت بیان کی۔ فرمایا کہ۔

قولہ : سوابغ فی غیر قرن : قرن سے مراد ہے کہ دونوں بھنوئیں طویل ہوں یہاں تک کہ دونوں کی طرفین اور کنارے مل جائیں۔

یہ (مذکورہ بات) اس کے خلاف ہے جو ام معبد نے آپ کی وصف بیان کی تھی اس لئے کہ اس نے آپ کی وصف بیان کرتے ہوئے کہا تھا ازج اقرن، میں اس کو نہیں دیکھتا مگر اس طرح جیسے اس کو ابن ابو ہالہ نے ذکر کیا ہے۔

اور اصمعی نے کہا ہے کہ عرب القرن کو ناپسند کرتے تھے اور البلج کو پسند کرتے تھے۔

البلج : یہ ہوتا ہے کہ دونوں بھنوئیں ختم ہوں تو دونوں کے درمیان صاف ہو (جبکہ قرب دونوں ملی ہوئی ہوں)۔

قولہ اقنی العرنین : العرنین معطس ہے اور وہ مرسن ہے۔

اور القنیٰ اس میں اس کا طول اور باریک ہونا اس کی نوک کا۔ اور اس کے وسط میں ذرا خم ہو۔

قولہ : یحسبہ من لم یتأملہ اشمّ : بانسے کا اونچا ہونا اور اس کا حسین ہونا۔ اس کا اوپر برابر ہونا۔

قولہ : اشراف الارنبۃ : ناک کی بیچ کی ہڈی کا ذرا سا اونچا ہونا۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ بات آپ کی ناک کے بانسے کی خوبصورتی اس کا اعتدال غور کرنے سے پہلے اونچا سمجھنا مراد ہے۔

قولہ ضلیع الفم : عظیم مراد ہے کیونکہ عرب اس کی تعریف کرتے تھے اور صغیر الفم کی مذمت کرتے تھے۔ بعض نے کہا کہ

ضلیع [illegible] مراد ہے (دو پتلا [illegible]) یہ بات یہ کیفیت نبی کریم ﷺ کے منہ کی اس طرح تھی کہ اس سے آپ کی ہونٹوں کی باریکی پتلا ہونا اور خوبصورتی مراد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تکلم [illegible] کان یفتتح الکلام ویختمہ باشداقہ کہ آپ ﷺ کا کلام کا آغاز اور اختتام (اپنی باچھوں کی فراخی سے کرتے تھے یعنی پورے منہ سے) فرماتے ہیں کہ۔

ذالک لرحب شدقیہ : یہ کیفیت آپ ﷺ کی باچھوں یا منہ کی فراخی کی وجہ سے تھی۔ اور اصمعی سے مروی ہے کہ میں نے ایک دیہاتی عرب سے پوچھا حال الجمال؟ حسن کیا ہوتا ہے؟ اس نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

غئور العینین : آنکھوں کا سیاہ گہرائی میں دھنسا ہوا ہونا۔

اشراف الحاجبین : بھنوؤں کا اونچا ہونا۔

رحب الشدقین : باچھوں (منہ) کا فراخ ہونا۔

ایک اشکال کا جواب .... اس مقام پر اشکال یہ واقع ہو رہا ہے کہ حدیث شریف میں متشدقین کی حضور ﷺ سے مذمت مروی ہے اور متنطعین کی بھی۔ اس کا جواب مصنف دیتے ہیں کہ بہرحال کہ حضور ﷺ سے جو حدیث آئی ہے متشادقین کے بارے میں اس سے حضور ﷺ کی مراد وہ لوگ ہیں جو تشادق کرتے ہیں (یعنی بلا احتیاط ہر قسم کی گفتگو کرتے ہیں فخریہ کرتے ہیں فصاحت دکھانے کے لئے باچھوں کو کھولتے ہیں، ہر بات میں مبالغہ کرتے ہیں اور باچھیں پھیلا کر بات کرتے ہیں) یعنی جب کلام کرتے ہیں تو اپنی باچھوں کو دائیں بائیں جھکاتے ہیں اور بات میں مبالغہ کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے شدق جبڑوں کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے مراد باچھوں سے منہ بھر کر کلام کرتے ہیں تو گویا فصحا کے انداز کے مطابق اپنی اشداق سے کلام شروع کرنے اور ختم کرنے کا مطلب ہے۔ آپ چونکہ فصیح الکلام تھے اور فصحاء کی طرح اور بجنل اور اصل انداز میں کلام کرتے ہوئے آغاز میں بھی فصاحت سے کرتے اور اختتام بھی فصاحت کلام پر کرتے۔ پورا کلام فصاحت پر مشتمل ہوا آغاز ہو یا اختتام۔

قولہ : أَشْنَبُ : یہ شَنَبٌ فِي الْأَسْنَانِ کے محاورے سے ماخوذ ہے۔ اس سے ان کے اطراف کی تیزی مراد ہے۔

قولہ : دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ : مسْرُبہ بالوں کی باریک لکیر جو ہنسلی سے ناف تک چلی جاتی ہے۔

قولہ : كَأَنَّ عُنُقَه جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ : (جید ۔ گردن)، (للدمیۃ۔ مورتی) جس کی وجہ سے اس کو چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

قولہ : بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ : بادنٌ ۔ ضخم (موٹا یا بھاری ہونا)۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ آپ ﷺ صحت مند جسم کے باوجود متما سك اللحم تھے۔ گسے ہوئے وجود والے تھے (پلپلے وجود کے نہیں تھے)۔ کیونکہ اول الذکر قوت اور مضبوطی کی علامت ہے تو ثانی الذکر کمزور اور کاہل کی علامت۔

قولہ : سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ : اس سے مراد ہے کہ آپ کا پیٹ بڑھا ہوا نہیں تھا۔ بلکہ پیٹ اور سینہ برابر تھے۔ جبکہ سینہ چوڑا تھا اور وہ پیٹ کے برابر تھا۔

قولہ : ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ : اعضاء مراد ہیں۔ اعضاء موٹے یعنی گوشت سے پُر تھے (آپ سوکھی لکڑی نہیں تھے)۔

قولہ : أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ : المتجرّد بدن کا وہ حصہ جس سے کپڑا الگ کر لیا گیا ہو۔ اور جسم کپڑے سے خالی اور اکیلا ہو۔

قولہ : أَنْوَرُ مِنَ النُّوْرِ : شدت بیاض مراد ہے۔

قولہ : طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ : کلائی کو جوڑ جس پر گوشت نہ ہو بلکہ جوڑی ہڈی نمایاں ہو۔ اور زند دوسرے ہوتے ہیں۔ ایک کا نام الکوع ہے، دوسرے کا الکرسوع۔ کہنی کے جوڑ کا وہ حصہ جو چھوٹی اُنگلی کی سمت پر ہے وہ کُرْسُوْع ہے اور جوڑ کا وہ حصہ جو انگوٹھے کے رُخ پر ہے۔ اس کا نام الکوع ہے۔

قولہ : رَحْبُ الرَّاحَةِ : مراد ہے ہتھیلی کشادہ تھی۔ عرب اس صفت کی تعریف کرتے تھے۔ اور اس کو اچھا سمجھتے تھے۔

قولہ : شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ : موٹا اور چھوٹا ہونا مراد ہے۔

قولہ : سَائِلُ الْأَطْرَافِ : مراد ہے کہ اُنگلیاں لمبی تھیں۔ نہ تو حلقہ بندھی ہوئی تھیں نہ ہی انتہائی چھوٹی تھیں۔

قولہ : خُمْصَانُ الْأَخْمَصَيْنِ : الأخمص قدم کے نیچے سے ہوتا ہے و کرب اور خم مراد ہے جو حصہ بیچ میں زمین سے نہیں لگتا بلکہ اُونچا رہتا ہے۔ اس قول کے قائل نے یہ مراد لی ہے کہ یہ حصہ آپ ﷺ کے قدم کا زمین سے اُٹھا ہوا تھا۔

وَإِنَّهُ لَيْسَ بِأَرْجَ : ارج نہیں تھے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جس کے قدم کا اندر کا حصہ برابر ہو، یہاں تک کہ پورا قدم زمین سے لگے (مطلب ہے کہ آپ کا پورا قدم نہیں لگتا تھا)۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس روایت کے خلاف ہے جو ہم نے آپ ﷺ کی وصف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

انه كان يطاء بقدميه جميعًا ليس له اخمص

آپ ﷺ اپنا پورا پیر زمین پر رکھتے تھے، بیچ سے خالی نہیں تھا۔

قولہ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ : مراد یہ ہے کہ دونوں قدموں کا ظاہر ممسوح تھا (یعنی چکنا تھا)۔ یعنی جب ان پر پانی ڈالا جاتا تو تیزی سے اُوپر سے گزر جاتا، ان کے برابر اور نرم ہونے کی وجہ سے۔

قولہ : يَخطُوْ تَكَفِّيًا وَ يَمْشِيْ هُوْنًا : اس سے مراد ہے کہ آپ جب قدم رکھتے تو آرام سے اور نرمی سے رکھتے تھے۔ اور نرمی سے چلتے تھے غیر مغرور طریقے پر (ٹھوکریں مار کر اور دھپ دھپ کر کے نہیں چلتے تھے)۔

قولہ : ذَرِيعُ المِشْيَة : سے مراد یہ ہے کہ ایسی نرم رفتار کے ساتھ تیز چلتے تھے۔

قولہ : اذا مشی کا نما ینحط من صبب الصبب ڈھلوان۔ قولہ : یسوق اصحابہ۔ اس سے مراد ہے کہ آپ ﷺ جب اپنے اصحاب کے ساتھ چلتے تو ان کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور خود ان کے پیچھے چلتے تھے۔

قولہ : دِمِثًا: مراد ہے سَهْلًا لَيِنًا یعنی نرم مزاج تھے۔

قولہ : لَيْسَ بالجَافِيْ وَلَا المُهِيْن : مراد یہ ہے کہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتے تھے، اور نہ ان کی اہانت اور تذلیل کرتے تھے۔ ویُروی، ولا المهين (یہ لفظ میم کے پیش کی بجائے زبر کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ یعنی اسم فاعل کے بجائے مصدر کے ساتھ)۔ اگر روایت اسی طرح ہو تو مراد یہ ہوگی کہ آپ سخت سنگ دل ظلم کرنے والے نہیں تھے نہ حقیر و ضعیف تھے۔

قولہ : وَيَعظم النِعْمَة وَاِنْ دَقَّتْ : فرماتے ہیں کہ آپ کو جو چیز دی گئی چھوٹی یا بے قدر نہیں سمجھتے تھے نہ ہی اس کو حقیر سمجھتے تھے۔

قولہ : لَا يَذُم ذَوَاقًا وَلَايَمدحه : مراد یہ ہے کہ آپ طعم کو یعنی کھانے پینے کی چیز کو بہت اچھی یا خراب کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں کرتے تھے۔ اگر چہ اس میں خوبی یا خامی ہوتی بھی تھی۔

قولہ : اعرضَ وَاَشَاحَ : کہا جاتا ہے اَشَاحَ جب مشقت کرے اور اس وقت ہی اَشَاحَ کہا جاتا ہے۔ جب چہرہ پھیر لے۔ اس مقام پر یہی معنی مراد ہے۔

قولہ : يَفْتَرُ : ای يَتَبَسَّمُ یعنی تبسم اور مسکراہٹ اختیار کرتے تھے۔

قولہ : حَبَ الْغَمَام : اَلْبَرْد اولے برف۔ حضور ﷺ کے ثغر کو دانتوں کی چمک کو اس کے ساتھ تشبیہ دینا۔

قولہ : فیرد ذلك على العامة بالخاصة : مراد یہ ہے کہ عام لوگ جو آپ کے پاس نہیں پہنچتے تھے آپ کے گھر میں اس وقت۔ تاہم آپ ان کا حصہ اسی تقسیم میں سے کسی خاص بندے کے توسط سے اس عام آدمی کے پاس پہنچا دیتے تھے۔

قولہ : يد خلون رُوّ ادًا : اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس نفع کے طالب ہوتے تھے۔ جو ان کے لئے دینی یا دنیاوی حضور ﷺ کے پاس ہوتا تھا۔

قولہ : ولا يتفرقون الا عن ذواق : اصل میں یہاں مراد ذائقہ ہے۔ لیکن اس سے مراد ضرب مثل کے طور پر وہ چیز ہے جو وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس خیر پا لیتے تھے۔

قولہ : يخرجون من عنده ادلة : مراد یہ ہے کہ آپ کے رفقاء جس چیز کو جانتے تھے وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

قولہ : لَا تُؤبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ : ای لا تقترف فیہ یعنی آپ کی مجلس میں کسی پر تہمت اور عیب نہیں لگایا جاتا تھا۔

قولہ : لَا تُنثى فَلَتَاتُه : یعنی بے ہودہ بات یا ذلت و لغزش کو بیان نہیں کرتے تھے۔ اگر چہ آپ کی مجلس میں بعض لوگوں کی طرف سے ہو بھی جاتی (یہ لفظ اس محاورے سے ماخوذ ہے)۔ نَثَوتُ الحديث، فَانا انْثُوه، اِذَا اذعته جب آپ کسی چیز کو پھیلا دیں عام کر دیں۔ فَلَتَات، فَلْتَةٌ کی جمع ہے۔ یہاں مراد ذلت اور لغزش اور گھٹیا بات ہے۔

قولہ : اذا تكلم اطرق جلساؤه كانما على رؤ وسهم الطير : مراد یہ ہے کہ آپ کے رفقاء سکون اور آرام سے سر جھکا کر بیٹھ جاتے تھے، نہ حرکت کرتے تھے اور نہ ہی نظریں اوپر اٹھاتے تھے۔ کیونکہ پرندہ نہیں اترتا مگر ساکن چیز پر۔

قولہ: لا یقبل الثناء الا من مکافیٔ : مراد یہ ہے کہ جب کوئی بلاوجہ از خود مدح و تعریف کرنے لگتا، آپ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ اور جب آپ کوئی معروف اور نیکی کسی کے ساتھ کرتے اس پر وہ شخص اس کے ذریعے آپ کی تعریف کرتا، کوئی بھی تعریف کرنے والا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا تو اس کے تعریف کرنے کو اور شکریہ کو قبول فرماتے تھے۔

ابن الانباری کا قول .... ابوبکر ابن الانباری نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے انعام و احسان سے کوئی ایک شخص بھی محروم نہیں تھا۔ اور انہوں نے اس بارے میں تفصیل سے بات کی ہے۔ حقیقت اس طرح ہے اور معنی اور مطلب یوں ہے کہ آپ ثنا اور تعریف اس آدمی کی قبول کرتے تھے، جو اپنے اسلام کی حقیقت کو پہچانتا اور اپنی طرف سے اس احسان اور نعمت کو سراہنے اور شکر ادا کرنے کے لئے تعریف کرتا جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے پہلے اسے حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔

الازہری کا قول .... فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مدح و ثنا وہ قبول کرتے تھے جو جائز اور درست ہوتی، حقیقت پر مبنی ہوتی تھی۔ وہ تعریف قبول نہیں کرتے تھے جس میں حد سے تجاوز کیا گیا ہو۔ اور وہ بھی قبول نہیں کرتے تھے جس میں کوتاہی کی گئی ہو۔ اس کے مقام سے آپ کو گھٹایا گیا ہو جس مقام رفیع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فائز فرمایا تھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا:

لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم ولکن قولوا عبداللہ ورسولہ

مجھے اس طرح نہ بڑھانا، گھٹانا جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ کیا۔ بلکہ یوں کہو (جو بات حقیقت ہے) کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

جب یہ کہا جائے کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں تو اس کو ایسی صفت کے ساتھ موصوف کیا گیا کہ آپ کی امت میں سے کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کو بھی اس صفت کے ساتھ موصوف کیا جائے تو یہ مدح آپ کے لئے عین حقیقت اور واقع کے مطابق ہوئی۔

(بخاری کتاب الانبیاء ۴۸۔ فتح الباری ۶ / ۴۷۸)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ قتیبی کا قول صحیح واقع ہوتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے پاس مسلم بھی آتا تھا اور کافر بھی۔ اور آپ کے سامنے تعریف نیک بھی کرتا تھا اور بد بھی۔ مگر آپ اس کو صرف سب سے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے قبول کرتے تھے جس کے ساتھ بالخصوص آپ کوئی نیکی کر چکے ہوتے تھے۔ واللہ اعلم

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تحقیق جمیع بن عبداللہ فرغانی نے روایت کی ہے مگر وہ صفت نبی میں دوسری روایت اور حدیث میں معروف نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اس میں بعض الفاظ کی تفسیر میں اپنے الفاظ درج کر دیئے ہیں اور یہ بھی بیان نہیں کیا کہ اس تفسیر کا قول کرنے والا کون ہے؟ اس کے مطابق جو ہم نے سنا ہے مگر وہ حدیث یا روایت جو ان تمام احادیث صحیحہ اور مشہورہ کے مطابق اور موافق ہو جنہیں ہم نے احادیث صحیحہ میں روایت کیا ہے وہ درست ہے۔ پس ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور اعتبار اس کا ہے جو تحقیق گزر چکی ہے۔

ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یوسف مؤذن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمران نسوی نے۔ وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے احمد بن زہیر نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جمیع بن عبداللہ فرغانی نے، ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے اور ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ طویل البائن (انتہائی لمبی لکڑی جیسے) نہیں تھے۔ اور مُشذّب المذاهب (انتہائی چھوٹے) نہیں تھے۔ مُشذّب کا مطلب ہے بذات خود لمبا ہو مگر پورا لمبا نہ ہو۔ اور قصیر مُتردّد (زیادہ چھوٹا یا ٹھگنے) نہیں تھے۔ ربعۃ کی طرف منسوب ہوتے تھے۔

آپ جب اکیلے چلتے تھے تو اس حالت پر نہیں ہوتے تھے جس چال پر لوگوں میں سے کوئی ایک چلتا ہے جو لمبا ہونے کی نسبت کہا جاتا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے لمبے ہوتے، اور بسا اوقات آپ کے ساتھ دو لمبے آدمی کھڑے ہوتے تو آپ ان سے لمبے ہو جاتے۔ جب وہ آپ سے

جدا ہوکر چلے جاتے تو آپ کو ربعۃ اور میانہ پن کی نسبت دی جاتی تھی۔ اور کہنے والا کہتا کہ ہر چیز ربعۃ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ آپ کا رنگ سفید تو تھا مگر چونے کی طرح سُرخی سے خالی نہیں تھا۔ یعنی ایسی سفیدی جس کی تشبیہ دی جائے۔ اور صرف گندم گونی بھی نہیں تھے۔ آپ ازہر لون والے تھے۔ ازہر وہ سفید جس کی سفیدی خالص ہو جس میں نہ حمرۃ ملی ہو نہ صفرۃ، نہ کوئی اور رنگ۔ بسا اوقات حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ مسجد رسول میں شعر کہتے تھے، جو آپ کے چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کی رنگت کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للأرامل

ایسا سفید اور روشن چہرہ جس کے صدقے میں بادلوں سے باران رحمت مانگی جائے۔ یتیموں کا ماوٰی اور ملجا، فریادرسی کرنے والا ملجٰی اور شدت میں کھانا دینے والا، بیواؤں کی جائے پناہ ہے۔

تحقیق آپ کی تعریف کی ہے۔ بعض نے آپ کی نعت بیان کی ہے کہ آپ حمرۃ اور سُرخی پلائے ہوئے رنگ والے تھے۔ جس نے اس کے ساتھ آپ کی تعریف بیان کی ہے اس نے درست کہا ہے اور سچ کہا ہے۔ بلکہ سُرخی پلایا ہوا وہ تھا جو سورج چڑھنے کی چمک لئے ہوئے اور ٹھنڈی ہوا کی تازگی لئے ہوئے رنگ تھا۔ اسی نسبت سے سفید سُرخی پلایا ہوا رنگ تھا۔ اور جسم کا باقی حصہ کپڑوں میں چھپا ہوا تھا، وہ ابیض ازہر تھا۔ اس میں کسی نے شک نہیں کیا۔ ان لوگوں میں سے جس نے بھی آپ ﷺ کی وصف بیان کی بایں صُورت کہ آپ کا رنگ ابیض ازہر تھا سوائے اس کے نہیں کہ حمرۃ سورج اور ہوا کی جانب سے تھی (مراد ہے خوشبو سے)۔

آپ ﷺ کا پسینہ آپ کے چہرہ پر موتیوں کی مثل تھا، جو کہ خالص کستوری سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا ہوتا۔ آپ ﷺ کے بال خوبصورت سیدھے قدرے خمدار جیسے کنگھی کیے ہوئے، بالکل سیدھے (چھڑک) نہ انتہائی گھونگھرالے۔ جب آپ ﷺ ان کو کنگھی کرتے تھے یا کنگھی کے ساتھ سیدھا کرتے۔ جب آپ ایسے ٹھہرے رہتے کنگھی نہ کرتے تو بال بعض کو پکڑ لیتے اور گول حلقے بنا لیتے۔ یہاں تک کہ ایسے حلقے بنا لیتے جیسے انگوٹھیاں۔ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے پیشانی کے بالوں کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان لٹکایا تھا، جیسے گھوڑے کی پیشانی کے بال آگے لٹکے ہوتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مانگ نکالنے کا حکم لے کر آگئے۔ لہٰذا پھر آپ ﷺ نے ہمیشہ مانگ نکالی۔ آپ ﷺ کے بال بھنوں سے اُوپر تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے۔ اور اکثر و بیشتر اوقات کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔

بالوں کو چار حصوں میں تقسیم فرمانا .... بسا اوقات آپ ان کو چار حصوں میں کر لیتے تھے۔ دایاں کان دو حصوں میں نکالتے جو اس کو احاطہ کر لیتیں اور بایاں کا دوسرے دو حصوں میں سے نکالتے۔ وہ دونوں اس کان کو احاطہ کر لیتیں، اور آپ کے دونوں کانوں کا بیاض اور سفیدی بالوں کی ان دو چھلوں حصوں میں سے ایسے چمکتی تھی جیسے آپ کے بالوں کی سیاہی میں سے روشن تارے چمک رہے ہیں۔ آپ کے بالوں کی سفیدی آپ کے سر کی دونوں جانبوں میں تھی۔ اور خود ان سے مانگ تک کنارے مراد ہیں۔

آپ کی داڑھی کے اکثر سفید بال تھوڑے اُوپر تھے۔ آپ کے سفید بال ایسے تھے جیسے چاندی کی تاریں ہیں جو بالوں کی سیاہی میں موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں۔ جب ان سفید بالوں کو پیلے رنگ کی خوشبو سے آراستہ کرتے (یا اکثر آپ کرتے تھے) تو ایسے لگتا جیسے یہ سونے کی تاریں ہیں جو بالوں کی سیاہی میں موتیوں کی طرح چمکتی ہیں۔ آپ سب لوگوں سے زیادہ حسین ترین چہرے والے تھے۔ اور رنگ کے اعتبار سے سب سے زیادہ روشن۔ کسی وصف بیان کرنے والے نے ایسے آپ کی صفت بیان کی جیسے ہم تک پہنچی ہے صفت۔ مگر سب نے آپ کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔

تحقیق ان میں سے جو بھی کہتا وہ یہ کہتا کہ ہم بسا اوقات موازنہ کرنے کے لئے کبھی چاند کو دیکھتے تو کہتے کہ حضور ﷺ ہماری نظروں میں چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ پھولوں جیسے چہرے والے۔ چہرہ ایسے چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ آپ ﷺ کی خوشی اور ناراضگی آپ کے چہرے سے عیاں ہو جاتی تھی۔ جب آپ خوش ہوتے اور راضی ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسے لگتا جیسے آئینہ ہے، گویا کہ آپ کے چہرے پر انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ جب آپ ﷺ غضبناک ہوتے تو آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔

حضور ﷺ کے بارے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایسے تھے جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصف بیان کی تھی۔

امین مصطفیٰ للخیر یدعو کضوء البدر زایله الظلام

آپ امین ہیں برگزیدہ ہیں خیر کے داعی ہیں۔ چودھویں کے چاند کی طرح انہوں نے اندھیروں کو دور کر دیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ اسی طرح تھے۔

حضور ﷺ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بسا اوقات زہیر بن ابوسلمی شاعر کا شعر پڑھتے تھے جو انہوں نے ہرم بن سنان کے بارے میں کہا تھا کہ

لو کنت من شیء سوی بشر کنت المضیء لیلة البدر

اگر آپ انسان اور بشر کے علاوہ کوئی چیز ہوتے تو آپ رات کو روشن کرنے والا بدر منیر ہوتے۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ جو شخص اس شعر کو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ اس شعر کا مصداق تو نبی کریم ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کے سوا دوسرا کوئی ایسا نہیں تھا۔

حضور ﷺ کے بارے میں آپ کی پھوپھی عاتکہ کا قول

اسی طرح آپ ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اس وقت کہا تھا جب آپ مکے سے مہاجر بن کر نکلے تھے، پھوپھی نے اس وقت روتے ہوئے کہا تھا اور بنو ہاشم کو بھی رونے پر ابھارا تھا۔

عینیّ جودا بالدموع السواجم علی المرتضی کالبدر من ال هاشم

علی المرتضی للبر والعدل والتقی ولـلـدین والدنیا بهیم المعالم

علی الصادق المیمون ذی الحلم والنهی وذی الفضل والداعی لخیر التراحم

میری آنکھیں موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہیں، آنسوؤں کے ساتھ اس عظیم شخص پر جو چنیدہ اور برگزیدہ ہے۔ جو چودھویں رات کے چاند کی مثل ہے، جو آل بنو ہاشم میں سے ہے۔ وہ شخص نیکی عدل اور تقویٰ و خدا ترسی کے لئے چن لیا گیا ہے۔ یہ صفات دین اور دنیا میں عظیم نشانیاں ہیں۔ اس شخص کی جو صادق ہے امانت دار ہے، ذی حلم و حوصلہ ہے، صاحب عقل و فراست ہے، صاحب فضیلت ہے، خیر کا داعی ہے یا باہمی شفقتوں والی بھلائی کا داعی ہے۔

دیکھئے آپ ﷺ کی پھوپھی نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی ہے اور دیگر مذکورہ اوصاف کے ساتھ آپ کی تعریف کی تھی۔ اور اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ اوصاف ڈالی تھیں۔ لہٰذا اللہ نے لوگوں کے دلوں میں یہ ساری باتیں القاء کر دی تھیں۔ یہ بڑی بات ہے کہ حضور ﷺ کی یہ صفات وہ پھوپھی بیان کر رہی ہیں جو اُس وقت اپنی قوم کے دین پر تھیں (مسلمان نہیں ہوئی تھیں)۔

☆☆☆
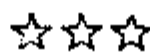
جبینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طلعت

حضور ﷺ روشن جبین تھے۔ آپ ﷺ کی جبینِ اقدس جب آپ کے بالوں میں سے ظاہر اور طلوع ہوتی یا طلوع فجر کے ساتھ آپ ﷺ کی جبین کی طلعت ظاہر ہوتی یا رات کے چھا جانے کے وقت یا جس وقت آپ ﷺ چہرۂ انور کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے تو لوگ آپ کی جبین روشن کو دیکھ کر یہی تاثر لیتے اور یہی تصور قائم ہوتا جیسے چراغ روشن کی روشنی اور چمک متحرک ہو رہی ہے۔ اور لوگ یہی کہتے کہ آپ ﷺ واقعی ایسے ہیں جیسے آپ کے بارے میں شاعر صادق حسان بن ثابت نے فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کے بارے میں حسان بن ثابت کے تاثرات

مَتَـىٰ يَبْدُ فِـي الدَّاجِ الْبَهِيمِ جَبِينُهُ　　　يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ

فـمـن كان او من قد يكون كا حمد　　　نظـام لِـحـق او نـكـال لـمـلـحـد

(دیوان حسان ص ۳۸۰)

جب حضور ﷺ کی جبین اقدس کا رات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ظہور ہوتا ہے تو وہ ایسے چمکتی ہے جیسے اندھیرے میں روشن کئے جانے والا چراغ چمکتا ہے۔
حق کو قائم کرنے والا یا بے دینوں کے لئے سزا دینے والا احمد مرسل جیسا کون ہو سکتا ہے؟

نبی کریم ﷺ کی پیشانی کشادہ، بھنویں باریک اور کامل تھیں

دونوں بھنویں تیار شدہ تھیں قدرتی طور پر۔ اور یہ بھنویں متوسط تھیں ایسے تھیں کہ کوئی ایک بال ان دونوں میں سے کوئی بال بے محل یا زیادہ نہیں تھا۔ نہ اُگنے میں بے محل بال تھا، نہ برابر ہونے میں۔ دونوں بھنویں ناک کے اوپر جڑی ہوئی نہیں تھیں بلکہ دونوں کے درمیان حسین چمکدار سا فاصلہ تھا جو ایسا خوبصورت لگتا تھا جیسے دونوں بھنوؤں کے درمیان صاف شدہ چاندی چمک رہی ہے۔ دونوں کے درمیان ایک نمایاں رگ تھی جس کو غصہ اُبھار کر واضح کر دیتا تھا۔ یہ رگ غصے کے وقت ہی دیکھی جا سکتی تھی ہر وقت نظر نہیں آتی تھی۔

اَلْاَبْلَج　:　سے مراد وہ بالوں سے صاف جگہ ہے جو دونوں بھنوؤں کے مابین تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک

آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں نجلآء تھیں اور ادعج تھیں۔

اَلْعَيْنُ النَّجْلَاءُ　:　سے مراد ہے خوبصورت کشادہ آنکھ۔

ادعج　:　سے مراد ہے کہ آنکھ کے ڈھیلے میں سیاہ حصہ شدید سیاہ تھا۔ یہ صفت ادعج کسی چیز میں نہیں ہوتی صرف آنکھ کی سیاہ پتلی میں ہوتی ہے۔

نیز آپ ﷺ کی آنکھوں میں حمرۃ اور ہلکی سرخی کا امتزاج بھی تھا۔ پلکیں مبارک گھنی اور قدرے بڑی مگر حسین تھیں۔ زیادہ ہونے کی وجہ سے قریب تھا کہ آپس میں مل جائیں۔ آپ ﷺ اَقْنَى الْعِرْنِيْن تھے۔ اُونچی ناک تھی۔

العرنین وہ ہوتا ہے جس کی ناک اول سے آخر تک مستوی اور برابر ہو۔ اسے اَشَمُّ الانف کہتے ہیں۔

دانِدنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ کے دانت اَفلَج تھے اور اَشنَب تھے۔

شَنَب یہ ہوتا ہے کہ دانت متفرق ہوں اس میں حسین فاصلے ہوں جیسے کنگھی کے داندن میں ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کنارے قدرے تیز تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے تھے جیسے آبدار موتی۔ کھلنے سے ایسے محسوس ہوتا جیسے ابھی ان سے پانی ٹپکے گا۔ آپ ﷺ جب ہنستے مسکراتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا جیسے برف کے اولے ہیں جو بادلوں کی سطح سے پھیلے ہیں۔ جب مسکرا کر ہنس دیتے گویا ایسے مسکراتے جیسے بجلی آہستہ سے ایک دم تیز چمکتی ہے اور ہونٹ تو بندگانِ خدا میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اسی طرح منہ کی گولائی خوبصورت مگر انتہائی لطیف تھی۔ رخسار مبارک نرم اور ہلکے متواضع تھے (گالیں گول گپی نہیں تھیں)۔ اس کے لئے صلت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صَلت خد یعنی رخسار کو کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ اسیل الخد تھے۔ مراد ہے مستوی الخدین تھے (گالیں برابر تھیں)۔ منہ کا گوشت بعض میں گوندھا ہوا اور بنا ہوا نہیں تھا (جس سے چہرہ گول اور بدوضع ہو جاتا ہے) طویل الوجہ (یعنی لمبوترہ چہرہ نہیں تھا)۔

لا بالمُکلثَم : مُکلثَم نہیں تھے (یعنی ضرورت سے زیادہ گول چہرہ)۔

کثُ اللّحیۃ تھے، گھنی داڑھی تھی۔ اَلکَثُ کا مطلب ہوتا ہے کہ بالوں کے اُگنے کا سرا ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔

فنیکاہ حوْلَ العُنفقَۃ : نچلے ہونٹ کے نیچے (داڑھی کی بچی) کے بالوں کے گرد کے بال سفید تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ سفید موتی ہیں اور آپ کی عَنفَقَۃ کے نیچے شعر مُنقَادُ تھے۔ یہاں تک کہ وہ داڑھی کے اصل بالوں پر پڑتے تھے اس طرح کہ جیسے وہ داڑھی میں سے ہیں۔ اور

فنیکان : دونوں مواضع طعام ہوتے ہیں۔ عنفقہ کے اردگرد اس کے دونوں جانب پورے سب کے سب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک

رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک بندگانِ خدا میں سے سب سے زیادہ حسین ترین گردن تھی جس کو نہ تو طویل اور لمبا ہونے کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے نہ قصر اور چھوٹا ہونے کی طرف، بلکہ متوازی لمبی اور حسین گردن تھی۔ گردن کا وہ حصہ جو کھلا ہوا تھا جس پر سورج کی روشنی پڑتی تھی اور جس کو ہوا لگتی رہتی وہ حصہ اس طرح تھا جیسے کہ وہ چاندی کے کوزے کی کرن جس پر سونے کے ہونے کا دھوکہ لگے جس سے چاندی کی سفیدی اور سونے کی سرخی چمکتی تھی۔ اور گردن کا بالائی حصہ جسے کپڑوں نے چھپایا ہوا تھا جو کپڑوں کے نیچے ایسے تھا جیسے کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے۔

صدر مبارک سینۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم .... سینہ مبارک چوڑا تھا، صاف تھا۔ سخت نرم ہونے اور برابر ہونے میں جیسے سنگ مرمر۔ اس کا گوشت بعض بعض سے بڑھا ہوا اور متجاوز نہیں تھا۔ سفید چودھویں رات کے چاند کی طرح تھا۔ آپ ﷺ کی ہنسلیوں سے آپ کی ناف تک نیچے کی طرف جھکے ہوئے بال تھے جیسے باریک لکڑی۔ آپ ﷺ کے سینے پر اور پیٹ پر اس کے علاوہ کوئی بال نہیں تھے۔

پیٹ اور اس کے سلوٹ .... آپ ﷺ کے پیٹ کے تین سلوٹ (یا شکن) تھے۔ ان میں سے ایک کو تہہ بند چھپا لیتا تھا اور دو ظاہر رہتے تھے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ان میں سے دو کو تہہ بند چھپا لیتا تھا اور ایک ظاہر رہتا تھا۔ یہ سلوٹ سفید سوتی کپڑے کی تہہ (لٹھے کے سفید کپڑے کی تہہ) سے زیادہ سفید تھے اور چھونے میں نرم تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک اور مہر نبوت اور شامۃ نبوت

کندھے مبارک بڑے تھے۔ کندھوں کے اوپر بال تھے۔ کرادیس بڑی بڑی تھیں۔ اور کرادیس کندھوں کی ہڈیوں، کہنیوں کی ہڈیوں، کولہوں کی ہڈیوں، گھٹنوں کی ہڈیوں کو کہتے ہیں (یعنی کندھوں، کہنیوں، کولہوں اور گھٹنوں کی ہڈیاں موٹی تھیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک .... آپ ﷺ جلیل الکتد تھے۔ کتد دونوں کندھوں اور پیٹھ کی ہڈیوں کے جمع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پشت کشادہ تھی۔ دونوں کندھوں کے درمیان (دائیں طرف) مہر نبوت تھی اور وہ آپ ﷺ کے دائیں کاندھے کے متصل تھی اس کے اوپر سیاہ تل تھا جو صفرت اور پیلے پن کی طرف مائل تھا۔ تل کے ارد گرد احاطہ کرنے والے بال تھے (جو کہ سخت تھے) جیسے گھوڑے کی پیشانی کے بال۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ شامۃ النبوت، نبوت کا تل کندھے کے نیچے تھا۔ اور وہ سبز تھا تھوڑے سے گوشت سے گھرا ہوا تھا۔ مسربۃ الظہر طویل تھا۔ مسربہ سے مراد وہ جوڑ اور منکے مراد ہیں جو پشت میں ہیں، پشت کے اوپر کے حصے سے اس کے نیچے تک۔

بازو، کلائیاں اور کلائیوں کی ہڈیاں .... آپ ﷺ کے بازو اور کلائیاں موٹی تھیں۔ زندین بڑے تھے۔ زندین وہ دونوں ہڈیاں جو کلائیوں کے ظاہر کی طرف ہوتی ہیں۔ یعنی پہنچے اور کہنی کے جوڑ موٹے اور کلائیاں لمبی تھیں۔ جوڑ بھرے بھرے تھے جس کی کاٹھی مضبوط تھی۔ بھری ہوئی ہتھیلیاں، نرم ہتھیلی، ہاتھ پیر دراز، انگلیاں ایسی تھیں جیسے چاندی کی ڈنڈیاں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں ریشم سے زیادہ نرم تھیں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلی خوشبو کے اعتبار سے ایسی تھی جیسے عطار کی ہتھیلی ہے خواہ اس کو خوشبو لگائے یا نہ لگائے، خوشبودار ہوتی ہے۔ مصافحہ کرنے والا آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو دن بھر اس کے ہاتھ میں آپ ﷺ کی خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے تو وہ اس پاکیزہ خوشبو کی وجہ سے جو اس کے سر سے مہکتی تھی تمام بچوں میں سے وہ الگ پہچانا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا نچلا حصہ .... تہبند کے نیچے کا حصہ یعنی دونوں رانیں۔ دونوں پنڈلیاں موٹی اور لمبی تھیں۔ قدم مبارک گوشت سے پُر اور موٹے تھے۔ پیروں کے بیچ میں خم اور خلا نہیں تھا نیچے سے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کے قدم میں نیچے سے خمص یعنی خم کی وجہ سے نمایاں خلا تھا تھوڑا سا۔

جسم اطہر کی دیگر کیفیات .... آپ ﷺ زمین پر اپنا پورا قدم رکھتے تھے اور پورا پیر زمین پر لگتا تھا۔ خلقت میں اعتدال تھا۔ آخری عمر میں بدن بھاری ہوگیا تھا مگر اس بھاری بدن کے باوجود جسم ڈھیلا نہیں تھا بلکہ کسا ہوا تھا۔ قریب قریب اپنے پہلی خلقت اور پہلی ساخت کے اوپر تھے جیسے عمر کی زیادتی نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ جسم کے تمام اعضاء عظیم اور صحت مند تھے۔ آپ ﷺ جب کسی طرف التفات اور توجہ کرتے تھے تو پورے جسم کے ساتھ مڑ جاتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے تو پوری طرح ہٹتے تھے۔ آپ ﷺ کے اندر قدر صوز کی صفت تھی۔ صوز وہ آدمی ہوتا تھا جو اپنے چہرے سے کچھ اشارہ کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے پھرنے کا انداز

جب آپ ﷺ پیدل چلتے تو ایسے لگتا جیسے چٹان کے اوپر سے قدم اکھڑ رہے ہوں اور ڈھلوان یا گہرائی اتر رہے ہوں، لمبے اور پورے پورے قدم رکھتے تھے۔ تاہم آپ ﷺ کی رفتار کے مندرجہ ذیل انداز تھے۔

(۱) مشی تَقَلُّع و اِنحِدار : یہ ایسا انداز ہوتا ہے جس میں چٹان سے پیرا کھڑتے اور گہرائی میں انسان لڑھکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

(۲) مشی خُطوۃ تَکفِی : جس میں قدم لمبے اور پورے انسان رکھتا ہے۔

(۳) مشی بِالھُوَینَا ، بغیر پھسلے : اس میں انسان قدم قریب قریب رکھتا ہے۔

(۴) مشی علی الھینہ : رفتار میں نرمی اور سرعت ہوتی ہے۔ اس میں آپ ﷺ سب لوگوں سے جلدی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی خیر و بھلائی کی طرف سب سے جلدی کرتے یا اس کی طرف چلتے۔ جب آپ ﷺ کسی چیز کی طرف جلدی نہ کرتے تھے تو ان لوگوں کو مشی الھُوَینَا کے ساتھ چلاتے تھے جس میں ترفع اور بلند ہونا ہوتا تھا۔

مشابہت رسول صلی اللہ علیہ وسلم .... حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں سب لوگوں میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ ہوں۔ اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام خلقت اور عادات کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں۔

ہمیں خبر دی سند عالی کے ساتھ قاضی ابوعمر محمد بن حسینؒ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو سلیمان بن احمد بن ایوب نے ان کو محمد بن عبدہ مصیصی نے اپنی کتاب میں سے۔ وہ کہتے ہیں اس کو صبیح بن عبداللہ قرشی ابومحمد نے، ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی نے۔ ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت میں تھا کہ آپ طویل بائن نہیں تھے (یعنی انتہائی لمبے نہیں تھے)۔ اور مُشذّب الذاهب نہیں تھے (یعنی انتہائی ٹھگنے نہیں تھے)۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے صفت رسول کے بارے میں اسی طرح حدیث چلائی ہے۔

حضرت صدیق اکبر ﷺ کی حضرت حسن ﷺ سے والہانہ محبت .... ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن شوذب ابومحمد واسطی نے مقام واسط میں۔ ان کو شعیب بن ایوب صریفینی نے، ان کو ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے، ان کو عمر بن سعید بن ابوحسین نے ابن ابی ملیکہ سے۔ اس نے عقبہ بن حارث سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد وہ اور حضرت علی ﷺ باہر نکلے، دونوں پیدل چل رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبر نے حضرت حسن ﷺ کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور کندھے پر اُٹھاتے ہوئے کہنے لگے۔

بـــابـــی شبیـــہ بـــالـــنبـــی　　　لیــــــس شبیهـــا بـــعـــلـــی

(بخاری کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/۵۶۳)

میرے ماں باپ قربان جائیں! آپ نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں ہیں۔

اور حضرت علی ﷺ یہ سُن کر مسکرا رہے تھے یا کہا ہنس رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔

ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن شوذب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے۔ اس نے ابواسحاق سے، اس نے ہانی سے، اس نے علی سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن سر سے سینے تک رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے۔ اور حضرت حسین سینے کے نیچے سے قدموں تک رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے۔

☆☆☆

باب ۳۰

حضور ﷺ کے شمائل واخلاق کی بابت مذکور احادیث بطریق اختصار

جو اس حدیث کی صحت پر شہادت دیتی ہیں جو ہم نے ہند بن ابوہالہ کی حدیث میں روایت کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک آپ عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن بشر عبدی نے، ان کو سعید بن ابی عروبہ نے، ان کو قتادہ نے زرارہ بن ابوراوفی نے سعد بن ہشام سے۔ انہوں نے کہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اے اُم المؤمنین! مجھے آپ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں خبر دیجئے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ قرآن مجید نہیں پڑھتے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں پڑھتا ہوں۔ فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ کا خلق (آپ کے اخلاق) قرآن تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے محمد بن بشر سے۔ (ابوداؤد کتاب الصلاۃ حدیث ۱۳۴۲)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن سہل فقیہ نے بخاری میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قیس بن انیف نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ابوعمران نے یزید بن بابنوس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا، اے اُم المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ سیدہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ پھر سیدہ نے فرمایا، کیا سورۃ المؤمنین پڑھتے ہیں؟ آپ پڑھئے قد افلح المؤمنون۔ دس آیات تک۔ انہوں نے پڑھا اور دس آیات تک پہنچ گئے۔ سیدہ نے فرمایا، اسی طرح تھا رسول اللہ ﷺ کا خلق۔ (مستدرک حاکم ۲/۳۹۲)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن عبدالرحمن نے۔ ان کو حسن بن یحییٰ نے، ان کو زید بن واقد نے، بُسر بن عبیداللہ بن ابوادریس خولانی سے۔ اس نے ابودرداء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ کے خلق کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا، آپ کا خلق قرآن تھا۔ اس کی رضا کے لئے راضی ہوتے اور اس کی ناراضگی کے لئے ناراض ہوتے تھے۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال نے، ان کو حدیث بیان کی زعفرانی نے یعنی حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو اسباط بن محمد نے فضیل بن مرزوق عطیہ عوفی سے اللہ کے قول کے بارے میں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ فرمایا کہ ادب القرآن مراد ہے، یعنی قرآنی تعلیم اور تربیت کے مطابق باتیں۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن داستہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود سجستانی نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن طفاوی نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں خُذِ الْعَفْوَ۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو حکم دیا کہ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو ودرگزر کو لیجئے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے ابواسامہ کی حدیث سے ہشام سے۔

(۶) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے مالک سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو موسیٰ بن محمد ذھلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی مالک کے سامنے، اس نے روایت کی ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے کہ وہ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے جب بھی کسی دو امور میں اختیار دیا گیا، آپ ﷺ نے دونوں میں آسان امر کو اختیار کیا جبکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ امر گناہ ہوا تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دُور ہو گئے۔ اور حضور ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے انتقام اور بدلہ نہ لیا، ہاں مگر یہ بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کی حرمت ریزی کی گئی ہو تو پھر اس کا انتقام لیتے تھے۔ زیادہ کیا قطان نے اپنی روایت میں، بس پھر حضور ﷺ اس چیز کا اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن مسلم قعنبی سے۔ اور اس کو روایت کیا مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن ابوطالب نے، عبید ہباری نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی شئی کو ہرگز نہیں مارا تھا، نہ کبھی عورت کو، نہ کبھی کسی خادم کو، ہاں مگر یہ ہے کہ اگر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں۔ جب کبھی کسی نے آپ کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو۔ آپ نے اس سے کوئی انتقام لیا ہو۔ مگر یہ ہے کہ اگر اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں سے کسی شئی کی حرمت ریزی کی گئی ہو تو آپ اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۱۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد حاجب بن احمد نے۔ ان کو محمد بن حماد ابیوردی نے، ان کو ابومعاویہ نے۔ ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو مارا پیٹا ہو، نہ ہی کبھی کسی عورت کو مارا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کبھی کسی شئی کو مارا۔ ہاں مگر یہ بات ہے کہ اگر آپ اللہ کی راہ میں جہار کر رہے ہوتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی ایسے شخص سے بدلہ لیا جس نے آپ کو تکلیف پہنچائی تھی۔ ہاں اگر اللہ کے لئے ہوتو جب معاملہ اللہ کے لئے ہوتا تھا۔ پھر اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔ اور جب بھی حضور ﷺ پر کوئی دو معاملے پیش کئے گئے، آپ نے ان میں سے آسان پہلو کو اختیار کیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابومعاویہ سے۔

دس سال تک خادم کو اُف تک نہ کہا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن یحییٰ بن عیاش قطان نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ اللہ کی قسم کبھی مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کسی شئی کے لئے کہا ہو کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور جو کام نہ کیا ہو نہ پوچھا کہ کیوں نہیں کیا؟

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں سعید بن منصور اور ابوربیع سے، اس نے حماد سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو ابوالتیاح نے، ان کو انس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک بھائی تھا جس کو ابوعمیر کہتے تھے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا کہ اس نے ابھی دودھ چھوڑا تھا)۔ حضور ﷺ جب تشریف لاتے اور اس کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے، اے ابوعمیر! مَا فَعَلَ النُّغَیرُ۔ اس چڑیا نے کیا کیا ہے؟ وہ بچہ اس چڑیا کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا شیبان بن فروخ سے۔ (اخرجہ البخاری ۷۸۔ کتاب الادب۔ فتح الباری ۵۷۲/۹)

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا ذکر .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن حرب اور سعید نے، ان کو حماد نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا سعید بن منصور سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق حربی نے، ان کو محمد بن سنان عوفی نے، ان کو فلیح نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد بن بلال نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالازہر نے، ان کو یونس بن محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح نے ہلال بن علی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہا انس نے نہیں تھے رسول اللہ ﷺ گالیاں دینے والے، نہ فحش باتیں کرنے والے، نہ ہی لعنت کرنے والے۔ آپ ڈانتے وقت ہم میں سے کسی ایک کو یہ فرماتے تھے کہ کیا ہوا اس کو؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہے؟

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن سنان سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو عبداللہ بن نمیر نے اعمش سے۔ اس نے شقیق سے، اس نے مسروق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نہ فاحش تھے نہ متفحش تھے۔ بے شک وہ فرماتے تھے، بے شک تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو تم میں سے اچھے اخلاق والے ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا محمد بن عبداللہ بن نمیر سے اس نے اپنے والد سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔

(۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوعبداللہ جدلی سے۔ وہ کہتے تھے، میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا رسول اللہ کے اخلاق کے بارے میں۔ آپ نے فرمایا، حضور ﷺ نہ بے ہودہ گوئی کرتے تھے، نہ گالیاں بکتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور کرتے تھے نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے۔ بلکہ معاف کرتے اور درگزر کرتے تھے۔ یا یوں کہا تھا کہ درگزر کرتے اور بخش دیتے تھے۔ ابوداود کو شک ہوا ہے۔ (مسند احمد ۲۳۶/۶)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم اور عاصم نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابن ابوذویب نے، ان کو صالح مولی توءمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ حضور ﷺ کی تعریف بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ آگے کو آتے تو پورے آگے دیکھتے تھے اور پیچھے کو ہٹتے تھے تو پورے پورے پیچھے دیکھتے تھے۔ میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں نہ بے ہودہ بات کرتے نہ بکواس کرتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ زیادہ کیا ہے آدم نے کہ میں نے ان سے پہلے نہ ان جیسا دیکھا ہے نہ ان کے بعد دیکھا ہے۔

آپ علیہ السلام کنواری لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے .... (۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن مہدی نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن ابوعتبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسعید خدری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کنواری لڑکی سے زیادہ شرم وحیا والے تھے جو اپنے حجلہ عروسی میں ہوتی ہے۔ لہٰذا جب حضور ﷺ کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے تو ہم اس کو آپ کے چہرے پر پہچان لیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں بندار سے اور مسلم نے ان کو روایت کیا زہیر بن حرب وغیرہ سے ان سب نے عبدالرحمن بن مہدی سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عبید اللہ بن عمر بن میسرہ نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو مسلم علوی نے انس ﷺ سے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے کپڑوں پر پیلے پن کا نشان تھا اور رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ بہت کم آدمی کے منہ کی طرف دیکھتے تھے۔ جس کی کسی بات یا کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے۔ (از راہ شرم و حیا کے)۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم لوگ اس شخص سے یہ کہہ دیتے کہ وہ اس نشان کو دھوڈالے۔

کسی کی غلطی پر خاص خطاب سے تنبیہ نہ کرنا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمانی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبدالحمید حمانی نے، ان کو اعمش نے مسلم سے، اس نے مسروق سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی آدمی کے بارے میں کوئی ناگوار بات پہنچتی تو یوں نہیں فرماتے تھے کہ مَـا بَـالُ فَلَانٍ يَقُوْلُ ؟ کیا حال ہے فلاں آدمی کا کہ وہ یوں کہتا ہے؟ بلکہ یوں فرماتے تھے، مَـا بَـالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَ كَذَا۔ کیا حال ہے؟ لوگوں کا وہ ایسے ایسے کہتے ہیں؟ یعنی از راہ شرم و حیاء آپ کسی شخص کے بارے میں نہیں کہتے تھے)۔ یہ الفاظ حدیث عثمان کے ہیں اور عباس کی روایت میں ہے کہ جب آپ کو کسی آدمی کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات پہنچتی تو یوں نہیں کہتے کہ ایسے ایسے ہوا ہے یا ایسی ایسی بات ہے۔ اس کے بعد اس نے پوری بات کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سختویہ نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ کے موٹے باڈر یا کنارے والی ایک چادر تھی۔ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا، اس نے آپ کے اُوپر اوڑھی ہوئی چادر کو پکڑ کر حضور ﷺ کو زور زور سے جھٹکے دیئے، یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے کندھے مبارک پر دیکھا تو اس چادر کے حاشیے یا پٹے کا نشان پڑ گیا تھا اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے۔ پھر اس دیہاتی نے کہا، اے محمد! میرے لئے اللہ کے اس مال میں سے حکم دیجئے جو تیرے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی طرف توجہ فرما کر ہنس دیئے۔ اس کے بعد اس کے لئے مال دینے کا حکم دے دیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک سے۔

(بخاری ۵۷۔ فتح الباری ۲۵۱/۶)

آپ علیہ السلام پر جادو کا ذکر .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے شیبان سے، اس نے اعمش سے، اس نے ثمامہ بن عقبہ سے۔ اس نے زید بن ارقم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا اور حضور ﷺ اس پر اعتماد کرتے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے کچھ سحر کی گرہیں لگائیں یا گنڈے بنائے اور ان کو ایک کنویں میں ڈال دیا۔ اس بات سے نبی کریم دردسر میں مبتلا ہو گئے تھے یا بیمار پڑ گئے تھے۔ حضور ﷺ کے پاس دو فرشتے مزاج پُرسی کرنے کے لئے آئے۔

انہوں نے آپ کو خبر دی کہ فلاں شخص نے آپ کے اُوپر جادو کیا ہے اور پھونک کر گرہیں لگائی ہیں کہ یہ در بہ فلاں لوگوں کے کنویں ڈالا ہوا ہے اور اس جادو کی شدت سے کنویں کا پانی پیلا ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھیج کر وہ گرہیں یا جادو شدہ مورد نکلوالیا۔ پانی کو دیکھا تو واقعی پیلا ہو چکا تھا۔ آپ نے ان گرہوں کو کھول دیا (یا وہ خود بخود کھل گئیں حضور ﷺ کے ہاتھ میں آنے کے بعد)۔ نبی کریم ﷺ سو گئے۔ البتہ تحقیق میں نے اس آدمی کو اس واقع کے بعد دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا۔ میں نے اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے چہرے پر تادم مرگ اس بات کی ناگواری یا اظہار محسوس نہ کیا۔ (اخرجہ ابن سعد ۱۹۹/۲)

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ پر جادو کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی کی تحقیق جو حاشیہ میں درج ہے ملاحظہ فرمائیں :

تاثیر

تحقیق درباره سحر بر رسول اللہ ﷺ از ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب دلائل النبوت

(۱) اس روایت کو ابن سعد نے نقل کیا ہے۔ (۲ : ۱۹۹)

(۲) ذہبی نے التاریخ میں نقل کیا ہے۔ (۲ : ۳۶۲)

(۳) تحقیق العلامہ حسام الدین القدسی۔

(۴) ابن کثیر فی البدایہ والنہایہ۔ (۶ : ۳۸-۳۹)

(۵) امام رازی اور جصاص نے احکام القرآن میں کہا :

لوگوں نے دعویٰ کیا ہے یا گمان کیا ہے کہ نبی کریم صلوات اللہ وسلامہ پر جادو کر دیا گیا تھا اور سحر نے ان میں اثر بھی کر لیا تھا۔ حالانکہ اللہ نے کفار کی تکذیب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اس چیز میں جس کا انہوں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا :

وقال : الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا

ظالم (کافر و مشرک) کہتے ہیں (اہل ایمان سے) کہ تم لوگ ایک مسحور اور سحر زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔

(مترجم کہتا ہے) اس دلیل کے پیش کرنے والے علماء کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ پر سحر کا اثر مان لیا جائے تو یہ کفار و مشرکین کے جھوٹے دعویٰ کی تصدیق ہو جائے گی کہ حقیقت میں حضور سحر زدہ تھے۔ جبکہ اس نظریئے کو رد کرنے والے علماء کا کہنا یہ ہے کہ ومثل هذه الاخبار من وضع الملحدین کہ ایسی روایات بے دینی کی گھڑی ہوئی ہیں۔

علامہ زاہد الکوثری کی تحقیق

شیخ علامہ محمد زاہد الکوثری فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا یہ جارحانہ خیال اور نظریہ ہے کہ نبی کریم پر ﷺ جادو کا ہونا امر واقعی ہے۔ بہر حال اس کی حضور ﷺ پر تاثیر واقع ہونا جیسے بعض ان راویوں نے تصویر کشی کی ہے جو ثقہ اور پکے شمار ہوتے ہیں محققین نے اس کو رد کیا ہے۔ اسی بات کی طرف جھکاؤ ہوا اس قرآنی نص کی وجہ سے بھی۔

ارشاد باری ہے :

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى ۔ ساحر جس جگہ سے آئے ناکام و نامراد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد انکار کرنے کے پیرائے میں اور محل میں وارد ہوا ہے۔ مشرکین کے اس قول کرنے کی وجہ سے۔ کہ ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔

اللہ کے ارشاد کی بنا پر :

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ اللہ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔

باقی رہا سحر بر رسول کی تاثیر کی اثبات کے لئے طویل بحث کرنا جو تاثیر بدتر ہے۔ جو کہ ان نصوص کے منافی ہے۔ محض بعض راویوں کی تنزیہ و تقدیس کرنے کے لئے۔ یہ ایسی بات ہے میں جس کو مستحسن نہیں سمجھتا ہوں۔ اگرچہ جمہور اسی قول کی طرف گئے ہیں۔ بعض ثقات کا متہم ہونا اس امر کے کوئی مانع نہیں ہے۔ مگر اس تاثیر کو ماننے کا دعویٰ کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ بعض عقلوں پر آیات (مذکورہ) کے ساتھ استدلال اور تمسک کرنا زیادہ محکم ہے۔ واللہ اعلم

بوقت مصافحہ آپ علیہ السلام کا پہلے ہاتھ نہ چھوڑنا .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابونعیم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو عمران بن زید نے، ان کو ابویحییٰ ملائی نے، ان کو ان کے چچا زید نے، ان کو انس بن مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مصافحہ کرتے تھے، یا یوں کہا تھا کہ جب آپ سے کوئی آدمی مصافحہ کرتا تو حضور ﷺ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے واپس نہیں کھینچتے تھے، بلکہ پہلے وہ خود اپنا ہاتھ کھینچتا۔ جب کوئی سامنے آکر سامنا کرتا آپ اس سے منہ پہلے نہیں پھیرتے تھے، بلکہ وہ آدمی خود وہاں سے ہٹتا تھا اور اپنے آگے بیٹھے ہوئے ساتھی کے گھٹنوں پر بھی (از راہ شرم وحیاء) کے نظر نہیں ڈالتے تھے، بلکہ نیچے نظر رکھتے تھے۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد صباح، ان کو ابوقطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو احمد بن منیع نے، ان کو ابوقطن نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے ثابت سے۔ اس نے انس بن مالک ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کسی آدمی نے نبی کریم ﷺ کے کان میں بات کرنی شروع کی ہو اور حضور ﷺ نے از خود اپنا سر اس کے منہ سے ہٹالیا ہو، بلکہ وہ شخص پہلے رسول کا ہاتھ چھوڑتا تھا۔ اصفہانی کی حدیث کے الفاظ میں۔

کثرت سے نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھانا .... (۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوامیہ محمد بن ابراہیم طرسوسی نے، ان کو علی بن حسن نسائی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے۔ اس نے یعقوب بن عتبہ سے، اس نے عمر بن عبدالعزیز سے۔ اس نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تھے تو کثرت کے ساتھ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے، گویا وحی کا انتظار فرماتے تھے۔

کھانے میں عیب نہ نکالنا .... (۲۴) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے اعمش سے۔ وہ کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ ابوحازم نے اس کو ذکر کیا ہے ابوہریرہ ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالتے تھے کبھی بھی۔ اگر اس کو کھانے کا دل چاہتا تو کھالیتے تھے ورنہ اسے چھوڑ دیتے تھے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث سفیان ثوری سے اور شعبہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثوری، زہیر بن معاویہ جریر اور ابومعاویہ سے، اس نے اعمش سے، اس نے ابوحازم سے اس نے ابوہریرہ ؓ سے بغیر کسی شک کے۔

آپ علیہ السلام کا تبسم فرمانا .... (۲۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے، ان کو ابوالنضر نے یہ حدیث بیان کی ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ بن فرج نے یحییٰ بن سلیمان بن یسار نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے عمرو بن حارث سے اس کو ابوالنضر نے سلیمان بن یسار سے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ساتھ اتنا ہنستے ہرگز نہیں دیکھا کہ آپ کے مسوڑھے دیکھ لئے ہوں، بلکہ آپ صرف مسکراتے تھے۔

یحییٰ بن نضر نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کہا ہے، فرماتی ہیں کہ آپ جب بادلوں کو دیکھتے یا تیز ہوا کو دیکھتے تو آپ کی تشویش چہرے پر پہچانی جاتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ جب بادلوں کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوجاتے ہیں اور امید قائم کر لیتے ہیں کہ بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جب اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی ہوتی ہے۔ فرمایا، اے عائشہ! مجھے کونسی چیز گارنٹی دیتی ہے کہ کہیں اس میں عذاب ہو؟

تحقیق ایک قوم ہوا کے ساتھ عذاب دی گئی تھی۔ اور تحقیق ایک قوم پر عذاب آیا تھا بادلوں سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۔ (سورۃ الاحقاف : ۲۴)

جب انہوں نے بادلوں کو اپنی وادیوں کا رُخ کرتے دیکھا تو بولے یہ بادل ہمارے لئے بارش برسانے آ رہے ہیں (وہ بارش نہ تھی)۔ بلکہ اُن میں تو وہ عذاب تھا جس کو مانگنے کے لئے انہوں نے جلدی مچائی تھی اور ہوا تھی جو ہر چیز کو تہس نہس کرتے چلی گئی تھی اپنے رب کے حکم سے الیٰ آخرہ۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن سلیمان سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ہارون بن معروف وغیرہ سے، اس نے ابن وہب سے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں میں شرکت فرمانا .... (۲۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے سماک بن حرب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم نشینی کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! کثرت سے۔ آنحضرت ﷺ اپنے مصلّے سے نہیں اُٹھتے تھے جس پر نماز پڑھی تھی، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ جب طلوع ہو جاتا تو پھر اُٹھتے تھے اور لوگ باتیں کر رہے ہوتے اور جاہلیت کے امر کو لے لیتے تو ہنستے رہتے اور حضور ﷺ صرف مسکراتے رہتے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۲۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو خبر دی داؤد نے، ان کو حدیث بیان کی شریک اور قیس نے سماک بن حرب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے کہا، کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں، آپ ﷺ لمبی خاموشی والے، کم ہنسنے والے تھے۔ آپ کے اصحاب بسا اوقات حضور ﷺ کے سامنے اشعار کہہ دیتے اور اپنے دیگر امور کا تذکرہ کرتے اور ہنسنے لگتے تھے۔ مگر آپ صرف مسکراتے تھے۔

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن مقری نے، ان کو ابن سعد نے ولید بن ابوالولید سے یہ کہ سلیمان بن خارجہ نے، اس کو خبر دی خارجہ بن زید نے کہ کچھ لوگوں کا گروہ ان کے والد زید بن ثابت کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا ہمارے لئے بعض اخلاق رسول بیان فرمائیے۔ انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ کا پڑوسی تھا جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ مجھے بلواتے تھے۔ اور میں وحی لکھا کرتا تھا۔ اور ہم لوگ جب دنیا کا تذکرہ کرتے تو حضور ﷺ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے۔ اور جب ہم لوگ آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کو بھی یاد کرتے تھے۔ جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے تھے۔ لہٰذا ان امور میں سے ہر ہر چیز ہم تم لوگوں کو بیان کریں گے۔

آپ علیہ السلام کی بہادری کا بیان .... (۲۹) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقزی نے، ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ بدر ہوئی تو ہم لوگ مشرکین سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا سہارا لے رہے تھے اور آپ سب سے زیادہ شدید جنگ جو تھے یا سخت خطرات سے ٹکرانے والے تھے۔ (مسند احمد ۸۶/۱)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی کی مثل اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے حالانکہ کوئی ایک بھی حضور ﷺ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہیں تھا۔

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو ابوالربیع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چہرے کے اعتبار سے لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

ایک مرتبہ اہل مدینہ کسی خطرناک آواز سے خوف زدہ ہوگئے تھے، رات کا وقت تھا۔ حضور ﷺ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے بغیر زین رکھے۔ اتنے میں لوگ معلوم کرنے کے لئے نکل پڑے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے سبقت کر گئے ہیں اس آواز کی طرف۔ آپ اس خبر کی چھان بین ٹھیک کر کے آگئے اور لوگوں کو آ کر تسلی دی اور فرمایا کہ مت ڈرو۔ اور حضور ﷺ نے گھوڑے کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے تو اس کو دریا پایا، یا یوں فرمایا کہ یہ تو دریا ہے۔ (مسلم ۱۸۰۲)

حماد نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ثابت نے یا یوں کہا کہ مجھے آپ سے خبر پہنچی ہے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ کے سواری کرنے کے بعد یہ گھوڑا دوڑ کے مقابلے میں کبھی پیچھے نہ رہا، حالانکہ وہ اس سے قبل بہت ڈھیلا اور سست تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوالربیع وغیرہ سے، ان سب نے حماد سے۔

(۳۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو خبر دی سفیان بن سعید نے، ان کو محمد بن منکدر نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا جابر ﷛ سے۔ وہ فرماتے تھے کہ بے شک حضور ﷺ سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے کبھی منع نہیں فرمایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن کثیر سے اور مسلم نے دوسرے طریق سے، سفیان ثوری سے۔

حضور ﷺ کی سخاوت کا بیان .... (۳۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابوالموجہ نے، ان کو خبر دی عبدان نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو زہری سے اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے۔ اس نے ابن عباس ﷛ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور حضور ﷺ کی سخاوت سب سے زیادہ رمضان میں ہوتی تھی۔ جب ان کو جبرائیل علیہ السلام ملتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو رمضان کی ہر رات ملتے تھے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ خیر کے کام کے لئے چلتی ہوا سے زیادہ سخی تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا عبدان سے اور مسلم نے ابوکریب سے، اس نے عبداللہ بن مبارک سے۔ (فتح الباری ۳۰/۱)

(۳۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس عبداللہ بن یعقوب کرمانی نے محمد بن ابویعقوب کرمانی سے، ان کو خالد بن حارث نے، ان کو حمید نے موسیٰ بن انس سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام لانے اور اسلام قبول کرنے کے بدلے حضور ﷺ سے جو چیز بھی مانگی یا جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے اسلام قبول کرنے والے کو عطا کر دی۔

چنانچہ ایک آدمی آیا، اس نے حضور ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے اس کے لئے دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی بکریاں دینے کا حکم فرمایا۔ وہ بکریاں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرلو، بے شک محمد ﷺ اس قدر عطا کرتے ہیں کہ پھر اس بندے پر بھوک وافلاس کا خطرہ نہیں رہتا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے عاصم بن نضر سے، اس نے خالد بن حارث سے۔

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد احمد بن عبدان نے، اس نے ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن محمویہ عسکری سے، اس نے جعفر بن محمد قلانسی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو شعبہ نے، حکم نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے گھر والوں کی مَھْنَتْ میں لگے رہتے تھے، فرمایا کہ مراد ہے کہ ان کی خدمت میں لگے ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے باہر چلے جاتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں آدم سے۔

حضور ﷺ گھر کا کام خود کرتے تھے .... (۳۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو ابن البختری نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ حضور ﷺ اپنے گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنے کپڑوں کی جوئیں خود نکالتے، اپنی بکری خود دوہتے اور اپنے نفس کی خدمت کرتے، یعنی اپنا کام خود کرتے تھے۔

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن منصور رمادی نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ گھر میں کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، رسول اللہ ﷺ اپنی جوتی کو ٹانکا لگا لیتے تھے اور اپنا پھٹا ہوا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں (گھریلو) کام کرتے تھے، جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔

ذکر اللہ کی کثرت کرتے تھے .... (۳۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان کو احمد بن نصر بن مالک خزاعی نے، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یحییٰ بن عقیل سے۔ وہ کہتے ہیں، میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفیٰ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرتے تھے۔ لغویات یا کام نہیں کرتے تھے۔ نماز لمبی کرتے تھے۔ خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔ غلام یا بیوہ کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے جب تک کہ ان کی حاجت پوری نہ کر لیتے۔

(۳۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ نے مقام رے میں، ان کو ابوبکر محمد بن فرج ازرق نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شیبان ابومعاویہ نے اشعث بن ابوالشعثاء سے، اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گدھے پر سواری کر لیتے تھے، اُون کا کپڑا پہن لیتے بکریوں کو خود باندھ لیتے تھے۔ اور مہمان کی خدمت خود کرتے تھے۔

غلاموں کی دعوت قبول کرنا .... (۳۹) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداود نے، ان کو شعبہ نے اور مسلم ابوعبداللہ اعور نے، اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے۔ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ اُون کا کپڑا پہن لیتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے تھے۔ جنگ خیبر والے دن میں حضور ﷺ کو گدھے پر سوار دیکھا۔ اس کی نکیل کھجور کے ریشے کی بنی ہوئی تھی۔

(۴۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو اسماعیل نے ایوب سے۔ اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی بندہ نہیں دیکھا جو اپنے عیال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ شفیق ہو۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے، اس نے اسماعیل بن علیہ سے۔

رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو سلام کرنا .... (۴۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوطالب محمد بن مبارک حناط نے، ان کو حسین بن فضل نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سیار بن حکم نے، ان کو ثابت بُنانی نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزر رہے تھے اور آپ نے ان پر سلام کیا، پھر ہمیں حدیث بیان کی کہ رسول اللہ بچوں کے پاس سے گزرے تھے اور آپ نے ان پر سلام کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن جعد سے، اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (مسلم حدیث ۱۷۰۸)

(۴۲)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو مروان بن محمد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو عمارہ بن غزیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک﷛ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچے کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوش طبعی کرنے والے تھے۔

سخت سردی میں برکت کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالنا .... (۴۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صغانی نے انہوں نے کہا کہ ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان ابن مغیرہ نے، اس نے ثابت سے، اس نے انس سے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو مدینہ کے خادم اپنے اپنے پانی کے برتن لے کر آ جاتے تھے جو بھی برتن لایا جاتا اس کے پانی کے اندر آپ اپنا ہاتھ ڈبو کر دے دیتے تھے (برائے تبرک)۔ بسا اوقات سخت سردی کی صبح کو بھی برتن لے آتے تھے، پھر بھی اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ان کو ابوبکر بن ابوالنضر وغیرہ سے، اس نے ابوفضل سے۔

ایک بوڑھی عورت کی خاطر رُک جانا .... (۴۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحامد مقری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو خبر دی عارم ابوالنعمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت نے انس بن مالک سے کہ ایک عورت تھی، اس کی عقل و دماغ میں کچھ فتور تھا۔ آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اُم فلاں سوچ لیجئے کون سے راستے پر آپ چاہیں وہاں جا کر کھڑی ہو جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ علیحدہ چلے گئے (اس کے ساتھ اکیلے باتیں کرنے گئے)۔ یہاں تک کہ اس کا کام کر کے آ گئے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے حماد سے۔ (مسلم حدیث ۱۸۱۲)

باب ۳۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی و زُہد

☆ اور اس بارے میں روزی کی کمی و شدت پر آپ کا صبر کرنا

☆ اور حضور ﷺ کا دارِ دنیا پر دارِ آخرت کو اختیار کرنا و ترجیح دینا

☆ اور اللہ نے آپ ﷺ کے لئے آخرت میں جو جو انعامات تیار کر رکھے ہیں

اس سب کچھ کے بارے میں مروی احادیث و اخبار کا ذکر

اسی چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا :

(۱)　وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ ـ

(سورۃ طٰہٰ : آیت ۱۳۱)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) مت کرا پنی نگاہیں اس چیز پر جو ہم نے فائدہ اُٹھانے کو دی ہیں ان طرح طرح کے لوگوں کو دنیا کی زندگی کی رونق کے طور پر، تا کہ ان کو آزمائیں اس میں اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی ہے۔

(۲) اور تحقیق روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ چاہیں تو بندہ (غلام) نبی بن کر رہیں اور چاہیں تو بادشاہ نبی بن کر۔ آپ ﷺ نے اس بارے میں جبرائیل علیہ السلام سے مشورہ کیا تو انہوں نے اشارہ کر کے بتایا کہ آپ تواضع اختیار کیجئے، عاجزی کیجئے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس کو پسند کیا کہ بندۂ خدا نبی رہیں۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالعباس حیوۃ بن شریح نے، ان کو خبر دی بقیہ بن ولید نے زبیدی سے۔ اس نے زہری سے، اس نے محمد بن عبداللہ بن عباس سے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ﷺ حدیث بیان کرتے تھے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے پاس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھیجا، اس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ لہٰذا فرشتے نے رسول اللہ ﷺ سے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے اس بات کے درمیان کہ آپ عبد نبی ہوں یا ملک (بادشاہ) نبی ہوں۔ اللہ کے نبی نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف التفات کیا، جیسے آپ مشورہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ نیچے جھکئے (یعنی تواضع اور عاجزی کیجئے) تو رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا کہ میں عبد نبی ہوں گا (یعنی محض اللہ کا بندہ نبی رہنا پسند کروں گا)۔ ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ اس کلمے کے بعد حضور ﷺ نے کبھی تکیہ اور سہارا لگا کر کچھ نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ اپنے رب کو مل گئے۔ (ذکرہ البخاری فی التاریخ الکبیر ۱/۱۲۴)

ازواج مطہرات کو اختیار دینا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن عبداللہ حربی نے جامع الحربیہ بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن عباس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو عکرمہ نے، ان کو ابوزُمیل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابن عباس ﷺ نے کہ ان کو حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے، ان کو حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی رسول اللہ ﷺ کے اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں گیا، آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے اُوپر اپنی چادر کو سنبھالا اور بیٹھ گئے جبکہ چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیا تھا۔

میں نے حضور ﷺ کے اس کمرہ میں اپنی نظروں کو حرکت دی، اس میں دنیا کی کوئی چیز رکھی ہوئی نہیں تھی سوائے دو مٹھیوں کے مٹھی بھر جو تھے اور مٹھی بھر قرظ، دو صاع کے برابر۔ پھر میں نے نظر ماری تو دو یا زیادہ چمڑے لٹکے ہوئے تھے (وہ کچے چمڑے جن کی ابھی رنگائی مکمل نہ ہوئی تھی)۔ یہ منظر دیکھ کر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا (رونے لگا)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے ابن خطاب! کس بات سے رَو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے نہ رونے کی کیا بات ہے؟ میں کیوں نہ روؤں۔

آپ اللہ کے برگزیدہ ہیں، اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی ساری مخلوق میں سے بہترین ہیں جبکہ یہ آپ کا حجرہ (بالاخانہ ہے) اور یہ عجمی لوگ کسریٰ اور قیصر ہیں کہ پھلوں اور باغات اور نہروں کے مالک ہیں۔ اور آپ اس حال میں ہیں (جو میں دیکھ رہا ہوں)۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے صرف دنیا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر اللہ کا شکر کیجئے۔ اور حدیث کو آگے ذکر کیا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور رمادی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو زہری نے، ان کو عبیداللہ بن عبداللہ بن ابوثور نے، ان کو ابن عباس ﷺ سے۔ اس نے عمر بن خطاب سے۔ اس قصے میں انہوں نے فرمایا، کہ میں بیٹھ گیا اور اپنا سر اُوپر اُٹھا کر کمرے میں نظر ماری۔ اللہ کی قسم میں نے کمرے میں کوئی چیز نہیں دیکھی جس کے ساتھ نظر ٹکراتی سوائے تین کچے چمڑوں کے (جو رنگے ہوئے نہیں تھے)۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی اُمت پر وسعت اور فراخی فرمائے۔ اللہ نے اہل فارس اور اہل روم پر فراخی اور وسعت کر رکھی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضور ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے، کیا تم کسی شک میں ہو اے ابن خطاب؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کی طیبات اور ستھری چیزیں ان کو جلدی جلدی ان کی دیناوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔

میں نے عرض کیا میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں یا رسول اللہ! اور نبی کریم ﷺ نے قسم کھا رکھی تھی کہ آپ اپنی عورتوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ یہ فیصلہ آپ نے ان پر اپنی ناراضگی اور غصہ کی شدت کی وجہ سے کیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر حضور ﷺ کو تنبیہ فرمائی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ فرماتی ہیں کہ جب انتیس راتیں گزر گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ ابتداء مجھ سے کی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینے تک ہم لوگوں کے پاس نہیں آئیں گے۔ آپ میرے پاس انتیس دن میں آگئے ہیں، میں برابر شمار کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا، بے شک مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا، اے عائشہ میں تجھ سے ایک امر کا ذکر کرتا ہوں تجھ پر یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ تم نے اس امر کے لئے جلدی کیوں نہیں کی، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لیجئے گا۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی :

”آیت تخییر حضور ﷺ کی بیبیوں کو“۔ (اللہ کی طرف سے اختیار ملنا)

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۔ (سورۃ الاحزاب : آیت ۲۹)

اے نبی! اپنی بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسی کی آسائش چاہتی ہو تو آجاؤ میں آپ لوگوں کو ساز و سامان دے دوں اور تمہیں خوبصورت طریقے پر چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت والے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے محسنات کے لئے نیکی اور شرافت کی راہ پر چلنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

وہ فرماتی ہیں حضور ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ کی قسم میرے والدین مجھے حضور ﷺ سے فراق اور جدا ہونے کے لئے کبھی حکم نہیں دیں گے۔ لہٰذا میں نے حضور ﷺ کے ان الفاظ کے جواب میں عرض کیا کہ کیا اس مسئلے میں بھی اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ پس بے شک میں اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے۔ اس نے عبدالرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

آپ علیہ السلام کا بستر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا

(۲) ہمیں حدیث بیان کی امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب بن یحییٰ بجلی نے، ان کو خبر دی سہل بن بکار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مبارک بن فضالہ نے حسن سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا وہ کھجور کی رسی سے بنی ہوئی آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا سرہانہ یا تکیہ تھا۔ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور حضور ﷺ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دم پہلو پھیرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پہلو پر رسیوں کے نشان دیکھے اور دیکھ کر رو دیئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا، عمر کس چیز نے آپ کو رُلا یا؟

حضرت عمر نے کہا میں کیوں نہ روؤں کہ قیصر و کسریٰ زندگی گزار رہے ہیں اس طرح جس طرح وہ دنیا میں کھیل رہے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: اے عمر! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ انہوں نے کہا جی ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ وہ اسی طرح ہیں۔ (مسلم ۱۱۰۵)

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو ابراہیم نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ چٹائی پر لیٹ گئے تھے۔ لہٰذا آپ کے جسم پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ میں ان نشانوں کو مٹانے لگا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں، یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں اجازت نہیں دیں گے کہ ہم آپ کے لئے کوئی چیز بچھانے کا انتظام کر دیں جس پر آپ آرام کریں اور آپ کی حفاظت بھی رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا ہے میرے لئے اور دنیا کے لئے؟ (یعنی مجھے دنیا سے کیا مطلب ہے؟) میری اور دنیا کی مثال تو اس طرح ہے جیسے کوئی مسافر جو کسی درخت تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے بیٹھتا ہے پھر وہ اُٹھ کر چلا جاتا ہے۔ اور اس درخت کو اور اس کے سائے کو وہیں چھوڑ جاتا ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابوبکر بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن بحر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس بن یزید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن سہل دباس نے مکہ مکرمہ میں، ان کو محمد بن علی بن زید صائغ نے، ان کو احمد بن شبیب نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے۔ اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابوہریرہؓ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ مجھ پر تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ باقی ہو۔ مگر صرف اسی قدر جو میں نے اپنی ضرورت کے لئے رکھا ہو۔

یہ الفاظ ابن وہب کی حدیث کے ہیں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن شبیب سے۔

حضور ﷺ کے گھر والوں کے لئے بقدر گزارہ روزی کی دعا کرنا............ (۹) ہمیں خبر دی محمد بن ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن ابن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابواسامہ نے اعمش سے، ان کو عمارہ بن قعقاع نے ابوزرعہ سے، اس کو ابوہریرہؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ آلِ محمد کا رزق صرف بقدر بقاء زندگی کر دے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اشج سے، اس نے ابوسامہ سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ حدیث فضیل بن غزوان سے اس نے عمارہ سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی زائدہ نے منصور بن معتمر سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں، آلِ محمد ﷺ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا مسلسل تین راتیں جب سے مدینہ میں آئے ہیں گندم کی روٹی سے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع نے، ان کو جریر نے منصور سے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث جریر عبدالحمید سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابومحمد یوسف نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن سعید بن غالب نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل تین دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے راستے پر چلے گئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا اسحاق سے اس نے ابومعاویہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوبکر بن اسحاق نے بطور املاء کے۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یوسف بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن کثیر نے ،ان کو سفیان نے ،ان کو عبدالرحمٰن نے ،ان کو عابس بن ربیعہ نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم لوگ پندرہ دن بعد کراع اور جانوروں کی نلی یا پایہ نکالتے تھے اور اس کو کھاتے تھے۔میں نے کہا کہ آپ لوگ ایسا کیوں کرتے تھے؟ وہ ہنس پڑیں اور فرمانے لگیں کہ نہیں پیٹ بھر کر کھانا کھایا آلِ محمد ﷺ نے روٹی سالن سے ،یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے مل گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔

تین ماہ تک چولہا نہ جلنا .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ اور ابوعبداللہ حافظ ،ابوزکریا بن ابواسحق نے اور ابوسعید بن ابوعمرو سے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ،ان کو انس بن عیاض نے ،ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے ،اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ آلِ محمد ﷺ ہمارے اُوپر تین تین ماہ گذر جاتے تھے مگر ہم لوگ کھانے کے لئے آگ نہیں جلاتے تھے مگر کھجور اور پانی ہوتا تھا بس۔ہاں مگر یہ بات بھی تھی کہ ہمارے اردگرد انصار کے گھر تھے ان میں سے ہر گھر والے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ ہم لوگوں کو بھی اس دودھ میں سے پلا دیتے تھے۔

اس کو بخاری ومسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ،حدیث ہشام بن عروہ سے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ،ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ،ان کو حسن بن سفیان نے ،ان کو ھدبہ نے ،ان کو حدیث بیان کی ھمام نے ،ان کو قتادہ نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کا باورچی کھڑا ہوتا۔انہوں نے فرمایا کھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے روٹی شوربے میں بھیگی ہوئی دیکھی ہو یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے مل گئے۔اور نہ ہی بکری کا بچہ بھونا ہوا ثابت کبھی۔بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں ھدبہ سے۔

آپ علیہ السلام کا منبر کرسی پر کھانا نہ کھانا .... (۱۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے ، ان کو ابوالمثنی عنبری نے ،ان کو ان کے والد نے ،ان کو معاذ بن ہشام نے ،ان کو ان کے والد نے یونس سے ،اس نے قتادہ سے ،اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی خوانچے میں نہیں کھایا نہ ہی پلیٹ میں نہ ہی روٹی شوربے میں ڈوبی ہوئی۔کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا پھر آپ کس چیز پر کھاتے تھے؟ فرمایا توشہ دان یا میز پوش پر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن ابواسود سے ،معاذ بن ہشام سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداود نے ،ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالرحمٰن بن یزید سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں اسود سے۔اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ،فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اکٹھے دو دن بھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہوگئے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا صحیح میں حدیث شعبہ سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداود نے ،ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نعمان بن بشیر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ دے رہے تھے انہوں نے اس کا ذکر کیا جو لوگوں پر کھول دیا گیا۔انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا سارا سارا دن بھوک سے اپنے پیٹ کو لپیٹتے تھے۔ بھوک سے اس قدر ردی کھجور بھی نہیں پاتے تھے جس کے ساتھ پیٹ بھر لیتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔

گھر والوں کے کھانے کے لئے زرہ رہن رکھوانا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن ابی عبداللہ نے قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ وہ چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس جَو کی روٹی اور دنبے کی چکنی کی چربی جو قدرے متغیر ہو چکی تھی، لے کر پہنچے۔ جبکہ انہوں نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی اور اس کے بدلے میں اپنے گھر والوں کے لئے جَو لئے تھے۔ میں نے حضور ﷺ سے ایک دن سُنا آپ کہہ رہے تھے نہیں شام کی آلِ محمد کے پاس کھجوروں کے ایک صاع نے اور نہ ہی گندم کے دانوں کے ایک صاع نے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا حدیث ہشام سے اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔ فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت نو گھر تھے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو احمد بن منصور مروزی نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی۔ بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد بن ابورجاء سے، اس نے نضر سے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا کئی دیگر وجوہ سے ہشام سے۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے فوائد میں اور ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان اور ابوالحسن بن فضل قطان اور ابو محمد سکری نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو عباد بن عباد مہلبی نے مجاہد بن سعید سے، ابن نے شعبی سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی اس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر دیکھا جو کہ دھاری دار کمبل تھا، لپیٹا ہوا تھا، وہ واپس چلی گئی اور اس نے میرے پاس ایک بستر بھیج دیا جس کے اندر اُون بھری ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر آئے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! فلاں انصاریہ عورت میرے پاس آئی تھی اس نے آپ کا بچھونا دیکھا پھر وہ واپس چلی گئی اس نے میرے پاس یہ بھیج دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کو واپس کر دیجئے۔ انہوں نے کہا میں کیوں یہ واپس کر دوں مجھے اچھا لگتا ہے کہ یہ میرے گھر میں ہو۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے تین بار یہ بات کہی۔ فرمایا کہ اس کو واپس بھیج دو۔ اے عائشہ اللہ کی قسم اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلا کر دکھا دے۔

صدقہ کے دراہم کی وجہ سے نیند نہ کرنا .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو ابن عفان نے یعنی حسن بن علی نے، ان کو حسین جعفی نے، ان کو زائدہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، ان کو ربعی بن حراش نے اُم سلمہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اُداس اور پریشان چہرے والے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے خیال کیا آپ کو کوئی تکلیف ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہوا میں آپ کو پریشان چہرے والا دیکھ رہی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان سات دیناروں کی وجہ سے ہے جو کل شام کو ہمارے پاس پہنچے تھے ہم جنہیں خرچ نہ کر سکے ان کو قالین وغیرہ کے روئیں میں کر دو۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو محمد عبداللہ بن محمد خزاعی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابو یحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو عبداللہ بن ابوالحکم مصری نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو موسیٰ بن جبیر نے، ان کو ابوامامہ سہل بن حنیف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عروہ بن زبیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے آپ کی بیماری کے اندر (تو) اور میرے پاس اس وقت چھ دینار تھے۔ موسیٰ نے کہا کہ یا سات تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کے نبی نے مجھے حکم دیا کہ ان کو تقسیم کر دو مجھے آپ کی بیماری نے مشغول کر دیا (اور میں بھول گئی) یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو صحت عطا کر دی۔ کہتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے ان دیناروں کے بارے میں پوچھا کہ ان کا آپ نے کیا کیا تھا؟ کیا آپ نے وہ چھ سات دینار تقسیم کر دیئے تھے؟ کہتی ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم نہیں کئے آپ کی بیماری نے مجھے مصروف رکھا۔ حضور ﷺ نے وہ منگوائے اور ان کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کہا کیا گمان کرتا ہے اللہ کا نبی اگر اللہ کو مل جاتا اور یہ اس کے پاس ہوتے؟

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو یوسف یعقوب بن احمد ابن محمد بن یعقوب بن از ہر خسر وگردی نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے،ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے ثابت بنانی سے،اس نے انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ کوئی شے کل کے لئے جمع کر کے نہیں رکھتے تھے۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوبکر بن اسحاق نے،ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے،ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے،ان کو داؤد بن عبد الرحمٰن نے منصور سے یعنی ابن عبدالرحمٰن حجبی سے،اس نے اپنی ماں سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ہوئی جب لوگ دو اسود دو اہم چیزوں سے پیٹ بھر چکے تھے کھجور اور سادہ پانی سے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔

کھجوریں جمع کرنے پر افسوس کا اظہار .... (۲۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے،ان کو خبر دی ابومحمد جعفر بن نصیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ بصری نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکار بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عون نے ابن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اے بلال؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کھجوریں ہیں جو میں جمع کر تا رہا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر اے بلال! کیا تو اس بات سے نہیں ڈرا کہ اس کی وجہ سے تجھے جہنم میں تپنا پڑے؟ ان کو خرچ کر دیجئے اے بلال! اور عرش والے سے کم کر دینے سے مت ڈر۔

باب ۳۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچے نفقے کی حدیث

اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کے فکر وغم کی کفایت فرمائی تھی اور آپ ﷺ کی فقراء اور مسافروں کے بارے میں سعی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداود سجستانی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابوتوبہ ربیع بن نافع نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحاتم محمد بن ادریس رازی نے ان کو ابوتوبہ نے۔وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن سلام نے یزید بن سلام سے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ ہوزنی نے یعنی ابوعامر ہوزنی نے۔

وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ سے ملا حلب کے شہر میں۔میں نے کہا اے بلال! مجھے آپ حدیث بیان کریں کہ رسول اللہ ﷺ کا نفقہ خرچہ کیسے چلتا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ کوئی چیز نہیں تھی ان کے لئے اس میں سے،مگر میں وہ ہوں جو میں قسم کھاتا ہوں اس بات کی ان سے۔جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا تا وفات تک آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ جب ان کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ کپڑے کے بغیر دیکھتے تو مجھے حکم دیتے میں چلا جاتا۔کسی سے قرض حاصل کرتا اور کوئی چادر خریدتا اور کوئی چیز خریدتا اور اس شخص کو کپڑے پہناتا اور کھانا کھلاتا۔

ایک دن مشرکین میں سے ایک شخص مجھے ملا وہ کہنے لگا اے بلال! میرے پاس مال فراخی ہے تم کسی اور سے قرض نہ مانگا کرو بس مجھ سے مانگ لیا کرو۔میں نے بات مان لی۔چنانچہ ایک دن میں نے وضو کیا اور اذان پڑھنے کے لئے جونہی اُٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کے

گروہ کے ساتھ ہے۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگا اے حبشی! میں نے کہا حاضر ہوں، کیا بات ہے؟ وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے مجھے گندی گندی گالیاں دیں اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے وعدے اور مہینے میں کتنا وقت باقی ہے۔ میں نے کہا قریب ہے۔ اس نے کہا کہ چار راتیں باقی ہیں جو تیرے ذمہ میرا قرضہ ہے میں تم سے وصول کرلوں گا۔ میں نے جو کچھ تمہیں دیا تھا وہ میں نے تیری عزت کو دیکھ کر یا تیرے ساتھی (محمد ﷺ) کی عزت کی وجہ سے نہیں دیا تھا بلکہ اس لئے دیا تھا تا کہ تو غلام بن کر میری بات مانا کرے، میں تجھے واپس بکریاں چرانے پر لگاؤں گا جیسے تو اس سے قبل تھا۔ وہ جتنا میری توہین کرسکتا تھا اس نے کرڈالی۔

میں لوٹ کر گیا میں نے نماز کے لئے اذان پڑھی۔ حتیٰ کہ جب ہم نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو حضور ﷺ اپنے گھر لوٹ گئے۔ میں نے جا کر ملنے کی اجازت چاہی مجھے اجازت مل گئی تو میں نے جا کر کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں وہ مشرک میں نے جس کا ذکر کیا تھا میں نے اس سے قرض لیا تھا اس نے آج مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ آپ ﷺ کے پاس بھی انتظام نہیں ہے جس سے آپ میری طرف سے ادائیگی کردیں اور میرے پاس بھی نہیں ہے اور وہ مجھے ذلیل کررہا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں ان محلّوں میں جاؤں جو مسلمان ہوگئے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو رزق دے جس سے رسول اللہ ﷺ وہ ادا کریں جو مجھ پر ہے۔ میں وہاں سے نکلا اور اپنی منزل پر آگیا۔ میں نے اپنی تلوار اور اپنا تھیلا اور اپنا نیزہ اور اپنی جوتی اپنے سر کے پاس رکھ لی اور آسمان کے کنارے کی طرف منہ کر کے لیٹ گیا۔ میری جیسے ہی آنکھ لگتی فوراً میں بیدار ہوجاتا جب میں دیکھتا کہ ابھی رات ہے میں پھر سوجاتا۔ حتیٰ کہ صبح اول کا پھوٹا میں نے جانے کا ارادہ کرلیا۔

اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آرہا ہے اس نے آواز دی اے بلال! رسول اللہ ﷺ آپ کو بلارہے ہیں، پہنچو۔ میں چل پڑا اور حضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چار اُونٹ سامان کے لدے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے اجازت مانگی حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا خوش ہوجاؤ اللہ تعالیٰ تیرے پاس تیری ادائیگی لے آیا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو چار بیٹھے ہوئے اُونٹوں کے پاس سے نہیں گذرا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے دیکھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اُونٹ سامان سمیت تیرے ہیں۔ ان پر کپڑے تھے اور کھانا اور وافر مقدار میں سامان تھا جو فدک کے سربراہ نے حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا تھا ان کو اپنے قبضے میں لے لے پھر اس سے قرض ادا کر۔

کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا میں نے ان کا بوجھا اور ان کو رسیوں سے باندھا پھر میں نے صبح کی اذان دی۔ جب حضور ﷺ نے نماز پڑھا دی تو میں بقیع کی طرف نکل گیا میں نے اپنی انگلی کان میں دبائی اور میں نے اعلان کردیا۔ میں نے کہا جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے قرض وصول کرنا ہو وہ جلدی آجائے میں وہ سامان فروخت کرتا رہا اور ادھر قرض ادا کرتا رہا اور اُدھر بیچا ادھر قرض ادا کردیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض نہ رہا زمین پر۔ یہاں تک کہ میرے پاس دو اوقیے یا ڈیڑھ اوقیہ سامان بچ گیا۔ اس کے بعد میں شہر میں گیا دن کا کافی حصہ گذر چکا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اکیلے بیٹھے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ نے مجھ سے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ اور تیرے پاس کیا آیا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے پورا قرضہ ادا کردیا ہے جو رسول اللہ ﷺ پر تھا۔ قرض اب باقی نہیں رہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کوئی شے باقی بچی ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا جی ہاں، دو دینار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھئے ان دونوں سے بھی مجھے چھٹکارا دے دیجئے میں اپنے گھر والوں میں سے کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ آپ مجھے آرام دے دیجئے۔

کہتے ہیں اس دن مسجد میں ہمارے پاس کوئی (سائل) نہیں آیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے مسجد میں رات گزار دی اور دوسرا دن بھی مسجد میں گزار دیا یہاں تک کہ دن کا آخر آگیا اس وقت دو سوار آگئے میں ان دونوں کو لے گیا۔ میں نے ان کو کپڑے پہنائے اور ان کو کھانے کا سامان دیا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ عشاء پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور فرمایا، کیا ہوا جو تیرے پاس تھا؟ میں نے کہا اللہ نے آپ کو آرام دے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر اور الحمد للہ کہا اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں آپ کو موت پالیتی اور آپ کے پاس یہ چیز موجود ہوتی۔ پھر میں حضور ﷺ کے پیچھے گیا یہاں تک کہ جب آپ اپنی بیبیوں کے پاس گئے تو ایک ایک عورت کو خود سلام کیا یہاں تک کہ آپ اپنے بستر پر آئے۔ یہی ہے وہ بات جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا۔ (قال ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ ۵۵/۶)

باب ۳۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کے فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھنا

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اہل صفہ کے فقراء اور مساکین کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ کو اس بات سے منع کیا تھا کہ آپ ان کو اپنے پاس سے نہ ہٹایا کریں اور ڈانٹ کر نہ بھگایا کریں۔

(۱)　اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۔ (سورۃ کہف : آیت ۲۸)

آپ اپنے آپ کو دیگر لوگوں کے ساتھ روکے رکھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح بھی تو شام بھی۔ وہ اس سے صرف اور صرف اس کی رضا چاہتے ہیں۔

(۲)　ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۔ (سورۃ انعام : آیت ۵۲)

جو لوگ صبح و شام اللہ کی رضا کے لئے اپنے رب کو پکارتے ہیں، آپ ان کو اپنے پاس سے بھگائیں۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو ابوالحسن خلف بن محمد واسطی نے کردوس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو معلیٰ یعنی ابن زیاد نے، ان کو علاء بن بشیر مازنی نے۔ ان کو ابوالصدیق ناجی نے، ان کو ابو سعید خدری نے۔ وہ کہتے ہیں میں مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور بعض ان کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہے تھے کپڑے نہ ہونے (ننگے ہونے) کی وجہ سے۔ اور ہمارے ایک قاری تھے جو ہمارے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔ ہم لوگ ان سے کتاب اللہ سنتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

الحمد لله الذی جعل من امتی من امرت ان اصبر معهم نفسی

اللہ کا شکر ہے جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ بھی بنائے ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے وسط میں بیٹھ گئے تا کہ اپنے نفس کو ہمارے اندر ہمارے برابر دکھائیں۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہ حلقہ اپنی جگہ سے سرک گیا۔ اور ان کے چہرے سامنے ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ درویش فقراء مہاجرین کی جماعتو ! قیامت کے دن مکمل نور اور روشنی کے ساتھ۔ تم لوگ جنت میں اغنیاء سے آدھا دن پہلے داخل ہو گے اور یہ نصف یوم پانچ سو سال کا ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۳)

(۴)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو محمد بن لیث نے، ان کو محمد بن مقاتل نے، ان کو حکم بن زید نے، ان کو سُدی نے، ان کو ابو سعید ازدی نے، ان کو ابوالکنود نے، ان کو خباب بن ارت نے۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی :

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

آپ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ ضعفاء تھے نبی کریم ﷺ کے پاس صبح وشام بیٹھتے تھے۔حضور ﷺ ہمیں قرآن کی اور خیر کی تعلیم دیتے تھے۔اور ہمیں جنت وجہنم کے ساتھ ڈراتے تھے۔اور اس چیز کے ساتھ اللہ جس کے ساتھ ہمیں نفع دے گا،اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں۔ چنانچہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی آئے اور عیینہ بن حصن فزاری۔انہوں نے کہا بے شک ہم لوگ اپنی قوم کے اشراف میں سے ہیں۔اور ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھا دیکھیں جب وہ ہمارے ساتھ بیٹھا کریں تو آپ ان کو بھگا دیا کریں۔

لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۔ (ابن ماجہ ۳۷۔کتاب الزہد)

ہم اسی طرح ان کے بعض کو بعض کے ساتھ آزماتے ہیں (مراد ہے کہ ہم ان کو آزماتے ہیں)۔

فقراء صحابہ کی فضیلت .... (۵) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو یوسف اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن ہلالی نے،ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے،ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے مقدام بن شریح سے۔ اس نے اپنے والد سے،اس نے سعد بن ابووقاص سے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے،ہم لوگ چھ افراد تھے۔مشرکین نے کہا ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھگا دیجئے،یہ لوگ ہمارے اُوپر جرأت کیا کریں۔کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن مسعود اور ایک آدمی بنی ہذیل کا اور دو آدمی جن کا میں نام بھول چکا ہوں،حضور ﷺ کے دل میں بھی بات آ گئی جو اللہ نے چاہا اور آپ نے اپنے دل سے بات کر لی۔

پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ الاية ـ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُوْلُوْا اَهٰٓؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ ۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشَّاكِرِيْنَ ـ (سورۃ الانعام : آیت ۳۵)

مت بھگایئے ان لوگوں کو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں الآیۃ۔اسی طرح ہم آزماتے ہیں ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ تاکہ کہیں کہ کیا یہی ہے جس پر اللہ نے انعام کیا ہے ہمارے بیچ میں سے۔ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو خوب نہیں جانتا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔(حدیث ۱۸۷۹۔ابن ماجہ کتاب الزہد)

باب ۳۴

رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے میں انتہائی زیادہ کوشش صرف کرنا اور آپ کا اپنے ربّ سے ڈرنا

(بر سبیل اختصار)

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن اسماعیل بزاز نے طابران میں،ان کو عبداللہ بن احمد بن منصور طوسی نے،ان کو خبر دی ابوبکر بن یوسف بن یعقوب نجاحی نے مکہ مکرمہ میں۔ان کو سفیان بن عیینہ نے،ان کو زیاد بن علاقہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے راتوں کو عبادت کے لئے قیام کیا،حتیٰ کہ آپ کے دونوں پیر سوج گئے،تو کہا گیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے ذنوب (گناہ) معاف نہیں کر دیئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا حدیث عیینہ سے۔(بخاری کتاب التہجد ۱۹۔فتح الباری ۳/۱۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ، ان کو ابوداود نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداود نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن ابوشیبہ نے ، ان کو حدیث بیان کی جریر نے منصور سے ، ان کو ابراہیم نے علقمہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسا تھا؟ کیا کوئی عمل کچھ ایام کے ساتھ مخصوص کرتے تھے؟ سیدہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا عمل دائمی ہوتا تھا ۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو اس قدر استطاعت رکھتا ہے جس قدر حضور ﷺ استطاعت رکھتے تھے؟

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر اور اسحاق سے ، اس نے جریر سے ۔ اور اس کو بخاری نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے منصور سے ۔

مسلسل روزے رکھنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر قطان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سُلمی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے ، ان کو ہمام نے ، وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ ہے جس کی مجھے حدیث بیان کی ابوہریرہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچاؤ تم لوگ اپنے عمل کو صوم وصال سے (مسلسل روزے رکھنا) ۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں (یعنی بلا فاصلہ کئی کئی دن) روزے رکھتے ہیں ۔ حضور ﷺ نے جواب دیا تم اس چیز میں ہمارے مثل نہیں ہو ۔ بے شک میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے ۔ عمل کرنے کے لئے اس قدر خود کو مکلف بنایا کرو جس کی تمہیں طاقت ہوا کرے ۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے ، اس سے عبدالرزاق اسی نے مسلم سے اس سے اس کو روایت کیا ہے کئی دیگر وجوہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ہم نے اس کا معنی نقل کیا ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر سے ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد بن بلال اور ابوبکر قطان نے ، ان کو احمد بن منصور مروزی نے ، ان کو نضر بن شمیل نے ، ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن علقمہ نے ابوسلمہ سے ، اس نے ابوہریرہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، بے شک میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ہر روز سو مرتبہ ۔

رسول اللہ ﷺ کی گریہ وزاری .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی میمونی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فریابی نے ، ان کو سفیان نے اعمش سے ، اس نے ابراہیم سے ، اس نے عبیدہ سے ، اس نے عبداللہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، میرے سامنے آپ قرآن پڑھیے ۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپ کے اُوپر قرآن اُترا ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے سورت نساء پڑھی ۔ جب میں اس آیت پر پہنچا :

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۴۱)

اس وقت کیا حال ہوگا جس وقت ہر ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے ۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا ، بس بس! میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بہہ رہے تھے ۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں فریابی سے ۔

رسول اللہ کا خوفِ خدا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ، ان کو خبر دی علی بن حسین ہلالی نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن عثمان نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے ، ان کو ثابت نے مطرف سے یعنی ابن عبداللہ بن شخیر سے ، اس نے اپنے والد سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔ اور آپ کے اندر سے ایسے آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیاں اُبلنے کی ہوتی ہے ۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو حسن بن مکرم نے بزاز سے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بن مطرف نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا، وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے سینے میں سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہڈیوں کے جوش مارنے کی آتی ہے رونے کی وجہ سے۔

(۸)　ہمیں خبر دی حسین بن بشران نے، ان کو ابومحمد دعلج بن احمد نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر حصیری نے اور ابوجعفر بن حیان تمار نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی کریب نے، ان کو معاویہ بن ہشام نے، ان کو شیبان نے ابواسحاق سے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بوڑھے ہونا شروع ہوگئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کردیا ہے۔ اور سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، عم یتسالون اور اذا الشمس کورت نے۔

(۹)　ہمیں حدیث بیان کی امام الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے، ان کو جعفر بن محمد بن مطر عدل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن احمد بن بسطام نے زعفرانی سے، ان کو محمد بن علاء ہمدانی نے، ان کو معاویہ بن ہشام نے، ان کو شیبان نے فراس سے، اس نے عطیہ سے۔ اس نے ابوسعید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ! بڑھاپے نے آپ کی طرف جلدی کرلی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، مجھے سورۂ ہود اور اس کی مشابہ سورتوں واقعہ، عم یتسالون، اذا الشمس کورت نے بوڑھا کردیا ہے۔ (ترمذی کتاب التفسیر ۳۲۹۷)

باب ۳۵

وہ احادیث جن کے ساتھ اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے

کہ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ جزاء اور بدلہ دینے والے تھے۔ اور بھوک پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔ اس کے باوجود کہ اللہ نے ان کا برکت کے ساتھ اکرام فرمایا تھا۔ جن چیزوں میں برکت کے لئے دعا کردیتے کھانا وغیرہ کی چیزوں میں۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے زہری سے اس نے محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مطعم زندہ ہوتا اور وہ ان لوگوں کے بارے میں ان کو چھوڑ دیتا یعنی بدر کے قیدیوں کو۔ سفیان نے کہا اس کا نبی کریم ﷺ پر کوئی احسان باقی تھا اور آپ ﷺ ہاتھ سے لوگوں سے زیادہ جزاء دینے والے تھے۔

بھوک کی شدت میں ابوالہیثم کا مہمان بننا .... (۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو عبدالرحمن بن خلف نے، ان کو قعنبی نے ان کو عبدالعزیز بن ابوحازم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید نے، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوحازم نے، ان کو ان کے والد نے کہ ایک آدمی نے ان کو خبر دی ابوالہیثم بن تیہان سے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چلے گئے۔ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ وہ ان کی طرف چلے گئے اور کھڑے ہوکر سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کونسی چیز باہر لے آئی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، بلکہ آپ بتائیں؟ آپ اس وقت باہر کیسے آئے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پہلے سوال میں نے کیا ہے، لہٰذا آپ پہلے میرا جواب دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا مجھے بھوک اس وقت باہر نکال کرلے آئی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی وہی چیز لے آئی ہے جو آپ کو لے آئی ہے۔ لہٰذا دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ دونوں اُٹھ کران کے پاس چلے گئے اور جا کران کوسلام پیش کیا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ اس وقت تم دونوں کوکونسی چیز باہر لے آئی؟ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ہرایک دونوں میں سے یہ چاہتا تھا کہ میں نہ بتاؤں، بلکہ اس کا ساتھی بتادے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا یارسول اللہ! یہ مجھ سے پہلے نکلے تھے میں ان کے بعد نکلا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کس لئے باہر آ گئے ہو انہوں نے کہا آپ بتائیں۔ میں نے کہا کہ میں نے تم سے پہلے پوچھا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ بھوک لے آئی ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ جو چیز تمہیں لے آئی ہے وہی مجھے بھی لے آئی ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بھی وہی چیز لے آئی ہے جو آپ دونوں کو لے آئی ہے۔

حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں جانتے ہو ہم آج کس کے مہمان بن جائیں؟ دونوں نے کہا جی ہاں۔ وہ ابوالہیثم بن تیہان ہے۔ اس کے پاس تازہ کھجوریں ہیں۔ اگر ہم اس کے پاس جاتے ہیں تو ہم اس کے پاس بچی ہوئی خشک کھجوریں بھی پالیں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی گئے اور باغ میں داخل ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے سلام کیا اُم ہیثم نے حضور ﷺ کا سلام سُن لیا۔ اُس نے کہا میرے ماں باپ قربان جائیں، اس نے بالوں سے بُنا ہوا ایک ٹاٹ (قالین) ان کے لئے نکالا، یہ لوگ اس پر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ ابوالہیثم کہاں ہے؟ بولی کہ وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

اتنے میں ابوالہیثم پانی کی مشک کندھے پر اُٹھائے نمودار ہوئے۔ اس نے جب کھجوروں میں حضور ﷺ کا جلوہ دیکھا تو مشک کو کھجور کے تنے کے ساتھ سہارے سے لگایا اور سیدھے حضور ﷺ کے پاس آ گئے اور بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ ابوالہیثم نے جب ان کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کو شدید بھوک لگی ہے۔ اس نے اُم ہیثم سے کہا، آپ نے کوئی چیز کھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دی ہے؟ وہ بولی کہ نبی کریم ﷺ ابھی ابھی آ کر بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں کیا ہے کھانے کے لئے؟ وہ بولی جَو کے دانے ہیں۔ اس نے کہا جلدی سے ان کو پیس لیجئے اور آٹا گوندھ کر روٹی پکائیے۔ کیونکہ اس وقت وہ لوگ خمیر کرنے کو نہیں جانتے تھے۔

اس نے چھری اُٹھائی اور حضور ﷺ نے اس کو واپس جاتے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ دیکھنا دودھ والی کسی چیز کو نہ ذبح کرنا۔ اس نے کہا یارسول اللہ! ﷺ میں بکریوں میں سے کوئی بکری کا بچہ (لے لا۔ پہاڑو) ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جا کر جانور ذبح کیا (اور تیار کر کے) چڑھا دیا۔ زیادہ دیر نہ لگی تھی کہ وہ فوراً پکا کر حضور ﷺ کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے کھایا اور آپ کے دونوں ساتھیوں نے بھی کھایا۔ سب نے پیٹ بھر لیا۔ آج ان کی یہ مثالی دعوت ثابت ہوئی۔

حضور ﷺ اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا سا۔ اتنے میں حضور ﷺ کے پاس یمن سے کئی قیدی آ گئے۔ سیدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ آئی اور شکایت کی کہ کام گھر میں زیادہ ہے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کو دکھائے اور حضور ﷺ سے وہ غلام یا نوکر طلب کیا، حضور ﷺ نے منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ یہ ابوالہیثم کو دے دیں۔ میں نے ان کو اس دن دیکھا جب اس نے ہماری ضیافت کی تھی۔ حضور ﷺ نے وہ اس کے پاس بھیج کر ان کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ غلام لے لیں، یہ تیرے باغ میں تیری مدد کرے گا۔ اس کے بارے میں مجھ سے خیر کی وصیت قبول کرنا۔ یعنی اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ وہ ابوالہیثم کے پاس ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ میں اور میری بیوی ہمارے باغ میں مصروف رہتے ہیں۔ ہم دونوں باغ کی خدمت کے لئے کافی ہیں۔ اب تم چلے جاؤ، اب تمہارے مالک اللہ کے سوا کوئی تمہارا ربّ اور مالک نہیں۔ چنانچہ وہ غلام شام کی طرف چلا گیا۔ اور وہیں رزق دیا گیا۔

اس کو روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے زہیر سے، اس نے ابواسماعیل سے۔ ابن خزیمہ نے کہا وہ میرے علم میں بشیر بن سلمان ہے۔ اس نے روایت کی ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو زکریا بن یحییٰ خزان نے، ان کو ابوعلی نے بصرہ میں اپنی دکان میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوخلف عبداللہ بن عیسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی

یونس بن عبید نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے کہ اس نے عمر بن خطاب ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت گھر سے نکلے، انہوں نے ابوبکر کو مسجد میں پایا۔

راوی نے اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ زیادہ کرتا ہے اور کم کرتا ہے جو کچھ زیادہ کیا ہے اس میں یہ ہے کہ ابوالہیثم آئے اور ان کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور ان کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور وہ کھجور پر چڑھ گئے اور ان کے لئے کھجور کے خوشے کاٹ کر لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے لن کو فرمایا بہت ہیں اے ابوالہیثم۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اس میں سے آپ وہ کھجوریں بھی کھایئے جن کا ابھی رس پک گیا ہے، اور وہ بھی جو تازہ کھجور بن چکی ہیں، اور وہ بھی جن کا آدھا حصہ کچا ہے اور آدھا تازہ ہو چکا ہے (گیندوڑے، تازہ پنڈ، ڈنگ)۔ پھر وہ ان کے پاس پانی لے آیا کھجور پر، انہوں نے پانی پیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اس نے خادم کا قصہ بیان نہیں کیا۔

اس کو روایت کیا ابن خزیمہ نے ہلال بن میسرہ سے، اس نے ابوخلف خزاز سے۔ سوائے ذکر عمر کے اس کی اسناد سے اور اس بات میں مروی ہے شیبان سے، اس نے عبدالملک سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ ﷺ سے، اس نے خادم کا قصہ ذکر کیا ہے مگر فاطمہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور ابوعوانہ نے اس روایت کو مرسل کیا ہے عبدالملک سے، اس نے اس میں ابوہریرہ کا ذکر نہیں کیا اور یہ روایت مروی ہے عبداللہ العمری سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر ﷺ سے۔

کھانے میں برکت کا ذکر .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے، ان کو ہارون بن معروف نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی اسامہ نے کہ یعقوب بن عبداللہ ابوطلحہ انصاری نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے سُنا انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں، میں ایک دن رسول اللہ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے، مگر آپ نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ اسامہ کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے پتھر کے بارے میں۔

چنانچہ میں نے آپ کے بعض اصحاب سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیوں باندھا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے۔ لہٰذا میں ابوطلحہ کے پاس گیا، یہ اُم سلیم بنت ملحان کے شوہر تھے۔ میں نے کہا، اے ابا! میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ میں نے ان کے بعض اصحاب سے پوچھا ہے تو انہوں نے بتایا کہ بھوک کی وجہ سے باندھا ہے۔ ابوطلحہ میری امی کے پاس گئے اور پوچھا کہ کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں، میرے پاس روٹی کے ٹکڑے ہیں اور خشک کھجوریں ہیں۔ اگر حضور ﷺ اکیلے تشریف لے آئیں تو ہم ان کا پیٹ بھر دیں گے۔ اور اگر ان کے ساتھ کوئی اور بھی آجائے گا تو ان کو کم پڑ جائے گا۔ ابوطلحہ نے مجھے کہا جاؤ تم اے انس! رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھو جب وہاں سے اُٹھیں تو ان کو رہنے دو، یہاں تک کہ ان کے اصحاب سے ان علیٰحدہ ہو جائیں۔ پھر حضور ﷺ کے پیچھے جاؤ جب آپ اکیلے دروازے کو چوکھٹ پر پہنچ جائیں۔ اس وقت ان سے کہو کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔

میں نے ایسے ہی کیا، جب میں نے یہ کہا کہ میرے والد آپ کو بُلا رہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا، ارے میاں سارے آجاؤ۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کو خوب مضبوط کر لیا۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف آ گئے، یہاں تک کہ جب سب ہمارے گھر کے قریب آ گئے تو پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں پریشان ہو کر اپنے گھر میں داخل ہوا تھا۔ اس لئے کہ جو لوگ آپ کے ساتھ آ گئے تھے وہ زیادہ تھے۔

میں نے کہا ابا جان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ بات کہی تھی جو آپ نے بتائی تھی، مگر انہوں نے تو اپنے اصحاب کو بلا لیا ہے اور ان کو لے کر وہ آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ابوطلحہ ﷺ حضور ﷺ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ! میں نے تو انس کو بھیج کر اکیلے آپ کو بلایا تھا، میرے پاس تو اس قدر نہیں جو ان سب کے پیٹ بھر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اندر چلئے عنقریب اسی میں برکت ہو جائے گی جو کچھ تیرے پاس ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ جمع کر کے میرے پاس لے آؤ، اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ گلی میں بیٹھ گئے۔ ہمارے پاس جو کچھ تھا روٹی کے ٹکڑے اور کھجور ہم نے اس کو حضور ﷺ کے پاس پیش کر دیا یعنی لا کر ایک چٹائی کے اُوپر رکھ دیا (جو کھجوریں وغیرہ رکھنے کے لئے مخصوص بنی ہوتی تھی)۔

حضور ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کے میرے پاس آٹھ آدمی اندر آ جائیں۔ میں نے آٹھ افراد اندر داخل کئے۔ حضور ﷺ نے اپنی ہتھیلی کھانے پر رکھی اور فرمایا کھاؤ مگر بسم اللہ پڑھ لو۔ انہوں نے آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے کھایا، یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ افراد کو اندر لاؤ۔ میں نے مزید افراد اندر بلا لئے اور پہلے والے اُٹھ گئے۔ وہ بھی اسی طرح کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ پھر تیسری مرتبہ مجھے حکم دیا۔ پھر میں نے آٹھ افراد اندر بلائے۔ یہی سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے پاس اسّی افراد داخل ہوئے تھے۔ سب کے سب نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھے اور میری امی کو بلایا اور ابو کو اور فرمایا کہ تم سب کھاؤ، اور ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے کھانے کے اُوپر سے ہاتھ اُٹھا دیا اور فرمایا، اے اُمِ سُلیم آپ نے جو کھانا میرے آگے رکھا تھا اس میں سے کتنا کم ہوا ہے؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے دیکھا کہ اتنے سارے لوگوں نے کھایا ہے۔ تو میں یہ کہہ سکتی تھی کہ ہمارے طعام میں سے کوئی چیز بھی کم نہیں ہوئی ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں ابن وہب سے۔ (مسلم ۳۶ کتاب الاشربہ)

باب ۳۶

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی مثال اور آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام کی مثال

اور حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ خاتم النبیین ہیں

(تو بات فی الحقیقت ایسی ہی تھی جیسے آپ نے خبر دی تھی)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن حسن حافظ نے، ان کو محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو مسلم بن حیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا سعید بن ضیاء سے اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان حیات نے، اس نے سنا سعید بن میناء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے والے انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو کوئی گھر بناتا ہے۔ مگر یزید نے یہ الفاظ بیان کئے بنی دارًا، کہ اس نے گھر بنایا اور اس کو خوبصورت بنایا اور اس کو مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس میں داخل ہوئے اور اس سے تعجب کرنے لگے، حیران ہونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر اس اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہتی (تو بہت ہی اچھا ہوتا)۔ رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا میں اسی اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا ہوں اور میں نے آ کر انبیاء کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن سنان سے، اس نے مسلم بن حیان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور ابوکریب سے، اس نے عفان سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے اور علی بن حجر نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے، ان کو ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور محمد ﷺ سے پہلے والے انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک عمارت بناتا ہے اور اس کو اچھا بناتا ہے خوب تزئین و آرائش کرتا ہے اس کی۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ کونوں میں سے کسی ایک کونے میں چھوڑ دیتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اس میں گھوم کر دیکھتے ہیں اور اس کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں مگر اس جگہ کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ بس میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری حدیث ۳۵۳۴۔ مسلم حدیث ۲۳۔ ابن ابی شیبہ ۱۷۹۱)

باب ۳۷

حضور ﷺ کی مثال اور آپ ﷺ کی اُمت کی مثال اور انبیاء کی مثال

اور آپ ﷺ جو ہدایت اور بیان (قرآن مجید) لائے، اس کی مثال اور اس کا بیان کہ حضور ﷺ کی آنکھیں نیند کرتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود علوی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد بن شرقی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیم بن حیان نے، ان کو حدیث بیان کی سعید بن میناء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور تم لوگوں کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی پھر یہ پتنگے اور ٹڈیاں اس آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے ہٹانے اور بچانے لگا۔ میں تم لوگوں کی کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹا رہا ہوں اور تم لوگ میرے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ رہے ہو۔

اس کو مسلم نے صحیح میں نقل کیا ہے۔ دوسرے طریق سے سلیم سے اور ہم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوہریرہ ؓ سے۔

اسلامی تعلیمات سے فائدہ اُٹھانے والے کی فضیلت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوکریب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہؓ سے، اس نے ابوموسیٰ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے، اس بارش کی سی ہے جو زمین پر پڑتی ہے۔ ان میں سے ایک قسم پاکیزہ ہوتی ہے جو پانی کو قبول کرتی ہے پھر وہ گھانس اور سبزہ کثیراً گاتی ہے۔ اور دوسری قسم پتھریلی بے آب و گیاہ زمین ہوتی ہے جو پانی کو روک لیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بھی لوگوں کو نفع دیتا ہے اس سے لوگ خود پیتے ہیں اور مویشیوں کو پلاتے ہیں اور اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اور تیسری قسم ہوتی ہے جس پر بارش پڑتی ہے اور وہ سخت پتھریلی زمین ہوتی ہے نہ تو پانی کو روک سکتی ہے اور نہ ہی گھانس اُگاتی ہے۔

یہی مثال اس شخص کی ہے جو دین میں سمجھ حاصل کرتا ہے اور نفع اٹھاتا ہے اس سے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے لہٰذا وہ خود علم حاصل کرتا ہے دوسروں کو بھی تعلیم دیتا ہے۔ اور مثال اس شخص کی جو اس کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھتا اور اللہ کی ہدایت کو بھی قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے حضرت ابوموسیٰ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا میری مثال اور اس کی مثال اللہ نے

جس کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس آدمی جیسی ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم میں نے ایک لشکر دیکھا ہے اپنی آنکھوں کے ساتھ اور میں ڈرانے والا ہوں پس نجات پا جاؤ۔ لہٰذا اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی بات مان لیتا ہے اور وہ منہ اندھیرے چل پڑتے ہیں اور اپنی مہلت پر چلتے ہیں لہٰذا نجات پا جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے صبح کر دیتے ہیں۔ لہٰذا علی الصبح ان پر لشکر پہنچ جاتا ہے اور ان کو ہلاک کر دیتا ہے اور ان کا استیصال کر دیتا ہے۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور اس کی اتباع کی جو میں حق لے کر آیا ہوں۔ اس کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور اس کی تکذیب کی جو میں حق لے کر آیا ہوں۔

ان دونوں کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالسنۃ۔ فتح الباری ۱۱/۳۱۶)

اللہ تعالیٰ کی مہمانی کا ذکر .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو طیب طاہر بن یحییٰ بیہقی نے بیہق میں اپنے ماموں کی اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے ماموں فضل بن محمد بیہقی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے ابو سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

والله يدعوا الى دار السلام و يهدى من يشاء الى صراط مستقيم

اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے تو حدیث بیان کی جابر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ایک دن اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے سرہانے بیٹھے ہیں اور میکائیل علیہ السلام ہمارے پیروں کی طرف۔ ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے کہتا ہے اس کی مثال بیان کیجئے۔ اس نے کہا سنئے، تیرے کان سنیں اور دل سمجھے۔ سوا اس کے نہیں کہ تیری مثال اور تیری اُمت کی مثال ایک بادشاہ کے ہے جس نے ایک حویلی بنائی پھر اس میں ایک گھر بنایا پھر اس گھر میں ایک دعوت کے لئے دسترخوان بچھایا۔ پھر ایک قاصد بھیجا جو لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو قاصد کی بات مان کر چلے آتے ہیں اور بعض نہیں آتے۔

(تو سن لو) وہ بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ حویلی اسلام کی ہے اور اس میں گھر وہ جنت ہے اور آپ اے محمد! آپ قاصد ہیں۔ جو تیری بات مان لیتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جو اسلام میں داخل ہو جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور جو جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ اس میں سے کھاتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، ان کو سلیم بن حیان نے، ان کو سعید بن میناء نے، ان کو جابر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ کچھ فرشتے اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ سو رہے تھے۔ لہٰذا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ بے شک یہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ بے شک آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں دعوت کی اور ایک قاصد کو بھیجا۔ جس نے قاصد کی بات مان لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دعوت کھا لی۔ اور جس نے قاصد کی بات نہ مانی نہ گھر میں داخل ہوا نہ ہی دعوت کھائی۔ پھر وہ کہنے لگے اس کے لئے اس کی تعبیر بیان کر دو تا کہ وہ اس کو سمجھ لے۔ لہٰذا ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا یہ آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا دار جنت ہے اور داعی محمد ﷺ ہیں۔ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن عبادہ سے اس نے یزید بن ہارون سے۔

نیند میں دل کا بیدار رہنا .... (۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے ،ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے اس میں جو اس نے مالک کے سامنے پڑھی سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ! بے شک آنکھیں نیند کرتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا قعنبی سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے مالک سے۔ (اخرجہ ابوداود، والترمذی)

باب ۳۸

رسول اللہ ﷺ کی صفت توراۃ اور انجیل میں اور زبور میں

اور تمام کتب سماویہ میں اور آپ ﷺ کی اُمت کی صفت

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اس آیت میں جہاں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہی کلام کیا تھا۔

(۱) وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيَاتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ـ الذِيْنَ يتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم فالذين امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذى انزل معه اولئك هم المفلحون ـ

(سورۃ الاعراف : آیت ۱۵۶)

میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اس کو فوراً لکھ دیتا ہوں ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہماری آیات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ وہی لوگ رسول کی اتباع کرتے ہیں۔ جو نبی اُمّی ہے وہ لوگ اسے اپنے توراۃ و انجیل میں اس کو لکھا ہوا پاتے ہیں (وہ نبی اُمّی رسول عربی) ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور خبیث اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے۔ اور ان سے ان کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور طوق جو ان پر تھے۔ وہ لوگ ہیں جو اس نبی کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اس کی تائید کی ہے اور اس کی مدد کی ہے۔ اور اس نور کی اتباع کی ہے جو اس کے سات اُتارا گیا ہے (قرآن)۔ وہی لوگ کامیاب ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۲) واذ قال عيسى بن مريم يا بنى اسرائيل انى رسول الله اليكم مصدقاً لما بين يَدَىَّ من التورة ومبشرا برسول ياتى من بعدى اسمه احمد ـ (سورۃ الصف : آیت ۲)

(یاد کرو اس وقت کو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا تھا اے بنی اسرائیل ! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ سچا بتانے والا اس کتاب کو جو ہمارے سامنے ہے توراۃ کو۔ اور میں خوشخبری دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔

آپ علیہ السلام کی صفات توراۃ میں .... (۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل احمد بن محمد بن زیاد قطان، ان کو قاسم بن نصر بزاز دوست نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سریج بن نعمان نے۔ وہ

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح نے ان کو ہلال بن علی نے عطاء بن یسار سے۔وہ کہتے ہیں کہ میں ملا ہوں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے۔ میں نے ان سے کہا مجھے خبر دیجئے رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں توراۃ کے اندر؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔اللہ کی قسم ان کی تو صفت توراۃ میں بیان ہوئی ہے۔بعض وہ صفت جو قرآن میں ہے۔(مثلاً)۔

''اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔اور ان پڑھوں کی حفاظت کرنے والا۔آپ میرے بندے ہیں،میرے رسول ہیں۔میں نے آپ کا نام اللہ پر بھروسہ کرنے والا رکھا ہے۔نہ گالیاں دینے والا،نہ سخت مزاج نہ بازاروں میں شور کرنے والا جو برائی کو برائی کے ساتھ نہیں دور کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔میں اس کو ہرگز وفات نہیں دوں گا یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے میں کج شدہ ملت کو ٹیڑھے ہو جانے والے مذہب کو سیدھا کر دوں گا۔بایں طریقے پر کہ لوگ کہیں گے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔اللہ کے سوا معبود مشکل کشا حاجت روا کوئی نہیں ہے۔اور اس کے ذریعے میں اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا (یعنی نور بصیرت عطا کروں گا) اور بہرے کانوں کو کھول دوں گا (یعنی حق سننے کی استطاعت عطا کروں گا)۔اور پردوں میں پڑے دلوں کو کھول دوں گا'' (یعنی حق کی فہم عطا کروں گا)۔

عطا بن یسار کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کعب الاحبار سے ملا۔میں نے اس سے پوچھا (انہوں نے بالکل یہی الفاظ بیان کئے) دونوں ایک حرف بھی مختلف بیان نہیں کیا۔ہاں صرف کعب نے یوں الفاظ کہے تھے: کہ

اَعْیُنًا عَمُوْیًا وَاٰذَانًا صُمُوْمِیٰ۔ وقلوبًا غُلُوْفِیٰ۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن سنان سے،اس نے فلیح بن سلیمان سے (مگر یہ فقرہ کہ عطاء بن یسار نے کہا کہ پھر میں کعب الاحبار سے ملا۔یہ بخاری میں نہیں ہے)۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے،ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے،ان کو ہشام بن علی نے،ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو عبدالعزیز نے ہلال بن ابوہلال سے۔اس نے عطاء بن یسار سے،اس نے عبداللہ بن عمرو سے۔وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔ (سورۃ الاحزاب: آیت ۴۵)

یہ توراۃ میں بھی ہے۔اس پر یوں ہے:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَحِرْزًا لِلْاُمِّیِّیْنَ، اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ، سَمَّیْتُكَ: الْمُتَوَكِّلَ، لَسْتَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ، وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَةَ بِالسَّیِّئَةِ، وَلٰكِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔ وَلَنْ نَقْبِضَهٗ حَتّٰی نُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَیَنْفَتِحُ بِهَا اَعْیُنًا عُمْیًا، وَاٰذَانًا صُمًّا، وَقُلُوْبًا غُلْفًا۔

ترجمہ اوپر روایت ۲ میں ملاحظہ کریں۔

اس کو بخاری نے روایت کی ہے صحیح میں عبداللہ سے (جو غیر منسوب ہے پتہ نہیں کہ یہ عبداللہ بن رجاء ہے یا عبداللہ بن صالح ہے)۔عبدالعزیز بن ابوسلمہ سے،کہا گیا وہ ابن رجاء ہیں۔کہا گیا کہ ابن صالح ہے۔زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ ابن رجاء ہے۔بخاری نے کہا کہ سعید نے ہلال سے، اس نے عطاء سے،اس نے ابن سلام سے۔واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے،ان کو ابوصالح نے،ان کو لیث نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن یزید نے،ان کو سعید بن ابوہلال نے،ان کو ہلال بن اسامہ نے،ان کو عطاء بن یسار نے،ان کو ابن سلام نے۔وہ فرماتے تھے کہ بے شک ہم رسول اللہ ﷺ کی صفت پاتے ہیں (جو اس طرح ہے)۔

''بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا،اور خوشخبری دینے والا،اور ڈرانے والا،اور ان پڑھوں کی حفاظت کرنے والا۔ آپ میرے بندے ہیں۔آپ میرے رسول ہیں۔میں نے ان کا نام توکل کرنے والا رکھا ہے،جو سخت طبیعت اور سخت رو نہیں۔اور

نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والا ہے۔ اور بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا۔ بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔ اور غلطی سے درگزر کرتا ہے۔ میں اس کو ہرگز قبض نہیں کروں گا (وفات نہیں دوں گا)۔ یہاں تک کہ وہ کج ملت کو سیدھا کر دے بایں طور پر اس امر کی گواہی دی جانے لگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں۔ ہم اس کے ذریعے (ہدایت سے) اندھی آنکھوں کو کھولیں گے، بہرے کانوں کو اور غلافوں میں بند دلوں کو کھول دیں گے"۔

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی لیثی نے کہ اس نے سُنا کعب الاحبار سے۔ وہ کہتے ہیں مثل اس کی جو کچھ ابن سلام نے کہا ہے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ثابت بن شرحبیل نے، ان کو اُم درداء نے۔ وہ کہتی ہیں میں نے کعب الاحبار سے کہا تم لوگ کیسے پاتے ہو رسول اللہ ﷺ کی صفت توراۃ میں؟ اس نے بتایا کہ ہم ان کو اس طرح پاتے ہیں :

"محمد رسول اللہ ہیں۔ ان کا نام متوکل ہے، نہ سخت طبیعت نہ بدمزاج۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والے۔ وہ تمام چابیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے نابینا آنکھوں کو بینا کر دے۔ اور بہرے کانوں کو شنوائی عطا کر دے۔ اور اس کے ذریعے ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا کر دے۔ یہاں تک کہ گواہی دی جانے لگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ رسول مظلوموں کی مدد کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے" (یا اس کا دفاع کرتا ہے)۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، ان کو عبداللہ یعنی ابن مبارک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم ابواسحاق نے، ان کو مسیب بن رافع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے کہا، میرا بندہ متوکل ہے۔ مختار ہے (چنیدہ ہے)۔ نہ سخت خو، نہ بدمزاج ہے۔ نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والا ہے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔

(۷)　ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو یونس بن عمرو نے، ان کو عیزار بن حریث نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ سخت مزاج ہے نہ بدمزاج ہے۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور معاف کرتا ہے۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو فیض بجلی نے، ان کو سلام بن مسکین نے مقاتل بن حیان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی کی تھی کہ میرے معاملہ میں سنجیدہ رہو۔ مذاق نہ سمجھو، حکم کو سُنو اور اس کی اطاعت کرواے پاکدامن کنواری بتول (گناہوں سے معصوم) کے بیٹے۔ میں نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ میں نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے نشانی بنایا۔ پس عبادت صرف میری کرنا۔ اور توکل صرف مجھ پر کرنا۔ اہل سوران کے لئے تفسیر کیجئے سریانی زبان میں ہے جو کچھ آپ کے سامنے ہے ان کو پہنچا دیجئے۔

"کہ بے شک میں اللہ ہوں زندہ جاوید، وہ ہوں جو کبھی نہیں مٹے گا۔ تم لوگ سچا قرار دینا نبی اُمی عرب کو جو صاحب الجمل ہوگا۔ صاحب مدرعہ، صاحب عمامہ ہوگا، یہی اس کا تاج ہوگا صاحب نعلین۔ اور صاحب ہراوۃ ہوگا (یہ قصیب اور عصا ہوتا ہے گھونگھرالے سر والا ہوگا)۔ روشن جبیں ہوگا۔ جدا جدا بھنوروں والا، بڑی بڑی آنکھوں والا، گھنی پلکوں والا، سیاہ آنکھوں والا، ستواں اُونچی ناک والا۔ کشادہ پیشانی داڑھی والا۔ اس کے چہرے پر اس کا پسینہ ایسے ہوگا جیسے موتی۔ کستوری کی خوشبو اس سے مہکے گی۔ اس کی گردن چاندی کے کوزے جیسی ہوگی۔ گویا کہ سونا چلتا ہے اس کی ہنسلیوں میں۔ اس کے بال ہوں گے اس کی ہنسلیوں سے اس کی ناف تک جاری ہوں گے جیسے کوئی ڈنڈی۔ اس کے سینے پر اور پیٹھ پر اس کے سوا بال نہیں ہوں گے۔ ہتھیلیاں اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے ہوں گے۔

جب لوگوں کے ساتھ آئے گا تو ان کو ڈھانپ لے گا۔ جب پیدل چلے گا تو ایسے جیسے چٹان سے قدم اُکھڑتے ہیں اور جیسے گہرائی میں اُترتے ہیں۔ قلیل نسل والے گویا کہ انہوں نے اپنی پست سے اولاد نرینہ کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کی اُمتِ محمدیہ کو اپنی اُمت بنانے کی دعا

(۹) ہمیں خبر دی ابوذر بن ابوالحسین بن ابوقاسم واعظ نے اور ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن اسحاق اسفرایئنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن احمد بن براء نے، ان کو عبدالمنعم بن ادریس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے ذکر کیا کہ اللہ عزوجل نے جب موسیٰ علیہ السلام کو سرگوشی کرنے کے لئے قریب کیا تو انہوں نے کہا،

اے میرے ربّ! میں توراۃ میں ایک اُمت کا ذکر پاتا ہوں۔ بہترین اُمت ہے جو لوگوں کے لئے بھیجی گئی ہے۔ وہ اچھائیوں کا حکم کرتے ہیں اور بُرائیوں سے روکتے ہیں اور اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اے اللہ! ان لوگوں کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ! میں توراۃ میں یہ لکھا ہوا پاتا ہوں کہ وہ اُمتوں میں سے آخری اُمت ہوں گے۔ مگر قیامت کے دن وہ سب سے پہلے ہوں گے۔ اے اللہ! انہیں کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ محمد ﷺ کی اُمت ہوں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ! میں توراۃ میں ایک اُمت کا ذکر پاتا ہوں کہ ان کی انجیلیں ان کے دلوں میں (سینوں میں) ہوں گی۔ وہ ان کو پڑھیں گے۔ اور ان سے قبل لوگ دیکھ کر ہی کتب پڑھتے تھے اور ان کو حفظ نہیں کرتے تھے۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ احمد کی اُمت ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے ربّ! میں توراۃ میں لکھا ہوا پاتا ہوں کہ وہ ایسی اُمت ہوگی جو پہلی اور آخری کتاب پر ایمان رکھتے ہوں گے اور وہ ضلالۃ وگمراہی کے سرغنوں سے جہاد کریں گے، یہاں تک کہ وہ کانے کذاب کو بھی قتل کریں گے۔ ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ میں توراۃ میں پاتا ہوں کہ ایک اُمت ایسی ہوگی جو اپنے صدقات کو بھی کھائیں گے اپنے پیٹوں میں، اور ان سے پہلے ایک انسان جب اپنا صدقہ نکالتا تھا، اللہ تعالیٰ اس پر آگ بھیجتا تھا جو اس صدقے کو کھا جاتی تھی۔ اگر وہ صدقہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس کے قریب بھی نہ آتی تھی۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ اُمت احمد ہوگی۔

اُمت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت کا ذکر .... موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ! میں توراۃ میں یہ ذکر پاتا ہوں کہ ایک اُمت ہوگی کہ ان ہی میں سے کوئی شخص جب بُرائی کا ارادہ کرے گا تو اس کے خلاف گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر وہ اس کا ارتکاب کرے گا تو پھر ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور ان سے جب کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے گا اور ابھی عمل بھی نہ کیا ہوگا مگر اس کی نیکی لکھ دی جائے گی اگر اس پر وہ عمل کرلے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی سات سو گنا تک۔ اے اللہ! ان کو میری اُمت بنادے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے ربّ! میں توراۃ میں پاتا ہوں کہ ایک اُمت ہوگی کہ وہ اطاعت شعار ہوگی اور ان کی دعائیں بھی قبول ہوں گی اور وہ مستجاب الدعوات ہوں گے۔ اے اللہ ان کو میری اُمت بنادیجئے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ تو احمد کی اُمت ہوگی۔

زبور میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ .... (۱۰) کہتے ہیں کہ اور ذکر کیا وہب بن منبہ نے حضرت داود نبی کے قصے میں۔ اور جو اس کی طرف زبور میں وحی کی گئی تھی۔

''اے داود بے شک عنقریب تیرے بعد ایک نبی آئے گا، اس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ سچا ہوگا، سردار ہوگا۔ میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اور وہ مجھے کبھی ناراض نہیں کرے گا۔ تحقیق میں نے اس کو معاف کر دیا ہے اس کی میری نافرمانی کرنے سے پہلے ہی اس کی اگلی پچھلی خطائیں۔ اس کی اُمت مرحومہ ہے (رحم کی ہوئی ہے)۔ میں نے ان کونوافل میں سے عطا کیا ہے اس کی مثل جو میں نے انبیاء کو دیا ہے۔ اور ان پر فرائض عائد کئے ہیں جو میں نے انبیاء اور رسل پر فرض کئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ قیامت میں میرے پاس آئیں گے۔ ان کا نور انبیاء کے نور کی مثل ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہوگا کہ میں نے ان پر فرض کر دیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت میرے لئے وضو کیا کریں (یا پاک ہوا کریں) جیسے ان سے پہلے انبیاء پر فرض کیا تھا۔ اور میں نے ان کو حکم دیا ہے جنابت اور ناپاکی سے غسل کرنے کا۔ جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو حج کرنے کا حکم دیا ہے، جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اور میں نے ان کو جہاد کا حکم دیا ہے، جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا تھا''۔

اُمت محمدیہ ﷺ کی مخصوص فضیلت

''اے داؤد! بے شک میں نے محمد ﷺ کو اور ان کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ اور میں نے ان کو چھ صفات ایسی عطا کی ہیں جو میں نے ان کے سوا دیگر اُمتوں کو نہیں دی ہیں۔ میں ان کو خطا اور نسیان پر پکڑ نہیں کروں گا اور ہر اس گناہ پر بھی جس کا بغیر قصد وارادے کے کریں گے۔ جب وہ مجھ سے استغفار کریں گے۔ اس میں سے وہ ان سے معاف کر دوں گا۔ اور جو چیز وہ اپنی آخرت کے لئے آگے بھیجیں گے دل کی خوشی اور رضاء سے میں اس کو ان کے لئے کئی کئی گنا کر کے بڑھا دوں گا۔ اور ان کے لئے میرے پاس محفوظ نیکیوں میں کئی کئی گنا ثواب ہے اور اس سے بھی افضل۔ اور میں ان کو مصائب پر اور آزمائشوں پر اجر دوں گا۔ جب وہ ان پر صبر کریں گے۔ اور یہ کہیں گے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون (وہ اجر)۔ صلاۃ رحمت اور ہدایت ہوگا جنت نعیم تک۔ اگر وہ مجھ سے دعا مانگیں گے، میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ یا اگر وہ اس کو جلدی یعنی دنیا میں مانگ لیں گے یا اس کے بدلے میں ان پر سے عذاب پھیر دوں گا۔ یا اس کو میں ان کے لئے آخرت میں رہنے کے لئے جمع کر دوں گا''۔

''اے داود! جو شخص مجھے ملے گا اُمت محمد ﷺ میں سے اور وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ میرے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے، میں اکیلا ہوں، میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس قول میں وہ سچا ہوگا، وہ میرے ساتھ ہوگا میری جنت میں اور میرے اکرم میں۔ اور جو شخص مجھے ملے گا اس حال میں کہ وہ محمد ﷺ کی تکذیب کرتا ہوگا اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی تکذیب کرے گا اور میری کتاب کی تکذیب واستہزاء کرے گا۔ میں اس پر ان کی قبر میں عذاب انڈیل دوں گا اور فرشتے اس کے منہ پر اور اس کی پیٹھ پر ماریں گے قبر میں اس کے کھلنے کے وقت، پھر اس کو جہنم کے نچلے طبقہ میں داخل کر دوں گا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالولید فقیہ نے، ان کو حسن بن سفیان شیبانی نے، ان کو عقبہ بن مکرم ضبی نے، ان کو ابوقطن عمرو بن ہیثم بن قطن بن کعب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمزہ زیات نے سلیمان اعمش سے، اس نے علی بن مدرک سے، اس نے ابوزرعہ رازی سے، اس نے ابوہریرہ سے کہ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا (کہ اے محمد آپ جانب طور میں اس وقت نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا)۔ کہتے ہیں کہ پکارنے والی اُمت تمہاری پکار قبول کروں گا اس سے قبل کہ تم پکارو اور میں تمہیں دوں گا اس سے قبل کہ تم مجھ سے مانگو۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابوخلدہ بن خالد بن دینار نے، ان کو ابوالعالیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے فتح کر لیا شہر تستر کو ہم نے ہرمزان کے بیت المال میں ایک چارپائی یا ایک تخت پایا۔ اس پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سرہانے اس کا قرآن

(اس کی آسمانی کتاب) رکھا تھا۔ہم وہ قرآن اُٹھالیا، ہم نے اس کو حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو پڑھ کر سنانے کے لئے حضرت کعب الاحبار کو بلایا۔ (اس نے اس کو عربی میں لکھا) کہ میں پہلا آدمی ہوں عرب سے جس نے اس کو پڑھا ہے۔ میں نے اس کو پڑھا ہے جیسے اس قرآن مجید کو پڑھتا ہوں۔ خالد بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا، اس میں کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کی سیرت۔ تمہارے امور و معاملات، تمہارا دین۔ تمہارے کلام کے لہجے اور سر۔ اور وہ جو کچھ بعد میں ہونے والا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم لوگوں نے اس آدمی کا کیا کیا تھا؟ کہا کہ ہم نے تیرہ قبریں کھودیں تھیں، جدا جدا متفرق۔ جب رات ہوگئی تو ہم نے اس کو دفن کر دیا۔ اور تمام قبریں برابر کر دیں۔ تا کہ ہم اس کو لوگوں کی نظروں سے مخفی کر دیں۔ وہ اس کی قبر نہ اُکھاڑیں۔ میں نے پوچھا تم اس سے کیا امید کرتے تھے؟ فرمایا کہ جب بارش نہیں ہوتی تھی تو ان لوگوں پر اس کی چارپائی کو لاکر کھلی جگہ پر رکھ دیتے تھے۔ لہٰذا (ان کے لئے) بارش ہو جایا کرتی تھی۔ (مستدرک حاکم ۲/ ۴۰۸)

میں نے پوچھا کہ تم لوگ اس کو کون شخص گمان کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی تھا۔ جس کو دانیال کہا جاتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنی مدت سے اس کو سمجھتے ہو کہ وہ شخص مرا ہوگا؟ فرمایا کہ تین سو سال سے۔ میں نے پوچھا کہ اس کی کیا کوئی چیز متغیر نہیں ہوئی تھی؟ فرمایا کہ نہیں، مگر چند ایک بال اس کی گدی کی طرف سے۔ بے شک انبیاء کا گوشت جو ہوتا ہے اس کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی۔ اور نہ ہی درندے کھاتے ہیں۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو سعد بن عبدالحمید بن جعفر انصاری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ مخزومی نے، ان کو عمر بن حکم بن رافع بن سنان نے وہ چچا تھے عبدالحمید بن جعفر کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میری بعض پھوپھیوں نے اور والدین نے۔ کہ ان کے پاس ایک ورقہ تھا جس کو وہ جاہلیت میں نسل در نسل ایک دوسرے کو دیتے آرہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا۔ اور وہ بدستور ابھی تک ان کے پاس تھا۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آگئے تو ان لوگوں نے حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا ہوا تھا۔

> ''اللہ کا نام (اور یہ کہ) اس کا قول حق ہے۔ اور ظالموں کا قول ہلاکت میں ہے۔ یہ ذکر و نصیحت ہے اس ایک اُمت کے لئے جو آخر زمانے میں آئے گی۔ جو اپنے اطرف و کنارے لٹکائیں گے اور تہبند اپنی کمروں اور بیچ میں باندھیں گے۔ اور اپنے دشمنوں کی طرف پہنچنے کے لئے دریاؤں اور سمندر میں گھسیں گے ان میں ایک نماز ہوگی جو کہ اگر وہ قوم نوح میں ہوتی تو وہ طوفان کے ساتھ ہلاک نہ کئے جاتے اور اگر وہ قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے عذاب سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اور اگر وہ قوم ہود میں ہوتی تو وہ ایک چیخ یا کڑک کے ساتھ ہلاک نہ کئے جاتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ : وَقَوْلُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ تَبَابٍ

گویا کہ وہ نیا قصہ تھا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حیران ہوگئے اس مضمون سے جو اس میں تھا اور آپ کو پڑھ کر سُنایا گیا۔

(حدیث مرسل، ہو منکر، قالہ ابو حاتم الرازی، علل الحدیث ۲/ ۴۰۱)

☆☆☆

باب ۳۹

شام ملک میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شبیہ اور تصویر

حضور ﷺ سے پہلے والے انبیاء کی شبیہوں اور تصاویر کے ساتھ پایا جانا

(۱) ہمیں خبر دی شیخ ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اصل کتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن ابوشریح ہروی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے، ان کو عبداللہ بن شبیب نے، ان کو ابوسعید ربعی نے، ان کو محمد بن عمر بن سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ام عثمان بنت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سعید بن محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی کو بھیجا اور اس کا معاملہ مکے میں ظاہر ہو گیا میں شام کی طرف گیا۔ جب میں مقام بصریٰ میں پہنچا تو میرے پاس انصار کی ایک جماعت آئی انہوں نے مجھ سے کہا کیا آپ ارض حرم سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ پہچانتے ہو اُس شخص کو جس نے تم لوگوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے عبادت خانے میں لے گئے۔ اس میں مورتیاں اور بت رکھے ہوئے تھے یا تصویریں اور شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تم دیکھو کیا تم دیکھتے ہو اس نبی کی شبیہ اور شکل جو تمہارے اندر بھیجا گیا ہے؟ میں نے ان سب میں نظر ماری مگر مجھے حضور ﷺ کی شکل اور شبیہ نظر نہ آئی۔ میں نے بتایا کہ میں اس نبی کی شکل اور اس کی صورت نہیں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد وہ مجھے اس سے بہت بڑے معبد خانے میں لے گئے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ شبیہیں اور تصویریں موجود ہیں۔ اب انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اب آپ دیکھئے، کیا آپ اس نبی کی صورت یہاں دیکھتے ہیں؟ میں نے نظر ماری تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر حضور ﷺ کی صورت اور آپ ﷺ کی صفت کے مطابق شبیہ موجود ہے۔ پھر میں نے دیکھا وہاں ابوبکر صدیق ؓ کی شبیہ اور صورت بھی موجود ہے اور (اس تصویر میں) ابوبکر ؓ اور رسول اللہ ﷺ کی ایڑی کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس نبی کی صورت اس کی صفت پر دیکھی؟ میں نے ان کو بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ یہ ہیں؟ اور انہوں نے رسول ﷺ کی صفت اور آپ ﷺ کے مشابہ صورت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ میں نے ان کو بتایا اے اللہ! ہاں یہی ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں جو ان کی ایڑی کو پکڑے ہوئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں پہچانتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ یہی تم لوگوں کا نبی ہے اور یہ دوسرا (ایڑی پکڑنے والا) اس کے بعد اس کا جانشین ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد سے جو غیر منسوب ہے، اس نے محمد بن عمر سے۔ یہ اسی اسناد کے ساتھ ہے۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۱۷۹)

(۲) حضرت جبیر بن مطعم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف گیا اور میں وہاں پر اہل کتاب کے ایک شخص سے ملا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ یا نبی بن گیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ اہلِ کتاب کا ایک آدمی آیا اس نے پوچھا کہ تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ اس پہلے والے نے اس کو بتایا (کہ یہ اس نبی کے شہر سے آیا ہے جس نے نبوت کا حال ہی میں ارض حرم میں دعویٰ کیا ہے)۔ لہٰذا اُس نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو اسی کا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس میں بہت سی تصویریں اور شبیہیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے ان میں نبی کریم ﷺ کی شبیہ بھی دیکھی۔ اس شخص نے پوچھا کیا وہ شخص (جو تمہارے ہاں نبی بنا ہے) وہ یہی ہے؟

میں نے بتایا کہ جی ہاں یہی ہیں۔ پھراس نے کہا کہ نہیں ہوا کوئی نبی (جو نبی بن کر آیا) مگر اس کے بعد بھی کوئی نہ کوئی نبی ہوتا تھا سوائے اس نبی (محمد ﷺ) کے (یعنی اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ اس کے بعد اس کے خلفاء ہوں گے)۔

ایہم غسان کو دعوت اسلام .... (۳) ہمیں اس کی خبر دی ابوبکر فارسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواسحاق اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن فارس نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن عمر نے۔ اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

(۴) اور میری کتاب میں ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے وہ اس میں سے ہے جو اس نے مجھے خبر دی بطور اجازت کے یہ کہ ابومحمد عبداللہ بن اسحاق بغوی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن ہیثم بلدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن مسلم بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ادریس نے شرحبیل بن مسلم سے، اس نے ابوامامہ باہلی سے، اس نے ہشام بن عاص اموی سے۔ انہوں نے کہا میں بھیجا گیا اور قریش میں سے ایک اور آدمی بھی ہرقل روم کی طرف۔ اس کو اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے۔ ہم لوگ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مقام غوطہ یعنی دمشق میں جا پہنچے۔ اور ہم جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس اُترے (یعنی غسان کا بادشاہ)۔ اس کے دربار میں داخل ہوئے وہ اپنے تخت پر براجمان تھا۔ اس نے ہمارے پاس اپنا نمائندہ بھیجا تاکہ ہم اس کے ساتھ بات چیت کریں۔ ہم نے اس سے کہا کہ قسم بخدا ہم نمائندے سے بات نہیں کریں گے۔ ہم براہ راست بادشاہ کی طرف بھیجے گئے ہیں اگر وہ ہمیں بات کرنے کی اجازت دیں گے تو ہم اس سے بات کریں گے ورنہ ہم قاصد سے بات نہیں کریں گے۔ وہ نمائندہ واپس گیا اس نے جا کر اس کو خبر دی اس بات کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے ہم کو اجازت دے دی۔ ہم گئے تو اس نے کہا بات کیجئے۔

چنانچہ ہشام بن عاص نے اس سے بات کی اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس وقت اس نے سیاہ کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ہشام نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہے آپ کے اُوپر؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ کپڑے پہنے ہیں اور قسم کھائی تھی کہ میں ان کو نہیں اتاروں گا۔ یہاں تک کہ تم لوگوں کو شام سے نکال دوں گا۔ ہم نے کہا آپ یہاں بیٹھے رہئے، اللہ کی قسم البتہ ہم ضرور تجھ سے یہ چھین لیں گے۔ اور ہم ضرور اقتدار اور حکومت چھین لیں گے بڑے بادشاہ سے بھی انشاء اللہ۔ ہمیں اس بات کی خبر ہمارے نبی نے دی ہے۔ اس نے کہا کہ تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سارا سارا دن روزہ رکھتے ہیں، رات کو کھولتے ہیں۔ تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟ ہم نے جب اس کو بتایا تو اس کا چہرہ سیاہی سے بھر گیا۔ پھر اس نے کہا کہ تم لوگ اُٹھ جاؤ۔ اس نے ہمارے ساتھ ایک نمائندہ بھیجا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے۔

صحابہؓ کرام ہرقل کے دربار میں .... جب ہم ہرقل روم کے شہر کے قریب پہنچے تو جو ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا کہ تمہارے یہ سواری کے جانور بادشاہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں خچر اور ٹٹو وغیرہ پر سوار کر لیتے ہیں۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ انہی سواریوں پر اس کے پاس جائیں گے۔ انہوں نے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ لوگ نہیں مان رہے۔ لہٰذا ہم لوگ اپنی اپنی سواریوں پر داخل ہوئے۔ ہم نے اپنی تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ ہم اس کے بالا خانے تک جا پہنچے۔ ہم نے اس کو مکان کے ساتھ اپنی سواریاں بٹھائیں اور بادشاہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔

ہم نے کہا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللہ جانتا ہے کہ اس کا وہ کمرہ لرزنے لگا تھا۔ لرزتے لرزتے ایسا ہو گیا جیسے کھجور کی شاخ اور خوشہ ہلتا ہے جس کو ہوا تھپیڑیں مارتی ہے۔ اس نے ہمارے پاس بندہ بھیجا کہ تمہیں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ تم لوگ ہم لوگوں پر اپنا دین کھلم کھلا بیان کرو۔ اور ہمارے پاس پیغام بھیجا کہ اندر داخل ہو جاؤ۔ ہم اس کے پاس اندر گئے اور وہ اپنے بستر پر بیٹھا تھا اور اس کے پاس روم کے سردار بیٹھے تھے اور اس کی مجلس میں ہر چیز سرخ تھی۔ اس کے اردگرد سرخی تھی اور اس کے اُوپر سرخ کپڑے تھے، جونہی اس کے قریب ہوئے تو وہ ہنسنے لگا۔ اور اس نے کہا کہ تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم لوگ چاہو تو مجھے اس طرح سلام کرو جیسے تم لوگ آپس میں کرتے ہو۔ اس کے پاس ایک آدمی تھا جو فصیح عربی

بولتا تھا، کثیر الکلام تھا۔ ہم نے کہا کہ بے شک ہمارا سلام جو ہمارے مابین ہوتا ہے وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ رہا تیرا سلام جس کے ساتھ تجھے سلام کیا جاتا ہے وہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ تجھے اس طرح سلام کیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ اپنے بادشاہ کو سلام کیسے کرتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم اس کو بھی یہی سلام کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ تمہیں کس طرح جواب دیتا ہے؟ ہم نے بتایا کہ وہ بھی ہمیں اسی طرح جواب دیتا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تمہاری سب سے بڑا کلام بڑی بات کیا ہے؟ ہم نے بتایا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ ہم نے جب ان الفاظ کے ساتھ کلام کیا تو کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم پھر وہ کمرہ لرزنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی طرف سر اُٹھایا اور کہنے لگا یہ الفاظ جو تم نے کہے ہیں جس سے کمرہ ہلنے لگا ہے کیا تم لوگ جب بھی اپنے گھروں میں کہتے ہو تو تمہارے گھر بھی اسی طرح کانپنے لگتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایسا ہوا ہو مگر یہاں دیکھ رہے ہیں تیرے پاس۔ وہ کہنے لگا میں چاہتا تھا کہ اگر یہ واقعہ ہر وقت ہوتا ہے کہ تم لوگ جب بھی کہتے ہو ہر شے تمہارے کہنے سے کانپتی ہے تو میں اپنا آدھا ملک خالی کردوں، آدھے ملک سے نکل جاؤں۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ ہمارے لئے آسان ہوتا اور ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوتا یہ کہ نہ ہو امر نبوت سے۔ اور یہ کہ وہ لوگوں کی تدبیروں میں سے۔

پھر اس نے ہم سے پوچھا اس کے بارے میں جو حضور ﷺ نے ارادہ کیا ہے، یعنی وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے اس کو خبر دی۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہاری نماز کیسے ہوتی ہے؟ اور تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟ ہم نے اس کو بتادیا۔ اس نے کہا اچھا اب تم لوگ اُٹھ جاؤ۔ لہٰذا ہم لوگ اُٹھ گئے، اس نے ہمارے لئے اچھے گھر اور اچھی ضیافت کا انتظام کیا۔ ہم نے تین دن اس کے ہاں قیام کیا۔ اس نے ایک مرتبہ رات کے وقت ہمیں بلایا۔ ہم لوگ گئے۔ اس نے کہا کہ آپ لوگ اپنی بات میرے سامنے پھر دُہراؤ۔ ہم نے اپنی بات دہرائی۔ اس کے بعد اس نے کوئی چیز منگوائی جو کسی بہت بڑے صندوق کی صورت پر تھی اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے گھر یا خانے بنے ہوئے تھے ان پر دروازے لگے ہوئے تھے اس نے ایک خانہ اور تالا کھولا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی صورت

(۱) اور اس نے ایک کالا ریشم کا کپڑا نکالا اور اس کو پھیلایا۔ یکایک اس میں ایک تصویر تھی جو کہ سرخ تھی اس تصویر پر ایک آدمی تھا جس کی دونوں آنکھیں موٹی موٹی تھیں، سُرینیں بڑی تھیں، گردن اس قدر لمبی کہ میں نے ایسی کبھی نہ دیکھی تھی۔ جبکہ اس کی داڑھی نہیں تھی، بالوں کی دو چٹیا بنی ہوئی تھیں۔ اللہ نے جو مخلوق پیدا کی ہے اس میں حسین ترین شکل تھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور وہ سب لوگوں سے زیادہ بالوں والے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی صورت

(۲) اس کے بعد اس نے ہمارے لئے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں بھی ایک تصویر تھی جس پر ایک سفید شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے بال تھے گھونگھرالے بالوں کی طرح، اس کی آنکھیں سرخ تھیں، سر بڑا تھا، داڑھی خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا کہ اس کو تم پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ نوح علیہ السلام ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت

(۳) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی تھا جو انتہائی سفید رنگ والا، خوبصورت آنکھوں والا، کشادہ پیشانی والا، لمبے رخسار والا، سفید داڑھی والا۔ ایسے لگتا تھا جیسے ابھی مسکرا دے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں پہچانتے۔ اس نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت

(۴) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا۔ اس میں بھی ایک صورت تھی جو کہ انتہائی سفید تھی۔ یہ تو اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ ان کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم رو پڑے۔ کہتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ (دکھانے والا) اُٹھ کھڑا ہوا۔ بعد میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم کیا یہ واقعی وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں یہ وہی ہیں۔ ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم انہی کو دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ تھوڑی دیر تک اس صورت کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا بہر حال یہ آخری گھر یا آخری خانہ تھا مگر میں نے اس کو پہلے کھول دیا ہے تاکہ میں اس کو جلدی دیکھوں جو شخص تمہارے ہاں ہے۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی صورت

(۵)،(۶) اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی گندم گوں، سیاہی مائل۔ یکا یک دیکھا تو ایک آدمی تھا انتہائی گھونگھرالے بالوں والا، گہری آنکھوں والا، تیز نگاہوں والا، سخت چہرے والا، باہم جڑے ہوئے دانتوں والا، موٹے اُوپر اُٹھے ہوئے ہونٹوں والا جیسے کہ سخت غصے میں ہے۔ (دکھانے والے) نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے بتایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اور اس کے برابر پہلو میں ایک اور صورت تھی جو موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھی مگر ان کے سر پر تیل لگا ہوا تھا۔ پیشانی چوڑی تھی، اس کی آنکھ میں بھینگا پن یا ایک طرف جھکاؤ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے بتایا کہ یہ ہارون بن عمران ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کی صورت

(۷) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا۔ اس میں ایک سفید ریشم نکلوایا۔ اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جس کا گندمی رنگ تھا۔ بال سیدھے تھے۔ میانہ قد تھا۔ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے وہ غصے میں بیٹھا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ لوط علیہ السلام ہیں۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی صورت

(۸) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشمی کپڑا نکلوایا۔ اس میں ایک صورت تھی جو کہ ایک سفید رنگ کا آدمی تھا اس کے رنگ میں سرخی کی آمیزش تھی، ناک کی ہڈی اونچی تھی، رخسار ہلکے تھے بھرے ہوئے نہیں تھے، چہرہ خوبصورت تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسحٰق علیہ السلام ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت

(۹) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم کا کپڑا نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی جو کہ اسحٰق علیہ السلام سے مشابہ تھی مگر اس کے نیچے والے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ یعقوب علیہ السلام ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت

(۱۰) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جو سفید رنگ خوبصورت چہرے والا آدمی تھا، ناک کی ہڈی اُونچی تھی، خوبصورت قامت تھی۔ اس کے چہرے پر نور غالب تھا مگر چہرے میں عاجزی پہچانی

جارہی تھی۔ یہ بھی سرخی مائل تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ اسماعیل علیہ السلام ہیں، تمہارے نبی کے دادا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت

(۱۱) اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا۔ اس میں ایک صورت تھی آدم علیہ السلام جیسی۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس کے چہرے پر سورج رواں دواں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے منع کیا تو اس نے بتایا کہ یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔

حضرت داود علیہ السلام کی صورت

(۱۲) اس کے بعد ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا اس میں ایک آدمی کی صورت تھی جو کہ سرخ رنگ والا تھا، پنڈلیاں پتلی تھیں، آنکھیں چھوٹی تھیں، پیٹ بڑا تھا، میانہ قد تھے۔ جسم پر تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ داود علیہ السلام ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ

(۱۳) اس کے بعد ایک اور دروازہ کھولا، اس میں سے ایک سفید ریشم نکالا۔ اس میں ایک آدمی کی شبیہ تھی۔ اس کی سرین موٹی تھی، پیر لمبے تھے۔ یہ آدمی گھوڑے پر سوار تھا۔ انہوں نے پوچھا، اس کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سلیمان بن داود علیہ السلام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ

(۱۴) اس بعد کے اس نے اور دروازہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم نکالا۔ اس میں ایک سفید شبیہ تھی، وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ داڑھی انتہائی شدید کالی نہیں تھی، بال زیادہ تھے آنکھیں خوبصورت، چہرہ خوبصورت۔ انہوں نے پوچھا، اس کو جانتے ہو؟ ہم نے منع کیا تو انہوں نے بتایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

ہم نے پوچھا یہ تصویریں آپ کے پاس کہاں سے آئی ہیں۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ بالکل اسی کیفیت پر ہیں جس پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں اور شکلیں بنائی گئی تھیں۔ اس لئے کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی صورت و شکل بالکل انہیں کی مثل ہے؟ لہٰذا ہرقل ملک اعظم نے کہا کہ بے شک آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ ان کو اس کی اولاد میں سے انبیاء کرام ان کو دکھادیں۔ لہٰذا اللہ نے آدم علیہ السلام پر ان انبیاء کی صورتیں اور شکلیں اُتاری تھیں۔ اور وہ آدم علیہ السلام کے خزانے میں محفوظ تھیں۔ سورج کے غروب ہونے کی جگہ کے قریب۔ غروب شمس کی جگہ سے ان کو ذوالقرنین بادشاہ نے نکال لیا تھا۔ اس نے ان کو حضرت دانیال علیہ السلام کے حوالے کردیا تھا۔

اس کے بعد (ہرقل نے) کہا، سُن لو اللہ کی قسم بے شک میرا دل تو خوش ہے میرے ملک سے نکلنے پر اور اگر میں عبد اور غلام ہوتا تو اس ملک کو نہ چھوڑتا، یہاں تک کہ میں مرجاتا۔ پھر اس نے ہمیں روانہ کیا اور ہمیں اچھے طریقے سے صلہ دیا اور ہمیں چھوڑ دیا۔

ہم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اور ہم نے وہ سب کچھ بتایا جو ہم نے دیکھا تھا۔ اور جو کچھ اس نے ہم سے کہا تھا۔ اور اس نے جو کچھ ہمیں صلہ دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے کہ وہ مسکین ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو وہ ضرور یہ کام کرتا (یعنی اسلام قبول کرتا)۔ اس کے بعد کہا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ لوگ (یعنی عیسائی) اور یہودی اپنے ہاں یعنی (توراۃ و انجیل میں) محمد ﷺ کی صفت پاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۵۶۴/۳)

(۱۵) اور ہماری کتاب میں ہمارے شیخ سے مروی ہے ابوعبداللہ حافظ سے اور وہ اس میں سے ہے جس کے ساتھ مجھے خبر دی ہے بطور اجازت کے۔ کہ ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن شاکر نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے زرارہ بن اوفی سے۔ اس نے مطرف بن مالک سے کہ اس نے کہا کہ میں تستر کی فتح کرنے میں حضرت ابوموسیٰ شعری کے ساتھ موجود تھا۔ ہم مقام سوس میں حضرت دانیال کی قبر پر پہنچے۔ وہ لوگ جب بارش مانگتے تھے تو حضرت دانیال کے ذریعے مانگتے تھے باہر نکل کر۔ اس نے حدیث ذکر کی اس میں۔ جو کچھ انہوں نے اس میں پایا تھا، اس میں ایک صندوق تھا۔ اس میں ایک کتاب (یا تحریر تھی)۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی ایک نصرانی کی اجیر کے بارے میں جس کا نام نُعَیم تھا۔ اس کو وہ کتاب ہبہ کی گئی تھی (پھر انہوں نے حدیث ذکر کی)۔ اس کے اسلام کے بارے میں۔ پھر اس کتاب کو پڑھنے کے بارے میں۔ کہ اس میں یہ بات لکھی ہوئی تھی :

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ـ (سورۃ آل عمران : آیت ۸۵)

جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

کہتے ہیں کہ اس دن (یہود و نصاریٰ میں سے) بیالیس عالم اسلام لے آئے تھے۔ یہ واقعہ حضرت معاویہ کی خلافت میں پیش آیا تھا۔ حضرت معاویہ نے ان کو عطایا اور تحائف دیئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کا حضرت دانیال علیہ السلام نبی کی میّت کا تجہیز و تکفین

ہمام کہتے ہیں کہ فرقد نے گمان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوتمیمہ نے کہ حضرت عمر نے حضرت اشعری کو لکھا۔ حضرت دانیال (کی میت) کو بیری اور ریحان (نازبو کے جوش دیتے ہوئے) پانی کے ساتھ غسل دیں اور یہ کام کہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھائی جائے۔ بے شک وہ نبی تھے۔ انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی تھی کہ مسلمانوں کے سوا کوئی اس کا متولی نہ بنے، جو ان کی تجہیز و تکفین کرے۔

(۱۶) ہمام نے کہا کہ مجھے خبر دی بسطام بن مسلم نے کہ معاویہ بن قرہ نے کہا :

''ہم لوگ آپس میں اس کتاب کا ذکر کر رہے تھے۔ (جس کا اس روایت کے شروع میں ذکر ہوا ہے جس میں مذکورہ سورۃ آل عمران بھی تھی، یہ مذاکرہ ہو رہا تھا) کہ وہ کتاب پھر کہاں گئی تھی۔ اتنے میں ہمارے پاس حضرت شہر بن حوشب کا گزر ہوا تو ہم نے ان کو بلا لیا۔ اور ان سے اس کتاب کے بارے میں ہم نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا، واقعی آپ لوگوں نے ایسے بندے سے پوچھا ہے جو اس بارے میں خبر رکھتا ہے۔ بے شک وہ کتاب حضرت کعب کے پاس تھی۔ جب ان کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے جس کو میں اس امانت کا امین بنا دوں۔ جو اس امانت کو ادا کر دے۔ حضرت شہر بن حوشب نے بتایا کہ میرے ایک چچا زاد بھائی نے کہا (کہ وہ اس امانت کو لے لے گا)۔ اس کی کنیت ابولبید تھی۔ حضرت کعب نے وہ کتاب اس کے حوالے کر دی تھی اور فرمایا کہ اس کو لے چلے جاؤ۔ جب تم فلاں فلاں مقام پر پہنچو تو اس کو اس میں پھینک دینا (اس سے ان کی) مراد سمندر یا دریا سے تھی''۔

ہمام نے حدیث ذکر کی اس آدمی کے خلاف کہ حضرت کعب کو معلوم ہو گیا کہ اس شخص نے یہ کام نہیں کیا پھر بعد میں اس نے یہ کام کیا (کہ وہ جب ڈالنے کے لئے گئے تو) پانی الگ ہو گیا تھا۔ پھر انہوں نے وہ کتاب اس میں پھینک دی اور واپس حضرت کعب کے پاس لوٹ کر آئے اور ان کو بتایا کہ اس نے وہ کتاب پانی میں پھینک دی ہے۔ تو حضرت کعب جان گئے اس نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کہ بے شک وہ اصل تورات تھی، جیسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔

☆☆☆

جلد دوم دلائل النبوۃ

باب ۴۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سینہ کو چاک کرنے اور آپ کے دل سے شیطان کا حصہ نکال دینے کے متعلق احادیث جو کچھ وارد ہوا ہے اس کے ماسوا بابِ ذکر رضاعت میں گزر چکا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۔ کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ بن احمد مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن خنب نے بخاری میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالفضل عباس بن فضل المعروف دبیس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ثابت نے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے ایک دن۔ حضور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل نے حضور کو پکڑ کر لٹا دیا اور آپ کے سینے سے دل کی جگہ سے چاک کیا پھر آپ کے دل کو نکالا، اس کے بعد دل کو چاک کیا اور اس میں سے خون بستہ نکال دیا، اور فرمایا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ تھا۔ اس کے بعد جبرائیل نے آپ کے دل کو سونے کی تھالی میں رکھ کر زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا۔ اس کے بعد اس کو جمع کیا اور ملا دیا اور اس کو اپنی جگہ پر واپس لوٹا دیا۔ لہٰذا یہ منظر دیکھ کر لڑکے ان کی امی کے پاس یعنی ان کی دودھ پلانے والی کے پاس دوڑ کر چلے گئے اور بولے بے شک محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ بھاگ کر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ٹھیک کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کا رنگ ڈر کے مارے فک پڑ چکا ہے۔

حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سینے پر سوئی سے سلائی کی نشانات دیکھا کرتا تھا۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں شیبانی سے اس نے حماد سے۔ مسلم ۳۸۹/۲۔ باب الایمان رقم الحدیث ۲۶۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن محمد بن عمر بن حفص نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سہل بن عمار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عبداللہ نے ابراہیم بن طہمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا سعید سے اللہ کے اس قول کے بارے میں " اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ " تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے کہ حضور ﷺ کا پیٹ چاک کیا گیا یعنی نبی کریم ﷺ کا سینے سے پیٹ کے نیچے تک۔ اس میں سے آپ کا دل نکالا گیا تھا پھر سونے کے تھال میں دھویا گیا تھا۔ اس کے بعد اس میں ایمان اور حکمت بھر دی گئی تھی۔ اس کے بعد اسے دوبارہ اپنی جگہ پر لگا دیا گیا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن احمد بن محمد عنبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حیوۃ بن شریح حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بقیہ بن ولید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بحیر بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو علی بن معبد نے، ان کو بقیہ نے بحیر بن سعید سے، اس نے خالد بن

معدان سے، اس نے ابن عمرو السلمی سے، اس نے عتبہ بن عبد سے، اس نے ان لوگوں کو حدیث بیان کی کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے ابتدائی حالات کیا تھے؟

رضاعی ماں سے حقیقی ماں کے پاس .... حضور نے فرمایا : ''مجھے بنو سعد بن بکر کی ایک خاتون دودھ پلاتی تھی۔ ایک دن میں اور اس کا بیٹا بکری اور بچوں میں باہر کھیل رہے تھے۔ ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز ساتھ لے کر نہیں گئے تھے۔ میں نے کہا، اے میرے بھائی جان! آپ امی کے پاس جاؤ اور ان سے کوئی چیز لے کر آؤ۔ میرا بھائی چلا گیا اور میں وہیں بکری کے بچوں کے ساتھ ٹھہر گیا اور میں نے دیکھا کہ میری طرف دو سفید پرندے آئے جیسے کہ وہ چیلیں ہیں۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے بتایا کہ جی ہاں! یہی ہے۔ دونوں جلدی جلدی آگے آئے اور انہوں نے مجھے پکڑ کر لٹا دیا سیدھا چت لٹایا۔ انہوں نے میرا پیٹ چاک کر دیا اور میرا دل انہوں نے نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے انہوں نے دو سیاہ خون کے بستہ ٹکڑے نکالے اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میرے پاس برف کا پانی لے آیئے۔ انہوں نے اس کے ساتھ میرے پیٹ کو دھو دیا۔ پھر کہا کہ میرے پاس ٹھنڈا پانی لے آیئے۔ انہوں نے میرے دل کو دھو دیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ میرے پاس سکینہ لے آؤ۔ لہٰذا انہوں نے اسے میرے دل میں چھڑک دیا۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب اس کو سی دو، بند کر دو اور اس نے اس کے بعد نبوت کی مہر لگا دی''۔

ابو الفضل نے کہا کہ مراد ہے یَخیطہ کہ اس کو سی دے اور حیوۃ کی ایک روایت میں ہے کہ خطہ کہ اس کو سی دو۔

''اور اس نے اس پر نبوت کہ مہر لگائی۔ اور ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا آپ اس کو ایک پلڑے میں رکھ دو اور اس کی اُمت کے ایک ہزار کو دوسرے پلڑے میں رکھ دو۔ چنانچہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہزار والا پلڑا مجھ سے اُوپر اُٹھا ہوا تھا (یعنی ہلکا تھا)۔ میں ڈرنے لگا کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر گر نہ جائے۔ آپ دونوں نے کہا کہ اگر اس کی ساری اُمت اس کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی یہ ان سب میں بھاری ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ مجھے شدید ڈر لگنے لگا۔ اس کے بعد میں امی کے پاس چلا گیا۔ میں نے جا کر ان کو اس واقعہ کی خبر دی جو مجھے پیش آیا تھا اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں مجھ پر کوئی اور گزبڑ نہ ہو جائے۔ امی نے کہا میں اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اُونٹ پر پلان سجایا مجھے کجاوے میں بٹھایا، خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ یہاں تک کہ ہم اپنی حقیقی امی کے پاس پہنچ گئے۔ رضاعی امی نے کہا کہ لیجئے میں نے اپنی امانت پہنچا دی ہے اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اور پھر انہوں نے میری امی کو وہ پوری بات بتائی، جو کچھ میرے ساتھ گزرا تھا۔ ان کو اس سے کوئی ڈر نہ لگا بلکہ انہوں نے بتایا کہ میں نے دیکھا تھا کہ مجھ سے ایک روشنی نکلی ہے جس کی وجہ سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں''۔ (مسند امام احمد بن حنبل (نیا ایڈیشن) ۶/۶۳، پرانا نسخہ ۴/۱۸۴)

باب ۴۱

سَیف بِن ذِی یَزَن کا عبدالمطلب بن ہاشم کو خبر دینا

ان امور کی جو نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیش آئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصر ویہ بن احمد مروزی نے نیشاپور میں، ان کو حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن صالح معافری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو یزن حمیری نے ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن عفیر سے۔ اس نے عبدالعزیز بن عفیر بن زرعہ بن سیف بن ذی یزن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا احمد بن حبیش بن عبدالعزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد عبدالعزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد عفیر نے، ان کو ابو زرعہ بن سیف

بن ذی یزن نے، وہ کہتے ہیں کہ جب سیف بن ذی یزن حبشہ پر غالب آگئے تو یہ حضور ﷺ کی ولادت سے دو سال بعد کا واقعہ ہے تو اس کے پاس عرب کے وفود اور شرفاء اور شعراء ان کے پاس پہنچے ان کو مبارک باد دینے کے لئے۔ اور اس کی یاددہانی کے لئے جس آزمائش میں وہ تھے اور ان کا اپنی قوم کا بدلہ طلب کرنے کی بابت۔ لہٰذا ان کے پاس قریش کا وفد بھی پہنچا۔ ان میں عبدالمطلب بن ہاشم اور اُمیہ بن عبد شمس اور عبداللہ ابن جدعان اور اسد بن عبدالعزیٰ اور وہب بن عبد مناف اور قصی بن عبدالدار تھے۔ چنانچہ اس کے پاس ان کی اجازت لینے والا پہنچا۔ وہ اپنے محل کے اُوپر بیٹھے تھے جس کو غمدان کہا جاتا تھا۔ وہ وہی تھا جس کے بارے میں اُمیہ بن ابوصلت ثقفی کہتے ہیں:

اشرب هنيئا عليك التاج مرتفقا فی رأس غمدان دارا منك محلالا

واشرب هنيئا فقد شالت نعامتهم وأسبل اليوم فی بردیك اسبالا

تلك المكارم لا قعبان من لبن شيبا بماء فعادا ـ بعد ـ ابوالا

(سیرۃ ابن ہشام ۶۹/۱)

آپ کے پیچھے خوشگوار طریقے سے اس حال میں کہ آپ کے اُوپر بلندی کا تاج ہے قصر غمدان کی بالائی منزل پر جو دار آپ کا مسکن ہے۔
آپ کے پیچھے خوشگوار طریقے پر اس حال میں کہ ان کے شتر مرغ ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور آج کے دن تہہ بند اور چادر کا دامن لٹکا ئیے فخر سے۔
یہ وہ عظمتیں ہیں۔ نہیں کوئی پلایا دودھ کا جو ملایا گیا ہو پانی کے ساتھ وہیں بعد میں پیشاب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے عنبری کی خوشبو بالوں میں لیپ کی ہوئی تھی۔ ان کی سر کی مانگ میں کستوری کی سفیدی چمک تھی۔ اور ان کے جسم پر دوہری چادریں تھیں۔ ایک کو انہوں نے اُوپر اُوڑھا ہوا تھا اور دوسری کا تہہ بند کیا ہوا تھا۔ تلوار ان کے آگے رکھی ہوئی تھی اور ان کے دائیں بائیں بادشاہ (گورنر) بیٹھے تھے ترجم اور بات کرنے والے۔ ان کے مقام کے بارے میں اسے بتایا گیا، پھر اس نے ان کو اجازت دی۔ وہ لوگ اس کے پاس داخل ہوئے اور عبدالمطلب اس کے قریب ہوا اور اس نے بات کرنے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اگر آپ ایسے ہیں جو بادشاہ کے ساتھ ہم کلامی کرتے رہتے ہیں تو ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

عبدالمطلب نے بات شروع کی اور کہا:

''بے شک اللہ عزوجل نے آپ کو ایسے محل میں پہنچایا ہے جو بلند قدر ہے، بلند ہے، پُرشکوہ ہے، محفوظ ہے۔ اسی نے آپ کو اُگایا ہے (یعنی آپ کو اللہ نے پالا ہے)۔ جس کا ماحول پاکیزہ ہے، جس کی جڑ اور بنیاد بہت بڑی ہے، جس کی اصل مضبوط ہے، جس کی فرع اور حصے شاخیں اُونچی ہیں انتہائی پاکیزہ اور ستھرے مقام پر ہے عزت والے ٹھکانے ہیں۔ آپ نے گالی دینے اور لعنت کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ آپ عرب کے ایسے بادشاہ ہیں جن کی تابعداری ہوتی ہے۔ مملکت کے ارکان وہ ہیں جن پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ بندھن اس کا ایسا ہے جس کی طرف لوگ مجبور ہوتے ہیں۔ آپ کے اسلاف بہترین اسلاف تھے۔ آپ ہمارے لئے انہیں میں سے بہترین خلف ہیں ان (پیش رووں) کا ذکر ہرگز نہیں مٹے گا۔ آپ جن کے خلف ہیں اور ان کا ذکر بھی ہرگز نہیں بجھے گا آپ جن کے سلف ہوں گے۔ ہم لوگ اللہ کے حرم کے سامنے والے ہیں اور بیت اللہ کے خادم ہیں ہمیں آپ سے اس نے ملوایا ہے جس نے ہمیں خوش کر دیا تھا آپ کے اس کرب و مصیبت کو کھول دینے پر جس نے ہمیں زیر بار کر دیا تھا۔ ہم لوگ مبارک باد کا وفد اور پیغام دینے والے ہیں، ہلاکت و تباہی کا پیغام نہیں ہیں''۔

بادشاہ نے عبدالمطلب سے پوچھا آپ کون ہو؟ اے کلام کرنے والے۔ انہوں نے بتایا کہ میں عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا ہماری بہن کے بیٹے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! بادشاہ نے کہا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ اس کے بعد بادشاہ عبدالمطلب اور اس کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ لوگوں کو خوش آمدید ہو، آپ لوگ اپنے گھر میں آئے ہو۔ اور سب سے زیادہ نرم و بردبار

مثال کے اعتبار سے (جبکہ یہ پہلا شخص تھا جس نے کلام کیا تھا)۔اُونٹنی یعنی سواری اور سامان کے اعتبار سے اور سواری بٹھانے کے اعتبار سے اور تم نرم زمین پر آئے ہو۔اور تم لوگ ایسے بادشاہ کے پاس آئے ہو جو نفع بخش ہے۔جو بڑے بڑے عطایا دیتا ہے۔

تحقیق بادشاہ نے تمہارا مقالہ سُنا ہے اور تمہاری قرابت داری کو پہچانا ہے اور تمہارے وسیلے اور ذریعے کو قبول کیا ہے۔تم لوگ اہل رات اور اہل دن ہو (یعنی دن رات ہر وقت رہ سکتے ہو)۔جب تک تم رہو گے تمہاری عزت و اکرام کیا جائے گا۔اور جب کوچ کرو گے تو تم لوگوں کے ساتھ دوستی قائم رکھی جائے گی۔

اس کے بعد وہ لوگ دار ضیافت اور مہمان خانے کی طرف اور وفود کی جگہ کی طرف اُٹھا کر لے جائے گئے۔اور ان کے عمدہ کھانوں کا انتظام کر دیا گیا۔وہ لوگ وہاں پر مہینہ بھر مقیم رہے۔بادشاہ کی طرف بھی نہیں جا رہے تھے۔اور ان کی واپسی پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ پھر ان کو اطلاع اور آگاہی کر دی گئی اور عبدالمطلب کے پاس نمائندہ بھیج کر بلایا، اپنے پاس بٹھایا پھر کہا، اے عبدالمطلب بے شک میں اپنے علم کا راز آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کے لئے اس راز کو جائز نہ سمجھتا۔لیکن میں آپ کو اس راز کی کان سمجھتا ہوں۔لہٰذا میں آپ کو اس سے آگاہ کرتا ہوں اور وہ راز آپ کے پاس محفوظ رہنا چاہئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں خود آگاہی فرمائے۔

میں کتاب مکنون میں اور علم مخزون میں اس راز کو پاتا ہوں۔وہ کتاب اور وہ علم جو ہم لوگوں نے اپنے لئے ذخیرہ کیا ہوا اور محفوظ کیا ہوا ہے اور دوسرے لوگوں سے ہم نے اسے چھپایا ہوا ہے۔میں تمہیں ایک عظیم خبر دوں گا اور بہت بڑے امر سے آگاہ کروں گا جس میں شرف حیات ہے۔ فضیلت وفات ہے۔عامۃ الناس کے لئے عموماً اور تیرے قافلے کے لئے مجموعی طور پر اور آپ کے لئے خاص طور پر۔عبدالمطلب نے اس سے کہا، اے بادشاہ سلامت! جیسا شخص ہمیشہ خوش رہے اور ہمیشہ مقصد میں کامیاب رہے۔بتایئے وہ کیا خبر ہے؟ عرب آپ کے دیہاتی ان کے اُوپر قربان جائیں جماعت در جماعت۔

اس نے بتایا کہ''جس وقت تہامہ میں (سرزمین حجاز مکہ) ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کے دونوں کندھوں کے درمیان شامت ہوگی۔ اس کے لئے امامت ہوگی۔اور تم لوگوں کے لئے قیامت تک کے لئے زعامت ہوگی یعنی اس کے کندھوں کے پاس مہر نبوت ہوگی اور رود اور اس شخص کی امامت و سیادت ہوگی اور قیامت تک کے لئے آپ لوگوں کے لئے سرداری ہوگی''۔

عبدالمطلب نے کہا، اے بادشاہ سلامت تحقیق مجھے اس قدر خیر اور بھلائی آپ سے حاصل ہوئی کہ اس قدر بھلائی کسی قوم کے وفد کے سربراہ کو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔اگر بادشاہ کی ہیبت و رعب اور جلالت شان اور عظمت آڑے نہ ہوتی تو میں اپنے اور اس پیدا ہونے والے لڑکے کے بارے میں کچھ اور راز پوچھتا تو مجھے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

بادشاہ نے عبدالمطلب سے کہا :

''یہی اس کے پیدا ہونے کا وقت ہے جس میں وہ پیدا ہوگا یا وہ پیدا بھی ہوگیا ہوگا؟ نام اس کا محمد ہوگا؟ اس کے ماں باپ مرجائیں گے۔ اس کی کفالت اس کا دادا اور اس کا چچا کریں گے۔ہم نے بار بار اس کے پیدا ہونے پر غور کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو کھلم کھلا کھڑا کرے گا۔اور ہم ہی سے اس کے مددگار بنائے گا اور انہیں کے ذریعے اس کے دوستوں کو عزت و غلبہ عطا کرے گا اور انہیں کے ذریعے اس کے دشمنوں کو ذلت سے دوچار کرے گا۔اور انہیں کے ذریعے لوگوں کی عزتوں کا دفاع کرائے گا۔اور انہیں کے ذریعے دھرتی پر بسنے والے شرفاء کو غلبہ عطا کرے گا۔وہ شخص رحمٰن کی عبادت کرے گا۔اور شیطان رسوا ہوگا۔اور (آتش پرستوں کی) آگ بجھائے گا۔اور بتوں کو توڑے گا۔اس کا قول فیصلہ کن ہوگا۔اس کی حکمت دانائی، عدل و انصاف ہوگا۔اور وہ معروف کا حکم کرے گا۔ خود بھی معروف پر عمل کرے گا۔اور منکر سے روکے گا اور اس کو باطل کردے گا'' (یا اس کو باطل قرار دے گا)۔

عبدالمطلب نے اس کے جواب میں کہا، آپ کا نام اُونچا رہے، کیا بادشاہ سلامت نے مجھ سے مخفی راز نہیں کھولے؟ تحقیق میرے لئے وضاحت کی ہے بعض اہم وضاحتوں کی۔ بادشاہ سیف ذی یزن نے اس سے کہا کہ یہ گھر (جس کے اندر ہماری گفتگو ہو رہی ہے) ہر طرح محفوظ اور بند ہے اور دروازوں پر پہرے ہیں۔ بے شک آپ یقیناً اس لڑکے کے دادا ہیں اے عبدالمطلب (سچ مچ) بغیر کسی جھوٹ کے۔

یہ باتیں اور یہ تفصیل سُنتے ہیں عبدالمطلب اس عیسائی بادشاہ کے آگے سجدے میں گر گئے۔ اب یزن نے اس سے کہا، آپ اپنا سر اُوپر اُٹھایئے۔ آپ کا سینہ ٹھنڈا ہو اور آپ کا مرتبہ بلند ہو، کیا آپ نے کوئی شئ محسوس کی اس میں سے جو کچھ میں نے ذکر کیا آپ کے سامنے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا جی ہاں! اے بادشاہ سلامت۔

''بے شک میرا بیٹا تھا عبداللہ۔ مجھے اس پر بڑا فخر تھا اور میں اس پر بہت ہی مہربان تھا۔ بے شک میں نے اپنی قوم کے شرفاء میں سے ایک شریف اور معزز خاتون کے ساتھ شادی کرائی یعنی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ۔ اس نے ایک لڑکا جنم دیا۔ میں نے اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ اب اس کا باپ مر چکا ہے اور اس کی ماں بھی مر چکی ہے۔ اس کی پرورش میں اور اس کا چچا کر رہے ہیں۔

ابن یزن نے عبدالمطلب سے کہا :

آپ علیہ السلام کی یہودیوں سے حفاظت .... ''بے شک میں نے جو کچھ آپ سے کہا تھا وہ بالکل اسی طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ جا کر اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کو یہودیوں سے بچائیں۔ بے شک وہ اس کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اس پر ہرگز کوئی سبیل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کو میں نے جو کچھ بتایا ہے آپ اس کو اپنے گروہ سے چھپائیں جو آپ کے ساتھ ہیں۔ بے شک میں بے خوف نہیں اور مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ان کے اندر بغض اور حسد داخل ہو جائے، اس وجہ سے کہ سیادت و ریاست (عزت و اقتدار) تمہارے لئے ہوگا آنے والے وقت میں۔ پھر وہ کوئی چال نصب کریں گے اس کے خلاف۔ اور اس کے خلاف خطرات تلاش کریں گے۔ بے شک وہ ایسا کریں گے۔ وہ نہیں ان کی اولادیں ایسا کریں گی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ موت اس کی بعثت سے قبل ہی مجھے گھیر لے گی تو میں اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت چلتا، اور جا کر یثرب کو اپنے ملک اور اقتدار کا گھر بنا لیتا (یعنی میں دار الحکومت بنا دیتا)۔

کتاب ناطق کے اندر اور علم سابق کے اندر یہ بات پاتا ہوں کہ یثرب ہی اس کے معاملے کے استحکام کی جگہ ہے اور وہی اس کے اہل نصرت کی جگہ ہے۔ اور وہی اس کی قبر کی جگہ ہے۔ اور یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو آفات سے بچانا چاہتا ہوں اور اس کے مصائب اور ہلاکتوں سے ڈرتا ہوں تو میں اس کی ابتدائی عمر میں اس کے بچپن میں اس کے معاملے کا اعلان کر دیتا (یا میں اس کو بھی) ظاہر کر دیتا۔ اور اس کے مرتبے اور مقام کو عرب کی زبانوں پر لے آتا۔ لیکن میں اس معاملے کو تیری طرف پھیرتا ہوں (یعنی سپرد کرتا ہوں)۔ بغیر کسی کوتاہی کے اس کے ذریعے جو تیرے ساتھ ہیں''۔

اس کے بعد بادشاہ نے قوم کو بلایا (یعنی عبدالمطلب کے ساتھیوں کو) اور ان میں سے ہر آدمی کے لئے سیاہ فام دس غلام اور دس سیاہ فام لونڈیاں اور دو دو پوشاکیں برور کی پوشاکوں میں سے اور پانچ پانچ رطل سونا اور دس دس رطل چاندی اور سو اُونٹ اور ایک تھال بھرا ہوا عنبر پیش کیا اور حکم دیا کہ عبدالمطلب کو اس کا دس گنا دیا جائے۔ اور کہا کہ جب سال پورا گزر جائے تو میرے پاس اس لڑکے (محمد ﷺ) کی خبر لے کر آنا اور اس کا جو بھی معاملہ ہو۔

کہتے ہیں کہ ابھی سال اس واقعے کو پورا نہیں ہوا تھا کہ سیف بن ذی یزن فوت ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب اکثر یہ کہتے رہتے تھے کہ اے قریش کی جماعت! کوئی شخص تم سے اس پر میرے ساتھ شک نہ کرے جو اس نے مجھے بڑے بڑے عطایا دیئے ہیں، اگرچہ وہ واقعی بہت ہیں مگر پھر بھی وہ ایسے ہیں جو کبھی نہ کبھی ختم ہو جائیں گے۔ بلکہ میرے ساتھ رشک کرو اس چیز پر جو میرے لئے باقی رہے گی اور میرے پیچھے اُس کا ذکر باقی رہے گا اور اس کا فخر باقی رہے گا۔

جب ان سے پوچھا جاتا کہ وہ کیا ہے؟ تو وہ اس کی تفصیل بتانے سے گریز کرتے اور یوں کہہ دیتے تھے کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ اگر چہ کچھ وقت کے بعد ہی سہی۔

اور اُمیہ بن عبد شمس نے سیف بن ذی یزن کی طرف ان کے سفر کے بارے میں کچھ شعر کہے تھے اور تحقیق یہ حدیث درجہ بالا ایک اور طریق سے بھی مروی ہے یعنی الکلبی سے، اس نے صالح سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۳۰)

باب ۴۲

عبدالمطلب بن ہاشم کا (حضور ﷺ کی مَعِیَّتُ میں) بارش کی دعا مانگنا

اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن احمد بن عبداللہ مُزنی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو ابوعبدالرحمن حمید بن خلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن محمد بن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے ابن حویصہ سے، ان کو مخرمہ بن نوفل نے اپنی ماں رقیقہ بنت صیفی سے۔ یہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھی، وہ کہتی ہے، قریش کے اُوپر مسلسل قحط اور خشک سال گزر رہے تھے جنہوں نے لوگوں کو جلا کر سوکھا دیا تھا۔ اور ہڈیوں کو نرم اور کمزور کر دیا تھا۔

کہتی ہیں کہ میں اور میرا چھوٹا بھائی میرے ساتھ تھا۔ ہمارے پاس بکری کے بچے تھے جو پرورش پا رہے تھے۔ اور غلام جو آتے جاتے رات کی تاریکی میں بھی۔ میں سو رہی تھی اللہ کی قسم، یا یوں کہا کہ کچی پکی نیند میں تھی کہ ایک ہاتف کی یعنی (غیب سے آواز دینے والے کی) زوردار آواز آئی جو بھرّائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا،

> ''اے قریش کی جماعت بے شک وہ نبی مبعوث ہو چکا ہے تم لوگوں میں سے۔ اور یہی اس کے ظہور کا وقت ہے۔ پس جاؤ وہ خیر اور سرسبزی کو لے کر آیا ہے۔ خبردار تم لوگ دیکھو تم میں سے اس آدمی کو جو سب سے لمبا ہے، بڑا ہے، انڈے کی سفیدی جیسا رنگ ہے، اُونچی ناک والا ہے۔ اس کو وہ بڑائی حاصل ہے جو صرف اس پر بند ہے۔ اور اس کا طور طریقہ ایسا ہے جس کی طرف راستہ بنایا جاتا ہے۔ خبردار اسی کو اور اس کے بیٹے کو منتخب کیا جائے۔ اور چاہئے کہ ہر قبیلے کی ہر شاخ کھنچ کھنچ کر اس کے پاس آئے اور سب لوگ بارش کی دعا کریں، خوشبو لگا کر آئیں اور حجر اسود کا استیلام کریں اور سات مرتبہ کعبہ کو طواف کریں۔ اس کے بعد لوگ جبل ابوقبیس پر چڑھ جائیں اور وہ ہی خاص شخص بارش کی دعا کرے اور باقی قوم آمین کہے۔ خبردار پھر تم لوگوں پر بارش برسائی جائے گی جس قدر چاہو گے اور جب تک جیو گے''۔

کہتی ہیں کہ میں نے صبح کی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں دل گرفتہ تھی، ڈر رہی تھی، خوف سے میری جلد سکڑ رہی تھی، میری عقل ماؤف ہو رہی تھی۔ میں نے اپنا خواب بیان کیا۔ چنانچہ وہ مکے کی گھاٹیوں میں پھیل گیا۔ قسم ہے حرمت وعزت کی اور حرم کی۔ مکے میں کوئی الطبحی (مکی) باقی نہ رہا مگر سب نے کہا کہ اس خواب (کے اندر جس شخص کی تصویر بتائی گئی) وہ شیبۃ الحمد ہے (یہ عبدالمطلب کی کنیت تھی)۔ سب نے کہا کہ یہ شیبہ ہے (یعنی عبدالمطلب ہے)۔ پورے قریش ان کے پاس جمع ہو گئے اور ہر قبیلے کی ہر شاخ کا ایک ایک آدمی اس کے پاس آیا۔ سب نے غسل کیا۔ خوشبو لگائی اور حجر اسود کا استیلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد سب کے سب جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے اور سب کے سب عبدالمطلب کے جمع ہونے لگے سب لوگ کچھ بھی وقت ضائع کئے بغیر کسی تاخیر کے۔ اس کے بعد پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں عاجزی کی، جبکہ رسول اللہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ اس وقت جوانی کے قریب لڑکے تھے یا خود جوان تھے۔ اب عبدالمطلب دعا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے دعا کی :

حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی دعا

اللھم ساد الخلة ، و کاشف الکربة ، انت عالم غیر معلم ، و مسئول غیر منحل ، و ھذہ عبداؤك و اماؤك عذرات حرمتك ، یشکون الیك سنتھم التی قد اقحلت الظلف و الخف ۔ فاسمعن اللھم و امطرن غیثا مریعا مغدقا ۔

اے اللہ! اے درست اور سچی دوستی کرنے والے، اے حقیقی مشکل کشائی کرنے والے، آپ ایسے حقیقت آگاہ ہیں جس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ ایسے ذمہ دار ہیں جو کسی سے زیادتی نہیں کرتے (یا کسی کے ساتھ بخل نہیں کرتے)۔ یہ لوگ تیرے بندے، تیرے غلام ہیں اور یہ تیری بندیاں ہیں آپ کے حرم کے صحن میں ۔ یہ آپ کی بارگاہ میں اپنی قحط سالی کی شکایت کرتے ہیں، جس نے کھری اور کھر کو خشک کردیا ہے (یعنی مویشی تک سوکھ گئے ہیں)۔ (اے اللہ) آپ ہم سب کی دعا قبول فرمائیے ۔ اے اللہ! آپ بارش برسایئے ایسی بارش جو سیراب کرنے والی ہو، سبزہ اُگانے والی ہو۔ (دعا ختم ہوئی)

یہ لوگ (دعا) کر کے ابھی واپس بیت اللہ میں نہیں پہنچے تھے کہ آسمان اپنے پانی کے ساتھ پھٹ پڑا (یعنی خوب زوردار بارش ہوگئی) جس نے اپنے سیلاب کے ساتھ وادی کو ڈھک دیا۔

میں نے قریش کی خاتون سے سُنا جو عبدالمطلب سے کہہ رہی تھی، مبارک ہو تیرے لئے ابوالبطحآء مبارک ہو، یعنی تیری وجہ سے اہل بطحآء زندہ ہیں۔ اور اسی واقعہ پر رقیقہ نے شعر کہے تھے۔

بشیبة الحمد اسقی اللہ بلدتنا	و قد فقدنا الحیا و اجلوذ المطر
فجاد بالماء جونی لہ سبل	دان فعاشت بہ الامصار و الشجر
سیل من اللہ بالمیمون طائرہ	و خیر من بشرت یوما بہ مضر
مبارك الامر یستسقی الغمام بہ	ما فی الانام لہ عدل و لا خطر

(طبقات ابن سعد ۹۰/۱)

اللہ نے عبدالمطلب کے بسبب ہماری نہر میں بارش برسائی۔ ہم تو زندگی گم کر بیٹھے تھے اور بارش رواں ہوگئی۔

بادل نے پانی کی سخاوت کی ہے، دُور دراز تک برسا ہے۔ قریب ہوا بس اسی کے سبب شہروں نے اور درختوں نے زندگی پائی ہے۔

اللہ کی طرف سے سیلاب ہے مبارک ہے اس کا پرندہ (یعنی اس کی خبر دینے والا) اور مضر والے جس دن اس کی بشارت دے گئے ان میں سے۔

سب سے بہتر ہے مبارک، معاملے والا ہے وہ جس جس کے ذریعے بادل کو پانی پلایا گیا، لوگوں کے اندر اس کے برابر اور مثل کوئی بھی نہیں ہے مرتبہ اور انعام میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو زکریا بن یحییٰ بن عمر یکائی نے، ان کو زحر بن حصن نے اپنے دادا حمید بن منہب سے۔ وہ کہتے ہیں میرے چچا عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام حدیث بیان کرتے ہیں مخرمہ بن نوفل سے اپنی ماں رقیقہ بنت ابوصیفی بن ہاشم سے، وہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھی یا ساتھ پیدا ہونے والی تھی۔

قحط سالی کے زمانہ میں ہاتف غیبی کی آواز .... کہتی ہیں کہ "قریش کے اُوپر مسلسل کئی سال گزرے تھے جن میں دودھ والے جانوروں کے تھن سوکھ گئے تھے اور ہڈیاں نرم ہوگئی تھیں، اسی اثنا میں ایک دن میں کھڑی ہوئی تھی یا سوئی ہوئی تھی، اچانک میں نے آواز سُنی کہ کوئی ہاتف غیبی بھرّائی ہوئی آواز کے ساتھ چیخ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اے قریش کی جماعت! بے شک وہ نبی جو تمہارے اندر مبعوث ہونے والا ہے، تحقیق اس کے ایام تم پر سایہ کرنے آئے ہیں اور یہی اس کے چمکنے کا وقت ہے (یا یہی اس کے ستاروں کے طلوع ہونے کا وقت ہے)۔

لہٰذا زندگی اور سرسبزی کے لئے آجاؤ۔ خبردار! تم لوگ اپنے اندر اس شخص کو تلاش کرو جو معزز ہے، سب سے اچھا ہے، سب سے لمبا، جسم انتہائی سفید، لمبی پلکوں والا، گھنی بھنوں والا، ہلکے رخسار والا، اونچی ناک والا، اس کی فضلیت اور بڑائی ایسی ہے کہ اس کا دروازہ اس پر بند کیا جاتا ہے اور وہ شخص ایسی سنت اور طریقہ ہے جس کی طرف راستہ بتایا جاتا ہے۔ چاہئے کہ اس کو اور بیٹے کو منتخب کیا جائے اور چاہئے کہ ہر قبیلے کی شاخ سے اس کی طرف ایک ایک آدمی آئے۔ چاہئے کہ پانی چھڑکیں (یعنی غسل کریں اور خوشبو لگائیں، پھر حجر اسود کا استلام کریں، اس کے بعد جبل قبیس پر چڑھ جائیں اور وہ خاص شخص بارش کی دعا کرے اور باقی لوگ آمین کہیں۔ تم لوگوں پر بارش برسائی جائے گی جتنی چاہو گے۔

رقیقہ کہتی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں صبح سے حیران و پریشان تھی۔ میری جلد پر پھریرا آرہی تھی۔ اور میرا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ میں نے یہ خواب لوگوں کو بتایا، حرمت کی اور حرم کی قسم کوئی مکہ کا باشندہ باقی نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ ایسا شخص عبدالمطلب ہے اور قریش کے سوار اور پیادے سب اس کے پاس آئے اور ہر قبیلے سے آدمی ان کے پاس آیا۔ انہوں نے غسل کیا خوشبو لگائی، حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد جبل ابی قبیس پر چڑھ گئے۔ جس قدر ان کے لئے ممکن ہوا جلدی جلدی عبدالمطلب کے پاس پہنچنا شروع ہوئے۔ جب پہاڑی کی چوٹی برابر ہوگئی تو عبدالمطلب دعا کے لئے کھڑے ہوگئے۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ جو جوان لڑکے تھے یا جوانی کے قریب تھے۔ انہوں نے کہا، اے اللہ! اچھی دوستی والے، اے مشکل کشائی کرنے والے! آپ حقیقت سے خوب آگاہ ہیں بغیر کسی آگاہ کرنے والے کے۔ اور ایسے ذمہ دار ہیں جو کسی پر زیادتی نہیں کرتا، یہ تیرے ہی بندے اور غلام ہیں اور تیری ہی بندیاں ہیں۔ تیرے حرم کے صحن میں حاضر ہیں۔ یہ اپنی قحط سالی کی شکایت کرتے ہیں جس نے مویشیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اے اللہ! تو بارش برسا سبزی اُگانے والی، سیراب کرنے والی۔ کعبہ کی قسم یہ لوگ واپس نہیں آئے تھے کہ آسمان پھٹ پڑا پانی کے ساتھ۔ اور وادی بھر گئی سیلاب کے ساتھ۔ پھر میں نے قریش کے دو بزرگوں سے سنا اور بڑوں سے یعنی عبداللہ بن جدعان اور حرب بن اُمیہ ہشام بن مغیرہ سے۔ یہ لوگ عبدالمطلب سے کہہ رہے تھے، اے ابوالبطحاء مبارک ہو تجھے یعنی اہل بطحاء نے تیری وجہ سے زندگی پائی ہے۔ اور اس بارے میں رقیقہ نے کہا تھا یعنی شعر کہے جو اُوپر مذکور ہوئے ہیں ترجمہ کے ساتھ دوبارہ ملاحظہ کرلیں۔

باب ۴۳

عبدالمطلب بن ہاشم کا رسول اللہ ﷺ پر شفقت کرنا

اور اس کا اپنی وفات کے وقت ابوطالب کو حضور ﷺ کے ساتھ شفقت کرنے کی وصیت کرنا بسبب اس کے جو انہوں نے حضور ﷺ کی نشانیاں دیکھی تھیں اور یہودی علماء سے آپ کے بارے میں جو باتیں سُنی تھیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن نظیف بن فضل بن نظیف فراّ امصری نے۔ مکہ میں اللہ اس کی حفاظت کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن احمد بن محمد خروف بن کامل مدینی نے بطور املاء کے مصر میں، ان کو حسن بن علی بن موسیٰ بغدادی نے، ان کو وہبان بن بقیہ واسطی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن نظیف نے وان کو ابوالحسین احمد بن محمود بن احمد شمعی بغدادی نے بطور املاء کے مصر میں۔ ان کو ابوالعباس احمد بن یونس بن موسیٰ سامی بصری نے بطور املاء کے اپنی کتاب سے، ان کو عمرو بن عون نے اور یہ لفظ اسی کے مروی ہیں اور دونوں کا مفہوم ایک دوسرے کے قریب ہے۔ ان کو خالد بن عبداللہ نے داود بن ابو ہند سے، اس نے عباس بن عبدالرحمن ہاشمی، وہ ہاشمی سے، اس نے کندیر بن

سعید سے،اس نے اپنے والد سے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے دور جاہلیت میں حج کیا تھا میں نے ایک آدمی کو دیکھا،وہ بیت اللہ کا طواف کررہا تھااور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا :

رَبِّ رُدَّ اِلَــیَّ رَاكِبِــیْ مُـحَـمَّـدًا　　　　یَـا رَبِّ رُدَّهٗ وَاصْـطَـنِـعْ عِـنْـدِیْ یَـدًا

اے میرے رب میرے جوان محمد کو میرے پاس واپس لوٹا۔اے میرے رب اسے واپس لوٹا اور محمد پر احسان فرما

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟انہوں نے کہا کہ یہ عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔اس نے اپنے بیٹے کو اُونٹوں کی تلاش میں بھیجا تھا جبکہ اس نے اسے کبھی کسی بھی کام کے لئے نہیں بھیجا تھا مگر وہ ہمیشہ کامیاب آتے تھے۔مگر اس مرتبہ وہ بہت لیٹ ہوگئے۔کہتے ہیں کہ اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ نبی کریم ﷺ آگئے اور اُونٹ بھی۔عبدالمطلب نے اسے سینے سے لگایا اور کہنے لگے،اے بیٹے!میں تیرے لئے بہت شدید گھبرا گیا تھا،اس قدر کہ میں اتنا شدید کسی چیز کے لئے نہیں گھبرایا۔اللہ کی قسم!میں نے تجھے کبھی کسی کام سے نہیں بھیجا اور اب تم کبھی بھی مجھ سے جدا نہ ہونا۔(المستدرک ۲/۶۰۳-۶۰۴)

اے اللہ سواری واپس کردے .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوصالح خلف بن محمد کرابیسی نے بخارا میں بطور املاء کے۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن فضل مفسر نے،ان کو احمد بن فضل نے،ان کو عیسیٰ فجار نے،ان کو خارجہ نے،ان کو بہز بن حکیم نے اپنے والد سے،اس نے معاویہ بن حیدہ سے۔وہ کہتے ہیں حیدہ بن معاویہ جاہلیت میں عمرہ کرنے چلا۔اس نے دیکھا کہ ایک شیخ بیت اللہ کا طواف کررہا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے۔اے میرے رب!میرے سوار محمد کو میری طرف واپس لوٹا،اسے میری طرف لوٹا اور یوں مجھ پر احسان فرما۔میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟لوگوں نے کہا کہ یہ قریش کا سردار ہے اور یہ سردار کا بیٹا ہے۔یہ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے۔میں نے پوچھا کہ محمد اس کا کیا لگتا ہے؟لوگوں نے بتایا کہ وہ اس کا پوتا ہے۔وہ اسے سب سے زیادہ پیارا ہے۔اس کے بہت سارے اُونٹ ہیں۔جب کوئی اُونٹ بھٹک جاتا ہے،اپنے بیٹوں کو بھیجتے ہیں ان کی تلاش میں۔جب اس کے بیٹے تلاش سے عاجز آجاتے ہیں تو یہ پوتے کو بھیجتے ہیں۔اس نے اسے بھٹکنے والے اُونٹ کی تلاش میں اسے بھیجا تھا جس کی تلاش سے اس کے بیٹے عاجز آگئے تھے۔مگر وہ خود بھی نہیں آئے تو یہ کہنے لگے اللہ کی قسم میں بھی مکہ میں نہیں رہوں گا یہاں تک کہ محمد ﷺ آجائے اُونٹ لے کر۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق بن یسار سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ تھے۔مجھے بات بیان کی عباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے بعض اصل سے۔

رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کی مسند پر .... وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے دادا عبدالمطلب کے لئے سائے تلے گدا بچھایا جاتا تھا۔ان کے بیٹوں میں سے اس کے اُوپر کوئی نہیں بیٹھتا تھا ازراہ اکرام واحترام میں۔مگر رسول اللہ ﷺ آتے اور اس کے اُوپر بیٹھ جاتے تھے۔چچاؤں میں سے کوئی آتا تو آپ کو جھڑکتا کہ بڑوں کی مسند پر نہ بیٹھا کریں،مگر آپ کے دادا عبدالمطلب یہ کہتے کہ چھوڑو میرے بیٹے کو بیٹھنے دو اور وہ آپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی ایک شان ہے یعنی اس کا اپنا ایک مقام ہے۔حضور ﷺ آٹھ سال کے تھے کہ دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا۔یہ عام الفیل سے آٹھ سال بعد کی بات ہے۔

ابوطالب کو وصیت .... ابن اسحاق نے کہا کہ عبدالمطلب نے ابوطالب کو وصیت کی تھی لوگوں کے گمان کے مطابق ابوطالب کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں۔یہ اس لئے ہوا کہ عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے۔عبدالمطلب نے کہا تھا لوگوں کے گمان کے مطابق اپنی وصیت کے اندر۔اور ابوطالب کا نام عبدمناف تھا۔

او صيك يا عبد مناف بعدى بموحد بعد ابيه فرد

فارقه وهو ضجيع المهد فكنت كالأم له في الوجد

میں تجھے وصیت کرتا ہوں اے عبدمناف، میرے بعد اس نوجوان کے ساتھ جو اپنے باپ کے بعد سے اکیلا ہے۔ باپ اس وقت سے اس کو چھوڑ گیا ہے جب وہ ابھی گہوارے میں تھا۔ میں نے جس سے اس کو پایا ہے میں اس کے لئے ماں کی طرح تھا۔

کچھ اور اشعار بھی مذکور ہوئے ہیں ان میں اس نے یہ کہا تھا :

بل احمد رجورته للرشد قد علمت علام اهل العهد

ان الفتى سيد اهل نجد يعلو على ذى البدن الاشد

بلکہ میں اس کے بارے میں پُر امید ہوں کہ وہ ہدایت دینے والا ہوگا۔ میں اس کو اپنے پروردگار کا بہت بڑے علم والا سمجھتا ہوں کہ ہوگا یہ جوان اہل نجد کا سردار ہوگا بڑے بڑے مضبوط لوگوں پر غالب آئے گا۔

عبدالمطلب نے وصیت میں یہ بھی کہا تھا :

او صيت من كنيته بطالب عبد مناف وهو ذو تجارب

بابن الذى قد غالب غير آيب

میں وصیت کرتا ہوں۔ اس کو میں نے جس کی کنیت طالب رکھی ہے نام اس کا عبدمناف ہے اور وہ خوب تجربہ کار ہے۔ وصیت اپنے بیٹے کے بارے میں کی ہے جو یتیم ہے۔

کچھ مزید اشعار بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ ان کے اندر اس نے کہا تھا :

فلست بالايس غير الراغب بان يحق الله قول الراهب

فيه وان يفضل آل غالب

میں ناامید نہیں ہوں بلکہ پُر امید ہوں کہ اللہ تعالیٰ واہب کا قول سچا کرے گا۔ محمد ﷺ کے بارے میں۔ اور وہ آل غالب میں فضیلت و برتری پائے گا۔

انى سمعت اعجب العجائب من كل حبر عالم و كاتب

هذا الذى يقتاد كالجنائب من حل بالابطح والاخاشب

ايضا و من تاب الى المشاوب من ساكن للحرم او مجانب

میں نے ہر بڑے عالم سے اور ہر لکھنے والے سے بڑی عجیب بات سُنی ہے کہ یہ (محمد ﷺ) قیادت کرے گا مثل حکمرانوں کے ہر اس شخص کی جو وادی البطح میں آباد ہوگا، مثل قد اور بڑے آدمی کے اور ان لوگوں کی بھی قیادت کرے گا جو رجوع کرے گا نیک کاموں کی طرف خواہ وہ حرم کی حدود کے اندر رہنے والے ہوں یا باہر رہنے والوں ہوں۔

☆☆☆

باب ۴۴

وہ اخبار جو وارد ہوئیں نبی کریم ﷺ کے ابوطالب کے ساتھ خروج کے بارے میں جب وہ شام کی طرف تجارت کی نیت سے نکلے تھے اور بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کی صفت اور نشانیوں کو ملاحظہ کرنا جن سے اس نے استدلال کیا تھا کہ یہ وہی نبی ہے ان کی کتب میں جس کا وعدہ کیا گیا ہے

صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی نے، وہاں پر ان کو خبر دی ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے، ان کو عباس بن محمد دُوری نے (ح)۔ ان کو ابوعبداللہ حافظ نے اور ان کو احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو قرادابونوح نے، ان کو یونس بن ابواسحاق نے، ان کو ابوبکر بن ابوموسیٰ نے، ان کو ابوموسیٰ نے۔

وہ کہتے ہیں ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے قریش کے چند دیگر شیوخ کے ساتھ۔ جب یہ راہب کے سامنے پہنچے تو یہ اُتر پڑے۔ پڑاؤ کیا، پلان وغیرہ اُتارے اور راہب نکل کر ان کی طرف آیا اور وہ لوگ اس سے قبل بھی وہاں اس کے پاس اُترتے رہتے تھے۔ اس نے کبھی ان کی طرف التفات نہیں کیا تھا اور نہ کبھی ان کے پاس اُتر کر آیا تھا۔ یہ لوگ اپنے پلان وغیرہ اُتار رہے تھے۔ اور وہ راہب ان کے بیچ میں پھر رہا تھا۔

راہب نے کہا یہی رسول مبعوث ہیں .... حتیٰ کہ اس نے آکر رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص سارے جہانوں کا سردار ہے۔ سید العالمین کا رسول ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجیں گے۔

چنانچہ قریش کے شیوخ نے اس راہب سے کہا، آپ کو کیسے علم ہوا ہے۔ ان باتوں کا۔ اس نے بتایا بے شک تم لوگ جب گھاٹی سے ظاہر ہوئے تھے یہ جس درخت سے گزرا یا پتھر سے گزرے وہ اس کے سامنے سجدے میں گر گیا ہے۔ اور درخت اور پتھر نہیں سجدہ کیا کرتے مگر نبی کے لئے۔ اور بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں مہر نبوت ہے اس کے کندھے کی نرم ہڈی کے نیچے سیب کی مثل۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اس نے جا کر ان سب کے لئے کھانا تیار کیا اور جب اس کو لے کر وہ ان کے سامنے آیا حضور ﷺ اُونٹوں کو چرانے والوں میں گئے ہوئے تھے۔

اس نے کہا اس کو بلاؤ، جب حضور ﷺ وہاں سے واپس آئے تو آپ کے اُوپر ایک بادل سایہ کر کے آ رہا تھا۔ راہب نے کہا کہ دیکھو اس کو اس پر بادل سایہ کر رہا ہے۔ جب حضور ﷺ لوگوں کے قریب آئے حضور ﷺ نے دیکھا کہ سب لوگ حضور ﷺ سے قبل سائے میں بیٹھ چکے ہیں حضور ﷺ جب بیٹھے تو درخت کا سایہ حضور ﷺ کی طرف جھک آیا۔ راہب نے کہا دیکھو ذرا درخت کے سائے کو کہ وہ اس پر مائل ہو گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ اچانک وہ کھڑا ہوا تھا ان لوگوں پر وہ ان کو قسم دے رہا تھا کہ وہ اس کو روم نہ لے جائیں کیونکہ اگر رومیوں نے اس کو دیکھ لیا تو وہ اس کی صفت سے اس کو پہچان لیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ اچانک اس نے جو پلٹ کر دیکھا تو نو آدمی اور اصم کی ایک روایت کے مطابق سات آدمی روم سے آ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ راہب آگے جا کر ان سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کیونکر آئے ہو۔ انہوں نے کہا: کہ

ہم اس نبی کے پاس آئے ہیں جو اس شہر سے نکلنے والے ہیں۔ نہیں باقی رہا کوئی راستہ مگر ہر راستے کی طرف بندے بھیج دیئے گئے ہیں۔ ہمیں بھی اس کے بارے میں خبر ملی تھی اور ہم آپ کے پاس اس راستے پر بھیجے گئے ہیں۔ راہب نے ان سے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ تم لوگ اپنے پیچھے کسی آدمی کو چھوڑ آئے ہو جو تم لوگوں سے بہتر ہو۔ انہوں نے بتایا کہ نہیں ہمیں تیرے اسی راستے کی خبر ملی تھی۔ راہب نے پوچھا کہ یہ بتاؤ تم لوگ کیا سمجھتے ہو ایک امر کے بارے میں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پورا کرنے کا ارادہ کرلیا ہے، کیا لوگوں میں ایسا کوئی ہے جو اس کو روک دے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ راہب نے کہا کہ پھر تم لوگ اس کے تابع ہو جاؤ اور اس کے ساتھ اقامت کرو۔

کہتے ہیں کہ پھر راہب ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تم میں سے کون اس کا سرپرست ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ابوطالب۔ وہ بار بار اس کو قسم دینے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے حضور ﷺ کو واپس بھیج دیا۔ اور ان کے ساتھ ابوبکر نے بلال کو بھیج دیا اور راہب نے حضور ﷺ کے ساتھ زادِ سفر کھی اور کمک دیا۔ (ترمذی حدیث ۳۶۲۰)

ابوالعباس نے کہا کہ میں نے عباس سے سُنا، وہ کہتے تھے کہ دنیا میں کوئی مخلوق نہیں جو اس روایت کو بیان کرے سوائے قراد کے اور اس کو قراد سے سُنا احمد نے اور یحییٰ بن معین نے۔

میں کہتا ہوں کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اس کے ساتھ ارادہ کیا ہے اس اسناد کے موصول ہونے کا۔ بہرحال یہ قصہ اہل مغازی کے ہاں مشہور ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۰۳)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے کہ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں۔ پھر ابوطالب نے ایک قافلے میں تجارت کی غرض سے شام کے ملک جانے کا ارادہ کیا۔ جب روانگی کے لئے تیار ہو گئے اور روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ اس کو چمٹ گئے اور انہوں نے چچا کی اُونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہنے لگے اے چچا جان آپ مجھے کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں، نہ میرا باپ ہے نہ ماں ہے؟ لہٰذا ابوطالب کو ان پر ترس آ گیا اور کہنے لگا میں ضرور بالضرور ان کو ساتھ لے کر جاؤں گا، یہ مجھ سے جدا نہیں ہوں گے، میں ان سے جدا نہیں ہوں گا ہمیشہ کے لئے یا جیسے بھی کہا ہو گا۔

کہتے ہیں ابوطالب نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب قافلہ مقام بصریٰ شام کی سرزمین پر اُترا وہاں ایک راہب رہتا تھا۔ اسے بحیراء کہتے ہیں وہ اپنے گرجے میں رہتا تھا اور وہ اہل نصرانیت میں سب سے زیادہ علم والا تھا۔ اس گرجے کے اندر کبھی ایسا راہب نہیں ہوا تھا جس کا علم اس جیسا ہوا ہو (گویا کہ وہ سب سے قابل عالم تھا)۔

ان کے دعوے کے مطابق پشت در پشت وہ اس علم کے وارث آ رہے تھے۔ جب قریش کا یہ قافلہ اس سال بحیراء کے ہاں اُترا اس سے پہلے اکثر قافلے گزرتے رہتے تھے نہ وہ ان لوگوں سے ملتا نہ بات کرتا نہ ہی ان کی طرف توجہ کرتا تھا۔ مگر اس سال جب یہ لوگ اس کے گرجے کے قریب اُترے تو اس نے باقاعدہ ان کی دعوت کی۔ ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ ان لوگوں کے گمان کے مطابق یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا کہ اس نے اپنے گرجے کے اُوپر سے کچھ دیکھا تھا: قافلے کے اندر جب قافلہ آ رہا تھا۔ اور اس نے سفید بادل دیکھا تھا جو لوگوں کے اندر اس (محمد ﷺ) پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اس کے بعد وہ آ کر گرجے کے قریب ایک درخت کے سائے تلے اُترے تو اس نے دیکھا کہ وہ بادل اسی درخت پر سایہ کئے ہوئے تھا اور درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ پر جھک آئی تھیں اس قدر کہ آپ نے ان سے سایہ حاصل کیا۔

بحیراء راہب نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے گرجے سے نیچے اُتر آیا۔ اسی وجہ سے اس نے کھانا تیار کروایا۔ پھر ان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے آپ لوگوں کے لئے کھانا تیار کروایا ہے اے قریشیو! اور میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ سب کے سب کھانے پر آؤ چھوٹے بھی بڑے بھی، آزاد بھی غلام بھی۔ ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے بحیراء! آج آپ کی جو خاص بات ہے کیوں ہے؟ ہم تو پہلے بھی گزرتے رہتے تھے

کثرت کے ساتھ، آج کیابات ہے؟ بحیراء نے جواب دیا کہ تم سچ کہتے ہو۔ بات یہی ہے جو آپ کہہ رہے ہو، مگر تم لوگ مہمان ہو، میں تمہارا اکرام کرنا چاہتا ہوں اور میں نے کھانا تیار کروایا ہے تاکہ تمہارے سب لوگ کھالیں۔ چنانچہ وہ سب لوگ پہنچے مگر رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے لوگوں میں سے۔ لوگوں کے سامان میں اپنی کم عمری کی وجہ سے درخت تلے۔

بحیراء نے دیکھا قوم کے اندر اور وہ صفت نہ دیکھی جس کو وہ پہچان رہا تھا اور حضور ﷺ کے ساتھ دیکھ رہا تھا تو اس نے کہا اے قریش کی جماعت! کیا تم سب گئے ہو پیچھے کوئی بھی نہیں رہا۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! اے بحیراء ہم میں سے پیچھے کوئی بھی نہیں جس کا آنا ضروری تھا۔ بس ایک لڑکا سامان میں رہ گیا ہے وہ کم عمر ہے سامان میں بیٹھا ہے۔ اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو اس کو بھی بلالو وہ تمہارے ساتھ کھانے میں حاضر ہوجائے۔ قریش میں سے ایک آدمی جو قوم کے ساتھ تھا کہا، لات وعزیٰ کی قسم بے شک یہ بھی ملامت بن گیا ہمارے لئے ابن عبداللہ بن عبدالمطلب کہ وہ کھانے سے پیچھے رہ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص گیا اور اس کو اپنے ساتھ لے آیا اور لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔

بحیراء نے جب اسے دیکھا تو شدید طریقے سے اس کو گھورتا رہا اور اس کے جسم پر کچھ چیزیں دیکھتا رہا جو وہ اپنے ہاں پاتا تھا۔ ان کے جسم پر الگ صفت میں۔ حتیٰ کہ لوگ جب کھانا کھا کر چلے گئے تھے، بحیراء کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے لڑکے! میں تجھے لات وعزیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو کچھ پوچھوں آپ مجھے سچ سچ بتانا۔ بحیراء نے یہ قسم اس لئے دی تھی کہ اس نے ان کی قوم سے سُنا تھا کہ وہ لات وعزیٰ کی قسم کھارہے تھے۔ انہوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ مجھ سے لات وعزیٰ کے ساتھ سوال نہ کرنا کسی شئ کا، اللہ کی قسم میں ان سے زیادہ کسی شئ سے بغض نہیں رکھتا ہوں (یعنی سب چیزوں سے ان کو زیادہ ناپسند کرتا ہوں)۔

بحیراء نے کہا اچھا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں جو پوچھوں گا آپ سچ سچ بتائیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا آپ جو چاہیں پوچھیں۔ اب اس نے سوال کرنے شروع کئے۔ کئی چیزوں کے بارے میں، آپ کے حال میں سے آپ کی پسند کے بارے میں، صورت شکل کے بارے میں، کیفیت کے بارے میں دیگر امور کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے بھی جواب دینا شروع کئے۔ اس کے جوابات اس کے مطابق ہوتے گئے جو بحیراء کے پاس حضور ﷺ کی صفات تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ کی طرف دیکھا، اس کو مہر نبوت نظر آئی دونوں کندھوں کے درمیان اپنے مقام پر جو صفت اس کے پاس لکھی ہوئی تھی۔

جب وہ سوال جواب کر چکا تو پھر ان کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا، اس نے پوچھا کہ یہ لڑکا آپ کا کیا لگتا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیراء نے کہا کہ نہیں یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے، میرے علم کے مطابق تو اس کا باپ مر چکا ہے۔ اس نے بتایا کہ واقعی یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا تھا اس وقت جب اس کی ماں حمل سے تھی۔ اس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو اپنے شہر میں واپس لے جایئے اور اس کے بارے میں یہودیوں کا خوف رکھئے۔ اللہ کی قسم اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا اور پہچان لیا جو کچھ میں نے پہچانا ہے تو وہ اس کو نقصان پہنچائیں گے۔ آپ کے اس بھتیجے کی ایک خاص حالت ہونے والی ہے۔ لہٰذا آپ فوراً اس کو اپنے شہر میں لے جایئے۔

چنانچہ آپ کے چچا ابوطالب آپ کو جلدی واپس لے آئے جیسے تجارت سے فارغ ہوئے۔ شام میں لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے اس میں جو لوگ باتیں کرتے ہیں کہ زبیر اور تمام اور دریس جو کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ تھے، انہوں نے اس سفر میں جب آپ چچا ابوطالب کے ساتھ تھے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ میں کچھ باتیں دیکھی تھیں اور انہوں نے حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر بحیراء راہب نے حضور ﷺ سے روکا تھا اور ان کو اللہ سے ڈرایا اور ان کو وہ یاد دلایا تھا جو وہ حضور ﷺ کا ذکر تورات میں پاتے تھے۔ اور ان کو کہا تھا کہ اگر تم ان کو نقصان پہنچانے کا طے بھی کرلو تو بھی تم اس تک نہیں پہنچ سکو گے۔ یہاں تک کہ انہوں نے وہ سمجھ لیا جو کچھ اس نے سمجھایا تھا۔ اور انہوں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ اس کے بارے میں جو کچھ اس نے بتایا۔ لہٰذا وہ اس طرح حضور ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

لہٰذا ابو طالب نے اس بارے میں شعر کہے تھے، جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے سفر کو ذکر کرتے ہیں اور یہودیوں کی اس جماعت نے جو ارادہ کیا تھا اور اس بارے میں ان کو بحیرا، راہب نے جو کچھ کہا تھا۔

ابن اسحاق نے اس بارے میں تین قصیدے ذکر کیے ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب ہذا نے حاشیہ میں وہ اشعار نقل کئے ہیں اور بتایا ہے کہ ان اشعار میں رکاکت ظاہر ہے جو دلالت کررہی ہے کہ وہ اشعار وضعی ہیں اور ابو طالب کی طرف محض منسوب ہیں۔ (مترجم)

باب ۴۵

اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی حفاظت کرنا

آپ جوانی میں منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ دورِ جاہلیت کی نجاستوں اور عیبوں سے پاک اس لئے کہ وہ آپ کو شرفِ رسالت سے نوازنا چاہتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ ﷺ جوان ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نگرانی اور حفاظت کررہے تھے۔ جاہلیت کی گندگیوں، کمزوریوں اور عیبوں سے۔ اس لئے کہ وہ آپ کو نبوت و رسالت کے منصب سے عزت بخشنا چاہتے تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بالغ ہوگئے۔ بایں صورت کہ وہ اپنی قوم کے افضل آدمی بن گئے۔ اخلاق ومروت کے اعتبار سے ان سب سے احسن تھے۔ اپنے خلق کے لحاظ سے۔ اکرم اور شریف ترین تھے۔ ان سب سے میل جول اور معاشرت کے اعتبار سے۔ پڑوسیوں کے ساتھ جن کا رویہ احسن تھا، ان سب سے اخلاق میں عظیم نہیں بلکہ اعظم تھے۔ بات کے اعتبار سے صادق نہیں بلکہ اصدق تھے۔ امانت داری کے لحاظ سے عظیم نہیں اعظم تھے۔ فحش کاموں سے اور ان اخلاق سے جو مردوں کو میلا کردیتے ہیں سب سے زیادہ بعید تھے۔ اپنی طبعی پاکیزگی اور شرافت کی وجہ سے اس قدر کہ آپ کی قوم کے اندر آپ کا اگر کوئی نام پڑ گیا تھا تو وہ صادق اور امین تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر تمام امور صالحہ جمع کردیئے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۱۹۷)

مجھے جو بتایا گیا ہے، یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ اس چیز کے بارے میں بتایا کرتے تھے جو اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔ ان کے صغر سنی میں امور جاہلیت سے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے اس شخص سے جس نے اس کو حدیث بیان کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا اس سلسلے میں جو اب ذکر فرماتے تھے اللہ کا آپ ﷺ کی حفاظت کرنا۔ کہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ہم لوگ کھیلنے کے لئے پتھر اٹھارہے تھے۔ اسی دوران ہم لوگوں نے اپنی چادریں یعنی تہہ بند اُتار کر کندھوں پر رکھ لئے تاکہ ان پر پتھر رکھ کر اٹھائیں۔ اچانک کسی جھنجھوڑنے والے نے مجھے پکڑ کر سخت طریقے سے جھنجھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ تہہ بند باندھئے۔ چنانچہ میں نے جلدی سے تہہ بند باندھ لیا۔ سب لڑکوں میں تہہ بند باندھ کر اٹھانے لگا۔

اچانک بے ہوش ہوکر گر پڑے .... (۲) ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ شیرازی نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب احزام نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی روح نے اور ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی حافظ نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث پڑھی گئی تھی ابوبکر محمد بن جعفر بن ہیثم کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد عوام نے ان کو

روح بن عبادہ نے، ان کوزکریا بن اسحاق نے، ان کو عمر بن دینار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ان لوگوں سے ساتھ مل کر کعبے کی تعمیر کے لئے پتھر اُٹھا رہے تھے، آپ نے تہہ بند باندھا ہوا تھا۔ آپ کے ﷺ نے چچا کی بات مان لی اور تہبند اُتار کر کندھے پر رکھ لیا، مگر آپ گر کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کبھی بھی اس حالت میں نہ دیکھے گئے۔

دونوں کی حدیث کے الفاظ برابر ہیں۔ اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا مطر بن فضل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا زہیر بن حرب سے سب روح بن عبادہ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو ولید فقیہ نے، ان کو محمد بن زہیر نے، ان کو اسحاق بن منصور نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو ابو عمرو بن ابو جعفر نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن جریج نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو بن دینار نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب کعبے کی تعمیر ہونے لگی تو رسول اللہ ﷺ اور عباس پتھر اُٹھا کر لانے لگے۔ عباس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اپنی چادر اپنے کندھے پر رکھ لیں۔ انہوں نے ایسا کیا تو بے ہوش ہو گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف پتھرا گئیں۔ پھر اُٹھے تو فرمایا میری چادر کہاں ہے، آپ نے چادر باندھ لی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، دونوں نے کہا کہ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو محمد بن بکیر حضرمی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ دشتکی نے، ان کو عمرو بن ابو قیس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عباس ﷺ نے اپنے والد سے کہ وہ بیت اللہ میں پتھر اُٹھا رہے تھے۔ جب قریش نے بیت اللہ کو بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ قریش نے دو دو آدمی الگ کر دیئے تھے پتھر اُٹھانے کے لئے، عورتیں شید اُٹھا رہی تھیں۔ کہتے ہیں میں اور میرا بھتیجا ساتھ اُٹھا رہے تھے۔ ہم اپنی گردنوں پر لاد کر اُٹھا رہے تھے۔ اور ہم لوگوں نے تہہ بند پتھروں کے نیچے رکھ لئے تھے۔ جب لوگوں کے سامنے آتے تھے تو چادر کو تہہ بند کے طور پر باندھ لیتے تھے۔ محمد ﷺ پیدل چل رہے تھے میرے آگے، اچانک وہ گر گئے اور ان کے چہرے پر چوٹ آ گئی۔ کہتے ہیں کہ میں دوڑا دوڑا آیا اور میں نے پتھر ہٹایا وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کیا ہوا آپ کو؟ وہ اُٹھ کھڑے ہوئے، جلدی سے انہوں نے اپنی چادر سنبھالی اور فرمانے لگے، میں منع کر دیا گیا ہوں اس سے کہ میں ننگے چلوں۔ میں نے یہ بات لوگوں کو نہ بتائی بلکہ ان سے چھپالی اس خوف کے مارے کہ وہ کہیں گے کہ یہ مجنون ہے (کیونکہ اس معاشرے میں لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے)۔

منکرات کی مجلس سے حفاظت کا انتظام .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے آپ کو محمد بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے حسن بن محمد بن علی بن ابو طالب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن ابو طالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے۔ میں نے نہیں ارادہ کیا کسی شی کا جس کا اہل جاہلیت قصد کرتے تھے عورتوں میں سے (تماشہ وغیرہ) مگر دو راتیں۔ ان دونوں راتوں میں بھی اللہ نے مجھے بچایا اور مجھے محفوظ رکھا (تماشہ وغیرہ دیکھنے سے)۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہم اپنی بکریوں کی حفاظت میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا آپ میری بکریوں کی دیکھ بھال کریں میں مکے میں جانا چاہتا ہوں۔ میں رات کی قصے کہانیوں کی محفل میں شریک ہوتا ہوں، جیسے نوجوان شریک ہوتے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ فرماتے ہیں، میں چلا گیا۔ جب ایسی جگہ پہنچا تو میں نے دف وغیرہ اور گانے بجانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہو رہا ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں مرد کی فلاں عورت کے ساتھ شادی ہو رہی ہے۔ میں دیکھنے کے لئے جا کر بیٹھ گیا مگر اللہ نے میرے کانوں پر مہر ماردی (اور میں محفل میں ہی سو گیا)۔ اللہ کی قسم میری اس وقت آنکھ کھلی جب مجھے دھوپ لگی۔ میں اُٹھ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا کیا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر میں نے خبر دی جو کچھ دیکھا تھا (کہ سو گیا تھا سورج کی دھوپ نے اُٹھایا ہے)۔

ایک دوسری رات کا واقعہ ہے کہ میں نے پھر اپنے ساتھی سے کہا، میری بکریوں کی دیکھ بھال رکھنا میں مکے میں رات کو سنانے والی کہانیوں، قصوں کی محفل میں جاؤں گا۔ اس نے حامی بھر لی اور میں چلا گیا۔ اس رات کو بھی میں نے وہی بات سنی جو اس رات کو سنی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ بتایا گیا کہ فلاں آدمی کا فلاں عورت کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے۔ میں جا کر دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ آج بھی اللہ نے میرے کانوں پر مہر ماردی۔ اللہ کی قسم مجھے صبح کی دھوپ ہی نے اُٹھایا۔ میں اُٹھ کر اپنے ساتھی کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا کہ کیا کیا تھا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر میں نے اس کو پوری حقیقت کی خبر دی۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے بعد نہ کبھی ایسی محفل میں جانے کا ارادہ کیا اور نہ ہی دوبارہ گیا ایسی کسی چیز میں۔ حتیٰ کہ اللہ نے مجھے عزت بخش دی نبوت و رسالت کے ساتھ۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۴۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۲/ ۲۸۷)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو ابوسلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمن حاطب نے، اسامہ بن زید سے، اس نے زید بن حارثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ تانبا کا بنا ہوا بت تھا۔ اس کو اساف یا نائلہ کہتے تھے۔ مشرکین جب طواف کرتے تھے تو اس پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں نے ان کے ساتھ طواف کیا۔ میں جب بت کی پاس سے گزرا تو میں نے اس پر ہاتھ پھیرا، رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے طواف کیا تو میں نے دل میں کہا میں اس کو ضرور ہاتھ لگاؤں گا پھر دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو ہاتھ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ باز نہیں آئے؟

آپ علیہ السلام نے کبھی بتوں کو ہاتھ نہیں لگایا .... میں کہتا ہوں کہ دیگر راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے محمد بن عمرو سے اس کی اسناد میں کہ زید نے کہا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو عزت بخشی ہے اور اس پر کتاب اُتاری ہے انہوں نے کسی صنم کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا، حتیٰ کہ نبی بن گئے اور ان پر کتاب نازل ہوگئی۔

اور ہم نے روایت کی ہے بحیراء راہب کے قصے کے اندر کہ جب قریش کی موافقت کرتے ہوئے لات وعزیٰ کی قسم دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے لات وعزیٰ کے ساتھ سوال نہ کیجئے، اللہ کی قسم میں ان سے بڑھ کر کسی شئ کو ناپسند نہیں کرتا ہوں۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابوالقاسم طبرانی نے، ان کو معمری نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو ابراہیم بن اسباط نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے، ان کو سفیان ثوری نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ان کے جمع ہونے کی جگہوں پر جایا کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے دو فرشتوں کی آواز سنی کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے ہمیں لے کر چلو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ہم ان کے پیچھے کیسے کھڑے ہوں گے ان کے تھوڑا سا آگے تو بتوں کا استلام ہوتا ہے؟ کہتے ہیں حضور ﷺ نے جب سے یہ سنا اس کے بعد سے مشرکین کے مشاہد و محافل میں کبھی نہ گئے۔

ابوالقاسم نے کہا کہ جابر کو قول کی تفسیر کہ (سوائے اس کے کہ ان کا عہد سے استلام اصنام کا)۔ مطلب یہ کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ موجود ہوئے ہیں جنہوں نے اصنام کا استلام کیا ہے۔ اور یہ واقعہ آپ کے اُوپر نزول سے قبل کا ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرماتی ہیں کہ قریش اور وہ لوگ جو ان کے دین پر تھے وہ حُمُسْ تھے (یہ احمس کی جمع ہے، مراد شدید الصلب ہے حماسہ سے ماخوذ ہے یعنی شدت۔ ان کا نام حمس اس لئے پڑا کہ وہ بزعم خود اپنے دین میں سخت تھے)۔ مترجم

عرفہ کی شام کو مزدلفہ میں قیام کرتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ ہم قُطن البیت ہیں (سیرت ابن ہشام میں ہے نَحْنُ قُطَّانُ مَكَّةَ ہے یعنی ہم قطان مکہ اور اسی کے باسی ہیں ہم بنو ابراہیم ہیں اور اہل حرمت ہیں)۔ مترجم

اور باقی لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ پھر آگے بڑھے اور عرفات میں لوگوں کے ساتھ وقوف کرنا شروع کیا۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ہشام سے۔

(۹)　ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس بن شبیب نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان کو عثمان بن ابوسلیمان نے نافع بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت جب وہ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ وہ اپنے اُونٹ پر عرفات میں وقوف کر رہے تھے اپنی قوم کے بیچ میں، یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ بھی وہ پاس سے روانہ ہوئے تھے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے دی گئی توفیق کے ساتھ۔ (السیوطی فی الخصائص الکبریٰ ۱/۹۰)

میں کہتا ہوں کہ یہ لفظ (عَلٰی دِیْنِ قَوْمِہٖ) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر ان میں ابراہیم و اسماعیل کا دینی ورثہ باقی رہ گیا تھا ان کے حج کرنے میں باہم نکاح میں اور خرید و فروخت میں شرک کے ماسوا بے شک رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے ساتھ قطعاً شرک نہیں کیا تھا۔

پیچھے ہم نے ان کے بارے میں لات و عزیٰ کے ساتھ بغض کو جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس کی دلیل ہے۔

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو یحییٰ بن علی بن ہشام خفاف نے، ان کو ابو عبدالرحمٰن آذری نے، ان کو اسماعیل بن علیہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں حاضر ہوا اپنی پھوپھی کے ساتھ (حلف المطیبین[1] میں) میں پسند کرتا تھا کہ میں اس کو توڑ دوں یا اس جیسا کوئی کلمہ کہا تھا۔ اور میرے لئے سُرخ اُونٹ ہوں۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے بشر بن مفضل نے عبدالرحمٰن سے۔

(۱۱)　ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوبکر احمد بن داؤد سمنانی نے، ان کو معلّٰی بن مہدی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عمر بن ابوسلمہ نے اپنے والد سے۔ اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قریش کے کسی خلف اور معاہد میں شریک نہیں ہوں مگر حلف المطیبین میں میں نہیں پسند کرتا تھا کہ میرے سُرخ اُونٹ ہوں۔ اور میں اس کو توڑ چکا ہوتا۔

---

[1] روایت میں حلف المطیبین کا لفظ وارد ہوا ہے۔ حلف عربوں کے اس معاہدے کو کہتے ہیں جو وہ باہم قسمیں کھا کر کرتے تھے۔ حلف المطیبین کا مطلب خوشبو لگانے والوں یا خوشبو استعمال کرنے والوں کا معاہدہ ہے۔ اس لئے کہ معاہدہ کرنے والوں نے خوشبو کا ایک تھال کعبے میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے معاہدہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ خوشبو میں ڈالے تھے پھر وہ ہاتھ کعبے کی دیواروں پر مسل دیئے تھے۔ معاہدہ کو پکا کرنے کے لئے۔ یہ معاہدہ اس وقت ان کو کرنا پڑا تھا جب بنی عبدمناف میں اور بنوعبدالدار میں تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا۔ سقایہ، حجابہ، رفادہ، لواء، اور ندوہ کے بارے میں۔ سقایہ، حجاج کو زمزم پلانے کا حق اور حجابہ بیت اللہ کی دربانی چابی برداری کا حق۔ افادہ باہر سے آنے والے حجاج کی مدد کے لئے رکھے ہوئے مال کے اختیارات۔ لواء، وہ جھنڈا جو سردار کے پاس ہوتا تھا اس کے رکھنے کا حق۔ ندوۃ مشورہ گاہ میں سب کو بلانے اور اس کی سرپرستی کرنے کا حق ہوتا تھا۔ اور

مطیبون سے مراد قریش کے مندرجہ ذیل قبائل تھے۔ بنوعبدمناف، بنو ہاشم، بنوعبدالمطلب، بنوعبدشمس، بنونوفل، بنوزہرہ، بنواسد، بنوعبدالعزیٰ، بنوتیم، بنوحارث بن فہر کے پانچ قبائل جنہوں نے اس بات پر معاہدہ کیا تھا کہ مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلوائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ایک دوسرے کو رسوا نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ اور معاہدہ کے بعد خوشبو کے تھال میں ہاتھ مار کر کعبے پر مل کر معاہدہ کو پکا کیا تھا اور اللہ کو گواہ کیا تھا کہ یہ اس بات کی علامت تھے کہ یہ معاہدہ خوشبو کی طرح صاف اور بے لاگ ہے۔

فرمایا کہ مطیبین ، ہاشم اور اُمیہ اور زہرہ اور مخزوم تھے۔ اسی طرح روایت کی گئی یہ تفسیر حالانکہ حدیث میں درج ہے اور اس کا قول کرنے والے کو نہیں جانتا اور بعض اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ آپ نے اس سے مراد حلف الفضول لی تھی۔ اور نبی کریم ﷺ نے حلف المطیبین نہیں پائی تھی۔

ابن اسحاق نے گمان کیا ہے کہ یہ حلف یعنی آخیر وہ ہے جو انہوں نے ایک دوسرے کے تناظر پر باندھا تھا۔ اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوانے پر۔ اس میں بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو اسدا، بنو زہرہ اور بنو تمیم موجود تھے۔ ہم نے اس کو مفصل طور پر کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔

(السنن الکبریٰ ۳۶۶/۶)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان رملی نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو ہیثم بن جمیل نے، ان کو زہیر نے محارب بن دثار سے۔ اس نے عمرو بن یثربی سے، اس نے عباس بن عبدالمطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے بلایئے اپنے دین میں داخل ہونے کے لئے۔ امارۃ ہے آپ کی نبوت کے لئے، میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا تھا آپ چاند کو دیکھ رہے تھے اور اس کی طرف اپنی اُنگلی سے اشارہ کر رہے تھے۔ آپ جس طرف اشارہ کرتے تھے وہ ادھر ہی جھک جاتا تھا۔

عباس کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے باتیں کرتا تھا حضور مجھ سے۔ مجھے رونے سے غافل کر رہے تھے۔ اور میں ان کے گرنے کی آواز سنوں گا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۶۶/۲)

اس روایت کے ساتھ حلبی کی اپنی اسناد منفرد ہے اور مجہول بھی ہے۔

مذکورہ معاملات میں قبائل میں جنگ شروع ہونے والی تھی کہ یکا یک معاہدہ ہوگیا اور صلح ہوگئی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ سقایہ اور رفادہ کا منصب بنو عبد مناف کے لئے ہوگا۔ حجابہ، لواء اور ندوہ بنو عبدالدار کے پاس ہوگا۔

اس پر ہر فریق راضی ہوگیا۔ اسی پر لوگ جنگ سے باز آگئے۔ اس کے بعد سب لوگ اس معاہدہ پر پکے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر فرمایا تھا :

مَا كَانَ مِنْ فِي الجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ الأَشَدَّةً

اسلام سے قبل جو بھی معاہدہ تھا اسلام نے اس کو مزید پکا کر دیا ہے۔

باب ۴۶

بنآءِ کعبہ بطور اختصار

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر جو آثار ظہور پذیر ہوئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا، وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔
مبارک ہے اور سارے جہاں والوں کے لئے باعث ہدایت ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے اپنے والد سے، اس نے ابوذر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)

کونسی مسجد دھرتی پر سب سے پہلے قائم کی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد الحرام۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد پھر کونسی؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں میں کتنے عرصہ کا فرق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ جہاں پر نماز کا وقت آجائے بس نماز پڑھ لے وہی مسجد ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے اور دیگر نے ابو وہاب سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابو یحییٰ سے۔ اس نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ زمین سے دو ہزار سال قبل تھا۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۔ جب زمین دراز کی جائے گی۔ (المستدرک ۲/۵۱۸)

فرمایا کہ اس کے نیچے سے کھینچی جائے گی۔ منصور نے مجاہد سے اس کا متابع بیان کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تعمیر .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان بن صالح نے، ان کو ابو صالح جہنی نے، ان کو لہیعہ نے یزید سے، اس نے ابوالخیر سے، اس نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا آدم اور حوا کے پاس۔ اس نے ان دونوں سے کہا کہ آپ دونوں میرے لئے ایک لئے ایک عمارت بنائیں اور جبرائیل علیہ السلام نے ان دونوں کے لئے خط کھینچا، لکیر لگادی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کھدائی کرنے لگے اور حوا اس میں سے مٹی نکالنے لگی۔ یہاں تک کہ نیچے سے پانی آ گیا ان کی طرف وحی کی۔ اب آپ اس کے گرد طواف کریں (چکر لگائیں)۔ اور ان سے کہا گیا کہ آپ پہلے آدمی ہیں اور یہ پہلا گھر ہے۔

اس کے بعد صدیاں گزرتی رہیں۔ حتیٰ کہ نوح علیہ السلام نے اس کا حج کیا۔ اس کے بعد زمانے گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی سے بنیاد اُٹھائیں۔

اس روایت میں ابن لہیعہ متفرد ہے، اس طرح اس نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۲۹۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، دونوں نے کہا ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی سفیان نے ابن ابولبید سے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے یا دیگر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حج کیا اور اس کو فرشتے ملے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے حج کے احکامات پورے کیجئے۔ ہم نے اب سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

طوفانِ نوح علیہ السلام سے بیت اللہ کا منہدم ہونا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ اس کو اہل مدینہ کے ایک ثقہ آدمی نے عروہ بن زبیر سے کہ اس نے کہا کہ ہر ایک نبی نے حج کیا ہے جتنے نبی گزرے ہیں مگر وہ نبی جو ہود اور صالح علیہما السلام سے تھا۔ نوح علیہ السلام نے اس کا حج کیا تھا، جب دھرتی پہ غرق ہونے کا واقعہ پیش آیا یعنی طوفان آیا تو جیسے زمین کو جو کچھ پیش آیا تھا بیت اللہ کو بھی وہی کچھ پیش آیا۔ اس وقت بیت اللہ (منہدم ہو جانے کے باعث) محض ایک سُرخ ٹیلہ رہ گیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ اپنی قوم کے معاملے میں مصروف رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کر لیا اپنی طرف۔ انہوں نے حج نہیں کیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ نے صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ بھی اپنی قوم کے معاملے میں مشغول رہے، یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف قبض کر لیا۔ انہوں نے بھی حج نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو ٹھکانہ دیا تو انہوں نے حج کیا۔ ان کے بعد کوئی نبی باقی نہ رہا سب نے حج کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو فیاض بن زہیر اور محمود بن غیلان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن حسن بن منصور نے، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف بن زیاد نے، ان کو ابن ابوعمر نے سب نے ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق سے، ان کو معمر نے کثیر بن کثیر بن عبدالمطلب ابووداعہ اور ایوب سختیانی سے، ان دونوں میں ایک دوسرے پر زیادہ کرتا ہے سعید بن جبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا، اے جوانوں کی جماعت! مجھ سے تم لوگ کچھ پوچھ لو، قریب ہے کہ میں تمہارے سامنے سے چلا جاؤں۔ لہٰذا لوگوں نے ان سے کثرت کے ساتھ سوال کرنا شروع کئے۔

اسماعیل اور ہاجرہ علیہما السلام کی مکہ آمد .... ایک آدمی نے ان سے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے کیا آپ نے یہ مقام دیکھا ہے۔ کیا یہ ایسے ہے جیسے بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ کیا حدیث بیان کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہم لوگ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام جب آئے تھے تو اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے ان کو اپنے ہاں رکنے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے رکنے سے انکار کردیا تھا۔ لہٰذا وہ یہ پتھر آپ کے لئے لائی اور لاکر ان کے لئے رکھ دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس طرح بات نہیں ہے۔ ابن عباس ﷜ نے کہا کہ پہلی عورت جس نے کمر پٹہ باندھا تھا وہ اُم اسماعیل علیہ السلام تھی اس نے کمر پٹہ اس لئے استعمال کیا تھا تاکہ مٹا دے اپنا اثر سارہ پر (یعنی خادمہ بن کر دکھائے)۔ اس کے بعد ان کو ابراہیم علیہ السلام لے آئے اور ان کے بیٹے اسماعیل جب کہ وہ اسے دودھ پلا رہی تھی۔ انہوں نے ان کو لاکر بیت اللہ کے پاس بٹھا دیا تھا۔

اس وقت مکہ میں کوئی ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے دونوں کو یہاں لاکر چھوڑ دیا تھا اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس کے اندر سوکھی کھجوریں تھیں اور ایک مشک تھی جس کے اندر پانی تھا۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام واپس چلے گئے تھے۔ جاتے ہوئے پیچھے مُڑ کر انہوں نے دیکھا تو اُم اسماعیل ان کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ پوچھنے لگی، اے ابراہیم! آپ کہاں جارہے ہیں اور ہمیں اس وادی میں اکیلے چھوڑے جارہے ہیں، جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ ہی کوئی چیز ہے؟ اُم اسماعیل نے تین مرتبہ یہ بات کہی مگر انہوں نے پیچھے مُڑ کر نہ دیکھا۔ پھر اُم اسماعیل نے پوچھا کہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! پھر کہنے لگی، پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں سے وہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے، انہوں نے وہاں سے بیت اللہ کی طرف منہ کیا اور یہ دعائیں کیں اور اپنا ہاتھ اُٹھایا :

رَبَّنَآ اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ تک ۔ (سورۃ ابراہیم ۳۷)

پانی کی تلاش میں دوڑ دھوپ .... ادھر اُم اسماعیل اسے دودھ پلانے لگی اور مشک کا پانی پینے لگی، یہاں تک کہ جب پانی ختم ہوگیا جو کچھ مشک میں تھا۔ پیاسی ہوگئی اور بچہ بھی پیاسا ہوگیا اور بھوکا ہوگیا۔ ماں حسرت بھری نگاہوں سے بچے کو دیکھنے لگی اور بچہ بلبلانے لگا۔ وہ اس کے پاس کھڑی ہوکر وادی کی طرف منہ کرکے دیکھنے لگی کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر وہ صفا پہاڑی سے نیچے اُتر آئی، جب وہ نیچے وادی میں پہنچی تو اس نے اپنا دامن سمیٹا اور دوڑی جیسے کوئی پریشان انسان بھاگتا ہے، یہاں تک کہ بھاگ کر اس نے وہ وادی عبور کرلی اور وہ یوں مروہ کی چٹان پر چڑھی۔ اس پر کھڑی ہوکر دیکھا کیا کوئی اس کو نظر آتا ہے۔ مگر اب بھی اسے کوئی نظر نہ آیا۔ لہٰذا اس نے اس پریشانی میں بے خود ہوکر سات بار یہی عمل کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسی لئے لوگ بھی صفا اور مروہ کے مابین سعی کرتے ہیں۔

زمزم کا کنواں .... اب جب وہ مروہ پہاڑ پر چڑھی تو اس نے ایک آواز سُنی اور اس نے اپنے آپ سے کہا کہ ٹھہر ٹھہر۔ پھر اس نے کان لگایا، پھر اس نے کچھ سُنا اور بولی کہ مجھے کچھ سُنائی دے رہا ہے، شاید کوئی میری فریاد سُن رہا ہے۔ یکایک کیا دیکھتی ہے کہ کوئی فرشتہ ہے جو مقام زمزم پر اپنی ایڑی سے یا اپنے پروں سے زمین کھود رہا ہے۔ حتیٰ کہ پانی ظاہر ہوگیا۔ اور اُم اسماعیل اس کو ادھر اُدھر سے روکنے اور جمع کرنے لگی تاکہ یہ ضائع نہ ہوجائے۔ اور چلّو بھر بھر کر مشک میں بھرنے لگی اور وہ جس قدر چلّو بھرتی اسی قدر اور بھر آتا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، اللہ رحم فرمائے اُم اسماعیل پر اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا یوں فرمایا تھا کہ اگر وہ پاس میں سے چلُّو نہ بھرتی تو زم زم ایک عام بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔

بہر حال اس نے پانی پیا اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا اور فرشتے نے اسے کہا آپ ہلاکت کا خوف نہ کریں یہاں پر بیت اللہ ہے اس کو یہ بچہ اور اس کا والد آباد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس گھر کے بسنے والوں کو ضائع نہیں کریں گے۔ بیت اللہ ایک ٹیلہ کے مانند اُونچی جگہ تھی۔ سیلاب آتے رہتے تھے اور دائیں بائیں سے اس کو کم کرتے رہتے تھے۔ اس طرح زمانے گزرتے رہے۔ حتیٰ کہ یہاں ایک قوم (جُرھُم) کا گزر ہوا، یا جُرھُم کے کسی گھرانے کا۔ جو کداء پہاڑی کی طرف سے (یعنی بالائی مکہ سے)۔ اِدھر کا رُخ کر کے آئے تھے۔ اور وہ اس مقام زم زم پر اُترے (یعنی اسفل مکہ میں)۔ انہوں نے دُور سے یہاں پر کسی پرندے کو منڈلاتے دیکھا تو کہنے لگے یہ پرندہ گھوم رہا ہے ضرور یہاں کوئی پانی ہے۔ اور ہماری ضرورت ایسی وادی ہے جہاں پانی ہو۔ لہٰذا انہوں نے ایک یا دو نمائندے بھیجے۔ انہوں نے معلوم کر کے جا کر ان کو اس وادی میں پانی کے موجود ہونے کی اطلاع دی۔ لہٰذا وہ سب لوگ اس جگہ آگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس پانی پر اس عورت اُم اسماعیل کا قبضہ ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں گی کہ ہم لوگ بھی آپ کے پاس پڑاؤ ڈالیں؟ اُم اسماعیل نے ان کو اجازت دے دی۔ لیکن تمہارا اس پانی میں کوئی حق نہیں ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُم اسماعیل نے یہ اس لئے کیا کہ وہ اکیلی تھی انسانوں کے ساتھ اُنس چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ بھی اس کے ساتھ رہنے لگے، وہ کئی ایک گھرانے تھے، رہتے رہے۔ اتنے میں یہ بچہ اسماعیل بھی جوان ہوگیا اور ان سے عربی زبان بھی سیکھ گیا۔

اَوَّلُ مَنْ نَطَقَ بِالْعَرَبِيَّةِ اِسْمَاعِيل ۔ (حاکم)

چنانچہ وہ لوگ بھی اسماعیل علیہ السلام میں رغبت کرنے لگے اور اس کو پسند کرنے لگے، یہ بھی ان کو اچھے لگے تھے۔ جب یہ جوان ہو گئے تو انہوں نے اس کو اپنے میں سے ایک عورت دے دی، اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ پھر اُم اسماعیل کا بھی انتقال ہو گیا۔

معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا تھا قریش ہے۔ بے شک تم لوگوں سے پہلے اس گھر کے سرپرست اور والی۔ میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا کہ طَسْـم تھے۔ انہوں نے اس بارے میں سستی یا غفلت کی تھی، وہ اس کی حرمت بجا نہ لائے، پھر اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد جُرھُم اس کے سرپرست بنے۔ انہوں نے بھی اس معاملے میں غفلت سے کام لیا وہ بھی حرمت بجا نہیں لائے، پھر اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔ تم لوگ اس بارے میں غفلت نہ کرو۔ اس کی حرمت کی تعظیم بجالاؤ۔ اس کی بات واپس لوٹ آتی ہے سعید بن جبیر کی طرف۔

انہوں نے فرمایا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام اس وقت آئے جب اسماعیل علیہ السلام شادی شدہ تھے۔ وہ اپنے اس بیٹے کو دیکھنے آئے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام موجود نہ تھے۔ انہوں نے ان کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے رزق روزی کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری زندگی کیسی گزر بسر ہورہی ہے۔ اور تمہاری حالت کیسی ہے۔ اس عورت نے بتایا کہ ہم لوگوں کی حالت خراب ہے۔ ہم بڑی تنگ اور سختی میں ہیں۔ اس نے ان کے سامنے شکایت کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو سلام کہو اور اس سے کہنا کہ وہ دروازے کی چوکھٹ کو تبدیل کر لے۔

ناشکری کی سزا .... جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو گویا انہوں نے کچھ محسوس کیا کہ گھر میں شاید کوئی آیا ہے، انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے بتایا کہ جی ہاں، ہمارے یہاں ایک بزرگ آئے تھے، ایسا حلیہ تھا۔ انہوں نے آپ کے بارے میں پوچھا اور ہماری گزر بسر کے بارے میں پوچھا۔ میں نے انہیں بتایا ہم لوگ تکلیف اور مشقت میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا

انہوں نے آپ کو کوئی وصیت بھی کی؟ بیوی نے بتایا کی جی ہاں، انہوں نے کہا تھا کہ میں آپ کو سلام کہوں اور وہ آپ کو کہہ رہے تھے کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ تبدیل کر لیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور وہ چوکھٹ تم ہو۔ وہ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں آپ کو الگ کر دوں۔ لہٰذا آپ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ، اور اس کو طلاق دے دی۔ اور انہوں نے انہیں لوگوں میں دوسری عورت سے شادی کر لی۔

شکر گزار ہونے کا صلہ .... پھر ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ تک واپس نہیں آئے۔ جب آئے تو پھر اسماعیل علیہ السلام موجود نہیں تھے۔ وہ ان کی دوسری بیوی کے پاس گئے۔ اس سے ان کی زندگی گذران کا پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ ہم لوگ بخیریت ہیں۔ پھر پوچھا کہ تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ ہم لوگ فراخی میں ہیں۔ اس بیوی نے اللہ کی تعریف کی۔ انہوں نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کھانا کیا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ گوشت ہوتا ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا پینا کیا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی :

اللّٰهم بارك لهم في اللحم و الماء ۔ اے اللہ ان کے لئے گوشت میں اور پانی میں برکت عطا فرما۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت ان کے لئے غلہ دانے وغیرہ نہیں ہوتے تھے، اگر ہوتے تو وہ ضرور ان کے لئے بھی دعا کرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گوشت اور پانی کے لئے بغیر خوارک کے مکہ میں موافق آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہیں اور موافق نہیں آتے (گویا یہ حضرت ابراہیم کی دعا کی برکت ہے)۔ مترجم

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

''جب آپ کے شوہر آئیں تو ان کو میرا سلام بولنا اور انہیں کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو مضبوط رکھیں''۔

جب اسماعیل علیہ السلام گھر میں آئے تو کچھ محسوس کر کے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے جواب دیا، جی ہاں! ایک خوبصورت شکل بزرگ آئے تھے، اس نے ان کی تعریف کی۔ اور بتایا کہ انہوں نے آپ کے لئے پوچھا تھا۔ میں نے ان کو بتایا۔ پھر انہوں نے ہم لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ میں نے بتایا کہ ہم لوگ خیریت سے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا انہوں نے کوئی وصیت بھی کی تھی؟ بیوی نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے سلام کے لئے کہا تھا اور آپ کے لئے پیغام تھا کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔

اسماعیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ میرے والد تھے۔ اور وہ چوکھٹ تم ہو، وہ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں تھامے رکھوں۔ پھر عرصے تک وہ ان کے پاس نہیں آئے۔ اس کے بعد پھر آئے۔

معمر نے کہا کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام براق پر آیا کرتے تھے۔ پھر بات لوٹی سعید بن جبیر کی طرف۔ سعید نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام جب (تیسری بار) آئے تو اسماعیل تیروں کو بھالے لگا رہے تھے ایک درخت کے نیچے زم زم کے قریب۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہو گئے اور دونوں نے ایسے کہا یا (کیا) جیسے ایک والد بیٹے کے ساتھ اور ایک بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے یعنی (گلے لگایا، مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا)۔

معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم و اسماعیل دونوں رو پڑے، حتیٰ کہ پرندوں نے بھی ساتھ رونا شروع کر دیا۔ پھر بات لوٹ جاتی ہے سعید بن جبیر کی طرف کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اسماعیل بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے ایک چیز کا۔ انہوں نے جواب دیا، اللہ نے جو حکم دیا ہے آپ وہ پورا کیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا میرے ساتھ تعاون کریں گے؟ اسماعیل نے جواب دیا کہ میں آپ سے تعاون کروں گا۔

اس مقام پر حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی محشی کتاب ہذا لکھتے ہیں کہ کہا گیا کہ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال تھی اور اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی۔ واللہ اعلم (مترجم)

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں (بیت اللہ)۔ فرمایا کہ اس وقت بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھائی گئیں۔ فرمایا کہ اسماعیل علیہ السلام پتھر اُٹھا کر لاتے تھے۔ اور ابراہیم دیواریں بناتے تھے۔ یہاں تک کہ دیوار اُونچی ہوگئی تو وہ اس پتھر کو لے آئے اور لا کر رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوگئے اور دیوار اُونچی کرتے گئے۔ اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر دیتے گئے اور دونوں یہ کہہ رہے تھے :

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (الآیۃ : ۱۲۷ من سورۃ البقرۃ)

اے ہمارے پروردگار تو ہی ہم سے اس کو قبول فرما، بے شک آپ سننے اور جاننے والے ہیں۔

اور وہ بیت اللہ کے گرد گھومتے گئے اور دیواریں اُونچی کرتے گئے اور یہ دعا پڑھتے رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا .... الخ

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے ان کو احمد بن شبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے یونس سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حجبی نے، اس نے سُنا عبداللہ بن عمر سے۔ بے شک حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشت کے یاقوت کے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کو بنی آدم کے گناہ لگ گئے تو مشرق و مغرب کو روشن کر دیتا۔ نہیں ہاتھ لگا تا ان دونوں کو صاحب آفت و مصیبت اور نہ ہی کوئی بیمار مگر شفایاب ہو جاتا ہے۔

(ترمذی ۸۷۸۔ مسند احمد ۲/۲۱۳۔۲۱۴)

حجر اسود جنتی پتھر ہے .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسباطین نصر ہمدانی نے اسماعیل ابن عبدالرحمن سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تھے تو ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ورق تھا۔ چنانچہ وہ پتا ہندوستان میں اُگا تو جتنی تم لوگ خوشبو دیکھتے ہو اسی سے ہے۔ بہر حال وہ سفید یاقوت اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو بنایا اور حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئے مجھے کہا کہ حجر اسود لاؤ تا کہ میں اس کو نصب کر دوں اسی جگہ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس پہاڑ سے پتھر لے آئے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ اس کے علاوہ لاؤ۔ وہ بار بار لاتے رہے مگر ابراہیم علیہ السلام اس کو رد کرتے رہے، جو لاتے رہے وہ اس سے راضی نہیں ہوئے تھے۔ وہ ایک مرتبہ چلے گئے تو جبرائیل ہندوستان سے وہ پتھر لے آئے آدم علیہ السلام جنت سے لے کر نکلے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو نصب کر دیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو کہنے لگے کہ اس کو کون آپ کے پاس لے کر آیا ہے؟ فرمایا کہ وہ لایا ہے جو آپ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(حاشیہ) محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ اَنْفَرَدَا الْبَیْهَقِی بِاخْرَاجه بس بیہقی نے ہی اس کو نقل کیا ہے اور کسی نے نہیں۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسن نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے، ان کو عطاء بن سائب نے سعید بن جبیر سے، ان کو عباس نے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (سورۃ الحج : آیت ۲۷)

آپ لوگوں میں حج کا اعلان کیجئے۔

فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو! بے شک تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کا حج کرو۔ چنانچہ ان کی آواز اور اعلان کو سُن کر سب چیزوں نے جواب دیا، پتھروں نے اور درختوں نے اور ٹیلوں نے اور مٹی نے اور ہر شئے نے سب نے یوں کہا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

تعمیر قریش .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن حماد نے، ان کو داؤد عطار نے، ان کو ابن خثیم نے ابوالطفیل سے، اس نے کہا کہ میں نے ان سے عرض کی اے ماموں جان! آپ مجھے کعبے کی حالت کے بارے میں بات بیان کریں کہ قریش کے اس کو بنانے سے پہلے اس کی کیا حالت تھی؟ انہوں نے بتایا کہ پتھر تھے خشک، پسپائی کئے ہوئے بھی نہیں تھے (دیواریں اتنی چھوٹی کہ) بکری کے بچے اس پر کود جاتے اور کپڑے ڈال دیئے جاتے تھے دیواروں پر، پھر لٹکا دیئے جاتے تھے۔

اس کے بعد رُوم کے ملک سے ایک جہاز آیا تھا سمندر میں جب وہ جدہ کے جنوبی ساحل بمقام شعیبہ میں پہنچا تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ قریش سواری پر بیٹھ کر وہاں گئے اور اس کی لکڑیاں پکڑ کر لے آئے۔ ایک رُومی ترکھان تھا اس کو بلقوم ترکھان کہتے تھے وہ بناتا تھا۔ جب یہ مکہ میں واپس آ گئے، کہنے لگے اگر ہم لوگ اپنے رب کا گھر بنا لیتے تو اچھا ہوتا۔ لہٰذا سب اس بات پر متفق ہو کر جمع ہو گئے اور پتھر جمع کرنے لگے بطحاء مکہ سے، اجیاد کی اطراف سے۔ رسول اللہ بھی وہ پتھر اُٹھا رہے تھے کہ (کسی طرح آپ کی چادر، تہبند گر گیا) اور آپ کی شرم گاہ یعنی ستر کھل گیا۔ چنانچہ آواز آئی اے محمد! اپنا ستر ڈھکیئے۔ بس یہ پہلی پکار یا آواز تھی جو آپ کو آواز دی گئی۔ واللہ اعلم

لہٰذا نہ اس سے قبل کبھی نہ اس کے بعد کبھی آپ کا ستر دیکھا گیا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو بکر بن محمد صیرفی نے مقام مرو میں، ان کو احمد بن حیان بن ملاعب نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ اور محمد بن سابق نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو خالد بن عُرعُرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا پہلے گھر کے بارے میں جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا مکہ مکرمہ میں جو بابرکت ہے۔ کیا وہی پہلا گھر ہے جو دھرتی پر بنایا گیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں وہ پہلا گھر ہے جس میں برکت اور ہدایت رکھی گئی ہے۔ اور مقام ابراہیم اور جو شخص بھی اس میں داخل ہو گا وہ ارض والا ہو گا۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ اس کی تعمیر کیسے ہوئی؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی طرف کہ میرے لئے دھرتی پر ایک گھر بنایئے۔ لہٰذا ان کا دل اس بات سے تنگ ہو گیا (گویا وہ سوچ میں پڑ گئے کہ کہاں اور کیسے؟)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سکینہ اُتارا۔ وہ ایک شدید ہوا تھی۔ اس کا ایک لمبا اور بالائی حصہ تھا۔ وہ جھونکا ایک بگولے کی صورت میں آیا بیت اللہ کی جگہ آ کر گول گول گردش کرنے لگا جیسے سانپ گول کنڈلی مارتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بنانا شروع کیا وہ ہر روز بنڈلی کے برابر دیوار بناتے تھے۔ جب وہ حجر اسود کی جگہ پر پہنچے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا، آپ کوئی پتھر تلاش کر کے لائیں۔ انہوں نے اسی جگہ ایک پتھر ڈھونڈا اور اس کو والد کے پاس لے کر آئے۔ مگر انہوں نے آ کر دیکھا تو حجر اسود جوڑا ہوا ہے۔ بیٹے نے والد سے پوچھا کہ یہ آپ کے پاس کہاں سے آ گیا؟ والد نے فرمایا کہ اس کو وہ ہستی لائی ہے جس نے اس کا بنانا صرف آپ کے اُوپر نہیں چھوڑ رکھا۔ اس کو جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں آسمان سے، انہوں نے اس کو مکمل کیا ہے۔ (اخرجہ الطبری فی تفسیرہ ۳/۶۹-۷۱)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن حسن سراج نے، ان کو ابوشعیب حرانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو ابوالاحوص سلام نے سماک بن حرب سے۔ اس نے خالد بن عُرعُرہ سے، اس نے ابوطالب سے، اس نے اسی مفہوم کے ساتھ اور انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس پر زمانہ گزر گیا اور بیت اللہ گر گیا، لہٰذا قوم عمالقہ کے حکمرانوں نے اس کو بنایا تھا اور کہا کہ پھر اس پر زمانہ گزر گیا اور وہ پھر گر گیا۔ اس کے بعد اس کو قبیلہ جُرہُم نے بنایا تھا، پھر اس پر زمانہ گزر گیا، پھر اسے قریش نے بنوایا۔ رسول اللہ ﷺ جوان آدمی تھے جب انہوں نے

حجراسود کو اُوپر نصب کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپس میں اختلاف کر بیٹھے مگر کہتے تھے کہ ہم اپنے درمیان ایسے شخص کو فیصل بناتے ہیں جو پہلا شخص اس راستے سے صبح صبح نکلے گا۔ لہٰذا پہلا شخص جو نکلا وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا کہ اس پتھر کو ایک چادر میں رکھ دیں، پھر اس کو چادر سے پکڑ کر سارے قبائل اس کو اُٹھالیں۔

آپ علیہ السلام کے فیصلہ سے لڑائی کا خاتمہ .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حماد بن سلمہ اور قیس اور سلام نے سب نے سماک بن حرب سے، اس نے خلد بن عُرعُرہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ جب بیت اللہ منہدم ہوگیا تھا جُرھُم کے بنانے کے بعد تو پھر قریش نے اس کو بنایا تھا۔ جب انہوں نے حجراسود کو رکھنے کا ارادہ کیا تو اختلاف ہوگیا کہ کون اس کو رکھے گا۔ پھر وہ اس بات پر متفق ہوگئے تھے کہ پہلا شخص جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہی فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ صبح صبح داخل ہوئے تھے۔ باب بنو شیبہ سے۔ حضور ﷺ نے ایک کپڑا بچھانے کا کہا، حجراسود اس کے اُوپر رکھ دیا گیا اور آپ نے ہر قبیلے والوں سے کہا کہ سب کے سب کپڑے کو کونے سے پکڑیں۔ لہٰذا سب نے اس کو اُٹھایا۔ رسول اللہ نے خود بھی اس کو اُٹھایا اور اُٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی بن وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بلوغت کو پہنچے، ایک عورت نے کعبے میں لوبان سلگایا اور اس کی انگیٹھی سے آگ کی چنگاریاں اُٹھ کر کعبے کے کپڑے پر پڑ گئیں جس سے وہ جل گیا۔ لہٰذا انہوں نے اسے گرادیا اور جب اس کو بنانے لگے اور مقام رکن تک پہنچے تو قریش نے رکن کے بارے میں اختلاف کرلیا کہ کونسا قبیلہ اس کو اُونچا کرے گا؟ کہنے لگے آجاؤ ہم اس پہلے شخص کو فیصل مقرر کرتے ہیں جو صبح صبح ہمارے سامنے آئے گا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان پر نمودار ہوئے۔ حضور نوجوان لڑکے تھے۔ ان کے اُوپر ایک چادر تھی جو کہ دھاری دار تھی۔ لوگوں نے ان سے فیصلہ کرانا چاہا۔ حضور ﷺ نے کہا کہ رکن کو اُٹھا کر چادر میں رکھ لیں۔ چنانچہ وہ کپڑے میں رکھا گیا۔ اس کے بعد ہر قبیلے کا سردار آگے آیا۔ حضور نے اس کو ایک کونہ پکڑ وادیا۔ سب نے اس کو اُوپر اُٹھایا اور حضور ﷺ نے خود اس کو دیوار پر رکھ دیا۔ اس کے بعد ہر بات حضور کی پسند کی گئی حتیٰ کہ لوگوں نے ان کو آمین کہنا شروع کیا۔ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے حتیٰ کہ پھر وہ اس وقت تک اُونٹ ذبح نہیں کرتے تھے، جب تک وہ حضور اسے دعا نہ کروا لیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ۲/۲۳۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو ابومحمد القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حرب الفجار سے اور کعبہ کی تعمیر کے درمیان پندرہ سال کا فرق تھا۔

(حاشیہ) ۱۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ چودہ یا پندرہ سال کی عمر کو پہنچے تو حرب الفجار بھڑک اُٹھی تھی۔ (ابن ہشام ۱/۱۹۸)

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حرب الفجار بھڑک اُٹھی تھی حضور ﷺ بیس سال کے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲/۳۰۰)

۳۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ حرب الفجار اور حلف الفضول ایک سال میں واقع ہوئی تھیں۔ مترجم

مصنف فرماتے ہیں۔ اس حرب کا نام فجار رکھا گیا تھا۔ اس لئے کہ قریش کے درمیان اور قبیلہ قیس بن عیلان کے درمیان عکاظ میں ایک عہد و میثاق طے ہوا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کے سوا سب نے کہا ہے کہ پھر ان کے درمیان ایسی جنگ واقع ہوئی کہ انہوں نے اس میں حرمتوں کو پامال کیا تھا اور اس میں انہوں نے گناہ کئے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ قریش کو کعبے کی تعمیر پر اس بات نے اُکسایا تھا کہ سیلاب اس کے اُوپر سے آتا تھا اور ان کے اُوپر سے جو انہوں نے بند بنائے تھے سیلاب نے ان کو نقصان پہنچایا تھا۔ ان لوگوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں پانی کعبے کے اندر نہ داخل ہو جائے۔

وہاں ایک آدمی تھا اس کو ملیح کہتے تھے۔ اس نے کعبے کی خوشبو چوری کی تھی۔ لہٰذا ان لوگوں نے چاہا کہ اس کی دیواریں مضبوط کر دیں اور اس کا دروازہ اُونچا کر دیں۔ تا کہ اس کے اندر صرف وہی داخل ہو سکے جس کو وہ چاہیں۔ لہٰذا انہوں نے اس مقصد کے لئے خرچ کا انتظام بھی کیا اور کام کرنے والے کاریگر کا بھی۔ اس کے بعد انہوں نے کعبہ گرانے کا ارادہ کیا ڈرتے ڈرتے کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو اس ارادے سے روک دے گا۔

انہدام بت سے خوف زدہ ہونا .... لہٰذا پہلا آدمی جو اس کے اُوپر چڑھا اور اس نے اس میں سے کچھ حصہ توڑ کر گرایا وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ جب انہوں نے ولید کو گراتے دیکھا تو ایک کے پیچھے ایک شروع ہو گئے۔ اور انہوں نے اسے گرا دیا۔ یہ کام ان کو کچھ عجیب سا لگا۔ جب انہوں نے اس کی دیواریں چننے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کام کرنے والے بلائے مگر ان سے کوئی ایک آدمی بھی اپنے قدموں کی جگہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ انہوں نے ایک بہت بڑا اژدھا دیکھا، جس نے بیت اللہ کا احاطہ کر رکھا تھا۔ اس کا سر اس کی دم کے پاس پڑا تھا، کنڈلی مار رکھی تھی۔ سب لوگ اس سے شدید خوفزدہ ہو گئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ انہوں نے جو کعبہ کو گرانے کا کام کیا ہے کہیں وہ اس کی پاداش میں ہلاک نہ ہو جائیں۔ کیونکہ کعبہ تو ان کا تحفظ تھا اور لوگوں سے ان کا بچاؤ تھا اور ان کے لئے شرف اور فخر تھا۔

کہتے ہیں کہ اس پر ان کو اشارہ کیا مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے (اس کے مطابق جو اس کتاب میں مذکور ہوا ہے) جب انہوں نے یہ کام شروع کر لیا تو وہ سانپ آسمان کی طرف چلا گیا اور ان سے غائب ہو گیا اور یہ کام اللہ عزوجل کی طرف سے ہوا۔ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو کوئی نامعلوم پرندہ آیا اور وہ اُٹھا کر اس کو لے گیا اور اس نے اس کو جیاد کی طرف ڈال دیا۔

جب کعبہ ان کے ہاتھوں گرایا جا چکا تو معاملہ ان پر گڈمڈ ہو گیا۔ گویا پریشان ہو گئے کہ اب کیا کریں صحیح ہو رہا ہے یا غلط۔ کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ چنانچہ مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر و مخزوم کھڑا ہو گیا، کہا تم لوگ اس امر میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم اس گھر کے مالک اور ربّ کی رضا تلاش کر سکو؟ تو سنو جب تم لوگوں نے اپنے دائرے کے بارے میں اجتہاد کیا تھا اور اپنی کوشش کو پورا کر ڈالا تو تم نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے (تمہیں مہلت دے دی۔ اب بھی وہ تمہارے اور تمہاری تعمیر کے مابین حائل نہیں ہوگا۔ اگر وہ تمہیں بتائے دیتا ہے تو یہی تمہاری خواہش ہے اور اگر وہ تمہارے درمیان حائل ہوتا ہے تو تم اپنی سی کوشش کر لو گے۔

انہوںؓ نے کہا کہ اچھا تم ہمیں اشارہ دو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ اس گھر کو بنانے کے لئے جزیہ جمع کر چکے ہو جو تمہیں معلوم ہے۔ پھر تم اس کے گرانے میں لگ گئے ہو اور اس کے بنانے کے لئے آپس میں ایک دوسرے پر رشک کر رہے ہو تو دریں صورت میں یہ رائے دوں گا کہ تم لوگ اس کو چار حصے کر لو اپنی منازل اور گھروں اور ارحام کے مطابق (یعنی خرچہ چار جگہ تقسیم کر لو)۔ اس کے بعد بیت اللہ کو بھی چار حصوں میں تقسیم کر لو۔ مگر ہر جانب پوری کسی کے لئے نہ ہو بلکہ ہر جانب کو بھی دو دو حصوں میں کر دو پھر اس میں سے ہر قبیلہ اپنے لئے ایک حصہ فرض کر لے۔ اور بیت اللہ کی تعمیر کے خرچے میں غصب اور چھینا جھپٹی کی رقم نہ ملاؤ اور نہ ہی قطع رحمی کر کے حاصل کی ہوئی رقم ہو، نہ ہی لوگوں سے کسی کے ساتھ عہد شکنی کر کے یا کسی کے ذمہ اور پناہ دینے میں خیانت کر کے حاصل کی گئی ہو۔ جب یہ سب کچھ احتیاط کر چکو تو پھر اپنے درمیان بیت اللہ کے صحن میں بیٹھ کر قرعہ اندازی کر لو کوئی تنازعہ نہ کرو، نہ ہی زیادہ رغبت کرو بلکہ ہر حصہ دار تم میں سے اپنے حصہ پر صابر رہے۔ اس کے بعد اپنے عمّال کو اور کام کرنے والوں کو بلا لو۔ شاید کہ تم جب ایسا کرو گے تو تمہیں اللہ بیت اللہ میں تصرف کرنے اور کام کرنے کے لئے چھوڑ دے گا۔

قریش نے جب مغیرہ کی بات غور سے سُنی تو وہ اس فیصلے پر راضی ہو گئے۔ لہٰذا وہ اس مقصد کو پورا کرنے میں لگ گئے اور انہوں نے ایسے ہی کیا جیسے اس نے ان کو بتایا تھا۔

اولیت قریش جاننے والے علماء کا زعم ہے کہ کعبے کا دروازہ سے حجر اسود تک نصف کے ساتھ اس جانب سے جو یمن کی طرف ہے یہ حصہ بنو عبد مناف کے حصے میں آیا۔ جب تعمیر حجر اسود تک پہنچ گئی تو سب لوگوں نے اس کو اُٹھانے میں رغبت کی اور اس پر باہم حسد کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اس بارے میں فیصل مقرر کیا کہ جو شخص پہلے پہلے کعبے میں ان کے سامنے آئے گا وہ فیصلہ کرے گا۔ وہ آنے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ اس خبر کے مطابق جو اس بارے میں پہنچی ہے انہوں نے آپ ﷺ کی اعانت کی اس کو اُٹھانے میں سب کی اصلاح کے ساتھ اور اتفاق کے ساتھ گمان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کپڑے کے بیچ میں رکھ دیا تھا، پھر ان سب سے کہا تھا کہ اس کپڑے کے اطراف اور کونوں سے پکڑ کر سب اُٹھالیں۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے خود اُٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت سے پندرہ سال پہلے ہوا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے خیال کیا ہے کہ قریش کی اولیت یوں ہے کہ یوں حدیث بیان کرتے تھے کہ قریش میں سے کچھ مرد جب اکٹھے ہوئے حجر اسود کو اپنی جگہ سے ہٹانے کے لئے اور وہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تاسیس تک جا پہنچے تو ایک آدمی نے ان میں سے اساس اول کو اُکھاڑنے کا ارادہ کیا اور ایک پتھر اس نے اُٹھایا، اس کو معلوم نہیں تھا کہ یہ پتھر اساس اول کا ہے تو قوم نے اس پتھر کے نیچے ایک چمک دیکھی جو اس قدر زیادہ تھی کہ قریب تھا کہ وہ انسان کی بینائی کو چکا چوند کر دے۔

لہٰذا وہ پتھر خود بخود اس آدمی کے ہاتھ سے نیچے اُتر گیا اور اپنی جگہ پڑ گیا، جس سے وہ آدمی گھبرا گیا اور سارے بنانے والے گھبرا گئے۔ جب اس پتھر نے اپنے نیچے جو کچھ بھی تھا چھپالیا تو وہ دوبارہ اس کی تعمیر میں لگ گئے اور کہنے لگے کہ اس پتھر کو نہ ہلاؤ اور نہ ہی اس کے ارگرد کے کسی پتھر کو۔ جب پہلے گھر یعنی پہلی عمارت کی بنیاد تک پہنچے تو انہوں نے اس میں ایک پتھر میں (میں نہیں جانتا کہ شاید اس نے ذکر کیا تھا) کہ مقام ابراہیم کے نیچے ایک کتاب پائی تھی۔ وہ نہیں جان سکے کہ یہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے پاس یمن کے یہود میں سے کوئی عالم آیا اس نے اس تحریر کو دیکھا اور اس نے ان کو بیان کیا کہ میں نے اس کو پڑھ لیا ہے ان لوگوں نے اس کو قسم دے کر کہا کہ آپ ہمیں ضرور بتائیں اس میں جو کچھ بھی ہے اور ہمیں اس کے بارے میں سچ سچ بتائیے۔

اس نے ان کو خبر دی کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ میں اللہ ہوں صاحب مکہ۔ میں نے محترم قرار دیا ہے جب سے میں نے آسمان اور زمین تخلیق کئے ہیں اور چاند سورج اور اس دن جب سے میں نے دونوں پہاڑ قائم کئے ہیں میں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ سات املاک کے ساتھ جو حنیف اور یکسو ہیں۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو خبر دی ابو اسحاق اصفہانی نے، ان کو ابو احمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو معلیٰ نے، ان کو وہیب نے، ان کو ابن خثیم نے، ان کو محمد بن اسود بن خلف بن عبد یعقوب نے، ان کو ان کے والد نے کہ انہوں نے مقام ابراہیم کے نیچے ایک تحریر پائی تھی۔ چنانچہ قریش نے ایک آدمی کو حمیر سے بلایا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اس تحریر میں ایک بات تحریر ہے اگر میں وہ آپ لوگوں کو بیان کردوں تو تم لوگ مجھے قتل کردو گے۔ ہم نے گمان کیا کہ اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں نے اس کو چھپا دیا۔

(التاریخ الکبیر ۱/۴۴۵)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے، پھر اس نے تعمیر کعبہ کا قصہ ذکر کیا عبد قریش میں اس مفہوم میں جو ہم نے روایت کیا موسیٰ بن عقبہ سے مگر انہوں نے کہا کہ وہ اس کلام کو منسوب کرتے تھے ولید بن مغیرہ کی طرف اور کہا گیا ابو وہیب بن عمرو بن عائذ حرم نے رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے کے بارے میں کہا کہ جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے یہ امین آگیا ہے ہم راضی ہیں اس پر جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا نام جاہلیت میں الامین رکھا جاتا تھا۔ آپ کی طرف وحی کی جانے سے قبل اور گمان کیا ہے یہ حرب فجار سے پندرہ برس بعد ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت پینتیس سال کے تھے۔

اسی طرح ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مگر اس کے ماسوا نے اس کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت پچیس سال کے تھے اور یہ واقعہ بعثت رسول سے پندرہ برس پہلے کا ہے۔

(۱۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن جریج نے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ بیت اللہ شریف بعثت رسول سے پندرہ سال پہلے بنایا گیا تھا۔

مقام ابراہیم بیت اللہ سے متصل ہے .... میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت کیا گیا ہے عروہ بن زبیر اور محمد بن جبیر بن مطعم وغیرہ سے، ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی قاضی ابوبکر احمد بن کامل نے، ان کو ابواسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو ابوثابت نے، ان کو دراوردی نے، ہشام بن عروہ سے، ان کو ان کے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مقام ابراہیم حضور ﷺ کے زمانے میں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے کر دیا تھا۔

(۲۰)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی طاہر بن احمد بن عبداللہ بیہقی نے، ان کو ابن اخت فضل بن محمد نے، ان کو عبدان بن عبدالحلیم نے، ان کو زبیر بن بکار نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز زہری نے اپنے والد سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے حرم کے حدود ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے تھے۔ انہوں نے وہیں نشان گاڑ دیئے تھے۔ پھر اسماعیل علیہ السلام نے اس کو نیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد قصیٰ بن کلاب نے ان کو نیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی تجدید کی تھی۔

زہری کہتے ہیں کہ عبیداللہ نے کہا کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے قریش کے چار آدمی بھیجے تھے۔ انہوں نے حرم انصاب اور نشانات نصب کئے تھے۔ ایک مخرمہ بن نوفل، دوسرے ابن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، تیسرے ازہر بن عبد عوف اور سعید بن یربوع اور حویطب بن عبدالعزیٰ۔

(۲۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، ان کو عمرہ بنت عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں کہ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت تھے قبیلہ جرہم کے۔ انہوں نے کعبہ میں زنا کیا تھا۔ لہٰذا وہ دونوں مسخ کر کے پتھر بنا دیئے گئے تھے۔ (اخبار مکہ ۱/۴۴)

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی سے قبل
اپنی معاش کے لئے مصروفیت اور اس میں بعض نشانیوں کا ظہور اس قدر کہ
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو سعید نے، ان کو عمرو بن یحییٰ بن سعید قرشی نے اپنے دادا سعید سے، انہوں نے ابوہریرہ سے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے جتنے نبی بھیجے

سب کے سب نے بکریاں چرائیں۔صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ! آپ نے بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اہل مکہ کے لئے بکریاں چرائی تھیں قراریط میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں، احمد بن محمد مکی سے، اس نے عمرو بن یحییٰ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ہیثم بن سہل تستری نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ربیع بن بدر نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دو سفروں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اُونٹنی کرایہ پر لی تھی اپنے لئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تاجر عورت تھی عزت دار اور مالدار تھی۔اپنے مال کے ساتھ مردوں کو اُجرت پر لیتی تھی اور پھر انہیں کی مزدوری اور اُجرت سے بھی مضاربت کا کاروبار کر لیتی تھی۔دور قریش لوگ تجارت پیشہ لوگ تھے۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بات کے سچے ہیں عظیم امانت دار ہیں، عمدہ اخلاق کے حامل ہیں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ حضور ﷺ اس کے ساتھ تجارت کے لئے شام کے ملک جائیں اور وہ جو کچھ دیگر تاجروں کو دیتی ہیں آپ کو اس سے بہتر دیں گی اور آپ کو ہیلپ لینے کے لئے ساتھ اپنا غلام میسرہ بھی دیں گی۔رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ کی پیش کش قبول کر لی اور اس کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ شام روانہ ہو گئے۔

راہب نے کہا اس درخت کے سایہ میں نبی کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھتا .... جب شام میں پہنچے تو ایک درخت تلے فروکش ہوئے۔قریب ہی وہاں ایک عیسائی راہب کا معبد تھا۔اس راہب نے میسرہ کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جو یہاں درخت تلے اُترا ہے؟ میسرہ نے اس کو بتایا کہ یہ ایک قریش کا جوان ہے اہل حرم سے۔راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اُترا سوائے نبی کے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا وہ سامان فروخت کیا جس کو لے کر گئے تھے۔اور جو کچھ خرید کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ خریدا۔پھر واپس مکے کی طرف روانہ ہو گئے۔میسرہ غلام بھی ان کے ساتھ تھا۔اس دوران اس نے یہ منظر دیکھا کہ جب دھوپ ہوتی اور گرمی شدید ہو جاتی تو وہ دیکھتے کہ دو فرشتے آتے تھے اور وہ حضور کے اُوپر سایہ کرنے اور دھوپ سے آپ کو بچاتے جبکہ حضور ﷺ اپنے اُونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

فرشتوں کا سایہ کرنا .... جب مکہ میں آئے خدیجہ کے پاس اس کا مال لے کر تو اس نے وہ مال فروخت کر دیا جو حضور لائے تھے۔چنانچہ منافع دوہرا ہو گیا یا اس کے قریب ہو گیا۔اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میسرہ نے راہب والی بات بھی بتادی اور یہ بھی بتادیا جو اس نے خود دیکھا تھا۔دو فرشتے دھوپ کے وقت ان پر سایہ کرتے تھے۔

خدیجہ مضبوط ارادے کی مالک شریف اور عقل مند عورت تھی، اس کے علاوہ اللہ نے اس کو عزت عطا کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔میسرہ نے جب اس کو ساری باتیں سنائیں تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا اور بلا کر کہا :

"اے میرے چچا کے بیٹے میں نے آپ کے بارے میں رغبت کی ہے اس لئے کہ آپ کی مجھ سے قرابت ہے اور آپ کی قوم کے اندر آپ کا ایک مقام ہے۔آپ ان میں سے صاحب حسب نسب ہیں اور ان کے نزدیک آپ امین ہیں۔اور آپ عمدہ اخلاق والے ہیں اور سچ گو ہیں"۔

اس کے بعد اس نے حضور ﷺ کے لئے اپنے نفس کو پیش کیا اور اس وقت خدیجہ قریش میں نسبت کے اعتبار سے بہترین اور مرتبے کے اعتبار سے عظیم تھی۔مال کے اعتبار سے سب سے مالدار تھی پوری قوم اس بات پر حریص تھی کہ اگر اس پر قدرت پائیں تو اس سے شادی کر لیں۔

ان کا پورا نام و نسب اس طرح تھا۔خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔(ابن ہشام ۱: ۲۰۲-۲۰۳)

☆☆☆

باب ۴۸

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں کیا کچھ مروی ہے؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر ابن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے یونس سے۔ اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اپنی جوانی کو پہنچ گئے تو ان کے پاس مال کثیر نہ تھا۔ تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اُجرت پر رکھ کر بازار حباشہ میں کاروبار دیا۔ حضور ﷺ جب واپس آئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کرلی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہنے لگے، یہاں تک کہ اس سے آپ کی کچھ اولاد بھی ہوگئی۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی اولاد یہ تھی :

(۱) قاسم۔ بعض اہل علم نے گمان کیا ہے کہ ان کا ایک ہی لڑکا ہوا تھا جس کا نام طاہر رکھا گیا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ہم خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قاسم کے سوا اور لڑکا نہیں جانتے جو پیدا ہوا ہو۔ اور حضور کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں ہوئیں ، (۱) فاطمہ۔ (۲) رقیہ۔ (۳) اُم کلثوم۔ اور (۴) زینب۔ جب حضور ﷺ کی بعض اولاد ہوگئی تو ان کو خلوت یعنی علیحدہ رہنا اور عبادت کرنا پسند ہونے لگا۔

(ابن ہشام ۱/۲۰۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منبع نے، ان کو ان کے دادا نے از ہری سے کہ پہلی عورت جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیاہ کیا تھا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ شادی جاہلیت کے دور میں کی تھی یعنی اسلام سے قبل۔ حضور سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس کے والد خویلد بن اسد نے کیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مندرجہ ذیل بچے جنے تھے۔ القاسم، اسی کے ساتھ حضور ابوالقاسم کنیت استعمال کرتے تھے۔ اور طاہر، زینب، رقیہ، اُم کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہم۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اس نے ساری اولاد کو حضور ﷺ پر وحی کے نزول سے پہلے جنم دیا۔ ساری اولاد یہ ہے۔ زینب، اُم کلثوم، رقیہ اور فاطمہ، قاسم طاہر، الطیب اسلام کے دور سے پہلے بیٹے فوت ہوگئے تھے۔ اور قاسم کے ساتھ حضور ﷺ اپنی کنیت رکھتے تھے۔ بہر حال آپ کی بیٹیوں نے اسلام کا زمانہ پایا تھا۔ حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت بھی کی تھی۔ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے گئی تھیں اور حضور ﷺ کے ساتھ ایمان بھی لائی تھیں۔ ابن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔ (ابن ہشام ۱/۲۰۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابوعبداللہ جعفی سے، اس نے جابر سے، اس نے محمد بن علی سے، اس نے کہا کہ قاسم بن رسول اللہ ﷺ اتنے بڑے ہوگئے تھے کہ سواری پر بیٹھ سکتے تھے اور نجیب پر چل سکتے تھے۔ جب اللہ نے ان کو قبض فرمایا تو عمرو بن العاص نے کہا تھا کہ محمد ابتر ہوگئے ہیں اپنے بیٹے سے، یعنی سمجھے کوئی نہیں رہا نام لینے والا۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اپنے نبی پر انا اعطیناک الکوثر یہ عوض دیا ہے آپ کو اے محمد ﷺ تیرے نصیب کا قاسم کے بدلے میں۔ فصل لربك وانحر۔ ان شانئك هو الابتر۔

اسی طرح روایت کی گئی ہے اسی اسناد کے ساتھ اور ضعیف ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمرو بن العاصؓ کے بلکہ ان کے باپ کے بارے میں نازل ہوئی تھے۔

(۴) یہ بات تو تھی اس روایت میں جو ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن سے بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے۔ ان کو آدم نے، ان کو ورقاء سے ان کو ابن ابونجیح نے مجاہد سے، اللہ کے اس فرمان کے بارے میں کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ فرمایا کہ یہ نازل ہوئی تھی عاص بن وائل کے بارے میں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے بغض اور دشمنی رکھتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے جو بھی اس سے دشمنی رکھے گا وہ ابتر ہوگا۔

(تفسیر طبری ۳۰/۲۱۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے۔ ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابراہیم بن عثمان نے، ان کو حکم نے مقسم سے، اس نے عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے دولڑکے جنے تھے اور چار لڑکیاں۔ قاسم، عبداللہ۔ فاطمہ، اُم کلثوم، زینب اور رقیہ۔

ابوعبداللہ نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن ابوخیثمہ کی تحریر میں پڑھا، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مصعب بن عبداللہ زبیری نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا لڑکا قاسم تھا اس کے بعد زینب اس کے بعد عبداللہ اس کے بعد اُم کلثوم اس کے بعد فاطمہ، اس کے بعد رقیہ۔

مصعب نے کہا کہ وہ اسی طرح تھے۔ پہلے پہلا پھر اس کے بعد دوسرا اس کے بعد قاسم فوت ہو گیا۔ حضور کے بچوں میں وہ مرنے والا پہلا بچہ تھا۔ جو مکے میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد عبداللہ فوت ہوا۔ اس لئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پینسٹھ سال کو پہنچ گئی تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ پچاس سال کو، یہ زیادہ صحیح ہے۔

اور ہم نے روایت کی ہے جعفر ہاشمی سے یہ کہ فاطمہ پیدا ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے اکتالیس سال بعد۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو عمر بن ابوبکر موصلی نے، ان کو عبداللہ بن ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اپنے والد سے، اس نے مقسم ابوالقاسم مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل سے یہ کہ عبداللہ بن حارث نے اس کو حدیث بیان کی کہ یہ عمار بن یاسر جب سنتے تھے وہ بات جو لوگ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بارے میں اور اس میں کچھ بات میں اضافہ کرتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں، میں سب سے زیادہ جانتا ہوں حضور کے خدیجہ سے بیان کے بارے میں۔ میں حضور ﷺ کا ہم عمر تھا اور میں حضور ﷺ کا دوست تھا اور پیارا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن باہر نکلا اور ہم بازار حزورہ میں پہنچ گئے۔ ہمارا گزر ہوا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس۔ وہ ایک بچھونے پر بیٹھی تھی جس کو وہ فروخت کرنا چاہتی تھی۔ اس نے مجھے آواز دی، میں اس کی طرف پھر لوٹ کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے لئے اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تیرے اس دوست (محمد) کو خدیجہؓ کے ساتھ شادی کرنے کی ضرورت ہے؟ عمار کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی طرف لوٹ کر آیا تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! کیوں نہیں۔ میں نے جا کر یہ بات رسول اللہ ﷺ کی اس کو بتادی۔ اس نے کہا کہ آپ لوگ صبح کو ہمارے پاس آنا۔ چنانچہ ہم لوگ صبح پہنچ گئے ان کے پاس۔

ہم نے ان کو اس طرح پایا کہ انہوں نے گائے ذبح کی ہوئی تھی اور خدیجہ کے والد کو ایک جوڑا بھی پہنایا ہوا تھا اور ان کی داڑھی کو بھی رنگ لگایا ہوا تھا۔ پیلا رنگ (یا مہندی وغیرہ)۔ میں نے خدیجہ کے بھائی سے بات کی۔ اس نے اپنے والد سے بات کی، حالانکہ وہ اس وقت شراب پیے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ان کے سامنے ذکر کیا گیا اور ان کا مرتبہ بھی۔ آپ نے ان سے خدیجہ کے ساتھ بیاہ دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے خدیجہ کو ان کے ساتھ بیاہ دیا۔ ان لوگوں نے گائے کے گوشت سے کھانا بنایا، ہم لوگوں نے اس میں سے کھانا کھایا پھر ان کے والد سو گئے۔ پھر وہ اٹھے تو چیخ رہے تھے کہ یہ کیسا جوڑا ہے اور یہ کیسا شراب ہے اور یہ کیسا کھانا ہے؟ چنانچہ ان کی بیٹی نے جس نے خدیجہ کی شادی کی بات عمار سے کی تھی اس نے ان سے کہا کہ یہ جوڑا آپ کو محمد بن عبداللہ آپ کے داماد نے پہنایا ہے اور یہ گائے ہدیہ کی تھی۔ ہم نے اس کو ذبح کیا ہے جب آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیاہ کیا ہے۔ اس نے انکار کیا کہ اس نے اس کو ان کے ساتھ بیاہ دیا ہے اور چیختا ہوا باہر نکل گیا۔ حتیٰ کہ ایک پتھر اٹھا کر لے آیا اور بنو ہاشم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکل آئے اور اس کے پاس گئے اور انہوں نے اس سے بات کی پھر وہ کہنے لگے کہ وہ تمہارا بندہ کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ میں نے اس کے ساتھ خدیجہ کا بیاہ کر دیا ہے؟
(مجمع الزوائد ۹: ۲۲۰۔۲۲۱)

رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے آ گئے۔ جب اس نے آپ کی طرف دیکھا تو کہا کہ اگر میں نے اس کے ساتھ بیاہ دی ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں بیاہی تھی تو اب میں نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا ہے۔

اور موصلی نے کہا کہ متفق علیہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا چچا عمرو بن اسد وہ تھا جس نے خدیجہ کا حضور کے ساتھ بیاہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس روایت میں جس میں ہے کہ ہمیں اس کی خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خدیجہ کے ساتھ بیاہے گئے تو وہ پچیس سال کے تھے۔ اس سے قبل کہ اللہ نے ان کو نبوت عطا کی پندرہ سال پہلے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، اور اس روایت میں جو اس نے لکھی ہے ابراہیم بن منذر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی موصل نے عمر بن ابو بکر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے متعدد لوگوں نے کہ عمرو بن اسد نے خدیجہ کا بیاہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ حضور نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو وہ پچیس سال کے تھے۔ اور قریش کعبہ کو بنا رہے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق بغوی نے، ان کو مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، عمار بن ابو عمار سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ خدیجہ کے والد نے نبی کریم کے ساتھ بیاہ کیا۔

میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ نشے کی حالت میں تھے۔ (مسند احمد ۱: ۳۱۲۔ مجمع الزوائد ۹: ۲۲۰)

(حاشیہ) ڈاکٹر عبدالمعطی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں طویل نقل کیا ہے۔ مگر اسناد ضعیف ہے۔ اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں نقل کی ہے طبرانی سے۔ انہوں نے کہا ہے کہ طبرانی اور مسند احمد کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں (ویسے یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ اس دور کی عادت تھی)۔ مترجم

☆☆☆

باب ۴۹

اَحبَار اور رُھبَان (علماء یہود و نصاریٰ) کا

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے بارے میں خبر دینا بوجہ اس کے کہ وہ اپنے ہاں اپنی کتب میں حضور ﷺ کی آمد، آپ کی سچائی اور آپ کی رسالت کے بارے میں وضاحت موجود پاتے تھے اور وہ حضور ﷺ کی آمد سے اہل شرک پر غلبہ چاہتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سعد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ احبار اور رہبان اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے تھے (یعنی اہل تورات و انجیل تھے)۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو خوب جانتے تھے۔ آپ کی بعثت سے قبل آپ کے زمانے کے بارے میں جس میں عرب کے اندر آپ کا انتظار کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ آپ ﷺ کے بارے میں آپ کی صفت کو اپنی کتب میں پاتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ ان کے ہاں آپ ﷺ کا نام محفوظ اور ثابت تھا۔ اور اس لئے بھی کہ ان سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد و میثاق لیا جا چکا تھا۔ ان کے انبیاء کے عہد میں اور ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی اتباع کرنے کے بارے میں۔ لہٰذا وہ اسی بنا پر اہل اوثان و اہل شرک کے خلاف حضور ﷺ کے ذریعے غلبہ چاہتے تھے۔ اور اسی کی دعا کرتے تھے۔ اور وہ لوگ مشرکین کو اس بات کی خبر دیا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے دین ابراہیم کے ساتھ، اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ لوگ حضور ﷺ کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پاتے تھے اور اپنے انبیاء کے عہد میں۔

(۲) اَلَّذِینَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُونَهُ مَکْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیلِ ۔ تا اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۵۷)

(مفہوم) میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جس کا لقب امی ہے جس کو یہ لوگ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور وہ ان کو نیک کام کرنے کو کہتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے اور ان کے لئے حلال قرار دیتا ہے تمام پاکیزہ چیزوں کو اور حرام ٹھہراتا ہے ان پر تمام گندی چیزوں کو اور ان کے اوپر سے سخت احکامات کے بوجھ اور جو زنجیریں پڑی ہوئی تھیں ان کو اتارتا ہے۔ پس جو ایمان لاتے ہیں اس (رسول پر) اور اس کی حمایت کی اور اس کی مدد کی اور انہوں نے اس نور کی اتباع کی جو اس پر اتارا گیا ہے (قرآن) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(۳) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِی اِسْرَائِیلَ اِنِّی رَسُولُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ ۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاْتِی مِنْ بَعْدِی اسْمُهُ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِینٌ ۔ (سورۃ صف : ۶)

(وہ وقت یاد کرو) جب کہا تھا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف اور تصدیق کرنے والا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ رسول ان کے پاس آیا دلائل کے ساتھ تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے۔

(۴) نیز ارشاد ہے :

محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ والانجیل ۔
(سورۃ فتح : آیت ۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں، آپس میں بڑے شفیق ہیں ۔ آپ ان کو حالت رکوع میں کبھی حالت سجدے میں دیکھیں گے ۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے ہیں ۔ یہی مثال ان کی موجود ہے توراۃ اور انجیل میں ۔

(۵) نیز ارشاد ہے :

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا ۔ فلما جاء ھم ماعرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللّٰہ علی الکافرین ۔
(سورۃ بقرہ آیت ۸۹تا۹۰)

(اہل کتاب) پہلے سے فتحیابی مانگتے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے کفر کیا جب وہ رسول ان کے پاس آگیا ہے جس کو انہوں نے پہچان لیا ہے تو اس کا انکار کر دیا پس لعنت ہے کافروں پر ۔ تا عذاب مہین

یہ عام آیات کریمات دلیل ہیں اس بات کی کہ علماء یہود ونصاریٰ کو اچھی طرح یہ بات معلوم تھی کہ نبی آخر الزماں قریش میں سے تشریف لائیں گے اور نبوت ورسالت کی بشارتیں توراۃ وانجیل میں موجود ہیں ۔ اس لئے وہ مشرکوں کے خلاف حضور ﷺ کی آمد کی دعا کرتے تھے ۔ اور ان کے خلاف فتح یابی مانگتے تھے مگر جب وہ آگئے تو یہود ونصاریٰ نے ان کا ازراہ حسد انکار کر دیا ۔ مترجم

سیرت نگار ابن اسحاق فرماتے ہیں

(۱) ابن اسحاق نے کہا کہ اہل عرب اُمّی تھے، ناخواندہ تھے، نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی رسولوں کا زمانہ جانتے تھے، نہ ہی جنت وجہنم کو جانتے تھے، نہ ہی قیامت کو جانتے تھے، نہ مرنے کے بعد دوبارہ جی کر اُٹھنے کو ۔ ہاں تھوڑی بہت باتیں وہ اہل کتاب سے سنتے تھے، وہ بھی ان کے سینوں میں باقی نہیں رہتی تھیں ۔

حضور ﷺ کی بعثت سے ایک زمانہ قبل علماء یہود ونصاریٰ کی بات جو ہم تک پہنچی یہ تھی کہ وہ اس طرح مذکور ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو حدیث بیان کی کئی شیوخ نے ہم میں سے ۔ انہوں نے عرب میں سے رسول اللہ ﷺ کی حالت کے بارے میں ہم سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا ۔

ہمارے ساتھ یہودی رہتے تھے، وہ صاحب کتاب تھے اور ہم لوگ بت پرست تھے (یعنی وہ کتاب والے تھے اور ہم بتوں والے تھے) ۔ ان کی یہ حالت تھی کہ ان کو ہماری طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آتی تو وہ یوں کہتے تھے کہ بے شک وہ آنے والا نبی ابھی مبعوث ہو رہا ہے اسی وقت اس کا زمانہ آگیا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے اور ہم تمہیں قوم عاد وارم کی طرح قتل کریں گے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث کر دیا تو ہم لوگوں نے تو اس رسول کی اتباع کر لی اور انہوں نے انکار کر دیا ۔ لہٰذا اللہ کی قسم ہمارے بارے میں اور ان کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا ۔ (الی آخرہ)

پہلے کافروں کے خلاف آنے والے رسول کے بارے میں دعا کرتے اور فتحیابی مانگتے تھے، جب وہ آگئے اور انہوں نے اس کو پہچان لیا تو پھر اس کا انکار کر دیا (آخر تک) ۔ (ابن ہشام ۲۲۱/۱ ۔ سبل الہدیٰ ۲۴۶/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے علی ازدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے: کہ

اللهم ابعث لنا هذا النبي يحكم بيننا و بين الناس

اے اللہ! ہمارے لئے اس نبی کو بھیج، وہ ہمارے اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرے۔

وہ اس کے ساتھ استفتاح مانگتے یعنی اس کے ساتھ لوگوں کے خلاف مدد مانگتے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی یوسف بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے بن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان سے لڑتے رہتے تھے۔ جب بھی لڑائی ہوتی تو خیبر کے یہودی شکست کھاجاتے تھے۔ لہٰذا یہودیوں نے اس طرح پناہ مانگی۔

اللهم انا نسألك بحق محمد النبي الامي الذي وعدتنا ان تخرجه لنا في اخر الزمان ۔ الا نصرتنا عليهم

اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں نبی اُمّی کے حق کے ساتھ جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ آپ اس کو پیدا کریں گے ہمارے لئے آخر زمانے میں۔ ہماری ان لوگوں کے خلاف مدد فرما۔

فرمایا کہ جب وہ باہم ٹکراتے تھے تو یہی دعا کرتے۔ جب دعا کرتے تو غطفان سے غالب آجاتے۔ جب نبی کریم مبعوث ہوگئے تو ان لوگوں نے اس کے ساتھ کفر کرلیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ

کہ وہ یہودی پہلے سے اس کے ساتھ فتح مندی مانگتے تھے اس کے ذریعہ یعنی تیرے ذریعے اے محمد۔

على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين

ان لوگوں کے خلاف جو کافر ہیں، جب وہ رسول آگیا جس کو انہوں نے پہچان لیا تو انہوں نے اس کا انکار کردیا۔ پس لعنت ہو اللہ کی کافروں پر۔

(۵) نیز اس کا مفہوم روایت عطیہ جو انہوں نے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

آپ علیہ السلام پر بعثت سے قبل ایمان .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر قیس بن ربیع سے، اس نے یونس بن ابومسلم سے، اس نے عکرمہ سے کہ اہل کتاب سے کچھ لوگ وہ تھے جو اپنے رسولوں کے ساتھ بھی ایمان لائے تھے اور ان کی تصدیق کی تھی اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لے آئے تھے مگر ان کی بعثت سے پہلے جب وہ مبعوث ہوگئے تو انہوں نے کفر کرلیا۔ ان کے ساتھ اس بارے میں اللہ نے آیت اُتاری:

فاما الذين اسودت وجوههم اكفرتم بعد ايمانكم

بہرحال وہ لوگ جن کے منہ کالے ہوئے ہوں ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگوں نے مان لینے کے بعد کفر کیا تھا؟ اور ایک قوم تھی اہل کتاب میں سے جو اپنے رسولوں کے ساتھ بھی ایمان لائے تھے اور محمد ﷺ کے ساتھ بھی آپ کی بعثت سے قبل جب محمد ﷺ کی بعثت ہوگئی تو وہ بھی ایمان لے آئے ان کے ساتھ۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

والذين اهتدوا زادهم هدى واتاهم تقواهم ۔ (سورۃ محمد : ۱۷)

جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے ان کی ہدایت کردی ہے اور ان کو ان کا تقویٰ عطا کیا ہے۔

باب ۵۰

بنو عبد الاشہل میں سے ایک یہودی کی خبر کا ذکر

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے ہمیں خبر دی احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو صالح بن عبد الرحمن بن عوف نے محمود بن لبید سے۔ اس نے سلمہ بن سلامہ بن وقش سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے محلے میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کیا یعنی بنو عبد الاشہل کے سامنے۔ اس نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اُٹھنے کی اور قیامت کی بات کی، جنت اور جہنم، حساب و کتاب، میزان وغیرہ کا ذکر کیا۔ اس نے ساری باتیں ان لوگوں کے سامنے کیں جو بتوں کے پجاری تھے۔ جو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو نہیں جانتے تھے۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت سے کچھ ہی قبل پیش آیا۔ ان لوگوں نے کہا افسوس ہے تم پر اے فلاں۔

اور قاضی کی ایک روایت کے مطابق تیری ہلاکت ہو، اے فلانے۔ کیا واقعی یہ بات فی الواقع ہونے والی ہے کہ لوگ اپنی موت کے بعد دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔ ایک ایسی جگہ کی طرف جس میں جنت بھی ہو اور جہنم بھی۔ لوگ اپنے اعمال کی جزاء سے جائیں گے؟ اس نے بتایا کہ بالکل ایسا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس آگ میں سے میرا حصہ ہونا چاہئے کہ تم لوگ آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن کرو اپنے گھر کے اندر پھر اس کو خوب بھڑکاؤ۔ اس کے بعد مجھے اس کے اندر پھینک دو۔ اس کے بعد مٹی اور گارے اُوپر سے لیپ کر مجھے اس کے اندر بند کر دو۔ میں کل کی آگ سے نجات پا جاؤں۔ اس سے پوچھا گیا اس ہونے والی بات کی کیا علامت ہے؟ اس نے بتایا کہ ان شہروں کی جانب ایک نبی مبعوث ہوگا، یہ کہتے ہوئے اس نے مکہ اور یمن کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ نبی کب تک آئے گا؟ چنانچہ اس نے ادھر اُدھر اپنی نگاہیں دوڑائیں اور کہنے لگا اس لڑکے کی عمر رہی تو یہ اس نبی کو پالے گا۔ اور میں اس وقت وہاں موجود لوگوں میں کم عمر تھا۔ میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث کر دیا۔ اور تا حال وہ شخص ابھی تمہارے سامنے زندہ موجود ہے۔ ہم لوگ اس رسول کے ساتھ ایمان بھی لے آئے ہیں اور ہم نے اس کی تصدیق کر لی ہے مگر اُس نے اس رسول کے ساتھ کفر کر لیا ہے محض حسد اور بغاوت کی بنا پر۔ ہم نے اس شخص سے کہا کہ آپ نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی۔ اور آپ نے ہمیں خبر نہیں دی تھی، اس نے کہا کہ نہیں۔ یہ وہ نہیں ہے۔

(ابن ہشام ۱/۲۳۱۔ مسند احمد ۳/ ۴۶۸)

باب ۵۱

سعیہ کے دو بیٹوں کے مسلمان ہونے کا سبب

ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنو قریظہ کے ایک شیخ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ اُسید بن سعیہ اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسد بن عبید کے اسلام کے بارے میں ایک گروہ تھا بدل سے۔ وہ نہ تو بنو قریظہ میں سے تھے نہ ہی بنو نضیر میں سے۔ وہ اس سے اُوپر تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا ہوں۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک سے ایک یہودی آدمی آیا۔ اسے ابن الہیبان کہتے تھے۔ اس نے ہمارے یہاں قیام کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو پانچ نمازیں نہ پڑھے مگر اس سے بہتر ہو۔ وہ شخص ہمارے پاس حضور کی بعثت سے کوئی دو سال قبل آیا تھا۔ ہم لوگ جب قحط میں پڑتے تھے اور ہمارے اُوپر بارش کم ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے، اے ابن الہیبان چلئے ہمارے لئے بارش کی دعا کیجئے۔ وہ کہتا تھا کہ نہیں

اللہ کی قسم پہلے تم لوگ اپنے جانے سے پہلے صدقہ کرو۔ ہم اس سے پوچھتے کہ کتنا صدقہ کریں۔ وہ کہتا کہ ایک صاع کھجوریں یا دو مُدّ جو۔ ہم اس کو لے جاتے تھے۔ وہ ہمارے حرّہ کے ظاہر کی طرف نکلتا اور ہم بھی اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ دعا کرتا تھا۔ اللہ کی قسم وہ ابھی تک اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اُٹھا نہیں ہوتا تھا کہ گھٹائیں چلنے لگتی تھیں (یعنی پانی سے بہنے لگتی تھیں)۔ اس نے یہ کام ایک سے زیادہ بار کیا تھا۔ دو تین دفعہ۔ پھر وہ شخص فوت ہو گیا۔

فوت ہونے لگا تو ہم لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس نے کہا اے یہود کی جماعت! تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و کباب کی سرزمین سے بھوک اور افلاس کی زمین کی طرف کس چیز نے نکالا (یعنی ارض شام کو چھوڑ کر ارض حرم کی طرف کیوں آیا ہوں)۔ سب نے کہا تم بہتر جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے وہ آرام کی زمین چھوڑ کر یہ تکلیف کی سرزمین اس لئے اختیار کی تھی کہ میں ایک نبی کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ جس کا وقت آ چکا ہے۔ یہ شہر اس کی جائے ہجرت ہے۔ میں اس لئے آیا تھا کہ میں اس کی اتباع کروں گا۔ وہ جب آ جائے تو تم لوگ کسی سے پیچھے نہ رہنا۔

اے جماعت یہود! بے شک وہ مبعوث ہوگا تو وہ خون بہائے گا اور اولادوں کو بچوں کو اور عورتوں کو قید کرے گا جو اس کے مخالف ہوں گے۔ یہ باتیں تمہیں اس پر ایمان لانے سے نہ روکے۔ یہ کہتے ہی وہ مر گیا۔ وقت گزرتا رہا، کچھ عرصہ بعد جب وہ رات آئی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہوئی تو وہ نوجوان جن کا اوپر ذکر ہوا کہنے لگے، اے یہود کی جماعت! تمہیں یاد ہے کہ ابن الہیبان یہودی نے کیا کہا تھا۔ کہنے لگے، نہیں یہ وہ نہیں ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ہاں ہاں اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے بے شک اس کی یہی صورت ہے۔ اس کے بعد وہ اتر آئے اور مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنے مالوں کو اور اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ (ابن ہشام ۱/۲۳۲-۲۳۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ ان کا مال قلعے میں تھے۔ مشرکین کے مال کے ساتھ۔ جب قلعہ فتح ہوا تو ان کے مال ان کو واپس کر دیئے گئے۔

باب ۵۲

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے زیادات فوائد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو خبر دی سماک بن حرب نے زید بن صوحان سے یہ کہ دو آدمی تھے اہل کوفہ میں سے، دونوں دوست تھے زید بن صوحان کے۔ وہ دونوں اپنے دوست کے پاس آئے کہ وہ ان دونوں کے لئے سلمان سے بات کرے کہ وہ ان دونوں کو اپنی بات بیان کرے کہ اس کے اسلام لانے کی ابتداء کیسے ہوئی؟ چنانچہ وہ اپنے دونوں دوستوں کو ساتھ لئے ہوئے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ سلمان اس وقت مدائن میں امیر اور حاکم تے (یا گورنر تھے)۔ جب یہ پہنچے تو سلمان اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے آگے کھجور کے پتے رکھے ہوئے تھے چیر رہے تھے۔

وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ زید نے ان سے عرض کی، اے ابوعبداللہ! یہ دونوں آدمی میرے دوست ہیں اور دونوں بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے یہ چاہا کہ یہ آپ سے آپ کے اسلام کے بارے میں سنیں کہ اس کی ابتداء کیسے ہوئی تھی؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں یتیم تھا۔ قبیلہ رام ہرمز سے اور رام ہرمز کے کسان کا بیٹا تھا۔ میرے پاس ایک استاد آتا تھا جو تعلیم دیتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا تا کہ میں اس کے ساتھ اس کے گرجے میں جا کر رہوں گا۔ اور میرا بھائی تھا جو کہ مجھ سے بڑا تھا۔ وہ اپنی مرضی کا مالک تھا اور میں فقیر تھا۔ جب وہ اپنی مجلس برخاست کرتا تو اس کے محافظ اس سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ بعد میں باہر نکلتا مگر اپنے کپڑے کے ساتھ وہ گھونگھٹ نکال لیتا تھا۔ اس کے بعد وہ پہاڑ کے اُوپر چڑھ جاتا۔ وہ یہ کام کئی مرتبہ اجنبی سا بن کر کرتا۔

غار والوں کی خدمت میں حاضری .... کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ لڑکے ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بات آپ سے ظاہر نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ بالکل نہ ڈریں۔ اس نے بتایا کہ اس پہاڑ کے اُوپر ایک چٹان کی غار کے اندر کچھ لوگ رہتے ہیں۔ جن کا کام بس عبادت کرنا ہے اور نیک لوگ ہیں۔

اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں ہم لوگوں کے بارے میں کہ ہم لوگ آگ کے پجاری ہیں اور بتوں کے پجاری ہیں اور یہ کہ ہم لوگ بغیر دین کے ہیں (بے دین)۔ میں نے استاذ سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا جب تک میں ان لوگوں سے مشورہ نہ کر لوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم سے کوئی بات ظاہر ہو جائے اور میرے باپ کے علم میں آئے۔ وہ تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا۔ اس طرح ان کی موت کی ذمہ داری مجھ پر آ جائے گی۔ میں نے اسے یقین دھانی کرائی کہ مجھ سے کوئی بات ظاہر نہیں ہوگی۔ ان کے ساتھ مشورہ کر لیجئے۔

چنانچہ استاذ نے جاکران سے کہا کہ میرے ہاں ایک یتیم لڑکا ہے وہ تمہارے پاس آنا چاہتا ہے اور تمہاری باتیں سُننا چاہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ کو اس پر یقین ہے تو لے آؤ۔ استاذ نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی اور کو نہیں لائے گا میری مرضی کے بغیر۔ انہوں نے کہا، اس کو لے آؤ۔ استاذ نے مجھے بتایا کہ ان لوگوں نے اجازت دے دی ہے کہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں۔ لہٰذا تم جس وقت دیکھو کہ میں نکلوں تو تم میرے پاس آ جانا۔ مگر آپ کو کوئی ایک آدمی بھی نہ دیکھے، اس لئے کہ اگر میرے باپ نے ان کے بارے میں جان لیا تو وہ ان کو قتل کر دے گا۔

کہتے ہیں کہ جب وہ وقت ہو گیا جس میں وہ نکلا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑا۔ چنانچہ وہ حسب عادت پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا تو وہ لوگ چٹان کے سائے تلے بیٹھے تھے۔

علی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے یوں کہا تھا کہ وہ چھ یا سات افراد تھے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے عبادت کی وجہ سے ان کی رنگت بدل گئی ہے۔ وہ لوگ دن کے روزے رکھتے تھے اور راتوں کو قیام کرتے تھے۔ درختوں کے پتے کھاتے تھے اور جو چیز ان کو مل جاتی تھی کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ جاکران کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ ابن دہقان نے میری تعریف اور اچھائی کی۔ ان سے تعریف کی۔ ان لوگوں نے کلام کیا اور اللہ کی حمد کی اور اسی کی تعریف کرتے رہے اور ماسبق انبیاء اور رسولوں کا تذکرہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ بات کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے۔

اب کہنے لگے، اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا تھا۔ اور اسے بغیر کسی نر کے (باپ کے) پیدا کیا تھا۔ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ نے اس کے لئے مُردوں کو زندہ کرنے والی قدرت عطا فرمائی تھی۔ پرندہ بنا کر اُڑانا، اندھے کو بینا کرنا، کوڑھ والے کو تندرست کرنا۔ مگر اس کی قوم نے اس کے ساتھ کفر کیا اور ایک جماعت نے اس کی اتباع کر لی تھی۔ بے شک وہ اللہ کا بندہ تھا اور اس کا رسول تھا۔ اس نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اور انہوں نے بتایا کہ اس سے قبل انہوں نے کہا، اے لڑکے! تیرا بھی ایک رب ہے، تجھے بھی مر کر دوبارہ جینا ہے اور تیرے آگے جنت اور جہنم ہے۔ تو انہیں کی طرف رواں دواں ہے۔ اور یہ لوگ جو آگ کی پوجا کرتے ہیں یہ اہل کفر ہیں، اہل ضلالت ہیں۔ اللہ ان سے راضی نہیں ہے۔

استاذ واپس لوٹا تو میں بھی اس کے ساتھ لوٹا۔ اس کے بعد پھر ہم لوگ اگلے دن پھر ان لوگوں کے پاس گئے۔ انہوں نے آج بھی اسی طرح کی باتیں کیں اور ان سے بھی بہتر کیں۔ میں ان کے ساتھ پکا پکا لگ گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے سلمان، اے لڑکے! آپ اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ آپ بھی وہ کام کریں جو ہم لوگ کر رہے ہیں۔ آپ تو بس نمازیں پڑھیں، سوئیں اور کھائیں اور پئیں۔

بادشاہ کی غار پر چڑھائی ...... کہتے ہیں کہ کسی طرح بادشاہ کو اپنے بیٹے کی حرکت کا علم ہو گیا اور وہ اپنا فوجی دستہ لے کر ان عبادت گذار لوگوں کے پاس پہنچ گیا ان کی پناہ گاہ کے اندر۔ اور جا کر ان سے کہا کہ اے لوگو! تم لوگ میرے پڑوسی بنے ہوئے ہو۔ میں نے تمہارے ساتھ اچھا پڑوس نبھایا ہے۔ میری طرف سے کوئی بُرائی تمہیں نہیں پہنچی مگر تم لوگوں نے میرے بیٹے کی طرف غلط ارادہ کیا ہے اور اس کو خراب کر دیا ہے۔ لہٰذا تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر میں نے تین دن بعد تمہیں یہاں پایا تو میں تمہاری پناہ گاہ کو آگ لگا دوں گا۔ لہٰذا تم لوگ اپنے شہروں کی طرف چلے جاؤ۔ میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، ہم چلے جائیں گے۔ مگر ہم نے آپ کے ساتھ بُرائی کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم نے تو جو کچھ ارادہ کیا وہ خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس جانے سے روک دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم اللہ سے ڈرو۔ بے شک اچھی طرح جانتے ہو کہ یہی دن اللہ کا دین ہے اور تیرا باپ بھی ہم بھی غیر دین پر ہیں۔ ہم لوگ آگ کے پجاری ہیں، اللہ کو نہیں پہچانتے۔ لہٰذا تو اپنی آخرت کو دوسرے دین کے بدلے میں فروخت نہ کر۔ اس نے کہا، اے سلمان! بات تو کچھ ایسی ہی ہے جیسے آپ کہتے ہیں۔ میں ان لوگوں کے بقایا کے طور پر پیچھے رہ جاؤں گا۔ اگر میں ان کے پیچھے گیا تو میرا باپ مجھے پیچھے سے تلاش کر لے گا فوج بھیج کر۔ وہ میرے ان لوگوں کے پاس جانے سے گھبرا گیا ہے، اس لئے اس نے ان لوگوں کو یہاں سے نکال دیا ہے۔ اور میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ حق ان لوگوں کے پاس ہے اور کہا کہ تم خوب جانتے ہو۔

اس کے بعد میں اپنے بھائی سے ملا۔ میں نے یہ ساری حقیقت اس کو بتائی۔ اس نے کہا کہ میں نے تو اپنے نفس کو تلاش معاش میں مصروف کر رکھا ہے۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس اس دن گیا جس دن ان کی روانگی تھی۔ انہوں نے کہا، اے سلمان! ہم لوگ ڈرتے رہتے تھے مگر وہی ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین سے جان رکھو کہ دین وہی ہے ہم نے جس کی تمہیں وصیت کر دی ہے۔ اور یہ لوگ آگ کے پجاری ہیں یہ اللہ کو نہیں پہچانتے اور نہ ہی اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ تمہیں اس بات سے کوئی شخص دھوکہ نہ دے دے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تو تم لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اس پر قادر نہیں ہو سکو گے ہمارے ساتھ۔ ہم لوگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات کو کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں درختوں کے پتے کھاتے ہیں، ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہوتی۔ اور آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

کہتے ہیں، میں نے کہا کچھ بھی ہو میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا تمہارے ساتھ ہوں۔ انہوں نے کہا تم ہمارے بارے میں اچھی طرح جان چکے ہو، ہم نے بھی اپنا حال تجھے بتا دیا ہے مگر آپ ہیں کہ اصرار کئے جا رہے ہیں۔ اچھا آپ جائیں اپنے ساتھ کوئی ضرورت کا سامان تیار کر کے آ جاؤ جو تیرے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی کھانے کا سامان بھی اپنے ساتھ لے لے۔ کیونکہ آپ ہماری طرح بھوکے پیاسے نہیں رہ سکو گے۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے ان کی بات مان لی اور میں نے ساری بات اپنے بھائی کو بتا دی، اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آ گیا، وہ روانہ ہو گئے۔ وہ پیدل چلتے رہے میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلتا رہا۔ اللہ نے ہمیں سلامتی دی، حتیٰ کہ ہم لوگ شہر موصل پہنچ گئے۔ ہم لوگ موصل میں ایک کنیسہ میں گئے، جب یہ لوگ اس میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کو گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ہم ان شہروں میں تھے جو اللہ تعالیٰ کو یاد ہی نہیں کرتے۔ وہاں آگ کے پجاری رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ لہٰذا ہم لوگ تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ بعد میں ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ اے سلمان! یہاں پر جو قوم ہے جو ان پہاڑوں میں رہتے ہیں وہ اہل دین ہیں۔ ہم لوگ ان سے ملاقات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ یہاں پر رہیں ان لوگوں کے پاس، یہ بھی اہل دین ہیں۔ امید ہے آپ ان کے ہاں وہ سب کچھ دیکھیں گے جو آپ پسند کرتے ہیں۔ مگر میں نے کہا کہ نہیں میں آپ لوگوں سے جدا نہیں ہوں گا۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اہل کنیسہ کو میرے بارے میں وصیت کر دی۔ اہل کنیسہ نے مجھ سے کہا، اے لڑکے! آپ ہمارے ساتھ رہیں، بے شک آپ کسی شئی سے محروم نہیں ہوں گے جو ہمارے پاس ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے نکلنے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

ہم لوگوں نے پہاڑوں میں ایک صبح کی۔ اچانک ہم لوگ ایک چٹان میں پہنچے تو کثیر مقدار میں پانی رکھا ہوا تھا مٹکوں کے اندر اور کثیر مقدار میں روٹی رکھی ہوئی تھی۔ ہم لوگ اس پہاڑ پر بیٹھ گئے۔ جب سورج طلوع ہو گیا تو کچھ لوگ ان پہاڑوں میں سے نکلے۔ ایک ایک آدمی اپنی جگہ سے نکلا مگر خاموش سہمے سہمے۔ جیسے ان کے اندر سے رُوحیں کھینچ لی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کثیر تعداد میں آ گئے۔ انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو مرحبا (خوش آمدید) کہا۔ اور پوچھنے لگے کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ہم لوگوں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا؟ ہم نے ان شہروں سے آئے ہیں جہاں وہ لوگ اللہ کو یاد نہیں کرتے۔ اس میں آگ کی پوجا کرنے والے لوگ رہتے ہیں۔ ہم لوگ وہاں پر اللہ کی عبادت کرتے تھے لہٰذا انہوں نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ ان لوگوں نے ان کے آگے میری تعریف شروع کر دی۔ اور کہا کہ یہ ان شہروں سے ہمارے ساتھ ساتھی بن کر چلے ہیں۔ ہم نے اس سے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

اچانک ایک آدمی نے غار سے نکل کر سلام کیا .... سلمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم وہ لوگ بھی واقعی ایسے ہی تھے۔ اچانک ایک آدمی ان کے سامنے غار سے نکل کر آیا، یہ لمبا آدمی تھا۔ وہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ ان سب لوگوں نے اسے گھیر لیا اور میرے ساتھیوں کی اس کے سامنے تعظیم اور بڑائی بتانے لگے۔ میں جن کے ساتھ تھا یہ لوگ توجہ سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں پر تھے؟ ان لوگوں نے اسے خبر دی۔ اس آدمی نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ لڑکا کون ہے؟ ان لوگوں نے میری تعریف کی میری اچھائی بیان کی اور اسے بتایا کہ یہ ہمارے پیچھے آ رہا ہے اور ہماری اتباع کرتا ہے۔ اس آدمی نے اللہ کی حمد و ثنا کی خطبہ پڑھا۔

اس کے بعد اس نے ان رسولوں کا ذکر کیا جن کو اللہ نے بھیجا ہے انبیاء اور رسولوں میں سے۔ اس بات کا بھی کہ جو مشکلات ان کو درپیش آئیں اور اس کا بھی جو ان کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ حتیٰ کہ اس نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی ولادت کا بھی ذکر کیا، یہ بھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا تھا اور ان کے ہاتھ پر مُردوں کو زندہ کرنے کی اور اندھے کو تندرست کرنے اور کوڑھی کو ٹھیک کرنے کی طاقت رکھی تھی۔ اور بتایا کہ وہ کیچڑ میں سے پرندہ کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ اللہ کے حکم کے ساتھ واقعی پرندہ بن جاتا تھا۔ اور اللہ نے اس پر انجیل اُتاری تھی، اور اس کو تورات کا علم بھی دے دیا تھا۔ اور ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

چنانچہ ایک قوم نے ان میں سے ان کے ساتھ کفر کیا اور ایک قوم ان پر ایمان لے آئی تھی۔ اور اس نے بعض ان امور کا بھی ذکر کیا جو عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے تھے کہ اس نے جب اللہ کی بندگی کی تو اللہ نے اس پر انعام فرمایا اور ان کی اس پر عزت افزائی فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ وہ لمبا آدمی ان کو تعظیم سکھاتا اور فرماتا کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اس کو لازم پکڑو، جو ہدایت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے تم لوگ مخالفت نہ کرو۔ تمہاری مخالفت کی جائے گی۔

اس کے بعد جو شخص اس میں سے کوئی شئی لینا چاہے اس کو چاہئے کہ لے لے۔ وہ شخص خود شروع ہوا۔ اُٹھ کر اس نے پانی کا ایک برتن اور کچھ کھانا اور کچھ شئی لے لی۔ اس کے بعد میرے ساتھی اُٹھے جن کے ساتھ میں آیا تھا انہوں نے اس شخص کو سلام کیا اور اس کی تعظیم بجالائے۔ اس نے ان سے بھی یہی بات کہی کہ اسی دین کو لازم پکڑو اور تم اپنے آپ کو بکھرنے سے اور تفرقہ سے بچاؤ اور اس لڑکے کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو اور مجھ سے فرمایا، کہ اے لڑکے یہی اللہ کا دین ہے جو تم نے مجھ سے سُنا ہے جو میں کہہ رہا تھا اور اس کے ماسوا سب کفر ہے۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یعنی آپ کے ساتھ رہوں گا۔ اس نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتے، میں اس غار سے باہر نہیں نکلتا ہوں مگر صرف ہر اتوار کے دن۔ لہٰذا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے۔ سلمان کہتے ہیں کہ میرے ساتھی میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے لڑکے! واقعی آپ ان کے ساتھ نہیں رہ سکو گے۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے کہا، اے لڑکے ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں اس غار میں داخل ہو جاؤں گا اور میں اس سے دوسرے اتوار سے پہلے باہر نہیں آؤں گا۔ اب تم بہتر طور پر سمجھ گئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ ان کے اصحاب نے ان سے کہا، اے ابوفلاں یہ لڑکا ہے اس کے بارے میں کوئی یقین نہیں ہے۔

ہر شخص اپنے ٹھکانے پر چلا گیا .... سلمان کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ بہتر سمجھتے ہو۔ میں نے کہا میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ میرے پہلے والے ساتھی رونے لگے جن کے ساتھ میں آیا تھا۔ جب میں ان سے جدا ہونے لگا اب اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اس طعام میں سے آپ جتنی چاہیں لے لیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کو اگلے اتوار تک کافی رہے گا۔ اور اس پانی میں سے بھی اپنی ضرورت کا لے لیجئے۔ چنانچہ میں نے وہ لے لیا اور وہ سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ ہر شخص اپنے ٹھکانے پر چلا گیا جس میں وہ رہتا تھا۔ میں اس شخص کے پیچھے ہو لیا۔ حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی غار میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کے پاس جو کچھ ہے اس کو رکھ لیجئے اور کھائیے اور پیجئے اور وہ خود کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ اس کی طاقت نہیں

رکھیں گے۔ لیکن آپ نماز پڑھیں اور سو جائیں اور کھائیں پئیں۔ میں نے ایسے ہی کر لیا مگر اس شخص کو میں نے نہ سوتے دیکھا نہ ہی کھاتے پیتے دیکھا۔ مگر دیکھا تو یا رکوع میں تھے یا سجدے میں۔ دوسرے اتوار تک یہی ہوتا رہا۔

جب اتوار کے روز ہم نے صبح کی تو انہوں نے کہا اٹھایئے اپنا گھڑا اور چلئے۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ان کے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ پہاڑی چٹان پر پہنچ گئے جہاں لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ پہاڑوں سے نکل کر آنے چٹان پر اکٹھے ہوئے تھے۔ لوگ بیٹھ گئے اور اس رجل طویل نے اپنی بات دوبارہ شروع کی۔ پہلے کی طرح انہوں نے کہا تم لوگ اس دین پر پکے رہو اور تفرقہ نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کے بندے تھے۔ اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے میرا تذکرہ کیا۔ انہوں نے پوچھا، اے لوگو! ابو فلاں آپ نے اس لڑکے کو کیسا پایا؟ انہوں نے میری تعریف کی اور اچھائی کی۔ ان سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا۔ اور ہر کثیر تعداد میں روٹیاں اور پانی موجود تھا ہر شخص اس قدر لیتا جتنا اس کی ضرورت پوری ہو جاتی۔ میں نے بھی ایسے ہی کیا۔ اور لوگ ان پہاڑوں میں علیحدہ ہو گئے اور وہ استاذ بھی اپنی غار میں واپس لوٹ گیا، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب تک کہ اللہ نے چاہا وہ اسی طرح کرتا رہا۔ ہر اتوار کو باہر نکلتا تھا اور لوگوں کو وعظ کرتا رہا۔ لوگ اس کے پاس نکل کر آتے رہے، اسے گھیر کر بیٹھتے رہے اور وہ ان کو جو کچھ وصیت کرنا ہوتی وصیت کرتا۔

ایک اتوار ایسا آیا کہ وہ حسب معمول نکلا جب لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے اللہ کی حمد کی اور وعظ فرمایا اور ایسے کہتا رہا جیسے ان سے کہتا تھا۔ پھر آخر میں اس نے ان سے کہا، اے لوگو! میری عمر بڑی ہو گئی ہے، میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا اجل قریب آ گیا ہے۔ اس گھر کے ساتھ میرا اتنا عرصے سے ساتھ رہا۔ موت کا آنا لازمی تھا تم لوگ اس لڑکے کے بارے میں بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ میں نے اس کو مفید اور غیر مضر پایا ہے اس کے اندر کوئی خرابی نہیں ہے۔

یہ سنتے ہی لوگ گھبرا گئے۔ میں نے ان کے گھبرانے جیسا گھبرانا کبھی نہیں دیکھا۔ لوگوں نے کہا، اے ابو فلاں! آپ ضعیف ہیں اور آپ اکیلے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ آپ کوئی حالت پیش آ جائے، ہمیں تو آپ کی شدید ضرورت ہے۔ مگر اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے واپس نہیں لوٹا سکو گے۔ اس موت کا آنا لازمی ہے، لیکن تم لوگ اس لڑکے کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا۔ اور ایسا کرنا ایسا کرنا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا اے سلمان! تم نے میرا حال دیکھ رکھا ہے اور یہ بھی کہ میں جس حال میں ہوں۔ یہ ایسے نہیں ہو گیا میں جانتا ہوں، دن میں روزہ رکھتا ہوں، رات کو عبادت کرتا ہوں، میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اپنے ساتھ سامان وغیرہ اٹھا کر لے جاؤں اور تو اس پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے کہا تم بہتر جانتے ہو۔ لوگوں نے کہا، اے ابو فلاں ہم اس لڑکے کے بارے میں ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا وہ بہتر جانتا ہے، میں نے اس کو سارا حال بتا دیا ہے اور وہ پہلے بھی جو کچھ ہوتا رہا ہے دیکھ چکا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت .... کہتے ہیں وہ لوگ رو پڑے اور اس کو رخصت کیا۔ اس معلم واعظ نے ان سے کہا، اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس وصیت پر قائم رہنا جو میں نے تمہیں کی ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو شاید تمہارے پاس واپس لوٹ آؤں گا اور اگر میں مر گیا تو بے شک اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ چنانچہ اس نے الوداعی سلام کیا اور روانہ ہو گیا۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھ سے اس نے کہا کہ اپنے ساتھ ان میں سے کچھ روٹیاں اٹھا لے تم انہیں کھا لینا، وہ اور ہم روانہ ہو گئے۔ وہ آگے چل رہے تھے، میں ان کے پیچھے تھا۔ وہ اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ چلتے رہے، نہ ہی انہوں نے ادھر ادھر دیکھا نہ ہی وہ کسی چیز پر رکے۔ یہاں تک کہ جب مسلسل چلتے چلتے شام ہوئی تو انہوں نے کہا، اے سلمان! آپ نماز پڑھئے اور سو جایئے اور کچھ کھا پی لیجئے۔ پھر اٹھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ جب شام ہو جاتی تو وہ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ بیت المقدس تک پہنچنے تک جب ہم بیت المقدس پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں دروازے پر ایک پیروں اور ٹانگوں سے معذور شخص پڑا ہوا ہے۔ اس نے کہا، اے اللہ کے بندے! آپ میرا یہ حال دیکھ رہے ہیں مجھ پر کوئی چیز صدقہ کر دیجئے مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو گیا۔ اندر جا کر وہ بعض جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے رہے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا، کہ اے سلمان! میں اتنی اتنی راتوں سے نہیں سویا ہوں اور نیند کا ذائقہ بھی نہیں چکھا ہے۔ آپ ایسا کرو میں سو جاتا ہوں جب سایہ فلاں جگہ تک پہنچ جائے مجھے اُٹھا دینا۔ اب میں سو رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اس مسجد میں آرام کرلوں ورنہ نیند ہی نہیں کروں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں جگادوں گا۔ پھر انہوں نے کہا کہ نیند مجھ پر غالب آجائے تو آپ مجھے اُٹھا دینا جب سایہ فلاں مقام تک پہنچے، بس وہ سو گئے۔ میں نے دل میں سوچا کہ اتنے دنوں سے یہ سوئے نہیں ہیں، میں نے یہ منظر خود آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لہٰذا میں ان کو سونے دوں گا نہیں اُٹھاؤں گا۔ حتیٰ کہ خوب سیر ہو کر نیند کرلیں۔ راستے میں جب ہم پیدل چل رہے تھے میں بھی ساتھ تھا۔ وہ میری طرف منہ کر کے مجھے وعظ کرتے تھے۔ اور مجھے خبر دیتے تھے کہ میرا رب ہے اور میرے آگے جنت اور جہنم ہے اور حساب و کتاب ہے۔ اور مجھے تعلیم دیتے تھے۔ اور مجھے ڈراتے تھے جیسے وہ اتوار کے دن لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اسی بات کے دوران انہوں نے مجھے یہ بات بتائی، کہ اے سلمان! بے شک اللہ عنقریب ایک رسول بھیجیں گے اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ تہامہ میں ظاہر ہوگا (وہ استاذ پادری) عجمی یعنی غیر عرب تھا۔ لفظ تہامہ صاف نہیں کہہ سکتا تھا اور محمد بھی صاف نہیں کہہ سکتا تھا۔

پادری کا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی اتباع کی نصیحت کرنا

اس نے بتایا کہ وہ رسول ہدیہ کی ہوئی چیز کھائے گا لیکن صدقہ کی ہوئی نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر ہوگی۔ یہی زمانہ ہے اس کے ظہور کا بس قریب آچکا ہے۔ بہر حال میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کو نہیں پاسکوں گا۔ اگر تم اس کو پاسکو تو اس کو سچا ماننا۔ اور اس کی اتباع کرنا۔ میں نے کہا کہ اگر چہ وہ رسول مجھے آپ کا دین چھوڑ دینے کی بات کرے اور جس طریقے پر آپ ہیں اس کو ترک کر دینے کا کہے پھر بھی میں اس کی اتباع کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ تجھے اس کا حکم دے تو بھی اس کی اتباع کرنا۔ بے شک حق اسی میں ہوگا جو چیز وہ لے کر آئے گا اور رحمٰن کی رضا بھی اسی میں ہوگی جو کچھ وہ کہے گا۔

سلمان کہتے ہیں کہ زیادہ دیر نہیں گذری تھی حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے گھبرا کر۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے، اے سلمان! سایہ اس جگہ سے گزر گیا لیکن میں نے اللہ کو یاد نہیں کیا۔ کہا گیا تیرا وہ وعدہ اور وہ ذمہ داری جو تو نے اپنے اُوپر کی تھی؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ اتنے اتنے دن سے نہیں سوئے ہیں اور میں نے بھی اس میں سے کچھ آپ کو دیکھا ہے، میں نے یہ پسند کیا تھا کہ آپ نیند سے پورا پورا فائدہ اُٹھالیں۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے نکل پڑے، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔

پھر وہ اسی معذور شخص کے پاس سے گزرے تو اس معذور نے کہا اے اللہ کے بندے آپ داخل ہوئے تھے تو میں نے آپ سے سوال کیا تھا مگر آپ نے مجھے کچھ بھی نہیں دیا تھا اب آپ باہر آئے ہیں تو میں نے آپ سے سوال کیا ہے مگر آپ نے اب بھی کچھ نہیں دیا۔ لہٰذا اس عبادت گزار پادری نے کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ جب اُسے کوئی بھی نظر نہ آیا تو یہ اس معذور کے قریب ہوئے اور اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ پکڑا تو اس نے اپنا ہاتھ اسے دے دیا تو انہوں نے اس سے کہا کھڑا ہو جا اللہ کے نام کے ساتھ۔ چنانچہ وہ معذور کھڑا ہو گیا ایسے جیسے کہ وہ باندھی ہوئی رسی سے رہا ہو گیا ہے۔ بالکل صحیح سالم تھا اس میں کوئی عیب نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا اور وہاں سے نہیں چلے گئے۔ نہ کسی طرف مڑ کر دیکھا اور نہ ہی کسی کے پاس کھڑے ہوئے۔

لہٰذا اس معذور نے مجھ سے کہا کہ اے لڑکے میرے کپڑے اُوپر اُٹھادے میں بھی چلا جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری سناؤں کہ میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔ لہٰذا میں نے اس کے کپڑے اس کو اُٹھا کر دے دیئے، وہ بھی چلا گیا مڑ کر میری طرف نہیں دیکھا اور میں ان کی (پادری کی) تلاش میں نکلا۔ جب بھی کسی سے پوچھتا تو لوگ بتاتے کہ وہ تیرے آگے آگے ہے۔ یہاں تک جو قبیلہ کلب کا ایک قافلہ ملا، میں نے ان سے پوچھا، جب انہوں نے اس جوان کے بارے میں سنا تو ان میں سے ایک آدمی نے اپنا اُونٹ بٹھایا اور مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا یہاں تک کہ وہ ان شہروں میں لے آئے۔

ایک انصاری عورت کے ہاتھ فروخت ہو گیا .... سلمان کہتے ہیں کہ پھر ان لوگوں نے مجھے بیچ دیا مجھے ایک انصاری عورت نے خرید لیا اور اس نے مجھے اپنے باغ کی دیکھ بھال کے لئے رکھ لیا۔ انہیں ایام میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے کہ مجھے آپ کے بارے میں بتایا گیا۔ میں نے

اپنے باغ سے کچھ سوکھی کھجوریں لیں اوران کو کسی چیز پر رکھا۔ پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ میں نے ان کے پاس کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے پایا، ان میں حضور ﷺ کے قریب تر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ میں نے وہ کھجوریں لاکر حضور ﷺ کے آگے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کھالو مگر آپ ﷺ نے خود اس میں سے نہیں کھایا۔ اس کے بعد میں کچھ دیر ٹھہرا رہا جس قدر اللہ نے چاہا۔ خیر میں نے کچھ کھجوریں لیں اور چلا گیا۔ اس وقت میں آپ کے پاس لوگ کچھ لوگ موجود تھے۔ ان میں سے قریب تر آدمی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے لاکر وہ حضور ﷺ کے آگے رکھ دیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ کرکے خود بھی کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا۔

مشرف باسلام ہوگئے .... سلمان کہتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا یہ باتیں اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ میرے ساتھی (پادری) غیر عرب تھے۔ وہ تہامہ میں نہیں کہہ سکتے تھے۔ تہمہ اور کہا تھا احمد۔ میں حضور ﷺ کے پیچھے گھوم کر آیا، حضور ﷺ میری ادا سمجھ گئے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا کپڑا ڈھیلا کردیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی مہر نبوت بائیں کندھے کے کونے کے پاس تھی۔ میں نے اس کو واضح طور پر دیکھ لیا۔ اس کے بعد میں گھوم گیا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اب میں نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضور ﷺ نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ غلام ہوں۔ پھر میں نے اپنی بات حضور ﷺ کو بتائی اور اس پادری کی بھی جس کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی بتایا جو کچھ اس نے مجھے حکم دیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو؟ میں نے بتایا ایک انصاری عورت کے۔ اس نے مجھے اپنے باغ میں مالی رکھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر! انہوں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ آپ اس کو خرید لیجئے۔ لہٰذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید کر آزاد کردیا۔ میں ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے ٹھہرانا چاہا۔ پھر میں حضور ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے سلام کیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نصاریٰ کے دین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ ان میں کوئی چیز ہے نہ ان کے دین میں کوئی چیز ہے۔ اس بات سے میرے اندر بڑا عظیم وہم داخل ہوگیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ وہ شخص میں جس کے ساتھ تھا اور وہ عبادتیں اور ریاضتیں جو میں نے ان میں دیکھی، پھر وہ بھی جو میں نے دیکھا کہ اس نے ایک معذور شخص کا ہاتھ پکڑا تو اللہ نے اس کے ہاتھ کو صحیح کردیا، وہ کیا تھا؟ کیا واقعی ان میں کوئی خیر کی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کے دین میں ہے؟ میں واپس لوٹ گیا اور میرے دل میں وہ بہت سارے خیالات آئے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ (سورۃ المائدہ۔ آیت ۸۲)

یہ بایں وجہ ہے کہ ان میں سے بعض علماء ہیں اور راہب (درویش) ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! یہی لوگ تھے آپ جن کے ساتھ تھے۔ اور تیرا صاحب (استاذ) بھی یہ لوگ نصاریٰ نہیں تھے، بلکہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ اس نے حکم دیا تھا آپ کی اتباع کرنے کا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اگرچہ وہ آپ کے دین کر ترک کردینے کا حکم دے اور جس دین پر آپ ہیں اس کو چھوڑ دینے کی بات کرے تو کیا میں اس کو چھوڑ دوں؟ تو اس نے کہا: ہاں! اس کو چھوڑ دینا۔ بے شک حق اور اللہ جو پسند کرتا ہے اسی میں ہوگا جس کا وہ تمہیں حکم دے گا۔ (مستدرک ۳/۵۹۹۔۶۰۲)

حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو نقل کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، عالی ہے۔ سلمان فارسی کے اسلام کے ذکر کے بارے میں۔ بخاری نے اس کو نقل کیا۔

مترجم کہتا ہے کہ اس روایت میں حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کے بہت سے دلائل کے علاوہ اس کے بہت ساری تاریخی معلومات اور عبرتیں اور نصیحتیں موجود ہیں۔

(قارئین غور فرمائیں۔ از بندہ حقیر محمد اسماعیل جاروی)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سلمان فارسی نے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اہل فارس میں سے تھا۔ اہل اصفہان میں سے بستی کا باسی تھا جس کو جیّ کہتے تھے۔ میرا والد کسان تھا، اپنی زمین پر کام کرتا تھا اور وہ مجھ سے شدید محبت کرتا تھا اس قدر محبت اس کو نہ مال سے تھی نہ دیگر اولاد سے۔ اتنی محبت تھی کہ اس نے مجھے گھر میں روک رکھا تھا۔ جیسے کوئی لڑکی کو گھر میں روک رکھتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی محنت کی تھی یہاں تک کہ میں آگ بھڑکانے والا قطن بن گیا تھا، جو آگ کو مستقل جلائے رکھے بجھنے نہ دے۔ مجوسیوں میں وہ قابل تعظیم و احترام ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ آگ کا خادم ہوتا تھا، کیونکہ مجوسی آگ کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے تھے۔

سلمان فرماتے ہیں کہ میں قطن گیا تھا جو آگ کو جلائے رکھتا ہے بجھنے نہیں دیتا ایک لحظہ بھی۔ میں یہ جانتا تھا لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا بس اپنے کام کو جانتا تھا۔ میرے والد نے ایک گھر بنانا شروع کیا اس میں ان کی مصروفیت تھی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بلا کر کہا، اے بیٹے! میں یہاں پر مصروف ہوں آپ زمین پر چلے جائیں، وہاں اس کی دیکھ بھال بھی ضروری ہے۔ آپ وہاں جا کر کام کرنے والوں سے کام کروائیں۔ میں اگر وہاں چلا گیا تو یہاں پر کام رک جائے گا۔ چنانچہ میں وہاں جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ راستے میں عیسائیوں کے ایک کنیسہ کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عیسائی نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے اس کے اندر چلا گیا۔ میں نے جوان کا حال دیکھا تو مجھے حیرانی ہوئی۔ اللہ کی قسم میں وہیں بیٹھا رہ گیا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے والد نے میری تلاش میں ہر طرف بندے بھیج دیے۔ میں شام کو گھر واپس آ گیا زمینوں پر نہیں گیا۔

میرے والد نے پوچھا کہ تم کہاں رہے؟ کیا میں نے تمہیں ایسے ایسے نہیں کہا تھا؟ میں نے ان کو بتایا کہ ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا ان کو نصاری کہتے ہیں۔ مجھے اس کی نماز اور ان کی دعائیں اچھی لگی تھی۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا تھا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں۔ والد نے کہا بیٹا تیرا دین اور تیرے باپ دادا کا دین ان سے بہتر ہے۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم نہیں وہ ان کے دین سے بہتر نہیں ہے۔ وہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اور ہم لوگ تو بس آگ کو پوجتے ہیں، حالانکہ ہم اس کو اپنے ہاتھوں سے سلگاتے ہیں۔ جب ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خود بخود مر جاتی ہے۔

چنانچہ وہ میرے بارے میں ڈر گئے اور انہوں نے میرے پیر میں زنجیر ڈالی اور مجھے گھر کے اندر باندھ دیا۔ میں نے نصاری کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے بتاؤ کہ تمہارے دین کا مرکز کہاں ہے، میں نے جس دین پر تمہیں دیکھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہے۔ میں نے کہا کہ جب تمہارے پاس وہاں سے کچھ لوگ آئیں تو مجھے بتا دینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ضرور بتائیں گے۔ چنانچہ ان کے پاس وہاں سے کچھ تاجر آئے اور انہوں نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں ہمارے تاجروں میں سے کچھ تاجر آئے ہیں۔ میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس جانے کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم بتا دیں گے۔ لہٰذا انہوں نے جب اپنا کام کر لیا اور جانے کا پروگرام بنایا تو ان لوگوں نے مجھے آگاہ کر دیا۔ میں نے وہ بیڑیاں پھینک دیں جو میرے پیروں میں لگی ہوئی تھیں اور میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اور میں ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہم لوگ شام کے ملک میں پہنچ گئے۔

یہاں پہنچ کر میں نے ان تاجروں سے پوچھا کہ اس دین میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ اسقف ہیں صاحب کنیسہ۔ لہٰذا میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں آپ کے پاس رہوں آپ کے کنیسہ کے اندر اور آپ کے ساتھ میں اللہ کی عبادت کروں۔ اور آپ سے خیر اور بھلائی سیکھوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

صدقہ ضائع کرنے والے سے نفرت .... کہتے ہیں کہ پھر میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ مگر وہ پادری برا انسان تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم کرتا تھا اور ان کو اس کی ترغیب دیتا تھا۔ وہ جب اس کے پاس صدقات جمع کرتے تھے تو وہ انہیں گاڑ دیتا تھا صدقات مسکین کو

نہیں دیتا تھا۔ لہٰذا مجھے اس سے شدید بغض اور نفرت ہوگئی تھی اس لئے کہ میں نے اس کا حال دیکھا تھا۔ وہ زیادہ عرصہ نہ رہ سکا بلکہ وہ مر گیا جب عیسائی لوگ دفن کرنے کے لئے آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ یہ برا آدمی تھا۔ تم لوگوں کو یہ صدقہ کی ترغیب دیتا تھا اور حکم کرتا تھا، جب تم لوگ اس کے پاس جمع کراتے تھے تو وہ اس کو جمع کر کے گاڑ دیتا تھا اور وہ مال مسکینوں کو نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا نشانی ہے اس کی؟ میں نے کہا کہ تمہیں اس کا خزانہ نکال کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ لاؤ۔ چنانچہ میں نے ان کے سامنے سات مٹکے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے نکال کر دیئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھے کہنے لگے اللہ کی قسم اس کو کبھی دفن نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اس کو لکڑیوں کے اوپر پھانسی چڑھا دیا اور اس کو پتھر مارے اور دوسرے آدمی کو لے آئے۔ اور اس کو اس برے آدمی کی جگہ مقرر کر دیا۔

اللہ کی قسم اے ابن عباس! میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ پانچ نمازیں پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے زیادہ محنت کرنے والا شخص نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ زاہد اور دنیا سے بے رغبت کوئی انسان دیکھا۔ اور نہ ہی رات دن کے اندر اس سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی انسان دیکھا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس سے زیادہ کسی چیز کو محبوب رکھا ہو۔ اس سے قبل میں ہمیشہ اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ اس کو وفات ہوگئی۔

جب وفات ہونے لگی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں آپ کو تو اللہ کا حکم آن پہنچا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں اور میں اللہ کی قسم آپ سے شدید محبت کرتا ہوں، اس قدر کہ اتنی محبت کسی چیز سے نہیں کرتا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں کسی اچھے آدمی کو تو نہیں جانتا ہاں ایک آدمی ہے موصل شہر میں رہتا ہے آپ اس کے پاس چلے جانا۔ ان کو آپ میرے حال کی مثل پائیں گے۔ جب وہ پادری مر گیا اور دفن کر دیا گیا تو میں موصل شہر چلا گیا، میں وہاں کے پادری کے پاس پہنچا۔

واقعی اس کو میں نے محنت، کوشش اور دنیا سے بے رغبتی میں پہلے والے جیسا پایا۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے فلاں نے آپ کے پاس بھیجا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کے پاس رہوں۔ اس نے کہا بیٹے ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ رہ جاؤ۔ میں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ان کے دوست کے حکم کے مطابق حتیٰ کہ اس کو بھی وفات آن پہنچی۔ میں نے کہا کہ مجھے فلاں نے آپ کی طرف وصیت کی تھی۔ اور آپ کے اوپر بھی اللہ کا حکم آن پہنچا ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کوئی بہتر نہیں جانتا اے میرے بیٹے! مگر ایک آدمی ہے مقام نصیبین میں وہ ہم لوگوں کے طریق پر ہے تم اس کے پاس چلے جانا۔ جب ہم نے اسے دفن کر دیا تو میں دوسرے کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اس سے کہا، اے فلاں! مجھے فلاں شخص نے فلاں کی طرف وصیت کی تھی اور فلاں نے آپ کی طرف وصیت کی تھی۔

صاحب عموریہ کی خدمت میں .... اس نے کہا، آجایئے اے بیٹے! میں اس کے پاس رہنے لگا وہ انہیں لوگوں کے حال پر تھا۔ حتیٰ اس کو وفات آگئی۔ میں نے اس سے کہا، اے فلاں! بات یہ ہے کہ آپ کے اوپر اللہ کا حکم آچکا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں اور مجھے فلاں شخص نے فلاں کی طرف وصیت کر کے بھیجا تھا اور اس نے فلاں کی طرف وصیت کر کے بھیجا تھا۔ اور اس نے آپ کی طرف بھیجا تھا۔ آپ کس کی طرف مجھے وصیت کریں گے؟ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کوئی آدمی جو ہمارے طریقے پر ہو۔ ہاں ایک آدمی ہے مقام عموریہ میں، ارض روم میں آپ ان کے پاس چلے جائیں۔ آپ اس کو اسی طور طریقے پائیں گے جیسے ہم ہیں۔ جب ہم نے اس کو دفن کر لیا تو میں روانہ ہو کر مقام عموریہ میں پہنچا۔ صاحب عموریہ کے پاس گیا۔ میں نے اس کو پہلوں کے حال پر پایا، میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور میں نے محنت مزدوری کی۔ حتیٰ کہ میری اپنی گائے بکریاں ہوگئیں اور صاحب عموریہ کی بھی وفات ہوئی۔ جب وہ مرنے لگے تو میں نے ان سے پوچھا۔

اے فلاں! مجھے فلاں کے پاس اور اس نے فلاں کے پاس اور اس نے آپ کے پاس بھیجا تھا۔ اور آپ کے اوپر اللہ کا حکم آچکا ہے جیسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ مجھے کس کی طرف وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹے! اللہ کی قسم میں اس کو نہیں جانتا کہ کوئی ایک باقی رہا ہو اس حالت پر جس پر ہم تھے کہ جس کے بارے میں تم سے کہوں کہ فلاں کے پاس چلے جاؤ۔ لیکن ایسا زمانہ قریب آچکا ہے جس میں سرزمین حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اس کی جائے ہجرت دو گرم پہاڑوں کے درمیان شور زمین یا گندھک والی زمین کھجوروں کی زمین ہوگی۔ بے شک اس میں علامات

ظاہر اور واضح ہوں گی۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اگر آپ اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ ان شہروں میں چلے جاؤ تو ضرور جاؤ۔ بے شک اس کا زمانہ تمہارے اوپر سایہ کر کے آچکا ہے۔

جب ہم نے اس کو دفن کر لیا تو میں وہاں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ کچھ آدمی عرب کے تاجروں میں سے ہمارے پاس گزرے۔ قبیلہ بنو کلب میں سے۔ میں نے ان سے کہا آپ لوگ مجھے ساتھ سوار کر لو گے؟ مجھے عرب کی سرزمین پر چھوڑ دینا۔ میں یہ گائے اور بکریاں آپ کو دے دوں گا۔ وہ مان گئے، میں نے یہ مال دے دیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے سوار کر لیا۔ جب وہ مجھے وادی قریٰ میں لے کر پہنچے تو انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ انہوں نے مجھے غلام کی طرح ایک یہودی کے پاس فروخت کر دیا۔ وادی قریٰ میں۔ اللہ کی قسم میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو امید رکھ لی کہ یہی شہر ہوگا جس کی میرے صاحب (استاذ) نے میرے لئے تعریف کی تھی جو میرے پاس محفوظ تھی۔ یہاں تک کہ آدمی میرے پاس آیا بنو قریظہ میں سے وادی قریٰ کے یہودی میں سے۔ اس نے مجھے میرے مالک سے خرید لیا جس کے پاس میں رہتا تھا۔ وہ مجھے وہاں سے مدینہ لے آیا۔ اللہ کی قسم مدینہ تو ایسا ہے کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کی نشانی پہچان گیا۔ لہٰذا میں غلامی میں ہی رہنے لگ گیا اپنے مالک کے پاس۔

اتنے میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو مکے میں نبی بنا دیا۔ میرے سامنے آپ کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ میں غلامی میں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ مکے سے ہجرت کر کے قباء میں پہنچ گئے اور میں اپنے مالک کے باغ میں کھجوروں میں کام کر رہا تھا کہ اچانک اس کا چچا زاد آیا اور کہنے لگا، اے فلاں اللہ بنو قبیلہ (اوس و خزرج) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم وہ قبیلہ میں ایک آدمی کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے۔ وہ لوگ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ اللہ کی قسم نہیں ہے وہ مگر وہی جو میں نے سن رکھا ہے (یہ بات سنتے ہی) مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور سے اترا میں کہہ رہا تھا کہ یہ کیسی خبر ہے، یہ کیا ہے؟ چنانچہ میرے مالک نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے سخت مکا مارا اور کہنے لگا کہ تمہیں اس شخص سے (نبی رسول سے) کیا غرض۔ چلو اپنے کام کو دیکھو۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تو ایک خبر سنی تھی میں نے چاہا کہ اس کو جان سکوں۔

میں نے جب شام کی میرے پاس کچھ کھانے کی چیز تھی میں نے وہ ساتھ لی اور رسول اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ قباء میں تھے۔ میں نے جا کر کہا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ آپ نیک آدمی ہیں، اور آپ کے ساتھ غریب اور مسافر ساتھی بھی ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ لوگ اس کے زیادہ حق دار ہیں اس شہر میں، لیجئے وہ یہ ہے۔ یہ سب اس میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں روک کر رکھا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ اس کو کھا لیجئے۔ اور آپ نے خود نہیں کھایا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا یہ ایک صفت ہے اس میں سے جو میرے استاذ نے مجھے بتائی تھی (کہ وہ آخری نبی ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا)۔ پھر میں لوٹ آیا اور حضور ﷺ قباء سے مدینہ میں آگئے۔

پھر میں نے کوئی چیز جمع کی اور جو میرے پاس تھی پھر میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ یہ میرے پاس ہدیہ ہے اور اکرام ہے صدقہ نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے خود بھی کھایا اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دو صفات ہو گئیں جو مجھے بتائی گئی تھیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ میرے اوپر دو چادریں لپٹی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب میں تھے۔ میں حضور کے پیچھے گھومنے لگا تاکہ میں آپ کی پیٹھ پر مہر نبوت دیکھ سکوں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ لیا کہ میں پیچھے ہو رہا ہوں تو سمجھ گئے کہ میں کسی چیز کو تلاش کر رہا ہوں جو مجھے بتائی گئی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے کندھے سے اپنی چادر ہٹائی۔ میں نے مہر دیکھی آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان جیسے میرے استاذ نے مجھے بتلائی تھی۔ چنانچہ میں اس مہر پر اوندھا ہو کر بوسہ دینے اور رونے لگ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے سلمان! آگے گھوم کر آجایئے۔ میں گھوم کر آگے بیٹھ گیا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے اصحاب حضور ﷺ سے میری کہانی سنیں۔ لہٰذا میں نے اپنی آپ بیتی بیان کی۔ اے ابن عباس! جیسے میں نے تجھے بیان کی ہے۔

جب میں فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے سلمان مکاتبت کر۔ چنانچہ میں نے اپنے مالک کے ساتھ تین سو کھجوروں پر مکاتبت کی کہ وہ درخت لگا دوں گا اور چالیس اوقیہ کھجوریں بھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے میری اعانت فرمائی۔ کھجوروں کے ساتھ تیس پچھے کھجور کے کسی نے دیئے، کسی نے بیس، کسی نے دس۔ ہر شخص نے دیئے جتنا کسی کے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے سلمان! تم ساری کھجوریں جمع کرو میں خود آ کر زمین میں لگاؤں گا۔ جب فارغ ہو جاؤ تو بتا دینا۔ میں نے لا کر رکھ دیں۔ میرے ساتھیوں نے میری مدد کی۔ میں نے ان کے کھڈے بھی کھود دیئے، جہاں لگانی تھیں۔

جب ہم یہ کام کر چکے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم فارغ ہو گئے ہیں اپنے کام سے۔ حضور ﷺ میرے ساتھ چل کر آئے، ہم ان کے پاس کھجور کے پچھے اٹھا کر لاتے رہے اور حضور ﷺ اپنے ہاتھ سے لگاتے رہے اور اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کرتے رہے۔ بس قسم اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا ان میں سے ایک کھجور کا گچھا بھی نہیں سوکھا، سب کی سب کامیاب درخت بن گئے۔ باقی رہ گئے مجھ پر درہم۔ چنانچہ اس کی ادائے گی کی یہ صورت بنی کہ حضور ﷺ کے پاس کسی کان سے انڈے کی مثل سونا آیا ایک آدمی لے کر۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہاں ہے فارسی مسلمان مکاتب؟ (یعنی آزادی کا معاہدہ کرنے والا)۔ مجھے بلایا گیا حضور ﷺ نے فرمایا لیجئے یہ سونا اے سلمان! اور ادائیگی کیجئے جو آپ کے اوپر قرض ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس سے کیا ادائیگی ہوگی؟ (یعنی مجھ پر تو قرض بہت ہے)۔ حضور نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ اور کروا دے گا تم سے۔ بس قسم ہے اس ذات کی سلمان کی جان جس کے قبضے میں ہے کہ میں نے اس سے چالیس اوقیان کے لئے تول کر دیئے تھے۔ میں نے وہ ان کو ادا کر دیئے اور یوں سلمان آزاد ہو گیا۔ مجھے غلامی نے جکڑ رکھا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں بدر اور احد کی جنگ میں شریک نہ ہو سکا۔ پھر میں آزاد ہو گیا تو میں جنگ خندق میں شریک ہوا، اس کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ ہر جنگ میں شریک رہا۔ کوئی میدان اور جنگ مجھ سے فوت نہ ہوئی۔ (مسند احمد ۵ ۴۳۸۔۴۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن الاصبہانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے عبید المکتب سے، اس نے ابوالفضل سے، اس نے سلمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا صدقہ لے کر آپ نے وہ واپس کر دیا تھا۔ اور میں ہدیہ لے کر آیا تو آپ نے اس کو قبول کر لیا تھا۔ (مسند احمد ۵ ۴۳۷۔۴۳۹)

اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے سلمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کی مثل سونا دیا تھا اور شریک نے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر درہم کی مثل گول کر کے دکھایا کہا کہ اگر کوئی رکھ دے ایک پلڑے میں اور وہ رکھ دیا جائے دوسرے پلڑے میں تو وہ جھک جائے گا اس کے ساتھ اس کی گردن چھڑانے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوحبیب نے ایک آدمی سے جو عبدالقیس سے تھا۔ اس نے سلمان سے، وہ فرماتے ہیں، جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ سونا دیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے ساتھ اپنا قرض ادا کیجئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ایہ اتنا سونا کیا واقع ہوگا اس قرضے میں جو مجھ پر ہے؟ (یعنی یہ تو بہت کم ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی زبان پر پھیر کر میرے حوالے کیا اور فرمایا لے جائیے اس کو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کو اور کروا دے گا تجھ سے۔ میں چلا گیا اور جا کر میں نے اس کے بدلے میں ان کو تول کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے ان لوگوں کے لئے اس سے چالیس اوقیے تولے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱ ۲۴۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے محمد بن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس نے حدیث بیان کی جس نے سنا تھا عمر بن عبدالعزیز سے اور اس نے حدیث بیان کی تھی سلمان سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے کہ صاحب عموریہ (مقام

عمور یہ کے پادری نے) سلمان سے کہا تھا جب اسے وفات آن پہنچی تھی آپ ارض شام میں درختوں کے دو جھنڈ پر آئیں۔ بے شک ایک آدمی ان دونوں میں سے ایک دوسرے کی طرف نکلتا ہے ہر سال میں ایک رات۔ اور اس کو بیمار لوگ آ کر ملتے ہیں، تو وہ جس کے لئے دعا کر دیتے ہیں وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ تم جا کر اس سے اس دین کے بارے میں پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو، یعنی حنیفیت کے بارے میں یعنی دین ابراہیم کے بارے میں؟

سلمان کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، یہاں تک کہ میں نے وہاں سال بھر تک قیام کئے رکھا، حتیٰ کہ سال بعد اس رات کو وہ ایک جھنڈ سے دوسرے کی طرف نکلا، تو وہ چونکہ معلوم کر کے اور چھپ کر نکلتا تھا، وہ نکلا تو لوگ مجھ پر غالب آ گئے اس پر حتیٰ کہ وہ اس جھنڈ میں داخل ہو گیا جس میں داخل ہونا تھا۔ حتیٰ کہ نہ باقی رہا تھا اس میں سے مگر صرف اس کا کندھا۔ للہذا میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر رحم فرمائے حنیفیت دین ابراہیم کیا ہے؟ اس نے کہا بے شک آپ ایسی چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جس چیز کے بارے میں اس دور میں لوگ نہیں پوچھتے۔

تحقیق تجھے ایک نبی سایہ کرنے آ گیا ہے (یعنی قریب آ چکا ہے اس کا وقت)۔ وہ اس بیت اللہ اور حرم کے پاس ظاہر ہوگا۔ وہ اسی دین کے ساتھ بھیجا جائے گا۔ جب سلمان نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا، سلمان اگر تم مجھے یہ بات سچی بتا رہے ہو تو تم نے عیسیٰ بن مریم کو دیکھا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱ / ۲۲۱۔ ابن سعد ۲ / ۱۹۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد الجوار بی نے متن مواسط میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق ابن ابراہیم شہیدی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے ابو عثمان سے، اس نے سلمان فارسی سے کہ انہوں نے دس سے کچھ زیادہ ربیوں کی خدمات حاصل کی تھیں یعنی ایک ربی سے دوسرے ربی تک (یعنی عیسائی عالم و پادری یا عبادت گزار زاہد تارک الدنیا لوگ)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حسن بن عمر بن شقیق سے اس نے معتمر بن سلیمان سے۔

باب ۵۳

قیس بن ساعدہ ایادی کا تذکرہ دورِ جاہلیت کے خطیب کی

حقیقت پر مبنی تقریر جو اس نے عکاظ کے مجمع میں کی تھی (تعارف)

(از مترجم)

یہ قیس بن ساعدہ بن عمرو بن عدی بن مالک بنو ایاد سے تھے۔ حکماء عرب میں سے ایک تھے اور دورِ جاہلیت کے عظیم خطیب تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلے عرب خطیب تھے جنہوں نے تلوار پر سہارا لے کر خطاب کرنا شروع کیا تھا۔ اور پہلا شخص تھا جس نے لفظ ! امابعد ! کا استعمال شروع کیا تھا۔ وہ قیصر روم کے پاس آتا جاتا تھا، وہ اس کا اکرام کرتے تھے۔ یہ معمور میں شمار ہوتا تھا۔ اس کی لمبی حیات گزری تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو نبوت سے قبل پایا تھا۔ اور عکاظ میں اس کو دیکھا تھا۔ نبوت کے بعد حضور ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اکیلا ایک اُمت کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ اس نے عکاظ میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی اور لوگوں کو ان کی اتباع کرنے پر ابھارا تھا۔ یہ بعثت رسول سے پہلے کی بات ہے۔ (الاغانی ۱۴ / ۴۰۔ خزانۃ الادب)

(۱)　ہمیں خبر دی ابوسعد سعید بن محمد بن احمد شعیثی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث بیان کی ابوعمرو بن ابوطاہر محمد آبادی نے لفظاً، ان کو ابولبابہ نے محمد بن مہدی ابیوردی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو سعید بن ہبیرہ نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ ایاد کا وفد آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قس بن ساعدہ ایادی کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا کہ هلک وہ مر گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کا کلام سنا تھا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ میں نے اس کو یاد بھی رکھا ہو۔ چنانچہ لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کو محفوظ کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اچھا پیش کرو۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ وہ عکاظ کے بازار میں کھڑے ہوئے تھے اور کہا تھا:

"اے لوگو! خوب کان لگاؤ اور سنو اور یاد رکھو۔ ہر شخص جو زندگی گزارتا ہے وہ مر جاتا ہے اور ہر شخص جو مر جاتا ہے وہ فنا ہو جاتا ہے۔ اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ گویا آ چکی ہے۔ رات اندھیرا کرنے والی ہوتی ہے اور آسمان بروج والا ہے، ستارے روشنی والے ہیں، سمندر جوش مار رہے ہیں اور پہاڑ بلند ہیں اور دریا رواں دواں ہیں۔ بے شک آسمان میں البتہ ایک جنت ہے اور زمین میں عبرتیں ہیں میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ گزر تو جاتے ہیں مگر لوٹ کر واپس نہیں آتے۔ کیا بھلا وہ وہاں اقامت کرنے پر خوش ہو کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے ہیں؟ یا وہ دنیا چھوڑ کر گئے ہیں تو وہاں سو گئے ہیں۔"

"پھر انہوں نے کہنا شروع کیا۔ قس بن ساعدہ اللہ کی پکی قسم کھاتا ہے جس میں گناہ نہیں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک دین ہے اور وہ اس دین سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر تم لوگ ہو۔ پھر اس نے شعر کہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سابقہ قرون اور زمانوں میں گزر جانے والوں میں بصیرتیں اور عبرتیں پوشیدہ ہیں۔ جب میں موت کے گھاٹ اور آنے کے مقام ملاحظہ کرتا ہوں تو وہ ایسے ہیں کہ ان کے ظہور کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ اور میں اپنی قوم کو دیکھتا ہوں تو وہ سب چھوٹے بڑے موت کی طرف رواں دواں ہیں تو میں نے یقین کر لیا ہے کہ میں بھی لامحالہ اس کی راہ پر چل رہا ہوں جس پر سب لوگ جا رہے ہیں۔"

قیس بن ساعدہ کا کلام .... اہل علم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے قس بن ساعدہ کا عربی نثر اور نظم پر مشتمل کلام یہاں پر پیش خدمت ہے جو اس نے عکاظ کے مجمع میں خطاب کیا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھی سنا تھا۔

يا أيها الناس، استمعوا وعوا: كل من عاش مات، وكل من مات فات، وكل ما هو آت آت. ليل داج، وسماء ذات أبراج، ونجوم تزهر، وبحار تزخر، وجبال مرساة، وأنهار مجراة. إن في السماء لخبرا، وإن في الأرض لعبرا. أرى الناس يموتون ولا يرجعون، أرضوا بالإقامة فأقاموا؟ أم تركوا فناموا؟ ثم أنشأ يقول: يقسم قس قسما بالله لا إثم فيه: إن لله تعالى دينا هو أرضى مما أنتم عليه. ثم أنشأ يقول:

في الذاهبين الأولين من القرون لنا بصائر　　لما رأيت مواردا للموت ليس لها مصادر

ورأيت قومي نحوها يمضي الأكابر والأصاغر　　أيقنت أني لا محالة حيث صار القوم صائر

(۲)　ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن احمد اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن سعید بن فرضخ اخمیمی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مہدی نے، ان کو ابوعبیداللہ سعید بن عبدالرحمن مخزومی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ابوحمزہ ثمالی نے سعید بن جبیر سے، اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ ایاد کا وفد آیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے قس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ هلک وہ مر گیا یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں نے موسم حج میں اس کو پایا تھا (یا موجود ہوا تھا) عکاظ میں۔ وہ اپنے سرخ اونٹ پر سوار تھا (یا سرخ اونٹنی پر)۔ وہ لوگوں میں یہ منادی کر رہا تھا، اے لوگو! مجتمع ہو جاؤ، خوب توجہ سے سنو اور بات کو یاد رکھو اور وعظ و نصیحت سنو اور فائدہ اٹھاؤ۔ جو شخص زندہ رہا وہ بالآخر

مرگیا، جو مرگیا وہ فوت ہوگیا (یا مرنے والا ہے)۔ ہر وہ شخص جو آنے والا ہے گویا وہ آ گیا ہے۔ اما بعد! بے شک آسمان میں البتہ جنت ہے (یعنی آسمان سے خبر اور آ گاہی حاصل ہوتی ہے)۔ اور بے شک زمین میں بہت ساری عبرتیں ہیں۔ ستارے غروب تو ہوتے ہیں مگر جوش نہیں مارتے، سمندر اُبلتے تو ہیں مگر خشک نہیں ہوتے، چھت بلند کی ہوئی ہے (آسمان) اور بچھونا بچھا ہوا ہے (زمین) نہریں سرسبز ہیں۔

قس بن ساعدہ اللہ کی قسم کھاتا ہے۔ نہ جھوٹ ہے نہ گناہ۔ معاملہ بعد میں خطرناک ہوگا۔ اگر اس میں سے کچھ میں رضا ہوگی تو کچھ میں ناراضگی۔ اور یہ کوئی کھیل نہیں ہے۔ بے شک اس کے بعد حیرانی ہو۔ قس بن ساعدہ اللہ کی قسم کھاتا ہے، نہ جھوٹ بول رہا ہے نہ گناہ کر رہا ہے۔ بے شک اللہ کا ایک خاص دین ہے جو کہ وہ زیادہ مرضی اور پسندیدہ ہے اس کو۔ اس دین سے جس پر ہم لوگ ہیں۔ کیا حال ہے لوگوں کا کہ جاتے ہیں مگر واپس نہیں آتے؟ کیا وہ خوش ہو کر وہاں مقیم ہوگئے ہیں یا وہ چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا وہ سوگئے ہیں''۔

صدیق اکبر ﷺ نے ساعدہ کا کلام یاد کرلیا تھا .... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کے بعد قس بن ساعدہ نے کچھ ابیات و اشعار کہے تھے میں نے ان کو یاد نہیں کیا تھا۔ یہ سنتے ہی ابوبکر صدیق ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے میں اسی جگہ موجود تھا اور انہوں نے یہ مقالہ یاد کرلیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا تھا؟ ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا قس بن ساعدہ نے اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا:

فی الذاهبین الاولینمن القرون لنا بصائر

لما رایت مواردًا للموت لیس لها مصادر

ورایت قومی نحوهایمضی الاکابر والاصاغر

لا یرجع الماضی الیولا من الباقی غابر

ایقنت انی لامحالة حیث صار القوم صائر

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قبیلہ ایاد کے وفد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا قس بن ساعدہ کی کوئی وصیت بھی موجود ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ بالکل ہے۔ ہم نے اس کے تکیہ کے نیچے ایک لکھا ہوا صحیفہ پایا تھا۔ جس میں لکھا تھا:

یا ناعی الموت والاموات فی جدث — علیهم من بقایا ثوبهم خرق

دعهم فان لهم یوما یصاح بهم — کما ینبه من نوماته الصعق

منهم عراة وموتی فی ثیابهم — منها الجدید ومنها الاورق الخلق

''اے موت کی خبر دینے والے! مُردے تو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے اُوپر موجود کپڑے، کفن پھٹ جاتا ہے، چھوڑ دیئے ان کو بے شک ان کے لئے ایک دن مقرر ہے طے ہے۔ جس دن ان کو چیخ کر پکارا جائے گا، جیسے بے ہوشی میں مبتلا شخص کو خبردار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض بغیر لباس کے اور بعض کپڑوں میں یعنی کفن میں ہوں گے۔ بعض کا ان میں سے لباس جدید ہوگا اور بعض کا بوسیدہ ہوگا''۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سُنے تو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تحقیق قس بن ساعدہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لے آیا تھا یعنی اس طرح اس نے اس عقیدے کا اقرار کرلیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو احمد بن محمد بن منصور حاسب نے، ان کو محمد بن حسان سمتی نے، ان کو محمد بن حجاج لخمی نے مجاہد سے، انہوں نے شعبی سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے بات ذکر کی اس مذکور کے مفہوم میں مگر انہوں نے بات میں کہا۔ جی! حضور ﷺ نے پوچھا کہ کون تم سے ان کے شعر روایت کرتا ہے؟ انہوں نے شعر ذکر کئے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور وصیت کا ذکر نہیں۔

یہ وہ روایت ہے جس کے ساتھ محمد بن حجاج لخمی متفرد ہے مجاہد سے اور محمد بن حجاج متروک الحدیث ہے اور ایک دوسرے طریق سے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادات کثیرہ کے ساتھ۔

وفد عبدالقیس کی آمد اور سردار جارود کا اسلام قبول کرنا

قس بن ساعدہ کا کلام اور جارود کا کلام جو فصاحت عربی کا شاہکار ہے

ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس ولید بن سعید بن حاتم بن عیسیٰ فسطاطی نے مکہ مکرمہ میں اپنے حفظ سے یعنی زبانی۔ اور یہ خیال کیا ہے ان کی عمر اس وقت پچانوے سال تھی ذوالحجہ ۳۶۶ھ میں۔ یہ حدیث بیان کی تھی باب ابراہیم کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی تھی محمد بن عیسیٰ بن محمد اخباری نے، ان کو ان کے والد عیسیٰ بن محمد بن سعید قرشی نے، ان کو علی بن سلیمان نے، ان کو سلیمان بن علی نے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں جارود بن عبداللہ آئے اور وہ اپنی قوم کے اندر سردار تھے۔ اپنے معاشرے کے عظیم لیڈر تھے جن کا حکم چلتا تھا۔ بلند مقام تھے، ان کی بڑی بات تھی۔ ظاہر الادب تھے۔ اعلیٰ حسب نسب رکھتے تھے۔ انتہائی حسن و جمال کے مالک تھے، خوبصورت ان کے کام تھے، صاحب مال وعطا تھے۔ وفد عبدالقیس میں آئے تھے، اعلیٰ اقتدار اور رفع امور کے مالک تھے۔ اعطاء، احسان، فصاحت و برہان کے خوگر تھے۔

ان میں سے ہر شخص پرانے اور کھجور کے درخت کے مثل تھا یا جب اونٹنی پر بڑا اور اصیل نر جو اعلیٰ نسل کے اصلی گھوڑوں کو پیچھے چھوڑ آئے ہوں جو تیار ہوں سوار کے تازیانے کے لئے، جو اپنی رفتار میں انتہائی بہتری لانے والے ہوں۔ اپنے معاملے میں حزم و احتیاط اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جو اپنی روش میں نرمی کرنے والے تھے مگر لمبے فاصلوں کو سمیٹنے والے تھے (وہ صاحب جب آئے)۔ انہوں نے مسجد نبوی کے پاس اپنی سواریوں کے اونٹ بٹھائے۔ اور جارود کی (وفد کا سردار اعلیٰ) اپنی قوم کے اور ایسے چچا زاد اکابر کے آگے آیا اور کہنے لگا،

''اے میری قوم! یہ سدابہار پیکر حسن چمکتی شخصیت محمد ﷺ ہیں۔ یہ سید العرب ہیں، اولاد عبدالمطلب کے مان ہیں۔ تم لوگ جب اس کے سامنے آؤ تو اس کے سامنے احترام کرتے ہوئے کھڑے ہو جانا۔ اور ان کے سامنے بات کم کرنا''۔

چنانچہ ان سب نے متفقہ طور پر یہ کہا،

''اے سخاوت کے بادشاہ، اے شیر بہادر، ہم ہرگز بات نہیں کریں گے آپ کے سامنے ہوتے ہوئے، اور آپ کے حکم سے تجاوز نہیں کریں گے۔ آپ دل کھول کر ہمیں کہئے جو آپ کہنا چاہتے ہیں ہم سن رہے ہیں۔ آپ کر گزر یئے جب چاہیں، ہم آپ کے تابعدار ہیں''۔

لہٰذا جارود (سردار) حضور ﷺ کی خدمت میں وفد کو لے جانے کے لئے تیار ہو کر اٹھے ہر زرہ پوش سردار کے ساتھ عمامے سر پر سجائے۔ تلواریں حمائل کئے، اپنی تلواریں لٹکا کر چل رہے تھے۔ تہہ بند کے دامن گھسیٹتے ہوئے جا رہے تھے۔ شعر پڑھ رہے تھے اور نہ تھک کر خاموش ہو رہے تھے۔ اگر وہ ان کو امر کرتا تو وہ فوراً اس کی پیروی کرتے۔ اگر وہ تنبیہ کرتا تو وہ اس کی ڈانٹ سن کر رک جاتے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کہ وہ گھاٹیوں کے شیر ہیں۔ جیسے وہ اس میں آتے ہیں (یا مضبوط شیر ہیں جو بن میں آئے ہیں)۔ جو وقار اور متانت کے حامل ہیں یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ادب سے آ کر کھڑے ہو گئے۔

وفد عبدالقیس کے سردار کی مسجد نبوی میں دیگر سرداروں سمیت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اور جارود سردار کے اشعار جن کو سن کر رسول اللہ ﷺ کی خوشی کی انتہا نہ رہی

جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے اور حاضرین اہل مجلس نے ان کو دیکھا تو جارود ان کا سردار و قیدیوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے آگے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور اپنا اسلحہ اتار کر رکھا اور احسن طریقے سے حضور ﷺ کو سلام پیش کیا، اس کے بعد اشعار و نظم میں کلام شروع کیا۔

یا نبی الہدی اتتک رجال	قطعت فدفدا وآلا فآلا
وطوت نحوک الصحاصح طرا	لا تخال الکلال فیک کلالا
کل دہماء یقصر الطرف عنہا	ارقلتہا قلاصنا ارقالا
وطوتہا الجیاد تجمح فیہا	بکماۃ کانجم تتلالا
تبتغی دفع باس یوم عبوس	اوجل القلب ذکرہ ثم ہالا

اے ہدایت کی خبر دینے والے (نبی) آپ کی خدمت میں یہ جوان حاضر ہوئے ہیں جو میدانوں میں، ہر میدان فاصلوں پر فاصلے طے کر کے پہنچے ہیں۔ اور آپ کی طرف ہر ہموار زمین کو پیٹتے، طے کرتے، ہانکتے ہوئے اور کھچے ہوئے چلے آئے ہیں۔ تیری ملاقات کی راہ میں کسی تھکنے والے کی تھکن نے اس کے قدموں کو نہیں روکا۔ جس کو دیکھنے سے آنکھ ٹھہرائے۔ ہماری سواریوں نے اس کو بخوشی طے کرلیا ہے۔ عمدہ تیز رفتار گھوڑوں نے ان فاصلوں کو طے لیا ہے جو سرکشی کر رہے تھے اس سفر میں سُرخ سیاہ گھوڑوں کے ساتھ۔ ان کے ایک دوسرے کے پیچھے چلنے سے ایسے لگتا تھا جیسے ستارے ایک دوسرے کے پیچھے قطار میں چل رہے ہوں۔ ہم لوگ خطرے کے دن خطرے اور شدت عذاب سے (قیامت کا دن یا جنگ کا دن) اپنا دفاع اور تحفظ چاہتے ہیں۔ جس کا ذکر دل کو خوف زدہ کر کے دھلا دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کی انتہاء

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ مذکورہ اشعار سنے تو فرح فرحا شدیدا انتہائی خوش ہوئے اور اس جارود سردار کو قریب کیا، پھر اور زیادہ قریب کیا اور اس کو اونچی جگہ بٹھایا اور اس سے محبت کا اظہار کیا۔ اور اس کی عزت افزائی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے جارود آپ کو آپ کی قوم کو وعدے نے موخر کر دیا ہے اور تمہارے ساتھ مدت طویل ہوگئی ہے (مراد یہ ہے کہ آپ کو آنے میں دیر ہوگئی ہے)۔ جارود نے جواب دیا یا رسول اللہ! البتہ غلطی کی ہے اس نے جس نے آپ کے پاس آنے کا ارادہ نہیں کیا اور اس کی رُشد و ہدایت رُوٹھ گئی ہے۔ اللہ کی قسم یہ بات بڑی خسارے کی ہے اور عظیم خطرے کی ہے۔ بڑی ہلاکت کی ہے، ساتھ وسامنے پیدا ہونے والا اپنے گھر والوں کے جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔ اور اپنے کو دھوکہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ حق لے کر آئے ہیں، آپ نے سچ بولا ہے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو مؤمن کے لئے سرپرست منتخب کیا ہے۔ تحقیق میں آپ کی وصف انجیل میں بھی پائی ہے۔ البتہ تحقیق آپ کی بشارت ابن بتول نے بھی دی ہے (مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)۔ لمبا تحیہ اور سلام ہے آپ کو۔ اور شکر ہے اس ذات کا جس نے آپ کو عزت دی ہے اور آپ کو رسول بنایا ہے۔ دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی کسی ثبوت کی ضرورت نہیں اور یقین آجانے کے بعد شک باقی نہیں رہا۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے (کہ میں بیعت کروں) میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ (محمد) اللہ کے رسول ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جارود ایمان لے آیا اور اس کی قوم میں سے ہر سردار ایمان لے آیا۔ نبی کریم ﷺ ان سب سے بہت خوش ہوئے۔ اور خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ اے جارود! کیا اس وفد عبدالقیس کی جماعت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو ہمارے لئے قس کا تعارف کروائے؟ اس نے جواب دیا:

''یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کا تعارف کروائے گا ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ میں اپنی قوم میں سے ایسا ہوں جو اس کے تمام آثار کی تلاش میں رہتا تھا۔ اور اس کی خبر کی تلاش کرتا رہتا تھا۔ ذہین ترین آدمی تھا عرب کے ذہینوں میں سے۔ صحیح النسب تھا، فصیح ترین تھا، وہ خطاب کرتا تھا۔ خوبصورت بڑھاپے اور سفیدی والا تھا۔ سات سو سال کی طویل عمر عطا کیا گیا تھا۔ صحرانوردی کرتا رہتا تھا۔ نہ اس کو کوئی دار چھپاتی نہ کوئی گھر، نہ ہی کوئی ٹھکانہ اس کو قرار دیتا تھا۔ اپنی صحرانوردی کے دوران شترمرغ کے انڈے گھونٹ کر کے پیتے رہتے۔ جنگلی اور وحشی جانوروں اور موذی جانوروں کے ساتھ اُنس و محبت کرتے تھے۔ ٹاٹ کا لباس پہنتے تھے۔ سیاحوں کے پیچھے رہتے تھے مسیح کی نہج پر۔ رہبانیت اختیار کرنے، دنیا والوں سے الگ تھلگ رہنے سے اُکتاتے نہیں تھے۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے تھے۔ اپنی حکمت و دانائی سے امثال اور محاورے بنا کر پیش کرتے تھے۔ اور اپنے محاورات و امثال کے ذریعے خطرات سے پردے اُٹھاتے تھے۔ ابدال اور مقدس لوگ اس کی اتباع کرتے تھے۔ عیسائی حواریوں کے سردار سمعان کو انہوں نے پالیا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا عرب میں سے جس نے معبود بنایا اور پرستش کی۔ اور زیادہ عبادت گزار تھے۔ ان میں سے جنہوں نے صدیوں عبادت کی اور انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ جی کر اُٹھنے پر یقین رکھا اور حساب و کتاب پر یقین رکھا اور بُرائی کے ساتھ لوٹنے اور بُرے ٹھکانے سے ڈرایا۔ اور موت کی یاد دلا کر اس نے وعظ کیا۔ اور مرنے سے پہلے عمل کرنے کی تلقین کی۔ خوبصورت الفاظ بولنے والے بازار عکاظ میں خطاب کرنے والے، مشرق و مغرب کے عالم، خشک و تر کے عالم (یعنی جنگلوں اور دریاؤں کے بر و بحر کے عالم)۔ میٹھے اور کڑوے پانی کے عالم (یعنی دریاؤں اور سمندروں کے عالم) ایسے لگتا ہے جیسے میں ان کو آج بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور سارے عرب ان کے سامنے ہیں۔ وہ رب کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جو اس کا رب تھا کہ ضرور لکھی تقدیر کا اپنے وقت کو پہنچے گا اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا اجر ضرور ملے گا''۔ اس کے بعد وہ یہ شعر کہتے تھے :

هاج للقلب من جواه ادكار	وليال خلالهن نهار
ونجوم يحثها قمر الليل	وشمس في كل يوم تدار
ضوؤها يطمس العيون وارعاد	شديد في الخافقين مطار
وغلام واشمط ورضيع	كلهم في التراب يوما يزار
وقصور مشيدة حوت الخير	واخرى خلت فهن قفار
وكثير مما يقصر عنه	حوسة الناظر الذي لا يحار
والذي قد ذكرت دل على	الله نفوسا لها هدى واعتبار

اس کی روشنی تو آنکھوں کو خوش کرتی ہے اور شدید ذراور ہے۔ وہ مشرق و مغرب کے مابین تیز رفتاری سے دوڑتا ہے (اجرام فلکی ہوں یا انسانی) لڑکے ہوں یا ادھیڑ عمر جوان یا دودھ پیتے سب کے سب مٹی میں ہوں گے اس دن جو آئے گا۔ اور مضبوط بنائے ہوئے محلات جو چیز کو جمع کئے ہوئے ہیں اور دوسرے جو خالی ہیں وہ سب چٹیل میدان ہوں گے۔ اور بہت ساری دیگر چیزیں جن سے ناظر کی نگاہیں چکاچوند ہوتی ہیں۔ جو کمی کا شکار نہیں ہوئیں۔ جتنی چیزیں میں نے گنوائی ہیں سب کی سب اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ اپنے وجود کے اعتبار سے یہ سب رہنمائی کر رہی ہیں اور عبرت دلا رہی ہیں۔

یہاں تک قس کا کلام سُن کر رسول اللہ ﷺ نے جارود کو روک کر کہا، بس بس کرا ے جارود!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ٹھہر جایئے اے جارود۔ میں بھی اس شخص کو نہیں بھولا ہوں عکاظ کے بازار میں۔ وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا اپنے عجیب کلام کے ساتھ وہ کلام کر رہا تھا۔ میں نہیں خیال کرتا کہ میں نے اس کو محفوظ کیا ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ہے اے مہاجر و انصار! جو ہمارے لئے

اس کے کلام میں سے کچھ یاد رکھتا ہو؟ لہٰذا ابوبکر صدیق ﷺ اُچھل کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے اسے یاد رکھا ہوا ہے۔ میں اس دن بازار عکاظ میں حاضر تھا جب اُس نے خطبہ دیا تھا اور خوب لمبا کیا تھا۔ اور اس نے ترغیب بھی دی تھی اور ڈر سنایا تھا، ترغیب، ترہیب، تحذیر، انذار سب کچھ کیا تھا۔ اس نے اپنے خطابات میں یوں کہا تھا :

قس بن ساعدہ کو عرب کے معمر ترین خطیب کا خطاب

''اے لوگو! سنو اور یاد کرو۔ اور جب تم یاد رکھ لو تو اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جو بھی زندگی گزارتا ہے وہ مرتا ہے، جو بھی مرتا ہے وہ آنے والا ہے (مطلب یہ ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہوگا)۔ اور ہر وہ چیز جو آنے والی ہے گویا کہ وہ آ گئی ہے، خواہ وہ بارش ہو یا وہ اُگنے والی نباتات ہو یا وہ رزق ہوں روزیاں، یا باپ ہو جائیں۔ زندہ ہوں یا مُردے۔ جمع اکٹھے ہوں یا متفرق اور نشانیاں بعد نشانیوں کے مسلسل، بے شک آسمان میں خبر اور آگاہی ہے۔ اور زمین میں البتہ عبرتیں ہیں رات اندھیری ہے اور آسمان برجوں والا ہے۔ اور زمین بند دروازوں والی ہے۔ اور سمندر موجوں اور لہروں والے ہیں۔ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ جاتے تو ہیں لیکن لوٹ کر واپس نہیں آتے؟ کیا وہ ٹھہرے رہنے پر خوش ہو گئے ہیں۔ وہ وہاں چھوڑ دیئے گئے ہیں اور وہ وہاں سو گئے ہیں۔ قُس قسم کھاتا ہے سچی قسم نہ اس میں وہ قسم توڑنے والا ہے نہ گناہ کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک دین ہے، وہ اس کو محبوب ہے تمہارے دین سے جس پر تم لوگ ہو۔ اور اس کا ایک نبی ہے، تحقیق اس کا وقت آ گیا ہے اور تمہارے اُوپر اس کا وقت سایہ کر کے آ گیا ہے اور اس کے ظہور نے تمہیں پالیا ہے۔ پس مبارک ہے اس کے لئے جو اس کے ساتھ ایمان لائے گا اور وہ اس کو ہدایت دے گا۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے جس نے اس کی مخالفت کی اور اس کی نافرمانی کی۔۔۔۔۔۔''

گزرے ہوئے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا .... اس کے بعد کہا ہلاکت ہے ارباب غفلت کے لئے سابقہ اُمتوں میں سے اور بیت جانے والے زمانوں میں سے۔ اے قبیلہ ایاد کے لوگو! کہاں ہیں باپ اور دادے؟ کہاں ہیں بیمار اور عیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں فرعون وشداد؟ کہاں ہیں جنہوں نے عمارتیں بنائیں اور انہیں مضبوط کیا؟ اور ان کو آراستہ کیا اور خوبصورت فرش بنایا؟ اور اس کو مال اور اولاد نے دھوکہ میں ڈالا؟ کہاں ہیں وہ جنہوں نے تعدی کی اور سرکشی کی تھی؟ مال جمع کیا اور محفوظ کر کے رکھا؟ اور کہا کہ میں تمہارا ربِ اعلیٰ ہوں؟ کیا وہ تم سے زیادہ مال دار نہیں تھے؟ اور تم سے زیادہ آرزوئیں کرنے والے نہ تھے؟ اور تم سے لمبی عمروں والے نہیں تھے؟ کہ غمناک مٹی نے ان کو پیس دیا۔ اور ان کو اپنی طوالت زمانی کے ساتھ ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ رہیں ان کی ہڈیاں بوسیدہ اور وہ رہے ان کے ویران گھر۔ جن کو بھر رکھا ہے بھونکنے والے یا پھاڑنے والے بھیڑیوں نے اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔ ہرگز نہیں ایسی بات۔ بلکہ وہی اللہ ایک ہے وہی معبود ہے وہ نہ باپ ہے نہ بیٹا ہے''۔ اس کے بعد اس نے شعر پڑھے۔

فی الذاہبین الاولین — من القرون لنا بصائر
لما رایت مواردا للموت — لیس لہا مصادر
ورایت قومی نحوہا — یمضی الاصاغر والاکابر
لا یرجع الماضی الی — ولا من الباقین غابر
ایقنت انی لا محا — لة حیث صار القوم صائر

پہلے زمانوں میں چلے جانے والے لوگوں میں ہمارے لئے عبرتیں ہیں۔ میں نے موت کے گھاٹ ملاحظہ کئے ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور میں نے اپنی قوم کو دیکھا ہے کہ چھوٹے اور بڑے سب اسی موت کی طرف رواں دواں ہیں۔ نہ پہلے چلے جانے والوں میں سے کوئی میری طرف واپس لوٹتا ہے اور نہ باقی رہ جانے والوں میں سے کوئی جانے سے رکتا ہے۔ لہٰذا میں نے بھی یقین کر لیا ہے کہ لامحالہ مجھے بھی اسی طرف جانا ہے جدھر سارے لوگ جا رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ بیان قس کی طرف سے نقل کرنے کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک آدمی کھڑے ہو گئے۔ ایسے لگ رہے تھے جیسے کوئی پہاڑ کا ٹکڑا ہے۔ بڑے عظیم سر والے، بڑی جسیم قامت والے۔ انہوں نے اپنا عمامہ درست کیا۔ اپنی زلفوں کو ڈھیلا کیا۔ محترم تھا، غالب جوان تھا۔ بڑی باچھوں والا، بلند آواز والا۔ اس نے کہا :

اے تمام رسولوں کے سردار اے رب العالمین کے چنیدہ! میں خطیب مذکورہ جس کی ایک عجیب بات دیکھی اور میں اس کے پسند کی جگہ اس کے ہاں حاضر ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے جو کچھ اس سے دیکھا، اس کو آپ نے محفوظ کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ اسلام سے پہلے دور میں اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا جو مجھ سے بھاگ گیا تھا۔ میں اس کے قدموں کے نشانات کے پیچھے پیچھے گیا، میں نے گھانس کی چراگاہوں میں اس کی تلاش کی، ریت کے ٹیلوں میں اسے ڈھونڈا۔ خواہ وہ آہستہ رفتار والے ہوں (بڑے بڑے ہونے کی وجہ سے)۔ یا تیز رفتار والے (چھوٹے ہونے کی وجہ سے)۔ ایسی جگہ ڈھونڈا جہاں کسی سوار یا قافلے کے چھپ کر آرام کرنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ جہاں غیر جنس کے لئے کوئی راہ نہ تھی۔

اچانک میں ایک بہت بڑے پہاڑ میں ایک ڈراؤنی غار یا تنگ جھروکے میں پہنچا۔ جہاں ویرانے کی وجہ سے اُلو کے سوا کوئی نہیں رہ سکتا تھا۔ مجھے رات ہو گئی۔ لہٰذا میں ڈرتے ڈرتے اس کے اندر گھس گیا۔ کیونکہ مجھے اس میں اپنی موت کا خطرہ تھا۔ میں وہاں پر اپنی تلوار کے سوا کسی شی کی طرف مائل بھی نہیں ہو سکتا تھا (یعنی کسی چیز کا سہارا نہیں تھا)۔ اور میں نے وہاں لمبی رات گزاری، جیسے وہ باہم ملی ہوئی رات ہے کئی راتوں سے)۔ میں ستاروں کی نگرانی کرتا رہا۔ میں ان کے غیب ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ جب رات ختم ہونے کے قریب ہوئی اور قریب تھا کہ صبح سانس لے، مجھے کسی غیب کی آواز دینے والے نے آواز دی۔ وہ یہ شعر کہہ رہا تھا :

یــاایهــا الــراقــد فـی اللیل الاحم	قــد بــعــث الله نبیـا فــی الــحــرم
مــن هـــاشــم اهــل الوفــاء والکرم	یــجــلــو دجنات الدیا جی والبهم

اے تاریک رات کے اندر سونے والے! تحقیق اللہ نے حرم کے اندر ایک نبی کو مبعوث کر دیا ہے۔ وہ بنو ہاشم میں سے ہے جو اہل وفا اور اہل عزت و شرف ہیں (وہ کفر و شرک کے) اندھیروں سے اور تاریک راتوں کو روشنی سے بدل دیتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلو بدل کر دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ نہ میں نے اس کے قدموں کی کوئی آہٹ سنی۔ میں نے بھی پلٹ کر شعر کہتے ہوئے سوال کر دیا۔

یــاایهــا الـهــاتف فــی داجــی الظلم	اهلاً و سهلاً بلك مـــن ضیف الـــم
بیــن هــداك الله فــی لــحــن الکلم	مـــاذا الـذی تـدعـو الیــه یـغـتـنـم

اے اندھیری رات میں غیب سے آواز دینے والے! تجھے خوش آمدید ہو! تم اندھیری رات میں آئے ہو یا خواب میں آئے ہو۔ اللہ تجھے ہدایت دے، واضح کلام میں بیان کر وہ کیا چیز ہے جس کی طرف آپ بلا رہے ہیں۔ بہت ہی اچھا ہو گا اور غنیمت سمجھا جائے گا۔

کہتے ہیں اچانک میں نے کسی کے کھانسنے کی آواز سنی اور کسی بات کرنے والے کی جو کہہ رہا تھا، کہ نور ظاہر ہو گیا ہے اور جھوٹ باطل ہو گیا ہے۔ اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث کر دیا ہے جو خوش مزاج ہے، جو صاحب نجیب احمر ہے (خاندانی شرافت کا مالک ہے)۔ صاحب تاج اور صاحب خود ہے۔ صاحب گلگون چہرہ ہے۔ چاند جیسی بھنوں والا، تیز ترین نگاہوں والا۔ صاحب قول شہادت۔ لا الــــہ الا اللہ یعنی محمد ہے جو سیاہ اور سفید کی طرف مبعوث ہے۔ تمام اہل مدر اور اہل وبر کی طرف مبعوث ہے (یعنی شہریوں اور دیہاتیوں کا سب کا رسول ہے)۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

الحمد لله الذی لم یخلق الخلق عبث	لم یخلنا (حینا) سدی من بعد عیسی واکترث
ارسل فیـنـا احـمـدًا خیر نبی قد بعث	صـلـی عـلـیــه الله مـــا حج له رکب وحث

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے تمام مخلوق کو بے کار وبے مقصد نہیں بنایا۔ اور ہم لوگوں کو کسی وقت بھی یونہی بے کار نہیں چھوڑا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے بلکہ ہمارے اندر احمد کو رسول کی حیثیت سے بھیج دیا۔ وہ بہترین نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے۔ اس پر اللہ اپنی رحمت کرتا رہے، جب تک اس کے لئے سوار آرزو کرتے رہیں اور سواریوں کو ابھارتے رہیں۔

مجھے خوشی سے اپنی آغوش میں لے لیا .... کہتے ہیں جب میں اس گفتگو میں پڑا تو اپنے اونٹ کو بھول گیا۔ مجھے خوشی نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں صبح بھی روشن ہوگئی۔ بڑی ہوئی ہرشئی سامنے ہوگئی۔ بس جلدی سے میں نے غبار جھاڑا اور پہاڑ کی راہ لی۔ اس وقت اچانک دیکھا تو میرا اونٹ آگے سامنے کھڑا ہے جو اونٹوں کی بو سونگھ رہا ہے۔ میں نے اس کی مہار پکڑی اس کی کوہان پر سوار ہوگیا۔ اس نے اطاعت سے سرکشی کی اور میں نے ایک لحظہ اس کو خوب جھنجھوڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ تھک گیا اور تابعدار ہوگیا اس سے لگ گئی وہ چیز جو سختی اور ضد کر رہی تھی، جب تکیہ اور اس کا سخ گرم ہوگیا اور ٹھنڈا ہوگیا تو شہ دان اچانک سامان سفر نے تحقیق اس کے لئے دل کے پستے جھاڑے۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا، بس وہ چھوڑ دیا گیا۔ میں نے اس کو اجازت دی وہ بیٹھ گیا بھرے بھرے باغ میں جو تروتازہ اور خوشبودار تھا۔ جس چراگاہ و باغ میں حوذان اور قربان اور عنقران اور عبیثران نام کے پودے اور بوٹیاں تھیں۔ اور خبی اور اقاح (بابونہ) اور جثجاث اور براراور شقائق اور نہار تھے۔ گویا کہ فضا ان پر رات بھر بارش برساتی رہی تھی۔ علی الصباح بادلوں نے ان کو تازہ کیا تھا۔ ان کے درمیان درخت تھے اور کنارے پر پانی کی ندی تھی وہ گھانس چرنے لگا۔

اور میں گوہ کا شکار کھیلنے لگا۔ یہاں تک کہ جب میں نے کھالیا اور اس نے بھی کھالیا، میں نے بھی پانی پی لیا اس نے بھی پی لیا۔ میں نے بھی بار بار پیا، اس نے بھی دوبارہ پیا۔ میں نے اس کے پیر کی رسی کھول دی۔ اور اس کی جُھل اوپر ڈال دی (وہ کپڑا جو جانور کے اوپر خوبصورتی کے لئے ڈالتے ہیں)۔ میں نے اس کی چراگاہ میں گردش کرنے کی جگہ وسیع کردی۔ اس نے حملے کو غنیمت جانا، تیزی سے تیر کی مثل ہولے سے سبقت کرنے لگا اور کشادہ میدان کی چوڑائی کو قطع کرنے لگا۔ حتی کہ اس نے مجھے ایک وادی اور قوم عاد کے درختوں میں سے درخت دکھادیئے، جو پتوں والا اور عجیب درخت تھا۔ جس کی ٹہنیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ گویا کہ اس کے پھل دانے ہیں کالی مرچ کے۔

میں اس کے قریب ہوا تو اچانک میں قس بن ساعدہ کے پاس پہنچ گیا جو اس وقت درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پیلو کے درخت کی ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ وہ زمین پر کرید رہا تھا۔ اور وہ ترنم کے ساتھ یہ شعر کہہ رہا تھا:

یاناعی الموت والملحود فی جدث ۔۔۔ علیهم من بقایا بزهم خرق

دعهم فان لهم یوما یصاح بهم ۔۔۔ فهم اذا انتبهوا من نومهم فرقوا

حتی یعودوا لحال غیر حالهم ۔۔۔ خلقا جدیدا کما من قبله خلقوا

منهم عراة ومنهم فی ثیابهم ۔۔۔ منها الجدید ومنها المنهج الخلق

اے موت کی خبر دینے والے اور قبر میں مدفون ان کے اوپر ان کے بقایا کپڑے پھٹ گئے ہیں۔ چھوڑیئے ان کو ان پر ایک دن آنے والا ہے جس دن ان کو پکارا گیا وہ جب اپنی نیند سے بیدار کئے جائیں گے گھبرا جائیں گے۔ حتی کہ گھبرا کر وہ حال سے بے حال ہو جائیں گے۔ نئی پیدائش، پیدا کئے جائیں گے جیسے کہ وہ پہلے پیدا کئے گئے تھے۔ کچھ ان میں سے ننگے ہوں گے اور کچھ ان میں سے اپنے کپڑوں میں، کچھ ان میں سے نئے کفن والے اور کچھ ان میں سے پرانے اور پھٹے ہوئے کفن والے۔

(وہ انصاری جوان کہنے لگے کہ) میں اس کے قریب ہوگیا۔ میں نے اس پر سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ یکایک دیکھا کہ ایک چشمہ ابل رہا ہے نرم زمین سے اور دو قبریں ہیں ان کے درمیان ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور دو شیر ہیں جو قس بن ساعدہ کے ساتھ چاپلوسی کر رہے ہیں اور اس کے کپڑوں کے ساتھ بازیک لگ رہے ہیں۔ یکایک دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے پانی کی طرف آگے بڑھنے اور سبقت کرنے لگا۔ دوسرا بھی اس کے پیچھے جانے لگا اور پانی طلب کرنے لگا۔ قس نے ڈنڈی کے ساتھ اس کو مارا جو اس کے ہاتھ میں تھی اور اس سے کہا کہ پیچھے ہٹ تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہاں تک کہ وہ پی لے جو تم سے پہلے آیا تھا۔ چنانچہ وہ واپس ہٹ گیا اور پھر اس کے بعد آیا۔

میں نے قس سے پوچھا کہ یہ دونوں کس کی قبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے دو بھائیوں کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں اسی مقام پر میرے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ وہ دونوں اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ ان دونوں کو موت آ گئی تھی تو میں نے دونوں کی یہاں پر قبر بنا دی تھی۔ اور دونوں قبروں کے درمیان یہ جگہ میرے لئے ہے۔ حتی کہ میں بھی ان کے ساتھ لاحق ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد انہوں نے ان قبروں کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈب ڈبا گئیں۔ وہ اوندھا ہو کر ان کے ساتھ لپٹ گیا اور یہ اشعار شروع کر دیئے

خليلي هبا طالما قد رقدتما	اجدكما لا تقضيان كراكما
الم تريا اني بسمعان مفرد	وما لي فيها من خليل سواكما
مقيم على قبريكما لست بارحا	طوال الليالي او يجيب صداكما
ابكيكما طول الحياة وما الذي	يرد على ذي عولة ان بكاكما
امن طول نوم لا تجيبان داعيا	كان الذي يسقي العقار سقاكما
كانكما والموت اقرب غاية	بروحي في قبريكما قد اتاكما
فلو جعلت نفس لنفس وقاية	لجدت بنفسي ان تكون فداكما

اے میرے دونوں دوستو! اب تو جاگو بڑی رات گزر گئی ہے تم سو رہے ہو۔ میں نے تمہیں اس حالت میں پایا ہے کہ تم اپنا آرام نہیں پورا کر پائے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مقام سمعان میں اکیلا ہوں۔ اس میں تمہارے سوا میرا کوئی دوست نہیں ہے میں تمہاری قبروں پر مقیم ہو گیا ہوں۔ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ راتوں کی طوالت کے باوجود یا تمہاری صدا کا جواب آ جائے زندگی بھر تمہیں روتا رہوں گا اور کون ہے وہ جو تمہیں زور زور سے رونے والے کو جواب دے اگر وہ تمہیں روئے۔ کیا تم بھی نیند کی وجہ سے جواب نہیں دے رہے اپنے پکارنے والے کا۔ کاش اس شخص کے جو جس کو شراب پلا دی جاتی ہے (اس پلانے والے نے) تمہیں شراب پلا دی ہے۔ گویا کہ تم دونوں اور موت قریب ترین انتہا۔ میں میری روح کے ساتھ اپنی قبروں میں جو تمہیں آ چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے (اس انصاری کی طرف سے قس کے بارے میں یہ تفصیل سننے کے بعد ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ قُسًّا اِنِّیْ وَلَاَرْجُوْ اَنْ یَّبْعَثَهُ اللّٰهُ اُمَّةً وَحْدَهٗ

اللہ تعالیٰ قس پر رحم کرے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک امت اور ایک جماعت کی طرح اس اکیلے کو اٹھائے۔

تحقیق دوسرے طریق سے حضرت حسن بصری سے بطور منقطع روایت کے یہی روایت مروی ہے اور مختصر طریقے سے سعد بن ابو وقاص سے مروی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اور جس وقت کوئی حدیث کئی وجوہ سے مروی ہو اگرچہ اس میں سے بعض ضعیف ہوں تو یہ چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث کی اصل ضرور موجود ہے۔ واللہ اعلم[1]

---

[1] (۱) یبعث امۃ وحدہ: کا مطلب ہے شخص منفرد دین کے ساتھ یعنی جماعت کے قائم مقام ہوگا۔

(۲) حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ روایت کے یہ طریق اپنے ضعف کے باوجود ایک دوسرے کے معاون کی طرح ہیں اصل قصے کے اثبات پر۔

(۳) حافظ ابن حجر الاصابہ میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام طرق ضعیف ہیں۔

(۴) شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ موضوعات ابن جوزی کی تہذیب میں ہے کہ اس روایت کا سب سے بہتر طریق اول روایت ہے۔ بے شک ابن اخی زہری اور اس سے اوپر والے بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں۔ اور علی بن محمد مدائنی ثقہ ہے۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ احمد بن عبید صدوق ہے مگر اس کی منکر روایات بھی ہیں۔ ڈاکٹر عبد المعطی محشی کتاب ہذا کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ذہبی نے کہا ہے کہ صدوق بلیح۔ حافظ کہتے ہیں کہ نرم حدیث والا ہے۔

(۵) شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اس کی طرف خلف بن اعین کا طریق ملا دیا جائے تو بلا توقف اس کے حسن ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ محشی فرماتے ہیں۔ جب آپ نے یہ تحقیق جان لی تو یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں ہے۔ ہاں اس میں ابن جوزی اور اس کے متبعین کا اختلاف ہے۔

باب ۵۴

حدیث دیرانی

ہراس شخص کو حضور ﷺ کی بعثت کی اور آپ کے نام کی خبر دیتے رہتے تھے جو ان کے پاس اُترتا اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے پر اُبھارتے تھے

مجھے خبر دی ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے یہ کہ ابواحمد حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ نے ان کو خبر دی (کہتے ہیں) کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی صالح بن مسمار ابوالفضل نے، ان کو حدیث بیان کی علاء بن فضل نے اوران کے سوا نے کہا ہے ابن عبدالملک بن ابوسویہ نے اپنے والد سے، اس نے ان کے والد نے ان کے دادا سے۔ اور ہمارے شیخ نے اس کی اسناد کو خلیفہ بن عبدہ سے قائم نہیں کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ بن سواء، بن جشم بن سعد سے پوچھا کہ آپ کے والد نے جاہلیت کے دور میں آپ کا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا اس بارے میں جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نکلا چار آدمیوں کے ساتھ (۱) میں بن بنی تمیم میں سے ایک تھا اور (۲) سفیان بن مجاشع بن دارم اور (۳) یزید بن عمرو بن ربیعہ اور (۴) اسامہ بن مالک بن خندف۔ ہم لوگ ملک شام میں ابن جفنہ غسانی کو ملنا چاہتے تھے۔

جب ہم شام میں پہنچے تم ہم پانی کے ایک تالاب پر اُترے جس پر درخت تھے۔ اور اس کے قریب ہی دیرانی کا ٹھکانہ تھا۔ ہم نے آپس میں کہا اگر ہم لوگ اس پانی سے غسل کر لیں اور تیل لگا لیں اور کپڑے بدلیں اور اس کے بعد ہم ان سے ملیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ دیرانی نے ہمیں اُوپر سے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو کسی دوسری قوم کی زبان ہے، یہ اس شہر کے لوگوں کی بولی نہیں ہے۔ ہم نے بتایا کہ جی ہاں ہم لوگ مُضر کی قوم ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے مضروں سے ہو؟ ہم نے بتایا کہ خندف میں سے۔ اس نے بتایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ عنقریب تم میں سے بہت جلدی ایک نبی بھیجا جانے والا ہے۔ تم لوگ اس کی طرف جلدی کرنا اور اپنا حصہ (ہدایت اور رشد کا) اس سے حاصل کرنا تم ہدایت پا جاؤ گے۔ بے شک وہ خاتم النبیین ہوگا۔ ہم نے پوچھا اس کا کیا نام ہوگا؟ اس نے بتایا کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ جب ہم لوگ ابن جفنہ سے واپس لوٹے اور اپنے گھر میں آئے تو ہم میں ہر ایک کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے ہم میں سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ (دلائل النبوۃ ص ۵۵، کتاب الوفاء ۱/ ۴۶، سبل الہدیٰ ۱/ ۱۳۵)

میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ کی کتاب میں سے اس کی ان اسناد میں سے کچھ حصہ ساقط ہو گیا ہے۔ اس میں درست وہ ہے جو اس کے سوا دیگر لوگوں نے کہا ہے۔

باب ۵۵

ذکر حدیث نصرانی

جس نے اُمیہ بن ابوصلت کو بعثتِ رسول کی خبر دی تھی

ہمیں خبر دی قاضی ابوبکر احمد بن حسن حمیری رحمہ اللہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو محمد بن احمد بن ابوالعوام ریاحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ان کے والد نے، ان کو سلیمان بن حکم بن عوانہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اسماعیل بن الطریح بن اسماعیل ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو مروان بن حکم نے، ان کو معاویہ بن ابوسفیان نے، ان کو ابوسفیان بن حرب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور اُمیہ بن ابوصلت ثقفی ملک شام کی طرف گئے۔ وہاں پر ہم لوگ ملک شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں پہنچے۔ اس میں عیسائی رہتے تھے۔

انہوں نے جب اُمیہ کو دیکھا تو اس کی تعظیم اور اکرام کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے جانے کی خود پیش کش ظاہر کی۔ اُمیہ نے مجھ سے کہا اے ابوسفیان! میرے ساتھ چلئے اب آپ ایسے شخص کے پاس چل رہے ہیں جس کی طرف نصرانیت کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا، میں آپ کے ساتھ نہیں چلوں گا۔ انہوں نے کہا، کیوں؟ میں نے بتایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ کوئی چیز اپنے علم کی مجھے بتا کر میرا دل خراب کر دیں گے۔ لہٰذا وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس نے اپنے کپڑے جو پہنے ہوئے تھے وہ اُتار پھینکے اور دو کالے کپڑے پہنے اور پہن کر چلا گیا۔

اللہ کی قسم وہ میرے پاس اس وقت واپس آیا جب رات کافی بیت چکی تھی۔ جب آیا تو آتے ہی اپنے بستر پر دراز ہو گیا اور سو گیا اور صبح کو اُٹھا تو کہنے لگا کیا تم میرے ساتھ نہیں چلو گے؟ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم کہیں جا رہے ہو؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ چل پڑے۔ اس نے کہا کیا ہمارے ساتھ کوئی اُونٹ سوار شخص نہیں گزرا۔ میں نے کہا کہ گزر گیا۔ اس نے مجھ سے کہا، اے صخر! میں نے کہا کہیئے اے ابوعثمان! اس نے کہا اہل مکہ میں کون زیادہ عزت دار ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ۔ اس نے کہا اچھا اہل مکہ میں سے کون زیادہ مال دار ہے اور ان میں سے عمر میں کون سب سے بڑا ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ ہے۔ اس نے کہا کہ بے شک شرف وعزت اور مال کیا عیب ہیں اس کے لئے؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے اس کی عزت وشرف میں اور اضافہ ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تم میری اس بات کو چھپا کر رکھو گے؟

اس نے بتایا کہ اس شخص نے جس پر کتاب کا علم ختم ہو رہا ہے مجھے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہو چکا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید وہ میں ہوں۔ اس نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا نسب بتائیں۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی قوم میں سے بہترین شخص ہے۔ میں نے جو فکر و پریشانی دیکھی ہے وہ محمد ﷺ سے نہیں ذور ہو گی۔

کہتے ہیں کہ اس نے کہا اس نبی کی نشانی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شام میں سے اسی زلزلے میں آئے ہیں مگر ایک زلزلہ ابھی باقی ہے جس سے بڑا شر اور مصیبت ہوئی جب ہم لوگ گھاٹی کے قریب ہوئے۔ اچانک ایک سوار نظر آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بتایا کہ شام کے علاقہ سے۔ میں نے پوچھا کہ کیا شام میں کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں، زلزلہ آیا ہے جس سے اہل شام پر شر اور مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ (اکتفاء ۱/۲۴۴۔ سبل الہدیٰ والرشاد ۱/۱۳۵۔۱۳۶)

باب ۵۶

ذکر حدیث جہنی

جس کے پاس اس کی بیہوشی میں کوئی آنے والا آیا اور وہ چھٹکارے کی خبر دے گیا اگر وہ اپنے ربّ کا شکر ادا کرے اور نبی مُرسل پر ایمان لائے اور مُشرک اور گمراہی کی راہ ترک کر دے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوعلی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ ہروی نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مجالد نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں ہم قبیلہ جہینہ کے ایک شیخ کے پاس پہنچے۔ وہ گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں بھی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اس نے مجھے ایک بات بتائی کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی بیمار ہو گیا تھا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ہم لوگوں نے اس پر چادر تان دی، یہ سمجھ کر کہ یہ مر گیا ہے۔ پھر ہم لوگوں نے اس کی قبر کھودی، قبر تیار ہو گئی۔ ہم لوگ بیٹھے تھے کہ اچانک وہ بندہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ جب تم لوگ دیکھ

رہے تھے کہ میں بے ہوش ہوگیا تھا مجھے کہا گیا کہ تیری ماں ہبل ہے تو دیکھتا نہیں تیری قبر تیار ہوئی ہے اور قریب ہے کہ تیری ماں گم پائے گی۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تجھے اس جبر سے بنالیں اور اس میں قصل نامی شخص کو ڈال دیں جو چل پھر رہا ہے۔ اور کمار ہا ہے خرچ کر رہا ہے۔ کیا تو اپنے رب کا شکر کرے گا اور نماز پڑھے گا اور مشرک کی راہ ترک کردے گا جو گمراہ ہوگیا ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں! میں ایسا ہی کروں گا۔ لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اب تم لوگ دیکھو کہ قصل کا کیا حال ہے جو ابھی یہاں سے گزرا ہے۔ لوگ گئے جا کر دیکھا تو مر چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسی قبر میں دفن کر دیا گیا اور یہ آدمی دیر تک زندہ رہا حتیٰ کہ اس نے اسلام کو پالیا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو سعید بن یحییٰ قرشی نے، ان کو ہمارے چچا عبداللہ بن سعید نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے، ان کو مجالد نے شعبی سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے بات بیان کی قبیلہ جہینہ کے ایک شیخ نے۔ اس نے قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس جہنی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا تھا اور بتوں کو گالیاں دیتا تھا اور ان کی برائی کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوالدنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے عبیداللہ بن عمرو رقی سے۔ اس نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے شعبی سے، انہوں نے بتایا کہ قبیلہ جہینہ کا ایک آدمی بیمار ہوگیا تھا۔ ابتداء اسلام میں اور اس کے گھر والوں نے سمجھا کہ وہ مرگیا ہے۔ اس کی قبر کھودی گئی، پھر انہوں نے مذکورہ قصہ ذکر کیا اور اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا۔

ثم قذفنا فیہا القصل ثم ملأنا علیہ بالجندل

انہ ظن ان لن تفعل ؟

کہ اس کے بعد اس میں قصل دفنایا۔ ہم نے اس پر پتھر بھر دیئے۔ کہتے ہیں کہ حسن بن عبدالعزیز نے اس شعر میں یہ لفظ اضافہ کیا ہے۔

أتومن بالنبی المرسل ؟ (ترجمہ) کیا تو نبی مرسل کے ساتھ ایمان لائے گا؟

باب ۵۷

ذکر حدیث زید بن عمرو بن نفیل

اور ورقہ بن نوفل اور دونوں کے قصے میں رسول اللہ ﷺ کے آثار

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوسعید سکری نے، ان کو اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل، ان کو محمد بن اسماعیل بن مہران نے، ان کو اسماعیل بن مسعود حجدری نے اور محمد بن عبداللہ بن بزیع نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زید بن عمرو بن نفیل سے مقام بلدح میں ملے تھے (یہ مکہ کے مغرب میں ایک وادی ہے)۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔

ان کے سامنے دستر خوان پیش کیا گیا تو زید نے اس دستر خوان سے کچھ کھانے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ بے شک ہم لوگ اس میں سے نہیں کھایا کرتے جو تم لوگ (مکے والے) ذبح کرتے ہو اپنے بتوں پر۔ ہم تو صرف اسی کو کھاتے ہیں جس پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ اور بے شک زید بن عمرو قریش کے ذبیحوں پر عیب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے پانی آسمان سے وہی نازل کرتا ہے اور اس کے لئے گھاس زمین سے وہی اگاتا ہے۔ اس کے باوجود تم لوگ اس کو ذبح اللہ کے نام کے علاوہ کے ساتھ کرتے ہو۔ جبکہ عملاً (اللہ کے اس عمل اور سنت کا) انکار کرتے ہو اور اس کی تعظیم بجالاتے ہو جس کے نام پر ذبح کیا کرتے ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ابوبکر سے، اس نے فضیل بن سلیمان سے ۔۔۔۔۔۔ بخاری نے کہا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سالم بن عبداللہ نے پھر وہ حدیث ذکر کی ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابواحمد حافظ نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابومصعب نے احمد بن ابوبکر نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن دینار نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ سے، ان کو ان کے والد سے روایت کیا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے دین کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے کہ وہ اس کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ وہ وہاں ایک یہودی عالم سے ملے۔ اس نے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ میں شاید آپ لوگوں کے دین کو اختیار کرلوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔

لہٰذا یہودی عالم نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر ہرگز نہیں آسکتے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے حصے کا اللہ کا غضب حاصل کرلیں۔ زید بن عمرو نے کہا، میں اتنا کسی چیز سے نہیں ڈرتا جس قدر میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں۔ میں اللہ کے غضب میں سے کچھ بھی برداشت نہیں کرسکتا، کبھی بھی نہیں۔ اور نہ ہی میں اس کی جرأت رکھتا ہوں۔ کیا آپ مجھے کوئی ایسا دین بتا سکتے ہیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں میں نہیں جانتا۔ ہاں مگر یہ ہے کہ اگر وہ دین حنیف ہو۔ میں نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے۔ نہ وہ یہودی تھے نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ نہیں عبادت کرتے تھے مگر اللہ کی۔ لہٰذا زید وہاں سے نکلے اور کسی نصرانی عالم کا پتہ پوچھا اور کہا کہ شاید میں تمہارا دین اختیار کرلوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر نہیں چل سکتے حتیٰ کہ اپنے حصے کی اللہ کی لعنت آپ حاصل کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی لعنت کچھ دیر بھی اُٹھانے کی سکت نہیں رکھتا ہوں، نہ ہی مجھے اس کی طاقت ہے۔ مجھے کوئی ایسا دین بتائیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو۔

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی .... اس نے بتایا کہ میں اور تو کوئی دین نہیں جانتا، ہاں مگر یہ ہے کہ آپ حنیف بن جائیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دین ابراہیم ہے وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ بلکہ وہ یکسو ہونے والے خالص مسلم تھے۔ چنانچہ یہ وہاں سے چلے آئے اور اس دین کے لئے راضی ہوگئے۔ جو انہوں نے بتایا تھا اور اس سے متفق ہوگئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی شان اور آن بان کے لئے جب وہاں سے نکلے تو اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھائے اور کہا، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج سے دین ابراہیم پر ہوں۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن حسن بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، ان کو مسعودی نے نفیل بن ہشام بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے (عدی قریش تھے)۔ اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہ کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی تلاش میں نکلے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں شہر موصل کے پاس پہنچے۔

اس نے زید بن عمرو سے پوچھا کہ اے اُونٹ والے میاں تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بیت ابراہیم سے (یعنی وادی ابراہیم سے جہاں انہوں نے گھر بنایا تھا)۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیا پوچھنے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم دین کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ واپس چلے جائیں قریب ہے کہ جس کی تلاش میں آپ پھر رہے ہیں عنقریب وہ تمہاری سرزمین پر ظاہر ہوجائے گا اور ورقہ بن نوفل نصرانی بن گئے۔ اور زید بن عمر کو نصرانیت پیش کی گئی مگر وہ موافق نہ آئی۔ چنانچہ وہ یہ کہتے ہوئے واپس آگئے :

لبیك حقاً حقاً تعبداً ورقاً

البر ابغی لا الخال وهل مهجر کمن قال

میں حق تعالیٰ کے لئے حاضر ہوں، عبادت گزاری اور اس کی غلامی کرنے کے لئے۔ میں نیکی اور پاکیزگی طلب کرتا ہوں۔ نہ محض نشان عبادت کیا بھلا حقیقی عمل اور محض زبانی قول برابر ہوسکتے ہیں۔ میں اس دین پر ایمان لے آیا ہوں جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام ایمان لائے تھے۔

انـفـی لـك عـان راغـم   مهما تجشمنی فانی جاشم

میری پیشانی (اے اللہ) تیرے آگے خاک آلود ہے اور جھکی ہوئی ہے۔ جہاں بھی آپ مجھے (اطاعت و عبادت) کی تکلیف دیں گے میں تکلیف قبول کروں گا۔

اور اس کے بعد وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے آئے نبی کریم ﷺ کے پاس اور کہنے لگے یا رسول اللہ! بے شک میرے والد ایسے ہی تھے جیسے آپ عقیدہ رکھتے ہیں اور جیسے آپ کو دین پہنچا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے استغفار کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں! بے شک وہ قیامت میں اکیلا ایک اُمت کے طور پر اُٹھایا جائے گا۔ (مستدرک ۳/۴۳۹)

(۳) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسامہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ اور یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے، اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے زید بن حارث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے پیچھے گئے تھے ایک تھان یعنی چڑھاوے گاہ کی طرف تھانوں میں سے۔

ہم لوگوں نے اس تھان کے لئے ایک بکری ذبح کی تھی اور ہم نے اس کو تندور میں رکھ دیا تھا۔ جب وہ پک گئی تو ہم نے اس کو نکالا اور اس کو ہم نے اپنے دسترخوان پر رکھ لیا، حضور آئے پیدل چلتے ہوئے۔ وہ گرمی کے ایام میں مکے سے میرے پیچھے پیچھے آئے تھے۔ حتیٰ کہ جب وہ وادی کے بالائی علاقے میں آئے تو آپ زید بن عمرو بن نفیل سے ملے، دونوں نے ایک دوسرے سے جاہلیت کے دستور کے مطابق سلام کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض ہے؟ اس نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات ان کی طرف سے اس لئے نہیں کہ میں نے ان کے ساتھ کوئی بُرائی کی ہے بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو ضلالت و گمراہی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ یثرب کے علماء یہود کے پاس گیا۔ میں نے ان کو اس طرح پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ تو شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔

بیت المقدس کے علماء .... اس کے بعد میں نکلا اور بیت المقدس کے علماء یہود کے پاس پہنچا۔ میں نے ان کو ایسا ہی پایا کہ وہ بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ وہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔ چنانچہ مجھے شام کے ملک کے ایک یہودی عالم نے بتایا کہ آپ جس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں میں کسی کو گمان نہیں کرتا کہ کوئی ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ مگر ایک شیخ ہے جزیرے میں۔ چنانچہ میں نکلا اور اس کے پاس پہنچا اور میں نے خبر دی جس کے لئے میں نکلا ہوں۔

اس نے بتایا کہ جن جن کو آپ نے دیکھا ہے وہ سب گمراہی میں ہیں۔ آپ اس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں جو کہ اللہ کا دین ہے اور اس کے فرشتوں کا دین ہے۔ تحقیق آپ کی سرزمین پر ایک نبی پیدا ہو چکا ہے یا پیدا ہونے والا ہے۔ وہ اس دین کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کی طرف آپ رجوع کیجئے۔ اور اس کی تصدیق کیجئے اور اس کی اتباع کیجئے اور وہ جو کچھ لے کر آئے اس پر ایمان لے آیئے (ظاہر ہے کہ یہ ساری کہانی حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کی بیان ہو رہی ہے)۔ زید نے کہا کہ میں واپس لوٹ آیا اور اس کے بعد میں نے کسی شئی کی آزمائش نہیں کی۔

اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی سواری کے اُونٹ کو بٹھا دیا جس پر سوار تھے۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے دسترخوان آپ کے آگے پیش کیا جس میں وہی بھُنی ہوئی بکری تھی۔ زید بن عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ بکری ہے اسے ہم نے اپنے تھان پر ذبح کیا تھا اور ایسے ایسے بات۔ اس نے کہا بے شک میں اس چیز کو نہیں کھاتا جو غیر اللہ کے لئے ذبح کی جائے۔ (الخصائص الکبری ۱/۶۱)

کہتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل (اعلان نبوت سے قبل) فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ وہ قیامت کے دن اکیلا پوری اُمت کے طور پر آئے گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو عمرو بن علی نے محمد بن عمرو سے۔ اس نے ابوسلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن یعنی ابن حاطب سے۔ اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے اپنے والد زید بن حارثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے حتیٰ کہ جب وادی کے بالائی علاقے میں پہنچے تو ان کو زید بن عمرو بن نفیل ملے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا، اے چچا کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض رہتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات کسی ایسی وجہ سے نہیں جو میری طرف سے ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔ بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو گمراہی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلا تھا یہاں تک کہ میں ایک شیخ کے پاس پہنچا جو الجزیرہ میں رہتا تھا۔ اس کو آنے کی وجہ بتائی تھی۔ اس نے پوچھا تھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ اہل بیت اللہ سے ہوں، اہل شوک سے اور اہل قرظ سے۔

اس نے کہا کہ تیرے شہر میں ایک نبی پیدا ہو چکا، یا ہونے والا ہے۔ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ تم واپس لوٹ جاؤ اس کی تصدیق کرو اور اس کے ساتھ ایمان بھی لے آؤ۔ زید بن حارثہ نے بتایا کہ زید بن عمرو بن نفیل اسلام کے ظہور سے پہلے فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اکیلا ایک اُمت کے طور پر آئے گا۔ (مستدرک ۳/۴۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد نے ورقہ بن نوفل بن اسد سے ذکر کیا، وہ ان کے چچا کا بیٹا تھا اور نصرانی تھا۔ اس نے کسی کتب کی تحقیق اور جستجو کر رکھی تھی اور لوگوں کا علم جان رکھا تھا جو سیدہ خدیجہ کے لئے ان کے غلام میسرہ نے راہب کا قول ذکر کیا تھا۔ اور جو کچھ میسرہ نے خود دیکھا تھا کہ دو فرشتے حضور ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔

ورقہ بن نوفل نے کہا محمد اس اُمت کا نبی ہوگا .... ورقہ نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے، اے خدیجہ! تو محمد اس اُمت کا نبی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اُمت کا نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔ یا جیسے بھی اس نے کہا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل معاملے کو اور ڈھیل دینے لگا اور کہنے لگا کہ آخر کب تک؟ اور ورقہ اشعار کہتا تھا۔ اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے تھے (نبی کی آمد کے بارے میں) اور وہ خدیجہ کی خبر کو بھی بہت تاخیر پر محمول کرتا رہتا تھا۔ اور شک میں رکھتا تھا جو کچھ خدیجہ کہتی تھی۔ چنانچہ یہ اشعار کہے تھے:

اتبكر ام انت العشية رائح ... وفي الصدر من اضمارك الحزن فادح

لفرقة قوم لا احب فراقهم ... كانك عنهم بعد يومين نازح

واخبار صدق خبرت عن محمد ... يخبرهما عنه اذا غاب ناصح

بفتاك الذى وجهت يا خير حرة ... بغور وبالنجدين حيث الصحاصح

الى سوق بصرى والركاب التى عدت ... وهن من الاحمال قعص دوالح

يخبرنا عن كل حبر بعلمه ... وللحق ابواب لهن مفاتح

بان ابن عبدالله احمد مرسل ... الى كل من ضمت عليه الاباطح

وظني به ان سوف يبعث صادقا ... كما ارسل العبدان: هود وصالح

وموسى وابراهيم حتى يرى له ... بها، منشور من الذكر واضح

ويتبعه حيا لؤى جماعة ... شبابهم والاشيون الجحاجح

فان ابق حتى يدرك الناس دهره ... فانى به مستبشر الود فارح

والا فانى يا خديجة فاعلمي ... عن ارضك الارض العريضه سائح

کیا تم صبح کو جلدی آ گئی ہو یا رات کو چلتی رہی ہو۔ اور اپنے دل میں ملال کی مشقت چھپا کر لائی ہو قوم سے جدا ہو جانے کی وجہ سے۔ میں ان کے فراق کو پسند نہیں کرتا ہوں گویا کہ تم دو دن بعد (آج کل) دور ہو جانے والی ہو ان سے۔ اور وہ سچی خبریں جو آپ نے محمد کے بارے میں دی ہیں وہ ان کے بارے میں اس وقت خبر دیتا ہے جب اس سے نصیحت کرنے والا چلا جاتا ہے۔ اے بہترین آزاد عورت اپنے جوان کے بارے میں جو تم نے پست زمین کی طرف توجہ کی ہے اور ہموار زمین کے راستوں کی طرف بازار بصری تک اور الصباح پہنچنے والی اونٹنیاں جو بوجھ اٹھا اٹھا کر فاصلے طے کر کے ہلاک ہوئیں۔ وہ سب ہمیں خبریں دیتے ہیں ہر عالم کی طرف سے جو اس کو جانتا ہے حق کے لئے۔ کئی دروازے ہیں ان کے لئے چابیاں ہیں۔ گویا کہ عبداللہ کا بیٹا احمد رسول ہے ہر اس شخص کی طرف جو پتھریلی زمین سے وابستہ ہے۔ میرا گمان اس کے بارے میں یہ ہے عنقریب وہ مبعوث ہو جائے گا۔ سچ مچ جیسے دو بندے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی بہاریں دیکھی جائیں گی اور واضح طور پر اس کا ذکر عام ہوگا۔ اور قبیلہ لوی کے سارے لوگ اس کی اتباع کریں گے جوان بھی اور بوڑھے سردار بھی۔ اگر وہ روپوش ہو گیا اس وقت تک جبکہ لوگ اس کے زمانے کو پالیں بے شک میں تو اس وقت سے خوش ہوں اگر نداے خدیجہ آپ یہ سمجھ لیں کہ میں تیری سرزمین سے کشادہ سرزمین کی طرف دین کی طلب میں سفر کر لوں گا۔ (الروض الانف ۱/۱۲۷۔ البدایۃ ۳/۱۰)

باب ۵۸

ابواب مبعث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ وقت جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لکھ دیئے گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو معاذ بن ہانی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو حدیث بیان کی بدیل بن میسرہ نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی ابوالنضر فقیہ اور احمد بن محمد بن سلمہ عنزی نے ان دونوں کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو محمد بن سنان عوقی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے بدیل بن میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن شقیق سے۔ اس نے میسرۃ الفجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کب سے نبی تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا (اس وقت سے) جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور معاذ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ آپ کب سے نبی لکھے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے لکھ دیا گیا تھا کہ آدم ابھی تک روح اور جسم کے درمیان تھا (یعنی ابھی تک ان کی روح جسم سے نہیں جوڑی گئی تھی)۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث بیان کی ہے احمد بن علی آبار نے، ان کو عباس بن عثمان دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو اوزاعی نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تھا کہ نبوت آپ کے لئے کب سے ثابت ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ آدم کی تخلیق اور اس میں روح کے پھونکے جانے کے درمیان۔

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوسہل بشر بن سہل لباد نے، ان کو عبداللہ بن صالح مصری نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، سعید بن سوید نے عبدالاعلیٰ بن ہلال سے۔ اس نے عرباض بن ساریہ صاحب رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے بے شک میں اللہ کا بندہ تھا اور خاتم النبیین تھا حالانکہ میرے والد اپنے گل گارے (خمیر و گارے) میں تھے۔ میں ابھی تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا اور اسی طرح دیگر انبیاء کی مائیں بھی دیکھتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی امی نے دیکھا تھا جب انہوں نے حضور ﷺ کو جنم دیا تھا۔ ایک روشنی دیکھی تھی جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی :

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ (سورۃ الاحزاب : آیت ۴۶)

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا روشن چراغ بنایا ہے۔

باب ۵۹

حضور رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک جب آپ نبی بنائے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو حسن بن مکرم بزاز نے، ان کو رُوح بن عبادہ نے، ان کو ہشام بن حسان نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تھے چالیس سال کی عمر میں۔ آپ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے، آپ کی طرف وحی ہوتی رہی۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ آپ ہجرت کے دس سال بعد تک زندہ رہے۔ نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مطر بن فضل سے اس نے رُوح بن عبادہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم منذر نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوثابت عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن بن عوف زہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بن موسیٰ نے ابوالحویرث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالملک بن مروان سے۔ وہ کہتے ہیں قباث بن اشیم کنانی پھر لیثی سے۔ اے قباث! کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے تھے مگر ان سے زیادہ عمر والا میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عام الفیل (ہاتھیوں والے سال) پیدا ہوئے تھے۔ اور مجھے میری امی نے کھڑا کر دیا تھا ہاتھی کی لید و گوبر پر میں سال بھر کا تھا۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نبی بنے تھے ہاتھی والے سال سے چالیس سال کے آغاز پر۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق بن حنبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی تو وہ تینتالیس سال کے تھے۔ مکے میں دس سال رہے۔ اور مدینے میں دس سال۔ جب آپ فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، ان کو محمد بن ابو عدی نے داود سے اس نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پر نبوت نازل ہوئی تو اس وقت وہ چالیس سال کے تھے۔ تو ان کی نبوت کے ساتھ اسرافیل تین سال تک وابستہ کر دیئے گئے۔ وہ حضور ﷺ کو کلام اور کوئی شئ لکھاتے تھے۔ اور قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ کی نبوت کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام وابستہ کر دیئے گئے پھر آپ کی زبان پر قرآن نازل کیا گیا بیس سال تک۔ دس سال مکے میں اور دس سال مدینے میں۔ جب آپ فوت ہوئے تو تریسٹھ سال کے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۔ طبقات ابن سعد ۱/۱۹۱)

☆☆☆
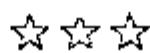
باب ۶۰

وہ مہینہ اور وہ دن جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل اور حجاج نے دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو غیلان بن جریر نے عبداللہ بن معبد زمانی سے۔ اس نے ابوقتادہ انصاری سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ ان سے کہا گیا یا رسول اللہ! پیر کے دن کا روزہ کیسا ہے۔ فرمایا کہ میں اسی میں پیدا ہوا تھا اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ (مسلم ۲/۸۱۹) مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مہدی بن میمون سے۔

رمضان میں نزول قرآن کی ابتداء .... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر قرآن کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ (سورۃ بقرۃ) رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا۔

نیز ارشاد ہے :

اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ الخ (سورۃ القدر) ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا۔

نیز ارشاد ہے :

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۔ (سورۃ الدخان)

قسم ہے بیان کرنے والی کتاب کی، ہم نے اس کو اتارا ہے برکت والی رات میں۔

نیز ارشاد ہے :

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس کتاب پر جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمائی ہے حق کرنے والے دن جس دن دو جماعتیں باہم ٹکراتی ہیں۔ یہ ٹکراؤ مقام بدر میں رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا ٹکراؤ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین بدر کے مقام پر صبح جمعہ کے دن ۱۷/رمضان ٹکرائے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۲۵۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابواسحاق سے، اس نے بشر بن حزن نصری سے، انہوں نے کہا کہ اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے حضور ﷺ کے سامنے فخر کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داود علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بکریوں کے چرواہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بھی بکریوں کے چرواہے تھے۔ میں نبی بنا کر بھیجا گیا حالانکہ میں نے اپنے خاندان کی بکریاں چرائیں محلہ جیاد میں۔

اسی طرح ہے اس روایت میں ابوداود سے۔ اور وہ تاریخ بخاری میں ہے محمود سے، اس نے ابوداود سے، اس نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے، اور میں نے سنا عبد بن حزن نصری سے اور اسی طرح کہا ہے غندر نے شعبہ سے اور کہا گیا ہے کہ نصر بن حزن نے، اور کہا گیا ہے عبیدۃ بن حزن نے۔

☆☆☆

باب ۶۱

بعثت اور نزولِ قرآن کی ابتداء

اور اس وقت حجر وشجر کے سلام کرنے کا ظہور اور ورقہ بن نوفل کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم مزکی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے۔ احمد نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اور یہ الفاظ حدیث کے ابن رافع کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے معمر نے زہری سے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں، اس کی ابتداء جس کے ساتھ رسول اللہ کی وحی کی ابتداء ہوئی تھی وہ سچے خواب تھے نیند میں۔ لہٰذا جو بھی خواب آپ دیکھتے ہیں وہ اس طرح کھل کر سامنے حقیقت بن کر آ جاتا ہے جیسے صبح کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو خلوت میں رہنا محبوب بنا دیا گیا۔ لہٰذا آپ غارِ حرا میں آ کر راتیں گزارتے تھے اور اس میں عبادت کرتے تھے۔

(لفظ تحنث استعمال ہوا ہے اس کا مطلب ہے راتوں کو عبادت کرنا کئی راتیں) اس مقصد کے لئے جاتے تھے تو کھانے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹ آتے تھے۔ پھر وہ دوبارہ آپ کے لئے حسب سابق سامان تیار کر دیتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آ گیا جبکہ آپ غارِ حرا میں بیٹھے تھے کہ اس میں آپ کے پاس فرشتہ آ گیا، اس نے آ کر کہا کہ پڑھئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرماتے ہیں کہ پھر اس فرشتے نے مجھ کو پکڑ لیا اور مجھے گلے لگا کر سخت بھینچا، یہاں تک کہ مجھے سخت گھٹن اور تکلیف پہنچی۔

قرآن کی سب سے پہلی آیت .... اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ آپ پڑھئے۔ میں نے دوبارہ وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر دبایا حتیٰ کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ آپ پڑھئے۔ میں نے وہی جواب دیا کہ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر دبایا، حتیٰ کہ مجھے شدید تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ یہ پانچ آیات فرشتے نے پڑھائیں مَالَمْ يَعْلَمْ تک۔

آپ اسی وحی کے ساتھ سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آئے حالانکہ آپ کے دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے ہی فرمایا، زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے کمبل اُڑھاؤ۔ انہوں نے آپ کو کمبل اُڑھا دیا۔ یہاں تک کہ ان سے ان کا ڈر ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا : خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ یہ کہہ کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری آپ بیتی کی خبر سُنائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو رہا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا، نہیں ہرگز نہیں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ خوش ہو جایئے۔ اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معذوروں و مجبوروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں، کمزوروں کو کھلاتے ہیں اور حق مواقع پر اعانت کرتے ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں (نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی)۔ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے تھے۔ ان کے والد کے بھتیجے تھے۔ یہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے اسلام سے قبل کے دور میں نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ یہ توراۃ کو

عبرانی زبان میں لکھتے تھے اور عربی میں بھی لکھتے تھے اور انجیل کو عربی لکھتے تھے، جس قدر اللہ چاہے۔ شیخ کبیر تھے، نابینا ہو گئے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جا کر کہا، اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سنیئے اپنے بھتیجے کی باتیں۔

چنانچہ ورقہ نے حضور ﷺ سے پوچھا: اے بھتیجے! آپ کیا دیکھا کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کو خبر دی جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ وہ ناموس ہے (صاحب سر وصاحب راز ہے) جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا۔ اے کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا، کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ جی ہاں! جو چیز آپ لے کر آ رہے ہیں جو بھی لایا اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر تیرا دور مجھے پا لیتا تو میں تیری زبردست مدد کرتا۔ اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر نہ رہے بس انتقال کر گئے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(صحیح البخاری ۹/۳۷۔ کتاب التعبیر)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ پہلی چیز جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وحی کی ابتداء ہوئی وہ رؤیا صادقہ (سچے خواب) تھے۔

فترت وحی کا زمانہ .... راوی نے حدیث ذکر کی ہے اس کے مفہوم میں اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اور وحی رُک گئی تھی، یہاں تک کہ رسول اللہ مغموم ہو گئے تھے۔ ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق جس سے بار بار آپ اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ قریب تھا کہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جاتے۔ جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے اپنے گرانے کے لئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور کہتے، اے محمد! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس بات سے آپ کا غصہ تھم جاتا اور آپ کا دل قرار پکڑ جاتا اور آپ واپس آ جاتے۔ پھر جب اگلی صبح تک وحی پھر رُک جاتی تو پھر آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے آ کر اس کی مثل بات کہا کرتے۔ (ابن حبان ۱/۱۱۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم مزکی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے۔ ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، ان کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرزاق نے جابر عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ وحی کا سلسلہ رُک جانے کی بابت بیان فرماتے تھے۔ اور آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ میں پیدل چل رہا تھا کہ یکا یک میں نے ایک آواز سنی آسمان سے۔ میں نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے وہ فرشتہ بیٹھا ہوا نظر آیا جو غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور اس کے رعب سے کانپ گیا۔ میں واپس آیا اور آ کر کہا کہ مجھے کمبل اُڑھا دو، مجھے کمبل اُڑھا دو۔ انہوں نے مجھے کپڑے اُڑھا دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ (سورۃ مدثر: آیت ۱۔۵)

اے کپڑے اوڑھنے والے پیغمبر! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دور رہئے۔

یہ حکم نماز سے فرض ہونے سے قبل کا ہے۔ اس مذکور سے مراد اوثان روایت ہیں۔ (فتح الباری ۸/۶۷۸)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے یہ کہ محمد بن نعمان بن بشیر انصاری نے، وہ دمشق میں رہتے تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی یہ کہ فرشتہ آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور کہا کہ آپ پڑھیئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس سے دوبارہ کہا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے اس بات کا اعادہ کیا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر مجھ سے کہا، پڑھیئے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ہے انسان کو خون کی پھٹکی سے۔

کہا محمد بن نعمان نے اس بات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں اس سے عروہ بن زبیر نے کہا، وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ زوجہ رسول رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آ گئے تھے۔ آپ کی دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے کمبل اُڑھادو۔ چنانچہ کمبل اُڑھادیئے گئے۔ جب ان سے وہ کیفیت نکل گئی، انہوں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو خوش ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے۔ آپ سچی بات کرتے ہیں، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمارے ساتھ چلئے۔

ورقہ بن نوفل کا مدد کرنے کا وعدہ .... چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے نصرانیت اختیار کر رکھی تھی، نابینا تھے۔ وہ انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے آپ سنئے اپنے بھتیجے سے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے پوچھا، آپ کیا دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور ورقہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یہ وہ ناموس ہے جس کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا تھا۔ اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا، وہ مجھے واقعی نکال دیں گے؟ اس نے بتایا کہ جو بھی آدمی وہ چیز لایا جو آپ لائے ہیں اس کے ساتھ عداوت کی گئی۔ اور اگر تیرے ایام نے مجھے پالیا تو میں تیری قوی مدد کروں گا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۶۸)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ انہوں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس کے بعد وحی مجھ سے رُک گئی۔ میں پیدل چل رہا تھا اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا وہی آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ چنانچہ اس سے ڈر کر میں زمین پر جھک گیا۔ پھر میں اپنے گھر میں آیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے کپڑے اُڑھاؤ، مجھے کپڑے اُڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ (سورۃ مدثر : آیت ۱-۵)

اے کپڑے اوڑھنے والے پیغمبر! اُٹھیئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دور رہئے۔

ابوسلمہ کہتے ہیں رُجز بت ہیں، اس کے بعد وحی آئی اور مسلسل شروع ہو گئی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مگر اس نے محمد بن نعمان کا قول ذکر نہیں کیا اور اس نے حدیث عروہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا اضافہ کیا ہے جس کو ہم نے روایت کیا ہے معمر سے، اس نے زہری سے اور اس کے آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ورقہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرے بلکہ فوت ہو گئے اور وحی بند ہو گئی۔ پھر حدیث ذکر کی ابوسلمہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اور اس کے آخر میں فرمایا کہ پھر وحی شروع ہو گئی اور مسلسل ہو گئی اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے عبدالملک بن شعیب بن لیث سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ان کے دادا سے۔ (مسلم ۱/۱۴۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو ابومحمد قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تعمیر کعبہ سے پندرہ برس سال۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی اسی کے مثل سعید بن مسیب سے ہمیں جو خبر پہنچی ہے یہ کہ پہلی چیز جو حضور ﷺ نے دیکھی تھی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو خواب دکھایا تھا نیند میں، جو کہ آپ کے اُوپر سخت مشکل گزرا۔ لہٰذا آپ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد سے ذکر کیا۔ پس اللہ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی تکذیب کرنے سے محفوظ رکھا اور اسے حضور ﷺ کی تصدیق کرنے کے لئے شرح صدر عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے یوں کہا، آپ خوش ہو جائیے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پھر آپ اس کے ہاں سے چلے گئے۔

پھر اس کی طرف واپس لوٹ کر آئے اور ان کو آپ نے خبر دی کہ آپ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے، اس کے بعد اسے دھویا گیا اور صاف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد واپس ایسے کر دیا گیا ہے جیسے کہ وہ پہلے تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کی قسم اس میں خیر ہے آپ خوش ہو جائیے۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے ظاہر ہوئے تھے جس وقت آپ بالائی مکے کی طرف تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو ایک ٹھکانے پر بٹھایا عزت کے ساتھ عمدہ جگہ۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے مجھے ایک ایسے بچھونے پر بٹھایا جو کہ خوبصورت قالین کی مثل تھا۔ اس میں یاقوت اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اللہ کا رسول بننے کی بشارت دی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مطمئن ہوگئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیسے پڑھوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پڑھئے :

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۔ اَلَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۔ (سورۃ العلق : آیت ۱۔۵)

اور کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ نازل ہوئی سورۃ مدثر کا اول حصہ آپ کے اُوپر۔ واللہ اعلم (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۳)

ابن شہاب کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی نماز کے فرض ہونے سے قبل۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ربّ کی رسالت کو قبول کیا اس کتاب کی اتباع کی جو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس لے کر آئے تھے اللہ کی طرف سے جب انہوں نے اس چیز کو قبول کر لیا جو ساتھ جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے لائے تھے تو آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ جس درخت یا پتھر کے ساتھ گزرتے تھے وہ ان کو سلام کرتا تھا۔ چنانچہ آپ خوشی خوشی گھر واپس آئے یقین کے ساتھ کہ انہوں نے ایک امر عظیم دیکھا ہے۔

جب سیدہ خدیجہ کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں جو بتایا کرتا تھا کہ میں کسی کو خواب میں دیکھتا ہوں وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ وہ میرے سامنے آگئے ہیں۔ میرے رب نے اس کو میری طرف بھیج دیا ہے۔ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وہ ساری بات بتائی جو وہ لے کر آپ کے پاس آئے تھے۔ اور وہ بھی اسے بتایا جو آپ نے سُنا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے گا۔ آپ اس حق کو قبول کر لیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے اللہ کی طرف سے۔ وہ حق ہے اور آپ خوش ہو جائیے، آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے غلام کے پاس گئیں۔ وہ نصرانی تھا، اہل نینوی میں سے تھا۔ اس کا نام عداس تھا۔ اس سے جا کر پوچھا کہ اے عداس! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتی ہوں، کیا آپ مجھے بتلائیں گے کہ تیرے پاس جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں کوئی علم ہے۔ عداس نے کہا، قدوس ہے، قدوس ہے۔ کیا بات ہے جبرائیل کا ذکر اس سرزمین پر ہو رہا ہے جس کے رہنے والے بت پرست ہیں۔ سیدہ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں مجھے اپنی معلومات بتائیے۔ بے شک وہ اللہ کا امین ہے، اللہ کے اور بندوں کے درمیان وموسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہے۔ چنانچہ عداس سے واپس ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ورقہ بن نوفل بتوں کی عبادت کو ناپسند کرتا تھا وہ بھی

اور زید بن عمرو بن نفیل بھی۔ اور زید بن عمرو تو ہر اس شی کو حرام سمجھتے تھے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا۔ مثلاً خون اور آستانوں پر کی جانے والی ذبیحہ اور چڑھاوے اور دور جاہلیت کے سارے ظلم اور زیادتیاں۔

زید اور ورقہ دونوں علم کی تلاش میں شام کے ملک جا پہنچے تھے .... یہودیوں نے ان دونوں کے سامنے اپنا دین پیش کیا تھا مگر ان دونوں نے اس کو ناپسند کیا تھا۔ پھر دونوں نے نصرانیت کے عالموں سے پوچھا تھا۔ لہٰذا ورقہ نے نصرانیت اختیار کر لی تھی اور زید بن عمرو نے تو یہودیت کی طرح عیسائیت کو بھی ناپسند کیا تھا۔ چنانچہ اس کو رہبانوں ہی میں کسی راہب نے بتایا تھا کہ آپ جس دین کی تلاش میں ہیں وہ اس وقت دھرتی پر نہیں ہے۔ زید نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسا دین ہے؟ کسی کہنے والے نے کہا کہ وہ سیدھا دین ہے ابراہیم خلیل الرحمٰن۔ زید نے پوچھا کہ وہ دین کیسا تھا؟ اس نے بتایا کہ وہ مسلم حنیف تھے۔ تمام ادیان سے ایک طرف۔

جب ان کے سامنے دین ابراہیم بیان کیا گیا تو زید نے کہا تھا کہ میں دین ابراہیم پر ہوں اور میں کعبے کی طرف سجدہ کروں گا جس کو ابراہیم نے بنایا تھا۔ چنانچہ وہ جاہلیت میں ہی کعبے کی طرف سجدہ کرتا تھا۔ جب اس کے لئے ہدایت واضح ہوگئی تو زید نے کہا تھا :

اسلمت وجھی لمن اسلمت ۔ لہ المزن یحملن عذبًا زلا لا

میں نے اپنا چہرہ اس ذات کے لئے جھکا دیا ہے جس کے لئے بادل تابع فرمان میں جو صاف اور میٹھے پانی کو اٹھاتے ہیں۔

اس کے بعد زید بن عمرو فوت ہو گیا تھا اور ورقہ اس کے بعد بھی موجود تھا جیسے گمان کرتے ہیں کہ دو سال تک۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو پر روتے ہوئے مرثیہ کہا تھا :

رشدت وانعمت ابن عمرو وانما ۔ تجنبت تنورًا من النار حامیا

بدینک ربًا لیس ربّ کمثلہ ۔ وترکک حنان الجبال کماھیا

تقول اذا جاوزت ارضا مخوفہ ۔ باسم الا لہ بالعداۃ وساریا

تقول اذا صلیت فی کل مسجد ۔ حنانیک لا تظھر علی الاعادیا

تو ہدایت پا گیا اور انعام پا گیا ہے اے زید بن عمرو! در حقیقت آگ کے گرم تندور (جہنم) سے تو بچ گیا ہے۔ بسبب رب کا دین اختیار کرنے کے۔ وہ رب جس کی مثال کوئی نہیں ہے اور بسبب تیرے۔ تم کہتے جب خوف ناک زمین سے گزرتے الہٰ اور مشکل کشا کے نام کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور صبح سفر کرتے ہوئے۔ اور آپ جب کسی بھی عبادت کی جگہ نماز ادا کرتے تو دعا کرتے تھے کہ اے معبود مشکل کشا مجھ پر میرے دشمنوں کو غالب نہ کرنا۔

جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے سامنے وصف بیان کی محمد علیہ السلام کی شان کی۔ جب اس کے پاس آپ آئیں تھیں اور اس کا ذکر کیا جو جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا تو ورقہ نے اس سے کہا تھا، اے میری بھتیجی میں نہیں جانتا کہ آپ کے شوہر ہی نبی ہوں اہل کتاب جس کا انتظار کر رہے ہیں جس کو وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر یہ وہی ہوئے پھر اس کی دعوت غالب ہوگی اور میں زندہ ہوا تو میں اللہ کے رسول کی اطاعت میں اور اس کی تائید میں اور صبر و نصرت میں ضرور کوشش کروں گا مگر اس کے بعد ورقہ فوت ہو گئے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۳-۱۴)

تحقیق لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اس قصے کو اسی مذکور کی مثل اور اس میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے، پس جبرائیل علیہ السلام نے پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا تھا۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور محمد ﷺ اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اس نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں سمیت اور اپنے سر کا مسح کیا اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پیر دھوئے۔ اس کے بعد اپنی شرم گاہ کی جگہ چھینٹے دیئے اور اس نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دو سجدے کئے یا دو رکعتیں پڑھیں، پھر محمد ﷺ نے ویسے کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے اور حسان بن عبداللہ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اور مکمل قصہ ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبد اللہ حافظ نے ابوجعفر بغدادی سے، اس نے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے مگر بے شک اس نے ورقہ کے شعروں میں سے صرف پہلے دو شعر ذکر کیے ہیں اور وہ بھی ذکر نہیں کیا جو زہری نے سیدہ خدیجہ کے اسلام کے بارے میں ذکر کیا ہے اور وہ جو اس میں ذکر ہوا ہے حضور ﷺ کے پیٹ چاک کرنے کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ان سے حکایت ہو اس لئے کہ یہ ان کے بچپن میں ہوا تھا۔ اور احتمال ہے کہ ایک بار اور شرح صدر کیا گیا ہو پھر تیسری بار اس وقت جب آپ آسمانوں پر معراج کے لئے لے جائے گئے تھے۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبدالملک بن عبداللہ بن ابوسفیان بن علاء بن جاریہ ثقفی نے۔ یہ بعض اہل علم سے، بہت حدیث حفظ کرنے والے تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے جب عزت بخشنے کا ارادہ کیا تو اس کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپ کو سلام کرتا اور آپ سلام کو سن لیتے، پلٹ کر جب آپ اس کو دیکھتے تو پیچھے اور دائیں بائیں آپ کو کوئی بھی نظر نہ آتا۔ محض درخت ہی نظر آتا یا آپ کے ارد گرد پتھر ہوتے تھے۔ یہ سلام سلام نبوت ہو گیا تھا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۵۲۔۲۵۳)

حضور ہر سال ایک ماہ غار حرا کی طرف نکل جاتے تھے .... اور اس میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں قریش کا طریقہ عبادت یہ تھا کہ جو بھی مسکین آتا اس کو کھانا کھلایا جاتا، جب وہ واپس لوٹتے اس کی مجاورت سے اور اپنی حاجت پوری کرنے سے تو وہ اپنے گھر میں جانے سے قبل کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مہینہ آیا اللہ نے جس سال میں آپ کو رسالت سے سرفراز کرنا تھا یہ ماہ رمضان تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حسب معمول گھر سے نکلے، حرا میں رہنے کے لئے آپ اس مرتبہ اپنے اہل کے ساتھ نکلے تھے۔ پھر وہ رات بھی آ گئی جس رات اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ عزت بخشی اور بندوں کو اس کے ساتھ رحم فرمایا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا، پڑھئے۔ میں نے پوچھا کہ میں کیا پڑھوں؟ چنانچہ اس نے مجھے پکڑ کر سخت بھینچا یا نچوڑا اس قدر کہ میں نے سمجھا کہ وہ موت ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھئے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں؟ پھر اس نے دوبارہ مجھے دبایا پہلے کی طرح۔ پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھئے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں۔ میں نے نہ کہی یہ بات مگر بطور التجا اور دو گوشی کرنے کے اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ پھر نہ مجھے دبائے جیسے پہلے دبایا تھا۔ اب اس نے کہا، پڑھئے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۔ (سورۃ العلق : آیت ۱۔۵)

پھر وہ ویسا کرنے سے رک گئے اور وہ مجھ سے ہٹ کر چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بڑبڑا کر گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے بعد گویا کہ میرے دل میں کسی کتاب یا تحریر کی تصویر بنا دی گئی اور اس کے بعد اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک بھی میری طرف مبغوض اور ناپسندیدہ نہ رہا۔ کسی شاعر یا مجنون سے۔ میں ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تھا (مطلب یہ ہے کہ مجھے ان لوگوں سے نفرت ہو گئی)۔ میں نے کہا دل میں کہ میں شاعر یا مجنون سے دور دور رہوں گا۔ پھر میں نے سوچا کہ قریش میرے بارے میں ہمیشہ یہ بات بیان نہیں کریں۔ لہٰذا میں کسی پہاڑ کی چٹان پر چڑھ جاؤں اور اپنے آپ کو اوپر سے گرا دوں گا اور میں ضرور خود کو قتل کر کے اس بات سے چھٹکارا پا لوں گا۔

چنانچہ میں اسی ارادے سے نکلا۔ اس ارادے کے سوا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی منادی کرنے والا منادی کر رہا ہے آسمان سے۔ وہ کہہ رہا ہے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ چنانچہ میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ جبرائیل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں دونوں قدموں کو ملائے آسمان کے کنارے پر سامنے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں، اے محمد! آپ رسول اللہ ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ میں اوپر کو اسی طرف دیکھنے لگ گیا۔

چنانچہ اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اور ویسا کرنے سے مصروف کر دیا۔ چنانچہ میں رک گیا اور مجھ میں اس وقت یہ قدرت نہ رہی کہ میں وہاں سے ایک قدم بھی ہل سکوں، نہ آگے نہ پیچھے اور نہ ہی میں آسمان کے افق سے اپنے چہرے کو پھیر سکتا تھا۔ ہاں بس اسی کو میں دیکھتا رہ گیا، اسی افق پر اور وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ نہ میں آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے۔ حتیٰ کہ خدیجہ نے میری تلاش میں نمائندے بھیج دیئے۔ یہاں تک کہ وہ مکے میں پھیل گئے اور واپس بھی آ گئے۔ مگر میں اسی حالت پر کھڑا رہ گیا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ دن ڈھل جاتا پھر وہ مجھ سے واپس چلے گئے۔ میں بھی لوٹ کر واپس اپنے گھر آ گیا۔

میں خدیجہ کے پاس آیا۔ میں اس کے پہلو کے ساتھ مل کر بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگی، اے ابوالقاسم! آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں نے تو آپ کی تلاش میں اپنے نمائندے بھیج دیئے تھے، وہ مکہ گھوم کر آ گئے۔ میں نے اسے بتایا کہ دوری ہے شاعر یا مجنون کے لئے۔ کہنے لگی، میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اس سے اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی رسوائی نہ کریں گے۔ اس حالت کے ہوتے ہوئے جو میں جانتی ہوں۔ آپ کی بات کرنے سچ گوئی، عظیم آپ کی امانت داری، آپ کا حسن اخلاق، آپ کی صلہ رحمی، یہ کیا کیفیت ہو رہی ہے آپ کی؟ شاید آپ نے کوئی چیز دیکھی ہے یا کوئی بات سنی ہے؟ چنانچہ میں نے اسے وہ پوری خبر بتا دی۔ وہ کہنے لگی، آپ خوش ہو جایئے، اے چچا زاد اور اس پر پکے رہیئے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ پھر وہ اٹھی اور اپنے کپڑے سمیٹے پھر ورقہ بن نوفل کے پاس چلی گئی۔ وہ اس کے چچا کے بیٹے تھے۔ تحقیق اس نے کتاب پڑھ رکھی تھی اور نصرانیت اختیار کر لی تھی اور توراۃ وانجیل سن رکھی تھی۔

سیدہ خدیجہ نے جا کر اس کو یہ خبر سنائی اور پورا واقعہ بتایا جو رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ کو بتایا تھا کہ انہوں نے یہ دیکھا ہے اور یہ سنا ہے۔ ورقہ بن نوفل نے سنتے ہی کہا قدوس، قدوس۔ پاک ہے انتہائی پاکیزہ ہے۔ قسم ہے جس کے قبضہ میں ورقہ کی جان ہے۔ البتہ اگر تم نے مجھ سے سچ سچ کہا ہے، اے خدیجہ! تو بے شک وہ اس امت کا نبی ہے اور بے شک اس کے پاس وہ ناموسِ اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ خدیجہ آپ اسے کہیے کہ وہ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئیں۔ اور ان کو آکر خبر دی جو بات ورقہ نے ان سے کہی تھی۔ لہٰذا اس عمل نے حضور ﷺ پر اس کیفیت کو آسان کر دیا جو آپ کو فکر لاحق ہوگئی تھی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے سے۔

جب غار حراء کا عمل مکمل ہو گیا .... جب رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں رہنے کا عمل پورا کر لیا تو حسب معمول آپ نے طواف کعبہ کیا اور ان کو طواف کرتے ہوئے ورقہ بن نوفل ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بھتیجے! مجھے اس واقعہ کی خبر دیجئے جو آپ نے دیکھا تھا اور سنا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو وہ پوری بات بتا دی۔ ورقہ نے ان سے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ تیرے پاس ناموس اکبر آتا ہے (ناموس صاحب ستر خیر کو کہتے ہیں اور جاسوس صاحب ستر شر کو کہتے ہیں۔ مترجم)۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور آپ اس امت کے نبی ہیں اور البتہ ضرور آپ ایذا پہنچائے جائیں گے۔ اور آپ ضرور جھٹلائے جائیں گے اور ضرور آپ سے قتال کیا جائے گا اور ضرور آپ کی مدد کی جائے گی۔ اور البتہ اگر میں نے آپ کو پالیا اس حالت میں تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا جس کو اللہ دیکھ لے گا۔ اس کے بعد ورقہ نے اپنا سر حضور ﷺ کی طرف جھکا دیا اور حضور ﷺ کے سر کی چوٹی پر بوسہ دیا، پھر حضور اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ نے ورقہ کے قول سے حضور ﷺ کی ثابت قدمی کو اور زیادہ کر دیا اور آپ کے فکر و غم کو کم کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۵۴۔۲۵۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبد نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے یونس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں سیدہ خدیجہ کی خبر سن کر شعر کہے تھے۔ سیرت نگاروں کے زعم کے مطابق جو کہ کچھ اس طرح تھے:

فـان يك حقًا يا خديجه فا علمي   حـديثك ايـانـا فـأحمد مرسل

وجبـرائيـل ياتيه وميكائيل معهما   مـن اللّٰه وحي يشرح الصدر منزل

يـفـوز بـه مـن فـاز فيهـا بتوبـه   ويشـقى به العاتي الغوى المضلل

فـريـقـان مـنهـم فـرقة في جنانـه   واخـرى بـاِحـوان الـجحيم تغلل

اذا مـا دعـوا بـالويل فيها تتابعت   مـقـامـع فـى هـامـاتهـا ثم تشعل

فسبـحـان من تهوى الرياح بامره   ومـن هـو فـى الايام ما شاء يفعل

ومـن عرشه فوق السمٰوات كلها   واقـضـاؤه فـى خـلـقـه لا تبدل

اے خدیجہ! اگر آپ کی اطلاع درست ہے تو یقین کیجئے کہ احمد اللہ کا رسول بن گیا ہے۔ اور اس کے پاس جبرائیل ومیکائیل ساتھ آتے ہیں اللہ کی طرف سے۔ وحی ہے جس کی تنزیل سینہ کو کھول دیتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ کامیاب ہوتا ہے جو توبہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور شقی اور محروم ہوتا ہے اس سے جو سرکش بھٹکا ہوا گمراہ ہوتا ہے۔ لوگ اس وحی کے بعد دو حصوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں ایک طبقہ جنت کے باغات میں ہوگا۔ اور دوسرا اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ جہنم کے طوق میں ہوگا۔ جب وہ ہلاکت کی طرف بُلائے جائیں گے اس میں مسلسل ہتھوڑے برسائے جائیں گے۔ ان کی کھوپڑیوں پر۔ اس کے بعد وہ شعلوں کی نذر ہو جائیں گے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے حکم کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور وہ ذات زمانوں میں (ایام میں) جو چاہے تصرف کرتا ہے۔ اور اس کے عرش سے لے کر تمام آسمانوں میں اور اس کی تمام مخلوقات میں اس کے فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔

ورقہ بن نوفل کا کلام :

يـا لـلرجال وصرف الدهر والقدر   ومـا لشـىء قضـاه اللّٰه من غير

حتـى خـديـجة تدعونى لاخبرها   ومـا لهـا بـخـفـى الغيب من خبر

جـاء ت لتسـالـنيـى عنه لاخبرها   امـرًا اراه سيـاتـى الـنـاس من اخر

فـخبـرتـنـى بـامـر قد سمعت بـه   فيما مضى من قديم الدهر والعصر

بـان احـمـد يـاتيـه فيـخبـره   جبـرائيـل انك مبعوث الى البشر

فـقـلـت عـل الذى ترجين ينجزه   لك الا لـه فـرجـى الخير والنظرى

وارسـليـه الينـا كـى نسـائلـه   عـن امـره ما يرى فى النوم والسهر

فـقـال حيـن اتـانـا مـنطقا عجبا   يـقف مـنـه اعـالـى الـجلد والشعر

انـى رايـت اميـن اللّٰه واجهـنـى   فى صورة اكملت من اهيب الصور

ثـم استمـر فكاد الخوف يذعرنى   مـمـا يسـلـم من حولى من الشجر

فـقـلـت ظنى وما ادرى ايصدقنى   ان سـوف تبـعـث تتلو منزل السور

وسوف انبيك ان اعلنت دعوتهم   مـن الـجـهـاد بلا من ولا كـدر

گردش زمانہ گواہ ہے، اللہ نے جوشی لوگوں کے لئے فیصلہ فرمادی ہے اس کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔ یہاں تک کہ وہ بات بھی خدیجہ نے جس کے لئے مجھے پکارا ہے کہ میں اسے خبر دوں، کیونکہ اس کو پوشیدہ غیب کی بات کی کوئی خبر نہیں ہے۔ وہ میرے پاس اس لئے آئی ہے کہ اس کو اس ایک مرد کے بارے میں خبر دوں جو وہ

دکھایا گیا ہے۔عنقریب لوگوں کے پاس۔اس کے علاوہ بھی اس سے خبریں آئیں گی۔چنانچہ خدیجہ نے مجھے اس امر کے بارے میں بتادیا جو اس نے سُنا ہے۔ پہلے بھی اور اب بھی۔ بایں صورت کہ احمد اس کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اس کو بتلا دیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں (بھیجے گئے ہیں)۔ میں نے جواب دیا ہے اس کو کہ جس بات کی تم امید کرتی ہو ان پر وہ تیرے لئے معبود برحق پوری کرے گا (یعنی رسول وہی بنایا جائے گا)۔لہٰذا اس چیز کی امید رکھیں اور انتظار کریں۔اور ان کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے خود پوچھیں اس امر کے بارے میں جو کچھ وہ جس سے جلد پر پھریری آتی ہے اور رُونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔کہ بے شک میں نے اللہ کے امانت دار کو دیکھا ہے جو میرے سامنے آگئے تھے ایک کامل صورت کے ساتھ جو بارعب اور پُروقار صورت وشکل تھی۔اس کے بعد وہ دائمی طور پر ٹھہرے رہ گئے تو عین ممکن ہے کہ ان کا خوف اور رعب مجھے ہلاک کرڈالتا۔ خصوصاً اس وقت جب میرے اردگرد کے درخت سلام کہتے۔تو میں نے بتایا ہے کہ میرا خیال ہے کہ عنقریب یہ مبعوث ہوجائیں گے اور آسمان سے اُترنے والی سورتوں کی تلاوت کریں گے۔حالانکہ مجھے یہ تک بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے وہ سچ ہے۔اور عنقریب میں آپ کو خبر دوں گا اگر ان کی دعوت واضح ہوگئی جہاد سے بغیر کسی احسان کے اور بغیر کسی ابہام کے۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰-۱۱)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے،ان کو ابوالعباس نے،ان کو احمد نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے،ان کو اسماعیل بن ابوحکیم مولیٰ زبیر نے کہ ان کو حدیث بیان کی سیدہ بنت خویلد سے کہ وہ فرماتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اس میں جو اس نے ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اس بارے میں جس میں اللہ نے ان کو عزت بخشی تھی نبوت کی۔انہوں نے کہا تھا،اے میرے چچازاد آپ ایسا کرسکتے ہیں کہ جب وہ تیرے ساتھی جو آپ کے پاس آتے ہیں،جب آئیں تو آپ مجھے بھی خبر دیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کرسکتا ہوں۔اس نے کہا کہ جب وہ آئے تو مجھے بتلانا۔

جبرائیل ہونے کی تصدیق .... ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک جبرائیل امین آگئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے خدیجہ!یہ آگئے جبرائیل۔وہ بولی کیا آپ انہیں اس وقت دیکھ رہے ہیں؟فرمایا،جی ہاں!دیکھ رہا ہوں۔وہ بولی کہ آپ میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔حضور ﷺ ہٹ کر دائیں سے بیٹھ گئے۔خدیجہ نے پوچھا کہ اب بھی آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟فرمایا، جی ہاں دیکھ رہا ہوں۔پھر وہ بولی کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا،کیا اب بھی وہ آپ کو نظر آرہے ہیں؟ فرمایا کہ بالکل آرہے ہیں۔پھر خدیجہ نے اپنے سر سے کپڑا ہٹالیا اور دوپٹہ اُتار کر رکھ دیا۔حالانکہ حضور ﷺ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب آپ کو وہ نظر آرہے ہیں؟حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں،اب وہ چلے گئے۔خدیجہ نے کہا کہ نہیں یہ شیطان نہیں ہے۔ بے شک یہ فرشتہ ہے۔اے میرے چچازاد آپ ثابت قدم رہئے اور خوش ہوجایئے۔اس کے بعد وہ خود حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئی اور اس نے اس امر کی گواہی دے دی کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا۔تحقیق فاطمہ بنت حسین نے سُنی تھی کہ وہ یہ حدیث بیان کرتی تھی سیدہ خدیجہ سے مگر میں نے یہ سُنا تھا کہ وہ کہتی تھی کہ خدیجہ نے حضور ﷺ کو اپنے اور اپنی اوڑھنی کے اندر کرلیا تھا۔تو اس وقت جبرائیل امین چلے گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا کام تھا جو سیدہ خدیجہ اس لئے کررہی تھی کہ اپنے دین کی احتیاط اور تصدیق کے لئے معاملے کی چھان بین پھٹک کرنا چاہتی تھی۔جہاں تک نبی کریم ﷺ کا تعلق ہے آپ تو جبرائیل امین کی بات پر یقین کرچکے تھے۔جو کچھ اس نے آپ سے کہا تھا اور ان آیات پر ہی جو اس نے آپ کو دکھائی تھیں۔جن میں ہم بار بار ذکر کرچکے ہیں اور اس امر پر بھی یقین کرچکے تھے جو آپ کو درخت اور پتھر سلام کرتے تھے اور آپ کے بُلانے پر درخت چلے آتے تھے۔یہ سب کچھ اس کے بعد ہورہا تھا جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی تھی اور حضور ﷺ نے ان لوگوں کی شکایت جبرائیل علیہ السلام سے کردی تھی۔حضور ﷺ نے یہ ارادہ آپ کے دل کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا۔(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۷۲-۱۷۴)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے بطور املاء۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوبکیر نے،کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طہمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اس پتھر کو آج میں جانتا ہوں مکہ میں جو مجھ پر سلام کہتا تھا۔ میری بعثت سے قبل۔ بے شک میں اس کو اس وقت بھی پہچانتا ہوں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحییٰ بن ابوبکیر سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوداود طیالسی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداود نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن معاذ نے سماک بن حرب سے۔ اس نے جابر بن سمرہ ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مکہ میں ایک پتھر ہے وہ مجھ پر سلام کرتا تھا (یعنی سلامتی کی دعا دیتا تھا)۔ ان راتوں میں جن میں میری بعثت ہوئی۔ بے شک میں اس کو پہچان لیتا ہوں جب اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

(۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواحمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن موسیٰ مرورودی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن یعقوب نے، ان کو ولید بن ابوثور نے سُدی سے، اس نے عباد بن عبداللہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے میں تھے۔ حضور ﷺ مکے کے بعض نواح میں نکل گئے۔ لہٰذا جو بھی درخت یا پہاڑ حضور ﷺ کے سامنے آیا اس نے ان سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابومحمد جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو یونس بن عنبسہ نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے وہ سُدی ہیں، انہوں نے عباد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت علی ؓ سے، وہ فرماتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے اپنے آپ کو کہ میں اس کے ساتھ گیا یعنی نبی کریم ﷺ کے ساتھ وادی میں بس نہ گزرے آپ نہ کسی پتھر کے ساتھ نہ کسی درخت کے ساتھ مگر اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! اور میں نے سُن رہا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۲/۳)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے اسفرائنی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوسفیان نے، ان کو انس بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ مکہ سے باہر تھے اور اہل مکہ نے اس دن حضور کو (مار مار کر) خون سے رنگین کر دیا تھا (خون وخون کر دیا تھا)۔ جبرائیل امین نے پوچھا آپ کو یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا قَدْ خَضَبَهُ اَهْلُ مَكَّة بِالدِّمَاءِ خَضَبَنِيْ هٰؤُلَاءِ بِالدِّمَاءِ۔ ان لوگوں نے مجھے خون خون کر دیا ہے اور انہوں نے ایسے کیا ہے اور ایسے کیا ہے۔

جبرائیل نے پوچھا کیا آپ چا۔ ہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی اور کوئی معجزہ دکھاؤں؟ حضور ﷺ نے فرما: جی ہاں! جبرائیل نے کہا آپ اُس درخت کو اپنے پاس بُلائیے۔ چنانچہ رسول اللہ نے اُس کو بُلایا۔ چنانچہ وہ درخت زمین پر لکیریں ڈالتا ہوا یا زمین چیرتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جبرائیل نے فرمایا کہ اب آپ اس درخت کو کہئے کہ وہ واپس چلا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اِرْجِعِيْ اِلٰى مَكَانِكَ واپس اپنی جگہ چلے جائیے۔ لہٰذا وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل سے کہا حَسْبِيْ مجھے یہ بات کافی ہے (یعنی میرا دل مطمئن ہے)۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۹)

☆☆☆

باب ۶۲

قرآن میں سے نازل ہونے والی پہلی سورت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود علوی نے، اُن کو ابو حامد بن شرقی نے بطور املاء کے، ان کو عبدالرحمن بن بشر بن حکم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں بے شک پہلی چیز جو نازل ہوئی قرآن سے وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔ (الدرالمنثور ۶/۳۶۸)

یہ اسناد صحیح ہے اور اس کا مفہوم گزر چکا ہے۔ اس روایت میں جو مروی ہے معمر سے اور عقیل سے اور اسی طرح زہری سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے زہری سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید یعنی ابن مزید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو خبر دی اوزاعی نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے کہ قرآن کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ؟

انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں مہینہ بھر غار حرا میں عبادت کرتا رہا، میں نے جب وہاں پر قیام پورا کر لیا اور میں نیچے وادی میں اُتر آیا پھر مجھے آواز لگائی گئی۔ چنانچہ میں نے نظر اُٹھا کر اپنے سامنے دیکھا اور پیچھے دیکھا اور دائیں بائیں دیکھا، مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو یکا یک وہ ہوا میں تخت بچھائے ہوئے بیٹھا تھا۔ لہٰذا مجھے خوف اور وحشت نے پکڑ لیا۔ میں خدیجہ کے پاس آیا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے کپڑے اُڑھا دو۔

اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :

یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اس کو مسلم نقل کیا صحیح میں اوزاعی کی حدیث سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث علی بن مبارک سے، اس نے یحییٰ بن ابو کثیر سے۔ اور تحقیق زہری کی روایت میں گزر چکا ہے ابوسلمہ سے اس نے جابر سے کہ یا ایھا المدثر کا نزول وحی کے سلسلہ کے رک جانے کے بعد تھا۔ اور اس میں اس پر دلالت ہے کہ اس کا نزول اقرا باسم ربك کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو سہل بشر بن احمد بن محمد مہرجانی نے اپنی اصل کتاب سے، ان کو داؤد بن حسین بن ازدن بن عقیل نے وہ خسرو گردی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ الملک بن شعیب بن لیث بن سعید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کے دادا سے، ان کو خبر دی عُقیل بن خالد نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے کہ اس نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وحی رُک گئی تھی مجھ سے۔ بس میں پیدل چل رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا۔ یاد دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان کے افق پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے خوف کی وجہ سے میں کھنچ گیا اور میں زمین پر بیٹھ گیا، پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے کمبل اُڑھادو، مجھے چادر اُڑھادو۔ لہٰذا انہوں نے مجھے چادر اُڑھادی۔

پھر اللہ نے ایک آیت اُتاری :

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھ کھڑے ہو جائیے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور کپڑے پاک رکھئے اور بتوں سے دور رہئے۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ رجز سے مراد بُت ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبدالملک بن شعیب سے اور بخاری نے روایت کیا ہے ابن بکیر سے، اس نے لیث سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید ابن شہاب زہری سے اور اس میں اس کا بیان ہے جو کچھ ہم کہہ چکے ہیں۔ اور ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے پھر محمد بن عمر سے کہ پہلی سورۃ جو نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربك ہے۔ (الدر المنثور ۶/ ۳۶۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے کہ اس سے سنا تھا اپنے بعض علماء سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی چیز جو اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کی تھی وہ اقرأ باسم ربك الذى خلق ۔ خلق الانسان من علق سے مالم يعلم تک تھی۔ ان علماء نے کہا کہ اس سورۃ کا اول حصہ جو رسول اللہ ﷺ پر غار حرا والے دن نازل ہوا تھا، پھر اس کا آخر اس کے بعد نازل ہوا، جب اللہ نے چاہا۔

بہر حال وہ حدیث جس کی خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے اپنے والد سے، اس نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں جب اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں ایک آواز سنتا ہوں اور اللہ کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بڑا خطرہ نہ ہو جائے۔ اس نے کہا، اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ایسے کریں گے۔ پس قسم ہے اللہ کی، بے شک آپ امانتیں صاحب امانت کو ادا کر دیا کرتے ہیں (گویا کہ آپ امین ہیں)۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ بات سچی کرتے ہیں۔

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نہیں تھے پھر خدیجہ نے حضور ﷺ کی بات ان کو بتائی اور بولی، اے عتیق آپ جائیے محمد ﷺ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ جب گھر میں آئے تو ابوبکر نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ میرے ساتھ چلئے ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خدیجہ نے۔ لہٰذا دونوں چلے گئے جا کر دونوں نے ورقہ کو واقعہ بتایا۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ جب میں اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں اپنے پیچھے ایک آواز سنتا ہوں، یا محمد، یا محمد زمین پر بھاگتے ہوئے چل۔ پس فرمایا کہ ایسا نہ کر۔ جب تیرے پاس آجائے تو ٹکے رہنے یہاں تک کہ آپ سن لیں جو کچھ وہ کہے۔ اس کے بعد میرے پاس آنا اور مجھے خبر دینا۔

پھر جب آپ اکیلے ہوئے تو آپ کو آواز لگی، اے محمد کہیے بسم الله الرحمن الرحيم ۔ الحمد لله رب العالمين یہاں تک کہ ولا الضالين تک پہنچے اور کہا کہیے لا اله الا الله ۔ پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ ان کو جا کے یہ چیز بتائی (کہ آواز دینے والے نے سورۃ فاتحہ

پڑھنے کا کہا ہے)۔لہٰذا ورقہ نے بتایا آپ خوش ہو جائیے، پھر خوش ہو جائیے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ اور بے شک آپ موسیٰ کے مثل ناموس پر ہیں۔ بے شک آپ نبی مرسل ہیں اور بے شک آپ کو عنقریب جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ آج کے بعد اور اگر میں نے تجھے اس حکم کے وقت پالیا تو میں آپ کے ساتھ ضرور جہاد کروں گا۔ جب ورقہ کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ تحقیق میں نے قس (عالم) کو جنت میں دیکھا ہے اس کے اوپر ریشم کے کپڑے ہیں اس لئے کہ مجھ پر ایمان لے آیا تھا اور میری تصدیق کی تھی (اس سے حضور ﷺ کی مراد ورقہ تھی)۔ یہ روایت گو کہ منقطع ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال رکھتی ہے کہ یہ خبر ہو اس کے نزول کے بارے میں اس کے بعد کہ آپ کے اوپر اقرا باسم ربك اور یا ایھا المدثر نازل ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ ۳:۹)

باب ۶۳

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کس کا اسلام مقدم ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا راہب کا قول سننا اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ ان لوگوں میں سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائی تھیں اور جو کتاب حضور لائے تھے اس کی تصدیق کی تھی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جس وقت آپ کے اوپر نماز فرض ہوئی تھی۔ اس نے آکر حضور ﷺ کے لئے اپنی ایڑی سے وادی کے ایک کونے میں ٹھوکر ماری تھی۔ لہٰذا اس سے حضور ﷺ کے لئے پانی کا چشمہ صافی پھوٹ پڑا تھا۔ لہٰذا اس پانی سے حضور ﷺ نے اور جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا۔ اس کے بعد دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے اندر چار سجدے کئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اور آپ کے دل کو سکون بخشا اور جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز لائے تھے جو حضور ﷺ کو محبوب تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اسی چشمے پر لے آئے۔ حضور ﷺ نے پھر اسی طرح وضو کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو رکعتیں ادا کیں اور چار سجدے کئے اس کے بعد وہ دونوں خفیہ نماز پڑھتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اس واقع کے ایک دن بعد۔ انہوں نے ان دونوں کو گھر میں خفیہ نماز پڑھتے دیکھا تو علی مرتضیٰ نے کہا، یہ کیا چیز ہے اے محمد؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کا دین ہے۔ جس کو اس نے اپنے لئے چُن لیا ہے اور اس کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، تمہیں بُلاتا ہوں اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف اور لات و عزیٰ کے ساتھ کفر و انکار کی طرف۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سُنا میں اس معاملے کا از خود کوئی فیصلہ نہیں کروں گا بلکہ پہلے میں اس کو ابو طالب (والد) کو بتاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام .... حضور ﷺ اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ وہ کہیں اس راز کو افشا کر بیٹھے اس سے پہلے کہ آپ کا معاملہ غالب آجائے اور پھیل جائے۔ چنانچہ ان سے کہا گیا، اے علی! جب تم اسلام نہیں لا رہے تو تم اس راز کو فاش نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

اس رات کو رکے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔ لہٰذا صبح ہوتے ہی وہ حضور ﷺ کے پاس آگئے اور عرض کی آپ نے کیا پیش کیا تھا مجھ پر اے محمد! حضور ﷺ نے اسے بتایا کہ آپ شہادت دیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور لات وعزیٰ کے ساتھ کفر کر لیجئے اور شریکوں سے بیزاری کر لیجئے۔ چنانچہ حضرت علی ﷛ نے ایسے ہی کر لیا اور اسلام لے آئے۔ پھر علی ﷛ اسی حالت پر ٹھہرے رہے جیسے حضور ﷺ کے پاس آئے تھے۔ مگر ابوطالب سے ڈرتے رہتے تھے اور حضرت علی ﷛ نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، اسے ظاہر نہیں کر رہے تھے اور پھر حضرت زید بن حارثہ ﷛ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا یہ لوگ ایک مہینہ کے قریب خاموشی سے ٹھہرے رہے۔ حضور ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ اور اللہ نے حضرت علی ﷛ پر انعام فرمایا تھا۔ اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ وہ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کی گود میں (یعنی حضور ﷺ کی زیر تربیت وزیر پرورش رہے)۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۴۔۲۶۵)

حضرت علی کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی

ابوطالب کثیر العیال تھے ان کا بوجھ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت عباس ﷛ نے ہلکا کیا

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن یعقوب بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابونجیح نے مجاہد بن جبر بن ابوالحجاج سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ پر اللہ کا یہ انعام تھا کہ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا یہ کہ قریش کو سخت قحط سالی (غربت وبھوک) پہنچی تھی اور ابوطالب زیادہ عیال دار تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (چھوٹے) چچا عباس سے (جو حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوست بھی) کہا اور وہ بنی ہاشم سے زیادہ آسودہ حال تھے۔ اے عباس! تیرا بھائی ابوطالب کثیر العیال ہے اور لوگوں کو جو غربت اور قحط سالی لاحق ہوگئی ہے وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ آپ چلئے ہم ان سے ان کے عیال کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس گئے اور حضور ﷺ نے علی ﷛ کو لے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس کے بعد سے وہ ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو نبی بنا کر مبعوث فرما دیا۔ پھر علی ﷛ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی۔

میں کہتا ہوں کہ (اہل سیر نے) اختلاف کیا ہے اس سنہ کے بارے میں جس دن وہ مسلمان ہوئے تھے۔ تحقیق اس بارے میں روایات کتاب السنن کی کتاب الملقیط میں گزر چکی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن ابوالاشعث کندی نے اہل کوفہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ایاس بن عفیف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا عفیف سے کہ اس نے کہا کہ میں تاجر آدمی تھا، میں ایام حج میں منیٰ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب بھی تاجر آدمی تھا۔ میں اس کے پاس گیا کہ میں کچھ مال اس سے خریدوں اور کچھ اس کے پاس فروخت کروں۔

کہتے ہیں کہ ہم موجود تھے کہ اچانک خیمے سے ایک آدمی نکلا اور وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی وہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا نکلا وہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے عباس! یہ کونسا دین ہے؟ میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیسا دین ہے؟ اور وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ بن عبداللہ ہے۔ یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ عنقریب قیصر وکسریٰ کے خزانے ان پر کھول دیئے جائیں گے۔ یہ عورت جو اس کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے اس کی بیوی ہے خدیجہ بنت خویلد۔ یہ اس پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا ان کے چچا کا بیٹا علی بن ابوطالب ہے۔ یہ بھی ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہے۔ یہ سن کر عفیف کہتے ہیں، اے کاش میں! اُس دن ایمان لے آتا تو میں تیسرا ہوتا۔

ابراہیم بن سعد اس روایت کی متابع لائے ہیں۔ محمد بن اسحاق سے اور انہوں نے کہا ہے حدیث میں، اچانک ایک آدمی خیمہ سے نکلا جوان کے قریب تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، جب اس نے دیکھا کہ سورج ڈھل چکا ہے تو وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے خدیجہ کا ان کے پیچھے قیام ذکر کیا۔

(۴) ابوالحسین بن فضل نے ہمیں خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محرز بن سلمہ نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد نے عمر بن عبداللہ سے، اس نے محمد بن کعب قرظی سے کہ بے شک پہلا شخص جو اس اُمت میں سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ اور پہلے دو شخص جو مسلمان ہوئے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب ہیں۔ اور بے شک ابوبکر صدیق پہلا شخص ہے جس نے اسلام کو ظاہر کیا۔ جبکہ علی المرتضیٰ ابھی تک اسلام کو چھپا رہے تھے اپنے والد کے ڈر سے، یہاں تک کہ ابوطالب ان کے والد ان سے ملے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے بتایا، جی ہاں! اس نے کہا اچھا پھر اپنے چچازاد (محمد ﷺ) کی تائید و نصرت کرنا اور کہتے ہیں کہ علی ابوبکر سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۳/۲۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوبکر صدیق ملے رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے جو کچھ آپ کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ آپ ہمارے الہوں اور معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں؟ اور ہمارے عقلوں کو آپ کم عقل اور بے وقوف کہتے ہیں؟ اور آپ ہمارے آباء واجداد کو کافر کہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! سچ ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں (پیغام الٰہی لانے والا نمائندہ ہوں)۔ اس کا نبی ہوں، اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اسی کا پیغام پہنچاؤں اور میں آپ کو بھی اللہ کی طرف بُلاتا ہوں حق کے ساتھ اس ربّ کی قسم وہ حق ہے۔ میں آپ کو اللہ وحدہٗ کی طرف بُلاتا ہوں۔ اے ابوبکر! اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ تعلق اور دوستی اسی کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہوگی۔ اور حضور ﷺ نے ابوبکر کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔

ابوبکر نے حضور کی دعوت کو غور سے سُنا مگر نہ اقرار کیا نہ انکار کیا۔ بس اسلام لے آئے۔ اور بتوں کے ساتھ کفر کر لیا اور بتوں سے دُور ہو گئے اور ایمان لے آئے، اسلام کے حق کے ساتھ ابوبکر واپس لوٹے تو وہ مؤمن اور تصدیق کنندہ ہو چکے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ حصین تمیمی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں دعوت دی اسلام کی طرف میں نے کسی کو مگر اس کو اس سے کبیدگی ہوئی اور تردد اور شک ہوا اور اس نے سوچا ماسوا ابوبکر کے کہ جب میں نے ان کو دعوت دی تو نہ انہوں نے شک کیا نہ ہی ان پر کوئی ناپسندیدگی آئی۔ (البدایہ والنہایہ ۳/۲۶-۲۷)

میں کہتا ہوں ایسا اس لئے ہوا تھا کہ ابوبکر صدیق نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھ چکے تھے اور نبوت کے بارے میں آپ کی دعوت پہلے سُن چکے تھے۔ لہٰذا جب آپ نے آپ کو دعوت دی تو وہ پہلے اس میں تفکر اور سوچ بچار کر چکے تھے۔ اس لئے وہ فوراً اسلام لے آئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو ابومیسرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ جس وقت ظاہر ہوئے تھے تو آپ اس منادی کرنے والے کی منادی اور پکار سُنتے تھے جو کہتا تھا، اے محمد! جب آپ آواز سُنتے تو وہاں سے جلدی جلدی ہٹ جاتے اور چلے جاتے تھے۔ چنانچہ حضور نے بطور راز کے یہ بات ابوبکر کو بتا دی تھی کیونکہ وہ اسلام سے قبل بھی حضور ﷺ کے خاص دوست تھے۔

اسلام قبول کرتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ دس سال کے تھے .... (۷) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا انسان جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی وہ خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول تھی۔ اس کے بعد جو مذکور ہیں کہ پہلے ایمان لائے وہ حضرت علی بن ابوطالب تھے۔ وہ اس وقت دس سال کے تھے۔ اس کے بعد

زید بن حارثہ، پھر ابو بکر صدیق۔ جب ابو بکر اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا اور اللہ و رسول کی طرف دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ابو بکر صدیق اپنی قوم کے محبوب اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ نرم خو تھے اور قریش میں اعلیٰ نسب والے تھے اور قریش میں سے پڑھے لکھے تھے، زیادہ حلم والے تھے۔ اس بارے میں جو اس میں خیر و شر تھا۔

لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ صاحب اخلاق تھے، صاحب بھلائی تھے، اپنی قوم کے بڑے اور محترم تھے، لوگ ان کے پاس آتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے۔ کئی خوبیوں کی وجہ سے، ان کے علم و فہم اور تاجر ہونے اور ان کی اچھی مجلس اور اچھی سوسائٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی، جس پر انہیں یقین تھا اپنی قوم سے جو بھی ان کے پاس آتا اور جو بھی ان کی صحبت میں بیٹھتا۔ ان کے ہاتھ پر اسلام لے آتا۔

اس کے مطابق جو مجھے خبر پہنچی ہے، مندرجہ ذیل لوگ ان کی ہی دعوت سے زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ اور سعید اور عبدالرحمن بن عوف اسلام لائے۔ لہٰذا یہ لوگ چلے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان کے ساتھ ابو بکر صدیق بھی تھے۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا اور ان کے سامنے قرآن پڑھا اور ان کو اسلام کے حق اور ذمہ داری کی خبر دی اور اس کی بھی جو اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے عزت عطا کرنے کا۔ لہٰذا وہ لوگ ایمان و اسلام لے آئے اور اس طرح وہ لوگ بھی اسلام کے حق کے اقراری ہو گئے۔ یہ لوگ آٹھ افراد تھے جنہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ انہوں نے نماز پڑھنی شروع کی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور وہ لوگ ہر اس چیز پر ایمان لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لے آئے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۸)

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن احمد بن بطہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے، ان کو مخرمہ بن سلیمان والبی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ میں شہر بصریٰ کے بازار میں گیا۔ ایک راہب (پادری) اپنے گرجے میں کہہ رہا تھا کہ اس میلے کے حاضرین سے معلوم کرو، کیا ان میں کوئی اہل حرم میں سے بھی ہے۔

طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، جی ہاں! میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابھی احمد ظاہر ہوئے ہیں؟ میں نے کہا کہ احمد کون ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ یہی مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے۔ وہ تمام انبیاء سے آخری ہیں۔ اس کی جائے پیدائش ظہور ارض حرم ہے اور اس کی ہجرت کھجوروں کے درخت اور پتھریلی زمین اور شور یا گندھک والی سرزمین ہے۔ بس بچائیے اپنے آپ کو اس سے اس کی طرف سے سبقت کی جائے گی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ .... حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات رچ بس گئی جو اس نے کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں جلدی سے نکلا اور مکے میں آ گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں، محمد بن عبداللہ الامین نبی بن گئے ہیں اور ابن ابو قحافہ نے اس کی اتباع شروع کر دی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکل کر سیدھا ابو بکر کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے اس آدمی کی اتباع شروع کر دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں کر لی ہے، آپ بھی چلئے ان کے پاس اور ان کی اتباع کر لیجئے، اس لئے کہ وہ حق کی طرف بلا رہے ہیں۔ لہٰذا طلحہ نے ان کو اس بات کی خبر دی جو راہب نے اس کو بتائی تھی۔ اس کے بعد ابو بکر طلحہ کو لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور طلحہ مسلمان ہو گئے اور طلحہ نے راہب والی بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو بھی دی۔ حضور یہ سن کر خوش ہوئے۔

جب ابو بکر اور طلحہ مسلمان ہو گئے تو ان دونوں کو نوفل بن خویلد بن عدویہ نے پکڑ کر ایک ہی رسی میں باندھ دیا۔ اور ان دونوں کو بنو تیم نے نہیں منع کیا اور نوفل بن خویلد قریش کا شیر کہلاتا تھا۔ اس لئے ابو بکر اور طلحہ دونوں کا قرینین کا نام رکھا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوخبیب عباس بن احمد بن محمد عیسیٰ قاضی برتی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبیداللہ طلحی ابوبکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعبیداللہ بن اسحاق محمد بن عمرو واقدی سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ سوائے اس کے کہ اس نے اس کے آخر میں کہا تھا کہ نوفل بن خویلد قریش کے سخت ترین لوگوں میں سے تھا اس لئے ابوبکر اور طلحہ کو قرینین کہتے تھے۔ اور نوفل بن خویلد وہی تھا جس کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا فرمائی تھی :

اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدَوِيَّة ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹)

میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا گیا ہے عیسیٰ بن طلحہ سے کہ عثمان بن عبیداللہ طلحہ کے بھائی نے طلحہ کو ابوبکر کے ساتھ باندھ دیا تھا تا کہ ان کو نماز پڑھنے سے روک دے اور ان کو دین سے واپس لوٹا دے اور اس کے ہاتھ کو ابوبکر کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔ اسی ڈر کی وجہ سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے ابوبکر کے ساتھ۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے، ان کو موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن حسان سمتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مجالد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن حسین بن عبدالجبار نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، ان کو اسماعیل بن مجالد نے، اس نے وبرہ سے، اس نے ہمام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نہیں تھے ان کے ساتھ مگر صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اور سمتی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے سُنا عمار بن یاسر سے وہ کہتے تھے روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں عبداللہ سے اس نے یحییٰ بن معین سے، اس نے احمد بن ابوالطیب سے اس نے اسماعیل سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابوتوبہ ربیع بن نافع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مہاجر نے عباس بن سالم سے، اس نے ابوامامہ سے، اس نے عمرو بن عبسہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا شروع شروع میں جب آپ کی بعثت ہوئی تھی، جب آپ مکہ میں تھے۔ وہ اس وقت چھپے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ (اللہ کا پیغام لانے والا)۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپ نے بتایا کہ اس حکم کے ساتھ بھیجا ہے کہ عبادت اللہ کی کی جائے اور بتوں کو توڑ دیا جائے اور صلہ رحمی کی جائے۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ رسول بنائے گئے ہیں۔ پھر کس کس نے ان باتوں میں آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام نے (اس سے حضور ﷺ کی مراد ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہ تھے)۔ کہتے ہیں کہ عمرو کہتے تھے میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں چوتھا ہوں، چار میں سے۔ فرمایا کہ میں اسلام لے آیا اور میں نے کہا، میں آپ کی اتباع کروں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، آپ کو خبر مل جائے گی کہ میں نبوت و رسالت کے ساتھ باہر آ گیا ہوں تو تم میری اتباع کرنا۔

یہ ایسی حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے ایک جماعت نے ابوامامہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شداد بن عمار اور یحییٰ بن ابوکثیر سے اس نے ابوامامہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہیثم دوری نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن سعید نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو ہاشم بن ہاشم نے، سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابی وقاص سے۔ وہ کہتے تھے نہیں کوئی اسلام لایا اس دن جس دن میں اسلام لایا تھا۔ البتہ تحقیق میں ٹھہرا رہا تھا سات دنوں تک اور بے شک میں اسلام لانے میں تیسرا تھا۔

روایت کیا اس کو بخاری نے صحیح میں ابواسامہ سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوطاہر محمد آبادی نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود بن رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا ان اصحاب میں سے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا سات تھے۔ نبی کریم اور ابوبکر صدیق۔ دیگر نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے یحییٰ بن ابی بکیر سے عمار بن یاسر اور ان کی امی سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابرہیم نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے مسجد کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم البتہ میں نے دیکھا خود اور بے شک عمر مجھ سے عہد لے رہے تھے اور اپنی بہن سے اسلام پر اس سے قبل کے اسلام لاتے عمر اور اگر کوئی آدمی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں صحت میں جوان لڑکا تھا۔ میں عقبہ بن ابومعیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا مکہ میں۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ دونوں مشرکین سے فرار ہو کر آئے تھے۔ دونوں نے کہا، اے نوجوان! آپ کے پاس دودھ ہے کہ آپ ہمیں پلادیں؟ میں نے بتایا کہ میرے پاس یہ بکریاں اور دودھ امانت ہیں، میں تمہیں نہیں پلاسکتا۔ پھر فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر کوئی نر نہ کودا ہوا بھی تک (یعنی گابھن بھی نہ ہوئی ہو ابھی تک)۔ میں نے کہا ہے (یعنی کوئی پسلی یا جھیرٹ بکری) میں پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ ابوبکر نے اس کو مضبوط پکڑ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے تھنوں کو پکڑ کر دعا کی۔ چنانچہ اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ ابوبکر ایک گہرا کٹورے نما پتھر اُٹھا لائے۔ حضور ﷺ نے اس میں دودھ نکالا، اس کے بعد انہوں نے اور ابوبکر نے دودھ پیا پھر انہوں نے مجھے بھی پلایا اور اس کے بعد انہوں نے کھیری سے کہا کہ اچک لے یعنی سکڑ جا، وہ سکڑ گئی۔

کچھ دنوں بعد میں حضور ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس پاک مقولہ میں سے کچھ تعلیم فرمائیں قرآن میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آپ سکھائے ہوئے لڑکے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے منہ سے ستر سورتیں سیکھیں۔ میرے ساتھ ان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کرسکتا۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے اور ابوعبداللہ الحسین بن عمر بن برہان الغزال نے اور ابوالحسین بن فضل قطان نے اور ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے، ان کو عاصم بن ابونجود نے زر ابن حبیش سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابومعیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ اے! لڑکے کیا دودھ ہے؟ میں نے کہا کہ دودھ تو ہے مگر میں دودھ دوں گا نہیں۔ یہ میرے پاس امانت ہے۔ انہوں نے کہا، کوئی ایسی بکری ہے جس سے ابھی تک نر نے جفتی ہی نہ کی ہو؟ کہتے ہیں کہ میں ایک

ایسی بکری پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اُتر آیا۔ حضور ﷺ نے اسے دوہا، اس کا دودھ نکالا۔ حضور ﷺ نے خود بھی پیا اور ابوبکر ؓ نے بھی پیا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے اسے کہا کہ خشک ہو جا وہ خشک ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ قول (قرآن مجید) سکھلایئے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، آپ کم عمر لڑکے ہیں جو تعلیم دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد ۱/۳۷۹)

(۱۸) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ بن بطہ اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام خالد کا یعنی سعید بن عاص کا قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام کی ابتداء یوں ہوئی تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اسے جہنم کے کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس نے اس کی وسعت ذکر کی (بہت بڑی ہے)۔ جس قدر اللہ چاہے۔

انہوں نے دیکھا تھا کہ ان کا والد ان کو جہنم میں دھکا دے رہا ہے اور حضور ﷺ اس کو پیچھے سے کمر پکڑ کر بچا رہے ہیں کہ وہ اس میں گر نہ جائے۔ وہ ہڑ بڑا کر بستر سے اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ البتہ ضرور سچا خواب ہے۔ چنانچہ وہ پہلے ابوبکر صدیق ؓ سے ملے۔ انہوں نے وہ خواب ان سے بیان کیا۔ ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا تیرے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے۔ آپ ان کی اتباع کیجئے۔ عنقریب ان کی اتباع کرو گے اور ان کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گے۔ حضور ﷺ اس طرح تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے بچا لیں گے اور تیرا والد اس میں گر جائے گا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے، وہ مقام اجیاد کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، اے محمد! آپ کس کی طرف بُلاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ علیحدہ ہو جایئے اس دین سے جس پر آپ ہیں پتھروں کی پوجا سے۔ نہ وہ سُنتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں، نہ نقصان اور نہ وہ یہ جان سکتے ہیں کہ کون ان کی پکار کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا؟

خالد نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله

لہٰذا حضور ﷺ اس کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد خالد وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اور پھر اس کے والد نے اس کے مسلمان ہونے کی خبر سُن لی اور اس کی تلاش میں بندہ بھیجا۔ وہ اسے لے کر آیا تو اس کے والد نے اس کو سخت تنبیہ کی اور اس کو اس نے اپنی کھونٹی سے مارا۔ مارتے ہوئے اس نے اس کے سر پر اس کو توڑ دیا تھا اور دھمکی دی تھی کہ اللہ کی قسم میں تجھے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں دوں گا۔ خالد نے کہا آپ اب مجھ سے میری روزی روک دیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے رزق عطا کرے گا جس سے میں زندہ رہ لوں گا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس منتقل ہو گیا اور ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہا۔

ابوعبیدہ بن جراح کا قبول اسلام .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر اسلام لے آئے ابوعبیدہ اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح تھا اور ابوسلمہ اور ان کا نام عبداللہ بن الاسد بتایا تھا اور اسلام لے آئے ارقم بن ابوالارقم مخزومی اور عبیدہ بن حارث۔ یونس نے کہا ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ پھر عثمان بن مظعون بھی اسلام لائے، یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد کئی لوگ قبائل عرب سے اسلام لائے۔ ان میں سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنو عدی بن کعب کے بھائی تھے اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب عمر ؓ بن خطاب کی بہن اور اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر اور عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا وہ چھوٹی تھی

اور قدامہ ؓ بن مظعون اور عبداللہ ؓ بن مظعون دونوں جمحی ہیں اور خباب بن ارت حلیف بنو زہرہ اور عمیر بن ابو وقاص زہری اور عبداللہ بن مسعود حلیف بنو زہرہ اور مسعود بن القاری۔ اور سلیط بن عمرو بنو عامر بن لوئی کے بھائی اور عیاش بن ربیعہ مخزومی اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ تمیمی اور خنیس بن حذافہ سہمی۔ عامر بن ربیعہ بنو عدی بن کعب کے حلیف عبداللہ بن جحش اسدی اور ابواحمد بن جحش اور جعفر بن ابو طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور حاطب بن حارث جمحی اور ان کی بیوی اسماء بنت مجلل اور حاطب بن حارث اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار اور معمر بن حارث بن معمر جمحی اور سائب بن عثمان بن مظعون اور مطلب بن أزهر بن عبد عوف زہری اور ان کی بیوی رملہ بنت ابوعوف بن صبیرہ اور نحام، اس کا نام نعیم بن عبداللہ تھا یہ بنو عدی بن کعب کے بھائی تھے۔ اور عامر بن فہیرہ ابوبکر صدیق ؓ کے غلام اور خالد بن سعید بن عاص اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ قبیلہ خزاعہ سے تھی اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس یہ بھائی تھے بنو عامر بن لوئی۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور واقد بن عبداللہ تمیمی یہ حلیف تھے بنو عدی بن کعب کے اور خالد بن بکیر۔

اس کے ماسوا دیگر نے اس میں اضافہ کیا ہے اور عامر بن بکیر اور عاقل بن بکیر کا۔ اور کہا یونس ابن اسحاق سے کہ عامر بن یاسر یہ حلیف تھے بنو مخزوم کے اور صہیب بن سنان کے اور ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر لوگ گروہ در گروہ عورتوں اور مردوں میں سے اسلام میں داخل ہونے لگے، یہاں تک کہ اسلام کا ذکر مکے میں عام ہو گیا اور اس کی بات عام ہو گئی۔ جب یہ مذکورہ لوگ مسلمان ہو گئے اور ان کا معاملہ عام ہو گیا اور بات کو قریش نے بڑا قرار دیا اور حضور ﷺ سے ناراض ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بغاوت اور حسد ظاہر ہو گیا۔ کئی لوگ ان میں سے حضور ﷺ کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کو حضور ﷺ سے اور ان کے اصحاب سے بغض و عداوت عام ہو گئی۔ ان میں سے ابو جہل بن ہشام اور ابولہب تھے اور ابن اسحٰق نے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ (ابن ہشام ۱ ۲۶۹۔۲۷۴)

باب ۶۴

رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں پر

قرابت داروں وغیرہ کو تبلیغ اور ڈر سنانے کی فرضیت کا آغاز، حضور ﷺ کا قریش کو جمع کرنا اور آخرت سے ڈرانا، حضور ﷺ کا ان کو کھانا کھلانا اور اس میں برکت ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔ (سورۃ شعراء : ۲۱۴)

اے (محمد ﷺ) اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابومحمد احمد بن عبداللہ بن مزنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب نے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے جب اللہ عزوجل نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی، وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرایئے۔ تو حضور نے اعلان فرمایا۔

''اے بنوعبد مناف! میں تمہیں اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں تمہیں اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں تجھے اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہ دے سکوں گا۔ اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی! آپ جو چاہیں مجھ سے مانگ لیں (دنیا کے اسباب میں سے) میں تجھے اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا''۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو نکالا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

(بخاری۔حدیث ۲۷۵۳۔ فتح الباری ۳۸۲/۵۔ ۵۰۱/۸)

قریش میں اعلانیہ دعوت اسلام .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن عبدالملک بن عمیر نے موسیٰ بن طلحہ نے، ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نبی کریم ﷺ نے قریش کو بلایا۔ وہ جمع ہو گئے، عام بھی خاص بھی۔ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا :

''اے بنوکعب بن لوئی! تم لوگ اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنومُرہ بن کعب! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے بنوعبد شمس! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنوعبد مناف! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو ہاشم! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو عبدالمطلب! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کو آگ سے بچا لیجئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کے آگے کچھ اختیار نہیں رکھوں گا سوائے اس کے کہ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے جس کی وجہ سے محض صلہ رحمی کروں گا''۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید اور زہیر بن حرب سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم ص ۱۹۲۔ کتاب الایمان)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوکامل نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو تیمی نے، ان کو ابوعثمان نے قبیصہ بن مخارق سے اور زہیر بن عمرو سے، دونوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔ حضور ﷺ پہاڑ کے دامن میں کنکریلی زمین کی طرف چلے پھر اُو پر ایک پتھر پر چڑھے۔ اس کے بعد آپ نے اعلان کیا :

''اے بنوعبد مناف! میں ڈرانے والا ہوں درحقیقت میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو کسی دشمن کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا وہ جا کر اپنے گھر والوں کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اور وہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں وہ دشمن ان پر پہلے نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا وہ چیختا ہے یا صباحاہ''۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکامل سے۔ (مسلم ص ۳۵۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے جس نے سُنا تھا عبداللہ بن حارث بن نوفل سے۔ اس نے ابن عباس ؓ سے، انہوں نے علی ؓ بن ابوطالب سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔

اے محمد! (ﷺ) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور مؤمنین جو آپ کی اتباع کرتے ہیں ان کے لئے اپنا بازو جھکا دیجئے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں اس کام کے لئے اپنی قوم سے ابتداء کروں گا تو مجھے ان سے مخالفت کو دیکھنا پڑے گا، جسے میں نہ پسند کرتا ہوں۔ لہٰذا میں نے اس پر خاموشی اختیار کر لی۔ لہٰذا میرے پاس جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے محمد! اگر آپ ایسا کریں گے جس کا تیرے رب نے آپ کو حکم دیا ہے تو تیرا رب تجھے عذاب دے گا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، لہٰذا حضور ﷺ نے مجھے بُلایا اور فرمایا: اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اس بات کا کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ لہٰذا میں سمجھ گیا ہوں کہ اگر میں نے اس بات کا آغاز کیا تو مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس بات سے خاموش ہو گیا۔

پھر میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے جس کا آپ کو حکم ملا ہے تو رب آپ کو عذاب دے گا۔ اے علی! آپ بکری کا گوشت اور گندم کہ روٹی تیار کرائیں اور ایک بڑا ٹب دودھ کا انتظام کریں، اس کے بعد بنوعبدالمطلب کو جمع کریں۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں اُس نے سارا انتظام کیا اور ان کو دعوت دی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔

وہ لوگ اس دن چالیس آدمی تھے۔ زیادہ کر رہے تھے ایک آدمی یہ کہ جس کو ان سے کم سمجھتے ان کے چچا ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب کافر خبیث۔ چنانچہ میں نے وہ تھال طعام ان کے قریب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے چھوٹا سا حصہ لیا اور اس کو دانت سے چیرا، پھر اس طعام کو کناروں پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ کھانا شروع کرو۔ پوری قوم نے کھایا حتیٰ کہ اس سے شکم سیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ نہ نظر آیا اس سے مگر ان کی اُنگلیوں کے نشانات۔ اللہ کی قسم کوئی آدمی اس سے زیادہ نہیں کھا سکتا تھا۔

اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو دودھ پلایئے اے علی! پھر انہوں نے دودھ پیا، حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ اللہ کی قسم ایک آدمی اتنا ہی پی سکتا تھا۔ جب رسول اللہ نے ان سے بات کرنی چاہی تو ابولہب نے آپ کو بات کرنے سے روک دیا۔ اور کہنے لگے کہ اس نے تم لوگوں پر سحر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان سے بات بھی نہ کر سکے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے علی! آپ آج پھر کل کی طرح کھانے پینے کا انتظام کریں۔ ابولہب نے مجھے بات کرنے سے پہلے ہی روک دیا تھا لوگوں کے ساتھ بات کرنے سے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر کل کی طرح سارا انتظام کیا حضور ﷺ نے آج اسی طرح کیا جیسے کل کیا تھا۔ آج پھر انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے ان کو دودھ پلایا اسی پیالے میں سے، حتیٰ کہ وہ خوب سیر ہو گئے، جس قدر وہ کھا سکتے تھے اور جس قدر وہ پی سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے بنوعبدالمطلب! اللہ کی قسم بے شک میں نہیں جانتا کسی نوجوان کو کہ وہ اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر اور افضل طریقے پر آیا ہو جس طرح میں آیا ہوں۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں دنیا اور آخرت کے معاملے کے ساتھ''۔ (طبقات ابن سعد ۱/ ۱۸۷)

ابوعمر احمد بن عبدالجبار نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابن اسحاق نے اس خبر کو سُنا ہے عبدالغفار بن قاسم بن مریم سے، اس نے منہال بن عمرو سے اس نے عبداللہ بن حارث سے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنا معاملہ چھپاتے رہے اور مخفی رکھتے تھے اس وقت تک کہ جب آپ کو اس کے اظہار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ چھپانے کا عمل تین سال تک جاری رہا۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کیا ہے شریک القاضی نے منہال بن عمرو سے اس نے عباد بن عبداللہ اسدی سے، اس نے حضرت علیؓ سے حضور ﷺ کے قریش کو کھانا کھلانے کے بارے میں مذکور مفہوم کے قریب قریب۔ مختصر طریقے پر۔

☆☆☆

باب ٦٥

جب حضور ﷺ نے قریش کو ایمان کی طرف دعوت دی

توابولہب نے آپ ﷺ کو کیا جواب دیا؟ اور پھر اس کے بارے میں قرآن میں کیا کچھ نازل ہوا ؟ اور قطعی ویقینی طور پر اس کا اور اس کی بیوی کا شعلہ مارتی آگ میں داخل ہونا۔ اس حالت میں کہ وہ لکڑیاں اُٹھائے ہوئے ہے اور اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں کو جب ایمان کی دعوت دی تو ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہوا، یہاں تک کہ یہ خبر اسلام کی سچائی کی دلیل بن گئی اور اس کی مثل امور پر وہی یقین کرتا ہے جو اس کو حق سمجھتا ہے۔ اسلام وایمان کی معرفت کی توفیق اسی بشر کو ہوتی ہے جس کو وحی الٰہی سے معرفت عطا ہوتی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن نمیر اور ابواسامہ نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد یحییٰ نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق انماطی نے، ان کو ہمام نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

اے پیغمبر! اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ اور ان میں سے اپنے مخلص گروہ کو۔

(نوٹ از مترجم) یہ ترجمہ اس فقرے کا ہے وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلِصِيْنَ ۔ محشی کتاب اور ڈاکٹر عبدالمطعی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ فقرہ قرآن تھا، بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ محشی کہتے ہیں کہ مگر یہ اضافہ بخاری کی روایت میں واقع نہیں ہے۔

قریش کو اجتماعی دعوت .... مذکورہ آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور آپ نے آواز لگائی یَاصَبَاحَاهُ ۔ لوگوں نے پوچھا کہ کون چیخ کر پکار رہا ہے۔ بتانے والوں نے بتایا کہ محمد ﷺ ہے۔ چنانچہ سب لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکلنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں تجربہ کیا آپ کے اُوپر کسی جھوٹ کا (یعنی آپ سے جھوٹ نہیں سُنا)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں عذاب شدید سے پہلے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا: ہلاکت ہو تیرے لئے کیا آپ نے ہمیں اسی بات کے لئے جمع کیا تھا؟ اس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی :

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔ الخ

ہلاک ہوجائیں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہوجائے۔ (آخر سورۃ تک نازل ہوئی)

یہ الفاظ حدیث ابوہمام کے ہیں۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور اس نے کہا ہے وَقَدْ تَبَّ اور اعمش کی قراءت بھی اسی طرح ہے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے یوسف بن موسیٰ سے اس نے ابواسامہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابن ابوشیبہ یعنی ابوبکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد اسفرائنی نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو محمد بن حازم نے، ان کو اعمش نے عمرو بن مُرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کوہ صفاہ پر چڑھے اور آواز لگائی یَاصَبَاحَاہْ۔

کہتے ہیں کہ ان کے پاس قریش جمع ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہارے پاس صبح کو آ جائے گا یا شام کو، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا، بے شک میں تمہیں شدید عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابولہب نے کہا: تَبًّا لَکَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ؟ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ آخر سورۃ تک۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ابومعاویہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے۔ (فتح الباری ۸/۷۳۷۔ مسلم ص ۱۹۴)

ثویبہ کو آزاد کرنے کی برکت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالیمان نے، ان کو شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے، انہوں نے ذکر کی حدیث رضاع سے، کہا عروہ بن زبیر نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو ان کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ بُری اور گھاٹے کی حالت میں تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کس حال سے گزرے ہیں۔ ابولہب نے کہا، میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی نرمی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں یہ پلایا گیا اور اس نے یہ کہہ کر ایک چھوٹے سے کٹورے کی طرف اشارہ کیا جو اس کے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی کے درمیان تھی (یعنی اسی مقدار میں پانی پلایا گیا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالیمان سے اور اس روایت میں بہت بڑی نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے اور بہت بڑی دلیل ہے۔

ابولہب کی بیوی کی بدحالی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سعد بن محمد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کہ ابولہب کی بیوی لکڑیاں اُٹھائی ہوئی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کانٹے اُٹھا کر لاتی تھی اور ان کو حضور ﷺ کے راستے میں ڈال دیتی تھی تا کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو جائیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ حمالة الحطب سے مراد نقالت الحدیث ہے بات کو ادھر اُدھر کرنے والی۔ حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ سے مراد ہے حبال ایک رسّی جو مکہ میں ہوا کرتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اَلْمَسَدْ سے مراد عصا ہے جو بکورہ اور جوانی میں اس کے پاس ہوتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَلْمَسَدْ سے مراد قَلَادَہ اور گلے کا پٹہ مراد ہے جو ودع کا تھا۔

☆☆☆

باب ٦٦

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی

يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورۃ مائدہ : آیت ٦٧)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف جو پیغام (بصورت قرآن) نازل ہوا ہے اس کو آپ پورا پورا پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنا پیغام رسالت ادا نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بچانے اور آپ کی حفاظت کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ رسالت فرمائی اور امانت پہنچائی اور اُمت کی خیر خواہی فرمائی۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین بن حسان قطان نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو عبداللہ بن شقیق سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی، یعنی محافظ مقرر کئے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خیمے سے باہر سر نکال کر فرمایا اور ان لوگوں سے کہا: اے لوگو! واپس لوٹ جاؤ۔ اللہ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو ان پر اس نے فرائض اور ذمہ داریاں نازل فرمائیں۔ اس لئے کہ اس کے حکم کے بارے میں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلسل ایک حکم کے بعد دوسرا حکم، ایک فرض کے بعد دوسرا فرض اُتارا ایک وقت میں ایک حکم کے ہوتے ہوئے۔

فرمایا واللہ اعلم یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں سے پہلے پہل جو خبر نازل کی وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ہے۔ اس کے بعد ان پر اُتارا گیا ابھی تک اس میں یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اس کی طرف مشرکین کو دعوت دیں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک مدت گزر گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پھر آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اللہ کی طرف سے اس حکم کو لے کر کہ آپ لوگوں کو بتا دیں کہ ان پر وحی اُترتی ہے۔ اور آپ ان کو ایمان کی دعوت دیں وحی کے ساتھ۔ یہ بات حضور ﷺ پر بڑی بھاری گزری اور آپ کو لوگوں کی طرف سے تکذیب کرنے کا خوف لاحق ہوا اور تکلیف پہنچنے کا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :

يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔
(سورۃ مائدہ : ٦٧)

اے رسول! آپ کی طرف جو چیز اُتاری گئی ہے، آپ اس کو لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے تبلیغ نہ کی تو آپ نے رسالت نہ پہنچائی اب لوگوں کے خطرات سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کریں گے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تیری حفاظت کریں گے۔ قتل سے کہ وہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہ پیغام بحفاظت پہنچا دیں گے جو آپ کی طرف نازل ہوا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ پیغام پہنچا دیا جس کا ان کو حکم ملا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو محمد بن منکدر نے، ان کو ربیعہ دُوَلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مقام ذوالمجاز میں کہ وہ لوگوں کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ان کے گھروں تک اور ان کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور حضور ﷺ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی ہوتا تھا۔ اس کے رخسار غصے سے پھولے ہوتے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہا ہوتا تھا، اے لوگو! یہ شخص تمہیں کہیں تمہارے دین سے اور تمہارے باپ دادا کے دین سے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ ابولہب تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن محمد بن حفص مقری ابن حمامی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن ابی اویس نے، ان کو عبدالرحمن بن ابوالزناد سے، اس نے ربیعہ بن عباد سے۔ یہ ایک آدمی تھے بنودیل سے، جاہلیت میں تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو مقام و ذوالمجاز میں دیکھا۔ وہ لوگوں کے بیچوں بیچ چل رہے تھے اور فرما رہے تھے :

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

(لا الٰہ الا اللہ) کہو لوگو! کامیاب ہو جاؤ گے۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک آدمی تھا جو کہ بھینگا تھا، جس کے رخساروں میں کھڈے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ یہ محمد صابی ہے، کاذب ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ کون ہے جو پیچھے پیچھے پھر رہا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ابولہب ہے رسول اللہ ﷺ کا چچا ہے۔ ربیعہ بن عباد نے کہا میں اس وقت اپنے گھر والوں کے لئے مشک بھر کر لا رہا تھا۔ (مسند احمد ۴۹۲/۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرینی نے وہاں پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے اشعث بن سُلیم سے۔ اس نے ایک آدمی سے بنو کنانہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا ذوالمجاز کے بازار میں، وہ کہہ رہے تھے، اے لوگو! لاالٰہ الا اللہ کہا کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ وہ ان پر مٹی پھینک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابوجہل ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ لوگو! یہ شخص تمہارے دین سے دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعزیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔

قریش ابوطالب کی خدمت میں ....(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ ان کو طلحہ بن عبداللہ نے موسیٰ بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عقیل بن ابوطالب نے وہ کہتے ہیں کہ قریش آئے ابوطالب کے پاس اور بولے کہ آپ کا یہ بھتیجا محمد (ﷺ) ہم لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ہمارے معبودوں کے بارے میں اور ہماری عبادت کے معاملے میں۔ آپ اس کو روک دیجئے۔ ہم سے انہوں نے کہا اے عقیل جاؤ محمد کو بلا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو ایک کونے سے تلاش کر کے لے آیا، یا یوں کہا تھا حفش سے، یعنی کہ چھوٹے سے گھر سے۔ چنانچہ وہ ان کو لے آئے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں۔

جب وہ اس کے پاس آ گئے تو ابوطالب نے کہا، بے شک یہ لوگ تیرے چچاؤں کی اولاد ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ان کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ ان کے معبودوں اور عبادت گاہوں کے بارے میں، آپ ان کو تکلیف پہنچانے سے باز آ جائیں۔ حضور ﷺ نے کچھ دیر مسلسل آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا، تم لوگ اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟ وہ بولے ہاں بالکل دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر قادر نہیں ہوں کہ اس کام کو چھوڑ دوں تم سے زیادہ کہ تم اس سورج سے ایک شعلہ سلگا کر لے آؤ۔ چنانچہ ابوطالب نے کہا، اللہ کی قسم میں نے اپنے بھتیجے کی تکذیب نہیں کی۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد بن علاء سے، اس نے یونس سے۔ (التاریخ الکبیر ۴ : ۱ : ۵۱)

(۷) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ نے بن مغیرہ سے ابن الاخنس سے کہ اس نے حدیث بیان کی ہے کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بلوایا اور ان سے کہا، اے بھتیجے! تیری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے بھی بچائیے اور اپنے آپ کو بھی بچائیے اور مجھے اس معاملے میں اتنا بوجھ نہ اُٹھوائیے جس کا میں متحمل نہیں ہوں اور نہ ہی آپ ہیں۔ بس آپ رُک جائیے اپنی قوم کو کچھ کہنے سے جس بات کو وہ ناپسند کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے گمان کیا کہ ان کے چچا نے طے کرلیا ہے کہ وہ آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے اور رسوا کردیں گے اور وہ ان کا ساتھ دینے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا شاندار جواب .... رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، اے چچا! اگر آپ سورج اُتار کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند اُتار کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو بھی میں اس معاملے کو نہیں چھوڑوں گا، حتیٰ کہ اللہ اس کو غالب کردے یا میں اس کی طلب میں ہلاک ہو جاؤں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ رو پڑے۔ یہ کہہ کر واپس لوٹے تو ابوطالب نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اس معاملے میں کس قدر سنجیدہ ہیں تو اس نے کہا، اے بھتیجے! آپ جاری رکھیں اپنے کام کو اور آپ جو پسند کریں وہ کریں۔ اللہ کی قسم میں کسی بات کے لئے آپ کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑوں گا۔ (ابن ہشام ۱/۲۷۸)

ابن اسحاق نے کہا کہ ابوطالب نے اپنے اشعار میں کہا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کا تہیہ کرلیا اور ان کے دفاع کرنے کا آپ کی قوم کی عداوت اور دشمنی کے مقابلے میں۔

والله لن يصلوا اليك بجمعهم حتىٰ اوسد فى التراب دفينا

فامضى لامرك عليك غضاضة ابشر وقر بذاك منك عيونا

ودعوتني وزعمت انك ناصحى فلقد صدقت وكنت قبل امينا

وعرضت دينا قد عرفت بانه من خير اديان البرية دينا

لولا الملامة او حذارى سبة لوجدتني سمحا بذاك مبينا

(مفہوم) اللہ کی قسم (اے محمد ﷺ) یہ لوگ سب جمع ہو کر بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ زمین کے اندر مدفون خزانہ باہر نکل کر تکیہ بن جائے۔ آپ اپنے کام کو جاری و ساری رکھیں۔ تیرے اُوپر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ خوش ہو جائیے اور اس کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔ آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور آپ کے خیال میں آپ نے میری خیر خواہی کی ہے، آپ نے سچ کہا ہے اور آپ تو اس سے قبل بھی امین تھے۔ آپ نے دین پیش کیا ہے میں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے سب سے بہتر دین ہے۔ اگر ملامت نہ ہوتی یا گالیاں سننے کا ڈر نہ ہوتا تو میں دل کھول کر کھلم کھلا اس دین میں آپ کی حمایت کرتا۔

نیز اس بارے میں ابوطالب کے کچھ اور اشعار بھی ذکر ہوئے ہیں۔ ان تمام اشعار میں اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو ان کے چچا کی وجہ سے بچائے رکھا باوجود دین میں ان کے مخالف ہونے کے۔ اور جہاں ان کے چچا نہیں ہوتے تھے وہاں بھی اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی، جیسے اللہ نے چاہا اس لئے کہ اس کے حکم پر کوئی غم لگانے والا نہیں ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبدالرحمن بن دنوقا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد بن صالح سمرقندی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ عنزی نے

اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس عنزی ی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نعیم بن ابوہند نے ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا۔

''کیا محمد تم لوگوں کے سامنے اپنے چہرے کو زمین سے لگاتے ہیں''؟ (مراد تھی کہ سجدہ کرتے ہو)۔ بتایا گیا: ''جی ہاں وہ ایسے کرتے ہیں''۔
اس نے کہا ''قسم ہے لات اور عزیٰ کی اگر میں نے اس کو اس حالت میں دیکھ لیا تو میں اس کی گردن پر پیر رکھ کر اس کے منہ کو مٹی میں رگڑ دوں گا''۔

چنانچہ ایک دن وہ اس ناپاک ارادے سے حضور ﷺ کے قریب آیا، حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تا کہ وہ ان کی گردن پر پیر رکھ کر چڑھ جائے۔ جیسے وہ اچانک آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تو یکایک وہ اپنی ایڑیوں پر اُلٹا ہٹ جاتا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگتا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا ہے تمہیں۔ اس نے کہا کہ ''میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق آ جاتی ہے''۔

ابوعبداللہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ دہشت اور بہت سارے پَر سامنے آ جاتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں راوی متفق ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے مزید قریب ہوتا تو فرشتے اس کو لیتے اور وہ پاش پاش کر دیتے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: (میں یہ نہیں جانتا کہ یہ حدیث ابوہریرہ میں ہے یا ایسی چیز ہے جو اس کو پہنچی ہے)

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ سے إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ تک (سورۂ علق)

اس سے مراد ابوجہل ہے۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ چاہیے کہ وہ اپنی مجلس کو بلا لے یعنی اپنی قوم کو بلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ عنقریب ہم بلائیں زبانیہ کو یعنی فرشتے کو۔ یہ الفاظ حدیث مسدد کے ہیں اور ابن بشران نے نزول آیت کا ذکر نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن معاذ سے اور محمد بن عبدالاعلیٰ سے۔ (مسند احمد ۲/۳۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اہل مصر کے ایک پرانے شیخ نے جو چالیس سے اُوپر تھے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصے کے بارے میں جو مشرکین مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے مابین چلا کہ جب ان سے رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر چلے گئے تو ابوجہل بن ہشام نے کہا:

''اے قریش کی جماعت بے شک محمد باز نہیں آئے گا مگر یہی کچھ کرے گا جو دیکھ رہے ہو ہمارے دین کے عیب نکالنا، ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینا، سارے عقل مندوں کو بے وقوف کہنا، ہمارے الہوں، معبودوں مشکل کشاؤں کو گالیاں دینا۔ لہٰذا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں صبح صبح ضرور اس کے انتظار میں ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ جب یہ اپنی نماز کا سجدہ کرے گا تو میں اس کے ساتھ اس کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف کی جو مرضی آئے کر لیں''۔

ابوجہل اُونٹ دیکھ کر ڈر گیا .... جب ابوجہل نے صبح کی تو اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اِدھر رسول اللہ ﷺ حسب عادت صبح کو پہنچے جیسے صبح کو جاتے تھے۔ آپ کا قبلہ اس وقت شام تھا۔ جس وقت آپ نماز پڑھتے تو رکن اسود اور رکن یمانی کے بیچ میں منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کعبے کو اپنے اور شام کے درمیان کرتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ اسی جگہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور قریش بھی صبح صبح آ چکے تھے وہ بھی اپنی مجلس پر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو ابوجہل نے پتھر اُٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جب قریب گیا تو جا کر واپس لوٹ آیا خوف زدہ ہو کر ڈرتا ہوا۔ اس کے ہاتھ پتھر کے ساتھ چپک چکے تھے یہاں تک کہ جو پتھر اس کے ہاتھ میں تھا اس نے پھینک دیا تو قریش کے آدمی اُٹھ کر اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالحکم کیا ہوا؟

اس نے بتایا کہ میں اُٹھ کر جونہی محمد کے پاس گیا تا کہ میں اپنا وہ کام کروں جو میں نے کل تم سے کہا تھا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب ہوا تو میرے اور اس کے درمیان نَر اُونٹ سامنے آ گیا۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس کی مثل، نہ اس کی کھوپڑی نہ اس کی باچھیں نہ اس کے دانت کسی اُونٹ جیسے۔ اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ میرے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اگر وہ ابوجہل میرے قریب آتا تو وہ اس کو ضرور پکڑ لیتے۔ (ابن ہشام ۳۱۹/۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابوفروہ سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے علی بن عبداللہ بن عباس سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عباس ﷺ بن عبدالمطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا محمد پر اللہ کی قسم ہے۔ اگر میں نے دیکھ لیا سجدے کی حالت میں تو میں اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں جلدی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے حضور کو یہ بات بتادی کہ ابوجہل ایسے ایسے کہہ رہا ہے۔

حضور ﷺ غصے میں نکلے، یہاں تک کہ وہ سیدھے مسجد میں آ گئے اور جلدی سے دروازے سے داخل ہوئے۔ چنانچہ وہ باغ میں داخل ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ آج بُرا دن ہے میں کھسک گیا۔ پھر حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو وہ پڑھ رہے تھے،

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔

یہ پڑھتے ہوئے جب ابوجہل کی حالت کے تذکرے پر پہنچے یعنی كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی تو کسی نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم وہ رہے محمد۔ ابوجہل نے کہا، کیا تم دیکھ نہیں رہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم میرے سامنے آسمان کا کنارا ابھر چکا ہے۔ جب حضور ﷺ اس سورت کے آخر تک پہنچے تو فوراً سجدے میں گر گئے۔ (مگر ابوجہل ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۲/۳)

(۱۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبدالکریم سے اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہل نے کہا تھا اگر میں نے محمد کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو فرمایا، اگر اس نے ایسا کیا تو کھلم کھلا اس کو فرشتے اپنی پکڑ میں لے لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحیٰ سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن یعقوب عدل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ بن ابوطالب نے، ان کو خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو داؤد بن ابوہند نے (ح)۔ ان کو حدیث بیان کی علی بن عیسیٰ حیری نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد قتیانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوہشام رفاعی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد محاربی نے داؤد بن ابوہند سے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نبی کریم کے پاس سے گزرا، وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگا کہ کیا میں نے تمہیں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اے محمد! تم جانتے ہو کہ یہاں میری مجلس سے بڑی محفل والا کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اسے جھڑک دیا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، ابوجہل کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس اور اپنے ہم نشینوں کو بدلے۔ ہم زبانیہ فرشتہ کو بُلائیں گے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کو بُلائے گا تو عذاب والا فرشتہ زبانیہ اس کو پکڑ لے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۳/۳)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور مکہ میں اپنا اُونٹ لے کر آیا۔ ابوجہل بن ہشام نے وہ اُونٹ اس سے خرید لیا۔ مگر اس کی قیمت اس کو ادا کرنے سے ٹال مٹول کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اراشی چلا گیا۔ وہ قریش کی میٹنگ اور مجلس مشاورت میں آکر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی بیٹھے ہوئے تھے مسجد کے کونے میں۔ اس نے کہا، اے قریش کی جماعت! کونسا آدمی ہے جو مجھے ادائیگی کر دے۔ اس کے علاوہ دیگر روایت میں ہے، کہ کون ہے جو ابوحکم بن ہشام سے مجھے میرا حق دلوائے۔ میں مسافر غریب ہوں سفر میں ہوں وہ میرے حق کو دبائے بیٹھا ہے۔ چنانچہ اہل مجلس نے اس سے کہا کہ تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے اور ابوجہل کے درمیان عداوت اور دشمنی کو اچھی طرح سمجھتے تھے (ان کی خواہش تھی کہ اس طرح ابوجہل حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائے گا)۔ وہ کہنے لگے آپ ان کے پاس جایئے وہ آپ کو اس سے دلوا دیں گے۔ اور اس کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ابوجہل کو ڈانٹیں گے۔

وہ اراشی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا اور آکر کھڑا ہو گیا اور اپنی بات ان سے ذکر کی۔ حضور اُٹھ کر کھڑے ہو کر اس شخص کے ساتھ چلے گئے۔ قریشیوں نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اُٹھ کر اس کے ساتھ جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ تم پیچھے پیچھے جاؤ اور جا کر دیکھو کہ یہ کیا کرتے ہیں؟

آپ علیہ السلام کا مظلوم کا ساتھ دینا .... رسول اللہ ﷺ نکلے اور ابوجہل کے پاس پہنچ گئے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ آپ میرے پاس باہر آیئے۔ ابوجہل نکل کر باہر آیا۔ مگر حالت اس کی یہ تھی کہ مارے خوف کے اس کے چہرے پر خون کا ایک قطرہ نہیں رہ گیا تھا۔ چہرہ فک پڑ چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ اس نے کہا کہ آپ ادھر ہی رہنے میں اس کا حق ابھی دیتا ہوں۔ ابوجہل واپس اندر گیا اور اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور اس شخص سے کہا کہ آپ جایئے اپنے کام سے۔ چنانچہ وہ شخص واپس آکر قریش کی اس مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو جزائے خیر دے اس نے میرا حق مجھے دلوا دیا۔ اتنے میں وہ شخص بھی پہنچ گیا جس کو قریش نے جائزہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا تری ہلاکت ہو تم نے کیا دیکھا؟

اس نے کہا میں نے بڑی حیرانی اور انتہائی حیران کن صورت دیکھی ہے، اللہ کی قسم انہوں نے کچھ نہیں کیا، بس جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نکل کر باہر آیا تو گویا کہ اس کی رُوح اس کے ساتھ نہیں تھی۔ محمد ﷺ نے کہا کہ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ ابوجہل نے کہا کہ آپ یہیں رہیں میں اس کا حق لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اندر سے اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ابوجہل آ گیا۔

قریش نے کہا تیری ہلاکت ہوا ہے ابوجہل تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ اللہ کی قسم ہم نے تو کبھی تمہیں ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے بتایا کہ تم لوگ ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ نے کچھ نہیں کہا بس اس نے میرا دروازہ ہی کھٹکھٹایا ہے میں نے جونہی اس کی آواز سنی ہے میرے اُوپر خوف اور رعب طاری ہو گیا۔ میں باہر نکل کر اس کے پاس آیا ہوں تو مجھے ایسے لگا جیسے میرے سر کے اُوپر ایک زور آور اُونٹ کھڑا ہے۔ میں نے اتنے بڑے سر والا، اتنی بڑی جسامت والا، اتنے بڑے دانتوں والا اُونٹ کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم اگر میں انکار کرتا تو وہ خطرناک اُونٹ نما جانور مجھے کھا جاتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵۳۳)

☆☆☆

باب ٦٧

ارشاد باری تعالیٰ :

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۔

(سورۃ اسراء : آیت ۴۵)

اے محمد! (ﷺ) جس وقت آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں ہم آپ کے درمیان اور کافروں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک بہت بڑی آڑ اور پردہ نصب کر دیتے ہیں۔ اور اس کی تحقیق کی بابت جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن کثیر نے ابن تدرس سے، اس نے اسماء بنت ابوبکر سے، وہ کہتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ تو اُم جمیل بھینگی عورت بنت حرب جوش میں آئی، اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور وہ کہہ رہی تھی ہم لوگوں نے مُذَمَّم کا انکار کر دیا (گویا ہم محمد کو نہیں مانتے)۔ اور اس کے دین سے ہم نفرت کرتے ہیں اور اس کے حکم کی ہم نافرمانی کرتے ہیں۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ جب ابوبکر صدیق نے ان کو دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) یہ عورت آ رہی ہے اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آپ کو دیکھ لے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھے گی۔ حضور ﷺ نے قرآن پڑھا اور اس کو مضبوطی سے تھاما جیسے آپ نے فرمایا اور پڑھا :

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

(سورۃ اسراء : آیت ۴۵)

جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے بیچوں بیچ ایک بہت بڑی آڑ بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ عورت ابوبکر تک آ کر رک گئی اور رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی۔ اور بولی اے ابوبکر مجھے خبر ملی ہے کہ تیرا ساتھی میری بُرائی کرتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں رب کعبہ کی قسم اس نے تیری کوئی بُرائی نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ وہ واپس چلی گئی اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

آپ علیہ السلام کو ابولہب کی بیوی کا نہ دیکھنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوحصین محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب نے، وہ ابن الحارث ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مسہر نے، اس نے سعید بن کثیر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماء بنت ابوبکر نے یہ کہ اُم جمیل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور وہاں رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے۔ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابن ابی قحافہ! کیا خیال ہے تیرا ساتھی (محمد) میرے بارے میں بُرے بُرے شعر کہتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میرا دوست شاعر نہیں ہے، وہ جانتا بھی نہیں کہ شعر کیا ہوتے ہیں؟ وہ بولی کیا اس نے یہ نہیں کہا کہ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کہ اس عورت کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ میری گردن میں کیا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر! آپ اس سے کہئے کہ میرے پاس کسی ایک کو بھی دیکھتی ہو؟ بس بے شک وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔ فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان حجاب اور پردہ بنادیا گیا ہے۔ ابوبکر نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی، اے ابن ابی قحافہ! کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو، اللہ کی قسم تیرے پاس کسی کو بھی نہیں دیکھ رہی ہوں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق غسیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوابراہیم ترجمانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مسہر نے، اس نے اسی حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محبور دھان نے، ان کو حسین بن محمد ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر لباد نے، ان کو یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان کلبی نے، ان کو ابوصالح نے ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں :

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ۔ (سورۃ یٰسین : آیت ۹)

ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنادی ہے۔

فرمایا کہ کفار قریش کے لئے دیوار ہے بطور پردے کے۔ پس ہم نے ان کو چھپالیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم ان کی آنکھوں کے آگے تلبس اور اندھیرا کردیا ہے اور غشی طاری کردیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر تکلیف نہیں دے سکتے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے فرمایا کہ بنومخزوم کے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کو حضور ﷺ کے قتل کرنے کی وصیت کی اور پروگرام بنایا۔ ان میں سے ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور بنومخزوم کے لوگوں کا ایک گروہ تھا۔

دشمن آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے .... ایک دن حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی قراءت کی آواز سُنی تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کے لئے ولید کو بھیجا، وہ اس جگہ پہنچا جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ جب پہنچا تو حضور کی آواز تو اس کو سُنائی دے رہی تھی مگر حضور ﷺ اس کو نظر نہیں آئے۔ لہٰذا وہ واپس لوٹ گیا، جا کر یہ بات ان سب کو بتائی۔ اس کے بعد ابوجہل آیا اور ولید بھی اور ایک گروہ پس جب وہ لوگ اس جگہ پہنچے جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ سب نے آپ کی آواز تو سُنی قراءت کرنے کی، وہ آواز کی طرف آگے بڑھے جب وہ آگے بڑھے تو آواز پیچھے سے سُنائی دی۔ لہٰذا وہ واپس پیچھے آواز کی طرف لوٹے تو پھر قراءت کی آواز ان کو پیچھے سے سُنائی دی، وہ اس طرح پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے مگر حضور ﷺ کی طرف کوئی سبیل نہ پاسکے۔ یہی بات قرآن میں ہے : کہ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ۔ الخ

اور عکرمہ سے بھی ایسی روایت ہے جو اس کی تائید کرتی ہے اور اس کو پکا کرتی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۹/۱۵)

☆☆☆

باب ۶۸

مشرکین کا اعجاز قرآن کا برملا اعتراف

اس بات کا بھی کہ اہل لغت اور صاحب زبان ہونے کے باوجود کتاب اللہ جیسی نہ ان کی لغت ہے نہ ہی زبان ہے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے ایوب سختیانی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور نے اس کے سامنے قرآن پڑھا، گویا کہ وہ اس کے سننے سے نرم دل ہو گیا۔

ابوجہل کو اس بات کی خبر پہنچی تو وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا اے چچا! آپ کی قوم سوچ رہی ہے کہ آپ کے لئے بڑا مال جمع کریں۔ اس نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اس لئے کہ وہ آپ کو دے دیں بے شک آپ محمد کے پاس جاتے ہیں تا کہ آپ پیش کریں جس کو وہ قبول کرے۔ اس نے جواب دیا، سارے قریش جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ ابوجہل نے کہا پھر آپ محمد کے بارے میں کوئی ایسی بات وقول کریں جو آپ کی قوم کو پیغام کے طور پر پہنچا دیا جائے کہ آپ محمد کے منکر ہیں۔ آپ اس کو نہیں جانتے اور بے شک آپ محمد کو ناپسند کرتے ہیں۔

ولید بن مغیرہ کافر اور قریش کے سردار نے حضور ﷺ کے بارے میں جو ریمارکس دیئے وہ رہتی دنیا تک حضور ﷺ کی سچائی کا نشان رہیں گے

اس نے کہا،

''میں کیا کہوں پس اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار کے بارے نہیں جانتا۔ نہ ہی اس کے رجز کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، نہ ہی قصیدے کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور نہ ہی جنوں کے اشعار کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد ﷺ جو کلام کرتے ہیں وہ نہ تو رجز کے مشابہ ہے نہ قصیدے میں، نہ ہی اشعار میں (جنوں کا کلام)۔ اور اللہ کی قسم بے شک اس کی بات میں ایک خاص طرح کی حلاوت ہے۔ خاص قسم کی مٹھاس ہے، اس کے کلام پر ایک تازگی ایک خوبی ہے، ایک شادمانی ہے۔ اس کا بلند تر حصہ باردار پھل دار ہے اور اس کا نیچے کا حصہ چشمہ صافی ہے چشمہ شیریں ہے۔ وہ کلام اس قدر بلند ہوتا جاتا ہے کہ جس کے اُوپر کوئی کلام نہیں جا سکتا (غالب آ جاتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا)۔ بے شک وہ اپنے نیچے اور ماتحت کو کاٹ کر چورا چورا کر دیتا ہے''۔

ابوجہل نے کہا، جناب آپ کی قوم آپ کی اس بات کو سن کر راضی نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اس کی بُرائی میں کچھ کہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا پھر مجھے رہنے دیں۔ میں اس کے بارے میں غور وفکر سے کام لیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جب سوچ وفکر کر لی تو پھر اس نے کہا کہ یہ خاص طرح کا سحر ہے جادو ہے جو اپنے غیر پر اثر کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

ذَرۡنِیۡ وَمَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا

چھوڑ یے مجھے اور اس کو جس کو میں نے اکیلے ہی بنایا۔

اسی طرح ہمیں اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بطور موصول طریقے کے۔ اور حدیث حماد بن زید میں ہے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ میرے آگے کچھ پڑھئے۔ حضور ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی :

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ (سورۃ نحل آیت ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے عدل کرنے کا اور احسان و نیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی کے کاموں سے اور بُرے کاموں سے اور بدکاری سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تم کو تا کہ نصیحت قبول کرو۔

ولید بن مغیرہ نے یہ سُنا تو کہنے لگا یہ کلمہ دوبارہ سُنائیے۔ نبی کریم نے دوبارہ پڑھا تو اس نے کہا، اللہ کی قسم :

واللہ ان له لحلاوة، وان علیه لطلاوة، وان اعلاه لمثمر، وان اسفله لمغدق وما یقول هذا بشر ۔

''اللہ کی قسم بے شک اس کلام کی اپنی ایک مٹھاس ہے اور اس کے اُوپر ایک خاص تازگی ہے۔ بے شک اس کا اُوپر پھل دار کی طرح ہے۔ اور اس کا نیچے کا حصہ میٹھے اور صاف چشمے کی طرح ہے۔ کوئی بندہ بشر ایسا کلام نہیں کرتا''۔

یہ اس روایت میں ہے جس کو روایت کیا ہے یوسف بن یعقوب قاضی نے سلیمان بن حرب سے، اس نے حماد سے اس طرح بطور مرسل اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے معمر نے عباد بن منصور سے، اس نے عکرمہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ سب ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔
(البدایۃ والنہایۃ ۶۱/۳)

دشمن کی گواہی ''نہ مجنون ہے نہ کاہن'' .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بُکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو محمد بن ابومحمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ ولید بن مغیرہ کے پاس قریش کے کچھ افراد جمع ہوئے۔ ولید ان سب میں سے عمر میں بڑے تھے۔ اتفاق سے موسم حج بھی آ چکا تھا۔ اس نے کہا: بے شک عرب کے وفود عنقریب تمہارے پاس اس بارے میں آئیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے تمہارے اس صاحب (محمد ﷺ) کے بارے میں سُن رکھا ہے۔ لہٰذا تم سب لوگ اس کے بارے میں کسی ایک رائے پر اتفاق کرلو (سب لوگ ایک ہی بات بتانا)۔ تم لوگ باہم اختلاف نہ کرنا (یعنی مختلف بیان نہ دینا)۔ کہ بعض تمہارا بعض کی تکذیب کردے، بعض کی بات بعض کو رد کردے۔ ان سب نے کہا، اے عبد شمس! یہ نیک کام آپ کریں، آپ سب سے بڑے ہیں، آپ ہمارے لئے ایک رائے قائم کردیں، ہم اس پر قائم رہیں گے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا بلکہ تم لوگ کہو میں سُنوں گا۔

انہوں نے کہا ہم تو کہتے ہیں کہ یہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا یہ کاہن نہیں ہے۔ البتہ تحقیق میں نے کاہنوں کو دیکھا ہے، اس کلام میں کاہنوں کی بھن بھناہٹ نہیں ہے۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم کہیں گے کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے۔ ولید نے کہا کہ نہیں یہ مجنون بھی نہیں ہے، ہم نے جنوں کو بھی دیکھا ہے۔ اور اس کو سمجھا ہے، نہ تو یہ خناق ہے نہ ہی خلجان ہے نہ وہ وسوسہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ شاعر ہے۔ اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے۔

ولید بن مغیرہ کافر کا انتباہ کہ محمد (ﷺ) کاہن، مجنون اور شاعر نہیں ہے مگر تم لوگ کہو کہ یہ ساحر ہے

ہم شعر کو جانتے ہیں۔ اس کے رجز کو اور ہزج کو، اس میں سے قریض کو، مقبوض کو مبسوط کو۔ اس کا کلام شعر کی کوئی قسم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ ولید نے بتایا کہ یہ ساحر بھی نہیں ہے۔ ہم ساحر بھی دیکھ چکے ہیں اور ان کا سحر بھی دیکھا ہے۔ نہ یہ ساحر کی گرہیں اور گانٹھیں ہیں نہ اس کی پھنکار اور تھتکار ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے عبد شمس! ہم اب کچھ نہیں کہہ سکتے اس کے بارے میں۔

قرآن کی تعریف دشمن کی زبانی .... ولید بن مغیرہ نے کہا : ''اللہ کی قسم! بے شک اس کے قول میں ایک حلاوت ہے، ایک مٹھاس ہے۔ بے شک اس کا اصل اور بنیاد چشمہ شیریں ہے اور اس کی شاخیں گھنا باغ ہے۔ تم اس سے کہنے والے نہیں ہو کسی شئی کو مگر جو بات بھی تم نے اس کے بارے میں کہی ہو سب باطل ہے۔ تمہیں معلوم ہو گیا دل کو لگتی ہے اس کی بات۔ آپ لوگ دوسرے لوگوں کو یہ بتایا کریں کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ جو باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ بھائی بھائی میں تفریق پیدا کر دیتا ہے۔ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتا ہے۔ ایک انسان کے اور اس کے کنبہ قبیلے کے درمیان جدائی کرا دیتا ہے۔ لوگ یہ باتیں سن کر (محمد ﷺ) سے بکھر جائیں گے اور اس سے دور ہو جائیں گے''۔

لہٰذا وہ لوگوں کو اس طرح غلط پروپیگنڈہ کرنے کے لئے بیٹھنے لگے۔ جب حج کے موسم پر لوگ آنے لگے جو بھی ان کے پاس سے گزرتا اس کو وہ حضور ﷺ کے بارے میں ڈراتے اور ان کے سامنے حضور ﷺ کا معاملہ اس طرح پیش کرتے کہ لوگ ان کے پاس نہ جائیں۔ لہٰذا ولید بن مغیرہ کی اس سازش کو تیار کر کے دینے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا .... سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ۔ (سورۂ مدثر : آیت ۱۱۔۲۶)

اور ان لوگوں کے بارے میں جو ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہو گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کرتے تھے اور حضور ﷺ جو پیغام اللہ کی طرف سے لائے تھے اس میں گڑبڑ کرتے تھے۔ اللہ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ۔ (سورۂ حجر : ۱۹) ۔ یعنی جنہوں نے قرآن کو کئی قسم بنا دیا۔

اور آیت نازل ہوئی :

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ (سورۂ حجر : آیت ۲۰) ۔ قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے

(اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے) وہ لوگ ایک گروہ تھے جو یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کرتے تھے ہر اس شخص سے جس سے وہ ملتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس موسم میں عرب لوگ جو دیگر عرب ممالک سے آئے تھے تو حضور ﷺ کا تذکرہ تمام بلاد عرب میں عام ہو گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶۱/۳)

قریش کے شاطر اور تیز ترین شخص نضر بن حارث اور دشمن رسول نے اقرار کیا کہ محمد (ﷺ) نہ کاہن ہیں نہ مجنون، نہ شاعر، نہ ساحر ہیں

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے میں گمان کرتا ہوں کہ ایک شیخ سے جو اہل مصر میں سے تھے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷛ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا،

''اے قریش کی جماعت! بے شک حالت یہ ہے کہ تمہارے اُوپر ایک ایسا عظیم معاملہ واقع ہو گیا ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کی ابتلاء اور آزمائش تمہارے اُوپر کبھی نہیں آئی۔ تحقیق محمد تمہارے اندر جوان لڑکے تھے نوعمر۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ تم سب سے زیادہ سچے تھے بات کرنے میں۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ امانت دار تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے اس کی کنپٹیوں میں سفیدی دیکھ لی اور وہ تمہارے پاس لے آئے اس چیز کو جس کو وہ لائے ہیں تو تم لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ نہیں اللہ کی قسم وہ جادوگر نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے جادوگر دیکھے ہیں اور ان کا پھونکیں مارنا اور شوشو کرنا بھی دیکھا ہے اور ان کے گنڈے بھی دیکھے ہیں (وہ ایسے نہیں ہوتے)۔ اور تم لوگوں نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ وہ کاہن ہے (غیب کی خبریں دیتا ہے)۔ نہیں اللہ کی قسم

وہ کاہن نہیں ہے۔ ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں اور ان کا حال بھی دیکھا ہے اور ان کے سجع (اور ذو معنی فقرے بھی سُنے ہیں)۔ مزید تم لوگوں نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شاعر ہے۔ نہیں اللہ کی قسم وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں اور شعر کی تمام صنفیں سُنی ہیں۔ ہزج، رجز، قریضہ ہوتی ہے (یہ سب شعر کی اصناف ہیں) اور تم لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مجنون (دیوانہ اور پاگل ہے)۔ اللہ کی قسم یہ مجنون اور دیوانہ نہیں ہے۔ ہم نے جنون (پاگل پن) دیکھا ہے۔ نہ یہ مجنون کا وسوسہ ہے اور نہ اس کی ملاوٹ۔ اور تحقیق اے قریش کی جماعت! تم لوگ دیکھو، غور کرو اس کی حالت کو۔ بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم تمہارے اُوپر ایک عظیم معاملہ واقع ہو گیا ہے''۔

یہ باتیں کرنے والا شخص نضر بن حارث قریش کے شاطر اور شیطان قسم کے لوگوں میں سے تھا اور وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو اندر سے پہچانتا اور ان کے ساتھ دشمنی اور عداوت قائم کر کے رکھتا تھا۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۹-۳۲۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو اجلح نے ذیال بن حرملہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں ابو جہل نے کہا تھا اور قریش کے دیگر سرداروں نے کہ ہمارے سامنے محمد ﷺ کا معاملہ خوب پھیل کر عام ہو چکا ہے۔ لہٰذا تم لوگ ایسا کرو کہ ایک ایسے عالم کی تلاش کرو جو سحر کا بھی عالم ہو کہانت کا بھی اور شعروں کے علم کا بھی۔ وہ محمد ﷺ سے بحث کرے۔ اس کے بعد وہ ہمیں اس کے بارے میں واضح بیان بتائے۔ چنانچہ عتبہ نے کہا میں نے ساحروں اور کاہنوں کے قول سُنے ہیں، شاعروں کو بھی سُنا ہے۔ میں اس سب کچھ کے بارے میں جانتا ہوں۔ مجھ پر اس میں سے کوئی شی مخفی نہیں ہے اگر وہ ایسا ہے تو میں اس سے بات کروں گا۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں۔

کفار کی طرف سے مال کی پیشکش .... جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو عتبہ نے پوچھا: اے محمد! یہ تو بتایئے کہ آپ بہتر ہیں یا اُم ہاشم بہتر تھی؟ آپ بہتر ہیں یا اُم عبدالمطلب بہتر تھی؟ آپ بہتر ہیں یا اُم عبداللہ بہتر تھی؟ یعنی آپ کی دادی پردادی بہتر تھیں)۔ حضور ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہمارے معبودوں مشکل کشاؤں کو بُرا بھلا کہتے ہو؟ اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہ بتاتے ہو؟ اگر آپ اس سے سردار بننا چاہتے ہو تو ہم آپ کے لئے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔ لہٰذا آپ تا حیات ہمارے سردار رہیں گے۔ اور اگر آپ کو شادی کی خواہش ہے تو ہم آپ کے ساتھ دس عورتوں کی شادی کرا دیتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کہ آپ قریش کے جن جن گھرانوں میں سے پسند کریں اور اگر آپ مالدار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کے لئے اپنا مال بھی جمع کر لیتے ہیں، اس قدر مال جمع کرتے ہیں کہ جس سے آپ نہیں آپ کی آل اولاد بھی غنی اور مالدار ہو جائے گی (عتبہ کافر یہ باتیں کر کے حضور ﷺ کو تمام دنیوی مناقب کی پیش کش کر رہا ہے)۔ حضور ﷺ ہیں کہ خاموش بیٹھے ہیں، بالکل کلام نہیں کر رہے۔ وہ جب فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب فصلت ایاتہ قراٰنًا عربیًا لقوم یعلمون

اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ حٰم۔ یہ رحمٰن اور رحیم کی طرف سے اُتاری ہوئی چیز ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات مفصل اور واضح ہیں یہ عربی میں پڑھی جانے والی کتاب ہے ایسی قوم کے لئے جو علم و فہم رکھتی ہیں۔

حضور سورۃ حٰم سجدہ کی یہ ابتدائی آیات پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچے۔

اَنْذَرْتُکُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۔

میں آپ لوگوں کو اس خطرناک کڑک (دھماکے سے) ڈراتا ہوں جیسے قوم عاد و ثمود پر خطرناک آواز کڑک (اور دھماکہ ہوا) تھا۔ (جس نے سب کو تہس نہس کر دیا تھا)

یہ تلاوت قرآنی محمد عربی سے سُن کر عتبہ کا منہ بند ہو گیا اور اس نے حضور ﷺ کی رشتہ داری کی قسم دے کر کہا کہ بس کریں آپ مجھے سُنانے سے رُک جائیں۔ چنانچہ واپس اپنے گھر والوں کے پاس نہ گیا بلکہ وہ ان کے پاس جانے سے بھی رُک گیا۔

ابوجہل نے یہ بات سُنی تو اس نے کہا کہ اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ عتبہ بھی محمد کی طرف جھک گیا ہے اور محمد کا کھانا اس کو اچھا لگ گیا ہے، یہ شاید اس کی مجبوری ہے۔ میرے ساتھ تم لوگ چلو ہم چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔

وہاں پہنچے تو ابوجہل نے کہا، اللہ کی قسم اے عتبہ آپ ہمارے پاس واپس جانے سے شاید اس لئے رُک گئے ہیں کہ لگتا ہے آپ محمد کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔ شاید آپ کو محمد کا معاملہ (اس کا دین، قرآن، عقیدہ) اچھا لگ گیا ہے۔ اگر یہ تیری ضرورت ہے اور تیری مجبوری ہے تو بتا دے، ہم آپ کے لئے مال جمع کرتے ہیں اس قدر جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد کے کھانے اور روٹیوں سے بے پروا کر دے گا۔ چنانچہ وہ ناراض ہو گیا۔ یہ طعنہ سن کر عتبہ غصے میں آکر کہنے لگا کہ میں محمد سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ اور بولا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن میں تو محمد کے پاس آیا تھا اور اس سے میں نے ایسے ایسے سوالات کئے۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس نے ایسی سورت سُنائی، اس نے مجھے جو جواب دیا ہے اللہ کی قسم نہ تو وہ سحر ہے نہ شعر، نہ ہی کہانت ہے بلکہ وہ تو یوں ہے :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم ۔ حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب فصلت ایاته قرانًا عربیًا لقوم یعلمون

یحیٰ کہتے ہیں کہ اسی طرح اس نے کہا یَعْقِلُوْن یہاں تک کہ وہ پہنچے اَنْذَرْتُکُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْد ۔ بس میں نے اپنے کانوں کو بند کر لیا اور میں نے اس سے اپنے رشتہ داروں کا واسطہ دے کر کہا کہ بس رُک جائیں۔ اور تحقیق تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمہارے اُوپر عذاب نہ آن پڑے (واضح رہے یہ نضر بن حارث حضور ﷺ کے خالہ کے بیٹے تھے)۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن زیاد مولی بنی ہاشم نے محمد بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عتبہ بن ربیعہ نے جو سردار تھا۔ ایک دن اس نے بیٹھے بیٹھے کہا جب وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور حضور ﷺ اکیلے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش کی جماعت! کیا میں اُٹھ کر اس کے پاس جاؤں اور اس سے بات کروں اور میں اس کے سامنے کچھ امور پیش کروں، شاید ان میں سے بعض کو قبول کر لے اور یہ ہم لوگوں سے ہٹ جائے؟ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے اے ابوالولید! لہٰذا عتبہ اُٹھ کر چلا گیا اور جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔

محمد بن کعب نے پوری حدیث ذکر کی ہے اس بارے میں جو کچھ عتبہ نے حضور ﷺ کو پیش کش کی مال کی، ملک اور اقتدار کی وغیرہ۔ حتیٰ کہ جب عتبہ فارغ ہوا بات کر کے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے بات کر لی اے ابوالولید! اس نے کہا: کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا: اچھا اب مجھ سے سُنئے۔ اس نے کہا کہ میں سُن رہا ہوں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم

کتاب فصلت ایاته قرانًا عربیًا لعلکم تعقلون

رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے پڑھتے رہے۔ عتبہ نے جونہی سُنا تو خاموش ہو گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لئے اور ان کے سہارے بیٹھ گیا اور توجہ سے سُنتا رہا۔ پڑھتے پڑھتے حضور ﷺ سجدے کی آیت تک پہنچ گئے اور حضور ﷺ نے سجدہ کر لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کہ سُنا آپ نے اے ابوالولید! اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ لہٰذا عتبہ وہاں سے اُٹھ کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔

ولید کا اپنی قوم کو مشورہ .... چنانچہ ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم ایک دوسرے کے ساتھ قسمیں کھاتے ہیں کہ ابوالولید ہمارے پاس آ رہے ہیں لیکن ان کا رُخ بدلا ہوا ہے، وہ موڈ نہیں ہے جس کے ساتھ وہ گئے تھے۔ چنانچہ وہ جب آ کر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: اے ابوالولید! آپ کے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے جواب دیا :

''اللہ کی قسم میں نے ایسا قول سُنا ہے کہ اس جیسا کلام میں نے ہرگز کبھی نہیں سُنا۔ اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے، نہ وہ سحر ہے، نہ ہی کہانت ہے۔ اے قریش کی جماعت! بات میری بات مانیئے مجھے آپ لوگ اس کے ساتھ چھوڑ دیجئے اور اس آدمی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور آپ لوگ اس سے الگ تھلگ رہیئے۔

اللہ کی قسم! میں نے جو اس کی بات سُنی ہے ضرور وہ کوئی چیز ہے (نبوت کی)۔ اگر اس کو کوئی عرب مار دیتا ہے تو تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی تمہارا نام آئے بغیر، اور اگر وہ عربوں پر غالب آ جاتا ہے تو اس کی حکومت اور تمہارا ملک اور حکومت ہوگی (کیونکہ تم اس کی مخالفت نہ کر کے نشانہ نہیں بنو گے)۔ اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم لوگ اس کے بارے میں کامیاب ترین پالیسی کے لوگ ہو گے''۔

اہل مجلس نے جواب دیا: اللہ کی قسم ابوالولید اس نے اپنی زبان کے ساتھ اس کے اقرر نے اپنا سحر اور جادو چلا دیا ہے۔ اس نے کہا میری تمہارے لئے یہی رائے ہے، باقی تم لوگ اپنی مرضی کے مالک ہو جو تم بہتر سمجھتے ہو۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے جن کو ابوطالب نے عتبہ کی مدح میں اپنے قصیدے میں ذکر کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۳-۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوقتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ مکرمہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوایوب احمد بن بشر طیالسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن عمرو ضبی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مثنی بن زرعہ نے، اس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے سامنے یہ سورۃ پڑھی حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن الرحیم تو عتبہ اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا: اے میری قوم! آج تم لوگ میری بات مان لو اور آئندہ بھلے نہ ماننا۔ اللہ کی قسم میں نے اس شخص (محمد ﷺ) سے ایسا کلام سُنا ہے کہ اس جیسا کلام میرے کانوں نے کبھی نہیں سُنا اور میں اس کا جواب بھی نہیں سکتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق تینوں ایک رات نکلے تا کہ وہ حضور ﷺ کا قرآن سُنیں۔ وہ رات کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ہر شخص نے اپنے بیٹھنے کی الگ جگہ مقرر کر لی اور ہر ایک کو دوسرے کے بیٹھنے کی جگہ کا علم نہیں تھا۔

چنانچہ انہوں نے ان کی تلاوت سُنتے سُنتے رات گزار دی۔ جب صبح ہوئی اور فجر طلوع ہوئی سب منتشر ہو گئے مگر تینوں ایک ہی راستہ پر جمع ہو گئے۔ تینوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ اگر تمہاری قوم کے بے سمجھ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گئی تو ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود چھپ کر سُنتے ہیں۔ شاید محمد کا معاملہ سچا ہے۔ چنانچہ وہ یہ عہد کر کے واپس لوٹ گئے۔

جب دوسری رات ہوئی تو ہر شخص ان میں واپس اپنی خفیہ جگہ پر آ بیٹھا۔ پھر وہ رات بھر قرآن سُنتے رہے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے مگر تینوں پھر ایک ہی راستے پر اکٹھے ہو گئے۔ پھر وہ کہنے لگے، اب تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ پکا عہد کرتے ہیں کہ ہم پھر یہ غلطی نہیں

کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات پر پکا عہد کیا اور منتشر ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو اخنس بن شریق نے عصا اُٹھایا اور باہر نکل گیا اور صبح ہی صبح ابوسفیان کے گھر پہنچ گیا اور جا کر کہا کہ ابوحنظلہ مجھے اپنی رائے کے بارے میں آگاہ کریں اس بارے میں کہ آپ نے جو کچھ محمد سے سُنا ہے۔ اس نے جواب دیا،

ابوثعلبہ اللہ کی قسم میں نے سُنا ہے۔'' میں ان کو بھی سمجھتا ہوں اور ان کی مراد بھی سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اخنس نے کہا میں اپنی بات بتاتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی کہ میں بھی اسی طرح سمجھتا ہوں (قرآن کے بارے میں)۔ پھر وہ اس کے ہاں سے سیدھا ابوجہل کے دروازے پر گیا۔ اس کے گھر میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابوالحکم آپ کی کیا رائے ہے اس کے بارے میں آپ نے جو کچھ محمد سے سُنا ہے''۔

ابوجہل نے کہا کہ تم نے کیا سنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا اور بنو مناف کا اختلاف اور جھگڑا ہے شرف و مقام اور منصب کا۔ انہوں نے لوگوں کو کھانے کھلائے، سو ہم نے بھی کھانے کھلائے (گویا ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، ہم نے بھی لوگوں کو سواریاں دیں (اس میں بھی ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو عطایا دیئے، ہم نے بھی دینے، ہم نے ایک دوسرے سے سواریوں کے گھٹنے سے ہم گھڑ دوڑ کے دو گھوڑے ہو گئے یعنی جیسے دو سوار میدان میں برابر چھوٹتے ہیں۔ تو انہوں نے یعنی بنو عبد مناف نے کہا کہ ہم میں سے نبی ہے اس کے اُوپر آسمان سے وحی آتی ہے۔ اب ہم یہ منصب کب پا سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کی قسم ہم اس کے ساتھ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ اخنس بن شریق اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶۴/۳)

قومی عصبیت راہِ حق قبول کرنے سے مانع بن گئی .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، اس نے کہا کہ بے شک پہلا دن جس دن میں نے رسول اللہ کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تھا وہ دن تھا کہ جب میں اور ابوجہل بن ہشام مکہ کی بعض گلیوں میں چل رہے تھے۔ اچانک ہمیں راستے میں رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ چنانچہ رسول اللہ نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم! آپ آجایئے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، میں آپ کو اللہ کی طرف بُلاتا ہوں۔

ابوجہل نے کہا: اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہمارے اُلٰہوں اور مشکل کشاؤں کو گالیاں دینے سے باز نہیں آئیں گے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس بات کی شہادت دیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی ہے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے بات پہنچا دی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں یہ جان لوں کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے تو پھر بھی میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔

اس کے بعد ابوجہل میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کچھ کہتے ہیں وہ حق و سچ ہے۔ لیکن بات بنو قصی کے درمیان رقابت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجابت کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ندوہ کا منصب ہمارے اندر ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوا اور جھنڈا برداری کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سقایہ کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کھانا کھلایا، ہم نے کھلایا حتیٰ کہ جس وقت سوار باہم مقابلے میں ایک دوسرے پر برتری لانے لگے تو انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ ہم سے نبی بھی ہے، اللہ کی قسم میں یہ نہیں کہوں گا نہیں مانوں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶۴/۳)

☆☆☆

باب ۶۹

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

اوران کے قصے میں ان کے بھائی اُنیس کی تنزیہ

جو کہ رسول اللہ ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے جو حضور ﷺ کے حق میں نازیبا اقوال سے دفاع کرتے تھے۔ اوراس کا اعجازِ قرآن کا اعتراف کرنا اوراس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے تیس شبانہ روز بغیر کسی طعام کے صرف آبِ زم زم پر گزارا کیا تھا اور موٹے ہو گئے تھے۔

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد ابن سلیمان نجاد نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابوعبدالرحمن مقری نے اور ہمیں خبردی ابوعبداللہ نے، ان کو محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن رجاء اور عمران بن موسیٰ نے ان دونوں کو ہدبہ بن خالد نے۔ ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو عبداللہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوذر نے کہا کہ ہم اپنی قوم بنوغفار سے نکلے۔ وہ ماہ حرام کو (جس میں جنگ وجدل حرام اور ممنوع تھا) اس کو حلال کر کے رکھتے تھے۔ یعنی حرمت کو پامال کرتے تھے، اس میں ممنوع کام بھی کرتے تھے)۔ چنانچہ میں اور میرے بھائی اُنیس اور ہماری والدہ ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم اپنے اس ماموں کے پاس پہنچے جو کہ مالدار تھے اور ذی وقار تھے۔ ہمارا اکرام کیا اور ہمارے ساتھ احسان کیا مگر ان کی قوم نے ہمارے ساتھ حسد کیا۔

انہوں نے کہا آپ جب اپنے گھر سے نکل جاتے ہیں تو اُنیس تیرے گھر میں پیچھے غیر موجودگی میں آتا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ہمارے ماموں نے آکر ہمارے سامنے وہ بات کھول دی جو اس کو کہی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا بہر حال جو کچھ نیکی آپ ہمارے ساتھ پہلے کر چکے ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ آج کے بعد ہم آپ سے نہیں ملیں گے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ اُونٹ جو ہمارے لئے مخصوص کئے تھے وہ ہمیں دے دیئے۔ ہم ان پر سوار ہو کر روانہ ہونے لگے تو ہمارے ماموں نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم مکہ کے قریب اُترے۔ کہتے ہیں ہمارے بھائی اُنیس نے از راہ مفاخرت ہمارے گروہ سے نفرت اور علیحدگی اختیار کر لی اور اس کی مثل سے۔ چنانچہ ہم لوگ کاہن کے پاس گئے کہ ہمیں بتاؤ، ہم میں سے صحیح ہورا چھا کون ہے؟ اس نے اُنیس کو اچھا قرار دیا یعنی صحیح قرار دیا۔ وہ ہمارا اُونٹوں کا گروہ لے آیا اور اس کی مثل بھی۔

کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے نماز پڑھی تھی اے بھتیجے! اس سے قبل کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتا تین سال تک میں نے پوچھا کہ کس کے لئے نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ کے لئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس طرف منہ کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں اس طرف منہ کرتا تھا جس طرف اللہ تعالیٰ مجھے متوجہ کرتے تھے۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا، یہاں تک کہ جب رات کا آخر ہو جاتا تو میں ایسے پڑ جاتا جیسے کوئی کپڑا یا چادر۔

اُنیس شاعر کی گواہی کہ قرآن جادوگروں کا کلام نہیں .... حدیث مقری میں ہے کہ ان کی مراد کپڑے سے تھی۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ میرے اُوپر آجاتی۔ اُنیس نے کہا کہ میرا ایک کام ہے مکہ میں آپ میرے پیچھے میرے کام کا خیال رکھنا، یہاں تک کہ میں واپس آجاؤں۔ چنانچہ اُنیس چلے گئے۔ وہ، مکہ میں پہنچ گئے، انہوں نے وہاں مکہ میں جا کر دیر کر دی، جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں ایک آدمی سے ملا ہوں جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ نے اس کو رسول بنا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے، ساحر ہے، کاہن ہے۔

کہتے ہیں کہ اُنیس خود ایک شاعر تھے۔ اُنیس نے کہا کہ میں نے کاہنوں کے قول سُنے ہیں یہ ان کا قول نہیں ہے۔ اور میں نے اس کے اقوال کو شعراء کے اقوال کے ساتھ پرکھا ہے (دوسروں نے کہا کہ شعراء کے کلام کے طرق اور انواع پر پرکھا ہے)۔ اللہ کی قسم! میرے بعد کسی کی زبان پر یہ درست نہیں آئے گا کہ وہ شاعر ہے۔ اللہ کی قسم بے شک وہ سچا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والے جھوٹے ہیں۔

کہتے ہیں کہ میں نے اُنیس سے کہا کہ آپ میری غیر موجودگی میں خیال رکھیں، میں جا کر اس شخص کو دیکھوں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اہل مکہ میں سے بن جانا ان کے خطرے سے بچنے کے لئے۔ بے شک وہ لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں، وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ چنانچہ میں روانہ ہو کر مکہ پہنچا۔ میں نے وہاں جا کر اہل مکہ میں سے ضعیف ترین آدمی تلاش کیا۔ میں نے اس سے پوچھا، وہ شخص کہاں ہے جس کو لوگ صابی (اپنے دین سے ہٹا ہوا، پھرا ہوا) کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے صابی کہہ کر میری طرف اشارہ کیا (یعنی اس کو پکڑ کر مارو یہ بھی صابی ہے)۔

کہتے ہیں کہ پوری وادی والے مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ جس کے ہاتھ میں اینٹ آئی اس نے وہ ماری، جس کے ہاتھ میں پتھر آیا اس نے مجھے وہ مارا۔ یہاں تک کہ میں گر کر بے ہوش ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کب اُٹھا۔ جب میں اُٹھا تو ایسے تھا جیسے سُرخ نشان ہوتے ہیں (یعنی لہولہان ہو گیا تھا)۔ چنانچہ میں زم زم پر آیا، میں نے اس سے پانی پیا اور اپنا خون دھویا۔ لہٰذا میں کعبہ اور اور اس کے پردوں کے بیچ میں داخل ہو گیا۔

تحقیق اے بھتیجے! میں تیس دن اور تیس راتیں وہاں اس حال میں رہا کہ میرا کھانا سوائے زم زم کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور میں موٹا ہو گیا اس قدر کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے۔ اور میرے جگر پر بھوک کا ضعف اور کمزوری باقی نہ رہی۔ اچانک اہل مکہ چاندنی رات میں جو منور اور روشن ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے کانوں پر مہر ماردی اور وہ سو گئے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کوئی نہیں آیا دو عورتوں کے سوا۔ وہ میرے پاس آئیں اور وہ دونوں آساف اور نائلہ بت کی پکار کر رہی تھیں۔ وہ اپنے طواف کے دوران میرے پاس آئیں۔ میں نے کہا کہ کیا انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر لیا تھا؟ (یعنی آساف و نائلہ نے)۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی پکار سے نہ رُکیں۔ دوسرے راویوں نے کہا کہ ان دونوں عورتوں کو اس بات سے کسی شی نے مائل نہ کیا اس سے جو کچھ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہتے ہیں وہ میرے قریب آئیں تو میں نے کہا کہ یہ بت (آساف اور نائلہ) یہ سب تو لکڑی کی مثل ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالمطعی لکھتے ہیں) اَلْهَنُ وَالْهَنَة بغیر تشدید نون کے، کنایہ ہے کل شئ سے۔ اکثر کنایہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں فرج اور ذکر کے لئے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے معنی ہوگا کہ اس نے ان سے یہ کہا تھا کہ فَقَالَ لَهُمَا اَوْمِثْلُ الْخَشْبَةِ فِي الْفَرَجِ آنہوں نے ان سے کہا یہ ایسے ہیں جیسے لکڑی شرمگاہ میں۔ یہ جملہ کہہ کر انہوں نے ایک تو آساف و نائلہ کو گالی دی اور دوسرے یہ کہہ کر انہوں نے کفار کو جلایا۔

پس وہ دو عورتیں ہلاکت اور وَیْل کی بددعا دیتی ہوئی چلی گئیں اور کہنے لگیں کاش کہ اس وقت یہاں پر ہمارے گروہ کے لوگ ہوتے۔ کہتے ہیں کہ ان کے آگے اچانک رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑ سے اُترتے ہوئے آ گئے۔ عورتوں کو بکتے ہوئے سُنا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں؟ عورتوں نے بتایا کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان صابی (دین سے پھرا ہوا شخص) چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس صابی نے تمہیں کیا کہا ہے۔ وہ بولیں اس نے ہم سے ایسا کلمہ کہا ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اتنی بڑی بات کہہ دی اور بڑی گالی دی ہے کہ اس سے زیادہ قبیح اور بُری کوئی چیز نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات .... پس رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے حجر اسود کا استلام کیا، اور اس کے بعد انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی۔ جب انہوں نے نماز پوری کر لی تو ابوذر کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو میں پہلا شخص تھا جس نے حضور ﷺ کو سلام کیا، یعنی السلام علیک کہا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو؟ میں نے بتایا کہ بنو غفار میں سے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور ابوذر کی پیشانی پر رکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید آپ نے

ناپسند کیا ہے غفار کی طرف میری نسبت کو۔ میں حضور ﷺ کا ہاتھ تھامے جھکا تو حضور ﷺ کے ساتھی نے مجھے روک دیا۔ کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے سر اُوپر اُٹھایا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کب سے یہاں پر ہو؟ میں نے بتایا کہ میں تیس راتوں اور دنوں سے یہاں پر ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کھانا کون دیتا رہا ہے؟ میں نے بتایا میرا کھانا زم زم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں موٹا ہو گیا ہوں حتیٰ کہ میرے پیٹ کے شکن ختم ہو گئے ہیں، میں اپنے جگر پر بھوک کی کمزوری بھی محسوس نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بابرکت ہے، یہ کھانے کا کھانا ہے اور بیماریوں کی شفاء ہے۔ ابوبکر صدیق ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کریں .... حضور ﷺ اور ابوبکر ؓ چلے، میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ ابوبکر ؓ نے گھر کا دروازہ کھولا اور میرے لئے طائف کی کشمش کی مٹھی بھرنے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکے میں کھایا تھا۔ جس قدر مقدر میں تھا میں ان کے پاس ٹھہرا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کھجوروں والی سرزمین کی طرف متوجہ کر دیا گیا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یثرب ہی ہے۔ آپ میری طرف سے اپنی قوم کے لئے مبلغ کا کام کریں گے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ان کو تبلیغ کرنے پر اجر عطا کرے۔

میں واپس آ گیا اور بھائی کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا کرتے رہے آپ؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو سچا مان لیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے بھی تیرے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے تصدیق کر لی ہے۔ اس کے بعد ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے اس کو بتایا تو اس نے کہا کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے۔ میں بھی مسلمان ہو گئی ہوں اور میں نے اس کو سچا مان لیا ہے۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم اپنی قوم کے پاس گئے۔ ان میں سے آدھی قوم مسلمان ہو گئی رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی۔ اور خفاف بن ایماء بن رحضہ غفاری ان کی امامت کرتے رہے۔ وہ ان دنوں ان کے سردار اور لیڈر بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ باقی قوم اس وقت مسلمان ہو گئی جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو بقیہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور مسلمان ہو کر آ گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہمارے بھائی ہیں، جس کیفیت پر وہ مسلمان ہوئے ہیں ہم بھی اس پر مسلمان ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ بنو غفار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور یہ مسلمان ہو گئے ہیں اللہ ان کو سلامتی عطا کرے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہداب بن خالد سے۔ (مسند احمد ۱۷۴/۵)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن رومی نے، ان کو نضر بن محمد نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے ابوزمیل سماک بن ولید نے ملک بن مرثد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوذر سے۔ وہ کہتے ہیں میں اسلام لانے میں چوتھا تھا۔ مجھ سے پہلے تین لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اور میں چوتھا ہوں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا السلام علیك یا رسول اللّٰه،

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار دیکھے۔ (مستدرک ۳/۳۴۱۔۳۴۲۔ مجمع الزوائد ۹/۳۲۷)

☆☆☆
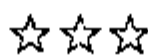
باب ۷۰

جناب حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے اسلام کا تذکرہ

اوراس میں حضور ﷺ کا اس کو خاص طور پر وعظ فرمانا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے دل میں ایمان ڈال دیا تھا حضور ﷺ کے فرمان کی برکت سے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن سحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے جو مسلمان ہو گیا تھا اور وہ بات کو محفوظ کرنے اور یاد رکھنے والا تھا یہ کہ ابوجہل صفا پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا اور اس نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور حضور ﷺ کو گالیاں دیں اور حضور ﷺ کے دین میں عیب لگائے اور نازیبا حرکتیں کیں۔

حضور ﷺ نے یہ بات حمزہ بن عبدالمطلب سے کہی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے۔ وہ جا کر جب اس کے سر پر کھڑے ہوئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کمان اُٹھائی اور اس کے ساتھ ابوجہل کو اس نے مارا، اس طرح کہ اس کو اس ضرب سے شدید زخم ہو گیا۔ اور قریش کے کچھ آدمی بنی مخزوم میں سے حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس آ گئے ابوجہل کی مدد کرنے کے لئے۔ اس سے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس حرکت سے یہ سمجھے ہیں کہ حمزہ آپ بھی صابی ہو گئے ہیں (باپ دادا کے دین کو چھوڑ چکے ہیں)۔ حمزہ نے جواب دیا کہ میرے لئے اس بات سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور میرے لئے اس کا معاملہ واضح ہو چکا ہے۔

''میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے سچ ہے۔ اللہ کی قسم میں جھگڑا نہیں کرتا۔ ہاں تم لوگ اگر سچے ہو تو مجھے منع کر کے دکھاؤ''۔

یہ سُن کر ابوجہل نے کہا کہ چھوڑو، ابوعمارہ کو بے شک میں نے اللہ کی قسم اس کے بھائی کے بیٹے (محمد) کو بدترین گالی دی تھی۔ (ابن ہشام ۱/۳۱۲)

جب حمزہ مسلمان ہو گئے تو قریش نے سمجھ لیا کہ حضور ﷺ اب اکیلے اور کمزور نہیں رہے۔ بلکہ ان کا بازو اب مضبوط ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ حضور ﷺ کو مزید تکلیف پہنچانے سے رُک گئے۔ اور حمزہ نے اس بارے میں کچھ شعر کہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اس کے بعد حمزہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے اور ان کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا کہ آپ تو قریش کے سردار ہیں کیا آپ بھی اس صابی کے پیروکار بن گئے ہیں؟ اور آپ نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ تیرے لئے تو موت بہتر ہے اس فعل سے جو تم نے کیا ہے۔

حمزہ کو دُکھ ہوا اور اس نے دل میں سوچا کہ حمزہ تم نے کیا کر لیا؟ پھر انہوں نے دعا کی، اے اللہ! اگر یہ معاملہ جو میں نے کیا ہے اشد ہے، درست ہے تو تُو میرے دل میں اس کی تصدیق ڈال دے۔ وگرنہ میں جس چیز میں پڑ گیا ہوں میرے لئے اس سے نکلنے کا راستہ بنا دے۔ چنانچہ اس رات کو وہ سوئے تو صبح تک اس قدر شیطانی وسوسے آتے رہے جو اس سے قبل کبھی اس قدر نہ آئے تھے۔ صبح ہی صبح وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان سے کہنے لگے، اے بھتیجے! بے شک میں ایک ایسے امر میں واقع ہو گیا ہوں کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ میری سمجھ میں نہیں آتا اور اس پر پکا رہنا میرے جیسے بندے کا جس کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ رشد وہدایت ہے یا شدید غی اور گمراہی ہے۔ مجھے کوئی حدیث بیان کر دیجئے۔ میں شدید خواہش کرتا ہوں کہ اے بھتیجے! آپ مجھے حدیث بیان کریں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو وعظ کیا اور

اس کو آخرت کا ڈر سنایا اور اس کو جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ اللہ نے ان کے دل میں یقین پیدا کر دیا۔ اس کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،: اتو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں اور میں سچی شہادت دیتا ہوں، اے بھتیجے! آپ اپنے دین کو ظاہر کریں۔ اللہ کی قسم میری یہ نیت ہے کہ میں اب یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس وہ ساری کائنات ہو جس پر آسمان سایہ کئے ہوئے ہے اور میں اپنے پہلے دین پر رہوں (یہ مجھے پسند نہیں ہے)۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہو گئے جن کے ساتھ اللہ نے دین کو عزت اور غلبہ بخشا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار

(نوٹ از مترجم) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے آغاز اسلام میں کہے تھے، علامہ سہیلی نے روض الانف میں نقل کیا ہے۔ میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے عربی میں نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں :

لدين جاء من رب عزيز　　　خبير بالعباد بهم لطيف

اذا تليت رسائله علينا　　　تحدر دمع ذی اللب الحصيف

رسائل جاء احمد من هداها　　　بآيات مبينة الحروف

واحمد مصطفی فينا مطاع　　　فلا نغسوه بالقول الضعيف

فلا والله نسلمه لقوم　　　ولما نقض فيهم بالسيوف

ونترك منهم قتلی بقاع　　　عليها الطير كالورد العكوف

وقد خبرت ما صنعت ثقيف　　　به فجزی القبائل من ثقيف

اله الناس شر جزاء قوم　　　ولا اسقاهم صوب الخريف

میں نے اللہ کا شکر کیا ہے جب اس نے میرے دل کو اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور دین حنیف کی طرف ایسے دین کی طرف جواب عزیز کی طرف آیا ہے وہ اب اچھی طرح باخبر ہے بندوں کے بارے میں۔ اور ان پر لطف کرتا ہے جب اس کے پیغامات ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں تو عقل و دانش رکھنے والے کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ ایسے پیغامات ہدایت جن کو احمد مرسل واضح حروف والفاظ والی بیان کرنے والی آیات کے طور پر لائے ہیں۔ اور احمد مصطفیٰ ہمارے اندر ایسے عظیم ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ جن کی طرف کسی کمزور اور ضعیف قول کی نسبت نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم ہم اس کو کسی قوم کے حوالے نہیں کریں گے۔ جب ہم ان میں (جنگ کرکے) تلواریں توڑیں گے۔ اور ہم ان میں مقتولین کو میدانوں میں اس طرح پڑا چھوڑیں گے کہ ان پر پرندے نوچ کر کھانے کے لئے منڈلا رہے ہوں گے۔ مجھے خبر دی ہے کہ قبیلہ ثقیف نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ ثقیف اور دیگر قبائل تمام لوگوں کا معبود جزا دے گا بدترین جزا کہ ان کو موسم خریف کی بارش کا پانی پینا نصیب نہیں ہوگا۔

☆☆☆

باب ۱۷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا تذکرہ
جب انہوں نے قرآن پڑھا اور اس کے اعجاز کو جانا اور جو کچھ اللہ نے ان کو جواب دیا
اس میں رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے غلبۂ دین کے لئے
دو میں سے ایک آدمی کے مسلمان ہو جانے کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو عبدالرحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید نے اسماعیل بن ابو خالد سے، ان کو قیس بن ابو حازم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم لوگ (مسلمان) ہمیشہ غالب رہے جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن مثنی سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۷/۴۱، ۱۷۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابو عمر محمد بن عبدالواحد زاہد نحوی نے جو ثعلب کے غلام تھے، وہ کہتے ہیں، ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خارجہ بن عبداللہ بن زید بن ثابت نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ تو اسلام کو غلبہ عطا فرما ان دو آدمیوں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے۔ کہتے ہیں کہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ (ترمذی ص ۳۶۸۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عمر مقری بن حمامی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم نے، ان کو ابو الولید محمد بن احمد برد انطا کی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم حنینی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو ذکر کیا ہے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے، وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ جاننا پسند کریں گے کہ میرا مسلمان ہونا کیسے تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جواب دیا کہ بالکل پسند ہے۔

انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف شدید ترین لوگوں میں سے تھا۔ ایک دن سخت گرمی کے دن دوپہر کے وقت مکہ کے بعض راستوں پر چل رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک آدمی ملا قریش سے۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے عمر ابن خطاب؟ میں نے جواب دیا کہ میرا یہ کام ہے وہ کام ہے۔ اس نے کہا کہ حیرانی ہے تجھ پر۔

اے ابن خطاب! کس چیز کا آپ زعم کرتے ہیں کہ یہ کروں گا وہ کروں گا۔ حالانکہ آپ کے گھر میں بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا واقعہ ہے؟ اس نے بتایا کہ تیری بہن مسلمان ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں میں غصے میں واپس لوٹا۔ گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب ایک آدمی یا دو آدمی مسلمان ہوتے ان لوگوں میں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو آپ ﷺ ان کو کسی ایسے آدمی کے حوالے کر دیتے تھے جو آسودہ حال ہوتا۔ لہٰذا ان کو ان کے ہاں اُن کا بچا ہوا کھانا وغیرہ مل جاتا۔ اسی دستور کے مطابق حضور ﷺ نے دو آدمی میرے بہنوئی کے حوالے کر رکھے تھے۔

میں نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی کون ہے؟ میں نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہوں۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی کر کے چھپ گئے، حالانکہ وہ اس وقت صحیفہ قرآنی پڑھ رہے تھے جو ان کے آگے رکھا ہوا تھا۔ وہ اس کو بھی چھوڑ گئے یا بھول گئے۔ چنانچہ میری بہن نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں نے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو صابیہ ہوگئی ہے؟ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، میں نے اس کے سر پر ماردی جس سے اس کا خون بہہ نکلا۔

حضرت عمر ﷺ کی بہن کی جرأت .... اس نے جب خون دیکھا تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی خطاب کے بیٹے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کر ڈالو میں صابیہ ہو چکی ہوں (یعنی اپنا سابقہ مشرکانہ دین چھوڑ چکی ہوں)۔

کہتے ہیں میں اندر داخل ہوا، چارپائی پر بیٹھ گیا۔ گھر کے وسط میں میری نظر صحیفے پر پڑی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یہ اُٹھا کر مجھے دیجئے۔ وہ کہنے لگی آپ اس کو اُٹھانے کے اہل نہیں ہیں، آپ ناپاکی سے پاک نہیں ہیں۔ اور یہ ایسی کتاب ہے، جس کو پاک لوگوں کے سوا ہاتھ نہیں لگاتے۔ میں برابر اصرار کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے وہ اُٹھا کر مجھے دے دیا۔

میں نے اسے کھولا تو میں نے اس میں دیکھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

جب میں نے اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو میں اس سے خوفزدہ ہو جاتا۔ لہٰذا میں نے وہ صحیفہ رکھ دیا اور میں اپنے دل کو طرف متوجہ ہوا۔ کچھ سوچنے کے بعد دوبارہ اس کو اُٹھالیا۔ اچانک سامنے یہ آیت لکھی ہوئی تھی :

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (سورۃ حدید)

آسمانوں اور زمین میں جو مخلوقات ہیں وہ سب کی سب اللہ کی حمد کرتی ہیں۔

جب میں اللہ کے کسی نام کے ساتھ گزرتا تو مجھے خوف آنے لگتا۔ اس کے بعد میں اپنے آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر میں نے اس کو پڑھا، یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا :

امنوا باللّٰه و رسوله ۔ (سورۃ حدید)

ایمان لے آؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ (آخری آیت تک)

بس میں نے کہہ دیا : کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

چنانچہ وہ لوگ جو چھپے ہوئے تھے وہ جلدی بھاگ کر میرے پاس آگئے اور انہوں نے نعرہ بلند کیا اور انہوں نے کہا خوش ہو جائیے، اے عمر ابن خطاب! بے شک رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن یہ دعا کی تھی، اے اللہ! تو دو میں سے ایک آدمی کے ذریعے اپنے بندوں کو غلبہ عطا فرما جو تجھے پسند ہو یا ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوگئی ہے تیرے لئے۔ پس تو خوش ہو جا۔

میں نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ کہاں ہیں رسول اللہ؟ جب انہوں نے میرا صدق جان لیا تو انہوں نے بتایا کہ صفا پہاڑ کے نیچے گھر میں ہیں۔ میں فوراً نکل کر گیا، میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہے، میں نے ان کو بتایا کہ میں ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور کے خلاف میری شدت تو جانتے تھے مگر میرے اسلام لانے کا وہ نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کی، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا

کہ دروازہ کھول دو اس کے لئے، اگر اللہ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرلیا ہے تو وہ ہی اس کو ہدایت بھی دے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے دروازہ کھول دیا۔ آدمیوں نے میرے بازو سے پکڑا اور حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو۔

حضور ﷺ نے میری قمیض کے گریبانوں یا دامنوں سے پکڑ کر مجھے جھٹکا دیا اپنی طرف اور فرمایا، مسلمان ہو جا اے ابن خطاب!

اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ ۔ اے اللہ اس کو ہدایت عطا فرما۔

لہٰذا میں نے کہا :

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

حضرت عمر ؓ کے ایمان پر مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا .... چنانچہ مسلمانوں نے نعرہ بلند کیا جو مکہ کی گلیوں میں سُنا گیا۔ اس سے قبل وہ چھپے ہوئے تھے۔ جس شخص کو وہ چاہتے کہ اس کی پٹائی ہو وہ پٹتا رہتا اور میں اس کو دیکھتا رہتا۔ اس سے مجھے ذرا برابر بھی احساس نہ ہوا۔ میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے پاس گیا۔ وہ شریف آدمی تھے۔ میں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ ابن خطاب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ باہر نکل کر آئے۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہے میں صابی ہو گیا ہوں (باپ دادا کے دین سے ہٹ گیا ہوں)۔ اس نے کہا واقعی آپ نے ایسا کرلیا ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ میں نے اب تو ایسا کرلیا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ اندر چلے گئے اور انہوں نے مجھ سے دروازہ بند کرلیا۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ چنانچہ میں قریش کے ایک سردار کے پاس گیا، میں نے اس کو آواز دی، وہ باہر آیا تو میں نے اس سے بھی وہ ہی بات کہی جو اپنے ماموں سے کہی تھی۔ اس نے بھی وہی جواب دیا جو ماموں نے دیا تھا۔ وہ بھی اندر چلا گیا، اس نے بھی اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ میں نے سوچا یہ بھی کوئی بات نہیں ہے۔ مسلمان تو پیٹے گئے ہیں مجھے تو کسی نے نہیں مارا۔

ایک آدمی نے مجھ سے کہا کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کا اسلام لوگوں کو معلوم ہو جائے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! اس نے کہا کہ جب لوگ حجر پر بیٹھیں تو آپ فلاں کے پاس جانا، اس کے بارے میں پوچھا جو کسی کا راز نہیں چھپاتا تھا اس کو علیحدگی میں یہ بات بتادینا کہ میں صابی ہو گیا ہوں وہ بہت کم کسی کا راز چھپاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں چلا گیا لوگ حجر پر جمع تھے۔ رازداری کے طور پر اس سے کہہ دیا کہ میں صابی ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کیا واقعی ایسی بات ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ چنانچہ اس نے بلند آواز سے کہا بے شک ابن خطاب صابی ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ سارے لوگ میرے پاس بھاگے چلے آئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ انہوں نے مجھے مارا اور میں نے ان کو مارا۔ لہٰذا مزید لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ اور میرے ماموں نے کہا کہ یہ کیسی بھیڑ ہے؟ اسے بتایا گیا کہ عمر صابی ہو گئے ہیں۔

حضرت عمر ؓ اپنے ماموں کی پناہ میں .... وہ حجر کے اُوپر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ایک کلمہ یوں ارشاد کیا۔ خبردار! بے شک میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے۔ لہٰذا وہ سب لوگ مجھے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو پٹتا دیکھوں مگر میں نے اسے پٹتا دیکھ لیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مجھے بھی ایسے تکلیف پہنچے۔ چنانچہ میں اپنے ماموں کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی دی ہوئی پناہ آپ کے پاس واپس ہے۔ آپ جو چاہیں کہہ دیں پھر میں ہمیشہ لوگوں کو پیٹتا رہا اور خود بھی پٹتا رہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمر ورزاز نے، ان کو محمد ابن عبیداللہ نے، وہ ابن یزید المنادی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن یوسف ازرق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی

قاسم بن عثمان بصری نے انس بن مالک سے۔وہ کہتے ہیں، حضرت عمر تلوار لٹکائے باہر آئے بنی زہرہ کا ایک آدمی ان کو ملا۔اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے اے عمر؟ انہوں نے کہا کہ محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔اس شخص نے کہا کہ آپ محمد کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اسے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے۔اور جس دین پر تھا اس کو چھوڑ چکا ہے۔اس شخص نے کہا کہ تجھے اس سے زیادہ حیرانی کی بات بتاؤں، بے شک تیری بہن اور بہنوئی بھی اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور صابی ہو چکے ہیں۔حضرت عمر پریشان ہو کر چلے ان کے پاس پہنچے۔ان کے پاس مہاجرین میں سے ایک آدمی بیٹھا تھا اسے خباب کہتے تھے۔کہتے ہیں خباب نے جب عمر کے قدموں کی آہٹ سُنی تو وہ جلدی سے گھر میں چھپ گئے۔وہ بہن بہنوئی پر داخل ہوئے اور کہا یہ تمہارے ہاں کس بات کی بھِن بھناہٹ ہے جو میں تمہارے ہاں سُن رہا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ نہیں اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہے تھے آپس میں۔

عمر نے کہا کہ نہیں شاید تم لوگ صابی ہو گئے ہو۔اتنے میں ان کے بہنوئی نے کہا، اے عمر! اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو ہم اس کو نہ چھوڑیں گے؟ کہتے ہیں کہ یہ سُنتے ہی عمر نے اُچھل کر بہنوئی پر حملہ کر دیا اور اس کو شدید طریقہ پر پیٹ دیا۔کہتے ہیں کہ اتنے میں ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آئی، عمر نے اس کو اپنے ہاتھ سے ایک دھکا دیا۔وہ گری جس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔اس نے بھی زخمی حالت میں اور غصے کی حالت میں یہی بات کہی کہ اگر حق تیرے دین سے ہٹ کر ہو تو کیا پھر بھی ہم اسی پر بیٹھے رہیں۔میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

عمر نے کہا مجھے اپنی کتاب دیجئے جو تمہارے پاس ہے میں اسے پڑھتا ہوں۔کہتے ہیں کہ عمر کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔ان کی بہن نے ان سے کہا کہ آپ ناپاک ہیں اور اس کو ناپاک لوگ ہاتھ نہیں لگا سکتے، صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔آپ اُٹھیں پہلے وضو کریں یا غسل کریں۔ عمر اُٹھے انہوں نے وضو کیا پھر اس نے کتاب کو لے کر پڑھا سورۃ طٰہٰ جب وہ اس آیت پر پہنچے :

انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني ، واقم الصلاة لذكري

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ میری عبادت کیجئے اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

یہ پڑھتے ہی عمر نے کہا مجھے محمد کے بارے میں بتائیے کہ وہ کہاں ہیں؟ خباب جو چھپے ہوئے تھے جب عمر کی بات سُنی تو سامنے آ گئے اور بولے خوش ہو جاؤ اے عمر! میں امید کرتا ہوں کہ تم رسول اللہ کی دعا بن گئے ہو جو انہوں نے جمعرات کو کی تھی۔اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر بن خطاب کے ساتھ یا عمر بن ہشام کے ساتھ۔

اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اس گھر میں تھے جو کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔عمر روانہ ہوئے، اس گھر پر پہنچے۔اس کے دروازے پر حضرت حمزہ اور طلحہ نگرانی کر رہے تھے اور کچھ دیگر لوگ اصحاب رسول میں سے طلحہ اور حمزہ نے جب دیکھا تو پورے لوگ عمر کو آتے دیکھ کر گھبرا گئے۔حمزہ نے چیخ کر کہا کہ وہ دیکھو عمر آ رہا ہے۔اگر اللہ نے عمر کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو آج یہ مسلمان ہو جائے گا اور حضور ﷺ کی اتباع کرے گا۔اور اگر اللہ نے ہدایت کا ارادہ نہیں کیا تو آج اس کا قتل کرنا ہم لوگوں کے لئے آسان ہو گا۔

حضور ﷺ اندر تھے ان پر وحی اُتر رہی تھی حضور باہر آ گئے اتنے میں عمر بھی آ گئے۔حضور نے اس کے کپڑوں کو دونوں کناروں سے اور شلوار کی حمائل سے پکڑ لیا اور کہا تم اس وقت تک باز آنے والے نہیں ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں رسوائی اور عبرت اُتار دے، جیسے ولید بن مغیرہ کے بارے میں اُتاری ہے۔اے اللہ! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا کر دے، یا کہا تھا کہ دین کو عمر بن خطاب کے ساتھ۔اتنے میں عمر ؓ نے کہا :

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

وہ مسلمان ہو گئے۔اور عمر نے کہا، یا رسول اللہ! (اب اندر رہنے کی ضرورت نہیں) آپ باہر آ جائیے۔

تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے المغازی میں۔(ابن ہشام ۱/۳۶۶)

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب پڑھتے رہتے تھے۔اس نے قرآن پڑھا طٰہٰ حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچے :

ان الساعة آتية اكاد اخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى تا فتردى تک

اوراس کے بعد یہ آیت پڑھی اذا الشمس كورت حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچا علمت نفس ما احضرت یہ پڑھتے ہی وہ مسلمان ہوگئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے،اس نے مذکورہ حدیث کوذکر کیا اور اس میں کہا کہ ان کی بہن کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معمر نے،ان کو سفیان نے عمرو سے۔اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے،وہ فرماتے ہیں میں چھت کے اُوپر کھڑا تھا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی پر جمع ہیں۔وہ کہہ رہے ہیں عمر صابی ہوگیا ہے،عمر صابی ہوگیا ہے(باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے)۔ اتنے میں عاص بن وائل آیا،اس نے ریشم کی قبا زیب تن کر رکھی تھی۔اس نے کہا جب عمر اپنے دین سے ہٹ گیا ہے میں اس کا پڑوسی ہوں۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس سے منتشر ہوگئے۔کہتے ہیں کہ میں اس شخص کی عزت دیکھ کر حیران رہ گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے،اس نے سفیان سے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب کا مسلمان ہونا ان کے خروج کے بعد تھا جو اصحاب رسول میں سے ارض حبشہ کی طرف نکل گئے تھے۔

عامر بن ربیعہ کی والدہ کا بیان .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن حارث نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ اپنی ماں لیلیٰ سے،وہ کہتی ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں پر سب سے زیادہ سخت تھے ہمارے اسلام کے اندر۔ جب ہم نے ارض حبشہ کی طرف خروج کا پکا ارادہ کرلیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں اس وقت اُونٹ کے اُوپر سوار ہوچکی تھی۔ ہم روانہ ہونا چاہتے تھے۔انہوں نے کہا،اے اُم عبداللہ کہاں جارہی ہو؟ میں نے اس کو بتایا آپ لوگوں نے ہمارے دین کے معاملے میں ہم لوگوں کو ایذا پہنچائی ہے،ہم اللہ کی سرزمین پر جارہے ہیں جہاں ہمیں اللہ کی عبادت کرنے میں کوئی نہ ستائے،اس نے کہا اللہ تمہارا ساتھ ہو۔یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔اتنے میں میرے شوہر عامر بن ربیعہ آگئے۔

میں نے ان کو یہ بات بتائی جو میں نے عمر کے اندر نرمی دیکھی تھی۔اس نے کہا تم کیا اُمید رکھتی ہو کہ وہ مسلمان ہوجائے گا؟ میں نے کہ جی ہاں!اس نے کہا اللہ کی قسم وہ مسلمان نہیں ہوگا۔یہاں تک کہ خطاب کا گدھا مسلمان ہوجائے(یعنی یہ ممکن نہیں ہے)۔یہ بات اس نے عمر کی مسلمانوں پر شدت کی وجہ سے کہی تھی۔اس کے بعد اللہ نے اس کو اسلام نصیب کردیا۔(ابن ہشام ۱/۳۶۵)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان دنوں مسلمان چالیس اکتالیس آدمی تھے اور کل گیارہ عورتیں تھیں۔

تحقیق عمر کے اسلام کے بارے میں ایک عجیب قصہ مروی ہے۔ایک مجہول سند کے ساتھ،اس کو میں نے نقل کیا ہے اس لئے کہ مشہور احادیث میں اس سے استغنیٰ کیا ہے اور وہ کتاب الفضائل میں نقل ہوا ہے۔

☆☆☆

باب ۴۷

ضماد کا مسلمان ہونا

اور نبی کریم ﷺ سے اس نے جو سُنا اس میں آثارِ نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابو طاہر عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے عمرو بن سعید سے۔ اس نے جبیر سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ضماد مکے میں آئے وہ از دشنؤ ۃ کے آدمی تھے۔ وہ ان ہواؤں کا دم بھرتے تھے (مثلاً جنون، ہوا، جنات ہوئے)۔ اس نے کچھ بے وقوف لوگوں سے سُنا تھا کہ بے شک محمد ﷺ مجنون ہیں۔ اس نے سوچا کہ میں اس بندے کے پاس ضرور جاؤں گا شاید کہ اللہ اس کو میرے ہاتھ سے شفاء دے دے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں محمد ﷺ سے ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ان ہواؤں کا دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفاء دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ آپ آیئے (میں آپ کو بھی دم کردوں)۔ محمد ﷺ نے خطبہ شروع کردیا، فرمایا :

ان الحمد لله نحمدهٗ ، و نستعينه ، من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادى له ، اشهد ان لا اله الا الله و حدهٗ لا شريك له

آپ نے تین بار دہرایا۔ ضماد نے کہا، اللہ کی قسم میں نے کاہنوں کے اقوال سُنے ہیں اور ساحروں کے سُنے ہیں اور شعراء کے کلام سُنے ہیں میں نے ان کلمات جیسے کلمات نہیں سُنے۔ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیعت کرلیا۔ اور اس سے کہا کہ کیا آپ اپنی قوم کو اس کی دعوت دیں گے؟ اس نے کہا کہ میری قوم کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے ایک مختصر سا لشکر روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ اس مذکورہ ضماد کی قوم پر گزرے تو لشکر کے امیر سے پوچھا کیا تم لوگوں کو ان لوگوں کی کوئی چیز ملی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا مجھے ان کا ایک وضو کرنے کا برتن ملا ہے۔ امیر نے حکم دیا کہ وہ ان کو واپس کردو یہ لوگ ضماد کی قوم کی ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو محمد بن مثنی نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے، اس نے اس حدیث کو ذکر کیا اس اضافہ کے ساتھ اور مفہوم کے ساتھ۔ اور روایت کی گئی ہے یزید بن زریع سے، اس نے داؤد بن ابو ہند سے اس اضافہ کے ساتھ، اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا گیا ہے :

و نؤمن بالله ، و نتو كل عليه ، و نعوذ بالله من شرور انفسنا ، و من سيئات اعمالنا۔

مگر اس نے سریہ (لشکر کشی) کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن عثمان بن یحییٰ نے، ان کو عبدالملک بن محمد رقاشی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو داؤد بن ابو ہند نے، اس نے اسی کو ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کی اسناد اور مفہوم کے ساتھ۔

☆☆☆

باب ۴۳

جنّات کے مسلمان ہونے میں جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا ظہور ہے

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ـ قَالُوْا يَا قَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ـ

(اوراس کے بعد کی آیات بھی) ۔ (سورۃ احقاف : آیت ۲۹)

اے محمد! یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو متوجہ کیا قرآن سننے کے لئے۔ جب وہ سننے کے لئے حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے، چُپ چاپ ہو کر سنو۔ جب سماعت پوری ہوگئی تو وہ اپنی قوم کے لئے نذیر بن کر واپس لوٹے۔ بولے، اے ہماری قوم ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اب اُتری ہے، جو سابقہ کتب کی تصدیق کرتی ہے۔ حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور صراطِ مستقیم کی راہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بُلانے والی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور دردناک عذاب سے تمہیں پناہ دے دے گا۔ الخ

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ـ

(سورۃ جن : آیت ۲)

بے شک ہم نے قرآن سُنا جو حیران کُن ہے۔ وہ رُشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ لہٰذا ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے ابوبشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ (مَاقَرَءَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم علی الجن و مَارَاٰ ھُمْ ۔ (صحیح مسلم) نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھا، نہ ہی ان کو دیکھا۔ بات یہ ہوئی کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ چلے بازار عکاظ کی طرف جانے کے ارادے سے۔ اُدھر واقعہ کچھ اس طرح ہو چکا تھا کہ شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کے مابین پردہ اور رکاوٹ کردی گئی تھی۔ اور ان کو شہاب (آگ کے شعلے) چھوڑے گئے۔ چنانچہ شیاطین اپنی قوم کی طرف خالی واپس لوٹ آئے تھے۔

ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ہوگئی .... وہ آپس میں کہنے لگے کہ کیا حال ہے تمہارا۔ دوسروں نے بتایا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوگئی ہے۔ اور ہمارے اُوپر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ یہ واقعہ تمہارے ساتھ یونہی نہیں ہوگیا، بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہے۔ آپ لوگ مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارو اور یہ دیکھ کر آؤ کہ اس کی کیا وجہ ہے جو تمہاری اور آسمانی

خبروں کے درمیان پابندی لگ گئی ہے۔ چنانچہ جنّات اور شیاطین تلاش میں نکل پڑے۔ اور انہوں نے مشرقوں اور مغربوں کو چھان مارا وہ تلاش کرتے رہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کیوں ہوگئی ہے۔ یہ عجیب حُسن اتفاق تھا کہ اس وقت وہ کھجوروں کی وادی سے یا جھنڈ کے پاس تھے بازار عکاظ کی طرف ارادہ کئے ہوئے تھے۔ صبح کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ ﷺ اسی قوم پر اپنے اصحاب کی جماعت کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے (جنّات نے حضور اور صحابہ کو نماز میں پالیا اور حضور ﷺ زور زور سے تلاوت فرما رہے تھے)۔ جنّات نے جب قرآن سنا تو انہوں نے اس کی طرف خوب کان لگائے اور توجہ سے قراءت سُنی تو وہ ایک دم ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہی ہے اللہ کی قسم جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے۔ بس یہیں سے جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہوں نے کہا اے ہماری قوم :

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا تا اِلٰى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(سورۃ احقاف : آیت ۲۹-۳۱)

بے شک ہم نے بہترین قرآن سنا۔ وہ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۃ الجن نازل فرمائی :

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

فرما دیجئے کہ میری طرف وحی آتی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا۔ سوائے اس کے نہیں کہ حضور ﷺ کی طرف جنوں کا قول وحی کیا گیا تھا۔

واقعے دو ہیں، پہلی مرتبہ جنّات نے سُنا، حضور نے ان کو نہیں دیکھا دوسری بار حضور نے دیکھا

۱۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (فتح الباری ۸/۶۶۹)

۲۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے، اس نے ابو عوانہ سے۔ (مسلم ص ۱۳۹)

۳۔ اور یہ وہی ہے جس کو حکایت کیا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ سوائے اس کے کہ یہ ابتداء کی بات ہے جب جنوں نے نبی کریم ﷺ کی قراءت سُنی تھی اور حضور ﷺ کے حال سے آگاہ ہوئے تھے اور اس وقت نہ تو حضور ﷺ نے خصوصی طور پر ان کے سامنے پڑھنے کی نیت سے قراءت کی تھی اور نہ ہی ان کو دیکھا تھا۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان کیا ہے۔ بلکہ آپ صبح کی نماز میں قراءت پڑھ رہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو آسمانوں پر ہونے والے معمولی واقع کے اسباب کی تلاش میں سرگرداں و پریشان تھے۔ اتفاق سے ادھر جا نکلے اور یہ تلاوت قرآن سُن کر اسباب مذکورہ کی تلاش میں کامیاب ہوگئے اور قرآن کا اعجاز دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں :

۴۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس ایک اور مرتبہ داعی جنّات حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور ﷺ نے جنوں کے سامنے قرآن پڑھا، جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو بیان کیا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ نے ان کے آثار دیکھے اور ان کی آگ کے آثار دیکھے تھے۔ واللہ اعلم

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دونوں واقعے محفوظ کئے اور دونوں کو اکٹھے روایت کیا۔

وادئ نخلہ کا واقعہ

قصۂ اُولیٰ : اس میں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حافظ نے، ان کو عبدان اہوازی نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد زبیری نے، ان کو سفیان نے عاصم سے، ان کو زر نے عبداللہ سے۔ انہوں نے کہا کہ جنات اُترے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس، حالانکہ وہ قرآن پڑھ رہے تھے وادی نخلہ کے پیٹ میں۔ جب انہوں نے قرآن سُنا تو کہنے لگے چپ ہو جاؤ۔ پھر بولے رُک جاؤ اور وہ لوگ سات افراد تھے۔ ایک ان میں سے زوبعہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس لئے یہ آیت اُتاری :

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا .... اِلٰى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔

(سورۃ احقاف : آیت ۲۹۔۳۱)

۲۔ ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء، ان کو ابو عمرو مستملی نے، ان کو ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسامہ نے مسعر سے، اس نے معن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسروق سے پوچھا، کس نے آگاہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اس رات، جس رات انہوں نے قرآن سُنا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے حدیث بیان کی تھی آپ کے والد نے یعنی ابن مسعود ؓ نے کہ بے شک شان یہ ہے کہ ان کو آگاہ کیا تھا ان کے بارے میں درخت نے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابو قدامہ سے۔ (فتح الباری ۷/۱۷۱ ۔ مسلم ص ۳۳۳)

قصۂ ثانیہ : بس اس میں جس میں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو میرے والد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو داؤد نے شعبی سے اور ابن ابو زایدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے شعبی سے، اس نے علقمہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے کہا لیلۃ الجن میں کوئی ایک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے ان کو ایک رات مکے میں موجود نہیں پایا تھا۔ ہم لوگوں نے سوچا کہ خفیہ طور پر شاید آپ قتل ہو گئے ہیں یا اُچک لئے گئے ہیں یعنی انہیں جن لے اُڑے ہیں یا کیا ہو گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے بدترین رات گزاری تھی، جیسے کوئی قوم بُری رات گزارتی ہے۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی یا کہا تھا کہ جب ہم سحر کے قریب ہوئے۔ ہم لوگ اسی پریشانی میں پڑے ہوئے تھے دیکھا تو اچانک آپ ﷺ غار حرا سے آرہے ہیں۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم لوگ پریشان ہیں۔ وہ پریشانی انہوں نے ذکر کی جس میں وہ واقع تھے۔ حضور ﷺ نے بتایا بے شک حالت یہ ہے کہ میرے پاس جنوں کا داعی (بُلانے والا، دعوت دینے والا) آیا تھا میں ان کے پاس گیا ہوا تھا۔ میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔ فرمایا کہ وہ چلا گیا۔ اُس نے ہمیں اپنے آثار دکھائے اور اپنی روشنیوں اور آگ کے آثار دکھائے۔

کیا حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے

وہ کہتے ہیں کہ شعبی نے کہا ہے، جنوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان خرچ مانگا۔ ابن ابو زائدہ نے کہا کہ عامر کہتے ہیں اس رات انہوں نے حضور ﷺ سے کھانے کا سامان مانگا۔ وہ لوگ جزیرے کے جنوں میں سے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ تمہارے ہاتھوں میں گوشت سے بھری ہوئی ملے گی یا گوبر، لید، گھاس ہو گا تمہارے مویشیوں کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (اس لئے) تم لوگ ان دونوں چیزوں کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرو۔ یہ تمہارے جن (مسلمان) بھائیوں کا سامان (رزق) ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے علی بن حجر سے، اس نے اسماعیل بن علیہ سے اور صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ﷺ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں تھے لیلۃ الجن کے اندر بلکہ ابن مسعود ﷺ کے ساتھ اس وقت تھے جب حضور اس کو اور کچھ دیگر لوگوں کو ساتھ لے گئے تھے۔ اور ان کو جنوں کے آثار اور ان کی آگ وغیرہ کے آثار دکھائے تھے۔ اور تحقیق دیگر کئی وجوہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین عبیداللہ بن محمد بن بلخی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے۔ ان کو ابواسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو ابوصالح عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے، ان کو یونس بن زید نے، ان کو ابن شہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوعثمان بن سنۃ خزاعی سے، یہ اہل شام میں سے ایک آدمی تھے۔ انہوں نے سُنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا اس وقت آپ مکہ میں تھے۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے آج رات کہ وہ جنوں کے معاملے میں موجود رہے، وہ ضرور کرے۔ مگر میرے سوا ان میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم بالائی مکہ میں پہنچ گئے۔ میرے لئے اپنے پیر سے ایک لکیر کھینچ دی۔ پھر مجھے فرمایا کہ میں اس کے اندر بیٹھ جاؤں، اس کے بعد حضور ﷺ چلے گئے اور جا کر کھڑے ہو گئے اور قرآن مجید کھول لیا۔ بس کچھ کالی کالی بہت ساری چیزوں نے ان کو چھپا لیا جو میرے اور حضور ﷺ کے درمیان حائل ہو گئی تھیں اس قدر کہ میں حضور ﷺ کی آواز نہیں سُن پا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے، پھر کٹنا اور جدا جدا ہونا شروع ہوئے بادلوں کے ٹکڑوں کی مثل جاتے رہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ باقی رہ گیا۔ حضور ﷺ فجر کے وقت فارغ ہوئے۔ آپ وہاں سے چلے اور ظاہر ہوئے، میرے پاس آئے۔ فرمانے لگے کہ اس گروہ میں کیا کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ یہ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہڈیاں اور لید ان کو دیں خصوصاً بطور زادراہ کے یا بطور خوراک کے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے منع کر دیا کہ کوئی بندہ کسی طرح ہڈی یا اُپلے کے ساتھ استنجاء نہ کیا کرے۔

مصنف امام بیہقی فرماتے ہیں :

حدیث صحیح میں حضور ﷺ کا قول احتمال رکھتا ہے۔ مَا صَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ کہ ہم میں سے کوئی حضور ﷺ کے ساتھ نہیں گیا تھا یہ مراد ہو کہ ان کے سامنے قرآن کی قراءت کرنے کے لئے جاتے وقت کوئی نہیں گیا تھا۔ مگر یہ بات ہے کہ اس حدیث مین جو مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو جنوں کی طرف جانے کی اطلاع دی تھی اور بتلایا تھا، یہ مخالف ہے اس روایت کے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ صحابہ نے ایک رات موجود پایا تھا، یہاں تک کہہ کہا گیا کہ یا تو خفیہ قتل ہو گئے ہیں یا جنّات نے ان کو اُچک لیا ہے۔ یہ توجیہ کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جن لوگوں نے حضور ﷺ کو موجود نہیں پایا تھا وہ الگ ہوں اور جن کو حضور ﷺ کے جانے کا علم تھا وہ دوسرے ہوں۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ابونصر بن قتادہ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابومحمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو رُوح بن صلاح نے، ان کو موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ﷺ سے، آپ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے پیچھے چلے آنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت پندرہ افراد، بھائیوں کی اولاد چچازاد رشتوں کے حامل آج رات میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں گا۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا اس جگہ کی طرف جو حضور ﷺ ارادہ رکھتے تھے۔ حضور نے میرے لئے ایک لکیر کھینچ دی تھی اور مجھے اس کے اندر بٹھا دیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کے باہر نہ نکلنا۔ چنانچہ رات بھر میں اس حصار میں رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ خود میرے پاس آئے سحر کے وقت۔ آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حائل اور اُبلہ اور کوئلہ۔ مجھے فرمایا جب آپ قضاء حاجت کے لئے جائیں تو ان میں سے کسی شئ کے ساتھ استنجاء نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں یہ جانوں گا اپنے علم میں کہ حضور ﷺ کس جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں گیا تو میں نے اُونٹ بٹھانے کی جگہ سات اُونٹ دیکھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن عبدالملک واسطی نے، ان کو یزید نے، وہ ابن ہارون ہیں ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو ابوعثمان نہدی نے یہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے راستے میں زط (جٹ) دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ جاٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے مشابہ تو جن دیکھے تھے۔ لیلۃ الجن کے اندر اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آخرین میں، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس رضی اللہ عنہ بن محمد دوری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن عمر نے مستمر بن ریان سے، اس نے ابوالجوزاء سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا لیلۃ الجن میں، حتیٰ کہ حضور ﷺ جب مقام حجو ن پر آئے میرے لئے انہوں نے لکیر کھینچ دی (کہ اس کے اندر بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا) اس کے بعد وہ ان کی طرف چلے گئے۔

جنوں نے حضور ﷺ کے پاس ازدحام اور بھیڑ کر دی ان کے سردار (اسے وردان کہتے تھے) نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں ان کو آپ سے ہٹاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میں جو ہوں مجھے ہرگز کوئی نہیں بچائے گا اللہ سے (یعنی اللہ کی گرفت سے)۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤد علویؒ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ان کو محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر احمد بن ازہر نے، ان کو مروان بن محمد نے، ان کو زہیر بن محمد بن منکدر نے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الرحمن پڑھی لوگوں کے سامنے تو لوگ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں سے تو جن اچھے تھے کہ ان کا جواب بڑا خوبصورت تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے یہ سورۃ پڑھی تھی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو انہوں نے جواب دیا، وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ اٰلَائِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی شئی کی تکذیب نہیں کریں گے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے، ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ دقاق نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشجی نے، ان کو ہشام بن عمار دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد عنبری سے، اس نے محمد بن منکدر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الرحمن پڑھی، حتیٰ کہ اس کو ختم کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں تم لوگوں کو خاموش دیکھ رہا ہوں؟ تم سے تو جن بھی بہتر جواب دے رہے تھے۔ جب بھی میں نے یہ پڑھا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تو انہوں نے جواب دیا وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی بھی چیز کی تکذیب نہیں کریں گے۔ ہر تعریف تیرے لئے ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو جعفر رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل برجلانی نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی مسعودی نے قتادہ سے، اس نے ابوالملیح ہذلی سے کہ اس نے لکھا ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں پر کس جگہ قراءت کی تھی۔ اس نے ان کی طرف سے جواب لکھا کہ حضور ﷺ نے جنات کے سامنے ایک گھاٹی میں قرآن کی تلاوت کی تھی۔ جس وادی کو حجو ن کہتے ہیں۔

ہڈی اور اُپلے میں جنات کی خوراک .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے ان کے دادا سعید بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے لوٹا پانی لے کر حضور ﷺ کے وضو کے لئے اور ضرورت کے لئے۔ حضور ﷺ کو ایک دن اس نے پالیا تو آپ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ابوہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پتھر لے آؤ میں ان کے ساتھ استنجاء کروں گا۔ میرے پاس ہڈی اور اُپلہ نہ لانا۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے میں پتھر لے آیا، میں نے حضور ﷺ کے پہلو میں رکھ دیئے۔ آپ جب فارغ ہو کر اُٹھے

میں ہی آپ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے آپ نے ہڈی اور اُپلے سے منع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایک وفد آیا تھا نصیبین میں سے، انہوں نے مجھ سے خوراک طلب کی تھی، میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ نہ گزریں کسی اُپلے کے ساتھ نہ ہی ہڈی کے ساتھ مگر وہ ان کو طعام پائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری باب ذکر الجن ص ۳۸۶۰)

باب ۷۴

اُس وجہ کا بیان جس سے کاہنوں کی باتیں سچی ہو جایا کرتی تھیں

پھر اس بات کا بیان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی وہ وجہ اور وہ اسباب ختم ہو گئے یا اس میں سے زیادہ تر ختم ہو گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۔ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۔ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۔ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۔

(سورۃ صافات : آیت ۶۔۱۰)

بے شک ہم نے قریب والے آسمان کو ستاروں کی رونق کے ساتھ آراستہ کر دیا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان سے حفاظت کے لئے وہ ملاء الاعلیٰ کی طرف کان نہیں لگا سکتے (کچھ خبریں سن کر چُرانے کے لئے)۔ بلکہ ہر طرف سے ان کو پتھر مارے جاتے ہیں، ہانکے جاتے ہیں (اوپر کی مجلس سے سن نہیں سکتے)۔ اور ان کے لئے عذاب ہے ہمیشہ والا۔ ہاں مگر جو کوئی خبر اُچک لیتا ہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے دہکتا ہوا شعلہ۔

نیز ارشاد باری ہے :

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ ۔

(سورۃ ملک : آیت ۵)

اور البتہ تحقیق ہم نے آراستہ کر دیا ہے قریب آسمان کو بڑے بڑے چراغوں کے ساتھ اور ہم نے ان کو شیطانوں پر سنگ باری کا ذریعہ بنایا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنَّاهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ ۔ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۔ (سورۃ حجر : آیت ۱۶۔۱۸)

البتہ تحقیق ہم نے آسمان میں بڑے بڑے برج بنا دیئے ہیں اور ہم نے آسمان کو آراستہ کر دیا ہے دیکھنے والوں کے لئے اور ہم نے اس کو محفوظ کر دیا ہے ہر شیطان مردود سے مگر کوئی شخص کوئی سنی ہوئی بات چرانا چاہتا ہے تو ظاہر شعلہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔

نیز جنوں کی طرف خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۔ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۔ (سورۃ جن : آیت ۸-۹)

بے شک ہم لوگوں نے (شیاطین وجنات نے) آسمان کو (بلندی کو) چھوا ہے۔ اور ہم نے اس کو انتہائی سخت گیر محافظوں سے اور شہابوں، شعلوں سے بھرا ہوا پایا ہے (جبکہ اس سے قبل) ہم لوگ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اس میں سُننے کے لئے۔ بیٹھنے کی خاص جگہوں پر اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب اور شعلے کو منتظر پاتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں :

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بے شک کاہن (غیب کی خبریں بتانے والے) تحقیق ہم لوگوں کی باتیں بتایا کرتے تھے اور وہ سچ ہو جایا کرتی تھیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، وہ بات حق اور سچ میں سے ہوتی تھی جس کو جن اُچک لیتے تھے۔ اور اس کو اپنے ولی اور دوست کاہن کے کان میں ڈال دیتے تھے۔ وہ کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو سے زیادہ جھوٹی خبریں اضافہ کر دیتا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد ابن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے معمر سے۔
(بخاری۔ حدیث ۵۷۶۲)

آسمانی فیصلہ پہنچانے کی کیفیت .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، کہا ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ بشر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوہریرہ ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس وقت اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے آسمان میں فرشتے اپنے پروں کو جھکا دیتے اللہ کے فرمان کے آگے جھکنے کے لئے (تو اس سے ایک خاص آہٹ یا کھنک پیدا ہوتی ہے آسمانوں میں)۔ جیسے کہ زنجیر گرتی ہے صاف پتھر پر جب ان کے دلوں میں خاص رعب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو وہ کہتے کہ تمہارے ربّ نے کیا فرمایا ہے، تو وہ ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ نے حق اور سچ فرمایا ہے اور وہ بلند مرتبہ اور بہت بڑا ہے۔ چنانچہ اس امر کو ان کے بعض کے بعض کے اُوپر ہونے کی کیفیت بیان کی۔

انہوں نے کہا کہ اُوپر والا بات سُن کر نیچے والے کو بتاتا ہے پھر نیچے والا اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے، حتیٰ کہ آخری اس خبر کو پہنچاتا ہے ساحر کی یا کاہن کی زبان پر بسا اوقات اس کو شہاب ثاقب پالیتا ہے کاہن تک پہنچنے سے قبل۔ اور کبھی وہ شہاب کے پہنچنے سے قبل اس کو پہنچا دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اس کاہن نے ہمیں بتایا نہیں تھا کہ فلاں فلاں دن ایسے ایسے ہوگا؟ اب وہ کلمہ تو سچ ہوتا تھا جو آسمان سے سُنا ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۱)

شہاب ثاقب کی وجہ .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ الحافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے انصار میں سے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اس سے روشنی نکلی (یا شعلہ نکلا) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں (اسلام سے قبل) کیا کہتے تھے جب اس کی مثل مارا جاتا تھا لوگوں نے کہا،

اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ہم لوگ کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے۔ اور آج رات کوئی عظیم آدمی مرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک حقیقت یہ ہے کہ نہ کسی کی موت پر پھینکا جاتا ہے نہ ہی کسی کی پیدائش پر، بلکہ ہمارا ربّ جس وقت کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش الٰہی کو اُٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان کے فرشتے تسبیح کرتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اس تسبیح کا تسلسل آسمان سے دنیا والوں تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں تمہارے ربّ نے کیا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اس طرح آسمانوں والے بعض ان کے بعض سے پوچھتے ہیں اور یوں وہ خبر اہل آسمان سے دنیا تک پہنچتی ہے۔ چنانچہ جن اسی سنی ہوئی بات کو اُچک لیتا ہے پھر وہ جنات اس خبر کو اپنے دوستوں (یعنی کاہنوں اور ساحروں) کے پاس پھینک دیتا ہے۔ جس قدر وہ لاتے ہیں وہ بات سچ ہوتی ہے مگر وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں، اور اضافہ کر لیتے ہیں۔

اور یونس بن یزید کی ایک روایت میں ہے زہری سے کہ وہ لوگ اس میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور اس کو زیادہ کر لیتے ہیں۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ولید بن مسلم کی حدیث سے، اس نے اوزاعی سے اور اس کو محمد بن اسحاق بن یسار نے روایت کیا ہے زہری سے، اس نے اس خبر میں کہا ہے، پھر بے شک اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے شیاطین کو اوپر کی خبر سننے سے ان ستاروں کے ذریعے سے۔ بس کہانت اب منقطع ہوگئی ہے ختم ہوگئی ہے، اب کوئی کہانت نہیں ہے۔

اور اس کو معمر نے روایت کیا ہے زہری سے اور اس نے اس کے آخر میں کہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا دور جاہلیت میں یہ ستارے یوں پھینکے جاتے تھے؟ اس نے کہا جی ہاں، میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو جنوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۔ (سورۃ جن : آیت ۹)

ہم لوگ مخصوص ٹھکانوں پر سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے جو شخص اب کان لگاتا ہے وہ اپنے لئے پہلے سے شہاب پاتا ہے۔

تو زہری نے بتایا کہ سختی کر دی گئی تھی اور اس کا معاملہ سخت ہو گیا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔

نگران اور شہاب پہلے بھی ہوتے تھے۔ مگر خبریں چُرانے والوں کے خلاف بعثت محمدی کے بعد استعمال ہونا شروع ہوئے

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ سے، ان کو محمد بن ابراہیم بن فضل نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے اس نے علی بن حسین سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کی جماعت میں بیٹھے تھے۔ اچانک ایک ستارہ پھینکا گیا اور روشنی پھیلی۔

پھر راوی نے ذکر کیا مفہوم حدیث اوزاعی کا۔ اس کے بعد معمر نے زہری سے ذکر کیا کہ یہ ظاہر کتاب کے موافق ہے کیونکہ اس نے جنوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے کہا ہے :

وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۔ (سورۃ جن : آیت ۸)

ہم آسمان کو چھوتے تھے اور ہم اس کو شدید نگرانوں اور شہابوں سے بھرا ہوا پاتے تھے، ہم مخصوص جگہوں پر جا کر بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو بھی سنتا ہے وہ اپنے لئے شہاب منتظر پاتا ہے۔

پس جنوں نے یہ خبر دی ہے کہ آسمان کی نگرانی میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اس کے شہاب بھی زیادہ کر دیئے گئے ہیں، یہاں تک کہ وہ نگرانوں اور شہابوں سے بھر گیا ہے۔

تو یہ دلیل ہے اس امر کی یہ اس سے قبل بھی اس میں نگران موجود تھے اور شہاب بھی ان کے ساتھ تیار تھے اور شہاب عربی زبان میں سلگائی ہوئی آگ کو کہتے ہیں یعنی شعلہ۔

بہر حال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ابوعوانہ نے ابوبشر سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے پڑھا نہ ان کو دیکھا تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت میں روانہ ہوئے تھے۔ ادھر شیاطین نے اپنی قوم کی طرف مراجعت کی تھی اور کہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے تمہارے لئے ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی ہے اور ہمارے اُوپر شعلے (شہاب) چھوڑے گئے ہیں۔ ان کی قوم والوں نے کہا یہ امر ایسے نہیں ہے بلکہ کوئی نئی بات پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہٰذا تم لوگ دہرتی کی تمام مشرقیں اور مغربیں چھان مارو (وہ لوگ نئے امر کی تلاش میں نکل گئے)۔

بازار عکاظ میں جنّات سے ملاقات .... لہٰذا جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کی طرف روانہ ہوا تھا وہ گروہ کھجوروں کے جھنڈ کے پاس سے گزرا ادھر حضور ﷺ (اتفاق سے) اسی جگہ صحابہ کرام کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ کیونکہ آپ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے (جنوں کو اسی جگہ حضور ﷺ کا قرآن سُننا نصیب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے نہ جنوں کو سُنایا، نہ دیکھا بلکہ اللہ نے وحی میں سورۂ جن نازل کر کے آپ کو اطلاع دی)۔ جب جنوں نے سُنا تو اس طرف انہوں نے خوب کان لگایا۔ انہوں نے (خود ہی) کہا یہی ہے وہ چیز جو ہمارے اور آسمانی چیزوں کے درمیان حائل اور رکاوٹ بنی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے، اے ہماری قوم ہم نے بہترین اور عجیب قرآن سُنا ہے جو رُشد کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی کی:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے توجہ سے قرآن سُنا۔ الخ

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد وغیرہ سے۔

(فتح الباری ۸/۶۶۹۔ مسلم ۱/۳۳۱)

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ معاملہ شروع شروع کا ہے جب انہوں نے اس کو جانا تھا۔ بہر حال ان کا یہ کہنا کہ ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ ہو گئی ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ چوکیداروں، محافظوں اور شہابوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(۵) اسی طرح وہ روایت بھی ہے جس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار یونس بن بکیر نے یونس بن عمرو سے، اس نے اپنے والد سے، ان سے سعید بن جبیر نے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک شیاطین آسمانوں میں چڑھ جاتے تھے اور وحی کا کوئی کلمہ سُن لیتے تھے۔ پھر اس کو لے کر زمین پر اُترآتے تھے اور اس کے ساتھ نو حصے اضافہ کر لیتے تھے۔ لہٰذا زمین والے اس کلمہ کو جس میں ایک سچ اور جھوٹ پا لیتے تھے۔ ہمیشہ یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے محمد ﷺ کی بعثت فرما دی۔ لہٰذا وہ لوگ ان ٹھکانوں سے روک دیئے گئے۔

پھر انہوں نے یہ ابلیس سے ذکر کی، اس نے بتایا کہ زمین پر کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے ان کو تلاش کے لئے بھیجا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا کہ وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے پاس۔ انہوں نے خود ہی کہا اللہ کی قسم یہی نئی چیز ہے۔ اور بے شک وہ پتھر مارے جاتے تھے جس وقت تم سے کوئی ستارہ چھپ جائے۔

تحقیق وہ اس شیطان کو پالیتا ہے۔کبھی خطانہیں کرتا۔اس کوقتل نہیں کرتا بلکہ اس کے منہ کوجلادیتا ہےاوراس کے ہاتھ کواور پہلوکو۔

(۶) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کوعبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے،ان کوابراہیم نے حسین نے،ان کوآدم بن ابوایاس نے،ان کوحماد بن سلمہ نے،ان کوعطاء بن سائب نے،ان کوسعید بن جبیر نے ابن عباس ﷺ سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ۔ (سورۃ سبا : آیت ۲۳)

نہیں کوئی فائدہ دے گی اس کے پاس کوئی سفارش مگر جس کے لئے وہ اجازت دے۔حتیٰ کی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اُٹھالی جائے گی تو وہ پوچھیں گے تمہارے نبی نے کیا فرمایا تھا۔وہ جواب دیں گے حق اور سچ کہا تھا۔وہ سب سے اُوپر ہے بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ جنوں کے ہر قبیلے کا آسمان پر ایک ٹھکانہ تھا۔جہاں سے وہ وحی سُنتے تھےاور جب وحی اُترتی تھی تو ایسی آواز پیدا ہوتی تھی اور سُنی جاتی تھی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کوکھینچنے سے پیدا ہوتی ہے۔جس اہل آسمان پر ہونازل ہوتی وہ سُن کر بے ہوش ہوجاتے۔جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ اُٹھالی جاتی تو وہ پوچھتے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ آگے ان کو جواب ملتا ہے جو کچھ ہے وہ حق ہےاور سچ ہے اوراللہ بلندتر ہےاور بہت بڑا ہے۔پھر وہ فرشتے ذکر کرتے ہیں کہ فلاں سال یہ ہوگا،فلاں سال وہ ہوگا۔لہٰذا جن اس بات کوسُن لیتے اور جا کر اس بات کی خبر کاہنوں کودیتے اور کاہن لوگوں کو بتاتے کہ ایسے ہوگا،ایسے ہوگااور حقیقت میں ایسا ہی ہوجاتا۔

جنات خبروں کی تلاش میں .... جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو بھیجا تو وہ جنات بھگا دیئے گئے۔عربوں نے کہا جب جنوں نے ان کوخبر نہ دی ان باتوں کی کہ وہ ہلاک ہوگیا ہے جو آسمانوں میں تھا۔چنانچہ اُونٹوں والوں نے روزانہ ایک اُونٹ بطور قربانی اور خیرات کے ذبح کیا۔گائے بیل والوں نے ایک گائے بیل ذبح کیا،بکریوں والوں نے ایک بکری روزانہ ذبح کی۔انہوں نے جلدی سے اپنے مالوں کی قربانی کی۔قبیلہ ثقیف والوں نے کہا وہ سارے عرب میں زیادہ عقل مند تھے۔لوگو اپنے مال اپنے پاس روک کر رکھو۔بے شک آسمانوں میں جو ہے وہ مرا نہیں ہے،یہ کوئی پریشانی نہیں ہے۔کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے اپنی نشانیوں اور رفعتوں کو آسمانوں میں ستاروں میں جیسے تھیں ویسے ہیں چاند سورج بھی،ویسے ہیں دن رات بھی۔کہتے ہیں کہ ابلیس نے کہا،زمین پر کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔تم لوگ میرے پاس ہر سرزمین کی مٹی لے آؤ۔چنانچہ جنات مٹی لے گئے۔وہ ان کوسونگھ کر رکھتا گیا جب اس نے مکہ کی مٹی سونگھی تو بولا یہیں سے کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے۔چنانچہ وہ تلاش میں نکل پڑا۔معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوچکی ہے۔

(۷) ہمیں خبردی ابونصر بن قتادہ نے،ان کومنصور نصروی نے،ان کواحمد بن نجدہ نے،ان کوسعید بن منصور نے،ان کوخالد بن حصین نے،ان کوعامر شعبی نے،وہ کہتے ہیں کہ ستارے نہیں مارے جاتے تھے پھینکے جاتے تھے،یہاں تک کہ اللہ نے محمد ﷺ کو بھیجا اور وہ ستارے پھینکے جانے لگے۔لہٰذا انہوں نے اپنے مویشیوں کو ذبح کیا،اپنے غلاموں کو آزاد کیا۔اسی اثناء میں عبدیالیل نامی شخص نے کہا کہ تم لوگ دیکھو اگر ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے وہ لوگوں کے فنا ہونے کے وقت ہوتے ہیں تو واقعی سچ ہےاور اگر وہ ایسے نہیں معلوم ہوتے تو یہ کسی نئے امر کی وجہ سے ہے جو پیدا ہوگیا ہے۔چنانچہ انہوں نے غور کیا تو وہ ویسے محسوس نہ ہوئے۔تو انہوں نے کہا لوگو رک جاؤ،تھوڑے سے ٹھہرے تھے،یہاں تک کہ ان کے پاس نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر آگئی۔

(۸) بہر حال وہ حدیث جس کی خبر ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے دی،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے،ان کوخبر دی محمد بن سعد بن محمد عوفی نے،ان کوان کے والد نے،ان کوعمر بن حسین بن حسن بن عطیہ نے،ان کوان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے،اس نے ابن عباس ﷺ سے۔وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور محمد ﷺ کی فترۃ یعنی بیچ کے خالی زمانے میں آسمانِ دنیا کی حفاظت اور نگرانی نہیں کی جاتی تھی۔جنات بیٹھنے کے مخصوص ٹھکانوں پر کچھ سُننے کے لئے بیٹھتے تھے۔جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو بھیجا تو آسمان سخت محفوظ کردیا گیا اور شیطانوں کو ستارے مار کر سنگساری کی گئی۔انہوں نے انکار کیا اس ہدایت کا اور کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ اہل زمین کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا بھلائی کا۔

ابلیس نے کہا زمین پر کوئی غیر معمولی واقعہ رُونما ہوگیا ہے۔ چنانچہ تمام جنات اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اس نے کہا کہ زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے خبر دو کہ یہ کیا خبر ہے جو آسمان میں پیدا ہوگئی ہے۔ پہلا دستہ بھیجا گیا، وہ نصیبین میں سے تھا وہ اشراف جنوں میں سے تھا اور ان کے سرداروں میں سے تھا، ان کو تہامہ کی طرف بھیجا گیا تھا، وہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ جس وادی میں پہنچے وہ وادی نخلہ تھی۔ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو نماز کی حالت میں پایا جو وادی نخلہ میں صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کو معلوم نہیں تھا کہ جن آپ کی طرف کان لگائے ہوئے ہیں، وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب قراءت پوری ہوگئی یعنی نماز سے فارغ ہوگئے تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے یعنی مؤمن ہو کر۔

یہ اس حدیث کے مطابق ہے جو ابوبشر سے ثابت ہے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ؓ سے اس حدیث میں کچھ اضافہ ہے جس کے ساتھ عطیہ عوفی منفرد ہے۔ اور یہ آپ کا قول ہے یہ آسمان دنیا نگرانی نہیں کیا جاتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے عہد کے درمیان وقفے ہیں۔ اور یہ بات روایت کی گئی ہے ابن عباس ؓ سے اور احتمال ہے کہ اس سے مراد ہو کہ وہ شدید نگرانی نہیں کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوگئی۔ لہٰذا وہ سخت نگرانوں سے بھر دیا گیا اور شہابوں سے۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۲/۳۱۔ عیون الاثر ۱/۱۷۱)

باب ۷۵

ایک جن کا دوسرے جنّ سے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع کرنا

اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بارے میں جو آوازیں سُنی گئیں

مگر آوازیں دینے والا نظر نہ آیا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ''المستدرک'' میں، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی عمر بن محمد نے کہ سالم بن عبداللہ نے، اس کو حدیث بیان کی ہے، عبداللہ بن عمر ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں نہیں سُنا تھا میں نے عمر ؓ بن خطاب سے جو کہتے ہوں کسی شیء کے لئے ہرگز کہ بے شک میں البتہ گمان کرتا ہوں ایسے ایسے، مگر ویسے ویسے ہو جاتا ہے۔

(از مترجم) یعنی اس کا مطلب ہے کہ حضرت عمر محدثین اور ملھمین میں سے تھے مُلْهِمٌ اَلْهَامُ شَدَهٗ وہ ہوتا ہے جس کے دل میں ایک چیز ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کے ذریعے اپنی ضرورت سے اور محسوس کر کے خبر دیتا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو ابراہیم بن ہانی نے، ان کو رمادی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے عمر بن محمد سے کہ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عمر ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سُنا عمر سے کہ وہ کہتے ہیں کسی چیز کے بارے میں کبھی کہ میں گمان کرتا ہوں ایسے مگر وہ ہی ہو جاتا ہے جیسے وہ گمان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو کہ انتہائی خوبصورت تھا، انہوں نے کہا البتہ تحقیق میرے گمان نے خطا کی ہے یا یہ شخص جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس کو بلاؤ۔ چنانچہ اس کو بلایا گیا۔ حضرت عمر ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میرا گمان غلط ہے یا تو جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا کاہن تھا۔ اس نے جواب دیا میں نے نہیں دیکھا کہ اس جیسا مسلمان مجھ کو ملا ہو۔ حضرت عمر ﷺ نے کہا میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے سچ سچ بتائیں گے جو کچھ میں نے پوچھا ہے۔ اس نے بتایا کہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر ﷺ نے پوچھا کہ کوئی حیران کی کن بات بتا جو تیرے پاس جنیہ خبر لائی ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک دن میں بازار میں بیٹھا تھا میرے پاس وہ آئی میں اس میں گھبراہٹ اور پریشانی پہچان رہا تھا، وہ کہنے لگی :

الم تر الجن وابلاسها ویأسها بعد ابلاسها
وایاسها من امساکها ولحوقها بالقلاص واحلاسها

کیا دیکھا نہیں تو نے جن کو اور اس کے غمگین ہونے کو ۔ اور اس کے مایوس ہونے کو بعد شکستہ دل ہونے کے

اور اس کے نا امید ہونے کو اس کے مضبوط تھامنے کو ۔ اور اس کے اُوپر چھوڑنے والوں کے ساتھ جا ملنے سے اور وہاں رہ جانے سے۔

حضرت عمر ﷺ نے کہا سچ ہے ایک مرتبہ میں لوگوں الاوں (لہوہ وبتوں) کے پاس سو رہا تھا اچانک ایک آدمی ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اس کو لاکر ذبح کیا بتوں کے پاس۔ بس اس سے ایک چیخنے والے نے چیخ ماری (اس کی آواز اس قدر شدید تھی) کہ میں نے اس سے زیادہ سخت زوردار آواز والا نہیں سُنا۔

وہ یہ کہہ رہا تھا :

یا جلیح امر نجیح رجل یصیح بقول لا اله الا الله

اے جلیح کامیابی کا امر ہے ایک فصیح آدمی یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

لوگوں نے یہ آواز سُنی تو اُچھل پڑے۔

میں نے کہا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا بلکہ اس کا پس منظر ضرور جانوں گا کہ یہ کون تھا۔ پھر اس نے یہی چیخ ماری، پھر میں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا کہ کون یہ کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے یہی آواز لگائی۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نہیں مطمئن ہوا، یہاں تک کہ کہا گیا یہ محمد ﷺ نبی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے یحیٰی بن سلیمان سے ابن وہب سے اسی طرح۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۶۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو یحیٰی ابن سلیمان نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا۔ اس روایت کا ظاہر یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے بذات خود چیخ پکار کرنے والے کو سُنا جو بچھڑے سے چیخ کر کہہ رہا تھا جو بچھڑا ذبح کیا گیا تھا۔ اور اسی طرح بات صریح مذکور ہے ایک ضعیف روایت ہے حضرت عمر ﷺ سے ان کے اسلام کے بارے میں اور تمام روایات اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس کاہن نے خبر دی تھی اس خواب کے بارے میں اور اپنے سماع کے بارے میں۔ واللہ اعلم

حضرت عمر ﷺ کی کاہن سے ملاقات .... (۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ المعروف بن سماک نے، ان کو ابوالاحوص محمد بن ہیثم قاضی نے، ان کو سعید بن کثیر بن عفیر نے، ان کو یحیٰی بن ایوب نے ابن الھاد سے، اس نے عبداللہ بن سلیم سے اس نے محمد بن عبداللہ بن عمرو نے نافع سے، اس نے ابن عمر ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اچانک انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اور فرمانے لگے، تحقیق کہ اس وقت جو صاحب فراست ہوں میری رائے میں اگر نہ ہوں تحقیق یہ آدمی دیکھتا اور کہانت کے بارے میں کچھ کہتا ہے۔ اس کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ انہوں نے بلا لیا اس کو۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ شام کے ملک سے۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس نے بتایا میں نے اسی گھر (بیت اللہ) کا ارادہ کیا تھا میں جونہی نکلا ہوں آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا آپ مجھے ایک چیز کے بارے میں بتائیں گے جس کے بارے میں آپ سے پوچھوں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کہانت کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا آپ اس میں مجھے خبر دیجئے بعض ان چیزوں کے بارے میں جو آپ نے دیکھی ہیں۔ اس نے بتایا کہ بے شک میں ایک رات وادی میں تھا میں نے ایک چیخ کر پکارنے والے کی پکار سنی جو یہ کہہ رہا تھا .... یا جلیح بڑی خطرناک خبر ہے وہ یہ ہے کہ ایک جوان چیخ کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا معبود (معبود و مشکل کشا) کوئی نہیں ہے۔ افسوس جنوں کے لئے بڑی مایوسی کی بات ہے اور انسانوں کے لئے بڑی دکھ کی بات ہے۔ قسم ہے گھوڑوں کی اور ان کی زین کی۔ تو میں نے سوچا کہ واقعی یہ تو وہی خبر ہے جس سے جن بھی مایوس ہو جائیں گے اور انسان بھی اس سے شکستہ خاطر ہو جائیں گے اور اس میں بڑے بڑے بہادر نا کام ہو جائیں گے۔ بس اس واقعے کو ابھی ایک سال نہیں گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہو گئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ، مجھے خبر دی میرے والد نے ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن مسکین انصاری نے، وہ کہتے ہیں ہمارے درمیان ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ان کے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا میرے گمان کے مطابق جاہلیت میں یہ شخص کاہن تھا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف ایک آدمی بھیج کر بلایا اور اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا اے امیر المؤمنین ہمیں اب جاہلیت کے تذکرے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ عزوجل ہمارے پاس اسلام کو لے آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کاہن تھے؟ اس نے کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ میں واقعی کاہن تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ حیران کن بات کونسی ہے جو تیری جنیہ تیری شیطانہ تیرے پاس لائی تھی کیا تھی؟ اس نے کہا، اے اللہ تو گواہ ہے ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا اچانک وہ کہنے لگی کہ کیا آپ نے شیطان کی طرف اور اس کے غمگین ہونے کی طرف نہیں دیکھا؟ اور اس کی اپنے عبادت کرنے والوں سے مایوسی نہیں دیکھی؟ اور اس کے اوپر چڑھنے والوں کے ساتھ جا ملنے اور ان کے ساتھ رہنے سے مایوسی کو نہیں دیکھا؟ اتنے میں حضرت عمرؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس نے بتایا کہ میں مکے گیا (یا حضرت عمرؓ نے کہا)۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ان بتوں کے ساتھ ایک بچھڑا ذبح کر رہا ہے۔ میں اس امید کے ساتھ وہاں رک گیا کہ مجھے اس میں سے کچھ گوشت مل جائے گا۔ جب ذبح کرنے والے نے بچھڑے کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے کسی چیز نے آواز دی چیخ مار کر اور یوں کہا:

یا آل ذَرِيحْ اَمرٌ نَجِيحٌ رَجُلٌ يَصِيحُ يقولُ لا اله الا الله

کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا دل کانپ اٹھا یہاں تک کہ میں گر گیا۔

مشرکین بچھڑا ذبح کرنے سے رک گئے .... (۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد ابن محمود یہ عسکری نے اہواز شہر میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن غیلان نرسی نے، ان کو ابوعمرو حاضر بن مطہر نے، ان کو معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے لیث سے سنا وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رزیق نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو غفار والوں نے ایک بچھڑے کو اپنے بتوں میں سے ایک بت کے اوپر چڑھاوے کے لئے ذبح کرنے کے لئے قریب کیا۔ وہ ابھی کھڑا کیا گیا تھا کہ اس نے چیخ ماری اے آل ذریح معاملہ بہت بڑا ہے ایک چیخنے والا چیخ رہا ہے فصیح سادہ زبان میں وہ مکے میں یہ پکار کر کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس کو ذبح کرنے سے رک گئے اور وہ اس معاملے کو دیکھنے اور غور کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔

معتمر نے کہا میں نے اس کے بارے میں حجاج بن ارطاۃ سے پوچھا، اس نے کہا میں نے اس بارے میں مجاہد سے پوچھا اور مجھے حدیث بیان کی اس کے حصے کے ساتھ اور اس کو روایت کیا احمد بن حنبلؒ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بکیر برسانی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ ابوزیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ کثیر داری نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ایک شیخ نے جس نے دور جاہلیت کو پالیا تھا اور ہم لوگ عزوہ رودس میں تھے۔ اس شیخ کو ابن عیسیٰ کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک خاندان کی گائیں ذبح کرتا تھا، میں نے اس کے پیٹ سے ایک آواز سنی اے ال ذریح قول فصیح ہے ایک آدمی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مکے میں آئے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو پالیا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر چکے تھے۔ یہ اس میں ہے۔ جس کی خبر دی ہے ہمیں ابوعثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد ازدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوبکر خفید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے اس کا ذکر کیا اور کہا ابوعبدالرحمن عبداللہ نے یہ حدیث غریب ہے مگر اسناد اس کی جید ہے۔

سواد بن قارب کی کہانی
عین ممکن ہے کہ وہ کاہن جس کا حدیث صحیح میں نام مذکور نہیں ہے وہ یہی ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب مفسر نے اپنے اصل سماع (اور یادداشت سے) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار اصفہانی سے بصورۃ قراءۃ علیہ کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر احمد بن موسیٰ حمار کوفی نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن یزید بن بارویہ ابوبکر قصری نے، ان کو محمد بن تراس کوفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے ابواسحاق سے، اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ عمر ؓ بن خطاب منبر پر خطبہ دے رہے تھے اچانک انہوں نے کہا اے لوگو! کیا تم لوگوں میں سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں اس سال ان کو کسی نے جواب نہ دیا۔ جب اگلا سال آیا تو پھر انہوں نے کہا، لوگو! کیا تمہارے اندر سواد بن قارب موجود ہے؟ کہتے ہیں کہ کسی نے پوچھا اے امیر المؤمنین نہیں کیا ہوا سواد بن قارب کو؟ فرمایا کہ بے شک سواد بن قارب کے اسلام کا آغاز ایک عجیب چیز تھی۔ کہتے ہیں کہ ہم ابھی اسی اثنا میں تھے کہ اچانک سواد بن قارب نمودار ہوئے۔ کہتے ہیں دوست عمر نے ان سے کہا اے سواد! ہمیں ذرا اپنے اسلام کی ابتدا کے بارے میں سنائیے کہ کیسے ہوئی تھی؟

سواد نے کہا میں ہندوستان میں گیا ہوا تھا میرا ایک جن تھا جو مجھے خبریں لا کر دیتا تھا۔ کہتے ہیں میں ایک رات سو رہا تھا اچانک وہ خواب میں میرے پاس آیا، اس نے کہا کہ اٹھئے اور سمجھئے اور عقل میں رکھئے اگر آپ سمجھتے ہو۔ تحقیق ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے لوی بن غالب میں۔ اس کے بعد اس جن نے شعر کہنا شروع کئے۔

سواد بن قارب کاہن کے جن کا
حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں اطلاع کرنا۔ اس کے اشعار

اس کے بعد اس نے شعر کہنا شروع کئے :

عجبت للجن وأنجاسها	وشدها العيس باحلا سها
تهوى الى مكة تبغى الهدى	ماموٴمنوها مثل ارجا سها
فانهض الى الصفوة من هاشم	واسم بعينيك الحارأ سها

مجھے حیرانی ہوئی جن پر باوجود اس کی ناپاکیوں کے ۔ اور اس کے سانڈ کو اس کی جھول کے ساتھ باندھنے پر

کہ وہ مکہ چلا گیا ہدایت کی تلاش میں ۔ اس جیسے ناپاک حالانکہ ایمان نہیں لاتے

اس نے (یہ ہدایت کی) آپ اٹھئے بن ہاشم کے برگزیدہ نبوت کے پاس جائیے اور اپنی آنکھوں کو اس کی طرف ٹھنڈا کیجئے۔

اس کے بعد اس جن نے مجھے تنبیہ کی اور مجھے ڈرایا اور کہنے لگا، اے سواد بن قارب بے شک اللہ عز وجل نے ایک نبی بھیج دیا ہے آپ اُٹھئے اور اس کے پاس جائیے آپ ہدایت اور رشد یافتہ ہو جائیں۔ جب دوسری رات آئی پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے جگایا پھر اس نے کہا اسی طرح :

عجبت للجن وتطلا بها وشدها العيس باقتابها
تهوى الى مكة تبغى الهدى ليس قُدّا ماها كا دنا بها
فانهض الى الصفوة من هاشم واسم بعينيك الى نا بها

جب تیسری رات ہوئی تو پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے جگایا پھر اسی طرح کہا :

عجبت للجن وتخبارها وشدها العيس باكوارها
تهوى الى مكة تبغى الهدى ليس ذوو الشر كا خيارها
فا نهض الى الصفوة من هاشم ماموٴمنوا الجن ككفارها

میں حیران ہوں جن کے خبر دینے سے اور اُونٹ کو اس کے بالائی سے باندھنے سے کہ وہ مکے کی طرف ہدایت کی طلب میں پہنچا۔ درحقیقت شریر شرفاء جیسے نہیں ہوتے وہ بنو ہاشم کے برگذیدہ انسان کی طرف لپکا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایماندار جن کافر جنات جیسے نہیں ہوتے۔

کہتے ہیں کہ جب میں نے اس سے سُنا کہ وہ ایک کے بعد ایک رات بار بار مجھے کہہ رہا ہے تو میرے دل میں اسلام کی محبت واقع ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں جس قدر اللہ نے چاہا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے سامان پر آیا، میں نے اسے اپنی سواری پر باندھا۔ میں نے نو دن رات اس کا تنگ نہ کھولا نہ دوبارہ باندھا، یہاں تک کہ میں (مسلسل سفر کے) بعد حضور ﷺ کے پاس آ گیا۔ وہ اس وقت مدینے میں تھے اور لوگ ان پر مثل عرب الفرس کے تھے یعنی گھوڑے کی ایال کے بالوں کی طرح تھے)۔ جب حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا، مرحبا اے سواد بن قارب! ہم نے جان لیا ہے جو چیز آپ کو لے آئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے شعر کہے ہیں آپ مجھ سے سُنئے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں نے کہا :

سواد بن قارب کے اشعار جو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی

اتانى رئى بعد ليل وهجعة ولم يك فيما قد بلوت بكاذب
ثلاث ليال قوله كل ليلة اتاك رسول من لؤى بن غالب
فشمرت عن ساقى الا زارو وسطت بى الذعلب الوجناء عند السباسب
فا شهد ان الله لا شيئ غيره وانك مامون على كل غايب
وانك ادنى المرسلين شفاعة الى الله يا بن الاكرمين الاطايب
فمرنا بما يأتيك ياخير من مشىٰ وان كان فيما جآء شيب الذوايب
وكن لى شفيعًا يوم لاذو شفاعة سواك بمغن عن سواد بن قارب

میرے پاس مجھے مشورہ دینے والا آیا ہے رات سو جانے کے بعد اور اس مشورہ دینے میں وہ جھوٹا بھی نہیں تھا۔ تین راتوں تک وہ آتا رہا روزانہ اس کی یہی ایک ہی بات ہوتی تھی کہ تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آ چکا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنا تہہ بند اپنی پنڈلی سے اُٹھایا اور مجھے فربہ جسم تیز رفتار اونٹنی نے طویل مسافتیں طے کر کے آپ کی مجلس میں لا کھڑا کیا ہے۔ میں کلمۂ شہادت پڑھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

سوا کوئی باقی رہنے والا نہیں ہے اور آپ ہر خطرے سے محفوظ ہیں، امین ہیں ہر غیر موجود کے لئے۔ اور آپ رسولوں میں سے شفاعت کرنے کے قریب تر ہیں اللہ کے، اے شرفاء اور پاکیزہ نسب والے۔ لہٰذا آپ ہمیں اطمینان سے اس چیز کا حکم فرمائیں جو آپ کے پاس جبرئل امین لے کر آتے ہیں۔ اگر چہ اس میں جوانی کو بڑھاپے میں بدل دینے والے (سخت احکامات) ہوں۔ اور آپ قیامت میں میرے شفیع بن جائیں جس دن کوئی سفارشی نہیں ہوگا آپ کے سوا سواد بن قارب کے کام آنے والا۔

سواد بن قارب کے اشعار سن کر رسول اللہ ﷺ کا اظہارِ مسرت

حضور ﷺ یہ اشعار سن کر زور سے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی آخری داڑھیں (نواجذ) ظاہر ہو گئیں اور حضور ﷺ نے فرمایا تم کامیاب ہو اے سواد۔ حضرت عمرؓ جو مجلس میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا اے سواد کیا آپ وہ مبشر جن ابھی بھی آپ کے پاس آتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جس وقت سے میں نے قرآن کی قراءت کی ہے جب سے وہ میرے پاس نہیں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ (قرآن) جن کے عوض اور بدلے میں بہترین عوض ہے۔

یہ حدیث اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح دوسری دو وجوہ سے بھی منقول ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن احمد خلالی نے اور محمد بن عبداللہ بن محمد صبیح جوہری نے اور احمد بن محمد بن مبارک فقیہ ہروی نے اور بشر بن احمد اسفرائنی نے اور یہ الفاظ ہروی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ احمد بن علی المعنی موصلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰ بن حجر سامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن منصور انباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن وقاصی نے محمد بن کعب قرظی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ایک آدمی گذرا۔ اس سے کہا گیا کہ کیا آپ اس گذرنے والے کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ سواد بن قارب ہے۔

حضرت عمرؓ نے بندہ بھیج کر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم سواد بن قارب ہو؟ اس نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جن کے پاس حضور ﷺ کے ظہور کے وقت آپ کو اطلاع دینے والا جن آیا تھا۔ اس نے بتایا جی ہاں! انہوں نے پوچھا کہ آپ بھی اسی سابقہ کہانت کی حالت پر ہیں؟ یہ سنتے ہی سواد ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں اے امیر المؤمنین کسی نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے سبحان اللہ، ہم لوگ جس کیفیت شرک پر تھے وہ تو اس سے بہت بڑا گناہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے آپ اپنے اطلاع دینے والے جن کی رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی بابت اطلاع کے بارے میں بتایئے۔ سواد بن قارب نے بتانا شروع کیا کہ میں ایک رات سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا۔ اچانک میرے پاس ایک رائے دینے والا (سردار) جن آیا اس نے اپنے پیر سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اُٹھ جا اے سواد بن قارب! میری بات سن اور سمجھ، اگر تو سمجھتا ہے۔ بیشک حال یہ ہے کہ لوئی بن غالب میں ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے اللہ کی طرف اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔

اس کے بعد (سواد نے) شعر کہنا شروع کئے۔ اس نے کئی اشعار کہے اس مفہوم کے ساتھ جو ہم نے حدیث براء بن یزید میں روایت کی ہے لفظاً اور ایک لفظ کو دوسرے کے ساتھ تبدیل کرتا ہے۔ اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایک دن ہم لوگ قریش کے قبیلے میں گئے ہوئے تھے جس کو آل ذریح کہتے تھے۔ اس قبیلے والوں نے اس وقت ایک بچھڑا ذبح کیا تھا اور قصاب ابھی اس کو بنا ہی رہا تھا اچانک ہم لوگوں نے اس بچھڑے کے پیٹ سے ایک آواز سنی مگر ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی وہ کہہ رہا تھا اے آل ذریح معاملہ کامیابی والا ہے۔ جو کہ فصیح زبان کے ساتھ چیخ رہا ہے اور شہادت دے رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور مشکل کشا نہیں ہے۔ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوالحسن علی بن شیبان موصلی نے یحیٰ بن حجر سامی سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فرّاء نے، ان کو بشر بن حجر سامی نے بصرہ میں مسجد کے اندر، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن منصور نے، ان کو عثمان بن عبدالرحمٰن نے محمد بن کعب قرظی سے، اس نے اس کو ذکر کی ہے اسی کے مفہوم میں آخر میں اضافے کے بغیر۔

اور اسی طرح روایت کی گئی ایک آدمی سے جس کو عمر بن خطاب ﷺ کہا جاتا ہے۔ بشر بن حجر سامی ابوحاتم سے۔

وجہ ثانی وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ولید بن حماد بن جابر نے مقام رملہ میں، ان کو سلیمان بن عبدالرحمٰن نے، ان کو حکم بن یعلیٰ بن عطاء محاربی سے، ان کو ابو معمر عباد بن عبدالصمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سواد بن قارب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سَراۃ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے اوپر سو رہا تھا۔ چنانچہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اُٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آ چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ پچھلے قدموں واپس ہوتا گیا اور یہ کہتا گیا ۔

عجبت للجن وارجاسها ورحلها العيس باحلاسها

تهوى الى مكة تبغى الهدىٰ ماصا لحوها مثل ارجاسها

کہتے ہیں کہ اس کے بعد دوبارہ میں سو گیا۔ پھر وہ آیا اس نے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے رسول آ گیا ہے۔ سواد کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھ کر بیٹھا سیدھا ہو کر۔ وہ پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا ۔

عجبت للجن واخبارها ورحلها العيس باكوارها

تهوى الى مكة تبغى الهدىٰ ما مومنوها مثل كفارها

سواد کہتے ہیں کہ میں پھر سو گیا پھر وہ میرے پاس آیا میں نیند کر چکا تھا۔ سیدھا پھر اس نے مجھے پیر سے ٹھوکر ماری اور کہا کہ اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوئی بن غالب میں سے ایک پیغام دینے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں پھر اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے پیچھے چلا گیا ۔

عجبت للجن وتطلابها ورحلها العيس باقتابها

تهوى الى مكة تبغى الهدىٰ ماصادقوها مثل كذابها

فارحل الى الصفوة من هاشم واسم بعينيك الى نائبها

کہتے ہیں کہ میں صبح اُونٹ پر سوار ہو کر مکہ آیا وہاں حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا تھا۔ میں نے اُن کو خبر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

یہ قول اَيَّتُ مكة همت کے قریب تر ہے اس سے جو ہم نے گذشتہ دو روایتوں میں نقل کیا ہے مگر صحیح روایات ان روایات سے مستغنی کر دیتی ہے۔ واللہ اعلم

مازن طائی کے مسلمان ہونے کا سبب

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے ۳۸۳ھ (تین سو تیراسی) میں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا ابوعلی بن حرب بن محمد بن علی بن حیان بن مازن رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے والے نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں ابوالمنذ رہشام بن محمد کلبی سے ملا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کون سے قبیلے سے ہیں؟ میں نے کہا میں بنوطے سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ غالباً تم اولا دسادن سے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں لہٰذا انہوں نے میرا اکرام کیا اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ میں بنوطے کے کسی شیوخ سے ملا تھا متقدمین میں سے۔ میں نے ان سے مازن کا قصہ پوچھا اور اس کے مسلمان ہونے کے سبب کے بارے میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے پھر عمان میں اپنی زمین کا بڑا حصہ حضور ﷺ کو (مسلمانوں کے لئے) وقف کیا۔ یہ محض اللہ کے فضل اور ان کے احسان سے ہوا۔ (واقعہ یوں ہے کہ) مازن ارض عمان میں ایک بستی میں رہتے تھے جو سمایل کے نام سے پکاری جاتی تھی وہ اپنے خاندان کے لئے بتوں کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک بت تھا اس کا نام تھا باجر (یا ناجر)۔ میں نے ایک دن اس کا چڑھاوا دیا (یعنی اس کے نام کا جانور ذبح کیا)۔ چنانچہ میں نے بت میں ایک آواز سنی، کہہ رہا تھا اے مازن میری طرف آیئے، میری طرف آیئے۔ وہ کہہ رہا تھا:

یَامَازِن اَقْبِلْ اِلَیَّ اَقْبِلْ ۔ تَسْمَعُ مَالَا یُجْهَلْ ۔ هَذا نَبِیٌّ مُرسل ۔ جَاءَ بِحَقٍّ مُنْزَلٍ فَآمِنْ بِهٖ کَیْ تُعْدَلُ عن حَرِّنَارٍ تُشْعَلُ وَقُوْدُهَا بِالْجَنْدَلُ ۔

میں نے کہا یہ تو انتہائی حیران کن بات ہے۔ اس کے بعد میں نے کچھ دنوں بعد پھر دوسرا چڑھاوا ذبح کیا۔ چنانچہ پھر میں نے آواز سنی کہ جو پہلی آواز سے زیادہ واضح تھی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:

یا مازن اِسْمَعْ تُسَرّ ۔ ظَهَرَ خَیْرٌ وَبَطَنَ شر ۔ بُعِثَ نَبِیٌّ مِنْ مُضَرْ بِدِیْنِ اللّٰهِ الْکُبَرْ ۔ فَدَعْ نَحِیْتًا مِنْ حَجَرْ ۔ تَسْلَمِ مِنْ حَرِّ سَقَرْ

میں نے سوچا اللہ کی قسم یہ انتہائی حیران کن بات ہے۔ یہ کوئی خیر ہے جو میرے لئے سوچی گئی ہے (اس دوران) ہمارے پاس اہل حجاز سے ایک آدمی آیا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کی خبر دیجئے (وہاں کیا ہو رہا ہے)۔ اس نے بتایا کہ تہامہ میں ایک آدمی ہے جو بھی اس کے پاس جاتا ہے وہ اس کو کہتا ہے کہ اللہ کے داعی کی بات مانو جس کا نام احمد ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ ایسی خبر ہے جو میں نے پہلے نہیں سنی۔ لہٰذا میں بت کی طرف گیا اور جا کر اس کو توڑ دیا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میں نے اپنی سواری پر زین کسی اور روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ انہوں نے میرے لئے اسلام کی وضاحت کی، میں مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اس پر شعر کہے

کسرت باجر احذاذا و کان لنا	ربّا نطیف به ضلاً بتضلال
با لهاشمی هدانا من ضلالتنا	ولم یکن دینه منی علی بال
یا راکبا بلغا عمرا و اخوته	انی لمن قال دینی ناجر قالی

رسول اللہ ﷺ کی مازن کے حق میں دعا .... عمرو اور اس کے بھائیوں سے مراد بنوخطامہ تھے۔ مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! بیشک میں شراب نوشی کرنے اور گانے بجانے کا حریص ہوں اور عورتوں کا رسیا ہوں۔ اور کثرت سے ہمارے اوپر قحط سالیاں آئیں جنہوں نے ہمارے مال ختم کر دیئے ہیں اور انہوں نے بچوں اور جوانوں کو کمزور کر دیا ہے اور میری تو اولاد نرینہ بھی نہیں ہے۔ آپ اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ میری تکلیفیں اور پریشانیاں دور فرمائے اور میرے لئے سکال یعنی رزق کی فراوانی پیدا فرمائے اور مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم ابدله بالطرب قراءة القران ۔ و بالحروم الحلال واتبه بالحیآء وهب له ولدا

اے اللہ اس کو خوشی (عیاشی) کے بدلے میں قرآن کی قراءت عطا فرما اور حرام کے بدلے حلال عطا فرما اور اس کو حیا عطا فرما اور اس کو بیٹا عطا فرما۔

مازن کہتے ہیں (حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے) اللہ نے میری ہر وہ تکلیف دور فرمادی جو میں محسوس کرتا تھا اور عمان میں خوشحالی آ گئی۔ یہاں تک کہ میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کرلی اور اللہ نے مجھے حیّان بن مازن عطا کیا جس کی خوشی میں میں نے اشعار کہے۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے قحط زدگی کے بعد خوشحالی ملی بے اولادی کے بعد اولاد نصیب ہوئی تو مازن نے اشعار کہے

اليك رسول الله خبَّت مطيتي ... تجوب الفيافي من عمان الى العرج

لتشفع يا خير من وطئي الحصا ... فيغفرلي ربي فارجع بالفلج

الى معشرٍ خالفت في الله دينهم ... فلا رايهم رأيي ولا شرجهم شرجي

وكنت امرأً بالزعب والخمر مولعا ... شبابي حتى اذن الجسم بالنهج

فاصبحت همي في جهادٍ ونيّة ... فللّٰه ما صومي ولله ما حجي

مازن کہتے ہیں کہ میں جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے میری ٹھیک ٹھاک خبر لی۔ مجھے خوب گالیاں دیں اور اپنے قومی شاعر سے انہوں نے کہا کہ اس نے میری اشعار میں خوب برائی بیان کی۔ میں نے سوچا کہ اگر میں بھی جواب میں ان کی برائی کہنا شروع کردوں تو اس طرح میں اپنے آپ برائی کر بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور میں نے شعر کہے (اس کیفیت پر) ۔

وشتمكم عندنا مرٌّ مُذاقتُهُ ... وشتمنا عندكم يا قومنا لئن

لا ينشب الدهر ان يثبت معايبكم ... وكلكم ابدا في عيبنا فطن

تمہاری گالیاں ہمارے نزدیک سخت کڑوی ہیں اپنے مذاق کے اعتبار سے۔ اور ہماری گالیاں تمہارے نزدیک، اے میری قوم

ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے یہاں تک یاد کیا تھا اور اس کو میں نے اپنے دادا کی اصل تحریر سے حاصل کیا تھا۔ گویا کہ وہ مزید چاہتے تھے۔

فشعرنا مفحم عنكم و شاعركم ... في حربنا مُبلغٌ في شتمنا لسن

مافي الصدور عليكم فاعلموا وغرٌ ... وفي صدوركم البغضاء والاحن

ہمارے ایک دوست نے جو کہ اہلِ عمان میں سے تھے انہوں نے اپنے اسلاف سے ہمیں بات بیان کی تھی کہ مازن جب اپنی قوم سے الگ تھلگ ہو گئے تھے تو انہوں نے جا کر مسجد تعمیر کی تھی وہ اس میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی مسجد کی خاص بات یہ تھی کہ اگر کوئی مظلوم شخص اگر اس میں تین دن عبادت کرنے کے بعد اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے خلاف بددعا کرتا تو وہ قبول ہو جاتی۔ اور اگر برص میں مبتلا شخص دعا کرتا تو وہ برص (کوڑھ) سے شفایاب ہو جاتا۔ آج تک اس مسجد کا نام مبرص ہے (برص سے شفا دینے والی)۔

ابوالمنذر نے کہا کہ مازن نے کہا تھا کہ اس کے بعد اس کی قوم والے شرمندہ ہو گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ ان کے اُمور کا کرتا دھرتا میں ہی ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے۔ چنانچہ میرے پاس ان کی ایک بڑی جماعت آئی انہوں نے مجھ سے کہا اے چچازاد ہم نے معاملے کو آپ کے خلاف عیب جانا اور ہم نے آپ کو اس سے منع کیا۔ آپ نے جب انکار ہی کر دیا ہے تو ہم آپ کو آپ کی حالت پر چھوڑتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں لہٰذا میں ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ اس کے بعد وہ سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

غالباً اسی طرح ہمیں خبر دی گئی ہے۔ تحقیق اس کوذکر کیا ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد بن ابوالحسن نے عبدالرحمٰن بن محمد حنظلی سے، اس نے علی بن حرب سے، اس نے ابوالمنذر رہشام بن محمد سے اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ عمانی سے، اس نے مازن عضوبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سمال کی بستی میں مَیں ایک بُت کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ یہ بستی عمان میں تھی۔ ایک دن ہم نے اس کے لئے جانور ذبح کیا، اس کا چڑھاوا چڑھایا۔

اس کے بعد راوی نے اسی مفہوم میں حدیث کوذکر کیا جیسے ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ ان الفاظ کے بعد کہ وَ کُنْتُ امْرَءًا

فبدّ لنی بالخمر حوفاو خشیۃً وبالعهر احصاناو حصن لی فرجی

اس پیغمبر نے مجھے شراب کے بدلے میں خوف اور خشیت دی بدروایات اور بدکاری کے بدلے میں پاکدامنی دی اور میری شرم گاہ کی حفاظت سکھائی

تحقیق اسی مفہوم میں جو ہم نے روایت کیا مازن کے بارے میں بہت سی اخبار ہیں۔ ان میں سے ایک عمرو بن جبلہ والی حدیث ہے اس بارے میں جو اس نے صنم سے سنی تھی۔

یَاعَصَامَ ۔ یَاعَصَام ۔ جَاءَ الْاِسْلَام ۔ وَذھبت الاصنام

ان روایات میں سے حدیث طارق بھی ہے بنوہند بن حرام سے وہ یوں ہے : یا طارق ۔ یاطارق

حضور صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔

ان روایات میں سے ایک روایت حدیث ابن وقشہ ہے اس کے بارے میں جو اس کو اس کے ساتھ جن نے خبر دی تھی۔ اس نے ذباب بن حارث کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے ذباب آپ سب سے زیادہ حیرانی کی بات سُنیں۔ محمد ﷺ قرآن کے ساتھ مبعوث ہو گئے ہیں۔ وہ مکے والوں کو دعوت دے رہے ہیں مگر ان کی بات نہیں مانی جا رہی۔

ان میں سے ایک حدیث عمرو بن مرّہ (مرہ غطفانی) ہے کہ اس نے اپنی نیند میں خواب دیکھا کہ کعبے سے ایک نور ساطیع کو دیکھا ہے اس کے بعد اس نے آواز سُنی حق آ گیا ہے اور وہ بلند ہو گیا ہے اور حق نے باطل کوٹ دیا ہے اور اس کا قلع قمع ہو گیا ہے۔ اور ان میں سے ایک حدیث عباس بن مرداس میں سے ہے کہ اس نے بھی آواز سُنی تھی اور ان ہی سے ایک حدیث ہے خالد بن سطیح کی اس نے بتایا کہ جب اس کا تابع اس کے پاس آیا اور کہا کہ قائم ہونے والا حق آ چکا ہے اور خبر دائمی وغیرہ جس کی لمبی تفصیل ہے۔

خفاف بن نضلہ ثقفی کا اسلام

(۱) اُس میں جس کی ہمیں خبر دی ابوعثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبدان نیشاپوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد سوار نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی احمد بن یعقوب انطا کی نے، عبداللہ بن محمد بلوی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی براء بن سعید بن سماعہ بن محمد بن عبداللہ بن براء بن مالک انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ قدامہ بن عقیل غطفانی نے اس کو خبر دی جُمعہ سے یا کہا تھا جمیعہ بنت ذابل بن طفیل بن عمرو سے اس نے اپنے والد ذابل بن طفیل بن عمرو دوسی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے مقام اباطل سے واپسی پر چنانچہ ان کے پاس خفاف بن نضلہ بن عمرو بن بہدلہ ثقفی آئے، اس نے رسول اللہ ﷺ کو شعر سُنائے۔

خفاف بن نضلہ کے اشعار جو رسول ﷺ اللہ نے پسند فرمائے :

کم قد تحطمت القلوص بی الدجی فی مهمة قفر من الفلوات

فل لك من النوريس ليس بقاعة نبت الاسنات والا زمات

انی اتانی فی الانام مساعد — من جن وجرۃ کان لی وموا تی
ید عوالیك لیا لیًا لیالیًا — ثم احزألّ وقال لست بآتی
فرکبت ناحیۃ اضر بنیها — جمر تخب بہ علی الاکمات
حتی وردت الی المدینۃ جا ھدًا — کیما اراك فتفرج الکربات

یہاں تک کہ میں انتہائی مشقت کرتے ہوئے مدینے آن پہنچا تا کہ میں آپ کی زیارت کروں اورآپ مشکلات آسان کردیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اچھا محسوس کیا اور فرمایا بے شک بعض بیان میں سحر و جادو کی طرح اثر ہوتا ہے اور بے شک شعروں میں حکمتوں اور دانائیوں کی کیفیت ہوتی ہے۔

نبی مبعوث نے ہمارے اُوپر زنا کو حرام قرار دیا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصورر مادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک پہلی خبر جو مدینے میں آئی تھی کہ اہل یثرب کی ایک عورت تھی۔ وہ جن کے بچے کو پکارتی یا بلاتی تھی وہ اس کے تابع تھا۔ وہ ایک دن آیا تو اس عورت کی دیوار پر آبیٹھا ۔عورت نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا کہ تم اندر داخل نہیں ہورہے ہو؟ بے شک ایک نبی مبعوث ہو چکا ہے جس نے زنا کو حرام بتایا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے یہ بات اپنے چیلے کے حوالے سے بیان کی جو کہ جنوں میں سے تھا۔ بس یہ پہلی خبر تھی جو مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بیان کی گئی تھی۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ احمد بن خالد بن یزید شعرانی نے اور محمد بن فضل بن جابر نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یوسف زمی نے، ان کو عبیداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی خبر جو مدینے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے آئی تھی وہ یہ تھی کہ مدینے میں ایک عورت تھی اس کا ایک تابع تھا وہ پرندے کی صورت میں اس کے پاس آیا اور ان کے گھر کی دیوار پر آبیٹھا۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ نیچے اُتر آؤ، آپ ہمیں خبریں بتانا ہم آپ کو بتائیں گے۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے۔ اس نے ہم لوگوں سے قرار اور ٹھہرنے کو ممنوع کردیا ہے اور اس نے ہمارے اُوپر زنا کو حرام کردیا ہے۔

یہ شعرانی کی روایت کے الفاظ ہیں۔ اور ابن جابر کی روایت میں ہے کہ وہ ان کے گھر کی دیوار پر آن بیٹھا، عورت نے اس سے کہا تو نیچے اُتر آ ،ہم تجھے خبر دیں گے اور تو ہمیں خبر دینا۔ اس نے بتایا مکہ میں ایک نبی بھیجا گیا ہے اُس نے ہم سے قرار ممنوع کردیا ہے اور اس نے ہمارے اُوپر زنا حرام کردیا ہے۔

☆☆☆

باب ۷۶

مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی معجزہ دکھانے کی فرمائش کرنا

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھانا

ارشاد باری تعالیٰ :

اقتربت الساعة وانشق والقمر وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔

قیامت قریب آچکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے یہ لوگ اگر کوئی بھی نشانی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پرانا جادو ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبیداللہ بن یزید نے، ان کو یونس نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ ان کو کوئی نشانی دیکھائیں۔ آپ نے ان کو دو مرتبہ چاند کے پھٹنے کا معائنہ کروایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے، ان دونوں نے یونس بن محمد سے۔

(بخاری۔حدیث ۳۶۲۷۔مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۴۳۔۴۷۔۴۸)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو ثقفی نے یعنی ابوالعباس سراج نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی تو چاند مکے میں پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا دو مرتبہ۔ قرآن میں آیا ہے۔ وان یروا اٰیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ کہتے ہیں کہ یعنی ذَاھِب۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔ (مسلم ۲۱۵۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن منہال نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے انس سے کہ اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی۔ حضور ﷺ نے آپ کو چاند کا پھٹنا دیکھایا دو بار اور آپ سے انس اس بات کی تفسیر کرتے وقت اس حدیث کر ذکر کرتے تھے۔ اقتربت الساعة .... الخ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے خلیفہ سے اس نے یزید بن زریع سے مگر اس نے اس میں ذکر نہیں کیا نہ ہی حدیث بیان کی۔ یونس بن محمد سے انہوں نے شیبان سے مَرّتَین کا لفظ دو بار کہا ہے۔ اور اس نے اس کو محفوظ کیا ہے قتادہ سے ان تینوں نے۔ (واللہ اعلم)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے۔ ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس ﷛ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں چاند پھٹ چکا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے، اس نے ابوداؤد طیالسی سے اور بخاری و مسلم نے اس کو یحییٰ بن قطان وغیرہ سے انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان نے، ان کو سفیان نے ابن ابونجیح سے،

اس نے مجاہد سے، اس نے ابو معمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا تھا دو حصوں میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی وغیرہ سے۔ (بخاری۔حدیث ۳۸۶۹،۳۶۳۶،۴۸۶۴)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور عمرو بن ناقد سے، ان سب نے سفیان سے۔ (مسلم ۴/۲۱۵۸)

اور بخاری نے کہا ہے کہ ابوالضحیٰ کی حدیث میں مسروق سے، اس نے عبداللہ سے یوں کہا ہے کہ چاند مکہ میں پھٹ گیا تھا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابونجیح سے اس کا متابع بیان کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی۔ ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوزکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن عیینہ اور محمد بن مسلم نے، ان کو ابن ابونجیح نے مجاہد سے، اس نے ابومعمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاند کو مکہ میں دو مرتبہ دو حصوں میں پھٹا ہوا دیکھا ہے حضور ﷺ کی ہجرت سے پہلے۔ ایک حصہ جبل ابوقبیس کے اُوپر (اس کی سیدھ پر) تھا اور دوسرا حصہ جبل سویداء پر (یعنی اس کی سیدھ پر تھا)۔ اہلِ مکہ نے کہا تھا کہ چاند پر جادو کر دیا گیا ہے جس پر آیت اُتری تھی: اقتربت الساعة وانشق القمر "قیامت قریب آ چکی ہے اور چاند پھٹ چکا ہے"۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۲۱)

(مطلب یہ ہے) فرماتے ہیں کہ جیسے تم نے چاند کو پھٹا ہوا خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے (اسی طرح) وہ بات جس کی میں نے تمہیں خبر دی ہے قیامت کے قریب ہونے کی وہ بھی اسی طرح حق ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم نے ابومعمر سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا حالانکہ ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ۔

اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عمر بن حفص سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ اور عباس بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو یحییٰ نے شعبہ سے اور سفیان سے اعمش نے، اس نے ابراہیم سے، اس نے ابومعمر سے، اس نے ابن مسعود ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا زمانہ رسول میں دو حصوں میں۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ گواہ رہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر کئی وجوہ سے شعبہ سے۔

(۹) ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، کہا عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابوعوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عہدِ رسول میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ قریش نے کہا تھا یہ ابن ابوکبشہ کا جادو ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ انتظار کرو جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ واپس آ جائیں دیکھیں کہ وہ کیا خبر لاتے ہیں۔ بیشک محمد اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ سارے لوگوں کو جادو کر دے۔ کہتے ہیں کہ مسافر جب آئے تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۲۱۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ص۳۴۴)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابومسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو سہل بن بکار نے، ان کو ابوعوانہ نے مغیرہ سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا مکے میں تو قریش نے کہا یہ سحر ہے جو ابن ابی کبشہ نے تم لوگوں پر کر دیا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو سعید بن سلمان نے، ان کو ہشیم نے، ان کو مغیرہ نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا یہاں تک کہ دو حصوں میں ہو گیا تھا۔ کفارِ مکہ نے کہا یہ ایک سحر ہے جس کو تمہارے اُوپر ابن ابی کبشہ سحر کرتا ہے۔ مسافروں کا انتظار کرو اگر انہوں نے بھی وہی کچھ دیکھا ہو جو کچھ تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ یہ سچا ہے۔ اور اگر انہوں نے دوسرے مقامات میں وہ منظر نہ دیکھا ہو جو تم نے دیکھا ہے تو سمجھ لو کہ پھر وہ سحر ہے جس کے ساتھ اس نے تمہارے اوپر سحر کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مسافروں سے پوچھا گیا اور وہ ہر طرف سے آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا تھا۔

بخاری نے اس کے ساتھ استشہاد کیا ہے یہ واقعہ مکے میں ہوا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابو طاہر فقیہ نے اور ابو زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے اور ابوسعید بن ابو عمرو نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو اسحٰق بن بکر بن مضر نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن ربیعہ سے، اس نے عراک بن مالک سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا بیشک چاند پھٹ گیا تھا زمانہ رسول ﷺ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن صالح سے، اس نے بکر بن مضر سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن قریش سے، اس نے اسحٰق بن بکر بن مضر سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس رضی اللہ عنہ محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن احمد نے، ان کو حبیب بن جریر نے شعبہ سے، اس نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، ایک آیت کے بارے میں کہ اقتربت الساعة وانشق القمر۔ یہ واقعہ عہدِ رسول ﷺ میں ہوا تھا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا ایک ٹکڑا پہاڑ کے آگے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ گواہ رہنا۔

مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے دیگر کئی طرق سے شعبہ سے۔ (مسلم ۴/۲۱۵۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو ابوحذیفہ نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے حصین سے، اس نے جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں وانشق القمر، انہوں نے کہا چاند جب دو ٹکڑے ہوا تھا اس وقت ہم مکے میں تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوسعید احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے، ان کو ہشیم نے، ان کو حصین نے جبیر بن محمد بن حسین مطعم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے اس آیت کے بارے میں اقتربت الساعة وانشق القمر۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند جب پھٹا تو ہم لوگ مکہ میں تھے عہدِ رسول ﷺ میں۔

اس کی سند کو قائم کیا ہے ابراہیم بن طہمان، ہشیم، ابوکریب اور فضل بن یونس نے حصین سے۔

(۱۶) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے اور ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یونس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو محمد بن کثیر نے سلیمان بن کثیر سے، اس نے حصین سے، اس نے محمد بن جبیر سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ چاند پھٹ گیا تھا عہدِ رسول ﷺ میں، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا ایک اِس پہاڑ پر دوسرا اُس پہاڑ پر۔ لوگوں نے کہا کہ محمد نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا اگر اس نے تمہارے اوپر جادو کر دیا ہے تو سارے لوگوں پر تو اس نے جادو نہیں کر دیا۔ (البدایة والنہایة ۳/۱۱۹)

☆☆☆

باب ۷۷

مشرکین کا رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں سوالات کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے داؤد بن ابوہند سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے یہودیوں سے کہا تھا ہمیں آپ لوگ کوئی ایسی چیز بتادیں کہ ہم اس کے بارے میں اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ سے) سے پوچھیں۔ یہودیوں نے ان کو بتایا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو (کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟) لہٰذا اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

یسألونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

اے محمد ﷺ یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیے گئے ہو۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ قلیل علم عطا کیے گئے ہیں حالانکہ ہمیں تورات دی گئی ہے اس میں اللہ کا حکم ہے۔ جس کو تورات دی گئی اس کو خیر کثیر دے دی گئی۔ فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا

فرما دیجئے اے پیغمبر اگر سارا سمندر سیاہی بن جائے میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے تو (لکھتے لکھتے) سمندر خشک ہوجائے گا مگر میرے رب کے کلمات تا ہنوز ختم نہیں ہوں گے۔ اگر چہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کے لئے اور ہی کیوں نہ لے آئیں۔

اصحاب کہف کی حقیقت .... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے اہلِ مکہ میں سے۔ اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکینِ قریش نے نضر بن حارث کو اور عقبہ بن ابومعیط کو مدینے کے یہودی علماء کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان سے محمد ﷺ کے بارے میں پوچھیں اور ان کے آگے اس کی صفت اور کیفیت بھی بیان کریں۔ اور ان کے آگے اس کے قول اور بات کو بیان کریں کیونکہ وہ لوگ اہلِ کتاب ہیں۔ پہلی کتاب والے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر انبیاء کے بارے میں علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہ دونوں شخص گئے، مدینے میں پہنچے۔ انہوں نے یہودی علماء سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا اور حضور ﷺ کے معاملے کی وضاحت کی ان کے سامنے اور حضور ﷺ کی بعض باتیں ان کو بتائیں۔ چنانچہ ان کو یہودی علما نے سکھایا کہ وہ محمد ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں جو ہم تمہیں بتائیں گے۔ اگر وہ ان کے بارے میں جواب دے دے تو سمجھ لینا کہ وہ نبی مرسل ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دے سکے تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا تم اس کے بارے میں جو چاہو فیصلہ کر لینا۔

۱۔ اس سے پوچھو کہ پہلے زمانے میں وہ نوجوان جو اپنے گھروں سے چلے گئے تھے ان کا کیا معاملہ تھا۔ بے شک ان کی ایک عجیب داستان تھی وہ کیا تھی؟

۲۔ اس سے پوچھو اس کثرت کے ساتھ گھومنے والے شخص کے بارے میں جو دھرتی کی تمام مشرقوں اور تمام مغربوں میں گھوم گیا تھا اس کی کیا کہانی تھی؟

۳۔ اس سے روح کے بارے میں پوچھیں کہ وہ کیا ہوتی ہے؟

لہٰذا نضر اور عقبہ یہودیوں سے پوچھ کر واپس مکہ میں آ گئے اور کہنے لگے اے قریشیو! ہم تمہارے پاس اس امر کے بارے میں جو تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک فیصلہ کن بات لے آئے ہیں ہمیں علماء یہود نے بتادیا کہ اس نے چند امور کے بارے میں پوچھیں۔ انہوں نے ان امور کے بارے میں قریش کو بتادیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے لہٰذا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہنے لگے۔

انشاء اللہ نہ کہنے کے نقصانات .... اے محمد! ہمیں چند چیزوں کے بارے میں بتائیے۔ اور انہوں نے وہ باتیں حضور ﷺ سے دریافت کیں جن کی ان کو یہودیوں نے خبر دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا کہ میں کل صبح تمہیں ان چیزوں کے بارے میں بتادوں گا جو تم نے مجھ سے پوچھی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے انشاء اللہ نہیں کہا۔ قریش حضور ﷺ کے پاس سے چلے گئے۔ حضور ﷺ پندرہ راتوں تک رکے رہے مگر اس دوران اللہ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو کچھ بھی نہیں بتایا نہ ہی ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ یہاں تک کہ اہلِ مکہ بگڑے اور کہنے لگے کہ محمد نے ہم سے صبح بتانے کا وعدہ کیا تھا آج پندرہ دن ہو گئے ہیں کہ روزانہ ہم صبح کرتے ہیں مگر وہ ہمیں کسی بات کی خبر نہیں دیتے۔ اور ہم نے جو کچھ ان سے پوچھا ہے وہ بھی نہیں بتا رہے ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی مغموم ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ سے وحی رک جانے کی وجہ سے آپ کے اوپر انتہائی مشکل گذرنے لگے کہ وہ مکے والوں سے کیا بات کریں۔

اس کے بعد ان کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے سورۃ اصحابِ کہف لے کر آئے۔ اس میں خصوصی طور پر آپ ﷺ کو شبیہ دی گئی تھی آپ کے حزن پر بھی (اور انشاء اللہ کہنے پر بھی)۔ اور وحی کے بارے میں اطلاع بھی تھی جو انہوں نے حضور ﷺ سے بات پوچھی تھی چند نوجوانوں کے بارے میں۔ اور دھرتی پر بہت زیادہ گھومنے والے بادشاہ کے بارے میں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما أوتيتم من العلم الا قليلا

اے محمد ﷺ! یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے تم لوگ اس کے بارے میں قلیل علم دیئے گئے ہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ کہف کا آغاز کیا:

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب

اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔

(اس امر کو ثابت کرنے کے لئے جو انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا آپ کی نبوت کے بارے میں)

ولم يجعل له عوجًا قيما

اور اللہ نے اس کتاب میں کوئی کجی نہیں رکھی، انتہائی سیدھی اور درست ہے۔ (یعنی اعتدال پر ہے اس میں کوئی اختلاف و فرق نہیں ہے)

لينذر بأسًا شديدا من لدنه

تاکہ آپ انتہائی سخت عذاب سے ان کو ڈرائیں

(مراد ہے کہ دنیا میں جلدی گرفت سے اور آخرت کے عذاب سے یعنی تیرے اس رب کی طرف سے جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے)

میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ سے روح کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔ (ابن ہشام ۳۲۱/۱) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہودیوں کا سوال روح سے متعلق ہے اس سوال میں آیت کا نزول دونوں مدینے میں نازل ہوئے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے

رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کے واسطے کوہ صفا کو سونا بنادیں۔ اور فلاں پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹادیں تا کہ وہاں زمین نکل آئے اور وہ اس جگہ کھیتی باڑی کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے لئے ایسا بھی کردیں یعنی جوانہوں نے آپ سے مطالبہ کیا ہے وہ ہم پورا کردیں۔ اس کے بعد وہ نہ مانے اور انہوں نے کفر کیا تو پھر وہ ہلاک کردیئے جائیں گے، جیسے ان سے پہلی قومیں ہلاک کردی گئی تھیں اور اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں مہلت دے دیں جیسے کہ ہم ان سے درگذر کررہے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بھا الاولون واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ ۔ (سورۃ اسراء)

ہمیں اس بات سے کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم رسول کے ساتھ نشانیاں بھی ساتھ دے کر بھیجیں مگر صرف اسی بات نے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کردی تھی۔ دیکھئے ناہم نے قوم ثمود کو اونٹنی والی نشانی سامان بصیرت کے طور پردی تھی مگر انہوں نے بجائے ماننے کے اس پر ظلم کیا تھا۔

(پھر ان پر بھی عذاب نہ آگیا تھا، یہاں بھی وہی کچھ ہوسکتا ہے)

کوہ صفاء کو سونا بنانے کا مطالبہ .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو محمد بن سابق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اگر ہمارے واسطے کوہ صفا سونا بن جائے اور مروہ پہاڑ بھی تو ہم آپ کے اوپر ایمان لے آئیں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے۔ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپنا ذکر حضور پر وحی کے ذریعہ فرمایا اور پوچھا کہ اگر آپ چاہیں کہ ان کے لئے صفا مروہ کو سونا بن جائیں تو ہم ایسا بھی کرسکتے ہیں۔ مگر اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا تو پھر اس کو ایسا عذاب دوں گا جو سارے جہانوں میں کسی کو بھی نہیں ملا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کو دروازہ کھلا رکھوں۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی کہ نہیں آپ صفا مروہ کو سونا بنا کر اتمام حجت نہ کریں کہ پھر ان پر عذاب آجائے بلکہ آپ ان کے لئے توبہ کا اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیں۔

(۶) مصنف کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، اس روایت کے آخر میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شاکر نے، ان کو عباد بن موسیٰ ابوعقبہ نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عمران سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے، ان کو ابوفضل محمد بن احمد سلمی وزیر نے، ان کو علی بن احمد بن سلیمان مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سعید بن ہیثم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا ہم تمہارے ساتھ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے کوہ صفا کو سونا نہ بنادیں۔ اگر آپ کوہ صفا کو سونے میں تبدیل کردیں تو ہم آپ کے ساتھ ایمان ضرور لے آئیں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، اے محمد! تیرا رب تجھ پر سلام پڑھتا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے کوہ صفا کو سونا بنادیا جائے گا پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو پھر ان پر عذاب آجائے گا۔ میں ان پر عذاب نازل کردوں گا۔ اس لئے کہ نشانی اور معجزہ دکھانے کے بعد پھر مہلت کی گنجائش نہیں رہتی اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے لئے توبہ

کرنے اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں ان کے لئے ان کے واسطے۔ حضور ﷺ نے عرض کی، اے اللہ! آپ ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے عیسیٰ بن عبداللہ تیمی سے، اس نے ربیع بن انس بکری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، اگر آپ ہمارے پاس اس طرح کی نشانیاں لے آئیں جیسے حضرت صالح اور دیگر انبیاء نشان لائے تھے (تو ہم ایمان لے آئیں گے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے اُوپر بھی نشانیاں اُتار دے گا۔ اگر تم نے پھر نافرمانی کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ فرمارہے تھے کہ پھر تمہارے اُوپر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے کہا تھا نہیں ہم نشانیاں نہیں چاہتے۔

باب ۷۸

رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے ہاتھوں ایذا پانا

حتیٰ کہ انہوں نے ان کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر ان میں سے سات افراد کے خلاف بد دعا کرنے پر نشانیوں کا ظہور، اس کے بعد حضور ﷺ کا اپنی اُمت کو اسی دوران یہ وعدہ دینا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتوحات کرے گا اور اسی دین کے معاملے کو ان کے لئے مکمل کرے گا پھر ویسے ہی ہو کر رہا جیسے آپ نے فرمایا تھا اور وہ بات جو زنیرہ کے بارے میں مروی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی اور ابوبکر قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ہے عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اوزاعی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحیٰ بن ابوکثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ عقبہ آئے تھے انہوں نے آکر حضور ﷺ کا گلا گھونٹ دیا تھا شدید طریقے سے، اتنے میں ابوبکر صدیق ؓ آ گئے انہوں نے عقبہ کے کندھوں سے پکڑا اس کو رسول اللہ ﷺ پر سے ہٹایا تھا،

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰہ وقد جآء کم بالبینات من ربکم

ظالمو! کیا تم اس جوان کو مارڈالنا چاہتے ہو جس کا صرف یہی قصور ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس بات پر بھی تمہارے پاس اپنے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید وغیرہ سے، اس نے ولید بن مسلم سے، اس نے اوزاعی سے، پھر ابن اسحاق نے اس کی متابعت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحیٰ بن عروہ نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ

مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے ایسی کونسی بات قریش کی دیکھی جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہو جیسے کہ وہ حضور ﷺ سے عداوت کا اظہار کرتے تھے؟

اس نے بتایا کہ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ اشراف قریش ایک دن حرم میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے جتنا اس آدمی کی طرف سے تکلیف گوارا کر رکھی ہے اتنی ہم نے کسی کی برداشت نہیں کی۔

(۱) اس نے ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف کہا۔ (۲) ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دیں۔

(۳) ہمارے دین میں عیب اور نقص نکالا۔ (۴) ہماری وحدت کو پارہ پارہ کیا۔

(۵) ہمارے الٰہوں، معبودوں کو اس نے گالیاں دیں مگر ہم نے اس سب کچھ پر صبر کیا اتنی عظیم بات پر یا جیسے ہی کہا وہ لوگ اُسی حالت پر تھے .... کہ

اچانک رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے۔ آپ انتہائی وقار کے ساتھ چلتے چلتے حجر اسود پر آئے، اس کا استلام کیا، اس کے بعد طواف کرتے ہوئے مشرکین کی مجلس کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضور کو طعن تشنیع کرنا شروع کیا۔ میں نے حضور ﷺ کے چہرے پر اس کا اثر نمایاں دیکھا مگر آپ برداشت کر گئے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ آگے بڑھ گئے۔ جب دوبارہ گزرے تو پھر انہوں نے پہلے کی طرح کیا۔ میں نے اس کا اثر بھی واضح طور پر آپ کے چہرے پر دیکھا آپ پھر گزر گئے۔ پھر تیسری بار جب گزرنے لگے تو انہوں نے پھر طعنے دینا شروع کئے۔ آپ رُک گئے پھر آپ نے کہا کہ کیا تم لوگ مجھے سُنا رہے ہو؟ اے جماعت قریش۔ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ تحقیق میں تمہاری ہلاکت لے کر آیا ہوں (یعنی نہ ماننے پر اللہ کی طرف سے ہلاکت آئے گی)۔

اہل مجلس نے حضور ﷺ کے ان الفاظ کو سنجیدگی سے لیا جس کا نتیجہ یہ ہو کہ محفل میں سناٹا چھا گیا ایسے جیسے کہ ہر ایک کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ جو ان میں سے اس کے شدید ترین مخالفت کرنے اور مخالفت کرنے کی وصیت کرنے والے تھے، وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی سے بات کرنے لگے۔ اور کہنے لگے، اے ابوالقاسم آپ جائیں اطمینان کے ساتھ، آپ سمجھدار آدمی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینا .... حضور ﷺ اس وقت تو چلے گئے جب اگلی صبح ہوئی تو پھر وہ مقام حجر پر جمع ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ معلوم ہے تمہیں کل جو کچھ ہوا تھا۔ لہٰذا آج جب وہ تمہارے سامنے آئے کسی ایسی بات کے ساتھ جو تم ناپسند کرو تو اس کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا۔ وہ لوگ یہی بات کر رہے تھے کہ پھر حضور ﷺ نمودار ہوئے۔ چنانچہ وہ ایک دم اُچھل کر حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور جا کر حضور کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم نے ہمارے بارے اور ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کی ہیں جو باتیں حضور ﷺ نے الٰہوں کے اور ان کے دین کے بارے میں کہتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے یہ یہ باتیں کی ہیں (عبداللہ بن عمرو بن العاص)۔

کہتے ہیں کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی نے حضور کے اُوپر والی چادر کے دونوں سروں کو جو پکڑ کر دبایا تو ابوبکر صدیق کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے ہلاک ہو جاؤ کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ جو یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔ اس کے بعد کافر کہنے لگے، اس کے بعد قریش آپ سے ہٹ گئے۔ یہ سب سے بڑی تکلیف تھی جو حضور کو ان کی طرف سے دی گئی۔

اس حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو ذبح کی دھمکی دی تھی اس سے مراد قتل ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے قول کو سچا کر دکھایا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور ان کے شر سے اللہ نے ان کی حفاظت فرما دی۔

بخاری نے کہا ہے کہ عبدہ نے کہا کہ روایت ہے ہشام بن مروہ سے اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص سے سُنا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے کہا ہے اس کو سلیمان بن بلال نے ہشام سے۔

(۳) ہمیں خبر دی احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو خالد بن مخلد قطوانی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، وہ اپنے والد سے، اس نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس دن شدید تکلیف پہنچائی گئی۔ چاشت کے وقت آپ بیت اللہ کا طواف کر کے جب فارغ ہوئے تو مشرکین نے آپ کی چادر کے دونوں سرے پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تم ہم لوگوں کو ان کی عبادت سے روکتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں میں روکتا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور انہوں نے ان کو پیچھے سے پکڑ کر چھڑایا اور کہا :

اتقتلون رجلا ان يقول ربی الله وقد جآء كم بالبينات من ربكم وان يك كاذبًا فعليه كذبه وان يك صادقا يصبكم بعض الذی يعد كم ان الله لا يهدی من هو مسرف كذاب ۔

(ظالمو!) کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ شخص تمہارے پاس واقع دلائل لے کر آیا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے وہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ بے شک اللہ نہیں ہدایت دیتا اس کو جو حد سے بڑھنے والا کذاب ہے۔

ابوبکر بلند آواز سے یہ پڑھ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں تک ان لوگوں نے حضور ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اور کہا محمد بن فلیح بن ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنبری نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو وضاح بن یحییٰ نہشلی کوفی نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ مشرکین قریش حجر میں جمع تھے انہوں نے کہا کہ جب محمد ان کے پاس سے گزرے تو ہم میں سے ہر شخص اس کو ایک چوٹ مارے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سُنا تو اس نے جا کر اپنے والد حضور کو بتایا۔ حضور ﷺ نے ان کو تسلی دی بیٹا تم چُپ رہو۔

اس کے بعد حضور نکلے اور ان کے پاس سے مسجد میں داخل ہوئے ان لوگوں نے جونہی سر اُٹھا کر حضور کو دیکھا تو سر جھکا لئے۔ حضور ﷺ نے مٹی کی مٹھی اُٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ رسوا ہو جائیں یہ چہرے ان میں سے جس جس شخص کو وہ مٹی پہنچی وہ بدر والے دن کافر مر گیا۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۲۸)

آپ علیہ السلام پر گندگی ڈالی گئی .... (۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عمرو بن میمون سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سجدہ کر رہے تھے، آپ کے قریب قریش کے لوگ بیٹھے تھے اور وہاں اُونٹ کی اوجڑی اور فضلہ پڑا ہوا تھا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کون اس کو اُٹھا کر محمد ﷺ کی پیٹھ پر ڈالے گا۔ چنانچہ (ایک بد بخت) عقبہ بن ابومعیط آیا اس نے وہ گندگی اُٹھا کر آپ کے اُوپر ڈال دی۔ حضور ﷺ نے سر نہیں اُٹھایا وہ بدستور سجدے میں رہے۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ آئی اس نے اپنے والد کی پیٹھ سے وہ گندگی ہٹائی اور ان کو بددعا دی جس نے یہ حرکت کی تھی۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بددعا دیتے نہیں دیکھا تھا، اس دن دیکھا کہ حضور ﷺ نے نام لے کر بددعا دی۔ اے اللہ! قریش کے اس پورے گروہ کو اپنی پکڑ میں لے لے، اے اللہ! ابوجہل بن ہشام کو اپنی پکڑ میں لے اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابومعیط کو اور امیہ بن خلف کو (یا اُبی بن خلف کو) شعبہ کے لئے شک ہے۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر والے دن مارے گئے تھے۔ اور بدر کی کھائی میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ بدر کے کنوئیں میں۔ سوائے ابی بن خلف کے یا امیہ بن خلف کے یہ جسیم آدمی تھا یہ کنوئیں تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری ص ۳۱۸۵)

(۶)　ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے غرزہ نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو سفیان بن سعید ثوری نے، ان کو ابواسحاق نے عمرو سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کعبے کے سائے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابوجہل نے کہا اور قریش کے کچھ لوگوں نے کہ مکہ کے ایک کونے میں اُونٹ ذبح ہوئے پڑے ہیں۔ انہوں نے کچھ لوگ بھیجے وہ ان کے اوجھ وغیرہ اُٹھا کر لے آئے اور لاکر حضور ﷺ کے کندھوں کے مابین ڈال دیئے بحالت سجدہ۔ سیدہ فاطمہ آئیں اس نے اس غلاظت کو ان کے اُوپر سے ہٹایا۔ جب حضور ﷺ وہاں سے آئے تو تین شخصوں کے خلاف عاجزی سے دعا کی، اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے، تین بار کہا۔ ابوجہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عقبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابومعیط کو۔ عبداللہ نے کہا ایک عرصہ بعد میں نے ان کو دیکھا کہ بدر کی کھائی میں پڑے تھے۔ ابواسحاق نے کہا میں ساتویں کا نام بھول گیا ہوں۔

بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے اس نے جعفر بن عون سے۔

(۷)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید حسان بن محمد بن احمد فقیہ نے، ان کو ابواحمد اسماعیل بن موسیٰ ابن ابراہیم حاسب نے، ان کو عبداللہ بن ابان نے، ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے زکریا سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے عمرو بن میمون اُودی سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور گذشتہ کل اُونٹ ذبح ہوئے تھے۔ ابوجہل نے کہا تم سے کون ان اُونٹوں کی گندگی لاکر محمد کے کندھوں کے بیچ میں رکھ دے گا؟ جب وہ سجدہ کرے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے کو ہنسایا۔ لہٰذا ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوکر ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ اور میں کھڑا ہوا تھا۔ اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا کر پھینک دیتا مگر حضور ﷺ سجدے میں تھے آپ اپنا سر سجدے سے نہیں اُٹھا رہے تھے یہاں تک کہ کسی انسان نے جاکر آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جاکر بتایا وہ آئیں حالانکہ وہ لڑکی تھی، اس نے آکر اس گندگی کو ہٹایا۔ اس کے بعد ہٹ کر وہ ان لوگوں کو گالیاں دینے لگی۔

آپ علیہ السلام نے ایذاء پہنچانے والوں کو بددعا دی　............　جب حضور ﷺ نے اپنی نماز پوری کرلی آپ نے بلند آواز کے ساتھ ان کے خلاف بددعا دی، تین بار آپ کی عادت ہی تھی کہ جب دعا کرتے تھے　تو تین بار کہتے تھے اور جب اللہ سے مانگتے تو تین بار مانگتے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! قریش کو پکڑ لے، تین بار کہا جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آواز سُنی ان کی ہنسی جاتی رہی۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ! ابوجہل بن ہشام کو ہلاک کر عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن ابومعیط کو۔ ساتویں کو بھی ذکر کیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو بھیجا حق کے ساتھ۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا جن جن کا آپ نے نام لیا تھا بددعا میں کہ وہ بدر کی میدان میں مردار ہوئے پڑے تھے۔ اس کے بعد اس بدر کی کھائی میں ان کو گھسیٹ کر پھینک دیا گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن عمر بن ابان سے۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابومحمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابوعثمان عمرو بن عبداللہ نصری نے، ان کو ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے خباب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں لوہار آدمی تھا اور میرا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا۔ میں اس کے پاس اپنا قرض مانگنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہے میں تیری ادائیگی نہیں کروں گا پہلے تم محمد کے ساتھ کفر کرو۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تو دوبارہ زندہ ہوجائے پھر بھی کفر نہیں کروں گا۔ اس نے کہا جب میں مرکر دوبارہ اُٹھ جاؤں گا تو وہاں مال بھی ہوگا اولاد بھی ہوگی پھر میں تیچھے ادائیگی کردوں گا (اس نے یہ بات از راہ تمسخر کہی کیونکہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے ہی سے منکر تھا) مگر اللہ نے اس حالت پر یہ آیت نازل فرمائی :

افرأیت الذی کفر بآیاتنا وقال لاوتین مالا وولدا

کیا آپ نے دیکھا ہے اس شخص کو جس نے ہماری آیات کو کفر کیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال واولاد ضرور ملے گی۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے اعمش سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوالبختری نے عبداللہ بن محمد بن شاکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن علی جعفی نے ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ سے، بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا تھا وہ سات افراد تھے۔(۱) رسول اللہ ﷺ۔(۲) ابوبکر ؓ۔ (۳) عمار ؓ۔(۴) عمار کی ماں سمیہ۔ (۵) صہیب۔ (۶) بلال۔ (۷) مقداد بن اسود۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کا تو اللہ نے دفاع کر دیا تھا ان کے چچا ابوطالب کے ذریعے۔ رہے ابوبکر ؓ، اللہ نے ان کا دفاع ان کی قوم کے ذریعے کیا۔ باقی لوگ جو تھے ان کو مشرکین نے پکڑ لیا تھا انہیں انہوں نے لوہے کی زرہیں پہنا دی تھیں اور انہیں دھوپ میں ڈال دیا تھا، ہر ایک کے پاس کوئی نہ کوئی آیا، ان کو چھڑا لے گیا مگر بلال رہ گئے تھے اللہ کی راہ میں۔ ان کو اذیت دی گئی اور اس کی قوم کی بھی توہین کی گئی، اسے پکڑ کر مکے میں اوباشوں کو دے دیا گیا وہ اسے مارتے اور گلیوں میں پھراتے اور وہ اَحَد اَحَد کہتے جاتے تھے۔

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عصمہ عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سری بن خزیمہ نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے عمار کے پاس سے اور اس کے گھر والوں کے پاس سے اس وقت ان کو عذاب دیا جا رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے آل عمار اور اے یاسر بے شک تمہارا وعدہ جنت ہے۔

اسلام میں سب سے پہلا شہید .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ یزید بن احمد بن حنبل نے، ان کو وکیع نے سفیان سے، اس نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، انہوں نے کہا کہ پہلا شہید جو اسلام میں شہید کیا گیا وہ ام عمار سمیہ تھی۔ ابوجہل نے اس کو نیزے کا نشانہ بنایا تھا بھالے کے ساتھ ان کی شرمگاہ پر جس سے وہ شہید ہو گئی تھی صلوات اللہ علیہا۔(استیعاب ۳۳۰/۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ ابوبکر صدیق ؓ نے سات لوگوں کو آزاد کرایا تھا جو اللہ کے دین کے لئے عذاب دیئے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نام زنیرہ کا ذکر ہوا ہے۔

کہتے ہیں ان کی نظر چلی گئی تھی اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جس کو اللہ کی راہ میں عذاب دیئے گئے مگر اسلام چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ مشرکین نے کہا کہ لات وعزیٰ نے اس کی نظر چھین لی ہے اور اسے اندھا کر دیا ہے۔ زنیرہ نے کہا تھا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر واپس کر دی تھی۔(الاصابہ ۳۱۱/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو بیان بن بشر اور اسماعیل ابن ابوخالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قیس سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے خباب سے سنا کہتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے کعبے کے سائے میں، حالانکہ ہم لوگ مشرکین کی طرف سے شدید سختی پا چکے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں فرماتے، آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، اس وقت آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا۔

آپ نے فرمایا بے شک جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان میں سے ایک لوہے کی کنگھی سے اس کا گوشت چھیل لیا جاتا تھا یا پٹھے سے کہا تھا مگر یہ ظلم بھی وہ سہہ لیتے تھے یہ ان کو ان کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ کسی کے سر کے اُوپر آرہ رکھ کر اس کو دو لخت کر دیا جاتا تھا مگر یہ ظلم بھی اس کو اس کے دین سے نہیں پھیر سکتا تھا۔ البتہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس دین کے معاملے کو پورا کرے گا اس قدر کہ ایک سوار مقام صفاء سے حضر موت کے مقام تک سفر کرے گا مگر اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ اضافہ کیا ہے اس بات کے بیان کو کہ حالانکہ اس شخص کی بکریوں میں بھیڑیا موجود ہوگا (یعنی نہ وہ نقصان پہنچائے گا نہ ہی اس شخص کو اس کا خوف ہوگا یعنی مثالی امن قائم ہو جائے گا۔

بخاری و مسلم نے نقل کیا اسماعیل سے کئی طرق سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۵۲۔ فتح الباری ۷/۱۶۴۔۱۶۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد نے، ان کو احمد بن خالد نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابو جہل کے پاس سے گزرے اور ابو سفیان کے پاس سے، وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے از راہ طنز کہا یہ تمہارا نبی ہے اے بنو عبد شمس۔ ابو سفیان نے کہا کہ کیا تجھے تعجب ہے اور حیرانی ہے کہ ہم میں سے کوئی نبی ہو؟ اور نبی ہوگا انہیں میں سے جو ہم میں سے قلیل ہوں اور کمزور ہوں۔ ابو جہل نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ شیوخ اور ان بڑوں کے ہوتے ہوئے جوان لڑکا نبی بن جائے؟

رسول اللہ ﷺ یہ باتیں سُن رہے تھے۔ آپ ان دونوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے ابو سفیان آپ نہ تو اللہ کے لئے ناراض ہوئے نہ ہی اللہ کے رسول کی عزت کے لئے بلکہ صرف اور صرف آپ نے خاندانی حمیت و غیرت دیکھائی ہے باقی رہے آپ اے ابو الحکم (ابو جہل) اللہ کی قسم تم بہت قلیل ہو، تمہیں کم ہنسنا نصیب ہوگا اور تم بہت روؤ گے۔ ابو جہل نے کہا، اے بھتیجے! تم نے اپنی نبوت کی طرف سے مجھے بہت بُری دھمکی دی ہے۔

باب ۷۹

پہلی ہجرت ملک حبشہ کی طرف تھی اور اس کے بعد دوسری ہجرت ہوئی

اور اس میں جو آیات ظہور پذیر ہوئیں (یعنی نبوت کی نشانیاں)
اور نجاشی کا تصدیق کرنا اور ان لوگوں کا جو اس کے اتباع تھے
(علماء میں سے اور راہبوں میں سے)

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد قریش کے منہ لٹک گئے اور ان کا مکر شدید ہو گیا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا یا ان کو مکے سے نکال دیا جائے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے اصحاب بڑھتے جا رہے ہیں اور کثرت ہو رہی ہے، چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے قوم کے ورثا سے پیش کش کی کہ ان کو حضور کے قتل کی دیت دے دی جائے گی اور ان کو قتل کر دیا جائے گا، مگر حضور کی قوم کے لوگوں نے یہ بات نہ مانی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا دفاع کروایا آپ کے گروہ کی حمیت و غیرت کے ذریعے۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی اتباع کرنے والوں سے سختی شروع کر دی جو اللہ کے

دین میں ان کی اتباع کر رہے تھے یہ سختی ان لوگوں نے اپنے بیٹوں بھائیوں سے کروائی اور اپنے قبیلوں سے کروائی۔ لہٰذا شدید فتنہ برپا ہوا اور شدید جھنجوڑے گئے۔ ان اتباع میں سے کچھ لوگ ایسے تھے اللہ نے جن کی حفاظت فرمائی، کچھ ایسے تھے جو فتنے میں واقع کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ زیادتیاں کی گئیں تو رسول اللہ ﷺ جب شعب ابوطالب میں بنو عبدالمطلب کے ساتھ داخل ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کو حبشہ کی سرزمین کی طرف نکل جانے کا حکم دیا اور حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ تھا اسے نجاشی کہا جاتا تھا (نام اس کا اصحمہ ہے ملک الحبشہ تھا)۔ نجاشی کو صحابہ میں شمار کیا گیا رضی اللہ عنہم۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کو خوبصورت بنایا، ہاں اسلام کے بعد نہ اس نے ہجرت کی نہ ہی حضور کو دیکھا۔ لہٰذا وہ من وجہ تابعی ہے اور من وجہ صحابی ہے۔ حضور ﷺ کی حیات میں وفات پا گیا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس پر لوگوں کو غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اصحمہ کا عربی میں مطلب عطیہ ہوتا ہے (منقول از ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی کتاب ہذا۔ مترجم)

اس کی سرزمین پر کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا .... اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں اس کی اچھی تعریف کی جاتی تھی۔ حضور کے حکم دینے کے بعد عام لوگ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جب اُن پر ظلم ہوئے اور مزید فتنے کا خطرہ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے وہاں سے نہ ہٹے یہ بات جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحابؓ کے ارض حبشہ کی طرف خروج سے قبل کی ہے۔ یہ لوگ دو مرتبہ نکلے (یعنی دو مرتبہ ہجرت کی)۔ پھر وہ لوگ جو پہلی مرتبہ نکلے تھے واپس لوٹ آئے۔ جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی ہجرت سے پہلے۔

(کیفیت کچھ یوں ہوگی) جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم نازل فرمائی تو اس سے قبل مشرکین کہتے تھے کہ اگر یہ شخص (محمد) ہمارے الٰہوں کا ذکر خیر کے ساتھ کرتا تو ہم لوگ اس کو اور اس کے اصحاب کو ٹھہرا رہنے دیتے، لیکن وہ نہیں ذکر کرتا ان کا جو اس کے دین کے مخالف ہیں۔ یہودی ہوئے، عیسائی ہوئے اس کی مثل جیسے وہ ہمارے الٰہوں کا ذکر کرتا ہے گالیوں سے اور بُرائی سے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو جو تکلیف اور اذیت ان لوگوں کی طرف سے ہو رہی تھی اس میں شدت آ گئی اور ادھر ان کی ضلالت اور گمراہی بھی آپ کو حزن و غم میں مبتلا کر رہی تھی۔ حضور ﷺ ان کی ہدایت کی تمنا کر رہے تھے۔ اللہ نے جب سورۃ نجم نازل فرمائی تو حضور نے اس کی تلاوت شروع کی، جب اس آیت کی تلاوت کی ....

افرایتم اللات والعزیٰ و مناۃ الثالثۃ الأخریٰ ۔ (سورۃ نجم: آیت ۱۹-۲۰)

کیا تم نے لات (بت) کو دیکھا ہے اور عزیٰ (بت) کو ایک اور تیسرے منات (بت) کو۔

اس کی تلاوت کے وقت شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے، جب اللہ نے آخری بت منات کا ذکر کیا۔ وہ الفاظ یہ تھے :

وانھن الغرانیق العلی وان شفاعتھن لھی التی ترتجی ۔

جس کا مطلب کچھ یوں تھا کہ یہ بت یہ مورتیاں برتر ہیں ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ شیطانی تجع تھا اور شیطانی فتنہ تھا۔ چنانچہ یہ دونوں کلمات مکے میں ہر مشرک کے دل میں واقع ہو گئے اور ان کی زبانوں سے یہی الفاظ نکلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے سب زبانوں پر عام ہو گئے اور انہوں نے یہ شیطانی پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنے سابقہ آبائی دین کی طرف رجوع کر لیا ہے اور اپنی قوم کے دین کی طرف۔

مسلمان اور مشرکین سب نے سجدہ کیا .... آپ جب تلاوت فرما رہے تھے اور سورۃ کے اختتام کو پہنچے تو آخر میں سجدۂ تلاوت ہے، حضور ﷺ نے سجدہ کر لیا اور حاضرین میں سے بھی ہر ایک نے سجدہ کر لیا مسلم نے بھی اور مشرک نے بھی سوائے ولید بن مغیرہ کے، وہ بڑا بوڑھا آدمی تھا، اس نے مٹھی بھر مٹی اُٹھائی اور اس پر سجدہ کر لیا۔ چنانچہ دونوں فریقوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ یہ کیسے اجتماعی سجدہ ہو گیا سب لوگ مسلم و مشرک کیسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدے میں اکٹھے ہو گئے۔ مسلمانوں کو حیرانی ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے ساتھ کیسے سجدہ کر لیا باوجود عدم ایمان کے اور عدم یقین کے (خاص بات یہ ہوئی تھی کہ) مسلمانوں نے وہ الفاظ سُنے ہی نہیں تھے جو شیطان نے مشرکین کی زبان پر ڈال دیئے تھے۔

بہرحال مشرکین کے دل نبی کریم ﷺ کی طرف سے مطمئن تھے اس بات کے لئے جو نبی کریم کی متمنیٰ (ان لوگوں کے دلوں) ڈالی گئی ہے اور شیطان نے ان مشرکین کو یہ بات بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو سجدے میں پڑھا ہے (اس سے ان کے دلوں میں اپنے بتوں کی اور عظمت قائم ہوگئی)۔لہٰذا انہوں نے اپنے الٰہوں معبودوں کی تعظیم میں سجدہ کرلیا۔یعنی مسلمانوں نے سجدے کی آیت کی وجہ سے رب کو سجدہ کیا اور مشرکین نے شیطانی مکر ودھوکے میں آکر اپنے معبودوں کو سجدہ کیا۔

اس کے بعد یہ کلمے لوگوں میں پھیل گئے اور شیطان نے اس کو خوب ظاہر اور عام کیا، یہاں تک کہ یہ الفاظ ارض حبشہ میں بھی پہنچ گئے۔ مسلمانوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون ؓ اور اس کے اصحاب تک یہ الفاظ پہنچے اور انہیں یہ اطلاع پہنچی ہے کہ اہل مکہ سارے مسلمان ہوگئے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کردی ہے اور ان کو ولید بن مغیرہ کے مٹی پر سجدہ کرنے کی اپنی ہتھیلیوں پر خبر پہنچی۔ اور ان کو یہ بات بیان کی گئی کہ مسلمان مکے میں احسن واقع ہوگئے ہیں۔لہٰذا تم لوگ جلدی واپس آجاؤ۔اُدھر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ وکلمات کو مٹادیا جو شیطان نے ڈالے تھے۔اور اپنی آیات کو محکم کردیا تھا اور ان کو باطل کی ملاوٹ سے محفوظ کردیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما ارسلنا من قبلك من رسول و لا نبی الا اذا القی الشیطان فی امنیته ، فینسخ اللّٰه مایلقی الشیطان ، ثم یحکم اللّٰه ایاته و اللّٰه علیم حکیم ، لیجعل مایلقی الشیطان فتنة للذین فی قلوبهم مرض و القاسیة قلوبهم و ان الظالمین لفی شقاق بعید ۔ (سورۃ حج : آیت ۵۲۔۵۳)

ہم نے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہیں شیطان جب چاہتا نبی کی نیت اور خواہش کے بارے میں القاء کردیتا اپنے ماننے والوں کے دلوں میں اور اس کا اظہار بھی کردیتا (جیسے مذکورہ واقعے میں شیطان نے کیا)۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کی طرف سے القاء کی ہوئی بات کو مٹادیتا اور اپنی کتاب کو محکم کردیتا۔اللہ تعالیٰ حکم وحکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان کی طرف سے ڈالے ہوئے اور القاء کئے ہوئے الفاظ کو فتنہ بنادے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں کفر وشرک کی مرض ہے اور وہ بایں وجہ قساوت قلبی کا شکار ہیں۔ بے شک ظالم دور دراز کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔

(نتیجہ یہ ہوا) جب اللہ نے اپنا فیصلہ واضح کردیا اور حضور ﷺ کو شیطان کے پنجے سے بَری اور پاک بنادیا تو مشرکین اپنی ضلالت اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی عداوت کی طرف پلٹ گئے اور مسلمانوں کے خلاف اور سخت ہوگئے۔

حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی حبشہ سے واپسی اور ولید بن مغیرہ کی پناہ سے انکار

کہتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے اصحاب ان لوگوں میں سے تھے جو واپس لوٹ آئے تھے۔ابھی مکے میں داخل نہیں ہوسکے تھے کہ ان کو یہ خبر مل گئی کہ مشرکین مسلمانوں پر سختی کررہے ہیں ہاں مگر کسی کی پناہ کے ساتھ۔چنانچہ ولید بن مغیرہ نے از خود بغیر کہے عثمان بن مظعون کو پناہ دیدی مگر عثمان نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان کس قدر آزمائش اور اذیت میں ہیں، ان میں سے کسی کو آگ میں ڈالا گیا ہے کسی پر چابک برسائے گئے اور ادھر عثمان کو عافیت اور پناہ حاصل ہے، اس کو ایسی کوئی تکلیف نہ پہنچی مسلمان جس سے دوچار ہیں۔لہٰذا عثمان بن مظعون نے ایسی عافیت پر مصیبت کو ترجیح دی۔اور کہنے لگے کہ جو لوگ اللہ کی عہد اور اس کی پناہ میں اور اس کے رسول کی پناہ میں ہو جس عہد اور پناہ کو اللہ نے اپنے اولیاء کے لئے یعنی اہل اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ لوگ تو مصیبت میں مبتلا ہیں (یعنی مسلمان) اور وہ خائف ہیں۔اور شیطان کے عہد میں ہوا اور جو اولیاء شیطان لوگ ہوں ان کے عہد اور ذمہ میں ہو وہ عافیت میں ہوگئے۔

انہوں نے ولید بن مغیرہ سے بات کی اور کہا، اے چچا آپ نے مجھے پناہ دی ہے اور میرے ساتھ نیکی کی ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے خاندان کے سامنے لے چلیں اور ان کے سامنے آپ مجھ سے اظہار برأت اور اظہار لاتعلقی کردیں۔لہٰذا ولید نے کہا، اے بھتیجے شاید تیری قوم کا

کوئی آدمی تجھے تکلیف پہنچائے یا تجھے گالی دے۔ اگر آپ میرے عہد اور ذمہ میں ہوں گے تو تیرا ان سے دفاع کروں گا۔ عثمان بن مظعون نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم کوئی مجھ پر عتراض نہیں کرے گا، نہ ہی مجھ کو ایذا پہنچائے گا۔

ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار .... جب عثمان نے ولید کی پناہ میں رہنے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ وہ اس کی پناہ اور ذمہ سے اظہار برأت کر دے تو پھر وہ عثمان کو مسجد میں لے گیا اور قریش اس میں بھرے ہوئے تھے۔ ولید کہنے لگا نہ کہ یہ شخص مجھ پر غالب آ گیا ہے اور اس نے مجھے اس بات پر اُکسایا ہے کہ اس کو پناہ دینے سے دست بردار ہو جاؤں اور اس سے لاتعلق ہونے کا اعلان کر دوں۔ لہٰذا میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس سے بَری ہوں اور لاتعلق ہوں۔ مگر یہ کہ اس میں اس کی مرضی ہوگی، یہ چاہے گا تو۔

اس اعلان کے بعد عثمان نے کہا کہ یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ میں اللہ کی قسم ان کو اس بات پر کہ مجھے پناہ دیں میں مجبور نہیں کروں گا، یہ مجھ سے بَری اور لاتعلق ہیں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ہم لوگ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھے وہاں پر لبید شاعر ان کو شعر سنا رہے تھے۔ لبید نے ایک شعر کہا :

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

خبردار اللہ کے سوا جو کچھ ہے ہو باطل ہے ۔

عثمان نے کہا، لبید آپ نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد لبید نے اپنا شعر مکمل کیا اور دوسرا مصرعہ کہا :

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

لامحالہ تمام نعمتیں ختم ہو جانے والی ہیں۔

عثمان نے کہا کہ آپ نے جھوٹ کہا ہے۔ چنانچہ محفل میں سناٹا چھا گیا۔ لوگ خاموش ہو گئے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ عثمان کا مطلب کیا ہے اس کلمے سے۔ لہٰذا انہوں نے شاعر سے مکرر پڑھنے کو کہا۔ لبید نے اپنا شعر دُھرایا تو عثمان نے پہلے کی طرح ایک جملے پر سچا کہا اور دوسرے پر جھوٹا کہا، جب اس نے کہا مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ تو عثمان نے اس کو سچا کہا اور جب اس نے وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ کہا تو عثمان نے اس کو جھوٹا کہا۔ اس لئے کہ جنت کی نعمتیں کا زوال نہ ہوں گی۔

چنانچہ اتنے میں قریش میں سے ایک آدمی نیچے اُترا، اس نے عثمان بن مظعون کی آنکھ پر کس کر تھپڑ مار دیا جس سے آنکھ نیلی ہو گئی۔ لہٰذا ولید بن مغیرہ اور اس کے اصحاب نے کہا، عثمان تم اچھے خاصے ایک ذمہ دار مضبوط عہد و پناہ میں تھے، خواہ مخواہ اس میں سے آپ نکل گئے۔ حالانکہ آپ اس وقت اس سے مستغنی تھے جو کچھ ہوا ہے۔ عثمان نے کہا کہ بلکہ مجھے اس چیز کی ضرورت تھی جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے اور میری دوسری آنکھ جس پر تھپڑ نہیں پڑا اس کو بھی اسی تھپڑ کی ضرورت ہے جو اس جیسی پہلی آنکھ کے ساتھ ہو رہے۔ اور میرے لئے اس شخص کی سیرت میں جو میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے تم لوگوں سے بہترین نمونہ ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا، عثمان اگر چاہو میں تجھے دوسری بار پناہ دے سکتا ہوں۔ عثمان بن مظعون نے کہا مجھے آپ کی پناہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ (ابن ہشام ۱/۳۹۱-۳۹۲)

حضرت جعفر بن ابو طالب کے واقعہ کی تفصیل مشرکین کا حبشہ میں ہجرت کرنے والوں کے خلاف تعاقب کرنا

حضرت جعفر بن ابو طالب ؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان مذکورہ حالات کے وقت اپنے دین کو بچانے کے لئے ہجرت کر گئے تھے ارض حبشہ کی طرف۔ اِدھر قریش نے عمرو بن العاص کو اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ اور انہیں کہا کہ جلدی جلدی جائیں، انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور نجاشی کے پاس انہوں نے ہدیہ بھیجا، ایک عمدہ گھوڑا اور ریشمین جوڑا، اور حبشہ کی وزیروں کے لئے بھی قریش نے حصے بھیجے۔ جب یہ

لوگ نجاشی کے پاس پہنچے اور ہدایا پیش کیے تو اس نے وہ قبول کر لئے اور اس نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ عمرو نے اس سے کہا، آپ کی سرزمین پر کچھ ہمارے بے وقوف لوگ آ گئے ہیں۔ نہ تو وہ تمہارے دین پر ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے دین پر ہیں۔ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ حبشہ کے گورنروں نے نجاشی سے کہا، صحیح ہے آپ وہ لوگ ان کے حوالے کر دیجئے۔ نجاشی نے کہا، نہیں اللہ کی قسم ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ بلکہ ان کے ساتھ بات کروں گا اور یہ سمجھوں گا کہ وہ کس دین پر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ وہ اس شخص کے اصحاب ہیں جو ہمارے اندر پیدا ہو گیا ہے۔ ہم آپ کو ان کی حماقت کے بارے میں اور ان کی طرف سے حق کے خلاف کرنے کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے اور آپ کے آگے سجدہ بھی نہیں کریں گے جب آپ کے پاس آئیں گے جیسے لوگ کرتے ہیں جو آپ کی حکومت میں آتے ہیں۔

نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب و دیگر مسلمانوں کی طلبی

چنانچہ نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کو اور اس کے اصحاب کو بُلایا اور نجاشی نے عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ حضرت جعفر نے آ کر نجاشی کو سجدہ نہیں کیا۔ نہ ہی اس کے گورنروں کو کیا بلکہ اس کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا۔ اس پر عمرو نے اور عمارہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ لوگ ایسے ایسے ہیں؟ نجاشی نے کہا کہ تم لوگ، اے گروہ بتاؤ گے؟ کہ تم لوگوں نے مجھے اس طرح سلام کیوں نہ کیا جیسے یہ کرتے ہیں جو تمہاری قوم میں سے میرے پاس آئے ہیں اور تمہارے شہروں سے آئے ہیں اور جیسے دیگر لوگ بھی کرتے ہیں؟ اور مجھے یہ بھی بتائیے کہ تم عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ کیا تم عیسائی ہو؟ وہ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم یہودی ہو؟ بولے کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اپنی قوم کے دین پر ہو؟ بولے نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر تمہارا دین کیا ہے۔

نجاشی کے دربار میں جعفر بن ابوطالب کا وضاحتی بیان
جس نے اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی احسن طریقہ سے نمائندگی کی

پھر تمہارا دین کیا ہے؟ بولے ہمارا دین اسلام ہے۔ نجاشی نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا، ہم لوگ اللہ کی عبادت بایں طور پر کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا اکیلا حق دار ہے، اس کا اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تمہارے پاس یہ دین توحیدی کون لے کر آیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس اس دین کو لے کر ہمارے ہی لوگوں میں سے ایک شخص آیا ہے۔ ہم جس کی ذات کو، چہرے کو پہچانتے ہیں، اس کے نسب کو پہچانتے ہیں۔ اس کو اللہ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ جیسے ہم سے پہلے لوگوں کے پاس رسول بھیجے جاتے تھے۔ اس نے ہمیں نیکی کرنے، سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس نے ہمیں بتوں کی عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کریں، ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ہم نے اس کو سچا مانا ہے اور ہم نے اللہ کے کلام کو سمجھا ہے اور ہم نے جان لیا ہے کہ جو کچھ وہ لے کر آیا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

جب ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے ہماری قوم نے ہم سے دشمنی رکھ لی ہے۔ اور نبی صادق کی بھی دشمنی ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے اس کی تکذیب کی ہے۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا پروگرام بنالیا ہے۔ اور ہمیں دوبارہ بتوں کو پوجا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنی قوم سے اپنا دین بچا کر اور اپنے خون بچا کر تیرے پاس بھاگ کر آ گئے ہیں۔ اگر وہ لوگ ہمیں رہنے دیتے تو ہم ضرور وہاں رہ جاتے۔ نجاشی پر جعفر بن ابوطالب کی بات کا گہرا اثر ہوا اور اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ بس نجاشی نے کہا اللہ کی قسم کہ یہ امر اسی مسیح اور اسی مصدر سے نکلا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کا امر نکلا تھا۔

جعفرابن ابوطالب کی مزید وضاحت

انہوں نے کہا رہی آپ کوسجدہ کرنے یانہ کرنے کی بات تو ہمارے رسول نے یہ خبردی ہے کہ اہل جنت کا تحفہ اور اسلام، السلام علیکم ہے۔سو ہم نے آپ کوبھی وہی سلام کیا ہے جس کے ساتھ ہم ایک دوسرے کوسلام کرتے ہیں۔

اب رہا سوال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا تو وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کے کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ اور وہ رُوح ہیں اللہ کی طرف سے اور وہ اس کنواری ماں کے بیٹے ہیں جو گناہوں سے پاک تھی۔

یہ وضاحت سننے کے بعد نجاشی زمین کی طرف جھکا اور زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر کہا اللہ کی قسم ابن مریم کی قدر منزلت اس مذکورہ بیان میں اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھی۔

نجاشی کو سرداروں اور گورنروں کا جواب

حبشہ کے سرداراور گورنروں نے کہا اللہ کی قسم اگراہل حبشہ آپ کی یہ باتیں سُن لیں تو وہ آپ کوضرور معزول کردیں گے۔نجاشی نے جواب دیا اللہ کی قسم میں عیسیٰ کے بارے میں اس سے ہٹ کر کبھی نہیں کہوں گا۔اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک میرے لئے واپس کیا تھا۔لہٰذا آج میں بھی اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کی اطاعت کروں؟ معاذ اللہ یعنی اللہ کی پناہ میں ایسا کروں؟

(ابن ہشام ۱/۳۶۲۔مسند احمد ۱/۲۰۱)

نجاشی کی مذکورہ بات کرنے کا پس منظر

نجاشی کا والد حبشہ کا بادشاہ تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس وقت نجاشی چھوٹا لڑکا تھا۔اس نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ جب تک میرا بیٹا جوان نہیں ہوتا میری قوم کی بادشاہت تیری ہے۔جب وہ بالغ ہوجائے تو پھر حکومت اور ملک اس کے لئے ہوگا۔اس کے بھائی نے حکومت واقتدار میں رغبت کرلی اور نجاشی کو اس نے تاجر کے پاس فروخت کردیا۔اس نے تاجر کو کہہ دیا کہ اس کو ابھی رہنے دیں جب آپ واپس جانے لگیں تو مجھے بتادینا میں اس کو تیرے حوالے کردوں گا۔تاجر نے وقت آنے پر اس کو اطلاع کردی اپنے واپس جانے کی۔اس نے نجاشی کو اس کے ساتھ بھیج دیا، یہاں تک کہ نجاشی کو کشتی یا جہاز کے پاس لاکھڑا کیا۔نجاشی کو تاحال یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے نجاشی کے چچا کو جس نے ان کو بیچا تھا ایک بجلی کی کڑک کے ذریعہ اپنی پکڑ میں لے لیا اور وہ مرگیا۔حبشے والے تاج لے کر آئے اور نجاشی کے سر پر انہوں نے رکھ دیا اور اس کو اپنا بادشاہ بنالیا۔اسی وجہ سے نجاشی نے جعفر بن ابوطالب کی تقریر کے بعد عطاء حبشہ کہا تھا کہ اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا۔لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ تاجر جس نے اس کو خریدا تھا اس نے کہا تھا، اب میرے پاس کوئی چارہ نہیں رہا، نہ اس لڑکے پر جس کو میں نے خریدا تھا نہ ہی میرے مال پر۔نجاشی نے اس کو کہا کہ تم نے سچ بولا ہے، اس لئے اس کا مال اس کو واپس دیا جائے۔(البدایہ والنہایہ ۳/۷۶)

نجاشی نے اس وقت کہا جب جعفر بن ابوطالب سے کلام کیا جو کچھ مذکور ہوا ہے جب اس نے یہ لوگ عمرو بن العاص کے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔اس نے یہ بھی کہا کہ عمرو بن العاص کے ہدیے اس کو واپس کردو۔اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے اس بارے میں سونے کا پہاڑ بھی رشوت دیں تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔دَبَرحبشہ کی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے اور اس کے ساتھیوں سے کہا، تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔تم لوگ سُیُوم ہو، مراد ہے امن وامان میں ہو۔تحقیق اللہ نے تمہیں روک لیا ہے یا تمہاری حفاظت کی ہے اور اس نے ان کے لئے بہتر رزق کا حکم دے دیا۔اور حکم دیا کہ جو شخص اس جماعت کی طرف میلی نظر سے دیکھے گا وہ خاک آلود ہوگا، یعنی وہ میرا نافرمان ہوگا۔(سیرۃ ابن ہشام ۱/۳۶۰۔۳۶۱)

عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان مشن میں نا کام ہونے کے بعد عداوت

اللہ عز جل نے عمرو بن العاص اور عمارہ کے درمیان عداوت ڈال دی تھی نجاشی کے پاس پہنچنے سے پہلے۔ مگر دونوں نے نجاشی کے پاس آنے سے پہلے صلح کرلی تھی تا کہ جس مقصد کے نکلے ہیں یعنی مسلمانوں کی تلاش میں۔ جب وہ مقصد پورا نہ ہوا تو واپس اپنی سخت ترین عداوت پر آگئے۔ باہم بُری دشمنی پر اُتر آئے۔ چنانچہ عمرو نے عمارہ کے ساتھ چال چلی اور مکر کیا۔ اس نے کہا، اے عمارہ آپ انتہائی خوبصورت آدمی ہو۔ تم نجاشی کی عورت کے پاس جاؤ، تم اس کے پاس جا کر باتیں کرو جب اس کا شوہر آئے گا تو یہ معاملہ ہمارے حق میں معاون ثابت ہوگا۔ عمارہ نے اس عورت کے پاس مراسلت کا پیغام رسانی کر کے رابطہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ عورت کے پاس داخل ہوا تو عمرو نجاشی کے پاس چلا گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میرا فلاں ساتھی عورتوں کا رسیا ہے۔ وہ آپ کے اہل کے ساتھ غلط ارادے سے داخل ہوا ہے۔ آپ کو اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ نجاشی نے آدمی بھیج کر دکھوایا تو عمارہ واقعی اس کی عورت کے پاس تھا۔

نجاشی نے حکم دیا، اس کی پیشاب کی نالی میں ہوا بھروادو، اس کے بعد اس کو سمندر کے ایک جزیرے میں ڈال دیا گیا۔ جس سے اس کو جنون ہوگیا اور وہ وحشی جانوروں کے ساتھ وحشی ہوگیا اور عمرو مکہ واپس آگیا۔ اس کے ساتھی کو اللہ نے ہلاک کر دیا تھا۔ اور اس کا سفر کرنا گھاٹے میں رہا اور اس کی حاجت و مقصد بھی پورا نہ ہوسکا۔

قصہ القاءِ الشیطان فِیْ اُمنِیَّتِہٖ

تحقیق ہم نے قصہ القاء شیطان فی امنیتہ روایت کیا ہے محمد بن اسحاق سے اور محمد بن اسحاق بن یسار نے قصہ عثمان بن مظعون سے روایت کیا ہے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے بطور سماع کے اس سے حسن نے اس کو حدیث بیان کی تھی اور یہ روایت ان میں سے ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ عباس الاصم نے ان کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے دونوں قصے ذکر کیے ہیں موسیٰ بن عقبہ کی روایت والے مفہوم کے ساتھ۔ بہر حال قصہ ہجرت وہ مروی ہے احادیث متصلہ کے ساتھ۔

ہجرت اُولیٰ حبشہ

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن عبدالعظیم نے، ان کو بشر بن موسیٰ خفاف نے، ان کو حسین بن زیاد بُرجمی امام مسجد محمد بن واسع نے، ان کو قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے اللہ کی طرف سے ہجرت کی اپنے اہل کے ساتھ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور میں نے نضر بن انس سے سُنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے سُنا ابوحمزہ سے یعنی انس سے، وہ کہتے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان اپنے وطن سے نکلے تھے اور ان کے ساتھ رقیہ بنت رسول رضی اللہ عنہا تھیں ارض حبشہ کی طرف۔ انہوں نے ہجرت کی تھی دیر تک، ان کی خبر رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچی۔ چنانچہ قریش کی ایک عورت آئی تھی اس نے بتایا کہ اے محمد! میں نے تیرے داماد کو دیکھا تھا، اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ حضور نے پوچھا کہ کس حال پر آپ نے ان کو دیکھا تھا؟ اس عورت نے کہا، میں نے اس کو دیکھا تھا اس نے اپنی عورت کو گدھے پر سوار کر رکھا تھا۔ سو وہ آگے کھینچ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان کا ساتھ ہو، بے شک عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی اہلیہ کے سمیت ہجرت کی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق خراسانی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے زبرقان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔

ہجرت ثانیہ حبشہ

یہ ہجرت اس کے مطابق جو واقدی نے خیال کیا ہے بعثت رسول سے پانچویں سال میں ہوئی تھی۔ اس میں جو ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو خدیج بن معاویہ نے ابواسحاق سے، اس نے عبداللہ بن عقبہ سے، اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگ اسّی (۸۰) افراد تھے اور ہمارے ساتھ جعفرؓ بن ابوطالب اور عثمانؓ بن مظعون تھے اور قریش نے ہمارے پیچھے عمارہ کو اور عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ان کے ساتھ قیمتی ہدیہ اس کے لئے بھیجا تھا۔ یہ لوگ جب اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے نجاشی کو سجدہ کیا اور ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے دین سے نفرت کر گئے ہیں اور وہ تیری زمین پر آ گئے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ان کے ملک میں ہیں۔ اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔

جعفر بن ابوطالب نے کہا کہ آج میں تمہارا خطیب بنوں گا۔ سب لوگ ان کے پیچھے پیچھے گئے۔ نجاشی کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو سجدہ نہ کیا۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تم لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہماری طرف اپنا نبی بھیجا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا کریں۔ نجاشی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ عمرو بن العاص (مشرکین مکہ کا نمائندہ) بیٹھا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں؟ اور ان کی ماں کے بارے میں؟

ان لوگوں نے بتایا کہ ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ رُوح اللہ ہیں، اور کلمۃ اللہ ہیں جس کو کنواری مریم کی طرف جو کہ گناہوں سے پاک تھی القاء کیا تھا۔ جس ماں کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا تھا اور نہ ہی اس کے لئے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

نجاشی نے کہا میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے .... نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور کہا کہ اے علماء اور درویشوں کی جماعت تم لوگ اس بات پر کیا اضافہ کرتے ہو جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس نے بدکاری نہیں کی تھی۔ پس خوشی ہو تم کو یا مبارک ہو تم کو۔ اور اس نبی کو جس کی طرف سے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ بس میں شہادت دیتا ہوں وہ شخص نبی ہے۔ البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا اور ان کی جوتیاں اُٹھاتا۔ یا یوں کہا تھا کہ میں اس کی خدمت کرتا۔ بس تم لوگ میری سرزمین پر جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ چنانچہ ابن مسعودؓ واپس آ گیا اس نے جلدی کی اور وہ بدر میں حاضر ہوا مر گیا۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعیسیٰ نے قاسم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اصحاب رسول کی ایک جماعت میں ارض حبشہ کی طرف روانہ ہوئے دریا میں۔ اور وہاں حبشہ میں ایک بازار تھا جہاں یہ لوگ خرید و فروخت کرتے تھے۔ عبداللہ اکیلے چلے گئے اور وہ بھی لے گئے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ چنانچہ ان کو گھر کے مالک نے کہا (جس کے ہاں رہائش پذیر تھے)۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اکیلے چلے جاتے ہیں، میں ڈرتا ہوں ایک آدمی سے جس کا شر انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ وہ جس غریب مسافر کو ملتا ہے یا تو مار پیٹ کر یا قتل کر کے اس کا مال لے لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے میرے لئے اس قاتل شخص کی صفت یا حُلیہ بیان کیا۔ میں جب بازار میں گیا تو اس نے اس کے حُلیے سے اس کو پہچان لیا۔ میں نے اس شخص سے چھپنا شروع کر دیا لوگوں کے پیچھے پیچھے۔ وہ جس راستے پر چلتا میں اس کو چھوڑ کر دوسرا راستے کو اختیار کر لیتا۔ یہاں تک کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے دو دینار کے بدلے فروخت کر دیا۔ اس کے بعد میں کسی قدر بے فکر ہو گیا۔ میں نے اس وقت سمجھا جب وہ آ کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھ سے پوچھنے لگا کہ تیرے پاس کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا، کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے اگر میں آپ کو دے دوں جو کچھ میرے پاس ہے۔ اس نے کہا کہ کتنی رقم ہے تیرے پاس؟ میں نے کہا کہ دو دینار ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے کچھ اور بھی دیں۔ میں نے کہا میں نے انہیں دو دینار کے بدلے میں فروختگی کی ہے۔ ،نے کہا نہیں مجھے زیادہ دیں۔

کہتے ہیں کہ اچانک دو آدمی اس کو ٹیلے کے اُوپر سے دیکھ رہے تھے۔ وہ اُوپر سے اُتر کر اس کے پاس آ گئے۔ اس شخص نے جب ان دو آدمیوں کو دیکھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا اور بھاگ گیا۔ میں نے اس کو آوازیں دینا شروع کر دیں کہ یہ لیجئے دو دینار۔ اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دو آدمیوں نے اس کا تعاقب شروع کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ آیا۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن سماک نے، ان کو حسن بن سلام نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلی حسن بن سلام سواق نے ۲۷۵ھ میں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابو بردہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین پر چلے جائیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حبشہ میں پہنچ گئے۔ ہمارے پاس پیغام بھیج کر ہمیں بُلایا گیا۔ جعفر نے ہم سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص کلام نہ کرے آج تمہاری طرف سے میں بات کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نجاشی کے پاس پہنچے، وہ اپنی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے علماء اور درویشوں نے ہمیں ڈانٹا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جعفر نے کہا ہم لوگ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے پوچھا کہ کیوں؟ جعفر نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بھیجا ہے، وہی جس کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اس نے اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے اور بُرے کام کرنے سے روکا ہے۔

نجاشی نے جعفر کی ان باتوں کو پسند کیا ہے اور اس نے پوچھا کہ وہ تمہارا رسول ابن مریم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ جعفر نے بتایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام رُوح اللہ ہے اور اللہ کا کلمہ ہے، اللہ نے ان کو گناہوں سے پاک کنواری سے پیدا کیا ہے جس کے قریب کوئی بشر نہیں آیا تھا۔ نجاشی نے زمین سے تنکا اُٹھایا اور کہنے لگا، اے علماء اور درویشوں کی جماعت یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے جو کچھ آپ لوگ کہتے ہو ابن مریم کے بارے میں۔

''اے لوگو! تمہیں خوش آمدید ہو اور اس کو بھی جس کی طرف سے تم لوگ آئے ہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور بے شک اس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم نے بشارت دی تھی۔ اگر میرے ساتھ یہ بات نہ ہوتی جس میں میں مصروف ہوں مملکت کے اندر تو میں اس کے پاس جا کر اس کی جوتیاں اُٹھانے کی سعادت حاصل کرتا۔ تم لوگ میرے ملک میں ٹھہرے رہو جب تک چاہو اور اس نے ہمیں کھانے اور پہناوے کا انتظام کرنے کا حکم دے دیا''۔

میں کہتا ہوں یہ اسناد صحیح ہے اور ظاہر اس کا یہی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابوموسیٰ مکے میں تھے اور وہ جعفر بن ابوطالب کے ساتھ حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلے تھے۔ جبکہ صحیح روایت یزید بن عبداللہ بن ابو بردہ سے مروی ہے۔ اس نے اپنے دادا ابو بردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی تھی اس وقت وہ لوگ یمن میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے پچاس افراد سے کچھ زائد لوگوں نے وہاں سے ہجرت کی نگران کے جہاز نے ان کو حبشہ کے ساحل پر جا چھوڑا۔ وہاں پر ان کو جعفر بن ابوطالب اور ان کے ساتھی ملے۔ جعفر نے ان کو وہاں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ لہٰذا وہ وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ خیبر کے زمانے میں آ گئے۔ لہٰذا ابوموسیٰ موجود تھے اور جو کچھ مکالمہ جعفر اور نجاشی کے درمیان واقع ہوا۔

لہٰذا ابوموسیٰ نے اس کے بارے میں خبر دی مگر شاید راوی کو وہم ہو گیا ہے اس قول کے کرنے میں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جعفر کے ساتھ حبشہ جائیں۔ واللہ اعلم۔

تحقیق محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ طویل قصہ اس ہجرت کے بارے میں۔

(۴) یہ اس میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار عطاری نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے، اس نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ہمارے اُوپر مکہ تنگ کر دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اذیتیں دی گئیں اور وہ آزمائے گئے اور جب انہوں نے دیکھ لیا جوان کو مصائب پہنچے اور فتنہ ان کے دین میں یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے دفاع کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ خود تو اپنی قوم اور اپنے چچا کی وجہ سے تحفظ میں تھے ہی ان کو اس طرح کی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی جو آپ کے اصحاب کو پہنچ رہی تھی۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ بے شک حبشہ کی سرزمین پر جو بادشاہ ہے اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ لہٰذا سب لوگ اس کے پاس چلے جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے۔ لہٰذا ہم لوگ اس کی طرف گروہ در گروہ نکلے۔ وہاں جا کر سارے ہم اکٹھے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ ایک اچھے گھر اور اچھے پڑوس کی طرف جا کر اُترے تھے۔ جس کی وجہ سے ہم لوگ اپنے دین پر امن و امان میں تھے اور وہاں اس کی طرف سے کسی ظلم کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

نجاشی کے دربار میں قریش کا وفد .... جب قریش نے سُنا کہ ہم لوگ ایسے رہ رہیں جیسے اپنے گھر میں رہتے ہیں اور امن میں ہیں، انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ وہ نجاشی کی طرف نمائندہ بھیج کر ہمیں اس کے شہروں سے نکلوا دیں گے۔ اور ہمیں وہاں سے واپس بلوا لیں گے۔ لہٰذا انہوں نے عمرو بن العاص کو اور عبداللہ ابو ربیعہ کو روانہ کیا اور انہوں نے نجاشی کے لئے ہدایا اور تحائف جمع کئے اور اس کے عمائدین کے لئے بھی۔ انہوں نے عمائدین میں سے کوئی ایسا بندہ نہ چھوڑا سب کے لئے ہدیے تیار کئے اور دونوں نمائندوں سے کہا کہ ہر وزیر مشیر کو اور ہر سردار کو اس کا ہدیہ پہنچا دیں ہم لوگوں کو نکلوانے کی بات کرنے سے پہلے۔ اور اگر ایسا نہ کرو کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بات کرنے سے قبل ہی واپس لوٹا دیں تو ضرور ایسا کرو۔

لہٰذا یہ لوگ حبشہ میں پہنچے۔ انہوں نے سب کے ہدیے ان کے پاس پہنچا دیئے اس کے بعد انہوں نے ان سے بات کی اور ان سے کہا کہ ہم لوگ اس ملک میں کچھ بے وقوفوں کے لئے آئے ہیں جو کہ ہمارے ہی اپنے ہیں مگر بے عقل ہیں جو اپنی قوموں کے دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ مگر وہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ اس کو یہ ہی مشورہ دیں کہ وہ ان کو واپس بھیج دے۔ انہوں نے وعدہ کر لیا کہ ہم ضرور کہیں گے۔

اس کے بعد وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے ہدایہ لے کر۔ ان میں سب سے زیادہ قیمتی ہدایہ جو مکہ سے اس کے لئے لے کر گئے تھے وہ چمڑا تھا۔ جب اس کے ہدایہ اس کو پیش کئے تو اس سے انہوں نے بات کی کہ اے بادشاہ ہمارے بیوقوفوں میں سے کچھ نوجوان اپنی قوم کے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں وہ کوئی نیا دین لے کر آئے ہیں۔ ہم اس کو نہیں جانتے۔ وہ آپ کے شہروں کی طرف چلے آئے ہیں۔ ہمیں اہل قوم نے ان کے بارے میں آپ کی طرف بھیجا ہے اور ان کے آباء و اجداد نے اور ان کے چچاؤں نے اور ان کی قوم نے تاکہ آپ ان کو واپس ان کے پاس بھیج دیں، وہ لوگ ہر طرح ان سے بڑے ہیں۔ اور نجاشی کے وزیروں نے کہا کہ جناب یہ لوگ صحیح کہتے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو واپس بھیج دیں گے تو آپ کا حکم اور بلند ہوگا۔ یہ لوگ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ ان کو روک لیں اس وجہ سے۔

نجاشی یہ سُن کر ناراض ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو سے کہا، میں ان کو ان لوگوں کے پاس واپس نہیں بھیجوں گا بلکہ پہلے میں ان کو بُلا کر بات کروں گا اور دیکھوں گا کہ معاملہ کیا ہے؟ وہ لوگ ظاہر ہے مجبور ہو کر ہمارے شہروں میں آئے ہیں۔ انہوں نے میری پناہ میں رہنے کو پسند کیا ہے؟

میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کیا ہے۔ اگر ان لوگوں کا معاملہ ویسا ہے جیسا کہ تم بتاتے ہو تو میں ان کو واپس ان کے لوگوں کے پاس بھیج دوں گا اور اگر معاملہ مختلف ہے تو میں ان کو روک لوں گا اور ان کے دین میں مخل نہیں ہوں گا۔ لہٰذا نجاشی نے ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کو جمع کیا۔ عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کے نزدیک اس سے بڑی ناپسندیدہ بات کوئی نہیں تھی۔ کہ نجاشی ان کی بات سُنے۔

ان کے پاس جب نجاشی کا نمائندہ پہنچا اس نے ان سب کو اکٹھا کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کیا کہیں گے۔ اللہ کی قسم ہم وہی کہتے ہیں جو کچھ ہم کہتے ہیں اور ہم جس پر ہیں اپنے دین کے معاملے میں اور جو ہمارے نبی لے کر آئے ہیں جو کچھ بھی ہو جائے۔ جب یہ لوگ نجاشی کے پاس پہنچے تو جوان میں سے نجاشی سے کلام کرنے والا تھا وہ حضرت جعفر بن ابو طالب تھا۔ نجاشی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیسا دین ہے تم لوگ جس پر ہو، تم لوگوں نے قوم کا دین چھوڑ دیا ہے تم یہودیت میں بھی داخل نہیں ہوئے، نہ ہی عیسائیت میں، یہ کونسا دین ہے؟

جعفر نے بتایا کہ اے بادشاہ ہم لوگ شرک پر تھے۔ ہم بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ اور ہم مردار کھاتے تھے۔ ہم لوگ مہینوں کی حرمت کو مؤخر ملتوی کر دیتے تھے۔ ہم حرام کردہ چیزوں کو حلال کروا لیتے تھے۔ ہمارے بعض بعض سے خون بہانے میں وغیرہ، میں نہ ہی ہم کسی چیز کو حلال رہنے دیتے نہ ہی حرام رہنے دیتے۔ اللہ نے ہمارے اندر نبی بھیجا، ہمارے نفسوں میں سے ہم جس کی وعدہ وفائی کو جس کی سچائی کو، جس کی امانت داری کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں۔ اور ہم صلہ رحمی کریں، ہم پڑوس سے ساتھ سلوک کریں، ہم نماز اللہ کے لئے پڑھیں، روزہ رکھیں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

جعفر بن ابو طالب نے سورۃ مریم کی تلاوت کی .... کہتے ہیں نجاشی نے پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے اس میں سے جو وہ لے کر آیا ہے۔ اور حالت یہ تھی کہ اس نے بڑے بڑے عیسائی عالم بُلا رکھے تھے۔ اس نے ان کو حکم دیا کہ وہ صحیفے کھول کر بیٹھیں اس کے اردگرد۔ لہٰذا حضرت جعفر نے اس سے کہا، جی ہاں ہے نجاشی نے کہا لائیے وہ وحی اور کتاب میرے سامنے پڑھیے۔ اس نے سورۂ کھٰیٰعص یعنی سورۂ مریم کا آغاز تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم نجاشی رَو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور اس کے عیسائی پادری رَو پڑے، روتے روتے ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ بے شک یہ کلام اسی منبع سے نکلا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ تم لوگ کامیاب لوٹ جاؤ نہیں، اللہ کی قسم میں ان لوگوں کو واپس نہیں بھیجوں گا۔

پس ہم لوگ اس کے ہاں سے نکل پڑے۔ سب سے پیچھے عبداللہ بن ابو ربیعہ رہ گیا تھا۔ عمرو بن العاص نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں ضرور اس کے پاس آؤں گا میں ان کے پودے کو جڑ سے اُکھاڑ دوں گا، میں اس کو ضرور بتاؤں گا کہ یہ لوگ یہ خیال رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو الٰہ جس کی وہ عبادت کرتا ہے عیسیٰ بن مریم بندہ ہے۔ عبداللہ بن ربیعہ نے اس سے کہا، نہیں نہیں ایسے نہ کرنا کیونکہ اگر چہ یہ لوگ ہمارے مخالف ہیں (دین و عقیدے میں) مگر بے شک ان کا ہم سے رشتہ اور رحم ہے اور ان کا حق ہے۔ اس نے کہا نہیں میں ضرور ایسا کروں گا۔

جب اگلی صبح ہوئی تو عمرو بن العاص نجاشی کے دربار میں پھر آیا اور کہنے لگا، اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی بھاری بات کہتے ہیں آپ ان کو بُلا کر پوچھیں۔ اس نے ان لوگوں کو بُلایا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے اُوپر اس سے بڑی پریشانی کبھی نہ آئی تھی۔ لہٰذا ہم سب نے ایک دوسرے سے کہا ہم لوگ اس کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا بتائیں اگر وہ ہم سے اس کے بارے میں پوچھ بیٹھے۔ حضرت جعفر نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا ہے اور وہی جس کا ہمارے نبی نے اس بارے میں حکم دیا ہے کہ ہم وہ کہا کریں ان کے بارے میں۔

سب لوگ اس کے پاس دربار میں داخل ہوئے اور اس کے پاس پادری بیٹھے تھے۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں۔ جعفر نے اس سے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول تھا۔ اور اللہ کا کلمہ تھا اور اللہ کی رُوح تھا جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو کہ کنواری تھی، گناہوں سے پاک تھی۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف جھکایا اور اس نے اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان ایک چھوٹی سی لکڑی کا ٹکڑا

یا عام تنکا لیا اور کہا۔ جو کچھ تم نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہا ہے (وہ وہی کچھ تھے) اس کے ماسوا کچھ بھی نہیں تھے۔ اس کے بعد بس یہی لکڑی یا تنکا ہی ہے۔ یہ سُن کر اس کے پادری پیچھے ہٹ گئے۔

نجاشی نے کہا کہ اگر تم پیچھے ہٹ بھی جاؤ (یعنی اگر مجھے چھوڑ بھی جاؤ) تو بھی اللہ کی قسم (مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے) جاؤ تم میری زمین پر سیوم ہو۔ اور سیوم کا مطلب امن میں ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں گالی دے وہ نقصان میں ہے، جو شخص تمہیں بُرا کہے وہ نقصان میں ہے، تین بار کہا۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے دبر ہو اور میں اس کے بدلے میں تم لوگوں میں سے کسی کو تکلیف پہنچاؤں۔ (دَبر ان کی زبان میں سونے کو کہتے ہیں)۔ پس اللہ کی قسم اللہ نے مجھ سے اس وقت کوئی رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک مجھے واپس دیا تھا کہ میں اس بارے میں رشوت لے لوں؟ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں۔ پھر اس نے وزیروں کو حکم دیا کہ ان دونوں (عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ) کو ان کے ہدیے واپس کردو، مجھے ان ہدایا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو میرے شہروں سے نکال دیا جائے۔ لہٰذا وہ اس طرح رُسوا ہو کر واپس آئے اس حال میں کہ جو کچھ لے کر گئے تھے وہ بھی ان کے منہ پر مار دیا گیا۔

نجاشی کے خلاف بغاوت کا واقعہ .... حضرت جعفر کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہ ایک بہتر پڑوسی گھر میں رہتے رہے، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حبشہ کے ایک آدمی نے نجاشی کے خلاف خروج اور بغاوت کردی جو اس کے ساتھ حکومت میں جھگڑا کررہا تھا۔ اللہ کی قسم ہم نے کوئی ایسا حزن نہیں دیکھا تھا جس نے ہمیں غمگین کیا ہو، ایسا غم جو اس سے زیادہ سخت ہو۔ ہمیں یہ خوف تھا اگر وہ حکومت اور ملک پر قابض ہوگیا وہ ایسا ہوگا کہ ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس قدر نجاشی پہچانتا ہے۔ لہٰذا ہم لوگ اللہ سے دعا کرنے لگے اور اس کے لئے اللہ کی نصرت طلب کرنے لگے۔ نجاشی بھی اس کی طرف مقابلے کے لئے نکلا۔ لہٰذا وہاں جتنے اصحاب رسول موجود تھے ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ کون یہاں سے جائے اور جا کر اصل صورت حال کا جائزہ لے کر مشاہدہ کر کے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ کرے۔ زبیر نے کہا جو کہ حاضرین میں ہی سے نوجوان تھا کہ میں جاتا ہوں۔ سفر چونکہ دریائی تھا، ہم لوگوں نے اس کے لئے مشک میں ہوا بھری اس نے اس کو سینے تلے دبایا اور دریائے نیل میں تیرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے کنارے نکل گیا جہاں وہ جا کر لوگوں سے مل گیا۔ لہٰذا وہ وقوعے میں حاضر ہوا۔ اللہ نے اس بادشاہ کو شکست دی اور اس کو ہلاک کردیا اور اس طرح نجاشی اس پر غالب آ گیا۔

چنانچہ زبیر واپس ہمارے پاس آ گیا جو معلومات کرنے گیا تھا۔ دُور سے ہمارے لئے چادر ہلانے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا خبردار خوش ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ نے نجاشی کو غالب کیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم لوگ ایسی کوئی خوشی ہرگز نہیں جانتے جس قدر خوشی ہمیں نجاشی کے غلبے سے ہوئی۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ہم میں سے جس کو جانا تھا وہ مکے واپس چلا گیا اور جس کو رہنا تھا وہ رہ گیا۔

(ابن ہشام ۱/۳۵۷۔۳۶۱۔ البدایۃ ۳/۷۲)

زہری کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے عروہ بن زبیر کے واسطے سے بیان کی گئی۔ اس نے نقل کی حضرت اُم سلمہ زوجۂ رسول رضی اللہ عنہا سے۔ چنانچہ عروہ نے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ نجاشی کی اس بات کا کیا مطلب تھا کہ اللہ نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی جب اس نے میرا ملک اور اقتدار مجھے واپس دیا تھا کہ میں بھی اس معاملے میں رشوت لوں۔ اور اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات نہیں مانی تھی کہ میں آج اس بارے میں لوگوں کی بات مانوں؟ اس نے کہا کہ نہیں مجھے معلوم نہیں۔ اس نے بتایا کہ مجھے اس بارے میں بات بتائی تھی ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ پس عروہ نے کہا کہ بے شک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بات بتائی تھی کہ نجاشی کا والد اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کا ایک حقیقی بھائی تھا بارہ اس کے بیٹے تھے۔ مگر نجاشی کے والد کا نجاشی کے علاوہ دوسرا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ چنانچہ حبشہ والوں نے باہم یہ سازش کی کہ ہم نجاشی کے والد (بادشاہ حبشہ) کو قتل کردیں اور اس کی جگہ ہم اس کے بھائی کو بادشاہ بنادیں۔ اس کے بارہ حقیقی بیٹے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بعد مملکت کے وارث بنتے جائیں گے تو اس طرح حبشہ کی حکومت طویل زمانے تک ان کے پاس رہے گی اور اس طرح ان کے درمیان اختلاف بھی نہیں ہوگا۔

لہٰذا اس سازش کے نتیجے میں وہ لوگ نجاشی کے والد پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو انہوں نے اقتدار منتقل کر کے بادشاہ بنا دیا۔ نجاشی جو کہ ذہین لڑکا تھا چچا کے پاس رہا تو اس پر غالب رہنے لگا، وہ اس طرح کہ یہ اس کے امور تدبیر اس کے سوا کوئی نہ کرتا۔ بس وہی کرتا۔ حبشہ والوں نے جب دیکھا (سازشیوں نے) کہ اس کا چچا کے آگے آگے بھی ایک خاص مقام ہے، یہ تو اپنے چچا کے معاملے پر بھی غالب آتا جا رہا ہے، پھر ان کو خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا چچا بھی اس کی ذہانت اور مدبر ہونے کی وجہ سے حکومت اس کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ ہم میں سے کسی شریف اور عزت دار کو زندہ نہیں چھوڑے گا بلکہ قتل کر دے گا۔ لہٰذا پھر انہوں نے سازش کی اس کے خلاف کہ یا تو اس کو بھی قتل کر دیں یا اس کو جلاوطن کر کے اپنے شہروں سے نکال دیں۔ چنانچہ وہ یہ مشورہ لے کر اس کے چچا کے پاس پہنچے جو کہ بادشاہ تھا۔

انہوں نے کہا، اس لڑکے کا تیرے ہاں کوئی مقام پیدا ہو رہا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ اس کے باپ کو ہم نے قتل کیا تھا اور اس کی جگہ آپ کو اقتدار کا مالک بنایا تھا۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس کو آپ نے ہمارے اُوپر حکمران بنا دیا تو یہ ہم لوگوں کو قتل کرا دے گا۔ اب دو صورتیں ہیں یا تو ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں یا تم اس کو جلاوطن کر دو اور ہمارے شہروں سے اس کو نکال دو۔ اس نے کہا، ہلاک ہو جاؤ تم لوگوں نے کل اس کے باپ کو مار دیا ہے اور آج اس کو مروار ہے ہو۔ ایسا نہ کرو بلکہ میں اس کو تمہارے شہروں سے نکال دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مشورے کے مطابق وہ لوگ اس کو بازار میں لے گئے اور انہوں نے اس کو تاجروں میں سے کسی تاجر کے پاس چھ یا سات سو درہم کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ انہوں نے اس کو کشتی میں پھینک دیا اور وہ اسے لے کر چلا گیا۔

جب شام ہوئی تو موسم خریف کے بادل اُٹھے اور بارش شروع ہوگئی۔ نجاشی لڑکے کا وہ چچا جو اقتدار پر قابض تھا بارش میں نہانے چلا گیا۔ اس پر بجلی گری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ جلدی سے اس کے بیٹے کے پاس بھاگے کہ ان کو اقتدار حوالے کریں مگر وہ تو احمق ہی پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی میں کوئی خیر فلاح نہیں تھی۔ لہٰذا پورے حبشہ میں قلق اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اب ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا، اللہ کی قسم تم لوگ چاہتے ہو کہ تمہارا بادشاہ ایسا ہو جس کے بغیر تمہارے معاملے کو کوئی درست نہیں چلا سکتا وہی ہے جو کل سے غائب ہے اگر تم لوگوں کو حبشہ کے معاملے کو درست چلانے کی ضرورت ہے تو فوراً اسی کو واپس لے آؤ۔ اس سے قبل کہ وہ چلا جائے اور ہاتھ سے نکل جائے۔

چنانچہ وہ اس کی طلب میں نکلے۔ انہوں نے اس کو پا لیا اور اس کو وہیں لے آئے۔ انہوں نے واپس لا کر اس کے سر پر تاج رکھا اور اس کو اس کے تخت شاہی پر بٹھایا اور اس کو اقتدار حوالے کر دیا۔ مگر اس تاجر نے کہا میرا مال مجھے واپس دیدو جیسے تم نے میرا لڑکا واپس لے لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے رقم نہیں دیں گے۔ اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اس لڑکے کے بارے میں بادشاہ سے بات کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے بات کر لو۔ وہ گیا اس نے جا کر کہا، اے بادشاہ میں نے ایک لڑکا ان لوگوں سے خریدا تھا (اب اس کو یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہی ہے)۔ ان لوگوں نے وہ مجھ سے واپس چھین لیا ہے جس کی انہوں نے قیمت وصول کر لی تھی اور میرا مال بھی واپس نہیں کر رہے۔

بس پہلی خبر اس کی طرف سے اور پہلا مضبوط اور مبنی بر انصاف نجاشی کی طرف سے یہی تھا کہ یا تو اس کا مال واپس اس کو کیا جائے ورنہ لڑکا اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے وہ جہاں چاہے اس کو لے جائے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم اس کو مال دے دیتے ہیں، لہٰذا انہوں نے اس کو مال واپس کر دیا۔ یہی مراد تھی نجاشی کی اور اس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے جب انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے جب میرا ملک مجھے واپس دلوایا تو اس نے مجھ سے اس پر کوئی رشوت نہیں لی تھی اور میرے بارے میں اس نے لوگوں کی بات بھی نہیں مانی تھی۔ آج میں دین کے معاملے میں کیوں لوگوں کی بات مانوں۔ (ابن ہشام ۱/۳۶۲-۳۶۳)

(۱) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ نجاشی کے بارے میں بات بتایا کرتے تھے۔

نصاریٰ کے بیس آدمیوں کا وفد .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے حضور مکہ میں تھے۔ یہ نصاریٰ کا وفد تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور ﷺ کے بارے میں خبر ظاہر ہو چکی تھی، یہ لوگ حبشہ سے آئے تھے۔ انہوں نے حضور کو اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے بات کی اور ان سے سوالات کئے اور قریش کے کچھ لوگ کعبہ کے گرد اپنی مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ادھر وفد والے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کر چکے جو کچھ وہ چاہتے ہوں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ انہوں نے جب تلاوت سُنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کی بات مان لی اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور حضور کو سچا مان لیا اور حضور ﷺ کے بارے میں ان کتابوں میں جو اوصاف مذکور تھے ان کو انہوں نے پہچان لیا۔

جب وہ آپ کی مجلس سے اُٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل اُٹھ کر ان کے پاس آ گیا قریش کی ایک جماعت لے کر۔ وہ کہنے لگا تمہیں اللہ رسوا کرے تم کونسا اور کہاں کا وفد ہو۔ تمہارے پیچھے والوں کو جو تمہارے اہل دین ہیں تم لوگوں کو اس لئے بھیجا ہوگا کہ تم اس شخص کی خبر لا کر ان کو دو۔ ہم لوگ تمہارے پاس ان کے بیٹھنے سے مطمئن نہیں تھے۔ وہی ہوا کہ تم لوگ اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے ہو اور تم نے اس کو سچا مان لیا۔ اس میں جو کچھ اس نے تم سے کہا ہے۔ ہم لوگوں نے تم سے بڑا احمق وفد اور احمق قافلہ نہیں دیکھا یا جو کچھ بھی ان سے کہا۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ سلام علیکم، ہم تم سے جاہلانہ باتیں نہیں کرتے، ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ تم لوگ اپنا اچھا بُرا خوب سمجھتے ہیں۔

بس کہا گیا ہے کہ یہ گروہ نجران کے نصاریٰ کا تھا۔ واللہ اعلم کہ یہ کون تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

الذین اٰتیناهم الکتاب من قبله هم به یؤمنون .... الی قوله لا نبتغی الجاهلین ۔

(سورۂ قصص : آیت ۵۲-۵۵۔ ابن کثیر ۸۲/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طوسی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہلال بن علاء رقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعلاء بن ہلال نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوہلال بن علاء نے اپنے والد سے، اس نے ابوغالب سے، اس نے ابوامامہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ خود ان کی خدمت کے لئے اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ہیں نا آپ کی طرف سے خدمت کرنے والے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمارے اصحاب کا اکرام و عزت کی ہے میں چاہتا ہوں میں خود ان کو اس نیکی کا بدلہ چکاؤں۔

نجاشی کا وفد دربار نبوی ﷺ میں .... (۴) اور ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہلال بن اعلاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے طلحہ بن یزید نے اوزاعی سے، اس نے یحییٰ بن ابوکثیر سے اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوقتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد آیا۔ حضور خود ان کی خدمت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی طرف سے ان کی خدمت کے لئے کافی ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے حبشہ میں ہمارے اصحاب کی عزت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ میں خود ان کی اس نیکی کا بدلہ دوں۔ اس روایت میں طلحہ بن زید کا اوزاعی سے تفرد ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمرو نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین کے نمائندے عمرو بن العاص حبشہ کی سرزمین میں سے اپنے گھر لوٹ کر آئے تو وہ ان کے پاس نہیں جا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ کیا حالت ہے اس کی کہ وہ ہمارے پاس آیا ہی نہیں ہے۔ معلوم کرنے پر عمرو نے کہا کہ اَصْحَمَۃُ (یعنی نجاشی) یہ خیال کرتا ہے تمہارا یہ صاحب نبی ہے۔

☆☆☆

باب ۸۰
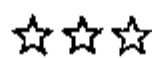
نبی کریم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط بھیجنے کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاص محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو نبی محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی کی طرف۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ خط ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم حبشہ کے سربراہ کی طرف، سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے۔ وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ کسی کو اپنا بیٹا ٹھہرایا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کا بندہ اور اسی کا رسول ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف (یعنی اسلام کی طرف)۔ بے شک میں اسی کا رسول ہوں۔ آپ مسلمان ہو جائیں سلامتی میں رہیں گے۔ اے اہل کتاب! آجایئے اس کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (کلمہ توحید) کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بھی نہ ٹھہرائیں۔ اور ہمارا بعض بعض کو ارباب نہ بنائے، اللہ کے سوا۔ اگر لوگ اس بات سے پھر جائیں، کہہ دیجئے کہ بے شک ہم مسلمان ہیں۔ (سورۃ آل عمران)

اے نجاشی! اگر آپ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو آپ کی قوم کے انکار کا گناہ بھی آپ کے اُوپر ہوگا۔ (مستدرک ۲/۶۲۳)

حضور ﷺ کا خط نجاشی کے پاس

(۲) اور ایک کتاب میں ہے جو مروی ہے اس جز میں جس کی ان سے روایت کرنے کی میرے لئے انہوں نے اجازت دی تھی۔ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ فقیہ نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن احمد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ جعفر بن ابوطالب اور ان کے رفقاء کے بارے میں اور ان کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک خط بھی روانہ کیا تھا جس کا مضمون اس طرح تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''محمد رسول اللہ کی طرف سے خط نجاشی اصحم شاہ حبشہ کی طرف، تمہارے اُوپر سلام ہو۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں تیری طرف، وہ اللہ جو بادشاہ مطلق ہے، نہایت پاکیزہ ہے، امان دینے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم رُوح اللہ ہے اور کلمۃ اللہ ہے جس کو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا تھا جو گناہ سے پاک اور انتہائی پاکیزہ تھی اور محفوظ تھی۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیٹ میں لئے حاملہ ہوئی تھی۔ اس کو اللہ نے پیدا کیا تھا اپنی رُوح سے اور اپنی پھونک سے (یعنی رُوح پھونکنے سے)۔ جیسے اس نے آدم کو پیدا کیا تھا اپنے ہاتھ سے اور اس میں رُوح پھونکنے سے۔ میں تمہیں بُلاتا ہوں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف اور اس کی رضاعت پر موالات اور دوستی

کرنے کی طرف اور اس پر کہ آپ میری اتباع کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں اور اس کے ساتھ جو میرے پاس آیا ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہاری طرف اپنے چچازاد جعفر کو روانہ کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ اور آپ کے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے بات پہنچادی ہے اور خیر خواہی کر لی ہے، میری نصیحت مان لو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیرو ہو"۔

نجاشی کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

"محمد رسول اللہ کی طرف خط ہے نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے۔ تم کو سلام ہو اے اللہ کے نبی اللہ کی طرف سے اور اس کی رحمت نہیں کوئی الٰہ سوائے اس کے وہ وہی ذات ہے جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔ مجھے آپ کا خط پہنچا ہے یا رسول اللہ! خصوصاً وہ بات جو آپ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ذکر کی ہے۔ قسم ہے آسمان و زمین کے رب کی۔ عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں تھے جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ہم نے اس کو سمجھا ہے جو آپ نے ہماری طرف بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کے چچازاد کو اور اس کے ساتھیوں کو ٹھہرالیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، سچے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں۔ تحقیق میں نے آپ کی بیعت کی ہے اور آپ کے چچازاد سے بھی بیعت کی ہے۔ اور میں نے اس کے ہاتھ پر اللہ واسطے اسلام قبول کر لیا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تحقیق میں نے اے اللہ کے نبی! اریحا بن اصحم بن ابجر کو بھیجا ہے۔ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں۔ اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کے پاس آجاؤں تو میں آجاؤں گا اے اللہ کے رسول! بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ حق ہے"۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۸۳-۸۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ نجاشی کا نام مصحمہ تھا۔ عربی میں اس کا معنی ہے عطیہ ہے۔ باقی نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا نام یا لقب ہوتا تھا، جیسے آپ کہتے ہیں کسریٰ ہرقل، اسی طرح اس روایت میں ہے مصحمہ۔ اور وہ جو ہم نے روایت کی ہے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے خط میں اصحم زیادہ صحیح ہے۔ بس حدیث جابر بن عبداللہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اصحمہ نجاشی کی۔ (نسائی ۴/۶۹)

باب ۸۱

نبی کریم ﷺ کا اپنے بقیہ صحابہ کرام کے ساتھ شعب ابوطالب میں داخل ہوجانا

اور آیات و نشانیوں کا ظہور مشرکین کے صحیفے میں جو انہوں نے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب پر لکھا جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا ان لوگوں سے جنہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ سے، ان کو ابن ابی اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن علقمہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، ان کو

ابن شہاب نے زہری سے اور یہ الفاظ حدیث قطان کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین نے مسلمانوں پر سخت ہو گئے جس قدر شدید تھے اس سے زیادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو انتہائی تکلیف پہنچی اور ان پر مصیبت سخت ہو گئی اور مشرکین مکہ متفق ہو گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو علانیہ قتل کر دیں گے۔

جب ابوطالب نے قوم کا رویہ دیکھا تو اس نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور ان کو اس نے حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنی حویلی میں (شعب میں) داخل کر لیں اور اس کی حفاظت اور دفاع کریں، ہر اس شخص سے جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس بات پر سب متفق ہو گئے۔ ان میں سے مسلمان بھی اور کافر بھی۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے یہ کام قومی حمیت وغیرت کے پیش نظر کیا، اور بعض وہ تھے جنہوں نے یہ کام ایمان ویقین کی بناء پر کیا۔ جب قریش نے سمجھ لیا کہ قوم نے رسول اللہ کی حفاظت اور مقام دفاع کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے ہیں تو اس کے بعد قریش کے مشرکین نے اتفاق کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ نہ تو مجلس کریں گے نہ ہی ان کے ساتھ لین دین کریں گے، نہ ہی ان کے گھروں میں آنا جانا کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قتل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے اس مکرو تدبیر میں صحیفے لکھے معاہدے اور میثاق لکھے کہ وہ لوگ بنو ہاشم سے کبھی بھی صلح قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ حضور ﷺ کے معاملے میں کسی شفقت کا رویہ اختیار کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو قتل کے لئے ان کے حوالے کر دیں۔ لہٰذا بنو ہاشم اپنی شعب میں تین سال تک محصور یا نظر بند رہے۔ ان پر ابتلاء اور آزمائش سخت ہو گئی تھی اور مشقت شدید ہو گئی۔ لہٰذا مشرکین مکہ نے ان محصورین کا بازاروں میں رابطہ منقطع کرا دیا، جب کبھی کہیں سے کوئی غلہ وغیرہ کھانے کا سامان آتا تو وہ جلدی سے جا کر خود اس کو خرید لیتے تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا خون بہائیں۔ اور جب یہ لوگ سو جاتے تھے اپنے اپنے بستروں پر تو ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو کہتے تھے کہ وہ ابوطالب کے بستر پر سو جائیں۔ یہاں تک کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے ساتھ مکر کا اور دھوکے کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کو ہی نشانہ بنائے جب لوگ سو جاتے تھے تو وہ کسی ایک بیٹے کو یا بھائی کو یا کسی چچازاد کو کہتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سو جائے اور حضور سے کہتے اور وہ ان میں سے کسی کے بستر پر سو جاتے۔ اور اس پر نیند کرتے۔

شعب ابی طالب میں تین سال تک رہنا.......... جب تین سال پورے ہو گئے تو بنی عبد مناف اور بنو قصی کے مردوں نے اور ان کے ماسوا قریش کے مردوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور طعنے دیئے کہ بنو ہاشم کی عورتوں نے ان کو جنم دیا تھا۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان لوگوں نے قطع رحم کیا ہے اور حق کا استخفاف کیا ہے لہٰذا انہوں نے اتفاق کیا اور راتوں رات مشورہ کیا کہ اس عہد کو توڑ دیا جائے جس پر انہوں نے صبح کو عہد کیا تھا۔ اور حضور ﷺ سے اعلان برأت و بیزاری کر لیں۔ چنانچہ اللہ نے دیمک کو حکم دیا وہ ان کے ان صحیفوں کو چاٹ گئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف تدبیریں تھیں اور اس میں جو بھی عہد و پیمان تھا۔

صحیفہ مقاطعہ کو دیمک نے کھالیا.......... کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کی چھت کے ساتھ معلق تھا۔ اس نے اس میں کوئی بھی اللہ کا نام باقی نہ چھوڑا سب کو وہ چاٹ گئی اور باقی رہ گیا اس میں جو کچھ بھی تھا شرک یا ظلم یا قطع رحمی۔ اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرمایا اس پر جو کچھ دیمک نے ان کے صحیفوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ ابو طالب سے کیا، نہیں! قسم ہے روشن ستاروں کی اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا۔ لہٰذا وہ بنو عبدالمطلب کے گروہ کے ساتھ پیدل چلتا ہوا مسجد میں آیا وہ قریش کا سردار تھا۔ انہوں نے جب ان کو دیکھا کہ وہ ان کی جماعت کا قصد کر کے آ رہے ہیں تو انہوں نے اس کو مکر سمجھا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ آزمائش کی شدت سے نکلے ہیں یہ ان سے رسول اللہ ﷺ مانگنے آ رہے ہیں۔ ابو طالب نے بات کی اور کہا کہ تمہارے درمیان کئی امور پیدا ہو گئے ہیں جن کا تذکرہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ لہٰذا تم اپنا صحیفہ اور تحریر لے آؤ جس پر تم نے معاہدہ کیا تھا، شاید کہ اس کے مطابق ہمارے اور تمہارے درمیان صلح ہو سکے۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی تھی اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ لوگ صحیفے میں دیکھ نہ لیں ان کے آنے سے پہلے۔

چنانچہ وہ لوگ اتراتے ہوئے صحیفہ لے کر آئے، ان کو یقین تھا کہ اس کے مطابق تو رسول اللہ ﷺ ہمارے حوالے کر دیئے جائیں گے، انہوں نے لا کر محفل میں رکھا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ ابھی اس کا وقت آ چکا ہے کہ تم لوگ ہماری بات مان لو گے اور ایسے امر کی طرف تم لوگ رجوع کر لو گے

جو تمہاری قوم کو جمع کرے گا اور یوں تمہاری قوم متفق ہو جائے گی کیونکہ تمہارے اور ہمارے درمیان محض ایک ہی آدمی قطع تعلق کا سبب بنا ہوا تھا۔تم لوگوں نے اس کو اپنی قوم اور کنبے کی ہلاکت اور فساد کا خطر بنایا ہوا ہے۔

ابو طالب نے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ میں تمہیں ایسا امر دوں جس میں تمہارے لئے انصاف ہے۔میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اس نے میرے لئے کوئی جھوٹ فراڈ نہیں کیا۔وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بَری ہے اس صحیفے سے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔اللہ نے اس میں سے اپنا ہر ہر نام مٹا دیا ہے اور باقی تمہارے عذر کو تمہاری قطع کو جو تم نے ہمارے ساتھ کی ہے اور تمہارے ہمارے اُوپر زبردستی اور ظلم کے ساتھ تسلط ہونے کے لئے باقی چھوڑا ہے اگر بات اس طرح ہے جس طرح بتایا ہے ہمارے بھتیجے نے تو سنو ہوش ٹھکانے رکھو ہم اس کو کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمارا آخری بندہ بھی کام میں آ جائے۔اور وہ بات باطل ہے جو اس نے کہی ہے تو پھر ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے پھر تمہاری مرضی ہوگی کہ تم اس کو قتل کرو یا زندہ رہنے دو۔

آپ علیہ السلام کی خبر سچی ثابت ہوئی .... انہوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں اس پر جو کہتے ہو۔لہٰذا انہوں نے صحیفہ کھولا، کیا دیکھتے ہیں کہ صادق مصدوق نے جو خبر دی تھی وہی بات ہے۔جب قریش نے دیکھا کہ معاملہ وہی ہے جو ابو طالب نے کہا ہے۔بولے اللہ کی قسم یہ تمہارے اس بندے کی طرف سے جادو ہے۔لہٰذا وہ اپنے منہ کی کھا گئے اور پہلے سے زیادہ عداوت پر لوٹ گئے۔رسول اللہ ﷺ کے اور مسلمانوں کے خلاف۔لہٰذا وہ اسی پر پکے ہو گئے جس پر انہوں نے معاہدہ کیا تھا اور یہ عبدالمطلب کے بیٹوں کی جماعت بے شک کذب اور سحر کے ساتھ زیادہ اولیٰ تو وہی لوگ ہیں اگر تمہارا وہ صحیفہ جس پر تم نے اتفاق کیا تھا جو ہمارے ساتھ قطع تعلق پر مبنی تھا اگر وہ جبت اور سحر کی طرف قریب نہ ہوتا ہمارے معاملے میں۔اور اگر تم لوگ سحر پر اتفاق نہ کئے ہوئے ہوتے تو تمہارا صحیفہ خراب نہ ہو جاتا، حالانکہ یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہوئے اللہ نے اس میں وہ مٹا دیا ہے جو تم نے لکھے اور جو کچھ مبنی بر انصاف نہیں تھا اسے باقی رہنے دیا ہے۔اس سے کیا ثابت ہو رہا ہے کہ جادوگر تم لوگ ہو یا ہم ہیں؟

چنانچہ اس وقت اس گروہ نے جو بنو عبد مناف اور بنو قصی میں سے تھا اور کچھ لوگ قریش میں سے کہ ان کو ان کی عورتوں نے جنم دیا ہے، بنو ہاشم سے۔ان میں سے ایک ابوالبختری ہے اور مطعم بن عدی اور زہیر بن ابو اُمیہ بن مغیرہ اور زمعہ بن اسود اور ہشام بن عمرو۔اور یہ صحیفہ اس کے پاس تھا اور وہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ان مردوں میں سے جو کہ ان کے اشراف میں سے تھے۔اور عزت داروں میں سے (ان سب نے کہا کہ) ہم اس سے لاتعلق ہیں اور بَری ہیں جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔لہٰذا ابو جہل نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جس کا فیصلہ رات کے اندھیرے میں ہوا ہے۔

ابو طالب نے ان کے صحیفے کے بارے میں شعر کہے اور اس جماعت کی مدح و تعریف کی جنہوں نے اس صحیفے سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔اور جنہوں نے اس معاہدے کو توڑ دیا تھا جو کچھ اس میں تھا۔اور ان اشعار میں اس نے نجاشی کی تعریف بھی کی۔

موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں۔اس طرح ذکر کیا ہے اس قصے کو ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظؒ نے ابو جعفر بغدادی سے، اس نے محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاص محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔جب رسول اللہ ﷺ اس پر پکے ہو گئے جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے تھے تو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ان کے دفاع کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔انہوں نے حضور ﷺ کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ وہ حضور ﷺ کے خلاف تھے اور اس کے مطابق تھے جس نظریئے پر آپ کی قوم تھی۔مگر انہوں نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ وہ یوں ذلیل سمجھے جائیں کہ انہوں نے اپنے بھائی (محمد) کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے۔ان لوگوں کے لئے جو اس کو چھوڑ گئے ہیں ان کی قوم میں سے۔جب بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے یہ کیا تو قریش سمجھ گئے کہ محمد کی طرف دست درازی کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے ان سب کے ہوتے ہوئے۔تو پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا

کہ وہ اپنے اور بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے درمیان ایک معاہدہ کریں کہ ہم نہ ان لوگوں سے رشتہ لیں گے نہ ان کو رشتہ دیں گے، نہ ہی ان کو کوئی چیز فروخت کریں گے، نہ ہی ان سے کوئی چیز خریدیں گے۔ لہٰذا یوں ترک تعلقات کا انہوں نے صحیفہ لکھ لیا اور اس کو انہوں نے کعبے میں لٹکا دیا۔ پھر انہوں نے ہر اس شخص پر تعدی کرنا شروع کر دیا جو مسلمان ہوتا۔ لہٰذا وہ لوگ ان کو باندھ دیتے اور ان کو ایذا پہنچاتے۔ لہٰذا مسلمانوں کی آزمائش سخت ہوگئی اور فتنہ عظیم ہوگیا اور مسلمان سخت جھنجھوڑے گئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو اس کے طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کے شعب ابو طالب میں محصور ہونے کی بابت۔ اور اس کو بھی اور اس کو بھی جوان کو سخت مشقت پہنچی اس قدر کہ وہ لوگ اپنے بچوں کی آوازیں سننے کے لئے جو شعب ابن طالب کے باہر ہوتے تھے بلبلا رہے تھے۔ بھوک کی وجہ سے یہاں تک کہ عام قریش نے اس کو ناپسند کیا جو تکلیف ان کو پہنچ رہی تھی اور انہوں نے اس ظالمانہ صحیفے کو بھی ناپسند کیا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے اللہ عزوجل نے اپنی رحمت کے ساتھ قریش کے صحیفے پر دیمک کو مسلط کیا، اس نے اللہ کا کوئی بھی نام باقی نہ چھوڑا مگر اس کو وہ کھا گئی۔ باقی رہ گیا اس کے اندر قطع تعلق، بہتان اللہ نے اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی جو کچھ ان کے درمیان صحیفے کے عہد کو توڑنے کی بابت ہوا۔ اس کے مطابق جو کچھ تم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ مکمل۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قریش کے مکر و فریب پر مبنی صحیفے کو خراب کر دیا تو نبی کریم ﷺ شعب ابو طالب سے باہر آ گئے۔ اور گروہ بھی۔ چنانچہ انہوں نے باہر معاشرے میں رہنا شروع کیا اور لوگوں سے ملنے جلنے لگے۔ (ابن ہشام ۳۷۱/۱)

باب ۸۲

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ آپ اسی پر توجہ رکھئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور مشرکین سے بے توجہی کر لیجئے ہم آپ کے لئے کافی ہیں استہزا اور مذاق کرنے والوں کے خلاف جو اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ ٹھہراتے ہیں عنقریب وہ جان لیں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے جعفر بن ایاس سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

انا كفيناك المستهزئين

فرمایا کہ استہزا کرنے والے مندرجہ ذیل تھے :

۱۔ ولید بن مغیرہ ۲۔ اسود بن عبد یغوث زہری

۳۔ اسود بن المطلب ۴۔ ابو زمعہ بنو اسد بن عبدالعزیٰ

۵۔ حارث بن عیطلہ سہمی ۶۔ عاص بن وائل

چنانچہ حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے مذکورہ لوگوں کی شکایت کی تھی۔

حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے والوں کا دنیا میں بدترین انجام

جبرائیل علیہ السلام کو ولید ابوعمرو بن مغیرہ کی صورت دکھائی دی اور انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کو اسود بن عبدالمطلب دکھایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اسود بن عبد یغوث زہری دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو حارث بن عنطلہ سہمی دکھایا۔ انہوں نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ فرمایا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں یا اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا)۔ پھر حضور ﷺ کے پاس عاص بن وائل گزرے۔ جبرائیل علیہ السلام نے ان کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے اس کو کیا کہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا ہے۔

دشمنان رسول کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لئے انتہائی معمول اور سادہ سے اسباب کا استعمال

(۱) ولید بن مغیرہ کے ساتھ کیا ہوا؟ وہ بنوخزاعہ کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے شمشیر کے بھالے کو پر لگا رہا تھا۔ وہ اپنے تیر سے نکل کر اس کی ہاتھ پاؤں کی موٹی رگ پر لگا اور اسے کاٹ دیا خون بہہ پڑا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(۲) اسود بن المطلب کے ساتھ کیا ہوا؟ کہ وہ اندھا ہو گیا۔ اس کو بھی اسی طرح کچھ لگ گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے گیا۔ اچانک چلانے لگا، اے میرے بیٹو! مجھے اس شخص سے بچاؤ میں قتل کیا جا رہا ہوں۔ انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے ہمیں تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ اور وہ یہی کہتا رہا کہ کیا تم لوگ اس کو مجھ سے ہٹاتے نہیں۔ میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ یہ دیکھیں یہ رہا میری آنکھ میں کانٹا چبھا رہا ہے۔ وہ (بیٹے) کہتے رہے ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ وہ برابر یہی کہتا رہا یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

(۳) اسود بن عبد یغوث کے ساتھ کیا ہوا؟ اس کے سر میں ایک زخم ہوا، وہ اسی سے مر گیا۔

(۴) حارث بن عطلہ کا کیا انجام ہوا؟ اس کے پیٹ میں پیلا پانی پیدا ہو گیا جو کہ اس کے منہ سے نکلتا رہتا تھا۔ وہ اسی میں مر گیا۔

(۵) عاص بن وائل کا کیا ہوا؟ ایک دن تھوہر اس کے سر میں چلا گیا جس سے وہ سوج گیا اس سے وہ مر گیا۔ اس کے علاوہ دیگر راویوں نے حدیث میں بتایا کہ وہ طائف کی طرف سوار ہو کر روانہ ہوا، گدھے کی سواری تھی۔ اس نے اس کو وہاں جا کر ایک تھوہر کے ساتھ باندھا، اس کا کانٹا اس کے پیر کی ہتھیلی میں چبھ گیا۔ بس وہی اس کی موت کا سبب بن گیا۔

باب ۸۳

حضور ﷺ کا قریش کے ان کو لوگوں کو بددعاء دینا

جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی تھی اور دعا کا قبول ہونا اور اس میں نشانیوں کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی ابن دحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوعزرہ نے، ان کو جعفر بن عون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ اور ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی جعفر بن عون نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اعمش نے

مسلم بن صبیح سے،اس نے مسروق سے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں حدیث بیان کررہا تھا۔اچانک اس نے کہا،اس بارے میں جو کہتا ہے :

یوم تأتی السماء بدخان مبین ۔ (سورۃ دخان : آیت ۱۰) جس دن آسمان واضح دھواں لے آئے گا۔

اس نے کہا کہ اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے دن ہوگا اور وہ منافقوں کے کانوں کو اور آنکھوں کو پکڑ لے گا اور مؤمنوں کو اس سے زکام کی کیفیت طاری ہوجائے گی۔ چنانچہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ہم نے ان کو اس بات کی خبر دی۔ وہ اس وقت سہارے لگائے ہوئے تھے۔وہ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔اس کے بعد کہنے لگے۔

''اے لوگو! جو شخص تم میں سے علم رکھتا ہے وہ تو اپنے علم کے مطابق بات کیا کرے اور جو کسی بھی بات کا علم نہیں رکھتا،اس کو چاہئے کہ وہ یوں کہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بے شک یہ بات علم میں سے ہے کہ جاننے والا جس بات کو نہیں جانتا اس کے بارے میں یہ کہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے :

قل ما أسالکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین ۔ (سورۃ ص : آیت ۸۶)

اے پیغمبر! فرمادیجئے میں اس (علم دینے، دین سکھانے پر) تم لوگوں سے کچھ نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

قریش پر قحط سالی کا عذاب مسلّط ہوا .... (یہ تو گویا تمہیدی باتیں فرمارہے تھے) اس کے بعد فرمایا :

''میں ابھی تم لوگوں کو دخان یا دھوئیں کے بارے میں بتاتا ہوں (اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے)۔ کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور اسلام لانے سے پیچھے ہٹ گئے تو حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! ان کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ قحط کے سات سالوں کے ساتھ، جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے پر سات سال قحط پڑا تھا''۔

حضرت ابن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ اس بددعا کے نتیجے میں ان لوگوں کو قحط سالی پہنچی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھوئیں کی کیفیت دیکھتا تھا۔(فتح الباری ۵۷۳/۸۔البدایۃ والنہایۃ ۱۰۷/۳)

محمد نے یہ اضافہ کیا ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔لہٰذا یہ کیفیت ان سے دور کردی گئی۔احمد بن حازم نے کہا کہ اس کے بعد عبداللہ نے یہ آیت پڑھی :

انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون ۔ (سورۃ دخان : آیت ۱۵)

بے شک ہم عذاب کو کھول دینے والے ہیں۔ بے شک تم لوٹ کر آنے والے ہو۔

کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے دوبارہ کفر کیا۔لہٰذا یوم بدر تک مہلت دی گئی۔ ابوعبداللہ نے کہا کہ یہ بات اگر قیامت کے دن کی ہوتی تو یہ کیفیت ان سے نہ کھولی جاتی۔

یوم نبطش البطشة الکبری انا منتقمون ۔ (سورۃ دخان : آیت ۱۶)

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔ یہ الفاظ حدیث احمد بن حازم کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر عمرو بن عبداللہ ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمران بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن ابوشیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعمش سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے باتیں کررہے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کا قول ذکر کیا اور یہ کہ وہ حضرت عبداللہ ﷺ کے پاس گئے اور انہوں نے ذکر کیا عبداللہ کا قول حدیث جعفر بن عون کے مفہوم میں۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا، کہ

ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون ۔ (سورۂ دخان: آیت۱۲) ترجمہ: اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹالے ہم ایمان لاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ ہم ان لوگوں سے عذاب ہٹادیں تو یہ دوبارہ کفر کریں گے۔ فرمایا کہ اللہ نے ان سے عذاب ہٹالیا۔ لہٰذا لوگوں نے دوبارہ کفر کرنا شروع کردیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے ان سے بدر والے دن انتقام لے لیا۔ یہی چیز مذکور ہے اس آیت میں۔

یوم تأتی السماء بدخان مبین تا یوم نبطش البطشة الکبری انا منتقمون ۔ (سورۂ دخان : آیت ۲ ومابعدھا)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے وکیع سے اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے اشج سے اس نے وکیع سے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۵۷۲/۸۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین ص ۲۱۵۷/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبید بن عتبہ نے، ان کو علی بن ثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسباط بن نصر نے منصور سے، اس نے ابو الضحیٰ سے اس نے مسروق سے، اس نے ابن مسعود ﷺ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں سے دین اسلام کو قبول کرنے سے پیچھے ہٹنا دیکھ لیا تو آپ نے بددعا فرمائی تھی۔

اللھم سبع کسبع یوسف

اے اللہ ان پر یوسف علیہ السلام کے دور کے سات قحط والے سات سالوں کی طرح سات سال قحط مسلط فرما۔

چنانچہ ان کو قحط سالی نے پکڑ لیا۔ اس قدر شدید قحط پڑا کہ لوگوں نے مرے ہوئے جانوروں تک کو کھایا اور چمڑے کھائے اور ہڈیاں کھائیں۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس ابو سفیان آئے اور مکے کے دیگر لوگ بھی اور آکر کہنے لگے، اے محمد! تم یہ گمان کرتے ہو یا دعویٰ کرتے ہو کہ آپ رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو، حالانکہ آپ کی قوم والے ہلاک ہورہے ہیں۔ آپ ان کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہٰذا وہ لوگ بارش سے سیراب کئے گئے اور وہ بارش مسلسل سات دن رات ان پر برستی رہی۔ اس قدر بری کہ لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کرنا شروع کردی۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے اردگرد برسا، ہمارے اُوپر نہ برسا۔ لہٰذا حضور ﷺ کے اُوپر سے بادل ہٹ گیا (یعنی مدینہ کے اُوپر سے اور دُور دراز کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔

حضرت ابن مسعود ﷺ نے فرمایا تحقیق گزر چکی ہے۔ آیت دخان یعنی دھوئیں والی اس سے مراد وہی قحط سالی بھوک ہے جو مکہ والوں کو پہنچی تھی اور اس آیت سے بھی وہی مراد ہے۔

انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون

لیکن اور آیت لزام اور آیت رُوم اور بطشۃ کبریٰ اور انشقاق قمر، یہ سب کچھ یوم بدر میں ہوا یعنی ان کی مراد ہے (واللہ اعلم) کہ بڑی پکڑ (بطشۃ الکبریٰ) اور دھواں (الدخان) اور آیت لزام (فسوف یکون لزاما) یہ سب کچھ بدر میں ہوا۔ اور امام بخاری نے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

پانچ بڑے واقعات

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، اس نے ہمیں خبر دی یعلیٰ بن عبید سے، اس نے کہا ہمیں اعمش نے حدیث بیان کی مسلم سے، اس نے مسروق سے، اس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں۔

(۱) لزام (۲) روم (۳) دخان (۴) بطشۃ الکبریٰ اور (۵) شق القمر۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۲۵۔ فتح الباری ۵۷/۸۔ ترمذی ۳۷۹/۵۔ مسند احمد ۱۲۸/۵)

اور اس سے مراد ہے کہ یہ نشانیاں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں وجود میں آچکی ہیں جیسے حضور ﷺ نے ان کے بارے میں ان کے وجود سے پہلے خبر دی تھی۔

فائدہ : لزام سے مراد سورۃ فرقان کی آیت فسوف یکون لزاماً یعنی عنقریب لڑائی اور جہاد ہے۔ روم سے مراد سورۃ روم کی ابتدائی آیت والی پیشن گوئی غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون ہے۔ دخان سے مراد دیگر روایت کے مطابق وہ دخان ہے جو قیام قیامت سے پہلے ہوگا۔ وہ کفار ومنافقین کے کانوں میں داخل ہوگا۔ جس سے وہ ایسے ہوجائیں گے جیسے جلی بھنی ہوئی سری اور اہل ایمان پر اس سے صرف زکام کی کیفیت طاری ہوگی۔ اور بطشۃ سے مراد وہ مراد ہے جس کا ذکر آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ میں ہے اور شق القمر سے مراد وہی ہے جو اقتربت الساعۃ وانشق القمر میں مذکور ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مرو میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سیار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، ان کو ابوالضحیٰ نے مسروق سے، اس نے عبداللہ سے۔

ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر

اور البتہ ہم ان کو ضرور چکھائیں گے چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے۔

فرمایا کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد بن اسحاق صفار نے، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو عمرو بن طلحہ نے، ان کو اسباط بن نصر نے سدی سے، سب نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

ویقولون متیٰ ھذا الفتح ان کنتم صٰدقین ۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم ولا ھم ینظرون ۔

کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی اگر تم سچے ہو۔ فرما دیجئے فتح کا دن وہ ہے جس دن کافروں کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور نہ ہی ان کو مہلت ملے گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فتح ہوئی تھی۔ جو کافر ہوئے موت کے بعد ان کو ان کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر کامل بن احمد مستملی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی بن حسین بلخی نے جو ہمارے پاس ہرات میں آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی نجار نے صنعاء میں، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے ایوب سختیانی سے، وہ عکرمہ سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ بھوک کے بارے میں شکایت کر رہے تھے۔ وہ کھانے کے لئے کچھ نہیں پار ہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خون میں لتھڑی ہوئی اُون کھا جاتے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذناھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون ۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۷۶)

البتہ ہم نے ان کو پکڑ لیا ہے مصیبت میں مگر وہ نہیں دبے اپنے رب کے آگے اور عاجزی بھی نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ اللہ نے ان سے وہ عذاب کھول دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس سیار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حاتم نے، ان کو علی بن حسن بن سفیان نے ان کو حسین بن واقد نے، ان کو یزید نحوی نے، یہ کہ عکرمہ نے اس کو حدیث بیان کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور رشتہ داری کی قسم دیتا ہوں۔ ہم نے بھوک سے علھز کھایا ہے یعنی اُون اور خون۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولقد اخذنا ھم بالعذاب فما استکانوا لربھم وما یتضرعون ۔ (سورۃ مؤمنون : آیت ۷۶)

اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابوسفیان کے قصے میں وہ جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد ہوا۔ اور شاید کہ وہ ہو دوبار۔ واللہ اعلم

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰۷۔۱۰۸)

☆☆☆

باب ۸۴

سورۂ روم کی آیت اور اس کے بارے میں

آیت کا ظہور قریب تر زمین میں

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۔ (سورۂ روم: آیت ۱۔۴)

''اہل روم قریب کی زمین پر مغلوب ہوگئے ہیں مگر عنقریب وہ مغلوب ہونے کے باوجود دوبارہ غالب آجائیں گے''۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فضل بجلی نے، ان کو معاویہ بن عمرو ازدی نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے، ان کو سفیان ثوری نے حبیب بن ابوعمرۃ سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ اہلِ روم فارس پر غالب ہوجائیں کیونکہ رومی اہلِ کتاب تھے۔ اور مشرکین یہ پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب ہوجائیں کیونکہ وہ بتوں کے پجاری تھے (مشرک تھے)۔ یہ بات مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عنقریب بہت جلدی وہ دوبارہ غالب آجائیں گے۔ لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات مشرکین سے ذکر کی۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرلیں اگر وہ غالب آگئے تو ہم آپ کو اتنی اتنی دیں گے۔ اور ہم غالب آگئے تو آپ ہمیں اتنا اتنا دینا۔ چنانچہ ان کے درمیان پانچ کی مدت ذکر ہوگئی مگر رومی غالب نہ ہوئے۔ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اور کہا کہ آپ نے پانچ سال نہیں کہا تھا؟ میں خیال کرتا ہوں کہ کہا تھا کہ دس سے کچھ کم سال۔ کہتے ہیں کہ لہٰذا رومی غالب ہوگئے اس کے بعد۔

اسی تفصیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الٓمٓ غُلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سيغلبون فی بضع سنين

کہ رومی مغلوب ہوگئے ہیں قریب کی سرزمین پر حالانکہ وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سالوں میں غالب آجائیں گے۔

مراد ہے کہ رومی جو مغلوب ہوئے ہیں تو کچھ مدت کے بعد وہ پھر سے غالب آئیں گے۔

للّٰه الامر من قبل ومن بعد ويومئذ يفرح المؤمنون بنصرِ اللّٰهِ

''سارا معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ پہلے بھی اور بعد بھی اور اس دن مؤمنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے''۔

سفیان نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ بدر والے دن غالب ہوگئے تھے۔ (ترمذی ص ۳۱۹۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابواسحٰق نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور مذکورہ مفہوم کے ساتھ اس نے اس کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ سعید نے کہا ہے۔ البضع مادون العشرة، کہ بِضعٌ دس سے کم ہوتے ہیں۔

رومیوں کے غلبہ سے مسلمان خوش ہوئے .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے ان کو ورقاء نے، ابن ابونجیح سے اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں الٓـمٓ غلبت الروم، کہا کہ (اللہ نے) فارس کے روم پر غلبہ کا ذکر کیا ہے۔ اور روم کے فارس پر غلبے بدلنے کا۔ اور مؤمن اہلِ کتاب کے ساتھ اللہ کی مدد آنے پر اہلِ اوثان کے خلاف پر خوش ہو گئے ہیں۔ مجاہد نے کہا ہے بِضْعٌ کے لفظ کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہوتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد بن محمد بن حسن عوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے میرے دادا عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں الٓـمٓ غُلبت الروم۔ کہا کہ گذر چکا یہ معاملہ تھا اہلِ فارس اور روم میں۔ اہلِ فارس ان پر غالب آ گئے بعد میں رومی ان پر غالب آ گئے۔ نبی کریم ﷺ اور مشرکینِ عرب بھی باہم ٹکرائے اور روم اور فارس بھی باہم ٹکرائے۔ لہٰذا اللہ نے نبی کریم ﷺ کی مدد کی اور ان کی جو اُن کے ساتھ مسلمان تھے مشرکین کے مقابلے میں مدد کی اور اہلِ کتاب کی نصرت فرمائی اہلِ مشرکین کے خلاف۔ لہٰذا مسلمان اللہ کی طرف سے ان کی مدد کئے جانے پر خوش ہوئے اور اہلِ کتاب کی نصرت ہو عجم کے خلاف۔

عطیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر مشرکینِ عرب کے ساتھ ٹکرائے تھے اور روم و فارس بھی باہم ٹکرائے تھے۔ لہٰذا اللہ نے مشرکینِ عرب کے خلاف ہماری مدد فرمائی تھی۔ اور ادھر اللہ نے مجوسیوں کے مقابلے میں اہلِ کتاب کی نصرت فرمائی تھی لہٰذا ہم لوگ خوش ہو گئے تھے۔ مشرکین کے مقابلے میں اللہ کی ہمارے مدد کرنے پر اور مجوس کے خلاف اہلِ کتاب کی نصرت پر بھی ہمیں خوشی ہوئی۔ اسی لئے یہ آیت نازل ہوئی :

ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللّٰہ

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح اور ابن بکیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے آئے دن جھگڑا کرتے رہتے تھے جب وہ مکہ میں تھے۔ وہ کہتے تھے کہ رومی اہلِ کتاب ہیں حالانکہ ان پر فارسی غالب آ گئے ہیں۔ اور تم مسلمان یہ کہتے ہو کہ تم بھی غالب آ جاؤ گے اس کتاب کی برکت کے ساتھ جو تمہارے نبی پر اُتاری گئی ہے۔ لہٰذا ہم مشرکین بھی تم لوگوں پر ایسے غالب آ جائیں گے جیسے فارس روم پر۔ اللہ تعالیٰ نے آیت اُتاری :

الٓـمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب یہ دو آیات نازل ہوئیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکین کے ساتھ شرط لگائی کہ بشئی یہ واقعہ ضمار اور جوئے کی حرمت سے قبل کا ہے۔ کہ اگر فارس ساتھ ساتھ میں مغلوب نہ ہوئے (تو یہ شرط ہوگی)۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کہا۔ بہرحال ہر وہ شے جو دس سے کم ہو وہ بِضْعٌ میں داخل ہے اور ظہور فارس روم کے خلاف نو سال میں تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں پر حدیبیہ کے زمانے میں غلبہ دیا لہٰذا مسلمان اہلِ کتاب کے غلبہ پر خوش ہو گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو یزید بن نے سعید سے، اس نے قتادہ سے کہ الٓـمٓ غُلبت الروم فی ادنی الارض۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ان پر اہلِ فارس غالب آ گئے تھے شام کے قریب کی سرزمین پر۔

وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین ۔ الآیۃ

حضرت صدیق اکبر ؓ نے قرآنی بشارت کے متعلق شرط رکھی .... قتادہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا مانا اور انہوں نے جان لیا کہ رومی عنقریب غالب آجائیں گے اہلِ فارس پر۔ اور مشرکوں اور مسلمانوں نے پانچ پانچ اُونٹنیوں کی شرطیں لگانی شروع کیں اور ان کے درمیان پانچ سال کی مدت طے ہوگئی۔ مسلمانوں کی طرف سے شرط پوری کرنے کے لئے اور اس کی ادائیگی بھرنے کے لئے ابوبکر صدیق ؓ تیار ہو گئے تھے اور مشرکوں کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری ابی بن خلف نے لی تھی۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب جوئے میں شرط لگانے پر اسلام اور قرآن میں مخالفت نہیں آئی تھی۔ مگر اس مدت میں اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب نہ آئے لہٰذا مشرکین نے اپنی شرط اور جوئے کی رقم مانگ لی۔ اصحابِ رسول ﷺ نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے ذکر کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ ابھی کسی چیز کے حقدار نہیں ہیں کہ وہ دس سے کم کوئی مدت مقرر کرلیں کیونکہ بعض بضع' تین سے دس تک ہوتا ہے۔ لہٰذا باہم مشورے سے انہوں نے مدت میں زیادتی کرلی اور مدت کو لمبا کرلیا۔ جب انہوں نے ایسا کرلیا تو اللہ نے رومیوں کو فارس پر غلبہ دے دیا۔ سات سال پورے ہونے کے بعد یہ واقعہ اُس وقت ہوا جب مسلمان حدیبیہ سے واپس لوٹ رہے تھے۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے تھے کیونکہ اہلِ کتاب مجوسیوں پر غالب آگئے تھے۔ یہ واقعہ ایسا تھا کہ اس سے اللہ نے اسلام کو قوی اور مضبوط کردیا تھا۔ یہی ارشاد ہے اس آیت میں :

ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ۔ (تفسیر قرطبی ۵/۱۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو صفوان بن صالح نے اور ابوتقی ہشام بن عبدالملک نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، ان کو اسید الکلابی نے کہ اس نے سنا علاء بن زبیر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فارس کا غلبہ روم پر دیکھا تھا اس کے بعد میں نے روم کا فارس پر غلبہ بھی دیکھا۔ اس کے بعد میں نے فارس اور روم دونوں پر مسلمانوں کا غلبہ بھی دیکھا اور مسلمانوں کا غلبہ شام پر اور عراق پر دیکھا۔ یہ تینوں انقلاب صرف پندرہ سال میں وقوع پذیر ہوئے۔ اللہ کی نگہبانی سے۔

باب ۸۵

نبی کریم ﷺ کا ان سات افرادِ قریش کے خلاف بددعا کرنا

اس کے بعد ابولہب کے بیٹے پر بددعا کرنا اور اس بارے میں نشانیوں کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عمرو بن میمون نے، ان کو عبداللہ بن مسعود ؓ نے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بیت اللہ کی طرف منہ کیا تھا اور قریش کے سات افراد کے خلاف بددعا کی تھی۔

(۱) ابوجہل۔ (۲) اُمیہ بن خلف۔ (۳) عتبہ بن ربیعہ۔ (۴) شیبہ بن ربیعہ۔ (۵) عقبہ بن ابومعیط۔

عبداللہ نے کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں البتہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا کہ وہ بدر کے میدان میں گر پڑے تھے شدید گرمی کے دن دھوپ میں۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹٦۰۔ فتح الباری ۲۹۳/۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو محمد بن یحییٰ حرانی نے، ان کو حسن بن محمد بن اعین نے، ان کو زہیر نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مسلمہ بن شبیب سے۔ اس نے حسن بن محمد بن اعین سے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے ، ان کو عباس بن فضل ازرق نے ، ان کو اسود بن شیبان نے ، ان کو ابونوفل بن ابوعقرب نے اپنے والد سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ لہب بن ابولہب حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور حضور ﷺ کے خلاف بد دعا کیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی، اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ کَلْبَكَ ، ''اے اللہ اس پر اپنا کتا مسلط فرما''۔ اور ابولہب شام کی طرف سامانِ تجارت لے جاتا تھا اور اپنے بیٹے کو غلاموں اور وکیلوں کے ساتھ بھیجتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے بارے میں ہر وقت خوف طاری رہتا ہے محمد کی بد دعا کا۔ وہ لوگ اس کی حفاظت کرتے تھے، کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ کسی منزل پر اُترتے تھے تو وہ لوگ ابولہب کے بیٹے کو دیوار کے ساتھ ملا دیتے تھے اور اس کے اُوپر کپڑے اور سامان ڈال دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک زمانے تک ایسے ہی کرتے رہے مگر (جب موت آئی) تو ایک درندہ آیا اس نے اس کو چیر پھاڑ دیا۔

یہ خبر ابولہب کو پہنچی تو اس نے کہا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو کہا نہ تھا کہ مجھے اس کے بارے میں محمد کی بد دعا سے ڈر رہتا ہے۔ اسی طرح کہا ہے عباس بن فضل نے، مگر وہ روایت قوی نہیں۔ لہب بن ابولہب مذکور ہے مگر اہل معازی کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابولہب تھا اور بعض نے کہا عتیبہ تھا۔

ابولہب نے بنات رسول کو طلاق دلا دی .... (۴) اس میں جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، انہوں نے ہمیں پڑھ کر سنائی یعنی اُم کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ نے جو جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) عتیبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں اور دوسری بہن رقیہ بنت رسول ﷺ عتبہ بن ابولہب کے عقد میں تھیں۔ جب اللہ نے سورۃ تبت یدا ابی لھب اُتاری تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کہا کہ میرا سر اور تم دونوں کے سر حرام ہیں (یعنی میری اور تمہاری پیدائش حرام کی ہے) اگر تم نے محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ لہٰذا ان دونوں نے حضور ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی۔

شیر نے ابولہب کے بیٹے کا گلا کاٹ دیا .... اُم کلثوم بنت حرب بن اُمیہ جو کہ لکڑیاں اُٹھانے والی (یعنی حمالة الحطب) تھی اس نے یہی کہا اپنے بیٹے سے کہ طلاق دے رقیہ کو یہ صابی ہو چکی ہے (آبائی دین سے پھر چکی ہے) چنانچہ اس نے طلاق دے دی تھی۔ اور عتیبہ نے اُم کلثوم کو طلاق دے دی تھی اور عتبہ نے حضور ﷺ کے پاس آ کر ان پر حملہ کر دیا تھا اور حضور ﷺ کی قمیص پھاڑ دی تھی۔ جب اس نے اُم کلثوم کو فارغ کر دیا تھا اور کہنے لگا کہ میں نے تیرے دین کا انکار کر دیا ہے اور تیری بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔ آپ ﷺ مجھے پسند نہیں کرتے میں بھی آپ کو پسند نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے دل برداشتہ ہو کر اس کے لئے بد دعا فرمائی تھی۔

''بہر حال اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس پر کوئی اپنا کتا مسلط فرما''۔ (چنانچہ اس کا انجام بد یوں ہوا کہ)

قریش کی جماعت تجارتی سفر کے لئے شام کے ملک کی طرف روانہ ہوگئی شام کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا، اس مقام کو زرقاء کہتے تھے۔ رات کا وقت تھا اس وقت ایک شیر ان پر گھوم گیا۔ عتبہ کہنے لگا اے میری ماں کی ہلاکت اللہ کی قسم یہ شیر مجھے کھا جائے گا جیسے محمد نے مجھ پر بد دعا کی تھی ابن ابوکبشہ (محمد ﷺ) نے مجھے مکہ میں بیٹھ کر قتل کروا دیا ہے حالانکہ میں شام میں ہوں۔ اتنے میں شیر سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف اسی پر غرایا اور دھاڑ ماری اور اس کے سر کو منہ میں دبا کر جھنجھوڑ کر اس کا گلا کاٹ دیا۔

ابوعبداللہ نے کہا اس سب کچھ کے بارے میں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ثقفی نے احمد بن مقدام سے، اس نے زہیر بن علاء عبدی سے، اس نے ابوعروبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے زہیر سے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے کہ جب شیر اس رات کو ان پر گھوم کر چلا گیا تو یہ لوگ سو گئے اور ان لوگوں نے عتیبہ کو درمیان میں کر دیا تھا۔ شیر جب آیا تو اس نے ان سب کے اُوپر سے چھلانگ لگا کر سیدھا جا کر عتیبہ کا سر پکڑا اور اس کو پھاڑ دیا تھا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کیا تھا وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس فوت ہوگئی تھیں اور اس کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی بڑی بیٹی زینب سے ابوالعاص بن ربیع نے عقد کیا تھا اس میں سے ان کی بیٹی امامہ پیدا ہوئی تھی۔

☆☆☆

باب ۸۱

رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات

اوراسلام سے ان کا رُک جانا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وھم ینھون عنه وینأون عنه وان یھلکون الاانفسھم وما یشعرون۔ (سورۃالانعام)

وہ لوگ حضور ﷺ سے روکتے ہیں ان سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو حالانکہ وہ سمجھتے نہیں۔

نیز ارشاد ہے :

انك لاتھدی من احببت ولکن اللّٰه یھدی من یشاء۔ (سورۂ قصص)

بیشک آپ (اے محمد ﷺ) ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یحییٰ سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محبوبی نے، ان کو احمد بن یسار نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو حبیب بن ابوثابت نے اس شخص سے جس نے سنی تھی ابن عباس ﷺ سے۔ وہ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے تھے :

وھم ینھون عنه وینأون عنه وان یھلکون الاانفسھم وما یشعرون

یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے سے روکتے تھے اور حضور ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے۔ اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو محمد بن اصبہانی نے، ان کو بکر بن بکار نے، ان کو حمزہ بن حبیب نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس ﷺ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں، وھم ینھون عنه وینأون عنه۔

فرمایا کہ یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ وہ مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچانے سے روکتا تھا اور حضور ﷺ کی لائی ہوئی کتاب سے ہٹاتا اور دور کرتا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن قرقوب التمار نے ہمذان میں، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیل نے، ان کو ابوالیمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے۔

ابوجہل نے ابوطالب کو موت کے وقت عار دلایا .... (ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد ابن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے جس قدر میں یاد نہیں رکھ سکتا۔ انہوں نے ابن حسیب سے اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات آن پہنچی تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے ابوجہل بن ہشام ان کے پاس بیٹھے تھے اور عبداللہ بن اُمیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا اے چچا! آپ کہہ دیجئے

لا الــه الا الله میں تیرے لئے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے حجت کروں گا۔اُدھر سے ابوجہل نے اور اُبوامیہ نے ابوطالب سے کہا کیاملت عبدالمطلب سے اعراض اور روگردانی کریں گے۔کہتے ہیں کہ ابوطالب کا آخری جملہ جواس نے منہ سے نکالا وہ یہی تھا، عـلـى مـلـة عبـد المطلب کہ میں ملت عبدالمطلب پر ہی ہوں۔نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا تھا کہ میں ضرور آپ کے لئے استغفار کروں گا، بخشش مانگوں گا جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

مـا كـان لـلـنـبـي والـذيـن اٰمـنـوا ان يستـغـفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربىٰ من بعد ما تبين لهم انهـم اصـحـب الـجـحـيـم و مـا كـان استـغـفـار ابـراهيـم لابيه الا عن موعدة وعدها اياه فلما تبين له انه عدو للّٰه تبرء منه ۔ (سورۃ توبٰی : آیت ۱۱۲۔۱۱۳) (بخاری۔حدیث ۳۶۷۵)

کہتے ہیں کہ جب وہ مرا تو کافر ہی تھا۔پھر یہ آیت نازل ہوئی :

انك لاتهدى من احببت

اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں۔

یہ الفاظ معمر کی حدیث کے ہیں۔

اور شعیب کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کے پاس آئے آپ ﷺ نے اس کے پاس ابوجہل کو بیٹھے ہوئے پایا اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ کو۔اس روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ بار بار اس پر لا الــــه الا الله پیش کرتے رہے اور وہ دونوں مذکورہ کافر آپ سے دشمنی کرتے رہے، اس کلمے سے۔یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری کلمہ جو منہ سے نکالا وہ تھا کہ میں ملت ابوالمطلب پر ہوں یہ کہہ کر اس نے لا الـه الا الله کے نظریہ سے انکار کر دیا۔باقی روایت کو مذکور مفہوم کے ساتھ ذکر کیا ہاں مگر انہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں نازل فرمائی تھی اور اپنے رسول سے کہا اس روایت میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ جب وہ مرے تو وہ کافر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے اور محمود سے۔(فتح الباری ۵۰۶/۸)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق قاضی سے۔(مسلم۔کتاب الایمان ص ۵۴/۱)

اور عبد بن حمید سے، ان سب نے عبدالرزاق سے۔اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالیمان سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے دادا یحییٰ بن منصور نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار اور عبدالرحمٰن بن بشر نے ان کو یحییٰ نے، ان کو یزید بن کیسان نے، ان کو ابوحازم نے، ان کو ابوہریرہ ؓ نے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چچا سے آپ کہہ دیجئے لا اله الا الله میں آپ کے لئے قیامت کے دن اس کی شہادت دوں گا۔اس نے جواب دیا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قریش مجھے عیب لگایا کریں گے کہ موت کے خوف نے اس کو کلمہ پڑھنے پر مجبور کر دیا تھا تو میں اس کے ساتھ ضرور تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔لہٰذا اللہ نے آیت نازل فرمائی :

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء

بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو پسند کرے بلکہ جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے

کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے ان کو عبداللہ بن ہاشم نے ان کو ابواسامہ نے، ان کو یزید بن کیسان نے اس نے سنا ابوحازم سے۔وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اے چچا جان! آپ کہہ دیں لا الـه الا الله اشهـد لك بهـا يـوم القيٰمة ، میں قیامت کے دن تیرے لئے گواہی دوں گا۔اس نے کہا

اگر یہ بات ہوئی تو قریش کے لوگ مجھے طعنے دیں گے۔ وہ کہیں گے اس کو اس پر موت کی گھبراہٹ نے ابھارا تھا (یعنی موت کے ڈر سے اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا) تو میں تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کرتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری:

انك لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين

بیشک آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۵۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن ابو حازم حافظ نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عثمان بن ابو شیبہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن عبداللہ اسدی نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے یحییٰ بن عمارہ سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو طالب بیمار ہو گئے تھے لہٰذا قریش ہی ان کی مزاج پرسی کے لئے آئے اور رسول اللہ ﷺ بھی آئے۔ ان کے سرہانے ایک آدمی بیٹھے تھے۔ ابو جہل اٹھے ان کو منع کرنے کے لئے اس سے۔ انہوں نے اس بات کی شکایت کی کہ میرے والد سے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے آپ اپنی قوم سے کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا اے چچا! میں ان سے وہ کلمہ چاہتا ہوں جس کی برکت سے پورے عرب ان کے لئے جھک جائیں گے اور اس کی وجہ سے عجم ان کو جزیہ دیں گے۔ وہ ایک ہی کلمہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کون سا کلمہ ہے؟ فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ اجعل الالهة الٰها واحدا ان هذا لشئ عجاب۔ کہا اس نے بہت سارے الٰہوں کو ایک الٰہ ٹھہرا دیا یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔

کہتے ہیں کہ انہی لوگوں کے بارے میں سورۃ صٓ نازل ہوئی، صٓ والقرآن ذی الذکر۔ یہاں تک کہ یہاں تک پہنچ گئے، ان هذا الا اختلاق۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۲۳۲ ص ۵/۳۶۵۔۳۶۶)

دفاع اسلام نے ابو طالب کو فائدہ پہنچایا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو عباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے پاس گئے اس کے مرض میں تو جا کر اس سے کہا اے چچا جان آپ کہہ دیجئے لا الٰہ الا اللہ۔ اس سبب سے تیرے لئے میرا سفارش کرنا حلال ہو جائے گا قیامت کے دن۔ اس نے کہا اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ بات تیرے اوپر اور تیرے گھر والوں پر میرے بعد گالی بن جائے گی لوگ یہ کہیں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے ڈر سے کہا تھا۔ صرف تمہیں خوش کرنے کے لئے میں نے کہا تھا، یہی کہا جائے گا۔ جب اس کی آواز بند ہو گئی تو دیکھا گیا کہ ابو طالب کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ عباس نے قریب ہو کر کان لگایا واپس ہٹ کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ تحقیق اس نے وہی کلمہ کہا ہے جو آپ نے کہا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔ (ابن ہشام ۲/۲۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۲۳)

اس کی اسناد منقطع ہیں اس وقت میں عباس خود بھی ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب وہ مسلمان ہو گئے تھے تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے ابو طالب کی حالت کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے وہ بات کہی جو حدیث ثابت میں ہے جس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔

اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ مسدد اور حجبی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، اس نے عباس بن عبدالمطلب سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپ ابو طالب کو کوئی فائدہ دے سکیں گے۔ بیشک وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراض بھی ہو جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں، وہ آگ کے کنارے پر ہے (یہ میری وجہ سے ہے) اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

اس کو بخاری نے موسیٰ سے روایت کیا ہے۔ بخاری۔ حدیث ۶۲۰۸۔ فتح الباری ۱۰/۵۹۲)

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر نے۔ سب نے ابوعوانہ سے۔ اور اسی طرح روایت کیا اس کو سفیان ثوری نے اور سفیان بن عیینہ نے عبدالملک بن عمیر سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابن ملحان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے، ان کو لیث نے یزید بن ہاد سے۔ اس نے عبداللہ بن خباب سے، اس نے ابوسعید سے کہ اس نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب ان کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہو رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ غالباً اس کو قیامت کے دن میری سفارش فائدہ دے گی۔ لہٰذا وہ آگ کے کنارے میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنے تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔

اور (علی بن احمد) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابوضریمہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابن الہاد نے، ان کو عبداللہ بن خباب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوسعید خدری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا۔ ابوسعید نے مذکورہ بات ذکر کی ہے۔ اور بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے عبداللہ بن یوسف سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے مسلم سے اس نے قتیبہ سے، ان دونوں نے لیث بن سعد سے۔

ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی .... (۶) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف طوسی نے ان کو محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوعمرو یعنی ابن احمد نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے ابن عباس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کے عذاب میں سے آسان ترین عذاب میں ابوطالب ہوگا جس کو ایسے جوتے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اُبلنے لگے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن شیبہ سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر بن احمد اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شیبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ناجیہ بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی ؓ کے پاس حاضر ہوا وہ کہہ رہے تھے کہ جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا کہ آپ کے چچا انتقال کر گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ جائیں اور جا کر اسے دفن کر دیں اور بات نہ کریں بلکہ میرے پاس آجائیں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ غسل کر لو۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابومریم نے، ان کو فریابی نے، ان کو سفیان نے ابواسحٰق سے، اس نے ناجیہ بن کعب سے، اس نے علی ؓ بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ کے بوڑھے گمراہ چچا فوت ہو گئے ہیں ان کو کون دفن کرے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جا کر دفن کر دیجئے اپنے والد کو اور تم اور کچھ نہ کرنا بلکہ میرے پاس آجانا۔ چنانچہ میں ان کو دفن کر کے آیا تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ پھر انہوں نے میرے لئے کچھ دعائیں کیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان کے بدلے کچھ بھی چیز مل جائے اس میں سے جو کچھ روئے زمین پر ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن ہارون بن حمید نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابورزمہ نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ابن جریج سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ابوطالب کی میت پر آگے آئے اور فرمانے لگے میں تیرے ساتھ صلہ رحمی والا معاملہ کرتا ہوں۔ تجھے جزائے خیر ملے اے میرے چچا! اور روایت کی گئی ہے ابوالیمان ہوزنی سے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور مرسل روایت کی اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے

کہ وَلَمْ یقُمْ علیٰ قبرہ، کہ آپ ان کی قبر پر نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مراد خوارزمی ہے جس میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا ہم کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد دوری بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ قریش میر الحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو عقبہ مجدر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ قریش میر الحاظ کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی۔

ابوطالب کی وفات کے بعد قریش کی ایذاء رسانی بڑھ گئی .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، جس نے اس کو حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے کہ جب ابوطالب فوت ہوگئے تو قریش کے کچھ بے وقوفوں میں سے ایک کم عقل حضور ﷺ کے آگے آیا اور اس نے حضور ﷺ پر مٹی پھینک دی اور اپنے گھر کو واپس آگیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی آئی اس نے آپ کے ﷺ چہرے سے مٹی صاف کی اور رونے لگی۔ حضور ﷺ فرمانے لگے اے بیٹی نہ روؤ، بے شک اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا آپ کے باپ کی۔ اور اسی دوران یہ بھی فرمارہے تھے کہ قریش نے میرے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کیا تھا میں جس کو ناپسند کروں یہاں تک کہ ابوطالب کی وفات ہوگئی ہے (یعنی جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش مجھے تکالیف نہیں پہنچا سکے)۔ (ابن ہشام ۲/۲۶۔۲۷۔ الروض الانف ۱/۲۵۸)

باب ۸۷

سیّدہ خدیجہ بنت خویلد زوجۂ رسول ﷺ کی وفات

اور جبرئیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو ان آیات ونشانیوں کے بارے میں خبر دینا جو وہ آپ ﷺ کے پاس لائے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بی بی پر اس قدر غیرت نہیں کی تھی جس قدر خدیجہ پر کی تھی بوجہ اس کے کہ میں سنتی رہتی تھی کہ حضور ﷺ اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے میرے ساتھ اس کی وفات کے تین سال بعد شادی کی تھی۔ اور البتہ تحقیق آپ ﷺ کو آپ کے رب نے حکم دیا تھا کہ آپ ﷺ اس کو جنت میں ان کے گھر کی بشارت دے دیں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے (یا بانس سے) جن میں نہ تعب ہے، نہ تھکان اور نہ شور وشغب ہے۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی دیگر وجوہ سے ہشام بن عروہ سے۔ (بخاری حدیث ۳۸۱۷)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو قتیبہ ابن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے عمارہ سے، اس نے ابوزرعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام

حضور ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ ہے یہ آپ کے پاس ایک برتن لا رہی ہے اس میں کھانے کا سالن ہے یا پینے کی چیز ہے۔ جب یہ آپ ﷺ کے پاس آجائے تو اس پر سلام کہیے اس کے ربّ کی طرف سے اور میری طرف سے اور اس کو جنت میں اس کے ایک گھر کی بشارت دے دیجئے جو بانس کا بنا ہوا ہے (یا موتیوں کا بنا ہوا ہے)۔ جس میں نہ شور وشغب ہے نہ تھکان اور تکلیف ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابوشیبہ سے اس نے **محمد بن فضیل** سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۸۲۰۔ فتح الباری ۷/۱۳۳۔۱۳۴۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۸۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز فرض ہونے سے پہلے فوت ہوگئی تھیں۔

(انساب الاشراف ۱/۱۸۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مکے میں وفات ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل اور نماز فرض ہونے سے قبل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ن کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اور ابوطالب دونوں فوت ہوگئے تھے ایک ہی سال میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر مسلسل مصائب آنا شروع ہوگئے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کی ہلاکت سے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تو حضور ﷺ کی وزیرہ اور آپ کا بوجھ بردار تھیں جس نے اسلام کی تصدیق کی حضور ﷺ انہی کے پاس سکون لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موت ابوطالب کی موت کے بعد تھی مگر صرف تین دن بعد۔ واللہ اعلم۔

اسی کو ذکر کیا ہے ابوعبداللہ بن مندہ نے کتاب المعرفۃ میں اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ ذکر کرتے تھے۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ لوگ شعب ابوطالب سے ہجرتِ مدینہ سے تین سال قبل نکلے تھے اور اسی سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تھا اور ابوطالب کا ان دو کے درمیان پینتیس راتوں کا فرق تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پہلے ہوا۔

یہ اس میں سے جس میں ہمیں خبر دی ہے ابومحمد سکری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن غسان نے، وہ کہتے ہیں کہ واقدی نے کہا ہے پھر اس نے اسی کو ذکر کیا ہے۔

باب ۸۸

مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک رسول اللہ ﷺ کی سیر

اور اس میں جن آیات ونشانیوں کا ظہور ہوا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

سُبحٰن الذی اَسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجدا لحرام الی المسجد الاقصٰی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر

پاک ہے وہ ذاتِ پاک جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنادیا ہے تاکہ اس کو اپنی نشانیاں دکھائے۔ بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ کی طرف ہجرت سے ایک سال پہلے بیت المقدس کی طرف رات کو لے جایا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰۸)

اور اسی طرح اس کا ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد اور حسان بن عبداللہ نے۔ ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل سُدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر پانچ نمازیں بیت المقدس میں فرض کی گئی تھیں جس رات ان کو لے جایا گیا تھا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کی ہجرت سے چھ ماہ قبل کا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابواحمد حمزہ بن محمد بن عباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم بن علاء بن ضحاک زبیدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے عبداللہ بن سالم اشعری سے، اس نے زبیدی محمد بن ولید بن عامر سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ولید بن عبدالرحمٰن نے۔ یہ کہ جبیر بن نفیر نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شداد بن اوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کو کیسے سیر کرائی گئی تھی (یا رات کو کیسے لے جایا گیا تھا)۔

معراج کی رات مدینہ طیبہ میں آپ نے نماز پڑھی .... کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی تھی مکہ مکرمہ میں۔ اور میرے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک جانور لائے تھے سفید رنگ کا، جو گدھے سے قدرے بڑا تھا مگر خچر سے چھوٹا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سوار ہو جائیے۔ میرے اوپر مشکل گذری۔ اس نے اس کو کان سے پکڑ کر گھمادیا اس کے بعد اس نے مجھے اس کے اوپر سوار کر دیا۔ بس وہ جانور ہمیں لے کر روانہ ہوا۔ وہ اس قدر تیز تھا کہ جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی وہیں اس کے قدم پہنچتے تھے یہاں تک کہ ہم کھجوروں کی سرزمین پر پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اُتار دیا۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ نماز پڑھئے۔ میں نے نماز پڑھی اس کے بعد پھر ہم سوار ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نے یثرب میں نماز پڑھی ہے، آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ اس کے بعد وہ سواری روانہ ہوئی ہم لوگوں کو لے کر۔ اس کے پیر وہاں پڑ رہے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑ رہی تھیں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں ایک اور سرزمین پر پہنچادیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُتر جائیے، میں اُتر گیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے مدین میں نماز پڑھی ہے۔ آپ نے شجرہ موسیٰ کے پاس نماز پڑھی ہے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس درخت کے پاس نبوت ملی تھی)۔ اس کے بعد وہ سواری ہمیں لے کر روانہ ہوئی۔ پھر اس کے پیر وہاں پڑنے لگے جہاں اس کی نظریں جاتی تھیں۔ پھر اس نے ہمیں ایک سرزمین پر پہنچادیا جہاں ہمارے لئے محلات ظاہر ہو رہے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُتریئے، میں اُترا تو انہوں نے کہا کہ یہاں بھی نماز پڑھئے، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم لوگ سوار ہو گئے اس کے بعد انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، مسیح ابن مریم۔

دودھ اور شہد کا برتن لایا گیا .... اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک شہر میں داخل ہوئے اس کے دروازہ یمانی کی طرف سے۔ جبرئیل علیہ السلام مسجد کے قبلہ اور سامنے کی طرف آئے انہوں نے وہاں پر سواری کے اپنے جانور کو باندھا اور ہم لوگ مسجد میں داخل ہو گئے۔ ایک ایسے دروازے سے جس سے چاند اور سورج دونوں جھک رہے تھے یا ڈھلتے نظر آ رہے تھے۔ پھر میں نے مسجد میں نماز پڑھی جس جگہ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد مجھے شدید پیاس نے آن گھیرا۔ لہٰذا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا۔ وہ پورے بھرے ہوئے میرے پاس بھیجے گئے میں نے دونوں میں برابری محسوس کی۔ اس کے بعد اللہ نے مجھے رہنمائی فرمائی لہٰذا میں نے دودھ لے کر پی لیا اور پورا پورا پی گیا۔ میں نے سامنے جب دیکھا تو ایک بوڑھے بزرگ تشریف فرما ہیں اور وہ بستر پر اپنی کہنی پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا تیرے ساتھی نے فطرت کو لیا ہے اور بے شک اس کو اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔

اس کے بعد وہ مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم لوگ ایک وادی میں پہنچ گئے جو اسی شہر میں تھی یکا یک میں کیا دیکھتا ہوں وہاں سے جہنم منکشف ہو گئی ہے قالین کی مثل۔ (شداد بن اوس نے کہا کہ) میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ نے جہنم کو کیسا پایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گرم اور سیاہ کوئلے کی طرح تھی۔ اس کے بعد مجھے وہاں سے ہٹا لیا گیا اس کے بعد ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ گذر رہے تھے فلاں فلاں جگہ اور مقام پر جن کا کوئی اُونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے ان کو وہ ڈھونڈ کر دیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ آواز تو محمد ﷺ کی لگتی ہے۔ اس کے بعد میں صبح ہونے سے قبل اپنے اصحاب کے پاس واپس بھی آ گیا مکہ میں۔

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ (ﷺ) آج رات آپ کہاں پر تھے؟ ہم آپ کی جگہ پر آپ کو تلاش کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میں بیت المقدس میں گیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ مہینے بھر کا سفر ہے؟ آپ مجھے بتایئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے لئے راستہ کھولا گیا تھا گویا کہ میں اسی میں دیکھ رہا ہوں۔ جو بھی وہ سوال مجھ سے کرتے گئے میں ان کو بتاتا چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مشرکین نے کہا دیکھو دیکھو ابن ابو کبشہ (محمد) کو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ آج رات بیت المقدس میں گیا تھا۔

واپسی پر قریشی قافلہ سے ملاقات .... راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تم لوگوں کو ایک نشانی بتاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں مدینے کی طرف آنے والے قریش کے ایک قافلے سے ملا ہوں فلاں فلاں مقام پر ان کا ایک اُونٹ گم ہو گیا تھا وہ اس کی تلاش کر رہے تھے مگر فلاں شخص کو وہ مل گیا تھا، بے شک ان کی روانگی ہو چکی ہے وہ اس وقت فلاں فلاں مقام پر ہیں۔ تمہارے پاس وہ فلاں فلاں دن پہنچ جائیں گے ان کے آگے آگے گندمی رنگ کا اونٹ ہے۔ اس کے اوپر کالے رنگ کا کپڑا یا جھل ڈالی ہوئی ہے اور اس کے اوپر دو کالے رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ جب وہ دن آ گیا (جو حضور ﷺ نے قافلے کے آنے کا بتایا تھا) تو لوگ نظر اُٹھا اُٹھا کر قافلے کو دیکھنے لگے اور انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت قریب ہوا تو وہ قافلہ آ گیا اس کے آگے آگے وہی اونٹ تھا جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔

یہ اسناد صحیح ہے اور یہ ہی بیان اس کے علاوہ دیگر احادیث میں، الگ الگ مروی ہیں۔ اور ہم ان شاء اللہ اس میں سے ذکر کریں گے جو کچھ میسر ہو گا۔

(۴)　ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابو الموجہ محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس رات کو رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اسی رات حضور ﷺ کو ایلیا میں پیش

کیا گیا، اس میں شراب تھی اور دوسرا برتن پیش کیا گیا اس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا برتن آپ نے لے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا الحمد لله الذی هداك للفطرة ، اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرۃ کی چیز کی رہنمائی فرمائی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو لے لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوخیثمہ نے، ان کو ابوصفوان نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن مسیب نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں انہوں نے حدیث کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل برابر برابر۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۷۰۹۔ فتح الباری ۳۹۱/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ مسند احمد ۲۸۲/۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی احمد بن خالد وھبی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نضر نے۔ ابن النضر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو حجین بن معنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان کو عبداللہ بن فضل ہاشمی نے، ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خود حجر کعبہ میں دیکھا اور قریش مجھ سے میری سیر وسفر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کئی چیزوں کے بارے میں پوچھا بیت المقدس میں سے۔ میں نے جن کو ذہن میں یاد نہیں رکھا تھا۔ لہٰذا میں انتہائی کرب میں مبتلا ہو گیا کہ کبھی اس قدر کرب میں کبھی مبتلا نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو اُٹھا کر میرے سامنے کر دیا (مراد ہے اللہ نے حجابات کو ہٹا کر سامنے کر دیا)۔ جو بھی مجھ سے پوچھتے تھے میں ان کو جواب دیتا جاتا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا .... تحقیق میں نے خود انبیاء کی جماعت میں دیکھا تھا کہ یکا یک موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک مضبوط اور گھنگھرالے بالوں والے جوان ہیں جیسے کہ قبیلہ شنوءہ کے جوانوں میں سے ہیں۔ پھر یکا یک نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ان کی سب سے زیادہ مشابہت لوگوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی کے ساتھ تھی۔ پھر دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں میں سے ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت تمہارے ساتھی میں ہے (وہ اس سے اپنے نفس کو مراد لے رہے تھے)۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا لہٰذا میں نے ان تمام انبیاء کی امامت کرائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہ دیکھیں اس کا نام مالک ہے یہ جہنم کا ذمہ دار ہے، اس پر سلام کیجئے۔ میں اس کی طرف جونہی پلٹا تو اس نے سلام کرنے میں مجھ سے پہل کر ڈالی۔

ان دونوں کی حدیث کے الفاظ برابر ہیں ہاں مگر وہبی کی روایت میں ہے کہ اور میں قریش کو خبر دے رہا تھا اپنے سفر اور سیر کے بارے میں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین عبدالصمد بن علی بن مکرم نے، ان کو عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے۔ اس نے کہا کہ مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر کعبہ میں کھڑا ہوا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کو دیکھ دیکھ کر قریش کو بتانے لگا اس کی نشانیوں کے بارے میں، حالانکہ میں دیکھ نہیں رہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن بکیر سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۸۸۶۔ فتح الباری ۱۹۶/۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱۵۶/۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مجھے میرے والد نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن مسیّب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس پہنچے تو اس پر وہ ابراہیم علیہ السلام سے ملے اور موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام سے۔ اوران کے پاس دو پیالے لائے گئے۔ ایک دودھ کا پیالہ تھا دوسرا شراب کا پیالہ۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف نظر ڈالی اس کے بعد آپ نے دودھ والا پیالہ لے لیا۔ لہٰذا جبرئیل نے آپ ﷺ سے کہا آپ کی فطرت کی رہنمائی کی گئی ہے اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپ کو سیر کرائی گئی ہے تو بہت سارے لوگ آزمائش اور سوچ میں پڑ گئے جنہوں نے رات کو آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔

حضرت صدیق اکبر ؓ نے معراج کے واقعہ کی بلا تاخیر تصدیق کی .... ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا قریش کے لوگ باقاعدہ تیاری کے ساتھ حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہے، وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر واپس مکہ میں آ گئے ہیں۔ ابوبکر ؓ نے کہا کیا واقعی انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بالکل کہی ہے۔ ابوبکر ؓ نے کہا کہ پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا آپ تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات کے اندر شام کے ملک چلے گئے ہیں۔ دوبارہ صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں! میں ان کی تصدیق اس سے دور کی مسافت پر بھی کرتا ہوں کیونکہ میں اس کی تصدیق آسمانوں کی خبر پر بھی کرتا ہوں۔ ابوسلمہ نے کہا کہ اسی معاملے میں ان کا نام رکھا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے تھے جب قریش نے میری تکذیب کر دی تھی جس وقت مجھے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا تھا میں حجرِ کعبہ میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو سامنے کر دیا تھا لہٰذا میں شروع ہوا ان کو اس کی نشانیاں بتانے لگا حالانکہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوسہل احمد بن محمد بن ابراہیم مہرانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں۔ ان کو محمد بن ہثیم قاضی ابوالاحوض نے، ان کو محمد بن کثیر مصیصی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے مکرم بن احمد قاضی نے، ان کو ابراہیم بن ہثیم بلدی نے، ان کو محمد بن کثیر صنعانی سے، ان کو معمر بن راشد نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو آپ لوگوں کو باتیں بتانے لگے کچھ لوگ (شک کی وجہ) سے پھرنے لگے۔ ان لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تھے اور آپ کی تصدیق کر رہے تھے وہ دوڑ کر حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا کہتے ہیں آپ اپنے دوست کے بارے میں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس کو آج رات بیت المقدس لے جایا گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا واقعی حضور ﷺ نے یہ بات کہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کہی ہے۔ تو ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ اگر یہ بات کہی ہے تو سچ کہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس طرح تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج ہی رات کے اندر بیت المقدس چلے گئے تھے پھر صبح ہونے سے پہلے واپس مکے میں بھی آ گئے ہیں۔ ابوبکر ؓ نے فرمایا میں بالکل تصدیق کرتا ہوں۔ میں نے اس سے زیادہ دور کی مسافت یعنی آسمانوں کی خبر کی صبح شام تصدیق کی ہے۔ اسی لئے ان کا نام ابوبکر صدیق ؓ رکھا گیا۔ یہ الفاظ ابوعبداللہ کی حدیث کے ہیں۔

(مستدرک ۳/۶۲۔۶۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے انس بن مالک ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بعض

اصحاب نبی نے یہ کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی تھی آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے تھے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (اصحاب رسول ﷺ) کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ گھوڑا یا جانور باندھا گیا تھا خرابہ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ میرے سامنے وضاحت فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جانور ایسا تھا، ایسا تھا گویا کہ ابوبکر نے تحقیق دیکھ لیا اس کو۔

اس روایت میں اسی طرح ہے اور دوسری روایت میں ہے (كريمة و ديمة) اور صحیح اول ہے۔

دودھ فطرت کے مطابق ہے .... (۱۱) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلی بن مقلاص نے، ان کو عبداللہ بن وہب بن مسلم ابومحمد قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن عبدالرحمن زہری نے اپنے والد سے، اس نے عبدالرحمن بن ہاشم بن عتبہ بن ابووقاص سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب جبرئیل علیہ السلام براق لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو وہ گویا کہ اپنی دُم زور سے ہلا رہا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا تھا ٹھہر جا اے براق! اللہ کی قسم اس جیسا سوار کبھی تیرے اُوپر سوار نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ چنانچہ وہ راستے کے کنارے ایک بڑھیا کے پاس سے گذرے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلتے رہئے یا رسول اللہ! آپ ﷺ چلتے رہے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ چلیں کہ اچانک آپ ﷺ نے سنا کہ کوئی شے آپ کو راستے کے کنارے سے بلا رہی ہے راستے سے ہٹ کر۔ اور وہ کہتی ہے میرے پاس آیئے اے محمد! (ﷺ)۔ مگر جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ چلئے۔ آپ ﷺ اور آگے چلے جس قدر اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ کو مخلوق میں سے ایک مخلوق ملی ان لوگوں نے کہا السلام عليك يا اول السلام عليك يا اخر السلام عليك يا حاشر۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ سلام کا جواب دیجئے اے محمد ﷺ! آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ دوبارہ چلے۔ حضور ﷺ سے اب بھی انہوں نے پہلے کی طرح قول کیا اس کے بعد تیسری بار ایسا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیت المقدس پہنچ گئے پھر آپ کے آگے پانی اور شراب اور دودھ پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دودھ لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر آپ پانی پی لیتے تو آپ بھی غرق ہو جاتے اور آپ کی اُمت بھی غرق ہو جاتی اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ بھی بھٹک جاتے اور آپ کی اُمت بھی گمراہ ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام بھیجے گئے اور ان کے بعد والے سارے انبیاء بھی علیہم السلام۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کی امامت فرمائی۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا بہرحال وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی تھی راستے کے کنارے پر۔ پس نہیں باقی رہی دنیا میں سے مگر جس قدر اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے۔ بہرحال وہ جس کی طرف آپ ﷺ مائل ہونا چاہتے تھے وہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کو سلام کیا ہے وہ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو ابوالزنباع نے، ان کو روح بن فرج نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نیساپوری نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لائی گئی جس رات کو سیر کرائی گئی۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی، لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ سے اس پر چڑھنا مشکل ہوا تو جبرئیل نے اس سے کہا اے براق! تجھے کس چیز نے ایسا کرنے کے لئے کہا ہے؟ اللہ کی قسم تیرے اوپر مخلوق میں سے ایسا سوار کبھی سوار نہیں ہوا جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی براق کو پسینے چھوٹ گئے تھے۔ (ترمذی)

معراج سے واپسی پر قریش کے سامنے بیان .... (۱۳) ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو احمد بن عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو خبر دی عوف نے، ان کو زرارہ بن اوفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ رات آئی جس میں مجھے سیر کرائی گئی تھی تو میں مکے میں گھبرا گیا تھا اپنے معاملے سے۔ کیونکہ میں جان چکا تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ الگ تھلگ ہو کر غمگین حالت میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابوجہل اللہ کا دشمن ان کے پاس سے گزرا وہ آ کر حضور ﷺ کے پاس استہزاء کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور پوچھنے لگا کہ کیا ہوا کوئی بات ہوگئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ۔اس نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے پوچھا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ اس نے کہا کہ پھر آپ اس وقت ہمارے درمیان موجود بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس بات کی پروانہ کی کہ وہ تکذیب کرے گا آپ کی۔ بوجہ اس خوف کے کہ جب اپنی قوم کو بلائے گا تو یہ انکار نہ کر دے کہ مجھے یہ بات نہیں بتائی تھی۔ ابوجہل نے کہا کہ کیا خیال ہے آپ کا اگر آپ کی قوم کو بلاؤں تو آپ ان کو یہ بات بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بتاؤں گا۔ ابوجہل نے کہا اے بنی کعب کی جماعت! یہاں آ جاؤ۔ کہتے ہیں کہ ابوجہل کی یہ بات سن کر جہاں جہاں کوئی بیٹھا تھا اپنی اپنی مجلس برخاست کر کے سب چلے آئے اور وہ آ کر ابوجہل اور حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے کہا کہ محمد! (ﷺ) آپ اپنی قوم کو وہ بات بتائیے جو آپ نے مجھے بتائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ صبح صبح ہمارے درمیان بھی موجود ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ لوگوں نے ازراہِ مذاق تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ بعض نے ازراہِ تعجب سر پر ہاتھ رکھ لئے کہ اتنا بڑا جھوٹ محمد (ﷺ) بول رہے ہیں (نعوذ باللہ)، ان لوگوں کا یہی گمان تھا۔ مگر ان لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بیت المقدس کا سفر کر چکے تھے اور مسجدِ اقصیٰ کو دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ ہمیں مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کی صفت بیان کرنا شروع کی۔ بتاتے بتاتے بعض چیزیں مجھ سے مل جل گئیں۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ دارِ عقیل یا عقال کے پیچھے رکھی گئی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی صفات بیان کر دیں بایں صورت کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ایک حدیث تھی جس کو عوف نے یاد نہیں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے کہا کہ بہر حال صفات اور نشانیاں تو اللہ کی قسم انہوں نے درست بتائیں ہیں۔ (مسند احمد ۱/۳۰۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے، ان کو ھوذہ نے، ان کو حدیث بیان کی زرارہ بن ابواوفی نے ابن عباس سے اس حدیث کے ساتھ۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن مسلمہ نے، ان کو عاصم بن بہدلہ نے، اس نے زر بن حبیش نے حذیفہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس براق لائی گئی وہ جانور تھا، رنگ سفید، گدھے سے قدرے بڑا خچر سے ذرا چھوٹا۔ جونہی حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اس کے پیٹھ سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا اور حضور ﷺ کو جنت اور جہنم دکھائی۔

اس کے بعد وہ مجھے سے کہنے لگے کہ کیا بیت المقدس میں آپ نے نماز پڑھائی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا سنئے اے اصیلع میں آپ کا چہرہ پہچانتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں زر بن حبیش ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو کہاں پایا تھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی تھی۔ میں نے آیت کا مطلب بیان کیا۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

براق کو انبیاء کی سواری باندھنے کے کڑے کے ساتھ باندھا .... کہا اگر انہوں نے وہاں نماز پڑی ہوتی تو تم بھی نماز پڑھتے جیسے تم مسجد الحرام میں پڑھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ ؓ سے کہا کیا انہوں نے اس کڑے کے ساتھ سواری باندھی تھی جہاں انبیاء کرام علیہم السلام سواریاں باندھا کرتے تھے؟ کہا کہ کیا حضور ﷺ ڈرتے تھے وہ وہاں سے چلے جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وہاں لے گیا تھا؟

میں کہتا ہوں کہ اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید نے عاصم سے مگر اس نے براق کی صفت محفوظ اور یاد نہیں رکھی۔ اور حضرت حذیفہ ؓ ایسے تھے کہ انہوں نے بیت المقدس میں آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی بات نہیں سنی تھی۔ (ترمذی۔ حدیث ۱۳۴۷)

اور تحقیق، ہم نے روایت کیا ہے حدیث ثابت میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے اور دیگر سے کہ حضور ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔ باقی رہی بات سواری باندھنے کی، تو ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے دیگر کی حدیث میں۔

نیز براق ایک جانور اور مخلوق تھا اور عادت اسی طرح مقرر ہے اور جاری ہے کہ جانور باندھے ہی جایا کرتے ہیں۔ گو کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بغیر باندھے اس کی حفاظت کرے مگر نفی والی بات ثابت نہیں جبکہ باندھنے والی بات حدیث سے ثابت ہے اور ثابت کرنے والی حدیث نفی کرنے والی سے اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ و باللہ التوفیق۔

(۱۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحق قاضی نے، ان کو علی بن عبداللہ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے۔

و جعلنا الرؤیا التی اَرَیْنٰاکَ الا فتنۃ للناس

کہ ہم نے نہیں بنایا اس خواب کو جو ہم نے اس کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کے لئے

ابن عباس نے کہا کہ یہاں رؤیت عین مراد ہے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کو اس رات دکھایا گیا تھا جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی۔ اور والشجرۃ الملعونۃ فی القران ، یہ شجرہ زقوم (تھوہر کا درخت) مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے۔ (بخاری۔ حدیث ۶۔ فتح الباری ۳۹۸/۸)

☆☆☆

باب ۸۹

اس بات کی دلیل کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں پر لے جایا گیا تھا

اور آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا اور اس سے قبل آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں اُس وقت دیکھا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر (یعنی آسمان کے اُوپر والے کنارے پر) تھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

والنجم اذا هوٰى ما ضل صاحبكم وما غوىٰ۔ وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ علمه شديد القوىٰ ذو مرّة فاستوىٰ وهو بالافق الاعلىٰ ثم دنى فتدلى ۔ فكان قاب قوسين او ادنىٰ ۔ فأوحىٰ الى عبده ما اوحىٰ ما كذب الفؤاد ما راى ۔ افتمارونه على ما يرى ۔ ولقد راٰه نزلة اخرى عند سدرة المنتهىٰ ۔ عندها جنة المأوٰى اذا يغشى السدرة ما يغشىٰ ۔ ما ذاغ البصر وما طغى لقد راٰى من اٰيات ربه الكبرىٰ۔ (سورة النجم)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب پر آ جائے۔ تمہارا صاحب نہ ہی گمراہ ہوا ہے اور نہ ہی بھٹک گیا ہے اور وہ نہ ہی اپنی ہوائے نفسانی سے باتیں کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو پیغامِ ربانی ہوتا ہے جو اس کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اس کو شدید قوتوں کے مالک جبرئیل علیہ السلام نے آ کر وہ پیغام تعلیم دیا اور سکھایا ہوتا ہے۔ وہ صاحبِ قوت وطاقت ہے۔ وہ اُس وقت سیدھا مستوی ہوا تھا جب وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا (یعنی آسمان کے بلند ترین کنارے پر)۔ اس کے بعد وہ نیچے جھکا اور اُتر کر آہستہ آہستہ قریب ہوا محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ پھر وہ اتنی قریب ہوا کہ ایک دو کمانوں کے فاصلے پر آ گیا (قریب ہو کر)۔ اس نے رب کے خاص بندے محمد ﷺ پر جو کچھ وحی کرنا تھی وہ کی، اس وحی کو اس قلبِ محمدی نے اچھی طرح جذب کیا اس کو جھوٹ نہیں جانا جو کچھ اس نے دیکھا تھا۔ کیا تم لوگوں کو شک ہے اس حقیقت کے بارے میں جس کو محمد ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اس ناموس کو (جبرئیل علیہ السلام کو) دوسری مرتبہ اُترتے دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (اس کی اصلی اور ملکوتی صورت میں)۔ سدرۃ کے پاس جنت الماویٰ ہے (محمد ﷺ نے) سدرۃ کو اُس وقت دیکھا تھا جب اس کو انوار و تجلیات نے چھپا لیا تھا مگر باوجود اس کے اس کو دیکھنے سے نہ تو نگاہِ محمدی کج ہوئی نہ ہی اسے ہٹ کر متجاوز ہوئی۔ انتہائی یقینی بات ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو وہاں دیکھا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالقاسم عبداللہ بن محمد نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو عباد بن عوام نے، ان کو شیبانی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمر و محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی منیعی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حسین نے، وہ ابن علی ہیں۔ زائدہ سے اس نے شیبانی سے۔ وہ کہتے ہیں

کہ میں نے پوچھا زر سے اللہ کے اس قول کے بارے میں ہو کان قاب قوسین او ادنیٰ ،وہ تھا(جبرئیل علیہ السلام) دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی قریب تر فاصلے پر۔انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ نے کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اُن کے چھ سو پر تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں طلق بن غنام سے اس نے زائدہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوالربیع سے۔

(فتح الباری ۸/۶۱۰۔مسلم ص ۱/۱۵۸)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوالولید نے ،ان کو حسن بن سفیان نے ،ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ،ان کو حفص بن غیاث نے شیبانی سے اس نے زر بن حبیش سے اس نے عبداللہ سے کہ مَا کَذَبَ الفواد ما رای ، کہ قلب محمدی ﷺ نے جو دیکھا اس کا انکار نہیں کیا ،فرمایا کہ اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر مراد ہیں۔

اس کو ہم نے روایت کیا صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔(مسلم ص ۲۸۱)

(۳)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ،ان کو اسحاق بن منصور نے ، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے ،اس نے عبدالرحمٰن بن یزید سے ،اس نے عبداللہ سے کہ مَا کَذَبَ الفواد ما رای سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو جو کچھ دیکھا اس کے اوپر ہرے ریشم کی پوشاک تھی یعنی لباس تھا۔اور وہ اس قدر عظیم تھا کہ اس نے (اس رُخ پر جس طرف نظر آیا تھا) آسمان زمین کے خلاء کو بھر دیا تھا۔(مسند احمد ۱/۳۹۴۔۴۱۸)

جبرائیل علیہ السلام ذاتی صورت میں .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی حافظ نے ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے ،ان کو ابراہیم بن سعید جوہری نے ،ان کو ابواسامہ نے زکریا سے (ح)۔ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ،ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسامہ نے ،ان کو زکریا بن اشوع نے شعبی سے ،اس نے مسروق سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے ،ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی (پھر وہ قریب آیا اور زیادہ نیچے مائل ہوا)۔انہوں نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس مردوں کی صورت پر آیا کرتے تھے۔اس مرتبہ وہ ان کے پاس آئے تھے اپنی ذاتی صورت میں ،جس کی کیفیت ایسی تھی کہ انہوں نے افق سماء کو بھر رکھا تھا۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن یوسف ابواسامہ اور بخاری و مسلم نے ابن نمیر سے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے ،ان کو خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو ابن بکیر نے ، ان کو عبداللہ بن لہیعہ نے ،ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے ،ان کو عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ کی ابتدائی حالت کہ آپ خواب میں دیکھتے تھے مگر پہلی بار جب ان کو انہوں نے دیکھا تو اس وقت اجیاد میں تھے مکے میں۔بیشک آپ ﷺ اس وقت کسی حاجت کے لئے نکلے تھے۔اچانک زور سے چیخنے کی آواز آئی اے محمد ،اے محمد! آپ ﷺ نے دائیں دیکھا ،بائیں دیکھا مگر کچھ بھی نظر نہ آیا۔دوبارہ دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔پھر آپ ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو آپ نے دیکھا کہ فضاء کے اندر کوئی شخص ایک ٹانگ دوسرے پر لپیٹے آسمان کے کنارے کھڑا ہے۔وہ کہہ رہا ہے کہ اے محمد ﷺ جبرئیل جبرئیل (یعنی میں جبرئیل ہوں)۔وہ آپ کو تسلی دے رہے تھے مگر حضور ﷺ گھبرا کر بھاگے۔یہاں تک کہ لوگوں میں جا پہنچے۔آپ ﷺ نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا اس کے بعد آپ لوگوں میں سے نکل آئے پھر دیکھا تو پھر وہ نظر آنے لگے۔یہی فضیلت ہے اللہ کے اس قول کی ،والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غویٰ ۔ الآیۃ ۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ،ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے ،ان کو محمد بن حسین بن ابوالحسین نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے ،ان کو حارث بن عبید الایادی نے ابوعمران جونی سے ،اس نے انس سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرئیل آگئے انہوں نے میرے کندھوں کے مابین مکا مارا۔میں کھڑا ہوگیا ایک درخت کی طرف

اس میں پرندے کے دو گھونسلے تھے یا ان کی مثل تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے اور میں دوسرے میں بیٹھ گیا۔ میں بلند ہوا اور وہ بھی اونچا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے دونوں کنارے بھر دیئے میں اپنی نگاہیں گھمار ہا تھا اگر میں چاہتا کہ میں آسمان کو چھولوں تو چھو لیتا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی تو وہ ایسے ہو گیا جیسے وہ ایک ٹاٹ ہے (پردہ ہے)۔ پس میں نے پہچان لیا اس کے علم کی زیادتی اللہ کے ساتھ محمد ﷺ پر۔ چنانچہ میرے لئے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا گیا۔ اور میں نے ایک بہت بڑی روشنی دیکھی اچانک میرے آگے نرم موتیوں اور یاقوت کے حجاب حائل ہو گئے۔ پس میری طرف وحی کی گئی جس قدر اللہ نے چاہا کہ وحی ہو۔

اور اس کے ماسوائے کہا اس حدیث کے آخر میں کہ اچانک میرے آگے رف رف موتیوں اور یاقوت کے حجاب لٹکا دیئے گئے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے حارث بن عبید نے۔ اور اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابو عمران جونی سے، اس نے محمد بن عمر بن عطارد سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنے صحابہ کی جماعت میں بیٹھے تھے ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے حضور ﷺ کی پیٹھ پر نکتے لگائے یا کچوکے لگائے اور آپ کو ایک درخت کے پاس لے گئے اس میں مثل پرندوں کے گھونسلے کے سی جگہ تھی۔ حضور ﷺ ان میں سے ایک میں بیٹھ گئے دوسرے میں جبرئیل علیہ السلام بیٹھ گئے۔ وہ ہمیں اوپر لے گئے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے پر پہنچ گئے اگر میں ہاتھ دراز کرتا تو آسمان پر پہنچ جاتے۔ اور ایک رسی لٹکائی گئی اور نور اترا جس سے جبرئیل علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے اور ایسے ہو گئے جیسے ٹاٹ ہوتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس میں خوفِ الٰہی کی زیادتی پہچان لی اپنی خشیتِ الٰہی پر۔ چنانچہ میری طرف وحی کی گئی کہ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا عبد نبی یا جنت کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کیا حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے یہ کہ عاجزی کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں عبد نبی ہونا پسند کرتا ہوں۔

رؤیت باری تعالیٰ .... (۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، اور اسماعیل بن محمد صفار سے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی سعدان بن نصر نے ان کو محمد بن عبداللہ نے، ان کو ابن عون سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن محمد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ، اس نے اللہ پر بہت بڑا افتراء اور بہتان باندھا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا دوبارہ ان کی اصل صورت میں اور اصل تخلیق میں۔ جس نے اس پورے خلاء کو بھر دیا تھا جو افق و آسمان کے کنارے کے درمیان ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن عبداللہ بن ابوالثلج سے، اس نے محمد بن عبداللہ انصاری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا وہ وہی مذکور باری تھی جو سورۃ النجم میں لکھا ہے۔ اور اس کے بارے میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ وہ نازل ہوئی تھی عثمان بن عفان کی ہجرت کے بعد اور عثمان بن مظعون کی ہجرت کے بعد اور ان دونوں کے اصحاب کی ہجرت اولیٰ حبشہ کے بعد۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پڑھا تھا نماز میں اور سجدہ کیا تھا اور مسلمانوں اور مشرکین نے بھی ساتھ سجدہ کر لیا تھا۔ اور یہ خبر حبشہ میں ان مذکورہ مہاجرین تک پہنچ گئی تھی لہٰذا یہ لوگ حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔ پھر دوبارہ انہوں نے دوسری بار ہجرت کی تھی جعفر بن ابوطالب کے ساتھ اور یہ ہجرت حضور ﷺ کی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک کی سیر کے دو سال بعد ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دوسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اس رات میں جس رات ان کو سیر کرائی گئی تھی اس رات انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان کی اصل صورت پر۔ یہ بات اللہ کے اس قول میں مذکور ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

ولقد راٰہُ نزلة اخری عند سدرة المنتهی عندها جنة الماوٰی ۔ اذ یغشی السدرة ما یغشی ما زاغ البصر وما طغی لقد رای من اٰیات ربه الکبریٰ

البتہ تحقیق حضور نے جبرئیل کو اُترتے دوسری بار دیکھا تھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنۃ الماویٰ بھی ہے (اس وقت انہوں نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا)۔ جب سدرہ کو اللہ تعالیٰ نے انوار و تجلیات نے چھپا رکھا تھا نہ تو حضور ﷺ کی آنکھ بدلی تھی نہ ہی ان کو دیکھنے میں کوئی غلطی لگی تھی۔ یہ صفت ہے انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی تھیں۔

احتمال : (امام بیہقی فرماتے ہیں) ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ سورت نجم مذکورہ آیات کے بغیر اس وقت نازل ہوئی ہو جو کہ اہلِ مغازی کے نزدیک مشہور ہے۔ مگر یہ مذکورہ آیات نازل نہ ہوئی ہوں اس وقت جب آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ اترتے دیکھا مذکورہ سیر کے بعد۔ لہٰذا یہ آیات اس سورۃ کے ساتھ لاحق کر دی گئی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو علی بن مسہر نے، ان کو عبدالملک نے عطاء سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی ۔ ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پَر تھے .... (۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو شیبہ نے سلیمان شیبانی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس زر بن حبیش گذرے۔ میں اُٹھ کر ان کے پاس گیا میں نے اس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ لقد رای من من آیات ربه الکبریٰ ؟ تو زر نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا تھا کہ مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کے چھ سو پَر تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن مسلمہ نے ان کو عاصم بن بہدلہ نے، ان کو زر نے عبداللہ سے، اللہ کے اس فرمان کے بارے میں وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی۔ عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا تھا ان پر چھ سو پَر تھے۔ ان کے ہر ہر پَر سے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔

(۱۱) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو باغندی نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے کہ لقد رای من ایات ربه الکبریٰ سے مراد ہے کہ حضور ﷺ نے سبز رفرف کو دیکھا تھا اس نے اُفق کو بھر رکھا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قبیصہ سے۔ (فتح الباری ۸/۶۱۱)

اور ابن مسعود کی اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا ان کی اصلی صورت میں سبز رَفرَف پر۔ یہ بات ان سے ایک دوسرے طریق سے زیادہ واضح طور پر مروی ہے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو یوسف بن بہلول نے، ان کو عبداللہ بن نمیر نے، ان کو مالک بن مغول نے زبیر بن عدی سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے، اس نے مرّہ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، یہ چھٹے آسمان پر ہے (یہی مروی ہے اس روایت میں)۔ اور اسی سدرۃ تک پہنچنے میں وہ تمام اُمور جو اوپر کو چڑھتے ہیں یہاں تک کہ وہاں سے قبض کر لئے جاتے ہیں۔ اور اسی سدرۃ تک آ کر رُکتے ہیں وہ تمام اُمور جو اوپر سے اُترتے ہیں یہاں تک کہ وہ وہیں سے لے لئے جاتے ہیں۔

اذا یغشی السدرۃ ما یغشی سے کیا مراد ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سدرۃ کو سونے کے پتنگوں اور پروانوں نے چھپا رکھا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ پر پانچ نمازیں اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں۔ اور بخش دیئے گئے وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے ان کے سارے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے (جو گناہ ہلاکت میں اور جہنم میں پہنچاتے ہیں)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے اور زہیر بن حرب نے عبداللہ بن نمیر سے۔ (صحیح مسلم ۱/ ۱۵۷)

یہ ہے وہ تفصیل جس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو کہ حدیث معراج کا حصہ ہے اور اس کو روایت کیا ہے انس بن مالک بن صعصعہ سے۔ انہوں نے ابوذر سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، اس نے پھر ابوذر سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ اس کے بعد (ابوذر نے) اس کو روایت کیا ہے مرسلاً ان دونوں کے ذکر کے بغیر۔

دوسری مرتبہ شق صدر .... (۱۳) بہر حال رہی ان کی روایت مالک بن صعصعہ سے، تو اس میں اس طرح ہے کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطاء خفاف نے، ان کو خبر دی سعید نے یعنی ابن عروبہ نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے، اس نے مالک بن صعصعہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں بیت اللہ کے پاس نینداور بیداری کی کیفیت کے مابین حالت میں سو رہا تھا کہ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ایک ہے تین میں کا دو آدمیوں کے درمیان۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ لایا گیا اس کے بعد مجھے کہیں لے جایا گیا۔ اس کے بعد سونے کا تھال لایا گیا اس میں آبِ زم زم تھا پھر میرا سینہ چاک کیا گیا یہاں سے وہاں تک۔ قتادہ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے صاحب سے کہا آپ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پیٹ سے نیچے تک مراد ہے۔ پھر میرا دل نکالا گیا اور آبِ زم زم کے ساتھ دھویا گیا اس کے بعد اس کو دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اور فرمایا کہ اس کے بعد دل کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔

سعید کو شک ہے کہ لفظ حُشِیَ کہا تھا یا کُنِزَ کہا تھا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک جانور لایا گیا وہ سفید رنگ کا تھا اسے براق کہا جا رہا تھا۔ وہ گدھے سے بڑا تھا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پہنچتی تھیں۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا میرا ساتھی (جبرئیل علیہ السلام) میرے ساتھ سوار ہوا، وہ مجھ سے جدا نہ ہوا۔ ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا تک آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ ان سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا کہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟ اس نے بتایا یہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا ان کو اِدھر بھیجا گیا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔ آگے سے کہا گیا خوش آمدید، اچھی جگہ آئے ہو یا اچھا آنے والا آیا ہے۔ پھر میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا۔ سعید کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یوں کہا تھا کہ وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ میں نے ان دونوں کو سلام کہا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے نیک صالح برادر اور نیک صالح نبی۔

اس کے بعد ہم دونوں آگے چلے یہاں تک کہ تیسرے آسمان پر پہنچ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ ادھر بھیجے گئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اتنے میں مَیں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان پر سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی اور نیک نبی۔

اس کے بعد ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم چوتھے آسمان پر آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ اس نے کہا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ چنانچہ میں ادریس علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ میں نے سلام کیا ان کو۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔

عبدالوہاب نے کہا ہے کہ سعید نے کہا اور قتادہ کہتے ہیں اس مقام پر اللہ نے فرمایا و رفعناہ مکاناً علیاً ۔ اس کے بعد ہم چلے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر گئے ۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوایا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے؟ بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا یہاں پر ان کو بھیجا گیا؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، بہتر آنے والا آیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ہارون علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے کہا جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔

اس کے بعد ہم چلے اور چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہو؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں۔ سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بھائی۔ ہم جب اس سے آگے گذرے تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ اے رب یہ لڑکا ہے، آپ نے ان کو میرے بعد بھیجا ہے مگر ان کی اُمت میں سے لوگ جنت میں اس سے زیادہ جائیں گے جتنی میری اُمت کے لوگ جائیں گے۔

ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات .... اس کے بعد ہم چلے اور ساتویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھلوایا۔ پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں۔ سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا مرحبا ہے، اچھا آنے والا آیا ہے۔ میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا مرحبا، نیک بیٹے اور نیک نبی۔ اور ہم لوگوں کے لئے بیت المعمور اُٹھا کر لایا گیا۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ جب وہ اس میں سے نکل جاتے ہیں وہ واپس لوٹ کر نہیں آتے۔

اس کے بعد ہمارے لئے سدرۃ المنتہیٰ اُٹھا کر لائی گئی۔ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان ہوتے ہیں اور اس کے اوپر لگے ہوئے بیر مقام ہجر کے مٹکے کے برابر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ انہوں نے چار نہریں دیکھیں ان کی جڑ سے دو نہریں نکلتی ہیں، دو پوشیدہ ہیں اور دو ظاہر ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسی نہریں ہیں اے جبرئیل؟ آپ نے فرمایا کہ بہرحال دو باطنی نہریں جنت میں ہیں اور ظاہر نہریں دریائے نیل اور فرات میں۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا۔ وہ میرے آگے پیش کئے گئے میں نے دودھ کو پسند کیا۔ مجھ سے کہا گیا آپ (ﷺ) نے درست انتخاب کیا ہے۔ اللہ نے آپ کے ساتھ آپ کی اُمت کو فطرۃ پر پہنچا دیا ہے۔ اور میرے اُوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض ہوئیں یا یوں فرمایا کہ مجھے روزانہ کی پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ سعید کو شک ہے۔ میں چل دیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟

نمازوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ .... میں نے بتایا کہ روزانہ کی پچاس نمازیں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے لوگوں کو تم سے پہلے آزمایا ہے اور میں بنی اسرائیل میں شدید منہمک رہا ہوں۔ دیکھیں آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کی طرف واپس لوٹ جائیے آپ اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کیجئے اپنی اُمت کے لئے۔ میں واپس آیا اللہ نے مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں بار بار آتا رہا جاتا رہا اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان۔ میں جب بھی آتا وہ ہمیشہ وہی بات کرتے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں روزانہ کی۔ جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پانچ نمازیں لے کر تو انہوں نے کہا کہ میں تم سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوا اور بنی اسرائیل کو میں اچھی طرح آزما چکا ہوں بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی آپ پھر واپس لوٹ جائیے

اپنے رب کی طرف، ان سے تخفیف کرنے کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا کہ میں بار بار رب کے پاس واپس گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے بلکہ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مجھے آواز لگائی گئی یا یوں کہا کہ مجھے آواز لگائی آواز لگانے والے نے۔ سعید کا شک ہے یہ کہ میں اپنے فرائض کو جاری اور نافذ رکھوں گا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کروں گا اور میں ہر ایک نیک کو دس گنا کردوں گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے، اس نے محمد بن عدی سے، اس نے سعید بن ابوعروبہ سے۔

(۱۴) اور ان کو نقل کیا ہے محمد بن مثنی نے معاذ بن ہشام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مالک بن صعصعہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اس نے ذکر کیا اس کی مثل اور انہوں نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد میرا سینہ ہنسلیوں سے لے کر پیٹ کے نیچے باریک چمڑے تک چاک کیا گیا اور اس کو آب زم زم سے دھویا گیا اس کے بعد اس کو حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی مخلد بن جعفر نے، ان کو محمد بن جریر نے، ان کو محمد بن بشار اور محمد بن مثنی نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، اس نے مذکور کو ذکر کیا ہے۔

(۱۶) اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ھدبہ بن خالد سے، ان کو حدیث بیان کی ہے ہمام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے صعصعہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حدیث بیان کی ہے لیلۃ الاسراء کے بارے میں کہ میں حطیم میں سو رہا تھا۔ بسا اوقات فرماتے ہیں کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے مجھے اُٹھایا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اس نے اس حصے کے درمیان یہاں سے وہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔ میں نے جارود سے پوچھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا کہ حضور ﷺ کی اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے بتایا کہ ان کی مراد ہے کہ ان کے سینے اور حلق سے لے کر ان کے نیچے کے بالوں تک۔ اور اس نے ان سے سنا، فرماتے تھے ان کے سینے کی ہڈیوں سے پیٹ کے نیچے بالوں تک۔ (بہرحال اس چاک کرنے والے نے) میرے دل کو نکالا اور پھر ایک سونے کا تھال جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، وہ لایا گیا، میرے دل کو دھویا گیا اس کے بعد اس کے اندر وہ ایمان بھرا گیا اس کے بعد اس نے دوبارہ ویسا بنا دیا۔

براق کا رنگ سفید تھا .... اس کے بعد میرے پاس ایک سواری کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے اونچا تھا، سفید رنگ تھا۔ جارود نے اس سے کہا کہ وہی براق تھا اے ابوحمزہ؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جی ہاں وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی انتہا ہوتی تھی۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ مجھے جبرئیل علیہ السلام لے کر چلے یہاں تک کہ آسمانِ دنیا آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کھولنے کی بات کی تو ان سے سوال ہوا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ پھر سوال ہوا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا ان کو اِدھر بھیجا گیا ہے؟ جواب ملا کہ جی ہاں۔ کھولنے والے نے کہا مرحبا ہے ان کو، اچھا آنے والا آیا ہے۔ اس نے کھولا۔ جب میں اندر پہنچ گیا تو اچانک دیکھا کہ وہاں آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد فرمایا مرحبا نیک بیٹے اور نیک نبی۔

اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے حدیث ذکر کی اپنے طول کے ساتھ اسی نہج پر (مذکورہ) حدیث ابن ابوعروبہ کے مفہوم کے ساتھ۔ مگر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے اور نہروں کے ذکر کے بعد یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اٹھا کر لایا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس شراب اور دودھ کا برتن لایا گیا اور شہد کا۔ میں نے دودھ کا لے لیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہی فطرت ہے آپ ﷺ اسی پر ہیں اور آپ کی اُمت بھی۔ اس کے بعد میرے اُوپر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے باقی حدیث (اسی مذکور) مفہوم کے مطابق ذکر کی۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے ان کو خبر دی ابو سعید اسماعیل بن احمد بن محمد خلال جرجانی نے، ان کو ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنی موصلی نے، ان کو ابو خالد ہدبہ بن خالد نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ ہاں مگر بیشک انہوں نے یوں کہا کہ پھر میرے لئے بیت المعمور اُٹھایا گیا۔

(۱۸) قتادہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ) دیکھا۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں (جب جاتے ہیں) تو واپس دوبارہ نہیں آتے۔ (یہاں تک ذکر کرنے کے بعد) قتادہ انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

(۱۹) بہرحال قتادہ کی روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تو ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی حرملہ بن یحییٰ بن عبداللہ بن حرملہ بن تجیبی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ابوذر حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب میں مکے میں تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام اُترے۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اس کو آبِ زم زم سے دھویا اس کے بعد ایک سونے کا تھال لایا گیا وہ ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں اُنڈیل دیا گیا پھر اس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف اُوپر چڑھاتے گئے۔

پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام سے ملاقات .... جب ہم لوگ آسمانِ دنیا کے پاس پہنچ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن (یعنی محافظ درباں سے) کہا کہ کھولئے۔ اُس نے کہا تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ دربان نے پوچھا کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ دربان نے پوچھا کہ کیا ان کو یہاں بھیجا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ جب اس نے کھولا ہم لوگ آسمانِ دنیا کے اوپر چڑھ گئے۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی ہے اس کے دائیں طرف بھی بہت لوگ ہیں اور بائیں طرف بھی بہت سارے لوگ ہیں۔ وہ جب دائیں دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے جب بائیں دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر مرحبا نیک بیٹے، نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ لوگ ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد اور روحیں ہیں۔ دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں۔ اس لئے جب دائیں طرف دیکھتے ہیں یہ خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھے اوپر چڑھا کر لے گئے یہاں تک کہ دوسرا آسمان آگیا۔ انہوں نے اس کے خازن سے کہا کھولئے۔ اس کے خازن نے وہی کہا جو آسمانِ دنیا والے نے سوالات کئے تھے الغرض وہ کھولا گیا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ذکر کیا کہ آسمانوں میں آدم علیہ السلام پائے گئے اور ادریس اور موسیٰ علیہما السلام اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام۔ اور یہ چیز نہ بتائی کہ ان کے ٹھکانے کیسے تھے سوائے اس کے علاوہ یہ ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام آسمانِ دنیا پر پائے گئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر۔ جب جبرئیل علیہ السلام اللہ کے رسول ادریس علیہ السلام کے پاس سے گذرے تو انہوں نے مرحبا نبی صالح اور بھائی صالح کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے مرحبا اے نیک بھائی اور نیک نبی کہا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کہا کہ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے بھی مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی کہا۔

میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔اس کے بعد میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔انہوں نے کہا مرحبا نیک نبی اور نیک بیٹے۔میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن حزم نے یہ کہ ابن عباس ﷺ اور ابوحبہ انصاری دونوں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس کے بعد مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ایسی بلندی اور ہموار جگہ پر چڑھ گیا کہ میں نے اس میں قلموں کا چلکار سنا (یعنی جہاں فرشتے قضاوقدر اور نہ جانے کیا کیا امور کثیرہ لکھ رہے ہوں گے۔اور لکھتے وقت جو قلم سے آواز نکلتی ہے وہ آوازیں سنائی دے رہی تھیں)۔

ابن حزم کہتے ہیں اور انس بن مالک ﷺ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ان کو لے کر واپس لوٹا یہاں تک کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے ربّ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ فرمایا کہ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں ان پر فرض کردی ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ واپس جایئے اپنے رب سے مراجعت کیجئے آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔فرمایا کہ پھر میں نے ربّ سے رجوع کیا۔اس نے اس کی آدھی معاف کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور میں نے ان کو خبر دی۔انہوں نے کہا کہ آپ پھر جایئے آپ کی امت نہیں کر سکے گی۔پھر میں نے مراجعت کی۔اللہ نے فرمایا کہ یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس بھی ہیں۔ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ،''میرے ہاں کی بات بدلتی نہیں ہے''(یعنی تعداد میں پانچ ہوں گی مگر اجر وثواب پچاس کا ہی ہوگا)۔فرماتے ہیں کہ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے کہا پھر جایئے، میں نے کہا کہ مجھے اب شرم آتی ہے بارگاہِ الٰہی سے۔فرماتے ہیں کہ پھر مجھے لے جایا گیا۔یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا۔اس کو بہت سارے رنگوں نے چھپا رکھا تھا میں نہیں جان سکا کہ یہ کیا بات تھی۔اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا وہاں تو موتیوں کے گھر اور بنے ہوئے تھے اس کی مٹی کستوری تھی۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے حرملہ بن یحییٰ سے۔

یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات .... (۲۰) اور ہمیں خبر دی حضرت انس والی روایت کی نبی کریم ﷺ سے۔ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابومسلم نے اور محمد بن یحییٰ بن منذر نے۔ان دونوں نے کہا کہ ان کو حجاج بن منہال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لائی گئی وہ سفید رنگ کا ایک جانور تھا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔وہ اپنے قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی۔فرماتے ہیں کہ میں اس پر سوار ہوا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا، یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ میں نے سواری کے جانور کو حلقے یعنی کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ سابقہ انبیاء باندھا کرتے تھے۔اس کے بعد میں اندر داخل ہوا میں نے نماز پڑھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام دودھ اور شراب کا برتن لے کر آئے۔میں نے دودھ کو پسند کرلیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو حاصل کرلیا ہے۔فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے آسمانِ دنیا پر چڑھایا گیا۔جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔لہٰذا ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا۔یکایک آدم علیہ السلام سامنے ہوئے۔فرمایا کہ انہوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔اس کے بعد ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔پھر پوچھا گیا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ بھیجے گئے ہیں لہٰذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک میری خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سامنے آئے۔فرمایا کہ ان دونوں نے میرے لئے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ ہمارے لئے دروازہ کھلا تو اچانک یوسف علیہ السلام سامنے آئے، واقعی ان کو حسن کائنات کا نصف حصہ ملا ہوا تھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا دروازہ کھولا گیا تو اچانک ادریس علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اس کے بعد ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اُوپر لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرائیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو اچانک ہارون علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ بتایا گیا کہ جی ہاں! پھر دروازہ کھولا گیا تو اچانک موسیٰ علیہ السلام سامنے آئے۔ انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اُوپر لے جایا گیا۔

بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں .... جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میں جبرئیل ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا اس جگہ بھیجے گئے ہیں؟ جواب دیا کہ جی ہاں وہ ادھر بھیجے گئے ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو اچانک حضرت ابراہیم علیہ السلام سامنے آئے وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں لیکن دوبارہ ان کو واپس داخل ہونے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا میں نے دیکھا تو اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر تھے اور اس کے پھل بڑے مٹکے کی طرح۔ فرمایا کہ جب اس سدرۃ کو اللہ کے امر میں سے کوئی چیز چھپا لیتی تھی تو جو چیز بھی تھی تو اس کی حالت بدل جاتی تھی (وہ اس قدر خوبصورت لگتی تھی کہ) اللہ کی تمام مخلوقات میں سے کوئی ایک بھی ایسا فرد نہیں ہے جو اس کے حسن کی صفت بیان کر سکے۔ فرمایا کہ پھر وہ قریب ہوا اور زیادہ حائل ہو گیا۔ پھر اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ بھی وحی کرنا تھی اور ہر روز کے لئے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ فرمایا کہ پھر میں اُترا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہر روز کی پچاس نمازیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کرنے کی درخواست کریں۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی بیشک میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اور میں نے ان کو اچھی طرح آزمایا ہے۔ فرمایا کہ میں پھر واپس لوٹ گیا۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے رب میری اُمت سے آپ تخفیف کیجئے۔ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں واپس لوٹا پھر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کیا آپ نے؟ میں نے بتایا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی اُمت یہ نہیں پوری کر سکے گی آپ جائیں پھر کم کروائیں۔ میں بار بار اپنے رب کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا رہا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں مگر ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کا ہے۔ اس طرح یہ پوری پچاس ہو گئیں۔

یہ حدیث ہے ابوسلیم کی۔ محمد بن یحییٰ بن منذر نے کہا ہے العزاراس کی حدیث میں ہے۔ فرمایا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے گا مگر نیکی نہیں کر سکے گا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور نیک نیت پر عمل کر لے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے گا مگر عمل نہیں کرے گا اس پر کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر گناہ کا ارتکاب کرے گا تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔

کہتے ہیں میں اُترا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا میں نے ان کو اس سب کچھ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ واپس جا کر اپنے رب سے تخفیف کرنے کا سوال کریں۔ میں نے کہا میں بار بار واپس گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

معراج اور رؤیتِ جبرائیل اور رؤیتِ الٰہی کے بارے میں مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے، اس نے حماد بن سلمہ سے۔ مگر اس نے اس روایت میں اللہ کا یہ قول ذکر نہیں کیا فدنا فتدلی، بلکہ صرف یہ ذکر کیا ہے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔

۱۔ پس اس بات کا احتمال ہے کہ حدیث میں زیادتی ہو جو کہ غیر محفوظ ہو۔

۲۔ اور اگر یہ اضافہ محفوظ ہے جیسے اس کو حجاج بن منہال نے ذکر کیا ہے اور جیسے اس کو شریک بن عبداللہ بن ابونمر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، تو پھر احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے کیا ہو جب نبی کریم ﷺ نے انہیں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوسری بار اُترتے دیکھا تھا۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ کام پہلی مرتبہ کیا تھا۔

۳۔ اور حدیث شریک میں زیادتی اور اضافہ ہے جس کے ساتھ وہ منفرد ہے اُس شخص کے مذہب کے مطابق جس کا یہ دعویٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔

۴۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس بارے میں ہے کہ وہ ان آیات کو حضور ﷺ کی روایت جبرئیل علیہ السلام پر محمول کرتے ہیں۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔

۵۔ تحقیق ہم نے مسروق سے روایت کی ہے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، کہ مسروق نے سیدہ کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ذکر کیا تھا :

(۱) ولقد راٰہ بالافق المبین۔ (سورۃ التکویر) (۲) ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ۔ (سورۃ نجم)

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ اس اُمت میں میں پہلی ہوں جس نے ان آیات کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا وہ (یعنی اس سے مراد) جبرئیل علیہ السلام ہی ہیں، میں نے ان کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا جس صورت پر وہ پیدا کئے گئے سوائے ان دو باریوں کے (یعنی بس یہی دو مرتبہ تو دیکھا ہے)۔ (مسلم ص ۲۸۷)

۶۔ تحقیق ہم نے اس مسئلے کو اس کی تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ کتاب الاسماء والصفات میں اور کتاب الرؤیت میں ذکر کیا ہے۔ اور توفیق ملنا اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

۷۔ اور روایت ثابت میں جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس بات کی دلیل موجود ہے کہ معراج اسی رات میں ہوا تھا جس رات آپ ﷺ کو مکے سے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحاق بن حسن نے، ان کو حسین بن محمد نے ان کو شیبانی نے قتادہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اس رات میں دیکھا جس رات کو مجھے سیر کرائی گئی تھی۔ وہ لمبے قد کے

آدمی تھے گھنگھرالے بالوں والے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ خوبصورت تخلیق کے مالک سُرخ سفید جوان تھے، سر کے بال سیدھے تھے۔اور مجھے جہنم کا دربان فرشتہ (جس کا نام) مالک ہے وہ بھی دکھایا گیا اور مجھے دجال بھی دکھایا گیا۔ان آیات میں جواللہ نے ان کو دکھائیں۔اللہ نے ارشاد فرمایا کہ فلا تکن فی مریة من لقائه ''حضور ﷺ کی ملاقات میں اے مخاطب شک میں نہ رہنا''۔(سورۃ سجدہ)

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس کی تفسیر کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے ملے تھے (آیت میں اسی ملاقات کا ذکر ہے) اور وجعلناہُ هُدًی لبنی اسرائیل۔(سورۃ بنی اسرائیل) فرمایا کہ اللہ نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے،اس نے یونس بن محمد سے،اس نے شیبان سے اور اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے قتادہ سے مختصر طور پر۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان ہے احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن رافع نے،ان کو عبدالرزاق نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن میتب نے ابوہریرہ ﷺ سے۔وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت ان کو سیر کرائی گئی کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور آپ ﷺ نے اس موقع پر جو اُن کی صفت بیان کی تھی وہ یوں تھی۔

یکا یک دیکھتا ہوں تو میں نے ان کو خیال کیا ہے کہ فرمایا تھا کہ وہ مضطرب پریشان،غیر مطمئن کیفیت میں تھے،سر کے بالوں میں جیسے کنگھی کی ہوئی ہے ایسے لگا جیسے کہ وہ شنوءہ جوانوں میں سے ہیں۔اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا۔نبی کریم ﷺ نے ان کی جو صفت بیان کی وہ یوں تھی کہ وہ خوبصورت متوازن جسم کے مالک سُرخ رنگ کے جوان تھے ایسے لگتا تھا کہ وہ ابھی غسل خانہ سے تیار ہو کر آئے ہیں۔اور فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا،ان کی اولاد میں سے میں ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔اور فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔مجھ سے کہا گیا لے لیں آپ جو چاہیں میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا۔لہٰذا مجھے سے کہا گیا آپ ﷺ کو فطرت کے مطابق کرنے کی رہنمائی ہوئی ہے۔یا یوں کہا گیا کہ آپ نے فطرت کے مطابق کام کیا ہے۔خبردار اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے۔اور بخاری نے محمود بن عبدالرزاق سے۔

۱۔ اور حدیث صحیح میں مروی ہے سلیمان تیمی سے اور ثابت بنانی سے۔اس نے انس بن مالک ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔سُرخ ٹیلے کے پاس وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں۔

(مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۱۶۴۔نسائی،قیام اللیل۔مسند احمد ۳/۱۴۸۔۲۴۸)

انبیاء علیہم السلام کی امامت

۲۔ اور ہم نے حدیث صحیح میں روایت کیا ہے ابوسلمہ سے۔اس نے ابوہریرہ ﷺ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور ان کی صفت بیان فرمائی۔اس کے بعد فرمایا کہ پھر نماز کا وقت آگیا تو میں نے ان سب کی امامت کی۔

۳۔ اور ہم روایت کر چکے ہیں حدیث ابن میتب میں کہ حضور ﷺ نے ان انبیاء سے بیت المقدس میں ملاقات کی تھی۔

۴۔ اور ہم حدیث انس ﷺ میں بیان کر چکے ہیں بیشک حضور ﷺ کے لئے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے تھے یا اُٹھائے گئے تھے۔پھر آپ ﷺ نے اُس رات ان کی امامت فرمائی تھی۔

۵۔ نیز ہم حدیث صحیح میں روایت کر چکے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ نے اس روایت کی مالک بن صعصعہ سے اور اس نے انس ﷺ سے، اس نے ابوذر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکھا تھا۔

مذکورہ احادیث کا اعادہ کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ان پر تبصرہ

فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ اخبار وروایات میں منافات وعدم مطابقت نہیں ہے۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی سیر میں (بیت المقدس کے سفر میں) جب دیکھا تھا تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کو بیت المقدس کی طرف نہیں چلایا گیا یا سیر نہیں کرائی گئی تھی جیسے نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں میں دیکھا تھا۔ یہی حال اُن تمام انبیاء کا ہے جن کو حضور ﷺ نے زمین پر دیکھا تھا پھر آسمانوں میں بھی دیکھا تھا۔ کیونکہ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں جیسے شہداء (عند ربهم) زندہ ہیں۔ اس لئے مختلف مقامات پر مختلف اوقات ان کے حول اور دخول کا انکار نہ کیا جائے جیسے خبر صادق اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔

قال المترجم ۔ والا نبياء صلوات الله عليهم احياء عند ربهم كا لشهداء ۔ فى هذه الجملة من المصنف البيهقى غيره للعلماء وايضاً فى تشبيه حيات الانبيآء بحيات الشهداء اى احياء عند ربهم كما صرح رسول الله صلى الله عليه وسلم حيات شهداء فى الجنة بعد سوال الصحابه فتد بروا ۔ ولا تكونوا من الغافلين ۔ وقال الدكتور عبد المعطى قلعجى فى تعليقاته تحت هذه التبصرة من المصنف ۔

(تحت رقم ۹۹)۔

الانبيآء كالشهداء بل افضل ۔ والشهداء احياء عند ربهم ۔ فلا يبعد ان يحجوا وأن يصلوا وان يتقربوا الى الله بما استطاعوا لا نهم وان كانوا قد توفوا فهم فى هذه الدنيا التى هى دارالعمل حتى اذا فنيت مدتها وتعقبها الاخرة التى هى دارالجزاء انقطع العمل ۔ والبرزخ ينسحب عليه حكم الدنيا فى استكثار هم من الاعمال و زيادة الاجور ۔ وقال المسبكى رحمه الله تعالىٰ ۔ انا نقول ان المنقطع فى الآخرة انما هو التكليف ۔ وقد تحصل الاعمال من غير تكليف على سيل التلذذ بها والخضوع لله تعالىٰ ۔ وبهذا ورد انهم يسبحون و يدعون يقرأون القران ۔ وانظر الى سجود النبى وقت الشفاعة اليس ذلك عبادة و عملا ؟

و علىٰ كلا الجوابين لا يمتنع حصول هذه الاعمال ۔ وفى مدة البرزخ ۔ وقد صح عن ثابت البنانى التابعى انه قال ۔ اللهم ان كنت اعطيت احدًا ان يصلى فى قبره فاعطنى ذلك ، فروئى بعد موته يصلى فى قبره ويكفى رؤية النبى لموسىٰ قائمًا يصلى فى قبره لان النبى و سائر الانبياء لم يقبضوا حتى خيروا بين البقاء فى الدنيا و بين الاخرة فاختا روالاخرة ولا شك انهم لو بقوا فى الدنيا لا زدادوا من الاعمال الصالحة ثم انتقلوا الى الجنة فلم لم يعلموا ان انتقالهم الى لله تعالىٰ افضل لما اختاروه ولو كان انتقالهم من هذه الدار يفوت عليهم زيادة فيما يقرب الى الله تعالىٰ لما اختاروه ۔ فجزا الله تعالىٰ الدكتور عنا وعن جميع المسلمين ۔

(۴۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو دبیس المعدل نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو سعید بن جبیر نے، ان کو ابن عباس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مجھے سیرا کرائی گئی میرے پاس ایک پاکیزہ خوشبو پہنچی۔ میں نے کہا یہ کیسی خوشبو ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ فرعون کی بیٹی کی اور اس کی والدہ کی کنگھی کرنے والی نوکرانی کی۔ اس کی کنگھی اس کے ہاتھ سے گرگئی تھی اس نے فوراً یہ کہہ دیا تھا بسم اللہ۔ اتنے میں فرعون کی بیٹی نے کہا تھا اللہ کون ہے، میرا باپ؟ نوکرانی نے کہا نہیں بلکہ وہ جو میرا ربّ ہے، تیرا رب ہے، اور تیرے والد کا بھی ربّ ہے۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا میرے والد کے سوا تیرا اور بھی کوئی رب ہے؟ نوکرانی نے کہا کہ جی ہاں وہ میرا ربّ ہے تیرا ربّ ہے اور تیرے باپ کا بھی ربّ اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرعون نے نوکرانی کو بلایا اس نے کہا کیا تیرا میرے علاوہ بھی کوئی ربّ ہے؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ ہی ہے۔ فرمایا کہ فرعون نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی گائے بنا کر اس کو آگ پر گرم کیا جائے جب گرم ہوگئی تو فرعون نے حکم دیا کہ نوکرانی کو اس کے اندر ڈالا جائے۔ نوکرانی نے کہا کہ میری آپ کے پاس ایک حاجت ہے۔ فرعون نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ نوکرانی نے کہا کہ میری اور میرے بیٹے کی ہڈیاں یکجا کردی جائیں۔ فرعون نے کہا یہ تیری خواہش پوری ہوگی اس لئے کہ تیرا ہمارے اوپر خدمت کا حق ہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ان کو اکیلا اکیلا ڈالا جائے یہاں تک کہ بچے کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ اس شیر خوار نے کلام کرتے ہوئے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں آپ آگ میں گر جائیں اور پریشان نہ ہوں بے شک ہم لوگ حق پر ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا صغر سنی میں چار بچوں نے کلام کیا تھا۔ ایک تو یہی بچہ، دوسرا بچہ جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تھی، تیسرا صاحب جریج، چوتھے عیسیٰ ابن مریم۔ (مجمع الزوائد ۱/۶۵)

(۴۴) ہمیں خبر دی علی نے، ان کو خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، اس نے اس واقعے کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

تحقیق قصۂ معراج میں احادیث روایت کی گئی ہیں ان احادیث کے علاوہ جو ہم ذکر کر چکے ہیں مگر وہ ضعیف اسناد کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کے بعد جن کی اسانید ثابت ہیں ضعیف روایات کی ضرورت نہیں ہے میں اللہ کی مشیت کے ساتھ ان ہی سے وہ ذکر کروں گا جو اسناد کے اعتبار سے نسبتاً بہتر ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۴۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو خبر دی عبد الوہاب بن عطا نے، ان کو ابو محمد بن اسد حمانی نے، ان کو ابو ہارون عبدی سے، ان کو ابو سعید خدری نے نبی کریم ﷺ سے، کہ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اُس رات کے بارے میں خبر دیجئے جس رات آپ کو سیر کرائی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من ایاتنا انه هو السمیع البصیر

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک۔ جس کے ماحول کو ہم نے برکت والا بنایا ہے تاکہ اس کو اپنی نشانیاں بتائیں، دکھائیں۔ بے شک وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور فرمایا کہ میں عشاء کے وقت مسجد الحرام میں سویا ہوا تھا اچانک کوئی آنے والا آیا اس نے مجھے جگایا۔ میں نے جاگ کر دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا اس کے بعد میں دوبارہ سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا پھر میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا پھر میں سو گیا۔ پھر اس نے مجھے جگایا، میں جاگ گیا مگر مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا اچانک مجھے ایک خیالی شکل نظر آئی میں نے اسے دیکھنا شروع کیا اور میں اس کے پیچھے مسجد کے باہر نکل گیا۔ میں ایک جانور کے پاس کھڑا تھا جو کہ تمہارے ان جانوروں کے مشابہ تھا خچروں کے مشابہ۔ بار بار کان

ہلا رہا تھا اسے براق کہا جاتا تھا اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام اس پر سوار ہوتے تھے۔ اس کے قدم وہاں پہنچتے تھے جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں میں اس پر سوار ہو گیا۔ میں اس پر سوار ہو کر چل رہا تھا اچانک مجھے کسی پکارنے والے نے میرے دائیں طرف سے پکارا اے محمد! مجھے دیکھئے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں اے محمد! میری طرف دیکھئے۔ میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کے لئے کھڑا ہوا۔ میں اسی پر سوار تھا کہ اچانک کسی نے مجھے بائیں طرف سے پکارا اے محمد! میری طرف دیکھئے، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اے محمد! میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ ہی اس کو جواب دیا اور نہ ہی اس کی طرف توجہ دی۔ بس سفر ہی کر رہا تھا کہ میں نے ایک عورت دیکھی جس نے آستینیں چڑھا رکھی تھیں اور اس پر ہر زینت تھی جو اللہ نے پیدا کی ہے۔ اس نے کہا اے محمد! مجھے دیکھئے میں آپ سے التجا کرتی ہوں مگر میں نے نہ ہی اس کی طرف توجہ کی اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے جانور کو حلقے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لائے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پالیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا آپ ﷺ نے اپنے سامنے کچھ دیکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ میں سفر کر رہا تھا کہ میرے دائیں طرف سے کسی نے کہا اے محمد! آپ میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ دیکھا اور نہ ہی اس کے پاس رُکا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ یہودیت تھی اگر آپ (ﷺ) اس کی بات مان لیتے یا وہاں ٹھہر جاتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی۔ میں نے بتایا پھر میرے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی اے محمد! مجھے دیکھئے میری طرف توجہ کیجئے مگر میں نے نہ اس کی طرف توجہ کی نہ اس کو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ وہ عیسائیت تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے یا رُک جاتے تو آپ کی اُمت عیسائی بن جاتی۔ پھر میں نے بتایا کہ اچانک راستے میں ایک عورت کلائیاں کھولے نظر آئی اس کے اوپر ہر قسم کی زینت تھی۔ اس نے کہا میری طرف دیکھئے مگر میں نے نہ اس کو دیکھا اور نہ ہی رُکا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ دنیا تھی اگر آپ ﷺ اس کی بات مان لیتے تو آپ کی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

بیت المقدس میں دو رکعتیں .... حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں اور جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس میں داخل ہو گئے، ہم دونوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد میرے پاس معراج اور سیڑھی لائی گئی وہ چیز ہے جس کے اوپر بنی آدم کی ارواح اوپر کو چڑھتی ہیں مخلوقات میں معراج اور سیڑھی سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ وہ جو تم دیکھتے ہو کہ میت کو یعنی مرنے والے کو کہ جس وقت پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ آسمان کی طرف گھورتی ہوئی۔ سوائے اس کے نہیں کہ پھٹی رہ جاتی ہے اس کی نگاہ معراج پر حیرانی کی وجہ سے۔

فرماتے ہیں کہ پھر میں اور جبرائیل علیہ السلام اُوپر کو چڑھے۔ پس میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا اس کو اسماعیل کہا جاتا ہے وہ صاحب آسمان دنیا ہے۔ اس کے آگے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتے کے ساتھ اس کا اپنا لشکر ہوتا ہے جو کہ ایک لاکھ پر مشتمل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وما یعلم جنود ربك الا ھو۔ (سورۃ مدثر)

نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر صرف وہی۔

جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ یہاں بھیجے گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ دروازہ کھلا تو اچانک میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا قبل اس صورت کے جس صورت پر اللہ نے ان کو تخلیق فرمایا تھا اس صورت پر۔ اس پر ان کی اہلِ ایمان اولاد کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے اور نفس پاکیزہ ہے اس کو علیین پر پہنچا دو۔ اس کے بعد ان کی اولاد کے گناہ گار لوگوں کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ خبیث روح ہے اور نفس خبیث ہے اس کو سجین میں پہنچا دو۔

سوکھا گوشت اور بدبودار گوشت .... اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا کچھ خوانچوں اور دسترخوانوں کے پاس پہنچا جہاں کھانا کھایا جاتا ہے۔ ان پر سوکھا گوشت یا پکا ہوا صاف گوشت رکھا ہوا تھا مگر اس کے پاس کھانے والا کوئی ایک شخص بھی نہیں تھا۔ اور اچانک میں نے

مڑ کر دیکھا تو دوسری طرف سڑا ہوا اور بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے اس کے پاس بہت سارے لوگ ہیں، اسے کھائے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام مال کھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے بڑھا تو میرا گذر ایسی قوموں کے ساتھ ہوا جن کے گھر بڑے گھروں کے مثل تھے۔ ان میں سے کوئی بھی جب اُٹھتا ہے تو گر جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے اللہ قیامت قائم نہ کرنا۔ وہ لوگ آلِ فرعون کے طریق وراستے پر تھے۔ فرمایا کہ جیسے ہی کوئی راستہ پر چلنے والا مسافر گذرتا ہے ان کو روندتا جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی اُمت کے لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں۔ نہیں اُٹھیں گے قیامت کے دن مگر مثل اُٹھنے کے اس شخص کے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

اس کے بعد میں تھوڑا سا آگے گیا تو میرا گذر ایسی قوموں اور لوگوں پر ہوا ان کے ہونٹ اُونٹوں کے ہونٹوں کے مثل تھے وہ منہ کھولتے ہیں تو ان کے منہ میں پتھر پھینکے جاتے ہیں وہ ان کے پیٹ میں جا کر نیچے سے نکل جاتے ہیں۔ پھر میں نے ان کو سنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخ رہے ہیں میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو ناحق ظلماً یتیموں کا مال کھاتے ہیں یہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں، بہت جلدی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

زنا کار بدکار عورتوں کا حشر .... آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مزید آگے گیا تو میرا گزر ایسی عورتوں پر ہوا جو اپنے پستانوں سے لٹکائی ہوئی تھی وہ اللہ کی بارگاہ میں چیخیں مار رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ ﷺ کی اُمت کی زانیہ اور بدکار عورتیں ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑا سا آگے گیا تو ایسے لوگوں پر میرا گذر ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر ان کے منہ میں دیا جا رہا تھا اور ان سے کہا جا رہا تھا: کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے بتایا کہ ھَمَّاز اور لَمَّاز ہیں منہ پر سامنے طعنے دینے اور پیٹ پیچھے غیبت کرنے اور بُرا کہنے والے۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر چڑھے اچانک میں نے اللہ کی مخلوق کا حسین ترین جوان دیکھا جو سب لوگوں سے زیادہ حسن عطا کیا گیا تھا۔ ایسے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے سارے ستاروں میں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرائیل؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ اور افراد بھی تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ افراد بھی تھے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد میں چوتھے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی اللہ نے ان کو بلند تر مقام عطا کیا ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرا جواب دیا۔ اس کے بعد میں پانچویں آسمان پر گیا۔ وہاں میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی، لمبی اتنی تھی کہ ناف تک پہنچ رہی تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ بتایا کہ یہ پسندیدہ شخص ہارون بن عمران ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں چھٹے آسمان پر گیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ یہ گندمی رنگ کے کثیر بالوں والے جوان تھے اگر ان پر دو قمیصیں ہوتیں جب بھی ان کے بال قمیص کے پیچھے نظر آتے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگ یہ گمان کرتے ہیں میں اللہ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزت اور بزرگی والا ہوں، نہیں بلکہ یہ مجھ سے زیادہ عزت والا ہے اللہ کے ہاں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔

اس کے بعد میں ساتویں آسمان پر گیا۔ وہاں پر ہم سب کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن بیت المعمور کے ساتھ اپنی پیٹھ کا سہارا لگائے بیٹھے تھے۔ یہ خوبصورت لوگوں میں سے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل الرحمٰن ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ یکا یک میری نظر اپنی اُمت کے لوگوں پر پڑی جو دو حصوں میں تھے ایک حصہ جس پر سفید کپڑے تھے گویا سفید کاغذ میں اور دوسرا حصہ جن کے میلے کپڑے یا سیاہ کپڑے تھے۔

فرمایا کہ اس کے بعد میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ میری اُمت کے وہ لوگ داخل ہوئے جن کے اوپر سفید لباس تھے اور باقی لوگ وہ گذرے جن پر سیاہ یا پیلے لباس تھے اور وہ سخت گرم جگہ پر تھے۔ چنانچہ میں نے اور ان لوگوں نے جو میرے ساتھ تھے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں اور جو میرے ساتھ تھے باہر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھایا گیا اس کا ہر ہر پتہ قریب تھا کہ وہ اس امت کو چھپائے۔ اچانک میری نظر پڑی تو اس میں سے ایک چشمہ جاری تھا اسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور اس چشمے سے دو نہریں پھوٹتی ہیں ایک نہر کوثر ہے اور دوسرے کو نہرِ رحمت کہا جاتا ہے، میں نے اس میں غسل کیا جس سے اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے۔ اس کے بعد مجھے جنت تک پہنچادیا گیا وہاں پر ایک لڑکی میرے سامنے آئی میں نے اس سے پوچھا اے لڑکی! تم کس کی ہو؟ اس نے بتایا زید بن حارثہ کی۔ اس کے بعد میں نے کئی نہریں دیکھیں پانی کی۔ جن کا پانی خراب نہیں ہوا اور کئی نہریں دودھ کی جس کا ذائقہ اور مزۃ تبدیل نہیں ہوا اور کئی نہریں شراب کی جو پینے والوں کے لئے مزیدار ہے۔ اور کئی نہریں شہد کی جو صاف شدہ ہے اور جنت کے انار پانی کے ڈول جیسے تھے بڑے ہونے میں۔ اچانک میں نے ایک پرندہ دیکھا یہ بختی اُونٹ کی طرح تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا اور جمیع انبیاء پر بے شک اللہ نے جنت میں اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان سے سنی ہیں اور نہ ہی کسی دل میں سوچی گئی ہیں۔

جہنم کا منظر دکھایا گیا .... فرمایا اس کے بعد جہنم میرے سامنے لائی گئی اس میں اللہ کا غضب ہے، عذاب ہے، سزا ہے۔ اگر اس کے اندر پتھر اور لوہا پھینک دیا جائے تو اس کو بھی کھا جائے اس کے بعد میرے سامنے بند کر دی گئی۔ اس کے بعد مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچایا گیا وہ میرے لئے چھپا کر رکھی گئی تھی اور میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کا یا اس سے بھی قریب تر کا فاصلہ تھا۔ فرمایا کہ اس کے ہر ہر پتے پر فرشتے کا نزول ہو رہا تھا فرشتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور فرمایا کہ تیرے لئے ہر نیکی کے بدلے میں دس نیکیاں ہیں اور آپ جب کسی نیکی کا ارادہ کریں گے ابھی آپ نے اس پر عمل نہ کیا ہوگا تیرے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر آپ نیکی کا عمل کر لیں گے تو آپ کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور جب آپ کسی برائی کا ارادہ کریں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے تو تیرے خلاف کوئی چیز نہیں لکھی جائے گی۔ اور اگر آپ عمل کریں گے تو آپ کے خلاف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ میں نے بتایا کہ پچاس نمازوں کا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے اپنی اُمت کے لئے۔ بے شک آپ کی اُمت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اور جب نہیں کر سکے گی تو کفر کرے گی۔ لہٰذا میں واپس اپنے رب کے پاس گیا اور عرض کی اے میرے ربّ نمازوں میں تخفیف کر دیجئے میری اُمت کے لئے۔ وہ سب امتوں سے کمزور ہے۔ اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر کے چالیس کر دیں۔ میں بار بار موسیٰ علیہ السلام کے اور اپنے رب کے اور ان کے درمیان آتا جاتا رہا۔ جب بھی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا وہ وہی اپنی بات دُہراتے کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے؟ میں کہتا کہ دس نمازیں کم ہو گئیں ہیں وہ کہتے واپس جائیے اور رب سے اپنی امت کے لئے تخفیف کرائیے۔ میں جاتا اے ربّ میری

اُمت سے تخفیف کیجئے وہ کمزور ترین اُمت ہے آخر میں اللہ نے پانچ کم کردیں اور پانچ باقی رہیں۔ اُس وقت ایک فرشتے نے مجھے پکار کر کہا میرا فریضہ پورا ہو چکا ہے اور میں نے اپنے بندوں سے بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور میں نے ان کو ہر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دی ہیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے بتایا کہ پانچ نمازوں کا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس جایئے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ وہ لوگ اس میں سے کچھ بھی ادا نہیں کریں گے پھر اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ میں نے کہا میں بار بار گیا ہوں اب مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

پھر صبح ہوئی تو مکے میں حضور ﷺ نے ان لوگوں کو عجائب کی خبر دینا شروع کی کہ میں گذشتہ شب بیت المقدس میں گیا تھا اور مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور میں نے یہ دیکھا، وہ دیکھا۔ ابو جہل بن ہشام نے کہا! کیا آپ لوگوں کو تعجب نہیں ہو رہا اس سے جو کچھ محمد (ﷺ) کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ گذشتہ رات وہ بیت المقدس میں گئے تھے اس کے بعد پھر انہوں نے واپس صبح ہم لوگوں میں آ کر کی۔ جبکہ ہم لوگ جاتے ہوئے ایک مہینے تک سواریوں کو مارتے رہتے اور واپس آنے کے لئے بھی ایک مہینے کے لئے سواریوں کو دوڑاتے ہیں مگر یہ ہیں کہ کہہ رہے ہیں کہ دو ماہ کا سفر انہوں نے رات بھر میں کیا ہے۔

بیت المقدس کے متعلق سوالات .... کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کے بارے میں بتایا کہ میں نے اس کو جاتے ہوئے فلاں فلاں مقام پر دیکھا تھا اور جب میں واپس آ رہا تھا تو میں نے اس کو فلاں گھاٹی کے پاس دیکھا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کو قافلے کے ایک ایک بندے کے بارے میں اور اس کے اونٹ کے بارے میں اور اس کے ایک ایک اونٹ کے بارے میں اور اس کے لدے ہوئے سامان کے بارے میں بتایا تو ابو جہل نے کہا کہ یہ ہمیں کئی چیزوں کے بارے میں بھی بتائے۔ چنانچہ مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں بیت المقدس کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں کہ اس کی عمارت کیسی ہے، اس کی شکل وصورت کیسی ہے اور پہاڑ سے اس کا قرب کتنا ہے۔ محمد ﷺ بتائیں اگر یہ سچے ہیں تو میں تم لوگوں کو ابھی ابھی بتا دیتا ہوں اور اگر جھوٹے ہیں تو بھی ابھی ابھی بتا دوں گا۔ وہ مشرک حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! میں بیت المقدس کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں آپ مجھے اس کی تعمیر کے بارے میں بتائیں کہ کیسی ہے؟ اس کی شکل وصورت اور نقشہ کیسا ہے؟ پہاڑ کے ساتھ اس کا قرب کتنا ہے؟ حضور ﷺ اس کی طرف ایسے دیکھتے اور بتاتے رہے جیسے کوئی شخص ہم میں سے اپنے گھر کے بارے میں دیکھتا ہے کہ اس کی عمارت ایسی ہے۔ نقشہ ایسا ہے، پہاڑ سے اتنی قریب ہے۔ اس شخص نے کہا کہ محمد ﷺ تم نے سچ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا محمد ﷺ نے جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے یا اس کے مثل کلام کیا۔

(۲۵) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو یعقوب اسماعیل بن ابو کثیر قاضی مدائن نے، ان کو حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید ابو رجاء نے، ان کو حدیث بیان کی نوح بن قیس نے الحدانی سے، ان کو ابو ہارون عبدی نے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں بات بتایئے آپ نے کیا کچھ دیکھا اس رات جس رات آپ کو سیر کرائی گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک جانور چوپائے کے پاس آیا جانوروں میں سے وہ خچر کے ساتھ زیادہ مشابہ تھا مگر اس کے کان چھوٹے تھے اسے براق کہا جاتا تھا۔ یہ وہی تھا جس پر سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوتے تھے۔ وہ وہاں قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہیں پڑتی تھیں۔ مسجد الحرام سے میں اس پر سوار ہوا اس نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا۔ فرمایا کہ حدیث معراج اس کے بعد ذکر کی۔

راوی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو ہشیم نے ابو ہارون سے، اس نے ابو سعید خدری سے اس کی مثل یا اسی طرح۔

اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ابو ہارون سے اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسن سکری بالسی نے رملہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن سہل نے، ان کو حجاج بن محمد نے ان کو ابوجعفر رازی نے، وہ عیسیٰ بن ہامان ہیں۔ اس نے ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے اس نے ابوہریرہ ﷜ سے یا دیگر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے (ح)۔ اور اس میں جس کا ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو خبر دی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ زبیری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حاتم بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن ماہان نے، ان کو ربیع بن انس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابوہریرہ ﷜ سے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت کے بارے میں :

سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی

فرمایا کہ ایک گھوڑا لایا گیا تھا وہ اس پر سوار ہوئے تھے۔ اس کا ہر قدم اس کی تا حدِ نگاہ پر پڑتا تھا۔ وہ جانور روانہ ہوا اور جبرئیل علیہ السلام بھی روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک ایسی قوم پر ہم آئے جو ایک دن کاشت کرتے اور دوسرے دن کاٹتے تھے۔ جیسے ہی وہ کاٹتے دوبارہ کھیتی ویسی ہو جاتی جیسی پہلے تھی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مہاجرین ہیں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ان کے لئے نیکی سات گنا زیادہ کر کے دی جاتی ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اس کے پیچھے اور دیتا ہے۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے

بے نمازی کا حشر .... اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے سر پتھر کے ساتھ کھینچے جا رہے تھے جیسے ہی کچلے جاتے تھے دوبارہ درست ہو جاتے تھے جیسے پہلے تھے، اس میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں نماز سے جن کے سر بوجھل ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد ایک دوسری قوم پر آئے جن کے آگے سے اور پیچھے سے بھی (ستر ڈھکنے کے لئے)۔ مگر وہ ایسے خوش تھے جیسے مویشی خوش ہوتے ہیں خاردار سے بھی اور تھوہر سے بھی۔ جہنم اور اس کے پتھر ان کے لئے گرم کئے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ اور صدقات ادا نہیں کرتے، اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر آئے جن کے آگے ہنڈیا کے اندر پکا ہوا پاکیزہ گوشت رکھا ہوا تھا اور دوسرا مردار گوشت۔ وہ خبیث میں سے کھا رہے تھے پکے ہوئے پاکیزہ کو چھوڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جب اُٹھتے ہیں تو ان کے پاس حلال طیب عورت بیوی موجود ہوتی ہے مگر وہ خبیث اور بدبودار عورت کے پاس آتا ہے اور اس کے ساتھ صبح تک رات گذارتا ہے۔ اس کے بعد ایک لکڑی پر آئے جو راستے پر تھی جو بھی اس کے ساتھ گذرتا وہ اس کو زخمی کر دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ولا تقعدوا بکل صراط توعدون۔

اس کے بعد ایک آدمی پر گزر ہوا جو لکڑیوں کا بڑا ڈھیر جمع کرتا ہے جن کو اُٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتا مگر وہ اور اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے آپ ﷺ کی امت میں سے جس پر امانت ہے جس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی اس میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے تھے قینچیوں کے ساتھ۔ جیسے ہی کاٹی جاتیں دوبارہ بحال ہو جاتیں جیسے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فتنہ پرور خطیب و واعظ تھے۔ اس کے بعد ایک چھوٹے پتھر پر آئے اس میں سے عظیم روشنی نمودار ہو رہی تھی پھر وہ نور اور روشنی دوبارہ وہیں اندر داخل ہونا چاہتی تھی جہاں سے نکلی تھی مگر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ حضور ﷺ نے کہا یہ کیا ہے اے جبرئیل؟ انہوں نے بتایا یہ وہ شخص ہے جو ایسا کلمہ بولتا ہے جس پر وہ شرمندہ ہو جاتا ہے پھر ارادہ کرتا ہے اس کلمے کو وہ دوبارہ واپس لوٹا دے مگر وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔

جنت کی سیر .... اس کے بعد ایک ایسی وادی پر آئے جہاں انہوں نے ٹھنڈی ہوا پائی اور پاکیزہ ہوا اور کستوری کی خوشبو۔ اور انہوں نے ایک آواز سنی اور پوچھا اے جبرائیل! یہ کیسی صاف ستھری ٹھنڈی ہوا ہے اور کستوری کی خوشبو ہے؟ اور یہ کیسی آواز ہے؟ جبرئیل نے بتایا کہ یہ آواز جنت کی ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب مجھ میں رہنے والے لوگوں کو میرے پاس بھیج دے اور جن جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ لے رکھا ہے۔ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس، میرا استبراق اور عبقری، میرے موتی، میرے مرجان، میری چاندی اور میرا سونا، میرے ابریق، میرے پھل میوے، میرا شہد، میری شراب، میرا دودھ سب چیزیں بہت ہوگئی ہیں لہٰذا ان کو لے آ میرے پاس جن کو آپ نے میرا وعدہ دے رکھا ہے۔

اللہ نے اس کو فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت تیرے لئے ہیں۔ ہر مؤمن مرد و عورت تیرے لئے ہیں اور ہر وہ جو میرے ساتھ اور میرے رسولوں کے ساتھ ایمان لے آیا ہے جنہوں نے عملِ صالح کئے ہیں، انہوں نے میرے ساتھ شرک نہیں کیا۔ جنہوں نے میرے سوا کوئی اور شریک نہیں ٹھہرائے۔ جو مجھ سے ڈرتے رہے ہیں میں نے ان کو امن دیا، جس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کو عطا کیا، جس نے مجھ سے قرض مانگا میں نے اس کو جزا دی اور جس نے مجھ پر توکل کیا میں نے اس کی کفایت کی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰــــہ نہیں ہے میں ہی معبود ہوں میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد پڑھا :

قد افلح المؤمنون الذين هم فى صلوتهم خشعون .... تبارك الله احسن الخالقين

(سورۃ المؤمنون : آیت ۱ تا ۱۴)

(یہ آیات ذکر کر کے ان آیات میں مذکور اہلِ ایمان کی صفات ذکر کی جاتی ہیں، ان لوگوں کی جو اہلِ جنت ہیں) لہٰذا جنت راضی اور خوش ہو جاتی ہے۔

جہنم کی آوازیں .... اس کے بعد ایک اور وادی میں آئے وہاں بہت بری بری آوازیں سنائی دیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جہنم کی آواز ہے۔ یہ کہتی ہے میرے لوگوں کو میرے پاس لے آیئے جن کو میرا وعدہ دے رکھا ہے اور جن کا مجھے آپ نے وعدے دے رکھا ہے۔ میری بیڑیاں، میری زنجیر زیادہ ہو گئے ہیں، میرے طوق، میرا دھکنا، میرے تھوہر، میرا کھولتا پانی، میرے گرم پتھر، میری گرم پیپ، اور دھوں بہت ہو چکا ہے میری گہرائی بہت زیادہ ہو چکی ہے میری گرمی بڑھ گئی ہے، ان کو لے آیئے جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے ہر مشرک مرد اور مشرک عورت تیرے لئے ہے۔ ہر کافر اور کافرہ تیرے لئے ہے، ہر خبیث اور خبیثہ تیرے لئے ہے ہر سرکش تیرے لئے ہے جو یوم حساب کو نہیں مانتا۔ یہ سن کر جہنم بھی خوش ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد چلے یہاں تک کہ بیت المقدس میں واپس آ گئے۔ اُترے اور گھوڑا باندھا صخرہ کے ساتھ۔ پھر داخل ہوئے فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز پوری ہو چکی تو حاضرین نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں آپ کے ساتھ؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا ادھر بھیجے گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ ان کو تحیہ دے بھائی سے اور خلیفہ سے۔ یہ بہترین بھائی ہیں اور بہترین خلیفہ ہیں اور اچھی جگہ آیا ہے۔

اس کے بعد انبیاء کی ارواح آئیں انہوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا اور مجھے فرمانبردار اُمت بنایا، میرے ساتھ اقتداء کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اس کو مجھ سے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنایا۔

فرمایا کہ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ہمکلامی کی اور مجھے اپنی رسالت اور کلمات کے ساتھ برگزیدہ کیا اور مجھے اپنی طرف قریب کیا، منتخب فرما کر۔ اور مجھ پر تورات اُتاری۔ آلِ فرعون کی ہلاکت میرے

ہاتھوں فرمائی اور بنی اسرائیل کی غلامی سے نجات میرے ہاتھوں فرمائی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ملک اور اقتدار عطا کیا۔ مجھ پر زبور اُتاری اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور مجھے حکمت اور فیصلہ کن خطاب دیا۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے رب کی ثناء کی۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہوا کو میرے لئے مسخر فرمایا اور جنوں اور انسانوں کو مسخر فرمایا اور میرے لئے شیطانوں کو مسخر کیا میں جو چاہتا تھا وہ تیار کرتے تھے۔ محاریب ہوں یا تماثیل ایک سے آخر تک۔ اور مجھے پرندوں کی بولیاں سکھادیں اور ہر شے۔ اور میرے لئے تانبے کا چشمہ بہادیا اور مجھے عظیم اقتدار عطا کیا اور مجھے عظیم ملک عطا کیا جو میرے بعد کسی کے شایانِ شان نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کی اور کہا اللہ کی حمد و ثنا ہے جس نے مجھے تورات سکھائی اور انجیل۔ اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو درست کرتا ہوں اور اس کے حکم کے ساتھ مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ جس نے مجھے اُٹھالیا یا مجھے رفعت عطا کی اور کافروں سے مجھے پاک کیا۔ اور مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود سے پناہ دی کہ اس شیطان کو کوئی چارہ کار نہیں دیا۔

اس کے بعد حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کی ثناء کی۔ اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی ہے میں بھی اپنے رب کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اور فرمایا سب تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام کائنات والوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا۔ اور مجھ پر فرقان اُتاری جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے لئے بیدار کی گئی ہے اور میری اُمت کو اعتدال یا بہترین اُمت بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی اول ہیں اور وہی آخر ہیں۔ اور اس نے میرا سینہ کھولا مجھ سے میرا بوجھ اُتارا، میرے لئے میرا ذکر بلند کیا، مجھے فاتح بنایا، مجھے خاتم بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا انہی صفات کے ساتھ محمد ﷺ ہم لوگوں پر فضیلت پا گئے ہیں۔

شراب پینے سے انکار .... اس کے بعد تین برتن لائے گئے جن کے منہ اوپر سے ڈھکے ہوئے تھے ایک برتن لایا گیا اس میں پانی تھا۔ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ پی لیجئے، آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا پیا، اس کے بعد ان کے پاس دوسرا برتن لایا گیا اس میں دودھ تھا۔ اس سے آپ ﷺ نے خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک اور برتن شراب کا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خوب سیر ہو چکا ہوں میں اس کو نہیں چاہتا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے درست کیا ہے۔ خبردار یہ عنقریب آپ ﷺ کی اُمت پر حرام ہونے والا ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے پی جاتے تو آپ کی اُمت آپ کی اتباع نہیں کرتی مگر بہت تھوڑے لوگ۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ پھر ان کو آسمان پر چڑھایا گیا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی اس کی مثل جسے ہم نے احادیث سابقہ میں ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ اس کے بعد مجھے ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا یہاں بھیجے گئے ہیں؟ بتایا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ان کو تحیہ دے بھائی اور خلیفہ سے، بہتر بھائی ہے اور بہتر خلیفہ اور اچھی جگہ آیا ہے۔ آپ ﷺ داخل ہوئے تو دیکھا ایک آدمی کنگھی کئے ہوئے کرسی پر بیٹھا ہے جنت کے دروازے کے پاس اس کے پاس سفید چہروں والے کچھ لوگ ہیں اور سیاہ چہرے والے بھی۔ ان کے رنگوں میں کوئی چیز ہے وہ نہر پر آتے ہیں اور انہوں نے اس میں غسل کیا ہے وہ نکلے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ ایک اور نہر پر گئے ہیں انہوں نے اس میں غسل کیا ہے اس میں سے نکلے ہیں تو ان کے رنگ مزید صاف ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ تیسری نہر میں داخل ہوئے ہیں اور غسل کیا ہے۔ جب نکلے ہیں تو ان کے صاف رنگ اصحاب کی طرح ہو چکے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے انہی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ جن کے چہرے سفید ہیں اور یہ جن کے رنگ ٹھیک نہیں ہیں؟ اور وہ نہروں میں داخل ہوتے ہیں، نکلتے ہیں تو ان کے رنگ صاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ پہلے شخص ہیں دھرتی پر جنہوں نے کنگھی کی۔ اور

یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ نہیں کیا تھا۔ بہرحال یہ لوگ جن کے رنگ میں کچھ خرابی ہے وہ جنہوں نے عملِ صالح اور برے میں خلط کیا تھا انہوں نے توبہ کی ہے اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ بہرحال رہی یہ نہر اول، تو یہ اللہ کی رحمت کی نہر ہے اور دوسری اللہ کی نعمت کی نہر ہے اور تیسری وہ ہے جہاں اللہ نے ان کو شراب طہور پلایا ہے۔

اس کے بعد ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ لہٰذا مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ مخصوص سدرۃ ہے اسی تک ہر ایک کا معاملہ تیری اُمت میں سے پہنچ کر رُک جاتا ہے۔ اس کی جڑ سے پانی کی نہریں نکلتی ہیں جن کا پانی تازہ (غیر متغیر، غیر بدبودار) ہے۔ اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں جس کا مزہ نہیں بگڑتا اور مزیدار شراب کی نہریں پینے والوں کے لئے اور صاف شدہ شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔

فرمایا کہ یہ ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سال بھر چلتا رہے تو بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکتا اور اس کا ایک پتہ ایک مخلوق کو ڈھک سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خالق کا نور چھپالیتا ہے اور اس کو فرشتے چھپا لیتے ہیں۔ ان سے ان کے رب نے اس وقت ہم کلامی کی اور ان سے فرمایا کہ آپ کچھ مانگئے۔ حضور ﷺ نے التجا کی (اے میرے رب) آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم عطا کیا اور آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی کی۔ اور آپ نے داود علیہ السلام کو عظیم حکومت عطا کی اور آپ نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور ان کے لئے آپ نے پہاڑوں کو مسخر فرمایا۔ اور آپ نے سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا اور ان کے لئے پہاڑوں کو اور جن وانس کو مسخر فرمایا اور ان کے لئے آپ نے شیاطین کو اور ہواؤں کو مسخر فرمایا اور ان کو ایسا اقتدار عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی کے شایانِ شان ہی نہیں ہے۔ اور آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو توراۃ وانجیل سکھائی اور ان کو ایسا بنایا کہ مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھی کو تندرست کر دیتے تھے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ کے حکم کے ساتھ۔ اور آپ نے اس کو پناہ دی اور اس کی ماں کو بھی شیاطین سے، شیطان کو ان دونوں پر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

ان کے رب نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ توراۃ میں خلیل الرحمٰن لکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اور میں نے تیرا سینہ کھول دیا ہے اور تیرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔ میرا ذکر اکیلا نہیں ہوتا بلکہ آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے اس سے آپ کی مراد اذان میں ذکر مراد ہے۔ اور میں نے آپ کی اُمت کو بہتر امت بنایا جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی اور آپ کی امت کو اُمتِ وسط بنایا۔ اور آپ کی امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول ہیں اور وہ آخر ہیں اور میں نے آپ کی اُمت کو ایسے لوگ بنایا ہے کہ ان کے دل ان کی اناجیل ہیں اور میں نے آپ کی امت کو ایسا بنایا ہے کہ ان پر کوئی پیغام اثر نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے آپ کو نبیوں میں سے تخلیق میں اول اور بعثت میں آخری بنایا ہے اور میں نے آپ کو سات آیات بار بار پڑھی جانے والی عطا کی ہیں جو کہ میں نے آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں۔ اور میں نے آپ کو سورۃ بقرۃ کی آخری آیات عطا کی ہیں اس خزانے میں سے جو عرش کے نیچے ہیں اور وہ میں نے آپ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی ہیں۔ میں نے آپ کو آغاز کرنے والا اور اختتام کرنے والا بنایا ہے۔

مجھے رحمۃ للعلمین بنایا .... (راوی) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے فضیلت بخشی۔ اس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنایا ہے اور سارے لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا ہے اور میرے دشمن کے دل میں مہینے بھر کی مسافت دور سے میرا رعب ڈال دیا ہے۔ اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی ہیں جو کہ مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ اور پورے روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنادیا ہے اور پاک بنادیا ہے (کہ کہیں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں (سوائے ناپاک جگہ کے) اور مجھے کلام کے آغاز دیئے گئے ہیں اور اس کے عمدہ اختتام دیئے گئے ہیں اور جامع کلام دیا گیا ہے۔ اور میری اُمت مجھ پر پیش کی گئی اس کیفیت کے ساتھ کہ مجھ پر کوئی بھی مخفی نہیں رہا نہ تابعداری کرنے والا نہ وہ جس کی تابعداری کی گئی۔ اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں کی جوتیاں بناتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا ہے کہ وہ ایسی قوم پر آئے ہیں جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا کہ ان کی آنکھیں سوئی کے ساتھ سی دی گئی ہیں، مجھ پر مخفی نہیں رہی یہ بات کہ وہ میرے بعد کس چیز سے دوچار ہوں گے۔ اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا اور میں موسیٰ کے پاس لوٹا۔

راوی نے حدیث ذکر کی اس حدیث کے مفہوم کے ساتھ جس کو ہم نے روایت کیا ہے کئی اسنادوں کے ساتھ۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ ان سے کہا گیا آپ ﷺ پانچ نمازوں پر صبر کریں بے شک ان کو بدلہ ملے گا تجھ سے پانچ کے بدلے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام ان پر سخت تھے جب حضور ﷺ ان کے پاس گذرے اور بہتر بھی تھے سب سے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس لوٹے۔ (مجمع الزوائد ۱/۶۸)

سورج کا واپس ہونا .... (۲۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن قرشی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی قافلے کے شرکاء اور رفقاء کی۔ اور قافلے میں اس کی علامت اور نشانی کے بارے میں، تو لوگوں نے پوچھا کہ قافلہ کب پہنچے گا۔ جب وہ دن آیا تو قریش نے ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر قافلے کو دیکھا اور اس کا انتظار کیا۔ جب سورج ڈھلنے لگا مگر قافلہ نہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ کے لئے دن میں ایک گھنٹے کا اضافہ ہو گیا اور سورج آپ کے مقصد پر رُک گیا۔ سورج کسی کے لئے واپس نہیں لوٹایا گیا مگر حضور ﷺ کے لئے اس دن اور حضرت یوشع بن نون کے لئے جس دن اُس نے سرکشوں کے ساتھ جمعہ کے دن جہاد کیا تھا۔

جب سورج پیچھے آیا تو ان کو اندیشہ ہوا کہ شاید یہ غروب ہو جائے گا ان کے فارغ ہونے سے قبل اور سبت داخل ہو جائے گا اس میں۔ ان کے لئے قتال کرنا ان کے ساتھ حلال نہیں ہوگا انہوں نے اللہ سے دعا کی لہٰذا اللہ نے ان کے لئے سورج کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ قتال سے فارغ ہو گئے۔ (سیرۃ شامیہ ۳/۱۳۳)

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں تحقیق روایت کی گئی ہیں معراج میں دیگر روایات بھی بعض ان میں سے حدیث ابوحذیفہ بھی ہے یعنی اسحٰق بن بشر نے ابن جریج سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس ؓ سے اور اسحاق بن بشر متروک ہے۔ جس روایت میں وہ منفرد اور اکیلا ہو، اس کے ساتھ خوشی نہیں ہوتی۔

اور بعض ان میں سے حدیث اسماعیل بن موسیٰ قواریری ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے عمر بن سعد مصری سے اور یہ ایسی روایت ہے جس کا راوی مجہول ہے اور اسناد منقطع ہے۔

(۲۸) اور ہمیں خبر دی ہے اس کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدان بن یزید بن یعقوب دقاق نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین صدانی نے، ان کو ابواحمد اسماعیل بن موسیٰ مزاری نے، ان کو عمر بن سعد بصری نے بنونصر بن قعین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز نے اور لیث بن ابوسلیم نے اور سلیمان اعمش نے اور عطاء بن سائب نے۔ ان میں بعض اضافہ کرتے ہیں حدیث میں بعض پر روایت کرتے ہیں علی بن ابو طالب ؓ سے۔ اور عبداللہ بن عباس سے اور محمد بن اسحاق بن یسار سے، اس نے اس شخص کو جس نے بیان کیا ابن عباس ؓ سے اور سلیمان سے یا سلمہ عقیلی سے، اس نے عامر شعبی سے اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے، اس نے ضحاک بن مزاحم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ ہانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور عشاء آخرہ پڑھ چکے تھے (اُمّ ہانی سے مروی اس روایت کو بیہقی، طبرانی نے، مسند ابویعلی و ابن عساکر نے ابوصالح کے طریق سے اور ابن اسحٰق سے دوسرے لفظ کے ساتھ روایت کی ہے)۔

ابوعبداللہ نے کہا ہے کہ اس شیخ نے ہم سے کہا ہے اور حدیث ذکر کی ہے اور متن حدیث لکھا گیا ہے اس نسخے سے جو شیخ سے سنا گیا ہے۔ انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں روح کی اور فرشتوں کی تعداد مذکور ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جو اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔ اگر روایت صحیح ہو اور اثبات سیر اور اثبات معراج کے بارے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ابو ہارون عبدی سے، اس میں کفایت ہے۔ و باللہ التوفیق۔

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونعیم احمد بن محمد بن ابراہیم بزار نے، ان کو ابومحمد بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوالازہر نے کہا ہے کہ جابر بن ابوحکیم نے کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیند میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کی اُمت کا ایک آدمی ہے اسے سفیان ثوری کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لابأس به۔

(۲۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوہارون نے ابوسعید خدری سے اس نے آپ ﷺ سے اس رات کے بارے میں جس میں آپ کو سیر کرائی گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ نے آسمان میں یہ یہ دیکھا تھا (میں نے ان کو حدیث بیان کی) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جی ہاں (یعنی میں نے دیکھا صحیح ہے)۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! بیشک آپ کی امت کے کچھ لوگ آپ کی طرف سے حدیث بیان کرتے ہیں عجیب عجیب چیزوں کے بارے میں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ وہ قصہ گو اور واعظوں کی باتیں ہیں۔

باب ۹۰

ابتداء میں نماز کیسے فرض ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن یعقوب بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عوف نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالمغیرہ نے، ان کو حدیث بیان کی اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں کہ زہری سے پوچھا گیا تھا کہ حضور ﷺ کے مکے سے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں جب نماز فرض کی تو دو دو رکعت فرض کی تھی۔ اس کے بعد حضر کی نماز کو مکمل کر دیا تھا (یعنی چار رکعت کر دیا تھا) اور مسافر کی نماز کو فرضیت اولیٰ پر برقرار رکھا۔ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اوزاعی نے اور اس کو روایت کیا ہے معمر نے زہری سے اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر مکے میں نماز فرض کی گئی تھی دو دو رکعتیں۔ جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو چار چار رکعت فرض کی گئیں اور سفر کی نماز بدستور دو دو رکعتیں باقی رکھی گئی تھیں۔ (ابن خزیمہ ۱/۱۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فیاض بن زبیر نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث معمر میں ہے زہری سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اور یوں بھی روایت کی گئی ہے عامر شعبی سے اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ مگر اس روایت میں چار رکعت سے استثناء ہے مغرب اور صبح کے بارے میں۔

اور حسن بن ابوالحسن بصری اس طرف گئے ہیں کہ ابتداء میں نماز فرض کی گئی تھیں اپنی تعداد کے مطابق۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے حسن سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی قوم کے پاس نمازیں لے کر آئے تھے تو (کچھ دیر) ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا آسمان کے بطن سے تو ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ۔

جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء نماز میں .... لہٰذا وہ لوگ اس اعلان کی طرف بھاگ کر آ گئے تھے اور اکھٹے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ان چار رکعتوں میں اعلانیہ قرأت نہیں کر رہے تھے (یعنی قرأت بالجہر نہیں کی تھی)۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے کھڑے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد وہ علیحدہ ہو گئے یہاں تک کہ سورج نیچے آ گیا وہ تا حال سفید صاف تھا۔ پھر اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ۔ پھر وہ سب اس اعلان پر جمع ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی عصر کی نماز چار رکعتیں بنماز ظہر یعنی صلوٰۃ ظہر کے علاوہ۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد حضور ﷺ لوگوں سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ان میں اعلان کیا گیا الصلوٰۃ جامعۃ لہٰذا لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نمازِ مغرب پڑھائی تین رکعات۔ ان میں آپ ﷺ نے قراءت کی ہر دو رکعت میں، اعلانیہ اور ظاہر قراءت کی اور تیسری رکعت میں ظاہر قراءت نہیں کی۔ اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ ان سے الگ ہو گئے۔ یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی اور عشاء کو آپ ﷺ نے مؤخر کیا۔ لہٰذا اب اعلان ہوا ان میں الصلوٰۃ جامعۃ۔ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چار رکعت نمازِ عشاء پڑھائی۔ دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے اعلانیہ قراءت کی اور دو رکعتوں میں نہیں کی۔ لوگ اپنے نبی کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس کے بعد لوگ سو گئے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا وہ اس پر زیادہ کریں یا نہ کریں حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر دن میں اعلان ہوا الصلوٰۃ جامعۃ۔ لوگ اس اعلان پر جمع ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو رکعات پڑھائیں۔ ان دونوں میں انہوں نے اعلانیہ قراءت کی اور دونوں میں قراءت کو لمبا کیا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے آگے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اقتداء کر رہے تھے۔ (اخرجہ البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱/۳۶۲)

باب ۹۱

نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے ساتھ سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد اور مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل شادی کی تھی اور حضور ﷺ کو خواب میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت دکھادی گئی تھی اور یہ بھی کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل عطار نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی تھی بعد وفات خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔ اور آپ ﷺ کے مکہ سے خروج سے قبل اور میں اُس وقت سات یا چھ سال کی تھی۔ ہم لوگ

جب ہجرت کر کے مدینہ سے آ گئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں اور میں اس وقت جھولے میں جھول رہی تھی اور میرے بال کانوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے تیار کیا اور بنایا سنوارا۔ اس کے بعد وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آ گئیں اور میں اُس وقت نو سال کی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابو القاسم طبرانی نے، ان کو ابن ابو مریم نے، ان کو فریابی نے، ان کو سفیان نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے بیاہ کیا تھا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں اور ان کے ساتھ صحبت کی جب وہ نو سال کی تھیں اور وہ حضور ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین سال بعد، جبکہ حضرت عائشہ اُس وقت چھ سال کی تھیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ صحبت کی تو وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔ اور حضور ﷺ جب وفات پا گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔ اس کو ابو اسامہ نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضور ﷺ کے مدینہ کی طرف خروج سے تین سال قبل ہوئی تھی اس کے بعد حضور ﷺ دو سال تک ٹھہرے رہے یا اس کے قریب قریب۔ اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ پھر ان کے ساتھ جب صحبت کی تو وہ نو سال کی تھیں۔ (صحیح مسلم ۲/۱۰۳۹۔ فتح الباری ۹/۱۹۰)

اسی کو بخاری نے صحیح میں نقل کیا ہے بطور مرسل روایت کے، کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابو اسامہ نے پھر اسی کو ذکر کیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دو مرتبہ مجھے خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی آپ کو اُٹھا لایا سفید ریشم کے اندر اور وہ کہتا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس کو کھول کر دیکھئے۔ لہٰذا میں نے تمہیں دیکھا اور میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کرے گا۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرف سے، ہشام بن عروہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن داؤد رزاز نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سھل بن زیاد قطان نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو عبد اللہ بن ادریس نے محمد بن عمرو سے، اس نے یحییٰ بن عبد الرحمٰن سے۔ وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو وہی خولہ بنت حکیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ شادی نہیں کر لیتے؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کس کے ساتھ؟ عرض کیا اگر آپ چاہیں تو کنواری کے ساتھ کرا دوں اور اگر آپ چاہیں تو غیر کنواری کے ساتھ کرا دوں؟ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کنواری کون ہے؟ اور غیر کنواری کون ہے؟ سیدہ خولہ نے بتایا کہ کنواری تو اس شخص کی بیٹی ہے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی بیٹی)۔ سیدہ عائشہ اور غیر کنواری سودہ بنت زمعہ ہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان بھی لا چکی ہے اور آپ کی اتباع کرتی ہے۔

پیغام نکاح اُم رومان کے پاس .... حضورﷺ نے (خولہ سے) فرمایا: آپ ان دونوں (کے گھر والوں سے) میرا ذکر کر کے دیکھنا۔ سیدہ خولہ کہتی ہیں کہ میں اُمّ رومان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) کے پاس گئی اور میں نے کہا اے اُم رومان! اللہ نے کس قدر خیر تمہارے گھر میں نازل کی ہے اور برکت؟ اس نے پوچھا کہ وہ کون سی ہے؟ کہتی ہیں کہ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ عائشہ (کے بارے میں شادی کا) ذکر کر رہے تھے۔ اُم رومان نے کہا خولہ آپ انتظار کیجئے ابوبکر صدیق آنے والے ہیں۔

کہتی ہیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ بھی آ گئے۔ اُم رومان نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا عائشہ کی شادی ان کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ حالانکہ یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے۔ (میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابوبکر کا بھائی ہوں اور وہ میرا بھائی ضرور ہے مگر ان کی بیٹی کے ساتھ میری شادی ہو سکتی ہے۔ خولہ کہتی ہیں کہ ابوبکر صدیق ﷛ اُٹھ کر چلے گئے تو بی بی اُم رومان نے مجھ سے کہا بے شک مطعم بن عدی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا اپنے بیٹے کے لئے، اللہ کی قسم یہ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کریں گے (ارادہ کرتی تھیں ابوبکر ﷛ کا)۔

کہتی ہیں کہ پھر مطعم ابوبکر ﷛ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کیا کہتے ہیں اس لڑکی کے بارے میں؟ انہوں نے کہا کہ میں ان کی والدہ سے مشورہ کرتا ہوں۔ ابوبکر ﷛ نے اُم رومان سے کہا تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ کہتے ہیں کہ اس نے ابوبکر ﷛ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اس لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیں اور آپ اس کے پاس جائیں گے اور آپ اس کو بھی اسی دین میں داخل کر لیں گے جس پر آپ ہیں۔ کہتی ہیں کہ پھر ابو بکر ﷛ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ آپ کیا کہتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو کچھ کہہ رہی ہیں آپ سُن رہے ہیں۔

کہتی ہیں کہ ابوبکر ﷛ اُٹھ گئے اور ان کے دل میں کوئی ایسی بات نہیں تھی یعنی وعدہ وغیرہ نہیں کیا۔ (خولہ) کہتی ہیں کہ ابوبکر ﷛ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیئے کہ وہ آ جائیں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ نے ان کو مالک بنا دیا۔

خولہ کہتی ہیں اس کے بعد میں گئی سودہ بنت زمعہ کی طرف ان کے والد بڑے بزرگ تھے۔ وہ موسم اور مصلے میں جانے سے بیٹھ چکے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے ان کو جا کر سلام کیا جاہلیت کے طریقے پر میں نے کہا انعم صباحاً،صبح بخیر۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں خولہ بنت حکیم ہوں۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کچھ باتیں کیں۔

میں نے کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب سودہ بنت زمعہ کا ذکر کر رہے تھے یعنی رشتہ مانگ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ کُفُو کریم، کہ کفو تو عزت دار ہے۔ اس نے پوچھا کہ تیری سہیلی کیا کہتی ہے میں نے کہا وہ تو پسند کرتی ہے۔ اس نے کہا کہ ان سے کہو آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اس کو اس کا مالک بنا دیا۔ کہتی ہیں کہ عبد بن زمعہ (یعنی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) آئے تو انہوں نے یہ سن کر افسوس کے مارے سر میں مٹی ڈال لی۔ (پھر بعد میں مسلمان ہو گئے) تو مسلمان ہونے کے بعد کہتے تھے کہ میری بقا کی قسم میں بے وقوف تھا جس دن میں نے اس بات پر سر میں مٹی ڈال لی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہ سے شادی کر لی ہے۔

یہ الفاظ ابوالعباس کی حدیث کے ہیں۔

☆☆☆

باب ۹۲

نبی کریم ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کرنا

اور اپنے رب کے پیغام کو پہنچانے میں آپ ﷺ کو اذیت دینا تاوقتیکہ اللہ نے اہلِ مدینہ کے انصار کو یہ عزت بخشی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ اس کے اعزاز کا اور اس کے دین کو غالب کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے میں جن آیات کا ظہور ہوا اور ان کی نشانیوں کے ظہور کے ساتھ اللہ نے ان کو جو عزت بخشی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکیر بن عبدالرزاق نے، ان کو ابوداود سجستانی نے، ان کو محمد بن کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو حدیث بیان کی مصعب نے اسرائیل بن یونس سے، اس نے عثمان بن مغیرہ سے اس نے سالم بن ابوالجعد سے، اس نے جابر ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موقف پر (اڈے پر، ڈیرے پر) اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ بیشک قریش نے مجھے منع کر دیا ہے اس بات سے کہ میں اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔ مصعب بن مقدام نے اپنی روایت میں اضافہ کر دیا ہے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا ہمدان سے، اس نے کہا کہ میں لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم کے پاس حفاظت کا انتظام ہے؟ اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا ہمدان سے۔ اس کے بعد وہ ہمدانی آدمی ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم اس کی بات نہ مانے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ان کو بتاتا ہوں۔ اس کے بعد آئندہ سال میں آپ کو آ کر ملوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اور رجب کے مہینے میں انصار کا وفد آ گیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حِزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے۔ اور یہ الفاظ ہیں حدیث قطان کے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سالوں میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرتے تھے۔ ہر موسم میں اور ہر قوم کے معزز آدمی سے بات کرتے تھے۔ وہ ان سے صرف اسی بات کا مطالبہ کرتے تھے کہ وہ ان کا خیال کریں اور ان کی حفاظت کریں۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں تم میں سے کسی شخص کو کسی شئی پر زبردستی نہیں کروں گا جو شخص تم میں سے راضی ہو اس دعوت پر جس کی طرف میں اس کو دعوت دوں اور جو میری دعوت پر راضی نہیں ہوگا میں اس کو مجبور نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میرا تحفظ کرنا اس خطرے سے جو میرے ساتھ قتل کا ارادہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دوں اور اللہ میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے کوئی فیصلہ فرما دے جو وہ چاہے۔ لیکن (باوجود اپنے آپ کو پیش کرنے کے قبائل کے معززین میں سے کسی نے) آپ ﷺ کی پیشکش قبول نہ کی اور نہ ہی ان قبائل

میں سے کوئی آیا آپ کے پاس۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا کہ ان کی قوم آپ کے بارے میں بہتر جانتی ہے۔ اور لوگوں نے کہا کہ کیا سمجھتے ہو کہ وہ آدمی ہماری اصلاح کرے گا جو اپنی قوم کو بگاڑ بیٹھا ہے اور وہ اس کو پھینک چکے ہیں۔ مگر یہ سعادت اللہ نے درحقیقت انصار کے لئے بچا کر رکھی تھی اللہ نے انہی کو اس کا شرف عطا کیا۔

طائف میں قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام دینا .... جب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ پر مصیبت ٹوٹ پڑی جو شدید ترین تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے طائف میں آباد قبیلہ ثقیف کی طرف جانے اور جا کر ان کو دعوت دینے کا ارادہ کیا اس اُمید کے ساتھ کہ وہ آپ کو اپنے پاس جگہ دیں گے اور پناہ دیں گے۔ آپ ﷺ نے تین افراد پائے ان میں سے جو ثقیف کے سردار تھے اُس وقت اور وہ تینوں بھائی تھے۔ عبدیالیل بن عمرو اور مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو۔ حضور ﷺ نے ان پر اپنے آپ کو پیش کیا اور ان کے آگے آزمائش کی شکایت کی اور اس کی جو ان کی قوم ان پر غالب آگئی تھی۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا اگر اللہ نے تجھے کسی شئی کے ساتھ بھیجا ہوتا تو میں کعبے کے غلاف کو پھاڑ دیتا (مطلب یہ تھا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں)۔

دوسرے نے کہا کیا اللہ اس بات سے عاجز آگیا تھا کہ وہ تیرے سوا کسی اور کو رسول بنا کر بھیج دیتا۔ تیسرے نے کہا اللہ کی قسم میں آج کی اس مجلس کے بعد کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اللہ کی قسم اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کا شرف ومرتبہ وحق اس سے بہت بڑا ہے کہ میں آپ سے کلام کروں۔ اور اگر آپ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں تو آپ بدتر ہیں اس قابل ہیں کہ میں آپ سے کلام کروں۔

اور حضور ﷺ کے ساتھ مسخریاں کیں اور اپنی قوم میں پھیلا دیا کہ لوگ ان کے پاس اور ان کے راستے پر دونوں طرف لائن بنا کر کھڑے ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ گذرے ان کے درمیان سے تو قدم قدم پر وہ ان کو پتھر مارتے جو انہوں نے جمع کئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کے دونوں قدم لہولہان کر دیئے۔ کسی طرح جب آپ ان انسان نما مجسم شیطانوں سے بچ کر نکلے تو آپ کے دونوں قدموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ وہاں کے باغوں میں سے کسی باغ میں چلے گئے وہاں جا کر کسی چھپر کے نیچے بیٹھ گئے سایہ حاصل کرنے کے لئے۔ حالت یہ تھی آپ ﷺ شکستہ دل تھے، کرب میں مبتلا تھے، درد سے کراہ رہے تھے، جسم سے خصوصاً پیروں سے خون بہہ رہا تھا (مگر رحمۃ للعالمین ﷺ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سراپا استقامت بے تاب تھے)۔

کہیں سے عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اسی حویلی اور باغ میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو وہاں دیکھا تو پریشان ہو گئے کیونکہ وہ دونوں آپ کے مشہور ترین دشمن تھے۔ آپ ﷺ ان کی دشمنی کو اچھی طرح جانتے تھے جو انہیں اللہ اور رسول کے ساتھ تھی۔ ان دونوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا آپ کے پاس ایک غلام کو بھیجا جس کا نام عداس تھا وہ عیسائی تھا، اہلِ نینوی میں سے۔ اس کے پاس کچھ انگور تھے جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا اے عداس! آپ کا تعلق کون سی سرزمین سے ہے؟ اس نے بتایا کہ میں اہلِ نینوی میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اس نیک مرد یونس بن متی کے شہر کے ہو۔ عداس نے آپ سے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے یونس بن متیٰ کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ایسے آدمی تھے کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو اپنے رب کا پیغام پہنچاتے تھے میں بھی اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس بن متیٰ کے بارے میں خبر دی ہے۔

جب آپ ﷺ نے اس کو یہ خبر دی کہ اللہ نے مجھے یونس بن متیٰ کے بارے میں خبر دی ہے تو عداس رسول اللہ ﷺ کے سامنے سجدے میں گر گیا اور وہ آپ کے پیروں کو چومنے لگ گیا حالانکہ پیروں سے خون بہہ رہا تھا۔ اُدھر سے جب عقبہ اور شیبہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ سہم کر بیٹھ گئے۔ جب وہ واپس ان کے پاس گیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم نے محمد کو سجدہ کیوں کیا ہے؟ اور ان کے پیروں کو کیوں چوما؟ ہم نے تو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ ہم میں سے کسی کے سامنے سجدہ کرتے ہوں یا قدم بوسی کرتے ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ ایک نیک آدمی ہے اس نے مجھے ایک بات کی خبر دی ہے جس سے میں نے پہچان لیا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے جس کو اللہ نے ہم لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ شخص

حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام تھے۔ عقبہ اور شیبہ دونوں اس غلام پر ہنس پڑے۔ ان دونوں نے کہا بچنا، خیال کرنا کہیں یہ شخص تجھے تیری عیسائیت سے بھی نہ گمراہ کر دے یہ بہت بڑا دھوکہ دینے والا آدمی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ اس کے بعد مکہ واپس آ گئے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۳۶۔ ابن ہشام ۲/۲۸۔۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باوجود بد دعا نہیں کی .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ میکالی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن موسیٰ اہوازی نے، ان کو عمرو بن سواد سرحی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کیا آپ کے اوپر کوئی ایسا وقت بھی آیا ہے جو آپ کے اُوپر زیادہ سخت ہو یوم اُحد سے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ شدید دن وہ تھا جو میں نے تیری قوم سے تکلیف پائی تھی وہ یوم العقبہ تھا جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے حوالے کیا تھا۔ اس نے میری بات نہ مانی تھی جو میں اس سے توقع لے کر گیا تھا میں ناکام لوٹ گیا تھا میرے چہرے سے ناکامی اور غم نمایاں تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں مقام قرن الثعالب میں تھا۔ میں نے سر اُٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے پھر دیکھا تو وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ اس نے مجھے آواز دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اور ان کا قول سن لیا ہے۔

اللہ نے آپ کے پاس مَلَکُ الجِبال کو بھیجا ہے کہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس فرشتے کو حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے مَلَکُ الجِبَال نے آواز دی اور مجھے اس نے سلام کہا۔ اور کہا کہ اے محمد! اللہ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے، میں ملک الجبال ہوں۔ مجھے آپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس لئے کہ آپ جو چاہیں ان کے بارے میں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم دونوں پہاڑوں کو جبل ابوقبیس کو اس کے سامنے کے پہاڑ کو آپس میں ملا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا میں نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شریروں میں سے، یا کہا تھا کہ ان کے اصلاب اور پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو محض اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے، اس نے ابن وہب سے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن سواد سے وغیرہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے کہ رسول اللہ ﷺ بنو کندہ کے پاس گئے ان کے گھروں میں وہاں کا سردار بھی تھا اسے ملیح کہتے تھے آپ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنے آپ کو ان کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ ایک اور قبیلے کے پاس گئے بنو کلب میں، ان کو بنو عبداللہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اے بنو عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کا بہت نام بنایا تھا لیکن انہوں نے بھی آپ کی وہ دعوت قبول نہ کی جو آپ ﷺ نے ان پر پیش کی تھی۔

(ابن ہشام ۲/۳۲۔۳۳)

حدیث سوید بن صامت (یعنی قصہ سوید)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔ انہوں نے کہا کہ سوید بن صامت جو بنی عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے حج یا عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں آئے تھے۔ اور سوید کو ان کی قوم والے اپنے اندر ''الکامل'' کا نام دیتے تھے ان کی عمر کے اعتبار سے بھی اور قوت و مضبوطی کے اعتبار سے بھی اور شعر گوئی میں بھی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے در پے ہوئے اور اس کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ سوید نے کہا شاید وہ جو تیرے پاس اسی جیسی ہے جو میرے پاس ہے (یعنی کتاب وغیرہ)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا وہ کیا ہے جو تیرے پاس ہے؟ یعنی صحیفۂ لقمان (اس کی مراد تھی حکمتِ لقمان یعنی فہم و فراست و دانائی کی باتیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس کو میرے آگے پیش کردیں (یعنی میرے سامنے بیان کریں)۔ چنانچہ سوید بن صامت نے وہ مضمون یا معلومات حضور ﷺ کے آگے بیان کیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلام اچھا ہے مگر جو میرے پاس ہے وہ اس سے افضل ہے۔ وہ تو قرآن ہے جس کو اللہ نے مجھ پر اُتارا ہے، وہ ہدایت ہے اور نور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ ﷺ سے دور نہ ہوا بلکہ کہنے لگا کہ یہ قول حسن ہے۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ گیا اور مدینے میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ پس زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا کہ قبیلہ بنو خزرج والوں نے اس کو قتل کردیا۔ اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ وہ جب قتل ہوا تو وہ مسلم تھا (یعنی اسلام لے آیا تھا یعنی اسلام قبول کرچکا تھا)۔ اور اس کا قتل جنگِ بعاث سے پہلے ہوا تھا۔ (بعاث ایک مقام ہے وہاں پر قبیلہ اوس اور خزرج والوں کی لڑائی ہوئی تھی)۔ (ابن ہشام ۲/۳۵)

حدیث ایاس بن معاذ اشہلی اور حدیث یومِ بعاث
یعنی قصۂ ایاس اور بعاث کی لڑائی کا پس منظر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو حصین بن عبدالرحمٰن بن سعید بن معاذ نے محمود بن سعید سے، اس نے بنوعبدالاشہل کے بھائی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ابوالخیر انس بن رافع مکہ میں آیا تو اس کے ساتھ بنوعبدالاشہل کے کچھ جوان تھے ان میں سے (ایک معروف شخص کا نام) ایاس بن معاذ تھا۔ وہ لوگ مکہ میں یہ مقصد لے کر آئے تھے کہ قریش سے درخواست کریں کہ وہ لوگ ان کے حلیف بن جائیں ان کی قوم کے خلاف خزرج سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد کے بارے میں جب سنا تو وہ ان جوانوں کے پاس آئے (اللہ کا پیغام دینے کے لئے)۔ آپ ﷺ ان کے پاس بیٹھے اور ان سے کہا کیا تمہیں اس سے بہتر مقصد کی طرف دلچسپی ہوگی اور اسے سُنیں گے جو اس مقصد سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کو لے کر تم لوگ یہاں آئے ہو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں ان کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں اور بلاتا ہوں کہ وہ عبادت صرف اللہ کی کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی شے کو شریک نہ بنائیں اور اللہ نے مجھ پر کتاب اُتاری ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے آگے اسلام کو پیش کیا اور ان کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔

چنانچہ ایاس بن معاذ کہنے لگا حالانکہ وہ نوعمر جوان لڑکا تھا، اے میری قوم والو! اللہ کی قسم یہ بہتر ہے اس سے جس کے لئے تم آئے ہو۔ یہ سنتے ہی ابوالخیر انس بن رافع نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا کہ ہمیں الگ رہنے دیجئے اپنے آپ سے۔ میری بقاء کی قسم ہم اس کام کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور کام سے آئے ہیں لہٰذا وہ چپ ہو گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور وہ لوگ مدینہ واپس لوٹ گئے۔ اور بعاث کا واقعہ اوس اور خزرج قبیلوں کے مابین ہوا تھا اس کے بعد ایاس بن معاذ زیادہ دیر نہ رہ سکا بلکہ فوت ہو گیا۔ محمد بن کبیر کہتے ہیں کہ کہ مجھے خبر دی اس نے جو میری قوم میں سے میرے پاس حاضر ہوا کہ وہ لوگ ایاس بن معاذ سے سنتے رہے کہ وہ اللہ کا کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ اور اللہ کی بڑائی کرتے رہے یعنی اللہ اکبر، اللہ کی حمد کرتے رہے یعنی الحمد للہ اور اللہ کی پاکی بیان کرتے رہے یعنی سبحان اللہ، حتیٰ کہ مر گئے۔ اور اس کی قوم والے اس میں شک نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں یقین تھا کہ وہ مسلمان ہو کر مرے ہیں۔ تحقیق اس نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھ لیا تھا اسی مجلس میں جس وقت اس نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا جو کچھ بھی سنا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ یوم بعاث وہ دن تھا جس کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے مقدمہ اور پیش خیمہ بنایا تھا لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو اوس اور خزرج (دونوں بڑے قبائل کا زور ٹوٹ چکا تھا اور ان کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی تھی) ان کی جماعت میں تفرقہ پڑ چکا تھا اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے، کئی زخمی تھے۔ اللہ نے اس کو پیش خیمہ بنایا تھا اپنے رسول کے لئے اسلام میں ان کے دخول کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۷۷۷۔ فتح الباری ۷/۱۱۰۔ ابن ہشام ۲/۳۶)

حدیث ابان بن عبداللہ بجلی، رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرنا اور مفروق بن عمرو اور اس کے اصحاب کا قصہ

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن اسماعیل فقیہ شاشی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن صاحب بن حمید شاشی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالجبار بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر یمانی نے ابان بن عبداللہ بجلی سے، اس نے ابان بن ثعلب بن عکرمہ نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی علی بن ابو طالب ﷺ نے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا یہ کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو حضور ﷺ نکلے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور ابوبکر صدیق ﷺ بھی۔

ہم مجالس عرب میں سے ایک مجلس میں پہنچے۔ ابوبکر صدیق ﷺ آئے اور وہ ہر خیر کے کام میں پیش پیش ہوتے تھے۔ وہ نسب دار آدمی تھے انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ربیعہ سے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون سے ربیعہ ہو؟ کیا تم ان کے ہام سے ہو؟ یعنی لہازم سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ہامۃ عظمیٰ سے ہیں۔ ابوبکر ﷺ نے فرمایا تم ربیعہ کی کون سی ہامۃ عظمیٰ سے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ذہل الاکبر سے ہیں۔ ابوبکر ﷺ نے پوچھا کیا تم میں عوف بھی ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وادی عوف میں کوئی حُر نہیں ہے۔ بولے کہ نہیں۔ ابوبکر ﷺ نے پوچھا کیا تم میں جساس بن مُرّہ حامی زمار اور مانع جار ہے؟ وہ بولے کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں بسطام بن قیس، ابولواء اور منتہی اُحیا ہے؟ بولے نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں حوفزان قاتل ملوک سالب النفس ہے؟ بولے نہیں ہے۔ پھر پوچھا کیا

تم میں مزدلف ہے؟ صاحب عمامہ فردہ۔ بولے نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم میں اخوال الملوک ہیں بنو کندہ میں سے؟ بولے نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا تم میں سے اصحاب الملوک ہیں لخم میں سے؟ بولے نہیں۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم ذھل الاکبر میں سے نہیں ہو بلکہ تم ذہل الاصغر میں سے ہو۔ فرمایا کہ بنو شیبان کا ایک غلام جس کو دغفل کہتے تھے وہ ان کی طرف مڑ گیا جس وقت اس کا چہرہ سامنے آیا اور اس نے کہا ۔

ان علی سائلنا ان نسله والعبو لا نعرفه او نجهله

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا تعارف کرایا .... بے شک ہمارے سائل پر لازم ہے کہ ہم بھی اس سے سوال کریں اور وہ ہمیں جواب دے)۔ اور ہمیں بھی پتہ چلے کہ ہم بھی اس کو جانتے ہیں یا اس سے بے علم ہیں۔ ارے صاحب آپ نے ہم سے پوچھا ہے اور ہم نے آپ کو جوابات دیے ہیں اور ہم نے آپ سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ آپ کون جوان ہیں؟ کس قبیلے سے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں قریش میں سے ہوں۔ اس نوجوان نے کہا بس بس آپ اہلِ عزت اور اہلِ شرف ہیں، اہلِ قیادت وسیادت ہیں۔ آپ کون سے قریشیوں میں سے ہیں؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا میں اولاد تیم بن مُرَّہ میں سے ہوں۔ پھر اس جوان نے کہا اللہ کی قسم آپ کو تیر مارنے والے نے قدرت دے دی ہے برابر کی گمائی سے۔

کیا تم میں سے قصی ہے جو بنو فہر کے تمام قبائل کو جمع کرتا ہے اور وہ شخص قریش مجمع کہلاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس شخص نے پوچھا کیا تم میں سے ہشام ہے جو اپنی قوم کے لئے گوشت کے شوربے میں روٹی کوٹتا تھا اور مکہ کے مرد قحط زدہ دُبلے پتلے اور کمزور تھے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم میں شیبۃ الحمد ہے؟ عبدالمطلب آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا جس کا چہرہ چاند کی مثل سخت اندھیری رات میں چمکتا تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپ اہلِ افاضہ میں سے ہو لوگوں کے ساتھ؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ اہلِ حجابہ سے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ اہلِ سقایہ میں سے ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ ندوۃ میں سے ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر آپ اہلِ افادہ میں سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُونٹنی کی مہار کھینچی رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے والے۔ اس نوجوان لڑکے نے کہا :

صادف درالسیل درایدفعه یهضبه حینا و حینا یصدعه

بہرحال اللہ کی قسم اگر آپ رُکتے تو میں آپ کو قریش کے بارے میں خبر دیتا۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابوبکر تحقیق آپ اعرابی سے ہار گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں اے ابوحسن نہیں کوئی مصیبت مگر اس سے بڑھ کر اور مصیبت بھی ہوتی ہے۔ اور آزمائش وابستہ ہوتی ہے بولنے کے ساتھ۔

کہتے ہیں اس کے بعد ہم ایک دوسری مجلس تک گئے (جب وہاں گئے) تو ان پر سکتہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے آئے انہوں نے سلام کیا اور کہا کہ کس قوم کے لوگ ہیں؟ بولے کہ شیبان بن ثعلبہ سے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، یہ لوگ نا تجربہ کار ہیں۔ اور ان میں مفروق بن عمرو ہے اور ہانی بن قبیصہ ہے اور مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک۔ اور مفروق ان سب سے حسن وجمال میں اور زبان میں زیادہ تھا اور ان سے غالب تھا۔ اور اس کے پاس دو تلواریں تھیں جو اس کے سینہ پر لٹکی رہتی تھیں اور بیٹھنے کے اعتبار سے لوگوں میں سے قریب تر تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی تعداد ہے تم لوگوں کی؟ مفروق نے جواب دیا ہم لوگ ہزار افراد سے متجاوز ہیں اور ہزار افراد قلت کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہوتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری آسودہ حال کتنے ہیں؟ مفروق نے کہا کہ ہمارے اُوپر تنگی اور مشقت واقع ہے اور ہر قوم کے لئے تنگی اور مفلسی ہوا کرتی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسی ہوتی ہے؟ مفروق نے کہا بے شک ہم لوگ البتہ بہت سخت ہوتے ہیں غضب میں جب ہم دشمن سے ٹکراتے ہیں اور البتہ بڑے شدید ہوتے ہیں جب ہم

دشمن سے جنگ میں ملتے ہیں۔ باقی نصرت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے وہی اسے پھیرتا ہے ایک دفعہ ہمارے لئے تو دوسری بار ہمارے خلاف (یعنی ہمارے حریف کے لئے)۔ اس نے کہا کہ شاید آپ قریش کے بھائی ہوں۔ ابوبکر نے کہا تمہیں یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ ہمارے اندر ایک اللہ کا رسول ہے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ یہ ہیں۔ مفروق نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ وہ یہ ذکر کرتا ہے۔ اچھا تو بتائیے پھر آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہو اے قریشی بھائی؟ رسول اللہ ﷺ آگے آئے اور آکر بیٹھ گئے۔ ابوبکر ؓ کھڑے ہوگئے انہوں نے ان پر اپنے کپڑے کا سایہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو ایک شہادت کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا الہ ہے۔ اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور اس شہادت کی دعوت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور میں تم سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ تم لوگ میری مدد کرو اور مجھے اپنے پاس تحفظ فراہم کرو۔ بیشک مخالف ہوگئے اور زبردستی مخالفت کررہے ہیں اللہ کے امر کی اور اللہ کے رسول کی تکذیب کررہے ہیں اور قریش باطل کے ساتھ حق سے لاپرواہ ہوگئے ہیں حالانکہ اللہ ہی غنی ہے اور حمید ہے۔

مفروق نے پوچھا کہ اور آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلائیں گے اور دعوت دیں گے اے قریشی بھائی۔ اللہ کی قسم میں نے اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الانعام کی یہ آیات تلاوت کیں

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکو بہ تا لعلکم تتقون

فرمادیجئے تم لوگ آؤ میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے اوپر کیا کیا حرام کردیا ہے

(پڑھتے گئے) تتقون تک (پورا رکوع سنادیا)۔ اس کے بعد مفروق نے سوال کیا اور کس چیز کی آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں اے قریشی بھائی؟ (اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے سن کر کہا تھا اللہ کی قسم یہ کلام اہلِ زمین کا کلام نہیں ہے) اس کے بعد ہم لوگ اپنی روایت کی طرف واپس آتے ہیں)۔ فرمایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

بیشک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کا اور احسان کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو دینے کا۔ اور وہ بے حیائی کے کاموں سے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور بدکاری سے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

مفروق بن عمرو نے کہا اللہ کی قسم آپ نے دعوت دے دی ہے اے قریشی بھائی مکارم اخلاق کی اور محاسن اعمال کی۔ البتہ تحقیق اُلٹی پھیری گئی ہے وہ قوم جنہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔

اور مفروق نے چاہا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے ایک اور ساتھی کو بھی شریکِ گفتگو کریں جن کا نام ھانی بن قبیصہ تھا۔ چنانچہ ان کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگے یہ صاحب ہانی ہیں یہ ہمارے شیخ ہیں بڑے ہیں اور ہمارے صاحب دین ہیں۔ ہانی نے بات کا آغاز کیا اور کہا اے قریشی بھائی میں نے تیری بات چیت سنی ہے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم اپنا دین چھوڑ دیں اور ہم تیری اتباع کرلیں تیرے دین کے لئے صرف ایک مجلس کے ساتھ جو آپ نے ہمارے ساتھ کی ہے جس سے پہلے بھی کوئی مجلس نہیں ہوگی بعد میں بھی۔ تو یہ ہماری رائے اور سوچ کی غلطی ہوگی اور انجام میں قلت نظر ہوگی۔ ہمیشہ غلطی عجلت کرنے کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ ہمارے پیچھے ہماری قوم ہے ہم یہ بات پسند نہیں کریں گے کہ ہم ان پر کوئی عہد اور معاہدہ باندھ کر جائیں (جبکہ وہ موجود بھی نہ ہوں)۔ بلکہ ہم واپس جاتے ہیں آپ بھی واپس جائیں ہم بھی انتظار کرتے ہیں معاملے کی آپ بھی انتظار کریں۔ اور اس نے چاہا کہ وہ مثنیٰ بن حارثہ کو بھی شریکِ گفتگو کرے۔ لہٰذا اس نے کہا (تعارف کراتے ہوئے) کہ یہ مثنیٰ بن حارثہ ہے۔ یہ ہمارے شیخ ہیں اور ہمارے لئے امورِ جنگ کے ذمہ دار ہیں۔ مثنیٰ بن حارثہ نے کہا میں نے آپ کی بات سنی ہے اے قریشی بھائی! اس بارے میں میرا جواب بھی وہی ہے جو ہانی بن قبیصہ کا ہے ہمارے دین چھوڑنے اور آپ کے دین کی متابعت کرنے کے بارے میں۔ نیز ہم لوگ جہاں آباد ہیں وہ دو پانیوں کی جگہ ہے (جہاں پر لوگ پانی لینے آتے ہیں)۔ ایک یمامہ ہے، دوسرا سمامہ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ صریان کیا ہیں؟

(دو پانی سے کیا مراد ہے؟) اس نے بتایا کہ اس سے مراد کسریٰ کی نہریں ہیں اور عرب کے پانی۔ بہر حال جو کسریٰ کی نہروں میں سے ہو اس کے رہنے والوں کا گناہ نا قابلِ معافی ہے عذر غیر مقبول ہے۔ اور جو اس کے متصل ہے عرب کے پانیوں میں سے بس اس کے رہنے والوں کا گناہ قابلِ معافی ہے اور عذر قبول ہے۔

اور ہم لوگ ایک معاہدے پر اُترے ہوئے ہیں جو انہوں نے ہم سے لے رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگ نہ تو کوئی نئی چیز نکالیں گے اور نہ ہی کسی نئی بات نکالنے والے کو اپنے پاس جگہ دیں گے۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ جس کی آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی! ایسا ہے جس کو بادشاہ پسند نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کو جگہ دیں اور آپ کی نصرت کریں اس نہر سے جو میاہ عرب سے متصل ہے تو ہم یہ کام کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس قدر برا کیا ہے تم نے جواب میں۔ جبکہ تم نے سچ کو خوب واضح کیا ہے (یعنی جان لیا ہے)۔ بیشک اللہ کا دین اسی کی نصرت کرتا ہے جو اس کو تمام اطراف و جوانب سے حفاظت کرے۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم نہیں ٹھہرو گے مگر تھوڑی سی مدت۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں ان کی سرزمین کا وارث بنا دے گا اور ان کے گھروں اور مالوں کا اور ان کی عورتوں کو تمہارے بستر بنا دے گا۔ کیا تم اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہو؟ نعمان بن شریک نے کہا اے اللہ! یہ اسی لئے ہوا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله و سراجا منيرا

اوس اور خزرج کے پاس جانا............ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے اُٹھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابوبکر! کون سا اخلاق ہے جاہلیت میں۔ اس میں اچھا کون سا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ بعض کے خطرے کو رفع کرتا ہے اور اسی کے ساتھ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بچتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگ اوس اور خزرج کی مجلس کی طرف گئے۔ ہم اس محفل سے ابھی اُٹھنے نہیں پائے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خوش ہو رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسب داری پر۔ (دلائل النبوۃ ۲/ ۴۲۷)

ہم سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہا حسن بن صاحب نے کہ مجھ سے یہ حدیث لکھی ابوحاتم رازی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن زکریا غلابی نے بھی اور وہ متروک ہے شعیب بن واقد سے۔ اس نے ابان بن عبداللہ بجلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد عمانی نے ان کو حدیث بیان کی محمد بن زکریا غلابی نے، ان کو شعیب بن واقد نے، ان کو ابان بن عبداللہ بجلی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ۔ اور ایک اور اسناد کے ساتھ بھی مروی ہے جو کہ مجہول ہے۔ وہ مروی ہے ابان بن تغلب سے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابومحمد جعفر بن عنبسہ کوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن حسن قریشی نے، ان کو احمد بن ابونصر سکونی نے ابان بن عثمان احمر سے، اس نے ابان بن تغلب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے، اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔ اور کہا ہے کہ آپ ﷺ منیٰ کی طرف نکلے اور میں ان کے ساتھ تھا۔

حدیث سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور وہ آواز جو مکہ میں ہاتف غیبی سے سُنی گئی ان دونوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کے بارے میں

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالاشعث نے، ان کو ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے، ان کو عبدالحمید بن ابوعیسیٰ بن خیر نے۔ اسی طرح کہا اور وہ عبدالحمید بن ابوعبس بن محمد بن خیر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو یہ کہتے سنا جو جبل ابوقبیس پر رات کے وقت کہہ رہا تھا:

فان یسلم السعدان یصبح محمد بمکة لا یخشی خلاف المخالف

اگر دو سعد مسلمان ہو جائیں تو محمد ﷺ اس کیفیت میں ہوں گے کہ وہ کسی مخالف سے نہیں ڈریں گے۔

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا کہ سعد کون ہیں۔ کیا سعد بن بکر یا سعد بن ہذیم؟ جب دوسری رات ہوئی تو لوگوں نے اسی ہاتف کو یہ کہتے سنا:

ایایاسعد سعد الاوس کن انت ناصرًا ویاسعد سعد الحزرجین الغطارف

اے سعد! قبیلہ اوس والے آپ کے مددگار بن جائیں۔ اور اے سعد قبیلہ خزرج والے۔

اجیبًا الی داعی الهدی و تمنیا علی الله فی الفردوس مُنیة عارف

فان ثواب الله للطالب الهدی جنان من الفردوس ذات رفارف

دونوں سعد تم ہدایت کی دعوت دینے والے کی بات مانو، اس کا جواب دو۔ اللہ پر جنت الفردوس میں عارف کی تمناؤں کی اُمید کرو۔ کیونکہ اللہ کا اجر و ثواب طالب ہدایت کے لئے ہوتا ہے جو کہ جنت الفردوس کی صورت میں ہوتا ہے۔ وہ جنت جو قالینوں سے سجائی ہوئی ہے

جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم یہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ مراد ہیں۔ (البدایة والنهایة ۳/۱۶۵)

باب ۹۳

بیعتِ عقبہ اولیٰ اور موسمِ حج میں جو انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کی اسلام پر بیعت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل بن قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب زہری سے نبی کریم ﷺ کے طائف کی طرف خروج کے قصہ میں۔ کہ رسول اللہ ﷺ مکے کی طرف واپس لوٹے جب موسم آ گیا تو انصار کی ایک جماعت نے آ کر حج کیا۔ ان میں معاذ بن عفرا اور اسعد بن زرارہ اور رافع بن مالک اور ذکوان اور عبادہ بن صامت اور ابوعبدالرحمٰن بن ثعلبہ اور ابوالہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ تھے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کو اپنی خبر بتائی اور یہ بھی کہ اللہ نے ان کو نبوت و رسالت کے شرف کے ساتھ چُن لیا ہے۔ اور حضور ﷺ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

انہوں نے جب حضور ﷺ کا قول سنا تو اس کے ساتھ یقین کر لیا اور ان کے دل اس کے ساتھ مطمئن ہو گئے جو کچھ انہوں نے حضور ﷺ کے منہ سے سنا تھا۔ اور انہوں نے اس کو پہچان لیا جو کچھ وہ اہلِ کتاب سے حضور ﷺ کی صفت سنتے رہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کر لی اور آپ کی اتباع کر لی۔ اور وہ اس طرح حضور ﷺ کے لئے خیر کے اسباب بن گئے جو آپ کے لئے اسباب بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں قبیلہ اوس و خزرج میں اختلاف ہے اور خون ریزی ہو رہی ہے اور ہم اس پر حریص ہیں۔ گویا ہماری شدید خواہش ہے اس کی جو اللہ نے آپ کو رُشد سے نوازا ہے۔ ہم جذبہ خیر خواہی کے ساتھ آپ کے لئے کوشش کریں گے۔ اور ہم اپنی رائے سے

آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر اپنی اسی حالت پر رک جائیں، ہم واپس جاتے ہیں اپنی قوم کے پاس ان کے آگے آپ کی حالت ذکر کرتے ہیں۔ اور ہم ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے اور ان کے معاملے کو اتفاق سے ہمکنار کر دے۔ آج ہم لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں اور ایک دوسرے سے بعید ہو گئے ہیں اور اگر آپ ابھی ہمارے پاس آ جائیں گے تو نہ تو ہمارے مابین صلح ہے نہ ہی ہماری جماعت ہے بلکہ ہم آپ کو آئندہ سال کا وعدہ دیتے ہیں۔

مدینۃ الرسول ﷺ میں خفیہ دعوت .... حضور ﷺ اس مشورے پر راضی ہو گئے اور وہ لوگ واپس چلے گئے اپنی قوم کے پاس۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر ان کو دعوت دی اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتایا اور اس نبوت ورسالت کے بارے میں بتایا جس کے ساتھ اللہ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا۔ اور انہوں نے ان کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا۔ یہاں تک بہت کم کوئی گھر باقی رہا ہوگا انصار کے گھروں میں مگر ہر گھر میں کچھ نہ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے معاذ بن عفراء کو بھیجا اور رافع بن مالک کو یہ کہہ کر کہ آپ ﷺ ہمارے پاس اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور لوگوں کو کتاب اللہ کے ذریعے دعوت دے۔ وہ اس قابل ہوگا اور اس لائق ہوگا کہ اس کی اتباع کی جائے۔

مصعب بن عمیر ﷺ کی خفیہ دعوتِ اسلام .... کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے پاس حضرت مصعب ﷺ بن عمیر کو بھیجا جو بھائی تھے بنی عبدالدار بن قصی کے۔ وہ مدینے میں جا کر بنو تیم میں اسعد بن زرارہ کے پاس اُترے۔ انہوں نے جا کر خفیہ طریقے پر لوگوں میں دعوت چلائی اور اسلام پھیلایا اور اس کے ماننے والے زیادہ ہوئے۔ وہ اس سب کچھ کے باوجود سخت طریقے سے چھپا رہے تھے اپنے کام کو۔ پھر اسعد بن زرارہ وہ ابوامامہ تھے آئے اور مصعب بن عمیر۔ یہاں تک کہ وہ بیر بنومرق پر آئے دونوں وہاں بیٹھ گئے اور انہوں نے انصار کے ایک گروہ کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ خفیہ طریقے پر ان دونوں کے پاس آ گئے۔ جا کر دیکھا تو مصعب بن عمران سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے آگے قرآن بیان کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں سعد بن معاذ کو خبر ہو گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں بلکہ اُسید بن حضیر کو، وہ ان کے پاس آئے اپنے طمطراق میں۔ ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا آئے تو آ کر ان کے اوپر کھڑے ہو گئے اور ابوامامہ سے یعنی اسعد بن زرارہ سے کہنے لگے کہ تم ہمارے گھروں میں اس اکیلے آدمی کو جو مسافر ہے جو وہاں سے بھگایا ہوا ہے، کیوں لائے ہو؟ بلاوجہ ہمارے ضعیفوں کو یہ بے وقوف بنائے گا اور ان کو اپنی طرف دعوت دے گا۔ میں آج کے بعد تمہیں نہ دیکھوں کہ تم ہمارے پڑوس میں برائی کرو۔ چنانچہ یہ لوگ وہاں سے اٹھ گئے اور واپس چلے گئے۔

پھر وہ بعد میں دوسری بار پھر اسی جگہ بیر بنومرق پر یا اس کے قریب لوٹ آئے پھر دوبارہ سعد بن معاذ کو پتہ چل گیا۔ وہ پھر ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آ کر پہلی بار سے زیادہ ان کو ڈرایا، دھمکایا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو کسی وقت نرم ہوتے دیکھا تو موقع پا کر اس سے بات کی۔ اس نے کہا اے میری خالہ کے بیٹے! آپ اس (آنے والے مہمان مسافر کی) بات تو سنیں۔ اگر آپ کوئی غلط اور بری بات سنیں تو آپ اس سے کوئی بہتر بات اس کو بتا دیں۔ اور اگر آپ اس سے حق اور سچ بات سنیں تو اس کی بات مان لیں۔ لہٰذا اس کے بھی دل کو یہ بات لگی اور اس نے کہا میاں تم کیا کہتے ہو؟ لہٰذا مصعب بن عمیر نے اس کے سامنے سورۃ الزخرف تلاوت کی۔

حٰمٓ والکتب المبین انا جعلنا قراٰنًا ۵ عربیًا لعلکم تعقلون

یہ سن کر سعد ﷺ بن معاذ نے کہا میں نہیں سنتا مگر وہی جس کو میں سمجھتا ہوں۔ سعد بن معاذ واپس لوٹ گیا حالانکہ اللہ نے اس کو ہدایت دے دی تھی مگر اس نے ان دونوں کے سامنے اپنے اسلام کو ظاہر نہ کیا بلکہ اپنی قوم میں لوٹ آیا۔ اس نے بھی عبدالاشہل کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے آگے اس نے اسلام کو ظاہر کر دیا۔ اور کہا کہ جو تم میں سے اس میں شک کرے وہ اس سے زیادہ ہدایت والی چیز پیش کرے۔ اللہ کی قسم یہ ایسا معاملہ آ گیا ہے کہ جس میں گردنیں ماری جائیں گی۔ چنانچہ بنوعبدالاشہل مسلمان ہو گئے۔ سعد بن معاذ کے اسلام اور اس کی دعوت کے وقت۔ مگر صرف وہ جو قابلِ ذکر نہ ہو۔ لہٰذا سعد بن معاذ کا گھرانہ انصار کے گھرانوں میں سے وہ پہلا گھرانہ تھا جو پورے کا پورا مسلمان

ہوگیا تھا۔اس کے بعد بنونجار نے مصعب بن عمیر کو نکال دیا اور اسعد بن زرارہ پر تشدد کیا تو پھر مصعب بن عمیر بھی سعد بن معاذ کی طرف منتقل ہو گئے پھر وہیں انہی کے پاس رہے اور امن کے ساتھ دعوت دیتے رہے۔اللہ نے ان کے ہاتھ پر ہدایت جاری کی۔یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کم ہی کوئی گھر باقی رہا ہوگا مگر ہر گھر سے انصار کے اشراف مسلمان ہو گئے۔اور عمرو بن جموح مسلمان ہو گئے۔انہوں نے اپنے بُت خود توڑ دیئے اور مسلمان اہلِ مدینہ میں زیادہ عزت سے رہنے لگے اور مصعب بن عمیر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گئے آپ مقری کہلاتے تھے (قاری اور معلم)۔اور ابن شہاب نے کہا کہ مصعب پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے۔

اور اسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے انصار کا قصہ خرجہ اولیٰ میں۔

اور اس کو ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے اپنے شیوخ سے زیادہ کامل اس کے ذکر سے اور ابن اسحٰق نے گمان کیا ہے کہ مصعب پہلا شخص تھا جو انصار کے اس گروہ سے پہلے بھی ملا تھا جو موسم میں مکہ آئے تھے جن میں اسعد بن زرارہ بھی تھے پھر واپس لوٹ گئے تھے۔پھر جب آئندہ سال جو موسم آیا تو انصار کے بارہ آدمی آئے تھے اور انہوں نے عقبہ میں حضور ﷺ سے ملاقات کی تھی اور حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اسی کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔ان بارہ میں اسعد بن زرارہ بھی تھے اور عبادہ بن صامت بھی۔پھر انہی لوگوں کے ساتھ یا بعد میں حضور ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا۔

نیز ہم اللہ کے حکم کے ساتھ اس قصے کو مکمل طور پر نقل کریں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے۔وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے نبی کو عزت عطا کرنے کا اور ان کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کرنے کا تو حضور موسمِ حج میں دعوت دینے کے لئے نکلے جس میں انصار کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی تھی۔حضور ﷺ نے اپنے آپ کو قبائل عرب کے آگے پیش کیا تھا حسب عادت جیسے آپ پہلے بھی ہر موسم حج میں کرتے تھے۔اتفاق سے اس وقت آپ ﷺ عقبہ کے پاس تھے آپ کی ملاقات بنوخزرج کے آٹھ نو افراد سے ہوئی۔اللہ نے جن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ سے۔انہوں نے کہا جب ان کو رسول اللہ ﷺ ملے تو آپ نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا ہم لوگ بنوخزرج میں سے ہیں۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ لوگ یہود کے موالی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔حضور ﷺ نے فرمایا آپ لوگ بیٹھیں گے میں آپ سے کلام کرتا ہوں۔انہوں نے کہا جی ہاں ہم بیٹھیں گے۔

یہود نبی مبعوث کے انتظار میں تھے .... کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا اور ان پر قرآن تلاوت کیا۔یہ بات اس کے اسلام لانے میں معاون ثابت ہوئی کہ یہود ان کے شہروں میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور وہ اہل کتاب تھے اور اہلِ علم تھے۔اور اوس وخزرج اہلِ شرک تھے بتوں کے پجاری تھے۔یہ لوگ اس پوزیشن میں تھے کہ جب ان کے درمیان کوئی بات ہو جاتی تو یہود ان سے کہتے اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کی بعثت کا وقت ہو چکا ہے، ہم لوگ اس کی اتباع کریں گے اور ہم لوگ اس نبی کے ساتھ مل کر تم لوگوں کو قتل کریں گے قوم عاد ارم کے قتل کی طرح۔حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کے گروہ سے بات چیت کی اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے اے قوم یقین کرو اور جان لو کہ اللہ کی قسم یہی وہ نبی ہے جس کے بارے میں یہودی تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔لہٰذا یہودی اس کی طرف تم سے کسی طرح سبقت نہ کر جائیں۔انہوں نے نبی کی بات مان لی اور آپ کی طرف سے دعوت الی اللہ کی اجابت کر لی اور آپ ﷺ نے ان کے آگے جو اسلام پیش کیا تھا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا بے شک ہم لوگوں نے اپنی قوم کو

چھوڑ دیا ہے کوئی قوم ایسی نہیں جن کے مابین اس قدر عداوت ہو اور اس قدر بُرائی ہو جس قدر ہماری قوم میں ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آپ کی وجہ سے اکٹھا کر دے اور ان کو متحد کر دے۔ ہم ابھی اُن کے پاس جاتے ہیں اور ان کے آپ کے معاملے کی دعوت دیتے ہیں اور ہم ان پر وہ سب کچھ پیش کرتے ہیں جس کی ہم نے اس دین میں سے آپ کی اجابت کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے اوپر متحد کر دے تو آپ ﷺ سے زیادہ مضبوط کوئی آدمی نہیں ہوگا۔

اس کے بعد وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس لوٹ گئے اپنے شہروں کی طرف، حالانکہ وہ ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے۔ (اہلِ سیرت) کے خیال میں وہ چھ فراد تھے بنو خزرج میں سے، ان میں سے کچھ خزرج میں سے تھے اور کچھ بنو نجار میں سے۔ اسعد بن زرارہ یعنی ابوامامہ اور عوف بن مالک بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن زیاد اور جابر بن عبداللہ۔ ان کا نسب بھی مذکور ہے مگر میں نے اس کو مختصر کر دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ واپس مدینے پہنچے اپنی قوم کے پاس تو انہوں نے ان کے آگے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ ان میں اسلام پھیل گیا۔ حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس گھر میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہونے لگا۔ جب اگلا سال آیا تو موسم میں انصار کے بارہ آدمی روانہ ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی عقبہ میں (گھاٹی)۔ یہی عقبہ اُولیٰ ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی جیسے قرآن میں عورتوں سے بیعت کی شرائط مذکور ہیں۔ یہ جنگ کی ان پر فرضیت نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

اسعد بن زرارہ اور عوف اور معاذ حارث کے بیٹے اور رافع بن مالک اور ذکوان بن عبد قیس اور عبادہ بن صامت اور ریزید بن ثعلبہ، عباس بن عبادہ بن نضلہ اور عقبہ بن عامر اور قطبہ بن عامر اور ابوالہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ جو ان کے حلیف تھے (یہ بارہ مذکورہ افراد تھے)۔

(ابن ہشام ۲/۳۷-۴۱)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر نے حازم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے کہ ان میں سے ایک گروہ نے جمرے کی رمی کی۔ اس کے بعد وہاں سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ سامنے آ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس کے بعد راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے روایت یونس کے مفہوم کے ساتھ مگر اس میں چھ شمار کیا گیا ہے عوف بن عفراء اور معاذ بن عفراء کو عوف بن مالک اور عتبہ بن عامر کے بدلے میں۔

بیعت نساء کے الفاظ پر بیعت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے۔ اس نے ابوعبداللہ صنابحی سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عُسیلہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبادہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیلۃ العقبہ اولیٰ میں اور ہم بارہ آدمی تھے۔ میں ان بارہ میں سے ایک تھا۔ ہم نے ان کی بیعت کی تھی بیعت نساء کی طرح ان شرائط پر کہ ہم لوگ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، ہم اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گے اور ہم دیدہ ودانستہ افتراء اور بہتان نہیں باندھیں گے اور کسی نیکی میں ہم حضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ یہ بیعت جہاد کی فرضیت سے پہلے تھی کہ اگر تم نے یہ شرائط پوری کرلیں تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم نے بیعت کرنے پر دھوکہ کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن ابو حبیب نے، ان کو مرثد بن عبداللہ یزنی نے عبدالرحمن بن عسیلہ صنابحی سے، ان کو عبادہ بن صامت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بارہ افراد تھے عقبہ اولیٰ میں (بیعت کرنے والے)۔

اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل مگر اس نے یہ بات نہیں کی کہ یہ واقعہ جنگ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور اس کو ذکر کیا ہے جریر بن حازم نے ابن اسحٰق سے۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن محمد صیدلانی نے اور محمد بن نعیم نے اور محمد بن شاذان نے اور احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو لیث نے یزید بن ابو حبیب سے، اس نے ابوالخیر مرثد سے، اس نے صنابحی سے، اس نے عبادہ بن صامت سے کہ میں نے کہا بے شک ان نقیبوں میں سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے بیعت کی تھی ان شرائط پر کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے اور ہم کسی نفس کو قتل نہیں کریں گے جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام کیا ہے (مگر حق کے مطابق)۔ اور لوٹ مار (ڈاکہ زنی کرنا) نہیں کریں گے، اور نافرمانی نہیں کریں گے جنت کے بدلے میں اگر ہم کریں گے اور اگر ہم ان امور ممنوعہ میں سے کسی شے کا ارتکاب کریں گے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہوگا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن اسحٰق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ لوگ واپس چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا ان کے جانے کے بعد اور ان لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف لکھا تھا کہ اسلام تحقیق ہمارے اندر پھیل چکا ہے آپ اپنے ساتھیوں میں سے ہماری طرف کسی آدمی کو بھیجیں جو ہمیں قرآن پڑھائے اور اسلام میں ہمیں سمجھ دے۔ اور ہمیں اس کی سنتوں اور اس کے طریقوں کے لئے تیار کرے اور نماز میں ہماری امامت کرے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ مصعب بن عمیر ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے پاس اترتے تھے اور مدینے میں ان کا نام مقری پڑ گیا تھا اور ابوامامہ ان کو انصار کے گھروں میں لے جاتے تھے وہ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے جو مسلمان ہو جاتا اس کو دین کی سمجھ دیتے۔ (ابن ہشام ۲/۴۲)

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر نے اور عبداللہ بن مغیرہ بن معیقیب نے۔ یہ کہ اسعد بن زرارہ مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر آ نکلے اور ان کو دار بنوظفر میں لے آئے اور دار بنی عبدالاشہل میں۔ لہٰذا دونوں گھرانوں میں سے جو مسلمان تھے وہ دونوں کے پاس آئے اور سعد بن معاذ نے ان دونوں کے بارے میں سنا۔ (ابن ہشام ۲/۴۳)

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابوحبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے واپس ہٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا۔

معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے .... عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ مصعب بن عمیر ان لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ اوس اور خزرج ناپسند کرتے تھے کہ بعض ان کے بعض کی امامت کریں۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مغیرہ بن معیقیب نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر کو اس گروہ کے ساتھ بھیجا

مدینے کی طرف، جو بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ مصعب اہل مدینہ کو دین سکھاتے تھے اور ان کو قرآن پڑھاتے تھے۔ کہا کہ عبداللہ بن ابوبکر کہتے تھے میں نہیں جانتا کہ عقبہ اولیٰ کیا ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا جی ہاں میری بقا کی قسم۔ البتہ تحقیق تھی عقبہ اور عقبہ (یعنی اولیٰ اور ثانیہ)۔ ان دونوں نے کہا مصعب کا ٹھکانہ اسعد بن زرارہ کے پاس تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ مدینے میں ان کا نام مقری پڑ گیا تھا۔ ایک دن اسعد بن زرارہ آپ کو ساتھ لے کر دار بنی عبدالاشہل کی طرف چلے اور اسے ساتھ لے کر ایک باغ میں گئے بنوظفر، یہ بنوظفر کی بستی تھی۔ بنی اشہل کی بستی کے پیچھے یہ دونوں چچا کے بیٹے تھے اس جگہ کو بیر مرق کہتے تھے۔ ان دونوں کے بارے میں سعد بن معاذ نے سنا اور ان کی خالہ کے بیٹے تھے اسعد بن زرارہ۔ انہوں نے اسید بن حضیر سے کہا کہ آپ اسعد بن زرارہ کے پاس جائیں اس کو ہم سے روکو کہ وہ ہم سے اس خیر کو روک دے جس کو ہم ناپسند کریں۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ اس مسافر آدمی کو لے کر آ گیا ہے اپنے ساتھ اور اس کے ذریعہ ہمارے کم سمجھ لوگوں کو پاگل بناتا ہے اور ہمارے کمزوروں کو بھی۔ اگر اس کے اور میرے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں خود ہی کچھ کر لیتا تمہیں کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

اس کے بعد اُسید بن حضیر نے حربہ اٹھایا پھر باہر نکل گیا حتیٰ کہ ان دونوں کے پاس آ گیا۔ جب اسعد بن زرارہ نے اسے دیکھا تو انہوں نے مصعب بن عمیر سے کہا اللہ کی قسم یہ اپنی قوم کا سردار ہے جو تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اللہ کے لئے اس کے بارے میں آزمائش برداشت کیجئے۔ کہنے لگے اگر وہ بیٹھے تو میں اس سے بات کروں گا۔ لہٰذا وہ ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے بڑبڑاتے ہوئے۔ اور کہنے لگا اے اسعد! کیا ہو گیا ہمیں اور کیا ہو گیا ہے تجھے، کہ تم اس مسافر کو ہمارے پاس لے کر آ گئے ہو کہ اس کے ساتھ ہمارے کم عقل کم عقلی کرتے ہیں اور ہمارے ضعفاء بھی۔ انہوں نے جواب دیا کیا آپ بیٹھیں گے اور سنیں گے؟ اگر آپ کو کوئی بات اچھی لگے تو اس کو قبول کر لینا اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو آپ اپنے آپ سے رد کر دینا۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے تم لوگوں نے انصاف کی بات کی ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اور بیٹھ گیا۔ لہٰذا جب مصعب بن عمیر نے اس کی بات شروع کی اور اس کے آگے اسلام پیش کیا اور اس کے آگے قرآن مجید تلاوت کیا۔ پس اللہ کی قسم ہم نے اس کے چہرے پر اسلام پہچان لیا اس کے کلام کرنے اور بولنے سے پہلے، اس کے نرم پڑنے سے۔ اس کے بعد کہنے لگے کس قدر اچھا ہے یہ کلام اور کس قدر خوبصورت ہے۔ تم لوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ دونوں نے بتایا کہ آپ غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کریں اور پھر آپ شہادت دیں دین حق کی شہادت، اور آپ دو رکعت پڑھیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

اسید بن حضیر کا چہرہ بدل چکا ہے.......... اس کے بعد ان دونوں سے کہا میرے پیچھے میری قوم میں ایک آدمی ہے اگر وہ تمہاری تابعداری کر لے تو اس کے بعد کوئی بھی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو کر سعد بن معاذ کے پاس گئے۔ جب ان کو سعد بن معاذ نے دیکھا آتے ہوئے کہا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے پاس اُسید بن حضیر آ رہا ہے واپس۔ مگر اس رُخ سے نہیں جس کے ساتھ گیا تھا، چہرہ بدل چکا ہے۔ کیا کیا آپ نے اے اسید؟ اس نے کہا ان دونوں کو ڈانٹا ہے۔ مگر اطلاع یہی پہنچی ہے کہ بے شک بنوحارثہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ اسعد بن زرارہ کو قتل کر دیں تاکہ وہ اس میں آپ کے ساتھ بدعہدی کریں کیونکہ وہ آپ کی خالہ کا بیٹا ہے۔ چنانچہ یہ سنتے ہی اس کی طرف سعد غصے سے کھڑے ہو گئے۔

انہوں نے ان کے ہاتھ سے ڈھال پکڑ لی اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آپ نے کوئی فائدہ بھی دیا ہو۔ اس کے بعد وہ نکل گئے۔ جب اسعد بن زرارہ نے اس کو دیکھا کہ وہ ان دونوں کے سامنے آ گیا ہے تو اسعد نے مصعب سے کہا اللہ کی قسم یہ وہی سردار ہے جو اس کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس کی قوم کا اگر یہ آپ کی اتباع کر لے تو کوئی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا اس کی قوم میں سے۔ اس کے بارے میں اللہ سے دعا کریں۔ مصعب نے کہا اگر مجھ سے سنے تو میں اس سے کلام کروں گا۔ جب سعد بن معاذ آ کر ان دونوں پر کھڑا ہو گیا تو کہنے لگا اے اسعد! کیا ہوا تم نے ایسا کام کیوں کیا ہے جو مجھے ناپسند ہے جس سے مجھے ناگواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور وہ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ خبردار!

اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت نہ ہوتی تو آپ مجھ سے اس کے بارے میں کوئی توقع نہیں رکھ سکتے تھے مگر اسعد نے اس سے کہا کیا آپ بیٹھیں گے نہیں اور سنیں گے نہیں؟ آپ بیٹھیں اور سنیں اگر کوئی بات آپ کو پسند آئے تو اس کو قبول کرلیں اور اگر آپ کو بری لگے تو اس کو ختم کر دیں آپ اس کو نہ مانیں۔ اس کے بعد سعد بن معاذ کہنے لگے ٹھیک ہے، تم دونوں نے ہم سے انصاف کیا ہے۔ اس نے اپنی تلوار یا نیزہ گاڑ دیا اور بیٹھ گئے۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور ان کے آگے قرآن تلاوت کیا۔ اللہ کی قسم ہم نے اس کے بولنے سے قبل ہی چہرے پر اسلام کو پہچان لیا کیونکہ اس کا چہرہ نرم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے کس قدر اچھا ہے (اسلام دین قرآن)۔ تم لوگ کیا کرتے ہو جب اس دین میں داخل ہوتے ہو؟ ان دونوں نے ان سے کہا کہ آپ غسل کیجئے پاک کپڑے پہنیں اور حق کی شہادت دیجئے دو رکعت پڑھ لیجئے۔ چنانچہ سعد بن معاذ اٹھے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ اٹھے اپنی تلوار اٹھائی اور اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب اسے بنو عبدالاشہل کے لوگوں نے آتے دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم سعد تمہاری طرف آرہے ہیں مگر اس کے چہرے کے ساتھ ہیں جس کے ساتھ تم سے گئے تھے۔ جب گئے تو جا کر کھڑے ہوگئے ان کے سامنے۔ اور کہنے لگے اے بنی عبدالاشہل تم لوگ مجھے اپنے اندر کیسا آدمی سمجھتے ہو اور جانتے ہو؟ وہ آپ کو اچھا آدمی جانتے ہیں۔ آپ ہم سے بہتر ہیں ہم سے افضل ہیں آپ ہمارے اندر صاحب رائے ہیں۔ انہوں نے کہا تمہارے مردوں اور عورتوں کے ساتھ میرا کلام کرنا حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ وحدہٗ کے ساتھ ایمان نہیں لاتے اور محمد ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم اس دن شام ہونے سے پہلے پہلے دار بنی عبدالاشہل کا ہر ہر بندہ مسلمان ہو گیا خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کے پاس واپس لوٹ گئے۔

اسی طرح یونس نے اپنی روایت میں کہ مصعب اسعد کے پاس ٹھہرے رہے۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا مگر اس میں مرد بھی اور عورتیں بھی مسلمان ہو گئے۔ صرف وہ لوگ باقی رہے جو دار بنی امیہ بن زید میں تھے در خطمہ اور وائل اور واقف۔ اس کے بعد مصعب بن عمر مکہ واپس لوٹ گئے۔

مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم کرنے والا: .... اور ہم نے روایت کی ہے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب زہری سے یہ کہ مصعب بن عمیر پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن ابی امامہ بن سہل نے، اس نے اپنے والد سے، ان کو حدیث بیان کی عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب میرے والد کی بینائی رک گئی تو میں ان کو لے کر چلتا تھا۔ میں جب ان کو لے کر جمعہ کے لئے نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ کے لئے استغفار کرتے یعنی اسعد بن زرارہ کے لئے۔ میں کچھ دیر رک کر ان سے اس استغفار کو سنتا۔ میں نے بھی اس بات کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے کہا اے بیٹے! حضرت اسعد پہلے شخص تھے جو نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل ہمیں جمعہ پڑھاتے تھے نشیبی زمین پر مقام حرہ بنی بیاضہ میں نقیع الخضمات میں (جگہ کا نام ہے)۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے لوگ ہوتے تھے؟ انہوں نے بتایا چالیس افراد ہوتے تھے۔

میں نے کہا کہ یہ احتمال ہے کہ یہ ابن شہاب کے قول کے مخالف نہ ہو۔ گویا کہ مصعب نے ان کو جمعہ پڑھایا ہو بیر معونہ کے مقام پر اسعد بن زرارہ سمیت۔ لہٰذا کعب نے اس کی نسبت خود اسعد کی طرف کر دی ہو۔ واللہ اعلم (ابن ہشام ۴۲-۴۳۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۲۱۹)

☆☆☆

باب ۹۴

ذکر (بیعت) عقبہ ثانیہ اور موسم حج میں اُن انصار کا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنا جو اُس وقت مدینے سے آ کر موجود ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع کی بیعت کرنا کہ وہ آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جیسے وہ اپنے نفسوں اور مالوں کی کرتے ہیں

(طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱۔ تاریخ طبری ۲/۳۶۱)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالاعلی بن حماد نے، ان کو عطار نے، ان کو ابن خثیم نے ابن زبیر محمد بن مسلم سے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں اس لئے رہے کہ آپ موسم حج میں حاجیوں کے ٹھکانوں پر جا جا کر ان کے پیچھے کبھی بازار مجنہ میں، کبھی بازار عکاظ میں، کبھی منیٰ میں ان سے کہتے کہ کون ہے جو مجھے اپنے پاس جگہ دے۔ اور میری مدد کرے تاکہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں اس کے بدلے اس کو جنت ملے گی۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کوئی ایسا انسان نہیں پاتے جو آپ کو جگہ دیتا اور آپ کی مدد کرتا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو وہاں سے اُٹھا کر دور لے جاتا ہے خواہ وہ مصر کا ہو یا یمن کا۔ اور وہ اپنی قوم کے پاس جاتا اور کہتا کہ قریشی جوان سے بچ کر رہنا وہ کہیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔ حضور ﷺ ان لوگوں کے سامان میں سواریوں میں گزرتے جاتے اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتے جاتے۔ لوگ آپ ﷺ کی طرف اُنگلیاں اُٹھاتے۔

جابر کہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ نے ہم لوگوں کو یثرب سے بھیجا۔ ایک ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس جاتا ان کے ساتھ ایمان لے آتا اور آپ اس کو قرآن پڑھا دیتے۔ وہ آدمی اپنے گھر میں جا کر اسلام کی دعوت چلاتا یہاں تک کہ وہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ اس کے اسلام کی وجہ سے یہاں تک کہ یثرب میں کوئی گھر باقی نہ رہا مگر اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جو اسلام کو غالب کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اللہ نے ہم لوگوں کو اٹھایا ہم نے باہم مشورہ کیا اور ہم لوگ ستر آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے سوچا کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو اس حال پر چھوڑیں گے کہ وہ مکے کے پہاڑوں میں پھرتے رہیں اور ڈرتے پھریں۔ لہٰذا ہم لوگ روانہ ہو کر مکہ پہنچے موسم حج میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعب عقبہ میں ملنے کا وعدہ دیا۔ ہم لوگ اس میں جمع ہو گئے ایک ایک دو دو آدمی کر کے۔ یہاں تک کہ ہم پورے جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے ساتھ کن شرائط پر بیعت کریں۔

بیعت کی شرائط .... حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ان شرائط پر بیعت کرو :

۱۔ سمع واطاعت کی بیعت (سننے اور اطاعت کرنے کی)۔ خوشی میں بھی اور غمی میں بھی۔

۲۔ اور نفقہ پر بیعت کریں (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے)۔ تنگ دستی میں بھی اور آسودہ حالی میں بھی۔

۳۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بیعت کریں (یعنی نیکی اور اچھائی کی تلقین کرتے رہیں گے اور برائی سے غلط کام سے روکتے رہیں گے)۔

۴۔ اور یہ کہ اللہ کی بات کرنے میں تاخیر نہیں کریں گے اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

۵۔ اور اس شرط پر آپ لوگ میری نصرت کریں گے جب میں آپ لوگوں کے پاس آ جاؤں گا یثرب میں۔ اور میری حفاظت کرو گے ہر اس امر سے جس سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو گے۔ اور جس سے تم اپنی بیبیوں کی اور بیٹیوں کی حفاظت کرو گے۔ اس کے بدلے میں تمہارے لئے جنت ہوگی۔

(حضور ﷺ کی یہ شرائط سننے کے بعد ہم نے ان شرائط کو دل و جان سے قبول کیا اور) ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (حضور ﷺ نے بیعت کے لئے ہاتھ اُٹھایا تو) اسعد بن زرارہ نے جو کہ ہم سب ستر افراد میں سے چھوٹے تھے میں ان سے بھی چھوٹا تھا انہوں نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ذرا رک جائیں۔ اے اہل یثرب۔ ہم لوگوں نے اپنی سواریوں کے جگر نہیں مارے مگر اس لئے کہ ہم جانتے تھے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آج ان کو یہاں سے نکال کر لے جانا تمام عرب سے ان کو جدا کرنا ہے اور خود بھی تمام عرب سے جدا ہونا ہے اور اپنے معزز لوگوں کو قتل کروانا ہے۔ اگر تمہیں تلواریں کاٹ دیں (تو گھبراؤ نہیں) بہر حال تم تو ایسی قوم ہو جو تلواروں کی کاٹ پر صبر کرتے ہو۔ وراسے برداشت کرتے ہو جب تمہیں تلواریں چھوتی ہیں۔ اور اپنے اچھے لوگوں کے قتل پر صبر کرتے ہو اگر چہ تمہارے بہترین لوگ قتل بھی ہو جائیں اور اگر چہ تمہیں پورے عرب والے چھوڑ دیں تو بھی صبر کرو۔ بس اس سب کچھ کا اجر اللہ پر چھوڑ دو اور اسی سے اجر لو۔ اور اگر تم اپنے نفسوں کا خوف رکھتے تو پھر ان (محمد ﷺ) کو یہیں چھوڑ دو۔ یہ بات تمہارے لئے اللہ کے نزدیک عذر معقول ہوگی (اور اگر بعد میں بے وفائی کرو تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا)۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے کہا اے اسعد بن زرارہ آپ ہاتھ لمبا کریں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ بس اللہ کی قسم ہم لوگ آج کی بیعت کو نہ تو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کو آئندہ پر ٹال سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم کھڑے ہوئے اور بیعت شروع کی ایک ایک کر کے آپ ہم سے مذکورہ شرائط منواتے جاتے اور اس پر جنت دیتے جاتے (یعنی وعدۂ جنت)۔ (مسند احمد ۳/ ۳۳۹-۳۴۰)

(۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل المقری نے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابوعمر عدنی نے ان کو یحییٰ بن سلیمان بن ابن خثیم نے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، اس نے حدیث ذکر کی اسی کے مفہوم میں۔ ہاں مگر اس نے وسط حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے چچا عباس نے پوچھا اے بھتیجے میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں جو تیرے پاس آئے ہیں۔ بیشک میں اہل یثرب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہم میں سے ایک دو آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے۔ عباس نے جب ہمارے چہروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی لوگ ہیں جن کو میں نہیں جانتا، یہ نئے لوگ ہیں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم کس چیز پر آپ کے ساتھ بیعت کریں۔ حضور ﷺ نے وہ باتیں ذکر کیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو معبد بن کعب بن مالک القین نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے، اپنے بھائی عبداللہ سے، اس نے اپنے والد کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس حج کے لئے نکلے جس میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اپنی قوم کے مشرکین کے ساتھ۔ اور ہمارے ساتھ براء بن معرور تھے جو ہمارے سردار تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم ظاہر بیداء میں تھے تو انہوں نے کہا اے لوگو! تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ میں نے ایک رائے قائم کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ اس پر موافقت کرو گے یا نہیں کرو گے۔ ہم لوگوں نے کہا وہ کیا ہے اے ابوبشر؟ اس نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس عمارت کی طرف نماز پڑھا کروں اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے نہ دیکھوں (یعنی کعبے کو)۔ ہم نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرنا اللہ کی قسم ہمیں جو بات پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ شام کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اسی کی طرف ہی منہ کر کے پڑھوں گا۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ کعبے کی طرف منہ کر لیتے اور ہم لوگ شام کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ مکے میں آ گئے۔ مجھ سے براء نے کہا، اے بھتیجے!

ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چل۔ میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا اس بارے میں جو کچھ میں نے اپنے سفر میں کیا میں اپنے دل میں تمہارے خلاف کر کے کچھ محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا ہم لوگ نکل آئے حضور ﷺ سے پوچھنے کے لئے۔ ہم لوگ وادی ابطح میں ایک بندے سے ملے۔ ہم نے اس سے پوچھا کیا آپ ہمیں محمد بن عبدالمطلب ﷺ کے بارے میں بتائیں گے؟ اس نے پوچھا کیا تم ان کو پہچان لوگے؟ اگر تم ان کو دیکھو ہم نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ان کو نہیں پہچانیں گے کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم عباس بن عبدالمطلب ؓ کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! کیونکہ ہم اس کو پہچانتے تھے اس لئے کہ وہ تجارت کے لئے ہمارے ہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس آدمی نے بتایا کہ تم جب مسجد میں داخل ہو تو عباس ؓ کو دیکھنا اس کے ساتھ جو ہوگا وہ محمد ﷺ ہوں گے۔

براء بن معرور دربار نبوی میں .... کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں گئے۔ ہم نے دیکھا کہ عباس ؓ اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے سلام کیا اس کے بعد ہم بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عباس سے پوچھا ان آدمیوں کو آپ پہچانتے ہیں اے ابوالفضل؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہ براء بن معرور ہے اپنی قوم کا سردار، اور یہ دوسرا کعب بن مالک ہے۔ اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں بھولا ''اشاعر'' (یعنی کعب بن مالک شاعر)۔ براء نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے اس سفر میں ایک رائے قائم کی۔ اور میں نے چاہا کہ آپ سے اس بارے میں پوچھ لوں تا کہ آپ مجھے اس بارے میں بتائیں جو کچھ میں نے سفر میں کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے یہ سوچا کہ میں نماز میں کعبے کو پیٹھ نہ کروں لہٰذا میں نے اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تم قبلے پر ہی تھے اگر آپ منہ کرتے رہتے اسی پر۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قبلے کی طرف رجوع کر لیا اور اس کے گھر والے کہتے تھے کہ وہ اسی پر مرے تھے۔ اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں تحقیق وہ رجوع کر چکے تھے قبلہ رسول کی طرف اور انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تھی شام کی طرف۔

اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وعدہ دیا عقبہ کا قیام تشریق کے وسط میں بیعت کے لئے اور ہم لوگ ستر افراد تھے۔ اور ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حزام ابوجابر تھے۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر تھے، ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم تیرے ساتھ اُنس ورغبت رکھتے ہیں اگر آپ اسی حالت پر مر گئے جس پر ہو تو اسی آگ کا ایندھن ہوگا۔ بے شک اللہ نے ایک رسول بھیج دیا ہے، جو اللہ کی عبادت کی بات کرتا ہے اور تیری قوم کے بہت سے افراد مسلمان ہو چکے ہیں اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے لئے وعدہ دے دیا ہے چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پاک کئے اور بیعت کے لئے ہمارے ساتھ حاضر ہو گئے لہٰذا وہ بھی نقیب تھے۔

جب وہ رات ہو گئی جس رات کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں وعدہ دیا تھا۔ اول حصے رات میں ہم گئے اپنی قوم کے ساتھ۔ جب لوگ گہری نیند سو گئے تو ہم لوگ قریش سے چھپ کر ایسے کھسک گئے جیسے قطا پرندہ چھپ کر جاتا ہے۔ جب ہم عقبہ میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے چچا عباس ؓ ہمارے پاس آ گئے آپ کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا جس کا موجود ہونا وہ پسند کرتے اپنے بھتیجے کے ساتھ۔ لہٰذا چچا عباس نے پہلے کلام کیا اور کہا۔

حضور ﷺ سے پہلے حضور ﷺ کے چچا عباس ؓ کا انصار کے وفد سے بات کرنا

اے جماعت خزرج! سوائے اس کے نہیں کہ عرب نام رکھتے تھے اس قبیلے انصار میں سے اوس اور خزرج۔ بیشک محمد ﷺ ہم میں سے ہیں اور ایسے مقام پر ہیں جس کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ اپنی قوم سے تحفظ میں ہیں اور اپنے شہروں میں۔ ہم نے اس کو اس کے شایان شان تحفظ فراہم کیا ہے بالکل اسی طرح جیسے ہمارے اندر اس کا مقام ہے ہماری نظروں میں مگر اس نے انکار کر دیا ہے مگر تمہاری طرح انقطاع کو پسند کیا ہے اور تمہاری دعوت کو ترجیح ہے۔ اب اگر تم لوگ دیکھتے ہو کہ تم اس کے ساتھ وہ بات پوری کر دو گے جس کی طرف تم نے اسے بلایا ہے پھر تم ہی اس کے ذمہ دار ہو گے جو تم نے ذمہ داری اپنے اُوپر ڈالی ہے۔ اور اگر تم لوگوں کو اپنے نفسوں کی طرف سے کسی طرح کے دھوکہ اور بے وفائی کا ڈر ہو تو اس کو اس کی قوم کے پاس رہنے دو۔ یہ اپنی قوم اور اپنے کنبے قبیلے کے تحفظ میں ہیں (اس کو یہاں پر کوئی خطرہ نہیں)۔ ہم نے کہا کہ ہم نے سن لیا ہے

آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے۔ آپ بات شروع کیجئے یارسول اللہ! اب رسول اللہ ﷺ نے کلام شروع کیا اور آپ نے اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن کی تلاوت کی اور اسلام کی ترغیب دلائی۔ ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ ایمان لاکر آپ ﷺ کی اجابت کی اور آپ کی تصدیق کی اور ہم نے ان سے کہا یارسول اللہ! آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے وعدہ لیجئے اور بیعت لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا :

میں تمہاری بیعت لیتا ہوں اس شرط پر کہ تم لوگ میرا تحفظ کرو گے ان تمام چیزوں سے جن سے تم اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کا تحفظ کرتے ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ کو براء بن معرور نے جواب دیا اور کہا کہ جی ہاں ہم آپ کو تحفظ اسی طرح فراہم کریں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ جن چیزوں سے ہماری عورتوں کی حفاظت کی جاتی ہے ہم آپ کی بھی حفاظت کریں گے آپ ہماری بیعت لے لیں یارسول اللہ! بیشک ہم لوگ اس اللہ کی قسم اہل حرب وضرب میں اہل اسلحہ ہیں پشت در پشت ہم اس کے وارث چلے آرہے ہیں۔ (چونکہ حضور ﷺ سے بات چیت براء کررہے تھے) بیچ میں ابوہیثم نے بات کاٹ کر کہا بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اور دیگر کئی قوموں کے درمیان تعلقات ہیں ہم انہیں کاٹ دیں گے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کردے پھر آپ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ کر آجائیں اور ہمیں چھوڑ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ اَلدَّمُ الدَّمُ ، وَالھَدْمِ وَالھَدْمِ۔ یعنی آپ کا خون میرا خون اور آپ کے خون کو ضائع کرنا میرا خون ضائع کرنا ہے (یعنی پکا معاہدہ ہے ہم آپ کو پیچھے چھوڑ کر واپس اپنی قوم کے پاس نہیں جائیں گے)۔ میں تم میں سے ہوں اور تم مجھ سے۔ میں اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کرو گے اور میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے۔ (ابن ہشام ۲/۴۷۔۵۱۔ طبری ۲/۳۶۲)

اب براء بن معرور نے کہا یارسول اللہ! آپ ہاتھ دراز کیجئے ہم بیعت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے اندر سے بارہ نقیب اور ذمہ دار میرے سامنے نکالو۔ انہوں نے بارہ آدمی الگ کردیئے۔

نقباء کے اسماء گرامی :

۱۔ بنو نجار کے نقیب (اور نگران) اسعد بن زرارہ تھے۔
۲،۳۔ اور بنوسلمہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) براء بن معرور۔ اور عبداللہ بن عمرو بن حرام تھے۔
۴،۵۔ اور بنو ساعدہ کے نقیب (نگران ذمہ دار) سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو تھے۔
۶۔ اور بنوزریق کے نقیب (نگران ذمہ دار) رافع بن مالک بن عجلان تھے۔
۷،۸۔ اور بنو حارث بن خزرج کے نقیب (نگران ذمہ دار) عبداللہ بن رواحہ اور سعد بن ربیع تھے۔
۹۔ اور بنی عوف بن خزرج کے نقیب (نگران) عبادہ بن صامت تھے۔
۱۰،۱۱۔ اور اوس بنی عبدالاشہل کے نقیب (ذمہ دار) اسید بن حضیر اور ابوہیثم تھے۔
۱۲۔ اور بنی عمرو بن عوف کے نقیب (ذمہ دار) سعد بن خیثمہ تھے۔

یہ بارہ نقیب تھے۔ ان میں سے چھ قبیلہ خزرج سے تھے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔ حضرت براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا ہاتھ اس پر ماردیا۔ پہلا شخص بیعت کا آغاز کرنے والا براء بن معرور تھا اس کے بعد لوگوں نے مسلسل بیعت شروع کردی اور شیطان نے دور سے عقبہ پر چیخیں ماریں۔ اللہ کی قسم کوئی آواز ہے جس کو میں نے ہرگز نہیں سنا۔ اس نے کہا اے اہل جباجب کیا ہے تمہیں مُذَمَّم کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں محمد ﷺ اور تمام صحابی جوان کے ساتھ ہیں جو تمہارے ساتھ جنگ کرنے پر اکھٹے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (بکواس کرنے والا) عقبہ کا ازبّ ہے یہ ابن ازیَب ہے۔ (ابن اثیر نے کہا کہ وہ شیطان تھا اس کا نام اَزَبُّ العقبہ تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ازب عقبی چھوٹا مذموم)۔ خبردار! اللہ کی قسم میں ضرور فارغ ہوں گا تمہارے لئے۔ بھاگ جاؤ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف۔

عباس بن عبادہ بن نضلہ بن سالم کے بھائی نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم صبح ہی اہلِ منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس چیز کا حکم نہیں ملا۔ آپ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے جاؤ۔ لہٰذا ہم لوگ (بیعت اور معاہدوں کی تکمیل کے بعد) اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے اور اپنے بستروں پر جا کر لیٹ گئے۔

جب صبح ہوئی تو قریش کے بڑے بڑے لوگ ہمارے پاس آ گئے۔ ان میں حارث بن ہشام جوان مرد بھی تھا اس کے اوپر دو نئی نعل تھیں۔ وہ ہمارے ٹھکانوں پر آ گئے اور بولے اے خزرج کی جماعت! ہمیں اطلاع پہنچی ہے کہ تم لوگ ہمارے آدمی (محمد ﷺ) کے پاس آئے ہوتا کہ تم اس کو ہمارے بیچ سے نکال کر لے جاؤ گے۔ بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کی قسم پورے عرب میں کوئی شخص ہمارے نزدیک اتنا برا اور مبغوض نہیں ہوگا جو جنگ برپا کر دے ہمارے درمیان اور اپنے درمیان تم میں سے۔ تم لوگ جاؤ وہاں پر ہماری قوم میں سے جو مشرکین ہیں ان کو بھیجو۔ وہ یہاں آ کر اللہ کی قسم کھائیں کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے (جب قریش نے یہ بات کہہ دی تو) میں ابو جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام کی طرف دیکھ رہا تھا وہ خاموش ہو گئے۔ میں بھی خاموش تھا۔ جب لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے ایک کلمہ کہا گویا میں ان کو بھی شریک کلام کرنا چاہتا تھا۔

میں نے کہا ابو جابر آپ سردار ہیں ہمارے سرداروں میں سے اور بوڑھے ہیں ہمارے بوڑھوں میں سے کیا اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ اس قریشی جوان کی جوتی لے لیں۔ (قبائلی رسم کے مطابق یہ وفاداری نبھانے اور بے وفائی نہ کرنے کے لئے کیا جاتا تھا)۔ اس جوان نے میری یہ بات سنی تو اس نے اپنی دونوں جوتیاں اتار کر میری طرف پھینک دیں اور کہنے لگا قسم اللہ کی تم ضرور ان کو پہننا۔ ابو جابر نے کہا ٹھہرو ٹھہرو کیا آپ اس مرد کی (محمد ﷺ) حفاظت کریں گے؟ گویا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم اس کو رسوا کر دیا بے یار و مددگار چھوڑ و تو ابھی یہ جوتیاں اس کو واپس کر دو۔ میں نے کہا کہ نہیں میں ان کو واپس نہیں کروں گا بلکہ یہ تو ہمارے لئے نیک فال ہے۔ اللہ کی قسم میں تو یہ امید کر رہا تھا کہ یہ چھین کر لے لوں اس آدمی سے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی عبد اللہ بن ابو بکر نے ابن حزم سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ قریش ان لوگوں سے ہٹ کر چلے گئے اور عبد اللہ بن اُبی کے پاس گئے اور جا کر اس سے پوچھا اور اس سے بات کی۔ اس نے کہا یہ بہت بڑا معاملہ ہے میری قوم اتنا بڑا کام مجھ کو چھوڑ کر نہیں کرے گی۔ چنانچہ وہ اس سے بھی ہٹ گئے۔ (ابن ہشام ۲/۵۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے۔ انہوں نے یہ قصہ ذکر کیا ساتھ اسناد یونس بن بکیر کے اس نے ابن اسحاق سے اسی مذکورہ مفہوم کے ساتھ۔

محمد کو دشمنوں کے حوالے کرنا دنیا و آخرت کی رسوائی ہے .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبد اللہ بن ابو بکر بن حازم نے۔ یہ کہ عباس بن عبادہ بن نضلہ بنو سالم کے بھائی نے کہا: اے قبیلہ خزرج کی جماعت کیا تم جانتے ہو کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو تم لوگ سرخ اور سیاہ جنگ پر اس سے بیعت کر رہے ہو۔ اگر تم یہ دیکھتے ہو جب تمہارے مال لٹیں گے تو وہ مصیبت ہوگی اور تمہارے اشراف قتل ہوں گے تو تم محمد ﷺ کو واپس اس کے دشمنوں کے حوالے کر دو گے۔ تو ابھی سے دیکھ لو اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی اور اگر تم دیکھتے ہو کہ تم اس کو برداشت کر لو گے اور تم نے جو اس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے وہ پورا کر لو گے مالوں پر مصیبت آنے کے باوجود بھی اور اشراف کے قتل کے باوجود بھی تو یہ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت کی بھلائی ہوگی۔ عاصم نے کہا اللہ کی قسم

عباس نے یہ معاملہ اس لئے کہا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کے ذریعے سے معاہدہ پکا کر دے۔اور عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا کہ عباس نے یہ اس لئے کہا تھا تا کہ وہ اس کے ذریعہ قوم کے اس امر کو مؤخر کر دے اس رات کو تا کہ عبداللہ بن اُبی ان کے معاملے میں موجود ہو جائے اور وہ معاملہ ان کے لئے زیادہ قوی ہو جائے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحٰق نے ،ان کو ابونعیم فضل بن دکین نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابوزائدہ نے ،ان کو عامر نے۔وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چلے،آپ کے ساتھ ان کے چچا عباس ؓ بھی تھے انصار کے ستر آدمیوں کے وفد سے بات کرنے کے لئے عقبہ کے پاس درخت کے نیچے۔حضور ﷺ نے جا کر فرمایا تمہارا متکلم بات کرے لیکن خطاب لمبا نہ کرے۔بے شک تمہارے اوپر مشرکین نظریں کئے ہوئے ہیں۔اگر وہ تمہاری اس کیفیت کو دیکھ لیں گے تو تمہیں رسوا اور قتل کر دیں گے۔پس کہنے والے نے ان میں سے کہا،وہ ابوامامہ اسود بن زرارہ ہی تھے۔اے محمد ! آپ مانگئے اپنے ربّ کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو چاہیں۔اس کے بعد (یعنی ہم سے جو آپ وعدہ کروانا چاہتے ہیں) ہمیں بتائیں کہ ہمارے لئے کتنا ثواب ہوگا اللہ کے ذمہ اور آپ کے ذمہ جب ہم وہ کام کریں گے (جو آپ ہم سے چاہتے ہیں)۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لئے تو یہ مانگتا ہوں کہ تم لوگ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔اور اپنے لئے یہ مانگتا ہوں کہ اپنے اور اپنے اصحاب کے لئے تم لوگ ہمیں جگہ دو اپنے پاس رکھو اور ہماری مدد کرو اور ہماری حفاظت کرو جس سے تم اپنے نفسوں کو بچاتے ہو۔ان لوگوں نے کہا کہ ہم جب یہ سب کچھ کریں گے تو ہمارے لئے کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے جنت ہوگی۔ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے (یعنی یہ ساری ذمہ داریاں ہم نے آپ کی قبول کر لی ہیں) ستر آدمیوں کے ساتھ عقبہ پر درخت کے نیچے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے ،ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ،ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ،ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے عامر سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے وفد سے بات کرنے کے لئے رات کے وقت چلے تو ان کے ساتھ عباس بھی تھے جو کہ صاحب رائے آدمی تھے۔(عامر نے) حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل اور اس نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے سنا وہ کہتے تھے نہیں سنا کسی بوڑھے نے نہ کسی جوان نے کوئی خطبہ جو اس سے زیادہ چھوٹا ہو اور اس سے زیادہ بلیغ ہو۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ،ان کو حنبل بن اسحاق نے ،ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے ،ان کو یحییٰ بن زکریا نے ،ان کو مجاہد نے عامر سے ،اس نے ابومسعود انصاری سے مذکور کی مثل۔انہوں نے کہا اور ابومسعود عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ،ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ،ان کو حنبل بن اسحاق نے ،ان کو ابوعبداللہ نے ،ان کو یحییٰ نے ، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے سنا،وہ کہتے ہیں کہ کسی بوڑھے یا جوان نے اس کی مثل خطبہ میں سنا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم بن فضل فحام نے ،ان کو محمد بن یحییٰ ذہلی نے ،ان کو عمرو بن عثمان رقی نے ،ان کو زہیر نے ،ان کو عبداللہ بن خثیم نے اسماعیل بن عبید بن رفاعہ سے ،اس نے اپنے والد عبید بن رفاعہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس شراب کی مشکیں آئیں اور عبادہ بن صامت کے پاس بھی انہوں نے ان کو پھاڑ دیا۔اور کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی ہے سننے کی اور اطاعت کی ،خوشی میں اور غمی میں۔اور خرچ کرنے کی تنگدستی میں اور آسانی میں۔ اور امر بالمعروف کرنے اور نہی عن المنکر کرنے پر۔اور اس بات پر کہ ہم اللہ کی بات کہیں گے اس میں ہمیں کسی ملامت کرنے والے کی

ملامت مانع نہیں ہوگی۔اوراس بات پر بیعت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نصرت کریں گے جب وہ یثرب میں ہمارے پاس آئیں گے۔ بایں صورت کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے ان چیزوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اوراپنی بیویوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنی بیٹیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت۔ہم نے ان کے ساتھ انہی شرائط پر بیعت کی تھی۔

(۹) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کوابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کواحمد بن عبدالجبار عطاردی نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کوابن اسحاق نے،ان کوعبادہ بن ولید نے،عبادہ بن صامت سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے اپنے دادا سے،اس نے عبادہ بن صامت سے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی مثل بیعت جنگ کے سمع اوراطاعت پر ہمارے عُسر اور یُسر میں ہماری خوشی اور ہماری مصیبت میں اور ہمارے اُوپر ترجیحی سلوک کئے جانے کی صورت میں۔فرمایا تھا کہ اگر چہ تمہارے اوپر ترجیح دی جائے،اگر چہ میری قوم مجھے ملامت کرے اس بات پر۔میں نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور آپ کو بیان کروں گا جو میں نے اپنے والد سے سنا وہ مجھے حدیث بیان کرتے تھے۔اوراس شرط پر بیعت کی تھی کہ ہم اس معاملے میں کسی ایسے آدمی کے ساتھ نزاع اور جھگڑا نہیں کریں گے اور یہ بات بیان کرتے تھے مجھے کہ تم حق بات کہنا تم جہاں کہیں ہو۔اور یہ کہ ہم اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ سے کہا تھا آپ اپنی قوم پر ذمہ دار ہیں اس امر کے ساتھ جو کچھ ان میں ہے۔اور میں اپنی بقایا قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر کفالت کی ذمہ داری لی تھی۔

(۱۰) اور ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کوحسن بن ربیع نے،ان کوابن ادریس نے اسحاق سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ ابوبکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا تھا تم لوگ میرے پاس اپنے اندر بارہ نقیب بھیجو جو اپنی قوم پر ذمہ دار ہوں جیسے حواریین نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے لئے کفالت وذمہ داری لی تھی۔لہٰذا اسعد بن زرارہ نے کہا جو بنونجار کے ایک فرد تھے،جی ہاں یارسول اللہ! اور آپ نقیب ہوں گے اپنی قوم پر لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔اور حضور ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب نگران وذمہ دار بنائے تھے۔ اس کے بعد ان کا نام رکھا۔

جیسے گذر چکا ہے معبد بن کعب بن مالک کی روایت میں،اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے،ان کوخبردی ابن وھب نے،ان کو مالک نے۔وہ کہتے ہیں کہ اُسید بن حضیر بھی نقباء میں سے ایک تھے اور انصار سے بارہ نقیب تھے۔ویسے سب لوگ ستر آدمی تھے۔

مالک کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انصار کے ایک شیخ نے یہ کہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کو اشارہ کرتے جاتے تھے اس بندے کی طرف جس کو آپ ﷺ نقیب بناتے تھے۔مالک کہتے ہیں کہ میں حیران ہوتا تھا کہ ہر ہر قبیلے سے دو دو بندے کیسے آ گئے تھے اور ایک قبیلے سے ایک آدمی۔یہاں تک کہ مجھے حدیث بیان کی اس شیخ نے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے بیعت والے یوم العقبہ میں۔مجھے مالک نے کہا کہ نقباء کی تعداد بارہ تھی۔نوخزرج میں سے تھے اور تین اوس میں سے۔

(۱۱) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر بن عتاب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے،ان کوابواوس نے،ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

انصار سے معاہدہ کے وقت حضرت عباس ؓ ساتھ تھے .... (ح) اور ہمیں خبردی ابوالحسین نے،ان کوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کوابراہیم بن منذر نے،ان کوابن فلیح نے یونس سے،اس نے ابن شہاب سے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث

بیان کی یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ذکر کیا ہے حسان بن عبداللہ نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، یہ الفاظ اس کی حدیث کے ہیں ابن عتاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر حج کیا اگلے سال انصار میں سے ستر افراد نے۔ ان میں سے چالیس آدمی ان کے بزرگوں میں سے تھے اور تیس ان کے جوانوں میں سے تھے ان میں چھوٹا عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ تھا۔ وہ ابومسعود اور جابر بن عبداللہ ان کو ملے عقبہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اس چیز کے بارے میں جس کے ساتھ اللہ نے ان کو خاص کیا تھا نبوت میں سے اور کرامت میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہ وہ حضور ﷺ کی بیعت کریں اس بات پر کہ وہ حضور ﷺ کی حفاظت کریں گے جن چیزوں سے وہ حفاظت کرتے ہیں اپنے نفسوں کی اور اپنے مالوں کی۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اجابت کی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اوپر شرط رکھیں اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو کچھ آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں شرط رکھتا ہوں اپنے رب کے لئے یہ کہ تم لوگ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرنا اور اپنے لئے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم میری حفاظت کرو جن چیزوں سے تم اپنی اور اپنے مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ جب ان کے ساتھ ان کے نفس مطمئن ہو گئے شرائط سے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے وعدے لئے وفا کرنے کے لئے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اور ان لوگوں کے درمیان ہونے والے عہد و میثاق کو اہم اور عظیم قرار دیا اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بن عمرو بن زید بن عدی بن نجار تھی (گویا خاندانی نسبت جوان کو بنونجار سے تھی اس کو اُجاگر کیا کہ میری دادی آپ کے قبیلے بنونجار سے تھی)۔

اس کے بعد عروہ نے حدیث ذکر کی ابوالہیثم بن تیہان کی شروع شروع میں بیعت کے بارے میں اور جو کچھ اس نے کہا تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب میں فرمایا تھا اسی مفہوم کے ساتھ جو گذر چکا ہے ابن اسحٰق کی روایت سے۔ اس کے بعد ان ناموں کو ذکر کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔ عروہ کہتے ہیں کہ جمیع وہ لوگ جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے وہ ستر مرد اور عورتیں تھے۔

(۱۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جمیع افراد جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اوس اور خزرج سے اور گردو پیش کے قبائل سے وہ ستر آدمی تھے اور دو عورتیں تھیں بنوخزرج سے۔ ان میں ایک اُمّ عمارہ تھی اور اس کا شوہر اور اس کے دو بیٹے تھے۔ پس جمیع اصحاب عقبہ دو عورتوں سمیت پچھتر نفوس تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۶۳/۲)

ابن اسحٰق نے ان کے نام لئے ہیں ان کے ناموں کا یہاں پر ذکر کرنا کتاب کی طوالت کا باعث ہوگا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں جب لوگ لیلۃ عقبہ میں بیعتِ رسول سے فارغ ہو کر چلے گئے اور صبح ہو گئی قریش نے اس خبر کے بارے میں اور بیعت کے بارے میں تحقیق تفتیش شروع کی، انہوں نے اس کو سچ پایا۔

لہٰذا وہ لوگ ان بیعت کرنے والے لوگوں کی تلاش میں نکلے اور انہوں نے سعد بن عبادہ کو پالیا اور منذر بن عمرو ان سے چھپ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے سعد بن عبادۃ کو پکڑ کر ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے تھے رسی کے ساتھ۔ ان کے جسم پر بال کثیر تھے لہٰذا انہوں نے ان کے بال نوچنے شروع کئے۔ بال نوچتے اور تھپڑ مارے، گھونسے مارتے۔ اتنے میں مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ آ گئے اور سعد ان دونوں کو اپنے پاس ٹھہراتے تھے وہ جب مدینے میں جاتے تھے لہٰذا ان دونوں نے اسے چھڑایا۔ یوں ان کی رہائی وجود میں آئی۔

اور اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحٰق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حواء بنت زید بن سکن قیس بن عبدالخطیب کے پاس تھی۔ اسی طرح کہا ہے وہ ابن الخطیم تھے مدینے میں اور حواء کی ماں عقرب بنت معاذ بہن تھی

سعد بن معاذ کی۔ حواء مسلمان ہوگئی تھی اس کا اسلام بہت اچھا تھا جبکہ اس کا شوہر قیس بدستور کفر پر تھا۔ وہ جب آتا تو وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی وہ اس کو اذیت دیتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے مکے میں کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا تھا۔ مدینے میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا تھا آپ ﷺ کو خبر پہنچتی رہتی تھی۔

قیس کہتے ہیں کہ میں مشرکین کی ایک جماعت کے پاس جو حج کرنے گئے تھے میں مکہ میں گیا۔ اچانک ایک آدمی نے میرے بارے میں آ کر پوچھا اس کو میرے بارے میں بتا دیا گیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا آپ قیس ہیں میں نے کہا کہ جی ہاں! اس نے پوچھا کہ حواء کے شوہر آپ ہیں۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس شخص نے کہا کہ تم اپنی عورت کے پر بے ہودہ حرکت کرتے ہو اور اس کے دین پر اس کو اذیت پہنچاتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرنا اس کو میرے لئے رہنے دیجئے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ قیس جب واپس مدینے میں آیا اس نے یہ بات اپنی بیوی سے ذکر کی اور بیوی سے کہا کہ تم جانو اور تمہارا دین۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس شخص کو مگر خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت شکل وصورت والا۔

بنی سلمہ کے بت کی حالت زار .... (۱۳) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ بن عمرو بن جموع بیعت العقبہ میں موجود تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی عقبہ میں اور عمر ایک سردار تھے سادات بن سلمہ میں سے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بت بنایا ہوا تھا اس کو منافہ کہتے تھے۔ جب بنی سلمہ کے کچھ نوجوان مسلمان ہو گئے معاذ بن جبل وراس کا اپنا بیٹا معاذ بن عمرو وغیرہ۔ وہ رات کو داخل ہوتے تھے عمرو کے صنم کے پاس۔ وہ اس کو اُٹھا کر بنو سلمہ کے کسی کھڈے میں ڈال کر آ جاتے تھے اوندھا سر کے بل اور کھڈے میں لوگوں کی غلاظت پڑی ہوتی۔

عمر صبح کو جب اس کی حالت دیکھتا تو اس کو سخت رنج ہوتا وہ کہتا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ کون ہمارے الٰہ کے ساتھ آج رات دشمنی کر گیا ہے۔ اس کے بعد صبح کو وہ ان کو تلاش کر کے جب اسے پالیتا تو اس کو دھو کر پاک صاف کر کے خوشبو لگا کر رکھ دیتا۔ پھر کہتا خبردار اگر مجھے پتہ چل گیا کہ کس نے یہ بری حرکت کی ہے تو اس کو جلا دوں گا۔ جب شام ہوتی اور عمرو اُٹھا کر چلے جاتے تو وہ نوجوان پھر اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے۔ بار بار انہوں نے یہی کیا۔ جب وہ باز نہیں آئے تو اس نے ایک بار ایسا کیا کہ اس کو وہ لے آیا دھو دھا کر صاف کر کے خوشبو لگا کر اسے کھڑا کیا اور اپنی تلوار اس کے کندھے پر لٹکا دی (کہ جب کوئی گستاخی کرنے آئے گا یہ اس کو تلوار کے ساتھ مار دے گا)۔ اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں دیکھوں گا کہ تم اس کے ساتھ کیا حشر کرو گے اور وہ تمہارا کیا بگاڑے گا۔ اگر اے صنم تیرے اندر کوئی چیز ہے تو تم اس کو روک دینا اور اپنا تحفظ کر لینا۔ یہ تلوار آپ کے پاس ہے۔

جب شام ہوئی اور عمرو سو گیا ان نوجوانوں نے اس پر حملہ کیا اس کی تلوار اتاری کندھے سے اور ایک مرا ہوا کتا لا کر اس کے اُوپر لٹکا دیا اور اس کو رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس کو اُٹھا کر بنو سلمہ کے کھڈوں میں سے کسی گہرے کھڈ میں ڈال دیا جس میں گندگی تھی۔ عمرو نے صبح کی تو صنم نہیں تھا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ جا کر کیا دیکھتا ہے کہ وہ گندگی میں اوندھا پڑا ہوا ہے اور اس کے ساتھ مرا ہو کتا بھی بندھا ہوا ہے۔ اس نے جب اس کی یہ حالت دیکھی اور اس کی قوم کے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے اسے سمجھایا تو عمرو بن جموع بھی مسلمان ہو گیا اس نے اپنے اسلام کو اچھا کیا۔ عمرو جب مسلمان ہو گئے تو وہ کہتے تھے اور اس کو جب اللہ کی معرفت حاصل ہو گئی تو وہ اپنے صنم کو اس طرح ذکر کرتے تھے۔ یہ اشعار کہے تھے۔

تا للّٰہ لو کنت الهاً لم تکن   أنت و کلب و سط بئر فی قرن

أُف لمصرعك الهاً مستَدنٌ   الآن فتشناك عن سوء الغَبَنْ

الحمد للّٰه العلی ذی المنن الواهب الرزاق و دیان الدین
هو الذی انقذنی من قبل ان اکون فی ظلمة قبر مرتهن
با حمد المهدی النبی المؤتمن

اللہ کی قسم اگر تو مشکل کشا، حاجت روا ہوتا تو ٹو کتے کے ساتھ بندھا ہوا نہ پڑا ہوتا کنوئیں کے اندر۔ افسوس ہے تیرے اوپر کہ تو مشکل کشا ہو کر یوں ذلت کے ساتھ پچھاڑا ہوا پڑا ہے۔ اب ہماری سوچ کی غلطی اور حماقت ہماری سمجھ میں آگئی ہے۔ تمام تعریفیں اور شکر اس اللہ کے لئے جو انعامات و احسانات کا مالک ہے جو سب کچھ دینے والا ہے اور عطایا عطا کنندہ ہے۔ وہی تو ہے جس نے مجھے نجات دے دی ہے قبر کے اندھیرے میں پڑے ہونے سے پہلے۔ احمد مرسل کے ذریعے جو ہدایت دینے والا نبی ہے، امین ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۶۱-۶۳)

باب ۹۵

خواب میں حضور ﷺ کو دار الہجرت دکھایا جانا

اور روانگی کی اجازت سے قبل جن صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بصورت املاء۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس قاسم نے القاسم سیاری نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو عیسیٰ بن عبید الکندی نے غیلان بن عبد اللہ عامری سے، اس نے ابو زرعہ بن عمر بن جریر سے، اس نے جریر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی تھی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ جائیں وہ آپ کی دار ہجرت ہوگی مدینہ، بحرین، قنسرین۔ اہلِ علم نے کہا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے مدینہ کو پکا کر دیا گیا یا مدینے کی تاکید کر دی گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اسی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (ترمذی ص ۳۹۲۳)

صدیق اکبر ﷺ کو سفر ہجرت سے روکنا .... (۲) اور ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا وہ اس دن مکے میں تھے، مجھے تم لوگوں کی دار ہجرت دکھادی گئی ہے۔ میں نے ارضِ سبخہ دیکھی ہے (یعنی ایسی زمین جس کے اوپر شور کلر نمک اوپر آیا ہوا ہے اور وہ کوئی چیز نہیں اُگا سکتی سوائے کچھ درختوں کے)۔ اور وہ زمین کھجور کے درختوں والی ہے وہ لا بَتَیْن کے درمیان ہے (مراد یہ ہے کہ ایسی زمین جس میں سیاہ پتھر ہیں جیسے آگ کے ساتھ جل گئے ہیں اور حرہ اسی طرح ہے)۔ اور وہ دو حَـرَّہ ہیں۔ لہٰذا ہجرت کی میں نے مدینہ کی جانب جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر کر دیا اور بعض وہ لوگ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے جنہوں نے مسلمانوں میں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضرت ابو بکر ﷺ نے بھی سامان تیار کیا ہجرت کرنے کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی یہیں رہو مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ یہ بھی امید رکھے بیٹھے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں بالکل۔ لہٰذا ابو بکر ﷺ نے

اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تا کہ وہ آپ کی صحبت میں رہیں اور اپنے دو اُونٹنیوں کو خوب گھانس کھلائی جو آپ کے پاس تھیں۔ اور کیکر کے پتے کھلاتے رہے چار مہینے تک۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عقیل وغیرہ سے اس نے زہری سے۔

صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے رہے .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے محمد بن فلیح سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے اور یہ الفاظ ہیں اسماعیل بن ابراہیم کی روایت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر اور مسلمانوں پر ان کا معاملہ نہایت سنگین ہو گیا تو آپ نے ان کو مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ لہٰذا مسلمان جماعت در جماعت کے سے نکلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مکے سے نکلنے سے قبل مدینہ کی طرف جو نکل گئے وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اور اس کی بیوی اُم سلمہ بنت ابوامیہ، عامر بن ربیعہ اس کی بیوی اُم عبداللہ بنت ابوحثمہ۔ اور کہا جاتا ہے کہ پہلی طعینہ (کجاوے میں عورت) ہجرت کرنے والی جو مدینے میں آئی وہ اُم سلمہ تھی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اُم عبداللہ تھی۔ واللہ اعلم

اور مصعب بن عمر، عثمان بن مظعون، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش، عثمان بن شرید، عمار بن یاسر اور ابوسلمہ عبداللہ بن جحش بن عمرو بن عوف کے پاس جا کر اترے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور عیاش بن ابوربیعہ اپنے احباب کے ساتھ، یہ لوگ اُترے بنی عمرو بن عوف میں۔ چنانچہ ابوجہل بن ہشام نے اور حارث بن ہشام نے اور عاص بن ہشام نے اس کو تلاش کیا۔ اور عیاش بن ابوربیعہ ابوجھل کا بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ یہ لوگ مدینہ گئے اور جا کر کہا ہماری اور تمہاری امی تمہارے لئے بہت غمگین ہو کر رو رہی ہیں اور وہ قسم کھا بیٹھی ہے کہ وہ گھر کی چھت کے سائے تلے نہیں جائے گی اور نہ ہی سر میں تیل کنگھی کرے گی جب تک وہ تم کو نہ دیکھ لے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم لوگ آپ کی تلاش میں نہ نکلتے تم اللہ سے ڈرو اپنی ماں کا خیال کرو۔ اس کو بھی اپنی ماں کے ساتھ بہت پیار تھا اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی ماں اس کے ساتھ انتہائی محبت کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے ان کی بات کو سچا مان لیا اور اپنی ماں پر ترس کھایا۔ جب انہوں نے یہ بات اس سے ذکر کی تھی تو اس نے کہا تھا میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں ہوں جب تک حارث بن ہشام اس کے بعد وعدے کرے۔ جب یہ دونوں اس کو مدینے لے کر نکل گئے تو انہوں نے اس کو رسیوں سے جکڑ دیا وہ ہمیشہ وہاں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت مکے سے نکلا تھا جب فتح مکہ سے کچھ پہلے جو لوگ نکلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی خلاصی کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ اور نکلنے والوں میں عبدالرحمن بن عوف تھے جو سعد بن ربیع کے پاس جا کر ٹھہرے بنو حارث بن خزرج میں۔ اور عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبداللہ اور زبیر بن عوام اور ایک دوسرا طائفہ۔ بہر حال طلحہ شام کی طرف نکل گئے تھے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اصحاب رسول مدینہ کی طرف نکلنا شروع ہو گئے تھے ٹولی ٹولی کر کے۔ اور کچھ لوگ اصحاب رسول میں سے ایسے تھے جو مکے میں ٹھہرے رہے یہاں تک وہ حضور ﷺ کے مدینے آ جانے کے بعد ہی آ گئے ان میں سے سعد بن ابووقاص تھے۔ میں کہتا ہوں کہ سعد کی آمد کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسی طرح جیسے مذکور ہوا۔ اور یہ کہا گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضور ﷺ کی آمد سے کچھ قبل آئے تھے۔ (الدرر ص ۷۷۔۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، اس نے اپنے والد رضی اللہ عنہ بن خطاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے ہجرت کی بات پکی کر لی تو میں اور عیاش بن ابوربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل ہم لوگ بیٹھے اور ہم نے کہا ہمارا تمہارا وعدہ گاہ تناضب

(مقام یا درخت) ہے بنی غفار کے جوہڑ سے جو شخص تم میں صبح کرے مگر وہاں نہ پہنچے تو سمجھا جائے گا کہ وہ روک لیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے دیگر دو ساتھی چل پڑیں گے اس کا انتظار نہیں کریں گے۔ میں نے صبح کی اس مقام پر۔ میں اور عیاش بن ابوربیعہ اور ہشام ہم سے روک لئے گئے اور آزمائش میں ڈالا گیا، بس میں آزمائش میں پڑ گیا۔ ہم لوگ مدینے میں آ گئے ہم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرے گا جنہوں نے اللہ کو پہچان لیا اور اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے رسول کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اس سے رجوع کر لیں اور واپس پھر جائیں مصیبت اور آزمائش کی وجہ سے جو اُن کو پہنچی ہے دنیا سے۔ اور وہ لوگ اس کو اپنے نفسوں کے لئے کہتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں یہ آیت اُتاری :

قل یا عبادی الذین اسرفو علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰه۔ (سورۂ زمر)

فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے مت مایوس ہو اللہ کی رحمت سے

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا اس کے بعد میں نے اس کو ہشام کی طرف بھیج دیا۔ ہشام بن العاص نے کہا جب میرے پاس پہنچی تو اس کو لے کر ذی طُوی کی طرف نکلا میں نے اس کو ساتھ لے کر اوپر کو چڑھا اور تصویب کراتا تاکہ میں اس کو سمجھ لوں۔ میں نے کہا اے اللہ! مجھ کو یہ سمجھا دے۔ لہٰذا میں نے اس کو پہچان لیا یقیناً یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جیسے ہم لوگ تھے اپنے نفسوں کے بارے میں کہتے تھے اور کہا جاتا ہمارے بارے میں۔ چنانچہ میں واپس آیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھا اور پیچھے رسول اللہ ﷺ کو جا کر ملا لہٰذا ہشام قتل ہو کر شہید ہو گئے اجنادین میں ابوبکر صدیقؓ کی حکومت میں۔ (ابن ہشام ۲/۸۵۔۸۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، اس نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن ابوبکر بن حارث بن زرارہ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے عبداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمرؓ سے۔ کہ انہوں نے کہا ہم لوگ مکے سے آئے تھے اور ہم مقام عقبہ میں اترے تھے عمر بن خطابؓ اور ابوعبیدہ بن جراح، سالم مولیٰ ابوحذیفہ۔ ان کی امامت سالم مولیٰ ابوحذیفہ کرتے تھے کیونکہ ان کو ان سب میں قرآن زیادہ یاد تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن حارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے، اس نے ذکر کی ہے حدیث ہجرت اور قبلہ، براء سے۔ کہتے ہیں کہ پہلا شخص جو ہمارے پاس آیا تھا مہاجرین میں سے وہ مصعب بن عمیر تھے بنی عبدالدار بن قصی کے بھائی۔ ہم نے ان سے کہا تھا رسول اللہ ﷺ کیا سوچ رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ حضور ﷺ تا حال اپنی جگہ پر ہیں اور ان کے اصحاب میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد عمرو بن اُم المکتوم اعمیٰ آئے وہ بھائی تھے بنی فہر کے۔ ہم نے اس سے کہا تیرے پیچھے جو رہ گئے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پیچھے پیچھے ہیں یعنی آنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد عمار بن یاسر آئے اور سعد بن وقاص اور عبداللہ بن مسعود اور بلال اس کے بعد عمر بن خطابؓ ہمارے پاس آئے بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اس کے بعد ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ آئے۔ ابوخلیفہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ براء نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یہاں تک کہ میں کوئی سورت پڑھتا تھا مفصلات میں سے۔ اس کے بعد ہم نکلتے، ہم ملتے تھے قافلے سے ہم نے ان کو پا لیا۔ تحقیق ڈر رہے تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسرائیل سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ اس نے مدینے کی طرف نکلنے والے اصحابِ رسول کے اسماء گرامی کا تذکرہ زیادہ جامع کیا ہے موسیٰ بن عقبہ کے تذکرہ کرنے سے۔ یہ ایسی بات ہے جس کے ساتھ کتاب مزید طویل ہو جائے گی۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ لوگوں میں سے مدینے میں جو سب سے آخر میں آیا جو اپنے دین میں آزمائش میں نہیں واقع کیا گیا یا روکا گیا تھا وہ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کو مکے میں پیچھے چھوڑا ہوا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے بستر پر سو جائیں اور ان کو مدت مختصر کر دی تھی تین دن کی۔ اور انہیں حکم دیا تھا (کہ وہ حضور ﷺ کی طرف سے) ہر ذی حق کا حق ادا کر دیں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا تھا۔ اس کے بعد وہ پیچھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لاحق ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۱۱)

باب ۹۶

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکوں کا مکروفریب کرنا

اور اللہ کا اپنے رسول کو بچانا اور حضور ﷺ کو اس کے بارے میں بتانا یہاں تک کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجر بن کر نکل گئے تھے

(ابن ہشام ۲/۹۶-۱۱۲۔ ابن سعد ۱/۲۲۷)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے بعد ٹھہرے رہے بقیہ دن ذی الحجہ کے اور محرم کا مہینہ اور صفر کا۔ اس مہینہ قریش کے مشرکین نے باہم مشورے سے طے کر لیا اور انہوں نے مکر کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑ کر یا تو قتل کر دیں یا ان کو بند کر دیں یا ان کو شہر سے نکال دیں یا ان کو باندھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے مکر سے آگاہ کر دیا۔

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکراللّٰه واللّٰه خیر الماکرین۔

(سورة الانفال)

یاد کرو اُس وقت کو جب مشرکین اور کفار تیرے بارے میں مکر کر رہے تھے کہ تجھے برقرار رکھیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔ وہ مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ نکل گئے رات کے وقت غارِ ثور کی طرف۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسترِ رسول سنبھال لیا وہ اس پر سو گئے۔ اللہ نے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لیا تھا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، ان کو

محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب زہری سے، یہ الفاظ حدیث اسماعیل کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ حج کے بعد بقیہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کہ پھر مشرکین قریش نے اس پر اتفاق کر لیا کہ یا تو (محمد ﷺ) کو قتل کر دیں یا ان کو نکال دیں جب گمان کریں کہ وہ یہاں سے نکلنے والے ہیں۔ اور انہوں نے جان لیا تھا کہ اللہ نے ان کے لئے ٹھکانہ بھی بنا دیا ہے اور ان کے اصحاب کے لئے تحفظ بھی۔ اور جو لوگ مسلمان ہو کر گئے تھے ان کے اسلام لانے کی خبر بھی ان کو پہنچ چکی تھی اور یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ کون کون ہجرت کر کے مہاجرین میں سے ان کی طرف چلا گیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے یہ طے کر لیا کہ یا تو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دیں گے یا ان کو باقی رکھیں گے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔

(سورۃ الانفال)

لہٰذا جس روز وہ حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے تو ان کو خبر مل گئی کہ وہ آج رات حضور ﷺ پر شب خون ماریں گے جب اپنے بستر پر ہوں گے۔ لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ درمیانی رات میں غارِ ثور کی طرف نکل گئے۔ یہ وہی غار ہے اللہ نے قرآن میں جس کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علی بن ابوطالب ؓ، جا کر بسترِ رسول ﷺ پر سو گئے تھے تا کہ وہ ان کو شک میں ڈال سکیں کہ (حضور ﷺ موجود ہیں اور سو رہے ہیں)۔ قریش رات بھر آتے جاتے رہے اور مشورہ کرتے رہے کہ ان میں سے کون آپ کے بستر پر پہنچے اور جا کر حضور ﷺ کو جکڑ دے۔ رات بھر یہی ہوتا رہا تا آنکہ صبح ہو گئی۔ جب انہوں نے دیکھا تو وہ حضرت علی ؓ تھے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت علی ؓ نے ان کو بتایا کہ مجھے ان کے بارے میں صحیح معلوم نہیں ہے وہ سمجھ گئے کہ وہ یہاں سے نکل کر فرار ہو گئے ہیں لہٰذا انہوں نے ہر سمت پر گھڑ سوار بھیجے آپ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے۔

قریش کا آپس میں مشورہ .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے اصحاب میں مکے میں موجود تھے، حکم دیا کہ وہ مدینے میں اپنے بھائیوں کے ساتھ لاحق ہو جائیں باہم آپس میں مشورہ کریں۔ مشرکین نے کہا اب وقت ہے لہٰذا انہوں نے باہم اتفاق کر لیا محمد کے معاملے میں۔ بس اللہ کی قسم یہ تو جوانوں کی جماعت اکٹھی ہو کر تمہارے اُوپر حملہ کر دے گی (اگر مدینے چلا گیا)۔ لہٰذا یا تو اس کو یہیں مضبوط رکھو یا قتل کر دو یا جلا وطن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے سب کو آپ ﷺ کے لئے دارالندوۃ میں اکٹھا کیا تا آنکہ آپ کے قتل کا مشورہ کریں۔ جب دار میں داخل ہوئے تو شیطان ایک خوبصورت آدمی کی شکل میں ان کے سامنے آیا اپنی چادر میں۔ البت کا مطلب الکساء ہے۔ اس نے آ کر پوچھا کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں اہلِ نجد میں سے ایک آمی ہوں۔ میں نے سنا ہے اس بارے میں جو تم مشورہ کر رہے ہو۔ میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں مبادا کہیں تم سے کوئی اچھی رائے یا مشورہ نہ رہ جائے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں ضرور آپ آ جائیں۔

شیخ نجدی کی رائے .... جب وہ داخل ہوا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے معاملہ کس قدر پیچیدہ ہے تم جانتے ہو لہٰذا ایسا کرو کہ اس آدمی کے مشورے کے مطابق ایک ایک رائے پر اتفاق کر لو۔ دارالندوہ میں جو لوگ جمع تھے ان میں کفار کی معروف شخصیات یہ تھیں: شیبہ عتبہ، ربیعہ کے دو بیٹے، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ میرا تو مشورہ یہ ہے کہ اسے (محمد ﷺ) بند کر دو، قید کر دو پھر اس کے بارے میں انتظار کرو گردش زمانہ کا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے جیسے اس سے قبل والے شعراء ہلاک ہو گئے تھے مثلاً زہیر بن ابوسلمیٰ اور نابغہ وغیرہ وغیرہ۔ مگر شیطان نے (فرضی بزرگ) اس رائے کی مخالفت کی اور کہا اللہ کی قسم یہ کوئی اچھی اور مفید رائے نہیں ہے تمہارے حق میں۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگوں نے ایسے کیا تو اس کی رائے اور اس کی بات اس کے دوستوں تک پہنچتی رہے گی۔ یہاں اس کو بند کرو گے

اور نہیں ممکن ہے کہ وہ لوگ تمہارے ہاتھ سے اس کو چھین کر لے جائیں گے پھر وہ غالب آجائیں گے تمہارے اوپر۔ اس پر بھی جو معاملہ آج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کسی نے یہ کہا کہ بلکہ ہم اس کو نکال دیں اور اپنے شہروں سے دور کہیں جلا وطن کر دیں جب اس کا چہرہ ہم سے غائب ہوگا اور اس کی بات بھی ہمارے سامنے نہیں ہوگی تو اللہ کی قسم ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ وہ کہاں شہروں میں پڑا ہوا ہو۔ اور اس کے بعد ہمارا معاملہ زیادہ اتفاق سے ہمکنار ہوگا اور آپ میں ہمارا اتفاق بھی ہوگا۔ مگر اس نجدی نما بزرگ (فی الحقیقت شیطان) نے کہا اللہ کی قسم تمہاری یہ رائے بھی کوئی رائے نہیں ہے کیا تم نے اس کی میٹھی بولی نہیں سنی اور حسن حدیث وغیرہ۔ اور دیکھتا نہیں وہ جس کو ملتا ہے یا جو اس کو ملتا ہے یہ اس پر غالب آجاتا ہے جبکہ اس کے مخالف ایسا نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو وہ عرب کے جس قبیلے پر بھی داخل ہوگا وہ اسی کی رائے سے متفق ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ اس کو لا کر تمہارے سروں پر مسلط کر دیں گے۔ یہ ان کو لا کر تمہیں روندھ ڈالے گا۔ اللہ کی قسم یہ رائے بھی تمہاری کوئی اچھی رائے نہیں ہے۔

اتنے میں ابوجہل بن ہشام نے کہا اللہ کی قسم میری بھی اس کے بارے میں ایک رائے ہے مجھے نہیں معلوم کہ تم اس پر متفق ہو گے یا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم لوگ ہر ہر قبیلے کا قریش میں سے ایک مضبوط نوجوان لڑکا جو صاحب حسب ونسب ہو اس کے ان مضبوط نوجوان لڑکوں کے ہاتھ میں تیز دھار تلواریں دیں۔ وہ سارے اکٹھے ہو جائیں اور وہ یکبارگی ان پر مل کر اجتماعی وار کریں اور اس کو قتل کر دیں جب اس ترتیب کے ساتھ قتل کرو گے تو اس کا خون تمام قبائل میں بکھر جائے گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف نہیں سمجھ سکیں گے کہ وہ کیا کریں اور تمام قبائل سے لڑنے کی قوت واستطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس کے بعد لامحالہ بات یہی طے ہوگی یہ لوگ دیت اور خون بہا لے لیں لہٰذا ان کو اس کی دیت دے دی جائے گی۔ شیطان نے (نجدی نما بزرگ) کہا اللہ کے لئے نیکی ہے اس نوجوان کی بس یہی رائے ہے ورنہ کوئی شے نہیں۔ چنانچہ وہ سب اسی بات پر متفق ہو کر اٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس مشورے کی خبر پہنچی اور رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا کہ اُس رات اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ لہٰذا آپ ﷺ اس جگہ نہ سوئے جہاں سوتے تھے اور اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلایا۔

(۴)　اور اس میں جوذکر کیا ابوعبداللہ حافظ نے یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل مقری نے ان کو حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو سعید بن یحییٰ بن سعید ابوعثمان نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے عبداللہ بن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی کلبی نے، زاذان مولیٰ اُم ہانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک جماعت قریش کی اشراف میں سے ہر قبیلے کے جمع ہوئے۔ راوی نے اس مذکور قصے کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے کہا ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس آئے اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بستر پر رات نہ گذاریں جس جگہ آپ رات گذارتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکے سے نکلنے یعنی ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر آپ کے مدینہ آجانے کے بعد سورۃ الانفال میں یہ آیت اتاری جس میں اللہ نے حضور ﷺ پر اپنی نعمت کا ذکر کیا ہے اور اپنے نزدیک ان کی آزمائش کا ارشاد ہوا :

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکر اللّٰه واللّٰه خیر الماکرین

جب کفار ومشرکین تیرے ساتھ مکر وتدبیر کر رہے تھے تاکہ آپ کو بند رکھیں یا قتل کر دیں یا شہر سے نکال دیں۔ غرض یہ کہ بری تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تدبیر خیر کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کنندہ ہے

اور دوسری تدبیر بد یہ تھی کہ محمد ﷺ کو بند کر دیا جائے یہاں تک کہ آپ ہلاک ہو جائیں جیسے ان سے قبل شعراء ہلاک ہو گئے تھے۔ اس بارے میں ارشاد فرمایا :

ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون

کیا بھلا یوں کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) شاعر ہے ہم اس کے بارے میں انتظار کریں گے گردش ایام کی۔ (ابن ہشام ۲/۹۵)

جبرائیل علیہ السلام کا مشورہ .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے مقیم رہے اللہ کے حکم کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب قریش کے سارے بڑے بڑے جمع ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں تدبیر شر بنالی اور ان کے قتل کا پروگرام بنالیا تو جبرائیل علیہ السلام عین وقت پر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو آکر یہ ہدایت دے گئے اب رات کو اپنے آرام کی جگہ پر نہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ رات کو آپ کے بستر پر رات گذاریں اور آپ کی سبز چادر اوپر اوڑھیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سب کے سامنے نکلے حالانکہ وہ حضور ﷺ کے دروازے پر موجود تھے۔ حضور ﷺ اس طرح نکلے کہ آپ کے ہاتھ میں مٹی کی بھری ہوئی مٹھی تھی آپ ان لوگوں کے سروں پر اس کو بکھیرتے گئے جس سے اللہ نے ان کی بینائی اپنے نبی کو دیکھنے سے سلب کرلی۔ حضور ﷺ یہ پڑھ رہے تھے :

یٰسٓ والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین تا فاغشینھم فھم لا یبصرون

اور حضرت عکرمہ ﷺ سے مروی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ (ابن ہشام ۲/۹۵-۹۶)

باب ۹۷

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے ساتھ غار

کی طرف نکلنا اور اس میں جن آثار کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ نے اور یہ الفاظ اسی کی روایت کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابن صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے ماں باپ کو سمجھنا شروع کیا یعنی جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے وہ دونوں دیندار تھے یعنی پکے مسلمان تھے۔ اور کوئی دن ہمارے اوپر نہیں گذرتا تھا مگر ہر روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے (دونوں وقت صبح اور شام)۔

جب مسلمان آزمائش میں مبتلا کیے گئے تو حضرت ابوبکر ﷺ حبشہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ جب وہ مقام برک الغماد تک پہنچے (یہ مقام تھا یمن کے کونے پر ساحل سمندر پر) وہاں پر ان کو ابن دغنہ ملے (ان کا نام ربیعہ بن رفیع اہبان بن ثعلبہ سلمی تھا۔ دغنہ اس کی ماں کا نام تھا)۔ وہ قارہ کے سردار تھے۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں دھرتی پر سفر کر جاؤں (اور آزادی کے ساتھ) میں رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا کہ آپ جیسا شخص نہ نکالا جاتا ہے نہ خود نکلتا ہے آپ ناداروں کو کما کر کھلاتے ہیں۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مجبوروں و معذوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ان کی کفالت کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق امور میں آپ مدد کرتے ہیں۔ بے شک میں تیرا پناہ دہندہ ہوں آپ واپس لوٹ چلیں اپنے شہر (مکہ) میں اپنے رب کی عبادت (آزادی) کے ساتھ کریں۔

ابن دغنہ کا صدیق اکبر ﷜ کو پناہ دینا .... چنانچہ ابن دغنہ نے ابوبکر ﷜ کے ساتھ واپس کوچ کیا اور مکے میں آ کر اس نے قریش کے اشراف کے پاس جا کر کہا کہ ابوبکر جب بندہ نہ خود نکلتا ہے نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ کیا تم لوگ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی سرپرستی کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، معذوروں اور مجبوروں کے بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے، حق کے امور میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ کو ابوبکر کے حق پر جاری رکھا انہوں نے بھی ابوبکر صدیق ﷜ کو امان دے دی۔ اور انہوں نے ابن دغنہ سے کہا آپ ابوبکر سے کہہ دیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں اور نمازیں بھی پڑھیں اور قرآن بھی جتنے پڑھیں جتنے بھی چاہیں لیکن وہ اس کے ساتھ ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور اس کا اعلان نہ کرے ظاہر اور کھلم کھلا نہ کرے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری اولاد اور ہماری عورتیں دیکھ سن کر فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق ﷜ اپنے گھر میں رب کی عباذت کرتے رہے انہوں نے نماز اور تلاوتِ قرآن کو ظاہراً اور دوسرے کے گھر میں نہ پڑھا۔

گھر کے صحن میں مسجد .... اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷜ کو یہ بات سوجھی کہ انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا ڈالی پھر وہ اس میں نماز بھی پڑھتے اور قراءت بھی کرتے۔ لہٰذا مشرکین کی عورتیں اور ان کے بیٹے ابوبکر ﷜ کی قراءت سننے کے لئے بے تاب ہو کر پروانہ وار ابوبکر پر گرتے تھے وہ حیران ہو کر ان کی طرف دیکھتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر ﷜ بہت رونے والے نرم دل آدمی تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکتے تھے لہٰذا اس بات نے مشرکین میں اشرافِ قریش کو پریشان کر دیا تھا۔ انہوں نے ابن دغنہ کی طرف نمائندہ بھیج کر ان کو بلایا وہ جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کہا ہم لوگوں نے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے وہ اس بات سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا رکھی ہے وہ نماز پڑھتا ہے اور زور سے قراءت کرتا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ہمارے بیٹوں کو اور ہماری عورتوں کو فتنے میں نہ واقع کر دے۔ آپ جائیں اور جا کر اسے کہیں کہ وہ اگر یہ پسند کرے کہ اپنے رب کی عبادت پر کاربند رہے اپنے گھر کے اندر تو ضرور ایسا کرے لیکن اگر وہ انکار کرے کہ نہیں میں تو نماز بھی اور قراءت بھی اعلانیہ اور ظاہر پڑھوں گا اور زور زور سے پڑھوں گا تو آپ اس سے کہیں کہ وہ آپ کی ذمہ داری اور پناہ آپ کو واپس کر دے۔ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم تیری پناہ میں عہد شکنی کریں ہم لوگ ابوبکر کو زور زور سے نماز اور قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

اللہ کی پناہ پر خوش ہوں .... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن دغنہ ابوبکر ﷜ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوبکر! آپ جانتے ہیں وہ جس پر ہم نے آپ سے عہد باندھا تھا۔ یا تو آپ اس بات کے پابند رہیں یا پھر آپ میری ذمہ داری اور میری پناہ واپس کر دیں۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ بات سنیں کہ میری پناہ تو لے لی گئی ہے اور میرے ذمہ میں عہد شکنی ہو گئی ہے کسی ایک بھی آدمی کے بارے میں جس کے لئے میں نے عہد باندھا تھا۔ ابوبکر صدیق ﷜ نے فرمایا کہ میں آپ کی پناہ آپ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ کے ساتھ خوش ہوں ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکے میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا مجھے تمہاری دار الہجرت دکھادی گئی ہے، شور والی زمین کھجوروں والی دو سیاہ پہاڑوں کے درمیان والی دکھائی گئی ہے (وہ دونوں حرہ ہیں)۔ چنانچہ ہجرت کی مدینے کی طرف جب رسول اللہ ﷺ نے تذکرہ کیا۔ اور وہ مسلمان بھی واپس آ گئے جنہوں نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ لہٰذا حضرت ابوبکر ﷜ نے بھی مدینہ ہجرت کرنے کے لئے سامان تیار کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ ابھی اپنی حالت پر رہیں مجھے امید ہے کہ مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ ابوبکر ﷜ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو اس بات کی امید ہے؟ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! لہٰذا ابوبکر ﷜ نے اپنے آپ کو روک لیا رسول اللہ ﷺ کے لئے تاکہ آپ کی صحبت سفر میں بھی اختیار کر سکیں۔ اور انہوں نے دو اُونٹنیوں کو خوب گھاس کھلائی جوان کے پاس تھیں اور چار مہینے تک (درختوں کے پتے کھلائے) خصوصاً کیکر کے درخت کے۔

حضورﷺ کو ہجرت کی اجازت .... ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دن ہم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے انتہائی شدید گرمی کا وقت تھا کہ کہنے والے نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں چادر کا گھونگھٹ نکا لئے ، ایسے وقت میں جس وقت نہیں آیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان حضورﷺ اس وقت ایسے نہیں آئے ضرور کوئی بات ہے اتنے میں حضورﷺ پہنچ گئے۔ انہوں نے اجازت طلب کی آپ کو اجازت دی گئی آپ ﷺ اندر آئے تو آپ نے ابو بکرؓ سے کہا یہاں سے چلیں ذرا (بات کرنی ہے)۔ ابو بکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ! یہ سارے گھر والے آپ کے گھر کے افراد تو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک۔ مجھے یہاں سے نکلنے کی (یعنی ہجرتِ مدینہ) کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکرؓ نے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپ کے صحابہ کو بھی اجازت مل گئی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ ابو بکرؓ نے کہا یارسول اللہ! میری ان دو اُونٹیوں میں سے ایک آپ لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیمتاً خریدوں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دونوں کا سامانِ سفر تیار کیا ہلکا پھلکا سامان (یا عجلت میں تیار کیا ہوا مختصر سامان)۔ ہم لوگوں نے ان کے لئے ایک دستر خوان اور ایک تھیلی میں سامان باندھا اور اسماء بنت ابو بکر نے اپنے دو پٹے یا کمر پٹے کو دو حصوں میں چیرا اور اس کے ساتھ وہ بوری یا تھیلی کا منہ باندھا اس لئے وہ اسی وجہ سے نام رکھ دی گئیں ذات النطاقین۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ پہاڑ کی غار میں جا ملے جس کو ثور کہا جاتا ہے۔ چنانچہ تین راتیں وہ اس میں چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابو بکر رات ان کے پاس جا کر گزارتے تھے وہ نوجوان لڑکے تھے، ذہین تھے، حاذق اور زکی الفہد تھے۔ لہٰذا وہ منہ اندھیرے صبح ان کے ہاں سے روانہ ہوتے اور صبح کے وقت مکے میں قریش میں موجود ہوتے جیسے انہوں نے رات یہاں گذاری ہے۔

قریش جو بھی مکر و تدبیر بناتے وہ اس کو یاد رکھتے اور جا کر اس کی خبر حضورﷺ کو اور ابو بکرؓ کو بتاتے رات کے اندھیرے میں۔ اور عامر بن فہیرہ جو ابو بکرؓ کے غلام تھے وہ ان دونوں کی بکریاں چراتے تھے جو کہ دودھ والی تھیں چنانچہ وہ شام کو اندھیرا اچھا جانے کے بعد بکریاں وہاں پر لے کر جاتے۔ اور ان دونوں کو ان کا دودھ پلاتے وہ دونوں اسی دودھ پر رات گذارتے۔ پھر وہ اندھیرے میں ہی بکریوں کو ہانک کر لے جاتے تینوں راتیں وہ ایسے کرتے رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر ایک آدمی لیا اور ابو بکر نے بنو دیل میں بنو عبد بن عدی سے جو راستے کی رہنمائی کرتا خِرِّیت تھا خریت راستے کے ماہر کو کہتے ہیں اس کو قسم دی گئی تھی آل عاص بن وائل میں۔ وہ شخص کفار قریش کے دین پر تھا۔ انہوں نے اس کو امین بنا دیا اور اپنی سواریاں اس کے حوالے کر گئے تھے اور اس کو غارِ ثور کا وعدہ دے گئے تھے۔ چنانچہ تین راتیں پوری ہونے کے بعد صبح ہی وہ دونوں سواریاں لے کر دونوں کے پاس پہنچ گیا لہٰذا وہ دونوں اس وقت وہاں سے کوچ کر گئے تھے اور عامر بن فہیرہ اور وہ رہنما بھی جو کہ ڈوَلی تھا یہ شخص ان کو یدِ بَحر سے لے گیا وہ ساحل کا راستہ ہے۔

اس کو بخاری صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے، وہ کہتے ہیں (اس میں) یہ لفظ بھی ہے تَكْسِبُ الْمَعْدُوْم۔

ابو بکرؓ کی ایک رات آل عمر سے بہتر ہے .... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر احمد بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن عباد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو سری بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن سیرین نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں کچھ آدمیوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ وہ حضرت عمرؓ کو حضرت ابو بکرؓ پر فضیلت دیتے ہیں۔ جب یہ بات حضرت عمرؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ایک رات ابو بکر کی بہتر ہے آل عمر سے اور ایک دن بہتر ہے ابو بکر کا آل عمر سے۔ رسول اللہ ﷺ ایک رات غار کی طرف روانہ ہوئے ابو بکرؓ ساتھ تھے۔ ایک لحظہ وہ آپ کے آگے چلتے اور ایک لحظہ پیچھے چلتے۔ رسول اللہ ﷺ اس ادا کو سمجھ گئے اور پوچھنے لگے ابو بکر کیا ہوا آپ ایک لحظہ آگے چلتے ہیں اور ایک لحظہ پیچھے چلتے ہیں میرے۔ عرض کی یارسول اللہ! طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے چلتا ہوں۔ اس کے بعد رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے

چلتا ہوں۔حضور ﷺ نے پوچھا اے ابوبکر! کیا میرے سوا کوئی چیز ہے جس کو آپ میرے سوا پسند کرتے ہیں۔حضرت ابوبکر ﷛ نے کہا یا رسول اللہ! کوئی معمولی سی معمولی چیز بھی ایسی نہیں میں جس کو آپ کے سوا پسند کروں۔ جب وہ دونوں غار تک پہنچ گئے ابوبکر ﷛ اندر داخل ہوئے اور حضور ﷺ سے کہا آپ باہر رہیں میں پہلے آپ کے لئے غار صاف کرلوں۔چنانچہ انہوں نے اندر جا کر پہلے غار کو صاف کیا جب اوپر آ گئے تو پھر انہیں خیال آیا کہ ایک سراغ رہ گیا تھا جس کو وہ ابھی تک صاف نہیں کر پائے تھے۔انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ رہیں میں ایک سوراخ بند کر کے آجاؤں۔چنانچہ پھر اندر گئے اس کو بھی بند کر کے آ گئے۔اس کے بعد کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتریں پھر حضور ﷺ اندر اُترے۔ حضرت عمر ﷛ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ وہی رات بہتر ہے آل عمر سے۔

سانپ کا بار بار ڈنک مارنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدی نے بغداد میں۔وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمان نجار فقیہ نے بطور املاء۔وہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پڑھی گئی تھی یحیٰی بن جعفر کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابراہیم راسی نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے،اس نے ضبہ بن محصن عنزی سے،اس نے عمر بن خطاب ﷛ سے ایک قصے میں جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ نے کہا تھا کہ البتہ ایک رات ابوبکر کی اور ایک دن بہتر ہے عمر کی ساری زندگی سے۔کیا تجھے دلچسپی ہے میں تجھے بتاؤں ان کی ایک رات اور ان کا ایک دن؟ وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اے امیر المؤمنین۔انہوں نے کہا بہر حال رات تو وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو رات کے وقت چلے تھے ابوبکر ﷛ ان کے پیچھے چل رہے تھے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے،کبھی ان کے دائیں،کبھی بائیں چلتے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے ابوبکر،آپ کی یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔آپ کے بارے میں بے فکر نہیں رہتا ہوں بلکہ فکر لگی رہتی ہے۔اس رات رسول اللہ ﷺ پیروں کی اُنگلیوں پر چلتے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیروں کے نشانات چھپ جائیں۔

جب ابوبکر ﷛ نے حضور ﷺ کے اپنے قدموں کو اگلے حصوں پر چلتے دیکھا تو حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیا اور اس کے لئے ان کو سخت مشقت اُٹھانا پڑی حتیٰ کہ آپ ﷺ کو وہ غار کے دھانے تک لے آئے۔پھر ان کو اُتارا پھر کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں۔اگر اس میں کوئی چیز ہوتو وہ مجھے تکلیف پہنچائے آپ کو نہ پہنچائے۔ اندر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر آپ کو اٹھا کر اندر بھی لے گئے۔غار میں ایک سوراخ تھا اس میں سانپ وغیرہ تھے حضرت ابوبکر ﷛ کو خوف لاحق ہوا کہ وہاں سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے لہٰذا انہوں نے اس سوراخ میں اپنا قدم رکھ لیا۔سانپ نے بار بار ان کو ڈنگ مارنا شروع کیا اور تکلیف کی وجہ سے ابوبکر ﷛ کے آنسو بہنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر آپ غم نہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ ان پر اتارا اور اطمینان۔یہ تھی حضرت ابوبکر ﷛ کی رات۔

ابوبکر ﷛ کا خاص دن .... بہر حال باقی رہا ان کا خاص دن۔وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور عرب مرتد ہو گئے تو بعض نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے نہ زکوٰۃ دیں گے۔میں ان کے پاس گیا میں نے ان کو نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور میں نے کہا اے خلیفۂ رسول آپ لوگوں سے اُلفت اور شفقت والا سلوک کریں۔انہوں نے جواب دیا آپ جاہلیت میں زبردست تھے اور کیا اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے ہو۔کون سی چیز میں مَیں ان کے ساتھ الفت کروں کیا کسی مصنوعی شعر کے ساتھ یا کسی جھوٹے شعروں کے ساتھ؟ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور وحی اٹھ چکی ہے پس اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے اُونٹ کے پیر کی رسی روکیں گے اُس میں سے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس رسی پر بھی ان سے قتال کروں گا۔حضرت عمر ﷛ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا اللہ کی قسم یہ صحیح اور درست اقدام تھا۔یہ ہے حضرت ابوبکر ﷛ کا خاص دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے ابن شہاب سے (ح) اور اس میں جس کو ذکر کیا ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ ابو جعفر بغدادی نے ان کو خبر دی ہے، اس نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابولہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے کہ مشرکین مکہ نے ہر طرف سوار دوڑائے جو حضور ﷺ کو تلاش کر رہے تھے اور جہاں جہاں پانی کے گھاٹ تھے وہاں بندے بھیجے ان کے بڑے بڑے انعام مقرر کئے۔ اور مشرکین جبلِ ثور پر گئے جس میں غارِ ثور ہے جس میں نبی کریم ﷺ موجود تھے اس کے اوپر چڑھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی آوازیں سن رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوف زدہ ہو گئے اور انہیں فکر و پریشانی لاحق ہو گئی ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: لا تحزن ان اللّٰہ معنا "آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ لہٰذا ان پر سکینہ اور اطمینان نازل ہوا۔

فانزل اللّٰہ سکینتہ عَلٰی رسولہ وعلی المؤمنین وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلٰی وکلمۃ اللّٰہ ھی العلیا واللّٰہ عزیز حکیم۔ (سورۃ التوبۃ)

پس اللہ نے سکینہ نازل فرمایا اپنے رسول پر اور مؤمنون پر اور اللہ نے کافروں کی بات کو نیچا کیا اور اللہ کی بات کو اونچا کیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دودھ والی بکریاں تھیں جو شام کو ان کے پاس جاتی تھیں اور مکے میں ان کے گھر میں بھی۔ اور عامر بن فہیرہ مولیٰ ابی بکر امین تھا اس کے پاس امانتیں رکھوائی جاتی تھیں۔ اس نے اسلام کو خوبصورت پایا اور اس نے ایک آدمی کو اُجرت پر لیا تھا وہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا اس کو اریقط کہا جاتا تھا۔ اور وہ قریش میں حلیف تھا اس کے بعد بنوسہم میں، اس کے بعد آل عاص بن وائل میں۔ اور یہ عدوی تھا اُس وقت یہ مشرک تھا اور وہ راستوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنا جانا مخفی رکھا تھا ان راتوں میں جو وہ غار میں رہے تھے۔ صرف ان کے پاس عبداللہ ابن ابوبکر آتے جاتے تھے اور شام کے وقت ہر خبر لے جاتے تھے جو مکے میں ہوتی تھی اور شام کو ان کے پاس عامر بن فہیرہ بکریاں لے جاتے تھے۔ ہر رات وہ دودھ دوھ لیتے پھر صبح شام سویرے چلتے۔ صبح کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہوتا اس کے نہ سمجھا جاتا جب ان دونوں کے آگے آوازیں پست ہو گئیں وہ ان دونوں کے پاس آیا اگر خاموشی ہو گئی تو ان کے ساتھی دو اُونٹ لے کر آ گیا۔ اور وہ دونوں غار میں دو دن اور دو راتیں ٹھہرے رہے تھے۔

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ تین راتیں۔ اس کے بعد وہ دونوں روانہ ہو گئے اور ساتھ ہی عامر بن فہیرہ روانہ ہوئے جو کہ ان کی خدمت کر رہے تھے اور ان کی مدد کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے دونوں کے ساتھ لوگوں میں سے اور کوئی نہیں تھا سوائے عامر بن فہیرہ کے اور سوائے بھائی بنوعدی کے جو ان کو راستے کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس نے ان دونوں کو مکے کا نیچے والا زیریں حصہ پار کروایا اس کے بعد ان کو ساحل کی طرف لے کر چلا عُسفان کے زیر علاقے سے۔ اس کے بعد ان کا گزر ان ہوا یہاں تک کہ راستے کے سامنے آ گئے جب وہ قدید سے گزرے۔ یہ الفاظ حدیث عروہ اور حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں مذکورہ حدیث کے مفہوم کے ساتھ۔ (البدایہ والنہایہ ۳/۱۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو اسود بن عامر شاذان نے، ان کو اسرائیل نے اسود سے، اس نے جندب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے ہاتھ کو پتھر لگ گیا تھا۔ انہوں نے کہا:

ان انت الا اصبع دمیت .... وفی سبیل اللّٰہ ما لقیت

تم محض خون آلود اُنگلی ہو اور اللہ کی راہ میں تمہاری یہ کیفیت ہوئی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحٰق بن محمد بن یوسف سوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن یونس ضبی نے، ان کو عفان بن مسلم اور محمد بن سفیان نے، ان کو ہمام نے، ان کو خبر دی ابوثابت نے انس سے یہ کہ ابوبکر نے اس کو حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی ایک ان میں سے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ (بخاری ص ۳۶۵۳۔ فتح الباری ۷/۹۰۸)

(۶) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبدالعزیز بن معاویہ قریشی نے، ان کو حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد نے بنانی سے اس نے ذکر کیا ہے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ مگر اس نے کہا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنا قدم اٹھائے گا ہمیں دیکھ لے گا اپنے قدموں کے نیچے سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سفیان سے اور عبداللہ بن محمد سے، اس نے حبان بن ہلال سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب وغیرہ سے، اس نے حبان سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن احمد دقاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن عیسیٰ البری نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابوالعباس احمد نے، ان کو محمد بن علی نے ان کو مسلم نے، ان کو عون بن عمر قیسی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو مصعب مکی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پالیا انس بن مالک کو اور زید بن ارقم کو مغیرہ بن شعبہ کو۔

میں نے ان کو سنا وہ باتیں بتاتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ غار میں تھے اللہ تعالیٰ نے درخت کو حکم دیا وہ آپ کے چہرے کے سامنے اُگ گیا تھا اس نے آپ کے چہرے کو چھپالیا تھا۔ اور اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تھا اس نے غار کے دھانے پر جالا بن لیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ چھپ گیا تھا۔ اللہ نے دو کبوتروں کو حکم دیا جو جنگلی تھے وہ غار کے دہانے کے پاس بیٹھے اور قریش کے نوجوان آئے، ہر قبیلے کا ایک آدمی تھا جو لاٹھیوں اور موٹے ڈنڈوں سے اور تلواروں سے آراستہ تھے۔ جب وہ حضور ﷺ سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے ان میں ہر شخص غار کے اندر دیکھنے لگا۔

اس نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے پاس لوٹ کر آگئے۔ وہ اس سے کہنے لگے کیا بات ہے کہ تم نے غار کے اندر نہیں دیکھا؟ اس نے کہا کہ تم نے غار کے منہ پر دو کبوتریاں نہیں دیکھیں تھیں میں نے تو اس سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ نے سن لیا جو کچھ وہ کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو ہم سے روک دیا ہے ان کبوتروں کی وجہ سے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو بلایا اور ان پر برکت اتاری اور ان کی جزا مقرر کردی اور وہ حرم میں لوٹنے لگے۔ (ابن سعد ۱/۲۲۹)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن ابوسعید سوسی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید حسن بن عبدالصمد قُهُنـدَزِیُ نے، ان کو محمد بن حمید نے، ان کو علی بن مجاہد نے، ان کو اشعث بن اسحاق نے، ان کو جعفر بن ابوالمغیرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر سکینہ نازل کیا۔ کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر، کیونکہ نبی کریم ﷺ پر تو ہمیشہ سکینہ رہتا ہی تھا۔

☆☆☆

باب ۹۸

سراقہ بن مالک بن جُعشم کا رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے نشانات

کی مدد سے آپ ﷺ کا تعاقب کرنا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد میں، اور ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے اور عبداللہ بن رجاء ابوعمر غدانی نے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے تیرہ درہم کے بدلے میں اونٹنی خریدی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے کہا تھا براء سے کہو کہ وہ اس پر سوار ہو کر میرے گھر تک اس کو لے آئے۔ عازب نے ان سے کہا نہیں میں ایسے نہیں کروں گا بلکہ پہلے آپ ہمیں بتائیں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا جب آپ لوگ ہجرت کر کے نکلے تھے اور مشرکین آپ کو تلاش کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم لوگ مکے سے اندھیری رات میں چلے تھے ہم لوگ اس رات کو اگلے دن تک جاگتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھلنے لگا اور سخت گرمی ہوگئی۔ میں نے ہر طرف نظر دوڑائی کیا کوئی سایہ مجھے نظر آتا ہے ہم جہاں جگہ پکڑ لیں۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی میں وہاں پہنچا۔ اس کا تھوڑا سا سایہ باقی تھا میں نے اس کو برابر کیا اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھایا اور میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ لیٹ جائیے، آپ ﷺ لیٹ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے اِردگرد کا جائزہ لینے لگا کہ کیا مجھ کو مطلوبہ انسان نظر آرہا ہے اچانک مجھے بکریوں کا ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو پہاڑ کی طرف ہانک رہا تھا۔ وہ بھی وہی چاہتا تھا جو ہم نے چاہا تھا یعنی وہ بھی سائے کی تلاش میں تھا۔

میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے تم کس کے ہو؟ اس نے کہا میں قریش کے ایک بندے کا غلام ہوں، اس نے مالک کا نام لیا تو میں پہچان گیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہے۔ میں نے کہا کہ کیا تم مجھے دودھ نکال دو گے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں نکال دوں گا۔ میں نے اس سے کہا تو اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کے پیروں میں رسی باندھی۔ میں نے کہا کہ اس کی کھیری جھاڑ دو مٹی صاف ہو جائے گی۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ بھی جھاڑ دیں۔ اس نے ایک ہتھیلی دوسری پر ماری اور اس نے میرے لئے تھوڑا تھوڑا کر کے بہت سارا دودھ نکالا۔ میں نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا۔

میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک چھوٹا مشکیزہ تھا اس کے منہ پر ایک کپڑا تھا میں نے اس کو دودھ پر انڈیلا حتیٰ کہ اس کا نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ جاگ گئے تھے۔ میں نے کہا کیا آپ دودھ پئیں گے یارسول اللہ؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی دودھ پیا، آپ بھی خوش ہوئے۔ میں نے کہا کوچ کرنے کا وقت ہو گیا ہے یارسول اللہ!

غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے .... کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا جبکہ لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے ہمیں ان میں سے کسی نے نہ پایا سوائے سراقہ بن مالک بن جُعشم کے وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! یہ کوئی ہمیں تلاش کرنے والا لگتا ہے جو ہمارے پیچھے پیچھے آ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا "آپ غم نہ کریں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ جب وہ ہمارے قریب ہوا اور اس کے اور ہمارے درمیان فاصلہ صرف دو یا تین کمان کا رہ گیا میں نے کہا کہ یہ جاسوس ہمارے پیچھے آ گیا ہے یارسول اللہ! اور میں رو پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں آپ کے لئے رو رہا ہوں۔ کہتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی اور کہا اللّٰھم اکفنا علیہ بما شئت ''اے اللہ تو اس کو کافی ہو جا جیسے تو چاہے''۔ کہتے ہیں کہ اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ چنانچہ سراقہ اس کے اوپر سے کود گیا پھر کہنے لگا اے محمد! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا ہی عمل ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے جس میں میں گرفتار ہوں۔ اللہ کی قسم میں ایک تلاش سے اندھا بن جاؤں گا اپنے پچھلوں کے لئے۔ یہ لیں میرا ترکش ہے آپ اس میں سے تیر نکال لیں بیشک آپ عنقریب گذریں گے میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس جو کہ اتنی اتنی ہیں آپ اس میں سے جتنی چاہیں لے لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تیری اونٹوں کی اور بکریوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔ لہٰذا وہ لوٹ کر چلا گیا اپنے دوستوں کے پاس۔ اور رسول اللہ ﷺ اور میں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم رات کو مدینے پہنچ گئے۔ (مسند احمد ۱/۲-۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوعمر بن مطر نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، ان کو عبداللہ بن رجاء غدانی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے اسرائیل سے۔

(فتح الباری ۷-۸)

سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو حسن بن محمد بن اعین نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحٰق نے، انہوں نے سنا براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے والد کے پاس ان کے گھر میں گئے انہوں نے اس سے پالان خریدا۔ اور راوی نے آگے اس حدیث کو ذکر کیا ہے حدیث اسرائیل کے مفہوم میں۔ یہاں تک کہا کہ ہم لوگوں نے کوچ کیا سورج ڈھلنے کے بعد اور سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا اور ہم لوگ اس وقت سخت پتھریلی مگر ہموار زمین پر سفر کر رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ پکڑے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تحزن ان اللہ معنا، ''فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف بددعا کی جس سے اس کے گھوڑے کے سم سخت زمین کے اندر دھنس گئے اور وہ پیٹ تک اندر اتر گیا۔ سراقہ نے کہا میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم دونوں نے میرے اوپر بددعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو، اللہ تمہارا ہے یہ کہ میں تمہاری تلاش سے اور تعاقب سے رک جاؤں گا اور باز آ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی لہٰذا اس کو نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا جو بھی اس کو ملتا وہ اس سے یہی کہتا تحقیق کفایت کی گئی ہے تمہیں اس سے جو کچھ یہاں تھا۔ اور جس کو بھی وہ راستے میں ملتا اس کو واپس کر دیتا اور ہمارے ساتھ وفاداری کرتا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر بن معاویہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، اس کو لیث نے عقیل سے (ح) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو لیث نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، اور مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے، وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھائی کے بیٹے تھے۔ یہ کہ اس کے باپ نے اس کو خبر دی کہ اس نے سنا تھا سراقہ بن جعشم سے اور ابن عبدان کی روایت میں ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم کہتے ہیں ہمارے پاس کفار قریش کے نمائندے آئے تھے وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیت

یعنی خون بہا دینے کی بات کرتے تھے۔ان دونوں میں سے ہر ایک کے قتل کرنے یا ان کو قید کرنے کی بات۔ میں بیٹھا ہوا تھا اپنی قوم کی ایک مجلس میں کہ بنی مدلج سے ایک آدمی ان میں ہمارے پاس آیا آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل کی طرف سیاہ نشان دیکھے ہیں میں ان کو محمد اور ان کے ساتھی سمجھا ہوں۔ سراقہ نے کہا میں نے ان کو پہچانا ہے کہ وہ وہی ہیں۔ ابن عبدان نے کہا اور حدیث کو ذکر کیا ابو عبداللہ نے اپنی روایت میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ میں نے سراقہ سے کہا کہ وہ لوگ وہ نہیں ہیں شاید آپ نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا۔ تم ہمارے سامنے چلے جاؤ (یعنی ان کی تلاش میں)۔

سراقہ نے کہا کہ میں ذرا سی دیر مجلس میں بیٹھا رہا اس کے بعد میں کھڑا ہوا اور اندر گھر میں گیا۔ میں نے اپنی لڑکی سے کہا کہ میرا گھوڑا نکالیں۔ اس کو ٹیلے کے پیچھے اُتار کر میرے لئے روک رکھیں میرے آنے تک۔ میں نے اپنا نیزہ اُٹھایا اور اپنے گھر کے پچھواڑے سے نکل گیا۔ میں نے نیزے کے نیچے والے حصے کو اُوپر کیا اور اوپر والے کو نیچے کیا (تا کہ اس کو کوئی نہ دیکھے) اپنے گھوڑے کے پاس آ گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ اور میں نے اسے خوب دوڑایا حتیٰ کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک میرا گھوڑا پھسلا جس سے میں گر گیا۔ میں جلدی سے کھڑا ہوا میں نے اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف بڑھایا میں نے اس میں سے تیر نکالے قسمت کے تیر، کہ کیا میں ان لوگوں کو نقصان پہنچاؤں یا نہ پہنچاؤں۔ تیر وہ نکلا جو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ان کو نقصان نہ پہنچاؤں۔ پھر بھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میں نے اس دفعہ تو قسمت کے تیروں کے بھی خلاف کیا پھر میں نے اس کو خوب دوڑایا اس نے مجھے پھر قریب کر دیا حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سُن لی مگر حضور ﷺ مڑ کر پیچھے نہیں دیکھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کثرت کے ساتھ بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے۔

امن کا پروانہ لکھ دیا .... کہتے ہیں کہ میرے گھوڑے کے اگلے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے اور وہ گھٹنوں تک چھپ گئے اور میں اس کے اُوپر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا میں اٹھ گیا مگر اس کے اگلے پیر نکل نہیں سکتے تھے جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے قدموں کے نشانات سے دھوئیں کی طرح ایک دھواں اوپر کی طرف بلند ہوا۔ میں نے قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے تیر کھینچا پھر وہ ہی نکلا جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا کہ میں ضرر نہ پہنچاؤں۔ میں نے ان دونوں کو پکارا الامان ، مجھے امان دے دو۔ وہ دونوں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) میرے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا میرے دل میں ایک بات آ گئی، جب یہ سب کچھ ہو گیا اور میں نے ان سے رک گیا۔ وہ یہ تھی کہ عنقریب رسول اللہ ﷺ غالب آ جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا بے شک آپ کی قوم کی طرف سے آپ دونوں کے بارے میں دِیت (خون بہا) مقرر کر دیا گیا ہے۔ نیز میں نے ان کو ان باتوں کی خبر دی جن کا وہ ارادہ رکھتے تھے اور میں نے سامانِ سفر اور دیگر سامان ان کو پیش کر دیا۔ انہوں نے نہ مجھے پریشان کیا نہ ہی مجھ سے کچھ پوچھا مگر یہی کہا ہم سے آپ غائب ہو جائیں۔ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے کوئی عہد نامہ لکھ دیں میں جس کی وجہ سے محفوظ رہوں۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ سے کہا۔ اُس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چلے گئے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن شہاب نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم مدلجی نے کہ ان کے والد مالک نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے بھائی سراقہ بن جعشم نے ان کو خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے سے مدینہ ہجرت کر چلے تو قریش نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو ان کو لے کر واپس آئے اس کو سو اُونٹ دیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں سے ایک آدمی آیا اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے تین سوار دیکھے ہیں جو ابھی میرے پاس سے گذرے ہیں میں ان کو محمد گمان کرتا ہوں۔

سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے اس بندے کو آنکھوں سے اشارہ کیا کہ تم چپ ہو جاؤ۔ میں نے اس سے کہا کہ نہیں نہیں وہ تو بنوفلاں سے تھے ان کا اُونٹ گم ہو گیا ہے وہ اس کی تلاش میں پھر رہے ہیں شاید وہ وہی ہوں گے وہ شخص خاموش ہو گیا۔ میں ذرا سی دیر رک گیا اس کے بعد میں اُٹھا اپنے گھر کے اندر گیا میں نے اپنے گھوڑے کے لئے کہا اس کو بطن وادی میں کھینچ کر لایا گیا۔ میں نے اپنے ہتھیار اپنے گھر کے پیچھے سے نکالے اس کے بعد میں نے قسمت کے معلوم کرنے والے تیر نکالے۔ اس کے بعد میں نے تلوار لٹکائی اس کے بعد میں نے پھر قسمت کا حال معلوم کیا اس وقت بھی وہ تیر نکلا جو میں ناپسند کرتا تھا کہ ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ میں امید کر رہا تھا کہ میں محمد ﷺ کو واپس لا کر سو اُونٹنیاں حاصل کروں گا۔

چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہو گیا میرا گھوڑا اچل رہا تھا کہ اچانک وہ پھسل گیا جس سے میں اس کے اُوپر سے گر گیا۔ پھر میں نے قسمت کا تیر نکالا پھر وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کر رہا تھا کہ لا تضر۔ مگر میں نے ضد کر کے ان کا تعاقب کیا جب وہ لوگ مجھے نظر آ گئے تو پھر میرا گھوڑا اپد کا۔ اتنے میں اس کے دونوں ہاتھ زمین کے اندر چلے گئے اور میں اس کے اُوپر سے گر گیا۔ اس کے بعد اس نے کسی طرح اپنے اگلے پیر نکال لئے اور ان دونوں کے پیچھے دھوئیں کی مثل ایک غبار چلا گیا۔ میں سمجھ گیا کہ مجھے منع کیا گیا ہے اور وہ غالب آ جائیں گے۔ پھر میں نے ان کو آواز لگائی مجھے دیکھو اللہ کی قسم میں تمہیں تکلیف نہیں پہنچاؤں گا نہ ہی کوئی ایسا کام کروں گا جو ناپسند ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مجھے کوئی چیز نشانی کے طور پر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! اس کو لکھ دو۔ اس کے بعد انہوں نے میرے لئے لکھا اور اس کو لپیٹ نے مجھے دے دیا میں واپس لوٹ آیا اور میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کسی چیز کا تذکرہ نہ کیا کہ کیا کیا میرے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ جب اللہ نے فتح مکہ کرا دیا اور حضور ﷺ اہلِ خیبر سے فارغ ہو گئے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تاکہ میں ان سے ملوں اور میرے پاس وہ تحریر بھی موجود تھی جو میرے لئے لکھی گئی تھی، میں قصد ہی کر رہا تھا۔ میں داخل ہوا ایک جماعت کے سامنے انصار کی جماعتوں میں سے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے نیزوں کے کچوکے دینے شروع کئے اور وہ کہہ رہے تھے ہٹو ہٹو تم۔ حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا وہ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے میں ان کی پنڈلی کو دیکھ رہا تھا جیسے کہ وہ کھجور کے اوپر سے نکلنے والی گری ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ میں تحریر اونچی کر کے دکھائی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ آپ کی تحریر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کے دن نیکی اور وفا کا دن ہے مجھے دے دیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کوئی چیز ذکر کی جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تھا۔

ابن شہاب نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا گم شدہ چیز کے بارے میں۔ اور اس شے کے بارے میں جو اس نے کہی تھی ان کے سامنے۔ مجھے کوئی چیز یاد نہیں سوائے اس کے میں نے کہا تھا یا رسول اللہ! گم شدہ اُونٹ میرے پانی کے حوضوں پر کثرت کے ساتھ آ جاتے ہیں جو میں نے اپنے اُونٹوں کے لئے پانی سے بھرے ہوتے ہیں اگر میں ان آوارہ اونٹوں کو بھی پانی پینے دوں تو کیا اس پر مجھ کو ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ہر تازہ جگر جاندار میں ثواب ملے گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے واپس چلا گیا اور جا کر صدقہ کے جانور ہانک کر لے آیا۔

سراقہ کے اشعار .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے سراقہ کے بارے میں کچھ اشعار کہے تھے۔ سراقہ نے بھی ان کے اشعار کا جواب دیا اور یہ اشعار کہے۔

ابا الحکم واللات لو کنت شاھدا لا مر جوادی اذ تسیخ قوائمه

عجبت ولم تشکك بان محمدًا نبی برھان فمن ذا یقاومه

علیك بکف الناس عنه فاننی ارى امرة یوماً ستبدو معالمهٗ

بامریود النصر فیه بالبها لو ان جمیع الناس طرا تسالمه

اے ابوالحکم (ابوجہل) قسم ہے لات کی اگر تو مشاہدہ کرتا میرے گھوڑے کے معاملے کا جب اس کے پیر دھنس گئے تھے تو حیران پریشان ہو جاتا اور تُو یقین کر لیتا کہ محمد ﷺ نبی ہے اور ایسا صاحب برہان ہے کون اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تیرے اوپر لازم ہے لوگوں کو اس سے روکنا۔ بے شک میں دیکھتا ہوں اس کے امر کو ایک دن اس کی بلندیاں جلدی ظاہر ہو جائیں گی۔ اگر چہ سارے لوگ اس کو تنہا بے یار و مددگا چھوڑ دیں تو بھی نصرت اور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

سراقہ نے واپس آ کر لوگوں کو بتانا شروع کیا اس نے جو کچھ دیکھا تھا اور جس کا مشاہدہ کیا تھا۔ حضور ﷺ کے معاملے میں تو امرائے قریش کو خوف ہوا کہ کہیں یہ بات بہت سے لوگوں کے مسلمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا ابوجہل نے بنو مدلج کو سراقہ کے بارے میں یہ اشعار لکھ بھیجے تھے ۔

بنی مدلج انی اخاف سفیهکم سراقة مستغو لنصر محمد

علیکم به الا ایفرق جمعکم فیصبح شتی بعد عزو سؤدد

ان اشعار کے جواب میں سراقہ نے مذکورہ اشعار کہے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو حدیث بیان کی ابن ابوقماش نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے بغداد میں، ان کو ابومعشر نے ابووہب مولیٰ ابو ہریرہ ؓ سے اس نے ابو ہریرہ ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر ؓ سے مدینے میں داخلے کے وقت لوگوں کو مجھ سے مطمئن کرنا، تم لوگوں کی توجہ محمد ﷺ سے ہٹانا، ان کو دور کرنا۔ بے شک شان یہ ہے کہ کسی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے جھوٹ بولنا۔ لہٰذا کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر ؓ سے پوچھا جاتا کہ آپ کون ہیں؟ تو وہ کہتے تھے میں فروخت کرنے والا ہوں۔ جب پوچھا جاتا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ تو حضرت ابوبکر ؓ فرماتے تھے راستہ بتانے والا ہے مجھے راستہ بتا رہا ہے۔ (السیرۃ الشامیۃ ۳/۳۷۵)

باب ۹۹

رسول اللہ ﷺ کا ایک عورت اور اس کے بیٹے کے پاس سے گذرنا

اور اُس میں جو نبوت کے آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن یحییٰ حلوانی اور محمد بن فضل بن جابر نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمران بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مصری نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابومریم نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے۔ انہوں نے سنا عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے نکلا تھا۔ ہم لوگ ایک قبیلے میں پہنچے تھے قبائل عرب میں۔

نبی کریم ﷺ نے کونے میں ایک طرف نظر اُٹھا کر دیکھا آپ اسی کی طرف چلے گئے۔ جب ہم وہاں جا کر اُترے تو اس میں ایک عورت کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بولی اے اللہ کے بندے! مین ایک عورت ہوں میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے آپ لوگ قبیلہ کے سر پر ہیں اور آپ بڑوں کے پاس جاؤ جہاں تم مہمان نوازی چاہتے ہو۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو کوئی جواب نہیں دیا، یہ شام کا وقت تھا۔ اس کے بعد اس عورت کا بیٹا بھی آ گیا۔ وہ اپنی بکریاں چرانے گیا تھا ان کو اسی وقت ہانک کر لایا تھا۔ اس عورت نے اس سے کہا بیٹے یہ بکری لے جا اور چھری، ان دونوں آدمیوں کے پاس۔ اور ان دونوں سے کہو میری امی تمہیں کہہ رہی ہیں کہ اسے ذبح کیجئے اور خود بھی کھائیے اور ہمیں بھی کھلائیے۔ جب وہ لڑکا لے کر آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ آپ چھری واپس لے جائیے اور مجھے ایک پیالہ لا دیجئے۔ اس نے کہا یہ تو (بجرد ہے) بغیر بچہ جنے کے ہے (اس کا دودھ کہاں سے آئے گا) اس کا دودھ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ جائیے تو وہ گیا اور پیالہ لے آیا۔

حضور ﷺ نے اس کی کھیری کو ہاتھ لگایا اس کے بعد دودھ دوہنا شروع کر دیا اور پیالہ بھر گیا۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنی امی کے پاس لے جائیے۔ اس نے سیر ہو کر پیا۔ پھر پیالہ واپس لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جائیے اور دوسرا لے آئیے۔ اس نے ایسے ہی کیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر وہ ایک اور لے کر آ گیا۔ اس کے بھی ایسے کیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے خود پیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس رات کو سو گئے اس کے بعد ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ اس عورت نے حضور ﷺ کو مبارک نام دیا اور اس کی بکریاں کثیر ہو گئیں حتیٰ کہ وہ مدینہ کی طرف چلی آئیں۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گذرے تو اس کے بیٹے نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور کہنے لگا امی یہ وہی آدمی ہیں جو مبارک کے ساتھ تھے (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ)۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی اے اللہ کے بندے! وہ کون آدمی تھا تیرے ساتھ اس دن؟ انہوں نے پوچھا کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کون تھے؟ بولی کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ وہ بولی مجھے بھی ان کے پاس لے چلو۔ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو لے گئے۔ حضور ﷺ نے اسے کھانا کھلایا اور کچھ عطایا دیئے۔

ابن عبدان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس عورت نے کہا تھا کہ مجھے اس کی طرف راہنمائی کیجئے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ گئی اس عورت نے کچھ پنیر حضور ﷺ کے لئے ہدیہ کیا اور کچھ عرب کا سامان۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کو کپڑے دیئے اور کچھ عطایا دیئے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ بھی کہا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۹۱۔۱۹۲۔ السیرۃ الشامیہ ۳/۳۵۰)

(امام بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ قصہ اگرچہ کم ہے اس سے جو ہم نے اُم معبد کے قصے میں روایت کیا ہے۔ اور بعض روایات میں اس کے قریب قریب ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ وہی ایک ہی چیز ہو۔ اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے ام معبد کے قصے میں کچھ حصہ جو دلالت کرتا ہے کہ وہ اور یہ ایک ہی تھی۔ واللہ اعلم۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۹۲)

ایک سال والی بکری سے دودھ نکالنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُم معبد کے خیمہ میں اُترے۔ ام معبد وہی تھی کہ بالائی حصہ میں جس کو جن نے خوبصورت آواز سے کچھ کہا تھا۔ اُم معبد کا نام عاتکہ بنت خالد ابن منقذ بن ربیعہ بن اصرم تھا۔ ان لوگوں نے اس سے مہمان نوازی کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم ہمارے پاس نہ تو کھانے کی کوئی چیز ہے نہ یہ دودھ والی کوئی بکری ہے نہ ہی کوئی ذبح کرنے والی بکری ہے۔ ہاں مگر یہ ایک سال کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وہی ایک بکری منگوائی اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اللہ سے دعا کی اور ایک بڑے پیالے میں دودھ نکالنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ آپ پیئیں اے اُم معبد۔ اس نے کہا آپ کا زیادہ حق ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور اُم معبد نے پہلے پیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسی طرح کی

ایک اور سال والی منگوائی اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آپ نے خود پیا اس کے بعد آپ نے ایک اور سال والی منگوائی اور دودھ اپنے راستہ بتانے والے کو پلایا اس کے بعد ایک اور منگوائی اور دودھ عامر کو پلایا اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔

اتنے میں حضور ﷺ کو تلاش کرنے والے قریش بھی پہنچ گئے اُم معبد کے پاس۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو دیکھا ہے؟ اور اس کا حلیہ ایسا ایسا ہے۔ انہوں نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بتائی۔ وہ بولی میں نہیں جانتی کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تحقیق میری ضافیت کی ہے ایک سال کی بکری کا دودھ نکالنے والے نے۔ قریش نے کہا یہ وہی ہے جس کا تم ذکر کررہی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ احتمال یہ بھی ہے کہ یہ کیفیت شرع کی وہ جو خیمے کے خالی ہونے کی تھی۔ جیسے ہم نے حدیث ام معبد میں ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا بکریاں لایا ہو۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث ابن ابی لیلیٰ میں اس کے بعد جب اس کا شوہر آیا ہو تو اس نے اس کے آگے حضور ﷺ کی وصف بیان کی ہو۔ واللہ اعلم

باب ۱۰۰

حضور ﷺ کا اپنے ساتھی کے ساتھ چرواہے پر گزر

اور اس میں ظاہر ہونے والی علامات

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر احمد بن اسحاق بن ایوب نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عبیداللہ بن ایاس بن نقیط نے، ان کو قیس بن نعمان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر ؓ بھی چھپ کر، تو ان کا گذر ایک ایسے غلام کے پاس سے ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پینے کے لئے دودھ طلب کیا (اُس وقت کے قبائلی رواج کے مطابق اس طرح دودھ مانگنا نہ برا سمجھا جاتا تھا نہ ہی کوئی منع کرتا تھا۔ دودھ کی فراوانی تھی)۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو دودھ نکالنے کے قابل کوئی بکری نہیں ہے مگر بکری کے بچے ہیں جو اول سال میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ سے دعا کریں گے۔

حضور ﷺ نے اس کو رسی باندھی اور اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی تھی کہ دودھ اُتر آیا۔ ابوبکر ؓ ایک قصعہ لائے آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا ابوبکر نے پیا اس کے بعد چرواہے نے پیا اس کے بعد آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ چرواہے نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ کی قسم میں نے آپ جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بتائیں کہ اگر میں تمہیں اپنے بارے میں بتادوں تو تم اس کو چھپالو گے؟ اس نے جواب دیا کہ بالکل۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ وہی ہیں جس کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ وہ صابی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ لوگ ایسے ہی کہتے ہیں۔

اس چرواہے نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے۔ بے شک آپ نے جو کچھ آج کیا ہے یہ کوئی نہیں کرسکتا، نبی ہی کرسکتا ہے۔ میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں آپ کی اتباع کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کرسکو گے۔ اُس وقت جب تجھے یہ خبر مل جائے گی کہ میں غالب آچکا ہوں اس وقت تم ہمارے پاس آجانا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۴/۳)

☆☆☆

باب ۱۰۱

رسول اللہ ﷺ کا آپ کے اصحاب میں سے اور حضور ﷺ کے ساتھی کا کس نے استقبال کیا تھا؟

اس کے بعد انصار صحابہ کا حضور ﷺ کا استقبال کرنا، حضور ﷺ کا مدینے میں داخل ہونا اور مدینے میں اُترنا اور مسلمانوں کا آپ ﷺ کی آمد پر خوش ہونا۔ اور وہ نشانیاں جو حضور ﷺ کے وہاں پہنچنے پر ظاہر ہوئیں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینے کے قریب آ گئے اور طلحہ بن عبداللہ شام سے آ گئے اور طلحہ مکہ جانے کے ارادے سے نکلے جیسے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا وہ نکل کر یا تو ان دونوں سے ملے گا یا پھر مکے کا قصد کرے گا۔ اس کے پاس کپڑے تھے جن کو اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے ہدیہ کیا تھا شام کے کپڑوں میں سے۔ جب وہ ان سے ملا تو اس نے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ لہٰذا اس میں سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو پہنا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں اور ابن شہاب نے زعم کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے کہا کہ زبیر رسول اللہ ﷺ کو ملے مسلمانوں کے سوار قافلے میں وہ شام میں تاجر تھے جو مکہ کی طرف آ رہے تھے وہ رسول اللہ کے ﷺ سامنے آ گئے۔ لہٰذا زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے۔ کہتے ہیں کہ ادھر مدینے میں مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے مکے سے نکلنے کی خبر سُن لی وہ لوگ صبح روزانہ دوپہر تک حضور ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کو دوپہر کی گرمی تکلیف دیتی۔

مدینہ میں سب سے پہلے ایک یہودی نے آپ ﷺ کو دیکھا .... ایک دن حسب معمول جب لوٹ کر واپس اپنے گھروں میں گئے کیا دیکھتے ہیں کہ یہودیوں میں سے ایک ایک آدمی ایک اُونچے قلعے پر چڑھ کر دُور نظر مارتا ہے اور وہ حضور کو اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ لیتا ہے کہ وہ دُور سراب میں سے روشنی کی طرح سفید چمکتے ہیں۔ لہٰذا وہ یہودی اپنے نفس پر قادر نہیں رہ سکا اور بلند آواز سے چیختا ہے "اے عرب کی جماعت وہ آ رہے ہیں تمہارے صاحب جن کا تم انتظار کر رہے ہو"۔ لہٰذا مسلمانوں نے جلدی سے اُچھل کر خوشی سے اپنے ہتھیار سنبھالے اور بھاگ کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ وہ حضور کو قبیلہ بنوعمر بن عوف کی طرف ملے یہ پیر کا دن تھا ماہ ربیع الاول میں سے۔

لہٰذا ابوبکر کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کو تذکیر و نصیحت فرمائی، حضور ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ لہٰذا انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سمجھتے رہے یہاں تک کہ جب سورج کی دھوپ رسول اللہ کو پہنچنے لگی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی چادر سے سایہ کرنے لگے تو اس وقت ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گزرے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے پاس حضور ﷺ راستے میں تھے اور وہ کسی گھر میں تھا۔ حضور وہاں رک کر اس کا انتظار کرنے لگے کہ شاید وہ آپ کو گھر میں بُلائے گا وہ اس وقت قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔ چنانچہ عبداللہ نے آپ کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں جنہوں نے آپ کو بلایا ہے آپ ان کے پاس اُتریں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک جماعت کے سامنے یہ بات ذکر کی اور ابن اُبی کا قول ذکر کیا

تو حضرت سعد بن عبادہ نے کہا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے اس سے پہلے کہ اللہ نے ہمیں آپ کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور ہمارے اُوپر آپ کی تشریف آوری کا احسان کر دیا ہے ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ ہم لوگ عبداللہ بن اُبی کے سر پر تاج رکھ دیں اور اس کو اپنے اُوپر بادشاہ مقرر کر دیں گے۔ (وفاءالوفاء ۱/۱۸۴)

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی پر توقف کے بعد بنوعمرو بن عوف کی طرف توجہ کی، ان کے ساتھ ابوبکر بھی تھے اور عامر بن فہیرہ بھی۔ لہٰذا آپ کلثوم بن ہدم کے پاس اُترے۔ وہ بنوزید بن مالک میں سے ایک تھے ان کا مسکن دار ابن ابواحمد تھا۔ بنوعمرو بن عوف کے پاس رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے بھی اور بعد میں بھی بہت سارے لوگ مہاجرین میں سے آتے رہے اور ان کے پاس اُترتے رہے۔ اُترنے والوں اور ٹھہرانے والوں کے نام شمار کئے گئے ہیں۔

آپ علیہ السلام بنوعمرو بن عوف میں تین دن رہے .... کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دار بنوعمرو بن عوف میں صرف تین دن رہے، بعض کا کہنا ہے کہ نہیں بلکہ اس سے زیادہ رہے اور حضور ﷺ نے ان میں ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن روانہ ہو کر بنوسالم کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ نے ان کو جمعہ پڑھایا اور یہ پہلا جمعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں پڑھایا جب سے آئے تھے اور آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کیا تھا۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ نے ان کے قبلہ کی طرف منہ کیا ہے تو وہ آپس میں اس بات کا تذکرہ کرنے لگے کہ یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر وہ توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ بنوسالم سے روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں باقاعدہ لوگوں کی معقول نفری اور تعداد ہے اور اتفاق بھی ہے اور آپ کے دفاع کی صلاحیت بھی ہے اگر آپ یہیں رُک جائیں۔

مُجمّع بن زید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر بائیس راتیں ٹھہرے رہے تھے جبکہ انصار جمع ہو ہو کر حضور ﷺ سے جا کر ملتے تھے۔ بنی عمرو بن عوف کے ہاں سے روانہ ہونے سے قبل وہ حضور کی اُونٹنی کے اردگرد پیدل چلتے تھے، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اُونٹنی کی مہار چھینتا ہے اور ہر ایک کی نفس کی تیزی کا اصرار تھا کہ وہ حضور ﷺ کا اکرام اور تعظیم پہلے بجالائے۔ آپ جب انصاریوں میں سے کسی کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ حضور کو اپنے گھر بُلانے کی کوشش کرتا، حضور ﷺ اس کو یہ فرماتے تھے کہ اُونٹنی کو چھوڑ دو، اس کو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہوا ہے میں وہاں اُتروں گا جہاں اللہ تعالیٰ مجھے اُتارے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری کے دروازے پر اُونٹنی کا خود بخود بیٹھنا .... جب اُونٹنی ایک دروازے تک پہنچی بنی ایوب کے دروازے پر تو وہ خود بخود بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ اُترے اور ابوایوب کے گھر میں داخل ہو گئے۔ ابوایوب اُوپر سے اُتر آئے اس نے حضور ﷺ کو مکان کے نیچے کے حصے میں ٹھہرایا اور خود اُوپر چڑھ گیا۔ اس طرح ابوایوب اُوپر اور حضور ﷺ نیچے کے حصے میں رہنے لگے۔ رات کو ابوایوب کو جب یہ خیال آیا کہ ہم لوگ اُوپر ہیں اور رسول اللہ ﷺ نیچے ہیں حضور کے سر کے اُوپر تو پریشان ہو گئے رات بھر جاگتے رہے سو نہ سکے کہ رات کو جا کر حضور ﷺ کو کیسے بے آرام کریں اور جا کر آپ سے مشورہ کریں جگہ تبدیل کرنے کے لئے، کیونکہ ان پر یہ بات بڑی بھاری گزر رہی تھی کہ وہ حضور ﷺ کے سر کے اُوپر ہیں۔

رات بھر جاگتے رہے صبح ہو گئی تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اس طور پر کہ ہم حضور کے سر سے اُوپر تھے ہمارے اُوپر چلنے سے نیچے مٹی بھی جھڑتی ہے جو حضور کے اُوپر گرے گی۔ میں بہتر یہی سمجھتا ہوں کہ آپ اُوپر رہیں اور ہم گھر والے نیچے رہیں گے آپ سے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ ہم تو نیچے بہتر ہیں کیونکہ آنے جانے والوں کے لئے نیچے آسانی رہتی ہے آپ ہمیں نیچے کی اجازت دے دیں اُوپر آنے جانے والوں کو بھی، مگر ابوایوب بار بار اصرار کرتے رہے اور عاجزی کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اُوپر منتقل ہو گئے۔

اس طرح حضور ﷺ مستقل ابوایوب انصاری کے گھر میں ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ پر وہیں قرآن مجید نازل ہوتا رہا اسی گھر میں حضور ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی مسجد بنالی اور اپنا گھر بنالیا۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے، اس نے عبد الرحمن بن عویم بن ساعدہ سے اس نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں سے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچی تو روزانہ ہم لوگ علی الصبح آپ کے انتظار کرنے کے لئے نکلتے تھے اور دھوپ میں بیٹھ کر انتظار کرتے رہتے تھے، دیوار کے سائے میں ہوجاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تو ہم آجاتے تھے اپنے گھروں میں یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس دن حضور ﷺ تشریف لائے ہم حسب معمول انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اس دن ہم انتظار کر کر کے واپس آگئے تھے۔ اچانک حضور تشریف لے آئے۔

یہودیوں میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ کو دُور سے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس نے بلند آواز سے اعلان کیا، "اے بنوقیلہ! وہ تمہارے دادا آگئے ہیں"۔ ہم لوگ باہر آئے تو رسول اللہ ﷺ سائے میں اُونٹنی بٹھا رہے تھے حضور ﷺ بھی تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی۔ اللہ کی قسم! ہم نہیں سمجھے تھے کہ دونوں میں سے بڑا کون ہے؟ وہ ایک ہی عمر میں تھے یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے لئے سائے سے ہٹ رہے ہیں جس سے ہم یہ سمجھ گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان لوگوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی چادر کے ساتھ حضور ﷺ پر سایہ کیا۔ لہٰذا ہم نے حضور ﷺ کو اس طرح پہچان لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۰۹۔ ابن کثیر ۳/۱۹۶)

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہیثم بن خارجہ نے، اس کو محمد بن حمیر نے ابراہیم بن ابوعبلہ سے یہ کہ عقبہ بن وساج نے ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے اور آپ کے اصحاب میں کوئی کالے چٹے بالوں والا نہیں تھا سوائے ابوبکر کے۔ انہوں نے اس سفیدی کو کتم کے ساتھ چھپایا ہوا تھا۔ اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث محمد بن حمیر سے۔

ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے دن داخل ہوئے .... اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرائنی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو نصر بن علی نے، ان کو وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں پیر کے دن تشریف لائے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزر چکی تھیں اور مشہور حدیث یہ ہے کہ حضور جب آئے تو اس وقت ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں اور پیر کا دن تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے تھے بنی عمرو بن عوف میں۔

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق پیر، منگل، بدھ، جمعرات یا پھر جمعہ کو روانہ ہوئے جمعہ نے آپ کو پالیا بنوسالم بن عوف کے اندر۔ لہٰذا حضور ﷺ نے جمعہ پڑھایا ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ تھے بطن مہزور میں (یعنی صاف نرم زمین پر)۔ اور بعض لوگوں کو خیال ہے کہ حضور ﷺ بنوعمرو بن سالم میں زیادہ ٹھہرے رہے تھے۔ لہٰذا عتبان بن مالک بنی سالم کے کچھ مردوں اور بنی حبلی کے آدمیوں کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! آپ ہمارے اندر قیام فرمائیں عزت میں اور دولت میں اور حمایت میں اور قوت میں، اور وہ لوگ واقعی ایسے ہی تھے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور کی گئی ہے۔

اس کے بعد آپ بنوبیاضہ کے پاس سے گزرے لہٰذا سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور ابودجانہ آگے آئے انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی اپنی منزل کی طرف بلایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُونٹنی کا راستہ چھوڑ دو، اس کو اللہ کی طرف سے حکم ملا ہوا ہے اس کے بعد آپ بنوبیاضہ کے پاس سے گزرے لہٰذا ان میں سے فروہ بن عمرو اور زیاد بن لبید سامنے آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کو بلایا اپنی منزل کی طرف۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔

اس کے بعد آپ بنونجار کے پاس سے گزرے لہٰذا حضور ﷺ سے صرمہ بن ابوانس اور ابوسلیط نے اپنے اپنے جوانوں کے ساتھ حاضر ہو کر کہا کہ آپ ہمارے اندر قیام کریں یارسول اللہ! ہم آپ کے ماموں لگتے ہیں اور انصار میں سے ہیں رشتے میں سب سے زیادہ آپ کے قریب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔

چنانچہ اُونٹنی جب حضور کی مسجد کی جگہ جو مدینے میں ہے پہنچی تو وہ جگہ بنونجار کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ پھر بنوغنم میں سے وہ دونوں سہل اور سہیل تھے یہ رافع بن ابوعمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار سے تھے۔ اور وہ دونوں معاذ بن عفراء کی گود میں تھے اُونٹنی اسی جگہ بیٹھ گئی اور اس نے دائیں بائیں دیکھا پھر اُچھل کر کھڑی ہوگئی پھر تھوڑی سی چلی حضور ﷺ اس کی مہار رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے اس کو حرکت نہیں دے رہے تھے پھر وہ کھڑی ہوگئی اور کھڑے ہو کر دیکھا پھر پہلی بیٹھنے کی جگہ کی طرف منہ کیا پھر واپس اسی جگہ بیٹھ گئی اس کے بعد اپنے گھٹنوں کے ساتھ اپنی جگہ درست کی اور مطمئن ہو کر بیٹھ گئی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے سمجھ لیا کہ اسی جگہ کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ اس کے اُوپر سے اُتر پڑے۔ لہٰذا ابوایوب انصاری نے اُونٹنی کا پلان اُٹھایا اور اپنے گھر میں لے گئے۔ حضور ﷺ نے اس مربد اور جگہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ جگہ کس کی ہے؟ معاذ بن عفراء نے کہا کہ یارسول اللہ! میں عنقریب اس کے بارے میں خوش کردوں گا، آپ اس کو مسجد بنالیں اور کہنے والے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس زمین کو خرید لیا تھا۔ یہ ساری باتیں ہم نے سُنی ہوئی ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ ابوایوب کے گھر رہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے مسجد بنالی اور اپنے گھر بھی اس میں بنالئے پھر آپ وہاں سے منتقل ہوگئے۔ یہ الفاظ حدیث جریر بن حازم کے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبید اللہ بن عمر بن علی قاضی فقیہ نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلیمان نجاد نے، ان کو جعفر بن صائغ نے اور حسن بن سلام نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے، ان کو خبر دی ابواسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالولید نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنی حضرت براء بن عازب سے، وہ کہتے تھے پہلا شخص جو ہمارے پاس آیا تھا اصحاب رسول ﷺ میں سے وہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھا اور ابن اُم مکتوم اور وہ دونوں قرآن پڑھاتے تھے۔

اور عفان کی ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں نے لوگوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا تھا۔ ان کے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آئے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے تھے بیس افراد کی جماعت کے ساتھ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اہل مدینہ کو اتنا خوش ہوتے کبھی نہیں دیکھا جتنا حضور ﷺ کی آمد پر خوش ہوتے دیکھا تھا یہاں تک کہ میں نے لڑکوں کو دیکھا اور بچوں کو کہ وہ بھی راستوں پر دوڑتے پھر رہے تھے۔ اور بچیاں کہہ رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ آگئے۔ جب حضور ﷺ مدینے میں آگئے تو اس وقت سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ سیکھ چکا تھا اور اس کی مثل دیگر مفصل میں سے بھی اور عفان کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب آئے تو میں مفصل میں سے ایک سورۃ پڑھ چکا تھا اور اس نے راستوں پر دوڑنے کی بات نہیں کہی۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے اور عبداللہ بن رجاء نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے ایک سواری خریدی تھی پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے ہجرت کے بارے میں جیسے پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا حتیٰ کہ ہم لوگ مدینے میں رات کو آئے۔ لوگوں نے اس بات پر باہم اختلاف کیا کہ آپ کس کے پاس اُتریں (ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ اس کے گھر میں رہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آج رات بنونجار میں رہوں گا جو کہ ماموں ہوتے ہیں بنی عبدالمطلب کے لہٰذا میں اسی وجہ سے ان کا اکرام کروں گا۔ اور لوگ گھروں سے باہر نکل آئے تھے راستوں پر۔

جب ہم مدینہ میں پہنچے تھے اور گھروں کی چھتوں پر لڑکے اور غلام سب کے سب نکل کر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ آ گئے ہیں۔ محمد ﷺ آ گئے ہیں، اللہ اکبر محمد ﷺ آ گئے ہیں رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں۔ جب آپ نے صبح کی تو چلے گئے اور اس جگہ اُترے جہاں کا حکم دیئے گئے تھے۔

ان کو بخاری نے روایت کیا ہے عبداللہ بن رجاء سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اسرائیل سے۔

(فتح الباری ۷۔۸۔ مسلم ۴/۲۳۱۰)

ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوخلیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عائشہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے مدینے میں تو عورتیں اور بچیاں یہ کہہ رہی تھیں :

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعا للّٰہ داع

آپ علیہ السلام کا استقبال .... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سلیمان محمد بن اسحاق صنعانی نے، وہ کہتے کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالنضر نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے اس نے انس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا ایک انہوں نے کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ آ گئے۔ لہٰذا میں نے خوشی سے دوڑنا شروع کیا مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ محمد آ گئے پھر میں دوڑا مگر مجھے نظر نہ آئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پہنچ گئے اور ان کے ساتھی حضرت ابوبکر ؓ بھی۔ لہٰذا ہم بچے لوگ کسی دیوار کی آڑ میں چھپ گئے (بچوں کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ شرم کے مارے اوٹ میں چھپ جاتے ہیں اور چھپ کر مہمانوں کو دیکھتے ہیں)۔ اس کے بعد ہم نے بعض دیہات کے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ انصار مدینہ کو حضور ﷺ کی آمد کی اطلاع دے۔ اطلاع ملتے ہی انصار کے پانچ سو افراد ان دونوں کو ملنے کے لئے چلے آئے اور انہوں نے آ کر کہا کہ آپ دونوں چلو امن کے ساتھ اور اس طرح کہ آپ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری ہوگی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ان کے ساتھ چلے۔ پورے مدینے والے خوشی سے نکل آئے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں اور جوان عورتیں چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگیں کہ وہ کون سے ہیں؟ وہ کون سے ہیں؟

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن سے زیادہ خوبصورت منظر کبھی نہیں دیکھا۔ انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک وہ دن جب حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور ایک وہ دن جس دن حضور ﷺ ہم سے جدا ہوئے تھے (فوت ہوئے تھے)۔ میں نے ان ایام کی مثل کوئی دن نہیں دیکھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۹۷)

ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاد عدل نے، ان کو ہشام بن علی سدوسی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے انس ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مشاہدہ کیا تھا اس دن کا جس دن حضور ﷺ مدینے میں داخل ہوئے تھے۔ میں نے کوئی دن اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا نہ ہی اس دن سے زیادہ روشن دن میں نے کوئی دیکھا۔

اور ابوعبداللہ نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابوالحسن علی بن عمر حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن مخلد دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن سلیمان بن اسماعیل بن ابوالورد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے۔ جب مدینے میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آئے اور انہوں نے آ کر کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس تشریف لے چلئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُونٹنی کو چھوڑ دیجئے اس کو حکم ملا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ حضرت ابوایوب کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ کہتے ہیں کہ بنو نجار کی لڑکیاں باہر آ کر دف بجانے لگیں اور یہ شعر کہنے لگیں ۔

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں کتنا خوش نصیب ہے وہ گھرانہ محمد ﷺ جس کے پڑوس میں آباد ہوں گے۔

حضور ﷺ انصار کے پاس نکل کر آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا تم لوگ مجھے پسند کرتے ہو؟ سب نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی آپ لوگوں کو پسند کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں بھی آپ لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں بھی آپ لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔

اور ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سُلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبداللہ بن سلیمان نحاس مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حسن حلبی نے، ان کو ابو خیثمہ مصیصی نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے عوف اعرابی سے، اس نے ثمامہ سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا بنی نجار کے ایک قبیلہ سے اچانک کچھ لڑکیاں دف پیٹ رہی تھیں اور وہ یہ کہہ رہی تھیں :

نحن جوار من بني النجار   يا حبذا محمد من جار

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ جانتا ہے کہ مرا دل تم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف بن عمرو عکبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی عطاف بن خالد نے، ان کو صدیق بن موسیٰ نے عبداللہ بن زبیر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے آپ کی سواری جعفر بن محمد بن علی کے گھر کے اور حسن بن زید کے گھر کے درمیان بیٹھ گئی، لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہمارے گھر میں چلیے لہٰذا آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو اس کو حکم ملا ہوا ہے۔ پھر سواری ان کو لے کر نکلی یہاں تک کہ اس جگہ پہنچی جہاں حضور ﷺ کا منبر واقع ہے اور وہاں بیٹھ گئی، لوگ وہاں آ گئے اس جگہ ایک سائبان یا چھپرہ سا تھا وہ لوگ چھڑکاؤ کرتے اور اس کو آباد کر کے رکھتے تھے۔ وہاں ٹھنڈک حاصل کرتے تھے۔ حضور ﷺ اس جگہ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور سائے میں آ گئے وہاں بیٹھے لہٰذا حضرت ابوایوب حضور کے پاس آ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میرا گھر سب سے قریب تر ہے آپ کے لئے، آپ اپنا سامان میرے گھر منتقل فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ لہٰذا ابوایوب آپ کا سامان اپنے گھر لے گئے۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا اور آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنے سامان کے ساتھ ہی رہتا ہے جہاں بھی ہو۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ بارہ راتیں اس کے اُوپر والے گھر میں رہے یہاں تک کہ مسجد بنالی گئی۔

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عمرو حیری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نے ان کو احمد بن سعید دارمی نے، ان کو ابوالنعمان نے، ان کو ثابت یعنی ابن زید نے، ان کو حدیث بیان کی عاصم احوال نے عبداللہ بن حارث سے، اس نے افلح مولی ابوایوب سے کہ نبی کریم ﷺ اس کے ہاں اُترے اور حضور نیچے رہنے لگے اور ابوایوب اُوپر رہنے لگے۔ لہٰذا ابوایوب اس رات جاگتے رہے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سر کے اُوپر چل رہے ہیں۔ ایک کونے میں ہو جاؤ، لہٰذا انہوں نے رات ایک کونے پر گزار دی پھر انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں نیچے رہنے دو مہربانی کریں، مگر ابوایوب نے از راہ احترام عرض کیا: میں اپنی چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ ہیں لہٰذا حضور اُوپر منتقل ہو گئے اور ابوایوب نیچے آ گئے تو وہ حضور کے لئے کھانا تیار کرواتے تھے جب کھانا لایا جاتا تو وہ حضور ﷺ کی اُنگلیوں کی جگہ کو تلاش کرتے تھے اور آپ کی اُنگلیوں والی جگہ سے کھاتے۔

ایک دن انہوں نے حضور ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اس میں لہسن تھا۔ جب حضور ﷺ نے واپس کیا تو ابوایوب نے پوچھا کہ حضور ﷺ کی اُنگلیاں کہاں کہاں لگی ہوئی ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ حضور ﷺ نے کھانا نہیں کھایا۔ چنانچہ وہ گھبرا گئے کہ شاید آپ ناراض ہو گئے ہیں لہٰذا جلدی سے اُوپر چڑھ گئے حضور کے پاس اور جا کر پوچھا کہ کیا یہ چیز حرام ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ حرام نہیں ہے لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ ابوایوب نے کہا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کروں گا جس چیز کو آپ ناپسند کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ناپسند کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کے پاس فرشتہ آتا تھا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن سعید دارمی وغیرہ سے۔

اُوپر والی منزل میں رہنے کا قدرتی انتظام .... ہمیں خبر دی احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکر نے، ان کو لیث نے، ان کو یزید بن ابو حبیب نے، ان کو ابو الحسن نے یا ابو الخیر نے ابو سماعی سے، انہوں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے ان کو حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نیچے والے گھر میں رہے تھے اور میں اُوپر والے گھر میں تھا تو اُوپر والے کمرے میں پانی گر گیا لہٰذا میں اُٹھا اور اُم ایوب اُٹھی، ہم لوگ پرانے کپڑے کے ساتھ اس پانی کو صاف کرنے لگا اس خوف سے کہ کہیں پانی حضور ﷺ تک نہ پہنچ جائے اور میں ڈرتے ڈرتے حضور ﷺ کے پاس اُتر آیا اور میں نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ بات مناسب نہیں ہے کہ میں اُوپر رہوں آپ سے، آپ اُوپر چل کر رہئے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے آپ کا سامان اُوپر منتقل کر دیا۔ میرا خیال ہے تھوڑی سے رات میں۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کھانا کھا کر جب برتن واپس بھیجتے تھے تو میں اس کو دیکھتا تھا جب میں آپ کی اُنگلیوں کا نشان دیکھ لیتا تھا تو میں بھی اس جگہ اپنا ہاتھ رکھ دیتا تھا (یعنی اس جگہ سے کھاتا تھا)۔ مگر آج جو کھانا واپس گیا تو میں نے غور سے اس کو دیکھا مگر مجھے آپ کی اُنگلیوں کے نشان نظر نہیں آئے۔ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں اس میں پیاز تھا میں نے اس کو کھانا پسند نہیں کیا فرشتے کے آنے کی وجہ سے جو میرے پاس آیا کرتا ہے بہرحال آپ لوگ اسے کھا سکتے ہو۔

اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یزید بن ابوایوب حبیب سے اس نے مرثد ابن عبداللہ یزنی سے وہ ابوالخیر سے سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس نے روایت کیا ہے ابوامامہ باہلی سے اس نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے۔ (ابن ہشام ۲/۱۱۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۰۱)

باب ۱۰۲

مدینے میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی تاریخ کا ذکر

اور بعثت کے بعد مکہ میں قیام کا عرصہ

☆ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر اسماعیل بن محمد فقیہ نے مقام ری میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحاتم رازی نے، محمد بن عابد دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے عبداللہ بن یزید سے، اس نے ابو البداح بن عاصم بن عدی سے اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں پیر کے دن جب ربیع کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں آئے تھے اور آپ مدینے میں دس سال رہے۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو حجاج بن محمد نے، ان کو حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، ان کو عقیل نے، ان کو ابن شہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ والی رات کے اور حضور ﷺ کی ہجرت کے درمیان تین ماہ یا اس کے قریب قریب کا عرصہ تھا۔ اور انصاری کی بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقبہ والی رات ذوالحجہ میں ہوئی تھی اور رسول اللہ ﷺ مدینے میں ربیع الاول میں تشریف لائے تھے۔ جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی مدت پوری دس برس ہو چکی تھی۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں نزول وحی کے بعد تیرہ سال مقیم رہے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کی مدینے میں آپ ماہ ربیع الاول کی پیر کی رات جب بارہ راتیں اس کی گزر چکی تھیں گئے تھے۔

قباء میں مسجد کا قیام .... اور ہمیں خبر دی ابوالحسن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو عروہ بن زبیر نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عُوَیم نے، ان کو ان کی قوم کے بعض افراد نے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہ پیر کا دن تھا۔ جب بارہ راتیں گزر چکی تھیں ماہ ربیع الاول سے۔ حضور ﷺ قباء میں مقیم رہے۔ پیر، منگل، بدھ اور جمعرات تک اور آپ نے مسجد کی بنیاد رکھی اور مذکورہ ایام میں آپ نے اسی مسجد میں نماز پڑھائی، یہاں تک کہ جب جمعہ کا دن ہوا تو حضور ﷺ اپنی قصواء نامی اُونٹنی پر سوار ہو کر نکلے اور بنو عمرو بن عوف نے خیال کیا کہ حضور ﷺ ان میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے اس کے بعد نکلے اور کیفیت یہ ہوئی کہ لوگ جمع ہو گئے اور نماز کے وقت آپ کو بنی سالم میں پالیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے (وہ) جمعہ کی نماز ان لوگوں کو اس مسجد میں پڑھائی جو بطن وادی میں ہے یہی پہلا جمعہ تھا جو حضور ﷺ نے مدینے میں پڑھایا تھا۔

(بخاری۔ حدیث ۳۹۰۲۔ فتح الباری ۷/۲۲۷)

ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن اسماعیل طابرانی نے وہاں پر انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن منصور طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل صائغ نے، ان کو حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن دینار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مکے میں تیرہ سال ٹھہرے رہے اور جب ان کی وفات ہوئی تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مطر بن الفضل سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ اسحاق بن راہویہ سے اور ان کے ماسوا نے روح بن عبادہ سے۔

اور نبی کریم ﷺ کے مکے میں بعثت کے بعد مدت قیام کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایات مختلف ہیں اس اختلاف کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا اس کتاب کے اندر اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن عبداللہ بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن زبیر حمیدی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، ان کو یحییٰ یعنی ابن سعید نے بڑھیا سے جوان لوگوں کی تھی، وہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابن عباس صرمہ بن قیس کے ہاں آتے جاتے تھے۔ وہ یہ اشعار روایت کرتے تھے: (جن کا مفہوم یہ ہے)

> کہ وہ "(حضور ﷺ) ٹھہرے رہے قریش میں دس سے کچھ اُوپر سال مسلسل وعظ کرتے تھے احباب کو۔ اور موسم حج میں اپنے آپ کو پیش کرتے تھے، حالانکہ نہ کوئی ان کو سہارا دیتا تھا اور نہ کوئی ان کو ہلانے والا تھا۔ جب وہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کا دل اطمینان کر گیا اور وہ مدینہ میں خوش اور مسرور ہو گئے اور لوگوں میں سے اور وہ ہر کسی ظالم سے بے خوف ہو گئے کسی بندے پر اور بے خوف ہو گئے لوگوں میں سے ہر باغی سے"۔

مدینہ میں دس سال مقیم تھے .... اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالصقر نے احمد بن فضل کاتب سے ہمدان میں، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیل نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے، وہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر سے کہا کہ حضور ﷺ مکے میں کتنے عرصہ ٹھہرے رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ دس سال۔ میں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تو کہتے ہیں کہ وہ دس سے کچھ زیادہ سال رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اخذ کیا ہے شاعر کے قول سے۔

سفیان نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے سُنا انصار کی ایک بڑھیا سے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا وہ صرمہ بن قیس کے پاس آتے جاتے تھے ان سے یہ اشعار سیکھتے تھے کہ حضور قریش میں دس سال سے کچھ زیادہ رہے تھے۔ پھر انہوں نے

ان اشعار کو فرما کر کہا مگر انہوں نے کہا تھا .... استقرت به النوی .... اور کہا کہ .... ما یخشی من الناس باغیا ....
اور انہوں نے تین اشعار کا اضافہ کیا۔ان اشعار کا مفہوم یہ ہے :

کہ ''ہم لوگوں نے ان کے لئے اپنے پاکیزہ مال خرچ کئے اور اپنی جانیں بطور امداد کے جنگ میں ان کے لئے کھپا دیں ....
ہم سب لوگوں سے ہر اس شخص کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں جن سے وہ دشمنی رکھتے ہیں .... اگر چہ وہ غمخوار دوست کیوں نہ ہو
.... اور ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر شئی ہیچ ہے .... اور یہ کتاب اللہ ہمارے لئے رہبر ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ صرمہ نے کہا تھا جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مدینے میں کہ حضور ﷺ اور ان کے اصحاب مدینے میں اَمن میں آ گئے تھے۔پھر اس نے پانچ اشعار ذکر کئے۔جن کا مفہوم یہ ہے :

'' حضور ﷺ اس کیفیت میں رہنے لگے کہ لوگوں میں سے آپ کو کسی کا خوف نہیں تھا، نہ کسی قریبی سے اور نہ بعید کے باغی سے آپ کو خطرہ رہا''۔

میں کہتا ہوں کہ جس وقت آپ کسی بھی مقام پر نماز پڑھتے تو ہم آپ کے اُوپر شفقت ومحبت سے حفاظت کرتے ہیں۔ہمارے اُوپر کوئی دشمن غالب نہیں آ سکتے۔میں کہتا ہوں کہ جب آپ کسی خطرے کی سرزمین سے گزر گئے ہیں تو اللہ کا نام برکت والا ہے آپ ہمارے دوستی اور حفاظت میں داخل ہیں۔بے شک ہلاکتیں اور خطرات بہت سارے ہیں مگر آپ سب سے بےفکر ہو کر چلے۔بے شک آپ کسی بھی خطرے کو اپنے لئے باقی نہیں پائیں گے۔

باب ۱۰۳

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۔

اے پیغمبر (یوں دعا کیجئے) اے مرے ربّ! (مدینے میں) میرا داخلہ اور (مکے سے) میرا نکلنا صدق اور (خیر کا) بنا اور میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ اور مدد فرما۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے بطور املا کے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ نے،ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے،ان کو جریر نے قابوس بن ابوظیان سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے ابن عباس ﷺ سے۔وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں تھے آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا اور آپ ﷺ کے اوپر یہ آیت نازل ہوئی :

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

اور یوں دعا کیجئے اے میرے رب! مجھے داخل کیجئے (مدینے میں) سچا داخل کرنا۔اور مجھے (مکے سے) نکالئے سچا نکالنا۔اور اپنی طرف سے میرے لئے مدد کرنے والا غلبہ اور اقتدار مقدر کر دیجئے۔(ترمذی ص ۳۱۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن جمشاد عدل نے، ان کو یزید بن ہثیم نے، ان کو ابراہیم بن ابواللیث نے، ان کو حدیث بیان کی اشجعی نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عیسیٰ بن محمد نے، ان کو خبر دی اشجعی نے اپنے والد سے، انہوں نے سفیان سے، اس نے قابوس بن ابوظبیان نے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں دس سال مقیم رہے اور علوی کی حدیث میں ہے کہ اس حالت میں کہ وہ نبی بنائے گئے تھے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ

فرمایا پھر آپ ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحٰق بن حسین نے، ان کو حسین بن محمد مروزی نے، ان کو شیبان بن عبدالرحمٰن نے قتادہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ

اللہ تعالیٰ نے ان کو مکے سے نکالا مدینے کی طرف ہجرت کے لئے، سچا نکالنا۔ اور ان کو مدینے میں داخل کیا، سچا داخل کرنا۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اچھی طرح جان لیا تھا کہ انہیں اس بات کے لئے کوئی طاقت نہیں ہے مگر اقتدار اور غلبے کے ساتھ۔ لہٰذا انہوں نے سلطانًا نصیرًا مانگا کتاب اللہ کی صورت میں اور حدود اللہ اور فرائض اللہ کے ساتھ۔ اور کتاب اللہ کی اقامت کے لئے (یہ سلطان کیا تھا؟)

اللہ کی طرف سے عزت و غلبہ تھا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے مابین بنا دیا تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ان کے بعض بعض کو (یعنی ایک دوسرے کو) لوٹ مار کرتے اور ان کا طاقتور ان کے کمزور کو کھا جاتا۔ (أضاف القرطبی ۱۰/۳۱۳)

نوٹ : حضرت ضحاک نے خروج سے مراد مکے سے خروج اور دخول سے مراد فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہونا مراد لیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب ابن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے، ان کو خبر دی کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ اس وقت حزورہ پر مکے کے بازار میں کھڑے تھے (فرمایا) کہ بے شک تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور میرے نزدیک اللہ کی سب سے محبوب ترین زمین ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں تجھ سے نکالا گیا ہوں تو میں نہ نکلتا، یہی محفوظ ہے۔

اور اسی طرح اس کو یونس نے روایت کیا ہے عقیل سے، اس نے زہری سے۔

بوقت ہجرت مکہ مکرمہ کو خطاب .... (۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں املی عبدالرزاق میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی رافع نے، ان کو زہری نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ حزورہ پر کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ بے شک تم اللہ کی سب سے بہتر زمین ہو اور اللہ کی محبوب ترین زمین ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تیرے رہنے والوں نے مجھے نکالا ہے تجھ سے تو میں خود نہ نکلتا۔ یہ وہم ہے معمر سے۔ واللہ اعلم۔

بعض راویوں نے روایت کی ہے محمد بن عمرو سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ بھی وہم ہے اور صحیح روایت جماعت کی ہے۔

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے اور ابوبکر بن عبداللہ نے۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوموسیٰ انصاری نے، ان کو سعد بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے بھائی نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! آپ نے مجھے نکالا ہے اس شہر سے جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لہٰذا آپ مجھے اُس جگہ ٹھہرائیں گے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان کو مدینے میں ٹھہرایا۔

مدینہ میں منافق قیام نہیں کرسکتا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے کہ اس نے سنا ابوالحباب سعید بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسی بستی کا حکم دیا گیا جو بستی تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں یثرب ہے حالانکہ وہ تو مدینہ ہے۔ یہ لوگوں کو ایسے پھینک دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے۔ اور ان دونوں نے مالک سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن نمیر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبداللہ نے خبیب بن عبدالرحمٰن بن یساف نے جعفر بن عاصم سے، اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک ایمان البتہ ضرور سکڑ جائے گا اور سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹ جاتا ہے سوراخ اور بل کی طرف۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن نمیر سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے عبیداللہ سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوفضل بن ابراہیم نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو عاصم نے یعنی ابن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اسلام جب شروع ہوا تھا تو مسافر تھا اور عنقریب پھر وہ دوبارہ مسافر ہی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا وہ دو مسجدوں کے درمیان سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن رافع سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو حدیث بیان کی قاسم بن زکریا نے، ان کو محمد بن عبدالملک نے، ان کو یعلیٰ نے، ان کو سفیان عصفری نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ ارشاد باری :

ان الذی فرض علیك القران لرادك الی معاد ۔ (سورۃ قصص)

بے شک وہ ذات جس نے مجھ پر قرآن اُتارا ہے وہ آپ کو اپنے اصل ٹھکانے کی طرف واپس لوٹانے والا ہے۔

(فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ مکے کی طرف لوٹانے والا ہے)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مقاتل سے، اس نے یعلیٰ بن عبید سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ اس کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی ابویحییٰ حمانی نے یونس بن اسحاق نے مجاھد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ

یعنی آپ کی جائے پیدائش کی طرف مکہ مکرمہ میں۔ (الجامع لاحکام القرآن ۳۲۱/۱۳)

باب ۱۰۴

صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ کے مدینہ روانگی کے بعد پیچھے پیچھے آمد اور اس میں نبوت کے آثار

☆ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ بن محمد بن میکال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان اہوازی نے، ان کو زید بن حریش نے یعقوب بن محمد زہری سے، ان کو حصین بن حذیفہ صیفی بن صہیب نے، ان کو ان کے والد نے سعید بن مسیب سے، اس نے صہیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہارا دار ہجرت دیکھا دور دراز کی زمین (یا گندھک والی زمین) مقام حرہ کے درمیان یا تو وہ ہجر ہے یا یثرب ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نکلے۔ میں بھی ان کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کر چکا تھا مگر مجھے قریش کے چند نوجوانوں نے منع کیا تھا، میں اس رات کھڑا رہا، بیٹھا نہیں تھا۔ کوئی تکلیف نہیں تھی، پھر وہ سو گئے اور میں باہر نکل گیا۔ پھر مجھے ان میں سے کچھ لوگ پیچھے سے آ کر ملے میری روانگی کے بعد مجھے واپس لوٹانے کے لئے۔ میں نے ان سے کہا تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہیں سونے کے چند اوقیہ دوں اور تم لوگ میرا راستہ چھوڑ دو اور میرے لئے اطمینان ہو جائے۔ انہوں نے میری بات مان لی میں انہیں مکے میں واپس لے آیا اور لا کر انہیں کہا کہ تم دروازے کی چوکھٹ کے نیچے زمین کھودو بے شک اس کے نیچے اوقیے ہیں اور فلاں خاتون کے پاس جاؤ اور جا کر دو پوشاک لے لو۔

اس کے بعد میں روانہ ہو گیا حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قباء میں پہنچ گیا۔ حضور نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا، اے ابویحیٰ فروخت کرنے کا منافع[1]؟ تین بار یہ لفظ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا، یقیناً آپ کو اس بات کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے ہی دی ہوگی۔ (مستدرک ۳/۴۰۰)

باب ۱۰۵

مدینہ میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا پہلا خطبہ

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی مغیرہ بن عثمان بن محمد بن عثمان بن اخنس بن شریق نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے مدینے میں تشریف لانے کے بعد ارشاد فرمایا وہ اس طرح ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان تھی۔ اس کے بعد فرمایا :

اما بعد ''اے لوگو! اپنے نفسوں کے لئے کچھ آگے بھیجو (یعنی آخرت کا سامان کرو)۔ تم ضرور جان لو گے کہ ایک انسان تم میں سے بے ہوش کر دیا جائے گا پھر وہ اپنی بکریوں کو ضرور اس حال میں چھوڑ کر چلا جائے گا کہ اس کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ پھر اس کا رب ضرور یہ کہے گا اس حالت میں کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ کوئی آڑ اور حجاب ہوگا اس کے آگے جو اس کو چھپائے۔ اللہ پاک پوچھے گا کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا؟ اس نے تجھے میرا پیغام پہنچایا تھا اور میں نے تجھے مال دیا تھا اور خوب تجھے دیا تھا مگر تو نے

---

[1] یعنی تیری یہاں آمد تیرے رقیبے بیچنے کا منافع ہی ہے۔

اپنے نفس کے لئے آگے کچھ نہ بھیجا۔ پھر وہ البتہ دائیں دیکھے گا اور بائیں دیکھے گا مگر اس کو کچھ بھی تو نظر نہیں آئے گا۔ پھر وہ اپنے آگے کی طرف دیکھے گا، اس کو سامنے جہنم کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ لہٰذا تم لوگوں میں سے جو شخص اپنے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچا سکتا ہے اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو پس وہ ایسا ضرور کرے اور جو شخص اس کی بھی استطاعت نہ رکھے وہ پاکیزہ کلمے کے ساتھ (ہی بچائے) بے شک کلمہ طیبہ کے ساتھ ایک نیکی کی جزا دس گونہ کر دی جائے گی، سات سو گونہ تک''۔ والسلام علیکم وعلی رسول اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسری بار خطبہ ارشاد فرمایا :

''بے شک محمد اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی بُرائی سے۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت عطا کرے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، بے شک سب سے زیادہ خوبصورت بات اللہ کی کتاب ہے۔ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کے دل میں اللہ نے اسے آراستہ کر دیا اور جسے اللہ نے کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا۔ اور اس شخص کو اللہ نے چُن لیا اس کے ماسوا لوگوں سے، لوگوں کی باتوں سے، بے شک وہ (کتاب اللہ) سب سے خوبصورت حدیث ہے اور سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ تم لوگ اس سے محبت کرو جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اللہ سے محبت کرو دل کی گہرائیوں سے۔ اور اللہ کے کلام سے نہ اُکتاؤ اور اللہ کے ذکر سے۔ اس سے تمہارے دل سخت نہیں ہوں گے۔ بے شک حال یہ ہے کہ ہر وہ شخص اللہ جس کو چُن لے اور اس کو برگزیدہ کر دے۔ ان کو پسندیدہ اعمال میں سے نامزد کرتا ہے۔ اور تمام بندوں میں سے چُنا ہو۔ اور صالح حدیث ہے اور حلال و حرام میں سے ہر ایک پر حکم ہے جو لوگوں کے پاس آچکا ہے۔ پس اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور اللہ سے سچ بولو اس میں سے جو کچھ تم اپنے مونہوں سے کرتے ہو۔ اور اپنے مابین اللہ کی عطا کردہ رُوح کے ساتھ محبت کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اس بات پر کہ اس کا عہد توڑا جائے''۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۸۳/۲ ۱۱۸۔۱۱۹)

باب ۱۰۶

مدینہ میں آمد کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہونا

اور اس کا خصوصی طور پر اس رسول اور نبی اُمی کو پالینا جسے وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے اور عبداللہ بن سلام کا اس بات کا اعتراف کرنا اور اس کا مسلمان ہونا اور اس طرح ہر وہ شخص جو منصف تھا یہود میں سے جو اُن پر داخل ہوا اور ان کی صفت سے واقف ہوا وہ بھی مسلمان ہو گیا مگر وہ شخص جو ان میں سے اس توفیق سے محروم کر دیا گیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن داود مکی نے، ان کو حدیث بیان کی ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن ابوالحجاج نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو عبدالعزیز

بن صہیب نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سواری پر ڈبل سوار تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے تھے، پہچانے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ جوان تھے، نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ ان کی داڑھی میں سفید بالوں کا داخل ہونا ہے سن اور عمر مراد ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنے والا آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر سوال کرتا کہ یہ کون جوان ہے جو ان کے سامنے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ کہتے کہ یہ آدمی مجھے راستہ دکھا رہا ہے۔ چنانچہ اس طرح گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ شاید یہ اس کو راستہ دکھانے آیا ہے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے مراد صرف یہ لیتے تھے کہ خیر کا راستہ دکھا رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متوجہ ہو کر دیکھا تو ان کی نظر ایک گھوڑے کے سوار پر پڑی جو ان دونوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کوئی گھڑ سوار ہمارے پیچھے آ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو یوں دعا کی اَللّٰھُمَّ اصْرَعْہُ ''اے اللہ! تو ہی اس کو گرادے''۔ چنانچہ اس کے گھوڑے نے اسے گرادیا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا، گھوڑا ہنہنانے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا نبی اللہ! مجھے آپ جو چاہیں حکم دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ اپنی جگہ پر رہیں کسی کو ہمارے اور اپنے قریب نہ آنے دیں۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دن کے اول حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشقت اُٹھاتے تھے اور دن کے آخری حصے میں حضور ﷺ کے اسلحہ برداری کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حرہ کی طرف اترے اور انصار کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آ کر انہوں نے حضور ﷺ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور کہا چلئے آپ دونوں سوار ہو جائیے مکمل امن وسکون کے ساتھ اور اس طرح کہ آپ کی ہر بات مانی جائے گی۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی۔ جبکہ انصار حفاظت کے لئے ان دونوں کے گرد مسلح ہو کر گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔

کہتے ہیں کہ مدینے میں کہا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ لوگ ایڑیاں اٹھا اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کا نبی آ گیا، اللہ کا نبی آ گیا۔ حضور ﷺ آگے بڑھے دار ابوایوب کے پاس آ کر اترے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک حضور ﷺ کے بارے میں عبداللہ بن سلام نے سنا وہ اپنے گھر والوں کے لئے کھجوریں ٹھیک کر رہے تھے یعنی کھجوریں چُن رہے تھے۔ انہوں نے جلدی جلدی ان کو چن کر فراغت حاصل کی اور جلدی سے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ان کے ساتھ تھے۔ اس نے اللہ کے نبی کی باتیں سنیں پھر واپس اپنے گھر لوٹ گئے۔ ادھر سے نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کون سا گھر زیادہ قریب ہے ہمارے اہل کے اعتبار سے؟ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہوں اے اللہ کے نبی! اور یہ رہا میرا گھر اور یہ رہا میرا دروازہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم جاؤ اور ہمارے لئے دوپہر کے آرام کرنے کی جگہ کا انتظام کرو۔ اور ابوایوب رضی اللہ عنہ جلدی سے گئے اور واپس آ کر بتایا کہ میں نے آپ دونوں کے لئے دوپہر کے آرام کا انتظام کر دیا ہے اُٹھیے اللہ کی برکت کے ساتھ اور آرام فرمائیے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اسلام .... کہتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام بھی آ گئے اور کہا اشھد انك رسول اللّٰہ حقاً ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول حق پر ہیں اور آپ حق لے کر آئے ہیں''۔ اور یہودی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان میں زیادہ علم والا ہوں اور ان میں سے زیادہ علم والے کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلا کر میرے بارے میں پوچھئے اس سے قبل کہ ان کو میرے اسلام لانے کی خبر ہو کیونکہ اگر ان کو پتہ چل گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ میرے بارے میں جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیں گے۔ حضور ﷺ نے ان کو بلوالیا، وہ حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے یہود کی جماعت ہلاکت ہو تمہارے لئے اللہ سے ڈرو پس اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم خوب جانتے ہو میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور میں تمہارے پاس حق ہی کو لے کر آیا ہوں لہٰذا تم لوگ مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو نہیں جانتے۔ حضور ﷺ نے تین بار ان کے سامنے اسی بات کو دُہرایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے اندر عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ وہ بولے کہ وہ تو ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے اندر سب سے بڑے علم والے ہیں

اور سب سے بڑے علم والے کے بیٹے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے (تو تم لوگ مسلمان ہو جاؤ گے؟) یہودی کہنے لگے کہ اللہ نہ کرے کہ وہ مسلمان ہو جائے، اللہ کی پناہ اس بات سے وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام ذرا ان کے سامنے آیئے۔ چنانچہ وہ سامنے آگئے اور آ کر کہنے لگے اے یہود کی جماعت تمہارے لئے ویل ہو اللہ سے ڈرو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ اللہ کا رسول برحق ہے اور یہ حق لے کر آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ (بخاری ص۳۹۱۱۔ فتح الباری ۲۴۹/۷۔۲۵۰)

میں کہتا ہوں کہ اس کو روایت کیا ہے عبدالصمد بن عبدالوارث نے اپنے والد سے لہٰذا اسی وجہ سے اس کو بخاری نے بھی نقل کیا ہے صحیح میں۔

اور ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوسعید اسماعیل بن نخویہ بن ادریس جرجانی نے، وہ صادق تھا امین تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عسکر بسطامی نے، اس نے کہا تھا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالصمد بن عبدالوارث نے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی طوالت کے ساتھ۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے تین سوالات .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو عبداللہ بن بکیر نے، ان کو حمید طویل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی حالانکہ وہ اپنی زمین پر کام کر رہے تھے تو فوراً حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمیں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی شرطوں میں سے پہلی شرط کیا ہے؟ اور وہ پہلا کھانا کونسا ہے جسے اہلِ جنت کھائیں گے؟ اور وہ کون سی چیز بچے کو اپنے والد یا والدہ کی شکل وصورت کی طرف کھینچتی ہے؟ (یعنی کبھی باپ کی کبھی ماں کی شکل کیوں ہوتا ہے؟)

حضور ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے ان چیزوں کے بارے میں ابھی ابھی جبرائیل امین نے خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے پوچھا کہ واقعی جبرائیل علیہ السلام نے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! جبرائیل نے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو فرشتوں میں سے یہود کے دشمن ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی :

من كان عدوا لجبرئيل فانه نزله على قلبك

عبداللہ بن سلام کے سوالات کے جوابات .... بہر حال قیامت کی پہلی شرط وہ ایک آگ ہوگی جو لوگوں کے سامنے مشرق سے مغرب تک آئے گی۔ بہر حال پہلا طعام جس کو اہلِ جنت کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہوگا۔ بہر حال بچے کا جہاں تک معاملہ ہے جب آدمی کا پانی عورت کے پانی سے سبقت کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ (یہ جواب سنتے ہی) عبداللہ بن سلام نے کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله۔ یا رسول اللہ! یہودی لوگ ایک ایسی قوم ہیں جو اپنے جھوٹ سے جسے انہوں نے خود افترا کیا ہوتا ہے، سننے والے کو حیران و پریشان کر دیتے ہیں۔ اگر انہوں نے جان لیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں آپ کے ان سے سوال کرنے سے قبل، تو وہ مجھے جھوٹا قرار دے دیں گے۔ لہٰذا یہودی حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہم میں سے بہترین شخص ہے اور بہترین شخص کا بیٹا ہے وہ ہمارے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ وہ بولے کہ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو جائے۔

اتنے میں عبداللہ بن سلام باہر آ گئے اور کہنے لگے، اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ ۔یہودیوں نے سنا تو وہ بولے ابن سلام ہم میں بدترین شخص ہے اور بدترین شخص کا بیٹا ہے اور اس کی برائی کرنے لگے۔اس نے کہا یارسول اللہ! میں اسی بات سے ڈر رہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن سے،اس نے عبداللہ بن بکر سے۔

عبداللہ بن سلام نے آپ علیہ السلام کو علامات نبوت سے پہچانا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان اہوازی نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ،ان کو محمد بن عثمان بن ابوشیبہ کوفی نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ضحاک بن حارث نے ،ان کو عبداللہ بن اجلح نے ،ان کو محمد بن اسحاق نے ،ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے یحیٰی بن عبداللہ سے،اس نے آل عبداللہ بن سلام کے ایک آدمی سے ۔انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام کی کہانی کچھ اس طرح تھی جب وہ مسلمان ہوئے وہ ایک عالم تھے یہود میں سے۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا، کہتے تھے کہ میں نے ان کی صفت پہچان لی اور آپ کا نام اور آپ کی شکل و صورت بھی پہچان لی اور وہ جو ہم ان کا انتظار کرتے تھے ۔میں اس بارے میں خوش تھا مگر اس بات پر خاموش تھا حتی کہ حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے ۔جب حضور ﷺ قباء میں اُترے بنوعمرو بن عوف میں ایک آدمی آیا اس نے حضور ﷺ کی آمد کی خبر دی ۔میں کھجور کی چوٹی پر چڑھا ہوا تھا اس میں کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث نیچے بیٹھی تھی میں نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو میں نے اللہ اکبر کہا۔لہٰذا میری پھوپھی نے جب میری تکبیر سنی تو اس نے مجھے کہا اگر تو حضرت موسیٰ بن عمران کی آمد کے بارے میں سنتا تو کس قدر زیادہ خوش ہو کر زیادہ تکبیر کہتا۔کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے پھوپھی جان!وہ محمد ﷺ اللہ کی قسم موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین پر ہے۔ وہ اسی دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا تھا۔کہتے ہیں کہ وہ کہنے لگی اے بھتیجے کیا بھلا وہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر دی جاتی تھی کہ وہ قیامت کے ساتھ بھیجا جائے گا؟ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا جی ہاں وہی ہے۔پھوپھی نے کہا پھر صحیح ہے۔

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا، جا کر مسلمان ہو گیا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آیا۔ میں نے ان سے اسلام لانے کو کہا وہ بھی مسلمان ہو گئے اور میں نے اپنا اسلام یہودیوں سے چھپایا۔پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے انہیں بتایا کہ یہودی جھوٹ اور افتراء باندھنے والی قوم ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے بعض گھروں میں چھپالیں پھر آپ ان سے میرے بارے میں پوچھیں وہ آپ کو میرے بارے میں خبر دیں گے کہ میں ان میں کیسا ہوں میرے اسلام لانے کو جاننے سے قبل ۔کیونکہ اگر وہ میرے اسلام لانے کو جان لیں گے تو وہ مجھ پر بہتان باندھ لیں گے اور مجھ پر عیب لگائیں گے۔لہٰذا حضور ﷺ نے مجھے کسی گھر میں داخل کر دیا۔

یہودی ان کے پاس آئے انہوں نے حضور ﷺ سے کلام کیا اور حضور ﷺ سے سوالات بھی کیے ۔حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سلام تمہارے اندر کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔وہ ہم میں بہتر ہے اور ہمارا عالم ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جب اپنی بات سے فارغ ہو گئے تو میں اچانک ان کے سامنے نکل کر آ گیا اور میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اے یہود کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور تم اس دین کو قبول کرلو جو یہ (محمد ﷺ) تمہارے پاس لے کر آیا ہے۔پس اللہ کی قسم تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اللہ کا رسول ہے تم ان کے بارے میں اپنے ہاں توراۃ میں لکھا ہوا پاتے ہو اس کی صفت کو اور اس کے نام کو۔بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں ،میں انہیں پہچان چکا ہوں ۔یہودیوں نے کہا ابن سلام تم جھوٹ کہتے ہو اس کے بعد وہ میری برائیاں کرنے لگ گئے ۔کہتے ہیں کہ اس نے کہا یارسول اللہ! میں نے آپ کو بتایا نہیں تھا کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں اہلِ غدر ہیں (دھوکے باز ہیں)، اہلِ کذب ہیں (جھوٹے ہیں)،اہلِ فجور ہیں (بدکردار ہیں)۔کہتے ہیں کہ میں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا اور اپنے اہلِ بیت کا اسلام اور میری پھوپھی بھی مسلمان ہو گئی حارث کی بیٹی ۔اس نے اپنے اسلام کو اچھا کیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۳۸۔۱۳۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن فضل قطان نے بغداد میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن عوذ اللہ بصری نے، ان کو عوف اعرابی نے زرارہ بن اوفی سے، اس نے عبداللہ بن سلام سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور لوگ آپ کی طرف دوڑ گئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں میں آیا کہ میں آپ کے چہرے کو دیکھوں۔ میں نے جب آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی کذاب کا چہرہ نہیں ہے۔ اور پہلی بات جو میں نے ان کی سنی تھی یہ تھی کہ انہوں نے فرمایا تھا اے لوگو! کھانا کھلایا کرو، سلام کرنے کو عام کیا کرو، صلہ رحمی کیا کرو اور اُس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ نیند کر رہے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ میں اس لئے آیا تھا کہ میں آپ ﷺ کے چہرے کو بھانپنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا اور فرمایا کہ رات کو نماز ادا کیا کرو حالانکہ لوگ سو رہے ہوں تم اسلام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اہل مدینہ نے خود اپنے بتوں کو گرایا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مدینے میں آمد کے وقت کچھ بُت تھے جن کی کچھ لوگ عبادت کرتے تھے اہلِ مدینے میں سے جنہیں وہ چھوڑتے نہیں تھے۔ ان کے پاس ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان بتوں کے پاس انہوں نے آ کر ان کو گرا دیا۔ اور ابو یاسر بن اخطب حیی بن اخطب کا بھائی متوجہ ہوا۔ یہ حیی بن اخطب حضور ﷺ کی زوجہ صفیہ کے والد تھے اور آ کر نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اس نے حضور ﷺ کی باتیں سنیں اور ان سے بات چیت کی اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گیا۔ یہ اس سے بعد کا واقعہ ہے جب قبلہ مسجد الحرام کی طرف پھیر دیا گیا تو اُس وقت ابو یاسر نے کہا اے میری قوم میری بات مانو بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس وہ سب کچھ بھیج دیا ہے جس کا تم انتظار کر رہے تھے لہٰذا اس کی اتباع کرو اس کی مخالفت نہ کرو۔

چنانچہ ان کا بھائی چلا گیا جب اس نے یہ بات سنی۔ وہ ان دنوں یہود کا سردار تھا اور وہ دونوں بنو نظیر میں تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، ان کے پاس بیٹھ گیا اور حضور ﷺ کی باتیں سنیں پھر اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آیا۔ وہ ان میں مُطاع تھا لوگ اسی کی اطاعت کرتے تھے، آ کر کہنے لگا اللہ کی قسم میں ایک ایسے شخص کے ہاں سے آ رہا ہوں میں ہمیشہ جس کا دشمن رہا ہوں گا۔ اس کے بھائی ابو یاسر نے کہا اے میرے ماں جائے (میری ماں کے بیٹے) اس امر میں آپ میری اطاعت کریں ایک بار اس کے بعد میری نافرمانی کر لینا، بعد میں اگر آپ چاہیں۔ آپ ہلاک نہیں ہوں گے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تیری اطاعت نہیں کروں گا اس پر شیطان غالب آیا اور اس کی قوم نے بھی اسی کی مرضی کے مطابق اس کی اتباع کر لی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۱۲/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان کو ایک حدیث بیان کرنے والے نے صفیہ بنت حیی سے، کہ اس نے کہا میں اپنے بھائی اور اپنے چچا کو بہت پیاری تھی جب بھی وہ اپنے اپنے بیٹوں کو لئے ہوتے تھے ان سے ملتی تو مجھے ضرور لیتے تھے (بچپن میں)۔ جب رسول اللہ ﷺ قباء میں آ گئے تو وہ بنو عمرو بن عوف کی بستی میں اُترے (اس وقت) میرے والد اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب صبح منہ اندھیرے ان کے پاس چلے گئے تھے۔ اللہ کی قسم (وہ سارا دن وہیں ان کی باتیں سنتے رہے) واپس مغرب کے بعد ہی آئے تھے مگر جب آئے تو پاگلوں کی

طرح تھے انتہائی سست اور گرے گرے، بڑی کمزوری سے چل رہے تھے۔ میں جا کر ان پر گری، یعنی ملنے لگی جیسے کرتی تھی۔ اللہ کی قسم دونوں میں سے ایک نے بھی میری طرف نہ دیکھا۔ میں نے اپنے چچا ابویاسر سے سنا وہ میرے والد سے کہہ رہے تھے کیا وہ وہی ہے سچ مچ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں بالکل وہی ہے اللہ کی قسم۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کی آنکھوں سے اور اس کی صفت سے اس کو اچھی طرح پہچان لیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم۔ پھر اس نے پوچھا کہ تیرے دل میں اس کے بارے میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم اس کی عداوت باقی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۴۰۔۱۴۱)

یہودیوں کے سوالات واعتراضات اور ان کے جوابات میں اُترنے والی آیات

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت نے، ان کو سعید بن جبیر نے اور ان کو عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیہ اور اُسید بن سعیہ اور اُسد بن عبید مسلمان ہوئے اور دیگر لوگ جو ان کے ساتھ یہود میں سے مسلمان ہوئے تھے وہ لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی تھی اور اسلام میں انہوں نے رغبت کی اور اس میں شامل ہوگئے تو یہودیوں کے عالموں نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے اندر میں سے اہل کفر ہیں۔ جن جن لوگوں نے محمد کی اتباع کی ہے اور اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں وہ لوگ ہمارے اندر اشرار لوگ تھے (شریروں نے اسلام قبول کیا ہے)۔ ہمارے شرفاء نہیں ہیں وہ لوگ اگر ہمارے شرفاء ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

لیسوا سوآء من اهل الکتاب منهم امة قائمة یتلون ایات اللّٰه اناء الیل وهم یسجدون یؤمنون با للّٰه والیوم الأخر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٓئك من الصالحین ۔

(آل عمران : آیت ۱۱۳۔۱۱۴) ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۸۵)

سارے اہل کتاب برابر نہیں ہیں ان میں سے۔ ایک جماعت ایسی ہے جو راتوں کو کھڑے ہو کر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں رات کے لمحات کے اندر اور وہ اللہ کے آگے جھکتے ہیں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں آخرت کے دن پر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں وہی لوگ صالحین ہیں۔

اور رفاعہ بن زید تابوت یہودیوں کے سرداروں میں سے تھا۔ وہ جب حضور ﷺ سے بات کرتا تو اپنی زبان کو بل دے کر بولتا تھا (ازراہ طنز وطعن) اور کہتا تھا کہ اے محمد! آپ اپنے کان ہماری طرف کریں تاکہ ہم تجھے سمجھائیں۔ پھر وہ اسلام میں طعن کرتا اور حضور ﷺ کو عیب لگاتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتاب یشترون الضلالة ویریدون ان تضلوا السبیل .... فلا یؤمنون الا قلیلا ۔

(سورۂ نساء : آیت ۴۵۔۴۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کا ایک حصہ عطا کئے گئے ہیں اور وہ ضلالت وگمراہی کو خرید کرتے ہیں اور وہ راستے سے بھٹکنا چاہتے ہیں اِلَّا قَلِیْلًا تک ۔

رسول اللہ ﷺ نے علماء یہود کے سرداروں سے بات کی ان میں سے عبداللہ بن صوری اعور اور کعب بن اسد تھے حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے یہود کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو، اللہ کی قسم تم لوگ جانتے ہو کہ میں جو دین تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ برحق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اے محمد! ہم اس کو نہیں پہچانتے اور انہوں نے اس چیز کا انکار کیا جس کو وہ پہچانتے تھے اور وہ کفر پر مصر ہوگئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

یآایھالذین او توالکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقًا لما معکم من قبلِ ان نطمس وجوھًا فنردھا علی ادبارھا او نلعنھم کما لعنا اصحٰب السبت و کان امر اللّٰہ مفعولاً ۔ (سورۂ نساء)

اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تم لوگ اس کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہم نے تمہاری کتاب کی تصدیق کنندہ اُتاری ہے اس وقت سے پہلے کہ ہم چہروں کو مسخ کردیں گے اوران کو پیٹھ کی طرح کردیں گے یا ہم ان پر لعنت کردیں جیسے ہم نے ہفتے کے دن کے بارے میں گڑبڑ کرنے والوں پر لعنت کی تھی اور یہ معاملہ طے شدہ تھا۔

سکین اور عدی بن یزید نے کہا، اے محمد! ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی کتاب اُتاری ہو موسیٰ علیہ السلام کے بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے بارے میں یہ آیت اُتاری :

انا او حینا الیك کما او حینا الی نوحٍ و النبیین من بعدہ ۔ آلی اخرہٖ

ہم نے اے محمد! آپ کی طرف بالکل اسی طرح وحی کی ہے جیسے ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف اور دیگر تمام نبیوں کی طرف وحی کی تھی جو ان کے بعد آئے تھے۔

آپ علیہ السلام کے پاس ایک جماعت آئی .... اور ایک مرتبہ یہودیوں میں سے ایک جماعت حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئی، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: خبردار! تم لوگ جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس بات کو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

لکن اللّٰہ یشھد بما انزل الیك انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون و کفیٰ باللّٰہ شھیدا ۔

اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے اس کی جو اس نے آپ کی طرف نازل کی اس نے اس کو علم کے ساتھ نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔

اور حضور ﷺ کے پاس (یہودیوں میں سے) نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور شاس بن عدی آئے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات چیت کی اور حضور ﷺ نے ان سے کی اور ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اللہ کی ناراضگی سے ان کو ڈرایا۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں اللہ سے نہ ڈرائیں اے محمد! اللہ کی قسم ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اللہ کے محبوب ہیں عیسائیوں کے قول کی طرح۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت اُتاری :

وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابنآء اللّٰہ واحبّآؤہٗ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق ۔
(سورۃ : مائدہ)

یہود ونصاریٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ فرمادیجئے کہ اگر یہی بات ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے جرائم کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا رہا ہے (نہیں ایسی بات نہیں ہے) تم لوگ بھی اللہ کے پیدا کردہ انسان ہو۔

لہٰذا حضرت معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ اور عقبہ بن وہب نے ان سے کہا، اے یہود کی جماعت! اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور اللہ کی قسم تم اس کی بعثت سے پہلے اس کا ذکر ہم سے کرتے رہتے تھے اور اس کی صفت بیان کرتے رہتے تھے (لہٰذا یہودیوں میں سے) رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا نے کہا کہ ہم لوگوں نے تم سے یہ بات نہیں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں کی اور نہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی بشیر ونذیر بھیجا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اُتاری :

یا اھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاء نا من بشیر و لا نذیر فقد جاء کم بشر و نذیر و اللّٰہ علی کل شیءٍ قدیر ۔

اے اہل کتاب! تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے وہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے رسولوں کے وقفے زمانے کے بعد تاکہ تم لوگ یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو کوئی بشیر ونذیر ہی نہیں آیا تھا۔ لو یہ تمہارے پاس بشیر ونذیر آگیا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کی خبر بیان کی ہے اور یہ بات بھی بتائی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف سے سابقہ پڑا تھا اور اس پر انہوں نے جو اللہ کے حکم کو توڑا تھا یہاں تک کہ وہ دھرتی پر چالیس سال تک سزا کے مستحق قرار پائے تھے۔

اور کعب بن اُسید اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس میں سے بعض نے بعض سے کہا چلو چلتے ہیں محمد (ﷺ) کے پاس، شاید ہم اس کو اس کے دین سے بھلا دیں وہ بھی ایک بندہ تو ہے۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آئے اور بولے اے محمد! آپ نے تحقیق پہچانا کہ ہم لوگ یہود کے عالم ہیں اور ان کے اشراف ہیں اور سردار ہیں اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو سارے یہودی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہیں کریں گے۔ بے شک ہمارے اور فلاں ہماری قوم کے لوگوں میں کچھ اختلاف سا ہے اور جھگڑا ہے ہم ان کو فیصلے کے لئے آپ کے پاس لے آئے ہیں آپ ان کے خلاف اور ہمارے حق میں ہمارا فیصلہ کر دیجئے گا ہم آپ کے اُوپر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اُتاری :

وان احکم بینھم بما انزل اللّٰہ ولا تتبع أھواء ھم واحذرھم ان یفتنوك الی قولہ یوقنون ۔

اے پیغمبر ﷺ آپ ان کے درمیان قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کیجئے مگر ان کی خواہش کی اتباع نہ کیجئے اور ان سے ڈرتے اور بچتے رہئے کہ کہیں وہ آپ کو فتنے میں نہ مبتلا کر دیں۔ (یہ آیت نازل ہوئی یُوقِنُون تک) ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۹۶۔۱۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد الصفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد ابن نصر لباد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن حماد نے، ان کو اسباط نے سُدی سے، اس نے ابو مالک سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے اور مُرّہ ہمدانی سے، اس نے ابن مسعود سے، اس نے اصحاب رسول کے کچھ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

ولما جاء ھم کتاب من عنداللّٰہ مصدق لما معھم و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ماعرفوا کفروا بہ

جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی ایسی کتاب آ گئی جو ان کے پاس موجود کتاب کو سچ بتاتی ہے اور وہ لوگ خود بھی اس سے قبل کافروں کے خلاف غلبہ مانگتے تھے۔ جب وہ خبر آ گئی جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس کے ساتھ کفر کر لیا۔

کہتے ہیں کہ عرب یہودیوں کے ساتھ گزرتے تھے اور ان کو ایذا پہنچاتے تھے اور وہ لوگ محمد ﷺ کا توراۃ میں ذکر پاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے تھے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نبی بنا کر بھیج دے اور وہ لوگ اس نبی کے ساتھ مل کر عربوں سے قتال کریں گے۔ مگر ہوا یہ کہ جب ان کے پاس محمد ﷺ آ گئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر کر لیا محض اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔

علماء یہود نے حسد کیا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن منصور کوفی نے، ان کو احمد بن ابوعبدالرحمٰن نے، ان کو حسن نے حکم سے ان کو سدی نے ابو مالک سے اس نے عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے توراۃ میں بدل دیا اپنی کتاب کے اندر اور کہنے لگے کہ ہمارے محمد ﷺ کی تعریف موجود نہیں ہے اور کمتر اور بے عزت لوگوں سے کہا کہ یہ محمد ﷺ کی صفت نہیں ہے جو یہ مذکور ہے کہ وہ ایسے ایسے آئیں گے، بلکہ ایسے ایسے ہے اس کی صفت جیسے انہوں نے بدل لی تھی یعنی اس کی صفت ایسے ہے جیسے وہ بیان کر رہے ہیں۔ گویا کہ انہوں نے لوگوں کے سامنے اس بارے میں تلبیس سے کام لیا۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ علماء یہود کی روزی بنی ہوئی تھی اور کھانے کا ایک ذریعہ بنا ہوا تھا کہ ان کو چھوٹے لوگ ان پڑھ اور غریب لوگ کھلاتے تھے اس لئے کہ وہ توراۃ پر قائم ہیں اور اس کے عالم ہیں یہودیوں کو یہ خوف ہوا کہ اگر یہ عوام ایمان لے آئے محمد ﷺ کے ساتھ تو ان کی یہ کمائی ختم ہو جائے گی اور آمدنی ختم ہو جائے گی۔

☆☆☆

باب ۱۰۷

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کا مسجد تعمیر کرنا

اور اس بارے میں طلق بن علی یمامی کی روایت پھر ان کی واپسی اپنی قوم کے ساتھ اور حضور ﷺ کا کُلّی کیا ہوا پانی ساتھ لے جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی زمین کھجور سکھانے کا میدان تھا جو بنونجار کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ جو اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ ان دونوں لڑکوں کا نام سہل اور سہیل تھا باپ کا نام عمرو تھا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کی مدینے میں تشریف آوری سے قبل اسی جگہ پر لوگ نماز پڑھتے تھے۔ ان دونوں نے وہ زمین رسول اللہ ﷺ کو دے دی تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسعد بن زرارہ نے ان دونوں کے سامنے اپنے ایک کھجوروں کے باغ دینے کی پیش کش کی تھی جو کہ بنو بیاضہ میں تھا، اس زمین کے بدلے میں ان لڑکوں نے کہا تھا ہم وہ زمین رسول اللہ ﷺ کو دے دیتے ہیں۔

مسجد نبوی ﷺ کی زمین خریدی گئی ہے .... اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس زمین کو ان دونوں سے خرید لیا تھا اور اس کو مسجد بنا دیا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اُٹھائے ہوئے فرما رہے تھے:

هذا الحمال لا حمال خيبر هذا ابرّ ربنا واطهر

اللهم لا خير الا خير الآخرة فارحم الانصار والمهاجره

ابن شہاب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں سے کسی آدمی کے شعر کے ساتھ تمثیل بیان کی تھی جس کا حدیث میں نام نہیں لیا گیا اور مجھے حدیث میں یہ بات نہیں پہنچی اشعار کے علاوہ۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عقیل سے اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے ہجرت کے قصے میں۔ (فتح الباری ۷/ ۲۳۹-۲۴۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عبدالوارث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو عبدالوارث بن سعید نے، ان کو ابوالتیاح نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو بالائی مدینے میں اُترے تھے ایک قبیلے میں جنہیں بنوعمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔ آپ نے وہاں پر چودہ راتیں قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے بنونجار کی ایک جماعت کے پاس پیغام بھیجا وہ لوگ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا تھا کہ میں حضور ﷺ کو آپ کی سواری پر سوار ہوئے دیکھ رہا ہوں اور ابوبکر صدیق ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور بن نجار کی ایک جماعت ان کے گرد ہے۔ یہاں تک کہ آپ ابوایوب انصاری کے صحن میں اُترے۔ حضور ﷺ اسی جگہ نماز پڑھ لیتے تھے جہاں نماز کا وقت آپ کو پالیتا تھا۔ اور نماز پڑھ لیتے بکریوں کے ریوڑ کی جگہ پر (یعنی قریب میں صاف جگہ دیکھ کر)۔ اس کے بعد آپ نے مسجد بنانے کا

حکم دیا۔آپ نے بنونجار کی ایک جماعت کے پاس پیغام بھیجا وہ آئے۔آپ نے فرمایا :اے بنونجار! اپنی یہ حویلی اور یہ باغ مجھے فروخت کردو قیمتاً۔ انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں ہم لوگ آپ سے اس کی قیمت طلب نہیں کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس زمین میں یہ کچھ تھا جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔اس جگہ مشرکین کی چند قبریں تھیں اور کچھ ویران پڑی ہوئی جگہ تھی اور اس زمین میں کچھ کھجور کے درخت تھے۔حضور ﷺ نے حکم دیا اور وہ مشرکین کی قبریں اُکھاڑ پھینکی گئیں اور ویران اور خراب جگہ برابر کردی گئی اور کھجور کاٹ دی گئی اور ان کے تنے قبلہ کی طرف سے قطار میں کھڑے کردیئے گئے جس سے قبلے کی طرف دیوار بن گئے اور دونوں طرف سے پتھر لگادیئے گئے۔سلمان پتھر اُٹھاتے ہوئے رجز پڑھنے لگے اور حضور ﷺ بھی ان کے ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے :

اللّٰھم انہ لا خیر الا خیر الأخرۃ ۔ فانصر الا نصار و المھا جرۃ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلیٰ حسین بن محمد روذباری نے،ان کو ابوبکر محمد بن داسہ تمار نے بصرہ میں،ان کو ابوداؤد سجستانی نے،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے،ان کو حماد بن سلمہ نے ابوالتیاح سے،اس نے انس بن مالک سے۔وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی جگہ بنی نجار کی حویلی تھی اس میں کھیتی تھی اور کھجوریں تھیں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ زمین کی قیمت طے کرو۔اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لینا چاہتے۔لہٰذا کھجوریں کاٹ دی گئیں اور کھیت برابر کردیا گیا اور مشرکین کی قبریں اُکھاڑ دی گئیں۔

کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث چلائی اور کہا لفظ فاغفر ، فانصر کی جگہ۔موسیٰ نے کہا کہ ہمیں عبدالوارث نے حدیث بیان کی ہے۔اسی کی مثل اور عبدالوارث کہتے ہیں خِرَبٌ ۔اور عبدالوارث نے گمان کیا ہے کہ انہوں نے حماد کو اس حدیث کا فائدہ دیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو خوبصورت بنوایا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے،ان کو ابوبکر بن داسہ نے،ان کو ابوداود نے،ان کو مجاہد بن موسیٰ نے،ان کو یعقوب بن ابراہیم نے،ان کو ان کے والد نے صالح سے،ان کو نافع نے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے،اس کو خبر دی تھی کہ مسجد نبوی عہد رسول میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی چھڑیوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں کوئی اضافہ نہیں فرمایا تھا۔ہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں اضافہ فرمایا تھا۔انہوں نے اس کی تعمیر انہیں بنیادوں پر کی جن پر عہد رسول میں تھی کچی اینٹوں کے ساتھ اور کھجور کی چھڑیوں کے ساتھ اور اس کے ستون دوبارہ بنائے لکڑی کے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا۔انہوں نے اس کی دیواریں پتھروں کی بنوائیں جن پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے۔پتھروں اور چاندی کے ساتھ اور مسجد کے ستون منقش لکڑی کے بنوائے اور مسجد کی چھت ساگوان کی بنوائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے،اس نے یعقوب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محبوبی نے،ان کو محمد بن معاذ سلمی نے،ان کو عبیداللہ بن موسیٰ بن عمران نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعلی روذباری نے،ان کو ابوبکر بن داسہ نے،ان کو ابوداؤد نے،ان کو محمد بن حاتم نے،ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے شیبان سے،اس نے فراس سے،اس نے عطیہ سے،اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مسجد نبوی کے ستون عہد رسول میں کھجور کے تنوں کے تھے۔ان کے اُوپر کھجور کی چھڑیوں کی چھت تھی پھر وہ خلافت ابوبکر میں پرانی ہوگئی تھی لہٰذا انہوں نے اس کو کھجور کے تنوں کا بنوایا تھا اور کھجور کی چھڑیوں سے پھر وہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں پرانی ہوگئی۔انہوں نے اس کو پکی اینٹوں سے بنوایا وہ قائم اور ثابت ہے آج تک (یعنی مصنف کے دور تک) اور ابوعبداللہ کی

ایک روایت میں ہے کہ قیامت اوراس میں لفظ حَزِبَتُ کے بدلے میں نَخِرَتُ ہے۔اورانہوں نے کہا ہےاس کی اسناد میں اس میں مروی ہے عطیہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن عمرؓ نے۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ علیہ السلام کی شرکت .... (۶) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن حماد ضبی نے، ان کو عبدالرحیم بن سلمان نے اسماعیل بن سلمہ سے، اس نے حسن سے۔وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی تو آپ کے اصحاب نے اس میں آپ کی اعانت کی، حضوران کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کچی اینٹیں اُٹھا کردے رہے تھے۔حتیٰ کہ آپ کا سینہ مبارک غبار آلود ہوگیا۔آپ نے فرمایا کہ اس کو چھپرہ بنادو موسیٰ کے چھپرے کی طرح۔اسماعیل بن سلم کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ چھپرۂ موسیٰ کیسا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ جب ہاتھ اُٹھاتے تھے تو چھت تک پہنچتا تھا۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۱۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسین بصری نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن حماد نے، ان کو ابوسلمہ منقری نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوسنان سے، اس نے یعلی بن شداد بن اوس سے، اس نے عبادہ سے کہ انصار نے کچھ مال جمع کیا پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور کہا کہ یارسول اللہ! آپ اس کے ساتھ ہمارے لئے مسجد بنوایئے اور اس کو آراستہ کیجئے، کب تک ہم کھجوروں، چھپروں تلے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے اعراض نہیں ہے یہ چھپری ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی چھپری تھی۔(ایضاً ۳/۲۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ملازم بن عمرو نے، ان کو عبداللہ بن بدر نے، ان کو قیس بن طلق نے، ان کو ان کے والد طلق بن علی نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد کی بنا کی مدینے میں۔آپ فرمارہے تھے کہ قریب کرو یمانی گارے کے اس سے تمہاری تعمیر اچھی ہوگی۔

اور مجھے حدیث بیان کی اس کے بعد اس کے بیٹوں نے کہ آپ نے یوں فرمایا تھا، یہ زیادہ مضبوط ہوگی اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے ان کے والد طلق بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جا کر ان کو خبر دی کہ ہماری سرزمین پر ہمارا ایک معبد ہے (گرجا)، ہم لوگوں نے حضور ﷺ سے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا تو آپ نے پانی منگوایا اور آپ نے کلی بھری اور کلی کر کے اس کو ہمارے برتن میں ڈالدیا اور فرمایا کہ یہ پانی لے جایئے۔جب تم لوگ اپنے شہر میں پہنچو تو اپنے معبد (گرجے) کو توڑدو۔اوراس جگہ پر یہ پانی چھڑک دو پھراس جگہ پر مسجد بنادو۔ہم نے عرض کی اے اللہ کے نبی! شہر بہت دُور ہے یہ پانی تو خشک ہوجائے گا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بڑھالو پانی کے ساتھ، بے شک وہ اس کی خوشبو کو اور زیادہ کردے گا۔

ہم میں سے ہر شخص اس پر اصرار کرنے لگا کہ اس پانی کے برتن کو میں اُٹھاؤں گا۔لہٰذا ہم لوگوں نے باریاں مقرر کیں اپنے مابین کہ ہر شخص ایک دن اور ایک رات تک اس کو اُٹھائے گا۔جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے اسی طرح کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت دی تھی۔ ہم لوگوں نے اس وقت قبیلہ بنوطے کے ایک آدمی کو راہب مقرر کر رکھا تھا۔ہم نے جب نماز کی اذان کہی تو راہب نے کہا یہ دعوت حق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص بھاگ گیا اس کے بعد وہ کبھی نظر نہ آیا۔

☆☆☆

باب ۱۰۸

وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی

اور اس میں نمازیں پڑھنے کی فضیلت

(۱) بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ وہ مسجد (جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے) وہ مسجد تقویٰ ہے۔ تحقیق ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو حمید بن صخر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوسعید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے اس مسجد کے بارے میں پوچھا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے زمین پر مار دیا، پھر فرمایا کہ یہی ہے یعنی مسجد مدینہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابوالحسن بن ابومیسرہ نے، ان کو مطرف بن عبداللہ مزنی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن محمد بن حنبل نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ دونوں میں سے ایک نے کہا۔ چنانچہ ایک نے کہا کہ وہ مسجد رسول اللہ ﷺ ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ مسجد قباء ہے۔ لہٰذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر آپ سے اس مسجد کے بارے میں پوچھا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی وہ میری مسجد ہے۔ (مسند احمد)

یہ روایت مسند احمد میں ہے۔ (مسند احمد ۵/۱۱۶)

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے یہ کہ عبدالحمید بن جعفر نے اس کو حدیث بیان کی کہ عمران بن ابوانس نے اس کو حدیث بیان کی کہ سلمان الاغر نے اس کو حدیث بیان کی کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ خبر دے رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کرنے والا سفر کرے تین مساجد کی طرف۔ مسجد کعبہ، اور میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد ایلیا (بیت المقدس) اور میری مسجد میں نماز پڑھنا زیادہ پسندیدہ ہے میرے نزدیک نماز سے۔ زیادہ محبوب ہے میرے نزدیک ہزار نماز سے جو اس کے سوا کسی مسجد میں ہو مگر مسجد کعبہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہارون بن سعید سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سماک بن حرب نے، ان کو سیار بن معرور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یہ وہی مسجد ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بنایا تھا اور ہم ان کے ساتھ تھے مہاجرین بھی اور انصار بھی، ان سب نے اس میں نماز پڑھی تھی تو جو شخص تم میں سے اس میں جگہ نہ پائے اسے چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کرلے۔

☆☆☆

باب ۱۰۹

وہ چیز جس کے بارے میں مصطفیٰ ﷺ نے خبر دی تھی

اپنی مسجد بناتے وقت پھر اس کی سچائی آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی اس چیز میں اور اس کی دیگر مثالوں میں واضح دلالت ہے آپ کی نبوت پر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے، ان کو ابوالقاسم بغوی نے، ان کو ابو کامل جحدری نے، ان کو عبدالعزیز بن مختار نے، ان کو خالد حذاء نے عکرمہ سے یہ کہ حضرت ابن عباس نے ان سے کہا اور اپنے بیٹے علی سے کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان کی حدیث جا کر سنو۔ عکرمہ نے کہا کہ ہم دونوں چلے گئے۔ وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ انہوں نے جب ہمیں دیکھا تو وہ اپنی چادر لے کر پیٹھ کے پیچھے ڈال کر گھٹنوں سے نیچے اپنے آپ کو باندھ کے بیٹھ گئے اور ہمیں حدیث بیان کرنے لگے، یہاں تک کہ تعمیر مسجد کے ذکر پر پہنچے تو فرمایا کہ ہم لوگ ایک ایک کر کے اینٹیں اُٹھا رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اُٹھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ از راہ شفقت اس کے اُوپر سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا، افسوس ہے کہ اس کو باغی جماعت قتل کرے گی جبکہ یہ ان کو جنت کی طرف بُلا رہا ہوگا اور لوگ اس کو جہنم کی طرف بُلا رہے ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ عمار کہنے لگے :

اعوذ باللّٰہ من الفتن ۔ (میں فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں مسدد سے، اس نے عبدالعزیز سے مگر انہوں نے یہ قول " تقتلہ الفئۃ الباغیۃ " کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا، کو ذکر نہیں کیا۔ اور ان کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ خالد حذاء سے۔ (فتح الباری ۱/۵۴۱۔ مسلم ۲۲۳۵۔۲۲۳۶)

اے عمار تجھے فرقہ باغی قتل کرے گا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے، ان کو وہب بن بقیہ نے، ان کو خالد نے یعنی ابن عبداللہ واسطی نے، ان کو ابن عبدالکریم نے، ان کو اسحاق بن شاہین نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے اور علی بن عبداللہ بن عباس سے کہ تم دونوں ابوسعید کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔ ہم ان کے پاس گئے۔ وہ اس وقت اپنے باغ میں تھے، انہوں نے ہمیں جب دیکھا تو ہمارے پاس آئے تو انہوں نے اپنی چادر لی اور پھر بیٹھ گئے اور ہمیں حدیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ وہ مسجد کی تعمیر کے ذکر تک پہنچے۔ کہا کہ ہم لوگ اینٹیں اُٹھانے لگے ایک ایک کر کے اور حضرت عمار دو دو اینٹیں اُٹھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو بلا کر اس کے اُوپر سے غبار جھاڑنے لگے عمار کے سر سے اور کہنے لگے اے عمار! کیا آپ ایسے نہیں اُٹھا رہے جیسے آپ کے ساتھی اُٹھا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اللہ سے اجر چاہتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ آپ اس سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے افسوس ہے اے عمار! تجھ کو فرقہ باغی قتل کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ عمار نے کہا میں رحمٰن کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو ابوحفص نے عمر بن حسن حلبی سے، ان کو ابن ابی سمینہ نے، ان کو عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس نے فرمایا آپ چلیں علی بن عبداللہ کے ساتھ ابوسعید کی طرف جا کر اس کی حدیث سُنیں۔ ہم لوگ اس کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں جو کچھ بیان کیا اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد بنا رہے تھے۔ عمار حضور ﷺ کے پاس سے گزرے تو وہ دو دو اینٹیں اُٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا، افسوس ہے اے ابن سمیہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ابراہیم بن موسیٰ سے، اس نے عبدالوہاب سے اس لفظ کے سوا گویا کہ اس نے اس کو ترک کردیا تھا ابونضرہ سے اس نے ابوسعید عکرمہ سے اس میں سے۔

آپ علیہ السلام نے عمار کے سر کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن نعیم نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے (ح)۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، کہا کہ حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوسلمہ نے، اس نے سُنا ابونضرہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس نے خبر دی جو مجھ سے بہتر ہیں یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا عمار سے جس وقت وہ خندق کھود رہے تھے آپ ﷺ اس کے سر کو ہاتھ سے صاف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے مصیبت ہے ابن سمیہ کے لئے تجھے قتل کرے گی باغی جماعت۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوسلمہ نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی ہے اس نے جو مجھ سے بہتر ہیں یعنی ابوقتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر سے کہا تھا مصیبت ہے ہلاکت تیرے لئے اے ابن سمیہ، تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم اور اسحاق بن منصور سے اور اس کو روایت کیا ہے خالد بن حارث نے شعبہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا تھا یعنی ابوقتادہ کو۔ اور ان کو روایت کیا ہے داود بن ابوہند نے ابونضرہ سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو وہب نے، ان کو داود بن ابوہند نے، ان کو ابونضرہ نے، ان کو ابوسعید خدری نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب خندق کھودی تو لوگ ایک ایک اینٹ اُٹھا رہے تھے اور عمار درد و تکلیف سے بے چین ہو رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اُٹھا رہے تھے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میرے اصحاب نے مجھے بات بتائی تھی کہ نبی کریم ﷺ اس کے سر سے غبار صاف فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے افسوس ہے اے ابن سمیہ تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم ۴/۲۲۳۶۔ مسند احمد ۵/۳)

تحقیق ابونضرہ سے بیان کیا گیا اس نے ابوسعید خدری سے اس روایت میں جو دیگر لوگوں سے سُنی گئی ہیں اس حدیث کے بارے میں اور اس میں ایک اینٹ اور دو دو اینٹ اُٹھانے کا ذکر ہے، جیسے ان کو عکرمہ نے نقل کیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ خندق کا ذکر وہم ہو، ابونضرہ کی روایت میں۔ یا پھر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات دونوں مقام پر کہی ہوگی تعمیر مسجد کے وقت بھی اور خندق والے دن بھی۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان دونوں کو ابوبکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے، ان کو عبدالملک بن محمد رقاشی نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو شعبہ بن حجاج نے خالد حذاء سے، اس نے سعید بن ابوالحسن سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمار کو قتل کرے گا باغی گروپ۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو ابوداود نے، ان کو شعبہ نے خالد حذاء سے، اس نے حسن سے اس نے اپنی ماں سے اسی حدیث کی مثل۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں عبدالصمد کی حدیث سے، اس نے شعبہ سے، اس نے خالد سے، اس نے سعید سے اور حسن سے، اس نے ان دونوں کی اماں سے۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی سے، ان کو محمد بن سعد عوفی سے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، ان کو ابن عون نے حسن سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے اُم سلمہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق والے دن فرمایا تھا جبکہ وہ پتھر اُٹھا رہے تھے، افسوس تیرے لئے ابن سمیہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن علیہ سے، اس نے ابن عون سے مگر اس میں خندق کا ذکر نہیں ہے۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے اس سے جس نے سُنی تھی جس سے وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنی ماں سے وہ سیدہ اُم سلمہ ؓ سے، وہ فرماتی ہیں جب نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب مسجد بنا رہے تھے صحابہ میں سے ہر شخص ایک ایک اینٹ اُٹھا رہا تھا اور عمار دو دو اینٹیں اُٹھا رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ اُٹھے اور انہوں نے عمار کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اے ابن سمیہ! لوگوں کے لئے ایک اجر ہے اور تیرے لئے دو اجر ہیں اور دوسرا اجر تیرے لئے اضافی دودھ کا گھونٹ پینا ہے۔ (مستدرک للحاکم ۳/۳۸۹۔ مسند احمد ۴/۳۱۹)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوصالح عنبر بن الطیب بن محمد عنبری نے، ان کو خبر دی ان کے دادا یحیٰی بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ازہر بن مروان نے، ان کو عبدالوارث بن سعید نے، ان کو ابوالتیاح نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے پھر انہوں نے حدیث ذکر کی تعمیر کے بارے میں۔ ابوالتیاح کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن ابوہذیل نے یہ کہ عمار بن یاسر ضبط و برداشت والے آدمی تھے، وہ دو دو پتھر اُٹھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس سے ملے، آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور کھڑے ہو کر ان کے سر سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا کہ افسوس ہے تیرے لئے اے ابن سمیہ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۱۷)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو ابوالتیاح نے، اس نے اُسی کی مثل ذکر کی ہے۔ مگر انہوں نے اس طرح ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ مٹی جھاڑنے لگے عمار کے سر سے اور سینے سے اور وہ کہہ رہے تھے اے ابن سمیہ! قتل کرے گی تجھے ایک باغی جماعت۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ابن طاؤس سے، اس نے ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم سے، اس نے اس کے والد سے کہ اس نے اس کو خبر دی ہے کہ جب عمار بن یاسر قتل کر دیئے گئے تو عمرو بن حزم، عمرو بن العاص کے پاس آئے اور انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کیا وہ ان کے ساتھ تھا یا اس کو خبر دی ہے اس کے والد نے۔ بس فرمایا کہ عمار قتل کر دیئے گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

عمار ؓ شہید ہو گئے .... کہتے ہیں کہ عمرو ابن العاص گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے اور حضرت معاویہ ؓ کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے آپ کا؟ انہوں نے کہا کہ عمار قتل کر دیئے گئے ہیں۔ معاویہ نے جواب دیا عمار قتل ہو گئے پھر کیا ہو؟ عمرو نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا وہ فرما رہے تھے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ حضرت معاویہ نے ان کو جواب دیا کہ آپ اپنے پیشاب میں پھسل پڑے ہیں (یعنی آپ کی حجت و دلیل باطل ہے)۔ کیا ہم لوگوں نے اس کو قتل کیا ہے (بالکل نہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو قتل کیا ہے علی نے اور اس کے اصحاب نے وہی اس کو لے آئے تھے اور انہوں نے اس لا کر ہم لوگوں کے نیزوں کے آگے پھینک دیا تھا۔ یا یوں کہا تھا کہ ہماری تلواروں کے آگے۔ (مسند احمد ۴/۱۹۹۔ مجمع الزوائد ۷/۲۴۲۔ ۹/۲۹۷)

(۱۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کوابوزکریا عنبری نے،ان کومحمد بن سلام نے،ان کواسحاق بن ابراہیم حنظلی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن مسلم حلبی نے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اعمش سے وہ کہتے تھے کہ ابوعبدالرحمن سلمی نے کہا کہ ہم لوگ جنگ صفین میں موجود تھے۔ جب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوتے تھے اِدہر کے لوگ اُدہر کے لوگوں میں داخل ہوجاتے تھے اور اُدہر کے لوگ اِدہر کے لوگوں میں۔ چنانچہ میں نے چار افراد کو دیکھا چل رہے تھے،معاویہ بن ابوسفیان،ابوالاعور سلمی،عمرو بن العاص اوران کا بیٹا۔ چنانچہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے وہ اپنے والد سے کہہ رہے تھے کہ تحقیق ہم نے فلاں شخص کو قتل کردیا ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا۔انہوں نے پوچھا کہ کس نے ماردیا ہے؟ بولے عمار بن یاسر کو،کیا آپ کو یادنہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس دن مسجد نبوی کی تعمیر کی تھی ہم لوگ ایک ایک اینٹ اُٹھا رہے تھے اور عمار بن یاسر دودو اینٹیں اُٹھارہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا کہ آپ دودو اینٹیں اُٹھارہے ہیں حالانکہ آپ تکلیف سے پسینہ پسینہ ہورہے ہیں۔ آگاہ رہو آپ کو باغی گروہ قتل کردے گا اور آپ اہل جنت میں سے ہیں۔

چنانچہ عمرو معاویہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس شخص کو قتل کردیا ہے حالانکہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا۔ معاویہ نے کہا خاموش رہو اللہ کی قسم آپ اپنے ہی پیشاب سے پھسلا کرتے ہیں (یعنی غلط سوچتے ہیں)۔ کیا ہم لوگوں نے اس کو قتل کیا ہے؟ (نہیں ہرگز نہیں) بلکہ اس کو تو علی نے اوران کے احباب نے قتل کردیا ہے وہ اس کو لے آئے اور لاکر ہمارے مابین پھینک دیا۔

جنت قریب آچکی ہے .... (۱۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کوابوولید فقیہ نے اور ابوبکر بن قریش نے،ان کو حسن بن سفیان نے،ان کو حرملہ بن یحییٰ نے،ان کو عبداللہ بن وہب نے،ان کو خبر دی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے،اس نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عمار ابن یاسر سے جنگ صفین میں اس دن جس دن وہ قتل کئے گئے تھے وہ پکار کر کہہ رہے تھے اُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ جنت قریب آچکی ہے اور حوریں بیاہی جانے والی ہیں۔ آج کے دن ہم لوگ اپنے حبیب محمد ﷺ سے ملاقات کریں گے۔انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ دنیا سے تیرا آخری زادسفر وہ دودھ کا عطیہ ہوگا۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،ان کوخبر دی عبداللہ بن جعفر نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کو قبیصہ نے،ان کو سفیان نے حبیب بن ابوثابت سے،اس نے ابوالبختری سے،اس نے کہا کہ عمار بن یاسر کے پاس دودھ آیا اس دن جس دن وہ قتل کئے گئے تھے۔ وہ ہنس پڑے۔ان سے پوچھا کہ آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا کہ آخری پینا جو آپ پئیں گے جب آپ مریں گے وہ دودھ ہوگا۔ (مستدرک ۳/۳۹۸۔مسند احمد ۴/۳۱۹)

خلفاء راشدین کی ترتیب .... (۱۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے،ان کو سعد بن عبید صفار نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے،ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے،ان کو حشرج بن نباتہ نے سعید بن جمہان سے،اس نے سفینہ سے،وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے مسجد بنائی تو آپ نے ایک پتھر رکھا اس کے بعد فرمایا کہ میرے پتھر کے بعد ابوبکر اپنا پتھر رکھے اس کے برابر میں اس کے بعد فرمایا عمر اپنا پتھر رکھے اس کے پہلو میں یعنی ابوبکر کے پتھر کے برابر میں۔اس کے بعد فرمایا کہ عثمان اپنا پتھر رکھے عمر کے پتھر کے پہلو میں۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ میرے بعد خلفاء اور جانشین ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ اس سیاق کے ساتھ عزیب جدًا ہے۔مترجم (مصنف ۳/۳۱۸)

(۱۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے،ان کو حدیث بیان کی شیخ ابوبکر بن اسحاق نے،ان کو خبر دی عبید بن شریک نے، ان کو نعیم بن حماد نے،ان کو عبداللہ بن مبارک نے،ان کو حشرج نباتہ نے سعید بن جمہان سے،اس نے سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے،انہوں نے اپنا پتھر رکھا اس کے بعد عمر پتھر لے آئے انہوں نے اسے رکھا اور عثمان اپنا پتھر لائے انہوں نے بھی رکھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی لوگ میرے بعد والی امر ہوں گے۔

باب ۱۱۰

منبر جو حضور ﷺ کے لئے بنایا گیا

اس کے رکھنے اور حضور ﷺ کے اس پر بیٹھنے کے وقت جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے

یہ واقعہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے تھوڑی سی مدت بعد پیش آیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی عبدالعزیز بن ابوحازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے نانا نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن قرشی اسکندرانی نے اور عبدالعزیز بن ابوحازم نے اور یہ حدیث یعقوب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوحازم بن دینار نے یہ کہ کچھ لوگ آئے حضرت سہل بن سعد کے پاس، وہ اختلاف کر رہے تھے منبرِ رسول کے بارے میں کہ وہ کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے حضرت سہل سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی لکڑی کا ہے میں یہ بھی ضرور جانتا ہوں کہ اس کے پہلے دن کو جس دن وہ بچھایا گیا تھا اور پہلے دن کو جس دن رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فلاں فلاں خاتون کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ آپ اپنے غلام سے کہیں جو کہ بڑھئی ہے کہ وہ میرے لئے ایک منبر بنادے تاکہ جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھا کروں۔ حضرت سہل نے اس خاتون کا نام بھی ذکر کیا تھا۔ اس نے جنگل کے جھاڑ (مورے کے) درخت سے اس کے بعد وہ اسے تیار کر کے اس خاتون کے پاس لے آیا۔ اُس خاتون نے وہ منبر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا وہ اس جگہ پر بچھایا گیا پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی تھی اور آپ نے تکبیر کہی حالانکہ آپ اسی کے اوپر تھے۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو منبر پر تھے اس کے بعد آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور آپ نے منبر کے پیندے کے پاس سجدہ کیا پھر دوبارہ اسی طرح منبر پر واپس لوٹ گئے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو میں نے اس طرح (منبر پر چڑھ کر) اس لئے کیا تاکہ آپ لوگ میری اقتداء کر سکو اور تاکہ تم لوگ میری نماز کو پوری طرح جان سکو۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یعقوب کے۔ اور عبدالعزیز کی روایت میں ہے کہ اس منبر کے تین درجے بنادیئے گئے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے اس نے عبدالعزیز سے۔

منبر رسول ﷺ کی حقیقت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے ابوحازم سے، اس نے کہا کہ لوگوں نے سہل بن سعد سے پوچھا تھا کہ منبرِ رسول کس چیز کا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں میں اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ وہ جنگل کے جھاؤ کے درخت کی لکڑی کا تھا جس کو فلاں فلاں شخص کے غلام نے تیار کیا تھا۔ البتہ تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا جس وقت آپ اس کے اُوپر چڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا ہوا تھا آپ نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد آپ نے قراءت کی تھی پھر رکوع کیا تھا (یہ سب کچھ منبر کے اوپر کر رہے تھے)۔ اس کے بعد آپ ﷺ پچھلے پاؤں نیچے اُترے تھے اور آپ نے نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ دوبارہ منبر پر چڑھے پھر قراءت کی پھر رکوع کیا (منبر کے اُوپر) پھر نیچے اترے پچھلے پاؤں پھر آپ نے نیچے سجدہ کیا۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے، ابوبکر محمد بن احمد بن حسب بخاری سے، ان کو خبر دی ابواسماعیل نے ابوصالح سے، اس نے جابر سے، اس نے ابواسحٰق سے، اس نے کریب سے، اس نے جابر سے، اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اسی مفہوم کے ساتھ۔ ہاں مگر یہ بات بھی ہے کہ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر ہم آپ کے لئے کرسی کی مثل کوئی چیز بنالیں جس کے اوپر آپ کھڑے ہوا کریں۔

پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ (ستون حنانہ ایسے رو رہا تھا) جیسے اپنے بچے کو گم پانے والی اونٹنی روتی ہے (جس کا بچہ مر گیا ہو)۔

کھجور کا سوکھا تنا رو پڑا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو سلیمان بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیب سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (منبر بننے سے قبل) کھجور کے سوکھے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے منبر رکھے جانے سے پہلے۔ پھر جب منبر بچھا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھ گئے تو وہ سوکھا تنا رو پڑا اس قدر کے ہم لوگوں نے اس کا رونا خود سنا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اوپر رکھ دیا جس سے وہ پُر سکون ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ اس کی مثل سوائے اس کے اس نے حنین العشار کا لفظ کہا ہے دس ماہ کا گیا بھن اونٹنی۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن سعد نسوی نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن فہد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رجاء نے، ان کو ابوحفص بن علاء نے نافع سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبدالکریم وزان نے، ان کو بندار بن بشار نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوحفص بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نافع سے۔ وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عمر ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جب منبر بنالیا گیا تو آپ اس کی طرف پھر گئے لہٰذا وہ کھجور کا تنا رو پڑا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے اُوپر اپنا ہاتھ پھیرا۔

یہ الفاظ یحییٰ بن کثیر کی روایت کے ہیں اور ابن رجاء کی ایک روایت میں ہے کہ جب منبر رکھا گیا تو کھجور کا تنا رو پڑا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ سکون پکڑ گیا۔ بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے، اس نے یحییٰ بن کثیر سے۔

آپ نے سینے سے لگا کر اس کو قرار دیا .... بخاری نے کہا ہے کہ عبدالحمید نے کہا کہ ہمیں خبر دی عثمان بن ابوعمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاذ بن علاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے آخرین میں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن علاء نے نافع سے، اس نے ابن عمر ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس۔ جب آپ ﷺ نے منبر حاصل کر لیا تو وہ تنا رو پڑا۔ چنانچہ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو اپنے سینے سے لگایا اور وہ قرار پکڑ گیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابویحییٰ بن ابومیسرہ نے، ان کو بدل بن محبر نے، ان کو معاذ بن علاء نے جو بھائی تھے ابوعمرو بن علاء کے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نافع سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عمر ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جمعہ کے دن۔ جب منبر بنا دیا گیا تو آپ منبر کی طرف پھر گئے، لہٰذا وہ تنا رونے لگا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر آپ نے ہاتھ پھیرا۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے عمار بن ابوعمار سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس منبر بنائے جانے سے قبل جب منبر تیار کروالیا اور حضور ﷺ اس کی طرف پھر گئے تو وہ کھجور کا تنا رونے لگا۔ حضور ﷺ نے اس کو چُپ کرایا تو وہ آرام کر گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو چُپ نہ کرواتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

تنا بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش زیادی فقیہ نے اپنی اصل کتاب سے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوصالح احمد بن منصور مروزی نے، ان کو عمر بن یونس بن قاسم یمامی نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ کے دن مسجد میں نصب کئے ہوئے کھجور کے تنے کے ساتھ پیٹھ لگا کر سہارا لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک رومی آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں کیا آپ کے لئے کوئی ایسی چیز بنادوں جس پر آپ بیٹھ جایا کریں مگر اس طرح اُونچے ہوں جیسے آپ کھڑے ہوئے ہیں پھر اس نے منبر بنادیا دو درجے اُوپر چڑھتے تھے اور تیسرے پر بیٹھ جاتے تھے۔

جب حضور ﷺ اس منبر پر بیٹھے تو وہ کھجور کا تنا اس طرح آواز نکالنے لگا جیسے بیل آواز نکالتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز نکالنے سے مسجد کانپ اُٹھی۔ حضور ﷺ اس کی طرف اُتر آئے اور اس کو سینے سے لگالیا، وہ سکون پکڑ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک رسول کے فراق میں مغموم رہتا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے حکم دیا تو وہ دفن کر دیا گیا۔ (فتح الباری ۲/ ۳۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو حاجب بن احمد بن سفیان طوسی نے، ان کو ابوعبدالرحمن مروزی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو مبارک بنفضالہ نے، ان کو حسن نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دیا کرتے تھے اور اپنی پیٹھ کو ایک لکڑی کی طرف لگا لیتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میرے لئے ایک منبر بنادو۔ چنانچہ آپ کے لئے منبر بنالیا گیا وہ دو تختوں کا تھا۔ حضور ﷺ اس لکڑی سے منبر کی طرف مڑ گئے۔ لہٰذا وہ لکڑی آپ کی طرف جھک کر رونے لگی جیسے کوئی دکھ کر کے روتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا، میں سُن رہا تھا اس رونے کو کہتے ہیں کہ وہ دیر تک روتا رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر سے اُتر آئے اور اس کی طرف چل کر گئے اور اس کو خاموش کروایا وہ سکون کر گیا، چنانچہ حسن رو پڑے اور فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! ایک لکڑی روتی ہے حضور ﷺ کے شوق اور محبت میں۔ کیا بھلا وہ لوگ جو آپ کی ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں وہ اس سے زیادہ حقدار نہیں ہیں کہ وہ آپ کی طرف مشتاق ہوا کریں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسین بن علی حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن نے، ان کو تمیم بن منتصر نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی منصور بن عبدالوہاب بن احمد صوفی نے، ان کو خبر دی ابوعمرو محمد بن احمد بن حمدان بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواسماعیل محمد ابن اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان بن بلال نے، ان کو ابوبکر بن ابواُویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو سعد بن سعید بن قیس نے عباس رضی اللہ عنہ ابن سہل بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن، جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تو ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہوتے تھے اس کے ساتھ سہارا لیتے تھے، یہ آپ کے مصلے کے پاس نصب تھی۔ میرے خیال میں یہ دوم کی تھی اور دوشاخہ تھی (بیچ میں سے چیری ہوئی)۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ ماشاء اللہ زیادہ ہو گئے ہیں اگر آپ کوئی چیز بنوالیں جس کے اُوپر آپ کھڑے ہوا کریں جب آپ خطبہ دیں تو بہتر ہوگا لوگ آپ کو دیکھ سکیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جیسے تم لوگ چاہو۔

سہل کہتے ہیں کہ مدینے میں اس وقت ایک بڑھئی تھا، سہل کہتے ہیں میں اور وہ بڑھئی دونوں وادی میں گئے اور ہم اس منبر کی لکڑی ایک جھاؤ (مورا) سے کاٹ کر لے آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو لکڑی رونے لگی جس کے ساتھ آپ سہارا لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا، کیا تم لوگ تعجب نہیں کرتے اس لکڑی کے رونے پر۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے رونے پر وہ نرم دل ہو کر رونے لگی اور ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ منبر سے اُترے اور اس کے پاس آئے اور آپ نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا وہ قرار پکڑ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، لہٰذا اس کو آپ کے منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں ڈال دیا گیا۔ (فتح الباری ۲/ ۳۹۷)

(۱۱) ہمیں خبر دی فقیہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طوسی نے، ان کو ابوالنصر محمد بن یوسف نے، ان کو معاذ بن نجدہ بن عرفان نے، ان کو خلاد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبدالواحد بن ایمن نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ انصار کی ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے منبر بنوا دوں آپ اس پر بیٹھا کریں اس لئے کہ میرا غلام جو ہے وہ بڑھئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اگر آپ چاہو تو بنوا دو۔

کہتے ہیں کہ اس نے آپ کے لئے منبر بنوایا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ اس منبر پر بیٹھے جو آپ کے لئے بنوایا گیا تھا، لہٰذا اس کھجور نے چیخ مارنا شروع کی جس کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور اس کو آپ نے پکڑا اور اپنے ساتھ چمٹایا۔ لہٰذا وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگی جیسے بچہ بھرتا ہے جو چپ کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ چُپ کر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس پر رویا تھا جو وہ اپنے قریب ذکر سنتا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے۔

دست شفقت رکھنے سے سکون آ گیا .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو جعفر بن احمد بن عاصم دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عمار نے، ان کو سوید بن سعید نے ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو حفص بن عبداللہ نے، انہوں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو ایک لکڑی کی طرف سہارا لیتے تھے جب منبر بنا دیا گیا تو آپ اس کی طرف سہارا لینے لگے لہٰذا وہ لکڑی رو پڑی جیسے اُونٹنی روتی ہے۔ حضور ﷺ نیچے اُترے اور اپنا دست شفقت اس کے اُوپر رکھا وہ آرام کر گئی۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعمر و ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہانی نے، ان کو سعید بن حکم بن ابومریم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید نے، ان کو خبر دی حفص بن عبیداللہ نے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، اس نے اسی حدیث کو ذکر کیا۔ بخاری نے اسے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابومریم سے اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سلیمان بن بلال سے بھی، اس نے یحییٰ بن سعید سے۔

تحقیق ہم نے اس کو نکالا ہے کتاب الجمعہ میں کتاب السنن سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالمجید بن عبدالعزیز نے، ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابولزبیر نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو کھجور کے تنے سے سہارا لگا لیتے تھے۔ مسجد کے ستونوں میں سے۔ جب آپ کے لئے منبر بنوالیا گیا تو آپ اس کے اُوپر سیدھے ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ وہ ستون مضطرب ہو گیا جیسے اُونٹنی روتی ہے اس قدر کہ اس کے رونے کو پوری مسجد کے لوگوں نے سُنا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور اس کو آپ نے اپنے گلے سے لگایا پھر وہ آرام کر گیا۔

(نسائی ۳/ ۱۰۲۔ فی کتاب الجمعہ)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن داود رزاز نے ،اس طرح کہ اس نے خود پڑھ کر سُنائی بغداد میں اپنی اصل کتاب سے۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو دقاق نے ،ان کو ابراہیم بن ہیثم نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابوایاس نے ،ان کو اسرائیل نے ابواسحاق ہمدانی سے ،اس نے سعید بن ابوکریب سے ،اس نے جابر بن عبداللہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو خطبہ دیتے تھے تو اپنی پیٹھ کو ایک لکڑی کے ساتھ سہارا لگا لیتے تھے۔ پھر جب منبر بنا دیا گیا تو لکڑی نے آپ کو اپنے پاس موجود نہ پایا، لہٰذا اس نے رونا شروع کر دیا جیسے اپنے بچے گم پانے والی اُونٹنی اپنے بچے کے لئے بے تاب ہوتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اُوپر رکھا تو وہ چُپ ہوگئی۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن ابوخلف صوفی اسفرائنی نے ،وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن یزداد نے ،ان کو محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے ،ان کو محمد بن ابوبکر مقدمی نے ،ان کو عمر بن علی نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے ،اس نے جابر سے ،وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیتے تھے کھجور کے تنے کے ساتھ۔ جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ نے اس منبر پر خطبہ دیا اور وہ لکڑی رو پڑی جیسے بچے کو گم پانے والی اُونٹنی روتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو چُپ کروایا تو وہ آرام کرگئی۔

(۱۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے ،ان کو تمتام نے ،ان کو محمد بن محبوب بنانی نے ، ان کو ابوعوانہ نے اعمش سے ،ان کو ابوصالح نے جابر سے ،اس نے ابواسحاق سے ،اس نے کریب سے ،اس نے جابر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک لکڑی نصب تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس خطبہ دیتے تھے ،ہم نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر ہم اس کے لئے کوئی عریش سا بنا دیں آپ اس کے اُوپر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کریں۔ حضور ﷺ نے ایسے کیا پھر لکڑی رو پڑی جیسے اُونٹنی روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے اور آپ نے اس کو خاموش کروایا اور اپنا ہاتھ اس کے اُوپر رکھ دیا وہ خاموش ہوگئی۔

جدائی اور فراق برداشت نہ کر سکا .... (۱۸) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن مثنیٰ ابوموسیٰ نے ،ان کو حدیث بیان کی ابوالمساور نے ،ان کو ابوعوانہ نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے ،اس نے جابر سے ،ان کو خبر دی عمران بن موسیٰ نے ،ان کو تمیم بن منتصر نے ، ان کو اسحاق ازرق نے شریک بن عبداللہ سے ،اس نے عمار دھنی سے ،اس نے ابوسلمہ عبدالرحمٰن سے ،اس نے اُم سلمہ ؓ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے ایک لکڑی تھی جب آپ خطبہ دیتے تھے تو اس سے سہارا لے لیتے تھے۔ آپ کے لئے کرسی بنوائی گئی یا کہا تھا کہ منبر۔ جب اس نے حضور ﷺ کو موجود نہ پایا اپنے پاس تو اس نے آواز نکالنی شروع کی جیسے بیل آواز کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل مسجد نے اس کو سُنا۔ حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو چُپ کرایا تو وہ چُپ کرگئی۔

یہ تمام احادیث جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے رونے کے بارے میں سب کی سب صحیح ہیں اور رونے کا معاملہ امور ظاہریہ میں سے ہے اور روشن نشانیوں میں سے ہے جس کو خلف نے سلف سے لیا ہے اور روایت احادیث اس بارے میں مثل تکلیف اور مکلّف بنانے کے ہے۔ والحمد للہ علی الاسلام والسنۃ ۔اور اس کے ساتھ ہے پناہ پکڑنا اور اسی کے پاس تحفظ اور عصمت۔ (السنن الکبریٰ ۳/ ۱۹۸۔ دلائل النبوۃ ص ۱۴۲۔۱۴۳)

(۱۹) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبید نے ان کو عبیداللہ بن عمر نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر بن بالویہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن بن ہارون نے ،ان کو زہیر ابوخیثمہ نے ،ان کو یحییٰ نے عبداللہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے خبیب نے حفص بن عاصم سے ، اس نے ابوہریرہ ؓ سے ،اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ جگہ جو میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن حرب سے دونوں نے یحییٰ بن قطان سے۔

(۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ علاف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے دھنی سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے اُم سلمہ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے منبر کے پیر کے جنت میں درجات ہوں گے۔ (أخرجه النسائي في المساجد ۲/۳۵-۳۶)

باب ۱۱۱

اصحاب رسول ﷺ کا مدینے آمد پر وباء سے دوچار ہونا

اوراللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی مدینے کی وباء سے حفاظت کرنا، حضور ﷺ کا صحابہ کے لئے مدینے کی آب وہوا موافق بنانے کی دعا کرنا اور مدینے کی وباء کو جحفہ کی طرف ہٹانا حضور ﷺ کی دعا کی قبولیت، حضور ﷺ کا مدینے سے حرمت قائم کرنا اور مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، طاہر فقیہ، ابوزکریا بن ابواسحاق اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی انس بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال ﷺ کو بخار ہوگیا تھا اور ابوبکر صدیق ﷺ کو جب بخار آتا تھا تو وہ یوں گویا ہوتے تھے :

کل امرىء مصبح فی اهله والموت ادنیٰ من شراك نعله

ہر انسان اپنے گھر والوں میں خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کی موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب آچکی ہوتی ہے۔

اور حضرت بلال ﷺ جب بخار سے اُٹھتے تھے تو اُونچی آواز میں یوں کہتے تھے :

الا ليت شعری هل أبيتن ليلة بواد وحولی اذ خرو جليل

وهل اردن يوما مياه مجنة وهل يبدون لی شامة وطفيل

اے میری بقاء میری زندگی کیا میں ایک رات وادی میں گزاروں گا اس طرح کہ میرے اردگرد اذخر (لیمن گراس) اور جلیل گھانس ہو؟

اور کیا میں ایک دن مجنة کے پانیوں پر بھی آؤں گا۔ کیا میرے لئے شامہ اور طفیل پہاڑ سامنے ہوں گے

اے اللہ! تو لعنت فرما عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن صالح نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو ابو سامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، پھر اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے کہا ہے یَـرْفَـعُ عـقـيـرية اور یہ اضافہ کیا ہے کہ جیسے انہوں نے نکالا ہے ارض وباء کی طرف۔ اس کے بعد کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنا دے جیسے ہمیں مکہ سے محبت ہے اور اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! ہمارے (پیمانوں) صاع میں اور مُدّ میں برکت دے اور ان کو ہمارے لئے موافق اور درست کر دے اور مدینہ کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینے میں آئے تھے تو یہ اللہ کی زمین پر سب سے زیادہ وباؤں والی زمین تھی۔ فرماتی ہیں کہ بطحان نجل کو بہاتی رہتی تھی، مدینے کی وادی مراد لیتی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابو اسامہ سے۔ (صحیح البخاری ۳/۵۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوذر عبد بن احمد بن محمد ہروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عباس بن فضل بن زکریا نے، ان کو حسین بن ادریس نے، ان کو محمد بن رمح نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن ابوحبیب سے، ان کو ابوبکر بن اسحاق بن یسار نے، اس نے عبداللہ بن عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو آپ کے اصحاب بیمار ہو گئے تھے۔ ابوبکر بیمار ہو گئے تھے اور عامر بن فہیرہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام بھی اور بلال رضی اللہ عنہ بھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ان لوگوں کی بیمار پرسی کرنے کی اجازت مانگی تھی، حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تھی اور یہ واقعہ پردے کے حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ سیدہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے فرمایا :

كـل امـرىء مـصـبـح فـى اهـلـه — والـمـوت ادنـىٰ مـن شـراك نـعـلـه

ہر مرد اپنے اہل خانہ کے ساتھ خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ موت جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ اس کے قریب آ چکی ہوتی ہے۔

اور انہوں نے عامر بن فہیرہ کی طبیعت پوچھی تو انہوں نے کہا :

انـى وجـدت الـمـوت قـبـل ذوقـه — ان الـجـبـان حـتـفـه مـن فـوقـه

میں نے موت کو پا لیا ہے موت کے چکھنے سے پہلے۔ بے شک بزدلی کی موت موت سے بڑھ کر ہے۔

پھر انہوں نے بلال کی مزاج پُرسی کی تو وہ کہتے ہیں :

الا لـيـت شـعـرى هـل ابـيـتـن لـيـلـة — بـفـخ وحـولـى اذخـر وجـلـيـل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر لوگوں کے احوال ذکر کئے تو حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھا کر دیکھا اور دعا فرمائی : اے اللہ! مدینے کو ہمارے لئے مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ پسندیدہ بنا دے، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے صاع میں اور مُدّ (ماپنے اور تولنے کے پیمانوں میں) برکت عطا فرما اور ان کی وباء کو مہیعہ یعنی جحفہ کی طرف منتقل فرما۔

مدینہ کی وباء جاہلیت کے دور میں مشہور تھی .... (۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں حضور ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو یہ اللہ کی سب سے زیادہ وباؤں والی زمین تھی اور مدینے کی وادی بطحان تو ہر وقت سیم کے پانی سے بہتی رہتی تھی۔ اس پر جھاؤ اُگے رہتے تھے۔ ہشام نے کہا کہ مدینے کی وباء جاہلیت کے دور میں

مشہور تھی۔ جب وادی میں وباء آجاتی تھی اور کوئی آدمی باہر سے یہاں آجاتا تو اسے کہا جاتا تھا کہ وہ گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کرے۔ وہ جب ایسا کر لیتا تھا تو اس وادی کی وباء اس کو نقصان نہیں پہنچاتی تھی (یہ جاہلیت کا خیال تھا)۔

ایک شاعر نے اس وقت کہا تھا جب وہ مدینہ میں آیا :

لعمری لئن عشرت من خیفة الردی نهيق الحمار اننی لجزوع

میری جان کی قسم! اگر میں موت کے ڈر سے گدھے کی طرح آوازیں نکالوں تو میں بڑا بزدل کہلاؤں گا۔(البدایۃ والنہایہ ۳/۲۲۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق ﷺ اور بلال ﷺ بیمار ہو گئے تھے۔راوی نے حدیث بیان کی ہے مثل حدیث ابواسامہ کے مگر اس نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ پھر راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ''اور ہمارے لئے برکت عطا فرما اس کے صاع میں اور مُدّ میں۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو مسدد نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں آئے تو یہ وبائی بستی تھی۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ ہشام کہتے ہیں کہ پھر کوئی بچہ جب مقام جحفہ میں پیدا ہوتا تو اس کے جوان ہونے سے قبل بخار اس کو ہلاک کر دیتا۔(البدایۃ والنہایہ ۳/۲۲۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری اسفرائنی نے وہاں پر، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو فضل بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، ان کو سالم بن عبداللہ ابن عمر ﷺ سے حضور ﷺ کے خواب کے بارے میں مدینے کے اندر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی ہے جس کا سر بکھرا اور اُلجھا ہوا ہے، پھر وہ مدینے سے نکل کر مَهْيَعَهْ میں داخل ہوگئی ہے اور میں نے اس کی تعبیر یہ دی ہے کہ مدینے کی وباء مهيعه کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ن کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو یہ بخار کی وجہ سے اللہ کی ساری زمین میں سے سب سے زیادہ وباء والی جگہ تھی۔ چنانچہ آپ کے صحابہ کو بھی اس وباء میں سے کچھ تکلیف اور بیماری پہنچی، یہاں تک کہ اس تکلیف نے ان لوگوں کو بہت مشقت و پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے ہٹا لیا تھا۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عبدہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مدینے میں آئے تو وہ وبائی جگہ تھی۔ چنانچہ ابوبکر صدیق اور حضرت بلال بیمار ہو گئے۔حضور ﷺ نے جب اپنے اصحاب کو بیمار رہتے دیکھا تو دعا فرمائی : اے اللہ! مدینے کو ہمارے لئے پسندیدہ بنا دے جیسے آپ نے مکہ ہمارے لئے پسندیدہ بنایا تھا یا اس سے بھی زیادہ پسندیدہ اور مدینے کو صحیح کر دے، ٹھیک بنا دے اور ہمارے لئے اس کے صاع میں اور اس کے مُدّ میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف پھیر دے۔

مسلم نے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔(صحیح مسلم بشرح نووی ۹/۱۴۵۔۱۴۶)

(۹) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اور ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوزکریا بن ابواسحاق نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی انس بن عیاض نے، ان کو خبر دی ہشام بن عروہ نے صالح بن ابوصالح سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں صبر کرے گا مدینے کی سختیوں اور مشقتوں کو کوئی ایک شخص مگر میں اس کے لئے شفیع ہوں گا یا فرمایا تھا گواہ ہوں گا۔

اس کو نقل کیا ہے مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے ہشام سے۔

مدینہ کو حرام بنادے .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوالنصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور حسن بن سفیان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوکامل نے، ان کو عبدالعزیز بن مختار نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباد بن تمیم سے، اس نے عبداللہ بن زید سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا، بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں نے مدینے کو حرم بنا دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محترم قرار دیا تھا اور میں نے مدینے کو مُدّ اور صاع (ماپ تول کے پیمانوں) کے لئے بھی دعا کی ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ (مُدّ اور صاع) کے لئے دعا کی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابوکامل سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث وہب سے، اس نے عمرو بن یحییٰ سے اور اس مفہوم کی تمام احادیث نقل کی گئی ہیں کتاب السنن کی کتاب الحج میں۔

دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا .... (۱۱) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسامہ بن زید نے، ان کو عبداللہ قراظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اس کو۔ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعد سے وہ دونوں کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اے اللہ! میری اُمت کے لئے صاع میں اور مُدّ میں برکت عطا فرما اور ان کے لئے مدینہ میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے اور آپ کے خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا رسول ہوں اور بے شک ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے دعا مانگی تھی مکہ کے لئے اور میں آپ سے دعا مانگتا ہوں مدینے کے لئے، بالکل اسی طرح جس طرح آپ سے دعا مانگی تھی ابراہیم نے مکہ کے لئے اور اس کی مثل اسی کے ساتھ بھی۔ بے شک مدینہ بھرا ہوا ہے فرشتوں کے ساتھ، اس کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے اور وہ مدینے کی حفاظت کرتے ہیں نہ ہی اس میں طاعون وبا داخل ہوگی اور نہ ہی دجال داخل ہوگا، جو شخص بھی اہل مدینہ کے لئے بُرائی سوچے گا اللہ تعالیٰ اس کو پگھلا دیں گے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔ (مسلم ص ۴۹۵)

باب ۱۱۲

کعبہ کو مستقل قبلہ بنا دیا گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ فضل بن جناب جُمحی نے، ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن رجاء غدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے عازب سے

اُونٹ کا پلان خریدا تھا۔ براء نے حدیث ذکر کی نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نزول کے بارے میں جہاں ان کو حکم ہوا تھا، کہتے ہیں تحقیق نماز پڑھتے رہتے تھے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ مہینے یا سترہ مہینے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کعبے کی طرف منہ کریں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قد نری تقلب وجهك في السمآء فلنو لينك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام

تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے چہرے کا بار بار اُوپر اُٹھنا۔ پس ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے ایسے قبلے کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ پس آپ پھیر لیجئے اپنے چہرے کو مسجد الحرام کی طرف۔

کہتے ہیں کہ آپ کعبے کی طرف متوجہ کر دیئے گئے جبکہ لوگوں میں سے کم عقلوں نے کہا اور وہ یہود تھے کہ (مسلمانوں کو) کس بات نے پھیر دیا ان کے اس قبلے سے جس پر وہ پہلے سے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

قل لله المشرق والمغرب يهدى من يشآء الى صراط مستقيم

آپ (اے محمد ﷺ) فرما دیجئے کہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی راہنمائی کرتا ہے۔

دوران نماز رُخ کعبہ کی طرف پھیرنا .... راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ نماز کے بعد انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ نماز عصر میں رکوع کی حالت میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور وہ کعبے کی طرف پھیر دیئے گئے ہیں لہٰذا وہ لوگ اسی حالت میں پھر گئے (گھوم گئے)۔ یہاں تک کہ کعبے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دونوں کی روایت کے الفاظ برابر ہیں ایک جیسے ہیں مگر قطان کی روایت میں ہے کہ قوم گھوم گئی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن رجاء سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریقوں سے اسرائیل سے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی سری بن خزیمہ نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے، ان کو مالک نے عبداللہ بن دینار سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ یکا یک لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے اور آپ کو حکم دے دیا گیا ہے کہ آپ کعبے کی طرف منہ کر لیں۔ پس وہ لوگ کعبے کی طرف متوجہ ہو گئے حالانکہ ان کے منہ شام کی جانب تھے، پس وہ کعبے کی طرف گھوم گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے مالک سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے، وہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے جو تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے تھے اور وہ مرد جو قتل ہو گئے ہم نہیں جانتے کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

وما كان الله ليضيع ايمانكم انّ الله بالناس لرء وف رحيم

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ایمان کو ضائع نہیں کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا شفیق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابونعیم سے۔

تحویل قبلہ کا واقعہ جنگ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں آنے کے بعد سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھائی تھی اس کے بعد قبلہ کعبے کی طرف پھیر دیا گیا تھا جنگِ بدر سے دو ماہ قبل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ ابن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا سولہ مہینے کے آخر میں پھر نبی کریم ﷺ کی آمد سے مدینے میں اور یہ واقعہ جنگِ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن فضیل نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے آمد کے سولہ مہینے تک نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف۔ اس کے بعد آپ مسجد الحرام کی طرف پھیر دیئے گئے بدر سے دو ماہ قبل۔ (اخرجہ مالک فی کتاب القبلہ حدیث ۷۔ ص ۱/۱۹۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، میرا گمان ہے کہ اس نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا مسجد الحرام کی طرف رجب میں سولہ مہینے کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ کے نکلنے سے مکہ سے اور نبی کریم ﷺ اپنے چہرے کو آسمان کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے حالانکہ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی جب آپ کو بیت الحرام کی طرف متوجہ کیا :

سیقول السفهآء من الناس ماولهم عن قبلتهم التی كانوا علیها قل لله المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

عنقریب کہیں گے کم سمجھ لوگ کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اس قبلے سے پھیر دیا ہے جس پر وہ تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب اللہ کے ہیں وہ جس کو چاہتے ہیں صراطِ مستقیم کی رہنمائی عطا کرتے ہیں (یہ آیات اور اس کے بعد کی آیات نازل ہوئیں)۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے والوں کے اعمال ضائع نہیں ہوتے .... اس کے بعد یہودیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ شخص اپنے شہر مکہ کی طرف مشتاق ہو گیا ہے اور اپنے باپ کے شہر کی طرف۔ ان کو کیا ضرورت تھی کہ انہوں نے اپنے مقدس قبلے کو بھی چھوڑ دیا ہے کبھی ایک طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں تو کبھی دوسری طرف۔ اور اصحاب رسول میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو ہم میں سے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے انتقال کر گئے۔ کیا ان کی نمازیں باطل ہو جائیں گی؟ چنانچہ مشرک اس سے خوش ہونے لگے اور کہنے لگے کہ محمد پر اس کا معاملہ گڈمڈ ہو گیا ہے۔ قریب ہے کہ یہ دوبارہ ہمارے دین پر آ جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جن میں اس نے بے وقوفوں کے قول کو ذکر کیا (اور اس پورے پروسیجر کی حکمت سمجھائی ....) کہ

ولیکون الرسول علیکم شهیدا ۔ ولنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه وان كانت لكبيرة الا علی الذین هدی الله ۔ وما كان الله لیضیع ایمانكم ان الله بالناس لرء وف الرحیم ۔

(۱) ایک حکمت تو یہ تھی کہ رسول تمہارے اُوپر گواہ بن جائیں۔

(۲) دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ علم ظہور کے ساتھ یہ جان لے کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اپنے قدموں پر پھر جاتا ہے۔

(۳) تیسری یہ کہ قبلے سے پھرنا بڑی مشکل بات ہے مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔
(۴) چوتھی حکمت یہ سمجھائی کہ ثواب واجر کا معاملہ ایمان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے قبلے کے ساتھ نہیں۔
(۵) پانچویں بات یہ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفیق ہے جو کچھ فیصلہ فرماتا ہے اس میں لوگوں کے ساتھ شفقت ہی مقصود ہوتی ہے۔

دین پر بے جا اعتراض کرنے والے احمق ہیں .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید ابن ثابت نے، ان کو سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے شک کیا ہے محمد بن محمد نے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ قبلہ پھیرا گیا تھا شام سے کعبے کی طرف ماہ رجب میں سترہ مہینے کے آغاز پر رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد، اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس رفاعہ بن قیس اور قردم بن عمرو اور کعب بن اشرف، نافع بن ابو نافع، حجاج بن عمرو حلیف کعب بن اشرف، ربیع بن ربیع بن ابوالحقیق اور کنانہ بن ابوالحقیق آئے اور آکر پوچھا کہ اے محمد! آپ کو کس بات نے اس قبلے (بیت المقدس) سے پھیر دیا جس پر آپ تھے حالانکہ آپ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ملت ابراہیم پر ہیں اور اسی کے دین پر ہیں۔ آپ واپس اسی قبلے پر آجائیں جس پر تھے۔ لہٰذا ہم بھی آپ کی اتباع کرلیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ درحقیقت وہ آپ کو آپ کے دین کے معاملے میں فتنے میں ڈالنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :

سیقول السفهآء من الناس ماولّٰهم عن قبلتهم التي كانوا عليها ...... تا ...... الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على عقبيه ـ

یعنی ابتلاء اور آزمائش کے لئے۔ اگرچہ یہ بڑی بھاری بات ہے مگر ان لوگوں کے لئے جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والے نہیں ہیں۔

مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازوں کو ضائع نہیں کریں گے جو پہلے قبلے کی طرف تھیں اور نہ تمہاری اس تصدیق کو ضائع کریں جو تم نے نبی کے ساتھ کی تھی، نہ اس اتباع کو ضائع کریں گے جو تم نے اپنے نبی کی کی تھی دوسرے قبلے کی طرف منہ کر کے بلکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے کا اجر عطا کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑے شفیق تر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا :

قد نرى تقلب وجهك في السمآء ...... تا ...... فلاتكونن من الممترين ـ

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۶۔۱۷۷)

باب ۱۱۳

اعلان قتال کا آغاز

اور اس کے بعد جو احکامات آئے مشرکین اور اہل کتاب سے معافی اور درگزر کے منسوخ ہونے کے فرضیت جہاد کی وحی سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری سے بغداد میں، اس نے کہا انہیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے عروہ بن زبیر سے یہ کہ اسامہ بن زید نے اس کو خبر دی ہے (ح)۔
اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو

ابوسلیمان نے ح)۔ اور ہمیں خبری دی ہے ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے ، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے ۔ ان کو علی بن محمد بن عیسیٰ نے ، ان کو ابوالیمان نے ، ان کو خبر دی ابوبشر شعیب بن ابوحمزہ نے ، زہری سے ، ان کو خبر دی عروہ نے یہ کہ اسامہ بن زید نے ان کو خبر دی ہے یہ کہ رسول ﷺ اس گدھے پر سوار ہوئے جس پر زین کسی ہوئی تھی (گھوڑے کی طرح)۔

فدک کے بنے ہوئے مخمل کی چادر پر اسامہ بن زید پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ عیادت کرنے چلے تھے سعد بن عبادہ کی بنو حارث بن خزرج میں بدر کے واقعہ سے قبل یہاں کی ایک مجلس سے حضور ﷺ کا گزر ہوا اس میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہ عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول کے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے ۔ اتفاق سے مجلس میں مسلمان اور بت پرست مشرکین سب ہی موجود تھے اور یہود بھی تھے اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے ۔ جب مجلس کو چوپائے جانور سواری کے پیروں سے اُڑنے والے غبار نے چھپا دیا تو اُبَیّ نے اپنی ناک کو چادر سے چھپا لیا ۔ اس کے بعد کہنے لگا تم لوگ ہمارے اُوپر غبار تو نہ ڈالو ۔

عبداللہ بن ابی کی شرارت .... اتنے میں رسول اللہ نے السلام علیکم کہا اور پھر کھڑے ہو گئے ۔ سواری سے اُترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا لہٰذا عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول نے کہا ارے میاں آپ جو بات کرتے ہو اگر یہ حق ہے تو اس سے خوبصورت اور بہتر بات کوئی نہیں ہے لہٰذا تو ہمیں ہماری مجالس میں آ کر تکلیف نہ دے ۔ آپ اپنی منزل پر جایئے جو شخص تیرے پاس آئے اسی کے آگے بیان کیجئے ۔ اور عبداللہ بن رواحہ نے کہا ، جی ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) ! آپ ہماری مجالس میں آیا کریں ، ہم اس کو پسند کرتے ہیں ۔ بس پھر کیا ہوا کہ مسلمانوں ، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا ۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں ۔ حضور ﷺ ہمیشہ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے ۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے ۔ اور سعد بن عبادہ کے پاس گئے ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد سے ! آپ نے سُنا کیا کیا ہے ابوحباب نے یعنی عبداللہ بن اُبَیّ نے ؟ فرمایا کہ اس نے ایسے ایسے کہا ہے ۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ ! آپ اس کو معاف کر دیں اور اس سے درگذر فرمائیں ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اُوپر کتاب اُتاری ہے ۔ البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ حق کو لے آیا ہے جو آپ کے اُوپر اُتارا گیا اور البتہ تحقیق اس مدینہ کی بستی والے تیار ہو گئے اس پر کہ وہ اس حق کی طرف متوجہ ہوں اور اس کو مضبوط کریں برادری کے ساتھ جب اگر اللہ نے رد کر دیا حق کو جو اس کو دیا ہے (یعنی اس کو اس حق سے محروم کر دیا ہے) تو اس نے بھی از راہ حسد اس سے انکار کر دیا ہے ۔ اسی وجہ سے اس نے ایسا ایسا کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے درگذر کر لیا ۔ آپ کے اصحاب بھی درگذر کرتے تھے ۔ مشرکین اور اہل کتاب سے جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا ادھر ایذا پر صبر کرتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

ولتسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم ومن الذين اشركوا اذًى كثيرًا وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الأمور ۔

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ، ایذا اور تکلیف پہنچائی اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو گے تو یہ بات بڑے اہم امور میں سے ہے ۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

ود كثير من اهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفارًا حسدًا من عند انفسهم من بعد ماتبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا حتىٰ يأتي اللّٰه بامره ان اللّٰه على كل شيء قدير ۔

اہل کتاب میں سے زیادہ تر یہ چاہتے تھے کہ وہ آپ لوگوں کو ایمان لانے کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دیں ۔ یہ ان کے دلوں کا حسد ہے ، اس کے بعد کہ ان کے واسطے حق واضح ہو چکا ہے درگذر کرو اور منہ پھیر لو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

نبی کریم ﷺ عفو ودر گذر سے کام لیتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب اللہ نے ان کے بارے میں اجازت دی اور جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کی جنگ لڑی اور اللہ نے اس میں قتل کرادیا جن کو قتل کرایا قریش کے سرداروں میں سے تو اُبی بن سلول اور اس کے ساتھ بُت پرست مشرکین نے جو اس کے ساتھ تھے کہا کہ یہ ایسا امر ہے جو غالب ہو کر رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اسلام پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ابوالیمان کی حدیث کے ہیں شعیب سے۔ حدیث معمر پوری ہو گئی اس لفظ پر فَعَفَا عنه النبی ﷺ۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق اور عبد بن حمید سے اس نے عبدالرزاق سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حدیث عقیل سے اور دیگر سے۔ انہوں نے زہری سے۔ (مسلم ۳/۱۴۲۲)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے مسلم بطین سے اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ یہ آیت پڑھا کرتے تھے :

اذن للذین یقاتلون بأنّھم ظلموا و ان اللّٰہ علی نصرھم لقدیر ۔

جہاد کی اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جن سے قتال کیا گیا بایں سبب کہ وہ مظلوم ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت کرنے پر قادر ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ پہلی آیت ہے جو قتال کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۱۲/۶۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں

اذن للذین یقاتلون بأنّھم ظلموا

قریش نے مہاجرین کا تعاقب کیا .... فرمایا کچھ لوگ اہل ایمان میں سے مکہ سے ہجرت کر کے مدینے کی طرف چلے تھے قریش کے کفار نے ان کا تعاقب کیا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتال کرنے کی اجازت فرمائی تھی تعاقب کرنے والوں کے ساتھ، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی اور صحابہ نے ان سے قتال کیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن حافظ نے، ان کو ابویحیٰی احمد بن محمد بن ابراہیم سمرقندی نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو محمد بن عبداللہ نے، ان کو حاتم ابن علاء نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے اسماعیل ابن ابوخالد سے، اس نے سدی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی تھی وہ یہ تھی :

اذن للذین یقاتلون بأنّھم ظلموا

ابتداءً جہاد صرف قریش کے خلاف تھا .... محمد بن نصر نے کہا مسلمان آغاز میں اس طرح تھے کہ اللہ نے قتال کی اجازت اس طرح دی تھی کہ یہ حکم نہیں تھا کہ مجموعی طور پر مشرکین کے ساتھ قتال کرو بلکہ صرف یہ حکم ملا تھا کہ مخصوص طور پر انہیں لوگوں کے ساتھ قتال کریں جو ان سے قتال کریں۔ اور جو ان پر ظلم کریں اور جو ان کو ان کے گھروں سے نکالیں۔ یہ بات اس آیت کے مطابق ہے جس میں قتال کی اجازت مذکور ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ۔

قتال کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ قتال کریں اور حد سے نہ بڑھو (قتال کے اندر حد سے نہ بڑھو اس طرح کہ ان لوگوں سے بھی قتال کرنے لگو جو تم سے قتال نہیں کررہے)۔

ان اللّٰہ لا یحب المعتدین ۔ بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

اور اگلی آیت بھی :

و اقتلو ھم حیث ثقفتموا ھم ۔ ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ۔

تا .... الیٰ قولہ ۔ فاِن قاتلو کم فاقتلو ھم ۔ اگر وہ تم سے لڑیں تم بھی ان سے لڑو۔

جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے اور آپ کے ارد گرد بتوں کے پجاری بھی تھے اور اہل کتاب کے کئی گروہ بھی (یہی وجہ ہے) آپ نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی قتال نہیں کیا تھا۔ بلکہ جنگ بدر کے حوالے سے ان کے درپے ہی نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ خصوصی طور پر قریش کے درپے ہوئے تھے اور انہیں کا قصد کیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا تھا ان کو جنہوں نے ان پر ظلم کیا تھا اور جنہوں نے ان کو ان کے گھروں سے نکالا تھا۔ حالانکہ مشرک مدینے میں بھی رہتے تھے۔ اہل کتاب سے بھی اور بتوں کے پجاریوں سے بھی اللہ نے ان کی طرف پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنے کی دعوت دی اور ان کو معاف کرنے پر آمادہ کیا۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

لتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذًی کثیرا ، وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور ۔

البتہ ضرور تم لوگ سنو گے ان لوگوں سے کثیر ایذا جو تم سے پہلے کتاب میں دیئے گئے تھے اور مشرکوں سے بھی اگر تم صبر کر جاؤ اور بچنے کی تدبیر کر لو تو یہ بہت بڑی بات ہوگی۔

نیز ارشاد فرمایا :

ود کثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا حسدًا من عند انفسھم ...... تا ......
حتیٰ یأتی اللّٰہ بامرہ ۔

اہل کتاب میں زیادہ تر لوگ وہ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹا دیں از راہ حسد جو ان کے دلوں میں ہے
تا .... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک نیا حکم لے آئے۔

اور بسا اوقات آپ کو حکم دیا جاتا تھا ایک کے بعد ایک کو قتل کرنے کا ان میں سے جنہوں نے آپ کو ایذا دینے کا قصد کیا ہوتا تھا جب یہ بات ظاہر ہو جاتی تھی اور آپ کے ساتھ عداوت پر اُتر آتا تھا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمر نے، ان کو ابو العباس اصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ شافعیؒ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اس بات کی اجازت دی تھی کہ مشرکین کے ساتھ قتال کرنے کی ابتدا کریں۔ ارشاد ہوا :

اذن للذین یقاتلون بأنّھم ظلموا

اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے قتال کیا گیا بایں وجہ کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔ (تا آخر آیت)

اور اس طرح ان لوگوں کے لئے قتال جائز اور مباح فرما دیا تھا۔ مطلب یہ کہ اس حکم کو اپنی کتاب میں اللہ نے ظاہر اور واضح فرما دیا تھا۔

چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا :

وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللّٰہ لایحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم

کہ اللہ کی راہ میں قتال کرو ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ قتال کریں لیکن زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے اور تم ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ

تا اس حکم تک کہ .... ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتیٰ یقاتلوکم فیہ

اور تم لوگ ان کے ساتھ مسجد الحرام میں قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ اس میں تم سے بھی قتال کریں

فان قاتلو کم فاقتلو ھم ۔ اگر وہ تم سے اس میں بھی قتال کریں تو تم ان کو ضرور قتل کرو۔

کذ لک جزاء الکافرین ۔ یہی کافروں کی جزاء اور بدلہ ہے

اور امام شافعیؒ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ یہ مذکورہ آیت اہل مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف شدید ترین عداوت رکھتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں پر فرض کیا گیا ان کے خلاف قتال کرنے میں وہ سب کچھ اللہ نے جس کو ذکر فرمایا ہے پھر کہا جائے گا یہ سب کچھ منسوخ کر دیا گیا اور قتال سے ممانعت ہے یہاں تک کہ وہ قتال کریں۔ بس قتال سے ممانعت شہر الحرام میں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وقاتلو ھم حتیٰ لاتکون فتنة ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۳)

کہ ان سے قتال کرو یہاں تک کہ (شرک و کفر کا) فتنہ باقی نہ رہے۔

اس آیت کا نزول فرضیت جہاد کے بعد ہوا۔

نیز امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خاص مدت گزر گئی آپ کی ہجرت سے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں انعام فرمایا، کئی جماعتوں پر حضور ﷺ کی اتباع کی بدولت تو اللہ کی مدد کے ساتھ ان لوگوں کے لئے تعداد میں ایک خاص قوت پیدا ہو گئی جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہاد فرض کر دیا اس کے لئے پہلے مباح تھا فرض نہیں تھا۔

چنانچہ ارشاد ہوا :

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم ۔ الآیة

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۶)

تمہارے اوپر فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ ناگوار ہے تمہارے لئے اور عین ممکن ہے کہ تم ایک شیء کو ناپسند کرو حالانکہ وہ ہی خیر اور بھلائی ہو تمہارے حق میں۔

نیز ارشاد ہوا :

ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنة یقاتلون فی سبیل اللّٰہ ۔ الخ

(سورۃ التوبہ : آیت ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید کر لئے ہیں بایں طور کہ ان کے لئے جنت ہوگی وہ اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں۔

اور ساری آیات جو جہاد کی فرضیت میں ہیں ذکر کی ہیں۔

آیت قتال سے عفو و درگزر کا حکم منسوخ ہو گیا............ (۶) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے عباس ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد :

وأعرض عن المشرکین ۔ (سورۃ الحجر : آیت ۹۴)

نیز یہ ارشاد :

فاعفوا واصفحوا حتی یأتی اللّٰہ بأمرہ ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

معاف کرو اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے۔

اور اسی طرح کی آیات جو مشرکین سے معافی کے بارے میں تھیں یہ ساری آیات منسوخ ہو گئیں اس آیت کے ساتھ۔

قاتلوا الذین لایؤمنون باللّٰہ ولا بالیوم الآخر .... الی قولہ وھم صاغرون

کہ قتال کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ کے ساتھ اور نہ یوم آخرت کے ساتھ ..... یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کہ جزیہ دیں۔

لہٰذا یہ عفو ودرگذر کرنا مشرکین سے منسوخ ہوگیا۔

اور ارشاد ہوا :

وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ۔ ان سے قتال کئے جاؤ۔ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔(التوبہ ص ۱۹۳۔)

یعنی لایکون شرک ۔ یعنی شرک باقی نہ رہے۔

(دیکھئے الرسالہ للامام الشافعی ص ۳۶۱۔۳۶۳)

☆☆☆

جلد اوّل۔دوم ترجمہ کتاب دلائل النبوۃ ختم ہوا

والحمد للّٰہ علی ذلك اللھم اجعل ھذا العمل خالصًا لك ونجاتًا لی فی الاٰخرۃ وھدایۃ وفلاحًا لامۃ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کثیرًا کثیرا ۔

۲۸/محرم الحرام۔۱۷/فروری ۲۰۰۷ء

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی معرفت

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی رحمہ اللہ

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دلائل النبوة

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

جلد ۲

حصہ سوم، چہارم، پنجم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء شمی گرافکس
ضخامت : 806 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿..........ملنے کے پتے........﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست دلائل نبوت ۔ جلد سوم

☆☆☆

فہرست عنوانات ۔ جلد چہارم

☆☆☆

فہرست عنوانات ۔ جلد پنجم

باب ۲۰۶

باب ۲۰۷

باب ۲۰۸

مجموعہ ابواب ۲۰۹

باب ۲۱۰

باب ۲۱۱

باب ۲۴۶

☆☆☆

باب ۱

غزوات رسول جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک رہے

اور آپ کے سَرایَا بطریق اختصار (بغیر تفصیل)

کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد غزوات کی تفصیل پیش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا مقصد تصنیف آپ کی نبوت کے صحیح ہونے کی بابت دلائل کا بیان ہے۔ اور آپ کی رسالت میں سچائی کا اعلان و اظہار ہے۔ اور آپ کے ایام غزوات میں جو اللہ کی نصرت ظاہر ہوتی رہی مسلمانوں (یعنی آپ کے دین کے پیروکاروں کے لئے) اس کا بیان ہے۔ اور اسی بات کا بیان مقصود ہے کہ اللہ نے آیت استخلاف میں حضور ﷺ کے پیروکاروں سے جو وعدہ فرمایا تھا اللہ نے وہ پورا کر دکھایا تھا۔

آیت استخلاف اور اصحاب رسول کے ساتھ کیا گیا عہد

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبد لنھم من بعد خوفھم امنا یعبدو ننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولٓئک ھم الفاسقون ۔ (سورۃ النور : آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا تم میں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ وہ ان کو زمین پر ضرور خلافت (مستحکم نظام حکومت) عطا کرے گا، جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا تھا۔ اور ان کے دین کو ضرور غلبہ عطا کرے گا جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور خوف کے بعد ان کو امن عطا کرے گا وہ محض میری ہی عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ جو شخص اس کے بعد بھی کفر کرے گا وہی لوگ فاسق ہوں گے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ھانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوسعید محمد بن شاذان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حسین واقد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے اُبی بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے میں آ گئے اور انصار نے ان کو ٹھکانہ دے دیا تو عرب (آرام سے نہیں بیٹھ گئے تھے حضور ﷺ کے اور صحابہ کے مکہ چھوڑنے کے بعد) بلکہ انہوں نے یعنی عرب (مہاجرین وانصار کو) ایک ہی کمان سے تیر مارے۔ لہٰذا انصار ابھی بے فکر ہو کر نہیں بیٹھ گئے تھے۔ حضور ﷺ کو صحابہ کو بلا کر اور اپنے پاس ٹھہرا کر بلکہ) وہ بھی مسلح ہو کر رات کو سوتے اور صبح مسلح ہو کر اُٹھتے۔ گویا وہ رات دن ان کی حفاظت کے لئے تیار اور مسلح رہتے تھے۔

انصار نے کہا تھا (اہل عرب سے) کہ شاید تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہم راتوں کو بے فکر سوتے ہیں (یعنی لمبی تان کر آرام کے ساتھ) اور بس ہم اللہ سے ڈرتے ہیں؟ (یعنی اپنے دشمن اور حریف سے بے خبر رہتے ہیں) تو سنو! ایسی بات نہیں ہے۔ ہم بھی تلواروں کی جھنکار میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری جو اُوپر گزر چکی ہے۔

وعداللّٰہ الذین اٰمنوا منکم .... الخ

کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی سے ان لوگوں سے عہد کیا ہے جو ایمان وعمل صالح سے آراستہ ہیں کہ ان کی دھرتی پر مستحکم نظام حکومت عطا کیا جائے گا، نظام خلافت تمہارے سپرد کیا جائے گا، ایسا مستحکم نظام کہ جس کے کسی زاویے میں اضطراب وبحران نہیں ہوگا۔ جیسے پہلے داؤد وسلیمان کو مستحکم حکومتیں دی گئی تھیں اور تمہاری زندگی کا ہر جلی خفی خوف ختم ہوجائے گا اور تمکین دین بھی ہوگی کہ چہار دانگ عالم میں میری ہی عبادت ہورہی ہوگی اور شرک نہیں رہے گا۔

اُبی بن کعب نے یہ آیت فاسقون تک پڑھ کر سُنائی تھی۔

فائدہ : اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا فرمایا تھا۔

فائدہ : اصحاب سیر اور رواۃ کی اصطلاح میں ''غزوہ'' وہ جنگ کہلاتی ہے جس میں رسول اللہ بذاتِ خود شریک ہوئے ہیں اور جس میں آپ خود نہ گئے ہوں بلکہ صحابہ کرام کو روانہ کردیا ہو اس کو 'بعث' اور سریہ، سرایا کہتے ہیں

غزوات رسول ﷺ کی تعداد

غزوات کی تعداد ستائیس ہے جن میں رسول اللہ ﷺ بنفسہ خود شریک ہوئے۔ ان ستائیس میں سے نو (۹) غزوات میں آپ نے خود تلوار چلائی اور قتال کیا۔

جن غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود قتال کیا

۱۔	غزوۂ بدر	جنگ بدر
۲۔	غزوۂ اُحد	جنگ اُحد
۳۔	غزوۂ مریسیع	جنگ بنو المصطلق
۴۔	غزوۂ خندق	جنگ خندق
۵۔	غزوۂ قریظہ	جنگ قریظہ
۶۔	غزوۂ خیبر	جنگ خیبر
۷۔	فتح مکہ	-
۸۔	غزوۂ حُنین	جنگ حنین
۹۔	غزوۂ طائف	جنگ طائف

بَعُوث اور سَرایا کی تعداد

(۱) بعث اور سریہ۔ (بعُوث اور سرایا) کی تعداد سینتالیس (۴۷) ہے۔

(۲) دوسرے قول کے مطابق تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔

بالترتیب غزوات کے نام :

۱۔	غزوۂ ابواء	اسی کو غزوۂ ودّان بھی کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۲۔	غزوۂ بواط		(اس کے بعد)
۳۔	غزوۂ سفوان	اسی کو غزوہ بدر اولیٰ کہتے ہیں۔ یہ کرز بن جابر کی تلاش میں وتعاقب میں تھا۔	(اس کے بعد)
۴۔	غزوۂ العشیرہ		(اس کے بعد)
۵۔	غزوۂ بدر کبریٰ		(اس کے بعد)
۶۔	غزوۂ بنو سلیم	(مقام کدر) میں۔ اسی کو قرقرۃ الکدر کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۷۔	غزوۂ سویق		(اس کے بعد)
۸۔	غزوۂ غطفان	اسی کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۹۔	غزوۂ فرع	(بحران سے حجاز میں)	(اس کے بعد)
۱۰۔	غزوۂ بنو قینقاع		(اس کے بعد)
۱۱۔	غزوۂ احد		(اس کے بعد)
۱۲۔	غزوۂ حمراء الاسد		(اس کے بعد)
۱۳۔	غزوۂ بنو نضیر		(اس کے بعد)
۱۴۔	غزوۂ بدر اخیرہ	اسی کو غزوہ بدر السوعد کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۱۵۔	غزوۂ دومۃ الجندل	(اس کے بعد)	
۱۶۔	غزوۂ بنو مصطلق	اسی کو غزوہ مریسیع کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۱۷۔	غزوۂ خندق		(اس کے بعد)
۱۸۔	غزوۂ بنو قریظہ		(اس کے بعد)
۱۹۔	غزوۂ بنو لحیان		(اس کے بعد)
۲۰۔	غزوۂ حدیبیہ		(اس کے بعد)
۲۱۔	غزوۂ ذی قرد		(اس کے بعد)
۲۲۔	غزوۂ خیبر		(اس کے بعد)
۲۳۔	غزوۂ ذات الرقاع	اسی کو غزوہ محارب یا غزوہ بنو ثعلبہ کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۲۴۔	غزوۂ عمرۃ القضاء		(اس کے بعد)
۲۵۔	غزوۂ فتح مکہ		(اس کے بعد)
۲۶۔	غزوۂ حنین	جنگ حنین	(اس کے بعد)
۲۷۔	غزوہ طائف		(اس کے بعد)
۲۸۔	غزوۂ تبوک	جنگ تبوک	

فائدہ : بعض محدثین کے نزدیک اس ترتیب میں تقدیم و تاخیر بھی ہے۔

فائدہ : مؤرخ ابن اسحاق، ابن سعد، ابن حزم، ابن اثیر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نو غزوات میں قتال کیا تھا۔ بدر، احد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

فائدہ : دوسرے قول کے مطابق بنونضیر، وادی قریٰ، غابہ میں بھی آپ نے قتال کیا تھا۔

ابن عقبہ کا قول ہے کہ آٹھ مقامات پر آپ ﷺ نے قتال کیا۔ اس نے قریظہ کو خندق کے ساتھ لاحق مانا کیونکہ یہ ان کے پیچھے تھا۔ اور دوسروں نے اس کو الگ مانا ہے کیونکہ یہ احزاب کی شکست کے بعد علیحدہ واقع ہوا تھا۔ اسی طرح بعض نے ایک دوسرے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے طائف اور حنین کو ایک شمار کیا ہے۔

فائدہ : خطیب بغدادی نے جامع میں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں :

كنا نعلم مغازي رسول الله كما نعلم السورة من القران

کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے غزوات ایسے پڑھائے جاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ پڑھائی جاتی ہے۔

فائدہ : اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابووقاص زہری مدنی کہتے ہیں کہ ہمارے باپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مغازی کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کو ہم سے شمار کرواتے تھے اسی طرح آپ کے سرایا بھی۔ اور وہ کہتے تھے اے بیٹے! یہ تمہارے آباء کا شرف ہے اس کے ذکر کو ضائع نہ کرنا۔

فائدہ : خطیب اور ابن عساکر نے زہری سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغازی کے جاننے میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

ملخصا من تحشية
دكتور عبد المعطي قلعجي

باب ۲

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب کو اور عبید بن حارث کو اور سعد بن ابووقاص کو (جہاد کے لئے) روانہ کیا تھا اور غزوۂ ابواء یہی ودّان ہے۔ اور غزوۂ بواط یہی رضوی ہے اور غزوۂ العشیرۃ اور بدر اولیٰ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ نے محمد بن عمرو بن خالد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن

عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھیجا حمزہ کو تیس سواروں کی جماعت دے کر۔ یہ پہلی ''بعث'' تھی یعنی پہلی جماعت جو بھیجی گئی۔ یہ لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ یہ مقام سیف البحر میں پہنچے ارض جھینہ میں۔ یہ لوگ ابوجھل بن ہشام سے ملے جو ایک سو تیس مشرکین کے ساتھ تھا۔ چنانچہ ان کے درمیان مخشی بن عمرو جھنی رکاوٹ بن گیا اس لئے کہ مخشی اور اس کا گروہ دونوں طرف کے فریقوں کا حلیف تھا۔ لہٰذا کسی نے بھی اس کی نافرمانی نہ کی۔ اور دونوں گروہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کچھ عرصے ٹھہرے رہے پھر غزوہ کیا۔ پہلا غزوہ جس میں آپ ﷺ نے جہاد کیا تھا یہ صفر کے مہینے میں تھا۔ مدینے میں حضور ﷺ کی آمد کے بارہ ماہ پورے ہونے پر۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ مقام ابواء میں پہنچ گئے تھے۔

(ابوآء ایک بستی تھی اعمال فرع میں سے مدینے سے۔ اس کے اور جحفہ کے درمیان مدینہ سے تیئس میل پر۔ اور کہتے ہیں کہ ابوآء ایک پہاڑ ہے مقام آرہ کے دائیں طرف۔ اور یمین سے مراد مدینے سے مکے کی طرف بالائی راستہ ہے وہاں ایک شہر ہے جو اسی پہاڑ کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی مقام ابوآء میں حضور ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے)۔ مگر حضور ﷺ واپس آ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین اولین میں ساٹھ آدمی بھیجے اس غزوہ میں۔ انصار میں سے کوئی ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ان ساٹھ افراد پر عبیدہ بن حارث بن مطلب کو امیر مقرر کیا تھا۔ وہاں یہ لوگ مشرکین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ٹکرائے تھے ایک مشہور پانی کے گھاٹ پر، جس کو رابغ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سب نے تیروں بھالوں کی بارش کر دی مسلمان سمٹ گئے تھے۔ ان کے حمایتی تھے جو اُن کی طرف سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ثنیۃ اعزہ میں اُتر گئے تھے۔

اور سعد بن ابووقاص اپنے اصحاب کی طرف سے تیر چلاتے رہے اس کے بعد بعض بعض سے ہٹ گئے تھے۔ اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تھا وہ سعد بن ابووقاص تھے۔ اور یہی وہ پہلا دن تھا جس دن مسلمان اور مشرکین قتال میں باہم مقابل ہوئے تھے۔ اور عقبہ بن غزوان اور مقداد بن اسود اسی دن بھاگ کر مسلمانوں کی طرف آ گئے تھے۔ اس سے قبل وہ قریش کی قید میں محبوس تھے جو کہ اس قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ مشرکین کے ساتھ مل کر چلے آ گئے تھے موقع پا کر دونوں نکل کر عبیدہ (امیر لشکر کے) اور اس کے اصحاب کے پاس آ گئے تھے۔ یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں۔ (الدرر ص ۹۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۲۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۴۳)

اور عروہ بن زبیر کی حدیث میں کہ ان کو ابوجہل بن ہشام تین سواروں کے ساتھ ملے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گیارہ مہینے ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد صفر کے مہینے میں نکلے تھے حتیٰ کہ مقام ابواء میں پہنچے۔ اور باقی گذشتہ روایت کے مفہوم کے مطابق ہے۔

حضرت حمزہ کو جہاد کے لئے روانہ کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے، آپ اس چیز میں کوشاں تھے جس کا اللہ نے حکم دیا تھا یعنی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کا اور ان سے قتال کرنے کا مشرکین سے جو لوگ آپ کے قریب تھے۔ حضور مدینے میں آئے تھے ماہ ربیع الاول میں جب اس کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں پھر آپ مدینے گیارہ ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد آپ جہاد کرنے کے لئے نکل گئے حتیٰ کہ مقام ودّان میں پہنچے (یہ بستی جو مکے اور مدینے کے درمیان جامع ہے نواحی ضرع میں اس کے اور ھرشیٰ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ ھرشیٰ اور ابوآء کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے ودّان جحفہ کے

قریب ہے)۔آپ ودّان میں اس لئے گئے کہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے اور بنوضمرہ بن بکر بن عبدمنات بن کنانہ کا۔یہی غزوہ ابواء کہلاتا ہے۔
اس مقام میں آپ کو واپس کروایا تھا بنوضمرہ نے جس نے واپس کروایا تھا وہ ان کا سردار تھا۔اس زمانے میں مخشی بن عمرو کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے وہاں آپ کو جنگ کا سابقہ نہیں پڑا،نہ آپ نے کسی سے از خود تعرض کیا نہ کوئی قتال کے لئے نکلا۔
آپ صفر کا بقیہ مہینہ وہاں رہے اور ربیع الاول کے ابتدائی ایام۔

آپ نے اپنی جگہ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو بھیجا مہاجرین کے ساٹھ سواروں کے ساتھ۔ان میں انصاری کوئی ایک بھی نہیں تھا اور یہی وہ پہلا جھنڈا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا اور حضور نے اپنے اسی مقام پر بھیجا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف العیص کے کونے کی طرف سے مہاجرین کے تیس سواروں کے ساتھ،ان میں انصاری ایک بھی نہیں تھا۔لہٰذا عبیدہ بن حارث اور مشرکین مقام ثنیۃ المرۃ ایک پانی کے گھاٹ پر باہم ملے،ان کے درمیان تیراندازی ہوئی تھی،ان دونوں مشرکین پر ابوسفیان بن حرب مقرر تھے۔اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا وہ سعد بن مالک ؓ تھے۔لہٰذا مسلمان بعض بعض کی طرف بھاگ کر جانے لگے،اسی دن مقداد بن اسود اور عقبہ بن غزوان بھی بھاگ کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے۔

بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب تیس سواروں کو ساتھ لے کر ساحل سمندر کی طرف بڑھے تو ابوجہل بن ہشام تین سو سواروں کو لے کر ان سے ملے۔
دونوں کے درمیان مجدی بن عمرو جہنی آڑ اور رکاوٹ بن گئے اور دونوں فریقوں کی طرف سے حلیف مقرر تھے۔لہٰذا حمزہ واپس آ گئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہوا۔

لوگوں نے عبیدہ بن حارث اور حمزہ کے جھنڈے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حمزہ کا جھنڈا عبیدہ کے جھنڈے سے پہلے تھا اور بعض نے کہا کہ عبیدہ کا جھنڈا حمزہ سے پہلے تھا۔یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو اکٹھے روانہ کیا تھا۔لہٰذا یہ بات مسلمانوں سے مشکل ہو گئی (یا مل جل گئی)۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۲۸۔۲۳۰)

بتایا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ربیع الآخر میں جہاد کیا قریش کے ساتھ حتیٰ کہ آپ مقام بواط تک جا پہنچے رضویٰ کے کونے پر۔
اس کے بعد آپ واپس لوٹ آئے تھے اور کسی سے مقابلہ نہیں ہوا تھا۔(بواط پہاڑ ہے جھینہ کے پہاڑوں میں سے،ینبع کے قریب اور رضویٰ بھی ایک پہاڑ ہے ینبع سے ایک دن کے سفر کی مسافت پر اور مدینہ سے چار دن کی مسافت پر۔یہ پہاڑ شعبوں وادیوں، پانی اور درختوں سے آباد ہے۔

حضور ﷺ وہاں پر ربیع الآخر کا بقیہ حصہ ٹھہرے رہے اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ کا بھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے غزوہ کیا مراد ہے قریش کے ساتھ۔
لہٰذا رسول اللہ ﷺ بنودینار بن نجار کی سرنگ میں چلتے رہے حتیٰ کہ آپ مقام عشیرہ پر اُترے بطن ینبع میں۔لہٰذا آپ ﷺ جمادی اولیٰ میں وہاں رہے اور جمادی ثانیہ کی کچھ راتیں بھی اور وہاں پر آپ بنی مدلج اور بنوضمرہ میں سے ان کے حلیفوں سے وہ رخصت ہوئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۳۔۲۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ،مجھے حدیث بیان کی یزید بن محمد بن خثیم نے محمد بن کعب قرظی سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو محمد بن خثیم محاربی نے عمار بن یاسر سے،وہ کہتے ہیں کہ میں اور علی بن ابوطالب دونوں غزوہ ذوالعشیر میں رفیق اور ساتھی تھے بطن وادی ینبع میں۔
جب رسول اللہ ﷺ اس وادی میں اُترے تو آپ ایک مہینہ تک وہاں مقیم رہے۔آپ نے اس میں صلح کر لی بنومدلج سے اور ان کے حلیفوں سے بنی ضمرہ میں سے ان کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدہ کر لیا۔

چنانچہ علی بن ابوطالب ؓ نے مجھ سے کہا،کیا آپ یہ چاہتے ہیں گے اے ابوالیقظان!کہ ہم لوگ ان لوگوں کے پاس جائیں جو بنی مدلج کی جماعت میں یہ اپنے چشمے میں کام کرتے ہیں،ہم بھی دیکھیں کہ وہ لوگ کیسے کرتے ہیں؟چنانچہ ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ہم نے لحظہ بھر

ان کو دیکھا اس کے بعد ہمیں نیند نے تنگ کیا ہم لوگ کھجور کے بچوں کی طرف آئے نرم زمین پر اور ہم وہاں آکر سو گئے۔ اللہ کی قسم ہمیں نہ جگایا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیر سے۔ ہم لوگ اُٹھ بیٹھے تو ہم نرم زمین کی وجہ سے خاک آلود ہو چکے تھے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا اے ابوتراب! (مٹی والے مٹی لگائے ہوئے) ہم نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ ہم نے بنو مدلج کو دیکھا پھر نیند ہمارے اُوپر غالب آ گئی ہم یہاں آکر سو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب لوگوں میں سے شقی ترین دو آدمیوں کے بارے میں نہ بتا دوں؟ ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو قوم ثمود کا وہ شخص جس نے صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونجیں کاٹ دی تھیں اس کا نام اُحَیمِر تھا اور دوسرا وہ شخص جو آپ کو یہاں پر مارے گا اور حضور ﷺ نے اپنے شریر پر ہاتھ رکھ لیا حتیٰ کہ اس سے یہ جگہ تر ہو گئی اور اپنا ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھ لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۶-۲۳۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے تھے۔ جب غزوہ ذوالعشیرہ سے واپس لوٹے تھے دس راتیں بھی شاید نہ ہوئی تھیں کہ آپ نے کرز بن جابر فہری نے لوٹ ڈالی تھی مدینے کے چرنے والے جانوروں پر۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طلب میں نکلے تھے حتیٰ کہ آپ ایک وادی میں پہنچے اس کو سفوان کہتے تھے، یہ بدر کے کونے پر تھی یہی غزوہ بدر اولیٰ مقام تھا جو آپ سے نکل گیا تھا آپ نے اس کو نہیں پایا تھا، رسول اللہ ﷺ وادی میں لوٹ آئے تھے۔ آپ جمادی ثانیہ اور رجب، شعبان ٹھہرے۔ اس دوران آپ ﷺ نے آٹھ افراد کی جماعت سے سعد کو بھیجا تھا وہ واپس لوٹ آیا، وہ بھی کسی لڑنے والی جماعت سے نہ مل سکا یعنی کسی سے جنگ نہیں ہوئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۸)

اسلام میں پہلے امیر .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سھل بن عثمان نے عسکری نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے، ان کو مجاہد نے زیاد بن علاقہ سے، اس نے سعد بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے ہمیں انہوں نے کچھ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ ہم لوگ ایک سو بھی نہیں تھے اور ہمیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم بنی کنانہ یا جہینہ کے ایک قبیلے پر غارت کریں، اچانک حملہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ان پر غارت ڈالی وہ لوگ زیادہ تھے ہم لوگوں نے جہینہ کے لوگوں کی طرف پناہ لی۔ ہم لوگ رات کو گئے ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ شہر الحرام میں کیوں قتال کر رہے ہو۔ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ شہر الحرام میں ان لوگوں سے ڈر رہے ہیں جن لوگوں نے ہمیں بلد الحرام سے نکال دیا ہے۔ اس وقت مال غنیمت کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جو چیز جو شخص حاصل کرلے گا وہ اسی کی ہوگی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم چلتے ہیں ان قریش کے ماسوا پر اور ہم ان کو کاٹتے ہیں۔ مگر زیادہ لوگوں نے ہم میں سے کہا کہ نہیں بلکہ ہم اپنی اسی جگہ ٹھہریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں اور میرے کچھ دیگر ساتھی تھے ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس چل کر ان کو خبر بتاتے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس۔ حضور ﷺ غصے سے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ میرے ہاں سے متفق ہو کر گئے تھے اور واپس آئے ہو تو متفرق ہو چکے ہو۔ سنو تم سے پہلے لوگوں کو فرقت نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں تمہارے اُوپر ایک آدمی کو مقرر کروں گا جو تم میں سے زیادہ اچھا نہیں ہو گو مگر تم سے زیادہ صابر ہوگا بھوک پیاس پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہمارے اوپر عبداللہ بن جحش کو بھیجا وہ پہلے امیر تھے اسلام میں جن کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو احمد نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو خرج بن عبید ازدی نے، ان کو حماد بن اسامہ نے، ان کو مجاہد بن سعید نے زیادہ بن علاقہ سے، اس نے قطبہ بن مالک سے، اس نے سعید بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے۔ راوی نے اس کے بعد حدیث اپنے مفہوم کے ساتھ ذکر کی ہے مگر اس میں مال فئی کا یعنی غنیمت کا ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور میں کچھ لوگوں سمیت وہیں ٹھہر گیا تاکہ ہم غیر قریش پر قبضہ کریں۔ اور آگے اس نے حدیث ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے۔ انہوں نے کہا کہ پہلا جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے لئے تھا ماہِ رمضان میں۔ حضور ﷺ کی ہجرت سے سات ماہ بعد وہ قریش کے ایک قافلے پر تعرض کرنے جارہے تھے۔ (مغازی الواقدی ۲/۱)

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھی بھیجا تھا اور ابورافع کو مکے کی طرف تاکہ وہ لوگ آپ ﷺ کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ کو اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کو مکے سے مدینے لے آئیں۔ یہ ہجرت کے پہلے سال کی بات ہے۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ سعد بن ابووقاص کے لئے باندھا تھا وہ ذیعصرہ میں تھا ہجرت سے نو ماہ بعد۔ اور اس نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہجرت سے دوسرے سال جہاد کیا تھا انہی افراد کے ساتھ اپنے اصحاب میں سے۔ مقامِ رضوی تک مراد ہے کہ قریش کے قافلوں کے ساتھ تعرض کیا تھا جن کو امیہ بن خلف لا رہا تھا اور آپ نے مدینے میں اپنا نائب سعد بن معاذ کو بنایا تھا۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بردار سعد بن ابووقاص زہری تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس مدینے لوٹ آئے تھے کسی جنگ سے اس کو سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر اولی کا غزوہ ہجرت سے دوسرے سال کیا تھا۔ مدینے میں بخار کی وباء پھیل گئی تھی ان کو کرز بن جابر فہری نے چلایا تھا۔ حضور ﷺ اس کے پیچھے گئے تھے تعاقب میں۔ آپ کے حامل لواء حضرت علی بن ابوطالب ؓ تھے آپ نے مدینے پر اپنا نائب زید بن حارثہ کو بنایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ وہ بدر میں پہنچ گیا تھا مگر اس کو رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچایا تھا جب کرز ان سے نکل گیا تو آپ ﷺ مدینے واپس لوٹ آئے تھے۔ یہ غزوات بدر اولی کہلاتے ہیں۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے سال عُشیرہ کی طرف نکلے تھے مہاجرین کے ساتھ۔ مدینے میں حضور ﷺ نے ابوسلمہ بن عبدالاسلام کو نائب بنایا تھا۔ اس دن آپ ﷺ کے جھنڈا بردار حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ حتی کہ آپ ﷺ بطن وادی ینبع میں پہنچ گئے۔ وہاں پر بنی مدلج اور بنی حمزہ میں سے ان کے حلیفوں کے ساتھ معاہدے کئے پھر مدینے لوٹ آئے۔ (مغازی الواقدی ۲/۱-۳)

باب ۳

سریۂ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو صیرفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابومحمد احمد بن عبداللہ فرکی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ رسول اللہ نے مسلمانوں میں سے ایک جہادی لشکر روانہ کیا اور ان پر عبداللہ بن جحش اسدی کو امیر بنا دیا۔ وہ لوگ روانہ ہوئے وہ لوگ کھجوروں کی زمین پر یا وادی نخلہ میں اُترے۔ انہوں نے وہاں پر عمرو بن حضرمی کو پالیا قریش کے ایک تجارتی قافلے میں۔ اس دن جب شہر الحرام کا ایک دن باقی رہ گیا تھا مسلمانوں نے سخت اختلاف کیا۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا یہ دشمن سے جہاد اور غزوہ ہے اور غنیمتیں بھی حاصل ہونے والی ہیں جس کا اللہ نے ہمیں رزق دیا ہے۔ اور ہم یہ جان سکیں کہ یہ دن ماہِ حرام میں سے ہے یا نہیں۔ اور ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا ہم تو آج کے دن کو شہر حرام میں سے سمجھتے ہیں اور ہم نہیں قبول کرتے اس بات کو کہ تم اپنی لالچ کے لئے اس کو حلال بنالو جس لالچ کو تم سامنے دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ یہ لالچ کا امر ان پر غالب آگیا جو دنیا کا مال ومتاع چاہتے تھے۔

لہٰذا انہوں نے علی بن جعفری کو باندھ لیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے قافلے لوٹ کر غنیمت بنالیا۔ کفارِ قریش کو اس بات کی اطلاع ملی اور یہ حضرمی پہلا شخص تھا جو مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان قتل ہوا۔ چنانچہ قریش کا ایک وفد روانہ ہو کر حضور ﷺ کے پاس مدینے میں آیا اور آکر کہنے لگا محمد کیا آپ شہر الحرام میں قتال کرنے کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اللہ نے اس موقع پر آیت اُتاری :

یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر وصد عن سبیل الله ...... (تا آخر آیت)

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں شہر الحرام کے بارے میں یعنی ان میں قتال کرنے کے بارے میں۔ فرما دیجئے ان میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ میں جانے سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ و فساد قتل سے بڑا گناہ ہے۔ الخ

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے کہ شہر الحرام میں قتال کرنا حرام ہے جیسے پہلے تھا۔ اور مؤمنوں میں سے جن کو حلال سمجھا گیا وہ اس سے بڑا ہے۔ اللہ کی راہ سے ان کو روکنا جب ان کو قید کیا جاتا ہے اور ان کو عذاب دیا جاتا ہے اور ان کو بند رکھا جاتا ہے۔ اس سے کہ وہ کہیں ہجرت نہ کر جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ قریش کا اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور ان کا مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روکنا۔ حج سے اور عمرے سے اور حرم میں نماز سے۔ اور مشرکین کا اہلِ مسجد کو اس میں سے نکال دینا حالانکہ وہ لوگ حرم کے رہنے والے ہیں اور مشرکین کا ان کو فتنے میں واقع کرنا دین سے۔ یہ سب اس سے بڑے گناہ ہیں۔

ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الحضرمی کا خون بہادیا تھا اور شہر الحرام قائم رکھا تھا جیسے پہلے تھی۔ یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اُتاری : براءة من الله ورسوله ۔ (سورۃ التوبہ : آیت ۱)

(قولہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان بیزاری ہے حجِ اکبر کے دن، کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عبداللہ بن جحش کو ارضِ نخلہ یا وادیٔ نخلہ کی طرف روانہ کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ تم وہیں رہنا یہاں تک کہ تمہارے پاس قریش کی کوئی خبر آئے۔ مگر آپ نے اس کو قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

یہ واقعہ شہر الحرام کا ہے۔ اور آپ نے اس کو ایک تحریر لکھ کر دی یہ بتانے سے پہلے کہ اس نے کہاں جانا ہے۔ اور فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ، جب دو دن کی مسافت طے کر لو تو اس خط کو کھولو اور اس میں دیکھو میں نے جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرو اور ہاں آپ اپنے دوستوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ جانے کے لئے مجبور نہ کرنا یہاں تک کہ آپ مکے اور طائف کے درمیان مقام نخلہ میں پہنچ جائیں اور آپ وہاں سے ہمارے پاس قریش کی خبریں لے آئیں جو ان سے خبریں مل سکیں۔

چنانچہ اس خط کو پڑھنے کے بعد عبداللہ نے اپنے احباب سے کہا، سَمعاً وَاطاعةً (ہم نے یہ حکم سُنا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے)۔ تم میں سے جس کو شہادت کی خواہش ہو وہ میرے ساتھ چلے میں رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جا رہا ہوں۔ اور جو شخص تم سے شہادت کو ناپسند کرتا ہے وہ یہیں سے واپس لوٹ جائے۔ بے شک مجھے رسول اللہ نے منع فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی نہ کروں۔ لہٰذا سارے لوگ (اس کے دوست) ان کے ساتھ چلے گئے حتیٰ کہ جب مقام بحران پہنچے تو سعد بن ابو وقاص اور عقبہ بن غزوان کا اُونٹ گم ہو گیا جس پر وہ باری باری سواری کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور باقی لوگ آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ نخلہ میں پہنچ گئے۔

چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں ان کے پاس سے قریش کا مکے جانے والا ایک تجارتی قافلہ گزر رہا تھا ان کا بڑا عمرو بن حضرمی تھا اور دیگر لوگ حکم بن کسیان، عثمان اور مغیرہ عبداللہ کے بیٹے تھے یہ لوگ ساتھ تھے۔ان لوگوں کے پاس مال تجارت بھی تھا جس کو طائف سے لا رہے تھے، کچھ چمڑا تھا، کشمش تھی۔مسلمان گروہ کو جب اس قافلے والوں نے دیکھ لیا تو مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے ان کو جھانکا۔اتفاق سے اس نے سر منڈوایا ہوا تھا۔انہوں نے جب اسے سر منڈا دیکھا تو آپس میں بولے کہ عمرے والے ہیں۔تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔(ادہر مسلمان گروہ کے منہ میں پانی آ رہا تھا سامان کو دیکھ کر کہ ان کو وہ مظالم یاد آ گئے جو ان کے ساتھ مشرکین نے مکے میں روا رکھے ہوئے تھے)۔ان مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا ان پر حملہ کر کے سامان چھین لینا چاہیے؟ جبکہ یہ دن ماہ رجب کا آخری دن تھا جو شھر الحرام میں سے ایک ہے۔

کہنے لگے کہ اگر ہم ان کو قتل کرتے ہیں اور سامان لیتے تو یہ شھر الحرام کی حرمت ریزی ہوگی اور اگر ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ آج رات ہی مکہ میں اور حرم میں قافلہ داخل ہو جائے گا اور یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔لہٰذا پورے گروہ نے اتفاق کر لیا کہ قافلے والوں کو قتل کر دیا جائے۔لہٰذا واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلا کر اس کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسیان کو قید کر لیا اور مغیرہ بھاگ نکلا اس نے اس کو ناکام کر دیا۔چنانچہ یہ لوگ اس قافلے کو سامان سمیت چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ اس اقدام پر ناراض ہوئے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو رکھ لیا اور قافلے کا سامان بطور امانت محفوظ رکھا۔اس مال میں سے آپ نے کچھ بھی نہ لیا۔

حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کو کھری کھری سنائیں اور ناراضگی کا اظہار کیا تو ان کے ہاتھوں سے تلواریں گر گئیں (ان کو اپنی اس غلطی کا شدید احساس ہوا)۔اور وہ سمجھے کہ بس اب وہ ہلاک ہو گئے اور ادھر سے ان کو مسلمان بھائیوں نے بھی سرزنش کی، اُدھر مکے میں جب یہ خبر پہنچی تو قریش نے دل کھول کر حضور کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔کہنے لگے :

(۱) محمد نے ناحق اور حرام طریقے پر خون بہایا ہے۔

(۲) اور حرام طریقے پر خون بہا کر مال حاصل کیا ہے۔

(۳) اور اس میں اس نے آدمیوں کو ناحق قید بھی کیا ہے۔

(۴) اور شہر الحرام کی حرمت کو پامال کیا ہے۔اس کو حلال بنا لیا ہے۔

چنانچہ اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یسئلونك عن الشھر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل اللّٰه و کفر به و المسجد الحرام واخراج اھله منه اکبر عند اللّٰه و الفتنة اکبر من القتل ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

آپ سے سوال کرتے ہیں شہر الحرام کے بارے میں یعنی اس میں قتال کرنے کے بارے میں۔فرما دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے۔(۱) مگر اللہ کی راہ سے روکنا۔(۲) اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔(۳) اور مسجد الحرام سے روکنا۔(۴) اور مسجد الحرام کے رہنے والوں کو اس میں سے نکال باہر کرنا۔اللہ کے نزدیک قتال اشہر الحرام سے زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔جب یہ آیت اُتری رسول اللہ نے قافلہ کا سامان لے لیا اور دونوں قیدیوں کو فدیہ بنا دیا اور ان کو گویا اس سامان کے بدلے میں چھوڑ دیا۔مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارے بارے میں امید کرتے ہیں کہ یہ غزوہ شمار ہوگا؟

لہٰذا اس پر یہ آیت اُتری :

ان الذین آمنوا والذین هاجروا وجاهدوا فی سبیل اللّٰه اولٰئك یرجون رحمة اللّٰه واللّٰه غفور رحیم ۔

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۸)

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، وہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ لوگ آٹھ افراد تھے اور ان کے امیر عبداللہ بن جحش نویں آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۹-۲۴۳)

(فائدہ) : از مترجم۔ اس سریہ کے شرکاء کے اسمائے گرامی :

۱۔ عبداللہ بن جحش ۔ امیر سریہ
۲۔ ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس
۳۔ عکاشہ بن محصن بن حرثان
۴۔ عقبہ بن غزوان
۵۔ سعد بن ابی وقاص
۶۔ عامر بن ربیعہ
۷۔ واقد بن عبداللہ بن عبد مناف
۸۔ خالد بن بکیر
۹۔ سہیل بن بیضآء ۔ (مترجم)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب زہری سے۔

انہوں نے عبداللہ بن جحش کا قصہ ذکر کیا ہے اسی مفہوم کے ساتھ جو گزر چکا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ دو آدمی پیچھے رہ گئے تھے لیکن اُونٹ گم ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس نے یہ ذکر کیا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا، اس نے پہاڑ پر چڑھ کر یا اُونچائی سے دیکھا تھا، ہاں اس میں تیر مارنے کا ذکر واقد ہی کے بارے میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل رجب میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ نے ان کے درمیان قتال کو اُبھار دیا تھا اور لوگوں کے درمیان۔

زہری نے قصہ کے سیاق میں کہا ہے کہ قریش نے پیغام بھیجا کہ فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے مگر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے خطرہ ہے کہ تم نے سعد بن مالک کو اور عقبہ بن غزوان کو جو ہمارے آدمی پیچھے رہ گئے تھے قتل نہ کر دیا ہو؟ تو اس طرح فدیہ لے کر قیدیوں کو اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک سعد اور عقبہ نہ آ گئے، جب وہ آ گئے تو قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ان میں سے حکم بن کیسان مسلمان ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ گیا اور عثمان بن عبداللہ اور مغیرہ کافر رہے۔

یہودیوں نے اس واقعہ سے فال بد پکڑی تھی کہنے لگے واقد نے وَقَدَتِ الْحَرْبُ کہ واقد سے جنگ بھڑک اُٹھے گی اور عَامِرٌ عمرت الحرب عامر نے جنگ کو آباد کیا ہے۔ اور حضرمی نے حضرت الحرب جنگ کو حاضر کر دیا ہے۔ چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے فال بد پکڑی تھی اور وہ پسند کر رہے تھے جو ان کو بُرا ہی سمجھ میں آیا تھا۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب بدر العُظمٰی

باب ۴

بدر میں جو مشرکین مارے گئے

رسول اللہ نے ان کے بارے میں پہلے بتادیا تھا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابوغرزاۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے، اس نے ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں جا کر اُمیہ بن خلف بن صفوان کے پاس جا کر ٹھہرے اور اُمیہ بن خلف جب شام کے ملک جاتے تھے تو مدینے سے گزرتے ہوئے سعد کے پاس اُترتے تھے۔ لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا، تم انتظار کرو حتیٰ کہ دن آدھا گزر کر دو پہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ آپ چلیں اور طواف کریں۔ سعد طواف کر رہے تھے کہ اچانک ابوجہل ان کے پاس آگئے اور کہا کہ یہ کون ہے جو کعبے کا طواف کر رہا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا کیا تم امن کے ساتھ طواف کر رہے ہو؟ حالانکہ تم لوگوں نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو اپنے پاس ٹھہرا رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی، لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا آپ ابوالحکم کے آگے اُونچا نہ بولیں اس لئے کہ اہل وادی کے سردار ہیں۔ سعد نے اس سے کہا، اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے منع کرتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف نہ کروں تو میں شام میں تیری تجارت بند کرادوں گا۔

کہتے ہیں اُمیہ نے پھر یہی کہا سعد سے کہ آپ اُونچی آواز نہ کریں اور وہ ان کو چُپ کرانے لگا جس کی وجہ سے سعد اس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ چھوڑیئے رہنے دیجئے آپ ہمیں، میں نے محمد ﷺ سے یہ بات سُنی ہے کہ وہ یعنی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے کہا کیا مجھ کو وہ قتل کرائے گا؟ سعد نے کہا جی ہاں۔ اُمیہ یہ سُن کر کہنے لگا اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ سُنتے ہی اُمیہ پریشان ہو گیا اور اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کیا آپ جانتی ہیں کہ کیا کہا ہے ہمارے یثربی نے (یعنی سعد نے)۔ وہ بولی کہ کیا کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا یہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ سے سُنا ہے وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی ابوجہل) مجھے مروائے گا۔ اُمیہ کی بیوی نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ چنانچہ جب قریش جنگ بدر کے لئے نکلے تھے اور اعلان کرنے والا آیا تو اُمیہ کی بیوی نے اس کو وہ بات یاد دلاتے ہوئے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے؟ کہ کیا کہا تھا تیرے یثربی بھائی نے؟ اُمیہ نے کہا کہ ٹھیک ہے تو میں یہاں سے نہیں نکلوں گا مگر جب سب جانے لگے تو ابوجہل نے اُمیہ سے کہا آپ اہل وادی کے اشراف میں سے ہیں ایک یا دو دن کے لئے ہمارے ساتھ چلیں۔ لہٰذا وہ آپ کے ساتھ چلا گیا اور وہاں بدر میں جا کر قتل ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحاق سے اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ الحدیث ص ۳۶۳۲)

حضرت سعد اور ابوجہل کا مکالمہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بن حسین خثعمی نے، ان کو احمد بن عثمان اودی نے، ان کو شریح بن مسلمہ نے، ان کو ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو بن میمون نے کہ اس نے سُنا عبداللہ بن مسعود سے وہ بیان کرتے تھے سعد بن معاذ سے کہ وہ اُمیہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیہ جب مدینے سے گزرتا تو سعد کے پس اُترتا اور سعد جب مکے سے گزرتا تو اُمیہ کے پاس اُترتا۔ حضور جب مدینے میں آ گئے تو سعد عمرہ کرنے کے لئے مکہ گئے تو اُمیہ کے پاس جا کر اُترے اور انہوں نے اُمیہ سے کہا میرے لئے کوئی خلوت کی ساعت دیکھوتا کہ میں بیت اللہ کا طواف کرلوں۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ سعد کو لے کر دوپہر کے وقت نکلا، وہاں ان کو ابوجہل ملا اس نے اُمیہ سے پوچھا اے ابوصفوان! تیرے ساتھ یہ کون ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ سعد ہے۔ ابوجہل نے پوچھا کیا میں یہ دیکھ رہا کہ سعد اور تم امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرر ہے ہو؟ حالانکہ لوگوں نے وہاں مدینے میں تمام صحابیوں کو اپنے ہاں ٹھہرا رکھا ہے اور تم یہ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم ان کی نصرت و اعانت کرر ہے ہو؟ خبردار اللہ کی قسم! اگر آج تمہارے ساتھ ابوصفوان اُمیہ نہ ہوتے تو تم آج بچ کر خیریت کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے پاس صحیح سالم نہ جاسکتے تھے۔ سعد نے ابوجہل کو اُونچی آواز سے کہا، خبردار اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے اس طواف سے منع کریں گے تو میں تجھے منع کردوں گا اس سے جو تیرے اُوپر زیادہ شدید ہوگا تراراستہ مدینے کی طرف (یعنی تم مدینے سے گزر کر کہیں نہیں جاسکو گے)۔ اُمیہ نے سعد کو روکا اور کہا کہ آپ اُونچی آواز سے ابوالحکم کے سامنے نہ بولیں یہ اس وادی کے سردار ہیں۔

سعد نے اپنے دوست اُمیہ کی یہ بات سُنی تو بولے چھوڑ یئے اے اُمیہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے، فرمار ہے تھے کہ یہی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے پوچھا کہ کیا مکے میں؟ سعد نے کہا نہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ یہ سُنتے ہی شدید خوف زدہ ہو گیا۔ اُمیہ جب گھر میں آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا اے اُم صفوان! آپ دیکھتی نہیں ہیں کہ کیا کہا ہے سعد نے؟ اس نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ کہا کہ یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو بتایا ہے کہ ابوجہل مجھے قتل کرائے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو یہ کہتا ہے کہ یہ بات مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں مکے سے نکلوں گا ہی نہیں۔ لیکن جب بدر کا دن آیا اور ابوجہل نے لوگوں کو گھروں سے نکالا وہاں جانے کے لئے تو کہا پہنچو پہنچو اپنے قافلے کے ساتھ۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ نے جانے کو پسند نہیں کیا تھا لہٰذا ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوصفوان آپ کو تو وادی کے سرداروں میں لوگ دیکھیں گے کہ آپ بھی وہاں موجود ہیں بلکہ پیچھے رہ گئے تو لوگ آپ کے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابوجہل کے اصرار پر وہ تیار ہوا اور کہنے لگا کہ پھر میں مکے میں سب سے تیز رفتار اُونٹ خرید کرتا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا کیا آپ وہ بات بھول گئے ہیں تمہارے بھائی یثربی نے کہی تھی؟ کہا کہ نہیں بھولا ہوں۔ میں ارادہ کرر ہا ہوں کہ میں زیادہ دوران کے ساتھ نہیں جاؤں گا جب اُمیہ روانہ ہوئے تو وہ جس منزل پر اُترے اپنے اُونٹ کے پیروں میں رسّی ڈال دیتے۔ بس وہ یہی کرتے کرتے بدر میں پہنچے، حتیٰ کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کرادیا۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے اور احمد بن عثمان اودی سے۔

(کتاب المغازی۔ باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر۔ الحدیث ص ۳۹۵۰۔ فتح الباری ۷/۲۸۲)

☆☆☆

باب ۵

ذکر نبی کریم ﷺ کے خروج کے سبب کا

اور رسول اللہ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب مشرکین کے خروج کے بارے میں
اور ذکر اس نصرت کا اللہ نے جو نبی کے لئے تیار کر رکھی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اذ انتم با لعدوۃ الدنیا وھم با لعدوۃ القصوی والرکب أسفل منکم ولو توا عد تم لا ختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللّٰہ امرًا کان مفعولاً لیھلك من ھلك عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ وان اللّٰہ لسمیع علیم ۔

اے اہل ایمان بدر میں جب تم اورلے کنارے پر تھے اور مشرکین پرلے کنارے پر تھے اور مشرکین مکہ کا قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے۔ اور اگر تم باہم وعدہ کرتے (لڑائی) کا تو تم وعدے کے خلاف کر بیٹھتے۔ لیکن اللہ کو پورا کرنا تھا ایک معاملہ جو ہو کر رہنا تھا اور ہو کر ہی رہا تا کہ ہلاک ہونا تھا دلیل سے اور زندہ رہے جس کو زندہ رہنا تھا دلیل سے۔ بے شک اللہ سُننے اور جاننے والا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن سعد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خلف بن عمر عکبری نے، ان کو احمد بن ابوشعیب حرانی نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے، ان کو اسحاق بن ارشد نے یا زہری نے اس کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا کعب بن مالک سے، وہ کہتے تھے حالانکہ وہ ان تین افراد میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی غزوے میں کبھی بھی حضور ﷺ سے پیچھے نہیں رہے تھے سوائے دو غزووں کے۔ ایک غزوہ العسرہ اور ایک غزوہ بدر۔ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو عتاب نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہا۔

بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نکل گئے ان کے ساتھ اصحاب میں سے جو نکلے تھے اس قافلے کا راستہ روکنے کے لئے جو کفار قریش کا قافلہ تھا جس کو ابوسفیان بن حرب لا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ راوی نے اس حدیث مذکورہ کو ذکر کیا اور عقیل زہری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قریش کے قافلے کا ارادہ کیا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا بغیر وعدے اور بغیر وقت مقرر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن ابوشعیب سے یحییٰ بن بکیر سے۔

(کتاب التفسیر۔ الحدیث ص ۴۶۷۷ اور البخاری۔ کتاب الاحکام)

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب دیکھنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا تھا کہ ضمضم بن عمرو غفاری کے قریش مکے میں آئے تین رات قبل عاتکہ کے خواب میں۔ جب صبح کی تو اس خواب کو اس نے بڑی اہمیت دی اور اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوایا اور جب وہ آئے تو ان سے عاتکہ نے کہا بھائی میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے تیری قوم پر اس سے بہت بڑا شر اور آزمائش اور مصیبت آن پڑی ہے۔ اس نے پوچھا کہ خواب کیا ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے ایسے دیکھا ہے جیسے کہ یہ نیند کرنے والا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے اُونٹ پر آیا ہے اور مقام الابطح پر یا وادی ابطح میں آکر رک کر کھڑا ہو گیا ہے اور اس نے کہا ہے نکلو تم اے الِ غدر! اپنی اپنی موت کے گھاٹ کی طرف (یعنی مرنے کی جگہوں کی طرف)۔ اس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا ہے اور لوگ سارے کے سارے اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد اس کا اُونٹ اس کو مسجد الحرام کے اندر لے کر چلا گیا ہے اور سارے لوگ بھی اسی کے پاس جمع ہو گئے ہیں، پھر اس کا اُونٹ ایسے لگا جیسے اُونٹ سوار کی شکل میں کعبے کی چھت پر چلا گیا ہے۔ پھر کعبے کے اُوپر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا ہے، اے الِ غدر! تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرگھٹ کی طرف نکلو۔ اس کے بعد میں نے اس کے اُونٹ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کی شبیہہ کو لے کر جبل ابوقبیس کی چوٹی پر چڑھ گیا ہے پھر اس نے اعلان کیا ہے

اے الِ غدر! تم لوگ تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرنے کی جگہ پر چلو، اس کے بعد اس آدمی نے جبل ابوقبیس کی چوٹی سے ایک پتھر یا چٹان اُٹھائی اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا ہے اور وہ چٹان نیچے کی طرف آرہی ہے، جب وہ نیچے پہنچ گئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ لہٰذا آپ کی قوم کا کوئی گھر، حویلی باقی نہیں رہی سب میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور داخل ہو گیا ہے۔

عباس نے بہن کا خواب سُن کر کہا یہ ایسا خواب ہے کہ آپ اس کو چھپایئے۔ عاتکہ نے کہا کہ آپ بھی پھر اس کو چھپایئے گا۔ اگر یہ خواب قریش کو پہنچ گیا تو وہ ہم لوگوں ایذا پہنچائیں گے۔ عباس اس کے بعد وہاں سے نکلے اور ولید بن عقبہ کو ملے وہ اس کا دوست تھا۔ انہوں نے یہ خواب اس کو بتادیا اور اس سے کہا کہ یہ کسی کو بتانا نہیں۔

ولید نے اپنے والد کو بتایا، اس نے اس خواب کو عام بیان کر دیا لہٰذا بات پھیل گئی۔ عباس نے کہ اللہ کی قسم میں صبح صبح کعبے جاؤں گا اور اس کا طواف کروں گا۔ چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ابوجہل کچھ قریش کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے عاتکہ کے خواب کے بارے میں۔ ابوجہل نے کہا، اے ابوالفضل (اپنے طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ جب میں طواف سے فارغ ہو گیا تو ان کے پاس گیا جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا تمہارے اندر یہ عورت کب سے نبی بن گئی ہے؟ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ یہ کیسا خواب ہے عاتکہ بنت عبدالمطلب کا؟ کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبی بنتے تھے؟ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگی ہیں۔ ہم انتظار کریں گے تمہارے تین دن کا جو عاتکہ نے ذکر کیا ہے اگر یہ خواب سچا ہو گیا تو ہو گیا ورنہ ہم تمہارے خلاف ایک تحریر لکھیں گے تمہارا گھرانہ سارے عرب سے بہت بڑا جھوٹا گھرانہ ہے۔ اللہ کی قسم جو بھی یا کوئی بھی اس سے بڑا یہ کہے گا جو اس نے بات کہی ہے میں اس کا انکار کرتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ اس نے نہ کچھ دیکھا ہے نہ ہی کچھ سُنا ہے اس بارے میں۔

میں نے جب شام کی تو بنو عبدالمطلب میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی مگر میرے پاس آئیں (ابوجہل کے بارے میں) کہنے لگیں کہ تم لوگوں نے صبر کئے رکھا اس فاسق خبیث کے لئے کہ وہ فتنہ واقع کرتا رہا تمہارے مردوں کے درمیان۔ پھر اس نے عورتوں کو بھی لے لیا ہے آڑے ہاتھوں اور تم سُنتے رہے ہو۔ تمہارے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی؟ میں نے کہا، تحقیق اللہ کی قسم تم لوگ سچ کہتی ہو اور

میرے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی۔ ہاں مگر یہی کہ جو کچھ اس نے کیا تھا میں نے اس کا انکار کیا تھا۔ اب میں ضرور اس کے آگے آؤں گا اور اس کے درپے ہوں گا۔ اگر اس میں پھر دوبارہ کہا تو میں اس کو کفایت کروں گا۔

چنانچہ میں تیسرے دن صبح ہی صبح گیا اور میں سامنے آیا تاکہ اگر وہ میرے سامنے آئے اور مجھے کچھ کہے تو میں بھی اس کو گالیاں بکوں گا۔ اللہ کی قسم! جب وہ نظر آیا تو میں اس کی طرف روانہ ہوا، وہ تیز چہرے والا، تیز نظر والا، تیز زبان والا آدمی تھا۔ جب وہ مسجد کے دروازے کی طرف مڑا تو سختی کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے دل میں کہا، اَللّٰھُمَّ الْعَنْہُ ۔ اے اللہ! اس کو لعنت فرمائے۔ یہی اس کے لئے کافی ہے بجائے اس کے کہ میں اس کو گالیاں دوں۔ مگر وہ تو شاید کچھ سُن رہا تھا جو میں نہیں سُن سکا تھا وہ ضمضم بن عمرو کی آواز سُن رہا تھا۔ اور وہ شخص، اپنا اُونٹ البطح میں کھڑا کیا تھا اور اس کا پلان اُلٹا ہوا تھا۔ اس نے اپنی قمیص پھاڑ کر تار تار کر لی تھی اور اس نے اپنے اُونٹ کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ اور وہ چیخ رہا تھا یا قریش کی جماعت اللَّطِيمَة ، اللَّطِيمَة اپنے قیمتی سامان سے لدے ہوئے قافلے کو بچاؤ، سامان بچاؤ۔ تمہارے مال ابوسفیان کے پاس ہیں اسے بچاؤ اور اپنی تجارت کا سامان بچاؤ۔ راستے میں محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب نے ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کر دیا ہے۔ فریاد، فریاد، پہنچو، پہنچو۔

عباس کہتے ہیں کہ اس پکارنے ابوجہل کو مجھ سے غافل کر دیا تھا اور مجھے اس سے غافل کر دیا۔ اس کے بعد تو پھر کچھ بھی نہیں تھا کسی کو کسی کی خبر نہیں تھی بس تیاری ہی تیاری کی بات تھی تیاری ہوگئی تو ہم روانہ ہو گئے۔ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو بچانے کے لئے۔ بس وہی نکلنا ان سب سرداروں کی موت کا سبب بن گیا۔ چنانچہ اس روانگی کے نتیجے میں قریش کو بدر میں وہ مصیبت پہنچی جو پہنچنا ان کے مقدر میں تھی کہ وہاں جا کر قریش کے اشراف مارے گئے اور ان کے چنیدہ لوگ قید ہو گئے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے سُنا تو اس نے جو خواب دیکھا تھا اور قریش نے جو کچھ کہا تھا اس بارے میں اشعار کہے تھے۔

ألم تكن الرؤ يا بحق وجاء كم   بتصديقها فل من القوم هارب

فقلتم ولم اكذب كذبت وانما   يكذبنا باالصدق من هو كاذب

کیا بھلا میرا خواب سچا نہیں تھا؟ حالانکہ تمہارے پاس اس کی تصدیق آ گئی ہے کہ کس طرح پوری قوم بھاگ کر گئی ہے۔
میں نے تو جھوٹ نہیں بولا تھا مگر تم لوگوں نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہمیں تو سچ کہنے پر بھی وہ جھٹلاتا ہے جو خود جھوٹ ہے۔

ابوعبداللہ نے کتاب المغازی میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا طویل قصیدہ نقل کیا ہے اس بارے میں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۴۵۔۲۴۷۔ مغازی الواقدی۔ المستدرک للحاکم ۳/ ۱۹۔۲۰)

مسلمانوں کا قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن امان نے، عروہ بن زبیر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور ان کے سوا دیگر نے ہمارے علماء میں سے بعض نے اس طرح بیان کیا ہے جو بعض دوسروں نے نہیں بیان کیا اور ان سب کی بات متفق ہوگئی ہے اس بارے میں جو میں نے تیرے سامنے یوم بدر کے سلسلے میں ذکر کی ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سُنا تھا ابوسفیان بن حرب قریش کے چالیس سواروں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ لے کر آ رہا ہے شام کے ملک سے۔ ان میں مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان کیا اور ان سے کہا کہ ابوسفیان قریش کی تجارت کا قافلہ لے کر آ رہا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے نکلو شاید کہ اللہ عزوجل تمہیں غنیمتیں دے دے اس کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود بھی

اور مسلمان بھی قافلے والوں کا راستہ روکنے کے لئے نکلے۔ کچھ لوگ خالی ہاتھ ہلکے پھلکے ان کے ساتھ نکلے اور کچھ نے تاخیر کر دی۔ یہ اس لئے کہ اعلان نہ تو جنگ کا تھا نہ یہ گمان تھا کہ وہاں جا کر جنگ سے سابقہ پڑ جائے گا۔ اعلان تو تھا قافلے سے سامان اخذ کرنے کا (اس لئے کہ ایک تو مسلمانوں کو اس مال کی شدید ضرورت تھی اور دوسرے قریش نے جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے زیادہ تر لوگ ان میں سے پیدل تھے۔ ان کے پاس اسّی (۸۰) اُونٹ تھے اور گھوڑے تھے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ مقدار کے تھے۔

حضور جب روانہ ہوئے تو حضور ﷺ اور حضرت علی اور فرثد بن مرثد غنوی تینوں کے پاس ایک اُونٹ تھا۔ حضور روانہ ہوئے تھے بنو دینار کے راستے حرہ سے عقیق پر۔ راوی نے آپ کے راستے ذکر کئے ہیں حتیٰ کہ جب وہ مقام عرف ضبیہ میں پہنچے تو ایک دیہاتی آدمی ملا۔ اس سے ان لوگوں نے قافلے والوں کے بارے میں پوچھا مگر اس کے پاس کوئی خبر نہیں تھی جبکہ جس وقت ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچ جاتا تو وہ علاقے کے حالات کا جائزہ لیتا اور علاقے کی خبریں معلوم کرتا تھا۔ اس نے معلوم کیا تو اس کو بعض سواروں سے کوئی خبر پہنچ گئی۔

چنانچہ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اُجرت اور معاوضے پر لیا، اس نے قریش کے پاس بھیجا اس نے ان سے التجا کی تھی کہ وہ آئیں اور اپنے مالوں کی حفاظت کے لئے آئیں اور ان کو اس کے واسطے سے ان کو خبر دی تھی کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب سمیت اس کے قافلے اور مال کو چھیننے کے لئے آ گئے ہیں۔ لہٰذا ضمضم نامی شخص تیزی سے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ مکے میں قریش کے پاس پہنچا اور اعلان کیا، اے قریش کی جماعت! قافلے کے مال کو بچاؤ اور محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ درپے ہوا ہے۔ اور لُطَمَــہ سے مراد تجارت ہے، فریاد، فریاد۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اس مال کو حاصل کر سکو گے۔ قریش نے کہا، کیا محمد ﷺ اور اس کے اصحاب ہی گمان کرتے ہیں کہ یہ بھی ابن الحضرمی کا قافلہ (جیسے ان کو مار کر انہوں نے قافلہ لوٹ لیا تھا)، یعنی پورا پورا دفاع کریں گے لہٰذا قریش ہر مضبوط اور سخت سواری اور کمزور سواری پر مکے سے نکلے اور ان کے شرفاء میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا سوائے ابولہب کے وہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا۔ لہٰذا قریش مکے سے نکلے نوسو پچاس (۹۵۰) جنگجوؤں کو لے کر۔ ان کے ساتھ دوسو گھوڑے تھے جو ان کے آگے آگے تھے اور ان کے ساتھ گانے بجانے والیاں بھی تھیں جو دف بجاتی رہتی تھیں اور مسلمانوں پر ہجو اور بُرائی کے شعر گاتی جا رہی تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے ان میں کھانا کھلانے والوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ طالب بن ابوطالب کے واپس ہونے کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہنچے مقام جحفہ پر تو وہاں پھر جُهَيْــم بن صلیت نے خواب دیکھا۔ وہ ابوجہل تک پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ نبی آخر الزماں ہے بنو عبدالمطلب میں سے اور یہ کہ اس نے دیکھا کہ ایک سوار قریش کے پاس آیا ہے اس کے پاس ایک اُونٹ ہے، یہاں تک کہ وہ لشکر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص قریش میں سے قتل ہو گیا ہے اور فلاں شخص قتل ہو گیا ہے اور فلاں شخص قتل ہو گیا ہے، وہ اشراف قریش کے نام گنتا جا رہا تھا، ان لوگوں کے نام جو بدر میں قتل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے اپنے اُونٹ کے سینے یا حلق میں تیر مار دیا ہے اور پھر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا قریش کے خیموں میں سے کوئی خیمہ باقی نہیں رہا سب میں اس کا خون جا گرا ہے۔

اس خواب کے بعد راوی نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اسی رُخ پر اسی مہم کے لئے روانہ ہو گئے۔ راوی نے اس کی طرف روانگی کو ذکر کیا حتیٰ کہ جب آپ مقام صفراء کے قریب ہوئے آپ نے ابوسفیان کی خبر معلوم کرنے کے لئے دو آدمی روانہ کئے جن کا نام بسبس بن عمرو تھا دوسرا عدی بن ابوالزعباء جہنی، وہ دونوں روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام بدر میں پہنچے انہوں نے وہاں اپنے دونوں اُونٹ بٹھائے کنکریلی زمین کے ایک ٹیلے کے پاس اور انہوں نے وہاں پر اپنی مشکوں میں پانی بھرا، انہوں نے دو لڑکیوں سے سُنا کہ ایک دوسری سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ صبح آ جائے گا انہوں نے آپس میں اس بات کا نتیجہ نکالا اور مجدی بن عمرو کو بھی مشورے میں بلا لیا۔ اس نے کہا کہ لڑکی نے صحیح کہا ہے۔ چنانچہ یہ سُننے کے بعد بسبس بن عمرو اور عدی اپنے اُونٹ پر بیٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

ان دونوں کے واپس لوٹنے کے بعد ابوسفیان بھی پہنچ گیا۔ مگر اس کو خطرہ ہو گیا لہٰذا وہ خود اپنے قافلے سے آگے آگے آیا اور اس نے مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ آپ نے اس پانی کے مقام پر کسی ایسے انسان کو محسوس کیا ہے جو اجنبی ہو جس کو آپ نے اُوپر سمجھا ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہاں مگر میں نے دو سوار دیکھے تھے جنہوں نے اس ٹیلے کے پاس اُونٹ بٹھایا اور انہوں نے اپنی مشکوں میں پانی بھرا پھر وہ دونوں چلے گئے۔

ابوسفیان ان دونوں کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ پر آیا اور اس نے وہاں پر اُونٹوں کی مینگنیوں کو غور سے دیکھا اور ان کو اس نے توڑ کر جائزہ لیا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں، اس نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم! اس میں تو یثرب کا چارہ ہے (مطلب تھا کہ یہ اُونٹ مدینے سے آئے تھے اور یہ محمد کے ساتھیوں کے ہوں گے)۔ لہٰذا فوری طور پر واپس لوٹا۔ اس نے جا کر اپنے قافلے کو روکا اور قافلے کو ساحل کی طرف لے گیا حتیٰ کہ جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس نے قافلے کو محفوظ کر لیا ہے تو اس نے قریش کی طرف بندہ بھیجا کہ اللہ نے تمہارے قافلے کو نجات دے دی ہے اور تمہارے مال بھی بچ گئے ہیں اور تمہارے جوان بھی بچ گئے ہیں۔ اب تم لوگ واپس لوٹ جاؤ مکے۔

مگر ابوجہل نے (جس کی شامت اعمال اور بدبختی آ چکی تھی) اس نے نہ مانا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم لوگ مقام بدر تک ضرور جائیں گے اور بدر اس وقت ایک مشہور بازار ہوا کرتا تھا عرب کے بازاروں میں۔ ہم لوگ تین دن وہاں ٹھہریں گے۔ وہاں پر ہم لوگوں کو کھانا کھلائیں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے اور شرابیں پئیں گے اور گانے بجانے والیاں محفل سجائیں گی یہاں تک کہ عرب کو پتہ چلے کہ ہم یہاں پر آئے ہیں اور ہم یہاں پر ایسی دھاک بٹھا کر جائیں گے کہ ہمیشہ لوگ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر اخنس بن شریق نے کہا، اے جماعت بنو زہرہ دیکھو اللہ نے تمہارے مال بچا دیئے ہیں تمہارے قافلہ سالار کو بچا لیا ہے بس تم واپس لوٹ چلو۔ لہٰذا انہوں نے ان کی بات مان لی اور بنو زہرہ والے واپس لوٹ گئے لہٰذا وہ بدر میں موجود نہ ہوئے اور نہ ہی بنو عدی بن کعب بدر میں گئے۔

ادھر سے رسول اللہ نے مدینہ سے کوچ کیا۔ راوی نے آپ کی روانگی کا تذکرہ کیا ہے حتیٰ کہ جب آپ بعض وادی ذفاء میں آ گئے تو وہاں پر اُترے اور ان کو خبر مل گئی قریش کے بارے میں کہ وہ لوگ مکے سے اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ حضور نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا، ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ نے اس کی تحسین کی اس کے بعد عمر کھڑے ہوئے انہوں نے اچھا مشورہ دیا اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ وہ کام کریں جس کا آپ کو حکم ملا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے کہ جاؤ آپ اور آپ کا ربّ جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا ربّ لڑیں ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برك الغماد تک لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں تک پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حق دعاء فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ لوگو! آپ لوگ مشورہ دو مجھے یعنی انصار سے پوچھنا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ بڑی تعداد میں تھے اور انہوں نے جب آپ سے عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی ذمہ امور سے لاتعلق ہیں حتیٰ کہ آپ ہمارے گھروں تک پہنچ جائیں، جب آپ پہنچ جائیں گے پھر ہماری نگرانی اور ذمہ داریوں میں ہوں گے ہم آپ کا تحفظ کریں گے ان تمام باتوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اور جن سے اپنی اولادوں کی اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضور اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں انصار یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ ان کے ذمے حضور کی نصرت کرنا صرف مدینے کے اندر ہی لازم ہے اور بس۔ اور ان پر یہ لازم نہیں کہ وہ حضور کے ساتھ چل کر جائیں دشمن کی طرف دوسرے شہروں میں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اَشِيرُو عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاس کہا تو سعد بن معاذ نے کہا، اللہ کی قسم! شاید آپ ہمیں مخاطب کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں میری مراد انصار سے ہے تو سعد بن معاذ نے کہا کہ تحقیق ہم لوگ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں، ہم نے آپ کو سچا جانا ہے اور ہم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ اور ہم نے آپ کے ساتھ اسی بات پر عہد کئے ہیں اور میثاق قائم کئے ہیں سمع پر اور اطاعت پر۔ آپ چلئے یارسول اللہ اس مقصد کے لئے جس کا آپ ارادہ کر چکے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لا کر کھڑا کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں گھس جائیں گے ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

اور ہم اس بات کو بھی ناپسند نہیں کریں گے کہ ہم کل صبح اپنے دشمن سے ٹکرائیں، بے شک ہم جنگ کے وقت البتہ صابر ہوں گے ثابت قدم ہوں گے، سچے ہوں گے ٹکراتے وقت۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو دکھائے گا ہم سے وہ کیفیت جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آپ ہمارے بارے میں خوش ہوں گے اللہ کی برکت پر۔ چنانچہ اس سے رسول اللہ ﷺ خوش ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چلو روانگی اختیار کرو اور خوشخبری سن لو بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے دو جماعتوں میں سے ایک کا۔ اللہ کی قسم! البتہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابھی ابھی قوم قریش کے گرنے کی جگہوں کو (یعنی جہاں جہاں وہ مرکر گریں گے)۔

کہتے ہیں کہ ادھر سے قریش بھی روانہ ہو چلے اور آ کر وہ وادی میں سے پرلے کنارے پر اترے اور بدر کے کنویں کے قریب والے کنارے پر تھے۔ اور مسلمان بدر میں قریب والے کنارے میں تھے ٹیلے کے بطن میں مدینے کی طرف سے۔ اتنے میں اللہ نے بارش بھیج دی۔ وادی بدر کی زمین نرم تھی۔ حضور نے اور صحابہ نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ بارش سے زمین مزید جم گئی، اس پر چلنا آسان ہو گیا اور قریش نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ اس پر چلنا دشوار ہو گیا تھا نیز حضور نے جلدی سے پانی پر قبضہ کر لیا بدر کے کنویں اور عمدہ جگہ پر پڑاؤ کیا تھا۔ حباب بن منذر نے کہا تھا۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا اس ٹھکانے پر اللہ نے آپ کو اُتارا ہے؟ یعنی اچھی جگہ پر۔ ہمیں اس سے آگے بھی نہیں جانا چاہئے اور اس کو چھوڑنا بھی نہیں چاہئے؟ یا یہ محض رائے ہے؟ یا جنگی چال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ایک جنگی چال ہے بھی اور رائے بھی؟ لہٰذا حباب نے کہا کہ نہیں یہ کچھ مناسب جگہ نہیں ہے یارسول اللہ ﷺ! آپ اُٹھیئے اور ہم لوگ تمام قلیبوں کو اور کھائیوں کو اپنے پیچھے کی جانب کر لیں، اس کے بعد ہر قلیب اور کھائی کو گہرا کروالیں۔ ہاں مگر ایک قلیب کو چھوڑ دیں اس پر ایک حوض کھودلیں۔ ہم لوگ ان لوگوں سے لڑتے بھی رہیں گے اور پانی بھی پیتے رہیں گے اور وہ پانی نہیں پی سکیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور ان کے بیچ میں فیصلہ کر دے گا۔ حضور ﷺ نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ آپ نے یہی کیا کہ قلیبیں گہری کر دی گئیں اور جس قلیب پر آپ اُترے تھے اس پر حوض بنا دیا گیا، اسے پانی سے بھروا دیا گیا پھر اس میں برتن ڈال دیئے گئے۔

صبح ہوئی تو قریش اس پر آئے۔ عقبہ بن ربیعہ اس پر آیا اپنے سرخ اُونٹ پر۔ حضور نے جب ان کو ٹیلے سے اُترتے دیکھا تو فرمایا:

اللهم هذه قريش قد اقبلت بخيلائها و فخرها تحادُّك و تكذب رسولك اللهم فأحنهم الغداة ـ

اے اللہ یہ قریش ہیں جو پورے اپنے کبر و غرور کے ساتھ آئے ہیں، انہوں نے آپ کو چیلنج کیا ہے اور تیرے رسول کی تکذیب کی ہے۔

اے اللہ! تو ان کو ہلاک فرما صبح ہی صبح۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے حکیم بن حزام کا اشارہ ذکر کیا ہے ترک قتال کے بارے میں اور عتبہ بن ربیعہ کی خاص اس کی موافقت اور ابوجہل کی مخالفت کا اور ابوجہل کا عتبہ کو شرم و عار دلانے کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ اس نے عتبہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔ (ابن ہشام ۲/۲۴۳۔۲۶۱)

☆☆☆

باب ٦

تذکرۂ تعداد ان اصحاب رسول ﷺ کا
جوآپ کے ساتھ بدر میں شرکت کے لئے نکلے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عیسیٰ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے، ان دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی محمد بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن سعید ابواسحاق سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس سے کچھ اُوپر تھے اصحاب طالوت بادشاہ کی تعداد کے مطابق جن لوگوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر پار کرنے والے صرف مؤمن ہی تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ الحدیث ص:۳۹۵۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسین بن ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی حمیل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت براء سے کہ میں اور ابن عمر بدر والے دن چھوٹے سمجھے گئے تھے جبکہ ہم بھی اصحاب محمد تھے۔ ہم اس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو اور دس سے کچھ اُوپر تھی۔ اصحاب طالوت کی طرح جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر اہل ایمان نے ہی پار کی تھی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحییٰ بن قطان سے۔ (فتح الباری ۷/۳۹۱۔ عن ابن ابی شیبہ)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابوعیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالملک بن ابراہیم جُدّی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق ہمدان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجرین یوم بدر میں اسی کے لگ بھگ تھے اور انصار دو سو چالیس کے قریب تھے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث وہب بن جریر سے، اس نے شعبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ فتح الباری ۷/۲۹۰)

اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو خبر دی ابن محیقہ نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے، ان کو حدیث بیان کی اسلم ابوعمران نے کہ اس نے سُنا ابوایوب انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا تھا کیا تم تیار ہو اس پر کہ ہم لوگ نکل جائیں اور اس قافلے کو جا کر ملیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت دے دے۔ چنانچہ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا ہم لوگ روانہ ہوئے۔ جب چلے تو ایک دن یا دو دن چلتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک دوسرے کی گنتی کریں۔ گنا تو ہم لوگ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ہمیں خبر دی نبی کریم ﷺ نے ہمارے شمار کرنے کے لئے۔ حضور اس پر خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی۔

(۵) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے (ح)۔ اور ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی احمد بن محمد عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو یحییٰ بن سلیمان جعفی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ حُیی نے ابوعبدالرحمن حلبی سے اور اس نے عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ نبی کریم ﷺ یوم بدر میں نکلے تین سو پندرہ جنگجوؤں کے ساتھ جیسے طالوت نکلے تھے۔ ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تھی جب آپ نکلے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ۔ اِنَّھُمْ عُرَاۃٌ فَاکْسِھِمْ اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ۔

اے اللہ! یہ اصحابہ کرام ننگے پاؤں ہیں پیدل ہیں ان کو سواری عطافرما۔ اے اللہ! بے شک یہ ننگے ہیں آپ ان کو لباس عطافرما۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو پیٹ بھر رزق عطافرما۔

لہٰذا اللہ نے بدر والے دن ان کو فتح عطافرمائی۔ جب واپس لوٹ کر گئے تو ان میں سے کوئی آدمی ایسے نہیں رہا تھا بلکہ کسی کے پاس ایک اونٹ تھا تو کسی کے پاس دو اُنٹ تھے اور انہوں نے کپڑے بھی پہنے اور خوب سیر ہو گئے تھے۔

گھڑ سوار مقداد بن اسود .... (۶) ہمیں خبردی ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ حزمی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو کہا حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عمر یعنی ابن ابوزائدہ نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن گھڑ سوار مقداد بن اسود تھے اور کوئی نہیں تھا۔

(۷) ہمیں خبردی ابوالقاسم حزمی نے، ان کو حمزہ بن محمد نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عامر شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے تھے کہ جنگ بدر والے دن ہم لوگوں میں گھڑ سوار مقداد ہی تھے اور کوئی نہیں تھا وہ سفید سیاہ رنگ یا چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔

(۸) ہمیں خبردی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوسعید بن افراہی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو ابن ابوعدی نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم سب نے بدر کی رات اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ ہم لوگ سب نیند کر رہے تھے سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ درخت کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور دعاء مانگ رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ اور ہم لوگوں نے اپنے آپ کو دیکھا تو کوئی بھی ہم میں سے گھڑ سوار نہیں تھا سوائے مقداد کے۔

حسن نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعباد نے شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابواسحاق نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل۔

(۹) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ بن اسحاق بغوی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوصخر سے ابومعاویہ بجلی سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے اس سے کہا تھا ہمارے پاس بدر میں دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا زبیر کا تھا اور دوسرا گھوڑا مقداد کا تھا یعنی بدر والے دن۔

رسول اللہ ﷺ کا طالب اجر وثواب ہونا .... (۱۰) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی عبداللہ بن اسحاق خراسانی عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسن بن مکرم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم بن بھدلہ سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ

جنگ بدر والے دن تین تین افراد ایک اُونٹ پر باری باری سوار ہو رہے تھے۔ حضرت علی حضرت ابولبابہ زملی اور رسول اللہ ﷺ ایک اُونٹ پر سوار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی باری آئی تو وہ کہتے آپ سوار ہو جایئے ہم پیدل چلتے ہیں۔ حضور فرماتے تھے کہ مجھے بھی تمہاری طرح اجر و ثواب کی ضرورت ہے، میں اجر و ثواب کے لئے تم سے کچھ کم ضرورت مند نہیں ہوں اور نہ ہی تم پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی ہو۔

(اخرجہ النسائی فی السیر ۔تحفۃ الاشرف ۷/۲۶۔ الحاکم فی مستدرک ۳/۲۰)

اسی طرح روایت کیا گیا ہے اس اسناد کے ساتھ اور اہل مغازی کے نزدیک مشہور مرشد بن ابو مرشد غنوی ہے ابولبابہ کے بدلے میں کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے مقام روحاء سے واپس بھیج دیا تھا اور اس کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

تعداد اہل بدر .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو عمر حفص بن عمر نمیری نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام نے محمد سے، اس نے عبیدہ سلمانی سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دو سو ستر انصار بھی تھے اور باقی سارے لوگ تھے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو جنید بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اشعث نے حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ دو سو ستر سے کچھ اُوپر انصار تھے اور باقی سارے مہاجرین میں سے تھے ان میں سے بارہ غلام تھے۔ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دو سو تیرہ انصار تھے باقی سارے مہاجر تھے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ معمر نے کہا کہ میں نے سُنا زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر میں جو لوگ حاضر ہوئے یا تو وہ قریش تھے یا انصاری تھے یا دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے حلیف تھے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے اسماء گرامی میں جو بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے فرمایا کہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ان میں سے مہاجرین ستر آدمی تھے اور انصار دو سو چھتیس تھے۔

انہوں نے کہا ہے ایک روایت میں عبداللہ بن ادریس سے مروی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد یوم بدر میں تین سو تیرہ تھی۔ ان میں سے قریش اور مہاجرین چوہتر آدمی تھے باقی سارے انصار تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے ابن اسحاق سے، اس نے اس مذکورہ کو ذکر کیا ہے۔

اور یونس بن بکیر نے ان سے اسماء اہل بدر کا ذکر کیا ہے اور ان کو موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کے اسماء بعد میں ذکر کروں جو شخص کسی بھی مشہد میں حاضر ہوا مشاہد رسول میں سے ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ ان کا تذکرہ الگ کروں گا ایک عمدہ جلد کے ساتھ تاکہ یہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔ اللہ ہی توفیق دیتا ہے صحیح اور درست کام کی۔

☆☆☆

باب ۷

تذکرہ۔ تعداد ان مشرکین کی جو بدر کی طرف چل کر آئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوسعید بن المرزائی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقزی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ ہم نے بدر والے دن دو آدمیوں کو پکڑا، ایک عرب تھا اور دوسرا غلام تھا۔ میں نے عربی کو چھوڑ دیا اور ہم نے غلام کو پکڑ لیا، وہ غلام تھا عقبہ بن ابو معیط کا۔ بس کہا کہ زیادہ تر تعداد ان کی ایسی تھی کہ ان کا خطرہ شدید تھا۔ ہم لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ ہم اس کو رسول اللہ کے پاس لے گئے، اس نے ان کو بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایک ہزار کی تعداد میں ہیں، ہر اُونٹ کے لئے ایک سو آدمی ہوتے ہیں کھانے والے۔

حضرت علی، سعد، زبیر کو جاسوسی کے لئے روانہ کرنا .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بدر کے قریب آئے تو آپ نے علی بن ابوطالب کو روانہ کیا اور سعد بن ابو وقاص کو اور زبیر بن عوام کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کہ وہ جا کر اس کے لئے خبروں کی جاسوسی کریں۔ انہوں نے قریش کو پانی پلانے والے غلام پالئے جو غلام تھے بنوسعید بن العاص کے۔ اور غلام واسطے بنوحجاج کے، وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

راوی نے قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے۔ اس میں کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا کہ بہت تھے، ہم نہیں جانتے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ آپ نے پوچھا روزانہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا ایک دن دس اور دوسرے دن نو اُونٹ ذبح کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ نو سو سے ہزار کے درمیان ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے کہا، ان میں قریش کے اشراف اور سردار لوگ کون کون ہیں؟ ان دونوں نے بتایا کہ سردار یہ ہیں، عتبہ اور شیبہ۔ اسی طرح انہوں نے ان کے صنادید کا ذکر کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ہے مکہ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔ (ابن ہشام ۲/۲۵۵۔۲۵۶)

باب ۸

عریش (سائبان، چھپرا) جو رسول اللہ کے لئے بنایا گیا تھا

بدر کے دن جب لوگ باہم ٹکرا گئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ سعد بن معاذ نے رسول اللہ سے فرمایا، بدر کے دن جب لوگ مسلمان اور مشرک باہم ٹکرائے تھے یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے ایک سائبان نہ بنا دیں آپ اس کے اندر رہیں اور ہم وہاں پر آپ کے لئے سواریاں بھی بٹھا دیں اور ہم اپنے دشمن سے ٹکرائیں۔ اگر اللہ نے ہمیں ان پر غلبہ عطا کیا اور ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمایا تو یہ وہ چیز ہے جو ہمیں محبوب ہے۔

اور خدانخواستہ اگر دوسری کیفیت ہوگئی یعنی اگر ہم مارے گئے تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر پچھلوں سے جاملیں گے ہماری قوم سے۔ اللہ کی قسم! آپ کے پیچھے بھی ایسے لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ محبت کرنے میں کسی طرح ہم سے کم نہیں ہیں۔

اگر ان کو پتہ چل جائے کہ ہم لوگ جنگ میں گھرے ہوئے ہیں تو وہ آپ سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ وہ آپ سے محبت کریں گے اور آپ کی نصرت کریں گے۔

حضور نے اس مشورے کو سراہا۔ سعد بن معاذ اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ لہذا آپ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا گیا، اس میں حضور کے ساتھ ابوبکر بھی تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ (ابن ہشام ۲/۲۶۰)

باب ۹

حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل اور بعد

اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور ان کا اپنے ربّ سے فریاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعاؤں کو قبول کرنا اور فرشتوں سے ان کی مدد کروانا اور نبی کریم ﷺ کا مشرکین کے مرکر گرنے کی جگہوں کی خبر دینا ان کے مرکر گرنے سے قبل اور اس سب کچھ میں آثارِ نبوت کا ظہور

ارشادِ باری تعالیٰ :

واذ یعد کم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکفرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۷،۸،۹)

اے پیغمبر! یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ دو چیزوں میں سے ایک تمہارے لئے ہوگی (قافلہ یا اللہ کی مدد) اور تم پسند کرتے تھے کہ تمہارے لئے وہ چیز ہو جس میں تمہیں کانٹا بھی نہ چبھے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ سچ کو سچا کرے اپنے کلام میں اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹ کو۔ اگرچہ مجرم لوگ اس کو ناپسند کریں۔ یاد کرو اس وقت کو جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے، پس اس نے تمہاری دعا قبول کی بایں صورت کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں یکے بعد دیگر آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

اس آیت کے بعد والی آیات بھی دلائل نبوۃ میں سے ہیں، جن میں نعاس و انزال المطر و التشبیت و التقلیل فی العین وغیرہ آثار نبوت ہیں۔

ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں .... (۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن بدیر بن جناح محاربی نے کوفے میں۔ دونوں نے کہا کہ ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے اور ابو نعیم نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے مخارق سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مقداد ابن اسود کے ساتھ جنگ میں موجود تھا۔ مجھے ان کا مصاحب ہونا بہت پسند تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ مشرکین کے خلاف بددعا کر رہے تھے تو مقداد نے کہا، ہم آپ کو ایسے نہیں کہیں گے جیسے قوم موسیٰ نے ان سے کہا تھا :

اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون ۔

جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ کے آگے لڑیں گے، پیچھے لڑیں گے، دائیں بائیں لڑیں گے۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ، یہ سُن کر چمک اُٹھا تھا اور آپ بہت خوش ہو گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم ۔فتح الباری ۷/ ۲۸۷)

غزوہ بدر میں مشرکین کی ہلاکت کی جگہ کی نشاندہی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق تمار نے بصرہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ثابت سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بُلایا اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اچانک انہوں نے قریش کے ایک آدمی کو بُلایا جو سیاہ فام غلام تھا بنو حجاج کا، اصحاب نبی نے اس کو پکڑا تھا اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ ابو سفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے مگر قریش کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ وہ آ گئے ہیں (قریب میں)۔ ان میں ابوجہل ہے عتبہ ہے، شیبہ ہے، ربیعہ کے دونوں بیٹے ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔

کہتے ہیں جب اس نے ان کو یہ بتایا تو انہوں نے اس کی پٹائی کر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ مجھے چھوڑ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے لیکن قریش تمہارے اُوپر آیا چاہتے ہیں۔ ان میں ابوجہل ہے اور ربیعہ کے بیٹے اور شیبہ ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ اس کو مار رہے ہو حالانکہ وہ تمہیں سچ بتا رہا ہے اور تم اس کو چھوڑنا چاہتے ہو جب وہ تم سے جھوٹ بولے گا۔ یہ قریش ابوسفیان کی حفاظت کے لئے آ رہے ہیں۔

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ جگہ فلاں کے مر کر گرنے کی ہے صبح۔ اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اور فرمایا کہ یہ فلاں کے مر کر گرنے کی جگہ ہے صبح۔ پھر آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا۔ انس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جن جن کا نام لے کے جگہ آپ نے متعین کی تھی اس جگہ سے ذرا بھر بھی کوئی شخص ادھر اُدھر نہیں ہوا، اسی جگہ پر ہی مر کر گرے تھے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا انہیں پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر بدر کی کھائی میں گرا دیا جائے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۸۱۔ باب الاسیر ینال منہ، یضرب۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ﷜ سے یہ کہ نبی کریم نے صحابہ سے مشورہ کیا، جب ان کو ابوسفیان کے آنے کی اطلاع پہنچی، ابوبکر صدیق نے بھی کلام کیا۔ حضور نے اس سے بھی صرف نظر کر لی، اس کے بعد عمر نے کلام کیا آپ نے اس سے بھی صرف نظر کر لی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی کہ کیا ہم لوگوں کی یعنی انصار کی رائے لینا چاہتے ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہمیں حکم دیں کہ تم لوگ سمندر میں گھس جاؤ تو گھس جائیں گے اور اگر آپ حکم دیں گے کہ ہم اپنی سواریوں کو مقام برک الغماد پر دوڑا دیں تو ہم بھی وہی کریں گے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اعلان کے ذریعے بُلایا جانے کے لئے اور چل پڑے اور مقام بدر میں اُتر گئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔ سیاہ فام غلام کے بارے میں جس کو انہوں نے پکڑ لیا تھا اور حضور کے اس قول کو جس میں فرمایا تھا کہ فلاں فلاں شخص قتل ہو کر فلاں جگہ مرے گا روایت موسیٰ کے مطابق۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر - باب غزوۃ بدر الحدیث ص ۸۳)

اور اسی طرح واقع ہوا ہے روایت سعید بن عبادہ میں اور اس کے سواء دیگر نے سعد بن معاذ کہا ہے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد طہالسی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ ایک دوسرے کو پہلی تاریخ کا چاند دکھا رہے تھے۔ سب نے میرے سوا یہ کہا کہ اس نے دیکھ لیا ہے۔ میں نے حضرت عمر ؓ سے کہا، اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں ان کو دکھانے لگا۔ جب وہ دیکھنے سے تھک گئے یعنی ان کو نظر نہ آیا تو وہ کہنے لگے میں تھوڑی دیر بعد اپنے بستر پر لیٹے لیٹے دیکھ لوں گا۔ اس کے بعد وہ ہمیں بدر کے متعلق بتانے لگے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خبر دے رہے تھے گذشتہ روز لوگوں کے گرنے اور جگہوں کے بارے میں کہ ان شاء اللہ آئندہ صبح یہ جگہ فلاں کے گرنے کی ہوگی اور یہ جگہ ان شاء اللہ فلاں کے گرنے کی ہوگی۔ میں قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا تھا اس جگہ حد سے انہوں نے خطاء نہ کی تھی بلکہ اسی اسی جگہ مرے تھے بلکہ اسی جگہ گرائے جاتے تھے اور اس کے بعد وہ قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ آئے اور فرمانے لگے، اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پا لیا ہے؟ مجھے میرے رب نے جو وعدہ دیا تھا اسے سچا پا لیا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں جن کے اندر رُوحیں ہی نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے بلکہ وہ خوب سُن رہے ہیں لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان وغیرہ سے، اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔

(کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلہا - باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار الحدیث ص ٧٦)

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عبدالرحمن بن مہدی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر بدر والے دن گھڑ سوار کوئی نہیں تھا سوائے مقداد بن سعد کے، وہ کالے چٹے گھوڑے پر سوار تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر کوئی سو رہا تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کیکر کے درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی تھی۔ (النسائی سنن الکبریٰ، فی الصلاۃ - تحفۃ الاشرف ٧/٣٥٧)

غزوۂ بدر پر رسول ﷺ کا طویل سجدہ .... (٧) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان القزاز نے، ان کو عبداللہ بن حمید ابو علی حنفی نے، ان کو عبیداللہ بن عبدالرحمن نے بن موہب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن عون نے عبیداللہ بن ابورافع سے، اس نے عبداللہ بن محمد عمر بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو میں نے کچھ قتال کیا۔ اس کے بعد میں جلدی جلدی آیا تاکہ میں رسول اللہ کو دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں جب آیا تو وہ سجدہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے اور وہ ہمیشہ یہ کہتے رہے یاحی یا قیوم، یا حی یا قیوم اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔ پھر میں قتال کی طرف واپس لوٹ گیا، پھر آپ بدستور سجدے میں تھے اور وہی پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد پھر میں قتال کے لئے چلا گیا۔ پھر تیسری بار آیا تو وہ بدستور سجدے میں تھے اور یہی پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی۔

(طبقات ابن سعد ٢/١٧ - البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٦٧)

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ بن محمد مکیالی نے، ان کو عبداللہ احمد اھواز نے، ان کو اسماعیل بن عثمان عسکری نے، ان کو اعمش سے اس نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سُنا کسی قسم دینے والے کو کہ اس نے ایسی قسم دی ہو جو حق ہو، جو مناشد زیادہ شدید ہو محمد ﷺ کے مناشد سے (اللہ کی قسم دینے سے)۔ یوم بدر میں آپ فرمارہے تھے :

اللهم انی أنشدك عهدك ووعدك۔ اللهم ان تهلك هذه العصابة لاتعبد۔

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور تیرے وعدے کی۔ اے اللہ! اگر آپ نے اس مختصری جماعت کو ہلاک کر دیا تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اس کے بعد حضور متوجہ ہوئے اور آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا بنا ہوا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں آنے والی شام لوگوں کی ہلاکت کی جگہ۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر ۳/۱۳۸۳۔۱۳۸۴۔ مسند امام ۱/۳۰۔۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن بطیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے خالد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ نرسی نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے، ان کو عبدالاعلیٰ نرسی نے، ان کو عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن اپنے خیمے میں کہا تھا :

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور وعدے کی۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے دن کے بعد تو کبھی نہ پوجا جائے اور تیری کبھی بھی عبادت نہ کی جائے (یعنی آپ کی کبھی بھی عبادت پھر نہیں ہوگی)۔ اس کے بعد ابوبکر نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کافی ہے آپ کے لئے، کافی ہے آپ کے لئے۔ یارسول اللہ! آپ نے خوب عاجزی اور اصرار کیا اپنے رب کے ساتھ۔ اس وقت حضور زرہ میں تھے آپ نے وہ اُتاری اور یہ پڑھنے لگے :

سيهزم الجمع ويولون الدبر ۔ بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر ۔

(سورۃ القمر : آیت ۴۵۔۴۶)

عنقریب شکست کھائیں گے لشکر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ ان کے وعدے کا وقت قیامت ہے اور قیامت سب سے زیادہ خوفناک ہے اور سب سے زیادہ شدید کڑوی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن حوطب سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔
(کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ القمر۔ باب قولہ سیہزم الجمع، یولون الدبر۔ الحدیث ص ۴۸۷۔ فتح الباری ۸/۶۱۹)

رسول اللہ ﷺ کا اپنے رب کو قسمیں دینا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن احمد جرجانی نے، ان کو ابویعلی نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو عمر بن یونس حنفی نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ابوزمیل سماک حنفی نے، ان کو عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا وہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس آدمی تھے۔ حضور ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ دراز کر دیئے اور اپنے رب کے ساتھ خفیہ باتیں اسی حالت میں کیں کہ آپ کے ہاتھ بدستور دراز کئے ہوئے تھے۔ قبلے کی طرف متوجہ تھے یہاں تک کہ آپ کے کندھے کے اُوپر سے چادر گرگئی تھی۔

عمر بن خطاب نے یہ دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اتنا شدید آپ کا اپنے رب کو قسمیں دینا اتنی شدت ہے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق آپ کے پاس آئے، انہوں نے آپ کی چادر اُٹھا کر واپس آپ کے کندھوں پر ڈالی اور آپ کے اُوپر آپ کی چادر لپیٹ دی اور عرض کی

کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے رب کے ساتھ اس قدر شدید مناشد کیا ہے (قسمیں دی ہیں) عنقریب وہ اس وعدے کو پورا کرے گا جو آپ سے وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۹)

جب تم لوگ اپنے رب سے فریاد کررہے تھے اور اس نے تمہاری دعا قبول کی تھی یہ کہہ کر کہ میں تمہاری امداد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو قطار اندر قطار ہوں گے۔

لہٰذا اللہ نے ان کی مدد فرمائی فرشتوں کے ذریعے۔

ابوزمیل نے کہا، مجھے حدیث بیان کی ہے ابن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ اچانک ایک آدمی تھا مسلمانوں میں اس دن، وہ بڑی کوشش کررہا تھا مشرکین سے کسی ایک کے تعاقب میں جو اس کے آگے آگے تھا۔ اچانک اس نے چابک کے مارنے کی آواز سُنی اپنے اُوپر سے، اور گھوڑے ہنہنانے کی آواز سُنی، وہ (نظر نہ آنے والا آدمی) کہہ رہا تھا آگے بڑھ اے حیزوم (یہ فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے)۔ اچانک اس صحابی نے دیکھا کہ وہ مشرک اس کے سامنے گر کر چت پڑا ہوا ہے۔ جب صحابی نے اسے دیکھا تو اس کی ناک کٹی ہوئی پڑی تھی اور اس کا چہرا چیرا ہوا تھا جیسے چابک اسے لگا تھا اور وہ پورا نیلا پڑ چکا تھا۔

وہ انصاری صحابی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا ہے آپ نے، یہ تیسرے آسمان سے آئی ہوئی مدد ہے۔

اس دن ستر مشرک قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے۔

(کتاب الجہاد والسیر ۔ باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر)

ملائکہ کا مدد ونصرت کے لئے اُترنا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک چچازاد بھائی بدر میں حاضر تھے حالانکہ اس وقت ہم شرک پر تھے اور ہم لوگ ایک پہاڑ میں بیٹھے انتظار کررہے تھے شکست کے واقع ہونے کا کہ ہم بھی کسی چیز پر جھپٹیں گے، اتنے میں ایک بادل آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو میں نے اس کے اندر سے ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سُنی اور اسی میں سے ہم نے ایک گھوڑے سوار کی آواز سُنی ۔ کہہ رہا تھا آگے بڑھو اے حیزوم (فرشتوں کے گھوڑے کا نام)۔ بہر حال میرے ساتھی نے اپنے دل کا پردہ کھول لیا اور وہ اسی جگہ مر گیا اور بہر حال رہا میں تو میں بھی مرنے کے قریب ہی تھا اس کے بعد میں نے ہوش سنبھال لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۳-۲۷۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے، اس نے بن عمرو بن حزم نے بنوساعدہ کے کسی آدمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسعید مالک بن ربیعہ سے۔ اس کے بعد ان کی نظر ضائع ہوگئی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر میں بدر میں آج موجود ہوتا اور میری بینائی بھی موجود ہوتی تو میں تمہیں اس گھاٹی کی خبر دیتا جس سے فرشتے نکلے تھے۔ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ ہی جھگڑا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

جب فرشتے نازل ہوئے تھے اور ابلیس نے ان کو دیکھا اور ادھر اللہ نے بتایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ پکارو اہل ایمان کو۔ اور فرشتوں کا اہل ایمان کو پکارنا بایں صورت تھا کہ فرشتہ آتا تھا آدمی کے پاس انسانی شکل میں جس کو وہ پہچانتا ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے تم لوگ خوش

ہو جاؤ یہ مشرک لوگ کچھ بھی نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، وہ ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ جب ابلیس نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تم سے بیزار ہوں اور وہ فرشتہ سراقہ کی شکل میں تھا۔

اتنے میں ابوجہل سامنے آیا، وہ اپنے احباب کو جوش دلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں کو سراقہ کا بے مدد چھوڑ جانا خوف زدہ نہ کرے، بے شک وہ تو محمد ﷺ اور اس کے صحاب کے وعدے پر تھا۔ پھر بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ ہم محمد (ﷺ) کو اس کے اصحاب کو پہاڑوں میں باندھ کر قید کریں گے۔ تم لوگ ان کو قتل نہ کرنا بلکہ گرفتار کرنا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو محمد بن محمد بن داؤد مسوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس نے، ان کو عزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلامہ نے عقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابوحازم نے سہل بن سعد سے، کہا ابواُسید ساعدی نے اس وقت جب اس کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر میں بدر میں ہوتا اور تم بھی اور پھر اللہ تعالیٰ میری نظر کھول دے تو میں تجھے وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے ہمارے اُوپر اس دن فرشتے نکلے تھے بغیر کسی شک کے، آپ بھی شک نہ کیجئے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بُطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو ابن ابوحبیب نے داؤد بن حسین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عائذ بن یحییٰ نے ابوالحویرث سے، اس نے عمارہ بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے، انہوں نے کہا جب جنگ شروع ہوگئی تو رسول اللہ دونوں ہاتھ اُٹھائے اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور جو اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا اور کہہ رہے تھے اے اللہ! اگرچہ مشرک لوگ اس مٹھی بھر جماعت پر غالب آگئے تو شرک غالب ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہ ہو سکے گا۔ اور ابوبکر کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ ضرور آپ کی مدد کرے گا، اللہ آپ کے چہرے کو ضرور چمکائے گا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

الفا من الملائکہ مردفین

قطار اندر قطار ہزار فرشتے دشمن کے کندھوں کے پاس۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش ہو جاؤ اے ابوبکر یہ رہے جبرائیل علیہ السلام پیلا عمامہ باندھے ہوئے تین آسمان وزمین کے مابین اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں۔ جب زمین اُترے تو ایک ساعت کے لئے وہ مجھ سے ملے اور غائب ہوگئے۔ اس کے بعد وہ نمودار ہوئے حالانکہ اس کے سامنے کے دانت چمک رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے آپ کے پاس اللہ کی نصرت اسی وقت آگئی تھی جب آپ دعا کر رہے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۶)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ فراء نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، یہ رہے جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اس پر آلات حرب لدے ہوئے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن موسیٰ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب شہود الملائکۃ بدر الحدیث ص ۳۹۹۵۔ فتح الباری ۷/۳۱۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن سعدی نے، ان کو خبر دی محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، ان کو ابوالحویرث نے یہ کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے حضرت علی ﷺ سے سُنا جو کہ خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا کہ میں قلیب بدر میں سے باہر آ رہا تھا اچانک شدید ہوا آئی جس نے مجھے واپس اسی جگہ

دھکیل دیا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی اس قدر شدید ہوا میں نے نہیں دیکھی مگر بس پہلے والی ہوا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی۔چنانچہ پہلی ہوا جبرائیل تھے جوایک ہزار فرشتوں میں اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مدد کے لئے جو کہ دائیں طرف تھے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو حضور کی مدد کے لئے ہزار فرشتوں کے ساتھ اُترے تھے بائیں طرف تھے۔تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتے کے ساتھ حضور کی مدد کے لئے اُترے یہ بائیں طرف میسرہ میں تھے۔اور میں بھی میسرہ میں تھا۔

اللہ نے جب حضور کے دشمنوں کو شکست دی تو حضور نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا،وہ بدکا جس کی وجہ سے میں گر گیا پیچھے کی طرف۔ پھر میں نے اللہ سے دعا کی اس نے مجھے روک دیا جب میں اس پر پوری طرح بیٹھ گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم میں نیزہ مارا حتیٰ کہ اس نے اس جگہ کو رنگین وخون آلود کر دیا،اس نے اپنی بغل کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

(الھیثمی فی مجمع الزوائد ۶/۷۷۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۹۔السیر ۃالشامیۃ ۴/۶۱۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۰)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے مسفر بن کدام سے،اس نے ابوعون سے،اس نے ابوصالح سے،اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مجھ سے ابوبکر سے کہا گیا تھا۔ہم میں سے ایک سے کہا گیا تھا کہ تیرے ساتھ جبرائیل ہے اور دوسرے سے کہا تھا کہ ترے ساتھ میکائیل اور اسرافیل فرشتے ہیں جو قتال میں موجود ہیں اور قتال کا مشاہدہ کر رہے ہیں،وہ خود قتال نہیں کر رہے مگر صف میں ہیں۔

(مسنداحمد ۲/۲۵۵۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۹۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۱)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حدیث یاد تھی ابوزکریا یحیٰی بن محمد عنبری نے،ان کو محمد بن ابراہیم عبدی نے،ان کو یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر نے،ان کو محمد یحیٰی بن زکریا حمیدی نے،ان کو علاء بن کثیر نے،ان کو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ نے،ان کو ابو امامہ بن سہل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا تھا،اے بیٹے!ہم لوگوں نے بدر والے دن خود کو دیکھا تھا کہ ہم میں سے کوئی ایک آدمی اپنی تلوار کا اشارہ کرتا تھا کسی مشرک کے سر کی طرف لیکن اس کا سر اس کے دھڑ سے علیحدہ ہو کر گر جاتا تھا تلوار کے اس تک پہنچنے سے بھی قبل۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۰۔السیر ۃالشامیہ ۴/۶۳)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،ان کو میرے والد اسحاق بن یسار نے،ان کو بنی مازن کے کچھ مردوں نے ابوواقد لیثی سے،وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن مشرکین میں سے ایک کا تعاقب کر رہا تھا تاکہ میں اسے ماردوں مگر میں نے دیکھا کہ میری تلوار کے اس تک پہنچنے سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو چکا ہے جس سے میں سمجھ گیا کہ میرے سوا کسی اور نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو عیسیٰ بن عبداللہ تیمی نے ربیع بن انس سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن لوگ فرشتوں کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو پہچان رہے تھے جن کو انہوں نے قتل کیا تھا گردن کے اُوپر سے۔اس وجہ سے کہ ان کے پوروں پر آگ کے ایسے نشان تھے جیسے اس سے جلائے گئے ہیں۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔السیر ۃالشامیہ ۴/۶۳)

بدر کے دن فرشتوں کی پہچان سفید پگڑیاں .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حسین بن علی بن محمد بن یحیٰی دارمی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین نے،ان کو عمرو بن زاروہ نے،ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے،اس نے کہا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔اس نے مقیم سے جو مولیٰ تھے عبداللہ بن حارث کے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کی

پہچان بدروالے دن سفید پگڑیاں تھیں جن کے طرے وشملے پیٹھ کے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے اور یوم حنین میں سُرخ عمامے تھے اور ملائکہ نے کسی جنگ میں خود قتال نہیں کیا تھا سوائے جنگ بدر کے۔ دیگر جنگوں میں وہ تعداد بڑھانے اور مدد دینے کے لئے تھے وہ خود نہیں مارتے تھے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن ابوامیہ نے وہب بن عبداللہ سے، اس نے مولیٰ سہیل بن عمرو سے، اس نے سہیل بن عمرو سے۔ کہتے ہیں میں نے بدروالے دن ابلق گھوڑوں پر سوار سفید جوان دیکھے تھے جو آسمان وزمین کے درمیان تھے۔ ان پر نشان لگے ہوئے تھے وہ قتل بھی کررہے تھے اور قید بھی کررہے تھے۔

اور ابواسید ساعدی بعد میں حدیث بیان کرتا تھا کہ جب ان کی بینائی چلی گئی تھی کہتے تھے کہ میں آج بھی بدر میں تمہارے ساتھ ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے نہ ہی کوئی وہم ہے۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔ الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۱۔ سبل الھدیٰ ۴/۶۳)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی خارجہ بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا تھا۔ کون کہہ رہا تھا فرشتوں میں سے بدروالے دن آگے بڑھ اے حیزوم؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا اے محمد ﷺ! میں یہ آسمان کے فرشتوں کو نہیں پہچانتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔ سبل الھدیٰ ۴/۶۳)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسحاق بن یحییٰ نے حمزہ بن صہیب سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کتنے ہاتھ کٹے ہوئے تھے یا کتنے گہرے زخم تھے جن کے زخم خون نہیں دے رہے تھے بدروالے دن میں نے انہیں دیکھا تھا۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱)

انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے ابوعقیل سے، اس نے محمد بن سہیل بن ابی خیثمہ سے، اس نے رافع بن خدیج سے، اس نے ابوبردہ بن بنار سے، وہ کہتے ہیں کہ میں بدروالے دن تین انسانی سر اُٹھا کر لایا اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیئے، اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان میں دو سر تو وہ ہے جن کو میں نے خود قتل کیا ہے۔ اور بہرحال تیسرا سر ایسا ہے کہ میں نے دیکھا تھا کہ ایک لمبے قد والا سفید رنگ کا آدمی تھا اس نے اس کو قتل کیا ہے اور میں یہ سر بھی لایا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا، یہ فلاں فرشتہ تھا۔
(ابن کثیر ۳/۲۸۱۔ الزوائد للہیثمی ۶/۸۳)

اور حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ نہیں قتال کیا تھا ملائکہ نے مگر یوم بدر میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن ابوحبیبہ نے داؤد بن حصین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فرشتہ کسی ایسے شخص کی صورت اختیار کرتا تھا لوگوں میں سے جس کو یہ لوگ جانتے ہوتے تھے وہ آکر ان مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور وہ کہتا تھا تمہارے قریب میں ہوں۔ میں نے سُنا تھا ان لوگوں سے وہ کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ مجھ پر حملہ کریں گے تو ہم ان کو رہنے نہیں دیں گے۔ یہ لوگ مشرک کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی بات کو بیان کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی تھی:

اذ یوحی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذی آمنوا ۔ الخ

(سورۃ انفال: آیت ۱۲)

یاد کرو اس وقت کو جب تیرا رب وحی کرتا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ اہل ایمان کو پکار رکھو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سائب بن جیش حضرت عمر ﷺ کے عہد میں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم لوگوں میں سے کسی نے مجھے اسیر نہیں بنایا تھا۔ کہا گیا کہ کون؟ وہ کہنے لگے کہ جب قریش شکست کھا گئے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا میں بھی شکست کھا گیا۔ مجھے ایک سفید رنگ طویل قامت شخص نے پکڑ کر باندھ دیا۔ میں نے دیکھا وہ سفید گھوڑے پر سوار تھا آسمان وزمین کے درمیان قائم تھا۔ اس نے مجھے کس کر باندھ دیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے اس نے مجھے باندھا ہوا پایا تو اس نے لشکر میں اعلان کرنا شروع کیا کہ اس کو کس نے باندھ دیا ہے (یعنی یہ تو کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا)۔ کوئی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کسی نے مجھے بھی باندھ دیا۔ وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن جیش تجھے کس نے قید کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کو پہچانتا نہیں ہوں اور میں نے اس کو جس طرح دیکھا ہے میں ان کو بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے فرشتوں نے باندھا ہے اے ابن عوف لے جائیے اپنے قیدی کو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف مجھے لے گئے۔ سائب کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس جملے کو یاد کرتا تھا اور میرا اسلام مؤخر ہو گیا تھا حتیٰ کہ میرا معاملہ ہوا سو ہوا۔ (الواقدی ۱/۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔ الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۲)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عائذ بن یحییٰ نے ان کو ابوالویرث نے عمار بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے خود دیکھا تھا بدر والے دن۔ تحقیق وادی خلص میں آسمان سے گھوڑے اترے تھے جنہوں نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا تھا اور وادی چیونٹیوں سے بہنے لگی تھی تو میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ یہ کوئی آسمانی چیز ہے جس کے ساتھ محمد ﷺ کی مدد کی گئی ہے اور وہ فرشتے تھے۔ لہٰذا کیا ہونا تھا شکست ہی ہونا تھی۔ (الواقدی فی المغازی ۱/۸۰۔ ابن کثیر ۳/۲۸۱)

(۲۲) اور اس میں سے جس کی مجھے خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، اس کو اجازت دی ہے کہ ابوالحسن بن صبیح نے، اس کو خبر دی ہے کہ عبداللہ بن محمد بن شرویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق حنظلی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے جبیر بن مطعم سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو شکست کھا جانے سے قبل دیکھا تھا جب کہ لوگ قتال کر رہے تھے سیاہ گھوڑے دیکھے تھے جو آسمان سے آئے تھے، سیاہ چیونٹیوں کی طرح (کثرت کے ساتھ)۔ مجھے یقین ہے کہ وہ فرشتے تھے۔ پھر کیا ہوا شکست ہی ہوئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۲۔ الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۲)

ابن مبارک نے اس کے متابع بیان کی ہے محمد بن اسحٰق سے۔

باب ۱۰

بدر میں قتال کی ابتداء اور جنگ پر آمادہ کرنا کیوں کر ہوا تھا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ حافظ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی ﷺ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو ہم نے مدینے میں پھل استعمال کئے لہٰذا ہمیں مدینے کی فضا و آب و ہوا موافق نہ آئی، بیمار ہو گئے ہمیں شدید بخار ہو گیا۔ اور حضور ﷺ بدر کے بارے میں معلومات کر رہے تھے۔ جب ہمیں خبر ملی کہ مشرکین (ہم سے لڑنے کے لئے) آرہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بدر ایک کنواں تھا لہٰذا ہم لوگوں نے مشرکین کے وہاں پہنچنے سے قبل پہل کی بدر پہنچنے میں۔ ہم نے وہاں دو آدمیوں کو پایا ایک آدمی قریش کا تھا دوسرا عقبہ بن ابومعیط کا غلام تھا۔ قریشی تو غائب ہو گیا وہاں سے باقی رہا عقبہ بن ابومعیط کا غلام سو اس کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم نے اس سے پوچھا

کہ اس طرف آنے والے قریش کے لوگ کتنے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کا شدید خطرہ ہے جب اس نے یہ بات بتائی تو مسلمانوں نے اس کی پٹائی شروع کر دی اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔حضور ﷺ نے وہی سوال کیا کہ قریش کتنی تعداد میں آ رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کی جنگ سخت ہوگی۔نبی کریم ﷺ نے کوشش کر لی کہ وہ پوری تعداد بتا دے مگر اس نے نہیں بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں روزانہ۔اس نے بتایا کہ ہر روز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ایک ہزار افراد ہیں ایک اونٹ ایک سو بندوں کے لئے ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہمیں رات کو بارش آن پہنچی ہم لوگ درخت کے نیچے چلے گئے اور خیمے تلے۔ہم اس کے ساتھ بارش سے بچاؤ کرنے لگے۔حضور ﷺ نے ساری رات اپنے رب سے دعا کرنے میں گزار دی تھی۔آپ ﷺ بار بار یہ کہتے رہے اے اللہ اگر آپ نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔جب صبح ہوگئی تو حضور ﷺ نے اعلان کیا کہ نماز قائم ہو رہی ہے۔لوگ درخت کے نیچے سے چلے آئے اور جھف سے حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور قتال پر اُبھارا۔اس کے بعد فرمایا بے شک قریش کی جماعت اس سرخ پہاڑ کے پاس ہوگی۔جب مشرک قوم ہمارے قریب آئی اور ہم نے ان کے سامنے صف بندی کی۔ایک آدمی ان میں سے قوم میں چل رہا تھا ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ نے فرمایا اے علی،حمزہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔وہ ان مسلمانوں میں سے مشرکین کے اس سرخ اُونٹ پر سوار کے زیادہ قریب تھے (حمزہ)۔اور اس بات کے لئے زیادہ موزوں تھے کہ ان سے کیا بات کرنی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ہے قوم میں کوئی ایک جو خیر کا امر کرتا ہے تو قریب ہے کہ وہ صاحب ہو۔

اتنے میں حمزہ آ گئے انہوں نے بتایا کہ وہ عقبہ بن ربیعہ ہے اور وہ منع کر رہا ہے قتال سے۔اور ان سے کہہ رہا ہے اے میری قوم! میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ موت کو گلے لگانا چاہتے ہیں۔تم لوگ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے جبکہ تمہارے اندر سردار اور چیدہ لوگ موجود ہیں۔اے میری قوم! تم لوگ اس معاملے کو مجھ پر رکھ دو اور یہ کہہ دو کہ عقبہ نے بزدلی دکھائی ہے جب کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تم میں سے بزدل نہیں ہوں۔ابوجہل نے یہ بات سنی تو بولے عقبہ کیا تم یہ بات کہہ رہے ہو اللہ کی قسم اگر تیرے سوا کوئی اور اس بات کو کہتا تو میں اس کو کچا چبا جاتا لگتا ہے کہ تیرا سینہ خوف سے بھر چکا ہے۔عقبہ نے کہا کہ کیا آپ کی مراد مجھ سے ہے اے اپنی سرین کو پیلا کرنے والے (نہایہ میں ہے کہ یہ کہہ کر اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ تہمت لگائی تھی۔دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی سرین پر زعفران ملتا تھا۔تیسری توجیہ یہ ہے کہ وہ محاورہ ہے جو مالدار اور آسودہ حال شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کو سختیوں کے تجربات نہ ہوئے ہوں)۔

عقبہ نے کہا عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون بزدل ہے۔چنانچہ عقبہ مقابلے کے لئے باہر آیا اور اس کا بھائی اور اس کا بیٹا ولید بیک وقت غیرت کھا کر۔انہوں نے اعلان کیا کون ہمارے مقابلے پر آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری شیبہ کے مقابلے پر آیا تو عقبہ نے کہا کہ نہیں ہم ان سے نہیں لڑنا پسند کریں گے بلکہ ہمارے مقابلے پر ہمارے چچازاد سے کوئی ہمارے سامنے آئے بنوعبدالمطلب میں سے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی اُٹھئے،اے حمزہ اُٹھئے،اے عبیدہ بن حارث۔لہٰذا قتل کر دیا عقبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عقبہ کو اور عبیدہ بن حارث زخمی ہو گئے تھے۔ہم لوگوں نے ان میں سے ستّر کو قتل کیا اور ستّر کو قیدی بنایا۔چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی جو چھوٹے قد کا تھا وہ بنوہاشم کے ایک آدمی کو قیدی بنا کر لے آیا۔اس قیدی نے کہا اللہ کی قسم اس نے مجھے قید نہیں کیا اللہ کی قسم اسی شخص نے قید کیا ہے جو چہرے کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔اس کی کنپٹیوں کے بال صاف تھے،وہ سفید و سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔مجھے وہ ان تمام لوگوں میں نظر نہیں آ رہا۔اس انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے قید کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چپ ہو جاؤ،اللہ نے تیری تائید فرمائی تھی معزز فرشتے کے ذریعے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے بنوعبدالمطلب میں سے عباس کو اور عقیل کو اور نوفل بن حارث کو قید کیا تھا۔(مسند احمد ١/١١٧۔الزوائد للھیثمی ٦/٧٥۔البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٧٧۔٢٧٨)

عمیر بن وہب کو جاسوسی کے لئے بھیجنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے انصار کے شیوخ میں سے۔ انہوں نے کہا کہ قریش نے بدر والے دن عمیر بن وہب کو بھیجا اور انہوں نے کہا تھا کہ تم ہمیں اصحابِ محمد ﷺ کا جائزہ لے کر بتاؤ۔ چنانچہ وہ لشکر کے گرد گھوم گیا گھوڑے پر سوار ہوکر، پھر وہ اس کے پاس لوٹ گیا۔ اس نے بتایا کہ تین سو پچاس ہیں یا کچھ کم و بیش ہیں لیکن تم لوگ میرا انتظار کرو میں وادی میں دیکھ کر آتا ہوں کیا پیچھے ان کی مدد میں اور ہیں یا کمین گاہ میں۔ اس نے وادی چھان ماری، غور سے دیکھا پھر آ کر بتایا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا لیکن سنوا ے جماعت قریش میں نے بلائیں دیکھیں ہیں (بلایا بلیۃ کی جمع ہے)۔ ایک سواری یا ایک اُونٹنی کو کہتے تھے جس کو کسی میت کی قبر پر باندھ دیتے تھے۔ نہ اسے چارہ دیا جاتا تھا نہ پانی یہاں تک کہ وہ مرجاتی۔

بعض عرب جو بعث کے قائل تھے وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس قبر کا مردہ اسی پر اُٹھایا جائے گا)۔ عمیر نے کہا تھا کہ میں نے بلایا دیکھی ہیں جو مُردہ کو اٹھائی ہوئی ہیں اور اونٹ ہیں جو موت ثابت کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے ایسی اقوام دیکھی ہیں جن کے پیچھے کوئی ٹھکانہ نہیں اور ان کا تحفظ بس ان کی تلواریں ہیں اور بس۔ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آدمی قتل ہوتا ہے جب وہ اپنے جیسے کو خود قتل کرلے۔ جب وہ اپنے برابر تعداد میں لوگوں کو قتل کرلیں (یعنی تم میں سے) تو اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ باقی آپ لوگ اپنی رائے دیکھ لو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۱۔۲۶۲)

ابن اسحق نے کہا اسی اسناد میں جو مذکور ہوئی ہے البتہ قصہ بدر ہے اور تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے پہلے کہ جب حکیم بن حزام نے یہ بات سنی تو وہ چل کر لوگوں کے پاس گیا اور وہ جاکر عقبہ بن ربیعہ سے ملا اور کہنے لگا اے ابوالولید آپ قریش کے بڑے ہیں اور سردار ہیں اور ایسے مقام پر ہیں کہ آپ کی ہر بات مانی جاتی ہے۔ کیا آپ ایسی بات مانیں گے جس کے بعد آپ آخر وقت تک خیر و عافیت سے رہ جائیں؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ حکیم نے کہا آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کے خون بہادینے کی ذمہ داری آپ لے لیں۔

عقبہ نے کہا ٹھیک ہے یہ تو میں مان لیتا ہوں لیکن تم جاؤ ابن حنظلیہ کے پاس یعنی ابوجہل کے پاس۔ اس کے بعد عقبہ لوگوں کو خطاب کرنے کھڑا ہوا۔ اے قریش کی جماعت! تم لوگ اللہ کی قسم کیا کروگے محمد سے اور ان کے اصحاب سے ٹکرا کر۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے قافلے کو تجارت دی ہے اور تمہارے مال بھی بچالئے ہیں اب تمہیں ضرورت نہیں ہے کہ تم بے مقصد امر میں چلو۔ تم لوگ نکلے تھے اس لئے کہ تم اپنے قافلے کو بچاؤ اور اپنے مالوں کو بچاؤ وہ کام ہوگیا تو اب تم لوگ بزدلی کا الزام محمد پر ڈال دو اور واپس لوٹ چلو۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ محمد سے ٹکراؤ گے تو ہمیشہ ایک دوسرے کی نظروں میں بُرے بن جاؤ گے کیونکہ کوئی اپنے چچا کے بیٹے کو مارے گا کوئی ماموں کے بیٹے کو یا کسی دوسرے اپنے خاندان کے بندے کو۔ لہٰذا واپس لوٹ چلو اور محمد کے اور سارے عرب کے درمیان تخلیہ چھوڑ دو اگر وہ یعنی عرب آپ کو نقصان پہنچائیں گے تو یہ وہ بات جو تم چاہتے ہو اور اگر کوئی اس کو نقصان پہنچائے تو تم تو اس سے بچ کر نکل جاؤ گے تم کسی غیر ضروری امر کے درپے نہیں ہوگے۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس چلا گیا۔ میں نے جاکر کہا، اے ابوالحکم! مجھے عقبہ بن ربیعہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ایسے ایسے کہہ رہے ہیں کہ ہم واپس چلے جائیں۔ ابوجہل نے خوب پھنکارتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد نے اس پر جادو کردیا ہے جب اس نے اس کو دیکھا تھا تو اس پر جادو ہوگیا ہے، جیسے اس نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں ایسے نہیں ہوسکتا۔ ہم واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کردے۔ کیا ہوگیا ہے عقبہ کو کہ اس نے ایسی بات کہی ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ محمد اور اس کے اصحاب اُونٹ کا گوشت کھارہے ہیں اور ان میں اس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم سب کو ڈرا رہا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۔۲۷۳)

اس کے بعد ابوجہل نے) عمرو بن الحضرمی کے بھائی) عامر بن الحضرمی کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے حلیف عقبہ کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو واپس لے جانا چاہتا ہے (وہ چاہتا ہے کہ ہم تیرے بھائی کا بدلہ نہ لیں)۔ اور میں تیرا بدلہ اور قصاص تیری نظروں کے سامنے دیکھ رہا ہوں تو اُٹھ کھڑا ہو۔ لوگوں کو اپنے عہد کی یاد دہانی کرا، اور اپنے بھائی کا قتال یاد دلا۔ چنانچہ عامر حضرمی کھڑا ہو گیا، اس نے منہ سے کپڑا ہٹایا پھر وہ چیخا، اے عمرو ہے عمرو۔ چنانچہ اس کے بعد جنگ گرم ہو گئی یعنی برپا ہو گئی شروع ہو گئی اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا اور وہ جس شرارت پر تھے اس کو اس پر مزید پکا کر دیا اور لوگوں کی رائے خراب ہو گئی۔ جس رائے کی طرف اس نے لوگوں کو بُلایا تھا۔

ابوجہل کا یہ قول جب عقبہ کو پہنچا اس نے گردن کی رگیں پھلاتے ہوئے کہا، عنقریب پیتل کے چوتڑوں والا دیکھ لے گا (یعنی ابوجہل) کہ ہم میں سے کون بزدل تھا جس نے اپنی قوم کو مروایا تھا، میں یا وہ۔

اس کے بعد عقبہ بن ربیعہ نے لوہے کا خود مانگا سر پر رکھنے کے لئے، مگر بدقسمتی سے اس کے لئے کوئی خود بھی نہ مل سکا جو اس کے سر پر پورا آسکے کیونکہ اس کا سر بڑا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی تھی اور قریش کے کچھ حواری آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پانی کے حوض سے پانی پیا، ان میں حکیم بن حزام بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو ان کو۔ جس جس نے بھی ان میں سے پانی پیا تھا وہ سارے مارے گئے تھے سوائے حکیم بن حزام کے وہ قتل نہیں ہوئے تھے اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کو اچھا کر دکھایا۔ وہ جب بھی کوئی بات ہوتی تو کہتے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر والے دن بچا لیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۳۔۲۶۴)

وہ کہتے ہیں کہ جب اسود بن اسود نے حوض دیکھا تو کہا اللہ کی قسم! میرا جانا ہوا، جا کر یا تو حوض کو توڑ دیتا ہوں یا میں اس سے قبل مارا جاؤں گا اور وہ آدمی سخت خو تھا اس نے یہ قسم کھائی تھی بداخلاق تھا۔ وہ حوض کو توڑنے کے لئے نکلا۔ ادھر سے ان کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب نکلے۔ انہوں نے اس کو مارا اور انہوں نے نصف پنڈلی سے اس کا پیر کاٹ دیا حالانکہ ابھی وہ حوض تک نہیں پہنچا تھا اور وہ پیٹھ کے بل گر گیا۔ اس نے اپنا خون آلود پیر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا اور وہ حوض کی طرف گھسٹنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض میں جا پڑا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے۔ حضرت اس کے پیچھے بھاگے اس کو مارنے کے لئے یہاں تک کہ انہوں نے جا کر اس کو حوض کے اندر ہی قتل کر دیا، یہ مشرکین میں سے پہلا مقتول تھا بدر میں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۴۔۲۶۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن منصور نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ بن منصور سے، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین ہم لوگوں کی نظروں میں بدر کے دن قلیل بتائے گئے تھے حتیٰ کہ میں نے ایک آدمی سے کہا تھا جو ہمارے پہلو میں کھڑا تھا کہ آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ ستر افراد ہوں گے؟ اس نے کہا کہ میں ان کو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سو ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے مشرکین کے ایک آدمی کو قید کیا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے ہو؟ اس قیدی نے بتایا کہ ہم لوگ قریش ایک ہزار ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۱

نبی کریم ﷺ کا یوم بدر میں قتال پر لوگوں کو اُبھارنا

اوراس دن کی جنگ کی شدت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بسبس کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ ابوسفیان کا قافلہ کیا کر رہا ہے؟ وہ جب واپس آیا تو گھر میں میرے سوا کوئی اور نہیں تھا اور رسول اللہ کے سوا۔ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے حضور کی بعض عورتوں کو مستثنیٰ کہا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو بات بتائی۔ حضور باہر آئے آپ نے لوگوں سے اس بارے میں بات کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری طلب ہے اور ضروریات ہیں جس کے پاس سواری ہو سوار ہونے کے لئے وہ ہمارے ساتھ چلے۔ کچھ لوگ آپ سے اجازت مانگنے لگے اپنی سواریوں کی جو بالائی مدینے میں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں فی الحال موجود ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے سے روانہ ہو کر مشرکین سے قبل بدر میں پہنچ گئے (وہاں پر پانی کا وافر انتظام تھا اور مشہور منزل بھی دونوں فریقوں نے وہیں پہنچنا تھا) مشرکین بھی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی آدمی بھی کسی کام سے نہ اُٹھے یہاں تک کہ میں خود بتاؤں گا۔ مشرکین قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا اُٹھو جنت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان وزمین کی طرح فراخ ہے۔

اتنے میں عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا واقعی جنت کی وسعت ارض وسماء کے برابر ہے؟ فرمایا، جی ہاں۔ اس نے کہا بس بس بڑی بات ہے بڑی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ لفظ بخ بخ کیوں کیا؟ اس نے بتایا کہ کچھ نہیں یا رسول اللہ! بس اس امید پر کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر سے کہا واقعی تو اہل جنت سے ہے۔ اتنے میں اس نے اپنی تھیلی میں خشک کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانے لگا اور کہنے لگا اگر میں زندہ رہا تو میں اپنی یہ کھجوریں کھاؤں گا زندگی بڑی پڑی ہے۔

یہ کہہ کر اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے پاس تھیں اور اس نے مشرکین سے قتال شروع کیا حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور ایک جماعت ابوالنضر سے۔

(البخاری۔ کتاب الامارۃ۔ باب ثبوت الجنۃ للشہید الحدیث ص ۱۴۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقزی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں جب یوم بدر آیا تو ہم لوگ مشرکین سے بچنے کے لئے رسول اللہ کا سہارا لیتے تھے آپ سخت جنگجو تھے یعنی سب لوگوں سے زیادہ جنگجو تھے۔ (مسند امام احمد ۱/۱۲۶)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے، اس نے ذکر کی اس کی مثل اور اس میں اس نے اضافہ کیا ہے (مقابلے کے لئے) رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے سب سے زیادہ قریب اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو عبدالرحمٰن بن غسیل نے عباس بن سہل بن سعد حمزہ بن ابوالسید ساعدی سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب بدر میں باہم ٹکرائے تھے مشرکین کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں (یعنی تمہاری رینج میں ہوں) جب ان کو تیر مارنا (کہ کہیں خواہ مخواہ ضائع نہ ہو) اور اپنے اپنے تیروں کو سیدھا رکھو (پہلے سے تیار رکھو)۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو ابوبکر بن درسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سنان نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے حمزہ بن اسد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن جب ہم نے صف بندی کی (مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو تم ان پر تیر چلا دینا اور اپنے تیروں کو سیدھا سامنے رکھو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد جعفی سے، اس نے ابواحمد زبیری سے۔

(کتاب المغازی۔ باب حدثنی عبداللہ محمد الجعفی۔ فتح الباری ۷/۳۰۶۔ مسند احمد ۳/۴۹۸)

بدر کے دن مہاجرین کا شعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ان کو حدیث بیان کی عمر بن عبداللہ بن عروہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن مہاجرین کا شعار اور علامتی نشان یا بنی عبدالرحمٰن مقرر کیا تھا اور بنوخذرج کا شعار یا بنی عبداللہ اور قبیلہ اوس والوں کا شعار یا بنی عبیداللہ مقرر کیا تھا اور اپنے گھوڑے کا نام خیل اللہ رکھا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۶۹)

ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے اپنی روایت میں کہ مجموعی شعار سب کے لئے یہ مقرر کیا تھا، یَا مَنْصُوْرُ اُمت۔

باب ۱۲

عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کا

میدانِ کارزار میں مقابلہ کا چیلنج کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کی نصرت کرنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ حُرفی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ عتبہ مقابلے کے لئے سامنے آئے اور ان کے بھائی شیبہ اور ان کے بیٹے ولید غیرت کھا کر اُٹھے اور کہنے لگے کوئی ہے ہم سے مقابلہ کرنے والا۔ چنانچہ ان کے مقابلے کے لئے انصار میں سے چند نوعمر جوان سامنے آئے مگر عتبہ نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑنا چاہتے بلکہ ہمارے ساتھ مقابلہ ہمارے چچازادوں میں سے یعنی بنوعبدالمطلب میں سے کوئی سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے علی، اُٹھے حمزہ، اُٹھئے اے عبید بن حارث۔ چنانچہ اللہ نے قتل کیا عتبہ اور شیبہ اُمیہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عتبہ کو اور زخمی ہو گیا تھا عبید بن حارث۔ (مسند احمد ۱/۱۱۷)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ابوداؤد نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے، اس نے ان کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ۔ انہوں نے اضافہ کیا ہے۔ حمزہ آئے عتبہ کے

مقابلے کے لئے اور میں آیا شیبہ کے لئے عبیدہ اور ولید میں دوضربوں کا تبادلہ ہوا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بوجھل کردیا پھر ہم لوگ ولید پر بل پڑے اسے قتل کردیا اور عبید کو ہم نے اُٹھالیا۔

حضرت حمزہ کا شیبہ کو قتل کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان سے جن سے قصہ بدر مروی ہے اس نے کہا، پھر عتبہ اور شیبہ اور ولید مقابلے کے لئے نکلے اور انہوں نے مقابلے کے لئے چیلنج دیا۔ لہٰذا اس کے مقابلے کے لئے انصار کے کچھ نوجوان سامنے آئے یعنی عوف اور معوذ عفرآء کے بیٹے اور ایک دوسرا آدمی جسے عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ عتبہ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار کا گروہ ہیں، عتبہ ان لوگوں سے بولے کہ ہم کو آپ لوگوں سے کوسروکار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کے منادی نے اعلان کیا اے محمد! ہمارے مقابلے پر ہماری ہی کفو کے لوگوں کو نکالئے ہماری قوم میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے حمزہ، اُٹھئے اے علی، اُٹھئے اے عبید۔ جب مقابلے کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کے قریب ہوئے تو مشرکین نے کہا جی ہاں عزت والے کفو تو ہیں۔ چنانچہ عبید نے عتبہ کو مقابلہ کیا، دونوں نے ایک دوسرے کو چوٹیں دیں اور ایک دوسرے کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور حمزہ نے شیبہ کا مقابلہ کیا اور اس کو اس کی جگہ پر قتل کردیا۔ اور علی نے ولید کا مقابلہ کیا اس نے اس کو بھی اسی جگہ قتل کردیا۔ اس کے بعد دونوں نے پلٹ کر عتبہ پر حملہ کیا اور دونوں نے اس کو قتل کردیا اور اپنے ساتھی کو زخمی حالت میں اُٹھالائے۔ اور سامان میں ان کی حفاظت کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابوہاشم نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی :

هذان خصمان اختصموا في ربهم ۔ (سورۃ الحج : آیت ۱۹)

(یہ دولڑنے والے ہیں جو اپنے رب کے لئے لڑ رہے ہیں)۔

فرمایا کہ یہ علی اور حمزہ اور عبید بن حارث۔ اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ثوری سے۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ حج۔ باب ہذان خصمان اختصموا۔ فتح الباری ۸/۴۴۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو خبر دی محمد بن عبدالملک نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی حمزہ اور عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے باہم مقابلہ کیا انہیں کے بارے میں یہ آیت اُتری :

هذان خصمان اختصموا في ربهم ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ وراق نے بغداد میں، ان کو ابراہیم بن عبیداللہ بصری نے، ان کو محمد بن اعلیٰ نے، ان کو معتمر بن سلیمان تیمی نے اپنے والد سے، اس نے ابومجلز سے، اس نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابوطالب نے انہوں نے کہا کہ میں پہلا شخص ہوں گا جو اللہ کے آگے قیامت کے دن خصومت کے لئے بحث کروں گا۔

کہتے ہیں کہ قیس نے کہا اس نے مذکورہ معنی اور مفہوم ذکر کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح محمد بن عبداللہ رواشی سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قتل ابی جہل)

☆☆☆

باب ۱۳

ابوجہل بن ہشام کا

کفرواسلام کی دونوں صفوں کے ٹکرانے کےوقت فتح کی دعا کرنااورابوجہل کا یہ(دعائیہ) قول یااس کا جس کافر نے بھی ان میں سے کیا تھا مکے میں

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔(سورۃ الانفال: آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن اور یہ دین محمد سچ ہے تیری طرف سے تو پھر ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں ہلاک کردے یا ہمارے اُوپر کوئی دردناک عذاب بھیج دے .... (لہذا اللہ نے بدر والے دن عذاب دیا تھا ان کو تلوار کے ذریعے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر عذری نے کہ بے شک فتح مانگنے والا بدر کے دن ابوجہل بن ہشام تھا۔ ابن ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب دونوں جماعتیں باہم ٹکرائیں تو ابوجہل نے کہا تھا، اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمارے اُوپر ان لوگوں کو مسلط کر کے لے آ جن کو ہم نہیں جانتے اور مجھے صبح تک ہلاک کردے۔

فرمایا کہ اسی کے نتیجے میں وہ قتل ہوگیا، اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ (سورۃ الانفال : آیت ۱۹)

صالح بن کیسان نے زہری سے اس کی متابع حدیث بیان کی ہے۔ آیت کا مفہوم اس طرح ہے کہ ''اگر تم فتح ونصرت مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی ہے۔ الخ

اس مفہوم آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں :

(۱) یہ کہ یہ خطاب ہے کفار کے لئے، کیونکہ انہوں نے فتح ونصرت مانگی تھی مسلمانوں کے خلاف۔

(۲) یہ کہ یہ خطاب ہے اہل ایمان کے لئے یعنی اگر تم نصرت اور مدد مانگتے ہو تو تمہارے پاس نصرت ومدد آچکی ہے۔ الخ

(۳) یہ کہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ یہ اہل ایمان کو خطاب ہوا اور باقی ماندہ خطاب کفار کے لئے ہے۔

تفصیل میں طوالت ہے اصل کتاب کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (از مترجم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کئی بار، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نضر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے عبدالحمید صاحب زیادہ سے، وہ کہتے ہیں حضرت انس سے یہ حدیث سنی گئی تھی، وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا :

اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء اوائتنا بعذاب الیم ۔
(سورۃ انفال : آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن یہ دین محمدی حق سچ ہے تیری طرف سے تو ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کر دے یا ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔

لہٰذا جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون ۔
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتے کہ آپ بھی ان کے اندر موجود ہوں، اور اس طرح بھی اللہ ان کو عذاب نہیں دیتے کہ جب وہ توبہ استغفار کر رہے ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن نضر سے۔ (البخاری فی تفسیر سورۃ الانفال۔ باب وما کان اللہ للیعذبھم۔ فتح الباری ۸/۳۰۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن احمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللّٰہ معذ بھم وھم یستغفرون ۔
(سورہ انفال : آیت ۳۳)

ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتا یا ان پر عذاب نہیں بھیجتا جبکہ ان کے نبی ان کے بیچ موجود ہوں بلکہ پہلے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون ۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس کے مقدر میں اللہ کی طرف سے ایمان میں داخل ہونا پہلے ہو چکا ہے بس وہی استغفار ہے (استغفار یعنی ایمان کے ساتھ بھی اللہ عذاب نہیں دیتا کسی کو)۔

اس کے بعد اللہ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا :

وما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۔

کہ اللہ تعالیٰ خبیث کے فرق کے بغیر اور تمیز کے بغیر بھی نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اس نے اہل سعادت کو اہل شقاوت سے نمایاں اور ممتاز کر دیا ہے۔

پھر فرمایا :

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۷۹)

کہ ایسا بھی ہو سکتا کہ اللہ ان کو بالکل بھی عذاب نہیں دے گا۔ حالانکہ وہ مسجد الحرام سے رکاوٹ بن رہے ہوں۔

لہٰذا اللہ نے ان کو بدر میں تلوار کے ساتھ عذاب دیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد یوسف نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن معیب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوحامد بن محمد نے اور

ابوبکر احمد بن محمد اسماعیلی فقیہ طابران میں، ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن محمود ہزار نے شہر نساء میں، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبدالرحمٰن بن عمر بحرائی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوالحسین حجاجی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عمیر نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے برید بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبردہ نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کے ساتھ رحمت وشفقت والا معاملہ کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تو اللہ اُمت کے لئے ان کے آگے اس کو فرط اور سلف، آگے گیا ہوا اور پیش رو بنا دیتا ہے (یعنی اس کو پہلے سے ان کے لئے سفارش بنا دیتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کی ہلاکت وتباہی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ ان کا نبی موجود ہوتا ہے زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے ان کو ہلاک کر کے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی کی ہوتی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفضائل۔ باب اذ اارادالله تعالیٰ رحمۃ امۃ)

اور کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے ابواسامہ سے اور اس نے جس نے اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن سعید جوہری سے، اس نے اس کے متن میں یہ اضافہ کیا ہے فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ اللہ اس اُمت کو پھر اس طرح ہلاک کرتا ہے کہ ان کا نبی خود اپنی آنکھوں سے اس تباہی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

باب ۱۴

۱۔ (کفر واسلام کی) دونوں جماعتوں کا باہم ٹکرانا اور اس موقع پر فرشتوں کا نازل ہونا۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا مٹی کی مٹھی بھر کر پھینکنے سے برکات کا ظہور ہونا۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا مشرکین وکفار کے دلوں میں رعب ڈالنا۔

یہ سب امور آثارت نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبدوس طرلائفی نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید درامی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ ۔ (سورۂ انفال : آیت ۷)

فرمایا کہ اہلِ مکہ کا قافلہ آیا تھا شام کے ملک جارہا تھا اہلِ مدینہ کو اس بات کی خبر پہنچی وہ لوگ بھی نکلے ان میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے وہ قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس بات کی خبر اہلِ مکہ کو بھی پہنچ گئی لہٰذا وہ لوگ جلدی جلدی چل کر قافلے کی حفاظت کے لئے پہنچے تاکہ نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب اس قافلے پر قبضہ نہ کرلیں۔ چنانچہ قافلہ متعین مقام سے رسول اللہ ﷺ سے سبقت کر گیا اور پہلے گذر گیا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو دو میں سے ایک گروہ یا جماعت کا وعدہ دیا تھا (یعنی یا تو قافلہ اور اس کا سامان ہاتھ لگے گا یا قریش کا گروہ ہاتھ لگے گا جو قدیم دشمن تھے)۔ حضور ﷺ اور اصحاب پسند یہ کرتے تھے کہ وہ قافلے سے ملیں اس میں تکلیف کم برداشت کرنا پڑے گی اور غنیمت بھی وافر حاصل ہوگی۔ مگر جب قافلہ پہلے نکل گیا اور آپ اس سے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے۔ آپ کا ارادہ قوم قریش سے ملنا تھا مگر قریش نے مسلمانوں کی روانگی کو ناپسند کیا کیونکہ قریش کو اپنے غلبے اور کثرت کا زعم اور گھمنڈ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور مسلمان جس مقام پر اُترے ان کے درمیان پانی اور پانی کے درمیان ریت خالص تھی۔

مسلمانوں کو شدید کمزوری پہنچ چکی تھی اور شیطان نے ان کے دلوں میں مایوسی بھی ڈال دی تھی وہ ان کو وسوسے دلا رہا تھا کہ تم یہ گمان کرو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے۔ تمہارے اوپر مشرک غالب آئے گئے حالانکہ تم ایسے ایسے ہو۔ لہٰذا اللہ نے شدید بارش برسائی مسلمانوں نے پانی پیا اور طہارت کی۔ اللہ نے ان سے شیطانی نجاست دور کر دی اور وہ ریت جم کر پکی جگہ بن گئی۔

راوی نے ایک کلمہ اور ذکر کیا ہے مسلمانوں کو بارش پہنچی اور اس پر لوگ چلے، جانور بھی چلے۔ اور مسلمانوں نے قوم قریش کے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اور مؤمنوں کی مدد فرمائی ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو علیحدہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو کہ علیحدہ تھے (الدر المنثور) اور ابلیس اپنے لشکر سمیت آیا شیاطین کا لشکر لے کر۔ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا بنو مدلج کے کچھ مردوں کی شکل وصورت میں اور شیطان سراقہ بن مالک جعشم کی شکل میں تھا۔

چنانچہ شیطان نے مشرکوں سے کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم سے غالب نہیں ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب قوم نے صف باندھی تو ابوجہل نے کہا اے اللہ! ہم حق کے لئے سب سے بہتر ہیں اور لائق ہیں لہٰذا حق کی مدد فرما۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اے میرے رب اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا آپ مٹی کی ایک مٹھی بھر لیجئے۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور وہ مٹی ان کفار و مشرکین کے مونہوں پر چلے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا تو ابلیس کے ہاتھ میں ایک مشرک آدمی کا ہاتھ تھا جلدی سے ابلیس نے اپنا ہاتھ اس سے کھینچ لیا اور ابلیس بھی اور اس کی جماعت بھی واپس پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ اس آدمی نے کہا سراقہ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو گے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

انی اری ما لا ترون انی اخاف اللّٰہ واللّٰہ شدید العقاب ۔ (سورۂ انفال : آیت ۴۸)

بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔

یہ اُس وقت کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا۔ (الدر المنثور ۳/۱۶۹)

کفار کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، زمعی نے اپنے چچا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مروان بن حکم سے۔ وہ سوال کر رہے تھے حکیم بن حزام سے یوم بدر کے

بارے میں مگرنا پسند کررہے تھے اس کو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اصرار کیا لہٰذا حکیم نے کہا ہم لوگ باہم ٹکرا گئے تھے اور ہم نے خوب قتال کیا۔ میں نے ایک آواز سنی تھی جو آسمان سے زمین پر پڑی تھی جیسے کنکریاں تھالی میں گرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھری تھی اور وہ ماری تھی لہٰذا ہم لوگ شکست کھا گئے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ابواسحٰق بن محمد نے، اس نے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبید نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے، اس نے کہا کہ میں نے سنا نوفل بن معاویہ دیلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بدر والے دن شکست کھا گئے تھے اور ہم سن رہے تھے جیسے تھالی میں کنکریاں گرتی ہیں۔ جو گرتی تھیں ہمارے آگے اور پیچھے اور اس بات سے ہم لوگوں پر شدید رعب اور خوف طاری ہو گیا تھا۔

(الواقدی ۱/۹۵)

(۳) ہمیں خبر دی احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تشری نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عباس یعنی ابن ابوسلمہ نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے یزید بن عبداللہ سے، اس نے ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ سے، اس نے حکیم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آسمان سے آواز سنی تھی جیسے کوئی چیز نیچے گری ہو گویا وہ آواز ہے کنکریوں کی تھالی میں گرنے کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن وہ کنکریاں ماری تھیں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی ایک باقی نہیں بچا تھا (سب کی آنکھوں میں وہ پہنچ گئی تھیں)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے یزید بن رومان سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے زہری سے اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے اور ان کے علاوہ دیگر ہمارے علماء سے۔

اس نے حدیث ذکر کی یوم بدر کے بارے میں۔ یہاں تک اس نے کہا ہے کہ وہاں پر رسول اللہ ﷺ ایک عرش (چھپر) تلے موجود تھے اور حضرت ابوبکر ﷺ ان کے ساتھ تھے ان دونوں کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ (مسلم اور مشرک) دونوں جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے سے قریب ہونا شروع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو قسم دینا شروع کی اس کی جو رب نے ان سے وعدہ فرمایا تھا نصرت کا وعدہ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذا الْعِصابَۃَ الْیَوْم لَا تَعْبُدْ

اے اللہ بے شک آپ اگر اس تھوڑی سی جماعت کو ہلاک کر دیں گے پھر آپ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور حضرت ابوبکر ﷺ فرمارہے تھے آپ اپنے رب کو قسم دینا کم کر دیں یا رسول اللہ ﷺ۔ بے شک اللہ پورا کرنے والا ہے اس کو جو اس نے آپ کی نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ پر ہلکی سی نیند طاری ہو گئی تھی اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جائیے ابوبکر تیرے پاس اللہ کی نصرت آ گئی۔ یہ رہے جبرئیل علیہ السلام جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں اس کو چلا کر لا رہے ہیں۔ اس کے سامنے کے راستوں پر غبار ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو پانی پلایا اور ان کو تیار کیا اور فرمایا کہ کوئی آدمی قتال کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے یہاں تک کہ ہم اس کو اجازت دیں گے۔ جب وہ تمہیں چھپا لیں یعنی تمہارے قریب آ جائیں تو ان کو تیر مار و بھالے کے ساتھ۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کے لئے ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ عرش سے باہر آئے۔ آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی پھر اس کے ساتھ قریش کی طرف منہ کیا اور اس کو ان کے مونہوں پر پھونک ماردی اور فرمایا: شَاھَتِ الْوُجُوْہُ ،

رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ مراد یہ ہے قبیح ہو جائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حملہ کر دو اے مسلمانو۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور اللہ نے قریش کو شکست دی اور مارے گئے۔ جو لوگ مارے گئے ان کے شرفا میں سے قیدی ہو گئے ان میں سے جو قیدی ہوئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۷۔۲۶۸)

ملائکہ کا مدد کے لئے گھاٹی سے باہر آنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ احمد بن سنان حاضر ہوئے میرے والد اور میرے داداد کے ساتھ مجلس میں۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن ابو بکر نے کہا مجھے حدیث بیان کی بعض نے بنو ساعدہ میں سے، اس نے ابو اسید مالک بن ربیعہ سے۔ اور وہ بدر والے دن حاضر ہوئے تھے یہ بات کہہ رہے تھے جب ان کی بینائی جا چکی تھی۔ کہا کہ اگر آج میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری نظر موجود ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے فرشتے باہر نکلے تھے (یعنی اہلِ بدر مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

باب ۱۵

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول فرمائی ہر اس شخص کے خلاف

جو مکے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے تھے کفار و قریش میں سے، یہاں تک کہ وہ سارے اپنے بھائی بندوں سمیت بدر میں قتل کر دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، ان کو خبر دی عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے ابو اسحٰق سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کعبے کے پاس اور قریش کی جماعت اپنی اپنی مجالس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کیا تم لوگ دیکھتے نہیں اس ریا دکھاوے باز کو۔ کون اٹھتا ہے آل بنو فلاں کے ذبح ہونے والے اونٹوں کی غلاظت لا کر اس کے اوپر ڈال دے جب یہ سجدے میں جائیں۔ چنانچہ ان میں سب سے بڑا شقی اور ایذا ابخت اٹھا اس نے یہ گستاخی کر ڈالی۔

حضور ﷺ اس کے باوجود سجدے میں پڑے رہے۔ یہ شیطان کھل کھلا کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور خوب زور زور سے ہنس رہے تھے۔ کوئی گیا اس نے جا کر آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا وہ اس وقت لڑکی تھیں وہ دوڑی دوڑی آئیں اور آ کر اپنے والد کے کندھے سے وہ گندگی ہٹائی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دینے لگیں۔ حضور ﷺ جب نماز پوری کر چکے تو کہا : اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ، تین بار کہا، اے اللہ! قریش کو اپنی پکڑ میں لے لے۔ اے اللہ عمرو بن ہشام کو یعنی ابو جہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو، عقبہ بن ابو معیط کو، عمارہ بن ولید کو (ہلاک کر دے)۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ان سب لوگوں کا حشر

بدر والے دن دیکھا کہ میدان میں پچھاڑے پڑے تھے اور وہ قلیب بدر کی طرف گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قلیب بدر میں ڈالے جانے والوں پر لعنت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ سے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی دیگر وجودہ سے ابو اسحٰق سے۔
(البخاری۔ کتاب الوضوء۔ باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر۔ فتح الباری ۱/۳۴۹۔ مسلم۔ کتاب المغازی۔ باب مالقی النبی ﷺ من اذا المشرکین والمنافقین)

ابوجہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہونا

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی سقا نے، اور ابوالحسن علی بن محمد بن مقریٔ اسفرائینوں نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر، وہ کہتے ہیں کہ ان کو محمد بن ماحشوں نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد ابراہیم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف دو انصاری لڑکے کھڑے ہوئے تھے، نوعمر تھے۔ میں نے سوچا کہ کاش کہ میرے دائیں بائیں ان سے کوئی بھاری بھرکم جوان ہوتا۔ اتنے میں ایک نے مجھے گھونسہ مارا اور مجھ سے پوچھا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ کو اس سے کیا کام ہے؟ کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا سایہ اس کے سائے سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ مر جائے گا۔ مجھے حیرانی ہوئی یہ سن کر۔

اتنے میں دوسرے نے مجھے گھونسہ مارا اور پوچھنے لگا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ اس نے بھی پہلے لڑکے والی بات پوچھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ لوگوں کی صفوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ کیا دونوں اس شخص کو دیکھ نہیں رہے یہی تو تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم دونوں نے پوچھا تھا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے دوڑے۔ دونوں اس کو اپنی تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور حضور ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ اس نے اس کو مارا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم دونوں نے اپنی تلوار کو صاف کر لیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ نہیں کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھی اور آپ نے تصدیق کر دی کہ واقعی تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوجہل کے چھینے ہوئے سامان کا فیصلہ دونوں کے لئے کر دیا تھا۔ ایک معاذ بن عمرو تھے دوسرے معاذ بن عفراء تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (البخاری۔ کتاب الخمس۔ باب من لم یخمس الاسلاب)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب استحاق القاتل سلب القتیل الحدیث ص ۴۲)

ان دونوں نے یوسف بن یعقوب سے بن ماحشوں سے۔

معاذ بن عمرو کا زخمی ہاتھ سے قتال کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حسین بن علی درامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمرو بن زرارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ثور بن یزدی نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا تھا معاذ بن عمرو بن جموع نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے کہ میں نے سنا تھا

قوم سے، حالانکہ ابوجہل ایک بڑے درخت کی مثل ہے اور وہ لوگ اس کو کہتے تھے ابوالحکم کی طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے جب یہ بات سنی تو میں نے یہ دل میں رکھ لی۔ لہٰذا میں اس کی طرف متوجہ ہوگیا جیسے مجھے موقع ملا میں نے اس پر حملہ کر دیا اور میں نے تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ اس کا ایک پیر کاٹ دیا پنڈلی سے۔

اللہ کی قسم میں اس کے سوا اس کو تشبیہ نہیں دے سکتا کہ وہ جب گرا اور ہلاک ہوگیا مگر جیسے اس پتھر سے کچل کر گرتی ہے جس پتھر کے ساتھ اس کو مارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوجہل کا بیٹے عکرمہ نے مجھے مارا تھا میرے کندھے پر جس سے میرا ہاتھ کٹ کر چمڑے کے ساتھ لٹک گیا تھا میرے پہلو سے اور مجھے قتال نے اس کی طرف توجہ کرنے سے مصروف کیے رکھا۔ میں دن بھر لڑتا رہا اور میں نے اس کو اپنے پیچھے ڈال دیا تھا جب اس سے مجھے شدید تکلیف ہوگئی تھی۔ اذیت ہونے لگی تو میں نے اپنا قدم اس کے اوپر رکھا پھر اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر معاذ اس کے بعد بھی زندہ رہے حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ابوجہل کے پاس سے گذرے بدر میں اور وہ معاذ بن عفراء کے ہاتھوں مقتول ہو چکا تھا۔ اس نے اسے ضرب ماری تھی حتی کہ میں اس کے مقتل پر پہنچا اس کی زندگی کے آخری سانس تھے اور معوذ نے آ کر اس کو قتل کر دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن مسعود ادھر سے گذرے ابوجہل کے پاس جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو مقتولین میں تلاش کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا جہاں تک مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم لوگ دیکھو اگر وہ مخفی رہے تم سے مقتولین میں تو تم ان کے گھٹنے پر زخم کا نشان دیکھنا۔ فرمایا کہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں کھانے کی دعوت تھی ہم لوگ لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے بھیڑ بھاڑ اور دھکم پیل کی۔ میں ابوجہل کے قریب تھا میں نے اس کو دھکا دیا تھا جس سے وہ گھٹنے کے بل گر گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر چوٹ یا خراش لگ گئی تھی اور وہ نشان بعد میں ہمیشہ باقی رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدانِ بدر میں میں نے ابوجہل کو پالیا تھا اس آخری سانس تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا اور میں نے اپنا پیر اس کی گردن پر رکھ لیا تھا کیوں کہ اس نے مجھے ایک مرتبہ مکے میں پکڑ لیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اللہ کے دشمن کیا اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے کہا کس چیز سے رسوا کر دیا ہے۔ ایک آدمی نے زیادتی کی ہے جس کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس نے کہا تھا اے بکریوں کے چرواہے میں بہت مشکل جگہ پر چڑھا ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کا سر تن سے جدا کیا اور میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا میں نے کہا یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا واقعی؟ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی قسم ہوتی تھی جب آپ حلف اٹھاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں واقعی یہ اللہ کے دشمن کا سر ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد میں نے وہ سر حضور ﷺ کے آگے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۵۔ تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۷)

ابوجہل کا مرتے وقت بھی تکبر کرنا ....(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان تیمی نے یہ کہ ان کو انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون دیکھ کر آتا ہے کہ ابوجہل کس حال میں ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ ابن عفراء نے اسے تلوار ماری تھی

یہاں تک کہ اس کواس نے ٹھنڈا کر دیا۔ ابن مسعودؓ نے جا کر کہا کیا تو ابوجہل ہے؟ انہوں نے جا کر اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا۔ ابوجہل جو کہ مرنے کے قریب تھا، اس نے کہا بتا کیا مجھ سے بڑا کوئی جوان ہے جس کو تم لوگوں نے مارا ہے یا جس کو اس کی قوم نے مارا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اور احمد بن یونس سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ باب قتل الجاہل۔ فتح الباری ۷/۲۹۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۳/۱۴۲۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوموسیٰ نے، ان کو معاذ نے اور ابن ابوعدی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالکؓ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کون معلوم کر کے آتا ہے کہ ابوجہل نے کیا کیا ہے؟ ابن مسعودؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے انہوں نے دیکھا کہ ابوجہل کو عفراء کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا تھا یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے ابوجہل کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا کیا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا (جو کہ مرنے کے قریب تھا) بھلا مجھ سے بڑھ کر کوئی آدمی قتل کیا ہے تم لوگوں نے؟ یا اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دو طریقوں سے سلیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعمرو بسطانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے الہیثم بن خلف دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل نے قیس سے، اس نے عبداللہ سے کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا تحقیق اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے۔ اس نے کہا کیا تم لوگوں نے مجھ سے بڑا کوئی جوان مارا ہے؟ (یعنی بڑا آدمی میں ہوں جس کو تم نے مارا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

اور ابوجہل کے یہ الفاظ تھے هَلْ اَعْمَدیعنی هَلْ زَادَ۔ مراد یہ ہے کہ میرے لئے مرجانا کوئی عار نہیں ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی اسفرائینی نے، وہاں پر ان کو حدیث بیان کی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عثام بن علی نے ان کو اعمش نے ابواسحٰق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل کے پاس پہنچا وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا خود اس کے اوپر رکھا تھا اور اس کی بہترین تلوار اس کے پاس پڑی تھی۔ اور میرے پاس ایک پرانی تلوار تھی اس سے اس کے سر پر کچوکے مارے اور میں نے یاد دلائے جیسے وہ مکے میں میرے سر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ تھک گئے۔ پھر میں نے اس کی تلوار لے لی۔ اس نے سر اُوپر اُٹھایا اور کہنے لگا کہ کس کی فتح ہوئی ہے ہمارے یا ہمارے خلاف؟ کیا تو ہماری بکریوں کا چرواہا نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نے اس کو پوری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے مگر وہی ہے۔ حضور نے تین بار مجھے قسم دی۔ اس کے بعد آپ میرے ساتھ آئے ان کے پاس اور ان پر بددعا فرمائی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۸۔۲۸۹)

ابوجہل اس اُمت کا فرعون تھا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق قزاری نے خیانی سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا بدر والے دن۔ میں نے کہا کہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا، واقعی تجھے قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم ہے

اسی ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں ہے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا، اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور جس نے تمام گروہوں کو اکیلے شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلئے مجھے دکھائیے، میں گیا اور جا کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا یہ اس اُمت کا فرعون تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فرج بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے دونوں بیٹوں کے گرنے کی جگہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور دعا کی، اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم فرما، وہ دونوں اس اُمت کے فرعون (یعنی ابوجہل) کے قتل میں دونوں شریک تھے (وہ اس اُمت کا فرعون اور کافر کے سرغنوں کا سرغنہ تھا) کہا گیا یا رسول اللہ اور کس نے قتل کیا تھا ان کے ساتھ اس کو؟ فرمایا کہ فرشتوں نے اور ابن مسعود نے وہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱۔ تاریخ ابن کثیر: ۳/۲۸۹)

ابوجہل کے قتل کی تصدیق ہو جانے پر حضور ﷺ کا سجدے میں گر جانا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عنبریں بن ازہر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ کے پاس بدر والے دن ابوجہل کے قتل کی خوشخبری دینے والا آیا تو آپ نے تین بار اس سے اللہ کی قسم لی تھی ہم کو اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔ کیا واقعی آپ نے اس کو مقتول پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اس بشارت دینے والے نے قسم کھا کر بتایا تو حضور اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

فتح بدر کی بشارت پانے پر حضور کا دو رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعلی حامد بن محمد بن عبداللہ ھروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن رجاء نے شعثاء سے، وہ بنو رسد کی ایک عورت تھی۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن رونی میرے پاس آئے میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت نماز صلوٰۃ الضحیٰ پڑھی تو اس کی عورت نے اس سے کہا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے بھی صلوٰۃ دو رکعت پڑھی تھیں جب آپ کو بدر میں فتح کی خوشخبری سُنائی گئی تھی اور جس وقت آپ کے پاس ابوجہل کا سر لایا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مجالد نے شعبی سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ میں مقام بدر سے گزرا، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زمین سے باہر آنا چاہتا ہے لہٰذا دوسرا آدمی اس کو لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ اوپر سے مارتا ہے جو اس کے پاس ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں چھپ جاتا ہے، پھر وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے پھر اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور بار بار اس کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابوجہل بن ہشام ہے اس کو قیامت کے دن تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۰)

اُمیہ بن خلف کا قتل ہونا .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو یوسف بن ماجشون نے، ان کو صالح بن ابراہیم نے یعنی ابن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے اور اُمیہ بن خلف کے مابین ایک تحریری معاہدہ تھا وہ یہ کہ میں جب مکے میں آؤں گا تو وہ میری حفاظت کریں گے اور وہ جب مدینے میں آئیں گے تو میں ان کی حفاظت کروں گا۔ میں نے

جب الرحمٰن ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ میرے ساتھ تحریر لکھیں اپنے اُسی نام کے ساتھ جو جاہلیت میں تھا۔ میں نے اس کو لکھ کر دیا عَبْدُ عَمْرُوْ ۔ جب یوم بدر کا موقع آیا تو میں اس کو گھاٹی کی طرف لے گیا تا کہ میں اس کی حفاظت کروں یہاں تک کہ لوگ امن میں ہو جائیں۔ مگر اس کو بلال بن رباح نے دیکھ لیا وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں آ کر کھڑا ہوا۔ لہٰذا امیہ بن خلف نے کہا کہ آج اگر اُمیہ بچ گیا تو آپ نہیں بچو گے لہٰذا بلال بن رباح کے ساتھ انصار کی ایک جماعت روانہ ہوئی ہم لوگوں کی تلاش میں۔

جب مجھے ڈر لگنے لگا کہ وہ لوگ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اس جگہ پر، میں نے اس کے بیٹے کو چھوڑ دیا تا کہ میں ان کو اس کے ساتھ مصروف کر سکوں۔ مگر انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پیچھے پیچھے آئے۔ اُمیہ بھاری آدمی تھا میں نے اس سے کہا کہ تم دوزانوں ہو کر نیچے گر جاؤ، وہ ایسے ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے اُوپر گرا دیا تا کہ اس کو ان سے بچا سکوں مگر انہوں نے اس کو میرے نیچے سے ہی اپنی تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور ایک نے میرے پیر کو بھی زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن اس کا نشان اپنے پیر کے اُوپر دکھایا کرتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے یوسف سے، وہ کہتے ہیں :

صاغیتی و ما غیتة برید با الصاعیة ۔ الحاشیة و الا تباع و من یصفی الیه منهم اسماعیل ۔
(فتح الباری ۴/۴۸۰)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن اسحاق نے مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن ابراہیم نے بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، دونوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور اس وقت میرا نام عبد عمرو تھا جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

ایک مرتبہ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا اے ابو عبد عمرو کیا آپ نے اس نام سے اعراض کر لیا جو نام تمہارے والد نے رکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں، اللہ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ لہٰذا میں نے عبدالرحمٰن نام رکھ لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا۔ اب اگر میں آپ کو پہلے والے نام سے پکاروں تو تم جواب نہیں دو گے اور دوسرے نام کے ساتھ آپ کو نہیں پکاروں گا۔ لہٰذا میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز طے کر لو کہ میں جب اس کے ساتھ پکاروں تو آپ مجھے جواب دیں۔ میں نے کہا اے ابو علی آپ جو چاہیں مجھے پکاریں۔ اس نے کہا تم عبدالا الہ ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں میں واقعی عبد الا الہ ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد وہ جب بھی مجھے ملتا تو یوں کہتا اے عبدالالٰہ۔

چنانچہ جب یوم البدر آیا اور لوگ شکست کھا گئے تو میں نے کئی زرہ چھین لیں میں انہیں اُٹھا کر لے جا رہا تھا کہ مجھے اُمیہ نے دیکھ لیا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑا تھا میرے انتظار میں بیٹے کو ہاتھ تھامے ہوئے۔ اس نے کہا اے عبد عمرو، میں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر پکارا یا عبد الا الہ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا میرے بارے میں اور میرے بیٹے کے بارے میں کوئی دلچسپی ہے؟ ہم لوگ تیرے لئے بہتر ثابت ہوں گے ان زرہوں سے جنہیں اب اُٹھا کر کے جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں کیوں نہیں، اللہ کی قسم ضرور۔ چنانچہ میں نے وہ وہ زرہیں پھینک دیں اور اُسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور اُس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا۔ کیا تم لوگوں کو دودھ کی ضرورت ہے؟ مراد ان کی یہ تھی کہ بطور فدیہ کے (یعنی جو ہمیں قید کرے گا میں اس کو کثیر البن اُونٹنیاں بطور فدیہ دے دوں گا)۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے ساتھ ابھی چل ہی رہا تھا کہ اچانک ان کو میرے ساتھ بلال بن رباح نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ کفر کا سردار اُمیہ بن خلف ہے (یعنی یہ تا حال زندہ کیسے بچ گیا ہے)۔ یہ زندہ رہا تو میں نہیں رہوں گا۔ میں نے اس سے کہا اے بلال یہ دونوں میرے قیدی ہیں کیا آپ نہیں مانیں گے؟ اس نے پھر کہا کہ اگر یہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ میں نے کہا، کیا آپ سُنیں گے اے کالی ماں کے بیٹے؟ مگر اس نے کہا میں نہیں رہوں گا اگر یہ زندہ رہا۔

اس کے بعد اس نے چیخ کر کہا بلند آواز کے ساتھ۔ اے انصار کی جماعت کفر کا سرغنہ اُمیہ بن خلف یہ رہا۔ میں نہیں رہوں گا اگر یہ بچ نکلا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا کنگن کی طرح۔ میں ان دونوں کا دفاع کرتا رہا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔

اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے حملہ کر کے اس کے پیروں پر تلوار ماری، دونوں کو مارا جس سے ان کو اس نے گرا دیا۔ اتنے میں اُمیہ نے چیخ ماری اس قدر زور سے کہ میں نے اتنی زور کی چیخ کبھی نہیں سُنی۔ میں نے اُمیہ سے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بچا لیجئے اللہ کی قسم میں تجھے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ مگر اس کو کوئی چیز بچانے والی نہ تھی۔ بس انہوں نے آپ کو تلواروں کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے حتیٰ اس سے فارغ ہو گئے اور عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ بلال پر رحم کرے میری زرھیں بھی گئیں اور اس نے مجھے میرے قیدیوں کی مانند دکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳)

رسول اللہ کا کفار مقتولین بدر کا خطاب کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنال نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ذکر کیا تھا انس بن مالک نے ابوطلحہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن صنادید کف میں سے چوبیس آدمیوں کے بارے میں حکم دیا تھا وہ پھینکے گئے تھے بدر کے کنویں میں اس طرح کہ وہ مردار تھے اور مردار کر دیئے گئے تھے۔ حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح پا لیتے تھے تو تین دن وہاں رہتے تھے اسی میدان کے اندر حسب عادت۔

جب بدر میں بھی تیسرا دن شروع ہو گیا تو آپ نے حکم دیا آپ کی اُونٹنی پر زین کسے گئے۔ اس کے بعد آپ پیدل چلتے گئے آپ کے صحابہ پیچھے پیچھے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ شاید آپ کام کے لئے پیدل چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کنویں کی منڈیر پر جا کر کھڑے ہوئے اور آپ نے مارے جانے والے کفار و مشرکین کے نام لے کر اور ان کے باپ کے نام لے کر پکارنا شروع کیا، اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا یہ بات آسان نہ تھی تمہارے لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، بے شک ہم نے سچا پا لیا ہے اس وعدے کو جس کا وعدہ ہمارے رب نے ہمیں دیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے ربّ کا وعدہ سچا پایا ہے؟

حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ایسے جسموں سے نہیں بات کر رہے جن کے اندر روح نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ میری بات کو جو میں کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اور ان کو حضور کا قول سُنا دیا تھا ڈانٹ سُنوانے کے لئے اور ان کی ذلت و تحقیر کے لئے اور ناراضگی اور افسوس و ندامت کے لئے۔ (البخاری کتاب المغازی الحدیث ص ۳۹۷۶۔ فتح الباری ۷/۳۰۰-۳۰۱۔ مسلم ۴/۲۲۰۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اور مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن حاتم سے ان دونوں نے روح بن عبادہ سے۔ اور حضرت قتادہ کے قول میں اُس حدیث کا جواب ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا انکار مروی ہے۔ مُردوں کو سُنوانے کے بارے میں۔

اس میں جوہمیں خبر دی ہے محمد عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار عطاردی نے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ، ان کو ہشام نے اپنے والد سے ، اس نے ابن عمر سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ بے شک وہ البتہ سن رہے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں بات یوں نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا سوائے اس کے میں (بلکہ) یوں فرمایا تھا بے شک وہ جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہتا تھا وہ حق ہے بے شک انہوں نے خود جگہ بنائی ہے جسم میں اپنے ٹھکانوں کی ۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

انك لا تسمع الموتیٰ بے شک اے پیغمبر آپ نہیں سُنوا سکتے مُردوں کو وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ۔ اور آپ نہیں سُنوا سکتے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں آپ تو بس ڈرانے والے ہیں۔ (سورہ النمل : آیت ۸۰)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابواسامہ وغیرہ سے ۔ (بخاری کتاب المغازی ۔ فتح الباری ۷/۳۰۱)

اس نے ہشام بن عروہ سے ۔ اور جو روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ روایت کا جواب نہیں بن سکتی جس کو ابن عمر نے روایت کیا ہے کیونکہ علم سماع سے نہیں روکتا۔ تحقیق ابن عمر نے اس کی موافقت کی ہے اپنی روایت میں اس کی جو حاضر تھا۔ واقعہ میں ابوطلحہ انصاری اور دونوں نے استدلال کیا ہے اللہ کے اس قول کے ساتھ انک لاتسمع الموتی ۔ اس میں نظر ہے ۔ کیونکہ اس نے ان کو اس حالت میں نہیں سُنوایا تھا کہ وہ مردہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اس وقت ان کو سُنایا تھا جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنوانا ان کو زجر و توبیخ کے لئے تھا اور ان کی تصغیر و حقارت کے لئے تھا ان کی حسرت و ندامت کے لئے تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن بطہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جھم نے ، ان کو حسین بن فرج نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے ، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط مکے میں تھا اور نبی کریم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ مکے میں ان کے بارے میں دو شعر کہتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کا قول پہنچا تو انہوں نے فرمایا ، اے اللہ ! اس کو اوندھا ڈال ، اس کی ناک کے بل اور اس کو پچھاڑ دے ۔ لہٰذا بدر والے دن آپ نے اپنے گھڑ سوار جمع کئے ، اسے عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے پکڑا حضور نے اس کے بارے میں عاصم بن ثابت ابوالاقلح کو اس کے بارے میں حکم دیا اس نے اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۸۲)

واقدی نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن راشد نے زہری سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا یوم بدر میں ، اے اللہ ! میری طرف سے تو کافی ہے ہو جا نوفل بن خویلد کو۔ اس کے بعد حدیث ذکر کی اس کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو علم ہو نوفل بن خویلد کا ، تو حضرت علی ﷜ نے فرمایا ، میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور کہا :

الحمد لله الذی اجاب دعوتی فیه ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے اس کے بارے میں میری دعا قبول کی ہے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱۔۹۲)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف نے ، ان کو ابن ابوعمر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمر سے ، اس نے عطاء سے ، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو بدلا تھا کفر سے ۔

وَاَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاک کی دار میں اُتارا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حمیدی سے ، اس نے سفیان سے ، اس نے یہ اضافہ کیا اک میں اُتارا بدر کے دن ۔ (فتح الباری ۸/۳۷۸)

(۱۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی محمد بن محمد وبہ بن سہل غازی نے، ان کو عبداللہ بن حماد املی نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، پھر ہمیں خبر دی بکر بن مضر نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن ربیعہ نے، ان کو یحیٰ بن عبداللہ بن اورع نے ابوالطفیل سے کہ اس نے سُنا علی بن ابوطالب سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اس قول کے بارے میں :

الذین بدلوا نعمة اللّٰه کفرا ۔ (سورہ ابراہیم ص ۲۸) وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلا۔

کہا کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں جو بدر والے دن ذبح کر دیئے گئے تھے۔

(۱۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحیٰ بن عباد بن عبداللہ زبیر نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ آیت یاایھا المزمل کے نزول کے بارے مابین اور اس قول باری کے ذرنی والمکذبین اولی النعمة ومھلھم قلیلا کے مابین کوئی بڑی مدت نہیں تھی مگر تھوڑا سا وقت تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے قریش کو یوم بدر کے واقعہ سے عذاب پہنچایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۱۷)

(۲۰)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن سراج نے، ان کو مطین نے، ان کو احمد بن یحیٰ احوال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدہ بن معلا نے اعمش سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو یوم بدر میں ہوا نے عقیم (بانجھ) نے پکڑ لیا تھا۔

(۲۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فارغ ہوئے مقتولین سے تو ان سے عرض کی گئی، آپ قافلے کا تعاقب کریں کیونکہ اب اس کے آگے کوئی شئی نہیں ہوگی۔ تو عباس نے حضور کو پکار کر کہا حالانکہ عباس اس وقت ہتھکڑیوں میں تھے۔ یہ بات آپ کے لئے درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کیوں تو انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ دیا تھا (یعنی قافلے کا گروہ یا قریش کی جماعت)۔ تو اللہ نے تیرے لئے اس کو پورا کر دیا ہے جو تجھے وعدہ دیا تھا۔ (الترمذی۔ الحدیث ص ۳۰۸۰، ۵:۲۶۹)

باب ۱۶

مغازی میں جو کچھ مذکور ہے :

۱۔　حضور ﷺ کا یوم بدر میں خبیب کے لئے دعا کرنا۔

۲۔　جس جس کو آپ نے لاٹھی دی اس کا تلوار بن جانا۔

۳۔　قتادہ نعمان کی آنکھ کو اپنی جگہ درست کر دینا۔ باوجودیکہ آنکھ کی پُتلی اس کے چہرے پر بہہ گئی تھی اور اپنی اصلی حالت پر آگئی تھی۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی خبیب نے بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ خبیب نے مارا تھا یعنی ابن

عدی کو بدر والے دن، جس سے اس کا پہلو پھر گیا یا اس کی آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی جگہ پر ٹکایا واپس اپنی جگہ پر بس وہ جم گئی۔

لاٹھی کا تلوار بننا............ (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق نے ان کے نام ذکر کرنے کے بارے میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن وہ تھے جنہوں نے بدر کے دن اپنی تلوار سے قتال کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضور ﷺ آئے اور آپ نے اس کو لکڑی کا ٹوٹا دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ قتال کراے عکاشہ۔ اس نے جب اس لکڑی کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لیا اور اس کو حرکت دی تو وہ تلوار بن گئی تھی اس کے ہاتھ میں جو طویل القامت تھی سخت اور مضبوط پٹھ والی تھی، سفید لوہے والی تھی۔ اس نے اس سے قتال کی حتیٰ کہ اللہ نے اس کو فتح عطا فرمائی پھر وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی۔ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا تھا حتیٰ کہ قتل ہو گیا یعنی مرتدوں کے قتل کرتے ہوئے، اس وقت بھی وہ اسی کے پاس تھی۔ اس تلوار کا نام القوی رکھا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۸، ۲۷۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسن بن فرج نے، ان کو خبر دی عمرو بن عثمان نے جحشی نے اپنے والد سے، اس نے عمتہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن نے کہا تھا کہ بدر والے دن میری تلوار ٹوٹ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عنایت کی تھی اچانک میں نے دیکھا تو وہ سفید الیمنی تلوار ہو چکی تھی اور میں نے قتال کیا حتیٰ کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور وہ تلوار ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۳)

واقد نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید لیثی نے داؤد بن حصین سے، اس نے بنی عبداللہ اسماعیل کے متعدد جوانوں سے، انہوں نے کہا کہ مسلم بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی تھی بدر والے دن۔ پس باقی رہا خالی ہاتھ تو اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک ڈنڈی دے دی جو حضور کے ہاتھ میں تھی کھجور کے خوشے کی جو ٹیڑھا ہو جاتا تھا، تا حال تازہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی کے ساتھ مارو۔ اچانک وہ خالص تلوار بن گئی اور وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی، حتیٰ کہ وہ یوم جسر ابوعبیدہ میں قتل ہوئے تھے۔

(مغازی الواقدی ۱/۹۳-۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ جمانی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ بدر والے دن اس کی ایک آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا جس سے ان کی پتلی لٹک کر اس کے رخسار پر آ گئی تھی۔ لوگوں نے چاہا تھا اس کو کاٹ ڈالیں مگر انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپ نے منع فرمایا کاٹنے سے۔ آپ نے اسے بلوایا آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی جگہ رکھ کر ہتھیلی سے زور دے دیا۔ لہٰذا وہ یہ بھول گئے تھے کہ کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۱)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن صالح نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی رفاعہ بن رافع بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب بدر کا دن تھا تو لوگ اُمیہ بن خلف کے خلاف جمع ہو گئے تھے۔ میں اس کی طرف آیا میں نے اس کی زرہ کے ایک حصے کی طرف دیکھا جو اس کی بغل کے نیچے سے کٹ چکی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی جگہ سے تلوار گھسیڑ دی اس کو۔ لہٰذا میں نے اس کو کاٹ دیا اور مجھے یوم بدر میں ایک تیر ایسا آن لگا تھا جس سے میری آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا تھا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔ لہٰذا مجھے اس میں سے کسی چیز نے ایذا نہیں پہنچائی تھی۔ (مجمع الزوائد ۶/۸۲)

☆☆☆

باب ۱۷

مغازی موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بدر کی تفصیل

جس کو اہل علم نے اصح المغازی قرار دیا ہے

قصہ مذکور میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس میں سے جو ہم نے متفرق احادیث میں ذکر چکے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مطرب نے اور معن نے اور محمد بن ضحاک نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک سے جب مغازی کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے آپ اجل صالح موسیٰ بن عتبہ کی مغازی کو لازم پکڑلیں۔ رحم اللہ کیونکہ وہ اصح المغازی ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب اور ابوجہل کا بنو ہاشم کو سلام کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطانی نے بغداد میں، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے الحزامی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد فلیح نے موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے اور یہ لفظ حدیث اسماعیل کے ہیں موسیٰ بن عتبہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابن الحضرمی کے قتل کے بعد دو ماہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب شام کے ملک سے ایک قافلے کے ساتھ آئے تھے۔ اس کے ساتھ ستر سوار تھے قریش کے تمام قبائل میں سے، ان میں مخرمہ بن نوفل تھے اور عمرو بن العاص تھے۔ وہ لوگ شام میں تاجر تھے اور ان کے ساتھ اہل مکہ کے خزانے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ایک ہزار اُونٹوں پر مشتمل تھا اور قریش میں سے جس کسی کے پاس بھی ایک اوقیہ تھا یا اس سے اُوپر انہوں نے اسے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا تھا۔ مگر حویطیب بن عبدالعزیٰ اسی وجہ سے وہ بدر میں آنے سے بھی پیچھے رہ گیا تھا بدر میں پہنچنے سے۔ لہٰذا وہاں نہیں پہنچے تھے۔ لوگوں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ کے اصحاب سے۔ تحقیق اس سے قبل ان کے درمیان حرب واقع ہو چکی تھی اور ابن الحضرمی کا قتل بھی اور دو آدمیوں کا اسیر ہونا بھی یعنی عثمان اور حکم کا۔

جب حضور ﷺ کے سامنے ابوسفیان کے قافلے کا ذکر کیا گیا، عدی بن ابوالزعباء انصاری کو جو کہ بنو غنم میں سے تھے ان کو بھیجا۔ اصل میں وہ جہینہ میں سے تھے اور لبسبس کو یعنی ابن عمرو کو قافلے کی طرف اس کی نگرانی اور جاسوسی کرنے کے لئے۔ وہ دونوں چل کر جہینہ کے ایک قبیلے تک آئے جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ان لوگوں نے اس قبیلے والوں سے پوچھا قافلے کے بارے میں اور قریش کی تجارت کے بارے میں۔ انہوں نے ان کو قافلے والوں کی خبر بتائی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور ان کو خبر دی اور دونوں نے مسلمانوں کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکلنے کے لئے کہا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور ابوسفیان جھنین کے پاس آئے وہ رسول اللہ سے اور آپ کے اصحاب سے خوف زدہ تھے۔ اس قبیلے والوں نے محمد ﷺ کے بارے میں محسوس کر لیا تھا۔

انہوں نے ابوسفیان کو خبر دی اور دوسروں کی خبر بھی بتادی کہ عدی بن ابوالرعباء اور لبسبس آئے تھے جاسوسی کرنے کے لئے اور اشارہ کیا ان کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان دو آدمیوں کے اُونٹوں کی مینگنیاں اُٹھا کر لاؤ۔ اس نے ان کو توڑا تو اس کے اندر سے کھجور کی گٹھلی نکلی، اس نے کہا یہ تو شیرب کا چارہ کھائے ہوئے اُونٹ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد اور اس کے اصحاب کے بھیجے ہوئے جاسوس تھے۔ چنانچہ وہ لوگ تیزی سے روانہ ہوگئے، ڈر رہے تھے تلاش سے اور ابوسفیان نے ایک آدمی کو قریش کے پاس مکے بھیجا۔ وہ بنو غفار میں سے تھا نام اس کا ضمضم بن عمرو تھا۔ اس کو پیغام دیا کہ تم لوگ مکے سے نکلو اور اپنے قافلے کی حفاظت کرو محمد سے اور اس کے اصحاب سے، اس لئے محمد ﷺ نے تعریض کرنے کے لئے اپنے اصحاب کو بھیج دیا ہے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے کی پھوپھی عاتکہ بنت المطلب مکے میں مقیم تھی۔ وہ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بدر کے واقعہ سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا اور مکے والوں کے پاس ضمضم غفاری کے آنے سے پہلے۔ وہ اس خواب سے ڈر گئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلایا۔ اسی رات عباس ان کے پاس آئے تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب عجیب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں اور میں تیری قوم کی ہلاکت کا خوف کر رہی ہوں۔ اس کے بعد سے اس نے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں وہ خواب تیرے سامنے ہرگز بیان نہیں کروں گی، تم پہلے مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہ خواب کسی کو نہیں بتاؤ گے کیونکہ اگر قریش سُن لیں گے تو وہ تجھے ایذا پہنچائیں گے اور ہمیں ایسی ایسی باتیں سُنائیں گے جو ہم پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ عباس نے بہن کے ساتھ عہد کر لیا۔

عاتکہ نے بتایا کہ میں نے ایک اُونٹ پر سوار شخص کو دیکھا ہے جو مکے کے بالائی جانب سے اپنی سواری پر آیا ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے، اے آل غُدر روویا تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو۔ وہ چیختا ہوا چلا آرہا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی سواری سمیت مسجد الحرام میں داخل ہوگیا اور اس نے مسجد میں تین بار چیخ ماری ہے جس سے لوگ اس کی طرف بھاگ رہے ہیں مرد بھی عورتیں بھی تو بچے بھی۔ اور لوگ انتہائی شدید خوف زدہ ہوکر اس کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کی شبیہہ دیکھی جب کہ وہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہوکر اس نے تین چیخیں ماریں ہیں اور اس نے یہی بات کہی ہے یاآل غُدر رویا آل مجر دو یا تین راتوں میں نکلو یہاں تک کہ اس نے یہ اعلان ان سب لوگوں کو سُنا دیا ہے جو مکے کے دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک عظیم پہاڑ یا چٹان کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس نے اس کو اس کی جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے پھر اس کو اس نے اہل مکہ کے اُوپر چھوڑ دیا ہے اور وہ چٹان اس طرح ان پر آئی ہے کہ اس میں شدید جس ہے حتیٰ کہ جب وہ نیچے پہاڑ کی جڑ کے پاس پہنچی تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور وہ اس طرح گری ہے کہ مکے کا کوئی کچا پکا گھر اس سے نہیں بچ سکا اور ہر گھر پر گر کر اس کے اندر چلی گئی ہے جس سے ہر گھر تباہ ہوگیا ہے۔ عباس میں تیری قوم پر ڈر رہی ہوں۔

چنانچہ عباس بہن کا خواب سُن کر خود بھی انتہائی خوف زدہ ہوجاتے ہیں پھر وہ اس کے ہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور وہ ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اسی رات کے آخری حصے میں ملتے ہیں۔ کیونکہ ولید عباس کے گہرے درست تھے۔ انہوں نے ان کے سامنے اپنی بہن عاتکہ کا خواب بیان کر دیا اور اسے یہ بھی کہہ دیا یہ کسی کو بتانا نہیں۔ مگر وہ ولید نے یہ خواب اپنے والد کو عتبہ کو بتادیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتادیا اس طرح بات پھیل گئی اور ابوجہل بن ہشام تک پہنچ گئی۔ اس نے تو پورے مکے میں پھیلا دی۔

صبح ہوئی تو عباس بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، انہوں نے مسجد میں ابوجہل کو اور عتبہ، شیبہ بن ربیعہ کو اور اُمیہ بن خلف اور زمعہ بن اسود کو اور ابوالبختری کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عباس نے جب ان کو دیکھا تو ابوجہل نے اس کو آواز دی اے ابوفضل جب تم اپنا طواف پورا کرلو تو ذرا ہمارے پاس آنا۔ وہ آئے اور آکر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے پوچھا کہ خیریت ہے عاتکہ نے کیا

خواب دیکھا ہے۔ عباس نے کہا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ ابوجہل نے اس سے کہا سنو اے بنی ہاشم کیا تم مردوں کے جھوٹ سے سیر نہیں ہوئے کہ اب تم ہمارے پاس عورتوں کے جھوٹ بھی لے کر آ گئے ہو۔ ہماری تمہاری مثال مقابلے میں دوڑنے والے دو گھوڑوں جیسی ہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے مجد و شرافت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ ایک مدت سے جواب مقابلے میں سوار برابر ہو گئے تو آپ لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں سے نبی ہے۔ اب باقی کوئی شئ نہیں رہ گئی تھی سوائے اس کے کہ تم یہ کہو کہ ہم میں سے نبیہ بھی ہو گئی ہے (عورت نبی)۔ میں نہیں جانتا کہ قریش کے اندر کوئی ایسا گھر نہ ہو جو تم لوگوں سے بڑا جھوٹا ہو مرد بھی تو عورتیں بھی۔ اور اس کو سخت ایذا پہنچے گی۔ ابوجہل نے مزید یہ کہا کہ عاتکہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس سوار نے یہ کہا ہے کہ دو تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو اگر یہ تین دن خیریت سے گذر جاتے ہیں تو قریش تمہارے جھوٹ کو اچھی طرح جان لیں گے۔ اور ہم لوگ ایک ثبوت لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ پورے اہل عرب سے زیادہ جھوٹے ہو مرد بھی اور عورتیں بھی۔ کیا تم لوگ اے بنی قصی اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ تم لوگ لے گئے ہو حجابہ، ندوۃ، سقایہ لواء، افادہ۔ (یہ سارے منصب تمہارے پاس ہیں)۔ پھر بھی تم نے یہ دعویٰ کر ڈالا ہے تم میں نبی بھی ہے تم اپنا نبی بھی ہمارے سامنے لے آئے ہو۔ عباس نے جواب دیا کہ اے ابوجہل تم ایسی باتوں سے باز نہیں آؤ گے بیشک جھوٹ تیرے اندر ہے اور تیرے گھر والوں کے اندر ہے۔ وہاں پر جو لوگ ان دونوں کی بات سن رہے تھے انہوں نے کہا اے ابوالفضل آپ بڑے جاہل اور جھوٹ گھڑنے والے ہیں۔ اور عباس نے عاتکہ کا جو خواب افشاء کر دیا تھا اس سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔

جب تیسرے دن کی شام ہونے لگی جیسے عاتکہ نے خواب میں دیکھا تھا تو واقعی مکے والوں کے پاس وہ سوار آ گیا جس کو ابوسفیان نے بھیجا تھا۔ وہ ضمضم بن عمرو غفاری تھا۔ اس نے آ کر اس طرح چیخ ماری اے آل غالب بن فہر مکے سے جلدی نکلو کیونکہ محمد ﷺ اور اہل یثرب ابوسفیان کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکل چکے ہیں لہٰذا اپنے قافلے کی حفاظت خود کرو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی قریش انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور عاتکہ کے خواب سے ڈرنے لگے۔

ادھر عباس نے کہا کہ تم لوگ تو ہی گمان کر رہے تھے کہ یہ خواب بس ایسے ہی ہے بلکہ عاتکہ نے جھوٹ بکا ہے۔ لہٰذا وہ ہر مضبوط اور ہر کمزور سواری پر نکل کھڑے ہوئے۔ اُدھر ابوجہل نے کہا کہ محمد یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس قافلے کو بھی ایسے ہی نقصان پہنچا لے گا جیسے اس نے مقام نخلہ میں چھوٹے قافلے کو نقصان پہنچایا ہے۔ عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجو کے ساتھ نکلے ایک سو گھوڑے ساتھ لئے۔ انہوں نے سب کو زبردستی ساتھ لیا جو نہیں جانا چاہتا تھا اس کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جو نہیں جانا چاہتا وہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی بچت کر رہا ہے۔ نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا جس کے اسلام کو وہ جانتے تھے اور بنی ہاشم کا تو بچہ بچہ ساتھ لے کر گئے۔ ہاں مگر جس کے بارے میں ان کو یقین تھا وہ رہ گیا باقی سب لوگ ان کے ساتھ گئے۔ کچھ لوگوں کو خصوصاً نظروں میں رکھ کر لے گئے تھے ان میں سے عباس ابن عبدالمطلب، نوفل بن حارث طالب بن ابوطالب، عقیل بن ابوطالب۔ اس پر طالب بن ابوطالب نے کہا تھا شعر۔

طالب بن ابوطالب کے اشعار

اما يخرجن طالب بمقنب من هذه المعانب

فى نفر مقاتل محاربة فليكن المسلوب غير السالب

الراجع المغلوب غير الغالب

اہلِ مکہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام جحفہ میں اُترے رات کے ٹائم پانی سے سیر ہونے کے لئے۔ ان میں ایک آدمی تھا بنوالمطلب بن عبد مناف میں سے۔ اس کا نام جُھیم بن صلت بن مخرمہ تھا۔ چنانچہ جہیم نے اپنا سر رکھا تھا اور اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ وہ ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم لوگوں نے ابھی ابھی گھڑ سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس آ کر رُکا ہے۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو دیوانہ ہے۔ اس نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک سوار آ کر میرے پاس رکا ہے اس نے کہا ہے کہ ابوجہل قتل ہو گیا ہے۔ عتبہ، شیبہ اور زمعہ، ابوالبختری، اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے اسی طرح سارے اشراف کے نام گنوائے۔ اس کے اصحاب نے اس سے کہا سوائے اس کے نہیں تیرے ساتھ شیطان نے کھیل کیا ہے۔ جہیم کی یہ بات ابوجہل کو بتائی گئی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس بنوہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنوالمطلب کا جھوٹ ملا کر لے آئے ہو عنقریب تم دیکھ لوگے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ شام کے ملک سے آ رہا ہے۔ اس میں ابوسفیان بن حرب ہے، مخرمہ بن نوفل ہے، عمرو بن العاص ہے اور قریش کی ایک جماعت ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ روانہ ہو کر بدر کی طرف نکلے بنو دینار راستے سے اور واپس لوٹے تو ثنیۃ الوداع سے۔ حضور ﷺ جب روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ ابن فلیح کی روایت کے مطابق تین سو تیرہ آدمی تھے آپ ﷺ کے کئی اصحاب آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اور انتظار کر رہے تھے۔ یہ پہلا وقوعہ تھا اللہ نے جس کے اندر اسلام کو غلبہ عطا کیا تھا۔

حضور ﷺ رمضان میں نکلے تھے مدینے سے اور آمد کے اٹھارہ ماہ بعد۔ آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے وہ لوگ محض قافلے کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے بنو دینار کے پہاڑی راستے سے۔ مسلمانوں کے پاس کوئی مضبوط سواریاں بھی نہیں تھیں اونٹنیوں پر سوار تھے۔ باری باری ان پر کئی کئی لوگ سواری کرتے تھے ایک ایک اونٹ پر۔ حضور ﷺ کے ساتھ سوار کے ساتھ بیٹھنے والے لوگ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، مرید بن ابومرثد غنوی تھے، حلیف حمزہ، یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ وہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے جب مقام عرقِ طیبہ میں پہنچے تو انہیں ایک سوار ملا جو تہامہ کی طرف سے آ رہا تھا اور مسلمان گھوم رہے تھے۔ لہٰذا اتفاق سے اصحابِ رسول ﷺ کی ایک جماعت اس کے سامنے آ گئی۔ اصحابِ رسول ﷺ نے اس آدمی سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ اس کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہ لوگ جب اس کی خبر سے مایوس ہو گئے تو اس کو کہنے لگے کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھو۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر اللہ کا رسول بھی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کہ وہ تم میں سے کون ہے؟ صحابہ نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے اس کو بتایا کہ یہ ہیں۔

اس اعرابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے یہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ وہ کہنے لگا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے تو پھر آپ مجھے بتا دیں کہ میری اس اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک آدمی ناراض ہو گیا پھر بنی عبدالاشہل میں سے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہتے تھے۔ اس نے اس دیہاتی سے کہا تم خود اپنی اُونٹنی پر پڑ گئے تھے لہٰذا وہ تم سے حاملہ ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا جو سلمہ نے کہی تھی۔

جب حضور ﷺ نے اس بات کو سنا کہ وہ فحش ترین بات ہے حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ آپ کو وہاں کوئی خبر نہ مل سکی اور نہ ہی قریش کی ایک جماعت کے بارے میں کوئی علم ہو سکا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے مشورہ دو ہمارے بارے میں اور ہماری روانگی کے بارے میں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں زمین کی مسافت کے بارے میں۔

ہمیں خبر دی تھی عدی بن ابوالزعباء نے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی میں تھا۔ ابن فلیح نے اپنی روایت میں کہا گویا کہ ہم اور خاص تم لوگ بدر کی طرف مقابلے میں دوڑنے والے گھوڑے ہیں اس کے بعد پھر دونوں پہنچ گئے۔ کہتے ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ قریش ہیں انہیں اللہ نے عزت دی ہے۔ اللہ کی قسم وہ ذلیل نہیں کئے گئے جب سے عزت دار ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ایمان لائے ہیں جب سے انہوں نے کفر کیا ہے۔ اللہ کی قسم ضرور وہ لوگ آپ سے قتال کریں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے تیاری کی اور نفری تیار کی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ مقداد بن عمرو نے کہا اے بنو زہرہ میں شمار ہونے والے رسول بیشک ہم لوگ آپ سے ایسے نہیں کہیں گے جیسے اصحاب موسیٰ نے ان سے کہا تھا اذهب انت ، جا تو اور تیرا رب جا کر لڑ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ آپ جائیے اور جا کر لڑیئے ہم آپ کے ساتھ ہیں لڑنے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر بھی مجھے مشورہ دیں آپ لوگ۔ جب سعد بن معاذ نے دیکھا حضور ﷺ کا کثرت کے ساتھ مشورہ طلب کرنا اپنے اصحاب سے اور وہ مشورہ دے رہے ہیں پھر بھی آپ ﷺ مشورہ مانگ رہے ہیں تو سعد نے گمان کیا کہ آپ انصار سے بلوانا اور اقرار کروانا چاہتے ہیں احتیاط کے لئے کہ یہ کہیں ساتھ نہ چلیں آپ کے۔ یا جو چلیں تو سہی مگر جو مالی منفعت دیگر معاملہ جو آپ چاہتے ہیں اس کا ارادہ نہ کریں۔

لہٰذا سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ڈر رہے ہیں کہ شاید انصار آپ کی غمخواری کا ارادہ نہیں کریں گے یا اس کام کو اپنے اُوپر لازم نہیں سمجھیں گے مگر بایں صورت کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں میں سمجھیں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں میں سمجھیں۔ اور میں انصار کی طرف سے کہتا ہوں اور ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ جائیے جہاں آپ چاہیں اور ملا یئے رسی جس کی آپ چاہیں اور کاٹیے رسی جس کی آپ چاہیں (یعنی جس سے چاہیں تعلق جوڑ لیں جس سے چاہیں توڑ دیں)۔ ہمارے مال جتنا آپ ﷺ چاہیں لے لیں ہمیں جس قدر آپ چاہیں دے دیں۔ آپ ﷺ جو ہم سے لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب اور پیارا ہوگا اس سے جو آپ ہمارے لئے چھوڑیں گے۔ آپ ہمارے لئے جو حکم دیں گے ہمارا مشورہ اسی کے تابع ہوگا۔ اللہ کی قسم اگر آپ چلتے رہیں حتیٰ کہ آپ مقام برک میں پہنچ جائیں غمد ذی یمن میں تو ہم آپ کے ساتھ چلتے جائیں گے۔ سعد نے جب یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو اللہ کا نام لے کر۔

تحقیق مجھے دکھایا گیا ہے مشرک قوم کی ہلاک ہونے کی جگہیں۔ لہٰذا انہوں نے مقام بدر کا ارادہ کرلیا۔ اُدھر ابو سفیان نے نشیبی راستہ اختیار کیا اور ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ کیونکہ (معمول کے راستے پر چلنے سے اسے مقام بدر سے گزرنا پڑتا) اور وہاں اس کو (حضور ﷺ واصحاب کے) گھات لگانے کا خطرہ ہوگیا تھا۔ اور اس نے قریش کو لکھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کیا اور اس نے یہی سمجھا کہ یہ قافلے اور سامانِ تجارت کے لئے زیادہ محفوظ ہے۔ اس نے قریش سے کہا کہ تم لوگ واپس لوٹ جاؤ تم لوگ نکلے تھے اپنے قافلے کی حفاظت کرنے کے لئے وہ میں تمہارے لئے خود ہی حفاظت کرلوں گا۔ ان لوگوں کو یہ خبر مقام جحفہ میں مل گئی مگر ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم مقام بدر تک آگے بیٹھیں گے ہم وہاں جا کر قیام کریں گے۔ اور ہم وہاں کھانا کھلائیں گے جو بھی عرب ہمارے پاس آئیں گے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر ہم سے قتال کرنے کوئی نہیں آئے گا۔

اخنس بن شریق نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اس نے یہی پسند کیا کہ واپس مکے چلے جائیں اور اس نے ان سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ بھی دیا مگر قافلے کے دیگر لوگوں نے انکار کردیا اور اس کی مخالفت کرڈالی اور انہیں جاہلیت کی حمیت وغیرہ نے پکڑ لیا۔ جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہوگیا تو اس نے بنو زہرہ کو واپسی کے لئے رضامند کرنے کی کوشش کی انہوں نے اس کی بات مان لی لہٰذا وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بنو زہرہ میں کوئی بھی بدر میں شریک نہیں تھا انہوں نے ہمیشہ اخنس کی رائے پر رشک کیا اور اس کے ساتھ برکت تلاش کی۔ وہ ہمیشہ ان کے اندر مطاع رہا مرنے تک۔

اور ادھر بنو ہاشم نے واپس کا ارادہ کرلیا تھا ان کو دیکھ کر جو واپس جا رہے تھے مگر ابو جہل لے ہشام نے ان پر سختی کی اور کہا اللہ کی قسم تم لوگ اس مٹھی بھر جماعت (محمدی) کے لئے ہمیں اکیلے مت چھوڑو بلکہ واپس تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے سے چل پڑے تھے

یہاں تک کہ وہ عشاء کے وقت بدر کے قریب کنارے پر اتر پڑے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور زبیر بن کورم کو اور بسبس انصاری کو بنوساعدہ میں شمار ہوتا تھا وہ جماعت صحابہ میں اکیلا جھینہ کا فرد تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو بھیجا اور فرمایا کہ تم لوگ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف پہنچو مگر تلواریں حمائل کر کے جاؤ۔ وہ پہاڑی بدر کے ایک کونے میں واقع تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ بدر کی گھاٹی ہی کے پاس کوئی خبر پالو گے جو پہاڑ کے پاس ہے جس کا ذکر پہلے رسول اللہ ﷺ کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے وہاں سے دولڑکوں کو پکڑا انہوں نے وہاں قریش کے آنے کے آثار پائے۔

دونوں غلاموں میں سے ایک بنوحجاج الاسود کا تھا دوسرا ال عاص سے، اس کا نام اسلم تھا۔ اور ان کے دیگر ساتھی قریش میں سے تا حال ظاہر نہ تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس، آپ اس وقت آرام گاہ میں تھے۔ پانی کے پیچھے چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں غلاموں سے پوچھنا شروع کیا ابوسفیان کے بارے میں اس کے اصحاب کے بارے میں یہ یہی یقین رکھتے تھے کہ وہ دونوں اسی قافلے والے ہیں، مگر ان لوگوں نے تو ان کو قریش کی خبریں بتانا شروع کردیں اور یہ بتایا کہ کون کون ان کے ساتھ روانہ ہوا ہے اور کون کون سرداران کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ ان کو جھوٹا سمجھتے رہے وہ ان کے لئے ناپسندیدہ خبریں تھیں۔ یہ لوگ ابوسفیان اور اس کے اصحاب کی امید لئے ہوئے تھے قافلے کی وجہ سے قریش کی خبروں میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ سُن رہے تھے دیکھ رہے تھے جو کچھ یہ لوگ ان غلاموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ ادھر ان غلاموں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمیں مار کر اُگلوانا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ جی ہاں ابوسفیان اور قافلہ یہ ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اذا انتم با لعدوة الدنيا وهم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم ولو تواعد تم لاختلفتم في الميعاد ولكن ليقضي الله امرا كان مفعولا ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۲)

جب تم لوگ (مسلمان) قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ (کفار مشرکین) دور والے کنارے پر تھے اور وہ قافلہ (جس کے تعاقب میں تم نکلے تھے) وہ تم سے نیچے کی سمت تھا۔ اگر تم لوگ ایک دوسرے کو وعدہ دے کر نکلتے تو ضرور تم وعدے کے وقت آگے پیچھے ہو جاتے۔ لیکن اللہ نے (دونوں جماعتوں کو باہم ٹکرادیا) تاکہ اللہ پورا کردے اس امر کو جو ہونے والا تھا (یعنی مسلمانوں کی فتح اور کفار ومشرکین کی ہلاکت)۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ان غلاموں کو جھوٹا کہنے لگے۔ جب انہوں نے بتایا یہ رہے قریش تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں اور جب انہوں نے کہا کہ یہ رہا ابوسفیان تو انہوں نے ان غلاموں کو چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رویہ دیکھا ان غلاموں کے ساتھ تو آپ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا اور پوچھا کہ یہ دونوں لوگ تمہیں کیا خبر دے رہے ہیں۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ لوگ خبر دے رہے ہیں کہ قریش آگئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے سچ کہا ہے اللہ کی قسم تم ان کو مار رہے ہو جبکہ یہ تمہیں سچ کہہ رہے ہیں اور تم ان کو چھوڑ دو گے جب یہ تمہیں جھوٹ کہیں گے۔ واقعی قریش نکل چکے ہیں تاکہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کریں اور وہ تم لوگوں سے اپنے خلاف خطرہ محسوس کر رہے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں غلاموں کو بلایا۔ آپ نے خود ان سے پوچھا، انہوں نے حضور کو قریش کے بارے میں بتایا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ قریش کتنے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں جانتے اللہ کی قسم۔

مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل شام کو ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا۔ انہوں نے قوم میں سے کسی کا نام بتایا تو آپ نے فرمایا آپ نے کتنے اُونٹ ان کے لئے ذبح کئے تھے۔ اس نے کہا کہ دس جزور۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہلی شام ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا انہوں نے کسی اور کا نام بتایا ان لوگوں میں سے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس نے ان کے لئے کتنے اُونٹ ذبح کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نو اُونٹ۔

مؤرخین نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نو سو سے ایک ہزار کی تعداد میں ہیں۔ آپ نے یہ اندازہ فرمایا تھا ان اُونٹوں سے جو وہ روزانہ ذبح کرتے تھے کہ روزانہ دس اُونٹ ذبح کرتے تھے (ایک اُونٹ ایک سو افراد کے حساب سے ایک ہزار افراد ہوئے)۔

اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا کہ پہلا شخص جس نے ان کے لئے یہ اُونٹ ذبح کئے تھے جب وہ مکے سے نکلے تھے وہ ابوجہل بن ہشام تھا۔ روانہ ہونے پر اس نے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد جس نے ان کے لئے اُونٹ ذبح کئے تھے وہ اُمیہ بن خلف تھا۔ اس نے مقام عسفان میں نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر مقام قدید میں ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر وہ لوگ مقام قدید سے پانی کے مقامات کی طرف مڑ گئے تھے سمندر کی طرف اس سمت پر ہو گئے تھے جہاں ایک دن ٹھہرے تھے وہاں ان کے لئے شیبہ بن ربیعہ نے نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقام جحفہ میں پہنچے، عتبہ بن ربیعہ نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے اس کے بعد مقام ابواء میں پہنچے وہاں پر ان کے لئے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹوں نے ذبح کئے۔

عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ دس کئے۔ حارث بن عامر بن نوفل نے نو اُونٹ ذبح کئے اور بدر کے پانی پر جب پہنچے تو ابوالبختری نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے۔ پھر بدر کے پانی پر مقیس جمحی نے نو اُونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد ان کو جنگ نے مصروف کر دیا تو پھر انہوں نے اپنے اُونٹوں کا گلہ ذبح کیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو پڑاؤ کرنے کے بارے میں۔ حباب بن منذر اُٹھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے، پھر ایک بنی سلمہ میں سے، انہوں نے کہا میں اس چیز کے بارے میں علم رکھتا ہوں اور بدر کی قلیبوں اور کنوؤں کے بارے میں بھی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ ان میں سے کسی قلیب کی طرف چلیں تو میں زیادہ پانی والی قلیب کو جانتا ہوں جو میٹھا بھی ہو تو آپ اس پر اُتریں اور قریش سے پہلے اس کی طرف سبقت کرلیں اور اس کی ماسوا کو دور رکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے (یا قافلہ قریش یعنی قافلہ ابوسفیان یا جماعت قریش)۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں کثیر خوف واقع ہو گیا اور ان میں کوئی ایسی کمزوری بھی تھی جو شیطانی ڈراوے سے خوف زدہ ہو رہے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ روانہ ہوئے اور مسلمان پانی کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے اور مشرکین پھر تیزی سے روانہ ہو گئے وہ بھی پانی پر قبضہ چاہتے تھے۔ اللہ نے ان پر اس رات بارش اُتاری۔ ایک بارش جو مشرکین کے لئے شدید آزمائش بن گئی، اس قدر چلنے سے رکاوٹ بن گئی اور مسلمانوں کی طرف ہلکی پھوار پڑی جس نے ان کے لئے چلنے پھرنے کو آسان کر دیا اور پڑاؤ کرنے کو اور زمین ادھر مسلمانوں کی طرف کنکریلی اور ریتلی تھی۔ مسلمانوں نے پانی پر پہلے سبقت کر لی تھی۔ وہ رات کو اس پر اُترے تھے۔ لوگ قلیب کے ساتھ گھس گئے تھے انہوں نے اس کو صاف کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کا پانی اور زیادہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس کو عظیم حوض کی شکل بنا دیا تھا اور اس کے ماسوا پانی کو گہرا کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہی ان کے مر کر گرنے کی جگہیں ہیں انشاء اللہ کل صبح۔ اور اللہ نے آیت نازل فرمائی :

اذ یغشی کم النعاس امنة منه وینزل علیکم من السمآء ماءً لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطٰن ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۱)

جس وقت چھپالیا تھا تمہیں اُونگھ نے اس سے امن کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر سے پانی برسایا تا کہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کرے اور تمہیں شیطان کی ناپاکی سے دور کرے تا کہ تمہارے دلوں کو جوڑے اور اس کے ذریعے قدم مضبوط کرے۔

اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک پر مصعب بن عمیر سوار تھے اور دوسرے پر سعد بن خثیمہ اور کبھی زبیر بن عوام اور کبھی مقداد بن اسود۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کے حوضوں کے پاس صف بندی کی جب مشرکین نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(لوگوں کو گمان ہے) کہ اے اللہ! یہ قریش میں جو اپنے فخر اور غرور کے ساتھ آئے ہیں، تیری مخالفت کر رہے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھ سے وعدہ دیا ہے۔ ابوبکر صدیق نے بازو سے پکڑے ہوئے تھے، کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھے وعدہ دیا۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اے اللہ کے نبی خوش ہو جائیے پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وعدہ پورا کریں گے جو آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے، پس مسلمانوں نے اللہ سے نصرت طلب کی اور اس سے فریاد کی، بس اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

مشرکین آئے تو ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت میں وہ ان کو بتا رہا تھا کہ بنو کنانہ ان کے پیچھے ہیں وہ آرہے ہیں ان کی نصرت کے لئے اور بے شک حال یہ ہے کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارے اُوپر غالب نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں اور پڑوسی ہوں۔ اس لئے اس نے ان کو خبر دی تھی بنو کنانہ کی روانگی کے بارے میں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تكونوا كالذين خرجوا من ديارهم بطرا و رئاء الناس ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۷)

نہ ہوان لوگوں کی طرح جو اپنے گھروں سے نکلے تھے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد ہے، مشرکین میں سے کچھ مردوں نے کہا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام کا دعویٰ کر رکھا ہے اور مشرکین ان کے ساتھ مجبوراً نکلے تھے، اس لئے کہ انہوں نے محمد ﷺ کے اور اصحاب کے ساتھ تقلیب دیکھی تھی۔ کہ غرّ هؤلاء دينهم کہ ان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ومن يتوكل على الله فان الله عزيز حكيم .... ۔ (پوری آیت)۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بے شک اللہ عزیز و حکیم ہے۔

مشرکین آگئے تو انہوں نے پڑاؤ کیا اور وہ قتال کے لئے تیار ہو گئے اور شیطان ان کے ساتھ تھا وہ ان سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ بس حکیم بن حزام دوڑے عتبہ بن ربیعہ کی طرف اس نے کہا کیا آپ کو اس بات سے خوشی ہے کہ آپ تا حیات قریش کے سردار ہوں۔ عتبہ نے کہا، کر لیجئے آپ کیا بات وہ؟ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح اور پناہ بن جائیے اور آپ ابن الحضرمی کی دیت و خون بہا اپنے ذمہ لے لیجئے اور اس کی ضمانت جو محمد کی طرف سے اس قافلے کو مصیبت پہنچی تھی۔ بے شک یہ لوگ نہیں طلب کریں گے محمد ﷺ سے سوائے اس قافلے کے اور اس آدمی کے خون کے سوا اور کچھ نہیں طلب کریں گے۔

عتبہ مان گئے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے کر لیتا ہوں۔ آپ نے تو بہت اچھی بات کہی ہے اور آپ نے اچھی بات کی دعوت دی ہے۔ آپ اپنے کنبے قبیلے میں دوڑ جائیں۔ میں یہ اُٹھا لیتا ہوں۔ چنانچہ حکیم دوڑ گئے یہ خوشخبری لے کر قریش میں ان کو اسی بات کی طرف بلایا اور راضی کیا اور عتبہ بن ربیعہ اُونٹ پر سوار ہوئے۔ اس پر چڑھ کر مشرکین کی صفوں میں اور اپنے احباب میں گھوم گئے اور بولے، اے میری قوم! میری بات مان لیجئے۔ تم لوگ مسلمانوں سے ابن الحضرمی کے خون کے سوا اور کسی شئی کا مطالبہ نہیں کر رہے ہو اور وہی کچھ جو اس قافلے کا نقصان ہوا تھا۔ اس کی ادائیگی میں کرتا ہوں، تم اس آدمی (محمد) کو چھوڑ دو، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے قتل کا اختیار مجھے ہوگا تمہیں نہیں ہوگا کیونکہ ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) کچھ ایسے ہیں جن سے تم لوگوں کی قریب کی رشتہ داری ہے۔ اور اگر تم لوگ ان کو قتل کرو گے وہ (محمد ﷺ) ہمیشہ تم سے اس کو جو قاتل ہوگا اس کے بھائی کا یا بیٹے کا یا بھتیجے کا یا چچا کا ہمیشہ اس کے دل میں کینہ اور بغض رہے گا اور وہ اس کو اپنا قاتل ہی

گردانے گا اور اگر یہ (محمد) بادشاہ بن جاتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں رہو گے۔ اور اگر یہ (محمد) نبی ہے تو تم لوگ ایک نبی کو قتل نہ کرو ورنہ تمہیں اس کی وجہ سے گالیاں پڑتی رہیں گی اور تم لوگ ان کی طرف پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو گے۔ میرا خیال یہی ہے بلکہ وہ اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ اور مجھے اس بات سے۔ یا مجھے اطمینان نہیں ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ وہ فتح پا جائیں گے۔

اس ساری فصیحت کے باوجود ابوجہل نے اس کی اس تقریر پر اس کے ساتھ حسد کیا۔ ادھر اللہ نے بھی اپنے امر کو نافذ کرنا ہی تھا حالانکہ ان دنوں عتبہ بن ربیعہ مشرکین کا سردار تھا۔ لہٰذا ابوجہل نے ابن الحضرمی کو بھڑکایا وہ مقتول کا بھائی تھا ابوجہل نے اس کو اُچکایا کہ دیکھئے یہ عتبہ ہے لوگوں کے درمیان رسوائی پیدا کرتا ہے، اس نے تیرے بھائی کی دیت وخون بہا اپنے اُوپر لے لیا ہے گمان کرتا ہے کہ آپ اس کو قبول کر لیں گے۔ کیا تمہیں اس سے حیا اور شرم نہیں آئے گی اس بات سے کہ تم لوگ دیت کو قبول کر لو گے تو؟

ادھر ابوجہل نے قریش سے کہا بے شک عتبہ جانتا ہے کہ تم لوگ محمد اور اس کے اصحاب پر غالب آ جاؤ گے اور ان میں اس کا اپنا بیٹا بھی ہے اور اس کے چچا کی اولاد بھی۔ عتبہ تم لوگوں کی صلاح اور کامیابی پسند نہیں کرتا۔ ابوجہل نے عتبہ سے کہا (وہ ان لوگوں میں گھوم رہا تھا اور انہیں قسمیں دے کر قتال سے منع کر رہا تھا)، تیری گردن پھول گئی ہے یا تیرے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا تھا وہ عتبہ کی طرف دیکھ رہے تھے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک میں کوئی خیر کی بات ہے تو وہ سُرخ اُونٹ کے مالک کے پاس ہے اگر یہ لوگ اس کی بات مان لیں تو یہ کامیاب ہو جائیں گے۔

جب ابوجہل نے قریش کو قتال پر برانگیختہ کیا تو اس نے عورتوں سے کہا کہ وہ عمرو بن الحضرمی مقتول کو بین کر کر کے روئیں۔ انہوں نے اس کو رونا شروع کیا، یہ سب کچھ لوگوں کو قتال پر اُبھارنے کی کوشش تھی۔ کچھ مرد کھڑے ہوئے وہ اس کے ساتھ قریش کو عار دلانے لگے۔ لہٰذا قریش قتال پر متفق ہو گئے اور عتبہ نے ابوجہل سے کہا عنقریب تو دیکھ لے گا کہ کس کی گردن کی رگیں پھولتی ہیں یعنی دونوں معاملات میں کونسا درست تھا (قتال کرنا یا نہ کرنا)۔ اور قریش نے قتال کرنے کے لئے صف بندی شروع کی اور انہوں نے عمیر بن وہب سے کہا، آپ سوار ہو کر جائیں اور جائزہ لے کر آئیں محمد کا اور ان کے اصحاب کا کہ وہ کتنے لوگ ہیں۔ لہٰذا عمیر بن وہب اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر رسول اللہ کے اور اصحاب کے گرد چکر لگا کر واپس گیا۔ اس نے جائزہ بتایا کہ وہ تین سو کے لگ بھگ ہیں جو جنگجو ہیں اس سے کچھ کم ہوں گے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ میں نے ستر اُونٹ شمار کئے ہیں یا اس کے قریب قریب، مگر تم لوگ ذرا میرا انتظار کرو میں مزید جائزہ لے کر آتا ہوں کہ کیا کوئی اور مدد بھی ہے یا کہیں اور لشکر چھپا ہوا بھی ہے۔ اس نے پھر چکر لگایا ان کے گرد، انہوں نے اس کے ساتھ اپنا ایک اور سوار بھی بھیجا تھا۔ پھر واپس آ گئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ نہ ان کی مزید مدد ہے نہ پوشیدہ لوگ ہیں۔ بس وہ لوگ اُونٹ کا ایک لقمہ ہیں یا کھایا ہوا کھانا ہیں (از راہ حقارت مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا یعنی انتہائی کم ہیں)۔ اور انہوں نے عمیر سے کہا کہ لوگوں کو اُبھارو چنانچہ عمیر نے صف بنانے پر آمادہ کیا اور ایک سو گھڑ سوار واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے اور اپنے اصحاب سے کہا تم قتال نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہیں اجازت دوں گا۔ لیٹے ہی لیٹے آپ کو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اور آپ کے اُوپر غالب آ گئی۔ جب بعض لوگوں نے بعض کی طرف دیکھا تو ابوبکر نے یہ کہنا شروع کیا یا رسول اللہ تحقیق وہ لوگ مشرکین قریب آ گئے ہیں اور ہمارے اُوپر حملہ کرنے والے ہیں۔ اتنے میں بیدار ہو گئے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کو وہ مشرکین خواب میں قلیل دکھا دیئے تھے اور ادھر مسلمان بھی مشرکین کی نظروں میں قلیل دکھائے گئے تھے۔ حتیٰ دونوں طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے سے قتال کرنے کے لئے طمع اور لالچ پیدا ہو گئی۔ اگر وہ ایک دوسرے کو کثیر دکھا دیئے جاتے تو وہ کمزور پڑ جاتے اور اس بارے میں اختلاف میں پڑ جاتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ولتنازعتم فی الامر۔ رسول اللہ اور صحابہ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک ابومرثد غنوی کے پاس اور دوسرا مقداد بن عمرو کے پاس۔

رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جنت واجب کر دی ہے جو آج شہید ہو جائے گا۔ اتنے میں عمیر بن حمام بنوسلمہ کے بھائی کھڑے ہوئے آٹا گوندھتے ہوئے، وہ اپنے ساتھیوں کے لئے آٹا گوندھتے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم کا فرمان شہادت کے بارے میں سُنا عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی جنت ہوگی اگر میں مارا گیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں۔ اُس نے اللہ کے ایک دشمن پر حملہ کیا اسی جگہ اللہ نے عمیر کو شہادت دے دی۔ یہ پہلے مقتول تھے جو بدر میں قتل ہوئے۔ اس کے بعد اسود بن عبدالاسد مخزومی آگے اُٹھے مشرکین کی طرف سے وہ اپنے معبودوں کی قسم کھا رہے تھے کہ آج وہ اس حوض سے ضرور پانی پئیں گے جو محمد نے اپنے اصحاب کے لئے بدر میں بنایا ہے اور اس کو وہ توڑیں گے۔ اس نے بھی حملہ کیا جب وہ حوض کے قریب پہنچے حمزہ بن عبدالمطلب اس کو ٹکرائے، انہوں نے ایک کاری ضرب مار کر اس کا پیر کاٹ دیا وہ گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض کے اندر گر گیا جس سے وہ کچا بنا ہوا حوض ٹوٹ گیا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے اندر ہی چلے گئے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

جب مشرکین کی طرف سے ان کا بندہ اسود بن عبدالاسد مارا گیا تو عتبہ بن ربیعہ غیرت کھا کر اپنے اُونٹ سے اُترے جب ابوجہل نے کہا تھا پھر اس نے آواز لگائی کیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ اللہ کی قسم اللہ ضرور آج جان لے گا ابوجہل کہ ہم میں سے کون بڑا بزدل ہے۔ اتنے میں اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ لاحق ہو گئے۔ انہوں نے بھی مقابلے کے لئے للکارا۔ ان کے مقابلے کے لئے تین آدمی انصار میں سے سامنے آئے مگر رسول اللہ ﷺ نے شرم محسوس کی اس سے کیونکہ یہ پہلی جنگ اور پہلا قتال تھا جس میں مسلمان اور مشرکین ٹکرائے تھے اور رسول اللہ مسلمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ پسند کیا کہ غلبہ آپ کے چچازادوں کے لئے ہونا چاہئے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان کو پکارا کہ تم لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس چلے جاؤ۔ چاہئے کہ ان کے چچازادان کے مقابلے پر آئیں۔ لہٰذا حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ لہٰذا حمزہ عتبہ کے مقابلے پر آئے اور عبیدہ شیبہ کے مقابلے پر اور علی بن ابوطالب ولید کے مقابلے پر۔

لہٰذا حمزہ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہ نے شیبہ کو مار دیا اور علی نے ولید کو قتل کر دیا۔ ادھر شیبہ نے عبیدہ کے پیر کو تلوار مار کر کاٹ دیا تھا حمزہ اور علی نے اس کو چھڑایا اور اُٹھا کر لائے حتیٰ کہ صفراء کے مقام پر وفات پا گئے۔

اس بارے میں ہندہ بنت عتبہ کہتی ہے۔

ایا عینیی جودی بدمع سوب	علی خیر خندف لم ینقلب
تداعی لـه رهطـه غدوة	بنو هاشم وبنو المطلب
یذ یقوله حر أنسیا فهم	یعلونه بعد ما قد ضرب

اے میری آنکھوں میں مسلسل بہنے والے آنسوؤں لٹاؤ اس جوان پر جو پورے قبیلے میں سب سے بہتر تھا جو واپس لوٹ کر نہیں آیا۔

اس کے گھر والے اس کو بلا رہے ہیں صبح سے بنوہاشم یا بنومطلب ہوں۔

وہ اپنی تلواروں کی گرمی بکھیر رہے ہیں اس کے مارے جانے کے بعد وہ اس کے لئے غلبہ دیکھ رہے ہیں۔

اسی وقت ہندہ بنت عتبہ نے منت مانی تھی کہ وہ حمزہ کا جگر کھائے گی ان پر قادر ہوگی اس مذکورہ گروہ کا قتل ہونا۔ دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل تھا اور مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی اور اللہ کی نصرت طلب کی۔ جب انہوں نے قتال دیکھا کہ وہ گرم ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھا لئے اور اللہ سے دعا کی اور سوال کیا اس چیز کا اللہ نے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ کی نصرت طلب کی۔

آپ کہہ رہے تھے، اے اللہ! اگر اس مٹھی بھر جماعت پر غلبہ ہو گیا اور یہ مغلوب ہو گئی تو مشرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں ہوگا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو روشن کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر بھیجا دشمنوں کے کندھوں پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے اپنی نصرت نازل کر دی ہے اور فرشتے اُتر پڑے ہیں، اے ابوبکر۔ بے شک میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان۔ جب وہ اترے تو اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے اور ایک ساعت تک مجھ سے غائب ہو گئے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ان کے دونوں پہلوؤں پر غبار تھی۔

اور ابوجہل نے بھی دعا کی۔ اے اللہ! دونوں دینوں میں سے جو بہتر ہے اس کو مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارا دین قدیم ہے محمد کا دین جدید ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے شیطان تھا اس نے جب فرشتوں کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑا، اس نے اپنے اصحاب کی مدد کرنے سے اعلان بیزاری کیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف وحی کی اور اپنے حکم کے ساتھ ان کو مامور کیا اور ان کو بتا دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ان کو رسول اللہ کی نصرت اور اصحاب رسول کی نصرت کا حکم فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لی اور اس کو مشرکین کے منہ پر مار دیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے کنکریوں کو عظیم الشان بنایا، بایں صورت کہ مشرکین میں سے کسی ایک فرد کو نہیں چھوڑا، سب کی آنکھوں کو ان کنکریوں سے بھر دیا اور مسلمانوں نے ان کو بآسانی قتل کیا ان کے ساتھ اللہ تھا اور فرشتے تھے جو مشرکین کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے اور انہوں نے مشرکین کی جماعت کے ہر فرد کو منہ کے بل گرتے ہوئے پایا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے تھے کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کدھر جانا ہے۔ مٹی میں گھس رہا تھا اور اپنی آنکھیں مسل کر مٹی کو آنکھوں سے صاف کر رہا تھا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دے دیا مسلمانوں کو قتال سے پہلے کہ اگر غلبہ محسوس کریں تو عباس کو عقیل کو اور نوفل بن حرث کو اور البختری کو قتل نہ کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قید کر لئے گئے ان مردوں کے ساتھ جن کے بارے میں رسول اللہ نے وصیت فرمائی تھی یا نہیں فرمائی تھی سوائے البختری کے، کیونکہ اس نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے سامنے ذکر کیا کہ رسول اللہ نے تمہیں قتل نہ کرنے کا کہا ہے اگر وہ گرفتاری دے دے تو۔ اس نے انکار کر دیا تھا اور دیگر لوگ بھی کچھ گرفتار کئے گئے تھے حضور نے جن کو قید کرنے کا نہیں فرمایا تھا۔ ان کو فدیہ حاصل کرنے کے لئے قید کیا گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوالیسر نے ابوالبختری کو قتل کیا تھا اور لوگوں کے سردار نے اس بات کا انکار کیا تھا بلکہ المجذر نے اس کو قتل کیا تھا بلکہ اس کو قتل کیا تھا ابوداؤد مازنی نے اور اس کی تلوار اس نے چھینی تھی، وہ اس کے بیٹوں کے پاس تھی حتیٰ کہ انہوں نے ابوالبختری کے پاس فروخت کر دی تھی اور مجذر نے کہا تھا (شعر)

لبشیر بیتم ان لقیت البختری　　وبشرن بمثلها منی کنبی

انا الذی اد عم اصلی من بلی　　اطعن بالحربة حتیٰ تنثینی

ولا تریٰ مجذّرًا یفری فری

ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ان کو قسم دی تھی کہ اس کو قید نہ کیا جائے گا اور اس کو خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اگر وہ گرفتاری دینے کے لئے تیار ہو جائے تو۔ مگر ابوالبختری نے قیدی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک انصاری نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور اس انصاری نے اس کے سینے کے وسط میں تلوار چھپا دی اور اسے زخمی کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ آپ مقتولین پر آکر رک گئے۔ آپ نے ابوجہل کو تلاش کیا مگر آپ نے اس کو نہ پایا یہاں تک کہ یہ کیفیت مایوسی کی آپ کے چہرے پر پہچانی گئی۔ آپ نے دعا کی :

اللهم لا يعجزني فرعون هذه الامة

اے اللہ! مجھے اس اُمت کا فرعون عاجز نہ کردے۔

لہٰذا کئی لوگ ابوجہل کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کو گرا ہوا پالیا اور معرکہ کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کا لوہے کے اندر منہ چھپا ہوا تھا، اس کی تلوار اس کی رانوں پر پڑی ہوئی تھی، اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا مگر وہ اپنے کسی عضو کو ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل پڑا ہوا زمین کو دیکھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے جب اس کو دیکھا تو وہ اس کے گرد گھوم گیا تا کہ اسے پوری طرح قتل کردے مگر عبداللہ ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں وہ اُٹھ کر حملہ نہ کردے۔ مگر وہ تھا بھی لوہے میں ڈھکا ہوا۔ جب قریب ہو کر دیکھا تو وہ حرکت بھی نہیں کر رہا تھا تو عبداللہ سمجھے کہ ابوجہل زخموں سے چور ہو کر گرا پڑا ہے۔ اس نے چاہا کہ اس پر تلوار کا وار کرے پھر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میری تلوار مجھے دھوکہ دے جائے۔ لہٰذا پیچھے سے آئے اور پہلے اس کی تلوار اُٹھائی کھڑے ہو کر اس کو اس کے اُوپر سونت لیا، وہ اوندھا پڑا تھا حرکت نہیں کر رہا تھا۔

عبداللہ نے اس کے خود کی کڑی اُٹھائی اس کی گُدی کی طرف سے اور ایک ہی وار کر کے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ وہ سر آگے آن پڑا پھر اس نے اس کا سامان قبضے میں کیا، اب جو انہوں نے اس کو غور سے دیکھا تو اس کے اُوپر کوئی زخم نہیں تھا مگر اس کی گردن میں گھاؤ تھے اور اس کے ہاتھوں پر اور اس کے کندھوں کے درمیان ایسے نشان تھے جیسے چابک مارنے کے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود نبی کریم کی خدمت میں آئے اور ان کو آکر خبر دی کہ ابوجہل مارا جا چکا ہے اور اس نے حضور کو بتایا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے۔ مگر گردن اور کندھوں پر سلوٹ ہیں اور چابک کے نشان ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فرشتوں کی ضرب ہیں اور حضور یہ جملہ کہا :

اللهم قد انجزت ما وعدتي

اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ آپ نے پورا کر دیا ہے۔

اس کے بعد بقایا قریش مغلوب ہو کر اور شکست خوردہ ہو کر واپس مکہ لوٹ گئے۔ پہلا شخص جو شکست سے دوچار ہونے کے بعد مکے پہنچا تھا مشرکین میں سے اس کا نام الحیسمان الکعبی تھا، وہ حسن بن غیلان کا دادا تھا۔ وہ آیا تو حال احوال پوچھنے کے لئے اس کے پاس لوگ کعبے میں جمع ہو گئے تھے۔ قریش کے جس معزز آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا وہ اس کی موت کی خبر دیتا۔ صفوان بن اُمیہ نے کہا نہیں یہ خبر غلط ہے وہ بھی قریش کے گروہ کے ساتھ حرم میں بیٹھا ہوا تھا حجر میں۔

اللہ کی قسم یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے، اس کا دماغ نکل گیا ہے یا دل اُڑ گیا ہے۔ تم لوگ اس سے میرے بارے میں پوچھو بھلا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے بارے میں بھی موت کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ نے ایسے ہی کیا۔ جیسما سے پوچھا کہ کیا آپ کو صفوان بن اُمیہ کے بارے میں علم ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، وہ یہ بیٹھا ہوا ہے حجر میں۔ البتہ تحقیق میں نے اس کے باپ اُمیہ بن خلف کو خود دیکھا ہے کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔

بہر حال اس کے بعد مشرکین کی مسلسل شکست شروع ہو گئی تھی اور اللہ نے اپنے رسول کی اور اصل ایمان کی نصرت فرمائی اور بدر کے معرکہ کے بعد مشرکین اور منافقین کی گردنیں جھک گئیں اور ٹوٹ گئیں تھیں۔ مدینے میں ہر منافق اور ہر یہودی اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا اور یہ دن یوم الفرقان تھا جس دن اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان فرق کر دیا تھا۔ اب یہود نے بھی یقین کے ساتھ کہ کہنا شروع کیا کہ یہ محمد واقعی وہی نبی اور رسول ہے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ اللہ کی قسم آج کے دن یہ جب بھی جھنڈا اُٹھائے گا غالب ہو جائے گا۔

ادھر اہل مکہ ایک مہینہ تک ہر گھر میں مسلسل اپنے مقتولین پر روتے اور نوحے اور بین کرتے رہے تھے اور عورتوں نے اپنے سر حزن و غم کے مارے منڈوا ڈالے تھے، مقتولین میں سے اسی آدمی کی اونٹنی یا گھوڑا لایا جاتا، اسے عورتوں کے سامنے کھڑا کیا جاتا اور عورتیں اس کے گرد جمع ہو کر نوحہ کرتیں اور گلیوں میں نکل جاتیں، ان کے سروں سے پردے باندھ کر گلیوں میں بین کرتیں۔ ادھر گرفتار یا قید ہونے والوں میں سے کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا تھا سوائے عتبہ بن ابو معیط کے۔ اس کو قتل کیا تھا عاصم بن ثابت نے بن الوالا فلح بنو عمرو بن عوف کے بھائی نے جب اس کو عتبہ نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے قریش سے فریاد کی تھی اور کہا تھا، اے قریش کی جماعت! میں کس جرم میں قتل کیا جا رہا ہوں؟

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ کے ساتھ عداوت اور اس کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے پر۔ اور رسول اللہ ﷺ نے قریش کے مقتولین کے بارے میں حکم دیا تھا، وہ بدر کی کھائی میں یا کنویں میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اور حضور ﷺ نے پر لعنت کی اس حال میں کہ آپ کھڑے ہوئے تھے اور ان کا نام پکار پکار کر کہہ رہے تھے، مگر امیہ بن خلف کو قلیب میں نہیں پھینکا گیا تھا کہ وہ موٹا آدمی تھا وہ ایک دن میں اس کی لاش پھول کر پھٹ گئی تھی۔ جب انہوں نے اس کو کنویں میں پھینکنے کے لئے کوشش کی تو مزید پھٹ گیا۔ حضور نے اس کو سچا پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے کہا، آپ کے اصحاب میں سے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردہ لوگوں کو آواز دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس بات کو جو میں ان سے کہہ رہا ہوں زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ واپس پر ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور قرآن مجید نازل ہوا، اللہ نے ان کو اپنی نعمت جتلائی ہے جس کے بارے میں وہ ناپسند کر رہے تھے رسول کے لئے بدر کی طرف جانے کو:

کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المؤمنین لکارھون یجادلونک فی الحق بعد ماتبین ۔ الخ

(سورۃ انفال : آیت ۱۷۔۱۸)

کس طرح آپ کو آپ کے رب نے مدینے سے بدر کی طرف روانہ کیا حق کے ساتھ، جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت ناپسند کر رہے تھے آپ سے حق کی بابت حجت بازی کر رہے تھے۔ الخ

خلاصہ مطلب یہ ہے اللہ کے اس حکم میں سے بے شمار حکمتیں تھیں۔ کیا دیکھتے نہیں اسی جہادی خروج کی برکت سے حق کو فتح حاصل ہوئی باطل کو شکست ہوئی۔ اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ مسلمانوں کا رعب قائم ہوا، وغیرہ وغیرہ۔ (مترجم)

جس چیز میں اللہ نے رسول اللہ کی دعا قبول فرمائی اور اہل ایمان کی، اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔ (سورۃ انفال : آیت ۹)

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی تھی کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں مسلسل آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

یہ آیت بھی اللہ کی نصرت کی دلیل ہے اور دیگر آیات اس کے ساتھ دال ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اور اصحاب پر جو اونگھ اُتاری تھی اپنی طرف سے امن کے طور پر جب وہ نیند کے حوالے کر دیئے گئے تھے اور اسی میں ان کے قریش کے قتل و ہلاکت کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔ ارشاد فرمایا:

اذ یغشی کم النعاس امنة منه و ینزل علیکم من السماء ماءً لیطھر کم به و یذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام اذ یو حی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۱۔۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگوں کو اُونگھ نے گھیر لیا تھا اپنی طرف سے سکون دینے کے لئے، اور اس نے تمہارے اُوپر پانی برسایا تا کہ وہ تمہیں پاک کرے اس کے ذریعے اور تم سے شیطان کی ناپاکی دور کردے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو مربوط و مضبوط کردے اور اس کے ساتھ زمین تمہارے قدم جما دے۔ جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کررہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم بھی اہل ایمان کو پکا رکھو۔ (اور فرمایا کہ) میں عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جو کافر ہوئے ہیں۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیات اسی بارے میں ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ مشرکین کو قتل کرنے کے بارے میں اور اس مٹھی کے بارے میں جو کنکریوں سے بھر کر رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی ارشاد فرمایا :

فلم تقتلوھم ولکن اللّٰہ قتلھم و مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی ولیبلی المؤمنین فیه بلاءً حسنا ۔

(سورۃ انفال ۔ آیت ۱۷)

اے اہل ایمان! کفار کو بدر میں تم نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے قتل کروایا تھا۔ اور آپ نے جب مٹھی پھینکی تھی آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے ماری تھی تا کہ وہ اس میں ایمان والوں کو اچھے اور عمدہ طریقے سے آزمائے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت اسی پر دلیل ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی طرف سے فتح مانگنے اور مؤمنوں کے لئے دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا :

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)

اگر تم فتح مانگتے ہو تو لو تمہارے پاس فتح آ چکی ہے۔

اور مشرکین کی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وان تنتھوا فھو خیر لکم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)

اگر تم لوگ قتال سے باز آجاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (یہ پوری آیت اسی بارے میں ہے)

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

یٰـاَیھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)

اس کے ساتھ ساتھ آیات اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اس کے ساتھ دیگر سات آیات بھی اور دونوں جماعتوں کے ٹھکانوں کے بارے میں فرمایا :

اذ انتم بالعدوة الدنیا و ھم بالعدوة القصوٰی والرکب اسفل منکم ۔ ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللّٰہ امرًا کان مفعولا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۲)

جب تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ دور والے کنارے پر تھے اور وہ محصو قافلہ (ابوسفیان) تم سے نیچے کے رُخ پر تھا۔ اگر تم دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے ساتھ نائم کا وعدہ کر لیتے تو وعدے وقت سے آگے پیچھے ہو جاتے لیکن اللہ نے اس امر کو (جو اس کے ہاں طے شدہ تھا) پورا کرنا تھا۔

یہ آیت بھی پڑھئے اور اس کے بعد والی آیت بھی۔
نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کرام) کی عظمت کی بابت فرمایا :

یا یھاالذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۵)

اے ایمان والو! جس وقت تم مشرکین کی جماعت سے ٹکراؤ ثابت قدم رہنا۔ (یہ آیت پڑھ جایئے اور اس کے ساتھ دیگر تین آیات بھی)

اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس کے بارے میں اہل اسلام کے ان مردوں نے کلام کیا تھا جن کو مشرکین جبراً ساتھ نکال کر لائے تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی قلت دیکھی تو یوں گویا ہوئے :

غَرَّ ھٰؤُلاءِ دِینُھُم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

یہ آیت پڑھ جایئے۔
اور مقتولین مشرکین اور ان کے متبعین کے بارے میں آیت اُتاری :

ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۵۰)

اگر آپ اس منظر کو دیکھیں جب فرشتے کافروں کو موت دیتے ہیں تو وہ ان کے مونہوں کے مارتے ہیں۔الخ

یہ آیت اور آٹھ آیات اس کے بعد پڑھیے۔
نیز اللہ نے سرزنش کی تھی نبی کریم ﷺ کو اور دیگر اہلِ ایمان کو اس بات پر جو انہوں نے دلوں میں چھپائی تھی اور ناپسند کیا تھا اس کو جو کچھ انہوں نے عملاً کیا تھا۔ یہ کہ انہوں نے مشرکین کا خون قتل کر کے کیوں نہ بہایا۔ فرمایا :

ما کان لنبی ان یکون لہ اسرٰی حتی یُثخِنَ فی الارض تریدون عرض الدنیا واللّٰہ یرید الاٰخرۃ۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۷)

کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ اس کے پاس مشرک قید ہو کر آئیں (کہ وہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دے) بلکہ ان کا خون بہائے زمین پر۔ تم لوگ متاع دنیا کے حصول کا ارادہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت کی ضرورت کا خیال فرما رہا تھا۔

پھر اللہ نے پہلے سے اپنے نبی کے لئے اور اہلِ ایمان کے لئے غنیمتوں کا حلال کرنا ذکر کر دیا تھا کیونکہ وہ سابقہ اُمتوں میں حرام کر دی گئی تھیں۔ حضور ﷺ سے جو حدیث بیان کی جاتی تھی اس میں یہ بات مذکور تھی۔ واللہ اعلم۔
آپ ﷺ فرماتے تھے غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی اللہ نے ان کو ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ چنانچہ غنیمتوں کو حلال کرنے کی بابت پہلے جو مذکور ہوا وہ اس طرح ہے :

لولا کتاب من اللّٰہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۸)

اگر نہ ہوتی یہ بات لکھی ہوئی اللہ کی طرف جو پہلے گذر چکی ہے تو تم نے جو (مال فدیہ کے طور پر) لیا ہے اس سے تمہارے اوپر عذاب آ جاتا۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی پڑھ لیں۔
اور جو آدمی قیدی ہوئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ مسلمان تھے اور ہم لوگ تو جبراً نکالے گئے تھے آپ کے مقابلے پر، تو ہم سے کس بات پر فدیہ لیا جاتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ منکم و یغفر لکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰)

اے نبی جو آپ کے ہاتھ میں قیدی ہیں ان سے کہہ دیجئے اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر جانتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر خود عطا فرماتا جو تم سے لیا گیا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ کے لئے فدیہ لینے کو حلال کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اس نے قصۂ بدر ذکر کیا تھا اسی مفہوم میں جو ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے، سوائے اس کے کہ اس نے مطعمین کا نام نہیں لیا اور ابوداؤد مازنی کا ذکر بھی نہیں کیا ابوالبختری کے قتل کے سلسلے میں۔ اور قیدیوں کے بارے میں فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کا فدیہ لینا حلال کر دیا اور ان کے مال حلال کر دیئے اور قیدیوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کے ہاں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے ہم قتل بھی کئے گئے ہیں اور قیدی بھی کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی اور ان کو خوش کیا :

یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ منکم و یغفر لکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ وان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللّٰہ من قبل فا مکن منھم و اللّٰہ علیم حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۰۔۷۱)

اے نبی آپ کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر محسوس کرتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرتا جو تم سے لیا گیا اور تمہیں بخش دیتا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ تیری خیانت کا ارادہ کریں تو (دل گیر ہونے کی ضرورت نہیں) وہ تو اللہ کی ہی پہلے خیانت کر چکے ہیں۔ اللہ ان سے بڑی قدرت والا ہے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے فدیہ لینا حلال کر دیا بسبب اس کے جو اُن کی خیانت ذکر کی گئی اور بسبب اس کے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف قوم کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اگر وہ چاہتے تو خود نکل کر اور مشرکین سے فرار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورۃ انفال : آیت۷۲)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ الخ

پوری آیت پڑھیئے اور اس کے بعد والی تا آخر سورۃ تک۔

نیز اللہ تعالیٰ نے غنیمتوں کی تقسیم بیان کی اور فرمایا :

واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ ۔ (سورۃ انفال : آیت۴۱)

جان لیجئے کہ تم جس جس کو بطور غنیمت لے آتے ہو بے شک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ہے اور رسول کے لئے ہے اور قرابت داران رسول کے لئے ہے۔

نیز اللہ نے آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام کے دعویدار تھے اور بدر والے دن دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ میں انہیں اذیت پہنچی تھی۔ نیز ان کے بارے میں جو مکے میں رہ گئے تھے جن کو وہاں سے نکلنے کی طاقت تھی، آیت نازل فرمائی :

بیشک وہ لوگ جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ وہ کہتے ہیں تم کس چیز میں تھے (یعنی ہمارا کیا قصور تھا)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے۔ الخ

یہ آیت پڑھئے اور اس کے بعد دو آیات بھی۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ان کنتم اٰمنتم باللّٰہ و ما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے فرق کرنے والے دن۔

یعنی بدر والے دن کے فرق کے ساتھ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ نیز اللہ کے اس قول کے بارے میں :

و اذ یقول المنافقون و الذین فی قلوبھم مرض غرھؤلاء دینھم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جس وقت منافقوں نے کہا اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قوم کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے تو اللہ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو کم دکھایا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی نظر میں قلیل دکھایا۔ مشرکین نے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہیں؟ ان کو ان کے دین نے غرور میں ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں یہی کہا کہ جن کو قتل کیا انہوں نے تو ان کی نظرں میں کم لگے اور مسلمانوں نے یہی گمان کیا کہ وہ عنقریب ان کو شکست دیں گے وہ اپنے دلوں میں بالکل شک نہیں کر رہے تھے۔ اسی بارے میں اللہ نے فرمایا :

و من یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیز حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

باب ۱۸

بدر میں جو اصحابِ رسول ﷺ شہید ہوئے اُن کی تعداد اور جو کفار مارے گئے اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن اصحابِ رسول ﷺ میں سے مسلمانوں میں سے قریش میں سے چھ افراد اور انصار میں سے آٹھ افراد شہید ہوئے۔ اور مشرکین میں سے بدر کے دن مارے گئے اُنچاس آدمی اور اُنتالیس آدمی قیدی بنائے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴)

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے مسلمانوں کی شہادت کے بارے میں اور کفار کے مقتولین کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے۔ اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مسلمانوں میں سے گیارہ آدمی شہید ہوئے تھے جن میں سے چار قریش میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور مشرکین میں سے چالیس سے کچھ اوپر آدمی مارے گئے تھے۔

اور انہوں نے ایک دوسرے موقع پر کہا ہے اپنی کتاب میں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین میں سے قیدی چوالیس آدمی تھے اور اتنی ہی تعداد میں مقتولین تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴-۳۵۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے کہ پہلا مقتول جنگِ بدر کے دن مسلمانوں میں سے مہجع عمر بن خطاب کا غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی۔ اس دن مشرکین کو شکست ہوئی تھی اور ان میں سے ستر سے کچھ اوپر لوگ مارے گئے تھے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنائے گئے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اور وہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں جو ہم نے روایت کیا ہے مشرکین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں اور قید ہونے کے بارے میں۔ پس حدیث براء بن عازب ایسی ہے کہ اس کا شاہد بھی موجود ہے اور وہ حدیث موصول ہے اور صحیح ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زہیر بن معاویہ نے ابواسحٰق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن جبیر کو۔ فرمایا کہ یہ کوئی پچاس آدمی تھے ہم میں سے اُحد والے دن، ستر آدمی کام آئے اور نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے اور صحابۂ کرام بھی۔ اور مشرکین میں سے بدر والے دن چالیس آدمی متاثر ہوئے جن میں سے ستر قیدی ہوئے اور ستر مارے گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اس نے زہیر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ محمد بن عبداللہ زاہد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اسحٰق بن ابراہیم بن نسطاس نے، اس نے داؤد بن مغیرہ سے، اس نے سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقام روحاء میں تھے اچانک ان کے سامنے ایک اعرابی اُونچی جگہ سے نیچے اترا۔ اس نے کہا تم لوگ کون ہو؟ یا کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا گیا کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس نے کہا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم مفلوک الحال ہو (بدحال)۔ تمہارے پاس ہتھیار بھی بہت کم ہیں۔ ان لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہم دو میں سے ایک بھلائی کا انتظار کر رہے ہیں یا تو ہم مارے جائیں گے اور جنت ملے گی یا ہم غالب آجائیں گے لہٰذا اللہ ہمارے جیتنے کو اور جنت کو دونوں کو جمع کر دے گا۔

اس شخص نے پوچھا کہ تمہارا نبی کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ یہ رہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے پاس اسلحہ نہیں ہے (یا میں نے گھر میں مشورہ نہیں کیا ہوا) میں وہ لے آؤں پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جائیے اپنے گھر والوں کے پاس آپ وہ لے کر آجائیے۔ تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو کر

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں مل گیا۔ وہ لوگوں کی صفیں سنوار رہا تھا قتال کے لئے اور انہیں تیار کر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے قتال شروع کر دیا اور وہ ان لوگوں میں شمار ہو گیا جو شہید ہو گئے تھے جنہیں اللہ نے شہادت عطا کی تھی۔ رسول اللہ نے مشرکین کو جب شکست دی اور مؤمنوں کو فتح دی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ شہداء کے پاس سے گذرے عمر بن خطاب آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہیں اے عمر آپ حدیث کو پسند کرتے ہو۔

بیشک شہداء سردار ہیں اور اشراف ہیں اور بادشاہ ہیں اور بے شک اے عمر یہ انہی میں سے ہیں۔

اسحق ابن ابراہیم بن نسطاس اور سب میں منفرد ہے۔ اس میں نظر ہے۔ یہ بخاری نے کہا ہے۔ (نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے)۔ (المیزان ۱/۸۱۔۱۷۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو یعلیٰ حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے مدینے میں جمعہ کے دن فجر اور طلوع سورج کے درمیان شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے گئے، میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے اونچی آواز سے کہ السلام علیکم۔ بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا۔ پس بہترین آخرت کا گھر ہے۔ کہتے ہیں کیا انہیں جواب دیا گیا تجھ پر بھی سلام ہوا اے اللہ کے بندے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم نے جواب دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں تو۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا اس کے بعد انہوں نے ان پر سلام کیا پھر دوہ شروع ہوئے۔ جونہی وہ ان پر سلام کرتے وہ لوگ ان پر جواب لوٹاتے۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا اس کے بعد وہ اللہ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

باب ۱۹

واقعہ بدر کی تاریخ کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ بدر رسول اللہ ﷺ کے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو گزر چکی ہے سعید بن مسیب سے۔ ان کا یہ قول کہ قبلہ پھیر گیا تھا سولہ ماہ پورے ہونے پر نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں آنے کے بعد اور یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ہے۔

رسول اللہ کے غزوات کی تعداد .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپوری میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جہاد کئے نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں، ان میں یوم بدر بھی واقع ہوا تھا۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے اور مشرکین اس دن پچاس کم ایک ہزار تھے (ساڑھے نو سو)۔ یہ واقعہ رمضان میں سترہ رمضان کی رات کی صبح کے وقت ہوا تھا جب سترہ راتیں گزر چکی تھیں رمضان کی جمعہ دن ہجرت کے بعد اٹھارہ ماہ کے بعد یا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے قرہ بن خالد سے، وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا عبدالرحمن بن قاسم سے لیلۃ القدر کے بارے میں انہوں نے کہا حضرت زید ثابت تعظیم کرتے تھے ستائیسویں شب کی اور کہتے تھے یہی واقعہ بدر تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر جمعہ کے دن تھا سترہ رمضان کو۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۶۶/۲)

فرماتے ہیں، اور ہمیں خبر دی یونس بن بکیر ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تھے یوم بدر میں جمعہ کے دن صبح سترہ رمضان کو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا میدان جنگ جس میں رسول اللہ ﷺ خود بنفسہ موجود تھے وہ یوم بدر تھا۔ اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس تھا۔ وہ لوگ باہم ٹکرائے تھے بدر میں جمعہ کے دن سترہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ اُوپر تھے۔ اور مشرکین ایک ہزار یا نو سو کے درمیان تھے۔ وہ دن یوم الفرقان فرق کرنے والا دن، اس دن اللہ نے حق اور باطل کا فرق کیا تھا۔ اور پہلا مقتول جو مسلمانوں میں سے مارا گیا وہ مھجع مولیٰ عمر بن خطاب تھا۔ اور ایک آدمی انصار میں سے۔

اس میں مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ ان میں سے اس دن ستر سے زیادہ افراد مارے گئے تھے اور اتنے ہی قید کئے گئے تھے۔

اللہ نے آیت اُتاری :

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ ۔ (سورۂ آل عمران : آیت ۱۲۳)

البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے۔ (آخر آیت تک پڑھیں)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین نے بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے عبداللہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں۔ فرمایا کہ اس کو تلاش کرو اس وقت جب اکیس راتیں باقی ہوں، اس کی صبح یوم بدر بنا ہے۔ (متدرک للحاکم ۲۰/۳)

اسی طرح کہا ہے عبداللہ بن مسعود نے اور مشہور یہ ہے کہ اہل مغازی کے نزدیک کہ یہ (یوم بدر) سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان میں۔ واللہ اعلم (ابراہیم کی روایت میں ہے)

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمن بن اسود نے اپنے والد سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی ستائیسویں رات میں اور اکیسویں رات میں اور تیئسویں رات میں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

اور زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے پوچھا گیا تھا لیلۃ القدر کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ انیسویں رات ہے شک نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا کہ یوم الفرقان وہ دن ہے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں اور مشہور اس کے ماسوا یہ ہے کہ مغازی سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان سے۔ واللہ اعلم

(۶) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابو عمرو نے دونوں نے کہا کہ ہمیں خبردی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوزرعہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی خالد بن عبداللہ نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے نصر بن عبداللہ بن زنز بیہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ جنگ بدر رمضان کی سترہ کی صبح کو ہوئی تھی۔

(۷) ہمیں خبردی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، انہوں نے سنا موسیٰ بن طلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یا تو سترہ گزر چکی تھیں یا گیارہ باقی رہ گئی تھیں یا انیس باقی رہ گئی تھی۔

باب ۲۰

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی فتح بدر کی خوشخبری لے کر اہل مدینہ کے پاس آمد اس کے بعد غنیمتیں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آمد اور نجاشی کو جب فتح کی خبر پہنچی تو اس نے کیا کہا؟

(۱) ہمیں خبردی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبردی محمد بن ابوبکر نے، ان کو خبردی عمرو بن عاصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اسامہ بن زید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن عفان کو اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے اور اسامہ بن زید کو ایام بدر میں رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کرنے کے لئے۔ لہٰذا حضرت زید بن حارثہ کہ اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں آنے تھے۔ اسامہ نے کہا کہ میں نے شور سنا، لہٰذا باہر نکل کر آیا تو دیکھا کہ زید ہی ہیں جو بشارت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ میں نے قیدی دیکھ لئے۔ حضور ﷺ نے عثمان کے لئے بھی غنیمتوں میں سے حصہ نکالا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۴۔ مستدرک للحاکم ۳/۲۱۷۔ ۲۱۸)

اللہ کا رسول ﷺ کو راضی کرنا .... (۲) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسین بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس لوٹتے ہوئے عصر کی نماز پڑھائی تھی مقام اثیل میں۔ آپ جب ایک رکعت پڑھا چکے تو آپ مسکرا دیئے۔ جب آپ سے آپ کے مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میرے پاس میکائیل علیہ السلام گزرے، اس کے دونوں پروں پر غبار تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور انہوں نے کہا کہ میں قوم کی تلاش میں تھا اور ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جب آپ فارغ ہو گئے اہل بدر کے قتال سے وہ اپنے گھوڑے پر تھے باندی ہوئی پیشانی والے پر اس کی پیشانی کے بالوں کو غبار نے چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ بے شک میرے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیں، کیا آپ اب راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ اور انہوں نے کہا حضور کے پاس زید بن حارثہ اور

عبداللہ بن رواحہ حاضر ہوئے مقام اثیل سے وہ آئے تھے اتوار کے دن چاشت کے وقت۔اور عبداللہ بن رواحہ جدا ہو گئے تھے اور زید بن حارثہ سے مقام عقیق میں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اپنی سواری پر رہتے ہوئے منادی کرر ہے تھے،اے انصار کی جماعت خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ زندہ سلامت ہیں اور مشرکین مارے جا چکے ہیں اور کچھ قیدی ہو گئے ہیں اور ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے ہیں اور حجاج کے دونوں بیٹے بھی اور ابو جہل بھی اور زمعہ بن اسود بھی مارا جا چکا ہے اور اُمیہ بن خلف بھی۔اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے۔

عاصم بن عدی کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھڑا ہوا اور میں نے اس کی طرف التفات کیا اور میں نے کہا کہ یہ سچ ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اے ابن رواحہ؟ اس نے کہا، جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔اور صبح انشاء اللہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کو لے کر آ جائیں گے،قیدی جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ابن رواحہ انصاری کے گھروں میں ایک ایک گھر میں گئے اور جا کر سب کو بشارتیں دیں اور لڑکے اس کے ساتھ مل کر شور کرر ہے تھے کہ ابوجہل فاسق قتل ہو گیا ہے، یہاں تک کہ بنو اُمیہ بن زید تک پہنچے اور زید بن حارثہ نبی کریم ﷺ کی اُونٹنی پر آئے۔ اور وہ بھی مدینہ والوں کو خوشخبری دینے لگے۔اور جب المصل آیا اور وہ اپنی سواری پر چیخا عقبہ قتل ہو گیا ہے۔شیبہ قتل ہو گیا ہے، ربیعہ کے دونوں بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابو جہل اور ابوالبختری اور زمعہ بن اسود اور اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے اور ذوالانیاب بہت سے قیدیوں کے ساتھ قیدی ہیں۔لوگ زید بن حارثہ کی تصدیق کرنے سے گریز کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نہیں آیا زید مگر شکست خوردہ حتیٰ کہ سلمان ناراض ہونے لگے اور خوف زدہ ہو گئے۔زید اس وقت پہنچے جب لوگ رقیہ بنت رسول کو بقیع میں دفن کر کے مٹی اُوپر ڈال رہے تھے۔

منافقین میں سے ایک آدمی نے اسامہ بن زید سے کہا،تمہارے صاحب (محمد ﷺ) قتل ہو چکے ہیں اور ان کے اصحاب بھی۔ اور منافقین میں سے ایک آدمی نے ابولباب بن عبدالمنذر سے کہا،تمہارے اصحاب علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں ایسا تفرقہ ان میں پڑ گیا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اکھٹے نہیں ہو سکیں گے۔اور محمد (ﷺ) کے بڑے بڑے اصحاب قتل ہو گئے ہیں اور محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں ان کی اُونٹنی یہ رہی ہم اسے پہچانتے ہیں۔باقی رہے یہ زید تو یہ بچارے خوف کے مارے نہیں سمجھ رہے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں، یہ خود ناکارہ ہو کر آئے ہیں۔ادھر ابولبابہ نے اس کو جواب دیا، اللہ تعالیٰ تیری بات کو جھوٹا کریں گے، یہودیوں نے کہا زید ناکام لوٹے ہیں۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں اکیلے میں اپنے باپ کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے آپ جو کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ چنانچہ میرا دل مضبوط ہوا۔لہٰذا میں اس منافق کے پاس گیا، میں نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں ڈرار ہے تھے اللہ کی قسم ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کریں گے وہ جب آ جائیں گے، وہ تیری گردن ماردیں گے۔اس نے کہا اے ابومحمد وہ تو ایک ایسی بات تھی جو میں نے لوگوں سے سُنی تھی۔ کہتے ہیں قیدی لائے گئے اور ان کی نگرانی شقر غلام رسول کرر ہے تھے،وہ انچاس آدمی تھے جو شمار کئے گئے تھے جبکہ وہ درحقیقت ستر آدمی تھے متفقہ طور پر،اس میں شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر عامل بنایا تھا شقران غلام نبی کو۔

کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابوسرہ نے عبداللہ بن أبوسفیان سے جو کہ مولیٰ ابن احمد سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسید بن تخضیب ملے اور کہتے ہیں یارسول اللہ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو کامیابی دی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! میرا بدر سے پیچھے رہنا صرف اس وجہ سے تھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ دشمن سے ٹکرائیں بلکہ میرا خیال تھا کہ بس آپ قافلے کے پیچھے گئے ہیں۔اگر میں سمجھتا کہ آپ کا ٹکراؤ دشمن سے ہوگا تو میں پیچھے ہرگز نہ رہتا بلکہ آپ کے ساتھ ہوتا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔(مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

اس کے بعد واقدی نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے کیا کیا تھا۔(مغازی الواقدی ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

ارض حبشہ پر جب اس کو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تھی اور ہم نے اس کو لکھا ہے دوسری اسناد کے ساتھ۔

نجاشی کی زبان سے مسلمانوں کو خوشخبری ملنا ...... (۳) ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حمزہ بن عداس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمن بن یزید نے جابر سے، اس نے عبدالرحمن سے جو کہ اہل صنعآء کا آدمی ہے، وہ کہتا ہے کہ نجاشی نے ایک دن جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک گھر میں تھا، اس پر دو پرانے کپڑے تھے، وہ مٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔

جعفر کہتے ہیں ہم اس سے ڈر گئے ہم نے جب اس کو اس حالت میں دیکھا۔ اس نے کہا جب ہمارے چہروں پر خاص پریشانی کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اس بات کی جو تمہیں خوش کر دے گی، بے شک میرا جاسوس تم لوگوں کی سرزمین سے واپس آیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے تحقیق اپنے نبی کی نصرت کی ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور فلاں فلاں قیدی ہو گئے ہیں اور فلاں فلاں قتل ہو گئے ہیں وادی میں، ان دونوں کا مقابلہ ہوا ہے جس کو بدر کہتے ہیں، جس میں پیلو کے درخت زیادہ ہیں گویا کہ میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں میں وہاں پر اپنے سردار کی جو بنوحمزہ میں تھا اس کے وہاں پر اونٹ چرایا کرتا تھا ....

جعفر بن ابوطالب نے نجاشی سے کہا آپ کو کیا ہوا آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے نیچے بچھانے کی چیز بھی نہیں ہے اور آپ نے یہ پرانے کپڑے لپیٹ رکھے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ ہم اس کتاب میں جو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اُتاری ہے ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اللہ کے بندوں پر لازم ہے کہ جب اللہ ان پر کوئی نئی نعمت پیدا کرے ان کے لئے تو وہ تحدیث نعمت کے طور پر تواضع اور عاجزی اختیار کریں۔ جب اللہ نے مجھے اپنے نبی کی مدد و نصرت کی خبر دی ہے تو میں اپنی تواضع اور عاجزی پیش کروں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۱۰۴)

باب ۲۱

رسول اللہ ﷺ نے غنیمتوں کے بارے میں اور قیدیوں کے بارے میں کیا کیا؟

اور اس بارے میں آپ نے جو خبر دی تھی بس ایسے ہی ہوا جیسے فرمایا تھا

اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اود باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن محمد بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد نے داؤد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، جو شخص ایسا کام کرے گا اس کے لئے اتنی غنیمت ہو گی۔ کہتے ہیں نوجوان آگے بڑھے اور بزرگوں نے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے وہ ان سے الگ نہ ہوئے۔ جب اللہ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا تم کہ ہمارے معاون رہے اگر ہم لوگ شکست کھا جاتے تو تم ہماری طرف ہی بھاگتے۔ لہٰذا تم لوگ ہی غنیمتیں نہ لے جاؤ کہ باقی رہ جائیں (یعنی ہم محروم نہ رہ جائیں)۔ مگر نوجوان نہ مانے اور وہ کہنے لگے کہ غنیمتیں تو رسول اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دی تھیں۔

اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

يسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول ۔ فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم ۔ تا ۔ كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۵)

اے پیغمبر! آپ سے یہ لوگ غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ غنیمتوں کے مال اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح یعنی صلح رکھو لمبی تفصیل اس مقام تک اُتری) کہ جیسے اے نبی! آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے نکالا حق کے ساتھ۔ حالانکہ کئی اہل ایمان اس کو ناپسند کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ حالانکہ بدر میں جانا ان کے حق میں بہتر تھا۔ لہٰذا تم لوگ اسی طرح میری اطاعت کرو، بے شک میں زیادہ جانتا ہوں تم سے اس کے انجام کو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۷۳۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہارون بن محمد بن بکار بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن خالد بن موہب ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابوزائد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے اس حدیث کی اس کے اسناد کے ساتھ، وہ کہتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے (غنیمتیں برابر تقسیم کر دیں۔ اور حدیث خالد زیادہ مکمل ہے۔ (ابوداؤد ۳/۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین شلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن محمد بن حسین نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن ابوالزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم اپنی تلوار ذوالفقار بدر والے دن غنیمت میں حاصل کی تھی۔ (الترمذی۔ کتاب السیر۔ باب فی النفل)

حضرت عمر کی رائے کی تائید میں قرآن کا اُترنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یونس ضبی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل احمد جرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمر بن یونس نے حنفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عکرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوزمیل نے، اور سماک خلف نے مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا، انہوں نے پورا واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے جب انہوں نے قیدیوں کو قید کیا تو رسول اللہ نے فرمایا، اے ابوبکر، اے علی تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے نبی! یہ لوگ چچازاد ہیں اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں ہمارے لئے کفار پر غلبہ بھی ہو جائے گا اور قریب ہے کہ اللہ ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ نے فرمایا، آپ کا کیا خیال ہے اے ابن خطاب؟ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم یا رسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ بلکہ میری تو رائے ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں ہم خود ان کی گردنیں ماردیں۔ علی کو اختیار دیں وہ عقیل کی گردن مارے، مجھے فلاں فلاں کے بارے میں اختیار دیں میں ان کی گردن ماردوں گا۔ یہ کفر کے سرغنہ ہیں اور سردار ہیں۔ رسول اللہ نے ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو پسند نہیں کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں آیا تو رسول ﷺ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے بتائیں کیوں رو رہے ہیں آپ بھی اور آپ کے دوست بھی، اگر میں رونے کی بات پاؤں گا تو میں بھی روؤں گا۔ اور اگر میں رونے کی بات نہیں پاؤں گا تو پھر بھی دونوں کی وجہ سے تکلفاً کوشش کر کے روؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بات کی وجہ سے رو رہا ہوں جو پیش آئی ہے میرے اصحاب پر ان کا فدیہ لینے کی بابت۔ اللہ تحقیق سامنے آ گیا تھا ان کی وجہ سے عذاب جو کہ اس درخت سے بھی قریب تھا (اس درخت کے بارے میں جو نبی کریم کے قریب کھڑا تھا)۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری ہے:

ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض ۔ تا ۔ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا ۔

(سورہ الانفال: آیت ۶۷۔۶۹)

کسی نبی کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں (پھر وہ ان سے فدیہ لے لے)۔ یہاں تک کہ زمین پر ان کا خون بہائے۔اس قول تک
کہ کھاؤ اس میں سے جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے اس حال میں کہ حلال ہے پاکیزہ (اس طرح) اللہ نے غنیمت کو ان کے لئے حلال فرمادیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔(مسلم۔کتاب الجہاد والسیر ،باب امداد الملائکہ۔الحدیث ص ۸۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوذکریا عنبری نے ،ان کو محمد بن عبدالسلام نے ،ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے ،ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے ،اس نے عمرو بن مرہ سے ،اس نے ابوعبید بن عبداللہ سے ،اس نے اپنے والد سے۔اس نے کہا کہ جب یوم بدر ہو چکا تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں لکڑیاں بہت ہیں آپ آگ جلوائیں اور ان کو اس میں ڈال دیں۔عباس نے کہا کہ اللہ تیرے رحم ور شتے کو کاٹ ڈالے۔عمر نے کہا یہ ان کے قائدین اور سردار ہیں جنہوں نے آپ سے قتال کیا ہے جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے ،آپ ان کی گردیں ماردیں۔ابوبکر نے کہا آپ کا کعبہ قبلہ میں ایک قوم ہے۔اس کے بعد رسول اللہ کسی ضروری کام سے اندر چلے گئے تو ایک گروہ نے کہا بات وہ ہے جو عمر نے کہی ہے۔

کہتے ہیں اتنے میں حضور باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کہا ہے ان کے بارے میں؟ ان لوگوں کی مثال تو ان کے بھائیوں جیسی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں یعنی پہلی اُمتوں جیسی ہے۔ان کے نبیوں جیسی ،مثلاً

نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا :

رَبِّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ (سورہ نوح : آیت ۲۶)

اے میرے رب! دھرتی پر بسنے والا کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ربنا اطمس علی اموالھم و اشدد علی قلوبھم ۔ الأية

اے ہمارے رب! ان (کافروں کے) مال مٹادے (یعنی کچھ بھی نہ چھوڑ) اور ان کے دلوں پر سخت بندش فرما۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا :

فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانك غفور رحیم ۔ (سورۂ ابراہیم : آیت ۳۶)

جو شخص میرا تابعدار ہے وہ مجھ سے ہے۔اور جس نے میری نافرمانی کی بس تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ان تعذبھم فانھم عبادك و ان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم ۔

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱۸۔مغازی الواقدی ۱/۱۱۰)

''اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کریں تو غالب ہے حکمت والا ہے''۔

اور آپ لوگ (اے صحابہ کرام) ایسی قوم ہو جن کے ساتھ تنگ دشمنی ضرورت مندی ہے۔لہٰذا بس نہیں راضی ہوگا ان میں سے کوئی ایک میں، مگر یا تو فدیہ کے ساتھ یا گردن مارنے کے ساتھ۔

عبداللہ نے کہا میں نے کہا کہ سوائے سہیل بن بیضاء کے بے شک وہ قتل نہیں کیا جائے۔تحقیق میں نے اس سے سُنا ہے کہ وہ اسلام کی بات کرتا ہے (یا کلمہ اسلام پڑھتا ہے) آپ خاموش ہوگئے۔اس دن سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زیادہ خوف کا دن نہیں تھا (مجھے خوف آرہا تھا کہ) مجھ پر آسمان سے پتھر گرا دیا جائے آج کے دن۔اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ سہیل بن بیضاء کو قتل نہ کیا جائے۔

(الترمذی۔کتاب الجہاد۔باب المشورۃ ۴/۲۱۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن عرعرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ازہر نے، اس نے ابن عون سے، اس نے محمد سے اس نے عبیدہ سے، اس نے علی سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدیوں کے بارے میں بدر کے دن، اگر تم لوگ چاہو تو ان کو قتل کردو، اور اگر چاہو تو ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو اور فدیہ والے مال سے فائدہ اُٹھاؤ۔ تم میں سے شہید ہو گئے میں ان کی تعداد کے مطابق اور آخری آدمی ستر میں سے ثابت بن قیس تھا جو قتل کیا گیا تھا۔ جنگ یمامہ والے دن۔

اور ابن عرعرہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت ازہر پر لوٹائی تو اس نے انکار کیا مگر یہ کہا کہ عبیدہ نے روایت کی ہے علی سے۔

اس روایت میں نبی کریم نے خبر دی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کے بارے میں جو ان سے شہید کیا جائے گا۔ لہٰذا واقعۃً ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی العیشی نے، ان کو سفیان بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، ان کو ابوالعنبس نے ابوشعشاء سے، اس نے ابن عباس کہ نبی کریم ﷺ نے یوم بدر میں اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو دینار مقرر کیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۹۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکر نے اساط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کا فدیہ یعنی عباس، عقیل بن احنیہ اور نوفل ہر ایک کا فدیہ چار سو دینار تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۰۰)

رسول اللہ کا اپنے چچا عباس کے لئے سفارش کرنا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے۔ ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عباس بن عبداللہ بن معید نے، بعض اہل سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تھا بدر والے دن، بے شک میں نے پہچان لیا ہے کہ کچھ لوگ بنو ہاشم سے اور دیگر بھی جبراً ہمارے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ ورنہ ان کو ہمارے ساتھ قتال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم میں سے جو شخص ملے کسی ایک سے بنو ہاشم میں سے اسے قتل نہ کرے۔ اور جو شخص ملے ابوالبختری بن ہشام کو وہ اس کو قتل نہ کرے، جو عباس بن عبدالمطلب کو ملے وہ بھی اس کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ مجبور کر کے لائے گئے ہیں۔ ابوحذیفہ بن عتبہ نے کہا، کیا ہمارے باپ، ہمارے بھائی، ہمارے خاندان والے قتل ہوتے رہیں اور عباس کو پھر بھی چھوڑ دیا جائے؟ اللہ کی قسم اگر میں اس کو ملا تو میں اس کو تلوار سے اُڑا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی، آپ نے عمر بن خطاب سے کہا کہ اے ابوحفص حضرت عمر کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری کنیت کے ساتھ پکارا تھا۔ فرمایا، کیا اللہ کے رسول کے چچا کے منہ پر تلواریں ماری جائیں گی؟ عمر نے کہا یا رسول اللہ اب مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں (جس نے ایسی بات کہی)۔ اللہ کی قسم یہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں اس کلمے کو کہنے کے بعد جو میں نے کہہ تو دیا تھا (غصے میں) مگر میں ہمیشہ اس کی وجہ سے خوف کھاتا رہا کہ کہیں میرا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی شئے کے ذریعے اس کو مٹا دے۔ لہٰذا ابوحذیفہ، جنگ یمامہ والے دن شہید ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۹۔۲۷۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سوائے ان کے نہیں کہ رسول اللہ نے ابوالبختری کو قتل کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ مکے میں لوگوں کو رسول اللہ سے زیادتی کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور خود بھی حضور ﷺ کو ایذا نہیں دیتا تھا اور نہیں اس سے حضور کو کوئی بات پہنچی تھی جس کو آپ ناپسند فرماتے۔ اس کے بعد ابن اسحاق نے بتایا کہ حضور نے اس کے قید کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ بن سعید نے، اپنے بعض اہل سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے جب شام کی اور قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے تو رسول اللہ نے (ان کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے) پہلی رات خود بھی جاگ کر گزاری اور صحابہ نے بھی۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں؟ ادھر حالت یہ تھی کہ انصار میں سے ایک آدمی نے عباس (چچائے رسول) کو قید کیا ہوا تھا جو بدر سے قید ہوکر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نہ سونے کی وجہ یہ بتائی کہ) اپنے چچا عباس کا رونا قید میں اور باندھنے اور جکڑنے کی حالت کا ان کانوں سے خود سُن لیا ہے اس لئے میں سو نہیں سکتا۔ اس لئے ان کو اصحاب رسول نے کھول دیا حضور کی تکلیف دیکھ کر۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر بدر کے اکثر قیدی عبد بن عبدالمطلب کے فدیہ ادا کرنے سے رہا ہوئے تھے۔ اس لئے کہ عباس آسودہ حال آدمی تھے، انہوں نے اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا بھی خود ادا کیا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ سے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے انس بن مالک نے کہ کچھ لوگوں نے انصار میں سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم لوگ اپنی بہن کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں اور نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اللہ کی قسم تم لوگ فدیہ بالکل نہ چھوڑو ایک درہم بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے۔ (فتح الباری ۵/۱۶۷)

موسیٰ بن عقبہ نے کہا اس اسناد میں جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا اور ان کا فدیہ اس وقت لیا گیا تھا جب وہ مدینے میں لے جائے گئے تھے۔ اور ان کے فدیے ایک دوسرے سے کم زیادہ تھے۔

حضرت عباس کا اپنا اور بھتیجوں کا فدیہ دینا .... (۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے اس اسناد کے جو مذکور ہوئی ہے قصہ بدر میں۔ وہ روایت کرتے ہیں یزید بن رومان سے، اس نے عروہ سے، اس نے زہری سے اور ایک جماعت سے جن کا اس نے نام لیا ہے۔ انہوں نے اس قصے کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کے اندر کہا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کے فدیہ کی مد میں کچھ بھیجا تھا۔ ہر قوم نے اپنے اسیر کا فدیہ اس چیز کے ساتھ یا اس قدر دیا تھا جس سے وہ خود راضی تھے یا خود پسند کیا تھا۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا کہ یارسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں آپ کے مسلمان ہونے کو جانتا ہوں اگر بات ایسی ہے جیسی تم کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ مگر جو ظاہر کیفیت تھی ہمارے اُوپر اس کے مطابق معاملہ کرنا لازم ہے۔ لہٰذا آپ اپنا اپنی ذات کا فدیہ دیجئے اور اپنے دو بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کا اور عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب اپنے حلیف کا یعنی عقبہ بن عمرو کا جو بھائی ہوتا ہے بنو حارث بن فہر کا۔

عباس نے کہا میرے پاس تو اتنی گنجائش نہیں ہے یارسول اللہ ﷺ۔ حضور نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپ کی بیوی اُم فضل نے زمین میں دفن کر کے رکھا تھا۔ میں نے اُم فضل سے کہلایا تھا کہ اگر میں اس سفر میں جس میں قافلے کو بچانے یا مدد کے لئے جا رہا ہوں اگر اس میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، قثم بن عباس کا ہوگا۔

عباس نے حضور ﷺ سے کہا، اللہ کی قسم یارسول اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا (یعنی میرے گھر میں)۔ میرے اور اُم فضل کے سوا۔ آپ میرے لئے یہی کچھ لے لیجئے، میرے پاس آپ کو دینے کے لئے

جو کچھ موجود ہے اور وہ ہے بیس اوقیہ مال۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو ہمیں اللہ نے عطا کی ہے تجھ سے۔ لہٰذا اس نے اپنی ذات کا فدیہ دیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا اور اپنے حلیف کا فدیہ دیا۔

اس بارے میں اللہ نے آیت نازل کی :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اُخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ الانفال : آیت ۷۰)

اے نبی! آپ ان قیدیوں کو کہہ دیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں خیر جانے گا تو تمہیں اس سے بہتر مال دے دے گا جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور اللہ تمہیں بخش دے گا غفور و رحیم ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے بیس اوقیہ کے بدلے میں اسلام میں مجھے بیس غلام عطا کئے تھے۔ وہ سب کے سب میرے ہاتھ میں ایک طرح کا مال تھے۔ اور اس کے ساتھ میں اللہ کی طرف سے اللہ کی مغفرت کی بھی امید رکھتا ہوں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹)

اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ابونجیح سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں اس کی مثل جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۳)　ہمیں خبر دی ابوذکریا بن ابواسحاق قزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ انفال : آیت ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ عباس (ان کے والد حضور کے چچا) بدر والے دن قید ہو گئے تھے۔ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا اپنے فدیہ کے طور پر دیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اللہ نے ہمیں ہر وہ چیزیں عطا کی تھیں میں یہ پسند نہیں کروں گا ان کے بدلے میں مجھے پوری دنیا مل جائے۔ ایک تو یہ کہ میں بدر والے دن قیدی ہو گیا تھا اور میں نے اپنی ذات کا فدیہ خود ادا کیا تھا چالیس اوقیہ سونا لیکن اللہ نے مجھے پھر چالیس غلام دے دیئے تھے اور دوسرے یہ کہ میں مغفرت کی بھی امید کرتا ہوں اللہ نے اس کا ہمیں وعدہ دیا تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹۔ سبل الہدیٰ ۴/۱۰۵)

(۱۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد شعیب المعدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسد بن نوح نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد نے، ان کو خبر دی علی بن عیسیٰ نوفلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے اپنے والد عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر میں قیدی بن گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ تم اپنا فدیہ دو اے نوفل اپنے اس مال سے جو جدہ میں ہے۔ اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی مال کے ساتھ اپنا فدیہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ مال نفع دینے والا مال ثابت ہوا۔

اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے یہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تحقیق اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ نوفل نے اپنا فدیہ خود دیا تھا اس مال کے ساتھ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۴/۴۳۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

☆☆☆

باب ۴۲

مکے خبر پہنچنا اور مدینے میں عمیر بن وہب کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کے بعد قباث بن رشیم کی آمد۔ اور اس میں دلائل نبوت آخر میں ابولہب کی عاقبت کیسے خراب ہوئی، اس کا بھیانک انجام

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر احمد بن عبدالجبار عطاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس نے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابورافع نے: وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ال عباس تھے۔ ہم لوگ اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو چھپانے پھرتے تھے اور میں عباس کا غلام تھا۔ میں پیالے بنا تا تھا جب قریش بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی طرف مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لوگ وہاں کی خبروں کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے پاس وہاں سے حیسمان خزاعی خبر لے کر پہنچا۔ ہم نے (اندرونی طور پر) اپنے دلوں میں قوت پائی اور ہمیں آنے والی خبر نے (کہ کفار کے سارے سردار اور سرغنے مارے گئے ہیں) ہمیں خوش کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ غالب آ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں زم زم کے چھپر پر بیٹھا ہوا پیالے تراش رہا تھا یا گود رہا تھا۔ میرے پاس اُم فضل (زوجہ عباس) بیٹھی ہوئی تھی اور ہم لوگ آپس میں آہستہ آہستہ اسی خبر کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہمیں پہنچی تھی رسول اللہ کے بارے میں۔

اتنے میں کہیں سے ابولہب خبیث ٹانگیں گھسیٹتا ہوا آ گیا۔ جب اس کو حضور کے غلبہ کی خبر پہنچی تھی اللہ نے رسوا اور ذلیل کر دیا اور اللہ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا تھا اور آ کر حجر کی طنابوں پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو بتانا شروع کیا کہ ابوسفیان آ گیا ہے ابولہب نے اس سے کہا کہ میرے پاس آؤ اے بھتیجے میری بقاء کی قسم تیرے پاس تو اہم خبر ہے۔ وہ آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ اے بھتیجے مجھے تو ان لوگوں کی کچھ خبر بتایئے۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بتاتا ہوں۔ اللہ کی قسم بات اور کچھ نہیں صرف یہ بات ہے کہ ہم لوگ اس قوم (مسلمانوں) سے ملے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ ہم نے اپنے کندھے ان کے حوالے کر دیئے ہیں وہ جہاں چاہتے تھے ہتھیار ہمارے پاس رکھ دیتے تھے (استعمال کرتے تھے)۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود میں صرف انہیں لوگو (محمد اور اس کے اصحاب) کو الزام نہیں دوں گا بلکہ ہم لوگ تھا ایسے مردوں سے بھی برد آزما ہوئے جو خوبصورت سفید جوان تھے وہ سفید اور سیاہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم وہ تو کسی شئی کو باقی نہیں چھوڑتے تھے یہ بتا رہے تھے کہ کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا (حضرت عباس کا غلام کہتا)۔ میں نے خیمے یا سائبان کے کونے سے آگے ہو کر کہا کہ اللہ کی قسم وہ فرشتے ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں ابولہب نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر مجھے زور سے منہ پر بُری طرح مار دیا، بے دھانی میں مجھے لگا تو بہت زور سے مگر میں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا، میں نے اس کے اُوپر حملہ کر دیا مگر کمزور آدمی تھا اس نے مجھے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور گھٹنوں کے بل وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مجھے مارنے لگا۔

ادھر اُم فضل جو دیکھ رہی تھی اپنے غلام کو پٹتے ہوئے تو اس نے ایک بڑا ڈنڈا اُٹھا کر ابولہب کو مارنا شروع کر دیا کہ وہ مارتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ تم نے اس غلام کو اس لئے کمزور سمجھا ہے کہ اس کا مالک عباس یہاں موجود نہیں ہے۔ اس نے جو مارا اسے سر پر مارا، ایسا مارا کہ اس کا

سر پھاڑ دیا اسے بُری طرح زخم لگا بس وہ جلدی سے اپنا تہبند کا دامن اور کنارا گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اللہ نے اس کو عدسہ میں مبتلا کر دیا اسی مار سے (یہ ایک قاتل زخم ہوتا ہے طاعون کی طرح)۔

کہتے ہیں کہ اس زخم کے بعد ابولہب سات دن بھی زندہ نہ رہ سکا بس وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بیٹوں نے تین دن تک اسے دفن نہ کیا جس سے وہ بدبو چھوڑ گیا۔ قریش اس زخم عدسہ سے خوف زدہ تھے اور بچتے رہتے تھے ایسے جیسے طاعون اور وباء کے ڈرتے تھے۔ ڈر کے مارے ابولہب کے مردار جثے کے پاس کبھی کوئی نہیں جا رہا تھا۔ قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں سے کہا کہ ہلاک ہو جاؤ تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں سڑ رہا ہے بدبو ہو رہی ہے تم اسے دفن نہیں کرتے۔ بیٹوں نے کہا کہ ہمیں اس زخم کے لگ جانے اور متعدی ہونے سے ڈر لگ رہا ہے، اس لئے اس کو ہاتھ نہیں لگا رہے۔ اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں اس کام میں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ابولہب کو نہ غسل دیا اس نہ کفن بس دور سے کھڑے ہو کر اس پر پانی پھینک دیا تھا اس کے قریب بھی نہیں گئے۔ پھر اسے اُٹھا کر بالائی مکہ کی طرف لے گئے تھے کسی قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا بلکہ وہاں لے کر انہوں نے ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر اس پر پتھر پھینک کو اس کو چھپا دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۲)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنِ رسول کے اس بدترین انجام سے اپنی رحمت کے ساتھ محفوظ رکھے اور بچائے۔ آمین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیزی سے گزرنا .... (۲) اور مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباس بن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ سیدہ عائشہ کا جب کبھی ابولہب کے پتھروں میں دبائے جانے کی اس جگہ سے گزر ہوتا تو آپ اچھی طرح اپنے آپ کو کپڑے سے لپیٹ کر اس منحوس جگہ سے گزر جاتی تھیں۔

رسول اللہ کو قتل کے ارادے آنے والے کا مسلمان ہو کر لوٹنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو خبر دی ابو علامہ محمد بن عمرو بن نہالا نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابو اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف واپس لوٹے بدر سے اور ان کے ساتھ قیدی بھی تھے اور غنیمتیں بھی اور بدر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کو قتل کروا دیا تھا تو لوگ حضور ﷺ کو مقام روحاء میں آ کر ملے تھے اور حضور کو مسلمان مبارک باد دینے لگے فتح کی اور ان سے ان مشرکین کے بارے میں پوچھنے لگے جو وہاں مارے گئے تھے۔ اس وقت سلمہ بن سلامہ نے کہا تھا جو بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے کہ ہم کسی ایک ایسے انسان کو قتل نہیں کیا جو کھاتا پیتا انسان ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہو جان ہو، ہم نے تو بس گنجے بوڑھے لوگوں کو مارا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی ناراض ہوئے) اور ہمیشہ اس سے ابتداء میں اس کے ساتھ اعراض کرنے اور منہ پھیرنے والے کی طرح رہے۔ اس لئے کہ اس نے اعرابی سے جو نہ زیبا بات کی تھی جب آپ نے اس سے وہ بات خود سُن لی تھی۔ تو آپ نے اس کے لئے اس بات کو بخشش اور نہ زیبا قرار دیا تھا یہاں تک کہ اس بات سے رجوع کیا یا جب وہ سامنے آیا آپ نے یہ بات بھی سُن لی تھی کہ ہم نے گنجی بوریوں کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بھتیجے نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ایک جماعت تھی سرداروں کی۔ جب مشرکین شکست خوردہ کے واپس لوٹے اس صورت سے کہ اللہ نے قتل کر دیا تھا جس کو بھی قتل کروانا تھا ان میں سے تو عمیر بن وہب جماحی آیا اور وہ صفوان بن اُمیہ کے پاس بیٹھا حجر اسود کے پاس۔ آپ کی زندگی تو انتہائی قبیح اور بدمزہ ہو گئی بدر میں قتل ہونے والوں کی وجہ سے۔ اس نے کہا، جی ہاں ایسے ہی آپ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کوئی چیز بھلا باقی نہیں رہی۔

اگر میرے اُوپر قرضہ ہوتا جس کی روانگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور اگر میرا ایمان نہ ہوتا جن کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے (کما کر ہی کھلانا پڑتا ہے) تو میں سفر کرتا محمد کی طرف اور جا کر اس کو قتل کر آتا۔ اگر میری آنکھ اس سے بھر جاتی، میرے پاس اس بارے میں ایک عذر و بہانہ ہے، میں اس کو آگے رکھتا۔ میں کہتا کہ یہاں پر میرا بیٹا قید ہے میں اسی کو ملنے آیا ہوں۔ لہٰذا صفوان اس کی بات سُن کر خوش ہو گیا اور اس نے اس سے کہا کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے باقی رہا تیرا بیٹا تو ان کا معاملہ بھی میرے عیال والا ہوگا۔ نفقہ خرچہ میں، ایسا نہیں ہوگا کہ میرے پاس ایک موجود اور ان کو نہ ملے (یعنی ان کے خرچے کی ذمہ داری میری ہے)۔

صفوان نے دو سواروں کا انتظام کیا، سامان سفر کیا اور اس نے عمیر کی تلوار کو صیقل کروایا اور اس کو نشان لگائے۔ اب عمیر نے صفوان سے کہا اور عمیر نے صفوان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ دن چھپالینا عمیر آیا یہاں تک کہ مدینے میں پہنچ گیا اور مسجد کے دروازے پر اُترا اور اس نے اپنی سواری باندھی اور تلوار سنبھالی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے اور پہنچنے کا ارادہ کر لیا مگر عمر بن خطاب نے اس کو دیکھ لیا وہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بدر کے وقوعہ کے بارے میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور اس میں اللہ کی نعمت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جب عمر نے اس کے پاس تلوار دیکھی تو گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں کے پاس کتا پہنچ گیا ہے، یہ اللہ کا دشمن جس نے ہمارے درمیان بدر میں فساد برپا کیا تھا اور ہمیں لوگوں سے لڑوایا تھا۔

اس کے بعد عمر اُٹھے اور اندر جا کر رسول اللہ کو بتایا کہ عمر بن وہب مسجد میں گھس آیا ہے اور اس نے تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور وہ شخص فاجر دغاباز ہے۔ اے اللہ کے نبی آپ اس کو کسی شئی پر قدرت نہ دیں یا کسی طرح اس سے بے فکر نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ میرے پاس۔ عمر باہر آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا اور ان سے کہا تم لوگ اندر چلو رسول اللہ کے پاس اور حضور کی حفاظت کرو عمیر سے جب وہ اندر جائے۔ پھر حضرت عمر اور عمیر دونوں اندر آئے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے اس وقت عمر کے پاس اس کی تلوار بھی تھی۔ حضور نے عمر سے کہا کہ آپ اس سے پیچھے رہو۔ جب عمیر رسول اللہ کے قریب ہوا، کہا کہ نعموا صباحا (صبح صبح خوش رہو) یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے تیرے سلام سے زیادہ عزت بخشی ہے اور اہل جنت والے سلام کو ہمارا سلام مقرر کر دیا ہے اور وہ اَلسَّلامُ ہے۔ اس پر عمیر نے کہا تھا تیرا عہد اس کے ساتھ جدید ہے (یعنی ابھی ابھی آپ یہ سلام کرنے لگ گئے ہو ورنہ پہلے تو آپ وہی کہتے تھے)۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا، اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بدل کر دیا ہے۔ اچھا عمیر تم بتاؤ کہ تمہیں کونسی چیز یہاں لے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے قیدی کے لئے یہاں پر آیا ہوں جو تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ ہمارے قیدیوں کے معاملے ہم سے فدیہ لے لو اور ان کو چھوڑ دو تم لوگ ہمارا کنبہ قبیلہ اور ہمارا خاندان ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تلوار آپ نے کیوں گردن میں لٹکا رکھی ہے؟ عمیر نے کہا کہ اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے کیا ان تلواروں نے کبھی ہمیں کسی شئی کا کوئی فائدہ دیا ہے۔ بات کچھ نہیں ہے جب سواری سے اُترا ہوں تو اس کو بھول گیا ہوں گردن میں لٹکی رہ گئی ہے۔ میری بقاء کی قسم میرے لئے اس کے ساتھ عبرت و نصیحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے سچ سچ بتایئے آپ کو کونسی غرض لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا کہ میں صرف اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ آپ نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا شرط لگائی ہے۔ یہ سُن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کیا شرط لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے قتل کی ذمہ داری اُٹھائی ہے اس شرط پر کہ وہ تیرے اہل عیال کے خرچ کی ذمہ داری لے گا اور تیرے قرضے بھی ادا کرے گا (تم تو وہ منصوبہ پورا کرنے آئے ہوئے ہو)۔ مگر میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے (اس نے وہ منصوبہ تیرا پورا نہیں ہونے دیا)۔ اتنے میں عمیر پسینہ پسینہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔

یارسول اللہ ہم لوگ آپ کی تکذیب کیا کرتے تھے وحی کے بارے میں اور جو کچھ آپ لائے ہیں آسمان سے۔ یہ بات کو آپ نے بتائی ہے یہی بات میرے اور صفوان کے مابین طے ہوئی تھی حجر اسود میں جیسے رسول اللہ نے فرمائی ہے میرے اور اس کے سوا اس پر کسی کو اطلاع نہیں تھی مگر اللہ نے آپ کو خبر دے دی ہے۔ لہٰذا میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اللہ کا شکر ہے اور اسی کی تعریف ہے جو مجھے اس راستے پر لے آئی ہے۔ اس پر مسلمان خوش ہو گئے جب اللہ نے اس کو ہدایت بخشی۔

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب عمیر آیا تھا تو مجھے خنزیر اس سے زیادہ پسند تھا (گویا کہ مجھے اس سے یعنی عمیر سے نفرت تھی)۔ مگر وہ آج میرے بعض بیٹوں سے بھی زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمیر آپ بیٹھیے ہم آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اور حضور ﷺ نے اس کا قیدی بھی اس کے لئے چھوڑ دیا۔ عمیر نے کہا یارسول اللہ میں اپنی طاقت کے ساتھ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتا رہا مگر سب تعریف اللہ کی ہے جس نے مجھے اس راستے پر چلا دیا ہے اور مجھے ہدایت دی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے میں قریش کے پاس جاؤں اور جا کر ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے اور ان کو ہلاکت اور تباہی سے بچالے۔ رسول اللہ نے اس کو اجازت دی، وہ مکہ میں پہنچ گیا (ادھر صفوان جس کے ساتھ شرط لگا کر گیا تھا اس نے سمجھا کہ شاید عمیر اپنی مہم پوری کر کے قتل کر کے آئے گا، اس نے قریش کو مبارک باد دینا شروع کی کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ ایک ایسی فتح کے ساتھ جو تمہیں واقعہ بدر کے زخم بھلوا دے گی۔

جب عمیر گئے ہوئے تھے تو صفوان بے چینی سے ہر سوار سے جو مدینے سے آتا وہ پوچھتا رہتا تھا کہ کیا مدینے میں کوئی نیا واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ اس کو پوری پوری امید تھی کہ وہ کر کے آئے گا جو کچھ کرنے کے لئے لگا ہوا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی مدینے سے آیا ان کے پاس اس سے صفوان نے پوچھا کہ عمیر بن وہب کا کیا حال ہے وہ جو مدینے گیا ہوا تھا۔ اس نے خبر دی کہ عمیر مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا قریش مشرکین نے اس کو لعنت دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ لو وہ بھی وہاں جا کر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ صفوان نے کہا اللہ کی قسم میں بھی اس کو اب کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا اور نہ ہی اس کے ساتھ سرے سے کوئی بات چیت کروں گا۔

عمیر جب ان کے پاس واپس آ گئے تو انہوں نے مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور ان کو نصیحت کرنا شروع کی اپنی پوری کوشش کے ساتھ۔ چنانچہ سارے لوگ ان کی اس دعوت پر مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عتبہ کے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں عمیر بن وہب قریش کے شیطان ترین لوگوں میں سے تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ کو ایذا پہنچاتے تھے اور آپ کے اصحاب کو مکے میں جب بدر والے بدر میں مارے گئے تو عمیر نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس کے بعد محمد بن جعفر نے عمیر کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں ایک ایک کلمہ کم زیادہ کیا ہے مگر مفہوم ایک ہے۔

اس کے آخر میں اس نے کہا ہے کہ جب عمیر مکے میں پہنچا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تو اس کے ہاتھ پر بہت سارے لوگ ایمان لے آئے اور پھر اس نے ہر اس شخص کو ایذا دی جو اسلام سے دور ہوا اور وہ تیز اور ہوشیار و مضبوط آدمی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی واقدی نے، اس نے کہا کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کنانی کہتا تھا کہ میں بدر میں مشرکین کے ساتھ موجود تھا اور میں

محمد ﷺ کے اصحاب قلیل ہیں دیکھ رہا تھا اپنی آنکھوں سے۔ اور ہمارے پاس جو گھوڑے اور آدمیوں کی کثرت تھی مگر میں بھی شکست کھا گیا ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے شکست کھائی۔ البتہ تحقیق میں نے دیکھا تھا اپنے آپ کو۔ البتہ میں دیکھ رہا تھا مشرکین کی طرف ہر چہرے کو اور بے شک میں اللہ کہتا ہوں اپنے دل میں کہ اس جیسا معاملہ نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے۔ پھر راوی نے اس کی آمد کا ذکر کیا ہے کہ مکے میں اور اس کے رُکنے کا کہ جب خندق کے بعد کا مرحلہ آیا، میں نے کہا کاش کہ میں مدینے میں جاتا اور جا کر دیکھتا کہ محمد کیا کہتا ہے؟ اور میرے دل میں اسلام واقع ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں مدینے میں گیا اور میں نے رسول اللہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ رہے مسجد کے سائے تلے جماعت کے ساتھ اپنے اصحاب میں۔

میں ان کے پاس گیا، میں ان میں سے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔ میں نے سلام کیا، آپ نے مجھے فرمایا، اے قیاث بن اشیم کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ بدر والے دن کہ میں نے اس جیسا امر نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے؟ میں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ امر مجھ سے کبھی بھی کسی کی طرف نہیں ظاہر ہوا تھا اور نہ ہی میں نے کبھی اس بارے میں کسی چیز کا اظہار کیا تھا۔ مگر جو کچھ میں نے دل میں بات کی اور یہ بات نہ ہوتی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہ کرتا۔ آیئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ سو آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔ (مغازی الواقدی ۱/ ۹۷۔۹۸)

باب ۲۳

جنگ بدر میں حاضر ہونے میں فرشتوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے معاذ بن رفاعہ بن رافع سے، اور رفاعہ بدری نے اپنے بیٹے سے، کہتے ہیں کہ میں نہیں پسند کرتا تھا، میں بدر میں حاضر ہوں اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیعت عقبہ میں ہوتا۔ کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا نبی کریم ﷺ سے تمہارے اندر اہل بدر کیسے ہیں؟ جواب ملا کہ ہم میں سے بہترین ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح ہیں وہ ملائکہ بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ بہترین فرشتے ہیں (یعنی اس وقت اہمیت واضح ہوگئی)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، اس نے معاذ بن رفاعہ زرقی سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ اس کا والد اہل بدر میں سے تھا اور اس کا دادا اہل عقبہ میں سے تھا (جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی)۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ تم اپنے اندر اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ افضل مسلمان شمار کرتے ہیں۔ یا خیار مسلمین نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ جو فرشتے اہل بدر میں سے ہیں وہ اسی طرح افضل ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید اور یزید ہارون سے۔ (کتاب المغازی۔ باب شہود الملائکہ بدر۔ حدیث ص ۳۹۹۳۔ فتح الباری ۷/ ۳۱۲)

رسول اللہ کا مشرکہ جاسوس عورت کی نشاندہی کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حصین بن عبدالرحمٰن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں سعید بن عبیدہ سے، اس نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (علی رضی اللہ عنہ) اور ابومرثد غنوی اور زبیر بن عوام اور مقداد کو بھیجا وہ دونوں گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ چلے چلو یہاں تک کہ مقام رمۃ خاخ تک پہنچ جاؤ۔ بے شک وہاں پر ایک عورت ہوگی مشرکین میں سے، اس کے پاس ایک خط ہے حاطب کی طرف سے مشرکین کی طرف۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوکر اس متعلقہ مقام پر پہنچے۔ ہم لوگوں کو وہ عورت وہاں پر مل گئی وہ اپنے اُونٹ پر اکیلی سفر کر رہی تھی جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ ہم نے کہا کہ خط کہاں ہے وہ دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے اُونٹ کو بٹھا دیا اور اس کے سامان کی تلاشی کرنے لگے مگر ہمیں خط نظر نہ آیا۔ ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ خط نکال کر دیں ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے دیکھا کہ میں جھکا ہوں اس کی طرف وہ چادر لپیٹی ہوئی تھی اس نے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم لوگ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حاطب نے خیانت کی ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حاطب آپ کو اس حرکت پر کس بات نے اُکسایا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ میں مؤمن نہیں تھا اللہ کے ساتھ اور رسول کے ساتھ بلکہ ارادہ یہ ہوگیا تھا کہ میرا احسان ہوجائے گا مشرکین پر اور اسی احسان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال کی حفاظت فرمادے گا۔ آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کے وہاں پر خاندان کے لوگ موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ ان کے اہل اور مال کی حفاظت فرماتا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ تم لوگ اس کے بارے میں اچھی بات ہی کہو۔ عمر نے کہا کہ اس نے اللہ کی اور رسول کی خیانت کی ہے اور مؤمنوں کی بھی، آپ اس کی گردن ماردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا، تم لوگ عمل کرو جو چاہو۔ تحقیق تمہارے لئے جنت واجب ہوچکی ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ یہ سُن کر عمر کے آنسو گر گئے اور کہنے لگے اللہ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب فضل من شہد بدرا۔ الحدیث ص ۳۹۸۳۔ فتح الباری ۷/۳۰۴۔۳۰۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ حاطب بن ابو بلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ حاطب ضرور جہنم میں جائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں نہیں داخل نہیں ہوگا کہ وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ باب من فضائل اہل بدر۔ حدیث ص ۱۹۴۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ص ۳۸۶۴)

☆☆☆

باب ۲۴

زینب بنت رسول اللہ ﷺ یعنی زوجہ محترم ابوالعاص

بن ربیع بن عبدالعزّیٰ بن عبدشمس۔ واقعہ بدر کے بعد زینب کا مکہ سے اپنے والد گرامی کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد نے، بن عبداللہ بن زبیر سے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے مال بھیجے تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص (اپنے شوہر جو بدر میں قیدی بن گئے تھے) کو چھڑانے کے لئے مال بھیجا اور اس میں انہوں نے ایک ہار بھیجا جو ان کی والدہ حضور کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ نے بیٹی کو پہنا کر ابوالعاص کے پاس رخصتی کی تھی۔

جب انہوں نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا جب حضور نے وہ ہار دیکھا تو آپ کے اُوپر رخت طاری ہوگئی شدید طور پر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم لوگ مناسب دیکھو تو تم زینب کے لئے اس کے قیدی شوہر کو چھوڑ دو اور یہ ہار بھی اس کو واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ۔ لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا مال بھی بمعہ ہار وغیرہ بھی واپس کر دیا۔ نبی کریم نے ﷺ اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ زینب کو حضور کے پاس چھوڑ دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے جب ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ دیا جبکہ وہ بدر والے دن قید ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری آدمی کو بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ وادی یاجج (جو کہ مکے سے آٹھ میل پر تھی) پہنچ جاؤ، یہاں تک کہ زینب بنت رسول اللہ تمہارے پاس پہنچے گی تو اس کے ساتھ ساتھ چلنا یہاں تک کہ اسے یہاں پر لے آؤ۔ وہ دونوں تو روانہ ہو کر پہنچے ابوالعاص کے بعد، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ نے اسی میں وعدہ دیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ کہا عبداللہ بن ابوبکر نے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے زینب بنت رسول اللہ سے، وہ کہتی ہیں کہ جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا آپ تیاری کریں اور اپنے ابا کے پاس چلی جائیں۔ میں سامان سفر کرنے نکلی اور مجھے ہند بنت عقبہ ملی اور وہ کہنے لگی، اے محمد کی بیٹی کیا ہمیں یہ خبر پہنچ نہیں گئی کہ آپ اپنے والد کے پاس پہنچنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔ میں نے اس سے کہا میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا۔ وہ کہنے لگی اس سے۔ اے میری چچا کی بیٹی ایسا نہ کرنا، میں ایک آسودہ حال عورت ہوں اور میرے پاس تیری ضرورت کے لئے سامان موجود ہے اگر آپ کو سامان چاہئے تو میں قیمتاً دے دوں گی اگر رقم نہ ہو تو بطور قرض بھی دے دوں گی، خرچہ چاہئے تو بطور قرض دے دوں گی اور یہ بات نہ عورتوں کو معلوم ہوگی نہ مردوں کو۔ مگر سیدہ زینب فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ سوچا ہی نہیں۔ کہتی ہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی کہ مجھے اس سے خوف آیا۔ اس لئے میں نے یہ بات اس سے چھپائی اور میں نے کہا کہ میرا ارادہ نہیں ہے۔

جب زینب اپنی تیاری سے فارغ ہوگئی تو روانہ ہوگئی۔ ان کے ساتھ ان کے دیور روانہ ہوئے تھے جو انہیں لے کر گئے تھے جو دن دن میں لے کر چلتے کنانہ بن ربیع۔

اہل مکہ نے یہ خبر سُن لی اور ان کی تلاش میں لوگ نکل کھڑے ہوئے حبار بن اسود، نافع بن عبدالقیس فہری، اور پہلا شخص جس نے سیدہ کی طرف پیش قدمی کی تھی حبار تھا۔ اس نے سیدہ کو نیزے کے ساتھ ڈرایا تھا حالانکہ وہ کجاوے یا چھپر کھٹ میں تھیں۔ ان کے دیور کنانہ نے اُونٹ بٹھا دیا اور اپنا بھالا کھول لیا۔ اس کے بعد اپنی کمان ہاتھ میں لی اور کہا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد میرے قریب آئے گا میں اس پر تیر چلادوں گا اور ادہر ابوسفیان اشراف قریش کے ساتھ آئے۔

انہوں نے کہا کہ اے کنانہ آپ اپنے تیر کے بھالے کو ہم سے روک لیں یہاں تک ہم آپ سے بات چیت کریں اور ابوسفیان ان کے مقابل کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ بے شک آپ کو کچھ بھی کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ آپ سب لوگوں کے سامنے عورت کو لے کر جا رہے ہو حالانکہ آپ کو پتہ ہے اس مصیبت کا جو ہمیں بدر میں پہنچی ہے۔ عرب یہ گمان کریں گے اور باتیں کریں گے کہ یہ اور وہ عورتیں ہم میں سے نہیں ہیں۔ اور آپ کا اس کی بیٹی کو لے نکلنا سب لوگوں کی موجودگی اور ہمارے سامنے یہ کسی بڑے فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا آپ اس عورت سمیت واپس چلو اور کچھ دن اس کے پاس رک جائیں، اس کے بعد خاموشی کے ساتھ کسی روز رات کو اس کو لے کھسک جانا اور اسے اس کے والد کے پاس پہنچا دینا۔ میری بقا کی قسم اس کے حسب کے سبب اس کے باپ کے معاملے میں کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس بارے میں اس مصیبت کو سامنے رکھیں گے جو ہمیں پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا سیدہ زینب کے دیور انہیں لے کر واپس لوٹ آئے۔ جب اس واقعے کو ایک دو دن یا تین دن گزر گئے تو وہ انہیں خفیہ طریقے سے لے کر چلے گئے تھے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

راویوں نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ زینب کو جب ھبار بن درہم نے ڈرایا تھا (جیسے اُوپر مذکور ہوا ہے) تو اس ڈر اور پریشانی کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہوگیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۹۸۔۲۹۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب علاف نے، ان کو خبر دی سعید بن مریم نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن الھاد نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو ان کی بیٹی زینب مکہ سے روانہ ہوئی کنانہ کے ساتھ یا بن کنانہ کے ساتھ، تو قریش ان کی تلاش میں ان کے پیچھے نکلے۔ چنانچہ ھبار بن اسود نے آپ کو پالیا۔ اس نے مسلسل ان کے اُونٹ کو نیزے کے کچوکے مارنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سیدہ زینب کو گرادیا۔ اس خوف سے سیدہ زینب کا حمل بھی ضائع ہوگیا اور آپ کا کافی خون بھی ضائع ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُٹھا واپس لائی گئیں اور اس واقعہ کے بعد ان کے بارے میں بنوہاشم اور بنواُمیہ میں شدید اختلافات ہوگئے۔

بنواُمیہ کہتے تھے کہ ہم اس کے معاملے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ یہ ابوالعاص بن ربیع کی بیوی ہے (اور وہ اموی ہے)۔ نیز وہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس رہ رہی تھیں اور وہ ہند اور زینب کو طعنہ دیتی تھی کہ یہ سب کچھ تیرے باپ (محمد) کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

کہتی ہیں کہ ادہر رسول اللہ ﷺ کو جب ساری کیفیت کا علم ہوا تو آپ نے وہاں سے زید بن حارثہ کو بھیجا اور فرمایا کہ کیا جاتے نہیں؟ جائیں اور جا کر زینب کو لے کر آ جائیں؟ اس نے کہا، جی ہاں یارسول اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ آپ یہ میری انگوٹھی لے جائیں اور لے کر زینب کو دے دینا۔ چنانچہ زید روانہ ہوئے وہاں مکے میں پہنچ کر بڑی نرمی اور رازداری کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ وہ اس سلسلے میں ایک بکریوں کے چرواہے سے ملے اس سے پوچھا کہ تم کس کی بکریاں چراتے ہو؟ اس نے بتایا کہ ابوالعاص کی۔ پھر پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے بتایا کہ

زینب بنت رسول کی ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور چرواہے سے پوچھا کہ اگر میں کوئی چیز امانت تمہیں دوں تو تم اس کے پاس پہنچا دو گے مگر اس کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرو گے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔

زید نے وہ انگوٹھی چرواہے کو دے دی اور وہی روانہ ہو گیا اس نے بکریاں اندر کر دیں اور وہ انگوٹھی اس نے زینب کو دے دی جسے اس نے پہچان لیا۔ زینب نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک آدمی نے دی ہے۔ زینب نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ چرواہے نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر زینب خاموش ہو گئی۔

جب رات ہوئی تو وہ اس کے پاس چلی گئی۔ جب پہنچی تو زید نے کہا آپ میرے آگے اونٹ پر بیٹھ جائیں۔ زینب نے کہا بلکہ آپ آگے بیٹھیں۔ دونوں سوار ہو گئے زینب پیچھے بیٹھی۔ حتیٰ کہ مدینے میں آ گئے۔ رسول اللہ فرماتے تھے : کہ

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِي اُصِيْبَتْ فِيَّ ۔

یہ میری افضل بیٹی ہے میرے لئے اس نے مصیبتیں اٹھائی ہیں۔

یہ بات علی بن حسین بن زین العابدین تک پہنچی۔ وہ عروہ بن زبیر کے پاس گئے، انہوں نے کہا کہ کیا بات مجھ تک پہنچی ہے تیرے بارے میں کہ تم وہ حدیث بیان کرتے ہو جس میں تم فاطمہ کی شان گھٹاتے ہو؟ عروہ نے کہا، اللہ کی قسم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے وہ سب کچھ میرا ہو یعنی وہ مجھے مل جائے اور میں اس کے بدلے میں فاطمہ کی تنقیص کروں (یعنی اس چیز میں ان کی تنقیص کروں) جو اس کا حق ہو۔ بہرحال آج کے بعد میں اس بات کو بیان نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۳۰-۳۳۱)

باب ۲۵

۱۔ حضور ﷺ کا حفصہ بنت عمر بن خطاب سے شادی کرنا۔
۲۔ پھر زینب بنت خزیمہ سے شادی کرنا۔
۳۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی اُم کلثوم کی عثمان بن عفان سے شادی کرنا اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خبر دی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد صالح بن کیسان نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے، اس نے سنا عبداللہ بن عمر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ﷺ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہو گئی تھی خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات سے۔ وہ اصحاب رسول تھے مدینے میں فوت ہو گئے تھے۔ عمر فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا میں نے ان پر حفصہ بنت عمر کو نکاح کے لئے پیش کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔عثمان نے کہا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا کسی رائے میں رک گیا۔اس کے بعد عثمان مجھے ملے اور کہا مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں۔حضرت عمر نے کہا کہ میں پھر ابوبکر سے ملا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کردوں۔ابوبکر صدیق خاموش ہوگئے مجھے جواب نہ دیا۔میں ان پر شدید ناراض ہوا عثمان سے زیادہ۔چندراتیں رکا رہا پھر رسول اللہ نے مجھے حفصہ کے نکاح کا پیغام دے دیا۔میں نے ان کے ساتھ نکاح کردیا۔

اس کے بعد مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس لئے کہ آپ نے مجھ پر حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔عمر نے کہا کہ جی ہاں میں ناراض تھا۔میں نے بتایا کہ میرے جواب نہ دینے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ نے اس کا تذکرہ کیا تھا مگر میں رسول اللہ کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا۔اگر حضور ﷺ نہ کرتے تو میں پھر کر لیتا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے،اس نے ابراہیم بن سعد سے۔

(کتاب النکاح۔حدیث ص۵۱۲۲۔فتح الباری ۹/۱۷۵۔۱۷۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صفار نے،ان کو خبر دی احمد بن مہران نے اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے،ان کو خبر دی سعید بن طفیل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربعی بن حراس نے عثمان بن عفان سے کہ عثمان کو حضرت عمر نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لئے پیغام بھیجا،انہوں نے منع کردیا۔نبی کریم کو اس بات کی خبر پہنچی تو جب شام کو عمر ان کے پاس گئے حضور ﷺ نے پوچھا،اے عمر! میں تمہیں عثمان سے بہتر داماد بتاؤں اور عثمان کو تجھ سے بہتر سسر بتاؤں؟ اس نے کہا ضرور بتائیے یا رسول اللہ۔حضور نے فرمایا کہ آپ اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دیں اور میں اپنی بیٹی عثمان سے بیاہ دیتا ہوں۔

(مصنف کہتے ہیں کہ) احتمال ہے کہ نکاح کا پیغام عثمان نے بھیجا ہو اور عمر نے منع کردیا ہو۔اس روایت میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے بعد عمر کی بھی رائے ہوگئی ہو پھر انہوں نے جو عثمان سے کہا ہو اور عثمان نے کہا ہو کہ میں ذرا اپنے بارے میں سوچ کر بتاؤں گا پھر جب عثمان نے محسوس کرلیا ہو رسول اللہ کے ارادہ کو اس لئے عثمان نے یہ بات کہی ہو۔واللہ اعلم

بہر حال یہ سارا ماجرا بدر کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے،ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حفصہ بنت عمر کے بعد زینب بنت خزیمہ ہلالیہ اُم المساکین کے ساتھ شادی کی تھی۔حضور سے قبل وہ حصین بن حارث کے پاس تھی یا اس کے بھائی طفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن مناف کے پاس۔یہ محترمہ مدینے میں انتقال کرگئی تھیں۔یہ پہلی عورت تھی مرنے والی رسول اللہ کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۵۵)

ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں یہ عبیدہ بن حارث کے تحت تھیں۔

اور ہم نے زہری سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے تحت تھی اور وہ احد والے دن قتل ہوگئے تھے۔پھر وہ خود بھی وفات پاگئی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت زندہ تھے،وہ تھوڑے ہی عرصہ حضور ﷺ کے ساتھ رہی تھیں۔

☆☆☆

باب ۲۶

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شادی

(۱)　　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدابن ابونجیح نے مجاہد سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس فاطمہ کے نکاح کے پیغام آنے لگے تو میری لونڈی نے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ فاطمہ کے نکاح کے پیغام آرہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، اس نے کہا کہ آپ بھی پیغام دیں یعنی رشتہ مانگیں شاید آپ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ آپ مجھے فاطمہ کا رشتہ دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ کہیں گے تو حضور مان جائیں گے، وہ یہی امید کرتی رہی۔ میں حضور کے پاس گیا حضور ﷺ کی اپنی ایک جلالت اور شان تھی، ایک وجاہت تھی۔ میں جب جا کر آپ کے سامنے بیٹھا تو میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

اللہ کی قسم میں بات نہ کر سکا۔ مجھے اس کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ازخود پوچھا کہ کیا کسی کام سے آئے ہو؟ میں اور چپ ہو گیا۔ میری خاموشی دیکھ کر حضور نے خود فرمایا کہ شاید تم فاطمہ کے نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے (بطور مہر دینے کے لئے) جس کے ساتھ تم اسے حلال بناؤ اپنے لئے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس دینے کے لئے تو کوئی چیز نہیں ہے اللہ کی قسم۔

آپ نے فرمایا کہ وہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں مسلح کرنے کے لئے دی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی کہ وہ حُطمیہ تھی اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ وہ ہے میرے پاس۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے فاطمہ کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔ آپ جا کر وہ زرہ (بطور مہر) اس کے پاس بھیج دو اور اسی کے ذریعہ فاطمہ کو اپنے لئے حلال سمجھ لو۔ بے شک وہی زرہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی مہر تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۴۶)

یونس کہتے ہیں کہ میں نے ابن اسحاق سے سنا تھا وہ کہتے تھے، فاطمہ نے علی کے گھر میں حسن، حسین اور محسن بچے جنے۔ محسن صغرسنی میں فوت ہو گئے اور ام کلثوم اور زینب بھی پیدا ہوئی تھیں۔

(۲)　　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل لقانی نے، ان کو عبدہ نے، ان کو خبر دی سعید نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی نے فاطمہ سے شادی کی تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا اس کو کوئی چیز دے دو۔ علی نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیری حُطیمہ زرہ کہاں ہے؟

(ابوداؤد کتاب النکاح۔ طبقات ابن سعد ۸/۲۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعثمان بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معاویہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زائدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن سائب نے اپنے والد سے، آپ نے حضرت علی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی تیاری کروائی تھی یعنی سامان جہیز دیا تھا۔ ایک کمبل (یا چادر) ایک مشک، ایک چمڑے کا تکیہ جس کے اندر اذخر نامی گھانس بھری ہوئی تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصفہانی نے ذکر کیا ہے رحمۃ اللہ کتاب المعرفۃ کے اندر کہ علی نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ مدینے میں شادی کی تھی ہجرت سے ایک سال بعد اور پھر سال بعد انہوں نے ان کے ساتھ قربت و صحبت کی تھی اور فاطمہ نے علی سے مندرجہ ذیل بچے جنم دیئے تھے۔

(۱) حسن۔ (۲) حسین۔ (۳) محسن۔ (۴) اُم کلثوم کبریٰ۔ (۵) اور زینب کبریٰ۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/ ۳۴۷)

باب ۲۷

حضور ﷺ بدر سے واپسی کے وقت سات راتیں گزر جانے کے بعد بنی سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آگئے تھے بدر سے واپسی کے بعد تو آپ کا فارغ ہونا اس معاملہ بدر سے ہوا تھا ماہ رمضان کے آخر میں اور شوال کے شروع میں۔ آپ مدینے میں نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف سات راتیں۔ مگر حضور بذات خود غزوہ بن سلیم کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔ اور آپ اس قوم کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کے مقام پر پہنچے تھے جس کو الکدر کہتے تھے۔

آپ نے تین راتیں وہاں مقام کیا تھا پھر واپس مدینہ لوٹ آئے تھے اور آپ نے کوئی جنگ وغیرہ کا کام نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے بقیہ دن شوال کے اور ماہ ذیقعدہ مدینے میں قیام کیا تھا اور اسی اقامت کے دوران فدیہ لیا تھا اور قریش میں سے جو بدر کے تھے قیدی چھوڑے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۱۔۴۲۲)

☆☆☆

باب ۲۸

غزوۂ ذات السویق

جس وقت ابوسفیان بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے دو ماہ بعد ذی الحجہ میں پیش آیا تھا

(۱) ہمیں خبردی ابوالحسین بن عقیل فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبردی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی القاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبردی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابراہیم بن منذر نے، ان کو خبردی فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

(الدررص ۱۳۹-۱۴۰-الواقدی ۱/۱۸۲-الطبری ۲/۴۸۳-سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

اس نے شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اشراف اور سرداروں کو بدر میں قتل کرادیا جن کے مقدر میں مارا جانا لکھا تھا تو ابوسفیان بن حرب نے منت مان لی تھی کہ میں از راہ افسوس سر میں تیل نہیں ڈالوں گا نہ ہی غسل کروں گا، نہ ہی بیوی سے صحبت کروں گا یہاں تک میں محمد سے لڑوں گا اور میں مدینے کو آگ لگادوں گا۔ لہٰذا وہ اپنی اس منت کو پورا کرنے کے لئے مکے سے چھپ کر نکلا ڈرتے ہوئے تیس گھوڑ سواروں کے ساتھ۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تیس سے بھی زیادہ تھے، حتیٰ کہ وہ لوگ چار سو کلومیٹر کا یہ فاصلہ طے کرکے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے مدینہ پہنچے اور مدینے کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پاس اُترے جسے 'بنت' کہا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک دو آدمیوں کو بھیجا اور ان کو کہا کہ وہ جا کر کھجور کے درختوں کو آگ لگادیں مدینے کی کھجوروں میں سے۔ چنانچہ انہوں نے جا کر جہاں کھجوروں کے جھنڈ پائے جا کر آگ لگادی اور بھاگ گئے۔ پھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی فوراً مکہ کی طرف بھاگ گئے۔

ادھر سے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ نکل پڑے ان لوگوں کو پکڑنے لے لئے یہاں تک کہ وہ مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ گویا آپ نے ان کو عاجز کردیا اور ان میں سے کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سب بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔

(۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابن لھیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ نے نذر مانی تھی اس کے بعد جب بقایا مشرکین بدر سے واپس مکہ لوٹ کر گئے تھے اور ان کے سردار بدر میں قتل ہوگئے تھے۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ سر میں تیل لگائے گا نہ ہی اپنی بیوی کے پاس جائے گا، یہاں تک کہ وہ لڑ کر پہلے محمد سے اور مسلمانوں سے بدر کے مقتولین کا بدلہ لے گا۔ مگر اس کے کہنے پر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا وہ جیسے چاہتا تھا اس قدر لوگ اپنے ساتھ جمع نہ ہوسکے، ان لوگوں میں سے جن پر اللہ کی گرفت اور اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

چنانچہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یہاں تک کہ وہ مدینہ کے قریب مقام بنت پر اُترے اس کے بعد وہ مقام عُریض کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے ارد گرد مقام کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کے تعاقب کے لئے سوار ہو کر نکلے مگر ابوسفیان اور تمیں سوار ڈر کر ایسے بھاگ گئے کہ اپنا سامان بھی نہ سنبھال سکے۔ اس واقعہ کا نام غزوۂ ابوسفیان لکھ دیا گیا۔ (غزوہ سویق)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نے غزوہ کیا ذی الحجہ کے مہینے میں غزوۂ سویق۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے اور یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس شخص نے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا، اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ جب ابوسفیان قافلہ لے کر مکے واپس آ گیا اور ادھر سے بدر میں لڑنے والے قریش بھی شکست کھا کر بدر سے واپس آ گئے تو ابوسفیان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے قسم کھالی تھی کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کا بدلہ محمد سے نہ لے لوں۔ نہ میں سر میں تیل لگاؤں اور غسل جنابت بھی نہیں کروں گا جب تک کہ محمد سے نہ لڑ لوں۔

چنانچہ وہ قریش کے دوسو اُونٹ سواروں پر روانہ ہوا اپنی قسم سے عہدہ برا ہونے کی غرض سے۔ وہ مقام نجدیہ کے راستے روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ مقام صدور قنات میں جبل ثیب کے پاس اُترے۔ اس کے بعد رات کو وہ نکلے حتیٰ کہ قبیلہ بنونظر میں ان کے سردار حُیی بن اخطب یہودی کے پاس گئے اس کے ساتھ مل کر کاروائی کرنے کے لئے۔ مگر اس نے ملنے سے انکار کر دیا بلکہ دروازہ ہی بند کر لیا اور وہ ڈر گیا۔ لہٰذا وہاں سے سلاّم بن مِشکم کے پاس گئے۔ وہ اپنے زمانے میں بنونظر کا سردار تھا اور ان کے خزانے کا مالک تھا۔ اس سے انہوں نے ملاقات کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور ان کی مہمان نوازی کی، خوب کھلایا پلایا اور اس کو خفیہ خبریں بھی دیں۔ پھر وہاں رات کے پچھلے حصے میں واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور اس نے کچھ جوانوں کو روانہ کیا قریش میں سے مدینے کی طرف وہ ایک کونے کی طرف گئے جسے اَلعُریض کہا جاتا تھا۔ وہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف گئے۔ وہاں کچھ انصار کے لوگ کام کر رہے تھے کھیت کے اندر، انہوں نے جا کر ان کو قتل کر دیا پھر بھاگ کر واپس اپنے پڑاؤ پر آ گئے۔

لہٰذا مدینہ کے لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی تلاش میں روانہ ہوئے اور مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے مگر ان کے آنے سے پہلے ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس مکے کی طرف بھاگ گئے تھے۔ جب وہ نہ ملے تو حضور صحابہ کو لے کر واپس لوٹ آئے۔ وہ لوگ ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ اُٹھا سکے اور وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ اُمید رکھیں کہ یہ نکلنا ہمارے لئے غزوہ اور جہاد شمار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ہوگا۔ اس کے بعد یہاں ابن اسحاق نے ابوسفیان کا شعر اور کعب بن مالک کی جواب ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲۔۴۲۳)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ صحابہ نے اس غزوہ کا نام غزوہ ابوسفیان، غزوہ سویق رکھا تھا اس لئے کہ جو سامان مشرکین چھوڑ کر بھاگے تھے اس میں ستو بھی کافی مقدار میں تھا سویق ستو کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۹

غزوۂ غطفان ۔ یہی غزوہ ذی اَمَرّ ہے
اس غزوہ میں بھی آثار نبوت کا ظہور ہوا

نوٹ : ذوامَـــرّ۔ زاویہ نخیل میں واقع ایک مقام کا نام ہے اسی کا نام بعض کتب سیرت میں غزوۂ غطفان ہے ۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ بعض قبائل غطفان مدینہ پر یورش کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کی سرکوبی کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سویق سے واپس لوٹے تو ذی الحجہ کے بقیہ دن اور محرم کا مہینہ مدینہ میں مقیم رہے یا اس میں سے زیادہ وقت۔ اس کے بعد آپ نے نجد کا غزوہ کیا، مراد ہے غطفان کا یہی غزوۂ ذوامرّ ہے۔ آپ نے مقام نجد میں پورا صفر کا مہینہ قیام پذیر رہے یا اس کے قریب تر وقت گزارا، پھر آپ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے مگر آپ کو جنگ کی ضرورت نہیں پڑی اور نہیں کی۔ پھر یہاں پر ربیع الاول کا مہینہ پورا رہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳)

اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟............ (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی واقدی نے۔ اس نے کہا کہ غزوۂ غطفان ربیع الاول میں ہوا تھا پچیس دن پورے ہونے پر۔ حضور ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہوئے تھے ربیع کے بارہ روز گزر چکے تھے۔ آپ گیارہ روز (سفر کی وجہ سے) غیر موجود رہے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن زیاد بن ابوہندہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زید بن ابوعتاب نے، کہ واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ضحاک بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن احمد بن ابوبکر نے، اس سے عبداللہ ابوبکر نے، اور بعض نے کہا ہے کہ حضور کو خبر پہنچی تھی کہ ایک جماعت غطفان میں سے جو کہ بنوثعلبہ بن محارب میں سے ہیں مقام ذی امرّ میں وہ اکھٹے ہو گئے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اطراف میں محاصرہ کر کے نقصان پہچانا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہے ان میں سے اس کو دُعثور بن حارث بن محارب کہتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کو بلایا اور آپ ﷺ ساڑھے چار سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ گھڑسوار بھی تھے۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے آپ کی روانگی کے بارے میں اور اس سے دیہاتی لوگ بھاگ گئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور رسول اللہ ﷺ مقام ذی امرّ میں اُترے اور لشکر بھی۔ اتفاق سے اس وقت شدید بارش ہو گئی۔ حضور اس موقع پر قضاء حاجت کے لئے نکلے تو بارش سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے دور چلے جاتے تھے، اس موقع پر بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وادی ذی امرّ کو اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کپڑوں کو اُتار کر نچوڑ لیا تا کہ سوکھ جائیں اور ان کو درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے جبکہ وہاں دیہاتی لوگ دیکھ رہے تھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے۔

چنانچہ دعثور نام کے شخص نے ان دیہاتیوں سے کہا جو کہ ان کا سردار تھا اور ان میں زیادہ بہادر تھا، محمد تمہارے بس میں ہے اور تمہاری پہنچ میں ہے۔ اور اپنے اصحاب سے اکیلا بھی ہے۔ ایسی جگہ پر ہے کہ اگر وہ اپنی مدد کے لئے اپنے اصحاب کو پکارے گا بھی تو کوئی مدد کو نہیں پہنچے گا، اتنے میں تم اسے قتل کر چکے ہوگے۔ لہٰذا اس نے اپنی تلواروں میں سے ایک تیز دھار تلوار منتخب کی اور اس کو لٹکا کر روانہ ہوا اور آ کر حضور کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور تلوار لہرا کر کہنے لگا، اے محمد! تمہیں کون بچائے گا مجھ سے آج؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جبرائیل نے اس کے سینے میں دھکا دیا جس سے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اُٹھایا اور آپ نے اس دیہاتی کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا بتائیے اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے کہا کہ کوئی بھی نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کے خلاف کبھی بھی جماعت اکٹھی نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار واپس دے دی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا پھر آگے آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں زیادہ حق دار ہوں اس کے ساتھ تجھ سے۔

وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہاں گیا تھا، تو تو کہتا تھا کہ ایسے کرو ویسے کرو۔ محمد نے تجھے موقع دیا تھا اور تلوار تیرے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا ابھی یہی خیال تھا مگر میں نے تو دیکھا کہ ایک سفید اور لمبا آدمی تھا وہاں پر اس نے مجھے سینے پر دھکا دیا جس سے میں پیٹھ کے بل گر گیا، اور میری تلوار بھی گر گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے شہادت دی ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کے خلاف لوگوں کو جمع نہیں کروں گا اور اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی :

یا یهاالذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذهم قوم ان یبسطوا الیکم ایدهم فکف ایدیهم عنکم ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

اے ایمان والو! اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف دست درازی کریں تو اللہ نے ہی ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا تھا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ مدینے سے گیارہ راتیں غیر موجود رہے تھے اور مدینے پر عثمان بن عفان کو اپنا نائب بنا گئے تھے۔

اسی طرح کہا ہے واقدی نے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳۔۱۹۶)

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے غزوہ ذات الرقاع کے بارے میں ایک دوسرا قصہ اعرابی کے بارے میں وہ جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار لے کر اس وقت کھڑا ہوا تھا اور کہنے لگا تھا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا؟ بے شک واقدی نے تحقیق یاد کیا تھا وہ جو اس نے ذکر کیا ہے اس غزوہ میں گویا وہ دونوں دو الگ الگ قصے ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۰

غزوۂ ذی قرد (یعنی سریہ)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بدر سے آنے کے بعد چھ ماہ مدینے میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آپ نے زید بن حارثہ کو مقام ذا القصہ کی طرف بھیجا، یہ لوگ صحابہ زید کی کمان میں گئے۔ یہ قریش کے قافلے سے جا ملے مقام ذی قرد پر۔ یہ نجد کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کا مقام تھا۔ اس قافلے میں ابو سفیان بھی تھے۔

اس کی حدیث یا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ جنگ بدر میں قریش نقصان اُٹھانے کے بعد خوف زدہ تھے۔ وہ اس راستے پر سفر کرنے سے ڈرتے تھے جو شام کی طرف جاتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے آئندہ کے لئے اپنے شام کے قافلوں کا راستہ عراق جانے کے لئے متبادل راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ عراق کا راستہ تھا یعنی وہ شام براستہ عراق جاتے تھے۔ چنانچہ قریش کے کئی تاجر روانہ ہوئے، ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے جو شام سے تجارت کر کے لا رہے تھے، ان کے پاس کافی مقدار میں چاندی تھی اور یہ اس وقت ان کی سب سے بڑی تجارت ہوتی تھی۔ انہوں نے راستہ دکھانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر اور اُجرت پر حاصل کیا تھا۔ یہ بکر بن وائل میں سے تھا نام اس کا فرات بن حیان تھا وہ قافلے والوں کو راستے کی راہنمائی کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو کچھ سوار دے کر روانہ کیا وہ اس قافلے والوں کو مذکورہ مقام پر جا ملے اور انہوں نے اس قافلے کو گھیر لیا اور ان کو مجبور کر کے رسول اللہ کے پاس لے آئے مال سمیت۔ اسی واقعے پر حسان بن ثابت نے شعر کہے تھے:

دعو فلجات الشام قد حال دونها جلاد كافواه المخاض الاوارك

بايدى رجال هاجروا نحو ربهم وانصاره حقًا وايد الملائك

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۹۔۴۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی محمد بن عمر واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ سریہ القردکا امیر زید بن حارثہ تھا یہ ماہ جمادی الآخر میں روانہ ہوئے تھے اٹھائیس ماہ کے آغاز پر۔ واقدی کہتے ہیں کہ القرد نجد کے پانی کا ایک مقام ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن اسامہ بن زید نے اپنے گھر والوں سے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش شام کے راستے سے احتیاط کرتے تھے یعنی اس پر چلنے اور سفر کرنے سے۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے صفوان بن اُمیہ کا اور ان کے اصحاب کی مشاورت کا۔ کہ ان کو فرات بن حیان کے بارے میں بتایا گیا اور فرات نے اس سے کہا تھا کہ میں آپ کو عراق کے راستے سے لے چلوں گا۔

چنانچہ صفوان بن اُمیہ نے سامان سفر تیار کیا اس نے اس کے ساتھ قریش کے کئی آدمی روانہ کئے قیمتی سامان کے ساتھ، وہ نکلے ذات عرق پر۔

ادھر نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ پہنچا۔ وہ اپنی قوم کے دین پر تھا وہ وہاں پر اُترا کنانہ بن ابوالحقیق کے پاس بنونظر میں۔ اس نے اس کے ساتھ شراب وغیرہ پی اور اس کے ساتھ سلیط بن لقمان بھی تھا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس وقت شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ نعیم نے صفوان کے اپنے قافلے کے ساتھ نکلنے کا ذکر کیا اور اس مال کا بھی جو ان کے پاس تھا۔ لہٰذا سلیط اسی لمحے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، اس نے جا کر آپ کو خبر دی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سو سوار دے کر بھیجا، وہ قافلے کے آگے پہنچے، انہوں نے قافلے کو گھیر لیا، انہوں نے قافلے کے سرکردہ لوگوں کو شکست دی اور ایک دو آدمیوں کو قید کر لیا اور قافلے کو گھیر کر مدینے میں حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔

آپ ﷺ نے اس مال کا خمس لیا۔ اس وقت اس مال کا خمس پانچواں حصہ کی قیمت بیس ہزار درہم بنی تھی۔ باقی مال آپ نے اہل سریہ میں تقسیم کر دیا تھا۔ قید ہو کر آنے والوں میں فرات بن حیان ہی تھا، اسے لایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۱۹۷۔۱۹۸)

☆☆☆

باب ۳۱

غزوہ قریش اور بنو سُلیم بحران میں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، ان کو خبر دی عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سلمہ ابوالفضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے غزوہ کیا۔ آپ قریش اور بنو سُلیم کا ارادہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ بحران میں پہنچے۔ یہ حجاز میں معدن ہے فرع کے زاویے میں۔ آپ وہاں پر ربیع الآخر اور جمادی اولیٰ میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد مدینہ لوٹ آئے مگر جنگ نہیں کرنی پڑی؛ اور اس دوران غزوات رسول میں سے بنی قینقاع کا معاملہ بھی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۵۔۴۲۶)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں اس میں ہے جو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں رسول اللہ مدینے میں تھے یعنی بحران میں دس راتیں مدینے میں غیر موجود رہے تھے انہوں نے اس مدت میں مدینے میں عبداللہ بن اُم مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/ ۱۹۷)

باب ۳۲

غزوۂ بنی قینقاع

تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ یہ غزوہ بھی تھا ان میں جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے غزوات میں سے۔ واقدی نے گمان کیا ہے کہ یہ غزوہ ہفتہ کے دن پندرہ شوال کو ہوا تھا، ہجرت سے بیس ماہ گزر جانے پر۔ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا ذیقعد کے چاند تک۔ واللہ اعلم

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۶۔ واقدی ۱/ ۱۷۶)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بدر میں قریش کو شکست اور نقصان سے دوچار کیا اور مدینے میں پہنچے تو حضور ﷺ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہود کو جمع کیا اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے یہود کی جماعت تم مسلمان ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں بھی مصیبت پہنچے اس کی مثل جیسے قریش کو پہنچی ہے۔

انہوں نے کہا، اے محمد! آپ غمرے میں ہوں اور دھوکے میں نہ رہیں اس بات پر کہ آپ نے قریش کے چند افراد کو قتل کر دیا ہے جو کہ ناتجربہ کار تھے۔ قتال کو نہیں جانتے تھے۔ آپ اگر ہم سے لڑیں گے اور قتال کریں گے تو آپ سمجھ لیں کہ ہم لوگ ایسے لوگ ہیں کہ آپ جیسوں سے ہرگز کبھی نہیں ملیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قل للذین کفروا ستغلبون و تحشرون الی جہنم و بئس المھاد ۔ قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتافئۃ تقاتل فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۲)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) آپ کافروں سے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور تم جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

تحقیق تمہارے لئے ان دو جماعتوں کے معاملے میں 'عبرت' کی نشانی ہے جو باہم ٹکرائی تھیں بدر میں ایک جماعت اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی (مراد ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب) بدر میں۔

واخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رأی العین ۔ (سورہ آل عمران: آیت ۱۳)

اور دوسری جماعت کافر تھی (مشرکین قریش) تم لوگ انہیں ان سے دوبرا دیکھتے تھے ظاہر آنکھوں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے تائید اور قوت دیتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھیں رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔

اور محمد بن اسحاق سے ان کی سند کے ساتھ مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ بنی قینقاع پہلے یہودی تھے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان تھا اور انہوں نے جنگ کی تھی بدر میں بھی اور احد میں بھی۔ اس لئے رسول اللہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کا محاصرہ کیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ ﷺ کے حکم پر اُتر آئے تھے۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی ابن سلول (رئیس المنافقین) کھڑا ہو گیا رسول اللہ کے پاس جب اللہ نے ان کو ان کے خلاف قدرت دے دی تھی۔

کہنے لگا، اے محمد! آپ نیکی اور احسان کیجئے میرے دوستوں پر اور میرے موالیوں پر، اس لئے کہ وہ لوگ قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس پر ڈھیل دی اور تاخیر کی اور اس سے اعراض کیا۔ لہٰذا اس نے رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیں مجھے اور آپ ناراض ہونے حتیٰ کہ رسول اللہ کے چہرے پر سایہ دیکھا گیا۔ حضور ﷺ نے پھر اس سے کہا کہ ہلاک ہو جائے چھوڑ دے مجھے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرے دوستوں اور موالیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

چار سو افراد بغیر ڈھال اور بغیر خود کے لڑنے والے ہیں اور تین سو بغیر زرہ کے لڑنے والے ہیں جو میری حفاظت کرتے ہیں۔ ہر سرخ و سیاہ سے تم انہیں ایک ہی صبح میں کاٹ ڈالو گے؟ ہاں اللہ کی قسم بے شک میں ایسا مرد ہوں کہ جو مصائب اور ہلاکتوں سے اور شکست سے ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے وہ تیرے ہی لئے ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۷۔۴۲۸)

(۲) اور ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسحاق بن یسار نے، اس سے عبادہ بن ولید بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ بنو قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی تو عبداللہ بن اُبی نے انہیں کے معاملے میں دلچسپی لی اور ان کے ساتھ جُڑ گیا اور انہیں کے پیچھے ہو گیا، عبادہ بن صامت نے یہ منظر دیکھا تو عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آیا، وہ بنی عوف بن خزرج میں سے ایک تھا، ان کے لئے بھی حلف اور دوستی بالکل اسی طرح جیسے عبداللہ بن ابی کی حلیف اور دوستی تھی، وہ ان سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف اظہار براءت و بیزاری کرنے لگا خزرج والوں کے حلیف اور دوستی سے۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اعلان بیزاری کرتا ہوں اللہ اور اس کے سول کی طرف ان لوگوں کا حلیف اور دوست بننے سے۔ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اہل ایمان سے دوستی اور محبت قائم کرتا ہوں اور میں بیزار ہوں کفار کا حلیف بننے سے اور ان کی دوستی سے۔

عبداللہ بن اُبی منافق کے بارے میں اور عبادہ بن صامت صحابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سورۃ مائدہ میں :

یا یھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیآء ۔ بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللّٰہ لایھدی القوم الظالمین ...... تا ...... فتری الذین فی قلوبھم مرض ۔

اے اہل ایمان! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، ان میں سے وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی جوڑے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو)

بوجہ اس کے اس قول کے کہ میں حوائر سے ڈرتا ہوں یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچ گیا۔

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا ۔

کہ حقیقت تو یہ ہے تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اہل ایمان ہیں۔

یہ فرمانا حضرت عبادہ کے قول کی وجہ سے کہ میں اللہ اور رسول سے دوستی کرتا ہوں اور اہل ایمان سے اور عبادہ کی بہتری اور بیزاری کی وجہ سے اس نے کی تھی قینقاع سے اور ان کے حلیف سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے۔

ومن یتول اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون ۔

جو شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے دوستی کرے گا وہ لوگ غالب ہوں گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۲۸ـ۴۲۹)

باب ۳۳

غزوۂ بنونضیر اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

ابن شہاب زہری نے ذکر کیا عروہ سے کہ یہ غزوہ چھ ماہ کے آغاز میں ہوا تھا واقعہ بدر کے بعد یعنی غزوہ بدر کے بعد اور غزوۂ اُحد سے پہلے اور اس کو ان سے بیان کیا ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے ترجمہ وعنوان میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد واقعہ بنونضیر ہوا، وہ یہود کا ایک طائفہ تھا۔ یہ غزوہ غزوۂ بدر سے کوئی چھ ماہ بعد ہوا تھا اور ان کی منزل مدینے کے ایک کونے میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ فرمایا تھا حتی کہ وہ اتر آئے جلاوطنی کی شرط پر۔ اور یہ بھی کہ وہ مال بھی انہی کا ہوگا جو کچھ مال ومتاع اونٹ اُٹھا سکیں گے سوائے اسلحہ کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں شہر بدر کر دیا تھا وہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ انہی کے بارے میں اللہ نے آیت اُتاری تھی :

سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض ...... تا قولہ ...... ولیخزی الفاسقین ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۱ـ۵)

ان آیات میں لفظ لِیْنَۃٍ آیا ہے اس سے مراد نخلہ کھجور ہے۔ اللین پر نخلہ اور کھجور ہے سوائے عجوہ کے۔ دوسری شرط ان کے ساتھ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کر دیں بے شک وہ لوگ چھتوں سے جو کچھ اچھا لگا، لے گئے تھے۔ وہ سامان انہوں نے اونٹوں پر لاد لئے تھے اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ شرط تھی کہ جو کچھ اُونٹ اٹھا سکے وہ اُنہی کے لئے ہوگا۔

اَوَّلِ الْحَشْرِ سے مراد ان لوگوں کا شام کے ملک کی طرف چلنا ہے، آخرت والے حشر سے پہلے۔ نیز سورۃ میں لفظ الجلاء آیا ہے۔ یہ ہے کہ ان کے سامنے توراۃ کی آیت میں لکھا ہوا تھا، جلاوطن ہونا لکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ سبط میں سے تھے کبھی جلاوطن ہونا نہیں پڑا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ کے مسلط ہونے سے پہلے۔ اور عذاب سے مراد جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے اس طرح پر ہے کہ اگر جلاوطن ہونا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں عذاب نازل کر دیتا اور قتل ہونا اور قید ہونا ایک ہوتا۔

پھر واقعۂ سعد، واقعۂ بنونضیر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا اور واقعۂ بنونضیر واقعۂ بدر سے چھ ماہ کے بعد تھا۔ (فتح الباری ۷/ ۳۲۹)

اسی طرح اس روایت میں ہے ابن شہاب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اپنی حدیث میں، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعۂ اُحد ہوا تھا شوال میں چھ ماہ پورے ہونے پر، واقعۂ بنونضیر کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر سے صلح کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زین بن مبارک صنعانی نے، ان کو خبر دی محمد بن ثور نے، اس نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب غزوۂ بنونضیر ہوا (وہ لوگ یہود کا ایک طائفہ تھے) یہ واقعہ بدر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا۔ ان کی منزل اور ان کی مدینے کے ایک کونے کی جانب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ دیس نکال دیئے جانے کی شرط پر نیچے اتر آئے تھے اور دوسرے اس شرط پر کہ وہ سامان اور مال بھی لے جائیں گے جو اونٹ اٹھا سکیں سوائے ہتھیاروں کے اور اسلحہ کے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

سبح للّٰہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ...... تاقولہ تعالیٰ ...... لِاَوَّلِ الحشر ماظننتم ان یخرجوا۔

(سورۃ الحشر : آیت ۱-۲)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کے ساتھ قتال جاری رکھا حتیٰ کہ ان سے آپ نے صلح کر لی جلاوطنی کی شرط پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو ملک شام کی طرف نکال دیا اور وہ سبط میں سے تھے لہٰذا ان کو جلاوطنی نہ پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ تحقیق لکھ چکا تھا ان پر اگر یہ صورت پیدا نہ ہوتی (ان کے دیس نکالے کی) تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب دیتا قتل ہونے اور قیدی ہونے کا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ قول لِاَوَّلِ الحشر پہلی بار جمع ہونا، تو ان کا یہ پہلی بار حشر یہی ان کا جلاوطن ہونا ہے مقام کی طرف دنیا میں ہی اول حشر تھا۔

اسی طرح کہا ہے جو کہ مروی ہے زہری سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ لیکن اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر غیر محفوظ بات ہے۔ واللہ اعلم

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اودباری نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے

اصحاب رسول ﷺ کے ایک آدمی سے کہ کفار قریش نے خط لکھا تھا ابن اُبی کی طرف اور ان لوگوں نے بھی جو اس کے ساتھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اوس وخزرج کے لوگ ۔ اُس وقت حضور ﷺ مدینے میں تھے ۔ یہ واقعۂ بدر سے پہلے کی بات ہے انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے مخالف (محمد ﷺ) کو اپنے ہاں رہنے کو ٹھکانہ دے رکھا ہے ۔ اور ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم ضرور اس کے ساتھ قتال کریں گے ورنہ تم لوگ اس کو نکال دو ورنہ ہم سارے قریش جمع ہو کر وہاں لڑنے آئیں گے اور ہم تمہارے ساتھ بھی لڑیں گے ۔ اور ہم تمہاری عورتوں کو حلال سمجھیں گے ۔

یہ خط جب عبداللہ بن اُبی کو پہنچا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے دیگر بتوں کے پجاری تو وہ سارے رسول اللہ ﷺ سے قتال کرنے کے لئے تیار ہو گئے ۔ حضور ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ ان لوگوں سے ملے اور فرمایا کہ قریش کی تمہارے لئے دی جانے والی دھمکی جو انتہائی شدید اور زیادہ ہے، پہنچ گئی ہے ۔ قریش تمہیں اتنی مشکل میں ڈال رہے ہیں جتنی کہ تم لوگ خود اپنے آپ کو مشکل میں ڈالنا چاہتے ہو ۔ قریش یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے بیٹوں سے اور اپنے ہی بھائیوں سے قتل و غارت گری کرو ۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اس ارادے سے منتشر ہو گئے ۔

یہ حقیقت جب کفار قریش تک پہنچی تو کفار قریش نے بدر کے وقوع کے بعد یہود کے پاس خط لکھا کہ تم لوگ صاحب اسلحہ ہو تمہارے پاس حفاظت کے لئے قلعے ہیں، تم لوگ محمد سے لڑ سکتے ہو، تم اس سے ضرور لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کریں گے (یعنی ہم لوگوں سے جنگ کریں گے) ۔ پھر ہماری اور تمہاری عورتوں کے زیوروں تک پہنچنے میں کوئی شئی حائل نہیں ہو گی (یہ دھمکی تھی لوٹ اور غارت گری کی) ۔
جب حضور ﷺ کے بارے میں ان کو خط پہنچا تو بنو نضیر غدر کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کی جماعت اپنے اصحاب میں سے لے کر ہمارے پاس آجائیں اور ہمارے تیس عالم بھی ادھر سے نکلیں گے ۔ ہم دونوں جماعتیں مقام منصف پر ایک دوسرے سے ملیں گے اور آپ سے بات چیت کریں گے ۔ اگر انہوں نے آپ کو سچا مان لیا اور وہ آپ کے اوپر ایمان لے آئے تو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے ۔ ان کی خبر پہنچ گئی ۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صبح ہی صبح اپنا ایک مختصر سا لشکر لے کر پہنچ گئے (آپ ﷺ سمجھ گئے تھے کہ یہ محض ایک چال ہے یہ لوگ تصدیق کرنے اور مسلمان ہونے والے نہیں ہیں) ۔ آپ ﷺ نے صبح ہی ان کا محاصرہ کر لیا ۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم لوگ میرے ہاں امان نہیں پا سکتے مگر کسی ایک عہد کے ساتھ جس پر تم مجھ سے معاہدہ کرو ۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا بھی معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا ۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنا شروع کر دیا ۔ اس کے بعد آپ اگلی صبح لشکر لے کر بنو قریظہ پر پہنچے اور آپ نے بنو نضیر کو چھوڑ دیا ۔ آپ نے ان کو جا کر معاہدہ کرنے کے لئے بلایا تو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا ۔ لہٰذا آپ ان سے ہٹ گئے پھر آپ بنو نضیر کی طرف لوٹ آئے اگلی صبح اپنے لشکر کے ساتھ ۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کیا جس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں نہ ماریں ہم یہاں سے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں گویا وہ ترک وطن اور جلا وطنی کے لئے تیار ہو گئے ۔ لہٰذا انہی کی مرضی کے مطابق وہ جلا وطن کر دیئے گئے یعنی بنو نضیر جلا وطن ہو گئے ۔ اور وہ جتنے سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے، وہ لے گئے ۔ ان کو منع نہیں کیا گیا ۔ اپنے ساز و سامان اپنے گھروں کے دروازے اور چھتوں کی لکڑیاں تک لے گئے ۔ لہٰذا صرف ان کے کھجوروں کے درخت ہی باقی رہ گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہو گئے تھے خاص کر جو اللہ نے ان کو دیے اور انہی کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ۔ اللہ نے حکم فرمایا :

ما افاء الله علی رسوله منهم فما أوجفتم علیه من خیل ولا رکاب

(سورۃ الحشر : آیت ۶)

وہ مال جو اللہ نے اپنے رسول پر کر دیا یعنی مفت دے دیا ہے بغیر لڑائی کے ۔ ان میں جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ سوار دوڑائے ہیں ۔

یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے بھی اکثر مہاجرین کو عطیہ کر دیا تھا اور انہی کے درمیان اسے تقسیم کر دیا تھا اور اس میں سے کچھ مال دو انصاریوں کو دیا تھا جو زیادہ حاجت مند تھے۔ ان دو کے علاوہ کسی اور انصاری کے لئے آپ ﷺ نے اس مال میں سے تقسیم نہیں فرمایا تھا اور اس میں سے باقی رہ گیا تھا صدقہ رسول اللہ جو اولا د فاطمہ کے ہاتھوں میں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ حدیث ص ۳۰۰۴)

موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اہلِ مغازی اس طرف گئے ہیں کہ غزوۂ بنونضیر غزوۂ اُحد کے بعد ہوا تھا اور اس کو اسی طرح روایت کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔

رسول اللہ کو یہود کے ارادے پر بذریعہ وحی اطلاع ہونا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ (ابن عبدالبر فی الدرر ص ۱۶۴-۱۶۶)

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اس وقت کی ہے جب حضور ﷺ بنونضیر کی طرف نکلے تھے آپ کلابیین کے خون بہا کے معاملے میں ان سے مدد چاہتے تھے اور تعاون مانگ رہے تھے۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ تحقیق انہوں نے خفیہ سازش کی تھی قریش کے ساتھ جب وہ اُحد میں اترے تھے رسول اللہ ﷺ سے قتال کے لئے اور ان کو قتال پر ابھارا تھا اور ان کو کمزور بھی آگاہ کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کلام کیا کلابیوں کے خون بہا کے بارے میں تو بنونضیر کے یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم بیٹھئے۔ حتیٰ کہ آپ کو کھانا کھلایا جائے اور آپ اپنی حاجت مقصد پورا کر کے جائیں اور ہم لوگ اٹھتے ہیں اور باہم مشورہ کر لیتے ہیں اس بات پر جس کے لئے آپ ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھ گئے دیوار کے سائے تلے۔ انتظار کرنے لگے اس بات کا کہ یہ لوگ اپنے معاملے میں صلاح مشورہ کر لیں۔

جب بنونضیر کے یہودی الگ ہو گئے تو شیطان ان کے ساتھ ہو لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا مشورہ طے کر لیا اور کہنے لگے کہ آئندہ کبھی اتنے قریب ان کو لانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا لہٰذا آج ہی اس سے کیوں نہ چھٹکارا پا لیا جائے۔ اور اس کے بعد اپنے گھروں میں چین سے رہا جائے اور اس طرح تم سے مصیبت اٹھ جائے گی۔ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں چھت پر چڑھ جاتا ہوں جس گھر کے نیچے حضور ﷺ بیٹھے ہیں۔ میں ان کے اوپر پتھر لڑھکاتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کر دی اور آپ کو باخبر کر دیا اس سے جو انہوں نے مشورہ طے کیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ رسول اللہ وہاں سے اس طرح اُٹھ کر چلے گئے جیسے اپنی کسی حاجت پوری کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔ آپ اپنے اصحاب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر اور مجلس پر چھوڑ گئے اور وہ اللہ کے دشمن حضور ﷺ کا انتظار ہی کرتے رہ گئے۔

جب کافی دیر ہو گئی تو ایک آدمی مدینے سے آیا انہوں اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضور سے ملا ہوں وہ مدینے کی گلی میں داخل ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کے اصحاب سے کہا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی، چلے گئے ہمارے معاملے کو درست کرتے جس مقصد کے لئے آئے تھے۔ اس کے بعد اصحابِ رسول بھی اُٹھ کر واپس چلے گئے اور قرآن نازل ہوا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ اللہ کے دشمنوں نے ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا یھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم و اتقوا اللہ و علی اللہ فلیتو کل المؤ منو ن ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱)

اے اہل ایمان! تمہارے اوپر جو اللہ کا احسان اور نعمت ہے اس کو یاد کرو جب قوم نے ارادہ کیا تھا وہ تمہاری طرف دست درازی کریں سو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تمہارے تک پہنچنے سے روک لیا تھا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہود کی خیانت پر اور ان کے ارادوں سے حضور کو مطلع کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دینے کا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور مدینے میں نفاق یعنی منافقت زیادہ ہو چکی تھی وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ہمیں کہاں نکالنا چاہتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں حبش کی طرف نکال دوں گا ادھر منافقین نے جب سنا کہ ان کے بھائیوں کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں کیا سوچا جا رہا ہے اہلِ کتاب کے بارے میں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجے کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں زندگی اور موت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر نہ کرنا اگر تم قتل بھی کر دیئے گئے تمہاری نصرت ہمارے ذمے لازم ہوگی اور اگر تم گھروں سے نکال دیئے گئے تو ہم بھی تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور یہود کا سردار ابوصفیہ حُیی بن اخطب تھا جب انہوں نے یقین کر لیا منافقین آرزو پر تو یہودیوں کا غرور اور بڑا ہو گیا اور شیطان نے ان کو امیدیں دلائیں کہ تم غالب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم کو للکار دیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو کہ اللہ کی قسم ہم لوگ یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور لڑیں گے۔

لہٰذا نبی کریم اللہ ﷺ کے حکم پر ان کے بارے میں عمل پیرا ہو گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دے دیا انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے پھر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ لہٰذا یہود اپنے قلعوں اور گھروں کے اندر چلے گئے۔ حضور ﷺ جب ان کی گلیوں اور قلعوں کے پاس پہنچے تو آپ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کو اس بات کی مہلت دیں کہ وہ اپنے گھروں اور اپنے قلعوں میں رہ کر لڑیں۔ اللہ نے آپ کے معاملہ کی حفاظت فرمائی اور آپ کی کامیابی کا عزم فرمالیا۔ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کے قریب پھر قریب گھروں کو گرا دیا جائے اور کھجور کے درختوں کو جلا دیا جائے اور انہیں کاٹ دیا جائے۔

ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں دونوں کے ہاتھوں کو روکے رکھا، منافق یہودیوں کی مدد نہ کر سکے۔ ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیا پھر یہودیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جونہی حضور ﷺ نے مدینے سے قریب تر کسی یہودی گھر کو گرا دینے کا حکم دیا ان کے دلوں میں اور خوف ڈال دیا۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے خود بھی اپنے گھروں کو پیچھے سے گرانے لگ گئے جبکہ وہ خود اس کے اندر تھے۔ لہٰذا وہ نکل کر نبی کریم اور صحابی کی طرف نہ آ سکے۔ وہ گراتے گئے جس پر وہ آئے پہلے والا پھر اس کے بعد والا گھر۔ جب یہود گراتے گراتے آخری گھر تک پہنچ گئے اور وہ برابر منافقین کا انتظار بھی کر رہے تھے اور ان کی باتوں کو بھی یاد کر رہے تھے کو انہوں نے ان کو آرزوئیں دلائی تھیں، جب مایوس ہو گئے ان تمام چیزوں سے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی مطالبہ کیا جو کچھ حضور ﷺ ان پر اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔

ان رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ ان کو دیس سے نکال دیں گے اور وہ اپنا سامان اُٹھا کر لے جائیں جو کچھ اُونٹوں پر لے جا سکتے ہیں اس میں جو کچھ ان کے پاس ہے سوائے اسلحہ کے۔ چنانچہ وہ ہر طرف دوڑے، ہر راستے پر گئے اور بنوابوالحقیق مل گئے ان کے پاس بہت سارے چاندی کے برتن تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے اور مسلمانوں نے دیکھے تھے جب انہوں نے نکالے تھے

اور ان کے سردار حیی بن اخطب نے قصد وارادہ کیا جب وہ مکے میں گیا ان سے اس نے فریاد چاہی رسول اللہ کے خلاف اور ان سے مدد مانگی تھی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اہل نفاق کی بات بیان کر دی تھی اور وہ ساری بات جو ان کے اور یہود کے درمیان طے تھی اور یہودی مسلمانوں کو شرم اور عار دلانے لگے تھے وہ جب گھروں کو گرا رہے تھے اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ رہے تھے۔

یہودیوں نے کہا کہ ان بے چارے درختوں کا کیا گناہ ہے تم تو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اصلاح کرنے والے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی :

سبح للّٰہ ...... سے لے کر ...... ولیخزی الفاسقین ...... تک۔ (سورۃ الحشر : آیت ۱۔۵)

(اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ آپ لوگوں نے جو بھی درخت کاٹے یا باقی چھوڑے تو سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بقایا مال یا درخت رسول اللہ کے لئے نفل کر دیا تھا اور کسی کے لئے اس میں سے حصہ نہیں مقرر کیا تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا :

وما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ...... واللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر ...... تک

(سورۃ الحشر : آیت ۶)

مطلب یہ کہ سب کچھ رسول اللہ کا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا آپ نے اس کو مہاجرین اولین میں تقسیم کر دیا اور اس میں سے انصار کے صرف دو ہی آدمیوں کو دیا، ایک سماک بن اوس بن خرشہ یعنی ابودجانہ کو اور دوسرا شخص سہل بن حنیف تھا۔ اور کچھ لوگ نے گمان کیا ہے کہ آپ نے سعد بن معاذ کو سیف بن ابوالحقیق کو دیا۔ اور بنونضیر کو جلا وطن کیا ماہ محرم الحرام سنہ تین ہجری میں۔ اور بنوقریظہ مدینے میں بیٹھے رہے تھے اپنے گھروں میں۔ حضور کو حکم نہیں ملا تھا نہ ہی ان کے ساتھ قتال کرنے کے لئے اور نہ ہی ان کو نکالنے کے لئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو رسوا کیا تھا بسبب حُیی بن اخطب کے اور بسبب جمع کرنے گروہوں اور جماعتوں کے۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے اور حدیث ابن لہیعہ اسی مفہوم میں ہیں۔ سعد بن معاذ کو دینے اور سیف بن ابوالحقیق کے دینے تک۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن صماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن صالح جرمی نے ایک آدمی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا بنوقینقاع قبیلے کا اور وہ پہلے یہودی تھے جن کا حضور ﷺ نے محاصرہ کیا تھا مدینے میں۔ لہٰذا وہ آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ مگر عبداللہ بن اُبی منافق حضور کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

راوی نے یہاں وہی قصہ ذکر کیا ہے جیسے یونس بن بکیر کی روایت میں گزر چکا ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ اُحد سے پہلے کا ہے۔ جب اُحد کا قضیہ گزر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے چار ماہ بعد اصحاب بیر معونہ کو بھیجا وہ قتل کر دیئے گئے اس کے بعد بنونضیر کو جلا وطن کر دیا تھا اور اسی طرح اس کو کہا ہے محمد بن اسحاق نے سلمہ بن فضل کی روایت میں ان سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جریج نے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ یہود بنونظر اور قریظہ نے انہوں نے محاربہ کیا رسول اللہ ﷺ سے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلا وطن کر دیا تھا اور بنوقریظہ کو برقرار رکھا اور آپ نے ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کر دی۔ لہٰذا آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا ہاں مگر ان میں سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

مل گئے تھے، وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جلا وطن کر دیا تھا مدینہ کے یہودیوں کو بنو قینقاع میں سے اور وہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم کے لوگ تھے اور یہود بن حارثہ کو ہر اس یہودی کو جو مدینے میں تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن زکریا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فیاض بن زہیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن جریج نے، اس نے ذکر کیا اسے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل، مگر اس نے کہا اس روایت میں کہ آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کی اولادوں کو بھی اور ان کے مال تقسیم کئے مسلمانوں کے درمیان۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اسحاق بن نصر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے ان کے سب نے عبدالرزاق سے حدیث فقیہ کے الفاظ کے مطابق۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب احداء الیہود من الحجاز۔ حدیث ص ۶۲)

بنو نضیر کے درختوں کا کاٹنا اور جلانا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس سیاری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن علی غزال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن حسین بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے تھے اور جلا دیئے تھے اس حادثے کے میں۔

حسان بن ثابت کہتے ہیں :

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ ۔ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ ۔

اور اسی واقع پر یہ ایک آیت نازل ہوئی تھی :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔

(سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو درخت بھی آپ لوگوں نے کاٹے ہیں یا اپنی جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیئے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اس لئے تاکہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے۔

(مسلم نے حدیث ابن مبارک سے نقل کیا ہے کتاب الجہاد والسیر۔ باب قطع الاشجار ص ۱۳۶۵۔۱۳۶۶)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث موسیٰ بن عقبہ بن نافع سے۔ (فتح الباری ۶/۱۵۴)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی آدم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ماقطعتم من لينة ۔ یعنی تم نے جو بھی کھجور کاٹی ہیں

کہتے ہیں کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجور کاٹنے سے منع کیا تھا اور یہ کہا کہ یہ مسلمانوں کی غنیمتوں میں سے (یعنی فتح ہو جانے پر بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے گی)۔ اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے کاٹی نہیں کہ یہ دشمن کو غیظ و غضب دلانے اور جلانے کے لئے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا ان کی تصدیق میں قرآن اُترا۔ اور جنہوں نے کاٹا تھا ان کے کاٹنے کی تحلیل اور عدم گناہ پر بھی قرآن اُترا۔ لہٰذا ارشاد فرمایا کہ سوائے اس کے کہ اس کا کاٹنا اور چھوڑ دینا بھی اللہ کے حکم اور اجازت سے ہوا ہے۔

بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا........ (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن شیبان نے، ان کو خبر دی سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے زہری سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے عمر بن خطاب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بنونضیر کے مال ان میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول پر فے کئے تھے بلا جنگ لڑے عطا کئے تھے۔ ان میں سے تھے جس پر مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے تھے اور نہ ہی اُونٹوں پر سوار مجاہدین نے حملے کئے تھے۔ لہٰذا وہ مال رسول اللہ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے، سال بھر کا خرچہ لے لیتے تھے باقی جو کچھ بچ جاتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری پر خرچ کرتے تھے، اسلحہ وغیرہ جمع کرنے پر اور جہاد کے لئے جانور تیار کرنے پر۔

(بخاری۔ مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ مسلم کتاب المغازی۔ باب حکم الفئی ص ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷)

باب ۴۴

کعب بن اشرف یہودی[۱] کا قتل ہونا
اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور صالح بن ابوامامہ بن سہیل بن حنیف نے، ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے فارغ ہوئے آپ نے اہل مدینہ کے پاس دو خوشخبری دینے والے روانہ کئے، ایک زید بن حارثہ تھے ان کو مدینہ سافلہ کی طرف بھیجا اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے، ان کو اہل مدینہ عالیہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کو خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے۔ زید بن حارثہ کی ملاقات نبی سے پہلے اپنے بیٹے اسامہ سے ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھی بیمار تھی اور حضور نے عثمان کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے وہ فوت ہوگئی تو اس کو دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ اسامہ کو کہا کہ تیرے والد زید آگئے ہیں۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور وہ لوگوں کو یہ بتا رہے تھے کہ عقبہ بن ربیعہ قتل ہوگیا ہے اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبیہ اور امیہ بن خلف قتل ہو چکے ہیں۔ اس طرح وہ بڑے بڑے قریش کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

اسامہ کہتے ہیں میں نے ازراہ تعجب پوچھا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے بتایا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ ادھر ان لوگوں کو موت کی خبر سُنائی عبداللہ بن رواحہ نے اہل عالیہ کو یہ خبر جب کعب بن اشرف یہودی کو پہنچی تو اس نے کہا ہلاک ہو جاؤ کیا یہ خبر سچ ہے؟ وہ لوگ عرب کے بادشاہ تھے لوگوں کے سردار تھے۔ ان جیسی مصیبت کسی بادشاہ کو کبھی نہیں پہنچی۔

چنانچہ کعب بن اشرف مکے روانہ ہوگیا مشرکین کی تعزیت کے لئے۔ وہاں پر وہ عاتکہ اُسید بن ابوالعیص کے ہاں جا کر ٹھہرا۔ وہ مطلب بن ابووداعہ کے عقد میں تھی اس نے جا کر وہاں رونا شروع کیا قریش کے مقتولین پر اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُبھارا اور اس نے رو کر

[۱] دیکھئے مغازی الواقدی ۱/ ۱۸۴۔ ابن سعد ۲/ ۳۱۔ تاریخ الطبری ۲/ ۴۸۷۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۳۰۔ ابن حزم ص ۱۵۴۔ عیون الاثر ۱/ ۳۶۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۵)

ایک قصیدہ کہا جو کہ درج ذیل ہے :

طحنت رحا بدر لمهلك اهلها   ولمبل بدر تسهل و ندمع

قتلت سراة الناس حول حياضهم   لا تبعدوا ان الملوك تصرع

كم قد اصيب بها من ابيض ماجد   ذى بهجة تاوى اليه الضيع

طلق اليدين اذا الكواكب اخلفت   حمال اثقال يسود و يربع

ويقول اقوام اذل بسخطهم   ان ابن الاشرف ظل كعبا يجزع

صد قوا فليت الارض ساعة قتلوا   ظلت تسوخ با هلها و تصدع

صار الذى اثر الحديث بطعنه   او عاش اعمى مرعشا لا يسمع

نبت ان الحارث بن هشامهم   فى الناس يبنى الصالحات و يجمع

ليزور يثرب با لجموع وانما   يحمى على الحسب الكريم الادوع

نبت ان بنى كنانه كلهم   خشعوا لقتل ابو الوليد و جدعوا

نبت ان بنى المغيرة كلهم   خشعو لتقل ابى الحكم و جذعوا

وابنا ربيعة عنده و منبة   مال نال مثل المهكيس وتبع

میدان بدر میں چلنے والی جنگی چکی نے بدر والوں کو ان کی ہلاکت گاہ میں پیس کر رکھ دیا ہے اور بدر والوں جیسوں پر تو روتے ہیں آنسو بہاتے ہیں سب لوگوں میں سے بہترین سردار وگ اپنے حوضوں کے گرد قتل ہونے پڑے ہیں۔ یہ بات بعید از عقل ہے بے شک بادشاہ بھی قتل ہوا کرتے ہیں؟ کتنے شرفا تھے جو وہاں بدر میں خوبصورت لوگ مارے گئے جو کہ حسن و تازگی والے تھے۔ قصر و غریب جنگی گرائے جاتے ہیں ظرف پناہ لیتے تھے۔ کثرت کے ساتھ بھلائی کرنے والے تخی تھے جو اس وقت سخاوت کرتے تھے جب بارش کے لئے طلوع ہونے والے ستارے بانجھ ہوتے تھے (مطلب ہے قحط کے دور میں بھی ان کی سخاوت جاری رہتی تھی)۔ اُونٹوں کے بوجھ اُٹھوانے والے (مراد تاجر ہے) جو سرداری کرتے تھے اور غنیوں کی چوتھائی وصول کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سرداروں کے ناراض ہو جانے (جدا ہو جانے) سے ہم ذلیل بے عزت ہو گئے ہیں۔ بے شک ابن اشرف جو کعب بن گیا تھا (اونچا برتر) وہ تنگ ڈر گیا اور گھبرا گیا ہے۔ ان کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اے کاش! جس وقت وہ مارے گئے تھے زمین غم سے جوش مار کر پھٹ جاتی۔ کاش کہ جس نے ان کی موت کی خبر پھیلائی وہ خود نشانہ بن جاتا یا اندھا ہو جاتا جیتے جی مارے خوف کے وہ کچھ بھی نہ سن سکتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں سے حارث بن ہشام تو اتفاق اور صلح کی کوشش میں مصروف تھے اور نیکی کی بنیاد قائم کر رہے تھے تا کہ وہ لوگوں کو ملے اور اتفاق قائم کر کے خوشی سے شرابیں پلوائے سوائے ان کے نہیں کہ صاحب و نسب ہی حفاظت کرتا ہے جو حسین و وجیہہ ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ بنو کنانہ سارے کے سارے جھک پڑے تھے واسطے قتل ابو الولید کے اور یہ کہ ان مقتولین کے ناک کان بھی کاٹے گئے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ انصاری کی ایک عورت نے کہا کہ میں نے اشرف کا قول سنا تھا :

بكت عين من تبكى لبد روا هلة   وعلت بمثليها لؤى بن غالب

جو شخص بدر اور اہل بدر کو رویا ہے اس کی آنکھ روتی رہے گی اور لوئی بن غالب اسی کی مثل کے لئے سدا آنسو بہاتے رہیں گے۔

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا :

بكت عين كعب ثم عل بعبرة منه وعاش مجدعا لا يسمع

ولقد دأيت ببطن بدر منهم قتلى تسح لها العيون وتدمع

کعب بن اشرف کی آنکھیں روئی ہیں پھر مسلسل آنسوں بہاتی ہیں اس دردوغم سے اور اس سے وہ ہمیشہ ناک کان کٹا رہے گا یعنی بے عزت و بے حرمت رہے گا۔
اللہ کی قسم میں نے بطن وادی بدر میں ان کفار و مشرکین کو دیکھا تھا جو مقتول ہوئے پڑے تھے۔ ان کے لئے آنکھیں جوش مار رہی تھیں اُبل رہی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر کعب مدینہ میں واپس لوٹ آئے اور اس نے اُم فضل بنت حارث کی تشبیب کی یعنی اشعار کے اندر اس کے حسن و جمال اور اس کی جوانی کا تذکرہ کرنے لگا۔

أداحل انت لم تحلل بمنقبة وتارك انت أم الفضل با لحرم

اس نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی عورتوں کے شباب اور جوانی اور حسن کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۰-۴۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی بنونضیر میں سے ایک تھا اور ان کا سردار اور لیڈر تھا۔ اس نے اشعار کے اندر حضور کی بُرائی کر کے حضور کو ایذا رسانی کی تھی اور قریش کے پاس مکے میں جا کر ان کو مزید گمراہ کیا تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس سے کہا تھا :

''اے کعب! ابن اشرف میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ مجھے صحیح صحیح بتائیے گا، کیا ہم لوگوں کا دین اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اور اس کے اصحاب کا دین؟ اور تیرے نزدیک ہم میں سے کون زیادہ ہدایت پر ہے تیری رائے کے اندر اور کون حق سے قریب تر ہے؟ بے شک ہم لوگ اُونٹ خیرات کر کے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور ہم دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں اور ہم وہاں تک کھانا کھلاتے ہیں جہاں تک بادشاہی چلتی ہے''۔

کعب بن اشرف یہودی نے جواب دیا کہ تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

اس کے بعد کعب بن اشرف واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوا مگر وہ مشرکین کی رائے کو متفق کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کرنے پر علی الاعلان بسبب عداوت رسول کے اور حضور کی ہجو اور بُرائی کرنے کے (جب کعب بن اشرف یہودی کی عداوت حد سے بڑھ گئی) تو رسول اللہ نے فرمایا، کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے ہمارے لئے۔ اس نے تو اعلانیہ ہماری عداوت اور ہماری ہجو شروع کر دی ہے۔ اور اس نے قریش کے پاس جا کر ان کو بھی متفق کر لیا ہے ہمارے ساتھ قتال کرنے کے لئے۔ اللہ نے مجھے اس بارے میں خبر دے دی ہے۔ اس کے بعد آیا سب سے بڑی خباثت پر قریش کا انتظار کرنے لگا کہ وہ آئیں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سامنے یہ آیت پڑھی :

الم ترالى الذين اوتوا نصيبا من الكتاب يؤمنون با لجبت والطاغوت ويقولون للذين كفروا هٰؤلاء اهدى من الذين اٰمنوا سبيلا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کی ایک حصہ بھی دے گئے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں شیطان کے اور بتوں کے ساتھ اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

یہ آیت اور دیگر آیات اس کے ساتھ جو قریش کے بارے میں ہیں اور ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی۔ واللہ اعلم

رسول اللہ نے فرمایا تھا، اے اللہ! آپ مجھے کافی ہو جائیں ابن اشرف سے جس طرح آپ چاہیں۔ چنانچہ محمد بن سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ میں اس مردود کو قتل کردوں، رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔

چنانچہ اس کے بعد محمد بن مسلمہ اپنے گھر جانے کے لئے اُٹھے۔ ان کو سلکان بن سلامہ آگے مقبرہ میں ملے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آرہے تھے۔ محمد بن مسلمہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کعب بن اشرف کے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے اور تم جاہلیت میں اس کے دوست رہ چکے ہو۔ آپ کے سوا اس کو کوئی امان نہیں دے گا۔ اس کو نکا لئے میرے آگے میں اس کو قتل کروں گا۔ سلکان نے اس سے کہا کہ اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں تب ایسا کروں گا۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلکان نے کہا یارسول اللہ کیا آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، تو سلکان نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اس بات کی اجازت دیجئے۔ آپ نے بھی کہا کہ آپ کو بھی اجازت ہے۔ لہٰذا سلکان اور محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور ابوعبس بن جبر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے پاس چاندنی رات میں پہنچے اور کھجور کے تنوں کے سائے میں چھپ گئے اور سلکان نکلا، اس نے زور سے آواز لگائی، اے کعب۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو تم؟ انہوں نے بتایا کہ میں سلکان ہوں اور یہ ابولیلیٰ ہے اے ابونائلہ۔ کیونکہ کعب بن اشرف کی کنیت ابونائلہ تھی۔ اس کی بیوی نے پیچھے سے کہا کہ آپ نیچے نہ اُتریں اے ابونائلہ یہ آپ کو قتل کردے گا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یہ خیر کے ساتھ ہی آیا ہوگا۔ اگر جوان نیزہ کھانے کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

چنانچہ کعب باہر نکلا، اس نے حویلی کا پھاٹک کھولا تو بولا کون ہو تم؟ (کیونکہ اندر کوئی آدمی تھا) وہ بولا تیرا بھائی ہوں قطاطی۔ مجھے آپ کا سر چاہئے۔ اس نے آہستہ آہستہ سر ہلایا کیونکہ اس کو کعب نے پہچان لیا تھا لہٰذا وہ اس کے لئے نیچے اُتر آیا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا سلکان جواب دوست نہیں رہا تھا، مسلمان ہوگیا تھا)۔ لہٰذا سلکان کعب کو اپنے دوستوں کے پس لے آیا اور اس سے کہنے لگا کہ ہمیں سخت غربت لاحق ہوگئی ہے میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ باتیں بھی کروں گا اور آپ کے پاس زرہ بھی رہن رکھوں گا کچھ جو ہیں کے بدلے میں۔ کعب نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا تھا کہ تم عنقریب اسی غربت سے دوچار ہوگے مگر ہم لوگ تو آج بھی خوشحال ہیں، ہمارے پاس کھجوریں ہیں، جو ہیں، عنبر ہے آؤ ہمارے پاس۔ سلکان نے کہا کہ شاید ہم ایسا ہی کریں۔ اتنے میں سلکان نے کعب کے سر میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو سونگھ کر کہنے لگا یار یہ تمہارا عنبر کس قدر خوشبودار ہے یہ تو ایک بار یا دو بار تیار کیا گیا ہوگا۔ یہاں تک کہ کعب باتوں سے مطمئن ہوگیا۔

اس کے بعد سلکان نے کعب کا سر پکڑ لیا اور مضبوط کرلیا مگر اس اللہ کے دشمن نے زور کے ساتھ بُری طرح چنگھاڑا، ادھر سے اس کی بیوی نے چیخ ماری اے کعب دونوں محافظو۔ مگر سلکان نے اس کو پکڑ کر گلے سے لگا کر معانقہ میں قابو کرلیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ سمیت اس اللہ کے دشمن قتل کردو۔ وہ اپنی تلواروں کے ساتھ صرف اسی پر حملہ کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جس سے اس کی انتڑیاں باہر آگئیں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے اس کو اپنی قدرت میں لے کر اپنی تلواروں کی زد میں لے لیا۔ اس گتھم گتھا ہونے اور تلوار چلانے میں ان کے ساتھ عباد بن بشر کو بھی چہرے یا پیر پر تلوار لگ گئی تھی مگر اس وقت پتہ نہ چل سکا۔

چنانچہ کعب کو قتل کرنے کے بعد جب وہ حراف بعاث میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کا خون کافی بہہ گیا تھا جس سے نڈھال ہوکر وہ گر گیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ اسی وقت واپس دوڑے، دیکھا تو وہ راستے میں گرا ہوا تھا جلدی سے اس کو اُٹھا کر اس کے گھر میں لے آئے اسی رات میں اس طرح اللہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرادیا۔ اللہ اور رسول کی عداوت اور رسول کی ہجو اور بُرائی کرنے کی پاداش میں اور حضور سے لڑنے کے لئے قریش کو تیار کرنے اور ان کو اس پر اُبھارنے میں۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۴۳۔ عیون الاثر ۱/۳۶۵)

کعب بن اشرف نقض عہد اور غدر کے بسبب قتل ہونا .... (۳) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحاق نے اور ابوبکر بن حسین نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بحر بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سفیان بن عقبہ نے، اس سے عمر بن سعید سفیان بن سعید ثوری کے بھائی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ سے یعنی ابن رفاعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے سامنے کعب بن اشرف کے قتل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ابن یامین نے کہ اس کو دھوکے سے قتل کیا تھا[1] محمد بن مسلمہ نے کہا اے معاویہ کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی دھوکہ کرتے تھے۔ پھر آپ منکر نہیں ہیں، اللہ کی قسم نہیں سایہ دے گی مجھے اور آپ کو کسی گھر کی چھت کبھی بھی اور نہ ہی مجھے فرصت دینا اس کا خون مگر میں اس کو قتل کر دیتا۔

راوی احمد کہتے ہیں کو کچھ ہم نے ذکر کیا جو کچھ ہم آئندہ ذکر کریں گے کعب بن اشرف کا عذر اور دھوکہ کرنا اور اس کا بعض عہد کرنا اور اس کا رسول اللہ کی ہجو اور بُرائی کرنا اور مسلمانوں کی بُرائی کرنا اور ان سے عداوت کرنا، خصوصاً قریش کو ان کی عداوت پر اُکسانا یہ سب تکذیب کرنا ہے مذکورہ قول کے قائل کی اور دلالت کرتا ہے ان کی رائے کی بُرائی پر اور اس قول کی قباحت پر۔ بے شک کعب بن اشرف اسی قتل کا مستحق تھا خصوصاً جبکہ اس کا غدر کرنا اور نقض عہد کرنا اس کے کفر سمیت ظاہر کر چکا تھا۔ و باللّٰہ التوفیق

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو جمال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حُیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکے میں آئے اور قریش سے انہوں نے حلف لیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتل کرنے کے لئے۔ قریش نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ (یہودی) اہل علم ہو تمہارے پاس قدیم علم ہے، تم لوگ اہل کتاب ہو ہمارے بارے میں بھی ہمیں بتاؤ اور محمد (ﷺ) کے بارے میں۔ ان یہودیوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں اور محمد کو؟

قریش نے کہا، کہ ہم لوگ اُونٹ ذبح کر کر کے لوگوں کو اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں، دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں، قیدیوں کو غلاموں کو چھڑاتے ہیں، حجاج کی خدمت کرتے ہیں، ہم صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا کہ یہ خوبیاں تو تمہارے اندر ہیں محمد کیسا ہے؟ قریش نے کہا کہ وہ تو بخیل بدخو ہے (نعوذ باللّٰہ من ذالک)۔ اس لئے ہمارے راستے کاٹ دیئے ہیں بنو غفار میں سے حجاج کی چوریاں کرنے والوں نے، اس کی اتباع کی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے کہا، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ قریش ان سے بہتر ہو اور زیادہ راہ روی پر ہو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت ۔ الخ (سورۃ نساء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو آسمانی کتاب کا ایک خاص حصہ دیئے گئے ہیں وہ لوگ تو ایمان لاتے ہیں شیطان کے ساتھ اور بتوں کے ساتھ۔

سفیان نے کہا کہ بنو غفار جاہلیت میں اہل سلّہ تھے یعنی اہل سرقہ تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عمر بن عبداللہ العزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد سَرّی نے، ان کو ابو اویس نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن محمود بن مسلمہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا معاملہ ہوا جو کچھ کہ معلوم ہے اس وقت کعب بن اشرف ایک طرف ہو کر مکے والوں کے ساتھ مل گیا اور کہنے لگا تھا کہ نہ تو میں (محمد ﷺ) کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے قتال کروں گا۔

---

[1] مذکورہ قول کے قائل کا مذکورہ قول کعب بن اشرف کی تائید یا تصویب یا تحسین کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ یہ ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا تھا چہ جائے کہ ایک عظیم صحابی رسول کہتا بلکہ عرب کے بہادروں کے دستور کے خلاف تھا کسی کو اس طرح قتل کرنا۔ اس لئے انہوں نے کہا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

مکہ میں اس سے کہا گیا تھا، اے کعب کیا ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا اور اس کے اصحاب کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا تم لوگوں کا دین بہتر ہے، زیادہ اور پرانا اور قدیم ہے۔ محمد کا دین جدید ہے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با الجبت و الطاغوت ۔ الخ

کیا آپ لوگوں نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب میں سے ایک معتد بہ حصہ دیئے گئے ہیں مگر وہ لوگ (اس کے باوجود) جبت وطاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینے میں آیا علی الاعلان نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے لگا اور نبی کریم کی ہجو اور برائی اشعار میں کرنے لگا۔ اس نے جو پہلی بکواس کی تھی وہ یہ تھی :

آذاهب انت لم تحلل بمنقبةٍ ... و تارك انت أم الفضل با الحرم

صفرآء رادعة لو تعصرا عتصرت ... من ذی القوادير و الخناء و الكتم

احدی نبی عامر هام الفؤاد بها ... ولو تشاء شفت كعبا من السقم

لم ارشمسًا قبلها طلعت ... حتیٰ تبدت لنا فی ليلة انطلم

اور یہ بھی کہا

طحنت رحا بدر لمهلك أهله ... ولمثل بدر يستهل و يقلع

(اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) کیا تو جا رہا ہے (اے کعب) جبکہ ابھی تک تم نے حسن کی منقبت کا حق ادا نہیں کیا اور تو اُم فضل (حضرت عباس کی بیوی) کو حرم میں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ وہ زعفرانی رنگ والی پیلی پیلی بہار ہے اگر نچوڑ جائے تو اس سے شیشہ (کانچ) اور فہدی اور کتم ہی نکلے گا یا شیشہ اور حنا اور کتم سے بنی ہوئی اور نچوڑی ہوئی ہے۔ بنو عامر سے ایک ہے جس کے ساتھ دل پریشان کی حد تک وابستہ ہے ہو گیا ہے۔ ہاں اگر وہ چاہے تو کعب کو عشق کی بیماری سے شفا بخش سکتی ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا ہو حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے اندھیری رات میں نمودار ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا تھا شروع میں کہ بدر کے اندر جنگ کی چکی نے بدر والوں کو پیس کر رکھ دیا ہے اور ان جیسوں پر تو آنسو بہائے جاتے ہیں اور انہیں پر بے حوصلہ ہوا جاتا ہے۔

چنانچہ دونوں نے وہ بہت ذکر کیے ہیں جو جن میں بعض حروف بعض سے کم بعض سے زیادہ ہیں اور ساتواں بہت کم ہے۔ اس میں یوں ہے۔

لمهلك بنی الحكيم و جرعوا

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے سامنے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کر دے؟ اس نے ہمیں ایذا پہنچائی ہے شعروں میں اور اس نے مشرکین کو ہمارے اوپر جری کر دیا ہے۔ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا میں یا رسول اللہ یہ کام کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ ہی کہ کام کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ تھوڑا تھوڑا سا چل کر واپس آ گئے اور عرض کی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں؟

آپ نے فرمایا کہ کہئے آپ کو اجازت ہے، یعنی اگر میں نے اپنے عقیدے کے خلاف آپ کے بارے میں کہہ دی تو، آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے (یعنی دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے)۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ایک دو دن کے بعد نکلے اور وہ کعب کے پاس پہنچے۔ وہ باغ میں بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے کعب! میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے اس کے قتل کے بارے میں پوری بات ذکر کی ہے۔

اور یہ کہا کہ اس روایت میں بھی موجود ہے جو ہمیں بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، ان کو عباس علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون کعب بن اشرف کے قتل کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا

پہنچائی ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ اُٹھے اور بولے یا رسول اللہ اگر میں اس کو قتل کردوں تو میں آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ مجھے یہ اجازت دیجئے کہ اگر میں کوئی بات آپ کے خلاف کروں، آپ نے فرمایا کہ کہہ سکتے ہو۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اس آدمی (محمد ﷺ) نے ہم لوگوں سے صدقہ مانگا ہے اور اس نے تو ہمیں مشقت میں واقع کر دیا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ اُدھار کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا، اے مسلمہ ابھی تو ابتداء ہے دیکھنا تمام امور میں اس سے بھی زیادہ پریشانی دیکھو گے۔ اس نے کہا یار کیا کریں ہم تو اس کی اتباع کر بیٹھے ہیں، لہٰذا ہم یونہی اس کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ کیا کیا کرتا ہے۔ ہم نے یہ چاہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ کچھ اُدھار کا معاملہ کریں۔

کعب یہودی نے کہا کہ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا جناب ہم کیسے اپنی عورتوں کو آپ کے پاس رہن کے طور پر چھوڑ سکتے ہیں جبکہ آپ عربوں میں سارے عرب سے زیادہ خوبصورت ہیں (گویا وہ تمہاری طرف مائل ہو جائیں گی)۔ اس نے کہا کہ پھر تم لوگ میرے پاس اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو۔ محمد نے کہا کہ ہم بیٹوں کو کیسے آپ کے پاس رہن رکھیں کیونکہ بعد میں طعنہ دیا جائے گا کہ تم ایک وسق یا دو وسق کھجوروں کے بدلے میں رہن رکھے گئے تھے۔ کعب نے پوچھا کہ پھر کونسی چیز رہن رکھو گے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم ہتھیار (اسلحہ) رہن رکھیں گے۔

سفیان نے کہا کہ محمد نے کعب کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اس کے پاس لے کر آئے گا۔ لہٰذا وہ رات کو اس کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے۔ وہ کعب کا دودھ شریک بھائی بھی تھا۔ ابونائلہ نے اس کو قلعہ سے باہر بلایا، وہ ان کے پاس اُتر آیا۔ اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے پوچھا، اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ نیچے محمد بن مسلمہ کھڑا ہے اور میرا بھائی ابونائلہ ہے۔

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب کعب نیچے آ جائے گا تو میں کعب کو شعر کہوں گا اور اس کو سونگھوں گا پھر تم لوگوں کو سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اس پر پکا ہاتھ ڈال لیا ہے تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا۔

کہتے ہیں کہ وہ تلوار لٹکا کر نیچے اُتر آیا۔ اور اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی نہ سونگھی آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سر کو سونگھ لوں۔ اس نے کہا کہ بالکل آپ سونگھیں۔ ابونائلہ نے اس کے سر کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا، پھر کہا کہ دوبارہ آپ اجازت دیں گے سونگھنے کی؟ خوشبو بڑی پیاری چیز ہے اس نے جب اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا تو آواز لگائی کہ ٹوٹ پڑو۔ اس پر حملہ کر کے اس قتل کر دیا اور رسول اللہ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے۔ (فتح الباری ۷/۳۳۶۔۳۳۷)

انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے محمد بن مسلمہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ ابونائلہ بے شک شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزے کی نوک کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

(۶) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ یعنی کعب بن مالک۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو وبُرائی کرتا تھا اشعار کے اندر۔ اور کفار قریش کو اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ حضور جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے اکٹھا کر دیا تھا۔ کچھ ان میں مشرکین تھے جو بتوں کے پجاری تھے، کچھ ان میں یہودی تھے وہ اہل اسلحہ اور اہل قلعہ اور وہ دو قبیلوں کے حلیف تھے (باہم انہوں نے معاہدے کر رکھے تھے) یعنی اوس کے اور خزرج کے۔

حضور ﷺ جب مدینے میں آئے تو آپ نے یہ چاہا کہ ان سب میں صلح کرا دیں کیونکہ کیفیت کچھ ایسی تھی کہ اگر ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا اور کوئی مسلمان ہوتا اس کا بھائی مشرک ہوتا۔ جبکہ یہود اور مشرکین مدینے کے رہنے والے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے تو وہ آپ کو ایذا پہنچانے تھے اور آپ کے اصحاب کو بھی شدید ترین ایذا پہنچاتے۔ لہٰذا اللہ نے رسول کو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس ایذا رسائی پر صبر کریں اور ان سے عفو و درگزر کریں۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہ آیت نازل فرمائی :

و لتسمعن من الذین او توا الکتاب من قبلکم و من الذین اشر کوا اذی کثیرا ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۸۶)

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے تھے (یعنی یہودیوں سے)۔ اور مشرکین سے کثیر ایذا۔

انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی :

و د کثیر من اهل الکتاب لو یردو نکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ماتبین لهم الحق فا عفوا و اصفحوا حتیٰ یأتی اللّٰه بامره ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

بہت سے لوگ اہل کتاب میں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان کے بعد کفر لوٹا دیں، یہ ان کے نفسوں کا حسد ہے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا ہے، بس تم ان کو معاف کر دو ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔

جب کعب بن اشرف رسول اللہ کو ایذا دینے سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے تو رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ وہ ایک جماعت بھیجے تا کہ اس کو قتل کر دیں۔ آپ نے سعد بن معاذ کو اور محمد بن مسلمہ انصاری کو پھر حارثی کو اور ابو عبس انصاری کو اور حارث بن احی سعد بن معاذ کو۔ پانچ افراد کے ساتھ وہ لوگ رات کو کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ وہ یہود کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ عوالی مدینہ میں کعب بن اشرف نے جب ان کو دیکھا تو اس نے ان کی حالت کو عجیب محسوس کیا اور وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا اور ان سے کہنے لگا، تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس کام سے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ سب نہیں ایک یا دو بندے تم میں سے میرے پاس قریب آ کر مجھے اپنی حاجت بتلائیں۔

چنانچہ بعض ان میں سے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ ہم آپ کے پاس زرہیں فروخت کریں اور ان کی قیمت خرچے میں لائیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم یہ کام کرنے آئے ہو تو لگتا ہے کہ تم لوگوں پر اس آدمی نے کوئی مشقت ڈال دی ہے (یعنی محمد ﷺ نے)۔ اس نے ان لوگوں کو وعدہ دیا کہ اس کے پاس عشاء کے وقت آئیں جب لوگ اس کے پاس سے ہٹ جائیں گے۔

چنانچہ وہ لوگ آئے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس کو آواز دی، وہ باہر آنے کے لئے اُٹھا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا یہ لوگ رات کو اس وقت کیوں آئے ہیں آپ کے پاس، یہ کسی اچھی بات کے لئے نہیں آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں، انہوں نے مجھے اپنی بات بتا دی تھی۔ جب وہ آ گیا تو ابو عبس نے اس کو پکڑا اور محمد بن مسلمہ نے اس پر تلوار کا وار کر دیا اور کسی نے اس کی کوکھ میں تلوار گھسیڑ دی۔ جب کعب کو انہوں نے قتل کر دیا تو سارے یہودی گھبرا گئے اور ان کے ساتھ مشرکین بھی جو ان کے ساتھ تھے۔ یہودی حضور کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کعب بن اشرف رات کو قتل ہو گیا ہے وہ ہمارا سردار تھا۔

حضور نے ان کو یاد دلایا جو کچھ اس نے اپنے اشعار میں حضور ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو دعوت دی کہ آ جاؤ میں تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ لکھ دیتا ہوں جس کے مطابق وہ پابند رہیں گے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اور یہود کے درمیان اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدے کی تحریر لکھ دی۔ یہ صحیفہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی بیٹی کی دار میں واقع کھجور کے درخت تلے بیٹھ کر لکھا تھا۔ اور یہ صحیفہ رسول اللہ ﷺ کے بعد علی بن ابوطالب کے پاس موجود تھا۔ (ابوداؤد ۳/۱۵۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درشہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن فارس نے یہ کہ حکم بن نافع نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ ایک دن ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف حضور ﷺ کی بُرائی کرتا تھا اشعار میں۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث عبدالکریم زیادہ تام ہے۔

زخم پر لعاب دہن لگانے کی وجہ سے تکلیف ختم ہو جانا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن مغیث نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون وعدہ کرتا ہے میرے لئے کعب بن اشرف کے کام تمام کرنے کا۔ پھر انہوں نے حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اس کے قتل میں شریک تھے۔ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش وہی ابو نائلہ تھے جو کہ بنوعبدالاشہل میں سے تھے۔ اور حارث بن اوس بن معاویہ یہ بھی بنوعبدالاشہل میں سے ایک تھے، اور ابوعبس بن جبر یہ، یہ بنوحارثہ میں سے تھے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حارث بن اوس کو ان کے بعض ساتھیوں کی تلوار لگ گئی تھی جس سے اس کے سر میں اور پیر میں زخم آ گیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تھے۔ رات کے آخری حصے میں جبکہ حضور ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حضور ﷺ کو سلام کہا۔ حضور ﷺ باہر آئے ہمارے پاس۔ ہم نے ان کو اللہ کے دشمن کے قتل کی خبر دی تھی۔ حضور ﷺ نے ہمارے زخمی ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۱)

واقدی نے اس کو اپنی اسنادوں کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا ہے کعب بن اشرف کے قتل کے قصے میں اور کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اس زخمی کے زخم پر اپنا تھوک لگایا تو اس کی تکلیف ختم ہو گئی۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۸۴)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اسانید کے ساتھ اس قصے میں اور ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہ عباد بشر وہی ہے کہ جس کو اس کے چہرے پر یا پیر پر زخم آ گیا تھا اور اسی طرح ہے پہلی روایت میں جابر بن عبداللہ سے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ ان کو ثور بن زید دیلی نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بقیع کی طرف چلے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ادھر ان کے چہرے کی طرف منہ کروایا اور کہا کہ چلے جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہی ان کی مدد فرما۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۸)

بے شک دین نے اس حیرانگی تک پہنچایا ہے .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو مولی بن زید نے ثابت نے، ان کو ابن محیصہ نے اپنے والد محیصہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہود کے آدمیوں میں سے جس پر کامیاب ہو جاؤ اسے قتل کر دو۔ چنانچہ ابن محیصہ بن مسعود نے ابن سنینہ پر حملہ کر دیا جو کہ یہود کے تاجروں میں سے تھا، کپڑے کی تجارت کرتا تھا۔ انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اس وقت تک حویصہ خود بھی مسلمان نہیں ہوا تھا

اور محیصہ سے بڑا تھا جب اس نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ نے ان کو مارنا شروع کیا کہ اے اللہ کے دشمن تم نے ان کو قتل کر دیا۔ خبردار حالانکہ تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت ساری چربی ہے۔ لہٰذا محیصہ نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم مجھے اس کے قتل کا ہستی نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیتا تو میں تجھے بھی قتل کر دیتا اللہ کی قسم بے شک یہی آغاز تھا حویصہ کے اسلام کا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم کیا واقعی اگر محمد ﷺ تجھے میرے قتل کا حکم دیتا تو آپ مجھے قتل کر دیتے؟ محیصہ نے کہا بالکل کر دیتا اللہ کی قسم۔ بے شک دین نے ان کو اس حیرانگی تک پہنچایا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۴۱/۲۔ تاریخ ابن کثیر ۸/۴۔۹)

واقدی نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ بس حویصہ اسی دن مسلمان ہوگیا تھا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم انے جب اس رات کے بعد صبح کی جس رات کعب بن اشرف قتل ہوا تھا تو آپ نے اس کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم (مغازی الواقدی ۱۹۱/۱۔۱۹۲)

باب ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعہ ابواب بسلسلہ غزوۂ اُحد[1]

باب ذکر تاریخ واقعہ اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ اُحد شوال کے مہینے میں ہوا تھا واقعہ بدر سے ٹھیک ایک سال کے پورا ہونے پر۔ اس دن مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الخلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسن بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد والا واقعہ بدر کے بعد اگلے سال ماہ شوال بروز ہفتہ شوال کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں جب نبی اللہ ﷺ نے واقع کیا تھا۔ اس دن آپ کے اصحاب کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین دو ہزار تھے یا جس قدر اللہ نے چاہا اس میں سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۹/۴)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ نصف (۱۵) شوال تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حوش بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ

---

[1] دیکھئے: ابن سعد ۳۶/۲۔ مغازی الواقدی ۱۹۷/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔ صحیح البخاری ۹۳/۵۔ شرح النووی ۱۲۷/۱۲۔ تاریخ طبری ۴۹/۲۔ الکتاب الاشرف ۱۲۸/۱۔ ابن حزم ص ۱۵۶۔ عیوان الاثر ۵/۲۔ تاریخ ابن کثیر ۹/۴۔ سیرۃ حلبیہ ۲۸۴/۲۔ سیرۃ الشامیہ ۲۶۱/۴)

میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر ہوئی تھی حضور ﷺ کی مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد اور جنگ اُحد اس کے بعد جنگ بدر کے ایک سال بعد ہوئی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد ہوئی تھی مدینہ کی طرف ہجرت سے اکتیس ماہ پورے ہونے پر شوال میں ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے مدینہ آمد سے مالک کہتے ہیں کہ اُحد والے دن قتال دن کے اول حصے میں ہوئی تھی۔

باب ۳۶

اس امر کا ذکر کہ نبی کریم ﷺ نیند میں جو کچھ دیکھائے گئے تھے

ہجرت کا معاملہ اور اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں دکھا گیا ہوں کہ میں مکہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ سرزمین یمامہ کی ہے یا شہر '' ہجر'' ہے، مشہور شہر ہے جو بحرین میں واقع ہے مگر وہ شہر مدینہ یثرب تھا۔

نیز میں نے اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار لہرائی یا ہلائی ہے۔ بس میرا سینہ کٹ گیا ہے (بغیر کے لحاظ سے) وہ ہوا کہ اُحد میں مؤمنوں کو جو شکست ہوئی تھی اور قتل کی مصیبت بھی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار ہلائی دوسری بار۔ لہٰذا میرا سینہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گیا ہے۔۔ اس کی تعبیر یہ سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور مؤمنین جمع ہو گئے۔ نیز میں نے اس میں یہ بھی دیکھا، گائے ذبح کی جا رہی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے بغیر کے اعتبار سے۔ وہ اُحد کے دن مؤمنین میں سے کچھ افراد تھے اور چیز سے مراد وہ خیر تھی، اللہ تعالیٰ جس کو لائے تھے اور ثواب صدق کا جو اللہ نے یوم بدر کے بعد عطا کیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ باب الرؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۷۹۔۱۷۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴۔۳۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن الزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن اپنی تلوار ذوالفقار ہلائی تھی۔ ابن عباس نے کہا کہ یہ وہی عمل تھا جس کو آپ ﷺ نے اُحد والے دن خواب میں دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ جب مشرکین آپ کے پاس آئے تھے تو حضور ﷺ کی رائے تھی کہ اب مدینے میں رہ کر ان سے قتال کریں مگر کچھ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تھا جو لوگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کہ حضور ﷺ ہمیں ان کی

طرف لے کر اُحد میں نکلیں ہم ان کے ساتھ وہاں لڑیں گے۔ اور انہوں نے یہ امید کی تھی کہ ان کو وہی فضیلت حاصل ہوگی جو اہل بدر نے حاصل کی تھی۔ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ہتھیار زیب تن کر لئے۔ اس کے بعد وہ لوگ پشیمان ہوئے، اب کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ ٹھہریں۔ آپ کی رائے ہی قابل عمل رائے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب ہتھیار پہن لے تو پھر ان کو اُتار دے۔ حتیٰ کہ اللہ خود فیصلہ کرے اس کے درمیان اور اس کے دشمن کے درمیان۔ صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ان سے اس دن جو بات کہی تھی وہ آپ کے ہتھیار پہننے سے پہلے کہی تھی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے اس کی تعبیر مدینہ مراد لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں اپنے پیچھے سواروں پر مینڈھے کو اپنے پیچھے بیٹھایا ہوا ہوں، میں نے اس کی تعبیر لشکر مراد لی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار ٹوٹی ہوئی ہے یا اس میں دھار پر کٹاؤ پڑ گیا ہے میں نے اس کی تعبیر تمہارے اندر کٹاؤ مراد لیا ہے اور میں نے ایک بیل دیکھا ہے جو ذبح کیا جائے گا۔ پس بیل اللہ کی قسم خیر ہے بقر اللہ کی قسم خیر ہے۔ (مسند امام احمد ۱/۲۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے حضرت انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا جو کچھ سونے والا دیکھتا ہے۔ گویا کہ میں پیچھے بٹھانے والا ہوں مینڈھے کو اور گویا کہ میری تلوار کا دستہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے تعبیر یہ مراد لی ہے کہ میں لوگوں کے لئے بکرا ذبح کروں گا۔ اور میں نے اپنی تلوار کی باڑ ٹوٹنے سے یہ مراد لی ہے کہ میری عترت کا روئی حمزہ قتل ہوگا۔ اور طلحہ بن ابوطلحہ قتل کئے گئے تھے اور وہ صاحب پرچم تھے یعنی علم بردار تھے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۲۷۴۔ مجمع الزوائد ۶/۱۰۷۔۱۰۸)

باب ۳۷

نبی کریم ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کا قصہ

اور یہ واقعہ کیسے واقع ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے والد موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش مدینے سے واپس لوٹے تو انہوں نے مشرکین عرب سے جس کو اپنی طرف کھینچ سکتے تھے کھینچا اور ابوسفیان بن حرب تمام قریش کی جماعت کے ساتھ چلے تھے۔ یہ شوال کا مہینہ تھا واقعہ بدر سے اگلے سال۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیر حماد تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ اس وادی میں اُترے جو اُحد سے قبل ہے۔

ادھر مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے تھے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ لوگ نادم تھے کہ بدر میں شرکت ان سے کیوں رہ گئی تھی۔ اور وہ لوگ دشمن سے ٹکرانے کی تمنا دل میں لئے بیٹھے تھے۔ تاکہ وہ بھی اس آزمائش سے گزرے جس سے ان کے بھائی بدر میں گزرے تھے۔

جب ابوسفیان اور مشرکین اُحد پہاڑ کے دامن میں اُترے تو وہ مسلمان خوش ہو گئے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس بات پر کہ ان کا دشمن آ گیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ جہاد میں بہادری کے جوہر دکھا سکیں گے۔ اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کو چلا کر ہماری طرف لے آیا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی رات کو خواب دیکھا، صبح ہوئی تو آپ کے پاس آپ کے صحابہ کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں ایک بیل یا گائے دیکھی ہے اور اللہ خیر ہے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنی تلوار کو دیکھا ہے کہ وہ ٹوٹ گئی ہے دستے کے پاس سے یا یوں فرمایا کہ اس میں گھاؤ اور کٹ ہو گئے اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے اپنے پیچھے سواری پر بکرا اٹھائے ہوئے ہوں۔ حضور نے جب صحابہ کرام کو اپنا خواب بتایا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے خواب سے کیا تعبیر نکالی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بقر کی تعبیر فرد مراد لی ہے جو ہمارے اندر ہے اور قوم سے ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا ہے اسے میں نے ناپسند کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا تھا اس سے مراد وہی کچھ تھا جو آپ کو اپنے چہرۂ اقدس پر زخم اور اذیت پہنچی تھی۔ بے شک دشمن نے اس دن آپ کو چہرے پر اذیت پہنچائی تھی۔ اور آپ کے رباعی والے دانت یعنی سامنے کے دو دانتوں کو چھوڑ کر ان کے برابر والے دانت توڑ دیئے تھے اور آپ کا ہونٹ بھی پھٹ گیا تھا۔

راویوں کا خیال ہے کہ جس نے آپ کو نشانہ مارا تھا وہ بدبخت عتبہ بن ابووقاص تھا۔

اور بیل سے مراد وہ جو اس دن قتل کئے گئے تھے مسلمانوں میں سے اور فرمایا کہ میں نے کبش مینڈھے یا بکرے کی تعبیر یہ لی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر والا کبش مراد ہے اور ان کا قتل ہونا۔ اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو قتل کرے گا۔ اور محفوظ یا حفاظت کرنے والی زرہ سے مراد میں نے مدینہ لیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی جگہ ٹھہرے رہو اور بچوں وغیرہ کو یہ کردو۔ بس اگر دشمن کے لوگ ہمارے اوپر گلیوں میں داخل ہوئے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور ان پر گھروں کے اوپر سے نشانہ ماریں گے۔ اور انہوں نے مدینے کی گلیوں کو دیواریں لگا کر بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ اسی دن کی آرزو وامید لگائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اللہ دشمن کو چلا کر لے آیا ہے اور فیصلہ بھی قریب کر دیا ہے۔

اور انصار کے مردوں نے کہا، ہم ان سے کب لڑیں گے اے اللہ کے نبی؟ اگر ہم ان سے اپنی گھاٹی میں نہ لڑے اور کچھ جوانوں نے کہا ہم کب منع کریں گے یا کب رکاوٹ کریں گے جب ہم اس وقت نہ رکاوٹ کریں جب کھیتی کاشت کی جائے۔ اور کچھ جوانوں نے کہا، ایسا قول جس کو انہوں نے سچا کر دیکھا اور اس پر چلے اور جاری رہے۔

ان میں سے ایک حمزہ بن عبدالمطلب تھے اس نے کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اُوپر کتاب اُتاری ہے ہم ضرور ان کے ساتھ لڑیں گے۔ اور نعیم بن مالک بن ثعلبہ نے کہا تھا (وہ بنو سالم میں سے ایک تھا) اے اللہ کے نبی اب ہمیں جنت سے محروم نہ کیجئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کس چیز کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ اس چیز کے ساتھ کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جنگ کے دن فرار نہیں ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا، آپ نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا وہ اسی دن شہید کر دیا گیا۔

چنانچہ اس دن اکثر لوگوں نے اصرار کیا کہ وہ دشمن کی طرف خروج کریں گے رسول اللہ ﷺ کی بات پر (کہ مدینے میں رہ کر لڑیں گے)۔ اور آپ کی رائے پر نہیں رکے۔ اگر مسلمان اسی بات پر راضی ہو جاتے جس بات کا آپ نے ان کو مشورہ دیا تھا تو شاید وہ نقصان نہ ہوتا جو ہوا تھا۔

لیکن تقدیر اور قضا غالب آ گئی تھی۔ ان لوگوں میں سے زیادہ تر لوگ جنہوں نے مدینے سے باہر جا کر لڑنے کا اشارہ دیا تھا وہ جوان تھے جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ یہ جان چکے تھے کہ اصحاب بدر بڑی بڑی فضیلت لے گئے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ پڑھایا تو آپ نے لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی اور ان کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد آپ خطبے اور نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے ہتھیار پہننے کا حکم دیا اور اس کے بعد لوگوں میں روانگی کا اعلان فرمایا۔

جب یہ منظر دیکھا صاحب رائے لوگوں نے تو کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ مدینے میں ٹھہرے رہیں اگر دشمن ہمارے اُوپر سے داخل ہوگا تو ہم ان سے گلیوں میں قتال کریں گے۔ حضور ﷺ کے بارے میں خواب جانتے ہیں اور وہ جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور حضور ﷺ کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی، اے اللہ کے نبی آپ یہیں ٹھہر جایئے جیسے آپ نے ہم سے فرمایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب جنگ کے لئے اسلحہ جسم پر سجالے اور دشمن کی طرف نکلنے کا اعلان بھی کر دے پھر وہ رجوع کر لے حتیٰ کہ وہ قتال کر لے۔ میں نے تم لوگوں کو اسی بات کی دعوت دی تھی مگر آپ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرنے پر مصر ہوئے۔ اب تم لوگ تقویٰ پر قائم رہو اور جنگ کے وقت صبر کو لازم پکڑو جب تم دشمن سے ٹکرا جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہیں کیا حکم دیتا ہوں بس وہی کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مدینے سے باہر نکل گئے اور وہ بدائع پر چلے گئے۔ وہ ایک ہزار اصحاب تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلتے رہے کہ اُحد میں جا کر اُترے مگر وہاں پہنچ کر عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) تین سو افراد کو وہاں سے توڑ کر واپس لوٹ آیا۔ اب حضور کے پاس سات سو افراد رہ گئے تھے۔ کعب بن مالک انصاری نے کہا تھا :

انـا بهذا الجزع لو كان اهليه سوانا لقد سار بليل فاقشعوا

جلاد على ريب الحوادث لا ترى على هالك عينا لنا الدهر تدع

ثلاثه الاف ونحن نصيّة ثلاث ميين ان كثرنا واربع

فواجوا سراعا موجفين كأنهم غمام هداقت ماء ها الويح تعلع

ورحنا وأخوانا بطاء كاننا اسود على لحم بيبشة ظلع

مگر سیرت ابن ہشام میں پہلا شعر یوں مروی ہے :

وانا بارض الخوف لو كان اهلها سوانا لقد اجلو بليل فاقشعوا

ہم لوگ ایسے خطے پر ہیں (یعنی ارض خوف پر ہیں) کہ اگر یہاں پر آنے والے ہمارے سوا کوئی اور ہوتے تو وہ رات کے اندھیرے میں فرار ہو جاتے اور کمزور پڑ جاتے۔ ہم لوگ انتہائی صبر کرنے والے، خطرات وحوادث پر آپ کسی ہلاک ہونے والے ہم میں سے کس آنکھ کو روتا نہیں دیکھیں گے بلکہ زمانہ ہم پر روئے گا۔

ہمارے مقابلے پر دشمن کی تعداد تین ہزار ہے اور جبکہ ہم قوم میں سے چُنے ہوئے صرف تین سو افراد ہیں۔ اگر ہم زیادہ ہوئے تو چار سو ہوں گے۔ باقی لوگ واپس چلے گئے ہیں جلدی کرتے ہوئے عجلت سے گویا کہ وہ ایسے بادل تھے ہوا نے جن کا پانی گروا دیا اور ان کو اُڑا کر لے گئی یعنی وہ اُکھاڑ دیئے گئے۔ ہم نے تو یہیں شام کی ہے اور ہمارا آخری فرد بھی جم کر لڑے گا گویا کہ ہم بھوکے شیر ہیں جنگل کے (بیلہ کے) جو گوشت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب عبداللہ بن اُبی سلول تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں کے دو گروہ سست ہو گئے تھے مگر انہوں نے یہ ارادہ کر ہی لیا کہ قتال کریں گے۔ وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے جیسے کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اُحد کے دامن میں صف بندی کی اور مشرکین نے پتھریلی زمین پر صف بندی کی جو اُحد کی جانب تھی اور دونوں فریق قتال کے لئے تیار ہو گئے اور مشرکین اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ خالد بن ولید بن مغیرہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اوران کے ساتھ ایک سو گھڑ سوار تھے، مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا اور مشرکین کا علمبردار بنوعبدالدار میں سے تھا اور ان کے علمبردار نے شکایت کی طلحہ بن عثمان شیبہ بن عثمان کے بھائی سے۔ اس لئے حجابۃ، ندوۃ اور لواء انہیں کے پاس یہ منصب ہوتے تھے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا علمبرداری یوم بدر میں ضائع ہوگئی تھی یا علم ضائع ہو گیا تھا حتیٰ کہ اس علم کے گرد کتنے لوگ مارے گئے تھے۔ تم لوگ خوب جانتے ہو اور میں یہ رائے دیتا ہوں کہ میں دوسرا علمبردار مقرر کرتا ہوں۔ لہٰذا بنوالدار نے اوران کے ہم نواؤں نے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو دوسرا علم بلند کرالو لیکن اس کو لہرائے گا بنوعبدالدار کا آدمی۔ ابوسفیان نے کہا، بلکہ تم لوگ اپنا علم قابو کرو اور صبر کرو۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیراندازوں کو حکم دیا اوران کو مقرر کیا دشمن کے گھوڑوں کی طرف سے اوران پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کر دیا جبکہ وہ لوگ ابن جبیر کے بھائی برادر تھے اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے تیرانداز و جب ہم لوگ قتال میں اپنے اپنے مقام کو پکڑ لیں تو اگر تم لوگ مشرکین کے کسی گھڑ سوار کو دیکھو کہ اس نے حرکت کی ہے اور تم دیکھو کہ اللہ کے دشمنوں کو شکست ہوگئی ہے تو بھی تم لوگ اپنے اپنے ٹھکانے کو نہ چھوڑنا۔ میں خود تمہارے پاس آؤں گا۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اور گھڑ سوار سے ہماری حفاظت کرنا۔ آپ نے ان سے وعدہ لیا اور اس میں تاکید فرمائی۔

مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی راستے سے ہی اس دن حضور کو وہ تکلیف پہنچی جو مذکور ہوئی جب حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے قتال کے بارے میں عہد لیا۔ اس دن مہاجرین کا جھنڈا بردار اصحاب رسول میں سے تھا، اس نے کہا کہ انشاء اللہ میں ان کی حفاظت کروں گا خبر میرے پاس ہے۔ طلحہ بن عثمان نے اس سے کہا، اے حفاظت کرنے والے کیا تجھے مقابلے کے لئے دلچسپی ہے (یعنی میرے مقابلے میں آؤ گے؟)۔ انہوں نے کہ جی ہاں بالکل۔ یہ کہتے ہی انہوں نے اگلے کو سنبھلنے نہیں دیا اس سے پہلے ہی اپنے تلوار فوراً طلحہ کے سر میں ماری جو کہ اس کے جبڑے تک اُتر گئی اس طرح اس نے اسے مار دیا۔

چنانچہ مشرکین کے علمبردار کا قتل ہو جانا رسول اللہ ﷺ کے خواب کی تصدیق تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ میں اپنے پیچھے سوار پر بکرے یا مینڈھے کو بٹھائے ہوئے ہوں۔ جب ان کا علمبردار مارا گیا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پھیل گئے اور متفرق ٹولیاں اور گروپ بن گئے اور دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے ان کی صفوں میں گھس گئے اوران کو اسلحہ سے خالی کر دیا۔

ادھر دشمن کے گھڑ سواروں نے تین بار مسلمانوں پر حملہ کیا مگر ہر دفعہ تیروں سے چھلنی کئے گئے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ہر دفعہ ان پر غالب آ گئے قتل کر کے۔ جب ان پچاس تیراندازوں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے ان کے بھائی مسلمانوں کو فتح دی ہے تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم یہاں پر کسی کام کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، اللہ نے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور ہمارے بھائی مشرکین کے لشکر میں ہیں مگر ایک گروہ نے کہا ان میں سے، ہم کس وجہ سے صف بنا کر کھڑے ہیں اللہ نے دشمن کو شکست دی ہے لہٰذا انہوں نے اپنے اپنے ٹھکانے چھوڑ دیئے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر ان کو نہ چھوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے باہم اختلاف کیا اور بزدل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کے اندر گھوڑے دوڑ گئے قتل کرتے ہوئے۔ اور زیادہ تر لوگ لشکر میں تھے۔

جب ان جوانوں نے دیکھا جو متفرق تھے کہ گھڑ سواروں نے تباہی مچادی ہے تو سب اکٹھے ہو گئے اور مل کر دشمن کی طرف سیدھے ہوئے مگر یہاں پر کسی چیخنے والے نے چیخ کر کہا پیچھے پیچھے ہو جاؤ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس پریشانی میں۔ اور گھبراہٹ میں کتنے لوگ مارے گئے، اللہ نے مشرکین کے ہاتھوں ان کو شہادت کی عزت نصیب فرمائی۔ اور مسلمان مارے خوف اور پریشانی کے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھ بھی نہیں رہے تھے یونہی وادی میں بھاگے جا رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو

ثابت قدم رکھا جب آپ کے صحابہ میں سے کسی نے آپ کو سامنے دیکھا تو حضور ﷺ لوگوں کو پیچھے سے بُلا رہے تھے۔ پھر کچھ لوگ جو قریب تھے آواز سُن سکے وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

وادی میں پانی کے مقام پر جب رسول اللہ ﷺ نظر نہ آئے تو ایک آدمی نے ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اپنی قوم کی طرف جاؤ وہ تمہیں امان دے دیں گے اس سے کہ وہ تمہیں قتل کرنے آجائیں اور وہ تمہارے گھروں میں داخل ہو جائیں۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا اگر اس معاملے میں ہمیں کچھ اختیار ہوتا یا ہماری کوئی سُنتا تو ہم لوگ یہاں پر نہ مارے جاتے۔ اور دوسروں نے کہا کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو کیا تم لوگ اپنے دین پر نہیں لڑو گے اسی دین پر جس پر تمہارے نبی کریم ﷺ تھے۔ حتیٰ کہ تم لوگ بھی شہید ہو کر اللہ کو مل جاؤ۔

ان میں سے ایک انس بن نضر تھے اس کے لئے اس بات کی شہادت رسول اللہ ﷺ کے سامنے سعد بن معاذ نے دی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی قیشر میں سے ایک نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو تلاش کرنے روانہ ہوئے تو اچانک مشرکین آپ کے منہ کے سامنے آپ کے راستے پر تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آپ کے سامنے آگئے ہیں تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آپ کو کوئی مغلوب اور عاجز نہیں کر سکتا دھرتی پر۔ اور کہا کہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ لہٰذا مشرکین آپ کے راستے سے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بُلاتے رہے تھے گھاٹی میں اُوپر کو چڑھتے ہوئے اور اس کے ساتھ چند آدمیوں کی جماعت بھی تھی جو آپ کے ساتھ صبر کر کے ڈٹے رہے تھے۔

ان میں سے طلحہ عبید اللہ تھے، زبیر بن عوام تھے۔ انہوں نے حضور کے ساتھ موت کی بیعت کی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے آپ کی اوٹ میں حضور ﷺ کو چھپائے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر قتال کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سارے قتل ہو گئے سوائے چھ یا سات افراد کے اور وہ باوجود اس کے پانی کے مقام فہر اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ کہا جاتا ہے پہلا شخص کعب بن مالک تھا جس نے رسول اللہ کی آنکھ یا سراپا پہچانا تھا جب آپ گم تھے۔ مغفر اور خود کے پیچھے سے اس نے اُونچی آواز سے پکارا تھا اللہ اکبر یہ ہیں رسول اللہ ﷺ۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ انہوں نے حضور سے کہا تھا کہ آپ خاموش ہو جائیں حفاظت کے پیشِ نظر۔ حضور ﷺ کا چہرہ انور زخمی تھا، آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔

ادھر اُبی بن خلف تھا جس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اللہ کی قسم میرے پاس دو گھوڑے ہیں، میں نے روزانہ ان کو مکئی و جوار چارہ کھلا کر پالا ہوا ہے۔ میں ان پر چڑھ کر ضرور محمد کو قتل کروں گا۔ اس کی قسم کھانے کی اطلاع حضور ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا، بلکہ میں اس کو قتل کروں گا۔ انشاء اللہ

لہٰذا اُبی بن خلف لوہے میں چھپا ہوا اپنے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آیا اور قسم کھالی کہ آج یا محمد نہیں یا میں نہیں۔ اگر محمد بچ گیا تو میں نہیں رہوں گا۔ اس نے رسول اللہ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا اس کے سامنے کئی لوگ آ گئے تھے اہل ایمان میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کو میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ مصعب بن عمیر جو بنو عبدالدار کے بھائی تھے وہ اس کے آگے آئے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے۔ لہٰذا مصعب بن عمیر مار گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن خلف کی ہنسلیوں پر تلوار ماری سوراخ سے جو خود کے اور زرہ کے درمیان تھا آپ نے اپنی تلوار اس میں سے گھسیڑ دی جس سے اُبی اپنے گھوڑے سے گر گیا مگر اس کے زخم سے خون نہیں نکلا۔ چنانچہ سعید نے کہا کہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی ہے۔

لہٰذا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۷)

آپ نے نہیں مارا، جب آپ نے مارا بلکہ اللہ نے مارا ہے۔

لہٰذا اس کے بعد اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے تو وہ ایسے آوازیں نکال رہا تھا جیسے بیل ذبح کے وقت گڑگڑاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ کیا بزدلی ہے اور بے صبری ہے کچھ بھی نہیں بس یہ تو ایک خراش ہے یا ہلکا زخم ہے۔ اس نے ان سے رسول اللہ کا قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کو قتل کروں گا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس قدر اذیت ہو رہی ہے کہ اگر پورے اہل حجاز کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا اُبی بن خلف واپس مکے نہ پہنچ سکا بلکہ مر گیا۔

جب حضور ﷺ اپنے اصحاب کے پاس پہنچے اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ طلحہ اور زبیر ساتھ تھے اور سہل بن حُنیف اور حارث بن صمہ بنو نجار کے بھائی تو اصحاب رسول نے گمان کیا کہ وہ دشمن ہے (دور سے) لہٰذا ان میں سے ایک نے تیر کمان کے جگر پر رکھا اور تیر مارنا چاہا جب انہوں نے باہم کلام کیا اور رسول اللہ نے ان کو آواز دی تو پہچان گئے۔ اس کے بعد صحابہ اس قدر خوش ہو گئے جیسے ان کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔ وہ اسی حالت پر ہی تھے کہ اچانک شیطان نے اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا اور ان کے آگے وسوسہ اور غم دلانا پیش کیا۔

جب انہوں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ وہ ان کو چھوڑ کر دور چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اپنے مقتولین کا ذکر کر رہے تھے اور اپنے بھائیوں پر اور ایک دوسرے نے اپنے جگری دوستوں کا پوچھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے مقتولین کی خبر دے رہے تھے۔ فرمایا اچانک مسلمانوں کا حزن شدید ہو گیا، کیونکہ اللہ نے مشرکین کو ان پر پیچھے سے بھیج دیا تھا اور ان کو ان کے ذریعے غم دے دیا تھا تا کہ اس غم کے ساتھ ان کی وہ کیفیت دور کرے جو وہ (فتح کی) دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا دشمن پہاڑ کے اُوپر چڑھ چکا ہے یوں دشمن ان سے اُوپر اور یہ نیچے نظر آنے لگے۔ لہٰذا اس خطرے میں وہ اپنے بھائیوں کے حزن اور غم کو بھول گئے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم ۔

کہ اللہ نے تم میں سے ایک گروہ پر امن کی اونگھ طاری کر دی تھی جس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آیت اُتاری :

وطائفۃ قد أھمتھم انفسھم یظنون باللّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون لو کان لنا من الامر شیئ ۔ ما قتلنا ھٰھنا ۔

اور جماعت ایسی تھی کہ انہوں نے اپنے دلوں کو خود کمزور کر لیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت والے گمان کر بیٹھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اگر اس معاملہ میں ہماری کوئی مرضی ہوتی اور ہمارا کوئی اختیار چلتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

وہاں پر اللہ نے یہ بھی آیت نازل فرمائی :

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

آپ فرما دیجئے اے پیغمبر ﷺ! کہ اگر تم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے اور تقدیر جب کر جاتی تو جن پر لڑ کر مرنا لکھا تھا وہ خود بخود گھروں سے باہر آ جاتے اپنے مر کر گرنے کی جگہ پر۔ (علیم بذات الصدور تک)

اس طرح مسلمانوں کے لئے دو غم تھے، یہ غم آخر تھا اور غم اول اس وقت تھا جب گھاٹی میں شکست کھا کر اُوپر چڑھے جا رہے تھے۔ اس کے بعد سنبھلے تو ان کو وہ شکست بھول گئی تھی۔ جب وہ دشمن کی تلاش میں اور قتال میں ڈر نہیں رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کر دی تھی، اے اللہ! بے شک ان کفار و مشرکین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ آج کے دن ہمارے اُوپر غالب آئیں۔ رسول اللہ نے دعا کی اور اصحاب کو پکارا۔ ان میں سے ایک جماعت پکارنے پر فوراً لبیک کر آئی۔ لہٰذا یہ لوگ بھی گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ اور دشمن برابر ہو گئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو تیروں سے بھون دیا اور ان پر نیزوں سے اور برچھیوں سے حملے کئے حتیٰ کہ ان کو انہوں نے مجبور کر کے پہاڑ کے اُوپر سے نیچے اُتار دیا۔ لہٰذا مشرکین مسلمانوں سے ہٹ کر مسلمانوں کے مقتولین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے ان کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ان کے کان ناک اور شرم گاہیں کاٹ ڈالیں، ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اس طرح نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف اصحاب کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔

اس کے بعد مشرکین پھر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے پھر سے صف بندی کر لی اور ابوسفیان جو ان کے سردار تھے وہ کہنے لگے کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جنگ تو ڈولی ہوئی ہے (کبھی ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں) یعنی کبھی تم غالب ہوئے تھے تو کبھی ہم غالب ہوئے ہیں۔ آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس دن میں فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے مقتولین کے ناک کان نہیں کٹے تھے، تمہارے مقتولین کے ناک کان بھی ہم نے کاٹ ڈالے ہیں مگر میں نے اس بات کا ان کو حکم نہیں دیا تھا۔ اور میں نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ هُبَل اے ھبل غالب ہو جا (مشرکین کے سب سے بڑے بت کا نام تھا)۔ وہ اپنے فرضی معبودوں پر فخر کرنے لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہنے لگے سُنیے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا اس کو بلا کر یوں کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اللہ سب سے اُونچا ہے اور غالب ہے اور سب سے بڑا عزت والا ہے وہ لوگ اور ہم برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔ مشرکین نے مسلمانوں کے جواب میں کہنا شروع کیا بے شک ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے (دوسرے بڑے بت کا نام ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کو جواب دو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اللہ ہمارا آقا اور سرپرست ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اس پر مشرکین نے محمد ﷺ کو نام لے کر آواز دی۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ حضور ﷺ زندہ سلامت ہیں تو انہوں نے حضور ﷺ کے اصحاب کو پکارا۔ انہوں نے جان لیا کہ وہ بھی زندہ ہیں تو اللہ نے ان کو رسوا کر دیا۔ لہٰذا وہ لوگ اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے۔

مسلمانوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اب ان کے کیا ارادے ہیں، لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کو دیکھو کہ اگر وہ سوار ہو گئے ہیں اور سامان بھی ان کے گھڑ سواروں کے پیچھے جا رہا ہے تو اور ابھی تو وہ ارادہ کر رہے ہیں کہ تمہارے گھروں اور ٹیلوں پہاڑوں کے قریب ہونا چاہتے ہیں جہاں پر تم لوگوں کے بال بچے ہیں اور تمہاری عورتیں ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو مدینہ کے اندر پھانس دوں گا۔ اگر انہوں نے سامان اُوپر باندھ دیا ہے اور گھوڑوں سے علیحدہ ہو گئے ہیں تو وہ فرار کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضور نے سعد بن ابو وقاص کو ان کے آثار پر جائزے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ آپ جا کر ان کا معاملہ جان کر ہمیں آگاہ کیجئے۔ سعد دوڑے دوڑے گئے حتیٰ کہ ان کے معاملات لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے ان کے گھوڑوں کو دیکھا ہے وہ اپنے دم مارتے رہے ہیں الگ تھلگ کئے ہوئے بیٹھے بپھرے ہوئے اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کو کہ واپس لوٹتے ہوئے ہتھیار باندھ چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے دل دشمن قوم کے جانے پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ پھیل گئے۔ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے نہ پایا کسی مقتول کو مگر سارے کے سارے مقتولین کے ناک کان کٹ چکے تھے سوائے فضلہ بن ابو عامر کے کیونکہ اس کا والد مشرکین کے ساتھ تھا۔ اسی لئے اسے چھوڑ دیا گیا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا والد قتل ہونے کے بعد اس کے پاس رکا رہا تھا، اس نے اس کے سینے پر دھکا دیا تھا

اپنے پیر کے ساتھ اور کہا تم نے دو گناہ کئے ہیں، میں تیرے مرنے کی جگہ پر آیا ہوں یہاں پر۔ اے ذہبی میری زندگی کی قسم تو تو رحموں اور رشتوں کو جوڑنے والا تھا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

مسلمانوں نے حمزہ بن عبدالمطلب کو (چچا رسول کو) اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا جگر نکال لیا گیا تھا اسے وحشی نے نکال لیا تھا اور اسی نے ان کو قتل کیا تھا اور وہ ان کے جگر کو ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک نذر اور منت میں جو اس عورت نے اس وقت منت مانی تھی جب حمزہ نے اس کے باپ کو یوم بدر میں قتل کیا تھا کہ اگر حمزہ ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے تو میں اس کا کلیجہ چباؤں گی۔

مسلمان اپنے مقتولین کے دفن کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں دفن کیا اور حضرت حمزہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے جو شہادت سے پہلے ان پر تھی ایسے جب سر کی طرف کھینچتے تھے تو پیر ننگے ہوتے تھے اور جب پیروں کی طرف کھینچی جاتی تو سر ظاہر ہو جاتا تھا (چہرہ ظاہر ہو جاتا تھا)۔ لہٰذا درختوں کی ٹہنیاں، لکڑیاں اور پتھر لا کر ان کے قدموں پر رکھ دیئے گئے اور ان کے چہرے کو اسی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

موسیٰ نے کہا ہے، ابن شہاب نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ شہداء کے دفن سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے زخموں کی پٹی لپیٹ دو کیونکہ ہر وہ زخم جو اللہ کی راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا رنگ تو جوان ہوگا مگر اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس پر گواہ ہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے تا کہ آپ کی نظر کے سامنے شہداء دفن کئے جائیں اور آپ نے انہیں غسل نہیں دلوایا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی آپ نے نماز جنازہ نہیں پڑھایا تھا۔ جیسے عام موتی پر پڑھائی جاتی ہے اور ان کو انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا جن میں وہ قتل کئے گئے تھے۔ اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں دیا گیا تھا (یعنی وہی کپڑے ان کے کفن تھے علاوہ ازیں کفن کا انتظام نہیں تھا نہ دیا گیا)۔

آپ نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ ایک ایک قبر میں دفن کئے تھے یعنی وہی شہداء۔ آپ پوچھتے تھے ان میں سے کون ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہے، جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تا ان میں سے تو آپ اس کو پہلے لحد میں اُتارتے دیگر ساتھیوں سے، حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے ان کے دفن سے۔ اور کچھ مہاجرات اور کچھ انصاری عورتیں آئیں، وہ اپنی پشت پر پانی اُٹھائے ہوئے تھیں اور کھانا بھی۔ اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی ان کے ساتھ نکلی۔ اس نے جب اپنے والد محترم کو دیکھا اور ان کے چہرے پر خون دیکھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گلے سے لگایا اور ابا کے چہرے اور جسم سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا اور اس شخص پر بھی اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول قتل کرے۔

اور کہا سہل بن ساعدی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون

اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا، اس دن ایک آدمی نے بنی حارث بن عبد مناف نے رسول اللہ ﷺ کو تیر کا نشانہ مارا تھا اسے ابن قمئہ کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بلکہ آپ کو عتبہ بن ابو وقاص نے مارا تھا۔

کہتے ہیں کہ علی بن ابو طالب بھاگے پانی کے گھاٹ طرف اور فاطمہ سے کہا کہ اس تلوار کو تھام کر رکھیں بغیر کسی بُرائی کے۔ چنانچہ وہ ڈھال کے اندر پانی لے آئے (چونکہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی)۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پینا چاہا مگر اس کی بو محسوس کی اور آپ نے فرمایا یہ ایسا پانی ہے جس کی بو بدل چکی ہے، آپ نے اس پانی سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد کا خون دھو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب علی کی تلوار کو خون آلود دیکھا تو فرمایا، اگر تم نے احسن طریقے پر قتال کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن الافلح نے اور حارث بن صمہ اور سہل بن حُنیف نے بھی احسن طریقے پر قتال کیا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے بارے میں خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا اور کہاں گئے؟ لوگوں نے بتایا کہ کفر کیا تھا ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک مشرکین نے ہمارا اس قدر نقصان نہیں کیا جتنا ان کا ہوا ہے یا ہم نے جس قدر ان کا کیا ہے یا یہ کہ پہلے ہم نے ان کا کیا ہے۔ اس لئے مشرکین اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اور ابوسفیان نے ان کو اعلان کیا تھا اور مشرکین کو جب وہ کوچ کر گئے تھے اس نے کہا تھا کہ تمہارا وعدہ موسم ہے یعنی موسم بدر میں یہ بازار ہوتا تھا جو ہر سال بدر میں لگتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان سے کہہ دو ٹھیک ہے ہم لوگ تیار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہی وعدہ گاہ ہے۔

انہیں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنی تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس کو لیتا ہے اس کے حق کے ساتھ؟ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو استعمال کرے جب دشمن سے ٹکرائے۔ حضرت عمر نے کہا (لوگوں کا خیال ہے) میں اس کو لیتا ہوں، آپ نے اس سے گریز کیا۔ پھر دوسری بار آپ نے اس کو پیش کیا، زبیر نے کہا میں اس کو لیتا ہوں۔ حضور نے اس سے بھی گریز کیا عمر نے اور زبیر نے اس بات کو دل میں محسوس کیا۔ پھر حضور نے تیسری بار پیش کی اس شرط کے ساتھ۔ اب کہ ابودجانہ سماک بن خرشہ بنو ساعد کے بھائی نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس کو لے لوں اس کے حق کے ساتھ۔ آپ نے اس کو دے دی۔ اس نے اس بات کو سچا ہی کہا۔ جب وہ دشمن سے ملے۔ لہٰذا وہ تلوار اس کے خون کے ساتھ سے دے دی گئی یا اس نے تلوار کو اس کا حق بھی دے دیا۔

اور لوگوں نے گمان کیا کہ کعب بن مالک نے کہا میں ان میں تھا جو مسلمان نکلے تھے میں نے جب مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ اس قدر مشرکین کی طرف سے مثلے (ناک کان کاٹنے) ہوئے دیکھے۔ میں اُٹھ کر گیا اور آگے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی اسلحہ جمع کر رہا ہے مسلمانوں کے جمع کرنے کی طرح اور کہہ رہا ہے جمع ہو جاؤ جیسے جیسے جمع کیے جاتے ہیں بکری کے بال جس کے بال اُترے ہوں۔ کہتے ہیں کہ رجاد یکھا کہ مسلمانوں میں، ایک آدمی کھڑا اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس کے اُوپر اس کا اسلحہ بھی لگا ہوا ہے۔ میں چلتے چلتے اس کے پیچھے آ گیا۔ اس کے بعد میں اپنی نگاہ سے کافروں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ کافر ان دونوں میں سے زیادہ بہتر تھا تیاری کے لحاظ سے اور ہیئت کے لحاظ سے۔ کہتے ہیں کہ مقتل ان کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ دونوں ٹکرا گئے۔ مسلمان نے کافر کے کاندھے پر ایسی تلوار ماری کہ اس کو کاٹتی ہوئی اس کے چوتڑوں تک اُتر گئی اور وہ حصوں میں بٹ گیا۔ اس کے بعد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگا کیسے دیکھتے ہو تم اے کعب، میں ابودجانہ ہوں۔

(اُحد سے واپسی پر) جب نبی کریم ﷺ مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو اچانک رونے اور بین کرنے کی آوازیں گھروں سے سُنائی دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا، ایک عورت آئی وہ اپنے بیٹے کو اور اپنے شوہر کو اُونٹ پر اُٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے ان کو رسی کے ساتھ باندھ لیا تھا پھر خود بیچ میں بیٹھ گئی تھی اور ان میں سے مقتولین اُٹھائے گئے تھے اور وہ مدینے کے قبرستانوں میں دفن کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لا دکر لانے سے منع کیا اور فرمایا کہ ان کو وہیں دفن کر دو جہاں شہید کئے گئے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جب رونے کی آواز سُنی تو فرمایا کہ لیکن حمزہ کو تو مدینے میں کوئی رونے والا بھی نہیں ہے اور آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

حضور کی یہ بات سعد بن معاذ نے اور سعد بن عبادہ نے اور معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے سُنی تو اپنے اپنے گھروں میں گئے انہوں نے ہر نوحہ کرنے اور رونے والی کو بلایا جو مدینے میں تھی اور ان سے کہا اللہ کی قسم تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول کو بھی روؤ۔ اس لئے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کو مدینے میں کوئی بھی رونے والی نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو نوحہ کرنے والیوں کو بلا لائے تھے وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ اب جو حضور ﷺ نے رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیسا رونا ہے؟ لہٰذا آپ کو بتایا گیا کہ انصار نے جو کچھ کہا ہے اپنی عورتوں کے ساتھ، لہٰذا حضور ﷺ نے انصار کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں خیر کے الفاظ کہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے والے کو پسند بھی نہیں کرتا اور آپ نے رونے سے منع فرما دیا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ تین کام عمل جاہلیت میں سے ہیں۔ ان کو میری اُمت ترک کردے۔ نوحے اور بین کرنا موتی پر اور طعن کرنا نسب میں اور یہ قول کرنا کہ بارش فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے ہوئی ہے۔ حالانکہ کوئی طلوع وغیرہ نہیں بلکہ وہ محض اللہ کی عطا سے ہوئی ہے اور اسی کا رزق ہوتا ہے (جو وہ عطا کرتا ہے)۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی کراہیۃ النوح۔ حدیث ۱۰۰۱ص ۳/۳۱۶)

مسلمانوں کے رونے کے وقت منافقین نے مکر کرنا اور رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کو جدا کرنا اور ان کو غم دلانا شروع کردیا۔ اور اس وقت یہودیوں کا باطنی کھوٹ اور دھوکہ سامنے آگیا اور پورے مدینے میں منافقیت ایسے جوش مارنے لگی جیسے ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کے رونے کے وقت نفاق اور دھوکہ ظاہر کردیا جو وہ چھپاتے پھرتے تھے۔

ادھر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو مترک اس پر غالب نہ آجاتے اور ان میں سے وہ لوگ نہ مارے جاتے جو مارے گئے ہیں۔ بلکہ یہ حکومت اور ملک واقتدار کا طالب ہے، ایک بار حکومت اس کے پاس ہوگی اور دوسری بار اس کے مخالف کے پاس ہوگی۔ اور نبوت کے بغیر اہل طلب دینا ایسے ہوتے ہیں۔ ادہر منافقوں نے کہا انہیں یہودیوں جیسا قول اور مسلمانوں سے کہتے لگے کہ اگر تم لوگ ہماری بات مانتے تو جو لوگ تم میں سے مارے گئے ہیں وہ نہ مارے جاتے۔

ادھر اہل مکہ میں ایک آدمی سول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اس سے ابوسفیان اور اس کے دیگر ساتھی مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ان کے پاس بیٹھ کر ان لوگوں کی باتیں سُنی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ملامت کررہے تھے۔ ان میں سے بعض بعض سے کہہ رہا ہے تم لوگ کیوں ایسا کام کرتے ہو جس سے تم لوگ اپنی عزت وشوکت کو داؤ پر لگا آتے ہو اور اپنی بہادری کو بھی بٹہ لگاتے ہو اور اس پر طرہ یہ کہ تم لوگ ان کو باقی چھوڑ آتے ہو۔ ان کو ختم نہیں کرسکتے ہو، ابھی تک ان میں سے سردار باقی ہیں وہ تمہارے خلاف لوگوں کو پھر جمع کرلیتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور ان کو دشمن کی تلاش کا شدید زخم تھا تاکہ وہ خود بھی اس بات کو سُنیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہرگز نہ چلے مگر وہی قتال میں حاضر تھا۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا میں آپ کے ساتھ سوار ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ اور رسول کی بات ماننا ان لوگوں کا کام ہے جن پر آزمائش گزری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چل پڑے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر ارشاد فرمایا ہے:

الذین استجابو اللّٰہ والرسول بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مانی باوجود اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا جن لوگوں نے ان میں سے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ سُلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں آپ کے ساتھ نکلا تھا تاکہ میں قتال میں حاضر ہوں مگر اس نے کہا تم واپس جاؤ اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں اپنی عورتوں کو چھوڑ کر نہ جاؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا تھا جب اس نے مجھے وصیت کی تھی واپس ہونے کی اسی امید کا جو اس کو پہنچ گئی ہے قتل ہوجانا بس اللہ نے اس کو شہادت عطا کی ہے اس نے میرے ساتھ بقا کا ارادہ کیا تھا اپنے ترکہ کے لئے، مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ جدھر بھی رُخ کریں میں آپ کے ساتھ رہوں اور میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ صرف وہی بندہ طلب کیا جائے جو قتال میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دے دیں۔ بس اس کو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ بس رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو تلاش کیا (آپ اس تلاش میں

مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور قرآن مجید نازل ہوا ان کی رضاعت کے بارے میں جنہوں نے اطاعت کی اور ان کے نفاق کے بارے میں جنہوں نے منافقت کی اور مسلمانوں کی تعزیت اور صبر دلانے میں اور ان کے ہر جگہ وطن بنانے کی حالت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نکلنے کے وقت کے بارے میں جب انہوں نے صبح کی تھی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

واذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال والله سميع عليم ۔

یاد کرو جب آپ نے اصل سے علی الصبح روانہ ہو کر مؤمنوں کو جگہ متعین کر کر کے دے رہے تھے قتال کے لئے ٹھکانے بتا کر اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

پھر اس آیت کے بعد والی آیت میں جس میں انہیں کے قصے کا ذکر کیا ہے یہ سلسلہ اس آیت تک چلا گیا ہے۔

ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله عفور رحليم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

بے شک وہ لوگ جو واپس لوٹ گئے تھے تم میں سے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے پھسلا دیا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے (اور اس کے بعد کی سات آیات بھی اسی بارے میں ہیں)۔

اور وہ گروہ جنہوں نے پیٹھ پھیر لی تھی وہ مندرجہ ذیل تھے۔

دو آدمی بنو زریق میں سے تھے، ایک سعد بن عثمان اور اس کا بھائی عقبہ بن عثمان اور ایک آدمی مہاجرین سے واپس لوٹ گئے تھے یہاں تک کہ وہ بیر حزم تک جا پہنچے تھے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ مقام جلعت تک پہنچے تھے۔ پھر اللہ نے ان سے درگزر فرما دیا تھا۔ پھر بے شک مسلمان، پھر بے شک وہ مسلمان کثیر تعداد میں تھے جن کو اُحد والے دن مصیبت سے دو چار ہونا پڑا تھا جبکہ یوم بدر میں مشرکین ان سے بھی دوہری تعداد میں ہلال ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

او لما اصابتكم مصيبة قد اصبتم مثليها قلتم انى هٰذا قل هو من عند انفسكم ان الله على كل شئ قدير ۔

آیا کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی ہے تو (یہ بھی تو سوچو کہ) تم ان کو اس کی دہری مصیبت پہنچا چکے تھے۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ ہم پر کہاں سے آن پڑی ہے۔ اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ وہ تمہارے اپنے نفسوں کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اس کے بعد کی آیات بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ بن عتبہ نے ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مارے گئے تھے۔ اور ان کے اندر اس نے یمان ابوحذیفہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام حُسَیل بن جبیر تھا، وہ ان کا حلیف تھا بنوعبس میں سے۔ مسلمانوں نے اس کا کام تمام کر دیا تھا معرکہ میں، نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ لہٰذا حذیفہ نے اس کے خون کو صدقہ کر دیا اس پر جس نے اس کو مارا تھا (یعنی اس نے معاف کر دیا تھا)۔

موسیٰ بن عتبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ عروہ بن زبیر نے کہا مسلمانوں نے اس کے بارے میں اس دن غلطی کی تھی، انہوں نے اس کو دشمن سمجھ کر تلواروں کی زد میں لے لیا تھا حالانکہ حذیفہ چیختے رہے کہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر وہ (معرکہ کی حالت میں اور گھمسان کی جنگ میں) اس کی بات نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ وہ اس کا کام تمام کر کے فارغ ہو گئے (بظاہر بعد میں افسوس ہونا فطری بات تھی)۔ مگر حذیفہ نے کتنی بڑی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا اس نے کہا، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے وہ ارحم الراحمین ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مصالحت کرادی تھی اور حذیفہ نے بھی معاف کر کے حضور کے نزدیک خیر کی اعلیٰ مثال قائم کردی۔ کہتے ہیں کہ وہ جمیع لوگ جو یوم اُحد میں مسلمانوں میں سے شہید کیے گئے قریش میں سے اور انصاری میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے اور مشرکین میں سے جو مارے گئے وہ سولہ آدمی تھے۔

تحقیق ہم نے اُحد کا قصہ ذکر کیا ہے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے رحمہ اللہ۔ اس نے اس میں سے بعض متفرق احادیث کو بطور شواہد ذکر کیا ہے مگر ان بعض احادیث میں کچھ زیادات اور اضافے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ہم انشاء اللہ اس کو بیان کریں گے علیحدہ ابواب میں باقاعدہ عنوانات قائم کر کے ان مشتملات کے ساتھ۔

باب ۳۸

جنگ اُحد والے دن مسلمانوں کی اور مشرکین کی تعداد کا ذکر

اور فرمانِ الٰہی :

۱۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔ اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِیُّھُمَا وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱۔۱۲۲)

(ترجمہ) جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی ٹھکانوں پر اور اللہ سنتا جانتا ہے، جب قصد کیا دو فریقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ کریں مسلمان۔

۲۔ مَالَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَھُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۸۸)

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا ہے منافقوں کے واسطے دو جانب ہو اور اللہ نے ان کو اُلٹ دیا ان کے کاموں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو ابن شہاب نے نبی کریم ﷺ کے اُحد کی طرف روانگی کے بارے میں جب رسول اللہ ﷺ مقام شوط تک پہنچے (مدینہ اور اُحد کے درمیان) تو عبداللہ بن اُبی لشکر کی تقریباً ایک تہائی کو لے کر از راہ بزدلی وہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔

ادھر نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سات سو افراد کو لے کر روانہ ہو گئے تھے اور قریش نے خوب تیاری کر رکھی تھی، وہ تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کو ایک جانب رکھا (بائیں جانب)۔ اور انہوں نے گھوڑوں والے دستے کے میمنہ پر (دائیں جانب) خالد بن ولید کو رکھا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔ اور میسرہ پر رکھا عکرمہ بن ابوجہل کو۔ میں نے اس کو اسی طرح پایا اپنی کتاب میں۔

اور یعقوب بن سفیان نے اس قصے کا اعادہ کیا ہے اس اسناد کے ساتھ بعینہ جو بعض الفاظ میں اس قصے کے الفاظ کے مخالف ہے۔ وہ اس میں یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس دن چار سو افراد کے قریب تھے۔ مگر اس کا قول اول زیادہ مناسب ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے اور وہی زیادہ مشہور ہے اہل مغازی کے نزدیک۔ اگرچہ زہری سے جو مشہور ہے وہ چار سو ہی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۳/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور وہ لوگ ایک ہزار افراد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلے گئے جا کر اُحد میں اُترے اور عبداللہ بن اُبی تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ آیا حضور ﷺ کے ساتھ، باقی سات سو آدمی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد عروہ نے کعب بن مالک کا شعر ذکر کیا مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں اور مشرکین کی کثرت کے بارے میں اس انداز سے جو موسیٰ بن عقبہ کے ذکر سے زیادہ مکمل ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۳/۴)

عروہ نے کہا کہ جب عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کو لے کر واپس آئے تو مسلمانوں کی دو جماعتوں نے گھبرا کر حوصلے پست ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ بھی کم ہمت ہو جائیں اور بزدل ہو جائیں اور وہ دو جماعتیں بنوسلمہ اور بنوحارثہ تھیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ سے کہ

اذ همت طآئفتان منکم ان تفشلا (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۲)

کہ جب دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس سے مراد بنوسلمہ اور بنوحارثہ ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت نہ اُترتی کیونکہ یہ حکم بھی تو اُترا تھا واللہ ولیھما کہ اللہ ان کا دوست ہے اور کام بنانے والا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے علی بن عبداللہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (فتح الباری ۸/ ۲۲۵)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ ص۱۹۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے سنا عبداللہ بن یزید سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ واپس لوٹ گئے تھے جو آپ کے ساتھ روانہ ہوتے تھے۔

کہتے ہیں اصحاب رسول دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے قتال کریں، دوسرا کہتا تھا کہ ہم قتال نہ کریں۔
پھر یہ آیت نازل ہوئی:

فما لکم فی المنافقین فئتین واللّٰہ ارکسھم بما کسبوا۔ (سورۃ النساء: آیت ۸۸)

تو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ شہر طیبہ ہے یہ میل کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کو۔
اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابوولید سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۶۵)
اور مسلم نے اس کو روایت کیا دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب الحج۔ باب المدینۃ تنفی شرارھا۔ حدیث ۴۹۰ ص ۱۰۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن یزید سلمی نے، ان کو حفص بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ورقاء نے، ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں :

ماکان اللّٰه لیذر المؤمنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۹)

فرمایا کہ اللہ نے تمیز کر دی تھی ان کی اُحد والے دن منافقوں کو مؤمنوں سے ایک روز واضح کر دیا تھا۔ (تفسیر طبری ۷/۴۲۴-۴۲۵)

باب ۳۹

حضور ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کی کیفیت کیا تھی؟ اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان قتال کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن شہاب زہری نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو سعد بن معاذ نے اور ان کے علاوہ ہمارے دیگر علماء نے، ہر ایک نے کچھ حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں اور ان سب کی حدیث جمع ہوگئی ہے اس روایت میں جو میں نے بیان کی ہے۔ ان سب مذکورین نے فرمایا تھا : کہ

بدر والے دن جب قریش مارے گئے تھے اور ان کے بقایا شکست خوردہ لوگ جب مکے میں پہنچے تھے اور ابوسفیان اپنے قافلے کو لے کر واپس پہنچ گئے تو عبداللہ بن ابوربیعہ اور عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان بن اُمیہ دیگر قریش کے جوانوں کے ساتھ ابوسفیان کے پاس گئے انہوں نے جا کر اس سے بات کی اور ان لوگوں کے ساتھ جو قریش میں سے اس قافلے میں تاجر تھے۔

انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت بے شک محمد نے تم لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے چنیدہ اور سرداروں کو قتل کروا دیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو (محمد ﷺ) کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تاکہ ہم لوگ اس سے اپنا قصاص اور بدلہ لے سکیں ان لوگوں کا جو ہم میں سے مارے گئے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی کہا یعنی پورا مال اس کام کے لئے خرچ کر ڈالو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

ان الذین کفروا ینفقون اموالهم لیصدوا عن سبیل اللّٰه ...... تا ...... الیٰ جهنم یحشرون ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۳۶)

بے شک جو کافر ہیں وہ اپنا مال خرچ کر رہے تاکہ اللہ کے راستے سے روک سکیں الخ۔ پڑھتے جایئے یحشرون تک۔

جب قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہوگئے اپنے جوانوں سمیت اور ان سمیت جنہوں نے ان کی بات مانی تھی خواہ وہ بنوکنانہ میں سے تھے یا اہل تہامہ میں سے، سب ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اپنی اپنی عورتوں سمیت، اپنی غیرت اور غضب میں آ کر

اوراس بات کی ضمانت کے طور پر کہ وہ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے (کیونکہ اس فرار کا مطلب اپنی عورتیں دوسروں کے حوالے خود کرنے کے مترادف ہوگا)۔ چنانچہ وہ مکے سے روانہ ہوگئے اور وہ مدینے کے قریب کھجوروں والی زمین کے چشموں والے مقام پر اُترے وادی کے کنارے، جو مدینے کے متصل تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان کے بارے میں سُنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے جو ذبح کی جائے گی اور میں نے اس کی تعبیر اچھی اور خیر کی مراد لی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک کی دھار میں کٹاؤ یا گھاؤ دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے ایک محفوظ زرہ کے اندر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر میں مدینہ مراد لیا ہے۔ اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو مدینے میں ٹھہرے رہو اور ان لوگوں کو وہیں چھوڑ دو جہاں وہ لوگ آ کر اُترے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہاں اُتریں گے تو وہ بہت بُری جگہ پر اُتریں گے یعنی مدینے کے اندر آئیں گے تو ان کے لئے بہت بُرا ہوگا۔ اگر وہ ہمارے پاس داخل ہوں گے تو تم لوگ اسی شہر میں ان سے قتال کرنا۔

مسلمانوں میں کچھ مردوں نے کہا جنہیں اللہ نے شہادت سے نوازا تھا اُحد والے دن اور دیگر نے جن سے بدر کا دن فوت ہوگیا تھا کہا یارسول اللہ آپ ہمیں دشمن کے پاس لے چلیں۔ وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے کہ ہم ان سے بزدلی کرتے ہیں۔ مگر عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا کہ آپ مدینے کے اندر ہی رہیں، آپ دشمنوں کے پاس چل کر نہ جائیں مگر لوگ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصرار کرتے رہے جانے کے لئے جن کا مشورہ دشمن سے جا کر ٹکرانا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور ہتھیار زیب تن کر کے باہر آ گئے۔

یہ جمعہ کا دن تھا جب آپ جمعہ سے فارغ ہو گئے تھے۔ اس دن انصار کا ایک آدمی انتقال کر گیا تھا، اس کا نام ملک بن عمرو تھا جو کہ بنونجار کا ایک فرد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ اس وقت لوگ نادم ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ہم نے آپ کو مجبور کیا ہے جبکہ یہ بات شاید ہمارے لئے مناسب نہیں تھی۔ اگر آپ چاہیں تو آپ بیٹھ جائیں، اللہ آپ کے اُوپر رحمت نازل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ کام مناسب نہیں ہوتا کہ وہ جب ہتھیار پہن لیتا ہے پھر اس کو اُتار کر رکھ دے بلکہ پھر وہ قتال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک ہزار آدمی کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام شوائط پر پہنچے مدینہ کے اور اُحد کے درمیان تو عبداللہ بن اُبی منافق ایک تہائی لشکر کو لے کر واپس آ گیا اور علیحدہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ حضور نے ان لوگوں کی بات مان لی اور میری بات نہیں مانی تھی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رواں دواں رہے۔ راوی نے حضور کے چلنے کی کیفیت بھی ذکر کی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور آپ کا جھنڈا اس دن علی بن طالب کے پاس تھا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ قوم کا جھنڈا کس کے پاس ہے لوگوں نے بتایا کہ طلحہ بن ابوطلحہ کے پاس ہے جو بنوعبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفاء کرنے کے زیادہ حقدار ہیں ان سے۔ لہٰذا آپ نے مصعب بن عمیر کو بلایا جو بنوعبدالدار کے بھائی تھے حضور نے جھنڈا اس کو تھما دیا۔

اس کے بعد مشرکین میں سے ایک آدمی اُحد کے دن نکلا تھا مقابلہ کے لئے، لوگ اس کو دیکھ کر ٹھہر گئے حتیٰ کہ اس نے تین بار مقابلہ کے لئے پکارا، اور وہ اس وقت اپنے اُونٹ پر سوار تھا۔ لہٰذا زبیر بن عوام اس کی طرف اُٹھے اور اس پر اُچھل کر حملہ کر دیا، وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا یہ اتنا کودے کہ اس دشمن کے برابر ہو گئے۔ اس کے پالان کے باوجود انہوں نے اس دشمن کو وہیں دبوچ لیا، دونوں اُونٹ کے اُوپر گتھم گتھا ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو زمین کے قریب ہے وہ مارا جائے گا۔ لہٰذا مشرک نیچے گر پڑا اور زبیر اس کے اُوپر گر پڑے اور اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ذبح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (جب آپ نے اپنے مجاہد کی شجاعت دیکھی) میرے قریب آؤ، اے ابن صفیہ! آپ مقابلے کے لئے

کھڑے ہوگئے تھے ورنہ میں خود اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ کرچکا تھا۔ یہ اس لئے کہ دیگر لوگ اس کے مقابلے پر آنے سے رک گئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو قریب کر کے اس کو اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا بے شک ہر نبی کے لئے ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں کا امیر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا تھا جو بھائی تھے بنو عمرو بن عوف کے اور تیر انداز پچاس آدمی تھے رسول اللہ نے امیر سے فرمایا تھا آپ لوگ تیروں سے ہماری طرف آنے والے گھڑ سواروں کو روک کر رکھنا۔ وہ ہمارے پیچھے سے ہمارے اُوپر نہ آجائیں، ہم ہاریں یا جیتیں آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا۔ تمہاری طرف سے کوئی نہ آسکے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے دو زر ہیں پہنی تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نصف شوال (پندرہ) بروز ہفتہ کو (مشرک اور مسلمان) باہم ٹکرائے تھے۔ لوگ لڑتے رہے حتیٰ کہ جنگ خوب گرم ہوگئی یعنی گھمسان کی جنگ ہونے لگی اور ابودجانہ نے سخت قتال کیا حتیٰ کہ لوگوں کی صفوں میں وہ گھس گیا اور حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب بھی مسلمانوں میں کئی جوانوں سمیت گھس گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل کی اور ان سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ لہٰذا انہوں نے مشرکین کو خوب کاٹا تلواروں کے ساتھ اور ان کے لشکر کا صفایا کر دیا۔ جبکہ شکست بھی بلاشبہ اسی میں ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔۱۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے یہ کہ زبیر بن عوام نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہندہ بنت عتبہ کو اور اس کی سہیلیوں کو کہ وہ شکست ہو جانے کے بعد پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھائے بھاگی جارہی تھیں (مشرکین میں سے تھی) سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ۔

مگر حالات نے اس وقت پلٹا کھایا جب تیر انداز مورچہ چھوڑ کر لشکر میں چلے آئے حتیٰ کہ مشرکین نے پیچھے سے اچانک حملہ کرنے کا موقع پالیا (گویا کہ ہم نے خود ان کو موقع دیا اپنی غلطی سے)۔ انہوں نے ہماری پشت خالی دیکھی گھوڑوں سے حملے کے لئے۔ لہٰذا ہمارے اُوپر پیچھے سے شدید حملہ ہوگیا اور کسی چیخنے والے نے چیخا کہ محمد (ﷺ) قتل ہوگئے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ پسپا ہوگئے اور دشمن ہمارے اُوپر غالب آگئے۔ حالانکہ ہم لوگ ان کے کئی علم برداروں کو قتل کر چکے تھے، ڈر کے مارے کوئی ان کے جھنڈوں کے قریب بھی نہیں آرہا تھا۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

ابن اسحاق نے کہا، مشرکین کا جھنڈا ہمیشہ گرا رہا، حتیٰ کہ پھر اس کو عمرۃ بنت علقمہ حارثیہ نے اُٹھایا تھا قریش کے لئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین قاضی نے، ان کو ابراہیم حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ ۔

اور اللہ نے تم سے سچا کر لیا ہے اپنا وعدہ جب تم ان کو کاٹ رہے تھے (یعنی تم ان کو قتل کر رہے تھے)۔

بِاِذْنِهٖ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ ۔

اس کے حکم کے ساتھ جب تم نے ہمتی دکھائی اور اس معاملہ میں اختلاف کیا تھا اور تم نے نافرمانی کر لی تھی یعنی معصیت کے ساتھ، یعنی ہر اس شخص کا غنیموں کی طرف لگ جانا جو بھی ان میں سے اس طرف مائل ہوگیا تھا۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

اور رسول تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہا تھا بعد اس کے جو دیکھا تم کو جو تم پسند کرتے ہو (یعنی اللہ کا مؤمنوں کی مدد کرنا) حتیٰ کہ مشرکین کی عورتیں شکست کھا کر ہر سخت اور نرم پر چڑھنے لگیں۔ مشرکین کے لئے وہ کامیابی پھر دی گئی بسبب مسلمانوں کی طرف سے رسول کی نافرمانی کرنے کے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کنکریاں ماریں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو علی بن ابراہیم بن معاویہ نے نیشاپور سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن مسلم بن دارۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن فضل نے، ان کو اسباط نے سُدّی سے ابن عبد خیر سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ اصحاب رسول میں سے کوئی ایک بھی دنیا کو پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی اُحد والے دن :

منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة ۔

بعض تم میں سے وہ ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو صرف آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔

جنگ اُحد میں صحابہ کی ایک جماعت کو گھاٹی پر مقرر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعلی اودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی داؤد نے، ان کو عبداللہ بن نفیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ بن حدیج بن رحیل جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا براء سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں پر جو پچاس آدمی تھے عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت اُچک کر لے جا رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے دشمنوں کو شکست دے دی ہے اور ہم نے ان کو روند دیا ہے تو بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین کو شکست دے دی تھی۔ کہتے ہیں کہ براء کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا تھا کہ وہ گھوڑوں پر سختی کر رہی تھیں۔ ان کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں اور پنڈلیاں ایسے کہ وہ اپنے کپڑے اُوپر اُٹھائی ہوئی تھیں (پریشانی کی وجہ سے)۔ لہٰذا عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا غنیمت لوٹو اے لوگو، غنیمت لوٹو۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں، تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو۔ مگر عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ فرمان بھول گئے جو کچھ رسول اللہ نے تم لوگوں سے فرمایا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا اپنا حصہ حاصل کریں گے۔

چنانچہ وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ ان کا رخ بدل گیا، لوٹے تو کیا لوٹے شکست کھانے والے۔ یہی کیفیت تھی جب رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔ اس طرح بھگدڑ مچی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ہم لوگوں میں سے یعنی مسلمانوں میں ستر آدمی شہید ہو گئے۔ نفیلی کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بدر والے دن ایک سو چالیس آدمی، ان میں سے ستر آدمی قیدی بنے اور ستر آدمی مارے گئے۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا تھا کیا تم لوگوں میں محمد ہے؟ کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ جواب نہ دیا جائے۔ پھر اس نے کہا قوم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ کیا تم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ کیا لوگوں میں ابن خطاب ہے؟ تین بار پوچھا، اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ گیا جا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ سارے مارے گئے ہیں۔

حضرت عمر نے سُنا تو ان سے رہا نہ گیا انہوں نے فوراً کہا تم نے جھوٹ کہا ہے، اے اللہ کے دشمن جن کو تم نے گنوایا ہے وہ سارے زندہ ہیں۔ ابھی تو تیرے لئے اور بُرا وقت باقی ہے جو تم نے دیکھنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور جنگ تو ڈول ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھوں میں تو کبھی ہمارے ہاتھوں میں۔ بے شک تم لوگ عنقریب مُثلہ پاؤ گے (یعنی تمہارے مقتولین کے ناک، کان، ہونٹ، ہاتھ کٹے ہوئے ملیں گے تمہیں)۔ میں نے ایسا کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ مگر مجھے یہ عمل تمہارے مقتولین کے ساتھ کرنا برا بھی نہیں لگے گا۔ اس کے بعد اس نے احبز پڑھے (فخریہ اشعار کہے) اور کہا اُعْلُ هُبَلْ اے هُبَلْ (بت کا نام) اُونچا ہو جا غالب ہو جا اُعْلُ هُبَلْ۔

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو اُترتے دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب نہیں دے سکتے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم لوگ کہو اللّٰهُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ یعنی اللہ غالب ہے برتر ہے اور عزت وجلالت والا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا بے شک ہمارے لئے تو عُــزّی (بت) ہے اور تمہارا تو کوئی عزّی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ بتائیں ہم اس کو کیا جواب دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، یوں کہو اللّٰه مولانا ولا مولا لکم اللہ ہمارا مولیٰ ومددگار ہے تمہارا کوئی مددگار ہی نہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ص ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷۔ ۸/ ۲۲۔ ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۶۲ ج ۳ ص ۵۱۔۵۲)

حضرت حذیفہ کا فراخ دل کا مظاہرہ .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر فاریابی نے۔ ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو خبر دی علی بن مُسہر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ اُحد والے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ واضح شکست جو کہ ان کے اندر جانی پہچانی گئی تھی۔ مگر ابلیس نے چیخ مار کر یہ کہا، اے اللہ کے بندو پیچھے لوٹ آؤ۔ لہٰذا ان کے آگے والے واپس لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔

لہٰذا حذیفہ بن یمان نے دیکھا اچانک وہ اپنے باپ کو بچانے کی سعی کر رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا ارے یہ میرا باپ ہے ...... ارے یہ میرا باپ ہے۔ اللہ کی قسم یہ لوگ اس سے باز نہ آئے حتیٰ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اتنے میں حذیفہ نے کہا، اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا کہ ہمیشہ رہی حذیفہ کے بارے میں پیچھے بقیہ خیر اور اچھائی کی بات، حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

یہ الفاظ حدیث علی بن مسہر کے ہیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن سعید سے، اس نے ابواسامہ سے اور فروہ سے، اس نے علی بن مسہر سے۔ (کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۶۸۔ فتح الباری ۱۱/ ۵۴۹)

☆☆☆
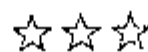
باب ۴۰

۱۔ حضور کا جنگ اُحُد والے دن اپنے اصحاب قتال پر اُبھارنا۔

۲۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے جن جن اصحاب کی حفاظت فرمائی اس کا ثبوت۔

۳۔ اور اللہ عزوجل کا ارشاد : رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور کھجور کی وہ چھڑی جو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو دی تھی اس کا اس کے ہاتھ میں تلوار بن جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ نے بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن عرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار لی اور فرمایا کہ کون اس تلوار کو میرے ہاتھ سے اس کے حق کو ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ لوگ رک گئے (یعنی توقف کیا) مگر سماک ابودجانہ نے آپ سے عرض کی، میں لیتا ہوں اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ۔ اُس نے اسے لے لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑتا ہوا چلا گیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۲۸ ص ۱۹۱۷)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن کامل نے، بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو حدیث بیان کی عمرو بن عاصم کلابی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبیداللہ بن ضرراع بن ثور نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کون اس تلوار کو اس کے حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ لیتا ہے؟ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ دوبارہ آپ نے کہا کون ہے جو اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی میں لیتا ہوں یارسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ تیسری بار آپ نے کہا کون ہے جو اس کا حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ اس کو لیتا ہے؟ لہٰذا ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ میں اس کو لیتا ہوں یارسول اللہ اس کے حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ آپ بتائیں کہ اس کو حق کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا، حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس تلوار کے ہوتے ہوئے کسی کافر سے فرار نہ ہونا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار اس کو دے دی۔ اور وہ جب قتال کا ارادہ کرتے تو وہ ایک پٹی کے ساتھ نشان لگاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آج اس کو ضرور دیکھوں گا جی یہ کیا کرتے ہیں اور کیسے کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ جب قتال میں شروع ہوئے تو جو بھی شی اُونچی نظر آتی سب کو مارتے چلے گئے حتیٰ کہ مارتے مارتے وہ پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے گروپ تک پہنچ گئے ان کے پاس ان کی دف تھیں ان میں سے کچھ عورتیں یہ رجز پڑھ رہی تھیں یا گنگنا رہی تھیں :

کہ ہم راتوں کو اترنے والے اور آنے والے مہمان کو بیٹیاں ہیں .... ہم قالینوں کے اوپر چلنے والی ہیں .... اے قتال کرنے والو! اگر تم لوگ آگے بڑھو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی .... اور تمہارے لئے قالین فرش راہ کریں گی .... اور اگر تم نے پیٹھ پھیری لڑائی سے تو ہم تم سے دور ہو جائیں گی .... غیر محبت کرنے والے کی طرح۔

کہتے ہیں کہ ابودجانہ ایک عورت کو تلوار مارنے کی طرف جھکے ہی تھے کہ پھر یکایک انہوں نے اس کو قتل کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو میں نے ابودجانہ سے پوچھا کہ سارا کام تیرا ٹھیک تھا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی؟ بولے وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک عورت کے اوپر تلوار اٹھائی قتل کرنے کے لئے پھر روک لی۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کو مارا نہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ایسی ہی بات ہے۔ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ کی تلوار کی عزت واحترام کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ کسی عورت کو قتل کروں۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابودجانہ نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے لی تو اس نے ایک سرخ پٹی نکالی کر اس کے سر پر باندھ دی تھی۔ لہٰذا وہ فخر و بہادری کا جراءت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفوں میں گھس گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جعفر بن عبداللہ بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب نے، اس نے معاویہ معبد بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ نے ابودجانہ کو اتراتے دیکھا تھا کہ یہی تو وہ رفتار ہے یہی تو چلنے کا وہ انداز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ہر جگہ پر۔ اگر پسند کرتا ہے تو صرف ایسے ہی مقامات پر پسند کرتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۰/۳)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حصین بن عبدالرحمن نے محمود بن عمرو بن یزید بن سکن سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا تھا جب ان کو مشرکین نے گھیر لیا تھا کہ کون آدمی ہے جو ہمارے لئے اپنے کو فروخت کر دے۔ زیاد بن سکن انصار کے پانچ جوانوں سمیت کھڑے ہوگئے۔ بعض دیگر لوگوں کہنا ہے کہ بلکہ وہ عمارہ بن زیاد بن سکن تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے ایک ایک کر کے لڑتے رہے اور شہید ہوتے گئے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے قربان کر دیا۔ آخر میں اسی زیاد کی باری یا عمارہ بن زیاد تھے۔ وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے نڈھال اور بے تاب ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی ایک جماعت آگے بڑھی، انہوں نے کفار ومشرکین کو حضور ﷺ سے روکا اور اب آپ کا دفاع کیا۔

رسول اللہ نے فرمایا میرے رضا کار کو میرے پاس لے آؤ۔ اُسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کو گود میں لیا اپنے قدم مبارک کو اس کے سر کے نیچے تکیہ بنایا اس کی وہیں روح پرواز کر گئی۔ کیفیت یہ تھی اس کے رخسار حضور ﷺ کے قدموں کے ساتھ لگے ہوئے تھے (گو رضا کار وفادار نے قائد کے قدموں میں جان دے دی)۔ ادھر ابودجانہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے آپ کو حضور کے آگے ڈھال بنائے رکھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے رہے اور وہ رسول اللہ پر کمر جھکائے کھڑے رہے حتیٰ کہ کثیر تعداد میں تیر اس پر لگ گئے۔

(۵)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد مختومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عثمان نے اور ہدبہ بن خالد نے ان دونوں کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اور ثابت نے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ مجاہدین کے ساتھ جو کہ انصار میں سے تھے اور دو آدمی قریش میں سے احد والے دن ٹھہر گئے تھے ایک مرحلے پر، دشمن ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، کون ہے جو ان کو ہٹائے ہم سے، اس کے جنت ہوگی یا یوں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا اس نے بے جگری سے قتال کیا حتی کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر دشمن قریب ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون ہے جوان کو ہم سے ہٹائے، اس کے لئے جنت ہوگی یا کہا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا، اس نے قتال کیا اور وہ شہید ہو گیا۔

ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہا حتی کہ وہ ساتوں مجاہد صحابہ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں قریشی ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۰ ص ۱۴۱۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو معتمر سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سنا اپنے والد سے، اس نے ابوعثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں باقی رہ گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا سوائے طلحہ بن عبداللہ کے اور سعید کے۔

مذکورہ دونوں کی روایت کے مطابق مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۷۹)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۰۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ ۷/۸۲)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ کے ہاتھ کو شل شدہ دیکھا تھا (یعنی ہاتھ مارا ہوا تھا) اس لئے کہ اس نے اُحد والے دن اسی ہاتھ پر حضور ﷺ سے خود دفاع کرتے ہوئے اپنے اسی ہاتھ پر تیر کھائے تھے۔

امام بخاری نے عبداللہ بن ابی شیبہ عن وکیع کی سند کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۳۔ فتح الباری ۷/۳۵۹۔ بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۷۲۴۔ فتح الباری ۷/۸۳)

ابوطلحہ انصاری کا رسول اللہ کی حفاظت کر کے زخمی ہونا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے عمارۃ بن غزیہ سے، اس نے ابوالزبیر مولیٰ حکم بن حزام سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا اُحد والے دن لوگ (افراتفری میں) حضور ﷺ سے الگ ہو گئے تھے۔ آپ کے ساتھ انصار میں گیارہ آدمی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ حضور پہاڑ پر چڑھے جارہے تھے کہ مشرکین پیچھے سے جا ملے۔ حضور نے فرمایا، کیا کوئی ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ طلحہ نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے اس کو روک دیا کہ آپ ٹھہریں اے ابوطلحہ۔

چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف سے قتال کیا۔ اتنے میں حضور پہاڑ پر چڑھ گئے اور آپ کے ساتھی بھی۔ اس کے بعد انصاری قتل ہو گیا، اتنے میں مشرکین حضور ﷺ کے قریب ہو گئے۔ حضور نے فرمایا کیا کوئی نہیں ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ پھر طلحہ نے پہلے کی طرح کہا کہ میں حاضر ہوں مگر پھر بھی اس کو اجازت نہ ملی۔ حضور ﷺ نے اب بھی پہلے کی طرح جواب دیا۔ اتنے میں کسی اور انصاری نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح قتال کیا۔ اتنے میں حضور بھی اور آپ کے ساتھی بھی اور اُوپر چڑھ گئے۔ لہٰذا مجاہد بھی شہید ہو گیا۔ ہر دفعہ ابوطلحہ اجازت مانگتے رہے اور حضور ﷺ وہی جواب دیتے رہے۔ حضور اس کو روک کر رکھتے رہے وہ برابر کہتا رہا کہ میں حاضر ہوں، حضور ﷺ کسی اور انصار کو اجازت دیتے رہے جب وہ اجازت طلب کرتے رہے اور وہ اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہوتے رہے، یہاں تک کہ اب حضور کے ساتھ طلحہ کے سوا ان سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اتنے میں مشرکین پھر حضور ﷺ کے قریب آ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے ساتھ نمٹے۔ طلحہ نے ہر دفعہ کی طرح کہا، میں حاضر ہوں۔

لہٰذا طلحہ نے اپنے پیشروؤں کی طرح قتال کیا، اس میں ان کی اُنگلیاں شہید ہو گئیں انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا زبان سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہتے رہو یا فرمایا کہ اگر آپ اللہ کا نام ذکر کرتے تو تجھے فرشتے اُوپر اُٹھا لیتے اور لوگ آپ کو دیکھتے یہاں تک کہ وہ تمہیں لے کر آسمانی فضا میں داخل ہو جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف اُوپر کو چڑھ گئے اور وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ (النسائی۔ کتاب الجہاد ۶/۲۹۔۳۰)

حضرت معصب بن عمیر کی شہادت .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ زہری نے ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پہلے شخص جو شکست خوردگی کے بعد پہچانے گئے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ جب یہ افواہ اُڑا دی گئی تھی کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ شعیب بن مالک بنو سلمہ کے بھائی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو پہچانا تھا، میں نے ان کی آنکھیں شریف پہچانی تھیں کہ وہ خود کے نیچے سے چمک رہی تھیں۔ لہٰذا میں نے بلند آواز کے ساتھ آواز لگائی، اے مسلمانوں کی جماعت خوش ہو جاؤ (مبارک ہو) یہ رہے رسول اللہ ﷺ۔

حضور نے مجھے اشارے سے کہا کہ چپ رہو، جب لوگوں نے رسول اللہ کو پہچان لیا تو سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضور بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کے ساتھ گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ علی بن ابو طالب کے ساتھ اور ابو بکر صدیق، عمر فاروق، طلحہ، زبیر، حارث بن صمہ بھی اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ساتھی۔

حضور جب گھاٹی میں پہنچے تو آگے سے اُبی بن خلف ملا وہ کہہ رہا تھا، اے محمد! اگر تم زندہ بچ گئے تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم میں سے کوئی آپ کے اُوپر جھک جائے دفاع کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اس کے حال پر۔ وہ جب قریب آیا حضور نے حارث بن صمہ کی تلوار اُٹھا لی بعض نے کہا ہے کہ جیسے میرے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلوار حارث سے لے لی اور اس کو لہرایا تو لوگ اس طرح دور ہو گئے جیسے مکھیاں اُونٹ کی پیٹھ سے اُٹھ جاتی ہیں جب وہ حرکت کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن میں ایک کچوکہ دیا جس سے وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۔۲۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تھے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کے مذکورہ بالا افراد بھی تھے۔ اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! یہ لوگ ہم سے اُوپر نہ چڑھنے پائیں۔ لہٰذا عمر بن خطاب نے ان سے قتال کیا اور مہاجرین کی ایک جماعت یہاں تک کہ انہوں نے ان کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ حضور ﷺ اُٹھے پہاڑ کی طرف ایک چٹان کے اُوپر چڑھنے کے لئے تاکہ اس کے اُوپر اُونچے کھڑے ہو سکیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس دن دو دو زرہ میں سامنے آئے، آپ اُوپر نہ چڑھ پائے تو طلحہ بن عبداللہ نیچے بیٹھے گئے اور طلحہ کے اُوپر چڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے چٹان پر اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرالی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۔۳۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سامنے قتال کیا تھا اور ان کے پاس رسول اللہ کا جھنڈا بھی تھا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کو جس نے شہید کیا اس کا نام ممنہ لیثی تھا اس نے مصعب کو یہ سمجھ کر قتل کیا تھا کہ محمد ﷺ ہے۔ لہٰذا وہ بھاگ کر قریش کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں۔ جب مصعب قتل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا علی بن ابو طالب کو تھما دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶)

ابو اسحاق کہتے ہیں۔ علی بن ابو طالب نے طلحہ بن ابو طلحہ کو قتل کیا اور وہ قریش کا جھنڈا بردار تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے قتل کیا تھا حکم بن اخنس بن شریق کو اور عبداللہ بن حمید بن زہیر کو اور ابو اُمیہ بن ابو حذیفہ بن ابو مغیرہ کو طلحہ کے قتل کے بعد۔ ان کا جھنڈا ابو سعد بن بن ابو طلحہ نے لیا تھا۔ لہٰذا سعد بن ابو وقاص نے کہا،، میں نے کفر کے علمبردار کو تیر مارا اور وہ اس کے حلق میں : لگا جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جس طرح کتے کی لٹک جاتی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی صالح بن کسیان نے بعض آل سعد سے، اس نے سعد بن ابو وقاص سے کہ انہوں نے اُحد والے دن رسول اللہ کا دفاع کرتے ہوئے تیر اندازی کی تھی۔ سعد نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر کے بھالے اُٹھا اُٹھا کر دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں تیر مارنے چلے جایئے اے سعد میرے ماں باپ تیرے لئے قربان، یہاں تک کہ وہ تیر بھی اُٹھا کر دیئے جن کے آگے پیچھے والے پھیرے نہیں تھے میں نے وہ بھی پھینک دیئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۵/۳)

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے اور ابوعبداللہ حسین بن عمرو بن برہان بغدادی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن عرفہ نے، ان کو مروان بن معاویہ نے ہاشم بن ہاشم سے، اس نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ترکش باندھ کر دی۔ حسن بن عرفہ کہتے ہیں یعنی تیروں کے پھینکنے کے لئے اُحد والے دن اور فرمایا آپ تیر پھینکیں تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے مروان بن معاویہ سے۔ (کتاب المغازی، حدیث ۴۰۵۵۔ فتح الباری ۳۵۸/۷)

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوعمر و محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو عبدالعزیز نے، ان کو اس نے وہ کہتے ہیں کہ ڈھال بنا ہوا اپنی ترکش سمیت جو اس کے ساتھ تھی اور ابوطلحہ سخت تیرانداز آدمی تھا، سخت کھینچنے والا۔ اس دن انہوں نے دو تین کمانیں توڑی تھیں (اپنی شجاعت و بسالت کی بنا پر)۔ آدمی ترکش لے کر گھومے اس میں تیر ہوتے اور وہ کہتے کہ یہ میں ابوطلحہ کے لئے بھر لایا ہوں۔ نبی کریم ﷺ قدموں کو اُٹھا کر اُوپر دیکھنے کی کوشش کرتے تو ابوطلحہ کہتے یا نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان آپ اُوپر نہ ہوں یا نہ جھانکیں، کہیں مشرکین کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ آپ کو پہنچ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے ہو (یعنی اللہ ایسا کرے کہ میرا سینہ پہلے اور آگے ہو تا کہ تیر میں اپنے سینے پر برداشت کروں، آپ کو نہ لگے)۔

اور میں نے عائشہ بنت ابوبکر کو دیکھا تھا اور اُم سُلیم کو کہ وہ اپنے پاؤں سے کپڑے سمیٹے ہوئے ہوئے تھیں اس قدر کہ میں ان کے پیروں کی پازیبیں دیکھی تھیں وہ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور وہ لوگوں کے منہ میں ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس چلی جاتیں تھیں اور بھر بھر کر لاتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر جاتی تھیں اور اس دن اُونگھ کی وجہ سے دو یا تین بار ابوطلحہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تھی (یہ اُونگھ در حقیقت مؤمنین اہل صدقین پر اُحد میں اللہ کی طرف سے احسان تھی)۔ اس غم کو دور کرنے کے لئے جو اس نے دشمن کے خوف اور اپنی وقتی شکست کی وجہ سے جو مسلمانوں کو لاحق ہو گیا تھا تا کہ غم اور خوف سے کمزور اور ست نہ ہو جائیں اور ان کے عزائم میں ضعف نہ آنے پائے۔ ارشاد ہوا :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا یغشیٰ طائفة منکم ۔ (از ترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابومعمر سے، اس نے عبدالوارث بن سعید سے۔ (کتاب مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۱۔ فتح الباری ۱۲۸/۷) .

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن سے، اس نے ابومعمر سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۶ ص ۱۴۴۳)

وحشی کی زبانی حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین احمد بن محمد بن معاویہ کاغذی نے رائے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابوالثلج نے، ان کو حجین بن مثنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابوسلمہ ماجسون نے عبداللہ بن فضل ہاشم سے، اس نے سلیمان بن یسار سے، اس نے جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، جب ہم لوگ حمص شہر میں پہنچے تو مجھے عبیداللہ نے کہا کیا آپ کو وحشی بن حرب کے بارے میں دلچسپی ہے ہم اس سے حضرت حمزہ ؓ کے قتل کے بارے پوچھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اور وحشی حمص میں رہتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ ایسے مکان کے سائے تلے بیٹھا ہے گویا کہ وہ ایسے تھا جیسے کہا جاتا ہے یا جیسا نام ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک وہ ایسے تھا جیسے گویا کہ وہ سخت غصے میں بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم گئے ان کے پاس، تھوڑی سی دیر بیٹھے پھر ہم نے اسلام علیکم کہا، اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا، وہ اپنے عمامہ کو اوپر لپیٹے ہوا تھا اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ عبیداللہ نے کہا، اے وحشی! آپ مجھے پہچانتے ہو۔ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے شادی کی تھی ایک عورت سے، اس کا نام اُم قتال بنت ابوالعیص تھا۔ اس نے مکے میں ایک بچہ جنا تھا وہ اسے دودھ پلانا چاہتی تھی اور وہ بچہ میں نے اُٹھا کر اس کو دیا تھا، ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں نے وہ قدم اب تیرے ہی قدم جیسے دیکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبیداللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا پھر کہا کہ کیا آپ ہمیں حمزہ کے قتل کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ بے شک حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ لہٰذا مجھے میرے مولیٰ جبیب بن مطعم نے کہا تھا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا میرے چچا سمیت تو تم آزاد ہو۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ نکل گئے عینین سے عینین ایک پہاڑی ہے اُحد کے دامن میں۔ اُحد کے اور اس کے درمیان وادی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قتال کی طرف نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع نامی شخص سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ ہے کوئی مقابلہ میں آنے والا۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں حضرت حمزہ نکلے اور بولے اے سباع اے عورتوں کی شرم گاہ کاٹنے والی کے بچے تو اللہ اور رسول سے دشمنی کرتا ہے۔ حمزہ نے حملہ کر کے اس کو اس طرح نیست و نابود کر دیا جیسے گذشتہ شام ہو جاتی ہے۔ حضرت حمزہ نے یہ گالی اس لئے دی تھی کہ اس کافر کی ماں عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی۔ اس لئے کہ دور جاہلیت میں غالباً کھال کا کچھ حصہ کاٹ ڈالنے کا رواج تھا۔

وحشی کہتے ہیں کہ میں حمزہ کو قتل کرنے کے لئے ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ لہٰذا وہ میرے قریب سے گزرے، جب وہ میرے قریب ہوئے تو میں نے ان پر اپنی تلوار کا بھرپور وار کیا۔ جس سے وہ ان کے پیٹ پر لگی اور سرین سے نکل گئی، یہی عہد تھا میرا۔ جب لوگ واپس لوٹے میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اور میں مکے میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مکہ میں اسلام عام ہو گیا، پھر میں طائف نکل گیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پاس نمائندے بھیجے اور مجھے بتایا گیا کہ محمد ﷺ اس کو قتل نہیں کراتے جو ان کے دین میں داخل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نے جب دیکھا تو پوچھا کہ کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ وہی جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے بتایا کہ معاملہ وہی ہے جو آپ کو پہنچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم میرے سامنے سے اپنا چہرہ غائب نہیں کر سکتے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد واپس لوٹ آیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور مسلیمہ کذاب نکلا میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ جاؤں گا مسلیمہ کو قتل کرنے کے لئے۔ میں اس کو قتل کر کے حمزہ کے قتل والا بدلہ پورا کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا تو وہاں قتال ہوا جیسے بھی ہوا۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا دیوار کے سائے میں، گویا کہ وہ اُونٹ ہے فربہ جسم، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی تلوار زور سے اس کو ماری، میں نے اس کو دونوں پستانوں کے درمیان تلوار ماری تھی جو چیرتی ہوئی اس کے کندھوں کے پار ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی اس کی طرف کود آیا اس نے اپنی تلوار اس کی کھوپڑی پر ماری۔ عبداللہ بن فضل نے کہا کہ مجھے خبر دی سلمان بن یسار نے کہ اس نے سنا تھا عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے جو گھر کی چھت پر کھڑی تھی چیخ کر کہا تھا ہے ہے امیر المؤمنین کو سیاہ حبشی نما غلام نے قتل کر دیا۔ حجین نے کہا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ میں نے سنا تھا عبدالعزیز سے، وہ کہتے تھے کہ سعید کہتے میں حیران تھا کہ حمزہ کا قاتل کیسے بچا ہوا ہے، حتیٰ کہ مجھے اطلاع پہنچی کہ وہ دریا میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔ (الاصابہ ۳/۲۳۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو جعفر بن محمد عبداللہ سے سوائے قول حجین کے اس کے آخر میں۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۲۔ فتح الباری ۷/ ۳۶۷۔ ۳۷۸)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شاذان جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن عمرو نے، اس نے ابواسحاق فزاری سے، اس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، اس نے سعد بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب اُحد والے دن رسول اللہ کے آگے دو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن عون سے، ا س نے عمیر بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ لڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں اور آگے بھی حملہ کرتے تھے اور پیچھے بھی پلٹ کر حملہ کرتے تھے۔ اچانک ان کا پیر پھسلا تو سیدھے چت جا کر گر گرے۔ لہٰذا زرہ ان کے پیٹ سے کھل گئی۔ لہٰذا معبد حبشی نے بھاگ کر ان کو نیزہ گھونپ دیا یا تلوار گھونپ دی پیٹ کے اندر، اس سے اس نے ان کا پیٹ پھاڑ دیا اُحد والے دن۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان امل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان عیینہ نے، اس نے عمر بن دینار سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا نبی کریم ﷺ سے اُحد والے دن یا رسول اللہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس نے کہا کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور جا کر لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

(۱۶) عمرو کے ماسواء نے کہا کہ وہ دنیا کے کھانے سے الگ ہو گیا اسی طرح میری کتاب میں اس روایت میں اور درست لفظ تخلّی نہیں بلکہ تجلّی ہے یعنی وہ شخص تجلّی یعنی اس نے یہ کہا تھا کہ کافی ہے مجھے یہی بات دنیا کے کھانے سے۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن عقبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۶۔ فتح الباری ۷/۳۵۴۔ مسلم کتاب الاسارہ۔ حدیث ۱۴۳ ص ۱۵۰۹)

اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آنا .... (۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے مغانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے، اس سے کہ ان کے چچا انس بن نضر بدر کی لڑائی میں غائب تھے جب آئے تو کہنے لگے کہ میں پہلی جنگ سے غیر حاضر ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑی ہے مشرکین کے ساتھ، اگر اللہ نے اب کسی جنگ میں مجھے حاضر کیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان ہار گئے۔ لہٰذا انس بن نضر اللہ کی بارگاہ میں معذرت کرنے لگے۔

اے اللہ! میں معذرت کرتا ہوں تیری بارگاہ میں مشرکین کے کردار سے بھی اور میں معذرت کرتا ہوں اس عمل سے جو مسلمانوں نے کیا ہے اس کے بعد وہ تلوار لے کر نکلے آگے ان کو سعد بن معاذ ملے، انہوں نے کہا اے سعد! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اُحد کے پیچھے سے۔ خوش آمدید ہے جنت کی خوشبو کے لئے۔ سعد نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا جو کچھ اس نے کہا تھا۔

حضرت انس نے کہا ہم نے اس کے بعد انہیں مقتولین میں پڑے ہوئے پایا جن کے وجود پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ کچھ تلوار کے کچھ نیزے کے گھسنے کے، کچھ تیر کے تھے۔ مشرکین نے ان کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ ہم انہیں نہیں پہچان سکے تھے بلکہ ان کی بہن نے ان کو ان کی اُنگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ۔ الخ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا ہے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا۔

کہ یہ آیت انہیں کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثابت سے اس نے انس سے۔

(بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۰۵۔ فتح الباری ۶/۲۱۔ مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۳/۱۵۱۲)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے جو بھائی تھے بنو عدی بن نجار کے، وہ

کہتے ہیں کہ انس بن مالک کے چچا انس بن نضر پہنچے عمر بن خطاب اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس مہاجرین وانصار کے کچھ جوانوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ جب اُحد میں کچھ مسلمانوں نے اپنے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے اور بیٹھ گئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم کس وجہ سے بیٹھ گئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ انس بن نضر نے کہا کہ پھر تم ان کے بعد اپنی زندگی کو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا تم بھی اسی راستے پر مر جاؤ جس راستے پر رسول اللہ ﷺ مر گئے اس کے بعد وہ مشرکین کے ساتھ ٹکرا گئے لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے پھر انہیں کے نام پر حضرت انس کا نام رکھا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶)

حضرت عمرو بن جموع کا جذبہ جہاد .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے بنو سلمہ کے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموع شدید لنگڑے تھے۔ اور ان کے چار بیٹے تھے جو کڑیل جوان تھے، مجاہد تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے جب حضور جہاد کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُحد کی طرف ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ جہاد سے بیٹھ جائیں گے تو آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں لڑنے کے لئے، اللہ نے آپ سے جہاد کی فرضیت معاف کر دی ہے۔ مگر عمرو بن جموح کا جذبہ جہاد کچھ کم نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ میرے بیٹے مجھے جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور آپ کے ساتھ اُحد میں حاضری سے منع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاؤں اور میں اپنی اسی معذوری اور لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلتا پھروں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے جہاد کو تم سے ساقط کر دیا ہے تیرے اُوپر گویا کہ فرض نہیں ہے۔ ادھر اس کے بیٹوں سے کہا تمہیں کیا تکلیف ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اسے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ اس کو شہادت عطا کر دے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے بعد انہوں نے روکنا چھوڑ دیا اور وہ اُحد کی لڑائی میں جا کر شہید ہو گئے۔ وہ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر اور ابوسفیان بن حرب (جب مسلمان نہیں ہوئے تھے) جہاد میں باہم لڑے۔ جب حنظلہ ابوسفیان سے غالب آ گئے یا ان کے اُوپر چڑھ گئے تو ادھر سے شداد بن اسود دیکھ رہا تھا، اس کو اہل شعوب کہا جاتا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ ابوسفیان سے غالب ہو رہے ہیں تو شداد نے اس کو وار کر کے قتل کر دیا۔

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کی شہادت .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے ساتھ (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کی گھر والی سے پوچھو کہ اس کی کیا حالت تھی؟ چنانچہ ان کی بیوی سے پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حالت جنب و ناپاکی میں تھے جب انہوں نے جہاد پر نکلنے کی پکار سنی تو فوراً نکل گئے غسل نہیں کر سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے یعنی اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷-۱۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے ابوسفیان مولیٰ بن ابواحمد ابو ہریرہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے ایسا شخص بتاؤ جو جنت میں چلا گیا ہے مگر اس نے کوئی نماز بھی بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگ اس کو نہ سمجھ سکے تو انہوں نے ان سے پوچھا۔ لہٰذا انہوں نے بتایا کہ وہ اُطیرم بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیش ہیں۔

مجھ سے حصین نے کہا کہ میں نے محمد بن لبید سے کہا کہ اُطیرم کا کیا حال تھا؟ فرمایا کہ وہ اسلام کا انکار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ میدان اُحد میں پہنچے تو اس کو اسلام کی سمجھ آ گئی۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے تلوار لی اور علی الصبح وہ کفار پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ زخموں نے ان کو نڈھال کر دیا۔ نڈھال ہو کر گر گئے۔ لہٰذا بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگ نکلے وہ اپنے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے ان کو مقتولین کے اندر پایا۔ ان کی زندگی کے آخری سانس تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ ہم نے آپ کو اس دین کو قبول کرنے کے لئے کہا تھا مگر آپ اس بات سے انکاری تھے، بتاؤ تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی تھی؟ کیا اسلام میں رغبت ہو گئی تھی یا اپنی قوم کی

غیرت لے آئی ہے۔انہوں نے ان کو بتایا کہ اسلام میں رغبت مجھے یہاں لائی ہے،لہٰذا مجھے یہ حالت پہنچی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔وہ لوگ ان سے دور نہیں ہٹے تھے کہ وہ فوت ہو گئے۔لوگوں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا،وہ اہل جنت سے ہے۔

اور تحقیق یہ روایت مروی ہے بطور موصول روایت مکمل طریقے سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۳۔۳۴)

بغیر نماز پڑھے جنت میں داخل ہونا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے،ان کو حدیث بیان کی حماد نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے،اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ عمرو بن اقیش کا کاروبار سود تھا جاہلیت میں۔اس کو یہ خیال آتا تھا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو اسلام کے اندر تو سود لینا حرام ہے میری رقم ڈوب جائے گی۔لہٰذا سود وصول کرنے سے قبل مسلمان ہونے کو ناپسند کر رہا تھا۔ اتفاق سے جنگ اُحد ہو گئی وہ آیا اس نے پوچھا کہ میرے چچازاد کہاں ہیں،لوگوں نے بتایا کہ وہ تو اُحد میں پہنچے ہوئے ہیں۔اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اُحد میں ہیں،اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں ہیں۔پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں۔لہٰذا اس نے بھی ہتھیار پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بھی انہیں کی طرف روانہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کو جب دیکھا تو کہنے لگے اے عمرو کیسے آئے ہو۔بولے کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔چنانچہ اس نے اسلام کے لئے لڑنا شروع کیا اور زخمی ہو کر گر گئے۔زخمی حالت میں اُٹھا کر اپنے گھر والوں کے پاس لائے گئے۔سعد بن معاذ آ گئے انہوں نے ان کی بہن سے کہا کہ آپ اس سے پوچھیں کی تم اپنی قوم کی حمیت وغیرت کے لئے لڑ رہے ہو یا ان کے لئے غصہ نکالنے کے لئے یا اللہ پاک کے لئے غصہ نکالنے کے لئے۔انہوں نے پوچھا تو عمرو نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے یعنی دین کے لئے لڑا ہوں۔لہٰذا وہ مر کر جنت میں داخل ہو گئے حالانکہ اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔(ابوداؤد کتاب الجہاد۔حدیث ۲۵۳۷ ص ۳/ ۲۰)

دنیا میں جنت کی خوشبو محسوس کرنا .... (۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نصر بن یالوبیہ نے،ان کو محمد موسیٰ بصری نے،ان کو ابوصالح عبدالرحمن بن عبداللہ طویل نے،ان کو معن بن عیسیٰ نے،ان کو مخرم بن کبیر نے، ان کو ان کے والد نے،ان کو ابوحازم نے،ان کو خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن سعد بن ربیع کی تلاش میں اور مجھے حکم دیا کہ اگر تم اسے دیکھ لو تو اس کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مقتولین کے اندر اس کو تلاش کرنے لگا۔میں اس کے پاس پہنچ گیا اس میں زندگی کے آخری سانس تھے اس کے جسم پر تلوار،تیر اور نیزے کے ستر زخم تھے۔میں نے کہا کہ اے سعد رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ان سے جا کر کہو یا رسول اللہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔اور میری قوم انصار سے کہنا اللہ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا اگر رسول اللہ تک کوئی دشمن پہنچ گیا۔اور تمہارے اندر کچھ پلکیں جھپک رہی ہیں (یہ دیکھ رہی ہیں) یہ کہتے ہیں ان کی رُوح پرواز کر گئی۔رحمۃ اللہ علیہ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۸۔۳۹۔تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۹)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن اباشی نے،ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے اپنے والد سے یہ کہ ایک آدمی مہاجرین میں انصار کے ایک آدمی کے پاس گزرا وہ اپنے خون میں لت پت تھا۔اس نے اس سے کہا اے فلانے کیا تجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ انصاری نے کہا اگر واقعی محمد قتل ہو گئے ہیں (تو کوئی بات نہیں ہے)۔وہ تو یہ دین پہنچا گئے ہیں۔لہٰذا تم لوگ اپنے دین کی حفاظت میں قتال کرو۔لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔(سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی تو بہت سے رسول گزر گئے ہیں۔

(۲۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جمعہ بن مصلقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اپنے شیوخ سے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام نے کہا کہ میں نے خواب میں جبل اُحد کی طرف دیکھا۔ مجھے جبش بن منذر نظر آئے وہ مجھے کہہ رہے تھے آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہ جنت میں۔ آپ اس میں جہاں جاہیں گے چلے جائیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ جنگ بدر میں قتل نہیں ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر میں زندہ کردیا گیا ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ شہادت ہے اے ابوجابر۔ (المغازی للواقدی ۲۶۶/۱)

اور واقدی نے خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ کے قصے میں ذکر کیا ہے اس بارے میں جو رسول اللہ کے سامنے کہا تھا اُحد کی طرف خروج کے بارے میں قریب ہے کہ اللہ ہمیں ان کے مقابلے میں کامیابی سے ہمکنار کردے تو یہ اللہ کی سنت و عادت ہے ہمارے بارے میں یا ممکن ہے کہ دوسری کیفیت پیدا ہو جائے یعنی شکست ہو جائے تو یہ شہادت کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بدر کا واقعہ خطا کر گیا تھا یعنی میں اس میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ مگر میں اس میں شرکت پر حریص تھا۔ حتیٰ کہ میں نے جانے کے لئے اپنے بیٹوں کے ساتھ قرعہ اندازی کی تھی۔ اس کا قرعہ نکلا اور وہ جا کر شہید ہو گیا۔ (المغازی للواقدی ۲۱۲/۱۔۲۱۳)

میں نے ایک رات گزرنے کے بعد نیند میں اس کو دیکھا کہ وہ خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انتہائی خوبصورت حالت میں جنت کے میوہ جات میں ٹہل رہا ہے اور جنت کی نہروں کی سیر کر رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے، اے اللہ! تو ہمارے احباب اور اقرباء کو جنت کے اندر ہمارے ساتھ لاحق کر دے، میرے ربّ نے جو وعدہ دیا تھا میں نے اس کو سچ پالیا ہے۔ اللہ کی قسم اے رسول اللہ! میں اس کے بعد سے جنت میں اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا مشتاق ہوں حالانکہ میری عمر بڑی ہو چکی ہے میری ہڈیاں نرم پڑ گئی ہیں اور میں اپنے ربّ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شہادت کا رزق دے اور جنت میں سعد کی رفاقت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اسی بات کے لئے اور وہ اُحد میں قتل ہو کر شہید ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی قسم اور اس کا پورا ہونا .... (۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابوبکر محمد بن دلوزاہد نے، ان کو حدیث بیان کی علی بن حسین بن جنید نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے مسیّب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا عبداللہ بن جحش نے اے اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ صبح میں دشمن سے ٹکراؤں اور وہ مجھے قتل کر دیں پھر وہ میرا پیٹ پھاڑ دیں اور وہ میرے ناک کان کاٹ ڈالیں پھر اے ربّ آپ مجھ سے پوچھیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ میں کہوں کہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہوا ہے۔

سعید بن مسیّب نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کی آخری قسم ضرور پوری کریں گے جیسے اس کی پہلی پوری کی تھی۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۲۲/۴)

تحقیق روایت کیا ہے قصہ عبداللہ بن جحش کا کتاب السنن میں اسحاق بن سعد ابووقاص کی حدیث سے۔ اس نے اپنے والد سے بطور موصول روایت کے۔ (سنن الکبریٰ ۳۰۷/۶۔۳۰۸)

کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا .... (۲۴) ہمیں سعد بن ابووقاص ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو سعید بن عبدالرحمٰن جحش نے، ان کو شیوخ نے یہ کہ حضرت عبداللہ بن جحش اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کی تلوار چلی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو کھجور کی چھڑی کی ڈنڈی عطا کی اور وہ اس کے ہاتھ میں جا کر یعنی عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۲/۴)

☆☆☆

باب ۴۱

مغازی میں یہ بات مذکور ہے کہ

حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کران کے چہرے پر آن پڑی تھی

رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھ اس کی جگہ پر واپس رکھ دی

اور اس کو اسی حالت میں لوٹا دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیراندازی کی اپنی کمان کے ساتھ کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا لہٰذا اسے قتادہ بن نعمان نے لے لیا پھر وہ انہیں کے پاس رہا۔ اسی دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل گئی تھی حتیٰ کہ وہ ان کے رخسار پر آن پڑی تھی۔ رسول اللہ نے اسے واپس اپنی جگہ پر ٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ آنکھ خوبصورت ہوگئی تھی اور اس کی بینائی بھی تیز ہوگئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۔۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد قاضی البستی نے جب وہ ہمارے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو مالک بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غسیل نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان نے اپنے دادا قتادہ سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس کی پتلی بہہ کر گال پر آگئی تھی۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کو کاٹ ڈالیں۔ اس نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرلوں اس بارے میں۔ چنانچہ ہم لوگ اس کو لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے اور حضور کو یہ کیفیت بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنی ہتھیلی کے ساتھ اس کو دبا دیا اور دعا کی، اے اللہ! تو اس کو خوبصورتی کا لباس پہنا۔ اس کے بعد مرنے تک وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کی کونسی آنکھ نکلی تھی (گویا اس قدر صحیح ہوگئی تھی)۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن سلمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی اور آنکھ کی پتلی رخسار پر آگئی تھی۔ صحابہ نے اس کو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے اس کی پتلی کو اپنے دست مبارک سے دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اسی قدر ٹھیک ہوگئی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھی کہ دو میں سے کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

ان دونوں روایتوں میں روایت ابن غسیل سے یہی مروی ہے کہ یہ سب یوم بدر میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن درستہ اصفہانی نے، ان کو سلیمان بن داؤد شاذکوانی نے، ان کو محمد عمر واقدی نے، ان کو قتادہ بن نعمان جو کہ تیرانداز تھے۔ یہ لوگ اُحد میں بھی حاضر تھے اور بدر میں بھی۔ اُحد والے دن ان کی آنکھ پر تیر لگا تھا جس سے ان کی آنکھ کی پتلی بہہ کر ان کے رخسار پر آگئی تھی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا

کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے نکاح میں ایک خوبصورت عورت ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اگر وہ دیکھے گی کہ میری آنکھ نکل گئی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کر جائے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس اس کی جگہ پر لگا دیا۔ چنانچہ وہ سیدھی ہوگئی تھی اور واپس اسی جگہ لگ گئی تھی اور وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ قوی اور زیادہ صحت مند ہوگئی تھی عمر کے ساتھ ساتھ۔
(المغازی للواقدی ۲۴۲/۱)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو محمد بن شعیب بن شابور نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اسحاق بن عبداللہ بن ابوفروہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عباس بن عبداللہ بن سعد بن سرح سے، اس نے ابو سعید خدری سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے کہ اُحد والے دن ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے آپ نے اسے اس کی جگہ واپس لگا دیا اور وہ وہاں جم گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۴/۴)

باب ۴۲

جنگ اُحد والے دن

دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کر رہے تھے

اور حضور کا دفاع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قتل ہونے سے بچائے رکھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا ان الفاظ میں کہ

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورۃ المائدہ : آیت ٦٧)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف اور بائیں طرف دو آدمی دیکھے۔ ان کے اُوپر سفید کپڑے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑ رہے تھے شدید قتال کے ساتھ۔ میں نے ان کو نہ اس دن سے قبل دیکھا تھا نہ ہی بعد میں دیکھا۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۵۴۔ فتح الباری ۳۵۸/۷۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۶ص ۱۸۰۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا تھا اسی مذکور کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو محمد بن عبید (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی میسعر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اور محمد بن بشر نے میسعر سے، اس نے سعد بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں اُحد والے دن دو آدمی دیکھے تھے۔ ان پر سفید کپڑے تھے، میں نے ان کو نہ اس سے پہلے بھی دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا، یعنی جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۶ ص ۱۸۰۲)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے، اس نے محمد بن بشر سے۔ (کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۲۶۔ فتح الباری ۱۰/۲۸۲)

(۴) بہرحال وہ روایت جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، وہ کہتے ہیں کہ کیا مجاہد نے کہ ان کے ساتھ مل کر کبھی فرشتوں نے قتال نہیں کیا تھا، نہ اس سے قبل نہ بعد مگر صرف یوم بدر میں قتال کیا تھا۔ تو اس بات کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے کہ کہہ کر یہ ارادہ کیا تھا کہ اُحد والے دن قوم کی طرف سے فرشتوں نے اس وقت قتال نہیں کیا تھا جب وہ رسول کی نافرمانی کر بیٹھے تھے اور اس پر صبر نہ کیا تھا جس کا رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

اذ تقول للمؤمنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة آلاف من الملائكة منزلين ۔ بلىٰ ان تصبروا و تتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين ۔

(اے پیغمبر ﷺ!) جب آپ کہہ رہے تھے اہل ایمان سے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ جی ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ فرشتے تمہارے پاس جلدی آئیں گے، تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگے ہوئے ہوں گے۔

تو اس نے کہا کہ انہوں نے صبر نہ کیا۔ لہٰذا شکست سے دوچار ہوئے۔ اس طرح ان کی مدد نہ کی گئی۔

(المغازی للواقدی ۱/۳۱۹۔۳۲۰۔ آل عمران ۴/۱۲۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو وعدہ دیا تھا صبر اور تقویٰ کی شرط کے ساتھ کہ وہ ان کی مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے سے اور اللہ نے ایسا کیا بھی تھا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر لی اور انہوں نے اپنی اپنی صفوں کے مورچوں کو چھوڑ دیا اور تیراندازوں نے اس عہد کو ترک کی جوان سے کیا تھا کہ وہ اپنی اپنی منازل کو نہ چھوڑیں اور انہوں نے دنیا کا ارادہ کر لیا تو اس کے بعد ان سے فرشتوں والی مدد اُٹھا لی گئی۔ اور اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه ۔ (آل عمران : آیت ۱۵۲)

(کہ اللہ نے اس وقت تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے کاٹتے جا رہے تھے) تو اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا اور ان کو فتح دکھادی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو آزمائش اور مصیبت اس کے بعد آن پڑی۔

جنگ اُحد میں غیر معروف نوجوان کا تیر لا کر دینا............ (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن کبیر نے، ان کو عبداللہ بن عون نے، ان کو عمیر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا تو بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تھے جبکہ حضرت سعد حضور کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک نوجوان ان کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیئے جا رہا تھا، جیسے ہی ایک تیر جاتا وہ دوسرا لا کر ان کو دے دیتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تیر مارے جا اے ابواسحاق۔ جب فارغ ہوئے تو نظر ماری کہ وہ جوان کون تھا مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اور نہ ہی وہ پہچانا جا سکا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۰۴)

باب ۴۳

میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی قوت اور مضبوطی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن عبد اعرابی نے حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن خالد حرانی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو حارثہ بن مغرب نے، حضرت علی ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور مسلمان قوم مشرک قوم سے ٹکراتی تھی ہم خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پناہ لیتے اور ان کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک آدمی کفار ومشرکین سے زیادہ قریب نہیں ہوتا تھا رسول اللہ کی نسبت۔ (تحفۃ الاشرف ۷/۳۵۷/)

ابی بن خلف کا رسول اللہ کے ہاتھوں قتل ہونا............ (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن خلف بنو جمع کا بھائی ہوتا تھا، اس نے حلف اُٹھایا تھا جبکہ وہ مکہ میں تھا کہ وہ رسول اللہ کو ضرور قتل کرے گا۔ اس کی قسم کھانے کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ انشاء اللہ میں خود اس کو قتل کروں گا۔ لہٰذا اُبی بن خلف رسول اللہ کی طرف حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ لوہے میں چھپا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں بچ گیا تو محمد نہیں بچے گا۔

چنانچہ اس نے قتل کے ارادے سے رسول اللہ پر حملہ کیا مگر مصعب بن عمیر اس کے سامنے آ گئے جو بنو عبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بچاؤ کیا۔ لہٰذا مصعب بن عمیر قتل ہو گئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ کو اُبی بن خلف کی ہنسلی نظر آ گئی کیونکہ سر پر رکھے ہوئے لوہے کو خود اور لوہے کی زرہ کی کڑیوں کے مابین فرجہ اور خلا تھا حضور ﷺ نے اسی جگہ اپنی تلوار گھسیڑ دی جس کے نتیجے میں اُبی بن خلف زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا۔ اتنے میں اس کے احباب دوڑ کر آئے، انہوں نے اس کو اُٹھا لیا اور لے گئے مگر وہ اس طرح بڑی بُری آوازیں نکال رہا تھا جیسے ذبح کے وقت بیل نکالتا ہے۔ انہوں نے کہ کہ اس قدر کیوں گھبرا رہے ہو یہ تو سب ہلکی سی خراش ہے۔

اس نے بتایا نہیں محمد ﷺ نے یہ کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ پھر کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے اگر یہ پورے بازار ذوالمجاز والوں کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا وہ مر کر جہنم رسید ہو گیا۔ سب تباہی ہے اہل جہنم کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲)

اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے اس میں جو موسیٰ بن عقبہ سے گزری ہے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے۔ اور اس کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بھی روایت کیا ہے ابن شہاب سے، اس نے مسیّب سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۷۔ المغازی للواقدی ۱/۲۵۰)

(۳) اور واقدی نے ذکر کیا ہے یونس بن محمد بن عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اس نے اپنے والد سے، واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے اُبی بن خلف مدینے سے مکے لوٹتے ہوئے بطن وادی رابغ میں مر گیا تھا۔ بے شک میں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد بطن رابغ میں گزر رہا تھا اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گیا، اچانک اس آگ میں سے ایک آدمی نکلا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اسی زنجیر کو گھسیٹتے ہوئے چیخ ماری العطش ہے پیاس۔ اچانک ایک آدمی کہتا ہے اس کو پانی نہیں دینا، بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے، یہ اُبی بن خلف ہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۵۲)

رسول اللہ کے چہرہ انوار کا زخمی ہونا .... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن حازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن بولومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابو سعید ابو السری موسیٰ بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعد سے کہ ان سے پوچھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔ اور خود آپ کے سر کے اُوپر چورا ہو گیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہی تھی اور حضرت علی آپ کے اُوپر پانی ڈال رہے تھے۔ ڈھال کے ساتھ جب سیدہ فاطمہ نے دیکھا کہ خون پانی کے ساتھ بند نہیں ہو رہا بلکہ زیادہ بہہ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کی ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر راکھ بنا کر زخم کے ساتھ چپکا دیا۔ چنانچہ زخم کا خون بند ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۹۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کی ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۱ص ۱۴۱۶۔ ابن ماجہ کتاب الطب۔ حدیث ۳۴۶۴ص ۲/۱۱۴۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو عمرو بن سوّر سرحی نے، ان کو ابن وہب نے عمرو بن حارث سے، ان کو سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابو حازم سے، اس نے سہل بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد والے دن دیکھا تھا کہ آپ کا چہرہ زخمی تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے خود کے اندر کا حصہ چورا ہو گیا تھا۔ حضرت علی آپ کے پاس ڈھال کے اندر پانی لے کر آئے تھے اور سیدہ فاطمہ آ کر زخمی حصہ کو دھونے لگی اور انہوں نے چٹائی کو جالا کر زخم پر لگایا تھا۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۳ص ۱۴۱۶)

مسلم نے اس کو روات کیا ہے صحیح سے میں عمرو بن سواد سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش قفیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں خبر دی تھی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس قوم پر جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کیا اور وہ یہ کہ بلتے ہوئے رباعی دانتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور رسول اللہ نے فرمایا، اللہ کا غضب اس شخص پر بھی شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۳۔ فتح الباری ۷/۳۷۲)

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، دونوں نے عبدالرزاق سے۔

(کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۶ص ۱۴۱۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۴ص ۱۴۱۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان قزاز نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو ابن جریج نے عمر بن دینار سے، اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا، اللہ کا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں رسول اللہ قتل کریں اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور خون آلود کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے ابو عاصم سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۳۷۲/۷)

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے اور سر میں زخم آ گیا تھا۔ حضور اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہہ رہے تھے کیسے کامیاب ہوگی وہ قوم جنہوں نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کے دانت توڑ دیئے ہیں حالانکہ وہ ان کو دعوت دے رہا ہے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری:

لیس لک من الامر شیء ۔ آپ کو کسی معاملہ کا اختیار نہیں۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۸)

(۹) ہمیں خبر دی طلحہ بن علی بن مقر بغدادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو محمد بن غالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن سلمہ قعنبی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے، اور ابن عمر اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مشرک لوگوں پر اپنی قنوت میں بددعا فرماتے تھے۔ لہٰذا وہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ واللہ اعلم

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن طلحہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ جب اُحد کے دن کا ذکر آیا تو وہ رو پڑتے تھے پھر کہتے تھے یہ ایسا دن تھا کہ پورا دن یوم طلحہ تھا اس کے بعد حدیث بیان شروع کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ ان کے آگے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا) کہ وہ شخص حضور ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر یہ آدمی میری قوم میں سے ہوا تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہوگی حالانکہ میرے درمیان اور مشرک کے درمیان کوئی آدمی ہے جس کو میں نہیں پہچانتا حالانکہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں رسول اللہ ﷺ کے اس شخص سے۔ وہ اُچک کر اور اُچھل کر چل رہا تھا، میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ تو ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے چہرے پر گہرا زخم آ گیا تھا اور آپ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیوں میں سے دو کڑیاں گھس گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی طلحہ کو حالانکہ حضور ﷺ کا خون ٹپک رہا تھا۔ ہم نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور میں آپ کے چہرے سے وہ لوہا نکالنے کے لئے کوشش کرنے لگا۔

ابوعبیدہ نے کہا میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے نہ چھوڑنا، میں نے اس کڑی کو چھوڑ دیا اس نے اپنے ہاتھ سے ان کو پکڑ کر کھینچنا مناسب نہ جانا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کڑیوں کو اپنے منہ سے پکڑا، دانتوں سے مضبوط پکڑ کر کھینچا تو ایک کڑی نکل آئی مگر جونہی کڑی باہر آئی تو ابوعبیدہ کے دو دانت بھی ساتھ نکل کر باہر آ گئے خود کے کڑے کے ساتھ دانت بھی گر گئے۔ میں آگے بڑھتا کہ میں بھی دوسری کڑی کو نکالنے کی اسی طرح سعادت حاصل کروں جیسے اس نے کی ہے مگر اس نے مجھے قسم دی کہ مجھے چھوڑ دیں جیسے اس نے پہلی بار کی تھی۔ لہٰذا اس نے پھر دوبارہ دوسری کڑی کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دو دانت اور بھی کڑی کے ساتھ نکل کر گر گئے۔

مگر (یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ) ابوعبیدا اپنے بغیر دانتوں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت لگتے تھے۔ہم لوگوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کو ٹھیک کیا اب جب ہم طلحہ کے پاس آئے اور ان کے جسم کا ملاحظہ کیا تو نیزہ اور تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر موجود تھے اور ایک اُنگلی بھی کٹ چکی تھی اور ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۹/۴۔۳۰۔سیرۃ الشامیہ ۲۹۵/۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی

(۱۱) اور میری مکتوبات میں جو مروی ہیں ابوعبداللہ حافظ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، اس نے اپنی پھوپھی سے، اس نے اپنی ماں سے، اس نے مقداد بن عمرو سے، اس نے حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں۔انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم کفار ومشرکین ہمیں قتل عام کرنے کا درد دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی شدید تکلیف پہنچائی تھی۔قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا تھا حق کے ساتھ حضور ﷺ ایک بالشت کے برابر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے حالانکہ آپ بالکل دشمن کے منہ میں تھے۔آپ کے اصحاب ایک مرتبہ آپ کے قریب ہو جاتے تھے اور دوسری باری لڑتے لڑتے آپ سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔بسا اوقات میں حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ وہ کھڑے ہوئے تیر اندازی کر رہے ہوتے تھے، کبھی پتھر برسا رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ دشمن آپ کے سامنے غائب ہو جاتے تھے مگر رسول اللہ جمے رہتے تھے۔جیسے آپ اس وقت جمے رہتے جب آپ ایسی جماعت میں ہوتے تھے جو آپ کے ساتھ ڈٹی ہوتی تھی۔(المغازی للواقدی ۲۳۹/۱۔۲۴۰)

حفاظت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲) واقدی نے ابن سیرہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، اس نے اسحاق بن عبداللہ سے بن ابوفروہ سے، اس نے ابوالحویرث سے، اس نے نافع بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا جو مہاجرین میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں تھا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے بیچ میں تھے مگر ہر ایک تیر ان سے ہٹایا جارہا تھا۔اور البتہ تحقیق میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب زہری کو، وہ کہتے تھے اس دن مجھے محمد کے بارے میں بتاؤ اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا حالانکہ رسول اللہ کے پہلو میں کھڑے تھے اور حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔پھر وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔لہٰذا صفوان نے اس کو اس بارے میں سرزنش کی (کہ وہ تیرے برابر میں کھڑے تھے)۔اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کو نہیں دیکھا۔اللہ کی قسم وہ ہم سے محفوظ ہیں (جیسے کسی نے ان کو ہم سے بچانے کے لئے حصار میں لیا ہوا ہے)۔ہم چار آدمی نکلے تھے، ہم نے آپس میں طے کیا تھا اور ہم نے ایک دوسرے سے عہد کیا تھا کہ ہم اسے قتل کریں گے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے (المغازی للواقدی ۲۳۷/۱۔۲۳۸)۔

(۱۳) واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں یہ بات پکی ہے کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے رخسار پر تیر مارا تھا وہ ابن قمیئہ تھا۔اور جس نے آپ کے ہونٹ پر نشانہ مار کر دانت شہید کر دیئے تھے وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔(المغازی للواقدی ۲۴۴/۱)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے رباعی دانت شہید ہو گئے تھے اور آپ کے رخسار پر زخم لگا تھا اور آپ کے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے، اور وہ بد بخت جس نے حضور ﷺ کو یہ تکلیف پہنچائی تھی وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔(سیرۃ ابن ہشام ۲۲/۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن کیسان نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی سعد بن ابووقاص سے، انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کو قتل کرنے کے لئے اس قدر حریص نہیں تھا جتنا کہ عقبہ بن ابووقاص کے قتل پر حریص ہوا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا

کہ وہ اپنی قوم میں بداخلاق تھا اور ناپسندیدہ شخص تھا، مگر مجھے اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے بچایا کہ آپ نے فرمایا تھا اللہ کا غضب شدید ہوگیا ہے اس شخص پر جس نے رسول اللہ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۳۷۲/۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اور عثمان سے، اس نے مقسم سے کہ نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تھی عتبہ بن ابووقاص کے خلاف اُحد والے دن جب اس نے آپ کے رباعی دانت شہید کر دیئے تھے اور چہرہ لہولہان کر دیا تھا، آپ نے فرمایا:

اللهم تحل عليه الحول حتىٰ يموت كافرا۔

اے اللہ! اس پر سال پورا نہ ہونے پائے کہ یہ حالت کفر پر مر جائے۔

چنانچہ سال پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بحالت کفر مر کر جہنم رسید ہوگیا۔ (سیرۃ الشامیہ ۲۹۴/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۳۰/۴)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ عمر بن سائب نے اس کو حدیث بیان کی کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ مالک ابوسعید خدری کے باپ نے رسول اللہ کے زخم کو چوس لیا تھا جب اُحد میں آپ زخمی ہوگئے تھے حتیٰ کہ اس کو صاف کر دیا تھا اور زخم صاف سفید کر دیا تھا۔ اس سے جب کہا گیا کہ کلی کر لے تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں اس سے کلی نہیں کروں گا کبھی بھی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور قتال شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ وہ اہل جنت کے آدمی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف دیکھے، لہٰذا وہ شہید کر دیا گیا۔

باب ۴۴

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو کاٹ رہے تھے اسی کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے کمزوری دکھائی اور معاملے میں اختلاف کر بیٹھے۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

۲۔ اور اللہ کا یہ فرمان۔ جب تم لوگ (اے مسلمانوں) پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کر رہے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہے تھے، اس نے تمہیں غم پہنچایا تاکہ تم فکر کرو اس کی جو چیز تم سے فوت ہوگئی اور رہ گئی تھی اور نہ ہی اس پر جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۳)

۳۔ پھر اللہ نے تمہارے اُوپر غم کے بعد امن وسکون کے لئے اُونگھ اُتاری، اس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جن کو ان کے اپنے نفسوں نے فکر مند کر دیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں گمان کر رہے تھے ناحق، جاہلیت والے گمان۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا ہم لوگ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ تیر اندازوں کو (ایک خاص جگہ پر) بٹھایا تھا اور حضرت عبداللہ جبیر کو ان پر امیر مقرر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تم لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور جب تم دیکھو کہ دشمن ہمارے اُوپر غالب آ گئے ہیں تو بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا ان کے خلاف۔

چنانچہ جب لوگ باہم ٹکرائے اور مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دے دی اس حد تک کہ ہم نے مشرکین کی عورتوں کو خود دیکھا کہ وہ پہاڑی کی طرف دوڑی جا رہی تھیں بدحواس ہو کر اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُوپر اُٹھائے رہی تھیں ان کے پاؤں کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں، لہٰذا مسلمانوں نے غنیمت حاصل کرو کی آواز لگانی شروع کی یعنی اب تو یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو فتح ہو چکی ہے مگر ان کے امیر عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ ابھی نہ جاؤ بلکہ ٹھہرے رہو، کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر وہ چلے گئے۔

جب وہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے، اللہ نے ان کے منہ پھیر دیئے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں سے ستر آدمی مارے گئے۔
پھر ابوسفیان بن حرب نے ہم لوگوں پر جھانکا اور وہ بلندی پر تھا۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جواب نہ دو ان کو۔ لہٰذا اس نے تین بار یہی بات کہی، پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر ابن ابوقحافہ ہے؟ تین بار اس نے پوچھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہارے اندر عمر بن خطاب ہے؟ تین بار اس نے پوچھا، حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اس کو جواب نہ دو۔ جب جواب نہ ملے تو ابوسفیان نے اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ لوگ مارے جا چکے ہیں۔

(یہ سنتے ہی) حضرت عمر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے۔ انہوں نے فوراً کہا جھوٹ کہا تم نے اے اللہ کے دشمن، اللہ نے ان سب کو باقی اور زندہ سلامت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ لہٰذا ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ هُبَل اُونچا ہو جا، غالب ہو جا اے ھبل، دو بار کہا اس نے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ حضور نے فرمایا کہ تم کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہمارا عُزّٰی ہے تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو صحابہ نے پوچھا ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا، تم یوں کہو اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَكُمْ۔ اللہ ہمارا دوست و کارساز ہے تمہارا کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن یوم اُحد یوم بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول ہے (کبھی تمہارے ہاتھ میں ہے ڈول تو کبھی ہمارے ہاتھ میں)۔ خبردار عنقریب تم لوگ اپنے مقتولین میں ناک کان کٹے ہوئے مُثْلَه پاؤ گے میں نے یہ کاٹنے کا نہیں کہا تھا مگر مجھے بُرا بھی نہیں لگا ایسا کرنا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن موسیٰ سے، اس نے اسرائیل سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۳۔ فتح الباری ۳۴۹/۷۔ ۳۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو خبر دی محمد بن ابراہیم عبدی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں پر اُحد والے دن عبداللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا تھا۔

اس کے بعد براء بن عازب نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ فرمایا کہ مسلمان شکست خوردہ ہو گئے تو اس وقت رسول اللہ ان کے پیچھے ان کو بلا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ پھر اس نے حدیث آگے ذکر کی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷)

حضرت عمر بن خطاب کا ابوسفیان کو جواب ...... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ابوعلی حامد بن محمد وقاص ھیروی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبدالرحمن بن ابوالزناد نے ان کے والد سے، اس نے عبید بن عبداللہ عیینہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی مدد کسی مقام پر نبی کریم ﷺ کی نہیں کی گئی جیسی جنگ اُحد میں کی گئی تھی۔

اس نے کہا کہ ہم تو اس بات کو انکار کرتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ میرے درمیان اور اس کے درمیان جو اس بات کا انکار کرتا ہے کتاب اللہ فیصلہ کرتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ یوم اُحد کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۔ (سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو اس کے حکم کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ (تَحُسُّوْنَهُمْ) بنا ہے حِسٌّ سے اور اس سے مراد قتل ہے۔ مزید فرمایا: کہ

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۲)

یہاں تک کہ کمزور پڑ گئے تم اور تم نے بات میں اختلاف کر لیا اور تم نے نافرمانی کر لی۔ اس کے بعد کہ جب اس نے تمہیں وہ (مال) دکھایا جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تم لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ اس کے بعد (اللہ نے) تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں وہ آزمائے۔ البتہ تحقیق اس نے معاف کر دیا ہے تم کو اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر بڑے فضل کرنے والا ہے۔

یقینی بات ہے کہ اللہ نے اس آیت سے وہی تیرانداز ہی مراد لئے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مقرر کر کے کھڑا کیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا تھا کہ تم لوگ ہماری پشت کی حفاظت کرتے رہنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم لوگ قتل کئے جا رہے ہیں تو بھی ہماری نصرت نہ کرنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے غنیمتیں حاصل کر لی ہیں تو بھی تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔

جب رسول اللہ نے غنیمتیں حاصل کیں اور انہوں نے مشرکین کے لشکر کو مباح کر لیا تو وہ مذکورہ تیرانداز سب کے سب وہاں سے ہٹ گئے اور جا کر لشکر میں شامل ہو گئے اور مال و متاع لوٹنے لگے۔ اور تحقیق اصحاب رسول کی صفوں سے ہٹ گئے یعنی صف بندی چھوڑ دی اور وہ اس کیفیت میں ہو گئے (اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر لیں دل مل گئے۔

جب تیر انداز وہاں سے ہٹ گئے جہاں پر تھے تو اسی مقام سے گھڑ سوار کفار ومشرکین داخل ہو کر اصحاب رسول پر حملہ آور ہو گئے۔ لہٰذا ایک دوسرے کو سب نے مارا اور ایک دوسرے میں گھس گئے اور مسلمانوں میں سے بہت سارے لوگ قتل کر دیئے گئے۔ رسول اللہ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے (وقت) دن کا اول حصہ تھا۔ حتیٰ کہ مشرکین کے جھنڈے سے سات یا نو افراد مارے گئے اور مسلمان پہاڑ کے گرد گھومنے لگے اور وہاں نہ پہنچے جہاں لوگ الغار کہتے تھے، وہ لوگ گہرائی کی جانب تھے۔ ادھر شیطان نے چیخ ماری کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ ہم لوگوں نے اس میں شک نہ کیا بلکہ یقین کر لیا کہ یہ حق ہے۔

ہم لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ واقعی حضور ﷺ قتل ہو چکے ہیں، حتیٰ کہ رسول اللہ سعدین سے نمودار ہوئے۔ ہم لوگوں نے ان کو ان کے چلنے کے معمول واندازے سے پہچانا کہ آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھکتے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دیکھ کر ہم لوگ خوش ہو گئے گویا ہمیں وہ تکلیف بالکل بھی نہ پہنچی تھی جو پہنچی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی طرف چڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جارہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور دوسری باریوں کہتے تھے، اے اللہ! ان لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائیں (یعنی ان کو غالب نہ آنے دینا)۔ یہی کہتے ہوئے حضور ﷺ ہم تک آن پہنچے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ نے آواز سنی، نیچے ابوسفیان دامن پہاڑ میں یہ کہہ رہا تھا۔ اُعل ھُبَل، اُعل ھُبَل۔ ھُبَل تو غالب ہو جا، تو غالب ہو جا، یعنی ایسے جھوٹے الٰہوں کو پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا، ابن ابی کبشہ؟ (یعنی محمد ﷺ) اور کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو جواب نہ دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ضرور دیں۔ لہٰذا جب ابوسفیان نے کہا اُعل ھُبَل، تو عمر نے کہا اللّٰہ اعلیٰ واجلّ۔ ابوسفیان نے کہا، اے ابن خطاب یہ تو خاموش رہنے کا دن ہے یعنی آج تو مسلمانوں کی خاموشی ہے۔ لہٰذا دوبارہ اس نے کہا کہاں ہے؟ ابن ابی کبشہ؟ کہاں ہے ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے جواب دیا، یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور یہ رہے ابو بکر اور یہ رہا عمر۔

ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ ایام جنگ تو ڈول کی طرح ہوتے ہیں (کبھی ہمارے تو کبھی تمہارے ہاتھوں میں)۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں ہرگز برابر نہیں، ہمارے مقتول شہدا جنت میں ہوتے ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ہم اس وقت خائف وخاسر ہیں، ہر طرف سے گھاٹے میں ہیں۔ اچھا تم لوگ عنقریب اپنے مقتولین کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے مگر یہ کام ہماری مرضی سے بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد اس کی جاہلیت والی غیرت جوش میں آگئی اور کہنے لگا، ہاں جب یہ ہوگا (یعنی مُثلہ کرنا، ناک کان ڈالنا تو ہم اس کو ناپسند بھی نہیں کریں گے۔ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے)۔ یہ الفاظ حدیث دارمی کے ہیں۔ (تاریخ طبری ۲/۵۰۸۔ تفسیر طبری ۷/۲۸۲)

غزوہ اُحد میں مؤمنوں کی آزمائش اور منافقین کو مٹانا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن الہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے، ان کو عروہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (اُحد) میں اپنے اصحاب سے مل گئے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اس وقت ان کے ساتھ طلحہ زبیر اور سہل بن خلف اور حارث بن صمہ بن نجار کے بھائی تھے۔ اصحاب رسول نے گمان کیا دور سے انہیں دیکھ کر کہ شاید وہ دشمن ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے تیر کو کمان کے جگر پر رکھ لیا تھا۔ بس وہ اس کو مارنے والا ہی تھا کہ ان لوگوں کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ گئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو آواز دے دی تھی تو یہ منظر دیکھتے ہی ایسی کیفیت ہو گئی کہ جیسے ان کو ان کے اپنے نفسوں میں کوئی ضرر پہنچا ہی نہیں تھا۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ زندہ سلامت ہیں، بس وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ شیطان اپنے فتنے اور دوسے کے ساتھ سامنے آیا اور ان لوگوں کو غمگین کا پیغام دینے کے لئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے دشمن ان سے چھٹ گئے ہیں

یہ لوگ اپنے مقتولین کو اور اپنے برادران کو یاد کرنے لگے اور وہ ایک دوسرے سے اپنے مقتولین کے بارے میں دریافت کرنے لگے تھے اور ان کا حزن شدت اختیار کر گیا۔ پھر اللہ نے مشرکین کو ان پر واپس بھیج دیا تھا اور ان کے غم کو بھی حضور کے ذریعے سے تاکہ حزن و غم کو ان سے دور کر دے۔ ان کے دشمن پہاڑ کے اُوپر تھے یا غالب تھے۔ لہٰذا اس وقت مسلمان حزن کو اور اپنے بھائیوں کے غم کو بھول گئے تھے۔ اس کیفیت میں اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشیٰ طائفةً منکم و طائفة قد اھمتھم انفسھم ...... تا

.... قوله و اللّٰه علیم بذات الصدور ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اے اللہ! ان لوگوں کو ہمارے اُوپر غالب نہیں آنے دینا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو پکارا۔ لہٰذا ان کی ایک جماعت حضور ﷺ کی معاون بن کر ساتھ ہوگئی۔ وہ لوگ گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے، حتیٰ کہ یہ لوگ اور ان کے دشمن برابر آ گئے تھے اور انہوں نے تیر برسائے اور باہم نیزہ بازی کی، حتیٰ کہ اصحاب رسول نے دشمن کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ اب مشرکین نیچے اُتر کر مسلمانوں کے مقتولین شہدا کی طرف پلٹے اور ان کی لاشوں کو مُثلہ کر ڈالا یعنی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف صحابہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد وہ جمع ہوگئے اور ان کے مقابل صف بستہ ہوگئے اور ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۱۱)

راوی نے وہ اخبار موصولہ بھی ذکر کیا ہے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مشرکین کا اپنے سامان کی طرف لوٹنا اور ان کا نکل جانا بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے جیسے موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خلیفہ بن خیاط نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعد نے قتادہ سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جن کو اُحد والے دن اُونگھ نے چھپالیا تھا حتیٰ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی بار گر گئی تھی جیسے گرتی میں اس کو اُٹھا لیتا، پھر گر جاتی پھر میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن خیاط سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۵۔ ۸/۲۲۸۔ مسند احمد ۴/۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حشاز عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اور علی بن عبدالعزیز نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن سر اُٹھا کر دیکھا، میں دیکھتا ہی رہا کہ ان لوگوں میں سے ہر شخص اُونگھ کی وجہ سے اپنے گھٹنوں کی طرف سر کیے ہوئے تھا۔

اس وقت اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا یغشیٰ طائفة منکم ۔ (الیٰ اخرہ) (ترمذی ۵/۲۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، انہوں نے مذکورہ روایت کے مثل بیان کیا۔

اور یہ آیت تلاوت کی :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا ۔ (الترمذی ۲۲۹/۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عبداللہ بن زبیر سے، اس نے زبیر سے کہ اس نے کہا اللہ کی قسم گویا کہ میں سُن رہا ہوں معتب بن قشیر کا قول اور بے شک اُونگھ نے البتہ چھپا دیا تھا مجھ کو۔ نہیں سُن رہا تھا میں اس سے مگر بوڑھے آدمی کی طرح اور وہ کہہ رہے تھے : کہ

لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم لوگ نہ مارے جاتے یہاں پر۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۰۲/۴۔۳۰۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد اسحاق ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن مبارک مخترمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی انس بن مالک نے یہ کہ ابوطلحہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو اُونگھ نے چھپالیا تھا (یعنی غالب آگئی تھی) حالانکہ اس وقت ہم اُحد کے دن صفوں کی حالت میں تھے۔

ابوطلحہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جن پر اونگھ کا غلبہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی اور میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اور دوسرا طائفہ منافقین تھے انہیں کوئی فکر نہیں تھی سوائے اپنے نفسوں کی فکر کے، وہ سب لوگوں سے زیادہ بزدل تھے اور سب سے زیادہ ڈر اور خوف کا شکار تھے اور حق کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے۔ وہ اللہ کے بارے میں ناحق گمان کرتے تھے جاہلیت کے گمانوں کی طرح۔ ان کے جھوٹ ان کا ایمان تھے، اہل شک واہل فریب تھے اللہ کے بارے میں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے شیبان سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۳۶۵/۷۔ ۲۲۸/۸۔ مسند احمد ۲۹/۴)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بد عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید اللہ صفار نے، ان کو محمد بن محمد بن راشد تمار نے، ان کو حدیث بیان کی ابونعیم نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن میسور بن مخزمہ سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے اللہ کے اس قول کے بارے میں (اذ یغشیکم النعاس امنة منه ۔ فرمایا کہ اُحد والے دن ہم لوگوں پر نیند طاری کردی گئی تھی۔ (مجمع الزوائد ۱۱۷/۲)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور محمد بن یحییٰ بن حباب سے، اور حصین بن عبدالرحمٰن بن سعد بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد بڑی آزمائش کا دن تھا اور سخت امتحان کا دن تھا۔ اللہ نے اس میں مؤمنوں کی آزمائش کی اور اس کے ذریعے منافقین کو مٹایا ان لوگوں میں سے جو اپنی زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپائے رکھتے تھے اور یہ وہ دن تھا جس کے اندر اللہ نے ان لوگوں کو شہادت کا شرف بخشا اپنے اہل ولایت واہل محبت کو یوم اُحد میں قرآن مجید کی ساٹھ آیات نازل ہوئی تھیں سورۃ آل عمران میں سے۔ ان کے اندر ان امور کا بیان ہے جو کچھ اس کے اندر ہوا تھا اور ان میں ان لوگوں کی سرزنش ہے جن کی اس نے ان میں سے سرزنش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے نبی سے۔

واذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال والله سميع عليم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

اس کے بعد ابن اسحاق نے ان لوگوں کی شمار کا ذکر کیا ہے مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن شہید ہوئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۸/۳)

☆☆☆

باب ۴۵

اُحد والے دن جو مسلمان شہید ہو گئے تھے ان کی تعداد اور جو مشرکین مارے گئے تھے ان کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن موصل بن حسن بن عیسیٰ نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نفیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن معاویہ جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء بن عازب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا۔ پھر براء نے حدیث ذکر کی، یہاں تک فرمایا کہ اس دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بھی قتل کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا کہ بدر والے دن ایک سو چالیس متاثرین تھے۔ ستر قیدی اور ستر مقتول ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمر بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعروبہ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی معاذ بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے زندوں میں سے کسی زندہ کو جو زیادہ ہو شہداء انصار سے قیامت کے دن۔ قتادہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی اس نے کہ ان میں سے اُحد والے دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے اور بیر معونہ والے دن ستر آدمی اور جنگ یمامہ والے دن ستر آدمی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یوم بیر معونہ عہد نبوی ہوا تھا اور یوم یمامہ ابوبکر میں ہوا تھا جب صحابہ نے مسلمہ کذاب کے ساتھ قتال کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہشام سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۸۔ فتح الباری ۷/۳۹۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے ان کو حماد سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں اے انصار میں سے (شہداء) کے رب۔ ستر یوم اُحد والے اور ستر یوم بیر معونہ والے اور ستر یوم موتہ اور ستر یوم عامہ کے (شہداء کے رب)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالحسن اسماعیل بن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا الفضل بن محمد نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حرملہ نے، سعید بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ تین مقامات پر انصار میں سے ستر ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ستر یوم اُحد میں، ستر یوم یمامہ میں اور ستر اس دن جس دن ابوعبیداللہ شہید کئے گئے۔ ابن منذر نے کہا کہ حدیث ثابت بن انس میں حطاء سے اور یہ معروف ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ نے مالک بن انس سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے مذکور کی مثل۔

(۵) ہمیں خبر دی ابالحسین بن فضل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبیداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی زید بن مبارک نے، ان کو ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں اس کے بعد جنگ اُحد کا واقعہ پیش آیا تھا ماہ شوال میں واقعہ نضیر کے

چھ ماہ پورے ہونے پر اور وہ ہوا تھا واقعہ بدر سے ایک سال پورا ہونے پر۔ مشرکین کا سردار اس دن ابوسفیان بن حرب تھا۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اس دن روانہ ہوئے تھے بدر میں جس قدر مشرک مارے گئے تھے اور قیدی بنے تھے۔ ان کی نصف تعداد کے ساتھ اس دن جو لوگ قتل ہو گئے تھے (مروی ہے شہید ہوئے تھے)۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بھی تھے اور مصعب بن عمیر جو کہ عبدالدار میں سے تھے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا (یعنی پڑھایا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل جبکہ جماعت مہاجرین کی ان دونوں کے ساتھ تھی اور اس دن اصحاب رسول جو انصار میں سے تھے ان میں سے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے حنظلہ بن ابوعامر بھی تھے، یہ وہی صاحب تھے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن عطاء یعنی ابن ورّاد نے عکرمہ مولیٰ بن عباس سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۶)

تم لوگ ان سے دوگنے لوگوں کو مصیبت میں واقع کر چکے ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ (اس کا مطلب ہے) کہ مسلمان قتل کر چکے تھے مشرکین کو یوم بدر میں۔ ستر کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا تھا ان میں سے اور مشرکین نے مسلمانوں میں سے اُحد والے دن ستر کو قتل کیا تھا، یہی مراد ہے قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا سے۔ (تفسیر طبری ۷/۳۷۳۔۳۷۴)

ابن جریج نے کہا ہے کہ جابر کہتے ہیں ہم لوگوں نے ان کو یوم بدر میں نقصان پہنچایا تھا اور انہوں نے ہمیں یوم اُحد میں نقصان پہنچایا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن فلیح نے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور اس کو ذکر کیا ہے حسان بن عبداللہ نے بھی اور عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن مارے گئے تھے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔

موسیٰ نے کہا جمع کئے گئے وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے تھے، قریش میں سے اور انصار میں سے اُنچاس آدمی۔ اور عروہ نے کہا کہ چوالیس آدمی، اور ابن اسحاق نے کہا کہ پینسٹھ آدمی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اس شخص کا قول جو موافق ہے اس حدیث کے جو موصول ہے حضرت براء سے اور حضرت انس سے وہ قول صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہید ہوئے مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے اُحد والے دن وہ پینسٹھ آدمی تھے۔ اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے تھے اُحد کے دن وہ بائیس آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷۔۳/۶۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر اُحد والے دن شہید ہوئے قریش میں سے اور انصار میں سے چار تھے یعنی چوالیس تھے یا سینتالیس آدمی تھے۔ اور جو بدر کے دن قتل ہوئے یا قید ہوئے مشرکین میں سے وہ اٹھائیس آدمی تھے اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے اُحد والے دن اُنیس آدمی تھے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن معیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان لوگوں کے نام کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر قتل کیے گئے اُحد والے دن قریش میں سے اور انصار میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ اُحد کے دن مشرکین میں سے سولہ آدمی مارے گئے تھے۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۵)

ابونمرہ کافر کا رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب قتل ہونا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوعزہ جمحی ان لوگوں میں سے تھے جن پر احسان کیا گیا تھا فدیہ کے بغیر بدر والے دن۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اس کے بیٹیوں کے لئے اور اس سے عہد لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے قتال نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے عہد شکنی کی اور قتال کیا اس نے احد والے دن، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ وہ سلامت نہ رہے۔ پس جو مشرکین میں اس کے سوا اور کوئی آدمی قیدی نہیں بنا تھا۔

اس نے کہا تھا، اے محمد! آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھے میری بیٹیوں کے لئے چھوڑ دیجئے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ آپ سے قتال بالکل نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکے میں تم اپنے چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرتے تم کہتے ہو کہ تحقیق میں نے دھوکہ کیا ہے محمد کے ساتھ دوبار۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، پس اس کی گردن ماردی گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶)

باب ۴۶

اختتامِ جنگ اور مشرکین کے چلے جانے کے بعد

مقتولین، زخمیوں اور شہداء کے ظہور پذیر ہونے والے آثار واحوال کا مختصراً تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان لوگوں کو پکار کر کہا تھا جب وہ لوگ وہاں سے کوچ کرنے لگے تھے کہ تمہارا وعدہ موسم بدر کا ہے اور وہ ہر سال بدر میں قیام کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ کہہ دو ٹھیک ہے ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ لہٰذا صحابہ نے کہا ٹھیک ہے ہم نے قبول کیا اور ان لوگوں نے ابوسفیان کو بھی اسی طرح پکار کر کہا۔

عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے اور ہتھیاروں کی طرف، اور مسلمان نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا ارادہ کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم لوگ ان کو دیکھو کہ وہ سوار ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا اسلحہ اور سامان پیچھے والے گھوڑوں پر لاد دیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ ان گھروں کے قریب ہو جائیں اور ٹیلوں کے جن کے اندر ان کی عورتیں اور بچے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو واقع کر دوں گا اسی کے وسط میں۔

پس جب واپس لوٹے تو حضور ﷺ نے سعد بن وقاص کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ جا کر ان کے بارے میں ہمیں رپورٹ دیں، سعد دوڑے دوڑے گئے پھر واپس آئے اور آ کر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کے گھوڑے اپنی دُم مار رہے ہیں پاگل ہو کر واپس لوٹنے کے لئے۔ اور میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سامان کے اُوپر بیٹھ کر واپس جا رہے ہیں۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اپنے دشمن کے چلے جانے کی وجہ سے، لہٰذا مسلمان پھیل گئے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ جس شہید کو دیکھتے اس کے کان ناک کٹے ہوئے پائے۔ سب کے کٹے ہوئے تھے سوائے حنظلہ بن ابو عامر کے کیونکہ ان کا باپ مشرکین کے ساتھ تھا۔ لہٰذا اس کو ان کی وجہ سے رہنے دیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے حضرت حمزہ چچائے رسول کو اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ اسے وحشی بن حرب نے نکال لیا تھا اسی نے ان کو قتل کیا تھا اور ان کا پیٹ پھاڑا تھا اور ان کا جگر ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک منت پوری کرنے کے لئے جو اس عورت نے اس وقت مانی تھی جب حمزہ نے بدر میں اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔ مسلمان اپنے شہداء کے پاس گئے ان کو اُٹھا کر دفن کرنے لگے۔ رضی اللہ عنہم

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کی عورتیں نکلی تھیں، انہوں نے کھانا اور پانی اپنی پیٹھ پر اُٹھایا ہوا تھا۔ ان میں سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی تھی، اس نے جب اپنے والد کو دیکھا کہ آپ لہولہان ہیں تو وہ ان سے لپٹ گئی اور پھر ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو جائے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس شخص پر جس کو رسول اللہ نے قتل کیا ہے۔

حضرت علی ؓ دوڑے دوڑے گئے پتھر کا پیالہ لینے کے لئے اور فاطمہ سے کہا کہ میری تلوار پکڑ کر رکھو حفاظت کے ساتھ مگر اور کوئی چیز نہ ملی تو وہ فوراً ڈھال کے اندر پانی بھر کر لے آئے اور کوئی چیز اس کے علاوہ میسر نہ تھی عجلت کے وقت۔ رسول اللہ نے پانی پینا چاہا مگر اس میں بُو محسوس کرتے ہوئے نہ پیا اور فرمایا کہ یہ ناگوار بُو والا پانی ہے آپ نے صاف کرنے کے لئے اس سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد سے خون دھویا اور صاف کیا۔

حضور ﷺ نے جب علی کی خون آلود تلوار دیکھی تو فرمایا، اگر تم نے اچھا اور عمدہ قتال کیا ہے تو سُنیے عاصم بن ثابت نے بھی اور حارث بن صمہ نے اور سہل بن حنیف نے بھی احسن طریق پر قتال کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دشمن کے بارے میں مجھے رپوٹ کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کہاں گئے ہیں؟ فرمایا کہ زیادہ تر ان میں سے لوگوں نے کفر کیا ہے۔ فرمایا کہ بہر حال مشرکین ہم لوگوں کو کبھی بھی اس جیسی تکلیف نہیں پہنچائیں گے کبھی بھی جس سے ہم غمزدہ ہوں۔ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۲۵/۴)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد ثقفی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب بن حارث نے، وہ کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے زعم کیا ہے کہ مروی ہے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ اُحد والے دن تلوار لائے جو مشرکین و کفار کے خون سے رنگین تھی، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے اس کو احتیاط سے پکڑو، اس تلوار نے مجھے شفا دی ہے یعنی مجھے بڑا کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ اگر آپ نے اپنی تلوار کے ساتھ بہترین حرب و ضرب انجام دی ہیں تو سُن لو قسم بخدا سہل بن حنیف نے اور ابودجانہ نے اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی نہایت عمدہ جہاد کیا ہے۔ (المستدرک للحاکم ۲۴/۳)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین عبیداللہ بن محمد قطیفی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے عبداللہ علی ابن عبداللہ بن فروہ سے، اس نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس لوٹنے لگے تھے آپ کا گزر مصعب بن عمیر پر ہوا۔ وہ اُحد کے راستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ اس کی میت پر کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهد واالله عليه فمنهم من قضیٰ نحبهٗ و منهم من ينتظر و ما بدلوا تبديلا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سوفی صد سچا کر دکھایا ہے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی آرزوئے شہادت پوری کر چکے ہیں اور کچھ تا حال اس کے منتظر ہیں جنہوں نے اپنی اس خواہش کو تبدیل نہیں کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ فرماتے ہیں :

اشهد ان هؤلاء شهداء عند اللّٰه يوم القيٰمة ۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہداء ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن۔

فاتوهم و زوروهم ۔ تم لوگ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔

والذی نفسی بيده لا يسلم عليهم احد الی يوم القيٰمة الاردوا عليه ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو بھی ان پر سلام کرے قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

اسی طرح پایا ہے میں نے اس کو اپنی تحریر میں ابو ہریرہ سے۔

(اسی طرح اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں جلد ۳ ص ۲۰۰ پر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح الاسناد، بخاری، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور حدیث حکم کے نزدیک ابوذر سے مروی ہے اور ابن معربہ نے اس کو خباب بن ارت سے روایت کیا ہے)

اللّٰهم كان هذا صحيحًا فهو مؤول بانه كرامة و اعزاز لشهداء الاُحد و خاص لهؤلاء الشهداء كما قال صاحب الرسالة ان هؤلاء لاشهداء عندالله يوم القيمة ۔ لئلا يخالف النصوص القران الكريم ۔ (مترجم)

(۴) حدثنا محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالواہاب حربی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابوفروہ نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اُحد والے دن آپ مصعب بن عمیر کی میت پر گزرے جو آپ کے رستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ نے دیکھ کر یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عهد واالله عليه ۔ الخ (المستدرک للحاکم ۳/۲۰۰)

اس کو روایت کیا ہے قتیبہ نے حاتم سے بطور مرسل روایت کے۔

حضرت حمزہ کا مثلہ اور رسول اللہ کی جذباتی کیفیت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو انس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن مازنی نے جو کہ بنو بخاری میں سے ایک تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسا آدمی ہے جو دیکھ کر آئے کہ کیا کیا ہے سعد بن ربیع نے؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟) ایک آدمی نے جا کر دیکھا تو اس کو مقتولین میں پڑا ہوا شدید زخمی پایا مگر زندگی کی رمق تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ آپ زندوں میں ہو یا مردوں میں؟ انہوں نے کہا کہ میں مردوں میں ہوں، آپ رسول اللہ کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزاء خیر عطا کرے ایسی جزاء جو وہ اپنے کسی نبی کو کسی اُمتی کی طرف سے دیتا ہے۔ اور اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے اللہ کے آگے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اگر دشمن نبی کریم تک پہنچ گیا اور تمہارے اندر کوئی زندہ جھپکنے والی آنکھ موجود ہو .... اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہ رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ المستدرک للحاکم ۳/۲۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۹)

اور رسول اللہ حمزہ کی تلاش میں نکلے مقتولین کے اندر۔انہوں نے اس کو بطن وادی میں اس حالت میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور کلیجہ نکال لیا گیا تھا اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔

(۶) ابن اسحاق سے اس کی سند کے ساتھ مروی ہے،انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے اور مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے،وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ کی کیفیت دیکھی کہ وہ مثلہ کر دیئے گئے تھے ناک کان کاٹ دی گئی تھی ان کے ساتھ یہ بُرا کھیل کھیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ صفیہ پھوپھی غمگین ہوکر بے صبری کرے گی اور میرے بعد یہی سنت بن جائے گی تو میں حمزہ کو اسی حال پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ یہ درندوں کے پیٹ میں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہو جاتا (یعنی وہ نوچ کر اس کو کھا جاتے)۔ظاہر یہ بات دنیا میں زندہ کے لئے نہیں سوچی جاتی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۹/۳۲۔تاریخ ابن کثیر ۳۹/۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے،وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو اس حال پر دیکھا جو ان کی حالت تھی کہ مثلہ کیے گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا،اگر میں قریش پر فتح مند ہو گیا تو میں ان میں تیس آدمیوں کے ناک کان کاٹ دوں گا۔جب اصحاب رسول نے حضور ﷺ کی یہ جذباتی کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان پر کامیاب ہو گئے تو ہم اس کے اس قدر ناک کان کاٹیں گے کہ اس قدر عرب میں کسی کے نہیں کاٹے ہوں گے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ (سورۃ نحل ۔ آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ کفار و مشرکین کو سزا دیتے ہو تو اسی جیسی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔اور اگر تم صبر کرو صبر والا عمل صابر کے واسطے بہتر ہے..........

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۳۹/۳۔۴۰۔تاریخ ابن کثیر ۳۹/۴۔۴۰)

(۷) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے شیوخ سے مروی ہے جن سے اُحد کا قصہ وہ روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا صفیہ بنت عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) اُحد میں حمزہ کی لاش دیکھنے آئی تھیں وہ ان کے سگے تھے،بھائی رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم جا کر اپنی امی سے ملو اور ان کو واپس بھیج دو،وہ اس کیفیت کو نہ دیکھے جو حمزہ کی ہو رہی ہے۔زبیر ان سے ملاقات کی اور کہا کہ اے امی!رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔صفیہ نے کہا کہ میں کیوں نہ دیکھوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ مُثلہ کیا گیا ہے (لاش بگاڑ دی گئی ہے) مگر پرواہ نہیں۔مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے،جب اس نے مجھے اس پر راضی کر دیا ہے تو آگے بھی میں ضرور صبر کروں گی اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت کروں گی انشاء اللہ۔

جب زبیر نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو صفیہ کی بات بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ صفیہ کا راستہ نہ روکو اس کو چھوڑ دو۔چنانچہ وہ آئیں اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا اور انا للّٰہ و انا الیه راجعون پڑھا اور بھائی کے لئے استغفار طلب کیا،اس کے بعد رسول اللہ نے حکم دیا اور حمزہ کو دفن کر دیا گیا۔(تاریخ ابن کثیر ۴۱/۴۔۴۲۔سیرۃ ابن ہشام ۴۰/۴)

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے،اس نے یزید بن ابوزیاد سے،اس نے مقسم سے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں جب اُحد کے دن حضرت حمزہ قتل کیے گئے تو ان کی بہن صفیہ ان کی تلاش میں آئی کہ ان کا کیا بنا۔کہتے ہیں کہ وہ علی اور زبیر سے ملی،لہٰذا علی نے زبیر سے کہا کہ بتایئے اپنی امی کو،زبیر نے کہا کہ نہیں میں نہیں بتاؤں گا بلکہ آپ اپنی پھوپھو کو خود بتائیں۔صفیہ نے پوچھا کہ کیا ہوا حمزہ کو؟ ان دونوں نے یہ ظاہر کیا ان کے سامنے کہ ان کو حمزہ کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے،انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان کی عقل کا خطرہ ہے کہ کہیں انہیں صدمہ سے کچھ ہو نہ جائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ پھوپھی کے سینے پر رکھا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔اس نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رو پڑی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہوئے اس کے ناک کان کٹے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی بے صبری کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں حمزہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا یہاں تک کہ حمزہ درندوں کے پیٹوں سے اور پرندوں کے پوٹوں سے حشر میں اُٹھائے جاتے۔دنیا میں زندہ انسانوں کے لئے اس طرح کی بات نہیں سوچی جاتی نہ ہی انہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی رفاء نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو احمد بن یونس نے، اس نے حدیث بیان کی ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل، اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے مقتول کے بارے میں حکم دیا پھر آپ نے ان پر سات تکبیرات کی، نماز جنازہ پڑھائی اور وہ وہاں سے اُٹھالئے گئے اور حمزہ وہیں چھوڑ دیئے گئے۔اس کے بعد نو مقتولین لائے گئے اور ان پر سات تکبیریں نماز پڑھائی گئی حتیٰ کہ حضور ان سے فارغ ہوگئے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یزید بن ابوزیاد نے، اور حدیث جابر یوں ہے کہ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے۔یہ انشاء اللہ وارد ہوگی

(۱۰) ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن سراج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قیس نے ابن ابولیلیٰ سے، اس نے حکم سے، اس نے مقدوم سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس دن حمزہ شہید ہوئے تھے اور ان کو مُثلہ کردیا گیا تھا، البتہ اگر میں کامیاب ہوگیا قریش کے خلاف تو میں ان میں سے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ۔ (سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ مشرکین و کفار کو سزا دو تو اس کی مثل دو جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے۔ الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ ہم صبر کریں گے یارب، اس لئے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا :

ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔

اگر تم لوگ مشرکین کی ایذارسائی پر صبر کرو تو یہ عمل صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد بن حاتم نے، ان کو عبدالعزیز بن سدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی صالح صری نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان نہدی سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کی میت پر کھڑے ہوئے جب وہ شہید کردیئے گئے تھے اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔حضور ﷺ نے کسی چیز کی طرف دیکھا جبکہ ہم نے کوئی چیز قطعاً نہیں دیکھی تھی جو حضور ﷺ کے دل کو اس منظر سے زیادہ درد دینے والی ہو۔

حضور ﷺ نے حمزہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا، تجھ پر اللہ کی رحمت ہو آپ بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے، سب سے زیادہ بھلائیاں کرنے والے تھے۔اگر تیرے پس ماندگان کا غم پیش نظر نہ ہوتا مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تجھے اسی حالت پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ تو حشر میں مختلف

افواج اور گروہوں کے پیٹوں سے اُٹھایا جاتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں تیرے بدلے میں قریش کے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا (یعنی ان کے ناک کان کاٹوں گا)۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تا حال نبی کریم ﷺ کھڑے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام سورۂ نحل کی آخری آیت لائے :

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ الخ

اس آیت میں حکم تھا کہ جتنی کوئی تکلیف پہنچائے اسی قدر پہنچاؤ یا صبر کر، یہ زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے صبر کر لیا تھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا تھا اور جو ارادہ کیا تھا اس سے رک گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۶/۱۱۹)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن منہال نے اور حدیث بیان کی صالح مُرّی نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے حضرت حمزہ کی میّت پر جہاں وہ شہید ہوئے پڑے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو یہ ایسا منظر تھا کہ آپ نے کہا کہ ایسا منظر نہیں دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کے دل کو درد دینے والا ہوتا۔ اس کے بعد ابوعثمان نے باقی حدیث ذکر کی حدیث ابن عباس کے مثل۔

(۱۲) ہمیں خبر دی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبید کندی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربیع بن انس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوالعالیہ نے، اُبی بن کعب سے کہ انصار میں سے اُحد والے دن چونسٹھ آدمی شہید ہوئے تھے اور مہاجرین میں سے چھ آدمی، ان میں سے حضرت حمزہ بھی تھے۔

مشرکین نے مسلمانوں کے مقتولین کے ناک کان کاٹے تھے لہٰذا انصار نے کہا اگر کسی بھی زمانے میں ہمیں ایک دن کے لئے بھی موقع ان کے خلاف ملا تو ان سے ٹھیک ٹھاک بدلہ لیں گے۔ لہٰذا جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک آدمی نے اعلان کیا جو پہچانا نہیں جا رہا تھا، آج کے دن کے بعد قریش نہیں رہیں گے، دو بار کہا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔ الخ

(سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مسلمانوں) تم رُک جاؤ قوم کفار سے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر حدیث ۳۱۲۹ ص ۵/۲۹۹۔ مسند احمد ۵/۱۳۵)

شہداء اُحد کے فضائل .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد والے دن صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) آئی اس کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حمزہ کے لئے لائی تھی۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو پسند نہ کیا کہ وہ حمزہ کو اس حالت میں دیکھیں (کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گی)، کیونکہ مشرکین نے ان کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ صفیہ کے پاس ان کے بیٹے زبیر کو بھیجا کہ وہ ان کو روک لے، وہ جب ان کے پاس آیا تو کہا کہ اے امی! آپ رُک جائیں، آپ رُک جائیں۔ وہ بولی آپ ہٹ جایئے میرے سامنے سے میں تم سے راضی نہیں ہوں گی۔ جب زبیر نے دیکھا کہ وہ اس کے آگے انکار کر رہی ہیں، زبیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے رسول اللہ کا کہا تو وہ رُک گئی اور اس نے دو کپڑے لئے اور حمزہ کے برابر میں ایک اور انصار مقتول تھا انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ دونوں شہیدوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیں حمزہ کو یا انصاری کو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لو جس کے نام قرعہ نکلے دونوں میں سے اچھا کپڑا اسی کے کفن میں استعمال کریں۔ چنانچہ ان دونوں میں قرعہ ڈالا گیا۔ لہٰذا اسی کے مطابق حمزہ کو ایک کپڑے میں اور انصاری کو دوسرے کپڑے میں کفن دیا گیا۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔ بزار ۲/ ۳۲۸۔ مسند احمد ۱/ ۱۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

نیز انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے۔ وہ فتح مکہ والے دن پیدا ہوا تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، حضور نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین اُحد کو دیکھا تھا میں ان سب پر گواہ ہوں جو بھی زخمی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کا ہر زخم خون پھینک رہا ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ تم لوگ دیکھو کہ ان میں قرآن کس کے پاس زیادہ جمع ہے (یعنی کس کو زیادہ حصہ دیا ہے)۔ اس کو دوسرے سے آگے قبر میں رکھو۔ لہٰذا ایک قبر میں دو دو تین تین اکٹھے دفن کیے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے اپنے مقتولین کو اُٹھا کر مدینے لے جانا چاہتے تھے کہ ان کو وہاں دفن کریں گے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ ان کو اس جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید کر کے گرائے گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ مسند احمد ۳/ ۲۹۷)

(۱۴) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اسحاق بن یسار سے، اس نے بنو سلمہ کے کچھ جوانوں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہتے ہیں جب عمرو بن جموع شہید ہوئے تھے اور عبداللہ بن عمرو بن حزام اُحد میں کہ دونوں کو اکٹھے دفن کر دو کیونکہ وہ دنیا میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۳۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

(۱۵) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے انصار کے کئی شیخوں نے، انہوں کہا کہ جب حضرت معاویہ نے اپنی معائنہ ٹیم بھیجی جو شہداء کی قبروں کا معائنہ کرنے کے لئے قبروں پر پہنچی تو ہم نے ان سے التجا کی، حالت یہ تھی کہ پانی کے چشمے یا ریلے کا بہاؤ ان دونوں شہیدوں کی قبروں میں ہو گیا تھا (یعنی عمرو بن جموع کی اور عبداللہ بن عمرو بن حزام کی)۔ ہم بھی آئے اور ہم نے ان دونوں شہیدوں کو نکالا ان دونوں کے اُوپر دو چادریں تھیں جن کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیروں پر کچھ گھاس وغیرہ پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو نکالا تو ان کا جسم نرمی کی وجہ سے دہرا ہو گیا اور مُڑ گیا گویا ہم نے انہیں کل گذشتہ روز ہی دفن کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۴۳)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے زاہد نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے ابو الزبیر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُحد والے دن اپنے مقتولین کے پاس بلائے گئے یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت معاویہ نے پانی کا چشمہ یا نہر جاری کروائی تھی۔ ہم لوگ ان شہداء کے پاس آئے اور ہم لوگوں نے ان کو باہر نکالا تو ان کے ہاتھ پیر آسانی کے ساتھ مُڑ رہے تھے۔

کہتے ہیں حماد نے کہا اور میرے ایک دوست نے حدیث میں میرے لئے ایک اضافہ کیا (وہ یہ کہ) حضرت حمزہ کے پیر کو کچھ لگ گیا تھا جس سے خون کا دوران ہو گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۴۳)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو محمد عبداللہ بن ابراہیم متوفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، اس نے اسی حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے مگر انہوں نے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے ان شہداء کو نکالا وہ

بدستور جڑے ہوئے تھے (یعنی اعضاء ٹوٹ کر الگ نہیں ہوئے تھے)، بلکہ وہ اپنی نرمی اور لچک کی وجہ سے دُہرے ہو رہے تھے اور مُڑ رہے تھے چالیس سال پورے ہونے کے باوجود بھی۔

کہا کہ گمان کیا جریر نے ایوب سے اس نے ذکر کیا ہے مفہوم اس اضافے کا۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال بزاز نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسود سے، اس نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اُحد کے مقتولین کے بارے میں کہ وہ اپنی اپنی شہادت کی جگہ پر واپس لائے جائیں۔ (ابوداؤد ۴/۲۰۵۔نسائی ۴/۷۹۔مسنداحمد ۳/۲۹۷)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابولید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی عوانہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی الاسود نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ نے کہا اے جابر کیا ہے تیرے اُوپر یہ کہ ہو تو مدینہ میں میری طرف سے نگراں بن کر رہے یہاں تک کہ تو دیکھے کہ ہمارا معاملہ کس طرف رجوع ہوتا ہے (یعنی معاملہ کیا رُخ اختیار کرتا ہے)۔ بے شک میں اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنے پیچھے اپنی بیٹیاں چھوڑ کر جاؤں تو میں یہ پسند کرتا کہ تو میرے سامنے قتل کیا جاتا یا اللہ کی راہ میں۔

جابر کہتے ہیں کہ وہ چلے گئے جہاد کے لئے۔ اور مدینہ میں تا حال انتظار کر رہا تھا کہ اچانک میری پھوپھی میرے ماموں اور میرے والد کو یعنی ان کے جسد خاکی کو) اُونٹ پر لاد کر لے آئیں (یعنی ان کے شہید ہو جانے کے بعد)۔ وہ ان کو مدینے میں اس لئے لے آئیں تھیں تا کہ ان کو ہمارے قبرستانوں میں دفن کرائے۔

اتنے میں ایک آدمی آ گیا، وہ اعلان کر رہا تھا کہ خبردار ہوشیار رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ مقتولین کو واپس لاؤ اور انہیں کے شہید ہونے کی جگہ پر دفن کرو جہاں قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ لہٰذا ہم لوگ ان دونوں کو بھی واپس لے گئے اور انہیں دیگر شہداء مقتولین کے ساتھ دفن کیا جہاں وہ قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان خلافت کے زمانے میں موجود تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے آ کر کہا، اے جابر اللہ کی قسم تحقیق معاویہ کے اعمال نے تیرے باپ سے مٹی ہٹادی ہے۔ لہٰذا ان کا وجود ظاہر ہو گیا ہے لہٰذا اس وجہ سے شہداء کا ایک طائفہ نکلا ہے جابر کہتے ہیں کہ میں وہاں پر آیا تو میں نے ان کو اسی کی مثل پایا جس حالت پر میں نے اُسے چھوڑا تھا۔ اس میں سے کوئی شئ متغیر نہیں ہوئی تھی سوائے اس کے جو مقتولین نہیں چھوڑتا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کو دفن کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے بن مصلفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو اقدی نے، اپنے شیوخ سے عبداللہ بن عمرو بن حزام کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اُحد والے دن کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام کو اور عمرو بن جموع کو ایک ہی قبر میں دفن کرو۔ اور کہا جاتا ہے سوائے اس کے کہ حضور نے اس بات کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان دونوں میں دوستانہ تھا۔ پس فرمایا کہ دنیا میں ان دونوں محبت کرنے والوں کو ایک ہی قبر میں دفن کردو۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں اسی حالت میں پائے گئے تھے، ان دونوں کے ناک کان کٹے ہوئے تھے پورا پورا مثلہ کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کے بدن پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ عبداللہ بن عمرو سرخ سفید آدمی تھے سر کے بال نہیں تھے اور وہ لمبے بھی نہیں تھے، جبکہ ان کے دوست عمرو بن جموع لمبے آدمی تھے لہٰذا وہ پہچان لئے گئے۔ اور ایک عرصہ بعد ان دونوں کی قبروں پر سیلاب کا پانی آ گیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی قبر سیلاب کے قریب تھی۔

لہٰذا ان دونوں کی قبر کھودی گئی تھی اور ان دونوں کے اُوپر دو چادریں ڈلی ہوئی تھیں۔ عبداللہ کے ہاتھ میں زخم تھا اور ان کا ہاتھ ان کے اُوپر رکھا ہوا تھا اس ہاتھ کو ان کے زخم کے اُوپر سے ہٹایا گیا تو خون بہہ پڑا۔ لہٰذا ہاتھ کو واپس اس کی جگہ رکھا گیا تو خون رُک گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ان کی قبر کے گڑھے میں دیکھا، ایسے لگ رہے تھے جیسے کہ وہ نیند کر رہے ہیں۔ جابر سے پوچھا گیا، آپ کا کیا خیال ہے آپ نے ان کو کفن دیا تھا؟ حضرت جابر نے جواب دیا کہ بات یہی ہے کہ وہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے۔ اسی کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھک دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر حرمل کے پودے یا گھانس ڈلی ہوئی تھی۔ ہم نے ان کو کفن والی چادر کو ایسا پایا جیسی وہ تھی اور حرمل گھانس وغیرہ ان کے پیروں پر ویسی ہی پڑی تھی، حالانکہ ان کے دفن کے اور آج معائنے کے درمیان چھیالیس سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔ حضرت جابر نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ان کو کستوری کی خوشبو لگا دی جائے؟ مگر اصحاب رسول نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے جب یہ ارادہ کیا کہ کظامہ جاری کئے جائیں مدینے میں پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے (کظامہ کہتے ہیں ایسے کنوئیں جو ایک دوسرے سے متصل کھودے جاتے تھے اور زمین کے اندر سے کھود کر ایک دوسرے سے ملا دیئے جاتے تھے، سب کا پانی آخری کنوئیں میں جمع ہو جاتا پھر یہ باہر نکل کر زمین کے اُوپر آ جاتا اور بہتا رہتا تھا۔ یہ آبپاشی کا فطری نظام حضرت معاویہ نے جاری فرمایا تھا)۔

لہٰذا مدینے میں اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ اُحد میں جس کسی کے عزیز شہید دفن ہوں وہ آ کر موجود رہیں تاکہ ان کی موجودگی میں کھودائی کی جاسکے اگر کسی کے عزیز شہید کا جسد عنصری ظاہر ہو جائے تو وہ خود اس کی تدفین دوبارہ کر سکے۔ اس اعلان کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتولین اور شہداء کی طرف گئے۔ انہوں نے ان کو صحیح و سالم الجسم پایا۔ جن کے جسم آسانی سے مُڑ رہے تھے ان شہداء میں سے کسی ایک کے پیر کو کھدائی کے دوران بیلچہ وغیرہ لگ جانے سے خون رواں ہو گیا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری نے کہا کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی منکر انکار نہیں کر سکتا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن جموح ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے۔ لہٰذا ان کی کروٹ پھیر دی گئی یا الگ الگ کر دیئے گئے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ پانی اس چشمے یا کھدنے والی وہ نہر ان دونوں شہیدوں کی قبر کے اُوپر گزرتا تھا اور خارجہ بن زید بن ابوزہیر اور سعد بن ربیع دونوں ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے لہٰذا اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیئے گئے۔ اور البتہ تحقیق کھدائی کرنے والے مٹی کھود رہے تھے کہ انہوں نے مٹی کے تودہ یا چھوٹے ٹیلے کو کھودا تو ان لوگوں کے سامنے کستوری کی خوشبو مہک اُٹھی تھی۔

(المغازی للواقدی ۱/ ۲۶۶۔۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے اہل مغازی کی روایت میں کہ یہی کیفیت خوشبو کی ہوئی تھی جب دیکھا تھا کہ عمرو بن جموح ایک ہی خبر میں دونوں تھے وقت مذکورہ تک اس میں۔

(۲۱) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بشر بن مفضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین المعلم نے عطاء سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب جنگ اُحد کا وقت آن پہنچا تو رات کے وقت میرے والد نے مجھے بلایا، انہوں نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں (یعنی یہ سمجھتا ہوں) میں قتل ہو جاؤں ان اصحاب رسول کے ساتھ جو شروع میں قتل ہو جائیں گے۔ میں نے کوئی انسان ایسا نہیں چھوڑا اپنے بعد جو تم سے زیادہ مجھے عزیز ہو سوائے رسول اللہ کے۔ یاد رکھو میرے اُوپر قرض ہے اس کو ادا کرنا اور وصیت قبول اپنی بہنوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔

جب صبح ہوئی تو میرے والد پہلے مقتول شہید تھے جو اُحد میں شہید کیے گئے۔ میں نے ان کو دفن کیا مگر ایک اور مقتول کے ساتھ ایک ہی قبر میں پھر میرا دل خوش نہیں ہوا کہ میں ان کو کسی اور کے ساتھ چھوڑ دوں لہٰذا میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جیسے میں نے ان کو رکھا تھا، اسی جگہ پر سوائے ان کے ایک کان کے کہ وہ نہیں تھا۔ سبحان اللہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اعزاز ہے اور تکریم اور شرف شہداء کے اجساد عنصری کے ساتھ۔

فزادھم اللّٰہ شرفًا و تکریمًا اللّٰھم اغفرلنا و نجنا بفضل شرفھم و تکریمھم۔ (مترجمہ)

اس کو اسی طرح نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۳۵۱۔ فتح الباری ۳/۲۱۴)

ایک اور روایت میں ابن ابو نجیح میں مروی ہے عطاء سے، اس نے جابر سے کہ میرا نفس مطمئن نہیں ہوا تو میں نے اس کو نکالا اور اسے علیحدہ دفن کر دیا۔ اور ہم نے اس روایت کو کتاب السنن سے نقل کیا ہے۔ (سنن الکبریٰ ۴/ ۵۷۔۵۸)

(۲۲) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمرو بن بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے، اس نے جابر سے اور حدیث ابن بکیر میں ہے کہ جابر بن عبداللہ نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمع کر رہے تھے دو دو آدمیوں میں مقتولین اُحد میں سے ایک ایک کپڑے میں۔ پھر فرماتے تھے کہ ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن حاصل کیا ہے۔ جب کسی کے بارے میں حضور ﷺ کو بتایا کہ فلاں کو زیادہ قرآن یاد ہے اس کو لحد میں پہلے اُتارتے تھے اور آپ نے فرمایا تھا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا۔ اور آپ ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ تو ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا۔ دونوں روایتوں کے الفاظ برابر ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۷۴۔۳/۲۰۹)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن حلیم بن محمد حلیم بن ابراہیم بن میمون صائغ نے مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے اس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ .... ابن شہاب نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے کہا کہ نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا (یہ بات اس روایت میں نہیں ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔ (کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳/ ۲۱۷)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابو علی رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قعنبی نے یہ کہ سلیمان بن مغیرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال سے، اس نے ہشام بن عامر سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار آئے تھے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے کہا ہمیں شدید زخم پہنچے ہیں اور سخت مشقت بھی آپ ہمیں کیا حکم فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو تین تین آدمی ایک ایک قبر میں رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا کہ پہلے کس کو رکھیں، آپ نے فرمایا، اکثر قرآنا، جس کو قرآن زیادہ آتا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد اسی دن شہید ہوئے تھے یعنی عامر۔ لہٰذا دو آدمیوں کے درمیان پہلے رکھے گئے یا ایک ساتھ پہلے رکھے گئے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجنائز۔ الحدیث ۳۲۱۵ ص ۳/۱۲۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر واحد میں متعدد کا دفن کرنا قلت جگہ نہیں بلکہ کھودنے والوں کا زخمی ہونا اور شدید تکلیف تھا۔

(۲۵) ابوداؤد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو اسحاق فزاری نے ثوری سے، اس نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ الفاظ اضافہ کئے ہیں وَاعْمِقُوا کہ قبروں کو گہرا کرو۔ (ابوداؤد ۳/۲۱۴۔ حدیث ۳۲۱۶)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے سعید بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۲۱۷ ج ۳/۲۱۴)

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ملاعب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے سعد بن ہشام بن عامر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی اُحد والے دن شدید زخموں کی اور یہ کہ قبریں کھودنا ہم پر سخت شکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، قبریں کھودو اور گہری کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ لہٰذا میرے والد دو آدمیوں کے بین پہلے رکھے گئے۔ (ترمذی کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۷۱۳ ج ۴/۲۱۳)

(۲۷) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو خلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے محمد بن منکدر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد میں جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا میں بار باران کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا تھا اور مجھے اصحاب رسول منع کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو نہ روؤ لا تبیکیہ یا ما تبکیہ کا لفظ کہا ہمیشہ فرشتے اس پر سایہ کئے رہے اپنے پروں کے ساتھ حتیٰ کہ اس کو وہ اوپر اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

(۲۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اُسی کی مثل۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری پھوپھی رو پڑی تھی تو حضور نے اس کو فرمایا تھا لَا تَبکِیہِ۔ اس کو مت رو یا یوں کہا تھا لَمْ تَبکِیہِ اس کو نہ روؤ، بے شک فرشتوں نے اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو اُٹھا لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۹۱۸)

(۲۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فیض بن وشیق بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبادہ انصاری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن شہاب زہری نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت جابر سے، اے جابر کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ جابر نے عرض کی جی ہاں

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی بشارت دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اللہ نے آپ کے والد کو زندہ کر دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندے مجھ سے غنی اور آرزو کیجئے آپ جو کچھ چاہیں گے میں آپ کو عطا کروں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

اس نے کہا، اے میرے رب میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا میں یہ تمنیٰ کرتا ہوں آپ کے اُوپر کہ آپ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تا کہ میں آپ کے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کروں اور تیرے نام پر ایک اور بار قتل کیا جاؤں۔ اللہ نے فرمایا، بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ شہداء کی حیات دنیوی نہیں بلکہ جنت والی ہے جس کے مل جانے کے بعد نہ دوبارہ حیات دنیوی ملنا ممکن ہے نہ ہی دنیا میں واپسی ممکن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایک اور موت سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے فیصلہ ہو چکا ہے کہ واپسی نہیں ہوگی۔

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابو المعروف اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سہل بشر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حسین بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ابراہیم بن بشیر بن الفاکیہ انصاری نے کہ اس نے سنا طلحہ بن خراس بن صمہ انصاری سلمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟

میں نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ مارا گیا ہے اور قرض اور قبر چھوڑ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ نے کبھی بھی کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پردہ کے پیچھے اور اللہ نے تیرے باپ کے ساتھ کلام کیا ہے بغیر حجاب کے اور فرمایا ہے، اے میرے بندے! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے کہا ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آپ دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تا کہ میں دوسری بار تیرے لئے قتل کیا جاؤں۔

اللہ نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہاں آ جانے والے دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں۔ اس نے (تیرے والد نے) عرض کی کہ اے میرے رب! پھر میرے پس ماندگان کو میری حالت کی خبر پہنچا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پس اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے :

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا ـ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

بالکل ان لوگوں کو مردہ (عام مردوں جیسا) گمان نہ کرو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ (حضور ﷺ نے پوری آیت ختم کر ڈالی)

یہ آیت سابقہ حدیث میں بھی ہے اور تفصیل بھی۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد نے احمد بن ابراہیم کے بیٹے یعنی ان کے نواسے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومروان عثمانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا اور وہ رونے بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ مصعب بن عمیر شہید ہو گئے حالانکہ مجھ سے بہتر تھے، ان کے لئے صرف ایک چادر مل سکی تھی جس میں وہ کفن دیئے گئے اور حضرت حمزہ شہید کئے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے لئے بھی صرف ایک چادر مل سکی جس میں وہ کفن دیئے گئے (حمزہ کا نام لیا تھا یا کسی اور آدمی کا ابراہیم کو اس بارے میں شک ہو گیا ہے جبکہ ہم لوگوں کے لئے رزق کی اتنی فراوانی ہے)۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ کہیں ہمارے لئے (آخرت کے بجائے) ہماری دنیوی زندگی میں ہی جلدی کر لی گئی ہے یعنی ایسا تو نہیں کہ آخرت کا اجر صرف دنیا میں ہمیں دے کر فارغ کیا جا رہا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن محمد مکی سے، اس نے ابراہیم سے۔

(کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۴۔ فتح الباری ۳/۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲)

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائنی نے اسفرائن میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو بن کثیر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن بن سعید نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے اس نے جناب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ہجرت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم اس سے اللہ کی رضا چاہتے تھے۔ لہٰذا ہمارا اجر کے ہاں ثبت ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ ہم میں سے وہ ہیں جو دنیا سے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں پایا، ان میں سے ایک مصعب بن عمیر تھے جو اُحد میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا سوائے ایک دھاری چادر کے۔ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تھے تو پیر ظاہر ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پیر ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر ڈھانک دو اور اس کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال کر چھپا دو۔ اور کچھ لوگ آج ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے لئے اس ہجرت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کا پھل توڑ رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۴۵)

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۶۔ فتح الباری ۲/۱۴۲۔ وفی کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۷۳۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۴۴ ص ۶۴۹)

رسول اللہ کا میّت پر نوحہ کرنے سے منع کرنا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو الاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اُحد سے واپسی پر مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے گھروں میں نوحے اور رونے کی آوازیں سُنیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں ہیں جو اپنے اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں لیکن مدینے میں آج حمزہ کو کوئی رونے والا نہیں ہے۔

حضور کے یہ الفاظ حضرت سعد بن معاذ نے سُن لئے اور سعد بن عبادہ کے بعد معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے۔ لہٰذا وہ اپنے گھروں میں گئے تمام رونے والیاں اور نوحہ کرنے والیاں جمع ہو گئیں جو مدینے میں تھیں۔ ان لوگوں نے ان سے کہا تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ روؤ حتیٰ کہ چچائے رسول حمزہ کو پہلے روؤ کیونکہ حضور نے یہ بات ذکر کی کہ اس کو کوئی رونے والا نہیں، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو رونے والیوں کو لایا وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ حضور نے جب رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ حضور ﷺ کو وہ بات بتائی گئی جو انصار نے اپنی عورتوں سے کہی تھی، حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں معروف بات کہی اور حضور راضی ہوئے ہر اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اس چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے کو پسند بھی نہیں کرتا ہوں اور آپ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸)

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، انہوں نے اپنے شیوخ سے جن سے قصہ اُحد مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے مدینہ کی طرف واپسی پر اُحد سے۔ اُحد سے حضور کو حمنہ بنت جحش ملی لوگوں نے اس خاتون کو اس کے بھائی عبداللہ بن جحش کی موت کی خبر سُنائی تو اس عورت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کی موت کی خبر اس کو سُنائی گئی تو اس نے پھر انا للہ الخ پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کو اس کے شوہر مصعب بن عمیر کی موت کی خبر سُنائی گئی تو اس نے چیخ ماری اور جذبات سے بے قابو ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عورت کا شوہر اس کے لئے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ جب انہوں نے اس کا حشر دیکھا اس کے بھائی اور ماموں کے لئے اور چیخ مارنا اپنے شوہر پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۱۔۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶۔۴۷۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۱۵۹۰)

اس کے بعد وہ حضور ﷺ کا گزر ہوا کچھ گھروں کے پاس انصار کے گھروں میں سے بنو عبداللہ شہل سے اور بنوظفر سے۔ حضور ﷺ نے رونا سُنا اور نوحہ کرنے والیاں اپنے اپنے مقتولین پر۔ لہٰذا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ رو پڑے۔ پھر فرمانے لگے لیکن حمزہ کو تو کوئی رونے والی بھی نہیں ہے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن جعفر دار بنی عبداللہ شہل کی طرف واپس لوٹے تو ان کا رونا سُنا حضرت حمزہ پر حضور ﷺ ان کی طرف باہر آئے اور وہ خواتین حضور کی مسجد کے دروازے پر حمزہ پر رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم عورتیں واپس چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا، تم عورتوں نے اپنے دل سے غمخواری کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۷)

(۳۵) اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن ابوعوف نے، اس نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی انصار میں سے بنو دینار سے۔ اس کا شوہر شہید ہو گیا تھا اور اس کا بھائی بھی۔ اُحد کے جب لوگوں نے اس کو ان کی موت کی خبر دی تو اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اے اُم فلاں! حضور ﷺ خیریت سے ہیں، وہ کہنے لگی کہ مجھے دکھاؤ کہ میں خود حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں دور سے۔ اس کو اشارہ کر کے بتایا گیا کہ وہ رہے حضور ﷺ۔ جب خاتون نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی، اے میرے آقا! آپ کے بعد ہر مصیبت سہنا آسان ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۲۔۴۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۴۷)

باب ۴۷

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو ہرگز مُردہ نہ کہو، وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق کھاتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

(مفہوم) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو ہرگز مُردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ وہ اپنے ربّ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے انہیں جو اپنا فضل عطا کیا ہے وہ اس کے ساتھ نازاں و فرحان ہیں اور جو لوگ تا حال ان کے پیچھے پہنچ کر تا حال ان سے نہیں ملے ان کے بارے میں خوشی محسوس کرتے ہیں (کہ یہاں پہنچ کر ان کو بھی یہی اعزاز و اکرام حاصل ہوگا)۔ بایں سبب کہ ان پر بھی نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی کوئی غم ہوگا۔ اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والے فضل اور انعام پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا اجر و ثواب ضائع نہیں کرتے۔

نیز شہداءِ اُحد کی فضیلت اور ان کی قبروں کی زیارت سے متعلق احادیث کا تذکرہ نیز یہ کہ شہداء کی جنت والی زندگی ہے وہ دنیا والی زندگی مانگتے بھی ہیں تو نہیں ملتی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابن فرزدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرّہ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا :

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق اور ان کے رفقاء کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں شہداء کی زندگی کے بارے میں وضاحت سے سمجھائیں، ان کے زندہ ہونے کی کیفیت ظاہراً نظر نہیں آتی، کیونکہ قُتِلُوا بتا رہا ہے قتل کر دیئے ہیں اور مار دیئے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کو کفن دیئے گئے، جنازے پڑھے گئے، قبروں میں دفن ہم نے اپنے ہاتھوں سے خود کئے۔ ان کے پیچھے ان کے ورثے تقسیم ہوئے، ان کی بیواؤں سے دوسرے نکاح بھی ہوئے۔ مگر ہمیں مُردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بتائیں کیا یہ دنیا میں زندہ ہیں تو پھر یہ سب کچھ زندوں کے ساتھ کیوں کر جائز ہوا؟ اگر مُردہ ہیں تو ہمیں کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ (ہمیں سمجھائیں؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا خبردار ہوشیار آگاہ رہو، تحقیق ہم لوگوں نے (اصحاب رسول نے) اس آیت یا اس زندگی کے بارے میں پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی مثل ہوتی ہیں، وہ چلتی پھرتی ہیں سیر کرتی رہتی ہیں جس جگہ میں چاہتی ہیں (جنت میں)۔

(مسلم شریف میں ہے اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں)۔

اس کے بعد وہ عرش بریں کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں اور شمع دانوں کی طرح جگہ حاصل کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی اسی حالت میں مگن ہوتی ہیں کہ یکا یک ان پر تیرا ربّ جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرماتا ہے، تم لوگ (اے شہداء کی ارواح) جو چاہو مجھ سے مانگو۔ روحیں کہتی ہیں، اے ہمارے مالک! ہم آپ سے کیا مانگیں؟ آپ نے ہمارے اُوپر اتنا بڑا انعام کر دیا ہے کہ) ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور جنت کے تمام پھلوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

روحیں جب دیکھتی ہیں کہ ان سے اصرار کر کے پوچھا جا رہا ہے تو وہ کہتی ہیں، ہم آپ سے صرف ایک سوال کرتی ہیں : کہ

اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا فِي الدُّنْيَا نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ ۔

کہ آپ ہم ارواح کو ہمارے ان جسموں کے اندر واپس لوٹا دیں جو دنیا میں موجود ہیں۔ ہم تیری راہ میں پھر مارے جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دیکھا جاتا ہے کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرتے سوائے اسی خواہش کے تو پھر وہ اسی حالت پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ باب ان ارواح الشہداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون ص ۱۵۰۲)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے معاویہ سے۔

شہداء اُحد کی ارواح کی خواہش پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت آشکارہ فرمائی کہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عیسیٰ جیری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد بن قطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یزید فارسی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید کردیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں کردیا وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں اور وہ سایہ عرش میں معلق سونے کی قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

جب شہدائے اُحد کی ارواح نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کے پاکیزہ ٹھکانے پالئے تو وہ کہنے لگیں دنیا میں پیچھے رہ جانے والے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچایئے گا ہمارے بارے میں کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، یہ اطلاع ان کو پہنچ جائے تاکہ وہ جنگ کے وقت بزدلی نہ کریں اور جہاد میں بے رغبتی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارے دنیا میں رہنے والے بھائیوں کو تمہاری طرف سے میں یہ اطلاع پہنچادوں گا کہ تم لوگ جنت والی زندگی کے ساتھ جنت میں زندہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اطلاع نازل فرمائی تاکہ سارے مسلمان اس غیر مرئی حقیقت سے مطلع ہوجائیں :

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۔

تم لوگ (اے دنیا میں رہنے والے انسانو) ان لوگوں کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے دنیا میں، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں جنت میں اعلیٰ ارفع حیات کے ساتھ زندہ ہیں انہیں جنت کے پھلوں کا رزق ملتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ باب فضل الشہارۃ۔ حدیث ۲۵۲۰ ج ۳/۱۵)

ابوعبداللہ کی روایت میں (فی الکتاب) کے الفاظ نہیں ہیں صرف فانزل اللہ ہے۔

حضور ﷺ کا شہدائے اُحد کے ساتھ شہید ہونے کی دلی خواہش ظاہر کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرمارہے تھے جس وقت آپ نے اہل اُحد کا ذکر فرمایا تھا، خبردار آگاہ رہو کہ میں دل سے یہ بات چاہتا ہوں کہ میں شہداء اُحد کے ساتھ اُحد کے دامن میں شہید کردیا جاتا۔ فرمارہے تھے میں قتل کردیا جاتا۔

اس حدیث کے راوی عاصم فرماتے تھے لیکن میں اللہ کی قسم مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ وہاں شہید کردیئے جاتے۔ (مسند احمد ۳/۳۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

حضور ﷺ نے شہداء اُحد کو اپنے اصحاب اور اپنے بھائی کا نام دیا

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صالح شیرازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو محمد بن معن غفاری نے، ان کو داؤد بن خالد بن دینار نے،

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں بنو تمیم کے ایک نوجوان کے ساتھ جس کا نام یوسف یا ابو یوسف تھا میں ربیعہ کے پاس گیا (یعنی ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کے پاس)۔ یوسف نے ربیعہ سے کہا کہ ہم لوگ آپ سے ایک حدیث سنتے ہیں جو آپ کے سوا ہم نے کسی اور سے نہیں سنی۔ ربیعہ نے اس سے کہا آگاہ ہو کہ میرے پاس حدیثیں کثیر ہیں لیکن میں نے ابن ہدیر سے سنا تھا وہ طلحہ بن عبیداللہ سے صحبت رکھتے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے سنا کہ طلحہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوں سوائے ایک حدیث کے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہوئے تھے شہداء اُحد کی قبور پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب ہم لوگ حرہ کے یعنی پتھریلی زمین کے ٹیلہ پر چڑھے مقام بیداء میں تو وادی کے موڑ میں چند قبریں تھیں، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ہم لوگوں کے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔ جب ہم لوگ شہداء کی قبور کے پاس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۴۳ ج ۲/ ۲۱۸)

ربیعہ سے مراد ابن عبدالرحمن ہے اور ابن ہدیہ سے مراد ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیہ ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہشم نے، ان کو محمد بن عیسیٰ بن صالح نے، ان کو ابن فران نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے عباد بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء کی قبر پر تشریف لاتے تھے۔ جب وادی کے کنارے پر آتے تو یوں دعائیہ سلام کہتے :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۔

تم لوگوں پر سلامتیاں ہوں بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا تھا۔ لہٰذا دار آخرت والا گھر سب سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایسے ہی کرتے تھے اور ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ ایسے ہی کرتے تھے اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی ؓ ایسے ہی کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۵)

حضور ﷺ نے شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر واضح فرمادیا کہ دنیا میں ان پر جنت کے احکامات جاری ہو گئے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو مسیّب بن زہیر بن نصر نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم نے، ان کو لیث بن سعد نے، ان کو یزید ابوحبیب نے، ان کو ابوالخیر نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے باہر نکلے، آپ نے اہل اُحد پر نماز پڑھائی لحد میں بالکل ایسے جیسے میت پر آپ نماز پڑھاتے تھے۔

اس کے بعد آپ منبر پر پھر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے پیش رو ہوں اور میں تمہارے اُوپر گواہ ہوں، اور اللہ کی قسم بے شک میں اس وقت اللہ کی قسم اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیکھ رہا ہوں، یا آپ نے زمین کی چابیاں کہا تھا۔ اور بے شک میں اللہ کی قسم ہے تمہارے بارے میں یہ خوف و خطر تو محسوس نہیں کرتا کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن یہ تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ تم لوگ مال و دنیا کی رغبت اور میلان میں مقابلہ کرنے لگو گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس لیث سے۔ (کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۵۹۰۔ فتح الباری ۱۱/ ۴۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ رائے نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو عبدالرحمن بن علقمہ مروزی نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے بن عبداللہ بن ابوفروہ نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اُحد میں شہداء کی قبروں کی زیارت کی اور یوں دعا کی، اے اللہ! بے شک بندہ اور نبی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں اور یہ بھی کہ جو شخص ان کی قبروں کی زیارت کرے گا یا ان پر سلام کہے گا قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

عطاف نے کہا کہ میری خالہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ کوئی نہیں تھا دو غلاموں کے سوا جو سواری کے جانوروں کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے شہدا پر سلام کیا، لہٰذا میں نے سلام کا جواب سُن لیا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے بعض تمہارا بعض کو پہچانتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے رُونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں نے کہا، اے غلام! میری سواری میرے قریب لائیے، لہٰذا میں جلدی سے سوار ہوگئی۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان بر ذعی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو عطاف بن خالد نے، ان کو میری خالہ نے، وہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں سواری پر بیٹھ کر شہداء کی قبور پر گئی (وہ قبور پر ہمیشہ جاتی رہتی تھی)۔

وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت حمزہ کی قبر پر اُتری میں دعا کرتی رہی اللہ نے جس قدر چاہا کہ میں دعا کروں۔ وادی میں اس وقت نہ کوئی آواز دینے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا سوائے ایک غلام کے جو میری سواری کو پکڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ میں جب اپنی دعا سے فارغ ہوگئی میں نے اس طرح اپنے ہاتھ سے اسلام علیکم کہا اور میں نے اسی وقت جواب کو سُن لیا جو زمین کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ میں اس کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسے میں رات کو پہچانتی ہوں دن کے مقابلے میں۔ اس سے میرا ہر ہر رُونگٹا کھڑا ہوگیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۵)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد ابن بسطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں کی زیارت کرتے تھے (مطلب ہے کہ ہر سال قبر پر تشریف لے جاتے تھے)۔ جب وادی میں داخل ہوتے تو آواز بلند کر کے یوں کہتے تھے دعا دیتے ہوئے :

السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار

تم پر سلامتی ہے بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا تھا دار آخرت بہت بھلی ہے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق اپنے دور میں ایسے کرتے تھے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب، اس کے بعد عثمان غنی ایسے کرتے تھے اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی شہداء کی قبروں پر آتی تھی، کچھ دیر وہاں رہتی تھی اور دعا مانگتی تھیں ان کے لئے۔ اور سعد بن وقاص ان پر سلام کہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یوں فرماتے تھے، کیا تم لوگ ایسے لوگوں پر سلام نہیں کہتے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (المغازی الواقدی ۱/۳۱۳)

اور حضرت ابوسعید خدری ان قبروں پر جاتے تھے۔ یہ روایت بھی اُم سلمہ سے ذکر کی گئی ہے اور عبداللہ بن عمر سے اور ابوہریرہ سے۔

(المغازی الواقدی ۱/۳۱۳-۳۱۴)

واقدی نے کہا ہے، فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں ایک مرتبہ اس وقت جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا میں شہداء کی قبروں پر گئی اور میرے ساتھ میری بہن بھی تھی۔ میں نے اس سے کہا آئیے ہم سلام کریں حضرت حمزہ کی قبر پر۔ بہن نے کہا، جی ہاں۔ لہٰذا ہم لوگ ان کی قبر پر ٹھہر گئے اور ہم نے کہا تم پر سلام ہو اے چچائے رسول۔ ہم نے کوئی کلام سُنا جو اس نے جواب دیا تھا ہمیں۔ یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ کہتی ہے حالانکہ لوگوں میں سے کوئی بھی ہمارے قریب نہیں تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۱۴)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنا اور رونا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید ابو عمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو الدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابو فدک نے، ان کو خبر دی سلیمان بن داؤد نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اپنے چچا کی قبر کی زیارت کرتی تھی یعنی حضرت حمزہ کی دنوں میں۔ آپ دعا کرتی تھیں اور اس کے پاس روتی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۵۔ المغازی للواقدی ۱/۳۱۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابو یعلیٰ سے حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ساتھ لیا مدینے میں شہداء کی قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جمعہ کے دن طلوع فجر اور طلوع سورج کے درمیان۔ میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب وہ قبرستان میں پہنچے تو اُونچی آواز سے کہا :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے دار آخرت عمدہ ہے۔

کہتے ہیں کہ جواب ملا وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ۔ کہتے ہیں کہ میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم نے جواب دیا ہے اے بیٹے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کرلیا۔ پھر اس نے دوبارہ سلام کیا، اس کے بعد وہ جب بھی سلام کرتے ان کو جواب ملتا تھا۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے والد اللہ کا سجدہ شکر گزار کرنے کے لئے گر پڑے، یعنی سجدہ شکر بجالائے۔

☆☆☆

باب ۴۸

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَی اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

جس دن دو جماعتیں باہم قتال کے لئے ٹکرائیں جولوگ اس دن پھر گئے تھے تم سے، یہ حقیقت کہ ان کو شیطان نے پھسلایا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا بُردبار ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے یہ چیخ مار کر کہا تھا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لوگ بکھر گئے تھے، کچھ لوگ مدینے میں واپس پہنچ گئے تھے، حتیٰ کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم لوگ جنگ سے فرار ہو کر آ گئے ہو۔ فرمایا کہ جو لوگ پیٹھ پھیر کر واپس آ گئے تھے ان میں فلاں بن فلاں تھے (انساب الاشراف ۱/۳۲۶)۔ حارث بن حاطب، سواد بن غزیہ، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان، خارجہ بن عامر تو مَسلَل کے مقام تک پہنچ گئے تھے (یہ ایک مقام ہے مکے کے راستے پر دمین کے درمیان مدینے سے مکہ کی جانب اٹھائیس میل کے فاصلے پر)۔ اور ایک ان میں اوس بن قیظی تھے بنوحارثہ کی ایک جماعت میں یہ لوگ مقام شُقرہ تک پہنچ گئے (یہ مقام تھا مدینے سے دو دن کی مسافت پر مقام نخیل سے اٹھارہ میل پر)۔ ان کو راستے میں اُم ایمن ملی، اس نے ان کے منہ پر مٹی پھینکی اور ان میں بعض سے کہا، مجھے اپنی تلوار میں اس کے ساتھ قتال کروں گی اور مجھے دو اپنی کمان میں اس کے ساتھ تیر اندازی کروں گی۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۷۷۔۲۷۸)

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ کعبی نے اور ابوالحسن طرائفی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یزید بن صالح نے، ان کو بکیر بن معروف نے مقاتل بن حبان سے یوم اُحد میں اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا جس کو جانا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو آپ کے اُوپر قربان کرے ہمارے پاس خبر آئی تھی کہ آپ قتل کر دیئے ہیں لہٰذا ہمارے دل ڈر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔

فضیلت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر ابن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابوعورفہ نے اور شیبان نے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے ابن عمر سے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کہ بہر حال تیرا یہ سوال کرنا کہ کیا عثمان بدر میں حاضر ہوئے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کی بیٹی کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس لئے بدر کی غنیمتوں میں ان کا حصہ نکالا تھا۔ بہر حال بقیہ رضوان کی جہاں تک بات ہے تو بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہی ان کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا، اگر کوئی ایک شخص اس کام کے لئے عثمان سے زیادہ بااعتماد ہوتا تو حضور ﷺ ضرور اس کو بھیجتے اور جب بیعت ہوئی تھی اس وقت عثمان موجود نہیں تھے۔ لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ بہر حال ان کا اس دن پیچھے ہٹنا جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائی تھیں تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ (لے جایئے ان جوابات کو اپنے ساتھ)۔

بخاری نے اس کو نکالا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۹۸۔ فتح الباری ۷/۵۴۔۶/۲۳۵)

☆☆☆

باب ۴۹

حضور ﷺ کا حمراء الاسد[1] کی طرف نکلنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی اس کے باوجود کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے بھانجے تیرے دونوں والد زبیر اور ابوبکر (والد اور نانا) ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی تھی باوجود یکہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔ فرمایا کہ جب مشرکین اُحد سے واپس لوٹے تھے اور اصحاب بھی تو احباب رسول وہ تھے جن کو تکلیف و مصیبت پہنچ چکی تھی۔ آپ نے خوف کیا کہ کہیں وہ واپس نہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو ان لوگوں کو پیچھے سے بلائے اور جواب دے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ ہمارے پاس وقت وطاقت ہے۔

کہتے ہیں کہ زبیر اور ابوبکر نے جواب دیا ستر آدمیوں میں۔ چنانچہ یہ لوگ قوم کے آثار اور قدموں کے نشانات پر نکلے انہوں نے ان کو سنوایا اور وہ لوٹ آئے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ فرمایا کہ دشمن سے نہیں ٹکرائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۷۔ فتح الباری ۳۷۳/۷)

اور مسلم نے اس کو نکالا مختصراً کئی طرق سے ہشام سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۵۲ ص ۱۸۸۰۔۱۸۸۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اُحد کے قصے کے بارے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی آیا حضور ﷺ نے اس سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھا تھا میں نے سنا تھا وہ لوگ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا تم لوگوں نے مسلمانوں کی عزت وشوکت پر ہاتھ ڈالا پھر ان کو تم نے چھوڑ دیا اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، انہیں ہلاک نہیں کر سکے، ان کے سارے سردار باقی سلامت ہیں جو تمہارے لئے اکٹھے ہو کر اپنی جمعیت اکٹھی کر لیں گے۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۴۶/۲۔ تاریخ طبری ۵۳۳/۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۴۴/۳۔ ابن حزم ۱۷۵۔ عیون الاثر ۵۲/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۸/۴۔ نویری ۱۲۶/۱۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲۶۳/۲۔ سیرۃ الشامیہ ۴۳۸/۴)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا، حالانکہ ان کو شدید زخم پہنچے تھے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے اور ان کے معاملے پر توجہ رکھنے کے لئے۔ اور حضور ﷺ نے خود بھی دشمن کا تعاقب کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلے مگر صرف وہی جو شخص اُحد میں قتال میں موجود تھا اور اُحد میں جہاد کر چکا ہے۔ عبداللہ اُبی نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ سوار ہوتا ہوں مگر اس حضور ﷺ نے منع کر دیا۔ لہٰذا اس طرح صحابہ کرام نے اللہ اور اس کے رسول کی رجایت کی اور بات مانی باوجود یکہ ان پر کٹھن آزمائش گزر رہی تھی وہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چلے گئے دشمن کے تعاقب میں۔

اور جابر بن عبداللہ سُلمی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں تو آپ کے ساتھ ہی نکلا تھا کہ میں قتال میں حاضر رہوں گا یعنی قتالِ اُحد میں۔ اور اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں اپنی تمام عورتوں کو اکیلے نہ چھوڑوں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھے واپسی کی وصیت اسی لئے کی تھی کہ انہوں نے شہید ہونا تھا وہ قتال میں شریک رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شہادت عطا کر دی اور اللہ نے میرے بارے میں باقی رکھنے کا ارادہ کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں کہیں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ تلاش کیا جاؤں مگر وہ شخص جو قتال میں حاضر تھا۔ بس مجھے اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، چنانچہ آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواصاب محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد کی صبح ہوئی یہ اتوار کا دن تھا شوال کی سترہ تاریخ، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے لوگوں میں اعلان کیا دشمن کا تعاقب کرنے کا اور اعلان کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ ہرگز نہ نکلے مگر صرف وہی جو کل ہمارے ساتھ حاضر تھا۔

حضور ﷺ نے بات کی تھی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام سے۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضور دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے نکلے تھے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ انہوں نے ان کا پیچھا کیا ہے تاکہ وہ یہ گمان کریں کہ مسلمان کے پاس قوت و طاقت ہے اور یہ کہ جو نقصان مسلمانوں کو دشمن کی طرف سے پہنچ تھا اس نے ان کو کمزور نہیں کیا دشمن کا مقابلہ کرنے سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۴۹)

(۴) ابن اسحاق نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت نے ابن سائب مولیٰ عاشر بنت عثمان نے یہ کہ ایک آدمی جو اصحاب رسول میں سے تھا بنی الاشہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اور میرا بھائی ہم لوگ زخمی واپس لوٹے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا دشمن کی تلاش میں نکلنے کے لئے، تو میں نے اپنے بھائی سے کہا اس نے مجھ سے کہا کیا ہم سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک غزوہ کرنا فوت ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں تھا جس پر ہم سواری کرتے تاہم میں سے مگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

میرا زخم اس آدمی سے ہلکا پھلکا تھا جب وہ تھک جاتا تو میں اس کو ایک گھاٹی میں اُٹھالیتا تھا اور وہ ایک گھاٹی میں خود پیدل چلتا تھا حتیٰ کہ ہم وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان جا پہنچے تھے۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور وہ مقام مدینے سے آٹھ میل پر ہے۔ حضور تین راتیں یہاں مقیم رہے۔ پیر منگل اور بدھ کو اس کے بعد مدینے کو واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۹)

(۵) اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے یہ کہ معبد خزاعی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ حمراء الاسد میں تھے۔ قبیلہ خزاعہ ایسا تھا کہ اس میں مسلمان اور مشرک رسول اللہ کے لئے مخلص تھے۔ ان کا اجتماع آپ کے ساتھ تھا۔ وہ کوئی بات آپ سے چھپاتے نہیں تھے۔ معبد اس وقت مشرک تھا۔ اس نے کہا اے محمد! خبردار

آپ کو آپ کے اصحاب میں جو پریشانی پہنچی ہے وہ ہم لوگوں پر بھی بھاری گزری ہے ہم پسند کرتے ہیں اللہ عزوجل آپ کو الاسد میں عافیت دے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔

حضور ﷺ تا حال حمراء الاسد میں تھے حتیٰ کہ وہ ابوسفیان بن حرب سے ملا وہ مقام اوجاء میں تھا۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس جانے کا مشورہ طے کر چکے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو موقع ملا تھا ہم ان کے قائدہ میں اور اصحاب کی طرف اور شرکاء کو ہلاک کر سکتے تھے مگر غلطی ہوئی ہم ان کا استیصال نہ کر سکے، اب ہم پلٹ کر ان پر حملہ کریں گے اور ہم ان کے بقیہ لوگوں کو ختم کر کے آئیں گے۔

جب ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو کہنے لگا تیرے پیچھے کیا کیفیت ہے اے معبد (یعنی محمد اور مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا ابوسفیان کو بتایا کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اتنی بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل چکے ہیں کہ میں نے اتنی بڑی جماعت کبھی نہیں دیکھی وہ تمہیں جلا کر راکھ کر ڈالیں گے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی ایک ساتھ آرہے ہیں جو اُحد والے دن تم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ لوگ نادم ہوئے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے کہ تمہارے خلاف حملہ کرنے کے لئے میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھا۔

ابوسفیان نے کہا ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آپ یہاں سے کوچ بھی کر پائیں گے حتیٰ کہ آپ گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لیں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو ان پر دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے کا مشورہ طے کر چکے ہیں تا کہ ہم ان کے بقیہ لوگوں کو بھی جڑ سے کاٹ دیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس خیال سے منع کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے برانگیختہ کیا اس کیفیت نے جو میں نے دیکھی ہے کہ میں اس بارے میں کچھ اشعار کہوں وہ میں نے کہہ ڈالے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم نے کیا اشعار کہے ہیں؟ معبد نے کہا

کادت تهد من الاصوات راحلتی　　اذا سالت الارض با الجرد الا بابيل

قریب تھا کہ لشکر کی آوازوں سے میری سواری ڈر جاتی ۔ جب زمین بہتی ہے مسلم گھوڑوں کی جماعات سے

اس کے بعد اس نے سارے اشعار ذکر کئے مسلمانوں کے لشکر کے بارے میں۔ لہٰذا ان اشعار نے ابوسفیان کو ان کے ساتھی مشرکین کو واپسی کا سوچنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ایک قافلہ بنی عبدالقیس کا گزرا تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مدینے کو، اس نے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں سے غلہ لانا چاہتے ہیں (بازار عکاظ سے)۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم لوگ میری طرف سے محمد (ﷺ) کو پیغام پہنچاؤ گے؟ میں تمہارے ذریعے اس کے پاس بھیجوں گا اور تمہارے اس اُونٹ پر کشمش لادوں گا بازار عکاظ میں صبح بیچنے کے لئے جب تم وہاں پہنچو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو تو محمد (ﷺ) کو خبر دینا کہ ہم نے واپس آ کر تیرے اصحاب کو تباہ کر دینے کا مشورہ طے کر لیا ہے۔ چنانچہ قافلہ وہاں سے گزرا تو حضور ﷺ اس وقت حمراء الاسد میں تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی جو بات ابوسفیان نے کہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ یہ جملہ کہا تھا :

حسبنا الله و نعم الوكيل ۔ (ترجمہ) ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۵-۴۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۹-۵۰)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اور اصحاب رسول کے بارے میں ان کے قول کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

الذين استجابوا لله و الرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم ۔ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله و نعم الوكيل ۔

قد جمعوا لکم فاخشوھم سے مراد ہے یعنی وہ افراد جو عبدالقیس کے آئے تھے پیغام لے کر۔ یہاں فانقلبوا بنعمة من اللّٰہ وفضل لم یمسسھم سوء ۔ کہ اللہ کے فضل اور انعام سے وہ لوٹ آئے ان کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ جب اللہ نے ان سے ان کے دشمن سے ٹکراؤ پھیر دیا تھا۔ ان لوگوں نے اتباع کی اللہ کی رضا اللہ کے رسول کی بات ماننے میں۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاء ہ سے مراد ابوسفیان اور اس کے اصحاب مراد ہیں تا آخر آیت تک۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲-۱۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے ابو حصین سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ کے الاؤ میں ڈالے گئے تھے تو انہوں نے کہا تھا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل اور اسی جملہ کو محمد ﷺ نے کہا تھا جب مشرکین نے کہا تھا۔ جس کے بارے میں اللہ نے یہ اطلاع دی :

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل ۔
کہ اصحاب محمد وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آکر بتایا لوگ مشرکین مکہ تمہارے بارے میں جمع ہو چکے ہیں ان کا خوف کرتو اس خبر سے ان کا ایمان مزید بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ ابراہیم اور محمد علیہ السلام نے یوں کہا تھا اور بخاری اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عبداللہ بن یونس سے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۶۳۔ فتح الباری ۸/۲۲۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن داؤد زاہد نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں فانقلبوا بنعمة من اللّٰہ وفضل فرمایا کہ نعمت یہ ہے کہ وہ سلامت رہے اور فضل یہ ہے کہ قافلہ گزرا اور یہ واقعہ ہوا تھا موسم خاص میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے سامان خرید لیا، اس میں آپ کو مالی منافع ہوا اور حضور ﷺ نے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی کا ایک ٹھکانہ تھا جہاں وہ ہر جمعہ کو ٹھہرا کرتا تھا۔ اپنے نفس اور اپنی قوم میں اس کا شرف وعزت مانع نہیں تھا اور وہ اپنی قوم میں عزت دار تھا۔ اور وہ اس وقت جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن خطبہ دیتے تھے وہ کھڑا ہوتا اور کہتا کہ اے لوگو! یہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں اللہ نے تم لوگوں کو اس کی صحبت کا شرف بخشا ہے اور تمہیں عزت دی ہے۔ تم لوگ ان کی مدد کرو اور ان کی تائید کرو اور ان کی بات سنو اور اطاعت کرو، پھر وہ بیٹھ جاتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے اور منافقوں نے جو کچھ کیا اُحد میں وہ بھی کھڑا ہوا اور اس نے وہی کیا جو کچھ وہ کہا کرتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس کے کپڑوں کو کناروں سے کپڑا اور انہوں نے کہا بیٹھ جا اے اللہ کے دشمن، تم اس مقام کے اہل نہیں ہو، تم نے جو کچھ کرنا تھا کر ڈالا۔ لہٰذا وہ اُٹھ کر لوگوں کی گردنوں کے اُوپر سے پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں نے جیسے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے۔ میں تو کھڑا ہوا تھا تا کہ میں ان کے معاملے کو میں اور مضبوط کروں۔

باہر نکلا تو وہ مسجد کے دروازے پر ایک انصاری آدمی سے ملا۔ اور اس نے پوچھا کہ تو ہلاک ہو جائے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ اس کے معاملے کو مضبوط کروں، محمد ﷺ کے اصحاب کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے میرے کپڑے پکڑ کر کھینچے ہیں اور انہوں نے شدید سرزنش کی ہے جیسے کہ میں نے کوئی بڑی غلطی کر لی ہے۔ تو اس آدمی نے ابن اُبی سے کہا ہلاک ہو جائے تو واپس جا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار کر لیں گے، مگر اس منافق نے کہا اللہ کی قسم مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے، میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے استغفار کریں۔

☆☆☆

باب ۵۰

سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد مقام ''قطن'' کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، ان کو عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید یربوعی نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابوسلمہ سے اولاد ابوسلمہ بن عبدالاسد وغیرہ سے بھی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس سریہ کی حدیث میں سے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اُحد میں شریک تھے اور وہ بنو اُمیہ بن زید کے پاس عالیہ میں اُترے ہوئے تھے جب وہ قبال سے ہٹے تھے ان کے ساتھ ان کی زوجہ تھی اُم سلمہ بنت ابواُمیہ۔ اُحد میں ان کے بازوؤں پر زخم آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی منزل پر واپس لوٹ آئے تھے، وہ مہینے بھر تک اس کا علاج کراتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ زخم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جب محرم کا چاند نظر آیا ہجرت سے ٹھیک پینتیس ماہ پورے ہونے پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اس سریہ میں تم بھی نکلو، میں نے تمہیں اس کا ذمہ دار بنا دیا ہے اور آپ نے اس کے لئے جھنڈا باندھا اور فرمایا، کہ تم چلو حتیٰ کہ آپ ارض بنو اسد میں پہنچ جاؤ آپ ان پر غارت کریں (حملہ کریں) اس سے قبل کہ تم ان کی جماعتوں سے ٹکراؤ اور اسے آپ نے اس کے ساتھیوں کا اللہ سے ڈرنے کی، تقویٰ کی وصیت فرمائی تھی۔ اور خیر سے اس سریہ میں اس کے ساتھ ایک سو پچاس افراد روانہ ہوئے تھے۔

وہ شخص جس نے اس کو جنگ پر اُبھارا تھا وہ ایک آدمی تھا بنوطی سے جو کہ مدینے میں آیا تھا۔ وہ ایک عورت کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جو اس کی قرابت دار تھی بنوطی میں۔ وہ شادی شدہ تھی، اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کے ساتھ۔ وہ اس صحابی کے سُسر کے پاس آ کر اُترا۔

(المغازی ۳۴۲/۱)

اس نے خبر دی کہ طلحہ اور سلمہ خالد کے دونوں بیٹے اپنی قوم پر چل رہے ہیں۔ ان میں جوان کی بات مانیں گے ان کی دعوت پر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے یعنی وہ خفیہ طریقے سے لوگوں کو حضور سے لڑنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسلمہ کو بھیجا۔ وہ اپنے اصحاب میں روانہ ہوا۔ ان کے ساتھ وہ طائی رہبر راستہ بتانے والا ہو کر نکلا۔ وہ لوگ سبقت کر گئے اجنار سے اور مقام قطن کے قریب پہنچ گئے۔

یہ ایک پانی کا گھاٹ یا جگہ تھی بنو اسد کے پانیوں میں سے، انہوں نے مویشیوں کا گلہ پایا اور اس پر انہوں نے غارت ڈالی اور اپنے قبضے میں لے لیا اور ان کے تین غلام بھی اپنے قبضے میں لے لئے۔ باقی تمام لوگ چھپ گئے اور اپنی جماعت کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر خبر دی اور ان کو انہوں نے ابوسلمہ کی نفری اور جماعت سے ڈرایا۔ لہٰذا ان کی جماعت ہر طرف تتر بتر ہو گئی اور ابوسلمہ پانی کے مقام پر آیا، اس نے دیکھا کہ مجمع منتشر ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے مویشیوں اور بکریوں کی طلب پھیلا دی۔ چنانچہ وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بہت ساری بکریاں جمع کر لائے جبکہ کسی ایک سے ان کا ٹکراؤ اور مقابلہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ابوسلمہ وہ سارے مال مویشی ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور طائی آدمی بھی ان کے ساتھ واپس مدینے آ گیا۔

جب رات بھر چل چکے تو ابوسلمہ نے کہا کہ اپنی اپنی غنیمتیں تقسیم کر لو۔ چنانچہ ابوسلمہ نے طائی رہنما کو اس کی مرضی اور پسند کی بکریاں دے دیں۔ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چن کر ایک غلام الگ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے خمس نکالا۔ اس کے بعد اس نے باقی مال کو جو بچ گیا تھا اپنے اصحاب و احباب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ لوگ روانہ ہوئے اور مدینے میں پہنچ گئے۔

(۲) عمر بن عثمان نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن عمیر نے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے، اس نے عمر بن ابوسلمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جس نے میرے والد ابوسلمہ کو زخمی کیا تھا وہ ابواسامہ جشمی تھے (میرے والد) مہینہ بھر دوا علاج کراتے رہے بس ٹھیک ہو گئے ہماری نظر میں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو ماہ محرم میں پینتیس ماہ گزر جانے کے بعد قطن کی طرف بھیجا۔ وہ دس سے کچھ اُوپر دن غائب رہے پھر جب مدینے مدینے میں داخل ہوئے تو ان کا وہ زخم دوبارہ کھل گیا تھا۔ لہٰذا وہ جمادی الآخریٰ کی تین راتیں ابھی باقی تھیں کہ وہ فوت ہو گئے تھے۔

ماہ شوال میں نکاح

(۳) عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے عدت گزاری حتیٰ کی چار ماہ دس دن پورے ہو گئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ اور ان کے ساتھ قربت کی شوال کی بعض راتوں میں۔ تو میری والدہ کہتی ہیں کہ شوال میں نکاح کرنے میں اور اس میں صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تحقیق مجھ سے شادی کی تھی رسول اللہ ﷺ نے شوال میں اور مجھ سے خوشی اور صحبت بھی شوال میں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر یہ اُم سلمہ ذیعقدہ ۵۹ھ میں فوت ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق کہا گیا کہ وہ فوت ہوئی تھیں اس کے بعد ۶۱ھ میں۔ واللہ اعلم

(المغازی للواقدی ۱/۳۴۰-۳۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۱-۶۲)

باب ۵۱

غزوۃ الرجیع [۱] اور عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح

اور خبیب بن عدی کے قصہ میں آثار و مظاہر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۃ الرجیع ہوا تھا ماہ صفر ۱۱ھ میں چھتیس مہینے پورے ہونے پر۔

(۲) واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن یعقوب نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رجیع کو مکے کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا تھا تاکہ آپ کو قریش کے پروگرام اور ان کے عزائم کے بارے میں آپ کو آگاہی بہم پہنچائیں۔ وہ لوگ نجدیہ کے رُخ پر چلے حتیٰ کہ وہ مقام رجیع تک جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں پر بنولحیان ان کے آگے آ گئے تھے۔

مشرکین کا جماعتِ صحابہ سے عذر کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہشم دوری نے، اور ہمیں حدیث بیان کی منیعی نے، ان کو منصور بن ابومزاحم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل ابن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن سید بن

---

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۰۔ الواقدی ۱/۳۵۴۔ طبقات ابن سعد ۲/۵۵۔ صحیح بخاری ۴/۶۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۳۸۔ ابن حزم ۱۷۶۔ عیون الاثر ۲/۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۲۔ نویری ۱۷/۱۳۳۔

حارثہ ثقفی نے جو کہ حلیف تھے بنوزہرہ کے اور وہ اصحاب ابوہریرہ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجی تھی اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر مقرر کیا تھا وہ دادا تھا عاصم بن عمر بن خطاب۔

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب وہ مقام ھدہ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان تھا تو ھذیل کے ایک قبیلے سے ذکر کئے گئے انہیں بنولحیان کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے لئے سوآدمی تیرانداز روانہ ہوئے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے کرتے ایسی جگہ پہنچے جس پر بیٹھ کر انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں ایک منزل پر اُتر کر۔ انہوں نے دیکھا اور کہا کہ یہ کھجوریں جو کھائی گئی ہیں یہ مدینے کی تھیں۔ یہ گٹھلیاں مدینے کی کھجوروں کی ہیں، لہٰذا وہ ان کے اشارے کا پیچھا کرتے رہے، جب عاصم نے ان کا آنا محسوس کر لیا تو ایک جگہ کی طرف وہ مجبور ہو گئے اور قوم نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور ان سے کہا نیچے اُتر آؤ اور اپنے ہاتھ ہمیں دے دو ہم تم سے عہد میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

لہٰذا عاصم ثابت نے کہا (وہ قوم کے امیر تھے) بہرحال میں تو کسی مشرک کی پناہ میں نہیں اُتروں گا۔ اے اللہ! تو ہی ہماری طرف سے نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچا دے۔ کافروں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی جس کے نتیجے میں حضرت عاصم اپنے سات ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے اور تین آدمی کفار کے عہد و میثاق پر نیچے اُتر آئے، ان میں سے ایک حضرت خبیب تھے اور دوسرے زید بن دثنہ تھے ایک تیسرے آدمی تھے جب کفار نے ان پر قدرت پائی تو انہوں نے ان کی کمانوں کی ڈوریاں کھول کر ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا، تیسرے آدمی نے کہا یہ پہلا غدر ہے دھوکہ ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا میرے لئے تو ان ساتھیوں کا کردار کا اسوہ اور نمونہ اچھا موجود ہے جو شہید ہو گئے۔ انہوں نے اسے گھسیٹا اور مارا مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا لہٰذا کفار نے اس کو بھی شہید کر دیا۔

اور وہ حضرت خبیب کو اور زید بن دثنہ کو گرفتار کر کے مکے لے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر بیچ دیا واقعہ بدر کے بعد۔ خبیب کو خرید کر لیا تھا بنو الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے، اور خبیب وہ تھے جنہوں نے حارث بن عامر بن نوفل کو بدر میں قتل کیا ہوا تھا۔ چنانچہ خبیب ان کے پاس قیدی بن کر رہ گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے قتل کرنے کا پروگرام پکا کر لیا۔ انہوں نے حارث کی بعض بیٹیوں سے اُسترہ اُدھار مانگ رکھا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بال درست کیا کریں گے اور خیال یہ تھا کہ اس کو قتل کے لئے تیز کریں گے۔ لڑکی نے اسے اُدھار دے دیا تھا۔

خبیب نے اس عورت کے بچے کو اُٹھا لیا جبکہ وہ غافل بیٹھی ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترہ اس کے ہاتھ میں ہے عورت گھبرا گئی شدید طریقے سے، خبیب نے بھی پہچان لیا خبیب نے پوچھا کہ کیا آپ ڈر رہی ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں گا؟ مگر سنو میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے خبیب سے بہتر کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اسے دیکھا کہ وہ انگوروں کا گچھا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ لوہے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوتے تھے حالانکہ مکے میں انگور نہیں تھے۔

وہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو کھلایا تھا۔ جب خبیب کو حرم میں قتل کرنے کے لئے لے کر گئے تو خبیب نے ان سے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز نفل ادا کر لوں۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد کہا، اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ یہ سوچو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز لمبی کر رہا ہوں تو میں اور زیادہ پڑھتا،

اللھم احصھم عددا ۔ واقتلھم بددا و لا تبق منھم احدًا ۔

اے اللہ! تو ان ظالموں کی تعداد یاد رکھ لے، ان کو ظاہراً قتل کر دے اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔

پھر خبیب نے شعر پڑھے

فلست ابالی حین اُقتل مسلمًا　　علی ای جنب کان واللہ مصرعی

و ذلک فی ذات الالہ وان یشأ　　یبارك فی اوصال شلو ممزع

میں پروہ نہیں کرتا کہ میں کس کروٹ قتل ہوکر گروں گا، جب میں بحالت اسلام قتل کیا جارہا ہوں یہ سب کچھ میرے معبود کی رضا کے لئے ہو رہا ہے اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے اور جدا کئے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے۔

اس کے بعد ان کی طرف ابوسروعہ عقبہ بن حارث اُٹھ گیا اس نے حضرت خبیب کو شہید کر دیا۔ اس طرح حضرت خبیب نے ان شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے دو رکعت نماز کی سنت اور طریقہ قائم کر چھوڑا جو جز ر باندھ کر شہید کئے جاتے رہیں گے۔

ادھر ان کے اول شہید ساتھی حضرت عاصم کی دعا اللہ نے قبول کر لی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔ اسی دن حضور ﷺ کو ان کی خبر مل گئی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔

ادھر قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے قریش کے کچھ لوگ روانہ کئے کہ عاصم بن ثابت نے ہمارے سرداروں کو بدر میں قتل کیا تھا تم لوگ جا کر ان کی کوئی بات کوئی نشانی لے کر آؤ تا کہ ہم اپنے دشمن کی ہلاکت کا چرچا کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا، انہوں نے کفار کے نمائندوں کو قریب نہ آنے دیا اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر نہ لے جا سکے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابراہیم بن سعد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۹۔ فتح الباری ۳۰۸-۳۱۰)

خبیب بن عدی کی شہادت کا قصہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبد حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عثمان نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بھیجا تھا بن ابوالاقلح جو کہ بھائی تھے بنو عمرو بن عوف اور مرثد بن ابومرثد کو اپنے اصحاب میں، ان میں سے ایک خبیب بن عدی تھے جو بھائی تھے بنو جحبا کے اور زید بن دثنہ کے، جو بھائی تھے بیاضہ سے مکے کی طرف بھیجا تھا جاسوس اور خبر گیر بنا کر تا کہ قریش کی خبر لے آئیں۔ وہ وادی نجد یہ میں چلتے رہے حتیٰ کہ مقام رجیع میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد راوی نے قصہ ذکر کیا ہے ان کا جوان میں سے قتل کر دیئے گئے اور جو قید ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اس طرح کہا ہے جیسے ہم نے روایت کر دی ہے ابو ہریرہ کی روایت میں کچھ کم زیادہ بھی کرتے ہیں۔ جب عروہ نے خبیب کا قول کے اضافہ کیا ہے، اے اللہ! بے شک میں نہ دیکھوں مگر دشمن کے چہرے کو یعنی مجھے دشمن نظر نہ آئے۔ اے اللہ! میں نہیں پاتا ہوں کوئی قاصد تیرے رسول کی طرف، لہٰذا تو ہی ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دے، لہٰذا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی۔

(سیرۃ ہشام ۳/۱۲۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۲-۶۳)

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یوں ہے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اس دن جس دن وہ دونوں قتل ہوئے تھے۔ وَعَلَیْکُمَا۔ یا وعلیك السلام خبیب کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اس کے ساتھ زید بن دثنہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ ابن دثنہ کو تیر مارا تھا بھالے کے ساتھ۔ انہوں نے اس کو فتنے میں واقع کرنا چاہا تھا یعنی اسلام سے پھسلانا مگر اس سے ان کے ایمان میں اور یقین میں اور پختگی آ گئی تھی۔

اور عروہ نے اور موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے جب خبیب کو لکڑی پر اُٹھایا تھا اور اس کو پکار کر کہا تھا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتا؟ قسم دے کر پوچھا تھا، خبیب نے کہا نہیں واللہ العظیم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ان کو کانٹا چبھ جائے ان کے قدموں میں اور میں اس کے بدلہ میں چھوٹ جاؤں۔ وہ لوگ اس کی بات سن کر ہنس پڑے مگر اس کا ایمان اور زیادہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے اشعار کہے تھے۔ انشاء اللہ ہم ان کو ابن اسحاق کی روایت میں ذکر کریں گے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا، اور کہا جاتا ہے کہ اصحاب رجیع چھ افراد تھے۔

(۱) عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح ، (۲) خبیب بن عدی ، (۳) زید بن دثنہ بیاضی ، (۴) عبداللہ بن طارق حلیف بنوظفر
(۵) خالد بن بکیر لیثی ، (۶) مرثد بن ابومرثد غنوی حلیف بنوحمزہ بن عبدالمطلب ۔

ان کا پس منظر کچھ یوں ہوا کہ ایک گروہ عضل اور قارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر مسلمان بھی ہیں آپ ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کچھ افراد بھیجیں جو ہمیں دین کی سمجھ دیں ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھیج دیا حتیٰ کہ وہ مقام رجیع میں اُترے ۔ لہٰذا ان لوگوں نے ان کے خلاف قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو فریاد کر کے بلالیا ۔

وہ بلا تاخیر فوراً ان پر تلواریں سونت کر نکل آئے حالانکہ یہ لوگ اپنے سامان میں تھے ، ان لوگوں نے جب ان کو تلواریں ننگی کر کے آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی تلواریں سنبھال لیں ۔ مگر ہذیل کے لوگوں نے دھوکہ دیا اور کہا ہم لوگ تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے ۔ انہوں نے ان کے ساتھ عہد و میثاق کیا تا کہ وہ شک نہ کریں ۔ اس کے نتیجے میں خبیب بن عدی نے اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے ان کی بات مان لی مگر عاصم بن ثابت نے اور خالد بن بکر نے ان کی بات نہیں مانی اور نہ ہی مرثد بن ابومرثد نے ۔ بلکہ انہوں نے قتال کیا ان سے حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے مگر ہذیل والے ان تینوں کو گرفتار کر کے لے گئے ۔ جنہوں نے ان کی بات مان لی تھی حتیٰ کہ جب یہ لوگ مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے کسی طرح اپنا ہاتھ زنجیر سے چھڑالیا اور اس نے تلوار کھینچ لی مگر ان لوگوں نے اس کو بھاری پتھر مار کر شہید کر دیا ۔

باقی رہے خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ ، ان دونوں کو وہ مکے لے گئے ۔ خبیب کو انہوں نے آل حجر بن وہاب کے پاس فروخت کر دیا ۔ ان لوگوں نے اس کو خرید کر حارث بن عامر کے بدلے میں قتل کر دیا جس کو انہوں نے بدر میں قتل کیا تھا ۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ خرید کر کے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیا ۔ اس کو قتل کیا نسطاس نے جو کہ اس کا غلام تھا ۔ کہتے ہیں مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ عمرو بن اُمیہ نے خبیب کو زمین میں دفن کیا ۔ (الدرر بن عبدالبر ۱۵۹۔۱۶۱)

حضرت خبیب بن عدی کے پھانسی کے وقت کے اشعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ قبیلہ عضل اور قارۃ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا مدینے میں جنگ اُحد کے بعد ۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں اسلام ہے آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجیں وہ ہمیں دین سمجھائیں اور ہمیں قرآن پڑھائیں ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت خبیب بن عدی کو بھیجا ۔ راوی نے ان لوگوں کا ذکر کیا اور ان کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم کے ساتھ جیسے موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا آخر تک ، مگر ایک اضافہ بھی کیا ہے ۔

فرمایا کہ بنوہذیل نے جب عاصم بن ثابت کو قتل کر دیا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس فروخت کر دیں ، اس عورت نے نذر مان رکھی تھی جب اس کے بیٹے اُحد میں مارے گئے تھے کہ اگر وہ کبھی عاصم کے سر پر قادر ہوگئی تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی ۔ مگر ایسا کرنے سے ان کو شہد کی مکھیوں نے روک دیا تھا جب ان کی لاش کے درمیان شہد کی مکھیاں حائل ہوگئیں تو انہوں نے کہا کہ چھوڑو اس کو شام ہو جائے گی تو یہ مکھیاں چلی جائیں گی پھر ہم اس کا سر لے جائیں گے ۔

اللہ نے وادی کا حکم دیا وہ عاصم کو اُٹھا کر لے گئیں اس لئے کہ عاصم نے اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ کبھی کسی مشرک کو نہیں چھوئے گا ۔ لہٰذا اس کی زندگی میں کبھی اس کو کوئی مشرک بھی نہ چھوئے ۔ لہٰذا اللہ نے اس کی وفات کے بعد بھی مشرکوں کو حضرت عاصم کو ہاتھ نہ لگانے دیا جیسے اس کی زندگی میں حفاظت کی تھی ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۵۔۱۲۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے ، اللہ مؤمن کی حفاظت کرتا ہے اللہ نے بعد وفات بھی اس کی حفاظت کی ، جس چیز سے اس کی زندگی میں اس کی حفاظت کی تھی ۔ اور اسناد کے ساتھ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت خبیب بن عدی نے اس وقت کہا تھا جب مشرکین نے اس کو پھانسی دی تھی ۔

لقد جمع الاحزاب حولي والبوا — قبائلهم واستجمعوا كل مجمع

وكلهم مبدى العداوة جاهد — علي لاني في وثاق مضيع

وقد جمعوا أبناء هم ونساء هم — وقربت من جذع طويل ممنع

الي الله اشكو غربتي ثم كربتي — وما ارصد الاحزاب لي عند مصرعي

فذا العرش صبرني علي ما يراد بي — فقد بضعوا لحمي وقد ياس مطمعي

وذلك في ذات الاله وان يشا — يبارك علي اوصال شلو مفوع

وقد خيروني الكفر والموت دونه — وقد هملت عيناي من غير مجزع

وما بي حذار الموت اني لميت — ولكن حذاري جحم نار ملفع

فوالله ما ارجو اذا مت مسلما — علي أي جنب كان في الله مصرعي

فلست بمبد للعدو تخشعا — ولا جزعا اني الي الله مرجعي

البتہ تحقیق میرے گردکئی گروہ جمع ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے قبائل کو بھی جمع کر لیا ہے اور ہر مقام پر جمع ہونے کے لئے مامور کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی عداوت ظاہر کر رہا ہے مجھ پر اور پوری پوری کوشش کر رہا ہے مجھے ایذا دینے کے لئے، کیونکہ میں جکڑا ہوا قیدی ہوں۔ ان لوگوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنی عورتوں کو جمع کر لیا ہے اور مجھے طویل کھجور کے تنے کے قریب کر دیا گیا ہے پھانسی دینے کے لئے۔

میں اپنی مسافری، بے وطنی اور اپنی اذیت کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں اور اس کی بھی جو کچھ انہوں نے سامان ہلاکت میرے قتل کی جگہ پر تیار کر رکھا ہے۔ اے عرش والے! تو مہربانی کر، مجھے صبر دے اس سب کچھ پر جو کچھ میرے بارے میں ارادہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے میرا گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا ہے اب میری امید حیات یاس میں بدل چکی ہے مگر یہ سب کچھ میرے معبود برحق کی ذات والاصفات کے لئے سہہ رہا ہوں اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے جوڑوں اور اعضاء میں برکت دے دے۔ ان لوگوں نے مجھے کفر یا موت دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں اختیار دیا ہے کہ اگر چاہوں تو کفر کر کے موت سے بچ جاؤں، چاہوں تو کفر نہ کر کے موت کو گلے لگا لوں۔ حالانکہ میری آنکھیں چھم چھما برس رہی ہیں بغیر کسی ڈر خوف کے۔ میرے ساتھ موت کا ڈر نہیں ہے اس لئے کہ مجھے تو مرنا ہے۔ لیکن میرا ڈر خوف تو شعلے مارتی آگ کا ہے جو لپٹ جاتی ہے۔

اللہ کی قسم میں جب بحالت اسلام مر جاؤں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کے لئے مرنے والی موت میں کس کروٹ گرایا جاؤں گا۔ میں نہ ہی دشمن کے آگے عاجزی کر رہا ہوں نہ ہی گھبراہٹ کا، کیونکہ بے شک میں تو اللہ کی طرف واپس جا رہا ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ان پر حملہ کرتے تھے اور شعر کہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۱)

ما علتي وانا جلد نابل — والقوس فيها وتر عنابل

تزل عن صفحتها المعابل — الموت حق والحياة باطل

وكل ما حم الاله نازل — بالمرء والمرء اليه ائل

ان لم اقاتلكم فامي هابل

میری کمزوری کوئی نہیں ہے میں ایک مضبوط ہوں، تیرانداز ہوں اور میری کمان میں بھی موٹی اور مضبوط ڈوری کسی ہوئی ہے۔ اس کے دامن سے لمبے چوڑے
بھالے پھسلتے ہیں۔ موت برحق ہے اور زندگی باطل ہے اور ہر وہ چیز جو معبود نے مقدر کی ہے وہ ہو کر دجود میں آکر رہنے والی ہے۔ آدمی پر اور آدمی بھی اس کی طرف
رجوع کرنے والا ہے۔ اگر میں تم لوگوں سے نہ قتال کروں تو میری ماں مجھے گم پائے۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے اور موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت نے کہے تھے مذکورہ صحابہ کے بارے میں وہ بہت ہیں جن کو اس کتاب کے محشی نے بھی نقل کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو عمر بن حارث نے یہ کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ زہری نے ان کو خبر دی ہے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بنولحیان کی طرف رجیع میں بھیجا تھا۔ اس نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس نے اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کفار نے ان کا سر کاٹ کر لے جانے کا ارادہ کیا اس عورت کے پاس۔ اللہ نے شہد کی مکھیاں کا ایک جھنڈ بھیج دیا تھا، اس نے ان کی حفاظت کی تھی، لہٰذا وہ لوگ ان کا سر نہ کاٹ سکے۔

اور بریدہ اسلمی نے خبیب بن عدی کی شان میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! میں بے شک نہیں پاتا ہوں کوئی ایسا آدمی جو میری طرف سے تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچادے۔ لہٰذا تو ہی میری طرف سے ان کو سلام پہنچادے۔ صحابہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت فرمایا تھا وعلیہ السلام۔ آپ کے اصحاب نے پوچھا یارسول اللہ کس پر سلام ہو؟ فرمایا کہ تمہارے بھائی خبیب بن عدی قتل کردیئے گئے ہیں جب وہ پھانسی دینے کے لئے لکڑی پر اُٹھائے گئے تو وہ دعا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

ایک آدمی نے کہا میں نے جب خبیب کو دیکھا دعا کرتے ہوئے میں زمین سے لگ گیا۔ بس سال بھی نہیں گزرا تھا کہ سارے لوگ ہلاک ہو گئے بسوائے اس آدمی کے جو زمین کے ساتھ لگ گیا تھا۔

حضرت خبیب کے لئے غیب سے رزق کا انتظام .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ ابونجیح نے، اس نے ماویۃ سے جو کہ لونڈی تھیں حجیر بن ابوالوہاب کی۔ وہ کہتی ہیں کہ جب خبیب مکے میں میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ ایک دن میں نے ان کو جھانک کر دیکھا، اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو اس کے سر سے بڑا تھا وہ اسے کھا رہے تھے جبکہ ان دنوں دھرتی پر انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۵)

خبیب بن عدی کی لاش کو زمین کا پیٹ میں لینا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابراہیم بن اسماعیل سے، ان کو جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہ ان کے والد نے حدیث بیان کی ان کے دادا سے کہ رسول اللہ نے اس کو اکیلے جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خبیب کی پھانسی والی لکڑی تک پہنچا، میں نے اس پر چڑھ گیا جبکہ میں دیگر جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ میں نے اس کو کھول دیا اور ان کی لاش زمین پر گر گئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے کچھ دیر کے لئے ہٹ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے واپس مڑ کر دیکھا تو وہ موجود نہیں تھے زمین ان کو نگل گئی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عوف نے ابراہیم بن اسماعیل سے، انہوں نے اس کو مفہوم میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے تھوڑا سا ہٹ گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے خبیب کو نہ دیکھا کیونکہ اس کو زمین نے اپنے پیٹ میں لے لیا تھا۔ لہٰذا قیامت کے دن تک خبیب کی بوسیدہ ہڈیاں معلوم نہ ہو سکے گی۔ تا حال جیسے ان کی ہڈی کا بھی ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۵۲

سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے پاس جانا جبکہ وہ پہچان لئے گئے کہ یہ دھوکہ سے اسے قتل کرنے آئے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن بطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوعبید نے بن جعفر عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے عبدالواحد بن ابوعون سے اور ان میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کی ایک جماعت سے کہا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں ایسا جو محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں پیدل چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ عربوں میں سے ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے مضبوط کر دیں تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں دھوکہ سے ان کو قتل کر دوں گا۔ میں راستے کا خود رہنما ہوں اور ماہر ہوں میرے پاس خنجر ہے باز یا گدھ کے پر کے مشابہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ ٹھیک ہے تو واقعی ہمارا ساتھی ہے۔ ابوسفیان نے اس کو اُونٹ دیا اور خرچہ بھی دیا اور کہا کہ جاؤ تخیو اپنے کام کو، میں بے خوف نہیں ہوں کہ کوئی اس منصوبے کو سُن لے اور خفیہ طریقے پر محمد کے پاس چغل خوری نہ کرے۔ عربی نے کہا کہ اس بارے میں کوئی بھی نہیں جانے گا۔

چنانچہ وہ رات کو اپنی سواری پر روانہ ہوا اور پانچ دن چلتا رہا، چھٹے دن اس صبح کی حرہ میں۔ اس کے بعد آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا حتیٰ کہ وہ مسجد میں آیا نماز کی جگہ عید گاہ میں۔ اس کو کسی کہنے والے نے کہا کہ حضور ﷺ بنوالاشہل کی طرف نکلے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنی سواری کو آگے کھینچتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ بنوعبدالاشہل تک پہنچ گیا۔ اس نے سواری اپنی کو باندھ دیا، پھر متوجہ ہوا دیکھا رسول اللہ ﷺ امامت فرما رہے تھے، اس نے حضور کو اپنے اصحاب کی جماعت میں پایا کہ عبدالاشہل مسجد میں ان سے باتیں کر رہے تھے وہ اندر چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا، یہ شخص دھوکہ کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہے (یعنی اللہ اس کا ارادہ پورا نہیں ہونے دے گا)۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ حضور کے پاس جا کر رسول اللہ ﷺ کے اُوپر جھکنے لگا جیسے حضور سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ قریب ہی حضرت اسید بن حضیر کھڑے تھے انہوں نے اس کو دامن سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹ لیا اور اس سے کہا ہٹیے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اور اس کے تہہ بند کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اسے گھسیٹا تو اندر تیز دھار خنجر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ کرنے والا تھا۔ چنانچہ عربی افسوس کرنے لگا اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا دمی دمی یا محمد یعنی میرا خون معاف کر دیجئے، مجھے بچا لیجئے اے محمد! لہٰذا اسید بن حضیر نے اسے پکڑ لیا اور اسے سینے پر مارنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے سچی سچی بات بتا دو تم کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ اگر تم نے سچی بات کی تو تمہیں سچ فائدہ دے گا۔ اور اگر تم مجھ سے جھوٹ بولو گے تو سُن لو کہ مجھے اطلاع کر دی گئی ہے اس پر جو تم ارادہ کر کے آئے ہو۔

اس عربی نے کہا کہ کیا میں امان میں ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو امان میں ہے۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان والی خبر سُنائی اور جو کچھ اس کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے اور اسے اسید بن حضیر کے پاس حبس وقید میں رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو صبح بلایا اور بلا کر فرمایا کہ میں نے تجھے امان دی ہے تم جہاں چاہو چلے جاؤ، یا اس سے بہتر اور بات بتاؤں تیرے لئے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یہ کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کی قسم اے محمد! میں مردوں سے جدا نہیں ہوتا تھا بس نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے آپ کو دیکھا اور میری عقل چلی گئی اور میرا نفس کمزور ہو گیا۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دی گئی جو میں نے عزم کیا ہوا تھا۔ جبکہ یہ ایسی بات تھی کہ کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ محفوظ ہیں (یعنی کسی بڑی طاقت کی حفاظت میں ہیں) اور یہ کہ آپ حق پر ہیں اور یہ بھی کہ ابوسفیان اور وہ گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ حضور یہ سب کچھ سنتے اور مسکراتے رہے۔

چنانچہ وہ کئی دن وہاں قیام کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگ کر چلا گیا۔ حضور ﷺ کے ہاں سے چلے جانے کے بعد اس کا ذکر نہیں سُنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے فرمایا اور سلمہ بن اسلم بن حریش سے تم جاؤ ابوسفیان بن حرب کے پاس، اگر تم اس کو تنہا پاؤ تو اس کو قتل کر دینا۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں اور ضمر ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم وادی یاجج کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ ہم نے اپنے اُونٹ باندھے۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا اے عمر کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ہم مکے میں جائیں اور سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ مکے میں میں پہچانا جاتا ہوں سفید وسیاہ گھوڑے کی طرح۔ ان لوگوں نے اگر مجھے دیکھ لیا تو پہچان لیں گے اور میں اہل مکہ کو پہچانتا ہوں کہ بے شک وہ جب شام کرتے ہیں تو اپنے اپنے صحنوں میں جمع ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر میرے ساتھی نے میری بات نہ مانی۔

لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے، بیت اللہ کا طواف شروع کیا، سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نفل پڑھے۔ میں جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے ابو سفیان کے بیٹے معاویہ ملے اس نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگے کہ عمرو کسی خیر کے کام سے نہیں آیا کیونکہ عمرو جاہلیت میں دلیر آدمی سمجھے جاتے تھے (اچانک قتل کر دینے والا)۔

معاویہ نے کہا کہ بڑی دکھ کی بات ہے یہ کیوں آئے ہیں۔ اس نے اپنے والد ابوسفیان کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اہل مکہ کو ہماری آمد کا اعلان کر دیا گیا۔ لہٰذا مکے والے ہوشیار ہو گئے اور جمع ہو گئے۔ جبکہ عمرو اور سلمہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مکے والے ان کی تلاش میں نکل پڑے انہوں نے سارے مکہ کے پہاڑ چھان مارے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں تو ایک غار میں گھس کر ان سے چھپ گیا تھا، صبح تک وہیں چھپا رہا۔ وہ رات بھر پہاڑوں میں ہمیں ڈھونڈتے رہے مگر اللہ نے مدینے کے راستے پر جانے سے اندھا کر دیا تھا۔ وہ ہماری سواری کی طرف بھی راستہ نہ پا سکے۔ جب صبح کو دن چڑھ گیا تو عثمان بن مالک بن عبیداللہ تیمی آیا جو کہ اپنے گھوڑے کے لئے گھانس توڑنے آیا تھا۔ میں نے سلمہ بن اسلم ساتھی سے کہا اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ مکے والوں کو ہمارے بارے میں بتا دے گا جو کہ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ بار بار غار کے دھانے کے قریب آرہا تھا حتیٰ کہ بالآخر اس نے ہمیں دیکھ لیا میں جلدی سے نکلا اور اپنا خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا وہ گر گیا اور اس نے چیخ ماری مکے والوں نے سُن لی۔ چنانچہ وہ ایک دفعہ منتشر ہونے کے بعد دوبارہ آئے۔ میں پھر غار میں گھس گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا۔ لوگ آئے عثمان بن مالک کے پاس، انہوں نے پوچھا کہ تم پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا ہے؟

عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا ہم جانتے تھے عمرو بن اُمیہ خیر سے نہیں آیا مگر عثمان کی زندگی کے آخری سانس تھے وہ ان کو ہمارے چھپنے کی جگہ نہ بتاسکا اور اس سے پہلے ہی مر گیا۔ پھر وہ ہماری تلاش میں نکلنے سے اپنے مقتول کو اُٹھا کر لے جانے کی وجہ سے مصروف ہو گئے۔ ہم دو راتیں اسی غار میں پڑے رہے۔ اس کے بعد ہم نکلے تو میرے ساتھی نے کہا اے عمرو بن اُمیہ کیا تجھے ہمت ہے کہ ہم چل کر خبیب کو پھانسی سے اُتار دیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ یہیں کہیں ہے پھانسی پر لٹکا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد محافظ چوکیدار بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھے مہلت دے اور مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ اگر کسی طرح کا خطرہ محسوس کرے تو اپنے اُونٹ کی طرف بھاگ کر نجات پالینا۔ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جانا اور ان کو جا کر پوری خبر بتا دینا۔ مجھے چھوڑ جا، میں مدینے کا راستہ خوب جانتا ہوں۔

میں نے خبیب کو پھانسی سے اُتارنے کی سخت جدوجہد کی، یہاں تک کہ میں نے اسے اُتار لیا اور میں نے اس کی میّت کو اپنی پیٹھ پر اُٹھالیا۔ میں کوئی بیس قدم ہی چل سکا تھا کہ وہ لوگ جاگ گئے وہ میرے پیروں کے نشانات پر میری تلاش میں نکل پڑے، میں نے پھانسی والی لکڑی کو پھینک دیا میں اس لکڑی کا گرنا دَبْ نہیں بھولتا یعنی اس کے گرنے کی آواز۔ میں نے اتنے میں اپنے پیروں پر مٹی انڈیل دی، پھر میں نے ان کے مقابلے پر طریق صفراء پکڑا۔ لہٰذا وہ تھک کر واپس ہو گئے، میں بھی باوجود سانس باقی ہونے کے کچھ نہیں جان پا رہا تھا۔ میرا ساتھی اُونٹ کے پاس چلا گیا تھا اس پر بیٹھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور ان کو جا کر ساری خبر بتا دی۔

میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں ببول کے درختوں پر مطلع ہوا، مقام ضجنان کے ببول۔ لہٰذا میں وہاں پر ایک غار میں داخل ہو گیا۔ اس میں میرے پاس میری کمان تھی، تیر تھے، خنجر تھا۔ میں اس میں بیٹھا تھا اچانک بنوبکر کا لمبا تڑ نگا کانا آدمی گھس آیا جو کہ بنوبکر بن وائل میں سے تھا۔ وہ بھیڑیں اور بکریاں ہانک رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کون جوان ہو تم؟ میں نے کہا کہ میں بنوبکر سے ہوں اس کے بعد وہ سہارا لگا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ایڑی اُوپر کو اُٹھائی یعنی دوسرے گھٹنے پر رکھ لی اور گانا شروع کر دیا۔

فلست بمسلم ما دمت حیا ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ رہوں گا مسلمان نہیں ہوں گا۔ اور میں مسلمانوں کے دین کو اپنا دین نہیں بناؤں گا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ بہر حال جب وہ سو گیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور بدترین طریقہ پر قتل کیا۔ میں نے اس طریقہ پر کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ پھر میں غار سے نکلا اور نیچے اُترا اور میں آسان اور نرم راستے آ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی آ رہے ہیں جن کو جاسوسی کرنے کے لئے قریش نے بھیجا تھا۔ میں نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں قیدی بن جاؤ۔ دونوں میں سے ایک نے انکار کر دیا، میں نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔ دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ خود بخود قیدی بن گیا۔ میں نے اسے سخت کر کے جکڑا پھر میں اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ جب میں مدینے پہنچا تو مجھے بچوں نے دیکھا وہ کھیل رہے تھے انہوں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ عمرو ہے۔ لہٰذا بچے بھاگے بھاگے گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔

اتنے میں میں حضور کے پاس اس آدمی کو لے آیا میں نے اس کے دونوں انگوٹھے اپنی کمان کی وتر اور ڈوری سے باندھ رکھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ حضور نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ سلمہ بن اسلمہ کی آمد عمرو کی آمد سے تین سال قبل ہوئی تھی۔

(حاشیہ) ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ اس خبر کو طبری نے اپنی تاریخ میں جلد ۲ ص ۵۴۲ تا ۵۴۵ لکھا ہے اور حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ جلد ۴ ص ۶۹۔۷۱۔ اس کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ رواہ البیہقی علاوہ ازیں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت عمرو بن اُمیہ نے جب حضرت خبیب کی لاش اُتاری تھی تو نیچے آنے کے بعد (وہ وہیں غائب ہو گئی تھی گویا زمین نے خود بخود ان کو اپنے پیٹ میں محفوظ کر لیا تھا)۔ نہ ان کا جسد عنصری اس کے بعد دیکھا گیا نہ ہی کوئی ہڈی۔ شاید کہ وہ اپنے گرنے کی جگہ پر ہی دفن ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

اس سریہ کے بارے میں ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کیا ہے جیسے واقدی نے اس کو چلایا ہے لیکن اس میں عمرو بن اُمیہ کا ساتھی جبار بن صخر کو بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۵۳

غزوۂ بیر معونہ[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے شوال کے بقیہ ایام اور ذیقعدہ اور ذالحجہ اور محرم۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بیر معونہ کو بھیجا ماہ صفر میں اُحد سے چار ماہ پورے ہونے پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۶)

ابن اسحاق نے کہا ہے ان کو حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اور ان دونوں کے ماسوا اہل علم سے، ان سب نے کہا کہ حضرت ابوالبراء نے عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینے میں بھیجا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اس کو اس کی طرف دعوت دی مگر وہ مسلمان نہ ہوا اور اسلام سے بعید بھی نہ ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ آدمی اہل نجد کی طرف بھیج دیں جو جا کر ان لوگوں کو آپ کے کام کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی بات قبول کر لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان کے بارے میں اہل نجد سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالبراء نے کہا کہ میں ان کا پڑوسی ہوں آپ ان کو بھیجیں وہ ان کو جا کر دعوت دے آپ کے کام کی طرف۔

پس بھیجا رسول اللہ ﷺ نے :

(۱) منذر بن عمرو المعنق کو تا کہ وہ آپ کے اصحاب کے چالیس آدمیوں میں جا کر مر جائے جو کہ ان میں بہترین مسلمان تھے۔

(۲) حارث بن عاصم ان میں تھے۔ (۳) اور حرام بن ملحان بنو عدی بن نجار کے بھائی۔

(۴) عدوہ بن اسماء بن صلت سلمی۔ (۵) نافع بن ورقاء خزاعی۔

(۶) عامر بن فہیرہ مولیٰ ابوبکر۔ مسلمان رجال میں جو بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔ یہ لوگ چلے حتیٰ بیر معونہ پر اُترے یہ سرزمین ہے بنو عامر کی اور حرہ بن سُلیم کی دونوں شہر ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ حرہ کی طرف بنی سلم زیادہ قریب ہے جب وہ وہاں اُترے انہوں نے حرم بن ملحان کو رسول اللہ کا خط دے کر اللہ کے دشمن کی طرف بھیجا۔

عامر بن طفیل وہ جب ان کے پاس پہنچا اس نے حضور کے خط کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے اس قاصد پر زیادتی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے خلاف بنی عامر سے مدد مانگی، انہوں نے اجابت کرنے سے انکار کر دیا اس بات کی طرف جس کی طرف اس نے بلایا تھا کہ ابوالبراء کی عہد کی ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔

تحقیق اس نے ان کے لئے عقد باندھا اور جوار و پڑوسی ہونے کا (اس دشمن خدا نے) ان کے خلاف مقابلے کے لئے بنو سلیم میں سے کچھ قبائل کو بلایا، عطیہ اور رعل اور ذکوان اور قارہ کو۔ انہوں نے اس کی اجابت کی اس کام کے لئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۱۔۵۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۷۔۱۴۳۔ معازی للواقدی ۱/۳۴۷۔۳۴۸۔ تاریخ طبری ۲/۵۴۵۔۵۵۰۔ ابن حزم ۱۷۸۔ عیون الاثر ۲/۶۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۷۱۔۷۴۔ نویری ۱۷/۱۳۰۔

اوران کوان کے سامان سمیت انہوں نے گھیر لیا۔ جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی تلوار کھینچ لی اور وہ ان کفار سے لڑتے لڑتے سارے شہید ہو گئے سوائے کعب بن زید کے جو بنو دینار بن نجار کے بھائی تھے۔ ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اس حال میں کہ اس میں زندگی کی تھوڑی سی کرن باقی تھی لہٰذا وہ مقتولین میں سے اُٹھا لئے گئے۔ پھر وہ زندہ رہے حتیٰ کہ خندق والے دن شہید ہو گئے۔

یہ لوگ صحابہ جو بھیجے گئے تھے ان کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصاری صحابی جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے یہ دونوں بھی روانہ کئے گئے تھے آگے جانے والے صحابہ کے ساتھ جو پریشانی گزر گئی تھی کہ وہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ ان پیچھے جانے والوں کو ان پرندوں نے خبر دی تھی جو اُوپر فضا میں جھوم رہے تھے قتل گاہ پر۔ دونوں نے یہ سوچا کہ خیر نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ پرندے جو گھوم رہے ہیں ضرور اس کا کچھ مطلب ہے۔ لہٰذا یہ دونوں وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ صحابہ کرام خون میں لت پت پڑے ہیں اور وہ گھوڑے جن پر چڑھ کر یہ واردات ہوئی تھی وہ کھڑے ہیں۔ ان دونوں نے جب یہ قتل کا منظر دیکھا تو انصاری نے عمرو سے کہا کیا کرنا چاہئے۔ عمرو نے کہا ہمیں جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کرنی چاہئے مگر انصاری نے کہا میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا جس جگہ منذر بن عمرو جیسا بطل جلیل شہید ہو گیا ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو اس بارے میں جا کر مردوں کو بتاتا پھروں، بلکہ میں تو خود لڑ کر مر جاؤں گا۔ چنانچہ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

باقی رہے عمرو بن اُمیہ ضمری تو وہ پکڑ کر قید کر لئے گئے۔ پھر انہوں نے جب ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ عامر طفیل نے اور نشانی کے طور پر ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے اور اس نے اس کو آزاد کر دیا گردن سے جو شاید ان کی ماں پر تھی جیسے انہوں نے گمان کیا ہے۔

عمرو بن اُمیہ وہاں سے نکلے تو جب مقام قرقر میں پہنچے صدر قنات سے تو دیکھا قبیلہ بنو عامر کے دو آدمی آ رہے ہیں حتیٰ کہ وہ آ کر اسی درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے جہاں عمرو بیٹھے تھے اور عامریوں کا رسول اللہ ﷺ کا عہد تھا اور جوار تھا، مگر اس بات کا عمرو بن اُمیہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ بنو عامر سے ہیں۔ عمرو بن اُمیہ نے ان کو مہلت دی۔ حتیٰ کہ جب وہ سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا کہ یہ بدلہ ہے بنو عامر سے اس قتل کا جو انہوں نے اصحاب رسول کے ساتھ کیا ہے (جو ابھی ابھی وہ دیکھ کر آ رہے تھے)۔ جب عمرو بن اُمیہ ضمری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ دو قتل ایسے کر دیئے ہیں جن کی مجھے دیت ضرور دینی پڑے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل جو صحابہ کے قتل کا ہے یہ ابو براء کا ہے میں اسی چیز کو ناپسند کر رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا (اور وہی کچھ ہو گیا)۔

یہ بات ابو براء تک پہنچی تو اس پر عامر کا اس کے ساتھ عہد شکنی کرنا بھاری گزرا اور وہ سب کچھ بھی جو اس کے سبب سے اصحاب رسول کو نقصان پہنچا تھا اور اسی جوار سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان میں عامر بن فہرہ بھی تھے اور حسان بن ثابت نے عامر کے ابو براء سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں اشعار کہے تھے۔ حملہ کیا تھا اُمیہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر اس نے اس کو نیزہ مارا تھا اس کی ران میں اس کو زخمی کر دیا تھا۔ لہٰذا وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے کہا یہ عمل ہے ابو براء کا۔ اگر میں مر جاؤں تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اگر زندہ رہا تو میں اپنی رائے خود دیکھ لوں گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۹-۱۴۰۔ الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۲-۱۶۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ایک سریہ ارض بنو سلیم کی طرف وہ اس وقت بیر معونہ تھا۔ کہا کہ اس وقت مجاہدین کا امیر منذر بن عمر بن عدہ کا بھائی تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کا امیر مرثد بن ابو مرثد غنوی تھا حتیٰ کہ جب وہ بعض راستوں سے پہنچے انہوں نے حرام بن ملحان کو ان کی طرف بھیجا رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر، تا کہ وہ ان پر اس کو پڑھے۔ لہٰذا اس کو عامر بن مالک ملے جو کہ بھائی تھے بنو عامر کے۔

انہوں نے اس کو پناہ دے دی حتیٰ کہ وہ ان لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھے۔ بس جب وہ آیا اس کے پاس عامر بن طفیل اس کے لئے ایک طرف ہوگیا اس نے ان کو قتل کر دیا، پھر کہا اللہ کی قسم اس کو اکیلا قتل نہیں کروں گا۔ پس انہوں نے ان کے پیچھے ان کے آثار پر گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پایا آنے والے ان کی طرف وہ اور منذر۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امان دے دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اپنا ہاتھ تمہیں نہیں دوں گا بلکہ تمہاری ماؤں کو بھی قتل کروں گا، ہاں مگر یہ ہے کہ تم مجھے امان دے دو اتنی دیر کہ میں حرام بن ملحان کے قتل ہونے کی جگہ پہنچ جاؤں پھر میں تمہاری پناہ سے باہر ہو جاؤں گا۔

عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر بن فہیرہ کا جسم شہادت کے بعد موجود نہیں رہا تھا جس سے سمجھا گیا تھا کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا ہے۔

موسیٰ نے کہا اور عروہ بن صلت پر امان پیش کی گئی تھی۔ اس نے امان قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا اور مقتولین میں سے کعب بن زید اُٹھا لئے گئے تھے (بچ گئے)۔ بعد میں یوم خندق قتل کر دیئے گئے تھے۔ اور عمرو بن اُمیہ بھی ان اصحابہ کے گروہ میں تھے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑ لیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ واپس چلے جاؤ جا کر اپنے نبی کو بتا دو کہ تیرے اصحاب کے ساتھ یہ کیا گیا ہے۔ وہ گئے انہوں نے جا کر خبر بتا دی۔

سریہ منذر میں تین افراد ایسے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کا اُونٹ گم ہوگیا تھا، وہ اس کی تلاش میں رہ گئے جب آگے آئے تو دیکھا کہ پرندے گوشت کے لوتھڑے پھینک رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم لگتا ہے کہ ہمارے ساتھی مار دیئے گئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ عامر کو تو قتل نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی بنی سُلیم کو لیکن یہ ہمارے بھائی ہی ہیں جو مارے گئے ہیں۔

اب کیا کہتے ہو ان میں سے ایک نے کہا، میں تو اپنے نفس کو ان سے ترجیح نہیں دوں گا۔ میں تو ان کی طرف ہی جاؤں گا۔ لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور قتل ہوگیا۔ باقی دو افراد رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔ جب ابھی راستے ہی میں تھے تو ان کو بنوکلاب کے دو آدمی ملے جو کہ کافر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی امان کا عہد لے چکے تھے۔ یہ لوگ ایک ہی منزل پر اُترے تھے اتفاق سے۔ چنانچہ وہ دونوں بنوکلاب کے کافر جوان جب سو گئے تو ان دو اصحاب نے ان کافروں کو قتل کر دیا جبکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان ملی ہوئی ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب اس حدیث کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سُلمی نے اور اہل علم کے کئی رجال نے کہ عامر بن مالک بن جعفر وہ جو ملاعب الاسنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تھا مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھی دیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ہدیہ مشرک کا قبول نہیں کروں گا۔ اور عامر بن مالک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ بھیج دیں جس کو آپ چاہیں اپنے نمائندوں میں سے، میں ان کا پڑوسی اور پناہ دہندہ ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت بھیج دی۔ ان کے اندر منذر بن عمرو تھے یعنی خبر رسان تھے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔

عامر بن طفیل نے ان کے بارے میں سُنا تو اس نے ان اصحاب کے مقابلے کے لئے بنو عامر کو گھروں سے نکالا مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے عامر بن مالک کی امان والے عہد کی عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اس نے پھر ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بنوسُلیم کو نکالا، وہ اس کے ساتھ نکل آئے۔ لہٰذا انہوں نے ان اصحاب کو بیر معونہ کے مقام پر قتل کر دیا سوائے عمرو بن اُمیہ ضمری کے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑا پھر چھوڑ دیا جب عمرو بن اُمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ آپ ان کے درمیان امان کے ساتھ رہ جاتے۔ جب حسان بن ثابت نے عامر بن طفیل کی طرف سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں

شعر کہے تو لوگوں نے گمان کیا کہ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کو اس کے عامر بن مالک کے عہد کو توڑنے پر اس کی ران میں نیزہ مارا تھا۔ (الدرر لا بن عبدالبر ص ۱۶۱)

ستر قراء صحابہ کی شہادت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد بن شخومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن علی بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ثابت نے انس سے یہ کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیجیں وہ ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر آدمی بھیجے تھے۔ انصار میں سے ان کو قراء کہا جاتا ہے ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے وہ قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے رات کے وقت۔ اور خود بھی سیکھتے تھے اور دن میں وہ جا کر پانی لاتے تھے اور مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں لاتے تھے اور ان کو بیچتے تھے اور اس کے ساتھ اہل صفہ کے لئے غلہ یا کھانے کا سامان خریدتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کی طرف بھیجا مگر ان بدبختوں نے ان سے تعرض کر کے انہیں قتل کر دیا اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے۔ ان قاریوں نے دعا کی تھی، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم مل گئے ہیں آپ سے، ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی رہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا میرے ماموں حرام کے پاس۔ اس کے پیچھے اس نے ان کو زخمی کر دیا نیزہ مار کر، حتیٰ کہ پار نکال دیا۔ لہٰذا حرام نے کہا:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة ۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا تم لوگوں کے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعا کی ہے:

اللهم بلغ نبينا انا قد اقيناك فرضينا عنك ورملت عنا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے عفان سے۔ (کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۵۱۱،۱۴۷)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محبوب بن موسیٰ نے، ان کو ابواسحاق مزاری نے، ان کو عطاء بن سائب نے، انہوں نے سنا ابوعبیدہ بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بچاؤ تم اپنے آپ کو ان شہادات سے یہ کہ کوئی آدمی کہے قتل کر دیا گیا ہے فلاں شخص شہید ہو کر۔

بے شک کوئی آدمی قتال کرتا ہے حمیت وغیرت کی وجہ سے، کوئی لڑتا ہے طلب دنیا کے لئے، کوئی لڑتا ہے اس لئے کہ وہ جری سینے والا ہے، بہادر ہے لیکن میں تمہیں عنقریب حدیث بیان کروں گا کہ تم کس چیز پر شہادت پاؤ گے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا ایک دن نہیں ٹھہرے تھے مگر تھوڑی سی دیر حتیٰ کہ آپ خطاب کرنے کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی تھی پھر فرمایا تھا کہ تمہارے یہ مشرکین سے ٹکرانے میں مشرکین نے ان کو کاٹ ڈالا ہے (شہید ہو گئے ہیں)۔ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا ہے۔

اور انہوں نے یہ کہا ہے، اے ہمارے رب! ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ بے شک ہم راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔ میں ان کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف بے شک وہ لوگ راضی ہو گئے ہیں اور ان سے بھی اللہ راضی ہو گیا ہے۔

☆☆☆
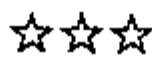
باب ۵۴

شہداءِ بیر معونہ پر رسول اللہ ﷺ کا غمگین ہونا اوران کے حق میں دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں قرآن نازل کرنا

اور حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے بارے میں آثارِ نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے رجاء نے، ان کو ہمام نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ہمام نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ماموں کو بھیجا تھا اور ان کا نام تھا حرام جو کہ اُم سلیم کا بھائی تھا۔ وہ ستر آدمیوں میں گئے تھے۔ جو بیر معونہ والے دن قتل کیے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ حالانکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا حضور ﷺ سے کہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ آپ کے لئے اہل سہل ہوں اور میرے لئے اہل مدر ہوں (یعنی آپ اہل دیہات کے سردار ہیں اور میں اہل بلاد اور شہروں کا سردار ہوں گا۔

۲۔ یا میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنوں گا۔

۳۔ یا میں آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوں غطفا کو ساتھ لے کر۔ ان میں سے ایک ہزار اشقر ہوں اور ایک ہزار شقراء۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص بالآخر بیمار ہوا، اس کو طاعون کی وبائی بیماری لگ گئی تھی بنوفلاں کی فلاں عورت کے گھر میں۔ فرمایا کہ صحیح ہوئی تو وہ اس طرح ہو گیا جیسے بڑا ہوا درخت ہوتا ہے بنوفلاں کی عورت کے گھر میں۔ اس نے کہا کہ میرا گھوڑا لا دو، وہ اس پر سوار ہوا تو وہ گھوڑے کے اُوپر ہی مر گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حرام بنو سُلیم کے بھائی روانہ ہوئے اور دو آدمی ان کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی اعرج تھے (یعنی کعب بن زید) اور دوسرا بنوفلاں سے تھا (یعنی منذر بن محمد)۔ اس نے کہا کہ تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیتے ہیں تم بھی ایسے ہو گے اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے صاحب کے یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ حرام ان لوگوں کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ تم لوگ مجھے امان دو گے؟ اس لئے کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور دین سکھاؤں گا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تمہیں امان ہے۔ لہٰذا وہ ان کو جب دین کی بات کرنے لگے ان لوگوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ پیچھے سے آیا اور آ کر اس پر حملہ کر دیا۔

ہمام کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ راوی نے یوں کہا تھا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ اس مجاہد نے اللّٰہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃُ یعنی ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

کہتے ہیں کہ پیچھے سے باقی لوگ بھی پہنچتے رہے مگر سب کے سب قتل کر دیئے گئے سوائے عرج کے کیونکہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انس سے بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں پر قرآن نازل کیا گیا پھر وہ منسوخ ہو گیا۔ (وہ یہ تھا)۔

انا قد لقينا ربنا فرضي عنا وارضانا ـ

کہ ہم اپنے رب سے مل گئے، وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہمیں بھی راضی کر دیا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ستر صبح تک قبیلہ رعل اور ذکوان پر بددعا فرمائی اور بنولحیان پر اور عطیہ پر جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور عبداللہ بن رجاء کی ایک روایت میں ہے تیس دن تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے تیس صبح تک، وہ صحیح ہے۔

(کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۱۔فتح الباری ۷/ ۳۸۵۔۳۸۶۔بخاری کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۰۱۔فتح الباری ۶/ ۱۸۔۱۹)

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مالک نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم مشاط نے، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ نے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی مالک بن انس کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف بددعا فرمائی تھی تیس دن تک جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو قتل کر دیا تھا۔بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر اور ذکوان پر اور لحیان پر اور عطیہ پر۔جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں جو بیر معونہ پر شہید کئے گئے تھے قرآن میں نازل فرمایا تھا، جسے ہم نے خود پڑھا تھا۔حتیٰ کہ وہ بعد میں منسوخ کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں۔وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم اس سے راضی ہو گئے ہیں۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے اور روایت اسماعیل میں ہے کہ تیس صبح تک بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر، ذکوان پر، بنولحیان پر اور عطیہ پر جس نے نافرمانی کی تھی اللہ اور رسول کی۔ان کے صحابہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابوس اویس سے۔(کتاب الجہاد۔فتح الباری ۶/ ۱۳۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔(کتاب المساجد۔حدیث ۲۹۷ ص ۴۶۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن حسین بن نصر حذاء عسکری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زریع نے، ان کو سعید قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے کہ رعل اور ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی اپنے دشمن کے خلاف۔حضور ﷺ نے ان کی مدد کی تھی ستر انصاریوں کے ساتھ۔ہم لوگ ان کو قراء کا نام دیتے تھے اپنے زمانے میں۔

وہ دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور بیچتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ جب بیر معونہ گئے تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی صبح کی نماز میں آپ نے بددعا فرمائی تھی بعض قبائل کے خلاف۔قبائل عرب میں سے خصوصاً رعل و ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان پر۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ہم لوگوں نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا تھا پھر وہ اُٹھا دیا گیا۔

بلغو اعنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالاعلیٰ بن حماد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۔ فتح الباری ۷/ ۳۸۵)

حضرت حرام کا فزت ورب الکعبۃ کا نعرہ لگانا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق مغانی نے، ان کو عفان نے، ان کو سلیمان مغیرہ نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے اپنے گھر میں ایک تحریر لکھی اور فرمایا گواہ رہو اے قراء کی جماعت۔ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں نے اس لقب کو ناپسند کیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ ان کے نام ذکر کرتے اور ان کے والد کے نام تو یہ بہتر ہوتا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس میں کہ میں تم لوگوں کو معاشر قراء کہوں۔ کیا بھلا میں تمہیں حدیث نہ بیان کروں تمہارے ان بھائیوں کے بارے میں جن کو ہم لوگ عہد رسول میں قراء کہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر اس نے انصار میں سے ستر آدمیوں کا ذکر کیا کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ رات ان کو ڈھانک لیتی تھی تو وہ مدینے سے معلم اور استاذ کے پاس آتے اور رات کو جاگتے اور رات بھر قرآن پڑھاتے تھے۔ جب صبح ہوتی جس کے پاس طاقت ہوتی وہ جا کر لکڑیاں جمع کرتے اور فروخت کرتے اور میٹھا پانی خرید کرتے۔ اور جس کے پاس گنجائش ہوتی وہ بکریاں چراتے، دودھ دوہتے، ان کی دیکھ بھال کرتے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کمروں سے وابستہ رہتے کوئی خدمت ہوتی کوئی کام ہوتا تو بجالاتے۔

جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بھیجا تھا ان کے اندر میرے ماموں حرام بھی تھے، وہ بنو سُلیم کے ایک قبیلے کے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں حرام نے اپنے امیر سے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو خبر دوں کہ ہم وہ نہیں ہیں یعنی ان جیسے نہیں ہیں وہ ہم لوگوں کے سامنے سے ہٹ جائیں۔ کہتے ہیں وہ ان کے پاس گئے، ان سے یہ بات کی لہٰذا ان میں سے ایک آدمی سامنے آیا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ جب حرام کو نیزہ چبھا اس کے پیٹ کے اندر، اس نے کہا :

فُزْتُ رَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ (ترجمہ) رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

پھر وہ لوگ ان بقیہ پر پل پڑے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی خبر پہنچانے والا بھی باقی نہ رہ سکا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر کسی چیز پر غصے ہوئے ہوں یا غمگین ہوئے ہوں جس قدر اس واقعے پر ہوئے تھے۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب بھی صبح کی نماز پڑھاتے تھے ہاتھ اُٹھا کر ان کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابوطلحہ کہتے تھے کیا تجھے حرام کے قاتل کے بارے میں کوئی بات معلوم ہے کہ اس کے ساتھ اللہ نے کیا کیا تھا؟ میں نے پوچھا، ابوطلحہ نے کہا کہ تجھ مت کہو وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابومریم نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو حمید نے کہ اس نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ نوجوان تھے وہ توجہ کے ساتھ قرآن مجید سُنتے تھے۔ اس کے بعد وہ مدینے کے کونے کی طرف علیحدہ ہو جاتے تھے۔ ان کے گھر والے سمجھتے تھے کہ مسجد میں ہیں اور اہل مسجد سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر میں ہیں۔ وہ رات کو نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب صبح قریب ہوتی ان میں سے بعض لکڑیاں جمع کر لیتے، بعض میٹھا پانی حاصل کر لیتے، پھر وہ سیدھے چلے آتے لکڑیاں لے کر، بعض پانی کی مشکیں لے کر۔ وہ لا کر رسول اللہ ﷺ کے کمروں کے پاس دروازوں پر رکھ دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو بیر معونہ کی طرف بھیجا تھا اور سارے کے سارے شہید کر دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف پچیس دن تک بددعا فرمائی تھی جس نے انہیں قتل کیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو معاذ بن عنبری نے، ان کو سلیمان تیمی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان نے ابومجلز سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مہینے بھر تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی تھی قبیلہ رعل کے اور ذکوان کے خلاف بددعا فرمائی تھی اور فرمایا کہ عطیہ نے نافرمانی کی ہے اللہ کی اس کے رسول کی، اور معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ قنوت پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد بددعا فرماتے تھے رعل و ذکوان پر یہ دونوں قبیلے تھے بنوسُلیم کے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث بن تیمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوتر۔ حدیث ۱۰۰۳۔ فتح الباری ۲/۴۹۰۔ مسلم۔ کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ۔ حدیث ۲۹۹ ص ۴۶۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف یعنی ابن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے (ح) وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا ہمیں خبر دی ابن ناجیہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابن یحییٰ نے بن سعید سے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو ہشام نے عروہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی مکے میں نکلنے کی، جب ان پر اذیت شدید ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی ٹھہرے رہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کو نقصان پہنچادیں؟ یا تکلیف پہنچاتے رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسی بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ اس کے پاس آئے ایک دن ظہر کے وقت اور ان کو بلایا۔ اور فرمایا کہ آپ باہر آیئے، کون ہے آپ کے پاس؟ ابوبکر نے کہا میری دونوں بیٹیاں ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ تحقیق مجھے اجازت دے دی گئی ہے نکلنے کی؟ ابوبکر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ پھر صحبت پکّی اکٹھے چلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے ساتھ چلیں گے۔ انہوں نے کہا میرے پاس دو اُونٹنیاں ہیں ان کو میں نے روانگی کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک اُونٹنی حضور ﷺ کو دے دی تھی وہی اُونٹنی جَدُعَاء تھی (کان کٹی)۔ دونوں سوار ہو کر غار پہنچے وہ غار ثور ہی ہے۔ دونوں اسی کے اندر چھپ گئے تھے۔ عامر بن فہیرہ غلام تھا عبداللہ بن طفیل بن سخرہ کا اور عبداللہ بعدہ عاشر بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ ابوبکر صدیق کی بکریاں تھیں دودھ والی، وہ غلام صبح و شام ان کو غار کے پاس لے جاتا تھا اور جب اندھیرا ہو جاتا تو وہ دودھ غار میں پہنچا دیتا پھر اندھیرے میں بکریاں واپس لے آتا۔ یوں کسی نے محسوس بھی نہ کیا چرواہوں میں سے، جب وہ دونوں کے ساتھ نکلا تو انہوں نے اس کو اپنے پیچھے چلنے کو کہا حتیٰ کہ مدینے پہنچ گیا۔ (ابن ناجیہ کی حدیث ختم ہوئی)

دوسرے روای نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن شہید ہوگئے تھے اور عمرو بن اُمیہ ضمری قید ہوگئے تھے۔ مگر عامر بن طفیل نے ان سے کہا تھا، یہ کون ہے؟ اور اشارہ کیا تھا مقتول کی طرف۔ عمرو بن اُمیہ نے بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ قتل کے بعد آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دیکھتا رہ گیا کہ آسمان کی طرف عامر بن فہیرہ کے اور زمین کے درمیان۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ان شہیدوں کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو ان کی موت کی خبر دی۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے التجا کی ہے کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو خبر دے دیجئے اس بات کی کہ ہم آپ سے راضی ہوگئے اور آپ ہم سے راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کو ان کے بارے میں خبر دے دی۔ کہتے ہیں کہ اس دن شہید کئے گئے تھے ان میں سے عروہ بن اسماء بن صلت نام رکھا گیا تھا ان کا عروہ، اور منذر بن عمرو ذکر کیا گیا ان کا منذر۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابواسامہ سے، اس قول تک کہ قتل کر دیئے گئے تھے اس دن عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن۔

پھر کہا کہ ابوسامہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، یہ کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ قتل کر دیئے گئے جو بیر معونہ والے مقام پر تھے اور قید کئے گئے تھے عمرو بن اُمیہ ضمری تو عامر بن طفیل نے اس سے کہا تھا۔ پھر راوی نے اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رکھا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت ہشام بن عروہ کی اپنے والد سے۔ عامر بن فہیرہ کی شان میں کہ وہ اُوپر کو اُٹھالئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی واقدی نے، ان کو مصعب بن ثابت نے ابوالاسد سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ منذر بن عمرو نکلے۔

راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا تھا عمرو بن اُمیہ سے، کیا آپ اپنے اصحاب کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا انہوں نے مقتولین میں چکر لگایا اور وہ ان سے ان کے نسب بھی پوچھنے لگے اور کہا کہ کیا ان سے کسی ایک کو ان میں سے غائب پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر کو غائب پاتا ہوں، اس کو عامر بن فہیرہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے؟ میں نے بتایا کہ وہ ہم لوگوں میں افضل تھے۔ اس نے کہا میں آپ کو ان کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ اور اس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس شخص نے ان کو نیزہ مارا تھا۔ پھر اس نے اپنا تیر یا نیزہ کھینچ لیا تھا۔ لہٰذا وہ آدمی آسمان کی بلندی میں چلا گیا حتیٰ کہ اللہ کی قسم میں اس کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ وہ عامر بن فہیرہ تھے اور وہ وہ تھے کہ جن کا قاتل بنو کلاب میں سے ہے اُسے جبار بن سلمی کہتے تھے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ جب اس نے ان کو برچھا مارا تو میں نے سُنا کہ انہوں نے یوں کہا تھا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ کیا مطلب اس کا کہ میں کامیاب ہوگیا۔ لہٰذا میں ضحاک بن سفیان کلامی کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی اس وقوعے کی۔ اور میں ان سے پوچھا ان کے اس قول کے بارے میں کہ اللہ قسم میں کامیاب ہوگیا۔

اس نے کہا کہ اس سے جنت مراد ہے اور اس نے مجھ پر اسلام پیش کیا میں نے بات مان لی۔ پھر اس نے مجھے اسلام کی دعوت دی اس لئے کہ جو میں عامر بن فہیرہ کے مقتل میں دیکھا تھا اور یہ کہ کس نے اس کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا۔ فرمایا کہ پھر ضحاک نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ فرشتوں نے اس کے جُثّے کو چھپالیا تھا۔ اور وہ علیین میں اُتار دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۷۲/۴)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ وہ اُٹھالئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے پھر وہ غائب پائے گئے تھے۔ اس کے بعد بایں وجہ کہ فرشتوں نے ان کے جثّے کو دفن کر دیا تھا۔

ہم نے مغازی ابن موسیٰ میں روایت کیا ہے اس قصے کے بارے میں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر کا جسد نہیں پایا گیا تھا تو سب یہ خیال کر رہے تھے کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۷۲/۴)

☆☆☆

باب ۵۵

غزوۂ بنونضیر

اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر کے ارادے کی خبر دینا جوانہوں نے مکر کیا تھا اور زہریؒ کا خیال یہ تھا کہ یہ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ اُحد کے بعد ہوا اور بیر معونہ کے واقعہ کے بھی بعد میں ہوا اور اس بارے میں اخبار پہلے گزر چکی ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنونضیر کی طرف گئے۔ ان سے استعانت مدد چاہتے تھے ان دو قتل کے بارے میں جو بنوعامر کے ہوئے تھے جن کو عمر بن اُمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔

اس روایت میں جو مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے اور بنونضیر اور بنو عامر کے درمیان معاہدہ اور حلیف تھا جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس گئے۔ آپ ان سے استعانت چاہتے تھے دیت کے بارے میں (کہ بنوعامر سے کہیں وہ دیت لے لیں)۔ بنونضیر کے یہود نے کہا ٹھیک ہے اے ابوالقاسم! ہم آپ کی مدد کریں گے اس پر جو آپ پسند کرتے ہیں، جیسے آپ نے اس بارے میں مدد چاہی ہے۔

اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ باتیں کر کے آئے۔ آپس میں کہنے لگے آج موقع اچھا ہے، ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ دیوار کی جانب ان کے گھروں کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کون شخص ہے جو محمد (ﷺ) پر بھاری پتھر گرا دے چھت کے اُوپر کھڑے ہو کر اور اس کو قتل کر دے اور وہ ہماری جان چھوڑ ادے۔

چنانچہ اس کام کے لئے ان میں سے ایک بدبخت تیار ہو گیا اس کا نام عمرو بن جحاش بن کعب تھا (الزرقانی ۹۳/۲)۔ اس نے کہا کہ میں یہ کام کر دیتا ہوں، لہٰذا وہ پتھر پھینکنے کے لئے چھت پر بھی چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت میں تھے۔ ان میں ابوبکر صدیق تھے، عمر بن خطاب تھے، علی تھے۔ مگر حضور ﷺ کے پاس آسمان سے خبر پہنچ گئی قوم کے ارادے کے بارے میں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ یہیں رہو اور آپ خاموشی سے اُٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

جب حضور کو دیر ہو گئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینے سے کوئی آدمی آ رہا تھا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو مدینے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا اصحاب بھی حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضور نے ان کو یہودیوں کے ارادے کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے غداری کا پروگرام بنایا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ حضور ﷺ لوگوں کو لے کر پہنچے تو اب ان کے پاس جا کر اُترے۔ لہٰذا یہود حضور سے چھپ گئے اور انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹ دو اور جلا دو۔ وہ چیخے کہ محمد (ﷺ) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو کوئی ایسا کرتا تھا آپ اس کو عیب لگاتے تھے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کھجوروں کو کاٹ رہے ہو اور ان کو جلا رہے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴۳/۳)

(۲) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ سے چھپنے کے لئے قلعہ میں پناہ لے لی تو حضور نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! آپ تو فساد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری اس بارے میں کہ یہ فساد نہیں ہے۔

اللہ نے فرمایا :

ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو کچھ تم نے کاٹنے میں کھجوروں کے تنے یا ان کو اپنے تنوں کھڑے چھوڑ دیا ہے تو یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا تم نے ، بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تحت ہوا ہے۔ اور اس لئے ہوا ہے تا کہ وہ فاسقوں اور نافرمانوں کو رسوا کر دے ، یہ فساد نہیں ہے۔

(۳) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعد شرجیل بن سعد نے ، اللہ کی قسم میں نے دیکھا بعض کھجور بنو نضیر کی بے شک بعض ان میں جلی ہوئی تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد بن اسماء نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا جدید بن اسماء نے نافع سے ، اس نے عبداللہ سے ، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے بنو نضیر کی کھجوریں جلا دیں اور کاٹ دیں ، یہ بویرہ تھیں۔ اسی بارے میں حضرت حسان نے کہا تھا۔

وهان على سراة بنى لؤى ۔۔۔ حريق بالبويرة مستطير

ذلت تھی بنی لؤی کے سرداروں کے لئے بویرہ میں کھجوروں کا جلانا جا پھیل گیا تھا۔

مراد صادید قریش ہیں کیونکہ قریش وہ تھے جنہوں نے کعب بن اسد قرظی کو جو کہ صاحب عقد تھا بنو قریظہ کا اس کو ابھارا تھا نقض عہد کرنے پر اس کے اور نبی کریم کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے ، اس نے حبان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۲۹)

اس نے جویریہ بن اسماء سے ، اس نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ اس کو جواب دیا تھا ابوسفیان بن حارث نے۔

أدام الله ذلك من صنيع ۔۔۔ وحرق فى نواحيها السعير

ستعلم اينا منه بنزه ۔۔۔ وتعلم اى ارضينا تضير

اللہ ہمیشہ رکھے اس فعل کو اور اس کے اطراف کو بھی آگ جلاتی رہے یعنی ارد گرد کو اور مدینے کو بھی آگ لگے۔ (بحالت کفر انہوں نے یہ بد دعا کی تھی)

عنقریب تم جان لوگے کہ ہم تم میں سے کون خوش ہے۔ تم جان لوگے جی کونسی زمین نقصان میں ہے۔ (مدینہ دارالسلام یا مکہ دارالکفر)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالحسین بن یعقوب نے ، ان کو خبر دی ابوالعباس سرّاج نے ، ان کو ابوالمنذر نے ، ان کو یحیٰ بن حماد نے ، ان کو جویریہ ، پھر اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے کہا ہے حدیث میں کہ بنو نضیر کی کھجوروں کو جلا دیا تھا اس کے لئے حسان کہتے ہیں پھر انہوں نے شعر کا ذکر کیا اور اس کو جواب بھی ، اور انہوں نے لفظ ھَانَ کہا ہے وھان نہیں کہا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابو حامد مقری نے اور ابو احمد بن حسن قاضی نے اور ابو صادق محمد بن احمد عطار نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے ، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی لیث بن سعد نے نافع سے ، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کی کھجوریں جلا دیں تھیں اور کاٹ ڈالی تھیں یہ ابھی چھوٹی تھیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے قتیبہ سے ، اس نے لیث سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۹ ص ۱۳۶۵)

(۷) ہمیں خبردی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤدعلوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوحامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہشیم بن جمیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زائدہ نے، عبیداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور کاٹ ڈالے تھے، اس بارے میں حسان نے کہا تھا :

وهـان عـلـى سراة بنى لـؤى حـريق بـالـبـويـرة مستطير

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہشیم نے کہا کہ میں زائدہ کے تھا ارض روم میں۔ انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا جلانے کے بارے میں۔

(۸) ہمیں خبردی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبردی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابن حزیم موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ بنونضیر یہود اور بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کردیا تھا اور بنوقریظہ کو ٹھہرنے دیا تھا اور ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کردی تھی۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے جیسے پہلے گزر چکی ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/ ۳۲۹۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۲ ص ۱۳۸۷۔۱۳۸۸)

(۹) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابومحمد عبداللہ بن محمد الکعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے کہ اللہ کا یہ فرمان :

يخربون بيوتهم بايديهم وايدى المؤمنين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

یہود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کررہے تھے اور مؤمنوں کے ہاتھوں سے بھی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان سے قتال کررہے تھے جب کسی گھر پر یا اوطاق پر قابض ہوتے تھے اس کی دیواریں گرادیتے تھے تاکہ قتال کے لئے وہ جگہ مل سکے اور یہودی جب مغلوب ہوتے تھے کسی گھر میں یا مکان میں اس کو پیچھے سے سراخ اور نقب لگا دیتے تھے اس کے بعد اس کو قلعہ بنالیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فاعتبروا يا اولى الابصار ۔ (ترجمہ) عبرت حاصل کرو اے عقل وبصیرت والو۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها (تا) فاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

مراد یہ ہے لينة سے، کھجور کا درخت یہود کو زیادہ محبوب تھے۔ نوکروں چاکروں سے اور خود اولاد سے۔ اس کے ثمر کو لون کہتے تھے۔ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کی کھجوروں کو کاٹنے اور درختوں کو کاٹتے وقت کہا تھا، اے محمد! آپ تو کہتے تھے کہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں کیا بھلا درختوں کاٹ ڈالنا کھجوروں کو برباد کردینا ہی اصلاح ہے؟ یا فساد ہے؟

نبی کریم پر یہ بات گراں گزری اور مسلمان اپنے دل میں ناراض ہوئے ان کی اس بات سے اور کچھ خفت بھی محسوس کی کہ یہ سارا عمل فساد نہ بن جائے۔ لہٰذا ایک دوسرے سے کہنے لگے نہ کاٹو کیونکہ یہ تو اللہ نے ہمیں مال بطور فے اور غنیمت کے دیا ہے۔ جنہوں نے کاٹا تھا وہ کہنے لگے کہ ہم ایسا کر کے یہودیوں کو خوب جلانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ما قطعتم من لينة ۔ یعنی کھجور وغیرہ تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اور اللہ کی اجازت سے ہوا ہے۔ اور جس کو چھوڑ رکھا ہے

(او تركتموها قائمة علىٰ اصولها) وہ بھی اللہ کی اجازت کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کا دل بھی مطمئن ہو گیا اور اہل ایمان کا دل بھی۔

(ولیخزی الفاسقین) مراد ہے اہل نضیر، لہٰذا کھجوروں کا کاٹنا اور درختوں کو تباہ کرنا ان کے لئے رسوائی تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے۔ ان کو محمد بن سعد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، ہمارے والد نے ہمارے چچا سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ہمارے دادا سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ آپ اس بارے میں انتہائی حد تک پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپ کا ہر وہ مطالبہ پورا کیا جو آپ ان سے چاہتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان سے صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ ان کے خون محفوظ کر دیں گے اور ان کو ان کی سرزمین سے ان کے وطنوں سے نکال دیں گے اور ان کو محفوظ راستہ دیں گے اذرعات شام تک اور ان میں سے ہر تین افراد کے لئے ایک اُونٹ فراہم کریں گے اور پانی فراہم کریں گے۔ جلاوطنی سے مراد ان کو ان کی اپنی زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے کا نام ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصوری نصروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے ابوبشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ سورہ الحشر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (سورۂ حشر)

اس کو بخاری نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے ہشیم سے۔ (کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۸۲۔ فتح الباری ۸/۶۲۸۔۶۲۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن حسن بن اسحاق بزار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن نمیر بن محمود بن محمد بن مسلمہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے محمد بن مسلمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھیجا تھا بنونضیر کی طرف اور اسے حکم دیا تھا کہ ان کی جلاوطنی (ترک وطن کرنے) کے لئے تین راتوں کی مہلت دے دے ان لوگوں کو۔ (الواقدی ۱/۳۶۶۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۵۵)

باب ۵۶

بنونضیر کو جلاوطن کرنے کے بعد عمرو بن سُعدیٰ یہودی کا یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا اعتراف کرنا بعض دیگر یہود کا بھی اعتراف کرنا کہ تورات کے اندر نبی کریم ﷺ کی تعریف موجود ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر مدینے سے نکل گئے تو عمرو بن سُعدیٰ آئے انہوں نے اپنے گھر کا چکر لگایا اور اس کی ویرانی دیکھی تو اس نے سوچ بچار کی۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر قریظہ کے پاس آیا، اس نے ان کو ایک کنیسہ پایا۔ چنانچہ ان کے قرن میں پھونک ماری گئی، لہٰذا وہ لوگ جمع ہو گئے۔ پس زبیر بن باطا نے کہا، اے ابوسعید آپ کہاں تھے؟ آج صبح سے ہم نے آپ کو دیکھا نہیں؟ کیونکہ وہ کنیسہ سے جدا نہیں ہوتا تھا اور یہودیت میں انتہائی عبادت گزار بنا ہوا تھا (اللہ والا بنا ہوا تھا)۔

اس نے کہا میں نے آج کئی عبرتیں دیکھی ہیں جن کے ساتھ ہم لوگ عبرتیں دلائے گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی بندوں کے گھر اور ٹھکانے جا کر دیکھے ہیں جو کہ ویران پڑے ہیں۔ اس عزت اور غلبے اور مضبوطی کے باوجود اور وافر شرف اور کامیاب عقل و فراست رکھنے کے

باوصف وہ لوگ اپنے مالوں کو چھوڑ گئے ہیں اور دوسروں کو اس کا مالک کر گئے ہیں اس طرح نکل گئے ہیں جیسے عاجز ہو کر چھوڑ جاتا ہے۔ قسم ہے تورات کی یہ کیفیت کسی ایسی قوم پر زبردستی ہرگز نہیں کی جاتی ،اللہ کو جن کے باقی رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیق اللہ اس کو اس سے قبل کعب بن اشرف کے ساتھ بھی واقع کر چکا تھا جو یہود میں سے بڑا عزت دار تھا۔اللہ نے اس کو اپنے گھر میں امن سے رکھا تھا۔اور یہی کیفیت اللہ واقع کر چکا ہے ابن سُنَیْنَہ کے ساتھ جو کہ ان کا سردار تھا اور یہی حالت واقع کر چکا ہے بنی قینقاع کے ساتھ،وہ یہود کے اہل جد تھے ان کے بڑے تھے۔وہ اہل اسباب تھے،اہل اسلحہ تھے اور اہل قوت وشجاعت تھے۔ان کو قید کر ڈالا جو انسان بھی ان میں سر نکالتا تھا اسی کو قید کر لیا جاتا۔چنانچہ ان کے بارے میں بات چیت کی گئی تو انہیں چھوڑ دیا گیا اس شرط پر کہ انہیں یثرب سے جلاوطن ہونا اور نکل جانا ہوگا۔

اے میری قوم!تم یہ دیکھ چکے ہو میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔لہٰذا اب تم میری بات مانو،وہ یہ ہے کہ تم آؤ ہم محمد ﷺ کی اتباع کر لیتے ہیں۔اللہ کی قسم!تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ نبی ہے اور ہم لوگوں کو اس کے بارے میں بشارت دی تھی اور اس کے معاملے کی اطلاع دی تھی ابن الہیبان ابوعمیر نے اور ابن حراش نے۔وہ دونوں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے دونوں بیت المقدس سے آئے تھے،وہ دونوں اس کی آمد کی امید ظاہر کر رہے تھے۔انہوں نے محمد ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا تھا اور ان دونوں نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کو ان دونوں کی طرف سے سلام دیں۔پھر وہ دونوں اپنے دین پر ہی فوت ہو گئے تھے اور ہم ہی لوگوں نے ان کو دفن کیا تھا اپنے اسی حرہ میں۔چنانچہ یہ سُن کر قوم خاموش ہو گئی،ان لوگوں میں سے کسی کلام کرنے والے نے کلام نہیں کیا۔لہٰذا عمرو بن سُعدیٰ نے اپنے اسی کلام کا پھر اعادہ کیا(یعنی دوبارہ اس نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی)۔اور ان کو جنگ سے ڈرایا اور قیدی بننے سے اور جلاوطن ہونے سے ڈرایا۔

پس زبیر بن باطا نے کہا تحقیق قسم ہے تورات کی میں نے کتاب باطا تورات میں ان کی (محمد ﷺ) کی تعریف وصفت خود پڑھی ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔اس مثانی میں نہیں ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کعب بن اسد یہود نے زبیر سے کہا،اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو کونسی چیز ان کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے مانع ہے۔زبیر نے جواب دیا کہ تم ہو۔کعب نے کہا کہ کیوں؟ تورات کی قسم ہے میں تیرے اور اس کے (محمد ﷺ) درمیان ہرگز حائل نہیں ہوں (یعنی تم آزاد ہو چاہو تو ایمان لے آؤ)۔زبیر باطا نے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عہد اور ہمارے عقد ہیں (یعنی بسط وکشاد کے مالک ہیں)۔آپ اگر اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع کریں گے تو ہم بھی اس کی (محمد ﷺ) اتباع کریں گے۔اور اگر آپ اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے انکار کریں گے تو ہم بھی اس سے انکار کریں گے۔

اس پر عمرو بن سُعدیٰ کعب کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بات چیت ذکر کی جو دونوں نے اس بارے میں کی تھی یہاں تک کہ کعب نے کہا کہ میرے پاس اس کے (محمد ﷺ) معاملے میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے میرا نفس (دل) خوش نہیں ہوتا اس بات پر کہ میں تابع ہو جاؤں۔(الواقدی ۵۰۳-۵۰۴۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۰-۸۱۔سیرۃ الشامیہ ۴۶۳-۴۶۵)

☆☆☆

(نوٹ) اس واقعہ کی مزید تفصیل محشی کی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی نے سیرت شامیہ کے حوالے سے نقل کی ہے جس کو ہم نے بخوف طوالت نقل نہیں کیا (من ادارہ فلیطالع فی دلائل النبوۃ ہذا المقام)۔مترجم

باب ۵۷

غزوۂ بنولحیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھائی تھی مقامِ عسفان میں۔ جس وقت ان کے پاس آسمان سے خبر آ گئی تھی مشرکین کے ارادوں کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار نے اور سلمہ بن محمد اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آپ جمادی اولیٰ میں بنوقریظہ سے صلح ہونے کے چھ ماہ پورے ہونے پر بنولحیان کی طرف روانہ ہوئے تھے مقام رجیع والوں کی تلاش میں۔ مثلاً حضرت خبیب ؓ اور ان کے احباب کی تلاش میں۔ اور ظاہر یہ کیا تھا کہ شام کے ملک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ مخالف لوگوں کو دھوکہ میں رکھ سکیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے اور ان کے اصحاب بھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ بنولحیان سے خفیہ طریقے سے پہنچ کر بدلہ لے سکیں۔ لہٰذا آپ شام کے راستے پر روانہ ہو گئے اور لوگوں کے سامنے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بنولحیان کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ایسے اس لئے کیا تاکہ خاموشی سے ان کے اُوپر پہنچ جائیں یہاں تک کہ آپ ارض بنولحیان میں جا اُترے قبیلہ ہذیل کے قریب۔

آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ پہلے سے ڈرا دیئے گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم عسفان میں اُترتے تو قریش دیکھ لیتے کہ ہم مکہ میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو کر عسفان میں اُترے پھر آپ نے دو گھڑ سوار بھیجے حتیٰ کہ مقام کراء الغنیم تک پہنچے۔ اس کے بعد اس کی طرف پھر گئے۔ ابوعباس زرقی نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے یہاں صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی جریر نے منصور سے اس نے مجاہد سے، اس نے ابوعیاش زرقی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام عسفان میں اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ مشرکین نے کہا کہ اگر یہ لوگ کاش کہ ایسی حالت پر ہوتے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو دھوکہ سے ان کو مار سکتے (تو ایسا ضرور کرتے) اور نماز میں قصر کرنے کی آیت ظہر اور عصر کے مابین نازل ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے ہتھیار پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائی تھیں۔

دو صفیں قبلہ کی طرف منہ کر کے جبکہ مشرکین ان کی جانب منہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب لوگوں نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد حضور نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے اجتماعی رکوع کیا تھا، اس کے بعد آپ نے سر اُٹھایا رکوع سے تو سب لوگوں نے سر اُٹھائے۔ اس کے بعد حضور نے سجدہ کیا تو اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے قریب کھڑی تھی۔ دوسرے لوگ کھڑے مشرکین کی نگرانی کرتے رہے۔ جب یہ قریب صف والے اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا مگر وہ صف توڑ دی گئی جو حضرت کے قریب تھی اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے اور ان پہلی صف والوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور ان کے ساتھ سب نے اجتماعی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اُٹھایا تو سب نے سر اُٹھایا پھر حضور نے سجدہ کیا اور اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے قریب تھی دوسرے لوگ مشرکین کی نگرانی کرتے رہے یہ لوگ اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو ان دوسروں نے بھی سجدہ کیا پھر سب لوگ حضور کے ساتھ سیدھے ہو کر اجتماعی طور پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے ان سب پر اجتماعی سلام فرمایا۔ حضور ﷺ نے یہ نماز مقام عسفان میں پڑھائی تھی اور بنی سلیم والے دن پڑھائی تھی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۱۲۳۶ ص ۲/۲۱)

نماز کی اس صفت والی روایت کو سلیم بن حجاج نے صحیح میں نقل کیا ہے عطا کی حدیث سے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔
(مسلم۔ باب الصلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۷ ص ۵۷۴)

مگر اس نے اس جگہ کا ذکر نہیں کیا جس جگہ حضور ﷺ نے یہ نماز پڑھائی تھی اور ابوعیاش کا قول بھی ذکر نہیں کیا اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ تحقیق بعض اہل مغازی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ غزوہ بنولحیان غزوہ بنوقریظہ کے بعد ہوا تھا۔

(۴) اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ خالد بن ولید سے ذکر کیا ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو خالد کہتے ہیں کہ میں مشرکین کے ساتھ نکلا تھا۔ میں رسول اللہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ مقام عسفان میں ملا تھا۔ لہٰذا میں آپ کے مقابلے پر کھڑا ہوا تھا اور میں ان کے درپے ہوا تھا۔ حضور نے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ہم لوگوں کے آگے۔ ہم لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم ان پر حملہ کر دیں پھر ہمارا عزم پکا نہ ہو سکا تھا۔ چنانچہ حضور مطلع ہو گئے تھے اس پر جو ہمارے دلوں میں ارادہ تھا ان کے بارے میں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اصحاب کو جب نماز پڑھائی تو وہ صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ (المغازی للواقدی ۲۴۶)

(۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے ان کو خبر دی عبداللہ جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ہشام نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی مقام نخل میں۔ لہٰذا مشرکین نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پھر وہ کہنے لگے اچھا رہنے دو ان کو۔ یہ ان مسلمانوں کی نماز ہے جو کہ ان کو اپنے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا کہ پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے رسول اللہ ﷺ پر۔ انہوں نے آپ کو خبر دی پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ آپ نے دو صفیں بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے آگے کھڑے تھے اور دشمن رسول اللہ کے آگے تھے۔ لہٰذا سب نے اجتماعی تکبیر کہی اور رکوع بھی اکٹھے کیا پھر سجدہ صرف ان لوگوں نے کیا جو حضور کے قریب تھے، باقی لوگ سیدھے کھڑے رہے تھے۔ جب پہلے والوں نے سر اُٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا پھر آگے والے پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے، پھر سب نے کر تکبیر کہی اور سب نے مل کر سجدہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے سجدہ کیا جو ان کے قریب تھے اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سر اُٹھائے دوسروں نے سجدہ کیا۔

امام بخاری نے ہشام دستوائی کی روایت کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ (فتح الباری ۷/۴۳۶)

اور امام مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے مگر یہ کہ انہوں نے کہا ہے ہم لوگوں نے رسول اللہ کے ساتھ مل کر ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا تھا جہینہ میں سے انہوں نے ہم لوگوں کے ساتھ شدید قتال کیا۔

(مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۳۰۸ ص ۵۷۵)

جب ہم لوگوں نے نماز ظہر ادا کی تو مشرکین نے کہا کہ اگر ہم لوگ ان پر اس وقت چل پڑتے جب یہ نماز پڑھ رہے تھے تو ہم ان کو کاٹ ڈالتے۔ لہٰذا جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچادی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات کا تذکرہ کردیا۔

کہتے ہیں مشرکین نے کہا کہ اچھا عنقریب ان کی ایک اور نماز آ رہی ہے (نماز عصر) وہ مسلمانوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے)۔ محشی نے اس مقام پر مذکورہ حدیث کا تتمہ ذکر کیا ہے مسلم سے کہ جب نماز عصر کا وقت ہوگیا تو فرمایا کہ ہم لوگوں نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھے (یعنی سامنے تھے)۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی ساتھ تکبیر کہی، حضور ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا جب وہ کھڑے ہوگئے تو پھر صف ثانی نے سجدہ کیا۔ پھر صف اول پیچھے ہٹ گئی اور صف ثانی آگے جا کر صف اول کی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ پھر حضور نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا اور دوسری صف کھڑی رہی۔ جب صف ثانی نے سجدہ کرلیا تو پھر سارے بیٹھ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر سلام پھیرا۔ (حاشیہ ختم ہوا۔ از مترجم)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، ان کو زہیر نے اور اس کا قول جس نے کہا ہے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ مقام نخل میں وہ وہم پیدا کرتا ہے کہ یہ اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی ہے۔ اسی غزوہ سے اب نکلے تھے عسفان کی طرف جیسے ابن اسحاق نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور صلوٰۃ الخوف کی کیفیت میں۔

روایت کا اختلاف، اختلاف احوال کی وجہ سے آپ کی نماز میں، اللہ بہتر جانتے ہیں کہ یہ کیسے ہوا تھا؟ اور مقصود تو معروف کیفیت صلوٰۃ ہے حضور کی اور مقصود اس مقام پر اس چیز کی معرفت ہے جو امر ظاہر ہوا تھا جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خصوصی طور پر اس چیز سے آگاہ فرمادیا تھا جو مشرکین ارادہ کرکے بیٹھے تھے حضور ﷺ کی نماز میں حملہ کرنے کا، اور یہی خلاصہ ہے اس باب کا۔ و باللّٰہ التوفیق

محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اس مذکور کے بعد غزوہ ذی قرد کو جب بنوفزارہ نے رسول اللہ کے اونٹوں پر غارت کی تھی۔ اس بارے میں جو بات لاریب ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیبیہ کے بعد ہوا تھا سلمہ بن رکوع والی حدیث اس بات پر ناطق ہے۔ ہم نے اس کا ذکر مؤخر کردیا ہے۔ توفیق ارزانی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆☆☆

باب ۵۸

غزوہ ذات الرقاع [1]

یہی غزوۂ محارب خصفہ ہے بنوثعلبہ بن غطفان سے

(۱)　محمد بن اسماعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوۂ خیبر کے بعد ہوا تھا اس لئے کہ ابوموسیٰ خیبر کے بعد آئے تھے۔

(۲)　اور ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی غزوہ نجد میں صلوٰۃ الخوف۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایام خیبر میں آئے تھے۔

(۳)　میں کہتا ہوں (مصنف) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر نجد کی طرف۔ انہوں نے بھی صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے۔ ان کا قتال میں جانا جنگ خندق والے سال تھا۔

(۴)　مگر یہ بات ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے یہ زعم کیا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی اولیٰ میں غزوۂ بنونضیر سے دو ماہ بعد ہوا تھا۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعاس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ، اس کے بعد آپ نے جہاد کیا نجد کا اب ارادہ کر رہے تھے بنومحارب کا اور بنوثعلبہ کا غطفان سے، حتیٰ کہ آپ النخلہ میں اُترے تھے یہی غزوۂ ذات الرقاع تھا۔ آپ اس میں قبیلہ غطفان کی جمعیت سے ملے تھے (دونوں طرف سے)۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے قتال کے لئے۔ مگر ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی۔ تحقیق لوگ بعض بعض سے ڈر گئے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی اس کے بعد آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ گئے تھے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے ذکر مغازی رسول میں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ٹھہرے رہے تھے مدینے میں غزوہ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ جمادی اولیٰ۔ اس کے بعد آپ نجد کا غزوہ کرنے نکلے تھے، آپ کے ارادے کا ہدف محارب تھے یہ ثعلبہ بن غطفان تھے۔ یہی غزوہ ذات الرقاع تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷)

جب حضور ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس مدینہ میں پہنچے تو آپ یہاں پر رُکے رہے تھے ماہ جمادی اولیٰ کی ثانیہ، اور جب پھر آپ شعبان میں بدر کی طرف نکلے تھے ابوسفیان کے وعدے کی معیاد کے لئے۔ لہٰذا واقدی تو اس خبر کی طرف گئے ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، وہ کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ غزوہ کا نام ذت الرقاع اس لئے رکھا ہے کہ کہا گیا کہ اس میں کئی ٹکڑے تھے، سُرخی اور سیاہی اور سفیدی کے۔ لہٰذا نام دیا گیا ذات الرقاع۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ مغازی للواقدی ۱/۳۹۵۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۷۱۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۵۔ بخاری ۵/۱۱۳۔ ابن حزم ۱۸۲۔ عیون الاثر ۲/۸۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۸۳۔ نوری ۱۷/۱۵۸۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۵۳۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب ہفتہ روانہ ہوئے تھے جب محرم کے دس دن گزر چکے تھے۔ سینتالیس ماہ پورے ہونے پر، اور آپ بیر جرار پر پہنچے تھے اتوار کے دن جب محرم کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے (جرار مدینہ سے تین میل پر یہ کنواں تھا)۔ اور مقام ذات الرقاع مقام نخیل کے قریب تھا۔ سعد اور شقرہ کے درمیان .... اور بیرار کا مدینے سے تین میل پر تھا۔ یہ اسلام سے قبل کا بیر (کنواں) تھا۔ حضور ﷺ پندرہ راتیں غیر موجود رہے تھے۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے عبید اللہ مقسم سے، اس نے جابر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے، اس نے جابر سے اور مالک سے اور عبداللہ بن عمر سے، اور اس نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر سے۔ تحقیق ان میں سے بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے حدیث میں۔ اور ان مذکورہ کے علاوہ نے۔ تحقیق انہوں نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص آنے والا آیا اور وہ سامان تجارت برائے فروخت لے کر آیا تھا۔ بازار نبط میں لوگوں نے پوچھا کہ یہ سامان کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو نجد سے لایا ہوں۔ اور تحقیق میں نے قبائل انمار اور ثعلبہ کو دیکھا ہے وہ تمہارے مقابلے کے لئے بڑی بڑی جماعتیں جمع کر چکے ہیں اور میں تم لوگوں کے دیکھ رہا ہوں کہ تم ان سے پہل کرنے والے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کو یہ قول پہنچا تو آپ اپنے چار سو اصحاب کو لے کر نکلے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ سات سو یا آٹھ سو کو لے کر نکلے۔ حضور مدینے سے نکلے، آپ تنگ راستے سے چلے پھر وادی شقرہ میں پہنچے، ایک دن وہاں قیام کیا آپ نے اپنے جاسوس پھیلا دیئے، وہ رات کو آپ کے پاس لوٹے، انہوں نے رپورٹ دی کہ انہوں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ تمام جدید نشانات کو روند کر آ گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ان لوگوں کے ٹھکانوں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ٹھکانے اور گھر خالی پڑے ہیں ان کے اندر کوئی بھی نہیں ہے۔

عرب دیہاتی پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے تاخیر اور ٹال مٹول کیا حضور کی طرف آنے میں۔ لوگوں نے بعض نے بعض سے خوف کیا اور مشرکین ان کے قریب تھے اور مسلمانوں نے خوف کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں ٹلیں گے حتیٰ کہ ان کو جڑ سے ختم کریں گے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔ (المغازی للواقدی ۳۹۵۔۳۹۶)

(۷) (بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث کو مروی ہے ابوموسیٰ سے اس غزوہ کے بارے میں جس میں وہ حاضر تھے اس کا نام رکھا ذات الرقاع۔ فرمایا کہ ہم لوگوں کے پیر پھٹ گئے تھے اور میرے دونوں قدم زخمی ہو گئے تھے تو ناخن بھی گر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ اپنے پیروں پر کپڑوں کی دھجیاں اور پٹیاں لپیٹنے لگے تھے۔ فرماتے ہیں چونکہ ہم لوگوں نے پرانے فرقے پیروں پر باندھ لئے تھے اس لئے اس غزوے کا نام ذات الرقاع رکھ دیا تھا (رقاع رُقعة کی جمع ہے فرقے وہ کپڑے بوسیدہ ٹکڑوں والا غزوہ)۔

(۸) اور ہم نے واقدی سے روایت کی ہے اس غزوے کے بارے میں جو حضور ﷺ نے جہاد کیا تھا محارب اور بنی ثعلبہ سے بے شک اس کا نام ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ پہاڑ گونا گوں تھا بعض ٹکڑے اس کے سرخ تھے بعض سیاہ بعض سفید تھے۔ اس نسبت سے اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع ہو گیا تھا۔ اگر واقدی نے اس بات کو محفوظ کیا ہے تو یہ مناسب ہے کہ یہ وہ غزوہ ہے جس میں ابوموسیٰ موجود تھے اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر، وہ اس غزوے کے علاوہ ہوگا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۵۹

اللہ عزوجل کا اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمانا
اس بات سے جو کچھ حضور کے بارے میں غورث بن حارث نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور خوف کے وقت حضور ﷺ کی نماز کی خاص کیفیت

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو ابوالیمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو سنان بن ابوسنان الدؤلی نے، اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ جابر بن عبداللہ انصاری جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے۔ ان دونوں کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ جہاد نجد کی طرف تھا جب حضور واپس لوٹے تو وہ بھی ساتھ ہی واپس آیا، راستے میں ان کو دوپہر کو سونے کا وقت ہو گیا اور وہ وادی کثیر خاردار درختوں سے پُر تھی یعنی ببول وغیرہ کے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُتر پڑے لوگ خاردار درختوں تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیکر کے درخت تلے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ معلق کر دی۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گہری نیند سو گئے تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو آواز دے کر بلایا، ہم لوگ فوراً حضور کی طرف لپکے دیکھا کہ ایک اعرابی ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے میری تلوار اُٹھالی تھی اور میں نیند میں تھا۔ میں جاگ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ پر تلوار اُٹھائی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ محمد اب تجھے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! پھر اس نے کہا ہے کہ تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ میں نے پھر کہا اللہ! اس نے تلوار رکھ دی اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کوئی سزا نہ دی حالانکہ وہ یہ فعل کر چکا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صنعانی سے اور ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳۔۱۴ ص ۱۷۸۶۔۱۷۸۷)

رسول اللہ کا اعرابی کو معاف کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل پر اُترے تھے اور لوگ خاردار جھاڑیوں تلے سایہ حاصل کرنے لگے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اچانک ایک دیہاتی آیا، اس نے تلوار اُٹھا کر حضور ﷺ پر سونت لی اس کے بعد وہ حضور کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ

میرے اور تیرے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! (یعنی اللہ تجھے مجھ سے شکست دے گا)۔ تین بار اس نے سوال کیا اور حضور ﷺ نے یہی جواب دیا اور حضور یہی فرماتے رہے کہ اللہ! لہٰذا اعرابی نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال دی اور آ کر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ پاس۔ حضور نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو اس دیہاتی کی کارفرمائی سُنائی۔ وہ حضور کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔

کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اسی طرح ذکر کرتے تھے کہ عرب کی ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اچانک قتل کردیں۔ لہٰذا انہوں نے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قتادہ یہ پڑھتے تھے :

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْآ اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ۔ الخ

(سورۃ المائدہ ، آیت ۱۱)

یاد کرو اللہ کی نعمت کو تمہارے اوپر جب ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۹)

اور مسلم نے حمید سے، دونوں نے عبدالرزاق سے سواہ قول قتادہ کے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳ ص ۱۷۸۶)

بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوکثیر نے، اس نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن کعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسماعیل بن فقیہ نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ربان نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے حتیٰ کہ جب ہم مقام ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم نے ایک سایہ دار درخت پایا، ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا مشرکین میں سے۔ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت پر لٹکی ہوئی تھی اس نے حضور کی تلوار اٹھائی اور اس کو نیام سے نکالیا اور حضور سے کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈر یں گے؟ حضور نے فرمایا کہ نہیں؟ پھر کہنے لگا تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا مجھے تجھ سے۔

کہتے ہیں کہ اس شخص کو اصحاب رسول نے ڈانٹا تھا۔ لہٰذا اس نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال کر واپس اپنی جگہ پر لٹکا دی۔ نماز کے لئے اذان کہی گئی، حضور ﷺ نے ایک طائفہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر وہ پیچھے ہٹ گئے پھر دوسرے طائفے کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ فرمایا رسول اللہ کی چار رکعات ہوگئی تھیں اور قوم کی دو رکعات۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۴ ص ۱۷۸۷)

بخاری نے کہا کہ مسدد کہتے ہیں کہ ابوعوانہ سے مروی ہے اس نے ابوبشر سے کہ اس آدمی کا نام غورث بن حارث تھا۔ حضور ﷺ نے اس سفر میں قتال کیا تھا محارب بن خصفہ سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل عارم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم ان علی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوبشیر نے، ان کو سلیمان بن قیس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا محارب خصفہ سے مقام نخل میں۔

مشرکین نے مسلمانوں کو غافل دیکھا اور ان میں سے ایک آدمی آیا اس کو غورث بن حارث کہا جاتا تھا وہ تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے پر آکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو کون بچائے گا میرے ہاتھ سے؟ آپ نے فرمایا، اللہ۔ کہتے ہیں کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور آپ نے فرمایا کہ اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے التجا کی کہ آپ اچھے اور خیر سے تلوار اٹھانے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں یہ شہادت نہیں دیتا مگر آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہوں گا جو آپ سے

قتال کریں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ اپنے اصحاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب لوگوں سے بہتر انسان کے پاس سے آرہا ہوں۔

پھر راوی نے صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھائی تھیں۔ ہر گروہ کو دو رکعت پڑھائی تھی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث عاصم کے اور عاصم کی ایک روایت میں ہے کہ اس دیہاتی نے کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال ہیں کروں گا اور میں ایسی قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ سے قتال کریں گے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس سب لوگوں سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ لوگ دو گرہوں میں ہو گئے ایک گروہ حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا تھا۔ جو گروہ آپ کے ساتھ تھا آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں تھیں پھر وہ لوگ ہٹ گئے تھے جا کر ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جو دشمن کے مقابل تھے۔ اور وہ لوگ آگئے جن کو آپ نے دو رکعت پڑھائی تھی۔ لہٰذا لوگوں کے لئے دو دو رکعات ہوئی تھیں اور نبی کریم کی چار رکعات ہوئی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۸۵/۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قرأت کی مالک کے سامنے اس روایت کی یزید بن رومان سے، اس نے صالح بن خوات سے، اس نے اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ذات الرقاع والے دن صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔

یہ کہ ایک گروہ نے صف باندھی تھی حضور ﷺ کے ساتھ اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی جو آپ کے ساتھ تھا، ایک رکعت اس کے بعد۔ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے رہے لوگوں نے اپنی نماز دو رکعت پوری کی تھی پھر وہ ہٹ گئے تھے وہ دشمن کے مقابل صف بستہ ہو گئے تھے اور دوسرا گروہ آیا تھا آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی آپ کی نماز میں سے پھر آپ بیٹھے رہے ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو پھر حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ ۳۱۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

کیفیت صلوٰۃ الخوف .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو بن محمد بن یحییٰ نے اور محمد بن نصر نے اور احمد بن نصر بن عبدالواہاب نے اور کثیر بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مغازی بن معاذ عنبری نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے، اس نے صالح بن خورت سے، اس نے سہل بن ابی خثمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی خوف میں، آپ نے اپنے پیچھے دو صفیں بنوائیں۔ آپ نے ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ کے قریب کھڑے تھے پھر آپ کھڑے ہو گئے تھے اور مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے جو ان لوگوں سے جو پیچھے تھے ایک رکعت اور پڑھ لی۔ پھر پیچھے والے آگے بڑھ گئے اور آگے والے پیچھے ہو گئے، اب حضور ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھ رہے یہاں تک کہ جو پیچھے ہو گئے تھے انہوں نے ایک رکعت اکیلے پڑھ لی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ باب صلوٰۃ الخوف)

اور بخاری نے روایت کیا ہے حدیث یحییٰ بن قطان سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

اس نے شعبہ سے مختصراً طور پر اور اس روایت میں جو بخاری نے ذکر کی ہے یہ ہے کہ لیث بن سعد نے روایت کی ہے ہشام سے، اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز پڑھائی تھی رسول اللہ ﷺ نے غزوہ انمار میں۔

(۷) تحقیق ہم نے روایت کی ہے واقدی سے، اس آدمی کے قصے میں جس نے مدینے میں خبر دی تھی کہ انمار اور ثعلبہ تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر چکے ہیں۔ لہٰذا احتمال ہے کہ یہ نماز جو آپ نے پڑھائی تھی یہ بھی اسی غزوہ میں ہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس روایت میں جس کو ہم جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے خلاف ہے، دونوں نمازوں میں شاید یہ اختلاف حالت کی وجہ سے ہے دونوں میں۔ واللہ اعلم

حضرت عباد بن بشیر کی کیفیتِ نماز .... (۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے صالح بن خوات سے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رخ کھڑے ہوئے تھے، ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت دشمن کی طرف متوجہ تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو ایک رکعت پڑھائی دو سجدے سمیت جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جگہ پر جم کر کھڑے رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی دو سجدوں کے ساتھ۔ پھر آپ نے سلام پھر دیا تھا۔ اتنے میں دوسری جماعت آ گئی تھی آپ نے ان کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائی تھی۔ جبکہ پہلی جماعت دشمن کی طرف منہ کئے ہوئے تھی۔ آپ نے جب ان کو ایک رکعت پڑھائی تو آپ دیر تک بیٹھے رہے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے لئے ایک رکعت دو سجدوں سمیت مکمل کر لی۔ پھر سب نے سلام پھیر دیا۔

حضور ﷺ نے اس قوم کے گھروں میں صرف عورتوں کو پایا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو قید کیا تھا۔ قیدیوں میں ایک لڑکی زیادہ خوبصورت تھی، اس کا شوہر اس کے ساتھ بہت محبت کرتا تھا۔ حضور ﷺ جب مدینہ کی طرف واپس لوٹنے لگے تو اس کے شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور محمد (ﷺ) کو تلاش کر کے نقصان پہنچائے گا ورنہ اس وقت تک اپنی قوم کے پاس واپس نہیں آئے گا جب تک محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر لے، یا اس بارے میں کوئی خون نہ بہا ڈالے، یا اپنی بیوی کو نہ چھڑا لائے۔

ان دن رسول اللہ ﷺ شام کے وقت محوِ سفر تھے ہوا تیز چل رہی تھی، وہ آدمی وادی میں سامنے اُترا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ دو آدمی کھڑے ہو گئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر، دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کریں گے آپ کی حفاظت۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ مگر دو آدمی گھاٹی کے منہ پر بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کونسی رات تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ اول یا آخر؟ یعنی رات کا کونسا حصہ تمہاری طرف سے ڈیوٹی کروں اول یا آخر تم سو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اول حصہ تم ڈیوٹی کرو، چنانچہ عمار بن یاسر سو گئے اور عباد نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

اللہ کا دشمن آیا وہ دیکھتا جاتا تھا کہ جاگ تو نہیں رہے، فرصت اور غفلت کے وقت کی تلاش میں تھا۔ ہوا بھی رک گئی تھی۔ اس کو جب قریب سے کوئی کھڑا ہوا ہیولیٰ نظر آیا تو اس نے سوچا کہ یہ قوم کا سردار ہوگا۔ اس نے تیر مار دیا، وہ انہیں لگ گیا مگر انہوں نے اس کو کھینچ لیا۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا پھر عباد نے نکال دیا پھر اس نے تیسرا تیر مارا اس کے ساتھ وہ بیٹھ گئے۔ جب خون ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کر لیا پھر انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اُٹھ کر بیٹھئے دشمن آ گیا ہے۔ عمار بن یاسر اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس اعرابی دشمن نے جب دیکھا کہ عمار اُٹھ گئے ہیں وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھاگ گیا۔

اب عمار نے پوچھا کہ اے میرے بھائی! آپ مجھے اس وقت اُٹھادیتے جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تھا جب کیوں نہ اُٹھایا؟ عبار نے بتایا کہ میں سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس کو بیچ میں چھوڑنا پسند نہیں کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ڈر رہا تھا کہ حضور نے جو مقصد میرے لئے لگایا وہ ضائع ہو جائے گا یعنی حضور کی حفاظت والا تو میں نماز سے نہ ہٹتا خواہ میری جان بھی چلی جاتی۔ کہتے ہیں اس انصاری کو عمارہ بن حزم کہتے ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں زیادہ ثابت اور یقینی بات یہی ہے کہ عباد بن بشر تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ اچانک ایک آدمی حضور ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پرندے کا بچہ اُٹھالایا۔ حضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ بچے کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے ایک آئے اس نے اپنے آپ کو اس شخص کے ہاتھ میں پھینک دیا جس نے اس کا بچہ اُٹھایا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پرندے سے حیران ہو کہ تم نے اس کا بچہ پکڑ لیا ہے۔ اس نے از راہ شفقت اپنے آپ کو اپنے بچے کے لئے پھینک دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے وہ تمہارے ساتھ اس سے زیادہ رحیم ہے جس قدر یہ پرندہ اپنے بچے کے لئے شفیق ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۶۲/۳۔۱۶۳)

قصہ اس آدمی کا صدقہ بن بسار نے، اس نے عقیل بن جابر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں، ایک مشرک آدمی کی عورت کو قیدی بنا کر لے آئے۔ جب واپسی کے لئے لوٹے، راوی نے مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے سوائے اس کے کہ اس نے دو آدمیوں کا نام نہیں لیا جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ تحقیق اس کا ذکر کتاب السنن میں گزر چکا ہے۔ (السنن الکبری۔ کتاب السیر ۱۵۰/۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد احمد بن عبداللہ مزلی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تھا نجد کی طرف۔ ہم لوگ دشمن کے مقابل آگئے۔ لہٰذا ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہمارے لئے کھڑے ہو گئے۔ لہٰذا ایک جماعت ہم میں سے حضور کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے جو آپ کے ساتھ تھے کئے۔ پھر وہ لوگ ہٹ گئے، اس جماعت کی جگہ پر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ جماعت آگئے آگئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور مسلمانوں میں سے ہر مرد کھڑا ہو گیا اس نے اپنے لئے ایک ایک رکعت پڑھی دو سجدے کئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (فتح الباری ۴۲۲/۷)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معمر سے، اس نے زہری سے۔ (فتح الباری ۴۲۲/۷۔ مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۵ ص ۵۷۴)

☆☆☆

باب ۶۰

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کے بارے میں آپ کے غزوات میں جن معجزات وبرکات کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں گیا میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی اور وہ تھک گیا۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، اے جابر! میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ میں نے کہا کہ میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی ہے، یہ تھک گیا ہے اور پیچھے رہ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کھونٹی سے اسے گھونسہ مارا اس کے بعد فرمایا کہ تم اس پر سوار ہ جاؤ۔ میں سوار ہو گیا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اب اس کو روک رہا ہوں کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے ہی آگے نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کر لی ہے۔ حضور نے پوچھا کہ کیا کنواری سے کی ہے یا غیر کنواری سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کم عمر لڑکی سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی (یعنی باہم زیادہ محبت پیار کرتے)۔

میں نے عرض کی میری کئی بہنیں ہیں میں نے یہ پسند کیا کہ میں بڑی عورت کے ساتھ شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کرے، ان کی کنگھی وغیرہ کرے اور ان کی ذمہ داری نبھائے۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نہ جائیں گے گھروں میں جب جائیں تو مطلب یہ بھی ہے کہ کیا اب سردار یا ذمہ دار بھی ہیں تو آپ ذمہ داری لیتے ہیں تو اس کے لئے عقل مندی بھی چاہیے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا یہ اُونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے اس کو مجھ سے ایک اوقیہ کے بدلے خرید کر لیا۔ پھر حضور مجھ سے پہلے آ گئے اور میں صبح پہنچا۔

میں مسجد میں آیا تو میں نے حضور ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ نے فرمایا ابھی آ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دیجئے اپنے اُونٹ کو اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھ لیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت پڑھ لیں۔ آپ نے بلال سے کہا کہ میرے لئے ایک اوقیہ تول دے۔ بلال نے میرے لئے وزن کیا اور ترازو کو جھکا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو میرے پاس بلاؤ، میں حاضر ہوا تو میں نے کہا کیا اب مجھ پر اُونٹ واپس کیا جائے گا حالانکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شئ مجھے پسند نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنا اُونٹ لے لیں اور اس کی قیمت بھی تیری ہے، یعنی اس کی قیمت دی ہوئی واپس نہیں لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں بندر سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔ (کتاب البیوع۔ فتح الباری ۳۲۰/۴)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الرضاع۔ حدیث ۵۷ ص ۱۰۸۹)

کنواری لڑکی سے شادی کی ترغیب .... (۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ سے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن کیسان نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، مقام نخل میں جب لوگ واپس لوٹے تو میں اپنے

اُونٹ پر سوار تھا۔ اس نے مجھے دیر کرادی، میرے ساتھی آگے نکل گئے تھے۔ حضور جو پیچھے آرہے تھے آپ نے مجھے پالیا، پوچھا تجھے کیا ہوا اے جابر؟ میں نے بتایا یا رسول اللہ میرے اس اُونٹ نے دیر کرادی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ۔ میں نے اس کو بٹھا دیا، حضور ﷺ نے اپنی سواری بٹھادی اور فرمایا کہ اپنا یہ عصا مجھے دے دو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں نے وہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے درخت سے دوسری چھڑی کاٹ کر دے دی۔ حضور ﷺ نے اس کو دو چابک مارے، اس چابک کے ساتھ پھر فرمایا کہ اب تم اس پر سوار ہو جاؤ اے جابر! میں سوار ہو گیا۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ تو حضور کی اُونٹنی سے بھی آگے نکلنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ باتیں کیں۔

آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا اُونٹ مجھے بیچو گے اے جابر؟ میں نے کہا بلکہ میں آپ کو ہبہ اور ہدیہ کرتا ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے پاس فروخت کردو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ کتنے میں بیچو گے۔ میں نے کہا آپ ہی اس کی قیمت بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں اس کو لے رہا ہوں ایک درہم کے بدلے میں۔ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ، پھر آپ تھوڑی قیمت بڑھاتے گئے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اوقیہ۔ میں نے کہا میں راضی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ آپ کو مل جائے گی قیمت۔

پھر فرمایا کہ کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کیا کنواری یا شادی شدہ سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی، وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد قتل ہو گئے تھے اُحد والے دن۔ وہ سات بیٹیاں چھوڑ گئے تھے میں نے بڑی عورت سے شادی اس لئے کی ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، ان کے سر سنوارے، ان کی دیکھ بھال کرے۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اور درست کیا ہے۔ بہرحال اگر ہم مقام حرار پر آئے تو ہم وہاں پر ایک دن ٹھہریں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے۔ اگر وہ سُن لے گی ہم لوگوں کے بارے میں تو وہ اپنے تکیے جھاڑ پھونک کر رکھ لے گی۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم ہمارے پاس تو تکیے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب وہ بھی بن جائیں گے۔ اس کے بعد راوی نے بقیہ حدیث ذکر کی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۰۔۱۶۱)

باب ۶۱

غزوۂ بدر اُخرٰی[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد عبداللہ بن عتاب نے عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے ان کے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا بدر میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے۔ حضور ﷺ جو کہ اہل صدق و اہل وفا تھے (سچے تھے، وعدہ پورا کرتے تھے)۔ شیطان اپنے دوستوں کو لوگوں سے اُٹھایا وہ لوگوں میں چلے پھرے اور ان کو ڈرایا۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۹۔ ابن حزم ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۸۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۰۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۷۸۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارے مخالفوں نے تمہارے مقابلے کے لئے رات کی مثل لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو کہ توقع کرتے ہیں کہ وہ تمہارے اُوپر پہنچ کر تمہارے اُوپر ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا تم لوگ بچو کہ وہ صبح کو تمہارے اُوپر آن کھڑے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کی تخویف اور ڈراوے سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور وہ اپنی مختصری پونجی کے ساتھ نکلے۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہم ابوسفیان سے ٹکرائے تو وہ وہی ہے ہم جس کے مقابلے کے واسطے نکلے ہیں اور ہم اس سے نہ مل سکے تو ہم اپنا سامان فروخت کریں گے۔ کیونکہ مقام بدر تجارت کی جگہ تھی جس میں ہر سال لوگ آتے تھے۔ مسلمان روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ بدر کے موسم اور اس کے وقت پر آ گئے۔ انہوں نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی یعنی خرید و فروخت کی۔

ادھر ابوسفیان نے وعدہ کی خلاف ورزی کی، مکے سے نہ وہ خود روانہ ہوا نہ ہی اس کے اصحاب و احباب نکلے۔ اس دوران بنو ضمرہ کا ایک آدمی آیا اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ تو یہ خبر دیئے گئے تھے کہ تم لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا، تم لوگوں کو کونسی چیز نے اس موسم پر آنے کے لئے تیار کیا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قریش میں سے ہمارے دشمن یہاں پہنچیں۔ ابوسفیان اور اس کے احباب کا چیلنج اور وعدہ ہمیں یہاں لے آیا ہے اور ان کے ساتھ قتال کا عزم ہے۔ اس کے باوجود اگر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ کیا ہوا دوستی کو معاہدہ تیری طرف اور تیری قوم کی طرف پھینک دیتے ہیں (یعنی معاہدہ ختم کئے دیتے ہیں)۔ اور ہم اپنی اس منزل سے ہٹنے سے قبل تمہارے ساتھ تلوار بازی کر لیتے ہیں۔ مگر اس ضمیری آدمی نے کہا کہ اللہ کی پناہ بلکہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں کو تم لوگوں سے روک کر رکھیں گے اور تمہارے ساتھ کئے ہوئے دوستی کے معاہدے پر مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ابن حُمام کا گزر ہوا اس نے پوچھا کہ یہ بدر میں آئے ہوئے کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔ یہ لوگ یہاں پر ابوسفیان کا اور ان کے ساتھی جو قریش ہیں ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ابن حُمام رجز پڑھتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے اشعار یہ تھے۔

تہوی علی دین ابیها الاتلد اذ نفرت من رفقتي محمد

وعجوة موضوعة كالحلمد اذ جعلك ماء قديد موعد

وصبحت مياهها ضحى الغد

کہتے ہیں کہ وہ ابن الحمام قریش کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب تمہارے وعدے کی جگہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سچ کہتا ہے۔ لہٰذا قریش جمع ہوئے اور مال جمع کئے جو خوشی سے تیار ہوا اس کو انہوں نے مضبوط کیا اور ایک ایک اوقیہ (چاندی سے) کم مال کسی سے قبول نہ کیا۔ پھر وہ تیاری کر کے چل پڑے بدر میں مقابلے کے لئے، حتیٰ کہ یہ لوگ مقام مجنۃ عُسفان میں پہنچ کر ٹھہر گئے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے ان کے ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا (کہ پہلے بھی ہمارے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے تھے کہیں باقی لوگوں کو بھی وہاں لے جا کر مروا نہ دیں)۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس مقصد کے لئے یہ وقت مناسب نہیں ہے بلکہ ایسا سال ہونا چاہئے جو خوشحالی کا سال ہو۔ یہ سال خشک سالی کا سال ہے۔ اس سال میں تم لوگ اُونٹوں کو کیکر کھلاؤ اور خوب دودھ پیو (اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد وہ مکے کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ۔ یہ غزوہ غزوہ جیش سویق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۴ھ میں پیش آیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۸۹/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا تھا ابوسفیان کے وعدے کی جگہ بدر میں۔ لہٰذا شیطان نے اپنے دوستوں کو لوگوں میں اُکسایا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی حدیث موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس بات کو معید بن ابومعید خزاعی نے سُنا وہ شاعر آدمی تھا اس نے مکے کا قصد کیا۔ اس نے اس سفر کے دوران شعر کہے۔ راوی نے ان اشعار کا مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ اس کا کہنے والا حُمام ہے۔

جب خزاعی مکے میں آیا تو لوگوں نے اس سے موسم بدر کے بارے میں خبر پوچھی، اس نے ان کو خبر دی اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی حالت کے بارے میں تفصیل ان کو بتائی اور ان کو بتایا کہ وہ لوگ بدر میں پہنچ چکے ہیں اور ضمری کا مسلمانوں کے ساتھ مذاکرہ بھی اس نے ذکر کیا ان کو۔ اس بات نے ان کو تشویش میں مبتلا کر دیا، چنانچہ وہ لوگ جماعت اکھٹی کرنے اور خرچہ جمع کرنے میں لگ گئے۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے مگر تاریخ ذکر نہیں کی۔

رسول اللہ کا ایفائے عہد کے لئے خروج کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آئے تو آپ بقیہ ایام جمادی اولیٰ اور جمادی الآخرہ اور رجب کا مہینہ ٹھہرے رہے اس کے بعد شعبان میں آپ بدر کی طرف منتقل ہو گئے ابوسفیان کی بتائی ہوئی میعاد پر آپ بدر میں جا اُترے اور آپ وہاں پر آٹھ راتیں ٹھہرے رہے اور ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے۔ ادہر سے ابوسفیان بھی مکے سے نکل آیا اور ظہران کے کونے آکر اُترا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مقام عسفان تک پہنچ گیا اس کے بعد ان کا ارادہ بدل گیا، واپس ہونے کا ارادہ ہو گیا۔ اس نے کہا اے قریش کی جماعت! اس کام کے لئے یہ وقت اور یہ سال مناسب نہیں ہے، یہ تو قحط اور خشک سالی کا سال ہے۔ اس مقصد کے لئے تو خوشحالی کا سال بہتر ہوگا جس میں تم درختوں کو چراؤ اور اس میں خوب دودھ پیئو۔ میں واپس جاتا ہوں تم لوگ بھی واپس چلو۔ لہٰذا لوگ واپس لوٹ گئے۔ اہل مکہ نے ان لوگوں کا نام جیش سویق رکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ تم اس حال میں نکلے تھے کہ ستو پی رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے اور اس کے وعدے کا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے پاس مخشی بن عمرو ضمری آیا وہ وہ شخص تھا جس نے حضور کے ساتھ معاہدہ کیا تھا نبی ضمرہ کے خلاف غزوۂ ودان میں، اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ آئے ہو قریش کے لئے اس پانی کے مقام پر؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں اے بن ضمرہ کے بھائی، اگر تو چاہے تو ہم اس کے باوجود ہم تیری طرف واپس کر دیتے ہیں وہ معاہدہ جو ہمارے اور تیرے درمیان ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اے محمد ﷺ ہم لوگوں کو تجھ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضور وہاں ٹھہرے اور انتظار کرتے رہے ابوسفیان کا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے ساتھ معید بن معید خزاعی گزرا، اس نے کہا اور تحقیق وہ دیکھ چکا تھا رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کی اُونٹنی جلدی کر رہی تھی جھک رہی تھی آپ کے ساتھ۔

قَدْ تَفَرَتُ مَنْ رُفْقَتَی مُحَمَّدِ

وعجوة من يثرب كالعنجد تهوى على دين ابيه ميعاد

قد جعلت ماء قديد موعدى وماء ضجنان لها ضحى الغد

محمد ﷺ کی اُونٹنی ان کے ساتھیوں سے آگے آگے ہے۔حالانکہ مدینے کی عجوہ کھجوریں،سیاہ کشمش کی طرح ہیں،وہ جلدی کررہی ہیں اپنے باپ کی قدیم عادت پر قیام قدیہ کا پانی وعدہ گاہ قرار دیا گیا تھا اوران کے پہاڑی ضجنان کا پانی اس کے لئے برآنا ہو چکا ہے۔

پھر راوی نے اشعار بیان کیئے ابن رواح کے اور حسان کے،ابوسفیان کے وعدہ خلافی کرنے اور پھر وعدہ گاہ پر نہ آنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ لوٹ گئے،وہاں جا کر آپ کئی ماہ تک ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ذی الحجہ گزر گیا۔اور اس حج میں مشرکین والی رہے ۔سے ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔۱۶۸۔تاریخ ابن کثیر ۴/۸۷۔۸۸)

اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ اس غزوہ میں بدر کی طرف پہنچے تھے ذیقعدہ کے چاند میں پینتالیس ماہ پورے ہونے پر۔ حضور اس غزوہ میں پندرہ سو صحابہ میں نکلے تھے۔اور موسیٰ بن عقبہ کا قول یہ ہے کہ غزوہ شعبان میں ہوا تھا۔یہ زیادہ صحیح ہے۔واللہ اعلم

باب ۶۲

غزوۂ دومۃ الجندل اوّل[۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے،انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے جہاد کے لئے گئے پھر واپس لوٹ آئے وہاں تک پہنچنے سے قبل اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔پھر آپ ﷺ بقیہ سال کا حصہ مدینے میں مقیم رہے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے،ان کو ابوالحسن بن جہم نے،ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوسبرہ نے عبداللہ بن ابولبید سے،اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے،واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے،ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے،ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی یہی حدیث دونوں میں سے ایک دوسرے پر اضافہ کرتا ہے اور ان دونوں نے بھی مجھے حدیث بیان کی،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا ادنیٰ شام کے قریب ہونے کی طرف۔اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ کنارہ ہے شام کے منہ میں۔اگر آپ اس کے قریب ہو گئے تو یہ بات قیصر روم کو خوف زدہ کردے گی۔

اور آپ سے ذکر کیا گیا کہ دومۃ الجندل کی بڑی کثیر جمعیت موجود ہے۔وہ لوگ اس پر ظلم کرتے ہیں جو ان کے پاس سے گزرتا ہے، سامان ایک سے دوسرے شہر منتقل کرنے کا ذریعہ ہے،وہاں پر عظیم مارکیٹ بھی ہے۔وہ لوگ مدینے کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا اور بلایا۔لہٰذا حضور ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے۔آپ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔حضور ﷺ کے ساتھ ایک رہبر تھا بنوعذرہ میں سے،اس کو کہا جاتا تھا مذکور،رہنما،خریت۔رسول اللہ علی الصبح سفر کو نکلتے تھے اور ان کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔ جب حضور ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے ان کے رہبر نے ان کو خبر دی کہ بنوتمیم کے مویشی چر رہے ہیں۔حضور چلے حتیٰ کہ اور ان کے چرواہوں اور مویشیوں پر اچانک ہلّہ بول دیا،جو پکڑے گئے پکڑے گئے اور جو بھاگ گئے بھاگ گئے ہر طرف سے۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۲۔سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۸۔انساب الاشراف ۱/۱۶۴۔تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔مغازی للواقدی ۱/۴۰۲۔ابن حزم ص ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۷۵۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲۔النویری ۱۷/۱۶۲۔سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۲۔سیرۃ الشامیہ ۴/۳۸۳۔

اتنے میں یہ خبر اہل دومۃ الجندل تک پہنچ گئی اور وہ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔حضور ﷺ جا کر ان کے میدان اور صحن میں جا اُترے مگر وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔آپ وہاں پر کئی دن ٹھہرے اور آپ نے ادھر اُدھر وفد بھی دوڑائے، پھر واپس لوٹ آئے۔حضرت محمد بن سلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے۔حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔حضور ﷺ نے اس سے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کل شام سے فرار ہو گئے ہیں۔حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

(المغازی للواقدی ۱/۴۰۳-۴۰۴-۴۰۴-البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲)

باب ۶۳

غزوہ خندق[1]۔یہی غزوۂ احزاب ہے
باب،تاریخ،غزوۂ خندق

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل شعرانی نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے،اس نے ابن شہاب سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب نے،ان کو حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے،ان کو ابن ابواویس نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے رسول اللہ مغازی کے بارے میں۔انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا بدر والے دن رمضان ۲ھ میں۔پھر آپ نے قتال کیا تھا اُحد والے دن شوال ۳ھ میں،پھر آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن،وہی یوم احزاب ہے اور وہی قریظہ ہے۔یہ شوال ۴ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے،ان کو ان کے والد ابن لہیعہ نے،ان کو ابوالاسود نے عروہ سے،اس نے ذکر کیا مذکور کی مثل دونوں نے کہا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ وہ جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ جعفر نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے،ان کو ابوصالح نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے،ان کو عقیل نے ابن شہاب سے،وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعہ اُحد ہوا تھا ایک سال کے پورے ہونے پر واقعہ بدر سے۔پھر واقعہ احزاب ہوا تھا۔یہ واقعہ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔یہ وہ دن تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب خندق کھودی تھی اور مشرکین کا سردار ان دنوں ابوسفیان بن حرب تھا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا تھا،حتیٰ کہ وہ اُتر آئے تھے سعد بن معاذ کے کہنے پر۔

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۵۔سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۸۔انساب الاشراف ۱/۱۶۵۔تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔صحیح بخاری ۵/۱۰۷۔مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۴۵۔ابن حزم ص ۱۸۴۔عیون الاثر ۲/۷۶۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۔النویری ۱۷/۱۶۶۔سیرۃ حلبیہ ۲/۴۰۱۔سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۲۔

(۴)　　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے قتادہ سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر رمضان میں ہوئی تھی حضور ﷺ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد۔ اور جنگ اُحد اس سے اگلے سال شوال میں ہوئی تھی۔ فرمایا کہ جنگ احزاب جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوئی تھی ہجرت کے چار سال بعد۔ اصحاب نبی اس دن ایک ہزار تھے ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق۔ اور مشرکین چار ہزار تھے یا جو کچھ اللہ نے چاہا اس میں سے اور ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد مشرکین تم سے ہرگز نہیں لڑسکیں گے۔

(۵)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن قتال کیا تھا مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد ماہ شوال میں۔ اس کے بعد آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن اُحد کے دو سال چار ماہ بعد مدینہ آمد کے بعد۔ لہٰذا جس نے چار سال بعد کہا ہے اس نے چار سال کے بعد کا ارادہ کیا ہے یعنی پانچویں سال تک پہنچنے سے قبل۔ اور جس نے کہا ہے پانچ سال، اس نے ارادہ کیا ہے کہ پانچویں سال میں داخل ہونے کے بعد یعنی وہ سال پورا ختم ہونے سے قبل۔ واللہ اعلم

بہرحال حدیث صحیح وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن ابوحامد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید طنافسی نے عبیداللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جہاد میں قتال کرنے کے لئے پیش کیا گیا جبکہ میں چودہ سال کا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی۔ پھر جب یوم خندق آیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا پھر آپ نے مجھے اجازت دے دی تھی۔

نافع کہتے ہیں کہ میں عمر کے پاس آیا یعنی ابن عبدالعزیز کے پاس۔ عمر اس وقت خلیفہ تھے۔ میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ یہ حد ہے صغیر اور کبیر کے درمیان (چھوٹے اور بڑے کے درمیان)۔ لہٰذا انہوں نے اپنے عاملوں (گورنروں) کی طرف لکھ بھیجا کہ پندرہ سال والے کو الگ شمار کرواور اس سے کم ہو اس کو عیال کے ساتھ لاحق رکھو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبیداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ ترمذی۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۶۱ ص ۳/ ۶۳۲-۶۳۳)

توجیہات

(۶)　　احتمال ہے کہ حضرت ابن عمر چودہویں سال میں شروع ہو چکے ہوں گے اُحد والے دن۔ لہٰذا آپ نے ان کو اجازت نہ دی قتال میں جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور تحقیق خندق والے دن پندرہ سال پورے ہو چکے تھے اور اس زیادہ ہو چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے اجازت دے دی جب آپ کے سامنے پیش کئے گئے مگر اس نے پندرہ کا عدد بیان کیا اس لئے کہ حکم کا تعلق اسی سے تھا سوائے اضافے کے اور بعض اہل علم اس صحیح روایت کے ظاہر کی طرف گئے ہیں اور قول موسیٰ بن عقبہ ظاہر پر محمول کیا گیا ہے اور یہ کہ ابوسفیان جب حضور ﷺ سے کئے ہوئے وعدہ کے لئے شعبان میں نکلا تھا تو واپس لوٹ گیا تھا۔ پھر قتل کی تیاری کر کے نکلا تھا شوال میں اُحد سے ایک سال کے پورے ہونے پر۔ یہ بات مخالف ہے جماعت کے قول کے بدر آخر اور خندق کے مابین مدت کے اندازے اور تخمینے کے بارے میں۔ نیز ہم قبل ازیں

موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر چکے ہیں، نبی کریم ﷺ کے خروج کے بارے میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے کہ وہ خروج شعبان ۳ھ میں تھا اور خندق شوال ۴ھ میں تھا۔ نیز ہم نے اس سے روایت کیا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ اس نے کہا ہے کہ ابوسفیان نکلا تھا دوسالوں کے آخر میں یعنی اُحد سے۔ اور تحقیق اس نے اُحد کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا یہ قول بدر آخر کے بارے میں وہ نبی کریم نکلنا مراد ہوگا ابوسفیان کے وعدہ کے لئے ۳ھ میں یعنی بعد پورا ہوئے تین کے اور دخول چہارم اور ان کا قول خندق کے بارے میں ۴ھ میں یعنی بعد پورے ہوئے چار سال کے اور پانچویں میں داخل ہونے کے۔

یہ مذکورہ تحقیق ان لوگوں کے قول پر ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ کی ابتداء اور آغاز نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد سے ہوا ہے۔ حالانکہ بعض اہل تاریخ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدینے میں آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ اس سال کے بقیہ مہینوں کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تاریخ کا آغاز اس سے اگلے سال محرم سے کرتے ہیں۔ لہٰذا غزوہ بدر ۱ھ میں اور بدر ثانی ۳ھ اور غزوہ خندق ۴ھ میں ہوگا۔

غزوۂ بدر سے وفات رسول ﷺ تک مختصر جائزہ

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو یوسف بن یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینے آئے تھے ماہ ربیع الاول میں اور موسم تک مدینے میں ٹھہرے رہے تھے اور غزوہ بدر ہوا تھا جمعہ کے دن سترہ راتیں گزرنے کی صبح ماہ رمضان میں۔ مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے سترہ ماہ کے سرے پر۔ اور یہ پہلا سال تھا جہاں سے تاریخ شمار ہوئی۔

اس کے بعد غزوہ اُحد ہوا ہفتے کے دن بارہ راتیں گزر چکی تھیں شوال ۲ھ دوسرے ماہ میں۔ اس کے بعد غزوہ بدر ثانی ہوا ماہ شعبان ۳ھ میں قریش کے وعدے پر۔ اس کے بعد غزوۂ خندوق ہوا ماہ شوال ۴ھ میں۔ اس کے بعد غزوہ بنی لحیان ہوا ۵ھ میں، اس سے مراد ہے غزوۂ بنو مصطلق۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء ہوا ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں۔ اس کے بعد غزوۂ فتح مکہ ہوا ماہ رمضان ۸ھ میں۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۸ھ میں عتاب بن اُسید نے اور حج قائم کیا لوگوں کے لئے ۹ھ ابوبکر صدیق ؓ نے۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اور وہی حجۃ الوداع تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے اور وہاں قیام فرمایا، بقیہ ایام ذالحجہ کے اور ماہ محرم اور ماہ صفر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف قبض فرمالیا تھا ماہ ربیع الاول بروز پیر۔ ان پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور ان کی آل پر۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن نوفل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں غزوہ بنو مصطلق سے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد کے بعد اور اُحد اس سے ایک سال بعد میں ہوا تھا اور غزوہ خندق ۴ھ اور بنو مصطلق ۵ھ میں، خیبر ۶ھ میں، حدیبیہ، خیبر والے سال میں۔ اور فتح مکہ ۸ھ اور غزوہ بنو قریظہ خندق والے سال میں۔

☆☆☆

باب ۶۴
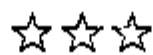
غزوۂ خندق کا قصہ

مغازی[1] موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور قریش نکلے تھے اور مشرکین میں وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی تھی۔ ان کے ساتھ حُیی بن اخطب یہودی بھی تھے۔ ان لوگوں نے عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر سے امداد بھی طلب کی تھی بدر کے لئے، وہ ان لوگوں کو بھی لے آیا بنوغطفان میں سے جس جس نے ان کی بات مانی تھی اور بنوابوالحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق۔ انہوں نے بنوغطفان میں خوب دوڑ دوڑ کر ان کو قتال پر اُکسایا اس شرط پر کہ خیبر کے باغات کا آدھا پھل ان کو دیا جائے گا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ حارث بن عوف بنومُرّہ کے بھائی نے کہا تھا عُیینہ بن بدر سے اور غطفان سے۔ اے میری قوم! میری بات مانو اور اس آدمی (محمد ﷺ) کے ساتھ قتال کرنا چھوڑ دو اور اس کے دشمن کے درمیان جو عرب میں سے ہیں علیحدہ کر دو یہ خود ایک دوسرے سے نمٹ لیں گے۔ لہٰذا شیطان ان پر غالب آ گیا اور لالچ نے ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ عُیینہ بن بدر کے حکم کے تابع فرمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ سے قتال پر، اور انہوں نے اپنے اپنے حلیفوں کو لکھا جو کہ بنواسد میں سے تھے۔ چنانچہ قبیلہ طلحہ والے ان لوگوں کے ساتھ مل کر آئے جن لوگوں نے بنواسد میں سے ان کی اتباع کی تھی، وہ دونوں قبیلے آپس میں دوست تھے اسد اور غطفان۔

ادھر قریش نے بنوسُلیم کے جوانوں کو لکھا جو کہ اشراف تھے، ان کے درمیان رشتہ داریاں تھیں۔ چنانچہ ابوالاعور بنوسُلیم ان لوگوں میں آیا جس جس نے اس کی اتباع کی تھی اور ابوالاعور ان میں سے تھا جس نے اس کی اتباع کی تھی بنوسُلیم میں اور عُیینہ بن بدر بھی ایک عظیم جماعت میں۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے احزاب کا نام دیا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان قبائل کے (مسلمانوں سے مقابلے کے لئے) نکلنے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے خندق کھودنی شروع کر دی مسلمان بھی آپ کے ساتھ مل کر خندق کھودنے لگے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی اس عمل میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ چنانچہ یہ کام انہوں نے جلدی کرتے ہوئے انتہائی عجلت میں کیا کیونکہ وہ یہ کام دشمن کے پہنچنے سے قبل کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس عمل میں ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی ہمت بڑھے اور ان کی قوت مضبوط ہو، یہ کام انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔ چنانچہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہنسنے لگے جب وہ تھک کر رک جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی کسی سے غصہ نہ کرے کسی شی کے بارے میں اگر کسی چیز کے بارے میں رجز سُنایا جائے جب تک کعب کا قول یا حسان کا قول۔ بے شک وہ دونوں اس سے قول کثیر پاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو منع فرمایا کہ ایسا کوئی قول نہ کریں جس کے ساتھ وہ کسی کو نیچا دکھائیں۔

---

[1] الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۹۔۱۷۷۔

صحابہ نے ذکر کیا کہ کھدائی کے دوران ان کے آگے ایک سخت چٹان آ گئی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے کدال لیا اور تین بار اس کو زور زور سے مارا اور وہ پتھر ضرب میں ٹوٹ گیا۔ صحابہ نے دعویٰ کیا کہ سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی ہر ضرب پر ایک چمک دیکھی تھی، تینوں بار جو کہ تین سمت وہ چمک گئی تھی۔ ہر مرتبہ سلمان اپنی نظر اس چمک کے پیچھے لگاتے رہے۔ پھر سلمان نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور بتایا کہ میں نے اسے دیکھا بجلی کی چمک کی مثل پایا لہر کی طرح اس ضرب سے جو آپ نے ماری تھی، یارسول اللہ! ایک روشنی مشرق کی طرف دوسری ملک شام کی طرف تیسری ملک یمن کی طرف گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واقعی تم نے وہ دیکھی تھی اے سلمان؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ تحقیق میں نے دیکھی تھی یارسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان روشنیوں میں سے ایک روشنی میں میرے لئے کسریٰ کے شہر اور ان شہروں کے چھوٹے چھوٹے قصبے روشن کر دیئے گئے تھے، اور دوسری روشنی میں روم کا شہر اور شام اور تیسری روشنی میں یمن کا شہر اور اس کے محلات چمکا دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا نصرت اور مدد وہاں تک انشاء اللہ پہنچے گی۔ اور حضرت سلمان فارسی اس کو رسول اللہ سے نقل کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ سلمان فارسی قوی آدمی تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرف سے خندق کھودنے کے لئے طے کر دیا تھا تو مہاجرین نے کہا، اے سلمان ہمارے ساتھ کھدائی کروائیں۔ انصار نے کہا ہم سے زیادہ کوئی حق دار نہیں ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت کی طرح ہے، یعنی ہمارے گھر کے افراد کی طرح ہے۔ (مستدرک حاکم ۴/۵۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا جب فیروز دیلمی نے صنعاء کے کذاب اسود عنسی کو قتل کر دیا تھا تو ان میں سے کوئی آنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور وہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کون ہیں؟ یعنی ہماری حیثیت کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے اہل بیت ہو اور ہم میں سے ہو۔ الغرض جب صحابہ نے اپنی خندق کی کھدائی مکمل کر لی تو یہ شوال ۴ھ تھا وہی عام الاحزاب ہے۔

اور جنگ خندق والے سال ابوسفیان بن حرب آیا اور وہ لوگ بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرکین قریش میں سے اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے آئے تھے اہل ضلالت میں سے، وہ لوگ مکے سے آ کر وادی قناۃ کے بالائی حصے پر فروکش ہوئے تھے الغابہ گھاٹی کے سامنے (درختوں کے جھنڈ کی سمت)۔ ادھر بنو قریظہ نے ان کے لئے قلعہ بند کر دیا اور انہوں نے حُیی بن اخطب (یہودی) سے نفرت اور اظہار ناراضگی کیا اور کہنے لگے تم لوگ اس قوم میں شامل مت ہو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ انجام اور نتیجہ کس کے حق میں ہوگا۔ اور حالت یہ ہے کہ حُیی نے اپنی قوم کو ہلاک کر دیا ہے اس سے ڈرو۔ ادھر حُیی آیا یہاں تک کہ وہ یہودیوں کے قلعے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ ان کا بند تھا، اس وقت یہود کا سردار کعب بن اسد تھا۔ حُیی نے کہا کیا یہاں کعب ہے؟ اس کی بیوی نے بتایا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ باہر کسی کام سے گیا ہے۔ حُیی نے کہا نہیں بلکہ وہ تیرے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہے جشیش پر وہ اسے کھا رہا ہے (جشیشہ ایک کھانا ہوتا تھا جو گندم کو دلیہ کر کے تیار کیا جاتا تھا)۔

دراصل کعب نے ناپسند کیا تھا کہ کہیں وہ رات کے کھانے پر نقصان نہ پہنچا دے۔ مگر اب کعب نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کو اجازت دے دو کہ مرنے والا ہے یعنی کوئی بھی اسے مار دے گا)۔ اللہ کی قسم ہم نے کسی بھلائی کو نظر انداز نہیں کیا، چنانچہ حُیی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا، میں تیرے پاس لایا ہوں اللہ کی قسم زمانے کی عزت۔ اگر تم اس کو میرے اوپر نہیں رہنے دو گے (یعنی اگر تم میری بات نہیں مانو گے) تو میں تمہارے پاس قریش کے سرداروں اور ان کے قائدین کو لے آؤں گا اور میں تمہارے پاس حلیف قبیلہ اسد اور غطفان کو لے کر آؤں گا۔

کعب بن اسد نے کہا کہ میری مثال اور ان کی مثال جن کو تم میرے پاس لاؤ گے مثل مثال اس بادل کی سی ہے جو اس پورے پانی کو انڈیل دے جو کچھ اس میں ہے پھر چلا جائے۔ تیرا بُرا ہوا اے حُیی ہم لوگوں کو تو ہمارے عہد پر رہنے دے جو ہم لوگوں نے اس آدمی (محمد ﷺ) سے کر رکھا ہے۔ بے شک میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا ہو، نہ ہی ایسا کوئی دیکھا جو اس سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہو۔ اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں، نہ اس نے کسی دین پر مجبور کیا ہے نہ ہی ہمارا زبردستی مال چھینا ہے، نہ ہی ہم محمد (ﷺ) سے

آپ کے عمل کے حوالے ناراض ہیں، تم ہلاکت کی طرف بلاتے ہو، ہم تجھے اللہ سے ڈراتے ہیں۔ مگر جو کچھ آپ نے ہمیں معاف کردیا ہے اپنے نفس کے بارے میں۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا، نہ ہی محمد (ﷺ) ان کو روٹی دیں گے قیامت تک، نہ ہی ہم علیحدہ ہوں گے اور نہ ہی یہ جماعت الگ ہوگی یہاں تک کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

عمرو بن سعد قرظی نے کہا، اے یہود کی جماعت یاد رکھو کہ تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ کیا ہے دوستی کا جو کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ اور خیانت نہ کرو گے اور اس کے خلاف دشمن کی مدد بھی نہیں کرو گے اور یہ کہ تم محمد (ﷺ) کی مدد بھی کرو گے اس کے خلاف جو مدینے پر حملہ کرے گا۔ لہٰذا تم لوگ ان کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان راستہ چھوڑ دو اور ان سے خود تم علیحدہ ہو جاؤ۔ مگر حیی بن اخطب ہمیشہ ان یہود کو گمراہ کرتا رہا، حتیٰ کہ اس نے ان کو بدبخت اور بدنصیب بنا دیا۔ اس نے ان کی ایک جماعت اکٹھی کی صبح ایک ہی بات پر متفق ہو گئے مگر بنوشیبہ، بنواسد، بنواُسید، بنوثعلبہ رسول اللہ کی طرف نکل گئے۔

(اہل مغازی نے گمان کیا ہے) اور یہود نے کہا، اے حُیی! آپ جائیں اپنے تعلق والوں کے پاس، ہم لوگ ان سے بے خوف و خطر نہیں ہیں، اگر وہ لوگ ہمیں اطمینان دلائیں اپنے اشراف میں سے ہر اس شخص کو جوان کے ساتھ آئے ہمارے پاس اور ضمانت دے پس وہ ہمارے ساتھ ہوں تو وہ جب محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے قتال کے لئے اُٹھیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اور ہم بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔ اگر وہ لوگ اس کے لئے تیار ہوں تو آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک بندھن باندھ دیں۔

چنانچہ حُیی قریش کے پاس گیا اور ان لوگوں نے اس کے ساتھ عقد و عہد پکا کیا کہ وہ ستر آدمی حُیی کے حوالے کرتے ہیں (محمد ﷺ سے ان کے اصحاب سے قتال کے لئے) اور ان لوگوں نے وہ صحیفہ چیر پھاڑ ڈالا جس میں وہ فیصلہ لکھا گیا تھا کہ جوان لوگوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین ہوا تھا۔ لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ کا پیغام پھینک دیا اور خود کو انہوں نے قلعے میں محفوظ کرلیا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے، اور انہوں نے اپنے اصحاب کو بھی قتال کے لئے تیار کیا۔

جب یہ لوگ نکل کر یہودیوں سے قتال کے لئے آگے آ گئے تو مشرکین اور یہود کے مشترکہ لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا اور اس طرح وہ لوگ بُری طرح گھر گئے کہ جیسے وہ کسی قلعے میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ لشکروں کے قلعے میں ان لوگوں نے بیس دن تک مسلمانوں کو محاصرے میں گھیرے رکھا اور انہوں نے اس قدر ہر طرف سے گھیرا تنگ کردیا کہ پریشانی کے عالم میں کوئی آدمی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے نماز بھی پوری پڑھی ہے یا نہیں۔ اور مشرکین اور یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مقام کی طرف ایک سخت جنگجو جنگی دستہ بھیجا وہ لوگ دن بھر رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ جب عصر کا وقت ہوا وہ لشکر انتہائی قریب آ گیا جس کی وجہ سے نہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھنے پر قادر ہو سکے نہ ہی آپ کے اصحاب جو آپ کے ساتھ تھے۔ رات ہونے پر وہ لشکر ہٹ گیا۔

اہل مغازی نے یہ گمان کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے یوں بددعا فرمائی تھی کہ ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز بھی نہیں پڑھنے دی اللہ ان کے پیٹوں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۱۔ فتح الباری ۶/۱۰۵۔ ۷/۴۰۵۔ مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۲۔ مسند احمد ۱/۷۹۔ ۸۱)

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے، ان کے پیٹوں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ جب آزمائش اور مصیبت سخت ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ پر آپ کے اصحاب پر تو بہت سارے لوگ منافقت میں پڑ گئے اور انہوں نے بُرا کلام کیا۔ جب حضور ﷺ نے تکلیف اور مصیبت کی وہ حالت دیکھی مسلمان جس کیفیت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بشارت دینا شروع کی، آپ فرمارہے تھے قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم سے یہ کیفیت کھول دی جائے گی جو تم سختی دیکھ رہے ہو۔ اور میں بے شک یقین رکھتا ہوں کہ میں بیت العتیق (کعبہ) کا طواف کروں گا امن کی حالت میں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کعبے کی چابیاں میرے حوالے کردے گا۔ اور البتہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کسریٰ، فارس اور قیصر روم کو ہلاک کردے گا اور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

آپ کے ساتھ جو اصحاب تھے وہ حیران تھے اور از راہ تعجب و حیرانی کہنے لگے کہ انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہم لوگ بیت اللہ کا طواف بھی بحالت امن کریں گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو بھی تقسیم کریں گے جبکہ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی اتنا بھی مامون و محفوظ یا آزاد نہیں ہے کہ وہ جا کر قضاء حاجت کرلے اور کچھ لوگوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اللہ کی قسم نہیں وعدہ دے رہے ہم کو مگر دھوکہ کا۔ دوسروں نے کہا ان میں سے جو آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ ہمارے گھروں کے اوپر چھپر بھی نہیں ہے ننگے گھر میں اور کچھ دوسرے لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اے اہل یثرب مقابلہ میں کھڑا ہونا تمہارے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا واپس لوٹ چلو۔

لہٰذا حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے اور سعد بن عبادہ کو اور عبداللہ بن رواحہ خوان بن جبیر کو بنو قریظہ سے بات کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ جا کر ان کے حلیف اور معاہدہ دوستی کے بارے میں قسم دے کر پوچھیں۔ وہ لوگ گئے وہ بنو قریظہ کے قلعے کے دروازے پر پہنچے انہوں نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھولا گیا وہ لوگ اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ ان صحابہ نے ان کو صلح کی دعوت دی اور حلیف اور دوستی کی تجدید کی دعوت دی۔ یہودیوں نے کہا اب آئے ہو؟ انہوں نے ہمارا باز و توڑ لیا ہے (ٹوٹے ہوئے بازو سے ان کی مراد قبیلہ بنو نضیر تھے)۔ ان کو انہوں نے نکال دیا ہے اور ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو شدید گالیاں دیں۔ لہٰذا سعد بن عبادہ برداشت نہ کر سکے اس نے بھی ان کو گالیاں سنائیں۔ کیونکہ یہودیوں نے ان کو ناراض کردیا تھا۔ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے کہا بے شک ہم اس لئے نہیں آئے تھے اور نہ ہی ہمارے اور ان کے درمیان اس سے زیادہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے کی گنجائش ہے۔

اس کے بعد سعد بن معاذ نے ان کو پکار کر کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہوا ے بنو قریظہ اس معاہدہ کو اور حلیف کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھا۔ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں مثل بنو نضیر کے یوم کے (یعنی جیسے ان پر برا وقت آیا تھا)، یا اس سے بھی زیادہ برا وقت۔ یہودی سعد سے کہنے لگے، تم نے لگتا ہے اپنے باپ کا ذکر کھایا ہے (شرم گاہ)۔ سعد کہنے لگے کہ سوائے اس کے جو قول بھی تھا اس سے بہت زیادہ خوبصورت تھا اور اس سے زیادہ اچھا تھا۔ بس یہ لوگ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے گئے جس وقت وہ مایوس ہو گئے ان یہودیوں سے۔

جب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کی کراہت کو بھانپ لیا جس کے ساتھ وہ آئے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس اللہ کی مخلوق میں سے خبیث ترین یا اَخْبَثُ ترین لوگوں کے ہاں سے آئے ہیں جو اللہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس کے رسول کے بھی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ کو وہ ساری باتیں بتائیں جو انہوں نے کی تھیں (سب کچھ سننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی پوری خبر چھپانے کا حکم فرمایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف چلے گئے۔ وہ سخت آزمائش میں اور سخت مصیبت میں تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں جنگ سے بھی زیادہ شدید دن نہ آن پڑے۔ جب انہوں نے رسول اللہ کو سامنے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خیریت تو ہے؟ آپ کے پیچھے کیا حالت ہے؟ حضور ﷺ نے انتہائی حوصلے سے اور بردباری سے فرمایا، سب خیر ہے خوش ہو جائیے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ نکالا اور آپ سیدھے لیٹ گئے اور لمبی دیر تک ٹھہرے رہے۔

صحابہ پر خوف اور اضطراب شدید ہوگیا جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی دیر تک رسول اللہ لیٹ گئے ہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ بنوقریظہ سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی۔ پھر بڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اللہ کی فتح اور اس کی نصرت کے ساتھ جب صبح ہوگی تو لوگ بعض ان میں سے بعض کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان تیر بازی اور پتھر بازی شروع ہوگئی۔

ابن شہاب نے کہا کہ حضرت سعید مسیب نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ ۔

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے عہد کا اور تیرے وعدے کا۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری پوجا نہیں کی جائے گی۔

خندق میں گر کر مشرک کی ہلاکت
حضور ﷺ کا مشرک پر اور اس کی دیت پر لعنت کرنا

اور نوفل بن عبداللہ مخزومی سامنے آیا، وہ مشرک تھا اپنے گھوڑے پر سوار تھا تا کہ وہ اپنے گھوڑے کو خندق میں جھونک دے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا، مشرکین اس کے ساتھ ذلیل ہو گئے اور ان کے سینوں میں اس بات کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں ایک آدمی کی دیت دیتے ہیں اس بات پر کہ تم لوگ اس کی میت ہمارے حوالے کر دو ہم اس کو دفن کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا کہ وہ خبیث ہے اس کی دیت بھی خبیث ہے۔ اللہ اس پر بھی لعنت کرے اور اس کی دیت پر بھی لعنت کرے، ہمیں اس کی دیت لینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہم تمہیں اس بات سے روکنے والے نہیں ہیں کہ تم اس کو دفن کرو۔

سعد بن معاذ کو ایک تیر ایسا لگا کہ اس کے بازو سے اس کی رگ اَکْحَل کٹ گئی۔ گمان کیا ہے کہ ان کو تیر حیان بن قیس بنو عامر بن لوی نے مارا تھا۔ پھر بنو عرقہ کے ایک آدمی نے اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے اسامہ جُشمی ہنس مخزوم کے حلیف نے مارا تھا۔

حضرت سعد کا دعا کرنا

حضرت سعد بن معاذ نے کہا، اے میرے رب! مجھے بنوقریظہ سے شفا عطا کر مرنے سے قبل۔ لہٰذا ان کا وہ رگ کٹنے والا زخم بہہ جانے کے باوجود درست ہو گیا اور اہل ایمان نے صبر کیا تھا جو انہوں نے دیکھی تھی کثرت احزاب (گروہوں اور جماعتوں کی کثرت) اور ان کے معاملے کی شدت۔ اس ساری کیفیت نے مسلمانوں کے یقین کو اور زیادہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر یہ تبدیلی آئی کہ بعض ان کے بعض سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد ابوسفیان نے بنوقریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے آنے والے لشکر کا یہاں ٹھہرانا خاصا طویل ہو گیا ہے چاروں طرف خشک سالی ہے سواریوں کے لئے ہمیں چارہ نہیں ملتا لوگ اور اُونٹ گھوڑے بھوکوں مر رہے ہیں ان حالات میں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ حملہ کرنے کے لئے محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کی طرف نکلیں۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان جو بھی فیصلہ ہوگا اللہ کرے گا۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ بنوقریظہ والوں نے یہ پیغام بنوغطفان کو بھیج دیا۔ انہوں نے واپس جواب دیا کہ ٹھیک ہے جیسے تم لوگ مناسب سمجھو اگر تم چاہتے ہو تو اُٹھو ہم تمہیں روک کر نہیں رکھیں گے بشرطیکہ جب تم ہمارے پاس رہن بھیج دو۔

ایک آدمی نے بنو شجع میں سے آیا اس کا نام نعیم بن مسعود تھا وہ باتیں بہت پھیلاتا تھا وہ یہ خبریں سُن چکا تھا جو قریش نے بنوقریظہ اور بنو غطفان کو بھیجی تھیں اور ان کا جواب بھی سُن لیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اس کو اشارہ کر کے بلایا عشاء کے وقت۔

حضور ﷺ کا خفیہ سیاسی تدبیر کرنا

چنانچہ نعیم بن مسعود آیا اور حضور ﷺ کے ترکی خیمے میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بات کچھ ایسی ہے کہ اللہ کی قسم آپ کو طاقت نہیں ہے قوم کے ساتھ۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ متفق اور مجتمع ہو چکے ہیں، وہ آپ کے معاملے میں بہت جلدی کرنے والے ہیں انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیج دیا ہے کہ ہمارا پڑاؤ یہاں پر طویل ہو گیا ہے اور ہمارے ارگرد خشک سالی اور قحط کا ماحول بن چکا ہے۔ ہم اب یہ پسند کریں گے کہ ہم محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے ساتھ جلدی کریں اور جلدی سے جان چھڑا لیں۔ بنو قریظہ نے واپس جواب بھیج دیا ہے کہ جیسے تم لوگ مناسب سمجھتے ہو کر لو۔ جب تم چاہو تو رہن بھیج دو اس کے بعد تمہیں کوئی نہیں روکے گا سوائے تمہارے اپنے نفسوں کے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا میں تمہیں ایک بات راز کی بتاتا ہوں، اس بات کو ذکر نہ کرنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنو قریظہ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے، وہ مجھ سے صلح کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اس شرط پر کہ میں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور ان کے مالوں میں واپس آباد کر دوں گا۔

نعیم کا یہود کے خلاف پروپیگنڈا کرنا

نعیم رسول اللہ کے ہاں سے اُٹھا تو (بھلا اس کے دل میں کہاں بات رہ سکتی تھی) وہ سیدھا بنو غطفان کے پاس گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں کر دے۔ اس کے بعد نعیم غطفانیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا، دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہو گیا ہوں۔ تم یہ تو جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہر گز جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے ان سے یہ بات سُنی ہے وہ بتا رہے تھے کہ بنو قریظہ نے ان سے صلح کر لی ہے اس چیز کے بدلے میں وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور مالوں میں واپس لوٹا دیں گے اور وہ رہن میں ان کے پاس رکھے ہوئے ہمارے ستر آدمیوں کو ان کے حوالے کر دیں گے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی وہاں سے اُٹھا اور سیدھا ابوسفیان کے پاس پہنچا اور قریش کے پاس ان سے کہا کہ یقین جانئے بے شک میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہوا ہوں۔ میں نے محمد (ﷺ) سے یہ بات سُنی ہے کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس شرط پر کہ وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں میں اور مالوں میں واپس بھیج دیں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہودی رہن ان کے حوالے کر دیں گے اور اس کے ساتھ مل کر قتال کریں گے اور ان کے درمیان جو تحریری معاہدہ تھا وہ دوبارہ کر دیں گے۔ یہ سُنتے ہی ابوسفیان اور قریش کی تو ہوا خارج ہو گئی۔

چنانچہ ابوسفیان (بھاگے بھاگے) قریش کے معززین کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے آپ لوگ مشورہ دو، وہ تو پہلے ہی یہاں کے قیام سے اُکتائے بیٹھے تھے اور ان پر مسافرت بڑی مشکل گزر رہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو یہ مشورہ دیں گے کہ ہم یہاں پر نہ رکیں واپس نکل چلیں بے شک بات وہی ہے جو ہمیں نعیم نے بتا دی ہے اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتا بلکہ یہودی بہت بڑے غدار دھوکے باز قوم ہیں۔ ادھر وہ لوگ جن کو انہوں نے امن کے لئے متعین کیا ہوا تھا انہوں نے یہ بات سُنی تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم بھی یہودیوں کو اپنے نفسوں کے بارے میں امین نہیں سمجھتے کبھی بھی ان کے قلعے میں داخل نہیں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہم ہر گز جلدی نہیں کریں گے بلکہ پہلے ان کے پاس نمائندہ بھیجیں گے اور ہم معاملہ واضح کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ابوسفیان نے ان کے پاس عکرمہ بن ابوجہل کو بھیجا اور کچھ دیگر گھڑ سوار بھی، یہ ہفتے کی شب تھی۔ وہ لوگ پہنچے انہوں نے آ کر کہا کہ ہم لوگ صبح مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر رہے ہیں تم لوگ بھی باہر نکلو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ صبح تو ہفتہ ہے

ہم تو ہفتے کے دن کبھی بھی نہیں لڑیں گے۔ادہر عکرمہ نے کہا کہ ہم بھی اب یوں ہی ٹھہرے رہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں،سواریاں مررہی ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی،ہمیں کہیں چارہ بھی نہیں مل رہا جانوروں کے لئے۔مگر یہودیوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم لوگ ہفتے کے دن قتال کی کوئی کاروائی نہیں کریں گے۔بلکہ اتوار تک تم لوگ ٹھہر جاؤ اور رہن رکھنے کے لئے طے شدہ لوگ ہمارے پاس بھیج دو۔لہٰذا ان کی مدد سے مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔

مسلمانوں پر پریشانی اور محاصرہ انتہائی مشکل گزر رہا تھا اور اس نے ان کو اپنے آپ سے بھی بے خبر کر رکھا تھا نہ دن میں آرام ان کو نہ رات کو۔رسول اللہ ﷺ نے کوئی آدمی بھیجنا چاہا جو خندق سے نکل کر جائے اور دشمن کی خبر لے کر آئے کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں۔

حضور ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم دشمنوں کو دیکھتے جاؤ؟ اس نے عذر کیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا،اور دوسرے کے پاس آئے۔ادہر حذیفہ بن یمان سُن رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہہ رہے ہیں مگر وہ اس بارے میں خاموش رہے وہ کوئی کلام نہیں کر رہے تھے تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے۔رسول اللہ اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضور ﷺ اس کو نہیں جانتے تھے۔اس نے بتایا کہ میں حذیفہ بن یمان ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ہی آرہا تھا۔آپ نے پوچھا کہ آپ نے میری بات سُنی تھی جو میں رات سے کہہ رہا تھا کہ میں ان کو بھیجوں وہ ہمیں لوگوں کی خبرلا کر دیں؟ حذیفہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ بات میرے کان میں گونج رہی ہے۔حضور ﷺ نے پوچھا پھر تم کیوں نہیں اُٹھے جب تم نے بات سُن لی تھی؟ اس نے بتایا کہ بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نہیں اُٹھا۔

اس نے جب بھوک کا ذکر کیا تو رسول اللہ ہنس پڑے،آپ نے دعا دی فرمایا کہ تم اُٹھو اللہ تیری حفاظت کرے۔تیرے آگے پیچھے، اُوپر نیچے،تیرے دائیں بائیں سے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس واپس آجائے۔لہٰذا حذیفہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ خوش ہو گئے اُٹھ کر روانہ ہو گئے،ایسے ہو گیا جیسے کسی نے اُٹھا لیا ہو۔نہ بھوک مشکل گزری نہ ہی کوئی خوف،اور اس کو پتہ بھی نہ چلا اس تکلیف کا جو اس سے قبل اس کو پہنچی تھی۔چلا گیا خندق کی بار کے اُوپر سے۔لہٰذا رات کو مشرکین کی محفل میں جا بیٹھے۔

اس وقت ابوسفیان ان سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ آگ جلاؤ تا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو جان سکے۔لہٰذا حذیفہ نے اپنے دائیں اور بائیں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں فلاں ہوں اس نے پوچھنے میں جلدی کی تا کہ کہیں وہ لوگ اس کو پہلے نہ سمجھ جائیں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے واپس کوچ کرنے کا اعلان کیا۔لہٰذا لوگوں نے واپس کوچ کیا۔اور انہوں نے سامان اُٹھائے اور سامان بھی لے جایا گیا۔ایک ساعت تک رات کو گھوڑے روکے گئے اس کے بعد روانہ ہو گئے۔بنو غطفان نے لشکر کا شور سُنا اور روانگی کی آوازیں قریش کی جانب سے۔لہٰذا انہوں نے ان کے پاس نمائندے بھیجے تو غطفان کو قریش کے کوچ کرنے کی خبر پہنچی مگر وہ لوگ اس قدر رزچ اور بدحواس ہو چکے تھے کہ کسی چیز کی طرف مُڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روانگی سے پہلے دس دن سے رات کو اللہ نے ایسی شدید ہوا چلا دی تھی کہ نہ ان کا کوئی خیمہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ ہی.........حتیٰ کہ زمین پر کوئی منزل اور کوئی ٹھکانہ ان پر زیادہ شدید اور مشکل نہیں تھا۔ان کی اس منزل اور ٹھکانے سے اور نہ ہی وہ اتنے مجبور ہوئے تھے کبھی کسی جگہ پر۔وہ مجبور ہو گئے جبکہ ہوا زیادہ شدید ہوتی گئی اس کے ساتھ اللہ کے وہ لشکر بھی تھے جو نظر نہیں آرہے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حضرت حذیفہ یہ منظر دیکھنے کے بعد واپس اس کی خبر لے کر لوٹے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ اس وقت سے جب سے آپ نے حذیفہ کو بھیجا تھا کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ یہی کام آپ نے اس وقت کیا تھا جب محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھی کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے کے لئے گئے تھے اور وہ اس کو قتل کر کے واپس آئے تھے تو جب بھی رسول اللہ ﷺ مسلسل نماز پڑھتے رہے تھے کھڑے ہو کر، حتیٰ کہ وہ وہاں سے فارغ ہو گئے تھے اور آپ نے تکبیر کی آواز سُنی تھی۔

الغرض اس موقع پر بھی حذیفہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے اور آپ نے اس کو مزید قریب آنے کا کہا حتیٰ کہ اس نے اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے ملا دی اور اپنے کپڑے کو سمیٹ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے وہی خبر آپ کو سُنائی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے صبح کی تو اللہ نے ان کو فتح اور کامیابی دے دی تھی اور اللہ نے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں وہ مدینے کی طرف لوٹے تو ان کی آزمائش شدید تھی بوجہ اس محاصرہ کے جو دشمن نے انہیں محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ شدید گرمی میں واپس لوٹے تو سخت مشقت سے لوٹے تھے۔ لہٰذا گھروں میں آکر ہتھیار اُتارے۔

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو علانہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابو الاسود نے عروہ سے، اس نے یہی مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ ان دونوں نے ذکر کیا ہے اپنے مغازی میں اس قصے کے شواہد کو احادیث موصولہ میں اور مغازی محمد بن اسحاق بن یسار میں ہے۔ ہم اس کو ذکر کریں گے متفرق ابواب میں اللہ کی مدد کے ساتھ۔

باب ٦٥

احزاب اور گروہوں کا جماعت بندی کر کے جمع ہونا
اور رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب قرظی سے اور عثمان بن یہوذا سے جو بنو عمرو بن قریظہ میں سے ایک تھے، اس نے روایت کی اپنی قوم کے کئی مردوں سے، انہوں نے کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے تمام جماعتوں اور گروہوں کو جمع کیا تھا وہ بنو وائل کے کچھ افراد تھے علاوہ ازیں بنو نضیر میں سے حُیی بن اخطب تھے اور کنانہ بن ربیع ابو الحقیق اور ابو عمار اور بنو وائل میں سے ایک قبیلہ۔ انصار میں اوس میں سے وحوج بن عمرو اور ان میں سے کئی مرد تھے جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔

یہ لوگ روانہ ہو کر قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ وہ لوگ اس بات کے لئے خوش ہو گئے۔ انہوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ساتھ ہوں گے محمد (ﷺ) کے خلاف۔ قریش نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہود کے عالم ہو اور پہلے اہل کتاب اور اہل علم ہو، اس چیز کے بارے میں جس میں محمد (ﷺ) اور ہم میں اختلاف ہو رہا ہے کیا بھلا ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا؟ انہوں نے بتایا تمہارا دین بہتر ہے اس کے دین سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی :

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ .... و كفى بجهنم سَعِيۡرًا تک ۔

(سورۂ نساء : آیت ۵۱۔۵۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب کا حصہ عطا کئے گئے ہیں مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ ہدایت پر ہیں مسلمانوں سے۔ یہی ہیں جن کو لعنت کی ہے اللہ نے جن کو اللہ لعنت کرے پھر وہ نہ پائیں گے کوئی مددگار، یا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو نہ دیں گے یہ لوگوں کو ایک تل کے برابر۔ یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔ البتہ تحقیق ہم نے دی ہے آل ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے دی ان کو بڑی سلطنت پھر ان میں سے کسی نے ان کو مانا کوئی ان میں سے رک گیا اس سے، اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ۔

یہ حقیقت ہے کہ یہودیوں نے یہ سارا کام عربوں سے حسد کرنے کے لئے کیا تھا (یعنی جذبہ حسد کے تحت کیا تھا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو جو کہ انہی میں سے نبی بنایا تھا جب یہودیوں نے یہ بات قریش سے کی تو انہوں نے یہودیوں کی بات مان لی اس بات کے لئے جس کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی۔

اس کے بعد یہودی وہاں سے چلے اور بنوغطفان کے پاس گئے۔ ان کے آگے بھی انہوں نے فریاد کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر محمد (ﷺ) سے جہاد کریں اور انہوں نے ان کو بھی بتا دیا کہ قریش نے بھی اس بات پر ان کی تابع داری کی ہے۔ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس بات سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۹۵۹۴)

جب قریش مقابلے کے لئے آئے تو وہ تمام وسائل کے ساتھ مدینے میں بیر رومہ کے پاس اُترے۔ ان دنوں قریش کا قائد (ان سب کو بلا کر لانے والا) ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور بنوغطفان بھی آئے، ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور حارث بن عوف، حتیٰ کہ وہ مقام نَقَمَیں پر اُترے اُحد کے دامن میں۔ جب وہ اس مقام پر اُتر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی خبر پہنچ چکی تھی جس پر قریش اور غطفان نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ نے مدینے پر خندق کھودی۔ اور آپ نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی ترغیب دی۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس میں کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی اس میں مسلسل کام کیا۔

اس محنت شاقہ کے کرنے میں کچھ لوگ منافقین میں سے وہ تھے جو مسلمانوں سے اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس کام سے ضعیف اور کمزوروں کے ساتھ چھپتے رہے اور وہ بغیر اجازت رسول کے اور بغیر بتائے اپنے گھروں کو کھسک جاتے تھے جبکہ مسلمان اس طرح کرتے تھے کہ اگر کسی کو کوئی بھی ضروری حاجت پیش آتی تو وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے ضرور کرتے تھے اور اپنی حاجت میں لگنے کے لئے حضور سے اجازت مانگتے تھے اور حضور ان کو اجازت دیتے تھے۔ جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتے تو واپس آ کر کھدائی والے کام میں شامل ہو جاتے تھے خیر میں رغبت کرتے ہوئے اور حصول اجر و ثواب کے جذبے کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مؤمنوں کی توصیف میں یہ آیت نازل فرمائی :

انما المؤمنون الذين اٰمنوا با للّٰه ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتىٰ يستأذنوه ۔ الخ تا والله بكل شىءٍ عليم ۔ (سورۂ نور : آیت ۶۲۔۶۴)

اہل ایمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں جب وہ رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ضروری کام میں تو وہ بغیر اجازت کے جاتے نہیں ہیں۔ (آخر تک)

لہٰذا مسلمان اس خندق والے عمل میں لگے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پکا کر لیا اور اس دوران مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک مسلمان کے کلام کو بطور رجز پڑھا گیا اس کا نام جُعیل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا تھا، مسلمان یوں کہتے تھے۔

سَمَّاہُ من بعد جُعیل عمرًا　　وکان للبائس یومًا ظهرًا

رحمت عالم ﷺ نے جُعیل سے اس کا نام عمرو رکھا۔ نبی کریم ﷺ غرباء اور فقر کے لئے سب سے بڑے معاون تھے اس دن، جب وہ لوگ عمرو کے پاس سے گزرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرًا، اور جب وہ کہتے ظہرًا تو رسول اللہ بھی فرماتے ظہرًا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عبداللہ بن بکر نے، ان کو حمید نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز سردی کی صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے اپنے ہاتھوں سے۔ آپ نے یہ دیکھ کر دعا فرمائی :

اللهم ان الخير الآخرة　　فاغفر الأنصار والمهاجرة

اے اللہ! بے شک خیر تو دراصل آخرت کی خیر ہی ہے۔ بس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمائیے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی شفقت و رحمت سے بھرپور جامع سُنی تو انہوں نے جذبہ وفاداری اور جذبہ حُب رسول کا حق ادا کرتے ہوئے حضور ﷺ کو جواب دیا۔ (مترجم)

نحن الذين بايعوا محمدًا　　على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم وہ لوگ ہیں جو محمد ﷺ کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ فروخت کر چکے ہیں جہاد کرنے کے لئے، ہم نے سدا زندہ نہیں رہنا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حمید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف نکلے تو مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے صبح سردی کے وقت، ان کے پاس کوئی غلام بھی نہیں تھا جو ان کے لئے کام کرتا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا جوان کو بھوک اور تھکان تھی تو فرمایا :

اللهم انّ العيش عيش الآخرة　　فاغفر لأنصار والمهاجرة

اے اللہ! بے شک زندگی تو درحقیقت آخرت کی زندگی ہے، لہٰذا مہاجرین و انصار سب کو بخش دے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جواب دیا :

نحن الذين بايعوا محمدًا　　على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کر رکھی ہے۔ ہم نے ہمیشہ باقی نہیں رہنا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور حدیث ابواسحاق سے، اس نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۹۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سُلمی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو یعنی ابن نجید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلم کجی نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت اور حمید سے، اس نے انس سے یہ کہ اصحاب نبی خندق والے دن کہتے تھے :

نحن الذين بايعوا محمدًا على الاسلام

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۴۳۲)

حمید کہتے ہیں :

على الجهاد ما بقينا ابدا ۔ جہاد پر بیعت کی ہم نے ہمیشہ نہیں رہنا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اللهم انا الخير الآخرة فاغفر للأنصار والمهاجرة

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک اور طریق سے حماد بن سلمہ سے، اس نے ثابت سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار مدینے کے گرد خندق کھود رہے تھے اور مٹی دوسری جگہ اپنی پیٹھ پر لاد کر ڈال رہے تھے اور یہ کہتے جار ہے تھے، ہم وہ ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہم ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمار ہے تھے، اے اللہ! نہیں کوئی خیر سوائے آخرت کی خیر کے، لہٰذا انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرما۔ دو دو تھال بھرے ہوئے جو سے ان کے لئے رکھ جاتے تھے متغیر بو والا تیل اور چربی کے ساتھ ان کو دیئے جاتے تھے، جن کا ذائقہ حلق میں ناگوار محسوس ہوتا تھا۔ بو ناگوار ہوتے تھی وہی ان لوگوں کے آگے رکھا جاتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو معمر سے، اس نے عبدالوارث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۰۰۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن خازمہ نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے خندق میں، وہ لوگ کھودر ہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی دوسری جگہ پھینک رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ نہیں کوئی زندگی سوائے آخرت والی زندگی کے۔ مہاجر و انصار کی مغفرت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۸۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے، اس نے عبدالعزیز سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۲۶ ص ۱۴۳۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبدالادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابوالولید نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مٹی منتقل کررہے تھے یوم الاحزاب میں۔ تحقیق مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپادیا تھا اور یہ فرماتے تھے :

اللهم لولا انت ما اهتدينا لا تصدقنا ولا صلينا

فأنزلن سكينة علينا وثبت الأقدام ان لاقينا

ان الألى قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، بس تو ہی ہم لوگوں پر سکینہ نازل فرما، اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا کرنا، بے شک کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے اور وہ ہمیں کافر بنانا چاہیں گے تو ہم نہیں مانیں گے۔

صحابہ جواب میں کہتے ہیں بلند آواز کے ساتھ، اَبَیْنَا اَبَیْنَا ۔ نہیں مانیں گے ہم نہیں مانیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالولید سے۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۳۶۔ فتح الباری ۶/۴۶)

اور بخاری مسلم دونوں نے نقل کیا ہے کئی طرق سے شعبہ سے۔

(فتح الباری ۶/۴۶، حدیث ۳۱۰۴۔ و فتح الباری ۷/۳۹۹۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۲۵ ص ۴۳۰)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عثمان بن عمر ضبی نے، ان کو مسدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو براء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، آپ مٹی اُٹھا کر دوسری جگہ ڈال رہے تھے (آپ نے اس قدر محنت کی کہ) مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپالیا تھا، حالانکہ آپ کے زیادہ بال تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ کے رجز یہ شعر کو گنگنا رہے تھے۔ انہوں نے اشعار ذکر کئے ہیں شعبہ کی روایت کی مثل، مگر انہوں نے آخری شعر اس طرح کہا ہے :

ان العدو قد بغوا علینا وان ارادوا فتنة ابینا

بے شک دشمن نے ہمارے اُوپر سرکشی کی ہے اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے (آپ اُونچی آواز کے ساتھ یہ پڑھتے تھے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۳۴۔ فتح الباری ۶/۱۶۰)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسیب بن شریک نے، اس نے زیاد بن زیاد سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے سلمان سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور فرمایا :

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِهٖ هُدِيْنَا ۔ وَلَوْعَبَدْنَا غَيْرَهُ شَقِيْنَا فَاحِبَّ رَبًّا وَاحِبَّ دِيْنًا ۔

اللہ کے نام کے ساتھ کھدائی اور ضرب لگاتا ہوں اور اسی کے ذریعے ہم ہدایت و راہنمائی پاتے ہیں اور اگر ہم اس کے سوا کسی اور کو پکاریں گے تو ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔ ہم رب سے محبت کرتے ہیں ہم دین سے محبت کرتے ہیں۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۷)

باب ٦٦

خندق کی کھدائی کے دوران
آثار صدق کا اور دلائل نبوت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے بارے میں کئی احادیث تھیں جو مجھے پہنچی تھیں۔ ان میں عبرت تھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے حوالے سے اور آپ کی نبوت کے تحقیق اور ثابت ہونے کے بارے میں۔ ان چیزوں کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ سے ان کے ظہور کو۔

مجھے جو چیز پہنچی ہے اس میں سے یہ بات ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک عظیم اور سخت چٹان نکل آئی تھی۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں شکایت کی تھی۔ آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا

لعاب دہن ڈالا اور پھر دعا فرمائی، جس قدر اللہ نے چاہا پھر اس پانی کے اس چٹان پر چھینٹے دیئے گئے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے جو وہاں موجود تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ چٹان ریت کی طرح ہو کر بہنے لگی، حتیٰ کہ وہ ریت کے ٹیلے کی طرح بہہ گئی، نہ کلہاڑی مارنی پڑی نہ کدال چلانی پڑی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۱۔۱۷۲)

تھوڑا کھانا سارے مجمع کے لئے کافی ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، اس نے عبدالواحد بن ایمن مخزومی سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایمن المخزومی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق والے دن ہم لوگ خندق کھودرہے تھے۔ چنانچہ اس میں ایک سخت چٹان نکل آئی، یہ گویا ایک پہاڑ تھا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس میں ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود اُٹھے، اس کے پاس آئے حالانکہ آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا اور تین ضربیں لگائیں، تین بار بسم اللہ پڑھ کر۔ لہٰذا وہ بھُر بھُر ریت ہو کر گرنے لگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس دو کلو کے قریب جَو رکھے ہیں اور بکری کی ایک بچی ہے (لے لی)۔ چنانچہ اس نے وہ جو پیس کر آٹا گوندھا اور میں نے بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کی کھال اُتاری۔ یہ میں اپنی بیوی کو دے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا لحظہ بھر ان کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ۔ آپ نے اجازت دے دی۔ میں بیوی کے پاس آیا دیکھا کہ آٹا گوندھا جا چکا ہے اور گوشت بھی پک چکا ہے۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور جا کر عرض کی میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اُٹھئے اور دو آپ کے اصحاب میں سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنی ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک صاع جَو تھے اور ایک بچہ بکری کا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے اجتماعی طور پر کہہ دیا سب لوگ جابر کے گھر چلو۔ لہٰذا سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اس قدر شرم آئی جو بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے دل میں سوچا حضور ﷺ ایک خلق کثیر لے کر چل رہے ہیں ایک صاع جَو اور ایک بکری کے بچہ پر۔ میں جلدی سے اپنی بیوی کے پاس گیا اور میں نے اس کو بات بتائی کہ میں تو رسوا ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پورے لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ تیرا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں، پوچھا تھا۔ وہ کہنے لگی اللہ کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے ان کو بتا دیا تھا جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ چنانچہ میری بیوی نے میرا شدید غم ہلکا کر دیا بلکہ دُور کر دیا۔

رسول اللہ تشریف لائے، اندر آئے اور فرمایا کہ تم روٹیاں لے لو اور گوشت میرے لئے چھوڑ دیجئے میں خود تقسیم کروں گا۔ رسول اللہ گوشت اور شوربا ملا کر دیتے رہے اور گوشت کے چمچے بھرتے تھے پھر اس کو بھی ڈھک دیتے تھے۔ وہ اس طرح مسلسل نکال کر لوگوں کو دیتے رہتے یہاں تک کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے جبکہ تنور اسی طرح روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہنڈیا سالن سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زوجہ جابر سے کہا کہ آپ کھائیے اور ہدیہ بھی کیجئے۔ ہم لوگ مسلسل کھاتے رہے اور اللہ واسطے بھی دیتے رہے اس دن سارا دن۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۹۵)

خندق کی کھدائی میں قیصر و کسریٰ کی فتح .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے میں کھدائی کر رہا تھا میرے سامنے ایک سخت چٹان آ گئی۔ حضور ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ وہ قریب تھے۔

جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں مار رہا ہوں اور انہوں نے جگہ کا مجھ پر سخت ہونا ملاحظہ کیا تو آپ نیچے اُترے اور میرے ہاتھ سے کدال لیا اور اس پر سخت ضرب لگائی، اس چمک سے ایک چمک نمودار ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی، پھر تیسری بار ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں یہ کیسی چمک تھی جو آپ نے دیکھی کدال کے نیچے سے جب آپ مار رہے تھے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم نے بھلا وہ دیکھی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ پہلی چمک کے ساتھ اللہ نے میرے لئے یمن کو فتح کر دیا ہے اور دوسری چمک سے بے شک اللہ عز وجل نے میرے لئے ملک شام اور مغرب فتح کر دیا ہے، اور تیسری چمک سے اللہ نے میرے لئے مشرق فتح کر دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا ابو ہریرہ سے کہ وہ حضرت عمر ؓ کے بعد میں فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی تم لوگ فتوحات کرو جس قدر تمہارے لئے ممکن ہو سکے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے نہیں فتح کر کے دیا ان کو کوئی شہر، اور نہ ہی تم ان کو قیامت تک فتح کر سکتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تحقیق اللہ نے محمد ﷺ کو ان کی چابیاں عطا کر دی تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

میں کہتا ہوں یہ وہ ہے جس کو ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یسار سلمان کے قصے میں سے۔ ہم نے اس کا مفہوم ذکر کر دیا ہے جو منقول ہے معاذ بن ابو الاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

مسلمان ہم میں سے اہل بیت سے .... (۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن علوی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد یونس قرشی نے، ان کو محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کے لئے لکیر کھینچ کے دی تھی جنگ احزاب والے سال ببول کے درختوں کے پاس سے بنی حارثہ کی جانب جب مد تک پہنچے۔ اس کے بعد چالیس ہاتھ کاٹ کر تقسیم دیئے ہر دس افراد کے درمیان۔ لہٰذا مہاجرین وانصار نے اختلاف کیا سلمان فارسی کے بارے میں، وہ قوی آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سلمان ہم سے ہے گھر کا فرد ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۸)

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں اور سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، نعمان بن مقرن اور چھ انصار صحابہ ہم دس افراد چالیس ہاتھ کمائی کی کھدائی میں متعین کئے گئے تھے، حتیٰ کہ جب ہم سینے کے برابر کھود چکے تو خندق کے پیٹ سے ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول پتھر تھا، اس نے تو ہمارے لوہے کو توڑ دیا اور ہمارے اُوپر شدید مشکل کر دی، ہم نے کہا اے سلمان! آپ اُوپر چڑھ کر رسول اللہ کے پاس جایئے اور ان کو اس چٹان کے بارے میں بتایئے۔ اگر آپ کہیں تو اس سے ہٹ کر کھدائی کر لیں اور اس کو چھوڑ دیں تو یہ آسان ہے، اگر کہیں کہ نہیں اس کو صاف کرنا ہے تو ہم آپ کی لکیر اور نشان سے تجاوز نہیں کریں گے۔

سلمان اُوپر چڑھ کر نکل گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ترکی خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں خندق کے اندر ایک سفید چٹان نکل آئی ہے۔ اس سے ہمارے لوہے کے اوزار ٹوٹنے لگ گئے ہیں لیکن آپ کے بتائے ہوئے نشان سے بھی ہٹنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اُوپر بہت مشکل ہوگئی ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم وہ کریں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ سلمان کے ساتھ خندق کے اندر خود اُتر آئے اور ہم لوگ شگاف سے خندق کے اندر اُتر آئے۔ آپ نے کدال لیا سلمان کے ہاتھ سے اور چٹان کے اُوپر زور سے ایک سخت ضرب لگائی اور اسے پھاڑ دیا اور اس چٹان سے ایک چمک نکلی جس نے اس کے دونوں کنارے روشن ہو گئے یعنی اس قدر روشنی نکلی جیسے اندھیری رات میں چراغ کی روشنی۔ رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی اس کامیاب ہونے پر۔ لہٰذا مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ نے دوسری ضرب لگائی اور مزید پھاڑ دیا اس کو، پھر اس سے چمک نکلی جس سے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس قدر گویا کہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ حضور ﷺ نے کامیاب ہونے پر پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور اصحاب نے بھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر تیسری ضرب لگائی اور اسے پورا توڑ ڈالا، پھر اس میں سے روشنی نکلی جس نے دونوں کنارے روشن کر دیئے جیسے کہ وہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ رسول اللہ نے تیسری بار بھی نعرہ بلند کیا اس کامیابی پر اور مسلمانوں نے بھی نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آپ نے سلمان کا ہاتھ پکڑا اور اوپر چڑھ کر باہر آ گئے۔

سلمان نے کہا، میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی چیز دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، کہ تم نے وہ چیز دیکھی تھی جو سلمان کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ قربان ہم ایمان لائے ہیں، ہم دیکھ رہے تھے آپ نے ضرب لگائی تو پانی کی طرح موج کی مثل چمک نکلی اور آپ کو تکبیر کہتے سُنا اور اس کے سوا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو۔ میں نے جب اپنی پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم لوگوں نے دیکھی تھی اس سے میرے لئے حیرہ کے محلات روشن ہو گئے تھے اور مدائن کسریٰ گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں یعنی جیسے وہ سامنے ہوتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت ان مقامات پر غالب آئے گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم نے دیکھی اس نے میرے لئے قصور احمر ارض روم روشن کر دیئے کتوں کے دانتوں کی مثل۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت اس مقام پر بھی غالب آئے گی۔ اس کے بعد پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو اس سے چمک نکلی جو تم نے دیکھی۔ اس نے میرے لئے صنعاء کے محلات روشن کر دیئے جیسے کتوں کے دانت سامنے ہوتے ہیں۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت ان پر غالب آئے گی۔ لہٰذا تم خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی نصرت ان مقامات تک پہنچے گی، خوش ہو جاؤ وہاں تک نصرت پہنچے گی۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے اس بات کا وعدہ دیتے ہوئے حضور ﷺ سچے ہیں، بایں طور پر کہ اللہ نے ہمیں نصرت کا وعدہ دیا ہے۔

محصور ہونے کے بعد احزاب اور گروہ چھٹ گئے۔ لہٰذا مسلمانوں نے کہا یہی ہے۔

هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا وتسليما ۔

(سورۃ الحزاب : آیت ۲۲)

وہ نصرت اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا تھا۔ اللہ نے بھی سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے بھی، اس بات نے ان کے ایمان کو اور تسلیم رضا کو اور زیادہ کر دیا تھا۔

اور منافقوں نے کہا، کیا تم حیران و پریشان نہیں ہوتے ہو کہ یہ نبی تم سے باتیں کرتا ہے تمہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور تمہیں جھوٹے اور باطل وعدے دیتا ہے اور وہ تمہیں یہ خبریں دیتا ہے کہ اس نے یثرب سے ہی حیرہ کے محلات دیکھ لئے ہیں اور مدائن کسریٰ اور بے شک وہ تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے حالانکہ خندق کھودرہے ہو اور تم مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آ سکتے ہو۔

اللہ نے قرآن نازل کیا ہے :

واذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا ۔

(سورۃ الاحزاب : آیت ۱۲)

یاد کرو جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا ہے وہ دھوکہ ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن غالب بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے میمون زہرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے براء بن عازب انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ وقت آیا جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کے لئے کہا تو دوران کھدائی ایک عظیم چٹان ہمارے سامنے آگئی تھی جو بہت سخت تھی، جو کہ کدالوں کو قبول نہیں کرتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے اسے دیکھا تو کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زوردار ضرب لگائی اور اس کی ایک تہائی چٹان توڑ دی اور فرمایا، اللہ اکبر مجھے ملک شام کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم البتہ بے شک میں اس کے سُرخ محلات دیکھ لوں گا انشاء اللہ۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی چٹان توڑ ڈالی اور کہا، اللہ اکبر۔ مجھے فارس کے ملک کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم بے شک میں مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی ہے، آپ نے فرمایا، بسم اللہ جس سے آپ نے بقیہ چٹان بھی توڑ ڈالی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر۔ مجھے یمن کے ملک کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت اس جگہ پر کھڑے کھڑے صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ (السنن الکبریٰ۔تحفۃ الاشراف ۲/۶۵)

باب ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ يَا كَرِيْمُ

ایام خندق میں دعوت کے کھانے میں جن برکات کا اور آثار نبوت کا ظہور ہوا تھا جس پر آپ بُلائے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم نے، ان کو وکیع عبدالواحد بن ایمن مکی نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے خندق کھودی تھی نبی کریم اور مسلمانوں کو شدید مشقت کرنا پڑی تھی تین دن، آپ اس طرح رہ گئے تھے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی موجود نہیں تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیت نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے (ح)۔ اسماعیل کہتے ہیں مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو محاربی نے عبدالرحمٰن بن محمد سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ سے، جس کو میں تم سے روایت کیا کروں۔ حضرت جابر نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق والے دن اس میں کھودائی کر رہے تھے۔ ہم تین دن تک یونہی ٹھہرے رہے تھے، ہم کچھ نہیں کھا رہے تھے اور نہ ہی کچھ کھانے پر قادر تھے۔ اچانک خندق میں ایک سخت زمین (یا چٹان) سامنے آگئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آ کر عرض کی کہ یہ چٹان آگئی ہے خندق کے اندر، ہم نے اس پر پانی چھڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُٹھے حالانکہ اس وقت آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا پھر آپ نے تین بار بسم اللہ پڑھی پھر آپ نے چوٹ ماری، چنانچہ وہ بہتی ہوئی نرم ریت بن گئی۔ میں نے جب رسول اللہ کی حالت دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

میں اپنی بیوی کے پاس آیا، میں نے کہا تیری امی تجھے گم پائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خاص حالت میں دیکھا ہے، لہٰذا میں صبر نہیں کر سکا (پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے)۔ تیرے پاس کچھ ہے کھانے کو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس ایک صاع جَو ہیں اور بکری کا بچہ بھی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے وہ پیس لئے اور بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کو پکانے کے لئے ہنڈیا میں ڈال دیا، بیوی نے آٹا گوندھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تھوڑی دیر میں ٹھہرا پھر میں نے دوسری بار آپ سے اجازت لی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں گھر آیا، آٹا تیار تھا میں نے ان کو روٹیاں بنانے کے لئے اور ہنڈیا کو میں نے پتھروں پر کر دیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کان میں بات کہی۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں اور ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ اور بھی لے لیں۔ آپ نے پوچھا کہ کھانے میں کیا ہے اور کتنا ہے؟ میں نے بتایا ایک صاع جَو تھے وہ پیس لئے ہیں اور بکری کی ایک بچہ تھا وہ ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھر جاؤ اور اہلیہ سے کہو کہ ہنڈیا کو نہ اُتارے، چولہے کے پتھروں اور تنور سے روٹیاں لگا کر نہ نکالے میرے آنے تک۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا چلو جابر کے گھر پر۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے اس قدر شرم آئی میں شرمندہ ہو گیا کہ بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا تیری ماں تجھے گم پائے تیرے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سارے اصحاب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سے کھانے کے بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ وہ بولی کہ اللہ اور اس کا رسول جانے، آپ نے بتا دیا تھا جو کچھ تیرے پاس ہے، لہٰذا میری وہ پریشانی جاتی رہی جو مجھے لاحق تھی۔ میں نے کہا تم سچ کہتی ہو، بس۔

رسول اللہ تشریف لے آئے، پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ بھیڑ اور رَش نہ لگاؤ۔ آپ نے تندور پر اور ہنڈیا پر برکت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ہم لوگ تندور سے روٹیاں نکالتے رہے لیتے رہے اور ہنڈیا سے گوشت لیتے رہے ہم لوگ شوربا نکالتے ثرید بناتے گئے اور مہمانوں کے قریب کرتے گئے مسلسل یہی کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ دستر خوان پر سات یا آٹھ آدمی بیٹھتے جائیں۔ جب سب لوگ کھا چکے تو ہم نے ہنڈیا کو اندر سے ڈھکنا کھول کر دیکھا وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی جیسے پہلے تھی۔ حتیٰ کہ سارے مسلمان شکم سیر ہو گئے اور کھانے کا ایک بڑا حصہ ابھی تک باقی تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو شدید بھوک پہنچی ہوئی ہے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم سارا دن خود بھی کھاتے رہے اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ لوگ تین سو تھے یا آٹھ سو تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد سے مگر اس نے اس کے آخر میں تعداد ذکر نہیں کی۔
(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۰۱۔ فتح الباری ۷/ ۳۹۵)

حضرت جابر کی دعوت میں برکت کا ظہور .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ہشام بن سعد سے، اس نے ابوزبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تقریباً تین سو آدمی تھے، ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پتھر لیا اور اس کو اپنے پیٹ پر دھر لیا پیٹ کے تہہ بند کے درمیان۔ آپ اپنے پیٹ کو سیدھا رکھ رہے تھے پیٹ میں بھوک سے بل پڑنے کی وجہ سے۔ میں نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے گھر میں میرا ذرا سا کام ہے۔

میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اس حالت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بکری کا بچہ ہے اس کو ذبح کر لو اور ایک صاع جَو ہیں اس کو پیس لیتے ہیں۔ وہ پیس لئے گئے

اور بکری کے بچہ کو ذبح کر دیا گیا۔ میں نے کہا تم یہ پکاؤ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہو کر آتا ہوں۔ میں واپس گیا اور جا کر کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو تھے جو پیس لئے ہیں آپ کھانے کے لئے میرے ساتھ چلیں۔ حضور نے پورے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ تم لوگ جابر بن عبداللہ کی بات نہیں مان رہے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں تو شرمندہ ہو گیا ہوں۔ حضور ﷺ خود بھی اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب آرہے ہیں۔ وہ کہنے لگی آپ نے حضور ﷺ کو پیغام دیا تھا اور وضاحت نہیں کی تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تو بتا دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دوبارہ جاؤ، ان کو بتا کر آؤ۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ تو ایک چھوٹا سا بچہ تھا بکری کا اور ایک صاع جَو تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ واپس جایئے اور تندور سے کچھ نہیں نکالنا اور نہ ہی ہنڈیا سے یہاں تک کہ میں آ جاؤں اور ہاں کچھ پیالے اُدھار لے لینا۔

بس رسول اللہ آئے اور ہنڈیا پر اور تندور پر آپ نے دعا کی، پھر فرمایا کہ نکالتی جاؤ اور روٹی کے ٹکڑے کر کے گوشت شوربا بناتے جاؤ یعنی ثرید بنا دو۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو دس دس کر کے بٹھایا، انہیں اندر بلایا۔ ان سب نے کھایا وہ تین سو آدمی تھے۔ ہم نے خود بھی کھایا باہر پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو پھر وہ بھی ختم ہو گیا۔ (مستدرک ۳/۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابوعاصم نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمن نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو حنظلہ بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن مینا نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب خندق کھودی گئی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ کر آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس نے ایک تھیلی نکالی اس میں ایک صاع کے قریب جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ذبح کر لیا اور جَو پیس لئے جو ہمارے پاس موجود تھے۔ میں نے اسے کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (بیوی کہنے لگی کہ دیکھنا رسول اللہ کے آگے مجھے شرمندہ نہ کرا دینا اور ان کے اصحاب کے آگے)۔ میں گیا اور میں نے جا کر حضور ﷺ کے کان میں کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے ہاں موجود تھے آپ آ جائیں اور چند افراد آپ کے ساتھ بھی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چیخ کر اعلان کر دیا، اے خندق کھودنے والو جابر نے دعوت کا کھانا تیار کیا ہے بھاگ بھاگ کر آ جاؤ۔ اور رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہنڈیا نہ اُتارنا اور گوندھے ہوئے آٹے کو رکھ دینا روٹیاں نہ پکانا میرے آنے تک۔ کہتے ہیں کہ میں آیا اور لوگ بھی آ گئے۔ میں بیوی کے پاس آیا وہ کہنے لگی تم نے یہ کیا کیا (کہ سب لوگوں کو بلا لیا)۔ میں نے بتایا کہ میں نے تو وہی بات کہی تھی جو تم نے بتائی تھی۔ میں تھوڑا سا آٹا نکال کر لے آیا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اس کے بعد آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور لعاب دہن لگایا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ پکانے والی کو بلا لو جو تمہارے ساتھ پکوالے اور پیالے بھرتے رہو ہنڈیا میں سے مگر نیچے نہ اُتارو، وہ لوگ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے کھایا اور چھوڑ کر بھی گئے۔ وہ لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش مار رہی تھی جیسے پہلے تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا جیسے پہلے تھا یعنی کوئی چیز ختم نہیں ہوئی تھی۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۱)

حدیث دوری مختصر ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج بن شاعر سے، اس نے ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب من تکلم الفارسیہ۔ مسلم کتاب الاشربۃ۔ حدیث ۱۴۱ ص ۱۶۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میناء نے بشیر بن سعید کی بیٹی سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میری امی نے کھجور بھیجی میرے کپڑے کے کنارے میں میرے باپ کے اور میرے ماموں کے پاس۔ وہ لوگ خندق کھود رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نے مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے اپنی ہتھیلی پر مجھ سے کھجوریں لیں اور کپڑا پھیلا دیا، پھر آپ نے ان کو اس پر بکھیر دیا وہ اس کے کناروں پر مسلسل گر رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اہل خندق کو حکم دیا کہ سارے جمع ہو جاؤ۔ سب نے اس میں سے کھایا حتیٰ کہ وہ وہاں سے کھا کر لوٹ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۲۔۱۷۱ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۶)

باب ۶۸

احزاب اور تمام گروہوں کا مقابلے کے لئے آنا بنو قریظہ کے یہودیوں کا اس عہد ومیثاق کو توڑنا جو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کے درمیان طے تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ اس سے ان کی مراد وہ اسناد ہے جو پیچھے باب تخریب الاحزاب میں ذکر ہو چکی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے آکر پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہوں نے اپنے لشکر کو خندق کھودنے پر لگا دیا۔ تین ہزار کے لشکر میں اس کے حصے تقسیم کر دیئے اور مشرکین اپنے تمام گروہوں اور قبائل سمیت دس ہزار تھے اور ان سب کے ساتھ جو بنو کنانہ میں سے ان کے ساتھ آئے اور اہل تہامہ اور غطفان اور جو ان کے تابع ہوا اہل نجد میں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے اُحد کے دامن میں باب نعمان پر پڑاؤ ڈالا۔ حضور ﷺ نے اپنے لشکر سمیت سَلع کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اس طرح خندق ان کے اور قوم کفار کے بیچ میں ہو گئی تھی۔ آپ نے بچوں اور عورتوں کے لئے ہدایت دی، ان کو ٹیلوں پر منتقل کر دیا گیا۔

یہود کا سردار حُیی بن اخطب نکلا اور وہ کعب بن اسد کے پاس آیا جو عقد بنو قریظہ کا اور ان کے عہد کا مالک اور سرپرست تھا۔ مگر کعب نے جب اس کے آنے کی خبر سُنی تو اس نے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اس کے لئے۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے تو اے کعب! کھلوا دو تم میرے لئے، حُیی کہ میں تیرے پاس اندر آسکوں۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہو جائے اے حُیی! بے شک تو ایسا آدمی ہے جس کے آنے سے فال بد پکڑی جاتی ہے، بے شک مجھے کوئی حاجت نہیں ہے تیری اور نہ ہی تیرے آنے کے مقصد سے کوئی سروکار ہے۔ میں نے نہیں دیکھا محمد ﷺ سے مگر سچ بولنا اور عہد و پیمان کو پورا کرنا۔ (صدق ووفا) دیکھی ہے۔ اس نے مجھ سے صلح کر لی ہے اور میں نے اس سے صلح کر لی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ۔ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم تم نے مجھ سے دروازہ ایسے ہی بند نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کے مخصوص کھانے کی وجہ سے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا نہ کھاؤں تم اس کو محفوظ کر لو۔

لہٰذا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ اس کے پاس اندر گیا تو کہنے لگا ہلاک ہو جائے اے کعب! میں زمانے بھر کی عزت، غلبہ اور طاقت کر لے کر آیا ہوں یعنی قریش کا ساتھ کر کے ان کے ساتھ ان کے سردار بھی ساتھ ہیں، میں نے ان کا پڑاؤ بیر رومہ پر ڈلوایا ہے۔ اور

میں تیرے پاس بنو غطفان کو بھی جمع کر کے لایا ہوں اور ان کے قائد اور سردار بھی ساتھ ہیں۔ میں نے ان کو اُحد کے دامن میں ٹھہرا دیا ہے۔ اس طرح گویا تیرے پاس میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں جس کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی نہ ہی پیچھے کر سکتی ہے۔

کعب نے کہا، اے حُیی! اللہ کی قسم تم میرے پاس ذلت کا پیغام لے کر آئے ہو اور ایسا بادل جس کے اندر بارش کے لئے پانی ہی نہیں ہے، جس کا پانی گرایا جا چکا ہے، کچھ بھی اس میں پانی نہیں ہے۔ ہلاک ہو جائے تو مجھے چھوڑ دے اس حالت پر جس پر میں ہوں۔ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے، نہ ہی مجھے اس چیز کی ضرورت ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔

لیکن اس قدر انکار کے باوجود حُیی بن اخطب نے ہمیشہ اس کو فریب اور دھوکہ دیتے رہے جیسے بھاگنے والے اُونٹ کو دھوکے سے بلایا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس نے اس کی بات مان لی۔ اور حُیی نے اس کو عہد و میثاق دیا، اس نے یہاں تک کہا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کو ختم کرنے سے قبل واپس لوٹ گئے اور ہمیں دھوکہ دے گئے تو میں اپنے آپ کو تیرے ساتھ قلعے میں بند کرلوں گا (کہیں فرار نہیں ہوں گا)۔ حتیٰ کہ جو کچھ پریشانی یا تکلیف تجھے پہنچے گی وہی مجھے بھی پہنچے گی اس کے بعد کعب نے محمد رسول اللہ ﷺ سے اور مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اظہار اعلان بیزاری کر دیا اور اس شرائط براءۃ کا اعلان کر دیا جو مسلمانوں کے اور ان کے درمیان میثاق تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳۔۱۷۵)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعب کی خبر پہنچی اور بنو قریظہ کی عہد شکنی کرنے کی، آپ نے سعد بن عبادہ کو جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور سعد بن معاذ کو جو کہ قبیلہ اوس کے سردار تھے بھیجا اور ان کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ اہل مغازی کے ذکر کے مطابق وہ ان مذکور کے تابع تھے۔ مثلاً خوات بن جبیر اور عبداللہ بن رواحہ۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جا کر دیکھو جائزہ لو اگر وہ اس معاہدے کی پاسداری اور وفا پر قائم ہوں جو ان کے اور ہمارے درمیان ہوا تھا تو اس کو ظاہر کر دو اور اس کا اعلان کر دو اور اگر وہ پھر گئے ہوں جیسے ہمارے پاس اطلاع ہے تو پھر میرے لئے بھی ان سے اعلان بیزارہ کر دو اور مسلمانوں کی تائید میں دلیل اور ثبوت لے آؤ جو اس سے میں سمجھ جاؤں، ضعف اور کمزوری نہ نے آنے دو اور مسلمانوں کی قوت کو نہ توڑنا، تفرُّق اور انتشار کی کیفیت نہ بنانا۔

جب یہ لوگ پہنچے تو انہوں نے ان کو اس سے کہیں زیادہ خبیث پایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی عقد ہے نہ ہی کوئی عہد ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا کیونکہ وہ بات چیت گالم گلوچ کرنے میں تیز آدمی تھے۔ سعد بن معاذ نے کہا آپ چھوڑ یئے ان کو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو گالیاں دینے کے اور بُرا بھلا کہنے کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ پھر وہ لوٹے اور رسول اللہ کے پاس آگئے۔ انہوں نے کہا قبیلہ عُضل اور قارہ والا معاملہ ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ عُضل اور قارہ نے حضرت خبیب اور اس کے اصحاب کے ساتھ کیا تھا وہی معاملہ ہے (یعنی دھوکہ ہے ظاہری معاہدہ تھا اندر سے دشمنی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر خوش ہو جاؤ اے مسلمانوں کی جماعتو! (یعنی خوش ہو جاؤ بروقت معشیت واضح ہو گئی کسی بڑے نقصان سے بچ گئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۵۔۱۷۶)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس آدمی بھیجا وہ دونوں بنو غطفان کے قائد تھے۔ حضور ﷺ نے مدینے سے کھجوروں کے ایک تہائی پھل ان سرداروں کو دینے کی تجویز اس شرط پر کہ وہ بنو غطفان اور ان کے ساتھ جتنے قبائل ساتھ دینے والے ہیں وہ حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کی مخالفت سے رجوع کر لیں۔ حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان صلح کی بات جاری تھی، حتیٰ کہ انہوں نے تحریر لکھ لی تھی مگر اس پر گواہی لکھنا باقی تھا، صلح پکی نہیں ہوئی تھی صرف ایک دوسرے کو راضی کرنے تک بات ہوئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۶۔۱۷۷)

جب حضور ﷺ نے اس پروگرام کو پکا کرنا چاہا تو آپ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس بندہ بھیجا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جس کو آپ کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اس کو کریں گے، یا یہ ایسی چیز ہے جس کا آپ کو اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اس پر ہمیں ضرور عمل کرنا ہے، یا ایسی بات ہے جس کو ہم سے پوچھ کر کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔ اللہ کی قسم میں نہیں کررہا اس کام کو مگر اس لئے کہ دیکھا ہے تمہیں عرب ایک ہی کمان سے شکار کریں گے (یعنی سب متفق ہوگئے ہیں)۔ اور وہ ہر طرف سے تمہارے اُوپر سخت چڑھائی کررہے ہیں۔ لہٰذا دریں صورت میں نے یہ چاہا ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں ان کی قوت کو توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ دیکھیں ہم لوگ اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی حالت پر تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، نہ ہم اللہ کی عبادت کرتے تھے نہ ہی ہم اس کی معرفت رکھتے تھے۔ وہ لوگ مدینے کے پھل تو ضیافت کے طور پر کھا جائیں گے یا خرید کی ہوئی چیز سمجھ کر۔ جب اللہ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت عطا کی ہے تو ہم اپنے مال ان کو دے دیں؟ ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے سوائے تلوار کے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے اور ہمارے درمیان۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سعد تم سعد ہو اور تمہارا مشورہ بھی مشورہ ہے۔ چنانچہ سعد نے وہ صحیفہ اور وہ تحریر جو واقعی لکھی جا چکی تھی ہاتھ میں لے لی اور اس کو مٹا ڈالا، پھر کہنے لگے کہ لگالیں وہ زور اپنا ہمارے خلاف۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس موقف پر ڈٹ گئے حالانکہ ان کے دشمن محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۷۔ تاریخ ابن کثیر ۱۰۴۔۱۰۵)

میرا حواری زبیر ہے .... (۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو محمد منکدر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب والے دن فرمایا تھا کہ کون ہے جو ہمارے پاس قوم کی (مشرکین و کفار کی) خبر لائے؟ حضرت زبیر نے عرض کی میں لے آؤں گا یا رسول اللہ۔ دوبارہ آپ نے یہی سوال دہرایا تو زبیر نے بھی دوبارہ یہی جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری (خاص مددگار و محافظ) ہوا کرتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۰۶)

باب ۷۹

۱۔ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے ان کو جو سختی اور مصیبت پہنچی اس کا بیان۔

۲۔ حتیٰ کہ بعض منافقین نے اس شک اور خیانت کا برملا اظہار کر دیا جو ان کے دلوں میں مخفی تھا۔

۳۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فرض نماز رہ گئی بوجہ مشغولیت جہاد کے۔

۴۔ اور ان لوگوں کا مقابلے کے لئے نکلنا۔

۵۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنگ تو دھوکہ دہی ہوتی ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے خلاف سخت ہوا چلانا اور لشکر بھیجنا۔

۷۔ یہاں تک کہ وہ ناکام ونامراد واپس لوٹ گئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہیثم بن خلف نے اور ابن ناجیہ نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عبدۃ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

اذ جآؤ کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

جب تمہارے دشمن (کفار ومشرکین) تمہارے پاس آن پہنچے تھے تمہارے اوپر کی جانب سے۔ اور تمہارے نیچے کی سمت سے بھی۔ اور جس وقت آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہنسلیوں میں آن پہنچے تھے (مارے خوف کے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ سب جنگ خندق میں ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابو شیبہ سے، اس نے عبدۃ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق۔ مسلم کتاب التفسیر ۴/۲۳۱۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ان کے والد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت :

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

اے اہل ایمان! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تمہارے اوپر ہے جب تمہارے لشکر آن پہنچے تھے، پھر ہم نے ان پر شدید ہوا چلا دی تھی اور (مخفی) جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : جآء تکم جنود سے مراد ابو سفیان کی قوم مراد ہے یوم احزاب میں، نیز یہ آیت :

وَیَسْتَاذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْھُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ۔

ان میں سے ایک گروہ نبی کریم ﷺ سے گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ

ان بیوتنا عورۃ وماھی بعورۃ ان یریدون الافرارا۔ (سورۃ احزاب : آیت ۱۳)

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ کوئی غیر محفوظ نہیں تھے، بلکہ وہ وہاں سے فرار کا ارادہ رکھے ہوئے تھے۔

فرمایا کہ اس سے مراد بنو حارثہ تھے۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۸)

انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں ہمیں ان پر چوری کا ڈر ہے۔

نیز یہ آیت :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۲) آخر تک مکمل آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے سورۃ بقرہ میں فرمایا تھا :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما ياتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضرّاء وزلزلوا حتىٰ يقول الرسول والذين اٰمنوا معه متىٰ نصرالله ؟ الا ان نصرالله قريب ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۲۱۴)

کیا سمجھتے ہو تم کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تا حال تمہارے پاس ان لوگوں کی سی حالت ابھی تک نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں۔ انہیں سختی پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے یہاں تک کہ رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے کہا کب آئے گی اللہ کی نصرت۔ (اللہ نے فرمایا) خبردار بے شک اللہ کی نصرت قریب ہے۔

جب ان لوگوں کو آزمائش آن پہنچی یعنی مصیبت جب احزاب اور گروہوں کے خندق میں ملے تھے۔ اہل ایمان نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سب کیفیت نے ان کے ایمان کو اور تسلیم و رضا کو اور زیادہ کر دیا۔ (قرطبی ۱۴/۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن حکیم مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو الموجہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، ان کو عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے قتادہ سے اللہ کے قول کے بارے میں :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله ۔

جب اہل ایمان کفر کی تمام جماعتوں اور گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی تو وقت ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا سورۃ بقرہ میں :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا ۔

کیا تم لوگ گمان کر بیٹھے ہو کہ بس تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس ان لوگوں کی مثل آزمائش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کو تکلیف اور شدت پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے۔

نیز فرمایا کہ

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله ۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن اومان نے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور یزید بن زیاد نے محمد کعب قرظی سے اور عثمان بن کعب بن یہوزا سے جو کہ بنو قریظہ سے ایک تھے، اس نے اپنی قوم کے کئی مردوں سے، وہ کہتے ہیں کہ معتب بن قشیر نے کہا کہ بنو عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے، گویا کہ محمد ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں میں سے کھائیں گے حالانکہ ہم میں سے ایک آدمی بھی اپنے پیشاب پاخانے جانے کے لئے بھی امن میں

نہیں ہے (کہ وہ امن سے پیشاب کرنے کے لئے جاسکے)۔حتیٰ کہ اوس بن قیظی نے اپنی قوم کے بھرے مجمع میں یہ کہا تھا بنوحارثہ میں سے کہ ہمارے گھر خالی نہیں یعنی اکیلے اور خطرے میں ہیں۔ یہ مدینے سے باہر تھے ہمیں اجازت دیں ہم اپنی عورتوں اور بچوں اور اولادوں کے پاس جائیں۔

جب انہوں نے رسول اللہ سے یہ بات کہی تو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری۔ وہ جب ان سے فارغ ہوگئے جس آزمائش میں گھرے ہوئے تھے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے ان پر اور اس پر کہ رسول اللہ ﷺ ان کو کافی ہوگیا تھا۔ان لوگوں کی طرف سے سوءظن پیدا ہونے کے باوجود۔اور اہل نفاق کے مقالے کے باصف جس نے بھی ان میں سے کچھ کہا تھا۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یا ایها الذین اٰمنوا اذ کروا نعمة الله علیکم اذ جآء تکم جنود ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

آگئے تھے یعنی تمہارے اُوپر کی جانب سے۔لہٰذا اللہ نے ان پر ہوا چلادی تھے۔اور ایک لشکر جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

پہلے جنود سے مراد قریش اور عطفان مراد ہیں اور بنوقریظہ اور دوسرے سے مراد جس کو اللہ نے ان مذکورہ کفار پر بھیجا تھا شدید ہوا کے ساتھ وہ فرشتے تھے۔

اذ جآؤ کم من فو مکم و من اسفل منکم سے پڑھتے جایئے الظُّنُوْنَا تک

اس آیت میں جآؤ کم من فومکم سے مراد بنوقریظہ ہیں اور ان میں سے جو لوگ اسفل سے تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے پاس آئے تھے سے مراد قریش اور بنوغطفان تھے۔

هنالك ابتلی المؤمنون و زلزلوا زلزالا شدیدا سے ماوعدنا الله و رسوله الاغرورا ۔

یہ آئی ہے مُعتّب بن قیسرہ اور اس کے اصحاب کے قول کے بارے میں اور ایک گروہ نے کہا تھا یا اهل یرب سےالافرادا تک۔
یہ اوس بن قیظی کے قول کے بارے میں اور اس کے ساتھیوں کے قول کے بارے میں ہے جو اسی قول پر ہے اس کی قوم سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۸-۱۹۹)

حضور ﷺ اور مشرکین بیس راتوں سے زیادہ وہاں ٹھہرے رہے،لوگ پریشان اور خوف کی سی حالت پر تھے کہ قتال بھی نہیں ہورہا تھا مگر محاصرہ اور تیر پھینکا جارہا تھا۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں ابن اسحاق سے اپنی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ کئی گھڑسوار جو قریش میں سے تھے ان میں سے عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابوجہل اور ضرار بن خطاب، ہبیرہ بن ابووہاب انہوں نے قتال کے لئے ہتھیار پہن لئے اور ایسے گھوڑوں پر سوار ہوکر نکلے، حتیٰ کہ بنوکنانہ کے ٹھکانوں کے پاس سے گزرے اور رُک گئے اور کہنے لگے کہ اے بنوکنانہ! جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ عنقریب تم جان لوگے کہ آج کے دن گھڑسوار بہادر کون ہیں۔اس کے بعد ان کو ان کے گھوڑے جلدی آگے لے آئے حتیٰ کہ خندق پر آ کر رُک گئے اور (یہ منظر خندق والا پہلی مرتبہ دیکھ کر) کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تدبیر (حکمت عملی) عرب اختیار نہیں کرتے تھے۔اس کے بعد انہوں نے خندق کا تنگ مقام تلاش کیا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مار مار کر خندق میں گھسادیا۔لہٰذا انہوں نے خندق کے ساتھ خالی جگہ اور درراڑ میں چکر لگایا۔ ادھر سے حضرت علی مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ نکلے کہ انہوں نے اس راستے کو یا دراڑ کو اختیار کیا جس سے وہ گھسے تھے حتیٰ کہ گھڑسوار ان کی طرف متوجہ ہوکر قریب ہونے لگے اور عمرو بن عبدودٌ قریش کا ایسا سوار تھا جو بدر والے دن قتال کر چکا تھا، یہاں تک کہ اس کو بدر کے زخمیوں میں سے اُٹھایا گیا تھا زخموں نے اس کو روک کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جنگ اُحد میں موجود نہیں تھا۔

خندق والا موقع آیا تو وہ باقاعدہ شعار اور خصوصی نشان لگا کر نکلا تاکہ اس کا مقابلہ دیکھا جا سکے۔ جب وہ خندق پر آ کر رکا اور اس کا گھوڑا بھی تو حضرت علی نے کہا، اے عمرو! تو قریش کو اللہ کی قسمیں دیا کرتا تھا کہ مجھے کوئی آدمی اگر دو میں سے ایک بات کی طرف بلائے گا تو میں دو میں سے ایک ضرور قبول کروں گا، عمرو نے کہا کہ جی ہاں میں نے کہا تھا۔ لہٰذا حضرت علی نے اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ پھر میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اے بھتیجے کیوں؟ میں تو اللہ کی قسم تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی نے کہا لیکن اللہ کی قسم میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔

یہ سنتے ہی عمرو طیش میں آ گیا اور اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کو کاٹ ڈالا یا زخمی کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ علی کے پاس آ گیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اس دوران علی نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا گھڑسوار دستہ یعنی عمرو کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ وہ خندق سے نکل گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۸، ۱۷۹، تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۵)

ابن اسحاق نے ان کا نکلنا اور عمرو کا مقابلہ کے لئے پکارنا دوسرے طریق پر ذکر کیا ہے اس اسناد میں جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص خندق والے دن آیا تھا وہ ہبیرہ بن وابو وہب مخزومی تھا اور ابو وہب کا نام جعدہ تھا۔ اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلے کے لئے نکلا تھا۔ وہ مقابلے کو چیلنج کر رہا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف حضرت زبیر بن عوام مقابلے پر آئے تھے انہوں نے اس کو تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا تھا، حتیٰ کہ اس کو تلوار میں بھی گھاؤ آ گئے تھے مگر وہ یہ شعر کہتے ہوئے لوٹ گئے۔

انــی امــرؤ احــمـی واحـمـتـی عـن الـنبـی الـمـصـطفـیٰ الأمـی

میں ایسا مرد ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کی حفاظت اور بچاؤ کرتا ہوں جو کہ اُمی ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے اس کتاب کے ایک اور مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی نے اس کو ہنسلیوں میں نیزہ مارا تھا جو کہ اس کے پیٹ میں نکل گیا تھا، جس سے وہ خندق کے اندر ہی مر گیا تھا۔

اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیجا وہ اس کی مردار لاش کو دس ہزار میں خریدنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ وہ دس ہزار تمہارے ہیں ہم لوگ مردہ کی قیمت نہیں کھاتے۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن ودّ نکلا اور کہنے لگا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟ چنانچہ حضرت علی ؓ اُٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عمرو لوہے میں چھپا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہی ہے عمرو۔ حضرت علی نے کہا میں اس کو کافی ہوں اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے تم بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں عمرو نے پکارا کیا کوئی جوان نہیں ہے؟ وہ ان کو اشتعال دلا رہا تھا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں وہ تمہاری جنت جس کے بارے میں تم گمان کرتے ہو کہ تم میں سے جو قتل کیا جائے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا تم لوگ میری طرف اپنے کسی جوان کو مقابلے کے لئے نہیں نکال سکتے؟ حضرت علی اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، اس نے تیسری بار للکارا اور اشعار کہنے لگا۔

عمرو بن عبدودّ نے مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارتے ہوئے یہ اشعار کہے :

ولـقـد بـحـحـت مـن الـنـداء بـجـمـعـكـم : هـل مـن مـبـارز

ووقـفـت اذ جـبـن الـمـشـجـع مـوقـف الـقـرن الـمـنـاجـز

ولـــــذاك انــــــي لـــم ازل متســـرعـــا قبـل الهـــزاهـــز

انّ لشـــجـــاعة فـــي الـفـتـــي والـجـود من خيـر الـغـرائـز

البتہ تحقیق میرا گلا بیٹھ گیا ہے تمہارے مجمع کو یہ للکارتے ہوئے کہ کوئی ہے مقابلے میں آنے والا، میں ٹھہرا ہوا ہوں جس وقت بہادر بزدل ہوجاتے ہیں میں ایسے ڈٹا ہوا ہوں جیسے مقابلے کرنے والا مسلح بہادر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ جلدی کررہا ہوں یہاں سے ہلنے اور ٹلنے سے پہلے بے شک شجاعت جوان کے اندر اور سخاوت عمدہ صفات میں سے ہوتی ہے۔

حضرت علی اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ میں اس کا کام تمام کرتا ہوں حضور نے فرمایا یہ عمرو ہے علی نے کہا ہوتا رہے عمرو ہے تو بھی میں جاتا ہوں۔ لہٰذا ان کو اجازت دے دی۔ چلتے چلتے اس کے پاس گئے، وہ اس وقت کہہ رہا تھا :

لا تــعــجــلــن فـقـد اتـاك مـجـيـب صـوتـك غير عـاجـز

ذو نية و بـــصـيـــرة والـصـدق مـنـجـي كل فـائز

انـــــي لأرجـــو ان اقيـــم عـلـيك نـــائـحـة الـجـنـــائـز

مـــن ضـــربة نـــجـــلاء يبـقـي ذكـرهـا عـند الهزاهز

تو جلدی ہرگز نہ کر ابھی ابھی آ گیا ہے تیرے پاس آواز اور پکار کا جواب دینے والا جو عاجز و کمزور نہیں ہے، صاحب عزم و صاحب بصیر ہے اور سچائی نجات دہندہ ہوتی ہے ہر کامیاب انسان کو۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں ٹھہرا رہوں گا جنازوں پر رونے والیوں کی طرح، جو مر گئے ہوں شریف النفس کی ضرب سے، باقی رہتا ہے ان کا ذکر چلے جانے کے باوجود۔

عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابن عبد مناف۔ انہوں نے کہا کہ علی ابن ابوطالب۔ اس نے پوچھا کہ تیرے سوا اور کوئی ہے اے بھتیجے اور تیرے چچاؤں میں سے تم سے بڑا کوئی ہونا چاہئے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ حضرت علی نے کہا لیکن میں اللہ کی قسم میں ناپسند نہیں کرتا کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ چنانچہ عمرو غصے میں آ گیا وہ نیچے اُتر آیا اور اس نے تلوار سونت لی اور وہ آگ کے شعلے طرح ہو گیا۔ اس کے بعد وہ غضبناک ہوکر حضرت علی کی طرف آنے لگا اور حضرت علی بھی اسی طرح مقابل آ گئے اپنی چمڑے کی کھال کے ساتھ اور اس پر کاری ضرب لگائی، عمرو بھی چمڑے کی کھال میں تھا اسے علی نے ضرب سے کاٹ دیا اور تلوار اسی میں رہ گئی۔ علی کی ضرب عمرو کے سر پر لگی تھی جس سے اس کے سر میں گہرا زخم آ گیا، دوسرا وار انہوں نے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان کیا جس سے وہ گر گیا اور نجاج کود کر آ گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سُنی تو سمجھ گئے کہ علی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی نے اس کا کام تمام کر دیا اور آپ نے شجاعت پر مبنی اشعار کہے :

اعـلـيَّ تـقـتـحـم الـفـوادس هـكـذا عـنـي وعـنـهـم اخـروا اصـحـابـي

الـيـوم يـمـعـنـي الـفـراز حفيظتي ومـصـمـم فـي الـراس ليس بنابي

کیا مجھ پر شہسوار اسی طرح حملے کرتے رہیں گے، لہٰذا ان سے اور مجھ سے میرے ساتھیوں کو پیچھے ہٹالو۔ آج کے دن میری تلوار مجھے فرار سے روکتی ہے جو کہ سر کو کاٹ ڈالنے والی ہے جو کند نا کام نہیں ہے۔

کچھ دیگر اشعار بھی ذکر کئے گئے ان میں سے آخری شعر ہے :

عـبـد الـحـجـازة من سفاهة عقله وعـبـدت رب مـحـمـد بـصـواب

اس کافر نے اپنی عقل کی حماقت و خرابی کی وجہ سے پتھر کی عبادت کی جبکہ میں درست اور بجا طور پر رب محمد کی عبادت کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی متوجہ ہوئے رسول اللہ کی طرف حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔عمر بن خطاب نے کہا آپ نے اس کی زرہ کیوں نہ کھینچ لی اس لئے کہ پورے عرب میں اس سے بہتر کسی کی زرہ نہیں ہے۔حضرت علی کہنے لگے کہ میں نے اس پر وار کیا تو اس نے مجھ سے اپنا بچاؤ اپنے سامان کے ساتھ کیا تھا۔لہٰذا مجھے شرم آئی ہے ابن چچازاد سے کہ میں اس سیسامان نوچ لوں۔اوران کے گھڑسواروں کی جماعت شکست کھا کر نکل گئی،حتیٰ کہ خندق سے نکال دیئے گئے۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۶۔۱۰۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے،ان کو ہارون بن سلیمان نے،ان کو مؤمل بن اسماعیل نے،ان کو حماد بن زید نے ہشام بن عروہ سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے عبداللہ بن زبیر سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے خندق والے دن عورتوں کے ساتھ ٹیلوں پر مقرر کیا گیا تھا یعنی محافظ کے طور پر اور میرے ساتھ عمرو بن ابوسلمہ بھی تھے،وہ میرے نیچے جھک جاتے تھے۔میں ان کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی طرف دیکھا کرتا کہ وہ کیسے لڑ رہے ہیں پھر میں نیچے ہو جاتا اور وہ میری پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کا قتال دیکھتے۔

چنانچہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ کبھی یہاں سے حملہ کرتے تو کبھی وہاں سے۔وہ جس چیز کی ضرورت سمجھتے اُٹھانے کی وہ اس کے پاس آجاتی۔جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس ہماری پناہ گاہ میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ابا جان میں نے آپ کو بڑی گرم جوشی دکھاتے ہوئے دیکھا تھا۔انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعی اے بیٹے تم نے یہ دیکھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔انہوں نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ آج رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کر کے کہا تھا فدا لك ابی والی میرے ماں باپ تیرے لئے قربان۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷۔۱۰۸)

کافروں کے نہ وجود میں کوئی چیز ہے نہ ہی اس کی قیمت میں

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے،ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے،ان کو اسماعیل بن اسحاق نے،ان کو حجاج بن منہال نے اور سلیمان بن حارث نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں،ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے،ان کو اسحاق بن حسن حربی نے،ان کو عفان نے،وہ سب کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن سلمہ نے،ان کو حجاج نے اور ابن عبدان کی ایک روایت میں ہے حجاج سے ان نے حکم سے،اس نے مقیم سے،اس نے ابن عباس سے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جنگ احزاب والے دن مارا گیا تھا،مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کی میّت ہمارے پاس بھیج دیں ہم انہیں بارہ ہزار دیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،کوئی چیز و بھلائی نہیں ہے نہ اس کے وجود میں نہ ہی اس کی رقم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جنگ خندق والے دن بنوحارثہ کے قلعے میں محفوظ تھیں۔وہ مدینے کے قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ قلعہ تھا اور اُم سعد بن معاذ قلعے میں ان کے ساتھ تھی۔یہ واقعہ ان خواتین پر حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام جب خندق کی طرف روانہ ہونے لگے تھے تو آپ نے بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں محفوظ کر گئے تھے ان پر دشمن کے خوف کی وجہ سے۔سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ سعد بن معاذ وہاں سے گزرے۔انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی جو کہ چھوٹی تھی جس سے ان کے بازو نکلے ہوئے تھے اور تلوار ان کے ہاتھ میں تھی،آگ جلا رہی تھے (مطلب چمک رہی تھی)۔وہ یہ شعر کہہ رہے تھے :

لبث قليلا فيشهد الهيجا حمل لا باس بالموت اذا حان الاجل

تھوڑی سی دیر ٹھہر جا وقت آیا چاہتا ہے۔کوئی حرج نہیں کوئی ڈر نہیں موت کا جب اجل آجائے۔

اُم سعد نے کہا تھا اے بیٹے مجاہدین کے ساتھ مل جایئے، اللہ کی قسم آپ پیچھے ہو گئے ہیں۔ سیدہ عائشہ نے کہا اے اُم سعد میں چاہتی ہوں کہ سعد کی زرہ زیادہ مکمل ہوتی یعنی پوری ہوتی اس زرہ سے تو بہتر ہوتا وہ اس کو تیر لگنے سے ڈر رہی تھیں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت سعد کو عاصم بن عمر حبان بن قیس بن عرقہ نے تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (بازو کی رگ) کٹ گئی تھی۔ جب ان کو تیر لگ گیا تو اس نے کہا تھا کہ لے لو تم اس کو مجھ سے میں ابن عرقہ ہوں وہ بنو عامر بن لؤی میں سے ایک تھا۔ تو حضرت سعد نے کہا تھا اللہ اس کے چہرے کو آگ میں غرق آلود کرے۔

اے اللہ! اگر آپ نے اس جنگ میں قریش کو کچھ باقی چھوڑا تو مجھے ان کے لئے باقی رکھنا۔ بے شک مجھے کسی قوم کے ساتھ اس قدر جہاد کرنا محبوب نہیں جتنا اس قوم کے ساتھ جہاد محبوب ہے جنہوں نے تیرے رسول کو ایذا پہنچائی ہے اور اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو اس کے شہر سے نکالا ہے۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان رکھ دیا ہے (ختم کر دیا ہے) تو اس جنگ کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنادے۔ اور مجھے موت نہ دے تاکہ بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۰۔۱۸۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے اس تحقیق نے حدیث بیان کی ہے میں جس کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔ اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت سعد کو جو تیر لگا تھا اس دن وہ ابو اسامہ جشمی نے مارا تھا جو کہ بنو مخزومی کے حلیف تھے۔ انہوں نے اس بارے میں شعر کہے تھے ان کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ صفیہ بنت عبدالمطلب حسان بن ثابت کے قلعے میں (حفاظت) تھی اور حضرت حسان ہم لوگوں کے ساتھ تھے۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی تھی۔ صفیہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی آدمی گزرا وہ قلعہ یا حفاظت گاہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ تحقیق محاربہ کی تھا بنو قریظہ نے اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو کچھ تھا انہوں نے کاٹ دیا۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ایک بس نہ رہا جو ہمارا اس سے دفاع کرتا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اپنے دشمن کے سینے پر تھے۔ وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف بھی نہیں لوٹ سکتے تھے۔

اچانک ہمارے پاس کوئی آنے والا آیا تو حسان سے کہا یہ یہودی ہے جو ہمارے خیمے کے گرد گھوم رہا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہو۔ میں بے خوف نہیں ہوں (یعنی مجھے ڈر ہے کہ جا کر اپنے پیچھے یہودیوں کو ہماری کمزوری کی خبر نہ دے۔ جبکہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب مصروف ہیں، ہمارے پاس آنے سے مجبور ہیں۔ آپ اُتر کر اس کی طرف جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ حسان نے کہا اللہ تجھے معاف کرے اے عبدالمطلب کی بیٹی، اللہ کی قسم آپ جانتی ہیں کہ مجھے اس چیز کا اختیار نہیں ہے۔

صفیہ نے کہا جب حسان نے یہ بات کہی تو میں نے اپنے وسط میں سے خود کو گھر کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ اس کے بعد اسی کے سہارے میں نیچے اس کی طرف اُتر گئی۔ پس میں نے اس کو ستون کے ساتھ مار کر قتل کر دیا۔ پھر میں قلعے کی طرف لوٹ آئی، پھر میں نے اس نے سوچا کہ حسان نیچے اُترا اور اس کا سامان لوٹ لے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی اس کا سامان لوٹنے سے مگر یہی کہ وہ آدمی ہے، میں نے کہا اے بنت عبدالمطلب مجھے اس کا سامان لوٹنے کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۲۔۱۸۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۹،۳۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفیہ بنت عبدالمطلب سے اسی کی مثل۔ اور اس نے اس میں سے زیادہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ پہلی عورت ہے جس نے ایک مشرک آدمی کو قتل کیا۔

حضور ﷺ کا مشرکین اور یہودیوں کے لئے بددعا کرنا کہ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عمر نے بن شوذب مقری نے واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، اس نے شعبہ سے، اس نے حکم سے، اس نے یحییٰ بن جزار سے، اس نے حضرت علی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب والے دن ایک راستے پر بیٹھے ہوئے تھے خندق کے راستوں میں سے۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے مشغول کر دیا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ یا یوں کہا تھا کہ ان کے پیٹوں کو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث رودباری کے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۴ ص ۱/۴۳۷)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابوسامہ نے، ان کو عبداللہ بن بکیر نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ عمر بن خطاب یوم الخندق میں جب سورج غروب ہو گیا تھا اس کے بعد قریش کے کفار کو گالیاں دے رہے تھے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ابھی تک۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ اُترا۔ میرا خیال ہے کہ کہا تھا بطحاب کی طرف (مدینہ میں وادی تھی)۔ آپ نے نماز کا وضو کیا۔ ہم لوگوں نے بھی وضو کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی سورج کے غروب ہونے ہونے کے بعد۔ اس کے بعد آپ نے مغرب پڑھی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ہشام دستوائی سے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۰۹ ص ۱/۴۳۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حامد بن ابوحامد مقری نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو ابن ابوذئب نے مقبری سے، اس نے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ خندق والے دن محبوس ہو گئے تھے ظہر عصر مغرب اور عشاء سے، حتیٰ کہ ہماری طرف اس بات کی کفایت کی گئی۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و کفی اللّٰہ المؤمنین القتال و کان اللّٰہ قویا عزیزا ۔

اللہ کی کفایت کی مؤمنو کو قتال سے، اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔

رسول اللہ اُٹھے، بلال سے کہا اس نے اقامت کہی پھر آپ نے ظہر پڑھائی۔ جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے، پھر اس نے اقامت کہی پھر آپ نے عصر پڑھائی جیسے پہلے اس کو پڑھتے رہتے تھے پھر اس نے مغرب کی اقامت کہی پھر آپ نے مغرب پڑھائی جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے عشاء کی اقامت کہی پھر آپ نے عشاء پڑھائی جیسے اس کو پہلے پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا تھا۔ فَرِجَالاً اَوْ رُکْبَانًا ۔ (بقرہ : ۲۳۹)

رسول اللہ ﷺ کی سیاسی تدبیر اور نُعَیم بن مسعود کی کوشش سے
کفار ومشرکین اور یہود کا اتحاد پارہ پارہ ہوا

(۱۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں لوگ ابھی تک حالت خوف میں تھے۔ نعیم بن مسعود اشجعی اچانک رسول اللہ کے پاس آئے، ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ نعیم بن مسعود اشجعی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ بے شک میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میرے بارے میں قوم میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنی بات کا حکم دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ آپ ہمارے اندر ایک آدمی ہے۔ پس رسوا کر ہماری طرف جس قدر تو استطاعت رکھتا ہے سواء اس کے نہیں کہ جنگ تو ایک دھوکہ ہوتی ہے۔ مگر وہ ہمارے لئے کھڑے نہیں ہوسکیں گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جنگ پر ٹھہر سکیں گے۔

لہٰذا نُعیم بن مسعود واپس چلے گئے حتیٰ کہ وہ بنوقریظہ کے پاس آیا اور ان سے کہا اے قریظہ کی جماعت کیونکہ وہ جاہلیت میں ان لوگوں کا دوست تھا۔ میں تمہارا دوست ہوں اور رفیق ہوں تم اس حقیقت کو خوب جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ کی قسم تم لوگ قریظہ والے، قریش اور غطفان محمد ﷺ کے لئے ایک مقام اور مرتبے کے حامل نہیں ہو بے شک یہ شہر تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال ہے اس میں تمہارے بیوی بچے ہیں تمہاری عورتیں ہیں جبکہ قریش اور غطفان کے شہر الگ ہیں تم سے، وہ اپنے شہروں سے آکر تمہارے پاس اُترے ہیں (آج ہیں کل نہیں ہوں گے) اگر انہوں نے فرصت دیکھی تو فرصت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اگر انہوں نے موقع نہ سمجھا تو وہ اپنے اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے اپنے مالوں میں اور اپنی عورتوں میں اپنی اولادوں میں اور تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان علیحدگی چھوڑ جائیں گے۔ پھر تمہیں اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔

لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اگر وہ لوگ یہ کام کریں بھی تو تم لوگ ان کے ساتھ مل کر ایسے ہی نہ لڑو بلکہ تم لوگ ان کے شرفاء میں سے کسی کو بطور رہن زرضمانت اپنے پاس رکھو جس کے ذریعے تم ان سے عہد وپیمان کرو کہ وہ واپس نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کریں گے۔ بنوقریظہ والوں نے اس سے کہا کہ واقعی آپ نے ہمیں صحیح کا مشورہ دیا ہے اور بڑی خیر خواہی کی ہے۔

(یہاں سے اپنا کام کرنے کے بعد) قریش کے پاس گئے۔ لہٰذا ابوسفیان کے پاس اور اشراف قریش کے پاس پہنچے اور کہنے لگے اے قریش کی جماعت! بے شک تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی اور میرے دور ہونے جدار ہنے کو۔ محمد سے بھی اور اس کے دین سے بھی۔ میں تمہارے پاس ایک نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں بشرطیکہ تم اس کو مجھ پر ہی چھپا دینا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تم ایسے ہی کریں گے۔ آپ ہمارے نزدیک مشکوک اور تہمت زدہ تو نہیں ہو۔

اس نے کہا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ بنوقریظہ یہودی ہیں، وہ لوگ نادم ہیں اس پر کہ جو کچھ وہ کر بیٹھے ہیں اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان۔ لہٰذا انہوں نے پیغام بھیجا ہے محمد (ﷺ) کے پاس کہ کیا آپ اس طرح سے ہم سے راضی نہیں ہوں گے کہ ہم قوم قریش سے رہن اور زرضمانت اس کے اشراف میں سے کچھ لوگوں کو لے لیتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ (مل کر) ان کی گردنیں ماریں گے۔ اس بعد ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ان کے خلاف آپ ان کو اپنے شہروں سے نکال دینا۔ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ محمد ﷺ نے یہود کی یہ تجویز مان لی ہے۔ اب آپ لوگ ہوشیار ہو جایئے۔ اگر یہودی تمہارے پاس پیغام بھیج کر تمہارے جوانوں میں سے کچھ افراد مانگیں تو ان کو ایک بھی آدمی نہیں دینا اور بچ کر رہنا۔

اس کے بعد نُعیم بن مسعود بنو غطفان کے پاس گیا اوران کو جا کر کہا، اے بنو غطفان! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں غطفان ہوں اور تم لوگوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس نے ان سے کہا جیسے اس نے قریش کے اس قبیلے سے کہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا، یہ ہفتے کا دن تھا شوال ۵ھ اللہ نے اس دن کو اپنے رسول کے حق میں بنا دیا تھا۔

ابوسفیان نے عکرمہ بن ابوجہل کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے کہتے ہیں کہ گھوڑے اور اُونٹ مر رہے ہیں ہم لوگ رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں یعنی زیادہ دیر ٹھہرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لہٰذا تم لوگ باہر نکلو قلعوں سے محمد (ﷺ) کی طرف ہم اور تم لوگ مل کر اس سے لڑتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب بھیجا کہ ہفتے کے دن ہم لوگ کوئی بھی ایسا کام نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم لوگ : یہ تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ نہیں لڑیں گے جب تک تم لوگ ہمیں اپنے کچھ مردوں کو ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو یعنی بطور زر ضمانت آدمی جمع کروائیں۔ ہم ان کے ساتھ عہد و میثاق پکا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ اور ہم اکیلے محمد (ﷺ) سے لڑتے رہیں۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم اسی بات سے تو نے ہمیں ڈرایا تھا۔

لہٰذا ابوسفیان نے دوبارہ یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ اپنا ایک بھی آدمی تمہارے حوالے نہیں کریں گے اگر تم چاہو تو لڑائی کے لئے نکلو چاہو تو بیٹھے رہو۔ لہٰذا یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی بات تو ہم لوگوں کو نعیم بن مسعود نے بتائی تھی کہ وہ لوگ مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے اگر فرصت ملے گی تو اس کو غنیمت سمجھ کر کچھ کریں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے اپنے شہر کی طرف اور ہمیں محمد (ﷺ) کے مقابلے میں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔ لہٰذا یہودیوں نے پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے جب تک کہ تم ہمارے پاس آدمی رہن کے طور پر جمع نہ کرا دو۔ ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

ادھر اللہ نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں پر شدید ہوا کا جھکڑ چلا دیا اور غطفان پر، اور ہوا کا یہ لشکر جس کو اللہ نے بھیجا تھا، لہٰذا اللہ نے ان کو رسوا کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۳۔۱۸۵)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نعیم بن مسعود افواہیں یا ادھر اُدھر کی باتیں پھیلانے والا آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ بے شک یہودیوں نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ ہم سے اس طرح راضی ہو جائیں تو ہم ایسا کر لیتے ہیں کہ آپ بطور رہن کے کچھ آدمی قریش کے اور غطفان کے لے لیں ان کے شرفاء میں سے تو وہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ ان کو قتل کر دینا۔

وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے اُٹھا اور ان لوگوں کے پاس گیا۔ ان کو اس بات کی خبر دی جب نُعیم پیچھے کو لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ در حقیقت دھوکہ دے کر جیتی جاتی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۸ ص ۱۳۶۲)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد مصری نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، ان کو ابومعاویہ ضریر نے، ان کو اعمش نے مسعود بن مالک سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نُصِرتُ بِالصَّبَا وَاُهلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ ۔

مشرق کی طرف سے مسلسل چلنے والی ہوا کے ساتھ میری مدد کی گئی تھی اور جب قوم عاد اس کے مقابل سے یعنی مغرب سے چلنے والی تیز و تند ہوا کے ساتھ ہلاک کی گئی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (مسلم کتاب الاستقاء۔ حدیث ۱۷ص ۶۱۷)

اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث مجاہد سے اس نے ابن عباس سے۔

(بخاری کتاب الاستقاء۔ باب قول النبی ﷺ نصرت بالصباء۔ مسلم کتاب صلوٰۃ الاستقاء۔ حدیث ۱۷ ص ۶۱۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابونجیاح سے، اس نے مجاہد سے، اللہ کے اس کے اس فرمان کے بارے میں :

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

فرمایا کہ اس سے مراد بادِ صبا ہے جو مشرقی ہوا جو یوم خندق میں چلائی گئی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۴)

یہاں تک کہ ان کی ہنڈیا اُلٹ دی تھیں اور اس ہوا نے ان کے خیمے اُکھاڑ پھینکے تھے۔ اور

وَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۔

اس سے مراد فرشتے ہیں۔ فرمایا کہ مگر ملائکہ نے اس دن قتال نہیں کیا تھا۔

باب ۷۰

حضور ﷺ کا حضرت حذیفہ بن یمان کو مشرکین کے لشکر کے پاس بھیجنا

اور ان کے لئے آثار نبوت کا ظہور ہونا اور مشرکین پر اس رات بھر ہوا کا چلنا اور لشکر کا آنا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے قول کی تصدیق کرنا اس بارے میں جو حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا قید ہونے سے اور سردی لگنے سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم تیمی سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حذیفہ بن یمان کے ہاں تھے تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا تو میں ان کے ساتھ مل کر قتال کروں گا اور آپ کی نصرت میں مبالغہ کروں گا یعنی خوب ان کی اور اصحاب کی نصرت کروں گا۔ چنانچہ حذیفہ نے اس سے کہا کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟

البتہ تحقیق میں نے خود کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ احزاب والی رات، اس رات کے اندر جو شدید ہوا والی رات تھی اور شدید سردی میں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قوم کی خبر لے کر آئے یعنی مشرکین کی رپورٹ لے کر آئے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ ہم لوگ خاموش ہوگئے، ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر دوسری بار آپ نے فرمایا، پھر تیسری بار اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمانے لگے اے حذیفہ! آپ جائیے، ہمارے پاس ان لوگوں (کفار و مشرکین) کی خبر لے آئیے۔ لہٰذا جب آپ ﷺ نے مجھے میرے نام کے ساتھ مخصوص کر کے فرمایا تو میں نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ مگر آپ نے فرمایا جائیے میرے پاس قوم کی خبر لے کر آؤ لیکن ان کو محمد پر تحریک نہ دینا، مطلب ہے کہ تم پکڑے نہ جانا کیونکہ اگر تم پکڑے گئے تو اس کا نقصان ہمیں اُٹھانا پڑے گا کیونکہ تم ہمارے نمائندہ اور رفیق ہو۔

کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوگیا۔ایسے لگا جیسے میں حمام (گرم غسل خانے میں) چل رہا ہوں (یعنی مجھے وہ سردی محسوس ہی نہ ہوئی)۔ لوگ جس سردی سے پریشان تھے اور نہ ہی اس شدید ہوا سے مجھے کچھ سردی لگی بلکہ مجھے نبی کریم ﷺ کی اجابت کرنے کی برکت سے اللہ نے سب چیز سے عافیت دے دی۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اس وقت ابوسفیان اپنی پیٹھ سینک رہا تھا آگ کے ساتھ۔ میں نے اپنا تیر اپنی کمان کے جگر میں رکھا اور میں نے چاہا کہ میں اس کو ماردوں مگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ تم ان کو میرے خلاف موقع نہ دینا اگر میں اس کو تیر مار دیتا تو میں اس کا کام تمام کر دیتا۔

کہتے ہیں کہ میں واپس لوٹ آیا ایسے جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، بعد میں مجھے سردی محسوس ہوئی جب میں فارغ ہوگیا اور ٹھنڈا ہوگیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی وہ اضافی جیکٹ پہنائی جو آپ کے جسم اقدس پر تھی جس میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ لہٰذا میں صبح تک سوتا رہ گیا۔ جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھ جا،اے، بہت نیند کرنے والے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اور اسحاق بن ابراہیم سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۹ ص۱۴۱۴)

رسول اللہ کی دعا سے سردی کا نہ لگنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم بن دکین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن عبداللہ بن ابو بردہ نے موسیٰ بن ابوالمختار سے، اس نے بلال عیسیٰ سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، یہ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ادھر اُدھر ہو گئے تھے جنگ احزاب والی رات میں، ان کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں سردی کی وجہ سے گھٹنے سکیڑے بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اُٹھئے اے ابن یمان۔ آپ احزاب کے لشکر کی طرف جایئے اور جا کر ان کا حال دیکھئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں کھڑا ہوا آپ کے آگے مگر آپ سے حیا کرتے ہوئے سردی کی وجہ سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے ابن ایمان چلئے تمہارے اُوپر کوئی خطرہ نہیں ہے نہ گرمی کا نہ سردی کا۔ یہاں تک کہ آپ واپس میرے پاس آ جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ میں ان کے لشکر کی طرف گیا، میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ جلائے بیٹھا ہے اور اس کے گرد ایک جماعت ہے اور احزاب (جماعتیں اور لوگ) اس سے تتر بتر ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں جا کر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے محسوس کر لیا کہ ان میں کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے، لہٰذا اس نے کہا تم میں سے ہر شخص اپنے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ کر رکھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے اپنا دایاں ہاتھ دائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور بایاں ہاتھ بائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ میں کچھ دیر اسی طرح ان کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد میں اُٹھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل آیا اور میں رسول اللہ کے پاس آ گیا۔ حضور کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے قریب ہونے کا اشارہ کیا، میں قریب ہوگیا پھر دوبارہ انہوں نے اور قریب ہونے کا اشارہ کیا میں اور قریب ہوگیا، حتیٰ کہ حضور ﷺ نے میرے اُوپر وہ کپڑا ڈالا جو حضور ﷺ کے جسم اطہر پر تھا جس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابن ایمان بیٹھئے کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگ ابوسفیان کے ہاں سے بھاگ گئے ہیں، یعنی اس کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے ہیں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ایک گروہ کے جو کہ دس بارہ آدمیوں پر مشتمل ہے جو کہ آگ جلائے بیٹھے ہیں ابوسفیان انہیں میں بیٹھا ہے۔ اللہ نے اس پر سردی انڈیل دی ہے جیسے اس نے ہمارے اُوپر انڈیلی تھی۔ لیکن ہم اللہ سے اس چیز کی امید رکھتے ہیں جس کی امید وہ نہیں رکھتا۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم دار بردی نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے، ان کو عکرمہ بن عمار محمد بن عبید ابوقدرحہ حنفی نے

عبدالعزیز بن رضی حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی خلوت کا ذکر کیا ہے، اس کے رفقاء نے کہا خبردار اللہ کی قسم اگر ہم ان میں حاضر ہوتے تو ہم ایسا کرتے ایسا کرتے۔ حذیفہ نے کہا اس کی تمنا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو احزاب والی رات دیکھا تھا کہ ہم لوگ صف باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے ابوسفیان اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے احزاب میں سے، وہ ہمارے اُوپر تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہم سے نیچے کی جانب تھے۔ ہم اپنی اولادوں پر ان سے ڈرتے تھے ہمارے اُوپر ایسی کوئی رات نہیں آئی تھی مگر شدید اندھیری تھی اور نہ ایک زیادہ شدید باعتبار ہوا کے، اس کی ہوا کی آوازیں، بجلی کی کڑک کی مثل تھیں اور ان میں سخت اندھیرہ تھا، اس قدر کہ ہم میں سے کوئی آدمی اپنی اُنگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منافق قسم کے لوگ نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں حالانکہ وہ خطرے میں نہیں تھے۔ جس نے بھی ان میں سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی، آپ ان کو اجازت دیتے تھے اور وہ کھسک جاتے تھے ہم لوگ تین سو کے لگ بھگ تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے ایک ایک آدمی کے پاس یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میرے اُوپر دشمن سے بچنے کے لئے کوئی ڈھال وغیرہ نہیں تھی۔ اور نہ ہی سردی سے بچنے کے لئے کوئی شئی۔ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ حضور ﷺ میرے پاس پہنچے تو میں اپنے گھٹنوں کے اُوپر دوزانوں بیٹھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حذیفہ؟

کہتے ہیں کہ میں اور سکڑ کر زمین سے قریب ہو گیا مگر میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! اس لئے کہ میں موسم کی وجہ سے اُٹھنا پسند نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قوم مشرکین میں کوئی خیر کی بات ہونے والی ہے تم جاؤ کوئی خبر میرے پاس لے کر آؤ قوم کی۔ کہنے لگے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سردی بھی سب سے زیادہ لگتی تھی۔ لہٰذا میں نکل گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اللّٰهم احفظه من بين يديه ۔ و من خلفه و عن يمينه و عن شماله و من فوقه و من تحته ۔

اے اللہ! اپنے سامنے اس کی حفاظت فرما، اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے، اس کے دائیں سے اور اس کے بائیں سے اور اس کے اُوپر سے اور اس کے نیچے سے۔

کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے نہ پیدا کیا کوئی خوف میرے دل میں اور نہ ہی کوئی سردی، مگر سب کچھ خوف وغیرہ میرے دل سے نکل گیا کچھ بھی اس میں سے میں نے نہ پایا۔

کہتے ہیں جب واپس لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا حذیفہ کہ ان لوگوں کو کوئی بات یہاں کی نہ بتانا واپس آنے تک بھی۔ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، حتیٰ کہ میں قوم کے لشکر کے قریب ہوا۔ میں نے آگ کی روشنی میں جو انہوں نے جلائی ہوئی تھی۔ ایک موٹا کالا آدمی اپنے آگ پر گرم کر کے اپنی کوکھ پر پھیر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کوچ کرو کوچ کرو یہاں سے۔ میں نے اس سے قبل ابوسفیان کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اپنی ترکش سے تیر نکالا سفید پروں والا، اسے میں نے کمان کے جگر پر رکھا تا کہ میں آگ کی روشنی میں اس پر تیر چلا دوں، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آگئی کہ کوئی بات نہ کرنا میرے پاس واپس آنے تک، پھر میں رُک گیا اور میں نے اپنا تیر واپس نکال لیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو شجاعت دی، دل کو مضبوط کر کے ان کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر میرے قریب جو لوگ تھے وہ بنو عامر کے لوگ تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اے آل عامر کوچ کرو کوچ کرو نکل چلو تمہارے ٹھہرنے کی اب جگہ نہیں ہے اور لشکر کو شدید ہوا نے گھیر لیا تھا جو کہ ان کے لشکر سے ایک بالشت بھر آگے نہ بڑھتی تھی۔

اللہ کی قسم میں نے ان کے سامان پر شدید ہوا سے پتھروں کے گرنے کی آواز خود سُنی تھی۔ ہوا نے ان کو پریشان کر دیا تھا وہ ان کو پتھر مار رہی تھی، پھر میں یہ کوچ والی خبر سُن کر واپس حضور ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ جب آدھا راستہ طے ہو گیا اس کے قریب قریب میں نے تقریباً

بیں گھڑسوار دیکھے جو رات کے اندھیرے میں جارہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ تم اپنے صاحب کو خبر دے دینا کہ اللہ نے اس کے لئے (کفار ومشرک) قوم سے کفایت کردی ہے (یعنی اللہ نے حضور ﷺ کی طرف سے خود ہی ان سے نمٹ لیا ہے)۔

وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا۔آپ چادر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔اللہ کی قسم جیسے میں لوٹا تو میرے پاس سردی بھی لوٹ آئی۔لہٰذا میں سردی سے تھرتھر کانپنے لگا۔حضور ﷺ نے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا،آپ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کے قریب ہوگیا۔لہٰذا آپ نے اپنی وہ چادر مجھ پر لٹکادی اور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو امر مشکل آن پڑتا تو آپ نماز پڑھنا شروع کردیتے۔میں نے حضور کو ان لوگوں کی خبر سُنائی اور میں نے بتایا کہ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ کوچ کررہے تھے۔اللہ نے آیت اُتاری :

یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذجآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

اے اہل ایمان! اللہ کی نعمت یاد کرو تمہارے اُوپر جب تمہارے پاس میں لشکر آن پہنچے تھے ہم نے ان پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور لشکر بھی جس کو تم لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۱۴۔۱۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے، ان کو محمد بن مسلم بن وارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قید نہ کردیا جاؤں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں تم قید کئے جاؤ گے۔میں نے کہا آپ مجھے حکم فرمادیجئے جو کچھ آپ چاہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور لوگوں میں داخل ہوجاؤ اور قریش کے پاس جاکر کہو، اے قریش کی جماعت حقیقت یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو کہیں کہ کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہے لوگوں کی قیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ پھر تمہیں آگے کردیں اور تم جنگ وقتال سے دوچار ہوجاؤ۔اور تمہارے اندر قتل واقع ہوجائیں۔پھر بنوکنانہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ حقیقت اس طرح ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ بنوکنانہ کہ جب صبح ہو تو لوگ کہیں بنوکنانہ کہاں ہے؟

کہاں ہیں ماہر تیرانداز؟ مگر وہ تمہیں گم پائیں؟ تم جنگ میں جھونک دیئے جاؤ پھر تمہارے اندر قتل ہوں۔اس کے بعد بنوقیس کے پاس جاؤ اور جاکر کہو، اے قیس کی جماعت لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو وہ یوں کہیں کہاں ہیں بنوقیس؟ کہاں ہے گھوڑوں کی پشت سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ پھر وہ تمہیں آگے کردیں اور جنگ وقتال میں لگ جاؤ اور تمہارے اندر قتل ہوں۔اپنے ہتھیار کو استعمال بالکل نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آجاؤ اور مجھے دیکھ لو۔

لہٰذا میں چل پڑا میں ان لوگوں میں داخل ہوگیا، میں نے بھی جاکر ان کے ساتھ آگ سینکنا شروع کردی ان کے آگ کے الاؤ پر اور میں نے باتیں بھی پھیلانا شروع کردیں جن کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، حتیٰ کہ جب سحر قریب ہوگیا تو ابوسفیان کھڑا ہوگیا۔اس نے لات اور عزیٰ کی پکار کی ان کی دہائی دی اور خوب شرک کیا۔پھر کہا کہ کوئی آدمی دیکھے محمد بن یزید بن اسنان رکھاوی کو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد بن خالد نے علقمہ بن مرشد سے، اس نے عمران بن سریع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔اس نے طویل حدیث ذکر کی تھی اور اس میں اس نے نبی کریم ﷺ کی دعا بھی ذکر کہ نہ حفاظت کی۔اور ذکر کیا کہ علقمہ بن عُلاثہ نے آواز لگائی، اے عامر بے شک ہو، اس نے مجھ سے لڑائی کی ہے اور میں پیٹھ کے بل ہوں ان لوگوں کو سخت ہوا نے پکڑ لیا تھا اور اس کے اصحاب نے چیخ ماری۔ابوسفیان نے جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کو حکم دیا کہ بس وہ سامان لادیں۔ان لوگوں نے سامان لادا جیسے وہ سامان تیار کررہے تھے تو ویسے ہوا ان پر غالب آرہی تھی ان کے بعض سامان پر۔

لہٰذا علقمہ بن مرثد نے کہا عطیہ کابلی سے، وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ بات بھی تھی کہ جب حذیفہ واپس لوٹے تھے تو وہ حضور ﷺ کے اور مشرکین کے درمیانی مسافت میں اس کا گزر ایک گھوڑے کے پاس سے ہوا۔ اس لئے دو گھوڑے سوار نمودار ہوئے تھے۔ انہوں نے کہ تم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان کو جا کر خبر دو کہ اللہ نے ان کی جان چھڑا دی ہے ان کفار و مشرکین سے لشکر کے سبب اور شدید ہوا کے سبب۔ پھر حذیفہ نے یہ آیت تلاوت کی :

فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

اسی طرح ہمیں خبر دی محمد بن یزید نے اس میں جو اس نے حدیث پہنچائی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا، اے حذیفہ ہم لوگ اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری صحبت کی شکایت کریں گے۔ آپ لوگوں نے ان کو پالیا تھا جبکہ ہم نے ان کو نہیں پایا، نہ ہی ہم نے ان کو دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے جواب میں کہا کہ ہم لوگ بھی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں گے تمہاری کہ تم ان کے ساتھ ایمان لے آئے حالانکہ تم نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے اے بھتیجے اگر آپ ان کو پالیتے تو آپ کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ کیسے ہوتے؟

البتہ تحقیق ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا تھا خندق والی رات جو سخت سردی کی رات والی رات تھی۔ حالانکہ ابوسفیان اور اس کے ہمنوا ایک میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے اس وقت فرمایا کونسا آدمی جاتا ہے وہ ہمارے لئے کفار کی خبر لے آئے، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ کونسا جوان ہے جو چاہتا ہے جا کر ہمارے لئے کفار و مشرکین کی خبر لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں میں سے کوئی آدمی نہ اُٹھا سخت سردی کی وجہ سے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کونسا آدمی جو چاہتا ہے اور کفار و مشرکین کی خبر لے آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی نہ اُٹھا (اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رسول مصطفیٰ نہیں بلکہ اختیاری تھا تاکہ صحابہ پر عدم اجابت رسول کا اعتراض نہ ہو جائے)۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ حذیفہ کو بھیج دیجئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ جائیں گے؟ میں نے کہ اللہ کی قسم مجھے پرواہ نہیں ہے کہ مجھے کوئی قتل کر دے۔ میرے پاس بیٹھا ہوا۔ میں پہنچ گیا تو میرے قریب ان لوگوں میں سے ایک آدمی تھا وہ آگ سینک رہا تھا میں نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس خوف سے کہ وہ مجھے نہ پکڑ لے۔ میں نے اس سے پاچھا کہ کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا اچھا ہے۔

جب صبح ہو گئی تو اس نے آواز دی کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ رہے ہم موجود ہیں یہ وہی تو ہے جس کو ہم لوگ شام کو ساتھ لائے تھے۔ کہاں ہیں بنوکنانہ؟ کہاں ہیں تیرانداز؟ وہ بولے یہ رہے موجود ہیں۔ یہ وہ ہیں جو کل شام کو ہم ساتھ لائے تھے کہاں ہیں بنوقیس گھوڑوں پر پیٹھ سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ وہ بولے ہم حاضر ہیں، یہ وہ ہیں جس کو کل ہم گذشتہ شام کو لائے تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو بے یار و مددگار چھوڑ گئے الگ ہو گئے، ایک دوسرے کو رسوا کر دیا۔ اللہ نے ان پر شدید ہوا بھیجی کہ اس نے نہ ان کی کوئی دیوار چھوڑی مگر اس کو گرا دیا، نہ کوئی برتن چھوڑا مگر اسے اُلٹ دیا، حتیٰ کہ میں نے ابوسفیان کو دیکھا وہ بوکھلا کر چھلانگ لگا کر بیٹھے ہوئے پیروں، رسی سے بندھے ہوئے اُونٹ پر چڑھ بیٹھا اور اس کو اُٹھانے اور چلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ بے چارہ اُٹھ ہی نہ سکا۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں کوئی کاروائی نہ کروں اپنے ہتھیار کے ساتھ تو میں اس کو قریب سے تیر مار کر ہلاک کرسکتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آیا۔ میں حضور کو ابوسفیان کے بارے میں اُونٹ پر بیٹھنے والی خبر دے رہا تھا اور حضور ہنستے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے نوک والے دانت دیکھے۔

(دلائل ابی نعیم ۴۳۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۸۶/۳۔۱۸۷۔ سیرۃ الشامیہ ۵۴۷/۴۔۵۴۹)

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا احزابِ کفار و مشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن ماتی سبیعی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو عبداللہ بن ابوروفی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب (کفار و مشرکین و یہود) کے خلاف بددعا فرمائی تھی :

اللھم منزل الکتاب سریع الحساب ھازم الاحزاب ۔ اللھم اھزمھم و زلزلھم ۔

اے اللہ! قرآن کو نازل کرنے والے، بہت جلد حساب لینے والے لشکروں کو شکست دینے والے اے اللہ! ان کو شکست دے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۴۰۶/۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۱۳۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۔ اَعَزَّ جُنْدَهٗ ۔ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اسی نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اکیلا تمام گروہ پر غالب آیا۔ اس کے بعد کوئی شئی باقی نہیں رہے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۴۔ فتح الباری ۴۰۶/۷)

☆☆☆

باب ۴۷

تمام احزاب کے چلے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ کا فرمان

کہ اب ہم ان کفار ومشرکین کے ساتھ لڑیں گے، وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے

لہٰذا حقیقت میں ایسا ہی ہوا

(۱) ہمیں خبردی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد فضل قطان نے بغداد میں، کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حرب نے، ان کو ابوداؤد حفری نے، ان کو سفیان نے (ح)۔ اور ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر بن درستومیہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے اور قبیصہ نے، ان کو سفیان نے اسحاق سے، اس نے سلیمان بن صُرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا جنگ احزاب والے دن اب کے بعد ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبردی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عروہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خالد وہبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے سلیمان بن صرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب احزاب یعنی تمام گروہ ان سے چلے گئے تھے کہ اب ہم نے ان کے ساتھ جہاد کریں گے وہ ہم سے نہیں لڑیں سکیں گے، ہم خود چل کر ان کی طرف جائیں گے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن آدم کی حدیث سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۳) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، آپ نے فرمایا کہ جب خندق والے دن خندق سے واپس لوٹ گئے یعنی جن لوگوں سے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اس روایت کے مطابق جو ہم کو پہنچی تمہارے اس مسلسل کے بعد قریش ہرگز تم سے نہیں لڑنے آئیں گے بلکہ اب تم خود ان سے لڑنے جاؤ گے۔ لہٰذا حقیقتاً واقعی اور نفس الامری میں ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد قریش ان سے یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہ آسکے۔ حضور ﷺ خود ہی اس کے بعد ان سے غزوہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے لئے مکہ فتح کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۰۶)

☆☆☆

باب ۴۳

۱۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔
عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان دوستی اور محبت ڈال دے، جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

۲۔ اور رسول اللہ ﷺ کا اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ عقد نکاح کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن خلف بن مرزبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور رمادی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزید عبدالرحمن بن محمد قاضی نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عیسیٰ بن یزید نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں:

عسى اللّٰه ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة۔
عین ممکن کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان اُلفت ومحبت پیدا کردے جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

ابن عباس نے فرمایا کہ وہ محبت ومودۃ وہ تھی جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کردی تھی وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا عقد نکاح کردینا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۱۸/۵۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳)

لہٰذا وہ اُم المؤمنین بن گئیں۔

وصار معاوية خال المؤمنين۔
اور حضرت معاویہ مسلمانوں کے ماموں بن گئے۔

اور کلبی کی روایت میں اسی طرح ہے۔ اور ہمارے علماء اس طرف گئے ہیں یعنی علماء شوافع اس لئے کہ مصنف شافعی المسالک بھی۔ کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو ازواج سے آگے متعدی نہیں کیا جائے گا، بس وہ مؤمنین کی مائیں بن گئیں تحریم وحرمت کے اندر۔ اور یہ حرمت ان کے بھائیوں اور بہنوں کی طرف متعدی نہیں ہوگی نہ ہی ان کی بیٹیوں تک متعدی ہوگی۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن مبارک معمر نے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے اُم حبیبہ سے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ نجاشی کی طرف کوچ کر گیا تھا اور وہاں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے اُم حبیبہ کے ساتھ عقد کرلیا تھا۔ جب وہ حبشہ کی سرزمین پر تھیں اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجاشی نے ہی عقد کرادیا تھا اور اس کا مہر اس نے خود ہی چار ہزار درہم ادا کیا تھی اور اُم حبیبہ کو اس نے حضور کے ساتھ عقد کرنے کے بعد شرجیل کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اپنی طرف سے نجاشی نے محترمہ کو سامان تیار کرکے دیا تھا (جہیز)۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں پر ام حبیبہ کے پاس کچھ بھی نہیں بھیجا تھا اور دیگر ازواج رسول کی مہریں چار سو درہم تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳)

فائدہ: سیدہ اُم حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب تھا اور ایک قول یہ ہے کہ نام ھند تھا مگر مشہور رملہ ہے یہی صحیح ہے اہل علم کے نزدیک۔ مترجم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بنی اسد بن حزیمہ سے عبیداللہ بن جحش ارض حبشہ میں بحالت عیسائیت فوت ہو گئے تھے جبکہ ان کی عورت اُم حبیبہ بنت ابوسفیان بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا نام رملہ تھا اس کے بعد دوسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا۔

علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ عروہ کا یہ قول کرنا کہ حضرت عثمان نے اُم حبیبہ کا عقد رسول اللہ سے کروایا تھا یہ قول غریب ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان حبشہ سے واپس لوٹ آئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضور نے ان کو ان کی زوجہ رقیہ کی تیمارداری سپرد کی تھی۔

حضور ﷺ کا نکاح اُم حبیبہ کے ساتھ عثمان بن عفان نے ارض حبشہ میں کر دیا تھا۔ اُم حبیبہ کی ماں صفیہ بنت ابوالعاص عفان بن ابوالعاص کی بہن تھی جو کہ حضرت عثمان کی پھوپھی تھی۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ وہ شخص جو اُم حبیبہ کے نکاح کا ولی بنا تھا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا اس کا نام خالد بن سعید بن العاص تھا۔ عمرو بن اُمیہ اور ضمری نکاح کا پیغام لے کر گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

شاہ حبشہ نجاشی نے بنت ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ سے عقد کر دیا تھا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابوجعفر محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ اس نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا حضور کے بیاہ کر دیا تھا اور اس نے خود ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چار سو دینار (مہر کے) دے دیئے یا روانہ کر دیئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۴۳/۴)

نجاشی نے اُم حبیبہ کو رسول اللہ ﷺ سے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن حارث اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن حیان اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بکار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو بن زہیر سے، اس نے اسحاق بن عمرو سے یہ کہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان فرماتی تھیں مجھے معلوم نہیں تھا حالانکہ میں ارض حبشہ میں تھی مگر نجاشی نے نمائندہ کے ساتھ (وہ ایک لڑکی تھی اسے ابرہ کہا جاتا تھا وہ نجاشی کے کپڑوں کی تیاری اور اس کے تیل وغیرہ کی ذمہ داری پر مقرر تھی) ایک دن اس نے مجھ سے آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ آ کر کہنے لگی کہ بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دوں۔

میں نے اس لڑکی سے کہا اللہ تجھے خوشخبری سنائے کسی خیر کی۔ وہ کہنے لگی کہ بادشاہ تم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی آدمی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کر دیجئے جو آپ کی طرف سے وکیل بن کر رسول اللہ کے ساتھ بیاہ دے یعنی آپ کا ان سے نکاح کر دے۔ میں نے خالد بن سعید کو بلا کر اس کو وکیل مقرر کر دیا۔

سیدہ اُم حبیبہ نے اس رشتے سے خوش ہوکر پیغام لانے والی کو مالا مال کر دیا تھا

اور میں نے خوشی سے ابرہ نامی لڑکی کو چاندی کے دو کنگن دیئے، چاندی کی دو پازیب دیں جو میں نے پہن رکھے تھے اور چاندی کی انگوٹھیاں دیں جو میرے دونوں پیروں کی اُنگلیوں میں پہنی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ اس نے مجھے یہ خوش خبری آ کر دی تھی۔ جب اس دن شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو حکم دیا اور ان کو بھی جتنے مسلمان وہاں پر موجود تھے اس عظیم نکاح میں شرکت کے لئے۔

نجاشی نے اُم حبیبہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا

نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا تھا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ وَاِنَّهُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيَانَ ۔ فَاَجَبْتُ اِلٰى مَادَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ وَاُصْدِمُهَا اَرْفَعَ مِأَتَةِ دِيْنَارٍ ۔

ثم سكب النجاشی الدنانير بين يدی القوم ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو انتہائی مقدس بادشاہ ہے سلامتی دینے والا، پناہ دینے والا، غالب ہے، زبردست ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ وہی ہیں جس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ امابعد بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس خط لکھا کہ میں ان کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا رشتہ و بیاہ کرادوں۔ میں نے ان کی بات مان لی جس کی طرف مجھے بلایا ہے رسول اللہ ﷺ نے اور میں نے اس کو چار سو دینار مہر میں دی ہے۔

یہ کہہ کر نجاشی نے دنانیر لوگوں کے آگے اُنڈیل دیئے .... اتنے میں خالد بن سعید نے کلام کیا اور اس نے یوں خطاب کیا۔

خالد بن سعید کا خطبہ

الحمد لله احمدهٗ واستغفره واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله ارسله بالهدیٰ ودين الحق ليظهره علی الدين كله ولو كره المشركون امابعد، فقد اجبت الیٰ مادعا اليه رسول الله وزوجته بنت ابی سفيان فبارك لرسوله ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے بخشش مانگتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے اس کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ادیان پر غالب کردے۔ اگرچہ مشرک ناپسند بھی کریں۔ امابعد تحقیق میں نے اجابت کی ہے یعنی بات مان لی ہے اس چیز کی طرف جس کی طرف رسول اللہ نے حکم فرمایا ہے اور میں نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا ان کے ساتھ بیاہ کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس عقد اور شادی کو اپنے رسول کے لئے مبارک بنائے (اس طرح یہ نکاح ہوگیا)۔

اگلے لمحے نجاشی نے مہر والے دینار خالد بن سعید کے حوالے کر دیئے انہوں نے لے لئے۔ اس کے بعد لوگوں نے اُٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ نجاشی نے کہا کہ نہیں آپ لوگ سب بیٹھے رہیں۔ بے شک انبیاء کی سنت ہے کہ تم جب شادی بیاہ کرو تو شادی بیاہ پر کھانا کھلایا جائے۔ پھر اس نے کھانا منگوایا سب نے کھانا کھایا اس کے بعد چلے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳۔۱۴۴)

ابوعبداللہ بن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے ان کا بیان حضور کے ساتھ کردیا تھا ۶ھ میں اور نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ نکاح کیا تھا ۴ھ میں۔ اور محمد بن اسحاق بن یسار اس طرف گئے ہیں کہ آپ نے اُم حبیبہ کے ساتھ شادی کی تھی اُم سلمہ کے ساتھ شادی سے پہلے وہ زیادہ مناسب ہے۔

☆☆☆

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا

اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ شادی کرنا اور حضور ﷺ نے اُم سلمہ کے لئے دعا فرمائی جس کی قبولیت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول نے اُم حبیبہ کے بعد اُم سلمہ کے ساتھ عقد نکاح کیا تھا یعنی ہند بن ابو اُمیہ۔ اس سے قبل وہ ابوسلمہ کے ہاں تھی یعنی عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ وہ سب کے ساتھ ہجرت کر کے ارض حبشہ پر گئے تھے، اس کے بعد دونوں مدینے میں آ گئے تھے۔ لہٰذا ان کو زخم لگا تھا اُحد میں۔ لہٰذا وہ اسی زخم میں فوت ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ شوال میں شادی کی تھی اور شوال میں ہی اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

حضرت اُم سلمہ کا رسول اللہ سے نکاح کے بعد عزت میں اضافہ .... (۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حبیب بن ابو ثابت نے یہ کہ عبدالحمید بن عبداللہ بن ابوعمرو نے اور قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے اس کو خبر دی کہ ان دونوں نے سنا ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے، وہ خبر دیتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول نے اس کو خبر دی کہ وہ جب مدینے میں آئی تو اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ ابو اُمیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہے مگر ان لوگوں نے اس بات کو نہ مانا، یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگ حج پر آنے کے لئے تیار ہوئے تو کہنے لگے کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس خط لکھیں، میں نے ان کو لکھ دیا ہے۔ پھر وہ مدینے میں آئے تو میرے بارے میں تصدیق کر کے گئے۔ لہٰذا ان کی عزت مدینے والوں کی نظر میں دوبالا ہو گئی۔

اُم سلمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے فاطمہ کو جنم دیا تو اس کے بعد میرے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، انہوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے جواب دیا کہ میری جیسی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ میرے بچے نہیں ہوں گے (یا بچہ جننے کی حالت میں نہیں ہوں)۔ اور دوسری بات یہ کہ میں بہت زیادہ غیرت کرتی ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ حضور نے فرمایا، جہاں تک بات ہے بچوں کی تو میں بڑا بہت بڑا ہوں اور جہاں تک بات ہے غیرت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے گا۔ باقی رہا عیال دار ہونا تو وہ عیال اللہ کے رسول کے سپرد ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضور ﷺ جب ان کے پاس آتے تھے تو فرماتے تھے، کیسی ہیں آپ اے زناب، کہاں ہیں زناب۔ چنانچہ عمار بن یاسر آئے تھے، حضور ﷺ نے آپ کو باہر کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہی منع کرتی ہے رسول اللہ کو حالانکہ وہ اس کو دودھ پلاتی تھیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ کہاں ہے زناب، وہ کہنے لگی قریبہ بنت ابو اُمیہ اور اس سے موافقت کی تھی جب لے لیا تھا ان کو عمار بن یاسر نے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے پاس آج رات کو آؤں گا۔ کہتی ہیں کہ میں نے چکی تیار کر لی اور میں نے جَو کے دانے بھی نکال کر رکھ دیئے جو کہ ایک تھیلی میں تھے اور میں نے چربی نکال کر اس کو نچوڑا۔ آپ تشریف لائے رات گزاری، آپ نے صبح کی تو فرمایا جب صبح کر لی بے شک تیرے لئے اہل خانہ پر ایک عزت وشرافت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں ساتویں دن تمہارے پاس آنے کی باری مقرر کر دیتا ہوں، اگر میں ساتویں دن کی باری مقرر کر دوں تو میں اپنی ساری راتوں کی باری ساتویں دن مقرر کر دوں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۱/۴)

(۴) ہم نے روایت کی ہے عمر بن ابو سلمہ سے اس حدیث میں یہ کہ نبی کریم نے فرمایا تھا اُم سلمہ سے بہر حال جو آپ نے اپنی غیرت کی بات کا ذکر کیا ہے تو بے شک میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کو دور کر دیں گے تم سے۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد وہ عورتوں میں اسطرح تھیں جیسے یہ ان میں سے ہے ہی نہیں اور وہ قطعاً اس طرح اپنے اندر غیرت نہیں پاتی تھیں جو عورتیں اپنے اندر غیرت کا جذبہ پاتی ہیں۔

باب ۷۵

حضور ﷺ کا سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ شادی وعقد کرنا

حضور ﷺ کے ساتھ زینب بنت جحش کی شادی اُم سلمہ کے بعد ہوئی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر شادی کی رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے بعد زینب بنت جحش کے ساتھ، جو کہ عبداللہ بن جحش کی بہن تھی۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ کی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور وہ اس سے قبل حضور ﷺ کے غلام زید بن حارثہ کے پاس تھی۔ اللہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ رسول اللہ انتقال فرما گئے لیکن ان سے آپ کی اولاد نہ ہو سکی۔ انہیں کا لقب اُم حکم تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۴)

زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ نے آسمان پر کیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابومحمد عبداللہ احمد بن سعد حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت بنانی سے، ان کو انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زینب کی شکایت لائے۔ رسول اللہ یہ فرمانے لگے:

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ سے ڈریں اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں (یعنی طلاق وغیرہ نہ دیں)

حضرت انس ؓ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسی بات کو چھپاتے ۔سیدہ زینب ازواج رسول پر فخر کیا کرتی تھیں ۔فرماتی تھیں تم لوگوں کا بیاہ تمہارے گھر والوں نے کیا تھا اور مجھے اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر بیاہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد سے اس نے محمد بن ابوبکر سے ۔(بخاری کتاب التوحید ۔فتح الباری ۱۳/۴۰۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن دینار العدل نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن فضل البجلی نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے ،ان کو حماد بن زید ثابت سے ،اس نے انس سے ،وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زینب بنت جحش کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اَمسِكَ عَلَيكَ اَهلَكَ

اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی روک کر رکھئے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

وَتُخفِي فِي نَفسِكَ مَا اللّٰهُ مُبدِيهِ ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۳۷)

اے پیغمبر آپ اپنے دل میں جس بات کو چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے ،اس یحییٰ بن منصور سے ،اس نے حماد سے مختصراً ۔
(کتاب التفسیر ۔فتح الباری ۹/۵۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال نے ،ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن حدنان سے ،وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے کہا کہ حضرت حسن کیا کہتے ہیں اس آیت کے بارے میں :

وَتُخفِي فِي نَفسَكَ مَا اللّٰهُ مُبدِيهِ

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ،نہیں بلکہ اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو معلوم کرا دیا تھا کہ زینب عنقریب ان کی بیوی ہوگی ۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۵)

حضرت زینب کا دیگر ازواج پر فخر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید صفار نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے ،ان کو ابونعیم نے ،ان کو عیسیٰ بن طہمات نے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت انس سے وہ کہتے تھے کہ سیدہ زینب بنت جحش دیگر ازواج نبی پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ نے میرا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر کیا تھا اور یہ کہ انہیں کے بارے میں حجاب اور پردے کی آیت اُتری تھی ۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۵۳)

اے اہل ایمان !تم لوگ پیغمبر کے گھروں میں یونہی بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو ،ہاں مگر جب تمہیں اجازت دے دی جائے پھر جایا کرو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلاّد بن یحییٰ سے ،اس نے عیسیٰ سے ۔(بخاری کتاب التوحید ۔فتح الباری ۱۳/۴۰۳)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا زینب کے ساتھ شادی کرنا بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کا واقعہ پیش آنے کے بعد ہوا تھا۔ لیکن میں نے یہی پسند کیا کہ اس کا ذکر اس جگہ پر ہو جہاں ہم نے اُم سلمہ کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح ۳ھ میں کیا تھا۔ اس طرح دیکھا ہے میں نے اس کو اس کی کتاب میں۔ اور ابن اسحاق کا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

بروز منگل بتاریخ ۹/ ذوالعقدہ ۱۴۲۸ھ
۲/نومبر ۲۰۰۷ء کو بوقت رات گیارہ بجے
دلائل النبوۃ جلد سوم کا ترجمہ ختم ہوا

بفضل اللہ وبنعمتہ والحمدللہ علی ذالك اللھم اجعل ھذا العمل
ھدایۃ للناس ونجاۃ لی یوم الحساب

تمت

دلائل النبوة ۔ جلد چهارم

باب ۷۶

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ احزاب سے واپسی اور بنوقریظہ[1] کی طرف روانگی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فاریابی نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان نے (ح)۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو ابن نمیر نے ہشام سے اس نے اپنے والد سے اُس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے اور انہوں نے ہتھیار اُتار کر رکھے اور غسل کر لیا تو ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اُتار لئے اللہ کی قسم ہم نے اب تک نہیں اُتارے۔ اب آپ چلیں ان کی بنوقریظہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہیں پر اور (یہ کہتے ہوئے) بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

(بخاری، کتاب المغازی فتح الباری ۷:۴۰۷۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو جریر بن حازم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں بلند ہونے والے غبار کو بنوغنم کی گلی سے جبرائیل علیہ السلام کی سواری سے جب وہ بنوقریظہ کی طرف جا رہی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۸ فتح الباری ۷/ ۴۰۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر الرزاز نے ان کو خبر دی احمد بن ملاعب نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ بن اسماء نے نافع سے، اس نے ابن عمر ﷺ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں اعلان فرمایا تھا جس دن تمام احزاب ان سے واپس لوٹ گئے تھے یہ کہ کوئی بھی یہاں ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنوقریظہ میں (چل کر پڑھیں) لوگوں سے قدرے تاخیر ہو گئی انہوں نے نماز کا وقت فوت ہو جانے کا اندیشہ محسوس کیا۔ یعنی انہوں نے یہیں نماز پڑھ لی۔ اور کچھ دوسرے لوگوں سے کہا کہ نہیں ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر اسی جگہ پر جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہ فرمائی۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۹۔ فتح الباری ۷:۴۰۷۔۴۰۸۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۹ ص ۱۳۹۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ نے یعنی ابن محمد بن اسماء نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ نے نافع سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اندر اعلان کر دیا تھا جس دن تمام گروہ (کفار و مشرکین) واپس چلے گئے تھے کوئی شخص یہاں پر نماز ظہر نہ پڑھے بلکہ بنوقریظہ میں چل کر پڑھے۔ کہتے ہیں لوگوں نے نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف کیا لہٰذا انہوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل یہیں نماز پڑھ لی اور دوسروں نے کہا ہم نماز یہاں نہیں پڑھیں گے بلکہ وہیں چل کر پڑھیں گے جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اگرچہ ہم سے وقت فوت بھی ہو جائے۔

---

[1] (دیکھئے مغازی للواقدی ۲:۴۹۲۔ ابن ھشام ۳:۱۸۷۔ طبقات ابن سعد ۲/۲/ ۷۴۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۷۔ بخاری ۵:۱۱۱۔ تاریخ طبری ۲:۵۸۱۔ ابن حزم ۱۹۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۶۔ عیون الاثر ۲/۹۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/ ۱۸۶۔ سیرۃ علبیہ ۲/ ۳۲۷۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۷۔ شرح مواہب ۲/ ۱۲۶۔

حضور اکرم ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی اسماعیل کہتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح ہے "الظُهر"۔

میں کہتا ہوں کہ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن اسماء سے اسی طرح اس کو بخاری نے اُسی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ظہر کی جگہ "العصر" کہا ہے۔ اور اس طرح کہا ہے اہل مغازی نے موسیٰ بن عقبہ سے اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے دونوں سے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلی نے ان کو بشر بن شعیب نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ان کو خبر دی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے یہ کہ ان کے چچا عبداللہ بن کعب نے اس کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے تھے احزاب کی طلب اور تعاقب سے اور آپ نے ہتھیار اتار دیئے تھے اور غسل بھی کر لیا تھا اور خوشبو کی دھونی بھی لے لی ان کو اچانک جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور فرمایا کس نے آپ کو جنگ اور محاربہ پر سے روک دیا ہے کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ آپ نے ہتھیار اتار کر رکھ لیے ہیں۔ جبکہ ہم نے ابھی تک نہیں اُتار کر رکھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر چلے اور لوگوں کو آپ نے تاکید کا حکم دیا کہ وہ نماز عصر یہاں پر نہ پڑھیں یہاں تک کہ وہ بنوقریظہ پہنچ جائیں۔

کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دوبارہ ہتھیار زیب تن کئے۔ مگر وہ بنوقریظہ تک نہ پہنچے تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔ لوگوں میں شدید اختلاف ہوا غروب آفتاب کے وقت۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تاکیدی کا حکم دیا تھا کہ ہم یہاں پر نماز نہ پڑھیں بنوقریظہ میں جا کر ہی پڑھیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم میں ہیں ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور لوگوں میں سے ایک گروہ نے طلب ثواب کی نیت کر کے پڑھ لی۔ تیسرے گروہ نے (جانے جانے کی تگ ودو میں لگ کر) نماز ہی ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا انہوں نے وہاں جا کر بنوقریظہ میں ہی نماز ادا کی حصول ثواب کی نیت سے رسول اللہ ﷺ تینوں فریقوں میں سے کسی کی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۱۱۷۔ ۱۱۸)

غزوۂ بنوقریظہ میں فرشتوں کا ہتھیار بند شرکت کرنا

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نے بطور املا کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل ابوبکر قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حماد بربری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق ابوعبداللہ مُسَیّبی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن نافع نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے۔ ایک آدمی نے ہم لوگوں پر سلام کیا جبکہ ہم لوگ گھر نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی یکایک ہم نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ دحیہ کلبی نہیں جبرائیل علیہ السلام مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں بنوقریظہ کی طرف جاؤں انہوں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے ہتھیار اُتار دیے ہیں مگر ہم لوگوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔

ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا ہے یہاں تک کہ ہم مقام حمراء الاسد تک پہنچے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ غزوہ خندق سے واپس آ گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ گھبرا کر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحابہ سے فرمایا میں تمہیں تاکیدی کا حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھنا جب تک کہ تم بنوقریظہ کے پاس نہ پہنچ جاؤ۔ مگر سورج غروب ہو گیا ان لوگوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل لہٰذا مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے کہا نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ تم لوگ نماز چھوڑ دو (بلکہ جلدی وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا) لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی تھی دوسری جماعت نے کہا اللہ کی قسم بیشک ہم رسول اللہ ﷺ حکم اور مقصد میں ہیں لہٰذا ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور ایک جماعت نے نماز پڑھ لی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے اور ایک جماعت نے نماز ترک کر دی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے مگر نبی کریم ﷺ نے تمام فریقوں میں سے کسی کو غلط نہیں کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کئی مجالس کے ساتھ گزرے جو ان کے اور بنوقریظہ کے درمیان تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایک شخص گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس دحیہ کلبی گزرے تھے جو کہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ٹکڑا چادر کا بچھا ہوا تھا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے بنوقریظہ کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ وہ ان کو ہلا دیں جھنجھوڑ دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وہ چھپ جائیں آڑ کے ساتھ یہاں تک کہ آپ ان کو اپنا کلام سنوائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو (یعنی بنوقریظہ کو) للکارا اے بندروں سوروں کے بھائیو۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ فحش گوئی کرنے والے تو نہیں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں محاصرے میں لے لیا حتیٰ کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُتر آئے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ سعد کے حلیف تھے انہوں نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ مُثلہ کریں ان کی عورتوں کو بچوں کو قید رکھا جائے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴:۱۱۸۔ مستدرک للحاکم ۳:/۳۴-۳۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۹/۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو مقدام بن داؤد نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی میرے چچا سعید بن عیسیٰ نے ان کو عبدالرحمٰن بن اشہر انصاری نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے کودنے کی شدید آواز سنی تو آپ اس آواز کی طرف باہر نکلے میں بھی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے ہولیا تاکہ دیکھوں کیا ہو رہا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک آدمی کی گرسواری کے خچر کی گردن کے بالوں یعنی اس کی ریال پر سہارا لگائے کھڑے ہیں میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے مجھے جو نظر آئے اور وہ پگڑی باندھے ہوئے تھے اور اس کی پگڑی کے بل اس کے کندھوں کے درمیان پیچھے رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو میں نے پوچھا آپ تیزی سے اُٹھے تھے میں بھی پیچھے نکلا کہ میں دیکھوں۔ میں نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنوقریظہ کی طرف نکلوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید اس نے عُمرہ سے ان نے عائشہ سے اس کی مثل۔

۲۔ اور آپ کو روایت کیا ہے خالد بن مخلد نے عبداللہ بن عمر سے اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۳۔ اس حدیث کا شاہد۔ سیدہ عائشہ کے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے میں ہے۔ اور سیدہ کے اس قول میں کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غبار صاف کر رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام کے چہرے سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون ہے دحیہ کلبی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔

۴۔ مغازی یونس بن بکیر میں ہے روایت کیا گیا ہے عنبسہ بن ازہر اس نے سماک بن حرب سے اس نے عکرمہ سے۔ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی روایت کے بارے میں ہے۔ (جبرائیل علیہ السلام) صحابہ کے پاس سے گذرے تھے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا تھا انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار گذرے تھے اس پر اس کا پالان تھا اس کے اُوپر موٹے ریشم کا پوش ڈالا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ نے ان کو بنوقریظہ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ ان کے سمیت ان کے قلعوں کو ہلا دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالدے۔

۵۔ نیز مغازی یونس میں ہے۔ محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زھری نے کہ ہمیں ان کے بارے میں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے اس نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو بھیجا بنوقریظہ کے پاس میں نے اس ان کے ساتھ دیکھا تھا۔ لوگوں نے اس سے جلدی کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آپ کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر رجزامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے اس سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے شہاب نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے اور روایت کے الفاظ اس کے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ غسل خانے میں بالوں میں کنگھی کر رہے تھے۔ایک طرف بالوں میں کنگھی تھی کہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آگئے۔گھوڑے پر سوار تھے۔ان پر ان کے ہتھیار بھی تھے۔ وہ مسجد کے دروازے پر رک گئے۔جنازوں کے مقام پر۔رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں جبرائیل نے کہا لیکن ہم نے نہیں اُتارے ہیں اس وقت سے جب سے تیرے دشمن آکر اترے تھے تیرے پاس۔میں مسلسل ان کے تعاقب میں رہا۔اب اللہ نے ان کو شکست دے دی ہے۔

کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنوقریظہ کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔میں انہی کی طرف جا رہا ہوں ان تمام فرشتوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں۔صلوات اللہ علیہم۔تاکہ میں ان کے قلعوں سمیت ان کے دل ہلا دوں۔آپ لوگوں کو ساتھ لے کر نکلئے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تھے آپ ایک مجلس سے گذرے جو بنوغنم کے لوگوں کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گھوڑے پر سوار شخص ابھی گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس دحیہ کلبی گذرے ہیں۔سفید خچر پر تھے۔ان کے نیچے ایک بچھونا پڑا ہوا تھا۔یا موٹے ریشم کا ٹکڑا تھا۔اس شخص کے اوپر ہتھیار سجے ہوئے تھے۔اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔نبی کریم ﷺ دحیہ کلبی کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنوقریظہ میں ملو آ کر وہیں جا کر نماز عصر پڑھنا۔حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے جانے کے لئے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جن کو اللہ نے چاہا بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو گئے چنانچہ نماز عصر کا وقت ہو گیا جب کہ وہ لوگ راستے میں تھے۔انہوں نے نماز کا ذکر کیا بعض نے بعض سے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم نماز عصر بنوقریظہ میں جا کر پڑھنا دوسروں نے کہا کہ یہ نماز ہے لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی۔اور ایک جماعت نے ان میں سے نماز مؤخر کر دی اور انہوں نے بنوقریظہ میں ہی جا کر نماز پڑھی۔سورج کے غروب ہو جانے کے بعد صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا جنہوں نے ان میں سے نماز کے لئے جلدی کی تھی۔اور اس کا جنہوں نے اسے مؤخر کر دیا تھا۔انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب میں سے کسی کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔

اور کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ نے آتے دیکھا تو سامنے آکر عرض کی کہ آپ واپس لوٹ جائیے یا رسول اللہ ﷺ۔بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے یہودیوں کو کافی ہے۔(یہ بات اس لئے کہی کہ انہوں نے یہودیوں کی کچھ بکواس سنی تھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں جس کو انہوں نے ناپسند کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی سنیں۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے واپس جانے کی بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ مگر حضرت علی ؓ نے (از راہ ادب) وہ بات رسول اللہ ﷺ کو نہ بتائی بلکہ اس کو انہوں نے چھپا لیا۔(مگر رسول اللہ ﷺ بھانپ گئے) آپ نے فرمایا شاید تم نے میرے بارے میں ان سے کوئی تکلیف دہ بات سُنی ہے۔چلیں آپ رہنے دیں بیشک اللہ کے دشمن اگر مجھے دیکھ لیں گے تو ایسی کسی بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے جیسی تم نے سنی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس اُترے تو وہ لوگ اس کے اُوپر تھے آپ نے بُلند آواز کے ساتھ ان کے اشراف کی ایک جماعت کو بلایا یہاں تک کہ ان کو سنوایا۔اور فرمایا ہماری بات مان جاؤ اے جماعت یہود اے بندروں کے بھائیو۔تحقیق تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ذلت اور رسوائی نازل ہو چکی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں کے لشکروں کے ساتھ دس سے زیادہ راتیں یہ محاصرہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حُیَیّ بن اخطب یہودی (بنونظیر جلاوطن قبیلے کے سردار کو) اور واپس بھیج دیا۔ حتیٰ کہ وہ بھی بنوقریظہ کے قلعے میں داخل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں شدید رعب ڈال دیا باہر سے ان پر مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔

چنانچہ (یہودیوں کو کوئی تدبیر کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو) انہوں نے ابولُبابہ بن عبدالمنذر کے آگے فریاد کی۔ کیونکہ وہ لوگ انصار حلیف تھے۔ ابولُبابہ نے ان سے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں آؤں گا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات کی اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے (ان کو ملنے کی اجازت دی ہے)۔ چنانچہ ابولُبابہ یہودیوں کے پاس پہنچے تو یہودی ان کے آگے روئے اور کہنے لگے کہ اے ابولُبابہ آپ کیا ہمیں مشورہ دیتے ہیں؟ اور ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں لڑنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ ابولُبابہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو اپنی گردن پر پھیر کو ان کو دکھایا اور بتایا کہ تمہارے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ابولُبابہ جب واپس لوٹے تو وہ پشیمان ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو فتنہ عظیم پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے انور کی طرف (از راہ شرمندگی) نظر اُٹھا کر نہیں دیکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ نہیں کرلوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میرے دل سے۔ ابولُبابہ وہاں سے سیدھا مدینے میں لوٹ آیا اور آکر اس نے مسجد میں نصب کھجور کے تنوں کے بنے ہوئے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو باندھ دیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ تقریباً بیس راتیں بندھا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے ذکر کیا گیا جب ابولبابہ نے تاخیر کی کیا ابولبابہ ابھی تک اپنے حلیفوں سے فارغ نہیں ہوئے؟ لوگوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ تحقیق اللہ کی قسم وہ قلع سے واپس لوٹ چکا ہے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ابو لبابہ کے ساتھ کوئی امر پیش آ گیا ہے۔ جس ذمہ داری پر وہ تھے۔ چنانچہ مسجد نبوی سے ایک آدمی آیا اس نے آکر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ابو لبابہ کو دیکھا وہ کھجور کے تنوں سے بنے ہوئے مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے اسی کے ساتھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ضرور اس کو کوئی فتنہ پیش آ گیا ہے۔ اگر وہ میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتا۔ جب اس نے یہ کام کر دیا ہے (یعنی خود کو باندھ دیا ہے) میں اس کو اس کی جگہ ہرگز نہیں بلاؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۸۔۱۱۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ایک ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عُروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے۔ ایک طرف کی کنگھی ہی کی تھی کہ ان کے بارے میں اللہ کا حکم آ گیا۔ جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ان کے جسم پر ہتھیار بھی تھے دلوں نے یہ قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس نے ان سے یہ قول زیادہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر نکلیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس گھر ہی میں گئے اور آپ نے ہتھیار زیب تن کیے خروج کرنے کا اعلان فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہتھیار اُٹھالیں۔ چنانچہ لوگ گھبرا کر جنگ کیلئے نکلے۔

لہٰذا علی بن ابوطالب کو آپ نے بھیجا مقدمے؟ یعنی پہلے حصے پر اور جھنڈا اس کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ روانہ ہو کر ان لوگوں کو بنوقریظہ کے قلعے پر جا کر روکے اس نے ایسے ہی کیا حضور اکرم ﷺ بھی ان کے قدموں پر پیچھے پیچھے چلے آپ انصار کی ایک مجلس پر گذرے بنوغنم میں وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس ابھی کوئی گھوڑے سوار گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ دِحیہ کلبی گذرے تھے۔ ان کے نیچے سرخ ریشمین کپڑے کا ٹکڑا تھا۔ اس نے ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ راویوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضور اکرم ﷺ دِحیہ کلبی کو جبرائیل کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ اس کے بعد راویوں نے بقیہ قصہ اس کے مثل ذکر کیا تھا ہاں مگر کسی نے دس رات سے زیادہ کی بات نہیں کہی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۹)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے محمد بن کعب بن مالک سلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا تھا پچیس راتوں تک یہاں تک کہ حصار نے تو ان کو سخت مشقت میں واقع کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا تھا اور حیی بن اخطب بنی قریظہ کے ساتھ داخل ہو گئے تھے ان کے قلعے کے اندر جب قریش اور غطفان واپس لوٹ گئے تھے۔ کعب بن اسد سے ایفاء عہد کرنے کے لئے اس نے جوان سے عہد کیا ہوا تھا۔ جب یہودیوں نے یقین کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ واپس (محاصرہ چھوڑ کر) لوٹنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے مقابلہ کریں گے۔ کعب بن اسد نے کہا اے جماعت یہود بیشک تمہارے ساتھ ایسی مصیبت آئی ہوئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس بارے میں، میں تمہارے سامنے تین صورتیں پیش کرتا ہوں تم جو چاہو ان میں سے اختیار کرلو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں۔ انہوں نے بتایا پہلی صورت تو یہ ہے کہ ہم لوگ اس شخص (محمد ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور اس کی تصدیق کرلیں۔

اللہ کی قسم یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ وہ نبی مُرسل ہے۔ (اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ) کہ یہ شخص وہی ہے جس کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ (لہٰذا ایسا کر کے) تم لوگ اپنے خون بچاؤ اپنے مال بچاؤ اور اپنی عورتوں کو بھی بچاؤ۔ (یہودیوں نے جواب دیا) کہ ہم لوگ توراۃ کے حکم اور فیصلے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کی جگہ پر کسی اور کو تبدیل کریں گے۔ اس نے کہا کہ جب تم لوگوں نے میری پہلی تجویز ماننے سے انکار کر دیا ہے تو دوسری صورت یہ ہے کہ۔ آؤ ہم لوگ اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو خود قتل کر دیں۔ اس کے بعد ہم صرف مرد تلواریں سونت کر نکلیں ہم اپنے پیچھے کوئی بوجھ ایسا نہ چھوڑیں جو ہمیں فکر مند کر سکے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کرے۔ اگر ہمیں ہلاک ہونا پڑے تو ہم بے فکر ہو کر ہلاک ہو سکیں ہم اپنے پیچھے اپنی کوئی نسل باقی نہ چھوڑیں جس کی ہمیں فکر لاحق ہو سکے۔ اور اگر ہم غالب آ گئے تو میری بقاء کی قسم البتہ ضرور ہم لوگوں کو عورتیں بھی مل جائیں گی اور اولادیں بھی ہو جائیں گی ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں۔ ان کو مار دینے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا کہ جب تم نے میری دوسری تجویز بھی مسترد کر دی ہے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آج رات ہفتے کی رات ہے ممکن ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس رات میں ہمیں امان دے دیں۔

لہٰذا نیچے اُتر جاؤ۔ شاید ہم ان لوگوں سے کوئی غفلت کا موقع پالیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ۔ کیا ہم لوگ اپنی ہفتے کے دن کی عزت کو بھی خراب کر دیں۔ اور ہم اس میں وہ کام کریں جو ہمارے بڑوں اور پہلوں نے کیے تھے اور ان کو وہ حالت پیش آئی تھی جو تم جانتے ہو کہ ان کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں۔ کعب بن اسد نے کہا نہیں کوئی رات گذاری کسی ایک آدمی نے بس جب سے پیدا ہوا کوئی ہوشیار اور عقلمندی کی۔ (یعنی تم لوگ ہمیشہ سے احمق چلے آئے ہو) اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بھیج دیجئے وہ لوگ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کچھ مشورہ لیں گے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے پاس بھیج دیا انہوں نے جب اس کو دیکھا تو مرد اس کے پاس اُٹھ اُٹھ کر آئے اور عورتوں نے ان طرف پناہ لی اور بچوں نے بھی۔ اس کے سامنے بولنے لگے وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر نرم دل ہو گئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ ابولبابہ آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں کہ محمد کے حکم پر نیچے اُتر آئیں اس نے کہا کہ جی ہاں اُتر آئیں۔ مگر اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو بتایا اپنے حلق پر ہاتھ پھیر کر کے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ ابولبابہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے قدم مسلسل اس کے بعد کانپنے لگے جب میں نے سمجھ لیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

اس کے بعد ابولبابہ اپنا سامنہ لے کر واپس مدینے چلے آئے رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہیں کیا (شرم کی وجہ سے) یہاں تک کے مسجد کے ستونوں میں سے ستون کے سامنے خود کو باندھ دیا اور کہنے لگے کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے۔ میری اس غلطی کے اندر جو میں نے کی ہے۔ اور اس نے اللہ سے عہد کرلیا کہ وہ بنو قریظہ کبھی نہیں جائے گا۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ اس شہر میں کبھی نہیں دیکھیں گے

جس شہر میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو چونکہ واپس آنے میں ان کی آپ نے تاخیر محسوس کی تو معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ بہرحال جب اس نے یہ کام کیا ہے تب تو میں اس کو اس کی جگہ سے نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی خود توبہ قبول کرے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۸۔۱۹۰)

اس طرح کہا ہے ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ اور سعید بن مسیب نے گمان کیا ہے کہ ان کا خود کو توبہ کے ستون کے ساتھ باندھ دینا ان کے غزوۂ تبوک سے تخلّف کے اور پیچھے رہنے کے بعد تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور انہوں نے ان پر سرزنش کی تھی ان کے اس فعل پر جو انہوں نے یوم قریظہ میں کہا تھا۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے ان لوگوں کے سامنے جو پیچھے رہ گئے۔ واللہ اعلم اور علی بن ابوطلحہ اور عقبہ بن سعید کی ابن عباس سے روایت میں ان کے باندھنے کے بارے میں ہے جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ابن مسیب کے قول کو پکا کرتا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبداللہ قسیط نے یہ کہ ابولبابہ کی توبہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی جب وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے جب وہ ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ میں نے کہا میں اس کو اس بات کی خوشخبری سناؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتی ہیں تو سنائیں۔ لہٰذا میں اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوگئی اور میں نے کہا اے ابولبابہ خوش ہو جا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔ یہ واقعہ ہم لوگوں پر پردے کے حکم اترنے سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا لوگ اس کو کھولنے کے لئے دوڑے مگر اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے تو آپ نے خود ان کو کھول دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۱)

باب ۷۷

بنو قریظہ کے یہودیوں کا حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اُترنا اور ان کے قتل ہونے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے حوالے سے جو کچھ واقعات پیش آئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن شاکر نے ان کو عفان نے ان شعبہ نے ان کو خبر دی سعد بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے وہ حدیث بیان کرتے تھے حضرت ابوسعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ اہل قریظہ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اُترے تھے رسول اللہ ﷺ نے سعد کے پاس پیغام بھیجا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف یوں فرمایا تھا کہ اپنے بہتر آدمی کی طرف۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ لوگ ابھی تیرے ہی حکم پر اُترے ہیں

تو سعد نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور ان کی اولادوں کو قید کیا جائے رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو یہ اللہ کے حکم کے ساتھ دیا ہے۔ اور کبھی فرمایا کہ بادشاہ کے حکم کے ساتھ۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے ہے۔ (بخاری کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ باب جواز قتل من نقض العہد)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب بنوقریظہ والوں نے حضور سے یہ مکالمہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں ایک آدمی کو فیصل مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا کے میرے اصحاب میں سے تم لوگ جس کو چاہو چن لو۔ لہٰذا انہوں نے سعد بن معاذ کو منتخب کیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اتر آئے (خود کو حضور اکرم ﷺ کے حوالے کر دیا) حضور اکرم ﷺ ان کے ہتھیار اور اسلحہ کے بارے میں حکم دیا وہ آپ کے خیمے میں جمع کر دیا گیا۔ اور ان لوگوں کے بارے میں حکم دیا ان کی مشکیں کسی گئیں تو وہ جکڑے گئے۔ اور دار اسامہ میں بند کر دیئے گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلا لیا وہ دیہاتی گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ لوگوں کا گمان ہے کہ اوپر بچھونے کا خچر کا زین چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ان کے پیچھے بنوعبدالاشہل کا ایک آدمی بھی آ گیا۔ لہٰذا ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور اس نے بنوقریظہ کا بڑا حق جتلایا ان کو اور اس نے ان کے حلیف ہونے کا ذکر بھی کیا۔ اور وہ بھی جو انہوں نے سعد کو یوم بُعاث میں عذر کیا تھا اور اس آدمی نے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں نے آپ کو منتخب کیا تھا آپ کے مامور آپ کی قوم میں سے اس امید کے ساتھ کہ آپ ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی کریں گے۔ اور آپ پر نرمی کریں گے آپ ان کو باقی رکھوائیں (یعنی ان کو بچوالیں بیشک وہ آپ کے لئے باعث عزت ہیں باعث قوت وشوکت ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس آدمی نے بہت زیادہ بات کی مگر سعد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

حتیٰ کہ جب قریب پہنچ گئے تو اس آدمی نے پوچھا کیا آپ مجھے واپس جواب نہیں دیں گے میں نے جو آپ سے کلام کیا ہے اس بارے میں۔ لہٰذا سعد نے کہا کہ تحقیق میرے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے کام کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ لہٰذا وہ آدمی سعد کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا انہوں نے پوچھا کہ کیا رپورٹ لائے ہو۔ اس نے ان کو خبر دی کہ وہ لوگ ان کو (قریظہ والوں کو) باقی نہیں چھوڑیں گے۔ اور اس نے وہ پوری بات ان کو بتائی جو اس نے کہی تھی۔ اور سعد نے ان کو جواب دیا تھا۔ سعد نے ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال (مجاورین میں) تقسیم کر دیئے جائیں۔ اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا تھا آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا۔

اہل معازی کا گمان ہے کہ وہ چھ سو جنگجو تھے وہ دار ابوجہل کے پاس بلا کر فرش پر قتل کئے گئے تھے جب کہ اس وقت کوئی بلاط وفرش نہیں بنا ہوا تھا اور حضور نے ان کے مال تقسیم کر ڈالے تھے ان لوگوں میں جو لوگ مسلمانوں میں سے موجود تھے۔ اور وہ تمام گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے تھے چھتیس گھوڑے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہر گھوڑے سوار کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔ اور حُیی بن اخطب نکال کر لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا۔ کہ آپ مجھ پر غالب ہو چکے ہیں۔ میں تیرے ساتھ لڑنے کے معاملے میں اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہیں کروں گا۔ اور آپ کے معاملے میں شدت اور سختی اختیار کرنے پر بھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے

بارے میں حکم دیا اس کی بھی گردن ماردی گئی۔ یہ سارا معاملہ سعد بن معاذ کے سامنے کیا گیا۔ قیدیوں میں ایک عمرو بن سعد یہودی بھی تھا جب قتل کرنے کے لئے اس کو لینے گئے تا کہ اس کو قتل کریں تو۔ انہوں نے اس کو موجود نہ پایا ابن عمرو نے کہا کہ صحابہ نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو نہیں دیکھ رہے اور یہ ہے اس کی جگہ محبوس ہونے کی جس کے اندر وہ تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے بھاگ نکلا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم سے غائب ہو گیا ہے ایسی صورت کے ساتھ جس کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے نفس کے بارے میں ''تہد ستان قسمت راچہ سود''۔

اور ثابت بن قیس بن شماس بنو حارث بن خزرج کا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے زبیر اور اس کی بیوی ہبہ اور عطیہ کے طور پر دے دیجئے آپ نے وہ دونوں ہبہ کر دیے۔ لہٰذا ثابت نے زبیر کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ابو عبد الرحمٰن کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس وقت زبیر بڑی عمر کے تھے اور اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کیا کوئی آدمی اپنے بھائی بھی نہیں پہچانے گا ثابت بن قیس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آج کے دن تجھے اُس کا بدلہ دوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کیجئے بیشک شریف انسان شریف کو بدلہ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے مانگ لیا ہے انہوں نے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ میں نے کھول دیا ہے تجھ سے اسارت کو۔ زبیر نے کہا (میں نابینا ہو گیا ہوں) مجھ کو پکڑ کر چلانے والا نہیں ہے۔

کیا تم نے میری بیوی بھی لے لی ہے اور میرے بیٹے۔ چنانچہ ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گیا اس نے آپ سے اس کی اولاد بھی مانگ لی یعنی زبیر کی اولاد اور اس کی بیوی۔ آپ نے وہ دونوں اس کو ہبہ کر دیے۔ چنانچہ ثابت زبیر کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف تیری بیوی اور تیرے بچے واپس کر دیے ہیں۔ زبیر نے کہا۔

فَحَائِطٌ لِيْ فِيهِ أَعْذُقٌ　　　لَيْسَ لِي وَلَا هْلِيْ عَيْشٌ لا بِهِ

میرا ایک باغ بھی ہے اس میں میرا میٹھے پانی کا چشمہ بھی میرا اور میرے گھر والوں کا اس کے سوا کوئی گزارہ نہیں ہے۔

لہٰذا پھر ثابت بن قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر گئے اور ان سے جا کر زبیر کے باغ کا سوال کیا آپ ﷺ نے وہ بھی اس کو ہبہ کر دیا۔ لہٰذا ثابت زبیر کی طرف لوٹ کر آئے اور اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا اھل بھی اور تیرا مال بھی تجھے واپس لوٹا دیا ہے اب تو مسلمان ہو جا اور بچ جا اس نے کہا کہ۔ جو کچھ دو مجلسیں کریں (یعنی جو فیصلہ وہ کریں گے وہی کروں گا) اس نے اپنی قوم کے کچھ مردوں کے نام ذکر کیے۔ لہٰذا ثابت نے اس کو بتایا کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ ان سے فارغ ہو چکے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ھدایت دے دے۔ اور ابھی تجھے کسی خیر کے لئے باقی رکھا ہے۔ زبیر نے کہا میں اللہ کے واسطے تجھ سے اور میرے اس احسان کے بدلے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے قتل کر دے) ان کے مارے جانے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ثابت نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے زبیر کے قتل کا حکم دے دیا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ (الدرر لابن عبد البر ۱۸۰۔۱۸۲، سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶)

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کے معاملے میں اپنا فیصلہ نافذ فرمادیا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان مقامات کی مصیبت اُٹھالی۔ (۳) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اُتارا اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا احسان جتلایا جو اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ (۴) خصوصاً اس وقت جب اس نے ان کے دُشمن پر تیز اور تند ہوا چلادی تھی۔ (۵) اور ایسے لشکر بھیجے تھے جنہیں وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ (۶) ان لشکروں کے مقابلے پر جو اہل مدینہ پر بالائی سمت سے آئے تھے۔ (۷) اور وہ جوان کے نیچے کی سمت سے آئے تھے (جب خوف کے مارے)۔ (۸) آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہتھیلیوں میں آن پڑے تھے۔ (۹) اور لوگ اللہ کے ساتھ نامناسب گمان کرنے لگے تھے۔ جب آزمائش مصیبت آن پڑی تھی۔ (۱۰) اور منافقین کی سخت باتیں۔ (۱۱) اور ان میں سے ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہمیں تو اللہ نے اور اس کے رسول نے دھوکے کا وعدہ دیا تھا۔

(۱۲) اوران میں سے ایک جماعت نے اللہ کی نصرت اوراس کے رسول کی نصرت سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ (۱۳) اوروہ اپنے بھائی بندوں کو بلاکر رسول اللہ کا ساتھ چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔ (۱۴) اللہ نے ان لوگوں کی زبان کی تیزی کا ذکر بھی نازل کیا۔ (۱۵) اور جنگ سے ان کی کمزوری کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶) اس کے بعد مسلمانوں کا ذکر کیا ہے۔ (۱۷) اورآزمائش اور مصیبت کے وقت ان کے تصدیق کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (۱۸) اور یہ ذکر کیا ہے کہ فمنھم من قضیٰ نحبہ و منھم من ینتظرو ما بدلوا تبدیلا۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی حاجت اوردلی خواہش شہادت حاصل کرنے والی پوری کرچکے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی تک شہادت کی آرزو لئے بیٹھے ہیں۔ مگرانہوں نے دین نہیں تبدیل کیا۔ (۱۹) اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ وردالله الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرًا و کفی الله المؤمنین القتال و کان الله قویا عزیزا (احزاب:۲۵) کہ اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹایا تھا وہ کوئی کامیابی نہ حاصل کرسکے۔ اللہ نے اہل ایمان کے لئے قتال سے کفایت فرمائی (یعنی لڑائی کئے بغیر ان کا کام بنادیا) اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ (۲۰) اس کے بعد اللہ نے بنوقریظہ کا ذکر فرمایا اوران کی طرف سے اور رسول کی دشمنی کا مظاہرہ کرنے کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ فرمایا و انزل الذین ظاھرو ھم من اھل الکتاب من صیاصیھم و قذف فی قلوبھم الرعب (الاحزاب:۲۶)۔ اللہ نے ان لوگوں کو ان کی گڑھیوں اور قلعوں سے اتارا تھا اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان سے رفاقت بنارکھی تھی۔ اوران کے دلوں میں دھاک بیٹھادی تھی۔ (۲۱) نیز اللہ نے یہود پر مسلمانوں کے تسلط کا ذکر کیا ان کو قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بارے میں۔ (۲۲) اور یہ احسان جتلایا کہ واورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وارضالم تطؤھا و کان الله علی کل شیئ قدیر ا(احزاب:۶۷) کہ اللہ نے ہی تمہیں ان کی زمینوں کا وارث بنایا اوران کے گھروں کا اوران کے مالوں کا اور ایسی زمین کا جس پر تیرے قدم نہ رکھے تھے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲۳) نیز قرآن مجید میں یہ مذکورہ وضاحتیں جب آپ پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انتیس آیات میں نازل کی گئی ہیں جن کی ابتداء اس آیت سے ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذجاء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودالم تروھا و کان الله بما تعملون بصیرا۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے ان کو عروہ بن زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ میں محاصرہ قائم کیے رکھا یہاں تک کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا کہ ان کے اوراپنے درمیان ایک ثالث مقرر کردیں جو کہ فیصلہ کرے تاکہ اس کے فیصلے پروہ نیچے اترآئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے تم جس کو چاہو پسند کرلو ثالثی کے لئے۔

اس کے بعد راوی نے اس قصے کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ والی روایت کے مفہوم میں۔ مگر اس قول کا اضافہ کیا ہے۔

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْھا۔ فَیَزْعَمُوْنَ اَنَّھا خَیْرٌ وَلا احسبھا الا کل ارض فتحھا الله عَزَّوَجَلَّ عَلَی وَالْمُسْلِمِیْنَ اَوْ هُوَ فَاتِحُھَا اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

ایسی زمین جس پر تم نہیں چلے ہو۔ (یہ الفاظ جو قرآن میں آئے ہیں اس سے مرادلوگوں کا گمان ہے کہ وہ ارض خیر ہے۔ جب کہ میں اس کو ہر وہ زمین خیال کرتا ہوں جس کو اللہ نے مسلمانوں پر فتح کردیا ہے یا جس کو وہ فتح کرنے والا ہے قیامت تک اور سب مراد ہے)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے۔ اس نے قصہ ذکر کیا ہے یہودیوں کے سعد بن معاذ کے حکم پر اترنے کا اوراس کا جو کچھ سعد سے کہا گیا تھا اور سعد نے جو کچھ کہا تھا ابن اسحٰق نے کہا ہے پھر اُن لوگوں سے اترنے کا مطالبہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینے میں محبوس کردیا تھا دارزینب بنت حارث میں وہ ایک عورت تھی بنونجار میں سے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے خندقوں لوگوں کے مقام کی رات بازار مدینہ میں آج جو بازار مدینہ ہے (مصنف کے عہد میں ۳۸۴ھ میں) آپ نے وہاں خندق کھودی اس کے بعد وہ لوگ وہاں بھیجے گئے ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماردی گئیں ان لوگوں کو اس مقام کی طرف گلوں میں

طوق ڈال کر لایا گیا ان میں اللہ کا دشمن حُیی بن اخطب تھا اور کعب بن اُسید وہ قوم کے سردار تھے وہ لوگ آٹھ سو افراد تھے یا نوسو۔ ان کو زیادہ سے زیادہ قرار دینے والے کہتے ہیں کہ آٹھ یا نوسو کے درمیان تھے۔ ان لوگوں نے کعب بن اسد سے کہا تھا وہی ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گروہ گروہ کر کے لے جارہے تھے اے کعب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ (محمد) کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہر ہر جگہ پر تم نہیں سمجھ سکتے۔

کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ بلانے والا مطعون نہیں کیا جاتا۔ اور یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ جس جس کو تم میں سے لے جایا گیا وہ واپس نہیں آیا۔ یہ تو اللہ کی قسم قتل بھی ہے۔ یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فارغ ہو گئے۔ حُیی بن اخطب (یہودی سردار کو لایا گیا یہ سب سے بڑا سازشی اور شری تھا جس نے مکے والوں کو بنوغطفان کو حضور کے مقابلے پر لا کر کھڑا کیا تھا اور بنوقریظہ سے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم کر دیا تھا) اس کے جسم پر قُقّاحی پوشاک تھی (یعنی سرخ چوغہ یا) سرخ پوشاک وہ ہر طرف سے بیٹھا ہوا تھا انگلی کے پورے کے برابر تا کہ اس کو اُتار کر دوسرا استعمال نہ کر سکے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا خبردار اللہ کی قسم میں آپ کی دشمنی میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے لوگو بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر تو کوئی ڈر خوف کوئی ملال نہیں ہے ہر بات لکھی ہوئی ہے اور تقدیر ہے۔ یہ ایک جنگ تھی اللہ نے جس کو بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا اس کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ لہٰذا اس کی گردن اڑا دی گئی۔ پس کہا تھا جبل بن جوال بنوثعلبہ میں سے تھا۔ دارقطنی نے کہا ابوعمیر نے کہا کہ وہ یہودی تھا جو مسلمان ہو گیا تھا)۔

لعمرُكَ ما لام ابن اخطب نفسه ولكنّه من يَخذُلِ اللّه يُخذَلِ

يُجاهد حتى ابلغ النفس جهدها وقَلقَلَ يبغى العز كل مقلقل

تیری بقا کی قسم ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت تو نہیں کی مگر یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس نے سخت جدوجہد کی یہاں تک کہ اس میں اس کی جان چلی گئی متحرک آدمی تھا وہ عزت غلبے کا خواستگار تھا اور ہر پھر تیلا اور متحرک آدمی عزت وغلبہ کا خواستگار ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اشعار خود حیی بن اخطب نے کہے تھے۔

(۵) ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے زہری نے حدیث بیان کی ہے کہ زبیر بن باطا قرظی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ان کا گذر ثابت بن قیس بن شماس کے پاس ہوا تھا۔ پھر ابن اسحٰق نے ان کے قصے کو موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے مطابق ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مکمل۔ اور ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے ان میں جس نے اس سے ثابت کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہ کعب اسد تھے اور حُیی بن اخطب اور دیگر۔ پھر کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں یعنی درخواست کرتا ہوں تم سے اے ثابت اسد اس احسان کے بدلے میں جو میں نے تیرے سے کیا تھا وہ یہ ہے کہ مجھے میری قوم کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے بھی مروا دے) اللہ کی قسم ان لوگوں کے بعد زندہ رہنے میں کوئی صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اپنے دوستوں سے نہ مل جاؤں۔ لہٰذا ثابت ان کو بھی آگے لے گئے اور ان کی بھی گردن ماردی گئی۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ وہ اپنے دوستوں سے مل گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں جلادے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قتل کا حکم دیا تھا ہر اس شخص کے لئے جو ان میں سے جوان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے حال یعنی بنوقریظہ کے مال تقسیم کر دیئے تھے اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو مسلمانوں کے درمیان۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے وہ فرماتے ہیں کہ تقسیم اور حصہ دہی نہیں واقع ہوئی مگر بنوقریظہ کے بارے میں جدوجہد کرنے والے نمازیوں میں اس دن گھوڑے چھتیس تھے گھڑسواروں کے لئے۔ اس مال بنوقریظہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو دو حصے مقرر کیے تھے۔ دو حصے گھوڑوں کے اور دو حصے آدمیوں کے۔ لہٰذا اس تقسیم کی سنت اور طریقے پر تقسیمات جاری رہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دن مقرر کیے تھے گھوڑ سوار کے لئے اور اس کے گھوڑے کے لئے تین حصے۔ یعنی ایک کا ایک حصہ اور اس کے گھوڑے کے دو حصے۔ اور پیدل کا ایک حصہ۔

(۶) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید بنو عبداللہ الاشھل کو بھیجا تھا بنو قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف اس نے ان کے بدلے میں گھوڑے اور اسلحہ خریدا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات کے لئے ان میں منتخب کیا تھا۔ ان کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو جو کہ بنو عمرو بن قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کی وفات تک۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی ملکیت میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیش کش کی تھی کہ آپ ﷺ ان سے شادی کر لیں۔ اور اس پر پردے کا حکم لاگو کر دیں۔ وہ کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اپنی ملکیت میں (لونڈی کی حیثیت سے) چھوڑ دیں یہ بات زیادہ ہلکی پھلکی ہوگی آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قیدی بنایا تھا اس نے اسلام کے ساتھ تعصب رکھ لیا تھا اور یہودیت کے سوا سے انکار کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو علیحدہ کر دیا تھا۔ اور آپ اپنے دل میں اس کی اس اداء سے ناخوش تھے۔ حضور ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اچانک آپ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آہٹ سنی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سَعیہ ہے مجھے بشارت دینے آرہا ہے ریحانہ کے مسلمان ہونے کی۔ اتنے میں اس نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی ریحانہ مسلمان ہوگئی ہے اس بات نے حضور اکرم ﷺ کو خوش کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶۔۱۹۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۲۵۔۱۲۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے (رحمۃ اللہ علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ عبدالملک بن عمیر سے اس نے عطیہ قرظی سے وہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قید ہونے والوں میں سے تھا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں میں جو جوان ہو چکے ہیں وہ قتل کر دیے جائیں میں ان میں سے تھا جو ابھی تک جوان نہیں ہوئے تھے۔ لہٰذا میں (زندہ) چھوڑ دیا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۷)

باب ۷۸

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعاء اپنے زخم کے بارے میں

اور ان کی دعاء کی قبولیت اور اس بارے میں ان کی کرامت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن رافع نے اور حسین بن منصور نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن نُمیر نے ان کو ھشام نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں۔ حضرت سعد کو تیر لگ گیا تھا خندق والے دن اس کو قریش میں سے ایک آدمی نے نشانہ مارا تھا۔ اس کو حبان بن عرقہ کہتے تھے۔ اس نے ان کو رگِ اکحل پر مارا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا تھا تاکہ آپ ان کی قریب سے عیادت کر لیا کریں۔ (ابوداؤد کتاب الجنائز حدیث ۳۱۰۱ ص ۳/۱۸۶)

جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے اور آپ نے اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل بھی کر لیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس پہنچے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیے ہیں۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی تک نہیں اُتارے۔ آپ نکلیں ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں اس نے بتایا کہ یہاں پر اور انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے

حکم پر اُترے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں حکم اور فیصلہ سعد کی طرف پھیر دیا۔ سعد نے کہا کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو ان میں سے لڑنے کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے مال مجاہدین میں تقسیم کر لئے جائیں۔ میرے والد نے بتایا کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تحقیق آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابن نُمیر کہتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت سعد کا زخم ان کو چھوڑنے کے لئے خشک ہوگیا تھا۔ انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے تیری رضا کے لئے اس قوم کے ساتھ جنہوں نے آپ کے رسول کی تکذیب کی ہے اور ان کو نکالا اور لڑنے سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

اے اللہ میں گمان کرتا ہوں آپ نے ہی ان کے اور ہمارے درمیان جنگ بند کرادی ہے۔ اگر قریش کی جنگ سے کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے ان کے لیے زندہ رکھ میں تیری رضا کے لئے ان سے لڑوں گا۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو پھر تو اس زخم کو دوبارہ جاری کر دے اور میری موت اس کے اندر رکھ دے۔ کہتے ہیں کہ یہ دعا کرتے ہی ان کا زخم نرم ہوکر دوبارہ پھوٹ پڑا۔ مسجد میں جو ان کے اہل خیمہ گئے بنوغفار ہی سے ان کو اس خون نے ڈرادیا جو ان کی طرف بہہ کر جارہا تھا انہوں نے آواز لگا کر پوچھا اے اہل خیمہ یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آرہا ہے۔ جب کہ وہ سعد کا خون تھا جو ان کا زخم تازہ ہونے سے بہہ رہا تھا چنانچہ اس سے اُن کا انتقال ہوگیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زکریا بن یحییٰ سے اُس نے عبداللہ بن نمیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اس نے عبداللہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی، باب رجع النبی ﷺ من الاحزاب۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

اور اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ انہوں نے اپنی دعا میں کہا تھا کہ اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنادو۔ اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنوقریظہ سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۷ ص ۳/۱۳۹۰)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روزدباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابومسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی۔ المقری نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے ان کو ابوزبیر نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب والے دن حضرت سعد بن معاذ کو تیر مارا گیا۔ انہوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ دی تھی رسول اللہ ﷺ نے آگ کے ساتھ ان کے زخم کو داغ دیا تھا۔ لہٰذا ان کا ہاتھ پھول گیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا خون بہا پھر دوبارہ اس کو داغ دیا پھر ان کا ہاتھ پھول گیا جب سعد نے اس کو دیکھا تو دعا کی اے اللہ میری روح نہ نکالنا اس وقت تک کہ جب تک کہ میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنوقریظہ کے بارے میں انہوں نے اپنی اس رگ کو کس کر باندھ دیا۔ لہٰذا اس سے ایک قطرہ بھی نہ گر رہا تھا۔

حتیٰ کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتر آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنالیے جائیں۔ اس سے مسلمان مدد حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا۔ کہ تم اللہ کے حکم کو پہنچ گئے ہو ان کے بارے میں (یعنی تم نے اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے) وہ لوگ چار سو افراد تھے جو حضور اکرم ﷺ ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو ان کی رگ دوبارہ کھل گئی اور انتقال کر گئے اللہ ان پر رحم فرماتے۔ (ترمذی کتاب السیر۔ حدیث ۱۵۸۲ ص ۴/۱۴۴۔ ۱۴۵۔ سنداحمد ۳:۳/۳۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن علی بن معاویہ العطار نیساپوری نے ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ عفصی نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن محمد قریشی نے ان کو ابن ادریس نے عبداللہ سے انہوں نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ وہ آدمی ہے جس کے لئے عرش الٰہی ہل گیا ہے یعنی سعد بن معاذ اور ان کے

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لے کر گئے ہیں البتہ تحقیق اس کو بھیجا گیا تھا پھر اس کو کھولدیا گیا ہے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی اور ابن سلمہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معتمر نے اپنے والد سے اُس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے عرش رحمٰن حرکت میں آ گیا تھا اس کی روح کے آنے کی خوشی کی وجہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ان کو ان کے والد نے اور شعیب بن لیث نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے یزید بن ھاد سے اس نے معاذ بن رفاعہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا کہ یہ کون نیک بندہ تھا جو فوت ہوا ہے اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور خوشی سے عرش جھوم گیا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو اچانک وہ سعد بن معاذ تھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر بیٹھ گئے وہ ورد کیے جا رہے تھے وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہی تھے اچانک آپ نے دو مرتبہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہا لوگوں نے بھی یہ سن کر سبحان اللہ کہا پھر کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حیران ہوتا ہوں اس عبد صالح کی وجہ سے اس کے اوپر اس کی قبر میں سختی کی گئی حتی کہ اب اس کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۳۲۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے مردوں میں سے جن کو میں چاہتا ہوں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ رات کے اندر ریشم کے عمامے کو سر پر سجائے ہوئے کہنے لگے اے محمد ﷺ یہ کون میت ہے جس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور عرش اس کے لیے خوشی سے متحرک ہو گیا؟ لہٰذا رسول اللہ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے جلدی کرتے ہوئے سعد بن معاذ کی طرف گئے آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ اسی وقت ہی ان کی روح قبض ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳:۲۰۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس عاصم نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع نے ان کو خبر دی محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ اپنی قبر میں رکھے گئے رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس وجہ سے سبحان اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی حتی کہ اللہ نے اسے کھولدی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۰۳)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن عبداللہ نے کہ انہوں نے سعد کے گھر آئے کسی فرد سے پوچھا تھا تمہارے پاس اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے قول میں سے کیا بات پہنچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کوتاہی کر جاتے تھے پیشاب کرنے کے بعد بعض دفعہ وضو کرنے یا استنجا کرنے میں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

باب ۷۹

حضرت ثَعلَبَہ اور اُسید ابناء سَعیَہ کا
اور اَسَدُ بن عبید کا مسلمان ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مُقری اسفرائنی نے وہیں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وھب بن جریر بن حازم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر نے اس نے بنوقریظہ کے ایک بوڑھے سے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آدمی آیا تھا اس کا نام تھا ابن الھیبان۔ اللہ کی قسم ہم نے کبھی کوئی آدمی اس سے بہتر نہیں دیکھا وہ ہمارے سامنے مقیم رہا جب بارش بند ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے کہ ہمارے لیے بارش طلب کیجئے وہ کہتا تھا نہیں ایسے نہیں اللہ کی قسم بلکہ بارش کی دعا کرنے جانے سے قبل تم لوگ صدقہ کرو وہ کہتے تھے کہ کیا صدقہ کریں؟ وہ کہتا تھا کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک مد جو ہم لوگ صدقہ کرتے تھے وہ ہمیں لے کر ہمارے میدان میں جاتا بس اللہ کی قسم ابھی تک وہ اپنی مجلس سے اُٹھتا تھا کہ ہمارے ساتھ گھاٹیاں پانی کی بھر کر بہنے لگتیں۔

اس نے صرف ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار ایسے کیا تھا جب اس کی وفات ہونے لگی تو اس نے کہا اے جماعت یہود۔ کیا تم لوگ مجھے دیکھتے نہیں ہو کہ میں شراب اور خمیر کی (یعنی کھانے پینے والی) سرزمین سے بھوک اور تکلیف والی زمین پر آ گیا ہوں مجھے کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے ہم نے کہا کہ تم یہ بہتر جانتے ہو اس نے بتایا کہ مجھے ایک نبی کی توقع اور آرزو یہاں لے آئی ہے جو ابھی مبعوث ہونے والا ہے۔ اور یہی اس کا شہر ہوگا ہجرت کرنے کے بعد۔ وہ بھیجا جائے گا خون بہانے کے حکم کے ساتھ اور اولادوں کو قید کرنے کے ساتھ (مراد جہاد ہے) یہ بات تمہیں اس کے پاس جانے سے مانع نہ بنے اور تم سے پہلے ان سے کوئی اور نہ ملنے پائے (یعنی تم پیچھے نہ رہ جانا بلکہ اس کو جان لینا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنوقریظہ کے ایک شیخ (معمر آدمی) سے کہ انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعیہ اُسید بن سعیہ اسلام اور اسد بن عبید بنو ہزل کی جماعت کا مسلمان ہونا کس وجہ سے ہوا تھا۔ یہ لوگ بنوقریظہ میں سے نہیں تھے۔ نہ ہی بنونضیر میں سے تھے بلکہ وہ اس سے اُوپر تھے۔ میں نے بتایا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک کے یہودیوں میں سے ایک آدمی آیا تھا اسے ابن الھیبان کہا جاتا تھا۔ پھر اس (معمر شخص نے) روایت جریر کے مفہوم کے مطابق قصہ ذکر کیا۔ اور اس نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جب وہ رات آئی تھی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہوگئی تھی۔ تو ان تین آدمیوں نے کہا تھا۔ وہ اس وقت کڑیل جوان تھے۔

اے جماعت یہود یہ شخص (محمد ﷺ) وہی ہے جس کا ذکر تم لوگوں سے ابن الھیبان نے کیا تھا۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا تھا؟۔ انہوں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم بیشک وہ اللہ وہی ہے اے جماعت یہود۔ بیشک یہ اللہ کی قسم البتہ وہی ہے اپنی صفت کے ساتھ۔ اس کے بعد وہ نوجوان اترے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ دیئے اولادیں چھوڑ دیں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ صحابہ نے کہا کہ ان کے مال قلعے میں تھے مشرکین کے ساتھ جب قلعے فتح ہوئے۔ یہ مال ان کو واپس کر دیئے گئے۔ ابن اسحٰق کے خیال کے مطابق اسی رات عمرو بن سعدی قرظی نکلا اور وہ

رسول اللہ ﷺ کے محافظ (چوکیدار) کے پاس گذرا اس رات کو محمد بن مسلمہ اس ذمہ داری پر مامور تھے۔انہوں نے جب اس کو دیکھا تو پوچھا کہ کون ہے یہ؟ اس نے نے بتایا کہ میں عمرو بن سُعد ہوں۔اور وہ یعنی عمرو وہی تھے جنہوں نے بنوقریظہ کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کردیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے غداری و دھوکہ کرنے میں۔اور اس نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کبھی بھی دھوکہ نہیں کروں گا۔محمد بن مسلمہ نے جب اسے پہچان لیا تو پڑھا۔ اللھم لاتحرمنی عثرات الکرام پھر اس کا راستہ انہوں نے چھوڑ دیا وہ چلا گیا۔حتی کہ وہ رات اس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گذاری مدینے میں۔اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ دھرتی پر کہاں گیا رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔کہ وہ ایسا آدمی تھا اللہ نے جس کو نجات دے دی تھی اس کے عہد پر قائم رہنے اور ایفاء عہد کرنے کی وجہ سے۔بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جکڑا گیا تھا ان لوگوں کے ساتھ جو جکڑے گئے تھے۔بنوقریظہ میں سے جب وہ نیچے اُتر آئے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے حکم پر۔

اس کے بعد۔اس کی بوسیدہ رسی کا ٹکڑا پھینک دیا گیا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے اور بنوقریظہ کے معاملے پر قرآن نازل فرمایا۔سورۃ احزاب کی صورت میں اس میں اللہ نے ذکر فرمایا ہے جو کہ اس میں آزمائش اور اللہ کی نعمت واحسان ان پر نازل ہوا تھا۔اور اس کا ذکر کہ اللہ نے مسلمانوں کی کفایت کی تھی دشمنوں کے احزاب اور گروہوں سے۔جب اس مصیبت کو اللہ نے ان سے دور کردیا تھا۔سوءظن پیدا ہوجانے کے بعد اور اھل نفاق کے قول کے بعد جو انہوں نے سوءظن پیدا کرلیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذجاء تکم جنودٌ فارسلناعَلَیھِمْ رِیْحاً و جُنُوْدًا لَمْ تَرَوْھَا۔ الخ

اے اہل ایمان اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تمہارے پاس اس وقت ہوا جب تمہارے پاس کفار کے لشکر آچکے تھے کہ ہم نے ان لشکروں پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور ایسے لشکر بھیج رہے تھے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔

باب ۸۰

ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کا قتل ہونا

(اس کو سلام بن ابوالحقیق بھی کہا جاتا ہے)

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبردی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کا معاملہ اختتام کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ نے بنوقریظہ کو (نیچے اترنے کا) حکم دیا۔تو ابورافع سلام بن ابوالحقیق ان لوگوں میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر احزاب وگروہ جمع کرائے تھے (یعنی لشکر کشی کروائی تھی۔ادھر قبیلہ اوس کے (مسلمان) غزوۂ اُحد سے قبل کعب بن اشرف یہودی سردار کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے کی پاداش میں قتل کرچکے تھے۔وہ نہ صرف خود دشمنی رکھتا تھا بلکہ لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُکساتا تھا۔اب بنوخزرج (کے مسلمانوں نے) سلاّم بن ابوالحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی وہ خیبر میں تھا۔آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی اس بارے میں۔(سیرۃ ابن ہشام ۳:۲۳۱۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۷)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں زہری نے خبردی ہے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے حفاظت اور دفاع فرمایا تھا اس میں یہ سبب اور ذریعہ بھی تھا کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج رسول اللہ ﷺ کے دفاع کرنے میں آپس میں

مقابلہ کرتے تھے جیسے دونر باہم مقابلہ کرتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک جب کوئی کام کرتا رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں تو دوسرا بھی ضرور کرتا۔ جب قبیلہ اوس والوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر دیا (جو کہ دشمن رسول تھا) تو خزرج نے ایسا آدمی سوچا جو عداوت رسول میں اس جیسا ہو۔ چنانچہ انہوں نے خیبر میں موجود ابن ابوالحقیق کو سوچا اور طے کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے عبداللہ بن عتیک نکلے اور ابوقتادہ اور عبداللہ بن انس اور مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی جو کہ حلیف تھے بنواسلم کے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان میں فلاں بن سلمہ تھے۔ یہ لوگ اس مہم پر روانہ ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اور اوپر چڑھ گئے۔ مگر اس کی بیوی نے ان کو محسوس کر لیا اور اس نے چیخ ماری بات یہ تھی کہ وہ جب روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو منع کیا تھا کہ وہ عورتوں کو اور بچوں کو قتل نہیں کریں گے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس عورت پر تلوار اُٹھائی ہی تھی مارنے کے لئے۔ مگر اس کو رسول اللہ ﷺ کا منع کرنا یاد آ گیا، عورتوں کے قتل سے لہٰذا اس نے فوراً اپنا ہاتھ باندھ لیا کہتے ہیں کہ اتنے میں سب نے جلدی سے اس پر تلواریں نکال لیں اور عبداللہ بن اُنیس نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی اور پر چڑھ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۳۲:۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۷)

یہی روایت بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے اس نے اپنی والدہ سے اس نے عبداللہ بن اُنیس سے یہ کہ اسے قتل کیا تھا ابن عُتیک نے اور ابن اُنیس نے اس پر دوبارہ حملہ کر کے ختم کر دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ابن عتیک نے اسے قتل کیا اور اس نے دوبارہ اس کا کام بھی تمام کر دیا صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن آدم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے اپنے والد سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء بن عازب سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تھا۔ لہٰذا اس پر عبداللہ بن عتیک رات کے وقت داخل ہو گیا اور اسے قتل کر دیا جب وہ سو رہا تھا۔ اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں اسحٰق بن نصر سے اور دیگر سے اس نے یحییٰ بن آدم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۳۸۔ فتح الباری ۷/۳۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عُثمان بن الودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریح بن مسلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف ابن ابواسحٰق نے اپنے والد سے ان نے ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعُتیک کو اور عبداللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا تھا ابورافع کی طرف۔ وہ لوگ گئے قلعے کے قریب ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو میں جا کر دیکھتا ہوں کہتے ہیں کہ میں نے نرمی کی کہ میں کسی وسیع قلعے میں داخل ہو جاؤں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا گدھا گم ہو گیا تھا وہ آگ کے شعلے لے کر اس کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔ کہتے ہیں مجھے خوف آیا کہ وہ کہیں مجھے پہچان نہ لیں۔

لہٰذا اس نے سر کو ڈھانپ لیا اور اس طرح بیٹھ گیا کہ جیسے میں پیشاب کرنے بیٹھا ہوں کہتے ہیں کہ اتنے میں دربان نے آواز لگادی جو اندر داخل ہونا چاہتا ہے جلدی اندر آ جائے میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے کہتے ہیں کہ میں جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں قلعے کے دروازے کے پاس واقع گدھوں کے باندھنے کے کمرے میں چھپ گیا۔ کہتے ہیں ان لوگوں نے ابورافع کے پاس عشاء کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب آوازیں بند ہو گئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی اس وقت میں نکلا۔ کہتے ہیں میں نے دیکھ لیا تھا کہ دروازے کی کنجی دربان نے ایک آلے میں رکھ دی ہے میں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ لوگ نکل کر مجھے پکڑ نہ لیں۔

لہٰذا میں آہستہ آہستہ چل کر گیا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازے باہر سے بند کردیئے اس کے بعد میں ابورافع کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا سیڑھی پر گھر میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس کا چراغ بجھا ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آدمی کہاں ہے میں نے آواز لگادی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہے۔ یہ کہتے ہی میں آواز کی جانب لپکا آگے بڑھ کر میں نے اس کو تلوار ماری اس نے چیخ ماری مگر اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا کہتے ہیں کہ میں آگے گیا جیسے کہ میں اس کی فریاد سننے کے لئے آرہا ہوں میں نے پوچھا کیا ہوا اے ابورافع؟ میں نے آواز بدل لی تھی۔ اس نے کہا کیا تجھے پریشانی نہیں ہورہی تیری جان کے لئے ہلاکت ہو میرے پاس کوئی آدمی داخل ہوگیا ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے۔

کہتے ہیں کہ میں اور اس کے قریب ہوا اور میں نے ایک اور تلوار ماری اس کو مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اب اس نے ایک چیخ ماری اور اتنے میں اس کے گھر والے اُٹھ گئے کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے آواز بدلی اور ایسے ہوگیا جیسے میں اس کی فریاد سننے آیا ہوں وہ پشت پر لیٹا ہوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھدی اندھیرے میں اور اس پر سہار کرتے ہوئے اوپر چڑھ گیا وہ اس کو کاٹتی ہوئی پار نکل گئی یہاں تک میں نے اس کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی اس کے بعد میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی پر آیا اتر نا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں سیڑھی سے گرگیا جس کی وجہ سے میرے پیر کا جوڑ نکل گیا۔ لہٰذا میں نے ان کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا وہ اُچک رہا تھا۔ میں کہا تم لوگ جاؤ جا کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ میں اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوگئی تو موت کی خبر دینے والے نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا تو میرے ساتھ کوئی تکلیف و بیماری نہیں تھی میں نے اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل ہی پالیا اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عثمان سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۰۔ فتح الباری ۷/۳۴۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمر و بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی منیعی نے اور حسن نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کئی آدمیوں کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا۔ اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا تھا اور ایذا پہنچانے پر مدد کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قلعے میں تھا ارض حجاز میں وہ لوگ قلعے کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ شام کے وقت مویشیوں کے ساتھ سرِ شام واپس چلے گئے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں جا کر گیٹ میں سے نرم روش اختیار کرتا ہوں شاید کہ میں داخل ہو جاؤں۔

کہتے ہیں کہ وہ دروازے کے قریب گیا پھر اُس نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ کر لیا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہا ہے حالانکہ لوگ اندر داخل ہورہے تھے۔ لہٰذا گیٹ میں سے (اس کو اندھا بندہ سمجھ کر) آواز لگائی اے اللہ کا بندہ رک تم اندر داخل ہونا چاہتے ہوتو داخل ہو جاؤ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں داخل ہوگیا اور اندر جا کر چھپ گیا جب دیگر لوگ داخل ہو چکے تو دروازہ بند کردیا گیا۔ اس کے بعد گیٹ کی چابیاں ایک کیل پر لٹکا دی گئیں۔ کہتے ہیں میں اُٹھ کر چابیاں اُٹھائیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو کہانیاں سنائی جاتی تھیں۔ وہ اُوپر کی منزل پر تھا۔ جب اس کے قصہ گو اس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا جونہی میں کسی دروازے سے جاتا تو اس کو اندر سے بند کرتا جاتا۔ میں نے سوچا کہ اگر لوگ میرے بارے میں جان لیں تو میری طرف نہ پہنچ سکیں حتی کہ میں اس کو قتل کرلوں۔

چنانچہ میں اس کے پاس جا پہنچا مگر وہ اندھیرے کمرے میں تھا اپنے بستر کے بیچ میں مجھے یہ معلوم نہیں ہورہا تھا کہ وہ گھر میں کس طرف ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہو۔ لہٰذا میں اس کی آواز کی طرف جھک گیا اور میں نے اس کو گھما کر ایک تلوار ماری اندھیرے میں اور میں ڈر بھی رہا تھا۔ مگر میں کچھ نہ کر سکا اتنے میں اس نے چیخ ماری۔

کہتے ہیں کہ میں گھر سے نکل گیا میں ذرا سی دیر رک کر پھر اس کی طرف داخل ہوا میں نے کہا کیسی آواز ہے اے ابورافع اس نے کہا تیری ماں کی ہلاکت گھر کے اندر کوآدمی ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے کہنے لگے کہ پھر میں نے ایک تلوار ماری اور اس کو زخمی کر دیا مگر میں اس کو قتل نہیں کر سکا۔ اس کے بعد میں نے تلوار کا سینہ اس کے پیٹ پر رکھ دیا حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں اتر گئی میں نے جان لیا کہ میں نے اب اس کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا میں نے پیر رکھا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر آ گیا ہوں مگر میں چاند کی رات میں گر گیا جس سے میری ہڈی ٹوٹ گئی۔ لہٰذا میں نے خود اس کو اپنے عمامہ سے باندھا۔ پھر چل پڑا حتیٰ کہ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا حتیٰ کہ میں جان لوں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے کہ نہیں؟ جب مرغے نے آواز دی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا میں نے کہا کہ بچ گیا ہوں بچ گیا ہوں۔ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے ان کو خبر دی۔ لہٰذا آپ نے کہا اپنا پیر سیدھا کر میں نے سیدھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا ایسا ہو گیا جیسے میں نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن موسیٰ نے اس نے عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۴۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے کہتے ہیں سلّام بن ابوالحقیق یہودی نے بنوغطفان میں تحریک چلائی اور ان کے ارد گرد مشرکین عرب کے اندر وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کی دعوت دیتا رہا اور ان کے لیے بڑے بھاری انعام مقرر کرتا رہا۔ لہٰذا ان سب کے ساتھ بنوغطفان بھی جمع ہو گئے۔ اور حُیی بن اخطب یہودی سردار (جو بنوقریظہ کے ساتھ نکلا تھا) مکے میں جا کر اہل مکہ کو بہکاتا رہا اس نے ان سے یہ بات کی کہ تمہاری برادری کے لوگ عرب ان شہروں میں پریشان ہیں وہ اولاد کے منتظر ہیں اور مال کے منتظر ہیں اور بنوغطفان تو ہماری (یہودیوں کی) بات مان گئے ہیں۔ (ان حالات میں) رسول اللہ ﷺ نے ابن ابوالحقیق کے پاس عبداللہ بن عتیک بن قیس بن اسود کو بھیجا۔ اور ابوقتادہ بن ربعی کو اور اسود خزاعی کو۔ اور ان پر آپ نے امیر مقرر کیا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ اس کے پاس رات کے وقت گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو اور عبداللہ بن انیس کو اور مسعود بن سنان بن اسود کو اور ابوقتادہ بن ربعی بن بلادمہ کو بنوسلمہ میں اور اسود بن خزاعی کو جو کہ ان کے حلیف تھے ان کو نجدہ کہا جاتا تھا اس کتاب کے علاوہ میں اور اسعد بن حُرام وہ البُرک میں سے ایک تھے بنواسود کے جو کہ حلیف تھے بنواسود کے رسول اللہ ﷺ نے ان پر امیر مقرر کیا تھا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ رات کے وقت ابورافع بن ابوالحقیق یہودی کے پاس اترے خیبر میں انہوں نے اس کو اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۳)

کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ ابن شہاب نے کہا ہے کہ کہا ابن کعب نے وہ لوگ (ابوالحقیق کو قتل کرنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ کامیاب ہیں چہرے۔ ان لوگوں نے جواب میں عرض کی آپ کا چہرہ سدا کامیاب رہے یارسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیا تم نے اس (دشمن خدا اور رسول کو) قتل کر دیا ہے؟ بولے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تلوار پکڑ واؤ آپ نے اس کو میان سے نکالا اور فرمایا کہ ہاں یہی اس کا کھانا تھا۔ تلوار کی دھار پر دیکھ کر فرمایا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۹)

☆☆☆

باب ۸۱

اِبنِ نُبَیح ھُذَلی کا قتل اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی بغدادی نے اور ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُنیس سُلمی کو بھیجا تھا۔ ابوسفیان بن خالد ھذلی لحیانی کو تاکہ وہ اس کو قتل کرآئے وہ مکے میں وادی عُرنہ میں (عرفات کے قریب) رہتا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انس سُلمی کو بھیجا تھا سفیان بن عبداللہ بن نبیح ھُذَلی۔ لحیانی کے پاس وہ مکہ سے باہر عُرنہ میں تھا یا عرفہ میں اس نے اپنے پاس لوگ جمع کر رکھے تھے تاکہ ان کے ساتھ مل کر وہ رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے قتل کردے عبداللہ بن انیس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کیسا ہے کس طرح ہے یعنی اس کی صفت (یعنی حلیہ) وغیرہ مجھے بتائیں آپ نے فرمایا کہ جب آپ اس کو دیکھیں گے تو اس سے ڈر جائیں گے اور اس سے خوف زدہ ہوجائیں گے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کسی شئی سے بھی ہرگز نہیں ڈرتا ہوں۔

عبداللہ روانہ ہوکر لوگوں سے مل گئے۔ اور بنوخزاعہ کے ساتھ لاحق ہوگئے جو بھی ملتا وہ اس سے کہتے کہ میں سفیان سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس کے پاس رہوں اور اس کے ساتھ ہوجاؤں۔ لہٰذا وہ سفیان سے اس وقت ملے جب وہ بطن وادی عُرنہ میں میں پیدل چل رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے رحا کا ایک گروہ تھا۔ جو مکے کے باسی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو میں اس سے ڈر گیا اور خوف زدہ ہوگیا اور میں اس سے دور یا الگ ہوگیا میں نے دل میں سوچا سچ فرمایا تھا اللہ نے اور اس کے رسول نے پھر گھات لگا کر اس کے لئے بیٹھ گیا حتی کہ جب لوگ اس سے ہٹ گئے تو میں نے اس پر اچانک حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ اہل مغازی کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خبر عبداللہ بن انیس کے قتل کرنے سے پہلے مل گئی تھی۔ موسیٰ نے کہا انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ اس کو عصا بھی دیا تھا۔ یا اس کو تھام کر رکھا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس رہا حتی مرنے کے وقت اس نے وصیت کی تھی وہ عصا اس کے کفن میں رکھ دیا گیا تھا اس کے چمڑے اور کفن کے درمیان اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن انیس کو ابن نبیح کی طرف کہاں سے بھیجا تھا کیا مدینہ سے یا کہیں اور جگہ۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی روایت میں عصا کا تذکرہ نہیں ہے۔

(عیون الاثر ۲/۵۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۴۱۔ صالحی ۵/۵۷۔ الدلائل لابی نعیم ۴۵۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابراہیم عبدی نے ان کو حدیث بیان کی نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عبداللہ سے یعنی ابن عبداللہ بن اُنیس نے اپنے والد عبداللہ بن انیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ابن نُبیح ھُذلی میرے ساتھ لڑنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ وادی نخلہ میں ہے یا کہا تھا کہ عُرنہ میں ہے تم اس کے پاس جاؤ اور جاکر اسے قتل کرآؤ میں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ اس کی کوئی صفت بتائیں مجھے کوئی حلیہ وغیرہ تاکہ میں اس کو پہچان سکوں آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اس کے درمیان علامت یہ ہے کہ تم اس کو دیکھو گے تو اس کی کھال سکڑی ہوئی اکھٹی ہو رہی ہوگی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں تلوار لٹکا کر روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ (یا جلدی پہنچا دیا گیا) عورتوں کے ہودج میں جن کے ساتھ منزل کو تلاش کیا جاتا ہے جب کہ اس وقت عصر کا وقت ہو چکا تھا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے وہ صفت پالی جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے بیان کی تھی جلد کا سکڑا ہوا ہونا۔ میں اس کی طرف چلا گیا اور مجھے ڈر لگا کہ اس کے اور میرے درمیان بات چیت طویل ہو گئی تو وہ میری نماز سے مجھے مشغول کر دے گا۔

لہٰذا میں نے نماز پڑھ لی اور میں اس کی طرف چلتا گیا۔ میں اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرتا گیا جب میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے پوچھا کہ کون جوان ہو۔ میں نے بتایا کہ عرب میں سے ایک آدمی ہوں۔ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے۔ اور آپ کی جماعت کے بارے میں جو آپ نے اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے جمع کی ہے۔ میں بھی اسی سلسلے میں آیا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلتا گیا۔ حتیٰ کہ جب اس نے مجھے موقع دیا مجھے قدرت ملی تو میں نے یکا یک اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر میں جلدی سے نکل گیا۔ اور اس کی عورتوں کو اس کے اُوپر اُوندی پڑی ہوئی چھوڑ آیا (یعنی روتی ہوئی)۔

جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا اَفۡلَحَ الۡوَجۡهُ کامیاب رہے یہ چہرہ، میں نے کہا میں نے اس کو قتل کر دیا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر میں چلے گئے انہوں نے مجھے ایک عصا (لکڑی وغیرہ) دی اور فرمایا کے ان کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا اے عبداللہ بن انیس میں اس کو لے کر لوگوں کے پاس آیا انہوں نے پوچھا اے عبداللہ بن انیس یہ کیسا عصا ہے آپ کے ساتھ میں نے بتایا کہ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا انہوں نے کہا کہ کیا آپ دوبارہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نہیں جائیں گے آپ ان سے اس کے بارے میں پوچھنا۔

کہتے ہیں کہ میں میں لوٹ کر آپ کے پاس واپس گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے یہ مجھے بھلا کیوں دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہوگی بیشک کم ہی لوگ اس دن عصا پر سہارا لگائے ہوئے ہونگے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ جوڑے رکھا تھا وہ ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو حکم دیا کہ وہ ان کے کفن کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ لہٰذا دونوں ساتھ ہی دفنائے گئے۔ (مسند احمد ۳/۴۹۶)

اس کو روایت کیا ہے عبدالوارث بن سعید نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے اور اس نے کہا کہ وہ گئے تھے۔

خالد بن سفیان ھذلی کے پاس۔ (سیرہ ابن ہشام ۴/۲۲۸)

☆☆☆

باب ۸۲

غزوۂ بنو مُصطَلِق (اسی کو غزوۂ مُرَیسیع) بھی کہتے ہیں

اور اس میں آثار نبوت کا ظہور[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابومریم اس نے ابولھیعہ سے اس نے ابوالاسود نے عروۃ سے وہ کہتے ہیں کہ بنو مصطلق اور بنولحیان شعبان ۵ ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے حزامی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شھاب سے ذکر مغازی رسول اللہ میں کہ آپ نے بنو مصطلق اور بنولحیان سے قتال کیا تھا شعبان ۵ ھ۔ اور ہم نے روایت کی ہے قتال سے کہ انہوں نے کہا کہ غزوہ مریسیع ۵ ھ میں ہوا تھا ہجرت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ مَریسیع ۵ ھ میں ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نکلے تھے پیر کے دن جب شعبان کی دو راتیں گذر چکی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مدینے میں آئے تھے ماہ رمضان میں۔ اور آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی شعیب بن عباد نے مسور بن رفاعہ سے وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ سات سو افراد میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنو مُصطَلِق کے ساتھ جہاد کیا جو قبیلہ خزاعہ میں سے تھے شعبان ۷ ھ میں۔ اسی نے کہا ہے ابن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ حدیث بیان کی ہے ان میں سے زیادہ جامع حدیث وہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے (کیونکہ) آپ کو اطلاع ملی تھی کہ بنو مُصطَلِق آپ کے مقابلے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور ان کا قائد حارث بن ابوضرار۔ جویریہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا والد تھا۔

حضور اکرم ﷺ چلتے رہے حتی کہ مقام مُرَیسیع میں پہنچ گئے یہ پانی کا مقام تھا بنو مصطلق کے پانیوں میں سے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے کے لئے پوری تیاری کر رکھی تھی۔ لہٰذا لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور لڑ پڑے اس لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کو شکست دی ان میں سے جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل بھی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹوں کو اور مالوں کو اور عورتوں کو بطور غنیمت تقسیم کر دیا۔ ان کو مفت دیا۔ اور اس پر نگرانی کی مقام قدیہ سے اور ساحل سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۸)

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۰۷۔ مغازی للواقدی ص ۱/۴۰۴۔ بخاری ۵/۱۱۵۔ تاریخ طبری ۲/۶۰۴۔ انساب الاشراف ۱/۳۴۱۔ ابن حزم ۲۰۳۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۴۷۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/۱۶۴۔ عیون الاثر ۲/۱۲۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۳۔ سیرۃ شامیہ ۴/۴۸۶۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن اخی زھری نے اور معمر بن راشد نے آخر میں انہوں نے کہا کہ بیشک بنو مصطلق خزاعہ میں تھے وہ الفرع میں اترے تھے۔ وہ لوگ بنو مدلج کے حلیف تھے۔ اور ان کا سردار حارث بن ابوضرار تھا۔ وہ اپنی قوم کا بھی سردار تھا اور ان سب کا جن پر وہ قادر تھا عرب میں سے۔ اس نے ان سب کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے بلایا تھا انہوں نے گھوڑے خریدے اور ہتھیار خریدے اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے تیاری کر لی تھی۔ لہٰذا ان کے اونٹ سوار لوگوں نے اپنے زاویے سے پیش قدمی بھی کر لی تھی وہ اپنی اور ان کی خبریں دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچ گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے بریدہ سلمی کو روانہ کیا اس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں اور واپس آ گئے اور اسی بات کی خبر انہوں نے مسلمانوں کو دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور سب نے ان کے مقابلے میں روانگی کے لئے جلدی کی۔ (المغازی للواقدی ۱/۴۰۴-۴۰۵)

(۶) واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عبداللہ بن ابوالابیض نے اپنے والد سے اس نے اپنی دادی سے یہ جویریہ کی خادمہ تھی وہ کہتی ہیں کہ میں نے جویریہ بنت حارث سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم لوگ مقام مریسیع میں تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے۔ ہمارے پاس وہ آ گیا ہے جس سے مقابلہ کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس قدر لوگ اور گھوڑے اور ہتھیار دیکھے جن کی کثرت کو میں بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں مسلمان ہو گئی تو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا تو ہم واپس لوٹ آئے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگی وہ ایسے نہیں جیسے میں ان کو خیال کرتی تھی۔ بس میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ ایک رُعب تھا اللہ کی طرف سے جو مشرکین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا اسلام کو بہت اچھے طریقے سے تھا وہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے سفید چمکیلے مرد دیکھے تھے سفید گھوڑوں پر سوار تھے ہم لوگوں نے انہیں نہ کبھی پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھے۔ (مغازی للواقدی ۱/ ۴۰۸-۴۰۹)

(۷) واقدی نے کہا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مقام مریسیع تک جا پہنچے وہ ایک پانی کا مقام ہے حضور اکرم ﷺ وہاں اترے اور آپ کے اور چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اور ان کے ساتھ ان کی عورتوں ہی سے ایک عائشہ اور ام سلمی تھیں وہ لوگ سب (یعنی مسلمان اور مشرکین) اسی پانی کے مقام پر اکٹھے ہو گئے تھے وہ لوگ خوب تیاری کر چکے تھے اور قتال کے لئے پوری طرح تیار تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف بندی کی۔ اور مہاجرین کا جھنڈا ابوبکر کو دیا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کا جھنڈا عمار بن یاسر کے پاس تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لو اور اس کلمے کی بدولت اپنے نفسوں کو بچالو۔ اور اپنے مال بچالو۔ حضرت عمر نے اعلان کیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ لہٰذا پہلا شخص جس نے تیر پھینکا وہ انہی میں سے ایک آدمی تھا اس کے بعد لوگوں نے ایک گھنٹے تک مسلسل تیر اور بھالے برسائے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سب لوگ مل کر حملہ کر دو۔ لہٰذا مسلمانوں نے مل کر یکبارگی ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کر دیا۔ لہٰذا مشرکین کا کوئی آدمی نہ بچ سکا اسی افراد ان میں سے مارے گئے باقی ان کے سارے لوگوں کو آپ نے قید کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مردوں عورتوں کو اُونٹوں بکریوں سب کو قید کیا اور قبضے میں لے لیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا تھا۔ ابوقتادہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا جھنڈا بردار صفوان ذوسقرہ تھا میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تھی حتی کہ میں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ فتح ہو گئی۔ ان کا شعار اور پہچان یہ لفظ تھا۔ یَا مَنْصُورُ اَمِتْ (اس کا مطلب ہے کہ موت کا حکم ہے اس سے مراد نصر و مدد کی اچھی خال پکڑنا تھا۔ مارنے کے بعد شعار کے لیے حصول عرض کے ساتھ انہوں نے اس کلمے کو اپنے درمیان علامت قرار دیا تھا اس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے رات کی تاریکی کی وجہ سے)۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی ابن یمون نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع کی طرف لکھا میں ان سے دعا پوچھنا چاہتا تھا قتال سے پہلے کی کہتے ہیں کہ اس نے لکھا نہ یہ بات ابتداء اسلام میں تھی تحقیق رسول اللہ ﷺ غارت کو لوٹ ڈالی تھی بنو مصطلق پر وہ

لوگ ان کو لوٹ رہے تھے حالانکہ ان کے مویشی پانی کے گھاٹ پر پانی پلائے جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا تھا۔ اور ان کے قیدیوں کو قید رکھا تھا اس دن آپ کو حاصل ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ للوانی نے کہا تھا۔ کہ جویریہ بنت حارث۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عمر نے یعنی اس بارے میں۔ اور وہ اس لشکر میں تھے۔

بخاری مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب العتق۔ حدیث ۱۵۴۱، فتح الباری ۵/۱۷۰، مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱ ص ۱۳۵۶)

تمہارے عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہر نفس جس کا پیدا ہونا قیامت تک مقدر ہو چکا وہ ہوگا

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو ابوربیع نے ان کو اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے ربیعہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے محیریز سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ داخل ہوئے میں اور ابوصرمہ حضرت ابوسعید خدری کے پاس ابوصرمہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوسعید کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ عزل کے بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوں (یعنی عورت سے صحبت کرتے وقت انزال اندر نہ کرنا بلکہ باہر ضائع کرنا تاکہ حمل نہ ٹھہرے) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں (پس منظر اس کا کچھ یوں تھا کہ) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر غزوۂ بنومصطلق میں لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے عرب کے شرفاء اور معززین کو قیدی بنا لیا تھا۔ ہمارے اُوپر اپنی (مجرد رہنے یعنی) بیویوں سے علیحدہ رہنے کی مدت طویل ہوگئی تھی ہم لوگوں نے رغبت کی صحبت کرنے میں مگر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم فائدہ تو اٹھائیں۔ (یعنی صحبت تو کریں) مگر ہم عزل کریں (انزال باہر کریں) ہم نے سوچا ہم لوگ ایسا تو کریں مگر رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے مسئلہ کیوں نہ پوچھ لیں۔ لہٰذا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ تمہارے اُوپر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نہ کرو۔ نہیں لکھا اللہ عزوجل نے پیدا ہونا کسی روح کا جو کہ ہونے والی ہے قیامت مگر وہ عنقر ہو کر رہے گی۔

صحیح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اس نے اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴/۴۲۰۔ مسلم کتاب النکاح حدیث ۱۲۵ ص ۱۰۶۱)

حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے لکھا ہے (ضروری حاشیہ) عُزل کے معنی ہیں شرم گاہ سے ذکر کو انزال کے وقت کھینچ لینا جذب ہونے و حمل ہونے کے خوف سے (لاعلیکم ان لاتفعلوا) اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اُوپر کوئی ضرور نقصان نہیں ہے ترک عزل میں (یعنی عزل نہ کرنے) اور اندر انزال کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ ہر نفس اللہ نے جس کے پیدا ہونے کو مقدر کر دیا ہے وہ اس کو پیدا فرمائے گا لازمی طور پر پیدا کرے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ تو تمہارے عزل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا مثالی سلوک
غلامی سے آزادی دلوائی۔ اپنی عزت بنایا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق میں قیدی ہونے والی عورتوں کو تقسیم کیا تو (قرعہ ڈالا گیا اور) تو جویریہ بنت حارث قرعہ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی یا اس کے چچا کے حصے میں آئی تھیں۔ لہٰذا جویریہ نے اس آدمی سے مکاتبت کرلی تھی۔ وہ شیریں سخن حُسن ملیح کی مالک عورت تھی۔ نہیں دیکھتا تھا کوئی ایک اس کو مگر اس کا دل کھینچ لیتی تھیں۔ (جیت لیتی تھیں)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی مکاتبت کے بارے میں مدد مانگی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے اس کو ناپسند کیا۔اور میں نے دل میں کہا حضور عنقریب خود اس سے یہی کیفیت ناپسندیدگی دیکھ لیں گے جو میں دیکھ رہی ہوں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو کہنے لگی یا رسول اللہ میں جویریہ ہوں بنت حارث جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ تحقیق مجھ پر آزمائش ومصیبت آن پڑی ہے جو آپ کے اُوپر مخفی نہیں ہے (غلامی سے نجات پانے کے لئے) میں نے اپنے نفس کی مکاتبت کر لی ہے (یعنی اتنا اتنا مال دیکر متعلقہ آدمی سے آزاد ہونے کی تدبیر کی ہے)۔لہٰذا آپ میری (آزادی کے لئے) میری مدد کریں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہوگا کہ میں تیری طرف سے تیری مکاتبت کا (طے شدہ مال میں) ادا کردوں (اور یوں تجھے آزاد کراکر) تم سے نکاح کرلوں۔ جویریہ نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔آپ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ تو (اس رشتے کی عظمت کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے (اس احترام کو ملحوظ رکھ کر) ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیا جو بنو مصطلق میں سے ان کے ہاتھ میں قیدی اور غلام بن گئے تھے۔بس البتہ تحقیق اسی (جویریہ کے) سبب سے بنو مصطلق کا ایک سو گھرانہ آزاد کر دیا گیا۔ (سیدہ عائشہ فرماتی ہیں) کہ میں نہیں جانتی کہ کوئی عورت (جویریہ سے) بڑھ کر عظیم برکت والی اپنی قوم کے لئے ثابت ہوئی ہو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۳۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵۹/۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ان کو خبر دی ابوعبداللہ بطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو واقدی نے ان کو ہشام نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جویریہ بنت حارث نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آمد سے تین دن پہلے خواب دیکھا تھا یثرب سے چاند روانہ ہو کر آیا ہے اور میری گود میں گر گیا ہے۔میں نے ناپسند کیا کہ میں لوگوں میں سے کسی ایک کو یہ خواب بتاؤں۔حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے کہ جب ہم لوگ قیدی بنا لئے گئے تو میں نے اپنے خواب کی امید کی۔فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کروایا اور مجھ سے نکاح کرلیا اللہ کی قسم میں نے حضور اکرم ﷺ سے اپنے قوم کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں کی تھی حتیٰ کہ مسلمانوں نے خود ہی ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا پر چچازاد لڑکی سے ہی مجھے معلوم ہوا تھا اس نے مجھے یہ خبر دی تھی۔لہٰذا اس نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

واقدی کہتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مہر بنو مصطلق کے ہر ہر اسیر کی رہائی قرار دیا تھا۔اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کی قوم کے چالیس افراد کی آزادی اس کا مہر قرار دیا تھا۔(المغازی للواقدی ۴۱۱/۱۔۴۱۲)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے غزوۂ بنو مصطلق کے بارے میں ھام مُرَیسیع میں انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور اس غزوۂ مریسیع میں جویریہ بنت حارث بن ابوضرار قیدی ہو کر آئی۔اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو اس کی قسمت میں بنایا تھا۔ لہٰذا وہ آپ کی عورتوں میں سے ہوگئی تھی۔اور بعض بنو مصطلق نے گمان کیا تھا۔کہ جویریہ کے والد نے (قیدی بن جانے کے بعد) اس کو طلب کیا تھا اور اس کا ہدیہ دیا تھا رسول اللہ کو۔پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام دیا تھا۔لہٰذا اس نے اس کا نکاح و بیاہ خود کردیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔(البدایۃ والنہایۃ ۱۵۹/۴)

☆☆☆

باب ۸۳

غزوۂ بنو مُصطلِق میں عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول

کی منافقت کا ظاہر ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے قصۂ بنو مصطلق میں کہ رسول اللہ ﷺ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک پانی پر جہجاہ بن سعید الغفاری لڑ پڑا وہ اُجرت پر کام کرتا تھا عمر بن خطاب دوسرا سنان بن زید ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے وہ کہتے ہیں کہ دونوں آدمیوں نے پانی پر ازدحام کیا اور دونوں لڑ پڑے۔ سنان بن زید نے کہا اے انصاری کی جماعت۔ اور جہجاہ نے کہا اے مہاجرین کی جماعت۔ جب کہ زید بن ارقم اور انصار کی ایک جماعت عبداللہ بن اُبی کے پاس تھے ابن اُبی نے جب یہ سنا تو بولا کہ یہ لوگ ہمارے شہروں میں ہمارے ساتھ لڑتے ہیں ہمارے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اللہ کی قسم ہم نے ان کو جو عزت دی ہے اور قریش کی عزتوں کو تحفظ دیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کہنے والے کہا تھا۔ (ابن اُبی منافق نے عرب کا بدترین محاورہ مہاجر مسلمانوں کے لئے استعمال کیا) سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ۔ اپنے کتے کو پال پال کر موٹا کیا کہ تجھے کھائے گا۔ (اس کے مقابلے میں وہ یوں کہتے ہیں کہ۔ جَوِّعْ كَلْبَكَ يَتْبَعْكَ۔ اپنے کتے کو بھوکا رکھ تیرے پیچھے پیچھے پھرے گا) نیز ابن اُبی نے کہا تھا اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ واپس لوٹ کر گئے تو ضرور بالضرور عزت دار ذلیلوں کو مدینے سے نکال دیں گے (یعنی ہم لوگ نعوذ باللہ مہاجرین کو نکالیں گے ظاہر اس بکواس کا براہ راست رسول اللہ پر پڑا تھا)۔ نیز اس کے بعد ابن اُبی ان لوگوں سے مخاطب ہوا جو اس کے پاس اس کی قوم میں سے موجود تھے کہنے لگے تم لوگوں نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تم لوگوں نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں داخل کیا۔ تم لوگوں نے اپنے مال تقسیم کر کے ان کو دیئے۔ خبردار اگر تم لوگ اللہ کی قسم ان لوگوں سے اپنے آپ کو روک لیتے تو یہ لوگ تمہارے ہاں سے واپس لوٹ جاتے تمہارے شہروں سے۔

زید ابن ارقم نے یہ ساری بکواس سنی اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتادی وہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے پاس عمر بن خطاب بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو بتادیا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ عباد بن بشر کو پکڑیں میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر کے جذباتی فیصلے پہ سنجیدہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا) عمر اس وقت آپ کیا کریں گے جب لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ نہیں ایسے نہ کریں بلکہ اے (شاید) عمر (ہے) آپ واپس کوچ کرنے کا اعلان کر دیں۔

عبداللہ بن اُبی کو جب یہ اطلاع ملی کہ اس کی بکواس رسول اللہ ﷺ تک پہنچ چکی ہے تو وہ آیا اور آکر معذرت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اس نے آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ بات نہیں کہی جو زید بن ارقم نے کہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ابن اُبی کا اپنی قوم کے اندر بھی ایک مقام تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے کہ یہ اس لڑکے زید بن ارقم کی غلطی ہو یا اُسے وہم ہوا ہو اس آدمی نے جو کہا ہے وہ لڑکا اس کو صحیح سمجھ نہ سکا ہو۔ مگر رسول اللہ ﷺ دوپہر کو ایسے وقت روانہ ہوگئے جس وقت عادۃً آپ روانہ نہیں ہوتے تھے راستے میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت اُسید بن حضیر ملے اس نے حضور اکرم ﷺ کو سلام نبوت کیا پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ آپ بے گاہ وقت روانہ ہو گئے ہیں خیریت تو ہے آپ اس وقت تو روانگی نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی جو تیرے دوست ابن اُبی نے کہی ہے۔ اس نے یہ بکواس کی ہے کہ وہ جب مدینے میں آئے گا تو عنقریب عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے اُس نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی عزت والے ہیں اور وہی ذلیل ہے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ابن اُبی کے مقابلے میں نرمی فرمائیں۔

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے پاس حکم اور وضاحت لائے گا۔ بیشک ہم لوگ ان کے خلاف اعتراضات اکھٹے کر رہے ہیں تاکہ اس سے بات کی جائے۔ وہ (بدبخت) یہ سوچ بیٹھا ہے کہ آپ نے شاید اس کا اقتدار چھین لیا ہے حضور اکرم ﷺ لوگوں کے ساتھ چلتے آ رہے تھے حتیٰ کہ رات بھر چلے اور اگلی شام تک چلتے رہے حتیٰ کہ پھر صبح کی اور دن کا ابتدائی حصہ بھی چلے۔ حتیٰ کہ جاتے وقت موسم سخت ہو چکا تو آپ نے لوگوں کو اُترنے کے لئے کہا تاکہ اس بات سے لوگوں کے ذہن خالی کریں جو ہو گئی تھی۔ اترتے ہی لوگ زمین پر سو گئے نیند نے سب کو آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں سورت المنافقون نازل ہو گئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۴۸-۲۴۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحق نے ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو عمرو بن دینار نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے غازیوں میں وہاں پر مہاجرین ہی کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ہاتھ کے ساتھ پیچھے سے سر پر مارا۔ تو اس انصاری نے انصاریوں کو پکار کر کہا کہ دیکھو یہ ایسی حرکت کر رہا ہے اور مہاجر نے بھی ایسے ہی کہا اے مہاجرین آ جاؤ اس نے ایسے کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ (نے دونوں کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا) کیا ضرورت ہے اس طرح جاہلیت والی پکاریں پکارنے کی۔ چھوڑ دو ایسی حرکت کو یہ بدبودار بات ہے۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا۔ کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ میں واپس لوٹ گئے تو البتہ ضرور عزت والے ذلیلوں کو۔ (یا طاقتور کمزروں کو) نکالیں گے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ انصار مدینے میں مہاجرین سے زیادہ تھے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا۔ چھوڑیئے مجھے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوڑیئے اس کو تاکہ لوگ باتیں نہ بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/ ۶۵۲)

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب الادب حدیث ۶۳ ص ۱۹۹۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مَرو میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو اسرائیل نے سُدی سے ان کو ابوسعید ازادی نے ان کو زید بن ارقم نے وہ کہتے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی عرب بھی تھے ہم لوگ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے۔ مگر وہ دیہاتی لوگ ہم سے پہل کر لیتے تھے۔ ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر حوض بھر لیتا اور اس کے گرد پتھر رکھ دیتا اور اس پر چمڑے کا بچھونا ڈال کر ڈھک دیتا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آ جاتے۔ چنانچہ انصار کا ایک آدمی دیہاتی کے پاس آیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کی تاکہ وہ پانی پی لے مگر اس دیہاتی نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے پتھر ہٹا دیے جس سے وہ پانی بہہ گیا۔ اس لئے اس دیہاتی نے ڈنڈا اُٹھا کر انصاری کے سر میں دے مارا جس سے اس کے سر میں شدید زخم آ گیا وہ انصاری عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین کے پاس گیا اور جا کر اس کو خبر دی اس واقت وہ انصاری ابن اُبی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ لہٰذا ابن اُبی غصے ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم لوگ۔ لَاتُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا من حوله۔ تم لوگ ان لوگوں پر مال خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں۔

اس کے ارد گرد سے یعنی اعراب و دیہاتی لوگ۔ اور وہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب یہ لوگ محمد ﷺ پاس سے ہٹ جائیں تو تم لوگ اس وقت جایا کرو محمد ﷺ کے پاس کھانا لے کر تاکہ محمد ﷺ کھائیں اور جو اس کے پاس موجود ہوں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم لوگ لوٹ کر مدینے جاؤ تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کا ردیف تھا یعنی ان کے پیچھے سواری کر رہا تھا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی سے سنا ہم لوگ اس کے احوال

ننھیال ہوتے تھے۔ میں نے جو سنا تھا اس کی خبر اپنے چچا کو دی وہ کہتے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی رسول اللہ نے ابن اُبی کے پاس کسی کو بھیج کر بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھالی اور انکار کر دیا۔ کہ اس نے کچھ بھی نہیں کہا رسول اللہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب کر دی میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا سمجھ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر اس قدر غم واقع ہوا جو شاید کسی پر واقع ہوا ہوگا ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا محسوس کیا اچانک میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے کان میں کھجانے لگے جس سے میرے چہرے پر ہنسی آ گئی اس بات سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میرے لئے اس کے بدلے میں دنیا اور آخرت مل جاتی تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی۔ ﷺ

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا کہا ہے میں نے وہی بات بتا دی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا صرف انہوں نے میرا کان کھینچا ہے اور میرے سامنے ہنسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ اس کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان کو بھی اس طرح کہا جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ المنافقون پڑھی۔ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قالوا نشهد انك لرسول الله۔ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے هم الذين يقولون لا تنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا۔ اور پڑھتے رہے حتی کہ اس مقام تک پہنچے لَيُخْرِجَنَّ الاَعزُّ مِنْهَا الاَذَلَ۔ منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مقام تک پڑھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر مال خرچ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں حتی کہ وہ لوگ بھاگ جائیں۔ اور یہ بھی پڑھا۔ کہ عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۳۱۳ ص ۴۱۵۔۴۱۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے تفسیر آدم میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ہمدان میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابوایاس نے ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق ہمدانی سے اس زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے پاس تھا میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول سے سنا وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔ لاتُنفقُوا علىٰ مَنْ عند رَسُوْل الله حتى ينفضُوا۔ آپ لوگ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس نہیں حتی کے وہ بھاگ جائیں۔ اور یوں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینے کی طرف واپس لوٹ گئے تو ضرور بالضرور عزت دار اس میں سے ذلیلوں کو نکالدیں گے۔

میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتا دی میرے چچا نے وہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابن اُبی کو اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ ہم لوگوں نے یہ نہیں کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا بنا دیا۔ مجھے اس سے شدید دکھ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا مارے شرم کے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری اذا جاءك المنافقون قالوا نشهدُ ۔ یہاں تک اُتری هم الذين يقولون لاتنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا۔ اور یہاں تک ليخرجنّ الاعز منها الاذل ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر مجھے یہ سورۃ سنائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیدیا ہے اور ابن لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس قصے کو اپنی دونوں مغازی میں۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اوس بن اقرم بنوحارث بن خزرج میں سے ایک آدمی تھا اس نے ابن اُبی کو سنا تھا اس نے وہ عمر بن خطاب کو بتایا۔ عمر نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیا رسول اللہ نے آدمی بھیج کر ابن اُبی سے پوچھا ان کے قول کے بارے میں اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات منہ سے نکل گئی ہو تو تم توبہ کر لو اس نے انکار کر دیا اور قسم بھی کھالی لوگ مجھ اوس بن اقرم پر پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے اپنے چچازاد کے ساتھ برا کیا ہے۔ اور تم نے اس پر ظلم کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں سچا نہیں جانا۔ وہ اسی چکر میں پڑے ہوئے تھے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آرہی ہے۔ جب اللہ نے اپنا فیصلہ اس بارے میں پورا کر دیا تو حضور اکرم ﷺ سے وہ کیفیت وحی ہٹ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے کان پکڑ کر اسے مروڑ دیا حتیٰ کہ سب لوگوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ خوش ہو جا اللہ نے تیری بات کو سچا کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے سامنے سورۃ المنافقون پڑھی حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچے جو ابن اُوس کے بارے میں اللہ نے نازل کی۔ ھم الذین یقولون لاتنفقوا علیٰ من عند رسول اللّٰہ حتی ینفضوا ۔ حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے ولکن المنافقین لایعلمون ۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کیا کرو وہ جو رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں حتیٰ کہ یہ بھاگ جائیں یہاں تک پڑھی کہ لیکن منافق نہیں جانتے۔

بخاری نے صحیح میں آدم سے روایت کی ہے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۶۴۶/۸۔ الدرر لابن عبدالبسر ۱۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعبداللہ نے ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابواسود نے عروہ سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوکریب بن عتاب سے۔ ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے وہ کہتے کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اسی کو ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس روایت میں جس میں زید بن ارقم نے سنا تھا دوسرے قصے میں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن فضل نے کہ اس نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں شدید غمگین ہو گیا تھا۔ اس شخص پر جو میری قوم میں سے حرّہ میں مارا گیا تھا۔ زید بن ارقم نے میری طرف پہنچا تھا کیونکہ ان کو میرے غم کی شدت کی خبر پہنچی تھی۔ اس ذکر کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے اللھم اغفر للانصار و لا بناء الانصار ۔ اے اللہ انصار کو اور ان کی اولاد معاف کر دے۔ ابن فضل نے ذکر کیا ہے یعنی عبداللہ بن فضل نے انصار کی اولاد کی اولاد کے بارے میں۔

ابن فضل نے کہا کہ کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا جو ان کے پاس بیٹھا تھا زید بن ارقم کے بارے میں۔ انہوں نے بتایا وہ وہی تو تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ وہ وہی ہے جس کے واسطے اللہ نے اس کی سماعت کی ہوئی بات کی تصدیق نازل کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے منافقین میں سے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ (حالانکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے) کہ البتہ اگر محمد ﷺ سچا ہے تو ہم لوگ گدھے سے بھی بدتر ہیں تو زید بن ارقم نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ سچا ہے۔ اور تم گدھے سے بھی بدتر ہو۔ اس کے بعد بات رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ مگر کہنے والے نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری زید کو سچا قرار دینے کے لئے کہ۔ یحلفون باللّٰہ ما قالوا ۔ کہ یہ منافق قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ الخ

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اس قول تک۔ ھذا الذی اولی لہ باذنہ ۔ شاید کے اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن فُلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس کی اسناد کے ساتھ۔ پھر کہا ہے کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ اس کا مابعد ذکر کیا گیا ہے موسیٰ سے اس نے ابن شھاب سے۔

☆☆☆

باب ۸۴

ایسی ہوا کا چلنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے سرداروں میں ایک سردار کی موت کا پیغام دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو علاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروۃ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوھری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بنو مصطلق کے بارے میں دونوں کو بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمان کے راستے صنعاء میں پہنچ کر پڑاؤ کیا لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے چھوڑا ہی تھا کہ انہیں شدید ہوا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ لوگ اس سے ڈر گئے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس ہوا کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے دن ایک عظیم منافقت کرنے والا منافق مر گیا ہے۔ اس لئے ہوا تیز و تند ہوگئی ہے۔ تمہارے اُوپر اس سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے انشاء اللہ۔ اور اس کی موت منافقوں کے لئے بڑے غیظ و غضب اور بڑے دکھ والی ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت جابر نے کہا ہے۔ کہ ہم لوگ مدینے کی طرف لوٹے تو ہم نے یہ کیفیت پائی کہ ایک منافق جو عظیم نفاق رکھتا تھا وہ اسی دن مر گیا تھا۔

(اس کے بعد دونوں راوی متفق ہو گئے ہیں بیان میں) اور پھر اسی دن کے آخر میں ہوا تھم گئی تھی لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کے جانوروں کو جمع کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری گم ہوگئی اُونٹوں کے بیچ سے اس کی تلاش کے لئے لوگ بھاگنے لگے۔ اسی وقت منافقوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو کہ انصار کے رفقاء میں سے تھا کہ یہ لوگ کہاں بھاگ رہے ہیں۔ اسکے ساتھیوں نے بتایا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو تلاش کر رہے ہیں جو اُتر چکی ہے۔ عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ گم ہو چکی ہے۔ اس منافق نے (از راہ طنزیہ بکواس کی کہ) کیا اللہ اس کو اس کی سواری کی جگہ نہیں بتاتا؟ لہٰذا اس کے ساتھیوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تو منافق ہو گیا ہے۔ تو کیوں نکلا تھا جب کہ تیرے دل میں یہ بات تھی؟ اُس نے کہا کہ میں دنیاوی عزت کے لئے نکلا تھا۔ میری زندگی کی قسم بیشک محمد ﷺ تو ہمیں بڑی بڑی باتیں بتاتے تھے اُونٹنی والی بات اتنی بڑی نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔

مگر اس منافق کے ساتھیوں نے اس کو گالیاں دیں اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہمارے پاس تیرے مقابلے میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے اگر ہمیں پتہ چل جاتا کہ تیرے دل میں یہ بات ہے تو ہم ایک لحظہ بھی تیرے ساتھ نہ رہتے۔ تھوڑی دیر تو وہ منافق ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے لئے وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی ساری باتیں بتادی ہیں رسول اللہ ﷺ بات کر رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ کہ ایک آدمی منافقین میں سے خوش ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھاگ گئی ہے یا گم ہوگئی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اونٹنی کا مقام نہیں بتاتا یا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے اس کی جگہ کے بارے میں بتا دیا ہے۔

اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ وہ اُونٹنی تم لوگوں کے سامنے والی وادی میں یا گھاٹی میں کھڑی ہے اس کی مہار درخت کے ساتھ الجھ گئی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی طرف گئے اور اس کو لے کر آگئے۔ اور وہ منافق جلدی سے واپس اپنے احباب کے پاس آ گیا جو گروہ بیٹھا تھا جن کے سامنے وہ سابقہ باتیں اس نے کہی تھیں وہ سب لوگ ابھی تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا۔ اس نے پوچھا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں میں سے کوئی محمد ﷺ کے پاس گیا ہے۔ اور اس کو وہ باتیں بتائی ہیں

جو میں نے کہی تھیں؟ ان سب نے کہا کہ نہیں اللہ گواہ ہے ہم تو اپنی مجلس سے اٹھے بھی نہیں اس کے بعد سے۔ اس نے بتایا کہ میری وہی باتیں وہاں پر کیسے ہورہی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم گویا کہ میں مسلمان ہی نہیں ہوا مگر آج کہ بیشک میں تو محمد ﷺ کے بارے میں شک میں تھا۔ اب میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس تاکہ وہ آپ کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کریں انہوں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ جا کر اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا۔ (اہل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اس کا نام ابن الصیب تھا۔ اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام ابن اللُّصیث تھا۔ یا ابن اللُّصیت۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہا ڈرپوک رہا حتی کہ مر گیا۔ یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جس کی موت کی خبر دی گئی تھی ہوا کے چلنے کے وقت وہ زید بن رفاعہ بن تابوت تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۴۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے اس اپنے ان شیوخ سے جس نے انس سے بنومصطلق کا قصہ روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹے حتی کہ جب حضور مقام بقعاء میں پہنچے ارض حجاز میں یقیع کے پیچھے تو سخت ہوا چل گئی جس سے لوگ ڈر گئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے نہ ڈرو کیونکہ کفر کے سرداروں میں سے ایک سردار کی موت کے لئے چلی ہے۔ لہٰذا لوگوں نے یہ واقعہ پایا کہ اس دن رفاعہ بن زید تابوت مر گیا تھا وہ قبیلہ بنی قینقاع میں سے تھا اس نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر رکھا تھا جب کہ وہ منافقین کے لئے جائے پناہ کے طور پر تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے ان کو ابوکریب نے ان کو حفص بن غیاث نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے۔ کہ کہ نبی کریم ﷺ سفر سے تشریف لائے تھے جب مدینے کے قریب ہوئے تو سخت ہوا چل گئی قریب تھا کہ وہ سوار کو بھی گرا کر دفن کر دیتی (جا پڑے) گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور مدینے میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق فوت ہو گیا ہے منافقین میں سے۔ یہ الفاظ حدیث حفص کے ہیں۔ اور ابومعاویہ کی ایک روایت میں سے لے کر انہوں نے کہا کہ ایک سخت ہوا چل گئی تھی جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض سفروں میں تھے انہوں نے فرمایا تھا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم جب مدینے میں آ گئے تو معلوم ہوا کہ منافقین کے سرداروں میں سے ایک سردار مر گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے۔ (مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۴/۲۱۴۵۔۲۱۴۶)

حضور اکرم ﷺ کی خواہش کی تکمیل کے لئے بیٹے کا باپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس اور بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو عاصم بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنومصطلق سے واپس مدینہ میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن عبداللہ ابن اُبی آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کو مجھے دیجئے گا میں اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اللہ کی قسم بنوخزرج جانتے ہیں کہ بنوخزرج میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ آپ کسی آدمی کو اس کام پر مامور کریں گے جو اس کو قتل کرے گا۔ میں ایسے نفس کو اس

حال میں نہیں چھوڑ سکتا کہ میں دیکھتا ہوں عبداللہ کے قاتل کو کہ وہ دھرتی پر زندہ چلتا پھرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو قتل کر دوں گا اس طرح میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلے میں قتل کر بیٹھوں گا اور اس سے یہ قتل کر کے جنتی ہو جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ہم اس کے ساتھ اچھی صحبت رکھیں گے اور اس کے ساتھ نرمی کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۸)

حضور اکرم ﷺ کا حکمت و فضیلت کے پیش نظر ابن اُبی کو اپنے قریب بٹھانا

(۵) روایت ہے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر سے کہ عبداللہ بن اُبی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تھا اور آپ کے پاس اوس وخزرج کے صحابہ موجود ہوتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کے بغض اور کینے کو جانتے ہوئے تھے انہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ آپ اس کے لئے اس کے شرف کو جھٹلائیں اور ناپسند کرتے تھے کہ وہ اس بات کو ان کے لئے کہیں کیونکہ وہ اس کے بغض کو ان کے خلاف جانتے تھے۔ لہٰذا بعض ان کا بعض سے کہتا تھا کہ یہ عبداللہ بن اُبی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس بات کو سنتے تو اس سے کہتے کہ میرے قریب آ جائیے۔

باب ۸۵

حدیث اِفُک[1] (واتہام)

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے کہا۔ کہ نعمان بن راشد کہتے ہیں۔ وہ زھری سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث اِفُک (یعنی سیدہ عائشہ پر اتہام والا واقعہ) غزوۂ مریسیع میں ہوا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو محمد بن ابراہیم بن جناد نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو نعمان بن راشد نے اور معمر نے زھری اس نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۹۷۰ ص ۱/۶۳۳)

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے لئے غزوۂ مریسیع کے غُزاۃ کے طور پر قرعہ ڈالا۔ چنانچہ میرا قرعہ نکلا۔ لہٰذا میرے بارے وہ شخص ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا مصنف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اور اسی طرف گئے ہیں اصحاب مغازی۔ محمد بن یسار۔ محمد بن عمر واقدی اور واقدی نے روایت کی ہے یعقوب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے عیسیٰ بن معمر سے اس نے عباد بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری امی مجھے اپنی حدیث بیان کیجئے غزوۂ مریسیع کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے ابوسھل بن زیاد قطان سے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن عبدالواحد بن شریک بزاز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبدالصفار نے ان کو عبید بن شریک اور ابن ملحان نے دونوں نے فرق کیا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے

---

[1] (تفصیل کے لئے دیکھیے سیرۃ ابن ھشام ۳/۲۵۴۔ تاریخ طبری ۲/۶۱۰۔۶۱۹۔ مغازی للواقدی ۲/۴۲۶۔ الدرر ہ بن عبدالبر ۱۹۰۔ عیون الاثر ۲/۱۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۰)

ان کوخبر دی عروہ بن زبیر نے اور سعید بن مسیّب نے اور علقمہ بن وقاص سے اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عُتبہ نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول کی حدیث کے بارے میں۔ جب ان کے بارے میں اھل افک نے جو کچھ کہا تھا۔ پر اللہ نے ان کو بری کر دیا تھا اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا۔ اور ہر ایک نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک جماعت نے حدیث میں سے اور ان میں سے بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگر چہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے۔ مگر جو کچھ مجھے عروہ نے حدیث بیان کی سیدہ عائشہ سے۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے روایت قطان میں۔ کہ اگر چہ ان میں سے بعض ان کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے سیدہ عائشہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

نبی کریم ﷺ جب جہادی سفر کے لئے جانا چاہتے تھے تو اپنی عورتوں کے مابین قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالا تھا ایک ایک غزوہ میں جہاں آپ نے جہاد کیا تھا (یعنی غزوہ بنو مصطلق میں جو کہ غزوہ مریسیع کے نام کے ساتھ پہچانا جاتا ہے) چنانچہ میرا ہی قرعہ نکلا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئی۔ یہ واقعہ حجاب اور پردے کی آیت اُترنے کے بعد تھا میں اپنے کجاوے پر سوار تھی اور اسی میں اتری تھی ہم لوگ چلتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوگئے۔ اور واپس لوٹے اور ہم لوٹتے ہوئے مدینے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا میں اٹھی جب لوگوں نے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں چلتی ہوئی لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوئی واپس لوٹ آئی۔ میرا ایک ہار تھا (جَزعِ ظَفَار) سے یعنی حرز یمان (یہ یمن میں پایا جاتا ہے عقیق کی کان میں) وہ ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا میں ان کو ڈھونڈھنے لگ گئی تھی اس کی تلاش نے مجھے روک دیا وہ (خدام) گروہ جو مجھے سوار کرتے تھے آئے اور انہوں نے میرا کجاوے کو اُٹھایا اور اس کو میرے اُونٹ پر جس پر میں سوار ہوئی تھی اُوپر رکھ کر باندھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کو گوشت نے بھاری نہیں کیا تھا اس لئے کہ وہ بقدر سدا رمق جان بچانے کی مقدار میں کھاتی تھیں کھانے میں سے۔ لہٰذا ان لوگوں نے کجاوے ہلکا ہونے کو اٹھاتے وقت عجیب نہ سمجھا تھا۔ ویسے بھی میں کم عمر لڑکی تھی انہوں نے اُونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ میں نے اپنا ہار وہیں پالیا جب لشکر چلا گیا میں لشکر کے ٹھکانے پر آئی تھی جگہ پر میں بیٹھی تھی وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ لہٰذا میں وہیں پر رُک گئی۔ قطان کی ایک روایت میں ہے کہ میں اپنی منزل پر آئی جہاں پر میں تھی تو میں نے سوچا کہ عنقریب وہ لوگ مجھے موجود نہیں پائیں گے تو میری طرف لوٹ آئیں گے اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ بس وہ میری طرف متوجہ ہوں گے بس میں اپنی اس منزل پر بیٹھی تھی۔ تو مجھ پر نیند غالب آگئی۔

لہٰذا میں سوگئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ منہ اندھیرے روانہ ہوا اور اس نے میری منزل پر صبح کی اس نے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا دیکھا تو میرے پاس آگیا اور اس نے مجھے پہچان لیا جب اس نے مجھے دیکھا کیونکہ اس نے مجھے پردے کے حکم سے قبل دیکھا ہوا تھا اس کے انا للّٰہ وانا الیه راجعون پڑھنے سے میں جاگ گئی تھی جب اس نے مجھے پہچان لیا تھا میں نے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی کے ساتھ چھپا لیا اللہ کی قسم اس نے مجھ سے کوئی کلمہ کلام بھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی کلمہ بات سنی اس کے انا للّٰهِ وانا الیه راجعون پڑھنے کے سوا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی۔ اور اس کے اگلے گھٹنوں پر وہ چڑھ گیا۔ لہٰذا میں اس پر سوار ہوگئی۔ لہٰذا وہ میری سواری کو پکڑ کر آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچ گئے اس کے بعد وہ دوپہر کی گرمی کے وقت اترے تھے۔ چنانچہ ہلاک ہوگیا جس نے ہلاک ہونا تھا اور افک واتہام پر جو شخص سرپرست بنا تھا وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم لوگ جب مدینے پہنچ گئے تو بیمار پڑ گئی ایک مہینہ کے قریب اور لوگ اصحاب اتہام کے قول میں منہمک ہونے اور دلچسپی لینے لگے مجھے اس میں سے کسی بات کا بھی علم نہیں تھا۔ جو چیز میرے کرب میں۔ بیماری کے ساتھ ساتھ اضافہ کرتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ سے لطف اور مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو اس سے قبل میں ان سے دیکھا کرتی تھی اپنی بیماری کے وقت۔

بس رسول اللہ ﷺ میرے پاس آتے تھے سلام کرتے پھر کہتے کہ تم کیسی ہو اس کے بعد وہ ہٹ جاتے تھے یہ بات مجھے شک میں مبتلا کر دیتی تھی مگر میں کسی شر کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک دن میں روانہ ہوئی جب بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور میں اس طرح کے ساتھ نکلی۔

پاخانوں کی جگہ کی طرف اور ہم لوگ راتوں کو ہی نکلتے تھے پھر دوبارہ رات کو نکلنا ہوتا تھا۔ یہ ہم لوگوں کے گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اس بارے میں ہمارے معاملہ بھی عرب کے پہلے دور کے لوگوں والا ہی تھا کہ پرانے زمانے میں لوگ قضاء حاجت کے لئے نشیبی جگہوں کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اور ہم لوگ گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے اذیت محسوس کرتے تھے۔

چنانچہ میں اور ام مسطح ہم لوگ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ یہ خاتون ابورہم کی بیٹی تھی رہم بن عبدالمناف تھے اس عورت کی ماں صخر بن عامر کی ماں تھیں۔ ابوبکر صدیق کی ؓ خالہ تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب تھا میں اور ام مسطح اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنی حاجت سے فارغ ہو چکے تھے اچانک ام مسطح کا پیر اس کی چادر میں الجھا اور وہ پھسل گئی۔ کہنے لگی ہلاک ہو جائے مسطح میں نے اس سے کہا کہ آپ نے بہت بری بات کہی ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہو جو بدر میں حاضر تھا وہ بولی اے لڑکی کیا تم نے نہیں سنا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ وہ وہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ہے۔ وہ بولی کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ فرماتی ہیں کہ پھر اس نے مجھے اتہام لگانے والوں کے قول کی خبر دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے تو مرض پر مرض بڑھ گیا کہتی ہیں کہ جب میں گھر آ گئی تو اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس داخل ہوئے انہوں نے سلام کیا پھر فرمایا کہ تم کیسی ہو؟ میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں؟ کہتی ہیں کہ میں اس وقت یہ ارادہ کر رہی تھی کہ میں ان کی طرف سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی میں اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ بعد میں اپنی امی سے کہا اے میری امی لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں انہوں نے کہا اے بیٹی۔ کرب کے معاملہ کو آسان رکھو اپنے اوپر۔ اللہ کی قسم بہت کم کوئی عورت ایسی ہوتی ہے۔ جو خوبصورت ہو کسی آدمی کے پاس اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر کثرت سے وہ اس پر (حسد کرتی ہیں) فرماتی ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ تحقیق لوگ اس طرح کی غلط باتیں کرتے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ میں بقیہ رات روتی رہی حتی کہ صبح ہو گئی مگر رات بھر میرے آنسو نہیں رکتے تھے۔ اور نہ ہی مجھے ذرہ بھر نیند آئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ اسی طرح روتے ہوئے صبح ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو اور اسامہ بن زید کو بلایا جب وحی کے آنے میں تاخیر ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ ان سے اپنی اہلیہ کے فراق و علیحدگی کے بارے میں مشورہ پوچھنا چاہتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ بہر حال اس نے تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی چیز کا مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے ان کی اہلیہ کی براءۃ کے بارے میں۔ اور اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ ان کے علم میں تھا کہ آپ دل سے اپنی اہلیہ سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا اسامہ نے کہا آپ کے گھر کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے سوائے خیر کے۔ اور علی بن ابوطالب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ تو آپ کے اوپر تنگی نہیں کی۔ اس کے علاوہ بھی عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ لڑکی مانگیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے پیش کی جائے گی۔ فرماتی ہیں کہ۔ پھر رسول اللہ ﷺ (لونڈی) بریرہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بریرہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہ نے کہا کہ نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ۔ اگر میں اس کے اوپر کوئی بات دیکھتی تو میں اس پر عیب لگا دیتی اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ کم عمر لڑکی اپنے گھر آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری کا بچہ آتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ کون میری خیر خواہی اور میری نصرت کرتا ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بارے میں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا تھا کون ہماری طرف سے بدلہ لے گا اس شخص سے جس سے ہمیں میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچی ہے۔ پس اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اپنے اہل کے بارے میں مگر خیر ہی نہیں جانتا ہوں اور ان لوگوں نے میرے اہل کے الزام کے بارے میں جس مرد کا نام لیا ہے میں اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا محض خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا داخل نہیں ہوا میرے ساتھ ہی داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص سے آپ کی طرف سے بدلہ لوں گا۔ اگر وہ قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں میں سے ہے بنو خزرج میں سے تو جو بھی آپ ہمیں حکم دیں گے ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

فرماتی ہیں ادھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوگئے وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ وہ پہلے سے ہی نیک آدمی تھے۔ لیکن اس موقع پر ان کو محبت وغیرت جاگ اٹھی وہ سعد بن معاذ سے کہنے لگے آپ نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل کرنے پر قدرت ہوگی۔ لہٰذا اُسید بن حضیر کھڑے ہوگئے وہ سعد بن معاذ کے چچازاد ہوتے تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ کی قسم ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ بیشک تم منافق ہو اور منافقین کے لئے لڑتے ہو۔ چنانچہ اس بات پر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جب کہا آپ ﷺ ابھی تک منبر پر تشریف فرما تھے کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ مسلسل ان کو چپ کرتے رہے حتی کہ وہ چپ ہوگئے۔ فرماتی ہیں کہ میں اس دن سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسوں تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے ماں باپ علی الصبح میرے پاس آگئے جب کہ میں ایک دن اور دو راتوں سے مسلسل رو رہی تھی۔ نہ نیند آتی تھی اور نہ ہی میرے آنسوں رُکتے تھے۔ ان دونوں نے سوچا کہ میرے مسلسل رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا فرماتی ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اس وقت انصار میں سے ایک عورت نے مجھ سے ملنے کے لئے اجازت طلب کی میں نے اس کو اجازت دی۔ وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ (ابوبکر) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اسی حالت پر تھے کہ ہمارے اُوپر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب سے یہ باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مہینہ بھر ٹھہرے رہے تھے۔ میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اُتری تھی۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد اشھد ان لا الہ الّا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھا پھر فرمایا امابعد اے عائشہ میرے پاس تیرے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تجھے بری قرار دے گا اور اگر تم نے کسی غلطی اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ استغفار کرلے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ استغفار کرلیتا ہے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہی اپنی بات پوری کرلی تو میرے آنسو ایک دم خشک ہوگئے حتی کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ جواب دیجئے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ جواب دیجئے وہ بھی کہنے لگی کہ میں نہیں جانتی کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کہا۔ حالانکہ میں ان دونوں نوعمر تھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔

بیشک میں اللہ کی قسم البتہ تحقیق میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سنی ہوئی ہے حتی کہ تمہارے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور تم نے اس کو سچا بھی سمجھ لیا ہے بس البتہ اگر میں تم لوگوں سے کہوں کہ میں بَری ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں۔ مگر تم لوگ مجھے سچا نہیں مانو گے اس بارے میں اور البتہ اگر میں تمہارے سامنے اس غلطی کا اعتراف کرلوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں تو تم میرے (غلط) اقرار کو بھی سچا مان لو گے۔ (اس صورت حال میں) اللہ کی قسم میں نہیں چاہتی ہوں کوئی قول مگر یوسف علیہ السلام کے والد کے قول کی کہ انہوں نے بھی (مشکل ومصیبت کے وقت) کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ (سورۃ یوسف: آیت ۱۸)

ان حالات میں صبر کی خوبصورت چیز اللہ سے ہی مدد مانگی جاتی ہے اس کیفیت پر جو تم بیان کررہے ہو۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت جان گئی تھی کہ چونکہ میں بَری ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ میرے بَری ہونے کے سبب میری براءۃ بیان کرکے مجھے بَری قرار دے دیں گے۔ اور قطان کی روایت میں ہے کہ عنقریب وہ مجھے بَری کردیں گے کہ میرے بَری ہونے کے سبب لیکن اللہ کی قسم میں گمان ہی نہیں کرسکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی اُتاریں گے جو پڑھی جاتی رہے گی میری شان میری حالت میرے دل اس سے کہیں زیادہ حقیر تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں کلام کریں گے۔ اور قطان کی ایک روایت میں ہے۔ أَبْـرُ يُتْـلٰـى کے الفاظ ہیں بلکہ میں تو یہ امید کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نیند میں خواب میں دیکھ لیں گے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بَری قرار دے دیں گے۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم نہ ہی وہاں سے رسول اللہ ﷺ اُٹھے تھے اور نہ ہی کوئی گھر سے باہر نکلا تھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ پر وہ چیز آپ کو پکڑ لیا کرتی تھی برحاء سے حتی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چہرے سے سردی کے دن موتیوں کی مثل پسینے کے قطرے پھسل کر ٹپکنے لگے۔ اس قول کے ثقل سے جو آپ کے اُوپر اُترتا۔ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت کھل گئی جوان پر طاری ہوئی تھی تو حضور اکرم ﷺ مارے خوشی کے ہنس رہے تھے۔ اس وقت پہلا کلمہ جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے تکلم کیا تھا وہ یہ تھا اے عائشہ آگاہ ہو جاؤ اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو بری قرار دے دیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میری امی نے کہا اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس جاؤ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اٹھ کر ان کے پاس نہیں جاؤں گی بلکہ میں تو صرف اللہ کی تعریف اور اسی کا شکر کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی :

ان الذینَ جاءَ با لافك عصبة منكم لاتحسبوه شرالكم بل هو خير لكم لكل امرء منهم ما اكتسب من الاثم ۔

(سورۂ نور : آیت ۱۱)

بیشک وہ لوگ جنہوں نے اتہام اور تہمت گھڑی ہے وہ تمہارے اندر سے ایک گروہ ہے اس اتہام لگنے کو اپنے حق میں برا نہ سمجھ بلکہ انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے حق میں خیر کا باعث ہے۔ اور ہر اس شخص جس نے اس گناہ کا ارتکاب کیا اس کے لئے بڑا جرم ہے۔ (پوری دس آیات اُتریں)۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیات نازل کیں تو ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا جو کہ مسطح بن اثاثہ پر مال خرچ کرتے تھے اس کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اور اس کی غربت کی وجہ انہوں نے فرمایا کہ میں مسطح پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں کروں گا۔ اس کے میرے جو اس نے عائشہ کے بارے میں بات کہی ہے۔ کیونکہ وہ اس اتہام لگانے میں منافقوں کے سہرا بن گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

ولَايَأْتَلِ اُولُواالفضل منكم والسعة اَن يُؤتُوْا اُولى الْقُرْبىٰ والمساكين والمهاجرين فى سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الاتحبون ان يغفرالله لكم والله غفوررحيم ۔ (سورۂ نور : آیت ۲۲)

تم میں سے صاحب مال وکشادگی اس میں کوتاہی نہ کریں جو وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو وہ دیتے تھے انہیں چاہیے کہ وہ درگذر کریں اور معاف کردیں کیا تم یہ پسند نہیں کروگے کہ اللہ تمہیں بخش دے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو اس کے بعد ابوبکر نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میں یہی پسند کروں گا کہ اللہ مجھے معاف کردے۔ لہٰذا انہوں نے مسطح کا نفقہ جرح پر بحال کردیا۔ جو اس پر خرچ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی یہ خرچ کرنا بند نہیں کروں گا۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا تھا کہ اے زینب تم کیا جانتی ہو یا فرمایا تھا کہ آپ نے کیا دیکھا یا تم کیا سمجھتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے کانوں نے اور میری آنکھوں نے جو کچھ محفوظ کیا (وہ تو یہ ہے کہ) میں خیر کے سوا کچھ بھی نہیں جانتی ہوں۔ یہی وہ خاتون تھی ازواج رسول میں سے جو محمد سے فخر کیا کرتی تھیں بس اللہ نے اس کو بچائے رکھا تھا پرہیزگاری کے سبب سے جب کہ اس کی بہن حمنہ بنت جحش عائشہ کے خلاف جنگ کرتی تھی۔ لہٰذا وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوئی اصحاب افک کے مانند۔ یہ الفاظ حدیث ابوعبداللہ قطان کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۴۵۲/۸۔ ۲۶۹/۵۔ ۲۷۲)

اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن مبارک اس نے یونس بن یزید سے۔ (مسلم۔ کتاب التوبہ ص ۲۱۲۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا۔ الـذى تـولّٰى كبـرهٗ منهـم لـه عذاب عظيم ۔ کہ وہ شخص جس نے ان میں سے اس کو بُرا اور بُرائی کی سرپرستی کی۔

(یہ جوقران میں واقعہ ان کے بارے میں آتا ہے) اس سے مراد علی بن ابوطالب ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ مجھے حدیث بیان کی تھی سعید بن حسیب نے اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص نے اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان میں سے ہر ایک سے سنا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی تھیں۔ الـذی تـولـیٰ کبـرہ۔ جواس اتہام کا سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ زھری کہتے ہیں ولید نے کہا مجھ سے کہ اس کا کیا جرم تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ کی قوم میں سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ھشام۔ ان دونوں نے سنا تھا سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی رہی تھیں کہ ابن اُبی میرے معاملے میں بُرائی کرنے والا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معمر کی حدیث ہے۔ (بخاری۔تفسیر سورۃ النور۔فتح الباری ۴۵۱/۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روز باری نے۔ ان کو محمد بن شوذب مقری نے مقام واسط میں ان کو محمد بن عبدالملک نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو ابومعشر نے ان کو فلیح بن عبداللہ بن مغیرہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالمالک کے پاس بیٹھا تھا۔ زھری نے اپنی طوالت سمیت عروہ سے ذکر کی ہے اور ابن مسیّب سے اور علقمہ سے اور عبیداللہ بن عبداللہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے مگر انہوں نے ابوسلمہ کا اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ اضافہ کیا ہے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید نے اور کہا۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کا غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور یہ قرعہ نکلا اور ام سلمہ کا۔ اور حدیث ذکر کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو قاسم بن زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو بندار نے اور ابن مثنیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے سلیمان نے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے مسروق سے وہ کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت عائشہ کے پاس گئے انہوں نے اپنے اشعار کے ساتھ تشبیب کی۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرَيْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرثى مِن لُحُومِ الْغَوَافِلِ

یہ محصنہ اور عفیفہ ہے کامل عقل والی نہیں تہمت لگائی جائے گی کسی شک کی بنیاد پر صبح کی ہے آپ نے بھوکی تھی فوافل کے گوشتوں سے

فرماتی ہیں کہ نہیں ہے (بات) اس طرح۔ میں نے کہا آپ چھوڑ دیں گی کہ اس جیسا شخص داخل ہوتا ہے آپ کے پاس حالانکہ اللہ نے یہ نازل فرمادیا ہے۔ والذ تولی کبرہ منهم له عَذاب عظيم۔ کہ وہ شخص جواس اتہام کے درپے ہوا ان میں سے اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ کون سا عذاب زیادہ شدید ہے اندھا ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ان کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بشار بندار سے۔ (بخاری۔تفسیر سورۃ النور۔فتح الباری ۴۸۵/۸۔۴۳۶۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن مثنی سے۔ (مسلم۔فضائل الصحابۃ حدیث ۱۵۵ ص ۱۹۳۴/۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین افراد پر حدّ قذف لگائی گئی

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اس نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن اسد بن زرادہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ قصہ تلاوت کیا لوگوں کے سامنے جس سے میری برأت نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرد وایک عورت کے بارے میں حکم دیا وہ حد کے طور پر دُرّے مارے گئے یعنی ان پر حدّ قذف لگائی گئی تھی (یعنی جھوٹی تہمت لگانے کی حد اور سزا) (۱) مسطح بن اثاثہ۔ (۲) حسان بن ثابت۔ (۳) حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی بہن۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی تھی صفوان بن معطل سُلمی کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۵۹/۳۔البدایۃ والنہایۃ ۱۶۳/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم تیمی نے کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت نے صفوان بن معطل پر سیدہ عائشہ کی شان کے بارے میں زیادہ کچھ کہنا شروع کیا تھا۔ اس نے یہ شعر کہہ کر اور اس جیسے دیگر اشعار کہہ کر ان کے ساتھ تعریفی کی تھی کہا تھا۔

امسی الجلابیب قد عزّوا و قد کثرُوا وَابن الفُریعۃ امسی بیضۃ البلدِ

اصحاب رسول (مسلمان) عزت و غلبے کے مالک اور تعداد میں بہت ہو گئے ہیں اور ابن فریعہ (حسان) منفرد مقام کا حامل ہو گیا ہے۔

ایک رات صفوان بن معطل کے سامنے حسان آ گئے وہ اپنے ننھیال ہو ساعدہ سے آ رہے تھے صفوان نے حسان پر تلوار سے ان کے سر پر وار کیا اور حسان کو زخمی کر دیا ادھر سے ثابت بن قیس بن شماس نے کود کر صفوان کو پکڑ لیا اور اس نے ان کے ہاتھ ان کی گردن پر باندھ دیے اسی کے ساتھ اور وہیں در بنو حارثہ میں لے گیا، وہاں پر ان کو حضرت عبداللہ بن رواحہ ملے انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ ثابت بن قیس نے بتایا کہ اس نے حسان پر تلوار سے حملہ کیا ہے۔ آپ کو کس قدر تعجب ہوگا ان کی اس حرکت پر میرا خیال ہے اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو علم ہو گیا ہے آپ کی اس حرکت کا؟ صفوان نے بتایا کہ نہیں ان کو معلوم نہیں ہے۔ ابن رواحہ نے ثابت سے کہا اللہ کی قسم آپ نے اس کو پکڑ کر جرأت سے کام لیا ہے چلیں ابھی چھوڑ دیجئے ان کو آپ، آپ لوگ صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔

لہٰذا صبح گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہاں ہے ابن معطل۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہو گئے۔ اور عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی تھی اور میرے خلاف بہت کچھ کہا تھا۔ پھر بھی یہ خوش نہیں ہوا؟ حتیٰ کہ اس برائی کر کے میں تعرض ہے مجھے غصہ آ گیا تھا اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میرے ذمے جو اس کا حق بنتا ہو وہ آپ مجھ سے اس کو دلوا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسان کو میرے سامنے بلائیں وہ لائے گئے۔

آپ نے فرمایا اے حسان آپ نے اپنے لوگوں کے خلاف زبان کھولی ہے لوگوں کو ابھارا ہے (اور آپ کی برائی کی ہے) صرف اسی لئے کہ اللہ نے ان کو اسلام کے لئے ہدایت بخشی ہے۔ فرما رہے تھے کہ آپ نے ان کے اوپر پھنکار رہے ہے۔ اے حسان اب تم اچھائی کرو نیکی کرو اس تکلیف کی بات جو تمہیں پہنچی ہے۔ حسان نے کہا کہ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے یا رسول اللہ۔ جو فیصلہ آپ چاہیں فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ سرین قبطہ حسان کو عطا فرما دی۔ اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے نیز حسان کو رسول اللہ ﷺ نے زمین عطا فرما دی جو کہ ابوطلحہ کی ملکیت تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۱-۲۶۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۳)

ابن اسحق کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن عتبہ نے مغیرہ نے ابن اخنس نے یہ کہ حضرت صفوان بن معطل نے جب حسان کو تلوار ماری تھی تو کہا تھا۔ میں شاعر نہیں ہوں (کہ شاعری میں تیرا جواب دوں) جب میری برائی کی گئی ہے۔ تو تم سے تلوار کی دھار ہی نمٹے گی بیشک میں تو لڑاکا ہوں۔

''حضرت حسان نے سیدہ عائشہ کی مدح میں کہا تھا''

رأیتکِ وَلیغفر لکِ اللّٰہُ حُرَّۃً مِنَ المحصنات غیرُ ذاتِ غوائلِ

حصانٌ رزانٌ ماتُزَنُّ بریبۃٍ وتُصبحُ غرثیٰ مِن لُحُومِ الغوافِلِ

وانّ الذی قد قیل لیس بلائط بکِ الدھر بل قیل امرئ متماحِلِ

فَانْ کُنْتُ اھجُوکُم کما بلّغوا کُم فلا رجعت سَوْطِی اِلیَّ انامِلی

فَكَيفَ وُدِّى مَا حُيِّيتُ وَنُصرَتِى لِآلِ رَسُولِ اللّٰه زَينُ المَحَافِلِ
وَانَّ لَهُم عِزًّا يُرىَ النَّاسُ دُونَه قِصَارٍ وَطَالَ العِزّ كُلَّ التطاول

(اے سیدہ عائشہؓ) اللہ تجھ پر مہربان رہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ خاندانی شرافت سے آراستہ ہیں۔ پاکدامن ہیں۔ برائی اور خرابی کے صفت سے متصف لوگوں سے آپ مختلف ہیں۔ آپ محصنہ ہیں اور عفیفہ ہیں۔ عقلمند (کامل العقل) ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ آپ حسین صفات کی حامل خاتون کسی شک کی بنا پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ آپ غیبت کیے جانے سے پاک ہیں۔ جو (غلط) بات کہی گئی ہے بیشک اس کو زمانے نے قابل توجہ ہی نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ (وہ غلط بات کہنے والا) خود فتنہ گر آدمی ہے (یعنی ابن ابی) اگر میں نے (دل سے) آپ کی برائی کی ہوتی جیسے لوگوں نے آپ کو خبر پہنچائی ہے تو میرے چابک کا رخ میری انگلیوں سے میری طرف نہ ہوتا (حد قذف کی خوف اشارہ ہے جو حسان پر لگائی گئی تھی)۔ (اگر ایسی بات ہوئی تو) میں تا حیات آل رسول سے کیونکر محبت کرتا۔ اور آل رسول سے میرا نصرت کرنا محافل کی زینت نہ بنتا۔ بیشک (آپ کی برائی کرنے والوں کی) عزت سب لوگوں کے نزدیک کمتر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کی عزت انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۳)

(۸) ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے جھجاہ کے اور انصار کے چند نوجوانوں کے درمیان غزوۂ بنو مصطلق میں پانی کے تنازعہ پر جو جھگڑا ہوا تھا اسی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت شاعر کو اس کی خبر پہنچی جو جھجاہ غفاری کے اور انصاری نوجوانوں کے درمیان جو جھگڑے کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں کہ حسان ناراض ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ اشعار کہے ان کا ارادہ مہاجرین کے خلاف تھا ان قبائل میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام لانے کے لئے آرہے تھے اس نے یہ شعر کہا تھا۔

اَمسَى الجلابيب قدذ اغوا وقد كثروا وابن الفريعة امسى بيضة البلَدِ

چنانچہ بنو سُلَیم کا ایک آدمی حسّان کے مذکور قول سے ناراض ہو کر نکلا اور اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا جب حسّانؓ نکلا تو سُلمی نے ان پر تلوار ماری حتی کہ کہا گیا اس نے اسے قتل کر دیا ہے خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ صفوان بن معطل ہی تھے۔ بیشک شان یہ ہے اس نے حسّان کو تلوار ماری تھی مگر اس کی اس ضرب سے وہ کٹ نہ سکے (بلکہ بچ گئے) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لو اگر حسّان ہلاک ہو جاتا ہے اس کو اس کے بدلے میں قتل کر دو۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قید کر دیا اور جکڑ لیا۔ یہ بات سعد بن عبادہ کو پہنچی وہ اپنی قوم کے ساتھ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ان لوگوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قوم کی طرف مائل ہوئے ہو تم ان کو گالیاں دیتے ہو اور انہیں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے ان کی نصرت کی ہے۔

لہٰذا سعد رسول اللہ ﷺ کے لئے اور ان کی قوم کے لئے ناراض ہو گیا اس نے کہا کہ اس جوان کو چھوڑ دو مگر انہوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان قتال ہو جاتا۔ پر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور سعد اسے لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اس کو انہوں نے پوشاک پہنادی۔ پھر اس کو بھیج دیا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سُلمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جس نے تجھے کپڑے پہنائے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے پہنائے گا اس نے بتایا کہ مجھے سعد بن عبادہ نے پہنائے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن اُبی کا قصہ ذکر کیا ہے اصحاب رسول پر خرچ کرنے کے بارے میں اور سورہ اِذَاجَاءَكَ المُنٰفِقُونَ کے نزول کے بارے میں اور وہ حدیث افک کے اس غزوے میں ہونے کے ذکر کے درپے نہیں ہوا۔

اور زہری کی روایت میں جماعت سے مروی ہے انہوں نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ حتی کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی سے عذر چاہا (وجہ دریافت کی) لہٰذا سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو اس کی طرف سے عذر بتاتا ہوں (یعنی عذر پیش

کرتا ہوں) اور تحقیق صحیح حد تک گذر چکی ہے حضرت عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے یوم خندق میں سعد بن معاذ کو ان کی رگ اکحل میں تیر لگنے کے قصے کے بارے میں۔ اور اسی تیر سے بنو قریظہ کے واقعہ کے بعد ان کی وفات کے سلسلے میں۔ اگر اس شخص کا قول محفوظ ہے جس نے کہا ہے کہ قصہ ٔ افک غزوہ ٔ مریسیع پیش آیا تھا اور وہ غزوہ ٔ بنو مصطلق ہے تو درست یہ ہوگا کہ سعد بن معاذؓ کا زخم جاری نہیں ہوا تھا حتیٰ کہ وہ مریسیع کے بعد ہوا ہوگا اور حدیث افک کے بھی بعد اور ذکر کیا ہے ابو عبداللہ بن قندہ نے حافظ سے یہ کہ سعد بن معاذ سن پانچ ہجری میں مدینے میں وفات پا گئے تھے۔

اور ہم نے پہلے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ غزوہ ٔ بنو مصطلق شعبان کے مہینے میں ہجرت سے پانچویں سال ہوا تھا تو گویا کہ حضرت اسی سال شعبان کے بعد انتقال فرما گئے تھے۔ واللہ اعلم

باب ۸۶

سَرِیَّہ نَجد

کہا جاتا ہے کہ وہ مُحَرَّم سن ۶ ہجری میں ہوا تھا آپ ﷺ نے اُس سریہ میں محمد بن مَسْلَمَہ کو بھیجا تھا وہ اھل یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال (کے پاس پہنچے) اور اسے پکڑ کر لے آئے تھے اس کے گرفتار ہونے اور اس کے مسلمان ہونے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد عبداللہ حافظ نے رحمتہ اللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو سعید بن ابو سعید نے کہ اس نے سنا ابو ھریرہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تھا وہ لوگ وہاں سے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے تھے اس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے جو کہ اھل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اس کو لا کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے اے ثمامہ؟ اس نے جواب دیا میرے پاس اے محمد خیر (مال) ہے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور آپ نیکی اور احسان کریں گے تو آپ شکر کرنے اور قدر دانی کرنے والے پر نیکی کریں گے۔ اور اگر آپ مال کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ مانگئے اس میں سے جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ) اسی حالت پر اس کو رہنے دیا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے آ کر اس سے پوچھا کہ آپ بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اے ثمامہ۔ اس نے کہا میرے پاس وہی جواب ہے جو میں نے آپ سے کہہ دیا تھا اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان شناس قدردان کے ساتھ احسان کریں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک صاحب دم کو قتل کریں گے (جس کے خون کا حساب چکانا پڑے گا) اور اگر آپ حاصل کا ارادہ کریں گے تو آپ مانگیے آپ کو دیا جائے گا آپ جو کچھ مانگیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجور کے درخت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جا کر غسل کیا

اور پھر واپس مسجد میں آ گیا۔ اور کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد ارسول اللہ۔ اے محمد ﷺ روئے زمین پر میرے نزدیک تیرے چہرے سے کوئی زیادہ ناپسندیدہ چہرہ نہیں تھا۔ اور اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چہرہ نہیں رہا۔ اب تمام چہروں سے زیادہ ہے۔

اللہ کی قسم تیرے دین سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک کوئی دین نہیں تھا۔ اب تمام ادیان سے تیرا دین زیادہ محبوب ہو گیا ہے میرے نزدیک۔ اور تمام شہروں سے ناپسندیدہ شہر میرے نزدیک تیرا شہر تھا اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے تیرا شہر میری طرف ہاں آپ کے سوار مجھے گرفتار کر لائے تھے جبکہ میں عمرہ کرنے جا رہا تھا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے آسانی کر دی۔ اور اس کو عمرہ کرنے کا امر فرما دیا وہ جب مکے میں پہنچا تو کسی نے کہا تم صحابی ہو گئے ہو یعنی اپنے پہلے دین سے پھر گئے ہو۔ اے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اب تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہیں دیں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ عبداللہ بن یوسف سے۔

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے لیث سے اور مسلم نے بھی اس کو حدیث عبدالحمید بن جعفر سے نقل کیا ہے اس نے سعید مقبری سے اسی طرح پر۔ (بخاری ۶/۲-۲ مسلم ۱۳/۸۷)

محمد بن اسحٰق بن یسار نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۴۶-۲۴۷)

مقبری سے روایت کرتے ہوئے ثمامہ کی گرفتاری کی کیفیت کے بارے میں۔ اس نے پہلے تو اپنی طرف سے یہ ذکر کیا ہے کہ ثمامہ بن اثال قاصد اور نمائندہ بن کر گیا تھا رسول اللہ کے پاس مُسلیمہ کذاب کی طرف سے آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کو اس کے بارے میں قدرت عطا کر دیں۔

پھر روایت کیا گیا ہے مقبری سے (اس روایت کو) جس کی ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ سعید مقبری نے ابو ھریرہ۔ سے وہ کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی کا اسلام لانا بایں سبب تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی جب اس نے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا جو کچھ اس نے پیش کرنا تھا۔ (دعا یہ فرمائی کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بارے میں (قدرت) اختیار دے دے۔ اسے جب حضور اکرم ﷺ کے آگے پیش کیا تو اس وقت مشرک تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ عمرہ کرنے کے لئے نکلا تھا حالانکہ وہ حالت شرک پر تھا۔

حتی کہ وہ روانہ ہو کر مدینے میں داخل ہوا اور وہ وہاں پر بیٹھ گیا۔ لہٰذا پکڑا گیا تھا۔ اور یوں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ جب کہ وہ مشرک ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا وہ مسجد نبوی کے ستون ہی سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حالت ہے تیری؟ کیا اللہ نے (مجھے) قدرت دی ہے تیرے بارے میں؟ اس نے کہا یہی بات ہے اے محمد ﷺ! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے اور اگر آپ معاف کریں گے تو شکر کرنے والے کو معاف کریں گے (یعنی میں آپ کا مشکور رہوں گا) اور اگر آپ مال طلب کریں گے آپ کو مال بھی مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اگلی صبح کو اس کے پاس واپس آئے اس کے پاس گذرے اور پوچھا کہ اے ثمامہ اب تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ خیر ہی کی بات کرتا ہوں گر مال طلب کریں گے تو وہ آپ کو دیا جائے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔ ابو ھریرہ نے فرمایا کہ۔ یہ سن کر ہم مساکین کہنے لگے ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم ثمامہ کے فدیے کے طور پر مل جانے والے موٹے تازے اونٹ (کے گوشت کا) ایک لقمہ ہمارے نزدیک ثمامہ کے خون سے زیادہ محبوب ہے۔

لہٰذا جب اگلی صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گذرے اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اے ثمامہ؟ اس نے کہا خیر کی بات کرتا ہوں اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور اگر آپ درگذر کریں گے تو ایک شکر گذار کو معاف کریں گے۔ اور اگر آپ مال طلب کریں گے تو آپ کو وہ مل جائے گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا ہے اے ثمامہ۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر باغ میں گیا مدینے کے باغوں میں سے اس نے غسل کیا اور خوب طہارت وصفائی کی اور اپنے کپڑے پاک صاف کئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا اے محمد ﷺ اللہ کی قسم میں ایسا تھا کہ آپ کے چہرے سے مجھے زیادہ مجھے کوئی چہرہ ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے دین سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دین ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شہر نہیں تھا۔ پھر میں نے جب صبح کی ہے تو ایسا ہو لیا ہے کہ اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ نہیں ہے آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں ہے آپ کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ میں عمرہ کرنے چلا تھا۔ جب کہ میں اپنی قوم کے دین پر تھا۔

لہٰذا آپ مجھے عمرہ کرنے کی اجازت آسان کر دیجئے میرے عمرہ کرنے میں اللہ آپ کے اوپر رحمت نازل کرے گا پھر وہ عمرہ کرنے چلا گیا۔ جب وہ مکے میں آیا اور قریش نے اس سے سنا کہ وہ محمد ﷺ کی باتیں کرتا ہے اور اسلام کی باتیں کرتا ہے تو وہ کہنے لگے کہ ثمامہ دین سے پھر گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ناراض کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں اللہ کی قسم صحابی نہیں بنا بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کو سچا مان لیا ہے اور ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ثمامہ کی جان ہے تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ ثمامہ اس علاقے کا سرسبز مقام تھا جب تک میں باقی رہوں گا حتی کہ محمد ﷺ اجازت دیں اس بارے میں۔ اس کے بعد وہ اپنے شہر (یمامہ) میں واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے مکے کی طرف مال ومتاع اور غلہ وغیرہ) بھیجنا منع کر دیا۔ جس کی وجہ سے قریش سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا اور انہوں نے اپنے رحموں اور قرابت داریوں کے واسطے دیئے کہ آپ ثمامہ کی طرف لکھیں وہ غلے کی طرف ترسیل اور نقل وحمل سے پابندی اٹھالے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات مان کر سفارش کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴: ۲۴۶۔۲۴۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن ابوسعید مقبری نے اپنے والد سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یعنی ثمامہ کے بارے میں لہٰذا آپ کو حجرے کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ تین راتوں تک۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ مفہوم کے ساتھ سابقہ مذکورہ تینوں روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت (مذکورہ) یہ تاثر پیدا کر رہی ہے کہ صدر الحدیث (اول حصہ) یونس بن بکیر کی روایت میں۔ قول محمد بن اسحق میں سے ہے۔ (جس کو وہ روایت کرتے ہیں) اپنے شیوخ سے

۲۔ اور روایت لیث بن سعد اور وہ لوجو اس کی متابع (روایت) لائے ہیں وہ زیادہ صحیح ہے اس کی اخذ کی کیفیت کے بارے میں۔

۳۔ اور وہ (روایت) جو روایت کی گئی ہے محمد بن اسحق والی حدیث میں۔ ابوھریرہ کے قول میں سے اور دیگر کے (ثمامہ) کے فدیہ لینے کے ارادے کے بارے میں وہ دلالت کرتی ہے اس میں ابوھریرہ کی موجودگی پر۔

۴۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ابوہریرہ آئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت جب آپ خیبر میں تھے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ثمامہ والا قصہ فتح مکہ اور غزوۂ خیبر کے درمیان واقع ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوقتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ میں ان کو ابراہیم بن ھاشم نیان کو محمد بن حُمید رازی نے ان کو ابوثمیلہ یحییٰ بن واضح نے ان کو عبدالمؤمن بن خالد حنفی نے علباء بن احمر سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ ابن اثال حنفی کو

جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حالانکہ وہ اسیر تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تھا۔ یعنی پھر وہ واپس لوٹا۔ لہٰذا وہ اس وقت حائل ہوگیا اور رکاوٹ بن گیا تھا اھل مکہ کے درمیان اور یمامہ سے ان کی طرف جانے والے غلے وغیرہ کے درمیان۔ اس وقت اہل مکہ پر غلے اور غذا کی قلت کا ایسا بحران پیدا ہوگیا تھا کہ اہل مکہ عِلْحَفرُ کھانے پر مجبور ہوگئے تھے (عِلْحَفر کیا ہوتا تھا اس کے بارے میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ عِلْحَفر ایک شی ہوتی تھی جس کو وہ شدت بھوک کے زمانے میں بناتے تھے۔ وہ اس طرح کرتے تھے اُونٹوں کی پشم یعنی بالوں کی خون میں لت پت کو لیتے تھے پھر اس کو آگ پر بھون لیتے تھے پھر اسی کو کھاتے تھے)۔

لہٰذا اس برے وقت میں ابوسفیان بن حرب حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے ہو کہ رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں اس نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے ماں باپوں کو تو تلوار کے ساتھ مار دیا ہے اور اولادوں کو بھوک کے ساتھ مار رہے ہو چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولقد اخذناهم بالعذاب فمااستكانوالربهم ومايتضرعون ۔ (سورۃ المؤمنون : آیت ۷۶)

ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر وہ نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہ ہی گڑگڑائے۔

باب ۸۷

ان سرایا کا تذکرہ۔ جو ۶ ھ میں واقع ہوئے بزعم واقدی

سیریہ عکاشہ بن محصن ۶ ھ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے۔ ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی سے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول میں یا کہا تھا کہ ربیع الاخر میں ۶ ھ میں آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد عکاشہ بن محصن اُسدی کو چالیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقام غمر کی طرف بھیجا تھا۔ (مقام غمر مقام فید سے دو راتوں کی مسافت پر بنو اسد کے لئے پانی کا ایک مقام تھا)۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور سباع بن وہب بھی تھے انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی اور اس جماعت کے لوگوں سے وہ مقامی لوگ ڈر کر بھاگ گئے عکاشہ نے اس قوم کے پانی پر اُتر کر پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے اردگرد سے معلومات کی اطلاع لانے والے مخبر روانہ کیے۔ انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کو پکڑا جنہوں نے اس قوم کے مال مویشیوں کے بارے میں رہنمائی کی ان لوگوں نے دوسو اونٹ پائے (انہیں اپنے قبضے میں لے کر ان کو وہ لوگ ہانک کر مدینے لے آئے۔

(نوٹ) عکاشہ بن محصن کا نام آیا یہ بنو اسد سے تھے قریش کے حلیف تھے سابقون الاولون میں سے تھے بدری تھے اہل جنت میں سے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو سریہ الغمر میں عامل مقرر کیا تھا اس دستے کو جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا خلافت ابوبکر میں یہ شہید ہوگئے تھے۔ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی حضور اکرم ﷺ نے ان کو کھجور کے خوشے کی ٹہنی یا کوئی اور لکڑی مقابلے کے لئے دی جوان کے ہاتھ میں بدل کر تلوار بن گئی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۰)

سیریہ ابوعبیدہ بن جراح ۶ھ

(واقدی) کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی سن چھ ہجری میں سریۃ میں ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا تھا۔ (مذکورہ قصے میں) چالیس جوانوں میں۔ وہ لوگ اس رات کو پوری رات پیدل چلتے رہے۔ انہوں نے مذکورہ قصے موجودین سے موافقت کی یعنی ان کو پالیا علی الصبح (ابوعبیدہ نے) اس قوم کے لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں پہاڑوں پر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۲)

سریہ محمد بن مَسلمہ ۶ھ

اور محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا ربیع الاول ۶ھ میں آپ کی مدینے میں تشریف آوری کے بعد دس جوانوں کے ساتھ مگر آگے سے لوگ ان جوانوں کے لئے گھات لگا کر بیٹھے حتیٰ کہ محمد اور ان کے ساتھی سو گئے۔ وہ بالکل ہی نہ جان پائے مگر قوم کے سر پر آ جانے کے بعد (لہٰذا سنبھل نہ سکے) لہٰذا محمد بن مسلمہ کے ساتھی مارے گئے اور وہ خود زخمی حالت میں واپس لوٹ آئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۱)

(نوٹ) لفظ سرایا سریۃ کی جمع ہے اس سے مراد طائفہ جیش (لشکر کا گروہ) ہوتا ہے۔ جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ جس کے افراد کی آخری حد چار سو افراد ہے۔ سرایا۔ اور سریہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ۔

(۱) جو لوگ بھیجے اسی میں وہ خلاصہ عسکر ہوتے اور ان میں سے بہترین افراد ہوتے ہیں۔ یہ لفظ سَرِیٌّ سے ماخوذ ہے بمعنی نفیس اور عمدہ شئی۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ سِرٌّ سے ماخوذ ہے وہ لوگ بھی سراً اور مخفی طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ظاہر انہیں۔

سرایا و بُعُوث کی تعداد کی تحقیق۔

۱۔ ابن اسحٰق نے کہا (بقول شیخ صالحی سیرت شامیہ میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۳ ہے۔

۲۔ ابوعمر نے کہا۔ بقول ابن عبدالبر الاستیعاب میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۷ ہے۔

۳۔ محمد بن عمر واقدی کے بقول۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۸ ہے۔

۴۔ بقول مسعودی۔ و حافظ عراقی۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۶۰ ہے۔

۵۔ حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ۔ الاکلیل میں۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۱۰۰ سے اُوپر ہے۔

حافظ عراقی نے کہا ہے کہ یہ قول میں نے حاکم کے سوا کسی اور کے ہاں نہیں پایا۔ پھر انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ شاید حاکم نے مغازی کو بھی ساتھ ملا دیا ہوگا۔ (از مترجم)

سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

اور اسی سال یعنی ۶ھ سریۂ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام جموم میں۔ اس سفر میں وہ قبیلہ مُزنیہ کی ایک عورت تک پہنچے۔ اسے حلیمہ کہا جاتا تھا اس عورت نے ان حضرات کو ایک ٹھکانے کے بارے میں بتایا تھا بنوسُلیمہ کے ٹھکانوں میں سے لہٰذا وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بکریاں اور قیدی پکڑ کر۔ لے آئے تھے جو قیدی شروع میں ہاتھ آئے ان میں اسی حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید واپس لوٹ آئے ان تمام قیدیوں اور مال مویشیوں اور بکریوں کے ساتھ جو ہاتھ لگے تھے۔ تو اس مزنیہ نے اور اس کے زوج نے اپنے نفس رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔

(مغازی للواقدی ۲/۵۵۳)

دوسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

واقدی کہتے ہیں کہ۔ اسی ۶ھ میں زید بن حارثہ کا دوسرا سریہ ہوا تھا مقام طرف کی طرف جمادی الاولیٰ میں بنو ثعلبہ کی طرف ۔ پندرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ۔ لہٰذا عرب دیہاتی بھاگ گئے تھے۔ اور ڈر گئے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ آ جائیں۔ اس سریہ میں زید کو بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے ان کے مویشیوں میں سے۔ چار راتیں یہ لوگ گھر سے یعنی مدینے سے باہر رہے تھے۔

تیسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ میں

واقدی کہتے ہیں کہ اسی ۶ھ میں ایک اور سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام عیص کی طرف جمادی الاولیٰ میں اس سریہ میں وہ مال حاصل کئے گئے تھے جو ابوالعاص کے پاس تھے ابوالعاص نے اس موقع پر زینب بنت رسول اللہ سے پناہ مانگی تھی سیدہ زینب نے ان کو پناہ دی تھی۔

چوتھا سریہ زید بن حارثہ

واقدی نے کہا ہے۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے والد سے وہ کہتے دحیہ کلبی قیصر روم کے ہاں ہو کر آئے تھے اس نے دحیہ کو مال دے کر روانہ کیا تھا اور اس کو کوئی جوڑے کپڑے دیئے تھے وہ روانہ ہوا حتی کہ مقام حسمی میں پہنچا وہاں پر قبیلہ جذام کے کچھ ڈاکو ملے انہوں نے اس پر ڈاکہ ڈالا سب کچھ چھین کر لے گئے کچھ بھی نہ چھوڑا اس کے پاس۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے گھر میں جانے سے بھی پہلے۔ ان کو خبر دی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو حسمی کی طرف بھیجا تھا۔

سریہ علی بن ابی طالب

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے یعقوب بن عتبہ سے وہ کہتے ہیں علیؓ ایک سو آدمیوں کے ساتھ فدک کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ قبیلہ بنو بکر بن سعد کی طرف نکلے تھے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تھی کہ ان لوگوں نے ایک خاصی تعداد لوگوں کی جمع کر لی ہے اور وہ خیبر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی طرف رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے انہوں نے ایک جاسوس کو پکڑا۔ اس نے اقرار کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے ان کے آگے اپنے لوگوں کی مدد کی پیش کش پیش کرے گا۔ اس شرط پر کہ وہ خیبر کے پھل انہی کو دیں گے۔ (المغازی للواقدی ۲/۵۶۲)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف

واقدی کہتے ہیں کہ ۶ھ میں سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہوا تھا دومۃ الجندل کی طرف یہ شعبان کے مہینے میں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا۔ کہ اگر وہ مان جائیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے تم نکاح کر لینا۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے اور عبدالرحمٰن نے تماضر بنت رضع سے شادی کر لی یہی خاتون ابوسلمہ کی ماں تھی اس کا باپ ان لوگوں کا سردار تھا اور بادشاہ تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۶۰)

سریہ کرزی جابر فہری

واقدی کہتے ہیں کہ سریہ کرزی بن جابر فہری اہل مدینہ کے ساتھ ہوا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے داعی کو قتل کر دیا تھا اور (بیت المال) کے اُونٹ ہانک کر لے گئے تھے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔

سریۂ اصحاب رسول۔قافلہ ابوالعاص بن ربیع داماد رسول کی گرفتاری مال بطور فیٔ تقسیم ہونا رسول کا احسان کرنا اور ابوالعاص کا اسلام

بہر حال قصۂ ابوالعاص۔جس کو واقدی نے ذکر کیا ہے۔ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر محمد بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ ابوالعاص بن ربیع تجارت کی غرض سے نکل کر شام کی طرف گئے تھے۔امانت دار آدمی تھے ان کے پاس قریش کی پونجیاں اور سامان بھی تھے۔وہ واپسی پر آرہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا (کسی مہم پر) بھیجا ہوا سریہ (جہادی سفر کا مجاہد دستہ) ان کو مل گیا (چنانچہ یہ مجاہدین) ابوالعاص کے قافلے کو گھیر کر مدینہ منورہ لے آئے ابوالعاص داماد رسول سیدہ زینب بنت رسول کے شوہر تھے تاحال مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے اس لئے مسلمان مجاہد ان کو قافلے سمیت گرفتار کر لائے تھے کہ قافلے والے سارے کافر و مشرک تھے اور بدر احد وغیرہ جنگوں کو بھاری نقصان پہنچا چکے تھے اس لئے گرفتار کیے گئے اور ان کا سامان غنیمت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔(وضاحت از مترجم)

رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کیے گئے اس مال سمیت جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ابوالعاص آئے اور وہ سیدہ زینب کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے ان کے ساتھ پناہ حاصل کرنا چاہی۔اور اس نے سیدہ زینب سے گذارش کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے التجا کریں کہ حضور ابوالعاص کا مال ان کو واپس کر دیں۔اور وہ مال بھی جو ان کے پاس لوگوں کا مال تھا۔حضور اکرم ﷺ اہل سریہ (مجاہدین) کو بلایا۔اور ان سے فرمایا کہ یہ شخص (ابوالعاص) ہم میں سے ہے۔اس کی قربت کی حیثیت آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔آپ لوگ اس کا اور اس کے دیگر لوگوں کا مال حاصل کر چکے ہو۔

اور وہ مال اللہ کا فیٔ کردہ مال ہے جو اللہ نے تمہارے اوپر فیٔ کیا ہے (یعنی بغیر جنگ اور لڑائی کے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے) اگر تم لوگ مناسب سمجھو اس بات کو کہ تم واپس کر دو تو۔واقعی تم واپس کر دو۔اور اگر تم لوگ ناپسند کرو (یعنی مال واپس کرنے کو) تو تم جانو اور تمہارا حق جانے۔(یعنی اپنا مال قابو کرو میری طرف سے کوئی خبر نہیں ہے) سب لوگوں نے کہا بلکہ واپس کر دیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا۔اللہ کی قسم ابوالعاص کے لئے جو کچھ بھی ان کو ہاتھ لگا تھا (حتیٰ کہ چشم فلک نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ اشارہ ابروئے رسول پر جانیں نچھاور کرنے والے اصحاب رسول نے ایک ایک چیز واپس کر دی اطاعت فرمان رسول کے تحت) اس طرح کہ کوئی پانی کی خالی مشک واپس کرنے آرہا ہے تو کوئی شخص وضو کرنے والا لوٹا واپس لا رہا ہے تو کوئی سامان باندھنے کی رسی واپس لا رہا ہے حتیٰ کہ انہوں نے نہ چھوٹی چیز چھوڑی جو ان کو حاصل ہوئی تھی نہ بڑی چیز مگر انہوں نے ہر چیز ابوالعاص کو واپس کر دی اس کے بعد وہ مدینے سے روانہ ہو کر مکے پہنچے انہوں نے لوگوں کی امانتیں ان کو واپس لوٹائیں۔جب فارغ ہو گئے تو انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت کیا کسی شخص کا کچھ بھی مال میرے پاس باقی رہ گیا ہے جو میں نے ابھی تک واپس نہ کیا ہو۔

قریش نے کہا کہ نہیں کسی کا بقایا نہیں رہا۔بس اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ہم نے تجھے انتہائی پورا پورا مال واپس کرنے والا شریف انسان پایا ہے۔ابوالعاص نے کہا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی قسم اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ میں مسلمان ہو جاؤں سوائے اسی خوف کے کہ آپ لوگ یہی گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو دبانے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔اب سنو کہ شہادت دیتا ہوں۔ انی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔
(مغازی ۵۵۳/۲)

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعاص کے اموال۔حقیقت یہ ہے کہ وہ ابونصیر نے لئے تھے صلح میں اس کی تفصیل انشاءاللہ بعد میں آئے گی۔

اہل عُرَ ینہ کا قصہ اوران کے بڑے جرم اورشدید ترین سزا

بہرحال عُرَ یْنَہ والوں کا قصہ بمطابق اس کے جوہمیں خبردی ہے ابومحمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوسعید بن اعرابی نے ان کوحسن بن محمد زعفرانی نے ان کوعبدالوہاب بن عطا نے ان کوخبردی سعید بن قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عُر یْنَہ کا ایک گروہ اورقبیلہ عُکل کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا یارسول اللہ ہم لوگ مال مویشی رکھنے والے دودھ مکھن استعمال کرنے والے لوگ تھے شہری لوگ نہیں تھے مدینے کی آب وہوا ہمیں موافق نہیں آئی۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کچھ سامان دے کر (جنگل میں چرنے والے اُونٹ اُونٹنیوں) میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا۔ اوران کوحکم دیا کہ وہ ان میں جا کر رہیں۔ اوران کے دودھ بھی پئیں اور پیشاب بھی (پیشاب پینے کا حکم غالباً بیماری کے علاج کے طور پر تھا) یہی توجیہ اہل علم نے کی ہے۔ بعض تحقیق کے مطابق اُونٹوں کا پیشاب پینے کا ذکر روایات میں ادخال راوی وفہم راوی ہے ورنہ پیشاب پینے کا حکم نہیں صرف دودھ پینے کا حکم تھا۔ (ازمترجم)

وہ لوگ باہر چلے گئے جب وہ حرہ کی جانب جا کر رہنے لگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس نمائندے کوقتل کردیا جو جانوروں کو چرانے کے لئے مامور تھا۔ اوروہ (بیت المال کے) اونٹوں کو بھی ہانک کر لے گئے، اوراسلام سے پھر گئے اورمرتد ہو گئے دوبارہ کافر ہو گئے تھے اسلام لانے کے بعد۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں لوگ بھیجے اورآپ نے حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر لائے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے اوران کو گرم سلاخوں سے داغ دیا گیا اورانہیں حَرَّہ کی سمت چھوڑ دیا گیا کہ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مرگئے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ ہمیں بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ

سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی سزا یہی ہے جو اللہ سے اوراس کے رسول سے محاربہ اور جنگ کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد اپنے خطبے میں صدقہ کرنے پر ترغیب دلاتے تھے اور مُثلہ کرنے سے روکتے تھے (یعنی ہاتھ پاؤں کان ناک کاٹنے سے) اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عروبہ ہے اوربعض نے کہا ہے کہ ابن عروبہ ہے۔ مِن عُکلٍ اَوْعُرَیْنَۃَ۔ جب کہ ھمام نے اورشعبہ نے اورحماد بن سلمہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے مِن وِعُرَیْنَۃَ۔ اورعبدالعزیز بن صہیب نے انس سے نقل کیا ہے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔ اورکہا ہے ثابت نے اوروحید نے انس سے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔

اورہمیں خبردی ہے ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ شافعی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سلام نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے ان کو زھیر نے ان کو سماک بن حرب نے معاویہ بن قرہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عرینہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے اورآ کر مسلمان ہو گئے تھے اورانہوں نے حضوراکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کرلی تھی۔

تحقیق مدینے میں ان دنوں قوم (پسلی کے درد کی بیماری) واقع ہوگئی تھی وہ برسام (یعنی ذات الجنب) ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ ایک تکلیف ہے جو کہ واقع ہوگئی ہے یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اُونٹوں کی طرف چلے جائیں آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اورفرمایا کہ چلے جاؤ اورانہی میں جا کر رہو وہ لوگ چلے گئے انہوں نے چرواہوں میں سے ایک چرواہے کو قتل کردیا۔ اوراُونٹوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ اورایک چرواہا زخمی ہو کر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کردیا ہے اوراُونٹ بھی بھگا کر لے گئے ہیں۔

حضورا کرم ﷺ کے پاس اس وقت انصاری نو جوان موجود تھے جو بیس کے قریب تھے۔ حضورا کرم ﷺ نے ان کو ان کی طرف بھیجا تھا اور آپ نے ان کے پیچھے ایک قصاص لینے والا بھیجا تھا جو قصاص لے فوراً۔ چنانچہ وہ لوگ پکڑ کر لائے گئے۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کی آنکھوں کو داغا گیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ھارون بن عبداللہ بن مالک بن اسماعیل سے اور کہا ابو قلابہ نے کہ انس سے مروی ہے من عُکلِ (وہ لوگ قبیلہ عُکل سے تھے)۔

ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ان کو ابو بکر محمد بن حسن قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حسن بن ابو عیسیٰ حلالی نے ان کو عبداللہ بن ولید مدنی۔ نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو ایوب سختیانی نے ابو قلابہ سے اس نے انس بن مالک سے کہ بنو عکل کا ایک وفد آیا تھا انہوں نے اس زمین کی آب و ہوا موافق نہ پائی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا حضورا کرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم لوگ اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے پیشاب بھی پیو اور دودھ پیو کہتے ہیں کہ وہ لوگ گئے جب تک اللہ نے چاہا ان میں جا کر رہے اور انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فریادی آیا اس نے فریاد کی ہے آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا کہ ان کو پکڑ کر لایا گیا آپ نے حکم دیا لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں ان کو داغا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور انہیں دھوپ میں ڈالا گیا وہ پانی مانگتے رہے مگر انہیں پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ مر گئے ان کے زخموں کو داغا نہیں تھا۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حماد وغیرہ سے اس نے ایوب سختیانی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن یوسف نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابوالفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن ادریس انصاری نے ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے محمد بن عبید اللہ سے اس نے ابو زبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گروہ آیا تھا قبیلہ عرینہ سے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث اپنے طول کے ساتھ اس نے ذکر کی ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں۔ کہ حضورا کرم ﷺ نے ان کی طلب میں بندے بھیجے اور ان کے خلاف آپ نے بددعا کی اور فرمایا :

اللھم عمی علیھم الطریق و اجعل علیھم اضیق من مسلك جمل

اے اللہ ان کو رستہ دیکھنے سے اندھا کر دے اور جس قدر انہوں نے اونٹوں کو باندھا ہے اس سے زیادہ ان کو باندھ دے۔

لہٰذا اللہ نے ان کو راستے سے اندھا کر دیا وہ پکڑے گئے ان کو نبی کریم کے پاس لایا گیا اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ فتح الباری ۱۲/۱۱۱۔ مسلم کتاب القسامۃ ص ۱۲۹۶۔ ابوداود۔ کتاب الحدود۔ حدیث ۴۳۶۴۔ ترمذی کتاب الطہارۃ حدیث ۷۲ ص ۱/ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ نسائی۔ کتاب تحریم فی ثلاثۃ ابواب متشابہۃ ص ۷/ ۹۳۔ ۱۰۱۔ ابن ماجہ کتاب الحدود۔ حدیث ۲۰۔ مسند احمد ۳/ ۱۶۳۔ ۱۷۷۔ ۱۹۸۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۸۸

عُمرَةُ الْحُدَيْبِيَّة [1]

نبی کریم ﷺ کی مقام حدیبیہ کی طرف روانگی کی تاریخ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان بغداد میں۔ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابرہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن ابونعیم نے ان کو نافع مولی عبداللہ بن عمر نے وہ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ ماہ ذیقعدہ ۶ ھ میں واقع ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی بات صحیح ہے اوراسی طرف گئے ہیں زھری اور قتادہ اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار وغیرہ۔اس میں اختلاف کیا گیا ہے عروہ بن زبیر پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو اسماعیل بن خلیل نے ان کو خبر دی علی بن مسہر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف ماہ رمضان میں نکلے تھے اور حدیبیہ (کی صلح) ماہ شوال میں ہوئی تھی۔

(۳) یعقوب نے کہا کہ حسان بن عبداللہ نے روایت کی ہے ابن لہیعہ سے اس نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان باندھ کر تیاری کی آپ عمرہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ کے ساتھ بہت سارے لوگوں نے بھی رخت سفر باندھا یہ واقعہ ذیقعدہ ۶ ھ میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ان کو خبر دی ابراہیم بن ھاشم نے ان کو ھُدبہ بن خالد نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے یہ کہ انس بن مالک نے ان کو خبر دی یہ کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے عمرے کئے تھے چار عمرے وہ سب کے سب ماہ ذیقعدہ میں تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔عمرۃ الحدیبیہ کہا تھا کہ زمانہ حدیبیہ ذیقعدہ میں تھا۔اور عمرہ (اس سے) آئندہ سال تھا۔اور ایک عمرہ مقام جعرانہ سے (احرام باندھ کر) کیا تھا جہاں پر آپ نے غزوۂ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائی تھیں ماہ ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔

☆☆☆

---

[1] (دیکھئے طبقات بن سعد ۲:۹۵، سیرۃ ابن ھشام ۳:۲۶۵، المغازی للواقدی ۱:۳۸۳، ۵:۱۲۱، مسلم بشرح النووی ۱۲، ۱۳۵، تاریخ طبری ۲:۶۲۰، الدرار ۱۹۱، ابن حزم ۲۰۷، البدایہ والنھایۃ ۴:۱۶۴، نھایۃ الارب ۱۷، ۲۱۷، عیون الاثر ۲:۱۴۸، شرح مواھب ۲:۱۶۴، سیرۃ الشامیہ ۵:۵۵)

باب ۸۹

ان لوگوں کی تعداد جو لوگ حُدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

ایک ہزار سے زائد تعداد کا ذکر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے اس نے مسور بن مخرمہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے آپ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کی کوہان سے زخم کر کے خون نکال کر نشانی لگائی اور اس مقام سے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

تیرہ سو تعداد کا ذکر

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اس نے ابن عُیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ بضع کی تعداد کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے کہ ہزار سے کتنے زیادہ تھے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

(حاشیہ) از اسماعیل جاروی:

(۱) قَلَّدَ الْهَدْیَ۔ کا مطلب ہے کے قربانی کے جانور کے گلے میں رسی لٹکائی تاکہ یہ جانا چاہیے کہ یہ جانور قربانی کا ہے۔ کہ لوگ اس سے رُک جائیں۔

(۲) ذوالحلیفہ مدینہ اور مکے اور حدیبیہ کے درمیان مقام ہے۔

اٹھارہ سو اصحاب کی تعداد کا ذکر

(۳) حدیبیہ مقام پر اصحاب رسول کی تعداد کے بارے میں راویوں میں اختلاف ہے۔ عبدالعزیز آفاقی کی زھری سے روایت۔

(۴) حدیث مسور میں اور حدیث مردان میں ایک ہزار آٹھ سو تعداد مذکور ہے۔

چودہ سو تعداد کا ذکر

(۵) اور اسرائیل کی ایک روایت میں ابو اسحٰق سے مروی سے ہے کہ کُنَّا اَرْبَعَ عَشَرَةَ مائة کہ ہم لوگ چودہ سو تھے۔

(۶) اور زہیر بن معاویہ کی ابن اسحٰق کی روایت میں چودہ سو یا اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

پندرہ سو تعداد کا ذکر

(۷) اور سالم بن ابو الجعد کی روایت میں جابر سے مروی ہے کہ صحابہ پندرہ سو تھے۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہوتی دلائل النبوۃ جلد چہارم ص ۹۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

تیرہ سو تعداد کا ذکر

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے احمد اصبہانی نے ان کو یونس بن حبیب ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو نے اس نے سنا ابن ابواوفی صحابی رسول سے تحقیق وہ بیعتِ رضوان میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس دن ایک ہزار تین سو تھے۔ اور اس دن مہاجرین کا آٹھواں حصہ مسلمان ہوئے تھے۔

چودہ سو اور پندرہ سو کی تعداد کا ذکر

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے ان کو یعقوب بن سفیان نے اس کو عبیداللہ بن معاذ نے ان کو ان کے والد نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفی سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب شجرہ ایک ہزار تین سو تھے اور آٹھواں حصہ مہاجرین مسلمان ہوئے اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے اس نے محمد بن مثنی سے اس نے ابوداؤد سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ کہا عبداللہ بن معاذ سے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ابوداؤد کی روایت کو بطور شاہد کے لائے ہیں۔ اور علی بن جابر بن عبداللہ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان کی طرف سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک ہزار چار سو تھے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۵ ص ۱۴۸۷۔ بخاری۔ کتاب المغازی حدیث ۴۱۵۵۔ فتح الباری ۴۴۳/۷)

حدیبیہ کا کنواں پندرہ سو صحابہ کو کافی ہو گیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی اور عبداللہ بن محمد نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی رفاعہ بن ہیثم نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو حصین نے سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں کفایت کر جاتا (یعنی بئر حدیبیہ) جب کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں رفاعہ بن ہشم سے اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے معین سے اس طرح۔

(مسلم۔ کتاب الامارۃ حدیث ۷۳ ص ۱۴۸۴۔ فتح الباری ۴۴۱/۷۔ مسلم ۱۴۸۴/۳۔ حدیث ۷۲)

(نوٹ) : لو کنا مائۃ الف لکفانا۔ یہ بیر بئر حدیبیہ والی صحیح حدیث سے مختصر کی ہوئی ہے ان کا مطلب کہ صحابہ کرام جب حدیبیہ پہنچے تو انہوں نے ان کے کنویں کو اس طرح پایا کہ وہ جوتے کے تسمے کی مانند دھار کی طرح پانی دے رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا وہ اُبلنے لگا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے مجملہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ لہٰذا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

(۵) اعمش نے اس کی مخالفت کی ہے سالم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو خبر دی جریر نے اعمش نے اس سے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے کہا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ ایک ہزار چار سو تھے اصحاب شجرہ والے (یعنی جنہوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان سے۔ شاہد لائے ہیں بخاری میں روایت کے ساتھ اور اس کو انہوں نے قتیبہ سے اس نے جریر سے بھی روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ حدیث ۷۴ ص ۱۴۸۴)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد سلیمان حزقی نے ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ نے ان کو سعید بن ربیع نے ابوزید ھروی نے ان کو قرہ بن خالد نے قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سعید بن حبیب سے وہ لوگ کہتے تھے جو بیعتہ رضوان میں حاضر ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ پندرہ سو تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بیشک جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ چودہ سو تھے۔ اللہ نے کہا کہ اللہ اس کو رحم فرمائے اس نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ہی مجھے حدیث بیان کی تھی کہ وہ پندرہ سو تھے اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث ابن عرویہ سے اس نے قتادہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۴۳۔ حدیث ۴۱۵۳)

انہوں نے استشہاد کیا ہے قرہ بن خالد کی روایت کے ساتھ۔ اور یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے پندرہ سو کہتے تھے پھر وہم ذکر کیا تو کہا چودہ سو تھے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بصری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں کہ عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یوم حدیبیہ میں چودہ سو تھے۔ اور ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تمام اہل زمین سے بہتر ہو۔ اگر میں آج وہاں ہوتا تو تمہیں اس درخت کی جگہ دیکھاتا (جس کے نیچے ہم لوگوں نے بیعت رسول کی تھی)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۱۵۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۹)　اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابوصالح نے اور ابن بکیر نے اور ابن رفیح نے اور محمد بن خلاد نے لیث بن سعد سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو تھے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۷ ص ۱۴۸۳)

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حدیبیہ والے سال ستر اونٹ ذبح کیے تھے۔ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے تھا۔ ہم نے جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ چودہ سو تھے۔ ہمارے گھڑ سوار بھی اور ہمارے پیادے بھی تھے۔

یہ روایت زیادہ صحیح ہے بس اسی طرح اس کو کہا ہے براء بن عازب نے اور فضل بن یسار نے اور سلمہ بن اکوع نے اس سے صحیح ترین روایت ہے۔

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رحم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس دوری نے ان کو یحییٰ بن معین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے قتادہ سے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ درخت تلے ایک ہزار چار سو۔

☆☆☆

باب ۹۰

قصہ حدیبیہ کا سیاق

اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو مغازی سے وہ کہتے ہیں کہ کہا معمر نے وہ کہتے ہیں کہ کہا زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عروہ بن زبیر نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابواحمد بن زیاد نے ان کو ابن عمر نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اور یہ حدیث ہے محمد بن یحییٰ مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم سے ہر ایک ان دونوں ہی سے تصدیق کرتا ہے اپنے ساتھی کی۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے حتیٰ کہ جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو جو کعبہ کی طرف ہانک کر لے جا رہے تھے رسّی گلے میں ڈال کر قلادہ پہنایا اور اس کی کوہان میں سے خون نکال کر نشان لگایا (تاکہ معلوم رہے کہ یہ حرم میں کی جانے والی قربانی کا جانور ہے) اور عمرے کا احرام باندھا اور اپنے سامنے ایک خبر گیری کرنے والا خبر بھیجا (جاسوس) جو آپ کو خبریں لا کر دے وہ بنوخزاعہ کا ایک آدمی تھا۔ وہ آپ کو خبریں لا کر دیتا رہا تھا قریش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب آپ وادی کے کنارے پانی کے حوض یا مقام پر پہنچے۔ مقام عسفان کے قریب (یہ مکے سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ تو آپ کے پاس عینیہ خزاعی آیا۔ اس نے کہا میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آ رہا ہوں انہوں نے آپ کے مقابلے کے لئے جمعیت اکٹھی کر لی ہے۔ اور حابیش (لشکر) جمع کر لئے ہیں (حابیش بنوہون بن حزیمہ بن مدرکہ اور بنوحارث اور بنوعبد خزاعہ اور بنومصطلق خزاعہ میں سے تھے اور شرح مواہب ۱۸۲/۲ میں ہے کہ احابیش وہ لوگ تھے جنہوں نے قریش کے ساتھ مل کر حلف اٹھایا تھا کہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھ کر جس کو اُحبش کہا جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ احابیش نام رکھا گیا تھا ان کے تحبّش اور تجمّع کی وجہ سے از مترجم) وہ آپ سے قتال کریں گے یا آپ کو لڑوائیں گے۔ کہا ابواحمد بن زیاد نے کہ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ اور دونوں نے لفظ جمیعاً کہا۔ اور یہ کہ وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے مشورہ دو کیا تم لوگ یہ رائے دیتے ہو کہ ہم ان لوگوں کی اولادوں کی طرف مائل ہوں متوجہ ہوں جنہوں نے موت کی اعانت کی ہے، ہم لوگ ان کو قتل کریں اگر وہ بیٹھ گئے تو اکیلے ہو کر اور جنگ زدہ ہو کر بیٹھ جائیں گے اور اگر وہ بچ گئے تو وہ ایک ایسی گردن ہو گی جس کو اللہ نے کاٹ دیا ہو گا۔ یا تم لوگ یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم بیت اللہ کا ارادہ کر کے چلے جائیں جو ہمیں روکے ہم اس کے ساتھ قتال کریں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں ہم لوگ تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہم کسی سے قتال کے لئے نہیں آئے مگر جو ہمارے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا ہم اس سے لڑیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو پھر چلئے۔

زہری نے حدیث میں کہا ہے کہ وہ روانہ ہوئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک خالد بن ولید غمیم میں پہنچا ہے قریش کے دستے کے ساتھ بالائی کی جانب سے یا آگے آ گئے۔ لہٰذا تم لوگ دائیں جانب چلو۔ اللہ کی قسم خالد ان کے بارے میں نہ جان سکا۔

حتیٰ کہ اچانک اس نے لشکر سے اڑتا ہوا یہاں غبار وملاحظہ کیا تو فوراً گھوڑا کو ایڑی لگا کر دوڑاتا ہوا گیا قریش کو ڈرانے کے لئے۔ اور نبی کریم ﷺ بھی چلتے رہے حتیٰ کہ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس سے ان پر اترتے تھے۔ آپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے کہا چلو چلو مگر اس نے چلنے سے انکار کر دیا لوگوں نے کہا کہ حضور کی اونٹنی قصواء تھک کر بیٹھ گئی ہے چلنے سے انکار کر دیا ہے۔ ابواحمد بن زیاد نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ جب وہ اس قول پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو تو پھر ایسی بات تو چلیے زہری کہتے ہیں کہ ابوھریرہ نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زیادہ مشورہ کرتا ہوا پنے احباب سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر (بعض دفعہ حضور اکرم ﷺ کثرت سے مشورہ کرتے تھے اپنے احباب کے ساتھ)۔

مِسُور نے اور مروان نے دونوں نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ بس وہ لوگ چل پڑے حتیٰ کہ جب بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم نے فرمایا بیشک خالد بن ولید مقام غمیم پر آرہا ہے۔ قریش کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ۔ اس کے بعد حدیث اپنی جگہ پر آگئی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قصواء اُونٹنی نہیں تھکی نہ ہی یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (مکے والے) جو بھی کوئی ایسی خصلت یعنی تجویز محمد سے مانگیں گے یا مطالبہ (امن اور صلح) جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کو قائم رکھیں گے میں وہ ان کو دے دوں گا یعنی میں ان کی ایسی تجویز اور ایسا مطالبہ ضرور مان لوں گا۔ (یعنی ترک قتال حرم میں اور صلح کا مطالبہ اور خون بہانے سے روکنا وغیرہ) اس کے بعد آپ نے اونٹنی کو جھڑکا وہ آپ کو ساتھ لئے ہوئے اُچھل کر کھڑی ہوئی۔

کہتے ہیں کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ آپ مقام حدیبیہ کے آخر میں مقام ثمد پر جو قلیل الماء تھا اُترے لوگوں نے چلو سے تھوڑا پانی لے لیا لوگوں نے اس کو باقی نہ چھوڑا حتیٰ کہ سارا پانی کھینچ لیا (اور پانی ختم ہو گیا۔ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیاس کی شکایت کی۔ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اس کو کمان کے منہ میں ڈالو کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ لوگ سامنے تیر اندازی کی نہ ٹھہر سکے حتیٰ کہ اس سے ہٹ گئے وہ لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ اس کے بابدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کے ایک گروہ کے ساتھ آ گیا وہ اھل تہامہ میں سے رسول اللہ کے لئے نصیحت وخیر خواہی کے لائق اور حقدار تھے اس نے بتایا کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو اسی حالت میں چھوڑ کر آرہا ہوں کہ وہ حدیبیہ کے آب مسلسل پر اتر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ماہر جنگجو ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ میں عمرہ کرنے کے لئے نہیں جانے دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے قتال کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور بیشک قریش کو ویسے بھی جنگ نے کمزور کر دیا ہے۔ اور انہیں نقصان سے دوچار کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کو ٹائم دے دیتا ہوں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان علیحدگی اور خلوت چھوڑ دیں اور اگر وہ چاہیں تو داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں۔ تو کر لیں۔ وگرنہ پس تحقیق وہ اکھٹے ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ انکار کریں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو میں ضرور ان سے قتال کروں گا اپنے اس مقابلے پر حتیٰ کہ میری گردن الگ ہو جائے یا اللہ اپنا حکم نافذ کر دے۔ بدیل بن ورقاء نے کہا عنقریب میں وہ پیغام ان کو پہنچا دوں گا (مکے والوں کو) جو آپ فرما رہے ہیں وہ چلا گیا حتیٰ کہ قریش کے پاس پہنچا۔ ان کو بتایا کہ میں اس آدمی کی طرف سے (یعنی محمد کی طرف سے) تمہارے پاس آیا ہوں۔ ہم نے اس سے سنا ہے وہ ایک ایسی بات کہتا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے پیش کریں چنانچہ ان میں سے کم عقلوں بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ تم ہمیں ان کی (محمد کی) طرف سے کوئی بات بیان کرو۔ مگر صاحب رائے عقلمندوں نے کہا بتایئے آپ نے ان سے جو بات سنی ہے اس نے بتایا کہ میں نے ان کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے اس نے ان کو پوری پوری بات بتائی جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

لہٰذا عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے میری قوم کیا تم لوگ ولد نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا میں بیٹا نہیں ہوں؟ وہ بولے بالکل ہو۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد پر کوئی تہمت لگاتے ہو؟ وہ بولے کہ بالکل نہیں اس نے کہا کہ کیا جانتے نہیں ہو کہ میں نے اھل عکاظ کو بھگا دیا تھا جب وہ میری بات ماننے سے رک گئے تھے اور میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بیٹوں کو اور جس نے میری بات مانی تھی، لے کر تم لوگوں کے پاس آ گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بالکل صحیح ہے اس نے کہا کہ (سنو میری بات مان لو) محمد ﷺ نے تم لوگوں کو درست

بات کا مشورہ دیا ہے اور تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے۔ تم لوگ اس کی بات مان لو اور مجھے بھیج دو میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں قریش نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بات کرنے کے لئے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آیا اور حضور اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے وہی بات کہی جو آپ نے بُدَیل سے کہی تھی عروہ نے اس کے جواب میں کہا اے محمد آپ بتائیں بھلا اگر آپ اپنی قوم کو جڑ سے ختم کر دیں گے۔ تو کیا آپ نے عرب میں سے کسی کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سے پہلے کہ اس نے اپنی اصل اور اپنی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہو اور ختم کر دیا ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو سنو اللہ کی قسم بیشک وہ کئی چہرے دیکھتا ہوں اور کئی ملے جلے لوگ، لوگوں میں سے جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ جائیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور انہوں نے عُروہ کو شدید ترین گالی دیتے ہوئے فرمایا کہ دفع ہو جاؤ یہاں سے) جا! لات کی مورتی کی جا کر شرم گاہ کو چاٹ۔ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو یونہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟۔

(نوٹ) : ابوبکر صدیق کی گالی کے اصل الفاظ تھے۔ اَمْصُصْ بَظْرَالَّاتِ۔ اُمْصُص اُم کا صیغہ ہے مُص سے اس کا معنی ہے چوسنا، چاٹنا۔ ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی لکھتے ہیں کہ۔ اَلْبَظْرُ اَلَّتِیْ تَبْقِیْ بَعْدَ خِتَانِ الْمَرْءَۃِ ۔ کہ بَظر وہ شرم گاہ کا حصہ جو عورتوں کے ختنہ کے بعد باقی رہتا ہے یہ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل دورِ جاہلیت کا رواج تھا۔ اور لات ایک بُت کا نام ہے۔ عربوں کی عادت تھی اس طرح کی گالی دینا (گویا کہ ابوبکرؓ نے معاشرے کی زبان بول کر اس کو زجر فرمائی) باقی رہا ان کا اس بارے میں صیغہ امر استعمال کرنا یہ مبالغہ کے لئے تھا۔ (مترجم) عروہ نے کہا کہ کس نے یہ بات کہی ہے انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں۔ عروہ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آپ کا میرے اُوپر احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تا حال بدلہ نہیں اُتارا ہے تو میں تمہیں ضرور جواب دیتا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگ گیا جیسے جیسے بات کرتا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگاتا (عاجزی کرنے اور اصرار کرنے اور بات منوانے کی غرض سے) اِدھر مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے پاس تلوار اور ان پر لوہے کا خول تھا عُروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی داڑھی کی طرف جھکتے تو مغیرہ بن شعبہ ان کے ہاتھ کو تلوار کے دستے سے مارتے اور کہتے کہ پیچھے کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے عروہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ عروہ نے ان سے کہا اے بہت بڑے غادر غدر کرنے والے کیا تم میں تیرے غدر میں نہیں دوڑتا رہا۔ کہتے ہیں کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھی بنے رہے تھے اور بالآخر ان کو قتل کر دیا تھا اور ان کے مال لے لئے تھے پھر آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہرحال اسلام اس کو تو میں نے قبول کرایا اور رہا مال تو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

عروہ بن مسعود کی اصحاب رسول کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی

اس کے بعد عروہ اصحاب رسول کو ملاحظہ کرتا رہا اللہ کی قسم حضور جب بھی کھنکھارے اور بلغم پھینکتے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرتا کیونکہ وہ اتنی شدید محبت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہ آپ کی تھوک کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے تھے اس کو اپنے ہاتھوں پر اور چہروں پر اور جلد پر مل لیتے تھے۔ اور جب حضور ان کو کسی کام کے کرنے کا کہتے تھے تو وہ لوگ ایک دوسرے سے بھاگ کر پہلے کر دیتے تھے۔ اور جب حضور اکرم ﷺ وضو کرتے تو وہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر لڑتے تھے اور حضور اکرم ﷺ جب بات کرتے تھے تو وہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر یا تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ جس سے اس کی حیرت کی انتہاء نہ رہی۔

عروہ بن مسعود ثقفی کا اہل مکہ کو جا کر حضور کے صحابہ کی یہ کیفیت بتانا

عروہ بن مسعود اپنے احباب کے پاس جا کر اطلاع دیتا ہے کہ اے میری قوم اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں قیصر روم کے پاس میں گیا کسریٰ فارس کے پاس گیا۔ نجاشی کے دربار میں گیا اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے احباب اور نوکر جا کر

اتنی تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد کے اصحاب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔اللہ کی قسم جب بھی اس نے بلغم تھوکا وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرا اس نے وہ اپنے چہرے پر مل لیا یا اپنی جلد پر۔جب اس نے ان کو کسی کام کا حکم دیا تو ایک دوسرے سے پہلے بھاگ کر انہوں نے اس پر عمل کیا۔جب اس نے وضو کیا تو قریب تھا کہ وہ اس کے وضو کے پانی پر لڑ پڑتے۔وہ جب اس سے بات چیت کرتے ہیں تو اس کے سامنے آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں اور وہ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف گھور کر یا تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے (میں یہ کہتا ہوں) کہ اس نے تمہارے سامنے رُشد و کامیابی کی درست صورت پیش کی ہے۔لہٰذا تم لوگ وہ بات قبول کرلو۔مگر اس کے بعد بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا۔

بنو کنانہ کے ایک آدمی کا جا کر حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کو دیکھ کر ان کی سفارش کرنا

چھوڑو اس کو مجھے جانے دو میں خود جا کر صحیح رپورٹ لے آتا ہوں انہوں نے کہا جاؤ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس نے حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا۔تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ فلاں ہے۔یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے اس کو آگے جا کر ملو۔لہٰذا ان لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔اس نے جب صحابہ کرام کے یہ اخلاق دیکھے تو کہ کہنے لگا۔سبحان اللہ! ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔لہٰذا وہ واپس جب اپنی قوم کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنا دیئے گئے ہیں اور کوہانیں چیر کر خون آلود کر کے جانور نشان زدہ کر دیے گئے ہیں۔میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

مِکرز بن حفص کا حضور اکرم ﷺ کو جا کر دیکھنے کی خواہش کرنا

اس کے بعد ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مِکرز بن حفص تھا کہا کہ مجھے جانے دو میں جا کر خبر لاتا ہوں قریش نے اجازت دے دی اس نے جب جا کر دیکھا۔تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتادیا کہ یہ مکرز ہے یہ ایک تاجر آدمی ہے (یا کہا تھا کہ غادر ہے) وہ جا کر نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا وہ ابھی کلام کر ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آگیا۔مکرز کو غادر کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عامر بن یزید سید بنو بکر کو قتل کر دیا تھا دھوکے سے یا اس لئے کہ انہوں نے حدیبیہ میں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تھا۔اس لئے وہ معروف بالغدر ہو گئے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کا آکر بات چیت کرنا

معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ایوب نے عکرمہ سے کہ جب سہیل آگیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحقیق آسان ہو گیا ہے تمہارے لئے تمہارا معاملہ۔

سہیل بن عمرو کی آمد اور باہم تحریر میں اس کا حجت بازی کرنا حضور اکرم ﷺ کا نرمی و رواداری کرنا

زھری نے اپنی حدیث میں کہا ہے جب سہیل بن عمرو آگیا تو اس نے کہا لائیں آپ میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک نامہ لکھ دوں اس نے کاتب کو بلایا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ! سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا۔اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ بلکہ اور طرح لکھیے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جیسے آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔مسلمانوں نے کہا۔اللہ کی قسم ہم اس نام کو نہیں لکھیں گر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہی۔نبی کریم ﷺ نے (رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے اسی طرح لکھئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ یہ وہ تحریر ہے جس پر باھم فیصلہ کیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے کیوں روکتے۔بلکہ اس طرح لکھیں۔محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔(پھر آپ نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا۔بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور اگر تم میری تکذیب ہی کرتے ہو تو لکھئے محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے نرمی کرنے کی وجہ آپ کا یہ اقرار تھا

زھری نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا رویہ بایں وجہ تھا کہ آپ یہ فرما چکے تھے کہ جو بھی وہ ایسی کسی صورت کا مجھ سے مطالبہ کریں گے کہ وہ جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے میں ان کی بات مان لوں گا اور ایسی شرط قبول کرلوں گا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک نکاتی مطالبہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک مطالبہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تصفیہ کردیا جائے یعنی ہمیں آزادی سے بیت اللہ کا طواف کرنے دیا جائے اس وقت تک اور کوئی ہمارے بیچ میں نہ آئے ہم آزادانہ طواف کرلیں۔ سھیل نے کہا اللہ کی قسم عرب یہ کہیں گے کہ ہم مجبور ہوکر آپ لوگوں کو خود بلا کر لے آئے ہیں نہیں۔ (آپ لوگ اس سال واپس بغیر عمرہ اور طواف کے چلے جاؤ) اگلے سال آپ لوگ آکر کرلینا۔ اور سہیل نے یہ شرط بھی لکھی کہ ہم میں سے اگر کوئی آدمی تیرے پاس مدینے میں مسلمان ہوکر پہنچ جائے تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کردیں گے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا کہ سبحان اللہ کیسے مشرکین کے پاس واپس کردیا جائے گا حالانکہ مسلمان ہو چکا ہوگا۔ وہ لوگ اس طرح بحث کررہے تھے کہ عین اس وقت اچانک خود سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس مسلمان ہوکر پہنچ گیا۔ وہ زیریں جگہ سے نکلتا ہوا آیا اور اس نے خود کو مسلمانوں کے آگے پھینک دیا۔ سھیل بن عمرو نے کہا اے محمد پہلا پہلا فیصلہ جس پر میں نے تم سے معاہدہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ ابوجندل کو واپس لوٹادیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس کے بعد اپنے معاہدے کے خلاف نہیں کریں۔ ابوجندل کو رہنے دو مگر سہیل نہیں مانا اس نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر تمہارے درمیان کوئی مصالحت نہیں ہے کسی بھی شرط میں ہمیشہ کے لئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ابوجندل کو میرے لیے پناہ دے دو (اس لئے کہ وہ مسلمان ہوکر میرے پاس پہنچ گیا ہے) مگر سہیل نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو تیرے لئے پناہ نہیں دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مان جائیے اس نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا یہ سن کر مکرز نے کہا ہاں ہاں میں نے ابوجندل کو پناہ دی ہے۔ ابوجندل نے سنا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا میں مشرکین کی طرف واپس کردیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہوکر آچکا ہوں۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں کہ میں کس قدر اذیت سے دوچار ہوگیا ہوں۔ اس لئے کہا کہ وہ اللہ کی راہ میں سخت عذاب اور سزا میں مبتلا کیا گیا تھا۔

اس موقع پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرط جذبات میں آنا

اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کا حوصلہ دلانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی شک نہیں کیا مگر اسی دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ عمرؓ نے کہا جب ہم حق پر ہیں تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوریوں ہیں ہم کیوں جھک گئے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے پھر عرض کی کیا آپ ہمیں یہ بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ بیشک ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور ہم طواف کریں گے کیا یہ بات آپ سچی نہیں بتارہے تھے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں میں نے ہی تمہیں خبر دی تھی مگر کیا یہی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں کہا کہ نہیں یہ نہیں کہا تھا آپ نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تم بیت اللہ میں آؤ گے اور اس کے ساتھ طواف کروگے۔

حضرت عمر بن خطاب کا حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق ؓ کے پاس فرط جذبات کا اظہار کرنا اور ابوبکر کا بعینہٖ حضور اکرم ﷺ والا جواب دینا

حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر ؓ کے پاس آیا میں نے کہا اے ابوبکر۔ کیا یہ (محمد ﷺ) اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں سچے نبی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کمزوری کیوں دے رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا اے جوان بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے وہی ان کا ناصر و مددگار ہے۔

تم اے عمر انہی کی رکاب کی مضبوطی سے پکڑ کر اسی سے چمٹے رہو حتی کہ تم اسی حال پر مر جاؤ۔ اللہ کی قسم بیشک وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہمیں یہی بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ ابوبکر نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ مگر کیا انہوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ اسی سال یہ سب کچھ کرو گے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ ابوبکر نے فرمایا کہ تو پھر (یقین رکھو) کہ تم بیت اللہ میں ضرور جاؤ گے اور ضرور طواف کرو گے۔

بظاہر ناکامی والے معاہدے سے مسلمانوں کی مایوسی و دل گرفتگی اور شدید غم و غصے کا اظہار کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا اُم المؤمنین اُم سلمہ سے مشورہ کرنا

زہری کہتے ہیں کہ۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ میں اس بات کے لئے کئی اعمال کیے حضور اکرم ﷺ جب معاہدے کی تحریر سے فارغ ہوگئے تو آپ نے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کے اونٹ ذبح کرو اس کے بعد سر منڈوا دو (یعنی عمرے کا جو احرام باندھا ہوا ہے وہ کھول دو) عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی (یہ کام کرنے کے لئے) نہ اُٹھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ جب کوئی بھی (بوجہ ناراضگی و مایوسی) نہ اُٹھا ان میں سے تو حضور اکرم ﷺ اُٹھ کر اندر (خیمے میں) چلے گئے جا کر سیدہ ام سلمہ سے وہ کیفیت ذکر کی جو لوگوں کو پہنچی تھی اُم المؤمنین اُم سلمہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی کیا آپ یہی کام پسند کرتے ہیں؟ تو پھر آپ جائیں اور کسی سے ایک جملہ بھی نہ بولیں آپ جا کر اپنا قربانی کا جانور ذبح کریں اور اپنا حلق کرنے والے کو بلا کر سر منڈوا دیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے باہر جا کر انہوں نے کسی سے ایک جملہ بھی نہیں کہا بلکہ آپ نے ایسا ہی کام کیا۔ اپنے اُونٹ کو نحر کیا اور اپنے سر منڈنے والے کو بلا کر سر مونڈوایا صحابہ کرام نے جب یہ منظر دیکھا تو خود بخود اُٹھے اور انہوں نے بھی اپنے اپنے جانوروں کا نحر کرنا شروع کیا اور وہ ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ مگر (مایوسی و دل گرفتگی کا یہ عالم تھا کہ) قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کر دیتا غم کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس مؤمنہ عورتیں آئیں (بیعت کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یاایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المؤمنات مھاجرات۔ اے اہل ایمان جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں آئیں ہجرت کرنے والیاں۔ حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ بعصم الکوافر۔ (سورۃ ممتحنہ آیت۔۱)۔

حضرت عمر ؓ نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دے دی تھی جو ان کی بیویاں تھیں اور مشرک میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے معاویہ بن ابوسفیان سے شادی کر لی تھی اور دوسری نے صفوان بن اُمیہ سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس لوٹ آئے۔

ابوبصیر مسلمان ہوکر مدینہ پہنچ گیا قریش نے طلب کیا
حضور اکرم ﷺ نے معاہدہ کی پاس داری کی

اس کے بعد آپ کے پاس قریش میں سے ابوبصیر مسلمان ہوکر پہنچ گئے۔ قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے انہوں نے مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ اپنا عہد پورا کریں جو ہم نے کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ابوبصیر کو ان دو آدمیوں کے حوالے کردیا۔ وہ اس کو ساتھ لے کر روانہ ہوگئے۔ حتیٰ کہ جب وہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو وہ وہاں پر اُترے ان کے پاس کچھ پھل تھے وہ بیٹھے وہاں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا کہ تیری تلوار تو بہت عمدہ ہے اللہ کی قسم مجھے تو بہت ہی عمدہ لگتی ہے۔ اس نے تلوار کو نیام سے باہر نکال کر دکھایا اور کہنے لگا کہ واقعی اللہ کی قسم یہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے میں نے تو بار بار اس کا تجربہ کیا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ دکھایئے ذرا میں بھی اس کو دیکھوں اس نے اس کے ہاتھ میں تھمادی اب اس کو اس پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس نے اس پر وار کرکے اس کو ٹھنڈا کردیا اور دوسرا بھاگ گیا وہ سیدھا مدینے جا پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو جب اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس نے خطرناک امر دیکھا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کردیا گیا ہے۔ اور میں بھی قتل ہونے والا ہوں۔ (ہوتے ہوتے بچا ہوں) کہتے ہیں پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کردیا ہے۔ آپ نے تو مجھے ان کے پاس واپس بھیج دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ویل ہو اس کی ماں مُسعِر بن حرب (یعنی جنگ بھڑکانے والا)۔ اس نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ حضور اکرم ﷺ اس کو دوبارہ واپس لوٹادیں گے۔ لہٰذا وہ وہاں سے نکل کر مقام سیف البحر پہنچ گیا۔

ابوبصیر اور ابوجندل کا ملنا اور قریش کے لئے نئی مصیبت بنانا

ابوبصیر البحر میں پہنچا تو ابوجندل بن سہیل بھی اس کے ساتھ ہوگیا۔ اس کے قریش میں سے جو بھی مسلمان ہوجاتا وہ بھاگ کر ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس پہنچ جاتا اس طرح انہوں نے اچھی خاصی مضبوط جماعت بنالی۔ اللہ کی قسم وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا ہے تو وہ اس کا راستہ روک کر ان کو قتل کردیتے اور ان کے مال چھین لیتے۔

قریش نے مجبور ہوکر اپنے مذکورہ معاہدے میں خود ترمیم کی

چنانچہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس نمائندہ بھیجا انہوں نے ان کو اللہ کی قسم دی اور رحم وقرابت داری کے واسطے دیکر التجا کی کہ ہم میں سے جو بھی مسلمان ہوکر آپ کے پاس آئے گا اس کو ہمارے پاس واپس بھیجیں گے تو ان کو ہماری طرف سے امان ہوگی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ ان کی طرف بھیج دیا۔ جو اللہ نے آیت نازل فرمائی۔

وهو الذی کف ایدیهم عنکم و ایدکم عنهم

کہ وہی ذات اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا تھا۔ (سورۃ الفتح : آیت ۲۴)

حتیٰ کہ اس لفظ تک پہنچے۔ حمیة الجاهلية۔ جاہلیت کی غیرت وحمیت سے مراد (جس کا ان الفاظ میں ذکر ہے) وہ مشرکین کی وہ عزت تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ مسلمانوں اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب الشروط۔ فتح الباری ۳۲۹/۵)

اور اس روایت کے لئے حدیبیہ کے قصے کے بارے میں کئی شواہد موجود ہیں۔اس میں کئی کئی اضافے ہیں جنہیں ہم انشاءاللہ متفرق ابواب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدھے راستے کی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین نے علی بن احمد بن عمر بن حمانی مقری نے بغداد میں۔ان کو خبر دی اسماعیل بن مسللی بن اسماعیل خطمی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو عبداللہ بن معاذ سے ان کو ان کے والد نے ان کو قرہ نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے آپ نے فرمایا جو شخص ثنیۃ المرار پر چڑھے بیشک اس سے اتنے گناہ معاف ہونگے جتنے بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔چنانچہ پہلا شخص جو جبل بنوخزرج پر چڑھا وہ اس کے بعد لوگ مسلسل یہی عمل کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب لوگ بخشے ہوئے ہیں مگر سرخ اونٹ والا (وہ جد بن قیس منافق تھا) ہم نے اس سے کہا تم آجاؤ رسول اللہ ﷺ تیرے استغفار کریں اس نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے میرا گمشدہ اونٹ واپس مل جائے تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ تم لوگوں کا ساتھی میرے لیے استغفار کرے اچانک دیکھا تو وہ اپنا گم شدہ اُونٹ تلاش کر رہا ہے (یعنی واقعتہً اس کا وہ سرخ اُونٹ گم ہوگیا تھا)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔(مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۱۲ ص ۲۱۴۴)

باب ۹۱

حُدیبیہ کے کنویں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا دعا فرمانا اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن رجاء نے ان کو خبر دی اسرائیل نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے۔ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ فتح شمار کرتے ہو فتح مکہ کو یقیناً فتح مکہ فتح تھی جب کہ ہم لوگ فتح بیعتہ الرضوان یوم حدیبیہ کو شمار کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔اور حدیبیہ ایک کنواں تھا ہم نے اس کا پورا پانی کھینچ لیا تھا ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کی دیوار پر بیٹھے اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا آپ نے وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء فرمائی اس کے بعد اس پانی کو اسی کنویں کے اندر انڈیل دیا اور تھوری سی دیر اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اس کے بعد ہم نے اور ہمارے قافلوں نے اس میں سے پانی نکالنا شروع کر دیا۔

(۲)　یہ الفاظ میں حدیث عبداللہ کے اور ابن رجاء کی ایک روایت میں اسی کی مثل ہیں۔قول بیعتہ الرضوان تک کہتے ہیں۔ہم لوگ حدیبیہ والے دن اُترے تھے یہ کنواں تھا۔ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اس کا پورا پانی کھینچ چکے تھے انہوں نے اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس سے پانی کھینچا گیا پھر اس میں سے آپ نے اپنے منہ سے پانی لیا کلی بھر کر کنویں کے اندر ڈال دی اور اللہ سے دعا کی لہٰذا اس کا پانی کثیر ہوگیا (حضور اکرم ﷺ کی دعاء کی برکت سے اور کلی والے پانی کی برکت سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے استعمال کیا اور ہماری سواریوں نے بھی اور ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۰۔ فتح الباری ۷/۴۴۱)
اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث زھیر بن معاویہ سے بھی اس نے ابواسحق سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے حسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ھشام بن علی نے ان کو ابن رجاء نے احمد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تمتام نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے اس نے ایاس بن سلمہ بن اُکوع سے وہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام میں آئے تھے اور ہم چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ میں بچاس بکریاں تھی جو اس کے پانی سے سیر نہ ہوئی تھیں (یعنی پانی اس قدر کم تھا کہ اس کو سیراب نہ کر سکتا تھا) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے پر جا بیٹھے۔ یا تو آپ نے دعا فرمائی۔ یا اس میں تھوک کر لعاب دہن ڈالا۔ لہٰذا اس کا پانی جوش مارنے لگا۔ لہٰذا ہم نے خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

یہ الفاظ حدیث بن عبداللہ بن رجاء کے ہیں۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳)

حضور اکرم ﷺ کی ترکش کے تیر سے قلیب حدیبیہ سے خوشگوار پانی اُبلنا

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں یہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے ان کو ابن اسحق نے ان کو حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زہیر سے اس نے ہروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے ان دونوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے اکھٹے یہ کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کر رہے تھے۔ جنگ کرنے کا ارادہ نہیں کر رہے تھے (مسور رضی اللہ عنہ) حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اُترو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ اس وادی میں تو پانی نہیں ہے کہ لوگ اس پر اُتریں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور وہ ان کے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیکھ کر فرمایا ان قلیبوں اور کنوؤں میں سے بعض میں اتر جا اور اس تیر کو اس کے پیٹ میں گاڑ کے دیکھ۔ اس نے گاڑا تو پانی ابلنے لگا سیراب کرنے والا حتی لوگوں نے وہاں پر اونٹوں کا پڑاؤ قائم کر لیا۔

حضور اکرم ﷺ کے وضو، کلی کے پانی آپ کی ترکش کے تیر اور آپ کی دعاء کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اس کو ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے کہا اور حضور ﷺ کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا کہ ادھر سے مکے سے قریش روانہ ہوئے اور وہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے مقام بلدح میں اور پانی کے مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ اس جگہ پر پہلے سبقت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا شدید گرمی میں۔ وہاں ایک کنواں کے سوا کوئی کنواں اور نہیں تھا۔ لہٰذا ان لوگوں کو پیاس کا خطرہ محسوس ہوا لوگ بہت سارے تھے۔ اس میں کچھ مرد اترے اور وہاں پانی چیک کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ نے ڈول میں وضو کیا اور اسی میں منہ سے کلی ڈالی۔ اور اس کے ساتھ کلی بھری پھر حکم دیا کہ وہ پانی کنویں میں انڈیل دیا جائے اور پھر اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اس کو کنویں کے اندر ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی جس سے پانی اُبلنے لگا حتی کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس میں سے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنویں کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحم نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بعض اہل علم نے بنواسلم کے کچھ جوانوں سے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔ جب کہ بعض اہل علم نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا تیر ساتھ لے کو کنویں میں اترا تھا وہ میں ہی تھا جب کہ قبیلہ اسلم والوں نے شعر کہے تھے ناجیہ جن کو کہا کرتے تھے اسلم نے گمان کیا ہے کہ انصاری ایک لڑکی اپنا ڈول لے کر آئی تھی جب کہ ناجیہ کنویں کے اندر لوگوں کے لئے ڈول بھر رہے تھے اس وقت اس لڑکی نے کہا تھا۔

یاایھا المائع دَلْوِیَ دونکا انی رئیت الناس بحمدونکا
یُثون خیرا وبمجدونکا

اے پانی کے ڈول بھرنے والے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے پیچھے لوگ تیری تعریف کرر ہے ہیں تیرے بارے میں اچھی باتیں کرر ہے ہیں اور تیری بزرگی اور مجد بیان کرر ہے ہیں اس وقت ناجیہ نے لوگوں کے لئے قلیب میں سے پانی بھرتے ہوئے کہا تھا۔

قد علمت جارية يمانية انی انا المائح واسمی جاجیه
وطعنة ذات رشاش واهية طعنتها تحت صدور العادية

تحقیق اس مبارک وشریف لڑکی نے یہ جان لیا ہے کہ میں پانی بھرنے والا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے قسم ہے نیزے کی اور پانی ٹپکانے والے ڈول کی جو سست روی سے ٹپکتی ہے وہ نیزہ جس کو میں نے دوڑنے والے گھوڑے کے سینوں کے نیچے سے گھونپا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۷۔۲۶۸۔البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۶۵)

عمامہ رسول کنویں میں بھیجنے کا ذکر

اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ کنویں میں جو شخص اترا تھا وہ خلاّد بن عباد غفاری تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا عمامہ مبارک دے کر کنویں میں اتارا تھا اس نے اس کو کنویں میں پھیرا تھا لہٰذا پانی کثیر ہو گیا تھا حتی کہ لوگ سیر ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کنویں سے پانی بھرنے والا ناجیہ بن جندب اسلمی تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۶۵)

خلاّد بن عباد غفاری کے کنویں میں اُترنے کا ذکر

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تو لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو قلیب (کنویں) میں رکھ دیا جائے اس میں پانی نہیں تھا۔ پھر لوگ سیر ہو گئے تھے۔ حتی کہ انہوں نے اونٹنیوں کا پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کون ہے جو کنویں میں اُتر جائے؟ لہٰذا خلاّد بن عباد غفاری اُتر گئے تھے اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۹۴

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا

جس وقت آپ کے اصحاب کے لئے پانی نہیں تھا نہ ہی وضو کے لئے اور نہ ہی پینے کے لئے درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عام الحدیبیہ میں ان کی واپسی کے موقع پر ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے زادِراہ میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہ دلائل نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے عمرو بن مُرّہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سالم بن ابوالجعد سے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے یوم شجرہ والے دن؟ اس نے بتایا کہ ہم لوگ ۱۵۰۰ پندرہ سو تھے اور انہوں نے اس پیاس کا ذکر بھی کیا جوان کو لاحق ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اسی میں رکھ دیا چنانچہ پانی آپ کی اُنگلیوں سے ایسے نکلنے لگا جیسے کہ وہ چشمے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے پانی پیا اور زیادہ پیا جب کہ وہ ہمیں پورا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا تاہم لوگ ڈیڑھ ہزار تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۲۔ فتح الباری ۴۴۱/۷۔ مسلم۔ کتاب المغازی)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن ابوشیبہ نے ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے ان کو حصین نے اس نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس نے کہا کہ حدیبیہ والے دن لوگ پیاسے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے وضو کے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا آپ اس سے وضو کر رہے تھے۔ اچانک لوگ حضور اکرم ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وضو کرنے کے لئے ہے۔ بس یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن کے اندر رکھ لیا اور پانی آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے زور سے نکلنے لگا چشموں کی مثل کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے پیا اور وضو کیا۔ سالم کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا اگر ہم سو ہزار ہوتے تو بھی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ ڈیڑھ ہزار افراد تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے عبدالعزیز سے۔ (فتح الباری ۵۸۱/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے ان کو ابوکریب نے ان کو محمد بن فضیل نے ان کو حصین نے اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ حدیث کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان جوش مانے لگا مثل چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا۔ اس کے بعد اس کو ذکر کیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن عیسیٰ نے اس نے محمد بن فضیل سے۔ (فتح الباری ۴۴۱/۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو جریر نے اعمش سے ان کو سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تحقیق صلوٰۃ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا سوائے تھوڑے سے

بچے ہوئے کے۔ وہ پانی برتن میں ڈالدیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ وضو کرنے والے آجاؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو دیکھا آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے وضو کیا اور پی بھی لیا۔

جابر کہتے ہیں کہ میرے پیٹ میں جو آسکتا تھا میں نے اس میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ میں نے جان لیا کہ وہ برکت تھی۔ سائل کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے کہا تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ (بخاری۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۵۶۳۹۔ فتح الباری ۱۰/۱۰۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے اس نے جریر سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو زیاد بن خلیل نے ان کو مسدد نے ان کو ابو عوانہ نے اسود بن قیس نے اس نے نبیح عنزی سے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے غزوہ کیا تھا یا کہا تھا کہ ہم نے سفر کیا تھا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم اس دن ایک ہزار سے زیادہ تھے چنانچہ نماز کا وقت ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں کے پاس وضو کا پانی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی ڈورتا ہوا آیا وہ ایک پانی کا برتن لایا اس میں کچھ پانی تھا لوگوں کے پاس اس کے علاوہ پانی نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو ایک پیالے میں انڈیل دیا آپ نے وضو کیا اور احسن طریقے سے کیا اس کے بعد واپس ہٹے اور پیالہ چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس پیالے کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرو وضو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یہ کہتے سُنا تو فرمایا کہ تم لوگ اسی حالت پر رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی اور پیالے میں رکھ دی اور کہنے لگے سبحان اللہ پھر فرمایا کہ وضو کامل کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ البتہ تحقیق میں نے دیکھا کہ پانی کے چشمے رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے نکل رہے تھے انہوں نے اس برتن کو نہ اُٹھایا حتی کہ سب کے سب لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت اور ہاتھوں کی برکت چودہ سو صحابہ نے ایک پیالہ بھر پانی سے وضو کیا

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو نضر بن محمد نے ان کو عکرمہ بن عمار عجلی نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ایک غزوہ سے ہمیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ حتی کہ ہم نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم بعض اپنی سواریوں کو ذبح کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مزاد (مراد توشہ دین ہے) جمع کریں۔

(نوٹ) : مِزَاوُدُنَا۔ مراد ہے توشہ دان ہم نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھا کر چمڑے کے بچھونے پر لوگوں کے سامان کو جمع کر دیا کہ میں نے دراز کیا تا کہ میں تمہیں اسی پر جمع کروں میں نے اس کو جمع کیا جیسے بکریاں اپنے باڑے میں جمع ہوتی ہیں ہم لوگ چودہ سو افراد تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کھایا حتی کہ خوب شکم سیر ہو گئے تھے اور ہم نے اپنی اپنی اُنگلیاں بھر لیں۔ پھر نبی کریم نے فرمایا۔ کیا کوئی وضو کرنے کا برتن ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا لوٹا وضو والا لے کر آیا ذرا سا پانی تھا اس نے اس کو ایک پیالے میں انڈیل دیا ہم سب نے یعنی چودہ سو افراد نے اس ہی سے وضو کیا ہم میں ایک ایک اس کو انڈیلتا رہا۔ وہ کہتے اس کے بعد آٹھ افراد آئے انہوں نے کہا کہ کیا وضو کا پانی ہے رسول اللہ نے فرمایا پورا ہو گیا ہے وضو کا پانی۔ یہ الفاظ حدیث نضر کے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن یوسف سے۔

نبی کریم ﷺ کا کھانے کا بقیہ سامان جمع فرما کر برکت کی دعا کرنا اوراس میں برکت ہونا

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس آگئے تھے تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے بات چیت کی اور کہا کہ ہم لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہوگئے ہیں اور لوگوں میں سواری کا اونٹ ہے آپ اس کو ذبح کردیں تاکہ ہم اس کا گوشت کھائیں اور اس کی چربی لے جائیں۔ اور اس کے چمڑوں سے جوتے بنائیں۔ عمر بن خطاب نے خود فرمایا نہیں ایسا نہ کریں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اگر لوگوں کے پاس زیادہ سواروں کے جانور ہونگے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چمڑے کے دسترخوان پھیلاؤ اور اپنی پوریاں یعنی پوٹلیاں کھولو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

پھر فرمایا کہ جس کے پاس کچھ بقیہ طعام یا کچھ توشۂ سفر بچا ہوا ہو اس کو یہاں پر پھیلا دے (سب لوگوں نے بقیہ سامان پھیلا دیا) اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے اپنے برتن یا سانچے وغیرہ قریب لاؤ (لہٰذا وہ لوگ قریب آئے اور) انہوں نے لے لیا جس قدر اللہ نے چاہا۔ نافع بن جبیر یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کیا مجھے یہ حدیث بیان کی تھی نافع بن جبیر نے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو یحییٰ بن سُلیم طائفی نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے ابوالطفیل سے اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب پڑاؤ کیا آپ قریش کی صلح میں سے گذر چکے تو اصحاب نبی نے کہا یا رسول اللہ کہ اگر ہم اپنے جانور ذبح کرتے اور ہم ان کے گوشت کھاتے چربیاں استعمال کرتے شوربا پیتے اگلے دن جب ہمارے اور صبح ہوئی تو پھر ہم علی الصبح اس کے پاس پہنچ گئے ہمارے ساتھ کافی لوگ تھے (پھر ہم نے اجازت چاہی تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا) کہ نہیں جانور ذبح نہ کرو بلکہ میرے پاس وہ بقیہ لے آؤ جو تمہارے زادِ سفر میں سے کچھ بچ رہا ہے۔ صحابہ نے چمڑے کا بچھونا بچھایا۔

اور اس پر بچا ہوا زادِ سفر لاکر انڈیل دیا جو کچھ ان کے پاس بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس میں سے کھایا حتی خوب سیر ہوگئے یہاں تک کہ ان کی کوکھ نکل آئیں شکم سیر ہوجانے کی وجہ سے۔ پھر انہوں نے اس کھانے کو لپیٹ لیا بچے ہوئے کو جو کچھ بچ گیا تھا اس کے زادِ راہ میں سے اپنی اپنی تھیلیوں میں۔ (مسلم۔ کتاب اللقطہ۔ حدیث ۱۹ ص ۱۳۵۴)

باب ۹۳

ذکر اس بیان کا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے پانی رواں دواں ہونا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا تھا اور آپ کی دعاء کی برکت سے کنویں کا پانی زیادہ ہونا تو آپ ﷺ کی عادت بن گیا تھا اور یہ دونوں باتیں واضح دلیل ہیں دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوذکریا بن ابواسحٰق مزکی نے آخر میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو

فضل بن حباب نے ان کوعبداللہ کعنبی نے ان کو مالک نے ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر نہ پایا اس کو۔ لہٰذا وضو کے پانی کا برتن لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ لیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کر دیں کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا سب لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے قعنبی سے۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۳۔ فتح الباری ۵۸۰/۶)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معین سے اور ابن وہب سے اس نے مالک سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۵ ص ۱۷۸۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے ثابت سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابویعلیٰ نے ان کو ابوربیع نے ان کو حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت بن انس نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا چنانچہ پانی کا ایک بڑا پیالہ آپ کے پاس لایا گیا لوگوں نے اس میں سے وضو کرنا شروع کیا۔ میں نے ستر سے اسی آدمیوں تک کا اندازہ خیال کیا۔ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھتا رہا آپ کی انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ یہ الفاظ حدیث ابوربیع کے ہیں۔

(۳) اور مسدد کی ایک روایت میں ہے (پیالہ کے بجائے) اِنَاءٍ مِن مَاءٍ پانی کا برتن لایا گیا اور ایک بڑا پیالہ لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو اس میں رکھ دیا انس فرماتے ہیں کہ میں پانی کو دیکھ رہا تھا وہ آپ کی انگلیوں کے بیچ سے جوش مار رہا تھا۔ انس فرماتے ہیں میں نے اندازہ کیا تھا ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا تھا ستر سے اسی کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۲۰۰۔ فتح الباری ۳۰۴/۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ربیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۷۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اور درباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمذانی نے ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے اس نے عبداللہ بن عمر سے اس نے ثابت بنانی سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قباء کی طرف نکلے ان لوگوں کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس پیالے میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو وہ (اتنا چھوٹا تھا کہ) پیالے میں آپ کے ہاتھ کی گنجائش نہیں تھی بلکہ چھوٹا پڑ گیا۔

لہٰذا آپ نے اپنی چاروں اُنگلیاں اس کے اندر داخل کر لیں تو انگوٹھے کو داخل نہ کر سکے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم آ جاؤ پینے کے لئے انس فرماتے ہیں میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے لوگ مسلسل پیالے کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ سب کے سب سیر ہو گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۴/۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرج نے ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے ان کو حمید نے انس سے وہ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ جن کا گھر قریب تھا وہ وضو کرنے گھر چلے گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پتھر کا ٹب لایا گیا اس میں پانی تھا برتن اس سے چھوٹا پڑ گیا کہ آپ ﷺ اس کے اندر ہاتھ پھیلا سکیں۔ سب لوگوں نے اس ہی سے وضو کیا ہم نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے ہوں گے اس نے بتایا کہ اسی یا اس سے زیادہ تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن منیر سے اس نے عبداللہ بن بکر سہمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۱۹۵۔ فتح الباری ۳۰۱/۱۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۵۸۱/۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر احمد بن اسحق بن ایوب فقیہ نے ان کو ابوالمثنیٰ نے ان کو عبدالرحمٰن بن مبارک نے ان کو جریر نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک نے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بعض مقاصد کے لئے کسی مقام پر نکلے آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے آپ چلتے چلتے گئے نماز کا وقت ہوگیا اور ان لوگوں نے وضو کرنے کے لئے پانی نہ پایا ان لوگوں میں سے ایک آدمی چلا گیا اور کہیں سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آگیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر وضو کرنا شروع کیا اس کے بعد آپ نے اپنی چاروں انگلیوں کو اپنے قدم پر پھیرا پھر لوگوں سے کہا آجاؤ وضو کرو لہٰذا سب لوگوں نے وضو کیا حتی کہ جو جو وضو کرنا چاہتے تھے سب نے کرلیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کتنی تعداد میں تھے انہوں نے فرمایا کہ ستر یا اس کے قریب قریب تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمٰن بن مبارک سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۵۸۱/۶)

مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

۱۔ یہ روایات (مذکورہ) جو حضرت انس سے مروی ہیں، مناسب یہ ہے کہ سب کی سب ایک ہی واقعہ سے متعلق خبر ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب حضور اکرم ﷺ قباء کی طرف نکلے تھے۔

۲۔ اور قتادہ کی روایت حضرت انس سے جو ہے اس کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ وہ کسی اور واقعہ کے بارے میں خبر ہو۔ واللہ اعلم۔

قتادہ والی روایت درج ذیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالوھاب بن عطاء سے ان کو خبر دی سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو علی بن حمشاذ عدل نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو ابوموسیٰ نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے اس نے انس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مقام زوراء میں تھے (مدینے میں بازار کے کے پاس مسجد) آپ نے پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنا ہاتھ مبارک میں رکھا۔ تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبلنے لگا اور آپ کی اُنگلیوں کے پوروں سے حتی کہ سب لوگوں نے وضو کرلیا ہم نے انس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے ابوموسیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۷ ص ۱۷۸۳)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن لمرر سے اس نے سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۸۲۔ فتح الباری ۵۸۰/۶)

اور ہشام دستوائی نے روایت کیا ہے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام زوراء میں تھے اور زوراء مدینے میں بازار و مسجد کے پاس تھا آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اندر رکھدی لہٰذا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا لہٰذا آپ کے اصحاب نے سب نے وضو کیا میں نے انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ وہ لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ تین سو کے قریب تھے۔

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو معاذ بن ہشام نے ان کو ان کے والد نے پھر اس نے مذکور کو ذکر کیا مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوغسان مسمعی سے اس نے معاذ سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶ ص ۱۷۸۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن اسحق طیبی نے ان کو خبر دی ابوعلی بشر بن موسیٰ بن صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی نے ان کو مقری یعنی عبداللہ بن یزید نے ان کو عبدالرحمٰن بن زیاد نے ان کو زیاد بن نعیم حضرمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیادہ بن حارث صدائی صاحب رسول سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام کی بیعت کی۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کے ساتھ اسلام کی بیعت کی۔ آگے اس حدیث کو

(مفصل) ذکر کیا (یعنی حدیث بیان کرتے گئے) حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے کہ یوں کہا۔ کہ پھر رسول اللہ ﷺ اول رات میں روانہ ہوئے بشر نے کہا یعنی شروع رات میں چل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا۔ میں طاقتور تھا جب کہ آپ کے اصحاب کٹ جاتے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ نہ باقی رہا آپ کے ساتھ کوئی ایک شخص بھی میرے سوا جب صبح کی اذان کا وقت ہوگیا آپ نے مجھے حکم دیا میں نے آذان کہی۔ اور میں نے یہ کہنا شروع کیا میں اقامت کہوں یا رسول اللہ مگر رسول اللہ ﷺ مشرق کے کونے کی طرف فجر کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ فرماتے کہ نہیں حتیٰ کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ اترے اور قضائے حاجت کی پھر لوٹے میری طرف اتنے میں آپ کے (پیچھے رہ جانے والے) اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا پانی ہے اے بھائی صُداء؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ مگر تھوڑا سا ہے۔ جو کہ آپ کو کفایت نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس کو برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ میں برتن میں ڈال کر لے آیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پانی کے اندر رکھ دیا۔ صدائی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے اپنے آپ سے شرم آتی ہے تو ہم پلاتے اور پیتے میرے اصحاب میں اعلان کردو کہ جس کو پانی کی حاجت ہو اگر (ضرورت پوری کرے) میں نے ان لوگوں میں اعلان کردیا ان میں سے جس جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ بلال نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ بیشک بھائی صُدآء نے اذان پڑھی تھی جس شخص نے اذان دی ہو وہی اقامت کہتا ہے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔ اور اسی ثناء میں کہا تھا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے نبی بیشک ہمارا ایک کنواں ہے اس کا پانی ہمیں سردیوں میں کافی ہوجاتا ہے۔ اور اس پر جمع رہتے ہیں اور جب گرمیاں آتی ہیں تو اس کا پانی کم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ یہاں متفرق اور الگ الگ ہوجاتے ہیں ہمارے اردگرد جہاں دیگر پانی کے چشمے موجود ہیں۔ اب جب کہ ہم لوگ مسلمان ہوگئے ہیں تو ہمارے اردگرد جتنے لوگ ہیں وہ ہمارے دشمن ہوگئے ہیں آپ ہمارے لیے کنویں کی بابت دعا فرمائیں۔ کہ اس کا پانی ہمیں سیراب کرتا رہے اور ہم اس پر اکھٹے رہیں ہم متفرق نہ ہوں الگ الگ نہ ہوں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں آپ نے ان کو ان کے ہاتھ تحریک دی اُلٹ پلٹ کیا اور ان کے اوپر دعا فرمائی (یا دعا پڑھی) اس کے بعد فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر آؤ تو تم لوگ بسم اللہ پڑھ کر (اللہ کا نام لے کر) ایک ایک کرکے کنویں میں ڈال دینا۔ صُدائی نے فرمایا کہ ہم نے اسی ترکیب کے ساتھ وہ کنویں میں ڈالدیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس کنویں کی گہرائی نظر نہ آسکی۔

(ترمذی۔ حدیث ۱۹۹ ص ۱/۳۸۳۔۳۸۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱/۱۴۲۔ ابن ماجہ۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۷۱۷ ص ۱/۲۳۷۔ مسند ۴/۱۶۹)

(اس روایت کی تفصیل اصل کتاب دلائل النبوت جلد چہارم ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ حاشیہ ۱۵، ۱۶ پر ملاحظہ کریں)۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابواُمیہ یعنی طرسوی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صلت نے ان کو ابوکدینہ نے عطاء بن سائب سے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں ایک دن صبح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ کیا آپ کے پاس کوشئی یعنی کوئی انتظام ہے آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُنگلیاں برتن کے منہ پر رکھدیں اور اُنگلیوں کو کھولدیا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جوش مار رہا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردے مبارک پانی (یا مبارک وضو) کا۔

☆☆☆

باب ۹۴

(۱) رحمۃ للعلمین ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے کئی مرتبہ وافر مقدار میں چشمے کی مانند پانی جاری ہوا ان میں سے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ اس کے عینی شاہد تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اس کھانے نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور صحابہ کرام نے طعام کی تسبیح کو خود سنا۔ یہ سب معجزات رسول دلائل نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن بشار عبدی نے ان کو ابواحمد زبیری نے ان کو اسرائیل نے ان کو منصور نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔

(۱) تم لوگ آیات (یعنی نشانیوں) کو عذاب شمار کرتے ہو جب کہ ہم لوگ ان کو برکت شمار کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تحقیق ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

(۲) اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا برتن لایا گیا اس میں سے پانی اُبلنے لگا آنحضرت ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا آجاؤ مبارک پانی کے پاس اور برکت اُوپر سے آئی ہے (اللہ کی طرف سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے سب کے سب نے (اس مبارک پانی سے) وضو کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اس نے ابواحمد سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۶/۵۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمیش فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزاز نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالازقم نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الثوری نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اندر رکھ دیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور پھر فرمایا۔ آجاؤ وضو کرنے کے لئے اور برکت اللہ کی طرف ہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی جوش مار رہا تھا آپ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۹۸۰)

☆☆☆

باب ۹۵

سفر حدیبیہ کی بارش والی رات کی صبح نبی کریم ﷺ کا فرمان

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابو محمد جعفر بن ہارون بن ابراہیم نحوی نے بغداد میں ان کو اسحٰق بن صدقہ بن صبیح نے ان کو خالد بن مخلد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر شیبہ نے ان کو خالد بن مخلد نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عبداللہ سے اس نے زید بن خالد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ایک رات ہمیں بارش آن پہنچی رسول اللہ ﷺ نے (بارش والی رات کی صبح) صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح اس طرح کی ہے کہ بعض میرے ساتھ مؤمن ہیں تو بعض کافر ہیں بہر حال جس نے یہ بات کہی ہے کہ ہم بارش برسائے گئے ہیں محض اللہ کی رحمت سے اور اس کے فضل سے وہ میرے ساتھ مؤمن ہے اور ستاروں کے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ اور بہر حال جس نے کہا کہ ہم لوگ بارش برسائے گئے فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب کی وجہ سے) وہ ستاروں کے ساتھ ایمان لانے والا ہے اور میرے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ (یعنی وہ ستاروں پر تو ایمان رکھتا ہے اور میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ابن اسحٰق کی ایک روایت میں ہے۔

تم اَقْبَلَ علینا بِوَجهِه

کہ پھر آپ ﷺ اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۵ ص ۱/۸۳)

☆☆☆

باب ۹۶

نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنا مکہ مکرمہ کی طرف

جب آپ حدیبیہ میں جا کر اُترے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو بیعت کی طرف بلانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے کہا عروہ بن زبیر نے نبی کریم ﷺ کے حدیبیہ میں تشریف لانے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ قریش حضور اکرم ﷺ کی ان پر تشریف آوری سے گھبرا گئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ چاہا کہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو قریش کے پاس بھیج دیں چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اہل مکہ سے امن میں نہیں ہوں یعنی محفوظ نہیں ہوں اور مکے میں بنوکعب میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو میرے لیے غیرت و غصہ کھائے گا اس سے مجھے تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ عثمان بن عفانؓ کو بھیجئے اس لئے کہ ان کے قریبی رشتہ دار وہاں پہ ہیں۔ بیشک آپ جو کچھ ارادہ کرتے ہیں وہ میں آپ کی طرف سے پہنچانے والا ہوں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفانؓ کو بلا کر قریش کے پاس بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ وہ جا کر ان کو بتلائیں کہ ہم آپ کے پاس کسی قتال اور لڑائی لڑنے کے لئے نہیں آ رہے بلکہ ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور جا کر ان کو اسلام کی دعوت بھی دیں۔ اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مکے کے ان مردوں اور عورتوں کے پاس بھی جائیں جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو ملیں اور ان کو یہ خبر دیں اور ان کو جا کر بشارت دیں فتح کی۔ اور ان کو یہ خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کریں گے مکہ مکرمہ میں یہاں تک کہ یہاں پر کوئی شخص ایمان کو نہیں چھپائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ مکے چلے گئے۔ اور مقام بلدح میں کچھ قریش کے پاس سے گذرے۔ قریش نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے ان کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دوں اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ ہم لوگ قتال و جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے۔

نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو دعوت دی جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا۔ قریش نے جواب دیا کہ ہم نے سن لیا ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ آپ اپنی حاجت کے لئے چلے جائیں۔ اور ابان بن سعید بن عاص ان کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خوش آمدید کہی۔ اور اس نے اپنے گھوڑے پر زین رکھی اور عثمانؓ کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور ان کو اس نے پناہ دی اور ابان نے ان کو اپنے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ حتیٰ کہ مکہ میں لے آئے اس کے بعد قریش نے بُدیل بن ورقاء خزاعی کو بھیجا اور بنوکنانہ کے بھائی کو۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی آیا۔ (اس نے بات کو آگے ذکر کیا) جو بات ان کو کہی گئی تھی پھر عروہ واپس قریش کے پاس لوٹ آیا اور اس نے قریش کو بتایا کہ محمد ﷺ اور اس کے اصحاب عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا بیت اللہ کے اور ان کے درمیان علیحدگی کر دو تا کہ وہ لوگ طواف کر لیں۔ مگر قریش نے عروہ کو گالیاں دیں۔ اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ اور حولطیب بن عبدالعزیٰ کو اور مکرز بن حفص کو تا کہ وہ ان پر صلح پیش کریں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی اور آپ کو صلح کی دعوت دی اور ایک دوسرے سے معاہدہ کرنے کی۔ جب مسلمان اور مشرکین ایک دوسرے کے لئے نرم ہو گئے۔ وہ لوگ بھی اسی حال پر تھے ابھی تک صلح

مستحکم نہیں ہوئی تھی۔اور معاہدہ پکا نہیں ہوا تھا۔مگر کس قدر دونوں فریق ایک دوسرے کو امن کا پیغام دے چکے تھے اور ایک دوسرے سے صلح کر رہے تھے۔ وہ اسی حالت پر مطمئن تھے۔

اور مسلمانوں کے گروہ مشرکین کے اندر بعض بعض سے خوف نہیں رکھ رہے تھے۔صلح اور امن واشتی کا انتظار کر رہے تھے۔کہ اچانک دونوں فریقوں میں سے کسی ایک نے دوسرے فریق کے آدمی کو تیر کا نشانہ مار دیا لہٰذا دونوں فریقوں کے درمیان معرکہ ہو گیا دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر بھالوں سے تیراندازی کی اور پتھر بازی کی۔اور دونوں نے چیخ و پکار کی لہٰذا فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے ان افراد کو جو ان کے پاس تھے بطور رھن و بطور ضمانت اپنے اپنے پاس رکھ لیا۔مسلمانوں نے سھیل بن عمرو کو اور دیگر ان لوگوں کو مشرکین میں سے جو ان کے پاس آئے تھے بطور رھن وضمانت روک لیا۔اور اسی طرح مشرکین مکہ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر ان لوگوں کو جو اصحابِ رسول میں سے جو ان کے پاس گئے تھے بطور رھن اور بطور ضمانت روک لیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو بیعت کے لئے دعوت دے دی اور رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا خبردار ہوشیار آگاہ رہو کہ بیشک روح اقدس (جبرائیل علیہ اسلام) رسول اللہ ﷺ پر اترے ہیں اور انہوں نے بیعت کا حکم دیا ہے لہٰذا اللہ کے نام پر نکلو اور بیعت کرو۔لہٰذا مسلمان بھاگ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی کہ (رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر) کبھی بھی فرار نہیں ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ترغیب دی اور انہوں نے ان مسلمانوں کو چھوڑ دیا جن کو انہوں نے رھن یا ضمانت کے طور پر رکھا ہوا تھا اور انہوں نے معاہدہ اور صلح کرنے کی دعوت دی۔

(راوی نے) حدیث ذکر کی صلح کی کیفیت کے بارے میں اور عمرے کا احرام کھولنے کے بارے میں (روای نے کہا) مسلمانوں نے کہا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے عثمان کے واپس لوٹ کر آنے سے قبل حضرت عثمان اچھے رہے ہم سے کہ ان کو بیت اللہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوگئی انہوں نے اس کا طواف بھی کر لیا مگر رسول اللہ ﷺ (جو مزاج شناس عثمان تھے) نے فرمایا کہ میں نہیں مانتا کہ عثمان نے طواف کیا ہوگا اکیلے جب کہ ہم یہاں روک لیے گئے ہیں۔صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز اس کو مانع ہوگی اس کو اکیلا موقع ملا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا عثمان کے بارے میں یہی گمان ہے (یعنی یہی یقین ہے) کہ وہ بیت اللہ کا اکیلے میں طواف نہیں کرے گا بلکہ ہمارے ساتھ ہی طواف کرے گا۔چنانچہ عثمان ؓ ان کی طرف جب واپس لوٹ آئے تو مسلمانوں نے ان سے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے طواف سے اپنی پیاس بجھائی ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوعبداللہ بہت بُرا گمان کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں مکے میں سال بھر بھی مقیم رہتا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں مقیم رہتے تو پھر بھی میں بیت اللہ کا طواف نہ کرتا حتی کہ رسول اللہ ﷺ اس کا طواف کر لیتے ہاں قریش نے مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے کی دعوت دی تھی مگر میں نے انکار کر دیا تھا لہٰذا مسلمانوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ جانتے تھے اللہ کے بارے میں اور ہمارے سے زیادہ گمان کرنے والے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر حزم سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع پہنچائی گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دیے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں نے اس کو واقعی قتل کر دیا ہے تو ہم ضرور بالضرور ان کو اس کا مزہ چکھائیں گے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیعت کے لئے بلایا اور صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر قتال کرنے کی بیعت کی اس شرط پر کہ وہ فرار نہیں ہوں گے لہٰذا انہوں نے اسی بات پر بیعت کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۲۔تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۷)

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آلِ عثمان نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور فرمایا یہ میرا ہاتھ میرے لئے ہے اور یہ دوسرا عثمان کے لئے ہے یعنی یہ اس کی طرف سے ہے اگر وہ زندہ ہے تو (وہ بھی اس بیعت جہاد میں شامل ہے) اس کے بعد ان کو اطلاع ملی کہ مذکورہ خبر باطل ہے لہٰذا حضرت عثمان واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت میں مسلمانوں میں سے جو وہاں موجود تھے کوئی بھی پیچھے نہیں رہا تھا سوائے جد بن قیس کے جو بنو سلمہ کے بھائی تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس کی طرف کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی بغل کے ساتھ لگا ہوا تھا وہ اس کی طرف سمٹ گیا تھا اور اونٹنی کے ساتھ اوٹ میں چھپ رہا تھا لوگوں سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابوزبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موت پر بیعت تو نہیں کی تھی بلکہ ہم نے ان کے ساتھ اس شرط کے ساتھ بیعت کی تھی کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ ضروری ہے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہہ رہے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو ہم نے ہم میں سے ایک آدمی کو پایا جس کو جد بن قیس کہا جاتا تھا۔ وہ چھپا ہوا تھا اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے۔

مسلم نے حدیث اول کو نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔کتاب الامارۃ۔حدیث ۶۸ ص ۱۴۸۳)

حدیث ثانی کو مسلم نے نقل کیا ہے ابن جریج کی حدیث سے اس نے ابوزبیر سے۔ (مسلم۔کتاب الامارۃ۔حدیث ۶۹ ص ۱۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو قتیبہ نے ان کو لیث نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے ہم نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی اس شرط پر کہ ہم فرار نہیں ہونگے اور ہم نے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت نہیں کی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عیسیٰ عطار نے ان کو نصر بن حماد نے ان کو شعبہ بن حجاج نے ابوزبیر سے اس نے جابرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے ہم نے آپ کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو یزید بن زریع نے خالد سے حکم بن عبداللہ اعراج سے اس نے معقل بن یسار سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا تھا شجرہ والے دن حالانکہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں اس درخت کی ٹہنیوں سے ایک ٹہنی کو حضور اکرم ﷺ کے سر سے اونچا کیے ہوئے تھا اس دن ہم لوگ چودہ سو تھے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس شرط پر کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔کتاب الامارۃ۔حدیث ۷۶ ص ۱۴۸۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سلیمان نے ان کو ابوبکر حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابن ابوخالد نے شعبی سے وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو پہلا شخص جو آپ کے پاس پہنچا وہ ابوسنان اسدی تھا اس نے کہا آپ ہاتھ دراز کیجئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم کس بات پر مجھ سے بیعت کرو گے؟ ابوسنان نے کہا جو کچھ آپ کے دل میں ہے (اسی پر بیعت کروں گا)۔ (الاصابہ ۱۹۵/۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو مکی بن ابراہیم نے ان کو یزید بن ابوعبید نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ سے درخت تلے یزید نے کہا کہ میں نے کہا اے ابو مسلم اس وقت تم لوگ کس چیز پر بیعت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ موت پر (یعنی ہم ان کے جان لگا دیں گے)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۶۹۔ فتح الباری ۷/۴۴۹)

(۹) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو ابوعاصم نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اس کے بعد میں ایک کونے میں جا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کر رہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے بیعت کرلی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آگے آئیے اور بیعت کیجئے کہتے ہیں کہ میں قریب ہوا پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر (دوبارہ) بیعت کی راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا اے سلمہ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی اس نے کہا کہ موت پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ فتح الباری ۱۳/۱۹۹۷)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے یزید بن ابوعبید سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۰ ص ۱۴۸۶)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو ابو عامر عقدی نے عبدالملک بن عمرو سے اس نے عکرمہ بن عمار یمامی سے اس نے ایاس بن مسلمہ سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں آئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ کے کنویں پر پچاس بکریاں تھیں پانی کی کمی کی وجہ سے کنواں ان کو سیراب نہیں کر سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کے منہ کے کنارے پر جا بیٹھے تھے یا تو دعا فرمائی تھی یا اس میں آپ نے اپنا لعاب دھن ڈالا تھا بس یہ وہ کنواں جوش مارنے لگا تھا ہم نے خود بھی پانی پیا اور مویشیوں کو بھی پلایا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لئے بلایا تھا درخت کے تنے کے پاس آپ کی بیعت کی ایک پہلے شخص کے بعد، پھر تو مسلسل سب نے بیعت کی جب آدھے لوگ بیعت کر چکے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ میرے ساتھ بیعت کیجئے اے سلمہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو پہلے شخص کے طور پر آپ کے ساتھ بیعت کی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر بھی کر لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہتھیاروں سے خالی دیکھا تو آپ نے مجھے جحفہ یا درقہ دیا۔ (وہ دونوں ڈھال کی مثل ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ بیعت کرتے رہے جب آخری آدمی نے بیعت کرلی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا آپ بیعت نہیں کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے شروع میں بھی بیعت کی ہے اور درمیان میں بھی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر بھی آپ بیعت کیجئے۔

لہٰذا میں نے تیسری بار آپ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے نے فرمایا کہ اے سلمہ تیرا جحفہ یا درقہ کہاں ہے جو میں نے تجھے دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ مجھے عامر خالی ہاتھ ملے تھے میں نے وہ ان کو دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیری چاہت اپنے چچا کے ساتھ ایسی ہے جب پہلے زمانے میں ایک شخص نے کہا تھا۔ اے اللہ مجھے ایک ایسا محبوب عطا فرما جو میری طرف میری جان سے بھی زیادہ پیارا ہو۔ اس کے بعد مشرکین اھل مکہ نے ہمارے ساتھ صلح کرنے کے پیغامات بھیجنا شروع کیے اور بعض ہمارے مفیض کی طرف آنے جانے لگے لہٰذا ہم لوگوں نے صلح کرلی اور میں طلحہ بن عبداللہ کا خادم تھا میں اس کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا اور اس کا کھر کھرا کرتا تھا اور ان کے پاس میں کھانا کھاتا تھا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنے اہل اور اپنے مال کو چھوڑ دیا تھا۔ جب ہم نے اور اہل مکہ نے صلح کرلی اور ہم لوگ ایک دوسرے سے گھل مل گئے۔ میں ایک درخت کے پاس آیا میں نے اس کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا۔

اور اہل مکہ میں سے چار مشرکین میرے پاس آئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ نامناسب الفاظ کہنے لگے میں نے دل میں ان کو بُرا محسوس کیا پھر میں دوسرے درخت کی طرف ہٹ گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور وہ لیٹ گئے وہ ابھی اسی حال میں تھے کہ اچانک وادی کے زیریں حصے سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے مہاجرین ابن زنیم کا قتل ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے تلوار نیام سے نکالی اور میں نے ان مذکورہ چار مشرکین پر حملہ کردیا حالانکہ وہ سورہے تھے اور میں نے ان کے ہتھیار اٹھالیے اور ان کو جمع کر کے اپنے ہاتھ میں کرلیا اور میں نے دل میں سوچا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے جو بھی تم میں سے اپنے سر کو اوپر اٹھائے گا میں دونوں آنکھوں کے بیچ میں سیدھا سر میں ماروں گا یہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کو چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور میرے چچا عامر ایک آدمی کو لے آئے جو عبلات میں سے تھا (یعنی امیۃ الصغریٰ سے) اسے مکرز کہتے تھے وہ مشرکین میں بھی تھا وہ اس کو جُل ڈالے ہوئے گھوڑے پر بٹھا کر لائے تھے حتیٰ کہ ہم لوگوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لاکھڑا کیا ستر مشرکین کو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا چھوڑ دو ان کو ان کے لئے آغاز فجور ہوگا دوبارہ کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کو معاف کردیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی :

وهو الذی کف ایدیهم عنکم و ایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم۔ (سورۃ الفتح)

وہی اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بطن مکہ میں تمہیں ان پر کامیاب کرنے کے بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحٰق بن ابراہیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳، ۱۴۳۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے اس نے انس سے۔ کہ اہل مکہ کے کچھ آدمی نبی کریم ﷺ سے قتال کرنے کے لئے جبل تنعیم کی طرف اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بطور صلح کے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں کہ ان کو آپ نے آزاد کردیا۔ لہٰذا یہ آیات اُتریں :

وهو الذی کف ایدیهم عنکم و ایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم۔

حماد کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی بھی کلبی کو خبر دی اس نے کہا کہ اسی طرح اس کو نقل کیا ہے مسلم نے دوسرے طریق سے حماد سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۳ ص ۱۴۴۲)

باب ۹۷

ان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة (سورۃ الفتح : آیت ۱۸)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوچکا ہے اہل ایمان سے جب انہوں نے تیرے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔

اصحاب حدیبیہ روئے زمین پر بہترین لوگ تھے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحق نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے سنا جابر سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم لوگ آج اہل زمین پر بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ اگر میں دیکھ سکتا ہوتا تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس درخت کی جگہ کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۱ ص ۱۴۸۴)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن نعیم نے ان کو حامد بن عمرو نے بکراوی سے ان کو ابوعوانہ نے طارق سے اس نے سعید حسیب سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد معن نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی درخت کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ آنے والے سال ہم لوگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارے اوپر اس درخت کی جگہ مخفی ہوگئی اگر تمہارے لیے واضح ہو تو تم زیادہ جانتے ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حامد بن عمرو سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۷ ص ۱۴۸۵)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ حدیبیہ)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ نرسی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس عمر بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحق صفانی نے ان کو حجاج بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سنا جابر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ام مبشر نے کہ اس نے سنا نبی کریم ﷺ سے وہ کہہ رہے تھے سیدہ حفصہ کے پاس انشاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی (حفصہ نے) کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ (یعنی اچھا؟)۔

لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو جھڑک دیا (سیدہ حفصہ نے از راہ وضاحت) کہا کہ (اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) وان منکم الا واردھا (سورۃ مریم ۷۱) کو تم میں سے ہر ایک کو جہنم پر آنا ہوگا (اسے تو کچھ اور سمجھ میں نہیں آرہا ہے) (لہٰذا نبی کریم ﷺ نے از راہ توضیح) ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیاً (سورۃ مریم: آیت ۷۲)

پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں جو تقویٰ اختیار کریں گے اور ہم ظالموں کو اسی جہنم میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں ہارون بن عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

(۴)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو لیث نے ابوزبیر سے ان کو جابر بن عبداللہ نے یہ کہ حاطب بن ابوبلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ البتہ ضرور حاطب جہنم میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا بیشک وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں بھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں قتیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

☆☆☆

باب ۹۸
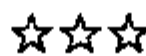
یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور سہیل بن عمرو کے درمیان کیسے صلح جاری ہوئی؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے اس نے زھری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور بن مخرو سے اور مروان بن حکم نے حدیبیہ کا قصہ ان دونوں نے کہا ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور جا کر اس سے صلح کرو اور صلح کے اندر یہ شرط لازمی طور پر رکھی جائے کہ مسلمان اس سال ہم سے واپس چلے جائیں۔ اور تم عربوں کو یہ بھی نہ بتانا کہ وہ (محمد ﷺ) ہمارے اوپر غلبے کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ چنانچہ سہیل ان کے ہاں سے روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا۔ کہ مکے والوں نے صلح کا ارادہ کرلیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو بھیجا ہے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو دو فریقوں کے درمیان بات چیت چلی۔ جس کے نتیجہ میں صلح واقع ہوگئی اس شرط پر کہ دس سال تک دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے۔ اور دونوں طرف سے ایک دوسرے سے لوگ امن سے رہیں گے۔ اور یہ کہ اس سال مسلمان (بغیر عمرہ وطواف) کے واپس لوٹ جائیں گے۔

جب اگلا سال آئے گا تو وہ آزادی سے آئیں گے مکے والے ان کا راستہ کعبہ سے نہیں روکیں گے اور وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور کوئی ہتھیار نہیں لہرائیں گے مگر سوار (جو کچھ چابک وغیرہ اٹھاتا ہے) اور تلواریں نیام میں ڈال کر آئیں گے۔ اور جو شخص اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر تمہاری طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو واپس تمہارے پاس نہیں بھیجیں گے۔ اور اگر کوئی شخص ہم میں سے اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر چلا جائے گا آپ اس کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ اور ہمارے تمہارے درمیان الزام تراشی بند ہوگی اور کوئی بھی ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار تلوار اور بیڑیاں استعمال نہیں کرے گا۔ حتی کہ جب تحریر مکمل ہونے لگی تو عمر بن خطاب کھڑے ہوگئے ابوبکر کے پاس آئے۔ پھر راوی نے آگے مذکورہ حدیث کے مطابق حدیث ذکر کی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے ابواسحق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مشرکین قریش کے ساتھ صلح کی تھی تو آپ نے ان کے درمیان ایک تحریر لکھی تھی۔ جس کا متن اس طرح تھا۔ ھذا ماصالح علیہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ وہ عہدنامہ ہے جس کے مطابق محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔ تو مشرکین نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اس کو مٹا دیجئے انہوں نے ازراہ ادب مٹانے سے انکار کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مٹا دیا۔ ھذا ماصالح علیہ محمد بن عبداللہ ۔ یہ وہ نام ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ اور انہوں نے آپ کے اوپر یہ شرط رکھی کہ وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور وہ مکے میں ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے ہاں مگر صرف جلبان ہتھیار۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحق سے پوچھا کہ جلبان سلاح کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تلوار نیام کے اندر یا جس چیز کے اندر ہو۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۹۱ ص ۱۴۱۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن بختو میہ نے ان کو محمد بن ایوب نے اور یوسف بن یعقوب نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی مہدیہ بن خالد نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ رسول اللہ نے جب قریش کے ساتھ صلح کی تھی حدیبیہ والے دن تو انہوں نے حضرت علی ﷺ سے فرمایا تھا کہ آپ لکھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تو سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا ہم رحمن اور رحیم نہیں سمجھتے تم اس طرح لکھو باسمك اللّٰهم۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت علی سے (کوئی بات نہیں) آپ لکھیئے ۔ باسمك اللّٰهم۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا لکھیئے کہ یہ وہ تحریر نامہ ہے جس کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ اس پر بھی سہیل بن عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ کیا اگر ہم آپ کو رسول اللہ سمجھتے تو ہم آپ کی تصدیق کرتے اور ہم آپ کی تکذیب نہ کرتے آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوایئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے محمد بن عبداللہ۔ اور لکھا کہ جو شخص تم میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو تمہارے پاس واپس لوٹا دیں گے اور جو شخص تمہارے پاس ہماری طرف سے جائے گا تم اس کو واپس نہ کرنا انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم بھی ان کو واپس دے دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم میں سے ان کے پاس جائے گا اس کو تو اللہ دور کردے گا۔ اور جو شخص ہمارے پاس آئے گا ان میں سے اور ہم اس کو ان کے پاس واپس کردیں گے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی کشادگی اور راستہ پیدا کردیں گے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے حماد سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۹۳ ص ۱۴۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے کہ اس صلح کے لئے کاتب رسول علی بن ابوطالب تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیے یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے مگر حضرت علی ایسا لکھنے سے توقف کرنے لگے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا لکھنے سے گریز کرنے لگے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے بیشک آپ کے لیے اس کے مثل آپ دیئے جائیں گے۔ لہٰذا انہوں نے لکھا: یہ وہ عہد نامہ ہے جس کے مطابق صلح کی ہے محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعلی بن عبید نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن سیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن عمیر نے ان کو عبدالعزیز بن سیاۃ نے ان کو حبیب بن ابوثابت نے ابووائل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سہیل بن حنیف کو مجھ ہوئے یوم صفین میں اور کہنے لگے اے لوگو متہم ذکر کروا پنے نفسوں کو۔ البتہ تحقیق حدیبیہ والے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہم لوگ قتال کی ضرورت سمجھتے تو ضرور قتال کرتے۔ یہ صلح تھی جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے درمیان کی تھی

وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سچ ہے عمر نے پوچھا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی درست ہے۔ عمر نے کہا کہ پھر ہم کس بات کی کمزوری دکھائیں اور عاجزی کریں اور ہم واپس لوٹ جائیں جب کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں اللہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں ابن خطاب یہ سن کر واپس چلا گیا مگر غصے کو برداشت نہ کر سکا اور ابوبکر صدیق کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا کہ صحیح ہے۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور اس کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحیح ہے عمر نے کہا کہ پھر ہم لوگ اپنے

دین میں کمزوری کیوں دکھائیں۔ اور ہم واپس لوٹ جائیں کہ اللہ ہی فیصلہ کرے گا ہمارے اور ان کے درمیان؟ ابوبکر نے کہا اے ابن خطاب بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا لہٰذا قرآن مجید اُترا ہے محمد پر حضور اکرم ﷺ نے عمر کو بلا کر وہ پڑھوایا۔ عمر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ (جو کچھ ہم لوگوں نے کیا) وہ فتح ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں لہٰذا عمر کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے یعلیٰ سے۔ (بخاری۔کتاب الجزیہ)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔کتاب الجہاد۔حدیث ۹۴ ص ۱۴۱۱)

باب ۹۹

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۶)

ترجمہ : تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ فدیہ (مالی معاوضہ) دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوناجیہ نے ان کو یعقوب بن ابراہیم نے اور محمد بن ہشام نے احمد بن حنبل کے پڑوسی نے ان دونوں نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم بن ابوبشر نے مجاہد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اس نے کعب بن عجرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ محروم تھے مشرکین ہمارے پاس آئے۔ میرے سر پر زلفیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں جوئیں اس قدر ہو گئیں کہ میرے چہرے پر گرنے لگیں تھیں۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ کیا تیرے سر کی جوؤں نے تجھے پریشان کر رکھا ہے میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا یہ آیت اتری۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّاْسِهٖ

جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز۔ وہ فدیہ دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

ہشیم بن ابوبشر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور خاص طور پر مجھے ہی مراد لیا ہے اس کے ساتھ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی مثل جو ذکر کیا ہے ابوبشر نے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سر کو منڈوالے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ہشام مروزی سے۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔فتح الباری ۸/۱۸۶۔تحفۃ الاشراف ۸/۳۰۰)

☆☆☆

باب ۱۰۰

صحابہ کرام کے بحالت احرام روک دیئے جانے کے وقت
ان کے احرام اور احرام سے باہر آنے سے متعلق
جو احکامات جاری ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے زھری سے اس نے عروۃ سے ان کو مسور نے اور مروان نے حدیبیہ کے قصے میں ان دونوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ تحریر لکھوانے سے فارغ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو قربانی کرو اور احرام کھول دو واللہ کی قسم کوئی بھی لوگوں میں سے اس کام کے لیے نہ اٹھا (کیونکہ لوگ صلح کی شرائط اپنے خلاف تو ہین سمجھتے ہوئے سخت مغموم تھے) حضور اکرم ﷺ اٹھے اور ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے پاس چلے گئے۔ اور فرمانے لگے ام سلمہ کیا آپ نے دیکھا لوگوں کو کہ میں نے ان کو ایک کام کے کرنے کے لئے کہا کیا وہ نہیں کر رہے۔

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان کو کچھ نہ کہیں (سرزنش نہ کریں) بلکہ بیشک لوگوں کو ایک عظیم امر پیش آ گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہے آپ نے زبردستی صلح کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ اور واپسی اور پسپائی کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی یا رسول اللہ ﷺ آپ باہر تشریف لے جائیے اور لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی کلام نہ کریں اور اپنا قربانی کا جانور منگوا کر آپ اونٹ ذبح کریں اور احرام کھولیں۔ بیشک لوگ جب آپ کو قربانی کرتا اور احرام کھولتا دیکھیں وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ کے ہاں سے اٹھ کر آئے اور آپ نے کسی سے بھی کلام نہ کی بلکہ قربانی کا جانور آ گیا آپ نے نحر کیا اور سر منڈوا دیا لوگوں نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے بھی اٹھ کر یہی کچھ کرنا شروع کیا۔ نحر کرنا اور سر منڈوانا شروع کر دیا۔ بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے سر کتروایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ سر کتروانے والوں کو بھی دعا میں شامل فرمائیے مگر آپ نے تین بار دعا کی اے اللہ سر منڈوانے والوں کو معاف کر دیجئے پھر عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ سر کتروانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیے پھر آپ نے فرمایا کتروانے والوں کو بھی معاف کر دیجئے۔ (بخاری۔ کتاب الشرط۔ فتح الباری ۵/۳۲۹۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۵۳)

اس اسناد کے ساتھ ابن اسحٰق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابونجیح نے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کو تین بار کیوں شامل دعا کیا؟ اور کترانے والوں کو صرف ایک بار کیوں؟ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے شکایت نہیں کی تھی۔ (یا انہوں نے شک نہیں کیا تھا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوبکر نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے ان کو یونس نے ان کو ھشام دستوائی نے ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ابوابراہیم سے اس نے ابوسعید سے وہ کہتے ہیں کہ یوم الحدیبیہ میں تمام اصحاب رسول نے سر منڈوایا تھا سوائے دو آدمیوں کے انہوں نے کتروایا تھا منڈوایا نہیں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے عمرو بن ذر سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر کیا تھا (اونٹ کو ذبح کرنے کے لئے کھڑا کر کے اس کے حلق میں چھرا وغیرہ مار کر خون بہانا نحر کہلاتا ہے) اپنے قربانی کے جانور کو مقام حدیبیہ میں جہاں آپ درخت کے پاس اترے تھے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس لوٹ گئے تھے۔

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد نے غوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے ابراہیم بن میرہ سے اس نے وھب بن عبداللہ بن قارب سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فرمارہے تھے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سر منڈوانے والوں کو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ۔ سر کترانے والوں کو بھی (دعا میں شامل کر لیجئے) جب تیسری بار آپ دعا دینے لگے تو فرمایا اور سر کترائے والوں کو بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ۔ سیرۃ ہشام ۳/۲۷۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اور ابومحمد بن یوسف نے دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوبکر بن قطان نے ان کو ابراہیم بن حارث نے ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے حکم سے اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ذبح کیے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ ذبح کیے تھے (رسول اللہ ﷺ نے) ستر جانور (یعنی اونٹ) ان میں ابوجہل والا اونٹ بھی تھا۔ جب اس کو گھر سے باہر لے جایا گیا تو ایسے رویا تھا جیسے ہم لوگ اپنے بچوں کے لئے روتے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن بکر نے ان کو احمد بن عبدالمالک نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابونجیح سے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرۂ حدیبیہ میں ابوجہل بن ہشام کا اُونٹ ھدیہ کر دیا تھا اس کے ناک میں سونے کی نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ مراد جہاد ہے۔ یہ اس لیے کہ زمام اور مہار (نکیل) گوشت میں ہوتی ہے اور اور خشاس ہڈی میں۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کام قریش کو جلانے اور غیظ وغصہ دلانے کے لئے کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابویعلیٰ نے ان کو ابوخیثمہ نے ان کو سریج بن نعمان نے ان کو فلیح بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور کفار قریش ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے لہٰذا آپ نے مقام حدیبیہ میں جانور کی قربانی کی اور سر منڈوایا اور قریش کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اگلے سال عمرہ آکر کریں گے۔ اور مسلح ہو کر نہیں آئیں گے۔ مگر تلواریں جن کو وہ نیام میں ڈال کر آئیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے آنے والے سال عمرہ کیا۔ لہٰذا آپ اگلے سال اسی شرط کے مطابق داخل ہوئے جس پر صلح کی تھی ان کے ساتھ جب آپ نے تین دن حرم میں گذار لیے تو قریش نے ان سے کہا کہ وہ مکہ چھوڑ دیں لہٰذا آپ مکے سے نکل گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے فلیح سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ حدیث ۱/۲۷۔ فتح الباری ۵/۳۰۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ربیع بن سلمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن محمد ابوالمعروف فقیہ اسفرائنی نے وہاں پر ان کو ابوسہل بشر بن احمد نے ان کو ابوسلیمان بن داؤد بن حسین بیہقی نے ان کو ابورجاء قتیبہ بن سعید نے ان کو مالک نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نحر کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں سات اونٹ کی سات افراد کی طرف سے اور گائے کا سات افراد کی طرف سے۔

ان کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے اور یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۵۰ ص ۲/۹۵۵)

☆☆☆

باب ۱۰۱

(۱) سورۃ الفتح کا نزول

(۲) حدیبیہ سے مسلمانوں کی مدینہ واپسی۔ (۳) مذکورہ سورۃ میں فتح اور غنیمتوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے وعدے کا ظہور۔ (۴) مسلمانوں کا مسجد الحرام میں دخول۔ (۵) سر منڈوانے والے اعراب کو سخت طاقت یا خطرے والی قوم کی طرف بلاوا۔ (٦) فتح اور کثیر غنیمتوں کی تصدیق ہونا۔ (۷) اور دخول مسجد الحرام (یہ دونوں عمل) رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں واقع ہو گئے تھے۔ (۸) اور سخت خطرے اور طاقتور قوم کی طرف بلایا جانا اس کی تصدیق آپ ﷺ کی وفات کے بعد وجود میں آئی تھی عہد ابوبکر صدیق میں اور عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں۔ (۹) آثار نبوت اور دلالت صدق رسالت۔ (۱۰) اور کہا جاتا ہے کہ یہ احوال اس سال وجود میں آئے تھے جب روم و فارس کے غلبہ کی تصدیق وجود میں آئی تھی اور وہ تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان ہوئی ہے۔ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ (کہ رومی عنقریب مغلوب ہونے کے باوجود غالب ہو جائیں گے)۔ (۱۱) اور کہا جاتا ہے کہ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ سے مراد قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اس توجیہہ کے مطابق۔ (سورۃ روم : آیت ۱)

اس امر کی تصدیق بھی عہد نبی کریم ﷺ میں وجود میں آئی تھی

"رسول اللہ ﷺ کو ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب سورت"

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ بوشنجی نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو مالک نے ان کو ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو محمد بن غالب نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے، مالک نے زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں رواں دواں تھے رات کا وقت تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا مگر حضور ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا مگر جواب نہ ملا تیسری بار پوچھا مگر جواب نہ ملا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے کہا تجھے تیری ماں گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ ﷺ سے بات کی مگر انہوں نے تجھے جواب نہیں دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُونٹ کو تحریک دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے خوف آنے لگا کہ کہیں میرے خلاف قرآن مجید نہ نازل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی سی دیر گذری تھی کہ میں نے ایک چیخنے اور منادی کرنے والے کی آواز سنی۔ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر لگنے لگا شاید میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے آپکے اوپر سلام کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تحقیق آج رات مجھ پر ایک ایسی پیاری سورت نازل ہوئی ہے جو کہ مجھے ہراس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس جس کائنات کی چیز پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی کائنات کی ہر شئی سے زیادہ محبوب سورۃ ہے)۔

اگلے لمحے زبان اقدس پر یہ مقدس الفاظ مچلنے لگے۔

اِنَّا فتحنا لَكَ فتحاً مُبيناً لِيَغفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ (سورۃ فتح : آیت ۱)

اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمادی ہے (اور اس پر مستزاد یہ بھی کہ) اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشات بھی معاف کر دی ہیں۔

یہ الفاظ ابن بکیر کی حدیث کے ہیں۔ اور حدیث قعنبی بھی اسی کا مثل ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن مسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۳۔ فتح الباری ۵۸۲/۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے جامع بن شداد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک مقام پر آپ کی اونٹنی تھک کر بوجھل ہوگئی ہم لوگ سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ آپ کے اوپر سورۃ۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا نازل ہوئی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی حال میں پایا کہ ماشاء اللہ آپ کے چہرے پر بے حد خوشی کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ آپ کے اوپر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس سفر میں ایک رات کو ہم لوگ تھک کر سو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تھا کہ ہماری نگرانی کون کرے گا۔ چوکیداری کون کرے گا؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا؟ مگر مجھے بھی نیند نے لیا اور میں بھی سو گیا ایسے سوئے کہ کہ پھر ہمیں سورج کی دھوپ نے ہی جگایا۔

جب ہم جاگ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تم لوگ نہ سوتے (اور صبح کی نماز نہ جاتی) لیکن اللہ نے چاہا کہ تمہارے بعد والوں کے لئے آسانی ہوجائے، اس کے بعد آپ ﷺ اُٹھے اور وہی عمل کیا جو آپ ﷺ (نماز کے حوالے سے) کیا کرتے تھے (یعنی وضو آذان۔ نماز باجماعت) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح عمل ہوگا اس کے لئے جو سو جائے گا یا بھول جائے گا۔ اس کے بعد لوگ اپنی اپنی سواری کی تلاش میں لگ گئے سب لوگ اپنی اپنی سواریاں لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری نہ ملی رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ تم فلاں فلاں جگہ پر جاؤ مجھے ایک سمت پر متوجہ کیا میں اُسی رُخ پر گیا جدھر آپ ﷺ نے مجھے متوجہ کیا تھا میں نے اسے پالیا اس کی مہار درخت میں اُلجھی ہوئی تھی میں اس کو لے آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ اس کی مہار کچھ اس طرح الجھ چکی تھی کہ ہاتھ کے بغیر نہیں کھل سکتی تھی۔ اسی طرح روایت کیا ہے مسعودی نے۔ جامع بن شداد سے بیشک یہ سارا واقعہ وقوع پذیر اسی وقت ہوا تھا جب آپ ﷺ سفر حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے ان کو زافر بن سلیمان نے شعبہ سے اس نے جامع بن شداد سے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے ابومسعود سے وہ کہتے ہیں ہم لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تھے جب ہم فلاں مقام پر پہنچے (کسی جگہ کا نام ذکر کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات کون ہماری حفاظت کے لئے ذمہ داری لے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں حفاظت کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم سو جاؤ وہ سوتے رہ گئے حتیٰ کہ سورج نکل آیا فلاں فلاں شخص جاگ گئے انہوں نے باہم بات کرنی شروع کی تا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جاگ جائیں اتنے میں رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی کچھ کرو جو کچھ تم پہلے کیا کرتے تھے اور اسی طرح کیا کرے گا ہر وہ شخص جو سو جائے

یا بھول جائے (یعنی وضو کرنا اور نماز پڑھنا) امام بیہقی فرماتے ہیں :میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ عبداللہ مسعودؓ کی مراد اس حدیث کے ذکر کرنے سے تاریخ نزول سورۃ کہ وہ لوگ جب حدیبیہ سے آئے تھے، فقط ان کی یہی مراد ہو۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کے ساتھ حدیث۔ نوم عن الصّلوٰۃ۔ اور حدیث راحلہ ذکر کر دی اور یہ دونوں باتیں غزوۂ تبوک میں تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمود دزی نے ان کو یونس بن محمد نے ان کو مجمع یعنی ابن یعقوب انصاری نے ان کو خبر دی ان کے والد نے ان کے چچا عبدالرحمٰن بن یزید سے اس نے مجمع بن جاریہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم لوگ وہ واپس ہوئے تو اپنی اپنی سواریوں کو حرکت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ کیا ہوا؟ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے لوگوں کے ساتھ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے کراع الغمیم سے جب کچھ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے جن کو آپ جانتے تھے آپ نے ان کے سامنے یہ سورۃ تلاوت کی۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا

کہتے ہیں کہ ایک صحابی اصحاب رسول میں سے کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے مراد فتح ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ فتح ہی ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد خیبر کا مال غنیمت اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا تھا اٹھارہ حصّوں پر۔ یہ لشکر پندرہ سو افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں تین سو گھڑ سوار تھے لہٰذا ایک گھڑ سوار کے لئے دو حصے تھے اسی طرح اس کو روایت کیا ہے مجمع بن یعقوب نے خیبر کی تقسیم کے بارے میں۔ اور اس کے ماسوائے نے اس بارے میں اس کی مخالفت کی ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو ابوموسیٰ نے اور بندار نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا قتادہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ انا فتحنا لك فتحا مبينا سے حدیبیہ مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۴۔ فتح الباری ۵۸۳/۸)

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو ابوعروبہ نے ان کو محمد بن یزید اسفاطی نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو شعبہ نے قتادہ سے اس نے حضرت انسؓ سے کہ انا فتحنالك فتحا مبينا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حدیبیہ کی فتح مراد ہے۔ لہٰذا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو یہ آپ کے لئے۔ اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی :

لِيُدْخِلَ المؤمنين و المؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار

تاکہ اہل ایمان مردوں اور اہل ایمان عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہر بہتی ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں کوفے میں گیا۔ میں ان لوگوں کو قتادہ سے حدیث بیان کی حضرت انسؓ سے۔ اس کے بعد میں بصرہ میں آیا میں نے یہی حدیث قتادہ سے ذکر کی انہوں نے فرمایا کہ پہلی تو انس سے مروی ہے اور دوسری۔ ليدخل المؤمنين و المؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار (سورۃ فتح : آیت ۵) یہ عکرمہ سے مروی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے عثمان بن عمر سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن زیاد رصاصی نے اس نے شعبہ سے اس نے پہلی کو قتادہ سے اور انس رضی اللہ عنہما سے قرار دیا اور دوسری کو قتادہ سے اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرار دیا۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے ان کو عفان بن مسلم نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی انا فتحنا لك فتحا مُبينا حضور اکرم ﷺ کی حدیبیہ سے واپسی کے وقت اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام کو شدید غم و غصہ لاحق تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو کہ میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس کو تلاوت کیا تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے کہا کیا اللہ عزوجل نے آپ کے لئے واضح فرما دیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا؟ اور ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جو پہلی مذکورہ آیت کے بعد ہے۔

لید خل المؤ منین و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بہشت میں داخل کرے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (مسلم۔ الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۳)

اور حدیث سعید بن عروبہ سے اور شیبان بن عبدالرحمن سے اس نے قتادہ سے اسی طرح اور شیبان اور اس کے اصحاب کی روایت میں ہے۔ کہ وہ غم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں تھے کیونکہ ان کے درمیان اور ان کے عمرے کے مناسک کے درمیان روکاوٹ کردی گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے قربانی کے جانور حدیبیہ میں ذبح کیے تھے۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد بن اسحٰق نے ان کو خبر دی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن عبداللہ مخرلی نے۔ ان کو یونس بن محمد نے ان کو شیبان نے قتادہ سے ان کو انس بن مالک نے اس نے اسی مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے۔

فضل کبیر جنت ہی ہے

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے عیسٰی بن عبداللہ سے اس نے ربیع سے اس نے انس ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ۔ (سورۃ احقاف : آیت ۹)

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ تحقیق ہم نے جان لیا ہے کہ آپ کے ساتھ کیا جائے گا مگر ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :

و بشر المؤمنین بانّ لهم من الله فضلا کبیرا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۴۷)

اور اہل ایمان کو بشارت دے دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہوگا۔

حضرت انس ﷺ نے فرمایا کہ بہت بڑا فضل جنت ہی ہے۔

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور سے اور مروان سے حدیبیہ کے قصے میں۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے جب مکے اور مدینے کے درمیان پہنچے تو ان پر سورۃ فتح نازل ہوئی اول سے آخر تک پوری سورۃ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ سورۃ الفتح میں فتح کا قضیہ تھا۔ اور وہ بھی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی بیعت درخت کے نیچے۔ جب لوگ ایمان لے آئے یا امن میں واقع ہوگئے اور باہم بات چیت کی اس کے بعد جس سے میں اسلام کے بارے میں بات کی جاتی وہی اسلام میں داخل ہوجاتا ان دو (۲) سالوں میں اسلام میں اتنے لوگ داخل ہوئے جس قدر اس سے قبل پوری مدت میں داخل ہوئے تھے در حقیقت صلح حدیبیہ فتح عظیم تھی۔

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فُلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ سب کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے واپس آئے تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کچھ آدمیوں نے کہا یہ تو فتح وہ کامیابی نہیں ہے ہم لوگ بیت اللہ سے روک دیئے گئے ہیں۔ اور ہماری قربانیوں کے جانور جو کعبے کی طرف رواں دواں تھے وہ روک دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں رُک گئے۔ (یعنی حرم میں نہیں جاسکے) اور رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمان آدمیوں کو واپس بھیج دیا جو نکل آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے بعض اصحاب کی یہ بات پہنچی کہ یہ جو کچھ ہوا یہ تو فتح نہیں ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بُری بات ہے۔ یہ سب سے بڑی فتح ہے۔ مشرکین تو بس اسی بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ انہوں نے آپ لوگوں کو اپنے شہروں سے واپس کر دیا ہے۔ اور انہوں نے تم سے فیصلہ اور صلح طلب کر لی ہے۔ اور امان حاصل کرنے کے لئے تمہاری طرف جھکے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ تم سے وہ مناظر اور وہ زخم دیکھ چکے ہیں جنہیں وہ ناپسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ان کے خلاف کامیاب کر چکا ہے اور تمہیں اس نے سلامتی کے ساتھ اور غنیمتوں کے ساتھ اور اجر و ثواب کے ساتھ لوٹایا ہے۔

یہ اعظم الفتوح ہے۔ کیا تم لوگ اُحد کا دن بھول گئے ہو جب تم پہاڑ پر خوف کے مارے چڑھتے جا رہے تھے اور کسی کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے اور میں تمہیں تمہارے پیچھے سے بلا رہا تھا۔ کیا تم لوگ یوم احزاب بھول گئے ہو۔ جب دشمن تمہاری بالائی سمت سے تمہارے سروں پر آ گئے تھے اور نیچے کی سمت سے بھی۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب آنکھیں غلطی کر رہی تھی اور کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں نامناسب گمان کرنے لگ گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یہ خطاب فرمایا تو مسلمانوں نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول سچ فرماتے ہیں واقعی یہ عظیم فتح ہے۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی ﷺ ہم نے ایسے نہیں سوچا تھا جیسے آپ نے سوچا ہے۔ واقعی آپ اللہ تعالیٰ کے معاملے کو بہتر جانتے ہیں اور تمام امور کو بھی ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح نازل کی :

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ـ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ـ (سورۃ فتح : آیت ۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بشارت دی اپنی طرف سے مغفرت کی اور نعمت پوری کرنے کی۔ اور اطاعت کے بارے میں جس نے اطاعت کی۔ اور منافقت کرنے اس کے جس نے منافقت کی۔

اس کے بعد اس کا ذکر کیا جو کچھ منافق اس کا عذر اور وجہ بیان کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دے دی کہ وہ لوگ اپنی زبانوں کے ساتھ وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو کچھ ان کے دل میں نہیں ہے۔ اور یہ کہ منافقین نے لوگوں کو منع کیا تھا جہاد کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلنے سے اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ گمان قائم کر لیا تھا کہ اب کے بار مسلمان بھی اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس لوٹ کر اپنے گھروں میں کبھی نہیں آئیں گے۔ (بلکہ یہ ختم کر دیئے جائیں گے) اور انہوں نے بُرا گمان کیا تھا۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ مسلمان جب غنیمتوں کے حصول کے لئے نکلیں گے تو منافقین ان کے ساتھ نکلنے کی ضرور درخواست کریں گے دنیوی غرض کے لئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ مسلمان سخت قوت اور سخت خطرے والی قوم کے ساتھ مقابلے کی طرف بلائے جائیں گے۔ ان سے قتال کریں یا ان سے صلح کریں، ان کی آزمائش ہوگی۔ اگر وہ اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو اطاعت کرنے پر ثواب عطا کرے گا۔ اگر منافقت پر جائیں گے پہلی بار کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد وہ ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجر عطا کیا تھا فتح کی صورت میں اور کثیر غنیمتوں کی صورت میں۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کثیر غنیمتوں کو جلدی عنایت کیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی خاص نعمت کا ذکر کیا ہے جو اس وقت بایں صورت بیان فرمائی تھی کہ دشمن کا ہاتھ ان سے روک دیا تھا۔(اور وہ ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے تھے)اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مکے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا احاطہ کر لیا ہے۔اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ۔

ولو قاتلکم الذین کفروا لو لوا الا دبارثم لایجدون وَلیًّا وَّلَا نصیرا ۔

کہ اگر کفار مسلمانوں سے لڑ پڑے تو وہ خود ہی توبہ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔اس کے بعد وہ نہ کوئی اپنی درست سرپرست پاتے نہ ہی کوئی مددگار پاتے۔بلکہ میں تمہیں ضرور بالضرور نصرت اور کامیابی عطا کرتا ان کے خلاف۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا ذکر فرمایا اور یہ ذکر فرمایا کہ کفار نے ان کو بیت الحرم سے روک لیا۔قربانیوں روک دینے کا ذکر کیا کہ وہ اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ سکیں۔اور یہ خبر دی کہ

لَوْلَا رجال مؤمنون وَنِسَآءٌ مُّؤمِنَاتٌ لم تعلموھم ان تَطَئُوْ ھُمْ فَتُصِیبکم منھم معرَّۃ بغیر علم

کہ وہاں پر کئی ایک مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں ہیں جن کا تم لوگوں کو علم بھی نہیں ہے اگر خدانخواستہ جنگ ہو جاتی تو تمہارے ہاتھوں سے وہ بھی مارے جاتے جس سے نادانی کے سبب غلطی کرنے سے پریشانی بڑھ جاتی۔تم پر خرابی آتی۔

اس کے بعد فرمایا۔

لَوْ تَزَیَّلُوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما۔ (سورۃ فتح : آیت ۲۵)

اگر وہ (نامعلوم گم نام مسلمان) ایک طرف ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حمیت وغیرت کا ذکر کیا ہے جسے اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے۔جس وقت انہوں نے انکار کیا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ اور رسول کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ۔نیز اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے جو اس نے اُتارا تھا اپنے رسول پر اور مؤمنوں پر سکینہ جس کی وجہ سے مسلمان اس طرح گرم نہ ہوتے قتال کرنے کے لئے جیسے مشرکین پر غصہ کھائے بیٹھے تھے کیونکہ اگر قتال واقع ہو جاتا تو اسی میں تباہی ہوتی۔اس کے بعد اللہ نے اس سورۃ میں وہ خواب ذکر فرمایا جو اس نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا کہ۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شآء اللّٰہ اٰمنین محلّقین رُءُ وُسکم ومقصرین ۔

کہ البتہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں ان شاء اللہ داخل ہو گے امن کی حالت میں سر منڈواتے اور کترواتے ہو۔تم کسی خیر کا خوف نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس کے پیچھے فتح قریب بنا دی ہے۔یہ الفاظ ابوالاسود کی حدیث کے ہیں عروہ سے۔جب کہ حدیث موسیٰ بن عقبہ بھی اسی مفہوم میں ہے۔

فتح قریب سے مراد حدیبیہ۔یا خیبر۔یا فتح مکہ مراد ہے اور صلح دس سال کی ہوئی تھی

فرماتے ہیں کہ فتح قریب۔وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو کامیابی عطا فرمائی تھی ان کے دشمن کے خلاف اس قصہ اور فیصلے میں جو انہوں نے حدیبیہ والے دن ان کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا۔کہ حضور اکرم ﷺ آئندہ سال شہر الحرام میں واپس لوٹ کر آئیں گے۔امن کی حالت میں جس سے روکے گئے تھے۔وہ اپنے اصحاب کے ساتھ۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فتح قریب سے مراد فتح خیبر اور اس میں جو مذکور ہے وہی مراد ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فتح خیبر کو اس سے پہلے ایک اور آیت میں ذکر فرما دیا ہے ارشاد فرمایا :

فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبًا ۔ (سورۂ فتح : آیت ۱۸)

کہ اللہ نے ان پر اطمینان اتارا اور ان کو فتح عطا کی۔ اور صلح رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے درمیان دوسال تک تھی۔ وہ ایک دوسرے سے امن میں تھے یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عتبہ کے۔ حدیث عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔ (نیز دونوں راویوں کا یہ قول) کہ دوسال تھی اس سے ان کی مراد ہے اس کی بقاء دوسال تک تھی حتیٰ کہ مشرکین نے اپنے عہد کو توڑ دیا تھا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ ان کی طرف نکلے تھے فتح مکہ کے لئے باقی رہی وہ مدت جس پر عقد صلح واقع ہوا تھا مناسب یہ ہے کہ محفوظ ہو وہ جس کو محمد بن اسحٰق بن یسار نے روایت کیا ہے وہ دس سال ہے۔ واللہ اعلم

(۱۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے مغیرہ سے اس سے عامر شعبی سے کہ اللہ کا یہ فرمان۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا وہ کہتے ہیں کہ یہ اُتری تھی حدیبیہ والے دن۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پچھلے ذنب معاف فرمادیے اور مسلمانوں نے بیعت کی بیعۃ رضوان۔ اور خیبر کی کھجوروں کا رزق کھلائے گئے۔ اور رومی فارس پر غالب آگئے (جس کی پیش گوئی قرآن میں اتر چکی تھی) لہٰذا مؤمن مسلمان کتاب اللہ قرآن کی تصدیق سامنے آنے کی وجہ خوش ہوگئے۔ اور اہل کتاب کے مجوس پر غلبے کی وجہ سے بھی خوش ہوئے۔ (احمد بن نجدہ) کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ھشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے شعبی سے اللہ کے اس قول کے بارے میں انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ کہا کہ یہ فتح حدیبیہ ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے گئے تھے۔ اور خیبر کی کھجوروں کے پھل عطا کیے گئے تھے۔ اور مؤمن اللہ کی مدد کے ساتھ خوش ہوگئے تھے جو مجوس کے خلاف اہل کتاب کی نصرت فرمائی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۶ : ۲۷۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوسعید بن عمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو یحییٰ بن آدم نے ان کو عبدالسلام بن حرب نے شعبہ سے اس نے حکم سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَاَثَابَهُمْ فَتْحاً قریباً انہوں نے کہا کہ اس سے مراد خیبر ہے اور فرمایا۔ وَاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا ۔ فرمایا کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوزائدہ نے شعبہ سے اس نے سماک حنفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا۔ فرمایا کہ وہ وہ جس کو تم اس کے بعد پہنچے تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس نے ان کو حسن نے ان کو یحییٰ نے ان کو ابوبکر بن عیاش کلبی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے کہ اللہ کا یہ فرمان۔ قد احاط اللہ بھا انھا ستکون لکم۔ بیشک وہ عنقریب لیے ہوگا بمنزلہ اس قول کے۔ (قداحاط اللہ بھا علماً انھا لکم) تحقیق اللہ نے ان کو احاطہ کرلیا ہے کہ عنقریب وہ ہوگی تمہارے لئے بمنزلہ اس قول کے ہے کہ تحقیق اللہ نے اس کو گھیرلیا ہے بطور علم کے عنقریب ہوگی وہ تمہارے لئے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابوایاس نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے کہ وہ مکے میں داخل ہورہے ہیں امن کی حالت میں اپنے سر منڈواتے اور سر کترواتے ہوئے چنانچہ آپ کے اصحاب نے اس وقت یہ کہا جب انہوں نے نحر کیا حدیبیہ میں یارسول اللہ ﷺ آپ کا خواب کہاں گیا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لقد صدق اللّٰہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللّٰہ امنین محلقین رءوسکم و مقصرین لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قریبا۔ (سورۂ فتح : آیت ۲۷)

البتہ تحقیق سچا بنایا ہے اللہ نے اپنے رسول کا خواب حقیقت کے مطابق کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں داخل ہوگے امن والے سروں کو منڈوانے والے اور کترانے والے۔ تم کوئی خوف نہیں کروگے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس نے اس کے قریب ہی فتح و کامیابی بنائی ہے۔

اس سے مراد لی ہے حدیبیہ میں نحر کرنا۔ اس کے سر واپس لوٹے اور انہوں نے خیبر کو فتح کیا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کیا اور خواب رسول کی تعبیر آنے والے سال ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا۔ سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا۔ عنقریب پیچھے رہ جانے والے دیہاتی لوگ یہ عذر کریں گے کہ ہمارے مال متاع نے ہمیں مصروف رکھا (اور ہم حاضر نہیں ہو سکے) اس سے حدیبیہ کے اعراب مثلاً قبیلہ جہینہ اور مذینہ کے لوگ مراد لئے ہیں۔ یہ بات بایں صورت ہوئی کہ

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان اعراب کو بعد میں مکے جانے کے لئے کہا تو وہ کہنے لگے کیا اس کے ساتھ ایسی قوم کے پاس جائیں جنہوں نے محمد ﷺ کے پاس آ کر اس کے اصحاب کو قتل کیا تھا اب یہ وہاں جا کر ان کو ان کے گھروں میں قتل کرے گا لہٰذا انہوں نے مصروفیت کا عذر پیش کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ عمرہ کرنے کے لئے آئے آپ کے اصحاب نے اہل حرم کے کچھ افراد کو بے دھیانی میں پکڑ لیا نبی کریم ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا یہ بطن مکہ میں کامیابی ہوئی جو اس ارشاد باری میں مذکور ہے۔ ببطن مکہ من بعد ان اظفر علیھم۔ نبی کریم واپس لوٹے تو اللہ نے ان کو کثیر غنیمتوں کا وعدہ دیا تھا۔ اور جلدی سے ان کو خیبر کی فتح بھی دی۔

حضور اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے والوں نے کہا۔ ہمیں چھوڑ دیں ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اور یہ غنیمتیں وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اذا انطلقتم إلٰی مغانم کثیرة لتأ خذوھا ذرونا نتبعکم۔ جب تم کثیر غنیمتوں کی طرف چلے تھے تاکہ تم انہیں حاصل کر سکو (تو اعراب نے یوں کہا) ہمیں چھوڑ یئے ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں بہرحال غنائم کثیرہ جن کا وعدہ دیے گئے تھے وہ اس دن تک حاصل نہ کر سکے تھے۔ نیز اللہ کا یہ قول اُولی بأس شدید۔ کہا کہ اس سے مراد روم و فارس مراد ہیں۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو نصر قتادہ نے ان کو خبر دی ابو منصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے ان کو منصور نے ان کو حسن نے وہ فرماتے ہیں کہ (اولی بأس شدید) سے مراد فارس اور روم ہیں (احمد بن نجدہ) نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے عطاء سے وہ بھی کہتے ہیں کہ فارس مراد ہیں یہی بات مروی ہے ابن عباس سے۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی عبان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابوطلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔ اُولی بأس شدید سے مراد فارس ہیں۔

(۱۹) اس بارے میں وہ روایت بھی ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو منصور نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے کلبی سے وہ کہتے ہیں کہ۔ اولی بأس شدید سے مراد بنوحنیفہ مراد ہیں جنگ عامہ والے دن۔

(۲۰) کہا ہے سعید نے کہ ھشیم کلبی سے کہا گیا اس تحقیق سے مروی ہے جس نے کہا تھا کہ ہر وہ روایت جو میں کہوں وہ ابو صالح سے بواسطہ ابن عباس ہوئی۔ اس بنیاد پر اس کی تصدیق پاتا ہوں ایاس بن بکر میں وہ داعی تھے جنگ مسیلمہ کی طرف اور بنوحنیفہ کی طرف اہل یمامہ سے۔ اور ابن ابوطلحہ کے قول کے مطابق ابن عباس سے۔ اور قول عطاء اس کی تصدیق پائی گئی تھی عبد عمرو میں وہ داعی تھے حرب کسریٰ کی طرف اور اہل فارس کی طرف۔ اور اس کے قول کے مطابق جس نے کہا ہے کہ فارس اور روم مراد ہیں بیشک انہوں نے ارادہ کیا ہے۔ مراد لیا ہے اھل روم کا ارض شام سے علیحدہ ہونا۔ اور اس کے اوائل آغاز کی تصدیق پائی گئی تھی عہد ابوبکر میں۔ پھر تکمیل ہوئی تھی عہد عمر فاروق ں فارس کی فتح کے ساتھ۔

(۲۱) اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابو منصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبشر نے سعید بن جبیر نے اور عکرمہ سے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں ستدعون الی قوم اُولیٰ بَاْسٍ شَدِیْدٍ عنقریب تم سخت قوت والی قوم کے ساتھ جہاد کے لئے بلائے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد جنگ حنین میں قوم ھوازن مراد ہے پس اسی پر پائی گئی تھی اس کی تصدیق عہد رسول میں بعد فتح مکہ کے۔

(۲۲) تحقیق ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بندار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے ہشیم سے اس نے ابوبشر سے اس نے سعید بن جبیر سے اور عکرمہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں سَتُدعون الی قوم اولی بأس شدید ۔ کہا کہ اس سے قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اور بنو حنیفہ پس اس پر پائی گئی دونوں میں سے ایک کی تصدیق حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اور دوسرے کی تصدیق ابوبکر صدیق کے زمانے میں۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر شافعی نے ان کو اسحٰق بن حسن نے ان کو ابوحذیفہ نے ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے اس نے ابوالاحوص سے اس نے حضرت علی ؓ سے کہ هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین ۔ (سورۃ الفتح : آیت ۴)

فرمایا کہ سکینہ (جو اللہ نے نازل کیا) اس کا چہرہ بے مثل انسان کے چہرے کے۔ پھر وہ بعد میں سنسناہٹ کرتی تیز ہوا ہے۔

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمٰن بن حسن نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم نے ان کو ورقاء نے ابن نجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سکینہ جو تھا وہ ہوا کی مانند تھا اس کا سر تھا مثل بلی کے سر کے اور دو پر تھے۔

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے ان کو ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے اس نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابوطلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے قول کے بارے میں انزل السکینة فی قلوب المؤمنین اللہ نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ سکینہ سے مراد رحمت ہے۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو معاویہ بن عمرو نے ان کو ابواسحٰق نے شریک سے اس نے منصور سے اس نے مجاہد سے کہ القارعة ۔ سے مراد السرایا ہے۔ اَو تَحُلُّ قَرِیبًا مِن دَارِهِم ۔ فرمایا کہ حدیبیہ اور اس کی مثل مراد ہے اور حتّی یأتی وعدُ الله کہا کہ فتح مکہ مراد ہے۔

(۲۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن عباس مؤدب سے ان کو عاصم بن علی نے ان کو مسعودی نے قتادہ سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے فرمایا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَلَایَزَالُ الَّذِینَ کَفَرُوا تُصِیبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ ۔ (سورۃ الرعد : آیت ۳۱)

ہمیشہ رہیں گے کافر ان کے عمل کے سبب ان کو پہنچنے کی قارعہ (خطرے والی چیز)۔

فرمایا کہ قارعہ سے مراد سریہ ہے۔

اَو تَحُلُّ قَرِیبًا مِّن دَارِهِم ۔ (ترجمہ: یا اُتریں آپ ان کے دار کے قریب)

فرمایا کہ محمد ﷺ مراد ہیں۔

حَتّٰی یَاْتِیَ وَعدُ اللّٰهِ ۔ (ترجمہ: یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے)

فرمایا کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے۔

☆☆☆

باب ۱۰۲۔

اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابو معیط کا مسلمان ہونا اور زمانۂ صلح میں اس کا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور لیث نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے قریش مشرکین کے ساتھ فیصلہ طے فرمایا تھا ایک خاص مدت پر جو حدیبیہ والے دن حضور اکرم ﷺ کے اور ان لوگوں کے درمیان مقرر کی گئی تھی۔ اللہ عزوجل نے قرآن نازل فرمایا تھا اس بارے میں جو کچھ آپ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا تھا۔

مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے کہ اس نے سنا مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے وہ دونوں خبر دے رہے تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمر کو معاہدہ لکھ کر دیا تھا۔ سہیل نے جو شرائط دی تھیں ان میں سے ایک شرط یہ تھی۔ کہ ہم لوگوں (مشرکین) میں سے اگر کوئی تمہارے پاس چلا جائے گا تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کر دیں گے اگر چہ وہ تمہارے دین پر بھی ہو جائے۔ اس شرط کو اھل ایمان نے ناپسند کیا۔ مگر سہیل نے اس کے سوا معاہدہ ماننے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ شرط مان کر لکھدی۔ (اور اس پر اسی دن عمل کرتے ہوئے) سہیل بن عمرو کے بیٹے کو جو مسلمان ہو کر مسلمانوں میں آ کر شامل ہو گیا تھا ابوجندل نام تھا آپ نے معاہدہ کی پہلی شرط کے مطابق اس کو اس کے باپ سہیل کے حوالے کر دیا۔ آپ نے صرف ابوجندل کو ہی واپس نہیں کیا تھا بلکہ اس مدت کے درمیان جو بھی مرد آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو واپس کر دیا خواہ مسلمان بھی تھا۔

اسی دن اہل ایمان عورتیں آئیں ان میں سے ایک خاتون اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابو معیط تھی جو رسول اللہ ﷺ کی طرف ھجرت کر آئی تھیں وہ اس دن عاتق تھی اس کے گھر والے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اس کو واپس ہمارے حوالے کر دیں۔

مگر حضور اکرم ﷺ نے اُم کلثوم کو واپس ان کے حوالے نہ کیا کیونکہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔

یاایھا النبی اذا جائك المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن اللّٰه اعلم بایمانهنّ فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الی الکفار لاهن حل لهم و لاهم یحلون لَهُنَّ ۔ (سورۃ ممتحنہ : آیت ۱۰)

اے نبی ! جس وقت ایمان والی عورتیں تیرے پاس ہجرت کر آئیں آپ لوگ ان کی آزمائش اور امتحان کر لو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کے بارے میں خوب جانتا ہے اگر تم ان کو مؤمن جانو تو بس انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو یہ مسلمان عورتیں ان کافروں کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ کافر مردان ایمان والی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

عروہ کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے ساتھ ان کا امتحان کرتے تھے۔

یاایهاالنبی اذاجائك المؤمنات یبایعنك علی ان لایشرکن باللّٰه شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یأتین ببُهتان یفترین بایدهن وارجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن واستغفر لهن اللّٰه ان اللّٰه غفور رحیم ۔ (سورۃ ممتحنہ: آیت ۱۲)

اے نبی! جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تم سے بیعت کرنے کے لئے آئیں تو آپ (ان شرائطوں پر) بیعت لے لو کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھرائیں گی۔ چوری نہ کریں گی زنا (بدکاری) نہیں کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی (زندہ درگور وغیرہ) دیدہ دانستہ تہمت وبھتان نہیں باندھیں گی اور نیک کاموں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔

تو پھر ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کرلیں۔ اور اس کے لئے اللہ سے استغفار کریں بیشک اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے حضرت عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے رضی اللہ عنہا فرمایا تھا کہ جس جس نے بھی ان شرائط کا اقرار کیا ان میں سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں نے تیری بیعت لے لی ہے بطور کلام کے جو اس کے ساتھ کلام کرتے تھے۔

(یعنی زبانی کلامی بیعت لیتے تھے) اللہ قسم نہیں چھوا تھا حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ نے ہرگز کسی (غیر محرم) عورت کے ہاتھ کو باھم بیعت کرنے کے دوران نہیں بیعت کی تھی حضور اکرم ﷺ نے ان کی مگر صرف اپنے قول کے ساتھ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحیٰ بن بکیر سے۔

باب ۱۰۳

ابو جَندَلُ اور ابو بُصَیر ثقفی
اور اس کے ساتھیوں کی کہانی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے اور یہ الفاظ میں حدیث قطان کے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹے (حدیبیہ سے) اھل اسلام میں سے ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی طرف لوٹا قبیلہ ثقیف سے تعلق تھا نام ابو بُصیر بن اُسید بن ماریہ ثقفی تھا یہ شخص مشرکین میں سے تھا۔ مسلمان ہو کر ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا۔ اخنس بن شریق نے اس کے پیچھے بنی منذر کے دو آدمیوں کو بھیجا۔ خیال ہے کہ ایک غلام تھا اور دوسرا خود انہی لوگوں میں سے تھا۔ اس کا نام عامر بن ح جحش تھا۔

وہ مشرکین میں صاحب رائے اور مضبوط شخص تھا۔ اخنس بن شریق نے ان دونوں کے لئے ابوبصیر کی تلاش میں انعام مقرر کیا تھا وہ دونوں نمائندے رسول اللہ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ابوبصیر کو (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ان دونوں کے حوالے کر دیا وہ اسے ساتھ لے کر واپس چلے گئے جب وہ مقام ذی الحلیفہ پہنچے تو وہاں پر جحش نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی پھر اس کو لہرایا اور تلوار لہراتے ہوئے کہنے لگا البتہ ضرور ضرور میں اپنی یہ تلوار ایک دن قبیلہ اوس اور خزرج میں سارا دن رات تک ماروں گا۔

ابوبصیر نے یہ سن کر اس سے کہا کہ کیا واقعی آپ کی یہ تلوار صارم مقاطع ہے وہ بولا جی ہاں ابوبصیر نے کہا کہ آپ دیکھائیں ذرا میں اس کو دیکھوں اس نے تلوار اس کو پکڑوا دی جونہی اس تلوار قبضے میں لی فوراً کس کے اس کو ماری اور اس کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ بلکہ ابوبصیر نے منقزی کی تلوار اپنے منہ سے اُٹھالی تھی وہ سو رہا تھا اس نے اس کے ساتھ اپنی رسی کاٹ ڈالی تھی پھر تلوار مار کر اس کو مار دیا تھا اور دوسرے کی تلاش میں بھاگا

وہ خوف کے مارے بھاگتا ہوا مسجد نبوی میں جا پہنچا اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کوئی خطرناک نظارہ دیکھ کر آ رہا ہے آگے آیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی اور ابوبصیر بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور کہتے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ذمہ داری پوری ہوگئی تھی آپ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ یہ لوگ لے جا کر مجھے عذاب ہی دیں گے اور مجھے میرے دین سے بھی فتنے میں ڈالدیں گے۔ لہٰذا میں نے منقذی کو قتل کر دیا ہے اور یہ مجھ سے بھاگ کر آ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں مرے یہ جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا اور ابوبصیر مقتول کا سامان بھی لوٹ کر حضور کے پاس لایا تھا۔ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ آپ اس مال میں سے اپنا خمس (پانچواں حصہ) لے لیجئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اس میں سے خمس لے لوں گا تو میں ان لوگوں کے ساتھ وہ عہد پورا نہیں کروں گا جس پر میں نے ان سے معاہدہ کر رکھا ہے (یہ بے وفائی اور عہد شکنی ہوگی) لیکن تم اپنے مقتول کا چھینا ہوا مال خود ہی رکھو (گویا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے)۔ اب جہاں مرضی آئے تم یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ابوبصیر مدینے سے نکل گیا اس کے ساتھ دیگر پانچ افراد بھی تھے جو اس کے ساتھ مکے سے آئے تھے مسلمان ہو کر۔ جب آئے تھے وہ یہاں رہ گئے تھے کیونکہ ان کو کسی نے واپس نہیں مانگا تھا اور قریش نے ان کے بارے میں کسی کو نہیں بھیجا تھا جیسے ابوبصیر کے لئے آدمی بھیجے تھے۔

حتیٰ یہ لوگ مقام عیص اور مقام ذالمروہ کے درمیان ارض جُہینہ پر قریش کے قافلوں کی جائے آمد روفت اور راستے پر جا کر ٹھہرے مقام سیف البحر کے متصل مقام پر جو بھی قریش کا قافلہ ان کے ہتھے چڑھتا اس کا مال لوٹ لیتے اور قافلے والوں کو قتل کر دیتے۔

ابوبصیر کثرت سے یہ شعر کہا کرتا تھا۔

اللّٰہ ربی العلّی الاکبر من ینصر اللّٰہ فسوف یُنصَرَ

ویقع الامر علی ما یُقَدَّرُ

اللہ میرا رب ہے وہ بلندی والا ہے سب سے بڑا ہے۔ جو شخص اللہ کے دین کی مدد کرے گا۔ بہت جلدی اس کی بھی مدد کی جائے گی ہر معاملہ اسی ڈھب پر واقع ہوتا ہے جو مقدر کیا جاتا ہے۔

ابو جندل ابن سہیل بن عمر ستر شتر سواروں سمیت جو مسلمان ہو چکے تھے اور ہجرت کر چکے تھے وہ بھی ابوبصیر کے ساتھ لاحق ہو گئے اور انہوں نے مشرکین کے ساتھ صلح کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کو ناپسند کیا اور انہوں اپنی قوم کے درمیان رہنے کو بھی ناپسند کیا۔ چنانچہ وہ ابوبصیر کے ساتھ جا اترے ایسی منزل پر جو قریش کے لئے ناپسند تھی۔ ان لوگوں نے شام کی طرف آنے جانے والا راستہ کاٹ دیا یہ خیال کیا ہے کہ ابوبصیر اپنی جگہ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتا تھا۔ جب ابو جندل اس کے پاس پہنچ گیا تو پھر وہی اس کی امامت کرنے لگا۔ اور بنو عقاد کے لوگوں نے جب ابو جندل کی آمد کا سنا تو وہ بھی اسی کے ساتھ اکھٹے ہو گئے۔ اور بنو اسلم۔ اور قبیلہ جہینہ کے لوگ بھی اور دیگر لوگوں کے کچھ گروہ بھی حتیٰ کہ یہ تین سو جنگجو جمع ہو گئے جو کہ مسلمان تھے۔ کہتے ہیں یہ سارے لوگ ابو جندل اور ابوبصیر کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریش کا جو بھی قافلہ ان کے پاس سے گذرتا وہ اس کو پکڑ لیتے اور ان کو قتل کر دیتے۔ ان واقعات کے پیش نظر۔ قریش نے ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج کر مطالبہ کیا اور عاجزی اور التجا کی آپ ابوبصیر اور ابو جندل بن سہیل کے پاس اور جو لوگ ان کے ساتھ جمع ہیں آدمی بھیجیں۔ یہ نمائندگان قریش حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے آ کر بتایا کہ۔ جو شخص ہم لوگوں (کفار و مشرکین مکہ) میں سے آپ کی طرف نکل کر آ جائے آپ اس کو اپنے پاس روک لیا کریں آپ اس بارے میں کوئی حرج نہ سمجھیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اور قافلوں نے ایسے معاملات کا ہمارے اوپر دروازہ کھول دیا ہے۔ جن کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جب قریش کی طرف یہ معاملہ ہوا ان لوگوں کے بارے میں جن کے بارے میں کبھی قریش نے رسول اللہ ﷺ کو اصرار کر کے کہا تھا کہ ابو جندل کو واپس کر دیا جائے اس معاہدہ کے باوجود جو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ

طاعت رسول اللہ ﷺ کے ان کے حق میں بہتر ہے ہر معاملے میں خواہ وہ اس کو پسند کریں یا ناپسند کریں تو یہ سوچ پیدا ہو جانا رسول اللہ ﷺ کی افضل مدد اور شرف جس کے اللہ نے اپنے رسول کو مختص فرمایا۔

ابوجندل اور ابوبصیر اور ان دونوں کے اصحاب واحباب جو ان کی طرف جمع ہو گئے تھے ہمیشہ وہیں رہے اس وقت تک کہ جب ابوالعاص بن ربیع ان کے پاس سے گذرے جن کے نکاح میں زینب بنت رسول اللہ تھی وہ شام کے ملک سے قریش کے ایک گروہ کے ساتھ آ رہے تھے ابوجندل اور ابوبصیر نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کا سامان بھی چھین لیا جو کچھ وہ کما کر لا رہے تھے۔ اور انہیں قید کر دیا مگر ان میں سے کسی کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔ ابوالعاص کے داماد رسول ہونے کی وجہ سے حالانکہ ابوالعاص اس وقت تک مشرک تھے اور وہ سیدہ خدیجہ بنت خولید کے ان کی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بھانجے ہوتے تھے۔

لہٰذا ابوجندل وغیرہ نے ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ دیا تھا وہ مدینے چلے آئے تھے اپنی بیوی زینب بنت رسول کے پاس وہ اس وقت مدینے میں تھیں اپنے والد کے پاس۔ اور ابوالعاص جب شام کی طرف جانے لگے تھے تو ان کو اجازت دے گئے تھے کہ وہ اپنے والد کے پاس چلی جائیں اور ان کے پاس رہتی رہیں۔ ابوالعاص جب سیدہ زینب کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس سے سیدہ سے اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں بات کی جن کو ابوجندل اور ابوبصیر نے قید کر رکھا تھا اور ان کا جو سامان چھین لیا تھا چنانچہ سیدہ زینب نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم لوگوں نے کچھ لوگوں سے مصاہرت کا رشتہ کیا تھا اور ہم نے ابوالعاص کو بھی داماد بنایا تھا۔ ہم نے اس رشتہ دامادی کو اچھا اور بہتر پایا ہے۔ بات اس طرح ہے کہ یہ ملک شام سے اپنے بعض قریشی ساتھیوں کے ساتھ آ رہے تھے کہ ابوجندل اور ابوبصیر نے ان کو پکڑ کر قید کر لیا تھا اور اس کے پاس جو کچھ سامان تھا وہ بھی چھین لیا تھا اور ان میں سے کسی کو انہوں نے قتل نہیں کیا اب زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے گذارش کی ہے کہ میں ان لوگوں کو چھڑا دوں کیا تم لوگ ان کو چھڑاؤ گے یعنی ابوالعاص کو اور اس کے ساتھیوں کو؟ اصحاب رسول نے عرض کی جی ہاں جب رسول اللہ ﷺ کی یہ بات ابوجندل اور اس کے ساتھیوں تک پہنچی ابوالعاص کے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو اس کے پاس قیدی تھے تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کا مقبوضہ مال بھی پورا پورا ان کو واپس کر دیا حتی کہ اُونٹ کے پیر کی رسی بھی واپس کر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوجندل اور ابوبصیر کو خط لکھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جائیں اور وہ مسلمان جو ان دونوں کی پیروی کر رہے تھے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے شہروں اور اپنے گھروں کی طرف چلے جائیں اور قریش یا ان کے قافلے جو ان کے پاس سے گذریں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی تعرض نہ کروں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ خط ابوجندل کے اور ابوبصیر کے پاس پہنچا اس وقت ابوبصیر کا انتقال ہو رہا تھا وہ عین اس وقت انتقال کر گیا جب رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا۔ ابوجندل نے اس کو تو اسی مقام پر دفن کر دیا۔ اور اس نے اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دی۔ اور ابوجندل رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے وہ سارے کے سارے اپنے اپنے گھر والوں کی طرف چلے گئے تھے اور اس طرح قریش کے قافلے مأمون ومحفوظ ہو گئے تھے۔ اور ابوجندل ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس کے بعد انہوں نے جتنے جہاد اور معرکے پائے ان سب میں حاضر ہوتے رہے اور فتح مکہ میں بھی موجود تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس مدینے آ گئے تھے اور وہ ہمیشہ مدینے میں رہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ اور سہیل بن عمرو (ابوجندل کے والد جو کہ مسلمان ہو گئے تھے) وہ مدینے میں عمر بن خطاب کی خلافت کے آغاز میں آ گئے تھے وہ ایک ماہ تک مدینے میں رہے اس کے بعد وہ مجاہد بن کر اپنے اہل کے اور مال کے ساتھ شام کی طرف نکل گئے تھے۔ ان کے ساتھ حارث بن ہشام بھی تھے یہ سب ساتھی اور دوست بن گئے تھے۔ اس وقت ابوجندل بھی اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف نکل گئے تھے یہ لوگ شام میں مجاہدین کی حیثیت سے رہے حتی کہ

سب انتقال کر گئے۔ حارث بن ہشام (جوان کے ساتھ) وہ بھی انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد میں سے صرف عبدالرحمٰن بن حارث باقی رہے تھے۔ عبدالرحمٰن نے فاختہ بنت عتبہ کے ساتھ شادی کی تھی اس سے ان کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابو بن عبدالرحمٰن یہ اس کے بیٹوں میں سے بڑا بیٹا تھا۔ یہ ہے ابو جندل اور ابو بصیر کی کہانی)۔ (الدرر لابن عبدالبر۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۷۶۔ سیرۃ شامیہ ۵/۹۸۔۱۰۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے ان کو ابو علاثہ نے ان کو ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ واپس مدینے میں لوٹ آئے (حدیبیہ سے) اس کے بعد بنو ثقیف کا آدمی آیا اس کو ابو بصیر کہتے تھے وہ اس وقت آیا تھا جب حضور اکرم ﷺ مدینے میں آگئے تھے۔ اس کو دو آدمی طلب کرنے آئے تھے بنو منقذ بن عبد معیص سے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان دونوں کے حوالے کر دیا تھا انہوں نے اس کو جکڑ لیا اور ساتھ لے گئے تھے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو تھک کر سو گئے تھے اس نے اپنے منہ سے تلوار اٹھالی اور اپنے باندھنے والی رسی پر پھیر کر اس کو کاٹ دیا اس کے بعد اس نے دونوں میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کے پیچھے بھاگے مگر وہ بھاگ کر اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے بعد ابو بصیر مدینے سے چلا گیا اور مقام ذالمروہ میں جا کر اترا قریش کے قافلوں کے راستے پر۔ ادھر سے ابو جندل بن سہیل ستر سواروں کے ساتھ جا کر اس کے ساتھ مل گئے جو کہ مسلمان ہو گئے تھے وہ ابو بصیر کے ساتھ لاحق ہو گئے انہوں نے مشرکین کے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کی مدت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا پسند نہ کیا اور مشرکین کے سامنے رہنا بھی پسند نہ کیا۔ لہٰذا انہوں نے ایسی منزل پر رہنا پسند کیا جہاں انہوں نے قریش کے شام سے آنے والے قافلوں کا راستہ کاٹ دیا۔ ادھر سے قریش نے ابو سفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا اور عاجزی کے ساتھ التجا کی کہ آپ ابو جندل بن سہیل بن عمرو اور ان کے ساتھیوں کے پاس پیغام بھیج کر (ان کو روک دیں کہ وہ قریش کے قافلوں کو نہ لوٹیں اور یا ان کو اپنے پاس بلالیں)۔ نیز انہوں نے کہا جو شخص ہم لوگوں میں سے نکل کر آپ کے پاس آجائے آپ اس کو اپنے پاس رکھ لیں وہ آپ کے لیے حلال ہے بغیر کسی حرج و تکلیف سے رکھ لیں یعنی ان شتر سواروں نے ہمارے اوپر دروازہ کھولدیا ہے ہم نہیں پسند کرتے کہ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی یہ سنت بن جائے کہ لوگ ہمارے راستے کاٹا کریں اور ڈاکے ڈالا کریں ہمارے خلاف۔

جب قریش نے یہ کام کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا۔ تو وہ لوگ جنہوں نے حدیبیہ میں فیصلہ لکھا جانے کے بعد حضور اکرم ﷺ سے تقاضا کیا تھا کہ ابو جندل کو ان کے حوالے کر دیں۔ آج بات ان کی سمجھ میں آگئی تھی کہ ان کے ناپسند کرنے کے باوجود (ابو جندل و دیگر مسلمان ہونے والوں کا) حضور اکرم ﷺ کی اطاعت میں رہنا بہتر ہے (یعنی اگر وہ دیگر مسلمانوں کی طرح حضور کے پاس مدینے میں رہتے تو یہ عذاب تو نہ ہوتا ہمارے قافلے نہ قتل ہوتے نہ ہی لٹتے) اب وہ جان چکے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آج ایک قوت ہے، جس کے ساتھ اللہ نے ان کو شرف اور عزت بخشی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل اور ان کے احباب کے پاس پیغام بھیجا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یوں بددعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وطأتك عَلٰى مُضَرَ مِثْلَ سِنِيْ يُوْسُف

اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے یوسف علیہ السلام کے برسوں کے قحط کی طرح۔

راوی کہتے ہیں کہ اس بددعا کے بعد وہ لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے (قحط اور بھوک کی وجہ سے) اونٹوں کے بال خون میں لتھڑ کر آگ میں بھون کر کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس وقت ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ جو لوگ ہمارے پاس غلہ و خوراک کا سامان لاد کر لاتے تھے یا تو وہ مارے گئے ہیں اور جو موجود نہیں وہ یا خوف زدہ ہیں۔ اس قدر کی آپ کی قوم قریش بھوک سے مر رہی ہے۔ آپ لوگوں کو امان دیں تاکہ امن کی حالت میں قافلے بار برداری کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو امان دی اور لوگ تجارتی نقل و حمل کرنے لگے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبد صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو عبداللہ بن رجاء نے ان کو حرب یحییٰ سے ان کو ابوسلمہ نے یہ کہ ابوہریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھتے تھے تو آخری رکعت میں رکوع کے بعد یوں دعا کرتے تھے۔ اللّٰھم نجّ الولید بن الولید الخ۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ عیاش بن ابوربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما۔ اے اللہ ان کے برسوں کو یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط والے سالوں کی طرح قحط زدہ فرما۔ آپ ﷺ مسلسل اسی طرح دعا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو نجات دی اس کے بعد ان کے لئے دعا کرنا چھوڑ دی تھی۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۸۔ فتح الباری ۸/ ۲۲۶۔ مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۲۹۵۔ ابوداؤد۔ باب صلوٰۃ الوتر۔ حدیث ۱۴۴۲۔ ص ۲/ ۶۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو نصر بن علی نے ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد نے ان کو عباد بن منصور نے ان کو قاسم بن محمد نے ابوہریرہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے پھر انہوں نے کمزوروں کے لئے دعا کرنے کا ذکر کیا پھر فرماتے تھے اے اللہ اپنی پکڑ سخت فرما مضر پر اور پکڑ ان کو قحط سالی کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط کی طرح۔ لہٰذا انہوں نے اونٹوں کی پشم خون آلود کر کے آگ میں جلا کر کھائے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے کہا کہ اس سے مراد ہے خون اور اونٹوں کے بال۔

باب ۱۰۴

غزوۂ ذِی قَرَدْ [1]

یہ اس وقت ہوا تھا جب ذی قرد کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو جو چر رہی تھیں عُیینہ بن حصن فزاری یا اس کا بیٹا چند آدمیوں کے ساتھ مل کر بھگا کر لے گئے تھے گھڑ سواروں کی جماعت میں یہ مقام غابہ یعنی درختوں کے جھنڈ کے پاس ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمر و محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا سلمہ سے وہ کہتے ہیں میں پہلی اذان سے بھی پہلے

---

[1] اس غزوہ کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۸۰۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۳۹۔ بخاری ۵/ ۱۳۰۔ مسلم۔ بشرح النووی ۱۲/ ۱۷۳۔ مغازی للواقدی ۲/ ۵۳۷۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۷۶۔ تاریخ طبری ۵۹۶۔ ابن حزم ۱/ ۲۰۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۰۵۔ نہایۃ الارب ۱۷/ ۲۰۱۔ شرح المواہب ۲/ ۱۱۳۔ عیون الاثر ۲/ ۱۱۳۔ سیرۃ حلبیہ ۳/ ۴۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۱۴۹۔

(صبح ہی صبح منہ اندھیرے) (مقام غابہ کی طرف) نکلا جب کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اُونٹنیاں ذی قُرد کے (چشمہ کی طرف) چر رہی تھیں مجھے راستے میں عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا اس نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑلی گئی ہیں، میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑلی ہیں؟ اس نے بتایا کے بنوغطفان کے لوگوں نے پکڑلی ہیں۔

چنانچہ یہ سنتے ہی میں نے تین بار زور سے چیخ کر آواز لگایا صَباحَاہُ (عرب علی الصیم خطرہ ہوجانے پر یہ آواز لگاتے تھے) (اس قدر زور سے چیخا کہ) میں نے مدینے کے دونوں کناروں تک اپنی آواز پہنچادی اس کے بعد میں نے ان کا تعاقب کیا حتی کہ میں نے ان کو پالیا وہ اُونٹنیوں کو پانی پلانا چاہ رہے تھے میں نے ان کو تیر مارنا شروع کئے۔ اور میں تو ٹھیک ٹھاک تیرانداز آدمی تھا میں یہ رجز یہ شعر پڑھتا جاتا تھا اور تیر برساتا جاتا تھا۔

انـــا ان الا کـــوع والیـــوم یـــوم الـــرُّضَّـــع

میں سلمہ بن اکوع ہوں آج کے دن کمینوں کی ہلاکت ہے

میں رجز پڑھتا جارہا تھا حتی کہ میں نے اس سے دودھیل اُونٹنیاں چھڑالیں۔ اور میں نے ان سے تیس چادریں چھین لیں۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھی اتنے میں لوگوں کو ساتھ لے کر آن پہنچے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ان لیٹروں کو تیر مار مار کر بھگا دیا ہے پانی پینے کے لئے چشمے پر نہیں رکنے دیا وہ پیاسے ہیں اسی وقت آپ ان کے تعاقب میں مجاہدین روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے اکوع کے بیٹے جب مال آپ کے قبضے میں آگیا ہے تو بس اب نرمی کیجئے اس کے بعد ہم لوگ واپس مدینے اس طرح لوٹ آئے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے اُونٹنی پر سوار کرلیا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۴۔ فتح الباری ۷/۴۶۰۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۱ ص ۱۴۳۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو ابوعاصم نبیل نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے سے باہر نکلا غابہ کی طرف جانے کا ارادہ تھا میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑلی گئی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس نے پکڑلی ہیں؟ اس نے بتایا کہ غطفان اور فزارہ کے قبیلے کے کچھ لوگوں نے پکڑلی ہیں۔ (بس یہ سنتے ہی) میں پہاڑی پر چڑھ گیا اور چیخ کر آواز لگائی یاصباحاہ۔ (گویا کہ میں نے اہل مدینہ کو خطرے سے آگاہ کردیا) اس کے بعد میں چوروں کے تعاقب میں دوڑ پڑا یہاں تک کہ میں نے ان سے اُونٹنیاں چھڑالیں اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر پہنچ گئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ چور لوگ پیاسے ہیں ہم اس سے پہلے ان کو پکڑلیں کہ وہ اپنے لبوں سے پانی لگائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن الاکوع تم نے اپنے قبضے میں مال لے لیا ہے بس اب نرمی کر لیجئے۔ بیشک وہ لوگ اب غطفان میں جا کر ہی کھانا کھائیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۱۶۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے (ح)۔ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن شیبہ نے ان دونوں کو ہاشم بن قاسم نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا تھا حدیبیہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نکلا اور رباح غلام۔ یعنی طلحہ کے گھوڑے کے ساتھ میں اس کو اُونٹوں کے ساتھ پانی کے گھاٹ پر لاتا تھا وقفے وقفے سے جب اندھیرا ہوگیا تو عبدالرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر لوٹ ڈالی اس نے چرواہے کو قتل کردیا اور جانوروں کو بھگا کرلے گیا اور اس کے ساتھ کچھ دیگر لوگ بھی ساتھ تھے

جو کہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ میں نے کہا اے رباح تم اس گھوڑے پر بیٹھو۔ اور فوراً جاؤ طلحہ کے پاس اور رسول اللہ ﷺ کو جا کر خبر دے کہ ان کے جانور لوٹ لیے گئے ہیں اور میں خود اونچی جگہ پر کھڑا ہو گیا میں نے اپنا رخ مدینے کی طرف کر کے تین بار زور سے چیخا یا صباحاہ۔ اس کے بعد میں اپنی تلوار اور تیروں سمیت لوٹنے والوں کے پیچھے بھاگا۔ میں ان کو تیر مارتا اور ان کی کونچیں زخمی کر دیتا تھا۔

یہ اس وقت جب درخت زیادہ آ گئے۔ جب میری طرف کوئی گھڑسوار آنے لگتا تو میں اس کی تاک میں کسی درخت کی آڑ میں ہو جاتا پھر میں اس کو تیر مارتا جونہی کوئی سوار آتا میں اس کے گھوڑے کی کونچیں زخمی کر دیتا میں تیر مارتا جاتا یہ رجز کہتا جاتا تھا میں ابن اکوع ہوں جان لو آج کے دن میں کمینوں کو سبق سکھا دوں گا یاد رکھو۔ میں ایسے آدمی سے ملا جس کو میں نے تیر مارا اور وہ اپنے سامان میں بیٹھا تھا میں تیر اس کے سامان میں جا پڑا پھر میں نے تیر مار کر اس کے کندھے کو پرو دیا میں نے کہا لیجئے اس کو میں ابن اکوع ہوں آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ جب میں درختوں میں ہوتا تو بھالے کے ساتھ ان کو جلا دیتا تھا جب گھاٹیاں ختم ہو گئیں تو میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور میں نے ان کو پتھر مار مار کر پسپا کیا مسلسل میری اور ان کی یہی حالت رہی میں رجز پڑھتا ان کا تعاقب کرتا رہا۔

حتی کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے سارے جانور اپنے پیچھے چھوڑ دیا اپنے پیٹھ کے پیچھے اس طرح ان کا کامیاب تعاقب کر کے میں نے سارے جانور ان کے ہاتھ سے چھڑا لیے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں مسلسل ان کو تیر مارتا رہا حتی کہ انہوں نے تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے۔ اور تیس سے زیادہ چادر پھینک گئے وہ اس طرح اپنا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے تھے وہ جو بھی چیز پھینک کر بھاگتے میں ان کو پتھر اٹھا کر اس پر نشانی کے طور پر رکھ دیتا تھا پھر میں نے اس سارے سامان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کے راستے پر جمع کر دیا جب چاشت کا وقت لمبا ہو گیا تو اس کے پاس عیینہ بن بدر ضراری آیا ان کی مدد کے لئے جب کہ وہ لوگ اس وقت ایک تنگ گھاٹی (تنگ پہاڑی راستے میں تھے) میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا تھا۔ عیینہ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں انہوں نے اس کو بتایا کہ یہ بڑی سختی ہے جس نے ہمیں سحر کے وقت سے تا حال تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔

اور ہمارے ہاتھ میں جو کچھ تھا سب کچھ چھین لیا ہے۔ اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے یہ سن کر عیینہ نے کہا کہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پیچھے کمک ہے اگر یہ دیکھتا کہ اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے تو یہ نہیں چھوڑ جاتا اتنی دیر تعاقب نہ کرتا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے ایک گروہ اس کے پاس جائے چنانچہ ان میں سے چار افراد کا گروہ پہاڑ پر چڑھ کر میری طرف آیا جب میں نے ان کی آواز سنی تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں سلمہ بن اکوع ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرہ انور کو عزت بخشی ہے تم میں سے جو بھی شخص میری طلب میں آگے بڑھے گا اور وہ مجھے پالے گا اور میں بھی اس کو طلب کروں گا پھر وہ مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ یعنی وہ واپس چلے گئے میں ابھی اسی جگہ سے نہیں ہٹا تھا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھ لیا جو درختوں کو چیرتے ہوئے آ رہے تھے ان میں پہلا شخص اخرم اسدی تھا۔ اس کے پیچھے ابوقتادہ فارس رسول اللہ ﷺ ابوقتادہ کے پیچھے مقداد کیندی تھے۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ مشرکین نے دیکھا تو وہ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ میں پہاڑ سے اُتر آیا۔ اور اخرم کے سامنے آ کر اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ میں نے کہا اے اخرم اب ذرا ان مشرکین کو ڈرائیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ آپ کو کاٹ نہ ڈالیں اس نے ذرا سا توقف کیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔ اخرم اسد مجھ سے کہنے لگا اے سلمہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور یوم آخرت پر بھی اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو تم میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ رہو۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنتے ہی ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اخرم عبدالرحمن بن عیینہ سے جا ٹکرائے اس نے پلٹ کر حملہ کیا اور اخرم کو قتل کر دیا اور عبدالرحمن اخرم کے گھوڑے پر بیٹھ گیا مگر ابوقتادہ نے اس پر حملہ کیا دونوں نیزہ بازی کرتے رہے اس نے ابوقتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور ابوقتادہ نے خود اسی کو قتل کر دیا اب ابوقتادہ اخرم کے گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میں نے دوڑ دوڑ کر پیچھے گیا کہ (میں اپنے دیگر ساتھیوں کو لے کر آؤں)۔

حتی کہ مجھے اصحاب رسول کے گھوڑوں کا غبار نظر آ گیا۔ جو کہ سورج کے غروب سے قبل اس گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے تھے جس میں پانی تھا اس کو ذوقراد کہتے تھے انہوں نے وہاں سے پانی پینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ انہوں نے مجھے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا لہٰذا وہ پانی سے ہٹ آئے انہوں ذی شر کی گھاٹی کی طرف پیٹھ کر دی۔ اتنے میں سورج غروب ہو گیا اتنے میں میں ایک آدمی سے ٹکرایا جس کو میں نے تیر مارتے ہوئے کہا کہ لیجئے اس کو بھی میں ابن اکوع ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے وہ کہنے لگا تیری ماں تجھے کم پائے صبح سویرے سے ابھی تک تو اکوع ہی ہے میں نے کہا جی ہاں اے اپنی جان کا دشمن۔ اور وہ بھی وہی تھا جس کو میں نے تیر مارا تھا میں مسلسل ایک کے بعد دوسرے تیر سے اس کا پیچھا کرتا رہا تھا۔ باقی ان کے پاس دو تیر رہ گئے تھے اور وہ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جنہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا کر لے آیا جب حضور اسی پانی والی جگہ پر تھے جہاں سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا یعنی ذی قرد سے۔

میں نے دیکھا تو حضور پانچ سو افراد کو ساتھ لے کر پہنچے ہوئے تھے اور اس وقت بلال بعض اونٹنیاں ذبح کر چکے تھے ان میں سے جن کو میں چھڑا کر پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ اور وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ان کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے اصحاب میں سے ایک سو آدمی منتخب کرتا ہوں میں کفار پر جھپٹتا ہوں عشاء کے ٹائم ان میں سے کسی شراب پینے والے کو میں نہیں چھوڑوں گا سب کو قتل کر دوں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی اے سلمہ تم ایسا کرو گے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں کروں گا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے روئے مبارک کو عزت بخشی ہے۔

رسول اللہ ﷺ خوشی سے ہنس پڑے حتی کہ میں نے آپ کی آخری داڑھیں بھی دیکھ لیں جیسے دن کی روشنی میں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت ارض غطفان پر مہمانی دیئے جا رہے ہیں۔ پھر ایک آدمی آیا غطفان سے۔ اس آدمی نے کہا کہ فلاں غطفانی کی طرف چلو اس نے مذکورہ بھاگنے والوں کے لئے اُونٹ ذبح کیا ہے جب وہ لوگ اس کی کھال اُتار رہے تھے تو انہوں نے (حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کی آمد کا) غبار اڑتا ہوا دیکھا تو (گھبرا کر) بھاگ گئے اور ذبح کیا ہوا اُونٹ وہیں چھوڑ گئے۔ ہم نے جب صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارے بہترین سوار ابوقتادہ ہے اور بہترین پیدل مجاہد سلمہ بن اکوع ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے سوار اور پیدل کا اکھٹا حصہ دیا۔ اور پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی عضباء پر اپنے پیچھے سوار کیا مدینہ واپس لوٹتے ہوئے جب ہم مدینہ کے ضمرہ کے قریب پہنچے تو انصار کا ایک آدمی ایسا تھا احباب میں سے جس سے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے آواز لگائی کیا کوئی آگے جانے والا ہے جو مدینہ آگے پہنچ کر دکھائے اس نے بار بار آگے سواروں نے نکلنے کی کوشش کی جب کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کیا تم کسی عزت دار کی عزت نہیں کر سکتے ہو اور نہ ہی کسی شریف آدمی کی شرافت کا لحاظ کرتے ہو! اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں۔

سوائے رسول اللہ ﷺ کے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس آدمی سے سبقت کر کے دکھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری مرضی میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں اس کے پاس چنانچہ وہ اپنی سواری سے کود گیا میں نے اپنا پیر دُہرا کیا میں بھی اُونٹنی سے کود گیا یعنی اپنے آپ کو آگے کرنے کی پوری کوشش کی اس کے بعد میں نے دوڑ لگائی حتی کہ میں اس کے ساتھ مل گیا اور میں نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے تھپڑ مارا اور میں نے کہا میں آگے بڑھ رہا ہوں تجھ سے اللہ کی قسم کہتے ہی کہ وہ ہنس پڑے اور کہا کہ میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔ حتی کہ ہم لوگ مدینے میں آ گئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو ابوعامر عقدی نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ریاس بن سلمہ نے ان کے والد سے اس نے اسی حدیث کا معنیٰ مفہوم ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ میں مدینے تک ان سے آگے آگے رہا کہا کہ مدینے جا کر ہم لوگ صرف تین دن ہی ٹھہرے تھے کہ پھر ہم لوگ خیبر کی طرف نکل گئے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۳۵)

محمد بن اسحٰق بن یسار کا خیال

محمد بن اسحٰق بن یسار نے خیال کیا ہے کہ یہ غزوۂ (غزوۂ ذی قرد) غزوۂ بنولحیان کے بعد ہوا تھا اور وہ لوگ بعض مویشیوں کو لائے تھے۔ یہاں تک کہ ایک عورت جس کو ان ڈاکوؤں نے قید کرلیا تھا وہ بھی آن پہنچی۔ وہ عورت (ڈاکوؤں کے بھاگ جانے کے بعد) اس پر سوار ہو کر اس کو لے آئی تھی۔ یہ واقعہ اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے مغازی میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحٰق نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ ابوبکر بن حزم نے اور دیگر نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنولحیان سے واپس آئے تھے تو آپ نے آنے کے بعد صرف چند راتیں ہی قیام کیا تھا کہ بنوفزارہ نے یعنی عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری نے بنوفزار کے کچھ افراد کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اُونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا یہ اونٹنیاں مقام غابہ میں تھیں ان اُونٹنیوں میں بنوغفار کا ایک آدمی (چرواہا) اور اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھے ان غارت گری نے غفاری آدمی (چرواہے) کو قتل کر دیا اور اس کی عورت کو اُٹھا کر لے گئے تھے اور رسول اللہ کی دودھیل اُونٹنیاں بھی ہانک کر لے گئے۔

بس پہلا شخص جو ان سے ٹکرایا تھا وہ حضرت سلمہ بن عمر بن اکوع سلمی تھے۔ وہ اس حال میں دوڑے تھے کہ ان کی کمان بھی ان کے پاس تھی۔ وہ اس دن غابہ کی طرف جارہے تھے جب وہ وداع کی گھاٹی پر چڑھے تو انہوں نے گھڑ سوار دیکھے جو اونٹنیوں میں پھر رہے تھے اور ان کا پیچھا کر رہے تھے وہ ایک چٹان پر چڑھ گئے اور انہوں نے چیخ ماری واصباحاہ۔ الفزع۔ الفزع۔ خطرہ خطرہ یہ آواز رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور آپ ﷺ نے مدینے میں اعلان کر دیا یا خیل اللہ ارکبُو راے خدائی شاہسوار وفوراً سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ پہلا سوار جو تیار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا وہ مقداد بن عمرو بہرانی حلیف بنوزھرہ تھا اس کے بعد مسلسل آپ کے پاس سوار آنا شروع ہو گئے تھے۔

حتی کہ آٹھ سو گھڑ سوار پہنچ گئے۔ ان میں سعد بن زید بنوعبدالاشہل کا بھائی بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو گھڑ سواروں کا امیر مقرر فرمایا اور ان کو ہدایات دی کہ تم لوگ ڈاکوؤں کی تلاش اور تعاقب میں نکلو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آنا چاہتا ہوں سوار چل پڑے اور ڈاکوؤں تک پہنچ گئے۔ ابوقتادہ نے جو بنوسلمہ کے بھائی تھے حبیب بن قتیبہ کو قتل کر دیا۔ اور عکاشہ بن محصن بن عمرو نے اوبار کو اور اس کے باپ کو پالیا وہ دونوں ایک ہی اُونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے عکاشہ نے ایک ہی نیزے سے دونوں کو پرو دیا اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور تحقیق بنواسد میں سے ایک گھڑ سوار جس کا نام اخرم اسدی تھا وہ پہلے ڈاکوؤں تک پہنچ گیا تھا وہ بہترین گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے ڈاکوؤں سے کہا ٹھہرو ٹھہرو اے کمینوں کی اولاد تمہارے اوپر مہاجرین وانصار میں سے تمہارے مالک آجائیں۔ اس پر ایک ڈاکو نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے سوا اور کوئی بھی قتل نہیں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۳۹۔۲۴۱)

ابن اسحٰق کہتے ہیں

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ وہ محمود بن مسلمہ کے گھوڑے پر سوار تھا اس کو ذولمۃ۔ زلفوں والا کہتے تھے۔ جب آدمی قتل ہو گیا تو گھوڑا گھومتا رہا اس پر قادر نہ ہوسکا تو واپس اصطبل میں آ گیا بنوعبدالاشہل میں۔ کہتے ہیں سلمہ بن اکوع اپنی تیراندازی کے ساتھ ان کے سامنے نہ آیا۔ وہ اپنے قدموں پر جما ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا لیجئے یہ تیر میں ابن اکوع ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ جب ان پر کوئی گھڑ سوار حملہ کرتا تو وہ اس سے بھاگ جاتے اور وہ اس سے اپنے تیر کے ساتھ دفاع کرتے پھر ان کے مقابلے پر آجاتے یہاں تک کہ مجاہدین پہنچ گئے اور بعض جانور بھی ساتھ لے آئے۔ لوگ پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ ذی قرد کے پہاڑ کے ساتھ اُتر گئے تھے سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک سو آدمی دے کر چھوڑ دیں میں ڈاکوؤں کو گردنوں سے پکڑ کر لے آتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک ان کو اس وقت غطفان میں شام کے وقت کی شراب پلائی جارہی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ اس مقام پر ایک دن یا دو دن ٹھہرے رہے اور اپنے اصحاب کے درمیان اونٹ تقسیم کئے اور سو آدمی کے لئے ایک ذبح کرنے کے لئے اونٹ دیا انہوں نے اس دن ان کو کھایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ کر آ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۲)

ابن اسحٰق کہتے ہیں

ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے بعض اصحاب نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ نہیں تھا احزم مگر ایک ایسے گھوڑے پر جو تھا عکاشہ بن محصن کا تھا اس کو الجناح کہتے تھے۔ احزم اس دن قتل ہو گیا اور ایک قبیلہ غفاری کی عورت رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر آئی تھی جو کہ رسول اللہ ﷺ کے مال یا اونٹوں میں تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے منت مانی تھی اللہ واسطے کی کہ اگر اللہ نے مجھے اسی پر نجات دے دی تو میں ان کو اللہ واسطے ذبح کر دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا۔ آپ نے اس کو بہت بُری جزا اور بدلہ دینے کا ارادہ کیا ہے ایک تو اللہ نے آپ کو اس پر سواری کروائی ہے دوسرے اس نے تجھے اسی کے ذریعے سے نجات دی ہے۔ بیشک اللہ کی معصیت و نافرمانی میں کوئی نذر و منت واجب نہیں ہوتی۔ اور اس میں بھی نذر واجب نہیں ہوتی جو چیز تیری ملکیت میں نہ ہو اور جب کہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ یہ اونٹنی میری ہے آپ اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جائیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۲۔۲۴۳)

میں کہتا ہوں کہ عمران بن حصین کا کہنا ہے یہی اونٹنی عَضبَاء تھی (یعنی رسول اللہ کی مشہور سواری)۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبداللہ صفار نے ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب اور عارم بن فضل نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو حیری نے اور الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یُعلیٰ نے ان کو ابو ربیع نے ان کو حماد نے ایوب سے اس نے ابو قلابہ سے اس نے ابو المہلب سے اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ عضباء اونٹنی بنو عُقیل کے ایک آدمی کی تھی (تیز رفتار) حجاج کی سواریوں سے سبقت کرنے والی تھی۔ آدمی قید کر کے لایا گیا اور عضباء بھی پکڑ کر لائی گئی۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گذرے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیدی بنا کر باندھا ہوا تھا ایک گدھے کے اوپر جس پر ایک ایک کپڑے کا چیتھڑا ڈالا ہوا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا اے محمد! کس بات پر تم لوگوں نے مجھے اور حاجیوں سے سبقت کرنے والی کو پکڑ لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تجھے تو ہم نے گرفتار کیا ہے تیرے بنو ثقیف کے حلیفوں کی جسارت کی وجہ سے۔

کہتے ہیں کہ بنو ثقیف نے اصحاب رسول میں سے دو آدمیوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ پوچھا کہ کس چیز کی شہادت دیتا ہے اس آدمی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش کہ تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک و مختار تھا تو تو مکمل فلاح پایا جاتا۔ (یعنی اگر تو کلمہ اسلام) اس وقت کہتا قیدی بننے سے پہلے جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو تو مکمل نجات پا جاتا۔ کیونکہ اگر قیدی ہونے سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو تجھے قید کرنا جائز نہ ہوتا۔ لہٰذا تو اسلام اور سلامتی از قید سے کامیاب ہو جاتا اور مال کو غنیمت بنوانے سے بچا لیتا۔ اب جب قیدی ہونے کے بعد تم مسلمان ہو رہے ہو تو اب تیرے قتل کرنے کا اختیار ساقط ہو گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ یہ بات کر کے جانے لگے تو اس نے کہا اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیے۔ اور میں پیاسا بھی ہوں مجھے پانی بھی پلوائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیری حاجت و ضرورت ہے۔ اس کے بعد اس آدمی کو دو آدمیوں کے فدیے اور بدلے کے ساتھ چھوڑ دیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لئے رکھ لیا تھا۔ پھر جب مشرکین نے مدینے کے مال پر غارت ڈالی تو وہ دیگر جانوروں کے ساتھ عضباء کو بھی لے گئے تھے ان لوگوں نے مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قیدی بنا لیا تھا وہ لوگ رات کو ان جانوروں کو اپنے صحنوں میں کر لیتے تھے کہتے ہیں کہ ایک رات کو وہ مسلمان عورت اس وقت جب وہ ڈاکو سو رہے تھے اٹھی جب وہ کسی اونٹ کے پاس جاتی اور اس پر ہاتھ رکھتی یا پیر رکھتی

وہ آواز کرنے لگتا حتی کہ وہ غضباء اُونٹنی کے پاس آئی یہ کمزور اونٹنی تھی اس کے گلے میں گھنٹی بھی تھی وہ عورت اس پر سوار ہو بیٹھی اور اس کو واپس مدینے کی طرف متوجہ کرلیا اور نذر مان لی کہ اگر اللہ نے اس کو نجات دے دی تو وہ اس اُونٹنی کو اللہ واسطے ذبح کردے گی جب مدینے میں آ گئی تو اونٹنی پہچان لی گئی کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی ہے حضور اکرم ﷺ کو عورت کی نذر کی خبر دی گئی خود بھی اس نے یہی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ اس کو برا بدلہ دے رہی ہیں اللہ نے آپ کو اسی کے اوپر نجات دی ہے کیا اسی لیے کہ اس کو ذبح کردو نہیں نہیں اللہ کی نافرمانی میں کسی نذر کا پورا کرنا لازمی نہیں ہے نہ ہی اس چیز میں نذر کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوربیع زہری سے۔ (مسلم۔ کتاب النذر۔ حدیث ۸ ص ۳/۱۲۶۲۔۱۲۶۳)

شاہسواران رسول نے اس موقع پر شدید قتال کیا

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ عیینہ بن بدر فزاری نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر لوٹ ڈالی تھی حالانکہ اھل مدینہ غابات میں تھے یا اس سے قریب تھے اور کہا جاتا ہے کہ مسعدہ فزاری ان کی قوم کا سردار تھا (یعنی ڈاکوؤں کا) رسول اللہ ﷺ مدینے سے نکلے ان کی تلاش میں آپ کے ساتھ مسلمان بھی تھے ان میں سے آدمیوں کے گروہ نے جلدی کی آگے چلے گئے ان کے امیر سعد بن زید بنوعبدالاشھل کے بھائی تھے انہوں نے ان ڈاکوؤں کو پالیا۔ ابوقتادہ نے مسعدہ کو جھپی میں لے کر پکڑ لیا اور اللہ نے اس کو ابوقتادہ کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔ اور ابوقتادہ نے اپنی سرخ رنگ کی چادر لی اور مقتول کے اوپر ڈال دی قتل کرنے کے بعد۔

اس کے بعد وہ مویشیوں کے پیروں کے نشانات کے پیچھے پیچھے دوڑ پڑے جب پیچھے سے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ جو مسلمان تھے وہ پہنچے تو ابوقتادہ کی چادر دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ابوقتادہ قتل ہو گئے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ابوقتادہ نے اس کو قتل کر کے اپنی چادر اس پر ڈال دی ہے تاکہ آپ لوگ یہ جان سکو کہ ابوقتادہ نے ہی اس کو قتل کیا ہے چنانچہ انہوں نے اس مقتول کو بھی چھوڑ دیا اور اس کے سامان کو بھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے دشمنوں کو پھر پالیا اور مال مویشیوں کو بھی انہوں نے سخت قتال کیا اور مویشی چھڑا لیے۔ اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ نے مسعدہ کی عورت فرقہ نامی کو بھی قتل کر دیا تھا اس دن مسلمانوں میں سے اجدع محرز بن نضلہ قتل ہو گئے تھے ان کو اوبار نے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد عکاشہ بن محصن نے حملہ کیا انہوں نے اوبار کو اس کے بیٹے عمر سمیت قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ باپ بیٹا دونوں آگے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوئے تھے (انہوں نے ایسا تیر مارا کہ وہ دونوں کے پار ہو گیا تھا)۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اسی کے مفہوم کو ذکر کیا ہے ابوالاسود نے عروہ سے ابو قتادہ کے بارے میں اور ان کے مسعدہ کو قتل کرنے کے بارے میں۔ اور احزم کو قتل کیا تھا اور بار نے یعنی محرز بن نضلہ احدع کو اور پھر عکاشہ بن محصن نے قتل کیا تھا اوبار کو اور اس کے بیٹے کو۔

(۷)　ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور نہیں ذکر کیا سعد بن زید کو۔

(۸)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابواحمد علی بن محمد بن عبداللہ بن حبیب ازوتی نے مقام قزو میں ان کو سیف بن قیس بن ریحان مروزی نے ان کو عکرمہ بن قتادہ بن عبداللہ بن عکرمہ بن عبداللہ بن ابوقتادہ انصاری نے ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے اس نے عبداللہ بن ابوقتادہ سے یہ کہ ابوقتادہ نے اپنا گھوڑا خریدا تھا ان مویشیوں میں سے جو مدینے میں داخل ہوئے تھے چنانچہ ان کو مسعدہ فزاری ملا تھا اور کہنے لگا اے ابوقتادہ یہ کیسا گھوڑا ہے یعنی کس لئے ہے ابوقتادہ نے کہا کہ یہ اس لئے ہے تاکہ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے تیار رکھوں۔

مسعدہ نے کہا تھا کس قدر تمہارا قتل ہونا آسان ہے اور تم کس قدر اپنے قتل ہونے کے لئے تیار رہتے ہو۔ ابوقتادہ نے یہ سن کر کہا خبردار میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں اسی پر سوار ہو کر تم سے لڑ کر تمہیں قتل کروں اس نے کہا تھا۔ آمین

ایک دن ابوقتادہ اپنی چادر کے دامن میں کھجوریں ڈال کر اپنے گھوڑے کو کھلا رہے تھے کہ یکایک اپنا سر اُوپر اُٹھایا اور کان کھڑے کیے ابوقتادہ نے کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے گھوڑے کی بومحسوس کی ہے۔ مگر ان کی والدہ نے کہا اے بیٹے جاہلیت کے دور میں ہماری طرف کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھتا تھا اب جب کہ محمد ﷺ آگئے ہیں اب کوئی ہماری طرف کیسے آئے گا اتنے میں گھوڑے نے پھر اپنا سرُ اٹھایا اور کان کھڑے کیے ابوقتادہ نے کہا اللہ کی قسم اس نے کسی دشمن کے گھوڑے کی بومحسوس کی ہے۔ اس نے اس کی زین اس پر کسی اسے تیار کیا اپنے ہتھیار زیب تن کیے پھر اٹھا حتی کہ اس مقام پر آیا جس کو زوراء کہتے تھے وہاں پر اس کو صحابہ کرام میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا اے ابوقتادہ اپنے گھوڑے کو تیز کر نبی کریم کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ان کی تلاش میں جا رہے ہیں ابوقتادہ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اس صحابی نے ثنیہ کی طرف ارشارہ کیا اس نے گھوڑے بھگایا جا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ مقام ذباب پر صحابہ کی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس نے اپنے گھوڑے کو آزاد کیا اور چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا چلتے رہو ابوقتادہ اللہ آپ کا ساتھی ہو ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں (حضور اکرم کے کہنے پر) روانہ ہو گیا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انسان ہمارا راستہ روک رہا ہے بس ہم نے جلدی سے لشکر پر حملہ کر دیا۔ انس نے مجھ سے کہا اے ابوقتادہ آپ کہتے ہیں۔ بہرحال یہ قوم ایسی ہے کہ ہمیں ان کے ساتھ لڑنے کی باقت نہیں ہے ابوقتادہ نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ میں بیٹھا ہوا ہوں حتی کہ نبی کریم ﷺ آجائیں میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ تم ایک کونے میں جکڑے پڑے ہو اور میں دوسرے کونے میں۔ یہ کہتے ہوئے ابوقتادہ کود کر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور قوم کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور انہیں تیر مار کر گرادیا۔ جوان کی پیشانی پر لگا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا بھالا کھینچا میں گمان کرتا ہوں کہ میں نے کوئی لوہا کھینچا ہے اور میں اپنے رُخ پر روانہ ہو گیا۔ میں زیادہ دیر نہیں ٹھرا تھا کہ میرے سامنے ایک گھڑ سوار نمودار ہوا جو تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا اور بھاری ہتھیار سے لیس تھا سر پر خوذ تھا اس نے مجھے پہچان لیا میں نے اس کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ اللہ نے تجھے مجھ سے ملوادیا ہے اے ابوقتادہ اتنے میں اس نے اپنا چہرہ کھولا تو وہ مسعدہ فزاری تھا (ڈاکوؤں کا سردار) اس نے مجھ سے کہا کہ میں کیا کروں تیرے ساتھ ہم آپس میں تلوار کے ساتھ مقابلہ کریں۔ یا نیزہ بازی کریں یا با ہم کشتی کریں۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ اللہ کے سپرد ہے اور تیری مرضی پر ہے جب تم چاہو کہتے ہیں مسعدہ نے کہا کہ بلکہ جسمانی مقابلہ ہوگا کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سواری سے چھلانگ ماردی میں نے اپنی سواری پر سے چھلانگ مارلی میں اپنی سواری اور ہتھیار کسی شئی کے ساتھ اٹکادیئے اس نے بھی اٹکادیئے اس کے بعد ہم نے مقابلہ شروع کر دیا زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اللہ نے مجھے کامیابی دی اس کے اوپر۔ کہ میں اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔

اللہ کی قسم میں اہم ترین آدمی تھا اس کو اپنی بغل میں دبانے والا میں نے اس کو دبائے ہوئے یہ سوچا کہ اگر میں اپنی تلوار لینے کے لئے اُٹھتا ہوں تو یہ اپنی تلوار لینے کے لئے بھی اٹھے گا میں دو لشکروں کے مابین تھا میں خطرے میں تھا کہ کوئی مجھ پر ٹوٹ پڑے گا۔ اچانک میں نے محسوس کیا کہ میرے سر پر کوئی چیز آن لگی ہے اس وقت ہم دونوں گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ لڑتے لڑتے ہم لوگ مسعدہ کے ہتھیار کے پاس جا پہنچے میں نے اپنا ہاتھ اس کی تلوار پر مارا جب اس نے دیکھا کہ تلوار میرے ہاتھ میں آگئی ہے تو اس نے کہا اے ابوقتادہ اب مجھے زندہ رہنے دیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم کیا جہنم کے طبقہ (ہاویہ) میں تیری ماں جائے گی اس نے کہا اے ابوقتادہ میرے بچے کہاں جائیں گے؟ میں نے کہا کہ جہنم میں۔

ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا اور میں نے اس کو اپنی چادر میں لپیٹا اور اس کے کپڑے چھین کر خود پہنے اور اس کے ہتھیار خود لیے اور اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جب ہم لوگ باہم لڑ رہے تھے تو اس وقت میرا گھوڑا کہیں گم ہو گیا اور چلا گیا تھا۔ میں لشکر کی طرف لوٹا تو دیکھا کہ ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ کہتے ہیں کہ پھر میں سیدھے چلا گیا تھوڑی دیر میں نے مسعدہ کے بھتیجے کو دیکھا وہ شرہ گھڑ سواروں کے بیچ میں آ رہا تھا۔

میں نے ان کو روکنے کا اصرار کیا چنانچہ وہ رک گئے جب میں ان کے قریب ہوا تو میں نے ان پر اچانک حملہ کر دیا میں نے مسعدہ کے بھتیجے کو نشانہ مارا جس سے میں نے اس کی کمر توڑ دی جس سے اس کے ساتھی بھاگ گئے اور میں نے اپنے نیزے سے اونٹنیاں ہانک کر لے آیا۔

ابوقتادہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور جو صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ مخالف لشکر نے جب دیکھا تو بھاگ گئے ابوقتادہ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ لشکر کی جگہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ابوقتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کٹی پڑی ہیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے پاس رک گئے۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام آئے جب اس مقام پر پہنچے جہاں ہم لوگ لڑتے رہے تھے تو ظاہری طور پر انہوں نے دیکھا کہ ابوقتادہ اپنے کپڑے میں ڈھکا ہوا ہے کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ ابوقتادہ شہید کر دیا گیا ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوقتادہ پر رحم فرمائے وہ دشمن کے تعاقب میں ہے اور رجز پڑھ رہا ہے۔ پس ان میں شیطان میں داخل ہو گیا بایں صورت کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ابوقتادہ کا گھوڑا زخمی پڑا ہے اور ابوقتادہ کی چادر اس کے اوپر ڈھکا ہوا ہے۔ (فوراً ان کو یقین ہو گیا کہ ابوقتادہ ہی قتل ہوا پڑا ہے) کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب اور ابوبکر صدیق دوڑے انہوں نے لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مسعدہ فزاری کی لاش ہے۔ اللہ کی قسم میں نے منظر دیکھا تو خود ہی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا کہ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

یارسول اللہ ﷺ یہ مسعدی کی لاش ہے۔ لوگوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ ابوقتادہ ہمارے سامنے اُونٹنیوں کو ہانکتے ہوئے نمودار ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع پر دعا دیتے ہوئے فرمایا تیرا چہرہ فلاح وکامیابی سے ہم کنار ہوا اے ابوقتادہ۔ ابوقتادہ گھڑسواروں کا سردار ہے اللہ تیرے اندر برکت عطا کرے اے ابوقتادہ اور تیرے بیٹوں میں اور تیرے پوتوں میں۔ میرا گمان ہے کہ کہا تھا تیرے بیٹوں میں اور تیرے پوتوں میں۔ یہ کیا ہوا تیرے چہرے پر اے ابوقتادہ؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان یہ مجھے تیر لگا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو عزت عطا کی ہے، جسقدر بھی عطا کی ہے میں نے یہ گمان کیا تھا کہ میں نے اس کو کھینچ لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریب آ جائیے اے ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا آپ ﷺ نے نہایت ہی آرام سے اس پھل کو نکال لیا رسول اللہ ﷺ نے اسی پر اپنا لعاب دہن لگایا اور زخم کے اُوپر اپنی ہتھیلی رکھ دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے نبوت کے ساتھ ایسے لگا جیسے نہ تو مجھے کبھی چوٹ لگی تھی اور نہ ہی مجھ پر کوئی زخم ہوا تھا۔

مجموعہ ابواب غزوۂ خیبر ۱۰۵

غزوۂ خیبر کی تاریخ [۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی کمال قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے حدیبیہ سے تو وہاں پر صرف بیس راتیں یا اس کے قریب قریب ہی ٹھہرے تھے اس کے بعد وہ وہاں سے خیبر کی طرف جہاد کے لئے چلے گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو خیبر کے فتح ہونے کا وعدہ دیا تھا حالانکہ آپ ابھی تک حدیبیہ میں ہی تھے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۹۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۸۱۔

[۱] اس غزوہ کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۱۰۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۳۔ مغازی للواقدی ۲/۶۳۳۔ بخاری ۵/۱۳۰۔ مسلم۔ بشرح النووی ۱۲/۱۶۳۔ تاریخ طبری ۳/۵۔ انساب الاشراف ۱/۱۷۶۔ ابن حزم ۱/۱۶۹۔ عیون الاثر ۲/۱۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۸۱۔ شرح المواہب ۲/۲۱۷۔ عیون الاثر ۲/۱۱۳۔ سیرۃ شامیہ ۵/۱۸۰۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے ان کو حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے ان کو حدیث بیان کی یعقوب نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے۔ کہ یہ ذکر ہے نبی کریم ﷺ کی مغازی (جنگوں) کا وہ جن میں آپ نے قتال کیا تھا (ابن شہاب) نے ان کو ذکر کیا ہے اور کہا کہ ان سب میں آپ ﷺ نے قتال کیا۔ اس کے بعد حضوا کرم ﷺ نے قتال کیا خیبر والے دن سنہ چھ میں۔ (ابن شہاب نے) اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن ربیع نے ان کو ابن ادریس نے ابن اسحٰق سے ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کا آغاز محرم کے عقب میں ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ صفر کے آخر میں آئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۸۳/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ سے اس نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں سے اس کو حدیث بیان کی ہے اکھٹے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال واپس لوٹے تو ان پر سورۃ فتح نازل ہوئی تھی مکے اور مدینے کے درمیان اللہ عزوجل نے حضورا کرم ﷺ کو اس میں یہ (پیشن گوئی) عطا فرمائی تھی۔

وعدكم الله مغانم كثيرةً تأخذونها فعجل لكم هذه

اللہ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے کثیر غنیموں کا جنہیں تم حاصل کرو گے بس اس نے تمہارے لیے جلدی کی ہے اسکی۔

یہ خیبر ہی مراد تھی۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تھے ذی الحجہ میں حضورا کرم ﷺ کچھ دن مدینہ میں رہے اس کے بعد محرم میں خیبر کی طرف چلے گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ مقام رجیع میں جا اترے تھے یہ ایک وادی تھی خیبر و عطفان کے درمیان۔ آپ ﷺ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ کہیں غطفانی ان پر حملہ نہ کردیں آپ ﷺ نے رات اس وادی میں گذاری صبح ہوگئی تو آپ ان کے پاس گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی مفہوم میں اس کو واقدی نے روایت کیا ہے اپنے شیوخ سے سن سات ہجری کے اول کے بارے میں آپ کے خروج کے بارے میں۔ (مغازی للواقدی ۶۳۳/۲)

باب ۱۰۶

رسول اللہ ﷺ کا خیبر کی طرف روانہ ہوتے وقت

مدینہ پر سباع بن عُرفطہ کا نائب بنانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن علی مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو وہیب نے ان کو خثیم بن عراک نے اپنے والد سے اس نے بنوغفار کے ایک گروہ سے انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوھریرہ مدینے میں آئے حالانکہ اس وقت نبی کریم ﷺ مدینے سے خیبر کی طرف جا چکے تھے اور آپ نے مدینے پر بنوغفار کے ایک آدمی کو خلیفہ بنا دیا تھا اس کا نام سباع بن عُرفطہ تھا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو صبح کی نماز میں آکر پایا تھا اس نے پہلی رکعت میں کھیعص پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھی تھی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا (دل میں) میری نماز میں (سورۃ ویل) پڑھی گئی ہے فلاں آدمی کے لئے تو واقعی

ہلاکت ہے کہ اس کے پاس تو واقعی دُہرا پیمانہ رکھا ہوا ہے وہ جب کسی سے ماپ کر لیتا ہے تو پورے پیمانے کے ساتھ لیتا ہے اور جب وہ کسی کو ماپ کر دیتا ہے تو ناقص پیمانے کے ساتھ دیتا ہے۔

جب ہم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم سباع بن عرفطہ کے پاس آئے انہوں نے ہمارے لیے سفر میں جانے کے لئے کچھ سامان تیار کر کے دیا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے حالانکہ خیبر اس وقت فتح ہو چکا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے (اس بارے میں) بات کی اور انہوں نے ہم لوگوں کو اپنے اپنے حصص میں شریک کر لیا۔

باب ۱۰۷

حضور اکرم ﷺ کی خیبر کی طرف روانگی۔ اور خیبر تک رسائی

اور رسول اللہ ﷺ کا اس کی فتح سے قبل اپنے اصحاب کو فتح کا وعدہ دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو بکر احمد بن اسحٰق فقیہ نے ان کو محمد بن غالب نے ان کو عبداللہ نے مالک سے اس نے یحییٰ بن سعید سے اس نے بشیر بن یسار سے یہ کہ سوید بن نعمان سے اس کو خبر دی ہے کہ وہ خیبر والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ جب مقام صہباء پر پہنچے تھے۔ وہ مقام خیبر کے قریب تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی تھی پھر آپ نے کھانے پینے کا سامان منگوایا۔ مگر ستو کے سوا کچھ بھی نہ لایا گیا آپ نے حکم دیا اسے گھولا گیا رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور ہم لوگوں نے بھی کھایا اس کے بعد آپ ﷺ نماز مغرب ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے کلی کی ہم لوگوں نے بھی کلیاں کیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے نماز ادا کی مگر وضو نہیں کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن سلمہ قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۵۔ فتح الباری ۷/۴۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے ان کو ابو یعلیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو محمد بن عباد نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید ابو عبید مولیٰ سلمہ سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تھے ہم لوگ رات کو چلے تھے قوم میں سے ایک آدمی نے عامر بن اکوع سے کہا تھا کہ کیا آپ ہمیں اپنی کچھ ضمنیاں (کہی ہوئی باتیں) نہیں سنوائیں گے مطلب یہ تھا کہ وہ شاعر آدمی تھے۔ لہٰذا وہ اُترے اور وہ لوگوں کو جوش دلایا اور کہا۔

اَللّٰھُم لَوْلَا اَنتَ مَا اھْتَدَیْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فاحفر فذالك ما اقتفينا	وثبت الاقدام ان لاقينا
والقين سكينة علينا	انا اذا صيح بنا اتينا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے نہ ہی ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔ بس تو ہی ہمیں پناہ دے ہم تیرے لیے قربان ہو جائیں گے مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے اور ہمارے قدموں کو جمائے رکھنا اگر ہم دشمنوں سے ٹکرائیں اور مقابلہ کریں اور ہمارے اوپر سکینہ واطمینان قلب ڈال دینا۔ بیشک ہم وہ ہیں کہ جب بھی ہمیں پکارا جائے گا ہم ضرور آئیں گے۔ پکارنے کے ساتھ ساتھ ہماری مدد کو آ جاؤ (لوگو)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے یہ آگے آگے جانے والا صحابہ نے بتایا کہ یہ عامر ہے حضور اکرم ﷺ نے دعا دی اللہ اس پر رحم فرمائے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ واجب ہوگئی ہے کاش کہ آپ ہمیں بھی اس دعا سے نواز دیتے۔ کہتے ہیں کہ پھر ہم لوگ خیبر میں آئے ہم لوگوں نے اھل خیبر کا محاصرہ کیا اس وقت ہمیں شدید بھوک لگی۔ اس کے بعد اللہ نے خیبر کو مسلمانوں پر فتح کر دیا جب اسی دن شام کا وقت ہو گیا جس دن ان پر فتح ہوئی تھی۔ لوگوں نے بہت ساری آگ جلا دی۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسی آگ ہے یعنی کس بات پر تم لوگوں نے آگ جلائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گوشت کے لئے آپ نے پوچھا کہ کیسے گوشت کے لئے یا کس چیز کے گوشت کے لئے لوگوں نے بتایا یہ گھریلو گدھوں کا گوشت ہے (کیونکہ اس وقت لوگ کھایا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گوشت کی ہانڈیاں اُلٹ دو یعنی گوشت گرادو اور ان کو توڑ دو۔ ایک آدمی نے کہا کیا اس کو اُلٹ دیں؟ گوشت گرا کر برتن دھولیں؟ کیا یہ بھی کریں گے؟ یا یوں مطلب ہے کہ۔ یا ایسے ہی کر لیں۔

کہتے ہیں کہ۔

جب لوگوں نے صف بندی کی (جنگ کے لئے) عامر کی تلوار میں چھوٹا پن تھا (یا گھاؤ تھے) انہوں نے اس کو پکڑ وایا مساق یہودی کو تا کہ اس کو مارے ان کی تلوار کی نوک عامر کے گھٹنے کی ہڈی پر لگی جس سے ان کی موت واقع ہوئی جب واپس لوٹ آئے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھیسٹے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ عامر کے عمل تباہ ہو گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں یہ بات کس نے کہی ہے میں نے کہا کہ فلاں نے اور اُسید بن حضیر انصاری نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غلط کہا ہے جس نے ایسے کہا ہے۔ بلکہ اس کے لئے دُہرا اجر ہے اور حضور اکرم ﷺ نے یہ کہتے ہوئے دونوں اُنگلیوں کو بھی اکھٹا کر لیا تھا (فرمایا) کہ بیشک کہ وہ سخت کوشش و محنت کرنے والا مجاہد تھا۔ عربوں میں کم لوگ اس کی مثال گذرے ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے۔ (مسلم۔ کتاب الصید۔ حدیث ۳۳ ص ۱۵۴۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسلمہ حاتم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۶۳۔۴۶۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ان کو عبدوس بن حسین بن منصور نسیاپوری نے ان کو ابو حاتم رازی نے ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۷۔ فتح الباری ۷/۴۶۷)

ان کو حمید طویل نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خیبر میں پہنچے جب ہم نے صبح کی اور ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوئے ہم لوگ بھی سوار ہوئے ادھر سے حضور نکلے اور ادھر سے صبح کے وقت اہل خیبر نکلے اپنے بیلچے اور کدال لے کر جیسے وہ حسب معمول نکلتے تھے اپنی زمینوں میں (کام کرنے کے لئے کھیتی باڑی کے اوزار لے کر) اچانک انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم محمد آ گیا ہے اور لشکر آ گیا ہے۔ لہٰذا وہ واپس اپنے شہر کی طرف بھاگے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا ہے اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا ہے۔ ہم لوگ جس کسی قوم کی سرزمین پر اُترتے ہیں تو بری ہوتی ہے وہ صبح ڈرائے ہوئے اور انتباہ کئے ہوئے لوگوں کی حضرت انس فرماتے ہیں کہ سواری پر ابو طلحہ کے ساتھ میں پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے قدم برابر کی سواری پر بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو لگ رہے تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے انصاری صحابی سے پوچھا کہ یہودیوں نے کہا تھا محمد آ گیا ہے اور خمیس آ گیا ہے اس کا کیا مطلب ہے اس نے بتایا کہ جُند اور جیش یعنی لشکر مراد ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابواحمد ابومحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو ابوبکر نے ان کو مالک نے حمید طویل سے ان کو انس بن مالک یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر کی طرف نکلے تھے تو وہاں رات کو پہنچے تھے اور آپ جب رات کو کسی قوم پر پہنچتے تھے تو رات کو ان پر غارت نہیں ڈالتے تھے بلکہ صبح ہونے دیتے تھے حضور اکرم ﷺ نے جب صبح کی تو یہودی اپنے بیلچے اور کدالیں لے کر (اپنی زمینوں کی طرف) نکلے انہوں نے جب حضور اکرم ﷺ کو صحابہ کو دیکھا تو بولے محمد آگیا ہے اور لشکر آگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہوگیا ہے (یعنی ابھی ہوجاتا ہے) ہم لوگ جب کسی قوم کی سرزمین پر اترتے ہیں تو وہ بری صبح ہوتی ہے ڈرائی ہوئی اور انتباہ کی ہوئی قوم کے لئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۷۔ فتح الباری ۷/ ۴۶۷)

مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عبدالعزیز بن صہیب وغیرہ سے اس نے انس سے۔ کتاب الجہادی۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابراہیم بن اسماعیل بن محمد انصاری سے اس نے صالح بن کسان سے اس نے ابومروان اسلمی سے اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قریب پہنچے اور ہم نے اس کو سامنے دیکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا ٹھہر جاؤ لوگ ٹھہر گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے دعا کی :

اللھم رب السموات السبع وما اظللنا ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن فانا نسألك خیر ھذہ القربه وخیر اھلھا وخیر مافیھا ونعوذبك من شرھذہ القریة وشر اھلھا و شرمافیھا۔

اَقْدِموا موذ بِسْمِ اللّٰه

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۳)

اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور ان تمام چیزوں کے جو ہم پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ اے ساتوں زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے جو ان سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور جنوں اور شیاطین کے رب اور جو کچھ وہ گمراہ کرتے ہیں۔ بیشک ہم تم سے اس بستی کی خیر کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس کے رہنے والوں کی خیر و بھلائی کا اور ان چیزوں کی خیر کا جو کچھ اس میں ہے۔ اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو کچھ اس میں ہے۔ آگے بڑھو بسم اللہ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابیوردی نے ان کو محمد بن فضل نے مسلم اعور ملائی سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار کی مزاج پرسی کرتے تھے۔ دفن کے لئے جنازے کے پیچھے پیچھے جاتے تھے غلاموں کی دعوت اور بلانے پر چلے جاتے تھے۔ گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔ بنو قریظہ اور بنو نظیر سے ٹکراؤ والے دن آپ گدھے پر سواری کر رہے تھے جنگ خیبر والے دن میں گدھے پر سوار تھے جس کو کھجور کی چھال کی رسی کی نکیل ڈالی ہوئی تھی اور آپ کے نیچے کھجور کی چھال سے بنا ہوا پلان تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۴)

☆☆☆

باب ۱۰۸

۱۔ خیبر کے قلعوں کی طرف سرایا کا بھیجا جانا۔
۲۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ان کے فتح ہونے کی خبر دینا۔
۳۔ حضور اکرم ﷺ کا ان کے لئے دعا فرمانا اور اس بارے میں

آثار نبوت اور دلائل صدق کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ محمد بن عبداللہ نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن نعیم نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن اسکندرانی نے ان کو ابو حازم نے ان کو خبر دی سہیل بن سعید نے یہ کہ رسول اللہ نے خیبر والے دن فرمایا تھا کہ میں کل صبح ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں ضرور جھنڈا دوں گا اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ پر فتح دے دے گا وہ اللہ اور رسول اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ ورسول بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رات پھر یہ سوچتے گذاری کہ ان میں پتہ نہیں کس کو جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

جب صبح ہوئی تو سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے یہ امید دل میں لے کر کہ شاید ان میں سے کسی کو مل جائے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ علی بن ابوطالب کہاں ہے؟ کسی نے بتایا کہ یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بندہ بھیج کر ان کو بلایا اور آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی لہٰذا وہ تندرست ہو گئے ایسے جیسے کہ ان کو درد ہوا ہی نہیں تھا حضور اکرم ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ان کے ساتھ لڑتا رہوں گا حتی کہ وہ ہماری طرح یعنی مسلمان ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابھی آپ اپنی جگہ رہیں حتی کہ آپ ان کے صحن میں پہنچ جائیں۔ پھر آپ ان کو اسلام کی دعوت دیجئے۔ اور ان کو خبر دیجئے اللہ کے اس حق کی جو اسلام کے اندر ان پر لازم ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت عطا کردے تو یہ عمل تیرے لیے سرخ اُونٹوں سے بہتر ہوگا اگر تجھے وہ مل جائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۴ ص ۱۸۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابو محمد حاجب بن احمد طوسی نے ان کو عبدالرحیم بن منیب نے ان کو جریر بن عبدالحمید نے ان کو سہیل بن ابو صالح نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل صبح ضرور ایک آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اس پر فتح کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کبھی امیر بننے کو پسند نہیں یہاں تک کہ اسی دن (ان کی خواہش کی تھی) پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کو بلا کر بھیجا۔ اور فرمایا کہ جاؤ تم جا کر جہاد کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتح عطا کرے گا واپس پلٹ کر نہیں دیکھنا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے قتال کرتے رہو حتی کہ وہ یہی کہیں لا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ ۔ جب وہ ایسا کریں تو تو انہوں نے تم سے بچالئے اپنے خون بھی اپنے مال بھی مگر ان کے حق کے ساتھ (خون اور مال لئے جاسکتے ہیں) اور ان کا حساب وکتاب اللہ کے ذمے ہوگا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے سہیل بن ابو صالح سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۳ ص ۱۸۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو قتیبہ نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ خیبر میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے وہ آشوب چشم کی تکلیف میں مبتلا تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا چنانچہ حضرت علی ﷛ روانہ ہو کر حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گئے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ نے فتح عطا کی ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح میں ضرور جھنڈا دوں گا ۔ یا کہا تھا کہ ضرور جھنڈا لے گا ۔ ایک ایسا آدمی جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور اس کا رسول بھی ۔ یا فرمایا تھا کہ اللہ اس پر فتح کرے گا ۔ پھر اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی تھے ہم ان کے بارے توقع نہیں کرتے تھے ۔ لوگوں نے کہا یہ تو علی ہیں ۔ بس رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی ۔

بخاری ومسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے ۔ (بخاری ۔ غزوہ خیبر ۔ مسلم ۔ کتاب فضائل الصحابہ ۔ حدیث ۳۵ ص ۱۸۷۲)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ جوہری نے اور ابوعمرو محمد بن احمد نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوموسیٰ محمد بن مثنی نے ان کو عبدالملک بن عمرو نے ، ان کو عکرمہ بن عمار یمامی نے ایاس بن سلمہ سے ، اس نے ان کے والد سے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن یحیٰی نے ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے اس میں اس نے ان لوگوں کا غزوۂ بنوفزارہ سے واپس آنا بھی ذکر کیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ہم نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف تین راتیں پھر ہم لوگ خیبر کی طرف نکل گئے تھے عامر یہ شعر کہتے ہوئے ۔

تـاللّٰه لـولا اللّٰه مـااهتـد يـنـا ولا تـصـد قـنـا ولا صـلـيـنـا

ونـحـن مـن فـضـلـك مـااستغنينا فـانـزلـن سـكـيـنـة عـلـيـنـا

وثبـت الاقـدام ان لاقـيـنـا

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ھدایت نہ پاسکتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے اے اللہ ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں ہمارے اوپر سکینہ نازل فرما اور اگر ہم دشمن سے ٹکرالیں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما ۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کون شعر کہہ رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ عامر ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے کہتے ہیں انہیں تو مومن کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس طرح مگر وہ شہید ہوگیا ۔ لہٰذا حضرت عمر ﷛ نے کہا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھے کاش کہ عامر کی جگہ ہم ہوتے (اور یہ دعا ہمیں مل جاتی) کہتے ہیں کہ ہم خیبر میں آئے چنانچہ میں جب نکلا (یہودی) اور وہ اپنی تلوار اوپر نیچے کر رہا تھا وہ بھی ازراہ تکبر یہ شعر کہہ رہا تھا ۔

وَلَقَدْ عِلْمَتْ خَيْبَرُ اَنِّي مَرْحَبُ شَـاكِـي السَّلاح بَطَلُ مُجَرَّبُ

اذا الـحـروب اَقبَـلـت تـلـهَّـبُ

قسم ہے کہ خیبر کی یہ جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لدا ہوا تجربہ کار بہادر ہوں ۔ جب جنگیں شعلے بلند کرتی ہوئی آتی ہیں ۔

چنانچہ عامر ان کے مقابلے کے لئے آئے اور وہ کہہ رہے تھے :

قـدعـلـمـت خيـبـرِ انـي عـامـر شـاكـي السـلاح بـطـل مغامـر

خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیاروں سے لیس ہوں جنگ کی شدائد وختیوں میں گھس جانے والا ہوں ۔

چنانچہ عامر اور مرحب کے مابین تلوار کے ساتھ مقابلہ ہوا جس کے نتیجے میں مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر لگی۔ عامر نیچے چلا گیا (یعنی کو اس کو نیچے سے مارنے کے لئے) اس دوران ان کی اپنی تلوار پلٹ کر لگ گئی جس سے ان کی رگ اکحل کٹ گئی جس سے ان کی شہادت واقع ہوگئی۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو کچھ لوگ اصحاب رسول اللہ ﷺ کہہ رہے تھے کہ عامر کا عمل باطل ہوگیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا ہے (یعنی خودکشی کرلی ہے) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ میں رو رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بیشک عامر کے یہ عمل برباد ہوگئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات کس نے کہی ہے؟ میں نے بتایا کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک گروہ نے آپ نے فرمایا کہ غلط کہا ہے جس نے یہ کہا ہے۔ بلکہ اس کے لیے دہرا اجر ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کے پاس بندہ بھیج کر ان کو بلایا حالانکہ ان کی آنکھیں شدید طریقے سے دُکھنے آئی ہوئی تھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کہ میں ضرور جھنڈا اس آدمی کو دوں گا آج جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کو ہاتھ پکڑ کر آگے لے کر آیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ تندرست ہوگیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو جھنڈا دیا کہتے ہیں کہ جب مرحب مقابلے کے لئے سامنے آیا اور اُتر کر شعر کہہ رہا تھا۔

قد علمت خیبرانی مرحب   شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تَلَهَّبُ

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے آراستہ تجربہ کار بہادر ہوں جس وقت جنگیں شعلے بھڑکاتی ہیں

کہتے ہیں حضرت علی مرحب کے مقابلے پر نکلے وہ یہ رجز کہہ رہے تھے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرة   کلیث غابات کریه المنظرة

اوفیهم باالصاع کیل السندرة

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا تھا میں جنگل کی گھاٹیوں کے شیر کی مانند ہوں جو خوفناک صورت پر ہو۔ (یعنی جرأت و بہادری میں حملہ کرنے میں طاقت میں)۔ میں دشمنوں کو وسیع پیمانے پر قتل کرتا ہوں (یا جلدی قتل کرتا ہوں)

حضرت علی نے مرحب کو تلوار مار کر اس کے سر کو دو ٹکڑے کر کے اسے قتل کر دیا اور فتح ہوگئی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحق بن ابراہیم سے اس نے ابو عامر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۳۹۔۱۴۴۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحق سے ان کو بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی نے اپنے والد سے اس نے سلمہ بن عمرو بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قتال کیا پھر وہ لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوسکی انہوں نے سخت کوشش کی تھی۔ اس کے بعد اگلی صبح کو انہوں نے حضرت عمر کو بھیجا ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا انہوں نے قتال کیا وہ بھی واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوئی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آئندہ کل ضرور ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے اور وہ بھی اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔

حضرت سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا وہ اس دن آشوب چشم کی شدید تکلیف میں مبتلا تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور فرمایا کہ اس جھنڈے کو پکڑ یئے اور اس کو لے کر جایئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر فتح کرے گا

وہ اس کو لے کر نکلے اللہ کی قسم بس وہ تکلیف کی وجہ سے بوجھل تھے کہتے ہیں کہ وہ بھاگ رہے تھے اور ہم ان کے پیچھے پیچھے ان کے قدموں کے نشان پر چل رہے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے قلعے کے نیچے ایک سخت پتھر میں جھنڈا گاڑ دیا ایک یہودی نے قلعے کے اوپر سے جھانکا ان کی طرف۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ علی بن ابوطالب۔ چنانچہ اس یہودی نے کہا کہ تیرے لوگ جانتے ہیں جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اُترا ہے۔ حضرت واپس نہ لوٹے اس وقت تک جب تک کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نہ کر دی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۹-۲۹۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے حسین بن واقد مروزی سے اس نے عبداللہ بن بریدہ سے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی ابوبکر صدیق نے جھنڈا لیا وہ واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوسکی ان کے لئے جب دوسری صبح ہوئی تو حضرت عمر نے اس کو لیا وہ بھی واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوسکی۔ اور محمود بن مسلمہ بھی قتل ہو گئے۔ اور لوگ بھی واپس لوٹ آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں ضرور کل ایک آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے گا اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کریں گے وہ واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اس کے لیے فتح ہو جائے گی۔ ہم لوگوں نے خوشی خوشی وہ رات گذاری کہ صبح فتح ہوگی حضور اکرم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد جھنڈا منگوایا اور آپ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ ہم میں سے ہر آدمی جس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی خاص تعلق تھا اس کو یہی امید تھی کہ وہ فتح والا آدمی وہی ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کا انتظار طویل ہو گیا میں نے اچانک اُوپر اُٹھا کر دیکھا کیونکہ مجھے بھی آپ سے قرب تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے علی بن ابوطالب کو بلایا ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد جھنڈا ان کو دیا جس کے بعد فتح ہوگئی میں نے سنا عبداللہ بن بریدہ سے وہ کہہ رہے تھے مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے۔ کہ حضرت علی ہی صاحب مرحب نے (یعنی جنہوں نے اس کو قتل کیا تھا) یونس کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے کہا فتح کے اعتبار سے پہلا قلعہ خیبر کے قلعوں میں سے قلعہ ناعم تھا اس کے پاس محمود بن سلمہ قتل ہو گئے تھے ان کے اُوپر چکی گرگئی تھی جس سے وہ قتل ہو گئے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رازز نے ان کو حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے حسیب بن مسلم ازدی سے ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ بسا اوقات نبی کریم ﷺ کو درد شقیقہ (درد سر جو ایک جانب یا سامنے کے حصہ میں وہاں ہوجاتا تھا۔ اور آپ ایک دن یا دو دن باہر نہیں آئے تھے جب آپ ﷺ خیبر میں اترے تو ان کو درد شقیقہ نے گھیر لیا لہٰذا آپ لوگوں کے پاس باہر نہ آسکے اور ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھا لیا پھر اٹھے اور انہوں نے سخت لڑائی لڑی پھر واپس لوٹ آئے پھر اس کو عمر ﷺ نے لے لیا انہوں نے بھی شدید لڑائی لڑی پہلی سے بھی زیادہ سخت پھر وہ بھی واپس لوٹ آئے حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل صبح ضرور یہ جھنڈا ایسے بندے کو دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول سے بھی اس سے محبت کرتے ہیں وہ شخص اس کو قوت کے ساتھ لے گا (یا یہ وہ فضلیت ہے کہ وہ خیبر کو غلبہ کے ساتھ زبردستی لے لے گا) وہاں پر حضرت علی موجود نہیں تھے قریش نے اس بات کے لئے لمبی امیدیں قائم کیں اور ہر شخص نے ان میں سے اسی بات کی امید قائم کی کہ وہ جھنڈا بردار ہوگا صبح ہوئی تو حضرت علی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آگئے قریب ہی اونٹ کو بیٹھایا وہ آنکھوں کی تکلف میں مبتلا تھے انہوں نے فطری چادر کی دھجی کی پٹی آنکھوں پر کس رکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ آپ کے پیچھے میں آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آیئے آپ نے اس کی آنکھوں میں اپنی تھوک ڈالی وہیں درد ختم ہو گیا اور وہ جہاد کے لئے چلے گئے آپ نے ان کو جھنڈا پکڑوایا وہ جھنڈا لے کر اُٹھے تو ان پر سرخ ارغوان جبہ تھا اس کے اوپر زواں نکلا ہوا تھا۔ خیبر کی بستی پر آئے اور صاحب قلعہ مرحب آیا اس پر یمانی خود تھا اور ایک پتھر جس کا سراخ انڈے کی مثل تھا وہ اس کے سر پر رکھا ہوا تھا اور وہ رجز گا رہا تھا۔ جس کا مفہوم تھا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے مسلح ہوں بہادر تجربہ کار ہوں جب شیر جوش مارتے ہوئے آتے ہیں اور غلبہ کرنے والے کے حملے کو پسپا کر دیتے ہیں۔

مرحب کے جواب میں حضرت علی نے فرمایا تھا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر بہادر) رکھا تھا شدید طاقت والا جیسے بیلے کا شر ہوتا ہے میں دشمنوں کو انتہائی کشادگی کے ساتھ قتل کرتا ہوں۔اس کے بعد دونوں میں تلوار کے ساتھ مقابلہ ہوا علی نے اس کے مارنے سے پہلے اس پر تلوار کی وار کر کے پتھر اور خود کو سمیت اس کے سر کو چیر ڈالا تلوار اس کی داڑھوں تک اتر گئی اور اسطرح انہوں نے خیبر کا قلعہ فتح کر لیا اور واضح رہے کہ اس قلعے کی فتح میں تمام صحابہ کرام خصوصاً ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی محنت اور قربانی بھی شامل تھی بلاشبہ اس روایت میں حضرت علی کی فضیلت ثابت ہے لیکن دیگر عظیم صحابہ کی فضیلت کو یہاں پر نظر انداز کرنا اور صرف حضرت علی کو افضل بتانا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کو بھی نظر انداز کر دینا علی کو فاتح خیبر کہنا جب کہ فاتح کمانڈر ہی ہوتا ہے صرف سپاہی نہیں جب کہ اس جنگ کے کمانڈر خود رسول اللہ ﷺ تھے تو فاتح کا کریڈٹ بھی حضور اکرم ﷺ کو ملنا چاہیے یہی حق وانصاف کا تقاضا ہے۔(از مترجم)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے۔ان کو ابن اسحٰق نے اپنے بعض اھل سے اس نے ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ نکلے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دے کر بھیجا تھا جب وہ قلعے کے قریب آئے۔تو قلعے والے نکل کر ان کے پاس آئے تھے انہوں نے ان سے قتال کیا ایک یہودی نے ان پر وار کیا تو ان کے پاس سے ڈھال گر گئی لہٰذا علیؓ نے قلعے کا دروازہ اٹھالیا اور اس کو ڈھال بنا کر اپنی حفاظت کی وہ ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہا اور وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی اس کے بعد انہوں نے اس دروازے کو پھینک دیا۔میں نے اپنے آپ کو سات افراد میں دیکھا میں ان میں آٹھواں تھا ہم سخت مشقت اور کوشش کرتے رہے کہ ہم اس دروازے کو پلٹ ڈالیں مگر ہم اس کو نہ پلٹ سکے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۰۔ابن کثیر ۴/۱۸۹)

اس میں بے جا مبالغہ ہے (مترجم) ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس میں واضح انقطاع اور جہالت ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعلی حسین بن علی حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ہیثم بن خلف دوری نے ان کو اسماعیل بن موسیٰ سُدی نے ان کو مطلب بن زیاد نے لیث بن ابوسلیم سے ابوجعفر سیس وہ محمد بن علی ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس داخل ہوا انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے کہ حضرت علی نے خیبر والے دروازہ اُٹھالیا تھا۔حتیٰ کہ مسلمان اس قلعے کے اوپر چڑھ گئے تھے اور اس کو فتح کر لیا تھا اور بیشک حال یہ ہے کہ اس کے بعد اس دروازے کو اٹھایا گیا اور چالیس آدمی اس دروازے کو نہیں اٹھا سکے تھے۔فضل بن عبدالوہاب منصب بن فریاد سے اس روایت کا تابع لائے ہیں۔نیز ایک اور ضعیف طریق سے جابر سے روایت ہے کہ اس کے بعد اس پر ستر آدمی جمع ہو کر اس کو وہاں سے ہٹانے کے لئے سخت کوشش کرتے رہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اس نے فہال بن عمرو سے اور حکم نے عبدالرحمٰن ابن ابولیلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی گرمی اور سردی میں عبا پہنتے تھے گرمی کا خیال نہیں کرتے تھے۔میرے پاس میرے احباب آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے امیر المؤمنین سے ایک چیز موٹی دیکھی کیا آپ نے بھی نوٹ کی ہے؟ میں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ شدید گرمی میں ہمارے پاس آتے ہیں اس حالت میں کہ انہوں نے موٹی عبا زیب تن کر رکھی ہوئی ہے وہ گرمی کی پرواہ نہیں کرتے۔اور شدید سردی میں ہمارے پاس آتے ہیں بلکہ دو کپڑوں میں سردی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔آپ نے اس بارے میں کوئی چیز سنی ہے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لیے اپنے والد سے اس بارے میں پوچھ کر بتائیے وہ ان کے ساتھ رات کو بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے ہیں۔میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا۔انہوں نے بھی کہا کہ میں اس بارے میں کوئی چیز نہیں سنی۔

لہٰذا وہ حضرت علی کے پاس گئے رات کو ان کے ساتھ باتیں کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا۔انہوں نے فرمایا کیا آپ ہمارے ہی ساتھ خیبر میں موجود نہیں تھے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں ہم حاضر تھے۔انہوں نے فرمایا کہ آپ نے کیا دیکھا تھا

رسول اللہ ﷺ کو جب انہوں نے ابوبکر کو بلایا تھا اور ان کے لیے جھنڈا باندھا تھا اور ان کو قوم کے پاس بھیجا تھا وہ گئے تھے اور قوم سے مقابلہ کر کے آئے تھے کچھ لوگوں کے ساتھ مگر وہ شکست کھا گئے تھے انہوں نے کہا کہ صحیح ہے۔ پھر کہا کہ اس کے بعد انہوں نے عمر کو بلایا اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو قوم کے پاس بھیجا وہ گئے انہوں نے مقابلہ کیا ان سے قتال کی مگر شکست خوردہ لوٹ آئے اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ضرور ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور رسول پسند کرے گا اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اس پر فتح کرے گا اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا دیا پھر فرمایا۔ اللھم اکفہ الحر و البود ۔ اے اللہ اس کو گرمی اور سردی سے تو کافی ہو جائے اس کے بعد سے نہ مجھے گرمی گرمی لگتی ہے نہ سردی لگتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۲۲/۹)

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو ابوعوانہ نے ان کو مغیرہ ضبی نے اُم موسیٰ سے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت علی سے سنا فرماتے تھے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن مجھے جھنڈا اعطا فرمایا تھا اس کے بعد سے نہ کبھی میرے سر میں درد ہوا نہ مجھے کبھی آنکھوں میں تکلیف ہوئی۔ (الزوائد للبیثمی ۱۲۲/۹)

باب ۱۰۹

۱۔ اہل مغازی وغیرہ میں سے جس نے یہ گمان کیا ہے کہ مرحب یہودی کو حضرت محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔

۲۔ اس کے علاوہ خیبر کے یہود میں سے جو مقابلے پر آئے ان کے قتل کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خیبر والے دن کھڑے ہوئے آپ نے وعظ فرمایا آپ اپنے وعظ کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے علی بن ابوطالب کو بلایا وہ آنکھوں میں شدید تکلیف میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے شفا کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد ان کو جھنڈا دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چلے اور ان کے پیچھے نبی کریم ﷺ کی دعا تھی انہوں نے اپنے نفسوں کو صبر کرنے پر جمائے رکھا جب مسلمان قلعے کے دروازے کے قریب پہنچے تو یہود ان کی طرف اپنی غادیہ کے ساتھ نکلے صاحب غادیہ قتل ہو گیا لہٰذا وہ منقطع ہو گئے اور حضرت محمد بن مسلمہ نے جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے مرحب یہودی کو قتل کر دیا۔ یہ الفاظ حدیث محمد بن فلیح کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے جو بنو حارثہ میں سے ایک تھے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ مرحب یہودی خیبر کے قلعے سے نکلا

اس نے اپنے ہتھیار جمع کرر کھے تھے اور وہ رجز کہہ رہا تھا۔ اس نے مقابلے کے لئے للکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون جاتا ہے اس کے ساتھ مقابلے کے لئے؟ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں میں ایک اچھا تیرانداز ہوں۔ ان لوگوں نے کل میرے بھائی کو قتل بھی کر دیا ہے آپ نے اجازت دی اور دعا فرمائی اے اللہ اس کی مدد فرما ان کے خلاف جب دونوں آدمی سامنے آئے تو دونوں کے درمیان ایک درخت یا اس کا پرانا جھاڑ آ گیا دونوں میں سے پھر ایک دوسرے سے بچنے کے لئے جھاڑ کے ساتھ پناہ لینا جب ایک پناہ لیتا تو دوسرا اس کی سائے کی ٹہنیاں کاٹ دیتا حتیٰ کہ دوسرا سامنے ہو جاتا اس طرح کرتے کرتے صرف درخت کا تنا بچ گیا جیسے کہ کوئی آدمی بیچ میں کھڑا ہے اس کی کوئی شاخ باقی نہیں تھی۔

مرحب نے محمد پر حملہ کیا مگر اس نے ڈھال کے ساتھ اپنا دفاع کر لیا تلوار اس پر لگی اور اس میں پھنس کر رہ گئی۔ اتنے میں محمد بن مسلمہ نے حملہ کیا اور مرحب کو قتل کر دیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محمد نے جب اس کو تلوار ماری تو یہ اجر پڑھتا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں جب چاہو بیٹھا ہوتا ہی ہے اور جب مقابلے پر نکلوں تو میں زہر قاتل ہوتا ہوں اور مرحب نے یہ رجز کہا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے مسلح ہوں اور تجربہ کار مانا ہوا بہادر ہوں جیسے کہ جب شیر غضبناک ہو کر آتے ہیں اور اپنی کو بھار سے نکل کر حملہ کرتے ہیں کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں تو کبھی تلوار مارتا ہوں بیشک کوئی بہادر میرے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو محمد بن فضل نے ابن عبداللہ بن رافع نے بن حدیج نے اپنے والد سے اس نے جابر سے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے زکریا بن زید نے عبداللہ بن ابوسفیان سے اس نے اپنے والد سے اس نے سلمی بن سلامہ سے اور محمد بن یعقوب سے اس نے اپنے والد سے اس نے مجمع بن جاریہ سے سب نے کہا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۸۔ للواقدی ۲/۶۵۵)

حضرت محمد بن مسلمہ نے ہی مرحب یہودی کو قتل کیا تھا۔ (مغازی الواقدی ۲/۲۵۷)

کہتے ہیں کہ محمد بن عمر واقدی نے حدیث نقل کی ہے ابراہیم بن جعفر بن محمود بن محمد بن مسلمہ سے اس نے اپنے والد سے یہ کہ علی بن ابو طالب نے مرحب پر حملہ کیا تھا اور ان کو دروازے کے پاس زخمی کر ڈالا تھا اور علیؓ نے دوسرا دروازہ کھول دیا تھا قلعہ کے دو دروازے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ۔ اور کہا گیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور ان کو کاٹ دیا مرحب نے کہا اے محمد بن مسلمہ مجھے جان سے مار دے محمد بن مسلمہ نے کہا تھا چکھ چکھ تو موت کا مزہ چکھ جیسے میرے بھائی محمود نے چکھا تھا (اس کو بھی یہود نے قتل کیا تھا) محمد بن مسلمہ مرحب کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو زندہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پیچھے سے حضرت علی آئے انہوں نے اس کی گردن الگ کر دی۔ اس کا سامان چھینا ہوا بھی علی نے لے لیا کیونکہ جو قتل کرتا ہے (مقتول کا مسلوبہ سامان بھی وہی لیتا ہے) محمد بن مسلمہ نے اعتراض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کے پیر کاٹ کر زندہ اس لیے چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ موت کی اذیت پاتا رہے۔ میں حالانکہ اس کو پورا پورا قتل کر سکتا تھا۔

حضرت علی نے مان لیا کہ انہوں نے اس کی گردن کاٹی ہے اور اس کے بعد کاٹی ہے جب کہ محمد نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالی تھیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مرحب کا مطلوبہ سامان محمد بن مسلمہ کو دیا تھا اس کی تلوار اس کا نیزہ اور خود اور بضیہ۔ محمد کے پاس مرحب کی تلوار تھی اس پر کچھ لکھا ہوا تھا سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہے لہٰذا تیماء یہودیوں نے پڑھ کر بتایا تھا کہ یہ لکھا تھا یہ مرحب کی تلوار ہے جو اس کا مزہ چکھے گا بچے گا نہیں بلکہ ہلاک ہو جائے گا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسامہ بن زید نے ان کو جعفر بن محمود نے کہ پہلا شخص جو خیبر کے محلات سے مقابلے پر نکلا تھا وہ مرحب کا بھائی حارث تاہ اپنی غادیہ (اپنے گروہ میں) میں اس کو حضرت علی نے قتل کر دیا تھا اور اس کے ساتھی واپس قلعے میں گھس گئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۶۵۵۔۶۵۶)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضل بن عبداللہ بن رافع بن جدیج نے اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ عامر مقابلے پر نکلا تھا وہ لمبا تڑنگا آدمی تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ مقابلے پر آیا کہ عامر نمودار ہوا ہے اور چڑھ آیا ہے کیا تم اس کو دیکھ رہے ہو کہ وہ

پانچ ہاتھ لمبا ہے وہ مقابلے کے لئے للکار رہا تھا۔ علی بن ابوطالب نے اس کے مقابلے پر آئے آپ نے تلوار سے اس پر کئی وار کیے مگر سارے وار خطا ہو گئے چنانچہ انہوں نے اس کی نیزہ پر وار کر کے اس کو گرا دیا پھر اس پر ٹوٹ پڑے قتل کر کے اس کے ہتھیار لے لئے۔ (مغازی ۲/۶۵۷)

(۴) ۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر یاسر نکلا وہ یہ کہہ رہا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں ہتھیاروں سے لیس غارت ڈالنے والا بہادر ہوں جس کے شر گھاٹی سے نکل کر مقابلے پر آتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور دبک کر آنے والا حملہ اپنے سے رہ جاتا ہے۔ میرے حملوں میں موت حاضر ہوتی ہے۔ بی بی صفیہ نے کہا تھا جب زبیر ان کی طرف نکلے تھے یا رسول اللہ کیا یاسر میرے بیٹے کو قتل کر دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تیرا بیٹا اس کو قتل کرے گا انشاء اللہ چنانچہ زبیر نکلے وہ یہ کہہ رہے تھے۔ خیبر جانتا ہے کہ میں آ رہا ہوں زبردست ہوں ایسی قوم کے ساتھ آیا ہوں جو نہ تو فرار ہونے والی ہے اور نہ ہی روندھی جانے والی ہے۔ میں شرافت و نجابت کے محافظوں کا برگذیدہ لوگوں کا بیٹا ہوں اے یاسر تجھے کفار کی جمع ہونا دھوکہ میں نہ ڈال دے اس لیے کہ ان کی جمعیت چلتے شراب کی مانند ہے۔ اس کے بعد وہ باہم حملہ آور ہوئے اور زبیر نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حضرت علی ہی تھے جنہوں نے یاسر کو قتل کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۸۹)

باب ۱۱۰

۱۔ عَبْدِ اَسْوَد کا قصہ [۱]۔ جو خیبر والے دن مسلمان ہوا باب خیبر پر اور مصطفیٰ ﷺ نے اس کی مغفرت کی شہادت دی۔
۲۔ اور اس مہاجر کا قصہ جو طلب شہادت میں مسلمان ہوا اور اس نے خیبر میں شہادت کو پالیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہر نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا۔ اور یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے خیبر کی طرف خروج کا ذکر کیا ہے۔ کہا کہ اس کے بعد یہودی قلعے میں داخل ہوئے جو انتہائی محفوظ قلعہ سمجھا جاتا تھا اس کو قلعہ غموص کہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا تقریباً بیس روز تک محاصرہ کئے رکھا۔ خیبر بے موافق شدید گرمی والی سرزمین تھی مسلمانوں کو وہاں سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھ یہود کے گھریلو گدھے لگے تھے۔

(موسیٰ نے) ان کا قصہ ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مرحب یہودی کے نکلنے کا ذکر کیا۔ اور اس کا بھی جو آپ نے فرمایا تھا ایک آدمی کو جھنڈا دینے کے بارے میں کہ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ انہوں نے کہا ہے ایک کالا حبشی غلام آیا تھا اہل خیبر میں سے جو اپنے سردار کی بکریوں میں تھا۔ اس نے جب اہل خیبر کو مسلح دیکھا تو پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس آدمی سے

---

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۹۱۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۴۵۔ سیرۃ شامیہ ۵/۲۰۱)

لڑنا چاہتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔لہٰذا اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کا ذکر واقع ہوگیا وہ اپنی بکریوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا جب آیا تو پوچھنے لگا۔آپ کیا کہتے ہو اور کس بات کی دعوت دیتے ہو؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ کہ تم یہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے اور یہ کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔اور یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔غلام نے پوچھا۔ مجھے کیا ملے گا اگر میں یہ شہادت دے دوں اور ایمان بھی لے آؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت ہوگی اگر تو اسی حالت پر مر گیا چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا اس غلام نے کہا اے اللہ کے نبی یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ان کو تم ہمارے لشکر سے نکال کر لے جاؤ اور ان کو کنکریلی زمین پر چھوڑ دو اللہ تعالیٰ تیری امانت عنقریب پہنچا دے گا اس غلام نے ایسا ہی کیا چنانچہ بکریاں اپنے مالک کے پاس چلی گئیں۔وہ یہودی تھا سمجھ گیا کہ اس کا غلام مسلمان ہوگیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے وعظ فرمایا۔(موسیٰ نے) حدیث ذکر کی ہے حضرت علیؓ کو جھنڈا دینے کے بارے میں اور ان لوگوں نے قلعے کے قریب ہونے کے بارے میں اور قتل مرحب کے بارے میں۔کہا کہ مسلمانوں میں کالا غلام قتل ہوا تھا یہودیوں کی جماعت واپس لوٹ گئی تھی اور مسلمان کالے غلام کی میت کو اپنے لشکر میں اٹھا کر لے گئے تھے۔اس کو خیمے میں داخل کیا گیا تھا۔گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیمے میں جھانکا اس کے بعد اپنے اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے اس غلام کو عزت بخشی ہے اور اس کو خیبر کی طرف ہانک کر لایا ہے۔ اسلام اس کے اس کی طرف سے سچا تھا میں نے اس کے سرہانے دو گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں دیکھی ہیں۔عروہ نے اپنی روایت میں اس قول والفاظ یا نبی اللہ ھذہ الغنم عندی امانۃ کے ساتھ یہ الفاظ کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان بکریوں کو لشکر گاہ سے نکال لیجئے۔ پھر ان کو بلایئے اور کنکریلی زمین پر چھوڑ دیجئے عنقریب اللہ تعالیٰ تیری امانت پہنچا دیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے غلام کے کلمے کو سن کر خوش ہوئے اور متعجب بھی ہوئے۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۱۹۰۔۱۹۱۔سیرۃ شامیہ ۵/۲۰۱۔۲۹۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے اس کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو محمد بن صالح نے ان کو ابن وہب سے ان کو خبر دی حیوۃ بن شریح نے ابن ھار سے یعنی شرجیل بن سعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے غزوۂ خیبر میں سریہ (جہادی جماعت) نکلی انہوں نے ایک انسان کو پکڑ لیا اس کے ساتھ بکریاں تھیں جنہیں وہ چرا رہا تھا۔وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ ہمکلامی کی جس قدر اللہ نے چاہا۔اس چرواہے نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور اس کے ساتھ جو کچھ آپ لے کر آئے ہو۔یارسول اللہ ﷺ میں بکریوں کا کیا کروں یہ امانت ہیں۔یہ مختلف لوگوں کی ہیں کسی کی ایک بکری کسی کی دو کسی کی زیادہ ہیں آپ نے فرمایا کہ آپ ان کا رخ حصباء کی طرف کر دیں یہ خود بخود اپنے گھر چلی جائیں گی۔اس نے ایک مٹھی کنکریوں کی یا مٹی کی اُٹھا کر ان کے منہ پر پھینکی وہ بھاگتی بھاگتی اپنے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد وہ واپس لوٹا گرمی میں اس کو ناگہانی تیر لگا جس سے وہ شہید ہوگیا۔اس نے کبھی ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا اللہ کو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو خیمے میں داخل کر دو اس کو رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں لایا گیا۔حضور اکرم ﷺ جب فارغ ہوئے تو اس کی میت پر آئے پھر باہر آ گئے اور فرمایا تمہارے اس ساتھی کا اسلام بہت اچھا تھا میں اس کے پاس داخل ہوا تو ان کے پاس دو حوریں بیٹھی تھیں۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۱۹۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ان کو خبر دی ابوبکر قطان نے ان کو ابولازہر نے ان کو مؤجل بن اسماعیل نے ان کو حماد نے ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ ایک آدمی آیا نبی کریم ﷺ کے اور کہنے لگا یارسول اللہ میں کالے رنگ کا اور برے چہرے والا آدمی ہوں بدبودار آدمی ہوں غریب ہوں میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔اگر میں ان لوگوں (یہودیوں) سے قتال کروں حتی کہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میں جنت میں جاؤں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں بس پھر وہ آگے بڑھا اس نے قتال کی حتی کہ وہ مارا گیا نبی کریم ﷺ اس کی میت پر اس کے

قتل کے بعد تشریف لائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے تیرا چہرہ خوبصورت کر دیا ہے تیری روح کو پاک کر دیا ہے تیرے مال کو زیادہ کر دیا ہے کسی نے پوچھا کیا یہ بات صرف اسی شخص کے لئے ہے یا (اس جیسے سارے کالے لوگوں کے لئے ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اس کی دو بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی گوری خوبصورت حوریں دیکھی ہیں جو ثناء کر رہی تھیں اس اس کے جسم سے لگے ہوئے جُبے چوغے کو لینے کے لئے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو طاہر محمد آبادی نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابن جریج نے ان کو خبر دی عکرمہ بن خالد نے ابن ابو عمار سے اس نے شداد بن ھار سے کہ عرب دیہاتیوں میں سے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ ایمان لے آیا اور حضور اکرم ﷺ کی اتباع کی اس نے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں اپنے بعض اصحاب کو حکم فرما دیا۔ جب غزوۂ خیبر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور تقسیم کی تو اس آدمی کا حصہ بھی نکالا اور صحابہ کو اس کا حصہ دیا۔ اور وہ شخص ان کی سواری جانوروں کو چرایا کرتا تھا۔

وہ جب واپس آیا تو صحابہ نے اس کا حصہ غنیمت اس کو دیا اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یعنی کیسا حصہ ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ یہ غنیمت کا حصہ ہے آپ کے لئے نکالا ہے اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ میں نے یہ لینے کے لیے آپ کی اتباع نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو اس لیے اتباع کی تھی کہ میں یہاں پر تیر مارا جاؤں گا اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر میں مر جاؤں گا اور میں جنت میں چلا جاؤں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے سچ کہہ رہے ہو تو اللہ بھی تمہارے ساتھ سچ کر دکھائے گا اس کے بعد وہ لوگ دشمن سے قتال کرنے کے لیے اُٹھے۔ کچھ دیر بعد ان کو اُٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا اس کو اسی جگہ تیر لگا ہوا تھا جہاں پر اس نے اشارہ کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ وہی ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ وہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ سے سچی بات کہی تھی اللہ نے بھی سچ کر دکھایا یا اس کو سچا کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو خود کفن دیا اور اس کو آگے رکھ کر کے خود اس کا جنازہ پڑھایا تو نماز پڑھانے سے یہ دعا ظاہر ہوئی اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے یہ تیرے راستے میں مہاجر بن کر نکلا تھا قتل ہو کر شہید ہو گیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔ عطا کہتے ہیں کہ بیشک شان یہ ہے کہ اہل اُحد پر نماز جنازہ نہیں پڑھائی گئی تھی۔

باب ۱۱۱

نبی کریم ﷺ کا فتح خیبر کے بارے میں دعا کرنا

اور خیبر کے بعض قلعوں کے فتح کے وقت دلالت نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق نے ان کو عبداللہ ابو بکر بن حزم نے بعض ان لوگوں سے جو مسلمان ہوئے تھے یہ کہ بعض بنو سہم جو مسلمان ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خیبر میں اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی کوئی شئی نہ پائی جو خبر حضور اکرم ان کو دے دیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ تو ان کا حال اس طرح جانتا ہے ان کو آپ کوئی ہمت

وطاقت باقی نہیں رہی اور میرے ہاتھ میں بھی دینے کے لئے کوئی خبر نہیں ہے لہٰذا اے اللہ تو ہی خیبر کا بڑا قلعہ ان پر فتح کر دیتا کہ فتح ہوتے ہی ان کی پیاری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی لوگوں نے صبح کی تو اللہ نے ان پر فتح کر دیا۔ صعب بن معاذ کا قلعہ خیبر میں کوئی قلعہ اس سے زیادہ غلہ اور چربی اور گھی اور تیل والا نہیں تھا جب حضور اکرم ﷺ کے یہود کے قلعے فتح کئے تو بھی فتح کیے اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ کر بھاگ گئے تو وہ اپنے اپنے قلعے وطیح اور سلالم تک جا پہنچے یہ خیبر کے قلعوں میں سے آخری تھے جو فتح ہوئے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دس سے زیادہ راتیں محاصرہ کئے رکھا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ جب یہود قلعہ ناعم سے اور قلعہ صعب بن معاذ سے قلعہ کو میری طرف منتقل ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو محاصرہ میں لیا تھا۔ وہ انتہائی محفوظ قلعہ تھا۔ کیونکہ وہ تمام قلعوں کے اوپر بنا ہوا تھا۔ ان کے محاصرے پر حضور اکرم ﷺ تین دن ٹھہرے رہے تھے۔ چنانچہ یہود میں سے ایک آدمی آیا تھا اس کو غزال کہتے تھے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا اے ابوالقاسم۔ آپ مجھے امان دیجئے اس شرط پر کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ اہل قطاۃ سے چھٹکارا پائیں گے اور اہل شق کی نکلیں گے۔ بیشک اہل خمش تو آپ کے رعب سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امان دے دی تھی اس کے اہل اور مال پر پس اسی یہودی نے کہا تھا۔ بیشک اگر آپ ایک ماہ تک بھی یہود کا محاصرہ کئے بیٹھے رہیں گے تو وہ پرواہ نہیں کریں گے۔ زمین کے ان کے پانی سپلائی کی نہر بنی ہوئی ہیں وہ راتوں کو نکل کر پانی پی لیں گے (اور بھر بھی لیں گے) اس کے بعد واپس قلعوں میں چلے جائیں گے اور آپ سے بچ بھی جائیں گے۔ اور اگر آپ اور پانی کو منقطع کر دیں گے تو وہ میدان میں نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ گئے اور ان کو ان کی ان نہروں اور نالیوں کو کاٹ ڈالا جب ان کے پانی کے راستوں کو کاٹ دیا گیا تو وہ باہر نکلے اور شدید قتال کیا اس دن مسلمانوں کا ایک گروہ شہید ہو گیا۔ اور اسی دن یہود کے دس افراد مارے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خیبر کو فتح کر لیا یہ اہل نطاۃ کا آخری قلعہ تھا جب حضور اکرم ﷺ اھل نطاۃ سے فارغ ہوئے تو اہل الشق کی طرف پھر گئے (اہل شق پہاڑ کے کنارے والے اور اہل نطاۃ کھجوروں کی زمین والے) اسی اسناد کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عمر حادثی نے ان کو ابوعفیر بن سہیل بن خیثمہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ شق کی طرف پھر گئے تھے تو وہاں بھی متعدد قلعے تھے۔ تو وہاں پر پہلا قلعہ جس کے ساتھ انہوں نے ابتداء کی تھی وہ اُبَی کا قلعہ تھا رسول اللہ ﷺ نے ایک قلعہ پر ٹھہراؤ کیا اور اس کا نام سَمُوزَن تھا اس پر بھی اہل قلعہ نے شدید قتال کیا تھا وہاں پر یہود میں سے ایک آدمی نکلا اس کا نام غزال تھا۔ اس نے مقابلے کے لیے مسلمانوں کو للکارا لہٰذا اس سے مقابلہ کرنے کے لئے حباب بن مَعذر مقابلے پر آئے اور دونوں نے تلوار سے مقابلہ کیا اس کے بعد حباب نے اس پر حملہ کیا اور اس یہودی کا دایاں ہاتھ کلائی کے بیچ سے کاٹ دیا جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خالی ہاتھ رہ گیا لہٰذا وہ شکست خوردہ ہو کر واپس قلعے کی طرف بھاگا اور حباب اس کے پیچھے دوڑے انہوں نے حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں جس سے وہ گر گیا انہوں نے دوبارہ حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد دوسرا یہودی باہر آیا اس نے چیخ کر کہ کہ کون مقابلے پر آئے گا اس کے لیے چنانچہ مسلمانوں ہی میں سے ایک شخص ال جحش میں سے۔ چنانچہ جحش قتل ہو گیا اور اس کی جگہ کھڑے ہو کر اس نے پھر مقابلے کے لئے آواز دی لہٰذا ابو جانہ مقابلے پر نکلے انہوں نے سر پر خود کے اُوپر سے سرخ پٹی باندھ رکھی تھی۔

یہودی اِتراتی ہوئی چال میں آیا ابو دجانہ نے اس کے حملے کا انتظار کیے بغیر جلدی سے حملہ کر کے یہودی کے پیر کاٹ ڈالے پھر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا ابو دجانہ نے یہودی کا سامان چھین لیا اس کی زرہ بھی اور تلوار بھی وہ اس مال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا لہٰذا وہ لوگ مقابلے پر للکارنے سے باز آ گئے اس کے بعد مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کے اندر داخل ہو گئے ابو دجانہ ان کے آگے تھے۔ انہوں نے قلعے میں عورتیں اسباب اور بکریاں اور غلہ اور اناج موجود پائے اور اس میں جتنے جنگ جو تھے وہ بھاگ گئے تھے اور وہ دیواروں میں

سراخ کر کے گھس گئے جب کہ وہ اندرونی خالی ڈھول میں تھی کہ وہ (اس طرح) بیچوں بیچ دامن کوہ میں واقع قلعہ نزار تک پہنچ گئے اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے اھل نطاۃ میں سے وہ قلعہ میں آنا شروع ہو گئے تھے انہوں نے ان کو بعد کر کے شدید رکاوٹ کر لی تھی رسول اللہ ﷺ دھیرے دھیرے اپنے اصحاب میں ان کی طرف کھسک گئے اور ان سے قتال کیا وہ لوگ اہل شق میں مسلمانوں کو تیر مارے اور سنگ بازی کرتے ہیں انتہائی سخت تھے رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ تھے حتی کہ ایک تیر آ گر گیا اور رسول اللہ کے کپڑوں میں اُلجھ گیا آپ نے تیر اٹھا کر جمع کر لیے آپ نے کنکریوں کی مٹھی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی ان کے قلعے کو لگی جس سے قلعہ یہود سخت لرزنے لگا اس کے بعد زمین میں دھنس گیا۔

حتی کہ مسلمان آئے انہوں نے قلعہ والوں کو کھینچ کر (بچایا)۔(مغازی للواقدی ۲/۶۶۷)

اور اپنی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اہل کتیبہ (لشکر والے) اور قلعہ وطیح اور قلعہ سلالم کی طرف متوجہ ہوئے اور قلعہ ابوالحقیق کی طرف جس میں یہودی موجود تھے انہوں نے اس شدید تحفظ حاصل کیا ہوا تھا۔ پھر شکست کھانے والا انہی سے آ کر مل گیا تھا جو لوگ اہل قطاۃ یا اھل شق میں سے بھاگ کر آ گئے تھے ان سب نے ایک دوسرے کے ساتھ قلعہ لموص میں تحفظ حاصل کر لیا تھا یہ محفوظ ترین قلعہ تھا وطیح اور سلالم میں۔ یہود نے اپنے آپ کو قلعوں میں اس طرح محفوظ کر لیا تھا کہ وہ اوپر بھی نہیں چڑ رہے تھے نہ ہی قلعوں سے باہر جھانک رہے تھے۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ ان پر منجنیق (دیسی توپ جس سے پتھر کے گولے داغے جاتے تھے) نصب کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ یہود کو جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے پورے چودہ دن سے ان کا محاصرہ بھی کیا ہوا تھا۔ تو اب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کی التجا کی۔

ابن ابوالحقیق نے رسول اللہ ﷺ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا حضور نے مان لیا لہٰذا ابن حقیق قلعے سے نیچے اتر آیا رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ اس بات پر صلح کر لی جو لوگ قلعوں میں موجود ہیں ان سے مقابلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کا خون معاف ہے اور محفوظ ہے اور ان کے بچوں کو بھی امان ہے وہ لوگ یہاں سے نکل جائیں اپنی سرزمین چھوڑ جائیں گے۔ بس اپنی اولادوں کو لے کر چلے جائیں گے باقی سب شئے چھوڑ جائیں گے جو کچھ بھی ان کے پاس ہے مال ہے زمین ہے سونا چاندی ہے کھیتی باڑی کے اسباب ہیں۔ بس وہ صرف انہیں کپڑوں میں نکل جائیں۔ جو ان کے جسم پر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو تم لوگوں سے اللہ اور رسول کا عہد اور ذمہ ختم ہو جائے گا اس شرط پر انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کر لی تھی۔(مغازی للواقدی ۲/۶۷۰-۶۷۱)

(۳) ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق نے ان کو محمد بن مسلمہ بن انصاری نے بیٹے نے اس شخص سے جس نے اس کے اھل میں سے اس کو پایا تھا اور مجھے یہ حدیث بیان کی تھی مکنف نے۔ ان دونوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اھل خیبر کا محاصرہ کیا تھا ان کے قلعہ وطیح اور سُلالم میں حتی کہ جب ان لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ آپ ہمیں نکل کر چلے جانے کے لئے محفوظ راستہ دے دیں۔ اور ان کے خون محفوظ بنا دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی بات مان لی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے (ان کے چلے جانے کے بعد) تمام مال جمع کر کے محفوظ کر لئے تھے۔ شق اور نطاۃ کے سارے کتیبہ۔ اور ان کے قلعے جمع کیے مگر جو کچھ ان دو قلعوں میں تھا۔

جب اہل فدک نے سنا کہ اھل خیبر نے حضور اکرم ﷺ سے جانے کا محفوظ راستہ مانگ لیا ہے اور اس طرح اپنے خون محفوظ کر لیا ہے۔ تو انہوں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے یہی تقاضہ اور مطالبہ لیا اور کہا کہ ان کو بھی ان کے خون محفوظ کر کے ان کو بھی نکال دیں یا جانے دیں وہ لوگ اپنے مالوں کے درمیان اور حضور کے درمیان تخلیہ اور علیحدگی کر دیں گے حضور اکرم ﷺ نے ان کا مطالبہ بھی مان لیا حضور اکرم ﷺ کے اور اھل فدک کے مابین جس نے ثالثی اور پیغام رسانی کا کام کیا تھا وہ مُحیصہ بن مسعود تھے جو کہ بنو حارثہ میں سے ایک تھے۔

جب اہل خیبر اسی شرط پر اُتر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ مال کا نصف کا معاملہ ان کے ساتھ کر لیں انہوں نے کہا کہ زمیندار اور کاشت کے معاملے کو ہم تم لوگوں سے بہتر جانتے ہیں۔ اور بہتر آباد کر سکتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نصف آمدنی لینے کی شرط کر لی۔ اور یہ بھی شرط رکھی کہ ہم مسلمان جب آپ لوگوں کو نکالنا چاہیں گے تو نکال بھی سکیں گے۔ اہل فدک سے بھی حضور اکرم ﷺ نے اسی شرط پر صلح کر لی تھی۔ لہٰذا خیبر کے مال مسلمانوں نے درمیان مال فیی کے طور پر تقسیم کئے جاتے تھے۔ مگر مال فدک مخصوص تھا رسول اللہ ﷺ کے لئے اس لئے کہ مسلمانوں نے فدک پر نہ پیدل پر حملہ کیا تھا نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۹۲/۳)

باب ۱۱۲

۱۔ فتح خیبر کے بعد

اس خزانے کے بارے میں کیا گیا جس کو یہودیوں نے چھپایا ہوا تھا۔

۲۔ صفیہ بنت حُیی کا انتخاب۔

۳۔ مختصر طور پر تقسیم غنیمت اور خمس کی تفصیل کتاب السنن میں وہ احادیث گزر چکی ہیں جن سے ہم نے حجت پکڑی ہے۔

۴۔ اس مذکور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے اللہ کے وعدے کی تصدیق ہے

۵۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق فرمائی ہے جو آپ نے اپنی اُمت کو خبر دی تھی خیبر کے فتح ہونے کی۔ اس کے بعد جلاوطن ہونے کی جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا۔

۶۔ اور اس بخار کے بارے میں ان کو پہنچا تھا جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب اور ثابت سے اس سے انسؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی اس کے بعد سوار ہو گئے اور یہ جملہ فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا۔

اللّٰہُ اکبر خربَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوم فَسَآء صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔

اللہ بہت بڑا خیبر برباد ہو گیا۔ ہم لوگ جب کسی قوم کے میدانوں میں اُترتے تو فریضۂ نذیر پر پہنچائے ہوئے لوگوں کی وہ صبح بہت بُری ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر غالب حملہ کیا آپ نے شدید قتال کیا دیملوں کو قید کیا صفیہ بنت حیی تقسیم غنیمت میں دِحیہ کلبی کے

حصے میں کوئی اس کے بعد اتفاق اور مشہور ہے رسول اللہ ﷺ کے حصے میں کر دی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایسے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کا مہر اس کے عتق و آزادی کو قرار دیا تھا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہ اے ابو محمد کیا آپ نے پوچھا تھا حضرت انسؓ سے کہ رسول اللہ نے صفیہ کو کیا مہر دیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے صفیہ کا نفس اس کی ذات کی اسے مہر میں دیا تھا مسکرا کر انہوں نے یہ کہا تھا۔ (یعنی ان کا عتق و آزادی مہر بنا دیا تھا)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو ربیع سے اس نے حماد سے۔ (مسلم کتاب النکاح

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق قضانی سے ان کو عبدالغفار بن داؤد حرانی نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان سے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو ابراہیم بن صالح شیرازی نے ان کو سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوھاشم علوی نے کوفہ میں ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسین بن ابوالحسین سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عمرو بن ابوعمر سے اس نے انس بن مالک سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ سے کہا تھا جب آپ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تھا میرے لیے اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کیجئے جو میری خدمت کیا کرے لہٰذا ابوطلحہ مجھے لے کر گئے میں لڑکا تھا وہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بیٹھا کر لے گئے تھے اس وقت میں بالغ ہونے کے قریب قریب تھا۔ حضور اکرم ﷺ جب سواری سے اترتے ہیں آپ کی خدمت کرتا میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ کثرت سے یوں کہتے تھے۔

اللهم انی اعوذ بك من الهم و الحزن و العجز و الكسل و البخل
و الجبن و ضلع الدين و غلبة الرجال

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے بے بسی اور سستی سے۔
اور کنجوسی اور بزدلی سے اور قرضے کی کثرت و بوجھ سے اور لوگوں کے تسلط اور غلبے سے۔

اللہ نے جب قلعۂ خیبر فتح تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیی کے حُسن کا ذکر کیا گیا وہ دلہن تھی کہ اس کا شوہر قتل ہو گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ ہم لوگ جب مقام سدِ صھبا میں پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ شب باشی کی تھی وہاں پر قیام کر کے۔ آپ نے وہاں پر ایک چھوٹے چمڑے کے دستر خوان پر حَیس (گھی خرما اور پنیر سے تیار کردہ کھانا) سب کو کھلایا تھا۔ یہی ولیمہ تھا حضور اکرم ﷺ کا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ صفیہ کے لیے دھاری دار کمبل باندھ کر سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اُونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے تھے اپنا گھٹنا نیچے کرتے صفیہ آتی اور وہ اپنا پیر حضور اکرم ﷺ کے گھٹنے پر رکھتی اور اس طرح وہ سوار ہو جاتی اُونٹنی پر (چلتے چلتے) جب اُحد پہاڑ سامنے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یہ جبل اُحد ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے در و دیوار کو دیکھا تو فرمایا۔

اللهم ان ابراهيم حَرَّمَ مكة اللهم و انی احرم لابتيها اللهم بارك لهم فی صاعهم و مدهم

اے اللہ بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنا کر (محترم قرار دیا تھا) اے اللہ اور میں مدینے کے دونوں کناروں کو حرم قرار دیتا ہوں۔ اے اللہ اہل مدینہ کے صاع میں اور مُدّ (ناپ تول کے پیمانے) میں برکت عطا فرما۔

یہ الفاظ حدیث سعید بن منصور کے ہیں۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے عبدلغفار بن داؤد سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۱۱۔فتح الباری ۷/ ۴۷۸)
مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سعید سے۔ (مسلم۔کتاب المناسک۔تحفۃ الاشراف ۱/ ۲۹۴)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو ابن ابومریم نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو حمید نے کہ اس نے سنا انس سے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے خیبر کے اور مدینے کے درمیان تین راتیں قیام کیا تھا۔ صفیہ بنت حُیی کے ساتھ شب زمانہ گذاری اور (ولیمہ کیا) میں نے مسلمانوں کو رسول اللہ کے ولیمے پر بلایا تھا (اسی کھانے میں) نہ گوشت تھا نہ ہی روٹی تھی۔ کچھ اور نہیں تھا مگر یہی کہ حضور اکرم ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا اسے پھیلایا گیا اور اس پر کھجوریں ڈال دی گئیں اور پنیر اور گھی۔ مسلمانوں نے کہا یہ بھی اُمہات المؤمنین میں سے ایک ہوگئی ہیں یا صرف وہ ہیں جس کا مالک بن گیا ہے آپ کا دایاں ہاتھ (یعنی آپ کی مملوکہ میں) پھر مسلمانوں نے خود ہی کہا کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے اس سے حجاب اور پردہ کروایا تو یہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک ہوگی اور اگر اس کو پردہ نہ کروایا تو پھر یہ ایک مملوکہ ہوگی جب کوچ کیا تو آپ نے اپنے پیچھے سوار پر ان کے لیے جگہ بنائی اور لوگوں کے اور اس کے درمیان پردہ دراز کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعیدہ بن ابومریم سے۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۱۲۔فتح الباری ۷/ ۴۷۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسوئنی نے۔ وہاں پر۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو عبدالواحد بن غیاث نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اس میں جو ابوسلمہ پسند کرتے تھے۔ انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ قتال کیا تھا اھل خیبر کے ساتھ حتی کہ ان کو مجبور کردیا تھا ان کے قلع کی طرف لہٰذا آپ قبضہ کرلیا نماز میں کھیت پر کھجوروں پر لہٰذا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صلح کرلی تھی اس شرط پر کہ وہ خیبر سے جلاوطن ہوجائیں گے اور اس کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے صرف اسی قدر سامان اٹھا کر لے جانے کی اجازت دے دیں جس قدر وہ اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جاتے ہیں باقی سب سونا چاندی اور معاملہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور وہ اسی طرح خیبر سے نکل جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر یہ شرط رکھی تھی کہ وہ نہ تو کوئی شئی چھپائیں گے اور نہ کوئی چیز غائب کریں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو نہ ان کے لئے کوئی ذمہ ہوگا نہ ہی کوئی عہد ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک مشک غائب کردی جس میں قیمتی مال تھا اور زیورات تھے یہ حُیی بن اخطب یہودی کا مال تھا جس کو وہ اپنے ساتھ اٹھا لایا تھا خیبر کی طرف جب بنونظیر جلاوطن کیے گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے حُیی کے چچا سے پوچھا کہ حُیی والی مشک کا کیا ہوا جس کو وہ بنونظیر سے اٹھا لایا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تو خرچ ہوگئی ہے جنگوں میں وغیرہ اخراجات میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو زیادہ وقت تو نہیں گذرا اور مال بھی بہت زیادہ تھا جو اتنا جلدی خرچ نہیں ہوسکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ یہودی حضرت زبیر کے حوالے کردیا انہوں نے اس کو سزا دی تو اور حُیی اس سے قبل ویرانے میں جا چکا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ایک انسان کا ہیولا دیکھا تھا جو ویرانے میں پھر رہا تھا ادھر اُدھر لہٰذا یہ لوگ گئے اس طرح اور پھرتے رہے لہٰذا وہ (مال اور زیوارت کی بھری ہوئی مشک) ان کو ویرانے سے مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے نیز اس جنگ ابن ابوحقیق کے دو بیٹوں کو قتل کردیا تھا ان میں ایک صفیہ بنت حُیی کا شوہر بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا تھا اور ان کے مال تقسیم کرڈالے تھے اس عہد شکنی کی پاداش میں جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی اور آپ نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو وہاں سے جلاوطن کردیں مگر انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم لوگوں کو آپ اسی زمین پر رہنے دیں ہم اس کو آباد کرتے رہیں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے (یہ زمین آپ کی ہے) حضور اکرم ﷺ کے پاس کوئی دیگر غلام بھی نہیں تھا نہ صحابہ کے پاس جو زمین پر کام کرتے۔ صحابہ کرام فارغ نہیں تھے کہ وہ ان زمینوں کی دیکھ بھال کرسکتے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے خیبر اس کے حوالے کردیا اس شرط پر کہ اس کی آدھی آمدنی اس کو ملے گی بالخصوص ان کو

ملے گا۔ ہر کھیتی میں سے اور ہر کھجور میں سے اور ہر شئی میں سے جو رسول اللہ مناسب سمجھیں گے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن رواحہ ہر سال ان کے پاس خیبر میں آتے تھے اور آ کر آمدنی کا تخمینہ لگاتے تھے پھر اس میں سے ان کا حصہ ان کو دے دیتے تھے۔ لہٰذا انہی حصوں نے ان کے لگائے ہوئے تخمینہ پر اعتراض کیا۔ انہوں نے ابن رواحہ کی رشوت دینا چاہا (تا کہ اپنی مرضی کا تخمینہ لگوائیں) انہوں نے کہا اے اللہ کے دشمنوں کیا تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو۔

اللہ کی قسم میں تمہارے پاس ایسے شخص کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور تم لوگ میرے نزدیک بدترین لوگ بندوای اور سؤاروں کی تعداد کی طرح مگر تم لوگوں کے ساتھ میرا بغض وناراضگی اور حضور سے میری محبت کرنا کوئی چیز مجھے تمہارے بارے میں راہ انصاف سے نہیں ہٹا سکتی (انصاف انصاف سے میں وہ کروں گا) یہودیوں نے یہ سن کر کہا کہ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے زمین وآسمان قائم ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے چہرے پر (چوٹ کا) نشان دیکھا (جب وہ حضور کے حصہ میں آ گئی تھی) تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اے صفیہ یہ کیسی خضرت کا نشان ہے؟ اس نے بتایا میرا اسرار بن ابوالحقق کی گود میں تھا میں نیند میں تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ (چاند) میری گود میں گر گیا ہے۔ میں نے اس کو اس بات کی خبر دے دی تھی تو اس نے مجھے کس کر ایک تھپڑ مارا تھا اور کہا تھا کہ تم یثرب کے بادشاہ کی آرزو اور تمنا دل میں رکھتی ہو کہتی ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ ﷺ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ تھے کیونکہ انہوں نے ہی میرے باپ کو قتل کیا تھا اور میرے شوہر کو بھی کہتی ہیں کہ حضور ہمیشہ میرے آگے اعتذار کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ تیرے والد نے میرے خلاف عرب کو اکسایا تھا جنگ کرنے کے لئے اور ایسا کیا اور ایسا کیا یہاں تک کہ میرے دل سے یہ بات چلی گئی یعنی ختم ہو گئی اور نبی کریم ﷺ اپنی عورتوں میں سے ہر عورت کو ہر سال اَسّی وسق کھجوریں (۸۰) اور بیس وسق جو (۲۰) دیا کرتے تھے۔

(نوٹ) : ایک وسق ۶۰ (ساٹھ) صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا۔

جب حضرت عمر کا دور حکومت آیا تو خیبر کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ کیا اور حضرت ابن عمر کو مکان کے اوپر سے گرایا اور ان کے ہاتھ توڑ ڈالے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا کہ جس کا خیبر (کی جائداد) میں کوئی حصہ ہو وہ آ جائے تا کہ ہم اس کو حصہ داروں کے مابین تقسیم کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے اسے (غانمین میں) تقسیم کر دیا۔ اور یہود کے سردار نے کہا آپ ہمیں یہاں سے نہ نکالیں ہم یہاں رہنے دیں ہم اس میں رہ جائیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برقرار رکھا تھا اور ابوبکر نے بھی حضرت عمر نے ان کے سردار سے کہا۔ کیا تم نے دیکھا اس کو کہ مجھ سے ساقط ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ کا قول کیا حائل ہو گا تیرا جب تیرے ساتھ تیری سواری ناچے گی (یعنی تجھے سوار کر کے زمین پر بار بار اس پر دے مارے گی یعنی سواری گی) ایک دن شام میں پہنچے گی اس کے بعد پھر ایک دن پھر ایک دن۔ اور پھر حضرت عمر نے خیبر کی جائداد کو تقسیم کر دیا ان لوگوں کے درمیان جو اہل حدیبیہ میں سے خیبر میں حاضر ہوا موجود ہوا۔

بخاری نے استشہاد کیا ہے اپنی کتاب میں اور فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے۔ (حدیث ۳۰۰۶ ص ۳/۱۵۷۔۱۵۸)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ پھر بیشک مسلمانوں نے یہودیوں انتہائی شدید محاصرہ کر لیا یہود نے جب یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خون کا امان طلب کیا اس شرط پر کہ وہ خیبر کی بستی سے اور اس کی سرزمین سے۔ نکل جائیں گے اور جتنے ان کے مال بھی وہ بھی چھوڑ جائیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے ساتھ فیصلہ کر لیا۔ سونے چاندی (زرد اور سفید) پر مراد اس سے دینار ودرھم ہیں۔ اور حلقہ پر اس سے مراد برتن ہیں۔ اور ریشم پر مگر وہ کپڑے جو انسانوں کے جسم پر ہیں یعنی باقی سب شئی چھوڑ کر نکل جائیں۔ اور تم سے اللہ کا ذمہ اور پناہ ختم ہو جائے گی اگر تم نے کوئی چیز چھپانے کی کوشش کی تو (اور اس شرط پر ان کو زمینوں پر رکھا کہ) کہ تم لوگ اپنے مانوتی پر کام کرتے رہے اور ہر سال تمہیں نصف پھل یعنی نصف پیداوار دی جائے گی۔ جب تک ہم چاہیں گے تمہیں برقرار رکھیں گے اور جب ہم تمہیں نکالنا چاہیں گے نکال دیں گے۔ لہٰذا وہ اسی شرط پر اپنی زمینوں پر رہ گئے تھے۔

اور ابن ابوالحقیق نے چاندی کے کچھ برتن چھپائے تھے اور مال کثرت۔ جو اونٹ کی کھال میں رکھا ہوا کنانہ بن ربیع بن ابوالحقق کے پاس تھا رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ (چاندی کے) برتن کہاں ہے اور وہ مال جو تم مدینے سے لے کر نکلے تھے جب ہم نے تمہیں وہاں سے نکالا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ختم ہو گیا ہے اور اس پر انہوں نے قسم بھی کھالی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کو اطلاع کر دی اس مال کی جوان دونوں کے پاس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں یہودیوں کو حضرت زبیر کے حوالے کر دیا اس نے ان دونوں کو سزا دی تو کنانہ کے چچا کے بیٹے نے مال کا اعتراف کر لیا اور بتا دیا کہ مال کہاں رکھا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ انے زبیر سے کہا انہوں نے کنانہ بن ابوالحقیق کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور گمان کرتے ہیں کہ کنانہ نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا ہوا تھا (اس لیے اس کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کیا تھا)۔ حلال قرار دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے قید کرنا صفیہ بنت حُیی بن اخطب کا اور ان کے چچا کی بیٹی کا۔

صفیہ کنانہ بن ابوالحُقیق کا نکاح میں تھی۔ صفیہ کے چچا کی بیٹی حضور اکرم ﷺ نے دحیہ کلبی کو دے دی تھی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا وعدہ دحیہ سے کر رکھا تھا۔ اور صفیہ کو خود روک لیا تھا۔ جب اس کو قیدی بنایا تھا تو اس وقت وہ نئی نویلی دلہن تھی۔ اپنے گھر میں داخل بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا تھا کہ وہ صفیہ کو اقامت گاہ میں لے جائے (یعنی وہاں پہنچادے) چنانچہ بلال اس کو ساتھ لے کر مقتولین کے بیچ سے گذرے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کیفیت کو ناپسند کیا اور فرمانے لگے اے بلال کیا تیری شفقت ورحمت رخصت ہو گئی ہے۔ اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مسلمان ہو گئی۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ نے اپنے لئے پسند فرمالیا تھا۔ اور آپ نے اس کے ساتھ (شب باشی کر لی (آزاد کر کے نکاح کر کے) مگر زیادہ لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہوا تھا۔ ہر کوئی ان میں سے یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ اسی کو دی جائے گی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اس سے منہ پھیر لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر چوٹ کا سبز نشانی یعنی نیل پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ تمہارے چہرے پر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں پر آپ کی آمد سے قبل میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ اللہ کی قسم میں وہی بات ذکر کروں گی آپ کے بارے میں جس کو میں نے اپنے شوہر کے سامنے بیان کیا تو اس نے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا اور کہنے لگا کہ کیا تم اس بادشاہ کی آرزو کرتی ہو جو مدینے میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے کیا خواب دیکھا تھا؟ بولی کہ میں نے دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے اور وہ میری گود میں آ گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس کے خواب کو سن کر حیران ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینے کی طرف واپس لوٹنے کا ارادہ کیا اور جب سوار ہونے لگے تو آپ نے وہ کپڑا جو بطور چادر آپ نے لیا ہوا تھا آپ نے وہ چادر صفیہ کی پیٹھ پر اور اس کے چہرے پر ڈال دی اس کے بعد اس کا کنارہ پیچھے باندھ دیا۔ اس کے بعد صحابہ کرام چلنے میں حضور اکرم ﷺ سے قصداً پیچھے ہو گئے اور انہوں نے جان لیا کہ صفیہ آپ کی ازواج مطہرات کے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ران آگے کی تاکہ صفیہ اس پر پیر رکھ کر اُوپر کو چڑھے مگر صفیہ نے (پیر ران کے اوپر نہ رکھا بلکہ) اپنا گھٹنا حضور کی ران پر رکھ کر (از راہ ادب) پھر سوار ہوئی۔ (جب حضور اکرم ﷺ نے خیمے میں ان سے شب باشی کی تو) حضرت ابوایوب پوری رات تلوار ہاتھ میں لے کر حضور کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے صبح تک۔

حضور اکرم ﷺ جب صبح سویرے خیمے سے باہر آئے تو ابوایوب نے اللہ اکبر کہا رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہ آپ خیر سلامتی سے باہر آ گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا ہوا ہے ابوایوب؟ عرض کی یا رسول اللہ میں رات بھر سویا نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں اے ابوایوب! عرض کیا اس لئے کہ آپ اس عورت کے ساتھ رات کو شب باش میں تھے تو مجھے یہ بات یاد آ گئی تھی کہ آپ نے اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور اس کے شوہر کو قتل کرا دیا ہے اور زیادہ تر اس کے خاندان کو بھی، مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں وہ آپ کے ساتھ زندگی کا دھوکہ نہ کرے رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور اس کے لئے اچھا جملہ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے خیبر یہود کو خیبر کا مال دے دیا اس شرط پر کہ وہ اس پر بحیثیت ملازم کام کرتے رہیں اور ان کو نصف پیداوار ملے گی۔

(۶) موسیٰ بن عقبہ نے معازی میں ذکر کیا ہے اس قصے کو بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جیسے ہم نے ذکر کیا ہے ہاں مگر کنز اور خزانے کے قصے میں یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق سے پوچھا تھا۔ اس کے ساتھ کنانہ حُیی بن ربیع بن ابوالحقیق سے بھی پوچھا تھا ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو جنگ میں خرچ کر دیا ہے اس میں سے باقی کچھ بھی نہیں بچا اور انہوں نے اس بات پر قسم بھی کھالی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں سے اللہ اور رسول کی پناہ اور ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔ اگر وہ مال تمہارے پاس ہے۔ یا اسی جیسا کوئی قول کیا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے آپ ﷺ نے ان کے خلاف اسی بات پر گواہ بھی کر دیئے۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بن دورم کو حکم دیا کہ کنانہ پر سختی کرو انہوں نے اس پر سختی کی حتی کہ اس کو انہوں نے ڈرایا مگر اس نے کسی چیز کا اعتراف نہ کیا۔ اور ہمیں نہیں معلوم کہ کیا ابن حُیی کو بھی سزا دی گئی یا نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس خزانے کے بارے میں ان کے غلام سے پوچھا۔ جس کو ثعلبہ کہتے تھے وہ ضعیف جیسا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں کوئی خاص علم نہیں ہے صرف یہی کہ میں نے ہر صبح کنانہ کو دیکھا ہے اس ویرانے میں گھومتا ہے۔ اگر کوئی شئی ہے تو پھر وہیں ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس خزانے کی طرف بھیجا ان لوگوں نے خزانہ اس جگہ پالیا وہ اس کو لے آئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے صفیہ کا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۰۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۹۷۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۰۵)

(۷) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو حدیث بیان کی قاسم جوہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اس قصے کو ذکر کیا ہے موسیٰ نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نافع نے کہ کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا تھا کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ہم لوگوں کو خیبر کی بستی میں رہنے دیا جائے اس شرط پر کہ ہم لوگ ان کی فتح کی ہوئی زمینوں پر (عامل و نوکر کی حیثیت سے یا آبادکار کی حیثیت سے) کام کرتے رہیں گے نصف بطول یا نصف آمدنی ہمیں دی جائے (اور نصف بیت المال میں جمع کی جائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تمہیں برقرار رکھتے ہیں اسی جگہ پر اسی شرط پر مگر جب تک ہم چاہیں گے وہ لوگ اسی جگہ پر رہ رہے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر نے اپنی حکومت میں ان کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ (سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۰۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومحمد حسن بن محمد بن اسحاق اسفرائنی نے ان کو موسیٰ بن ھارون نے ان کو فرأر بن حمویہ ہمدانی نے ان کو محمد بن یحییٰ کنانی نے مالک سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ انہوں نے فرمایا تھا خیبر میں مجھے معززار کیا گیا (اس واقعہ پر) حضرت عمر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے لوگوں کو اور فرمایا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کے مال پر عامل بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تمہیں برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تمہیں برقرار رکھے گا۔ اب واقعہ یہ ہوگیا ہے کہ عبداللہ بن عمر وہاں پر اپنے مال کو دیکھنے گئے ہوئے تھے رات کو ان پر زیادتی کی گئی ہے ان کے ہاتھ توڑ دیے گئے ہیں۔ وہاں پر یہود کے سوا کوئی اور ہمارا دشمن بھی نہیں ہے کہ ہم جس پر تہمت رکھ سکیں۔ لہٰذا میں نے ان لوگوں کو یہاں سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

جب حضرت عمر نے اسی بات کا پکا ارادہ کرلیا تو ان کے پاس ابوالحقیق یہودی کے بیٹوں میں سے ایک آیا۔ اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ ہمیں یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں جب کہ ہمیں یہاں پر محمد ﷺ نے رہنے دیا تھا اور ہمیں مال پر عامل مقرر کیا تھا اور ہمارے ساتھ فلاں فلاں شرط رکھی تھی؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول گیا ہوں۔ کہ (اے عمر) کیا کیفیت ہوگی تیری جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تیری اونٹنی تجھے لے کر دوڑے گی ایک رات کے بعد دوسری رات (مسلسل) پھر حضرت عمر نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کو ان کا مال دیا کھجوروں میں سے اونٹ بھی نقدی میں بھی اونٹوں کے پلانی بھی توریاں وغیرہ بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابواحمد سے وہ مراد بن حمُّویہ ہے۔ (فتح الباری ۵/ ۳۲۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو حسین بن علی سے ان کو محمد بن فضیل نے یحییٰ بن سعید سے ان نے بشیر بن یسار مولیٰ انصار سے اس نے کئی مردوں سے اصحاب نبی میں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر پر غالب آ گئے تو انہوں نے تو اس کا مال چھتیس حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان حصوں میں سے ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اس طرح رسول اللہ کا حصہ اور مسلمانوں کا حصہ آدھا مال تھا اور باقی نصف مال کا حصہ آپ نے الگ کر دیا تھا آنے والے وفود کے لئے اور لوگوں کی ضروریات کے لئے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۱۲ ص ۳/۱۵۹)

(۱۰) اور ہمیں خبر دی ابوعلی نے ان کو خبر دی ابوبکر نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن مسکین کافی نے ان کو یحییٰ بن حسان نے ان کو سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے اس نے بشیر بن بسار سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ نے خیبر بطور مال فئی دے دیا تو آپ نے اس کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ آپ نے مال جمع کر کے پھر اس میں سے نصف مال یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے الگ کر دیئے تھے۔ ہر حصہ ان میں سے ایک سو حصوں پر مشتمل تھا۔ نبی کریم بھی انہی کے ساتھ شامل تھے۔ آپ کا بھی ایک حصہ تھا۔ جیسے کسی اور مسلمان کا ایک حصہ تھا اور حضور اکرم ﷺ نے مزید چھتیس حصے الگ کر لئے تھے۔ وہ آدھا مال تھا یہ مال آپ نے اپنے حوروث اور ناگاہانی ضروریات کے لئے رکھا تھا۔ جو مسلمانوں کو ضروریات پیش آئی تھیں یہ مال وطیح کتیبہ اور سلالم اور ان کے تابع بستیوں کے تھے۔ جب سارے مال وجائداد نبی کریم ﷺ کے قبضے میں اور مسلمانوں کے قبضے میں چلے گئے تو ان کے پاس ایسے کام کرنے والے اعمال اور نوکر نہیں تھے جو ان کا کام انجام دیتے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلا کر ان کو عامل مقرر کر دیا۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۰۱۴ ص ۳/۱۶۰)

مصنف فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ (یہ مذکور) اس لئے کیا تھا کہ بعض خیبر فتح ہوا تھا غلبے کی صورت میں۔ اور بعض فتح ہوا تھا بطور صلح کے۔ تو جو علاقہ یا حصہ بطور تسلط غلبہ کے فتح ہوا تھا اس کے مال تو آپ نے اھل خمس کے اور غانمیں کے درمیان تقسیم کر دیے تھے۔ اور جو حصے بطور صلح فتح ہوئے تھے ان کے مال کو حضور نے اپنی ضروریات کے لئے (یعنی عوامی اور مسلمانوں) کی عمومی ضروریات کے لئے الگ کر دیئے تھے۔ اور مسلمانوں کے درمیان حصالح اور رفاہی امور کے لئے۔ واللہ اعلم

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے ان کو ابوحامد شرقی نے ان کو ابوالازھر نے اپنی اہل کتاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے عبیداللہ بن عمر سے اس نے نامع سے اس نے ابن عمر سے کہ نبی کریم ﷺ نے جب خیبر کو فتح کیا تو اس میں کھیت تھے کھجوریں تھیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو ہر سال اپنی عورتوں کے لیے تقسیم کرتے تھے ہر مال ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک سو وسق خشک کھجوریں اور بیس وسق جو ہر عورت کے لئے دیتے تھے۔ ابوحامد نے کہا ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے اسی اسناد کے ساتھ مگر اس نے اس میں ابن عمر کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظؒ نے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مسلمہ نے۔ اس سے جس کو اس نے پالیا تھا اپنے اہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے۔ عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ مقاسم اور حصے اموال خیبر سے۔ مشق۔ نطاۃ۔ اور کتیبہ پر مشتمل تھے مشق۔ اور نطاۃ کے حصے۔ شق اور نطاۃ دونوں مسلمانوں کے حصوں میں تھے۔ اور سہم کتیبہ اللہ واسطے کا خمس حصہ رسول اور حصۂ ذوالقربیٰ تھا اور یتامیٰ اور مساکین کا تھا۔ اور ارواخ رسول کا طعام وازق اور ان مردوں کا ارزق تھا جو صلح میں کردار ادا کرتے رہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے اور اہل فدک کے درمیان کردار ادا کرتے رہے ان میں سے محیصہ بن مسعود تھے حضور اکرم ﷺ اس کو اس مال میں سے تیس وسق جو عنایت فرمائے تھے اور تیس وسق خشک کھجوریں۔

اور مال خیبر اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا تھا ان میں سے جو بھی خیبر میں حاضر ہوا یا اس سے غائب رہا اور غائب تو کوئی نہیں رہا تھا سوائے جابر بن عبداللہ انصاری کے رسول اللہ ﷺ نے اس کا بھی اسی طرح حصہ نکالا تھا جیسے ان لوگوں کا حصہ نکلا جو وہاں حاضر تھے۔ اس کی وادی۔ وادی سُرَیرَتھی۔ یہ ایک خاص وادی تھی۔ وہ دونوں وہی تھے جنہے خیبر تقسیم کہا گیا جب کہ نطاہ اور شق نے اٹھارہ ہیں حصے تھے۔ نطاۃ اس سے ۵ پانچ حصے تھے۔ اور شق کے تیرہ حصے رسول اللہ ﷺ نے ان کو تقسیم کیا تھا۔ ایک ہزار آٹھ سو حصوں پر۔ یہی تعداد تھی ان لوگوں کی جو جن پر خیبر کا مال تقسیم کیا گیا تھا اصحاب رسول میں سے گھڑے سواری تو پیدل بھی۔ پیدل والوں کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی اور گھوڑے جو تھے ان پر دو سو گھڑ سوار تھے۔ لہٰذا تقسیم کی صورت یہ ہوئی تھی کہ گھڑ سوار کے لیے دو حصے ایک حصہ اس کے مالک کا تھا۔ ہر پیادے کا ایک حصہ تھا۔ ہر ایک سو حصے کے لیے الگ سردار اور بڑا مقرر کیا گیا تھا۔ سو آدمی اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۰۴)

حدیث نے اس بارے میں ان حصہ داروں کا ذکر گیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے خمس کو کتیبہ کے لیے تقسیم کیا تھا۔ یہ ایک خاص حد تھی آپ کے اہل قرابت کے اور آپ کی ازواج کے درمیان۔ اور درمیان مردوں کے اور عورتوں کے مسلمانوں میں سے اس میں سے جنکو آپ نے عنایت کیا تھا۔ اس کے بعد ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۰۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بغوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو احمد انی ابن عمر بن سرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے ان کو یحییٰ بن ایوب نے ان کو ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے کثر مولیٰ بنو مخزوم سے اس نے عطاء سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن کوئی دو سو گھڑ سواروں کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔

(۱۴) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے ان کو یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوطاہر احمد بن عمرو بن سرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے وہ کہتے ہیں کہ محمد سے کہا یحییٰ بن ایوب نے یحییٰ بن سعد اور صالح بن کیسان سے یہ کہ رسول اللہ نے خیبر والے دن دو سو گھڑ سواروں کے لیے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔

(۱۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو یعقوب نے ان کو سعید بن منصور نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید سے اس نے صالح بن کیسان سے وہ کہتے ہیں کہ اس دن ان کے پاس ایک سو گھوڑے تھے ہر گھوڑے کے لیے آپ نے دو حصے تقسیم کئے تھے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سفیان نے ان کو یحییٰ بن سعید نے صالح بن کیسان سے وہ کہتے ہیں کہ خیبر والے دن ایک ہزار چار سو افراد تھے اور گھوڑے دو سو تھے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے اور بغوی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی زھیر ابوخیثمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن مھدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیم بن اخضر نے عبداللہ سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن انفال میں جو مال تقسیم کیا تھا وہ گھوڑے کے لیے دو حصے اور گھوڑے والے کے لیے ایک حصہ تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث زائدہ سے۔ بخاری۔ المغازی۔ باب غزوہ خیبر۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۵۷)

اس نے عبداللہ سے وہ ذکر کرتے ہیں خیبر کا یہی صحیح ہے اور یہی معروف اہل مغازی میں۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن محمد اود باری نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے ان کو محمد بن عیسیٰ نے ان کو مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید اقصادی نے وہ کہتے ہیں ہ میں نے سنا اپنے والد یعقوب بن مجمع نے وہ ذکر کرتے ہیں اپنے چچا عبدالرحمٰن بن یزید انصاری سے اس نے اپنے چچا مجمع بن جاریہ انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ وہ قراء میں سے ایک تھے جنہوں نے قرآن پڑھا وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھے جب ہم وہاں واپس ہٹے اچانک سب لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو حرکت دی۔

بعض لوگوں نے بعض سے کہنا شروع کیا لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وحی آ گئی ہے۔ لہٰذا ہم لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ نکلے گھوڑے دوڑاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مقام کراع الغمیم کے پاس اپنی سواری کے اُوپر رُکے ہوئے تھے جب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ الفتح پڑھی انافتحنالك ۔ لہٰذا ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ فتح ہے؟ (یعنی حدیبیہ کا واقعہ) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک وہ فتح ہے۔ خیبر تقسیم کردی گئی اھل حدیبیہ پر (اللہ کی تقدیر اور علم میں مستقل قریب کے اعتبار سے)۔ لہٰذا وقت آنے پر رسول اللہ ﷺ نے (کچھ ہی عرصہ بعد) مال خیبر کو تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں پر اس وقت لشکر پندرہ سو پر مشتمل تھا تین سوان میں گھوڑے سوار تھے ہر گھوڑے سواری کی آپ نے دودو حصے دیئے تھے اور ہر پیدل کو ایک حصہ دیا تھا۔

اسی طرح ان کو روایت کیا ہے مجمع بن یعقوب نے اور تحقیق بہم ذکر کیا ہے کہ اکثر حافظ راوی کہتے ہیں کہ لشکر چودہ ہزار کا تھا۔ اور ہم نے ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ ان میں دوسو گھوڑے تھے (مگر اس روایت میں پندرہ سولشکر اور تین سو گھوڑے سواروں کا ذکر ہے)۔ واللہ اعلم

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرح ازرق نے ان کو ابن زنیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزناد نے خارصہ بن فرح بن ثابت سے اس نے زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن حضرت زبیر کو چار حصے دیئے تھے دو حصہ گھوڑے کے لیے اور ایک حصہ اس کے اپنے لیے اور ایک حصہ اس کی قرامت کے لیے امام بیہقی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ (قرابت سے مراد) ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب سے مراد ہے وہ اس دن زندہ سلامت تھیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زھری نے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے جبیر بن مطعمہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ذوالقربیٰ کا مال خیبر ہی سے حصہ تقسیم کیا تھا بنو ہاشم پر بنو مطلب پر تو میں اور عثمان چل کر گئے تھے۔ میں نے جا کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے بھائی ہیں بنو ھاشم ہم ان کی مصیبت اور عظمت کا انکار نہیں کر سکتے ساتھ جوان کا رشتہ قرابت جو اللہ نے بنایا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے ہمارے بھائیوں کے بارے میں میں جو بنومطلب سے ہیں کہ آپ نے ان کو دیا ہے مگر ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ جب کہ ہم اور وہ آپ کی قرابت کے حوالے سے ایک جیسے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ ہم سے الگ نہیں رہے جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی۔ یہ حقیقت ہے کہ بنوھاشم اور بنومطلب ایک ہی شئے ہیں اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے (ایک ہونے کا اشارہ کیا)۔

بخاری نے استشہاد کیا ہے اس روایت کے ساتھ بعد روایت عقیل اور یونس اور زہری کے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۂ خیبر)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے اور موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان نے حمید بن ھلال سے اس نے عبداللہ بن مغفل سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خیبر والے دن چربی کا ایک برتن (چمڑے کا بنا ہوا کُپہ اور برتن) بتایا گیا میں اس کے پاس پہنچا میں نے جلدی سے

اس کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ میں اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دوں گا کہتے ہیں کہ میں مڑ کر دیکھا تو اچانک رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۷۲ ص ۱۳۹۳)

(۲۲) اور ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد بن خلیل مالینی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فضل بن حباب نے ان کو ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے حمید بن ہلال سے اس نے عبداللہ بن مغفل سے وہ کہتے ہیں کہ خیبر والے دن مجھے چربی کا بھرا ہوا ایک کُپہ ملا کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا اور میں نے کہا کہ یہ میرا ہے میں اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دوں گا میں نے جب پلٹ کے دیکھا تو نبی کریم ﷺ مسکرا رہے تھے میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔

اس کو بخاری نے مسلم نقل کیا ہے صحیح میں۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علا نے ان کو ابومعاویہ نے ان کو ابواسحٰق شیبانی نے محمد بن ابومجالد سے اس نے عبداللہ بن ابوروفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غلہ وغیرہ (کھانے کے سامان میں سے) خمس دیتے تھے (یعنی پانچواں حصہ) انہوں نے فرمایا کہ خیبر والے دن ہم لوگ کو طعام یعنی غلہ وغیرہ سامان خورد ونوش) حاصل ہوا تھا تو ایک آدمی آتا اور اس میں اس قدر لے لیتا تھا جس قدر اس کو کافی ہو جائے اس کے بعد وہ ہٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۰۴ ص ۶۶/۳)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو معدان بن نصر نے ان کو ابومعاویہ نے عالم احوال سے اس نے ابوعثمان نہدی سے اس نے ابوقلابہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں آئے تھے۔ تو اس وقت (کھجوروں) کا پھل ہرا تھا (یعنی کچا تھا) لوگوں نے اس میں عجلت سے کام لیا میں بخار میں مبتلا ہو گئے پھر انہوں نے اس بات کی پریشانی کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا حضور نے انہیں حکم دیا کہ وہ مشکوں میں پانی ٹھنڈا کریں اور وہ پانی فجر کی اذان کے درمیان اپنے اُوپر انڈیلیں اور اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ دیں کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایسے ہی کیا بس وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ پھر کی رسی سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔

ہم نے اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن رافع سے اس نے نبی کریم ﷺ سے موصول کیے روایت کے طور پر اور انہی سے روایت کیا گیا۔ دو نمازوں کے درمیان یعنی مغرب اور عشاء کے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۵/۴)

(۲۵) ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن بکیر نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن معقل نے محمد بن زید وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمیر مولی اللحم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے سرداروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی حضور اکرم ﷺ نے میرے بارے میں حکم دیا مجھ سے تلوار لٹکوائی گئی۔ مگر میں اس کو کھینچ رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ میں غلام ہوں (یعنی تلوار زیب تن کرنے کی اس کی عادت نہیں ہے)۔ لہٰذا آپ ﷺ نے میرے بارے میں دیگر گھریلو سامان وغیرہ اٹھانے سنبھالنے کی ڈیوٹی لگا دی۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۳۰ ص ۷۵/۳)

وهو فيما به اجازة۔ اور میری کتاب میں جو میں نے لکھے ابوعبداللہ حافظ سے۔ اور اس نے نہیں پایا کوئی نسخہ سماع۔

یہ کہ ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے اس نے عبداللہ بن انیس سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا تھا خیبر کی طرف اور میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی

اور وہ حالت حمل میں تھی راستے میں اچانک اسے خون جاری ہونے کی تکلیف شروع ہوگئی میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لیے تازہ کھجور بھگو کر نچوڑے اس کی تیری اور نچوڑ جمع ہوگیا حکم دیا کہ اس پلا دو میں نے پلا یا دیا۔

لہٰذا اس کی ساری تکلیف ختم ہوگئی۔ جب ہم لوگوں نے خیبر فتح کرلیا تو عورتوں کو منع کردیا گیا ان کے لئے حصہ نہیں دیا گیا مگر میری بیوی کو عطا کیا گیا اور میرے بچے کو بھی جو پیدا ہوا تھا۔ عبدالسلام نے کہا میں نہیں جانتا کہ وہ نومولود لڑکا تھا یا لڑکی تھی۔

(مغازی للواقدی ۲/۶۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۵

باب ۱۱۳

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور اشعریوں کی سرزمین حبشہ سے خیبر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آمد۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا ان کے لئے اور ماسوا کے لئے خیبر کا مال تقسیم کرنا اور کچھ کے لئے نہ کرنا۔

۳۔ اور اس بارے میں مذکور اور مروی دلائل نبوت۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ہمیں خبر دی ہے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلی نے ان کو ابو کریب نے ان کو اسامہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بُرید نے ابو بردہ سے اس نے ابوموسیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر یمن میں ملی تھی جب ہم وہاں پر تھے۔ کہتے ہیں کہ بس ہم لوگ ان کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکل پڑے میں بھی اور میرے دو بھائی بھی۔ میں ان میں سے چھوٹا تھا۔ ایک کا نام ابو دُھم اور دوسرے کا نام ابوبُردہ تھا۔ (یا تو یوں کہا تھا کہ کچھ لوگوں میں۔ یا کہا تھا کہ باون یا ترپن آدمیوں میں (ہم روانہ ہوگئے تھے) ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے مکہ جانے کے لئے) اپنی قوم کے مگر (ہوا کچھ ایسے رُخ پر چلی کہ) ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ کی سرزمین پر یعنی نجاشی کے پاس جا پھینکا۔ وہاں پر ہماری ملاقات نجاشی کے پاس حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے رفقاء کے ساتھ ہوگئی حضرت جعفر نے کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں پر اقامت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ رہ جایئے یعنی یہیں حبشہ میں ہی۔

لہٰذا ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ اقامت اختیار کرلی اس وقت تک کہ پھر ہم سب اکٹھے ہی واپس آئے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت آکر ملے جب آپ خیبر کی فتح کرچکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہمارے لئے بھی اس میں سے حصہ نکالا تھا۔ جو لوگ فتح خیبر میں موجود نہیں تھے ان میں سے کسی ایک کے لیے کچھ بھی حصہ نہیں نکالا تھا۔ ہاں مگر انہی کے لئے حصہ تقسیم کیا تھا جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ مگر ہم لوگ کشتی میں سفر ھجرت کرنے والے جو جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ ان کے لیے بھی ان کے ساتھ تقسیم کیا تھا گویا کہ یا چند لوگ بھی انہی میں ہیں۔ لوگ ہمارے یعنی اصحاب سفینہ کے خلاف کہتے تھے کہ ہم لوگ تم سے سبقت کرگئے ہیں اور تم سے زیادہ فائدے میں ہیں کہتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس داخل ہوئی یہ ان میں سے تھی جو ہمارے ساتھ آئی تھی یہ حفصہ زوجہ رسول کے پاس آگئی۔ یہ بھی وہیں تھی جس نے نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی ان لوگوں میں جنہوں نے اس کی طرف ہجرت کی تھی۔

حضرت عمر اپنی بیٹی حفصہ اور ان کے پاس بیٹھی ہوئی اسماء بنت عمیس کے پاس آئے اور انہوں نے اسماء کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حفصہ نے بتایا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہے حضرت عمر نے فرمایا کیا یہ حبشیہ ہے؟ اور یہ بھی بحریہ اور سمندر والی ہے؟ (یعنی انہیں لوگوں میں سے پہلے جو کشتی پر سوار ہو کر حبشہ جا پہنچے تھے) اسماء نے کہا کہ جی ہاں وہی ہیں حضرت عمر نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں سے سبقت کر چکے ہیں اور ہجرت میں پہل کر چکے ہیں لہٰذا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسبت جتلانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسماء نے یہ سنا تو وہ ناراض ہوگئی اور کوئی کلمہ کہا کہ جھوٹ کہتے ہو تم اے عمر اللہ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے۔ تم میں سے بے علم و نادان کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ہم لوگ دیار غیر میں یا روئے غیر میں تھے جو کہ (مسلم نہیں تھے) بلکہ کفار تھے حبشہ میں یہ بھی اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں ہم نے کیا تھا۔

اللہ کی قسم نہ تو میں کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیئوں گی اس وقت تک جب تک میں آپ کی بات کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت نہ کرلوں گی ہم لوگ ستائے جاتے تھے اور خوف میں رہتے تھے۔ میں ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کروں گی اور ان سے پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی اور نہ کجی کروں گی نہ میں اس سے زیادہ بات کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسماء نے ان سے عرض کی اے اللہ کے نبی! بیشک عمر نے ایسی بات کہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا کہا ہے؟ بولی کہ میں نے ان کو ایسے ایسے کہا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ تم سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ عمر کی اور اس کے احباب کی ایک ہجرت ہے اور تمہارے لئے اے اہل سفینہ دو ہجرتیں ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا تھا کہ اصحاب سفینہ میرے پاس ٹولی ٹولی ہو کر آئے تھے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتے تھے۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو ان کو اس حدیث سے زیادہ خوش کرتی۔ اور نہ ہی اس سے کوئی چیز اور بڑی تھی اس سے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا۔ ابوبردہ نے کہا کہ اسماء کہتی ہیں میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے مکرر سنتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں ایک بار تم نے ہجرت کی نجاشی کی طرف اور دوسری بار تم نے ہجرت کی میری طرف۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/ ۴۸۷۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۹ ص ۱۹۴۶۔ ۱۹۴۷)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی علی عبیدالرحمٰن سبیعی نے کوفے میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حکم حبری نے ان کو حسین بن حسین عربی نے ان کو اجلح بن عبداللہ نے شعبی سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس آئے تو حبشہ میں جعفر بن ابوطالب بھی آ گئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا (ماتھا چوما) پھر فرمایا اللہ کی قسم میں سمجھ رہا ہوں کہ دو میں سے کس چیز پر زیادہ خوشی محسوس کروں خیبر کے فتح ہونے پر یا جعفر کی آمد پر؟

اس کو ثوری نے روایت کیا ہے اجلح سے مرسلاً اس میں جابر کا ذکر نہیں ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۰۶۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۱۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن بن ابواسماعیل علوی نے ان کو احمد بن محمد بیروتی نے ان کو محمد بن احمد بن ابوطیبہ نے ان کو مکی بن ابراہیم رُعَینی نے ان کو سفیان ثوری نے ان کو ابوزبیر نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ جب جعفر بن ابوطالب ارض حبشہ سے آئے تو سیدھے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے چلے آئے جیسے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو تجبل کیا یعنی حضور اکرم ﷺ کے احترام اور عظمت کے پیش نظر وہ ایک ہی پیر پر چل کر آپ کے پاس آئے (اس معاشرے میں اکرام و اعظام بجالانے کے لیے ایسے کیا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس کی اسناد میں ثوری تک غیر معروف مجبور راوی ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ نہیں تقسیم کیا گیا تھا مال خیبر میں سے کوئی

شئے بھی مگر صرف انہی لوگوں کے لیے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے۔ اور خیبر میں بھی صرف وہی لوگ حاضر ہوئے تھے جو حدیبیہ میں تھے اور انہیں اجازت دی تھی رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک کے لئے بھی جو حدیبیہ جانے سے پیچھے رہ گیا تھا اس سے۔ یعنی جو حدیبیہ جانے سے رہ گیا تھا ان کو خیبر میں حاضری کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

اور ذکر کیا ہے (اھل مغازی نے) واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں اشعریوں کی ایک جماعت آئی تھی ان میں ابو عامر اشعری بھی تھے وہ لوگ ان میں سے تھے جن کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ ارض حبشہ کی مہاجرۃ کی تھی اور ان کے ساتھ تھے۔ اور ایک جماعت آئی تھی قبیلہٗ دوس کی ان میں طفیل تھے اور ابوھریرہ۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے یہ رائے قائم کی۔ اور آپ کی یہ رائے حق اور درست تھی کہ آپ اان کے چل کر آنے کو ناکام نہ بنائیں اور ان کے سفر کو باطل نہ کریں۔ تو اھل سیر تے نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو خیبر دی کے مالوں کی تقسیم میں شریک کیا تھا اور اپنے اصحاب سے پوچھا تھا کہ ان کو شریک کریں انہوں نے بھی ایسا کرنا مانا۔ واللہ اعلم

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی اود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن یحییٰ بلخی نے ان کو حدیث بیان کی سفیان نے ان کو زھری نے اور ان سے سوال کیا اسماعیل بن لصیہ نے ہمیں اس کی حدیث بیان کی زھری نے کہ اس نے سنا عنبسہ بن سعید قرشی سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے جب آپ نے اس کو فتح کیا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے لیے بھی حصہ نکالا جائے گا؟ (یعنی خیبر کے مال میں سے) میرے بیٹوں میں سے بعض نے بھی بات چیت کی سعید بن عاصی سے انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ کیا آپ اس کا حصہ بھی نکالیں گے؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس نے بھی تو ابن قوقل کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا (میں اسے گمان کرتا ہوں کہ) سعید بن عاص نے۔ مجھے تعجب ہے اس دیہاتی پر یا کثیر بالوں والے پر یہ ہمارے اوپر لٹک آیا ہے گم شدہ اونٹ کی طرح مجھے اور تکلیف دیتا ہے۔ ایک مسلمان آدمی کے قتل کے وجہ جس کو اللہ نے میرے ہاتھ پر مشرف اسلام کیا تھا۔

(بخاری۔ باب غزوہ خیبر۔ فتح الباری ۷/۴۹۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۸)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے اس نے سفیان سے مگر انہوں نے کہا۔ مِن قُدُوْمِ الضَّانِ (بھیڑ کے آنے کی طرح)

بخاری نے کہا ہے ذکر کیا ہے زبیدی سے اس نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عنبسہ بن سعید نے کہ اس نے سنا تھا ابوھریرہ سے وہ خبر دیئے سعید بن عاصی کو وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ انے ابان کو بھیجا تھا ایک سریہ میں مدینے سے نجد کی طرف ابوھریرہ نے کہا کہ ابان اور اس کے اصحاب رسول اللہ کے پاس آئے خیبر میں اس کے بعد جب اس نے اس کو فتح کر لیا تھا (اور ان کے گھوڑے کی تنگ اوپر رکھنے والا کھجور کی چھال کا تھا) ابوھریرہ نے کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ ان لوگوں کے لیے تقسیم نہ کریں۔ ابان نے کہا۔ کہ تو اس بات کا کیا حق رکھتا ہے اے وبر تو بھٹکنے والے اونٹ کے سر سے لڑھک کر آیا ہے نبی کریم انے فرمایا اے ابان تو بیٹھ جا اور آپ نے ان کے لیے تقسیم نہیں فرمائی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو یحییٰ بن عثمان نے اور ھشام بن عمار نے ان کو اسماعیل بن عیاش نے محمد بن ولید زبیدی سے اس نے زھری سے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل اس نے۔ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ ۔ کے الفاظ بتائے ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ان کو ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ بنوفزارہ ان لوگوں میں سے تھے جو اہل خیبر کے پاس اس لئے آئے تا کہ وہ ان کی مدد کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی مدد نہ کریں اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ یہاں سے (یعنی خیبر والوں کے ہاں سے) نکل جائیں۔ اس شرط پر (کہ فتح کی صورت میں) تمہیں خیبر کے اموال میں سے اتنی اتنی ملے گا۔ مگر انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا جب اللہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے خیبر کو فتح کر دیا تو اس وقت بنوفزارہ میں سے وہ لوگ جو وہاں تا حال موجود تھے وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ ہمارا بھی حصہ دے دیجئے جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا حصہ ذو رقیبہ ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تمہارے لیے ذو رقیبہ ہے یہ خیبر کے پہاڑوں سے ایک پہاڑ تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ بات ہے تو پھر ہم آپ سے قتال کریں گے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارے وعدہ گاہ جَنَفَ (یہ خیبر اور فدک کے مابین بنوفزارہ کے یہ پانی کا ایک گھاٹ تھا) ان لوگوں نے جب یہ بات سنی (کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کا چیلنج قبول کر کے مقابلے کی جگہ بھی متعین کر دی) تو وہ لوگ (خوف زدہ ہو کر) نکل کر بھاگ گئے۔

یہ الفاظ میں حدیث اسماعیل کے اور ایک روایت میں ہے ابن فلیح سے جَنَفَاء یہ بھی بنوفزارہ کے پانی کے گھاٹوں میں سے ایک گھاٹ ہے۔ اس کو حنفاء کہا جاتا تھا۔ ابو عبداللہ نے کہا ہے اس جزء میں جو میں نے نہیں پائی نسخہ سماعی۔

تحقیق انہوں نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے۔

ابورافع سلاّم بن ابوالحقیق یہودی کا بیان کہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ نبوت پر حسد کرتے ہیں حالانکہ وہ نبی مرسل ہے

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی اپنے شیوخ سے وہ کہتے ہیں ابوشُیَیم مزنی مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے اپنے اسلام کو خوبصورت بنایا ہوا تھا وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہم لوگ وفد کی صورت میں اہل حیفاء کی طرف گئے تھے عیینہ بن حصن کے ساتھ۔ عیینہ ہمارے ساتھ ہی واپس آئے تھے جب خیبر سے واپس ایک مقام پر پہنچے جس کو الحطام کہا جاتا تھا ہم لوگ رات کو سوئے مگر ہم لوگ گھبرا گئے۔ عیینہ نے کہا خاموش ہو جاؤ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے ذوالرقیبہ خیبر کا پہاڑ دے دیا گیا ہے۔ تحقیق اللہ کی قسم میں نے محمد کی گردن پکڑ لی ہے کہتے ہیں کہ ہم جب خیبر میں پہنچے تو عیینہ آگئے اس نے محمد ﷺ کو اس حال میں پایا کہ وہ خیبر کو فتح کر چکے تھے لہٰذا عیینہ نے کہا اے محمد آپ نے میرے حلیفوں میں سے جو غنیمت پائی ہے وہ مجھے دے دیجئے کیونکہ میں ہٹ گیا تھا تم سے بھی اور تیرے ساتھ قتال کرنے سے بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو (بات اس طرح نہیں ہے) بلکہ ہماری للکار نے تجھے تیرے گھر کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ مجھے کچھ دیں (عطیہ وغیرہ) آپ نے فرمایا کہ ذوالرقیبہ تیرا ہے عیینہ نے کہا ذوالرقیبہ کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پہاڑ جو تم نے خواب میں دیکھا تھا کہ تم نے اس کو لے لیا ہے۔ لہٰذا عیینہ واپس ہٹ گیا۔ وہ جب اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس حارث بن عوف آیا اس نے کہا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم بے جا باتیں کر رہے ہو تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ اللہ کی قسم محمد ضرور غالب آئے گا اس سب کچھ پر جو کچھ مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ (بڑے بڑے) یہودی ہمیں اس بات کی خبر دیا کرتے تھے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے سنا تھا ابورافع سلام بن ابوالحقیق سے وہ یہودی وہ کہتا تھا کہ ہم لوگ (یہودی) محمد ﷺ کے ساتھ حسد کرتے ہیں اس کی نبوت پر۔ اس لئے کہ وہ ہارون علیہ السلام کی اولاد سے نکلے ہیں۔

اور وہ نبی مرسَل ہیں۔ اور یہودی اس بات پر محمد سے اتفاق نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے اس کے ساتھ وہ قتال ہونگے ایک یثرب میں اور دوسرا خیبر میں۔ حارث نے کہا کہ میں نے سلام یہودی سے پوچھا تھا کہ کیا محمد ﷺ ساری دھرتی کا مالک اور حکمران بن جائے گا؟ اس نے کہا جی ہاں تورات کی قسم ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ کے بارے میں یہودی میری اس بات کو جان لیں۔

(مغازی للواقدی ۲/۶۷۵۔۶۷۷)

☆☆☆

باب ۱۱۴

نبی کریم ﷺ کا سلمہ بن اکوع کے زخم پر (اپنا لعاب دھن) تھتکارنا

خیبر والے دن اور اس کا ٹھیک ہو جانا اس زخم سے

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو خبر دی ابو سہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیادہ نحوی نے ان کو اسماعیل بن محمد فسوی قاضی نے ان کو مکی بن ابراہیم نے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے ان کو عبداللہ احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو حدیث بیان کی مکی نے ان کو یزید بن ابو عبید نے وہ کہتے ہیں کہ میں سلمہ کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا تھا میں نے کہا اے ابو سلمہ یہ کیسی چوٹ ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر والے دن لگی تھی۔

لوگوں نے کہا کہ سلمہ کی ٹانگ ضائع ہو گئی سلمہ کی ٹانگ ضائع ہو گئی۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اکھٹے تین بار اس پر (اپنے منہ کا لعاب) تھتکار دیا وہ دن اور آج کا دن اس وقت تک مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث قاضی کے اس کو روایت کیا ہے بخاری نے مکی بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوہ خیبر۔ حدیث ۴۲۰۶۔ فتح الباری ۷/۴۷۵)

باب ۱۱۵

وہ احادیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ وہ اہل نار میں سے ہے

اور اس کے ساتھ جو کچھ پیش آیا اور اس واقعہ میں علامت نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے ان کو ابو بکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے اور قاسم نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صباح نے ان کو عبدالعزیز بن ابو حازم نے ان کو ان کے والد نے سہل بن سعد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین بعض جنگوں میں باہم ٹکرائے یعنی قتال کیا ہر ایک قوم نے اپنے اپنے لشکر کی طرف توجہ کی اور مسلمانوں میں ایک آدمی ایسا تھا جو کسی مشرک کو چھوڑ ہی نہیں رہا تھا جس کسی کو وہ اکیلا دیکھتا علیحدہ دور دور کہیں بس اس کے پیچھے لگ جاتا اور جا کر اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ختم کر دیتا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نہیں بہادری کی کسی نے جس قدر فلاں شخص نے کی ہے آپ نے فرمایا خبردار ہوشیار وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

لوگوں نے اس بات کو سب سے زیادہ بڑی بات اور (حیران کن بات سمجھا) اور کہا کہ اگر وہ شخص اہل نار میں سے ہے تو پھر ہم میں سے کوئی شخص اہل جنت میں سے ہوسکتا ہے؟ اور ایک آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ اسی حالت پر کبھی بھی نہیں مرے گا چنانچہ وہ اس کے پیچھے پیچھے ہولیتا (تاکہ وہ اس کا انجام دیکھے) وہ شخص جب جلدی چلتا تو یہ بھی جلدی کرتا۔ وہ ڈھیل پکڑتا تو یہ بھی ڈھیلا ہوجاتا۔ یہاں تک کہ وہ شخص زخمی ہوگیا اور اس کے زخم شدید ہوگئے جب وہ زخموں کی تاب نہ لاسکا تو اس نے موت کو جلدی مانگ لیا اس نے اپنی تلوار زمین پر سیدھی رکھی اس طرح کہ اس کی دھار اس کے دونوں پستانوں کے درمیان تھی پھر وہ تلوار کے اوپر سوار ہوگیا اس طرح اس نے خودکشی کرتے ہوئے اپنے آپ کو قتل کردیا۔
چنانچہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بھاگا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا۔

اَشھدُ اَنّکَ رَسُولُ اللّٰہ
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ بات کیا ہوئی ہے پھر اس نے اس بات کی خبر دی جو کچھ اس شخص کو پیش آیا تھا۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ نے فرمایا بیشک ایک آدمی عمل کرتا رہتا ہے اھل جنت والے اعمال لوگوں کے سامنے جو ظاہری حالت ہوتی ہے اس کے مطابق حالانکہ وہ اھل نار میں سے ہوتا ہے۔ لہٰذا بیشک وہ کوئی عمل کر گذرتا ہے اہل نار والا (لہٰذا جہنم میں جاتا ہے) اور بسا اوقات کوئی شخص عمل کررہا ہوتا ہے جہنم والے عمل ظاہری حالت کے مطابق حالانکہ وہ اھل جنت میں سے ہوتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح۔ میں عبداللہ بن مسلمہ سے اس نے ابن ابوحازم سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ غزوہ خیبر۔ حدیث ۴۲۰۷۔ فتح الباری ۷/۴۷۵)

اور اس کو بخاری مسلم نے دونوں نے روایت کیا ہے حدیث یعقوب بن عبدالرحمٰن سے اس نے ابوحازم سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان کے سامنے پڑھا کہ شعیب بن حمزہ بن ابوحمزہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے۔ اور ہمیں خبر دی ہے الفضل بن ابوسعد ہردی نے وہ ہمارے ہاں آئے تھے حج کرنے والے دومرتبہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالفضل بن ضُمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے اس نے سعید بن مسیب سے۔

ابوہریرہ نے فرمایا ہم لوگ خیبر میں رسول اللہ کے ساتھ حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا جوان لوگوں میں سے ایک تھا جو آپ کے ساتھ تھے اور وہ اسلام کے ساتھ پکارا اور یاد کیا جاتا تھا۔ (آپ نے فرمایا کہ) یہ اہل نار میں سے ہے جب قتال شروع ہوا تو اس لڑائی میں اس نے انتہائی سخت قتال کیا اور سخت لڑائی لڑی۔ یہاں تک کہ اس کے زخم کثیر ہوگئے جنہوں نے اس کو نڈھال کردیا صحابہ میں سے ایک آدمی حضور کی خدمت میں تھا اور آکر کہنے لگا یارسول اللہ آپ کیا خیال کرتے ہیں فلاں شخص کے بارے میں جس کے بارے میں آپ نے ذکر کیا تھا کہ وہ اہل نار میں سے ہے تحقیق اللہ کی قسم اس نے اللہ کی راہ میں انتہائی سخت لڑائی لڑی ہے۔ اور اس کو بہت زیادہ زخم لگے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو کہ وہ شخص اہل نار میں سے ہے۔ قریب تھا کہ بعض لوگ شک کرتے۔ اچانک وہ اسی حال پر تھا کہ اس نے زخموں کا شدید درد برداشت نہ کیا اور اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف جھکایا اس میں سے تیر نکالے اس کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو ماردیا۔

لہٰذا مسلمانوں میں سے کئی لوگ گھبرا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی ہے فلاں شخص خودکشی کرتے ہوئے اپنے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال آپ اُٹھیئے اور اعلان کیجئے کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر مؤمن ہی۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ دین کی تائید کرتا ہے فاجر آدمی کے ساتھ۔

یا بلال قم فاذن۔ لایدخل الجنۃ الامؤمن و ان اللّٰہ یؤید الدین با لرجل الفاجر

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے معمر اس حدیث کا متابع لائے ہیں زہری سے۔ (فتح الباری ۷/۴۷۱)

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس طریق سے اس کو قتل کیا ہے۔ اور یونس نے کہا ہے مروی ہے زھری سے اس نے سعید سے اور اس حدیث کے آخری میں جیسے دلالت ہے اس پر کہ اس آدمی نے حلال کر لیا تھا یا حلال سمجھ لیا تھا اپنے قتل نفس کو اور خودکشی کو یا جان لیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جان لیا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسن عاقبت کی درخواست کرتے ہیں۔

باب ۱۱۶

وہ حدیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی جس نے اللہ کی راہ میں مال غنیمت میں خیانت وچوری کی تھی اور نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو حدیث بیان کی مسدد نے ان کو یحییٰ بن سعید نے اور بشر بن فضل نے یحییٰ بن سعید سے اس نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے اس نے ابوعمرہ سے اس نے زید بن خالد جھنی سے۔

یہ کہ ایک آدمی اصحاب رسول میں سے خیبر والے دن وفات پا گیا تھا صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نماز جنازہ پڑھ لو اپنے ساتھی پر (یہ سن کر) لوگوں کے چہرے بدل گئے زید نے گمان کیا ہے (یہ کیفیت دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں چوری کی ہے

لہٰذا ہم لوگوں نے اس کا سامان چیک کیا تو ہم نے ایک ہار (کوڑیوں کا) یہود کے ہاروں میں سے پالیا جو دو درھم کے برابر بھی نہیں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ نسائی۔ کتاب الجنائز۔ ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ مؤطا امام مالک۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۳ ص ۲/۴۵۸۔ مسند امام احمد ۱۱۴/۴۔ ۱۹۲/۵)

☆☆☆

باب ۱۱۷

(۱) وہ احادیث جو وارد ہوئی ہیں۔ اس بکری کے بارے میں (جس کے گوشت میں) زہر ملایا گیا تھا خیبر کی بستی میں۔

(۲) اور اس بارے میں اس عظمت کا ظہور جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو زہر کے نقصان سے بچایا تھا اس میں سے کچھ کھا لینے کے باوجود۔

(۳) اور بکری کی پکی ہوئی نلی کا حضور اکرم ﷺ کو زہر آلود ہونے کی خبر دینا۔ اور حضور اکرم ﷺ کا بقیہ کو کھانے سے رُک جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو بحرین نصر حولانی نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث پڑھی گئی تھی شعیب بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ تجھے خبر دی تیرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابوسعید نے۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کی فتح ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بکری (پکی ہوئی) ہدیہ کی گئی تھی اس میں زہر تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جمع کراؤ ان کو جو یہودی یہاں پر موجود ہیں چنانچہ جمع کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا میں تم لوگوں سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم لوگ مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ اے ابوقاسم رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا کہ آپ نے سچ اور درست کہا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک اور چیز تم سے پوچھتا ہوں کہ تم مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ کہنے لگے کہ جی ہاں ضرور اے ابوالقاسم۔ اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ جان لیں گے۔ جیسے آپ نے ہمارے باپوں کے بارے میں جان لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اہل نار کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تھوڑی سی دیر اس میں رہیں گے پھر تم لوگ ہمارے پیچھے پیچھے اس میں پہنچ جاؤ گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمیشہ اسی میں ذلیل رہو گے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم ایک اور چیز کے بارے میں تم سچ سچ بتاؤ گے اگر میں تم سے پوچھوں بولے کہ جی ہاں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس بکری (کے گوشت میں) زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں ملایا تھا۔ اس کام پر کس چیز نے تمہیں اکسایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ سوچا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی تم سے اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث شعیب کے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ وغیرہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالوہاب جحمی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن حارث نے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو یحییٰ بن حبیب عربی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن حارث نے ان کو شعبہ نے ھشام بن زید سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ ایک یہودی عورت ایک زہر آلود بکری کا (گوشت پکا ہوا) لائی حضور اکرم ﷺ نے اس میں سے کچھ کھالیا تھا۔ بعد میں اس عورت کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھے اس کام پر قدرت نہیں دے گا یایوں فرمایا تھا کہ محمد پر قدرت نہیں دے گا لوگوں نے کہا کیا آپ اس کو قتل نہیں کریں گے؟ فرمایا کہ نہیں انس کہتے ہیں کہ میں اس چیز کا اثر رسول اللہ ﷺ کے مسوڑوں پر ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یحییٰ بن حبیب کے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حَجَبِیُ سے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن حبیب عربی سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۹۳/۳۔ شرح المواہب للزرقانی ۲۳/۲۔ سیرۃ حلبیہ ۶۳/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۸/۴، ۲۱۱۔ سیرۃ النبویہ لابن کثیر ۳۹۴/۳۔ مغازی للواقدی ۲۷۷/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد نے ان کو سعید بن سلیمان نے ان کو عباد ابن عوام نے سفیان یعنی ابن حسین سے اس نے زھری سے اس نے سعید بن مسیّب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ یہود کی ایک عورت نے رسول اللہ کے پاس زہر آلود بکری کا گوشت بھیجا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رک جاؤ یہ زہر آلود ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا وہ کیا ہے تم نے یہ جو کچھ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس پر اطلاع کر دے گا اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو میں اس طرح کر کے لوگوں کی جان چھڑا دوں گی تم سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض نہ فرمایا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۰۹/۴)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب بن محمد بن سلیمانؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن حسین ھمدانی نے ان کو محمد بن رزام نے مروزی نے ان کو خلف بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعبدالعزیز بن عثمان نے اپنے دادا سے عثمان بن ابوحیلہ سے وہ کہتے ہیں کہ جیسے مجھے خبر دی ہے عبدالملک بن ابونضرہ نے اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بکری کا زہر آلود ھد یہ بھیجی تھی یا بکری کا بھونا ہوا بچہ زہر آلود بھیجا تھا۔

جب وہ حضور ﷺ کے قریب لائی گئی اور لوگوں نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھائے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رک جاؤ اس کے اعضاء میں سے ایک عضو مجھے خبر دے رہا ہے کہ وہ زہر آلود ہے حضور اکرم ﷺ نے اس ہدیہ کی بھیجنے والی عورت کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے اس میں زہر ملایا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں انہوں نے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں اس پر اُبھارا ہے؟ بولی کہ میں نے سوچا تھا اگر آپ جھوٹے ہیں تو میں اس طرح کر کے تم سے لوگوں کی جان چھڑا دوں گی اور اگر آپ رسول ہیں تو آپ اس پر آگاہ ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کی کوئی پکڑ نہ فرمائی۔ (سیرۃ شامیہ ۲۰۸/۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صغانی نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زہری سے اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے یہ کہ ایک یہودی عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بھونی ہوئی بکری بھیجی خیبر میں اور بولی کہ یہ ھد یہ ہے اور اس نے یہ کہنے سے گریز کیا کہ یہ صدقہ کی ہے کہ آپ نہیں کھائیں گے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ کھالیا۔ اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ رُک جاؤ پھر انہوں نے عورت سے کہا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس عورت نے پوچھا کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پنڈلی کی اس ہڈی نے خبر دی ہے اور وہ

اس وقت ان کے ہاتھ میں تھی اس عورت نے اقرار کرلیا آپ نے پوچھا کہ کیوں؟ کہنے لگی کہ میں نے سوچا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو لوگ آپ سے راحت پالیں گے۔اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو نقصان نہیں دے گی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کندھے پر سنگی لگوائی تھی اور آپ نے اپنے اصحاب سے کہا انہوں نے بھی سنگیاں لگوائی تھیں اور بعض ان میں سے انتقال کر گئے تھے۔ زھری کہتے ہیں کہ وہ عورت مسلمان ہوگئی تھی لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا معمر کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

یہ روایت مرسل ہے۔احتمال ہے کہ عبدالرحمٰن نے اس کو جابر بن عبداللہ سے حاصل کیا ہوا نے تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے ان ابوداؤد بجستانی نے ان کو سلیمان بن داؤد مھری نے ان کو ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر کی ایک یہودن نے ایک بھونی ہوئی بکری کو زہر آلود کیا اس کے بعد اس کو رسول اللہ کے لیے ہدیہ بھیج دیا حضور اکرم ﷺ نے اس کی نلی کو اٹھایا اور اس سے کھایا اور آپ کے ساتھ ایک گروہ نے آپ کے اصحاب میں سے بھی کھایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے ہاتھ اُٹھا لیجئے حضور اکرم ﷺ نے اس یہودن کو بلایا وہ آئی تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس میں زہر ملایا ہے۔ یہودن نے کہا کہ تمہیں کس نے بتایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس نلی نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔اس یہودن نے اقرار کیا۔حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اس نے کیوں ایسا کیا ہے۔اس نے بتایا کہ میں نے خیال کیا تھا کہ اگر یہ نبی ہے تو اس کو زہر کوئی نقصان نہیں دے گا اور اگر نبی نہیں ہے تو ہم اس سے جان چھڑالیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے اس سے درگذر کرلیا اس کو سزا نہ دی بعض فوت ہوگئے جنہوں نے اس میں سے کھالیا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے اپنے کندھے پر سنکسال لگوائی تھی اس بکری کی وجہ سے جس میں سے آپ نے کھایا تھا حضور اکرم ﷺ کو ابوھند نے قرنہ اور شفرہ کے ساتھ لگائی تھیں وہ غلام تھا رسول اللہ کا انصار کے بنو بیاض میں سے۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۲۱۰)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن بقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد نے محمد بن عمرو سے اس نے ابوسلمہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک یہودی عورت نے خیبر میں بھونی ہوئی بکری ھدیہ کے طور پر بھیجی تھی وہ زہر آلود تھی (آگے اس روایت کے الفاظ حدیث جابر کے مثل ہیں) وہ کہتے ہیں کہ بشر بن براء بن معرور فوت ہوگئے تھے حضور اکرم ﷺ نے یہودی کے پاس بندہ بھیجا اور پوچھا کہ تجھے کس چیز نے اکسایا ہے اس حرکت پر جو تم نے کی ہے (اس نے حدیث جابر کی مثل ذکر کیا ہے۔ (اور آگے مذکور ہے کہ) حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا تھا اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔اس روایت کے راوی نے سنگنیاں لگوانے کا ذکر نہیں کیا۔میں کہتا ہوں کہ ہم نے اس کو روایات کیا ہے حماد بن سلمہ سے اس نے محمد بن عمرو سے اس نے ابوسلمہ سے اس نے ابوہریرہ سے۔اور احتمال ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کو ابتداء میں قتل نہ کر دیا ہو پھر جب بشر بن براء فوت ہوگیا تھا اس وقت آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہو۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوجعفر نے بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم جوہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے خزامی نے ان کو

محمد بن فلیح نے ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ان کو ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا اور آپ جس کو قتل کیا تھا ان میں سے تو زینب بن حارق یہودیہ نے ھد یہ بھیجا تھا یہ مرحب کے بھائی کی بیٹی تھی۔اس نے صفیہ کے لئے بھونی ہوئی بکری بھیجی تھی اور اس میں زہر ملایا تھا۔اور کندھے یعنی شانہ کی بکری اور نلی پر زیادہ زہر ملایا تھا اس لئے اسے معلوم ہوا تھا کہ بکری کے گوشت میں سے یہ حصہ حضور اکرم ﷺ کو زیادہ پسند ہیں۔ حضور اکرم ﷺ صفیہ کے پاس گئے اور ان کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بنی سلمہ کے بھائی تھے۔

چنانچہ بھونی ہوئی بکری ان کے آگے رکھ دی گئی حضور اکرم ﷺ نے شانہ کی ہڈی اُٹھائی اور اس سے منہ کے ساتھ دانتوں سے کاٹ کر کھا گئے اور بش بن براء نے ایک ہڈی اٹھائی اس نے بھی دانتوں سے کاٹ کر کھانا شروع کیا جب رسول اللہ ﷺ نے اور بشر نے اس میں لقمہ لیا اور انہوں نے اس میں جو کچھ ملا ہوا تھا محسوس کیا تو فرمایا کہ اپنے اپنے ہاتھ کھانے سے اُٹھالو بیشک مجھے یہ شانے کی ہڈی خبر دے رہی ہے کہ اس میں کوئی چیز ملائی گئی ہے بشر بن براء نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی ہے میں نے یہ چیز اس لقمے میں محسوس کی ہے جو میں نے کھالیا ہے بس اس نے اس لقمے کو پھینکنا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کا کھانا ٹھکوا دینا بڑی بات جانا جب آپ نے نگل لیا جو کچھ آپ کے منہ میں تھا تو میں نے خود کو آپ سے الگ نہ سمجھا میں نے امید کی آپ اس میں بہتری محسوس کر رہے ہیں حالانکہ اس میں گڑ بڑ تھی۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۲۱۰۔الدرر ۲۰۴)

چنانچہ بشر بن براء اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا کہ اس کا رنگ نیلا پیلا ہو گیا اس کی تکلیف اور درد نہ گیا حتی کہ اس کو جس طرف پھیرا جاتا نہیں پھر سکتا تھا۔ جابر کہتے ہیں کہ ابن فلیح کی ایک روایت میں سے موسیٰ سے۔ زہری نے کہا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ کا سنگنی سے خون نکلوایا تھا کندھے سے، اسی دن یہ سنگنی لگانے کا عمل آپ کے غلام بیاضہ نے قون اور شغرہ کے ساتھ کیا تھا۔اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تین سال تک رہے حتی کہ اس تکلیف سے آپ نے وفات پائی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ہمیشہ اس ایک لقمے سے تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو لقمہ میں خیبر میں بکری کے گوشت میں سے کھایا تھا حتی کہ یہ وقت جس وقت میری رگ حیات کٹ گئی ہے یعنی وفات ہو رہی ہے چنانچہ اس طرح حضور اکرم ﷺ بطور شہید وفات پا گئے تھے۔(فتح الباری ۸/۱۳۱)

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور ابن الاسود کی ایک روایت ہے جس میں سے عروہ اسی کا معلوم کرانے اس نے سنگنی لگائی کے بارے میں جابر بن عبداللہ کا قول ذکر نہیں کیا ہے۔

باب ۱۱۸

خیبر کی خبر مکے میں پہنچنا

اور حجاج بن علاط کا مکے وارد ہونا اپنا مال اپنے گھر والوں سے لینے کے لئے

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابو اویس نے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا کہ وہ قریش کے درمیان تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خیبر کی طرف نکلنے کا سنا انہوں نے اس کو بہت بڑا دیکھا ان میں سے بعض نے کہا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے

اصحاب غالب ہوجائیں گے اوران میں سے بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ دونوں حلیف غالب آجائیں گے اور خیبر کے یہودی غالب آجائیں گے اور حجاج بن علاط سُلمی پھر بہترین مسلمان ہوگیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح خیبر میں حاضر تھا۔ اس کے عقد نکاح میں ام شیبہ بنو عبدالدار بن قصی کی بہن تھی۔ یہ حجاج کثیر المال تھا اور اس کے لیے ارض بنو سُلیم معاویہ تھی جب نبی کریم ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تو حجاج بن علاط نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری بیوی کے پاس میرا سونا ہے۔ اور یہ کہ وہ میرے مسلمان ہونے کو جانتی ہے اور اس کے گھر والے بھی جانتے ہیں اور میرے پاس کوئی مال بھی نہیں ہے آپ مجھے اجازت دیجیے میں جلدی جاؤں (اور وہ لے آؤں) اور دیر نہ ہوجائے۔

راوی نے پوری حدیث اور بات ذکر کی ہے اور اس کا مفہوم اس میں جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن مبارک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ثور نے معمر سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ثابت البنانی سے اس نے انس سے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حجاج بن علاط نے عرض کی یارسول اللہ میرا مکہ میں کچھ مال ہے اور وہاں پر میرے گھر والے ہیں میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت ہونی چاہیے کہ اگر میں آپ کے خلاف کوئی بات کروں یا کچھ کہوں (یعنی دل سے نہیں بلکہ محض اُوپر سے زبان سے) رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی کہ جو چاہے کہہ دے۔

جب وہ مکے پہنچے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا مجھ پر ترس کھایئے اور میرے لیے وہ سارا مال جمع کیجئے جو میرے لیے تھا۔ مجھے اس رقم سے محمد ﷺ اور اس کے اصحاب کی غنیمتیں خریدنا چاہتا ہوں وہ گھر گئے ہیں اور ان کے مال چھین لیے گئے ہیں۔ چنانچہ مکے میں یہ خبر پھیل گئی۔ مسلمانوں پر یہ بات بڑی شاق گذری اور انتہائی پریشانی کا باعث ہوئی۔ مشرکین نے فرح اور سرور کا اظہار کیا یہ خبر عباس تک پہنچی ان کی زمین پیروں تلے سے نکل گئی وہ اُٹھ بھی نہیں سکے تھے۔ معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عثمان جزری نے مقسم سے وہ کہتے ہیں کہ عباس اپنے بیٹے قثم کو لیا اور سیدھے چت لیٹ گئے اور بیٹے کو اپنے سینے پر ڈال لیا اور شعر کہنے لگے۔

حَـيٌّ مثم شبـه ذی الانف الاشم نبـی ذی الـنـعـم بـرغـم من زعم

معمر نے کہا ہے انس کی حدیث میں ہے کہ عباس نے اپنے ایک غلام کو حجاج کے پاس بھیجا کہ افسوس ہے تجھ پر تم کیا خبر لائے ہو۔ اور تم کیا کہتے پھر رہے ہو۔ بس اللہ نے جو وعدہ دیا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو تم لائے ہو۔ حجاج نے کہا اے غلام ابوالفضل (عباس) کو سلام کہو اور اس سے کہو کہ کسی گھر میں مجھے اکیلے اور خلوت میں ملنے کا انتظام کریں۔ میں ان کے پاس خود آؤں گا۔ بیشک خبر ایسی ہے جو اس کو خوش کر دے گی۔

جب وہ غلام دار عباس کے دروازے پر پہنچا تو اس نے کہا خوش ہوجایئے اے ابوالفضل۔ چنانچہ وہ خوشی سے اُچھل پڑے اور اس غلام کی پیشانی چوم لی۔ اور غلام نے اس کو حجاج کی بات پہنچائی لہٰذا عباس نے اس خوشی میں اس غلام کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حجاج ملنے آیا تو اس نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے خیبر فتح کرنے کی بشارت دی خبر دی۔ اور مال غنیمت حاصل کرنے کی بھی۔ یہ کہ اس میں اللہ واسطے کے حصے جاری کرنے کی بھی۔ اور یہ بھی خبر دی کہ اس غنیمت میں سے رسول اللہ نے صفیہ بنت حُیی کو اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور اس کو اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو حضور اس کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیں اور اگر وہ چاہے تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائے مگر اس نے اس امر کو ترجیح دی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس کو آزاد کر دیں اور وہ آپ کی بن کر رہے گی۔ لیکن میں تو محض اس لئے یہاں پر آیا تھا تا کہ میں وہ مال جمع کر سکوں جو یہاں پر تھا اور اس کو ساتھ لے جاؤں اور میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تھی کہ مجھے اس مقصد کے لئے کچھ بھی آپ کے بارے میں کہنا پڑے میں کہہ سکوں لہٰذا انہوں نے مجھے اجازت دی ہے۔ آپ تین دن تک میرے بارے میں احتیاط کریں اس کے بعد آپ جو چاہیں اس کا تذکرہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ حجاج کی بیوی نے اس کے لئے اس کا سارا سامان جمع کیا اس کے بعد وہ واپس مدینہ روانہ ہوگیا جب تین دن گذر گئے تو عباس حجاج کی بیوی کے پاس آئے اور آ کر اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں۔ اور کہنے لگی کہ اے ابوالفضل اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہ کرے۔

تحقیق ہمارے اوپر بھی وہ خبر بڑی شاق گذری ہے جو آپ کو پہنچی ہے عباس نے کہا جی ہاں اللہ نے مجھے غمگین نہیں کیا ہے اور بحمد اللہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ مگر وہی ہوا جو ہمیں پسند ہے اللہ نے اپنے رسول کو فتح عطا کی ہے۔ اور خیبر کے مال میں اللہ کے سہام و حصے جاری ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے صفیہ بنت حیی کا انتخاب اپنے لئے کیا ہے۔ اگر تجھے اپنے شوہر کی حاجت ہے تو تجھے اجازت ہے تم اس کے پاس چلی جاؤ۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم میں آپ کو سچا سمجھتی ہوں اس بارے میں انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں اور معاملہ یہی ہے جو میں تم سے کہہ چکا ہوں اس کے بعد عباس قریش کی مجلس میں چلے گئے۔ وہ جب ان کے پاس سے گذرتے تو یوں کہتے وہ لوگ آپ کو نہیں پہنچیں گے مگر خبر پہنچے گی اے ابوالفضل! انہوں نے جواب میں کہا۔ واقعی نہیں پہنچی مجھ کو مگر خبر پہنچی ہے الحمد للہ مجھے حجاج نے یہ خبر دی ہے ایسے ایسے۔ اور اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں تین دن تک اس کے اس راز کو چھپائے رکھوں اس کی مجبوری کے لیے۔ چنانچہ اس طرح تین دن سے جو مسلمانوں پر دکھ اور پریشانی لاحق تھی وہ مشرکین پر پلٹ گئی اور مسلمانوں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر عباس کے پاس پہنچ گئے انہوں نے ان کو پوری خبر بتادی اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ عباس نے اپنے بیٹے قثم کو بلایا وہ شکل صورت میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اس کو دیکھ کر رجز پڑھنا شروع کیا۔ اللہ کے دشمنوں پر شدت وگرانی کرنے کے لیے وہ یوں کہہ رہے تھے۔

یـا ابـن شیبـه ذی الـکـرم   فـحـزت بـا الانف اشـم

یـابـن ذی نـعـم   بـرغـم مـن زعـم

اے میرے بیٹے اے صاحب جود و سخا کے ہم شکل اور صاحب عزت کے مشابہ ہیں اے صاحب انعام و احسان کے بیٹے مخالف گمان کے برعکس۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے رجز ساقط ہو گیا ہے اور اس کو عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے اور رجز میں یوں کہا ہے۔

حَیـی قُثَـم   شَبِیـهِ ذِی الْاَنفِ الْاَشَـم

نَبِـیٌّ ذِی الـنِـعَـمُ بـرغـم مَن زَعَـمَ

تم جیتے رہو اے قثم تم اونچی ناک والے عظیم انسان کے ہم شکل ہو وہ جو کہ صاحب نعمت نبی ہیں حریفوں کے گمان کے برعکس۔

ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس اصم نے ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن غیلان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے کہ ہمیں خبر دی معمر نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس مذکور کے مفہوم کے ساتھ۔ (مسند احمد ۳/ ۱۳۸۔۱۳۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۹۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۱۵۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۱۶)

باب ۱۱۹

رسول اللہ ﷺ کا خیبر سے واپس لوٹنا۔ اور وادی قریٰ کی طرف توجہ کرنا نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس شخص کے بارے میں جو فوت ہوا مگر اس نے اللہ کے راستے میں چوری یا خیانت کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو قعنبی نے مالک سے اس نے ثور بن زید دیلی سے اس نے ابوالغیث مولیٰ ابن مطیع سے اس نے ابوہریرہ سے کہ اس نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر والے سال۔

ہم نے نہ تو سونا حاصل کیا مال غنیمت میں سے نہ چاندی سوائے کپڑوں اور اسباب اور مال کے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ وادی قُرٰی کی طرف متوجہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام ھدیہ کیا گیا تھا اُسے مدعم کہا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ وادی قُرٰی میں پہنچے۔ اچانک ایک تیر آیا۔ اور مِدعم کو اس نے قتل کر ڈالا جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سامان اتار رہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک وہ چادر جو اس نے خیبر والے دن غنیموں میں سے چوری اُٹھائی تھی جب کہ ابھی مال تقسیم بھی نہیں ہوا تھا وہ اس پر آگ کے شعلے مار رہی ہے۔ صحابہ کرام نے جب یہ بات سنی تو ایک آدمی ایک تسمہ جوتی کا یا دو تسمے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا (جمع کرانے کے لیے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک تسمہ یا دو تسمے بھی آگ میں سے ہیں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس نے اس نے مالک سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم بن مصقلہ نے ان کو حسین بن مزح نے ان کو واقدی نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے زھری سے اس نے ابوسلمہ سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر سے وادی قرٰی کی طرف اور رفاعہ بن زید بن وھب جذامی رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سیاہ فام غلام ھدیہ کر چکے تھے اسے مدعم کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سامان رکھ رہا تھا کہ جب ہم وادی قرٰی میں اترے تھے۔ ہم لوگ یہود کے پاس پہنچے ان کے پاس کچھ عرب لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ مدعم رسول اللہ ﷺ کے سامان کو اُتار رہے تھے کہ اچانک یہود نے تیروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا جس جگہ ہم اترے تھے۔ ہم لوگ کسی اوٹ میں نہیں تھے اور وہ اپنے ٹیلوں میں چیخ رہے تھے۔ ب (خاری۔ کتاب المغازی مسلم۔ کتاب الایمان)

اچانک کوئی غیبی تیر آیا جو کہ مدعم کو لگا اور اس کو قتل کر گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو جنت مبارک ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک وہ چادر جو اس نے خیبر والے دن غنیموں میں سے اٹھائی تھی جب کہ تا حال تقسیم واقع نہیں ہوئی تھی اس مال میں وہ اس پر آگ بھڑکا رہی ہے۔ لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سنی تو ایک آدمی ایک جوتے کا تسمہ لے آیا کوئی دو تسمے۔ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ بھی آگ میں سے ہے اور دو تسمے بھی آگ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو قتال کے لیے اُبھارا اور ان کی صف بندی کی اور اپنا جھنڈا اسعد بن عبادہ کے حوالے کیا اور ایک دوسرا جھنڈا جناب بن مَنذر کو دیا اور تیسرا جھنڈا سہل بن حُنَیف کو دیا چوتھا جھنڈا عباد بن بشر کو دیا اس کے بعد مقامی لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور ان کو بتایا کہ اگر وہ اسلام لے آئیں گے تو اپنے مالوں کو بچالیں گے اور اپنے خون محفوظ کر لیں گے۔

(دنیا میں) اور ان کا حساب (آخرت میں) اللہ کے پاس ہوگا۔ ایک آدمی ان میں سے مقابلے کے لئے سامنے آیا لہٰذا اس کے مقابلے میں زبیر بن عوام سامنے آئے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کوئی دوسرا آدمی مقابلے پر آیا اس کے مقابلے پر حضرت علی نکل آئے انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد کوئی تیسرا آدمی مقابلے کے لئے نکلا اس کے مقابلے پر حضرت ابودجانہ آئے انہوں نے اس بندے کو بھی قتل کر دیا حتی کہ مشرکین کے گیارہ آدمی مارے گئے۔ جب بھی کوئی ایک آدمی مارا جاتا ان میں سے حضور اکرم ﷺ باقیوں کو اسلام کی دعوت دے دیتے۔ اس دن اسی حالت میں نماز کا وقت ہو گیا تھا تو آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی پھر لوٹ کر گئے اور ان لوگوں کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دی۔ اس کے بعد ان سے قتال کیا یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اس کے بعد علی الصبح ان پر آئے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا ایک نیزے کے برابر کہ انہوں نے اپنے ہاتھ خود حوالے کر دیئے اور آپ ﷺ نے غلبے اور طاقت کے ساتھ اس کو فتح کر لیا اور اللہ نے ان کے مال بطور غنیمت حضور اکرم ﷺ کو عطا کر دیئے مسلمانوں نے عورتیں اور کثیر سامان پایا۔

حضور اکرم ﷺ وادی قری میں چار دن ٹھہرے رہے آپ نے زمین اور کھجور کے درخت یہود کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور ان کو اسی پر عامل مقرر کر دیا اور جو کچھ مال ہاتھ لگا وہ اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا جب یہودی تیماء میں پہنچے رسول اللہ ﷺ نے جس علاقے کو فتح کیا مثلاً فدک وغیرہ

اور وادی قریٰ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جزیہ دینے کی شرط کے ساتھ صلح کرلی اور اپنے مالوں پر مقیم رہ گئے جب عمر بن خطاب نے خیبر کے یہود کو خیبر اور فدک سے نکالا تھا اور اہل تیماء اور وادی قریٰ والوں کو نہیں نکالا تھا۔ اس لیے کہ وہ دونوں داخل تھے ارض شام میں۔ اور آپ نے یہ قرار دیا کہ وادی قریٰ کے پیچھے سے لے کر مدینے تک کا علاقہ حجاز ہے۔ اور اس کے ماوراء جو کچھ ہے وہ شام کی حدود میں سے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے اس کے بعد کہ وہ خیبر سے فارغ ہو گئے تھے اور وادی قریٰ اور اللہ نے ان کو غنیمت بھی عطا کی تھی۔

(مغازی الواقدی ۲/ ۷۰۹۔ ۷۱۱۔ ابن کثیر ۴/ ۳۱۲)

واقدی ہی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن محمد نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن صعصعہ سے اس نے حارث سے اس نے عبداللہ بن کعب سے اس نے ام عمارہ سے وہ کہتی ہے کہ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے مقام جرف میں وہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ رات کو عشاء کے بعد سفر سے تاخیر کے ساتھ اچانک گھر نہیں آیا کرو۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک آدمی نے ایسا کیا وہ اس طرح رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کچھ ایسی کیفیت پائی جس کو اس نے ناپسند کیا لہٰذا اس نے اس کے پاس جانا ہی چھوڑ دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ اس نے اس سے نفرت کرلی اور اس نے اپنی زوجہ کے ساتھ بغض رکھ لیا کہ وہ اس کو طلاق دے دے گا حالانکہ اس میں سے اس کے بچے بھی تھے اور وہ اس کو پسند بھی کرتا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تھی اس لئے اس کو ایسی کیفیت دیکھنی پڑی جو وہ ناپسند کرتے تھے۔

(مغازی للواقدی ۲/ ۷۱۱۔ ۷۱۲)

باب ۱۲۰

۱۔ صحابۂ کرام عنہم کا صبح کی نماز سے سوجانا (جس سے نماز رہ گئی)
۲۔ یہاں تک کہ خیبر سے واپس لوٹ آئے۔
۳۔ اور اس راستے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن احمد نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن حسن بن قتیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حرملہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ احمد بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شھاب نے اس نے ابن مسیّب سے اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے آپ رات کو چلتے رہے حتی کہ جب ہم کو نیند نے پالیا تو حضور اکرم ﷺ سو گئے اور بلال سے کہا ہمارے لیے انتظار کرو صبح کا کہتے ہیں کہ بلال پر نیند غالب آ گئی حالانکہ ہم اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ فجر کی طرف منہ کر کے۔ نہ حضور اکرم ﷺ بیدار ہوئے نہ بلال جاگے نہ ہی کوئی ایک آپ کے اصحاب میں سے۔

حتی کہ ان کو سورج نے آن جگایا رسول اللہ ﷺ ان سب میں سے پہلے جاگے گھبرا کر اُٹھے تو فرمایا اے بلال کیا کیا تم نے اس سے کہا کہ میرے نفس کو اسی نے قبض کر لیا تھا جس نے آپ کے نفس کو میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ کچھ آگے تک وہ لوگ اپنی اپنی سواریوں کو چلا کر لے گئے اپنے سامان کے ساتھ پھر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا بلال کو حکم دیا اس نے ان لوگوں کے لئے نماز کی اقامت پڑھی

(یعنی وصول کے بعد) اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی جب آپ نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ جو شخص بھول جائے کسی بھی نماز کو اس کو چاہئے کہ وہ اس نماز کو اس وقت پڑھ لے جب اس کو یاد آ جائے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔ میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔(سورۃ طٰہٰ : آیت ۱۴)

یونس کہتے ہیں ابن شہاب (اس آیت کو (اسی روایت کے ساتھ) پڑھتے تھے اسی طرح کہا ہے احمد نے کہا عنبسہ نے یونس سے اس حدیث میں لذکری احمد بن صالح کی حدیث کے لفظ سے سعید مسلم نے صحیح میں حرملہ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔(مسلم کتاب المساجد۔حدیث ۳۰۹ ص ۱/۴۷۱)

اسی طرح بن مسیب کی روایت میں جو ابوہریرہ سے ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا تھا صحابہ کرام کے خیبر سے واپسی کے وقت اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے امام مالک نے مؤطاء میں زہری سے اس نے ابن مسیب سے بطور مرسل روایت کے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک نے زید بن اسلم سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات مکہ کے راستے میں (دوران سفر) سو گئے تھے اور بلال کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ ان لوگوں کو نماز کے لئے جگا دیں گے۔ چنانچہ بلال بھی سو گئے اور وہ سب لوگ سو گئے حتیٰ کہ جب جاگے تو ان پر سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ جاگے تو وہ گھبرا گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہاں سے سوار ہونے کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ سوار ہو کر اس وادی سے نکل جائیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کہ ایسی وادی ہے جس میں شیطان ہے (یعنی شیطان کا ڈیرہ ہے) چنانچہ وہ وہاں سے سوار ہو کر اس وادی سے نکل گئے پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اتریں اور وضو کریں۔ اور بلال کو حکم دیا کہ وہ نماز کا اعلان کرے (اذان دے) اور اقامت کہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر ہٹ گئے حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی بے قراری دیکھی تو فرمایا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ارواح کو قبض کر لیا تھا اگر وہ چاہتا تو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت پر اس کو ہماری طرف واپس لوٹاتا تم میں سے کوئی آدمی نماز سے سو جائے (اور نماز کا وقت نکل جائے) یا اس کو نماز پڑھنا بھول جائے اس کے بعد وہ اس کی طرف بے قرار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس نماز کو ایسے ادا کرے جیسے اس کو اس کے وقت میں ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بیشک شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے وہ ان کو تھپکی دیتا رہا جیسے کوئی بچہ تھپکی دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بلایا چنانچہ بلال نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی خبر دی جیسے انہوں نے ابوبکر صدیق کو خبر دی تھی۔ ابوبکر صدیق نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔(موطا مالک ۲۶)

اس مرسل روایت میں زید بن اسلم سے مروی ہے کہ یہ واقعہ مکہ کے راستے میں تھا اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود ان لوگوں کے نماز سے سو جانے کے بارے میں اس وقت جب وہ حدیبیہ سے واپس لوٹے تھے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مثنی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے شعبہ نے جامع شداد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہماری نگرانی اور حفاظت کرے گا بلال نے کہا میں کروں گا۔ چنانچہ سب لوگ سو گئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا لہٰذا نبی کریم ﷺ خود جاگے (پھر سب کو جگایا) اور فرمایا کہ تم اسی طرح کرو جیسے تم کیا کرتے ہو کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح ہی کیا کرو (ہر اس شخص کے لیے) فرمایا جو سو جائے یا بھول جائے۔(ابوداؤد۔کتاب الصلوٰۃ۔حدیث ۴۴۷ص ۱/۱۲۲)

اسی طرح کیا ہے غندر نے وغیرہ نے شعبہ سے بیشک وہ شخص جس نے ان لوگوں کی حفاظت ونگرانی کی تھی اس رات، بلال نے اسی طرح کیا ہے اس کو یحییٰ بن قطان نے ان سے دو میں سے ایک روایت میں اور روایت میں کیا گیا ہے ان سے اور عبدالرحمٰن سے اس نے شعبہ سے کہ چارس اور چوکیداری کرنے والے عبداللہ بن مسعود تھے اس طرح اس کو کہا عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعود نے جامع بن شداد سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو حسن بن سھل محوز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ مسعودی نے جامع بن شداد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ ثقفی سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ غزوۂ حدیبیہ سے لوٹے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا؟ عبداللہ نے کہا کہ میں کروں گا یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا بیشک تم سوجاؤ گے۔ اس کے بعد آپ نے پھر یہی جملہ دہرایا کون آج رات ہماری حفاظت کرے گا؟ میں نے عرض کی میں کروں گا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اسی سوال کو بار بار دہرارہے تھے اور میں کہتا رہا میں کروں گا یارسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم ہی کرو لہٰذا میں نے ان کی حفاظت کی حتیٰ کہ جب صبح ہونے کو آئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے پالیا کہ تم سوجاؤ گے۔

لہٰذا میں سوگیا۔ ہمیں نہ جگایا مگر سورج کی گرمی نے جو ہماری پیٹھوں پر لگی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھے اور انہوں نے جیسے آپ کیا کرتے تھے وضو کرنے اور فجر کی دو رکعت پڑھنے میں۔ اس کے بعد انہوں نے ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نماز پڑھا کر ہٹے تو فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل اگر چاہتا تو تم لوگ اس طرح نہ سوجاتے لیکن اس نے یہ چاہا کہ تاکہ تمہارے بعد میں آنے والوں کے لیے بھی آگاہی ہو لہٰذا ایسے ہی کیا کرے ہر وہ شخص جو سوجائے یا بھول جائے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگوں کے اُونٹ بکھر گئے لوگ ان کی تلاش میں نکل گئے لوگ باقی اونٹ تو لے آئے مگر رسول اللہ کی اونٹنی نہ ملی عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم پکڑ کر لے آؤ اس کو فلاں جگہ سے چنانچہ میں نے اس کو وہاں سے جا کر پکڑا جہاں پر آپ نے فرمایا تھا میں نے اس کو اس حال میں پایا کہ اس کی مہار درخت کے ساتھ اُلجھی ہوئی تھی اللہ کی قسم اس کو ہاتھ بھی نہیں کھول سکتا تھا میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا پھر رسول اللہ ﷺ پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اِنَّــا فتــحْــنــالَكَ فَتْــحــاً مُبِيْناً۔ "تطبیق وتوجیہ مابین روایات" اسی طرح کہا ہے اس روایت میں اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے یوسف بن بکیر سے اس نے مسعودی سے اس قصے کو بعد ذکر نزول سورۃ فتح کے ان لوگوں کے حدیبیہ سے واپسی کے وقت۔

لہٰذا مناسب ہی ہوگا کہ تاریخ نزول سورۃ اس قصے کو بعد یا علیحدہ کہو اس سے۔ اگر دونوں کی تاریخ اکھٹی اور ایک ہی ہو تو مناسب یہ ہوگا (واللہ اعلم) کہ (یوں کہا جائے) کہ ان لوگوں کی نیند نماز سے واقع ہوئی ہو ان لوگوں کی حدیبیہ سے واپسی کے وقت۔ پھر یہی صورت واقع ہوئی ہو خیبر سے واپسی کے وقت (لہٰذا بعض راوی ایک واقعہ کو بیان کرتے ہوں اور بعض دوسرے کو) تحقیق روایت کیا ہے عمران بن حصین نے اور ابوقتادہ انصاری نے ان لوگوں کی نماز سے سوجانا ان دونوں نے اس قصے میں ایک حدیث ذکر کی ہے میضاۃ (وضو کے برتن) کے بارے میں نہیں جان سکا کہ یہ واقعہ ان کے حدیبیہ سے واپسی کے وقت ہوا تھا یا خیبر سے واپسی کے وقت یا کسی دوسرے وقت میں، میں نے استخادہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے دونوں حدیثوں کے استخراج کے بارے میں یہاں پر لہٰذا ترجیح نتیجہ اسی واقع ہوا تھا وباللہ التوفیق، تحقیق واقدی نے ابوقتادہ کے قصے میں زعم کیا ہے کہ اس کا وقوع غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر ہوا تھا۔ اور زافرن سلیمان نے شعبہ سے روایت کی ہے اس نے جامع شداد سے ابن مسعود واقع میں کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۲۱

(۱) حدیث عمران بن حصین کا ذکر۔
(۲) اور نبی کریم ﷺ نے دو مشکوں والی عورت کے بارے میں جو خبر دی تھی اس میں بعض امور کا ظہور۔
(۳) اس کے بعد دو مشکوں کے پانی میں بعض امور کا ظہور جب اسے لایا گیا تھا۔
(۴) اور بقیہ پانی کے بارے میں جوان کے پاس تھا۔

(ان سب میں) علامات نبوت اور دلالات وصدق رسول ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں ان کو اسماعیل بن محمد مغار نے ان کو احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے عوف سے اس نے ابورجاء عطاری سے اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک سفر میں رات کو چل رہے تھے کہتے ہیں کہ ان کو شدید پیاس لگی لہذا آپ کے اصحاب میں سے دو آدمی آگے آئے۔ کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ حضرت علی اور حضرت زبیر تھے۔ یا ان کے علاوہ کوئی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو خبر دی کہ تم دونوں عنقریب فلاں فلاں مقام پر ایک عورت کو پاؤں گے ایک عورت ہوگی اس کے ساتھ ایک اونٹ ہوگا اس کے اوپر دو مشکیں ہوں گی وہ دونوں مشکیں میرے پاس لے آؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ دونوں حضرات اس عورت کے پاس پہنچے انہوں نے اسی حالت میں پایا کہ وہ دو مشکوں کے درمیان اونٹ پر سوار تھی۔ ان دونوں نے اس عورت سے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو وہ بولی کہ کون رسول اللہ؟ کیا وہی صحابی (اپنا دین بدل لینے والا) دونوں نے بتایا کہ جی ہاں وہی جو تم مراد لے رہی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ وہ اس کو لے کر آ گئے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ان دونوں مشکوں میں سے کچھ پانی ایک برتن میں لیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا اس کے بعد وہ پانی دوبارہ انہیں مشکوں میں واپس ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا ان دونوں کا منہ کھول دیا گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے پانی سے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور چھوٹی مشکیں بھر لیں۔ انہوں نے اس دن نہ کوئی مشک چھوڑی نہ کوئی برتن چھوڑا مگر سب کو انہوں نے بھر لیا۔

عمران کہتے ہیں کہ مجھے ایسے لگتا تھا کہ وہ مزید بھر گئی ہیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا اس عورت کا کپڑا پھیلایا گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا وہ اپنا اپنا سامان سفر لے آئے حتی کہ اس کا کپڑا ابھر گیا آپ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ تم اب چلی جاؤ ہم لوگوں نے تیرے پانی میں سے کچھ بھی نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس پہنچی اور کہنے لگی میں تمہارے پاس آج سب لوگوں سے بڑے جادوگر کے ہاں سے آ رہی ہوں۔ یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قبیلے کے سارے لوگ رسول اللہ کے پاس آئے اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو

یحییٰ بن عذیان بن سعید قطان نے عوف سے ان کو ابورجاء ان کو عمران بن حصین۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے تھے حتی کہ جب ہم رات کے آخری حصے میں پہنچے تو ہم اس وقت سو گئے۔

ایک مسافر کے نزدیک اس وقت کے سونے سے زیادہ میٹھی چیز کوئی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ ہمیں کس چیز نے نہ جگایا مگر سورج کی تپش نے ہی سب سے پہلے جو شخص جاگا وہ وہ فلاں آدمی تھا۔ اس کو ابورجاء کہتے تھے۔ اس کے بعد فلاں شخص جاگا۔ عوف ان کا نام بھول گیا اس کے بعد عمر بن خطاب چوتھے شخص تھے۔ اور نبی کریم ﷺ جب سو جاتے تھے تو آپ کو جگایا نہیں جاتا تھا بلکہ آپ ﷺ خود ہی جاگا کرتے تھے اس لئے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کی نیند میں آپ کو کیا کیا بتایا جا رہا ہے جب حضرت عمر بیدار ہوگئے اور انہوں نے دیکھا کہ لوگ تا حال سو رہے ہیں وہ بڑے ظرف والے مضبوط اعصاب کے مالک آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے زور زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور وہ بار بار تکبیر کہتے رہے اور اونچی آواز کے ساتھ کہتے رہے حتی کہ ان کی آمد پر آپ بیدار ہوگئے جب آپ بیدار ہوگئے تو لوگوں نے اپنی اس حالت کی شکایت کی جو ان کو درپیش آگئی تھی (یعنی نماز فوت ہوگئی) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لَاضَیْرَ۔ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے چلو یہاں سے کوچ کرو۔

چنانچہ لوگوں نے کوچ کیا تھوڑا سا چلے تھے کہ پھر اترے آپ ﷺ نے وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی گئی آپ نے لوگوں کو پڑھائی جب آپ نے نماز پڑھا کر ہٹے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی علیحدہ بیٹھا ہوا ہے جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اے فلانے تجھے آپ کو کس چیز نے روکا ہے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے جنابت پہنچ گئی ہے (یعنی خواب میں ناپاک ہوگیا ہوں) اور پانی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاک مٹی کو لازم پکڑ بیشک وہ آپ کو کفایت کرے گی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تھوڑے سے چلے تھے کہ لوگوں نے آپ کے پاس شدید پیاس کی شکایت کی آپ سواری سے اترے اور فلاں شخص کو بلایا ان کو ابورجاء کہتے تھے عوف اس کا نام بھول گئے تھے اور حضرت علی کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور ہمیں پانی تلاش کر کے لادو۔ کہتے ہیں وہ دونوں چلے گئے انہوں نے ایک عورت دیکھی جو اونٹ پر دو بڑی بڑی مشکیں پانی کی لادے جا رہی تھی دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کل اس وقت سے پانی کی تلاش میں گئی تھی اب تک اسی میں ہوں۔

انہوں نے اس سے کہا اب تم ہمارے ساتھ چلو اس نے پوچھا کہ کہاں چلوں؟ بولے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ بولی وہ شخص جس کو صحابی کہا جاتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں وہی جو آپ کی مراد ہے چلو آپ۔ چنانچہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور انہوں نے آپ کو پوری بات بتا دی۔ ان لوگوں نے اس عورت کو اونٹ سے اتارا اور حضور اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کر کچھ پانی اس برتن کے اندر اونڈیلا یعنی اس میں کلی کر کے ڈالی اور اس پانی کو واپس مشکوں میں ڈال دیا۔ اور ان کے منہ دوبارہ کس دیے اور مشکوں کے نیچے کے حصے کو ذرا سا کھول دیا اور پھر لوگوں میں اعلان کر دیا کہ پانی خود بھی پیو اور دوسروں کو بھی پلاؤ لہٰذا سب نے اپنی مرضی سے خود بھی پیا دوسروں کو بھی پلایا۔ اب آخر میں وہی شخص باقی رہ گیا تھا جس کو جنابت و ناپاکی لاحق ہوئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اسی کو پانی کا برتن دیا اور فرمایا کہ تم جا کر اس کو اپنے اوپر انڈیل لو یعنی غسل کرلو۔ وہ عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی جو کچھ اس کے پانی کے ساتھ ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ نے جب پانی لینا ترک کیا تو وہ مشکیں پہلے سے بھی زیادہ بھری ہوئی لگ رہی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس عورت کو دینے کے لیے کچھ جمع کرو۔ لہٰذا اس کے لیے عجوہ کی کھجوریں آٹا۔ ستو وغیرہ سامان جمع کیا گیا کھانے کا سامان کپڑے میں جمع ہوگیا صحابہ نے اس عورت کو واپس اس کے اونٹ پر سوار کیا اور وہ سامان ان کے آگے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم اچھی طرح جانتی ہو کہ ہم نے آپ کے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا بلکہ اللہ ہی ہے جس نے ہم لوگوں کو پلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی اسے دیر ہو چکی تھی انہوں نے پوچھا کہ تمہیں دیر کیوں ہوگئی ہے اس نے کہا کہ ایک حیران کن بات ہے۔ مجھے دو آدمی ملے ہیں وہ مجھے اس آدمی کے پاس لے کر گئے جو مشہور صحابی ہے اس نے میرے پانی کے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے جو کچھ وہاں اس نے دیکھا تھا کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کسی نے سحر نہیں کیا تھا جو کچھ اس کے سامنے ہوا۔ اس عورت نے اپنی شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھائی اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی وہ اللہ کا برحق رسول ہے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان بعد میں اس کا دفاع کیا کرتے تھے مشرکان مشرکین سے جو اس کے اردگرد تھے بلکہ ان گھروں کی بھی حفاظت کرتے تھے وہ جن میں سے تھی چنانچہ ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا میں نہیں سمجھتی کہ یہ لوگ تمہیں یونہی چھوڑ دیتے ہیں بلکہ قصداً تمہارا خیال کرتے ہیں کیا تم لوگ اسلام میں دلچسپی لو گے چنانچہ ان لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب التیمم۔ فتح الباری ۱/۴۴۷)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث نضر بن شمیل سے اس نے عوف سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۳۱۲ ص ۱/۴۷۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن کبیر نے عباد بن منصور ناجی سے ان کو ابورجاء عطاردی سے عمران بن حصین سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ستر سواروں میں نکلے اپنے اصحاب کے ساتھ رات کا سفر کیا۔ پھر وہ صبح سے پہلے سو گئے رسول اللہ ﷺ اور اصحاب سب سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا بس ابوبکر صدیقؓ بیدار ہوئے انہوں نے دیکھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے انہوں نے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا گویا کہ وہ رسول اللہ کو جگانا پسند نہیں کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر جاگ گئے گویا کہ ایک ایسا آدمی بیدار ہو گیا تھا جو بلند آواز کا مالک تھا انہوں نے تسبیح و تکبیر بلند آواز کے ساتھ کہنا شروع کی اور آواز کو خوب بلند کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔

چنانچہ آپ کے اصحاب ہی میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے نماز فوت ہو گئی ہے حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا نہیں تم سے فوت نہیں ہوئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ان کو وہ سوار تھوڑا سا چلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اتر پڑے صحابہ بھی ان کے ساتھ اتر پڑے گویا کہ آپ ﷺ نے اس جگہ پر نماز پڑھنا ناپسند کیا جس میں وہ لوگ نماز کے وقت سو گئے یعنی نماز رہ گئی تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس پانی لے آؤ۔ چنانچہ پانی چند گھونٹ لوٹے میں حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو برتن میں انڈیلا اس کے بعد اپنا ہاتھ پانی میں رکھ لیا پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا وضو کرو لہٰذا تقریباً ستر آدمی نے وضو کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے لہٰذا اذان کہی گئی پھر حضور اکرم ﷺ اٹھے اور انہوں نے نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا کر ہٹے تو دیکھا آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا ہے آپ نے اسے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو نماز پڑھنے سے کیا چیز منع ہوئی ہے؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے (یعنی خواب میں ناپاک ہو گیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر لو۔ جب کر لیں تو آپ نماز پڑھ سکتے ہیں پھر جب آپ پانی کو موجود پائیں تو غسل کر لیں۔

اس وقت رسول اللہ اور اصحاب ایسی کیفیت میں تھے کہ نہیں معلوم تھا کہ پانی کہاں ہے؟ لہٰذا انہوں نے حضرت علی کو بھیجا اس کے ساتھ ان کے احباب کی جماعت بھی تھی وہ حضور اکرم ﷺ کے لیے پانی کی تلاش میں نکلے وہ اپنے گروہ کے ساتھ ایک دن رات چلتے رہے گھومتے رہے اس کے بعد ایک عورت کو ملے جو سواری پر سوار دو مشکوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی حضرت علی نے اس عورت سے کہا تم کہاں سے آ رہی ہو وہ بولی کہ میں اپنے یتیم بچوں کے لیے پانی لے کر آ رہی ہوں۔ جب اس عورت نے ان کو بتایا کہ یہاں پانی تک پہنچنے کے لیے ایک رات بھر کی مسافت ہے۔ بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ہے تو علی نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم وہاں چلے گئے تو ہم وہاں نہیں پہنچ سکیں گے کہ ہماری سواریاں مر جائیں گی اور ہم میں سے بھی کوئی نہ کوئی مر جائے گا (مارے پیاس کے) آپ اپنے مشکوں کو رسول اللہ کے پاس لے کر چلیں پھر آپ اس بارے میں ایک خاص نظارہ دیکھیں۔ جب حضرت علیؓ اور اس کے اصحاب آئے اور عورت کو اس کے اونٹ پر مشکوں کے درمیان تو علی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہم نے اس عورت کو فلاں فلاں مقام پر پایا تھا۔ میں نے اس سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا ہے کہ میرے اور پانی کے درمیان ایک رات یا اس سے بھی زیادہ مسافت ہے تو ہم نے سوچا کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ پائیں گے کہ (مارے پیاس کے) ہم میں سے کوئی نہ کوئی مر جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اُونٹ بیٹھاؤ۔ انہوں نے اس کا اونٹ بٹھایا وہ عورت ان کے پاس آ کر کہنے لگی کہ میں یتیم بچوں کے لیے پانی لائی ہوں۔ اور میں اب تو بالکل ان سے دور پھنس کر رہ گئی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس برتن لاؤ اور فرمایا کہ ان مشکوں کے بند کھولو اور ان میں سے تھوڑا سا پانی نکالو انہوں نے دونوں مشکوں سے تھوڑا سا پانی نکالا حضور اکرم ﷺ نے اس میں دعا فرمائی اور اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈبو دیا پھر فرمایا کہ ان مشکوں کے منہ کھولو انہوں نے کھولے پھر آپ ﷺ نے چلو بھر کر اسی میں بھی ڈالے اور اس میں پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ اب تم اس میں سے پیو۔

چنانچہ انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر فرمایا کہ اپنی سواریوں کو بھی پلاؤ وہ بھی پی کر خوب سیر ہو گئیں پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ تمہارے پاس جو مشکیں ہیں یا وضو کے برتن ہیں انہوں نے وہ سب کے سب بھر لیے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں مشکوں کے منہ کس کر باندھ دو پھر فرمایا کہ اٹھا کر اس کے اونٹ کو انہوں نے اُٹھایا اور عورت بھی اُٹھی حالانکہ اس کی مشکیں تا حال فل بھری ہوئی ہونے کی وجہ سے قریب تھا پھٹ جائیں گی پھر حضور اکرم ﷺ نے عورت کا کپڑا یعنی چادر لی اور اپنے اصحاب سے کہا کہ لاؤ تم لوگوں کے پاس جو بھی کوئی کھانے کی چیز ہے انہوں نے لانا شروع کیا روٹی کے ٹکڑے بھی تو خشک کھجوریں بھی حتیٰ کہ اس کے لیے بہت سارا کھانے کا سامان جمع ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس سامان کو باندھا اور اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم یہ اپنے یتیموں کے لیے لے جاؤ اور یہ تیرا پانی بھی ہم نے زیادہ کر دیا ہے وہ عورت یہ منظر دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ چلی گئی گھر پہنچی تو انہوں نے پوچھا تم کہاں رک گئی تھیں اور کس چیز نے دیر کروادی اس نے بتایا کہ مجھے ایک حیران کن چیز نے روک رکھا تھا یہ جو تم مشکیں دیکھ رہے ہو ان میں سے تقریباً ستر اونٹ پانی پی چکے ہیں۔

اور ان میں سے لوگوں نے کئی مشکیں بھر لی ہیں بڑی بھی تو چھوٹی بھی اور وضو کے کئی برتن جو میں نے شمار نہیں کیے جب کہ اس وقت بھی یہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی ہیں ابھی بھی۔ وہ جا کر ایک مہینے تک رکی رہی یا اس کے قریب اس کے بعد وہ تیس اونٹ سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ خود بھی اور وہ سارے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

باب ۱۲۲

۱۔ ذکر حدیث ابوقتادہ انصاری میضأۃ کے معاملے میں۔
۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان جب آپ کے اصحاب روک لئے گئے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں کامیاب ہو جائیں گے۔
۳۔ اور اس معاملے میں آثار نبوت کا ظہور۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے اور ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور ثناء خطبہ فرمایا بیشک تم لوگ اپنی شام اور اپنی رات بھر چلو گے اس کے بعد تم لوگ پانی کے مقام پر پہنچو گے آنے والی صبح انشاء اللہ۔ کہتے ہیں کہ بس لوگ چل پڑے کوئی ایک بھی سفر میں چلنے کے دوران کسی کی

طرف متوجہ نہیں ہو رہا ابوقتادہ نے کہا نبی کریم ﷺ وسط یا نصف شب کو سفر کر رہے تھے اور میں ان کے پہلو میں سفر کر رہا تھا نبی کریم ﷺ اُونگھنے لگے اور اپنی سواری میں جھک گئے۔ میں آپ کے پاس آیا میں نے ان کو سیدھا کیا اور ان کو سہارا دیا۔ مگر ان کو میں نے جگایا نہیں۔

حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر سیدھے اور درست ہو بیٹھے پھر چل پڑے حتیٰ کہ جب رات اکثر حصہ گذر گیا پھر ایک دفعہ سواری کے اوپر سے جھک گئے میں نے ان کو جگائے بغیر ان کو سہارا دیا جس سے وہ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے پھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب سحر کا آخر ہوا تو آپ پہلے سے زیادہ سخت طریقے پر جھکے حتیٰ کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ سو جائیں میں قریب آیا اور میں نے نیچے سے سہارا دیا آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ کون ہے یہ میں نے بتایا کہ ابوقتادہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کب سے تم راستے میں ایسے کر رہے تھے میں نے بتایا کہ میں رات بھر سے ایسے (حفاظت) کر رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے (دعا دی)۔

حفظك الله بما حفظت به نبيه

اللہ تیری حفاظت فرمائے بوجہ اس کے کہ آپ نے اللہ کے نبی کی حفاظت کی ہے۔

اس کے بعد فرمایا تم یہ دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں سے اوجھل ہو گئے ہیں پھر فرمایا کیا تم کسی ایک کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا یہ سوار ار یہ سوار ہے بس ہم لوگ جمع ہو گئے ہم سات سوار تھے نبی کریم ﷺ راستے سے ہٹ گئے اور اپنا سر رکھ لیا (یعنی سو گئے) اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے اوپر ہماری نماز کی حفاظت کرنا لہٰذا پہلا شخص جو بیدار ہوا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے جب کہ سورج کی روشنی ان کی پیٹھ پر پڑ رہی تھی بس ہم لوگ ہڑ بڑا کر اٹھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ بس ہم لوگ چل پڑے حتیٰ کہ سورج اونچا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے وضو کا برتن منگوایا اور وہ میرے پاس تھا اس میں تھوڑا سا پانی تھا ہم لوگوں نے اسی سے وضو کیا۔

بغیر کسی دوسرے پانی کے اور حالانکہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اس کے بعد ابوقتادہ سے کہا ہمارے لیے اپنے اس وضو کے برتن کو سنبھال کر رکھیے عنقریب اس کی ایک خبر ہو گی اس کے بعد بلال نے نماز کے لیے اذان کہی حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھائی اور ویسے کیا جیسے آپ روزانہ کیا کرتے تھے۔

پھر نبی کریم ﷺ سوار ہو گئے ہم لوگ بھی سوار ہوئے اور ہم میں سے بعض بعض سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگا کہ ہم سے جو کچھ ہماری نماز کے بارے میں کوتاہی ہوئی ہے اس کا کفارہ کیا ہو گا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ میرے سوا آپس میں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو ہم نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی ہماری نمازوں میں ہماری کوتاہی کی بات ہو رہی ہے کیا تمہارے لیے مجھ میں اُسوہ (نمونہ) نہیں ہے؟ اور انہوں نے فرمایا کہ نیند میں تفریط اور کوتاہی نہیں ہوتی بلکہ تفریط وہ ہوتی ہے کہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ دوسری کا وقت ہو جائے جب یہ کیفیت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اسے ایسے وقت پڑھ لے جب جاگ جائے جب اگلی صبح آئے تو پھر اس کو اس کے وقت پر پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ آپ کیا دیکھتے ہو کہ لوگوں نے کیا کہا ہے؟۔

(حاشیہ) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ابھی کلام رسول کا مطلب اس طرح ہے کہ حضور اکرم اجب بعض صحابہ کو سورج بلند ہونے کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ تو اس وقت کچھ لوگ اپنی سواریوں پر آگے نکل چکے تھے۔ لہٰذا حضور اکرم ا اور یہ چھوٹا سا طائفہ ان سے پیچھے ٹوٹ کر رہ گئے تھے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ موجود گروہ سے پوچھا کہ تم کیا گمان کرتے ہو کہ وہ لوگ جو آگے نکل گئے ہیں وہ ہمارے بارے میں کیا کہہ رہے ہوں گے پر لوگ خاموش ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ بہر حال ابوبکر اور عمر لوگوں سے کہہ رہے تھے حضور اکرم ﷺ تم لوگوں کے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور حضور دل سے خوش نہیں ہوں گے کہ وہ تم سے پیچھے رہ جائیں بلکہ۔ چاہیں گے کہ وہ تم سے آگے ہوں۔ تمہارے لیے ہی مناسب کہ تم حضور اکرم ﷺ کا انتظار کر و یہاں تک کہ اب تمہارے ساتھ لاحق ہو جائیں۔ اگر وہ لوگ ابوبکر کی بات مانیں گے کامیاب ہو جائیں۔ وہ دونوں درست رائے پر ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔لوگ بھی بے حال ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے نبی کو موجود نہیں پار ہے ہیں۔ابوبکر عمر نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے نہیں ہو سکتے۔اور لوگوں نے کہا ہے کہ تمہارے سامنے ہیں۔اور اگر وہ ابوبکر عمر کی بات مانیں کامیاب ہو جائیں گے۔بس ہم لوگ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے جب دن خاصہ طویل ہو گیا تھا۔یایوں کہا تھا کہ جب ہر چیز کا سایہ لمبا ہو گیا تھا۔لوگ کہہ رہے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ ھلاک ہو گئے۔اور پیاس سے مر گئے۔حضورا کرم ﷺ نے فرمایا نہیں تمہارے ساتھ کوئی ھلاک ہوتا نہیں ہے۔اس کے بعد فرمایا کہ میرا چھوٹا پیالہ کھول کر لاؤ۔یعنی فرح صغیر۔

حضورا کرم ﷺ نے وضو کرنے کا برتن منگوایا حضورا کرم ﷺ نے انڈیلنا شروع کیا اور ابوقتادہ نے ہلانا شروع کیا لوگوں کو۔لوگوں نے برتن سے پانی کو ہلاتے دیکھا تو ٹوٹ پڑے قریب تھا کہ وہ منہ کے بل گر جاتے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہتر اور احسن طریقے پر آؤ عنقریب تم میں سے کوئی سیر ہو کر جائے گا۔پھر فرمایا کہ احسن طریقے پر ایک دوسرے کی رعایت کرو لہٰذا اصحاب رسول نے ایسا ہی کیا حضورا کرم ﷺ انڈیلتے رہے اور ابوقتادہ پلاتے رہے۔حتیٰ کہ سب نے پی لیا صرف نبی کریم اور ابوقتادہ ہی باقی رہ گئے پھر حضورا کرم ﷺ نے انڈیلا اور فرمایا ابوقتادہ تم پیو اس نے کہا کہ میں نہیں پیوں گا جب تک نبی کریم نہ پییں گے۔حضورا کرم ﷺ نے فرمایا۔اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ۔لوگوں کو پلانے والے کا نمبر آخری میں ہوتا ہے۔

پھر بھی نبی کریم ﷺ نے پیا سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور راحت واطمینان کیا۔عبداللہ بن رباح نے کہا ہے کہ میں حدیث جامع بعد میں بیان کروں گا عمران بن حصین نے کہا دیکھو اے نوجوانو تم کیسے حدیث بیان کرتے ہو میں اس رات سواروں میں سے ایک تھا۔میں نے کہا اے ابونجید آپ حدیث بیان کیجئے آپ حدیث کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں انصار میں سے ہوں۔لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم لوگ حدیث کا زیادہ علم رکھتے ہو۔لہٰذا میں نے لوگوں کو حدیث بیان کی۔عمران نے کہا کہ میں اس میں موجود تھا میں نہیں سمجھتا کہ کسی ایک نے اس حدیث کی اس طرح یاد رکھا ہو جیسے تم نے یاد رکھی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروح سے اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔(مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۳۱۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور رجا نے دی ان کو عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے اس نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں نکلے جب بعض راستے میں پہنچے تو آپ کسی حاجت کے لیے پیچھے ہو گئے لوگوں سے میں نے پانی کا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے گیا یہ وضو کرنے کا برتن تھا۔ابوقتادہ وہ کہتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ نے اپنی قضاء حاجت کی پھر میرے پاس آئے میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر لوٹے سے پانی انڈیلا اور آپ نے وضو کیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس (بقیہ پانی کو) محفوظ رکھنا شاید اس بقیہ کی بھی خاص ضرورت پیش آجائے لشکر چلتا رہا نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ابوبکر کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنے نفسوں پر شفقت کریں گے اور اگر ان دونوں کی بات نہیں مانیں گے اپنے نفسوں پر مشقت ڈالدیں گے کہتے ہیں ابوبکر اور عمر نے لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ نہ اتریں حتیٰ کہ پانی کے مقام تک پہنچ جائیں۔بقیہ لوگوں نے کہا مل کے ہم اتر پڑتے ہیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آجائیں۔

چنانچہ اتر پڑے ہم لوگ ان کے پاس پہنچ گئے دوپہر کے وقت حالانکہ وہ پیاس سے مر رہے تھے۔حضورا کرم ﷺ نے مجھے وہ وضو کا بچا ہوا پانی لے آنے کو کہا میں ان کے پاس لے کر گیا۔آپ نے اس میں آپ نے اس کو جھکایا (یا اس میں کلی ڈالی) اس کے بعد ان لوگوں کے لیے اس کو انڈیلنا شروع کیا لہٰذا سب نے پیا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اور سب نے وضو کر لیا اور سارے برتن بھر لئے جو ان کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پانی ہے مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ پانی ویسے باقی رہ گیا تھا جیسے حضورا کرم ﷺ نے ہاتھ میں لیا تھا حالانکہ وہ (پینے والے وضو کرے اور برتن بھرنے والے) بہتر آدمی تھے۔

☆☆☆

باب ۱۴۳

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کیا کچھ کیا جو انصار نے مہاجرین کو عطیہ دیا جب وہ مدینے میں آئے تھے اس کے بعد جب اللہ نے ان پر بنونضیر اور بنو قریظہ اور خیبر کو فتح کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حرملہ بن یحییٰ نے ان کو ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے اس نے انس سے وہ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے تو وہ اس حال میں آئے تھے کہ ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں تھی جب کہ انصار اہل زمین وجائداد والے تھے (عقار سے مراد یہاں کھجور کے باغات ہیں) انصار نے ان میں تقسیم کر دیا اس شرط پر کہ وہ ان کو نصف پھل دیں گے ان کے مالوں میں سے ہر سال۔ اور کام کی محنت ومشقت سے ان کو کفایت کریں گے یعنی آبادکاری کا کام وہ کریں گے۔ اور انس بن مالک کی ماں کو اُم سلیم کہا جاتا تھا اور عبداللہ بن ابوطلحہ کی ماں تھی وہ ماں کی طرف سے انس بن مالک کے بھائی تھے اُمِ انس نے رسول اللہ کو کھجور کے درخت دیئے تھے جو اس کے تھے رسول اللہ ﷺ نے وہ کھجور کے درخت اُم ایمن کو دے دیئے تھے جو حضور اکرم ﷺ کی مولاۃ تھی اسامہ بن زید کی ماں تھی ابن شہاب نے کہا ہے کہ مجھے خبر دی ہے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہوئے اھل خیبر کے قتال سے۔ اور مدینہ واپس لوٹے تو مہاجرین نے انصار کے عطایا ان کو واپس لوٹا دیے جو انہوں نے ان کو اپنے درختوں کے پھلوں میں سے عطیہ کیے تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کی طرف اس کے کھجور کے درخت واپس لوٹا دیے اور رسول اللہ ﷺ نے ام ایمن کو ان کھجوروں کے بدلے میں اپنے باغ میں سے عطا کئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ اُم ایمن ام اسامہ بن زید کی شان وحالت یہ تھی کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے لئے وصیفہ اور لونڈی تھی۔ اور وہ حبشہ سے تھی جب بی بی آمنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا تھا آپ کے والد کی وفات کے بعد تو اُم ایمن حضور اکرم ﷺ کی پرورش کرتی رہی تھی حتیٰ کہ آپ بڑے ہوگئے تھے حضور اکرم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اس کے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تھا اس کے بعد وہ وفات پاگئی تھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حرملہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۷۰ ص ۱۳۹۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے اور قمیبی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابویعلیٰ انصاری نے ان کو حدیث بیان کی شہاب بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی معتمر بن سلیمان نے ان کو ان کے والد نے انس بن مالک سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ ایک آدمی تھا مقرر کرتا تھا اس کے لئے مالک سے کھجور کے درخت اور جو کچھ اللہ چاہے۔ یہاں تک کہ ان پر قریظہ اور نضیر فتح ہوگئے اس کے بعد وہ ان کو واپس کررہے تھے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں اور ان سے مانگوں وہ جو ان کے گھر والوں نے آپ کو دیے تھے یا اس میں سے بعض مانگوں۔ اور نبی کریم ﷺ دے چکے تھے اُم ایمن کو یا جیسے اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مانگا تو انہوں نے وہ مجھے دے دیں گے۔ کہتے ہیں کہ ام ایمن آئی اس نے میری گردن میں کپڑا ڈال دیا اور کہنے لگی ہرگز نہیں اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی الٰـــہ نہیں ہے مگر وہی ہے وہ انہوں نے تجھے نہیں مجھے دیے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اُم ایمن آپ چھوڑ دیجئے میں آپ کو اتنا اتنا دوں گا۔

وہ بولی ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (یعنی نہیں مانوں گی) مگر حضور اکرم ﷺ ویسے کہتے رہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے اُم یمن کو اس کے دس امثال دیے (یعنی دس گنا دیا) یا دس امثال کے قریب شباب نے کہا ہے اس نے میری گردن میں کپڑا ڈال لیا اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے اتنے اتنے ملے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا ہے کہ ام یمن کہہ رہی تھی ہرگز نہیں اللہ کی قسم (یعنی نہیں مان رہی تھی) یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس مال سے دس گناہ زیادہ دیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن قیاط سے وہی شباب ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۲۰۔ فتح الباری ۸/۴۱۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۷۱/۹۲ ص۱۰۴۰)

باب ۱۲۴

ذکر سریۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نجد کی جانب بنوفزارہ کی جانب مجموعہ ابواب سرایا جن کا ذکر فتح خیبر کے بعد اور عمرۂ قضا کے قبل ہوتا ہے اگرچہ ان میں سے بعض کی تاریخ واضح نہیں ہے اہل مغازی کے نزدیک

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھشام بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن رجاء نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عکرمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن حسین قاضی نے مقام مرو میں وہ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث بیان کی ہے حارث بن محمد تیمیی نے ان کو ابوالنضر ھاشم بن قاسم نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو بنوفزارہ کے پاس بھیجا تھا اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا۔

یہاں تک کہ جب ہم پانی کے مقام کے قریب ہوئے ابوبکر نے ہم لوگوں کو سُلا دیا حتی کہ جب ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو انہوں نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہم نے فوراً غارت ڈالی لہٰذا ہم پانی پر پہنچ گئے چنانچہ قتل کیا ابوبکر نے جن کو قتل کیا اور ہم ان کے ساتھ تھے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی۔ ان میں عورتیں اور بچے تھے میں نے یہ خوف کیا کہ وہ مجھ سے پہلے سبقت کر جائیں گے پہاڑی کی طرف میں نے انہیں پالیا اور میں نے انہیں تیر مارے میرے اور ان کے اور پہاڑ کے درمیان انہوں نے جب تیر دیکھے تو کھڑے ہو گئے۔ ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت تھی اس کے اوپر ایک چمڑے کا بچھونا تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جو سارے عرب میں خوبصورت تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو ہانک کر ابوبکر کے پاس لے گیا۔

ابوبکر نے مجھے اس کی بیٹی عطیہ کردی میں نے اس کا کپڑا نہ کھولا تا آنکہ اور میں مدینے میں آ گیا اس کے بعد اس نے میرے پاس رات گذاری بس میں نے اس کا کوئی کپڑا نہ کھولا حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے بازار میں اس وقت تک بھی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے سلمہ یہ عورت میرے لئے :۔ (عطیہ) کردے میں نے کہا اے اللہ کے نبی اللہ کی قسم وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے مگر میں نے ابھی تک اس کا کپڑا ابھی نہیں کھولا۔ کہتے ہیں کہ حضور خاموش ہوگئے جب کل صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ مجھے ملے بازار میں تا حال میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا آپ نے فرمایا اے سلمہ عورت مجھے ہبہ کردے اللہ کے لئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے لئے ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اہل مکہ کے پاس بھیج دیا تھا اور اس کو ان مسلمانوں کا فدیہ اور بدلہ کے طور پر بھیج دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے (یعنی مسلمانوں کو چھڑا لیا)۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عمر بن یونس سے اس نے عکرمہ بن عمار سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۴۶ ص ۱۳۷۵)

باب ۱۲۵

ذکر سریۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ کے پیچھے چار میل پر قبیلہ عجز ہوازن کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو اسامہ بن زید بن اسلم نے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمن سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب کو بھیجا تھا تُربَۃ عجُز کی طرف۔

(نوٹ) عجز ہوازن۔ سے مراد بنونصر بن معاویہ اور بنوجشم بن بکر ہے اور تُربَۃ۔ ایک مقام ہے العبلا کے کونے پر چار میل کے فاصلے پر مکہ سے صنعاء اور نجران کے راستہ پر تیس (۳۰) سواروں میں حضرت عمر روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک راستہ بتانے والا آدمی تھا بنو ہلال میں سے وہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے۔ اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ ہوازن والوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھاگ گئے حضرت عمر ان کے محلات ومقامات پر پہنچے مگر انہوں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ پایا۔ لہٰذا حضرت واپس مدینہ کی طرف لوٹے۔ یہاں تک کہ وہ نجدیہ میں پہنچے جب مقام جدد میں پہنچے الہلالی نے عمر بن خطاب سے کہا کیا آپ کو کسی اور جماعت کے ساتھ (ٹکرانے یا لڑانے میں) دلچسپی ہے اس کے بدلے میں جو آپ خثعم کی جمعیت چھوڑ کر آئے ہیں۔ جو اس طرح چلے گئے ہیں کہ ان کے شہر ویران پڑے ہیں۔

حضرت عمر نے کہا مجھے رسول اللہ نے ان لوگوں کے بارے میں حکم نہیں دیا ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ انہوں نے مجھے بھیجا ہے ہوازن سے قتال کرنے کے لئے مقام کرنے کے لئے مقام تُربَۃ میں لہٰذا حضرت عمر مدینے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۲۲)

☆☆☆

باب ۱۲۶

ذکر سریہ عبداللہ بن رواحہ یسیر بن رزام یہودی کی طرف اور اس کی طرف سے حضرت عبداللہ بن انیس صحابی کو زخمی کرنے پھر اس پر نبی کریم ﷺ کے لعاب دھن لگانے سے برکت کا ظہور ہوا اس کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر نے بغدادی نے ان کو حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا تیس سواروں کے ساتھ اسی طرح کہا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر بن عتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا تیس سواروں کے ساتھ ان میں عبداللہ بن انیس سلمی بھی تھے۔ بھیجا تھا یسیر بن رزام یہودی کی طرف یہ لوگ اس کے پاس آئے خیبر میں۔ رسول اللہ کو خبر ملی تھی کہ وہ یہودی قبیلہ غطفان کو جمع کر رہا ہے تاکہ وہ یہودی ان کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرے۔ یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا ہمیں تیرے پاس رسول اللہ نے بھیجا ہے تاکہ تجھے خیبر پر عامل مقرر کر دیں۔ یہ لوگ ہمیشہ اس کے ساتھ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے تابع اور پیچھے ہولیا تیس آدمیوں میں سے ہر آدمی کے ساتھ سواری پر ایک مسلمان پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

حتیٰ کہ جب وہ لوگ مقام قرقرہ ثبار پر پہنچے یہ خیبر سے کچھ میل کے فاصلے پر تھا۔ یسیر نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ عبداللہ بن انیس کی تلوار کی طرف جھکایا۔ عبداللہ نے سمجھ لیا۔ اس نے اپنے اونٹ کو جھڑکا اور سواروں میں گھس گیا۔ حتیٰ کہ جب اس کو موقع ملا اس نے تلوار مار کر یسیر کی ٹانگ کاٹ دی یسیر سواروں میں گھس گیا مگر اس کے ہاتھ میں ایک کھونٹی یا بیت تھا۔ اس میں اس سے عبداللہ کے منہ پر مارا جس سے اس کے سر میں گہرا زخم لگ گیا اس کے بعد تو شدید رن شروع ہوگیا ان مسلمانوں نے ان سب یہودیوں کو قتل کر دیا جو ایک ایک کے پیچھے سوار تھے صرف ایک آدمی یہودی بچ گیا مگر مسلمانوں میں کوئی ایک بھی قتل نہیں ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس کی وجہ سے نہ زخم خراب ہوا اور نہ ہی اس کو ایذا ہوئی حتیٰ کہ اپنے وقت پر انتقال ہوگیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۲۱/۴)

☆☆☆
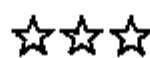
باب ۱۲۷

ذکر سریۂ بشیر بن سعد انصاری بنو مُرَّہ کے ساتھ
اور سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہما

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو عبداللہ بن حارث بن فضیل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ساتھ بنو مُرَّہ کی طرف فدک میں بھیجا وہ نکل کر روانہ ہوئے راستے میں ان کو بکریوں کا چرواہا ملا جو بکریوں اور مویشیوں کو ہانک کر لا رہا تھا جو بالائی علاقے سے مدینے کے ڈھلوان کی طرف اُتر رہا تھا رات کے وقت اس کو طلب نے پالیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ تیر اندازی شروع کر دی یہاں تک کہ بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے انہوں نے اس چرواھے کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور کچھ لوگ ان میں سے واپس لوٹ آئے اور خود بشیر نے شدید قتال کیا اور اس کے دونوں گھٹنے کٹ گئے کہا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور باقی ساتھی بکریوں اور مویشیوں کو لے کر واپس آ گئے۔

(مگر یہاں روایت میں ہے کہ) بشیر خود فدک میں کسی طرح پہنچا دیئے گئے اور وہ ایک یہودی کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ زخموں سے اُٹھ گئے اور وہ واپس مدینے لوٹ آئے اور حدیث ذکر کی گئی ہے اہل فدک کی طرف رسول اللہ کے بھیجنے کے بارے میں حتیٰ کہ ان کے پاس آیا عتبہ بن ربیعہ خدری خبر لے کر۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۲۳)

(۲) واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے افلح بن سعید نے بشیر بن محمد عبداللہ بن زید سے یہ وہی بزرگ ہیں جن کو خواب میں اذان دکھائی گئی تھے۔ کہتے ہیں غالب بن عبداللہ بن عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری اور کعب عُجرۃ اور عُلبہ بن زید کے ساتھ تھے۔ جب غالب ان کے قریب ہوئے انہوں نے خبریں حاصل کر کے آنے والے بھیجے وہ واپس لوٹے انہوں نے ان کو خبر دی چنانچہ غالب آ گے آیا اور مشورہ کیا حتیٰ کہ جب منظر العین پہنچے ان میں سے رات کے وقت انہوں نے اُونٹ بیٹھائے پانی پلانے کے بعد تو وہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی جو کہ اس کے شایان شان تھی۔

پھر فرمایا امابعد بیشک میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی مصیت کرتا ہوں کہ تم میری اطاعت کرنا میری نافرمانی نہیں کرنا۔ اور کسی بھی امر میں میری مخالفت نہ کرنا بیشک اس شخص کی کوئی رائے نہیں ہوتی جس کی اطاعت نہیں کی جاتی۔

اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے درمیان تالیف قلبی کی اس کے بعد فرمایا۔ اے فلانے آپ اور فلاں۔ اور کہا کہ اے فلانے آپ اور فلاں تم میں سے ہر آدمی اپنے ساتھی سے جدا ہو۔ اس بات سے بچتے رہنا کہ تم میں سے کوئی آدمی میرے پاس لایا جائے اور میں پھر یہ پوچھوں کہ تیرا ساتھی کہاں ہے؟ اور وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ جب میں تکبیر کہوں تم تکبیر کہنا اور تلواریں نیام سے نکال لینا۔

راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے ان کے ان لوگوں کو احاطہ کرنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تلواریں رکھ لیں جہاں ہم نے چاہا ان پر (یعنی خوب برسائیں) ہم اپنے شعار کو چیخ چیخ کر یوں کہتے اَمِتْ اَمِتْ۔ حضرت اسامہ ان میں سے ایک آدمی کے تعاقب میں نکلے اسے نَہیک بن مرداس کہتے تھے۔ وہ دور چلے گئے۔ ہمارے امیر نے ان کے بارے میں کہا کہ اسامہ کہاں ہے؟ وہ رات کا کچھ حصہ گذارنے کے بعد آئے

ہمارے پاس۔ ہمارے نے اس کوملامت کی۔اس نے بتایا کہ میں دشمن کے ایک آدمی کے تعاقب میں چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب میں اس کے قریب ہوااور میں نے تلواراس پرلہرائی تو اس نے کہ لا الـه الا اللہ ۔ہمارے امیر نے یہ سن کرکہا کیا پھرتم نے تلوار نیام کے اندرڈال لی تھی؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نے ایسانہیں کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کوٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ہم سب نے کہا اللہ کی قسم تم نے بہت بُرا کیا۔اور بُرا ہے جو کچھ لے کرآئے ہوتم۔آپ اس آدمی کوقتل کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے لاالـہ الا اللہ۔ لہٰذا وہ نادم ہوگیا۔اور پشیمان وشرمندہ ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بکریاں عورتیں و بچے ہانک کر لے آئے ان کے حصے میں دس اونٹ تھے ہرآدمی کے لئے یااس کے برابر بکریاں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو انس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کوایک شیخ قبیلہ اسلم سے کچھ مردوں سے جوان کی قوم سے ہیں۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی کلب لیث سے تھے ان کوارض بنومرّہ کی طرف بھیجا تھا اس نے وہاں مرداس بن نہیک کونقصان پہنچایا جوحلیف تھے ان لوگوں کے حرقہ سے لہٰذا اس کواسامہ نے قتل کر دیا۔(مغازی للواقدی ۲/۲۴ ۷۔۷۲۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے ان کو احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن اسامہ نے محمد بن اسامہ نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا اسامہ بن زید سے وہ کہتے ہیں میں نے پالیا اور انصار میں سے ایک آدمی کے ارادہ کرتے ہیں مرداس بن نہیک کا۔ کہ جب ہم نے ہتھیار اس پرلہرائے تو اس نے جھٹ سے کہا اشھد ان لاالـہ الااللہ ۔مگرہم لوگ اس سے نہ ٹلے۔حتیٰ کہ ہم نے اس کوقتل کر دیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے ان کواس کے بارے میں خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ کون بچائے تجھے لاالـہ الا اللہ کے مقابلے میں؟ قسم اس ذات کی جس نے ان کوحق کے ساتھ بھیجا تھا حضور اکرم ﷺ بار بار یہ سوال میرے آگے دھراتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہی پسند کیا کہ کاش کہ میں اس سے قبل میں مسلمان نہ ہوا ہوتا بلکہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا اور میں نے اس شخص کوقتل نہ کیا ہوتا۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی ایسے آدمی کوقتل نہیں کروں گا جو یہ کہے گا۔ لاالـہ الا اللہ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بھی اے اسامہ میں نے عرض آپ کے بعد بھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن خزیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب دورقی نے ان کو ہشیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حصین بن عبدالرحمٰن نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوظبیان نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسامہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم لوگ حُرقہ میں آئے جھینہ میں سے ہم لوگ اسی قوم پر صبح کے وقت پہنچے ہم نے ان کوشکست دے دی میں اور ایک انصاری آدمی نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کولاحق ہوئے ہم جب اس پرحملہ آور ہوئے تو اس نے کہا لاالہ الا اللہ۔

کہتے ہیں انصاری تو رُک گیا مگر میں نے اپنے نیزے کے ساتھ اس کوگھسیڑ دیا حتیٰ کہ میں نے اس کوقتل کر دیا جب ہم مدینے میں پہنچے نبی کریم ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی فرمایا کیا تم نے اس کوقتل کر دیا اس کے بعد بھی کہ اس نے کہا لا الــہ الا اللہ جب تین بار یہی کہا؟ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بچنے اور پناہ پکڑنے کے لئے یہ کہہ رہا تھا کہتے ہیں کہ مگر حضور اکرم نے بار بار وہی بات فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کاش میں اس دن سے قبل مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

بخاری مسلم نے اس کونقل کیا ہے صحیح ہیں۔(بخاری۔کتاب المغازی۔فتح الباری ۷/۵۱۷۔مسلم۔کتاب الایمان)

(۶) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد بزاز حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے ان کو یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبداللہ جہنی سے اس نے جندب بن مکیث جہنی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی کو کلب لیث میں سے تھے بنوملوح کی طرف جو کدید میں رہتے تھے بھیجا اور اسے ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا۔ میں بھی (اس غزوۂ غالب بن عبداللہ) میں تھا ہم لوگ رواں دواں رہے حتیٰ کہ جب ہم مقام کدید میں پہنچے ہم لوگ حارث بن مالک بن برصا لیثی سے ملے ہم نے اسے گرفتار کرلیا۔ اس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں اس لیے آیا تھا کہ مسلمان ہو جاؤں۔

غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم مسلمان ہو کر آیا ہے تجھے ایک دن رات بند رکھنا کوئی نقصان نہیں دے گا۔ اور اگر تو اسلام پر نہیں ہے تو ہم تجھے باندھ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے اسے باندھ دیا رسی کے ساتھ۔ اور اس کے پیچھے ایک چھوٹے قد کا کالا سا آدمی کھڑا کر دیا جو ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا کہ تم اس کے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہم تیرے پاس لوٹ کر آجائیں اور اگر یہ تیرے ساتھ مزاحمت کرنے کی کوشش کرے تو بس اس کا سر کاٹ دینا۔ ہم روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ہم وادی کدید کے بیچ پہنچ گئے عصر کے بعد شام کے وقت ہم وہاں اترے۔ مجھے میرے ساتھیوں نے بھیجا اس کی طرف میں ایک اُونچے ٹیلے پر چڑھ گیا جس کے اوپر چڑھ کر کسی موجود شخص کو دیکھا جا سکتا تھا۔ میں اس پر چڑھ گیا (اور دیکھنے لگا) یہ غروب آفتاب سے قبل کی بات ہے۔

ایک آدمی ان لوگوں میں سے نکلا اس نے نظر دوڑائی اس نے مجھے ٹیلے پر چڑھا دیکھا لہٰذا اس نے اپنی عورت سے کہا میں اس ٹیلے پر کوئی کالا نشان دیکھ رہا ہوں جو دن کے شروع میں میں نے نہیں دیکھا تھا تم دیکھو کوئی کتے وغیرہ نہ ہوں جو تیرے برتن وغیرہ کو خراب کر جائیں۔ اس عورت نے دیکھا وہ بولی اللہ کی قسم میں کوئی چیز وہاں سے گم ہوتی نہیں دیکھ رہی ہوں۔

اس آدمی نے عورت سے کہا مجھے میری کمان اُٹھا کر دے اور تیر بھی میری سرکش میں سے دے اس عورت نے اس کو اُٹھا کر دے دیئے اس آدمی نے میری طرف تیر پھینکا جو میرے پہلو میں آلگا۔ میں نے اس کو کھینچ کر رکھ دیا مگر میں نے حرکت نہیں کی۔ اس نے دوسرا تیر مارا وہ میرے کندھے کے سرے پر لگا۔ میں نے اسے بھی کھینچ کر رکھ دیا مگر میں نے حرکت نہیں کی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اللہ کی قسم اس سیاہ نشان پر میں نے دو تیر مارے ہیں اگر کوئی ہوتا وہ حرکت تو کرتا (اس نے مزید تیر مارنا چھوڑ دیئے) بولا جب صبح ہو جائے تو تم میرے تیر جو میں نے پھینکے ہیں تلاش کر کے لے آنا ان کو کتے نہ چپاڈالیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کچھ دیر ان کو مہلت دی حتیٰ کہ جب ان کے مویشی چلے گئے اور جب ان لوگوں نے دودھ نکال لیے اور اونٹ وغیرہ جانور اپنے ٹھکانے پر بیٹھ گئے اور خوب سناٹا ہو گیا اور اندھیری رات کا ایک حصہ بیت گیا اچانک ہم نے ان پر غارت ڈالی اور ہم نے ان کو قتل کر دیا جن کو قتل کر سکے اور ہم مال مویشی کو ھانک لائے ہم لوگ واپس لوٹنے کے لیے متوجہ ہوئے اور قوم کا اعلان کرنے والا ان کی قوم کی طرف سے نکلا فریاد فریاد پکارنے کے لئے مگر ہم لوگ جلدی سے اس جگہ سے نکل آئے۔

مگر ہم نے حارث بن مالک بن برصا اور اس کے ساتھی کو بھی دیکھتا تھا (جن کو گذشتہ کل چھوڑ آئے تھے) ہم اس کو اپنے ساتھ لے کر چلے۔ اور ہمارے پاس آیا لوگوں کا فریادی گروہ وہ ہمارے پاس اتنے لوگوں کو لے آیا جن کے مقابلے کی ہمیں طاقت نہیں تھی یہاں تک کہ جب ان کے اور ہمارے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا تھا سوائے بطن وادی کدید کے۔ اللہ نے اسے بھیجا جہاں سے اس نے چاہا ہم نے نہ دیکھا تھا اس سے قبل بارش کو نہ حال میں اس حیثیت سے آیا کہ اس کے اُوپر کوئی ایک بھی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ البتہ تحقیق میں نے جو کہ کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے نہیں قدرت رکھتا ان میں سے کوئی اس پر کہ اس پر آئے (اقدام کرے) اور ہم اس کو اور اس سے ڈر رہے تھے (اس میں نفیلی نے شک کیا ہے) ہم لوگ جلدی سے چلے گئے یہاں تک کہ ہم نے راستے میں اس کی طرف سہارا لیا اس کے بعد ہم اس جگہ سے ہٹ گئے چنانچہ ہم نے عاجز کر دیا قوم کو اس (اسلحہ) کے ساتھ جو ہمارے ہاتھوں میں تھا۔ (ابوداؤد۔ تاریخ ابن کثیر ۲۲۳/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک شیخ بنواسلم سے ان کی قوم نے کئی مردوں میں سے انہوں نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا شعار سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی میں آمِتْ تھا جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے بنی ملوح کی طرف بھیجا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۰)

(۸) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے ابن ابوعون سے اس نے یعقوب سے اس نے عقبہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے ایک غلام یسار نے کہا اے اللہ کے رسول بیشک میں تحقیق جان چکا ہوں میں بنوعبداللہ بن ثعلبہ پر حملہ کر کے غارت ڈالنے کا وقت جان چکا ہوں۔ آپ میرے ساتھ ان کی طرف جانے کے لیے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ بھیجے۔

پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے ان لوگوں کی روانگی کی کیفیت کے بارے میں یہاں تک کہ ان کے زادِ سفر ختم ہو گئے تھے اور انہوں نے کھجوریں گن گن کر باہم تقسیم کی تھیں یہ لوگ حرہ کے علاقے میں مقام ضرس پہنچے تو غالب نے کہا تھا آپ ہمیں لے چلے اے یسار میں اور تم دیگر لوگوں کو چھوڑ کر کسی کمین گاہ میں چلے جائیں ان دونوں نے ایسا ہی کیا (وہ کہتے ہیں کہ) جب ہم اپنے لوگوں سے اس قدر دور گئے جہاں تک انسان دیکھ سکتا ہے تو ہمیں لوگ محسوس ہوئے اور چرواہے اور دودھ نکالنے کی آوازیں وغیرہ۔

چنانچہ وہ دونوں فوراً واپس لوٹے اپنے احباب کی طرف لہٰذا سب لوگ مل کر دوبارہ آئے یہاں تک کہ جب وہ قبیلے کے قریب پہنچے تو ان کو ان کے امیر نے وعظ کیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور ان کو مال کی طلب میں گہرائی میں جانے سے روکا اور ان سب کے دلوں میں اُلفت ڈالی۔ اور فرمایا کہ میں جب تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہنا (یعنی نعرۂ تکبیر بلند کرنا) کہتے ہیں کہ جب اس نے تکبیر کہی تو ان سب نے مل کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور وہ ان کے محلوں میں اور بیچ میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ ان کے مویشی اور بکریوں کو ہانک کر لے آئے اور ہر اس شخص کو قتل کر دیا جو ان میں سے شرفاء اور اسی رات ان کے ساتھ اس پانی کے مقام پر مقابلہ جس کو مضیعہ کہا جاتا تھا۔

باب ۱۲۸

ذکر سریۂ بشیر بن سعد (مقام جناب ارض غطفان کی طرف)

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن الجہم نے ان کو حسین بن مَرج نے ان کو واقدی نے ان کو یحییٰ بن عبدالعزیز نے سعید بن سعد بن عبادہ نے بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا بنواشجع میں سے اس کو حُسَیل بن نُوَیرہ کہا جاتا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے لیے خیبر کی طرف جانے کے لئے رہبر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تھا۔ تم کس میں سے ہوائے حُسَیل؟ اس نے بتایا کہ یمن اور جناب میں سے آپ نے پوچھا کہ تیرے پیچھے کیا کچھ باقی ہے۔ (یعنی پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟) اس نے بتایا کہ میں ایک پوری جماعت چھوڑ کر آیا ہوں یمن اور عطفان اور جناب سے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کی طرف عُیینہ کو بھیجا تھا یہ پیغام دے کر کہ یا تو وہ لوگ ہمارے پاس آ جائیں ورنہ ہم ان کی طرف جائیں گے۔ ان لوگوں نے واپس جواب بھیجا کہ تم لوگ ہمارے پاس آ جاؤ۔ وہ آپ ﷺ کی آمد چاہتے ہیں یا آپ کے بعض لوگوں کی کہتے ہیں

کہ حضور اکرم ﷺ نے ابوبکر کو بلایا عمر کو بلایا اور ان کے سامنے یہ بات رکھی دونوں نے بیک زبان یہ کہا کہ آپ ان کی طرف بشیر بن سعد کو بھیجے۔ حضور اکرم ﷺ نے بشیر بن سعد کو بلایا ابوالعمان بشیر کو اس کے لئے جھنڈا تیار کیا اور ان کے ساتھ تین سو آدمی روانہ کئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ رات کو سفر کریں اور دن کو چھپ جایا کریں۔ اور ان کے ساتھ انتہائی کے لیے حُسَیل روانہ ہوا وہ رات کو چلے اور دن کو چھپتے۔ یہاں تک کہ وہ خیبر کے وسفل میں پہنچے ار وہ مقام شلاح مبتلاح میں اُترے پھر روانہ ہوئے حتی کہ وہ اس قوم کے قریب ہوگئے۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی ہے ان پر لوٹ ڈالنے کے بارے میں قوم کے مویشیوں پر اور ان کے جمع ہونے کی خبر پہنچنے کے بارے میں پھر جمعیت تیتر بتر ہونے کے بارے میں۔ پس بشیر روانہ ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ حتی کہ وہ ان کی آبادی میں آئے انہوں نے اسے خالی پایا لہٰذا وہ ان کے مویشیوں کو لے کر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب وہ مقام سلاح میں پہنچے واپسی پر ان کو ایک جاسوس ملا جو کہ عیینیہ کی طرف سے تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ عیینیہ کی جماعت سے ملے جب کہ عیینیہ والے انہں جانتے تھے۔ انہوں نے ان کو تلاش کیا حتی کہ عیینیہ والوں کی جمعیت سامنے ہوگئی انہوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ان کا تعاقب کیا لہٰذا انہوں نے ان میں سے ایک یا دو آدمیوں کو پالیا جنہیں انہوں نے قیدی بنالیا اور ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے وہ دونوں مسلمان ہوگئے تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔

(راوی کہتے ہیں کہ) حارث بن عوف مُزنی نے عیینیہ بن حصن سے کہا حالانکہ وہ ان کو شکست خوردہ ملے تھے اپنے گھوڑے پر تھے اس کے پاس اصیل گھوڑا تھا جس کے ساتھ وہ تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ حارث نے اس کو رکنے کے لیے کہا تو اس نے کہا نہیں میں رک نہیں سکتا میرے پیچھے محمد ﷺ کے اصحاب تلاش میں ہیں۔ اس نے گھوڑے دوڑا دیا۔ حارث بن عوف نے کہا۔ کہ خبردار تیرے لیے وقت آگیا ہے کہ تو دیکھے گا (اس کا کچھ مزہ جس پر تو ہے) یہ کہ محمد ﷺ نے کئی شہروں کو روندڈالا ہے (یعنی فتح کرلیا ہے اور تو غلط کوشش کر رہا ہے۔

حارث کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں محمد ﷺ کے سواروں سے ایک طرف ہٹ کر ایسی جگہ بیٹھ کر دیکھنے لگا جہاں سے میں محمد ﷺ کے گھڑ سواروں کو دیکھ سکوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکیں چنانچہ میں سورج ڈھلنے سے رات تک مگر میں نے کسی کو نہ دیکھا کوئی بھی اس کی تلاش میں نہیں آرہا تھا پیچھے سے موض اس کا خوف تھا جو اس کے اندر بیٹھ گیا تھا۔ کہتے کہ بعد میں میں اس سے ملا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں اس جگہ پر رات تک بیٹھا رہا تھا میں نے کسی کو تیرا تعاقب کرنے والے کو نہیں دیکھا تھا۔ عیینیہ نے کہا وہ یہی بات تھی کہ میں قیدی ہونے سے ڈر گیا تھا۔ اس کے بعد راوی نے اس کا ذکر ہوگیا ہے جو حارث نے بیان کیا تھا اللہ کی نصرت کا آنا محمد ﷺ کے پاس اور آپ کا جواب کہ ان کا نفس اس پر نہیں رکتا اس کے بعد ان کا واپس لوٹنا تا کہ دیکھیں کہ ان کی قوم نے اس مدت ہی کیا کرتی ہے جس کے اندر وہ تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/ ۷۲۷۔۷۳۱)

باب ۱۲۹

سریۂ ابوحَدْرَد اسلمی غابہ کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ابوحَدْرَد اسلمی کی حدیث اور غابہ کی طرف اس کے غزوۂ کے بارے میں وہ حدیث ہے جو مجھے حدیث بیان کی تھی جعفر بن عبداللہ بن اسلم نے ابوحداد سے انہوں نے کہا۔ کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی اور

میں نے اس کو دوسو درہم حق مہر رکھا تھا میں آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس میں نے ان سے اس نکاح کے بارے میں مدد چاہی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پوچھا کہ تم نے کتنی مہر طے کی ہے میں نے بتایا کہ دوسو درھم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ۔

اللہ کی قسم اگر تم اس عورت کو وادی سے لیتے تو زیادہ نہ ہوتا۔ اللہ کی قسم میرے پاس بھی اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اس بارے میں تیری مدد کرسکوں میں کئی دن ٹھہرا رہا اس کے بعد قبیلہ جشم بن معاویہ کا ایک آدمی دیا اس کو رفاعہ بن قیس کہتے تھے۔ یا قیس بن رفاعہ۔ جشم کی ایک بڑ شاخ میں سے تھا حتیٰ کہ وہ آکر اُترا اپنی قوم کے ساتھ اوران کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے مقام غابہ میں اس کا پروگرام بنو قیس کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف مجتمع کرنے کا تھا اور وہ قبیلہ جشم میں نامی گرامی آدمی تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلایا اور مسلمانوں میں سے دیگر دو آدمیوں کو اور فرمایا کہ تم لوگ اس آدمی کی طرف (یعنی رفاعہ بن قیس) یہاں تک کہ اس کے بارے میں کوئی خبر لے آؤ۔ اور معلومات اور حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک کمزور دبلی اونٹنی پیش کی آپ نے اس پر ہم میں سے ایک آدمی کو سوار کیا اللہ کی قسم وہ اونٹنی مارے کمزوری کے اس ایک بندے کو اٹھا کر بھی کھڑی نہیں ہوسکی تھی حتیٰ کہ اس کو مردوں کے پیچھے سے سہارا دیا تھا اپنے ہاتھوں کے ساتھ۔ حتیٰ کہ وہ سیدھی کھڑی ہوگئی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر تم پہنچو ہم لوگ روانہ ہوگئے ہمارے ساتھ ہتھیار تیر والے بھالے اور تلواریں تھی حتیٰ کہ جب ہم سرے شام آبادی کے قریب پہنچے میں ایک کونے میں چھپ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا وہ دوسرے کونے میں چھپ گئے موجود لوگوں سے دوسری جانب میں نے ان دونوں سے کہا جب تم سنو کہ میں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کردیا ہے تو تم بھی نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے میرے ساتھ ہی حملہ کردینا پس اللہ کی قسم ہم اسی طرح انتظار کرتے رہے کہ ہم ان کی غفلت کو دیکھیں کے کوئی اور موقع دیکھیں مگر رات ہمارے اُوپر چھا رہی تھی یہاں تک کہ عشاء کا کوئلہ یعنی رات کا پہلا اندھیرا جاچکا۔ اوران کا ایک چرواہا تھا۔ جو اس بستی کے مویشی چرا کر شام کو لاتا تھا وہ آج لیٹ ہوگیا تھا جس کا ان لوگوں کو خوف سوار ہوگیا۔ لہٰذا ان لوگوں کا سرغنہ رماعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے اپنی گردن میں لٹکایا۔ اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں اپنے اس چرواہا کے قدموں کے نشانات کے پیچھے جاؤں گا۔

ضرور آج اس کو کوئی خطرہ لاحق ہوگیا ہے چنانچہ اس کے ساتھ جو لوگوں کا گروہ تھا انہوں نے اس سے کہا اللہ کی قسم آپ نہ جائیں ہم جاتے ہیں ہم آپ کی طرف سے جانے کے لیے کافی ہیں مگر اس نے کہا کہ کوئی نہیں جائے گا بلکہ صرف میں ہی جاؤں گا۔ لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے پیچھے کوئی بھی نہیں آئے گا۔ (یعنی ضرورت نہیں ہے)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۳۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۲۲۳۔ ۲۲۴)

وہ روانہ ہوا جب وہ میرے قریب گذرنے لگا جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوئی تو میں نے اس پر تیر چھوڑ دیا جو میں نے سیدھا اس کے دل میں ہی اتار دیا۔ اللہ کی قسم وہ بول ہی نہیں سکا میں اُچھل کر اس کے قریب گیا اور جا کر اس کا سر کاٹ لیا پھر میں نے اس لشکر کے ایک کونے پر حملہ کردیا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے۔ اور میرے دونوں ساتھیوں نے بھی حملہ کردیا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے پس اللہ کی قسم کچھ نہیں ہوا کامیابی کے سوا ہم جن پر قادر ہوئے ان کی عورتوں اور بچوں میں سے اور جو ہمیں ہلکا پھلکا لگا ان کے اموال میں سے انہیں ساتھ لیا ایک بڑا ریوڑ اونٹوں کا ہم ہانک کر لائے اور کثیر تعداد میں بکریاں ان سب کو ہم رسول اللہ کی حرمت لائے اور میں اس کا سر اُٹھا کر اپنے ساتھ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے مجھے ان میں سے تیرہ اُونٹ میرے مہر میں دیے۔ لہٰذا اس نے اس طرح اپنی بیوی کو اپنے پاس ملا لیا۔

☆☆☆

باب ۱۳۰

وہ سریہ جس میں مُحَلِّم بن جُثَامَہ نے عامر کو قتل کیا تھا

اس کے بعد کہ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا تھا اسلامی سلام کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بوشنجی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن عبداللہ بن مسطا نے اس نے عبداللہ بن ابوحداد سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا مقام رِضَم کی طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان میں ابوقتادہ حارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس تھے مسلمانوں کی ایک جماعت میں ہم لوگ نکل گئے جب ہم بطن وادی رضم میں پہنچے ہمارے پاس عامر بن اضبط اشجعی گذرے۔ اپنے اونٹ پر اس کے پاس تھوڑا سا سامان تھا اور دودھ کا ایک برتن تھا۔ انہوں نے ہمارے اُوپر اسلامی سلام کیا (السلام علیکم کہا) ہم لوگ اس سے رک گئے۔ اور محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو اس نے قتل کر دیا کسی ناراضگی کی بنا پر جو ان دونوں کے مابین تھی۔ اور اس نے اس کا اونٹ بھی لے لیا اور اس کا سامان بھی ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے ان کو یہ خبر بتادی۔ لہٰذا ہم لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہو گیا۔

یا ایھاالذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوا لِمنْ اَلْقیٰ الیکم السلام لَسْتَ مؤمنا۔

(تا آخر آیت نساء : ۹۳)

اے اہل ایمان جس وقت تم لوگ زمین میں اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو خوب معاملہ واضح کر لیا کرو۔ اور جو شخص تمہیں سلام کرے تم اس کو یہ نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو یعقوب اسحٰق بن حسن بن میمون حربی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے ان کو حماد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے اس نے ابوحدادا سلمی سے اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور ابوقتادہ کو اور محلم بن جثامہ کو ایک سریہ میں مقام رِضَم کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگوں کو عامر بن اضبط اشجعی ملا اس نے ان کو السلام علیکم کہا ابوقتادہ نے ہاتھ روک لیا مگر محلم نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کا اُونٹ بھی پکڑ لیا اور مشک بھی اور دودھ کا برتن وغیرہ جب واپس مدینے میں آئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا جب اس نے کہہ دیا کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور قرآن اُترا۔

یاایھاالذین امنُوا اذا ضَربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوا لمن اَلقیٰ الیکم السلام لست مؤمنًا

اے ایمان والو جس وقت تم زمین پر اللہ کی راہ میں جہادی سفر کیا کرو تو خوب چھان بین کر لیا کرو اور جو شخص تمہارے اوپر سلام کرے تم اسے یہ نہیں کہا کرو کہ مؤمن نہیں ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۲۴۔۲۲۶)

(۳) محمد بن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے زیاد بن ضمیرہ بن سعد نمری سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عروہ بن زبیر سے اس نے اپنے والد سے اور دادا سے وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے حُنین کے اندر رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی اور ایک درخت کے سائے تلے اٹھ کر چلے گئے۔ اور جا کر بیٹھ گئے عیینہ بن بدر۔ اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس گئے اور وہ عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کرنے لگا۔ وہ قیس کا سردار تھا ادھر سے اقرع بن حابس آ گئے وہ محلّم بن جثامہ کی طرف سے جواب دینے لگے وہ خندق کے سردار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن اضبط اشجعی سے کہا کیا تم لوگ یہ مان لو گے کہ تم لوگ ہم لوگوں سے پچاس اُونٹ (بطور دیت وخون بہا) ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لے لینا جب ہم واپس مدینہ لوٹ جائیں گے؟ عیینہ بن بدر نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اُسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں بھی اس کی عورتوں سے ایسے مزہ چکھوں گا جیسے اس نے مزہ چکھا تھا میری عورتوں سے مقام حُرقہ میں۔

چنانچہ بنولیث کا ایک آدمی اٹھا اس کو ابن مُکَیتِل کہتے تھے وہ مردوں میں سے معتدل مزاج تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! اس مقتول کی مثال ابتداء اسلام میں نہیں پاتا مگر اس بکری جیسی جن میں سے پہلی آتے ہی شکار ہوگئی اور دوسری ڈر کر بھاگ گئی آج آپ ہمارے لئے دم کا حکم فرمائیں اور آئندہ کا دیت کا جس کے لئے آپ چاہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ایسا کرو گے؟ کہ تم پچاس اُونٹ ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لینا جب ہم مدینہ واپس لوٹ جائیں گے؟ بار بار آپ ان کے ساتھ بحث میں لگے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ محلم کی قوم نے کہا اس کو لے کر آؤ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لئے استغفار مانگیں۔ کہتے ہیں کہ ایک لمبا تڑنگا آدمی آیا پرانے کپڑے پہنے قتل کرنے کے لئے تیار تھا آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللھم لاتغفرلمحلم اے اللہ محلم کو معاف نہ کرنا تین بار فرمایا۔ وہ کھڑا ہوا اپنے آنسوؤں کو اپنے کپڑے کے دامن میں لینے کے لئے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا ہے کہ اس کی قوم نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا تھا میری کتاب میں اس طرح ابن حداد سے اس نے اپنے والد سے اور کہا گیا ہے کہ مروۃ حجاج بن منہال سے اس نے حماد سے اس اسناد میں ابوحدرد سے اس نے اپنے والد سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۶۔۲۳۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد بن ضمیرہ سے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے ان کو وہب بن بیان نے اور احمد بن سعید ہمدانی نے ان کو ابن وہب نے ان کو عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے عبدالرحمٰن بن حارث سے اس نے محمد بن جعفر سے کہ اس نے سنا زیاد بن سعد بن ضمیرہ سلمہ سے اور یہ حدیث وہب ہے اور یہ کامل ہے۔ عروہ بن زبیر حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے کہ کیا موسیٰ نے ان کے دادا نے۔ اور وہ دونوں حاضر ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں۔ یعنی ان کے آبا اور دادایوں ہم لوٹے ہیں حدیث وہب کی طرف کہ محلم بن جثامہ لیثی نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا بنوشجع سے اسلام کے اندر اور یہ پہلا جھگڑا تھا جس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا۔ چنانچہ عیینہ نے اشجعی کے قتل کے بارے میں کلام کیا کیونکہ وہ غطفان سے تھا۔

اور اقرع بن حابس نے محلم کے بارے میں بات کی اس لیے کہ وہ خندق میں سے تھا لہٰذا آوازیں بلند ہوگئی اور شور یہ ہو گیا جھگڑا بڑھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عُیینہ کیا آپ پورے قافلے کی بات بھی نہیں مانیں گے یا غلہ کے لدے ہوئے اونٹ قبول نہیں کریں گے۔ (مگر عیینہ نے ایک نہ مانی) اس نے کہا کہ میں نہیں مانوں گا اللہ کی قسم یہاں تک کہ میں اس کی عورتوں پر داخل ہوں گا اور ان کو بربادی اور غم دوں گا جیسے اس نے میری عورتوں پر غم اور بربادی ڈالی کہتے ہیں کہ یہ آوازیں بلند ہو گئیں جھگڑا اور شور پھر بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عیینہ تم غلہ سے لدے ہوئے اُونٹ بھی قبول نہیں کر رہے۔ مگر عیینہ نے وہی پہلے والا جواب دیا یہاں تک کہ بنوقیس میں سے ایک آدمی اُٹھا اس کو ابن مُکَیتِلُ کہا جاتا تھا اس پر ہتھیار تھے اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی مثال نہیں پاتا ہوں اس نے اسلام کی ابتداء میں جو کچھ کیا ہے مگر اس بکری کی طرح جو آئی اور نشانی بن گئی پہلی اور دوسری بھاگ گئی آپ آج دم کا حکم کریں اور آئندہ کل بدل دیں یعنی دیت کا فیصلہ جس کے لئے چاہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس اُونٹ فی الفور دیتے ہیں اور پچاس اس وقت جب ہم مدینہ واپس جائیں گے۔ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں کا ہے اور محلم گندمی رنگ کا طویل آدمی تھا۔ وہ لوگوں سے ایک طرف بیٹھا تھا دوپہر جھگڑا ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کی خلاصی ہوگئی اب وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے بیٹھا رورہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوں سے ٹپک رہے تھے۔ وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے وہ کام کرلیا تھا جو آپ کو معلوم ہے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں آپ میرے لیے بخشش مانگیں یا رسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو قتل کردیا تھا اپنے ہتھیار کے ساتھ آغاز اسلام پر۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللھم لا تغفر لمحلم۔ زور زور سے کہا۔ ابو سلمہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اٹھا اور وہ اپنی چادر کے اندر سے آنسووں کو صاف کررہا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ اس کی قوم کا خیال ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے استغفار کیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو سالم ابو النصر نے اس نے کہا کہ انہوں نے دیت (خون بہا کو) قبول کیا تھا۔ حتیٰ کہ اقرع بن حابس آیا وہ ان کو اکیلا لے گیا اور اس نے کہا اے قیس کی جماعت رسول اللہ ﷺ نے تم سے مقتول کے بارے میں بات کی ہے کہ تم اس کو چھوڑ دو تاکہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کے مابین صلح کرادیں۔

مگر تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو منع کردیا ہے ایسا کرنے سے کیا گارنٹی ہے تمہارے پاس کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تم لوگوں سے ناراض نہ ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر غضب نازل کرے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ تمہیں لعنت کردیں اور اللہ بھی اس کی وجہ سے تمہیں لعنت کردے گا تمہارے لئے اللہ کی قسم اللہ کی قسم تم اس معاملے کو انہی کے سپرد کردو ورنہ میں بنو تمیم میں سے پچاس آدمی لے آؤں گا جو گواہی دیں گے کہ مقتول مسلمان نہیں بلکہ کافر تھا اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی میں اس کا خون ضائع کردوں گا۔ جب ان سے اس نے یہ بات کہی تو انہوں نے جلدی سے دیت (خون بہا وصول کرلیا)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۷)

باب ۱۳۱

اُس آدمی کا ذکر جس نے ایک آدمی کو حق کی شہادت دینے کے بعد قتل کردیا تھا پھر وہ مرگیا تھا، لہٰذا اسکو دھرتی نے قبول نہیں کیا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حسب نے ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن سلمان بن بلال نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے محمد بن ابو عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ موھب نے قبیصہ بن دوبب سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی نے غارت ڈالی

ایک سریہ پر مشرکین میں سے وہ لوگ شکست کھا گئے مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکین کے ایک آدمی پر حملہ کیا حالانکہ وہ شکست کھا چکا تھا جب اس نے تلوار کے ساتھ اس کے اُوپر چڑھ جانے کا ارادہ کیا تو اس آدمی نے فوراً کہا لاالٰہ الا اللہ مگر یہ حملہ کرنے والا پھر بھی باز نہ آیا بلکہ اس کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ اس کے قتل پر اپنے دل میں رنجیدہ خاطر ہوا اس نے اپنی بات رسول اللہ کو بتائی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے دل کو سراخ کر کے کیوں نہ دیکھ لیا آپ یہ ارادہ فرما رہے تھے کہ وہ تو اپنی دل کی کیفیت زبان سے ظاہر کر رہا تھا۔

زیادہ دیر نہیں رکے تھے بلکہ تھوڑی سی دیر میں ٹھہرے تھے کہ وہ آدمی قتل کرنے والا وفات پا گیا۔ اسے دفن کیا گیا مگر وہ روئے زمین پر اُوپر ہو گیا (یعنی قبر نے اس کو باہر اُگل دیا۔ اس کے گھر والے آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت سنائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر دفن کر دو دوبارہ دفن کیا گیا دوبارہ وہ زمین کے اوپر آ گیا پھر اس کے گھر والے آئے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ کیفیت بتائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر تیسری بار دفن کرو۔ دفن کیا گیا تیسری بار بھی اس کو زمین نے باہر کر دیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت بتائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ الْا رُضَ قَدْ اَبَتْ اَنْ تقبله فاطرحوه فی غار من الغیوان

بیشک زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھینک دو اس کو غاروں میں سے کسی غار میں۔

یہ الفاظ ابو عبداللہ کی حدیث کے ہیں عبدالخالق کی ایک روایت میں سے مذکور ہے کہ دو مرتبہ اس کو دفن کیا۔ تیسری بار کا ذکر نہیں کیا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے احمد بن عبدالجبار سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے براء بن عبداللہ غنوی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی تھا عہد رسول میں مشرکین کو قتل کرنے میں۔ (حسن نے) ذکر کیا ہے مفہوم اس کا جو ذکر کیا ہے قبیصہ نے اس میں کی زیادتی ہے۔ اس نے جو اضافہ کیا ہے۔

فرمایا کہ اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

یاایھاالذین امنوا اذاضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوالمن القی الیکم السلام لست مؤمناً

اے اہل ایمان جس وقت تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یوں نہیں کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

ہمیں خبر پہنچی ہے ایک آدمی مر گیا اس کے بارے میں بتایا گیا کہ فلاں شخص مر گیا ہے ہم لوگوں نے اس کو دفن تو کر دیا ہے مگر زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے پھر ہم نے اس کو دفن کیا ہے دوبارہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال زمین اس سے بدترین لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ چاہت ہے کہ وہ اس کو تم لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت بنا دے تا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسے شخص کے قتل کا ارادہ نہ کرے جو یہ کہے۔

اشھد ان لا الہ اللّٰہ ۔ (ترجمہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

یا وہ یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی میت کو فلاں ابن فلاں کی گھاٹی میں لے جاؤ وہاں اس کو دفن کر دو بیشک وہ زمین عنقریب (یعنی امید ہے کہ) اس کو قبول کر لے گی لہٰذا انہوں نے اس کو اسی گھاٹی میں دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۷)

☆☆☆

باب ۱۳۲

سریۂ عبداللہ بن حذافہ بن قیس

بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحق صغانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا۔

یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔ (سورۃ نساء : آیت ۵۹)

اے اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت جو تم میں سے صاحب امر ہیں (یعنی حکمران ہیں)

وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عبداللہ بن حذامہ سہمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیجا تھا۔ مجھے اس بارے میں خبر دی۔ یعلی بن مسلم نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حجاج بن محمد سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۳۱ ص ۱۴۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبداللہ عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی وکیع نے اعمش سے اس نے سعد بن عبیدہ سے اس نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اس نے علی بن ابوطالب ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار میں سے ایک آدمی کو ایک سریہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں کو بھیجا تھا اور ان کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگ اس امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔

کہتے ہیں ان لوگوں نے کسی چیز میں اس کو ناراض کر لیا اس نے کہا میرے سامنے لکڑیاں جمع کرو وہ لوگ جمع کر لائے اس نے کہا کہ آگ لگاؤ انہوں نے آگ لگا دی اس کے بعد اس نے کہا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ تم لوگ میری بات سننا اور میری اطاعت کرنا؟ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ نے حکم فرمایا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس آگ کے اندر کود جاؤ کہتے ہیں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگے کہ ہم لوگ آگ جہنم سے بھاگ کر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

کہتے ہیں کہ اس بات پر اس کا غصہ سکون کر گیا اور آگ بجھادی گئی جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے انہوں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ کو بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ لوگ اس آگ میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکل سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت ہوتی ہے نیکی اور معروف کے کاموں میں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زھری بن حرب عمرہ سے وکیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۴۰ ص ۱۴۶۹)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/ ۵۸)

☆☆☆

باب ۱۳۳

عُمرۃ القضاء[1] کا بیان

اور اللہ کا تصدیق کرنا یعنی سچا کر دکھانا اپنے وعدے کو بصورت مسلمانوں نے امن کی حالت میں مسجد الحرام میں داخلے کے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن نعم نے حضرت نافع مولی عبداللہ بن عمرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمرۃ القضاء ماہ ذوالقعدہ ۹ ؁ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالباقی بن قانع حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عبدالصمد فارسی نے ان کو محمد بن عبدالاعلیٰ قنعانی نے ان کو قمر بن سلیمان تیمی نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپسی لوٹے تو آپ ﷺ نے کئی سرایا (جہادی لشکر) بھیجے تھے آپ کچھ دن مدینے میں مقیم رہے یہاں تک کہ (ماہ شوال پورا ہو کر) ماہ ذالقعدہ کا چاند نظر آ گیا اس کے بعد آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ تم لوگ عمرہ کرنے کے لئے چلنے کی تیاری کرو۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے کی تیاری کی۔ اور مکہ کی طرف سب روانہ ہو گئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد نے بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے ابن شہاب سے یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اپنے چچا سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آئندہ سال حدیبیہ والے سال سے عمرہ کا ارادہ کرنے والے ماہ ذوالقعدہ ۷ ؁ھ میں یہی وہ مہینہ تھا جس میں ان کو مشرکین نے مسجد الحرام جانے سے روک دیا تھا (یعنی حدیبیہ میں) یہاں تک (آپ اس سال) جب مقام یاجج میں پہنچے (یہ وادی تھی مکہ کے قریب) تو آپ ﷺ نے سارا سامان اُتار کر رکھ دیا جھف ڈھالیں نیزے۔ تیر۔ اور سوار کے ہتھیار تلوار کے ساتھ (مکے) میں داخل ہوئے حضور اکرم ﷺ نے پہلے جعفر بن ابولہب کو بھیجا میمونہ بنت حارث بن حزن عامر کے پاس۔ اس کو نکاح کا پیغام دیا اس کا معاملہ عباس بن عبدالمطلب کے حوالے ہو گیا تھا۔

اس لئے کہ اس کی بہن ام فضل بنت حارث عباس کے تحت تھی (اس کی بیوی تھی) عباس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سالی میمونہ کو) بیاہ دیا حضور اکرم ﷺ جب آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا فرمایا کہ کندھے کھولو اور طواف میں وسعت کرو تا کہ مشرکین ان کی مضبوطی اور

---

[1] عمرۃ القضاء کے لئے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۱۹۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۰۔ بخاری ۵/۱۴۱۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۔ مغازی للواقدی ۲/۷۳۱۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۹۔ ابن حزم ۲۱۹۔ عیون الاثر ۲/۱۹۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۲۶۔ شرح المواحب ۲/۳۷۰۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۷۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۲۸۸)

قوت کا مشاہدہ کریں۔ اور ان کو تکلیف و مشقت دیئے کر مضبوط کرتے رہتے تھے حسب استطاعت لہٰذا اھل مکہ نے رک رک کر طواف کرنے والے اصحاب رسول کو اور خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ مردوں نے عورتوں اور بچوں نے دیکھا کہ یہ لوگ مٹک مٹک کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے رجز و عربی اشعار پڑھ رہے تھے تلوار حمائل کئے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے :

خَلُّوْ بِنی الکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِه
اَنَا الشَّهِیْدُ اَنَّه رَسُوْلُه
قَدْ اَنزَلَ الرَّحمٰنُ فِی تَنْزِیْلِه
فِی صُحُفٍ تُتْلٰی رَسُوْلَه
فَا لیَومَ نَضرِ بُکُم عَلٰی تَاْوِیْلِه
کَمَا ضَرَبْنَا کُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ
ضربًا یُزِیْلُ الهَامَ عَنْ مَقْیَلِه
وَیُزِیلُ الخَلیلَ عَنْ خَلِیْلِه

اے کافروں کی اولاد ہٹ جاؤ (محمد ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے تحقیق رحمٰن نے یہ بات قرآن میں اتاری ہے ان سورتوں میں جو اس کے رسول پر پڑھی جاتی ہیں پس آج کے دن ہم تمہیں ماریں گے اس کے حکم پر جب ہم نے تمہیں مارا تھا اس کی وحی کے آنے پر ایسی مار ماریں گے جو مقتل میں کھوپڑیوں کو اڑا دیتی ہے اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ (یہ پر وقار اور بارعب رجز عبداللہ بن رواحہ کی زبان سے سن کر) اشراف قریش کے مرد مشرکین چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے سے غیظ و غضب کی وجہ سے اور حسد و بغض کی وجہ سے وہ نکل گئے خندمہ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین راتیں قیام کیا یہ یوم حدیبیہ کی قضیے کا انجام اور اس کی انتہا تھی جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے سہیل بن عمرو۔ اور حویطب بن عبدالعزی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انصار کی مجلس میں تشریف فرماتے سعد بن عبادہ کے ساتھ باتیں کر رہے تھے چنانچہ حویطب نے چیخ مار کر کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور معاہدے کی تا حال آپ ہماری سرزمین سے نہیں نکلے ہیں حالانکہ راتیں گذر گئی ہیں۔ سعد بن عبادہ نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے تیری ماں نہ ہو۔ یہ نہ تو تیری زمین پر ہیں اور نہ ہی تیرے باپ دادانے کی زمین پر ہیں اللہ کی قسم یہ نہیں نکلیں گے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور حویطب کو بلا کر کہا میں نے تمہارے اندر ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اگر میں ٹھہروں یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کروں اور ہم کھانا تیار کریں اور کھانا دسترخوان پر لگائیں ہم لوگ کھانا کھائیں گے اور آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو کر کھانا کھائیں۔ مگر ان مشرکوں نے کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور اس خاص معاہدے کی کہ آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو نکلنے کا حکم دے دیا (چل پڑے) حتیٰ کہ بطن وادی سرف میں اُتر گئے بطن وادی سرف میں اُتر گئے (یہ تنعیم اور مرو کے درمیان بگر تنعیم کے قریب ایک جگہ تھی)۔ مسلمان ٹھہر گئے ادھر رسول اللہ ﷺ ابورافع کو پیچھے یہ ذمہ داری دے کر آئے تھے کہ وہ شام کے وقت سیدہ میمونہ (بنت حارث زوجہ رسول کو) سوار کر کے لائے اور حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچائے۔

آپ ﷺ مقام سرف میں رکے رہے تاوقت تیکہ سیدہ میمونہ آپ کے پاس پہنچ گئیں۔ اور تحقیق بات حقیقت ہے کہ سیدہ میمونہ اور اس کے ساتھ جو بھی تھا انہیں آتے وقت مشرکین میں سے بے وقوفی اور ان کے لڑکوں کی طرف سے سخت تکلیف سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ بہر حال وہ

مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔آپ نے اس مقام پر ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا اس کے بعد آپ اسی رات کو منہ اندھیرے ہی روانہ ہوگئے تھے حتی کہ مدینہ پہنچ گئے۔(یہاں پر یہ عجیب ہی حسن اتفاق ہے کہ)اللہ تعالیٰ نے سیدہ میمونہ کی موت حقدار کر رکھی تھی مقام سرف میں جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا ایک زمانے کے بعد(جب ان کا وقت آیا تو اسی جگہ پر فوت ہوئیں) اس قصے کو حمزہ کی بیٹی نے ذکر کیا ہے آگے ان کا ذکر بھی آتا ہے)ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسی عمرے کے بارے میں یہ آیت اتاری تھی۔

الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۴)

ماہ محترم ماہ محترم کے بدلے ہی ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہوتا ہے۔بہر حال رسول اللہ ﷺ نے شہر الحرام میں عمرہ کیا تھا جب پہلے شہر الحرام میں عمرہ سے روکے گئے تھے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی ایک روایت میں ہے قول سعد بن عبادہ کے نزدیک اللہ کی قسم نہ نکلے اس سے مگر فرمانبرداری کرنے والے راضی۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہنس رہے تھے تم اس قوم کو ایذا نہ دو جو ہم سے نکلے ہمارے رحلل میں اور سامانوں میں پھر ذکر کیا باقی کو اسی مذکور کے مفہوم میں۔مگر انہوں نے عبداللہ بن رواحہ کے رجز کو ذکر نہیں کیا۔اور نہ ہی اس کے قول کو جس نے یہ کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عباس نے (سالی میمونہ) کا بیان کر دیا تھا۔(ہاں البتہ) دونوں کی حدیث کے لیے شواہد موجود ہیں۔اور اس میں کچھ اضافے و زیادات ہیں جنہیں ہم انشاء اللہ ذکر کریں گے تفصیل کے ساتھ کئی ابواب کے اندر۔

باب ۱۳۴

(مذکورہ عمرے کے) عمرۃ القضاء یا عمرۃ القضیہ سے موسوم ہونے کے دلائل

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن محمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہران اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سریج بن نعمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے پھر کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تھے۔لہٰذا آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کیے تھے اور اپنا سر منڈوایا مقام حدیبیہ میں۔اور ان لوگوں کے ساتھ فیصلہ طے کر دیا تھا کہ آپ آئندہ سال آکر عمرہ کریں گے اور ان پر ہتھیار بھی نہیں اٹھائیں گے۔سوائے تلواروں کے اور مکہ میں زیادہ قیام بھی نہیں کریں مگر جس قدر وہ چاہیں گے لہٰذا آپ نے آنے والے سال میں آکر عمرہ کیا تھا۔اور آپ اسی طریقے پر مکے میں داخل ہوئے تھے جس طرح ان لوگوں کے ساتھ آپ نے مصالحت کی تھی جب حضور اکرم ﷺ تین دن رہ چکے مکے میں تو ان لوگوں نے آپ کو کہا کہ اب وہ مکے سے چلے جائیں لہٰذا آپ ﷺ چلے گئے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے سریج سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔فتح الباری ۴۹۹/۷)

اور براء بن عازب کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے (مشرکین نے) لکھا تھا یہ وہ معاہدہ جس کے مطابق محمد ﷺ نے باہم فیصلہ کیا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ یعنی ابن بُطہ اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن نافع نے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عمر سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ قضاء نہیں تھا بلکہ مسلمانوں پر یہ شرط لگائی گئی تھی کہ وہ آئندہ سال عمرہ کریں اسی مہینے میں جس میں انہیں مشرکین نے روکا تھا۔ (البدایہ والنہایۃ ۴/۲۳۰)

باب ۱۳۵

مکے میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے مشرکین کے دلوں میں جو خوف اور رُعب واقع ہوا نیز ھدایا اور اسلحہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے اس نے عمرہ بن میمون سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو حاضر حمیری سے حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں کہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے نکلا اس سال جس سال اہل شام نے مکے میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا اور میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ قربانی کے جانور بھیجے تھے جب ہم اہل شام کے پاس پہنچ تو ان لوگوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تھا لہٰذا میں نے اپنی جگہ پر قربانی کے جانور کو نحر کرلیا تھا اس کے بعد میں نے احرام کھول دیا۔ اس کے بعد میں واپس لوٹ گیا۔

جب اگلا سال آیا تو میں دوبارہ نکلا تا کہ میں اپنے عمرے کی قضاء کروں۔ لہٰذا میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ قربانی کا جانور کا بدلہ کرلیجئے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانوروں کو تبدیل کرلیں۔ وہ جو انہوں نے حدیبیہ والے سال ذبح کئے تھے۔ یعنی عمرۃ القضاء کی قربانی میں بدل کرلیں۔ (یعنی قربانی کے لئے دوسرا جانور لے کر چلیں) یونس بن بکیر نے اپنے بعض الفاظ میں اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ اس نے بدلنے کے امر والے الفاظ کا ذکر نہیں کیے۔

(المستدرک للحاکم ۱/۴۸۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق نے ان کو عمرو بن میمون نے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد سے کثرت سے یہ سوال پوچھا جاتا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس قربانی کو جس کا انہوں نے (حدیبیہ میں) نحر کیا تھا جب وہ بیت اللہ میں جانے سے روک دیے گئے تھے۔ کیا انہوں نے اس قربانی کا (اگلے سال عمرۃ القضاء کی قربانی کا بدل دوسرا جانور کیا تھا) مگر انہوں نے اس بارے میں کوئی (ثبوت) نہ پایا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو سنا وہ اس بارے میں ابوحاضر الحمیدی سے پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ صحیح جگہ آئے ہیں پوچھنے کے لیے اور اس بارے میں آگاہ آدمی کے پاس آگئے ہیں۔ میں نے حج کیا تھا حضرت ابن زبیر والے سال پہلے محاصرے میں۔ میں قربانی کا جانور لے کر گیا تھا۔

وہ لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ میں نے حدود حرم میں قربانی کر ڈالی۔ اور میں واپس یمن کی طرف لوٹ گیا اور میں اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں اُسوۃ اور نمونہ موجود ہے۔ جب اگلا سال آیا تو میں نے پھر حج کیا اور میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ملاقات کی۔ میں نے پوچھا اس قربانی کے بارے میں جو نحر کیا تھا۔ میں نے، کہا کہ کیا میرے ذمہ اس کا بدل ہے یا نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہے تم بدل کرلو بیشک رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے تحقیق بدل کیا تھا اس قربانی کا جو انہوں نے اس سال کی تھی جس سال ان کو مشرکین نے روک لیا تھا۔ انہوں نے اس کا بدل کیا اپنے عمرۃ القضاء میں چنانچہ ان پر اونٹ ذبح کرنا مشکل ہو گیا تھا لہٰذا رسول اللہ نے ان کو گائے کی قربانی کرنے کے لیے رخصت دے دی تھی۔ (المستدرک للحاکم ۱/ ۴۸۵،۴۸۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے اس کو حسین بن فرح نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی غانم بن ابو غانم نے عبداللہ دینار سے۔ اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناجیہ بن جندب اسلمی کو اپنی قربانی کے جانور پر مقرر کیا تھا وہ ان کے قربانی کے جانور کو آگے آگے لے کر چل رہا تھا وہ اس کے لیے درختوں سے چارہ تلاش کرتا تھا اس کے ساتھ بنواسلم کے چار نوجوان تھے تحقیق رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں ساٹھ اونٹ قربانی لے کر چلے تھے۔ (البدایہ والنھایہ ۴/ ۲۳۰،۲۳۱۔ مغازی للواقدی ۲/ ۷۳۳)

مجھے حدیث بیان کی محمد بن نعیم مجمر نے اپنے والد سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جو قربانی کے اُونٹ ہانک رہے تھے میں بھی انہیں ہانک رہا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلے وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور مسلمان ان کے ساتھ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور محمد بن مسلمہ اپنے گھوڑے سمیت گذرے جو مقام مرّا لظہران کی طرف جا رہے تھے اس نے وہاں پر قریش کا ایک گروہ پایا۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں (یعنی پیچھے پیچھے آنے والے ہیں) انشاء اللہ کل صبح کو یہاں پہنچ جائیں گے اس منزل پر۔ انہوں نے بہت سے گھوڑے اور ہتھیار دیکھے بشیر بن سعد کے ساتھ جس سے قریش خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے تو کوئی نئی بات پیدا نہیں کی (یعنی کوئی غلطی نہیں کی) بیشک ہم تو اپنی تحریر اور اپنی صلح پر قائم ہیں پھر کس بات پر محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ہم سے لڑنے آرہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ مقام مَـرّ الـظـھـران میں اتر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسلحہ بطن یأجج رکھدیا جہاں سے حرم کے برج اور نشان دیکھے جاسکتے تھے قریش نے مکرز بن حفص بن احنف کو قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بھیجا وہ لوگ جا کو بطن یأجج میں حضور اکرم ﷺ سے ملے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں اور قربانی کے جانوروں اسلحہ میں تھے۔ جو ایک دوسرے سے مل چکے تھے انہوں نے کہا اے محمد آپ بچپن سے بڑے ہونے تک غدار اور دھوکے کے ساتھ نہیں پہچانے گئے (یعنی کبھی آپ نے بدعہدی اور دھوکہ نہیں کیا) کیا آپ اسلحہ سمیت حرم کے اندر اپنی قوم پر داخل ہونگے حالانکہ آپ ان کے لیے شرط لگا چکے ہیں کہ آپ نہیں داخل ہوں گے مگر مسافر کے ہتھیار تلواروں کے ساتھ جو کہ نیاموں میں ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں ہم ان پر ہتھیار اور اسلحہ کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے۔ مکرز نے کہا یہی وہ بات ہے جس کے ساتھ نیکی اور وفا پہچانی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ جلدی جلدی اپنے ساتھیوں سمیت واپس مکہ چلے گئے۔ اس نے جا کر (قریش کو) بتایا کہ محمد ﷺ ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے وہ اسی شرط پر قائم ہیں جو میں نے تمہارے لیے اس سے شرط منوائی تھی۔ جب مکرز نبی کریم ﷺ کی یہ خبر لے کر آگیا تو قریش خود بخود مکہ سے باہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر نکل گئے اور مکہ کو خالی چھوڑ دیا اور کہنے لگے کہ نہ دیکھو محمد کی طرف نہ ہی ان کے اصحاب کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور ان کے قربانی کے جانور ان سے آگے مقام ذی طوی میں روک لیے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب وہاں سے حرم کی طرف روانہ اس طرح ہوئے کہ حضور اپنی اُونٹنی قصواء پر سوار تھے صحابہ حضور اکرم ﷺ کی سواری پر نظریں لگائے

ہوئے تھے مسلمان تلواریں زیب تن کیے ہوئے تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب ذی طویٰ میں پہنچے تو اپنی اُونٹنی قصواء پر ٹھہر گئے اور مسلمانوں نے آپ کی سواری کے گرد حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ اس ثنیہ اور گھاٹی سے داخل ہوئے جو آپ کو حجون پر آ گاہی دیتی تھی اپنی سواری قصواء پر سواری کی حالت میں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی مہار تھامے ہوئے تھے۔

(مغازی للواقدی ۲/۷۳۴، ۷۳۵۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۳۱)

باب ۱۳۶

مکہ میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی قاضی ابوعمر محمد بن حسین بسطامیؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن احمد بن ایوب سے ابوالقاسم نخعی نے اصفہان میں ان کو ابراہیم بن ابوسوید شامی نے ۲۷۸ھ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے معمر سے اس نے زہری سے اس نے انس ؓ سے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء کے موقع پر تو عبداللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

خلُّوا بنی الکفار عن سبیله　　　قدنزل القران فی تنزیله

بِانَّ خیر القتل فی سبیله　　　نحن قاتلنا کم علی تأویله

کما قاتلنا کم علی تنزیله

(مغازی للواقدی ۲/۷۳۴، ۷۳۵۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۳۱)

اے کافروں کی اولاد محمد ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ تحقیق اس کی وحی میں قرآن اتر چکا ہے اس بات کے ساتھ کہ بہترین قتل وہی ہے جو اس راہ میں ہو (یعنی اللہ کی راہ میں شہادت) ہم لوگ تمہیں قتل کردیں اسی اشارے پر جیسے ہم نے تمہیں پہلے قتل کیا تھا اس کی قضاء کے آنے پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین علوی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازھری سلیطی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے اور عبداللہ بن رواحہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یوں کہہ رہے تھے۔ اے کفار کی اولاد اس کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم تمہیں ماریں گے قرآن کے حکم پر اس مار ماریں گے جو کھوپڑیوں کو اپنی گردنوں کو الگ کردے گی اور دوست کو دوست بھلوادے گی۔ اے میرے رب میں اپنے سردار سمیت مؤمن ہوں۔

(البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء میں آپ اس کیفیت میں داخل ہوئے تھے کہ عبداللہ بن رواحہ آپ کی اُونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔

خلو نبی الکفار عن سبیله انی شهدت انه رسوله
خلوا فکل الخیر فی رسوله یارب انی مؤمن بقیله
انی رائیت الحق فی قبوله نحن قتلنا کم علی تاویله
کما قتلنا کم علی تنزیله ضربا یزیل الهام عن مقیله
ویذهل الخلیل عن خلیله

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۲۰، ۳۲۱۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۲۹)

اے کفار کی اولاد ہٹ جاؤ تم (رسول اللہ ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے ہٹ جاؤ (ہاں سنو کہ ہر خیر و بھلائی اللہ کے رسول کے طریقے میں ہے اے میرے پروردگار میں دل وجان سے اس کی بات کو جانتا ہوں۔ میں حق کو اسی کے قبول کرنے میں یقین کرتا ہوں۔ ہم لوگ تمہیں اس کے حکم پر قتل کریں گے۔ جب ہم نے تمہیں اسی کے اوپر اترنے والے قرآن کے حکم سے (جہاد میں) قتل کیا تھا۔ ایسی مار ماری تھی جو کھوپڑی کو اپنی جگہ اڑا دیتی ہے اور دوست کو اس کا دوست بھلوا دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ھشام بن سعید سے اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ہیں عمرۃ قضاء والے سال آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا تھا اور حجر اسود کا استیلام کیا تھا انہوں نے اپنی کھونٹی کے ساتھ ہشام نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے بغیر کسی تکلیف اور بیماری کے کیا تھا اور مسلمان آپ کے گرد شعر کہہ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یوں کہہ رہے تھے۔

باسم الذی لادین الا دینه باسم الذی محمد رسوله
خلو نبی الکفار عن سبیله

(البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۲۸، ۲۲۹)

اس ذات کے نام کے ساتھ (طواف کر رہا ہوں۔ یا شعر کہہ رہا ہوں) جس کے دین کے بغیر کوئی دین نہیں ہے اور اس کے نام کے ساتھ محمد ﷺ جس کے رسول ہیں۔ اے کفار کے بچو اس کا راستہ چھوڑ دو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد اصفانے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحق نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔

دورانِ طواف رمل کرنا

اور ہمیں خبر دی ابوعلی رود باری نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی مُسَدَّد نے ان کو حدیث بیان کی حماد بن زید نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے ان کو حدیث بیان کی ابن عباس ؓ نے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں تشریف لائے اس وقت ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر رکھا تھا۔ مشرکین نے کہا۔ بیشک تمہارے پاس وہ لوگ آرہے ہیں جن کو بخار نے کمزور کر رکھا ہے۔ اور وہ اس بخار سے تکلیف اٹھا چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی بات سے مطلع کر دیا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ (دوران طواف) مونڈھے ہلا ہلا کر چلیں ہاں مگر آخری

تین چکر میں نہ ہلائیں۔اور یہ کہ وہ دو رکنوں کے درمیان پیدل چلیں۔چنانچہ مشرکین نے ان کو جب کندھے ہلا ہلا کر چلتے دیکھا تو کہنے لگے کیا یہ وہی ہیں جن کے بارے تم نے کہا تھا کہ بخار نے ان کو کمزور کردیا ہے یہ ہم لوگوں سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو (طواف) کی تمام باریوں میں کندھے ہلانے کا حکم نہیں دیا تھا مگر ان پر ترس کھانے کے لئے۔

یہ الفاظ مسدد کی روایت کے ہیں۔اور سلیمان کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے۔مگر اس میں یہ مذکور نہیں۔کہ وہ اس بخار سے شر اور تکلیف سے دوچار ہو چکے تھے۔اور یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ان کی بات سے مطلع کردیا تھا۔البتہ اس نے یہ کہا ہے کہ مشرکین مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے تھے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ طواف کی تین باریوں میں کندھے ہلائیں اور جب رکن یمانی اور رکن شامی کے درمیان آئیں تو آرام سے چلیں۔اور اس نے یہ بھی کہا ہے۔کہ تمام باریوں میں رمل کرنے کا حکم آپ نے ان کو شفقت کے پیش نظر نہ دیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔کتاب الحج۔حدیث ۱۶۰۲۔فتح الباری ۳/۴۶۹،۴۷۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو ربیع سے اس نے حماد سے۔ (مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۴۰ ص ۹۲۳)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ قریش نے کہا بیشک محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے۔جب رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے جس سال عمرہ کیا تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے کہا بیت اللہ کی طواف کرتے ہوئے تین چکروں میں رمل کرو (مونڈھے ہلا ہلا کر چلو تاکہ آپ لوگوں کی قوت کا اظہار ہو سکے) تاکہ مشرکین تمہاری قوت دیکھیں جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ بخار نے ان کو کمزور نہیں کیا ہے۔ (نسائی۔کتاب المغازی۔ابوداؤد ۲/۱۷۸)

(۶) ہمیں خبر دی علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے ان کو اسماعیل بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ابو عاصم غنوی نے ابو طفیل سے وہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے کہا تیری قوم گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل کیا تھا اور یہ سنت ہے۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کچھ سچ کہا ہے اور کچھ جھوٹ کہا ہے میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا سچ کہا ہے؟ اور کیا جھوٹ کہا۔انہوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے یہ سچ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا (مونڈھے ہلائے تھے) اور جھوٹ بولا ہے کہ سنت ہے سنت نہیں ہے۔بیشک قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا چھوڑ دو محمد کو اس کے اصحاب کو حتی کہ مر جائیں گے جیسے نغف جراثیم سے جانور مر جاتے ہیں (مراد ہے وبائی بخار سے) کہتے ہیں کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس بات پر صلح کر لی کہ وہ آئندہ سال آئیں اور مکے میں تین دن اقامت کریں لہٰذا رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے اور مشرکین پہلے سے بک بک کر رہے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اپنے اصحاب سے کہ بیت اللہ کے طواف کے وقت رمل کرو لیکن سنت نہیں ہے (ح)۔

(ابوداؤد۔کتاب المناسک۔حدیث ۸۸۵ ص ۲/۱۷۷،۱۷۸)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن مثنی نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی جریری نے ابو الطفیل سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ تیری قوم والے یہ خیال کرتے ہیں کہ تحقیق رمل کیا تھا اور وہ سنت ہے۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سچ بھی کہا ہے اور جھوٹ بھی۔کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا

جھوٹ کہا ہے؟انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو مشرکین بک بک کررہے تھے اور اھلِ مکہ انتہائی حسد کرنے والے لوگ تھے وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اصحاب رسول انتہائی کمزور ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ دکھاؤ ان کو اپنی طرف سے وہ کیفیت جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ رمل کیا تھا تا کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں اور اپنے اصحاب کی یہ سنت نہیں ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے۔ (مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۳۷ ص ۹۲۲)

تحقیق رمل شروع سے باقی رہ گیا ہے طواف قدوم میں اگرچہ اس کی علت اور سبب ختم ہو گیا ہے تحقیق حضرت جابر بن عبداللہ نے نبی کریم ﷺ کے حج کی صفت کیفیت بیان کرتے ہوئے حکایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب نے رمل کیا عمرۂ جعرانہ میں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو اسماعیل ابوحامد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تھا ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کو چھپائے مکے کے لڑکوں سے کہ ان کو ایذا نہ پہنچائیں۔سفیان نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے۔اسماعیل کہتے ہیں کہ ابن ابواوفیٰ نے ہمیں وہ چوٹ دکھائی تو جوان کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حنین والے دن لگی تھی۔علی بن عبداللہ سے اس نے سفیان سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۵۵۔فتح الباری ۷/ ۵۰۸۔کتاب الحج۔حدیث ۱۶۰۰۔ فتح الباری ۳/ ۴۶۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو علی بن عمر نے ان کو عبداللہ بن محمد عقیل نے سعید بن مسیب سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء میں عمرے کے احکامات ادا کر چکے تو آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ دو پہر تک بیت اللہ کے اندر رہے حتیٰ کہ بلال نے کعبے کی چھت کے اُوپر اذان کہی رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بات کا حکم دیا تھا۔بس عکرمہ بن ابوجہل نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے ابوالحکم کو عزت دی ہے (مراد ہے ابوجہل ہے) پس حیثیت سے کہ اس نے نہیں سنا اس غلام سے جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اور صفوان بن اُمیہ نے کہا۔

اَلحَمدُ للّٰهِ الَّذِیُ اَذْهَبَ اَبِی قَبْلَ اَنْ یَرىٰ هَذَا

اس اللہ کا شکر ہے جو میرے باپ کو یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی یہاں سے لے گیا ہے۔

اور خالد بن اُسید نے کہا۔

الحمدُ للّٰه الذی امان ابی فلم یشهد هذالیوم حین یقوم بلال بن ام بلال ینهق فوق الکعبة

اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو پہلے ہی موت دے دی اور اس نے آج کا دن نہیں دیکھا جب بلال ام بلال کا بیٹا کعبے کے اوپر زور زور سے چیخ رہا ہے

(یَنُهقُ بلَال کا لفظ اس نے استعمال کیا جو انتہائی توہین کا لفظ ہے نعوذ باللہ یہ گدھے کی آواز کو کہتے ہیں) بہر حال سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے جب اس اذان کو سنا تو انہوں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔میں کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ نے ان میں سے اکثر کو بعد میں مشرف بہ اسلام کر دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/ ۷۳۷، ۷۳۸۔تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۳۲)

☆☆☆

باب ۱۳۷

رسول اللہ ﷺ کا اس سفر (عمرۃ القضاء) میں

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امان بن صالح نے اور عبداللہ بن ابونجیح نے عطاء سے اور مجاہد سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا میمونہ بنت حارث کے ساتھ اسی عمرے کے اسی سفر میں اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میمونہ کو عباس بن عبدالمطلب نے بیاہ دیا تھا (یعنی نکاح کر دیا تھا) حضور اکرم ﷺ مکے میں تین دن ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابوقیس بن عبدوُدّ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔قریش نے حضور اکرم ﷺ کو مکے سے نکالنے کی اس کی ذمہ داری لگائی تھی۔انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی ہے لہٰذا آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں حضور اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ۔

اگر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تو بات یہ ہے کہ میں تمہارے درمیان شادی کر چکا ہوں ہم لوگ تمہارے لیے کھانے کا انتظام کریں گے تم لوگ ہماری دعوت میں شرکت کرو۔ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں کو آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہے پس آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ (حسب معاہدہ) مکہ چھوڑ کر نکل گئے۔اور اپنے غلام ابورافع کو سیدہ میمونہ کو ساتھ لے کر آنے کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔وہ ان کو ساتھ لے کر مقام سَرِف میں ان کے پاس پہنچ گئے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس زوجہ کے ساتھ شب رفاقت وہیں مقام سرف میں منائی یعنی وہاں حق زوجیت ادا کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۲۱-۳۲۲ پر ہے)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے ان کو اسحاق بن حسن عربی نے ان کو ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو وُھیب نے ان کو ایوب نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے میمونہ کا نکاح کیا تھا حالانکہ وہ اس وقت حالت احرام میں تھے۔اور جب ان کے ساتھ صحبت کی تھی تو اس وقت بغیر احرام کے تھے میمونہ (بعد میں) مقام سرف میں ہی فوت ہوئی تھیں۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۵۸۔فتح الباری ۷/۵۰۹)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس حدیث کا شاہد لایا گیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار کی روایت کے ساتھ۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے رحمۃ اللہ علیہ۔ان کو خبر دی ابوحامد شرقی نے ان کو محمد بن یحییٰ ذُھلی نے ان کو عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا ثوری نے تم اہلِ مدینہ کی بات کی طرف توجہ نہ دینا مجھے خبر دی ہے عمرو نے ابوشعثاء سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا حالانکہ وہ مُحرم تھے (حالت احرام میں) ابوعبداللہ نے کہا کہ میں نے عبدالرزاق سے کہا کہ کیا سفیان نے دونوں حدیثیں اکٹھے ابوشعثاء سے روایت کی میں نے اس ابن عباس سے اور ابن خثیم سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں بہر حال حدیث ابن خثیم تو یہاں پر یعنی یمن میں انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بہر حال حدیث عمرو اس نے وہ ہمیں حدیث بیان کی تھی وہاں پر یعنی مکے میں۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عمرو بن دینار سے۔ (بخاری کتاب الصید۔ باب تزوج المحرم۔ مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم و کراھۃ خطبتہ ص۱۰۳۱)

تحقیق مخالفت کی ابن عباس کی ان کے ماسوا نے نبی کریم ﷺ کے حالت احرام میں نکاح کرنے کے بارے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو عبداللہ اسحٰق بن محمد بن یوسف سوس نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ابو احمد محمد بن عوف سفیان طائی نے ان کو ابوالمغیرہ نے عبدالقدوس بن حجاج سے ان کو روزاعی سے ان کو عطا بن ابو ریاح سے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ سے نکاح کیا تو وہ محرم تھے وہ یعنی حالت احرام میں تھے۔ کہتے ہیں سعید بن مسیب نے کہا ابن عباس نے (یہی کہا ہے) اگر چہ وہ ان کی خالہ تھیں مگر حقیقت اس طرح ہے کہ نہیں تَزَوَّجَ اور نکاح کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ مگر بعد اس کے جب آپ احرام سے باہر آ چکے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الصید باب تزویج المحرم۔ فتح الباری ۵/۵۱)

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمٰن بن حمدان بن مرزبان جَلاَّب نے ہمدان میں ان کو ابو حاتم راراز ی نے اور ابراہیم بن نصر نے ان کو حجاج بن منہال نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے ان کو ابو داؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے حبیب بن شھید سے اس نے میمونہ بن مہران سے اس نے یزید رحم سے اس نے سیدہ میمونہ سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تھا (شادی کی تھی) اس وقت ہم دونوں بغیر احرام کی حالت میں تھے اور مقام سرف میں تھے۔ اور حجاج کی ایک روایت میں ہے کہ سَرِفْ میں تھے اور ہم احرام میں نہیں تھے۔ نیز اس کو ابو فزارہ نے بھی روایت کیا ہے یزید رحم سے اس نے میمونہؓ اور ایسی طریق سے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۴۸ ص۱۰۳۲)

(۶) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے واحد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو مطر الوراق نے ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے اس نے سلیمان بن یسار سے اس نے ابو رافع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ کے ساتھ بیاہ کیا تو اس وقت وہ احرام سے باہر تھے یعنی بغیر احرام کے تھے اور جب ان کے ساتھ آپ نے صحبت کی تو اس وقت بھی حالت احرام میں نہیں تھے۔ اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔ پیغام دینے والا نمائندہ تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثقہ نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے کہا عبداللہ بن عباس یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت حلال ہونا (یعنی احرام سے باہر ہونا) اور نکاح اکھٹے تھے چنانچہ یہ بات لوگوں میں شبہ کا باعث بن گئی۔

(نوٹ : اس باب میں مذکورہ احادیث میں جو تعارض واختلاف نظر آرہا ہے اس کی مکمل تشریح اور وجوہات وغیرہ اصل میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی قلعی جس کی مفصل تحقیق کے ساتھ مذکور ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر اس تحقیق کو لکھنے سے گریز کیا ہے۔ اہلِ علم وہاں رجوع فرمائیں)۔

☆☆☆

باب ۱۳۸

(سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب قرشیہ ہاشمیہ)

کا مکہ مکرمہ سے ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا ذیقعدہ میں مگر اہل مکہ نے انہیں مکہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ مکہ میں تین دن قیام کریں گے جب انہوں نے تحریر لکھی تو یوں تحریر بنائی یہ وہ تحریر ہے جس پر یہ فیصلہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ تو اہل مکہ نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے اگر ہم یہ جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں کسی چیز سے نہ روکتے بلکہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں اے علی لفظ رسول اللہ کو ہٹا دو انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں مٹاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے تحریر اپنے ہاتھ لی آپ اچھا لکھ نہیں سکتے تھے پس گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود لکھا یہ وہ تحریر ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے باہم فیصلہ کیا ہے کہ آپ مکے میں آئندہ ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے سوائے تلوار کے وہ بھی نیام میں ہوگی۔ اور اس شرط پر کہ آپ مکے سے کسی ایک آدمی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیں گے خواہ وہ خود ہی کیوں نہ جانا چاہیے۔ اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو منع نہیں کریں گے اگر وہ مکہ میں اقامت کرنا چاہے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ اور وقت پورا ہو گیا تو مکے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے کہ آپ اپنے صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے ہاں سے چلے جائیں۔

تحقیق وقت پورا ہو چکا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے ان کے پیچھے پیچھے حضرت حمزہ کی بیٹی بھی چلی گئی تھیں وہ آواز لگا رہی تھی اے چچا جان اے چچا جان حضرت علیؓ نے اس کو اس کے سامنے پکڑ کر لے لیا اور سیدہ فاطمہ سے کہا اسے لے لیجیے سیدہ فاطمہ نے اسے اٹھا لیا۔ اس معاملے میں علی اور زید اور جعفر میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اس کو لے لیا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا بلکہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اور اس موقع پر یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ۔ اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ۔ خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ اور جعفر سے کہا آپ شکل وصورت میں اور عادت میں میری مشابہ ہیں اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے دوست ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۵۱۔ فتح الباری ۷/۴۹۹)

عبداللہ بن موسیٰ سے اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ نے اور دیگر نے اسرائیل سے اس نے ابواسحاق سے اس نے ھانی بن ھانی سے اور ہبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالبؓ سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا صرف اس کا ماقبل قضیہ ذکر نہیں کیا اور زکریا بن ابوزائدہ نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے پورے قضیہ کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ابواسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث ہانی بن ہانی نے اور ھبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالب سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا میں نے اس کی توثیق کی ہے کتاب السنن میں۔ (السنن الکبریٰ ۸/۶،۵)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے ان کو حسن بن جہم بن مصلعہ نے ان کو حسین بن فرح ان کو واقدی نے ان کو ابن ابو حبیبہ نے داؤد بن حصین سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ عمارۃ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور اس کی ماں سلمیٰ بن عمیس مکے میں رہتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں آئے تو علی بن ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں بات کی اور کہا کہ ہم اپنے چچا کی یتیم بیٹی کو مشرکین کے درمیان نہیں چھوڑیں گے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس کو لے جانے سے منع نہ کیا لہٰذا حضرت علی اس کو لے کر نکلے اور ادھر زید بن حارثہ نے بات کی وہ حضرت حمزہ کے وصیت کیے ہوئے تھے دراصل حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم کر دیا جس وقت آپ نے مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اس نے کہا کہ میں اس بچی کو رکھنے کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے ادھر جعفر نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ خالہ ماں ہوتی ہے اور میں اس کو رکھنے کا زیادہ حقدار ہوں اس لیے کہ میرے گھر میں اس کی خالہ موجود ہے یعنی اسماء بنت عمیس۔

اور حضرت علی نے کہا کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ تم لوگ جھگڑا کر رہے ہو یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اس کو مشرکین کے بیچ سے نکال کر لایا ہوں اور تمہارا اس کے ساتھ کسی بھی طرح تعلق نہیں جڑتا وہ فقط میرا ہے۔ لہٰذا میں اس کے بارے میں تم سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ بہر حال اے زید اللہ اور رسول کا مولیٰ اور اے علی تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھی ہو۔ اور اے جعفر تم تو عادات میں اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو اور تم اے جعفر زیادہ حقدار ہو اس کے لیے کیونکہ تیرے گھر میں اس کی خالہ ہے۔ کسی عورت کے ساتھ پہلے سے اس کی خالہ کے ہوتے ہوئے نکاح نہیں کیا جا سکتا نہ ہی اس کی پھوپھی کے ہوتے ہوئے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفر کے لیے اس کا فیصلہ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۳۸)

واقدی نے کہا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے جعفر کے لیے اس کا فیصلہ فرما دیا تو جعفر اٹھے اور انہوں نے رسول اللہ کے گرد چکر لگایا ایک ٹانگ پر خوشی سے کودنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے جعفر؟ البتہ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نجاشی کی عادت تھی کہ وہ جب کسی سے خوش ہوتا اٹھتا اور اس کے گرد چکر لگاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے نکاح کر لو۔ اس لئے کہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح سلمہ بن ابوسلمہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اے سلمہ جزا اور بدلہ پا لیا ہے (کیونکہ سلمہ وہ تھے جنہوں نے اُم سلمہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا تھا)۔

باب ۱۳۹

سریۂ ابن ابوالعوجاء سُلَمی بنو سُلَیم کی جانب

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ پھر جہاد کیا ابوالعوجاء نے اور قطان کی ایک روایت میں ہے پھر غزوہ ہے ابن ابوالعوجاء کا سلمی کا کئی لوگوں کی معیّت میں حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ارض بنو سلیم کی طرف بھیجا تھا۔ چنانچہ وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی شہید کر دیئے گئے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن مسلم نے زھری سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے واپس لوٹے ذوالحجہ میں واپس لوٹے تھے یہ سنہ ۷ ہجری تھا آپ نے ابن ابوالعوجاء سلمی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا یہ بنوسُلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے اور بنوسُلیم کا جاسوس بھی ساتھ تھا جب یہ لوگ مدینہ سے جدا ہوئے تو وہ جاسوس اپنی قوم کی طرف نکل گیا اس نے جا کر ان کو خبردار کر دیا اور ان کو ڈرایا لہٰذا ان لوگوں نے بڑی کثیر جماعت جمع کر لی اور جب ابن ابوالعوجاء ان کے پاس آ گیا تو وہ لوگ پہلے سے تیار تھے۔ جب ان کو اصحاب رسول نے دیکھا اور ان کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا تو ان لوگوں نے، ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے مسلمانوں کی کوئی بات نہ سنی بلکہ انہوں نے ان کو تیروں سے بھون ڈالا اور انہوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو۔

انہوں نے ان کو ایک ساعت تک تیر مارے اور ان کی ہر طرف سے امداد پہنچ گئی اور ہر طرف سے انہوں نے گھور کر تیز نظر سے دیکھا۔ لوگوں نے شدید قتال کیا یہاں تک کہ ان کے زیادہ تر لوگ شہید ہو گئے اور ان کا امیر بھی شہید ہو گیا ابن ابوالعوجاء زخمی ہو کر مقتولین کے ساتھ۔ پھر روانہ ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ لہٰذا وہ مدینے میں آ گئے یکم صفر سنہ ۸ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۴۱)

باب ۱۴۰

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر

اور جو کچھ اس کے لئے نجاشی کی زبان سے ظاہر ہوا

اور دیگر آثارِ صدق رسول فی الرسالت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اسلام سے بغض رکھتا تھا اسی لیے میں بدر میں مشرکین کے ساتھ حاضر ہوا تھا مگر میں بچ گیا تھا۔ اس کے بعد میں اُحد کی لڑائی میں بھی حاضر ہوا۔ اس کے بعد میں مشرکین کے ساتھ جنگِ خندق میں گیا وہاں بھی میں بچ گیا۔

لہٰذا میں نے دل میں سوچا کہ میں کب تک دیکھتا رہوں گا کہ اللہ محمد کو قریش پر غالب کرتا رہے گا چنانچہ میں اپنے مال کے ساتھ پارٹی کے ساتھ مل گیا اور عام لوگوں سے دور ہو گیا یعنی عام لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا جب حدیبیہ کا واقعہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ صلح کر کے واپس مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور قریش مکہ چلے گئے میں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگلے سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکے میں داخل ہو جائیں گے نہ مکہ منزل ہے نہ طائف منزل ہے (ہمارے لیے) خروج سے بہتر بھی کوئی شئی نہیں ہے میں اس کے بعد اسلام سے اور دور ہو جاؤں گا میں نے یہ رائے قائم کی کہ اگر قریش سارے کے سارے مسلمان بھی ہو گئے تو میں مسلمان نہیں ہوں گا۔

چنانچہ میں مکے گیا میں نے اپنی قوم کے بہت سارے مرد جمع کیے جو میرے والی رائے رکھتے اور میری بات مانتے تھے اور مجھے آگے کرتے تھے جس کام میں، میں ان کی ذمہ داری لگاؤں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے اندر کیسا آدمی ہوں؟ انہوں نے کہا کہ اب ہمارے اندر صاحب رائے

آدمی ہیں۔اور سردار ہیں،صاحبِ شرف ہیں برکت ویُمن میں برگزیدہ ہونے میں کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کسی امر کو اس سے زیادہ منکر اور برا نہیں جانتا کہ محمد کا معاملہ تمام امور سے اُونچا ہو جائے۔لہٰذا ایسے حال میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ساتھیوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں نے بتایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم لوگ (مکہ چھوڑ دیں) ہم لوگ نجاشی کے پاس (حبشہ میں چلے جائیں اس کے پاس رہتے رہیں اگر محمد ﷺ غالب آ گیا تو ہمیں کیا پرواہ ہوگی ہم نجاشی کے پاس محفوظ رہیں گے) اور اس کے ہاتھ کے نیچے ہونگے۔لہٰذا یہ بات ہمارے لئے زیادہ پسند ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ہاتھ کے نیچے رہیں۔اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں سب ہی پہچانتے ہیں۔ساتھیوں نے کہا کہ یہ رائے تو بہت ہی اچھی ہے۔

کہتے ہیں کہ بس پھر ہم لوگوں نے نجاشی کو دینے کے لئے ہدیے تیار کئے ہماری سرزمین سے جو چیز اس کو ہدیہ کے طور پر سب سے زیادہ محبوب تھی وہ چمڑا تھا۔ہم نے وافر مقدار میں چمڑا جمع کیا پھر ہم لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے دربار میں پہنچ گئے۔بس اللہ کی قسم ہم اس بات سے بہت دل گرفتہ تھے کہ جب نجاشی کے پاس حضور اکرم ﷺ کا نمائندہ عمرو بن امیہ ضمری جا پہنچا رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا اپنا خط دے کر کہ نجاشی اُم حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی کا نکاح حضور اکرم ﷺ ساتھ کر دیں وہ نجاشی کے پاس داخل ہوا پھر اس کے ہاں سے نکلا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ ہے عمرو بن امیہ ضمری اگر میں اب کے بار نجاشی کے پاس اس کے دربار میں داخل ہوا تو میں اس سے درخواست کروں گا وہ اس کو میرے حوالے کر دے میں اس کی گردن ماردوں گا (قتل کر دوں گا) جب میں ایسا کرلوں گا تو میں ایسا کر کے قریش کو خوش کرلوں گا۔اور میں قریش کی طرف سے ان کا کام کر دوں گا جب میں محمد کے قاصد کو قتل کر دوں گا۔

چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں داخل ہوا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسے میں کیا کرتا تھا۔اس نے کہا خوش آمدید ہے میرے دوست کو کیا تم اپنے شہروں سے میرے لئے کوئی ہدیہ لے کر آئے ہو میں نے بتایا کہ اے بادشاہ سلامت میں نے اس کے لیے کثیر مقدار میں چمڑا ہدیہ کیا ہے اس کے بعد میں نے وہ ہدیہ اس کے قریب کیا اسے وہ خوب پسند آیا اس میں سے کچھ چیزیں اس نے اپنے وزیروں میں تقسیم کر دیں۔اور تمام چیزوں کو اس نے سراہا،اور اس نے دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور حکم دیا کہ لکھ لیا جائے اس کو محفوظ کر دیا جائے۔جب میں نے نجاشی کو خوش دیکھا تو (یہ موقع غنیمت سمجھ کر) کہا اے بادشاہ سلامت۔

میں نے کہا تحقیق میں نے ایک آدمی یہاں پر دیکھا ہے جو آپ کے ہاں سے نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا نمائندہ ہے۔اس نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور ہمارے اشراف کو اس نے قتل کر دیا ہے اور ہمارے برگزیدہ لوگوں کو۔آپ یہ ہمیں دے دیں میں اس کو قتل کر دوں گا چنانچہ وہ ناراض ہو گیا اس نے ہاتھ اُٹھایا اور اس نے میری ناک پر کس کے مارا ایسا مارا کہ میں سمجھا کہ ناک توڑ دی ہے اس سے میرے کپڑوں پر سارا خون ہو گیا مجھے ذلت اس قدر ہوئی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس کے اندر چلا جاتا اس کے خوف سے۔

اس کے بعد میں نے منت سماجت کی اے بادشاہ سلامت اگر میں یہ گمان کر سکتا کہ آپ میری بات کا برا مان جائیں گے تو میں آپ سے یہ سوال نہ کرتا۔کہتے ہیں کہ اس نے شرم دلاتے ہوئے کہا اے عمرو تم مجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہو کہ میں تمہیں اس شخص کا نمائندہ پکڑ کر دے دوں جس کے پاس ایسا ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور تم اس کو قتل کر دو؟ عمرو بن العاص کہتے ہیں (نجاشی کی اس ڈانٹ نے میرے) دل کی دنیا بدل دی جس کیفیت پر میں تھا۔اور میں نے اپنے دل میں سوچا کہ (دیکھو) عرب اور عجم نے اس حق کو پہچان لیا ہے اور تو (اے عمرو) ابھی تک اس حق کا مخالف ہے میں نے پوچھا کیا آپ اس بات کی شہادت دیتے ہیں اے بادشاہ سلامت اس نے بتایا کہ جی ہاں میں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی شہادت دوں گا اے عمرو آپ میری بات مان کر اس (رسول) کی اتباع کرلیں۔اللہ کی قسم وہ حق پر ہے۔اور وہ اپنے مخالفین پر غالب ہو جائیں گے۔جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکر پر غالب آ گئے تھے۔

میں نے پوچھا کیا آپ مجھے مسلمان کریں گے اس نے بتایا کہ جی ہاں چنانچہ اس نے ہاتھ پھیلا دیا اور اس نے اسلام پر مجھے بیعت کرلیا اس کے بعد اس نے ایک تھال منگوایا اور میرا خون دھلایا اور مجھے دوسرے کپڑے پہنائے کیونکہ میرے وہ کپڑے خون سے لت پت ہو چکے تھے میں نے وہ پھینک دیئے۔ اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے جب میرے جسم پر دوسرے نجاشی کے کپڑے دیکھے تو وہ خوش ہو گئے اس بات سے اور بولے کیا آپ نے بادشاہ سے اپنا مطلب حاصل کرلیا ہے جو آپ چاہتے تھے؟ میں نے (ان کو سیدھی بات نہ بتائی) بلکہ یوں کہہ دیا کہ میں نے نہ پسند کیا ہے کہ میں پہلی ملاقات میں ان سے اپنے مطلب کی بات کروں بلکہ میں نے سوچا ہے میں ان کے پاس دوبارہ اس بات کے لئے آؤں گا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی رائے بہتر ہے۔ پس پھر ان سے علیحدہ ہو گیا (بہانہ کر کے) جیسے کہ میں قضاء حاجت کے لئے یا کسی ضرورت کے لئے جا رہا ہوں۔

چنانچہ میں کشتیوں کے مقام کی طرف پہنچ گیا میں نے ایک کشتی کو پالیا جو بھر چکی تھی اور روانہ ہو رہی تھی میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا انہوں نے اس کو چلا دیا یہاں تک کہ وہ لوگ مقام شعیبہ پہنچ گئے (یعنی سمندر کے کنارے یمن کے راستے پر) میں کشتی سے نکل گیا میرے پاس خرچہ تھا یعنی رقم تھی میں نے ایک اُونٹ خرید کیا اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں روانہ ہو کر مقام مَرُّ الظہران پر پہنچا پھر میں چلا حتیٰ کہ جب میں مقام ھداۃ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دو آدمی مجھ سے آگے آگے آگئے ہیں۔ زیادہ دور نہیں تھے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے پڑاؤ کیا ہوا ہے۔ ایک خیمے کے اندر ہے اور دوسرا کھڑا ہے اس نے دونوں کی سواریوں کو روک رکھا ہے۔ میں نے دیکھا وہ خالد بن ولید تھے۔ میں نے اس سے کہا اے ابو سلیمان ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ کے پاس جانے کا۔ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں کوئی بھی باقی نہیں رہا جس کے ساتھ کوئی مزہ ہو۔

اللہ کی قسم اگر میں ٹھہرا رہوں گا تو وہ ہماری گردنوں سے پکڑ لیں گے جیسے گوہ اپنے بل میں سے گردن سے پکڑ لی جاتی ہے۔ میں نے کہا اور میں بھی اللہ کی قسم محمد ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عثمان بن طلحہ نکل آئے اس نے مجھے مرحبا کہا۔ لہٰذا ہم سب اسی منزل پر اُتر پڑے اس کے بعد ہم نے سفر میں آپس میں رفاقت کر لی یہاں تک کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے۔ میں ایک آدمی کی بات نہیں بھولوں گا جو ہمیں بیر ابوعنبہ پر ملا تھا وہ چیخ رہا تھا یا رباح یا رباح۔ ہم نے اس کے قول کے ساتھ فال پکڑی ہم چل پڑے اور اس نے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا ہے تحقیق اہل مکہ نے ان دونوں کے بعد قیادت دے دی ہے۔ میں نے گمان کیا کہ اس کی مراد میں ہوں اور خالد بن ولید ہے۔ اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر کر واپس مسجد کی طرف چلا گیا جلدی جلدی میں نے گمان کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر ہماری آمد کی خوشخبری سنائی۔ لہٰذا وہی ہوا جو کچھ میں نے گمان کیا تھا۔ ہم لوگوں نے حَرَّہ میں اُونٹ بٹھائے اور ہم نے اچھے لباس پہنے اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی۔ پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہو گئے (ہمیں دیکھ کر خوشی سے) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دمک اٹھا۔

مسلمان آپ کے گرد بیٹھے تھے وہ ہمارے مسلمان ہونے پر بہت خوش ہوئے۔ خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اسلام کی بیعت کی۔ اس کے بعد عثمان بن طلحہ بڑھے انہوں نے بھی بیعت اسلام کی۔ اس کے بعد میں آگے بڑھا اللہ کی قسم آپ ﷺ سچے تھے میں آپ کے آگے تو جا کر بیٹھ گیا مگر میں حضور اکرم ﷺ سے شرم و حیاء کی وجہ سے ان کے سامنے اپنی نگاہیں نہیں اٹھا سکا تھا میں نے ان سے بیعت کی۔ اس شرط کے ساتھ کہ میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور بعد میں گناہ نہیں ہو سکیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اسلام مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔ اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کسی کو بھی میرے اور خالد بن ولید کے برابر قرار نہیں دیا کسی بھی امر میں جس امر کے آپ کو پریشان کیا ہو۔ جب سے ہم مسلمان ہوئے البتہ تحقیق ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس مقام پر تھے اور میں عمر کے نزدیک اس حال پر تھا اور عمر خالد پر مثل شرزنش کرنے والے تھے عبدالمجید بن جعفر۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ذکر کی تھی یزید بن ابوحبیب سے اس نے کہا مجھے خبر دی راشد مولیٰ حبیب بن ابواویس ثقفی نے حبیب سے اس نے عمرو سے اسی کی مثل۔

عبدالحمید کہتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا تیرے لیے وقت نہیں بیان کیا گیا کہ عمرو اور خالد کب آئے تھے۔ اس نے کہا کہ نہیں سوائے اس کے کہ اس نے کہا تھا کہ فتح مکہ سے قبل میں نے کہا کہ بیشک میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ عمرو اور خالد اور عثمان بن طلحہ مدینے میں آئے تھے صفر کے چاند میں ۸ھ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۴۱،۷۴۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۳۶)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابوحبیب نے راشد مولیٰ حبیب سے اس نے حبیب بن ابواویس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن العاص نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ جنگ خندق سے واپس لوٹے تھے تو میں نے قریش کے مردوں کو جمع کیا اور میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد کا معاملہ بڑے طریقے سے اُوپر کو چڑھتا جا رہا ہے اللہ کی قسم کوئی شئی اس کے آگے قائم نہیں رہ سکے گی۔ اور میں اس بارے ایک رائے رکھتا ہوں مگر مجھے نہیں معلوم کہ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہوگی۔

جوانوں نے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے میں نے بتایا کہ ہم لوگ نجاشی کے ساتھ مل جائیں یا یہاں سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اگر ہماری قوم کامیاب ہوگئی تو ہم لوگ معروف لوگ ہم بھی ان کے پاس واپس لوٹ آئیں گے۔ اور اگر ان پر محمد غالب آ گئے تو ہم لوگ پہلے ہی نجاشی کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے۔ ہمیں یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ماتحت ہوں۔ قریشی جوانوں نے کہا کہ صلاح تو بہت اچھی ہے میں نے کہا کہ پھر دیر کس بات کی ہے نجاشی کو دینے کے لئے کچھ ہدیے خرید کرو (پھر چلیں) ہماری سرزمین سے ان کے لئے چمڑے کی مصنوعات زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ہم نے کثیر مقدار میں وہ جمع کیا او۔ ہم لوگ روانہ ہو گئے ہم جب وہاں پہنچے تو ہمیں اس کے پاس عمرو بن امیہ ضمری بھی نظر آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہوا تھا نجاشی کے پاس جعفر اور اس کے ساتھیوں کے معاملے میں۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص محمد ﷺ کا نمائندہ ہے اگر میں ہدایا نجاشی کو دے دوں تو اس کے بعد میں نے ان سے کہوں گا کہ وہ اس شخص کو میرے حوالے کر دیں میں اس کو قتل کر دوں گا۔ جب میں اس کو قتل کر دوں گا اور مکے قریش کو پتہ چلے گا تو وہ کہیں گے کہ ابن العاص نے ہمارا کام کر دیا ہے ہماری طرف سے کہ محمد کے نمائندے کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ جب میں نجاشی کے پاس پہنچا اس نے کہا مرحبا اھلاً و سھلاً خوش آمدید ہو میرے دوست (عمرو بن العاص) کو کیا تحفہ لائے ہو میرے لیے میں نے بتایا کہ جی ہاں لایا ہوں اور میں نے ہدیے اس کے آگے پیش کر دیے۔ جب اس کو ہدیے اچھے لگے اور وہ ان کو لے چکا تو میں نے کہا اے بادشاہ سلامت۔ میں نے یہاں پر محمد کے نمائندے کو دیکھا ہے جو آپ کے پاس داخل ہوا ہے۔ محمد وہ شخص ہے جس نے ہم لوگوں کو ہلاک برباد کر رکھا ہے اس نے ہمارے شرفاء کو اور چوٹی کے لوگوں کو قتل کیا ہے آپ اس کا نمائندہ مجھے دے دیں میں اس کو قتل کروں گا۔ یہ سنتے ہی نجاشی شدید غضب میں آ گیا اس قدر کہ شاید اس قدر غصہ اس کو کبھی نہ آیا ہو جب سے اللہ نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا اور میری (عمرو بن العاص کی) ناک پر ایک کس کے مکہ رسید کیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ کاش کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں۔

میں نے کہا بادشاہ سلامت مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری بات کا برا مان جائیں گے تو میں کبھی نہ کہتا۔ اگلے لمحے نجاشی بولا تم مجھ سے یہ مانگتے ہو کہ میں اس ہستی کا قاصد قتل کرنے کے لئے تمہارے حوالے کر دوں جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے؟ میں نے عرض کی اے بادشاہ سلامت کیا واقعی یہ بات اسی طرح حقیقت ہے۔ اس نے بتایا اور کہا جی ہاں یہی بات ہے اے عمرو ہلاک ہو جائے میں تیرا خیر خواہ ہوں تم اس شخص کی اتباع کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم وہ شخص اپنے مخالفین پر ضرور غالب آ جائے گا اور اس کے ساتھی بھی جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکروں پر غالب آ گیا تھا۔ میں نے کہا اے بادشاہ سلامت آپ مجھ سے بیعت لے لیں اس کے لیے اسلام پر۔ نجاشی نے کہا

اچھا ٹھیک ہے۔ اس نے ہاتھ لمبا کیا میں نے اس کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے لیے اسلام پر بیعت کی اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اب میری رائے بدل چکی تھی انہوں نے پوچھا کہ پیچھے کیا کیفیت ہے میں نے بتایا کہ خیر ہے جب شام ہوئی تو میں اپنی سواری پر بیٹھ کر واپس چلا آیا ان کو وہاں چھوڑ کر۔

اللہ کی قسم بیشک میں البتہ جھک گیا جب میں خالد بن ولید سے ملا میں نے اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اے ابو سلیمان؟ اس نے بتایا اللہ کی قسم میں مسلمان ہونے کے لیے جا رہا ہوں اللہ کی قسم اب معاملہ واضح ہو کر کھل کر سامنے آ گیا ہے جس میں دوبارہ شک اور التباس نہیں آئے گا۔ بیشک یہ شخص (محمد ﷺ) نبی ہے مجھے اس بارے میں اب کوئی شک نہیں ہے۔ میں نے بتایا کہ میں بھی اللہ کی قسم مسلمان ہونے کے لئے ہی آیا ہوں۔ چنانچہ ہم رسول اللہ کے پاس مدینے میں پہنچ گئے خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے بیعت کی پھر میں آگے بڑھا میں کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے ساتھ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ میرے پہلے والے سارے گناہ معاف ہو جائیں اور بعد والوں کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمرو تم بیعت کرو، بیشک اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہوتے ہیں اور ہجرت مٹا دیتی ہے سابقہ گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۲۴، ۲۲۷)

باب ۱۴۱

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسنین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو یحییٰ بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے تھے خالد بن ولید سے کہ وہ فرماتے تھے کہ جب اللہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ کر دیا تو اس نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا (یعنی اسلام کی سمجھ اور اس کی محبت ڈال دی) اور میری ہدایت کا سامان کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ میں ان تمام مقامات پر محمد ﷺ کے خلاف حاضر ہوا تھا جس مقام پر میں گیا میں اس طرح واپس لوٹ آیا کہ میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا میں بے فائدہ یہ ساری کوشش کر رہا ہوں اور یہ محمد ﷺ عنقریب غالب آ جائیں گے۔ جب حضور اکرم ﷺ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی مشرکین کے گھڑ سواروں کے دستے کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حضور اکرم ﷺ کو جا ملا اس وقت جب وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مقام عُسفان میں تھے میں ان کے سامنے بالمقابل جا کھڑا ہوا اور اس نے ان کے لیے تعرض کیا۔ انہوں نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی ہم لوگوں کے آگے اس وقت ہم لوگوں نے چاہا کہ ہم اس پر غارت ڈالدیں (اچانک حملہ کر دیں) مگر ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکے حالانکہ اس میں اختیار اور موقع تھا۔

مگر ہمارے دلوں میں وساوس اور خطرات واقع ہو گئے (جس کی وجہ سے ہم وہ جسارت نہ کر سکے)۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز پڑھائی اور انہوں نے صلاۃ الخوف پڑھائی اب انہوں نے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ روکی محفوظ ہے۔ چنانچہ ہم لوگ منتشر ہو گئے اس طرح وہ ہمارے گھڑ سوار دستے سے بچ گئے اور میں نے دائیں جانب پکڑی پھر انہوں نے جب حدیبیہ میں قریش کے ساتھ صلح کی اور قریش نے ان کے ساتھ اگلے سال آنے کا معاہدہ کر لیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کونسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ نجاشی کے ہاں جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے اس نے بھی محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے اس لئے تو محمد ﷺ کے اصحاب نجاشی کے ہاں بھی

امن کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ میں ہرقل روم کی طرف نکل جاؤں اور میں اپنے کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤں یا یہودی ہو جاؤں اور میں عجمیوں کے ساتھ جا کر رہوں ان کے پیچھے چلوں باوجود یہ کہ یہ عجیب بات ہے۔ یا پھر اپنے گھر میں رہ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو باقی رہ جائیں۔ میں اسی اُدھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکے میں داخل ہوئے میں قصداً وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور میں نے ان کے داخلہ کا مشاہدہ نہ کیا۔ میرے بھائی تھے خالد بن ولید (وہ مسلمان ہو چکے تھے) وہ اس دن عمرۃ القضاء میں حضور اکرم کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے تلاش کیا مگر مجھے انہوں نے نہ پایا۔ واپس جا کر انہوں نے مجھے خط لکھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد! میں نے اس سے بڑی تعجب اور حسرت کی بات نہیں دیکھی۔ آپ کی رائے اسلام سے چلی گئی ہے (یعنی ہٹ گئی ہے) اور تمہاری عقل نے تمہیں روک رکھا ہے اور اسلام جیسی چیز سے بھی کوئی بھی جاہل رہ سکتا ہے؟ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ہے تیرے بارے میں۔ فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے جیسا بندہ اسلام سے جاہل نہیں رہتا۔ اگر خالد نے اپنی شکست کو اور اپنے مغلوب ہونے کو اور اس کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کو مشرکین کے خلاف (بات کو رکاوٹ سمجھا ہوا ہے تو بات البتہ تحقیق مقدم کیا ہے ہم اس کو اس کے مامور پر۔ لہٰذا اے بھائی جان آپ تلافی مافات کر لیں۔ آپ سے بہت اچھے اچھے مواقع ضائع ہو گئے ہیں۔

جب میرے بھائی کا یہ خط میرے پاس پہنچا تو میں روانگی کے خوشی سے تیار ہو گیا۔ اس خط نے میری اسلام میں رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوشی آ گئی اور اطمینان آ گیا۔

نیز میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں تنگ شہروں میں ہوں جن میں قحط پڑا ہوا ہے۔ لہٰذا میں وہاں سے ایسے شہروں کی طرف نکل گیا ہوں جو ہرے بھرے ہیں اور کشادہ ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ خواب سچا ہوگا۔ جب ہم لوگ مدینے میں پہنچ گئے تو میں نے سوچا کہ میں اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان سے یہ خواب ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد یہی تیری آمد مراد ہے جو اس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ تنگی سے مراد وہ مرض ہے جس کے اندر آپ مبتلا تھے۔ جب میں نے روانگی کا ارادہ پکا کر لیا پر رسول اللہ ﷺ کی طرف تو میں نے سوچا کہ میں کس کے ساتھ جاؤں محمد ﷺ کے پاس۔ چنانچہ میں صفوان بن رمیہ سے ملا میں نے اس سے کہا اے ابو وھب کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم لوگ جس کیفیت سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم داڑھوں کی مثل ہیں۔ اور تحقیق محمد ﷺ عرب اور عجم پر چھا گئے ہیں اگر ہم لوگ محمد ﷺ کے پاس چلے جائیں اور جا کر ان کی اتباع کر لیں تو (ہمارے حق میں بہتر ہوگا اس لیے کہ) محمد ﷺ کی عزت رفعت ہماری عزت اور ہماری ہی عظمت ہوتی ہے۔ مگر (بدقسمتی سے) اس نے شدید انکار کر دیا اور مجھے کہنے لگے کہ اگر میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے (صرف میں ہی اکیلا رہ جاؤں) تو میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کر پاؤں گا۔

لہٰذا وہ اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور میں نے دل میں سوچا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا بھائی مارا گیا ہے باپ مارا گیا ہے بدر کے اندر (اس لئے یہ نہیں مان رہا)۔ لہٰذا میں عکرمہ بن ابوجہل سے جا کر ملا میں نے اس سے وہی بات کہی جو میں نے صفوان بن اُمیہ سے کہی تھی۔ اس نے مجھ سے اس طرح بات کی جس طرح اس نے صفوان سے کہی تھی یعنی کہ اس نے شدید انکار کیا حضور اکرم ﷺ کے پاس جانے سے۔ میں نے اس سے کہا اچھا یہ بات چھپا لو کسی سے بھی ذکر نہ کیجیو میں نے جو کچھ کہا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں کروں گا۔ لہٰذا میں اپنے گھر کی طرف نکل گیا میں نے گھر والوں سے کہا کہ میری سواری نکالو میں عثمان بن طلحہ سے مل کر آتا ہوں میں نے سوچا کہ وہ میرا دوست ہے اگر میں اس سے ذکر کروں جو آرزو رکھتا ہیں (تو وہ تیار ہو جائیں گے)۔ اس کے بعد مجھے بات یاد آئی کہ اس کے آباؤ اجداد بھی تو قتل ہو گئے تھے۔ لہٰذا اس نے یہ سوچ کر پسند نہ کیا کہ میں ان سے ذکر کروں۔ پھر میں نے سوچا کہ مجھ پر کوئی (لازم تو نہیں ہے کسی کو ساتھ لینا) بس میں خود ہی ابھی اسی وقت روانہ ہو جاتا ہوں۔

پھر میں نے اس سے ذکر کر ہی دیا کہ اب مرضی ہے اس کی۔ میں نے کہا کہ ہم بمنزلہ لومڑی کے ہیں جو اپنے بل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اندر پانی کے ڈول انڈیل دیے جائیں تو وہ نکل آتی ہے اور میں نے ان سے وہی کچھ کہا جو میں نے اپنے پہلے والے دو ساتھیوں سے کہا تھا۔ اس نے میری بات ماننے میں دیر نہ کی بلکہ جلدی جلدی بات مان لی۔ اور آپ نے کہا کہ میں نے آج صبح ہی یہ سوچا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ میں کل صبح ہی چل پڑوں میری سواری وادی فخہ میں بیٹھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا اور میں اور وہ دونوں نے مقام یأ جج میں جمع ہونے کا وعدہ کرلیا اگر وہ پہلے پہنچ گئے تو وہاں ٹھہر جائیں گے اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں ان کا انتظار کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سحر کے وقت ہونے کا انتظار کیا۔

ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ ہم مقام یأ جج میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ ہم علی الصبح روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم مقام ہداۃ تک پہنچ گئے۔ ہم نے عمرو بن العاص کو وہاں پالیا اس نے کہا خوش آمدید ہو تم لوگوں کو ہم نے کہا تمہیں بھی ہو۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کی تیاری ہے تمہاری؟ ہم نے کہا پہلے بتائیں آپ کہاں جارہے ہیں۔ اس نے پوچھا نہیں تم بتاؤ تمہیں کس بات نے نکالا ہے؟ ہم نے یا کہ اسلام میں داخل ہونے کی غرض نے اور محمد ﷺ کی اتباع نے۔ اس نے بتایا کہ یہی چیز ہے جس نے مجھے بھی نکالا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر تو ہم سب ساتھی بن گئے حتی کہ ہم مدینے میں داخل ہو گئے ہم نے جرہ کے بالائی کی طرف اپنے اُونٹ بٹھائے۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ کو ہماری آمد کی اطلاع ہو گئی حضور اکرم ﷺ اس اطلاع سے خوش ہوئے۔ چنانچہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف حاضری کا قصد کیا۔

پہلے مجھے میرا بھائی ملا۔ اس نے کہا جلدی کیجئے حضور اکرم ﷺ کو آپ کے بارے اطلاع دی گئی ہے اور آپ خوش ہوئے ہیں تیری آمد پر اور وہ تیرا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا ہماری رفتار تیز ہو گئی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ میری طرف دیکھ کر مسلسل مسکرا رہے تھے حتی کہ میں آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا یا نبی اللہ کیسے ہیں۔ آپ نے خوشی سے اور چمکتے چہرے کے ساتھ مجھے سلام کا جواب دیا میں نے کہا :

انیّ اشهد ان لااله الا الله انك رسول الله

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

الحمد لله الذی هداك ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو ہدایت عطا کی۔

میں آپ کو عقلمند سمجھتا تھا میں امید کرتا تھا کہ آپ کی عقل آپ کو خیر اور بھلائی تک پہنچائے گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ تحقیق میں نے دیکھا ہے کتنے مواقع ایسے تھے جن پر میں حق کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرتا رہا آپ اللہ سے دعا کریں مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اسی امید پر تو میں آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اللهم اغفر لخالد بن ولید ۔ اے اللہ خالد بن ولید کی ہر غلطی معاف کر دے۔

جہاں کہیں بھی وہ تیرے راستے کی رکاوٹ بنتا ہے۔ خالد کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ آگے بڑھے دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور ہماری یہ آمد ماہ صفر ۸ ہجری میں ہوئی۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو بھی میرے برابر نہ ٹھہرایا جہاں کہیں آپ مشکل میں مبتلا ہوئے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۴۶،۷۴۸۔ البدایۃ والنھایۃ ۴/۲۳۹)

☆☆☆

باب ۱۴۲

سریۂ شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ
واقدی کے خیال کے مطابق

ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ابن سبرہ نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوخروہ سے اس نے عمر بن حکیم سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوزن کی جماعت کی طرف بھیجا تھا اور ان کو ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا تھا یہ لوگ روانہ ہوئے رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے صبح کو جا کر ان پر غارت ڈالی۔ اور آپ ﷺ نے پہلے ہی اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ دشمن کی تلاش و تعاقب میں زیادہ امعان اور گہرائی سے کام نہ لیں۔

چنانچہ انہوں نے بہت سارے مال مویشی حاصل کیے اور بکریاں بھی چنانچہ وہ ان سب کو ہانک کر لے آئے حتیٰ کہ مدینے میں آ گئے ان کو جو حصے ملے اس مال میں سے ان میں ہر آدمی کو پندرہ پندرہ اُونٹ حصے میں ملے تھے اور بکریوں میں سے بیس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا اس سریۂ پر جانے والی جماعت پندرہ راتیں غائب رہی یعنی مصروف جہاد رہی تھی۔

ابن سبرۃ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث بیان کی تھی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو اس نے کہا کہ نہیں (راویوں نے جھوٹ بولا ہے) اس حاضری میں ان کو عورتیں بھی ہاتھ لگیں تھیں جنہیں وہ ہانک کر لے آئے تھے ان میں ایک زیادہ خوبصورت لڑکی بھی تھی جسے وہ مدینے میں لے آئے تھے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا وفد مسلمانوں کے پاس آ رہا تھا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قیدیوں کے بارے میں بات کی تھی للہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں شجاع سے اور اس کے ساتھیوں سے بات کی ان عورتوں کے واپس کرنے کے بارے میں انہوں نے وہ عورتیں واپس کر دیں اور رسول اللہ ﷺ نے پھر وہ اپنے اصحاب کے حوالے کر دیں۔

ابن سبرۃ نے کہا ہے کہ میں نے انصار کے ایک بزرگ کو اس بارے میں خبر دی پس اس نے کہا کہ بہر حال جہاں تک خوبصورت لڑکی کا تعلق ہے تو اس کو تو شجاع بن وہب نے قیمتاً اپنے لیے لے لیا تھا ان سے اور اس کو استعمال بھی کیا تھا۔ جب وفد آیا تو (حضور اکرم ﷺ نے یا شجاع نے) اس لڑکی کو اختیار دیا تھا اور اس نے شجاع بن وہب کے پاس رہنے کو پسند کیا تھا۔ اور وہ شجاع بن وھب جنگ یمامہ والے دن شہید کر دیے گئے تھے اور اس وقت وہ خاتون اس کے پاس تھی جب کہ شجاع کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(مغازی للواقدی ۲/۷۵۳-۷۵۴)

☆☆☆

باب ۱۴۳

نجد کی جانب ایک اور سریہ

ان میں حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بھی تھے

(۱)　ہمیں خبردی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعاس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے شافعی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے مالک نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (جہادی وفد) بھیجا ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ نجد کی طرف گئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ بہت سارے اُونٹ غنیمت میں لائے تھے اور اس قدر کہ ان میں سے تقسیم کے وقت ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اُونٹ یا گیارہ گیارہ اُونٹ آئے تھے۔ اس کے بعد ایک ایک اُونٹ مزید بھی انہیں دیا گیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۳۵۔ موطا مالک۔ حدیث ۱۵ ص ۴۵۰)

(۲)　ہمیں خبردی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبردی ابوالولید نے ان کو موسیٰ بن سہل نے ان کو محمد بن رُمح نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مسلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبردی ہے لیث بن سعد نے نافع سے اس نے حضرت ابن عمر ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ نے نجد کی جانب سریہ (یعنی جہادی لشکر) بھیجا ان میں عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ (جب وہ کامیاب آئے) تو ان کے مال غنیمت کے حصے میں بارہ بارہ اُونٹ تھے۔ اس کے بعد انہیں ایک ایک اُونٹ اضافی بھی دیئے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ نے اور محمد بن رمح سے۔

(۳)　اور ہمیں خبردی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو یحییٰ نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے عبداللہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا تھا ہمارے حصے میں بارہ عدد اُونٹ آئے تھے اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک اُونٹ اضافی بھی دیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب وغیرہ سے اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے گویا کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا اپنے اس قول سے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بطور نفل واضافہ دیا تھا۔ یعنی ہمیں برقرار رکھا تھا اس پر جو کچھ ہمیں بطور نفل دیا تھا صاحب سریہ نے۔ حالانکہ یہ روایت اس روایت کے موافق ہو جائے جو جماعت روایت کرتی ہے نافع سے۔

(۴)　تحقیق ہمیں خبردی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھناد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب سریہ روانہ کیا تھا میں بھی اس سریے کے ساتھ گیا تھا ہم بہت سے مال مویشی لے کر آئے تھے۔ ہمارے امیر نے ہمیں ایک ایک اُونٹ ہر ایک انسان کے لئے بطور نفل دیا تھا پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ہماری غنیمتیں تقسیم کی تھیں ہم میں سے ہر آدمی نے بارہ بارہ اُونٹ پائے تھے خمس نکالنے کے بعد ہمارے امیر نے ہمیں جو کچھ دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کا کوئی حساب نہیں لیا تھا اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ نے اس کے اس فعل پر اسے کوئی عیب لگایا چنانچہ ہم میں سے ہر آدمی کے لئے تیرہ اُونٹ کا حصہ مل گیا تھا۔ فضل کے طور پر دیئے ہوئے کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۳۵۔ موطا امام مالک۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۵ ص ۲/۴۵۰)

☆☆☆
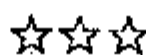
باب ۱۴۴

سریہ کعب بن عمیر غفاری
قضاعہ کی طرف شام کے اطراف میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا مقام ذات اطلاع کی طرف (ارض شام میں) وہ شام کے ملک میں وہاں جا پہنچے اور انہوں نے وہاں کے لوگوں کی جماعت میں سے ایک بڑی کثیر جماعت پائی ان لوگوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی۔ بلکہ انہوں نے ان پر شدید طریقے سے تیروں سے حملہ کر دیا جب اصحاب نبی نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے ان کے ساتھ شدید قتال اور جنگ کی حتی کہ شہید ہو گئے ان میں سے صرف ایک آدمی واپس ہو سکا جو کہ مقتولین میں زخمی پڑا رہ گیا تھا۔

جب رات ہو گئی تو وہ کسی طرح بچ بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا حضور اکرم ﷺ نے ان پر پھر دوبارہ مجاہدین بھیجنے کا قصد کیا مگر آپ کو اطلاع ملی کہ وہ لوگ کسی اور مقام کی طرف چلے گئے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ان کو اس حال پر چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن سُرہ نے حارث بن فضل سے وہ کہتے ہیں کہ کعب دن میں چھپ جاتے تھے اور رات کو سفر کرتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ وہاں کے لوگوں کا کوئی جاسوس تھا اس نے ان کو دیکھ لیا تھا اس نے ان کو خبر دے دی تھی۔ ان کے قتل ہونے کی۔ لہٰذا وہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور آ کر ان لوگوں سے قتال کیا اور ان کو قتل کر گئے۔

(مغازی للواقدی ۲/۷۵۲ تا ۷۵۳)

باب ۱۴۵

غزوۂ مؤتہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے
اور وہ امور جن کا ظہور ہوا نبی کریم ﷺ کے اس کے تین امیر بنانے میں پھر اس واقعہ کے بارے میں اس کی خبر آنے سے قبل حضور اکرم ﷺ کے خبر دینے میں جو آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے آئے تھے مدینے میں ذوالحجہ میں آپ مدینے میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ نے مؤتہ کی طرف صحابہ کو بھیجا تھا جمادالاولی ۸ ھ میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا لوگوں پر مؤتہ میں زید بن

حارثہ کو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا اگر ابن رواحہ بھی شہید ہو جائے تو پھر مسلمان جس آدمی کو پسند کریں اس کو خود امیر بنالیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۲،[1] البدایہ والنہایہ ۴/۲۴۱)

لوگوں نے سامان سفر جمع کیا اور روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے (مقرر کردہ تینوں) امیروں کو الوداع کہا اور ان کو سلام کیا جب عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کیا تو وہ رونے لگے اصحاب رسول نے پوچھا کہ اے ابن رواحہ کیوں رو رہے ہو انہوں نے فرمایا کہ خبر دار اللہ کی قسم مجھے کوئی دنیا کی محبت نہیں نہ ہی مجھے دنیا سے کوئی عشق ہے بلکہ بات یہ ہے میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے وہ فرماتے ہیں :

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ (سورۃ مریم : آیت ۷۱)

تم میں سے ہر شخص کو جہنم کے اوپر آنا ہے یہ تیرے رب کی لازمی فیصلہ شدہ بات ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میں امیر ہوتے ہوئے جہنم کے اوپر وارد ہوں؟ مسلمانوں نے رخصت کرتے ہوئے کہا اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں خیریت کے ساتھ ہمارے پاس واپس لائے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔

چنانچہ ابن رواحہ نے اشعار کہے :

لکننی اسئال الرحمن مغفرة ۔۔۔ وضربة ذات قرع تقذف الزبدا

اوطعينه بيدى حران مجهزة ۔۔۔ بحربة تنفذ الاحشآء والكبد

حتى يقولوا اذاً مرَّ علىٰ جدثى ۔۔۔ ارشاد الله من غاز وقد امثال

لیکن میں رحمن سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ اور تلوار یا نیزے کی کشادہ ضرب اور جھرٹ کا سوال کرتا ہوں ایسی ضرب اور زخم جس سے جھاگ مارتا خون پھوٹ نکلے۔ یا ایسی تلوار کی ضرب کہ جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے یہاں تک لوگ جب میری قبر سے گزریں تو یوں کہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا ہے جہاد سے یہ کامیاب ہو گیا ہے۔

پھر عبداللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے آپ نے بھی اسے الوداع کیا۔ پھر عبداللہ نے کہا :

وَثَبَّتَ اللّٰه مـا اٰتـاهُ مـن حسن ۔۔۔ تثبت موسى ونصراً كاالذى نُصِرا

انى تفرست فيك الخيرنا فلة ۔۔۔ والله يعلم انى ثابت البصر

انت الرسول فمن يحرم نوافله ۔۔۔ والوجه منه فقل ازوى به القدَر

اللہ نے اس کو جو بھلائی عطا کی ہے اس پر وہ اس کو ثابت قدم رکھے جیسے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم کیا اور اس کی ایسے مدد کی جیسے اس نے اس کی مدد کی تھی بیشک میں نے آپ کے اندر (اے حبیب) اضافی خیر بھانپ لی تھی اللہ جانتا ہے کہ میری بصیرت درست ہے اور پکی ہے۔ آپ رسول برحق ہیں جو شخص اس کی خوبیوں سے محروم رہے اور اس سے منہ موڑے اس کی تقدیر کا محور ہے (یعنی اس کا مقدر خراب ہے)۔

اس کے بعد پھر وہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام معان پر اُتر گئے چنانچہ ان کو خبر ملی کہ ھرقل (روم) مقام مآرب میں اُتر چکا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمیوں کا لشکر جرار ہے اور ایک لاکھ عجمیوں کا۔ لہٰذا یہ لوگ دو دن وہاں مُعان میں ٹھہر گئے۔ کہنے لگے کہ ہم کسی کو بھیجتے ہیں اور

[1] غزوہ مؤتہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۸۔ بخاری ۵/۱۴۱۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۹۔ ابن حزم ۲۱۹۔ عیون الاثر ۱/۱۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۴۱۔ سیرۃ شامیہ ۶/۲۲۸۔

رسول اللہ کو اطلاع کرتے ہیں کہ ہمارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے (اب موجودہ صورت حال میں) یا تو آپ ہماری مدد بھیجیں یا ہمیں کوئی اور حکم فرمائیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کو شجاعت و بہادری پر ابھارا اور فرمایا کہ اے لوگو بیشک وہ چیز جس کو تم ناپسند کر رہے ہو یہ وہی تو ہے جس کے لئے تم آئے تھے بس اسی کو طلب کرو اسی کو مطلوب و مقصود بناؤ اور وہ ہے شہادت۔ تم لوگ ان لوگوں کے ساتھ نہ تعداد کے ساتھ لڑو گے نہ ہی کثرت کے ساتھ بلکہ ہم تو دشمنوں سے اس چیز کے ساتھ لڑیں گے اللہ نے جس کے ساتھ ہمیں عزت وشرف بخشا ہے (وہ ہے ایمان) دیکھو اگر اللہ نے ہمیں ان پر غالب کر دیا تو بھی کوئی بات نہیں وہ بار ہا ایسا کر چکا ہے۔ اور اگر کوئی دوسری بات ہوگئی تو بھی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے وہی تو شہادت ہے۔ دونوں منزلیں ہمارے لئے بُری نہیں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم سچ کہتا ہے ابن رواحہ۔ لہٰذا اس کے بعد انہوں نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔ یہ لوگ تعداد میں تین ہزار تھے حتی کہ یہ لوگ بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی میں سلطنت روحا کی فوجوں سے ٹکرا گئے مقام شراف پر اس کے بعد مسلمان مقام موتہ کی طرف لوٹ گئے یہ احساء کے بالا کی جانب ایک بستی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن حمدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس اسفاطی نے ان کو ابن کاسب نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سعید بن ابوھند سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ نبی کریم ﷺ سے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر بن جائے۔ اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر بن جائے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ میں اس غزوۂ میں ابن رواحہ کے ساتھ تھا۔ ہم نے ان کی شہادت کے بعد جب ان کے جسم کو چیک کیا تو سامنے سے تیر اور تلوار کے ستر زخم ان کو لگے ہوئے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ان کو ابواسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حزامی نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سعید بن ابوھند سے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید قتل ہو جائے تو پھر اس کے بعد جعفر امیر ہوگا اگر جعفر قتل ہو گیا تو اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا اس غزوہ میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی الہیثم دوری نے ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے ان کو احمد بن ابوبکر زہری نے ان کو خبر دی مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی سند کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ہم نے اس کے جسم پر نوے سے کچھ زیادہ یا کہا تھا کہ ستر سے بھی زیادہ زخم تلوار اور تیروں کے پائے تھے۔

اس کو بخاری صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے اور ایک روایت میں ہے نوے سے کچھ زیادہ اور اسی طرح کیا ہے ابراہیم بن حمزہ نے مغیرہ سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۱۔ فتح الباری ۷/۵۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ربیعہ بن عثمان نے عمر بن حکم اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ لغان میں محص یہودی آیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہوں گے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر جعفر بن ابوطالب امیر ہیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ اگر عبدالرحمٰن قتل ہو جائے (غالباً یہ کتابت کی غلطی ہوئی ہوگی عبداللہ بن رواحہ ہوں گے جیسے سب روایات میں ہے) تو پھر مسلمان اپنی رضا سے کسی کو بھی امیر مقرر کر لیں لہٰذا نعمان نے کہا اے ابوالقاسم اگر آپ نبی ہوتے تو آپ جس کا نام ذکر کرتے قلیل ہوں یا کثیر سب کے سب شہید ہو جاتے بیشک انبیاء بنی اسرائیل جس وقت کسی آدمی کو قوم پر امیر بناتے تھے تو کہتے تھے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر فلانہ اگر وہ ایک سو افراد کا نام لیتے تو وہ سب کے سب شہید ہو جاتے تھے اس کے بعد وہ یہودی کہنے لگا البتہ زید زیادہ پیارا ہے وہ تو محمد کے پاس لوٹ کر کبھی نہیں آئے گا اگر محمد نبی ہوئے تو زید نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سچے نبی ہیں اور ایسے ہیں جن کی بات پوری ہوئی ہے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ لوگ چلے گئے مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی مسلمانوں نے میمنہ پر بنوعذرہ کے ایک آدمی کو کھڑا کیا اس کو قطبہ بن قتادہ کہتے تھے اور ان کے میسرہ پر انصاری سے ایک آدمی مقرر کیا اس کو عبایہ بن مالک کہتے تھے پس لوگ اس حال میں باہر ٹکرائے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے مقبری سے اس نے ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ جنگ مؤتہ میں شریک ہوا تھا کہ جب مشرکین نے ہمیں دیکھا ہم نے انہیں دیکھا وہ اس قدر تھے کہ نہ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ ہوسکتا تھا نہ ہی ہتھیاروں کا نہ ہی دنیاوی ساز وسامان کا کراع اور دیباج اور حریر پتلا موٹا ریشم میری آنکھ چمکی چنانچہ ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا۔ کیا ہوا؟ آپ کو اے ابوہریرہ گویا کہ تم بہت بڑی کثیر جماعت اور لشکروں کو دیکھ رہے ہو میں نے کہا کہ جی ہاں اس نے کہا آپ ہمارے ساتھ بدر میں موجود تھے؟ بیشک ہم لوگ وہاں پر کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کیے گئے تھے۔ (بلکہ محض اللہ کے فضل وکرم سے اور ایمان سے مدد کئے گئے تھے)۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۰)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے (جنگ مؤتہ میں) شدید جنگ لڑی یہاں تک زید بن حارثہ شہید ہوگئے اس کے بعد جعفر نے جھنڈا لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا حتی کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحیٰی بن عباد نے عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جو کہ میرے رضاعی باپ تھے وہ نبی مُرہ بن عوف میں سے تھے انہوں نے کہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جعفر بن ابوطالب کی طرف جنگ مؤتہ والے دن جب وہ اپنے کالے چٹے گھوڑے سے اترے تھے اور پہلے انہوں نے اس کا پیر کاٹ ڈالے تھے اس کے بعد خود آگے بڑھے اور خوب قتال کیا حتی کہ شہید ہوگئے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ پہلے شخص تھے اسلام میں جن کے پیر کاٹے گئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے :

یا حبذا الجنة واقتربها طيبة باردة سرابها

والروم روم قددنا عذابُها علىَ ان لاقيتها ضرابها

کتنی پیاری ہے جنت اور اس کا قریب ہونا کتنی پاکیزہ ہے اس کا مشروب کس قدر ٹھنڈا اور پاکیزہ اور ملک روم بھی روم ہے اس کا عذاب قریب ہوچکا ہے اگر میں ان سے ٹکرایا تو مردانہ وار حملہ کروں گا۔

جب جعفر قتل ہوگئے تو عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اُٹھالیا تھا۔ (سیرۃ ہشام ۳/۳۲۷)

(۹) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن بکر بن حزام نے کہ عبداللہ بن رواحہؓ اس وقت یہ کہا تھا :

اقسمت یا نفس لتنزلنه طائعة اور لتکرّهنه

ان انجلب الناس وشد الرنه مالی اداك تكرهين الجنة

قد طال ماقد كنت مطمئنه هل انت الا نطفه فی شنّه

اے نفس میں نے قسم کھائی ہے کہ یا تو تو خود بخود میری بات ماننے پر اُتر آ ورنہ تجھے مجبور ہوکر ماننی پڑے گی (جہاد کر کے شہادت پانے والی بات) اگر لوگ خود بخود کھنچ کھنچ کر جارہے ہیں اور (جانے کے لیے) شدید رور ہے ہیں۔ تجھے کیا ہوا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں تو جنت کو مجبوراً چاہ رہا ہے۔ نیز سکون واطمینان خاصا طویل ہوچکا ہے۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ یا تو تم محض ایک آبلہ ہو یا پرانی مشک کی طرح ہو تو جو کبھی بھی پھٹ سکتے ہیں)

اس کے بعد وہ اُترے انہوں نے قتال کیا حتی کہ قتل ہو گئے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا :

یــا نـفــس الا تـقـتـلـی تـمـوتـی هــذا حـمـام الـمـوت قـد صـلـیـت

ومــا تـمـنـیـت فـقـل اعـطـیـتـی ان تـفـعـلـی فـعـلـهـمـا هُـدِیـتِ

وان تــأخــرت فــقــد شـقـیـتـی

اے میرے دل اے میری روح (میری جان) کیا تم قتال کر کے مر نہیں جاتی ۔ یہ دیکھو موت والا کبوتر تیرے برابر میں ہے تم جو چاہو گی وہی تمہیں مل جائے گا۔ اگر تم ان دونوں (جعفر اور زید والا) کام کرو گی تو تمہیں هدایت رہنمائی اور راستہ مل جائے گا اور اگر تم پیچھے ہٹو گی تو محروم ہو جاؤ گی ۔

وہ اشعار میں جعفر اور زید کو مراد لے رہے تھے اس کے بعد وہ گھوڑے سے اُترے جب اُترے تو ان کے پاس ان کے چچا کا بیٹا آیا وہ ایک گوشت سے پُر ہڈی لے آیا اس نے کہا کہ اس کو اپنی کمر سے باندھ لو تمہیں آج سخت مشکل کا سامنا ہو گا (یعنی تھوڑا کھا لینا بوقت ضرورت) مگر ابن رواحہ نے اس سے وہ لے کر ایک دفعہ منہ کے ساتھ کچھ کاٹ کر کھا لیا اتنے اس نے ایک کونے سے کچھ لوگوں کو کچھ بھنبھناہٹ سنی ۔ اور کہنے لگے اس کو ہڈی کو مخاطب کر کے کہ تو دنیا میں رہ (میں جا رہا ہوں) ہاتھ سے اس کو پھینک دیا اور تلوار تھام لی آگے بڑھے اور قتال کیا حتی کہ قتل ہو گئے ۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں ۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جھنڈ اٹھایا ثابت بن اقرم نے بنو عجلان کے بھائی نے اور اس نے کہا اے مسلمان کی جماعت ایک آدمی پر صلح کر لو یعنی اتفاق کر لو انہوں نے کہا تم اس کے لیے مناسب ہو مگر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ کسی اور آدمی پر اتفاق کر لو اور اس کو مقرر کر لو لوگوں نے خالد بن ولید پر اتفاق کیا (باہم صلح کی اور طے کیا) اس نے لوگوں میں جا کر ان کا جائزہ لیا ۔ اور بچاؤ کیا دفاع کیا وہ ہٹ گئے اس نے اپنا کردار ادا کیا اور ان سے تعرض نہ کیا گیا ۔ اس کے بعد وہ لوگوں کے ساتھ وہاں سے لوٹ آئے ۔ (سیرۃ ہشام ۳/ ۲۲۸)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف لوٹے تو وہاں پر چھ مہینے مدینے میں ٹھہرے تھے کہ اس کے بعد آپ نے مقام موتہ کی طرف لشکر بھیجا اور ان پر زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر ان کا امیر جعفر بن ابو طالب ہو گا اگر جعفر شہید ہو جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہ ان کا امیر ہو گا ۔ وہ لوگ چلے گئے یہاں تک کہ وہ ابن ابو سبرہ غسانی کے ساتھ جا کر ملے مقام موتہ پر وہاں تو عرب عیسائیوں اور روم کے عیسائیوں کی جماعات اور لشکر جمع تھے ۔ جو سواریاں بٹھا رہے تھے ۔ اور مقام مراء میں ۔ چنانچہ ابن ابو سبرہ نے مسلمانوں کے آگے قلعہ بند کر لیا ۔

تین دن تک اس کے بعد وہ نکلے اور مقام ذرع احمر پر خوب لڑے انہوں نے شدید قتال کیا جھنڈا زید بن حارثہ نے تھامے رکھا وہ شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن ابو طالب نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر اس کو عبداللہ رواحہ نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے ۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے خالد بن ولید مخزومی پر اتفاق کر لیا رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیروں کی شہادت کے بعد ۔ اب اللہ نے دشمن کو شکست فاش دی اور مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے سامنے جعفر بن ابو طالب گذرے فرشتوں کی جماعت میں وہ فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے تھے (پرواز کر رہے تھے) جیسے وہ پرواز کر رہے تھے اس کو دو پر لگے ہوئے تھے (اس لئے کہ علمبر داری کے دوران ان کے دونوں ہاتھ اُڑا دیئے گئے تھے) کہتے ہیں کہ (راویوں نے گمان کیا ہے کہ واللہ اعلم کہ یعلی بن حذیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ حضور اکرم ﷺ کو اہل موتہ کے بارے میں خبر دینا چاہتے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہوں تو آپ مجھے خبر دو اور چاہو تو میں آپ کو اہل موتہ کے بارے میں بتاتا ہوں ۔

اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ہی مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی پوری پوری خبر دی اور آپ کے سامنے ان کی پوری کیفیت بیان کی یعلی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے تو ان کی کہانی کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا بیشک ان کا سارا معاملہ اسی طرح ہے جیسے جیسے آپ نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اٹھا کر پیش کر دیا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کے مقام جنگ کو خود ملاحظہ کیا تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن علی محمد بن علی مقبری اسفرائنی نے ان کو حسن بن محمد بن آئحق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ایوب بن حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ نے موت کی خبر دے دی تھی جعفر بن ابوطالب کی اور زید بن حارثہ کی اور یہ خبر آپ نے ان کی خبر آنے سے پہلے دی تھی حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو ان کی شہادت کی خبر دے رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں اور یعقوب کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر اور زید کی موت کی خبر دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۲۔ فتح الباری ۵۱۲/۷)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمر محمد بن عبداللہ بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھنجانی نے اور مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن حسان نے ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو جعفر بن ابوطالب کو اور عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا اور جھنڈا زید کے حوالے کیا تھا وہ سارے شہید ہو گئے تھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی موت کی خبر بتادی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جھنڈا پہلے زید نے لیا تھا وہ شہید ہو گیا تو جعفر نے لیا تھا وہ شہید ہو گئے عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے تو اس کے بعد جھنڈا لیا ہے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے راوی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو حدیث بتانا شروع کی تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ یہ الفاظ بسطامی کی روایت کے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن واقدی سے اس نے حماد بن زید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۵۱۲/۷)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعمر و ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو فسیع نے ان کو داؤد بن رشید نے ان کو قاسم یعنی ابن زکریا نے ان کو ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی نے اور یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عُلیہ نے ان کو ایوب نے حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا خطبے میں ارشاد فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا ہوا تھا وہ شہید ہو گیا تو ان کے بعد اس کو جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گیا تو اس کے بعد اس کو عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گیا ہے اس کے بعد اسے خالد بن ولید نے لیا ہے بغیر امیر بنائے جانے کے لہٰذا اس کے ہاتھ سے فتح ہو گئی ہے اور کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ یہ خبر بھی دے رہے تھے اور رو بھی رہے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ یا یوں فرمایا تھا کہ ان لوگوں کو اس بات کی خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ اس میں ایوب کا شک ہے یہ روایت کے الفاظ فسیع کے ہیں اور دوسرے نے کہا ہے کہ۔ انہیں خوشی نہ ہوتی یا کہا کہ مجھے خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یہ کہتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یعقوب بن ابراہیم دورقی سے۔ (بخاری ۲۹۴/۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے ان کو ابوخلیفہ فضل بن حباب جمحی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو اسود بن شیبان نے خالد بن سمیر سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عبداللہ بن رباح انصاری آئے تھے اور انصاری اس کو فقیہ قرار دیتے تھے (ان کی آمد پر) لوگوں نے ان کے پاس رش لگالیا میں بھی ان لوگوں میں تھا انہوں نے ہم لوگوں کو بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

ابوقتادہ فارس رسول نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ کیا (یعنی جس لشکر کے کئی امیر آپ نے مقرر کر دیے تھے) اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ زید بن حارثہ کولازم پکڑو یعنی امیر بنالو۔ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا جعفر بھی شہید ہو گیا تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا۔ جعفر اُٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ آپ زید کو میرے اُوپر امیر مقرر کریں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چلے جائیں کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے کونسی بات زید میں بہتر ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چلے گئے۔

کچھ دن ہی گذرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر چڑھے اور آپ نے حکم دیا نماز کے لئے اعلان کیا گیا الصَّلوٰۃ جامعة۔ لہٰذا لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو تمہارے (جہاد پر جانے والے) لشکر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں وہ لوگ روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر دشمن کے ساتھ دشمن سے ٹکرائے چنانچہ زید قتل ہو کر شہید ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے استغفار کیا۔ پھر جھنڈا جعفر نے لے لیا وہ کفار کے خلاف خوب لڑا حتی کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے شہید ہونے کی شہادت دی اور ان کے لئے بھی استغفار کیا اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اس نے بھی اپنے قدم جمائے رکھے حتی کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے لیے بھی استغفار کیا۔ اس کے بعد جھنڈا خالد بن ولید نے لے لیا۔ حالانکہ وہ مقرر کردہ امیروں میں سے نہیں تھے۔ اس نے خود ہی امارت وقیادت سنبھال لی تھی (مسلمانوں کے مشکل وقت میں عین میدان جنگ میں)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهم انه سَيف من سيُوفِك فَانْت تنصُرُهُ

اے اللہ خالد تلوار ہے تیری تلواروں میں سے تو ہی اس کی نصرت فرما۔

اس دن سے خالد کا نام سیف اللہ رکھ دیا گیا تھا۔ (المستدرک للحاکم عن ابی ہریرہ وابی سعید)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ مؤتہ میں) بہت سارے لوگ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اُٹھایا اس کے ساتھ وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس کے بعد اسے جعفر نے لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا وہ بھی شہید ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کا چہرہ بدل گیا انہوں نے سمجھ لیا کہ حضور اکرم ﷺ اب عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دیں گے۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اس کے بعد اسے عبداللہ بن رواحہ نے بلند کیا اس نے شدید قتال کیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ میری طرف اٹھائے گئے ہیں جنت میں (یعنی ان کا منظر میرے سامنے پیش کیا ہے) اس خواب کے اندر کہ وہ سونے کی چارپائیوں اور تختوں پر میں نے عبداللہ بن رواحہ کی چارپائی یا تخت میں نے محسوس کیا کہ وہ ان کے دونوں ساتھیوں کے تختوں سے ہٹی ہوئی ہے اس میں میلانی میں نے پوچھا ہے کہ یہ کیوں ہے مجھے بتایا گیا کہ وہ اس لئے دونوں فوری چلے گئے تھے اور عبداللہ نے تردد کیا تھا پھر چلا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۲۸)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بطہ نے ان کو حسن بن جہم ان کو حسین بن فرج ان کو واقدی نے ان کو بکیر بن مسمار نے اور ابن ابوسبرۃ نے عمار بن غزیہ سے دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی کی روایت پر اضافہ کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ مؤتہ میں) مسلمان اور مشرکین باہم ٹکرائے۔ (تو اس دن کی خاص بات یہ بھی کہ) جو امیر تھے لشکر کے وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قتال کر رہے تھے (یعنی سواری پر نہیں تھے) پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا تھا۔ اس نے خود بھی قتال کیا اور مسلمانوں نے بھی اس کے ساتھ مل کر قتال کیا اور مسلمان اپنی صفوں پر تھے۔ چنانچہ زید بن حارثہ شہید ہو گئے واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے اس شخص نے جو اس دن (جنگ میں) خود موجود تھا۔ اس نے کہا کہ زید شہید نہیں ہوئے تھے مگر نیزوں کے زخموں سے۔

واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن صالح التمار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالجبار بن عمارہ بن غزیہ نے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے دونوں میں سے ایک نے حدیث میں اپنے ساتھی کے مقابلے میں اضافہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ جب جنگ موتہ میں لوگوں کا باہم مقابلہ ہوا۔ (تو مدینے میں) رسول اللہ ممبر پر بیٹھے تو اس وقت حضور کے درمیان اور ملک شام کے درمیان جو حجاب تھے وہ کھول دیے گئے لہٰذا حضور اکرم ﷺ وہاں کی جنگ کے مناظر کو دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (وہ منظر دیکھ کر بتایا) کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اُٹھایا ہے اور اس کے پاس شیطان آیا ہے اس نے ان کی طرف دنیا کی محبت اور زندہ رہنے کی محبت اور مرنے کی کراہت ونفرت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے (مگر زید نے) کہا ہے کہ اب جب کہ ایمان مسلمانوں کے دل میں مستحکم ہو چکا ہے وہ (شیطان) میرے دل میں دنیا کی محبت ڈالتا ہے۔ لہٰذا وہ آگے بڑھے اور وہ شہید ہو گئے ہیں لہٰذا رسول اللہ نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھائی اور فرمایا کہ اس کے لیے استغفار کرو اور فرمایا کہ وہ دوڑتا ہوا جنت میں چلا گیا ہے۔ (مغازی للواقدی ۷۶۱/۲)

(۱۷)　واقدی نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب زید قتل کر دیے گئے تو جھنڈا جعفر بن ابوطالب نے سنبھالا شیطان اس کے پاس آیا اس نے حیات یعنی زندگی کو ان کی طرف محبوب بنا دیا۔ اور موت کو مکروہ اور ناپسندیدہ کر دیا۔ اور اس کو دنیا کی آرزو دلائی انہوں نے کہا کہ (اس وقت یہ کہتے ہو؟) جب کہ مؤمنوں کے دل میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے تم مجھے دنیا کی تمنا دلاتے ہو؟ وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو بیشک وہ شہید ہے جنت میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے دو پروں کے ساتھ جو یاقوت سے بنے ہوئے ہیں جنت میں جہاں چاہے (پرواز کرے) فرمایا کہ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا تھام لیا وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ پھر وہ بھی جنت میں داخل ہو گئے ہیں اعتراض کرتے ہوئے یہ بات انصار پر شاق گذری اور کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا اعتراض تھا انہوں نے کہا کہ جب ان کو زخم لگا تو انہوں نے اپنے نفس کو عتاب کیا پھر خوب شجاعت و بہادری کی لہٰذا شہید کر دیے گئے پھر جنت میں داخل ہو گئے لہٰذا ان کی قوم (یہ سن کر) خوش ہو گئی۔ (مغازی للواقدی ۷۶۲/۲)

(۱۸)　راوی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن حارث بن فضل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب خالد بن ولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب گرم ہوئی ہے جنگ (واقدی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عطاف بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ جب ابن رواحہ قتل کر دیے گئے شام کے وقت تو خالد بن ولید نے رات تو گذار لی جب صبح ہوئی تو انہوں نے (مسلمانوں کی صف بندی کی ترتیب بدل دی) انہوں نے فوج کے مقدمہ کو ساقہ بنایا اور ساقہ کو مقدمہ۔

میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ بنایا۔ (آگے والوں کو پیچھے کیا اور پیچھے والوں کو آگے) دائیں طرف والوں کو بائیں طرف اور بائیں طرف والوں کو دائیں طرف کیا۔ (خالد بن ولید کی اس جنگی حکمت عملی کہ یہ نتیجہ نکلا کہ) جو کفار و مشرکین کا لشکران کے علمبرداروں کو اور لشکر کی ترتیب کو جان پہچان چکے تھے انہوں نے (یہ اچانک تبدیلی دیکھی) یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے پیچھے کوئی بڑی کمک پہنچ گئی ہے۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے شکست خوردہ ہو کر بھاگے لہٰذا وہ اس طرح قتل ہوتے چلے گئے جس طرح کہ ان کو بہت بڑا لشکر بھی شاید نہ مار سکتا۔ (مغازی للواقدی ۷۶۴/۲)

(۱۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے ام عیسیٰ جزار سے اس نے ام جعفر سے اس نے اپنی دادی اسماء بنت عمیس سے وہ کہتی ہیں کہ جب جعفر بن ابوطالب شہید کر دیے گئے اور اس کے ساتھی بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں اپنا آٹا گوندرہی تھی اور میں نے اپنے بیٹوں کو نہلایا اور ان کو تیل لگایا انہیں صاف ستھرا کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس لے آیئے جعفر کے بیٹوں کو میں ان کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئی حضور اکرم ﷺ نے ان کو چوما اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے کیا آپ کو جعفر کی اور اس کے ساتھیوں کی کوئی خبر پہنچ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں وہ آج ہی شہید کر دیے گئے ہیں میں چیخ مار کر کھڑی ہو گئی اور عورتیں جمع ہو گئیں پس رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ گئے اور ان کو جا کر فرمایا کہ تم جعفر کے بچوں کے بارے میں غافل نہ رہو جا کر ان کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ اس کے گھر والے اسی کے صدمے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا عبداللہ بن ابوبکر سے وہ کہتے ہیں تحقیق میں نے لوگوں کو پالیا تھا مدینے میں جب ان کے ہاں کوئی مرنے والا مر جاتا تو اس دن ان کے پڑوسی ان کے گھرانے کے لیے کھانے کی ضرورت پوری کرتے اور اس کا تکلف کرتے تھے۔ مجھے وہ منظر یاد ہے کہ وہ لوگ چھوٹی چھوٹی روٹیاں تیار کرتے اور گوشت پکواتے اسے ایک تھال میں ڈالا جاتا تھا اس کے بعد اسے اٹھا کر میت والوں کے گھر کے افراد کے پاس لے آتے تھے وہ تو اپنے مرنے والے کو رو رہے ہوتے تھے انہیں تو اسی رونے دھونے سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی لہٰذا یہ لوگ (پڑوسی) ان کو کھلاتے تھے بوجہ اس فرمان رسول اللہ کے جو آپ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا تھا جس وقت جعفر شہید ہوئے تھے کہ تم لوگ جعفر کے گھر والوں سے غافل نہ ہو ان کے لیے آج کے دن کا کھانا تم تیار کرو۔ اس کے بعد لوگوں نے یہ معمول ترک کر دیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے اور قاضی نے حکایت ذکر نہیں کی عبداللہ بن ابوبکر کی اس خبر کے بعد۔

(۲۰)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو محمد بن مسلم نے یحییٰ بن ابو یعلی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن جعفر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے میری امی کے پاس اور اسے میرے ابا کی موت کی خبر دی تھی میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا وہ میرے سر پر اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں مبارک آنسو بہا رہی تھیں (اسقدر آنسو بہہ رہے تھے) کہ آپ کی داڑھی مبارک سے قطرے گر رہے تھے۔

پھر فرمایا تھا: کہ

اللهم ان جعفرا قد قدم اليك الى احسن الثواب فا خلفه في ذريته با حسن ماحلفت اَحَدًا من عبادك في ذريته

اے اللہ بیشک جعفر تیری بارگاہ میں پہنچ گیا ہے بہترین ثواب کی طرف اللہ تو ہی اس کی ذریت واولاد میں اس کی طرف سے نائب بن جا جیسے کہ اپنے بندوں میں سے کسی کی اولاد میں احسن طریقے پر نائب وخلیفہ بن جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے اسماء کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں؟ اس نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اللہ نے جعفر کو دو پر عطا کر دیئے ہیں۔ جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے۔ اسماء نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہ بات لوگوں کو بھی بتا دیجئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اٹھے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے رہے پھر آپ ممبر پر چڑھے اور مجھے اپنے آگے نچلے درجہ پر بیٹھا دیا اور غم آپ کے چہرے پر محسوس کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ بیشک مرد بہت سارے ہوتے ہیں بھائی ہوتے ہیں اور چچازاد بھی مگر جعفر تحقیق شہید کر دیا گیا ہے اور اس کے دو پر بنا دیے گئے ہیں جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس نیچے اُتر آئے۔ اور اپنے گھر میں چلے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے آپ نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا میرے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا گیا اور آپ نے میرے بھائی کی طرف پیغام بھیج کر اس کو بلایا لہٰذا ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ہاں صبح کا مبارک اور پاکیزہ کھانا کھایا۔ آپ کی خادمہ سلمی نے جو پیس لیے اس کے بعد اس کی بھوسی اُڑا دی پھر اس کو پکایا اور اس کو گھی کے ساتھ تر کیا اور اس پر کالی مرچ ڈالی میں نے اور میرے بھائی نے صبح کا کھانا کھایا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہم تین دن حضور کے گھر میں رہے ہم حضور کے ساتھ ساتھ

پھرتے رہے جب جب آپ کی بیوی کے گھر میں جاتے اس کے بعد ہم اپنے گھر لوٹ آئے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے میں اپنے بھائی کی بکریوں کو نشانات لگا رہا تھا۔ آپ نے دعا کرائی اے اللہ اس کے لئے اس کی تجارت میں برکت عطا فرما عبداللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو بھی چیز بیچی یا خریدی اس میں برکت ڈال دی گئی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۶۔۷۶۷)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن یعقوب ثقفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عمرو بن علی نے اسماعیل بن ابوخالد سے اس نے عامر سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حضرت جعفر کے بیٹے کو سلام کرتے تھے تو وہ یوں کہتے تھے السلام علیك یا ابن ذالجناحین ۔تم پر سلامتی ہو اے دو پروالے کے بیٹے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری۔کتاب المناقب ۵/۹۰۔۹۱)

یہ صحیح ترین روایت ہے ان روایات میں سے جن کو ہم نے اہل معازی سے روایت کیا ہے جناحین کے یعنی دو پروں کے بارے میں۔ اور آئندہ روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے آپ کو یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عبدالوہاب ثقفی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحیٰی بن سعید سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرہ نے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت جعفر اور ابن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر آئی رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے غم مخزن آپ کے چہرے سے نمایاں تھا سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ میں دروازے کے شگاف سے دیکھ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ بیشک جعفر کے گھر کی عورتیں۔ (یعنی اس کا جزع فزع کرنا) اوران کا رونا ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے اس بندے سے کہا کہ وہ آپ کو منع کرے وہ آدمی منع کرنے کے لئے گیا پھر واپس لوٹ آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ۔

اللہ کی قسم میں نے ان کو منع کیا ہے مگر وہ میری بات نہیں مان رہیں۔ دوبارہ آپ نے اُسے فرمایا کہ وہ ان کو جا کر منع کرے وہ دوبارہ گیا پھر واپس آکر بتایا کہ اس نے بتایا اللہ کی قسم وہ نہیں رکتیں بلکہ وہ ہم پر بھی غالب آگئی ہیں میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے منہ میں مٹی پھینکتا ہوں۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں۔ اللہ تیری ناک خاک آلود کرے تم اس آدمی کا ارادہ کر رہی ہو اس چیز کے بارے میں جو تم خود کرتی ہے اور آپ نے رسول اللہ کو بھی نہیں چھوڑا تکلیف پہنچائی۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن مثنٰی نے ان کو عبدالوھاب ثقفی نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کی مثل مگر مسجد کا ذکر نہیں کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں محمد بن مثنٰی سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعاس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد بن ولید سے وہ کہتے ہیں کہ جنگ مؤتہ والے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں بس باقی نہیں رہی تھی میرے ہاتھ میں مگر صحیفہ یمانیہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں دو طریقوں سے اسماعیل سے۔ (فتح الباری ۷/۵۱۵)

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں وہاں پر (جنگ مؤتہ میں) مسلمانوں میں سے کچھ لوگ شہید کر دیے گئے تھے۔ مگر مسلمانوں نے بعض مشرکین کے سامان بھی غنیمت بنا لئے تھے۔

ان غنیمت میں لائے ہوئے سامانوں میں سے ایک انگوٹھی تھی جس کو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کے مالک کو اُس دن قتل کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر وہ اُسے بطور نفل (اضافی چیز) دے دی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸۱)

حضرت عوف بن مالک اشجعی نے کہا ہم لوگ ان (مشرکین سے) ٹکرائے تھے قضاء وغیرہ عرب عیسائیوں کے ساتھ۔ ان لوگوں نے صف بندی کی چنانچہ اہل روم میں سے ایک آدمی نے فوراً مسلمانوں پر حملہ کر دیا وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا اس شخص پر سونا لگی ہوئی تلوار تھی نیز گھوڑے کی زین بھی سونے کی تھی۔

میں نے دل ہی دل میں کہا اس کو کون مارے گا (یا اس کو غنیمت میں کوئی لے جائے گا) اتفاق سے ایک آدمی ملا مجھے حمیر کے اور معلونین میں سے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا اس کے پاس میں صرف ایک تلوار تھی (اور کچھ نہیں تھا) اچانک آدمی نے لشکر میں سے اونٹ ذبح کیا تو اس مددی مجاہد نے اس سے اونٹ کے چمڑے کا ایک ٹکڑا مانگ لیا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔ اس غریب مجاہد نے اُسے دھوپ میں سکھایا اور اس کے کناروں پر کیل لگا دے جب سوکھ گیا اس نے اس کا دستہ بنا کر اسی چمڑے کو بطور ڈھال کرنا شروع کیا۔ جب اس قدر غریب مجاہد نے اس امیر مشرک کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں پر اتنے ظلم کر رہا ہے تو یہ چھپ کر چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے حملہ کر کے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی اس کی وجہ سے گھوڑا اپنی دو ٹانگوں پر بیٹھ گیا۔ اور مشرک اس کے اوپر سے گر پڑا فوراً اس مجاہد نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کے اُوپر چڑھ گیا اور اس کو قتل کر دیا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸)

(راوی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے بکیر نے مسمار نے عمار بن خزیم بن ثابت نے اور اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ موتہ میں موجود تھا ایک آدمی نے ان میں سے مجھے مقابلے کے لیے للکارا میں نے اسے قتل کر دیا اس کے سر پر خول تھا اس میں یاقوت جڑا ہوا تھا میری نیت اس کے یاقوت پر لگی ہوئی تھی میں نے اس کو لے لیا جب ہم وہاں سے شکست کھا کر لوٹے میں مدینے میں آیا تو میں نے اسے رسول اللہ کی خدمت میں لے آیا حضور اکرم ﷺ نے وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے حضرت عثمان کے عہد حکومت میں سو دینار کے بدلے میں فروخت کیا اور اس رقم کے ساتھ میں نے کھجوروں کا ایک باغ خرید لیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۹)۔

(۲۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۰۔۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب موتہ کی جنگ میں لڑنے والے اصحاب آ گئے تو رسول اللہ ان سے ملنے لگئے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے مسلمان ان پر مٹی اچھالنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا اے بھگوڑو تم لوگوں نے اللہ کی راہ میں فرار کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔ ھم لیسو با الفرار والکنھم الکرار انشاء اللہ ۔ نہیں نہیں یہ لوگ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ وہ پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ (یعنی فرار نہیں بلکہ کرار ہیں) ان کی اسناد کے ساتھ ہی ابن اسحٰق سے مروی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن خرم نے عامر بن عامر بن عبداللہ بن زبیر سے یہ کہ اُم سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے (سلمہ بن ہشام بن مفید کی بیوی سے) کہا یہ کیا بات ہے میں دیکھتی ہوں کہ سلمہ نماز کے لئے جاتے ہیں تو یا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے ہیں یا کچھ دیگر مسلمانوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ باہر آزادانہ نہیں نکل سکتے جب کبھی نکلتے ہیں تو لوگ ان پر چیختے ہیں اے بھگوڑے تم لوگوں نے فی سبیل اللہ فرار کیا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے ہیں باہر نہیں نکلتے۔ کیونکہ وہ غزوہ موتہ میں تھے۔

امام بیہقی کی تحقیق کہ اصحاب موتہ نے جنگ میں فتح حاصل کی تھی

میں کہتا ہوں کہ تحقیق اہل معازی نے اصحاب موتہ کے فرار کے بارے میں اور ان کی مشرکین سے شکست خوردگی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل معازی اس رائے کی طرف گئے ہیں کہ شکست ہوئی تھی اور بعض دیگر اھل مغازی وہ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسلمان مشرکین پر غالب آگئے تھے اور مشرکین ہی سے شکست کھا گئے تھے۔

غزوۂ مؤتہ میں مسلمانوں کی فتح کی دلیل

اور انس بن مالک کی حدیث نبی کریم ﷺ سے اس طرح ہے کہ (مذکور تین امراء لشکر کی شہادت کے بعد) خالد بن ولید نے جھنڈا اُٹھایا تھا اور اسی کے ہاتھ پر فتح ہوئی (یعنی جنگ جیتی گئی تھی۔ یہ حدیث حضرت خالد بن ولید کے مشرکین پر غالب اور فتح یاب ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۱۴۶

نبی کریم ﷺ کا خط جباروں اور سرکشوں کی طرف

جنہیں آپ نے اسلام کی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو یوسف بن حماد المعنی نے ان کو عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلی نے ان کو سعید نے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ مؤتہ سے پہلے قیصر روم کی طرف کسریٰ اور فارس کی طرف، نجاشی حبشہ کی طرف نیز ہر جبار و سرکش کی طرف آپ نے خطوط لکھے تھے ان خطوط میں آپ نے ان لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلایا تھا اور دعوت دی تھی اور وہ نجاشی جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن حماد سے۔ واللہ اعلم (۳۲۔ کتاب الجہاد۔ ۲۷۔ کتب النبی الی ملوک الکفار۔ حدیث ۷۵ ص ۱۳۹۷)

☆☆☆

باب ۱۴۷

رسول اللہ ﷺ کا حضرت دِحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف بھیجنا

(قیصر) ہرقل شاہ روم تھے ہرقل کا ابوسفیان بن حرب سے نبی کریم ﷺ کے حالات دریافت کرنا اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور نیز ہمارے پیارے رسول محمد علیہ الصلاۃ والسلام کی سچائی کے دلائل اور آثار نبوت کا ظہور اس خواب کے اندر جو ہرقل روم نے دیکھا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد بن محمد بن علی رودباری نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زھری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے ان کو ابراہیم بن سعد نے اس کو صالح بن کیسان نے اس کو بن شہاب نے اس کو عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اس کو عبداللہ بن عباس نے کہ انہوں نے اس کو خبر دی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا قیصر روم کی طرف آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تھی یہ خط آپ نے حضرت دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا اور آپ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس خط کو عظیم بُصریٰ کے یعنی بُصر کے گورنر کے پاس پہنچائے تا کہ وہ ان کو قیصر تک پہنچائے پھر ایسے ہی ہوا بُصریٰ کے گورنر نے وہ خط قیصر کے پاس پہنچایا۔

قیصر روم کی خاص بات یہ تھی کہ جب اس کے ہاں سے فارس کے لشکر واپس ہٹ گئے تھے (اور اہل فارس سے اس کا خطرہ ٹل گیا تھا تو) اس نے (اپنے دارالحکومت) حمص سے ایلیاء (یعنی بیت المقدس تک) پیدل سفر کیا تھا اللہ نے اس کو جس مشکل میں مبتلا کرنے کے بعد نجات دی تھی اسی کا شکر ادا کرنے کے لئے۔

چنانچہ جب قیصر کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا۔ اور اس نے جب اس کو پڑھ لیا تو کہنے لگا یہاں پر اگر محمد ﷺ کی قوم کا کوئی شخص ہو تو اس کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ تا کہ میں اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات کروں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی تھی کہ وہ ان دنوں شام میں تھے قریش کے کچھ دیگر جوانوں کے ساتھ جو شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اس مدت کے دوران جب رسول اللہ ﷺ کے اور کفار قریش کے مابین مصالحت ہو چکی تھی۔ ابوسفیان نے بتایا کہ قیصر روم کا نمائندہ ہمیں تلاش کرتا ہوا ملک شام کے بعض علاقے میں آیا وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے گیا (اس وقت چونکہ قیصر ایلیا یعنی بیت المقدس پہنچا ہوا تھا) لہٰذا وہ ہمیں بھی وہیں لے گیا ہم اس کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنی مملکت کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے اردگرد روم کے وزراء اور گورنر بیٹھے ہوئے تھے قیصر نے سر پر تاج پہنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے پوچھے کہ تم میں کونسا آدمی نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جو یہ دعویٰ کرتا کہ وہ نبی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔

قیصر نے پوچھا تیرے اور اس کے درمیان کونسی قرابت اور رشتہ ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ (ابوسفیان نے بتایا کہ) ان دونوں قافلوں میں بنوعبد مناف میں سے میرے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب کرو۔ اس کے بعد کہا کہ اس کے جو لوگ ہیں ان کو اس کے پیچھے اس کے کندھے کے برابر بیٹھاؤ۔ اس کے بعد اس نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اس سے اس شخص کے بارے میں سوال کروں گا جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اس کا جھوٹ بتا دینا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر اس دن مجھے حیا مانع نہ ہوتی اس بات سے کہ میرے ساتھی میرے بارے میں (میری قوم میں) میرا جھوٹ (واپس آکر) نقل کریں گے (اور مجھے جھوٹا کہیں گے) تو میں قیصر روم کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دروغ گوئی کرتا اور جھوٹ سے کام لیتا۔ جب اس نے مجھے ان کے بارے میں پوچھا تھا۔ بلکہ میں نے شرم کی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ نقل کیا کریں گے لہٰذا میں نے قیصر کو حضور کے بارے میں سچ سچ بتادیا۔ (قیصر روم اور ابوسفیان کے مابین حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال وجواب شروع ہوئے) قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو کہ اس شخص کا تمہارے اندر حسب نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ وہ ہمارے اندر صاحب حسب ونسب ہے۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے (خاندان میں) کسی نے یہ بات کہی ہے جو وہ کہتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ قیصر نے پوچھا کہ جب سے اس نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کیا ہے اس سے قبل تم لوگ اس کا کوئی جھوٹ جانتے تھے اور اس کو جھوٹا ہونے کی تہمت لگاتے تھے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہ انہوں نے پہلے جھوٹ بولا نہ ہی ہم لوگوں نے ان کو جھوٹ کی تہمت لگائی۔

قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی مالک اور بادشاہ تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اشراف اور بڑے بڑے لوگ اس کی اتباع کررہے ہیں یا کمزور اور ضعیف لوگ؟ ابوسفیان نے بتایا کہ صرف کمزور لوگ اس کی اتباع کررہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کی اتباع کرنے والے زیادہ ہوتے جارہے ہیں یا کم ہورہے ہیں؟ ابوسفیان نے بتایا بلکہ زیادہ ہورہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کیا کسی نے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اسے ناپسند کرتے ہوئے اس کے دین کو چھوڑا اور پھیرا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ کسی نے نہیں چھوڑا ہے۔ قیصر نے پوچھا کیا وہ شخص غدر اور دھوکہ بھی کبھی کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں دھوکہ (اب تک تو نہیں کیا) مگر آج کل ہم اس سے ایک معاہدہ کیے ہوئے ہیں جس کی مدت گذر رہی ہے ہمیں اس سے اندیشہ ہے کہ وہ دھوکہ کرے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس پوری وضاحت میں مجھے کہیں بھی موقع نہیں تھا کہ میں کوئی ایسا کلمہ داخل کروں جس کے ساتھ محمد ﷺ کی تنقیص وتوہین بھی کرلوں اور مجھے یہ خوف بھی نہ رہے کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ پکڑ کر نقل کیا کریں گے سوائے اس مذکورہ جواب کے پھر قیصر نے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے کبھی اس سے یا اس نے تم سے جنگ بھی لڑی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ جی ہاں لڑی ہے قیصر نے پوچھا کہ تمہارے اور اس کے مابین جنگ کیسے ہوتی ہے (یعنی تمہیں فتح ہوتی ہے یا اس کو ہوتی ہے؟) ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ جنگ تو کنویں لٹکانے والے ڈول کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ ہم پر غالب تو کبھی ہم اس پر غالب۔

قیصر نے پوچھا کہ وہ شخص تم لوگوں کو کس بات کا حکم دیتا ہے کیا یہ کہتا ہے کہ تم کیا کرو؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ وہ ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم عبادت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی کریں ہم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ ٹھہرائیں وہ ہمیں اس طور طریقے سے منع کرتا ہے جو کچھ ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ سچ بولنے کا پاکدامنی اختیار کرنے۔ ایفاء عہد کرنے۔ اداء امانت کا حکم دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ترجمان سے کہا (جب میں یہ سب کچھ اس کو بتا چکا تو)۔ اس سے کہو میں نے آپ سے تمہارے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمہارے اندر صاحب حسب ونسب ہے۔ اور ایسی ہی ہوا کرتے ہیں رسول وہ اپنے قوم میں اچھے نسب میں بھیجے جاتے ہیں نیز میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے بھی تمہارے اندر کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس سے قبل کسی نے یہ بات کہی تھی تو پھر یہ اسی کی اقتدا کررہے ہیں جو بات ان سے قبل کہی گئی تھی۔

پھر میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ تم اس سے کسی جھوٹ کی نسبت کرتے ہو جو کچھ انہوں نے بھی کہا ہے اس قبل۔ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے نہیں تو میں نے سمجھ لیا ہے جو بندوں پر جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ بولے گا۔ پھر میں نے پوچھا ہے کہ اس کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے دعویٰ کیا کہ نہیں کوئی نہیں گزرا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس کے باپ داداؤں میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سوچتا کہ یہ اپنے باپ دادا کا ملک اور حکومت لینا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ مالدار لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے یا کمزور لوگوں نے کی ہے تم نے بتایا کہ ضعفاء اور کمزور لوگوں نے غریبوں نے اس کی اتباع کی ہے بات یہ ہے کہ رسولوں پر اتباع غریب لوگ ہی کیا کرتے تھے۔

میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کم ہورہے ہیں یا زیادہ آپ نے بتایا کہ یہ بڑھ رہے ہیں تو سنو ایمان اسی طرح ہوتا ہے حتی کہ مکمل ہوجاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا ہے کیا کسی نے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کا دین چھوڑا بھی ہے۔ اس کے دین سے ناراض ہوکر کسی نے دعویٰ کیا ہے یا نہیں کسی نے نہیں چھوڑا تو یہی بات ہے ایمان اسی طرح ہی ہوتا ہے جب اس کی تازگی دلوں تک پہنچ جاتی ہے اس کو کوئی بُرا نہیں لگتا۔ میں نے پوچھا ہے کہ تم سے کہ کیا وہ عذر اور دھوکہ بھی کرتا ہے تم نے بتایا کہ نہیں تو رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عذر اور دھوکہ نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ تم نے اس کے ساتھ قتال کیا اس نے تم لوگوں کے ساتھ قتال کیا ہے تم نے بتایا ہے کہ ہاں اور تمہاری اور اس کی جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے (یعنی کبھی تمہاری فتح کبھی اس کی فتح) رسول اسی طرح ہوتے ہیں آزمائے جاتے ہیں۔ اور انجام کار اسی کے لئے ہوتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کیا حکم دیتا ہے؟ تمہیں کبھی کسی خبر کا حکم دیتا ہے تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو اور تمہیں اس سے منع کرتا ہے جو کچھ تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور تمہیں حکم کرتا ہے نماز پڑھنے سچ بولنے پاکدامن رہنے ایفاء عہد کرنے کا اور اداء امانت کا یہ صفت نبی کی ہی ہوتی ہے میں جانتا تھا کہ وہ آنے والا ہے مگر مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو قریب ہے کہ وہ بہت جلد ہی اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں پر میرے قدم ہیں اگر میں امید کروں کہ میں اس کے پاس پہنچ جاؤں تو میں سخت مصیبت میں مبتلا ہوجاؤں گا اس کی ملاقات سے اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے پیر دھو دھو کر پیتا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک منگوایا اور اس نے حکم دیا کہ وہ مجھے پڑھ کر سنایا جائے چنانچہ اسے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد عبداللہ ورسول ہیں۔

الی ھر قل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدیٰ امابعد۔ انی ادعوك بد عایة الاسلام اَسلِم تَسلَم یاٰھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لانعبدالا اللّٰه و لا نشرك به شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضاً اربابامن دو ن اللّٰه فان تو لوا فقولوااشھدوا بان مسلمو ن

اللہ کے نام سے لکھ رہا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا یہ تحریر ہے اور پیغام ہے محمد بن عبداللہ رسول کی طرف سے ھرقل شاہ روم کی طرف۔ سلامتی ہے اس پر جو روایت کا پیرو ہوا امابعد میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اسلام کی دعوت کے ساتھ آپ مسلمان ہوجاؤ بچ جاؤ گے۔ اور مسلمان ہوجاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دیں گے۔ اور اگر آپ پھر گئے تو تمام انکار کرنے والے عیسائیوں کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے اہل کتاب تم آجاؤ اس کلمے پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی بعض کو اپنا رب نہ بنائے اللہ کے سوا اور اگر وہ پھر جائیں تو تم کہو کہ ہم تو فرمابردار ہیں

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب اس نے قیصر نے اپنی بات پوری کی تو اس کے گرد بیٹھے ہوئے وزراء روم کی آوازیں بلند ہوگئی اور ان کا شور بہت زیادہ ہوگیا میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہرقل نے ہمارے بارے میں کیا حکم دیا، ہمیں وہاں سے نکالا گیا میں جب وہاں سے نکلا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ علیحدہ ہوا تو میں نے کہا ان سے کہ اللہ تحقیق ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا معاملہ کامیاب ہے یہ بنو اصفر گوروں کا بادشاہ ہے جو کہ (محمد ﷺ) سے خوف زدہ ہورہا ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں ہمیشہ اندر سے کمزور رہا اور یقین کرتا رہا کہ محمد کا معاملہ عنقریب غالب ہوکر رہے گا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام داخل کردیا حالانکہ میں تو اسے ناپسند کرتا تھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم بن حمزہ کے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح ہے بن ابراہیم بن حمزہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۴۱۔ فتح الباری ۶/ ۱۰۹۔۱۱۰۔)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے والد سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۴ ص ۱۳۹۳۔۱۳۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن روفع نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ ابوسفیان نے ان کو خبر دی تھی مُنہ درمُنہ انہوں نے کہا کہ میں چلا گیا تھا اس مدت کے درمیان جو ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان طے ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں شام کے ملک میں تھا۔

اچانک ایک خط لایا گیا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل (شاہ روم) کی طرف اس خط کو لانے والے حضرت دحیہ کلبی تھے۔ انہوں نے وہ لاکر بصرٰی کے گورنر کو دیا (حسب ہدایت ہرقل شاہ روم کو دینے کے لئے) اس کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے پوچھا کہ کیا یہاں پر اس شخص کی قوم میں سے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ یہاں پر کوئی ہے۔ لوگوں نے اس کو بتایا ہے کہ چنانچہ مجھے بلایا گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ۔ ہم لوگ ہرقل کے پاس پہنچے اس نے ہمیں اپنے سامنے بیٹھایا پھر پوچھا کہ تم میں سے کون نسب کے اعتبار سے اس شخص کا قریبی رشتے دار ہو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابوسفیان نے کہا میں نے بتایا کہ میں ہوں انہوں نے مجھے اس کے سامنے بیٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بیٹھایا اور ترجمان کو بلایا اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی روایت صالح کے مفہوم کے مطابق۔ اور اس نے اس اثناء میں کہ وہ نبی تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) میں نے بتایا کہ وہ شخص ہمیں نماز پڑھنے زکواۃ دینے۔ صلہ رحمی کرنے پاکدامن رہنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو بلاشبہ وہ نبی ہے۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ظاہر ہونے والا ہے مگر میں یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور اگر میں جانتا کہ میں اس کی طرف پہنچ سکوں گا تو میں اس کی ملاقات کرنے کو پسند کرتا اور میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوکر پیتا البتہ ضرور بالضرور اس کی حکومت وملک اس سرزمین تک پہنچ جائے گا جو آج میرے قدموں کے نیچے ہے اس کے بعد راوی سے مذکورہ خط کا ذکر کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر سورۃ آل عمران۔ باب قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۳۹۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے کہا وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود سے اس نے عبداللہ بن عباس سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوسفیان بن حرب نے اپنے منہ سے انہوں نے کہا ہم لوگ تاجر لوگ تھے ہمیں جنگ درپیش آ گئی تھی اس نے ہمیں کمزور کر دیا ہمارے مال برباد ہو گئے۔ جب صلح ہوئی صلح حدیبیہ ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان ہم لوگ یقین نہیں کر رہے تھے کہ ہم نے امن پالیا ہے۔ میں نے تجارت کی غرض سے ملک شام گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کسی مرد کو یا عورت کو مگر سب نے مجھے کچھ نہ کچھ اپنی پونجی پکڑوا دی کہ (ہمارا سامان بھی لے آنا) ہماری تجارت کا رخ ملک شام سے ارض فلسطین تک تھا، ہم روانہ ہو کر وہاں پہنچے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب قیصر روم ان لوگوں پر غالب آ چکے تھے ان لوگوں پر جو ان کے ملک میں قابض تھے اہل فارس میں سے یہ اس نے ان کو وہاں سے نکال سکے گا اور اس کی صلیب اعظم واپس ہو گئی جس کو انہوں نے چھینا تھا جب اس کو خبر پہنچی تو اس کا اپنا گھر حمص میں تھا اس میں سے ان کو نکال پھینکا تھا ارض شام میں وہ اس سرزمین سے پیدل پہنچا شکرانہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں تاکہ وہ اس میں نماز پڑھ سکے۔ اس کے لئے قالین بچھائی گئی اور خوشبوئیں چھڑکی گئی حتی کہ قیصر ایلیا (بیت المقدس) میں پہنچا اس نے وہاں نماز پڑھی۔

ایک دن اس نے صبح کی تو وہ انتہائی پریشان اور مغموم تھا وہ بار بار اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتا تھا اس کے وزیروں مشیروں نے اس سے کہا اے بادشاہ سلامت آج آپ صبح صبح پریشان ہیں میں نے اس کو بتایا کہ جی ہاں میں پریشان ہوں۔ انہوں نے پریشانی کی وجہ نہ دریافت کی اور کہا کہ کیا پریشانی ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ختنہ شدہ بادشاہ غالب ہو گیا ہے۔ مشیروں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کسی اُمت کو اُمتوں میں سے کہ وہ ختنہ کراتے ہوں سوائے یہود کے مگر وہ تو آپ کے ہاتھ کے نیچے ہیں آپ کی بادشاہی میں ہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خدشہ واقع ہو ہی گیا ہے۔ آپ اپنی پوری مملکت میں بندے بھیج کر سب کو جمع کر لیں پھر سب کو تہہ تیغ کر ڈالیں آپ اس فکر و غم سے استراحت پالیں گے۔ وہ لوگ اس بارے میں اپنی اسی تدبیر پر غور کر رہی رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس نمائندہ پہنچ گیا بُصریٰ کے گورنر کا عرب کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر (یعنی دحیہ کلبی کو جو ان کے پاس عرب سے پہنچا تھا۔ اس نمائندے نے کہا اے بادشاہ سلامت یہ ایک آدمی ہے عرب سے جو بکریوں اور اونٹوں والے لوگ ہیں۔ یہ آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اور آپ کو اس نئے حادثہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہو چکا ہے آپ اس سے پوچھئے اس کے بارے میں۔ وہ عرب آدمی جب اس کے پاس پہنچا تو۔

اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص سے پوچھیں وہ کونسی خبر ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہوئی؟ ترجمان نے اس سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایک آدمی ہے عربوں میں سے ہے قریش میں سے ہے وہ یہ ہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اور بہت سارے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی ہے۔ اور کئی دیگر لوگوں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ اور ان کے اور ان کے درمیان کئی جنگیں بھی ہو گئی ہیں کئی ایک مقامات پر۔ میں جب اپنے شہروں سے روانہ ہوا تو یہی کیفیت تھی۔ اس عرب نوجوان نے جب قیصر کو یہ خبر دی تو۔ اس نے کہا کہ اس کے کپڑے اُتار کر دیکھو۔ دیکھا تو وہ جوان ختنہ شدہ تھا۔

قیصر نے کہا اللہ کی قسم یہ تو وہی میرا خواب ہے۔ جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ وہ نہیں جو تم کہتے ہو۔ دے دو اس کو کپڑے اس کے۔ آپ چلے جائیں اپنے کام سے۔ اس کے بعد اس نے اونپولیس کے سربراہ کو بلایا اور کہنے لگا کہ تم پورے ملک شام کا سروے کرو چھان مارو اور اس (داعی نبوت شخص) کی قوم کا کوئی آدمی تلاش کر کے میرے سامنے پیش کرو تا کہ میں اس سے اس (مدعی نبوت) کے بارے میں تفصیلی حالات دریافت کروں۔

اللہ کی قسم میں اور میرے ساتھی تو غافل اور بالکل بے خبر ہیں اچانک وہ ہمارے اوپر چڑھ دوڑے گا پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ کون ہو۔ اور ہم اس کو بتائیں گے مگر چنانچہ وہ بولنے والے ہم سب کو ہانک کر ان کے پاس گئے جب قیصر کے پاس پہنچے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے ہرگز ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ خوفناک تھا بے ختنہ لوگوں (یعنی غیر مسلموں میں) سے یعنی ھرقل (قیصر روم، چنانچہ ہم جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ کون ہے تم میں سے جو زیادہ قریب ہو رشتے کے اعتبار سے (رسول اللہ ﷺ سے) میں نے کہا کہ میں ہوں۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب لاؤ مجھے اس نے بٹھایا اپنے سامنے اس کے بعد حکم دیا میرے ساتھیوں کے بارے میں ان کو اس نے میرے پیچھے بٹھایا۔ اور کہا کہ اگر یہ شخص جھوٹ بولے تو اس کی بات کو رد کر دیا ابوسفیان کہتے ہیں کہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تو میرے ساتھی میرے خلاف بات کورد نہ کرتے مگر میں ایک سردار آدمی ہوں محترم ہوں میں نے جھوٹ بولنے سے حیا کی میں جانتا تھا کہ اس سے فرمانے والا کچھ نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھی کہ یہ لوگ اس بات کومیری طرف سے روایت کریں گے پھر مکے میں جاکراس کودین کی طرف سے نسبت کرکے مکے میں بیان کریں لہٰذا میں نے جھوٹ نہیں بولا قیصر نے پوچھا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتادو جوتم لوگوں کے اندر سے اُٹھا ہے۔

چنانچہ میں نے حضور اکرم کی شان میں تحقیر کی اوران کے معاملے کوچھوٹا اور کمزور دکھانے کی کوشش کی۔تو اللہ کی قسم قیصر روم نے میری اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور کہنے لگا مجھے صرف اسی بات کا جواب دیں جو میں آپ سے پوچھوں لہٰذا میں نے کہا ٹھیک ہے آپ جو چاہیں ضرور مجھ سے پوچھیں۔(اب اس نے پوچھنا شروع کیا) اس شخص کا نسب کیسا ہے تم لوگوں میں؟ میں نے بتایا کہ ان کا نسب خالص ہے اور ہم لوگوں میں بہترین نسب والے ہیں۔

ہرقل (قیصر نے) پوچھا مجھے یہ بتایئے کہ اس کے گھرانے یا خاندان میں سے کسی نے پہلے ایسی بات کہی ہے وہ جس کے ساتھ مشابہت اختیار کررہے ہوں؟ یا اس کی نقل کررہے ہوں؟ میں نے بتایا کہ نہیں کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ھرقل نے پوچھا کہ کیا اس کی کوئی حکومت تھی یا اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے سلب کرلیا ہے اور چھین لیا ہوان سے۔

اس لئے وہ اس طرح کی بات کررہے ہوں تا کہ تم اس کو اس کی حکومت واقتدار واپس دے دو؟ میں نے بتایا کہ نہیں ھرقل نے پوچھا اچھا آپ مجھے ان کے اتباع کے اور تابعداری کرنے والوں کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ نوعمر نوجوان ہیں اور مالی اعتبار سے کمزور اور مسکین لوگ ہیں۔باقی رہے اس کی قوم کے اشراف اور مالدار لوگ اوران میں سے بڑی عمر کے لوگ وہ نہیں ہیں اس کے اتباع کرنے والوں میں سے ہیں ہرقل نے پوچھا مجھے یہ بتایئے کہ جو لوگ اس کے ساتھی بنتے مصاحب بنتے ہیں کیا وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں یا اس سے ناراض ہوکر دل میں کینہ رکھ کر اسے چھوڑ جاتے ہیں؟

میں نے بتایا کہ ایسا بہت ہی قلیل ہوگا کہ کوئی آدمی اس کی صحبت اختیار کرکے پھر اسی سے الگ ہوگیا ہو ہرقل نے پوچھا کہ مجھے جنگ کے بارے میں بتایئے تمہارے اوراس کے درمیان؟ میں نے بتایا کہ وہ کنویں کے ڈول کی مثل ہے کبھی اس کے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں ہرقل نے پوچھا کیا وہ عذار اور دھوکہ بھی کرتا ہے (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) میں نے ایسی کوئی چیز نہ پائی جس کے جواب میں چشم پوشی سے کام لوں مگر یہی موقع تھا میں نے بتایا کہ اب تک تو اس نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا آج کل ہمارے اوراس کے درمیان ایک معاہدے کی حدت جاری ہے جس کے اندر اس کے غرور دھوکہ کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

اللہ کی قسم اس نے میری یہ بات سن کراس کی طرف کوتوجہ نہ دی۔اس کے بعد اس نے میری اپنی ساری گفتگو دھرائی اور کہنے لگا تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نسب کے اعتبار سے خالص ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو نبوت کے لیتے ہیں۔جب اسے لیتے ہیں تو اسے اس کی قوم کے بہترین لوگوں میں سے چنتے ہیں۔میں نے تم سے پوچھا کیا اس کا کوئی اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے چھین لیا ہے؟ اس لئے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے تا کہ تم پر اس کا وہ منصب اس کو واپس لوٹا دو اور اس کا اقتدار اس کو واپس کردو تم نے بتایا کہ نہیں۔

میں نے تم سے ان کے اتباع کے بارے میں پوچھا تم نے بتایا کہ وہ نوعمر لوگ اور مساکین اور ضعفآء ہیں ایسے ایسے لوگ ہی انبیآء کے اتباع ہوتے ہیں ہر زمانے میں۔میں نے تم سے پوچھا کہ جو اس کی اتباع کرتے ہیں کیا اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ چپکے رہتے ہیں یا اسے چھوڑ جاتے اوراس سے ناراضگی کرلیتے ہیں تم نے بتایا کہ بہت کم ایسا ہے کہ اس سے کوئی صحبت اختیار کرے پھر اس سے ناراض ہوکر اس کو چھوڑ دے اسی طرح ہی ہوتا ہے کہ جب ایمان کی حلاوت جب کسی دل میں داخل ہوجاتی ہے تو وہ اس سے نکلتی نہیں ہے۔

نیز میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے اور اس کے مابین جنگ کی کیا کیفیت رہتی ہے تم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ڈول کی مثل ہے کبھی تمہیں کامیابی ہوتی ہے کبھی اس کو۔ انبیاء کرام کی جنگیں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ اور بالآخر انجام انہی کے حق میں اچھا ہوتا ہے میں نے پوچھا کیا وہ غداری اور دھوکہ کرتا تم نے بتایا کہ وہ دھوکہ نہیں کرتا۔

اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو سن لیجئے وہ ضرور ضرور اس جگہ پر غلبہ پائے گا جو میرے ان قدموں کے نیچے ہے اور ابتداء میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم یعنی پیر دھوتا۔ ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو میں اُٹھا اور میں اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار رہا تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندو کامیاب ہوگیا ابن ابو بشر کا معاملہ (یعنی حضور اکرم ﷺ کا) کیا دیکھتے نہیں ہو کہ بنو اصغر کے بادشاہ اپنی سلطنت میں اپنی حکومت میں بیٹھے ہوئے بھی اس سے خوف زادہ ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ۲۶۲/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصاریٰ کے بڑے پادری نے جس نے وہ زمانہ پایا تھا اس نے کہا کہ جب دحیہ کلبی بن خلیفہ ہرقل کے پاس آیا تھا ہرقل عظیم روم کی طرف اس میں لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کی طرف سے سلامتی ہو اس سے جو جس نے روایت کی پیروی کی۔

اما بعد آپ مسلمان ہو جایئے آپ بچ جائیں گے۔ آپ مسلمان ہو جائیں اللہ آپ کو دوہرا اجر عطا کریں گے۔ اگر آپ نے انکار کر دیا تو ان کی قوم کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا۔

یہ خط اس کے پاس پہنچا اس نے ایسے لیا اور پڑھا اور اپنی گود میں رکھ لیا پھر اس نے اہل روم میں سے ایک آدمی کی طرف لکھا وہ عبرانی میں پڑھتا تھا اس کو وہ خبر دینے لگا اس کی جو کچھ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ ہرقل نے اس کو دیکھا کہ بلاشبہ یہ وہی نبی ہے جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

لہٰذا اس کی اتباع کر لیجئے اور انہوں نے روم کے دیگر وزراء سے کہا ان کو اس نے اپنی مملکت کے ایک معتبر میں جمع کیے گئے اور اس کے دروازے ان پر بند کر دیے گئے ھرقل بالا خانہ سے اٹھ کر ڈرتے ہوئے ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔

اے روم کے لوگوں کی جماعتوں میرے پاس احمد (محمد ﷺ) کا خط آیا ہے بیشک اللہ کی قسم نبی ہے ہم جس کا انتظار کر رہے تھے اور جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے تھے اور آپ کو اس کی علامت سے پہچانتے تھے اور اس کے زمانے سے تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تمہاری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے گی چنانچہ یہ سنتے ہی وہ سارے کے سارے ایک ہی آدمی کی طرف اُٹھ کر بھاگ گئے آگے دروازے بند تھے قیصر نے دوبارہ ان کو بلا کر کہا اے روم کی جماعتوں میں نے یہ بات تمہیں اس لیے کہی تھی کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین پر کتنے سچے ہو میں نے تمہارے اندر جو کیفیت دیکھی ہے اس سے مجھے خوش کر دیا ہے چنانچہ وہ سارے لوگ اس کے آگے سجدے میں گر گئے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ان کو ابو عُلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ادھر ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر پہنچی اس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مزید آگاہی حاصل کرے چنانچہ اس نے صاما بعد کی طرف نمائندہ بھیجا جو اس کو کسی ایسے عرب سے ملوجو شام میں اس کے ملک میں موجود ہوں وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کر کے چنانچہ اس نے چالیس آدمی ان میں سے بھیجے ان میں ابوسفیان بھی تھے یہ لوگ ہرقل کے پاس پہنچے ایلیا کے ایکقصبہ کے اندر جو کہ اس کے وسط میں تھا۔

ہرقل نے کہا کہ میں نے تمہاری طرف نمائندہ بھیجا تا کہ تم مجھے اس شخص کے بارے میں خبر دو جو مکے میں ہے کہ اس کا کیا معاملہ ہے۔ ان عربوں نے کہا کہ وہ ساحر ہے۔ کذاب ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ جو تم سے اس کے بارے میں زیادہ جانتا ہے اور جو تم میں سے اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا وہ یہ ہے ابوسفیان یہ اس کا چچازاد ہے اور یہ اس سے جنگ بھی کر چکا ہے جب ان لوگوں نے اس کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ان سب کو باہر نکال دو اس کے بعد اس نے ابوسفیان کو بٹھالیا اور اس سے خبر پوچھی۔ پھر اس نے پوچھا کہ ابوسفیان آپ بتاؤ تم اس کے بارے میں ابوسفیان نے پھر کہا کہ وہ ساحر ہے۔ ہرقل نے کہا کہ میں اس کے بارے میں گالیاں نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ میں تمہارے اندر اس کا نسب پوچھتا ہوں ابوسفیان نے بتایا کہ وہ اللہ کی قسم قریش کے گھرانے ہی میں سے ہے ہرقل نے پوچھا کہ اس کی عقل اور رائے کیسی ہے؟ اس نے بتایا کہ ہم نے کبھی اس کی عقل کے بارے میں عیب نہیں لگایا نہ ہی اس کی رائے کے بارے میں کبھی۔

ہرقل نے کہا کیا وہ جھوٹی قسمیں کھانے والا اپنے معاملے میں دھوکہ دینے والا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم ہے وہ اس طرح بھی نہیں ہے اس نے پوچھا شاید وہ اقتدار چاہتا ہو عزت وشرف چاہتا ہو جو کسی اس کے گھرانے کے کسی مرد کے پاس ہو پہلے سے۔ اس نے بتایا کہ نہیں ہرقل نے پوچھا تم میں سے کسی نے اس کی اتباع کی ہے کیا ان میں سے کوئی واپس تمہاری طرف لوٹ آیا ہے؟ (یعنی دوبارہ مشرک ہوگیا ہے) ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں یہ بات بھی نہیں ہے۔ ہرقل نے کہا کیا وہ دھوکہ کرتا ہے جب معاہدے کرتا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں ہاں مگر بہت کہ شاید ابھی وہ غدر کرے اس بارے میں ہرقل نے کہا اس بارے میں دھوکے کا کیا خوف ہے؟ اس نے کہا بیشک میری قوم نے ان کے حلیفوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کی ہے جب وہ مدینے میں تھے۔

ہرقل نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے ابتداء کی ہے تو تم سب سے بڑے غدار اور دھوکہ کرنے والے ہو۔ ابوسفیان اس بات پر ناراض ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ وہ ہم سے صرف ایک مرتبہ غالب ہوا ہے وہ بھی اس لئے کہ میں اس دن موجود نہیں تھا۔ وہ یوم بدر تھا اس کے بعد میں نے دو مرتبہ اس سے جنگ کی ہے وہ بھی ان لوگوں کے گھروں میں جا کر ہم لوگوں نے ان کے جا کر پیٹ پھاڑے ان کے ناک کان کاٹے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں۔

ہرقل یہ سن کر کہنے لگا تم اس کو سچا کہتے ہو یا جھوٹا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ کاذب ہے اس نے کہا کہ اگر وہ نبی ہے تمہارے اندر تو تم اس کو قتل نہیں کرو گے اس کام کے لیے یہود زیادہ فعال ہیں اس کے بعد ابوسفیان واپس لوٹ گئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے تھے لہٰذا وہ وہاں قیصر روم کے پاس پہنچے قیصر نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ اس سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جب ابوسفیان ہرقل کے پاس داخل ہوا تو اس نے کہا مجھے تم اس آدمی کے بارے میں بتاؤ جو تمہارے اندر نکلا کیا وہ ہر بار تمہارے اُوپر غالب ہوتا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ وہ کبھی ہم لوگوں پر غالب نہیں آیا مگر صرف اس وقت جب میں موجود نہیں تھا۔

اس کے بعد میں نے دوبارہ ان سے جنگ کی ہے لہٰذا ہم نے ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے ان کے ناک کاٹ ڈالے ہم نے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں قیصر روم نے کہا تم اس کو جھوٹا سمجھتے ہو یا سچا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ جھوٹا ہے قیصر نے کہا تم یہ بات نہ کہو بیشک جھوٹ کے ساتھ کوئی بھی غالب نہیں آتا اگر وہ تمہارے اندر نبی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ یہ کام نبیوں کا نہیں یہودیوں کا کام ہے۔

☆☆☆

باب ۱۴۸

رسول اللہ ﷺ کا کسریٰ بن ہرمز (شاہ فارس) کے پاس نمائندہ بھیج کر خط پہنچا کر اسلام کی دعوت دینا، کسریٰ کا نامہ مبارک کو چاک کر دینا حضور اکرم ﷺ کا اس کو بددعا دینا، اللہ تعالیٰ کا دعا قبول کرنا۔ کسریٰ کی ہلاکت اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور اس کے خزانوں کے فتح ہونے کی بابت

رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی کی تصدیق

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے صفار سے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط بھیجا تھا کسریٰ کی طرف اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کو بحرین کے گورنر کے حوالے کر دے وہ اس کو کسریٰ کے حوالے کر دے۔ (خط اسی راستے پہنچ گیا) کسریٰ نے اس کو پڑھا اور پڑھ کر پھاڑ دیا۔ میرا گمان ہے کہ ابن مسیّب نے کہا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی تھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۱۰۸)

(۲) اور میری کتاب میں ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں جو میں اپنے سماع والے نسخے میں پاتا ہوں کہ تحقیق ہمیں خبر دی ہے اس کے ساتھ بطور اجازت کے یہ کہ ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن نصر جارودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے یونس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن کھڑے ہوئے منبر پر خطبہ دینے کے لئے انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کی واحدانیت کی شہادت دی اس کے بعد فرمایا کہ لما بعد بیشک میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ میں تم میں سے بعض کو عجمیوں کے بادشاہوں کے پاس بھیجوں آپ لوگ میرے سامنے اختلاف نہ کرنا جیسے نبی اسرائیل نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سامنے اختلاف کیا تھا۔

چنانچہ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ، اللہ کی قسم ہم آپ کے سامنے کبھی بھی اختلاف نہیں کریں گے کسی بھی خبر کا۔ آپ ہمیں حکم کیجئے۔ (جو آپ حکم کریں) اور ہمیں بھیجیے (جہاں آپ بھیجیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو کسریٰ کے پاس بھیجا وہ روانہ ہوا اور کسریٰ کے پاس پہنچ گیا کسریٰ اس وقت مدائن میں تھا شجاع نے ملنے کی اجازت طلب کی۔ کسریٰ نے پہلے اس کے لیے دربار کو آراستہ کروایا اس کے بعد فارس کے وزراء کو اجازت دی اس کے بعد شجاع کو اجازت دی وہ جب اس پر داخل ہوا تو کسریٰ نے حکم دیا کہ اس سے خط لے لیا جائے شجاع نے کسی اور کے ہاتھ میں دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ویسے کروں گا جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے میں خود اپنے ہاتھ سے دوں گا۔

کسریٰ نے کہا اس کو اجازت دے دو چنانچہ اس نے قریب ہو کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو خط دیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب کو بلایا جو کہ اہل حیرہ میں سے تھا اس نے اُسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ من محمد عبداللہ و رسولہ الی کسریٰ عظیم فارس۔ یہ محمد بن عبداللہ، اللہ کے رسول کا خط ہے کسریٰ کی طرف جو (شاہ) فارس ہے۔ یہ سنتے ہی اس کو غضب طاری ہو گیا کہ محمد ﷺ نے اپنے نام کو پہلے لکھا ہے اور اس کے نام کی بعد میں۔ وہ چیخا اور غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے خط کو لے کر پھاڑ دیا۔ یہ جاننے سے پہلے کہ اس میں پیغام کیا ہے۔ اور اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت سے نسرہ شجاع بن وھب کو نکالدیا جائے۔ لہٰذا انہیں نکالدیا گیا۔

شجاع نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سواری پر بیٹھ کر واپس چلے آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اب مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں دو راستوں میں سے کون سے پر ہوں جب میں نے رسول اللہ کا خط پہنچا دیا ہے۔ ادھر جب کسریٰ کے اوپر سے غصہ کا جوش ختم ہوا تو اس نے دوبارہ شجاع کو طلب کیا کہ وہ آئے اور کچھ التماس کرے مگر وہ مل نہ سکے انہیں مقام حیرہ تک تلاش کیا گیا مگر وہ اس سے آگے گذر گئے تھے شجاع جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضور کو خبر دی کسریٰ کے معاملے کی اور خط پھاڑنے کی رسول اللہ کی خط۔

تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَزَّقَ كِسْرٰى مُلْكَهٗ

کسریٰ اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) یہ مرسل روایت ہے اور اس سے قبل موصول روایت کسریٰ کے رسول اللہ کے نام مبارک کو چاک کرنے کے بارے میں قتعق میں اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی خبر دی تھی۔ پہلی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا فرمائی تھی۔ اور دونوں روایتیں اس شخص کے بارے میں مختلف ہیں جو حضور کا خط کسریٰ کے حوالے کرے گا اور روایت اولیٰ موصول ہے اور وہی اولیٰ ہے اور بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس بن فضل نے اسفاطی نے ان کو ابوالولید نے ان کو ابوعوانہ نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ضرور ضرور فتح دے گا ایک جماعت کو مسلمانوں میں سے یا کہا تھا مومنوں میں سے کسریٰ کے خزانے وہ جو قصر ابیض (وائیٹ ہاؤس) میں ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ وغیرہ سے اس نے ابوعوانہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۸ ص ۲۲۳۷)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابومنصور ظفری محمد بن احمد بن زیاد علویؒ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی دُحیم شیبانی نے کوفے میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے بن ابوغزرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حماد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسباط نے سماک سے اس نے جابر بن سمرہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا میری اُمت کی جماعت ضرور فتح کرے گی آل کسریٰ کے خزانے کو جو سفید محل کے اندر ہے (وائٹ ہاؤس) چنانچہ میں اور میرے والدان ہی میں تھے۔ ہمیں ہزار درہم ملے تھے۔

☆☆☆

باب ۱۴۹

کسریٰ کی موت واقع ہونا
اور نبی کریم ﷺ کا اس کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن ولید فحام نے ان کو ساذان اسود بن عامر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے حمید سے اس نے حسن سے اس نے ابوبکرہ سے یہ کہ ایک آدمی اہل فارس سے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ۔ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ قَتَلَ رَبَّکَ ۔ بیشک میرے رب نے تیرے رب کو مار دیا ہے یعنی کسریٰ کو۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا بیشک کسریٰ کی بیٹی اس کے قائم مقام بن گئی ہے (اس کی نائب بنادی گئی ہے)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَایُفلَح قَوم' تَملکُھُم اِمرَأۃ'

وہ قوم فلاح اور کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگی جن کی مالک کوئی عورت بن جائے (یعنی جن کی حکمران) عورت بن جائے۔

(۲) اور حدیث دحیہ کلبی میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے تھے قیصر روم کی طرف سے تو انہوں نے آپ کے پاس پیغام لانے والے پائے صنعآء شہر پر کسریٰ کے گورنر کے ہاں (کسریٰ نے) اُسے دھمکایا تھا (ان کے ذریعے اور یہ پیغام دیا تھا کہ) کیا تم میرے لیے کفایت نہیں کر سکتے اس آدمی سے جو تیری سرزمین پر نکلا ہے (یعنی یہ کہہ رہا تھا کہ تم محمد کو ختم نہیں کر سکتے) جو تجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے؟ تم میری طرف سے اس کا کام تمام کردو ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسے ایسے کروں گا۔ والی صنعآء نے نبی کریم ﷺ کے پاس خط پیغام بھیجا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو آپ نے ان کو صرف پندرہ دن مہلت دی چھوڑنے کو اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ تم واپس جاؤ اپنے صاحب کی طرف اور اس کو جاکر کہو کہ بیشک میرے ربّ نے تحقیق قتل کردیا ہے تیرے ربّ (بادشاہ) کو آج رات۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے جاکر صاحب صنعآء کو خبر دی۔ دحیہ کلبی فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ کسریٰ اسی رات میں قتل ہو گیا تھا۔

(۳) اور اس واقعہ کو داؤد بن ابوہند نے بھی ذکر کیا ہے عامر شعبی سے اس مفہوم کے ساتھ اور اس عامل کا نام جس کی طرف کسریٰ نے لکھا تھا۔ اس راوی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پس کہا باذان صاحب یمن نے۔ جب باذان کے پاس خط پہنچا تو اس نے اہل فارس کے دو آدمی منتخب کیے اور اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف لکھا۔ جو کچھ کسریٰ نے لکھا تھا۔ کہ (محمد ﷺ) اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع کرلے یا پھر مقابلے کے لئے تیار ہو جائے۔

اس کے بعد راوی نے مذکورہ روایت کی مفہوم ذکر کیا ہے نبی کریم ﷺ کے قول کے بارے میں کہ وہ (نمائندہ) صنعآء والی کو پیغام پہنچادیں کہ میرے ربّ نے تمہارے ربّ (بادشاہ) کو قتل کردیا ہے چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہو چکا تھا جیسے آپ نے خبر دی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو ابوبکر بن عیاش نے داؤد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ سعد نبی کریم ﷺ کے پاس آتے دکھائی دیئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک سعد کا چہرہ خیر ہے (یا سعد کا سامنے آنا خیر کا سبب ہے) یا الخیر و فرمایا۔ کہتے ہیں کہ سعد نے کہا یارسول اللہ ﷺ کسریٰ ہلاک ہو گیا ہے یا کہا تھا کہ کسریٰ قتل ہو گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لعن اللّٰہ کسرٰی اول الناس ھلاکاً فارس ثم العرب

اللہ لعنت کرے کسریٰ کو لوگوں میں سے پہلے اہل فارس ہلاک ہوں گے پھر عرب ہوں گے۔

احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسریٰ کی ہلاکت کی خبر دینا اس وقت ہو جب کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ خبر سعد کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کہیں سے ملی ہو لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کو بتانے آیا ہو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی تصدیق کے لئے۔

(۵) اس میں ہے جو مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمر و محمد بن محمد بن احمد قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے اس نے صالح سے وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابن شہاب نے وہ کہتے مجھے خبر دی ابوسلمہ نے ان کو خبر پہنچی ہے کہ اپنے ملک کے ایک کنیسہ میں موجود تھا اس کی طرف بھیجا گیا تھا یا اس پر مسلط کیا گیا تھا ایک سامنے آنے والا چنانچہ اس میں سے ان کے سامنے حق پیش گیا تھا کسریٰ نے بس یہی دیکھا کہ ایک آدمی پیدل سامنے چلا آ رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے کہا ہے اے کسریٰ کیا تجھے اسلام لانے میں دلچسپی ہے اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا جی ہاں (میں اسلام لاتا ہوں) آپ عصا کو نہ توڑیں۔ چنانچہ وہ آدمی واپس مڑ گیا جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو میرے پاس آنے کے لیے کس نے اجازت دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس تو کوئی بھی داخل نہیں ہوا کسریٰ نے کہا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کہتے ہیں کسریٰ ان پر غضبناک ہوا۔ اور ان کو برا بھلا کہہ کر چھوڑ دیا۔

اس بات کو سال گذر گیا سال گذرنے پر وہی مذکورہ شخص پھر کسریٰ کے پاس آیا اس کے پاس وہی عصا تھا اس نے کہا اے کسریٰ یا تم اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں کسریٰ نے کہا جی ہاں میں اسلام لاتا ہوں آپ اس کو نہ توڑیں نہ توڑیں۔ جب وہ شخص واپس لوٹ گیا تو پھر اس نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے انکار کیا کہ کوئی بھی تو آپ کے پاس داخل نہیں ہوا چنانچہ ان کو اس کے غضب اور ڈانٹ کا سامنا کرنا پڑا جیسے پہلی بار ہوا تھا پھر جب اگلا سال آیا۔ پھر وہی شخص حسب سابق آیا اس کے پاس عصا تھا پھر اس نے کہا کیا تم اے کسریٰ اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں کسریٰ نے کہا اس کو نہ توڑیے مگر اس دفعہ اس نے کسریٰ کے منع کرنے کے باوجود اس عصا کو توڑ دیا۔ پس اللہ نے اسی وقت کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔

(۶) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث بیان کئے گئے ہیں میرے بھتیجے ابن شھاب سے اس نے اپنے چچا سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اس نے حدیث چلائی ہے حدیث صالح کی مثل کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے ان کو لیث نے ان کو عقیل نے ابن شہاب سے اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ یکا یک کسریٰ اپنے ملک کے ایک گرجے میں بیٹھا تھا اس کی طرف بھیجا گیا اور اس کے مسلط کیا گیا ایک اچانک سامنے آنے والا جس نے اس پر حق پیش کیا تھا۔ مذکورہ حدیث کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے بایں صورت کہ اس نے خود قراءت کی تھی اور کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحامد بن الشرقی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذھلی نے اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے پہلی دو اسنادوں کے ساتھ سوائے روایت ابوصالح کے۔

☆☆☆

باب ۱۵۰

نبی کریم ﷺ کے دو فرمانوں میں تطبیق

(۱) جس وقت قیصر روم ہلاک ہو گیا اس کے بعد پھر قیصر نہیں ہوگا۔

(۲) نیز حضور اکرم ﷺ سے مروی فرمان قیصر کے بارے میں جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا۔ اس کا ملک قائم رہا یا یہ کہ اس نے اپنے ملک کو محفوظ کر لیا۔ نیز دونوں فرمانوں میں آپ کا صدق نیز آپ ﷺ کی طرف سے کسریٰ کی ہلاکت جو خبر بیان ہوئی۔

اور نبی کریم ﷺ صادق تھے اور مصدوق تھے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو ابن ابوعیینہ نے زہری سے اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ھلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد پھر دوبارہ کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جس وقت قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۷ ص ۴/۲۲۲۷)

شافعی رحمۃ اللہ کا قول

شافعیؒ نے فرمایا کہ جب کسریٰ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لایا گیا تو اس نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (بددعا دی تھی) اور فرمایا تھا اس نے اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اور ہم محفوظ ہو گئے ہیں۔ بیشک قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا اور اس کو اس نے کستوری میں رکھا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس نے اپنے ملک کو بچا لیا ہے اور محفوظ کر لیا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عیینہ سے

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زھری سے۔

بہر حال وہ خبر جو شافعیؒ نے نقل کی ہے کسریٰ کا نامہ رسول کو چاک کرنا۔ اور جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اس بارے میں تحقیق اس کی اسناد اس سابقہ باب میں گذر چکی ہے اور بہر حال جو کچھ آپ نے فرمایا تھا قیصر کے بارے میں وہ اس روایت میں جس کی خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے اس نے ابن عون سے اس نے عمیر بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھا تھا۔ بہر حال قیصر نے تو اس کو

لکھ دیا تھا (یعنی اس کی عزت کی تھی) اور کسریٰ نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بہرحال یہ لوگ (کسریٰ والے) ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔ اور یہ دوسرے (قیصر والے) عنقریب ان کے لیے کچھ بقیہ ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ کی عظیم پیشن گوئی اپنے پس منظر سے حقیقت کا روپ دھارنے تک

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس رحم نے ان کو ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قریش کا کثرت کے ساتھ ملک شام آنا جانا رہتا تھا۔ ان کی زیادہ تر معاش ملک شام سے ہی وابستہ تھی اور عراق میں بھی جاتے تھے۔ جب قریش اسلام میں بھی داخل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے مستقبل معاشی انقطاع اور تعطل کا اندیشہ ذکر کیا گیا کیونکہ شام اور عراق سے مسلمانوں کی تجارت منقطع ہو جائے گی اس لئے کہ وہ کفر کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور اس کے برعکس وہاں شام کا بادشاہ ہو یا عراق کا وہ اہل اسلام کے مخالف ہیں۔ (وہ آزادانہ تجارت کی راہ میں حائل ہوں گے اور منع بھی کر سکتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اپنا یہ تاریخی ارشاد فرمایا تھا۔

اذاهلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعدهٗ

جس وقت یہ کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پھر ارض عراق پر کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا اس کے بعد جس کی حکومت مستحکم ہو سکے۔

نیز اسی طرح فرمایا کہ۔

اذاهلك قيصر فلاقيصر بعده

یعنی جس وقت یہ قیصر ھلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اور کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

مطلب ہے کہ ارض شام میں اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ دراصل یہ حضور اکرم ﷺ جواب دے رہے ہیں ان کی اس بات کا (جو ان لوگوں نے مستقبل معاشی خطرے پیش نظر کہی تھی)۔ حضور اکرم ﷺ کے یہ دو جملے دنیا کی اس وقت سپر طاقتوں کے مٹ جانے اور شکست کھا جانے کی اسلام کے معاملے میں یہ پیشن گوئی تھی پوری ہوئی (جاروی ترجم) چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے ارض عراق سے کسراؤں کی جڑ کاٹ دی اور فارس سے اور اسی طرح قیصر کی بھی اور ان کی بھی جو قیصر کے بعد شام میں کھڑے ہوئے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے اب کسراؤں کے لیے کوئی ملک واقتدار باقی نہیں رہے گا۔ اور قیصر کے بارے میں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ثابت رکھے۔ چنانچہ اس کا اقتدار بلاد روم میں آج تک باقی ہے ہاں البتہ اس کا اقتدار شام سے ہٹ گیا ہے یہ سب کچھ مربوط ہے آپ کے صدق کے ساتھ جس کی ہر گھڑی دوسری تصدیق کرتی ہے۔

☆☆☆

باب ۱۵۱

نبی کریم ﷺ کا خط (شاہ اسکندریہ) مقوقس کی طرف

(۱) ابوعبداللہ حافظ نے کہا اس روایت کے بارے میں جو میں نے اپنے سماع میں نہیں پائی۔ اور تحقیق (انہوں نے) اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاوی سے یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچا۔ اس نے خط کو بوسہ دیا اور حاطب کا اکرام کیا۔ اور احسن طریقے پر ان کی مہمان نوازی کی۔ اور اسے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچایا اور حاطب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لیے ھدیہ کے طور پر پیش قیمت پوشاک اور منبج کے سمیت ایک سواری کا خچر اور دو خادمہ روانہ کیں۔ ان دونوں میں سے ایک (حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کی ماں بنیں تھیں (نام ماریہ قبطیہ تھا) اور دونوں میں دوسری کو آپ ﷺ نے جہر میں قیس عبدی کے لئے ہبہ کر دیا تھا وہ زکریا بن جہم کی ماں بنی تھیں جو مصر میں حضرت عمرو بن العاص کے خلیفہ اور نائب بنے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومروان عبدالمالک بن محمد بن عبدالعزیز مروانی نے قاضی مدینۃ دارالرسول نے مدینے میں ان کو ابوبشر محمد بن احمد دولاہی نے ان کو ابوالحارث احمد بن سعید فہیری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن یحیٰی حاطبی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے ان کو یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے حاطب بن بلتعہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر اس کو سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ کا خط پیش کیا اس نے مجھے اپنے گھر میں رکھا اور میں اس کے پاس ٹھہرا اس کے بعد اس نے مجھے بلایا اور اپنے وزیروں مشیروں کو بلایا۔ اور کہنے لگا کہ میں ابھی تیرے ساتھ بات چیت کرنے لگا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو مجھ سے سمجھ لیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہئے اس نے پوچھا کہ آپ مجھے اپنے اس ساتھی (محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں بتایئے کیا وہ نبی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ نبی ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کہ کیا بات ہے جب وہ ایسے ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کیوں نہیں کی جب کہ انہوں نے ان کو ان کے گھر سے ان کے شہر سے نکالا تھا۔

حاطب کہتے ہیں کہ میں نے (اسے الزامی جواب دیتے ہوئے) کہا آپ کا کیا خیال ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا آپ شہادت نہیں دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول تھے کیا خیال ہے آپ کا جب ان کو ان کی قوم نے پکڑ لیا تھا اور ان کو پھانسی دینے کا ارادہ کر لیا تھا وہ بھی دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو ہلاک کر دیتا تھا (جب کہ انہوں نے ایسے نہ کیا) بلکہ اللہ نے ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ یہ سن کر مقوقس نے کہا تم حکیم ہو حکیم کی طرف سے آئے ہو یعنی دانا ہو وہ دانا کی طرف سے آئے ہو۔ یہ لیجئے یہ تحائف ہیں میں ان کو آپ کے ساتھ بھیج رہا ہوں محمد ﷺ کی طرف۔ اور آپ کے ساتھ میں محافظ بھیج رہا ہوں جو تجھے محفوظ مقام تک پہنچائیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف تین خادمائیں بھیجی تھیں ان میں سے ایک ام ابراہیم بن رسول اللہ تھی اور دوسری کو رسول اللہ نے ھبہ اور عطیہ کر دیا تھا ابوجہم بن حذیفہ عدوی کے لیے اور تیسری کو ہبہ کیا تھا حسان بن ثابت انصاری کے لیے اور ان کی طرف اصیل گھوڑے بھیجے تھے۔ ہارون نے کہا حاطب بن بلتعہ حضرت علی کی خلافت میں وفات پا گئے تھے۔

☆☆☆
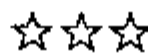
باب ۱۵۲

غزوہ ذات السلاسل [1]

جمادی الثانیہ ۷ یا ۸ ہجری

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا کہ غزوہ عمرو بن العاص ذات السلاسل ہے۔

شام بالائی نواحی علاقوں میں مقام بلی۔ سعد اللہ اور ان کے متصل قضاعہ میں ہوا تھا۔ اور عروہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقام بلی میں بھیجا تھا وہ لوگ ماموں ہوتے تھے عاص بن وائل کے اور اس کو بھیجا تھا ان لوگوں میں جو ان کے متصل تھے قضاعہ سے اور ان پر امیر مقرر کیا تھا۔ موسیٰ نے کہا ہے۔ کہ عمرو بن العاص نے خوف اور ڈر محسوس کیا تھا اپنی اس جانب سے وہ جس طرف تھے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھیج کر آپ سے مدد چاہی تھی لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اولین کو بلایا ان میں ابوبکر بن خطاب میں بلائے گئے تھے۔ سراۃ مہاجرین میں سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر ابوعبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کیا تھا اور انہی کے ذریعہ عمرو بن العاص کو امداد بھیجی تھی۔

عروہ کہتے ہیں کہ۔ عمرو بن العاص ان دنوں مقام سعد اللہ میں تھے اور یہ بنوقضاعہ کی ایک جانب اور طرف ہے موسیٰ کہتے ہیں کہ۔ جب یہ لوگ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے اس نے کہا کہ میں تمہارے اُوپر بھی امیر ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا تھا اور میں نے ان سے تمہارے ذریعہ سے مدد مانگی تھی۔ مگر مہاجرین نے کہا نہیں بلکہ آپ اپنے (پرانے) ساتھیوں کے امیر ہیں اور ابوعبیدہ مہاجرین کے امیر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ حقیقت ہے کہ تم وہ ہو جن کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ ابوعبیدہ نے جب کیفیت دیکھی تو وہ حسن خلق کے مالک اور نرم خو تھے انہوں نے رسول اللہ کے حکم کے لیے سعی کی اور ان کے عہد کے لیے اور کہا کہ کیا آپ جانتے ہو اے عمرو کہ وہ بات جس کا میرے ساتھ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب تو پہنچ جائے اپنے صاحب اور دوست کے پاس تو تم دنوں ایک دوسرے کی بات ماننا۔ اور بیشک آپ اگر میری مخالفت کریں گے اور میری بات نہیں مانیں گے اے عمرو۔ تو میں تمہاری بات ضرور مانوں گا (یہ کہ کر) ابوعبیدہ نے امارۃ عمرو بن العاص کے سپرد کر دی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے جب کہ حدیث عروہ کے اسی مفہوم میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین تمیمی نے غزوہ ذات السلاسل کے بارے میں سرزمین بلیٔ میں سے اس سرزمین عدرہ میں سے تمیمی کہتے ہیں کہ جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے: طبقات ابن سعد ۱۳۱/۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۳۲/۴۔ مغازی للواقدی ۷۶۹/۲۔ تاریخ طبری ۳۲/۳۔ عیون الاثر ۲۰۴/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۳/۴۔ الروض الانف ۳۵۹/۲۔ سیرۃ حلبیہ ۱۹۰/۳۔ سیرۃ شامیہ ۲۶۲/۶۔ شرح المواہب ۲۷۸/۳)

امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ عربوں کو اسلام کی طرف نکالے یہ بات اس لئے ہوئی کہ عاص بن وائل کی ماں جو عورت تھی وہ مقام بلیٰ سے تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ ان لوگوں سے مانوس رہ کر کام کر سکے اس حوالے سے۔

یہاں تک کہ وہ جب ارض جزام کے ایک پانی کے مقام پر پہنچا اس مقام کو سلاسل کہا جاتا تھا تو اسی نسبت سے یہ غزوہ ذات السلاسل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے خطرہ محسوس کیا تو اس نے رسول اللہ کے پاس آدمی بھیج کر آپ سے مدد طلب کی لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے طور پر ابن عبیدہ بن جراح کو مہاجرین اولین میں بھیجا ان میں حضرت ابوبکر اور عمر بھی تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے عبیدہ سے کہا تھا جب اسے روانہ کرنے لگے تھے کہ تم دونوں باہم اختلاف نہ کرنا۔ اور عبیدہ روانہ ہو کر وہاں پہنچے تو عمرو نے ان سے کہا ابوعبیدہ تم مدد کے طور پر آئے ہو میرے پاس۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ نہیں بلکہ میں جن پر مقرر رہوں ان پر رہوں گا اور تم جن پر مقرر ہوئے تم ان پر رہو گے ابوعبیدہ نرم مزاج نرم خصلت آدمی تھے ان پر دنیا کا ہر معاملہ آسان ہوتا تھا۔ عمرو نے ان سے کہا نہیں بلکہ آپ میری مدد کو آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا اے عمرو بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم دونوں میں باہم اختلاف نہیں کرنا لہٰذا اے عمرو اگر آپ میری بات نہیں مانو گے تو کوئی بات نہیں میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔ عمرو نے ان سے کہا کہ بس میں تمہارے اُوپر امیر ہوں اور تم میری مدد کرنے کے لئے آئے ہو انہوں نے کہا کہ آپ پیچھے ہو جاؤ لہٰذا عمرو بن العاص نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۳۲/۴)

(۳) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے منذر بن ثعلبہ سے اس نے عبداللہ بن بریدہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ایک سریہ میں بھیجا تھا اس میں ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ جب وہ لوگ مقام جنگ پر پہنچے تو عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ تم لوگ آگ نہ جلاؤ مگر حضرت عمر ناراض ہو گئے انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ جا کر ان کے پاس بات کریں مگر حضرت ابوبکر صدیق نے منع کیا ان کو۔ اور ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تیرے اوپر امیر ایسے نہیں مقرر کر دیا تھا بلکہ اس لیے کہ ان کو جنگ کے بارے میں علم ہے لہٰذا حضرت عمر اس ارادے سے باز آ گئے تھے۔

(۴) کہتے ہیں کہ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابومعشر سے انہوں نے اپنے مشائخ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بیشک میں البتہ کسی آدمی کو امیر مقرر کرتا ہوں کسی قوم پر حالانکہ ان میں سے ایسا شخص موجود ہوتا ہے جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعیدہ بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن عاصم نے یہ کہ خالد حذاء نے روایت کی ہے ابوعثمان نہدی سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا جیش ذی سلاسل میں حالانکہ لوگوں میں ابوبکر اور عمر بھی تھے میں نے دل میں سوچا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر اور عمر پر امیر بنا کر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک میرا بھی ایک مقام ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آ کر آپ کے آگے بیٹھ گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کون ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔ عائشہ سب سے زیادہ محبوب ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ سے آپ کے گھر والوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عائشہ کا ابا محبوب ہے میں نے کہا کہ اس کے بعد پھر کون محبوب ہے؟ فرمایا کہ پھر عمر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے؟ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گروہ کا نام لیا کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ اب میں اس بارے میں سوال نہیں کروں گا۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۸ ص ۱۸۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے یزید بن رومان سے یہ کہ جب ابوعبیدہ عمرو بن العاص کے پاس آئے چنانچہ وہ لوگ پانچ سو کی تعداد میں ہو گئے تھے ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہے یہاں تک کہ بلاد بلقی میں جا پہنچے اور مقام دوحہ میں جب بھی کسی خاص مقام تک پہنچتے ابوعبیدہ کو یہ خبر ملتی کہ اسی مقام میں لشکر تھا انہوں نے جب آپ کے بارے میں آمد کا سنا تو بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ بلاد بلقین عذرہ اور بلیں کے آخر تک پہنچ گئے ان کے آخر میں جا کر ایک جماعت کو جا کر ملے جو کہ بڑی جماعت نہ تھی ان کے ساتھ گھنٹے بھر تک لڑتے رہے دونوں جانب سے تیر بازی کا مقابلہ ہوا۔ اسی دن عامر بن ربیعہ کو تیر لگے جس کے نتیجے میں ان کا باز و ضائع ہو گیا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو ان کے اپنے شہروں میں فرار پر مجبور کر دیا۔ اور وہ تتر بتر ہو گئے۔

عمرو بن العاص نے وہ سب کچھ مال و متاع اپنے قبضے میں لیا جو کچھ وہاں موجود تھا۔ کئی دن وہاں مقیم رہے۔ نہ کہیں سے ان کے اکھٹے ہونے کی خبر سنی اور نہ ہی کسی مقام کے بارے میں سنا کہ فلاں جگہ پر ہیں۔ بلکہ وہ ہر طرف گھڑ سواروں کو بھیجتے تھے وہ بکریاں اور مویشی ہانک کر لے آتے تھے۔ جنہیں یہ لوگ ذبح کرتے تھے اس معرکہ میں اس سے زیادہ کوئی مال بھی انہیں ہاتھ نہیں لگا تھا جس کی غنیمتیں تقسیم کی جاتیں مگر صرف وہی جس کا ذکر ہوا ہے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۷)

(۷) اسی اسناد کے ساتھ راوی کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے افلح بن سعید نے سعید بن عبدالرحمٰن بن کرقیش سے اس نے ان کو بکر بن حزم سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العارص جب مجاہدین کے ساتھ واپس لوٹے تھے تو وہ راستے میں انتہائی شدید سردی والی رات میں احتلام والے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے احباب سے کہا کہ تم لوگ کیا رائے دیتے ہو اس بارے میں۔ مجھے احتلام ہو گیا ہے اگر میں غسل کرتا ہوں تو مرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوایا جس سے استنجا کیا اور وضو کیا۔ پھر تیمم کر لیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ بس پہلا شخص بطور ڈاک لے جانے والا بھیجا وہ عوف بن مالک تھا۔

عوف کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا سحر کے وقت اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا۔ حضور اکرم نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں عوف بن مالک یا رسول اللہ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ صاحب الجزور؟ (اُونٹوں والا) میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ نہ کہا اس سے زیادہ۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر دیجئے میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی ہم لوگ کے سفر کے بارے میں۔ ابوعبیدہ بن جراح کے مابین جو کچھ پیش آیا تھا اور عمرو بن العاص کے اور پھر ابوعبیدہ کے باھم بات چیت مان لینے کی بات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رحم فرمائے عبیدہ بن جراح پر۔

اس کے بعد میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی کہ عمرو بن العاص کو احتلام ہو گیا تھا شدید سردی میں وہ حالت جنب میں تھے ان کے پاس پانی تو تھا مگر جان کا خوف تھا انہوں نے استنجا کی اور تیمم کر لیا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ جب عمرو بن العاص رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا اس نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا عمرو بن العاص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا میں نے ایسی ٹھنڈ کبھی نہیں دیکھی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (عمرو بن العاص کا قرآن سے استدلال سن کر انکار نہیں فرمایا بلکہ) ہنس پڑے اور ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا ہو۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۷۳-۷۷۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے ان کو ابن مثنیٰ نے ان کو حدیث بیان کی وہب بن جریر نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن ایوب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں یزید بن ابوحبیب سے

اس نے عمران بن ابوانس سے اس نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے اس نے عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ میں سخت سردی والی رات میں احتلام کی وجہ سے جنبی ہو گیا غزوۂ ذات السلاسل میں میں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر میں نے غسل کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا لہٰذا میں نے تیمم کیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھادی صبح کی نماز۔ انہوں نے (واپس آکر) یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنی ساتھیوں کو نماز پڑھادی حالانکہ آپ جب والے تھے چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس مانع کی خبر دی جس نے مجھے غسل سے منع کیا تھا اور میں نے کہا میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ سے وہ فرماتا ہے :

لاتقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیمًا

اپنے نفسوں کو قتل کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور کچھ بھی نہ کہا۔

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو ابن مصعب نے ابن لہیعہ سے اور عمرو بن حارث نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے عمران بن ابوانس سے اس نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے اس نے ابوقیس مولی عمرو بن العاص سے یہ کہ عمرو بن العاص ایک سریہ پر مقرر تھے۔ پھر اس نے بھی حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل کہا ہے کہ پس انہوں نے اپنی شرم گاہ کو دھویا (یعنی استنجا کیا) اور وضو کیا تھا جیسے کہ وہ نماز کے لیے وضو کرتے تھے پھر ان کو انہوں نے نماز پڑھادی۔

بس راوی نے ذکر کی ہے حدیث مذکور کی مثل مگر اس نے تیمم کا ذکر نہیں کیا ابوداؤد نے کہا کہ یہ قصہ اوزاعی سے بھی مروی ہے اس نے حسان بن عطیہ سے انہوں نے کہ کہا ہے اس میں کہ انہوں نے تیمم کیا تھا۔

باب ۱۵۳

غزوۂ ذات السلاسل میں جو اُونٹ نحر کئے گئے

عوف بن مالک اشجعی کو اس میں جو کچھ پیش آیا نبی کریم ﷺ کا عوف کو خبر دینا اس کے علم کے باوجود حالانکہ عوف نے ابھی ان کو خبر نہیں دی تھی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو ابن ابوحبیب نے ان کو عوف بن مالک اشجعی نے وہ کہتے ہیں کہ میں اس غزوہ میں موجود تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ مقام ذات السلاسل کی طرف میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا ساتھی بنا رہا تھا۔ میرا کچھ لوگوں پر گذر ہوا وہ کئی اُونٹ ذبح کر کے بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ ان کے عضو الگ اور ٹکڑے بنانے سے تھک گئے تھے میں مشہور تھا اُونٹ کا گوشت بنانے میں۔

میں نے ان سے کہا اس میں دسواں حصہ یا دس مجھے دے دو تا کہ میں وہ تیار کر کے آپ لوگوں میں تقسیم کردوں؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے دو چھریاں لیں اور اسی اپنے مقام میں ٹکڑے کئے اور اس میں سے میں نے ایک حصہ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچادیا ہم نے خود کھایا اور

دوسروں کو بھی کھلایا۔ ابوبکر اور عمر نے کہا تم یہ گوشت کہاں سے لائے ہو اے عوف میں نے ان دونوں کو بتایا انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم تم نے اچھا نہیں کیا ہمیں یہ کھلا کر کے اس کے بعد وہ دونوں اُٹھے اور قے کرنے لگے اس میں سے جو کچھ ان کے پسلیوں میں تھا۔

لوگ (مجاہدین) جب اس سفر سے واپس لوٹے تو میں پہلا شخص تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والا میں ان کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے زور سے کہا) اسلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انہوں نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے بتایا جی ہاں عوف ہوں میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ حضور اکرم ﷺ نے وہیں سے فرمایا کہ صاحب الجزور (اُونٹوں) والے؟ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۳۴/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۲۷۵/۴)

اس کی اسناد میں کمی کی ہے محمد بن اسحٰق نے۔

(۲) اور اس کو روایت کیا ہے سعید بن ابوایوب نے اور ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے ربیعہ بن یعقوب سے ان کو خبر دی ہے مالک بن ھدم نے میرا خیال ہے کہ عوف بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے غزوہ کیا اور ہمارے اوپر عمرو بن العاص امیر تھے ہم لوگوں میں عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح بھی تھے ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی میں چلا گیا میں نے جا کر زندہ رہنے کے لیے کوئی رزق تلاش کیا میں نے کچھ لوگوں کو پالیا جو اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں نے کہا۔

اگر تم لوگ چاہو تو میں یہ کام کر دوں ان کے کرنے کا اور گوشت بنانے کا بھی۔ آپ لوگ مجھے اس میں جس قدر چاہو گوشت دے دینا۔ میں نے کام کیا انہوں نے مجھے اس میں سے کچھ دے دیا میں نے اس کو پکایا پھر میں عمر بن خطاب کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا میں نے ان کو حقیقت بتا دی انہوں نے کہا کہ پیچھے سنواتا ہوں کہ تحقیق تم نے عجلت کی ہے اپنی اجرت اور معاوضہ لینے میں انہوں نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے ان کو جب دیکھا تو میں نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں ابوعبیدہ کے پاس آیا یعنی ابن الجراح کے پاس میں نے اس کو یہ خبر دی اس نے بھی مجھے انہیں کے مثل بات کہی انہوں نے بھی اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے جب ان کو دیکھا تو میں نے اس کو ترک کر دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے ٹھنڈا کیا ہماری فتح میں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جب آیا تو آپ نے فرمایا کہ صاحب الجزور ہو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا اور حدیث سعید میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے اس سے زیادہ کوئی بات نہ کہی۔

(۳) یہاں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو ابن عثمان نے ان کو عبداللہ بن مبارک نے ان کو سعید بن ابوایوب نے کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ربیع نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے اسے ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کو۔

باب ۱۵۴

سریۂ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سیف البحر کی جانب اور اس سریہ میں جو مسلمان مجاہدین کو شدید بھوک لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سریہ میں سمندر میں سے رزق دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن شیبان رملی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو محمد بن

صباح جرجرائی نے ان کو سفیان نے عمر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا تین سوسواروں کے ساتھ ہمارے امیر ابوعبیدہ بن جراح تھے ہم نے قریش کے قافلے کے لئے کھانا لگایا ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی حتی کہ ہم لوگوں نے خبط کھایا یعنی درختوں کے سوکھے پتے کھائے اسی وجہ سے اس کا نام جیش الخبط پڑ گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تین اُونٹ ذبح کیے۔اس کے بعد پھر تین اُونٹ ذبح کیے۔پھر تین اُونٹ ذبح کیے۔اس کے بعد ابوعبیدہ نے اس کو منع کر دیا کہتے ہیں اس کے بعد سمندر نے ہماری طرف ایک جانور کو پھینک دیا۔اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ہم نے اس میں سے نصف مہینے تک کھایا اور اس کی چربی کا تیل حاصل کیا یہاں تک کہ ہمارے جسم اور مضبوط ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے اس کی ایک پسلی اٹھائی پسلیوں میں سے اس کو کھڑا کیا اور ایک سب سے لمبا آدمی لشکر میں سے تلاش کیا ایک سب سے اُونچا اونٹ منگوایا اس آدمی کو اُونٹ پر سوار کیا اور اس کو اس پسلی کے نیچے سے گذارا تو وہ گذر گیا۔یہ الفاظ حدیث جرجرائی کے ہیں۔رملی نے کہا ہے کہ اس کی روایت میں اُونٹوں کو ذبح کرنے کے بارے میں ہے کہ وہ ذبح کرنے والا شخص قیس بن سعد تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبدالجبار بن علان سے ان دونوں نے روایت کی سفیان سے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۳۶۱۔فتح الباری ۷۷/۸۔مسلم۔حدیث ۱۸ ص۱۵۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر ضرکی نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم نے ان کو ابن بکیر نے ان کو مالک نے (ح)۔ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس بن فضل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو حدیث بیان کی مالک نے ان کو وہب بن کیسان نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا۔اور ان کا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو امیر بنادیا لوگ تین سو کی تعداد میں تھے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بھی ان میں تھا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے جب ہم کچھ سفر کر چکے تو ہمارا سامان سفر ختم ہو گیا تھا۔

ابوعبیدہ نے کہا جو امیر تھے لشکر کے کہ سارے لوگ اپنے اپنے زادسفر لے کر آ ؤ جو بقیہ ہے چنانچہ وہ سارا جمع کیا گیا تو وہ دو تھیلے بنے کہتے ہیں کہ پھر وہ ہمیں ان میں سے صرف تھوڑا تھوڑا کھجور دیتے تھے روزانہ حتی کہ وہ بھی ختم ہو گئے پھر ہمیں صرف ایک ایک دانہ ملتا تھا راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ایک دانہ تو کوئی فائدہ نہیں دیتا ہوگا انہوں نے بتایا کہ جب وہ بھی ختم ہو گئی تو ہم نے ایسا وقت بھی دیکھا جب کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر ہم سمندر پر جا پہنچے ہم نے دیکھا ایک مچھلی پڑی ہوئی ہے ایک پہاڑی کی مثل چنانچہ اس لشکر نے پورے اٹھارہ دن تک اس مچھلی میں سے کھایا پھر ابوعبیدہ کے کہنے پر اس کی دو پسلیاں اٹھا کر کھڑی کی گئیں اس کے بعد ایک سواری کے اُوپر پالان رکھا گیا اور اس کو پسلیوں کے نیچے سے گذار کر دیکھا تو سوار آرام سے اس کے نیچے سے گذر گیا اور پسلی سے نہیں ٹکرایا۔(گویا کہ بہت بڑے حجم کی مچھلی تھی) یہ الفاظ ہیں حدیث ابن بکیر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن اویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک سے۔

(بخاری۔کتاب الذبائح۔مسلم۔کتاب الصید والذبائح۔حدیث ۱۲ ص۱۵۳۷)

(۳) ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل قاضی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح نے بن ھانی نے ان کو محمد بن عمرو حرشی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے ان کو حدیث بیان کی زہیر نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے ان کو خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے وہ زہیر بن معاویہ ہیں ابوزبیر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور ہمارے اوپر ابوعبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کر دیا تھا۔ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کو ٹکرانا چاہتے تھے۔اور ہمیں سامان کے طور پر ایک تھیلا کھجور کا دیا تھا۔اس کے علاوہ حضور کو اور میسر نہیں تھا اس کے سوا۔چنانچہ حضرت ابوعبیدہ ہم لوگوں کو ایک دانہ کھجور دیتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ ایک دانے کا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ چھوٹے بچے کی طرح ہم اس کو چوستے تھے۔ اس کے بعد اس کے اُوپر پانی پی لیتے تھے بس پھر وہ ہمیں دن بھر کافی رہتا تھا شام تک۔ اور کچھ لوگ درختوں کے سوکے پتے جھاڑتے تھے ان کو ہم لوگ پانی میں تر کر کے کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ ساحل سمندر کی طرف پلٹے تو ہمارے لیے ساحل پر ایک چیز رکھدی گئی ایک بڑے ٹیلے کی مثل ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہا جاتا تھا ابو عبیدہ نے مَیْتَۃ کے الفاظ بھی اضافہ کئے ہیں کہ (مری ہوئی تھی) پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں ہیں۔

اور تحقیق تم لوگ مجبور ہو چکے ہو (اضطراری) کی حالت میں ہو کہ کھانے کے لئے کچھ بھی تو نہیں ہے) کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس پر پورا مہینہ بھر رہے اور ہم لوگ تین سو کی تعداد میں تھے حتی کہ ہم لوگ خوب موٹے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ اس کی آنکھ کے خول سے چلو بھر بھر کر تیل اور چربی نکال لیتے تھے۔ اور ہم اس کا گوشت اس طرح کاٹتے تھے جیسے بیل کا گوشت کاٹتے ہیں البتہ تحقیق ابو عبیدہ نے ہم لوگوں میں سے تیرہ آدمی لئے اور ان کو اس کی آنکھ میں بیٹھا دیا تھا۔ اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے کھڑا کیا پھر ان میں سے ایک بڑا اُونٹ پالان رکھ کر گزارا تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا ہم لوگوں نے اس کے گوشت میں سے سفر کے لیے گوشت ساتھ لیا ابالا ہوا گوشت۔ ہم جب مدینے میں آئے تو ہم فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی آپ نے فرمایا کہ یہ رزق تھا اللہ نے تم لوگوں کے لئے نکالا تھا کیا اب تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی شئی ہے ہمیں کھلانے کے لئے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کے بھیجا تھا اور آپ نے کھایا تھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابن عبدان کے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور احمد بن یونس سے۔

(حاشیہ): اہل مغازی کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سریۂ ابو عبیدہ بن جراح ۸ھ ہجری میں ہوا تھا۔ جب کہ زاد العاد والے امام ابن قیم نے کیا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ بخاری مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کی گھات لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ اس حدیث کا ظاہر بتاتا ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کی صلح سے قبل تھا۔ کیونکہ جب سے حضور اکرم نے قریش سے صلح کی تھی آپ اس کے بعد سے ان کی گھات میں نہیں بھیج سکتے تھے۔ کیونکہ یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوتی اس لئے کہ یہ امن اور صلح کا زمانہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تھا۔

باب ۱۵۵

رسول اللہ ﷺ کا نجاشی کی موت کی خبر دینا

اسی دن جس دن وہ انتقال کر گئے تھے ارض حبشہ میں یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل ہوا تھا

حضور اکرم ﷺ کا نجاشی شاہ حبشہ کا جنازہ پڑھانا جنازے کی چار تکبیرات کا سنت ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن قاضی نے اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے اور ان کو خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رازی نے ان کو موسیٰ بن اعین نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک کے سامنے قرأت کیا

اس روایت کی۔ انہوں نے ابن شہاب سے اس نے سعید بن میتب سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی تھی اسی دن جس دن وہ فوت ہو گئے تھے اور حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے تھے اور ان کی صفیں بنوائی تھیں اور انھیں چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح حدیث مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۶۲۔ موطا امام مالک۔ کتاب الجنائز ۱۴ ص ۱/ ۲۲۶۔ ۲۲۷)

حضور اکرم کا نجاشی کو مسلمانوں کا بھائی قرار دینا

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو خبر دی عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے اس نے سعید سے اور ابو سلمہ سے اس نے ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو نجاشی صاحب حبشہ کی موت کی خبر دی تھی اس دن جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ (استغفرو الا خیکم)

نجاشی نیک صالح انسان تھے

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میتب نے یہ کہ ابوھریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی (صحابہ) کی صف بندھوائی تھی عیدگاہ میں اور چار تکبیریں کہی تھیں

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم۔ کتاب الجنائز)

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو حامد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے ان کو سفیان نے ابن جریج سے اس نے عطا سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آج ایک نیک صالح آدمی فوت ہو گیا ہے لہٰذا اصحمہ (شاہ حبشہ) پر نماز جنازہ پڑھ لو۔

حدیث جابر کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو ربیع سے اس نے سفیان سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے ابو جریج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ مسلم۔ الجنائز۔ باب التکبیر علی الجنائز)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو یزید بن رُمان نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ سے وہ فرماتی ہیں کہ نجاشی کی قبر پر ہمیشہ نور (روشنی) دیکھی جاتی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے اور ابو منصور قاضی نے ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو مسدد نے ان کو مسلم بن خالد زنجی (زنگی) نے وہ مسلم بن خالد بن سعید بن قرفہ ہیں زنگی نام ان کے سرخ رنگ کی وجہ سے ہے یہ وہی ہستی تھے جو مکہ میں مفتی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے ابن جریج کے بعد۔ ابن جریج سے وہ موسیٰ بن عقبہ سے وہ اپنی ماں سے وہ اُم کلثوم سے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو فرمایا تھا کہ میں نے نجاشی کے پاس ہدیہ بھیجا تھا کئی اوقیہ کستوری اور پوشاک میں دیکھتا ہوں کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں وہ ہدیہ عنقریب مجھے واپس لوٹا دیا جائے گا اگر وہ مجھ پر لوٹا دیا گیا تو میں اس کو تم لوگوں (ازواج مطہرات میں) تقسیم کردوں گا یا اور کہا تھا کہ وہ تم لوگوں کے لئے ہوگا۔

کہتے ہیں کہ معاملہ ویسا ہی ہوا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا واقعی نجاشی مر چکا تھا۔ اور وہ ہدیہ بھی حضور اکرم ﷺ کے پاس واپس بھیج دیا گیا تھا۔ ہدیہ جب واپس آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں کو اس میں سے ایک ایک اوقیہ کستوری دے دی تھی اس میں سے اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوشاک دی تھی اور بقیہ کستوری دی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ قول کہ ابتدا میں دیکھتا ہوں کہ نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے آپ یہ مراد لے رہے تھے واللہ اعلم کہ ان کے پاس ہدایت پہنچنے سے قبل۔

یہ قول نبی کریم ﷺ سے (غالباً) صادر ہوا تھا نجاشی کی موت سے قبل۔ پھر جب وہ واقعتاً وفات پا گئے تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی موت کی خبر اسی دن دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے تھے اور آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

کتاب مستیطاب دلائل النبوۃ ومعرفت احوال صاحب الشریعہ جلد چہارم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ (ومعرفت احوال الشریعہ)

محض اللہ کے فضل وکرم ومحض اس کی عنایت کے ساتھ۔ اس کے بعد پانچویں جلد کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔

جس کا آغاز فتح مکہ سے شروع ہوگا اللہ تعالیٰ اس بلد کی حفاظت فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین

بروز ہفتہ ۴/ جمادالاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۰/ مئی ۲۰۰۸ء

بوقت بارہ بجکر تیس منٹ

جاروی بندۂ عاجز محمد اسماعیل

(بدست دعا ہے کہ اے میرے مہربان رب! میری اس کاوش کو میری نجات آخرت کا ذریعہ بنا اور تمام مسلمانان عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنا)

تمت

دلائل النبوۃ ۔ جلد پنجم

ابواب فتح مکہ ۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے

باب ۱۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قریش کا عہد شکنی کرنا [1]

اس معاہدے کی جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن حربی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں نے اکٹھے ان کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ یوم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین جو صلح ہوئی تھی اس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو شخص چاہے وہ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوگا اور جو شخص چاہے وہ قریش کے عقد وعہد میں داخل ہو جائے۔ لہٰذا بنوخزاعہ کود کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف بنوبکر کود کر کہنے لگے کہ ہم قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی صلح پر وہ لوگ سترہ اٹھارہ مہینے قائم رہے۔ اس کے بعد بنوبکر جو قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوئے تھے وہ بنوخزاعہ والوں کے خلاف کود پڑے (یعنی ان پر حملہ کر دیا)۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں داخل ہوئے تھے رات کے وقت ان کے پانی کے گھاٹ پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا یہ مکے کے قریب تھا، قریش کہنے لگے کہ ہماری اس کاروائی کو محمد ﷺ بھی نہیں جانیں گے (کیونکہ وہ تو مدینے میں بیٹھے ہیں) نیز یہ رات کا وقت ہے ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔ چنانچہ اس کاروائی میں انہوں نے ان کے خلاف ہتھیار اور دیگر اشیاء کے ذریعہ بنوبکر کی مدد کی۔ انہوں نے ان سے قتال کیا اور رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔ اس دوران عمرو بن سالم سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جس وقت بنوخزاعہ اور بنوبکر میں مقام وتیر پر معاملہ خراب ہوا تھا۔ اس نے مدینے پہنچ کر حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی اور یہ اشعار بھی کہے یعنی حضور ﷺ کو اس نے یہ شعر سنائے۔

اللھم انی ناشد محمدًا ۔۔۔ حلف ابینا و أبیہ الاتلدا

کنا والدا و کنت ولدا ۔۔۔ ثم اسلمنا ولم ننزع یدا

فانصر رسول اللہ نصرًا أعتدا ۔۔۔ وادع عباد اللہ یاتوا مددا

فیھم رسول اللہ قد تجردا ۔۔۔ ان سیم خسفا وجھہ تربدا

---

[1] دیکھئے ۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۳۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۔ مغازی للواقدی ۲/۷۸۰۔ انساب الاشراف ۱/۳۵۰۔ شرح نووی ۱۲/۱۲۶۔ تاریخ طبری ۳/۴۲۔ ابن حزم ۲۲۳۔ عیون الاثر ۲/۲۱۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۷۸۔ نہایۃ الادب ۱۷/۲۸۷۔ شرح المواہب ۲/۲۸۸۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۰۴۔

في فيلق كالبحر يجري مزبدا　　ان قريشا اخلفوك الموعدا

ونقضوا ميثاقك المؤكدا　　وزعموا ان لست ارجو احدا

فهم اذل واقل عددا　　قد جعلوا لي بكداء مرصدا

هم بيتونا بالوتير هجدا　　فقتلونا ركعا وسجدا

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۷)

اے اللہ! گواہ رہنا بے شک میں محمد ﷺ سے اپنے باپ دادا کے قدیم عہدو پیمان کو پورا کرنے کا مطالبہ اور درخواست کرتا ہوں کہ ہم لوگ باپ کی جگہ تھے اور آپ اولاد کی جگہ تھے، پھر بھی ہم نے آپ کی بات مان لی اور مسلمان ہو گئے۔ ہم نے اسلام سے اور آپ کی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی نصرت کروں گا ہر وقت اور اللہ کے بندوں کو پکاروں گا کہ وہ مدد کے لئے آجائیں ان میں اللہ کا رسول موجود ہے جو تلوار نیام سے باہر کئے ہوئے جہاد کے لئے تیار کھڑا ہے۔ ان کو کمزور دکھا کر سکون مانگا جائے تو غصے سے ان کا چہرہ بدل جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ لشکر کثیر جو سمندر کی مثل رواں دواں ہوتا ہے میں سر براہ اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ بے شک قریش نے آپ کے ساتھ عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی ہے اور آپ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو انہوں نے توڑ دیا ہے انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ مجھے کسی ایک کے مدد کو آنے کی توقع نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ ذلیل و کمزور ہیں اور تعداد کے اعتبار سے سب سے کم ہیں۔ انہوں نے مجھے مقام کدا، پر مقابلہ کے لئے انتظار کرنے کا وعدہ دیا ہے، انہوں نے مقام وتیر پر بیٹھ کر نیم خواب و نیم بے داری کی حالت میں شب خون مارا ہے اور انہوں نے ہمیں اس وقت قتل کیا ہے جس وقت ہم حالت رکوع میں اور حالت سجدے میں تھے۔

عمرو بن سالم کو رسول اللہ ﷺ کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سُن کر فرمایا:

نُصِرْتَ يَا عَمْرُو بْنَ سَالِمْ

تو مدد کیا گیا ہے اے عمرو بن سالم (یعنی تیری مدد بھیجنے کے لئے تیار ہیں)۔

رسول اللہ ابھی جگہ سے ہٹے نہیں تھے کہ آسمان پر ایک بادل گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بادل زور زور سے آواز لگا رہا ہے بنوکعب کی مدد و نصرت کے لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا، مگر آپ نے روانگی کا وقت ان سے چھپائے رکھا اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو بھی اس بات کی خبر نہ ہونے دے، یہاں تک کہ ان کو ان کے شہروں میں اچانک جا پکڑیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۸-۹)

ابو عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوسلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا کہ تم ابوسفیان سے ملاقات کر رہے ہو کہ وہ تمہارے پاس آیا ہے اور وہ عقد و عہد کو پکا کر رہا ہے اور معاہدے کی مدت میں توسیع کروا رہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد بدیل بن ورقاء بنوخزاعہ کے ایک گروہ میں روانہ ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی خبر دی جو ان میں سے مارے گئے تھے اور یہ بھی خبر دی کہ بنوبکر نے ان کے خلاف معاونت کی ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ واپس لوٹ آئے، حتیٰ کہ ابوسفیان سے آکر عسفان میں ان کی ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان کو قریش نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا تھا کہ معاہدہ دوبارہ پکا کروائے حضور ﷺ سے اور وہ معاہدے کی مدت بھی بڑھا دیں اس لئے کہ وہ لوگ ڈر رہے تھے اپنی حرکت پر جو انہوں نے کی تھی (یعنی جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی)۔ ابوسفیان بدیل سے ملا تو اس نے پوچھا کہ اے بدیل تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس کو

شک ہوگیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ رہا ہے۔ مگر بدیل نے صحیح بات نہ بتائی بلکہ کہا کہ میں یہیں بنوخزاعہ میں گیا تھا اسی ساحلی پٹی پر اسی وادی کے پیٹ میں تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے بدیل کے اُونٹ وسواری کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف رجوع کیا اور اس نے اس جگہ سے کچھ آثار دیکھے، وہاں پر کچھ کھجور کی گٹھلیاں اس نے دیکھیں اور کہنے لگا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ بدیل محمد ﷺ کے پاس گیا تھا۔

اس کے بعد ابوسفیان روانہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گیا۔ سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہ کے پاس داخل ہوا۔ جب ابوسفیان رسول اللہ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو اُم المؤمنین اُم حبیبہ نے اپنے باپ ابوسفیان کو جو کہ تا حال مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول اللہ کے بستر پر نہ بیٹھنے دیا اور بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی تم نے اس بستر پر مجھے کیوں نہ بیٹھنے دیا مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کیا بستر کو میرے لئے اچھا نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا۔ وہ بولی، دراصل یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور آپ مشرک ہیں اور نجس ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں۔ وہ کہنے لگے، اے بیٹی اللہ کی قسم مجھ سے جدا ہونے کے بعد تمہیں کچھ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان باہر نکل گئے اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر ملے کہ ان سے کلام کرے مگر انہوں نے کوئی بات ہی نہ کی۔ اس کے بعد وہ ابوبکر صدیق کے پاس گیا کہ وہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے بات کریں مگر انہوں نے بھی ان کے لئے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ عمر بن خطاب کے پاس گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرے، انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے لئے سفارش کروں رسول اللہ کے سامنے؟ میں تو اگر کچھ بھی نہ پاؤں تمہارے لئے سوائے ایک چاول کے میں اس پر بھی تمہارے ساتھ جہاد کروں گا۔ اس کے بعد وہ علی بن ابو طالب کے پاس گیا ان کے پاس سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی موجود تھی اور حضرت حسن چھوٹے بچے تھے جو ان کے سامنے چل پھر رہے تھے۔ ابوسفیان بولے، اے علی! تو سب لوگوں کی بنسبت رشتے کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے اور سب سے زیادہ میرا قرابت دار ہے میں ایک ضروری حاجت کے لئے آیا ہوں تمہارے پاس۔ میں خالی اور ناکام واپس نہ جاؤں، جیسے آیا تھا تم میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرو۔

انہوں نے کہا، افسوس ہے اے ابوسفیان! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اس امر پر پختہ عزم کر چکے ہیں۔ ہم لوگ ان سے اس پر بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے بنت محمد! کیا آپ اپنے اس چھوٹے بیٹے سے کہیں گی؟ آپ اس کو حکم دیں یہ لوگوں کے سامنے میری فریاد لے جائے۔ لہٰذا یہ ہمیشہ کے لئے عرب کا سردار بن جائے گا۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میرا بیٹا چھوٹا ہے وہ اس عمر تک نہیں پہنچا کہ لوگوں کے سامنے فریاد رس بنے یا پناہ دے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر کون پناہ دے یا فریاد سُنے۔

ابوسفیان بولے اے ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی معاملات مجھ پر انتہائی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں آپ میرے ساتھ ہمدردی کریں میری خیر خواہی کریں۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی طریقہ ایسا ہے جو تمہیں فائدہ دے سکے۔ مگر تو بنو کنانہ کا اس وقت سردار ہے آپ لوگوں کے سامنے خود فریاد کریں اور پناہ حاصل کریں۔ اس کے بعد آپ واپس اپنی سرزمین پر چلے جائیں۔

ابوسفیان نے کہا کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ یہ تدبیر مجھے کوئی فائدہ دے گی۔ علی نے فرمایا کہ نہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ میرے سامنے تیرے لئے اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔ چنانچہ ابوسفیان اُٹھے اور مسجد میں جا کر کہا کہ اے لوگو! میں سب لوگوں کے سامنے فریاد کرتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنے اُونٹ پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔

جب وہ واپس پہنچا قریش کے پاس تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو پیچھے، کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے بتایا کہ میں محمد ﷺ کے پاس گیا میں نے اس سے بات کی مگر اللہ کی قسم اس نے تو مجھے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد میں ابن ابوقحافہ (ابوبکر) کے

پاس گیا اللہ کی قسم میں نے اس میں کوئی چیز بھلائی کی نہیں پائی۔ اس کے بعد میں عمر کے پاس گیا اس کو تو میں نے سب سے بڑا دشمن پایا ہے۔ پھر میں علی کے پاس گیا میں نے اس کو ان سب لوگوں میں سے زیادہ نرم پایا۔ اس نے ہی مجھے ایک چیز کا مشورہ دیا ہے جو میں نے کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ شئ مجھے کوئی فائدہ دے گی یا نہیں؟ قریش نے پوچھا کہ علی نے تمہیں کس چیز کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے بتایا میں خود کو لوگوں کے سامنے پناہ کے لئے اور مہلت کے لئے پیش کردوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

قریش نے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اس بات کی اجازت دی تھی یا اس کو مانا تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں اس نے تو کچھ نہیں کیا۔ قریش نے کہا تیرا بُرا ہو، افسوس ہے کہ علی نے بھی تیرے ساتھ سوائے اس کے کھیل اور مذاق ہی کیا ہے۔ ہمیں یہ بات کوئی فائدہ نہیں دے گی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ہم لوگوں سے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا اور راستہ بھی تو کوئی نہیں تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰-۱۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۰)

ابوسفیان کا پناہ طلب کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے فتح مکہ کے بارے میں، وہ کہتے ہیں کہ پھر بنی نفاثہ نے جو بنودئل میں سے تھے انہوں نے لوٹ اور غارت ڈالی تھی بنوکعب کے خلاف، حالانکہ وہ سب اس مدت میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین طے تھی بنوکعب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح میں تھے اور بنو نفاثہ قریش کی صلح میں۔ لہٰذا بنوبکر نے نفاثہ کی مدد کی اور قریش نے بھی ان کی مدد کی ہتھیاروں سے بھی اور غلاموں سے بھی۔ جبکہ مدلج ان سے علیحدہ رہے انہوں نے اس عہد کی پاسداری کی جس پر انہوں نے رسول اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا اور بنودئل میں دو آدمی ایسے تھے جو ان کے سردار تھے ایک سلم بن اسود دوسرا کلثوم بن اسود۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ بے شک ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی اعانت کی تھی صفوان بن اُمیہ اور شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو تھے۔ چنانچہ بنودئل نے غارت ڈالی تھی بنوعمرو پر۔

کہتے ہیں کہ مگر ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے اور ضعیف مرد تھے۔ انہوں نے ان کو مجبور کیا اور ان سے لڑائی کی اور ان کو لا کر مکے میں بدیل بن ورقاء کی حویلی میں بند کر دیا۔ چنانچہ بنوکعب میں سے ایک قافلہ نکل کھڑا ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، ان سے جا کر انہوں نے وہ ساری پریشانی بتائی جو ان کو پہنچی تھی اور اس بارے میں قریش کی طرف سے جو ان پر زیادتیاں ہوئی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا رسول اللہ نے ان کے لئے جو حکمت عملی وضع کی تھی وہ ایک جملہ میں تھی :

اِرْجِعُوْا فَتَفَرَّقُوْا فِي الْبُلْدَان

یہاں سے واپس چلے جاؤ اور شہروں میں الگ الگ ہو کر پھیل جاؤ۔

ادھر ابوسفیان مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا وہ دراصل خوف زدہ تھا اس تمام صورت حال سے جو بن چکی تھی۔ اس نے مدینے میں جا کر کہا، اے محمد ﷺ! عقد و عہد پکا کر دیجئے اور ہمارے لئے مدت معاہدہ میں توسیع کر دیجئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کام کے لئے تو میں پہل کر چکا ہوں (یعنی معاہدہ تو پہلے ہو چکا ہے)۔ کیا تم سے کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کوئی نئی بات کرنا چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا، اللہ کی پناہ ہم لوگ قریش تو اپنے عہد پر اور اپنی صلح پر قائم ہیں جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ ہم اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کریں گے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا اور ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ عقد کی تجدید کر دیں اور مدت میں توسیع کر دیں۔ ابوبکر نے فرمایا میرا اختیار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں نے دیکھا کہ چاول کا دانہ تم سے قتال کر رہا ہے تو میں تمہارے خلاف اس کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر عمر کے پاس گیا اور اس نے ان سے بات کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہمارا جو حلف اور جدید دوستانہ قائم ہوا تھا اللہ نے اس کو پرانا کر دیا ہے اور اس میں جو پائیداری و مضبوطی تھی اللہ نے اس کو کاٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب جو تعلق کٹ چکا ہے اس کو اللہ دوبارہ نہ جوڑے،

بحال نہ کرے (ان کی مراد اسی معاہدے سے تھی جس میں مشرکین عہد شکنی کر بیٹھے تھے اور خود پریشان تھے)۔ ابوسفیان نے اس کا جواب سُن کر کہا کہ میں صاحب قرابت سے بدترین جزا دیا گیا ہوں۔

اس کے بعد وہ حضرت عثمان کے پاس گئے انؓ سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری پناہ رسول اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اشراف قریش اور انصار کے ساتھ بات کرنے کے درپے ہوا۔ ان سے بات کی تو سب نے یہی کہا کہ ہمارا عقد وعہد رسول اللہ ﷺ کے عقد وعہد میں ہے۔ جب وہ مایوس ہوگیا ان سب کے جواب سے تو پھر وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول کے پاس گیا اور حضرت علی کے پاس ان دونوں سے اس نے بات کی۔

سیدہ فاطمہ نے فرمایا میں ایک عورت ذات ہوں یہ معاملہ تو اللہ کے رسول کے حوالے ہے (یعنی اس کا اختیار تو صرف انہیں کو ہے)۔ کہنے لگا کہ آپ اپنے دو بیٹوں میں سے (حسن وحسین) ایک سے کہیں کہ وہ مجھے پناہ دے دیں۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اتنے چھوٹے بچے پناہ نہیں دے سکتے۔ کہنے لگے کہ تم میرے بارے میں علی سے بات کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کام آپ خود کریں۔ اس نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا، اے ابوسفیان! اصحاب رسول میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کو پناہ دینے کی جرأت کر سکے۔ آپ تو خود قریش کے سردار ہیں اور بڑے ہیں اور قریش کے محفوظ ترین آدمی ہیں آپ اپنے محل نظر قبیلے سے وہ حفاظت حاصل کریں۔ ابوسفیان بولا تم نے سچ کہا میں واقعی ایسا ہوں۔ لہٰذا وہ باہر نکل گیا اور چیخ مار کر کہنے لگا، خبردار میں نے لوگوں کے سامنے حفاظت اور پناہ پیش کردی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان بھی نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ اس میں خیانت کرے گا۔

اس کے بعد نبی کریم کے پاس گیا اور کہنے لگا، اے محمد (ﷺ)! میں نے لوگوں کے سامنے پناہ اور حفاظت رکھ دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ وعدہ خلافی کرے گا اور نہ ہی میری پناہ کو رد کرے گا۔ آپ نے فرمایا تم ہی یہ کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ۔ اس بات پر ابوسفیان واپس مکہ روانہ ہوگیا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ (واللہ اعلم) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابوسفیان واپس لوٹا :

اللهم خذ علىٰ اسماعهم وابصارهم ۔ فلا يرونا الا بغتة ولا يسمعون بنا الا فجاءة

اے اللہ! آپ ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو اپنے قابو میں لے لے۔ یہ لوگ ہم لوگوں کو نہ دیکھ سکیں مگر اچانک اور ہم لوگوں کے بارے میں نہ سُنیں مگر بالکل اچانک۔

ابوسفیان مکہ پہنچا تو قریش نے اس سے پوچھا پیچھے کیا کر آئے ہو؟ کیا آپ محمد ﷺ سے کوئی تحریر یا اس کا کوئی عہد لے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے میرے سامنے انکار کردیا ہے۔ میں نے اس کے اصحاب میں کوشش کی تو میں نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی کسی بادشاہ کی جو محمد کے اصحاب سے اس کے لئے زیادہ اطاعت کرنے والے ہوں۔ علاوہ علی بن ابوطالب کے جنہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ لوگوں کی پناہ اور حفاظت کیوں ڈھونڈ ھتے ہیں محمد ﷺ کے خلاف، آپ ان کے خلاف کسی کی پناہ نہ تلاش کریں نہ آپ ان پر نہ اپنی قوم پر پناہ تلاش کریں۔ آپ قریش کے سردار ہیں بڑے ہیں اور اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کی جائے تو میں جوار وحفاظت کے ساتھ اُٹھ آیا پھر میں محمد کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا ہے کہ میں نے لوگوں کے مابین پناہ اور تحفظ کی بات رکھ دی ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میری مخالفت کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ؟

قریش نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا، آپ بغیر رضاء کے راضی ہوگئے اور ہمارے پاس لوٹ آئے ہو ایسی بات کے ساتھ جو نہ ہمیں فائدہ دے گی نہ ہی آپ کو کوئی فائدہ دے گی سوائے اس کے کچھ نہیں کیا علی نے تمہارے ساتھ کھیل اور مذاق کیا ہے۔ اللہ کی قسم تیری پناہ

وجوار کا فائدہ نہیں ہے اور تیری مخالفت کرنا ان کے لئے آسان ہے۔اس کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس گیا،اس کو جاکر ساری بات بتادی۔وہ بولی قوم کے نمائندے کو اللہ فتح دے آپ کسی خیر کے ساتھ نہیں لوٹے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر بادل دیکھا تو فرمایا بے شک یہ بادل برسے گا بنی کعب کی امداد کے ساتھ۔ابوسفیان کے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ حضور ٹھہرے رہے اس کے بعد سفر کی تیاری شروع کردی اور سیدہ عائشہ سے کہا کہ تم تیاری کرتی رہو اور اس بات کو مخفی رکھو۔اس کے بعد آپ مسجد گئے یا بعض حاجات کے لئے گئے۔

ادھر ابوبکر عائشہ کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس گندم صاف ہو رہی ہے ابوبکر نے ان سے فرمایا،اے بیٹی! آپ کیوں یہ غلہ صاف کر رہی ہیں وہ خاموش ہوگئیں۔وہ کہنے لگے کیا رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں؟ مگر وہ پھر بھی خاموش رہیں۔انہوں نے فرمایا کہ شاید حضور ﷺ ارادہ کر رہے ہیں بنو اصفر کا (اس سے مراد رومی ہیں)۔ابوبکر صدیق نے ان کے بارے میں ان کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر کیا جو اس زمانے میں ان میں تھیں مگر سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔ابوبکر صدیق نے کہا شاید حضور اہل نجد کے خلاف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں بھی بعض باتیں ذکر کیں مگر سیدہ عائشہ پھر بھی خاموش رہیں۔پھر کہنے لگے کہ شائد آپ قریش کے خلاف تیاری کا ارادہ رکھتے ہیں مگر ان کے معاہدے کی مدت باقی ہے پھر بھی سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے آئے۔ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ جہاد پر نکلنے کا ارادہ کر چکے ہیں؟ حضور نے فرمایا،جی ہاں۔ابوبکر نے کہا شاید آپ بنو اصفر (یعنی رومیوں کی طرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔انہوں نے کہا کیا آپ اہل نجد کی طرف جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ابوبکر نے پوچھا کہ شاید آپ قریش کے خلاف جہاد کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا،جی ہاں۔ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کے اور ان کے درمیان صلح کی مدت موجود نہیں؟ حضور نے جواب دیا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی کہ انہوں نے بنوکعب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں غزوے کا اعلان کر دیا۔ادھر حاطب بن ابوبلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھ کر بھیج دیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وحی بھیج کر اس خط کے بارے میں مطلع کر دیا۔آگے راوی نے یہ قصہ ذکر کیا ہے۔(الدرر لا بن عبدالبر ۲۱۳/۱۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے،ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے،ان کو محمد بن جعفر عروہ بن زبیر سے،انہوں نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ ابوبکر داخل ہوئے ان کے پاس وہ گندم چھان رہی تھیں۔انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔وہ بولی کہ جی ہاں۔چنانچہ انہوں نے سامان تیار کیا۔ابوبکر نے پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ عائشہ نے بتایا کہ ہمارے سامنے نام کے حوالے سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا سوائے اس بات کے کہ انہوں نے ہمیں سامان تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۱/۴۔۱۲۔تاریخ ابن کثیر ۲۸۳/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے،ان کو ابوالعباس نے،ان کو احمد نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ابوسفیان کے قصے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کے سفر کے لئے تیاری کروائیں اور لوگوں کو بتادیا کہ آپ مکہ کی طرف جانے والے ہیں۔اور ابن اسحاق نے اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت کے شعر ذکر کئے ہیں قریش کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے بارے میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خزاعہ نے کہا تھا :

اللھم انی ناشد محمدًا حلف ابینا وابیہ الاتلدا

فانصر ھداک اللہ نصرًا اعتدا وادع عباد اللہ یاتوا مددا

باب ۱۵۷

۱۔ حاطب بن ابوبلتعہ کا قریش کی طرف خط لکھ کر نبی کریم ﷺ کے ان سے جہاد کرنے کی خبر پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع کرنا۔

۳۔ حضور ﷺ کی دعا قبول ہونا کہ قریش ان کی تیاری سے اندھے اور بہرے ہو جائیں۔ حتیٰ کہ آپ اچانک جا پہنچیں ان کے شہروں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا پکا عزم کر لیا تو اس وقت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھا وہ قریش کو خبر دے رہے تھے اس بارے میں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا تھا پھر اس نے وہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دے کر روانہ کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ عورت بنو عبدالمطلب کی لونڈی تھی۔ حاطب نے اس عورت سے قریش کے پاس خط پہنچانے کا کوئی معاوضہ طے کیا تھا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا لیا تھا اور اس کے اُوپر اس نے بالوں کی چٹیا باندھ لی تھی، یوں اسے لے کر وہ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بات کی خبر آسمان سے آ گئی تھی کہ حاطب نے ایسے ایسے کیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے علی بن ابو طالب کو اور زبیر بن عوام کو بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس عورت کو پکڑ لو، حاطب نے اس کو خط لکھ کر دیا ہے قریش کی طرف۔ وہ انہیں ڈرا رہا ہے اس پروگرام سے جس پر ہم لوگوں نے قریش کے معاملے پر اتفاق کیا ہے اور طے کیا (اس نے حدیث کا ذکر کیا)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۴)

عورت کا جاسوسی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم بن حیان الطوسی سے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن علی سے عبیداللہ بن ابورافع نے، وہ حضرت علی کے کاتب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی سے سُنا وہ کہہ رہے تھے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے حسن بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن ابورافع نے، وہ علی بن ابو طالب کے کاتب تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سُنا حضرت علی ؓ سے،

وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا میں اور زبیر اور مقداد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ حتیٰ کہ پہنچو مقام روضہ خاخ تک، اس مقام پر ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر آؤ۔

بس ہم لوگ چلے، ہمارے گھوڑے ہمیں اُڑا کر اس مقام پر لے گئے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں وہ عورت دیکھی۔ ہم نے کہا کہ خط نکالئے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تم ضرور خط نکالوگی ورنہ تمہیں اپنے کپڑوں کی تلاشی دینا پڑے گی۔ لہٰذا اس نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط رسول اللہ کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ خط حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کی طرف۔ وہ ان کو خبر دے رہے تھے نبی کریم کے بعض امور کے بارے میں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے اے حاطب؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں مکہ میں مقیم تھا اور مکہ والوں کا حلیف تھا قریش کے ساتھ رہتا تھا مگر میری کسی سے رشتہ داری نہیں تھی۔ آپ کے ساتھ جتنے ہجرت کر کے آنے والے لوگ ہیں ان کی وہاں پر رشتہ داریاں ہیں وہ ان کی حفاظت کریں گے مکہ میں۔ میری کوئی قرابت نہیں تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ان کے لئے کوئی ذریعہ ان کی صورت پیدا کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ دار اور قربت والوں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام نہ تو کسی کفر کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا تھا آپ کو کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

(مسند احمد ۱/ ۷۹۔ بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۷۔ فتح الباری ۶/ ۱۴۳۔ ۸/ ۶۳۳۔ ۷/ ۵۱۹۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۱ ص ۱۹۴۱)

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ...... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ابن ابوعمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ اسناد اور مفہوم کے ساتھ اور اس نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا تھا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے:

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ (سورۃ الممتحنۃ: آیت ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بھی حدیث کا حصہ تھا یا عمرو بن دینار کا قول ہے۔

باب ۱۵۸

۱۔ نبی کریم ﷺ کا غزوۂ فتح مکہ کے لئے تیرہ رمضان کو روانہ ہونا۔
۲۔ مدینے پر اپنا نائب مقرر کرنا اور آپ ﷺ کے مدینے سے نکلنے اور مکہ میں داخل ہونے کا وقت۔
۳۔ راستہ میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسلم بن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

بن سعود سے،اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال سفر کے لئے روانہ ہوئے تھے تو مدینے پر ابورھم کلثوم بن الحصین بن عبید بن خلف الغفاری کو عامل بنایا تھا (یعنی اپنا نائب مقرر کیا تھا)۔اور حضور ﷺ جب نکلے تو رمضان کے دس دن گزر چکے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزے رکھے تھے حضور کے ساتھ۔یہاں تک کہ حضور مقام کُدید تک پہنچے یہ مقام عسفان اور امج کے درمیان پانی کا ایک مقام تھا۔کُدید پر افطار کیا (یعنی روزہ ترک کردیا)۔پھر چل پڑے حتیٰ کہ مکہ میں پہنچ گئے بغیر روزے کی حالت میں۔لہٰذا لوگوں نے دونوں معاملوں میں سے آخری معاملہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار کیا یعنی فطر (ترک روزہ) کہ اس عمل نے پہلے والے کو منسوخ کردیا ہے۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے راوی کا یہ قول کہ حضور جب روانہ ہوئے تو دس دن گزر چکے تھے رمضان کے، اس کو حدیث میں درج کیا ہوا ذکر کیا ہے اور اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن ادریس نے ابن اسحاق سے۔

(۲)　تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کو حامد بن یحییٰ نے،ان کو صدقہ نے ابن اسحاق سے،وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد ۸ھ میں۔

مسافر کے لئے ترکِ صوم کی رخصت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے،ان کو احمد بن عبید صفار نے،ان کو اسماعیل بن اسحاق نے،ان کو عاصم بن علی نے،ان کو لیث بن سعد نے عقیل سے،اس نے ابن شہاب سے۔اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبیداللہ بن عبداللہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ کیا تھا غزوہ فتح مکہ رمضان شریف میں۔

فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا سعید بن مسیب سے،وہ کہتے تھے کہ اس کی مثل میں نہیں جانتا کہ کیا آپ ﷺ شعبان کی راتوں میں روانہ ہوئے اور آگے رمضان آگیا تھا یا خود رمضان میں ہی نکلے تھے جب وہ شروع ہو چکا تھا۔علاوہ اس کے عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ مقام کدید تک پہنچ گئے۔یہ پانی کا وہ مقام ہے جو کدید اور عسفان کے درمیان ہے وہاں پہنچ کر آپ نے روزہ افطار کیا (یعنی روزہ ترک کردیا حالت سفر کی وجہ سے)۔پھر ہمیشہ مفطر رہے یعنی بغیر حالت روزہ کے رہے۔یہاں تک کہ یہ مہینہ پورا گزر گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے لیث سے۔(کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۷۵۔فتح الباری ۸/۳)،

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے،ان کو احمد بن سلمہ نے،ان کو اسحاق بن ابراہیم نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے،اسحاق نے کہا کہ ہمیں خبر دی اور دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زہری سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نکلے تھے مدینے سے رمضان میں جبکہ اس وقت ان کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔یہ ۸ھ یعنی آٹھویں سال کے سرے پر اور نصف سال پر یعنی حضور کی مدینہ آمد سے (ہوا تھا)۔حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے مسلمانوں میں سے مدینے سے تو آپ ﷺ روزے رکھ رہے تھے اور لوگ بھی روزے رکھ رہے تھے۔حتیٰ کہ آپ مقام کدید پر پہنچ گئے۔وہ عسفان اور قدید کے درمیان ہے،پھر آپ نے روزہ ترک کردیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ترک کردیا پھر انہوں نے روزہ نہیں رکھا بقیہ رمضان کچھ بھی۔

زہری نے کہا ہے فطر (ترک روزہ) دو امور میں سے آخری تھا (یعنی رکھنے اور نہ رکھنے میں) سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری سے آخری امر (عمل) لیا جاتا ہے (اس پر عمل کیا جاتا ہے)۔زہری نے کہا رسول اللہ ﷺ صبح صبح مکہ میں داخل ہوئے تھے جب ماہ رمضان کی تیرہ راتیں گزر چکی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۶۔ فتح الباری ۳/۸)
اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے مگر انہوں نے زہری کے مذکورہ دخول مکہ کے بارے میں اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔
(کتاب الصیام۔ حدیث ۸۸ ص ۷۸۴)

اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے دوسری روایت میں کہ حضور اس وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے جب دس سے کچھ زیادہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونضر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور ابراہیم بن اسماعیل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا اور محمد بن ابوحفصہ نے اس کو حدیث میں درج کیا ہے زہری سے۔

ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو محمد بن احمد بن نضر ازدی نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے محمد بن ابوحفصہ سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ تیرہ رمضان کو ہوئی تھی۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن حلوانی نے، ان کو ابوصالح فراء نے ابواسحاق فزاری سے۔ انہوں نے ان کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا کہ فتح مکہ تیرہ رمضان میں ہوئی تھی یہ ادراج وہم ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ قول زہری سے ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے کہ غزوہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ۔ لہٰذا مدینے سے نکلے تھے رمضان میں اور اس کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ یہ ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے پر ہوا تھا مدینہ ہجرت کر کے آنے کے بعد اور مکہ فتح ہوا تھا جب رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہ نے۔ انہوں نے کہا کہ فتح ہوئی تھی جب دس راتیں باقی رہ گئی تھیں سنہ آٹھ ہجری کے ماہ رمضان کی۔

(۹) ہمیں خبر دی فقیہ ابوالحسن محمد بن یعقوب بن احمد بن یعقوب طبرانی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالیمان کے سامنے پڑھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے اس کو سُنا سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے قزعہ بن یحییٰ سے، اس نے ابوسعید خدری ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو فتح مکہ والے سال کوچ کرنے کا حکم دیا اور اعلان فرمایا تھا اس وقت جب ماہ رمضان کی دو راتیں گزر چکی تھیں۔ چنانچہ ہم لوگ روزے کی حالت میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مقام کدید پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ ترک کر دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ بغیر روزے والے۔ یہاں تک کہ جب ہم اس منزل پر پہنچے جہاں ہمیں دشمن سے ٹکرانا تھا تو پھر آپ نے ہمیں روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا پھر ہم سب بغیر روزے والے ہو گئے تھے۔ (الترمذی۔ کتاب الجہاد)

گرمی کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہب نے جعفر بن محرز سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال جب مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے تو روزہ دار حتیٰ کہ مقام کراع الغمیم تک جا پہنچے۔ رسول اللہ کے ساتھ لوگ سوار بھی تھے پیادے بھی تھے۔ یہ واقع ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ عرض کی کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کہ بے شک لوگوں پر روزہ انتہائی شدید گزر رہا ہے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، آپ نے اسے اُٹھایا اور پی لیا (اس طرح روزہ کھول دیا) لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا بعض لوگوں نے روزہ رکھے رکھا اور بعض نے افطار کرلیا۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ تاحال روزے سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولئك العصاة وہ لوگ گنہگار یا نافرمان ہیں۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثقفی سے اور دراوردی سے، اس نے جعفر سے۔ (کتاب الصیام۔حدیث ۹۰ ص ۷۸۵)

اور اس میں ہے جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے دن روانہ ہوئے تھے جب رمضان کی دس راتیں گزر چکی تھیں عصر کے بعد۔ آپ نے گرہ نہ کھولی یہاں تک کہ آپ مقام صُلصُل تک پہنچ گئے (مدینے سے سات میل پر)۔ اور مسلمان روانہ ہوئے، انہوں نے گھوڑوں کو کھینچا اور اُونٹوں پر سوار ہو گئے۔ وہ لوگ دس ہزار تھے۔ اور ابوالاسود کی حدیث میں ہے کہ عروہ سے مروی اور حدیث موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تو بارہ ہزار کی نفری میں تھے جو کہ مہاجرین وانصار پر مشتمل تھے اور عرب کے قبائل میں سے من اسلم، بنوغفار، بنومزینہ، بنوجہینہ، اور بنوسُلیم کے لوگ بھی تھے۔ (المغازی للواقدی ۸۰۱/۲)

باب ۱۵۹

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا مسلمان ہونا

﴿رسول اللہ ﷺ کے سفر مکہ کے دوران﴾

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین الحیری نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام الظہر ان میں اُترے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ۔ سات سو افراد بنوسُلیم کے تھے اور ایک ہزار قبیلہ مزینہ کے تھے اور تمام قبائل میں کافی تعداد میں مسلمان تھے۔ مہاجرین وانصار کو تیار کیا۔ کوئی ایک بھی ان میں سے پیچھے نہیں رہا۔ اور ادھر قریش سے ساری خبریں پوشیدہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے کوئی خبر نہ پہنچی، انہیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ رسول اللہ کیا کر رہے ہیں۔

ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کو عقاب کی گھاٹی میں ملے تھے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ ان دونوں نے حضور کے پاس جانے یعنی ملنے کی التجا کی تھی۔ سیدہ اُم سلمہ نے حضور ﷺ سے بات کی تھی ان دونوں کے بارے میں۔ سیدہ اُم سلمہ نے

کہا یارسول اللہ وہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا سسر بھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے ان دونوں میں کوئی حاجت نہیں ہے بہر حال جہاں تک میرے چچا زاد کا تعلق ہے تو اس نے میری ہتک عزت کی ہے، جہاں تک میرے پھوپھی زاد کا تعلق ہے اور میرے سسر کا، وہ وہی ہے جس نے میرے لئے مکہ میں کیا تھا جو کچھ کہا تھا۔ یہ خبر ان دونوں تک پہنچ گئی اور ابوسفیان بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم البتہ ضرور اجازت دیں میرے لئے رسول اللہ ورنہ میں ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ضرور ایسی سرزمین پر نکل جاؤں گا اور جا کر بھوک پیاس سے مر جائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو ان دونوں پر شفقت آ گئی۔ وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث نے شعر کہے۔ ابوسفیان بن حارث کا قول اس کے اسلام کے بارے میں اور اس کا عذر کرنا ان حالات کے بارے میں جو اس سے واقع ہوئے تھے۔ اس نے کہا :

لعمرك انی یوم احمل رایة	لتغلب خیل اللات خیل محمد
لکا لمدلج الحیران اظلم لیله	فهذا اوانی حین اهدی و اهتدی
هدانی هاد غیر نفسی و نالنی	مع الله من طردت کل مطرد
اصد وانای جاهدًا عن محمد	وادعی وان لم انتسب من محمد
هم ما هم من لم یقل بهواهم	وان کان ذا رأی یلم ویفند
ارید لارضیهم ولست بلائط	مع القوم ما لم اهد فی کل مقعد
فقل لثقیف لا ارید قتالکم	وقل لثقیف تلك : غیری واوعدی
فما کنت فی الجیش الذی نال عامرًا	ولا کان عن جری لسانی ولا یدی
قبائل جاء ت من بلاد بعیدة	نزائع جاء ت من سهام وسردد

تری بقاء کی قسم ہے جس دن میں جھنڈا اُٹھاؤں گا، البتہ لات (بت) کے گھڑ سوار محمد ﷺ کے گھڑ سواروں پر غالب آ جائیں گے یعنی کفر و شرک کا لشکر اسلام کے لشکر پر غالب ہو جائے گا۔ رات کے سفر کرنے والے کی مثل کہ اس کی رات اس کو تاریکی میں چھپا لیتی ہے۔ یہی وقت ہوگا جب میں راستہ دیکھا جاؤں گا اور میں راستہ پالوں گا۔ راستہ دکھایا مجھے راستہ دکھانے والے نے، وہ میرے دل کے ماسوا ہے اور مجھے اللہ کے ساتھ ملوا دیا ہے جس کو میں گھیروں گا پورا ہی گھیروں گا۔ میں روکوں گا یعنی لوگوں کو ایمان میں داخل ہونے سے منع کروں گا اور اپنے آپ کو بھی اس سے دور رکھوں گا اور اس کام کے لئے میں سخت جدوجہد کروں گا۔ مجھ سے لوگوں کو دور رکھنے میں اور لوگوں کو ایسی بات کی دعوت دوں گا اگرچہ صاحب زر ہے ملامت کیا جاتا ہے اور جھوٹ کی نیت و تہمت لگایا جاتا ہے۔

میں اب ان لوگوں کو راضی اور خوش کرنا چاہتا ہوں اور میں چپکنے والا نہیں ہوں قوم کے ساتھ جب تک نہ رہنمائی کیا جاؤں ہر ہر مقام پر اور ہر ہر ٹھکانے پر۔ لہٰذا بنو ثقیف سے کہہ دو کہ میں تمہارے ساتھ قتال کرنے اور لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور بنو ثقیف سے کہئے کہ وہ مرے جاسوس ہیں اور میرے وعدہ دیئے ہوئے ہیں۔ پس میں نہیں ہوں اس لشکر میں۔ جو عامر سے ٹکرایا، نہ ہی میرے ہاتھ کی زیادتی، نہ ہی زبانی زیادتی ہے۔ وہ قبائل جو دور دور کے شہروں سے آئے ہیں کھنچے آئے ہیں تیروں سے اور تلواروں سے لیس ہو کر۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سُنایا : من طردت کل مطرد

تو حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا : انت طرد تنی کل مطرد

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۸۷)

صحابہ کا پیلو چُننا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے سنان بن اسماعیل حنفی سے، اس نے ابوالولید سعید بن مینا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اہل موتہ فارغ ہو گئے اور واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ روانگی کا حکم فرمایا۔ جب روانہ ہو کر مقام مرالظہر ان میں پہنچے تو گھاٹی میں اُتر گئے اور پیلو چننے والوں کو آپ نے بھیجا۔ وہ پیلو کے درختوں سے پکی پکی پیلو چننے لگے۔ چنانچہ میں نے سعید سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے، اس نے بتایا کہ پیلو کے درخت (جال کے پیلو) ابن مسعود بھی ان میں گئے تھے جو پیلو چن رہے تھے کسی آدمی کو جب کوئی پکا ہوا دانہ (پیلو کا) ملتا تو اس کو اپنے منہ میں ڈال لیتا۔ اور صحابہ کرام ابن مسعود پنڈلیوں کی مشقت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے وہ درخت کے اُوپر چڑھے جا رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کی پنڈلیوں کی محنت پر ہنس رہے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ان دونوں کے لئے تراز دئے اعمال میں اُحد پہاڑ سے زیادہ وزن ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۳۱۷)

کیونکہ ابن مسعود جو کچھ چُنتا اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آتا اور اس نے شعر کہا :

هذا جناى وخياره فيه　　　اذ كل جان يده الى فيه

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۸)

یہ میرے چنے ہوئے پیلو کے پھل ہیں اور اس میں اچھی اور عمدہ پیلو بھی ہیں جبکہ ہر چننے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف ہے۔

عليكم بالاسود منه فانه اطيب (حدیث)

نعم وهل من نبى الا قد رعاها (حدیث)

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام مرالظہر ان میں۔ ہم لوگ پیلو چُننے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کالی کالی پیلو چنو کیونکہ وہ زیادہ اچھی ہیں (زیادہ کالی اور پہلے پکی ہوئی ہوتی ہیں)۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چراتے تھے (کیونکہ بکریاں چرانے والوں کو جنگل کے پھلوں کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ میں نے بکریاں چرائی ہیں بلکہ ہر نبی نے چرائی ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ بے شک یہ واقعہ پیلو والا یوم بدر میں پیش آیا تھا، جمعہ کا دن تھا رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں یعنی سترہ رمضان تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مختصراً، اس میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا اس میں۔

فائدہ : علامہ ابن القیم فرماتے ہیں، الکباث پیلو کے درخت (جال) کے پھل کو کہتے ہیں یہ ارض حجاز میں ہوتی ہے۔ جبکہ مترجم کہتا ہے ہندو پاک کے تمام جنگلوں میں پیلو کے درخت عام ہے لوگ پیلو کھاتے ہیں۔ مزاج اس کا گرم خشک ہوتا ہے۔ اس کے خواص اس کے درخت والے ہیں، معدہ کو قوت دیتا ہے، ہضم کو عمدہ کرتا ہے، بلغم کو صاف کرتا ہے، پشت کے درد کے لئے مفید ہے، کئی بیماریوں کے لئے مفید ہے، کاسر ریاح ہے وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆

باب ۱۶۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام مرّ الظہر ان میں اُترنا۔
۲۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء کو لے کر آنے میں جو بات آئی ہے۔
۳۔ ان سب کا مسلمان ہونا۔
۴۔ اہل مکہ کے لئے عقد امان ان شرائط پر جو آپ نے مقرر کیں۔
۵۔ آپ ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخلہ۔
۶۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یعنی اس وعدہ کو سچا کرنا جو اس نے رسول کے ساتھ کیا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داستہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو ابن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے یہ کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور وہ مقام الظہر ان میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو اس فخر کو پسند کرتا ہے (اپنے سرداری فطرت کی وجہ سے)۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی اعزازی شئ مقرر کر دیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔

لہٰذا آپ نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارًا اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ

(ابوداؤد۔ کتاب الخرج والامارۃ۔ حدیث ۲۱۔۳۰ جلد ۳ ص ۱۶۲)

جو شخص پناہ لینے کے لئے ابوسفیان کے گھر کے اندر داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اندر جا کر اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو ابو بلال اشعری نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر رسول اللہ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابوفضل اپنے مہمان کو آج رات اپنے گھر والوں کے پاس لے جائیے اور صبح ناشتہ بھی اس کو کرائیے۔ جب صبح ہوئی تو

عباس اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو عزت و شرف کو شہرت کو پسند کرتا ہے آپ اس کو کوئی ایسی چیز عطا کریں جس کے ساتھ یہ فخر کرے شرف و عزت محسوس کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرا گھر تو زیادہ گنجائش نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کعبہ میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، ابوسفیان نے کہا کہ کعبے میں کتنی گنجائش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا مسجد کتنی گنجائش رکھتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ حکم پوری گنجائش رکھتا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۱۷۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے سفیان بن حرب سے ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے عکرمہ سے فتح مکہ کے بارے میں (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام مرّ الظہر ان میں اُترے تھے تو عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا حالانکہ وہ مدینے سے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

واصباح قریش : خطرناک صبح قریش کے لئے۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ قریش سے بغاوت کرتے، ان کے شہروں میں تو آپ مکہ میں قہر و جبر کے ذریعہ داخل ہو جاتے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں پیلو کے درختوں کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ میں کسی لکڑیاں چننے والے کو یا کسی دودھ والے کو دیکھوں یا کسی جاننے والے کو دیکھوں جو کے میں داخل ہو رہا ہو (میں اس کو بتادوں) تا کہ وہ ان کو خبر دے کہ رسول اللہ ﷺ اس مقام تک پہنچ گئے ہیں تا کہ مکہ والے حضور ﷺ کے پاس آئیں اور ان سے امان مانگ لیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اللہ کی قسم میں پیلو کے درختوں میں گھومتا چکر لگاتا رہا اور تلاش کرتا رہا۔ اچانک میں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقاء کی آواز سُنی۔ وہ بھی نکل چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر تلاش کر رہے تھے۔ میں نے ابوسفیان کی آواز سُنی وہ کہہ رہا تھا یار میں نے آج کے دن جیسی آگ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ بدیل بن ورقاء نے کہا، اللہ کی قسم یہ بنوخزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے جلایا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو زیادہ ملوث ہے اس میں، زیادہ کمزور بھی ہے۔ (عباس) کہتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ اور میں نے کہا اے ابوحنظلہ وہ ابوسفیان ہی تھے۔ اس نے بھی آواز پہچان لی اور کہنے لگا تم ابوالفضل ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ تیرے رسول کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ۔ تحقیق وہ آچکے ہیں تمہاری طرف ایسے لشکر کے ساتھ جس کا مقابلہ کرنے کی تمہیں سکت نہیں ہے۔ دس ہزار مسلمان ان کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے اور کیا ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے کہا کہ بس یہی بچنے کی صورت ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر میرے پیچھے بیٹھ اور چل کر میں حضور ﷺ سے تیرے لئے امان مانگ لیتا ہوں۔ اللہ کی قسم وہ اگر تیرے اوپر کامیاب ہوئے تو تیری گردن ماردیں گے لازمی طور پر۔ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کو ایڑھ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں جیسے ہی آگ کے پاس سے گزرتا جو مسلمانوں نے جگہ جگہ جلا رکھی تھی وہ لوگ مجھے دیکھ کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جارہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کی آگ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور ابوسفیان کو میرے پیچھے دیکھا۔ حضرت عمر ﷺ نے کہا یہ ابوسفیان ہیں۔ اللہ کا شکر جس نے تجھے قدرت دی ہے بغیر کسی عہد کے اور بغیر کسی عقد کے۔ اس کے بعد میں نے شدت پکڑلی رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کی اور میں نے خچر کو پھر ایڑھ لگائی اور خیمے کے دروازے میں جا گھسا۔ میں نے سبقت کی عمر سے۔ جیسے سُست رفتار سواری سُست آدمی سے سبقت کرتی ہے۔

اتنے میں حضرت عمرؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے اور بولے یارسول اللہ ﷺ یہ ہے ابوسفیان، اللہ کا دشمن۔ اللہ نے اس پر قدرت دی ہے بغیر کسی عقد وعہد کے (یعنی اچھا ہے نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی عہد و میثاق ہے نہ کوئی بات طے ہے)۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کو امان دی ہے اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ لہٰذا میں نے اس کا سر پکڑ کر کہا اللہ کی قسم آج رات میرے سوا اس کو کوئی نجات نہ دیتا۔ جب حضرت عمر نے اس کے بارے میں زیادہ بات کی تو میں نے کہا ٹھہر جاؤ اے عمر۔ اللہ کی قسم تم ایسا نہیں کر رہے ہو مگر صرف اسی لئے کہ یہ بنو عبد مناف کا ایک آدمی ہے۔ اگر یہ بنو عدی بن کعب کا آدمی ہوتا (یعنی اگر تمہارا قریبی ہوتا) تم یہ نہ کہتے۔ حضرت عمرؓ فرمایا ٹھہرا اے عباس پس اللہ کی قسم البتہ تیرا اسلام لانا جس دن تو مسلمان ہوا میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا (اپنے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ یہ نہیں تھا مگر اس لئے کہ تحقیق میں جانتا تھا کہ تیرا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ لے جائیں اس کو، ہم نے بھی اس کو امان دی ہے یہاں تک کہ آپ اس کو صبح کل میرے پاس لے آنا۔ لہٰذا وہ اس کو اپنے گھر واپس لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر محترم ہیں۔ اللہ کی قسم تحقیق میرا یقین ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کا ماسوا بھی (کہ معبود ہوتا) تو وہ اللہ کے بعد کچھ تو فائدہ دیتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یہ جان سکے تو میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر حوصلے والے ہیں، کس قدر عزت دار ہیں۔ خبردار اللہ کی قسم حقیقت تو یہی ہے مگر صرف دل میں اس بارے میں ایک چیز تھی۔

حضرت عباس نے کہا میں نے کہا تیری ہلاکت ہو شہادت دے دے حق کی شہادت پہلے۔ اللہ کی قسم تیری گردن ماردی جائے گی۔ لہٰذا اس نے شہادت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا جس وقت ابوسفیان نے شہادت دی اس کو آپ لے جایئے اے عباس اور اس کو روک کر رکھنا پہاڑ کے تنگ راستے پر، وادی کے تنگ مقام پر جس وقت اس کے سامنے اللہ کے لشکر گزریں گے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بیشک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے آپ اس کے لئے کوئی چیز مقرر کر دیں جو اس کے لئے اس کی قوم میں عزت کا باعث بنے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے۔ لہٰذا میں روانہ ہوا حتی کہ میں نے اس کو پہاڑ کے تنگ دامن میں، وادی کے تنگ راستے پر روک رکھا۔ چنانچہ اس کے سامنے تمام قبائل گذرے وہ دیکھ کر کہنے لگے اے عباس یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا یہ بنو سلیم ہیں۔ بولے بنو سُلیم کو مجھ سے کیا پرخاش ہے۔ پھر کوئی اور قبیلہ گذرا تو وہ پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ بنو اسلم ہیں۔ اس نے کہا بنو اسلم سے مجھے کیا واسطہ۔ پھر قبیلہ جھینہ والے گذرے تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ جھینہ کے لوگ ہیں۔ بولے مجھے جھینہ سے کیا واسطہ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سبز پوشاک میں گذرے۔ رسول اللہ ﷺ کا حفاظتی دستہ مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا۔ سب لوہے سے لیس تھے ان کا تو بس گھیرا اور حلقہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ ابوسفیان نے پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے ابوالفضل؟ میں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ گذر رہے ہیں مہاجرین و انصار ہیں۔ اس نے کہا اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کا ملک عظیم ہو چکا ہے۔ میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر بیشک یہ بادشاہت نہیں نبوۃ ہے۔ اس نے کہا ہاں پھر یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا کہ اب تم جاؤ اپنی قوم کے پاس اور ان کو ڈراؤ۔ لہٰذا وہ جلدی جلدی نکلا حتی کہ مکے میں پہنچا اور مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا اے قریش کی جماعت یہ رہے محمد ﷺ تمہارے اوپر آ چکے ہیں ایسے لشکر سمیت جس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ قریش نے کہا کہ اب کیا کریں؟ اس نے بتایا کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ انہوں نے کہا افسوس کی بات ہے

آپ کے گھر ہم لوگ پناہ حاصل کریں گے۔اس نے بتایا کہ جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اپنے اُوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امان ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث حسین بن عبداللہ کے اور بہر حال رہے ایوب بیشک وہ اس کے ساتھ عکرمہ سے آگے نہیں بڑھے۔اور ہمارے شیخ نے حدیث کو پورا نہیں بیان کیا۔

تحقیق روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن ادریس نے ابواسحٰق سے،اس نے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے،اس نے ابن عباس سے اسی کے مفہوم کے ساتھ۔اور اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں عقد امان کے بارے میں اہلِ مکہ کے لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اہلِ مغازی کی جانب سے اس بارے میں۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۶۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۰۔سیرۃ الشامیہ ۵/۳۲۶)

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے .... (۴) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر بغدادی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے،اس نے عروہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ اور بنوغفار اور بنواسلم،بنومزینہ،بنوجہینہ،بنوسُلیم کے لوگ ساتھ تھے۔وہ سب اپنے گھوڑوں کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔حتی کہ وہ مقام مرالظہر ان میں اُترے،تاحال اُن کے بارے میں قریش کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔قریش نے ابوسفیان کو ابوحکیم بن حزام کو بھیجا وہ بُدیل بن ورقاء کو ملے وہ دونوں اس کے ساتھ ہو لئے۔جب مکہ سے باہر مقام اراک تک پہنچے،یہ عشاء کا وقت تھا۔یکا یک ان کی نظر خیموں پر اور لشکر پر پڑی اور انہوں نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سُنیں۔ چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور ڈر گئے اور بولے کہ غالبًا یہ لوگ بنوکعب ہیں،جنگ نے اس کو مجبور کیا ہے۔بدیل بن ورقہ نے کہا کہ نہیں بنوکعب اتنے زیادہ نہیں ہو سکتے یہ ان سے بہت زیادہ ہیں۔یہ تو اس سے بہت کم ہیں کیا۔بھلا ہوازن والوں نے ہماری سرزمین کا رخ کر لیا ہے اللہ کی قسم ہم اس کو سمجھ نہیں سکے کہ یہ کیا کہانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے قبل اپنے آگے گھڑ سوار بھیجے تھے تاکہ وہ چشموں پر قبضہ کر کے رکھیں قبیلہ خزاعہ راستے پر تھے جو کہ کسی کو نہیں چھوڑتے تھے کہ وہ وہاں سے گزریں۔جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو ان کے گھڑ سواروں نے پکڑ لیا رات کے وقت اور ان کو لے آئے۔وہ ڈر رہے تھے قتل سے۔چنانچہ ابوسفیان کی طرف حضرت عمر بن خطاب ؓ اُٹھ کر گئے اور ان کو گردن سے پکڑ لیا اور اس کو اچھی طرح دبوچ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے جانے لگے مگر محافظ نے نبی کریم ﷺ کی طرف نہ جانے دیا اس کو قتل ہونے کا ڈر لگا۔ ادھر حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ جاہلیت میں ان کے خاص دوست تھے ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کیا تم مجھے عباس کے پاس نہیں لے جاتے؟ لہٰذا حضرت عباس ان کے پاس پہنچ گئے۔اس نے اس کو بچایا اور حضور ﷺ سے درخواست کی اس کو میرے حوالے کر دیں۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ عباس کے پاس ہے۔حضرت عباس ؓ سواری پر بٹھا کر لے گئے رات کے وقت۔اور اس کو تمام لشکر میں گھمایا یہاں تک کہ سب لشکر والوں نے اس کو دیکھ لیا۔اور حضرت عمر بن خطاب ؓ ابوسفیان سے کہہ چکے تھے جب انہوں نے اس کی گردن سے پکڑ رکھا تھا،اللہ کی قسم تو رسول اللہ ﷺ کے قریب نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے۔لہٰذا اس نے حضرت عباس سے فریاد کی تھی اور کہا تھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔حضرت عباس ؓ نے اس کو بچایا کہ کہیں اس پر وہ جھپٹ نہ پڑیں ابوسفیان نے جب لشکر کی کثرت دیکھی اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری دیکھی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو اس نے کہا میں نے اس قوم سے زیادہ اتفاق کبھی نہیں دیکھا جو میں نے آج رات دیکھا ہے۔

بہر حال حضرت عباس ﷜ نے اس کو ان کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلوایا اور حضرت عباس نے اس سے کہا کہ تم مارے جاؤ گے اگر تم اسلام نہ لائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت نہ دی۔ وہ بھی ارادہ تو کر رہا تھا کہ وہ کچھ کہہ دے جو حضرت عباس ﷜ اس کو حکم دے رہے تھے مگر اس کے لئے اس کی زبان نہیں چلتی تھی۔ چنانچہ اس نے وہ رات حضرت عباس ﷜ کے ساتھ گزار دی۔

باقی رہے حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے تھے اور جا کر دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اہلِ مکہ کی خبر معلوم کرنے لگے۔ جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو لوگ بیدار اور مستعد ہو گئے اور ابوسفیان خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ اے عباس یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عباس ﷜ نے بتایا کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے نماز کا اعلان سنا ہے لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر نکلے جب ابوسفیان نے لوگوں کو نماز کے لئے گذرتے دیکھا اور ان کو نماز میں دیکھا، رکوع کر رہے تھے اور سجدے کر رہے تھے جب حضور ﷺ رکوع وسجود کر رہے تھے تو اس نے کہا اے عباس جو بھی وہ ان کو امر کرتا ہے یہ وہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عباس ﷜ نے اس سے فرمایا کہ اگر وہ ان کو کھانے پینے سے منع کر دے تو یہ اس سے بھی رُک جائیں گے۔ اس نے پوچھا اے عباس آپ اس سے اپنی قوم کے لئے بات کریں۔ کیا اس کے پاس ان کی معافی کی گنجائش ہے؟ حضرت عباس ﷜ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے محمد تحقیق میں نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے اور تم نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے۔ اللہ کی قسم میں جب بھی تجھ سے ٹکرایا ہوں تم ہی مجھ سے غالب آ گئے ہو۔ اگر میرا معبود سچا ہوتا اور تیرا معبود باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔ چنانچہ اس نے شہادت دے دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس ﷜ نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تم مجھے اجازت دو اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو ڈراؤں اور میں ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کو اجازت دے دی۔ عباس نے پوچھا کہ میں ان کو کیسے کہوں؟ آپ میرے لئے اس بارے میں امان کی بات بتاؤ جس پر وہ لوگ مطمئن ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے کہو کہ جو شخص تم میں سے یہ کہہ دے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ، اور یہ شہادت دے کہ محمد ﷺ رسول ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو روک لے وہ امان میں ہے، جو کعبے کے پاس جا کر بیٹھے اور اپنے ہتھیار رکھ دے اس کو امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو امان ہے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ہمارے چچا کا بیٹا ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ واپس جائے اور آپ اس کو خاص طور پر معروف یعنی خصوصیت کے ساتھ نوازیں تو حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو امان ہے، ابوسفیان کی حویلی بالائی مکہ میں تھی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دار حکیم بن حزام میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں کو روک دے اس کو امان ہے اور دار حکیم بن حزام نشیبی مکہ میں تھا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس کو اپنے سفید خچر کے اُوپر سوار کیا جو حضور ﷺ کو دحیہ بن خلیفہ کلبی نے ہدیہ کیا تھا۔ اور حضرت عباس ابوسفیان کے ساتھ روانہ ہوئے انہوں نے اس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب وہ چلے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے کسی کو بھیجا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے ابوسفیان کے مقام اراک سے ہٹ کر تنگ مقام پر رُک جانے کے بارے میں حتی کہ اس کے پاس سے گھڑ سوار گذرے۔ اور ابوسفیان نے بہت سے ایسے چہرے دیکھے جن کو نہیں پہچانتے تھے تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے زیادہ کر کے دکھائے ہیں یا واقعتاً یہ لوگ زیادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے فرمایا یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے اور آپ کی قوم نے۔ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سچا مانا ہے اُس وقت جب تم لوگوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا تھا۔ جب تم نے مجھے نکال دیا تھا ان لوگوں نے میری مدد ونصرت کی۔ راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں سعد بن عبادہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جو کہ ایک شعر کی صورت میں ہے:

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَةُ

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج حرمتیں پامال ہونے کا دن ہے

مگر اس روایت میں راوی نے اس بارے میں رسول اللہ کا جواب ذکر نہیں کیا۔

تحقیق ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اس نے اپنے والد سے بعض اس قصے کا، اس نے اس میں سعد بن عبادہ کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے کہ اے ابوسفیان :

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ

آج سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج کعبے کی حرمت پامال کی جائے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے نہیں سنا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ کیا کہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایسے ایسے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے سعد، بلکہ یہ وہ تاریخی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کو عظمت عطا کرے گا اور وہ دن ہے جس میں آج کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

(الدرر لابن عبدالبر ۲۱۶_۲۱۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۰_۲۹۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/ ۳۲۸_۳۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ کہا کہ مجھے عروہ نے بتایا ہے کہ مجھے خبر دی نافع ابن جبیر ابن مطعم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے عباس سے انہوں نے کہا زبیر بن عوام سے، اے عبداللہ اسی جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ یہاں پر آپ جھنڈا گاڑیں؟ انہوں نے کہا کہ اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ وہ مکہ میں فلاں راستے سے داخل ہو۔ یا یوں کہا کہ نبی کریم ﷺ فلاں راستے سے داخل ہوئے تھے۔ پس خالد بن ولید کے دستے کے گھڑ سوار سے اس دن دو آدمی مارے گئے تھے۔ ایک حبیش بن اشعر دوسرا کرز بن جابر فہری۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ آمد کو مخفی رکھنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے جیسے کہا جاتا ہے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے لشکر کے ساتھ۔ ان میں عرب کے دیگر طوائف وگروپ بھی تھے، بنواسلم، بنوغفار، مزینہ، جہینہ، بنوسلیم وغیرہ۔ سب کے سب اپنے اپنے گھوڑوں کو کھینچے چلے آئے تھے۔ یا یہ کہ سب کے سب اپنے اپنے قبیلے کے گھڑ سواروں کی قیادت کر رہے تھے۔

اللہ نے اہل مکہ پر رسول اللہ ﷺ کی مکہ کی طرف روانگی مخفی رکھی تھی۔ یہاں تک کہ حضور مقام مرّ الظہر ان میں جا کر اُترے (مکہ کے باہر)۔ ادھر قریش نے ابوسفیان کو حکیم بن حزام کو ان کے ساتھ بدیل بن ورقاء بھی تھے بھیجا جب انہوں نے مقام مرّ الظہر ان پر نظر ڈالی اور مقام اراک تک پہنچے یہ عشاء کا وقت تھا۔ انہوں نے آگ جلتی دیکھی، خیمے دیکھے، لشکر دیکھا اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی تو اس ساری کیفیت نے

ان کو دہلا کر رکھ دیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ پڑاؤ ڈالنے والے بنوکعب کے لوگ ہیں ان کو جنگ پر مجبور کیا ہوگا۔ اس کے بعد اپنے دل میں کچھ سوچا اور کہنے لگے یہ لوگ بنوکعب سے بہت زیادہ ہیں، پھر کہنے لگے شاید کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ ہوں۔ یہ بارش کی تلاش میں ہماری زمین پر آئے ہوں۔ نہیں اللہ کی قسم اس کو بھی نہیں سمجھ رہے وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے سمجھ نہیں پائے تھے کہ ان کو اس جماعت نے گرفتار کر لیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نگرانی کرنے اور جاسوسی کرنے پر مقرر کیا تھا۔ ابوسفیان وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور وہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ ابوسفیان کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کی مثال سنی اور دیکھی ہے کہ وہ یوں کسی قوم کے کلیجے پر آ کر اُتر پڑے ہوں اور ان کو اطلاع بھی نہ دی ہو۔

جب ان کو لشکر میں لایا گیا تو عباس بن عبدالمطلب نے ان کو پناہ دے دی اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تیری ماں تجھے گم پائے اور تیرا خاندان۔ یہ رہے محمد ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ۔ تم چلو ان کے پاس اور چل کر مسلمان ہو جاؤ۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئے اور رات کا زیادہ تر حصہ حضور کے پاس رہے، حضور ان سے بات چیت کرتے رہے اور ان سے پوچھتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان سے کہا کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چنانچہ انہوں نے شہادت دی۔ پھر فرمایا کہ تم شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے اور بدیل بن ورقاء نے شہادت دی اور ابوسفیان نے کہا میں یہ بات نہیں جانتا۔ ابوسفیان حضرت عباس کے ساتھ نکلا۔ جب نماز کا اعلان ہوا (اذان ہوئی) تو لوگ اُچھل کر کھڑے ہو گئے ابوسفیان گھبرا اُٹھا اور حضرت عباس سے کہنے لگا یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

ابوسفیان نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے کوئی بادشاہ نہیں دیکھا آج کی رات جیسا نہ ہی قیصر وکسریٰ کی حکومت ایسی دیکھی، نہ ہی بنوالاصغر رومیوں کی بادشاہت ایسی دیکھی۔ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر چلیں۔

ابوسفیان نے کہا، اے محمد! میں نے بہت سارے الٰہوں (معبودوں ومشکل کشاؤں) سے مدد طلب کی اور آپ نے صرف ایک الٰہ سے مدد مانگی (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی قسم ہر مرتبہ جب بھی آپ کے ساتھ ٹکرایا آپ مجھ پر غالب آ گئے اگر میرا اللہ (مشکل کشا) سچا ہوتا اور تیرا الٰہ باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔

چنانچہ اس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔ اور ابوسفیان نے کہا اور حکیم نے یارسول اللہ! کیا آپ اوباش ترین لوگوں کے پاس آئے ہیں؟ (یعنی اخلاط اور ملے جلے) جو جانتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں جانتے وہ بھی، نہ آپ کے اصل کو نہ آپ کے خاندان کو، کنبے قبیلے کو۔ حضور نے فرمایا بلکہ وہ سب سے بڑے ظالم اور سب سے بڑے فاجر ہیں۔ تم لوگوں نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور غداری کی ہے۔ اور تم لوگوں نے بنوکعب پر گناہ اور سرکشی کے ساتھ زبردستی تسلط کیا ہے۔ اللہ کے حرم میں اور امان میں۔ بدیل نے کہا آپ نے یارسول اللہ ﷺ سچ فرمایا ہے، ان لوگوں نے واقعی ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش ہمارے دشمن کے درمیان علیحدگی کر دیتے تو وہ ہمارا اتنا نقصان نہ کر سکتے جتنا انہوں نے کیا ہے۔

چنانچہ ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اس لائق تھے (حقدار تھے) اس کو یہ چاہئے تھا اس بات کے کہ آپ اپنی تیاری اور ساری تدبیر ہوازن کے لئے کرتے کیونکہ وہ لوگ رشتہ اور قربت کے لحاظ سے بھی بعید ترین ہیں اور عداوت کے اعتبار سے شدید ترین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں امید کرتا ہوں کہ میرا ربّ دونوں چیزوں کو میرے لئے جمع کر دے گا۔ ایک فتح مکہ کو یعنی مسلمانوں کے اس کے ساتھ اعزاز کو اور دوسرے ہوازن والوں کی شکست کو اور ان کے مالوں کے غنیمت بننے کو اور ان کی اولادوں کے غنیمت بننے کو۔

ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے لوگوں میں امان کا اعلان کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر قریش علیحدگی اور غیر جانب داری اختیار کریں اور اپنے ہاتھ وہ روک لیں تو ان کو امان ہوگی؟ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔ جو شخص اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ امن میں ہے (یعنی اس کے لئے ہماری طرف سے امان ہے)۔ انہوں نے کہ آپ ہمیں بھیج دیجئے ہم اس بات کا اعلان کردیں ان میں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ لوگ چلے جاؤ جو شخص تیری حویلی میں پناہ پکڑے اے ابوسفیان اور جو شخص اے حکیم تیری حویلی میں پناہ لے لے اور اپنے ہاتھ کو بھی روک لے وہ امان میں ہے۔

دار ابوسفیان بالائی جگہ میں تھا اور دار حکیم زیریں جگہ میں تھا جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت عباس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ابوسفیان اپنے اسلام سے پھر جائے اور کفر کرلے۔ آپ اس کو واپس مکہ کے راستے سے بھیجیں تا کہ یہ آپ کے ساتھ اللہ کے لشکروں کو دیکھے۔ چنانچہ حضرت عباس نے اس کو پکڑ کر روک کر رکھا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بنی ہاشم کیا میرے ساتھ عذر و دھوکہ کرنا چاہتے ہو حضرت عباس نے کہا نہیں بلکہ مجھے آپ سے ایک کام ہے ہم لوگ غداری نہیں کرتے عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا۔

''کفر کے سرغنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے سربراہ کا جاہ جلال پہلی بار دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی۔ رسول عربی کا مکہ سے نکالے جانے کے صرف آٹھ سال بعد دوبارہ مکہ میں فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ داخلہ دیکھ کر دنیائے کفر پر لرزہ طاری ہوگیا''۔ (مترجم)

ہجرت کے وقت آمنہ کا دریتیم انتہائی مظلومیت کے ساتھ مکے سے نکلتے وقت واپس مڑ کر مکہ کے در و دیوار کو دیکھ کر روتے ہوئے کہہ رہا تھا، اے مکہ تو ہمیں بہت پیارا ہے تیرے رہنے والے اگر ہمیں نہ نکالتے تو ہم تجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتے دوبارہ مکہ میں داخلے کا شاہانہ و فاتحانہ انداز ملاحظہ فرمایئے۔ (مترجم)

''صبح ہوئی تو ابوسفیان کفر کے سابق سردار نے جواب مسلمان ہو چکا تھا اللہ کے لشکروں پر نظر ماری اور ان کی اس نے وہ تیاری دیکھی جو انہوں نے مشرکین کے خلاف کر رکھی تھی۔ ان لشکروں کو تیار کر کے پہاڑی کے تنگ راستے کے قریب روک کر رکھا گیا تھا مقام اراک کے پیچھے مکہ کی راہ پر۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی''۔

رسول اللہ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ ہر قبیلہ صبح ہی صبح کوچ کرے اپنے اس قبیلے کے لوگوں پاس اپنے جھنڈے کے پاس جا کر رُک جائے اور اپنے پورے اسلحہ اور تیاری کو ظاہر کرنے کے لئے مظاہرہ کرے۔ چنانچہ لوگ بیک آواز سوار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے قبل اپنے فوجی دستے روانہ کئے۔ ہر فوجی دستہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا اس دستے میں رسول اللہ ﷺ جارہے ہیں؟ وہ بتاتے کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ پوچھتے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بتاتے بنو قضاعہ ہیں۔ اس کے بعد تمام قبائل اپنے اپنے جھنڈے اُٹھائے ہوئے گزرے تو ابوسفیان نے جب یہ عظیم خوفناک منظر دیکھا تو ان کے خوف اور ڈر کی انتہا نہ رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام کو مہاجرین اور ان کے گھوڑوں کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکے میں کداء پہاڑی کے راستہ سے بالائی مکے سے داخل ہوں اور ان کو حضور ﷺ نے اپنا جھنڈا دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو مقام حجون پر گاڑ دیں اور جہاں گاڑنے کا حکم دیا ہے اسی جگہ رہ جائیں وہاں سے نہ ہٹیں حضور ﷺ کے آنے تک۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جو بنو قضاعہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے اور بنو سُلیم میں سے اور کچھ دیگر لوگ جو اس سے قبل مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے خالد کو حکم دیا کہ مکہ میں زیریں جانب داخل ہوں اور اس کو حکم دیا کہ وہ شہر کے گھروں یعنی شہری آبادی کے قریب اپنا جھنڈا گاڑیں۔ زیریں مکہ کی جانب قبیلہ بنو بکر اور بنو حارث بن عبد مناۃ اور قبیلہ ہذیل اور ان کے ساتھ دیگر قبائل سے قریش نے مدد مانگی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ مکے کی زیریں جانب سے جائیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو انصار کے فوجی دستے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا تھا۔ سعد نے اپنا جھنڈا قیس بن سعد کے حوالے کیا اور رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ کو روک کر رکھیں کسی سے قتال ولڑائی نہ کریں۔ ہاں مگر اس کے ساتھ کر سکتے ہیں جو ان سے قتال کرے اور انہیں چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا :

۱۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔ ۲۔ حویرث بن نقیذ۔

۳۔ ابن خطل۔ ۴۔ مقیس بن صبابہ بنولیث میں سے تھے اور وہ کلب بن عوف میں سے تھے۔

اور حکم دیا تھا قینتین ابن خطل کے قتل کا (یہ دونوں گانے والی لڑکیاں) رسول اللہ ﷺ کی ہجاء اور برائی کو نظم میں گاتی تھیں۔

چنانچہ فوجی دستے ایک کے پیچھے ایک ابوسفیان کے سامنے گزرتے رہے۔ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی ساتھ کھڑے تھے۔ جو بھی دستہ ان کے سامنے سے گزرتا وہ اس کے بارے میں پوچھتے تھے یہاں تک کہ ان کے سامنے ان پر انصار کا دستہ گزرا۔ اس دستے میں سعد بن عبادہ انصار بھی تھے۔ چنانچہ سعد نے ابوسفیان کو پکار کر کہا :

الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الحرمة

آج انتہائی شدید جنگ کا دن ہے۔ آج کے دن حرمتیں پامال کی جائیں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے مہاجرین کے دستے میں تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی قوم کے بارے میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں؟ اس لئے کہ سعد بن عبادہ اور اس کے دستے والے جب میرے پاس سے گزرے ہیں تو انہوں نے مجھ پکار کر کہا ہے :

الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الحرمة

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اپنی قوم کے بارے میں کہ ان کو قتل نہ کرنا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کے پاس نمائندہ بھیج کر اس کو اس کے دستے کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور حضرت زبیر بن عوام کو اس کی جگہ مقرر کر دیا انصار پر مہاجرین کے ساتھ ساتھ۔ لہٰذا زبیر لوگوں کو چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام حجون تک پہنچ گئے، وہاں پر انہوں نے رسول اللہ کا جھنڈا گاڑ دیا اور خالد بن ولید روانہ ہو کر زیریں مکہ میں پہنچے تو بنو بکر اس کو ملے۔ انہوں نے اس سے قتال کیا مگر وہ شکست کھا گئے اور بنو بکر کے تقریباً بیس آدمی مارے گئے اور بنو ہذیل کے تین چار آدمی اور پھر وہ لوگ شکست خوردہ ہو گئے اور وہ مقام حزورہ میں قتل کئے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا قتل مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اور ان میں سے بعض لوگ بھاگ کر گھروں میں داخل ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور مسلمانوں نے تلواریں لے کر ان کا تعاقب کیا۔ حضور ﷺ مہاجرین اولین میں داخل ہو گئے اور لوگوں کے آخری دستوں میں ابوسفیان نے چیخ کر اعلان کیا جب وہ مکہ میں داخل ہوا تھا۔

''جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اور اپنے ہاتھ روک لے وہ امان میں ہے''۔

ایک عورت ہند بن عتبہ نے کہا حالانکہ وہ اس کی عورت تھی، اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے مسلمان قوم کی آنے کی اطلاع لانے والے اور تیرے ساتھ تیرے خاندان کو بھی۔ اس عورت نے ابوسفیان کو داڑھی سے پکڑ لیا۔ پکارنے لگی اُقْتُلُوا الشَّيْخَ الْأَحْمَقَ، اس بڈھے بے وقوف کو قتل کر دو۔ تم لوگوں نے قتال کر کے اپنا دفاع، اپنے شہروں کا دفاع کیوں نہ کیا۔

ابوسفیان نے اس عورت سے کہا تمہارے اوپر افسوس ہے۔ تم چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلی جاؤ۔ وہ (محمد ﷺ) ہم لوگوں کے پاس پوری خلقِ خدا کو لے کر آ گئے ہیں۔ اُدھر حضور ﷺ جب کداء کی گھاٹی پر چڑھے تو انہوں نے پہاڑوں کے اُوپر تلواروں کی چمک دیکھی تو

آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حالانکہ میں نے تو قتال ولڑائی سے روکا تھا۔ مہاجرین نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ شاید خالد بن ولید کے ساتھ قتال شروع ہو گیا ہے اور قتال کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اس کے سوائے قتال کرنے کے کہ وہ بھی قتال کرے ان سے جو اُس سے قتال کریں۔

یارسول اللہ ﷺ خالد آپ کی نافرمانی کرنے والا نہیں تھا اور آپ کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حضور ﷺ گھاٹی سے اُترے اور حجون سے گزرے۔ زبیر بن عوام روانہ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اصحاب رسول ﷺ میں سے دو آدمی زخمی ہو گئے تھے کُرز بن جابر جو بنو محارب بن فہر کا بھائی اور حبیش بن خالد اور خالد الاشعر کہہ کر پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ بنو کعب میں سے ایک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حکم دیا تھا قتل نفیر کا یہ کہ قتل کیا جائے عبداللہ بن سعد بن ابوسرح کو۔ کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور کفر کر لیا تھا۔ اور وہ چھپ گیا تھا یہاں تک کہ لوگ مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر آیا تھا وہ ارادہ کر رہا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لے۔

حضور ﷺ نے اُس سے منہ پھیر لیا تھا تاکہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اُٹھ کر اسے قتل کر دے مگر اسے قتل کرنے کیلئے کوئی نہیں اُٹھا تھا۔ اس لئے کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ اس کے بارے میں حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ہے۔ صحابہ میں سے ایک نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اس کی گردن مار دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم یہ کام نہیں کرتے۔ اور کہا گیا ہے اس کو عثمان بن عفان نے پناہ دی تھی اس لئے کہ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔

اور دو گانے والی (حضور ﷺ کی برائی میں) عورتوں میں سے ایک قتل کی گئی تھی۔ اور دوسری چھپا دی گئی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے امان مانگ لی گئی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ حرم میں داخل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا تھا مگر اپنی سواری پر رہتے ہوئے کیا تھا۔ تمام ارکان کا استلام کرتے رہے۔ (اہلِ مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اپنی کھونٹی یا بید کے ساتھ۔ لوگ کثیر ہو گئے تھے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی تھی۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے اور آپ کے اصحاب کو۔ یا یہ مطلب ہے کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو آنکھوں کے اُوپر سے ہاتھ کا سایہ کر کے دیکھتے رہے (دور سے یا سامنے سورج ہونے کی وجہ سے)۔ جب آپ ﷺ نے طواف پورا کر لیا تو سواری سے نیچے اُتر آئے (یہ عمل آپ نے اس لئے کیا تھا تاکہ مسلمان آپ ﷺ کو طواف کی حالت میں دیکھ سکیں)۔ پھر سواری باہر نکال دی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو سجدے کئے (یعنی دو رکعت نفل طواف پڑھے)۔ اس کے بعد زم زم کی طرف لوٹ گئے۔ آپ نے اس میں جھانکا اور فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بنو عبدالمطلب اپنے سقایہ پر (پانی اور زم زم پلانے کے منصب پر) مغلوب ہو جائیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے ایک ڈول کھینچتا (مطلب ہے کہ اگر میں ڈول کھینچ لوں تو لوگ زم زم سے پانی کھینچنے میں بنو عبدالمطلب پر غالب آجائیں گے)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونہ میں پھر گئے مقام ابراہیم کے قریب۔ مقام کے بارے میں (اہل مغازی واہل سیر) کا گمان ہے کہ وہ کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا تھا موجودہ جگہ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ نے آب زم زم کا ڈول یا بڑا پیالہ یانی کا برتن منگوا کر پیا اور حضور نے وضو کیا اور مسلمان (حسب عادت) رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کو جلدی جلدی جھپٹنے لگے وہ اس کو اپنے چہروں پر اُنڈیل رہے تھے اور مشرکین ان کو دیکھے جا رہے تھے اور حیران ہوئے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے کبھی بھی ایسا بادشاہ دیکھا اور نہ سُنا ہے جو اس مقام پر پہنچا ہو (یعنی جس کے ساتھ اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ محبت کرتے ہوں)۔

صفوان بن اُمیہ کا فرار ہونا حضور ﷺ کا اس کے لئے اپنا بردہ مبارک بھیجنا عمیر بن وہب کا اس کے لئے امان طلب کرنا، حضور ﷺ کا امان دینا اور اس کا مسلمان ہو جانا

صفوان بن اُمیہ نے سمندر کی راہ لی عمیر بن وہب بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ان سے صفوان بن اُمیہ کے لئے امان طلب کی اور کہا کہ وہ بھاگ کر سمندر کی طرف چلا گیا ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ مجھے اس کے پاس امان کا حکم دے کر بھیج دیجئے۔ بے شک آپ تو اسود و احمر کو امان دے چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنے چچازاد کے پاس پہنچ جائیں اس کو امان ہے۔ عمیر نے اس کو تلاش کیا اور پالیا اور اس کو جا کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے امان دی ہے۔ مگر صفوان نہیں مانا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں یقین نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں کوئی علامت اور نشانی دیکھ لوں جس کو میں پہچانتا ہوں۔ عمیر نے کہا کہ اچھا تم یہیں رہو میں تیرے پاس کوئی نشانی لے کر آتا ہوں۔ لہٰذا عمیر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ صفوان میری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ بلکہ وہ آپ کی کوئی ایسی نشانی آپ کی طرف سے چاہتا ہے جس کو وہ پہچان سکے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اُوپر سے وہ چادر اُتار لی جس کو آپ اپنے اُوپر اوڑھے ہوئے تھے جب آپ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ حضور نے وہ عمیر بن وہب کو دیدی (بطور نشان صفوان کو دینے کے لئے)۔

صفوان نے جب رسول اللہ کا پردہ مبارک دیکھا تو اس نے یقین کرلیا اور اس کے دل کو اطمینان ہوگیا اور وہ عمیر کے ساتھ چلا آیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، میں نے آپ کو امان دی ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے ایک مہینہ کی مہلت دیں سوچنے کے لئے۔ حضور نے فرمایا، بلکہ میں تجھے دو ماہ کی مہلت ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے دے۔

ابن شہاب کے بقول حضور ﷺ نے صفوان کو چار ماہ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو آواز دے کر کہا حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے کہ اگر میں راضی ہوں ورنہ مجھے دو ماہ کی چھوٹ ہے آپ کی طرف سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے سے تو اُتریں اے ابو وہب۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا بلکہ پہلے آپ میرے لئے وضاحت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے چار ماہ کی آسانی اور چھوٹ ہے۔

اُم حکیم بنت حارث بن ہشام حضور ﷺ کی خدمت میں آئی، وہ اس وقت مسلمان ہو چکی تھی اور وہ عکرمہ بن ابوجہل کی زوجیت میں تھی اس نے حضور سے اجازت مانگی اپنے شوہر کو تلاش کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اور عکرمہ کے لئے امان بھی دی۔ چنانچہ اُم حکیم شوہر کی تلاش کے لئے اپنے ایک رومی غلام کے ساتھ روانہ ہوگئی۔ اس رومی نے اُم حکیم پر بُری نیت کرلی مگر وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی تمنا کرتی رہی اور اس کے قریب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ عورت قبیلہ عک کے کچھ لوگوں کے پاس آئی اور اس نے ان لوگوں سے اپنے غلام کے خلاف مدد چاہی۔ انہوں نے اس غلام کو جکڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر عکرمہ کو بھی پالیا (اور وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے آئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عکرمہ کو دیکھا تو خوشی سے اُچھل کر کھڑے ہوگئے اس کو کوئی طعنہ بھی نہ دیا۔ اس کی بیوی نے اس کو تہامہ (جنوبی حجاز کے علاقے) میں پالیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چلے آئے تھے اور مسلمان ہوگئے تھے۔

ایک آدمی آیا بنو ہذیل سے۔ جس وقت بنو بکر شکست کھا گئے تھے۔ عکرمہ کی عورت کے پاس فرار ہو کر۔ اُم حکیم نے اس شخص کو ملامت کی اور عاجز قرار دیا اور فرار پر شرم دلائی۔ اس نے کہا :

وانت لو رایتنا بالخندمه اذ فر صفوان وفر عکرمه

ولحقتنا بالسیوف المسلمة یقطعن کل ساعد وجمجمه

لم تنطقی فی اللوم ادنی کلمه

کاش کہ تم ہم لوگوں کو خندمہ میں دیکھتی جب صفوان فرار ہوئے تھے اور عکرمہ فرار ہوئے تھے اور تم ہمارے ساتھ قاطع تلواروں کے ساتھ لاحق ہوتی جو تلواریں ہر بازو کو کاٹ ڈالتی ہیں اور ہر کھوپڑی کو بھی کاٹ ڈالتی ہیں تو تم ملامت کرنے میں ایک کلمہ بھی نہ کہتی۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ یہ شعر حماس نے اُم حکیم سے کہا تھا جو کہ بنو سعد بن لیث کے بھائی ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کا خالد بن ولید سے باز پرس کرنا ان کا جواب سُن کر حضور کا مطمئن ہو جانا

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے فرمایا تھا کہ تم نے قتال کیوں کیا فتح مکہ کے دن حالانکہ میں نے قتال کرنے سے منع کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں ان لوگوں نے ہم سے لڑنے میں پہل کی تھی اور ہم لوگوں کے اندر اسلحہ استعمال کیا اور ہم لوگوں کو انہوں نے تیروں سے چھلنی کیا، میں نے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا جہاں تک میری استطاعت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قضاء بہتر تھی (یعنی یہی اللہ کا فیصلہ تھا)۔

رسول اللہ ﷺ کا مکے میں داخلہ اور فتح ماہ رمضان ۸ھ میں ہوئی صدیق اکبر کا اس موقع پر خواب دیکھنا

کہا جاتا ہے کہ اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نیند کی حالت میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اور حضور آپ کو بھی کہ ہم لوگ مکہ کے قریب ہوئے ہیں اور ایک کتیا نکل کر ہماری طرف آئی ہے اور وہ بھونک رہی ہے جونہی ہم اس کے قریب ہوئے ہیں تو وہ کتیا اپنی پشت کے بل لیٹ گئی اور وہ دودھ کی دھاریں بہا رہی ہے۔

حضور ﷺ کا صدیق اکبر کے خواب کی تعبیر دینا

فقال : ذهب کلبهم، واقبل درهم، وهم سائلوکم بارحامکم

فرمایا کہ : ان کا کتا چلا گیا ہے (یعنی ان کے بھونکنے اور زبان درازی کا دور ختم ہو چکا ہے) اور ان کا دودھ بہتا متوجہ ہے اور آ گیا ہے (یعنی ان کی خیر کی صفات سامنے آنے لگی ہیں اور وہ تم سے اپنے رشتوں اور قرابتوں کے واسطے دے کر بات کرنے پر مجبور ہیں۔

ابوسفیان کو اور حکیم بن حزام کو قتل کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا

فرمایا کہ تم ان میں سے بعض لوگوں سے ملنے والے ہو۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اس کو قتل نہ کرنا اور حکیم بن حزام کو بھی۔

حضرت حسان بن ثابت کا رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی پر اشعار کہنا

حضرت حسان بن ثابت نے اس بارے میں یعنی مکہ کی طرف روانگی کے بارے میں شعر کہے اور فرمایا :

عدمت بنيتي ان لم تروها ... تثير النقع من كتفي كداء

ينازعن الأعنة مصغيات ... يلطمهن بالخمر النساء

فان اعرضتموا عنا اعتمرنا ... وكان الفتح وانكشف الغطاء

والا فاصبروا لجلاد يوم ... يعين الله فيه من يشاء

وجبرائيل رسول الله فينا ... وروح القدس ليس له كفاء

هجوت محمدًا فاجبت عنه ... وعند الله في ذاك الجزاء

فمن يهجو رسول الله منكم ... ويمدحه وينصره سواء

لساني صارم لا عيب فيه ... وبحري لا تكيده الدلاء

مجھے اپنی پیاری بیٹی کو دیکھنا نصیب نہ ہو اگر تم مکہ پر حملہ کرنے والوں اور مکہ والوں کو کدا پہاڑ کے دونوں طرف اصحاب رسول کے گھوڑوں کی ناپوں سے غبار اُڑتا نہ دیکھو، نیز لہراتے ہوئے چمکتی تلوار عیاں کیئے ہوئے ہونگے اور مجاہدین کے گھوڑوں کو شاباش دینے کے لئے عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہوں گی۔ اگر تم لوگ اعتراض کرو تو سنو ہم لوگ تو عمرہ کرنے آئے تھے مگر وہ فتح مکہ کا پیغام بن گیا۔ گویا ایک مخفی حقیقت سامنے آگئی ورنہ شمشیر زنی پر صبر کرو اس دن جس دن اللہ جس کو چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ سنو اللہ کا رسول و نمائندہ جبرائیل ہمارے اندر ہے اور روح القدس جبرائیل کی تو مثال اور کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی تھی میں نے ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی طرح اس کی مکافات ہے اور اس کا بدلہ ہے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو و بُرائی کرلے یا اس کی مدح کرے اور اس کی مدد کرے سب برابر ہے (یعنی ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا)۔ میری زبان تلوار قاطع ہے اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اس قدر صاف ہے کہ یا مراد گہرے پانی والا ہے کہ اس کو پانی کھینچنے والوں کے ڈول میلا اور مکدر نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ اہل روایت نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ عورتیں واقعی اپنے دوپٹوں کے ساتھ مجاہدین کے گھوڑوں کے جسموں کو صاف کر رہی ہیں (جو حضرت حسان نے اپنے اشعار میں کہا تھا) تو رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ ابو الاسود کی ایک روایت میں عروہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترنے ہی والے تھے کہ فرمایا کہ کیسے کہا تھا حسان نے؟ آپ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا کہ یوں کہا تھا :

عدمت بنيتي ان لم تروها ... تثير النقع من كتفي كداء

میں اپنی بیٹی کو گم پاؤں، یا یہ کہ میں اپنی بقا کو گم پاؤں یعنی ہلاک ہو جاؤں اگر تم نہ دیکھو کہ کداء پہاڑی کے دونوں کناروں سے لشکر رسول کے گھوڑے غبار نہ اُڑا رہے ہوں (یعنی ضرور اُڑائیں گے)۔

لہٰذا رسول اللہ نے (اپنے رضا کار کا قول سچا کرنے کے لئے) حکم دیا کہ وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا (یہ حضور ﷺ کی اپنے اصحاب کے ساتھ بے پناہ محبت کی دلیل ہے)۔ (الدرر بن عبدالبر باختصار ۲۱۵۔۲۱۷)

لات وعزیٰ کے بجائے خالص اللہ کو پکارنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے یہی قصہ ذکر کیا ہے اس اضافہ کے ساتھ، ابوبکر کے قصے تک اس کے خواب کے بارے میں۔ ان لوگوں نے اس کے مابعد کوئی ذکر نہیں کیا۔ راوی نے عکرمہ بن ابوجہل کے فرار میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی بیوی نے اپنے شوہر کو بعض راستے میں پالیا تھا ارض تہامہ میں۔ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوا تھا کشتی میں بیٹھنے لگا تو اس نے لات اور عزیٰ کو پکارا مگر کشتی والوں نے کہا کہ یہاں پر کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرتا جو کسی شئی کو پکارے سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے، خالص پکار کرے اسی کی۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ اللہ دریا میں اکیلا ہے تو پھر بے شک وہ خشکی اور ہر جگہ میں اکیلا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ عکرمہ اپنی عورت کے ساتھ واپس لوٹ گیا، وہ رسول اللہ پر داخل ہوا اور ان سے بیعت ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت قبول کی۔

اس روایت میں راوی نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ کے اُٹھ کھڑا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

حسان بن ثابت کا قریش کی ہجو کرنا .... (۸) اور تمام اشعار جنہیں روای نے حسان بن ثابت کی طرف سے ذکر کیا ہے وہ اس روایت میں مذکور ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے سعید بن ابوہلال سے، اس نے عمارہ بن غزیہ سے، اس نے محمد بن ابراہیم سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کی ہجو کرو یہ بات ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہوگی اور آپ نے عبداللہ بن رواحہ کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کیجئے۔ اس نے ان کی ہجو کی مگر اس کا انداز پسند نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کعب بن مالک کے پاس پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔ وہ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تحقیق تمہارے لئے وقت آن پہنچا ہے کہ تم لوگ چھوڑ دو اس معاملے کو اس شیر کے لئے جو اپنی دُم سے مارنے والا ہے۔ پھر اپنی زبان کو ہونٹوں سے باہر کر لیتا ہے، پھر کو اس حرکت دینے لگتا ہے (اس سے حضور کی مراد حسان بن ثابت تھے)۔

(حضور ﷺ نے اس کو دُم سے مارنے والے شیر سے تشبیہ دی کیونکہ شیر جب غصے میں آتا ہے تو اپنی دُم اپنے پہلو پر مارتا ہے اس سے مراد اس کی زبان ہے)۔ حسان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں تو قریش کے نسب اُدھیڑ دوں گا جیسے کچے چمڑے کو پھاڑ دیا جاتا ہے مگر رسول اللہ نے فرمایا کہ حسان جلدی نہ کر بے شک ابوبکر قریش کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور میرا نسب بھی انہیں میں ہے۔ جلدی نہ کر جب تک کہ تیرے سامنے میرے نسب کو خالص اور الگ نہ کر دیا جائے۔ حسان آیا آپ کے پاس پھر واپس لوٹ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے نسب کو آپ کے لئے خالص اور محفوظ کر لوں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کو ان میں سے ایسے کھینچ لوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا، آپ فرماتے تھے حسان کے بارے میں کہ رُوح القدس ہمیشہ تیری تائید کرتا رہے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے حسان نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنوں کو سکون دیا ہے اور اس نے خود بھی سکون پایا ہے۔

حضرت حسان فرماتے ہیں :

هجوت محمدًا فاجبت عنه　وعند الله فی ذاك الجزاء
هجوت محمدًا برا حنيفا　رسول الله شيمته الوفاء
فان ابی ووالده وعرضی　لعرض محمد منكم وقاء
ثكلت بنيتی ان لم تروها　تثير النقع من كتفی كداء
والظن فی رواية ابن بكير موعدها كداء　يبارين الاسنة مشرعات

تم نے محمد ﷺ کی ہجواور بُرائی کی تھی میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی میں اس کا بدلہ ہے اور جزاء ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو اور بُرائی کی ہے حالانکہ وہ بچے متقی ہیں تمام ادیان سے یکسو، دین توحید کے داعی ہیں، وفا کرنا ایفاء کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ بے شک میرا باپ میری ماں اور میری اپنی عزت تم لوگوں کی زبان درازی وہرزہ سرائی سے محمد ﷺ کی عزت کے دفاع اور بچاؤ کے لئے قربان ہے۔ میں گم پاؤں اپنی بیٹی کو (دوسری تعبیر سے) میں گم پاؤں اپنے نفس کو اگر تم لوگ کدا گھاٹی کے دونوں اطراف میں مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُڑتا غبار نہ دیکھو (یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا)۔
نیز ابن بکیر کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی وعدہ گاہ کداء گھاٹی ہے (وہ مجاہدین فتح مکہ) نیزوں کو لہرانے والے تلواروں کو چمکاتے آئیں گے۔

اشعار : ابن صالح کی روایت میں اس طرح سے ہیں :

يبارين الاعنة مصعدات　علی اكتافها الاسل الظماء
تظل جيادنا متمطرات　تلطمهن بالخمر النساء
فان اعرضتموا عنا اعتمرنا　وكان الفتح وانكشف الغطاء
والا فاصبروا لضراب　يوم يعز فيه من يشاء
وقال الله قد ارسلت عبدا　يقول الحق ليس به خفاء
وقال الله : قد يسرت جندًا　هم الانصار عرضتها اللقاء
تلاقی من معد كل يوم　سباب او قتال او هجاء

ابن بکیر کی ایک روایت میں یوں ہے :

لنا فی كل يوم من معد　سباب او قتال او هجاء
فمن يهجو رسول الله منكم　ويمدحه وينصره سواء
وجبرائيل رسول الله فينا　وروح القدس ليس له كفاء

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔

وہ مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑے اپنی نگاہوں کو چمکاتے اور کھڑکھڑاتے ہوئے تمہاری طرف چڑھ دوڑیں گے اس حال میں کہ ان مجاہدین کے کندھوں پر نیزے لہرا رہے ہوں گے اور وہ دشمن کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ ہمارے خالص گھوڑے تیز رفتار ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے ہوں گے ان گھوڑوں کی عزت واکرام کا یہ عالم ہوگا کہ مکہ کی عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے منہ اور جسم سے غبار صاف کریں گی۔

حضرت حسان کے یہ اشعار بلاشبہ الہامی تھے، کیونکہ فتح مکہ والے دن دنیا نے دیکھا کہ ان تمام باتوں میں سے ہر ہر بات سچی ثابت ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ واقعی عورتیں اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہیں اور تم لوگ اس غزوے اور مکہ کے سفر سے تعرض نہیں کرو گے تو ہم تو عمرہ کرنے آئیں گے، بیت اللہ کی زیارت کرنے آئیں گے۔ اگر تم ہمارا راستہ چھوڑ دو گے تم ہم بھی اسی کا قصد کریں گے یوں بھی فتح پوری ہو جائے گی اور پردہ اُٹھ جائے گا اس وعدہ فتح سے جو اللہ نے اپنے نبی سے کیا ہے وگرنہ تم صبر کرنا اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے حق میں فرما چکے ہیں کہ میں نے ایک عظیم بندے کو بھیجا ہے رسول بنا کر، وہ ایسا حق کہتا ہے جس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ میں ایک لشکر تیار کر چکا ہوں وہ انصار ہیں جن کا مقصود و مطلوب دشمن سے ٹکرانا ہے۔ دوسری تعبیر ہے کہ وہ قوی ترین ہیں قتال پر۔

ابن بکیر کی ایک روایت میں اس طرح ہے :

''ہر روز ہمارے لئے قریش (معد بن عدنان) کی طرف سے گالیاں، قتال اور ہجو و بُرائی ہوتی رہتی ہے۔ بس آپ لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی کرے یا ان کی مدح کرے اور نصرت کرے سب برابر ہے اس لئے کہ تمہارے بُرائی کرنے سے ان میں بُرائی نہیں آ جائے گی اور مدح کرنے سے وہ ممدوح نہیں ہوں گے اور تمہاری نصرت کے نہ ہی وہ محتاج ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اندر تو جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں جو اللہ کے رسول اور نمائندہ ہیں وہ تو روح القدس ہیں ان کی تو کوئی برابری نہیں، نہ ہی کوئی مثل ہے''۔

اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۷ ص ۱۹۳۵)

باب ۱۶۱

انصار نے جو کچھ قول کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو امان دی تھی بعض شرائط کے ساتھ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اطلاع کر دی تھی اس پر جو کچھ انہوں نے کہا تھا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبد اللہ بن رباح سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت معاویہ ﷛ کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ابو ہریرہ ﷛ تھے اور ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ ﷛ ان میں سے تھے جو ہمارے لئے تیار کرتے تھے۔ وہ کثرت سے ہمیں اپنے ڈیرے کی طرف بلاتے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں کھانے کے لئے کہوں کہ وہ تیار کیا جائے اور میں بھی ان لوگوں کو بلاؤں اپنے ڈیرے پر اپنے سامان پر تو بہت اچھا ہوگا۔ لہٰذا اس بات کے لئے میں شام کے وقت حضرت ابو ہریرہ سے ملا، میں نے کہا اے ابو ہریرہ آج رات میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے انصار کے بھائی آپ نے آج مجھ سے سبقت کر لی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو بلایا وہ لوگ میرے پاس ہی تھے۔

اچانک حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث کی تعلیم نہ دوں تمہاری حدیث میں سے؟

اے انصار کی جماعت اور (عبداللہ بن رباح انصاری تھے)! (انہوں نے کہا) اور فتح مکہ کا ذکر کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا دو میں سے ایک جانب والوں پر مقرر فرما کر (یعنی میمنہ اور میسرہ پر) اور حضرت زبیر کو بھیجا تھا ایک اور جانب اور ابوعبیدہ کو بھیجا تھا حسّر پر یعنی ان لوگوں پر مقرر فرمایا جن کے پاس زرہ نہیں تھی پھر مجھے دیکھا اور فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، میں نے کہا میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اے اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میرے لئے انصار کو بلا لائیے، میرے پاس صرف انصار کو ہی لانا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قریش کو دیکھو اور ان کے اوباشوں کو، ان کو کاٹو۔ وہ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ پس کوئی ایک بھی ان میں سے ایسا نہیں تھا جو ہماری طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے ان میں سے کسی کا ارادہ کیا مگر اسے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں ابوسفیان آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ قریش کی ہریالی ختم کر دی گئی ہے آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دار ابوسفیان میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔ لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو پہلے پہلے آپ نے حجر اسود سے ابتداء کی آپ نے اس کا استلام کیا پھر سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آگے آئے آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس کے مڑے ہوئے کنارے پر اسے پکڑے ہوئے تھے۔ آپ اس کے ساتھ بتوں کی آنکھوں میں کچوکہ مارتے جاتے تھے اور فرماتے تھے :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اس کے بعد حضور ﷺ کوہ صفا پر چلے گئے اس کے اُوپر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف دیکھا اور آپ نے اللہ کی حمد کرنا شروع کی اور اللہ سے دعا کی (کوہ صفا پر کھڑے ہو کر)۔ انصار آپ کے پاس کھڑے تھے کہہ رہے تھے بہر حال اس شخص (رسول اللہ) کو اس کی بستی (مکہ) کی رغبت نے پالیا ہے اور اپنے کنبے کی محبت نے اور اتنے میں وحی آ گئی اور جب وحی آتی تھی تو ہم سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی، سو جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! تم نے یہ کہا کہ اس آدمی (رسول اللہ) کو اس کے علاقے کی رغبت اور خاندان نے جکڑ لیا ہے۔ حضور نے فرمایا، ہرگز نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ تین بار یہی فرمایا ہرگز نہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سُن کر انصار صحابہ رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ و رسول کے ساتھ گمان کی بنا پر کہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا قرار دیتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۶ ص ۳/۱۴۰۷)

مکہ کی محبت کا غالب آنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم العبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے پاس کئی وفد گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے، کسی لفظ کو زیادہ کیا کسی کو کم کیا۔ جو لفظ اضافہ کئے وہ یہ تھے۔ قریش نے اپنے اوباش و اتباع بھیجے اور بولے ہم ان کو آگے بھیجتے ہیں کہ اگر ان کے لئے کوئی فائدے کی بات ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر ان کو نقصان پہنچا تو ہم وہ بھر دیں گے جو ہم سے مطالبہ ہو گا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں قریش کے اوباش و اتباع کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا یا اشارہ کیا کہ وہ اس وقت وحی کی حالت میں ہیں۔ جب وحی آ جاتی تھی تو کوئی بھی نظر اُٹھا کر حضور ﷺ کی طرف نہیں دیکھتا تھا حتیٰ کہ وحی پوری ہو جاتی۔ چنانچہ جب وحی پوری ہو گئی تو رسول اللہ نے فرمایا، اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے میرے بارے میں کہ اس آدمی پر اپنی بستی (مکہ) کی محبت غالب آ گئی ہے۔ انصار نے کہا کہ واقعی یہی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا،

ہرگز ایسی بات نہیں ہے میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروج سے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۵۔۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث بہز بن اسد سے، اس نے سلیمان سے اور اس میں اضافہ ہے کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۵ ص ۳/۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن سلمہ میں ثابت سے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ گویا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کا ان کے لئے شرائط کے ساتھ امان کا عقد کرنے سے پہلے۔ اور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ نیز وہ روایت جسے ہم نے پہلے روایت کیا ہے اہل مغازی سے، وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت ظرفی .... (۳) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی قاسم بن سلام بن مسکین نے، ان کو ان کے والد نے ثابت بنانی سے، اس نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کی طرف چلے وہ اس کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ اور اللہ نے اس کو تم لوگوں پر فتح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس دن صرف چار آدمی قتل کئے گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر قریش کے سردار جو مشرکین میں سے تھے وہ کعبے میں داخل ہوئے۔ وہ گمان کر رہے تھے کہ تلوار ان سے نہیں ہٹائی جائے گی (یعنی انہیں قتل کر دیا جائے گا)۔ پھر حضور ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت پڑھی، پھر کعبے میں آئے اور آپ نے باب کعبہ کے دونوں طرف کی چوکھٹ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ اور کیا گمان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہیں، آپ ہمارے چچا کے بیٹے ہیں، آپ حلیم ہیں آپ رحیم ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہو، ہمارے چچا کے بیٹے ہو۔ حوصلہ مند ہو مہربان ہو (تین بار کہا)۔

رسول اللہ نے فرمایا، میں آج وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی:

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین

(سورۃ یوسف :

آج تمہارے اُوپر کوئی الزام واعتراض نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ کعبے سے نکل گئے ایسے جیسے کہ وہ اپنی قبروں سے اُٹھ کر بھاگے ہیں۔

لہٰذا وہ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو گئے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۲

وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن

اور وہ بدنصیب اس امان میں داخل نہ ہو سکے جو حضور ﷺ نے منعقد کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد حسین قطان نے، ان کو خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو احمد بن مفضل نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ سدی نے گمان کیا مصعب بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن تھا اس دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دی تھی مگر صرف چار افراد کو پناہ نہیں دی تھی اور دو عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا: کہ

اقتلوهم وان وجدتموهم متعلقين باستار الكعبة

ان کو قتل کر دو اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکے ہوئے بھی ہوں۔

۱۔عکرمہ بن ابوجہل۔ ۲۔عبداللہ بن خطل۔ ۳۔مقیس بن صبابہ۔ ۴۔عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

بہرحال عبداللہ بن خطل پایا گیا اس حال میں کہ وہ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ لہٰذا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقابلے میں بھاگے لیکن سعید نے عمار سے پہل کر لی اور اسے قتل کر دیا کہ وہ جوان آدمی تھے عمار کے مقابلے میں۔ اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پالیا تھا انہوں نے اس کو وہیں قتل کر دیا اور عکرمہ بن ابوجہل مکے سے فرار ہو کر سمندری راستے سے کہیں نکلنا چاہتا تھا انہیں تیز و تند ہوا نے گھیر لیا تھا لہٰذا کشتی والوں نے کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ خالص اللہ کی پکار کرو، اس لئے تمہارا اللہ اور مشکل کشا یہاں پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے سمندر میں نجات نہیں دے سکتا مگر صرف اللہ کو خالص کرنا ہی تو پھر خشکی پر بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔

اللهم ان لك علي عهدا ان انت عافيتني مما انا فيه أن آتي محمدًا حتى اضع يدي في يديه فلاجدنه عفوا كريما

اے اللہ! میرا عہد ہے تجھ سے کہ اگر آپ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور اس کو معاف کرنے والا پاؤں گا۔

چنانچہ وہ حضور کے ﷺ پاس آ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت عثمان غنی کی سفارش پر حضور ﷺ نے اپنے گستاخ کو معاف کر کے اس کی بیعت کر لی

باقی رہ گیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وہ چھپ گیا تھا عثمان بن عفان کے پاس۔ جب رسول اللہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا عثمان غنی نے اسے لا کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ عبداللہ کی بیعت کر لیجئے۔ حضور نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تین مرتبہ، ہر بار انکار کرتے رہے۔ تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کی بیعت منظور کر لی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف

توجہ فرمائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی بھلا مانس آدمی نہیں تھا کہ وہ اُٹھتا اور اسے قتل کر دیتا جیسے میں اس کی بیعت سے توقف کر رہا تھا؟ تا کہ اس کو کوئی قتل کر دے کہا کہ ہم نہیں جان سکے کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا آنکھ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ کسی نبی کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔ نبی کسی کے قتل کے اشارے نہیں کرتے۔

چار کے سوا باقی کو امان دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو دمشقی نے، ان کو حسن بن بشر کوفی نے، ان کو حکم بن عبدالملک نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امن دیا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فتح مکہ والے دن مگر چار آدمیوں کو امان نہیں دی تھی۔

(۱) عبدالعزی بن خطل (۲) مقیس بن صبابہ کنانی (۳) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح (۴) اُم سارہ

عبدالعزی بن خطل کو قتل کیا گیا حالانکہ وہ کعبے کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ انصاری میں سے ایک آدمی نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ عبداللہ بن سعد کو قتل کرے گا جب بھی اس کو دیکھ لے گا۔ جبکہ یہ عبداللہ حضرت عثمان بن عفان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ حضور کے پاس عثمان اس کو لے کر آئے تھے اس کی سفارش کرنے کے لئے۔ جب اس کو اس انصاری نے دیکھ لیا (جس نے منت مان رکھی تھی) اس نے جلدی سے تلوار لٹکائی اور پہنچ گیا مگر دیکھا کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔ اب انصاری کو تردد ہوا کہ کیا کرے (اس کے قتل کا اقدام کرے یا نہ کرے) اس لئے کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیعت کرنے کے لئے اپنا دست مبارک دراز فرمایا ہے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ میں نے تو تجھے مہلت دی تھی کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ڈر گیا تھا آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہوتی کہ وہ کسی ایسے کام کے لئے اشارہ کرے۔

باقی رہا مقیس بن صبابہ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کا بھائی رہتا تھا اس نے خطا یعنی غلطی سے مقیس کے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس کے ساتھ بنی فہر کے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ اس کی دیت لے لے انصار سے، جب اس کے لئے خون بہا (دیت) جمع کر لی گئی تو وہ واپس لوٹا اور جب فہری آدمی سو گیا تو مقیس نے کود کر ایک پتھر اُٹھایا اور اس کے ساتھ سوئے ہوئے فہری کا سر کچل کر اس کو قتل کر دیا اور یہ شعر کہتا ہوا فرار ہو گیا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا، دل کو سکون آ گیا ہے بایں صورت۔ کہ مقیس نے کھلے میدانوں میں اس طرح رات گزاری کہ اس کے کپڑے دھوکہ سے قتل ہونے والے کے خون سے آلودہ ہیں۔ اس کے قتل سے قبل دل کے اندیشے بہت ہوتے تھے اور مجھ سے بستر کی راحت بھلا دیتے تھے میں نے اسی وجہ سے بنوفہر کے آدمی کو قتل کر دیا ہے اور میں نے مذکورہ دیت کو ضائع کر دیا ہے جو بنونجار کے سرداروں پر لازم تھی۔ میں نے قتل کر کے اپنی نذر پوری کی ہے اپنے مال کا بدلہ پا لیا ہے اور میں پہلے والے بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں (یعنی میں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا ہے)۔

باقی رہی عورت اُم سارہ، تو وہ قریش کی لونڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اپنی مجبوری پیش کی تھی، حضور ﷺ نے اس کو ازراہ ہمدردی کچھ عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا تھا اس نے اس کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف ایک خط بھیجا تھا۔ یہاں سے راوی نے حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے۔

مقیس بن صبابہ کا قتل .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ مقیس بن صبابہ ہشام بن صبابہ کا بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا مدینہ میں اپنے بھائی ہشام کے خون کا بدلہ طلب کر رہا تھا اور اس نے اسلام ظاہر کیا اس کے بھائی ہشام کو۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے غزوہ بنو مصطلق والے دن قتل کر دیا تھا کیونکہ اس نے اسے مشرک ہی گمان کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس بن صبابہ سے فرمایا تیرا بھائی عمداً نہیں بلکہ خطأً قتل ہوا تھا (غلطی سے)۔ حضور ﷺ نے اس کی دیت اور خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا مقیس نے

وہ دیت وصول کر لی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر زیادتی کرتے ہوئے اس کو قصداً وعمداً قتل کر دیا پھر کافر و مرتد ہو کر مکے جا کر کافروں کے ساتھ لاحق ہو گیا تھا۔

حضور ﷺ نے مکہ والے سال اس کے قتل کا حکم دیا تھا اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف کے نیچے بھی پایا جائے۔ چنانچہ اس کو اس کی قوم کے ہی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا اس کا نام نمیلہ بن عبداللہ تھا صفا مروہ کے درمیان۔

ابن اسحاق نے اس کے اشعار ذکر کیے ہیں کہیں کم کہیں زیادہ ہیں۔ (سیرۃ ہشام ۳/۲۵۰۔۲۵۱ ۔ ۴/۲۴۔۲۵)

ابن خطل کے قتل کا حکم .... (۴) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے لشکر پھیلنے لگے تو آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ کسی ایک شخص کو بھی قتل نہیں کرنا، ہاں مگر وہ جوان سے قتال کرے مگر ایک گروہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو قتل کر دینا اگرچہ ان میں سے کسی کو غلاف کعبہ کے نیچے بھی پالو۔

(۱) عبداللہ بن خطل (۲) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح

ابن ابوسرح کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتا تھا مگر پھر وہ پلٹ کر مشرک ہو گیا تھا اور مکے والوں سے جاملا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن خطل کے قتل کا حکم دیا تھا یہ بنوتیم بن غالب میں سے تھا۔ اس لئے کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ اور زکوۃ کا مال وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ ایک آدمی کو انصار میں سے مقرر کیا تھا۔ یہ خادم تھا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بھی مسلمان تھا۔ ایک مقام پر اُترا اس نے غلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے بکرا ذبح کرے اور کھانا تیار کرے وہ سو گیا جب وہ جاگا تو اس نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد مرتد ہو گیا۔ ترک اسلام کر کے دوبارہ مشرک ہو گیا۔ اس نے ایک گانے والی عورت رکھی ہوئی تھی اور اس کی بیوی بھی تھی وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی میں گانے گاتی تھیں حضور ﷺ نے ابن خطل کے ساتھ ان دونوں عورتوں کے قتل کا بھی حکم دیا تھا۔

اور حویرث کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے ایک انصاری کو قتل کیا تھا جس نے مقیس کے بھائی کو خطاً قتل کیا تھا اور اس نے اس کی دیت بھی ادا کر دی تھی۔ اور سارہ نام کی عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور وہ بھی ان ہی میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ اور عکرمہ بن ابوجہل کے قتل کا حکم دیا تھا وہ فرار ہو گیا تھا اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی (بعد میں اسی کی کوشش اور امان مانگنے سے عکرمہ مسلمان ہو گیا تھا۔

مندرجہ ذیل چھ افراد میں سے تین فرد اور ایک عورت قتل ہوئے۔ ایک مرد اور ایک عورت مسلمان ہوئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے یعنی ابوکریب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن زکریا ادیب نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد عنانی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن سعید مخزومی نے، ان کو ان کے دادا نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن لوگوں کو امان دی تھی سوائے ان چار افراد کے۔ ان کے لئے نہ حدود حرم میں امان تھی نہ حدود حرم سے باہر امان تھی۔

(۱) ابن خطل (۲) مقیس بن صبابہ (۳) عبداللہ بن ابوسرح (۴) ابن نقید یعنی حارث

بہر حال ابن خطل کو تو زبیر بن عوام نے قتل کر دیا تھا۔اور ابن سرح کے لئے حضرت عثمان نے امان طلب کر لی تھی لہٰذا اس کے لئے امان دے دی گئی تھی اس لئے کہ وہ حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔لہٰذا اس طرح وہ قتل نہیں کئے گئے تھے۔اور مقیس بن صبابہ کو اس کے چچا کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔اور حضرت علی نے ابن نقید رکو قتل کر دیا تھا اور مقیس کی دو گانے والی عورتیں بھی تھی جن کو امان نہیں ملی تھی اور ان کے قتل کا حکم تھا ان میں سے ایک قتل کی گئی تھی اور دوسری چھپ گئی تھی پھر وہ مسلمان ہوگئی تھی۔

قتبانی نے کہا ان کے دادا کے والد سعید بن یربوع مخزومی تھے۔یہ الفاظ حدیث ابن قتادہ کے ہیں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابونصر بن عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رازی نے، ان کو موسیٰ اعین نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے اور ابوالحسن بن عبدوس نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے۔اس میں جو انہوں نے پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے نقل کی ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن۔حضور ﷺ کے سر پر خود تھا جب آپ نے اس کو اُتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں جماعت سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے اور دیگر سے۔

(بخاری۔کتاب جزاء الصید۔مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۴۵۰۔موطا امام مالک۔کتاب الحج۔ں حدیث ۲۴۷ ص ۱/۴۲۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مقدام بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن نزار نے، ان کو سفیان نے، ان کو مالک بن انس صدوق نے زہری سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ان کے سر پر خود تھا ان سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبہ کے غلافوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

باب ۱۶۳

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ والے دن مکہ میں داخلہ

اور اس دن آپ کی ہئیت داخلہ۔حضور کا بیت اللہ کا طواف کرنا حضور ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا اور آپ نے بتوں کا جو حشر کیا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں ثنیہ عُلیا سے یعنی اُوپر والی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے بالائی مکہ سے۔

فتح مکہ والے دن حضور ﷺ مکہ میں کُداء پہاڑی کی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد دارمی نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال کُداء کی پہاڑی اور گھاٹی سے داخل ہوئے بالائی مکہ سے۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد انہیں دونوں گھاٹیوں سے داخل ہوا کرتے تھے اور اکثر وہ کداء کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔
مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے، اس نے اسامہ سے۔

(بخاری۔کتاب الحج۔حدیث ۱۵۷۹۔فتح الباری ۳/۴۳۷۔مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۲۵ ص ۲/۹۱۹)

کُداء پہاڑی سے داخل ہونے کی حضرت حسان کی الہامی پیش گوئی اور حضور ﷺ کی تائید

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صقر نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی معن نے، ان کو عبداللہ بن عمر بن جعفر بن حفص نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ مکہ میں عورتیں گھوڑوں کے منہ کو دوپٹوں کے ساتھ جھاڑ رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق کی طرف خاص انداز سے دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر کیسے کہا تھا حسان نے؟ لہٰذا ابوبکر نے حسان کا وہ شعر پڑھ کر سُنا دیا :

عدمت بنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من کتفی کداء
ینازعن الاعنه مسرجات یلطمهن بالخمر النساء

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مکہ میں وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن بن محمد بن سختویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ جمحی نے یہ کہ ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روزباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے مالک سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ آپ کے سر پر خود موجود تھا، آپ نے جونہی اس کو سر پر سے اُتار کر رکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ رہا ابن اخطل کعبے کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث ابوالولید کے۔

سیاہ عمامے کے ساتھ بغیر احرام حرم میں داخلہ

اور قعنبی کی روایت میں ہے فتح مکہ کے دن اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔ آپ نے جب اس کو کھینچ لیا تو اس وقت آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا تھا کہا ابن اخطل ....

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۴۵۱ ص ۲/۹۹۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوبکر بن اسحاق نے ،ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ،ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ،ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے (ح)۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے کوفے میں۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے ،ان کو قتیبہ بن سعید نے ،ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے ابوزبیر سے ،اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے یہ کہ رسول اللہ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی ،آپ بغیر احرام کے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور قتیبہ بن سعید سے۔(مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۴۵۱ ص ۲/۹۹۰)

سیاہ عمامہ سر پر باندھنا سنت رسول ہے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے ،ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ،ان کو علی بن حکیم اودی نے اور محمد بن صباح نے ،وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریک نے عمار دھنی سے ،اس نے ابوزبیر سے ،اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن اس حال میں کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حکیم سے۔

پگڑی باندھنا اور پیچھے کا طُرّہ لٹکانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد طیالسی نے ،ان کو حماد بن سلمہ نے ابوزبیر سے ،اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔(نسائی ۸/۲۱۱)

شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا

(۸) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر محمد بن بکر طوسیؒ نے ،ان کو خبر دی ابوبشر محمد بن احمد بن حاضر نے ،ان کو ابوالعباس سراج نے ،ان کو ابومعمر نے ،ان کو ابواسامہ نے مساور وراق سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جعفر بن عمر بن حریث سے ،وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے ،انہوں نے فرمایا (ایسے محسوس ہوتا ہے) کہ گویا فتح مکہ والے دن رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر سیاہ عمامہ ہے۔خرقانیہ اس کا کنارا (طُرّہ) دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابواسامہ سے۔(مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۴۵۳ ص ۲/۹۹۰)

پرچم رسول سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مروی ہے سیدہ عائشہ سے ،وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ کا جھنڈا سفید تھا اور میں نے اس کو سیاہ دیکھا۔اس کے ٹکڑے (یا دھاریاں) بغیر پر کے سیدھے تیر ہیں یا اس کے ٹکڑے یمنی دھاری دار چادر سے بنے ہوئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ''عقاب'' رکھا گیا تھا۔''اظہار محمد رسول''

اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے ،وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترے اور انہوں نے دیکھا (وہ منظر) اللہ نے ان کو جو فتح عطا فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں اظہار عجز کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصے سے لگ رہی تھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۹)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اظہار عجز

(۱۰)　ہمیں خبردی محمد عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی دعلج بن احمد سجزی نے بغداد میں، ان کو احمد بن علی آبار نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن تو سواری پر بیٹھے ہوئے عاجزی کرنے کی وجہ سے آپ کی تھوڑی مبارک پالان کے بیچ لگ رہی تھی۔

(۱۱)　ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر محمد بن احمد بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن محمد بن صاعد نے، ان کو اسماعیل بن ابوالحارث نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس سے، اس نے ابومسعود سے یہ کہ ایک آدمی نے فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا، اس کو کپکپی طاری ہوگئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے آپ کو سنبھالیں حوصلہ رکھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں قریش کی ہی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو صاعد نے بطور موصول روایت کے۔ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن سلیمان بن فارس نے اور احمد بن یحییٰ بن زہیر نے اسماعیل بن ابوالحارث سے بطور موصول روایت کے۔

(۱۲)　اور تحقیق ہمیں خبردی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ہے جعفر بن عون نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ہے اسماعیل نے قیس سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے بات کررہا تھا، وہ ڈر گیا کانپنے لگا۔ حضور نے فرمایا حوصلہ رکھو میں کوئی ظالم یا خونخوار بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور وہ محفوظ ہے۔

(۱۳)　ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، اس نے عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن سورہ فتح تلاوت کی تھی جس سے آپ کی آواز گلوگیر ہوگئی تھی (یعنی رو گئے تھے)۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ سن کر جمع ہوجائیں گے تو میں اسی آواز میں پڑھ کر سناتا۔

فتح مکہ والے دن سورۃ فتح کی تلاوت .... (۱۴) اور ہمیں خبردی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبردی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شبابہ بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاویہ بن قُرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فتح مکہ والے دن اور وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھے سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، یا کہا تھا کہ سورۃ الفتح میں سے کچھ حصہ پڑھا تھا، آپ اس تلاوت میں گلوگیر ہوگئے تھے (یعنی رو گئے تھے)۔ پھر پڑھا معاویہ ابن مغفل کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے اور معاویہ نے کہا کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہوجائیں گے تو میں بھی اسی طرز پر گلوگیر ہوکر پڑھ کر دکھاتا جیسے ابن مغفل نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے گلوگیر ہوکر دکھایا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن ابوسریج سے، اس نے شبابہ سے اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب النبی وروایۃ عن ربہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب ذکر النبی سورۃ الفتح یوم فتح مکہ)

رسول اللہ ﷺ کا باطل کو پاش پاش کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے حدیث فتح مکہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس آ گئے۔ آپ نے اس کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر آپ ایک بُت کے پاس آئے جو بیت اللہ کے پہلو میں نصب تھا مشرکین اس کی عبادت کرتے تھے۔ حضور ﷺ آئے تو ان کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے کمان کے جھکے ہوئے حصے سے اسے پکڑ رکھا تھا، جب آپ صنم کے پاس آئے تو آپ نے اس کی گردن میں کچوکے مارے اور فرمایا :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔

جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ کوہ صفا پر آئے اس کے اُوپر چڑھ گئے حتیٰ کہ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے اور اللہ کی حمد کی اور دعا کرتے رہے جس قدر دعا کرنا چاہتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابن نجیح نے مجاہد سے، اس نے ابومعمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن مکے میں داخل ہوئے تو اس وقت حالت یہ تھی کہ بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ حضور ﷺ نے ایک لکڑی کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان کو کچوکے مارنا اور چھبانا شروع کیا اور ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے : [جاء الحق ومايبدئ الباطل وما يعيد]

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن فضل سے۔ (کتاب المظالم۔ باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے، اور بقیہ سب کے سب نے سفیان سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶/۹)

(۱۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو وہب بن جریر نے بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے علی بن عبداللہ عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو کعبے پر تین سو بت دھرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی چھڑی لی اور ایک ایک کر کے تمام بتوں کو مارتے چلے گئے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

(۱۸) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سوید نے، ان کو قاسم بن عبداللہ نے، عبداللہ بن دینار سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے وہاں پر آپ نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے پائے۔ حضور ﷺ نے ہر بت کی طرف اپنے عصا کا اشارہ کیا اور فرمایا :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل تو ہے ہی بھگوڑا۔

چنانچہ جس بت کی طرف لاٹھی کا اشارہ کرتے تھے وہی گر جاتا تھا لاٹھی لگنے کے بغیر ہی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی تاکید کرتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

بیت اللہ میں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی مورتیاں .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو قاسم بن زکریا نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ان کے والد نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں آئے آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا کیونکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا وہ باہر نکال دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی مورتی باہر نکالی گئی تو ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر دیئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ان مشرکین کو مارے۔ بہرحال اللہ کی قسم البتہ تحقیق وہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں نے (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) نے کبھی بھی ان تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم نہیں کیا تھا۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس کے کونے میں تکبیر کہی اور باہر آ گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق سے، اس نے عبدالصمد سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ معمر ایوب سے اس کا متابع لائے ہیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب بیت اللہ میں مورتیاں دیکھیں یعنی کعبے میں تو آپ اس میں داخل نہ ہوئے بلکہ حکم دیا وہ وہاں سے ہٹا دی گئیں اور آپ نے ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کے بت دیکھے، ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ ان (مشرکین) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی ان کے ساتھ قسمت معلوم نہیں کی تھی۔ (فتح الباری ۶/ ۳۸۷۔ حدیث ۳۳۵۲)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو ابوالعباس بن محمد نے، ان کو حجاج اعور نے، ان کو ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا عمر بن خطاب کو فتح مکہ کے زمانے میں مقام بطحاء میں کہ کعبے میں جا کر ہر صورت مٹا دے جو اس میں موجود ہو۔ حضور ﷺ داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ اس میں سے ہر صورت مٹا دی گئی۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/ ۳۵۹)

(۲۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا مجھے خبر دی نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے اوپر کی جانب سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر پیچھے بیٹھا کر تشریف لائے، آپ علیہ السلام کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ عثمان بن طلحہ حجبی بھی تھے یہاں تک کہ اونٹ کو مسجد حرام کے صحن میں بٹھایا اور عثمان کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائے۔ چنانچہ چابی لائی گئی اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ علیہ السلام نے دن کا کچھ حصہ اس میں گزارا پھر باہر تشریف لائے تو لوگ داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے داخل ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازہ کے پیچھے کھڑا ہوا پایا ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی؟ ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں آپ علیہ السلام نے نماز پڑھی، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رکعت کی تعداد پوچھنا میں بھول گیا۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح۔ فتح الباری ۲۴)

(۲۳) مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن الزبیر نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ثور سے صفیہ بنت شیبہ سے، انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مطمئن ہو گئے تو اپنے اونٹ پر طواف کیا اور حجر اسود کا استیلام کیا اپنے ہاتھ کی چھڑی سے۔ پھر کعبہ میں داخل ہوئے اس میں لکڑی کا بنا ہوا ایک کبوتر پایا اس کو توڑ دیا پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں دیکھ رہی تھی کہ آپ علیہ السلام نے اس کو باہر پھینک دیا۔

باب ۱۶۴

نائلہ بت کی ہلاکت کی دعا

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور آپ ﷺ کا فرمان :

لا تغفروا بعد هوا اليوم فكان كما قال ۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشیران نے بغداد میں، انہوں نے بتایا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماک نے، انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن ابی المغیرہ نے ابن رمزی سے اور کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک بوڑھی حبشیہ آئی جو اپنے چہرے پر مار رہی تھی اور ویل کہہ کر پکار رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نائلہ ہے جو تمہارے اس شہر مکہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکی ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے زکریا بن ابی زائدہ سے، انہوں نے عامر سے، انہوں نے حارث بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے قیامت تک مکہ میں جہاد نہ ہوگا یعنی آپ علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کفر کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد نہ ہوگا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد حسین قطان نے، ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن ابوزائدہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رازار نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویزید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق ازرق نے، وہ کہتے ہیں ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی سے، اس نے عبداللہ ن مطیع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور اصفہانی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے سُنا مطیع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن آپ فرما رہے تھے۔ کوئی قریش آج کے دن کے بعد قیامت تک باندھ کر مجبور کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۸ ص ۱۴۰۹)

اور یہ اگرچہ خبر کے طریق پر ہے پس اس کے ساتھ مراد کیا ہے۔ واللہ اعلم نہی مراد ہوگی۔

نیز اس میں اشارہ ہے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی طرف۔ نیز یہ کہ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے قتال نہیں ہوگا۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث حارث بن برصاء میں۔

☆☆☆

باب ۱۶۵

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعثت
وادی نخلہ کی طرف، وہاں پر مشہور بُت عُزّیٰ تھا
اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شرک کے بڑے آستانے کی تباہی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن ابوبکر فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن علی بن مثنّیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ولید بن جمیع نے ابوطفیل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو وادی نخلہ کی طرف بھیجا تھا اسلئے کہ وہاں پر عرب کا مشہور بت العُزّیٰ نصب تھا (گویا کہ یہ مشرکین کا بڑا صنم اور شرک کا بڑا آستانہ تھا)۔ حضرت خالد وہاں پہنچے۔

یہ آستانہ تین درختوں یا تین کیکر کے درختوں میں واقع تھا۔ خالد بن ولید نے اس عمارت اور گھر کو منہدم کر دیا جس کے اندر وہ آستانہ یا بت نصب تھا اور وہ درخت کاٹ دیئے اس کے بعد خالد بن ولید نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا واپس جایئے بے شک آپ نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا۔ چنانچہ خالد بن ولید دوبارہ گئے اس شرک کے آستانے کے سدنہ اور مجاوروں نے جب خالد بن ولید کو دیکھا وہ باوجود یکہ وہ اس کے دربان اور محافظ تھے وہ پہاڑ کے اندر گھس گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے :

يَا عُزَّى خَبِّلِيهْ ، يَا عزَّى عَوِّرِيهْ وإلَّا فَمُوتِي بَرَغمٍ

(گویا ان مشرک مجاوروں اور محافظوں نے اپنے آستانے کے شیطان اور بت کی پکار کی اور کہا) اے عزیٰ خطرہ ہو گیا ہے نقصان اور ہلاکت ہے (اس دشمن کو اور اس کے خطرے کو) روک دے۔ اے عزیٰ کو بچا ورنہ ہم مارے جائیں گے خاک آلودگی کے ساتھ یعنی انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ۔

چنانچہ حضرت خالد حکم رسول پا کر اس آستانے پر پہنچے وہاں یہ منظر دیکھا کہ ایک خوفناک شکل کی ننگی ملنگی عورت ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ مارے صدمے اور افسوس کے اپنے سر میں مٹی ڈال رہی ہے۔ خالد نے تلوار سے شدید حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے آ کر حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا : تِلْكَ العُزّٰى ۔ وہی عزیٰ تھی۔

(ابن سعد ۲/۔ سیرۃ شامیہ ۳۰۰/۶)

مطلب یہ تھا کہ اس آستانے پر یا اس بت میں یہی مادہ جن اور شیطان چھپی ہوئی تھی جو لاکھوں انسانوں کی گمراہی اور ان کو مشرک کر کے جہنم کا ایندھن بنانے کی ذمہ دار تھی جو دیگر بے شمار خبیث جنات کے ساتھ مل کر لوگوں کو گمراہ کرتی تھی۔ رسول اللہ کے عظیم مجاہد شاگرد اور موحد کی للکار نے جس کے اعصاب شل کر دیئے بھاگ نکلنے کی سکت نہ پا کر حضرت خالد کی تلوار سے ماری گئی۔ یوں ہمیشہ کے لئے اس شرک کے اڈے کا خاتمہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب ۱۶۶

فتح مکہ والے دن کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا اذان دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آل جبیر بن مطعم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت بلال کو حکم دیا، وہ کعبے کی چھت پر چڑھ گئے۔ انہوں نے چھت پر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان پڑھی۔

چنانچہ بعض بنوسعید بن العاص نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے عزت دی ہے سعید بن العاص کو جب اس کو قبض کر لیا ہے اس وقت سے قبل کہ وہ اس کالے کو کعبے کی چھت پر دیکھتا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن رباح کو فتح مکہ والے دن حکم دیا تھا۔ اس نے کعبے کی چھت کے اُوپر اذان پڑھی (مشرکین دیکھ کر غصے سے جل رہے تھے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد احمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو ہشام نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تھا فتح مکہ والے دن۔ اس نے کعبے کے اُوپر اذان پڑھی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن منصور رمادی نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی معمر نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوملیکہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے فتح مکہ والے دن بلال بن رباح کو حکم دیا تھا، اس نے کعبے کے اُوپر اذان دی تھی۔ چنانچہ قریش میں سے ایک آدمی نے حارث بن ہشام سے کہا تم دیکھتے ہو اس غلام کی طرف کہاں چڑھ گیا ہے۔ اس نے کہا چھوڑ دیئے اس کو اگر اللہ اس کو ناپسند کرے گا تو اس کو بدل ڈالے گا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۷

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ کے وقت غسل کرنا اور چاشت کے وقت

وقت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کو جو (فتح مکہ) کی نعمت عطا کی تھی اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ نے یعنی ابن بکیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابوحبیب سے، اس نے سعید بن ابو ہند سے، اس نے ابو مُرّہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب سے، اس سے حدیث بیان کی اُم ہانی بنت ابو طالب نے، اس کو حدیث بیان کی تھی کہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ اُم ہانی کے پاس دو آدمی بنی مخزوم کے بھاگ کر آئے تھے (انہوں نے اُم ہانی سے جوار و پناہ مانگی تھی)۔ چنانچہ اس نے ان پناہ دے دی تھی۔ کہتی ہیں کہ حضرت (میرے بھائی) میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ کیا میں ان دونوں کو قتل کر دوں؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جب ان کی یہ بات سُنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی وہ اس وقت بالائی مکہ میں ہوتے تھے۔ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ نے مرحبا اور خوش آمدید کہی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا اے اُم ہانی؟ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو امان دی ہے مگر علی نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تحقیق ہم نے پناہ دی ہے ان کو جن کو تم نے امان دی ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے غسل کرنے کے لئے۔ سیدہ فاطمہ نے ان کے لئے پردہ تان دیا۔ غسل کے بعد آپ ﷺ نے کپڑا لیا اور اس کو اپنے اُوپر ڈال لیا۔ اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا کی چاشت کے وقت (شکرانے کے لئے)۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، پھر اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۵)

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مختصر احمد بن اصم سے، اس نے لیث سے اور سعید بن ابو ہند نے۔ (مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ حدیث ۸۲-۸۳)

تعداد رکعت صلوٰۃ چاشت .... (۳) کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں ان کو احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ ابو مسلم نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے، اور یہ الفاظ ابوالولید کے ہیں دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے، ان کو عمرو بن مرّہ نے، اس نے سُنا ابن ابو لیلیٰ سے، انہوں نے کہا ہمیں کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کی نماز پڑھی سوائے اُم ہانی کے، بے شک وہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن غسل کیا تھا اُم ہانی کے گھر میں اور انہوں نے آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی۔

وہ کہتی ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اس نماز سے زیادہ کوئی اور ہلکی پھلکی نماز پڑھی ہو۔ پس انہوں نے اس کا رکوع اور سجود مکمل کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب القاضی نے، ان کو حدیث بیان کی سلمہ بن رجاء نے ان کو حدیث بیان کی شعثاء نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن ابواوفی کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھی تھیں اور کہا تھا بے شک رسول اللہ ﷺ نے چاشت کے وقت نماز پڑھی تھی دو رکعتیں جس دن ابو جہل کے سر کاٹ کر لانے کی خوش خبری دیئے گئے تھے اور فتح مکہ والے دن بھی۔

☆☆☆

باب ۱۶۸

خطبۂ رسول ﷺ فتح مکہ والے سال

اور آپ ﷺ کے فتوے واحکام مکہ مکرمہ میں مختصر طریقے پر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن بکیر نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوشریح عدوی سے، بے شک انہوں نے کہا تھا عمرو بن سعید سے۔ وہ مکے کی طرف وفود بھیج رہے تھے۔

اے امیر محترم آپ مجھے اجازت دیجئے میں حدیث بیان کروں اس قول کی جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے علی الصبح فتح مکہ والے دن میرے کانوں نے اس قول کو سنا تھا اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا تھا اور میری آنکھوں نے حضور ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ فرمارہے تھے بیشک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی تھی۔ اس کے بعد فرمایا تھا بے شک مکہ کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے مگر لوگوں نے اس کی حرمت بجانہیں لائی۔ کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت کے ساتھ بھی یہ کہ وہ مکہ میں خون بہائے اور نہ ہی مکہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی ایک بھی رخصت پکڑے رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے سے مکہ میں تو اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی اور تمہارے لئے اجازت نہیں دی ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے میرے لئے دن کی صرف ایک ساعت تک اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی حرمت پھر لوٹ آئی ہے۔ آج کے دن جیسے کل گذشتہ اس کی حرمت تھی۔ چاہئے کہ ہر موجود شخص ہر غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچادے۔

ابوشریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو عمرو نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں اس بارے میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں اے ابوشریح۔ بیشک حرم نہیں پناہ دیتا کسی نافرمان اور گنہگار کو۔ اور حرم نہیں پناہ دیتا اس کو جو قتل کر کے بھاگ کر حرم میں پناہ حاصل کرے اور نہ ہی اس کو پناہ دیتا ہے جو فساد فی الدین یا فساد فی الارض کر کے آئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن شرحبیل سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۹۵۔ فتح الباری ۲۰/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۶ ص ۹۸۷/۲)

حُرمت بلدِ مکہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحق نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوشریح خزاعی سے وہ کہہ رہے تھے جب عمرو بن سعید نے وفد بھیجا تھا۔ ابن زبیر کی طرف میں ان کے پاس داخل ہوا اور میں نے کہا اے محترم میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اور انہوں نے حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ان لوگوں تک اس حکم کو پہنچادے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تھا تو خزاعہ والوں نے ھذیل والوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ مکہ کو محترم بنا دیا تھا اس دن سے جس دن آسمان اور زمین تخلیق فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ محترم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک محترم ہی رکھے گا۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ حرم مکہ میں خون ریزی کرے (نہ ہی یہ حلال ہے کہ وہ) حرم مکہ میں کوئی درخت کاٹے۔ بے شک کسی کے لئے میرے بعد بھی حلال نہیں ہوگا کہ میرے لئے بھی ہرگز حلال نہیں تھا ہاں مگر صرف یہی ایک ساعت حلال ہوا تھا صرف اہلِ مکہ پر اپنا غصہ اور ناراضگی دکھانے کے لئے۔ خبردار پھر تحقیق وہ حرمت والا حکم واپس لوٹ آیا ہے اور اس کی گذشتہ حرمت کل والی حالت پر لوٹ آئی ہے۔

خبردار! تم میں ہر موجود شخص کو چاہئے کہ وہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے۔ جو شخص تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم مکہ میں قتال کیا تھا اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے حرم کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کیا (یعنی اس کی حرمت اُٹھالی تھی، دوبارہ بحال کردی ہے)۔ اے قبیلہ خزاعہ کی جماعت تم لوگ قتل کرنے سے ہاتھ اُٹھالو۔ تحقیق بہتر ہے یہ کہ واقع ہو۔ البتہ تحقیق تم لوگوں نے کسی مقتول کو قتل کیا تو اس کی دیت ضرور دینا ہوگی۔ جو شخص آج کے دن کے بعد قتل ہوا تو اس کو دو میں سے ایک اختیار ہوگا اگر وہ پسند کرے تو وہ اپنے قاتل کا خون بہائے اگر پسند کرے تو دیت لے لے۔ (ترمذی۔ کتاب الدیات۔ حدیث ۱۴۰۶ ص ۴/۲۱۔ ابوداؤد ۴/۱۷۲)

(تو عمرو بن سعید نے کہا) آپ واپس چلے جائیے اے شیخ، ہم اس کی حرمت کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ بے شک وہ مکہ ہمیں نہیں روکتا خون بہانے والے سے اور نہ ہی طاعت سے نکل جانے والے سے، نہ ہی تخریب وفساد کرنے والے سے۔ میں نے کہا کہ میں وہاں موجود تھا آپ غائب تھے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شاہد غائب تک پہنچا دے ہم میں سے۔ میں نے آپ تک بات پہنچا دی ہے ہمیں جس کے پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔

تحقیق روایت کیا ہے ابو ہریرہ ؓ نے یہ اضافہ قتل کے بارے میں اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے حرب نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ ؓ نے۔ بے شک شان یہ ہے کہ فتح مکہ والے سال کہ بنوخزاعہ نے بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جو جاہلیت میں قتل ہوا تھا۔ لہٰذا اس واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ نے مکہ سے قتل روک دیا ہے اور اللہ نے مکہ پر اپنے رسول کو تسلط اور غلبہ عطا کیا ہے اور اہلِ ایمان کا غلبہ دیا ہے۔ خبردار ہوشیار رہو مجھ سے قبل کسی کے لئے اس کی حرمت نہیں اُٹھائی گئی نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے اس کی حرمت اُٹھائی جائے گی۔

خبردار رہو بے شک میرے لئے ہی صرف دن کی ایک ساعت اس کو حلال کیا گیا تھا (یعنی اس کی حرمت ختم کردی گئی تھی) اور ایک اس ساعت میں بھی یہ شہر محترم ہے۔ نہ اس کی خاردار جھاڑی کاٹی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز اُٹھائی جائے ہاں مگر اعلان کرنے لئے۔ اور جس کا کوئی مقتول مارا گیا ہو وہ دو میں سے ایک بہتر اختیار کے ساتھ ہے۔ یا تو اس کا فدیہ دیا جائے (یعنی فدیہ قبول کیا جائے یا قصاص لیا جائے) چنانچہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا، اسے ابوشاہ کہتے تھے۔ اس نے کہا میرے لئے آپ لکھ دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوشاہ کے لئے لکھ دو۔ اس کے بعد ایک اور آدمی کھڑا ہوا قریش میں سے، اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اِذخر (گھاس) کو مستثنیٰ فرما دیجئے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن رجا نے کہا ہے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شیبان وغیرہ سے، انہوں نے یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب اللقطہ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۸ ص ۲/۹۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان سے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن شیبان نے ،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینیہ نے علی بن زید بن جدعان سے ،اُس شخص سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی ابن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا فتح مکہ والے دن ،وہ اُس وقت کعبے کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور فرمارہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ فتح مکہ کے اہم نکات

الحمد للّٰہ الذی صدق وعدہٗ ۔ ونصر عبدہ ۔ وھزم الاحزاب وحدہ ۔ الخ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فتح مکہ والا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی نصرت فرمائی ۔ اور تمام لشکروں کو اس کے لئے شکست دی۔
خبردار ہوشیار رہو۔ بے شک مقتول عمداً خطاء چابک سے ہو یا ڈنڈے سے اس میں ایک سو اونٹ (بطور دیت دینا ہے)۔ ان میں سے چالیس (خلفہ ہوں گے یعنی ایسی اُونٹنیاں جس کے پیٹ میں ان کے بچے بھی ہوں (یعنی گابھن ہوں)۔

خبردار آگاہ رہو کہ دورِ جاہلیت (یعنی اسلام کی فتح سے قبل کے دور) کی ہر ترجیح کا فیصلہ یعنی ہر رعایت اور خون کا ہر دعویٰ اور مال ومتاع (یا قصاص جاہلیت) میرے ان قدموں تلے دفن ہے (یعنی آج کے بعد) ان چیزوں کا کوئی حق اور کوئی دعویٰ اور کلیم نہیں سنا جائے گا سوائے کعبہ کی سیادت (سرپرستی چابی ،اور خدمت کا حق واختیار) اور سقایۃ الحاج (یعنی حجاج کی خدمت کا فریضہ انہیں زم زم پانی پلانے کی ذمہ داری) خدمت حجاج کو میں نے انہیں لوگوں ،خاندانوں کے لئے جاری رکھا ہے جو ان کو انجام دیتے آرہے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۰۱)

شراب وسود کی حرمت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ،ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ،ان کو قتیبہ نے ،ان کو لیث نے یزید بن ابوحبیب سے ان کو عطاء بن ابی رباح نے ،اس نے جابر سے۔ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فتح مکہ والے سال فرماتے تھے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا اور مردار اور خنزیر اور بتوں کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ آپ مردار چیز کی چربیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں بے شک ان کے ساتھ کشتیوں کو تر کیا جاتا ہے (یعنی اس کے ساتھ پالش کیا جاتا ہے) اور چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت نہیں ہے بلکہ وہ حرام ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر جب چربیوں کو حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کی بیع اور خرید وفروخت شروع کر دی پھر اس کی قیمت کو کھایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۲۲۳۶۔ فتح الباری ۴/۴۲۴۔ مسلم۔ کتاب المساقاۃ ص ۳/۱۲۰۷)

زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں .... (۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزاز نے ،ابوالازہر نے ،یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ،ہمارے والد نے ابن اسحٰق سے ،عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے ،اس نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال خطبہ دیا۔

اسی دوران فرمایا اے لوگو! بے شک شان یہ ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے (عہد وپیمان)۔ اور عہد وپیمان جو حلف جاہلیت میں تھا اسلام نے اس کو مزید شدید کر دیا ہے۔ مؤمنین بزرگ ہیں ،برتر ہیں اپنے ماسوا پر۔ ان میں سے ادنیٰ بھی ان کے مخالفین کے خلاف پناہ دے سکتا ہے اور ان کے اقصیٰ کو بھی ان پر رد کر سکتا ہے ،ان کے سرداران کے کمزوروں پر خرچ کریں یا ان کے عمدہ مال ان کے اہل پر خرچ کئے جائیں۔ کوئی مؤمن

کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ کافر کی دیت و خون بہا مسلم کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوگی۔ اسلام میں جَلَبْ نہیں ہے، (جلب کہتے ہیں مویشی کو فروخت کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ کھینچ کر لے جانا۔ یا بلا وجہ کا حق شور مچانا یا دھمکی دینا۔ یہ باتیں اسلام میں نہیں ہیں) اور اسلام میں جنب نہیں ہے (جنب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا کہیں اُتر پڑے اور لوگوں کو تکلیف دے کہ مال مویشی ہانک کر اس کے پاس لائے جائیں تا کہ وہ ان میں سے مال زکوٰۃ وصول کرے۔ یا مطلب ہے کہ اسلام میں اضطراب نہیں ہے۔ ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام میں ناانصافی اور ایک طرف میلان و جھکاؤ نہیں بلکہ اعتدال ہے)۔ واللہ اعلم

نیز لوگوں سے ان کے صدقات نہ لئے جائیں مگر انہیں کے گھروں پر ہی (یعنی انہیں ادائیگی کے لئے طلب نہ کیا جائے)۔

آج تم پر کوئی اعتراض نہیں .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سوار بن معصب سے، اس نے عمرو بن شعیب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص ہتھیار اُتار کر رکھ دے اس کو امان ہے۔

راوی نے اس امان کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی ذکر کی ہے جن کو حضور ﷺ نے امان نہیں دی تھی۔ اور حضور ﷺ کے غسل کرنے اور صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ کہہ رہے ہیں یا کہا تھا کہ لوگ کیا گمان کر رہے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں یہ نبی ہے چچازاد بھائی ہے کرم کرنے والا ہے (یعنی شریف ہے)۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا، تمہارے اُوپر آج کوئی اعتراض والزام نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ خبردار بے شک ہر ترجیح و سیادت جو دورِ جاہلیت میں تھی وہ میرے ان دونوں پیروں تلے دفن ہے ہاں مگر بیت اللہ کی خدمت والا منصب اور حجاج کو زمزم پلانے والی سیادت اور منصب باقی ہے۔

اس کے بعد راوی نے ذکر کیا خون معاف کرنا اور سود کالعدم کرنے کے بارے میں اور حرمت مکہ کے بارے میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤمنوں! مسلمانوں کو ان کے ماسوا پر برتری حاصل ہے ان سب کے خون کی قدر و قیمت برابر ہے۔ کوئی مؤمن کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی صاحب عہد اپنے عہد پر رہتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ کوئی عورت اپنی خالہ پر سوکن نہیں بنائی جائے گی، نہ ہی اپنی پھوپھی پر اور ایک یہ کہ کوئی ایک نماز دو ساعتوں میں ہوگی نہ کوئی روزہ دو دونوں میں ہوگا، نہ ہی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث بنیں گے (یعنی مسلم اور کافر)۔ اور مُدَّعا علیہ قسم کھانے کے لئے موزوں ہوگا ہاں مگر یہ کہ اگر گواہ پیش کر دیئے جائیں۔

اتنے میں ایک آدمی آپ کی طرف کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی مزدلفہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ کے نزدیک بدترین شخص تین ہیں جو شخص اللہ کے حرم میں قتل کرے یا ناحق قتل کرے یا جاہلیت کے کینہ و بغض دشمنی کی وجہ سے قتل کرے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں زنا کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنے گا یا کسی قوم کی لونڈی کے ساتھ وہ اس کا مالک نہیں ٹھہرے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بیٹے کا دعویدار بنے یہ دعویٰ اس کے لئے ناجائز ہوگا۔ نہ یہ آدمی اس کا وارث ٹھہرے گا نہ ہی وہ لڑکا اس آدمی کا وارث بنے گا۔ تم لوگ لِبْسَتَیْن سے بچو اور طُعْمَتَیْن سے بچو۔

چنانچہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ لِبْسَتَیْن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تم میں سے کوئی آدمی اگر اس طرح بڑی چادر یا کوئی کپڑا اس انداز سے لپیٹ کر بیٹھے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو (یعنی اُوپر سے ننگا نظر آ رہا ہو) ایسا نہ کرے

یا اشتمال صما کر رہا ہو یعنی ایک طرف نکال دے۔ میں نے پوچھا کہ طُعْمَتَیْن کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی بندہ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے یا پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے (یعنی ایسا بھی نہ کرے)۔ (مسند احمد ۲/۱۸۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے۔

حدود الٰہی میں سفارش کرنے پر اسامہ کو رسول اللہ ﷺ کی سرزنش
پہلی اُمتوں میں حدود الٰہی میں کوتاہی ہلاکت کا سبب بنی
فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کو اس عورت کی اس حالت نے انتہائی پریشان کر دیا تھا جس نے عہد رسول میں غزوۃ الفتح میں کوئی چوری کی تھی۔ لوگوں نے (ڈرتے ڈرتے) کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ کے آگے سفارش کرے گا؟ (پھر سوچ کر بولے) حضور ﷺ کے آگے اس بارے میں کون جرأت کر سکے گا سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ ﷺ کا بہت ہی پیارا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی۔ مگر غصے سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک رنگین ہو گیا۔ فرمانے لگے۔

کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے معاملے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ نے گھبرا کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار اور معافی کیجئے۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی جس قدر وہ حمد وثنا کا مستحق ہے اس کے بعد فرمایا۔

امابعد! پکی بات ہے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان کو اسی بات نے ہلاک و برباد کر دیا تھا کہ جب کوئی ان میں سے معزز آدمی چوری کرتا اس کو تو وہ چھوڑ دیتے تھے اور ان میں جب کوئی ضعیف و کمزور آدمی چوری کرتا اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور بے شک میں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس عورت کی توبہ اس کے بعد انتہائی خوبصورت قرار پائی۔ اس نے شادی بھی کی تھی۔ اس واقع کے بعد وہ آتی تھی اس کی حاجت میں رسول اللہ کے آگے پیش کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابواویس سے، اس نے ابن وہب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۴۔ فتح الباری مسلم۔ کتاب الحدود ص ۳/۱۳۱۵)

بیٹا اس کا بیوی جس کی، اور زانی کے نصیب میں پتھر

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو ابوعاصم نے، اس نے مالک سے اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے عہد کیا تھا اپنے بھائی سعد کے ساتھ کہ ابن ولیدہ زمعہ مجھ سے ہے، اس کو میری طرف سے حاصل کر کے لے آنا (اپنے قبضے میں لے کر)۔

جب مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا تو سعد نے اس کو پکڑ لیا۔ لہٰذا عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ فرما یا دیا عبد بن زمعہ کے حق میں اور ارشاد فرمایا : کہ

الولد للفراش و للعاهر الحجر ۔ (ترجمہ) بیٹا اس کا جس کی بیوی ۔ اور زانی کے لئے پتھر۔

اور اپنی زوجہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ اس لڑکے سے پردہ کرے۔ اس کے بعد بی بی سودہ نے اس کو نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا یا سودہ انتقال کر گئیں۔

چنانچہ بیٹا ثابت ہو گیا صاحب الفراش کے لئے ، وہ شوہر ہی ہوتا ہے اور زانی کے لئے ناجائز ہے کیونکہ بعض عرب نسب زانی کی طرف سے ثابت کیا کرتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی وغیرہ سے، اس نے مالک سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۲۴/۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ علی بن عبداللہ العطار نے بغداد میں بطور املاء کے اپنی اصل کتاب میں سے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے ابوعمیس سے، اس نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی تھی اوطاس والے سال عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی تین دن تک اس کے بعد اس عمل سے منع فرما دیا تھا۔

نوٹ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ تصریح اور توضیح ہے کہ فتح مکہ والے دن متعہ حلال اور جائز قرار دیا گیا اور وہی یوم اوطاس ہے، فتح مکہ اور یوم اوطاس ایک ہی چیز ہے۔ اوطاس طائف میں ایک وادی ہے۔

اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۰۲۳۲/۱۸)

اس نے یونس بن محمد سے۔ اور اوطاس والا سال اور فتح مکہ والا سال ایک ہی ہے۔ یہ حدیث اور ربیعہ بن سبرۃ والی حدیث برابر ہے۔

فائدہ : متعہ النساء کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے اسی روایت کے تحت طویل حاشیہ میں تحقیق لکھی ہے مختلف کتب کے حوالہ جات کے ساتھ، جو حضرات تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب دلائل النبوۃ جلد پنجم صفحہ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱ ملاحظہ کریں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اس کو درج نہیں کیا۔ (مترجم)

مسلم و کافر کی وراثت .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عمر حافظ نے، ان کو ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری نے اور اسماعیل بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے، ان کو روح نے، ان کو محمد بن ابوحفصہ نے اور زمعہ بن صالح نے، ان دونوں کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے اسامہ بن زید سے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ صبح کہاں اتریں گے ان شاء اللہ؟ یا یوں کہا گیا تھا آپ صبح کہاں اتریں گے؟ کہا کہ یہ فتح مکہ کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا، کیا عقیل نے کوئی منزل چھوڑی ہے؟ اور فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ کوئی کافر کسی مؤمن کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (کافر کے بجائے) اور نہ ہی کوئی مؤمن کافر کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (مؤمن کی جگہ) ابن ابوحفصہ نے کہا کہ زہری سے کہا گیا تھا ابوطالب کا وارث کون بنے گا؟ فرمایا کہ عقیل اور طالب بنیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے روح سے دونوں سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۰ ص ۹۸۵/۲)

اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۸۲۔ فتح الباری ۱۱۳/۸ دیکھئے تحفۃ الاشراف ۵۷/۱۔ ۵۵/۱)

محمد بن ابوحفصہ سے اس نے معمر سے اور معمر نے کہا ہے کہ زہری سے اور یہ بات نبی ﷺ کے حج میں ہوئی۔

(مسند احمد ۲۰۱/۵۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۲/۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو احمد بن محمد نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب نے، ان کو ابوالزناد نے عبدالرحمن نے، اس نے ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اللہ نے فتح کی خیف ہے جہاں لوگوں نے کفر پر ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے اسی طرح۔ (فتح الباری ۱۴/۸۔ حدیث ۴۲۸۴)

باب ۱۶۹

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم الفتح میں لوگوں کا بیعت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو محمد بن شرحبیل نے ابوعبداللہ انباری نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عثمان نے یہ کہ محمد بن اسود بن خلف نے ان کو خبر دی کہ ان کے والد اسود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے فتح مکہ والے دن۔

کہتے ہیں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے مقام قرن مسفلہ کے پاس۔ کہتے ہیں قرن مسفلہ وہی ہے جہاں ابن ابوثمامہ کے گھر ہیں۔ وہ دار ابن سمرہ اور اس کے اردگرد کا مقام ہے۔ اسود کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ اس جگہ بیٹھے تو لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پاس آ گئے چھوٹے بھی بڑے بھی۔ مرد بھی عورتیں بھی۔ انہوں نے حضور کے ساتھ بیعت کی اسلام پر اور شہادت (گواہی) پر۔

میں نے پوچھا کہ گواہی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی ہے محمد نے اسود سے کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی ایمان پر اور شہادت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر (یعنی شہادت ہی گواہی ہے کہ اللہ کی سوا الٰہ اور معبود و مشکل کشا کوئی نہیں۔ (مسند احمد ۴۱۵/۳)

باب ۱۷۰

اسلام ابوقحافہ عثمان بن عامر والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اسماء بنت ابوبکر صدیق سے، وہ کہتی ہیں جب فتح مکہ والا سال ہوا رسول اللہ ﷺ وادی طویٰ میں اُترے تھے۔ ابوقحافہ نے اپنی بیٹی سے کہا تھا جو ان کی چھوٹی اولاد تھی۔

اے میری چھوٹی بیٹی مجھے جبل ابوقبلیس پر چڑھا دیجئے اس لئے کہ ان کی بینائی رک گئی تھی (وہ نابینا ہوگئے تھے)۔ وہ لڑکی ان کو اوپر چڑھا کر لے گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹی! تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ اس بڑے مجمع کے اندر ایک آدمی آگے آ تا ہوا پیچھے جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا کہ اے بیٹی یہ لشکر ہے اور وہ آدمی اس لشکر کا قائد اور کمانڈر ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ اور کیا دیکھ رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ مجمع پھیل رہا ہے بڑھتا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس وقت لشکر ہٹ رہا ہے لہٰذا مجھے جلدی میرے گھر لے چل، وہ جلدی سے لے چلی۔ جب وہ وادی ابطح میں اُتری تو اس کو سامنے ایک گھڑ سوار ملا اس لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا وہ اس شخص نے اس کی گردن سے توڑ لیا۔

حضور جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر صدیق گئے اور اپنے والد کو لے آئے۔ ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے تھے رسول اللہ نے جب دیکھا کہ نابینا وہ بھی بزرگ کو ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس بزرگ آدمی کو اس کے گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا میں خود اس کے پاس آتا۔ ابوبکر نے کہا یہ چل کر آپ کے پاس آئے یہ زیادہ مناسب ہے اس بات سے کہ آپ چل کر اس کے پاس جائیں۔ ابوبکر صدیق نے ان کو حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا پھر حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اسلام لے آ ؤ بچ جاؤ گے یا محفوظ رہو گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی بہن کو ہاتھ سے پکڑ کر کہا میں اللہ کی اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں میری بہن کا گلوبند کس کے پاس ہے؟ اللہ کی قسم اس کو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ کہا پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خود ہی کہا میری چھوٹی بہن اب پہلے اپنے گلوبند پر اللہ سے ثواب کی طالب ہو جائیں۔ اللہ کی قسم آج کے دور میں لوگوں میں امانت داری بہت کم رہ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۹-۲۰)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے یہ کہ عمر بن خطاب نے ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا، ان کو بدل دو (یعنی بالوں کی سفیدی کو) اور سیاہی کو ان کے قریب نہ لاؤ۔ یا ان کو سیاہی کے قریب نہ کرو۔ (سیرۃ شامیہ ۵/۳۵۲)

ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن محمد نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو مبارک باد دی تھی ان کے والد کے مسلمان ہونے کی۔ (المغازی للواقدی ۲/۸۲۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۴)

باب ۱۷۱

قصہ صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابوجہل

اور ان دونوں کی عورتوں کا قصہ

دونوں آگے پیچھے مسلمان ہوئے مگر سابقہ نکاح پر قائم رہے

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابن شہاب سے، ان کو خبر پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں عہد رسول میں جو اپنی سرزمین پر (مکے) میں رہتے ہوئے مسلمان ہوگئی تھیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ جب وہ مسلمان ہوئیں اس وقت تک ان کے شوہر کافر تھے۔ ایک تو ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھی جو صفوان بن اُمیہ کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہوگئی تھی اور اس کا شوہر صفوان بن اُمیہ اسلام سے فرار ہوگیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر اس کے پیچھے بھیجا، یہ دراصل صفوان کے لئے امان تھی اور اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور اس کو اپنے پاس بلایا تھا اگر کسی امر پر راضی ہو جائے تو حضور قبول کر لیں گے ورنہ دو ماہ تک اس کو مہلت دے دیں گے۔
جب صفوان رسول اللہ کی چادر مبارک ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو آواز لگائی، اے محمد!
یہ وہب بن عمیر ہے یہ میرے پاس آپ کی چادر لے کر پہنچا ہے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اس شرط پر کہ اگر میں کسی امر پر راضی ہو جاؤں تو آپ قبول کر لیں گے ورنہ آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں گے سوچنے کی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو وہب آپ نیچے اُتریں۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا جب تک میرے لئے وضاحت نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

سیرت رسول سے مروّت اعلیٰ ظرفی ...... مذہبی وسیاسی رواداری کی مثال

(اس کے بعد رسول اللہ ہوازن سے قبل حنین کی طرف)

حضور ﷺ نے صفوان کے پاس پیغام بھیج کر اس سے ہتھیار وغیرہ سامان جنگ اُدھار طلب کیا جو اس کے پاس تھا۔ صفوان نے پوچھا کہ کیا مرضی سے دوں یا جبراً (یعنی جبراً مانگ رہے ہیں) آپ نے فرمایا مرضی سے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہتھیار اور دیگر سامان حرب حضور ﷺ کو اُدھار دے دیا۔ اور صفوان خود بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا حالانکہ وہ کافر تھا۔ مگر حنین میں آموجود ہوا اور طائف کے معرکہ میں۔ حالانکہ وہ کافر تھا اور اس کی بیوی مسلمان تھی۔ حضور ﷺ نے دونوں کی تفریق وعلیحدگی نہیں کی تھی یعنی اس کے اور اس کی بیوی کے مابین۔ حتیٰ کہ صفوان مسلمان ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے ساتھ ٹھہری رہ گئی تھی اسی نکاح کے ساتھ۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ صفوان کے مسلمان ہونے اور اس کی بیوی کے مسلمان ہونے کے درمیان ایک مہینے کے قریب قریب مدت تھی۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳۱/۴-۳۲- مغازی للواقدی ۸۵۲/۲)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اُم حکیم بنت حارث بن ہشام عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام لانے سے فرار ہو گیا تھا حتیٰ کہ یمن میں گیا۔ لہٰذا اُم حکیم نے بھی پیچھے پیچھے سفر کیا اور وہ بھی یمن پہنچ گئی اور بیوی نے جا کر اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ یہ فتح مکہ والے سال ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آتے دیکھا تو آپ خوشی سے اس کی طرف اُچھل کر لپکے۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت کی اور وہ دونوں اپنے مذکورہ نکاح پر ہی قائم اور ثابت رہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

اس نے ذکر کیا ہے قصہ صفوان اور قصہ عکرمہ بالکل اسی طرح جیسے ان کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ اور عروہ کی روایت کے قصہ میں ہے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے تھے جب بیٹھ گئے تو انہوں نے لات وعزّیٰ بتوں کی پکار کی۔ مگر کشتی والوں نے کہا یہاں پر کوئی ایک شخص بھی دریا پار نہیں کر سکتا، ہاں صرف اور صرف وہی جو مخلص ہو کر خالص اللہ کو پکارتا ہے۔ یہ سن کر عکرمہ نے کہا اگر وہ (اللہ) دریا میں اکیلا کافی ہے نجات دینے کے لئے تو پھر خشکی پر (زمین پر بھی) وہی اکیلا کافی ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں محمد ﷺ کی طرف ضرور واپس لوٹ کر جاؤں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور حضور ﷺ سے بیعت اسلام کر لی۔

دونوں راویوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن اُمیہ کی طرف نمائندہ بھیجا تھا ہتھیاروں کے بارے میں جو اس کے پاس تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے وہ مانگے تھے۔ لہٰذا صفوان نے پوچھا تھا کہ پھر امان کہاں گئی، کیا وہ اسلحہ ہم سے چھین رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو تم مجھے وہ اُدھار دے دو۔ یہ مجھ پر ضمانت ہوگی کہ وہ تجھے واپس کر دیئے جائیں گے۔ صفوان نے کہا کہ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے میں آپ کو وہ اُدھار دے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ حضور ﷺ کو دے دیئے تھے اسی دن۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ایک سو زرہ تھیں اور ان کا سامان تھا۔ اور صفوان کثیر ہتھیاروں کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ مکمل سامان کے ساتھ ہمیں دے دے، اس نے دے دیا۔

یہ الفاظ موسیٰ کی روایت کے ہیں۔ واقدی کا خیال ہے کہ عبداللہ بن یزید ہزلی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ابوحصین ہزلی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے تین اشخاص سے قرض مانگا تھا قریش میں سے۔ ایک صفوان بن اُمیہ سے پچاس ہزار درہم، چنانچہ اس نے حضور ﷺ کو قرض دے دیا تھا۔ دوسرے عبداللہ بن ابوربیعہ سے چالیس ہزار درہم اور تیسرے حویطب بن عبدالعزیٰ سے چالیس ہزار درہم۔ آپ نے وہ اپنے اصحاب میں سے اہل ضعف میں تقسیم کر دیا تھا اور اس مال میں سے جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔

یہ تفصیل اس میں ہے جس کو ذکر کیا ہے یہاں شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے۔ (مغازی للواقدی ۸۵۱/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوئے تھے تو ہبیرہ بن ابووہب اور عبداللہ بن زبعری نجران کی طرف بھاگ گئے تھے۔ بہر حال ہبیرہ بن ابووہب نے تو وہیں نجران میں ہی اقامت اختیار کر لی تھی مرنے تک وہ تو مشرک ہی رہ کر مر گئے تھے۔

باقی رہ گئے ابن زبعری وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے تھے اور راویوں نے ان کے اسلام کے بارے میں ان کی معذرت کرنے کے بارے میں شعر ذکر کئے ہیں، جن کا مفہوم ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں۔ مجھے معاف کر دیجئے، آپ کے لئے میرے ماں باپ قربان جائیں۔ غلطی میری تھی آپ تو رحم کرنے والے ہیں اور ایسے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۲/۴-۳۳)

باب ۱۷۲

ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا اسلام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو عروہ بن زبیر نے کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جتنے اخباء ہیں یا کہا تھا اہل اخبآء ہیں ابن بکیر کا شک ہے یعنی مراد ہے کہ آپ کے اہل سے زیادہ دھرتی پر کوئی میرے نزدیک مبغوض نہیں تھا (مگر آپ کے اسلام لانے کے بعد) روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہماری بات یا کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

بے شک ابوسفیان انتہائی ہاتھ روک کر رکھنے والا (کنجوس) آدمی ہے۔ کیا میرے اُوپر کوئی گناہ ہے کہ میں اس کی ملکیت میں سے کسی کو کھانا کھلاؤں (یا غلہ وغیرہ دوں)۔ حضور نے فرمایا نہیں اجازت نہیں ہے مگر معروف طریق سے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے۔

(کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۴۱۔ فتح الباری ۱۱/۵۳۵)

اور ابن مبارک نے یونس بن یزید سے۔ اس نے کہا ہے حدیث میں، اللہ کی قسم نہیں تھا زمین پر کوئی اہل خباء اس روایت میں شک مذکور نہیں ہے۔ اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ کھلاؤ اس کو جس کا عیال ہے یعنی عیال دار کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو محمد بن حلیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے یہ کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت و بے عزتی مجھے محبوب ہو۔ اگر تھا تو وہ صرف اور صرف آپ کا گھرانہ تھا مگر اسلام لانے کے بعد تیرے سوا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے سب سے زیادہ اس کی عزت عزیز ہو۔

اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ ابوسفیان انتہائی کنجوس و بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے عیال پر خرچ کروں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا، نہیں تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ان کو معروف طریقے پر کھلاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث معمر سے اور ابن اخی زہری سے، اس نے زہری سے۔

اور رہے بہر حال ابوسفیان تو ان کے اسلام کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۴) اور میں نے پڑھا ہے محمد بن سعدی کی کتاب میں محمد بن عبید سے، اس نے اسماعیل بن ابو خالد سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے یہ کہ ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد بیٹھے ہوئے اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ کاش کہ میں محمد کے مقابلہ پر جماعت اور لشکر جمع کرتا۔ وہ یہ بات دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ اچانک کہیں سے نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمانے لگے اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ کہتے ہیں ابوسفیان نے سر اُٹھا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ ابوسفیان بولے میں نے اس وقت تک یقین نہیں کیا تھا کہ آپ نبی ہیں میں تو یہ باتیں دل میں کہہ رہا تھا۔

اور اس کو ابوالسفر اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے مرسلاً ذکر کیا ہے اسی مفہوم میں۔

فائدہ : الاصول میں مذکور ہے کہ یہ محمد بن سعد الواقدی ہے اور یہ بات کاتبین کی غلطی ہے جبکہ یہ خبر اس طرح ہے جس طرح اس کو ابن سعد نے ابواسحاق سبیعی نقل کیا ہے اور حاکم نے الاکلیل میں ابن عباس سے۔

(۵) تحقیق مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوحامد احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن ابواسحاق نے

ابوالسفر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پیدل چلے آرہے تھے اور لوگ مل کر پیچھے آرہے تھے آپ کی ایڑیوں کے ساتھ۔ اس نے دل میں سوچا کاش کہ میں اس شخص کے ساتھ لشکر کشی کرتا قتال کے لئے۔ رسول اللہ جیسے ہی تشریف لائے انہوں نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُس وقت اللہ تعالیٰ تجھے ناکام و نامراد کرے۔ اس نے فوراً کہا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے دل میں بکا ہے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اپنی کتاب میں موصول کے ساتھ ابواب فتح مکہ میں کتاب الاکلیل سے۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۷۰/۵)

ابوسفیان کے قول پر رسول اللہ ﷺ کا مطلع ہونا .... (۶) اس میں ہے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن محمد بن احمد الفاحی نے بطور اجازت، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے، اس طرح کہ انہوں نے خود پڑھ کر سُنائی، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحامد بن شرقی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو محمد بن موسیٰ بن اعین نے یعنی جزری نے، ان کو ان کے والد نے اسحاق بن راشد سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے کہ جب وہ رات واقع ہوئی جس رات لوگ مکے میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ کی رات تو لوگ مستقل تکبیر و تہلیل میں اور بیت اللہ کا طواف کرنے میں لگے رہے تا آنکہ صبح ہوگئی۔ ابوسفیان نے ہندہ سے کہا (اپنی بیوی سے) کیا تم دیکھ رہی ہو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے؟

صبح ہوئی تو ابوسفیان حضور ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہندہ سے کیا کہا ہے؟ کہ تم کیا سمجھ رہی ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے .... سنو! جی ہاں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی ابوسفیان جس کی قسم کھاتا ہے میرے اس قول کو لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں سُنا تھا سوائے اللہ عزوجل کے اور ہندہ کے۔ (سیرۃ شامیہ ۳۷۰/۵)

باب ۱۷۳

فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ کا قیام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عاصم نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں اُنیس دن قیام فرمایا تھا دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے (یعنی چار رکعت والی دو رکعت پڑھتے رہے)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل میں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عثمان سے۔ (فتح الباری ۲۱/۸۔ حدیث ۴۲۹۹)

اس میں اختلاف کیا گیا ہے عاصم احول پر اسی طرح کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ سترہ دن۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے اور عثمان بن ابوشیبہ نے یہی مفہوم (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد زیاد نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو حفص بن غیاث نے عاصم سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سترہ دن قیام فرمایا تھا، نماز میں قصر کرتے رہے تھے۔

یہ الفاظ حدیث ابن زیاد کے ہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے رہے تھے، آپ نماز میں قصر کرتے رہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۰)

ابن عباس نے فرمایا کہ جو شخص سترہ دن قیام کرے وہ نماز میں قصر کرے اور جو اس سے زیادہ سفر میں قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔

حضور ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر نماز میں قصر کرنا

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن زید نے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور میں ان کے ساتھ فتح مکہ میں بھی شامل تھا۔ آپ نے اٹھارہ راتیں قیام فرمایا تھا، آپ صرف دو رکعت ہی پڑھتے رہے یعنی قصر کرتے رہے۔ فرماتے تھے، اے اہل شہر تم لوگ چار رکعت پڑھو ہم لوگ مسافر ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۲۹)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو نفیلی سے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا، آپ قصر کرتے رہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور احمد بن خالد الوہبی اور سلمہ بن الفضل نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۱)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابورھم نے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا آپ وہاں پندرہ دن ٹھہرے رہے تھے۔

یہ روایت منقطع ہے اور سب سے زیادہ صحیح ابن مبارک کی روایت ہے عاصم احول سے جس پر بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا، کیا آپ کو خبر دی ہے شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے اس کو خبر دی ہے کہ انہوں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ مقام حزورۃ (چھوٹے ٹیلے) پر ٹھہرے ہوئے تھے سوق مکہ میں، فرمارہے تھے بے شک یہ سرزمین (مکہ) البتہ اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔ اگر میں اس سرزمین سے نہ نکالا جاتا تو میں از خود یہاں سے نہ نکلتا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۹۲۵۔ ص ۵/۷۲۲)

☆☆☆

باب ۱۷۴

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے

یہ اس لئے فرمایا تھا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اب پورا ملک دارالاسلام بن گیا اس لئے مکہ سے ہجرت کرنا ختم ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اس نے طاؤوس سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتح تو دراصل فتح مکہ ہی ہے ہجرت نہیں ہے۔ لیکن جہاد ہے اور نیت وارادہ۔ اور اگر تم جہاد کے لئے نکالے جاؤ تو ضرور نکلو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب لاہجرۃ بعد الفتح)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۵ ص ۱۴۸۷)

تحقیق نمبر ۱ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت یعنی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف خروج کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کی دو تاویلیں اور توجیہیں کی ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اب دارالاسلام بن چکا ہے۔ لہٰذا اس سے ہجرت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ دوسری توجیہہ یہ ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے کہ ایسی ہجرت جو فاضلہ ہوتی ہے مہمہ اور مقصود و مطلوب ہوتی ہے جس کے ساتھ اہل ہجرت دوسروں سے ظاہری طور پر بھی ممتاز ہوتے ہیں، وہ مکہ فتح ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئی اور ان اہل ہجرت کے لئے گزر چکی ہے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ہجرت کر لی تھی (دراصل جوان ہی خوش قسمت لوگوں کا مقدر تھا)۔ اب چونکہ اسلام قوی ہو چکا ہے، غالب آ چکا ہے فتح مکہ کے بعد نمایاں غلبہ کے ساتھ پہلے کے برعکس، اس لئے وہ اب نہیں رہی۔

تحقیق نمبر ۲ : لیکن جہاد ہے اور نیت۔ اس کا مطلب ہے کہ ہجرت کے ذریعے تحصیل خیر تو فتح مکہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے لیکن اب تم لوگ اس چیز کو جہاد کے اور نیت صالحہ کے ذریعہ حاصل کرو۔ اس ارشاد میں مطلق نیت صالحہ پر اُبھارا گیا ہے۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہی دیا جاتا ہے۔

تحقیق نمبر ۳ : جب تم نکالے جاؤ تو نکلو۔ اس کا مطلب ہے کہ جب امام اور حکمران تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا تقاضا کرے تو تم ضرور نکلو یہ دلیل اس پر ہے کہ جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ جس وقت اس کو وہ لوگ کریں جن کے ساتھ کفایت حاصل ہو سکے تو باقیوں سے حرج ساقط ہو جاتی ہے اور اگر سارے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سارے گنہگار ہو جائیں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابوخیثمہ نے عاصم سے، اس نے ابوعثمان سے، ان کو مجاشع نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا میں بھائی کو اس لئے لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت کے لئے بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہجرت اپنے مقتضٰی سمیت ختم ہو چکی ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ میں اس سے بیعت اسلام لوں گا یا ایمان و جہاد کی بیعت۔

کہتے ہیں کہ بعد میں میں معبد سے ملا اور وہ دونوں میں سے بڑا تھا ابوعثمان کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجاشع نے سچ کہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد بن ابوخیثمہ سے۔ (کتاب المغازی)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی طرق سے عاصم سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ ۳/ ۱۴۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی حمزہ بن عباس نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا ابوالبختری سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری:

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح

تو حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پوری ختم کر لی اس کے بعد فرمایا، میں اور میرے اصحاب بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ میں نے یہ حدیث مروان بن حکم کو بیان کی، وہ اس وقت مدینہ پر حاکم لگا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ جبکہ اس کے پاس رافع بن خدیج اور زید بن ثابت موجود تھے وہ دونوں اس کے ساتھ چارپائی یا تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ دونوں شخص اگر چاہیں تو تمہیں حدیث بیان کر سکتے ہیں لیکن یہ شخص یعنی زید ڈرتا ہے کہ آپ صدقہ کی ذمہ داری سے الگ کر دیں گے اور وہ ڈرتا ہے کہ آپ اس کو اس کی قوم کی سرداری سے الگ کر دیں گے یعنی رافع بن خدیج کو وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس پر چابک کے ساتھ سختی کی جب زید اور رافع نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

باب ۱۷۵

فتح مکہ کے بعد سلمہ بن ابوسلمہ جرمی کا اسلام لانا

اور لوگوں کا اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونا

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحاتم محمد بن ادریس حنظلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے عمرو بن سلمہ سے۔ پھر کہا کہ وہ زندہ ہے کیا آپ ان کو مل نہیں لیتے؟ آپ خود اُن سے سن لیں گے۔ چنانچہ میں عمرو سے ملا اس نے مجھے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں ہم راستہ پر بیٹھے تھے ہمارے پاس سے سوار گذر رہے تھے۔ ہم ان سے پوچھتے تھے یہ کیا ماجرا ہے؟ اور لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو لوگ ہمیں بتاتے تھے کہ یہاں پر نبی موجود ہے جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ بے شک اللہ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کی طرف یہ یہ وحی کی ہے۔ اور عرب ملامت کئے جا رہے تھے بسبب ان کے اسلام کے فتح کے وقت۔ اور کہہ رہے تھے اس کو دیکھو اگر وہ غالب آ گیا وہ نبی ہے۔ اس کی تصدیق کرو یعنی اس کو سچا مان لو۔

جب فتح مکہ واقع ہوگیا تو ہر قوم نے اپنے اسلام کے ساتھ آواز لگائی میرا والد بھی گیا۔ چنانچہ میری قوم نے بھی اسلام لانے میں جلدی کی میرا والد گیا اور حضور ﷺ کے پاس اتنے اتنے دن ٹھہرا پھر وہاں سے آیا۔ ہم ان سے ملے انہوں نے بتایا کہ میں تمہارے پاس آرہا ہوں اللہ کے رسول کی طرف سے جو سچا رسول ہے۔ اور بے شک وہ تم لوگوں کو ایسے ایسے حکم دے رہے ہیں اور اس طرح نماز کا حکم دے رہے ہیں۔ اور جس وقت نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان پڑھے اور تم میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تم لوگوں کی امامت کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ہمارے ارد گرد نظر دوڑائی مگر انہوں نے مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا نہ پایا لہٰذا انہوں نے امامت کے لئے مجھے آگے کر دیا حالانکہ میں سات سال کا تھا۔ اب میں ان کو نماز پڑھانے لگا۔ جب میں سجدہ کرتا تو میرے اوپر کی چادر میرے اُوپر سے ہٹ گئی (اور میں ننگا ہو گیا)۔ ایک عورت نے جب یہ دیکھا تو (از راہِ خوش طبعی) کہنے لگی ہم لوگوں کے سامنے سے اپنے اس قاری کی سُرین تو ڈھانک دو۔ کہتے ہیں کہ پھر میں کپڑا پہنا دیا گیا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ جو بحرین سے چادر آئی تھی چھ درہم یا سات درہم کی، جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۸/۲۲۔۲۳)

باب ۱۷۶

نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجنا

(۱) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفود بھیجے مکہ کے اِردگرد جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے تھے اور انہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جن جن کو بھیجا تھا ان میں سے خالد بن ولید ؓ بھی تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ تہامہ کے اسفل میں یعنی زمین کی جانب روانہ ہوں داعی کی حیثیت سے۔ اور انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو روند ڈالا اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۳)

حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں خالد کے فعل سے اظہارِ لاتعلقی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو ابن ناجیہ نے، ان کو اسحٰق بن ابواسرائیل اور محمد بن ابان اور ابن زنجویہ نے۔ (ح)۔ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے سالم بن عبداللہ سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بنو فلاں کی طرف، میرا خیال ہے کہ جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھا نہ کیا کہ وہ کہتے کہ ہم اسلام لائے یا مسلمان ہو گئے ہیں (یعنی واضح اسلام کے اقرار کے بجائے کہنے لگے) ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔ جس پر خالد بن ولید نے انہیں قید کرنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک شخص کے حوالے ایک ایک قیدی کو کر دیا۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہم لوگوں میں سے ہر شخص اپنے اپنے

قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی اپنے اپنے حصے کے قیدی کو قتل نہیں کرے گا۔ لہٰذا وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور خالد بن ولید کا یہ فعل ذکر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِد (مرَّتَیْنِ)۔

اے اللہ میں بری ہوں (لاتعلق ہوں) اس فعل سے جو کچھ خالد نے کیا ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۳۳۹۔فتح الباری ۵۶/۸)

حضور ﷺ کا اُن لوگوں کے خون اور مالوں کا معاوضہ ادا کرنا

(۲)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حکیم بن حکیم نے، ان کو عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو داعی بنا کر بھیجا تھا، انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ خالد روانہ ہو کر بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں پہنچے۔ وہ اپنے پانی کے گھاٹ پر آباد تھے۔ انہوں نے عہدِ جاہلیت میں ان کے چچا الفاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبدعوف ابوعبدالرحمٰن بن عوف کو قتل کیا تھا۔

روای نے حدیث آگے ذکر کی ہے ان لوگوں کے ہتھیار اُٹھانے پھر رکھ دینے کے بارے میں، کہ خالد نے حکم دیا تھا ان کے بعض مردوں کو قتل کرنے کا۔ چنانچہ وہ قید کر لئے گئے تھے پھر ان کے گردنیں ماری گئیں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبْرَاءُ اِلَیْکَ مِمَّا عمل خَالِد بن ولید

(سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۳۔۴۴)

اے اللہ جو کچھ خالد بن ولید نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں (یعنی اظہار برأت کرتا ہوں)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب ﷺ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے خون بہا بھی اور ان کے مال بھی ادا کر کے آؤ۔ جاہلیت کے معاملے کو میں نے اپنے قدموں تلے دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ﷺ جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے خون اور مال ان کو ادا کئے یہاں تک کہ ان کے کتے کے پینے کا برتن تھا اس کی بھی قیمت ادا کر دی۔ اور حضرت علی ﷺ کے پاس کچھ مال بچ گیا تھا وہ بھی انہوں نے ان کو دے دیا یہ کہہ کر کہ یہ میں احتیاطاً دے رہا ہوں ممکن ہے کوئی چیز تمہاری ایسی رہ گئی ہو جو نہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو اور نہ ہی تم لوگوں کو یاد ہو۔ چنانچہ وہ بھی انہی کو دے دیا۔ پھر حضرت علی ﷺ نے آکر پوری خبر رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے ان کی تحسین وتصویب فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۴۔۴۵)

موت سے لاپرواہ ہو کر گناہ کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے، اس نے ابوحدرد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خالد بن ولید کے اس لشکری گروہ میں تھا جس نے بنو جذیمہ کے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے دیکھا ایک جوان آدمی کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے پرانی رسی دُمَّہ کے ساتھ۔ اس نے مجھ سے کہا اے نوجوان کیا تم اس کو پکڑ کر کھولو گے؟ میں ان عورتوں کے پاس جا کر اپنی حاجت پوری کر لوں اس کے بعد تم لوگ وہی کرنا جو کچھ تمہاری مرضی ہو۔ میں نے کہا کہ یہ آسان ہے جو کچھ تم نے سوال کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی رسی پکڑی اور میں اس کو ان عورتوں کے پاس لے آیا تو اس نے کہا نجات ختم ہونے پر۔ پھر اس نے شعر کہے جن کا مفہوم اس طرح ہے :

''کیا بات ہے جب میں تم لوگوں کو تلاش کرتا ہوں تو تمہیں مقام حلیبہ میں پاتا ہوں یا مقام خوانق میں۔ کیا عاشق ذرا اس بات کے لائق نہیں ہے کہ اس کو اس کی خواہش پوری کرنے کا عطیہ دیا جائے جس نے رات کے اول حصے سے سفر کرنا شروع کیا ہے وہ بھی سخت گرمی میں۔ میرا کوئی گناہ نہیں ہے جب میں نے کہا ہے ہمارے گھر والے ہمارے ساتھ ہیں مجھے اپنی محبت کے معاوضے سے نوازیئے کسی ایک پریشانی سے پہلے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے۔ اس سے قبل کہ دور ہوا اور وقت کا حکمران جدائی کے مارے عاشق کو دور کردے۔ بیشک میں نے نہیں ضائع کیا راز امانت والا اور نہ ہی میری آنکھ نے تم سے زیادہ خوبصورت دیکھا۔''

اس عورت نے کہا تم تو زندہ ہو سات دن یا دس دن یا سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد ہم اس کو لے آئے اور اس کی گردن ماردی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوفراس نے بنو ابوسنبلہ اسلمی سے، اس نے اپنی قوم کے کئی شیوخ سے، تحقیق وہ لوگ خالد بن ولید کے ساتھ موجود رہ چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص قتل کیا گیا وہ خاتون اس کی طرف اٹھ کر گئی مستقل اس پر روتی حتیٰ کہ اس پر مرگئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے، قاضی نے نہیں ذکر کیا اس کو جو کچھ اس کے آخر میں ہے ابوفراس سے مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے کہ اس نے سنا ایک آدمی سے جو قبیلہ مزینہ سے تھا اس کو ابن عصام کہتے تھے۔ اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کہیں کوئی لشکر بھیجتے تھے تو فرماتے تھے کہ جب تم کہیں کوئی مسجد دیکھو یا تم اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں یہی حکم فرمایا۔ ہم لوگ مقام تہامہ کی طرف نکلے وہاں ہم نے ایک آدمی پایا وہ ہودج نشین عورتوں کو (یعنی ان کی سواری کو) آگے کھینچ رہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے پوچھا کہ اسلام کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو اسلام کے بارے میں آگاہ کیا۔ وہ اس کو نہیں سمجھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اگر میں ایسا نہ کروں۔ یعنی اگر میں مسلمان نہ ہوں تو پھر تم میرے بارے میں کیا کرو گے؟ ہم نے اس کو بتایا کہ پھر ہم تمہیں قتل کردیں گے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے مہلت دو گے یہاں تک کہ میں عورتوں کو پہنچادوں؟ ہم نے کہا ٹھیک ہے، ہم تجھے پہنچا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا عورتوں تک پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا نجات پا جائے جیش زندگی کے ختم ہونے سے قبل۔ دوسری نے کہا بچ جا۔ دس اور نو بار طاق عدد اور آٹھ بار مسلسل کہا۔ پھر اس شخص نے مذکورہ اشعار کہے (جن کا مفہوم گذر چکا ہے)۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف واپس لوٹ آیا۔ اس نے کہا (میں آگیا ہوں) تم لوگ اسی حال پر ہو۔ ہم اس کو آگے لائے اور اس کی گردن ماردی۔ دوسری عورت اپنی ہودج (کجاوہ) سے نیچے لڑھک آئی اور اس مقتول پر خوب روئی یہاں تک کہ روتے روتے مرگئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن یوسف قاضی بُستی نے، جو کہ ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے ابن عصام مزنی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکری مہم پر روانہ کیا تھا نجد کی جانب سے۔

آگے راوی نے حدیث ذکر کی ہے (مذکورہ روایت کے مفہوم میں)۔ یہاں تک کہ اس نے کہا وہ شخص ان عورتوں کے پاس آیا اور وہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کے کجاوے کے قریب ہوا اور اس نے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور شعر کہے۔ اور یوں گویا ہوا، کیا دیکھا ہے تم نے ان میں۔ میں نے تمہیں تلاش کیا ہے تو میں تمہارے پاس پہنچ بھی گیا ہوں۔ راوی نے دو شعر ذکر کئے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عورت نے

کہا جی ہاں ۔راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے کہا تھا میرا کوئی جرم نہیں ہے۔اس کے بعد اس نے دو شعر اور ذکر کئے ہیں اور دونوں جگہ کہا ہے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے ۔ پھر اس نے (خود ہی کہا) نجات پا جا حُبیش زندگی کے ختم ہونے سے پہلے ۔ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا مسلمان ہو جا، نو دس بار علیحدہ اور آٹھ بار مسلسل ۔

اس کے بعد وہ آیا اور اس نے اپنی گردن (قتل ہونے کے لئے) دراز کر لی اور اس نے کہا کرو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو۔ ہم اُترے اور ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اپنی ھودج اور کجاوے سے اتری اور اس مقتول پر روئی وہ مسلسل اس پر روتی رہی، روتے روتے مر گئی۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے اور ابومحمد جعفر بن محمد بن حارث مراغی نے ۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی نے ، ان کو محمد بن علی بن حرب مروزی نے ، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے ، اس نے یزید نحوی سے ، اس نے عکرمہ سے ، اس نے ابن عباس سے ۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ کہتے ہیں کہ وہ غنیمت لائے ۔ ان میں ایک آدمی تھا اس نے ان لوگوں سے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں میں تو ایک عورت سے عشق کرتا ہوں ۔ میں اس تک پہنچ گیا ہوں تم لوگ مجھے چھوڑ دو میں اس کو ایک نظر دیکھ لوں اس کے بعد جو تمہاری سمجھ میں آئے میرے ساتھ کرنا۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک لمبے قد کی خوبصورت عورت تھی ۔ اس شخص نے اس عورت سے کہا بچ جا، نجات پا جا حُبَیش ، زندگی ختم ہونے سے پہلے ۔

اور (راوی نے) پہلے دو شعر بھی ذکر کئے ہیں ۔ پھر کہا ہے کہ میں تمہارے اُوپر قربان جاؤں ۔ کہتے ہیں کہ مسلمان اس کو پکڑ لائے اور اس کی گردن اتار دی ۔ اور وہ عورت آ کر اس مقتول کے اُوپر گر گئی اس نے ایک یا دو بار چیخ ماری اور وہیں مر گئی ۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی رحم کرنے والا آدمی نہیں تھا؟

باب ۱۷۷

غزوۂ حُنین [1]

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے ، ان کو حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے ، اس نے اپنے والد جابر بن عبداللہ سے اور عمرو بن شعیب سے اور زہری سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اور عبداللہ بن مکدِم بن الرحمٰن ثقفی سے حدیث حنین کے بارے میں ، جب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ بھی آپ کی طرف بڑھے تھے ۔ پس بعض ان میں سے وہ بات بیان کرتے ہیں جو بعض نہیں کرتے مگر سب کی بات متفق ہو چکی ہے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۱۴۹ ۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۱ ۔ بخاری ۵/۱۵۳ ۔ شرح مسلم نووی ۱۲/۱۱۳ ۔ مغازی الواقدی ۳/۸۸۵ ۔ ابن حزم ۲۳۶ ۔ عیون الاثر ۲/۲۴۲ ۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۲۲ ۔ شرح المواہب ۳/۵ ۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۱۲۱ ۔ سیرۃ شامیہ ۵/۴۵۹)

مالک بن عوف نصری نے بنونصر کو بنی جُشم کو اور بنوسعد بن بکر کو جمع کیا اور بنوہلال کے بعض قبائل بھی جب کہ وہ قلیل تھے۔ اور کچھ لوگوں کو بنوعمرو بن عامر میں سے اور عوف بن عامر کو اور اس نے ان کے ساتھ بنوثقیف میں سے حلیفوں کو بھی ملا لیا اور بنومالک۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور اپنے ساتھ مالوں کو اور عورتوں کو اور بچوں کو بھی ملا کر لے گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں سنا تو آپ نے عبداللہ بن ابوحدرد اسلمی کو بھیجا اور فرمایا کہ آپ جائیں اور ان لوگوں میں داخل ہو جائیں اور ان کی خبریں معلوم کر کے لے آئیں۔ وہ گیا اور جا کر ان لوگوں میں ایک یا دو دن رہا۔ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فرمایا کیا آپ سن نہیں رہے ابوحدرد جو کچھ کہہ رہا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے جواب دیا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابن حدرد نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اے عمر تو (یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے) آپ تو بسا اوقات حق کو بھی جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے کہا آپ سن رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ابن ابوحدرد کیا کہہ رہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر آپ گمراہ تھے پھر اللہ نے آپ کو ہدایت دی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ کے پاس آدمی بھیجا اس سے زرہیں مانگیں اس لئے کہ اس کے پاس ایک سو زرہیں تھیں اور ان کو ٹھیک کرنے کا سامان بھی۔ صفوان نے پوچھا اے محمد ﷺ کیا آپ غصب کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ عاریۃً اور اُدھار مانگ رہے ہیں۔ اس کی ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ واپس لوٹا دیں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایات میں اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ مقام حُنین کی طرف روانہ ہوئے تھے مکے سے دو ہزار افراد کے ساتھ۔ اور دس ہزار تھے جو آپ ا کے ساتھ تھے آپ ان کے ساتھ چلے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ بن عبدشمس کو مکہ پر امیر مقرر فرمایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۵)

اور یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نے ابن اسحٰق سے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ، یہ کہ مالک بن عوف آیا ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ان میں سے جن کو انہوں نے جمع کیا تھا قبائل قیس میں سے اور ثقیف میں سے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو کہ شیخ کبیر تھا وہ کجاوے میں آیا تھا یا کھٹولی میں لایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ مقام اوطاس میں اُترے (اوطاس دیار ہوازن میں وادی ہے یہاں پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا اس لئے اس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں)۔ جب لوگ اوطاس میں اتر گئے تو دُرید نے کہا اس نے اُونٹوں کی بڑبڑاہٹ سنی اور گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں اور بکریوں کی منمناہٹ اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں پر کون سی وادی میں ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ وادی اوطاس میں ہیں تو بولے بہترین میدان ہے شاہسواروں کے لئے۔ سخت زمین نہیں ہے کم پتھریلی ہے۔ نہ ہی زیادہ نرم ہے (جس میں پیر نہ جمیں) معتدل زمین ہے (نہ ریت ہے نہ پتھریلی)۔ کیا بات ہے میں اونٹوں کی آوازیں سن رہا ہوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں اور گدھوں کی آوازیں اور بکریوں کی آوازیں۔ لوگوں نے بتایا کہ کہ مالک بن حارث بن عوف ہیں جنہوں نے لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ ہانکا ہے۔

ابن دُرید نے پوچھا کہ مالک بن عوف کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا۔ اس نے کہا اے مالک بے شک تم اپنی قوم کے سردار بن چکے ہو اور یہ دن ایسا ہے کہ اس کے بعد بھی ایسے دن آتے رہیں گے اس بات کا داعی اور اسباب کیا تھے؟ آپ ان لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور عورتوں بچوں کو بھی ہانک کر لے آئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں نے سوچا تھا کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل کو اور مال کو کھڑا کر دوں گا تاکہ وہ ان کے دفاع کے لئے لڑے۔

کہتے ہیں کہ درید نے اس کو خوب ڈانٹا (جیسے جانور کو ڈانٹتے ہیں)۔ اور کہا کہ اے بھیڑ بکریوں کے چرواہے اللہ کی قسم شکست کھا جانے والے کے رُخ کو کوئی چیز واپس کر سکتی ہے؟ (یعنی شکست کھا جانے والا جدھر منہ آتا ہے بھاگ جاتا ہے) لہٰذا ان کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جنگ کا انجام تیرے حق میں رہا تو تجھے جوان اپنی تلوار اور نیزے کے ساتھ کافی ہے اور اگر تم شکست سے دوچار ہو گئے تو تم اپنے مالوں اور

عورتوں بچوں کو قید کرا کر رسوا ہو جاؤ گے۔ لہٰذا میری بات مانوں اور مالوں کو اور عورتوں اور بچوں کو ان کی قوم کے بڑوں کے پاس پہنچادو اور ان کو محفوظ مقامات پر پہنچادو۔

اس کے بعد دُرید نے کہا کہ بنوکعب نے اور بنوکلاب نے کیا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں پر نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ شجاعت اور تیزی غائب ہوگئی ہے۔ اگر برتری اور رفعت کا دن ہوتا تو بنوکعب اور بنوکلاب غائب نہ ہوتے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم بھی وہی کچھ کرتے ہو جو کردار کعب اور کلاب نے کیا ہے تو پھر یہاں میدان کارزار میں کون حاضر ہوتا؟ لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عامر اور عوف بن مالک ہی آتے۔ اس نے کہا کہ یہ دونوں نوعمر نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں مگر مالک نے اس بات کو ناپسند کیا اس معاملے میں دُرید کی رائے کو بھی دخل ہو۔ چنانچہ اس نے کہا آپ بڑے ہیں اور آپ کا علم بھی بڑا ہے۔ اللہ کی قسم اے جماعت ہوزان البتہ تم ضرور بات مانو گے یا میں اس تلوار کا سہارا لوں گا یہاں تک کہ نکل جائے میرے پیچھے سے۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم تیری ہی اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد مالک نے کہا لوگوں سے جب تم ان کو دیکھو تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور یکبارگی حملہ کردینا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۵۲/۴۔۵۳۔ تاریخ ابن کثیر ۳۲۳/۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے بات بیان کی ہے اُمیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے کہ ان کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ مالک بن عوف نے جاسوس بھیجے تھے ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ واپس جب ان کے پاس آئے تو وہ شدید زخمی تھے۔ مالک نے پوچھا کہ افسوس تمہارے اُوپر، یہ حالت ہو رہی ہے تمہاری؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پس سفید رنگ کے کچھ مرد آئے جو کہ سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم ہم اپنا تحفظ نہیں کر سکے حتیٰ کہ ہمیں یہ پہنچ گئی مگر مالک کو اس کیفیت نے اپنے مقصد وارادہ سے نہ روکا۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۵۴/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابوجعفر عیسیٰ رازی سے، اس نے ربیع سے کہ ایک آدمی نے کہا تھا جنگ حنین والے دن، ہرگز نہیں مغلوب ہوا جائے گا قلت سے یعنی آج ہم ضرور جیتیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات شاق گزری۔ لہٰذا اللہ نے آیت اُتاری :

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۲۵)

یاد کرو اس وقت جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں واقع کر دیا تھا۔

ربیع کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت بارہ ہزار کا لشکر تھے۔ ان میں سے دو ہزار تو صرف مکہ سے تھے۔

صحابہ کا مطالبہ اور رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان نے، ان کو ابوواقد لیثی نے۔ وہ حارث بن مالک ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے، قریش کے لئے ایک درخت تھا خوب ہرا بھرا تھا اور بہت بڑا درخت تھا، وہ ہر سال اس کے پاس آتے تھے اور وہ اس پر اپنے ہتھیار لٹکا دیتے تھے اور اس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے تھے اور اس کے پاس چڑھاوے کے جانور ذبح کرتے تھے۔ اس کا نام رکھا گیا تھا ذات انواط۔ چنانچہ ہم لوگ بھی ایک بڑے اور ہرے درخت کے پاس سے گزرے اور ہم نے ایک دوسرے کو آواز دی راستے کے دونوں طرف سے جبکہ ہم مقام حنین کی طرف جارہے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی ہمارے لئے ذات انواط مقرر کردیں جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر ! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا :

اِجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ

ہمارے لئے بھی ایک اللہ اور مشکل کشا بنادیں جیسے ان لوگوں کے الٰہ ہیں۔

یہی تو سُنتیں ہوتی ہیں۔البتہ ضرور تم لوگ بھی پہلے لوگوں کے طریقوں اور سُنتوں کو اختیار کرو گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۵۶/۴۔البدایۃ والنہایۃ ۳۲۵/۴)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان سے، اس نے ابوواقدی لیثی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا سفر کیا آپ ایک درخت کے پاس سے گزرے۔مشرکین نے اس پر اپنا اسلحہ لٹکایا ہوا تھا۔اس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔صحابہ کرام نے بھی (از راہ خوش طبعی یا حقیقت میں) کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیں جیسے ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے :

اِجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۳۸)

ہمارے لئے بھی آپ اسی طرح کوئی الٰہ (پوجا کے لئے) مقرر کر دیں۔جیسے ان کے الٰہ ہیں۔

تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کی سنتوں اور طریقوں پر چلو گے۔(ترمذی۔کتاب الفتن۔حدیث ۲۱۸۰ ص ۴۷۵/۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوتوبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید سے یعنی ابن سلام سے کہ اس نے سُنا ابوسلام سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلولی نے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے سہل بن حنظلیہ نے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ چل رہے تھے غزوہ حنین والے دن لمبی دیر چلتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے۔

ایک گھوڑے پر سوار آدمی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں آپ لوگوں کے آگے گیا تھا حتیٰ کہ میں فلاں فلاں پہاڑ کے اُوپر چڑھا تھا۔میں نے دیکھا ہے کہ ہوازن کے لوگ اپنے آباء کے طریقوں پر اپنی عورتوں سمیت اور مال مویشی سمیت بکریوں سمیت مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں اور مقام حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ یہ خبر سُن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ان شاء اللہ یہ سارا مال ومتاع کل صبح مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا آج رات ہمارے لئے چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابومرثد غنوی نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ میں کروں گا۔آپ نے فرمایا بس تو پھر سوار ہو جایئے۔وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا، اس وادی حنین کا رُخ کیجئے حتیٰ کہ تم اس کی بالائی جانب پہنچ جاؤ۔تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے تیری طرف کوئی رات کی وجہ سے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے۔آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے اپنے گھڑسوار کو دیکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔اس کے بعد نماز کے لئے تھویب یعنی اقامت کہی گئی۔رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو آپ وادی یا گھاٹی کی طرف توجہ فرما رہے تھے۔آپ نے جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آ گیا ہے۔ہم درخت کی طرف گھاٹی میں دیکھنے لگے۔

یکا یک کیا دیکھا کہ وہ آ گیا ہے حتیٰ کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے رُکا اور سلام کیا۔اور بتانے لگا کہ میں اس گھاٹی کی بالائی جانب چلا گیا تھا جہاں پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔جب صبح ہوئی تو میں نے اس کی دونوں گھاٹیوں کو اچھی طرح دیکھا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بتایا تم آج رات گھوڑے سے اُترے بھی تھے یا رات بھر گھوڑے کے اُوپر رہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں صرف قضاء حاجت کے لئے یا نماز کے لئے اُترا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے اگر آپ اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کریں۔

قد او جبت فلا علیك الا تعمل بعدھا

(ابوداؤد۔کتاب الجہاد۔حدیث ۲۵۰۱ ص ۳/۹۔۱۰۔تاریخ ابن کثیر ۴/۲۲۵۔۲۲۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اپنے والد سے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں مالک بن عوف لوگوں سمیت حنین کی طرف روانہ ہوئے تھے جوان کے ساتھ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے پہنچ گئے تھے، انہوں نے تیاری کرلی تھی اسلحہ تیار کرلیا تھا۔ اور وادی حنین کے کناروں اور تنگ راستوں کی ناکہ بندی کرلی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آئے تو صبح کے اندھیرے میں وادی ان لوگوں سے بھر چکی تھی۔ جونہی یہ لوگ اُترے تو گھڑسوار ان کے سامنے مقابل آگئے۔ اور انہوں نے سخت حملہ کیا جس سے لوگ شکست خوردہ ہوکر واپس لوٹنے لگے، کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ دائیں جانب ایک طرف سمٹ گئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں، میں یہاں پر ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اُونٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت تھی اور دوسری جماعت مہاجرین کی تھی اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے حضور اس پر سوار تھے۔ آپ نے اس کو لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے مندرجہ ذیل لوگ ڈٹے رہے تھے :

''علی بن طالب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور ایمن بن اُم ایمن وہ ابن عبید ہے اور اسامہ بن زید۔ اور آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے جو لوگ ڈٹے رہے ان میں سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے''۔

ایک آدمی تھا بنو ہوازن میں سے اپنے سرخ اُونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو کہ اس نے انتہائی طویل نیزے پر باندھا ہوا تھا۔ وہ اہل ہوازن کے آگے آگے تھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اس کے پیچھے تھے وہ جب لوگوں کو پالیتا تو ان کو اپنے نیزے کے ساتھ زخمی کردیتا۔ اور جب لوگ اس کے مقابل نہ ہوتے تو وہ نیزے کو اُوپر اُٹھالیتا۔ پیچھے والوں کی راہنمائی کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کو دیکھ کر اس کے پیچھے چلتے رہتے۔ وہ اسی نہج پر چل ہی رہا تھا کہ یکا یک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی اس کی طرف پلٹے حملہ کرنے کے لئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پہنچے انہوں نے اس کے اُونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے وہ اپنے چوتڑوں کے بل آگرا ادھر سے انصاری نے اس پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ اس کو دو حصوں میں چیر کر رکھ دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور لوگ مضبوط ہوگئے۔

اللہ کی قسم اس کے بعد کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ جو بھی گروہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی شکست کے بعد لوٹتا تو دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کئی کئی مشرکین کی مشکیں کسی ہوئی پہلے قیدی موجود پاتے۔ جب وہ لوگ شکست سے دوچار ہوگئے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اہل مکہ کے تنگ پاؤں لوگوں میں سے تو ان میں سے کچھ مردوں نے وہ کلام کیا جو ان کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ان لوگوں کی شکست پوری نہیں ہوگی سوائے سمندروں کے بے شک قسمت میں نکالے جانے والے تیر اس کی ترکش میں چمک رہے تھے۔

اور ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ بے شک وہ اسلام ظاہر کررہے تھے اور بے شک وہ تیر جن کے ساتھ وہ قسمت کے تیر نکالتے تھے تا حال اس کی ترکش میں تھے۔

مترجم کہتا ہے واللہ اعلم ابن اسحاق کی یہ روایت صحیح ہے یا کسی اصحاب دشمن کی گھڑی ہوئی ہے واللہ اعلم بالصواب

ابن اسحاق کہتے ہیں کلاہ بن حنبل نے چیخ ماری تھی حالانکہ کہ وہ اپنے بھائی صفوان بن اُمیہ کے ساتھ تھا۔ وہ اس کی ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ اس وقت مشرک تھا (انہوں نے چیخ کر یہ کہا تھا) خبردار آج سحر باطل ہوگیا ہے۔ صفوان نے کہا تھا چپ ہوجا اللہ تیرا منہ توڑ دے۔ بس اللہ کی قسم ہے البتہ اگر کوئی آدمی میری پرورش کرتا قریش میں سے تو یہ بات میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتی اس سے کہ کوئی آدمی میری پرورش کرتا ہوازن میں سے۔

حضرت حسان نے کہا تھا :

رأيت سوادًا من بعيد فراعني
اذا حنبلٌ ينزو على أم حنبل

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۸)

میں نے دور سے سیاہ ہیولا دیکھا، اس نے مجھے خوف زدہ کردیا۔ یکا یک دیکھا تو وہ پرانا پوشین تھا اُم حنبل پر یا حنبل کود رہا تھا حنبل پر۔

ابن اسحاق نے کہا کہ شیبہ بن عثمان بن ابوطلحہ بنوعبدالدار کے بھائی نے کہا میں آج کے دن اپنا قصاص و بدلہ پالوں گا کیونکہ اس کا باپ یوم اُحد میں قتل ہوگیا تھا۔ (اس نے کہا کہ) آج کے دن میں محمد (ﷺ) کو قتل کردوں گا۔ چنانچہ (جب سامنے ہوا تو) میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یعنی قتل کرنا چاہا تو دیکھا کہ کوئی چیز میرے سامنے آگئی ہے حتیٰ کہ اس نے میرا دل چھپا اور ڈوبا دیا۔ لہٰذا میں ایسا نہ کرسکا اور میں سمجھ گیا کہ حضور ﷺ محفوظ کردیئے گئے ہیں اور وہ قتل نہیں ہوسکتے۔ (مغازی للواقدی ۳/۹۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر جماعت کا تیار ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے، اس نے اس کے والد جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں کہا تھا جب اس نے لوگوں کو دیکھا، جو کچھ دیکھا تھا اس نے کہا، اے عباس تم آواز لگاؤ، اے انصار کی جماعت، اے اصحاب سمرہ۔ انہوں نے جواب دیا، لبیک لبیک۔ چنانچہ ایک آدمی ان میں سے جاتا تاکہ اپنے اُونٹ کو تیار کرے مگر وہ اس پر قدرت نہ رکھتا۔ لہٰذا وہ اپنے اُونٹ اور ذرہ اپنی گردن سے اُتار کر پھینک دیتا اور اپنی تلوار اور کمان اُٹھاتا اور آواز کی جانب رخ کرتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک سو افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوگئے وہ لوگوں کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے قتال کیا۔ پہلے پہل آواز انصار کو لگائی گئی تھی اس کے بعد بنوخزرج کو وہ لوگ جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مجاہدین میں نظر دوڑائی اور مضبوط لوگوں کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اب جنگ گرمی پکڑے گی۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم لوگوں میں سے جو بھی گروہ لوٹتا رسول اللہ کے پاس مشکیں کسے قیدی رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے اللہ نے ان کفار میں سے قتل کیا جن کو قتل کرنا تھا اور شکست دی جن کو دینا تھی پھر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس جنگ میں مال غنیمت مال فے عطا کیا۔ ان کے مال میں بھی تو عورتیں بھی اور ان کی اولادیں بھی۔

فتح مکہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں

خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں اور یہ انہی کے الفاظ ہیں، ان کو خبردی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کا قصد کرنے والے روانہ ہوئے اور تھے اہل حنین۔

اور روایت عروہ میں ہے کہ اہل مکہ گمان کررہے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچے تھے کہ حضور انہیں سے ابتداء کرنے والے ہیں اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ہوازن سے ابتداء کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس سے بھی بہتر کیا کہ ان کے لئے مکہ فتح کردیا اور اس کے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی کردی تھیں اور آپ کے دشمن کو سرنگوں کردیا تھا۔ لہٰذا جب حضور حنین کی طرف نکلے تو اہل مکہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔ ان میں سے کسی نے عذر و دھوکہ نہیں کیا تھا۔ لوگ پیدل بھی تو سواریوں پر بھی گئے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ عورتیں بھی گئیں حالانکہ غیر دین پر تھیں محض نظارہ کرنے کے لئے اور وہ غنائم کی امید کررہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے، اصحاب رسول کے لئے ٹکراؤ کو ناپسند نہیں کررہے تھے۔

اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کے باوجود اس بات کو ناپسند نہیں کررہے تھے کہ صدمہ اور ٹکراؤ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہوگا۔

موسیٰ نے کہا کہ ابوسفیان بن حرب نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ جب بھی کسی کی ڈھال گر جاتی یا تلوار گر جاتی اصحاب رسول کے سامان میں سے وہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دے دیتے کہ یہ مجھے دے دیں میں اس کو اٹھالوں گا حتیٰ کہ اس نے ایسے سامان سے اپنا اُونٹ لادلیا تھا۔

موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان بن اُمیہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے۔ حالانکہ وہ کافر تھے اور ان کی بیوی مسلمان تھی حضور نے صفوان کے اور ان کی بیوی کے مابین تفریق نہیں کی تھی پھر وہ دونوں مقصد میں متفق ہوگئے تھے۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ ان دنوں مشرکین کے سردار اہل حنین میں سے مالک بن عوف نصری تھے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو غرور سے اترا رہا تھا عروہ کی ایک روایت میں ہے:

یرعش او ینعش من الکبیر ۔ (ترجمہ) غرور سے اترا رہا تھا یا کانپ رہا تھا۔

غزوۂ حنین میں حضور ﷺ کا اہل حنین کی خبر معلوم کرنے کے لئے ابن ابوحدرد کو جاسوس بنا کر بھیجنا

موسیٰ کہتے ہیں کہ (اہل حنین) کے ساتھ عورتیں تھیں اولادیں تھیں مال مویشی تھے۔ حضور ﷺ نے ابن ابوحدرد اسلمی کو بلایا اور اس کو ان لوگوں کے لشکروں کی طرف بطور جاسوس روانہ کیا۔ وہ گیا حتیٰ کہ رات کے وقت مالک بن عوف (یعنی لشکر کفر کے سردار) کے قریب جا بیٹھا۔ اس نے سنا کہ مالک بن عوف اپنے اصحاب کو وصیت کررہا تھا کہ صبح کو تم لوگ جب مسلمانوں پر حملہ کرو تو یکبارگی اور ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کرنا۔ اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور اپنے مویشیوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا اور عورتوں کو ایک صف میں، اس کے بعد اس قوم پر حملہ کرنا۔

ابن ابوحدرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کو اس نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فرمایا سُنئے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ابن ابوحدرد نے وہ سب ذکر کیا جو ان کے مابین بات ہوئی تھی جیسی ابھی گزری ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں نے صبح کی اور بعض نے بعض کو دیکھا۔ ابوسفیان اور صفوان اور معاویہ ابوسفیان الگ ہوگئے اور حکیم بن حزام ٹیلے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے کہ کون پیٹھ دے کر بھاگتا ہے اور لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلے پر صف بندی کی۔ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار ہوئے اور صفوں کے سامنے آئے اور انہیں حکم دیا اور قتال پر اُبھارا۔ اور انہیں فتح کی بشارت دی اگر صبر کرکے جمے رہے۔ اور ان کو ان کے دین پر سچا قرار دیا۔

مشرکین نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا ایک ہی آدمی کی طرح مسلمانوں نے ایک راؤنڈ لگایا مگر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ حارثہ بن نعمان نے کہا البتہ تحقیق میں نے ڈرایا ان کو جو باقی رہ گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ایک سو آدمی ہوں گے۔ چنانچہ ایک آدمی قریش میں سے صفوان بن امیہ کے پاس گذرا اور کہنے لگا کہ تم خوش ہو جاؤ محمد اور اس کے اصحاب کی ہزیمت وشکست کے ساتھ۔ اللہ کی قسم وہ اس کی کبھی تلافی نہیں کر سکیں گے کبھی بھی صفوان نے اس سے کہا کیا تم مجھے بشارت دے رہے ہو دیہاتیوں کے غلبے کی۔ اللہ کی قسم قریش کا ایک سردار مجھے اعراب کے مالک سے بہتر اور مجھے زیادہ پسند ہے۔

عروہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان اس کے حسب کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا۔ موسیٰ نے کہا کہ صفوان بن امیہ نے اپنا غلام بھیجا۔ اسی کے ذمہ لگایا (کہ ہوازن والوں) کا اشعار کیا ہے؟ یہ معلوم کرے۔ غلام اس کے پاس آیا اس نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں یا بنی عبدالرحمن، یا بنی عبداللہ، یا بنی عبیداللہ۔ صفوان نے کہا کہ محمد غالب آجائیں گے یہی ان کا شعار تھا جنگ میں۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب لڑائی نے ڈھانپ لیا تو آپ رکابوں کے اوپر کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ خچر پر سوار تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی تھی۔

اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس کی جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ ان لوگوں کو آج ہمارے اوپر غالب نہیں آنا چاہئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو آواز دی اور انہیں اُبھارا، اے اصحاب بیعت یوم الحدیبیہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے نبی پر حملہ کرنے سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یوں کہا تھا کہ اے اللہ کے مددگارو، اے اس کے رسول کے مددگارو، اے بنی خزرج۔ اور اپنے اصحاب کو آپ ﷺ نے حکم دیا جن جن کو انہیں الفاظ کے ساتھ آواز دی تھی۔ اور آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور مشرکین کے چہروں پر ماری اور ان کے اتمام اطراف پھینکی اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ، یہ چہرے رسوا ہو جائیں۔ اور آپ ﷺ کے اصحاب جلدی جلدی آپ کے پاس آئے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اصحاب سورۃ البقرۃ اور لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ گرم ہوگی۔ پس اللہ نے ان کے دشمنوں کو ہر اس جانب سے شکست دی جس جانب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں اور مسلمانوں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا وہ ان سے اسی رُخ پر قتال کرتے رہے۔ اللہ نے ان کو غنیمتیں دیں، مشرکین کی عورتیں بھی تو ان کی اولادیں بھی تو ان کی بکریاں بھی۔

اور مالک بن عوف فرار ہو گیا اور وہ طائف کے قلعے میں جا چھپا کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے اشراف میں سے۔ اس وقت یہ (منظر دیکھ سن کر) کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے تھے اہلِ مکہ میں سے۔ جب انہوں نے اللہ کی نصرت دیکھی اللہ کے رسول کے ساتھ اور اللہ کو اپنے دین کی عزت کرتے دیکھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے لیکن عروہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا رکابین پر کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی یہ قول ہے یا انصار اللہ۔ اور حصباء وکنکریوں کے بارے میں کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں پھینکی تھیں جس طرف آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں وہ لوگ شکست کھا گئے اور مشرکین شکست خوردہ ہو گئے۔ اور اصحاب رسول مائل ہوئے جب مشرکین کو اللہ نے شکست دی۔ لہٰذا دیگر مسلمان بھی اصحاب رسول ﷺ کے پیچھے آ گئے۔

یہ ہے وہ تفصیل جس کو اہلِ مغازی نے رسول اللہ ﷺ کے مشرکین کے منہ پر کنکریاں مارنے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اس سب کچھ میں جن آثارِ نبوت کا ظہور ہوا ہے وہ آثار حدیث موصولہ میں موجود ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۷۸

نبی کریم ﷺ کا استقلال اور ثابت قدمی

☆ حضور ﷺ کا اپنے رب سے مدد طلب کرنا

☆ حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بد دعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، اور عمر بن ابوزائدہ نے ابواسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء سے ان سے ایک آدمی نے کہا تھا اے ابوعمارہ کیا تم فرار ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے حنین والے دن؟ حضرت براء ؓ نے فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے بے شک قوم ہوازن انتہائی تیرانداز قوم تھے جب ہم لوگ ان سے ٹکرائے۔ اور ہم لوگوں نے ان پر حملہ کیا تھا تو وہ شکست کھا گئے تھے جس پر ہمارے لوگ غنیموں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور ان لوگوں نے تیروں سے ہمارے اوپر بوچھاڑ کر دی تھی لہٰذا مسلمان شکست سے دوچار ہو گئے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے تھے :

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۴۔ فتح الباری ۶/ ۶۹۔ ۶/ ۷۵۔ ۸/ ۲۷۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے اور اسماعیل بن قتیبہ نے، اور محمد بن عبدالسلام نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائینی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد بن بشر اسفرائینی نے، ان کو ابراہیم بن علی ذھلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے ابواسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا حضرت براء ؓ سے اے ابوعمارہ کیا تم لوگ یوم حنین میں فرار نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں مڑے تھے بلکہ آپ کے اصحاب کے کچھ نوجوان اور ہلکے پھلکے لوگ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ان پر ہتھیار نہ تھے یا بڑے ہتھیار نہیں تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ماہر تیرانداز قوم سے مقابلے پر آئے تھے جن کے تیر کا کوئی نشانہ خطا نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہوازن کی جماعت تھی، صاحب مدد تھے۔ انہوں نے ان کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا تھا ان کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئے تھے جبکہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب سواری کو چلا رہے تھے۔ حضور ﷺ سواری سے اُترے اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا: انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب۔ اور حضور ﷺ نے ان کی صف بندی کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر بن خیثمہ سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۰، فتح الباری ۶/ ۱۰۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو ابو اسامہ نے زکریا بن ابوزائدہ سے، اس نے ابواسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا تھا کیا تم لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے حنین والے دن اے ابوعمارہ؟

اس راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے جو کچھ کم زیادہ ہوا ہے۔

اس کے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تھے اور اللہ سے دعا کی تھی اور مدد طلب کی تھی :

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب ۔ اے اللہ اپنی نصرت نازل فرما۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/۶۱۰)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ تھے اللہ کی قسم جب جنگ گھمسان سے لڑی جا رہی تھی ہم حضور ﷺ کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ بے شک حضور ﷺ وہ شجاع تھے جن کے ساتھ بچاؤ کیا جاتا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عیسیٰ بن یونس سے، اس نے زکریا سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۹ ص ۳/۱۴۰۱)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث شبابہ بن عاصم سلمی میں یہ کہ نبی کریم ﷺ نے یومِ حنین میں فرمایا تھا انا ابن العواتك۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے، ان کو محمد بن صباح نے، ان کو ہشیم نے یحیٰ بن سعید سے، اس نے عمرو بن سعید بن عاص سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شبابہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے یومِ حنین میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں۔ تحقیق کہا گیا ہے کہ مروی ہے ہشیم سے، اس نے یحیٰ بن سعید عمرو بن سعید بن عاص سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ جرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو ابوعوانہ نے قتادہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مغازی میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تین دادیاں بنو سُلیم سے تھیں، ان کا نام عاتکہ تھا۔ لہٰذا جب آپ ﷺ فخر کرتے تو فرماتے تھے کہ میں ابن العواتک ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان تین میں سے (۱) ام عبد مناف تھی (۲) ام ھاشم اور (۳) آپ ﷺ کی دادی تھیں بنو زہرہ کی طرف سے۔

باب ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کا کفار کے چہروں پر پتھر پھینکنا

اور وہ رُعب جو اُن لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا گیا اور فرشتوں کا نزول اور اِن تمام انواع میں آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے املاءً، انہوں نے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے۔ ابوطاہر نے، ابن وہب نے، یونس نے زہری سے، ان کو حدیث بیان کی ہے کثیر بن

عباس بن عبدالمطلب نے، وہ کہتے ہیں کہ عباس نے کہا کہ میں غزوۂ حُنین میں حضور کے ساتھ موجود تھا میں عباس اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ کے ساتھ لازم وملزوم رہے، چپکے رہے۔ ان سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو حضور کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ دیا تھا۔ جب مسلمان اور کفار ٹکرائے تو مسلمان پیٹھ پھیر گئے تھے۔ رسول اللہ نے ایڑ لگائی کفار کی طرف۔ عباس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا اسے روکے ہوئے تھا کہ جانور جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رسول اللہ کے رکاب تھامے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اصحاب سمرہ کو (یعنی اصحاب بیعت حدیبیہ) کو آواز لگایئے۔

عباس بلند اور قوی آواز والے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز کے ساتھ پکارا اے اصحاب سمرہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آواز لگا کر ان اصحاب سمرہ کو ایسے متوجہ کر دیا جیسے گائے اپنے بچے کے پاس بھاگ کر آتی ہے وہ کہتے ہوئے بھاگے یا لَبَّیکاہ یا لَبَّیکاہ۔ چنانچہ اصحاب سمرہ اور کفار خوب لڑے اور قتال کیا۔ اور انصار میں پکار لگائی، کہتے ہیں کہ اے انصار کی جماعت، اس کے بعد دعوت بند کر دی گئی بنو حارث بن خزرج پر انہوں نے کہا اے بنو الحارث بن خزرج رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ اپنے خچر پر تھے اُونچے ہو کر ان کے قتال کی طرف رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔

کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں اُٹھائی اور ان کو کفار کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا شکست کھا گئے محمد کے رب کی قسم ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی جا کر قتال کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا تو قتال خوف ناک صورت اختیار کر چکا تھا میری نظر میں۔ اللہ کی قسم اس کی وجہ اس کے سوا کوئی نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کنکریاں ماری تھیں۔ میں ان کی تیزی مستقل دیکھتا رہا کمزوری تک اور ان کے باتدبیر کام کو۔

یہ الفاظ حدیث ابن عبدالحکم کے ہیں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶ ص ۱۳۹۸/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق اور محمد بن رافع نے عبد الرزاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس اسناد ساتھ اس کی مثل سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے فروہ بن نعامہ جذامی اور کہا کہ یہ شکست کھا جائیں گے رب کعبہ کی قسم، اس نے یہ اضافہ کیا ہے حدیث میں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شکست دی۔ کہتے ہیں کہ گویا میں آج بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان لوگوں کے پیچھے اپنی سواری کو ایڑ لگا رہے ہیں۔

زہری نے کہا کہ عبدالرحمن بن ازہر حدیث بیان کرتے تھے کہ خالد بن ولید بن مغیرہ اس دن نکلے اور وہ گھڑ سوار دستے پر مقرر تھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے پر۔ ابراہیم بن ازہر نے کہا ہے کہ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کے بعد کہ اللہ نے کفار کو شکست دے دی۔ اور مسلمان واپس ہو گئے ان کی طرف چل رہے تھے مسلمانوں میں اور کہہ رہے تھے کون بتائے گا خالد بن ولید کے پیدل دستے کے بارے میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق سے اور محمد بن رافع سے سوائے روایت ابن ازہر کے۔ (مسلم ۱۳۹۹/۳)

سلمہ بن اکوع کا دشمن سے مقابلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ موصلی نے، ان کو زھیر نے بن حرب نے، ان کو عمرو بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عکرمہ بن عمار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جہاد کر رہے تھے حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ جب ہم لوگ دشمن کے باہم مقابل ہوئے تھے میں آگے بڑھا اور گھاٹی کے اُوپر چڑھ گیا میں دشمن کے ایک آدمی کے سامنے آیا اور میں نے ایک تیر مارا، وہ مجھ سے چھپ گیا مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے بعد میں نے

لوگوں کی طرف دیکھا بس اچانک وہ تحقیق دوسری گھاٹی پر چڑھ آئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ باہم ٹکرائے۔ لہٰذا اصحاب رسول اللہ واپس لوٹے میں بھی شکست خوردہ واپس لوٹا، میرے اُوپر دو چادریں تھیں میں نے ایک کا تہہ بند باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اُوپر اوڑھا ہوا تھا۔

وہ کہتے ہیں اچانک میری تہہ بند کی چادر کھل گئی۔ لہٰذا میں نے دونوں چادروں کو اکھٹا کرلیا اور شکست خوردہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ اپنے سفید خچر پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تحقیق ابن اکوع نے بڑی گھبراہٹ دیکھی ہے۔ جب دشمنوں نے رسول اللہ پر حملہ کردیا تو آپ اپنے خچر سے اُترے اور آپ نے زمین کے اُوپر سے مٹی کی مٹھی اُٹھائی پھر دشمنوں کی طرف منہ کرکے فرمایا شاھت الوجوہ ۔ (رسوا ہوجائیں ذلیل ہوجائیں یہ چہرے)۔ اللہ نے جس جس کو بھی پیدا کیا تھا اس کی آنکھیں مٹی سے بھر دی تھیں اس مٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یوں اللہ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مالوں کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم کیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ باب غزوہ حنین، حدیث ۸۱ ص ۱۴۰۲)

حضرت بلال ؓ کا رسول اللہ ﷺ پر سایہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطاء سے، اس نے عبداللہ بن بسار سے ان کی کنیت ابوہمام بیان کی جاتی ہے انہوں نے روایت کی ابوعبدالرحمٰن فہری سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ گرمی کے دن میں شدید گرمی تھی ہم لوگ درخت کے سائے تلے اُترے جب سورج ڈھل گیا تھا تو میں نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا وہ اس وقت اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ یارسول اللہ کیا جنگ میں جانے کا وقت ہوگیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں ہوگیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بلال! لہٰذا وہ درخت کے نیچے سے کود کر اُٹھا گویا کہ وہ حضور پر پرندے کی طرح سایہ کرکے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا میں حاضر ہوگیا ہوں اور حاضری کی سعادت حاصل کرچکا ہوں اور میں آپ کے اُوپر قربان جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے میرے گھوڑے پر زین کس دو۔ چنانچہ وہ دو دو فتے (گدے) کھجور کی چھال کے بھرے ہوئے لایا ان دونوں میں بال یا کپڑے نہیں تھے۔

کہتے ہیں پھر حضور اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے پھر ہم پورے دن سفر کرتے رہے، پھر ہم لوگ دشمن سے جا ٹکرائے۔ دونوں طرف کے گھڑ سواروں نے ایک دوسرے سے بدشگونی لی۔ ہم لوگوں نے ان دشمنوں کے ساتھ قتال کیا۔ چنانچہ مسلمان پیٹھ پھیر کر واپس لوٹ آئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ رسول اللہ نے یہ فرمانا شروع کیا، اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ اے لوگو! میری طرف آؤ، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے۔

مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جو میری نسبت حضور کے قریب تھا کہ انہوں نے مٹی کا ایک تھال یا بڑی پلیٹ اُٹھائی اور اس سے کفار کے مونہوں پر مٹی ڈال دی اور فرمایا شاھت الوجوہ ذلیل ہوجائیں یہ چہرے۔ یعلیٰ بن عطاء نے کہا پس ہم نے ان کے بیٹوں کو خبر دی ان کے والدین کی طرف سے کہ انہوں نے کہا تھا ہم میں سے کوئی باقی نہیں بچا تھا مگر ہر ایک کا منہ اور آنکھیں مٹی سے بھر گئیں تھیں اور ہم نے آسمان سے ایک گھنٹی بجنے کی آواز سُنی تھی جیسے کوئی زنجیر وغیرہ لوہا لوہے کے تھال وغیرہ پر گزرتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان دشمنوں کو شکست دی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو حارث بن حصیرہ نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا حنین والے دن، لوگ ان سے پیٹھ پھیر گئے تھے۔ میں حضور کے ساتھ رہ گیا تھا ان اسّی آدمیوں میں جو مہاجرین والانصار میں سے حضور کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ہم لوگ اپنے قدموں پر کوئی اسّی قدم دیکھے تھے ہم پیٹھ پھیرنے والوں کے پیچھے نہیں گئے تھے۔ وہ تو وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے سکینہ اُتارا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور آگے آگے بڑھتے جا رہے تھے، ان کے خچر نے تیزی کی جس کی وجہ سے آپ زین کے اُوپر سے ذرا سے ہٹ گئے تھے۔ آپ نے اسی طرف زور بھرا تو میں نے کہا اُونچے ہو جائیں آپ، اللہ تعالیٰ آپ کو اُونچا رکھے۔ حضور نے فرمایا مجھے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر دو، میں نے اُٹھا کر دی۔ حضور نے وہ مٹی کفار کے منہ پر ماری اور آپ نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا اور فرمایا، مہاجرین و انصار کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی یہیں ہیں۔ فرمایا کہ ان کو آواز لگاؤ میں نے آواز لگائی تو وہ لوگ تلواریں اُٹھائے آ گئے جیسے کہ وہ آگ کے انگارے ہیں۔ لہٰذا مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ (مسند احمد ۱/۴۵۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مجمع الزوائد ۶/۱۸۰/)

ہوازن کے مقابلے پر حضور ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار افراد تھے

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے، ان کو ابو قلابہ نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کے پاس آئے بارہ ہزار افراد کے ساتھ۔ چنانچہ اہل طائف میں سے قتل کئے گئے تھے حنین میں مثل ان کے جو قتل کئے گئے تھے یوم بدر میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ہم لوگوں کے منہ پر ماری۔ لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں ابو عاصم سے اور عیاض کی طرف نسبت نہیں کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲)

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید، ان کو اسفاطی نے، ان کو مسدد نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو عوف نے، ان کو عبدالرحمن مولیٰ اُم برثن نے اس شخص سے جو حنین میں موجود تھا اور کافر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ باہم ٹکرائے تھے ہم اور رسول اللہ اور مسلمان۔ وہ نہیں رُکے تھے ہمارے لئے بکری دوہنے کی دیر (یعنی ذرا بھی مہلت نہ دی) ہم لوگ آئے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دیں حتیٰ کہ جب ہم ان کے اُوپر آن پہنچے تو اچانک ہمارے اور ان کے درمیان کئی آدمی تھے خوبصورت چہروں والے۔ انہوں نے کہا تھا شاھت الوجوہ یہ چہرے رسوا ہو جائیں واپس ہو جائیں۔ چنانچہ ہم لوگ اسی کلام کی وجہ سے شکست کھا گئے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مواہب ۳/۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو سعید عبدالرحمن بن ابراہیم نے، ان کو ولید بن مسلم نے ان کو محمد یعنی ابن عبداللہ شعبی نے حارث بن بدل نصری نے ایک آدمی سے اس کی قوم میں سے جو کہ یوم حنین میں حاضر تھا اور عمرو بن ثقفی نے، ان دونوں نے کہا کہ مسلمان حنین والے دن شکست کھا گئے تھے نہ باقی رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر عباس بن عبدالملک اور ابو سفیان بن حارث۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری تھی اور اس کو ان کے چہروں پر مارا تھا۔ وہ کہتے ہیں لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے لہٰذا ہمیں ایسے لگا تھا گویا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک گھڑ سوار ہے جو ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ ثقفی نے کہا میں اپنے گھوڑے پر ہوتے ہوئے عاجز آ گیا تھا حتیٰ کہ میں طائف چلا گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۳۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی کدیمی نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو سعید بن سائب طائفی نے سائب بن یسار سے، اس نے یزید بن عامر سوائی سے اس نے کہا تھا بٹنے کے وقت مسلمان بٹ گئے تھے یوم حنین میں۔ چنانچہ کفار ان کے پیچھے چلے آئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی اُٹھائی پھر مشرکین کی طرف منہ کر کے اس کو ان کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا واپس جاؤ رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی اپنے بھائی سے مل کر یہی شکایت کرتا کہ یار میری آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہے اور وہ آنکھیں مسلتا جاتا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو حذیفہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے

اورالفاظ اسی کے ہیں۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن صفار نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کوابوحذیفہ نے،وہ کہتے ہیں ان کوسعید بن سائب بن یسار طائفی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد سائب بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنایزید بن عامر سوّائی نے وہ حنین حاضر تھامشرکین کے ساتھ پھراسلام لایابعد میں۔وہ کہتے ہیں پس ہم سوال کریں گے اس رعب کے بارے میں جواللہ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالاتھایوم حنین کے دن کیسے کیا تھا۔حضور ہمارے کنکریاں مارتے تھے وہ بجتا تھا۔ انہوں نے کہاہم لوگ اس کو پاتے تھے یامحسوس کرتے تھے ہمارے پیٹوں کے اندراسی کی مثل۔

اورحسن بن سلام کہتے ہیں کہ اپنے والد سے،اس نے یزید بن عامر سوّائی سے،وہ کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھارعب کیسے تھا؟اس نے اس کوذکرکیا۔ابراہیم بن منذر اس کا متابع بیان کیاہے معن سے،اس نے سعید بن سائب سے دونوں حدیثوں میں اکھٹے۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

(۱۱) ہمیں خبردی ابوطاہرفقیہ نے،وہ کہتے ہیں ان کوخبردی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے (ح)۔اورہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤدعلوی رحمہ اللہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوالقاسم عبیداللہ بن ابراہیم بن بالویہ مزکی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن یوسف سلمی نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے،ان کومعمر نے ہمام بن منبہ سے،انہوں نے کہایہ ہے وہ جوہمیں حدیث بیان کی ابوہریرہ نے،وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،میں مددکیاگیاہوں رعب کے ساتھ اورمیں جوامع الکلم دیاگیاہوں۔

مسلم نے اس کوروایت کیاہے صحیح میں محمد بن رافع سے،اس نے عبدالرزاق سے۔(مسلم۔کتاب المساجد،حدیث ۸ ص ۱/۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ کی غیب سے حفاظت ہونا .... (۱۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے،ان کو یوسف بن موسیٰ نے،ان کو ہشام بن خالد نے،ان کو ولید بن مسلم نے،ان کو عبداللہ بن مبارک نے ابوبکر ہذلی سے،اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے،اس نے شیبہ بن عثمان سے،وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھایوم حنین میں تو میں نے ایک مرحلہ پردیکھاکہ وہ اکیلے ہیں کوئی بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔مجھے اپناباپ اور چچایادآ گئے کہ ان کوعلی اورحمزہ نے قتل کردیادونوں کو۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں محمد (ﷺ) سے اپنے خون کابدلہ لے لوں گا۔

کہتے ہیں کہ میں گیا تاکہ محمد (ﷺ) دائیں سے حملہ کے لئے آؤں تو دیکھتاہوں عباس بن عبدالملک دائیں طرف سے آ گئے جوآ کر ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوگئے۔ان کے اُوپرسفیدزرہ تھی جیسے چاندنی میں بنی ہوئی ہے وہ ان کا دفاع کرنے لگے۔میں نے سوچاکہ یہ توان کاچچاہے یہ ان کواکیلانہیں چھوڑے گا۔پھرمیں حملہ کرنے کے لئے حضور کے بائیں طرف سے آیادیکھتاہوں کہ اس طرف ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آجاتاہے۔میں نے سوچاکہ یہ توان کاچچازادہ ہے یہ ان کواکیلانہیں چھوڑے گا۔پھرمیں ان کے پیچھے سے آیاکوئی باقی نہیں تھامیں نے دیکھاکہ وہ میری تلوارکی زنج میں ہیں میں یکبارگی حملہ کردوں مگراچانک میرے لئے ایک آگ کا شعلہ اُٹھامیرے اوراس کے درمیان جیسے بجلی کوندتی ہے۔میں ڈرگیاکہ یہ مجھے کھاجائے گی۔میں نے ڈرکے مارے اپنی آنکھوں پرہاتھ رکھ لیا اورفوراً پچھلے قدموں واپس لوٹا۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے پلٹ کرمجھے دیکھاتوفرمایا،اے شیب میرے قریب آجا۔اوردعاکی :

اللهم اذهب عنه الشيطان ۔ (ترجمہ: اے اللہ! تواس سے شیطان کودورکردے)۔

میں نے اپنی نظراُٹھاکردیکھاتوحضور مجھے اتنے پیارے لگے کہ میری آنکھوں سے بھی زیادہ اورکانوں سے بھی زیادہ اورفرمایااے شیب کفارکوقتل کرو۔تحقیق اس کاشاہدگزرچکاہے مغازی محمد بن اسحاق یسار میں۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳۔سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۸)

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن بکیر نے، ان کو ایوب بن جابر نے صدقہ بن سعید سے، اس نے مصعب بن شیبہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حنین والے دن رسول اللہ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم نہ ہی مجھے اسلام نے نکالا نہ اسلام کی معرفت نے، بلکہ مجھے نفرت تھی کہ ہوازن قریش پر غالب نہ آ جائیں۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

یا رسول اللہ ﷺ میں ابلق گھوڑوں کے سوار دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے شیبہ! بے شک شان یہ ہے کہ نہیں دیکھتا اس کو مگر کافر ہی۔ لہٰذا حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا، پھر فرمایا :

اللھم اھد شیبۃ ۔ (ترجمہ: اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے)۔

پھر دوسری بار ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ پھر تیسری بار ہاتھ مارا اور فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ اللہ کی قسم ابھی تیسری بار انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے اُٹھایا نہیں تھا کہ حضور میرے نزدیک خدا کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

اورانہوں نے حدیث ذکر کی ہے لوگوں کے ٹکرانے کی اور مسلمانوں کی شکست کی اور عباس کے ان کو پکارنے کی اور نبی کریم ﷺ کے مدد طلب کرنے کی یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دے دی۔

آسمان سے چیونٹیاں اُترنا .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین والے دن اور لوگ باہم قتال کر رہے تھے اچانک میری نظر پڑی ایک سیاہ کمبل پر جو نیچے آ رہی ہے آسمان سے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور قوم کے درمیان آ گری۔ قریب سے دیکھا تو وہ بکھری ہوئی چیونٹیاں ہیں جن سے وادی بھر چکی ہے۔ پس نہ ہوئی مگر ہزیمت قوم کی۔ ہم لوگ شک نہیں کرتے تھے کہ ملائکہ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن عوجاء نصری نے کہا تھا :

ولما دنونا من حنین ومائہ	رأینا سوادًا منکر اللون اخصفا
وملمومۃ شھباء لو قذفوا بھا	شماریخ من عود اذا عاد صفصفا
ولو ان قومی طاوعتنی سراتھم	اذا ما لقینا العارض المتکشفا
اذا ما لقینا جند آل محمد	ثمانین الفاو استمدوا بخندفا

اور مالک بن عوف نے کہا وہ اپنے اسلام کے بعد ان کی روانگی کا ذکر کر رہے تھے۔

اذکر مسیرھم للناس اذا جمعوا	ومالک فوقہ الرایات تختفق
ومالک مالک ما فوقہ احدٌ	یومی حنین علیہ التاج یاتلق
حتیٰ لقوا الناس حین الباس یقدمھم	علیھم البیض والابدان والدرق

فضاربوا الناس لم یروا احدًا	حول النبی وحتی جنة الغسق
حتی قنزل جبرائیل بنصرهم	فالقوم منهزم منهم ومعتلق
منا ولو غیر جبرائیل یقاتلنا	لمنعتنا اذا اسیافنا الغلق
وقد وفی عمر الفاروق اذ هزموا	بطعنة بل منها سرجه العلق

باب ۱۸۰

قصہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مقتول کا سامان سلب کرنے کی بابت اور قصہ اُم سُلیم رضی اللہ عنہا یوم حنین میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے عمر بن کثیر بن افلح سے، اس نے ابومحمد مولیٰ ابوقتادہ سے، اس نے ابوقتادہ سے کہ انہوں نے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حنین والے سال۔ جب مشرکین سے مقابل ہوئے تو مسلمانوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی پر چڑھ آیا۔ میں اس کے گرد گھوم گیا حتیٰ کہ میں اس کے پیچھے آ گیا، میں نے اس کو تلوار کے ساتھ رگ گردن پر مارا۔ اس نے پلٹ کر مجھے اس قدر بھینچا کہ میں نے اس کی شدت سے موت کی بُو پالی۔ اس کے بعد اس کو موت نے پالیا یعنی وہ مر گیا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

میں عمر بن خطاب سے جاملا۔ میں نے ان کو بتایا کہ کیا ہو گیا ہے لوگوں کو؟ انہوں نے بتایا کہ بس اللہ کی مرضی ہے (یعنی لوگ شکست خوردہ ہو رہے ہیں)۔ اس کے بعد لوگ واپس لوٹے اور رسول اللہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے جو شخص کسی کو قتل کر کے آئے گا اور اس کے پاس اس کا گواہ بھی موجود ہو گا تو اس مقتول کا سارا سامان اسی کو ملے گا۔

کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا، میں نے کہا کون میرے لئے گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ دوبارہ حضور نے اعلان کیا جو شخص کسی کافر کو قتل کر کے آئے اور اس کے پاس گواہ ہو امقتول کا سارا سامان اسی کا ہے۔ کہتے ہیں میں دوبارہ کھڑا ہو گیا کہ کون میرے لئے گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار حضور ﷺ نے اعلان فرمایا، پھر میں کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا ہوا اے ابوقتادہ؟ میں نے حضور کے سامنے اپنے مقتول کا قصہ بیان کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سچ کہتا ہے اور اس کے مقتول کا چھینا ہوا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ابوقتادہ کو میری طرف سے دے کر راضی کر لیں اور وہ سامان مجھے دے دیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ متوجہ ہوتے ہیں۔

اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف جو لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے۔ اور کیا حضور اس کا چھینا ہوا مال تجھ کو دے دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، ابوبکر نے سچ کہا ہے تم وہ سامان ابوقتادہ کو دے دو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس شخص نے وہ چھینا ہوا مال مجھے دے دیا۔ میں نے اس کی زرہ فروخت کر کے ایک باغ خرید ا، یہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام میں بنائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب البیوع والسیر۔ حدیث ۳۱۴۲ ص ۱۴۴۲)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عین مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔حدیث ۴۱ ص ۳/۱۳۷۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قوم ہوازن یوم حنین میں اپنے بچوں اور عورتوں اور اُونٹوں بکریوں سمیت آئے تھے۔ انہوں نے سب چیزوں کی صفیں اور قطار بنادیں تھیں تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت دکھاسکیں۔ لہٰذا جب مسلمان اور مشرکین نے باہم مقابلہ کیا تو پہلے پہل مسلمان پیٹھ دے کر بھاگ گئے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا، اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں۔ پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔ حالانکہ نہ کسی کو تلوار کا زخم لگا نہ ہی نیزے کا چھباؤ۔ نبی کریم نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کر کے آئے اس کا چھینا ہوا مال اس کو ملے گا۔ لہٰذا ابوطلحہ نے، اس نے بیس کافروں کو مارا تھا اور ان کا سامان بھی لیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ابوطلحہ اُم سُلیم سے ملے تھے حنین والے دن، اُم سُلیم کے پاس ایک خنجر تھا۔ اس نے کہا اے اُم سُلیم یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے سوچا ہے کہ اگر کوئی فرد میرے قریب آئے گا تو میں یہ اس کے پیٹ میں اُتار دوں گی۔

ابوطلحہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی۔ اُم سلیم نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں قتل کردوں؟ اس کو جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں طلقاء ہی سے جو آپ سے شکست کھاچکے ہیں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، اے اُم سلیم بے شک اللہ عزوجل تحقیق کافی ہے اور وہ بہتر کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے نکالا ہے صحیح میں دوسرے طریق حماد بن سلمہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن مالک نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے فارغ ہوگئے اور حنین سے بھی اور طائف جانے کا طے کرلیا۔

وقضينا من تهامة كل ريب ... وخيبر ثم أجممنا السيوفا

نخبرها ولو نطقت لقالت ... قواطعهن دوسا او ثقيفا

فلست لحاضن ان لم تروها ... بساحة داركم منا الوفا

اس نے دو شعر دیگر بھی ذکر کئے ہیں:

نجالد ما بقينا او تنيبوا ... الى الاسلام اذعانا مضيفا

لامر الله والاسلام حتى ... يقوم الدين معتدلا حنيفا

☆☆☆

باب ۱۸۱

جیشِ اوطاس کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابواسامہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو عامر اشعری نے، وہ عبداللہ بن براد ہی ہیں۔ ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فارغ ہوئے تھے غزوہ حنین سے تو آپ نے ابو عامر کو بھیجا تھا ایک لشکر پر مقرر فرما کر مقام اوطاس کی طرف۔ انہوں نے وہاں جا کر دُرید بن صمہ سے مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ درید مارا گیا تھا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی تھی۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (حضور ﷺ نے) مجھے بھیجا تھا ابو عامر کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ ابو عامر کو گھٹنے پر تیر لگا تھا بنو جشم کے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا تھا جو کہ ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا تھا تو میں پہنچا ابو عامر کے پاس، اس سے کہا آپ کو کس نے یہ تیر مارا، تو ابو عامر نے ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص میرا قاتل ہے تم دیکھو یہی ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ لہٰذا میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو وہ مجھ سے پیٹھ دے کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے لگا اور میں اس کو غیرت دلانے لگا کیا تجھے حیاء نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ کیا تو رُکتا نہیں ہے؟ لہٰذا یہ سُن کر وہ رُک گیا۔ لہٰذا ہم دونوں بھڑ گئے۔ اس نے مجھ پر اور میں نے اس پر وار کئے۔ بہرحال میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد میں ابو عامر کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا تحقیق اللہ نے قتل کر دیا ہے تیرے قاتل کو۔ اب عامر نے کہا کہ یہ تیر بھی کھینچ لیجئے میں نے اس کو کھینچا تو اس سے پانی بہہ نکلا۔

اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ جایئے رسول اللہ کی خدمت میں، ان کو میرا سلام کہئے پھر کہئے کہ ابو عامر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ابو عامر نے مجھے لوگوں پر اپنا خلیفہ اور نائب بنا دیا تھوڑی سی دیر کے بعد وہ فوت ہو گئے۔

جب میں واپس آیا نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا حضور اس وقت (یہ بھی روایت میں نہیں ہے) گھر میں موجود تھے تخت کے اُوپر جس پر ریت ڈالی ہوئی تھی اور اس پر بستر پڑا ہوا تھا حضور کے پہلو اور پیٹھ پر بستر کے نشان تھے۔ میں نے جا کر حضور کو اپنی خبر سُنائی اور ابو عامر کی خبر سُنائی اور میں نے ان سے کہا کہ ابو عامر نے آپ سے دعا اور استغفار کی درخواست کی تھی۔ حضور ﷺ نے پانی منگوایا وضو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور کہا:

اللھم اغفر لابی عامر عبدك ۔ (ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر کو معاف فرما دے)۔

ہاتھ اس قدر اُونچے اُٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

اس کے بعد فرمایا، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق سے برتر کیجئے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا کیجئے، آپ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما اور قیامت کے دن اس کو عزت والے مقام میں داخل فرما۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا ابو عامر کے لئے دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اور مسلم نے ابوکریب سے اور عبداللہ بن براد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۳۔ فتح الباری ۸/۴۱۔۴۲۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۵ ص ۴/۱۹۴۳۔۱۹۴۴)

تذکرہ شہداء غزوۂ حنین .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے تو وہ طائف میں آئے۔ ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی تھے اور ان میں سے کچھ وادی نخلہ کی طرف چلے گئے تھے، جو نخلہ کی طرف گئے تھے ان میں بنوثقیف میں سے کوئی نہیں تھا سوائے بنوغیرہ کے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھڑسوار مجاہدین نے ان مشرکین کا تعاقب کیا تھا جو نخلہ کی طرف گئے تھے اور ان کا پیچھا نہیں کیا تھا جو گھاٹیوں میں چلے گئے تھے۔ ربیعہ بن رفیع بن وہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن عوف بن امراء القیس نے درید بن صمہ کو پالیا (ربیعہ کو ابن لذعہ کہا جاتا تھا لذعہ اس کی ماں تھی وہ اس کے نام پر غالب آ گئی تھی)۔ ربیعہ نے ابن صمہ کے اُونٹ کی نکیل پکڑ لی تھی وہ یہ سمجھا کہ اس کی بیوی نے پکڑی ہے کیونکہ وہ کجاوے تھا اس نے محسوس کیا کہ کوئی کسی آدمی نے سواری کو بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں تو شیخ کبیر ہے (بڑا بوڑھا) دیکھا تو وہ درید تھا غلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ درید نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے بتایا کہ تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں۔

کہتے ہیں اس نے اس کے بعد اپنی تلوار سے اس کو مارا مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ درید نے کہا بہت بُرا ہے جو تیری ماں نے تجھے اسلحہ سکھایا ہے لیجئے میری ہودج اور چھپر کھٹ کے پیچھے میری تلوار لے لیجئے، اس کے بعد وہ تلوار ماریئے، ہڈیوں سے اُٹھایئے اور دماغ سے اُتاریئے۔ میں اسی طرح مردوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ جب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ تم نے درید بن صمہ کو قتل کر دیا ہے۔

بعض دن اللہ کی قسم تحقیق میں نے روکا ہے تم میں تیری عورتوں کو چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ بنوسُلیم نے گمان کیا کہ ربیعہ نے جب اس کو تلوار ماری اور وہ گرا تو اس کا ستر کھل گیا، اس نے دیکھا تو فرجین کے درمیان کی جگہ اور اس کی رانوں کے اندر کا حصہ سفید ہو چکا تھا کاغذ کی مثل گھوڑوں پر سواری کرنے کی وجہ سے، ننگی پیٹھ گھوڑوں کی وجہ سے۔ ربیعہ جب واپس آیا تو اس نے اپنی ماں کو اس کے قتل کی خبر دی۔ تو وہ کہنے لگی البتہ تحقیق آزاد کر دیا تھا اس نے تیری کئی ماؤں کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۷-۶۸)

ابن اسحاق نے کہا ہے اور رسول اللہ نے بھیجا تھا ابوعامر اشعری کو ان لوگوں کے تعاقب کے لئے جو اوطاس کی طرف منہ کر کے گئے تھے۔ چنانچہ اس نے بعض ان لوگوں کو پالیا جو شکست کھا گئے تھے۔ تو ان لوگوں نے اس کا قتال کیا اس کو تیر مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور ابوموسیٰ اشعری نے جھنڈا لے لیا وہ ان کے چچا کے بیٹے تھے اس نے ان سے قتال کیا اور اس نے ان پر فتح حاصل کر لی، اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ سلمہ بن درید ہی تھا جس نے ابوعامر کو تیر مارا تھا اور وہ اس کے گھٹنے پر لگا تھا جس نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۹)

کہتے ہیں کہ جنگ حنین والے دن جو مسلمان شہید ہوئے تھے قریش میں سے اور بنو ہاشم میں سے وہ مندرجہ ذیل تھے :

بنو ہاشم میں سے: ایمن ابن عبید۔

اور بنو اسد عبدالعزیٰ میں سے: یزید بن زمعہ بن الاسود بن عبدالمطلب جس کے ساتھ گھوڑے نے سرکشی کی تھی اور مارا گیا تھا۔

اور انصار میں سے: سراقہ بن حارث بن عدی عجلانی اور ابوعامر اشعری۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس حنین کے قیدی جمع کئے گئے اور ان کے مال۔ حنین والے دن غنیمتوں پر جو شخص مقرر تھے وہ مسعود بن عمرو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا قیدیوں اور مال کے بارے میں جعرانہ کی طرف، وہ وہیں روک لیا گیا اور قیدیوں پر محمیۃ بن جزء کو مقرر کیا گیا جو کہ قریش کا حلیف تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۷۳-۷۴)

☆☆☆

باب ۱۸۲

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف روانہ ہونا

یہ شوال ۸ ھ کا واقعہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا یوم حنین میں اور طائف کا محاصرہ کیا تھا ماہ شوال ۸ ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، اس کو ابوعلاثہ نے، انہیں ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوعتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں چھوڑ گئے تھے مکے کی جھونپڑیاں اور خیمہ ان سے بھر گئے تھے۔ وہاں جا کر رسول اللہ ایک اُونچی جگہ پر اُترے تھے طائف کے قلعہ کے پاس تقریباً دس راتیں رہے۔ حضور اور صحابہ کرام ان سے لڑتے رہے اور ان سے ثقیف لڑتے رہے قلعے کے پیچھے سے پتھروں اور تیروں کے ساتھ۔ ان کی طرف کوئی ایک بھی باہر نکل کر نہیں آیا سوائے ابوبکرہ بن مسروح کے جو زیاد کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا زخمی بہت ہوگئے تھے۔ مسلمانوں نے کافی مقدار میں ان کے انگور کے باغ ضائع کئے تا کہ وہ اس طرح کفار کو غصہ دلائیں (اور وہ مقابلے پر نکلیں)۔ بنو ثقیف والوں نے کہا تھا کہ تم لوگ مال ومتاع خراب نہ کرو یہ تو ہمارے یا پھر تمہارے کام آئے گا۔ مسلمانوں نے حضور سے قلعے کے اُوپر چڑھنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے اور ہمیں ابھی تک اس کی اجازت بھی نہیں دی گئی ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ کے۔ اور عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

موسیٰ کہتے ہیں اور اہل مغازی نے دعویٰ کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب لوٹے تھے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ مالک بن عوف کا محل جلا دیا جائے اور وہ جلا دیا گیا تھا۔ وہاں پر ایک آدمی بیڑی ڈالا گیا تھا جس کو قتل کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ بے شک وہ پہلا آدمی تھا جو قیدی بیڑی ڈالا گیا تھا اسلام میں۔

اور عروہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا جس وقت انہوں نے ثقیف کا محاصرہ کیا تھا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص ان لوگوں کے پانچ پانچ کھجور کے درخت کاٹ ڈالے، یا ان کے انگوروں کے پانچ پانچ چھتریاں کاٹ ڈالے۔

عمر بن خطاب حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک یہ تو عفاء ہیں ان کا پھل بھی نہیں کھایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ان کو کاٹ دیں جن کا پہلا پھل کاٹا جا چکا ہے پھر پہلا۔ آپ نے اعلان کرنے والا بھیجا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص قلعہ میں سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے بعد کچھ افراد ان میں سے اُتر آئے۔ ان میں سے ایک ابوبکرہ بن مسروح زیاد بن ابو سفیان کا مادر زاد بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک مسلمان کے حوالے کیا جو اس کی ذمہ داری اُٹھائے اور اس کی عیال داری کرے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۲۸۔۲۲۹۔ تاریخ ابن کثیر ۳۴۵/۴۔۳۴۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو مقام جعرانہ میں محفوظ اور بند رکھا جائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف کے قریب اترے اور آپ کے لشکر نے حملہ کیا جس سے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ تیروں کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔

یہ اس لئے ہوا کہ لشکر قریب ہو چکا تھا طائف کی دیوار کے پاس تیر ان کو پہنچ سکتا تھا اور مسلمان ان کے باغ میں یا چہار دیواری میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ چند آدمی کام آ گئے تو لشکر کا ٹھکانہ اُٹھا دیا گیا اس جگہ پر جہاں آج طائف کی مسجد ہے۔ حضور ﷺ نے بیس راتوں سے زیادہ ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ حضور کی ازواج مطہرات میں سے دو عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ ایک اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ تھیں، جب بنو ثقیف مسلمان ہو گئے تو جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھائی تھی اسی جگہ پر ابو اُمیہ بن عمرو بن وہب نے مسجد تعمیر کی تھی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا جس پر سورج کا گزر نہیں ہوتا تھا پورے سال بھر میں۔ اس کے مطابق جو ذکر کرتے ہیں مگر اس کے لئے سُنی گئی نقیض۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۸)

(۴) مروی ہے ابواسحاق بن عبداللہ بن مکدم ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ابوبکرہ ان کی طرف نکل آیا، وہ غلام تھا حارث بن کلدہ کا اور منبعث نام تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں دراصل اس کا نام مضطجع تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام منبعث رکھا تھا۔

کہتے ہیں یحنس اور وردان بھی ان کے غلاموں کے ایک گروہ میں تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے غلام ہمیں واپس لوٹا دیں جو آپ کے پاس آ گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو اسلام کے ذریعہ آزادی دی ہے)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر آدمی پر اس کے غلام اور ولاء اسی پر لوٹا دیا اور اس کو اسی کے ذمہ لگا دیا۔

تیر نشانے پر لگنا اور جنت میں درجہ ملنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ زاہد نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سنبر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے سالم بن ابو الجعد سے، اس نے سعدان بن طلحہ سے، اس نے ابونجیح سلمی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا تھا۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک تیر نشانے پر پہنچائے گا اس کے لئے جنت کا ایک درجہ ہے۔ میں نے اس دن سولہ تیر نشانے پر پہنچائے تھے (یعنی صحیح نشانے مارے کافروں کو)۔

نیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکے گا وہ عدل ہے، آزاد کرنے والا۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا بے شک اللہ اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرانے والے کی ہر ہڈی کا بدلہ اور حفاظت کا ذریعہ بنا دے گا۔

اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی اللہ تعالیٰ کرنے والے ہیں اس کے لئے اس کی ہر ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی ہر ہر ہڈی کا بدلہ اور بچاؤ اور حفاظت کا ذریعہ آگ سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۳۴۹)

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔

مخنث سے پردہ کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زینب بنت اُم سلمہ نے اُم سلمہ سے، وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا۔ اس نے عبداللہ میرے بھائی سے کہا اگر اللہ نے صبح تم لوگوں کو فتح طائف دی تو میں تجھے غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ سامنے آتی ہے چار چار سلوٹ پڑ جاتے ہیں، اور اگر پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو پیچھے سے آٹھ آٹھ بل پڑ جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سُن لی تو فرمایا، یہ لوگ یعنی ہیجڑے تم لوگوں کے پاس اندر نہ آیا کریں۔

(بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۲۴۔ فتح الباری ۸/۴۳۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۳۲ ص ۱۷۱۵)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے، ہشام سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات سے کہ ہیجڑوں سے پردہ لازم ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو عباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عائذ کا ایک مخنث (ہیجڑا) غلام تھا۔ اسے ماتع کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ کی عورتوں کے پاس آتا جاتا تھا اور آپ کے گھر میں ہوتا تھا اور رسول اللہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کچھ سمجھتا ہے عورتوں کے معاملات کو جیسے مردان کو سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس بارے میں اسکی کوئی خواہش بھی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو سُنا کہ وہ خالد بن ولید سے کہہ رہا تھا۔ اے خالد اگر رسول اللہ نے طائف کو فتح کر لیا تو تم سے بادیہ بنت غیلان بچ کر نا جائے (یعنی تم اس کو ضرور دیکھنا) بے شک اس کے سامنے سے چار شکن ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ سلوٹ پڑتے ہیں (جب چلتی ہے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ بات جب سنی تو فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ خبیث یہ باتیں سمجھتا اور محسوس کرتا ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی عورتوں سے کہا تمہارے پاس یہ خبیث ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ ﷺ کے گھر سے روک دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۴۹)

اسلام میں منجنیق کا استعمال .... (۸) اور اس میں جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے اس حصے میں جس کو میں نے اپنے سماع میں نہیں پایا۔ تحقیق اس نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے یہ کہا ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تھا طائف کے قلعے کے بارے میں۔

چنانچہ سلمان فارسی نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان کے قلعہ کو نشانہ بنانے کے لئے منجنیق (توپ دستی) نصب کریں۔ ہم لوگ ارض فارس میں ہوتے تو منجنیق نصب کی جاتیں قلعوں پر اور ہمارے اُوپر بھی کی جاتیں۔ ہم اپنے دشمنوں کو مارتے اور وہ ہمیں منجنیق سے نشانہ بناتے۔ اگر منجنیق نہ ہو تو (محاصرہ) اور ٹھہرنا طویل ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا اور دستی منجنیق انہوں نے بنائی یعنی سلمان نے خود بنائی۔ اس کو طائف کے قلعے پر نشانہ بازی کے لئے نصب کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یزید بن زمعہ منجنیق لایا اور دبابتین (بکتر بند)۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ طفیل بن عمرو لایا یعنی اس نے بنائی اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے بنائی اور بنوثقیف نے ان پر لوہے کے آگ میں گرم شدہ ٹکڑے پھینکے، جس سے دبابہ جل گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ نے ان کے انگوروں کے باغ جلانے کا حکم دیا۔ لہٰذا سفیان بن عبداللہ ثقفی نے اعلان کیا کہ تم لوگ ہمارے مال کیوں ضائع کر رہے ہو؟ اگر تم لوگ ہمارے اُوپر غالب آ گئے تو تم ہی ان کو لے لو گے یا پھر آپ لوگ ان کو چھوڑ دو گے اللہ کے لئے اور رحم وقرابت کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان اموال کو چھوڑے دیتا ہوں اللہ کے لئے اور رحم ورشتہ وقرابت کے لئے سو آپ نے چھوڑ دیئے۔

بنوالاسود بن مسعود نے کہا تھا ابوسفیان بن حرب سے اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرو کہ وہ ہمیں چھوڑ دیں اللہ کے لئے اور قرابت داری کے لئے۔ لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ سے بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔

(مغازی للواقدی ۳/۹۲۷۔۹۲۸)

باب ۱۸۳

عُیینہ بن حصن بن بدر کا اجازت طلب کرنا بنو ثقیف کے پاس جانے کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو مطلع کرنا اس پر جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن بدر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے یہ کہ میں ان لوگوں سے بات چیت کروں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی، وہ چلا گیا۔ حتیٰ کہ ان کے قلعے میں ان کے پاس داخل ہوا اور اس نے جا کر ان سے کہا کہ میرے باپ کی قسم تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ اللہ کی قسم البتہ ہم لوگ غلاموں سے زیادہ ذلیل اور کمزور ہیں۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر (محمد ﷺ) کے ساتھ واقعہ پیش آ گیا تو تم لوگ لازمی طور پر عرب کے مالک بن جاؤ گے عزت کے ساتھ اور غلبہ کے ساتھ۔ لہٰذا تم لوگ اپنے قلعے کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو اس بات سے کہ تم اپنا ہاتھ دو (یعنی بیعت نہ کرنا)۔ اور یہ درخت وغیرہ بھی زیادہ تر نہ کاٹنے دینا۔ اس کے بعد عیینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اے عیینہ تم نے کیا کہا ہے ان لوگوں سے؟ بولا کہ میں نے ان لوگوں سے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہے اور ان کو اسلام لانے کا حکم دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے انہیں جہنم سے ڈرایا ہے اور آپ نے ان کو جنت کا راستہ دکھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تم نے ان سے ایسے ایسے کہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو اس کی پوری بات بتا دی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا میں اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں اور آپ کے آگے بھی اس بات سے۔ جب لوگوں کے اموال کاٹنا شروع کئے تو عیینہ بن بدر نے یعلیٰ بن مُرّہ سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں اپنے حصے کے انگور کاٹوں۔ یعلیٰ بن مرّہ نے کہا اگر تم چاہو تو تمہارے حصے کے میں کاٹ ڈالوں، تیرا کیا خیال ہے؟ عیینہ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ تم جہنم میں چلے جاؤ گے۔ یہ بات عیینہ کی طرف سے شک کرنا تھی اپنے دین میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو اُس سے ناراض ہوئے اور عیینہ کو دھمکایا اور فرمایا کہ تم صاحب عمل ہو تم اولیٰ ہو تیرے لئے پھر اور زیادہ بہتر ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۵۶۲)

☆☆☆

باب ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کا طائف سے واپسی کی اجازت دینا

اور حضور ﷺ کا بنوثقیف کی ہدایت کے لئے دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی دعا قبول فرمانا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابویحییٰ بن زکریا بن یحییٰ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے ابوالعباس سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ان سے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ صبح واپس جانے والے ہیں ان شاء اللہ۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو فتح بھی نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے اچھا قتال اور لڑائی پر ہی صبح کرنا (صبح کو انہوں نے لڑائی لڑی) اور انہیں شدید زخم لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کو فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں للہذا لوگوں کو یہ بات بہت پسند آئی نبی کریم ﷺ ہنس دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے سفیان سے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے بعض نسخوں میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے علی بن مدینی سے، اس نے ابن عیینہ سے، اس نے کہا مروی ہے عبداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۵)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس بن سلمہ عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، اس نے سفیان سے، اس نے عمرو سے، اس نے ابوالعباس نابینا شاعر سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو آپ ان سے کچھ نہ پا سکے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے انشاء اللہ کل ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر یہ بات بھاری گذری اور بولے کیا ہم چلے جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو تا حال فتح بھی نہیں کیا۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔

علی کہتے ہیں کہ سفیان نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

کہتے ہیں ہمیں یہ حدیث بیان کی سفیان نے ایک مرتبہ کے علاوہ عمرو سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عبداللہ عمر بن خطاب سے مگر اس نے عبداللہ بن عمرو العاص نہیں کہا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے یعنی یوں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالعباس اعمیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ایک روز فرمانے لگے انشاء اللہ ہم

کل واپس جانے والے ہیں۔لوگوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے اس کو فتح کرنے سے قبل ہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ صبح قتال پر کریں گے۔ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی انہوں نے قتال کیا اور شدید زخم کھائے۔ کہتے ہیں کہ اس دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں۔اب ایسے لگا کہ جیسے وہ بھی یہی چاہ رہے ہیں مگر خاموش رہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے اور ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے۔پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے،ان کو منیعی نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے،ان کو ابن عیینہ نے عمرو سے،ان کو ابوالعباس شاعر اعمٰی نے عبداللہ بن عمرو سے،وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوشیبہ نے کہا، اس نے ابن عیینہ سے سنا دوسری بار وہ اس کو بیان کرتے تھے ابن عمر سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا اہلِ طائف کا۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یحییٰ سکری نے بغداد میں،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے،ان کو حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مفضل بن غسان غلابی نے۔میں گمان کرتا ہوں یحییٰ بن معین سے کہ کہا ابوالعباس شاعر نے،وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو سے اور ابن عمر سے طائف کی فتح کے بارے میں (صحیح ابن عمر ہے)۔اور ابوالعباس کا نام سائب بن فروح مولیٰ بنو کنانہ ہے۔

نبی کریم کا حلم اور حریص ہدایتِ کفار .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے،ان کو ابوعُلاثہ نے،ان کو ان کے والد نے،ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے،اس نے عروہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت آئی مہاجرات میں سے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی لشکر میں۔اس کو خولہ بنت حکیم کہتے تھے۔وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھی بدر سے پہلے۔خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے اُٹھیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی تک ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی۔میں نہیں سمجھتا کہ آج ہم اس کو فتح کر سکیں۔پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے وہ خولہ سے ملے رسول اللہ ﷺ سے باہر۔انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شئی ذکر کی تھی۔اس کے بعد خولہ نے بتایا کہ مجھے آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ان کو اس بارے میں قتال کی اجازت نہیں ملی اہلِ طائف کے ساتھ۔

جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی ہمت کر لی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے لوگوں نہیں بلاتے۔آپ انھیں ان کی طرف شاید کے اللہ تعالیٰ طائف کو ختم کر دے۔ بے شک آپ کے اصحاب کثیر ہیں ان پر بند رہنا مشکل گذر رہا ہے اور ان کو گزران میں مشکل ہو رہی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں تا حال اہلِ طائف سے قتال کی اجازت نہیں ملی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات دیکھی تو کہنے لگے کیا میں لوگوں کو کہوں کہ وہ اپنی پیٹھ کو رات بستروں پر نہ جانے دیں حتیٰ کہ صبح وہ روانہ ہو جائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا نکلنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں کو آرام نہ دیں۔

چنانچہ صبح ہوگئی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے روانگی شروع کر دی۔اور نبی کریم ﷺ نے دعا کی جب سوار ہوئے چلتے وقت،اے اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کی مشقت سے ہمیں کفایت فرما۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مکدم نے۔ ان میں سے جنہوں نے پالیا ہے اہلِ علم کو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیے رکھا تھا تیس (۳۰) راتیں یا اس کے قریب قریب۔ اس کے بعد ان سے واپس لوٹ آئے تھے اور ان میں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ پھر آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ان کا وفد آیا حضور ﷺ کے پاس رمضان میں۔ سو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۸) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اے ابوبکر میں نے خواب دیکھا ہے کہ مجھے ایک بڑا پیالہ ہدیہ دیا گیا ہے جو کہ مکھن کا بھرا ہوا ہے ایک مرغ نے اس میں چونچ مار کر وہ سب کچھ گرا دیا ہے جو اس کے اندر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں گمان کرتا کہ آپ ان سے کچھ بھی پا سکیں گے آج کے دن جو آپ چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو جائے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۹)

اس کے بعد خولہ بنت حکیم بن اُمیہ بن الاوقص سلیمۃ نے کہا یا رسول اللہ اللہ نے تیرے اوپر طائف کو فتح کر دیا ہے زیورات بادیہ بنت عیلان بن سلمہ کے یا زیورات فارعہ بنت عُقیل کے۔ یہ عورت ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیورات والی تھی۔ میرے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا اگر اجازت نہ دی گئی ہو ثقیف کے بارے میں۔ لہٰذا خولہ باہر نکلی اور اس نے یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ کون سی حدیث ہے جو آپ نے خولہ کو بتائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہ کہا ہے کہ (حضور ﷺ نے پوری بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتا دی)۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں لوگوں میں (طائف) کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کر دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۳۰۔ مغازی للواقدی ۳/ ۹۳۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۰۰)

باب ۱۸۵

نبی کریم ﷺ کا مقامِ جعرّانہ کی طرف لوٹنا اور غنیمتیں تقسیم کرنا

اور مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا اور انصار کا اس بارے میں کچھ کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے ارضِ دَحنا کی طرف (یہ طائف اور جعرّانہ کے درمیان جگہ تھی)۔ حتیٰ کے آپ ﷺ جعرانہ میں جا اُترے اُن لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں پر ہوازن چھ ہزار افراد قید تھے بچے، عورتیں وغیرہ اور اُونٹ بکریاں اس قدر جن کا علم نہیں تھا تعداد کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن معاذ عنبری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ابوسلمہ یحییٰ بن خلف باہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

سُمیطؒ نے انس بن مالک ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے مکہ فتح کیا اس کے بعد ہم لوگوں نے حنین کا جہاد کیا۔ چنانچہ مشرکین آئے بہترین قطاروں کے ساتھ جو میں نے دیکھیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک صف گھوڑوں کی بنائی، اس کے بعد لڑنے والوں کی بنائی۔ اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی اس کے پیچھے بکریوں کی صف بنائی، اس کے بعد مویشیوں کی۔ کہا کہ ہم لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ ہم چھ ہزار کی تعداد تک پہنچ گئے تھے۔ میرا گمان ہے کہ وہ انصار مراد لے رہے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مُجَنِّبَہ پر یعنی میمنہ میسرہ پر ہمارے شہسوار خالد بن ولید تھے اور ہمارے گھڑ سوار ہماری پیٹھ کے پیچھے بھی مڑ کر حفاظت کرنے لگے تھے۔ ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ ہمارے گھڑ سوار ہار گئے اور اعراب و دیہاتی فرار ہو گئے۔ اور کچھ دیگر لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے (کمال ہمت وشجاعت کا مظاہرہ کیا اور ہارنے والے مجاہدین کو اپنے پاس بلایا)۔ اے مہاجرین اے انصار (میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ)۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے عمیہ کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے تھے کہ اللہ نے ان کو شکست دے دی تھی (یعنی کفار کو)۔ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ مال آکر قبضے میں لیا پھر ہم لوگ طائف کی طرف چلے گئے تھے۔ ہم نے چالیس راتیں ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ہم مکے واپس لوٹ آئے اور ہم وہاں آکر ہی اُترے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر لوگوں کو سوسو اونٹ دینا شروع کئے۔ آپ ﷺ نے سو دیئے تو انصار نے آپس میں کوئی بات کی کہ جس نے قتال کیا تھا اس کو دے رہے ہیں جس نے قتال نہیں کیا اس کو نہیں دے رہے ہیں۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں میرے پاس سوائے انصار کے۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم خیمے میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ہم نے خیمہ بھر دیا۔ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا اے انصار کی جماعت کیا بات ہے جو میرے پاس آئی؟ انہوں نے پوچھا آپ کے پاس کیا پہنچی ہے؟ فرمایا کہ تم لوگ راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ حتی کہ تم ان کو اپنے گھروں میں داخل کرو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں، تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو بس تم لوگ راضی ہو یا جیسے ہی فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ہیں باھلی کی روایت کے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن معاذ وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۶ ص ۲/۷۳۶۔۷۳۷)

انصار کے لئے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کے لئے مال ومتاع .... (۳) ہمیں خبر دی القاسم زید بن ابو ہاشم علوی نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین بن ابوالحسین نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو ازہر بن سعد سمان نے، ان کو ابن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے، ان کو معاذ بن معاذ نے، ان کو بن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے انس بن مالک ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو قبائل ہوازن اور قبائل غطفان آئے تھے اور دیگر قبائل بھی وہ اپنی اولادوں کو بھی لائے تھے اور مویشیوں کو بھی۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُس دن دس ہزار کا لشکر تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ طلقاء بھی تھے (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکہ والے دن حضور ﷺ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ نہ قتل کیا تھا ان کو اور نہ ہی قید کیا تھا)۔

وہ سب لوگ حضور ﷺ سے پیٹھ دے کر ہٹ گئے تھے یہاں تک کہ آپ تن تنہا رہ گئے تھے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو آوازیں لگائی تھیں۔ اس میں کسی کو شامل نہیں کیا تھا اپنے دائیں جانب جھکے اور فرمایا اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ لہٰذا مشرکین شکست کھا گئے۔ کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ آپ ﷺ نے وہ مہاجرین میں تقسیم کیں اور طلقاء میں یعنی ان لوگوں میں جن پر احسان کر کے حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا نہ قتل کیا ان کو نہ قید کیا۔ ان میں غنیمتیں تقسیم کر دیں مگر آپ نے انصار کو کوئی چیز نہ دی۔ انصار نے کہا کہ جب معاملہ سنگین ہو گیا تھا تو ہم لوگ بلائے گئے اور آپ غنیمتیں دوسروں کو دے رہے ہیں ہمارے علاوہ۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو ان کو خیمے میں جمع کر کے فرمایا اے انصار کی جماعت یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دینار لے جائیں اور آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے، محمد ﷺ جس کو تم اپنے گھروں میں بحفاظت لے جاؤ گے؟ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں ہم راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر سارے لوگ مل کر ایک وادی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری وادی کی طرف تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ ہشام نے کہا، میں نے کہا تھا اے ابوحمزہ کیا آپ اس بات کے شاہد ہیں؟ انہوں نے فرمایا اور کیا میں اس سے غائب ہو سکتا ہوں۔ دونوں کے الفاظ برابر ہیں مگر وہ جو میں نے بیان کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے، اور محمد بن بشار نے اس کو روایت کیا ہے معاذ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنی سے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے معاذ بن معاذ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الطائف۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۵ ص ۲/۷۳۵)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شعیب نے زہری سے۔ ان کو حدیث بیان کی انس ؓ نے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، جب اللہ نے ان کو ہوازن کے مال فئے فرمائے تھے جس قدر فئے فرمائے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دے رہے حالانکہ ہماری تلوار ابھی تک خون کے قطرے ٹپکا رہی ہے۔

حضرت انس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کو ان کا قول بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے انصار کے پاس پیغام بھیج دیا، آپ کو چمڑے کے ایک خیمہ میں، ان کے سوا خیمے میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ جمع فرمایا اور پوچھا کہ یہ بات تمہاری طرف سے میرے پاس پہنچی ہے، ان میں سے سمجھداروں نے حضور سے کہا ہم میں سے تو صاحب رائے لوگوں نے تو کوئی بات نہیں کی، بہر حال ہم میں سے جو نوعمر ہیں انہوں نے کہا ہے اللہ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو قریش کو دے رہے ہیں اور انصار کو چھوڑے جا رہے ہیں اور ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو مال دے رہا ہوں اس لئے کہ وہ کفر کے عہد سے نئے نئے اسلام کے عہد میں آئے ہیں، میں ان کی تالیف قلبی کر رہا ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے جاؤ؟ اللہ کی قسم جس چیز کو تم لے کر لوٹو گے وہ کہیں بہتر ہے اس خیر سے جو لوگ لے کر جائیں گے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ نے ان سے فرمایا، تم لوگ میرے شدید ترجیحی سلوک کو پاؤ گے۔ تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ کو مل جانا اور اس کے رسول کو حوض کوثر پر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صبر نہ کرسکے۔

بخاری نے روایت کیا ہے اس کو صحیح میں ابوالیمان سے، اور بخاری مسلم نے اس کو دوسرے طرق سے نکالا ہے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۳۲ ص ۷۳۳/۲۔ ۷۳۴)

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے لئے فضیلت بیان کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر نے بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوگئیں حنین والے دن اور آپ نے قریش مؤلفۃ القلوب لوگوں میں تقسیم کیں اور تمام عرب میں جس قدر تقسیم کرنا تھا اور ان میں سے انصار کو کچھ بھی نہ ملا، نہ کم نہ زیادہ۔ تو انصار کا یہ قبیلہ اپنے دل میں ناراض ہوگیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی قوم قریش کو دے رہے ہیں۔

سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ انصار کا فلاں قبیلہ دل میں ناراض ہے آپ سے۔ آپ نے پوچھا کس بارے میں؟ اس نے بتایا کہ آپ نے جو غنیمتیں اپنی قوم میں تقسیم کی ہیں اور پورے عرب میں اور ان کا اس میں کوئی حصہ بھی نہیں نکالا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم اپنی قوم میں کس مقام پر ہو اے سعد؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں بس اپنی قوم کا ایک فرد ہوں میں کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنی قوم کو میرے پاس اس احاطے میں جمع کریں، جب وہ سارے اس میں جمع ہو جائیں تو مجھے آ کر بتائیے۔ چنانچہ سعد باہر نکلے انہوں نے ان سب کو آواز لگائی، اس طرح اس نے ان کو اس چہار دیواری کے اندر جمع کرلیا۔ چنانچہ کچھ لوگ مہاجرین میں سے بھی آئے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، کچھ دوسرے لوگ بھی آگئے ان کو واپس کردیا، حتیٰ کہ انصار میں سے باقی کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا سب کے سب جمع ہوگئے۔ سعد آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انصار کے اس قبیلے والے سارے جمع ہوگئے ہیں جہاں آپ نے حکم دیا تھا جمع ہونے کے لئے۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا، انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا تھا اُس وقت جب تم گمراہ تھے۔ پس اللہ نے لوگوں کو ہدایت عطا کردی اور تنگ دست تھے اللہ نے تمہیں غنی کردیا ہے اور تم باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ انہوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے یا میری اجابت نہیں کرو گے اے انصار کی جماعت؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کو کون سا جواب دیں؟ اللہ کا اور اس کے رسول کا احسان ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، خبردار! اگر تم چاہو تو تم کہہ سکتے ہو بلکہ تم سچ کہو گے اور تمہیں سچا بھی قرار دیا جائے گا کہ تم اے محمد ہمارے پاس نکل کر اور بھاگ کر بے سہارا ہوکر آئے تھے۔ ہم نے تمہیں پناہ دی تھی۔ اور تنگ دست تھے ہم نے تیری غمخواری کی تھی اور تم اے محمد! خوف زدہ آئے تھے ہم نے تجھے امان دی تھی، بے یارومددگار آئے تھے ہم نے تیری نصرت کی تھی۔ انصار نے جواب دیا بلکہ احسان تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جنہوں نے ہمیں اپنی میزبانی کی سعادت بخشی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دل میں ناراضگی رکھی ہے دنیوی مال ومتاع کے بارے میں تو اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کے ذریعہ ایک قوم کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں۔ اور میں نے تمہیں اس کے حوالے کیا ہے اللہ نے جو تمہارے لئے تقسیم فرمائی ہے اسلام کی۔ کیا تم راضی نہیں ہوا اے انصار کی جماعت کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو اُونٹ اور بکریاں لے کر جائیں

اور تم لوگ اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے کر جاؤ؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر سارے لوگ ایک گھاٹی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف تو میں انصاری کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہجرت ایک حقیقت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔ اس پر لوگ رو پڑے حتی کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اور وہ کہہ رہے تھے ہم اللہ کے ہونے پر راضی ہیں اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہٹ گئے اور لوگ متفرق ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۴/۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صنعار نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمر بن سعید نے یعنی ابن مسروق نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج سے، اس نے رافع بن خدیج سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو حنین کے قیدیوں میں سے ہر آدمی کو سو سو اُونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو بھی سو اونٹ دیئے۔ صفوان بن امیہ کو سو اُونٹ دیئے، یہ دونوں قریشی تھے اور عیینہ بن حصن کو آپ ﷺ نے سو اونٹ دیئے اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیئے اور مالک بن عوف نصری کو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو سو سے کم دیئے اس کو دوسروں کے برابر نہیں دیئے۔ جس پر عباس بن مرداس نے شعر کہے:

نهبی و نهب العبید	بین عیینة والا قرع
فما كان حصن ولا حابس	يفوقان مرداس في المجمع
وقد كنت في الحرب ذاتدرا	فلم أُعطَ شيأً ولم أُمنع
وما كنت دون امرئ منهم	ومن تضع اليوم لا يُرفع

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم کے اور ابن عمر نے تیسرا شعر ذکر نہیں کیا اور نہ ہی مالک بن عوف، نہ علقمہ بن علاثہ کا۔ اور اس نے اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے سو اُونٹ پورے کر دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۷ ص ۷۳۷/۲۔۷۳۸)

انصار کی حیثیت جسم سے لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہے .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے غنیمتیں تقسیم کیں یا ان میں سے جس قدر اللہ نے چاہا۔ اکثر تقسیم اہل مکہ کے لئے تھی اور قریش کے لئے اور ان کو بڑے بڑے عطیے دیئے۔ اور ان کے سوا دیگر لوگوں کے لئے تقسیم کی تھیں جو حنین کی طرف نکلے تھے۔ ان کی تالیف قلبی کے لئے یہاں تک کہ ایک ایک آدمی کو سو سو اُونٹ بھی دیئے گئے اور دوسرے کو ایک ایک ہزار بکری۔ اور آپ نے اپنے اپنے اصحاب سے تقسیم کو سمیٹا (یعنی کم دیا یا بالکل نہیں دیا) جس پر انصار دل میں ناراض ہو گئے اس بات سے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہر مشکل وقت کے ساتھی ہیں مگر حضور ﷺ نے اپنی قوم کو

ہمارے اوپر ترجیح دی ہے اور ان میں تقسیم کی ہے اور ہمارے لئے تقسیم نہیں کی۔ ہم نہیں دیکھتے اس کو مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ انہی کے درمیان رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات جب حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ان کی منزل پر ان کے پاس آئے ان کو جمع کیا اور فرمایا یہاں پر جو شخص انصار کے علاوہ ہے وہ اپنے اپنے مقام پر چلا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ تم لوگوں نے غنیمتوں کے معاملے پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اس کی تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کی تالیف قلبی کی ہے اسلام کے ساتھ تاکہ وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر ایمان داخل کر دیا ہے اور تمہیں خصوصی اکرام دیا اور تمہارے لئے بہترین نام سے موسوم کیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو لوگ غنیمتیں لے کر اپنے اپنے گھر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور تم لوگ دوسری وادی میں چلے جاؤ تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پس راضی ہو جاؤ تم لوگ شعار ہو اور باقی دثار ہیں (یعنی اسلام میں تمہاری حیثیت جسم سے لگے ہوئے اندر والے کپڑے کی ہے اور باقی لوگوں کی حیثیت اُوپر سے ڈھکے ہوئے کپڑے کی ہے)۔

انصار نے رسول اللہ ﷺ کا قول سنا تو وہ رو پڑے ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور افضل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری طرف لوٹ آؤ ان باتوں میں جن میں میں نے تم سے کلام کیا ہے۔ وہ بولے یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اندھیروں میں پایا تھا لہٰذا اللہ نے ہمیں ان اندھیروں سے آپ کے ذریعے جنت کی طرف نکالا ہے۔ اور آپ نے ہمیں جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہوا پایا تھا اور اللہ نے ہمیں اس سے آپ کے سبب سے بچالیا ہے۔ آپ نے ہمیں گمراہ پایا تھا اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے ہمیں قلیل اور بے عزت پایا تھا سو اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعے عزت دی ہے اور ہمیں کثرت عطا کی۔ لہٰذا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر رضی ہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ آپ جو چاہیں سو کریں یارسول اللہ ﷺ آپ آزاد ہیں، خود مختار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار اللہ کی قسم تم لوگوں نے میری بات مان لی ہے بغیر یہ کہے (تو میں ممنون ہوں) (اور اگر تم یہ کہہ دیتے) تو تم سچے ہوتے میں کہتا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(وہ باتیں یہ ہیں) اگر تم یہ کہتے کہ کیا آپ اپنے شہر سے جلا وطن کئے ہوئے، بھگائے ہوئے ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ ہم نے آپ کو جگہ دی تھی۔ آپ کی تکذیب کر دی گئی تھی سو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی نصرت کی۔ آپ ہمارے پاس اس طرح آئے تھے کہ لوگ آپ کے اوپر سرکشی کر رہے تھے (اگر تم مجھے یہ طعنے دیتے اے انصار تو میں یہ کہتا کہ) تم لوگ سچے ہو (مگر قربان جائیں انصار صحابہ کے اسلام کی سچائیوں کے انہوں نے جواب دیا) بلکہ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہمارے اور دیگر لوگوں پر احسان ہے اور فضل ہے۔ پھر انصار دوبارہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کا رونا کثیر ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ان رضا کاروں وفاداروں کے ساتھ ہی رو پڑے۔ انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے تھے وہ ان کے لئے سب سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوئے اور مالِ غنیمت سے زیادہ قابل رشک ثابت ہوئے۔

اور عباس بن مرداس سُلمی نے کہا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمتیں تقسیم کرتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ سے مال کی زیادتی طلب کر رہے تھے۔ وہ اشعار جو اس سے قبل روایت میں گذر چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک اس کا قول پہنچا تو حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، مرداس نہ تو تم شاعر ہو اور تیرے لئے یہ کہنا مناسب تھا نہ ہی تو شعر کا راوی ہے پھر تم نے کیسے یہ شعر کہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے

جواب میں شعر کہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں برابر ہیں ۔ یہ بات کوئی نقصان نہیں دیتی کہ تم نے دو میں سے کس کے نام سے ابتداء کی اقرع کے یا عیینہ کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ اس بات سے وہ ڈر گیا اور گھبرا گیا۔ اور لوگوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن مرداس کا مثلہ کرنے کا حکم دے دیا ہے (یعنی واقعی زبان کاٹ دینے کا حکم دیا ہے)۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد اس قول کہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو سے (واقعی زبان کاٹنا نہیں تھی بلکہ) یہ تھی کہ زبان کاٹ دو عطیہ کے ساتھ (یعنی اس کی زبان بند کردو) بھیڑ بکریاں مال مویشی دے کر۔

ابوعلاثہ نے کہا ہے شعر میں ابوالعبد سے مراد اس کا گھوڑا مراد تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۹۔۳۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے۔ انہوں نے کہا جن لوگوں کو مؤلفۃ القلوب میں سے رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے سوسو اُونٹ دیئے تھے وہ مندرجہ ذیل افراد تھے : (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۰)

بنوعبدشمس میں سے ابوسفیان بن حرب کو سو اُونٹ، ان کے بیٹے معاویہ کو سو اُونٹ، اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے حکیم بن حزام کو سو اُونٹ اور بنوعبدالدار میں سے نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اُونٹ اور بنوزہرہ میں سے العلاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنوزہرہ کو سو اُونٹ اور بنومخزوم میں سے حارث بن ہشام کو سو اُونٹ اور بنونوفل بن عبدمناف سے جبیر بن معطم کو سو اُونٹ اور مالک بن عوف نصری کو سو اُونٹ۔

یہ تمام لوگ اصحاب المائتہ یا اصحاب المئین سوسو اُونٹ والے کہلاتے ہیں۔ جن لوگوں کو سو سے کم دیئے تھے :

قریش میں سے مخرمہ بن نوفل بن اہیب زہری، عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو بنی عمر بن لوئ کے بھائی۔ ان کو سو سے کم دیئے تھے۔ ان کی تعداد میں محفوظ نہیں کر سکا جو ان کو دیئے تھے۔

جن کو پچاس پچاس اونٹ دیئے وہ درج ذیل ہیں :

سعید بن یربوع بن عامر بن مخزوم کو پچاس اُونٹ، قیس بن عدی سہمی کو پچاس اُونٹ۔

عباس بن مرداس کو کچھ اونٹ دیئے مگر وہ ناراض ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سرزنش فرمائی تھی اور اس کے اشعار کا ذکر فرمایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ لہٰذا صحابہ نے جتنے دیئے تھے اس پر اس قدر اضافہ کر دیا کہ وہ راضی ہو گیا۔ یہی بات اس کی زبان کاٹ دینا تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے عیینہ بن حصن کو اور اقرع بن حابس کو تو سوسو اونٹ دیئے اور آپ نے جُعیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ جُعیل بن سراقہ اہل زمین کے لوگوں میں سے بہترین شخص ہے عیینہ اور اقرع کی طرح، لیکن میں نے ان کو تالیف قلب کرنے کے لئے دیا ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور میں نے جُعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

(سیرۃ بن ہشام ۴/۱۱۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۰)

☆☆☆

باب ۱۸۶

اہلِ نفاق کا نبی کریم ﷺ کی تقسیمِ غنیمت پر اعتراض حُنین کے وقت

اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں بتا دینا کہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ اور حضور کا ان کی نشانی بتانا اور اس بارے میں جن علاماتِ نبوّت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن علی یعنی ابویعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے، ان کو عمران نے، ان کو عثمان یعنی ابن ابوشیبہ نے، جریر نے منصور سے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو رسول اللہ نے تقسیم غنیمت میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی۔ چنانچہ آپ نے اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ دیئے تھے اور عیینہ کو بھی اسی کی مثل دیئے تھے اور اشراف عرب میں سے بھی کچھ لوگوں کو دیئے تھے ان کو بھی اس دن انہوں نے تقسیم میں ترجیح دی تھی۔ ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس کے اندر انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا (ظاہر ہے یہ سوچ سراسر رسول اللہ پر الزام تھا، بداعتمادی تھی، بدگمانی تھی۔ اسلام سے اور رسول سے برگشتہ کرنے کی سازش تھی)۔ نعوذ باللہ من ذٰلك

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا رسول اللہ کو ضرور اس بات کی جا کر خبر کروں گا۔ چنانچہ میں حضور کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی جو کچھ اس آدمی نے کہا تھا۔ لہٰذا یہ سنتے ہی رسول اللہ کا چہرۂ مبارک غصے سے بدل گیا حتیٰ کہ سرخ ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کرے تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ اس سے زیادہ ایذاء پہنچائے گئے تھے مگر انہوں نے صبر کیا تھا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ (میں نے خبر پہنچا کر آپ کو تکلیف دی ہے) میں لازمی طور پر آج کے بعد کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا (کیونکہ اس سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے)۔ یہ الفاظ ہیں ابوخثیمہ کی روایت کے اور انہوں نے کہا ہے اسحٰق نے اس کی مثل مگر اس نے یہاں کہا ہے کہ انہوں نے اشراف عرب میں سے کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی اور کہا کہ کیا اس کے ساتھ اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا اور حدیث قتیبہ اور عثمان ابوخثیمہ کے الفاظ کے مطابق۔ مگر ان دونوں نے کہا ہے کیا اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخثیمہ سے اور اسحٰق بن ابراہیم اور عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۷۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، احمد بن عبید صنعار نے، ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے (ح)۔ ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو تمیم بن محمد نے، ان کو محمد بن رمح نے ان کو لیث نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک آدمی آیا مقام جعرانہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حضور کے غزوہ حنین سے واپسی کے وقت۔ بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی رکھی تھی اور حضور ﷺ اس میں سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس شخص نے کہا، اے محمد ﷺ انصاف کریں۔ حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر،

جب میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا ؟ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو میں خائب و خاسر ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی پناہ لوگ باتیں بنائیں گے کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ بے شک یہ شخص خود بھی قرآن پڑھتا ہے اس کے اصحاب اور ساتھی بھی پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں جاتا، یہ لوگ قرآن مجید سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

یہ الفاظ حدیث ابن رمح کے ہیں۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رمح سے۔

(مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۷۴۰/۲)

اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں .... (۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن الاعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ بن خالد نے عمرو بن دینار سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کے حنین کی غنیمتیں تقسیم کرنے کا وقت آیا تو ایک آدمی ان کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ انصاف کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مقسم سے یعنی ابو القاسم مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا اور تلید بن کلاب لیثی ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملے۔ وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے اس کی دونوں جوتیاں اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ ہم نے اس سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے جس وقت ذوالخویصرہ تمیمی ان سے بات کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ پھر اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور حنین میں غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ کو میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیسے تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کو انصاف کرتے نہیں دیکھا۔

چنانچہ رسول اللہ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ جب میرے ہاں انصاف نہیں ہو گا تو پھر کس کے پاس ہو گا؟ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی طرف اُٹھ کر اس کی گردن نہ مار دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم چھوڑ دو اس کو اپنے آپ سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب اس جیسے لوگ ہوں گے جو دین میں گہرائی میں جائیں گے حتیٰ کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے۔ آپ اس کے بھالے میں دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے، پھر اس کے پیالے میں دیکھتے ہیں تو بھی کچھ نہیں پاتے، اس کے بعد فوق میں دیکھتے ہیں تو کچھ نہیں پاتے۔ وہ خون اور گوبر سے آگے سبقت کر جاتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۱/۴۔۱۱۲)

حضور ﷺ کی پیشگوئیاں جو صحیح ہوئیں اور صاحبِ رسالت کی وفات کے بعد نبوت و رسالت کی علامات بن گئیں

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ان کو یونس نے ابو اسحاق سے ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، حضور غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے مقام حنین میں .... اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے ، ان کو محمد بن خالد بن خلی حمس نے ، ان کو بشر بن شعیب بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے ، اس نے زہری سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ، ان کو ابوسعید خدری نے ، ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ بیٹھے غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ آ گیا وہ بنوتمیم میں سے ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ انصاف کریں ؟ رسول اللہ نے فرمایا ، ہلاک ہو جائے کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں ، میں ناکام اور نامراد ہو جاؤں گا اگر میں انصاف نہ کروں ۔

عمر بن خطاب نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن ماردوں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیئے اس کو۔ اس کے دیگر احباب بھی ہیں ، تم میں سے ہر آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کے آگے حقیر گردانے گا اور اپنے روزے ان کے روزے کے آگے حقیر گردانے گا۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں جبکہ وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اُترتا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے میں سے نکل جاتا ہے۔ اس کے بھالے کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں پائی جاتی ، وہ اس کا قدح ہوتا اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کے بروں کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں ہوتی ، حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزر چکا ہوتا ہے مگر اس پر کوئی چیز نہیں لگی ہوتی ۔ کونسا آدمی ہے ان میں سے سیاہ کالا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مثل ہے یا مثل بضعہ کے حرکت کرتا ہے ۔ وہ لوگ نکلیں گے لوگوں کے تفرقہ کے وقت ۔

ابوسعید نے کہا ، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علی بن ابوطالب نے قتال کیا تھا ان لوگوں سے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور اس آدمی کے بارے میں انہوں نے حکم دیا ، اس کو تلاش کیا گیا اور اس کو پالیا گیا اور اس کو لایا گیا ، حتیٰ کہ میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ بالکل اسی صفت پر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے ، اس نے شعیب سے اور امام بخاری مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے کئی دوسرے طرق سے زہری سے ۔ (بخاری ۔ کتاب المناقب ۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۔ مسلم ۔ کتاب الزکوٰۃ ۔ حدیث ۱۴۸ ۔ ۲/۷۴۴ ۔ ۷۴۵)

علامات نبوت کا ظہور

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن رجاء نے ، ان کو شیبان بن فروخ نے اور ہُدبہ بن خالد نے ، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے ، اس نے ابوسعید سے ، اس نے نبی کریم ﷺ سے ۔ وہ کہتے ہیں دین سے نکل جائے گا نکل جانے والا (فرقہ) ۔ مسلمانوں کی تفریق کے وقت ، اس کو قتل کرے گا دو طائفوں میں سے حق کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھنے والا طائفہ ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے ۔ (مسلم ۔ کتاب الزکوٰۃ ۔ حدیث ۱۵۰ ص ۲/۷۴۵)

تبصرہ ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ

مصنف اس روایت سے قبل والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اور اس سے قبل جو روایت ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اطلاع ہے ایک قوم کے آنے کی جن میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ ناقص اور خراب ہوگا ۔ یہ لوگ مسلمانوں کے اختلاف کے وقت سامنے آئیں گے ۔ اور دوسری یہ اطلاع ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمانوں میں سے وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں میں سے حق سے زیادہ قریب اور احق ہوگا ۔ چنانچہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ۔ یہ لوگ اس وقت نکلے تھے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا تھا اہل عراق میں اور اہل شام میں اور ان لوگوں کو دو طائفوں میں اولیٰ بالحق طائفہ نے قتل کیا تھا یعنی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ۔ اور اس وقت لوگوں نے اس ناقص ہاتھ والے شخص کو بھی پالیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح

نبی کریم ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔ چنانچہ یہ واقعہ ایک علامت بن گیا تھا علامات نبوت میں سے۔ایسی علامات ونشانی جو صاحب رسالت کی وفات حسرت آیات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ،ان کو خبر دی ابوسعید اعرابی نے ،ان کو حسن بن زعفرانی نے ،ان کو ہوزہ بن خلیفہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف نے محمد سے ،وہ ابن سیرین ہیں عبیدہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی ﷛ نہر والوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان میں تلاش کرو اگر ان لوگوں کے اندر وہ لوگ موجود ہوں رسول اللہ ﷺ نے جن کا ذکر کیا تھا کہ بے شک ان میں ایک شخص ناقص الید ہوگا یا مودن الید یامثد ون الید کہا تھا (سب کا مقصد وہی ناقص ہے)۔

عبیدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو پالیا تھا۔ہم اس کو حضرت علی ﷛ کے پاس بلا لائے۔وہ آیا اور آ کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حضرت علی ﷛ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔اللہ کی قسم اگر تم لوگ اپنی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے تو میں تمہیں حدیث بیان کرتا وہ جو اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا اپنے رسول کی زبان پر اس شخص کے بارے میں جو ان کو قتل کرے گا۔

(عبیدہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے خود یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے ،انہوں نے کہا جی ہاں ،ربّ کعبہ کی قسم تین بار یہ فرمایا۔مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر دو وجوہ سے محمد بن سیرین سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں۔(مسلم ۲/۷۴۷)

ہم اس طرف ذکر کریں گے انشاء اللہ جس وقت ہم حضور ﷺ کے بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کریں گے۔وباللہ التوفیق

باب ۱۸۷

مقام جعرّانہ میں ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر وفد ہوازن کی آمد

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو ان کے قیدی واپس کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن محمد بن عبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے ،ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے (یہ دونوں مصری ہیں)۔یہ کہ لیث بن سعد نے دونوں کو حدیث بیان کی ہے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقیل نے ابن شہاب سے ،وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے گمان کیا ہے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے جب ان کے پاس ہوازن والوں کا وفد مسلمان ہو کر آ گیا تھا۔انہوں نے حضور ﷺ سے التجا کی کہ آپ ان کے مال اور ان کی عورتیں ان کو واپس کر دیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ،میرے پاس یہ ہیں جن جن کو تم مناسب سمجھو۔اور محبوب ترین بات میرے نزدیک وہ ہوتی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔تم لوگ چُن لو دو چیزوں میں سے ایک چیز ملے گی یا قیدی ملیں گے یا مال ملے گا۔

تحقیق میں ان کے پاس تھا۔رسول اللہ نے ان کو دس سے کچھ اُوپر راتوں کی مہلت دی تھی جب آپ طائف سے واپس آ گئے تھے۔ جب ان لوگوں کے ساتھ یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول ان کے مال واپس نہیں کریں گے دو میں سے ایک چیز (یا مال یا قیدی) تو ان لوگوں نے اپنے قیدیوں کو چُنا۔لہٰذا نبی کریم ﷺ مسلمانوں میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ حق دار ہے۔

پھر فرمایا، امابعد بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے کہ وہ خوشی سے ایسا کرے تو ضرور کرے (یعنی اپنے حصے کا قیدی واپس دے دے) جو تم میں سے پسند کرے کہ اپنے حصے پر قائم رہے (وہ ہمیں اپنے حصے کا قیدی ہمیں واپس دے دے ہم واپس کر دیتے ہیں)۔ اس شرط پر کہ آج کے بعد جیسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری طرف مال فئے اور عطا کرے گا ہم اس کے بدلے اس کو دے دیں تو ایسا کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ فیصلہ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بے شک نہیں جانتے تم میں سے کس نے خوشی سے اجازت دی ہے اور کس نے خوشی سے نہیں دی۔ تم سب لوگ واپس جاؤ اور اپنے اپنے سمجھدار و معروف لوگوں کو بھیجو جو تمہارے معاملے کو جانتے ہوں، وہ ہمارے پاس آکر بتائیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ ان کے عرفاء نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے انہوں نے آکر حضور کو خبر دی کہ وہ لوگ خوشی سے قیدی واپس کر رہے ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن عفیر سے اور عبداللہ بن یوسف سے، اس نے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۲۶۔۲۷)

قیدی یا اموال میں اختیار دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس لوٹے ماہ شوال میں مقام جعرانہ کی طرف، اس مقام میں قیدی تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس ہوازن قبائل کے وفد مسلمان ہو کر آنے لگے۔ ان میں نو افراد ان کے اشراف اور معززین تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور رسول اللہ سے بیعت ہوئے اسلام کی بیعت۔ اس کے بعد انہوں نے حضور سے بات کی ان لوگوں کے بارے میں جو پکڑے گئے تھے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک وہ لوگ جو آپ لوگوں نے پکڑے ہیں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں ہیں اور وہ پوری قوم کی عزت ہیں۔ ہم لوگ اللہ کی طرف رجوع ہو گئے ہیں اور آپ کی طرف اے اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ، رحیم و کریم تھے، سخی تھے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو طلب کروں گا تمہارے لئے اور تحقیق حصے ہو چکے ہیں اور اپنے اپنے موقع پر اور جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ دو امروں میں جو امر تمہیں پسند ہو وہ میں تم سے طلب کرتا ہوں اور مانگتا ہوں تم لوگوں سے، قیدی یا اموال؟ ان لوگوں نے کہا آپ ہمیں اختیار دیں حسب کے اور مال کے بارے میں، حسب ہماری طرف زیادہ محبوب ہے۔ ہم لوگ بکریوں اور اُونٹوں کی بات نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال وہ قیدی خواتین جو بنو ہاشم میں سے کسی کے پاس ہیں وہ تمہاری ہیں (یعنی وہ واپس ہو جائیں گی)۔ اور جو دیگر مسلمانوں کے پاس ہیں ان کے بارے میں میں ان سے بات کروں گا اور تمہاری سفارش کروں گا تم لوگ بھی ان سے بات کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو اور کہو ہم تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور حضور نے ان کو کلمہ شہادت تعلیم فرمایا اور یہ بھی سکھایا کہ وہ کیسے بات کریں اور ان کو فرمایا کہ میں نے تمہیں دس راتوں کی مہلت دی تھی۔

حضور ﷺ نے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی بات کرنے کی، حضور نے اجازت دے دی۔ خطیبوں نے بات کی اور پوری پوری بات کی اور اس بلاغت سے کام لیا اور انہوں نے رغبت دلائی قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جب وہ لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے سفارش کی اور مسلمانوں کو اس پر اُبھارا اور فرمایا کہ تحقیق میں نے وہ قیدی ان کو واپس کر دیئے ہیں جو بنو ہاشم کے افراد کے حصے میں تھے اور وہ بھی جو میرے ہاتھ میں تھے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص پسند کرے کہ وہ بغیر کسی جبر کے واپس کر لے وہ ضرور ایسا کرے

(یعنی واپس کردے) اور جو ایسے واپس کرنا پسند نہ کرے اور اس کا بدلہ یا معاوضہ لینا چاہے تو ان کا بدلہ اور معاوضہ میرے ذمہ ہے۔ لہٰذا وہ افراد واپس کر دیئے جو ان کے قبضے میں تھے۔ مگر تھوڑے سے ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے معاوضہ یا بدلہ مانگا تھا۔

اس کی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہا ہے ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی عروہ بن زبیر نے یہ کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا جب ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں کہ میں نہیں جانتا کہ کس نے تم میں سے اجازت دی ہے واپس کرنے اور کس نے نہیں دی، واپس چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا معاملہ تمہارے لیڈر ہمارے پاس لے آئیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ لہٰذا ان کے لیڈروں نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ کے پاس آئے، انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں راضی ہے اور خوشی سے قیدی واپس کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب بن عروہ بن زبیر نے کہ ہوازن کے قیدی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے واپس کر دیا تھا وہ چھ ہزار تھے مرد عورتیں بچے۔ بے شک تمام عورتوں (ستر عورتیں) جو رجال کے پاس تھیں ان میں سے عبدالرحمن بن عوف تھے صفوان بن اُمیہ تھے۔ انہوں نے دو عورتوں کو قیدی کیا تھا جو ان کے پاس تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اپنی قوم کو پسند کیا تھا یعنی واپس چلی گئی تھیں۔

☆ ''اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ عیینہ بن بدر نے ان پر انکار کر دیا تھا یعنی قیدی واپس کرنے سے، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان کو منع کرنے پر بھی اُبھارا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا ہوازن میں سے، تم کوئی کمی نہ کرو اس بات سے کہ تم ہمارے خلاف اُبھار رہے ہو ان کے بارے میں جو ہم میں سے رہ گئے ہیں۔ ہم نے بھی قتل کر دیا ہے تیری کنواری بچی کو اور تیرے دو بیٹوں کو اور تیری ماں نُسیکہ کو طاق سے جفت کر دیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا واقعی یہ معاملہ ایسے ہی تھا؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ تو تھا یا رسول اللہ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ مکہ میں جائے اور جا کر قیدیوں کے لئے مقعد کپڑے خریدے اس لئے کہ کوئی آزاد ان میں سے نہ نکلے مگر نئے کپڑے پہنا ہوا، اور فرمایا مالک بن عوف کے اہل خانہ کو مکے میں روک لو ان کی پھوپھی اُم عبداللہ بن اُمیہ کے پاس۔ مگر وفد والوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ ہمارے سردار ہیں اور ہمیں بہت پیارے ہیں۔ رسول اللہ نے جواب دیا کہ میں ان کے ساتھ مزید خیر اور بھلائی کا سلوک کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے مالک بن عوف کے پاس نمائندہ بھیجا حالانکہ وہ فرار ہو چکا تھا طائف کے قلعے میں پناہ لینے کے لئے۔ حضور نے پیغام بھیجا کہ اگر تم مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ تو میں تیرے گھر والے تجھے واپس کر دوں گا اور میری طرف سے تیرے لئے ایک سو اُونٹنی بھی ہیں''۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی شافعی نے انہوں نے کہا ہے اس قصے میں کہ عیینہ راضی نہ ہوا اس نے ایک بڑھیا کو پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ میں اس کے ذریعے ہوازن والوں کو شرم اور غیرت دلاؤں گا۔ نہ نکالا اس بڑھیا کو اس کے ہاتھ سے، یہاں تک کہ اس سے کہا بعض اس شخص نے اس کو دھوکہ دیا تھا اس عورت کے بارے میں۔ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے، اللہ کی قسم تم نے اس کو پکڑ لیا ہے۔ نہ تو اس کے پستان کھڑے ہوئے ہیں نہ اس کا پیٹ بچے کو جنم دینے والا ہے، نہ اس کے رخسار چمکتے ہیں پھر فائدہ کیا ہوا اس کو رکھنے کا۔ اس نے کہا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تجھے اس بڑھیا سے دُور کر دے۔ اور اس نے اس عورت کے بدلے کچھ معاوضہ بھی نہیں لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ مغازی للواقدی ۳/۹۵۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو

بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین میں۔ جب حضور نے پالئے ہوازن کے مال جس قدر پالئے تھے۔ اور ہوازن کے قیدی بھی۔ ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام جعرؔانہ میں آیا اور آ کر ملا، وہ وفد مسلمان ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اور ہمارا خاندان ہے، تحقیق ہمارے اُوپر مصیبت آن پڑی ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ ہمارے اُوپر احسان کریں اللہ آپ کے اُوپر احسان کرے

ان کا خطیب زہیر بن صرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے نہیں مستورات قید میں، وہ قید ہونے والیاں آپ کی خالائیں ہیں، آپ کی پھوپھیاں ہیں، آپ کو دودھ پلانے والیاں ہیں، وہ عورتیں بھی ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی۔ اگر ہم لوگ ابن ابوشمر کے ہاں سے یا نعمان بن منذر کے پاس سے دودھ پیتے پھر ہمیں یہی کیفیت پہنچتی ان دونوں سے جو ہمیں آپ سے پہنچی ہے تو ہم امید کرتے ہیں ان کے احسان کرنے کی اور ان کی شفقت کرنے کی جبکہ آپ تو تمام کفالت لئے ہوؤں میں سے بہترین شخص ہیں۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

امنن علینا رسول اللّٰہ فی کرم	فانك المرء نرجوہ وندخر
امنن علی بیضة قد عاقها قدر	ممزق شملها فی دهرها غیر
ابقت لها الحرب هتافا علی حزن	علی قلوبهم الغماء والغمر
ان لم تدارکهم نعماء تنشرها	یا ارجح الناس حلما حین یختبر
امنن علی نسوة قد کنت ترضعها	اذ فوك یملوه من مخضها الدرر
لا تجعلنا کمن شالت نعامته	واستبق منا فانا معشر زهر
انا لنشکر الاء وان کفرت	وعندنا بعد هذا الیوم مدخر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری عورتیں اور تمہارے بیٹے تمہیں زیادہ محبوب ہیں یا تمہارے مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اختیار دیا تھا ہمارے حسب اور مالوں کے بارے میں، ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو کچھ ان میں سے میرا حصہ تھا اور بنوعبدالمطلب کے لئے وہ تمہارے لئے ہے (یعنی وہ میں واپس کر دیتا ہوں)۔ اور جس وقت لوگوں کو نماز پڑھالوں اس وقت تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرواتے ہیں اور رسول اللہ کو سفارش پیش کرتے ہیں مسلمانوں کی طرف اور مسلمانوں سے سفارش کرواتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ ہمارے بیٹو اور ہماری عورتوں کے بارے میں میں اس وقت تمہیں دے دوں گا (یعنی تمہارا سوال پورا کر دوں گا)۔ میں خود تمہارے لئے مسلمانوں سے مانگوں گا۔ حضور جب لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا چکے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اور وہی بات کہی جو رسول اللہ نے فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو قیدی میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصے میں ہیں وہ میں تمہیں واپس کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ سُنتے ہی مہاجرین نے کہا کہ جو ہمارے حصے کے قیدی ہیں وہ رسول اللہ کے لئے ہیں (یعنی ہم ان کو دیتے ہیں)۔ انصار نے سُنا تو یہی کہا جو ہمارے حصے کے ہیں وہ بھی رسول اللہ کے ہیں۔

اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے حصے کے اور بنوتمیم کے ہم واپس نہیں کرنا چاہتے۔ ادھر سے عباس بن مرداس سُلیمی نے کہا کہ بہر حال میں اور بنوسلیم والے بھی واپس نہیں کرنا چاہتے۔ بنوسُلیم نے کہا نہیں بلکہ جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ ادھر سے عیینہ بن بدر نے کہا بہر حال میں اور بنوفزارہ واپس نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنا حق روک کر رکھے گا اس کے لئے ہر انسان کے بدلے چھ فرائض ہیں (یعنی چھ اُونٹ ہیں)۔ پہلی فئے اور پہلے مال غنیمت سے جو ہمیں حاصل ہوگا۔ لہٰذا آپ لوگ ان لوگوں کی طرف ان کی عورتوں اور بیٹوں کو واپس کر دو

(یہ اعلان فرما کر) رسول اللہ ﷺ سوار ہوگئے اور لوگ آپ کے پیچھے پیچھے ہولئے۔ وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے تقسیم کر دیجئے ہماری فئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو ایک درخت کے پاس مجبور کر دیا۔ اس افراتفری میں حضور ﷺ کی چادر جو اُوپر اوڑھے ہوئے تھے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، اے لوگو! چادر واپس کر دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے واسطے وادی تہامہ کے درختوں کے برابر مویشی ہوں گے تو وہ سب میں تمہارے اُوپر تقسیم کر دوں گا۔ پھر اس وقت تم لوگ مجھے نہ بخیل و کنجوس پاؤ گے، نہ بزدل پاؤ گے، نہ جھوٹا پاؤ گے۔

اس کے بعد رسول اللہ اُٹھے اور اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور آپ نے اس کی کوہان کی پشم کو پکڑ کر اپنی اُنگلیوں کے درمیان کیا اور فرمایا، اے لوگو! اللہ کی قسم نہیں ہے میرے لئے تمہاری فئے اور غنیمت میں سے مگر یہ پشم بھی نہیں مگر خمس (پانچواں حصہ) اور خمس بھی تمہارے اُوپر لوٹا دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ سوئی دھاگہ واپس کر دو، بے شک مال غنیمت چوری کرنا عار ہے اور آگ ہے۔ اور قیامت کے دن ایسا کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔ یہ سُن کر انصار میں سے ایک آدمی بالوں کی رسیوں کا ایک گچھا لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ دھاگے سے کے لئے لئے تھے تاکہ میں اس کے ساتھ اُونٹ کے اُوپر کا میخ سی سکوں۔ رسول اللہ نے فرمایا بہرحال مال غنیمت میں جو میرا حق ہے اسی طرح یہ تیرے لئے ہے مگر اس آدمی نے کہا بہرحال جب معاملہ یہاں تک آ پہنچا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے اس کو پھینک دیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابووجزہ سعدی نے یزید بن عبید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے حضرت علی بن ابوطالب کو ایک لڑکی دی تھی اُسے ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرۃ کہتے تھے۔ اور عثمان غنی کو زینب بنت حیان دی تھی اور عمر بن خطاب کو فلانۃ۔ انہوں نے وہ عبداللہ بن عمر کو ہبہ کر دی تھیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۳۔۳۵۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی نافع نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے دو لڑکیاں بھیجی تھیں میری ننھیال میں بنو جُمع میں تاکہ وہ ان کی اصلاح کر دیں میرے لئے حتیٰ کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا پھر میں ان کے پاس آتا جب میں فارغ ہو جاتا۔ چنانچہ میں مسجد سے نکلا اچانک دیکھا کہ لوگ سخت باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کیوں لڑ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ہماری عورتیں ہمیں واپس کر دیں ہیں اور ہمارے بیٹے بھی۔ میں نے کہا تم ان لڑکیوں کا کیا کرو گے جو میرے پاس ہیں وہ تو بنو جمع میں ہیں وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور جا کر انہوں نے وہ لے لیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۵۴)

جاہلیت کی نذر کا اسلام کے بعد پورا کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے (ح)۔ اس نے کہا اور ہمیں خبر دی ہے ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوطاہر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، ان کو جریر بن حازم نے یہ کہ ایوب نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس کو نافع نے حدیث بیان کی ہے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے ان کو بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جس وقت مقام جعرانہ میں تھے طائف سے واپسی کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک دن مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھوں گا آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جائیے اور جا کر ایک دن کا اعتکاف کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عمر کو خمس کے مال میں سے ایک لونڈی دی تھی جب رسول اللہ نے تمام قید ہونے والوں کو آزاد کیا تو عمر نے بیٹے سے کہا، اے عبداللہ! جائیے اس لڑکی کے پاس، جا کر اس کا راستہ چھوڑ دیجئے یعنی اس کو اپنے اہل کے پاس جانے دیجئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو طاہر سے۔

مالک بن عوض کا سلام اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو وجزہ نے کہ عثمان گئے اپنی لونڈی کے پاس، اس نے ان کو اپنے چچا زاد کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کا شوہر تو تھا مگر وہ ساقط تھا۔ گویا وہ نامرد تھا اس میں کوئی خیر نہیں تھی۔ جب قیدی واپس گئے تو وہ اس کو چلا کر لے آئے، اس کو مدینے میں لے آئے عمر کے زمانے میں یا عثمان کے اس سے ملے اور اسے کوئی چیز عطا کی بسبب اس کے جو اس نے فائدہ اُٹھایا تھا۔ جب عثمان نے اس کے شوہر کو دیکھا تو اس لونڈی سے کہا ہلاک ہو جائے یہ تھا مجھ سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک۔ وہ بولی جی ہاں یہ میرا شوہر ہے اور میرا چچا زاد بھی۔

بہر حال رہے حضرت علی انہوں نے اپنی لونڈی کی عفت کا خیال کیا اور اس کو قرآن بھی سکھلایا۔ رسول اللہ نے وفد ہوازن سے کہا تھا اور ان سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا تھا کہ اس نے کیا کیا (یعنی وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ طائف میں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو یعنی مالک کو بتادو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل خانہ اس کی طرف واپس کردوں گا اور اس کا مال بھی اور مزید ایک سو اُونٹ بھی دوں گا۔ چنانچہ مالک اسی شرط پر طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا۔ دراصل مالک ڈر رہا تھا بنو ثقیف سے اپنی جان پر کہ ان کو پتہ چل جائے گا جو کچھ رسول اللہ نے اس کے لئے رعایت دی ہے تو وہ اس کو روک لیں گے جانے نہیں دیں گے۔ چنانچہ کہا کہ اس کے لئے اُونٹنی تیار کر کے فلاں مقام پر کھڑی کردی جائے اور گھوڑا بھی۔ طائف میں لیا جائے، چنانچہ وہ رات کے وقت طائف سے نکلا اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کو ایڑھ لگائی اور اپنی اُونٹنی تک پہنچ گیا جہاں پر اس نے کہا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملا مالک بن عوف مسلمان ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے شعر کہے :

ما ان رایت و لا سمعت بمثله	فی الناس کلهم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی	واذا تشا یخبرك عما فی غد
واذا الكتيبة عردت انيابها	أم العدى فيها بكل مهند
فكانه ليث لدى اشباله	وسط الهباءة وخادر فی مرصد

میں نے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے تمام لوگوں میں محمد جیسا ایفاء عہد کرنے والا، بڑے بڑے عطیے دینے والا، جب تم چاہو تمہیں کل کے بارے میں بھی بتادے۔ جب لشکر اپنے سامنے کرتا ہے، لڑنے آتا ہے تو وہ تلوار ہندی سے حملہ کرتا ہے گویا کہ محمد ﷺ گھاٹی کا شیر ہے جو اپنے بچوں میں مگن رہے مگر اپنی گھاٹی کے اندر یا باہر گھات میں مستعد رہتا ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے عوف بن مالک کو ان کی قوم کے ان لوگوں پر ذمہ دار مقرر کردیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور یہ لوگ ثمالہ کے قبائل اور سلمہ کے قبائل تھے۔ اور ان میں وہ قتال کیا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ مل کر ثقیف والوں کے ساتھ ان کے لئے جو بھی دستہ بھیجا جاتا وہ اس پر غارت ڈالتے حتیٰ کہ اس کو نقصان پہنچاتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۱)

رضاعی ماں کا احترام .... (۹) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو عمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابو مسلم نے ان کو ابو عاصم نے، ان کو جعفر بن یحییٰ یعنی ابن ثوبان نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ان کے چچا عمارہ بن ثوبان نے، ان کو ابو طفیل نے

خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غلام تھا، تعریف کرتا تھا بڑے عطیے کی ۔ میں نے دیکھا رسول اللہ گوشت تقسیم کر رہے تھے مقام جعرانہ میں ۔ چنانچہ ان کے پاس ایک عورت آئی حضور ﷺ نے اس کے لئے چادر بچھادی ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی ماں ہے جس نے ان کو دودھ پلایا تھا ۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

رضاعی بہن کی سفارش .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن نجار مقری نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عمرو بن حماد نے حکم بن عبدالمالک سے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہوازن کی فتح ہوئی تھی ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں، میں شیما بنت حارث ہوں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم سچی ہو تو بتاؤ میری طرف سے کوئی نشانی ہے جو ختم نہیں ہوئی تو دکھاؤ؟ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا بازو کھول کر دکھایا، پھر بولی جی ہاں یا رسول اللہ میں نے تمہیں اُٹھایا تھا آپ چھوٹے تھے مجھے یہ چک کاٹ لیا تھا یعنی منہ سے کاٹ لیا تھا ۔ چنانچہ اس کے لئے رسول اللہ نے اپنی چادر بچھادی تھی پھر فرمایا آپ مجھ سے جو مانگئے ملے گا اور کوئی سفارش کیجئے سفارش مانی جائے گی ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۶۴)

رسول اللہ ﷺ کا رضاعی رشتوں کا احترام .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے، ابن وہب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے یہ کہ عمرو بن سائب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے ایک دن، تو حضور ﷺ کے رضاعی والد آ گئے آپ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد رضاعی ماں آ گئی اس کے لئے آپ نے کپڑے کا دوسرا حصہ دوسری جانب سے بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئی ۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آ گیا لہٰذا حضور خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھا دیا سامنے ۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۴)

باب ۱۸۸

عمرۃ النبی ﷺ جعرانہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ابن لہیعہ ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھا تھا ذیقعدہ میں پھر آپ مکے میں آئے اور اپنا عمرہ ادا کیا ۔ اور نبی کریم ﷺ جب حنین کی طرف نکلے تھے تو پیچھے معاذ بن جبل انصاری کو پھر سُلمی کو اہل مکہ پر خلیفہ بنایا اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان کو دین کی فہم دیں اور عمرۂ جعرانہ تین عمروں میں سے ایک تھا جو رسول اللہ ﷺ نے عمرے کئے تھے ۔ اس کے بعد نبی کریم مدینہ کی طرف لوٹ گئے تھے اور معاذ بن جبل کو مکے میں اہل مکہ پر خلیفہ بنا گئے تھے ۔

آپ مدینے میں آئے اور اللہ نے قرآن نازل کیا ۔ ارشاد ہوا :

لقد نصركم الله فى مواطن كثيرة ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا ـ وضاقت عليكم الارض بما رحبت ـ ثم وليتم مدبرين ـ (سورۂ اعراف: آیت ۲۵)

(اس کے بعد والی دو آیات بھی اسی سلسلے میں ہیں)

ارشاد ہوا البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بہت سارے مقامات پر ۔ خصوصاً حنین والے دن جب تمہاری کثرت تمہیں اچھی لگ گئی تھی مگر تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور تمہارے اُوپر زبردستی تنگی آ گئی تھی اپنی فراخی کے باوجود پھر تم پیٹھ پھیر کر لوٹنے تھے ۔

موسیٰ نے کہا ہے فتح حنین کی خبر لے کر سب سے پہلے جو مدینے میں پہنچے تھے وہ دو آدمی تھے، نبی عبد الاشہل سے حارث بن اوس اور معاذ بن اویس ۔ مکہ میں حضور ﷺ نے عتاب بن اُسید کو اور معاذ بن جبل کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا تعلیم قرآن کے لئے اور تفہیم دین کے لئے ۸ ھ میں لوگوں نے حج پرانے طرز پر کیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۳۶ ـ ۲۳۷)

عتاب بن اسید کو مکہ میں نائب بنانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور آپ نے بقایا غنیمتوں کے بارے میں حکم دیا۔ وہ مقام مجنہ میں روک لی گئیں، وہ اسی علاقے کے کونے کنارے پر واقع تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمرے سے فارغ ہوئے تو مدینے واپسی کے لئے لوٹے۔ اور اس وقت مکہ میں عتاب بن اُسید کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ کو ان کا نائب مقرر کیا اس لئے کہ وہ لوگوں کو دین میں سمجھ اور فہم دیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمرہ ماہ ذیقعدہ میں ہوا تھا اس کے بعد آپ مدینے میں تشریف لائے بقیہ ذیقعدہ مدینے میں ذی الحجہ میں آئے تھے۔ اور اسی سال لوگوں نے حج اسی کیفیت پر کیا تھا جس پر عرب حج کرتے تھے۔ اسی سال عتاب بن اسید نے حج کیا تھا ۸ ہجری میں۔ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے وہ سارے ذیقعدہ میں تھے سوائے اس کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۵/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو ہمام نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا حدیبیہ کے زمانے میں یا حدیبیہ سے ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا اگلے سال ذیقعدہ تھا اور ایک عمرہ جعرانہ سے تھا جہاں آپ ﷺ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں تھیں ذیقعدہ میں تھا، اور ایک عمرہ وہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ہدبہ بن خالد سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۴۳۹/۷۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۱۷ ص ۹۱۶/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو حماد نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور اس کے اصحاب نے عمرہ کیا تھا جعرانہ سے۔ اُس وقت انہوں نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا تھا تین بار اور چار بار معمول کے مطابق چلے تھے۔ اور انہوں نے اپنی احرام کی چادروں کو اپنی بغل کے نیچے کر لیا تھا پھر ان کو اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۱۸۸۴ ص ۱۷۷/۲)

حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال سے ممانعت .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر امام نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ہمام نے، ان کو عطا بن ابورباح نے صفوان بن یعلی بن منبہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ جعرانہ میں تھے، آپ نے جُبہ زیب تن کیا ہوا تھا اس پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ یا کہا تھا پیلے پن کا نشان تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیا کروں؟ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر وحی اُترنے لگی۔ آپ نے کپڑے سے چہرہ چھپا لیا یعلی کہتے تھے میں چاہ رہا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھوں جس وقت ان پر وحی اُتر رہی ہو۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عمر نے آپ کے چہرے سے کپڑا کا کنارہ اُٹھایا اور میں نے دیکھ لیا۔ یکایک آپ کی آواز تھی جیسے آواز غطیط ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غطیط البکر کی طرح یعنی جیسے جوان اُونٹ کی آواز ہوتی ہے۔ جب وہ کیفیت

حضورﷺ سے کھل گئی تو فرمایا کہ سائل کہاں ہے عمرے کے بارے میں؟ آپ اپنے سے پہلے کا نشان دھوڈالیں۔ یا کہا تھا خلوق یعنی خوشبو کا نشان دھوڈالیں اور آپ اپنا جبہ اُتار دیں اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کریں جو آپ اپنے حج میں کیا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریمﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے ایک آدمی کو منہ سے کاٹا تھا اس نے جب اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے والے دونوں دانت گر گئے جن سے کاٹا تھا۔ کہتے ہیں حضورﷺ نے اس کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ تم نے یہ چاہا تھا آپ ایسے کاٹ دیں جیسے نر اُونٹ کاٹ دیتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابونعیم وغیرہ نے اس نے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۵۔ فتح الباری ۹۰۹)

اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۶ ص ۸۳۶/۲)

اور بخاری اور مسلم سے نقل کیا ہے منہ سے کاٹنے والی حدیث کئی وجوہ سے عطاء سے اور یہ منہ سے کاٹنے والا قصہ غزوۂ تبوک کا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاجارہ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامہ ۳/۱۳۰۰۔۱۳۰۱)

نضیر بن حارث کے لئے رسول اللہﷺ کی دعا .... (۶) اور میں نے واقدی کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن شرجیل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا کہ نضیر بن حارث عقل مند لوگوں میں سے تھا، وہ کہتا تھا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور محمد علیہ السلام کے ساتھ ہمارے اُوپر احسان کیا کہ ہم اس حالت پر نہیں مریں گے جس پر ہمارے باپ دادا مر گئے تھے۔ اور جس کیفیت پر ہمارے بھائی، چچا زاد قتل ہو گئے تھے اس کے بعد اس نے نبی کریمﷺ کے ساتھ اس کی عداوت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ نکلا تھا حنین کی طرف اس وقت وہ انہی کے دین پر تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اگر محمد پر شکست ہوئی تو ہم اس پر غارت اور لوٹ ڈال دیں گے مگر ہمیں اس بات پر قدرت حاصل نہیں ہو سکی جب جعرانہ کا واقعہ ہوا تو اللہ کی قسم بیشک میں اس وقت تک اسی دین پر تھا جس پر تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا مگر رسول اللہ کے ساتھ کہ آپ، مجھے ملے فرمایا: اے نضیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ کہا کہ یہ بہتر ہے اس سے جو تو نے ارادہ کیا تھا حنین والے دن اس میں سے جو اللہ تیرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی ان کے پاس آیا۔ پس انہوں نے کہا کہ تحقیق وقت آ گیا ہے تیرے لئے یہ دیکھا جائے اس حالت کو جس میں تو واقع ہے۔ میں نے کہا تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو کچھ تو فائدہ دیتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ رسول اللہﷺ نے دعا دی اے اللہ اس کے ثبات واستقامت میں اضافہ فرما۔ نضیر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے گویا میرا دل ثبات واستقامت میں پتھر ہو چکا ہے دین کے معاملے میں۔ اور حق کی بصیرت میں رسول اللہﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت عطا کی۔

☆☆☆

باب ۱۸۹
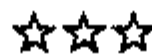
کعب* بن زہیر کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد
حضور ﷺ کی مدینہ واپسی کے بعد فتح کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن بن احمد اسدی نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر حزامی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج بن ذی الرقیبہ بن عبدالرحمن بن کعب بن زہیر بن ابی سُلمٰی والمزنی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب اور بجیر زہیر کے بیٹے روانہ ہوئے اور اُبرق عزّاف سیانے کے پاس پہنچے۔ بجیر نے کعب سے کہا تھا کہ تم کہیں جلدی سے ٹھہر جاؤ اس جگہ پر اور میں اس آدمی (محمد ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور سُن کر آتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا۔ کعب کو اس بات کی اطلاع مل گئی، اس نے جواب میں شعر کہے :

الا ابلغا عنی بجیرًا رسالة	علی ای شیء غیر ذلك دلكا
علی خلق لم الف اما و لا ابا	علیه ولم تدرك علیه اخا لكا
سقاك ابو بكر بكاس روية	وانهلك المامون منها وعلكا

بجیر کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ آخر کس لئے تم نے غیروں کی تباہی وہلاکت اپنے سر لی ہے۔ تم نے وہ بات اختیار کر لی ہے کہ نہ تو تمہارے والدین نے نہ ہی تمہارے بھائی نے اختیار کی ہے۔ اس نئی بات کو مامون (محمدا) نے بار بار سکھایا گویا وہ جام سے تھی جسے تمہیں دوبارہ پلایا گیا ہے۔

جب حضور ﷺ کے پاس اس کے اشعار پہنچے تو آپ نے اس کا خون ضائع اور رائیگاں قرار دے دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو ملے وہ اس کو قتل کر دے۔ لہٰذا بجیر اس کے بھائی نے یہ بات لکھ کر اپنے بھائی کو بھیج دی۔ اس میں اس کو نصیحت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون رائیگاں قرار دے دیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ تم بچ جاؤ میں نہیں سمجھتا تم خیر سے لوٹ جاؤ گے۔

اس کے بعد بجیر نے اس کو لکھا کہ اب یقین جانیے کہ رسول اللہ کے پاس جو بھی آدمی یہ شہادت لے کر آتا ہے لا الـه الا الله وان محمدًا رسول الله وہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کی یہ شہادت قبول کر لیتے ہیں اور اس کے جتنے گناہ ہوں سب ساقط کر دیتے ہیں جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو تو فوراً اسلام قبول کر لے اور فوراً آ جا۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہا۔ اس کے بعد وہ آ گیا۔ جونہی اس نے رسول اللہ کی مسجد کے دروازے پر سواری کو بٹھایا اور اندر داخل ہوا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ارد گرد صحابہ حلقہ بنائے ہوئے تھے، ایک کے پیچھے ایک حلقے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

---

*فائدہ : کعب بن زہیر بن ابوسُلمٰی مازنی اُونچے طبقے کے شعراء میں سے تھے۔ اہل نجد میں سے تھے، ان لوگوں میں سے ایک تھے جو جاہلیت میں بھی مشہور ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اس قدر ہجو کی تھی اور مسلمان عورتوں کے حسن پر اشعار کہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دے دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اسلام ظاہر کیا اور حضور ﷺ سے امان مانگی تھی۔ حضور نے امان دے دی۔ اور اسی پر قصیدہ بانت سعاد کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور اپنی چادر اُتار کر اس کو دی۔ کعب خود اور اس کا والد زہیر اور بھائی بجیر، بیٹا عقبہ، داماد عوام سب شاعر تھے۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے سواری بٹھائی مسجد کے دروازے پر پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو ان کی صفت سے پہچان لیا۔ میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسلام لے آیا، میں نے جا کر کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و انك رسول اللّٰہ .... الامان یا رسول اللّٰہ .... حضور نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں کعب ہوں بن زہیر ہوں۔ فرمایا وہی جو کہتا ہے؟ اس کے بعد ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیسے کہتے ہوا ے ابوبکر؟ چنانچہ ابوبکر نے میرے شعر کہہ دیئے :

سقاك ابو بكر بكاس روية وانهلك المامون منها و علكا

ابوبکر نے تمہیں سیراب کرنے والا پیالہ پلایا۔ پھر مامون (محمد ﷺ) تمہیں بار بار یہ جام پلائے۔

کعب نے کہا یا رسول اللہ ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کہا تھا؟ تو کعب نے کہا میں نے یوں کہا تھا :

سقاك ابو بكر بكاس روية وانهلك المامور منها و علكا

تجھے ابوبکر نے سراب کر دینے والا پیالہ پلایا ہے۔ مأمور یہ جام بار بار پلائے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ واقعی وہ مأمور ہے اللہ کی قسم۔ اس کے بعد کعب نے پورا قصیدہ کہہ سنایا، یہاں تک کہ اس کے آخر تک پہنچا۔ اور مجھے اس کا املا کروایا تھا حجاج ذالرقیبہ نے یہاں تک کہ وہ بھی اس کے آخر میں پہنچا اور وہ قصیدہ یہ تھا :

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول متيم عندها لم يغد معلول

سُعاد مجھ سے دور چلی گئی اس لئے اب میرا دل مریض ہے۔ اور وہ ایسا غلام واسیر ہے جس کے قید عشق سے کوئی فدیہ دیکر بھی رہائی دلانے والا نہیں ہے۔

اس نے کئی شعر ذکر کیے پھر کہا :

تسعى الغواة بدفيها وقيلهم بانك يا ابن ابى سُلمى لمقتول

مفسدین سعاد کے صحن خانہ میں دونوں طرف چغل خوری کی نسبت سے دوڑ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کعب تجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے :

يسعى الوشاة بجنبيها وقولهم خلوا طريق يديها لا ابا لكم

چغل خور اس کے دونوں طرف ہیں اور ان کی بات

فكل ما قدر الرحمٰن مفعول

میں نے دوستوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ مجھے میری راہ پر چھوڑ دو کیونکہ ہر وہ بات جسے اللہ مقدر کر دے ہو کر رہے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا :

خلوا طريقي لا ابا لكم

كل ابن انثى وان طالت سلامته يوماً على آلة حدباء محمول

نبئت ان رسول اللّٰه اوعدني والعفو عند رسول اللّٰه مأمول

مهلا رسول الذى اعطاك نافلة الفرقان فيه مواعيظ و تفضيل

کہ چھوڑ دو میرا راستہ تمہارا باپ نہ رہے کہ ہر شخص خواہ اس کی زندگی کتنی طویل ہو جائے ایک نہ ایک دن تنگ اور بلند تابوت پر اُٹھایا جائے گا یعنی آدمی موت سے کیا ڈرے کیونکہ ہر شخص خواہ اس کی عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا اور اسے تابوت میں رکھ کر سپرد خاک کیا جائے گا .... مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے عفو و درگزر کی امید ہے۔

اور ایک روایت میں ہے :

مہلا ھداك الذی اعطاك نافلة قرآن فیھا مواعیظ و تفضیل

لا تاخذنی باقوال الوشاۃ ولم اجرم ولو کثرت عنی الاقاویل

اے رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے مہلت دیں، مجھ پر رحم فرمائیں، آپ کو وہ اللہ عفوودرگزر کی راہ دکھائے جس نے آپ کو قرآن عطا کیا جس میں وعظ اور تفصیلات ہیں۔ آپ چغل خوروں کی بات پر میرا مواخذہ نہ کریں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں یوں ہے :

فلم اذنب، ولو کثرت فی الأقاویل

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگر چہ میرے بارے میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگر چہ میرے بارے میں باتیں بہت مشہور ہیں۔

اس کے بعد کئی بیت ذکر کئے ہیں اور کہا ہے :

ان الرسول لنور یستضاء به وصارم من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے اور آپ قاطع تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلواروں میں سے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے :

مھند من سیوف اللہ

ہندی تلوار اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔

فی فتیة من قریش قال قائلھم ببطن مکة لما اسلموا زولوا

آپ ان قریش جوانوں میں سے ہیں کہ جب وہ جماعت وادی مکہ میں اسلام لائی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے نقل مکانی یعنی ہجرت کر جاؤ یعنی جب قریش کی ایک جماعت کو جس نے وادی مکہ میں اسلام قبول کیا تکلیف بھی پہنچائی گئیں تو انہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا۔

اور قریش کی عصبیت کے بارے میں کہا :

زالوا فما زال انکاس ولا کشف عند اللقاء ولا حیل معازیل

ان مسلمان جوان قریش نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی وہ کمزور بوقت جنگ، بے سپر، بے شمشیر یا فن شہ سواری میں سے ناواقف اور نہتے نہیں تھے۔

اور ایک روایت میں ہے :

ولا میل معازیل

بغیر شمشیر بغیر ہتھیار نہتے نہ تھے۔

اس کے بعد کئی اشعار ذکر کئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اور مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معن بن عیسٰی نے، ان کو محمد بن عبدالرحمٰن اوقص نے ابن جدعان سے، وہ کہتے ہیں کعب بن زہیر بن ابو سُلمٰی نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں شعر سنائے۔ وہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو کعب بن زہیر نے شعر سنائے۔ بانت سعاد۔ مسجد مدینہ میں جب کعب اس شعر تک پہنچا :

ان الرسول لسيف يستضاء به مهند من سيوف الله مسلول
في فتية من قريش قال قائلم ببطن مكة لما اسلموا زولوا

رسول اللہ ﷺ البتہ ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہندی تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلوار ہیں۔ وہ قریش جوان ہیں۔ جب ان میں سے کہنے والے نے کہا تھا وادی مکہ میں جب مسلمان ہوگئے تھے کہ ہجرت کو چلو تو بہت سوں نے ہجرت کر لی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہاتھ سے لوگوں کی طرف تاکہ آئیں اور اس سے سنیں۔

اور تحقیق ہمارے شیخ نے ہمارے لئے اشعار پورے پورے ذکر کئے تھے۔ اڑسٹھویں امالی میں۔ اس میں کچھ کچھ نقص ہے جسے میں نے نقل نہیں کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینے میں آئے طائف سے واپسی کے بعد تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کی طرف خط لکھا، لہٰذا اس راوی نے وہ حدیث ذکر کی ہے اور اشعار ذکر کئے ہیں کافی اضافوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ کعب نے کہا تھا۔ المأمون۔ قول قریش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ جو وہ نہیں کہہ سکتے تھے۔

ابن اسحاق نے انصار کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں جس وقت وہ ناراض ہوگئے تھے کعب کی طرف سے قریش کی مدح کرنے پر۔ اور یہ سب کچھ آخر میں آئے گا مغازی کی جز ثالث عشر میں میرے اجزاء کی۔ وبا اللہ التوفیق

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۶۔۱۱۷)

باب ۱۹۰

مجموعہ ابواب غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک کی تاریخ کا ذکر۔ اور خوب تیاری کرنا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس کی طرف نکلنے کے لئے۔ اس لشکر کی تیاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار۔ اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرنا۔ اور اس جنگ سے پیچھے رہ جانا ان کا جو پیچھے رہ گئے تھے کسی عذر کی بنا پر یا منفعت کی بنا پر۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کرنے والے کے راز سے متعلق خبر دینا۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب آثارِ نبوّت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر اقامت کی رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ سے رجب تک۔ اس کے بعد آپ نے غزوہ روم کے لئے رومیوں سے جہاد کے لئے تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸)

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۶۵۔ المغازی للواقدی ۳/۹۸۹۔ بخاری ۶/۲۔ تاریخ طبری ۳/۱۰۰۔ عیون الاثر ۲/۲۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۔ شرح المواہب ۳/۶۲۔ نویری ۱۷/۲۵۲۔ تاریخ الخمیس ۲/۱۲۲۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۲۶۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ، ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ۔ اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ صحیح رُخ پر نکلتے تھے جنگوں کے سفر میں ، مگر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ان کا ارادہ کسی دوسری طرف کا ہے سوائے غزوۂ تبوک کے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے لوگو میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ آپ ﷺ نے ان کو بتادیا تھا ۔ یہ غزوہ سختی اور گرمی کی شدت میں ہوا تھا اور شہروں میں سخت قحط سالی کے وقت میں ۔ اور اُس وقت جبکہ مدینے میں پھل پکے ہوئے تھے اور جب لوگ اپنے پھلوں میں اور سایوں میں رہنا پسند کرتے تھے اور ان سے الگ ہونے کو ناپسند کررہے تھے ۔ یکا یک ایک دن رسول اللہ ﷺ اس جہاد کی تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک آپ نے جد بن قیس سے فرمایا اے جد کیا تمہیں بنوالاصفر کی بیٹیوں میں دلچسپی ہے ؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ البتہ تحقیق میری قوم جانتی ہے ۔ بے شک شان یہ ہے کہ کوئی ایک بھی زیادہ سخت نہیں ہے عورتوں کو پسند کرنے میں مجھ سے ۔ باقی میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بنوالاصفر کی عورتوں (رومیوں کی عورتوں کو) دیکھوں اور وہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دیں ۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اپنے مقصد کے خلاف (یعنی نہ جانے کی) مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا تحقیق میں نے اجازت دے دی ہے ۔ اللہ نے آیت اُتاری :

ومنهم من يقول ائذن لى ولا تفتنى الا فى الفتنة سقطوا

(سورۃ توبہ : آیت ۴۹)

ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نہ جانے کی اجازت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ پڑنے دیجئے ۔ خبردار وہ لوگ فتنے میں پڑ چکے ہیں ۔

(اللہ تعالیٰ) بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کرکے جس قدر فتنے میں پڑ گئے ہیں اور ان کا ذاتی طور پر جہاد سے نفرت کرنا یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس فتنہ سے جس سے وہ ڈر رہے ہیں ۔ یعنی رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں پڑنے سے ۔ اور بے شک جہنم کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کہنے والوں کے ماسواء کے لئے فرما رہے ہیں ۔ اور منافقوں میں سے ایک آدمی نے یہ کہا تھا :

لا تنفروا فى الحرّ ، کہ گرمی میں جہاد کے لئے مت نکلو ۔ اللہ نے فرمایا :

قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۸۱)

اے پیغمبر فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت گرم ہے ۔ کاش کہ یہ سمجھ سکیں ۔

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر کے لئے سخت محنت اور کوشش کی اور لوگوں کو بھرپور تیاری کا حکم دیا ۔ اور اہلِ غنیٰ کو خرچ کرنے پر اُبھارا اور اللہ کی راہ میں سامان اور سواری دینے کے لئے ۔ دولت مندوں میں سے کئی لوگوں نے سامان بنا کر دیا اور سواریوں کا انتظام کیا اور ثواب کی نیت سے کیا ۔ اور حضرت عثمان غنی ؓ نے اس جہاد میں عظیم خرچ کیا کسی نے ان سے زیادہ خرچ نہیں کیا تھا ۔ اور انہوں نے دوسو اُونٹ بمعہ سامان کے دیئے ۔

حضرت عثمان غنی کا ایثار اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے لئے بشارت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرائینی نے ، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو عمرو بن مرزوق نے ، ان کو سکن بن ابوکریمہ نے ولید بن ابوہشام سے ، اس نے فرقد بن ابوطلحہ سے ، اس نے عبدالرحمٰن خباب سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے جیش العسرہ پر اُبھارا ۔ پس حضرت عثمان بن عفان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ذمے ایک سو اونٹ ہیں اللہ کی راہ میں بمعہ ساز و سامان کے ۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (انفاق فی سبیل اللہ کے لئے) ابھارا اور جیش پر دوسری بار ۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان ؓ کھڑے ہو گئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ذمے دوسو اُونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں ۔

کہتے ہیں کہ پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اُبھارا جیش کے لئے ۔ پھر حضرت عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے تین سو اونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں ۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان کے ذمہ کوئی عمل باقی نہیں اس عمل کے بعد ۔ یا یوں فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد ۔

(ترمذی ۔ کتاب المناقب ۔ حدیث ۳۷۰۰ ص ۵/۶۲۵)

ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے اس کا تابع ذکر کیا ہے سکن بن مغیرہ سے ۔

(۴) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو ربیع بن سلیمان نے ، ان کو اسد بن موسیٰ نے ، ان کو ضمرہ بن ربیعہ نے ابن شوذب سے ، اس نے عبداللہ بن قاسم سے ، اس نے کثیر مولیٰ عبدالرحمٰن بن سمرہ سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہزار دینار لے آئے تھے جب آپ نے جیش العسرہ کی تیاری کی تھی عثمان نے وہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں انڈیل دیئے تھے ۔ نبی کریم ﷺ ان کو اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے عثمان پر کوئی نقصان نہیں جو کچھ وہ عمل کرے آج کے دن کے بعد ۔ بار بار آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا تھا ۔ (ترمذی ۔ کتاب المناقب ۵/۶۲۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ، ان کو ابوعوانہ نے حصین بن عبدالرحمٰن سے ، اس نے عمرو بن جاوان سے ، اس نے احنف بن قیس سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عثمان سے ، وہ کہہ رہے تھے سعد بن وقاص سے اور علی اور زبیر اور طلحہ سے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص جیش العسرہ کی تیاری کرادے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا ۔ لہٰذا میں نے ان کی تیاری کرادی تھی اس طرح پر نہ ان کے پاس لگام کی کمی چھوڑی نہ ہی پیر کی رسی کی ۔ وہ بولے اے اللہ واقعی یہ صحیح ہے ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے ، ان کو ابواسامہ نے برید سے ، اس نے ابوبردہ ؓ سے ، ان کو ابوموسیٰ نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے لئے حضور ﷺ سے سواری طلب کروں کیونکہ وہ ان کے ساتھ تھے جیش العسرہ میں ، یہی غزوۂ تبوک تھا ۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو سواری دیں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو کسی شے پر سوار نہیں کرسکتا ۔ میں جب ملا تو وہ ناراض بیٹھے تھے مگر میں نہیں سمجھ پایا تھا ۔ چنانچہ میں غمگین ہو کر واپس لوٹا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے اور اس بات کے ڈر کی وجہ سے کہ شاید رسول اللہ ﷺ اپنے دل میں مجھ پر ناراض ہوں گے ۔

لہٰذا میں اپنے احباب کے پاس آیا اور ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی ۔ میں نہیں ٹھہرا تھا مگر ایک لمحہ میں میں نے دیکھا یکایک آپ نے بلال کو بھیجا وہ اعلان کرنے لگے کہ عبداللہ بن قیس کہاں ہے ۔ میں نے ان کو جواب دیا ۔ اس نے بتایا تم پہنچو تمہیں رسول اللہ بلا رہے ہیں ۔ جب میں رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ لیجئے دو اُونٹ جو دونوں آپس میں بندھے ہوئے ہیں ۔ اور یہ دونوں ساتھ بندھے ہوئے ہیں یہ چھ اُونٹ میں نے ابھی ان کو سعد سے خریدا ہے ۔ رسول اللہ نے اسی وقت وہ سعد سے خریدے تھے) فرمایا لے جائیے ان کو اپنے احباب کے پاس اور کہئے کہ بے شک اللہ (یا کہا تھا بے شک رسول اللہ) سوار کر رہے ہیں تمہیں ان پر ۔ پس سوار ہو جاؤ ان پر ۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اپنے احباب کے پاس گیا اور میں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں سوار کر رہے ہیں ان پر لیکن اللہ کی قسم میں تمہیں ایسے نہیں چھوڑوں گا بلکہ تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ چلے ایسے شخص کی طرف جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی ہے ۔ جس وقت میں نے تمہارے لئے سواری مانگی تھی ۔ اور انہوں نے پہلی باری میں منع کردیا تھا ۔ پھر اس کے بعد یہ مجھے انہوں نے دی ہیں ۔ تم لوگ

یہ گمان نہ کرنا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات بتا رہا ہوں جو انہوں نے نہیں کہی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم بے شک آپ ہمارے نزدیک سچ کہنے والے ہیں اور البتہ ہم ضرور وہ کام کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔ چنانچہ ابوموسیٰ ان میں سے ایک فریق کو لے کر گئے حتیٰ کہ وہ ایسے بندے کے پاس گئے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی ان کو منع کرنے والی ان لوگوں کے بارے میں۔ پھر اسے سواریاں دی تھیں بعد میں ان لوگوں نے بھی ان کو وہ بات بتائی جو ان کو ابوموسیٰ نے بتائی تھی برابر برابر۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۴۱۵۔فتح الباری ۱۱۰/۸۔مسلم۔کتاب الایمان۔حدیث ۸ ص ۱۲۶۹/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر کچھ مرد مسلمانوں میں سے رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ رو رہے تھے، وہ سات آدمی تھے انصار میں سے اور دیگر میں سے۔ ان میں سے جو انصاری تھے وہ سالم بن عمیر اور علبہ بن زید، ابولیلیٰ، عبدالرحمٰن بن کعب، عمر بن حمام بن جموح، عبداللہ بن مغفل مزنی اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو مزنی تھے۔ ہرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تھی اور اہل حاجت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں موجود پاتا جس چیز پر تمہیں سوار کروں۔ لہٰذا وہ اس طرح واپس لوٹے کہ غم ناکامی سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اس پر کہ ان کے پاس اس قدر سرمایہ نہیں ہے جو وہ خرچ کریں۔

مجھے خبر پہنچی کہ یامین بن عمرو بن کعب ملا ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ بولے کہ ہم رسول اللہ کے پاس گئے تھے تاکہ ہمیں سواری دیں، ہم نے ان کے پاس سواری نہیں پائی جس پر وہ ہمیں سوار کریں اور ہمارے پاس بھی اس قدر سرمایہ نہیں ہے جس کے ساتھ ہم روانگی پر قادر ہوسکیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو پانی برداری کرنے والی اُونٹنی ان کو دے دی۔ وہ اس کو لے گئے اور حضور نے ان کو تھوڑا سا سامان سفر بھی دیا دودھ وغیرہ۔ چنانچہ وہ دونوں مجاہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

بہر حال علبہ بن زید رات کو نکلا، اس نے رات کو نماز پڑھی جس قدر اللہ نے چاہا پھر وہ اللہ کی بارگاہ میں روئے کہ اے اللہ! آپ نے ہی جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں ترغیب دلائی ہے، پھر آپ نے میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں دیا جس کے ذریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے پر قادر ہوسکوں اور آپ نے رسول اللہ کے ہاتھ میں بھی اس قدر نہیں دیا کہ وہ جس سے مجھے سواری دیں اور بے شک میں صدقہ کرتا ہوں ہر مسلم پر ہر زیادتی کے بدلے جو مجھے پہنچی ہے مال میں یا بدن میں یا عزت میں۔ پھر انہوں نے صبح کی لوگوں کے ساتھ اس وقت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہاں ہیں آج رات صدقہ کرنے والے؟ کوئی بھی نہ اُٹھا۔ دوبارہ فرمایا کہ کہاں ہیں صدقہ کرنے والا؟ پھر بھی کوئی نہ اُٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوگئے اور ان کو خبر دی رسول اللہ نے۔ فرمایا خوش ہوجایئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ تحقیق لکھ دیا گیا ہے قبول شدہ صدقہ میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۱/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵)

اور آئے عذر کرنے والے دیہاتیوں میں سے حضور ﷺ کے پاس اللہ نے ان کا عذر قبول نہ کیا۔

(ذکر کیا ہے) کہ وہ بنوغفار کا ایک گروہ تھا۔ کہا یہ کہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ تھا ان کی نیت ڈھیلی ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے۔ یہاں تک کہ پیچھے رہ گئے تھے بغیر شک اور فریب کے۔ ان میں سے ایک کعب بن مالک تھے جو کہ بنوسلمہ کے بھائی تھے۔ اور مرارۃ بن ربیع تھے بنوعمر بن عوف کے بھائی اور ہلال بن اُمیہ بنوواقف کے بھائی اور ابوخیثمہ بنوسالم بن عوف کے بھائی۔ یہ سچا گروہ تھا ان کے اسلام میں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن نکلے اور حضور نے اس موقع پر مدینے میں اپنا نائب وخلیفہ مقرر کیا تھا محمد بن مسلمہ انصاری کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۲/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵)

جب رسول اللہ ﷺ نکلے تو اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع پر جمع کیا تھا۔اس کے ساتھ تیس ہزار لوگ تھے اور عبداللہ بن اُبی نے الگ لوگوں کو جمع کیا اللہ کے دشمن نے مقام ذی حدہ پر اپنے لشکر کو ان کے نیچے کی جانب ۔لوگوں کے گمان کے مطابق کم لوگ تھے ۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے تو عبداللہ بن اُبی مسلمانوں سے پیچھے لوٹ آیا ان دیگر لوگوں کے ساتھ جو منافقین میں سے اور اہل شک میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۲/۴۔البدایۃ والنہایۃ ۷/۵)

رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اپنے اہل خانہ پر اور ان کو ان میں ٹھہرا رہنے کا حکم دیا تھا جس سے منافقین کانپنے لگے اور کہنے لگے اس کو پیچھے رسول اللہ اس لئے چھوڑ رہے ہیں کہ یہ جانا نہیں چاہتے تھے اور ان کو جانے کی ہمت بھی نہیں تھی ۔جب منافقوں نے یہ باتیں کیں تو حضرت علی نے ہتھیار اُٹھائے اور سیدھے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے ،اس وقت حضور مقام جُرف میں اُترے ہوئے تھے۔ عرض کیا یارسول اللہ منافق لوگ اس طرح باتیں کررہے ہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ میں نے تجھے چھوڑا ہے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے جن کو پیچھے چھوڑ کر جارہا ہوں، تم واپس لوٹ جاؤ۔تم میرے گھر میں میری نیابت کرو میرے اور اپنے اہل خانہ میں ۔کیا تم راضی نہیں ہوا ے علی کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے مگر فرق یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔لہٰذا وہ مدینہ واپس چلے گئے اور حضور اپنے سفر پر روانہ ہوگئے ۔

بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے .... (۸) ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد طیالسی نے ،ان کو شعبہ نے حکم سے ،اس نے مصعب بن سعد سے ،اس نے سعد سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا غزوہ تبوک کے موقع پر۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے اور استشہاد لائے ہیں بخاری ابوداؤد کی روایت کے ساتھ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عامر بن سعد بن ابووقاص اور ابراہیم بن سعد بن ابووقاص نے اپنے والد سے۔

(بخاری۔کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ۔مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ۔حدیث ۳۰۔۳۱)

باب ۱۹۱

حضرت ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما کا پیچھے سے جا کر

رسول اللہ سے ملنا حضور ﷺ کے نکلنے کے بعد اور ان دونوں کی آمد پر جو کچھ فرمایا اس میں جو کچھ ظاہر ہوا اور حضور ﷺ کا ابوذر کی وفات ،ان کا حال ذکر کرنا۔آثار نبوّت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس بن بکیر نے ،ان کو ابن اسحاق نے ،وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ غزوہ تبوک کی طرف روانہ ہوگئے تو بار بار آدمی پیچھے ہورہے تھے اور کہہ رہے تھے یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص بھی نہیں جارہا۔ حضور ﷺ فرماتے چھوڑو اس کو اگر اس جہاد میں اس کا تعاون بہتر ہوا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملادے گا۔اور اگر اس کے علاوہ کوئی بہتری ہے تو یہ سمجھو کہ اللہ نے تمہیں اس سے چھٹکارا دیا ہے۔التاریخ الکبیر ۲:۲:۱)

یہاں تک کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے اُونٹ نے ان کو تاخیر کرا دی، تو آپ نے فرمایا: چھوڑ دو اس کو، اگر اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ملا دیں گے، اور اگر خیر نہ ہوئی تو تم اللہ کا فیصلہ دیکھ لوگے۔ ابوذر تو اپنے اُونٹ کے ساتھ چپک کر رہ گئے جب تاخیر ہوگئی۔ اس نے اپنا سامان اُٹھایا اپنی پیٹھ پر ڈالا پھر حضور کے پیچھے پیچھے پیدل نکل گئے۔ حضور اپنی بعض منازل پر اُترے تو مسلمانوں میں سے کسی نے دیکھا تو کہا یارسول اللہ! کوئی آدمی راستے پر پیدل چلا آرہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کرے ابوذر ہو۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہنے لگے یارسول اللہ واقعی وہ تو ابوذر ہی ہے اللہ کی قسم۔ رسول اللہ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ ابوذر پر رحم کرے اکیلا اور پیدل چلا آرہا ہے، وہ مرے گا بھی اکیلا ہوگا۔ اور اُٹھایا جائے گا جب قبر سے تو اکیلا ہی ہوگا۔

تو انقلاب زمانہ سے ابوذر ربذہ کے مقام پر پہنچ گئے تو جب موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ میری موت واقع ہو جائے تو غسل و کفن کے بعد اُٹھا کر راستہ کے کنارے کھڑے ہو جانا اور تمہارے پاس سے جو پہلا قافلہ گزرے اس کو بتانا یہ ابوذر ہے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے بعد انہوں نے ایسا ہی کیا تو دیکھا کہ دُور سے ایک قافلہ آرہا ہے، جب وہ قافلہ قریب آیا تو اس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ تو بیوی اور خادم نے بتایا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ زور سے روئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی۔ پس وہ اُترا بذات خود ان کو دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۶/۴-۱۳۷۔ تاریخ ابن کثیر ۸/۶)

اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ ابوخیثمہ بنوسالم کا بھائی واپس آیا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے کئی دن بعد اپنے گھر والوں کی طرف سخت گرمی کے دن۔ اس نے اپنی دو عورتوں کو پایا کہ اس کے لئے دونوں خیموں میں جوان دونوں کے لئے تھے باغ کے اندر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا دونوں نے اپنے اپنے خیمے میں، اور ہر عورت نے ابوخیثمہ کے لئے پانی ٹھنڈا بنایا ہوا تھا اور اس میں اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ جب داخل ہوا وہ دونوں خیموں کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ رک کر اس نے ان دونوں عورتوں کی طرف دیکھا اور ان کی محنت کو دیکھا جو اس کے لئے کی تھی۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ دھوپ میں ہوں، گرم ہوا میں ہوں، شدید گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے تلے ٹھنڈے پانی میں اور تیار کھانوں میں اور خوبصورت عورتوں میں اپنے مال میں مقیم ہو؟ یہ انصاف نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی کے خیمے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ پہلے رسول اللہ کے پاس جاؤں گا۔ تم دونوں میرے لئے سامان سفر تیار کر دو، ان دونوں نے کر دیا۔

اس کے بعد اس نے اپنی پانی بردار اُونٹنی کو تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں جا نکلا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے ان کو مقام تبوک جا پایا جب وہ وہاں اُتر چکے تھے۔ راستے میں ابوخیثمہ کو عمیر بن وہب جمحی نے پالیا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا یوں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ تبوک کے قریب جا پہنچے۔ ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میرا ایک گناہ ہے تیرے اُوپر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تو پیچھے ہو جا، میں پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہوں، اس نے مان لیا۔ یہ خاموشی سے گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا وہ تبوک میں اُترے ہوئے تھے۔

لوگوں نے کہا کہ یہ کوئی سوار ہے جو راستے پر چلا آرہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہونا چاہئے یا یہ کہ ابوخیثمہ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم وہ وہی ہے ابوخیثمہ۔ جب اس نے سواری بٹھائی آیا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے زیادہ بہتر تھا ابوخیثمہ (یعنی تو ہلاک کے قریب ہو چکا تھا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو خبر سُنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا خیراً بہت اچھا ہے اور اس کے بعد خیر کی دعا فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴۳/۴-۱۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعُلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے،

اپنے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی، آپ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے لوگوں میں نکلنے کا اعلان کردیا، اسی غزوہ کا ان کو حکم دے دیا۔ وہ واقعہ شدید گرمی میں ہوا تھا اور موسم خریف کی راتوں میں جبکہ لوگ اپنے کھجوروں سے سال بھر کی روزی بنانے میں مصروف تھے۔ لہٰذا اس جہاد سے یا رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگ مؤخر ہوگئے اور کہنے لگے کہ رومیوں سے لڑنے کی ہمیں طاقت نہیں۔ لہٰذا منافق پیچھے ہوگئے اور دل میں باتیں بنانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ کر کبھی بھی ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ لہٰذا وہ لوگ بہانے کرنے لگے اور آپ کی اطاعت سے گریز کرنے لگے، اور مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے اس بارے میں عذر اور مجبوری تھی۔ کچھ ان میں سے بیمار تھے کچھ تنگ دست تھے۔ ان میں سے چھ آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے سارے تنگ دست تھے۔ وہ سواری مانگ رہے تھے حضور ﷺ سے، پیچھے رہنے کو پسند نہیں کررہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

یہ لوگ مایوس ہوکر لوٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس حزن وغم کی وجہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے ان میں سے بعض بنو مسلمہ سے تھے، عمرو بن عثمہ اور بنو مازن بن نجار میں سے ابو لیلیٰ عبدالرحمن بن کعب۔ اور بنو حارثہ میں سے علبہ بن زید۔ اور بنو عمرو بن عوف میں سے سالم عمیر اور ہرمی بن عبداللہ۔ وہ بنو بکاء کہہ کر پکارے جاتے تھے اور عبداللہ بن عمر مزینہ میں سے۔ یہ وہ لوگ تھے جو رو پڑے تھے۔ اللہ نے جھانک لیا تھا ان کے دلوں کے اندر کہ وہ جہاد سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے دل وجان سے کوشش بھی کررہے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر ان کا عذر بھی اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا :

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للّٰہ ورسولہ

(سورہ توبہ : آیت ۹۲)

کمزوروں اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں اور ان لوگوں پر بھی جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے جبکہ وہ دل سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے مخلص ہیں۔

(یہ آیت اس کے بعد کی دو آیات)

جد بن قیس سلمی حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے ان کے ساتھ کچھ افراد تھے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے میں شدید شہوت مردانہ کا مریض ہوں میری بیماری میرے لئے عذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ تیاری کریں آپ صاحب حیثیت ہیں۔ شاید کہ تو کسی رومی عورت کو سواری پر پیچھے بٹھا کر لے آئے (یعنی جہاد کے نتیجے میں لونڈی قیدی عورت غنیمت میں مل جائے)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے رخصت دے دیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ لہٰذا یہ آیت اتری :

ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی۔ (سورہ توبہ : آیت ۴۹)

کچھ ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں رخصت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈالیئے۔

(اور اس کے ساتھ پانچ آیات اور)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور مؤمن آپ کے ساتھ تھے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے غنمہ بن ودیعہ بھی تھا بنو عمرو بن عوف میں سے۔ اس سے کہا گیا تمہیں کس چیز نے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رکھا حالانکہ تو تو صاحب حیثیت اور آسودہ حال ہے؟ اس نے کہا کہ ہم ضروری باتوں میں مصروف ہیں اور کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے اس بارے میں آیت اتاری اور ان لوگوں کے بارے میں جو منافقین میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ۔ (مسلسل تین آیات)

(سورہ توبہ : آیت ۶۵)

اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو باتوں میں مصروف ہیں کھیل میں مشغول ہیں۔

اور ابوخثیمہ پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے بنو سالم بن عوف میں سے۔ وہ اپنے باغ میں داخل ہوئے اور کھجوریں اپنے پھلوں سے لدی ہوئی تھیں اور عریش وسائبان پانی کا چھڑکاؤ کیے ہوئے تھے اور اس کی بیوی مہندی لگائے تیار ہوئے بیٹھی تھی۔ کہتے ہیں کہ ابوخثیمہ نے اپنی بیوی کو دیکھا تو اس کو بہت ہی اچھی لگی۔

وہ کہنے لگا میں ہلاک ہو گیا رب کعبہ کی قسم، اگر میں اللہ پاک میری توبہ قبول نہ کرلے۔ میں تو گھنی کھجوروں کے سائے میں رہوں گا اور رسول اللہ ﷺ شدید گرمی میں اور شدید گرم ہوا میں ہوں گے۔ ان کی گردن میں تلوار لٹکی ہوگی اور حالانکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر رکھے ہیں پھر بھی وہ اللہ کی رضا کی تلاش میں نکل گئے ہیں اور دار آخرت کی تلاش میں۔ چنانچہ ابوخثیمہ نے اپنی اونٹنی کی ناک میں نکیل ڈالی اور کھجوروں کا توشہ باندھا تھیلی میں اور پانی کا لوٹا باندھا۔ اس کی بیوی بلاتی رہ گئی جب وہ کوچ کر رہے تھے اے ابوخثیمہ میرے پاس تو آ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف توجہ نہیں کروں گا حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آؤں گا تاکہ وہ میرے لئے معافی مانگیں۔

اور کہا ہے عبیداللہ بن عمر بن حفص نے، اس کو جو کچھ کہا گیا اس میں تھا کہ کھجوریں تباہ ہوجائیں گی جو اس نے کاشت کی تھیں۔ وہ بولے کہ جہاد کرنا کھجوروں سے زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور چلا گیا راستہ میں عمیر بن وھب جمحی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مکے سے آرہا تھا اور جہاد کے لئے جارہا تھا لہٰذا دونوں ساتھ ہولئے۔

جب تبوک نظر آ گیا تو ابوخثیمہ نے عمیر سے کہا میرا ایک گناہ ہے وہ یہ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ آپ مجھ سے پیچھے ہوجائیں، آپ کے اُوپر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ لہٰذا عمیر پیچھے ہو گیا اور ابوخثیمہ چلا گیا۔ جب ابوخثیمہ نے تبوک کا نظارہ کیا تو مسلمانوں نے بھی اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ سوار مدینے سے آرہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخثیمہ ہوگا چنانچہ ان کے پاس ابوخثیمہ بھی آ گیا اور وہ رو رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخثیمہ جو کچھ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ تو تیرے لئے اولیٰ اور بہتر تھا۔ ابوخثیمہ نے کہا اے اللہ کے نبی میں قریب تھا کہ میں ہلاک ہوجاتا آپ سے اپنے تخلف کی بنا پر، کیونکہ دنیا میرے لئے سنور کر آراستہ ہو چکی تھی اور میرا مال میری نظر میں خوبصورت لگ رہا تھا۔ قریب تھا کہ میں اس کو جہاد پر پسند کر لیتا مگر اللہ نے مجھ پر نکلنے کا عزم پکا کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ حضور ﷺ جب نکلے تھے وہ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے اور کفار عرب کا آپ کے قدموں کی انتہا آپ کا تبوک میں اُترنا تھا۔

لفظ حدیث موسیٰ بن عقبہ اور حدیث عروہ اسی مفہوم میں ہے مگر شان یہ ہے کہ اس میں قول عبیداللہ بن عمر نہیں ہے۔ اور عروہ میں یہ اضافہ ہے اس کے آخر میں کہ یہ واقعہ اس وقت میں ہوا جب پانی اس میں کم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی کا چلو بھرا اور اس سے کلی کی۔ اپنے منہ سے پھر اس میں لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ پانی اس سے جوش مارنے لگا یہاں تک کہ برتن بھر گئے۔ یہ اسی طرح ہے اس وقت تک۔

☆☆☆

باب ۱۹۲

غزوۂ تبوک کو العُسرہ نام رکھنے کا سبب اور وجہ تسمیہ اور بقیہ سامانِ سفر میں اور پانی میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا ظہور نیز منافقین کے قول کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خبر دینا آپ کی غیر موجودگی میں پھر آپ ﷺ کی اُونٹنی کے مقام کے بارے میں آثارِ نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ نے۔ وہ احمد بن حنبل ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

والذین اتبعوہ فی ساعة العسرة ۔ (ترجمہ) وہ لوگ جو (پیغمبر) کے پیچھے گئے عسرۃ وشکل وقت میں۔

کہتے ہیں وہ نکلے تھے غزوۂ تبوک میں دو دو تین تین آدمی ایک ایک اُونٹ پر۔ اور شدید گرمی میں نکلے تھے ایک دن ان لوگوں کو شدید پیاس لگی تھی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کرنے لگے تا کہ وہ ان کے کوہان اور معدے کو نچوڑ کر پانی پی سکیں۔ یہ تنگی اور سختی پانی کی تھی خرچے کی تھی دھوپ گرمی کی تھی۔

قلیل طعام میں برکت کا ظہور .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلی موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحٰق انماطی نے، ان دونوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوالنضر نے، ان کو حدیث کی ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی عبیداللہ اشجعی نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں لہٰذا قوم کا سامان ختم ہو گیا تھا حتیٰ کہ کسی کسی نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کر ڈالیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ جمع کر لیں لوگوں کے پاس جو سامان باقی رہ گیا ہے اور آپ پھر دعا فرما دیں (تو شاید بہتر ہوگا)۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ کہتے ہیں جس کے پاس گیہوں کے دانے تھے وہ گیہوں لے آیا کھجوروں والا کھجوریں لایا۔

مجاہد کہتے ہیں جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیاں لایا۔ انہوں نے پوچھا کہ گٹھلیوں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے (مجبوری کے وقت) اور اس پر پانی پی لیتے تھے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بھر لئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا :

اشهد ان لا اله الا الله وانى رسول الله

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ان دو شہادتوں کے ساتھ جو بھی اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ وہ ان میں شک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن نضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۱/۵۵۔۵۶)

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حافظ نے، ان کو عبداللہ بن زیدان نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابوہریرہ سے یا ابوسعید خدری سے۔ اعمش کو شک ہے۔ وہ کہتے ہیں جب غزوۂ تبوک کا دن تھا لوگوں کو شدید بھوک لگی (کھانے کو کچھ نہیں تھا)۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے پانی بردار جانور ذبح کرلیں ہم کھائیں گے بھی اور ہم چربی کرتیل کے طور پر استعمال کریں گے رسول اللہ نے فرمایا کرلو۔ حضرت عمر آئے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گے بلکہ آپ ان کا بچا ہوا سامان سفر منگوالیں اور اس پر ان کے لئے اللہ سے برکت کی دعا مانگ لیں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے۔ رسول اللہ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے۔ حضور نے دستر خوان منگوا کر بچھایا اس کے بعد آپ نے لوگوں کے بقایا زادِ سفر منگوائے۔ لوگوں نے مکئی کی مٹھی لانا شروع کی کوئی کھجور کی مٹھی لایا کوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا لایا حتی کہ دستر خوان پر تھوڑا سا سامان جمع ہوگیا۔ رسول اللہ نے برکت کی دعا کی پھر کہا ان سے کہ اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اپنے برتن، کھانے کا سامان لے جاؤ حتی کہ پورے لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا مگر اس کو بھر دیا۔ لوگوں نے اس کو کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے اور مزید بچ بھی گیا رسول اللہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص ان دو کلموں کے ساتھ اللہ سے ملے گا بغیر کسی شک کے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶۔۵۷)

اور روایت کیا گیا ہے سہیل بن صالح سے اس نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ۔ سے بغیر شک کے یہ کہ نبی کریم غزوات میں سے ایک غزوہ میں تھے جن میں غزوہ کیا تھا۔ اور اس کو روایت کیا ہے عاصم بن عبیداللہ نے اپنے والد سے، اس نے اس کے دادا عمر بن خطاب سے اور کہا غزوۂ تبوک میں اور روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے کسی غزوے میں۔

اور روایت کیا گیا ہے ابوحبیش غفاری سے وہ کہتے ہیں میں نکلا رسول کے ساتھ غزوہ تہامہ میں۔ حتیٰ کہ جب ہم لوگ عسفان میں تھے۔ پس انہوں نے اس قصہ کو ذکر کیا ہے اور اضافہ کیا ہے۔ پھر اجازت دی کوچ کرنے کی جب انہوں نے کوچ کیا بارش ہوگئی جس قدر لوگوں نے چاہا حضور ﷺ اُتر پڑے اور لوگ بھی اُترے اور بارش کا پانی پیا۔

اور احادیث سب کی سب متفق ہیں حضور کی دعا کے بارے میں بقیہ زادِ سفر میں۔ اور اللہ کی طرف سے رسول اللہ کی دعا کی قبولیت بصورت برکت کے اس میں، حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور مزید بچ گیا۔

حضور ﷺ کی دعا اور بارش کا برسنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد دعلج نے احمد بن دعلج نے، ان کو ابن خزیمہ نے، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعد بن ابوہلال نے عتبہ بن ابوعتبہ سے، اس نے نافع بن جبیر سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ بے شک کہا گیا عمر بن خطاب سے ہمیں حدیث بیان کیجئے ساعۃ العسرہ کی حالت کے بارے میں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ہم لوگ تبوک کی طرف نکلے شدید گرمی میں اور ہم لوگ ایک ایسی منزل پر اُترے جس میں ہمیں شدید پیاس لگی حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرنے لگے کہ ہماری گردنیں ابھی ٹوٹ جائیں گی۔ یہاں آدمی دوسرے آدمی کو تلاش کرنے جاتے تو واپسی سے پہلے یہ خیال ہوتا کہ ابھی گردن ٹوٹ جائے گی۔ لوگوں نے اپنے اُونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا کہ وہ ان کے پیٹ سے گوبر کو نچوڑ کر پئیں گے اور جو باقی رہے گا اس کو اپنے جگر پر لگائیں گے۔

ابوبکر صدیق نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو معاوضہ دیا ہے دعا میں خیر کا، پس آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے۔ فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں۔ لہٰذا حضور نے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ ابھی واپس نہیں کئے تھے کہ آسمان پر بادل آ گیا سایہ کرکے،

پھر اُچھل پڑا۔ لہٰذا انہوں نے سارے برتن بھر لئے جو ان کے پاس تھے۔ اس کے بعد ہم نے جا کر دیکھا تو وہ بادل صرف لشکر کے اوپر تھا آگے نہیں تھا۔ (الزوائد للہیثمی ۶/۱۹۴۔۱۹۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ کہتے ہیں لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی پس اللہ سے آپ نے دعا کی، اللہ نے بادل بھیجا اس نے بارش برسائی، حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے اور انہوں نے پانی سے اپنی اپنی ضرورتیں پوری کیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۹)

عاصم کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے کچھ مردوں نے کہ منافقوں میں سے ایک معروف آدمی تھا اس کا نفاق معروف تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا جہاں بھی حضور جاتے تھے جب لوگوں کا معاملہ پیاس کے معاملے میں ہوا جو معروف ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اللہ نے بادل بھیجا، بارش برسائی حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئے۔ ہم اس منافق کے پاس آئے، ہم نے کہا ہلاک ہو جائے کیا اس دعا کی قبولیت کے بعد کسی شک کی گنجائش رہ گئی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں پس وہ ایک بادل گزر رہا تھا (یعنی اس کم بخت نے دعاء رسول کی برکت کو نہ جانا بلکہ بادل کی اتفاقی آمد کو جانا)۔

بہرحال بے شک رسول اللہ ﷺ چلے حتیٰ کہ ہم لوگ بعض راستے میں تھے کہ حضور کی اُونٹنی گم ہو گئی۔ آپ کے بعض اصحاب اس کی تلاش میں نکل گئے۔ رسول اللہ کے پاس عمارہ بن حزم انصاری بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس زید بیٹھا تھا۔ زید نے کہا کیا محمد یہ دعویٰ نہ رکھتا کہ وہ نبی ہے؟ اور تمہیں آسمان کی خبریں بھی دیتا ہے؟ مگر وہ اپنی اُونٹنی کا معاملہ نہیں جانتا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ عمارہ بن حزم ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ محمد تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبر دیتا ہے مگر اس کو یہ نہیں پتا کہ اس کی اُونٹنی کہاں ہے؟ اور بے شک میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم مگر صرف وہی جو مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔ اللہ نے مجھے اس کے بارے میں بتا دیا ہے، یہ اُونٹنی وادی میں ہے درخت نے اس کو روک رکھا ہے اس کے ساتھ اس کی مہار اُلجھ گئی ہے۔ جاؤ جا کر اس کو لے آؤ۔ عمارہ اپنے سامان پر گیا ان کو جا کر اس نے یہ بات بتائی جو رسول اللہ نے بتائی تھی آدمی کی خبر۔ اس آدمی نے کہا جو عمارہ کے سامان پر تھا کہ یہ بات تو زید نے کہی تھی اللہ کی قسم تیرے آدمی سے پہلے۔

پھر عمارہ زید کے پاس آئے اس کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہا کہ میرے سامان میں خوفناک چیز ہے، میں نہیں جانتا تم نکل جاؤ ہم سے، اے اللہ کے دشمن ہمارے ساتھ نہ رہ۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پھر زید نے توبہ کر لی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ وہ اسی نفاق پر مصر رہا حتیٰ کہ ہلاک ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔۱۳۶)

اور ہم نے سواری کے قصے میں اس کے مشابہ روایت کی ہے حدیث ابن مسعود سے بطور موصول روایت کے۔

☆☆☆

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کی اپنے سفر کے دوران حجر ثمود پر آمد

اور آپ ﷺ کا منع کرنا اہلِ حجر پر داخل ہونے سے اور حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے گا جو اپنے آپ کچھ بھی دفاع نہیں کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبداللہ بن دینار سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ نے، ان کو مالک بن انس نے عبداللہ بن دینار سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا تھا تم لوگ اس عذاب دی ہوئی قوم پر داخل نہ ہونا، ہاں مگر یہ کہ اگر تم جاؤ روتے ہوئے اور اگر تم روتے ہوئے داخل نہ ہوسکو تو مت جاؤ ان پر، کہیں تمہیں بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

اور ابن عیینہ کی ایک روایت میں یوں ہے، یہ قوم یعنی اصحاب ثمود۔ اور فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں انہیں کی مثل عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابو اویس سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبداللہ سے۔ (فتح الباری ۶:۵۳۰۔ ۸:۳۸۱۔ مسلم ۴:۲۲۸۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابو حسین محمد بن محمد بن یعقوب نے ان کو ابو عروبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسکین نے، ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر مقام الحجر میں اُترے تھے تو صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ وہاں پانی بھریں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے وہاں کے پانی سے آٹا گوندھا لیا تھا اور وہاں سے پانی بھر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ گوندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور وہ بھرا ہوا پانی گرادیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مسکین سے، اسی طرح ہے اس روایت میں حکم دیا گوندھے ہوئے آٹے کو پھینکنے کا اور اسی طرح مروی ہے سبرہ بن معبد سے اور ابو الشموس سے، یہ کہ نبی کریم نے حکم دیا تھا طعام پھینک دینے کا۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاہم صالحا)

ارضِ ثمود کے کنویں کے استعمال سے ممانعت .... (۳) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شعیب بن اسحاق نے، ان کو عبیداللہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے اس کو خبر دی ہے کہ لوگ اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مقام الحجر میں ارض ثمود میں سے، انہوں نے ان کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھر لو جس پر صالح علیہ السلام کی اُونٹنی آیا کرتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حکم بن موسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق۔ حدیث ۴۰ ص ۴/۲۲۸۶)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث انس بن عیاض سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، اسی طرح کہا ہے بخاری نے اور اس کے متابع لایا ہے اسامہ سے وہ نافع سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم ۴/۱۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن حسن بن محمد قاسم نے غضائری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل بن ثابت نے، ان کو ابو النصر ہاشم بن قاسم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسعودی نے اسماعیل بن واسط سے، ان سے محمد بن ابو کبشہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں تھے تو لوگوں نے مقام حجر کی طرف دوڑنا شروع کیا کہ ان پر داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں میں اعلان کردیا گیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ، جماعت ہو رہی ہے۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے اُونٹ کو روکے ہوئے تھے اور وہ فرما رہے تھے کس لئے تم داخل ہوتے ہو اس قوم پر جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟

ایک آدمی نے آواز لگائی اور کہا کہ ان سے تعجب اور عبرت حاصل کریں یا رسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات کی خبر دوں جو اس سے زیادہ تعجب اور حیرت کی بات ہے؟ ایک آدمی ہے تمہارے اپنے نفسوں میں سے وہ تمہیں خبر دیتا ہے اس واقعہ کی جو تم لوگوں سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔

سیدھے چلو اور درست چال چلو بے شک اللہ عزوجل کوئی پرواہ نہیں کرتا تمہیں عذاب دینے کے بارے میں کچھ بھی۔ اور عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اپنے آپ سے کسی چیز کو نہیں روک سکیں گے۔

باب ۱۹۴

نبی کریم ﷺ کا تبوک کے چشمے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہنچنے کا وقت بتانا

اور اس میں جو کچھ ظاہر ہوا۔ اور حضور ﷺ کا اس چشمے سے وضو کرنا اور اس کا پانی زیادہ ہو جانا۔ اور حضور ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہنا اور ویسے ہو جانا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ یہ سب امور آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابو الزبیر مکی سے، اس نے ابو طفیل عامر بن واثلہ سے، کہ معاذ بن جبل نے اس کو خبر دی ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ نکلے تھے تبوک والے سال۔ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر میں جمع کرتے رہے اور مغرب وعشاء میں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں دیر کی دیر سے آئے اور ظہر و عصر اکٹھے پڑھائی، پھر اندر چلے گئے پھر باہر آئے تو مغرب اور عشاء اکٹھے پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب صبح کل انشاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اور تم لوگ ہرگز نہیں پہنچو گے اس پر مگر اس وقت جب دن چڑھ کر چاشت کا وقت ہو چکا ہوگا۔ جو شخص پہلے تم میں سے پہنچ جائے وہ اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم لوگ پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ جوتے کے تسمے کی مثل ہلکے سے پانی میں بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں نے پانی کو ہاتھ لگایا تھا کچھ؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے ان کو بُرا بھلا کہا اور کہا جو کچھ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد سب نے چشمے سے ایک ایک چلو پانی لیا تھوڑا تھوڑا سا، حتیٰ کہ کسی برتن میں کچھ جمع ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس میں اپنا منہ دھویا پھر اس کو واپس چشمے میں ڈال دیا۔ لہٰذا چشمہ اب کثیر کے ساتھ بہنے لگا۔ پس لوگوں نے اس میں سے پانی بھرا۔

اس کے بعد فرمایا کہ قریب ہے یا ممکن ہے اے معاذ کہ اگر تیری زندگی لمبی ہو جائے تو تم اس کے پانی کو دیکھو گے یہاں پر کہ وہ کئی باغات کو اور آبادی کو سیراب کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے مالک بن انس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل النبی ﷺ۔ حدیث ۱۰ ص ۱۷)

اور ہم نے روایت کی ہے پانی کی زیادتی اس چشمے سے حضور ﷺ کے اس میں کلی کرنے سے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ چشمہ موجودہ وقت تک اسی طرح ہے۔

باب ۱۹۵

اپنے سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کا کھجور کے پھلوں کا اندازہ لگانا

اور حضور ﷺ کا اُس ہوا کے بارے میں خبر دینا جو اس وقت چلنے والی تھی

اور حضور ﷺ کا دعا کرنا اس کے لئے جس کی گردن گھٹ گئی تھی

اور ہر چیز میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ شیبانی محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن حرشی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس بن سہل سے، اس نے ابو حمید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے غزوہ تبوک میں۔ لہٰذا ہم لوگ وادی قریٰ میں پہنچے، وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا اندازہ لگایا دس وسق کا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا تم اس کو شمار کرنا یہاں تک کہ ہم واپس آ جائیں انشاء اللہ۔ ہم لوگ چلے گئے۔

تبوک میں پہنچے تو رسول اللہ نے فرمایا عنقریب تمہارے اُوپر ایک شدید ہوا چلے گی آج رات، اس میں تم میں سے کوئی بھی نہ اُٹھے، جس جس کا اُونٹ ہے وہ اس کے پیر میں رسی باندھ کر رکھے۔ لہٰذا سخت ہوا چلی۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی یہاں تک کہ طئی کے دو پہاڑوں میں جا کر پھینکا۔

اور ایلیا (بیت المقدس) کے سربراہ کا نمائندہ رسول اللہ کے پاس خط لے کر آیا اس کا نام ابن علماء تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا اور اس کو چادر کا ہدیہ دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس آئے یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے بارے میں پوچھا کہ کہاں تک اس کا پھل پہنچا ہے؟ وہ بولی دس وسق تک پہنچ گیا ہے (یہی رسول اللہ نے بتایا تھا)۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی کرنے والا ہوں جانے کے لئے، تم میں سے

جو جلدی کرنا چاہے وہ کرلے اور جو ٹھہرنا چاہے ٹھہرے۔ لہٰذا ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مدینہ کے درودیوار نظر آنے لگے آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے۔ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ انصار کے گھروں میں سے بہتر گھر بنو نجار کا گھر ہے، اس کے بعد بنو عبدالاشہل کا، اس کے بعد دار بنو حارث بن خزرج، پھر دار بنو ساعدہ اور انصار کے سارے دار خیر ہیں۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ ہم سے لاحق ہوئے تو ابواُسید نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھروں کو خیر بتایا تو ہماری دار کو آخر میں کیا۔

سعد نے رسول اللہ کو پالیا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے انصار کو ترجیح دی، آپ نے ہمیں آخر میں کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم خیار میں سے ہو جاؤ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل۔ حدیث ۱۱ ص ۱۷۸۵)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو سہل بن بکار نے، ان کو وہیب نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس ساعدی سے، اس نے ابوحمید ساعدی سے، اس نے ذکر کی یہ حدیث اسی کے مفہوم میں مگر یہ انہوں نے کہا اور ہدیہ کیا ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ کے لئے سفید خچر۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی چادر پہنائی اور اس کے لئے لکھا ان کی بحر میں اور فرمایا کہ پھر بنو ساعدہ کے گھر ہیں پھر بنو حارث بن خزرج کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سہل بن بکار سے، وہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے کہا۔ وہ ارادہ کرتے ہیں حدیث اول کا۔

(بخاری۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۸۱۔ فتح الباری ۳/۳۴۳۔۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی بات نہ ماننے والوں کو تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد ساعدی سے یا عباس سے، اس نے سہل بن سعد سے (مجھے شک ہے) یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر پر گزرے، آپ وہاں اُترے لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا اس کے پانی میں سے کچھ بھی نہ پینا اور اس سے نماز کا وضو بھی نہیں کرنا اور جو تم نے اس سے آٹا گوندھا ہے وہ اُونٹوں کو کھلا دو تم اس میں سے کچھ نہیں کھانا۔ اور آج رات تم میں سے باہر کوئی نہ نکلے، نکلے تو اس کے ساتھ اس کا ساتھی ہونا چاہئے۔

لوگوں نے وہی کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ مگر بنو ساعدہ کے دو آدمی ان میں سے ایک اپنی حاجت کے لئے نکلا تھا اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ بہرحال جو اپنی حاجت کے لئے گیا تھا اس کا اس کے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور جو اپنے اُونٹ کی تلاش میں گیا تھا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی تھی حتیٰ کہ اس کو طی کے دو پہاڑوں کے بیچ جا کر پھینکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اکیلے کوئی نہ نکلے بلکہ اس کا ساتھی ساتھ ضرور ہو؟ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا مانگی جو اپنے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا، اس کو شفا مل گئی اور دوسرا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا جب آپ تبوک سے واپس آرہے تھے۔

عبداللہ بن ابوبکر نے کہا میرے لئے عباس نے ان دونوں مردوں کے نام بھی ذکر کئے تھے۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو امانت قرار دیا تھا۔ لہٰذا ان کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۴۔۱۳۵)

☆☆☆

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کے خطبہ تبوک کے بارے میں

سرزمین روم میں دیئے گئے ''خطبہ رسول'' میں جو کچھ مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواُمیہ محمد بن ابراہیم طرطوسی نے، ان کو یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زہری نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے، ان کو عبداللہ بن مصعب بن منظور بن جمیل بن سنان نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عقبہ بن عامر جہنی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام کیا جب رات ہوئی تو آپ بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج نیزے برابر اُونچا ہوگیا۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا، میں نے کہا نہیں تھا اے بلال ہمارے لئے فجر کا خیال رکھنا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی نیند نے لے لیا تھا اور مجھے بھی وہی ذات لے گئی جو آپ کو لے گئی۔ حضور ﷺ اس منزل سے منتقل ہوگئے۔ تھوڑا سا جا کر نماز پڑھی پھر بقیہ دن بھی اور اگلی رات بھی چلتے رہے پھر تبوک میں جا کر صبح کی۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا :

یہ خطبہ جوامع الکلم کا شاہکار ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دستور العمل ہے

اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اما بعد

فان أصدق الحديث كتاب الله ، واوثق العرى كلمة التقوىٰ ، وخير الملل ملة ابراهيم ، وخير السنن سنة محمد ، واشرف الحديث ذكرالله ، واحسن القصص هذا القرآن ، وخير الأمور عوازمها ، وشر الأمور محدثاتها ، واحسن الهدى هدى الأنبياء ، واشرف الموت قتل الشهداء ، واعمى العمى الضلالة بعد الهدى ، وخير الأعمال مانفع ، وخير الهدى ما اتبع ، وشر العمى عمى القلب ، واليد العليا خير من اليد السفلى ، وما قل وكفى خير مما كثر والهى ، وشر المعذرة حين يحضر الموت ، وشر الندامة يوم القيامة ، ومن الناس من لا ياتى الجمعة الا دبرا ، ومنهم لا يذكر الله الا هجرًا ، ومن اعظم الخطايا اللسان الكذاب ، وخير الغنى غنى النفس ، وخير الزاد التقوىٰ ، وراس الحكم مخافة الله عزوجل ، وخير ماوقر فى القلوب اليقين ، والا رتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية ، والغلول من حثاء جهنم ، والسكر كى من النار ، والشعر من ابليس ، والخمر جماع الاثم ، والنساء حبائل الشيطان ، والشباب شعبة من الجنون ، وشر المكاسب كسب الربا ، وشر الماكل مال اليتيم ، والسعيد من وعظ بغيره ، والشقى من شقى فى بطن امه ، وانما يصير احدكم الى موضع اربع اذرع ، والأمر الى الآخرة وملاك العمل خواتمه ، وشر الروايا روايا الكذب ، وكل ماهو آت قريب ، وسباب المؤمن فسق ، وقتال المؤمن كفر ، واكل لحمه من معصية الله ، وحرمة ماله كحرمة دمه ، ومن يتالى على الله يكذبه ، ومن يَغفر يُغفر له ، ومن يعف يعف الله عنه ، ومن يكظم الغيظ ياجره الله ، ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله به ومن يصبر يضعف الله له ومن يعص الله يعذبه الله ، اللهم اغفر لى ولا متى اللهم اغفرلى ولأمتى ، قالها ثلاثا ثم قال : استغفرالله لى ولكم ۔

اے لوگو! امابعد (۱) بے شک سب سے زیادہ سچی بات (حدیث) اللہ کی کتاب ہے۔ (۲) اور سب سے زیادہ مضبوط کڑا التقویٰ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) ہے۔ (۳) اور تمام مذاہب میں سے بہترین ملت ملت ابراہیم ہے۔ (۴) تمام طریقوں میں بہتر طریقہ (سنت) محمد ﷺ کی سنت وطریقہ ہے۔ (۵) اشرف حدیث (سب سے زیادہ شرف وعزت والی بات) اللہ کا ذکر ہے۔ (۶) اور سب سے زیادہ خوبصورت بیان وقصہ یہ قرآن ہے۔ (۷) تمام امور میں سے بہترین امور ہمت اور سعی عظیم ہیں۔ (۸) اور سب سے بدترین بدعات ہیں۔ (۹) بہترین اور خوبصورت ترین سیرتیں انبیاء کرام کی سیرت ہیں۔ (۱۰) سب سے زیادہ شرف وعزت والی موت شہداء کی موت ہے۔ (۱۱) سب سے بڑا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ (۱۲) تمام اعمال سے بہتر عمل وہ ہے جو نفع مند ہو۔ (۱۳) اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ (۱۴) اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہوتا ہے۔ (۱۵) اوپر والا ہاتھ دینے والا، نیچے والے لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (۱۶) وہ مال جو قلیل ہو مگر ضرورت پوری کردے وہ اس کثیر مال سے بہتر ہے جو غافل کردے۔ (۱۷) بدترین معذرت یا مجبوری وہ ہوگی جب موت آن پہنچے گی۔ (۱۸) بدترین شرمندگی اور ندامت قیامت کے دن ہوگی۔ (۱۹) بعض لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں سب سے پیچھے آتے ہیں۔ (۲۰) بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بیہودہ بات کرتے ہیں۔ (۲۱) بہت بڑے گناہوں میں سے ہے جھوٹی زبان (زیادہ جھوٹ بولنے والی زبان)۔ (۲۲) بہترین غنی ہونا یہ ہے کہ دل غنی ہو۔ (۲۳) بہترین توشۂ سفر آخرت تقویٰ ہے۔ (۲۴) تمام دانائیوں کی سردار حکمت ودانائی اللہ سے ڈرنا ہے۔ (۲۵) سب سے بہترین چیز جو دل میں قرار پاتی ہے وہ یقین ہے۔ (۲۶) شک کرنا کفر میں سے ہے۔ (۲۷) نوحہ اور بین کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ (۲۸) مال غنیمت کی چوری جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ (۲۹) اور نشہ جہنم سے داغ دینا ہے۔ (۳۰) اور شعر گوئی ابلیس کی چالوں میں سے ہے۔ (۳۱) اور شراب نوشی کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (۳۲) عورتیں شیطانی جال ہیں۔ (۳۳) اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔ (۳۴) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ (۳۵) بدترین کھائی ہوئی چیز یتیم کا مال ہے۔ (۳۶) نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے۔ (۳۷) اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت تھا۔ (۳۸) یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک تم سے چار ہاتھ جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ (۳۹) اور یہ امر انجام کے لحاظ سے آخرت کی طرف لوٹتا ہے۔ (۴۰) اصل اور انجام خلاصہ اس کے اختتام سے اور آخرت سے وابستہ ہوتا ہے۔ (۴۱) بدترین نظریات جھوٹ پر مبنی نظریات ہیں۔ (۴۲) ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ (۴۳) مؤمن کو گالی دینا فسق واللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۴) مؤمن سے قتال کرنا کفر ہے۔ (۴۵) مؤمن کی غیبت کرنا اللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۶) مؤمن کے مال کی عزت وحرمت اس کے خون کی حرمت جیسی ہے۔ (۴۷) جو شخص اللہ کو قسم دے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (۴۸) جو شخص معاف کرتا ہے اس کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔ (۴۹) جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ (۵۰) جو شخص اپنے غصے کو دبالیتا ہے اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ (۵۱) جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ اور عوض عطا کرتا ہے۔ (۵۲) جو شخص ریاکاری اور شہرت پسندی کے پیچھے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شہرت لگادیتا ہے۔ (۵۳) جو شخص صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دیتا ہے۔ (۵۴) جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دے گا۔ (۵۵) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۶) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۷) اے اللہ مجھے معاف کردے اور میری اُمت کو بھی (پھر فرمایا)۔ (۵۸) میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اپنے لئے اور تم سب کے لئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۱۳۔۱۴)

باب ۱۹۷

نبی کریم ﷺ کا سرزمین روم میں مقام تبوک میں نماز پڑھانا

حضور ﷺ کا بددعا کرنا اس پر جوان کے آگے سے گزر گیا تھا اور اس میں آثار نبوت ودلائل کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو محمد بن سلیمان انباری نے، ان کو وکیع نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مولیٰ یزید بن نمران سے، انہوں نے یزید بن نمران سے، وہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی تبوک میں دیکھا، معذور تھا۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے آگے سے گزرا تھا حضور نماز پڑھا رہے تھے اور میں گدھے پر سوار تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا اللہ اس کے پیر کاٹ دے۔ اس کے بعد میں اپنے پیروں پر نہیں چل سکا۔ (ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۵ ص ۱/۱۸۸)

ابوداؤد نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے کثیر بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن حیوۃ نے سعید سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔ اس نے اضافہ کیا ہے۔ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدم کاٹ دے۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوۃ۔ حدیث ۷۰۶ ص ۱/۱۸۸)

نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے اور سلیمان بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معاویہ نے سعید بن غزوان سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ تبوک میں اُترے اور حج کا ارادہ کرنے والے تھے اا یک معذور آدمی کو دیکھا تو میں نے اس سے اس کے معاملے کا پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں عنقریب آپ لوگوں کو بات بتاؤں گا اور یہ بات جو آپ سُنیں گے آپ کسی اور کو نہیں بتائیں گے، جب آپ کو معلوم ہو کہ میں زندہ ہوں۔ ہوا یہ کہ تھا کہ رسول اللہ تبوک میں اُترے تھے کھجور کے پاس اور فرمایا کہ یہ ہمارا قبلہ رخ ہے اس کے بعد آپ نے اس طرف نماز پڑھی میں اور ایک لڑکا ہم دوڑتے ہوئے ان کے آگے آگئے اور آگے سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ ان کے پیروں کو کاٹ دے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے آج تک میں ان پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوۃ۔ حدیث ۷۰۷ ص ۱/۱۸۸)

باب ۱۹۸

حضور کا غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھانا

اس دن وہ مدینہ میں فوت ہو گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو العلاء ابومحمد ثقفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ تبوک میں رسول اللہ کے ساتھ تھے اور سورج طلوع ہوا، خوب روشنی اور شعاع اور نور کے ساتھ جبکہ میں نے اس سے قبل اس طرح سورج کو نہیں دیکھا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ کے پاس، آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا بات ہے آج میں دیکھ رہا ہوں سورج طلوع ہوا ہے خاص ضیاء اور شعاع کے ساتھ جبکہ میں نے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

اس نے بتایا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی مدینے میں آج انتقال کر گیا ہے۔ اللہ نے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے ہوا؟ جبرائیل نے بتایا کہ وہ کثرت کے ساتھ قل هو الله احد پڑھا کرتے تھے دن میں بھی اور رات میں بھی اور چلتے پھرتے، بیٹھے لیٹے ہر حال میں۔ کیا آپ کو دلچسپی ہے یا رسول اللہ کہ میں آپ کے لئے زمین کو سکیڑ دوں اور آپ اس کا جنازہ پڑھ سکیں؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر لوٹ آئے۔

اس کا متابع بیان کیا اس کے کچھ متن میں محبوب بن ہلال نے عطا بن ابومیمونہ سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

نمازِ جنازہ میں ملائکہ کی شرکت .... (۲) ہمیں اس کی خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ہیثم نے، ان کو محبوب بن ہلال نے ابن ابو میمونہ سے یعنی عطاء نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گیا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔

جبرائیل نے اپنا ہاتھ مارا، لہٰذا نہ کوئی درخت باقی رہا نہ کوئی ٹیلہ مگر برابر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور حضور کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے جبرائیل معاویہ نے یہ مرتبہ اللہ کے ہاں کس وجہ سے پایا؟ انہوں نے بتایا کہ قل ھو اللہ کی محبت سے وہ اس سورۃ کو کھڑے اور بیٹھے، چلتے پھرتے ہر حال میں پڑھتے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۱۴۔۱۵)

عثمان نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت کہاں تھے انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک میں تھے شام کے ملک میں اور معاویہ بن معاویہ مدینے میں فوت ہو گئے تھے اور حضور ﷺ کے لئے ان کی چارپائی اُٹھا کر اُونچی کی گئی اس قدر کہ حضور اس کو دیکھ رہے تھے اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

باب ۱۹۹

مقام تبوک میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کا تحریر لکھ دینا

یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل جَربَاء اور اَذرُح کے لئے

(۱) ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تبوک میں پہنچے تو ان کے پاس یُحَنَّہ بن رؤبہ ایلہ کا گورنر آیا (ایلہ شام میں ایک شہر تھا مصر اور مکہ کے درمیان مسافت پر ساحل سمندر پر) رسول اللہ ﷺ سے اس نے صلح کی اور حضور کو اس نے جزیہ دیا۔ اور حضور ﷺ کے پاس اہل جرباء آئے تھے (یہ ملک شام میں شہر تھا سراۃ کے مقابل)۔ اور اہل اَذرُح آئے تھے (یہ بھی ایک شہر تھا بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ہے)۔ انہوں نے بھی حضور ﷺ کو جزیہ دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر ان کو لکھ کر دی تھی وہ ان کے پاس تھی۔ آپ نے یُحَنَّہ بن رؤبہ کو جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ اس طرح تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ امان نامہ ہے اللہ کی طرف سے اور محمد رسول اللہ کی طرف سے یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل ایلہ کے لئے۔ ان کے اسقف کے لئے اور ان کے تمام لوگوں کے لئے جو خشکی پر ہیں یا پانی میں (بحر و بر میں) ان سب کے لئے اللہ کی پناہ ہے اور نبی کی پناہ ہے۔ اور یہ تحریر ہے ان کے لئے جو اس کے ساتھ اہل شام میں سے اور اہل یمن میں سے اور اہل بحر میں سے جو شخص ان میں سے معاہدہ توڑے یعنی نئی بات پیدا کرے تو یہ تحریر نامہ اس کے مال کو محفوظ نہیں کرے گا سوائے اس کے نفس کے۔ بے شک شان یہ ہے کہ خوشی ہے اس کے لئے جو اس کو لے یعنی اس پر عمل کرے لوگوں میں سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ یہ حلال اور درست نہیں ہوگا کہ ان کو روکا جائے اس سے جو وہ ارادہ کریں جو چاہیں۔ اور نہ ہی کوئی راستہ ان کے لئے ممنوع ہوگا جو چاہیں خشکی پر ہو یا سمندر میں''۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۸)

''یہ تحریر نامہ ہے جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ کا رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے ساتھ''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل جرباء واذرح کے لئے یہ لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر نامہ ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل اذرح کے لئے کہ وہ امان میں آگئے ہیں اللہ کی امان میں اور محمد ﷺ کی امان کے ساتھ۔ اور یہ کہ ان کے ذمہ ہے ایک سو دینار ہر ماہ رجب میں جو پورے پورے دینے ہوں گے اور خوشی کے ساتھ دینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کفیل اور ذمہ دار ہے ان پر خیر خواہی کے ساتھ اور مسلمانوں کی طرف نیکی اور احسان کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہ رہیں گے اور ان کے ساتھ نیکی کریں گے (بُرائی نہیں کریں گے)۔ خصوصاً اس مسلمان کے ساتھ جو کسی خوف میں ان کے پاس مجبور ہو کر رہ جائے''۔

اور ابن اسحاق نے باقی تحریر کا بھی ذکر کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو اپنا بردہ مبارک دیا تھا اس تحریر کے ساتھ جو آپ نے ان کے لئے امان نامہ کے لکھی تھی۔ (بعد میں) اس کو ابو العباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے بدلے میں خرید کر لیا تھا۔

باب ۲۰۰

جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو اُکَیْدِرِ دُوْمَة (ابن عبدالملک) کے پاس بھیجنا اس کے موجود ہونے کے بارے میں حضور ﷺ کا خبر دینا جبکہ وہ گائے کا شکار کر رہا تھا اس بارے میں جن باتوں کا ظہور ہوا یہ سب دلائل و آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یزید بن رومان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اکیدر بن عبدالملک کی طرف وہ کندہ میں سے آدمی تھا وہ دومۃ پر بادشاہ تھا وہ عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا تھا تم اس کو اس وقت پاؤ گے وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ چنانچہ خالد روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس کے قلعے کے اتنے قریب پہنچے جتنی دور آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

رات کا وقت تھا اور چاند کھلا ہوا تھا اور اس وقت اکیدر اُوپر چھت پر تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ اتنے میں کہیں سے گائے آگئی اور وہ اس کے محل کے دروازے کو اپنے سینگوں سے رگڑنے لگی۔ اس کی بیوی نے کہا، کیا آپ نے ایسی مثال دیکھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم کبھی نہ دیکھی۔ وہ بولی کہ اس کو ایسی حالت میں کون چھوڑے گا۔ اس نے کہا کہ واقعی کوئی نہیں چھوڑے گا۔ لہٰذا وہ نیچے اُترا اس نے حکم دیا اس کے گھوڑے پر زین رکھا گیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے بھی کچھ ساتھ بیٹھ گئے۔ ان میں اس کا بھائی حسان بھی ساتھ تھا۔ وہ لوگ نکلے ان کے ساتھ ان کے چھوٹے نیزے بھی تھے۔ جونہی وہ نکلے تو رسول اللہ کے گھڑ سواروں نے ان کو پالیا۔ انہوں نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا (یعنی مقابلہ میں مارا گیا)۔

اس پر دیباج ریشم کی قبا تھی جو سونے سے تیار کی گئی تھی (یعنی اس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ وہ خالد بن ولید نے اس کی اُتار لی تھی (مقتول کی)۔ اور وہ اس نے رسول اللہ کے پاس بھیج دی اپنی آمد سے پہلے۔ اس کے بعد خالد اکیدر کو رسول اللہ کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ حضور ﷺ نے اکیدر کا خون محفوظ قرار دیا اور اس سے صلح کر لی جزیہ دینے کی شرط پر اور اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ واپس اپنی بستی میں پہنچ گیا۔

ایک آدمی نے کہا بنو طئی، میں سے اس کو بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ کی بات یاد دلا رہا تھا جو انہوں نے خالد سے کہی تھی کہ تم اس کو عنقریب پالو گے جب وہ نیل گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ حالانکہ اس وقت رات کو گائے کو کوئی کام نہیں تھا وہاں پر مگر اللہ تعالیٰ ہی اس کو نکال لائے تھے رسول اللہ کا قول سچا کرنے کے لئے۔

تبارك سائق البقرات انی رأيت اللّٰه يهدی كل هاد

فمن يك حائدًا عن ذی تبوك فانا قد امرنا بالجهاد

برکت والی ہے (وہ ذات) جو گائے کو چلا کر لانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ ہی راستہ دکھاتا ہے۔ ہر راستہ ڈھونڈنے والے کو۔ پس جو شخص تبوک والوں سے ناخوش ہے (ہمیں پرواہ نہیں ہے) ہمیں تو جہاد کرنے کا حکم ہے۔

اس میں کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے جو کہ ہماری روایت میں نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اللہ نے تیرا منہ نہیں توڑا؟ کیونکہ وہ جب حضور ﷺ کے پاس آیا تھا تو اس کی عمر نوے سال تھی مگر نہ ابھی تک اس کا کوئی دانت ہلا تھا نہ ہی کوئی داڑھ ہلی تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۹/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۷/۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب تبوک سے مدینہ واپس لوٹنے لگے تو خالد بن ولید کو بھیجا چار سو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اکیدر دومۃ الجندل کے پاس جب اس کا عہد اس سے کیا تو خالد نے پوچھا یا رسول اللہ دومۃ الجندل کو ہم کیسے فتح کریں گے اس میں تو اس کا اکیدر ہے (یعنی مضبوط حکمران ہے) اور ہم لوگ مختصر جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے براہ راست اکیدر سے ٹکرا دے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ شکار کر رہا ہوگا اور تم چابیاں قبضے میں لے لو گے اور چابیوں سے شکار کر لو گے یوں اللہ تعالیٰ تیرے لئے دومۃ فتح کر لے گا۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہو گئے۔ جب دومۃ کے قریب پہنچے تو اس کے پیچھے اُتر کر پڑاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کی بات کو آزمانے کے لئے کہ شاید تم اس کو شکار کرتا ہوا پالو گے۔ اس دوران خالد بن ولید اور اس کے اصحاب اپنی منزل میں بیٹھے تھے رات کے وقت۔ اچانک ایک نیل گائے آئی اور قلعے کے دروازے سے ٹکرانے لگی۔ اکیدر شراب پی رہا تھا اور گانے کی محفل سجائے بیٹھا تھا اپنی عورتوں میں۔

ایک عورت نے جھانک کر دیکھا تو اس کو نیل گائے نظر آ گئی جو دروازے اور حویلی سے کھجا رہی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے آج رات کی طرح کبھی گوشت آیا ہوا نہیں دیکھا دروازہ پر۔ اکیدر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولی کہ یہ گائے آئی ہوئی تیرے دروازے پر اور دیوار کے پاس۔

اکیدر نے دیکھا تو اُچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا جو پہلے سے اس کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس کے نوکر چاکر اور گھڑ سوار اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، حتیٰ کہ اکیدر کا گزر ہوا خالد بن ولید اور اس کے سپاہیوں کے پاس سے۔ انہوں نے اس کو گرفتار کرلیا اور بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ خالد کو رسول اللہ کا قول یاد آیا اور خالد نے اکیدر سے کہا آپ بتائیں کہ اگر میں آپ کو چھوڑ دوں تو تم میرے لئے دومۃ کو فتح کر دو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا چلے گئے، جب اس کے قریب ہوئے تو خالد کے ساتھی کود کر آگے بڑھے کہ فوراً دومۃ فتح کرلیں مگر اکیدر کا بھائی رکاوٹ بن گیا۔ اکیدر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اے جوان مجھے چھوڑ دے، اللہ گواہ ہے میں اس کو کھول دیتا ہوں۔ تیرے لئے میرا بھائی نہیں کھولے گا، اس کو نہیں معلوم کہ میں تیری قید میں ہوں۔ خالد نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دومۃ اس کے لئے کھول دیا۔ جب وہ داخل ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو قید کرلیا اور اس کو کھولا خالد کے لئے۔ پھر کہا کہ آپ جو چاہیں کرلیں۔ لہٰذا حضرت خالد اور ان کے ساتھی داخل ہو گئے۔

خالد نے رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی یاد کیا اور وہ بھی جو آپ نے اس کو حکم دیا تھا۔ اور اکیدر نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا جو ہمیں پیش آیا ہو مگر آج کی رات گائے کے شکار کے ارادے سے نکلے تھے (اور یہ کچھ ہوگیا یعنی خود شکار ہو گئے)۔

البتہ تحقیق اس کو شکار کرنے کے لئے میں اضمر گھوڑے کو استعمال کرتا تھا جب بھی اس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا۔ اس کے لئے میں ایک دن دو دن سواری کرتا تھا لیکن اتنی دیر کے لئے (نہیں)۔ پھر کہنے لگا اے خالد اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہاں کا حکمران مقرر کردوں اور اگر تم چاہو تو مجھے مقرر کردو۔

خالد بن ولید نے فرمایا بلکہ ہم آپ سے وہ مال متاع قبول کریں گے جو آپ ہمیں دیں گے۔ لہٰذا اکیدر نے ان کو آٹھ سو قیدی دیئے اور ایک ہزار اونٹ، چار سو زرہ، چار سو نیزے اور خالد اکیدر کو حضور کی خدمت میں لے گیا اور اس کے ساتھ یُحنّہ بن دومۃ ایلہ کا بادشاہ بھی آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ یہ اتفاق ہے کہ اس کی طرف بھی خالد کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا جیسے اکیدر کے پاس بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

حضور ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ فیصلہ فرمایا، دومۃ الجندل کے فیصلہ جیسا اور تبوک اور ایلہ اور تیما کے مطابق اور ان دونوں کو حضور ﷺ نے تحریرنامہ لکھ کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سعد بن اوس قیسی نے بلال بن یحییٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو بھیجا تھا مہاجرین پر امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف اور خالد بن ولید کو بھیجا تھا اعراب پر امیر بنا کر اس کے ساتھ۔ اور فرمایا تھا کہ چلے جاؤ بے شک تم لوگ عنقریب اکیدر دومۃ کو پالو گے۔ وہ جنگلی جانوروں کا شکار کر رہا ہوگا۔ تم لوگ اس کو پکڑ لینا۔ سو اس کو میرے پاس بھیج دینا اور اس کو قتل مت کرنا اور اس کے علاقے کا محاصرہ کرلینا۔

وہ لوگ گئے انہوں نے دومۃ الجندل کے سربراہ اکیدر کو اسی حالت میں پالیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کو گرفتار کرلیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا اور اہل دومۃ کا محاصرہ کرلیا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے کہا یہ بتاؤ کیا تم محمد ﷺ کا ذکر انجیل میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا ذکر انجیل میں نہیں پاتے۔ اس نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ان کا ذکر تمہاری انجیل میں لکھا ہوا ہے مثل صورت فرشتے کے اور فرشتہ نہیں ہے۔ دیکھو پس انہوں نے دیکھا اور بولے کہ بے شک شیطان نے قلم کے ساتھ شرک بنایا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟

ابوبکر صدیق سے ایک آدمی نے کہا مہاجرین میں سے کیا یہ لوگ کافر ہوگئے ہیں اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اور تم بھی عنقریب کافر ہو جاؤ گے۔ جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوگی جب وقت آیا۔ تو اسی آدمی نے پوچھا ابوبکر سے کیا یہی وقت جو آپ نے کہا تھا ہم سے دومۃ الجندل والے دن کہ ہم لوگ عنقریب کافر ہو جائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے بعد والے لوگ (ایسے) ہوں گے۔

باب ۲۰۱

نبی کریم ﷺ کے تبوک کی طرف جانے اور واپس آنے کا سبب

جو مروی ہے اگر اس بارے میں روایت صحیح ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن غنم سے یہ کہ یہودی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن اور بولے، اے ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ شام کے ملک چلے جائیں اس لئے کہ شام ارض محشر ہے اور انبیاء کی سرزمین ہے۔

حضور ﷺ نے ان کی بات کو سچا مان لیا۔ لہٰذا آپ نے غزوہ کیا غزوہ تبوک نہیں، ارادہ کر رہے تھے مگر شام کا۔ جب آپ تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں سورۃ کے ختم ہونے کے بعد۔ آیات یہ تھیں :

وان کادوا لیستفزونك من الارض لیخرجوك منها واذا لا یلبثون خلافك الا قلیلا سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا ۔ (سورہ اسراء : آیت ۷۶-۷۷)

قریب تھا کہ وہ لوگ آپ کو خوف زدہ کر دیں اس جگہ سے تاکہ وہ آپ کو اس میں سے نکال دیں اور اس وقت نہ ٹھہریں گے آپ کے پیچھے مگر تھوڑا سا۔ یہی دستور اور طریقہ بنا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تم سے پہلے تھے جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے۔ آپ ہمارے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

پس اللہ نے ان کو حکم دیا مدینہ کی طرف واپسی کا اور اس میں فرمایا کہ اسی میں ہے تیرا جینا بھی اور مرنا بھی اور اسی سے آپ اُٹھائے جائیں گے قیامت کے دن۔ پھر ارشاد فرمایا :

اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقراٰن الفجر ان قراٰن الفجر کان مشهودا ومن اللیل فتهجد به نافلة لك عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا ۔ (سورہ اسراء : آیت ۷۸-۷۹)

آپ نماز قائم کیجئے سورج ڈھلنے کے وقت یا رات کے چھا جانے تک اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا، بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنا فرشتوں کا حاضری کا وقت ہے اور رات کے وقت آپ تہجد پڑھا کریں، آپ کے لئے اضافی عبادت ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے گا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس آگئے اور ان کو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے ربّ سے سوال کریں اس لئے کہ ہر نبی کا ایک خاص سوال ہوا کرتا تھا جو قبول ہوتا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام خیر خواہ تھے۔ نبی کریم ان کی اطاعت کرتے تھے، پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کیا سوال کروں؟ انہوں نے بتایا کہ آپ یوں دعا کیجئے :

ربّ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق، واجعل لی من لدنك سلطانًا نصیرا

(یہ آیات حضور پر تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی تھیں) اے میرے رب! مجھے داخل کیجئے سچا داخل کرنا اور مجھے نکالئے سچا نکلنا اور میرے لئے اپنی بارگاہ سے مددگار نے والا برہان وغلبہ مقدر کر دیجئے۔

☆☆☆

باب ۲۰۲
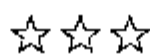
نبی کریم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی اوران کا مسجد ضرار کے انہدام کا حکم دینا

اوراس کے ساتھ منافقین کا بُری تدبیر کرنا راستے میں، اوراللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرنا اوران کے مکر سے آگاہ کرنا، اوراس میں جو نبوت کے آثار ودلائل ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے لوٹ کر مدینہ واپس آئے تو راستے میں کچھ لوگوں نے منافقین میں سے جو بظاہر آپ کے ساتھی بنے ہوئے تھے آپس میں یہ بُری تدبیر کی اوران کے خلاف باہم مشورہ کیا کہ وہ نعوذ باللہ حضور ﷺ کو کسی گھاٹی میں پھینک دیں۔ جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا وہ حضور کو اپنے ساتھ چلا کر لے جائیں۔

جب وہ رسول اللہ کے اُوپر حاوی ہوگئے تو اللہ نے حضور ﷺ کو ان کی وہ خبر بتادی اور فرمایا جو شخص تم میں سے بطن وادی میں جانا چاہے وہ چلا جائے اور نبی کریم ﷺ نے گھاٹی کا راستہ لے لیا اور دیگر لوگوں نے بطن وادی کا راستہ لے لیا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر کیا تھا۔ انہوں نے جب یہ معاملہ سُن لیا تو وہ مستعد ہوگئے ڈھاٹا باندھ لیا اور بہت بُرے خطرناک امر کا ارادہ کرلیا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو حکم دیا اور عمار بن یاسر کو کہ وہ حضور کے ساتھ پیدل چلتے رہیں اور عمار کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی اُونٹنی کی مہار تھامے ہوئے چلے، حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو ہانکتا جائے۔ وہ اسی کیفیت میں چل رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے پیچھے سے کچھ لوگوں کا شور سُنا جو ان کے پیچھے چلے آرہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور حذیفہ سے کہا کہ وہ ان کو واپس لوٹادے۔ حذیفہ نے رسول اللہ کا غصہ دیکھا تو واپس گیا اس کے ہاتھ میں ڈنڈی اور بید تھا اس نے ان لوگوں کی سواریوں کے منہ پر مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے، حضرت اس کو سمجھ نہ سکے بلکہ وہ یہ سمجھے کہ یہ مسافر ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا جب انہوں نے حذیفہ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ ان کا مکر اس کے سامنے ظاہر ہوگیا ہے۔ انہوں نے جلدی کی، حتیٰ کہ لوگوں میں مل جل گئے اور حذیفہ واپس آکر رسول اللہ سے مل گیا۔ جب مل گیا تو آپ نے فرمایا کہ سواری کو ماریئے اے حذیفہ اور تم چلو پیدل اے عمار اور وہ جلدی چلے، حتیٰ کہ اس کے بالائی حصے میں اُوپر چڑھ گئے اور گھاٹی سے نکل گئے اور لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے حذیفہ سے کہا کیا تم پہچانتے ہو اے حذیفہ یہ گروہ کون لوگ تھے یا کہا تھا کون سوار تھے یا کسی ایک کو ان میں سے جانتے ہو؟ حذیفہ نے کہا کہ میں فلاں اور فلاں کی سواری کو پہچانتا ہوں اور اس نے کہا کہ اندھیری رات تھی انہوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے۔ پھر حضور نے پوچھا کہ سواریوں کی کیا کیفیت تھی اور وہ کیا چاہتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ۔ فرمایا انہوں نے مکر کیا تھا تاکہ وہ میرے ساتھ چلیں جب گھاٹی میں خوب اندھیرا ہوجائے تو وہ مجھے اس سے نیچے پھینک دیں۔ لوگوں نے کہا کیا آپ ان کے بارے میں حکم نہیں دے سکتے تھے یارسول اللہ جب وہ لوگ آپ کے پاس آجاتے تو ان کو قتل کردیا جاتا؟ فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کررہا تھا کہ لوگ

باتیں بنائیں گے اور کہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے (یوں بدنامی ہوگی)۔ پھر حضور ﷺ نے ان دونوں کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ تم ان دونوں کو چھپا لینا (ذکر نہ کرنا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹/۵)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں پہنچے تو رسول اللہ کے منادی نے اعلان کیا کہ تم لوگ بطن وادی کو پکڑ لو وہ تمہارے لئے زیادہ کشادہ ہے بے شک رسول اللہ نے ثنیہ کو پکڑا ہوا ہے۔ پھر اس نے منافقین کے مکر کے بارے میں حدیث ذکر کی اس کی مثل جو ہم نے ذکر کی ہے عروہ کی روایت میں آپ کے اس قول تک جب حذیفہ سے کہا تھا کیا تم نے پہچانا تھا کون لوگ تھے؟ اس نے بتایا کہ نہیں لیکن میں ان کی سواریاں پہچانتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں کی خبر دی ہے اور ان کے باپ کے ناموں کی بھی۔ عنقریب میں تمہیں ان کے بارے میں بتادوں گا انشاء اللہ صبح کے وقت۔

جب صبح ہوئی تو ان کو جمع کیا اور فرمایا عبداللہ کو بلاؤ، میں گمان کرتا ہوں کہ ابن سعد بن ابوسرح اور اصل میں عبداللہ بن اُبی کو اور سعد بن ابوسرح کو۔ مگر ابن اسحاق نے اس سے قبل ذکر کیا ہے کہ ابن اُبی پیچھے ہٹ گیا تھا غزوہ تبوک میں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہے؟

فائدہ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن قیم جوزی زاد المعاد میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوسعد بن ابوسرح کا مسلمان ہونا معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

ابن اسحاق کی بیان کردہ تفصیل

• کہ حضور نے فرمایا تھا کہ اور بلاؤ ابوحاضر اعرابی کو اور عامر کو اور ابوعامر کو اور جلاس بن سوید بن صامت کو۔ یہ وہی شخص تھا جس نے کہا تھا ہم نہیں پہنچیں گے، حتیٰ کہ ہم آج رات محمد کو پھینک دیں گے گھاٹی میں۔ اور اگر محمد اور اس کے اصحاب ہم سے اچھے ہوتے تو ہم اس وقت بکریاں ہوتے اور وہ ہمیں چرا رہے ہوتے۔ اور ہمیں کوئی عقل نہ ہوتی اور وہ عقل مند ہوتے۔

اور حضور ﷺ نے عبداللہ سے کہا کہ وہ مجمع بن جاریہ کو بلائے اور فلیح تیمی کو، یہ وہ شخص تھا جس نے کعبہ کی خوشبو چرائی تھی اور اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ پھر اپنی سرزمین پر بھاگ گیا تھا، پھر معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ حصین بن نمیر کو بلاؤ جس نے صدقہ کی کھجوروں پر ڈاکہ ڈالا تھا اور انہیں چرا لیا تھا حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ ہلاک ہو جائے تمہیں اس بات پر کس چیز نے ابھارا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس بات نے اُبھارا تھا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہیں کرے گا۔ بہر حال جب اللہ نے آپ کو اس پر مطلع کر دیا ہے اور آپ اس کو جان گئے ہیں تو میں آج سے شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں اس وقت سے قبل ہرگز آپ کے ساتھ ایمان نہیں رکھتا تھا۔ رسول اللہ نے اس کی غلطی کو معاف کیا اور اس سے درگزر کر لیا۔ اس کے اس قول کی وجہ سے جو اس نے شہادت دی تھی۔

اور حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ طعمہ بن اُبیرق کو بلاؤ اور عبداللہ بن عیینہ کو۔ یہ وہی تھا جس نے اپنے احباب سے کہا تھا کہ آج رات جاگو سارا سال یا سارا زمانہ سلامتی میں رہو گے۔ اللہ کی قسم تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس آدمی (محمد ﷺ کو) قتل کردو (العیاذ باللہ) حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ہلاک ہو جائے اگر میں قتل ہو جاتا تو تجھے میرے قتل کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس اللہ کے دشمن نے کہا، اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم آپ ہمیشہ خیر میں رہنے والے ہیں جو اللہ نے آپ کو نصرت عطا کی ہوئی ہے آپ کے دشمن پر۔ اور ہم لوگ اللہ کے بھی مجرم رہتے اور آپ کے بھی۔ رسول اللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

اور ابو حذیفہ سے فرمایا کہ مرۃ ابن ربیع کو بلاؤ۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عبداللہ بن اُبی کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا تھا اور کہا تھا کہ خوب اتراؤ، ساری نعمتیں ہمارے لئے ہوں گی۔ اس کے بعد ہم صرف ایک اکیلے کو قتل کر دیں گے۔ اس کے قتل سے سارے لوگ مطمئن ہو جائیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا ہلاک ہو جائے، تمہیں کس چیز نے اس بات پر اُکسایا ہے جو تم نے کہی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں نے اس میں سے کوئی بات کہی ہوتی تو آپ جانتے ہوتے اس کو۔ میں نے تو اس میں سے کوئی بات بھی نہیں کہی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جمع کیا، یہ بارہ افراد تھے جنہوں نے اللہ سے اور اللہ کے رسول سے جنگ کر رکھی تھی اور حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے تھے۔ رسول اللہ نے ان کو جمع کر کے ان کے قول کی خبر دی اور ان کی گفتگو کی خبر دی، ان کے ظاہر و باطن کی خبر دی۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس بارے میں آگاہی دی تھی۔ بارہ آدمی منافق ہو گئے تھے اللہ سے دشمنی کرتے اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوئے مر گئے تھے۔ یہ بات اللہ کے اس فرمان میں موجود ہے :

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۔ (سورۃ توبہ ۔ آیت ۷۴)

کہ انہوں نے اس بات کا قصد کیا تھا جو وہ نہ کر سکے تھے (یعنی اپنا ناجائز اور بھیانک ارادہ پورا نہ کر سکے)۔

(البدایۃ والنہایۃ ۲۰/۵۔ سیرۃ شامیہ ۶۷۰/۵۔۶۷۲)

اور ابو عامر ان کا سردار تھا۔ منافقوں نے اس کے لئے مسجد ضرار بنائی تھی۔ یہ وہ تھا جس کو راہب کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ وہ ابو حنظلہ غسیل الملائکہ تھا (یعنی ان کا والد تھا)۔ انہوں نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ ان لوگوں کے پاس آیا۔ الغرض اللہ نے اس کو بھی اور سب کو ذلیل و رسوا کیا اور وہ ٹکڑا جہنم کی آگ میں جا گرا۔

اور مُجَمِّع منافق نے کہا تھا جس وقت انہوں نے مسجد بنائی تھی اس مسجد کو جب ہم بنالیں گے تو ہم اس کو اپنی خفیہ باتوں اور اپنی سرگوشیوں اور خفیہ معاملات کا مرکز بنائیں گے، ہمارے ساتھ اس میں کوئی بھی مزاحمت نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس میں جو چاہیں گے تذکرہ کریں گے اور اصحاب محمد ﷺ کے لئے یہ خیال پیدا کریں گے کہ ہم احسان کرنا چاہتے ہیں۔

اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے ان اوراق میں جن کو میں نے کتاب المغازی میں بطور سماع کے نہیں پایا۔ اس نے ذکر کیا ہے ثقہ راویوں سے بنو عمرو بن عوف سے یہ کہ نبی کریم ﷺ تبوک سے آئے تھے حتیٰ کہ ذی اوان میں اُترے تھے اس کے اور مدینہ کے درمیان ایک ساعت کا فاصلہ تھا اور اصحاب مسجد ضرار حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اس وقت جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم لوگوں نے مسجد بنائی ہے بیماروں کے لئے اور ضرورت مندوں کے لئے، بارش کی راتوں کے لئے، گرمی کے لئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں اور آپ ہمارے لئے اس میں نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، میں تو اس وقت سفر کے دوش پر سوار ہوں اگر ہم واپس لوٹ آئے تو انشاء اللہ ہم تمہارے پاس آئیں گے۔ تمہارے لئے اس میں نمازیں پڑھائیں گے واپسی پر۔

جب حضور مقام ذی اوان میں پہنچے تو آپ کے پاس آسمان سے خبر آ گئی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے مالک بن دُخشم کو اور معن بن عدی کو بلایا، وہ عاصم بن عدی کا بھائی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے رہنے والے ظالم ہیں اس کو آگ لگا دو اور اس کو گرا دو۔ لہٰذا وہ دونوں جلدی جلدی گئے حتیٰ کہ اس میں داخل ہوئے۔ اس میں وہ لوگ موجود تھے انہوں نے اس کو جلا دیا اور گرا دیا اور وہ لوگ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ اور اس بارے میں قرآن اُترا جو کچھ اُترنا تھا۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے اس کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق نے ان میں ثعلبہ بن حاطب کا ذکر بھی کیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۴۳/۴)

رسول اللہ ﷺ پر منافقین کا حملہ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، ان کو ابوعمرو حرانی نے ،ان کو ابوالاصبع عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے ،ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے ،اس نے اعمش سے ،اس نے عمرو بن مُرّہ سے ،اس نے ابوالبختری سے ،اس نے حذیفہ بن یمان سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اُونٹنی کی مہار تھامے اس کو آگے کھینچ رہا تھا اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے یا کہا تھا کہ میں ہانک رہا تھا اور عمار آگے چل رہے تھے ،حتیٰ کہ جب ہم عقبہ میں پہنچے اچانک ہماری طرف بارہ اُونٹ سوار بڑھ رہے تھے سامنے عقبہ کے اندر ۔ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں آگاہ ہو گئے تھے ۔ آپ نے ان کے بارے میں زور سے کلام کیا ۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے ۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ ، یہ لوگ ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے ۔ فرمایا کہ یہ لوگ منافقین ہیں قیامت تک اور کیا جانتے ہو کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں؟ فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھ مزاحمت کریں گھاٹی کے اندر اور اس کو نقصان پہنچائیں ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ان کے خاندان کی طرف نمائندہ نہیں بھیجتے ، یہاں تک کہ ہر طبقہ اپنے منافق کا سر کاٹ کر آپ کے پاس بھیجے؟ انہوں نے کہا نہیں ۔ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ عرب باتیں بنائیں اس بارے میں یہ کہ محمد نے اپنے ہی لوگوں کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا ہے ۔ جب اللہ ان کے ذریعے اس کو غلبہ دے دیا تو اس نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا ۔ پھر فرمایا ، اے اللہ! ان کو ہلاک کر دے دُبَیْلَہ پیٹ کے پھوڑے کے ساتھ ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ دُبَیْلَہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا ایک آگ ہے جو واقع ہوتی ہے کسی کے دل کی رگ پر جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے ،ان کو خبر دی ابوالعباس عبداللہ بن عبدالرحمن بن حماد عسکری نے بغداد میں ،ان دونوں نے کہا کہ ان کو احمد بن ولید فحام نے ،ان کو خبر دی شاذان نے شعبہ سے ،اس نے قتادہ سے ،اس نے ابونضرہ سے ،اس نے قیس بن عبادہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمار سے کہا کیا تم دیکھ رہے ہو اپنے اس عمل کو اس میں جو معاملہ ہے علی کا ۔ کیا یہ کوئی رائے ہے محض جو تم لوگوں نے رائے قائم کر لی ہے یا کوئی بات ہے جس کا عہد کیا تھا تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ نے ۔ اس نے کہا کہ ہماری طرف رسول اللہ نے کوئی عہد نہیں کیا تھا کسی چیز کا جو سب لوگوں سے عہد نہ کیا ہو بلکہ حذیفہ بن یمان نے مجھے خبر دی تھی نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں بارہ آدمی منافق ہیں ۔ ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے ، یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکہ میں چلا جائے ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے ،اس نے اسود بن عامر سے ،اس نے شاذان سے ۔

(مسلم ۔ کتاب صفات المنافقین واحکامہم ۔ حدیث ۹ ص ۲۱۴۳/۴) .

منافق کی جنت سے محرومی .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ،ان کو احمد بن سلمہ نے ،ان کو محمد بن بشار نے ،ان کو محمد بن جعفر نے ،ان کو شعبہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا قتادہ سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے ابونضرہ سے وہ قیس بن عباد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا عمار بن یاسر سے کیا خیال کرتے ہو تم لوگ تمہارے اس قتال کے بارے میں کہ یہ کوئی رائے ہے جو تم لوگوں نے رائے بنالی ہے اپنی ۔ تو بے شک رائے تو ایسی چیز ہوتی ہے جو کبھی غلط ہوتی ہے اور کبھی صحیح ہوتی ہے ، یا پھر عہد وعدہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے عہد لے رکھا ہے کسی چیز کا جو دیگر لوگوں سے نہیں لیا تھا ۔ شعبہ کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے حدیث بیان کی حذیفہ نے یہ کہ بے شک میری اُمت میں بارہ منافق ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ جنت کی خوشبو پائیں گے ، حتیٰ کہ اُونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے ۔ آٹھ ان میں سے وہ ہیں جن کو دبیلہ کافی ہے جو آگ کا شعلہ ہے ، جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں سے پہنچے گا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن بشار سے۔ اور ہم نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ چودہ یا پندرہ آدمی ہوں گے اور میں اللہ کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ افراد جنگ ہیں اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے حیات دنیا میں اور اس دن جس دن گواہ قائم ہوں گے۔ اور تین کا عذر قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اعلان نہیں سُنا تھا اور نہ ہی ہم جان سکے تھے کہ لوگ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔

مسجدِ ضرار کے متعلق حضور ﷺ کو اطلاع .... (۶) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے عبداللہ بن صالح سے، اس نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس قول کے بارے میں :

والذين اتخذو مسجدًا ضرارًا

وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی (وہ لوگ انصار میں سے کچھ لوگ تھے انہوں نے مسجد بنائی تھی)

ابو عامر نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنی مسجد بناؤ اور تم سے جس قدر ہو سکے قوت اور طاقت اور اسلحہ تیار کرو۔ میں جا رہا ہوں قیصر شاہ روم کے پاس۔ میں روم سے لشکر لے کر آؤں گا اور محمد کو اس کے اصحاب کو یہاں سے نکلوا دوں گا۔ لہٰذا جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہوئے تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تعمیر مسجد سے فارغ ہو گئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس میں نماز پڑھائیں اور برکت کی دعا کریں۔

اللہ نے یہ حکم نازل کر دیا :

لا تقم فيه ابدًا لمسجد اسس على التقوى من اول يوم ـ احق ان تقوم فيه ، فيه رجال يحبون ان يتطهروا سے اس قول تک شفا جرف هار فانهار به في نار جهنم ـ والله لا يهدي القوم الظالمين ـ لا يزال بنيانهم الذي بنوا ريبة في قلوبهم ـ الا ان تقطع قلوبهم ـ (سورہ توبہ : آیت ۱۰۷-۱۱۰)

کہ آپ اس مسجد ضرار میں کبھی نماز کے لئے کھڑے نہیں ہونا۔ ہاں البتہ وہی مسجد پہلے دن سے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا، وہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں عبادت کے لئے کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب طہارت وصفائی چاہتے ہیں (یہ سلسلہ کلام چلا گیا یہاں تک)۔ اور وہ جو جہنم کے کنارے پر تھی گرنے والی وہ تو گر گئی جہنم میں یعنی اس کی بنیادیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان کی بنیاد جو انہوں نے بنیاد رکھی تھی شک پر ان کے دلوں میں۔ مگر یہ کہ کاٹ دیئے جائیں ان کے دل (مراد موت ہے)۔

اسی طرح فرمایا کہ بے شک وہ مسجد جو تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی وہ مسجد قبا ہے اور اس پر دلالت کرنا جو روایت کی گئی ہے اس قول کے بارے میں :

فيه رجال يريدون ان يتطهروا والله يحب المتطهرين ـ

اساسِ مسجد تقویٰ پر ہونی چاہئے .... (۷) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو حمید بن حراط نے، ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں میرے پاس سے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری گزرے۔ میں نے کہا آپ نے اپنے والد سے کیسے سُنا تھا؟ وہ کیا کہتے تھے اس مسجد کے بارے میں تقویٰ پر جس کی بنیاد رکھی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے کہا تھا کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا اور ان کے پاس داخل ہوا ان کی بعض عورتوں کے گھر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دونوں مسجدوں میں سے کونسی مسجد ہے وہ جس کی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی؟

کہتے ہیں کہ انہوں نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کو زمین پر مارا اور فرمایا کہ وہ تمہاری یہی مسجد ہے (مسجد نبوی)۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے تمہارے والد سے سُنا تھا وہ اسی کو ذکر کرتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ سے اور اس نے نقل کیا ہے اس کو حدیث حاتم بن اسماعیل سے، اس نے حمید سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید سے۔ (مسلم۔ کتاب مناسک الحج۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱۰۱۵/۲۔ ترمذی۔ کتاب التفسیر)

انہوں نے کہا کہ یہی یعنی مدینے کی مسجد اور تحقیق اس کے بارے میں روایت گزری ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابواحمد حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو ابراہیم بن عبدالرحیم بن دنوقاء نے، ان کو زکریا بن عدی نے، ان کو حاتم نے حمید بن صخر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا اس مسجد کے بارے میں جو تقویٰ پر بنائی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے۔

اس کو روایت کیا ہے اسامہ بن زید نے۔ عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا ہے وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق انصاری نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو وکیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے اسامہ بن زید نے اس نے اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الحج ص ۱۰۱۵/۲)

باب ۲۰۳

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں سے ملاقات کرنا جب آپ غزوہ تبوک سے آئے تھے

آپ نے عذر کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے اعراب کے بارے میں جو کچھ فرمایا اور بغیر عذر پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان رملی نے، ان کو سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کیا تھا ہم لوگ ان کو ملنے کے لئے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف نکلے تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۷۹ ص ۹۰/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داستہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن السرح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے تھے غزوہ تبوک سے تو لوگ ان سے جا کر ملے تھے۔ میں بھی اپنے بچوں سمیت ان کو جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا صحیح میں حدیث سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۸۲۔ فتح الباری ۱۹۱/۶)

(۳)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوخلیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن عائشہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینے میں آئے تھے تو عورتوں اور بچوں اور لڑکیوں نے یوں کہا تھا :

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع

میں نے کہا کہ یہ بات تو ہمارے علماء ذکر کرتے ہیں حضور ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت۔ اور ہم نے بھی اسی کو ذکر کیا ہے اسی مقام پر۔ اس موقع پر نہیں جب وہ ثنیۃ الوداع پر تبوک سے آئے تھے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے اس کو یہاں پر بھی ذکر کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳۳/۵۔ سیرۃ شامیہ ۶۷۳/۵)

جبل اُحد سے حضور ﷺ کی محبت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خالد بن مخلد نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحیٰی مازنی نے عباس بن سہل ساعدی سے، انہوں نے ابوحمید ساعدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ آئے تھے تبوک سے حتیٰ کہ جب مدینے پر ہماری نظر پڑی تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے، یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمیں پیارا ہے اور ہم اس کو پیارے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔ (فتح الباری ۱۲۵/۸۔ حدیث ۴۴۲۲)

(۵)　ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی حمید طویل نے انس بن مالک سے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تھے، جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ مدینے میں کچھ لوگ ہیں تم لوگ جو بھی سفر کرتے ہو اور جو بھی وادی طے کرتے ہو مگر وہ (اجر کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ حالانکہ وہ تو مدینے میں ہیں؟ فرمایا ہاں، وہ مدینے میں ہیں مگر ان کو مجبوری اور عذر نے روک رکھا ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث سعدی کے۔ اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن مبارک سے اور ان کے ماسوا نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۴۶/۶۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۳۔ فتح الباری ۱۲۶/۸۔ ابوداؤد۔ حدیث ۲۵۰۸۔ مسند احمد ۱۰۳/۳۔ ۱۰۶۔ ۱۸۲۔ ۳۰۰۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۲۷۶۴ ص ۹۲۳/۲)

حضرت عباس ؓ کا حضور ﷺ کی مدح میں اشعار گوئی .... (۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، بطور املاء کے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالبختری نے عبداللہ بن محمد شاکر نے، ان کو زکریا بن یحیٰی خزار نے، ان کو میرے والد کے چچا ابوذخر بن حصن نے اپنے دادا حمید بن منیب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام سے، وہ کہتے ہیں کہ میں گرمی میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا تبوک سے ان کی واپسی پر، میں اسلام لے آیا تھا۔ میں نے سُنا تھا عباس بن مطلب رضوان اللہ علیہ سے، کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کی مدح کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیے، اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کی حفاظت کرے۔ چنانچہ عباس نے شعر کہے :

من قبلها طبت فی الظلال وفی　　مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر　　انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفه تركب السفين وقد | الجم نسرا واهله الغرق
تنتقل من صالب الى رحم | اذا مضى عالم بدا طبق
حتى احتوى بيتك المهيمن من | خندف علياء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الار | ض وضاءت بنورك الافق

فنحن من ذلك النور فی الضياء و سبل الرشاد نخترق

(البدایۃ والنہایۃ ۵/ ۲۷۔۲۸۔شرح المواہب ۳/ ۸۴)

حضور ﷺ کا ایک عورت کے متعلق خبر دینا .... (۷)اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،اس کو اجازت دی تھی ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن موصل نے ،ان کو جعفر بن محمد سوار نے ،ان کو حسن بن محمد بن صباح نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالسکین زکریا بن یحییٰ نے ،اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مگر یہ کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے ابن اوس نے ،وہ کہتے ہیں میں نے ہجرت کی پھر اس نے اس کو ذکر کیا اسی کی مثل اور یہ اضافہ کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یہ ہے مقام حیرۃ بیضاء تحقیق میرے لئے اُٹھا کر لایا گیا ہے (اور اس میں) یہ ہے شیما بنت نفیلہ ازدیہ (سفید خچر پر سوار ہے) کالا دوپٹہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے ہے۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور میں نے اس کو پالیا جیسے آپ بیان فرمارہے ہیں تو کیا وہ میرے لئے ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے۔

اہل رِدَّت کا معاملہ

کہتے ہیں پھر ردت (مرتد ہونا) سامنے آئی ،کوئی مرتد نہ ہو بنوطی میں سے اور ہم لوگ قتال کرتے تھے ان سے جو ہمارے متصل تھے اسلام پر عرب سے۔ہم لوگ بنوقیس سے قتال کرتے تھے ،اس میں عیینہ بن حصن تھا ،اور ہم بنواسد سے قتال کرتے تھے ان میں طلیحہ بن خویلد تھا اور حضرت خالد بن ولید ہماری مدح کرتا تھا۔ بعض وہ قول جو ہمارے بارے میں کہا گیا یہ تھا :

جزا الله عنا طيئا فی ديارها | بمعترك الابطال خير جزاء
هم اهل رآيات السماحة والندى | اذا ما الصبا الوت بكل خباء
هم ضربوا قيسا على الدين بعدما | اجابوا منادى ظلمة وعماء

اللہ تعالیٰ بنوطئی والوں کو بہترین جزادے اپنے دیار میں ،انہوں نے میدان کارزار میں بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔وہ سخاوت سماحت کے پرچم رکھنے والے ہیں۔
جب بادصبا رخ کرے ہر مخفی انداز سے۔انہوں نے بنوقیس کو مارا دین کی بناپر ،اس کے بعد کہ انہوں نے اجابت کی منادی تاریکی اور ضلالت کی۔

اس کے بعد خالد بن ولید مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھے ،ہم لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم مسیلمہ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو ہم بصرہ کے ایک زاویہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم لوگ ان سے جاٹکرائے مقام کاظمہ پر بڑی جماعت میں جو ہماری جمعیت سے بہت بڑی تھی۔ جبکہ ہرمز سے بڑھ کر اسلام کا اور عربوں کا کوئی ایک دشمن نہیں تھا۔ خالد بن ولید اس کی طرف نکلا اور اس کو مقابلے کے لئے للکارا اور وہ مقابلہ پر آ گیا اور خالد بن ولید نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی خبر صدیق کے پاس بھیجی اور ساتھ اس کے جسم سے چھینا ہوا سامان بھی۔ ہرمز کی صرف ٹوپی ایک لاکھ درہم کی تھی اور گھوڑا جب ایک آدمی نے دیکھا تو ایک لاکھ درہم قیمت لگی۔

اس کے بعد ہم لوگ الطف کے راستے پر حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ بس پہلا انسان جو ہمیں ملا وہ شیما بنت نفیلہ تھی، جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، سیاہ خچر پر سوار، کالا دوپٹہ کمر میں باندھے ہوئے۔ میں اس سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ خالد بن ولید نے اس پر مجھ سے گواہ طلب کئے، میں نے پیش کر دیئے وہ گواہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری تھے تو حضرت خالد نے اسے میرے حوالے کر دیا پھر ہمارے اس شیما کا بھائی عبدالمسیح، وہ صلح چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کی قسم اس کو ہزار درہم سے کم نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے ہزار درہم دیئے اور میں نے وہ اس کے حوالے کر دی۔ کہا گیا کہ اگر تم کہتے ایک لاکھ درہم تو میں تمہیں دے دیتا۔ میں نے کہا میں تو ہزار سے زیادہ عدد اور گنتی جانتا نہیں تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۸/۵)

ابولبابہ اور اس کے احباب کی بات یعنی ان کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سعید بن مسیّب نے، یہ کہ بنو قریظہ حلیف تھے ابولبابہ کے۔ وہ اس کے پاس گئے وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف بلا رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے ابولبابہ آپ ہمیں کیا کہتے ہیں کہ ہم (قلعہ سے) نیچے اتر آئیں؟ اس نے اشارہ ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف کیا کہ (اُترنے کا انجام) ذبح ہوگا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دے دی گئی۔ اس نے کہا کہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ سے غافل ہے جب تو ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف ان کو اشارہ کر رہا تھا۔ وہ ایک وقت تک ٹھہرا رہا اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک لڑا تو یہ غزوہ انتہائی سخت مشکل تھا۔ اس سے بھی ابولبابہ پیچھے رہ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تو ابولبابہ حضور ﷺ کے پاس آیا، اس نے سلام کیا حضور ﷺ کو۔ حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا جس سے ابولبابہ گھبرا گیا۔ لہٰذا اس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون توبہ کے ساتھ باندھ دیا جو سیّدہ اُم سلمہ (زوجۂ رسول اللہ ﷺ) کے دروازے کے قریب تھا۔ سات دن رات سخت گرمی کے اندر اس نے کچھ کھایا نہ پیا ایک قطرہ بھی۔ اور کہا کہ ہمیشہ میرا یہی ٹھکانہ رہے حتیٰ کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں گا یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔

وہ ہمیشہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ آواز بھی نہیں سن سکتا تھا سختی کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ صبح و شام اس کی طرف دیکھتے تھے پھر اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ لہٰذا اعلان کیا گیا کہ اللہ نے تیری توبہ قبول کر لی۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیجا کہ وہ اس کی رسیاں کھول دے مگر ابولبابہ اس بات سے انکار کر دیا کہ کوئی اس کو کھولے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور خود اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

ابولبابہ جب ہوش میں آیا تو بولا میں نے اپنی قوم کی جگہ چھوڑ دی ہے جس سرزمین پر میں نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور میں آپ کی طرف منتقل ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاس رہوں گا اور میں نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال تیری طرف سے کافی رہے گا۔ چنانچہ ابولبابہ نے اپنی سرزمین اور وطن چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سکونت کر لی۔ اور ایک تہائی مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد ایسی توبہ کر لی کہ اس کے بعد اسلام کے اندر نہ دیکھی اس سے بس خیر ہی خیر۔ حتیٰ کہ دنیا سے چلا گیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، کہا آدم نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اس قول کے بارے میں اعترفوا بذنوبھم۔ فرمایا کہ اس سے مراد ابولبابہ ہے جب اس نے کہا تھا بنوقریظہ سے جو کچھ کہا تھا اور ان کو حلق کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محمد تمہیں ذبح کر دیں گے اگر تم اس کے حکم پر اُتر گئے تو۔

محمد بن اسحاق بن یسار نے گمان کیا ہے اس کا باندھ دینا اسی وقت ہوا تھا۔ جب کہ ہم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے جو دلالت کرتی ہے اس کے بعد مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے پر بوجہ اس کے تخلف کے غزوۂ تبوک سے جیسے کہا ہے ابن مسیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی بارے میں آیت بھی نازل ہوئی تھی۔

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰۲)

دوسرے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کئے ہیں۔

(ابن عباس ﷺ نے) فرمایا کہ وہ دس افراد تھے جو غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو ان دس میں سے سات افراد نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا ایسی جگہ پر کہ نبی کریم ﷺ کا راستہ وہی تھا جب آپ مسجد سے واپس جاتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہیں جنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابولبابہ ہے اور اس کے ساتھی ہیں، یہ آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ ان کو چھوڑ دیں اور ان کا عذر مان لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی ان کا عذر مانوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو کھولے گا۔ انہوں نے مجھ سے نفرت کی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے تخلف کیا تھا۔ ان کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا ہم بھی اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کھولے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحاً واٰخر سیئًا عسی اللّٰہ ان یتوب علیھم

دوسرے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے ملے جلے اعمال کئے ہیں نیک بھی تو برے بھی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے۔

(لفظ عَسیٰ استعمال کیا) اور عسٰی اللہ کی طرف سے واجب ہوتا ہے۔ بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا اور ان کو چھوڑ دیا اور ان کا عذر مان لیا۔ لہٰذا وہ اپنے مال لے کر حضور ﷺ کے پاس آگئے۔ بولے یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارے مال ہیں ان کو ہماری طرف سے صدقہ کر دیں اور ہمارے لئے استغفار کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم نہیں ملا ہے تمہارا مال لینے کا۔ لہٰذا اللہ نے آیت نازل کی :

خذ من اموالھم صدقةً تطھرھم و تزکیھم بھا و صل علیھم

آپ ان کے مال لے لیجئے بطور صدقہ کے۔ ان کو پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ کیجئے۔ اس کے ساتھ ان کے لئے استغفار کیجئے۔

ان صلوٰتك سَکَنٌ لھُم ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰۳)

بے شک آپ کا ان کے لئے استغفار کرنا ان کے لئے تسکین کا باعث ہوگا۔

مراد ہے کہ ان سے صدقہ لے لیجئے اور ان کے لئے استغفار بھی کیجئے۔اور دس میں سے باقی تین وہ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا تھا اور وہ پیچھے ہو گئے تھے۔نہیں جانتے تھے کہ آیا ان کو عذاب دیا جائے گا یا ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

لقد تاب اللّٰه علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسرة

البتہ تحقیق اللہ نے رجوع فرمالیا ہے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر جنہوں نے نبی کی اتباع کی ہے۔جو انتہائی تنگی کی ساعت میں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے ہیں۔(تا آخر آیت)

وعلی الثلاثة الذین خُلّفوا

(اور اللہ نے توبہ قبول کر لی ہے) ان تینوں کی جو پیچھے کر دیے گئے تھے۔

یہاں تک کہ آیت اُتری :

ثم تاب علیهم لیتوبوا ان اللّٰه هو التواب الرحیم ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۱۷۔۱۱۸)

پھر ان پر اللہ نے رجوع فرمایا ہے تا کہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(مراد ہے کہ وہ پکے ہو گئے ہیں)۔

اور اسی روایت کے مفہوم میں اس کو روایت کیا ہے عطیہ بن سعد نے ابن عباس ﷺ سے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے لفظاً اور سیاق حدیث اس کا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی عبید بن عبدالواحد یعنی ابن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک ﷺ سے۔یہ کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کو لئے لئے پھرتے تھے ان کے بیٹوں میں سے، جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا تھا وہ اپنی بات بیان کرتے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے غزوۂ تبوک میں۔کعب بن مالک ﷺ فرماتے ہیں :

کہ میں کسی غزوے میں جو حضور ﷺ نے لڑا ہو، پیچھے نہیں رہا تھا سوائے غزوۂ تبوک کے۔ہاں غزوۂ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا لیکن اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی پیچھے رہنے والے کو سرزنش نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔بدر میں حضور ﷺ نکلے تھے قریش کے قافلہ پر اٹیک کرنے کا ارادہ کر کے۔حتیٰ کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان جمع کر دیا تھا بغیر چیلنج کے اور بغیر وقت مقرر کے۔اور البتہ تحقیق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا تھا عقبہ والی رات۔(ہمیں اس کی اتنی خوشی تھی کہ) میں اس کے بدلے میں بدر کی حاضری کو ترجیح نہیں دیتا اگرچہ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور تھی۔میری خبر یہ تھی جب میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا غزوۂ تبوک میں۔حقیقت یہ تھی میں واقعتاً اس وقت آسودہ حال بھی تھا اور قوی صحت مند تھا جب میں پیچھے رہ گیا تھا۔اس سے پہلے میرے پاس اللہ کی قسم کبھی دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں مگر اسی غزوے میں میں نے دو دو سواریاں جمع کی ہوئی تھیں۔

حضور ﷺ جس غزوے میں بھی جاتے تھے صاف صاف نہیں بتاتے تھے بلکہ توریہ کرتے تھے اپنے دشمن کو شک میں ڈالتے کہیں اور جانے کا اظہار کرتے تھے۔مگر اس غزوے میں آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ صاف صاف بتا دیا تھا کہ لوگ خوب تیاری کر لیں کیونکہ سخت گرمی کا

موسم تھا۔ آپ دور دراز کے سفر پر متوجہ تھے۔ دور دراز کی لڑائی پر جارہے تھے دشمن کثیر تعداد میں تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے ان کا معاملہ واضح کر دیا تھا تاکہ وہ اپنے جہاد کے لئے خوب تیاری کرلیں۔ اور اپنے رخ کے بارے میں بھی واضح بتا دیا تھا جس کی طرف جانا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان بھی کثیر تعداد میں تھے کوئی محفوظ کرنے والا رجسٹر انہیں محفوظ نہیں کرتا۔ ریکارڈ مراد ہے۔

حضرت کعب ؓ فرماتے کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو یہ ارادہ کرتا کہ وہ غائب ہوجائے مگر پھر فوراً یہ گمان کرتا تھا کہ عنقریب اس کو طوق ڈال دیا جائے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہوجاتی۔

مسلمانوں نے جب یہ غزوہ کیا تھا اس وقت پھل پکے ہوئے تھے اور چھائیں خوب تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی اور مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ میں نے سوچا کہ اچھا صبح میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں گا اور میں نے دل میں کسی چیز کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ میں دل میں یہ سوچتا تھا کہ میں تیاری کرنے پر قادر ہوں جب چاہوں گا چلا جاؤں گا۔ مجھ پر مسلسل سستی سوار رہی حتی کہ لوگوں نے کوشش سخت کردی۔ حتی کہ روانگی کی صبح آن پہنچی رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تیار ہوگئے مگر میں ابھی تک تیاری کا فیصلہ نہیں کرسکا تھا۔ میں اسی کیفیت میں رہا حتی کہ انہوں نے جلدی جلدی روانگی شروع کردی میں جانے سے پیچھے رہ گیا۔ اور میں نے سوچ لیا کہ میں کوچ کروں اور میں ان کو پالوں گا۔ اے کاش کہ میں ایسا کرلیتا چلا جاتا۔ مگر شاید میرے مقدر میں نہیں تھا یہ جانا، شریک ہونا۔ پھر یہ کیفیت ہوگئی کہ میں جب لوگوں میں نکلتا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد اور ان میں گھومتا پھرتا مجھے یہ بات مغموم کردیتی کہ میں لوگوں میں سے نہیں دیکھتا مگر ایسے آدمی جو نفاق کے ساتھ متہم تھا اور میں نہیں دیکھتا تھا مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ نے معذور بنا رکھا ہے ضعفاء میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی میرا کوئی ذکر نہ کیا حتی کہ تبوک میں پہنچ گئے۔ وہ ایک دن تبوک میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمانے لگے کہ کعب نے کیا کیا ہے۔ بنو سلمہ میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو اس کی وہ چادر (لباس) کافی ہے جس کو اپنے پہلو پر دیکھتا ہے یعنی وہ اپنی عیش وعشرت میں مگن ہے، وہ کہاں آتا۔ مگر معاذ بن جبل نے اس سے کہا کہ تم نے بہت برا کیا جو کچھ کہا۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے اس کے بارے میں مگر خیر ہی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔

حضرت کعب ؓ کہتے ہیں جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آرہے ہیں مجھے اس وقت فکر دامن گیر ہوگئی پھر میں بہانے ڈھونڈنے لگا۔ اور سوچنے لگا اب میں حضور ﷺ کی ناراضگی سے کیسے آزاد ہوں اور اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مدد چاہنے لگا۔ جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوچکے ہیں میری ساری بہادری جواب دے گئی۔ اور میں نے جان لیا کہ میں کسی جھوٹ کے ذریعے حضور ﷺ کے غصے سے نہیں نکل سکوں گا۔ لہٰذا میں نے سچ سچ بتانے کا فیصلہ کرلیا۔ حضور ﷺ صبح مدینے پہنچ گئے۔ آپ کی عادت تھی جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے جب حسب عادت ایسا ہی کیا تو پیچھے رہ جانے والے پہنچ گئے اور حضور ﷺ کے آگے اپنے اپنے عذر پیش کرنا شروع کئے اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ یہ اسی کے لگ بھگ افراد تھے۔ حضور ﷺ نے ظاہری عذر سب کے تقریباً قبول کرلئے اور ان کی بیعت کرلی اور ان کے لئے استغفار بھی کی اور ان کے اندرونی راز اللہ کے حوالے کردیئے۔ میں بھی حاضر ہوا۔ میں نے جب سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا مگر کڑوی مسکراہٹ کے ساتھ جیسے کہ ناراض ہیں۔ پھر فرمایا آیئے میں آکر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ کس چیز نے آپ کو پیچھے رکھا؟ کیا تم نے سواری خرید نہیں لی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی یا رسول اللہ ﷺ۔ اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھتا اہل دنیا میں سے تو میں یہ سوچتا کہ میں اس کے غصے سے نکل جاؤں گا کوئی نہ کوئی عذر کرکے میں خوب حجت بازی کرسکتا ہوں، بحث کرسکتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹی بات کہہ کر آپ کو راضی کربھی لوں تو ممکن ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہوجائے اور اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو آپ مجھ سے ناراض ہوجائیں گے۔ مگر میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے معافی کی۔ اللہ کی قسم میرا کوئی عذر نہیں تھا اللہ کی قسم نہ اس سے پہلے میں اس قدر قوی تھا نہ اس سے پہلے اس قدر آسودہ حال تھا جب میں آپ سے پیچھے ہوا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال تم نے سچ کہا ہے۔ اُٹھو حتی کہ اللہ تیرے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ میں اُٹھ گیا بنو سلمہ کے کچھ آدمی اُچھل پڑے۔ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کوئی گناہ کیا ہے اس سے قبل، کیا تم رسول اللہ کے سامنے عذر نہیں کر سکتے تھے جیسے پیچھے رہ جانے والے دیگر لوگوں نے عذر پیش کئے ہیں۔ اور اگر تیرے اندر کوئی گناہ تھا بھی تو حضور ﷺ تیرے لئے استغفار کر دیتے وہ استغفار تیرے گناہ کے لئے کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ بار بار مجھے سرزنش کرتے رہے حتی کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں جا کر اپنی تکذیب کر دوں۔ میں نے پوچھا کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں دو آدمیوں نے ایسے کیا ہے۔ ان کو بھی ایسے ہی کہا گیا ہے جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ لوگوں نے میرے سامنے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا تھا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کے معاملہ میں میرے لئے اسوہ تھا یعنی اچھا نمونہ تھا۔ میں چلا گیا۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا میرے سامنے ذکر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ہم تین آدمیوں سے کلام کرنے سے منع کر دیا تھا جو ہم حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا لوگوں نے ہم سے اجتناب کرنا شروع کیا اور ہمارے لئے بدل گئے۔ میرے دل میں زمین اجنبی لگنے لگی۔ وہ نہیں تھی جس کو میں پہچانتا تھا ہم لوگ اسی کیفیت پر پچاس راتیں رہے۔

بہر حال میرے دو ساتھی تو تھک کر مایوس ہو گئے اور جا کر گھر میں بیٹھ گئے اور دونوں نے رونا شروع کر دیا۔ باقی رہا میں، میں ان لوگوں میں سے زیادہ جوان بھی تھا اور ان سب میں سے مضبوط بھی۔ میں باہر آتا جاتا تھا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا۔ مگر میرے ساتھ کلام کوئی نہیں کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے نماز کے بعد۔ میں سلام کرتا تھا اور دل میں سوچتا تھا کہ کیا حضور ﷺ ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں سلام کے جواب کے ساتھ میرے اوپر یا نہیں؟ پھر میں نماز پڑھتا اور ان کو نظر چرا کر دیکھتا۔ میں جب نماز کے لئے آتا تو میری طرف دیکھتے۔ جب میں ان کی طرف توجہ کرتا تو وہ مجھ سے اعراض کر لیتے۔ جب یہ کیفیت مجھ پر طویل ہو گئی مسلمانوں کی لاپرواہی کی تو میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا، وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا اللہ کی قسم اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ چپ رہا۔ میں نے دوبارہ اس کو قسم دی مگر وہ چپ رہا۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اس کو تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو اس نے یہ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس لوٹا اور دیوار پھلانگ لی۔

کہتے ہیں کہ بس میں چل رہا تھا مدینے کے بازاروں میں اچانک ایک نبطی شام کے نبطیوں میں سے جو غلہ لایا تھا اور وہ اس کو مدینے میں فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا مجھے کون بتائے گا کعب بن مالک کون ہے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارے کرنا شروع کئے وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا خط دیا۔ میں چونکہ خود کاتب تھا اس میں لکھا ہوا تھا۔

''امابعد مجھے خبر پہنچی ہے تیرے صاحب (نبی نے) تیرے اوپر زیادتی کی ہے۔ اللہ نے تجھے دار ذلت میں نہیں رکھا نہ ہی دار نقصان میں۔ تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تیری غمخواری کریں گے۔''

میں نے خط پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی ایک مصیبت ہے۔ میں نے قصد کیا اس کو تنور میں ڈالنے کا میں نے اس کو تنور میں پھینک دیا۔ حتی کہ جب چالیس راتیں گذر گئیں پچاس میں سے۔ ایک نمائندہ یکا یک رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے پوچھا کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا اس کا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جا اور اس کے قریب بالکل نہ جا۔ اور میرے دیگر دو ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔ اور وہاں جا کر رہ جاؤ حتی کہ اللہ اس امر کا فیصلہ کرے۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں ہلال بن امیہ کی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہلال بن اُمیہ انتہائی بوڑھے اور ضعیف ہیں ان کے لئے کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ ناپسند کریں گے اگر میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت تو ہے لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم بے شک وہ تو ایسے ہیں کہ ان میں کسی چیز کی طرف کو حرکت بھی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم وہ مسلسل روتے رہتے ہیں جب سے یہ واقعہ ہوا ہے آج کے دن تک۔ لہٰذا میرے بعض گھر والوں نے کہا اگر آپ بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لیتے اپنی بیوی کے بارے میں جیسے حضور ﷺ نے ہلال بن اُمیہ کو اجازت دے دی ہے اور وہ اس کی خدمت کررہی ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے اگر میں ان سے اس میں اجازت مانگوں۔ ویسے بھی میں جوان آدمی ہوں۔

اس کے بعد میں مزید دس راتیں ٹھہرا۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے پوری پچاس راتیں ہوگئیں رسول اللہ ﷺ کے ہم سے کلام کرنے سے منع کئے ہوئے۔ جب میں نے نمازِ فجر پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو تو میں اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ میں اسی حالت پر بیٹھا ہوا تھا جو اللہ نے ہماری ذکر فرمائی ہے کہ میرا نفس مجھ سے تنگ آیا ہوا تھا اور مجھ پر زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ آ گئی تھی۔ اچانک میں نے ایک چیخنے والے کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھا ہوا تھا۔ اے کعب بن مالک خوش ہوجا۔

کعب کہتے ہیں کہ میں جیسے بیٹھا تھا فوراً سجدے میں گر گیا اور میں سمجھ گیا کہ چھٹکارے کا وقت آ گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اللہ کے توبہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے جب انہوں نے نمازِ فجر پڑھ لی ہے۔ لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے بھاگے چلے آئے اور میرے دیگر دوساتھیوں کے پاس بھی بشارت دینے والے چلے گئے ایک آدمی نے تو گھوڑا دوڑایا تھا میرے پاس بشارت دینے کے لئے۔ اور بنوسلمہ سے بھی ایک دوڑنے والا دوڑتا ہوا آیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور آواز میرے پاس گھوڑے سے بھی زیادہ تیزی سے پہنچ گئی تھی۔

جب میرے پاس وہ آدمی پہنچا بشارت دینے جس کی آواز میں نے سُنی تھی تو میں نے اپنی دونوں چادریں اُتار کر اس کو پہنا دیں اس کی بشارت کے صلے کے طور پر۔ اللہ کی قسم میں ان چادروں کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں تھا (کپڑوں میں سے) اس دن۔ لہٰذا میں نے اُدھار دو کپڑے مانگے وہ پہنے اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ لہٰذا لوگوں نے مجھے فوج درفوج پالیا۔ وہ مجھے مبارک باد دے رہے تھے توبہ قبول ہونے کی اور وہ کہہ رہے تھے، تجھے مبارک ہو اللہ کا تیرے اُوپر توبہ قبول کرنا حتیٰ کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ لہٰذا طلحہ بن عبید اللہ سب سے پہلے کھڑے ہوگئے وہ دوڑ کر آ کر مجھے ملے حتیٰ کہ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے ان کے سوا میرے لئے کوئی نہ اُٹھا اور میں اس کو نہیں بھولوں گا طلحہ کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ ان کا چہرہ چمک رہا تھا، خوش ہوجا بہترین دن کے ساتھ جو تیرے اُوپر گزر رہا ہے جب تیری ماں نے تجھے جنا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ مہربانی آپ کی طرف سے ہے یا رسول اللہ یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور حضور ایسے تھے انہیں بشارت دی جاتی تو ان کا چہرہ دمک اُٹھتا تھا، حتیٰ کہ جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کو پہچان لیتے تھے ان سے۔ جب میں حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کی خوشی میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں اپنے مال میں سے اللہ کی اور رسول کی طرف۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکھ اپنا بعض مال اپنے پاس یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا میں وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیبر میں ہے اور میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک اللہ عزوجل نے مجھے نجات دی ہے سچ کے بدلے میں۔ بے شک میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچی بات کروں گا جب تک میں زندہ رہوں گا۔

اللہ کی قسم میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس کو اللہ نے سچی بات کہنے پر اس قدر آزمائش میں ڈالا ہو، جب سے میں نے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس سے زیادہ خوبصورت آزمائش کے ساتھ جس خوبصورت آزمائش کے ساتھ اللہ نے مجھے آزمایا ہے۔

میں نے جب سے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس وقت سے آج کے دن تک میں نے جھوٹ کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی میری حفاظت کرے گا۔ اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری ہے :

لقد تاب اللّٰه على النبي والمهاجرين والانصار الذين اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ، ثم تاب عليهم انه بهم رؤف رحيم ، وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من اللّٰه الا اليه ، ثم تاب عليهم ليتوبوا ان اللّٰه هو التواب الرحيم ، يا ايها الذين آمنوا اتقوا اللّٰه وكونوا مع الصادقين ۔

(سورۂ توبہ ۔ آیت ۱۱۷۔۱۱۹)

(مفہوم ومطلب) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا ہے (وہ مہاجرین وانصار) جنہوں نے عسرت اور تنگی کے لمحات میں حضور کی اتباع کی ہے۔ اس کے بعد کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی میں مبتلا ہو جاتے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تھا کہ وہ لوگ توبہ کریں، بے شک وہ اس کے ساتھ مہربان ہے اور اللہ نے رجوع فرمایا ہے ان تین افراد پر پیچھے کر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ جس وقت ان پر زمین تنگ آ گئی تھی اپنی کشادگی کے باوجود اور ان کے اپنے نفس ان پر تنگ آ گئے تھے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب اللہ کی طرف سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ تو بس اسی کے پاس ہی ہے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی تو رب ہے رحیم ہے۔ اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

اللہ کی قسم نہیں انعام فرمایا اللہ نے مجھ پر کسی بھی نعمت کا جب سے مجھے اس نے اسلام کی ہدایت دی ہے۔ ایسا انعام جو میری ذات پر اس انعام سے بڑا ہو (بلکہ سب سے بڑا انعام مجھ پر یہی تھا) کہ میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ سے سچ بولا تھا اور اگر میں اس وقت حضور ﷺ سے جھوٹ بولتا تو میں ہلاک ہو جاتا، جیسے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے حضور ﷺ سے جھوٹ بولا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں فرمایا جب وحی نازل ہوئی، ایسی بدترین بات ان کے بارے میں کہی جو کسی کے بارے میں نہیں کہی۔ فرمایا : کہ

سيحلفون باللّٰه لكم اذا انقلبتم اليهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس وماواهم جهنم جزاء بما كانوا يكسبون ، يحلفون لكم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان اللّٰه لا يرضى عن القوم الفاسقين ۔ (سورہ توبہ : آیت ۹۵۔۹۶)

(مفہوم ومطلب) کہ عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم لوٹ کر جاؤ گے۔ یہ اس لئے کریں گے کہ آپ ان سے اعراض کریں۔ آپ اُن سے منہ پھیر لیجئے، وہ لوگ نجس وناپاک ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ ان کے عملوں کی جزاء ہے۔ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تعالیٰ فاسق ونافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ہم لوگ پیچھے رہ گئے تھے ایسے تین افراد سے، ان لوگوں کے معاملے سے جن سے رسول اللہ ﷺ نے عذر قبول کر لیا تھا جب انہوں نے قسمیں کھائی تھیں۔ ان کو بیعت بھی کیا تھا اور ان کے لئے استغفار بھی کیا تھا۔ اور رسول اللہ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا تھا یہ کہہ کر کہ اللہ اس بارے میں فیصلہ کرے گا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے :

وعلى الثلاثة الذين خلفوا

کہ ان تین افراد پر بھی اللہ نے رجوع فرمایا ہے اور توبہ قبول کی ہے جن تین کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا ذکر آیت میں کیا ہے۔ وہ ہمارا جہاد وغزوہ کے ساتھ تخلف اور پیچھے ہونا نہیں بلکہ ہماری تخلف ہے (یعنی ان کا ہمیں مؤخر کرنا اور پیچھے کرنا ہمارے معاملے کو اُن سے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔ اور مسلم نے دوسرے طرق سے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۸۔ فتح الباری ۱۱۳/۸۔۱۱۶۔ مسلم۔ کتاب التوبہ۔ حدیث ۵۳ ص ۴ ۲۱۲۰۔۲۱۲۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جب وہ مدینے کے قریب پہنچے تو ان کو وہ عام لوگ ملے جو ان سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی آدمی کے ساتھ کلام نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ مجالست کرو۔ یہاں تک کہ میں خود تمہیں اجازت دوں۔ چنانچہ ان سے منہ پھیر لیا رسول اللہ ﷺ نے۔ اور مسلمانوں نے بھی، یہاں تک کہ ایک آدمی اعراض کرتا تھا (ان میں سے) اپنے والد سے اور بھائی سے بھی۔ اور بیوی اعراض کرتی اپنے شوہر سے۔ کئی دن وہ اسی حالت پر رہے حتیٰ کہ سخت کرب واذیت میں پڑ گئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا وہ رسول اللہ سے عذر ومعذرت کرنے لگے مشقت اور بیماریوں کی اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ حضور ﷺ کو ان پر ترس آ گیا اور حضور نے ان کی بیعت مان لی اور ان کے لئے استغفار بھی کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اضافے

موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ میں تبوک پہنچے ابھی وہاں سے نہیں ہٹے تھے اور آپ دس بارہ راتیں گزار چکے تھے، آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ منافقین جو حضور ﷺ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے تھے وہ اسی آدمیوں میں سے کچھ اوپر تھے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اذرح تھا اس میں جو صلح کی اس دن پھر دونوں فریق متفق ہو گئے۔ جو لوگ رسول اللہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں وہ تین افراد بھی تھے۔ اللہ نے جن کا ذکر کیا ہے اپنی کتاب میں توبہ کے ساتھ۔

ان میں سے ایک کعب بن مالک سلمی تھے، دوسرے ہلال بن اُمیہ واقفی، تیسرے مرارہ بن ربیع عمری تھے۔ اور ایک روایت میں عروہ عامری مذکور ہے۔ اس کے بعد دونوں نے کعب بن مالک کا ذکر کیا ہے مگر دونوں کم وزیادہ کرتے ہیں۔ دونوں نے جو اضافہ کیا ہے اس میں ملک غسان کا نام بھی ہے جبلہ بن ایہم۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ نکل گئے تھے اپنے گھروں سے میدانوں کی طرف۔ انہوں نے خیمے ڈال لئے راتوں کو ان میں پناہ لیتے اور دن کو دھوپ میں اللہ کی عبادت کرتے حتیٰ کہ راہبوں کی مثل ہو گئے۔

اس کے بعد دونوں نے ذکر کیا ہے کعب کا جبل سلع کی طرف رجوع کرنا، دن میں عبادت کرتے تھے، روزہ کی حالت میں اور رات کو اپنے گھر میں جگہ پکڑتے۔ اور ان دونوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے ایک دوسرے سے پیش قدمی کرتے ہوئے، وہ حضرت کعب کو خوشخبری دے رہے تھے ایک نے دوسرے سے سبقت کی جو پیچھے ہو گیا تھا وہ جبل سلع پر چڑھ گیا اور چیخ کر کہنے لگا۔ اے کعب بن مالک خوش ہو جا، اللہ کی طرف سے توبہ قبول کرنے پر، اور تحقیق اللہ نے تم لوگوں کے بارے میں قرآن اُتارا ہے اور اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ جو لوگ آگے آگے آئے تھے وہ ابوبکر اور عمر تھے۔ اس کے بعد دونوں نے قصۂ کعب ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب کہتے ہیں پھر موسیٰ بن عقبہ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ سے اور انہوں نے جھوٹے عذر کئے تھے اور جھوٹی علل اور وجوہات بیان کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصدقین .... لیجزیھما اللّٰہ احسن ما کانوا یعملون

(سورۃ توبہ ۔ آیت ۱۱۹۔۱۲۱)

اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (یہاں تک کہ) تا کہ اللہ ان کو ان کے عملوں کی احسن جزا دے۔

اور اس آیت سے قبل ان کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے نفاق کے سبب پیچھے رہ گئے تھے۔ فرمایا :

فرح المخلفون بمقعد هم خلاف رسول الله

کہ پیچھے رہنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف پیچھے بیٹھے رہنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ سلسلہ کلام جزاء بما كانوا يكسبون (سورۃ توبہ آیت ۸۱۔۸۲) تک کئی آیات میں جو ایک دوسری کے بعد مسلسل ہیں۔ اس کے بعد اہل عذر کا ذکر فرمایا ہے ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ فرمایا ليس على الضعفاء ولا على المرضى (سورۃ توبہ : آیت ۹۱) یہ سلسلہ کلام واللہ غفور رحیم تک ہے اور اس کے بعد ایک آیت، اور ان کا ذکر بھی کیا ہے جن کا کوئی عذر نہیں تھا۔ تخلف کرنے والوں میں سے فرمایا :

انما السبيل على الذين يستأذنوك وهم اغنياء رضوابان يكونوا مع الخوالف وطبع الله على قلوبهم فهم لا يعلمون ۔ (سورۃ توبہ آیت ۹۳)

قابل اعتراض بات تو ان کی جو آپ سے اجازت مانگتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ صاحب حیثیت ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ وہ رہ جانے والوں میں ہوں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے وہ جانتے ہیں۔ (یہ مسلسل چار آیات ہیں)

جُلاس بن سوید کا قول اور عامر بن قیس کا جواب

جُلاس بن سوید نے جب وہ فرمان سُنا جو اللہ نے اُتارا ہے جہاد تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر ہم لوگ بدتر ہیں گدھے سے بھی۔ لہٰذا عامر بن قیس نے کہا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا کہا اللہ کی قسم بے شک محمد ﷺ البتہ سچے ہیں اور تم لوگ البتہ گدھے سے بھی بدتر ہو۔ ہلاک ہو جاؤ تم رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے جس سے تم منافق ہو گئے۔ اللہ کی قسم میں نے یہ بات سُننے کے بعد خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ ﷺ نے تحقیق سوید بن صامت کو اُونٹ کے پیر کی رسی اور صدقہ میں سے دیا تھا۔ پھر عامر بن قیس رسول اللہ کے پاس چلے گئے، اس نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا جو کچھ جُلاس نے کہا تھا۔ رسول اللہ نے اس کے پاس نمائندہ بھیجا۔ اس نے اللہ کی قسم کھالی کہ اس نے ہرگز یہ بات نہیں کہی، البتہ عامر بن قیس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ عامر نے کہا، اے اللہ تو اپنے رسول پر بیان شافی نازل فرما۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر الى قوله في الارض من ولى ولا نصير

(سورۃ توبہ : آیت ۷۴)

یہ لوگ قسم کھا لیتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ وہ کلمہ کفر کہہ چکے ہوتے ہیں۔ (یہ سلسلہ کلام ولا نصیر تک چلتا ہے)

چنانچہ ان کو توبہ کرنے کے لئے کہا گیا اس کے قول سے۔ لہٰذا اس نے توبہ کی تھی اور اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ یہ سب غزوہ تبوک کے بارے میں ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔

یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

حضور ﷺ کا ایک آدمی سے کلام نہ کرنے کا حکم دینا .... (۳) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن سلمان نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے، ان کو سماک بن حرب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے ابن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے سائے تلے اور آپ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بھی تھا، وہ سایہ آپ سے ختم ہونے والا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا تمہاری طرف دیکھے گا شیطان کی آنکھ کے ساتھ، تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔

چنانچہ ایک نیل گوں آنکھوں والا شخص داخل ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم کس بنیاد پر مجھے گالیاں دیتے ہو اور فلاں فلاں شخص بھی (کچھ لوگوں کے حضور ﷺ نے نام لے کر فرمایا)۔ وہ شخص چلا گیا جا کر ان لوگوں کو بلا کر لے آیا۔ ان لوگوں نے قسم کھائی اور عذر پیش کیا۔

اللہ نے آیت اُتاردی :

يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم ، ويحسبون انهم على شيء الا انهم هم الكاذبون

(سورۃ مجادلۃ : آیت ۱۸)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اُٹھائے گا پھر وہ اس کے آگے بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور وہ سمجھیں گے کہ شاید یہ قسمیں ان کو بچالیں گی۔ خبردار وہ جھوٹے ہیں۔

اسرائیل نے اس کو روایت کیا ہے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ (مستدرک للحاکم ۴۸۲/۲۔ الدرالمنثور ۱۸۶/۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اُمیہ نے ان کو یحییٰ بن بکیر کرمانی نے اسرائیل سے، اس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، سایہ آپ سے ہٹ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا (ابن عباس نے) وہی مفہوم ذکر کیا ہے۔

خطبہ رسول میں منافقین پر اطلاع دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابوحذیفہ نے سفیان سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن بکر اور نصر بن علی نے اور یہ الفاظ نصر کے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عیاض بن عیاض سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابومسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا،

آپ نے اپنے خطبے میں بہت کچھ ذکر کیا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

پھر فرمایا، اے لوگو! بے شک بعض لوگ تم میں سے منافق ہیں میں جن جن کا نام لوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ فرمایا اے فلانے کھڑے ہو جاؤ، فلانے تم کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے چھتیس آدمی شمار کئے، پھر فرمایا بے شک تمہارے اندر یا کہا تھا کہ بے شک بعض تم میں سے (ایسے ایسے ہیں)۔ لہٰذا تم لوگ اللہ سے عافیت مانگو۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان جان پہچان تھی انہوں نے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ انہوں نے خبر دی وہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا دوری ہے تیرے لئے ہمیشہ (یعنی ہلاکت ہو تیرے لئے)۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۷/۵)

☆☆☆

باب ۲۰۴

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد عبداللہ بن اُبی بن سلول کی بیماری اور وفات کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے اسامہ بن زید سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کے پاس داخل ہوئے۔ آپ اس کی مزاج پرسی کرنے گئے تھے اس کے مرض الموت میں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی موت کی کیفیت محسوس کی تو فرمایا، خبردار اللہ کی قسم! کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا یہودیوں کے ساتھ محبت کرنے سے۔ اس نے کہا تحقیق اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تھا پھر کیا ہوا؟ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بیمار ہو گئے تھے شوال کے آخری ایام میں اور ذیقعدہ میں مر گئے تھے۔ ان کی بیماری بیس روز تک رہی تھی حضور اس بیماری میں اس کی عیادت کرنے جاتے رہتے تھے۔ جب وہ دن آیا جس دن اس کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ پہنچے تو وہ اس وقت جان دے رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں سے محبت کرنے سے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اسعد بن زرارہ نے بھی تو یہودیوں سے بغض رکھا تھا۔ پس کیا فائدہ ہوا اس کو۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ یہ وقت ڈانٹنے کا نہیں ہے یہ موت کا وقت ہے، اگر میں مر جاؤں تو آپ میرے غسل میں آنا اور مجھے اپنی قمیض بھی دیجئے اس میں مجھے کفن دیا جائے۔ حضور نے اس کو اپنی اُوپر والی قمیض دے دی، اس وقت آپ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں۔ اُبی نے کہا نہیں آپ مجھے وہ قمیض دیجئے جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو وہ دے دی اُتار کر۔ پھر اس نے کہا مجھے نماز جنازہ آپ پڑھایئے گا اور میرے لئے استغفار کیجئے گا۔ (واقدی ۳/۱۰۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر پر آئے جب اس کو گڑھے میں داخل کر دیا تھا۔ آپ نے حکم دیا اس کو باہر نکالا گیا۔ حضور نے اس کو اپنے گھٹنوں پر یا رانوں پر رکھا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کو اپنا کپڑا پہنایا۔ واللہ اعلم

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ اور مسلم نے صحیح میں حدیث سفیان سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۰۔ فتح الباری ۳/۱۳۸۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۲ ص ۴/۲۱۴۰)

اور سفیان بن عیینہ اور اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ سب کچھ اس کا بدلہ دینے کے لئے کیا تھا اس عمل کا جو اس نے حضرت عباس کے ساتھ کیا تھا جب وہ قیدی ہو گئے تھے۔ اور یہ بات سب میں ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن یوسف اصبہانی نے، ان کو ابوسعید بن ابواعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے عمرو سے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب عباس بن عبدالمطلب مدینے میں تھا تو انصار نے کپڑا طلب کیا اس کو پہنانے کے لئے مگر کوئی ایسی قمیض نہ مل سکی جو ان کے لئے درست ہوتی سوائے عبداللہ بن اُبی کی قمیض کے، لہٰذا اس نے وہ ان کو پہنا دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۸۔ فتح الباری ۶/۱۴۴)

حضور ﷺ کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے روکنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، اس نے خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے موسیٰ بن ابوعیسیٰ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں، عبداللہ بن اُبَی کے بیٹے نے کہا، اس کو حباب کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا (اس نے کہا) یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کے لئے یعنی میرے باپ کے لئے وہ قمیص دے دیں جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔

یہ روایت مرسل ہے اور تحقیق ثابت ہوئی بطور موصول روایت کے وہ جس کی ہمیں خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے۔

ان کو حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طالب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تھا ابواسامہ سے۔ میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں عبیداللہ بن عمر سے، وہ نافع سے، وہ بیان کرتے ہیں ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبَی فوت ہو گیا اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے حضور سے سوال کیا کہ آپ اس کے باپ کے لئے اپنی قمیص دے دیں تاکہ وہ اس کو اس میں کفن دے اس میں۔ حضور ﷺ نے اس کو دے دی، پھر اس نے التجا کی کہ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں۔ رسول اللہ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اس نے حضور کا کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ کیا اس پر آپ جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے منع فرمایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے :

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ، ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگر چہ آپ ان کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (فرمایا کہ وہ منافق ہے)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر سے زیادہ بار استغفار کرلوں گا۔ لہٰذا رسول اللہ نے اس پر نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

و لا تصل على احد منهم مات ابدا و لا تقم على قبره انهم كفروا بالله و رسوله

(سورۂ توبہ آیت ۸۴)

آپ ان میں سے کسی ایک پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھائیں کبھی بھی جو ان میں سے مر جائے اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔

و ما توا و هم فاسقون ۔ (ترجمہ) اور وہ فاسق و نافرمان مر گئے۔

ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے حدیث ابواسامہ سے۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن سری نے، ان کو رباح بن ابومعروف مکی نے، ان کو سالم بن عجلان نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے یہ کہ عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَی کو اس کے باپ نے کہا تھا، اے بیٹے! کوئی کپڑا مانگ کر لے آنا رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں میں سے، مجھے اس میں کفن دینا۔ اور ان سے کہنا کہ وہ میرا جنازہ خود پڑھائیں۔ کہتے ہیں کہ وہ حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے باپ کا شرف و عزت جانتے ہیں عبداللہ کا، وہ آپ کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مانگ رہے ہیں کہ آپ اس کو اس کا کفن دیں اور نماز جنازہ بھی خود پڑھائیں۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس پر جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہاں منع کیا ہے؟ عمر نے جواب دیا :

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب اس سے زیادہ استغفار مانگ لوں گا۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تصل على احد منهم مات ابدًا ، ولا تقم على قبره

ان میں سے جو بھی مر جائے ان پر نماز جنازہ نہ پڑھانا کبھی بھی اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑا ہونا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے عمر کی طرف بھیجا اور ان کو اس بات کی خبر دی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۵/۵)

باب ۲۰۵

قصہ ثعلبہ بن حاطب اور اس میں جو آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس سے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

و منهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصالحين

(سورۃ توبہ : آیت ۷۵)

بعض ان میں سے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ عہد کئے بیٹھے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہمیں عطا کر دے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیکو کار بن جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ ایک آدمی تھا اس کو ثعلبہ کہتے تھے انصار میں سے تھا۔ وہ مجلس میں آیا اور ان میں موجود رہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فضل عطا کر دے تو میں ہر صاحبِ حق کو اس کا حق دوں گا اور اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا اور اس میں قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ پس اللہ نے اس کو آزمائش میں ڈال دیا اور اس کو اپنا فضل عطا کیا مگر اس نے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا اس کے خلاف وعدہ کرنے کی وجہ سے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت بیان فرمائی قرآن میں۔

مال کی بہتات اور یادِ الٰہی سے غفلت .... (۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید عبدی نے، ان کو حسن بن احمد بن ابوشعیب نے، ان کو مسکین بن بکیر نے، ان کو معاذ بن رفاعہ سلامی نے علی بن یزید سے، اس نے قاسم ابوعبدالرحمٰن سے وہ قاسم مولیٰ عبدالرحمٰن ابویزید بن معاویہ سے۔ اس نے ابوامامہ باہلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ وہ قلیل جس کے شکر کی تجھے طاقت مل جائے وہ بہتر ہے اس کثیر مال سے جس کے شکر کی طاقت نہ رکھ سکے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ قلیل مال جس کا کہ تو شکر ادا کرے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا تو شکر نہ کر سکے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ تو میری مثل ہو جائے۔ اگر میں چاہوں تو میرا رب میرے ساتھ

پہاڑ سونے کے بنا کر چلا دے تو چلیں گے۔ پھر اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مالدار کر دے۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر اس نے مجھے مال دے دیا تو میں ضرور ہر صاحب حق کو اس کا حق دوں گا۔ فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ تھوڑا مال تو جس کا شکر ادا کر سکے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا شکر تو نہ کر سکے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللّٰهم ارزقه مالا ۔ (ترجمہ) اے اللہ تو اس کو مال عطا کر دے۔

کہتے ہیں کہ اس نے بکریاں خرید لیں لہٰذا اس کے لئے ان میں برکت دے دی گئی وہ بڑھتی گئیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ مدینہ تنگ پڑ گیا وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز پڑھنے دن میں آتا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر رات میں نہیں پڑھنے آ سکتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز کے لئے نہ دن میں آ سکتا تھا نہ رات میں بلکہ جمعہ سے جمعہ تک وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں چنانچہ اس کی وہ جگہ بھی تنگ ہو گئی پھر وہ دور چلا گیا۔ پھر وہ نہ جمعہ میں آتا نہ جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ پھر وہ اونٹ کے سواروں سے ملتا اور مسلمانوں کی خبریں پوچھ لیتا۔ حضور ﷺ نے اس کو موجود نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بکریاں خریدی تھیں ان سے مدینہ بھر گیا تھا انہوں نے پوری خبر حضور ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے ثعلبہ پر افسوس ہے ثعلبہ پر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ صدقہ وصول کریں۔ اللہ نے آیت اُتاری :

خذْ من اموالهم صدقةً تطهرهم و تزكيهم بها ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰)

پس رسول اللہ ﷺ نے دو یا ایک آدمی بھیجے قبیلہ جہینہ سے اور ایک بنوسلمہ میں سے کہ وہ صدقہ حاصل کریں اور ان کے لئے اونٹوں اور بکریوں کی عمریں لکھ دیں کہ وہ کیسے وصول کریں۔ ان کے سامنے اور ان کو حکم دیا کہ وہ ثعلبہ بن حاطب کے پاس بھی جائیں اور بنوسلمہ کے ایک آدمی کے پاس بھی۔

وہ دونوں روانہ ہوئے اور وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے، انہوں نے اس سے صدقہ طلب کیا۔ اس نے کہا مجھے اپنی تحریر دکھاؤ۔ اس نے اس میں دیکھا اور کہا نہیں یہ مگر ٹیکس ہی ہے دونوں چلے جاؤ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ کہتے ہیں کہ وہ دونوں چلے گئے ادھر سلمی آدمی نے ان کے بارے میں سنا تو اس نے ان کا استقبال کیا اور بہترین اونٹ لایا اور کہا کہ اس کے علاوہ جو چاہو لے جاؤ میں اپنے بہترین مال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو پھر ثعلبہ کے پاس گئے اور کہا مجھے تحریر دکھاؤ اس نے اس میں دیکھا تو بولا کہ یہ تو جزیہ ہے ٹیکس ہے ابھی تم لوگ چلے جاؤ میں ابھی سوچوں گا۔ وہ چلے گئے حتیٰ کہ مدینے میں آئے جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا آپ نے ان سے کلام کرنے سے پہلے فرمایا ہلاک ہو گیا ثعلبہ بن حاطب اور سُلمی کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

اور اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و منهم من عاهد اللّٰه لئن اٰتانا من فضله لنصدّقن و لنكونَنَّ من الصّٰالحين ۔ (تین آیات)

(سورۃ توبہ : آیات ۷۵،۷۶،۷۷)

یہ تین آیات اُتریں۔ جب ثعلبہ کے بعض اقرب نے یہ کہانی سنی تو کہا کہ ہلاکت ہے ثعلبہ کی۔ تیرے بارے میں ایسے ایسے آیت اُتری ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ یہ میرے مال کا صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے کہ میں تجھ سے مال قبول نہ کروں۔ کہتے ہیں کہ وہ رونے لگا اور اس نے مٹی اپنے سر میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بذاتِ خود عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا تم نے میری اطاعت نہیں کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے۔

اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا اے ابوبکر آپ میرا صدقہ قبول کر لیں۔ انصار کے اندر میرا کیا مقام ہے تم جانتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول نہیں کیا اور میں کیسے قبول کروں۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قبول نہ کیا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی بنے تھے۔ ان کے پاس آیا بولا اے ابوحفص اے امیر المؤمنین میرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کر لیجئے اور اس نے مہاجرین وانصار سے اور ازواجِ رسول ﷺ سے کہلوایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا اور نہ اس کو ابوبکر نے قبول کیا۔ میں کیسے اس کو قبول کروں؟ انہوں نے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والی بنے تو وہ پھر آیا اور ثعلبہ عثمان کی خلافت میں ہلاک ہو گیا۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۷۹)

جو لوگ صدقہ کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ صدقہ کے بارے میں ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۵/۵)

ثعلبہ بن حاطب کے قصہ والی روایت پر امام بیہقی کا تبصرہ

(۱) یہ مشہور حدیث ہے اہلِ تفسیر کے درمیان۔

(۲) اور یہ حدیث موصول طریقے پر بھی مروی ہے مگر ضعیف اسنادوں کے ساتھ۔

(۳) اگر حضور ﷺ کا ثعلبہ کی توبہ کو قبول کرنے سے امتناع اور اس کے صدقہ کو قبول کرنے سے امتناع محفوظ ہے تو گویا کہ (آپ ﷺ نے) اس کا قدیم نفاق پہچان لیا۔ پھر اس کا نفاق زیادہ ہو گیا ہوگا اسی پر اس کی موت کی وجہ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر آیت نازل فرمائی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس کو اہلِ صدقہ میں سے نہ شمار کیا اور نہ ہی اس سے صدقہ وصول کیا۔ واللہ اعلم۔

مترجم کہتا ہے کہ مصنف کی اس روایت پر مذکورہ تبصرہ میں اہلِ علم کے لئے کئی علمی اشارے موجود ہیں اہلِ علم خوب سمجھ لیں گے۔ نیز میں نے ایک محقق عالم کی تصنیف کا مطالعہ کیا ہے کتاب کا نام ہے" التنبیہ للطالب علی عدم نفاق ثعلبة ابن حاطب "۔ اس کتاب کے مصنف نے یہ ثابت کیا ہے یہ روایت اہلِ تشیع کی وضع کردہ ہے۔

سب سے پہلے اس کو ابوجعفر طبری نے اپنی کتاب کی زینت بنایا تھا اس کے بعد لوگ نقل کرتے چلے گئے حالانکہ ثعلبہ منافق نہیں تھے بلکہ بدری صحابی تھے۔ یہ کتاب میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے اہلِ علم رجوع کر سکتے ہیں۔ بہر حال سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی وہ بدری صحابی تھے تو اس روایت کے بل بوتے پر ان کو منافق کہنا سخت خطرے کی بات ہے ہمارے ایمان کا اور عاقبت کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

☆☆☆
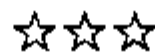
باب ۲۰۶

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج کرنا ۹ھ میں

رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تحت اور سورۃ براءۃ کا نزول ان کی روانگی کے بعد

اور رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابوطالب کو بھیجنا

تا کہ اس سورۃ کو لوگوں کے سامنے پڑھیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر نبی کریم ﷺ تبوک سے واپسی پر بقیہ ایام رمضان کے اور شوال اور ذیقعدہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو امیرِ حج بنا کر بھیجا تھا ۹ھ میں تا کہ وہ مسلمانوں کے لئے حج قائم کروائیں اور لوگ اہلِ شرک میں سے اپنے منازل پر اپنے حج میں۔ حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور وہ لوگ بھی جو مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ اُس وقت سورۃ براء نازل ہوئی اس عہد کو توڑنے کی بابت جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے مابین تھا۔ جس پر وہ لوگ قائم تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۵۷)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رسول اللہ کی اُونٹنی عضباء پر سوار ہوکر نکلے۔ یہاں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو راستہ میں پالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور ہو۔ حضرت علی نے بتایا مامور ہوں۔ اس کے بعد دونوں ساتھ روانہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی امیر بن کر حج کروایا اور حج کا خطبہ دیا)۔ حتیٰ کہ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابوطالب نے جمرہ کے پاس لوگوں میں اعلان کیا وہ جو رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! بے شک جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ ہی کوئی ننگا (بغیر لباس کے) بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ جس جس کا کوئی عہد ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اس کی مدت تک موجود رہے گا۔ اور لوگوں کی (مہلت کی) میعاد چار ماہ تک ہے۔ اس دن سے جس میں اعلان کیا گیا۔ تا کہ ہر قوم اپنے اپنے شہروں میں اپنی اپنی امن کی جگہ پر پہنچ جائے۔ اسکے بعد نہ کوئی عہد ہوگا نہ کوئی ذمہ ہاں مگر وہ شخص جس کے پاس رسول ﷺ کا کوئی عہد ہوگا تو اس کی مدت تک ہوگا''۔

یہ ہے وہ اعلان جس کو محمد بن اسحٰق نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ یہ متصل روایات میں موجود ہے۔

حالتِ شرک میں بیت اللہ کے طواف کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے جو یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے تھے یہ کہ میرے نانا نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص سدوسی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو لیث بن سعد نے عقیل بن خالد سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب سے، ان کو خبر دی حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے اس حج میں بھیجا تھا اعلان کرنے والوں میں قربانی کے دن جو یہ اعلان کررہے تھے منیٰ میں ''خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور کوئی بغیر لباس کے ننگا ہونے کی حالت میں طواف نہ کرے''۔

حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علی بن ابوطالب کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ براء کا اعلان کرے اور حضرت علی اس کا اعلان کرتے رہے اہل بحرین میں،''خبردار! اس سال کے بعد کوئی کافر حج نہ کرے، نہ کوئی ننگا طواف کرے''۔ یہ الفاظ حدیث عاصم کے ہیں اور ابن بکیر کی ایک روایت میں ہے۔ وہ حج کے اس گروہ میں تھا جن کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث یونس سے، اس نے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۶۲۲۔ فتح الباری ۴۸۳/۳۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۳۵ ص ۹۸۲/۲)

مشرکین سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بیزاری .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو باغندی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی حسن بن علی معمری نے، ان کو ابراہیم بن زیاد سبلان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن عوام نے سفیان بن حسین نے حکم سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کلمات کے ساتھ اعلان کردے اور ان کے پیچھے حضرت علی کو بھیجا۔ یکایک حضرت ابوبکر صدیق راستے میں تھے کہ اچانک انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی کی آواز سُنی یعنی اُونٹنی قصواء کی۔ لہٰذا ابوبکر گھبرا کر باہر نکلے۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں دیکھا تو علی تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط ان کو دیا، حضور نے اس کو موسم حج کا امیر مقرر کیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ ان کلمات کا اعلان کردیں۔ لہٰذا حضرت علی کھڑے ہوگئے ایام تشریق میں۔ انہوں نے یہ اعلان کیا:

''بے شک اللہ تعالیٰ بیزار ہیں مشرکین سے اور اللہ کا رسول بھی۔ تم لوگ اس سرزمین پر چار ماہ تک اسی کیفیت پر چل پھر لو۔ آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے (کیونکہ کافر و مشرک کے حج کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے)۔ اور بیت اللہ کا ننگے ہونے کی حالت میں کوئی طواف نہ کرے۔ اور جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے''۔

حضرت علی اس کا اعلان کررہے تھے جب وہ تھک جاتے تو ابوہریرہ یہی اعلان کرتے تھے۔ (مسند احمد ۲۹۹/۲)

برہنہ حالت میں طواف کی ممانعت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے، بشر بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے ابواسحاق ہمدانی سے، اس نے زید بن یثیع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت علی سے پوچھا تھا کہ آپ حج میں کس چیز کے ساتھ بھیجے گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار باتوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر نفس مؤمن۔ اور کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اس سال کے بعد، مسجد الحرام کے اندر کافر و مومن اکھٹے نہیں ہوں گے اور جس کا نبی کریم ﷺ کے اور اس کے درمیان کوئی عہد تھا وہ اپنی مدت تک رہے گا اور جس کا کوئی عہد نہیں تھا اس کی مدت چار ماہ ہے۔

(مسند احمد ۷۹/۱۔ تاریخ ابن کثیر ۳۸/۵)

(۵) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن حارث اصبہانی نے، ان کو ابوالشیخ اصبہانی نے، ان کو محمد بن صالح طبری نے، ان کو ابوحمہ نے ان کو ابوقرہ نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو ابوبکر کو حج کے لئے بھیجا۔ ہم اس کے ساتھ تھے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو صبح کی نماز کی اذان کہی۔ جب انہوں نے تکبیر کہی تو انہوں نے اپنے پیچھے سے پکار سُنی۔ لہٰذا وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے رک گئے اور سوچنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی جدعا کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کی حج کرنے کی رائے بن گئی ہے اور وہی اس پر سوار ہوکر آگئے ہیں، دیکھا تو اس پر حضرت علی آگئے تھے۔ ابوبکر نے ان سے پوچھا کہ کیا تم امیر ہو یا نمائندہ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں نمائندہ ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ نے براء کہنے کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کو لوگوں سامنے حج کے مواقف میں پڑھ کر سُنادوں۔ لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے جب یوم ترویہ سے ایک دن

پہلے کا آیا تو ابوبکر کھڑے ہوئے، انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو ان کے احکام بتائے۔ جب فارغ ہو گئے تو علی المرتضیٰ کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کے سامنے اعلان براءۃ پڑھا اور اس کو ختم کر لیا۔ پھر انہوں نے خطبہ یوم عرفہ ذکر کیا اور یوم نحر اور روانگی کا پہلا دن اور علی نے لوگوں کے سامنے سورہ براءۃ پڑھی ہر خطبے کے بعد اپنے خطبوں میں سے۔ (نسائی۔ کتاب الحج ۱۸۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ۹ھ میں جب لوگوں نے حج کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو لوگوں پر امیر کی حیثیت سے بھیجا اور ان کو حج کی سنن واحکام لکھ کر دیئے اور ان کے ساتھ حضرت علی کو بھیجا سورۃ براءۃ کی آیات دے کر اور اس کو حکم دیا کہ مکہ میں اس براءۃ کو اعلان کروا ور منیٰ میں اور عرفات میں۔ اور تمام مشاعر حج میں یہ باتیں کہ اللہ کا اور اللہ کے رسول کا عہد وذمہ بری ہو چکا ہے ختم ہو چکا ہے ہر مشرک سے جو حج کرے اس سال کے بعد یا بیت اللہ کا طواف کرے ننگا۔ مدت مقرر کر دی چار ماہ کی ان کے لئے جن کا عہد تھا رسول اللہ سے اور حضرت علی رسول اللہ کی سواری پر چلتے رہے سب کے سامنے قرآن پڑھتے جاتے تھے براءۃ من اللہ ورسولہ اور ان پر یہ آیت پڑھی:

یا بنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ۔ (سورۂ اعراف ۔ آیت ۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت لباس پہن لیا کرو۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی اسی مفہوم کو ذکر کیا ہے۔

باب ۲۰۷

بنوثقیف کے وفد کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد جو اہل طائف تھے اور اس کی تصدیق جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے غزوے کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کا بنوثقیف کی ہدایت کے بارے میں حضور ﷺ کی دعا قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما سامنے آئے اور انہوں نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا تو عروہ بن مسعود ثقفی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کر دیا۔ اور عروہ بن مسعود بن ثقفی رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ جا کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے جگائیں گے بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔

وہ واپس گیا اور شام کے وقت طائف میں پہنچا۔ بنوثقیف اس کے پاس گئے اور انہوں نے سلام کیا اور عروہ بن مسعود نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے ان کو نصیحت کی۔ ان لوگوں نے اس کو تہمت لگائی اور اس کی نافرمانی کی اور انہوں نے اس کو وہ گالیاں سنائیں جس کی توقع بھی نہیں تھی۔ وہ لوگ اس کے ہاں سے نکلے، یہاں تک کہ جب سحر ہوئی پھر فجر ہوئی تو وہ اپنے گھر کے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اس نے نماز کی اذان کہی اور شہادت توحید ورسالت دی۔ چنانچہ بنوثقیف کے ایک شقی نے تیر مار کر عروہ بن مسعود کو شہید کر دیا۔ اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ان کو اس کے قتل کرنے کی خبر پہنچی کہ عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی جیسی ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد ثقیف کی آمد

عروہ بن مسعود کے قتل کے بعد ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ دس افراد تھے، وہ ثقیف کے اشراف تھے ان میں کنانہ بن عبد یالیل بھی تھا جو کہ اس وقت ان کا سردار تھا، ان میں عثمان بن ابوالعاص بن بشر تھا وہ اس وفد میں چھوٹا تھا حتیٰ کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مدینے میں وہ صلح کے فیصلے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے مکہ فتح ہو چکا ہے اور زیادہ تر عرب مسلمان ہو چکے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کا اکرام کرتا ہوں، میں ان میں نیا نیا نقصان کر چکا ہوں۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ میں تجھے منع نہیں کروں گا تیری قوم کا اکرام کرنے سے، لیکن ان کے ٹھہرنے کی جگہ ایسی ہے جہاں وہ لوگ قرآن سنیں گے۔

مغیرہ بن شعبہ کا جرم ان کی قوم میں یہ تھا کہ وہ بنوثقیف کا اجیر تھا اور وہ لوگ مصر سے آرہے تھے جب وہ مقام بصاق میں پہنچے تو مغیرہ نے ان پر زیادتی کی۔ وہ سو رہے تھے اس نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا مال لوٹ کر رسول اللہ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں بنوثقیف کا اجیر تھا جب میں نے آپ کے بارے میں سنا تو میں نے ان کو قتل کر دیا اور یہ ان کے مال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم غدر نہیں کرتے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس مال میں سے خمس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے وفد ثقیف کو مسجد کے صحن میں ٹھہرایا اور ان کے خیمے لگوائے تاکہ وہ قرآن سن سکیں اور لوگوں کو دیکھیں جب وہ نماز پڑھیں۔ اور رسول اللہ کی عادت تھی جب خطبہ دیتے تو اپنا ذکر نہیں کرتے تھے۔ جب وفد ثقیف نے خطبہ سنا تو بولے ہمیں کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور خود اپنے خطبہ میں اس کی شہادت نہیں دیتے۔

جب یہ بات حضور تک پہنچی تو فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے شہادت دی کہ اللہ کا رسول ہوں۔ وہ لوگ روزانہ رسول اللہ کے پاس آتے جاتے تھے اور عثمان بن ابوالعاص کو اپنے سامان میں چھوڑ جاتے تھے کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔ جب وفد اس کے پاس واپس آتا اور گرمی کے وقت سو جاتے تو وہ رسول اللہ کے پاس چلا جاتا، ان سے دین کے بارے میں پوچھتا اور ان سے قرآن سیکھتا۔ عثمان بار بار آپ کے پاس آیا گیا، یہاں تک کہ اس نے دین سمجھ لیا اور مان لیا۔ جب حضور ﷺ کو سویا ہوا پاتا تو پھر وہ ابوبکر صدیق کے پاس آتا اور وہ یہ بات اپنے ساتھیوں سے چھپاتا تھا۔ حضور کو اس کی یہ بات پسند آئی اور اس کو پسند فرماتے۔

وفد ٹھہرا رہا رسول اللہ کے پاس آتے جاتے رہے اور حضور ﷺ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ لہٰذا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور کنانہ بن عبد یالیل نے کہا حضور ﷺ سے کہا آپ ہمارے ساتھ کوئی فیصلہ کریں گے تاکہ ہم اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اگر تم لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہو تو تمہارے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں ورنہ کوئی فیصلہ ہوگا اور نہ ہی ہمارے تمہارے درمیان صلح ہوگی۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا صاف منع کرنا

وہ لوگ (وفد ثقیف) کہنے لگا آپ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہیں ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنی ملکیت سے باہر بھی ہم یہ کرتے ہیں وہ تو ضروری ہے ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے اُوپر حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا۔ (سورۂ اسراء: آیت ۳۲)

تم لوگ زنا (بدکاری) کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بُرا کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

وہ لوگ بولے کہ ربا (سود) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، بے شک ہمارا تو سارا مال سود کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ راس المال ہے اصل مال تمہارے ہیں، تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ایھاالذین اٰمنوا اتقوا اللّٰه وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین

(سورہ بقرہ: آیت ۲۷۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو ربا (سود) میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔

انہوں نے پوچھا کہ خمر (شراب) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ تو ہماری ہی سرزمین کی چیزوں کا نچوڑا ہوا ہوتا ہے اس میں سے کچھ ہمارے لئے ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ (سورہ مائدہ: آیت ۹۰)

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت پرستی کرنا اور قسمت معلوم کرنے کے تیر اور پانسے نکالنا یہ سب ناپاک کام ہیں۔ شیطانی کام ہیں ان سے اجتناب کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی حرمت مان لینا اور بت شکنی پر پس و پیش کرنا

مذکورہ گفتگو کے بعد وفد والے اُٹھ گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ مشورہ کیا اور کہنے لگے ہلاک ہو جاؤ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو ایک دن ہمارے اُوپر بھی وہی آئے گا جو مکے والوں پر آیا ہے۔ لہٰذا چلو چل کر اسی پر ہم ان سے لکھت پڑھت کر لیتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ ٹھیک ہے ہمیں یہ باتیں منظور ہیں آپ کی، مگر بتوں کے بارے میں آپ بتائیں کہ ہم ان کا کیا کریں؟

حضور ﷺ نے وفد ثقیف کو بُت توڑ دینے کا واضح حکم دیا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو توڑ کر گرا دو۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ بہت دور ہے یہ ممکن نہیں ہے اگر پتہ چل گیا کہ آپ توڑنا چاہتے ہیں تو جن کے بت ہیں وہ قتل کر دیں گے (یا وہ بت ہلاک کر دیں گے)۔ حضرت عمر نے ان کے سردار سے کہا افسوس ہے تم پر اے عبد یالیل تو کس قدر احمق ہو گیا ہے۔ بُت پتھر محض ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس نہیں آئے اے خطاب کے بیٹے۔

وفد کا حضور ﷺ سے بُت توڑنے کے لئے تعاون طلب کرنا

کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان کو گرانے کی ذمہ داری آپ لے لیں باقی ہم ان کو کبھی بھی نہیں توڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم ابھی بھیجیں گے کسی کو جو تمہاری طرف سے یہ کام انجام دے دیں گے۔ لہٰذا یہ باتیں انہوں نے حضور ﷺ سے لکھوالیں۔ کنانہ بن عبد یالیل نے کہا ہمیں آپ پہلے اجازت دے دیں اور اپنے نمائندے کو ہمارے پیچھے پیچھے بھیجیں۔ کیونکہ میں اپنی قوم کو خوب جانتا ہوں۔

وفد کی واپسی پر حضور ﷺ کا اس کا اکرام کرنا اور انہیں میں سے ان کا امیر مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور ان کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ شفقت کی، وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اُوپر کسی کو امیر بنا دیں جو ہماری امامت کیا کرے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان میں سے عثمان بن ابوالعاص بن بشر کو امیر مقرر کیا اس لئے کہ آپ دیکھ چکے تھے کہ وہ اسلام کو سیکھنے میں دلچسپی لیتا ہے اور وہ اسی دوران قرآن کی کچھ سورتیں بھی حفظ کر چکا تھا جانے سے قبل۔

واپس جاتے وقت وفد کے سربراہ کا منفی طرز کی حکمت عملی وضع کرنا

کنانہ بن عبد یالیل نے کہا کہ میں ثقیف والوں کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں (وہ ہماری بات نہیں مانیں گے، لہٰذا حربہ کو سیدھی بات نہ بتاؤ)۔ فیصلہ جو ہوا ہے اس کو تو ان سے چھپالو اور ان کو خوب ڈراؤ جنگ اور قتال سے اور ان کو خبر دو کہ محمد ﷺ نے ہم سے کئی امور کا مطالبہ کیا ہے جن کا ہم نے انکار کر دیا ہے اور ہم نہیں مانے ہیں۔

اس نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم لات وعُزّیٰ کے آستانے ڈھادیں، ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اس نے مطالبہ کیا ہے کہ ہم اپنے سود کے مال ضائع کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ اس نے کہا ہے ہم شراب اور زنا کو حرام کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ بنوثقیف باہر نکلے جونہی وفد قریب پہنچا ان سے ملنے کے لئے مگر قبیلہ والوں نے دیکھا کہ وفد والوں کی چال بدلی ہوئی ہے، باہم محبت اور مل جل کر چل رہے ہیں، اُونٹوں کو قطار میں لا رہے ہیں، اپنی وضع قطع بھی بدل چکے ہیں تو وہ مغموم ہو گئے اور کرب میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے کوئی خبر نہیں معلوم کی اور واپس چلے گئے۔

ثقیف والوں نے جب ان کے منہ لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لگتا ہے وفد والے کسی خیر کے ساتھ واپس نہیں لوٹے کوئی خیر کی خبر نہیں لائے ہیں۔ وفد داخل ہوا اور یہ لوگ سیدھے لات کے آستانے پر گئے وہاں جا کر اُترے۔ (لات ایک گھر تھا آستانہ تھا طائف کے وسط میں)۔ اس پر قربانیوں کے جانور (چڑھاوے) لائے جاتے تھے جیسے بیت اللہ الحرام کے لئے لائے جاتے ہیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر ان کا غصہ کم ہوا تو بنوثقیف میں سے کچھ لوگوں نے کہا (جب وفد آستانے پر اُتر گیا) کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ لوگ کوئی غلط معاہدہ کر کے نہیں آئے، پھر ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ پھر ان کے خاص خاص لوگ آئے ثقیف میں سے، انہوں نے پوچھا کہ تم کیا معاہدہ کر لائے ہو اور کیا منوا کر لائے ہو؟

انہوں نے بتایا کہ ہم انتہائی سخت گو اور ترش رو آدمی کے پاس پہنچے تھے جو ہر بات اپنی منواتا ہے۔ وہ تلوار کے بل بوتے پر غالب آیا ہوا ہے، عرب اس سے ڈرتے ہیں۔ لوگوں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے، اس نے ہمارے اُوپر بڑے سخت مطالبے رکھے ہیں کہ لات کا آستانہ توڑ دو، عُزّیٰ کا بت ڈھادو، سود کے مال چھوڑ دو، بس محض اصل مال تمہارے ہیں اور شراب اور زنا کو حرام کر دو تو ثقیف نے کہا: اللہ کی قسم ہم کبھی اس کو قبول نہیں کریں گے۔ یہ کہنے کے بعد وفد نے مشورہ دیا اب یہی حل ہے مسئلے کا کہ اسلحہ تیار کر دو اور قتال کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے قلعے کو مسمار کر دو۔

کنانہ بن عبد یالیل کی ظاہری مخالفت رسول پر مبنی حکمت عملی کامیاب ہوئی اور بنوثقیف اور اہل طائف مرعوب ہو کر اسلام لانے پر آمادہ ہو گئے

عبد یالیل کی بات سُننے کے بعد بنوثقیف دو یا تین دن ٹھہرے رہے، وہ جنگ کی اور قتال کی باتیں سوچتے رہے مگر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور کہنے لگے اے عبد یالیل اللہ کی قسم ہمیں ایسے بندے کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے خصوصاً ایسے حالات میں

جب سارے عرب اس کے مقابلے میں ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ تم لوگ (وفد والے) اس کے پاس جاؤ اور اس کو دے دو وہ جو مانگے (یعنی جو جو مطالبہ کرے وہ جا کر مان لو) ان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر کے آؤ۔

وفد والے جو پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ ڈر گئے ہیں اور انہوں نے جنگ پر اور حرب وضرب پر امن امان کو ترجیح دے دی ہے تو اس وفد نے کہا ہم یہ کام پہلے ہی کر کے آ گئے ہیں۔ بے شک ہم نے باہم فیصلہ کر لیا ہے اور ہم نے وہ ان کو دیا ہے ہم نے جو پسند کیا ہے یعنی ان کی بات مان کر اپنی پسند کا فیصلہ باہم کرا لیا ہے اور ہم نے شرط لگائی ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں اور ہم نے اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کو سب لوگوں سے زیادہ متقی پرہیزگار پایا ہے، اور سب سے زیادہ سب لوگوں سے زیادہ سچا پایا ہے۔

تحقیق ہمارے اور تمہارے لئے ان کی طرف سفر کرنے میں برکت ڈال دی گئی ہے یعنی ہمارا ان کے پاس جانا مبارک ثابت ہوا ہے۔ اور اس میں بھی برکت دے دی گئی ہے جو ہم نے ان سے فیصلہ کروایا ہے۔ لہٰذا فیصلہ میں جو کچھ طے ہوا ہے اس کو آپ لوگ سمجھئے اور اللہ کی طرف سے ملنے والی عافیت اور سلامتی کو قبول کیجئے۔ یہ تفصیل سن کر بنوثقیف نے سکھ کا سانس لیا، ڈر اور خوف کی فضا ایک دم ختم ہو گئی تو انہوں نے وفد سے پوچھا کہ پھر تم لوگوں نے یہ بات ہم لوگوں سے کیوں چھپائی تھی؟ اور تم لوگوں نے ہمیں غم دیا اور وہ بھی شدید غم نہیں بلکہ شدید ترین غم دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے یہ چاہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی غرور نکال دے، چنانچہ وہ لوگ اسی جگہ پر ہی مسلمان ہو گئے، پھر چند دن ٹھہرے رہے۔

لات وعزّیٰ کے آستانوں کو منہدم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے خالد بن ولید (سیف اللہ) اور مغیرہ بن شعبہ و دیگر صحابہ طائف میں پہنچ گئے

اس کے بعد ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے نمائندے پہنچ گئے۔ ان پر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ امیر بنائے گئے تھے اور ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ جیسے منجھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ جب وہ لات کے آستانہ پر مبنی گھر اور عمارت کو منہدم کرنے کے لئے پہنچے تو سارے بنوثقیف نے رکاوٹ کرنے کی کوشش کی مرد بھی آئے اور عورتیں بھی، بچے بھی۔ یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں حجلہ عروسی سے نکل کر آ گئیں (سب نے دفاع کرنے کی کوشش بھی کی اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے کی بھی) اس لئے کہ زیادہ تر ثقیف والوں کا خیال تھا کہ یہ آستانہ منہدم نہیں کیا جا سکے گا۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ ممنوع اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا لات کے آستانے کو گرانا اور ثقیف والوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے خود گرنا۔ پھر اٹھ کر ان کو بنیاد سمیت کھود ڈالنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہو گئے دونوں ہاتھوں میں کدال و ہتھوڑے لئے اور اپنے اصحاب سے کہنے لگے کہ آج میں ثقیف والوں کے ساتھ مذاق کر کے ان کو خوب پاگل بناؤں گا۔ چنانچہ دونوں کدالوں کے ساتھ لات کے آستانے پر ضرب لگائی پھر خود ہی گر گئے اور ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیں۔ پھر کیا تھا اہلِ طائف خوش ہو گئے انہوں نے مشرکانہ نعرہ لگایا اس زور کے ساتھ کے پورا طائف لرز اٹھا ایک چیخ کے ساتھ۔ کہنے لگے اللہ نے حضرت مغیرہ کو ہلاک کر دیا اور اس کو بتوں نے قتل کر دیا اور وہ بنوثقیف بہت خوش ہوئے جب انہیں پڑا ہوا دیکھا۔ مشرک کہنے لگے قریب جا کر، دیکھا تم میں سے ہے کوئی اے مسلمانو! (مغیرہ کا انجام دیکھا تم نے) جس کو شوق ہو وہ آگے آئے اور پورا کرے۔ اپنی سی کوشش دکھاؤ اس کو گرانے کے لئے۔ اللہ کی قسم مسلمانو تم ہرگز اس کو نہیں گرا سکتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ جو صرف ان کو ذلیل کرنے کے لئے ڈرامہ کر رہے تھے کود کر کھڑے ہوئے اور بولے قَبَّحَكُمُ اللّٰهُ، اللہ تمہیں رسوا کرے۔ ثقیف والوں (تمہارے اس آستانے کی کوئی حیثیت نہیں ہے) یہ محض اینٹ پتھر و گارے کی عمارت ہے۔ اللہ نے جو تمہیں عافیت دی ہے اس کو قبول کر لو اور صرف اللہ کی عبادت کرو۔ (پھر اللہ اکبر کر کے) آستانے کے دروازے پر حملہ کیا اور اس کو توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آستانے کی دیوار پر چڑھ گئے اور دیگر لوگ بھی (مسلمان مجاہدین) اُوپر چڑھ گئے۔ انہوں نے (دیکھتے ہی دیکھتے شرک کی اور کفر کے آستانے کی اینٹ سے اینٹ بجادی)۔ ایک ایک پتھر الگ کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس کو زمین کے برابر کر دیا۔ آستانے کا مجاور چابی بردار کہنے لگا بنیاد کھود کر دکھاؤ اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مشرک کی بات سنی تو خالد بن ولید سے کہا مجھے چھوڑیئے میں اس کی بنیاد ہی کیوں نہ کھود ڈالوں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اس قدر کھودا کہ نیچے سے مٹی نکال دی۔

مسلمان وہاں سے سارا مال لوٹ کر لے گئے

(آستانے پر چڑھایا جانے والا چڑھاوا) زیورات اور کپڑے نوچ کر اور کھینچ کر لے گئے۔ بنو ثقیف حیران و پریشان ہو کر بڑی حسرت و افسوس کے ساتھ دیکھتے رہ گئے۔ ایک بڑھیا نے ان میں سے کہا تھا کمینوں نے اس کا دفاع ترک کر دیا ہے اور تلوار زنی ترک کر دی ہے۔ وفد والے آئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئے وہ لوگ خود ہی وہاں سے لوٹے ہوئے زیورات اور کپڑے وغیرہ بھی خود ہی حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اُسی دن تقسیم کر دیا۔ وفد والوں نے اللہ کی حمد اور شکر ادا کیا اس پر جو اللہ نے اپنے نبی کی نصرت کی تھی اور اپنے دین کو غلبہ دیا تھا۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔ (الدرر ۲۴۷-۲۵۰)

محمد بن اسحٰق بن یسار کا خیال ہے کہ رسول اللہ تبوک سے مدینے میں ماہِ رمضان میں آئے تھے اور اسی ماہ ان کے پاس ثقیف والوں کا وفد آ گیا تھا۔ اور اس نے یہ گمان کیا ہے کہ رسول اللہ جب ان سے لوٹے تھے ان کے پیچھے ان کے قدموں پر، عروہ بن مسعود ثقفی آ گیا تھا۔ اس نے حضور کو مدینہ پہنچنے سے قبل ہی پالیا تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اس نے اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت مانگی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد ابن اسحٰق نے اس کے واپس جانے اور اس کے قتل ہونے کا واقعہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ کہا گیا تھا ان سے ان کے دم کے بارے میں اس کے بعد جب تیر مار کر ان کو زخمی کر دیا گیا تھا۔ (کس سے اس کا بدلہ لیا جائے)۔ عروہ بن مسعود نے کہا تھا یہ عزت ہے اللہ نے جس کے ساتھ مجھے نوازا ہے اور شہادت ہے اللہ جس کو چلا کر میرے پاس لے آئے ہیں۔ میرے بارے میں کچھ نہیں مگر وہ بھی جو دیگر شہدا میں ہے جو رسول اللہ کے ساتھ مل کر لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اس سے قبل کہ وہ کوچ کریں تم مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا، لہٰذا انہوں نے اس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا۔ بنو ثقیف عروہ بن مسعود کی شہادت کے بعد کئی ماہ تک ٹھہرے رہے تھے۔

پھر (ابن اسحٰق نے) ذکر کیا ہے ثقیف کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور ان کا مسلمان ہونا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے اس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب کو بھیجا تھا اور مغیرہ بن شعبہ کو کہ وہ جا کر (لات کے) بت خانے کو منہدم کر دیں۔ اور ابوسفیان اپنے مال میں ٹھہر گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ چلے گئے تھے اور وہ جا کر اس آستانے کے اُوپر چڑھ گئے تھے اور کدال کے ساتھ اس کو ضرب لگاتے رہے اور اس کے پیچھے بنو معتب کھڑے رہے تھے اس ڈر کے مارے حفاظت کے لئے کہ کہیں اس کو تیر نہ مار دیا جائے اس کو شہید نہ کر دیا جائے جیسے عروہ کو مارا گیا تھا۔ چنانچہ ثقیف والوں کی عورتیں سر اور بال کھول کر نکل آئی تھیں جو کہ لات کے آستانے کی تباہی و بربادی پر بُری طرح رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

اتبکین دفاع - اسلمها الرضاع - لم یحسنوا المصاع

البتہ ضرور رو دیا جائے گا دفاع بت اور آستانہ۔ کمینوں نے جس کے دفاع و حفاظت کو ترک کر دیا ہے جو (شاید) لڑائی اور تلوار کا استعمال ہی نہیں جانتے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع نے عبدالکریم سے، اس نے علقمہ بن سفیان بن عبداللہ ثقفی سے، اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وفد میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد لے کر گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ کے گھر کے پاس ہمیں ٹھہرایا گیا۔ بلال آتے تھے ہمارے پاس ہمیں افطار کراتے تھے، ہم پوچھتے تھے کیا رسول اللہ ﷺ نے افطار کر لیا ہے؟ وہ کہتے تھے جی ہاں۔ میں اس وقت آیا ہوں جب رسول اللہ نے افطار کر لیا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ رکھتے وہ کھاتے اور ہم بھی کھاتے تھے۔ کہتے ہیں بلال ہمارے پاس ہماری سحریوں کے وقت بھی آتے تھے۔

اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں جھکنا نہ ہو .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے حمید سے، اس نے حسن سے، اس نے عثمان بن ابو العاص سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹھہرایا تھا اس خیمے میں جو مسجد میں تھا تا کہ ان کے دل نرم ہوں قرآن سُن کر اور نمازیوں کو دیکھ کر۔ اور ان لوگوں نے شرط رکھی تھی حضور ﷺ پر جب وہ مسلمان ہوئے تھے کہ نہ وہ ہانکے جائیں، نہ مال کا دسواں حصہ لیا جائے، نہ ہی وہ مجبور کئے جائیں کسی امر پر۔ یعنی ان سے ان کے مال میں سے کچھ نہ لیا جائے، جہاد پر مجبور نہ کئے جائیں، نہ ہی کسی اور امر پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ بات منظور ہے کہ تم سے اس بارے میں نرمی کی جائے گی مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں جھکنا (رکوع کرنا) بھی نہ ہو۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۲۶ ص ۱۶۳/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، ان کو حسن بن صباح نے، ان کو اسماعیل بن عبدالکریم نے، ان کو ابراہیم نے اپنے والد سے، اس نے وہب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا ثقیف والوں کی حالت کے بارے میں جب انہوں نے بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے شرط رکھی تھی نبی کریم ﷺ پر کہ ان پر صدقہ دینا نہیں ہوگا، اور ان پر جہاد کرنا بھی نہیں ہوگا بے شک یہ ہے کہ اس نے سُنا تھا بعد اس کے نبی کریم سے فرما رہے تھے کہ عنقریب وہ صدقہ بھی کریں گے اور وہ جہاد بھی کریں گے جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۲۵ ص ۱۶۳/۲)

امام کو مقتدیوں کی رعایت رکھنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن مُرّہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن مسیّب سے، ان کو عثمان بن ابوالعاص نے، وہ کہتے ہیں کہ آخری عہد جو رسول اللہ نے مجھ سے کیا تھا وہ یہ تھا، فرمایا تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو ان پر نماز ہلکی اور آسان کرنا۔ (مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ حدیث ۱۸۷۔ ۳۴۲/۱)

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو محمد بن مجیب نے ابو ہمام دلال سے، ان کو سعید بن سائب نے محمد بن عبداللہ بن عیاض سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد وہاں بنائے جہاں ان کے یعنی اہل طائف کے بت تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ حدیث ۴۵۰۔ ۱۲۳/۱)

☆☆☆

باب ۲۰۸

نبی کریم ﷺ کا عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو وہ تعلیم دینا جو اس کی شفا کا سبب بنی اور حضور ﷺ کا اس کے لئے دعا کرنا حتیٰ کہ شیطان اس سے الگ ہو گیا اور اس سے نسیان بھی دُور ہو گیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو سالم بن نوح نے، ان کو جریری نے ابوالعلاء سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قراءت کے، کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اس کو حنزب کہا جاتا ہے۔ جب تم اس کو محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دیا کرو۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دُور کر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۸ ص ۱۷۲۸/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوسہل احمد بن محمد زیاد قطان نے، ان کو زکریا بن یحییٰ ابو یحییٰ ناقد نے، ان کو عثمان بن عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے اور عنبسہ نے حسن سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی یادداشت خراب ہونے کی شکایت کی قرآن مجید حفظ کرنے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اسے خنزب کیا جاتا ہے۔ میرے قریب آ اے عثمان (میں قریب ہوا تو) حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھ دیا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا نکل جا تو اے شیطان عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے میں نے جو بھی بات سُنی وہی یاد ہو گئی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے، ان کو خبر دی ابومنصور محمد بن احمد ازہری نے، ان کو حسین بن ادریس انصاری سے ان کے مولا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صلت بن مسعود بصری نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے چچا عمرو بن اویس سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے عامل مقرر کیا تھا اور میں ان چھ افراد میں سے چھوٹا تھا جو وفد کی صورت میں حضور ﷺ کے پاس آئے تھے بنوثقیف میں سے تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ میں سورۃ بقرہ پڑھتا رہتا تھا۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بے شک قرآن مجھ سے چلا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اے شیطان تو نکل جا عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں کوئی بھی چیز نہیں بھولا ہوں جس کو میں یاد کرنا چاہتا ہوں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الطب، حدیث ۳۵۴۸ ص ۱۱۷۴/۲)

ہر درد کا علاج

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبداللہ قعنبی نے مالک سے، اس نے یزید بن حصیفہ سے یہ کہ عمرو بن عبداللہ بن کعب سلمی نے، ان کو خبر دی ہے کہ نافع بن جبیر نے، ان کو خبر دی ہے عثمان بن ابوالعاص سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عثمان نے کہا مجھے درد ہے اس قدر کہ لگتا ہے مجھے ہلاک کر دے گا۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس جگہ پر سات بار اپنا دایاں ہاتھ پھیریں سات بار اور یہ پڑھیں :

اعوذ بعزة اللّٰه و قدرته من شر ما اجد

عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا، اللہ نے میرا درد دُور کر دیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور عزیزوں کو یہی بتاتا ہوں۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۷ ص ۱۷۲۸/۳۔ ابوداؤد۔ کتاب الطب۔ حدیث ۳۸۹۱ ص ۱۱/۳)

مجموعہ ابواب ۲۰۹

رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفود کی آمد[1]

(۱) ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں ذکر کیا ہے اس میں جو میں نے نہیں پایا سماعی نسخہ میں۔ تحقیق مجھے خبر دی اس کے ساتھ بطور اجازت کے۔ یہ کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور غزوہ تبوک سے بھی فارغ ہو گئے اور بنوثقیف بھی مسلمان ہو گئے، انہوں نے بیعت بھی کر لی تو اس کے بعد ہر طرف سے رسول اللہ کے پاس عرب کے وفد آنے لگے اور وہ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے، جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس کے ذکر کو کہ ان کے پاس ہر طرف سے وفود آنے لگے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۷۱/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴۰/۵)

---

[1] وفود کی تفصیل کے لئے دیکھئے : طبقات ابن سعد ۲۹۱/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۷۱/۴۔ تاریخ طبری ۱۱۵/۳۔ ابن حزم ۲۵۹۔ عیون الاثر ۲۹۵/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۰/۵۔ سیرۃ شامیہ ۳۸۶/۶)

باب ۲۱۰

وفد عطارد بن حاجب بنو تمیم میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا شروع ہو گئے تھے۔

پس ان کے پاس عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی وفد لے کر آئے بنو تمیم کے شرفاء کا۔ ان میں اقرع بن حابس تھے، زبرقان بن بدر تھے، عمرو بن الاہتم تھے، حبحاب بن یزید تھے، نعیم بن زید اور قیس بن حارث اور قیس بن عاصم تھے بنو تمیم کے عظیم وفد میں۔ ان میں عیینہ بن حصن فزاری تھے اور اقرع بن حابس اور عیینہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں، فتح مکہ میں، غزوہ طائف میں شریک ہو چکے تھے۔ جب بنو تمیم کا وفد آیا تو اس میں یہ لوگ بھی آئے تھے۔ وفد بنو تمیم جب مسجد میں داخل ہوا تو انہوں نے حجروں کے باہر سے رسول اللہ کو آواز لگا دی کہ ہماری طرف باہر آئیے اے محمد ﷺ ہم تیرے پاس آئے ہیں تاکہ ہم تیرے ساتھ فخر کریں۔ آپ ہمارے شاعر کو اور خطیب کو اجازت دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے۔

جب انہوں نے آواز دی تو اس بات نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا اور تکلیف دی یعنی ان کے چیخنے سے آپ باہر تشریف لے آئے۔ آپ جب باہر آئے تو انہوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے خطیب کو اجازت دی کہ میں نے اجازت دی ہے تمہارے خطیب کو کھڑا ہو جائے۔ لہٰذا عطارد بن حاجب کھڑا ہوا، اس نے کہا :

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا۔ اس کو جس کو ہم سب پر فضیلت حاصل ہے، وہ ذات ہے جس نے ہمیں بڑے بڑے مال عطا کئے، ہم ان کے ساتھ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق میں زیادہ عزت و غلبہ دیا اور ان میں اکثریت عطا کی اور اسلحہ وساز و سامان کی تیاری میں زیادتی عطا کی۔ لوگوں میں کون ہے ہم جیسا؟ کیا ہم لوگوں کے سردار نہیں ہیں؟ اور ان میں سے صاحب فضل بھی جو شخص ہم سے مفاخرت کرے اس کو چاہئے کہ ہماری طرح خوبیاں شمار کرائے، اگر ہم چاہیں تو ہم بات زیادہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن ہم شرم کرتے ہیں زیادہ عطاؤں کا ذکر کرنے سے۔ میں یہ بات کہتا ہوں تاکہ تم ہماری بات جیسی بات لے آؤ اور کوئی امر ایسا لے آؤ جو افضل ہو ہمارے امر سے، اس کے بعد وہ بیٹھ گیا''۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بنو تمیم کے خطیب کا جواب حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے دیا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے کہا آپ کھڑے ہو جائیے اور اس کو جواب دیجئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا :

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آسمان و زمین جس کی مخلوق ہیں، جس نے آسمان و زمین میں اپنا حکم نافذ کر رکھا ہے۔ کرسی اس کی فراخ ہے اور علم اس کا وسیع ہے، کوئی بھی شئی ہرگز موجود نہیں ہے مگر اس کے فضل سے، پھر یہ بات بھی اسی کے فضل سے ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنا دیا، اور اس نے اپنی بہترین مخلوق میں اپنا رسول منتخب فرمایا جو ساری مخلوق سے باعزت نسب کا حامل ہے، سب سے زیادہ بات کا سچا ہے، اور سب سے افضل ہے حسب کے اعتبار سے۔ اللہ نے اس پر اپنی کتاب اُتاری ہے اور امین بنایا ہے اسے اپنی مخلوق پر۔ لہٰذا وہ اللہ کا برگزیدہ ہے سارے جہانوں میں، اس رسول نے لوگوں کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ پس ایمان لائے اس کے سبب سے اس کی قوم میں سے مہاجرین اور اس کے قریبی رشتہ دار، وہ رسول سب لوگوں سے حسب کے اعتبار سے اکرم ہے، چہرے کے لحاظ سے احسن ہے سب

لوگوں سے عمدہ افعال والا ہے، سب لوگوں میں پہلا شخص قبولیت کے اعتبار سے، اللہ نے اجابت کرائی جب بھی اس کو رسول اللہ نے پکارا، ہم تو بس ہم اللہ کے دین کے انصار مددگار ہیں، اللہ کے رسول کے وزیر ہیں، ہم لوگوں سے جہاد و قتال کرتے رہیں گے اس وقت تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ لہٰذا جو شخص ایمان لاتا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیتا ہے، اور جو شخص عہد شکنی کرے گا ہم اس کے ساتھ اللہ کے دین کے لئے ہمیشہ جہاد و قتال کرتے رہیں گے، اور اس کو قتل کرنا ہمارے لئے آسان ہوگا۔ میں یہی کچھ کہتا ہوں اور اللہ سے استغفار کرتا ہوں مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کے لئے''۔ والسلام علیکم

ابن اسحاق نے اس کے بعد زبرقان بن بدر کے (خطاب) کے لئے اُٹھنے اور اس کے اشعار کہنے کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت حسان کے اس کے جواب دینے کا۔ زبرقان کے اشعار سیرت ابن ہشام میں موجود ہیں، اس کے جواب میں حضرت حسان کا مشہور قصیدہ رائعہ شہیرہ موجود ہے بخوف طوالت یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔

جب حسان اپنے قول سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا یہ شخص ہمارے خطیب سے بڑا خطیب ہے اور رسول اللہ ﷺ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر ہے اور ان کی آوازیں بھی ہمارے لوگوں کی آوازوں سے بلند ہیں۔

جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، اور ان کو عمدہ عطایا دیئے، اور عمرو بن اہتم کو ان کی قوم نے اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے وہ ان سب میں نوعمر تھا۔ چنانچہ قیس بن عاصم نے کہا اور وہ ابن اہتم کو ناپسند کرتا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اُوپر سلام ہو وہ تو ہم میں سے لڑکا تھا ہمارے سامان میں رہتا تھا وہ نوعمر لڑکا ہے۔ رسول اللہ نے اسی طرح دیا جس طرح دیگر افراد کو دیا تھا۔ لہٰذا عمرو بن اہتم نے کہا جب اس کو یہ بات پہنچی یعنی قیس کا قول جس میں اس نے اس کی بُرائی کی تھی۔ لہٰذا کئی اشعار ذکر کئے :

(سیرۃ ابن ہشام۔۴۴/۴/۱۷۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴۲/۵۔۴۴)

اس نے کہا :

ان کنتم جئتم لحقن دماء کم ... واموالکم ان تقسموفی المقاسم

فلا تجعلوا اللہ ندا واسلموا ... ولا تلبسو زیًا کذی الاعاجم

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو محمد بن زبیر حنظلی نے کہ زبرقان بن بدر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور قیس بن عاصم اور عمرو بن اہتم۔ انہوں نے ابن اہتم سے کہا کہ مجھے زبرقان کے بارے میں بتایئے۔ بہر حال یہ بات میں تم سے قیس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قیس کو پہچان لیا تھا۔ عمرو نے بتایا زبرقان اپنے حکم میں اطاعت کیا ہوا ہے (یعنی وہ سردار ہے اس کی بات مانی جاتی ہے)۔ سخت مقابلہ کرنے والا ہے، اپنے پیچھے اپنے والوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ زبرقان نے کہا کہ تحقیق کہہ چکا وہ جو کچھ اس نے کہنا تھا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میں افضل ہوں اس سے جو کچھ اس نے کہا ہے۔ کہتے ہیں پس عمرو نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تجھ کو مگر تم بے مروت ہو کنجوس و بخیل ہو احمق باپ کے بیٹے ہو۔ تمہارے ماموں کمینے ہیں۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان دونوں کی گفتگو میں سچ کہا ہے۔ اس نے مجھے راضی کیا ہے تو میں نے اس کی وہ اچھی باتیں بیان کی ہیں جو میں جانتا ہوں اور اس نے ناراض کر دیا ہے مجھ کو تو بُری معلومات کے ساتھ جو اس بارے میں جانتا تھا بیان کی ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بیان جادو آفرین ہے۔

یہ روایت منقطع ہے تحقیق روایت کیا گیا ہے دوسرے طریق سے بطور موصول روایت کے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوجعفر کامل بن احمد مستملی نے ان کو خبر دی محمد بن محمد بن احمد بن عثمان بغدادی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن حسین علاّف نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی علی بن حرب طائی نے، ان کو ابوسعد الہیثم نے بن محفوظ نے ابوالمقوم سے ان کا نام تھا یحییٰ بن یزید، اس نے حکم بن عتیبہ سے، اس نے مقسم مولیٰ ابن عباس سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۵)

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم یہ سارے تمیمی آ کر بیٹھے اور زبرقان نے فخر کیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں بنو تمیم کا سردار ہوں میری اطاعت کی جاتی ہے ان میں۔ اور میری ہر بات کی اجابت کی جاتی ہے۔ میں ان کو ظلم سے بچاتا ہوں اور ان کے حقوق لے کر دیتا ہوں اور یہ موصوف بھی اس بات کو جانتا ہے یعنی عمرو بن اہتم۔

اتنے میں عمرو بن اہتم نے کہا کہ واقعی یہ سخت مقابلہ کرنے والا ہے اپنی جانب کا دفاع کرنے والا ہے، اپنی قوم میں سردار ہے۔ زبرقان بن بدر نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ البتہ تحقیق یہ میرے بارے میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہے جو کچھ اس نے کہا ہے، اس کے بتانے سے اور کوئی چیز اس کو مانع نہیں ہے بتانے سے مگر حسد ہی مانع ہے۔ عمرو بن اہتم نے کہا میں تم سے حسد کروں گا؟ اللہ کی قسم بے شک تو لئیم الخال ہے، حدیث المال ہے، احمق الولد ہے، کمینے قبیلے میں وضیع ہے، اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ میں نے بالکل سچ کہا ہے جو کچھ کہا ہے، شروع میں اور میں نے جھوٹ اس میں بھی بولا ہے جو کچھ میں نے آخر میں کہا ہے، لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ جب میں راضی ہوتا ہوں تو میں احسن بات کہتا ہوں جو مجھے معلوم ہوتی ہے اور جب میں ناراض ہوتا ہوں تو میں سب سے زیادہ قبیح بات بتاتا ہوں جو میں پاتا ہوں۔ اللہ جانتا ہے میں نے پہلی مرتبہ بھی سچ کہا تھا اور دوسری مرتبہ بھی سب کچھ سچ کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بیان جادو ہے یہ بیان جادو ہے۔

بیر کے پتے پانی میں اُبال کر غسل کرنے کی حکمت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حسن بن سہل المجوز نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو سفیان نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے قیس بن عاصم سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا تو نبی کریم نے اس کو حکم دیا کہ وہ پانی اور بیر کے پتوں کو اُبال کر غسل کرے۔

(۵) ہمیں خبر دی القاضی ابوالہیثم عتبہ بن خیثمہ بن محمد بن خاتم بن خیثمہ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون فقیہ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یوسف بن عدی نے، ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے قیس بن ربیع سے، اس نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے اپنے دادا قیس بن عاصم سے کہ وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ غسل کرے پانی اور بیری کے ساتھ (یعنی بیری کے پتے پانی میں اُبال کر اس پانی سے غسل کرے تاکہ جسم اچھی طرح صاف ہو جائے)۔ اور یہ حکم دیا کہ وہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے، وہ اس کو سکھائیں گے اور تعلیم دیں گے دین کے بارے میں۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۳۵۵ ص ۱/۹۸)

☆☆☆

باب ۲۱۱

وفد بنو عامر اور نبی کریم ﷺ کا عامر بن طفیل کے خلاف بدعا کرنا اور اللہ کا اس کے شر سے کفایت کرنا۔ اور ارید بن قیس کے شر سے بھی اس کے بعد کہ اللہ نے اپنے نبی کو اس سے بچایا تھا اور اس سب کچھ میں جو آثارِ نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابوبکر بن ثمامہ بن نعمان راسبی نے یزید بن عبداللہ ابوالعلاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد وفد لے کر گئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس بنو عامر میں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں ہمارے اُوپر صاحب قوت وطاقت ہیں۔ انہوں نے کہا بس ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کہو تمہیں شیطان نہ گھیرے۔ سردار در حقیقت اللہ ہے۔ السید اللہ السید اللہ السید اللہ۔

ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے ابوالعباس الاصم سے ان کو خبر دی عطاردی نے یونس سے، اس نے ابن اسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو عامر کا وفد آیا تھا ان میں عامر بن طفیل اور ارید بن قیس، خالد بن جعفر اور حیان بن مسلم بن مالک بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم کے سرغنہ تھے اور ان میں سے شیطان تھے۔ لہٰذا عامر بن طفیل آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے قسم کھائی تھی کہ میں منع نہیں کروں گا ہر اس شخص کو عرب میں سے جو میرے پیچھے پیچھے آئے گا۔ کیا بھلا میں اتباع کروں قریش میں سے اس جوان کی۔ اس کے بعد ارید سے کہا جب ہم محمد کے پاس پہنچ جائیں گے تو میں باتوں باتوں میں محمد کے چہرے کو مشغول کروں گا تم تلوار کے ساتھ ان کا کام تمام کر دینا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عامر نے کہا اے محمد ﷺ! مجھے خلوت میں ٹائم دیجئے (تاکہ میں اکیلے میں آپ سے باتیں کر سکوں)۔

دوسرا مفہوم ہے کہ آپ مجھے اپنا دوست اور ساتھی بنا لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ آپ اللہ کے اُوپر ایمان لے آئیں۔ درانحالیکہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تو اس نے کہا خبردار اللہ کی قسم البتہ میں ضرور بھر دوں گا سرخ گھوڑوں کو تیرے خلاف اور مردوں کو۔ جب وہ واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھم اکْفِنِیْ عامِرَ بْنَ الطُّفیل۔ (ترجمہ) اے اللہ تو مجھ کو عامر بن طفیل کے مقابلے پر کافی ہو جا۔

چنانچہ جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو عامر نے کہا ارید سے، ہلاک ہو جا تو اے ارید۔ تم کہاں تھے اس کام سے جو میں نے تیرے ذمہ لگایا تھا؟ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں جو میرے نزدیک زیادہ خوفناک ہو میرے نفس پر تیرے مقابلے میں۔ اور اللہ کی قسم میں آج کے دن کے بعد کبھی نہیں ڈروں گا۔ اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے مجھ پر جلدی نہ کر۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں ارادہ کیا اس کا جو تم نے مجھے امر کیا تھا ایک بار بھی۔ میں داخل نہیں ہوا اپنے اور کسی آدمی کے درمیان حتی کہ نہ دیکھوں میں تیرے ماسوا کو۔ پس ماروں گا تجھ کو تلوار۔

اس کے بعد وہ اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے اللہ نے عامر بن طفیل پر طاعون بھیجا اس کی گردن میں۔ لہٰذا اس کو قتل کر دیا بنو سلول کی ایک عورت کے گھر پر۔ اس کے بعد اس کے اصحاب نکلے جب اس کو دفن کر چکے تھے حتی کہ ارض بنو عامر میں پہنچے تو

---

[۱] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۷۹/۴۔ طبقات ابن سعد ۳۱۰/۱۔ تاریخ طبری ۱۴۴/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۵۶/۵۔ ۶۰۔ عیون الاثر ۲۹۵/۲۔ نہایۃ الادب ۵۱،۱۸۔ ۵۸۔ شرح المواہب ۱۱/۴۔ ۱۲)

ان کے پاس ان کی قوم آئی پوچھا کہ پیچھے کیا حالت ہے، کیا کر کے آئے ہو؟ اربد نے کہا اس (محمد ﷺ) نے ہمیں ایک شے کی عبادت کی دعوت دی ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہو میں اس کو تیر کا نشانہ ماروں حتی کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ چنانچہ وہ نکلا بعد اس کے اس مکالمہ کے ایک یا دو دن۔ اس کے ساتھ اونٹ تھا جو اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ بس اللہ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرادی اس نے ان کو جلا دیا اور اربد لبید بن ربیعہ کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، وہ اس کو رویا اور اس کا مرثیہ کہا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحٰق نے اوزاعی سے، اس نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے بیر معونہ کے دو قصوں میں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ یحییٰ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر تیس روز تک صبح صبح بددعا کرتے رہے۔

دشمن کے خلاف بددعا کرنا

اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ عَامِرَ بْنَ طُفَيْلٍ بِمَا شِئْتَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ میری طرف سے عامر بن طفیل کی کفایت کر (کافی ہو جا) جیسے تو چاہے۔

وَابْعَثْ عَلَيْهِ دَاءً يَقْتُلُهُ ۔ (ترجمہ) اور اس پر کوئی بیماری بھیج جو اس کو ہلاک کر دے۔

لہٰذا اللہ نے اس پر طاعون بھیجا جس نے اس کو ہلاک کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن اسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو خبر دی ہمام نے اسحٰق بن ابوطلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ نے قصہ حرام بن ملحان میں، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا سردار عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں تجھے تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں کہ اہلِ شہر تیرے لئے ہوں گے اور اہلِ گاؤں میرے لئے ہوں گے (ان پر تیری اور ان پر میری حکومت ہوگی) اور تیرے بعد تیرا خلیفہ یعنی نائب ہوں گا۔ یا پھر میں تیرے ساتھ جنگ کروں گا بنوغطفان کے ذریعے ایک ہزار سرخ وسفید گھوڑوں اور گھوڑیوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ پھر (اس کا انجام یہ ہوا کہ) ایک عورت کے گھر میں رہتے ہوئے اس کو نیزے کا زخم لگا۔ کہتے ہیں کہ جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جیسے جوان اُونٹ باہر نکالتا ہے۔ اس عورت کے گھر میں کہنے لگا کہ میرا گھوڑا لے آؤ۔ اس پر سوار ہوا اور اسی کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۱۔ فتح الباری ۷/۳۸۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن طاہر حسینی نے مدینے میں، ان کو محمد بن یحییٰ بن حسین بن نصر نے، ان کو عبداللہ زبیر بن بکار نے، ان کو بیان کی فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مؤمل نے اپنے والد سے، اس نے اس کے دادا مؤمل بن جمیل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اے عامر مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ دیہات میرے لئے ہوں گے اور شہر تیرے لئے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ واپس لوٹا تو وہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم اے محمد میں بھر دوں گا تیرے اُوپر گھوڑے بغیر بالوں والے اور نوجوان چھوکروں سے یا میں ہر ہر کھجور کے درخت کے ساتھ گھوڑا باندھ دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ مجھے کفایت فرما (یعنی میری طرف سے تو کافی ہو جا اور بدلہ لے لے) عامر سے اور اس کی قوم کو ہدایت عطا فرما۔ لہٰذا وہ نکل گیا حتی کہ جب وہ مدینے کی پشت پر پہنچا تو اس نے ایک عورت کی طرف رجوع کیا، جس کو سلولیہ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترا اور اس کے گھر میں سو گیا لہٰذا اس کے حلق میں پھوڑا پیدا ہو گیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور اس نے اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا اور وہ اس پر اِدھر اُدھر گھومنے اور گردش کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ اُبھارا ہو گیا ہے جیسے جوان اُونٹ دل نکالتا ہے اور موت ہے سلولیہ کے گھر میں (یعنی یہاں پر میں مر جاؤں گا)۔ ہمیشہ اس کا یہی حال رہا حتی کہ وہ اپنے گھوڑے سے مر کر گر گیا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد عبدالقیس[1] کی آمد اور نبی کریم ﷺ کا ان کی آمد کی خبر دینا ان کی آمد سے پہلے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ابوجمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وفد عبدالقیس والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم بنو ربیعہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خوش آمدید ہو وفد کو۔ غیر ناکام وغیر نامراد (یعنی ناکام و نامراد نہیں آئے ہو بلکہ تمہارا آنا کامیابی اور سعادت مندی ہی ہوگا)۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں اور ہم لوگ بہت دور دراز جگہ سے آئے ہیں۔ اور بے شک ہمارے اور تمہارے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس ہر وقت نہیں آسکتے مگر شہر الحرام کے اندر۔ لہٰذا آپ ہمیں کوئی صاف صاف اور فیصلہ کن بات کا حکم دے دیں جس پر ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

۱۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا جو اکیلا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہوتا ہے؟ یہ شہادت دینا ہوتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے۔ صرف وہی ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ اور نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کے علاوہ تم غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ (ہمیں) دیا کرو گے۔ اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

چار (طرح کے شراب پینے کے برتنوں کو استعمال کرنے سے) دُبّاء، حنتم اور نقیر اور مُزفّت۔

(راوی نے کبھی مزفت کی جگہ مُقیّر کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور ان کی اپنے پیچھے والوں کو دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم ۱/۱۸۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو خالد بن حارث نے، ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے متعدد لوگوں سے جو وفد کو مل گئے تھے، اور ذکر کیا ہے ابونضر کو، اس نے حدیث بیان کی ابوسعید خدری سے یہ کہ جب وفد عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل واقع ہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس نہیں آسکتے مگر شہر الحرام میں آپ ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم دیں جس کی طرف ہم اپنی قوم کو دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں جب ہم اس پر عمل کریں۔ فرمایا میں آپ کو چار چیزوں کا حکم کروں گا اور چار چیزوں سے منع کروں گا۔

یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور تم غنیمتوں میں سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کرو۔ اور چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں۔ کدو کا پیالہ، سبز گھڑا، روغنی برتن، لکڑی کو گود کر بنایا ہوا پیالہ۔

---

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۶۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۴۔ تاریخ طبری ۳/۱۳۶۔ ۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/۲۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۶۔ ۴۸۔ نہایۃ الارب ۱۸/۶۵۔ شرح المواہب ۴/۱۲۔ ۱۹)

لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ نقیر کے بارے میں آپ کا علم کیا ہے؟ فرمایا کہ کھجور کا یا لکڑی کا تنا جسے تم کرید کر بیچ سے خالی کرتے ہو پھر اس کے اندر قطیا اور کھجور خشک ڈال کر اس پر پانی اُونڈیل دیتے ہو یہاں تک کہ وہ جوش مارتا ہے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تم اس کو پیتے ہو جس سے اس قدر خمار چڑھتا ہے کہ ایک شخص تم میں سے اپنے چچا کے بیٹے کو بھی نہیں پہچانتا اور اس کو قتل کر دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں میں ایک آدمی بیٹھا تھا اس کے ساتھ اسی طرح واقعہ ہو چکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس واقعہ کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کرتے ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر ہم کس چیز میں پیا کریں یارسول اللہ ﷺ فرمایا کہ پینے کی حلال چیزیں چمڑے کے برتن میں پیا کرو جن کے اُوپر منہ پر کپڑا باندھا گیا ہو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہماری سرزمین کثیر چوہوں والی ہے یہاں پر چمڑے کے پینے کے برتن باقی نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ ان کو چوہے کھا جائیں آپ نے دو مرتبہ کہا یا تین مرتبہ پھر آپ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے کہا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ بھی پسند کرتا ہے ایک حوصلہ، دوسرے رجوع کرنے ماننے کا مادہ یا وقار۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن ابوعروبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۲۶ ص ۱/ ۴۸۔۴۹)

حضور ﷺ کا منذر اشج کی تعریف کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے، ان کو حسین بن فضل بن سمح نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو طالب بن حجیر عبدی نے، ان کو ہود بن عبداللہ بن سعید نے، اس نے سُنا مزیدۃ العصری سے۔ (اسد الغابۃ ۱/ ۹۶۔ ۴/ ۴۱۷)

انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو حدیث بیان فرما رہے تھے اچانک انہوں نے ان سے کہا عنقریب تمہارے اُوپر یہاں سے سوار نمودار ہوں گے وہ اہل مشرق کے بہتر لوگ ہوں گے۔ حضرت عمر کھڑے ہوگئے اور ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لہٰذا وہ تیرہ سواروں سے ملے، ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ بنو عبدالقیس سے۔ کیا چیز تمہیں ان شہروں میں لے آئی ہے کیا تجارت؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا خبردار نبی کریم ﷺ نے ابھی ابھی تمہارا ذکر خیر کیا ہے۔ اس کے بعد عمر چلتے ہوئے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر نے لوگوں سے کہا کہ یہ ہیں وہ صاحب جن سے تم ملنا چاہتے ہو۔ لہٰذا وہ اپنے اپنے اُونٹوں سے کود گئے۔ بعض ان میں سے چل کر بعض دوڑ کر بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے نبی کریم کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو بوسے دیئے اور اشج پیچھے رہ گیا تھا سواریوں میں اس نے ان کو بٹھایا اور ساتھیوں کا سامان جمع کیا بعد میں چل کر آیا۔ اس نے بھی حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ اور اللہ کا رسول پسند کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ فطرت ہے جس پر میں پیدا کیا گیا ہوں یا میری طرف سے بناوٹ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ فطرت ہیں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی فطرت پر بنایا ہے اللہ اور رسول جس کو پسند کرتے ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/ ۴۷۔ ۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد محمد بن عیسیٰ نے، ان کو مطر بن عبدالرحمٰن اعنق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اُم ابان بنت وازع بن زادع نے اپنے دادا زارع سے اور وہ وفد عبدالقیس میں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے جلدی کی اپنی سواریوں سے بھاگ کر، ہم حضور ﷺ کے ہاتھ چومنے لگے اور منذر اشج نے انتظار کیا، حتیٰ کہ وہ اپنے سامان پر آیا اس نے کپڑے بدلے پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے حلم اور اناءۃ و وقار۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں نے وہ عادتیں خود اختیار کر رکھی ہیں یا اللہ نے مجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان خصلتوں پر بنایا ہے اللہ جن کو پسند کرتا ہے اور رسول بھی۔ (مسند احمد ۴/ ۲۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں پڑھی گئی تھی ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی پہ حدیث، اور میں سُن رہا تھا۔ وہ کہتا ہے ہمیں حدیث بیان کی رجاء بن سلمہ نے، ان کو ابن مبارک نے ابراہیم بن طہمان نے ابوجمرۃ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا جمعہ جو جمعہ قائم کیا گیا تھا مدینے کے جمعہ کے بعد وہ بحرین کا جمعہ تھا مقام حواثا میں۔ وہ ایک بستی ہے عبدالقیس کی بستیوں میں سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حبان سے وہ مبارک سے۔ (فتح الباری ۲/۳۷۹۔۸/۸۶)

دین اسلام قبول کرنے پر جنت کی ضمانت ....(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جارود بن معلّٰی بن عمرو بن نے حنش بن یعلیٰ عبدی نے، وہ نصرانی تھا وہ وفد عبدالقیس میں تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے دین پر ہوں اور بے شک میں اب اپنا دین تیرے دین کے لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ میرے ضامن بن جائیں اس میں جو کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں ضامن ہوں تیرے لئے۔ بے شک وہ چیز میں جس کی طرف دعوت دیتا ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس پر تو ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہوگیا اور اس کے احباب مسلمان ہوگئے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں سواری دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میرے پاس اتنا نہیں ہے کہ جس میں تمہیں اس پر سواری دوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان خطرناک حملہ آور لوگ ہیں، ہم ان پر سے گزر کر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ تو آگ کا جلانا ہے۔

پھر ذکر کیا ابن اسحاق نے جارود کا رجوع کرنا اپنی قوم کی طرف اور بے شک اچھے اسلام کا حامل تھا اپنے دین پر پکا رہا حتیٰ کہ انتقال ہوگیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۶۔ تاکثیر ۵/۴۸)

باب ۲۱۳

وفد بنو حنیفہ[۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنو حنیفہ کا وفد آیا ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا ان کے قیام کی جگہ انصار کی ایک عورت کا گھر تھا بنو نجار میں سے۔ لہٰذا مسیلمہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ انہوں نے اسے کپڑوں میں چھپایا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ وہ جب رسول اللہ کے پاس پہنچا وہ اس کو کپڑوں میں چھپا رہے تھے۔ اس نے رسول اللہ سے بات کی اور ان سے سوال کیا (مانگا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہ اگر تم مجھ سے کھجور کی یہ ڈنڈی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شیخ نے کہا تھا اہل یمامہ میں سے بنو حنیفہ میں سے کہ اس کی بات اس کے برخلاف تھی۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وفد حنیفہ رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور مسیلمہ کو اپنے سامان میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جب وہ لوگ مسلمان ہوگئے تو انہوں نے حضور سے مسیلمہ کا مقام ذکر کیا اور بولے یا رسول اللہ بے شک ہم لوگ اپنے صاحب کو پیچھے اپنے سامان میں چھوڑ آئے ہیں اور اپنی سواریوں میں

---

[۱] دیکھئے۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۷۔ تاریخ طبری ۳/۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/۳۹۹۔ بخاری ۶/۲۔۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۸۔ شرح مواہب ۴/۱۹)

وہ ہمارے لئے اس کی حفاظت کررہے ہیں۔حضور نے اس کے لئے حکم دیا اس کی مثل جو آپ نے قوم کے لئے دیا تھا اور فرمایا تھا کہ کیا وہ تم سب میں سے بدتر مرتبہ کا حامل نہیں ہے؟ (یعنی کمتر)۔اس لئے تو وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کررہا ہے۔وہ واقعی اسی طرح تھا جو رسول اللہ کی مراد تھی۔اس کے بعد وہ لوگ واپس لوٹ گئے تھے۔

جب وہ لوگ یمامہ میں آئے تو وہ اللہ کا دشمن مرتد ہوگیا (دین سے پھر گیا)۔اور اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور کہا جس وقت تم لوگوں نے میرا اس سے ذکر کیا تھا تو اس نے کہا تھا: کیا وہ (مسیلمہ) تم سے بدترین آدمی نہیں ہے؟ یہ سب کچھ نہیں تھا مگر اسی لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں اس کے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔اس کے بعد اس نے سجعے ملانا شروع کئے، وہ ان سے کہتا تھا قرآن کے مشابہ کلام بنانے کے لئے (اس نے یہ عبارت بنائی تھی)۔

۱۔ لقد انعم اللّٰه علی الحبلی ۰ اخرج منها نسمة تسعی بین صفاق و حشی ۔
۲۔ اس نے لوگوں سے نماز ساقط کردی (معاف کردی)۔
۳۔ اس نے شراب حلال کردی تھی۔
۴۔ اور زنا (حرام کاری) کو جائز کردیا تھا۔
۵۔ مگر وہ کمبخت اس سب (خباثت کے باوجود) شہادت دیتا تھا کہ رسول اللہ کے بارے میں کہ وہ نبی ہیں۔
۶۔ بعض بنوحنیفہ نے بھی اس سب کچھ پر اس کے ساتھ اتفاق کرلیا تھا۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۸۹۔۱۹۰)

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خط

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ کی طرف خط لکھا تھا۔

یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف، آپ کے اُوپر سلام ہو

اما بعد ! بے شک میں شریک کردیا گیا ہوں اس امر میں آپ کے ساتھ اور بے شک ہمارے لئے معاملہ (نبوت ورسالت وغیرہ) نصف نصف ہوگا اور نصف معاملہ قریش کے لئے۔لیکن قریش ایسے لوگ ہیں جو زیادتی کرتے ہیں (حد سے بڑھ جاتے ہیں)۔لہٰذا اس کے دو نمائندے یہ خط لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے تھے۔

حضور ﷺ کا مسیلمہ کذاب کے نام جوابی خط

رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کی طرف لکھا :

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے (جوابی خط ہے) مسیلمہ کذاب کی طرف۔سلام ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار رہو۔

اما بعد ! بے شک دھرتی ساری اللہ کی ہے وہ اس کا وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے۔اور (آخر میں اچھا) انجام متقین اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر میں ہوا تھا۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۱۰۔۲۱۱)

قاصدوں کو قتل کرنے کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے

سعد بن طارق نے سلمہ بن نعیم بن مسعود سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے جب آپ کے پاس مسیلمہ کذاب کے نمائندے خط لے کر آیا تھے، ان سے فرما رہے تھے کیا تم بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے؟ ان دونوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، خبردار! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد اور نمائندے قتل نہیں کیئے جاتے تو میں تم دونوں کی گردنیں مار دیتا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۰)

(۳)　ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے یونس بن حبیب سے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عاصم نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دو نمائندے مسیلمہ کے رسول اللہ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر، اگر میں قاصدوں، نمائندوں کو قتل کرتا ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کروا دیتا۔

(نسائی سیر کبری۔ تحفۃ الاشراف ۷/۴۸)

عبداللہ کہتے ہیں کہ لہٰذا سنت چلی آئی ہے کہ نمائندے قتل نہیں کیئے جاتے۔

کہا عبداللہ نے بہرحال ابن اثال کو اللہ نے ہماری طرف سے کفایت کی تھی (یعنی اللہ نے اس کو خود ہی ہلاک کیا تھا)۔ باقی رہا ابن نواحہ تو میرے دل میں یہ خواہش رہتی تھی کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کا کام تمام کر دوں، حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اس پر قدرت دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بہرحال ثمامہ ابن اثال، بس بے شک وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ تحقیق اس کے اسلام کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔ بہرحال ابن نواحہ بے شک ابن مسعود نے اس کو کوفے میں قتل کیا تھا جب اللہ نے اس کو قدرت دی۔

مسن گھڑت قرآن کی تلاوت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا عبداللہ بن مسعود کی طرف۔ اس نے کہا میں بعض مساجد بنوحنیفہ کے پاس گزرا، وہ لوگ اس طرح قراءت کر رہے تھے جس طرح اس کی قرأت کی جاتی ہے جن کو اللہ نے محمد پر اُتارا ہے وہ یوں پڑھ رہے تھے:

الطاحنات طحنا و العاجنات عجنا ، و الخابزات خبزا ، و الثاردات ثردًا و اللاقمات لقمًا

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے ان کو بُلا بھیجا۔ ان لوگوں کو لایا گیا، وہ ستر آدمی تھے، ان کا سردار عبداللہ بن نواح تھا۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کے بارے میں حکم دیا اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں کے شیطانی چکر سے پریشان نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو شام کی طرف جانے دیتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے لئے ان سے کفایت کر لے۔

معبودانِ باطلہ کی کوئی حقیقت نہیں .... (۵) ہمیں خبر دی ابن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو مہدی بن میمون نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابورجاء عطاردی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم مبعوث ہو گئے اور ہم نے ان کے بارے میں سُن بھی لیا پھر ہم مسیلمہ کذاب کے ساتھ لاحق ہو گئے یعنی جا ملے تو گویا ہم آگ سے جا ملے۔

کہا کہ ہم لوگ جاہلیت میں پتھروں کو پوجتے تھے۔ جس وقت ہمیں پہلے سے بہتر یا خوبصورت پتھر مل جاتا تو پہلے والے کو پھینک دیتے تھے اور اچھے پتھر کی پوجا شروع کر دیتے تھے اور جب ہمیں کوئی اپنے مقصد کا پتھر نہیں ملتا تو مٹی کے چلو جمع کر لیتے تھے، پھر بکری کو پکڑ کر لے آتے تھے اس کا دودھ اس پر دوھ دیتے تھے، پھر ہم اس کے گرد طواف شروع کر دیتے تھے یعنی اس کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور جاہلیت میں ہم ایسا کرتے تھے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ نیزوں کے کند کرنے والا مہینہ آ گیا۔ لہٰذا ہم ان میں نہ لوہا چھوڑتے تھے نہ تیر چھوڑتے تھے۔ ہم سب کچھ نکال کر پھینک دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے، اس نے مہدی بن میمون سے۔ (بخاری ۴/۶)

باب ۲۱۴

مسیلمہ کذاب اوراسود عنسی کذاب دونوں کذابوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب دیکھنا اوراللہ سبحانہ کا تصدیق کرنا حضور کے خوابوں کی اوراس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے امالی میں، ان کو خبر دی ابوجعفر احمد بن عبید بن ابراہیم حافظ نے ہمدان میں، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن حسین دیزیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب بن ابوحمزہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوحسین سے، اس نے نافع بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب عہد رسول میں مدینے میں آیا تھا۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ اگر محمد اپنے بعد یہ معاملہ میرے لئے طے کردے تو اس کی اتباع کر لیتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا۔

حضور تشریف ﷺ لائے ان کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ڈنڈی کا ٹکڑا تھا۔ آپ مسیلمہ اور اس کے اصحاب کے پاس ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لکڑی کا یہ ٹکڑا مانگو گے تو میں یہ بھی نہیں دوں گا۔ اللہ کا یہ امر ہرگز تیری طرف آئے گا (یعنی تم نبی نہیں بنو گے)۔ اور البتہ اگر تم پیچھے ہٹ کر گئے تو اللہ تجھے ذلیل کر دے گا، تیری ٹانگیں کاٹ دے گا اور بے شک میں نے تجھے دیکھا ہے اس میں جو میں دیکھا گیا ہوں۔ میں نے جو (خواب) دیکھا ہے اور یہ قیس بن ثابت بن قیس بن شماس تجھے جواب دے گا میری طرف سے۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا تھا۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس قول رسول کے بارے میں دریافت کیا انك الذی اریت فیه ما اریت پس مجھے خبر دی ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھے ان کی کیفیت نے پریشان کر دیا پھر اللہ نے میری طرف نیند میں وحی کی کہ ان کو پھونک ماریئے۔ لہٰذا میں نے پھونک ماردی اور وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ میرے بعد دو کذاب آئیں گے ایک ان میں سے یہ اسود عنسی صاحب صنعاء ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سہل بن عسکر نے ابوالیمان سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا اچانک میرے سامنے زمین کے خزانے لائے گئے اور دو کنگن سونے کے میرے آگے رکھے گئے۔ مجھے وہ دونوں بہت بھاری گزرے اور انہوں نے مجھے فکرمند کر دیا۔ لہٰذا میری طرف وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مار دے۔ لہٰذا میں نے دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو کذاب نکالی ہے وہ ہیں میں جن کے مابین ہوں۔ ایک صنعاء کا والی اور دوسرا یمامہ کا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، ان دونوں نے عبدالرزاق سے، تحقیق اللہ نے اپنے نبی کا خواب سچا کر دکھایا۔ بہرحال اسود صاحب صنعاء کو قتل کر دیا فیروز بن دیلمی نے۔

☆☆☆

مدعی نبوت اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا

(۳)　　ہمیں خبر دی اس کے بارے میں ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی اور عیسیٰ بن محمد مروزی نے جو کہ مکہ کا مجاور رہا تھا مرنے تک۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو سلیمان بن وہب نے نعمان بن بزرج نے، وہ کہتے ہیں کہ اسود کذاب نکلا، وہ قبیلہ عنسی کا آدمی تھا اس کے ساتھ دو شیطان لگے ہوئے تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام تھا شقیق، وہ دونوں اس کو ہر شئی کی خبر دیتے تھے جو لوگوں کے معاملے میں نئی وجود میں آتی تھی۔ اسود روانہ ہوا حتیٰ کہ اس نے ذمار کو پکڑا جبکہ اس وقت باذان بیمار تھا صنعاء میں۔ وہ جب مر گیا تو اس کا شیطان اسود کے پاس آ گیا وہ قصر ذمار پر تھا اس نے باذان کی موت کی خبر دی۔ اور اسود نے اس بات کا اپنی قوم میں اعلان کر دیا۔

اے آل یحابر (اور یحابر ایک گوشت تھی مراد سے) یہ کہ سحیق نے تحقیق ذمار کو ٹھکانہ بنالیا ہے۔ اور تمہارے لئے صنعاء کو مباح کر دیا ہے۔
(اس نے، راوی نے) بات بیان کی ہے اس کے خروج کی صنعاء کی طرف اور صنعاء کو ٹھکانہ پکڑنے تک اور اس کے نکاح کرنے تک مرزبانہ کے ساتھ وہ باذان کی عورت تھی اور اس عورت کو داذویہ تک پہنچانے کی جو خلیفہ تھا باذان کا۔ اور فیروز اور خرزاذ، بن بزرج اور جرجست شیطان تھے۔

انہوں نے اس کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور میں تمہیں اس کی طرف سے کافی رہوں گا۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا قیس بن عبد یغوث کے ساتھ۔ لہٰذا داذویہ اور فیروز نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اسود کے دروازے پر ہزار آدمی اس کی حفاظت کر رہے تھے اور مرزبانہ عورت اس کو خالص شراب پلاتی تھی۔ جس وقت وہ کہتا شُوبُوہ تو وہ اس کے لئے اور شراب اُنڈیل دیتی تھی۔ وہ پیتا جاتا تھا حتیٰ کہ نشہ میں آ جاتا تھا۔ لہٰذا وہ باذان کے بستر میں گھس جاتا جو کہ پروں سے بنا ہوا تھا۔ وہ بستر کو اپنے اُوپر اُلٹ لیتا تھا اور داذویہ اور اس کے ساتھی دیوار پر سرکہ کے چھینٹے دینے لگ جاتے تھے اور اس کو کھودنے لگتے تھے مثل اہل بزرج کے گھروکیے لوہے کے ساتھ، حتیٰ کہ انہوں نے اس کو کھول لیا اس کے قریب سے۔

پھر اس نے ذکر کی ہے بات داذویہ کے دخول کی اور جرجست کی، مگر اس قتل کو نہ کر سکے اور یونہی نکل گئے۔ بس فیروز داخل ہوا اور ابن بزرج۔ عورت نے دونوں کو اشارہ کیا کہ وہ بستر میں ہے (اسود)۔ لہٰذا فیروز نے اس کے سر کو اور داڑھی کو پکڑا اور اس کی گردن کو اس نے مروڑ دیا اور اس کو کاٹ دیا اور ابن بزرج نے خنجر کے وار کے ساتھ اس کو گلے کی ہنسلیوں سے زیر ناف تک چیر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور یہ کام کر کے وہ نکل گئے اور اس عورت کو بھی نکال کر ساتھ لے گئے اور گھر کا سامان بھی جو پسند آیا اس کو لے گئے۔ اور حدیث ذکر کی۔
(المعرفۃ والتاریخ ۳/۲۶۲)

بہر حال مسیلمہ کا قتل جنگ یمامہ میں ہوا تھا ابوبکر صدیق کے عہد میں۔ وہ مشہور ہے عنقریب ہم اس پر بھی آیا چاہتے ہیں ذکر ایام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں انشاء اللہ عزوجل۔

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد بنوطیء[1] ان میں زید الخیل اور عدی بن حاتم تھے

اور وہ بات جو آپ نے زید سے کہی تھی اور حضور ﷺ کا عدی کو خبر دینا

بعض ان امور کی جو حضور ﷺ کے بعد ہوئے

اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنی طی کا وفد آیا ان میں زید الخیل تھے۔ جب آپ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے انہوں نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام بھی بہت اچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں ذکر کیا گیا میرے لئے کسی آدمی کا عرب میں سے بطور فضیلت کے۔ اس کے بعد وہ آیا ہو میرے پاس مگر میں نے اس کو ویسا نہیں دیکھا جیسا ذکر کیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے کمتر دیکھا سوائے زید الخیل کے۔ اس کی خوبیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں جو ذکر کی گئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے اس کا نام زید الخیر رکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو انعام اور اکرام دیا اور دو زمین کے خطے بھی۔ اور آپ نے اس بارے میں اس کے لئے ایک تحریر لکھ دی تھی۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے اہل سے اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کرے بچ جائے یا کہا تھا کہ شاید ہی بچ جائے زید مدینے کے بخار سے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ نے اس بخار کا نام عمومی بخار کے نام سے ہٹ کر نام رکھا تھا یعنی عام نام حمی یا اُم ملدم تھا بخار کا۔ اس کا نام کوئی اور رکھا تھا وہ محفوظ نہ کر سکے لوگ۔

زید جب بلد نجد میں ایک پانی کے گھاٹ پر پہنچے اس کے پانیوں میں سے اس کو قردہ کہتے ہیں۔ وہاں پر اس کو بخار آ گیا اس سے وہ فوت ہو گئے تھے۔ جب فوت ہو گئے تو اس کی عورت آئی، اس نے وہ تحریریں لے لیں جو اس کے پاس تھیں اور ان کو آگ میں اس نے جلا دیا۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے حدیث عدی بن حاتم کی اور اس کے فرار ہونے کی اور رسول اللہ کے گھڑ سواروں کا اس کی بہن کو لے لینا اور اس کو رسول اللہ کے پاس لے آنا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت پر احسان کیا تھا اور اس کو کپڑے پہنائے تھے اور اس کو خرچہ نفقہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ قافلے کے ساتھ چلی گئی تھی حتی کہ شام میں پہنچ گئی۔ اس نے اپنے بھائی کو رسول اللہ کے پاس جانے کا اشارہ دیا وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۹)

صدقہ کی کثرت نار جہنم سے حفاظت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے۔ (مسند احمد ۴/۳۷۸، ۳۷۹۔ ترمذی کتاب التفسیر۔ حدیث ۲۹۵۳ ص ۵/۲۰۲، ۲۰۴)

وہ کہتے ہیں میں نے سنا سماک بن حرب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں سنا عباد بن حبیش سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار آئے یا کہا تھا کہ ان کے نمائندے اور قاصد آئے تھے۔ میں عقرب میں تھا انہوں نے میری پھوپھی کو

---

[1] دیکھئے: ابن سعد ۱/۳۲۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۸۔ عیون الاثر ۲/۳۰۱۔ تاریخ طبری ۳/۱۱۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۷۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۶۳۔ شرح المواہب ۴/۱۵)

اور کچھ دیگر لوگوں کو بھی جب وہ ان کو رسول اللہ کے پاس لے آئے اور حضور کے سامنے ان کی قطار بنا دی تو اس عورت نے کہا یا رسول اللہ وافد غائب ہو چکا ہے اور اولاد منقطع ہو چکی ہے اور میں بڑی بوڑھی ہوں، خدمت کرنے کے قابل بھی نہیں رہی ہوں۔ لہٰذا مجھ پر احسان کریں اللہ آپ کے اُوپر احسان کرے گا۔

حضور ﷺ نے پوچھا تیرا وافد کون تھا؟ بولی کہ عدی بن حاتم تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہی جو اللہ اور اللہ کے رسول سے فرار ہوا تھا؟ وہ بولی کہ بس احسان کیجئے مجھ پر۔ کہتی ہے کہ جب آپ اُٹھے واپس ہٹے اور ایک آدمی ان کے پہلو میں تھا، وہ خیال کرتی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اس نے کہا آپ ان سے سواری طلب کیجئے۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے آپ ﷺ سے سواری مانگی آپ نے اس کے لئے سواری دینے کا حکم دے دیا (یا بکری کا بچہ مانگا اور آپ نے دے دیا)۔ کہتے ہیں کہ پس وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی تم نے تو ایسا کام کیا ہے جو تیرے والد بھی نہیں کرتے تھے، لے آتو اس کو خوشی یا ناخوشی سے۔ تحقیق ان کے پاس فلاں آدمی آیا اس نے وہ اس سے پالیا۔ کہتے ہیں کہ میں آیا ان کے پاس یکا یک، ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور بچے تھے یا بچہ تھا، اس نے ان کی قربت ذکر کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ اس نے سمجھ لیا کہ یہ نہ تو کسریٰ کی حکومت ہے نہ ہی قیصر کی ہے۔

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے عدی بن حاتم کس قدر بھاگتے ہو اس بات سے کہ یہ کہا جائے لا الٰــہ الا اللّٰہ بھلا بتاؤ کیا اللہ کے سوا واقعی کوئی الٰہ مشکل کشا ہے؟ تم کس قدر بدکتے ہو اس بات سے کہ کہا جائے اللّٰہ اکبر کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بھلا بتاؤ اللہ سے کوئی اور بھی بڑا ہے؟ لہٰذا کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک اُٹھا۔ اور فرمایا کہ مغضوب علیھم یہود ہیں اور ضالین نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔ پھر انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔

اس کے بعد فرمایا:

اما بعد! تمہیں چاہئے اے لوگو! کہ تم ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ فضل کے اندر، نجات حاصل کرے۔ ایک شخص ایک صاع کے ساتھ (ساڑھے چار سیر جو یا کھجور کا پیمانہ) یا بعض صاع کے ساتھ۔ یا ایک مٹھی یا بعض مٹھی کے ساتھ۔ شعبہ کہتے ہیں کہ شاید فرمایا تھا زیادہ تر میرا علم یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک کھجور کے ساتھ یا نصف دانہ کھجور کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی اللہ کو ملے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا اس سے کیا میں نے تجھے سننے والا اور دیکھنے والا نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی؟ لہٰذا تم نے آگے کے لئے کیا کچھ بھیجا تھا؟ پھر وہ انسان اپنے آگے پیچھے دیکھے گا دائیں بائیں دیکھے گا مگر کچھ بھی موجود نہیں پائے گا۔ پس نہیں بچاؤ کرے گا آگ سے مگر چہرے کے ساتھ (یعنی منہ کو ہی سب سے پہلے آگ کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

پس بچو تم آگ سے اگر چہ نصف کھجور کے ساتھ، پس اگر نہ پائے نصف کھجور بھی تو پھر نرم کلمہ کے ساتھ، بے شک میں نہیں ڈرتا تمہارے اُوپر فاقہ اور بھوک سے، البتہ ضرور اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ یا کہا تھا کہ البتہ ضرور تمہیں عطا کرے گا یا کہا تھا کہ ضرور تمہیں فتح دے گا، یہاں تک کہ ایک باپردہ عورت چلے گی حیرہ اور یثرب کے درمیان، یا اس سے زیادہ۔ وہ چوری کا خوف نہیں کرے گی اپنے ہودج پر اپنے سامان یا زیورات وغیرہ پر۔

حاتم طائی کی بیٹی کی سیرت وصورت کا تذکرہ ....(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یوسف عمانی نے، ان کو ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد کوفی نے، ان کو ضرار بن صرد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن حمید نے ابوحمزہ سے اور وہ دونوں ثمالی ہیں عبدالرحمن بن جندب سے، اس نے کمیل بن زیاد نخعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کہا

سبحان اللہ اللہ نے بہت سے لوگوں کو کس قدر بے رغبت بنایا ہے مال و دولت سے، تعجب اور حیرانی ہے۔ اس آدمی پر جس کے پاس اس کا کوئی مسلمان بھائی حاجت و ضرورت لے کر آتا ہے مگر وہ اس کو مال کا حقدار و اہل ہی نہ سمجھتا، کچھ بھی نہیں دیتا۔ اگر وہ ثواب کی امید بھی نہیں رکھتا اور عذاب سے بھی نہ ڈرتا تو یہ تو اس کے لئے مناسب تھا کہ وہ مکارم اخلاق (عمدہ اخلاق و اخلاق کی اعلیٰ اقدار کے لئے) ضرور مسارعت اور جلدی کرتا۔ یہ چیز نجات و کامیابی کی راہیں دکھاتی ہیں۔ (یہ سن کر) ایک آدمی آپ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں اے امیر المؤمنین، کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں ان سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

جب بنوطی کے قیدی لائے گئے تو ایک لڑکی آ کر کھڑی ہوئی۔ خوبصورت، سیاہی مائل سرخ ہونٹوں والی، سیدھی اور ہموار ناک والی، لمبی گردن والی، اونچی ناک، میانہ قد و قامت والی، میانہ خوبصورت سر والی، آنکھوں میں سرخ ڈوروں والی گوشت سے بھری ہوئی پنڈلی والی، گوشت سے پُر زانوں والی، دونوں طرف خالی کوکھ یعنی پتلی کمر والی، دُبلے اور کمزور پہلوؤں والی، صاف اور شفاف پیٹھ کے دونوں پہلو والی۔ میں اس کو دیکھ کر فریفتگی کی حد تک حیرت زدہ ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور طلب کروں گا کہ اس کو میرے مال فئے کے حصے میں کر دیں۔ اس نے جب کلام کیا تو میں اس کی فصاحت کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال کو بھول گیا۔

اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ آپ ہم لوگوں کو آزاد اور علیحدہ کر دیں اور میرے بارے میں عرب کے قبائل کو نہ بتائیں۔ اور بے شک میرا والد اہلِ حفاظت کی حفاظت کرتے تھے اور قیدیوں کو چھڑاتے تھے اور بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلاتے تھے اور بے لباسوں کو پہناتے تھے اور مہمان کو مہمانی دیتے تھے۔ لوگوں کو غلہ دیتے تھے، سلام کو عام کرتے تھے اور پھیلاتے تھے۔ کسی صاحبِ حاجت کو ہرگز خالی نہیں لوٹاتے تھے۔ میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لڑکی یہ سچے مؤمنوں کی صفات ہیں اگر تیرا والد مسلمان ہوتا تو ہم اس پر ضرور رحم کرتے۔ صحابہ سے کہا کہ اس کو آزاد کر دو کیونکہ بے شک اس کا باپ مکارمِ اخلاق کو (یعنی عمدہ اخلاق کو) پسند کرتا تھا۔ ابو بردہ بن دینار اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ مکارمِ اخلاق کو پسند کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی ایک جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر حسنِ اخلاق کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۶۷-۶۸)

اسلامی زندگی ضمانت ہے دنیاوی چین وسکون کی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے محمد یعنی ابن سیرین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن حذیفہ نے کہا کہ ایک آدمی نے کہا میں لوگوں سے عدی بن حاتم کی کہانی پوچھ رہا تھا حالانکہ وہ میری پہلو میں موجود تھا۔ میں اس سے نہیں پوچھ رہا تھا لہٰذا میں اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں نے اس کو نا پسند کیا جس قدر میں کسی شے کو شدید ناپسند کر سکتا تھا۔ لہٰذا میں عرب کی سرزمین کی آخری حدود تک نکل گیا جو سرزمین روم کے متصل ہے۔ لہٰذا مجھے پہلے سے بھی زیادہ کراہت ونفرت ہوئی۔ لہٰذا میں مدینے میں آیا میں نے سوچا کہ میں خود جاؤں محمد ﷺ کے پاس جا کر اُن سے سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ لہٰذا میں ان کے پاس مدینے میں آیا لوگوں نے نظریں اُٹھا اُٹھا کر مجھے دیکھا اور بولے کہ عدی بن حاتم طائی آ گیا ہے، عدی بن حاتم طائی آ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی بن حاتم اسلام قبول کر لے، بچ جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں پہلے سے ایک دین پر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ واقعی آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ

جی ہاں ۔ تین بار یہی بات کہی پھر فرمایا کہ کیا تو رکوسی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں (یعنی وہ جس کا دین عیسائیت اور صابئیت کے درمیان بین بین ہو)۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی قوم کا سردار نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں میں ہوں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا کہ کیا تو ربع نہیں لیتا؟ (جو غنیمت کا چوتھا حصہ ہے) میں نے کہا کہ جی ہاں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے تیرے ہی دین کے اندر ۔ عدی کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے اپنے اُوپر شدید غصہ آیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ شاید تیرے اسلام قبول کرنے میں یہ بات مانع ہو کہ جو لوگ ہمارے پاس ہیں وہ غربت افلاس اور بھوک سے دوچار رہتے ہیں اور دیگر لوگ ہم سے اوپر ہیں ۔ یہ سمجھ کہ کیا ہم لوگ متحد نہیں ہیں؟ یہ بتاؤ کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا نہیں ہے ۔ فرمایا یہ تو جانتے ہو کہ وہ کہاں پر واقع ہے ۔ فرمایا کہ بے شک عنقریب (امن وآشتی کا ایسا دور آئے گا) کہ ایک زیورات سے سجی ہوئی عورت حیرہ سے چل کر آئے گی جو بیت اللہ کا اکیلے آکر طواف کرے گی (گویا اسے کوئی خوف وڈر نہیں ہوگا)۔ اور البتہ ضرور تمہارے اوپر فتح کئے جائیں گے خزانے کسریٰ بن ہرمز کے ۔ میں نے پوچھا کیا واقعی کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ، اور البتہ ضرور مال انڈیلا جائے گا تمہارے اوپر ۔ حتیٰ کہ ایک انسان فکر مند ہو جائے گا کہ کون اس کے صدقے کا مال لے گا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا ایک عورت کو جو حیرہ سے اکیلے سفر کر رہی تھی اور پھر میں اس پہلے دستے میں شامل تھا جس نے مدائن پر حملہ کیا تھا اور اللہ کی قسم البتہ ضرور پوری ہوگی (تیری پیشن گوئی)۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴ ۔ تاریخ ابن کثیر ۶۳/۵ ۔ ۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن عمرو نے ۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے سعید بن عبدالرحمن سے ، اس نے محمد بن سیرین سے ، اس نے ابوعبیدہ بن حذیفہ بن یمان سے ، اس نے ایک آدمی سے جو دو ناموں کے ساتھ پکارا جاتا تھا کہ وہ داخل ہوا عدی بن حاتم کے پاس ۔ اس نے حدیث ذکر کی اسی مفہوم کے ساتھ ۔

حضور کا کریمانہ برتاؤ .... (۶) اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے ، ان کو ابوعبداللہ بوشنجی نے ، ان کو ابوصالح فرّاء محبوب بن موسیٰ نے ، ان کو خبر دی مخلد بن حسین نے ہشام بن حسان سے ، اس نے محمد بن سیرین سے ، اس نے ابوعبیدہ بن حذیفہ سے ، اس نے عدی بن حاتم طائی سے ۔ اس نے یہ حدیث ذکر کی ہے کچھ کمی زیادتی کے ساتھ ، جو اضافہ کیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے بچھونے پر بیٹھے تھے ۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے تکیہ اٹھا کر میری طرف پھینک دیا ۔ میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ خود زمین پر بیٹھ گئے ۔ میں نے جب دیکھا کہ انہوں نے ایسے ایسے کیا ہے تو میرے اوپر شرمندگی طاری ہوگئی اور میں نے یقین کر لیا کہ وہ نہ تو دنیاوی برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد چاہتے ہیں ۔

عدی بن حاتم کی حضور ﷺ سے مجلس اور بعض امور پر اطلاع .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ، ان کو نظر بن شمیل نے ۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی قاسم بن زکریا نے ، ان کو احمد بن منصور زاج نے ، ان کو نضر بن شمیل نے ، ان کو اسرائیل نے ، ان کو سعد طائی نے ، ان کو محل بن خلیفہ نے عدی بن حاتم سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی اور دوسرا آیا اس نے شکایت کی راستہ کٹ جانے کی یعنی ڈاکہ پڑنے کی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا ہے ۔ فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو ضرور ایک زیور سے سجی ہوئی عورت گزرے گی ۔

ابوبکر نے کہا کہ صحیح یوں ہے کہ البتہ تم ضرور دیکھو گے ایک عورت حیرہ سے چلے گی اور اکیلے آکر بیت اللہ کا طواف کرے گی جب کہ اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس وقت بنوطی کے بداخلاق (انسان نما بھیڑیے) کہاں جائیں گے جنہوں نے شہروں میں آگ بھڑکا رکھی ہے (یعنی فساد کی آگ پھیلا رکھی ہے)۔اور البتہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو تم دیکھو گے ضرور فتح ہوں گے خزانے کسریٰ کے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا واقعی کسریٰ بن ہرمز۔ اور تیری حیات لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک انسان اپنی ہتھیلیاں بھر کر سونا چاندی نکلے گا وہ اس تلاش میں ہوگا کہ کوئی اس کے مال کو صدقہ کے طور پر قبول کرلے تو کسی کو نہیں پائے گا کہ وہ اس قبول کرے اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ کو ملے ایک انسان تم میں سے جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا (بلکہ براہ راست اپنے رب سے مخاطب ہوگا) سامنے جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گی۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمارہے تھے کہ

اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجد تمرة فبكلمة طيبة ۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے نصف دانہ کے ساتھ۔ اگر تم کھجور نہ پاؤ تو پھر پاکیزہ جملہ کے ساتھ۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ عورت کوفے سے چلتی تھی اور جاکر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی۔ اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتی تھی اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے تھے۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو عنقریب دیکھ لوگے جو کچھ ابوالقاسم نے فرمایا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حکم سے، اس نے نضر بن شمیل سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۹۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۰۔۶۱۱)

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوسہل بن زیاد نحوی نے بغداد میں، ان کو محمد بن فضیل سقطی نے، ان کو حامد بن یحییٰ نے، ان کو سفیان شعبی نے عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ایک عورت یمن کے محلات سے چل کر مقام حیرہ تک آئے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت بنوطی کہاں ہوں گے اور اس کے گھڑ سوار اور پیدل اور غارت گر وغیرہ۔ فرمایا اس وقت تجھے اللہ کافی ہوگا طی والوں سے اور دیگر سب سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر نے، ان کو ابوسہل نے، ان کو محمد نے، ان کو حامد نے، ان کو سفیان نے بیان بن بشر سے، اس نے شعبی سے، اس نے عدی بن حاتم سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مذکور کی مثل۔ اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ عورت اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی یا پھر بھیڑیے سے ڈرے گی اپنی بکریوں پر۔ عدی کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں دیکھ چکا ہوں کہ عورت صنعاء سے چلی تھی اور حیرہ میں اُتری تھی وہ کسی شئی سے نہیں ڈری تھی اللہ تعالیٰ کے سوا۔

☆☆☆

باب ۲۱۶

جریر بن عبداللہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور حضور ﷺ کا اپنے اصحاب کو اپنے خطبے کے دوران خبر دینا اس کی آمد کے بارے میں ان کی صفت کے مطابق۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا اس کے حق میں دعا کرنا جب اس کو آپ نے ذوالخلصہ کی طرف بھیجا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اندر جن آثار نبوت کا ظہور ہوا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی حمزہ بن عباس عقبی نے بغداد میں، ان کو محمد بن عیسیٰ بن حیان نے ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو یونس بن ابواسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوحازم عمر بن احمد عبدوی حافظ نے، ان کو خبر دی ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ نے، ان کو ابوعمار حسین بن حریث نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے مغیرہ بن شبل سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جب مدینۃ الرسول سے قریب ہوا میں نے اپنی سواری بٹھا دی اور میں نے میلے کپڑے اتارے اور اپنا حلیہ و پوشاک پہنی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

رسول اللہ نے مجھ پر سلام کیا، لہٰذا لوگوں نے تیز تیز نگاہوں سے مجھے دیکھنا شروع کیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا، اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کسی شئی کا ذکر کیا تھا؟ (مسند احمد ۳۶۰/۴ ۔ ۳۶۴)

اس نے کہا جی ہاں۔ آپ کا ذکر کیا تھا احسن طریقہ پر۔ وہ خطبہ دے رہے تھے اچانک ان کے خطبے کے دوران کوئی بات عارض آئی۔ لہٰذا انہوں نے فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب تمہارے اوپر اس دروازے سے داخل ہوگا یا کہا تھا کہ اس راستے سے یمن کا بہترین آدمی آئے گا اور بے شک اس کے چہرے پر فرشتے کا چھونے کا نشان ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ کی حمد کی اللہ نے انعام پر۔

یہ الفاظ حدیث ابوحازم کے ہیں۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے، ان کو حسن بن سلام اسواق نے، ان کو محمد بن مقاتل خراسانی نے، ان کو حسین بن عمر احمسی نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس نمائندہ بھیجا، میں آپ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا، اے جریر کس لئے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں یا رسول اللہ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف چادر پھینکی، اس کے بعد وہ اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا باعزت آدمی آئے تم لوگ اس کی عزت کیا کرو۔ یعنی جب کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کیا کرو۔ پھر مجھ سے فرمایا، اے جریر میں تجھے دعوت دیتا ہوں یہ شہادت دینے کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر اور تم فرض نمازیں پڑھنا اور فرض ارکان ادا کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ مان لیا، اس کے بعد جب بھی حضور مجھے دیکھتے تھے میرے سامنے مسکرا دیتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۷۸/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو خبر دی یعلٰی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عمرو بن عون واسطی نے، ان کو خالد نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، اس نے جریر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے چھٹکارا نہیں دے سکتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں مگر میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا دی:

اللّٰھم ثبته و اجعله ھادیا مھدیا

اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جما دے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔

مشرک کے آستانے کو تباہ کرنے کے لئے حضور ﷺ نے ڈیڑھ سو مجاہد بھیجے

وہ کہتے ہیں کہ میں ذوالخلصہ کو تباہ کرنے کے لئے ایک سو پچاس گھڑ سواروں کے ساتھ جو احمس سے تعلق رکھتے تھے روانہ ہوا۔ ہم اس مقام پر پہنچے اور ہم نے اس کو آگ سے جلا دیا۔ کہتے ہیں اس آستانے کو یمانیہ کعبہ کہتے تھے۔ اس کے اندر بت نصب تھے۔ قیس کہتے ہیں کہ احمس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ میں نے اس کو ایسا کر دیا ہے جیسے خارش والا اونٹ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احمس کے گھڑ سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی پانچ بار۔ قیس کہتے ہیں کہ خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا تھا ابوارطاۃ کو۔

یہ لفظ ہیں حدیث خالد بن عبداللہ کے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے، اس نے خالد سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۲۰۔ فتح الباری ۶/۱۵۴۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۵۵۔ فتح الباری ۸۔۷۰)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اسماعیل سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۳۵۶۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۷۔ ۴/۱۹۲۶)

باب ۲۱۷

وائل بن حُجر کی آمد

محمد بن حجر نے ذکر کیا ہے سعید بن عبدالجبار بن وائل بن حجر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبدالجبار سے، اس نے اپنی ماں اُم یحییٰ سے، اس نے وائل بن حجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے غصے کی اطلاع ملی اور میں اس وقت ایک بڑے ملک بڑی حکومت اور عظیم اطاعت میں تھا۔

میں نے اس سب کچھ کو چھوڑ دیا اور میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے دین میں رغبت کر لی۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے ان کے اصحاب نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بشارت دے دی ہے میری آمد کی میری آمد سے تین راتیں قبل۔ اور پھر طویل حدیث ذکر کی ہے۔

امام بخاری نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے اپنی تاریخ میں۔ (تاریخ کبیر ۴/۱۷۵۔۱۷۶)

☆☆☆

باب ۲۱۸

اشعریوں اوراہل یمن کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کوخبر دی حاجب بن احمد نے ،ان کوعبدالرحیم بن منیب نے ،ان کو یزید بن ہارون نے ،ان کوحمید نے انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم نے فرمایا ایک قوم کے لوگ آنے والے ہیں ،وہ دلوں کے اعتبار سے تم لوگوں سے زیادہ نرم ہیں ۔ چنانچہ اشعری لوگ آ گئے ۔ان میں ابوموسیٰ اشعری بھی تھے ۔(آنے کے بعد)وہ خوشی سے رجز پڑھنے لگے :

غدا نلقى الاحبة محمدا وحزبه

آج والی صبح کو ہم دوستوں سے ملیں گے ۔محمد ﷺ سے اوران کی جماعت سے ۔

مصنف کہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی آمد اپنے دوستوں کے ساتھ جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھی ۔ جب وہ حبشہ سے آئے تھے خیبر کے زمانہ میں ۔اوراحتمال ہے کہ پھر وہ واپس گئے ہوں اپنی قوم کے بقیہ لوگوں کے پاس اور پھر ان کوساتھ لے کر کے آئے ہوں ۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے طاہر فقیہ نے ،ان کو ابوعبداللہ صفار نے ،ان کوعبداللہ بن احمد بن حنبل نے ،ان کو ابومعمر نے ،ان کوعبداللہ بن ادریس نے اپنے والد سے ،اس نے سماک بن حرب سے ،اس نے عیاض اشعری سے ،اس نے ابوموسیٰ سے ،وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی :

فسوف ياتى الله بقوم يحبهم ويحبونه ۔ (سورہ مائدہ : آیت ۵۴)

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئیں گے جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے ۔

رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا ،وہ تیری قوم ہے اے ابوموسیٰ ،اہل یمن ۔(درمنثور ۲۹۲/۲)

اہل یمن کے اوصاف .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ،ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ،ان کوعبدالکریم بن ہیثم نے ،ان کو ابوالیمان نے ،وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی شعیب نے ،ان کو زہری نے ،ان کو ابن مسیب نے یہ کہ ابوہریرہ فرماتے ہیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرماتے تھے اہل یمن آئے ہیں وہ انتہائی نرم دل ہیں ۔کمزور ترین دل کے ہیں ،ایمان یمان ہے اور حکمت ودانائی یمانیہ ہے ،سکینہ اور وقار اہل غنم میں ہے ، برکتوں کا مال رکھنے والے ،فخر اور غرور فدادین اور اہل دبر میں ہے ۔مشرق کی جانب یعنی کھیتوں اور مویشیوں کے ہانکنے والے ،اوراُونٹوں والے ۔

مسلم نے اس کوروایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ دارمی سے ،اس نے ابوالیمان سے ۔(مسلم ۔کتاب الایمان ۔حدیث (۸۹) ۷۳/۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے ،ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے ،ان کوحسن بن مکرم نے (ح) ۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم علی بن محمد بن علی بن یعقوب ایادی نے بغداد میں ،ان کو احمد بن یوسف بن خلاد نصیبی نے ،ان کو حارث بن محمد نے ،ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے ،ان کوخبر دی ہے ابن ابوذئب نے حارث بن عبدالرحمن بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ۔انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں گویا کہ وہ بادل ہیں

وہ اہل زمین کے بہترین لوگ ہیں۔ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ، حضور خاموش ہو گئے۔ پھر اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر تیسری بار اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا سوائے تم لوگوں کے۔ کمزور کلمہ (سیرۃ شامیہ ۶/۲۱۶)

حضور ﷺ کا اہل یمن کو بشارت دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو خلاد بن یحیٰی نے، ان کو سفیان بن سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی قاسم بن زکریا نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو عاصم نے، ان کو سفیان نے جامع بن شداد سے، اس نے صفوان بن محرز سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں کہ بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ حضور نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے بنوتمیم۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دی ہے آپ ہمیں عنایت بھی کریں۔ لہٰذا رسول اللہ کا چہرہ غصے میں بدل گیا۔ اہل یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بشارت قبول کرو جب بنوتمیم نے اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے عمرو بن علی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ ۶۴۔ حدیث ۴۳۸۶۔ فتح الباری ۸/۹۸)

باب ۲۱۹

حکم بن حزن کی آمد
اور جمعہ کے دن حضور ﷺ کے خطبہ کا انداز

(۱) ہمیں خبر دی ابن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شہاب بن خراش نے ابوصلت حوشبی نے شعیب بن زریق طائفی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا تھا، اس کو حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی، وہ ہمیں حدیث بیان کرنے شروع ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، چھ آدمی آ چکے تھے، میں ساتواں تھا یا نواں تھا۔ کہتے ہیں انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم داخل ہوئے۔

میں نے کہا یارسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے لئے خیر کی (مال) کی دعا فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے دعا فرمائی، اور ہمارے بارے میں حکم فرمایا اور ہم لوگ اُترے اور ہمارے لئے کچھ کھجوروں کا حکم فرمایا۔ اور حالت اس وقت اس سے کم تر تھی۔ لہٰذا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے کئی دن تک۔ اس میں ہم جمعہ میں بھی حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں رسول اللہ کھڑے ہوئے، کمان پر سہارا لگائے ہوئے تھے یا کہا تھا کہ عصا پر انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کی، پاکیزہ ہلکے ہلکے مبارک کلمات کے ساتھ۔ اس کے بعد فرمایا:

یا ایھا الناس انکم ان تفعلوا ، ولن تطیقوا کلما امرتم بہ ولکن سددوا وابشروا

اے لوگو! بے شک تم لوگ اگر کرسکو تو (بہتر) اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھو گے جس وقت بھی تمہیں حکم دیا جائے گا، لیکن درست رویہ اختیار کیا کرو اور بشارت وخوشخبری دیا کرو۔ (مسند احمد ۴/۲۱۲)

☆☆☆
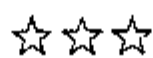
باب ۲۲۰

نبی کریم ﷺ کے پاس زیاد بن حارث صدائی کی آمد

اوراس کے قصے میں جو مروی ہے پانی کا رواں ہونا رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان ، اور جس کنویں کے پانی کی شکایت کی گئی تھی اس بارے میں حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو احمد حسین بن علوش بن محمد بن نصر اسد آبادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک نے ، ان کو ابو علی بشر بن موسیٰ نے ، ان کو ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید مقری نے عبد الرحمن بن زیاد سے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن نعیم حضرمی نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زیاد بن حارث صدائی صاحب رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام پر بیعت کی ۔ مجھے خبر دی گئی کہ آپ ﷺ نے میری قوم کی طرف لشکر بھیجا ہے ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ لشکر کو واپس بلالیں ، میں آپ کے لئے ضامن ہوں اپنی قوم کے اسلام اور ان کے اطاعت کرنے کا ۔ آپ نے مجھے فرمایا ، تم جاؤ اور ان کو واپس کردو ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میری سواری تھکی ہوئی ہے (کمزور ہے) ۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا اس نے ان کو واپس بلالیا ۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف خط لکھا ۔ لہٰذا ان کا وفد آیا مسلمان ہو کر ۔ لہٰذا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ، اے بھائی صداء ، واقعی تیری بات مانی جاتی ہے تیری قوم کے اندر ؟ میں نے عرض کی کہ بلکہ اللہ نے ان کو ہدایت دی ہے اسلام کی طرف ۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے ان پر امیر نہ مقرر کردوں ؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ کہتے ہیں پھر انہوں نے میرے لئے خط لکھ کر مجھے ان پر امیر بنادیا ، پھر میں نے کہا : اے اللہ کے رسول ! مجھے آپ حکم کریں کسی چیز کے ساتھ حکم کریں ان کے صدقات میں سے ۔ آپ نے فرمایا جی ہاں ! لہٰذا انہوں نے میرے لئے دوسرا خط لکھا ۔

صدائی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں میں پیش آیا اور رسول اللہ ایک منزل پر اُترے ، اس مقام والے حضور ﷺ کے پاس آئے وہ اپنے عامل کی شکایت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم سے کوئی چیز لے لی ہے جو ہمارے درمیان اور اس کی قوم کے درمیان جاہلیت میں تھی ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی اس نے ایسے کیا ہے ؟ انہوں نے کہ کہ جی ہاں ۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور میں ان میں تھا ۔ حضور نے فرمایا کہ مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے ۔ صدائی نے کہا کہ حضور ﷺ کی بات میرے دل میں گھر کر گئی ۔

اس کے بعد دوسرا آیا ، اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے غنی ہوتے ہوئے اس کے سر میں درد ہے اور پیٹ میں بیماری ہے ۔ سائل نے کہا مجھے صدقہ میں سے دیجئے ، رسول اللہ نے اس کو فرمایا بے شک اللہ عز وجل اس میں راضی نہیں ہے نبی کے حکم کے ساتھ نہ غیر نبی کے صدقات میں حتیٰ کہ وہ اس نے خود حکم دیا ہے اور اس کے لئے آٹھ اقسام متعین کردی ہیں اگر تو ان اقسام میں سے ہے تو تجھے میں دیتا ہوں ۔ یا یوں کہا تھا کہ ہم تجھے تیرا حق دیں گے ۔

صدائی نے کہا ، لہٰذا یہ بات بھی میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں ان سے اس حال میں سوال نہ کروں صدقات کا جبکہ میں غنی ہوں ۔ اس کے بعد رسول اللہ عشاء کے وقت چلے گئے رات کے اول حصے میں ۔ میں ان کے ساتھ رہا اور میں قریب تھا اور آپ کے اصحاب آپ سے دُور

ہو جاتے تھے اور پیچھے بھی ہو جاتے تھے، حتیٰ کہ ان کے ساتھ کوئی نہ رہا میرے سوا۔ جب نماز صبح کا وقت ہوا، آپ نے مجھے حکم دیا میں نے اذان پڑھی۔ میں نے کہنا شروع کیا یارسول اللہ میں اقامت کہوں؟ حضور ﷺ نے مشرقی کونے کی طرف جب نظر ماری فجر کو دیکھنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ نہیں کہو حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ اُترے آپ نے قضاء حاجت کی پھر واپس میرے پاس لوٹ آئے اتنے میں صحابہ کرام سے مل گئے۔

فرمایا کہ کیا پانی ہے اے بھائی صداء؟ میں نے کہا کہ نہیں ہے مگر تھوڑا سے ہے آپ کو پورا نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آیئے۔ میں اسے ڈال کر لے آیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں رکھ دیا۔ صدائی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی اُنگلیوں کے درمیان چشمہ جوش مار رہا تھا۔ پھر رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں شرم کرتا ہوں اپنے ربّ سے تو ہم سب پیتے اور مویشیوں کو پلاتے اور برتن بھر لیتے۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا اعلان کردو جس کو ضرورت ہو پانی کی۔ لہٰذا میں نے اعلان کر دیا ان میں۔ لہٰذا جس نے چاہا اس نے اس میں سے کچھ لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور بلال نے اقامت پڑھنی چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بھائی صداء نے اذان پڑھی ہے وہی اقامت پڑھے گا۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے اقامت پڑھی، حضور ﷺ نے جب نماز پوری کر لی تو میں دو خط یا تحریریں ان کے پاس لے آیا۔ میں نے کہا یارسول اللہ مجھے ان دو باتوں سے عافیت دیجئے۔ حضور نے پوچھا کیا خیال آ گیا تجھ کو، میں نے عرض کی اللہ کے رسول میں نے آپ سے سُنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے اور میں مؤمن ہوں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور میں نے آپ سے سُنا، آپ فرماتے تھے سائل کے بارے میں جو شخص غنی ہوتے ہوئے بھی سوال کرے اس کے سر میں صداع ہے اور پیٹ میں بیماری ہے۔ جبکہ میں نے آپ سے سوال کیا ہے مانگا ہے اور میں غنی بھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ وہی ہوتا ہے یعنی بات تو بالکل ایسی ہی ہے۔ اگر تم چاہو تو قبول کر لو اور تم چاہو تو چھوڑ دو۔ میں نے عرض کی میں چھوڑ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا، پھر کوئی آدمی بتایئے میں جس کو امیر مقرر کردوں تم لوگوں پر۔ میں نے حضور ﷺ کو ایک آدمی کے بارے میں بتا دیا وفد میں سے جو لوگ آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے اس کو ان پر امیر بنا دیا تھا۔

پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ایک کنواں ہے سردیوں میں اس کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے ہم لوگ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور گرمیوں میں کم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم دوسری جگہوں پر پانی کے لئے متفرق ہو جاتے ہیں اردگرد کی طرف جبکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اردگرد سارے ہمارے دشمن ہیں۔ آپ ہمارے لئے ہمارے کنویں کے بارے میں دعا کریں کہ اس کا پانی ہمارے لئے زیادہ ہو جائے۔ اور ہم اسی کے گرد جمع رہیں اِدھر اُدھر نہ جائیں۔

لہٰذا حضور ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھوں میں مسلتے رہے اور ان میں دعا کی۔ پھر فرمایا کہ اب کنکریوں کو لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر جاؤ تو ایک ایک کر کے بسم اللہ کہہ کر اس میں ڈال دینا۔ صدائی کہتے ہیں کہ ہم نے ویسے ہی کیا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد اسقدر پانی زیادہ ہو گیا کہ ہم نے اس کی گہرائی کبھی نہیں دیکھی کہ کتنی نیچے ہے۔

(بغوی۔ ابن عساکر۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۲۶۔۳۲۷۔ شامیہ ۶/۵۳۲)

☆☆☆

باب ۲۲۱

عبدالرحمٰن بن ابوعقیل کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابوخالد یزید اسدی نے، ان کو عون بن ابوجحیفہ نے عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی سے، اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ ہم وہاں پہنچے اور دروازے کے پاس ہم نے سواریاں بٹھائیں۔ جب گئے تھے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میری نظر میں کوئی مبغوض نہیں تھا مگر جب واپس لوٹنے تو ہمیں ان سے زیادہ محبوب اور کوئی نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے رب سے یہ دعا مانگتے ہیں ایسے ملک اور ایسی حکومت کی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے پھر فرمایا کہ شاید تمہارے صاحب کا اللہ کے نزدیک افضل ملک ہے سلیمان علیہ السلام کے ملک سے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں اللہ نے ان کو ایک خاص مقبول دعا کا اختیار دیا تھا۔

چنانچہ ان میں سے بعض نے اس کو دنیا میں لے لیا۔ لہٰذا وہ اسے عطا کر دی گئی۔ بعض نے ان میں سے اس دعا کو اپنی قوم کے خلاف استعمال کر لیا تھا (بددعا کے طور پر)۔ جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تھی۔ لہٰذا وہ اسی کے سبب سے ہلاک کر دیئے گئے اور بے شک اللہ نے مجھے بھی ایک دعائے قبولیت عطا کی ہے مگر میں نے اس قیمتی قبولیت والی دعا کو اپنے رب کے پاس چھپا کر رکھ دیا ہے قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۸۵/۵)

باب ۲۲۲

قصۂ دوس اور قصۂ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

اور ان کی آنکھوں کے درمیان نور و روشنی کا ظہور۔ اس کے بعد ان کے چابک میں روشنی کا ظہور۔ نیز ان کا خواب۔ اور نبی کریم ﷺ کی دعا میں براہین شریعت

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے ابو زناد سے، اس نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک قبیلہ دوس نے نافرمانی کر لی ہے اور انکار کر دیا ہے اسلام کو ماننے سے۔ آپ ان کے خلاف بددعا فرمایئے۔ لہٰذا آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا لئے اور دعا فرمائی:

اللهم اهد دوسا وائت بهم

اے اللہ! قبیلہ دوس والوں کو ہدایت عطا فرما اور انہیں یہاں لے آ۔ تین بار دعا کی۔

۱۔ دیکھئے: طبقات ابن سعد ۳۵۳/۱۔ شرح المواہب ۳۷/۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے، اس نے سفیان سے۔

(بخاری۔ کتاب الدعوت۔ حدیث ۶۳۹۷۔ فتح الباری ۱۱/۱۸۶۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۹۲۔ فتح الباری ۸/۱۰۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو عمران یعنی ابن موسیٰ نے، ان کو عثمان ابن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے قیس سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں میں جب نبی کریم کے پاس آیا تھا، میں نے راستے میں سوچا رات کے وقت اس کے طویل ہوجانے اور اس کی مشقت کی وجہ سے کہ وہ دارالکفر سے نجات ہے۔ کہتے ہیں میرا غلام راستے میں مجھ سے بھاگ گیا تھا جب میں مدینہ میں پہنچا نبی کریم ﷺ کے پاس تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، پس یکایک میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ میرا غلام دار ہوا تو رسول اللہ نے فرمایا: اے ابوہریرہ یہ رہا تیرا غلام۔ میں نے کہا: یہ اللہ کی رضا کے لئے ہے پھر میں نے اس کو آزاد کردیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن علاء سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی فتح الباری ۸/۱۰۱)

اور تحقیق گزر چکی ہے روایت موسیٰ بن عقبہ سے اور دیگر سے کہ اشعریوں میں سے ایک جماعت آئی تھی ان میں ابوعامر اشعری بھی تھے۔ اور ایک گروہ دوس میں سے آیا تھا ان میں طفیل اور ابوہریرہ بھی تھے یہ اس وقت رسول اللہ کے پاس آئے تھے وہ خیبر میں تھے۔

طفیل بن عمرو کا قبول اسلام .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام بیہقیؒ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی زاہر بن احمد فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابولبابہ میہنی نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ آئے اور رسول اللہ وہاں (مکہ میں) تھے تو ان کے پاس قریش کے کچھ مرد آئے اور طفیل بن عمرو دوسی عزت دار آدمی تھے، شاعر اور عقل مند تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ ہمارے شہروں میں آئے ہو اور یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور ہمارے معاملہ کو پارا پارا کردیا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی بات جادو کی طرح ہے۔ وہ تو آدمی کے اور اس کے باپ کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، بھائی بھائی کے درمیان، آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ ہم تو ڈرتے ہیں بھائی تیرے آنے پر اور تیری قوم پر اس بات سے جو ہمارے ساتھ پیش آچکی ہے۔ آپ اس کے ساتھ ہرگز کلام نہ کرنا اور ہرگز اس سے کچھ بھی نہ سُننا۔

طفیل کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ مجھے منع کرتے رہے۔ لہٰذا میں نے بھی طے کرلیا کہ میں اس سے کچھ بھی نہیں سُنوں گا اور نہ ہی ان سے بات چیت کروں گا، یہاں تک کہ میں جب صبح صبح مسجد (بیت اللہ) کی طرف جاتا تو میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا اس خوف کے مارے کہ کہیں اس کے قول میں سے کوئی حصہ میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

طفیل کہتے ہیں کہ ایک روز علی الصبح میں مسجد میں گیا اس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے میں بھی جاکر ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ بس اللہ نے کچھ حصہ ان کے قول کا مجھے سُنوا ہی دیا۔ میں نے تو انتہائی خوبصورت کلام سُنا۔ لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا افسوس اللہ کی قسم بے شک میں ایک عقل مند آدمی ہوں، شاعر ہوں، مجھ پر اچھی اور بُری چیز مخفی نہیں پھر مجھے کیا چیز مانع ہے اس سے کہ اس آدمی سے سنوں کہ وہ کہتا کیا ہے۔ اگر وہ بات جو وہ کرتا ہے حسن ہے تو میں اس کو قبول کروں گا اور اگر قبیح ہے تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔

کہتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں وہیں ٹھہر گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے معمول سے فارغ ہوکر اپنے گھر لوٹے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا حتیٰ کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے میں بھی پیچھے سے داخل ہوگیا اور میں نے آواز دی یا محمد بے شک تیری قوم نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ اللہ کی قسم وہ مجھے مسلسل تیرے معاملے سے ڈراتے رہے حتیٰ کہ میں نے اپنے کان روئی کے ساتھ بند کرلئے تھے تاکہ میں تیری بات سُن بھی نہ سکوں مگر اللہ نے اس بات سے انکار کیا اور مجھے سُنوا ہی دی۔ لہٰذا میں نے تو ایک خوبصورت بات سُنی ہے۔ آپ اپنا پروگرام میرے سامنے پیش کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میرے سامنے قرآن تلاوت فرمایا۔ پس قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی بھی اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی زیادہ درست امر سنا تھا۔ لہٰذا فوراً مسلمان ہوگیا اور میں نے حق کی شہادت دے دی۔ اور میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک اپنی قوم میں مانا ہوا ہوں، میری بات مانی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جانے والا ہوں اور میں ان کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے لئے کوئی نشانی مقرر کردے جو میرے لئے ان کے اوپر معاون بن جائے اس کی طرف جس کی میں ان کو دعوت دوں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَہٗ آیَۃً ۔ (ترجمہ) اے اللہ! اس کے لئے کوئی آیت ونشانی مقرر کردے۔

کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی طرف نکل گیا حتیٰ کہ جب میں مقام ثنبہ میں پہنچا اس کو فلاں فلاں نام کہتے تھے میں نے دیکھا کہ میری آنکھوں کے درمیان میرے اوپر نور اور روشنی آن پڑی چراغ کی مثل۔ کہتے ہیں میں نے دعا کی :

اَللّٰھُمَّ فِی غَیْرِ وَجْھِی ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرے چہرے پر نہیں کسی اور چیز پر ظاہر فرما۔

کیونکہ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں لوگ یہ نہ سوچیں کہ اس کا خلیہ بگڑ گیا ہے ان لوگوں کا دین چھوڑنے کی وجہ سے۔ کہتے ہیں کہ وہ روشنی میرے چہرے سے میرے چابک کے سر پر منتقل ہوگئی اس طرح جس طرح چراغ لٹکا ہوا ہوتا ہے اور میں ان کی طرف گھاٹی سے نیچے اُتر رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آگیا۔

جب میں اُترا تو پہلے پہل میرے والد آئے وہ انتہائی بوڑھے شیخ تھے۔ میں نے کہا کہ آپ مجھ سے دور رہیں میرے ابا جان، میں آپ سے نہیں ہوں اور آپ مجھ سے نہیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں بیٹے؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کے دین کی تابعداری کرلی ہے۔ چنانچہ پھر میرے والد نے کہا، اے بیٹے میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے کہا ابا جان جا کر غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کرلیں، اس کے بعد آپ میرے پاس آئیں، حتیٰ کہ میں آپ کو وہ سکھاؤں جو کچھ میں خود سیکھ کر آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ گئے، انہوں نے غسل کیا کپڑے پاک پہنے پھر آگئے میں نے ان پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔

اس کے بعد میری بیوی آئی میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے دُور رہیں میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے وہ بولی میرے ماں باپ تجھ پر قربان کیوں؟ میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تیرے درمیان تفریق ڈال دی ہے میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میں نے دین محمد ﷺ کی اتباع کرلی ہے۔ وہ بولی پھر میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جا تو حمی ذوالشریٰ کی طرف اس سے طہارت حاصل کر۔ ذوالبشریٰ قبیلہ دوس کا ایک بت تھا اور الحمیٰ اس کے گرد محفوظ جگہ تھی اور وہاں پر پانی کا چشمہ تھا جو پہاڑ سے اس کی طرف بہتا تھا۔

وہ بولی میرے ماں باپ قربان، کیا آپ ذوالشریٰ سے بچوں پر ڈر محسوس کریں گے؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے کہا: میں تیری ضمانت لیتا ہوں لہٰذا وہ گئی اور غسل کر آئی میں نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے قبیلہ دوس والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے میری بات ماننے میں تاخیر کی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک قبیلہ والوں پر میرے مقابلے میں زنا غالب آگیا ہے۔ آپ ان کے خلاف بددعا کیجئے مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی :

اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا ۔ (ترجمہ) اے اللہ! دوس والوں کو ہدایت دے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اب تم واپس جاؤ اپنی قوم کے پاس، آپ جا کر ان کو بلاؤ اللہ کی طرف اور ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ لہٰذا میں ان کی طرف لوٹ گیا۔ میں مستقل طور پر دوس کی سرزمین پر ان کو اللہ کی دعوت دیتا رہا۔ اس کے بعد جو لوگ میری قوم میں سے مسلمان ہوتے رہے میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور رسول اللہ اس وقت خیبر میں تھے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے حصہ نکالا تھا مسلمانوں کے ساتھ۔ میں اس سے قبل مدینے میں اُترا۔ ہم قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانے تھے۔

اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فوت ہوئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تو یہی طفیل بن عمرو نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیا، حتیٰ کہ فارغ ہو گئے طلیحہ سے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف گئے، اوران کے ساتھ ان کے صاحبزادے عمرو بن طفیل بھی تھے۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے اس کی تعبیر بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈ دیا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا ہے اور مجھے عورت ملی ہے اس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میرا بیٹا مجھے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کو مجھ سے روک لیا گیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کی تعبیر سوچی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تعبیر سوچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ سر منڈوانے سے مراد سر کو رکھ دینا ہے۔ بہرحال وہ پرندہ جو میرے منہ سے نکلا ہے وہ میری روح ہے بہرحال وہ عورت جس نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا ہے وہ زمین ہے جس میں قبر کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب کر دیا جاؤں گا۔ بہرحال میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا پھر اس کا مجھ سے بند ہو جانا، میں نے سوچا ہے کہ وہ عنقریب کوشش کرے گا تاکہ اس کو بھی اسی طرح شہادت مل جائے جس طرح مجھے پہنچی ہے۔

چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو جنگ یمامہ میں شہید مقتول ہو گئے اور اس کا بیٹا عمرو شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یرموک میں مقتول شہید ہوا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے عہد میں۔ (سیرۃ شامیہ ۵۱۱/۶)

رسول اللہ ﷺ کو محفوظ سرزمین کی پیشکش .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے اور حسین بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے حجاج صواف سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے، یہ کہ طفیل بن عمرو دوسی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کو محفوظ قلعے یعنی سرزمین دوس کی ضرورت ہے اور حفاظت کرنے والی قوم، جماعت دوس کی۔

کہتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں اہل دوس کا اپنا قلعہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے انکار کر دیا، اس لئے کہ اللہ نے ان کو انصار کے مقدر کر دیا تھا۔ جب حضور نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی تو طفیل نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک آدمی نے بھی تو انہوں نے مدینہ میں رہنا پسند نہیں کیا تھا۔ لہٰذا وہ بیمار ہو گیا اور گھبرا گیا، اس نے تیر کا بھالہ لیا اور اس کے ساتھ اس نے اُنگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے۔ لہٰذا زور سے خون بہنے لگا جس سے وہ شخص مر گیا۔

طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا مگر اس کو اچھی حالت میں دیکھا۔ اور اس کو دیکھا کہ اس نے ہاتھ ڈھانک رکھے ہیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا کیوں ڈھانک رکھے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے جس کو تم نے خود خراب کیا ہے۔ طفیل نے یہ خواب رسول اللہ کو بتایا، تو حضور نے دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو معاف کر دے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۸۴ ص ۱/۱۰۸۔۱۰۹)

اس نے سلیمان بن حرب سے۔

☆☆☆

باب ۲۲۴

قصہ مزینہ[1] اور ان کا سوال اور کھجوروں میں برکت کا ظہور جس میں سے حضرت عمر بن خطاب نے ان کو عطا کی تھی

(۱)　　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن علی نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم حصین سے، اس نے ذکوان بن ابوصالح سے، اس نے نعمان بن مقرن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا تھا قبیلہ مزینہ کے تین سوافراد کے ساتھ۔ جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمر اس قوم کو زادِ سفر باندھ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوروں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس قوم کے لئے کچھ بھی پوری ہو سکیں گی۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ تم وہی سفر کے توشہ کے طور پر ان کو دے دو۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ان کو ساتھ لے کر گئے اور ان کو اپنے گھر میں داخل کیا۔ پھر ان کو ایک بالا خانے پر چڑھا کر لے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم داخل ہوئے تو اس میں ایک جوان بیٹھے اُونٹ کی مثل ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ لہٰذا اس قوم نے اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔

نعمان کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلنے والا آخری آدمی تھا میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس میں اسی طرح کھجوریں رکھی ہوئی تھیں جیسے پہلے تھیں۔

(۲)　　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو سعید بن عمرو اشعثی ابوعثمان نے، ان کو عبثر نے حصین بن سالم سے، اس نے نعمان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے چار سوافراد کے ساتھ۔ یہ مزینہ اور جہینہ کے لوگ تھے آپ کے بعض امر میں، ہم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس سفر میں راستے کے لئے کچھ نہیں ہے جو ہم سفر میں باندھ کر ساتھ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا، اے عمران کو سفر کا خرچ دے دو تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو بس بچی ہوئی کچھ کھجوروں کے سوا کچھ نہیں ہے جو ہمارے لئے بھی ناکافی ہیں۔ لہٰذا ہمیں حضرت عمر ساتھ لے گئے ایک بالا خانے کی طرف۔ انہوں نے اس کو کھولا تو اس کے اندر جوان اُونٹ کی مثل کھجوروں کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا آ جاؤ اس میں سے جس قدر چاہو لے لو۔ لہٰذا ہم نے سفر کے لئے توشہ باندھا۔ میں ان لوگوں میں نکلنے والا آخری بندہ تھا، میں نے نظر ماری تو مجھے اس میں سے کچھ کمی نظر نہ آئی حالانکہ ہم چار سو آدمیوں نے اس میں سے اپنی ضرورت کا سفر خرچ لے لیا تھا۔

زائدہ نے اس کا متابع بیان کیا ہے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے۔ (مسند احمد ۵/۴۴۵)

(۳)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے، زائدہ سے، اس نے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعمان بن مقرن نے کہا تھا کہ میں قبیلہ مزینہ کے چار سو افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ حکم فرمایا، پھر فرمایا اے عمران کو سفر کے لئے سامان خوراک دے دو۔ اس نے

---

[1] دیکھئے: طبقات ابن سعد ۱/۲۹۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۱۹۔۲۰۔ شرح المواہب ۴/۳۷)

عرض کی یارسول اللہ میرے پاس اس قدر نہیں ہے جوان کو سفر کے لئے تیار کردوں۔آپ نے فرمایا ان کو سفر کے لئے توشہ دے دو۔اس نے ہمارے لئے بالا خانہ کھول دیا اس کے اندر بیٹھے ہوئے اُونٹ کے برابر ڈھیر کھجوریں پڑی تھیں۔ہم چار سو اُونٹ سواروں نے اس میں سے سفرخرچ لے لیا میں آخری بندہ تھا نکلنے والا۔میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو مجھے ایک کھجور کی جگہ خالی نظر نہ آئی۔

کھجوروں میں رسول اللہ ﷺ کی برکت کا ظہور .... (۴) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے،ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رازی نے،ان کو عباس بن محمد نے،ان کو یعلی بن عبید نے،ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن سعید مزنی سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چالیس آدمی آئے یا چار سو کہے تھے،ان لوگوں نے ان سے کھانے کی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے عمر سے کہا جاؤ ان کو دے دو۔انہوں نے کہا یارسول اللہ نہیں ہے یہ مگر مختصری کھجوریں ہیں،میں نہیں سمجھتا کہ کسی قدر ان کو کفایت کریں گی،فرمایا آپ جا کر دے دیں۔اس نے کہا یارسول اللہ میں نے حکم سُنا ہے اور اطاعت کی ہے۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اپنے کمربند سے چابی نکالی اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ جوان اُونٹ کے برابر کھجوریں رکھی ہیں۔فرمایا کہ لے لو۔لہٰذا ہم میں سے ہر شخص نے جس قدر پسند کیا کھجوریں لے لیں۔میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا میں سب سے آخری آدمی تھا تو ایسے لگا جیسے کہ ہم نے ایک بھی کھجور اس میں سے نہیں لی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابوعبید نے کہا ہے اور اس کا یہ قول ماأری یقیظن بنی مراد یہ ہے کہ ان کو کفایت نہیں کریں گی ان کے قیظ کے لئے اور قیظ سے مراد موسم گرما کی گرمی ہے۔

باب ۲۲۴

فَرْوَة بن مُسَيْك مُرادی[1] کی آمد اور عمرو بن معدی کرب اور اشعث بن قیس کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کندہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے۔ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فروہ بن مسیک مرادی آئے تھے شاہان کندہ سے دُوری اور علیحدگی اختیار کر کے،اسلام کی آمد سے تھوڑا سا پہلے ہمدان اور مراد قبائل کے مابین ایک جنگ واقع ہو چکی تھی۔اس کے اندر ہمدان کو نقصان پہنچا تھا مرادیوں سے،حتیٰ کہ ان لوگوں نے ان کو قید و بند میں جکڑ لیا تھا اس دن جس کو "ردم" کہا جاتا تھا۔جب فروہ بن مسیک رسول کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے یہ شعر کہے تھے:

لما رایت ملوك كندة اعرضت كالرجل خان الرجل عرق نسائها

يممت راحلتي اؤم محمدا ارجو فواضلها وحسن ثرائها

جب میں نے دیکھا شاہان کندہ نے اعراض کر لیا ہے اس آدمی کی طرح جس کو عرق النساء نے پریشان کیا ہو۔میں نے اپنی سواری کو حرکت دی۔محمد ﷺ سے ملاقات کا قصد کیا،میں نے اس کی خوبیوں اور حسن کرداری کی امید کرتا ہوں۔

---

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴۔طبقات ابن سعد ۳۲۸/۱۔عیون الاثر ۳۰۵/۲۔نہایۃ الارب ۲۳۹/۲۔البدایۃ والنہایۃ ۷۰/۵۔اسد الغابۃ ۱۸۰/۴)

•جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تھا (اس کے مطابق جو ہمیں خبر پہنچی ہے)، اے فروہ! کیا تجھے بُری لگی وہ کیفیت جو تیری قوم کو پہنچی ہے یوم الردم کے اندر۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کون اپنی قوم کو اس قدر نقصان پہنچانا پسند کرے گا جو میری قوم کو پہنچا تھا یوم الردم میں، کیا اس کو پھر وہ کیفیت بُری نہیں لگے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خبردار بے شک اس چیز نے نہیں زیادہ کیا تیری قوم کو اسلام کے اندر مگر خیر اور بہتر یعنی اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اسلام کی خیریں اور بھلائیاں دے دی ہیں۔

اور رسول اللہ نے اس کو عامل مقرر کر دیا تھا مراد پر اور زبید اور مذحج سب پر اور ان کے ساتھ بھیجا تھا خالد بن سعید بن عاص کو صدقات (وصول کرنے پر) جو اس کے ساتھ رہے تھے اس کے شہروں میں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴-۱۹۳۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

عمرو بن معدی کرب کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن معدی کرب آئے تھے بنو زبید کے کچھ لوگوں کے ساتھ۔ لہٰذا وہ آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اس کے بعد عمرو مرتد ہو گئے (دین سے پھر گئے)۔

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ مراد ہے کہ ان لوگوں میں جو مرتد ہو گئے تھے اہل ردت میں مگر دوبارہ اسلام میں لوٹ آئے تھے (یعنی مرتد ہونے سے توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے)۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ عمرو نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں آیا تھا اور انہوں نے اشعار کہے تھے :

اننی بالنبی موقنة نفسی	وان لم ار النبی عیانا
سید العالمین طُرًّا و ادنا	هم الی الله حین ثاب مکانا
جاء نا بالناموس من لدن الله	و کان الامین فیه المعانا
حکمه بعد حکمة و ضیاءً	قد هدینا بنورها من عمانا
و رکبنا السبیل حین رکبناه	جدیداً بکرهنا ورضانا
وعبد الاله حقًّا و کُنّا	للجهالات نعبد الاوثانا
وائتلفنا به و کنّا عدوًّا	ورجعنا به معًا اخوانا
فعلیه السلام و السلم منا	حیث کنا من البلاد و کانا
ان نکن لم نر النبی فانا	قد تبعنا سبیله ایمانا

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۷۲/۵)

میرا دل نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ساتھ یقین رکھتا ہے اگرچہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سامنے نہیں دیکھا۔ وہ سارے جہانوں کے سردار ہیں اور ان میں سب سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے مرتبے کے اعتبار سے۔ وہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے ایک ناموس (قرآن مجید) لے کر آئیں ہیں اور اس بارے میں ان کو جبرئیل امین کی معاونت حاصل رہی ہے۔ ان کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے اور وہ حکم اور روشنی ہے۔ تحقیق ہم اپنی گمراہی کے اندھے پن اس کے نور سے راستہ دکھائے گئے ہیں۔ ہماری خوشی یا عدم خوشی کے باوجود اس نے ہمیں نئی راہ پر گامزن کر دیا ہے جب وہ خود اس پر رواں دواں ہوا ہے۔ اس نے سچے الٰہ یعنی معبود برحق کی

عبادت کی ہے جبکہ ہم تو اپنی جہالتوں کی وجہ سے بتوں کی عبادت کر رہے تھے۔ہم ان کی وجہ سے ہی آپس میں الفت و محبت کے رشتے میں جڑ گئے ہیں ورنہ ہم تو باہم دشمن تھے۔انہی کی وجہ سے ہم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔سو ان پر سلام ہو۔غلطی ہو تو ہماری طرف سے تھی ہم جہاں بھی تھے شہروں میں تھے۔
اگر چہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تاہم ہم ایمان کے اعتبار سے انہی کے تابع فرمان ہیں۔

دیگر اشعار میں بھی ذکر ہے۔

اشعث بن قیس کی آمد وفد کندہ میں

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس وفد کندہ میں آئے تھے۔

(۲) مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس آئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی یا ساٹھ سواروں کے ساتھ بنو کندہ میں سے اور وہ سب حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے تھے حضور ﷺ کی مسجد میں۔انہوں نے اپنے اپنے بالوں میں کنگھی کر رکھی تھی اور سرمہ لگایا تھا اور یمنی چادروں کے جُبے پہنے تھے جن کے کف ریشم سے بنے ہوئے تھے۔جب داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔فرمایا کہ پھر یہ تمہاری گردنوں میں لوہے (کڑے) کیسے ہیں ان کو کاٹ دو اور ان کو نوچ کر پھینک دو۔اس کے بعد اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ بنو اکل المرار ہیں اور آپ ابن اکل المرار ہو۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے اس کے بعد فرمایا کہ تم اسی نسب کے ساتھ ابن ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب کا نسب بیان کرو۔ درحقیقت یہ دونوں تاجر تھے اور جب وہ عرب کی دھرتی پر سفر کرتے تو ان سے پوچھا جاتا کہ تم لوگ کون ہو؟ وہ اس وقت یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم بنو اکل المرار ہیں۔لہٰذا وہ اس نام اور نسبت کی وجہ سے عرب میں عزت کئے جاتے تھے اور اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کا دفاع کرتے تھے۔ اس لئے کہ دراصل بنو اکل المرار بنو کندہ میں سے تھے اور وہ بادشاہ تھے (یعنی صاحب حکم تھے) جبکہ ہم بنو نضر بن کنانہ ہیں۔ جبکہ ہم اپنی ماں کے تابع نہیں کرتے (اپنے نسب کو) اور نہ ہی اپنے باپ سے اُکھڑتے ہیں اور جدا کرتے ہیں (اپنے نسب کو)۔

نوٹ: اکل المرار کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مرار ایک درخت کا نام ہے کہ جاہلیت میں کسی جنگ میں ایک قبیلے مورث اعلیٰ نے چھپ کر جان بچائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو خبر دی حنبل بن اسحٰق نے، ان کو اسماعیل بن حرب نے اور حجاج نے۔ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے عقیل بن طلحہ سے، اس نے مسلم ھیصم سے، اس نے اشعث بن قیس سے۔وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے بنو کندہ کا وفد۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ میں ان سے افضل ہوں، اچھا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا تم لوگ ہم میں سے نہیں ہو۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم لوگ بنو نضر بن کنانہ ہیں نہ ہم (ماں کی طرف سے نسب کے پیچھے جاتے ہیں) اور نہ ہی اپنے دادا پردادا سے نسب کو الگ کرتے اور توڑتے ہیں۔دوسرے نے کہا کہ نہ ہم اپنے باپ دادا سے ختم کرتے ہیں۔اشعث کہتا تھا کہ البتہ نہیں کوئی آدمی لایا جائے گا جس نے ایک آدمی کی نفی کی ہو قریش میں سے نضر بن کنانہ سے مگر میں اس کو دُرے ماروں گا۔اور اس دوران اس نے مرار درخت کے پتے کھائے تھے اس لئے اس کا نام اکل المرار پڑ گیا تھا اور اس کی پوری نسل بنو اکل المرار قرار پائی تھی۔(سیرۃ ابن کثیر ۴/۱۹۶۔تاریخ ابن کثیر ۵/۷۲)

☆☆☆

باب ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے پاس صُرد بن عبداللہ کی آمد بنو اسد کے ایک وفد میں

اور اس کا مسلمان ہونا اور اس کا واپس جانا جرش کے پاس اور جُرش سے دو آمیوں کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس اور حضور ﷺ کا ان دونوں کو یہ خبر دینا کہ صرد اسی لمحے اپنی قوم کے اندر پہنچ گیا ہے جس ساعت میں وہ ان کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس سارے معاملے میں جو آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ صُرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو گئے تھے وفد بنو ازد کے ساتھ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر مقرر کیا تھا ان لوگوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے ان کی قوم میں سے۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم دیا تھا جو ان کے قریب اہلِ شرک یمن کے قبائل تھے۔ چنانچہ صرد بن عبداللہ روانہ ہوئے وہ چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے ساتھ حتی کہ مقام جُرش پر اُترے۔ یہ اس وقت ایک بند شہر تھا، اس میں قبائل تھے یمن کے قبائل میں سے۔ ان کے پاس خثعم داخل ہو رہا تھا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ جڑ گئے پس وہ اس شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ قبائل نے جب ان کی طرف مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا اور ان کو جا کر اس کے اندر ہی گھیر لیا ایک مہینے تک محاصرہ کیے رکھا۔ وہ اس میں رُکے رہے اس کے بعد اس نے رجوع کیا ان سے واپس ہونے والا۔ حتی کہ جب ان لوگوں کے ایک پہاڑ میں پہنچا جس کو کشر کہتے تھے۔ اس وقت اہل جرش نے یہ گمان کیا کہ وہ تو اب شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے حتی کہ جب ان لوگوں نے اسے پا لیا تو اس نے بھی پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ اس نے شدید قتال کیا۔

اُدھر سے اہلِ جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ بھیجے وہ جب وہاں پہنچے افطار کے بعد شام کا وقت تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر کے کون سے شہر سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا جرشی ہیں ہم لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ دراصل ہمارے شہروں کے پاس ایک پہاڑ ہے اس کو کشر کہا جاتا ہے اور اسی طرح اہلِ جرش اس کو یہی نام دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی کیا بات ہے (یعنی کیا وجہ ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بُدن البتہ اس وقت اس کے پاس ذبح کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی بیٹھ گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے پاس ان دونوں نے کہا ان دونوں سے افسوس ہے تم دونوں پر۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں موت کی خبر دے رہے تھے تمہاری قوم کے بارے میں۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ تمہاری قوم سے اس حالت کو اٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں اُٹھے انہوں نے یہی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ان سے یہ حالت اُٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے روانہ ہو کر اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پا لیا کہ ان پر واقعی قتل و غارت کی مصیبت پڑی تھی۔ جس دن صرد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا تھا اُسی دن جس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا تھا بالکل اسی ساعت میں جس کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد جرش کا وفد روانہ ہوا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی بستی کے گرد حفاظتی نشان لگوا کر ان کی بستی کو محفوظ کروا دیا گھوڑوں سے اور سواروں سے اور ان کے کھیت کو مویشیوں وغیرہ سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۹۷)

☆☆☆

باب ۲۲۶

رسول اللہ ﷺ کے پاس ضِمام بن ثعلبہؓ[1] کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن ولید نے کریب مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر سے ضمام بن ثعلبہ وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے مسجد کے دروازے پر اونٹ بٹھایا اور اس کے پیروں میں رسی باندھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد ہو؟ فرمایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں سوال سخت قسم کے کروں گا آپ نے اپنے دل میں غصہ بالکل نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں دل میں ناراض نہیں ہوں گا جو چاہو سوال کر سکتے ہو۔

اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے الٰہ اور معبود کی اور ان کے الٰہ کی جو تم میں سے پہلے گذرے اور ان کے الٰہ کی جو تیرے بعد ہونے والے ہیں۔ کیا واقعی تجھے اللہ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس بات کا بالکل اس نے بھیجا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے اللہ کی اور تیرے معبود کی اور تم میں سے پہلے لوگوں کے معبود کی اور تیرے بعد آنے والے معبود کی۔ کیا اس بات کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور یہ کہ تم ان بتوں سے الگ تھلگ رہو جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل اللہ گواہ ہے۔

اس کے بعد اس نے اسلام کے فرائض ذکر کئے اور ایک ایک طریقہ ذکر کیا نماز، زکوٰۃ، حج اور تمام فرائض اسلام۔ ہر ہر طریقہ پر وہ ان کو قسم دیتا گیا جیسے پہلی مرتبہ قسم دی تھی۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبدهٗ ورسوله۔ عنقریب میں یہ سارے فرائض پورے کروں گا اور ان چیزوں سے اجتناب کروں گا جس سے انہوں نے منع کیا ہے نہ اس سے کم کروں گا نہ اس سے زیادہ کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹتا ہوا اپنے اونٹ کی طرف گیا جب وہ واپس لوٹا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر ذوالعقیصہ سچ کہتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (یہ اس لئے فرمایا کہ ضمام مضبوط آدمی تھا زیادہ بالوں والا۔ دو حصوں میں بانٹی ہوئی زلفوں والا تھا)۔

اس کے بعد وہ اپنے اُونٹ کے پاس آیا اس کے پیروں سے رسی نکالی پھر وہ روانہ ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے جو اس نے کلام کیا وہ یہ تھا لات وعزیٰ بدتر ہیں۔ لوگوں نے کہا ٹھہر و ٹھہر و کیا کہہ رہے ہو اے ضمام۔ ڈرو ڈرو کیا کہہ رہے ہو؟ کس کی توہین کر رہے ہو۔ تمہیں جذام ہو جائے گا، برص ہو جائے گا، تمہیں جنون ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا ہلاکت ہو تمہارے لات وعزیٰ نہ کوئی نقصان کر سکتے ہیں نہ ہی کوئی نفع کر سکتے ہیں بے شک اللہ نے رسول بھیج دیا ہے اور اس پر کتاب اُتار دی ہے۔ میں تمہیں اس میں سے بچانا چاہتا ہوں تم جس میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمہارے پاس اس کی طرف سے وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے۔ پس اللہ کی قسم نہیں شام کی تھی اسی دن اس کی موجودگی میں کسی مرد نے اور نہ کسی عورت نے مگر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے سارے مسلمان ہو گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴-۱۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴۔ طبقات ابن سعد ۲۹۹/۱۔ عیون الاثر ۲۹۷/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۰/۵)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کے پاس پیغام لے کر جانے والے کو نہیں سنا جو ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ہے انس بن مالک ﷺ نے ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں وہ روایت کچھ کی پیشی کرتی ہے اسی وجہ سے بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الایمان ۱/۳۲۔ مسلم۔ باب بیان الصلوات ۱/۶۶)

باب ۲۲۷

معاویہ بن حیدۃ قشیری کی آمد

اور اس کا حضور ﷺ کے پاس داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا حتی کہ اس کو آپ ﷺ کی طرف آنے پر مجبور کر دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اپنی کتاب سے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے لفظا داؤد دراق سے۔ اس نے سعد بن حکیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ قشیری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ تمہارے مقابلے میں میری مدد کرے قحط سالی کے ساتھ جو تم لوگوں کو جڑ سے اکھیڑ دے۔ اور مدد کرے رعب اور خوف کے ساتھ کہ وہ اسے تمہارے دلوں میں ڈال دے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اشارہ کیا دونوں ہاتھوں کے ساتھ اکھٹے۔ خبردار بے شک میں تحقیق پیدا کیا گیا ہوں یہ اور اسی طرح یہ کہ نہیں ایمان لاؤں گا آپ کے ساتھ اور نہ ہی آپ کی اتباع کروں گا۔ نہ ہی قحط ختم ہو گا جو مجھے جڑ سے اکھاڑتا ہے اور نہ ہی خوف اور رعب زائل ہو گا جو میرے دل میں ڈال دیا گیا ہے حتی کہ میں آپ کے سامنے آ کر رہوں۔ کیا آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اس نے آپ کو بھیجا ہے اس دین کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ کہا کیا اس نے آپ کو حکم دیا ہے اس کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں اور امر کرتے ہیں؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ اس نے پوچھا کہ آپ ہماری عورتوں کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۲۲۳)

وہ تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں آؤ جیسے تم چاہو۔

اور ان کو اسی میں سے کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاؤ۔ اور اسی طرح پہناؤ جس میں سے تم پہنو۔ اور انہیں مارو نہیں اور انہیں برا نہ کہو۔

اس نے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی شرم گاہ کو دیکھ سکتا ہے جس وقت دونوں اکھٹے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ جب دونوں جدا ہوں یعنی اکیلے میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک ران کو دوسری پر ملا دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے اس سے کہ اس سے شرم کرو۔ کہتے ہیں کہ اس نے سنا آپ کہہ رہے تھے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے مونہوں پر بندش لگی ہو گی۔ بس پہلی چیز انسان کی جو بولے گی اس کے ہاتھ اور اس کی رانیں ہوں گی۔ (مسند احمد ۵/۳)

☆☆☆

باب ۲۲۸

طارق بن عبداللہ اوراس کے احباب کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس

اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس عورت کی بات جواُن کے ساتھ تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، ان کو اسماعیل بن محمد الصفار نے ، ان کو محمد بن جہم نے ، ان کو جعفر بن عون نے ، ان کو ابو جناب کلبی نے ، ان کو جامع بن شداد محاربی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے اسے کہا جاتا تھا طارق بن عبداللہ ۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک میں کھڑا ہوا تھا بازار مجاز میں ۔ اچانک ایک آدمی آیا اس نے جُبہ پہن رکھا تھا اور وہ کہہ رہا تھا : اے لوگو کہو لا الٰہ الا اللہ تفلحوا ، لاالٰہ پڑھو کامیاب ہوجاؤ گے ۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ اسے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو یہ کذاب ہے اس کو سچا نہ سمجھنا ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ یہ بنو ہاشم کا ایک نوجوان ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یہ جو پتھر مار رہا ہے؟ بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے عبدالعزیٰ (ابولہب)۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ مسلمان ہوگئے اور انہوں نے ہجرت کی ۔ ہم مقام ربذہ کی طرف سے نکلے ہم لوگ مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہم اس کی کھجوریں حاصل کریں گے ۔

جب ہم مدینے کے باغات کے اور کھجوروں کے قریب ہوئے ہم نے سوچا کہ اگر ہم اتر پڑیں اور کپڑے بدل لیں تو بہتر ہوگا ۔ اچانک ایک آدمی سامنے آیا جس نے دو پرانی یمنی چادریں پہن رکھی تھیں ، اس نے سلام کیا اور کہا کہ یہ قوم یعنی آپ لوگ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا کہ مقام ربذہ سے ۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی شہر کا ارادہ ہے ۔ اس نے پوچھا کہ اس شہر میں تمہارا کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم اس کی کھجوریں لینے آئے ہیں ۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم لوگوں کی ایک عورت بھی تھی اور اس کے پاس سرخ اُونٹ تھا جس کو نکیل ڈالی ہوئی تھی ۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ یہ اُونٹ بیچو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ، اتنے اتنے صاع کھجورں کے بدلے میں ۔ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہم سے کم نہ کروایا اس سے جو کچھ ہم نے کہا تھا ۔ اس نے اُونٹ کی مہار تھام لی اور چل دیا ۔ جب وہ وہاں سے چھپ گیا مدینے کے باغات میں اور کھجوروں میں ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا ۔ اللہ کی قسم اُونٹ ایسے آدمی کو دے دیا جس کو ہم جانتے بھی نہیں ۔ اور نہ ہی ہم نے اس سے قیمت وصول کی ہے ۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا جو ہمارے ساتھ تھی ، اللہ کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے مجھے ایسے لگا جیسے اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے چودھویں رات کا ۔ میں ضامن ہوں تمہارے اُونٹ کی قیمت کی ۔

اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف یہ تمہاری کھجوریں ہیں ۔ پس کھاؤ اور خوب پیٹ بھرو اور ناپ کرلو اور اچھی طرح پورا پورا لے لو ۔ ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ پیٹ بھر گیا اور ہم نے ناپ تول کر پوری پوری وصول کرلیں ۔ اس کے بعد ہم مدینے میں داخل ہوئے ۔ پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے کیا دیکھا کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے ۔ ہم نے اس کا خطبہ سنا وہ یہ کہہ رہا تھا :

''صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے۔ اپنی ماں کو اپنے باپ کو اپنی بہن کو، اپنے بھائی کو اور اپنے قریبی کو۔''

اچانک ایک آدمی آیا کچھ لوگوں کے ساتھ بنی یربوع میں سے۔ یا کہا تھا کہ ایک آدمی انصار میں سے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ان آنے والوں کے ذمہ خون ہے جاہلیت کے دور سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تاوان وصول نہیں کرتا ولد پر، تین بار فرمایا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو یزید بن زیاد بن ابوالجعد نے جامع بن شداد سے، اس نے طارق سے، اس نے ذکر کی ہے یہی حدیث اسی مفہوم کے ساتھ۔ اور اس نے اس میں کہا ہے کہ عورت نے کہا تھا تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کا چہرہ پڑھ لیا تھا وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو اس شخص کے چہرے سے۔

باب ۲۲۹

وفد نجران[۱] اور بڑے بڑے پادریوں کا شہادت دینا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کا وہ لوگ انتظار کرتے آرہے تھے اور امتناع اس کا جوان میں سے ملاعنۃ سے رک گئے اور ان تمام امور میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مدینے نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ جب نجران کا وفد آیا تھا رسول اللہ کے پاس وہ لوگ حضور کے پاس داخل ہوئے تھے آپ ﷺ کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد۔ چنانچہ ان عیسائیوں کی نماز کا بھی وقت ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ کھڑے ہو گئے تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے۔ لہٰذا لوگوں نے ان کو منع کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو۔ لہٰذا انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو بریدہ بن سفیان نے ابن البیلمانی سے، اس نے کرز ابن علقمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا۔ یہ ساٹھ سواروں پر مشتمل قافلہ تھا جن میں سے چوبیس افراد ان کے معزز اور معتبر ترین لوگ تھے اور چوبیس دیگر عیسائی تھے۔

---

[۱] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۵۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۷۔ فتوح البلدان ۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵۲۔ نہایۃ الارب ۱۸/۱۲۱۔ شرح المواہب ۴/۴۱)

ان میں سے جو بیں میں سے تین افراد وہ تھے جو ان کے معاملات کو ذمہ داری سے چلاتے تھے۔ اور نگران اور امیر قوم تھے۔ اور ان میں صاحب رائے اور صاحب مشورہ تھے۔ اور اُس شخص کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نام عبدالمسیح تھا اور بڑے سردار ثمال القوم جو ان کے اجتماعی امور اور معاملات کے مالک تھے ان کا نام ایہم تھا اور ابوحارثہ بن علقمہ بنی بکر بن وائل میں سے تھے وہ ان کے بڑے تھے۔

ان عیسائیوں میں اُسقف (عظیم نصاریٰ) اور ان کے بڑے عالم اور ان کے امام اور ان کے صاحب مدارس وہی تھے اور ابوحارثہ ان میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اس نے ان کی تمام کتب پڑھ رکھی تھیں حتیٰ کہ اس کا عمل بھی ان کے دین کے مطابق عمدہ تھا۔ نیز شاہان روم بھی اہل نصرانیت میں سے تھے، انہوں نے بھی ابوحارثہ کو شرف وعزت دے رکھی تھی اور اس کو مالدار اور امیر بنا دیا تھا اور اس کو کئی کئی خادم دے رکھے تھے اور اس کے لئے کئی کتبے تعمیر کرار کھے تھے۔ اور اس پر عنایات وافر کر رکھی تھیں۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ انتہائی باعمل ہے اور ان کے دین میں مجتہد ہے۔

جب وہ لوگ (وفد نجران) نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے کا رُخ کرنے لگے تو ابوحارثہ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہوئے تو ان کے پہلو میں ان کا بھائی بھی تھا، اس کو کوز بن علقمہ کہتے تھے۔ وہ اس کی معاونت کر رہے تھے سفر میں۔

اچانک ابوحارثہ کا خچر پھسل پڑا تو کوز بن علقمہ نے کہا ہلاک ہو بُرا ہو ابعد کا، اس کی مراد اس جملے سے رسول اللہ تھے۔ چنانچہ ابوحارثہ نے اس کو کہا بلکہ تو ہی ہلاک ہو جائے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیوں بھائی جان؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ (محمد ﷺ) نبی ہے جس کا ہم لوگ انتظار کیا کرتے تھے۔ لہٰذا کوز نے اس سے کہا پھر کیا چیز آپ کو مانع ہے حالانکہ آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے دیکھا نہیں کہ اس قوم (نصاریٰ) نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمیں عزت وشرف سے نوازا ہے ہمیں مالدار کر دیا ہے اور ہمارا اکرام کیا ہے یہ لوگ اس نبی کی مخالفت کے سوا کچھ بھی نہیں مانیں گے، اگر میں ایسا کرلوں (یعنی اس کا دین قبول کرلوں) تو یہ لوگ یہ سب کچھ ہم سے چھین لیں گے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اس کے بھائی کوز نے یہ باتیں دل میں چھپالیں۔ کوز بن علقمہ حتیٰ کہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۵)

حضرت ابراہیم کے متعلق قرآن کا فیصلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابومحمد مولیٰ زید بن ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا نجران کے نصاریٰ اکٹھے ہوئے تھے اور یہود کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے تنازعہ کیا۔ یہود کے احبار وعلماء نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف اور صرف یہودی المذہب تھے اور کچھ نہیں تھے اور نصاریٰ (عیسائیوں کے علماء نے) کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی (عیسائی) تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور فرمایا:

یـا اهـل الـكـتـاب لـم تحاجون فی ابراهيم ۔ وما انزلت التوراة والانجيل الا من بعده افلا تعقلون ها انتم هؤلاء حاججتم فی مالكم به علم فلم تحاجون فيما ليس لكم به علم والله يعلم وانتم لا تعلمون ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وما كان من المشركين ۔ ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبی والذين اٰمنوا والله ولی المؤمنين ۔

(آل عمران : آیت ۶۵۔۶۸)

(مفہوم و مطلب) اے اہل کتاب! تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں کر مباحثہ و مجادلہ کر رہے ہو۔ حالانکہ توراۃ و انجیل تو ان کے کافی بعد اتریں تھیں تم سمجھتے کیوں نہیں۔ تم وہی لوگ ہو جو اس چیز میں اُلجھ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اس میں بات کرو جس کا تمہیں علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حقیقت جانتا ہے تم وہ نہیں جانتے۔ (سنو) ابراہیم علیہ السلام یہودی نہیں تھے نہ ہی وہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو سب سے الگ تھلگ موحد مسلمان تھے اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حقیقی اور ربی نسبت بنانے کے سب سے زیادہ حق دار یہ نبی (محمد ﷺ) ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا دوست ہے۔

حضور ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان یعنی ان کے علماء اور پادریوں اور اساقف کو اسلام کی دعوت دینا

ابو رافع قرظی نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے پاس نصاریٰ احبار و رہبان جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر ایک یہودی عالم نے کہا، اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ (چنانچہ اس کے جواب میں) اہل نجران کے ایک نصرانی نے کہا اس کو الـدّبیس کہتے تھے بلکہ یہ یہودی چاہتا ہے کہ آپ اے محمد (ﷺ) اس کے دین یہودیت کی دعوت دیں؟ یا جیسے بھی کہا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے علماء کو جواب

رسول اللہ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) اس بات سے کہ میں اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم کروں۔ اللہ نے مجھے اس کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس پر اللہ نے قرآن نازل فرمایا:

ما كان لبشران يؤتيه الله الكتاب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لى من دون الله ولكن كونوا ربّانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون ولا يامركم ان تتخذوا الملائكة والنبين اربابا ايامركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون ۔

(مفہوم) کسی فرد بشر کے لئے یہ سب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت عطا کرے اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ میرے بندے یعنی میری عبادت و بندگی کرنے والے بن جاؤ اللہ کے سوا۔ بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ تم رب والے بن جاؤ۔ اس کے مطابق جو تم کتاب کی تعلیم دیتے اور جو تم خود پڑھتے ہو وہ انسان (نبی) تمہیں یہ بھی کہتا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب بنالو، کیا بھلا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔

عہد و میثاق جو اہل کتاب اور آباؤ اجداد سے لیا گیا تھا حضور ﷺ کی تصدیق کے بارے میں جب وہ آجائیں ان کے پاس اور ان کا خود اقرار کرنا اور ان کے نفسوں کا گواہ ہونا

واذ اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم ـ لتؤمنن به ولتنصرنه قال أاقررتم واخذتم على ذلك اصرى قالوا اقررنا قال فا شهدوا وانامعكم من الشّٰهدين ـ

(سورۃ آل عمران : آیت ۸۱)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے انبیاء کرام کا عہد لیا تھا کہ میں نے جب آپ کو کتاب وحکمت دی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آجائے گا وہ تمہاری کتابوں کو سچا قرار دے گا، البتہ تم ضرور اس کی نصرت کرنا اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا۔ اللہ نے فرمایا کیا تم سارے نبی اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے ساتھ پکا عہد کرتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سہل بن امامہ نے، وہ کہتے ہیں جب نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ سے سوال کررہے تھے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں۔ اس کے بعد ان کے بارے میں۔ (سورہ آل عمران، آغاز سے اسی آیات نازل ہوئی تھیں)

نجران کے پادریوں اور اہل نجران کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سلمہ بن عبدیشوع نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہوگیا تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف خط لکھا تھا سورہ نمل (طس) کے نزول سے قبل۔

خط کی عبارت یہ تھی :

بسم اله ابراهيم و اسحاق و يعقوب من محمد النبي رسول الله صلى الله عليه و سلم الى اسقف نجران ، و اهل نجران ان اسلمتم فاني احمد اليكم الله اله ابراهيم و اسحاق و يعقوب ، اما بعد : فاني ادعوكم الى عبادة الله من عبادة العباد و ادعوكم الى ولاية الله من ولاية العباد ، فان ابيتم فالجزية ، فان ابيتم فقد اٰذنتكم بحرب و السلام ۔

(مفہوم) ابراہیم علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام کے الٰہ کے نام کے ساتھ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خط ہے نجران کے پادریوں کے نام اور اہل نجران کے نام۔ اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جو کہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کا معبود ہے۔ امابعد! میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی عبادت کی طرف بندوں کی عبادت سے، اور میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی حکومت کی طرف بندوں کی حکومت سے، اور اگر تم انکار کرتے ہو تو پھر جزیہ اور ٹیکس دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم جزیہ سے بھی انکار کرتے ہو تو پھر میں تمہیں سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ والسلام

یہ خط جب نجران کے پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے پاس پہنچا اور انہوں نے اسے پڑھا تو وہ اس سے خوف زدہ ہوگئے اور کپکپی سے لرزہ براندام ہوگئے تھے۔ تو اسقف نے وہ خط اہل نجران میں سے ایک آدمی کی طرف بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہتے تھے، وہ اہل ہمدان میں سے تھا۔ اس سے قبل کسی کو نہیں بلایا جاتا تھا جب کوئی پریشانی آن پڑتی تھی اس بندے سے قبل۔ نہ ہی ایہم کو، نہ ہی سید کو، نہ ہی عاقب کو۔ لہٰذا اسقف نے رسول اللہ کا خط شرحبیل کے پاس بھیج دیا۔

اس نے پڑھا اور اسقف سے کہا، اے ابومریم! آپ کی کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تحقیق میں جانتا ہوں اللہ نے ابراہیم سے جو وعدہ کیا تھا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نبوت کا، مجھے خوف ہے کہ یہ وہی آدمی نہ ہو۔ میری نبوت کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہے اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں اس بارے میں کوئی مشورہ بھی دیتا اور آپ کے لئے کوشش بھی کرتا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ تھوڑا سا علیحدہ اور ایک طرف ہو جائیں۔ شرحبیل الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا اس کو عبداللہ بن شرحبیل کہتے تھے، وہ حمیر میں باعزت آدمی تھا اس نے اس کو حضور کا خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے دریافت کی اس نے شرحبیل کی طرح جواب دیا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے وہ الگ جا بیٹھا۔

اسقف کا اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ

اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا، اس کا نام جبار بن فیض تھا بنو حارث بن کعب بنو حماس میں سے ایک تھا۔ اس نے خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے پوچھی۔ اس نے بھی اسی طرح کی بات کی جو شرحبیل کی تھی اور عبداللہ کی تھی۔ اسقف نے اس کو حکم دیا وہ الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اب جب ان سب کی رائے متفق ہو گئی ایک ہی رائے پر تو اسقف نے حکم دیا کہ ناقوس بجایا جائے اور معبد خانہ (گرجے میں) پردے اُٹھا دیئے جائیں۔ اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جب بھی دن میں گھبرا جاتے تھے۔ اور جب بھی رات کے وقت خطرہ محسوس کرتے تو وہ ناقوس بجاتے تھے۔ اور گرجا گھروں میں آگ کے الاؤ بلند کئے جاتے تھے۔

چنانچہ جب ناقوس بجائے گئے اور پردے اُٹھا دیئے گئے تو تمام اہل وادی نیچے اور اُوپر والے جمع ہو گئے۔ وادی کی وسعت اس قدر تھی کہ ایک سوار تیز رفتار دن بھر بمشکل اس کو طے کر سکتا تھا۔ اس میں تہتر بستیاں تھیں اور اس میں ایک لاکھ دس ہزار جنگجو تھے۔ اسقف نے ان سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ کا خط پڑھ کر سُنایا اور ان سے رائے پوچھی۔ لہٰذا تمام اہل وادی کی رائے متفقہ طور پر یہ تھی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی کو اور عبداللہ بن شرحبیل اصبحی کو اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ وہ جا کر رسول اللہ کی خبر لے آئیں ان کے پاس۔

چنانچہ وفد روانہ ہوا حتیٰ کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو انہوں نے سفر والے کپڑے بدلے اور صاف ستھرے حلّے پہنے جنہیں وہ حبرہ سے لائے تھے اور سونے کی انگوٹھیاں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے سلام کیا حضور ﷺ پر، حضور نے سلام کا جواب نہ دیا۔ دن بھر وہ حضور سے بات کرنے کے درپے رہے مگر حضور ﷺ نے ان سے کلام نہ کیا جبکہ ان پر وہ ریشمی حلّے اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ واپس ہٹ کر وہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس گئے۔

ان دونوں کی ان سے جان پہچان تھی وہ اس طرح کہ جاہلیت کے دور میں نجران کی طرف قربانی کے بکرے کے کان چیر کر لے جاتے تھے جن کو نجران والے بتوں کے چڑھاوے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور وہ ان کے لئے وہاں سے پھل اور چاول وغیرہ خریدکرتے تھے۔ ان کو تلاش کیا تو وہ مہاجرین وانصار کی ایک مجلس میں مل گئے۔ انہوں نے کہا، اے عثمان، اے عبدالرحمٰن! تمہارے نبی نے ہماری طرف خط لکھا تھا ہم نے ان کی بات مانی۔ ہم اس کے پاس آئے، ہم نے اس پر سلام پیش کیا ہے اس نے تو ہمارے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ ہم دن بھر ان سے بات کرنے کے درپے رہے، اس نے تو ہمیں تھکا دیا ہے بات نہیں کی۔ تم دونوں کی کیا رائے ہے، کیا ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں یا واپس لوٹ جائیں؟

ان دونوں نے علی بن ابو طالب سے کہا وہ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اے ابوالحسن ان لوگوں کے بارے میں؟ حضرت علی نے حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ یہ ریشمین چوغے اُتار دیں اور سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں اور اپنے سفر والے کپڑے پہنیں پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس جائیں۔ لہٰذا وفد نجران نے یہی کچھ کیا۔ انہوں نے اپنے حُلّے اُتار دیئے سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں پھر دوبارہ رسول اللہ کے پاس گئے، جا کر سلام کیا حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق پہلی مرتبہ جب یہ لوگ آئے تھے تو ابلیس ان کے ساتھ تھا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے سوال جواب کئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوال جواب کئے۔ کافی دیر ان کے مابین سوال جواب ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔

ہم عیسائی ہیں ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ نبی ہیں یہ کہ ہم جان لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس آج کے دن ان کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے۔ تم قیام کرو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہیں خبر دوں جو کچھ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتایا جائے گا۔

پس آئندہ کل جب صبح ہوئی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون ۔ الحق من ربك فلا تکن من الممترین ۔ فمن حاجك فیه .... فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔

(سورہ آل عمران : آیت ۵۹-۶۱)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے۔ اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا تھا (پھر فرمایا تھا)۔ ہو جا وہ ہو گیا۔ سچ اور حق تیرے رب کی طرف سے۔ شک کرنے والوں میں نہ ہو الخ۔

مگر عیسائیوں کے وفد نے حضور ﷺ کے اس جواب اور اللہ کی طرف سے آنے والی آیت کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آئندہ کل صبح کی ان کو خبر دینے کے بعد تو حضور ﷺ آئے۔ آپ نے اپنے اُوپر اور حسن حسین پر ایک چادر یا کمبل لپیٹی ہوئی تھی اور سیدہ فاطمہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے، ان دنوں حضور ﷺ کی متعدد عورتیں تھیں۔ شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا، اے عبداللہ بن شرحبیل، اے جبار بن فیض کہ جب پوری وادی والے لوگ جمع ہوئے تھے اُوپر والے بھی اور نیچے والے بھی تو سب کی ایک ہی رائے تھی اور بے شک میں اللہ کی قسم دیکھتا ہوں ایک امر کو آنے والا ہے کہ یہ شخص (محمد ﷺ) بادشاہ ہے مبعوث ہوتا تو ہم لوگ پہلے عرب ہوتے جو اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور اس کا اسی پر واپس لوٹا دیا جاتا ہمارے لئے نہ جاتا اس کے سینے سے، نہ اس کی قوم کے سینے سے، حتیٰ کہ وہ ہمیں پہنچائے ہلاکت۔

بے شک ہم عرب میں سے ان کے قریب تر ہیں جوار و ہمسائیگی کے اعتبار سے اور اگر ہے وہ آدمی نبی مرسل تو ہم اس کو مشقت میں نہیں ڈال سکتے۔ اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو نہیں باقی رہے گا روئے زمین پر ہم میں سے کوئی انسان، اور نہ ہی کوئی جانور مگر ہلاک ہو جائے گا اگر ہم نے اس کی مخالفت کی۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا، اے ابومریم آپ کی رائے کیا ہے؟ معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ بس آپ اپنی رائے دیں۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس بارے میں، میں ان کو (محمد ﷺ) ہی حکم اور فیصل بناتا ہوں۔ بے شک میں ان کو ایسا آدمی سمجھتا ہوں جو غلط اور جھوٹ پر مبنی فیصلہ نہیں کرے گا۔ دونوں ساتھیوں نے اس سے کہا آپ جائیں اور وہ جانے۔

لہٰذا شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا اور کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ اور ملاعنہ کرنے سے بہتر ایک اور تجویز سوچی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ شرحبیل نے کہا میں آپ کو فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ آج کا دن بھی اور رات بھی کل صبح تک، جو کچھ آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ شاید تیرے پیچھے والے تجھے ملامت کریں گے۔ شرحبیل نے جواب دیا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھیں۔ حضور نے ان سے پوچھا، انہوں نے بتایا کہ ہماری وادی میں جو کوئی آتا ہے یا جاتا ہے وہ شرحبیل کی رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کافر ہیں یا فرمایا تھا کہ منکر موفق ہیں۔ لہٰذا حضور ان کو مباہلہ کی بات کہتے رہے۔ جب دیکھا کہ وہ مباہلہ کے لئے نہیں آ رہے ہیں حتیٰ کہ جب اگلی صبح ہوئی تو وہ حضور ﷺ کے پاس آئے، آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ کی تحریر لکھ دی۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا تحریری معاہدہ برائے ادائیگی جزیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ تحریر ہے جو لکھی ہے محمد نبی رسول نے اہل نجران کے لئے کہ ان پر حضور ﷺ کا یہ حکم اور فیصلہ نافذ ہوگا ہر پھل (ہر پیداوار زمین) میں۔ اور ہر زرد اور سفید اور سیاہ اور باریک میں (سونا، چاندی، لوہا، کھجور، آٹا وغیرہ)۔ یہ زیادہ افضل و بہتر ہو ان پر (اگر یہ دنیا چاہے (اور یہ سب کچھ چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ بایں صورت دیگر ادائیگی کریں دو ہزار حلّہ (پوشاک) اواقی کے حلّوں میں سے ادا کرنے ہوں گے ہر رجب کے مہینے میں ایک ہزار حُلّے (پوشاک) دینا ہوگی۔ اور ہر ماہ صفر میں ایک ہزار حلّے اور ہر حُلّہ و پوشاک کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی۔

جو کچھ زیادہ ہوگا خراج (محصول حاصل مال) پر یا کم ہوگا۔ اوقیوں سے۔ بس وہ حساب کے مطابق لیا جائے گا۔ اور جو کچھ ادائیگی کریں گے زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ یا نقدی وہ ان سے لئے جائیں گے حساب کے ساتھ۔ اور اہل نجران کے ذمہ اخراجات میرے نمائندوں کے اور ان کی ضرورتوں کا پورا کرنا بیس دنوں کی درمیانی مدت اور اس سے کم۔ نیز یہ کہ میرے نمائندوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہیں روکا جائے گا۔ اور اہل نجران کے ذمہ ہوگا ادھار دینا۔ تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اُونٹ جب جنگ ہوگی اور بدی۔ اور جو چیز ضائع ہوجائے گی اس میں سے جو اُدھار دیں گے میرے نمائندوں کو زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ ان کی ضمانت میرے نمائندوں کے ذمہ ہوگی، حتیٰ کہ وہ اس چیز کو پہنچائیں گے ان کے پاس اور اہل نجران کے لئے، اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے پناہ ہوگی اور نبی محمد ﷺ کی ذمہ داری ہوگی ان لوگوں کی جانوں کی، ملت کی، ان کی اراضی کی اور ان کے مالوں کی، ان کے موجود اور غیر موجود لوگوں کی، ان کے خاندانوں کی، اور ان کی عبادت گاہوں (گرجوں کنیسوں) کی۔ یہ تحریر معاہدہ اس شرط پر ہے کہ وہ لوگ اس میں تغیر اور تبدیلی نہ کریں جس پر وہ قائم ہیں، اور نہ کوئی حق تبدیل کیا جائے ان کے حقوق میں سے، اور نہ ہی ان کی ملت میں اور کوئی اسقف اپنی اسقفیت میں تغیر و تبدیلی کرے، اور نہ ہی کوئی راہب اپنی رہبانیت میں تبدیلی کرے، اور نہ ہی ولی عہد اپنی ولی عہدی میں (یعنی پورا نظام ان کا اسی طرح رکھا جائے جیسے جاری ہے۔ اور ہماری طرف سے یہ ضمانت ان کو حاصل ہوگی کہ پرانی یعنی دور جاہلیت کی نہ ان پر کوئی دیت ہوگی نہ ہی کوئی دم اور خون کا بدلہ کیا جائے گا۔ اور جزیہ کی وصولی کے لئے نہ ہی پکڑے اور اکھٹے کئے جائیں گے، اور نہ ہی ان سے آبادی کا دسواں حصہ (عشر) وصول کیا جائے گا، نہ ہی کوئی لشکر ان کی سرزمین کو روندے گا (یعنی ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا)۔ جو ان سے حق سچ کے مطابق سوال کرے گا ان کے مابین نصف ہوگا نہ وہ ظالم بنیں نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا نجران میں (یعنی پُرامن رہیں گے)۔ جو شخص سود کھائے گا سابقہ مال ہی کیوں نہ ہو میرا ذمہ اس سے بری ہے اور اہل نجران میں سے کوئی شخص دوسرے شخص کے ظلم کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا۔ اس صحیفے میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس کی اللہ کی طرف سے منادی کی گئی ہے اور ہمیشہ کے لئے محمد ﷺ کا ذمہ اور ضمانت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا حکم لے آئے جب تک خیر خواہ رہیں اور ٹھیک ٹھیک عمل کریں اس پر جو ان کے ذمہ ہے بغیر تھوڑے سے بھی ظلم کئے''۔
(معاہدہ کی تحریر کا ترجمہ ختم ہوا)

شرحبیل اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر نجران روانہ ہو گئے

ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک بن عوف بنونصر ہی سے اور اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ شہادت دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تحریر لکھی اور جب انہوں نے تحریر وصول کر لی فوراً نجران کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو اسقف مل گیا (مذہبی پیشوا عیسائی) انہوں نے اس کو نجران بھیج دیا، وہ نجران سے ایک رات کی مسافت پر تھے اس مذہبی عیسائی پیشوا کے ساتھ اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا وہ نسب میں اس کا چچازاد تھا اس کو بشر بن معاویہ کہتے تھے، کنیت اس کی ابوعلقمہ تھی اس وفد شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر اسقف کو دے دی تھی۔ راستے میں وہ اور اس کے بھائی ابوعلقمہ نے اس تحریر کو پڑھا، وہ چلتے جا رہے تھے۔

اچانک اس نے گھوڑے کا رُخ موڑ دیا اور کہا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ مگر اس نے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ نہ دیا۔ چنانچہ اسقف نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم نے نبی مرسل کی ہلاکت کی بات کہی ہے۔ لہٰذا بشر نے کہا، اللہ کی قسم میں لامحالہ اس عقد سے باہر نہیں آؤں گا جب تک کہ میں اس رسول کے پاس خود نہ جاؤں۔ لہٰذا اس نے اُونٹنی کا رُخ مدینے کی طرف موڑ دیا۔ اور اسقف نے بھی اپنی اُونٹنی اس کے پیچھے موڑ لی۔ اس نے کہا میری بات سمجھ لو، یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی تاکہ میری طرف سے عربوں کو پہنچ جائے اس خوف کے مارے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا ہے یا یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے نصرت کرنے کو پسند کر لیا ہے یا یہ سوچیں کہ ہم نے اس شخص کے لئے وہ کچھ مان کر جھک گئے ہیں جو عرب نے نہیں مانا اور نہیں جھکے، حالانکہ ہم دیگر عربوں سے زیادہ مضبوط ہیں اور ان سے زیادہ مجتمع ہیں یعنی اپنے مقام پر۔ مگر بشر نہ مانا، اس نے کہا اللہ کی قسم میں وہ باتیں قبول نہیں کروں گا جو آپ کے دماغ سے نکلی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنی اُونٹنی کو چابک مارا اور اس نے اسقف کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور وہ کہہ رہا تھا :

اليك تعدو قلقا وضينها معترضاً في بطنها جنينها

مخالفا دين النصارىٰ دينها

(اے محمد ﷺ) تیری طرف دوڑے گی یہ اُونٹنی درآنحالیکہ حرکت کرتی ہوئی جاتی ہے۔اس کی جُل اس حال میں کہ اس کے پیٹ کا بچہ بھی سامنے آرہا ہے (پیٹ میں اُبھرکر)۔

اس کا دین عیسائیوں کے دین کے مخالف ہے حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ اس کے بعد شہید ہوگیا تھا یعنی ابوعلقمہ۔

وفد نجران کا مدینے سے واپس آ کر نجران میں داخل ہونا اور بڑے پادری کو رُوداد سُنانا

داخل ہوا وفد نجران۔ اور آتے ہی وفد پہلے بڑے راہب کے پاس گیا۔ اس کا نام لیث بن ابوشمر زبیدی تھا۔ وہ اپنے معبد اور گرجے کے اُوپر تھا یا بڑے معبد میں تھا۔ وفد نے اس کو جا کر بتایا کہ بے شک ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہوگیا ہے اور اس نبی نے ہمارے اسقف کے پاس ایک تحریر لکھ دی ہے۔ اہل وادی کی متفقہ یہ رائے بنی تھی کہ اس نبی کے پاس شرحبیل بن وداعہ اور عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض جائیں اور اہل نجران کے پاس اس کی اطلاعات لے آئیں۔

چنانچہ یہ لوگ وہاں گئے تھے نبی کریم کے پاس۔ اس نے ان کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اس وفد نے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو ناپسند کیا، مناسب نہ سمجھا۔ اور شرحبیل نے اسی نبی کریم کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ اس نے نجران والوں پر اپنا فیصلہ ان کے خلاف دیا اور اس فیصلے کی اس نے تحریر لکھ دی ہے۔ اس کے بعد یہ وفد وہ تحریری معاہدہ لے کر آ گیا ہے۔ وفد نے وہ تحریر اسقف کو دی تھی اسقف اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بشر بھی تھا۔ اچانک اس نے اُونٹنی کو بٹھایا اور اس نے اس نبی کے لئے لفظ تعس ہلاکت استعمال کیا۔ لہٰذا اسقف نے بشر کو ٹوکا کہ وہ شخص نبی مرسل ہے، لہٰذا بشر یعنی ابوعلقمہ اس نبی کی طرف پھر گیا وہ اسلام کو چاہ رہا تھا۔

بڑے پادری وراہب کا جواب

راہب نے یہ ساری رُوداد سُن کر کہا کہ مجھے جلدی سے اس معبد سے نیچے اُتار دو وگرنہ میں اپنے آپ کو معبد کے نیچے گرادوں گا۔ لہٰذا انہوں نے راہب کو نیچے اُتارا۔

بڑے راہب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری اور اسلام سے محرومی

چنانچہ وہ راہب ہدیے وغیرہ ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوگیا۔ ان میں سے وہ چادر تھی جس کو خلفاء پہنتے تھے اور قعب (گہرا بڑا پیالہ) اور عصا وغیرہ۔ راہب کئی برس تک ٹھہرا رہا، وہ سُنتا رہا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور سنن، فرائض، حدود سب سُنتا رہا مگر اللہ نے راہب کے لئے انکار کر دیا اسلام، پس وہ مسلمان نہ ہوا (یعنی مسلمان ہونا مقدر میں ہی نہیں تھا)۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے راہب اسلام لانے سے تو تم نے انکار کر دیا ہے اب بتاؤ تمہاری کوئی حاجت وضرورت ہو تو؟ راہب نے بتایا بے شک میری ایک حاجت ہے، اللہ کی پناہ اگر اللہ چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیری حاجت واجب ہے لازمی ہے اے راہب۔ آپ اس کو مانگئے جب وہ محبوب اور پسندیدہ ہے تیرے نزدیک۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد واپس نہ آیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی۔

عیسائیوں کے اسقف ابوالحارث اور اس کے ساتھیوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد یعنی پناہ نامہ

بے شک اسقف ابوالحارث آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس کے ساتھ سید اور عاقب اور وجوہ قوم (قوم کے سربرآوردہ) لوگ تھے (مذکورہ نام اس قوم کے اہم لوگوں کے اہم منصب تھے۔ وہ لوگ حضور کے پاس ٹھہرے رہے، سنتے رہے، اللہ عزوجل ان پر جو کچھ اتار رہا تھا۔ لہٰذا اسقف ابوالحارث کے لئے یہ تحریر لکھ دی اور نجران کے دیگر تمام اساقف کے لئے۔

اسقف ابوالحارث اور دیگر اساقف کے لئے رسول اللہ ﷺ کا تحریری معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کا پناہ یا حفاظت نامہ ہے (جوار اللہ ورسول) اسقف ابوالحارث کے لئے اور نجران کے تمام اساقف (مذہبی پیشواؤں کے لئے) اور تمام کاہنوں، تمام راہبوں، تمام کنیسوں اور تمام اہل کنیسہ کے لئے اور ان کے رفیقوں کے لئے اور ان کی ملت کے لئے اور ان کے تمام متواطوں کے لئے اور ہر اس کے لئے جو ان کے ماتحت ہیں، خواہ قلیل ہوں یا کثیر کہ کوئی اسقف (مذہبی پیشوا اپنی مذہبی پیشوائی سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، نہ ہی کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے بدلا جائے گا، نہ ہی کسی کاہن کو اس کی کہانت سے، اور نہ ہی کوئی حق تبدیل کیا جائے گا ان کے حقوق میں سے، نہ ہی ان کا بادشاہ تبدیل ہوگا اور نہ ہی کچھ اس میں سے تبدیل ہوگا جس طریقے پر وہ چل رہے ہیں۔ اس عہد پر اللہ اور اس کے رسول کا جوار ذمہ ہے ہمیشہ کے لئے، جب تک وہ خیر خواہ رہیں اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کرتے رہیں خوشی سے بوجھل ہو کر نہیں، مظلوم ہو کر نہیں اور نہ ہی ظالم بن کر۔ یہ لکھا تھا مغیرہ بن شعبہ نے''۔

جب اسقف (ابوالحارث) نے یہ تحریر حاصل کر لی تو اس نے واپس جانے کی اپنی قوم کی طرف اجازت طلب کی اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی وہ واپس چلے گئے۔ پھر واپس نہ آئے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہو گئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۷۵-۲۰۴ - تاریخ ابن کثیر ۵/ ۵۴-۵۶)

عیسائیوں کا حضور ﷺ سے امین آدمی طلب کرنا
حضور ﷺ کا حضرت ابوعبیدہ کو اُمت کا امین قرار دینا

(۴)　ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے صلہ سے، اس نے ابن مسعود سے، یہ کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنۃ کا یعنی مباہلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ دو میں سے ایک نے کہا دوسرے سے تم اس سے مباہلہ نہ کرنا، اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوا اور تم نے ان پر لعنت کر دی (مباہلہ کر لیا) ہم کامیاب نہیں ہوں گے، نہ ہمارے پیچھے والے ہمارے بعد۔ لہٰذا ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا ہم آپ کو سب کچھ دیں گے جو آپ ہم سے مانگیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین آدمی بھیجئے اور ہمارے ساتھ امین آدمی کے سوا کسی کو نہ بھیجئے۔ نبی کریم نے فرمایا، البتہ میں ضرور تم دونوں کے ساتھ امین آدمی بھیج دوں گا جو سچا امین ہوگا۔

اصحاب رسول نے نظر اُٹھا اُٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کھڑے ہو جاؤ اے ابوعبیدہ بن جراح۔ وہ جب کھڑے ہو گئے تو حضور نے فرمایا:

هَذَا اَمِيْنُ هَذِهِ الْاُمَّةِ ـ (ترجمہ) یہ ہیں اس اُمت محمد رسول اللہ کے امین

اسی طرح کہا ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اور اسی طرح روایت کیا ہے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے۔
اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن عباس بن حسین سے۔ (بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۸۰۔ فتح الباری ۹۳/۸)

اس نے یحییٰ بن آدم سے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان نے اور شعبہ نے اور ان دونوں کے ماسوا نے ابواسحاق سے مختصر طور پر۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۱۳۵ ص ۴۸/۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن محمد القبانی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ابن اصفہانی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے ان کو ان کے والد نے سماک بن حرب سے، اس نے علقمہ بن وائل سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا نجران کی طرف۔ انہوں نے کہا کس چیز کے بارے میں؟

کہ ان عیسائیوں نے کہا آپ کیا سمجھتے ہیں یا تم پڑھتے ہوا ے ہارون کی بہن (یا اُخت ہارون)۔ حالانکہ موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان اس قدر فاصلہ زمانی تھا جو تم خود جانتے ہو۔ (مغیرہ بن شعبہ) کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس گیا، میں نے ان کو خبر دی کہ عیسائی یہ اعتراض کر رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے ان کو بتایا نہیں کہ وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہوتے تھے۔

یہ الفاظ حدیث سوسی کے ہیں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔
(مسلم۔ کتاب الاداب۔ حدیث ۸۔ باب النہی عن التکنی بابی القاسم ص ۱۶۸۴/۳)

باب ۲۳۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی طرف بھیجنا۔

۲۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا خالد بن ولید کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ ان کے صدقات کو جمع کرے اور ان کا جزیہ وصول کر کے حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۲/۴)

حضرت علی کی تکلیف سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے، وہ اصحاب حدیبیہ سے میں سے تھے، وہ کہتے ہیں میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس گھڑ سوار دستے میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت علی نے مجھ پر تھوڑی سی زیادتی کر لی تھی۔ لہٰذا میں دل میں ان پر ناراض ہو گیا۔ جب میں مدینے واپس آیا تو میں نے اس کی شکایت کی مدینے کی بعض مجالس میں اور جس سے ملا۔

ایک دن میں آیا تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم اے عمرو بن شاس البتہ تحقیق تم نے مجھے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے کہا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسلام کی بھی اس بات سے کہ میں رسول اللہ کو ایذا پہنچاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اٰذٰی عَلِیّاً فقد آذَانِیْ ۔ (ترجمہ) جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن عمرو اور ابوجعفر نے، ان کو عبدالرحمن بن مغراء نے محمد بن اسحاق سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے فضل بن معقل بن سنان سے، اس نے عبداللہ بن بیان سے یا نیار سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس سے، اس نے اس مذکورہ روایت کا مفہوم اس سے بھی زیادہ مکمل ذکر کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے تنہا، ابوالعباس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ابوعمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید رکانہ سے، وہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں کہ ابورکانہ نے پالیا تھا علی بن ابوطالب کے لشکر کو جوان کے ساتھ یمن میں تھے کیونکہ وہ لوگ جیسے روانہ ہوئے تھے ان کے پیچھے حضور ﷺ نے ایک آدمی مقرر کیا تھا جو واپس مڑ کر حضور کو ان کے بارے میں آگاہی دیتا رہے۔ وہ آدمی لوٹا تو اس نے بتایا کہ ان میں سے ہر آدمی نے ایک حلہ یعنی پوشاک پہن رکھا تھا۔ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو علی بن ابوطالب نکلے ان کے ساتھ آئے تو کہا کہ ان پر حُلّے اور پوشاک تھیں۔ علی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں فلاں نے پہنائے ہیں۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے قبل کہ تم رسول اللہ کے پاس پہنچتے وہ کرتے جو چاہتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے وہ حُلّے دوبارہ اُتروالئے۔

جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے علی کی شکایت کی اس اُتروانے کی۔ اور وہ لوگ حضور ﷺ سے صلح کر چکے تھے سوائے اس کے نہیں کہ علی بھیجے گئے تھے طے شدہ جزیہ وصول کرنے کے لئے۔ یہ ہے وہ بات جو ہمیں پہنچی محمد بن اسحاق بیسار سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۳)

حضرت علی کی دعوت قبیلہ ہمدان کا قبول کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ احمد بن علی جوزجانی نے، ان کو ابوعبیدہ بن ابوالسفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے ابواسحاق نے براء سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کے پاس بھیجا تھا ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جو خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ہم لوگوں نے چھ ماہ تک وہاں قیام کیا، ہم ان کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مگر ان لوگوں نے خالد کی بات نہ مانی۔

اس کے بعد آپ نے علی بن ابوطالب کو بھیجا اور اس کو حکم دیا تھا کہ خالد کو واپس بھیج دیں اس آدمی کے پاس جو خالد کے ساتھ گیا تھا اور جو شخص علی کے ساتھ واپس آنا چاہے وہ اس کے ساتھ آئے۔

حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو پیچھے رہ گئے تھے حضرت علی کے ساتھ۔ جب ہم قوم کے قریب پہنچے وہ ہمارے لئے نکلے اور حضرت علی نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر ہم نے ایک صف بنائی پھر وہ ہمارے سامنے آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ لہٰذا قبیلہ ہمدان پورا مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف ان کے مسلمان ہونے کی خبر لکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ خط پڑھا تو حضور ﷺ سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اُٹھایا اور دعا کی ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں مختصر اُدوسرے طریق سے ابراہیم بن یوسف سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۹۔ فتح الباری ۸/۶۵)

رسول اللہ کا حضرت علی سے محبت کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابن خزیمہ نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے اور محمد بن بشار نے، ان کو رُوح بن عبادہ نے، اس کو علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا تھا یمن میں خمس لینے کے لئے۔ علی نے اس سے ایک لڑکی لی جب صبح کی تو اس کا سر پانی کے قطرے ٹپکا رہا تھا۔ خالد نے بریدہ سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں جو کچھ یہ کرتا ہے؟

بریدہ نے کہا میں علی سے ناراض رہتا تھا، میں اللہ کے نبی کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو کچھ علی نے کیا تھا۔ جب میں نے ان کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم علی سے بغض وغصہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے محبت کرو، بے شک اس کے لئے خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن بشار سے۔ (کتاب المغازی۔ باب بعث علی الی الیمن، ۴۳۵۰ حدیث فتح الباری، ج ۸۔ ۶۶)

حضرت علی کا صاحب حکم وقضاء ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی بن دُحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یُعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مُرّہ نے، ان کو ابوالبختری نے، حضرت علی ؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوعمر ہوں، میں ان کے درمیان فیصلہ کروں گا مگر میں تو جانتا بھی نہیں ہوں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ

اے اللہ! اس کے دل میں راہنمائی فرما (ہدایت دے دے) اور اس کی زبان کو ٹھہراؤ عطا فرما۔

پس قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو چیر کر اُگاتی ہے میں نے اس کے بعد سے آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک اور تردد نہیں کیا۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۳۷۔ ابن ماجہ ۲/۲۶۔ مسند احمد ۱/۸۳)

حضور کا حضرت علی کے خلاف بات کرنے سے روکنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو ان کے بھائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے، ان کو سعید بن اسحاق بن کعب بن عجرہ نے، ان کی پھوپھی زینب بنت کعب بن عجرہ نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو یمن بھیجا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ ہی واپس آئے تھے۔ جب انہوں نے صدقہ کے اُونٹ لے لئے تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ ہم ان میں سے کسی اُونٹ پر سوار ہو جائیں اور ہم اپنے اُونٹ کو چھوڑ دیں، کیونکہ ہم اپنے اُونٹ میں کوئی نقص دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت علی ؓ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ان میں سے ایک متعین حصہ ہے جیسے دیگر مسلمانوں کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس چلے تو انہوں نے ایک انسان کو ہمارے اُوپر امیر بنا دیا تھا اس نے جلدی کی۔ لہٰذا اس نے حج کو پالیا اور اس نے جب حج کر لیا تو نبی کریم نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کی طرف واپس لوٹ جائیے تو ان کے پاس گیا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے پوچھا تھا اس شخص سے جس کو اس نے اپنا نائب بنایا تھا، کیا وجہ تھی کہ حضرت علی نے ہمیں منع کیا تھا ویسا کرنے سے کہ ہم ایسا کریں۔ جب حضرت علی آ گئے اور اس نے صدقہ کے اُونٹوں میں پہچان لیا کہ ان میں سے کسی پر سواری ہوئی تو اس نے سوار کا نشان لیا۔ انہوں نے اس شخص کی مذمت کی جس کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ میں نے کہا (دل میں) کہ انشاء اللہ میں اگر مدینے میں آیا تو ضرور ذکر کروں گا رسول اللہ ﷺ سے۔ اور ان کو ضرور خبر دوں گا۔ ہم نے جو سختی اور تنگی پائی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں آ گئے تو میں صبح صبح رسول اللہ کے پاس جا پہنچا۔ میں ارادہ کر رہا تھا کہ میں وہی کچھ کروں گا جس کی میں نے قسم کھا رکھی تھی تو پہلے میں حضرت ابوبکر صدیق سے باہر ملا رسول اللہ سے الگ۔ وہ میرے پاس رک گئے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہی۔ انہوں نے مجھ سے حال پوچھا میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے پوچھا کب آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ آج رات کو آیا ہوں۔ لہٰذا وہ میرے ساتھ ساتھ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے۔ اندر گئے اور کہا کہ یہ سعد بن مالک ہے شہید کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دیجئے اس کو۔

میں اندر داخل ہوا اور میں نے سلام کیا رسول اللہ ﷺ کو۔ حضور تشریف لائے، مجھ پر سلام کیا اور مجھ سے میری ذات کے بارے میں اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا اور میرے سوال کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تو اتنی سختی پہنچی ہے اور بُرا ساتھ اور انتہائی تنگی حضرت علی سے۔ رسول اللہ تھوڑا الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ میں بار بار اعادہ کرنے لگا اس سلوک کا جو ہمیں ان سے ملا تھا، حتیٰ کہ جب میں بیچ کلام میں تھا رسول اللہ ﷺ نے میری لات پر ہاتھ مارا میں چونکہ قریب تھا، فرمایا سعد بن مالک شہید روک دے اپنی کچھ بات اپنے بھائی علی کے خلاف۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کی راہ میں زیادہ ہی سخت اور درشت ہے۔ (مسند احمد ۳/۸۶)

سعد کہتے ہیں میں نے سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ میں تو تھا ہی اس کیفیت میں کہ ناپسند کرتا تھا ان کو آج کے دن تک۔ میں جانتا ہی نہیں اس حقیقت کو۔ اللہ کی قسم میں آج کے بعد ان کا تذکرہ کبھی بُرائی کے ساتھ نہیں کروں گا نہ خفیہ اور نہ ہی اعلانیہ۔ کسی طرح بھی ان کی بُرائی دل میں نہیں لاؤں گا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہیب بن خالد نے، ان کو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے حجۃ الوداع کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ ؓ یمن سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا تھا:

اللھم انی اھل بما اھل به رسولك

اے اللہ! احرام باندھتا ہوں اس کا جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔

فرمایا کہ میرے ساتھ تو قربانی کا جانور بھی ہے، پس احرام نہ کھولا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عطاء سے، اس نے جابر ؓ سے۔

(مسلم ۲/ ۸۸۸۔ فتح الباری ۸/ ۶۹۔۷۰)

☆☆☆

باب ۲۳۱

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنا۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خواب میں جو براہین شریعت ظاہر ہوئے

اب دعوت و تبلیغ

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعید بن ابو بردہ نے اپنے والد سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کیا اور ان دونوں سے فرمایا تھا :

تطاوعا و یسرا و لا تعسرا و بشرا و لا تنفرا

بشارت و خوشخبریاں دینا نفرتیں نہ دلانا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری استشہاد لائے ہیں ابوداؤد طیالسی کی روایت کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الاشربۃ)

حضور ﷺ نے عہدے طلب کرنے والوں کو دینے سے منع فرما دیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے اور مسدد نے۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ ان کو یحییٰ بن سعید نے ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو ابو بردہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی بھی تھے۔ ایک میرے دائیں طرف تھا دوسرا میرے بائیں طرف تھا۔ ان دونوں نے حضور ﷺ سے اپنے آپ کو عامل مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اے ابوموسیٰ؟ یا یوں فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے انہوں نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے؟ اور نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ یہ دونوں عامل بنائے جانے کا مطالبہ کریں گے۔ (وہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے) گویا کہ میں حضور ﷺ کے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔ (آج بھی) حضور ﷺ کے ہونٹ کے نیچے (اس طرح کہ) ہونٹ اُوپر اُٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ فرمایا کہ ہم اس شخص کو عامل نہیں بناتے عامل مقرر نہیں کرتے اپنے عمل پر کام پر، جو شخص اس کو چاہتا ہے اس کا ارادہ رکھتا ہے۔ بلکہ تم جاؤ اے ابوموسیٰ یا فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ کنیت تھی ان کی اور عبداللہ بن قیس نام تھا ان کا)۔ ان کو بھیجا حضور ﷺ نے یمن میں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ، حضرت ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان سے کہا اُتریں آپ یعنی بیٹھئے۔ اور اس کے لئے انہوں نے تکیہ بھی ڈال دیا مگر حضرت معاذ نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا جس کے ہاتھ اوپر گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ معاذ نے پوچھا

کہ اس کا کیا جرم ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا اس کے بعد یہ اپنے دین اسلام سے دین سُوء کی طرف واپس ہو گیا (یعنی مرتد ہو گیا ہے)۔ معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ٹھیک ہے آپ بیٹھیں تو سہی۔ مگر انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے یہ اللہ کا فیصلہ اور رسول کا فیصلہ ہے۔ تین بار انہوں نے کہا اور تین بار معاذ نے یہی جواب دیا۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے حکم دیا، اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے قیام لیل کے بارے میں باہم مذاکرہ کیا۔ معاذ نے کہا میں تو سو جاتا ہوں پھر اُٹھتا ہوں، قیام کرتا ہوں۔ یا اس طرح کہا تھا کہ پہلے قیام کرتا ہوں پھر سوتا ہوں اور میں اپنی نیند میں اسی طرح ثواب کی امید کرتا ہوں جس طرح اپنے قیام و عبادت میں کرتا ہوں۔

(بخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ فتح الباری ۱۲/ ۲۶۸۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوقدامہ وغیرہ سے، اس نے یحییٰ قطان سے۔

آدابِ ضیف

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد حارثی نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، اس نے اس کو مذکورہ روایت کی طرح ذکر کیا ہے مگر اس نے کہا ہے کہ مروی ہے ابوموسیٰ سے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ: انَّا لَا نَسْتَعْمِلُ۔ اور کہا ہے کہ جب معاذ آئے تو ابوموسیٰ نے ان کے لئے تکیہ ڈال دیا اور کہا کہ بیٹھئے۔ اور یہ بھی کہا تھا وہ شخص اپنے دین (اسلام سے) دین سوء (یہودیت کی طرف) لوٹ گیا ہے اور یہودی ہو گیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے ابوبردہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اور ابوموسیٰ کو یمن بھیجا تھا۔ ہر ایک کو یمن کی الگ الگ تعلیم میں بھیجا تھا۔ یمن کی دو تعلیم تھیں اور دونوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آسانی کرنا مشکل نہ کرنا، بشارت دینا نفرت نہ دلانا۔ چنانچہ ہر ایک اپنے کام میں چلا گیا۔ جب دونوں ارضِ یمن میں چلتے اور ایک دوسرے کے قریب پہنچتے تھے تو عہد کو تازہ کرتے اور سلام بھیجتے۔

ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ معاذ بن جبل اپنی زمین (طے شدہ) پر چل رہے تھے اور ابوموسیٰ کے قریب تھے۔ لہٰذا ملنے کے لئے چلے آئے اپنے خچر پر سوار تھے۔ ان کے پاس پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس یہ کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے کہا تھا یہ ایسا آدمی ہے جو اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے۔ معاذ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا حتیٰ کہ یہ قتل کر دیا جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا آپ بیٹھیں تو، اس کو تو لایا ہی اس غرض کے لئے گیا ہے مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا لہٰذا وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بیٹھے۔ اس کے بعد معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا آپ قرآن پڑھ رہے ہیں اے عبداللہ؟ اس نے بتایا کہ جیسے پیالہ میں دودھ نکالتے ہیں ایک ایک دھار وقفہ وقفہ سے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ کیسے پڑھتے ہو اے معاذ؟ انہوں نے بتایا کہ اول شب میں سو جاتا ہوں پھر اُٹھ کر قیام کرتا ہوں۔ میں نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ اور میں اپنی نیند میں بھی ثواب کی نیت کرتا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۱۔ فتح الباری ۸/ ۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو عبدالواحد نے، ان کو ایوب بن عائذ نے، ان کو قیس بن مسلم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ابوموسیٰ اشعری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا میری قوم کی سرزمین کی طرف۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت آپ ﷺ وادی ابطح میں سواری بٹھا رہے تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے حج کر لیا ہے اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسے کیا تھا آپ نے؟ (احرام باندھتے وقت)۔ کہتے ہیں کہ میں نے یوں کہا تھا: لَبَّیْكَ اِهلالًا کَاَهْلَالِ لِكَ، میں حاضر ہوں اور میں نے احرام باندھا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم قربانی کا جانور چلا کر لائے ہو؟ میں نے بتایا کہ نہیں، میں قربانی کا جانور نہیں لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو اس کے بعد تم احرام کھول دو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا حتیٰ کہ میرے بالوں میں کنگھی کی تھی بنوقیس کی ایک عورت نے۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پس اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ اور راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۸/۶۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں اس مذکورہ روایت میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مکہ میں لوٹ آئے تھے حجۃ الوداع میں۔ بہرحال باقی رہے حضرت معاذ بن جبل، تو زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ (وہ یہیں رہے تھے) واپس نہیں لوٹے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا، آپ وفات پا گئے۔

انه لم یر جع حتی تُوفّی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالکریم بن ہیثم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو راشد بن سعد نے، ان کو عاصم بن حمید سکونی نے۔ یہ کہ حضرت معاذ بن جبل کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو نبی کریم ﷺ اس کو وصیت کرنے کے لئے (اور معاذ کو رخصت کرنے کے لئے) نکلے اُس وقت حالانکہ معاذ سوار ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ نیچے پیدل چل رہے تھے۔ جب بات کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا:

یا معاذ اِنَّكَ عَسٰی ان لا تلقانی بعد عامی هذا و لعلك ان تَمُر بمسجدی و قبری فَبَکیٰ معاذٌ خشعًا لفراق النبی فقال له النبی ۔ لا تبك یا معاذ البکآء او اَنّ البکآء من الشیطٰن

(مسند احمد ۵/۲۳۵)

اے معاذ بے شک تو شاید اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکے اور شاید تو گذرے گا میری مسجد کے ساتھ اور میری قبر کے ساتھ۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ رو پڑے نبی کریم ﷺ کے فراق اور جدائی کے خوف سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مت رو اے معاذ۔ بے شک رونا شیطان کے کام میں سے ہے۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل سخی آدمی تھے، نوجوان تھے حلیم و بردبار تھے، اپنی قوم کے افضل نوجوانوں سے میں سے تھے حتیٰ کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو یمن کے ایک طائفہ پر امیر بنا کر بھیجا تھا۔

فَمَکَث حتیّٰ قبض النبی ثم قدم فی خلافة ابی بکر رضی اللّٰہ عنه

وہ وہیں یمن میں ہی رہ گئے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آئے تھے اور شام کی طرف نکلے تھے۔

اسی طرح ہے اس روایت میں۔ تحقیق اسی کتاب میں یہ بات گذر چکی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا مکہ پر فتح مکہ والے سال عتاب بن اُسید کے ساتھ تاکہ وہاں کے رہنے والوں کو تعلیم دے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں بھی تھے تو زیادہ مناسب اور قرین قیاس بات یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو یمن کی طرف اس کے بعد ہی بھیجا تھا۔

(۸) اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے ابن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان تھے، سخی تھے، اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں سے میں سے تھے۔ جو بھی چیز ان سے مانگی جاتی تھی وہ دے دیتے تھے حتیٰ کہ اس طرح ان پر قرض ہوگیا تھا جس نے ان کے پورے مال کا احاطہ کرلیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے بات کریں۔ حضور ﷺ نے بات کی مگر انہوں نے اس کے لئے کی نہ کی۔ (قرض پھر قرض ہوتا ہے) اگر وہ کسی کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا تو حضرت معاذ کے لئے حضور ﷺ کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا۔ کہتے ہیں کہ پھر دعا فرمائی نبی کریم ﷺ نے۔ لہٰذا وہ ایسا کرنے سے بھی نہ ٹلے کہ انہوں نے اپنا سارا سامان بیچ دیا اور اس کو اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ کہتے ہیں کہ معاذ اس طرح دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ ان کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو انہوں نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اس کو اجرت پر لیا تھا یا تجارت کروانا چاہتے تھے۔ پس پہلا شخص جس نے اس مال میں تجارت کی وہ حضرت معاذ تھے۔

فقدم علی ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ من الیمن وقد توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

معاذ بن جبل یمن سے جب آئے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ میری بات مانو گے کہ تم یہ مال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دو اگر وہ آپ کو دیں تو آپ اس کو قبول کر لیجئے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے کہا کہ نہیں میں یہ مال ان کو نہیں دوں گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تاکہ وہ مجھے بچائیں، میری حفاظت کریں۔ جب انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر ان سے کہا کہ آپ اس شخص (معاذ) کو بلائیں اور اس سے مال لے لیں اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تاکہ اس کو اُجرت دیں یا اس کو پناہ دیں، سہارا دیں۔ میں اس سے کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو وہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر بتایا کہ میں تو ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا جو آپ نے کہا تھا مگر میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے (میرا خیال ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے) کہ مجھے آگ کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ سارا مال لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے تھے کچھ بھی نہیں چھوڑا حتیٰ کہ چابک بھی لے گئے اور اس نے جا کر قسم کھائی کہ اس نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ تیرا ہے، میں اس میں سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ اسی طرح ہے اس روایت میں۔

پس جب اس نے حج کیا اور احتمال ہے کہ اس نے ارادہ کیا ہو۔ جب اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ واللہ اعلم۔

(حلیۃ الاولیاء ۲۳۱/۱۔ مستدرک حاکم ۲۷۳/۳)

اور البتہ معاذ بن جبل کا خواب ایک دوسرا شاہد ہے۔

حضرت معاذ نے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر آزاد کر دیا

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالقاسم حسن بن محمد سکونی نے کوفے میں، ان کو عبید بن غنام بن حفص بن غیاث نخعی نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ :

لما قُبِضَ النبی وَاسۡتَخۡلفوا ابَا بَکر رضی اللّٰہ عنہ

جب نبی کریم قبض کئے گئے (وفات ہوئی) اور صحابہ نے حضرت ابوبکر ﷜ کو خلیفہ مقرر کیا تو اس وقت صورت یہ تھی کہ حضور ﷺ معاذ کو یمن بھیج چکے تھے۔ حضرت ابوبکر ﷜ نے حضرت عمر کو عامل مقرر کیا اس حج پر، وہ جا کر ملے حضرت معاذ سے مکہ میں (یعنی وہ حج کے لئے مکہ میں آئے ہوئے تھے)۔ اور اس کے ساتھ کوئی غلام تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ کیسے غلام ہیں تیرے ساتھ۔ اس نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ کے طور پر دیئے گئے ہیں اور یہ دوسرے حضرت ابوبکر ﷜ کے لئے (یعنی بیت المال کے لئے)۔ حضرت عمر نے کہا میں تیرے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ تم حضرت ابوبکر ﷜ کے پاس جاؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ اگلی صبح پھر حضرت عمر سے ملے اور کہنے لگے، اے ابن خطاب میں نے گذشتہ رات اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں آگ کی طرف جا رہا ہوں اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی بات مان لوں۔ کہتے ہیں پھر وہ ان کو لے کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ میرے لئے ہدیہ کئے گئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں (یعنی بیت المال کے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ ہم نے تیرا ہدیہ تیرے سپرد کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت معاذ نماز کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ غلام ان کے پیچھے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت معاذ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم بھی اللہ کے لئے ہو، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۲۳۲/۱)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوسعد احمد بن یعقوب بن احمد ثقفی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو شعبہ نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عمرو بن میمون سے یہ کہ حضرت معاذ جب یمن میں آئے تو ان لوگوں کو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی اور انہوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا ۔ (ترجمہ) کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

چنانچہ نمازیوں میں سے ایک نے کہا، البتہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۶۵/۸)

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے معاذ بن جبل کے یمن کی طرف خروج کا وقت۔ دو باب اس میں سے جو گزر چکے ہیں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس شاہان حمیر کا خط پہنچا حضور کی جنگ تبوک سے واپسی کے وقت اور ان کے نمائندے ان کے اسلام کی خبر لے کر جو کہ مندرجہ ذیل تھے، حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، اور نعمان قیل ذی رعین اور ہمدان اور معافر اور بھیجا زرعہ ذی یزن کی طرف مالک بن مُرّہ رہاوی کو ان کے اسلام کی خبر کے ساتھ اور ان کی شرک سے مفارقت کی خبر کے ساتھ اور اہل شرک کی خبر کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نامۂ مبارک لکھا:

نامۂ رسول اللہ ﷺ بجانب ملوک حمیر بواسطہ ان کے نمائندگان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"من محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الحارث بن عبد کلال والی نعیم بن عبد کلال، والی النعمان قیل ذی رعین، ومعافر وھمدان، اما بعد! ذلکم فانی احمد اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو"۔

''یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تحریر ہے حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان قیل ذی رعین ۔ اور معافر اور ہمدان والوں کی طرف ۔ امابعد! بے شک میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ۔ نماز کا حکم دینا اور زکوٰۃ کا وغیرہ (احکامات کا) اور تحریر کے اندر ذکر کیا ہے ۔ معاذ بن جبل کو بھیجنا اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور مالک بن مُرّہ کا ۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا امیر معاذ بن جبل ہوگا (تحریر کے آخر میں کہا ہے کہ) ۔ بے شک میں نے بھیجا ہے تمہاری طرف اپنے اہل کے نیک صالح لوگوں کو اور ان میں سے دینداروں کو، ان میں سے علم والوں کو اور میں تمہیں حکم کرتا ہوں، ان کے ساتھ خیر و نیکی کرنے کا کہ تم لوگ ان کا خیال کروگے'' ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوٹ : پورے نامہ مبارک کا متن سیرت ابن ہشام، جلد چہارم صفحہ ۱۹۹ پر یا پھر دلائل النبوۃ جلد پنجم کے صفحہ ۴۰۸ کے حاشیہ پر اسی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں ۔ (مترجم)

باب ۲۳۲

فروہ بن عمرو جُذامی[1] کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ فروہ بن عمرو بن نافرہ جُذامی نے اپنے مسلمان ہونے کی خبر دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نمائندہ بھیجا تھا ۔ اور حضور ﷺ کے لئے ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا اور فروہ اہل روم کے لئے عامل تھا ان لوگوں پر جو ان کے پاس عربوں میں سے آتے تھے ۔ اس کی منزل (ٹھکانہ) مقام معان اور اس کا ارد گرد ارض شام تھا۔

جب رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو طلب کیا اور اس کو پکڑ کر انہوں نے اپنے پاس قید کر لیا اور اس کو پھانسی دینے کا فیصلہ کر لیا ۔ جب سارے رومی اس کو پھانسی دینے کے لئے اپنے پانی کے گھاٹ پر جمع ہوئے فلسطین میں، اس مقام کو عفری کہتے تھے تو اس نے شعر کہا تھا :

الا هل اتى سلمى بان حليلها — على ماء عفرى فوق احدى الرواحل

عَلى بكرة لم يضرب الفحل امها — مشذبة اطرافها بالمناجل

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اس کو قتل کرنے کے لئے آگے لائے تو اس نے کہا تھا :

بلغ سراة المؤمنين باننى — سلم لربى اعظمى ومقامى

خاموشی اور مخفی مسلمانوں کو میرا پیغام دے دو کہ میں اپنے رب کا فرمانبردار ہوں میری ہڈیاں بھی میرا اسارا وجود بھی۔

اس کے بعد انہوں نے اسی گھاٹ پر اس کی گردن اُڑا دی تھی ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۱۔۲۰۲)

☆☆☆

[1] دیکھئے : سیرۃ ہشام ۴/۲۰۱ ۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۴ ۔ عیون الاثر ۲/۳۱۱ ۔ نہایۃ الارب ۱۸/ ۲۸ ۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۶ ۔ شرح المواہب ۴/۴۳)

باب ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید ؓ کو ماہ ربیع الثانی میں جمادی اولیٰ ۱۰ھ میں بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ جا کر اسلام کی دعوت دیں، ان سے قتال کرنے سے پہلے۔ اگر وہ تیری اجابت کرلیں، بات مان لیں تو ان کی بات قبول کرلیں اور انہیں میں قیام کرلیں اور انہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اسلام کی تعلیمات سکھائیں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سے قتال کریں۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہوئے ان کے پاس پہنچے۔

ابن اسحاق نے حدیث ذکر کی ہے ان کے اسلام کے بارے میں۔ اور خالد بن ولید کا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خط لکھنا اور نبی کریم کا جواب دینا۔ اور خالد کو حکم دینا کہ ان کو بشارت اور خوشخبری سنائیں اور ان کو ڈرائیں بھی۔ اور یہ کہ جب آئیں تو ان کا وفد بھی ساتھ لے کر آئیں۔ اور وہ اسی طرح ان کے وفد کو لے گئے تھے۔ ان میں قیس بن حصین ذوالغصہ تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، تم وہ لوگ ہو کہ جب تمہیں ڈانٹ پڑتی ہے تب آتے ہو۔ آپ نے تین بار یہ بات کہی۔ اس کے بعد آپ کو جواب دیا یزید بن عبدالمدان نے، کہ جی ہاں، پھر فرمایا کہ اگر خالد میری طرف سے نہ لکھتا کہ تم مسلمان ہوگئے ہو اور تم قتال نہیں کرتے ہو تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں تلے گرا دیتا۔ یزید بن عبدمدان نے کہا، اللہ کی قسم ہم آپ کی تعریف نہیں کرتے ور نہ ہی خالد کی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کس کی تعریف کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صرف اللہ کی حمد اور شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں آپ کی راہ دکھائی۔ حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں کیسے غالب آجاتے تھے اس سے جو تم سے قتال کرتا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم غالب آجاتے تھے اس سے جو ہم سے لڑتا تھا، ہم ہاتھ سے چھین لیتے تھے۔ اور ہم متفق ہوتے اور اکٹھے ہوتے تھے جدا جدا نہیں ہوتے تھے۔ اور ہم ابتداء سے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر کردیا تھا بنو حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو، پھر وہ لوٹ گئے تھے اپنی قوم کے اندر بقیہ ماہ شوال میں یا ابتداء ذیقعدہ میں۔

فلم یمکثوا الا اربعة اشهر حتی توفی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

وہ صرف چار ماہ ٹھہرے تھے (یعنی گئے ہوئے ان کو) کہ رسول اللہ وفات پاگئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۰۲/۴-۲۰۴)

☆☆☆

باب ۲۳۴

عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی تحریری ہدایت نامہ یمن کی طرف روانگی کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، وہ کہتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے ہمارے پاس جو حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کے لئے لکھی تھی جب اس کو یمن بھیجا تھا کہ وہ جا کر اہل یمن کو دین کی فہم دیں اور ان کو سنت کی تعلیم دیں اور ان کے صدقات بھی وصول کریں۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے ایک تحریر لکھی تھی اور عہد لکھا تھا اور اس میں اس کا معاملہ تحریر کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا متن اور اس کے اہم نکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا کتاب من اللہ ورسولہ

یا ایھا الذین آمنوا واوفوا بالعقود، عھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن حزم حین بعثہ الی الیمن

یہ تحریر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

اے اہل ایمان! عقد اور معاہدے پورے کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا ہے عمرو بن حزم کے لئے، جب اس کو یمن کی طرف بھیجا ہے۔

۱۔ اس کو حکم دیا ہے کہ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا، اس لئے کہ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (ارشاد باری تعالیٰ ہے) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو محسن و نیکوکار ہیں۔

۲۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہ حق وصول کرے جب اس کو حکم دیا جائے۔

۳۔ اور یہ کہ لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔

۴۔ اور ان کو خیر کا حکم دے۔

۵۔ اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے۔

۶۔ اور ان کو قرآن میں فقہ و فہم سکھائے۔

۷۔ اور لوگوں کو روکے اور منع کرے کہ قرآن کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر صرف جو پاک ہو۔

۸۔ اور لوگوں کو خبر دے بتائے جو چیز ان کے لئے ہے جو ان کے فائدے والی ہے اور وہ جو ان کے اوپر وبال ہے۔

۹۔ اور حق میں ان کے لئے نرمی کرے۔

۱۰۔ اور ظلم اور ناحق کے معاملے میں ان پر سختی کرے کیونکہ بے شک اللہ عزوجل ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور اس نے ظلم سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۱۱۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور جنت والے اعمال بتائے۔

۱۲۔ جہنم سے ڈرائے اور جہنم والے اعمال سے۔

۱۳۔ اور لوگوں سے اُلفت رکھے یہاں تک کہ وہ دین میں فقاہت اور سمجھ پیدا کرلیں۔

۱۴۔ اور لوگوں کو حج کے احکامات کی تعلیم دے اور حج کی سنتیں اور فرائض کی تفصیل سمجھائے۔ نیز اللہ نے اس بارے میں جو کچھ حکم دیا ہے اور حج اکبر اور اصغر (عمرہ) سکھائے۔ پس حج اصغر عمرہ ہے۔

۱۵۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ صرف ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھیں جو چھوٹا پڑے، ہاں اگر وہ کپڑا بڑا ہو اور دونوں طرف پھیل سکے اور دونوں کندھوں پر بھی تو درست ہے۔

۱۶۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ احتباء نہ کریں گھٹنے کھڑے کرکے اس طرح اردگرد کپڑا لپیٹا کہ اُوپر آسمان کی طرف کھلا رہے اور انسان اُوپر سے ننگا ہوتا ہو۔

۱۷۔ اور منع کرے کہ کوئی اپنے بال اپنی گدی میں نہ باندھے۔

۱۸۔ اور منع کرے جس کو ان کے درمیان کشیدگی ہو قبائل اور خاندانوں کو نہ بلائے بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۱۹۔ جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے بلکہ کنبے اور قبائل کی طرف پکارے تو اس میں تلوار کی طرف مائل ہو حتیٰ کہ ان کی دعا اور پکار وحدہ لا شریك له کی طرف ہو جائے۔

۲۰۔ اور لوگوں کو وضو کامل کرنے کا حکم دیں کہ وہ اپنے منہ پورے دھوئیں، اور ہاتھ اپنی کہنیوں تک دھوئیں، اور پیر اپنے ٹخنوں تک دھوئیں، اور اپنے سروں کا مسح کریں جیسے اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۱۔ اور انہیں نمازوں کو ان کے اوقات پر پڑھنے کا حکم دیا جائے۔

۲۲۔ اور رکوع اور خشوع کو پورا کرنے کا۔

۲۳۔ اور صبح جلدی اُٹھنے کا (یعنی منہ اندھیرے) اور ظہر پڑھیں اس وقت دوپہر کو سورج جب ڈھل جائے۔

۲۴۔ اور نماز عصر اس وقت تک کہ جب سورج ابھی زمین کے اُوپر ہو۔

۲۵۔ اور مغرب پڑھیں جب رات شروع ہونے لگے۔ زیادہ تاخیر نہ کریں کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہو جائیں۔

۲۶۔ اور عشاء پڑھیں اول حصہ رات میں۔

۲۷۔ اور ان کو حکم دیں جمعہ کی طرف دوڑنے کا جب اذان ہو جائے۔

۲۸۔ اور جمعہ کے غسل کرنے کا جانے سے قبل۔

۲۹۔ اور یہ حکم دیا غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے لیں۔

۳۰۔ جو مؤمنوں پر فرض کیا گیا ہے صدقہ غیر منقولہ جائداد یعنی زمین کی آبادی میں سے اس زمین میں جو چشمے سے سراب ہوتی ہو اور جو بارش سے سیراب ہوتی ہو اس میں سے دسواں حصہ ہے۔ اور جو زمین مشکوں سے پانی بھر کر سراب ہوتی ہو اس میں دسویں کا نصف یا نچواں حصہ ہے۔

۳۱۔ اور ہر دس اونٹوں میں سے دو بکریوں کا حساب لیا جائے اور بیس میں چار۔

۳۲۔ اور ہر تیس گائے میں ایک بچھڑا یا ایک بچھیا یعنی تبیع یا تبیعہ یا جذع یا جزعہ لیا جائے۔

۳۳۔ اور ہر چالیس بکریوں میں جو جنگل میں چر کر پلتی ہیں ایک بکری، یہ سب فرائض میں جو اللہ نے مؤمنوں پر فرض کئے ہیں صدقہ ہیں۔

۳۴۔ جو شخص متعین مقدار سے زیادہ دے اس کے حق میں بہتر ہے۔

۳۵۔ اور جو شخص یہودی یا عیسائی ہو پھر مسلمان ہو جائے اپنے خالص دل سے اور دین اسلام کو اپنا دین بنا لے، بے شک وہ مؤمنوں میں سے ہے۔ اس کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دیگر مؤمنوں کو ہیں۔ اور اس کا وہی امور لازم ہوں گے جو دیگر مؤمنوں پر لازم ہیں۔

۳۶۔ اور جو شخص یہودیت پر یا عیسائیت پر قائم ہے اس کو اس سے زبردستی نہیں لیا جائے گا۔

۳۷۔ اور ہر بالغ انسان پر خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار لازم ہوگا یا اس کے عوض کپڑے، جو شخص یہ ادا کرتا رہے گا اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔

۳۸۔ اور جو شخص اس چیز کو منع کرے بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور سارے مؤمنوں کا دشمن ہے (یعنی جو شخص اس پر پورے عہد پر عمل کرے اس کے لئے اللہ رسول کی ذمہ داری ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے اس کے لئے نہیں ہے) اللہ کی رحمتیں محمد ﷺ پر اور سلام ہو اس پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۵۔۲۰۶)

تحقیق روایت کیا ہے سلیمان بن داؤد نے زہری سے، اس نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہی حدیث بطور موصول روایت کی کثیر اضافوں کے ساتھ زکوۃ میں اور دیات وغیرہ میں۔ اور بعض چیزوں میں کمی بھی ہے اس سے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے کتاب السنن الکبری میں۔ (سنن کبری ۱/۸۸۔۳۰۹ ۸۹/۱۸۹۔۱۰/۱۲۸)

باب ۲۳۵

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کا حضور ﷺ کو جساسہ کی خبر بتلانا۔ اور اس نے دجال سے جو کچھ سنا تھا نبی کریم ﷺ کی آمد کے بارے میں۔ اور اس شخص کے ایمان کے بارے میں جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصر دیہ مروزی نے نیشاپور میں، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حبیب نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ابو طالب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو خبر دی ابوسہل احمد بن زیاد قطان نے، ان کو یحییٰ بن جعفر مروزی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا غیلان بن جریر سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں شعبی سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، وہ کہتی ہے کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس نے رسول اللہ کو خبر دی کہ وہ سمندری سفر میں روانہ ہوئے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچی۔ وہ لوگ کشتی والے پانی کی تلاش میں کشتی سے باہر جزیرے میں نکل گئے۔

تمیم داری ایک ایسے انسان سے ملے جس کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ تمیم داری نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جساسہ (ایک قسم کا جانور نما انسان) ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی خبر دے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں کوئی خبر نہیں دوں گا۔ لیکن تم لوگ اس جزیرے میں ہی رہ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ہم اس میں داخل ہو گئے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس جزیرے میں ایک آدمی جکڑا ہوا ہے (اس کو بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں)۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس نبی کا کیا حال ہے جو تم لوگوں سے نکلا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اور انہوں نے اتباع کر رکھی ہے اور اس کو سچا مان چکے ہیں۔ اس نے کہا یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے چشمۂ زغر کے بارے میں خبر نہیں دو گے؟ (عین زغر معروف شہر تھا ملک شام کی طرف)۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔

تمیم داری کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس کے بارے میں خبر دی۔ لہٰذا وہ یہ خبر سنتے ہی (خوشی سے اس قدر) زور سے اچھلا کہ قریب تھا کہ وہ دیوار سے باہر نکل جاتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ نخل بیسانی کا کیا حال ہے؟ کیا وہ پھل دے رہے ہیں۔ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ پھل دے رہے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ پہلی بار کی طرح زور سے اچھلا۔ پھر اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جاتی تو میں تمام شہروں میں گھوم جاتا یا ان کو روندڈالتا سوائے طیبہ کے۔

فاطمہ بنت قیس کہتی ہے تمیم داری کو رسول ﷺ نے نکالا اس نے لوگوں کو یہ بات بیان کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ یہی طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔
مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے اور دیگر نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن۔ باب قصۃ الجساسۃ۔ حدیث ۱۲۱ ص ۴/۲۲۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو طارق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو اسباط بن محمد قرشی نے شیبانی سے، اس نے عامر سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، اس نے اس حدیث کو منکر سمجھا اس میں اضافہ الفاظ کو۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں محرر بن ابو ہریرہ سے ملا تھا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی تو اس نے کہا آپ نے سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابو ہریرہ نے بھی مجھے یہ حدیث بیان کی تھی۔ پھر میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے ملا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی سوائے اس کے کہ انہوں نے اس میں یہ الفاظ زیادہ کئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ بھی اسی کی مثل ہے یعنی وہ مکہ میں بھی نہیں جا سکے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن)

(امام بیہقی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

باب ۲۳۶

وہ روایت جو ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے

نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بارے میں مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد حسین بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی ابو نصر محمد بن حمدویہ بن سہل غازی مروزی نے، ان کو عبداللہ بن حماد آملی نے، ان کو محمد بن ابو معشر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو نافع نے ابن عمر سے، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ کی پہاڑی میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے یکا یک ایک شیخ سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر سلام کہا، حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

حضور نے فرمایا یہ لہجہ تو جن کا ہے اور آواز بھی وہی ہے۔ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں هامه بن هيم بن لاقيس بن ابليس ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فاصلہ ہے۔ تیرے اُوپر کتنے زمانے (یا صدیاں گذر چکی ہیں)۔ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا کی پوری عمر فنا کر چکا ہوں مگر تھوڑی سی راتیں۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں اُس وقت لڑکا تھا کچھ سالوں کا، بات چیت کو سمجھ سکتا تھا اور ٹیلوں پر اچھلتا کودتا پھرتا تھا۔ اور طعام کو یعنی کھانے پینے کی اشیاء کو خراب کرنے کا امر کرتا تھا اور قطع رحمیوں کا (یعنی رشتوں ناتوں کو خراب کرنے کا) امر کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا :

بئس عمل الشيخ المقوسم والشاب المتلوم

برا کام ہے شیخ مقوسم کا اور جوان متلوم کا (ملامت گر)۔

قال ذرني من الترداد اني تايب الى الله عزوجل

اس نے کہا آپ مجھے خالی نہ بھگائیں میں اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو چکا ہوں۔

میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے تیری قوم میں سے (یعنی انسانوں میں سے)۔ میں ہمیشہ اس کی دعوت پر اس کو برا بھلا کہتا رہا جب وہ اپنی قوم کو دعوت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی رُلا دیا۔

لا جرم اني على ذلك من النادمين ، واعوذ بالله ان اكون من الجاهلين

لامحالہ میں اس سارے عمل پر نادم ہوا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا تھا اے نوح میں ان میں سے ہوں جو شریک تھا خون سعید، شہید ہابیل بن آدم میں۔ کیا آپ اپنے رب کے ہاں میری توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے ہام تو خیر کے کام کا عزم کر لے اور اس کو کرنا شروع کر دے حسرۃ اور ندامت کے وقت سے قبل ہی۔ میں نے پڑھا ہے اس میں جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ :

انه ليس من عبد تاب الى الله بالغ امره ما بالغ الا تاب الله عليه

بیشک شان یہ ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس کا معاملہ خرابی کی کسی بھی حد تک پہنچ چکا ہو مگر اللہ اس پر توبہ قبول کرتا ہے۔

قم فتوضأ واسجدلله سجدتين ۔ (ترجمہ) اُٹھو پس وضو کرو اور اللہ کی بارگاہ میں دو سجدے کر۔

ففعلت من ساعتي ما امرني به ۔ (ترجمہ) میں نے اسی لمحے وہی کچھ کیا جو انہوں نے فرمایا پھر انہوں نے کہا سر اُٹھا۔

قد نزلت توبتك من السماء ۔ (ترجمہ) بے شک تیری توبہ آسمان سے اُتر چکی ہے۔

قال فخررت لله ساجد اجزلا ۔ (ترجمہ) کہتے ہیں کہ میں اللہ کے لیے سجدے میں گر گیا اس بڑی بات پر۔

اور میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔ میں ہمیشہ غصہ کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتیٰ کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔ اس نے کہا لامحالہ میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

اور میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔ میں ہمیشہ ان کو ملامت کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتیٰ کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔ کہتے ہیں میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔ اور میں یعقوب علیہ السلام کی زیارت کرنے والا ہوں اور میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا مکان امین میں۔

اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے ملتا رہتا تھا وادیوں میں اور میں ابھی اس سے ملا ہوں۔ اور بے شک میں ملا ہوں حضرت موسیٰ بن عمران سے انہوں نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ اور ھامۃ نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں یعنی ابن مریم سے، میں نے ان کو پڑھ کر سنائی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے۔ یا یہ کہ میں نے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اگر تم کبھی محمد ﷺ سے ملو تو میرے سلام کو ان پر پڑھنا۔ اس پر حضور ﷺ نے دونوں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا عیسیٰ علیہ السلام پر جب تک دنیا قائم ہے اور تجھ پر سلام ہو اے ھام تیری امانت پہنچانے کے سبب۔ ھام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ وہی کچھ کریں جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سورۃ اذا وقعت الواقعہ اور سورہ والمرسلات اور عمّ یتساء لون اور اذا الشمس کورت اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد سکھائی اور فرمایا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو ہمارے آگے پیش کیجئے اے ھامہ اور ہمیں ملنا نہ چھوڑنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا :

فقبض رسول اللّٰہ ولم ینعه الینا فلسنا ندری احی ام میت

کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا مگر تا حال ھامہ کی موت کی خبر نہیں آئی ہمارے پاس۔ ہم نہیں جانتے کیا زندہ یا مر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابو معشر انی سے روایت کیا ہے کبار محدثین نے مگر اہلِ علم بالحدیث اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تحقیق یہ حدیث روایت کیا ہے دوسرے طریق سے جو اس طریق سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم (عقیلی ۸۹/۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اہلِ علم کے توسط سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مترجم)

باب ۲۳۷

وہ روایت جو نبی کریم ﷺ کے حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں مروی ہے

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس احمد بن سعید بغدادی نے بخارا میں۔ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن محمود نے، ان کو عبدان بن سنان نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو یزید علوی نے، ان کو ابو اسحٰق فزاری نے اوزاعی سے، اس نے مکحول سے، اس نے انس بن مالک ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کسی سفر میں۔ حضور ﷺ ایک منزل پر اُترے یکا یک دیکھا کہ وادی میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے اُمت محمد علیہ السلام میں کر دے جو کہ اُمت مرحومہ مغفورہ ہے جن کو ثواب دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نظر اٹھا کر وادی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی ہے جس کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں انس بن مالک ہوں خادم رسول اللہ ﷺ۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ یہ رہے، آپ کی بات سن رہے ہیں۔ اس نے کہا آپ ان کے پاس جائیے اور ان پر سلام کہئے اور ان سے کہئے کہ آپ کے بھائی الیاس سلام کہتے ہیں۔

لہٰذا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی۔ حضور ﷺ آئے ان سے ملے، ان سے معانقہ کیا اور ان پر سلام کیا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے باہم باتیں کیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سال بھر تک نہیں کھاتا مگر سال میں صرف ایک بار

(یعنی سال بھر روزے سے رہتا ہوں) آج یہ میرا یوم افطار ہے میں آج کھاؤں گا اور آپ بھی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے دسترخوان اُترا۔ اس پر روٹی تھی اور مچھلی تھی اور کرفس، (کاسنی) تھی دونوں نے کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ اور ہم لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر حضور ﷺ نے ان کو الوداع کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ گذرے بادل میں سے آسمان کی جانب۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ روایت جو اس حدیث کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔ اللہ کی قدرت میں تو یہ جائز ہے اور اس (دستور وسنت اللہ) کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے مخصوص کیا ہے اپنے رسول کو معجزات میں سے۔ یہ ممکن ہے اور ہو سکتا ہے مگر اسناد اس حدیث کی ضعیف ہیں۔ (میزان الذہبی ۴/۴۴۱)

اور ان معجزات میں جو صحیح معجزات ہیں ان میں کفایت ہے (یعنی وہی کافی ہے اور ضرورت پورا کرتی ہے) اور توفیق ارزانی اللہ کی عنایت ہے اور عصمت اور بچنا بھی اسی کی عنایت سے ہے۔

باب ۲۳۸

وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے سماعِ کلام خضر کے بارے میں

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے، ان کو خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن یوسف بن عاصم نے، ان کو احمد بن اسماعیل قرشی نے، ان کو عبداللہ بن نافع نے کثیر بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہوں نے ایک کونے سے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے:

اللّٰهم اعنی علی ما یُنجنی ممّا خوّفتنی

اے اللہ میری مدد فرما اس عمل پر جو مجھے نجات دے دے اس سے جو تو نے مجھے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ قول سنا تو فرمایا کیا تم اس دعا کے ساتھ اس کی بہن یعنی اس کے جیسی اور نہیں ملا لیتے۔ انہوں نے کہا:

اللّٰهم ارزقنی شوق الصادقین الی ما شوقتهم الیه

اے اللہ مجھے صادقین کا شوق عطا کر دے جس چیز کی طرف تو نے ان کو شوق عطا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیونکہ وہ ساتھ تھے، جا تو اے انس اس سے کہو تمہیں رسول اللہ کہتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے پیغام پہنچایا ان کو۔ اس آدمی نے کہا اے انس تم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہو میری طرف؟ تو حضرت انس نے کہا کہ ذرا ٹھہریئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضور سے یہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ ہاں میں نمائندہ ہوں، تو حضرت انس نے کہا کہ ہاں میں نمائندہ ہوں۔ اس شخص نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ نے ان کو انبیاء کرام پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے فضیلت دی ہے ماہِ رمضان کو سارے مہینوں پر۔ اور تیری اُمت کو فضیلت دی ہے تمام اُمتوں پر جیسے اس نے فضیلت دی ہے جمعہ کو سارے ایام پر۔ سب لوگ دیکھتے چلے گئے بس وہ خضر علیہ السلام تھے۔

مترجم کہتا ہے کہ گذشتہ تینوں ابواب کی روایات کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے تحقیق درج کی اہل علم اصل کتاب میں۔ ضرور جلد ملاحظہ کریں کیونکہ یہ روایات غیر مستند ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (اللآلی المصنوعۃ ۱/۱۵۴)

☆☆☆
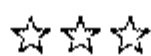
باب ۲۳۹

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کے بارے میں

جو روایات آئی ہیں اور اس کا ظہور زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں۔ اگر روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصروی مروزی نے، ان کو ابو بکر محمد بن حبیب نے، ان کو ابو بکر یحییٰ بن ابو طالب نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بغداد میں بطور املاک کے ۳۴۱ھ شوال میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابو طالب نے ان کو عبد الرحمن بن ابراہیم راسبی نے، ان کو انس بن مالک بن نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے سعد بن ابو وقاص کی طرف خط لکھا تھا وہ اس وقت قادسیہ میں تھے کہ تم نضلہ بن معاویہ انصاری کو مقام حلوان عراق میں بھیجو وہ حلوان کے اطراف پر حملہ کرے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حملہ کیا انہیں بہت ساری غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ چنانچہ واپس مال غنیمت اور قیدیوں کو ہانک کر لا رہے تھے حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ نضلہ نے تمام قیدیوں کو پہاڑ کے دامن میں ایک طرف کر دیا اور کھڑے ہو کر اذان پڑھنے لگے، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ کسی جواب دینے والے نے جواب دیا تم نے بڑے کی بڑائی بیان کی ہے اے نضلہ۔ پھر اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے جواب دینے والے نے کہا تم نے اخلاص کا کلمہ کہا ہے اے نضلہ۔ اس کے بعد کہا اشہد ان محمد رسول اللہ۔ تو جواب دینے والے نے کہا وہ دین ہے اور وہ شخص محمد وہ ہے جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور اسی کی اُمت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ اس کے بعد اس نے پڑھا حی علی الصلوٰۃ۔ اس نے جواب دیا خوش بختی ہے اس کے لئے جو اس نماز کے لئے قدموں چلا اور اس پر ہمیشگی کی مداومت کی۔ پھر مؤذن نے پڑھا حی علی الفلاح اس نے کہا افلح من اجاب محمدًا وہ کامیاب ہوا جس نے محمد کی اجابت کی (بات مانی) محمد کی اجابت کرنا اس کی اُمت کی بقا کا سبب ہے۔ مؤذن نے پھر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے جواب دیا، تم نے اخلاص کو خالص کر دیا اے نضلہ۔ اللہ نے تیرا وجود جہنم پر حرام کر دیا ہے۔

کہتے ہیں جب وہ اذان سے فارغ ہو گئے ہم لوگ کھڑے ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے، کیا آپ فرشتہ ہیں یا یہاں رہنے والے جن ہیں یا اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ آپ نے ہمیں اپنی آواز تو سنوائی ہے ہمیں اپنی شکل و صورت بھی دکھا دیں۔ فرمایا ہم لوگ اللہ کا وفد ہیں اور اللہ کے رسول کا وفد ہیں اور عمر بن خطاب کا وفد ہیں۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں پہاڑ اُوپر چوٹی سے پھٹ گیا چکی کی مثل۔ دیکھا تو ایک سفید سر اور سفید داڑھی والا شخص ہے اس کے اُوپر اُون کا چوغہ ہے سامنے آ کر اس نے کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے۔ اس نے بتایا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں، میں وصی ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ پر ٹکایا تھا اور میرے لئے انہوں نے لمبی بقا کی دعا کی تھی۔ ان کے آسمان سے نزول تک (وہ اُترنے کے بعد) خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور اظہار براءت و بیزاری کریں گے جو کچھ نصاری نے ان کو بتا دیا تھا۔ بہرحال جب مجھے سے محمد ﷺ کی ملاقات فوت ہو گئی ہے (رہ گئی)۔

وصی عیسیٰ کی طرف سے حضرت عمر کو بتائی ہوئی علامات قیامت

تو کم از کم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو اے عمر! درست روی کرنا میانہ روی اختیار کرنا۔ تحقیق معاملہ قریب آن پہنچا ہے اسے پہچاننا ان خصال سے جن کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں ابھی اے عمر جب یہ خصال اُمت محمد میں ظاہر ہو جائیں۔

پس دُور بھاگ، دُور بھاگ (یعنی دُور ہو جاؤ اور بچو) جب مرد مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ پوری کرنے لگیں۔ اور انتساب غیر نسبت والی جگہ کرنے لگیں اور اپنے نسب کو اپنے بزرگوں کے علاوہ سے جوڑنے لگیں اور ان کا بڑا چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور چھوٹا بڑے کی عزت نہ کرے اور امر بالمعروف کرنا چھوڑ دیا جائے۔ اس کا امر نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا جائے، اس سے نہ روکا جائے اور ان کا عالم اس لئے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے درہم و دینار کمائے۔

جب بارش گرمی کا باعث بنے، اولاد غصے کا سبب بنے، لوگ بڑے بڑے منبر بنائیں، قرآن بڑے بڑے کریں، مسجد مزین کریں اور رشوت کو غالب کریں اور عمارت کو پکا کریں، خواہش کی پیروی کریں۔ اور دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کریں اور خون کی تحقیر و استحقاق کریں، قرابتوں اور رشتوں کا احترام ختم ہو جائے۔ فیصلے بکنے لگیں، سود خوری ہونے لگے، زبردستی مسلط ہونے پر فخر کیا جانے لگے، دولت و غنی کو عزت قرار دیا جانے لگے، آدمی گھر سے نکلے اور اس سے زیادہ پیسے والا اس پر قابض ہو جائے اور عورتیں گھوڑوں پر سواری کریں۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص ہم لوگوں سے غائب ہو گیا۔ اور یہ بات نضلہ نے حضرت سعد کی طرف لکھ بھیجی اور سعد نے حضرت عمرؓ کی طرف۔ پھر حضرت عمرؓ نے لکھا کہ تم جاؤ اور تمہارے ساتھ جتنے مہاجرین و انصار ہیں، حتیٰ کہ تم اسی پہاڑ پر جا کر اُترو۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو اس کو میرا اسلام دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی اس پہاڑ پر اُترے تھے عراق کے کونے پر۔ لہٰذا حضرت سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ وہاں اُترے، پہاڑ پر چالیس دن تک ہر نماز کے وقت اذان دیتے رہے۔

اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کے اُستاد کی رائے گرامی

ابو عبداللہ حافظ نے فرمایا، اسی طرح کہا تھا عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے مالک بن انس سے روایت کرتے ہوئے اور اس کا متابع نہیں لایا گیا۔ سوائے اس کے نہیں کہ پہچانی جاتی ہے یہ حدیث مالک بن ازہر کے لئے نافع سے اور بس۔ جبکہ وہ شخص مجہول الحال ہے۔ اس حدیث کے سوا کسی اور میں اس کا ذکر نہیں سنا گیا۔

سعد بن ابی قصاص کی وصی عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کا عجیب واقعہ .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو محمد بن کرامہ مستملی نے بن الحمامی نے کوفہ میں، اس نے سلیمان بن احمد سے، اس نے محمد بن حرب رملی سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے مالک بن ازہر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابو وقاص کو عراق بھیجا تھا وہ اس میں چلتے رہے، حتیٰ کہ جب وہ حلوان پہنچے تو انہیں نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ وہاں پر حلوان کے ایک پہاڑ کے دامن میں تھے۔ انہوں نے اپنے مؤذن نضلہ سے کہا اس نے اذان پڑھی اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو کسی جواب دینے والے نے اس کو جواب دیا پہاڑ سے، اے نضلہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ پھر اس نے پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اُس نے جواب دیا یہ کلمہ اخلاص ہے۔ مؤذن نے پڑھا اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اس نے جواب دیا کہ نبی کریم مبعوث ہو چکے ہیں۔ مؤذن نے کہا حی علی الصلوۃ، اس نے جواب دیا کہ یہ کلمہ مقبول ہے۔ مؤذن نے حی علی الفلاح پڑھا اس شخص نے جواب دیا یہ اُمت احمد کی بقا ہے۔ مؤذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے کہا کہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ مؤذن نے کہا لا الہ الا اللہ، اس نے کہا یہ سچا کلمہ ہے کلمہ حق ہے جو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت نضلہ نے اس سے کہا کہ اے جواب دینے والے ہم نے آپ کی بات سن لی ہے ہمیں اپنا چہرہ بھی دکھا دیں۔

کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے ایک آدمی نکلا سفید سر سفید داڑھی کھوپڑی ان کی بڑی چکی کی مثل تھی۔ ان سے نضلہ نے پوچھا، اے شخص آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے میرے لئے طول بقا کی دعا کی تھی اور انہوں نے یہاں پر ٹھہرایا تھا ان کے آسمان سے نزول تک۔ میں صلیب توڑ دوں گا اور خنزیر کو قتل کر دوں گا اور میں اس سے براء اور لاتعلقی کروں گا جس طریق پر نصاریٰ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ما فعل النبی نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟

قلنا قبض فبکی بکاء طویلا حتی خضلت لحیته بالدموع

ہم نے بتایا نبی کریم ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔وہ شخص لمبی دیر تک روتا رہا تاآنکہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔اس کے بعد اس نے پوچھا :

من قام فیکم بعدہٗ ۔ ترجمہ : (رسول اللہ کے بعد) تمہارے اندران کا قائم مقام کون کھڑا ہوا۔

ہم نے بتایا کہ ابوبکر۔اس نے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا کہ قبض وہ بھی فوت ہوگیا ہے۔اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے اس کا قائم مقام؟ ہم نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہیں۔اس نے کہا کہ ان سے کہنا ،اے عمر درست اور سیدھے چلو اور میانہ روی اختیار کرو۔بے شک معاملہ قریب لگ چکا ہے کچھ امور میں ،جب تو ان کو دیکھو اُمت محمد ﷺ میں تو بس ڈرو اور بچو جب مرد مردوں پر اکتفا کریں اور عورتیں عورتوں پر ،جب اولا د وجہ غیظ وغضب بن جائے ،بارش وجہ قحط و بے روزگاری (عذاب بن جائے) اور مصاحف آراستہ کئے جائیں اور مساجد آراستہ کی جائیں اور ان کا عالم اس لئے علم سیکھے تا کہ وہ اس کے ذریعے ان کے دینار و درہم کھائے اور غنی نکلے تو اس سے بڑا مالدار اس سے مانگے اور سودخوری ان میں شرافت بن جائے اور قتل کرنا غلبہ اور بہادری بن جائے تو بس بھاگ پھر بھاگ۔

کہتے ہیں سعد نے یہ کہانی حضرت عمر ؓ کو لکھ بھیجی۔پھر حضرت عمر نے ان کی طرف لکھا کہ تم نے سچ کہا ہے۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرمار ہے تھے کہ اس جبل میں عیسٰی بن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

سعد وہاں ٹھہرے چالیس دن تک زور زور سے اذان دیتے تھے مگر ان کو جواب نہ دیا گیا۔یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ زیادہ مناسب ہے مگر وہ ضعیف ہے کئی طریقوں سے۔

باب ۲۴۰

سیدنا ابراہیم بن نبی علیہ السلام کی شان میں جو کچھ وارد ہوا ہے

اوران کی وفات حسرت آیات اور یہ واقعہ حجۃ الوداع قبل ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن سرّاج نے ،ان کو ابوالاشعث نے ،ان کو زبیر بن علاء عبدی نے ،ان کو محمد بن سعید نے قتادہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ مقوقس اسکندریہ کا سربراہ اور مصر کا سربراہ تھا اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ بھیجی ،اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابراہیم۔

ابوعبداللہ نے فرمایا بطور حکایت کے مصعب بن عبداللہ زبیری سے وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد تمیم اصم نے ،ان کو حسن بن فہیم نے ان کو محمد بن سعد نے ،ان کو واقدی نے یہ کہ ابراہیم بن رسول اللہ منگل کے دن فوت ہوا تھا ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں ۱۰ھ میں اور وہ بقیع میں دفن کیا گیا تھا۔اور اس کی وفات بنو مازن میں ہوئی تھی۔اُم بردہ بنت منذر کے پاس بنو نجار میں سے۔وہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ،ان کو ابوبکر بن داسہ نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو شیبان بن فروخ ایلی نے ،ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید الصفار نے ،ان کو تمام نے ،ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ،ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ،ان کو ثابت نے ،اس نے انس سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم والا رکھا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اس کو ام سیف کے سپرد کر دیا یعنی قین لوہار کی عورت کے مدینہ میں، اس کو ابوسیف کہتے تھے۔ رسول اللہ اس کے پاس آئے، میں بھی ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے بچے کو منگوایا اور اس کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور کچھ کہا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ وہ کہیں۔

انس کہتے ہیں میں نے ابراہیم کو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں تھا اور وہ نزع کی حالت میں تھا۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تدمع العین، ویحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی الربّ، واللّٰہ یا ابراھیم انا بك لمحزونون

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جو رب پسند کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں بڑے غمگین ہیں۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور شیبان کی ایک روایت میں ہیں مگر وہ بات جو ہمارا رب پسند کرے۔ بے شک ہم تیرے ساتھ اے ابراہیم البتہ مخزون ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبا بن فروخ سے اور بخاری نے نقل کی ہے اور کہا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶۲ ص ۱۸۰۷۔ بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳:۱۷۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ فوت ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا

ان لہ مرضعا یتم رضاعہ فی الجنۃ

بے شک اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے جو اس کا رضاع پورا کرے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے، اس نے شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ حدیث ۶۱۹۵۔ فتح الباری ۱۰:۵۷۷)

حضور ﷺ کا اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ پڑھانا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ربیع بن سلیمان سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے سلیمان بن بلال سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز جنازہ پڑھائی جب وہ فوت ہو گئے۔

باب ۲۴۱

حجۃ الوداع

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن حسین علوی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن شعیب برمہرانی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں مقیم رہے تھے نو حج۔ مگر آپ نے حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا تھا۔

۱ دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۱۔ طبقات ابن سعد ۲/۲/۱۷۲۔ مسلم بشرح النووی ۸/۱۷۰۔ تاریخ طبری ۳/۱۴۸۔ عیون الاثر ۲:۲۷۵۔ البدایہ والنہایہ ۵:۱۰۹۔ نہایۃ الارب ۱۷/۳۷۱)

کہتے ہیں کہ مدینے میں کثیر انسان اکٹھے ہو گئے تھے، لہٰذا رسول اللہ حج کے لئے نکلے تھے اس وقت جب ذیقعدہ کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں یا چار رہ گئی تھیں (۲۵ یا ۲۶ ذیقعد کو)۔ جب آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد اپنی سواری پر براجمان ہوئے۔ جب بیداء میں پہنچے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور ہم نے احرام باندھا، ہم لوگوں نے حج کی ہی نیت کی تھی۔

حجۃ الوداع اور حضور ﷺ کا خطبہ دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن زرارہ نے حاتم بن اسماعیل سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعمر مقری اور ابوبکر وراق نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو بن حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے لوگوں کے بارے میں پوچھا پھر میرے پاس پہنچے، میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہوں۔

وہ میرے سر کی طرف جھکے اور میرا اوپر کا بٹن کھولا اس کے بعد میرا نیچے کا بٹن کھولا اور اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا، میں اس دن جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے فرمایا خوش آمدید ہے تجھے آپ اپنے گھر میں آئے ہو۔ آپ پوچھیں جو چاہتے ہیں، میں نے ان سے سوال کیا، وہ نابینا تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا پھر وہ اپنے کمبل کو لپیٹتے ہوئے کھڑے ہو گئے، جونہی اس کو اپنے دونوں کندھوں پر رکھتے اس کے دونوں کنارے واپس آجاتے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اور ان کی چادر ان کے دونوں پہلوؤں پر کپڑے ڈالنے کی لکڑی پر ڈالی ہوئی تھی۔

انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ کے حج کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا نو بار کا اور فرمایا کہ رسول اللہ نو سال ٹھہرے رہے تھے اور حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا تھا دسویں سال کہ رسول اللہ حج کے لئے جانے والے ہیں، لہٰذا مدینے میں لوگوں کی کثیر تعداد آ گئی سب کے سب التجا کر رہے تھے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ حج کریں گے اور حضور کے عمل کی مثل عمل کریں گے۔ لہٰذا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تو ہم بھی ساتھ روانہ ہوئے۔ پس ہم لوگ ذوالحلیفہ میں آئے تو وہاں پر بی بی اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس حالت میں ہے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کر لیں اور کپڑا کس کر باندھ لیں۔ پس رسول اللہ نے مسجد میں نماز پڑھی اور قصویٰ اونٹنی پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ ان کی اونٹنی بیداء میں سیدھی ہو گئی۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں تا حد نگاہ رسول اللہ ﷺ کو پیدل اور سواروں میں دیکھتا رہا، آپ کے دائیں بائیں اسی طرح لگ تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ اور ان پر قرآن اتر رہا تھا۔ وہ آپ کی تاویل تشریح سمجھ رہے تھے، جو بھی حضور ﷺ نے عمل کیا ہم نے بھی وہی عمل کیا۔ حضور ﷺ نے توحید کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے بھی وہ پڑھا، لبیک اللھم لبیک لا شریک لک آپ نے ان پر کوئی بھی رد نہ کیا۔ اور رسول اللہ نے اپنے تلبیہ کو لازم کئے رکھا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کی نیت کرتے تھے ہم عمرے کو نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچے۔ آپ نے رکن (حجر اسود کا) استلام کیا تین بار، تین بار آپ نے رمل کیا (مونڈھے ہلا ہلا کر چلے) اور چار مرتبہ سیدھے چلے۔ اس کے بعد آپ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی : واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۲۵)

پھر مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔

کہتے ہیں میرے والد کہتے تھے میں نہیں جانتا انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا میری طرف رسول اللہ سے۔ آپ دو رکعت میں یہ پڑھتے تھے :

قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون

اس کے بعد واپس لوٹے بیت اللہ کی طرف اور حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد دروازہ سے نکل کر صفا کی طرف گئے، جب قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی :

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ ۔ (سورۃ بقرہ ۔ آیت ۱۵۸)

آغاز کیا اس کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔ صفا سے ابتداء کی اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ جب بیت اللہ کو دیکھا تکبیر کہی اور تہلیل کہی اور پڑھا :

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو علی کل شیءٍ قدیر لا الٰہ الا اللّٰہ نجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

اس کے درمیان دعا کی اور تین بار یہی دعا پڑھی۔ اس کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لئے اُترے حتیٰ کہ جب ان کے قدم اُکھڑنے لگے تو آپ نے بطن وادی میں رمل کیا حتیٰ کہ جب اُوپر چڑھے تو پاؤں پاؤں چلتے گئے کہ مروہ پر آ گئے اور مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔ جب آخر چکر آیا مروہ پر تو فرمایا :

''اگر میں اپنے مستقبل کے معاملے کو جانتا تو میں پیچھے نہ ہٹتا اور میں قربانی کا جانور نہ چلا کر لاتا اور اس کو میں عمرہ بنا دیتا۔ تم لوگوں میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اب احرام کھول دے۔ اور اس سارے عمل کو عمرہ بنا دے''۔

لہٰذا سارے لوگوں نے یہی کچھ کیا اور انہوں نے بال کترواۓ سوائے نبی کریم ﷺ کے۔ اور وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ چلا کر لائے تھے لہٰذا سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ کیا یہ طریقہ ہمارے لئے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا تحقیق عمرہ داخل ہو گیا ہے حج میں یعنی اس طرح دو مرتبہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ نہیں صرف اس سال کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے یہی طریقہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بُدن (قربانی کے جانور) لے کر آئے۔ سیدہ فاطمہ کو انہوں نے پایا ان لوگوں میں جو احرام کھول چکے تھے اور رنگ دار کپڑے پہن لئے تھے اور سُرمہ لگا لیا تھا۔ حضرت علی نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا۔ سیدہ فاطمہ نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے اس کا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے کی تھی، میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا اس چیز کے بارے میں جو مجھے ذکر کیا گیا تھا ان کے بارے میں اور جس کو میں نے ناپسند کیا تھا۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی تصدیق فرمائی)۔ فرمایا کہ وہ سچ کہتی ہے۔ (اچھا یہ بتایئے کہ) تم نے کیا کہا تھا جب تم نے حج کو لازم کیا یعنی احرام باندھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ اے اللہ میں احرام باندھ رہا ہوں اس کے لئے جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے۔ حضور ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا) بے شک میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ کہتے ہیں قربانی والوں کی جماعت تھی جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے۔ اور جو جماعت رسول اللہ ﷺ مدینے سے لائے تھے سب مل کر ایک سو (۱۰۰) تھے۔ اس لئے سب لوگوں نے احرام کھول لیا اور سر کے بال کتروا لئے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ جب یوم ترویہ آیا (سات تاریخ) تو سب لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں جا کر نماز ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ بالوں کا بنا ہوا خیمہ نمرہ میں نصب کیا گیا (عرفات کے دامن میں) اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ نہیں شک کیا قریش نے مگر یہ کہ وہ لوگ کھڑے ہوئے شعر الحرام کے پاس جیسے قریش کرتے تھے جاہلیت میں، وہاں سے آگے بڑھے رسول اللہ ﷺ حتیٰ کہ عرفہ میں آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خیمہ نصب ہو چکا تھا حضور ﷺ مزدلفہ سے تجاوز کر گئے (وہاں قیام نہیں کیا) حتیٰ کہ عرفات میں آ گئے آپ، وہاں پر اپنے لئے خیمہ نصب کیا ہوا پایا مقام نمرہ پر آپ وہاں پر اُترے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا، آپ کی اُونٹنی قصوا پر پلان رکھی گئی ۔ آپ اس پر سوار ہوئے بطن وادی میں آئے ، آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا :

۱۔ بے شک تمہارے خون ۔

۲۔ تمہارے مال تمہارے اُوپر حرام ہیں (محترم ہیں) جیسے یہ دن محترم ہے اور یہ مہینہ محترم ہے جیسے یہ شہر محترم ہے ۔

۳۔ خبردار بے شک ہر شئی امر جاہلیت میں سے میرے قدموں تلے دفن ہے ۔

۴۔ جاہلیت کے سارے خون (قتل) میرے قدموں تلے (دفن) ہیں ۔

۵۔ اور سب سے پہلا خون جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں ہمارے خونوں میں سے (ہمارے آدمیوں کا) وہ خون ہے ابن ربیعہ بن حارث کا ۔ جو کہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا ۔ اس کو قبیلہ ھذیل والوں نے قتل کر دیا تھا ۔

۶۔ اور جاہلیت کے سارے سود مدفون ہیں ۔

۷۔ اور سب سے پہلا سود جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے ۔ بے شک وہ سارا کا سارا معاف ہے ۔

۸۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بے شک تم لوگوں نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے ۔

۹۔ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو (ان کی عزتوں کو) حلال بنایا اللہ کے کلمے کے ساتھ ۔

۱۰۔ تمہارے حق میں ان پر یہ لازم ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو کسی سے نہ روندنے دیں جو تم ناپسند ہی کرو گے ۔

۱۱۔ اگر وہ ایسا کریں (یعنی تمہاری عزت کسی اور کو دیں) تو تم ان کو مارو (پٹائی کرو) ۔ ایسا مارنا جو ضرب شدید نہ ہو (ہلکا مارو جس سے زخمی نہ کر دو) ۔

۱۲۔ اور عورتوں کا حق تمہارے اُوپر لازم ہے کہ ان کو رزق دینا ہے (کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے ان کے لئے) ۔

۱۳۔ اور کپڑا لتّا دینا ہے ان کو دستور کے یعنی اپنی حیثیت کے مطابق ۔

۱۴۔ تحقیق میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اگر تم اس کے ساتھ جُڑے رہو گے ۔ تو وہ ہے کتاب اللہ ۔

۱۵۔ ہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ کیا بتاؤ گے (اللہ کے ہاں) ؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا ہم یہ جواب دیں گے کہ آپ نے دین پہنچا دیا تھا امانت پوری پوری ادا کر دی تھی اور آپ نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا تھا ۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد اپنی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف بلند کر کے لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا اللّٰھم اشھد ، تین بار کہا ۔ اے اللہ تو گواہ رہنا ۔

اس کے بعد حضرت بلال ؓ نے اذان پڑھی اس کے بعد معاً اقامت پڑھی ۔ حضور ﷺ نے ظہر پڑھائی اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی آپ نے عصر پڑھائی ۔ دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی شئی نہیں پڑھی ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے حتیٰ کہ موقف پر آئے (جہاں قیام ضروری ہے عرفات میں) آپ ﷺ نے ایسا رخ اختیار کیا کہ اونٹنی کا پیٹ ان چٹانوں کی طرف کر دیا (جو جبلِ رحمت سے نیچے بچھی ہوئی تھیں او ر پیدل چلنے والوں کا راستہ اپنے سامنے رکھا ۔ اور اپنا منہ قبلے کی طرف کیا ۔ بس (وہاں قیام کے دوران دعائیں کرتے رہے) حتیٰ کہ سورج وہیں غروب ہو گیا (نو ذوالحجہ کا) ۔ اور تھوڑی سی صفرت (پیلی روشنی) ختم ہو گئی اور سورج مکمل غائب ہو گیا ۔ آپ نے اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور حضور ﷺ چل پڑے (نماز مغرب ادا کئے بغیر) ۔ آپ ﷺ نے قصواء کی مہار (کھینچ کر) تنگ کر دی اس قدر اس کا سر اس کے پالان کی لکڑیوں کے قریب پہنچ گیا ۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا اے لوگو! آرام آرام سے (چلو) ۔ جیسے ہی کوئی پہاڑی راستے میں آتی پہاڑیوں

میں سے حضور ﷺ اس کی مہار ڈھیلی کر دیتے تھوڑی سی۔ حتیٰ کہ وہ اس پر چڑھ جاتی اسی طرح کرتے مزدلفہ میں پہنچ گئے آپ نے وہاں پر نماز مغرب اور عشاء اکھٹے ادا کی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان اور کوئی نماز وغیرہ نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی پھر آپ نے نمازِ فجر پڑھائی جب ان کے لئے صبح واضح ہوگئی اذان اور اقامت کے ساتھ۔ اس کے بعد آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر الحرام پر آئے اور اس کے اُوپر چڑھے۔ پس اللہ کی حمد کی یعنی الحمد للّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر پڑھا۔ دیر تک وہاں کھڑے رہے (یعنی اُونٹنی کو کھڑا رکھا) حتیٰ کہ خوب سفیدی ہوگئی۔ اس کے بعد وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی روانہ ہوگئے اور فضل بن عباس کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔

فضل خوبصورت جوان تھے، خوبصورت بال اور سفید گورا رنگ۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتیں وہاں سے گذریں۔ فضل نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔ لہٰذا فضل نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا، لہٰذا حضور ﷺ نے پھر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا پھر اس نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا۔ حتیٰ کہ جب وادی مُحَسِّر میں پہنچے (یہ نام اس لئے پڑا کہ اصحاب الفیل اس جگہ ہلاک کئے گئے تھے) تھوڑا انہوں نے اپنی سواریوں کو حرکت دی پھر درمیان والے راستے پر آگئے جو راستہ آپ کو جمرہ کبریٰ کی طرف نکالتا ہے، حتیٰ کہ اس جمرے پر پہنچے جو مسجد کے پاس ہے۔

اس کو انہوں نے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے رہے۔ کنکریاں چھوٹی ٹھیکری کی مثل تھیں وہ انہوں نے بطن وادی میں کھڑے ہو کر ماری تھیں۔ اس کے بعد آپ قربان گاہ کی طرف پھر گئے تھے وہاں پر انہوں نے تریسٹھ اُونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کئے تھے۔ باقی جو پیچھے رہ گئے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے انہوں نے ذبح کئے تھے۔ آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کرلیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا ہر ہر اونٹ سے گوشت لے کر ہنڈیا میں ڈالا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو پکایا اور دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر ادا کی پھر بنوعبدالمطلب کے پاس آئے وہ زمزم کے کنوئیں سے پانی پلاتے تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ بنوعبدالمطلب سے ڈول لے لو (یعنی ڈول بھر بھر کر خود ہی پیو)۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم سے غالب آجائیں گے تمہارے پلانے کے منصب پر (اور پھر سارے لوگ خود بھر کر پئیں گے) تو میں خود بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ صحابہ حضور ﷺ کو ڈول بھر کر تھمایا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

یہ الفاظ حدیث حسن بن سفیان کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(کتاب الحج۔ حجۃ النبی ﷺ۔ حدیث ۱۴۷ ص ۸۸۶۔۸۹۲)

مگر اس نے نہیں ذکر کیا آپ کا قول کہ "وہی زندہ ہے وہی مارتا ہے"۔

قربانی کے جانور کو شعار کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے اور ہشام نے قتادہ سے۔ اس نے ابوحسان اعرج سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ جب ذوالحلیفہ کے قیام پر آئے، آپ نے اپنے قربانی کے جانور اشعار کیا یعنی ان کی کوہان کی دائیں جانب سے چیر کر تھوڑا سا کاٹ لگا کر خون نکال کر (نشان زدہ کر دیا کہ جو اللہ کے گھر کی قربانی کا جانور ہے)۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ باب تقلید الہدیٰ۔ حدیث ۲۰۵ ص ۹۱۲)

شعبہ کہتے ہیں کہ پھر اس سے خون صاف کر دیا تھا اور ہشام کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اس سے خون صاف کر دیا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھا اور سواریوں کے پاس بھی تلبیہ پڑھا۔ اور اس کے گلے پر جوتے کا ٹکڑا لٹکا دیا (نشانی کے طور پر)۔ شعبہ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث سفیان ثوری کو بیان کی تو انہوں نے کہا، اور وہ تھا دنیا میں مثل قتادہ کے، یعنی اس حدیث میں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ سے اور ہشام سے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس عبداللہ بن حسین قاضی نے کھجور کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابو اسامہ نے، ان کو ابو عاصم نبیل نے ابن جریج سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم نے اس وقت تلبیہ پڑھا تھا جب آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور وہ کھڑی ہوئی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۴۱۲)

اور مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق پر۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۸ ص ۸۴۵)

رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ .... (۵) ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو خبر دی مالک نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو قعنبی نے، اس نے مالک سے، اس نے نافع سے اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ یہ کہ رسول اللہ کا تلبیہ یہ تھا :

لبيك اللّٰهم لبيك ، لبيك لا شريك لك لبيك انّ الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك

میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیرے پاس حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ساری تعریفیں اور ساری نعمتیں تیری ہیں ، ملک وحکومت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

کہتے ہیں حضرت ابن عمر تلبیہ میں یہ اضافہ کرتے تھے، لبیک وسعدیک والخیر بیدیک، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اور ہر خیر تیرے قبضے میں ہے۔ والرغباء الیک والعمل، اور رغبت کرنا اور عمل کرنا تیرے لئے ہے۔۔۔۔۔۔۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۴۹۔ فتح الباری ۳/ ۴۰۸۔ مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا حدیث ۱۹ ص ۸۴۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابو محمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء نے، ان کو خبر دی ابن عباس نے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا جمع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن عباس نے یہ کہ فضل نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے رمی کی (مارا) جمرہ عقبہ کو۔

الفاظ ہیں حدیث عیسیٰ کے اور حدیث ابو عاصم مختصر ہے تلبیہ میں ہے فقط۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔
(کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۵۳۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ۔ حدیث ۲۶۷ ص ۹۳۱)

آقائے دو جہاں کی رمی کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو طاہر محمد آبادی نے، ان کو ابو قلابہ نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، ان کو ایمن بن نابل نے، ان کو قدامہ بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے سُرخ اُونٹنی پر سوار تھے (بڑے پُرسکون طریقے سے) نہ دھکم پیل تھی نہ ہانکنا بھاگنا تھا نہ ہٹو بچو کی صدا تھی۔

(ترمذی۔ کتاب الحج۔ حدیث ۹۰۳ ص ۳/ ۲۳۸۔ نسائی۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۰۳۵۔ مسند احمد ۳/۴۱۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابو الحسین علی بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن بکر نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو حفص نے ہشام سے، اس نے ابن سیرین سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی قربانی والے دن۔ پھر اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے تھے منیٰ میں۔ پھر آپ نے قربانی کا جانور منگوایا اور وہ ذبح کیا گیا، پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اس نے سر پہلے بائیں جانب اور پھر دائیں جانب اس کو مونڈ دیا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا یہاں پر ابو طلحہ ہے پھر وہ ابو طلحہ کو دے دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن علاء سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۴۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو ابان نے، ان کو یحییٰ نے، یہ کہ ابو سلمہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ محمد بن عبد اللہ بن زید نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ان کا والد قربان گاہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، ان کے اصحاب کے درمیان قربانیاں تھیں مگر نہ اس کو کچھ پہنچا نہ ہی اس کے ساتھی کو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مونڈ وایا تھا ایک کپڑے میں، پھر وہ اسے دے دیا۔ اس نے اس کو تقسیم کر دیا لوگوں میں اور آپ نے اپنے ناخن تراشے وہ ان کے ساتھی کو دے دیئے۔ بے شک وہ بال ہمارے پاس ہیں جو کہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے ہیں۔

مسلمان کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت واحترام کرنا .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابو یعلی موصلی نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عبد الوہاب نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن سیرین نے، ان کو ابن ابو بکرہ نے ابو بکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، انہوں نے فرمایا بے شک زمانہ اپنی اسی ہئیت وصورت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے تھے سال بھی (اس وقت سے آج تک) بارہ مہینوں کا ہے۔ ان میں سے چار ماہ حرمت کے حامل ہیں (اس وقت سے اب تک)۔ تین ماہ مسلسل ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ماہ مضر جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اس ماہ کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ بلد الحرام (حرمت والا) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ جی ہاں بالکل ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے بتایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ کہتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا کہ شاید اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے خون، تمہارے مال (محمد نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں) فرمایا تھا اور تمہاری عزتیں حرام ہیں (محترم ہیں) تمہارے اُوپر جیسے آج کا دن محترم ہے جیسے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ تم بہت جلدی اپنے رب سے ملو گے۔ وہاں پر تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارتا ہے۔ چاہیے ہر موجود شخص کو کہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے، شاید کہ بعض وہ شخص جس تک بات پہنچائی جائے وہ اس کو زیادہ محفوظ اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے اس کی بنسبت جس نے براہ راست سنی تھی۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے (پیغام الٰہی)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے، اس نے عبد الوہاب ثقفی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامۃ ص ۱۳۰۵/۳)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس حافظ نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن یوسف نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو ابو علی صواف نے، ان کو محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو عاصم بن محمد نے واقد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا، خبردار کونسا مہینہ جانتے ہو کہ سب سے بڑی حرمت والا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہی مہینہ ہے۔ پھر پوچھا کہ تم کس شہر کو سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ اسی شہر کو۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ کون سے دن کو سب سے زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ لوگوں نے بتایا یہی دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں مگر ان کے حق کے ساتھ (حرام ہیں)۔ جیسے تمہارا یہ دن محترم ہے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ کیا میں نے (پیغام الٰہی) پہنچا دیا ہے۔ تین بار فرمایا کہ ہر بار صحابہ جواب دیتے رہے، جی ہاں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عاصم بن علی سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے اور ابن جریج نے، ان کو ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا تھا۔ پہلے دن چاشت کے وقت یہ ایک دن تھا اور بہر حال اس کے بعد تو زوال آفتاب بعد رمی کی تھی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن بحر نے اور عبداللہ بن سعید معنی نے، ان کو ابوخالد احمر نے محمد بن اسحاق سے، اس نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ آخری دن لوٹے تھے جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی پھر وہ منیٰ کی طرف لوٹ گئے تھے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے جمرہ کی رمی کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلی اور دوسری باری پر کھڑے ہو جاتے تھے اور لمبا قیام کرتے اور تضرع کرتے اور تیسرے کو مارتے اور اس کے پاس نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۱)

حضور ﷺ کی کُلی اور دعا کی برکت کا ظہور.......... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو عبیدہ بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوزیاد نے، اس نے سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے، اس نے اپنی ماں سے، وہ کہتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ پر دیکھا سوار تھے اور ان کے پیچھے آدمی تھا جو ان کو چھپا رہا تھا لوگوں کی رمی سے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے لوگو! بعض تمہارا بعض کو قتل نہ کرے اور جو شخص جمرہ عقبہ کی رمی کرے اس کو چاہئے کہ وہ ٹھیکری کی مثل چھوٹی کنکری سے کرے، کہتے ہیں کہ میں نے ان کی انگلیوں کے درمیان پتھر دیکھا۔ کہتی ہے کہ حضور نے رمی کی پھر لوگوں نے بھی رمی کی، کہتی ہیں کہ پھر آپ لوٹ آئے۔

ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ اس کو کوئی بیماری تھی (یا اس پر اثر تھا) اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ بعض خیموں میں سے ایک پتھر کا برتن لے آئی۔ اس میں پانی لائی، حضور نے اس میں سے ہاتھ سے پانی لے کر کلی کر کے اس میں ڈال دی اور دعا کر کے وہ ہاتھ اس میں ڈال دیئے پھر اس سے کہا کہ اس کو پلائے اور اس سے نہلائے۔ کہتے ہیں میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لیجئے۔ میں نے اس میں سے لے لیا۔ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا وہ زندہ رہا اور نیک بنا۔ کہتی ہے کہ میں اس عورت سے ملی میں نے گمان کیا کہ اس کا بیٹا صحت یاب ہو گیا اور وہ ایسا لڑکا بن گیا کہ اس سے بہتر کوئی نہیں تھا۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۰)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو ابویعلیٰ نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو ربیع بن صبیح نے یزید سے جو رقاشی ہیں، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حج کیا پلان پر اور ایک پوش سواری پر جو چار درہم سے زیادہ قیمتی نہ ہوگا اور فرمایا:

اللھم حجة لا ریاء فیھا و لا سمعة

اے اللہ! اس حج کو قبول فرما، جس میں نہ ریا کاری اور دکھاوا اور نہ ہی شہرت پسندی کا جذبہ ہے (بلکہ مقصد حصول رضا الٰہی ہے۔ (ترمذی)

☆☆☆

باب ۲۴۲

۱۔ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کا لوگوں کو اپنی موت کی خبر دینا۔

۲۔ پھر حضور ﷺ کا اپنے خطبے میں یہ خبر دینا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اس سے ماسوا پر راضی ہو گیا، پھر ویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ان کو خبر دی ابوعمیس نے قیس بن مسلم سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ یہود میں سے ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم لوگوں پر یعنی یہودی جماعت پر اُترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہراتے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے بتایا :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک البتہ خوب جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اچھی طرح جانتا ہوں اس مقام کو بھی جہاں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضور ﷺ پر جمعہ کے دن عرفات میں نازل ہوئی تھی، گویا کہ ایک چھوڑ کر ہمارے ہاں تو اس دن دہری خوشی اور عید کا دن تھا اب بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ جمعہ ہمارے لئے ہمیشہ مقدس ہے اور مقام عرفات کی حاضری لاکھوں کروڑوں انسانوں کی مغفرت حج کی وجہ سے مقدس ہے جو کہ کسی طرح عید سے کم نہیں اور اس کے ساتھ اگلے دن دسویں کو تو اسلام کی متفقہ اور مسلمہ میں عید عیدالاضحیٰ ہے۔ (مترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن صباح سے، اس نے جعفر بن عون سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبد بن حمید سے، اس نے جعفر سے۔
(بخاری۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵۔ فتح الباری ۱/۱۰۵۔ ۸/۲۷۰۔ مسلم۔ کتاب التفسیر ص ۴/۲۳۱۳۔ ترمذی ۵/۲۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابوعمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

اس یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں میں اُترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ ابن عباس نے جواب دیا وہ تو نازل ہی یوم عید میں ہوئی ہے۔ جمعہ کا دن تھا اور عرفہ کا دن تھا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۴۴ ص ۵/۲۵۰)

سورۃ الفتح سے مراد حضور ا کا اجل مراد ہے
حضرت ابن عباس کا فرمان

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو علی بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، اس کو محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی عمرو نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوبشر نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے بدر کے شیوخ میں داخل کرتے تھے اور شمار کرتے تھے۔

بدری شیوخ نے پوچھا آپ ان کو ہمارے ساتھ کیوں ملاتے ہو اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں (یعنی یہ ہمارے بیٹوں کے برابر ہے)۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ کون ہے تم خوب جانتے ہو؟

کہتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے ان لوگوں کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ داخل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میرے بارے میں کچھ دکھائیں۔ حضرت عمر نے شیوخ سے سوال کیا کہ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح الخ کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ (کہ اس کا کیا مقصد ہے اور اس میں کیا پیغام ہے؟)۔ بعض نے جواب دیا۔ اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے۔ لہٰذا اللہ کی حمد کریں اس کا شکر ادا کریں، استغفار کریں کیونکہ اس میں ہمارے اوپر فتح ہوئی ہے اور کچھ لوگ چپ رہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تم بھی ایسے کہتے ہو اے ابن عباس؟ میں نے کہا:

هو اجل النبی صلی اللّٰه علیه و سلم اعلمه ایاه

کہ اس سورت میں نبی کا کریم ﷺ کا اجل اور موت کا وقت قریب آنا مراد ہے، اللہ نے خاص طور پر ان کو آگاہ فرمایا ہے:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح فذا لك علامة اجلك

اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے یہ تیرے اجل کی علامت اور نشانی ہے۔ لہٰذا

فسبح بحمد ربك و استغفره ۔ (ترجمہ) لہٰذا اپنے رب کی حمد اور استغفار کیجئے۔

حضرت عمر نے فرمایا:

ما اعلم منها الا تعلم ۔ (ترجمہ) اس بارے میں میں جو کچھ سمجھتا ہوں آپ بھی وہی سمجھتے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں نعمان بن ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضرت ابن عباس کی فضیلت .... (۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے حبیب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر نے صحابہ سے پوچھا تھا اللہ کے اس فرمان کے بارے میں:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح

انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد مدائن کی فتح اور محلات کی فتح مراد ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا، آپ کیا کہتے ہیں اے ابن عباس؟ انہوں نے فرمایا:

اجل او مثل ضرب لمحمد صلی اللّٰه علیه و سلم نعیت الیه نفسه

اجل مراد ہے یا مثل ہے جو محمد ﷺ کے لئے بیان کی گئی ہے یعنی ان کی ذات کو موت کی اطلاع دی گئی ہے (یعنی عظیم مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اب واپس بلا لیا جائے گا)۔ (بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضور ﷺ کا امانت کو ادا کرنے کی ترغیب دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحامد مقری نے، ان کو ابوالعباس اصم رحمہ اللہ نے، ان کو ابوعلی حسن بن اسحاق بن منیر عطار نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن عبید ربذی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صدقہ بن یسار نے، ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح

رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے وسط میں، انہوں نے سمجھ لیا اس آیت کا نازل ہونا رخصت ہونا ہے (یعنی جانے کا اشارہ ملا ہے)۔ آپ ﷺ نے اپنی اُونٹنی قصوا پر پلان اور کجاوہ رکھنے حکم دیا وہ رکھا گیا آپ سوار ہو گئے اور عقبہ میں وقوف کیا، لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی خون معاف کرنے اور ربا معاف کرنے اور زمانے کی گردش کے بارے میں۔ پھر فرمایا:

انما النسیئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما و یحرّمونہ عاما

حرمت شہور کو مؤخر کرنا کفر میں زیادتی ہے اس کے ذریعے وہ لوگ گمراہ کئے جاتے ہیں جو کافر ہیں، ایک سال ان کی حرمت مناتے ہیں تو ایک سال ان کو حلال قرار دے لیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ ماہ صفر کو ایک سال حرام قرار دیتے تھے اور ایک سال حلال، پھر ایک سال حرام یہی عمل تسلسل تھا۔

اے لوگو! جن کے پاس کوئی امانت ہو وہ ادا کر دے اس کے پاس جس نے اس کو اس پر امین ٹھہرایا تھا۔ اے لوگو! کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے کوئی شی مگر اس قدر جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو۔

راوی نے آگے ذکر کی ہے۔ اسی طرح اس روایت میں ہے اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسعید سے وہ جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ فتح مکہ والے سال نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے محمد بن عمر بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حجۃ الوداع کا قصہ ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ سوار ہوئے سواری پر اور لوگ جمع ہو گئے۔ تحقیق انہوں نے ان کو حج کے احکامات سکھائے۔ آپ نے فرمایا، لوگو! سنو جو میں تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں بے شک میں نہیں جانتا کہ شاید میں تم سے مل سکوں اس سال کے بعد اس مقام پر:

فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا فی ھذا الموقف

پھر راوی نے آپ ﷺ کا خطبہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں آپ نے فرمایا، سنو اے لوگو! میری بات بے شک میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ دو واضح امر ہیں کتاب اللہ اور تمہارے نبی کی سنت۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اسی مفہوم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مگر اس طرح کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے کبھی بھی اس کے بعد واضح امر ہے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عمرو بن محمد بن منصور عدل نے، ان کو محمد بن سلمان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، ان کو خبر دی ابوالزبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا وہ جمرہ کی رمی کر رہے تھے اپنی سواری پر یوم النحر میں اور فرما رہے تھے:

لتاخذ مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ

تمہیں چاہئے کہ تم حج کے احکامات سیکھو، میں نہیں جانتا کہ شاید میں نہ حج کر سکوں اس حج کے بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (کتاب الحج۔ باب استحباب رمی جمرۃ العقبہ۔ حدیث (۳۱۰) ۲/۹۴۳)

اور اسی طرح اس کے ساتھ حدیث بیان کی ہے سراء بنت نبہان نے نبی کریم ﷺ کے خطبے میں یوم الرؤس میں ایام تشریق کے وسط میں اس قول تک :

لا ادری لعلی لا القاکم بعد ھذا ۔ (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس کے بعد تمہیں نہ ملوں۔

(ابوداؤد۔کتاب الحج ۲/۱۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابو مسلم نے، ان کو ابو عاصم نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمن بن حصین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سراء بنت نبہان نے، وہ کہتی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرمارہے تھے حجۃ الوداع میں، اس نے حدیث ذکر کی اور اس نے یہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے ابن ابواویس نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ثور بن زید دیلی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تھا حجۃ الوداع میں اور فرمایا تھا کہ بے شک شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ اس پر راضی ہو گیا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں میں اطاعت ہو اس میں سے جو تم آپس میں اپنے اعمال کرتے ہو، پس بچ کر رہو۔ اے لوگو! میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ بے شک ہر مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے مگر صرف وہی جو وہ اس کو خود دے دل کی خوشی سے، نہ ظلم کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔

باب ۲۴۳

نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو بختری نے ...ن کو علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو محمد بن مصعب قرقسانی نے اوزاعی سے، اس نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرۃ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ کیا یہ کہ منیٰ سے روانہ ہوں تو فرمایا تھا بے شک ہم لوگ ان شاء اللہ کل صبح اتریں گے وادی محصب میں خیف بن کنانہ میں جس جگہ پر کفر نے میرے خلاف باہم قسمیں کھائی تھیں۔

وہ یہ بات تھی کہ قریش نے ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں بنوہاشم کے خلاف اور بنو مطلب کے خلاف کہ ان کے ساتھ نکاح بیاہ، رشتے ناتے ختم کر دو اور میل جول ختم کر دو سوشل بائیکاٹ کر لو، حتیٰ کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اوزاعی سے۔ (بخاری۔کتاب الحج۔مسلم۔کتاب الحج)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی افلح بن حمید نے، اس نے قاسم سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حج کی راتوں میں۔ قاسم نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ اس نے کہا ہے حتیٰ کہ اللہ نے حج پورا کروا دیا اور ہم لوگ منیٰ سے ہی متفرق ہو گئے اور ہم وادی محصب میں اُترے تھے۔ آپ نے عبدالرحمن بن ابوبکر کو بلایا، پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے عمر نے اس کے ساتھ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس وادی محصب میں پہنچے، آپ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہوگئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پس آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ بیت اللہ تک پہنچے اس کا طواف کیا، اس کے بعد آپ نے کوچ کیا مدینے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث افلح سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ باب المعتمر اذ طاف العمرۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ باب وجوہ الاحرام)

باب ۲۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں کی تعداد

حضور ﷺ نے اُنیس غزوات کئے اور ایک حج کیا

زید بن ادہم کا بیان

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعمر بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر کتنے غزوات میں شرکت کی تھی؟ زید بن ارقم نے بتایا کہ سترہ غزوات میں، اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی زید نے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور انہوں نے حج کیا تھا ہجرت کے بعد صرف حجۃ الوداع، اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا تھا۔

ابواسحاق نے کہا ہے کہ اس سے قبل کوئی اور حج نہیں کیا تھا۔ اور ایک ہی حج کیا تھا مکہ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب حجۃ الوداع۔ حدیث ۴۴۰۴۔ فتح الباری ۸/۱۰۷۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ نے تین حج کئے مرسل روایت ہے

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو وکیع نے، ان کو سفیان نے ابن جریج سے، اس نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کئے تھے۔ دو حج اس وقت کئے تھے جب وہ مکہ میں تھے ہجرت سے پہلے، اور ایک حج حجۃ الوداع تھا۔ اسی طرح کہا ہے ابن جریج سے یہ محفوظ ہے مرسل روایت کے طور پر۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو حضرمی نے، ان کو عبداللہ بن زیاد قطوانی نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے حضرت جابر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے تین حج کئے تھے، دو ہجرت سے پہلے کئے تھے اور ایک حج ہجرت کے بعد کیا تھا۔ اس کے ساتھ عمرہ بھی کیا تھا۔ اس وقت چھتیس قربانی کے اُونٹ چلا کر ساتھ لے گئے تھے۔ وہ سب اُونٹ حضرت علی یمن سے لے کر آئے تھے، ان میں ابوجہل کا اُونٹ بھی شامل تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کی نکیل ڈلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود نحر کیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر ہر اُونٹ کا گوشت لے کر پکا گیا آپ نے شوربا پیا تھا (اور گوشت کھایا تھا)۔

زید بن حباب اکیلے ہیں سفیان سے اس کو روایت کرنے والے۔ اور تحقیق مجھے خبر پہنچی ہے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث غلط ہے سوائے اس کے کہ سفیان ثوری سے مروی ہے۔ انہوں نے ابواسحاق سے، اس نے مجاہد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے، بیچ میں سے صحابی کا نام غائب ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ زید بن حباب جب روایت کرتے تھے بطور اپنے حفظ کے تو بسا اوقات وہ کسی شی میں غلطی کر لیتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ قولہ حَجّۃً مَعَھَا عُمْرَۃً یہ بات انس بن مالک نے کہی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (حج قران کیا تھا) ملایا تھا۔ ان کا یہی کہنا ہے۔ بہر حال جو صحابی اس طرف گیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج افراد کیا تھا بے شک شان یہ ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ حَجّۃً مَعَھَا عُمْرَۃً صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد وغیرہ میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

حضور ﷺ نے چار عمرے اور ایک حج کیا تھا

(حضرت انس کی روایت)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ہدبہ نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے یہ کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں ہوئے تھے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا یا زمانہ حدیبیہ ماہ ذیقعدہ میں اور دوسرا عمرہ اگلے سال تھا ذوالقعدہ میں اور تیسرا عمرہ مقام جعرانہ سے ہوا تھا جہاں غنیمتیں تقسیم کی گئی تھیں حنین کی ذیقعدہ میں اور چوتھا آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ حدیث ۱۷۸۰۔ فتح الباری ۳/۶۰۰۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ کے تین عمرے ذیقعدہ اور شوال میں

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد سے، ان کو داؤد بن عبدالرحمن نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کئے تھے ذیقعدہ میں اور ایک عمرہ شوال میں۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۶۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۰)

ذیقعدہ میں حضور ﷺ نے تین عمرے کئے تھے

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان)

(۶)　ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن بالویہ مزکی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عمر بن ذر نے مجاہد سے، انہوں نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے۔ وہ سارے ذیقعدہ میں تھے (یعنی اس کے سوا جو حج کے ساتھ کیا تھا)۔ (مسند احمد ۲/۱۸۰)

☆☆☆

باب ۲۴۵

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے یزید بن ابوعبید نے سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات لڑے تھے اور زید بن حارثہ کے ساتھ نو غزوات۔ ان غزوات میں رسول اللہ ہمارے اُوپر کوئی امیر مقرر کر دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲۔ فتح الباری ۷/۵۱۷)

سلمہ بن اکوع نے سات غزوات میں اور سات بعوث میں شرکت کی تھی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے اور محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات کئے تھے اور میں نکلتا رہا ان میں جو لشکر بھیجتے رہے۔ ان سات غزوات میں سے ایک مرتبہ ہمارے اُوپر حضرت ابوبکر امیر تھے، ایک مرتبہ اسامہ بن زید ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو احمد بن حسن ابن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن عباد مکی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔ اور بعوث کے بارے میں کہا ہے کہ نو غزوات تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے اُوپر ابوبکر صدیق امیر ہوتے تھے اور ایک مرتبہ اسامہ بن زید۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث حفص بن غیاث سے، اس نے یزید سے۔
(بخاری حوالہ بالا مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۳/۱۴۴۸)

حضرت بریدہ نے حضور ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو معتمر نے کہمس سے، اس نے ابن بریدۃ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات لڑے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن حنبل سے اور بخاری نے احمد بن حسن ترمذی سے، اس نے احمد بن حنبل سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۱۵۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۴۸)

حضرت بریدہ کے انیس غزوات کا ذکر

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن محمد بن حمدان صیرفی، ان کو ابراہیم بن ہلال نے علی بن حسین بن شقیق سے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انیس غزوات کئے تھے اس نے ان میں سے آٹھ میں قتال کیا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث حسین بن واقد سے۔ (مسلم حوالا بالا ۳/۱۴۴۸)

سترہ غزوات میں رسول اللہ کا ذکر

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو حسین بن واقد نے بریدہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ہمارے والد نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ غزوات لڑے تھے اور ان میں سے آٹھ میں انہوں نے بھی قتال کیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے چوبیس سریہ روانہ کئے تھے۔ اس نے بدر کے دن بھی قتال کیا اور یوم اُحد میں بھی یوم الاحزاب میں، غزوات مُریسیع میں اور قدید میں اور خیبر میں مکہ میں اور حنین میں۔

حضرت براء نے حضور ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پندرہ غزوات لڑے تھے میں اور عبداللہ بن عمر ؓ اکٹھے پیدا ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۵۳۴/۸)

حضرت زید بن ارقم سے اُنیس غزوات کا ذکر

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اُنیس غزوات لڑے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کتنے غزوات لڑے ان کے ساتھ؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ غزوات۔ میں نے پوچھا کہ ان میں سے پہلا کونسا تھا؟ اس نے کہا العُشیر یا العسیر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے وہب بن جریر سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۲۷۹/۷)

حضور کے سترہ غزوات کا ذکر

(یہ روایت زید بن ارقم سے ہے)

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے جہاد کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ انیس غزوات۔ میں نے اس سے کہا آپ نے کتنی جنگیں یا جہاد کئے رسول اللہ کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا ان میں سے پہلا کونسا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ذوالعُشیر ہ یا ذوالعسیر ہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ موضع سابق۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۴۷/۳)

رسول اللہ ﷺ کے اکیس غزوات کا ذکر

(یہ روایت جابر بن عبداللہ سے ہے)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو اوح بن عبادہ نے، ان کو زکریا نے، ان کو ابوزبیر نے، جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات کئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ

حاضر تھا یوم العقبہ اور میں نے رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور نہ میں غزوہ بدر میں موجود تھا نہ ہی اُحد میں، میرے والد نے مجھے منع کیا تھا، جب عبداللہ شہید ہو گئے تھے اُحد والے دن اس کے بعد کبھی کسی غزوے میں بھی رسول اللہ سے پیچھے نہیں رہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اس نے رُوح سے۔(مسلم۔باب عدد غزوات النبی ﷺ۔حدیث ۱۴۵ ص ۳/۱۴۴۸)

اکیس غزوات رسول میں سے اُنیس میں حضرت جابر شریک رہے

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ طباع نے، ان کو مسکین بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا حجاج صواف سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالزبیر مکی نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات میں جہاد کیا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہا انیس غزوات میں، آخری غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے آپ سب سے آخر میں تھے۔لوگوں کی آخریات میں۔حضور کمزور آدمی کو سہارا دیتے رہے اور لوگ رسول اللہ کے ساتھ سہارا لیتے رہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوبکر کے اور ابوسعید کے، اور عبداللہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ جس میں انہوں نے جہاد کیا وہ غزوہ تبوک تھا۔انہوں نے اس کے بعد کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ غزوات میں جہاد کیا تھا۔کہتے ہیں میں نے سُنا تھا دوسری بار فرمایا تھا چوبیس غزوات۔میں نہیں جانتا کہ یہ وہم تھا یا اس نے سُنا اس کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ نے ستائیس غزوات کیے، حضرت انس آٹھ میں شریک تھے
(موسیٰ بن انس کا بیان)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید مولیٰ بنو ہاشم نے، ان کو ابویعقوب اسحاق بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا موسیٰ بن انس سے کہ کتنے جہاد کیے تھے رسول اللہ نے؟ انہوں نے کہا کہ ستائیس غزوے۔آٹھ غزوات میں کئی ماہ غیر موجود رہے تھے اور سارے غزوات میں چند دن اور چند راتیں غیر موجود رہے تھے۔میں نے پوچھا کہ حضرت انس نے کتنے غزوات کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آٹھ غزوات کیے تھے۔

نوٹ : غزوات رسول کا ذکر جلد ثالث میں گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔

جمیع غزوات رسول بمعہ سرایا تینتالیس تھے (حضرت قتادہ کا بیان)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے انیس جہاد کیے۔ان میں سے وہ آٹھ میں موجود تھا اور آپ ﷺ نے چوبیس لشکر روانہ کیے۔لہٰذا جمیع غزوات نبی اللہ اور ان کے سرایا سمیت تینتالیس غزوات تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یعقوب سے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ نے شہاب سے (ح)۔اور ہم کو خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن

مغیرہ سے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، ان سب نے کہا ہے اور الفاظ سب کے ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں۔

مغازی رسول اللہ وہ جنگیں جن میں قتال اور باقاعدہ جنگ ہوئی

۱۔ یوم بدر۔ ماہ رمضان۔ ۲ھ ہجری میں قتال ہوا۔　　۲۔ یوم اُحد۔ ماہ شوال ۳ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۳۔ یوم خندق۔ اسی کو یوم الاحزاب کہتے ہیں اور بنو قریظہ بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال ۴ھ ہجری میں قتال کیا۔

۴۔ غزوہ بنو مصطلق اور بنولحیان۔ ماہ شعبان ۵ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۵۔ یوم خیبر۔ ۶ھ ہجری میں قتال ہوا۔　　۶۔ یوم فتح مکہ۔ ماہ رمضان ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔

۷۔ یوم حنین۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔　　۸۔ محاصرہ اہل طائف۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال کیا۔

۹۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کرایا ۹ھ ہجری میں۔　　۱۰۔ پھر حج کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع کیا ۱۰ھ کے اختتام پر۔

حضور ﷺ نے بارہ غزوات ایسے کئے جن میں قتال نہیں تھا

(ان میں پہلا غزوہ جو آپ نے کیا)

۱۔ غزوہ ابواء ہے۔　　۲۔ غزوہ ذوالعسیرہ (ینبع کی جانب) کہ کرز ابن جابر کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ قریش تھے۔

۳۔ غزوۂ بدر آخرہ۔　　۴۔ غزوۂ غطفان۔　　۵۔ غزوۂ بُواط۔ بحران میں۔　　۶۔ غزوۂ طائف۔

۷۔ غزوۂ حدیبیہ۔　　۸۔ غزوۂ تبوک۔ یہ آخری غزوہ تھا جو آپ نے کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے بُعوث (گروہ، لشکر، وفد)

رسول اللہ ﷺ نے بُعوث بھیجے تھے۔ پہلا بعث جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا وہ یہ تھا:

۱۔ بعثِ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب

قریش کی جانب بھیجا گیا تھا۔ وہ عظیم لشکر سے ٹکرائے تھے۔ اس پانی کے مقام کو احیا کہا جاتا تھا وہ مقام ابواء میں تھا۔

۲۔ بعث ابن جحش

مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ اس کو عمرو بن حضرمی ملا تھا مقام نخلہ پر۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا یعنی واقد بن عبداللہ نے اس کو قتل کیا تھا اور انہوں نے بنو مخزوم کے دو آدمی قیدی بنائے تھے۔ ایک کا نام عثمان بن عبداللہ تھا، دوسرے کا نام حکم بن کیسان تھا۔ مگر جب یہ لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں مقتولوں کو فدیہ دیا گیا یعنی دیت ادا کر دی گئی تھی۔

۳۔ بعث حمزہ بن عبدالمطلب

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا، حتیٰ کہ وہ مقام سیف البحر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ الجار سے جہینہ کی طرف، وہ لوگ وہاں پر ابوجہل بن ہشام سے ملے تھے۔ اس کے پاس ایک سو تیس سوار تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان مجدی بن جہنی آڑے آ گیا تھا۔ وہ آڑ بن گیا تھا۔

۴۔ بعث ابو عبیدہ بن جراح

رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح کو ذوالقصہ کی جانب روانہ کیا تھا براستۂ عراق۔

۵۔ بعث المنذر بن عمرو

رسول اللہ ﷺ نے المنذر بن عمرو کو بھیجا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا آزاد ہو جائے کہ مر جائے بیر معونہ کی طرف۔ پس وہ سارے شہید کر دیے گئے تھے۔

۶۔ بعث زید بن حارثہ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھیجا تھا چار بار :

۱۔ پہلی بار بنو قرد کی طرف بنو ہذیل میں سے۔
۲۔ دوسری بار حذام کی طرف وادی کے راستے سے۔
۳۔ تیسری بار موتہ کی طرف۔
۴۔ چوتھی بار غزوۃ الجموم بنو سلیم میں۔

۷۔ بعث عمر بن خطاب

حضرت عمر کو بھیجا تھا اہل تربہ کی طرف۔

۸۔ بعث علی بن ابو طالب

حضرت علی کو بھیجا تھا اہل یمن کی طرف۔

۹۔ بعث بشیر بن سعد انصاری

حضور ﷺ نے اس کو بھیجا تھا بنو مُرّہ کی طرف فدک میں۔ بشیر بن سعد انصاری بنو حارث کے بھائی حارث بن خزرج سے تھے۔

۱۰۔ بعث عبداللہ بن عتیک

اور عبداللہ بن انیس اور ابو قتادہ مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی انہوں نے رافع بن ابوالحقیق کو قتل کر دیا تھا اور ایک روایت میں ہے یعقوب ابو رافع بن الحقیق کو خیبر میں۔ ان کے امیر عبداللہ بن عتیک تھے۔ یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تھے تو آپ اس وقت منبر پر تھے جمعہ کا دن تھا۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی ان لوگوں کو دیکھا فرمایا افلحت الوجوہ چہرے کامیاب ہیں۔ ان لوگوں نے کہا، اللہ آپ کے چہرے کو میاب رکھے خوش رکھے یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار منگوائی جس کے ساتھ اس دشمن رسول کو قتل کر آئے تھے۔ آپ نے اس کو میان سے نکالا حالانکہ آپ منبر پر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے یہ رہا اس تلوار کا کھانا اس کی دھار پر لگا ہوا ہے۔

۱۱۔ بعث کعب بن عمیر

رسول اللہ نے کعب بن عمیر کو ذات اباطح کی طرف بھیجا تھا بلقاء میں چنانچہ کعب بھی اور ان کے ساتھی بھی شہید ہو گئے تھے۔

۱۲۔ بعث عمرو بن العاص

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ذات سلاسل شام کے مشرقی جوانب کی طرف روانہ کیا۔

۱۳۔ بعث اسامہ بن زید

رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو وادی قرای کی طرف بھیجا تھا جس دن مسعود عروہ قتل ہوئے تھے۔ اضافہ کیا ہے بن بشران کا مگر وہ متفق نہیں ہے۔ اس کے بعد دونوں متفق ہیں۔

۱۴۔ بعث علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مقام کدید پر۔ بنوبکر مارے گئے تھے۔

۱۵۔ بعث ابوالعوجآء

رسول اللہ ﷺ نے ابوالعوجآء کو بھیجا تھا مقام قرطآء کی طرف ہوازن میں بنوسُلیم کی طرف۔ ابوالعوجآء وہاں شہید ہو گئے تھے۔

۱۶۔ بعث عکاشہ بن محصن

حضور ﷺ نے اس کو الغمرہ کی طرف بھیجا تھا۔

۱۷۔ بعث عاصم بن اقلح

رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھیجا تھا اور ان کے اصحاب کو ہذیل کی طرف۔

۱۸۔ بعث سعد بن ابووقاص

رسول اللہ ﷺ نے اس کو حجاز میں بھیجا تھا۔ یعقوب نے زیادہ کیا، ابراہیم نے کہا اور وہ خرار ہے، دونوں متفق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے (حج والے عمرے کے سوا)۔ ایک جحفہ سے حدیبیہ والے سال، جب کہ یعقوب کی ایک روایت میں ہے ذوالحلیفہ سے عمرہ کیا تھا حدیبیہ والے سال، کافروں نے ان کو ذیقعدہ میں روک دیا تھا ۶ھ ہجری میں۔ پھر اگلے سال آپ نے عمرہ کیا تھا ذیقعدہ میں ۷ھ ہجری امن کی حالت میں انہوں نے اور ان کے اصحاب نے۔ پھر تیسرا عمرہ کیا تھا ذیقعدہ ۸ھ ہجری میں جس دن طائف سے واپس آئے تھے۔ یہ مقام جعرانہ سے کیا تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں۔ آخری غزوہ جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض فرما لیا وہ غزوہ تبوک تھا (حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ)۔ جملہ غزوات رسول وہ تمام غزوات جو رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شریک ہو کر کئے تھے وہ چھبیس ہیں۔

وہ چھبیس غزوات جن کے اندر نبی الملاحم ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی

۱۔ پہلا غزوہ ودان تھا۔ یہی غزوہ ابواء ہے۔ اس کے بعد

۲۔ غزوہ بواط تھا۔ مقام رضویٰ کی جانب۔ اس کے بعد

۳۔ غزوہ العشیرہ بطن ینبع میں۔ اس کے بعد

۴۔ غزوہ بدر اولیٰ۔ طلب کر رہے تھے کرز بن جابر کو۔ اس کے بعد

۵۔ غزوہ بدر (حقیقی و اصلی) جس میں اللہ نے صنادید قریش قتل کیا تھا اور ان کے اشراف کو۔ اس کے بعد

۶۔ غزوہ بنوسُلیم۔ حتیٰ الکدر تک پہنچ گئے تھے، یہ بنوسُلیم کا ایک پانی کا مقام تھا۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق لڑا تھا۔ اس میں ابوسفیان بن حرب کو تلاش کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرقرۃ الکدر تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد
۸۔ غزوۂ غطفان تھا نجد کی طرف۔ اس کو غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد
۹۔ غزوۂ بحران تھا۔ مجاز کا ایک مقام تھا فرع سے اُوپر۔ اس کے بعد
۱۰۔ غزوۂ اُحد تھا۔ اس کے بعد
۱۱۔ غزوۂ حمراء الاسد تھا۔ اس کے بعد
۱۲۔ غزوۂ بنو نضیر تھا۔ اس کے بعد
۱۳۔ غزوۂ ذات الرقاع نخل سے۔ اس کے بعد
۱۴۔ غزوۂ بدر آخری۔ اس کے بعد
۱۵۔ غزوۂ دومۃ الجندل۔ اس کے بعد
۱۶۔ غزوۂ خندق۔ اس کے بعد
۱۷۔ غزوۂ بنو قریظہ۔ اس کے بعد
۱۸۔ غزوۂ بنو لحیان ہذیل سے۔ اس کے بعد
۱۹۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد
۲۰۔ غزوۂ بنو مصطلق بنو خزاعہ کے ساتھ۔ اس میں جنگ کرنا پڑی۔ اس کے بعد
۲۱۔ غزوۂ حدیبیہ۔ اس میں قتال کا ارادہ نہیں تھا، ہاں مشرکین نے ان کو روک لیا تھا۔ اس کے بعد
۲۲۔ غزوۂ خیبر ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے عمرۃ القضاء کا عمرہ کیا۔ اس کے بعد
۲۳۔ غزوۂ فتح مکہ ہے۔ اس کے بعد
۲۴۔ غزوۂ حنین تھا۔ اس میں آپ کو باقاعدہ جنگ لڑنا پڑی۔ اس کے بعد
۲۵۔ غزوۂ طائف ہوا۔ اس میں آپ نے محاصرہ کیے رکھا تھا۔ اس کے بعد
۲۶۔ غزوۂ تبوک ہوا۔ یہ آخری غزوہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑا ، حتیٰ قبضہ اللہ حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو قبض کر لیا ان میں سے نو غزوات میں آپ نے قتال کیا۔

وہ نو غزوات رسول جن میں آپ ﷺ نے قتال کیا

(۱) بدر (۲) اُحد (۳) خندق
(۴) قریظہ (۵) مُصطلق (۶) خیبر
(۷) فتح مکہ (۸) حُنین (۹) طائف

حضور ﷺ کے سرایا اور بعوث رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آنے سے لے کر اپنی وفات تک الی ان قبضہ اللہ الیہ پینتیس بعث اور سریہ تھے۔

غزوات وسرایا و بعوث مدینہ آمد سے وفات تک
پینتیس بعث اور سرایا ہوئے تھے

ا۔ غزوۂ عبیدہ بن حارث ثنیۃ المرۃ کے زیریں جانب، یہ ایک پانی کا مقام تھا حجاز میں۔ اس کے بعد
۲۔ غزوۂ حمزہ بن عبدالمطلب۔ ساحل سمندر کی طرف مقام عیص کے ایک زاویہ کی طرف اور بعض لوگ غزوۂ حمزہ کو مقدم کرتے ہیں غزوۂ عبید پر۔

۳۔ غزوۂ سعد بن ابو وقاص۔　　۴۔ غزوۂ عبداللہ بن جحش۔ نخلہ کی جانب۔

۵۔ غزوۂ زید بن حارثہ قردہ۔　　۶۔ غزوۂ مرثد بن ابو مرثد غنوی رجیع۔ اس میں آپ نے قتال کیا (دشمن سے ٹکرائے تھے)۔

۷۔ غزوۂ منذر بن عمرو اور بیر معونہ۔ صحابہ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے اور قتال کیا تھا۔

۸۔ غزوۂ ابوعبیدہ بن جراح۔ ذی القصہ کی طرف طریق عراق سے۔

۹۔ غزوۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ ارض بنو عامر پر۔　　۱۰۔ غزوۂ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ یمن میں۔

۱۱۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی۔ کلب لیث الکدید، وہ اس میں الملوح سے ٹکرائے تھے۔

۱۲۔ غزوۂ علی بن ابو طالب۔ بنو عبداللہ بن سعد کی طرف اہل فدک سے۔

۱۳۔ غزوۂ ابن ابوالعوجاء سُلمی بنو سلیم کی زمین میں۔ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے۔　　۱۴۔ غزوۂ عکاشہ بن محصن الغمرہ۔

۱۵۔ غزوۂ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ قطن ماء بنو اسد میں سے نجد کے کونے کی طرف، اس میں بھی مسلمان دشمن سے ٹکرائے تھے اس میں مسعود بن عروہ قتل ہو گئے تھے۔

۱۶۔ غزوۂ محمد بن سلمہ بنو حارثہ کے بھائی۔ ہوازن کے ایک مقام کی طرف۔　　۱۷۔ غزوۂ بشیر بن سعد بن مُرّہ فدک میں۔

۱۸۔ غزوۂ بشیر بن سعد۔ مقام کداء کی جانب۔　　۱۹۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ جموح، ارض بنو سُلیم میں۔

۲۰۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ جذام ارض حسماء پر اس میں بھی دشمن سے ٹکراؤ ہوا۔

۲۱۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ الطرق کھجوروں کے جھنڈ کے زاویہ پر عراق کے راستہ پر۔

۲۲۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ وادی قری میں، اس میں مسلمان بنو فزارہ کے ساتھ ٹکرائے تھے۔

۲۳۔ غزوۂ عبداللہ بن رواحہ۔ خیبر کے درمیان گزرا، دو میں سے ایک وہ ہے جس میں یسیر بن رزام یہودی قتل ہوا تھا۔

۲۴۔ غزوۂ عبداللہ بن عتیک۔ خیبر کی طرف، اس میں انہوں نے ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا اُحد اور بدر کے واقعہ کے درمیان کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے، انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

۲۵۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا تھا خالد بن سفیان ہذلی کی طرف، انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

۲۶۔ غزوۂ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابو طالب اور عبداللہ بن رواحہ۔ مؤتہ کی طرف، وہ اس میں شہید ہو گئے تھے۔

۲۷۔ غزوۂ کعب بن عمیر غفاری ذات طلاح۔ ارض شام میں وہ اور اس کے اصحاب سارے اسی میں کام آ گئے تھے۔

۲۸۔ غزوۂ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر بنو عنبر تمیم میں سے۔ وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۲۹۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی کلیب لیث۔ ارض بنی مُرّہ۔ وہ لوگ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۰۔ غزوۂ عمرو بن العاص ذات السلاسل۔ ارض بلیّ اور عذرہ۔

۳۱۔ غزوۂ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھی۔ بطن اضم کی طرف قبل از فتح مکہ، وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۲۔ غزوۂ ابن ابو حدرد۔ الغابہ کی طرف، اس میں وہ لوگ دشمن سے ٹکرائے تھے، اسی طرح کہا ہے اس جگہ ابن ابو حدرد نے۔ اور جو پہلے گزر چکی ہیں روایت اس میں ابو جدرد ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۹/۴۔۲۲۰)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد ذکر کی ہے ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ۔ اس کے بعد جہاد کے لئے ماہ صفر میں بارہ ماہ گزرنے پر، حتیٰ کہ آپ ودان میں پہنچ گئے، یہ غزوۂ ابواء تھا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کر کے مدینہ میں آمد، ۱۲/ ربیع الاول۔

۲۔ نبی کریم کا خروج جہاد کے لئے ۱۲ ماہ کے اختتام پر۔ ۳۔ پہلا سفر جہاد غزوۂ ابواء۔ مقام ودان پر۔

۴۔ غزوۂ بواطہ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الثانی میں غزوہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے، حتیٰ کہ بواطہ تک پہنچے ناحیہ رضوی۔

۵۔ غزوۂ العشیرہ (اس کا محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے)۔ جمادی الاولیٰ میں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا کرز بن جابر کی تلاش میں جانا ذکر کیا ہے۔

۶۔ غزوۂ بدر۔ ماہ رمضان یوم الجمعہ سترہ رمضان کی صبح کو۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق۔ ذی الحجہ میں بدر سے دو ماہ بعد۔ ۸۔ غزوۂ نجد۔ غطفان پر حملہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ نجران۔ اس میں آپ ﷺ قریش سے ٹکرانے کا ارادہ رکھتے تھے اور بنو سُلیم سے۔ اسی کے درمیان معاملہ بنوقینقاع بھی تھا۔

۱۰۔ غزوۂ اُحد۔ شوال ۳ھ ہجری۔ اس کے بعد ۱۱۔ غزوۂ بنونضیر۔ اور ان کا جلاوطن کرنا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ ذات الرقاع۔ اس کے بعد نکلے تھے۔ ۱۳۔ غزوۂ بدر۔ ابوسفیان وعدہ پر۔ اس کے بعد

۱۴۔ دومۃ الجندل کا غزوہ کیا۔ پھر واپس آ گئے تھے، وہاں تک رسائی سے قبل۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ خندق۔ ہوا تھا ۵ھ ہجری میں۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ بنوقریظہ۔ ذیقعدہ میں یا ذی الحجہ کے شروع میں، اس کے بعد نکلے تھے بنولحیان کی طرف۔

۱۷۔ غزوۂ بنولحیان۔ جمادی اولیٰ میں، اصحاب رجیع کی طلب میں نکلے تھے۔ اس کے بعد مدینہ آ گئے تھے مگر صرف چند راتیں ہی قیام کیا حتیٰ کی عیینہ بن حصن نے رسول اللہ کی اُونٹنیوں پر غارت ڈالی تھی، آپ ان کی طرف نکلے تھے اور اسی کا نام ہے۔

۱۸۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد ۱۹۔ غزوۂ بنومصطلق۔ شعبان ۶ھ ہجری میں۔

۲۰۔ قضیہ حدیبیہ پیش آیا۔ کیونکہ آپ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ خیبر۔ یعنی پھر وہ بقیہ محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد آپ ذیقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے تھے ۷ھ میں۔

۲۲۔ غزوہ مؤتہ۔ پھر آپ مدینہ میں مقیم ہوئے تھے مؤتہ کی طرف بھیجنے کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ اور رجب میں۔

۲۳۔ اس کے بعد آپ فتح مکہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ۲۴۔ غزوۂ حنین کی طرف چلے گئے تھے۔

۲۵۔ غزوۂ طائف۔ پھر وہ حنین سے طائف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد مدینہ واپس آ گئے تھے اور مدینے مقیم رہے تھے ذی الحجہ سے رجب تک، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا تھا غزوہ روم کے لئے۔ ۲۶۔ غزوۂ روم۔

۲۷۔ غزوۂ تبوک۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور لوگ نکل گئے حتیٰ کہ تبوک میں جا پہنچے، مگر اس سے آگے نہ بڑھ سکے یعنی یہ آپ کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

یہ تھی سلمہ کی روایت محمد بن اسحاق سے۔

☆☆☆

باب ۲۴۶

ا۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرنا (تحدیث نعمت کرنا)

۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

۳۔ نیز آپ ﷺ کی خصوصیات بطریق اختصار۔

۴۔ ہم نے کتاب السنن الکبریٰ کے کتاب النکاح میں وہ احکامات ذکر کئے ہیں۔

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نصرت بالرعب واعطيت جوامع الكلم ، وبينا انا نائم اذ جیء بمفا تيح خزائن الارض فوضعت بين يدی

رسول اللہ نے فرمایا : میں رعب (اور ہیبت) کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں جامع کلمات ادا کرنے کی طاقت دیا گیا ہوں۔ میں سورہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے آگے رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے ہیں اور تم لوگ ان کو اُسے کھود کھود کر نکال رہے ہو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید اور محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۶ ص ۳۷۲/۱)

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابومحمد بن ابوحامد مقری اور ابوبکر قاضی اور ابوصادق بن ابوالفوارس نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کی خصوصیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب و ہیبت کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ میں سورہا تھا اچانک زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے اور تم ان کو حاصل کررہے ہو اور نکال رہے ہو۔ (مسلم ۳۷۱/۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے اور ابن ملحان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے یہ کہ ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ (آگے راوی نے) مذکورہ حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ ہاں مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا ہے

مجھے پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ بے شک اللہ عزوجل ان کے لئے امور کثیرہ جمع کردیتے ہیں ایک امر میں یا دو امور جو کئی کئی کتب میں لکھے جاتے تھے اس سے قبل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے وہب سے۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم موضع سابق ص ۳۷۲/۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر چھ خصوصیات

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابوصادق عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن الحارث نے، ان کو ابویونس مولیٰ ابوہریرہ نے، اس نے ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ دشمن کے خلاف رعب اور خوف کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی گئی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں انبیاء پر فضلیت دیا گیا ہوں چھ خصوصیات کے ساتھ۔ (۱) مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ (۴) پوری زمین میرے لئے پاک ہے۔ اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے (کہ کسی بھی پاک جگہ نماز ہوسکتی ہے)۔ (۵) اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۶) میرے ساتھ نبی ختم کردیئے گئے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے، اس نے اسماعیل سے۔ (مسلم موضع سابق ص ۳۷۱/۲)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے۔ اس نے محمد بن حنفیہ سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اس قدر عطا کیا گیا ہوں کہ اتنا کوئی نبی عطا نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیزیں ہیں یارسول اللہ؟ فرمایا کہ (۱) رعب اور خوف کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۲) اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ (۳) اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔ (۴) اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنے والا بنادیا گیا ہے۔ (۵) اور میری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر بنادیا ہے۔ (مسند احمد ۳۰۱/۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر پانچ خصوصیات

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائنی نے، (وہیں پر) ان کو خبر دی بشر بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے سیار سے، اس نے یزید فقیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی ایک نبی کو بھی نہیں دی گئیں۔ (۱) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئی ہیں مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۳) میرے لئے

زمین پاک بنادی گئی اور پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ جس شخص کا نماز کا وقت ہو جائے وہ جہاں بھی ہو نماز پڑھ لے۔ (۴) اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت کے بقدر۔ (۵) اور مجھے شفاعت کبریٰ کا حق اور اختیار دیا گیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سنان سے، اس نے ہشیم سے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/ ۳۷۰۔۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمانؒ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم ثقفی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ قطان نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں ایک رات میں رسول اللہ کی تلاش میں نکلا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کسی نواحی بستی کی طرف گئے ہیں، میں نے تلاش کی آپ کو پالیا۔ ایک جگہ پر آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے نماز خاصی لمبی کر دی۔ اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے آج رات پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں تھیں۔ (۱) میں اسود و احمر کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسود و احمر سے مراد جن وانس مراد ہیں۔ (۲) اور میں رعب اور خوف کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں، میرا دشمن مجھ سے مرعوب ہو کر کانپتا ہے حالانکہ وہ ایک ماہ کے طویل مسافت پر مجھ سے دور ہوتا ہے۔ (۳) اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔ (۴) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۵) اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب آپ مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور میں نے اس اختیار کو اپنی اُمت کے لئے چھپا رکھا ہے کہ میں ان کی شفاعت کروں گا اس شخص کے لئے جو اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ ۱/ ۱۳۲۔ مسند احمد ۵/ ۱۶۱۔۱۶۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، اب دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو سالم ابو حماد نے سُدی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل عطا نہیں ہوئیں انبیاء میں۔ (۱) میرے لئے زمین پاک بنادی گئی ہے اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے، انبیاء میں سے کوئی بھی نماز نہیں پڑھتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے محراب اور عبادت کے حجرے میں پہنچ کر عبادت کرتا تھا۔ (۲) اور مجھے رعب اور ہیبت عطا کر دی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت سے کہ میرے اور مشرکوں کے درمیان مہینہ بھر کی مسافت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خوف ڈال دیتا ہے۔ (۳) نیز ہوتا یہ تھا کہ انبیاء کرام اپنی قوم کے لئے خاص طور پر بھیجے جاتے تھے اور میں جن وانس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۴) اور انبیاء کرام غنیمت میں سے خمس نکال کر الگ رکھ لیتے تھے اور آگ آتی اور اسے کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں اس کو اپنی اُمت کے غریبوں میں تقسیم کر دوں۔ (۵) نیز کوئی نبی باقی نہیں بچا مگر اس کو اس کا سوال عطا کر دیا گیا ہے، جبکہ میں نے اپنی دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے مؤخر کر رکھی ہے۔ (مسند احمد ۱/ ۳۰۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اسفہانی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی مالک بن مغول نے، ان کو زبیر بن عدی نے، ان کو مُرّہ ہمدانی نے عبد اللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور اس کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا تو حضور ﷺ نے کو تین چیزیں دی گئیں، پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ کی اُمت کے ان لوگوں کے لئے مغفرت کر دی گئی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک بن مغول سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/ ۱۵۷)

حضور ﷺ کی دیگر لوگوں پر تین خصوصیات

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو ابو عوانہ نے، اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ابن مثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابو عوانہ نے، ان کو ابو مالک نے، ان کو ربعی بن حراش نے، ان کو حذیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دیگر لوگوں پر تین طرح سے فضلیت دی گئی ہے۔ (۱) ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئی ہیں۔ (۲) اور مجھے یہ آیات یعنی سورۃ بقرہ کا آخری دی گئی ہے، اللہ کے عرش کے نیچے خزانے میں سے۔ (۳) مجھ سے پہلے کوئی ایک بھی ان میں سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی میرے بعد ان میں سے کسی کو دی جائیں گی۔
(مسلم۔کتاب المساجد ص ۱/۳۷۱)

حضور ﷺ کو توراۃ، انجیل اور زبور کے بدلے قرآن کی سورتیں دی گئیں ہیں

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران نے قتادہ سے، اس نے ابوالملیح سے، اس نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا ہوں۔ (یعنی سورۃ بقرہ سے سورۃ براء تک)۔ اور زبور کی جگہ سو آیات سے زائد آیات والی سورتیں دیا گیا ہوں۔ اور انجیل کی جگہ پر، المثانی (سات آیات والی مکرر بار بار پڑھی جانے والی) عطا کی ہیں۔ اور مفصلات کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ ہم آخر میں آنے والے قیامت میں اول آنے یعنی سبقت کرنے والے ہوں گے۔ (فیض القدیر ۱/۵۶۵)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد احمد بن محمد بن مزاحم ادیب صفار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور ابن ابوزیاد نے، ان کو ابوالزناد نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ آخر والے قیامت میں پہلے ہوں گے اور سبقت کرنے والے سوائے اس کے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے۔ پھر یہ ہے ان کو وہ دن جوان پر فرض کیا گیا انہوں نے اختلاف کرلیا (اس کے بارے میں) اور ہمیں اللہ نے اس کے لئے ہدایت دے دی۔ لوگ اس چیز میں ہمارے پیچھے اور تابع ہیں۔ یہود (جیسے) آنے والے کل صبح اور عیسائی (جیسے) کل صبح کے بعد۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث شعیب بن ابوحمزہ سے اور مسلم نے حدیث ابن عیینہ سے پھر دونوں نے ابوالزناد سے۔
(بخاری۔کتاب الانبیاء۔مسلم۔کتاب الجمعہ ص ۲/۵۸۵)

"میں اولادِ آدم کا سردار ہوں .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان مرادی نے، اور سعید بن عثمان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن بکر نے اوزاعی سے، اس نے ابوعمار سے، اس نے عبداللہ بن فروخ سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کی زمین پھٹے گی باہر آنے کے لئے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا شخص ہوں گا اور میں پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ہوں گا جس کی سفارش اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔ (مسند احمد ۱/۵ : ۳ : ۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد سوسی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اوزاعی سے، ان کو حدیث بیان کی شداد ابوعمار نے، وہ ہم میں ہی سے ایک آدمی تھے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ

فروخ نے، ان کو ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور میں آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے۔

(مسلم۔فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۸۲)

شفاعت کبریٰ کا پس منظر

(۱۶)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابو احمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو محمد بن بشر نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ابو زرعہ نے، ان کو ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس گوشت لایا گیا اور ان کو بکری کے گوشت کی نلی اٹھا کر دی گئی کیونکہ آپ کو نلی پسند تھی۔ آپ نے اس میں سے منہ کے ساتھ گوشت کاٹا تھوڑا سا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے اور ان کو داعی سنوائے گا (اپنا اعلان) اور نظر ان سب پر پڑے گی (میدان ہموار ہونے کی وجہ سے)۔ اور سورج قریب ہو جائے گا اور سب لوگ غم اور کرب کی انتہاء کو پہنچے ہوں گے۔ کچھ بھی برداشت نہیں کر سکیں گے اور بعض لوگ بعض سے کہیں گے تم دیکھ نہیں رہے ہم سب کس مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں؟ کیا تم یہ دیکھ نہیں رہے؟ کہ پریشانی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو ہماری سفارش کر دے تمہارے رب کے آگے؟

شفاعت کے لئے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم کے پاس جاؤ۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے، اے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ نے آپ کو دست قدرت سے خود تخلیق فرمایا تھا اور آپ کے اندر روح پھونکی تھی اور فرشتوں کو حکم دیا تھا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کیفیت سے دوچار ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس اذیت کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں؟

مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا رب آج کے دن اس قدر غضب میں ہے اس قدر غضب میں نہ پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد ہوگا۔ اس نے مجھے منع کیا تھا کہ فلاں درخت سے نہیں کھانا مگر مجھ سے اس کی نافرمانی ہو گئی تھی مجھے اپنے نفس کا ڈر ہے۔ وہ فرمائیں گے: نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ نوح علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ دھرتی پر پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام عبداً شکورا رکھا تھا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حد تک پریشان ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں ہوا نہ بعد میں کبھی ہوگا، میں نے اس سے دنیا میں ایک دعا مانگ لی تھی اس نے مجھے منع کر دیا تھا (مشرک بیٹے کی سفارش)۔ مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے۔ تم لوگ جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ
ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا سب لوگ جائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، اور جا کر کہیں گے، آپ اللہ کے نبی ہیں اس کے خلیل ہیں، اہل زمین میں سے ہمارے لئے سفارش کیجئے اپنے رب کے ہاں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے وہ حالت جو ہمیں پہنچی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے، بے شک میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھا نہ ہی

اس کے بعد ہوگا۔ اور وہ اپنے کذبات ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنے نفس کا خوف ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

پھر وہ آئیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔ وہ کہیں گے، اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو فضیلت دی ہے اپنا رسول ہونے کی، اپنا کلیم بنانے کی سارے لوگوں میں سے۔ آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے اپنے رب کی طرف، آپ دیکھتے نہیں وہ کیفیت جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں پہنچی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے بے شک میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی بعد میں ہوگا۔ میں نے ایک انسان مار دیا تھا جس کے مار دینے کا مجھے حکم نہیں تھا آج مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے، بلکہ تم لوگ جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

سب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ مہد میں جھولے میں ہوتے تھے، لوگوں سے کلام کیا کرتے تھے آپ اللہ کی طرف سے کلمہ ہیں، جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا تھا، آپ رُوح اللہ کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ ہمارے بارے میں سفارش کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس اذیت میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں جو ہمیں مصیبت پہنچی ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا نہ آئندہ کبھی آئے گا مگر انہوں نے کوئی گناہ ذکر نہیں کیا۔ وہ کہیں گے مجھے اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

شفاعت کبریٰ کے منصب کے حامل خصوصیت کے حق دار ہماری اُمیدوں اور آرزوؤں کے مرکز شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ عالی میں پوری انسانیت شفاعت کے لئے التجا کرے گی اور آپ شفاعت فرمائیں گے

لہٰذا سب حضرت محمد رسول اللہ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کی بارگاہ عالی میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کرب میں مبتلا ہیں اور ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں چلوں گا اور عرش کے دروازے پر حاضر ہوکر اپنے رب کی بارگاہ عالی میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولیں گے اور مجھے الہام کریں گے اپنی حمدیں اور حسن ثنا جو اس نے مجھ سے قبل کسی کے لئے نہیں کھولی ہوں گی۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر سجدے سے اُٹھایئے اور مانگئے اس کو عطا کیا جائے گا اور آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور میں کہوں گا اور میں عرض کروں گا۔

> ''اے میرے ربّ! میری اُمت پر رحم فرما، میری اُمت پر رحم کر۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنی اُمت کے اس طبقے کو باب ایمن سے داخل کیجئے جنت کے دروازوں میں سے۔ جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے اور وہ لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ دیگر دروازوں سے داخلے کے حق دار ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک جنت کے دروازوں کی دونوں چوکھٹوں کے درمیان مسافت اتنی ہوگی جیسے مکہ اور ہجر کے درمیان کی مسافت ہے''۔ (یہ ایک عظیم شہر تھا جو کہ بلاد بحرین کا قاعدہ و پائندہ تھا)۔ یا جیسے مکہ اور بُصریٰ کا فاصلہ ہے (یعنی بصریٰ مشہور شہر تھا دمشق سے تین مراحل پر)

مسلم نے اس طویل روایت کو نقل کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا دوسرے طریق سے ابوحیان سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن برہان الغزال نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو قاسم بن مالک مزنی نے، مختار بن فلفل سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا قیامت کے دن، اور قیامت کے دن تمام انبیاء سے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بے شک بعض انبیاء قیامت کے دن ایسے بھی ہوں گے جب کوئی نبی آئے گا تو اس کے ساتھ اس کا صرف ایک تابعدار ہوگا اس کی تصدیق کرنے والا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مختار بن فلفل سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۸۴۔۱۸۶)

حضور کو لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن الہاد سے، اس نے عمرو بن ابوعمرو سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فرمارہے تھے، بے شک میں پہلا شخص ہوں گا لوگوں میں سے کہ زمین (قبر) پھٹے گی میری پیشانی کی جگہ سے قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور مجھے لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن جو جنت میں داخل ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔

میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کے کونڈے پکڑ کر ہلاؤں گا فرشتے کہیں گے یہ کون ہے؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں۔ لہٰذا وہ میرے لئے کھولیں گے میں پالوں گا الجبار کو میں اس کے لئے سجدہ کروں گا وہ فرمائے گا، اے محمد! سر سجدے سے اُٹھایئے اور بات کیجئے تیری بات سُنی جائے گی اور کہئے تجھ سے قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے تیری شفاعت مانی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا اُمتی اُمتی یا ربّ۔ اے میرے ربّ! میری اُمت کو معاف کردے۔ وہ فرمائے گا تم اپنی اُمت کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جنت میں داخل کردو۔

آگے حدیث ذکر کی اس شخص کے بارے میں جس کے دل میں آدھے جو کے برابر ایمان ہو، اس کے بعد جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ اس کے بعد اس کے نکالنے کے بارے میں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہیں کرتا تھا۔ (مسند احمد ۳/۱۴۴)

حضور ﷺ کے لئے ابواب جنت کا کھلنا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے آخرین میں بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ عبدی نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے سلیمان بن مغیرہ سے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور کھلواؤں گا جنت کا دربان کہے گا آپ کون ہیں؟ میں بتاؤں گا کہ میں محمد ہوں، وہ کہے گا کہ، مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو الناقد سے اور زہیر سے، اس نے ہاشم سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۳ ص ۱/۱۸۸)

حضور ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو جعفر بن ربیعہ نے، ان کو صالح بن عطاء بن حباب نے، ان کو عطاء بن ابو رباح نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

بروز قیامت امام وخطیب .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو احمد زبیری نے، ان کو شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے طفیل بن اُبی بن کعب سے، اس نے اپنے والد سے،

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں لوگوں کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کا شفاعت کنندہ ہوں گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی۔کتاب المناقب۔حدیث ۳۶۱۳۔ص ۵/۵۸۶)

زہیر بن محمد سے اس کا متابع لائے ہیں۔

حضور ﷺ کا اپنی اُمت سے شفقت اور شفاعت کرنا .... (۲۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان دونوں نے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے، اس نے ابونضرہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ بصرہ شہر کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی نبی ایسا نہیں تھا بلکہ ہر ایک کی کوئی مقبول دعا ہوئی تھی۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا تھا حضرت ابن عباس نے بصرہ کے منبر پر۔ انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی نبی اس کے سوا نہیں گزرا، ہر ایک کی ایک خاص دعا ہوا کرتی تھی جس کو وہ دنیا میں ہی پورا کرالیا کرتا تھا۔ جبکہ میں نے اپنی ایسی دعا کو اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرنے کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کررکھا ہے۔ خبردار بے شک میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی اُٹھنے کے لئے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد، اس کے نیچے آدم اور ماسوا ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور شفاعت والی حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

فرمائیں گے کہ میں اس منصب کا حق دار نہیں ہوں مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا، لیکن تم لوگ دیکھتے ہو کہ اگر ایک ایسے برتن میں کچھ چیز ہو اور اس پر مہر لگادی جائے تو کیا پھر اس چیز تک پہنچا جاسکتا ہے جو اس کے اندر ہو جب تک کہ وہ مہر نہ توڑ دی جائے۔ وہ لوگ کہیں گے واقعی اس چیز تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ عیسیٰ بمعہ دوسرے کہیں گے محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ آج کے دن موجود ہیں اور ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوچکے ہیں (یعنی وہ حساب کتاب سے پاک ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے لئے ہمارے پروردگار کے سامنے شفاعت کیجئے حتیٰ کہ ہمارے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ لہٰذا میں کہوں گا کہ بے شک میں اس کا حق دیا گیا ہوں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود جس کے لئے چاہے گا اجازت دے گا اور پسند کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ وہ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے تو اعلان کرنے والا اعلان کردے گا کہ کہاں ہے احمد اور اس کی اُمت؟ میں اُٹھ کھڑا ہوں گا اور میری اُمت بھی میری اتباع کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ان کے چہرے اور ہاتھ پیر چمک رہے ہوں گے وضو کے اثر کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم آخر والے قیامت میں اوّل ہوں گے ہم آخری اُمت ہیں، مگر اور حساب کتاب میں اول ہوں گے۔ اور دیگر اُمتیں ہمارے رستے سے ہٹادی جائیں گی۔ اور اُمتیں کہیں گی قریب ہے یہ اُمت سارے انبیاء ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں باب جنت پر پہنچوں گا اور کھلواؤں گا، پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟ میں کہوں گا احمد ہوں، لہٰذا میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ اور میں اپنے ربّ تک پہنچ جاؤں گا، وہ کرسی پر موجود ہوگا۔ لہٰذا میں سجدے میں گر جاؤں گا اور میں اپنے ربّ کی تعریف کروں گا محامد کے ساتھ کہ اس جیسی حمدوں کے ساتھ کہ مجھ سے قبل کسی نے تعریف نہیں کی ہوگی، نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی حمدوں کے ساتھ اس کی تعریف کرے گا۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھایئے اور کہئے تمہاری بات سُنی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

لہٰذا میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے ربّ میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے۔ لہٰذا کہا جائے گا جایئے جا کر جہنم سے اس کو نکال لیجئے جس کے دل میں اتنی اتنی خیر ہو۔ میں جاؤں گا اور جا کر ان کو نکال لاؤں گا۔ پھر جا کر میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر سجدے سے اُٹھایئے اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ میرے لئے کوئی حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں ان کو نکال لوں گا۔ (مسند احمد ۱/ ۲۸۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۷۲)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء مقری نے، وہ ہمارے پاس حج کرنے آئے تھے، ان کو حدیث بیان کی ابوسعید خلیل بن احمد بن خلیل قاضی سجزی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو ابوعبیداللہ یحیٰی بن محمد سکن نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے ضبیب بن عبدالرحمٰن سے، اس نے حفص بن عاصم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے لئے ان کے بیٹوں کو عظمت دی۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹوں میں سے بعض کی بعض پر فوقیت و فضیلت کو دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے مجھے دیکھا سب لوگوں کے نیچے سے اُبھرتے اور بلند ہوتے نور اور روشنی کی صورت میں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ وہ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہے۔

(۲۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو محمد بن حیوۃ نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو منصور بن ابوالاسود نے، ان کو لیث نے ربیع بن انس سے (ح)۔

بعض دیگر خصوصیات رسول

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد شابہ شاہد نے ہمدان نے، ان کو ابوالعباس فضل بن فضل شاہد نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ احمد بن علی نے، ان کو خلف بن ہشام بزاز نے، ان کو حبان بن علی عنزی نے، ان کو لیث بن ابوسُلیم نے، ان کو عبیداللہ بن زحر نے ربیع بن انس سے انہوں نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں گا زمین میں سے خروج کے اعتبار سے جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ آئیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک لئے جائیں گے، میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس دن کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اولادِ آدم میں اپنے ربّ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے اردگرد ہزار خادم پھرتے ہوں گے (اتنے خوبصورت) جیسے کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۰ ص ۵/ ۵۸۵)

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ عزت و شرافت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور فرمایا کہ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس دن۔ فرمایا کہ گویا کہ سفید انڈے ہیں چھپائے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

محمد بن فضیل نے اس کے متابع بیان کی ہے عبیداللہ بن زحر سے، اسی طرح خبر دی اس کو ابومنصور احمد بن علی دلبغانی نے مقام بیہق میں۔

ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے (ح)۔ ان کو عبدان الاہوازی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے مسند میں، ان کو خبر دی وکیع نے ادریس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اودی نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ یہ آیت :

عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا

کہ حضور نے فرمایا اس سے مراد الشفاعة ہے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۱۳۷ ص ۵/ ۳۰۳)

اللہ کے نزدیک اکرم الخلائق قیامت میں حضرت محمد ﷺ ہوں گے

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے عاصم سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور بے شک تمہارا صاحب (محمد ﷺ) خلیل اللہ ہے اور بے شک محمد قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت دار ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھا :

عسی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا

آدم علیہ السلام کے پانچ سردار بیٹے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو عدی بن ثابت نے ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اولادِ آدم کے سردار پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر ان میں سے بہتر محمد ﷺ ہیں۔ (مستدرک للحاکم ۲/۵۴۶)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے بشر بن شغاف ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایام دنیا میں سے اعظم یوم جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی۔ اس میں قیامت قائم ہوگی اور سب سے زیادہ محترم اور عزت والا اللہ کا خلیفہ اللہ کے نزدیک ابوالقاسم محمد ﷺ ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر رحم کرے پس ملائکہ اور فرشتوں کا کیا مقام ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔

پھر فرمایا، اے بھتیجے کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتے کیا ہیں؟ کون ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ (فرشتے) ایک مخلوق ہیں۔ جیسے زمین ایک مخلوق ہے، آسمان ایک مخلوق ہے، جیسے بادل ایک مخلوق ہیں، جیسے پہاڑ مخلوق ہیں، جیسے ہوائیں مخلوق ہیں، جیسے اور تمام مخلوقات۔ بے شک تمام تر مخلوقات میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی مخلوق ابوالقاسم (محمد ﷺ) ہیں۔ بے شک جنت آسمانوں میں ہے (رفعتوں اور بلندیوں پر ہے)۔ اور بے شک جہنم زمین میں ہے (یعنی نیچے ہے)۔ پس جس وقت قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک ایک نبی کی اُمت کر کے بھیجے گا حتیٰ کہ احمد ﷺ اور آپ کی اُمت تمام اُمتوں کے آخر میں ہوں گے مرکز ہونے کے اعتبار سے۔

فرمایا کہ اس کے بعد جہنم کے اُوپر ایک پُل نصب کیا جائے گا، اس کے بعد منادی کرنے والا منادی کرے گا، کہاں ہیں احمد اور ان کی اُمت؟ لہٰذا حضور کھڑے ہوں گے آپ کے پیچھے اُمت بھی کھڑی ہو جائے گی نیک بھی اور بد بھی۔ پس لوگ پُل کو پکڑیں گے (یعنی اس پر چڑھنا چاہیں گے)۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا لہٰذا وہ اس میں دائیں بائیں حیران پریشان ہوں گے اور نبی کریم ﷺ اور نیک لوگ آپ کے ساتھ نجات پا جائیں گے اور فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ ان کی منازل اس میں دیکھیں گے جنت کے اندر تیرے دائیں اور بائیں طرف۔ حتیٰ کہ آپ اپنے ربّ کے پاس پہنچیں گے۔ لہٰذا ان کے لئے کرسی رکھی جائے گی۔

انہوں نے حدیث ذکر کی تمام انبیاء کے بارے میں۔

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو مسعودی نے، ان کو سعید نے یعنی ابن ابوسعید نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ـ (سورۃ الأنبیاء : آیت ۱۰۷)

فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لایا اس کے لئے رحمت پوری ہوگئی دنیا میں اور آخرت میں ۔ اور جو شخص نہیں ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ عافیت دے دیا گیا اس مصیبت سے جو پہلی اُمتوں کو پہنچتی تھی ۔ جلدی جلدی دنیا میں کوئی عذاب ۔ مثلاً زمین میں دھنس جانا، شکلیں تبدیل ہوجانا اور پتھر برسا کر ماردینا ۔ یہ حضور کی رحمت ہے دنیا میں ۔

حضور ﷺ عالمی نبی ورسول ہیں .... (۳۰) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے، ان کو حفص بن عمیر عدنی نے حکم بن ابان سے، اس نے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن عباس سے، وہ فرماتے تھے بے شک اللہ عزوجل نے فضیلت دی ہے محمد ﷺ کو اہل آسمان اور انبیاء کرام پر ۔ لوگوں نے پوچھا، اے ابن عباس حضور ﷺ کی اہل آسمان پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان سے فرماتے ہیں :

ومن يقل منهم انى اله من دونه فذلك نجزيه جهنم كذلك نجزى الظالمين
(سورۃ انبیاء : آیت ۲۹)

جو ان میں سے یہ کہے کہ میں الہ و معبود ہوں اللہ کے سوا بھی وہی ہے وہ جس کو جہنم کی جزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتے ہیں :

انا فتحنالك فتحا مبينا ليغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تاخر
(سورۃ فتح : آیت ۱)

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے ۔

لوگوں نے کہا، اے ابن عباس! انبیاء کرام پر حضور ﷺ کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ـ (سورۃ ابراہیم : آیت ۴)
ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ ان کی اپنی قوم کی زبان کے بھیجے تھے ۔

اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا :

وما ارسلناك الا كافة للناس ـ (سورۃ سبا : آیت ۲۸)

چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کے لئے بھیجا ۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو حسن بن عباس رازی نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل ہاں مگر انہوں نے یہ کہا ہے، اے ابن عباس! اور زیادہ کیا ہے نبی کے ذکر میں آیت کے بعد۔ تحقیق لکھ دی گئی اس کے لئے براءت آگ سے اور اس کے آخر میں کہا ہے، بھیجا تھا ان کو جن وانس کی طرف ۔ وہ فرماتے تھے، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔

(۳۲) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابوالعباس اصم ؒ نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے ابوعثمان مکی سے، اس نے عبداللہ بن کثیر سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں نافلة لك (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) کہ یہ حکم آپ کے لئے زیادہ ہے ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ یہ نافلة کسی کے لئے نہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے ۔ خصوصی طور پر اس لئے کہ تحقیق ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے گئے تھے ۔ لہٰذا آپ جو بھی عمل کرتے تھے فرض عمل کے ساتھ نافلة ہوتا تھا سوائے فرض عمل ۔ اس لئے کہ وہ یہ عمل گناہوں کے

کفارے میں نہیں کرتے تھے جبکہ دیگر لوگ فرض کے ماسوا جو عمل کرتے ہیں وہ اپنے گناہوں کے کفارہ میں کرتے ہیں۔لہٰذا لوگوں کے لئے نوافل واضافی عمل نہیں بلکہ یہ خصوصی طور پر نبی کے لئے ہے۔

اللہ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابو طاہر عنبری نے، ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابو بکر محمد بن نضر جارودی نے، ان کو ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی نے، حالانکہ میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عباد یحییٰ بن عباد ضبعی نے سعید بن زید سے، اس نے عمرو بن مالک نکری سے، اس نے ابو الجوزاء سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا، اللہ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا ہی نہیں کی جو اللہ کے نزدیک محبوب ہو۔محمد ﷺ سے میں نے نہیں سُنا کہ اللہ نے کسی کی زندگی اور حیات کی قسم کھائی ہو، مگر حضور کی زندگی کی اللہ نے قسم کھائی ہے قرآن میں :

لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون

تیری زندگی کی قسم ہے کافر اپنے کفر کے نشے میں حیران وسرگردان ہیں۔

مراد ہے کہ وحياتك انهم لفي الخ

(۳۴) بہر حال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الملک بن ابو عثمان زاہد نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے، ان کو محمد بن ولید بن ابان ابو جعفر نے مکہ میں، ان کو ابراہیم بن صدقہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے آدم علیہ السلام پر دو خصوصیتوں کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے کہ میرا شیطان کافر تھا (قرین)۔اللہ نے میری مدد کی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور میری بیویاں میری معاون ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی معاون تھی ان کی غلطی کرنے پر۔

یہ روایت ہے محمد بن ولید بن ابان کی، اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جو حدیث وضع کرتے خود گھڑتے تھے۔مصنفؒ نے خود ہی اس روایت کے راوی کو وضاع الحدیث تسلیم کیا ہے۔(مترجم)

حضرت آدم کا حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دینا .... (۳۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، ان کو ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور عدل نے بطور املاء کے، ان کو ابو الحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ان کو ابو الحارث عبد اللہ بن مسلم فہری نے مصر میں ابو الحسن نے کہا کہ یہ ابو عبیدہ بن جراح کے گروہ میں تھے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلمہ نے، ان کو خبر دی عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے عمر بن خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطاء کا اعتراف کر لیا تو عرض کی،

''اے میرے ربّ میں آپ سے سوال کرتا ہوں حق محمد کے ساتھ کہ آپ میری مغفرت کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم تم محمد کو کیسے جانتے ہو؟ میں نے تو ابھی اس کو پیدا بھی نہیں کیا ہے۔انہوں نے جواب دیا، اے میرے ربّ آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی، میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ یونہی کسی کے نام کو نہیں جوڑ لیا بلکہ وہ ساری مخلوق سے آپ کو زیادہ محبوب ہے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، سچ کہا آپ نے اے آدم۔بے شک میری ساری مخلوق سے مجھے زیادہ محبوب ہے جب تم نے اس کے حق کے ساتھ سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ہے، اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''۔

اس روایت کے ساتھ عبد الرحمن بن زید بن اسلم منفرد ہے اس طریق سے اس سے۔اور وہ ضعیف بھی ہے۔واللہ اعلم

(مترجم کہتا ہے) کہ امام بیہقیؒ نے حدیث کے راوی عبدالرحمن کا تفرد بنایا ہے اور خود ہی اس کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔ نیز یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام احمد نے اور نسائی نے میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۶۴ علامہ عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے۔

اہل جنت کی پکار ان کے ناموں سے ہوگی کنیت سے نہیں

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ پڑھی گئی (یہ روایت) ابوعلی محمد بن محمد اشعت کوفی کے سامنے مصر میں جبکہ میں سُن رہا تھا۔ انہوں نے اقرار کیا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے مدینۃ الرسول میں، ان کو حدیث بیان کی ابو اسماعیل بن موسیٰ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے لئے کنیت استعمال نہیں کی جائیں گی بلکہ نام سے پکارے جائیں گے سوائے آدم علیہ السلام کے ان کی کنیت استعمال کی جائے گی ابومحمد ﷺ کے نام سے تعظیم و توقیر کے لئے۔

حضور کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو

(۳۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن احمد صحاف کوفی نے، ان کو عیسیٰ بن عبدالرحمن نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابواسحاق نے علقمہ سے اور اسود سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

لا تجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضًا ۔ (سورۂ نور : آیت ۶۳)

جیسے تم لوگ بعض بعض کو بلاتے ہو، اس طرح رسول کو نہ پکارا کرو۔

انہوں نے کہا کہ یعنی یوں نہ کہا کرو یا محمد۔ بلکہ کہا کرو یا رسول اللہ، یا کہا کرو یا نبی اللہ۔

باب ۲۴۷

انبیآء کرام کے درمیان تفضیل و ترجیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(سورۂ بقرہ : ۲۵۳)

وہ (مذکور) جملہ انبیآء و رسل ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت و عظمت عطا کی ہے۔

تشریح : اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے درمیان فضیلت و عظمت میں تفاوت اور فرق قائم کر رکھا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال و اشکال وارد ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فوقیت و ترجیح نہیں دینی چاہیے؟ مصنفؒ اس کا جواب دینے کے لئے فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

جواب : بہر حال اخبار وحدیث جو انبیاء کے درمیان تفضیل وترجیح سے نھی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں سوائے اس کے نہیں کہ اہل کتاب کے مجادلہ کے بارے میں آئی ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کی ان کے انبیاء کو فضیلت دینے کی بابت۔

کیونکہ مخایرۃ کا عمل یعنی ایک دوسرے سے فوقیت وترجیح دینے کا عمل جب دو مختلف ادیان کے درمیان واقع ہوگا تو لازمی بات ہے کہ ہر ایک دونوں سے جس کو فضیلت دے گا تو دوسرے کی تنقیص اور کمی کا مرتکب بھی ہوگا لامحالہ۔ لہٰذا اس طرح وہ کسی نبی کی تنقیص شان کر کے کفر کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کرنا کفر ہے۔ لہٰذا کفر کا مرتکب ہو جائے گا اور بہر حال جب ترجیح اور تفضیل کا یہ عمل ایک مسلم کی طرف سے ہوگا تو وہ صرف اس افضل سے واقفیت کا ارادہ کرے گا اور چاہے گا اور وہ دو نبیوں کے درمیان تقابل اس لئے کرے گا تا کہ اس کے سامنے زیادہ ارجح کا راجح واضح اور ظاہر ہو جائے۔ اور یہ بات ممنوع اور منھی عنہ نہیں ہے اس لئے کہ رُسُل جب ایک دوسرے سے فضیلت کے حامل ثابت ہوں گے تو اس کے لئے واجب ہوگا افضل کا حق افضل کو ملے۔ اور یہ فضیلت اس کا حق ہوگا۔ اور حق جب ثابت اور واجب ہو جاتا ہے تو ادا کرنے کی طرف رہنمائی نہیں ہوتی مگر اس کی معرفت کے بعد اور اس کے مستحق کی معرفت کے بعد۔ لہٰذا افضل کی معرفت حاصل کرنا ایک ضرورت ہوگی۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دلالت ورہنمائی بھی ہو۔ اور محتاج الیہ چیز یعنی ضروری چیز کے علم کی طلب اس کی جانب سے اعلام وآگاہی جو مقرر رہو اس قبیل سے ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

یہ قول عبد اللہ حلیمیؒ کا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا کونا پکڑے کھڑے ہوں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیب نے، ان کو خبر دی ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے تلخ کلامی کی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو چن لیا اور سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا ہے، گویا اس نے قسم کھا کر کہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان کو طیش آگیا اس نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔

وہ یہودی نبی کریم کے پاس شکایت لے کر چلا گیا۔ اس نے جا کر حضور ﷺ کو خبر دی اپنے اور مسلمان کے معاملے کی، نبی کریم نے فرمایا :

لا تخیرونی علیٰ موسیٰ ۔ ترجمہ : مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔

فان الناس یصعقون ۔ ترجمہ : قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

فاکون اول من یفیق ۔ ترجمہ : لہٰذا میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔

فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش ۔ ترجمہ : میں اچانک دیکھوں گا کہ وہ عرش کے کونے پکڑے کھڑے ہوں گے۔

فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی

مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔

ام کان ممن استثنیٰ اللّٰہ عزوجل

یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے بیہوشی سے بچا لیا تھا (اس لئے مجھے ان پر ترجیح نہ دیں، یہ ایک گویا ان کی بھی وجہ ترجیح ہے)۔ مترجم

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن عبدالرحمن نے، اس نے ابوالیمان سے۔
(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ حدیث ۳۴۰۸۔ فتح الباری ۶/۴۴۱۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب فضل موسیٰ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان کو عبداللہ بن فضل نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ او بین الانبیاء علیھم السلام

مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دیا کریں، یا کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان۔

اسی طرح کہا ہے ابوسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ فتح الباری ۶/۴۵۰۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۶۰ ص ۴/۱۸۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو حجین بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن فضل ہاشمی نے عبدالرحمن اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان پیش کر رہا تھا اس طرح ابوہریرہ نے یہودی کا قصہ ذکر کیا اور راوی اسی بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول ذکر کیا :

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ ۔ (ترجمہ) مجھے اللہ کے نبیوں میں فضیلت نہ دیا کرو۔

اور آخر میں یہ قول اضافہ کیا ہے :

لا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی ۔ (ترجمہ) میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی ایک شخص (نبی) افضل ہے یونس بن متی سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح اپنے طول کے ساتھ۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۴۶)

مجھے موسیٰ بن متیٰ پر فضیلت مت دو .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعلی بن حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو وہب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ایوب بن یونس نے، ان کو وہب بن عمرو بن یحییٰ نے عمارہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوسعید خدری سے، یہ کہ انصار میں سے ایک آدمی نے بازار میں کسی یہودی آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا بشر پر۔ مسلمان نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا اے خبیث آدمی کیا ابوالقاسم (محمد ﷺ) پر بھی اس کو برتری دی تھی۔

چنانچہ وہ سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر کہا کہ ابوالقاسم فلاں مسلم نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے۔ مسلمان نے بتایا کہ یارسول اللہ میں بازار میں گزر رہا تھا اور وہ یہ بات کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنایا، میں نے کہا اے خبیث کیا ابوالقاسم پر بھی برگزیدہ بنایا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کو اس بات پر تھپڑ مار دیا تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا، مجھے انبیاء کے درمیان ترجیح نہ دیا کرو، قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی میں سر اٹھا کر دیکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کو پاؤں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا دنیا میں ایک بار جو بے ہوش ہوئے تھے اسی کے ساتھ ان کا حساب برابر کر لیا گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ایوب بن یونس کے۔ ابوداؤد نے اس کو مختصر کیا ہے موسیٰ سے۔ (ابوداؤد۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۶۷۱۔ ۴/۲۱۷)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے سفیان ثوری سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری۔ احادیث الانبیاء)

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذ باری نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن محمویہ سکری نے بصرہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد قلانسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، اس نے سُنا حمید بن عبدالرحمن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

ما ينبغي للعبد ان يقول انا خير من يونس بن متى

کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم بن ابوایاس سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو نصر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ولید بن شعبہ نے، ان کو سعید بن ابراہیم نے، ان کو حمید بن عبدالرحمن نے، اس نے ابو ہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

لا ينبغي لاحد ان يقول انا خير من يونس ابن متى

کسی ایک کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے۔

(بخاری۔ مسلم ۱۸۴۶/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اس نے ابو نصر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی ابو عمر حوضی نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ انہوں نے فرمایا کسی بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں، یونس بن متی سے۔ اور آپ نے منسوب کیا ہے ان کی ماں کی طرف۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں، ابو عمر سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے، اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے۔

امام بیہقیؒ کی وضاحت

جس شخص نے ترجیح دینے اور فضیلت دینے کے بارے میں کلام کیا ہے، وہ اس طرف گیا ہے کہ اس نے چاہا اور یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس پر فضیلت دے باوجود یکہ وہ فرار کر گئے تھے اور ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس پر صبر نہیں کیا تھا جس کا ان کو گمان تھا کہ قوم کو پہنچے گا عذاب۔

باقی وہ روایت جو ہم نے نقل کی ہے حدیث اعرج سے، اس نے ابو ہریرہ سے (یعنی ۳ روایت) وہ اس مذکورہ تاویل کو منع کرتی ہے بلکہ وہ اس شخص کے قول کو صحیح بتاتی ہے جو اس موقف کی طرف گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل کی بابت کلام کرنے سے رُک جانا چاہئے۔

امام ابو سلیمان الخطابی کی وضاحت

اور ابو سلیمان الخطابیؒ (معالم السنن ۳۰۹/۴) نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل سے نہی کا معنیٰ ترک تخییر و تفضیل ہے ان کے درمیان خاص کر بایں ترجیح و تفضیل کہ ان میں سے دوسرے بعض کی تنقیص بھی ہو۔ بے شک یہ بات بسا اوقات انبیاء کے بارے میں اعتقاد کی خرابی اور فساد تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کے جو حقوق واجب ہیں ان میں خلل واقع کرنے کا موجب بنتی ہے اور ان پر ایمان لانے کی جو غرض و مقصد ہے اس میں خلل کا موجب بن سکتی ہے۔

سطور بالا کی توضیح

اس مذکور کا مطلب ومعنیٰ یہ ہیں کہ ان کے درمیان تسویہ اور برابر ہونے کا اعتقاد رکھے ان کے درجات کے اندر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق یہ خبر دے دی ہے کہ اس میں ان کے درمیان فضل اور بزرگی کا معیار قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

تلك الرسل فضلنا بعضهم ـ منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات

(سورہ بقرہ : آیت ۲۵۳)

یہ رُسل ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت دی ہے کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ نے جو کلام فرمایا۔ اور بعض کے درجات بلند کر دیئے۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق وتوجیہ وتاویل از خطابی

شیخ خطابی نے اس کے بعد کلام کیا ہے حدیث ابو ہریرہ پر جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انا سید ولد آدم میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور حدیث ابن عباس پر جس میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا لا تفضلونی علی یونس ابن متیٰ کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

تحقیق بہت سارے لوگوں نے وہم کیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ہے یہ اس طرح ہے کہ حدیث ابو ہریرہ میں خبر دی ہے کہ وہ اولاد آدم کے سردار ہیں جبکہ سردار افضل ہوتا ہے عوام سے یعنی اس سے جس پر وہ سردار ہے۔ اور حدیث ابن عباس میں کہا ہے کہ کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حالانکہ اس بارے میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کا یہ فرمان انا سید ولد آدم۔ اس میں آپ خبر دے رہے ہیں اس اکرام کے بارے میں جو اللہ نے ان پر اکرام فرمایا ہے فضیلت دینے کا اور سرداری عطا کرنے کا۔ اور آپ تحدیث نعمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس نے ان پر نعمت فرمائی ہے۔ اور اعلام ہے اطلاع اور آگاہی ہے آپ کی اُمت کے لئے اور اطلاع واعلام ہے اس بات کا آپ اپنی خصوصیت کا محل ہیں اور حدیث مرکز ہیں۔ یہ اعلام وآگاہی آپ ﷺ کو اس لئے دی تا کہ ان کے اہل دعوت کا ایمان آپ کی نبوت کے ساتھ اور ان کا اعتقاد اس کی طاعت کے بارے میں اسی کے شایان شان ہو جائے۔

حضور ﷺ کا یہ بیان کرنا اپنی اُمت کے لئے اور اس کا اظہار کرنا ان لوگوں کے لئے حضور ﷺ پر لازم تھا اور فرض تھا۔ باقی رہا حضور ﷺ کا قول یونس علیہ السلام کے بارے میں اس دو طریقوں سے تاویل وتوجیہ کی گئی ہے۔

توجیہ اوّل

ایک تو یہ ہے کہ یہ قول ما ینبغی لعبد ۔ میں حضور ﷺ نے اپنے ماسوا کا ذکر کیا ہے اور اپنے ماسوا ہی مراد لئے ہیں کہ کسی آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، یعنی دیگر لوگوں کو تنبیہ ہے، اپنے بارے میں نہیں۔

توجیہ ثانی

یہ ہے کہ یہ قول عام مطلق ہے۔ یعنی حضور کے بارے میں بھی ہے اور دیگر لوگوں کے بارے میں بھی۔ پھر یہ قول آپ کی عاجزی اور کسر نفسی پر محمول ہوگا اور اپنے ربّ کے لئے تواضع کرنے پر محمول ہوگا۔ گویا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ میرے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ وہ فضیلت جو میں نے پائی ہے وہ بھی تو محض اللہ کی طرف سے اکرام وانعام ہوا ہے مجھ پر۔ اور وہ خصوصیت جو مجھے حاصل ہوئی ہے میں نے بذات خود نہیں پائی اور نہ ہی میں اس تک اپنی قوت وقدرت سے پہنچا ہوں۔ اس لئے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں اس پر فخر کروں۔ بلکہ وہ تو مجھے محض ربّ کی عنایت سے حاصل ہوئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے خصوصاً یونس علیہ السلام کا ذکر

کیوں کیا ہے اس بارے میں (واللہ اعلم)۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُوپر ان کی شان بیان کی ہے اور وہ بھی ان کے صبر میں کمی ہوئی تھی اپنی قوم کی طرف سے ایذا پہنچنے پر کہ آپ غصے ہو کر نکل گئے تھے اور صبر نہیں کیا تھا جیسے الوالعزم من الرسول نے صبر کیا تھا۔

امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں

کہ دونوں توجیہوں سے یہی توجیہ اولیٰ ہے۔ اور حدیث کے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔ تحقیق اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے یہ روایت آچکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے۔ لہٰذا اس روایت میں عموم ہے کل انبیاء کے لئے۔ لہٰذا حضور ﷺ بھی من جملہ ان میں شامل ہوں گے۔ (معالم السنن ۴/۳۱۰-۳۱۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل بن حکیم سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، کسی نبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے اور ابوسلیمان خطابی نے دوسرے مقام پر دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سیادت یعنی آپ کا یہ قول انا سید اولاد ادم و لا فخر یہ ہے قیامت کے دن کے بارے میں جب آپ کو شفاعت کے معاملے میں تمام انبیاء سے مقدم کیا جائے گا۔ اور یہ جو منع کیا کہ میری میرے ماسوا پر تفضیل نہ کی جائے اس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اگرچہ آپ دارین میں فضیلت یافتہ ہیں اللہ کی جانب سے۔ اور آپ کا یہ فرمان ولا فخر اس کا مطلب ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں اللہ کی نعمت کے شمار و بیان کے لئے فخر و استکبار کے لئے نہیں۔ کیونکہ جو شخص فخر کرتا ہے وہ ایسے فخر میں بڑھتا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ قول میری طرف سے بر سبیل فخر نہیں ہے، جس میں زیادتی اور کبر و غرور داخل ہو جائے۔

ساری مخلوق سے بہتر ابراہیم علیہ السلام تھے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو زیاد بن ایوب نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے۔ ان کو مختار بن فلفل نے، وہ ذکر کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے کہا خیر البریۃ اے ساری مخلوق سے بہتر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذاك ابراهيم عليه السلام وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۳۹)

تشریح امام بیہقیؒ

اس مذکورہ حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے تواضع اور عاجزی کی راہ چلی ہے کیونکہ آپ اپنے کے لئے تواضع و عاجزی کرنے کے لئے اپنے سامنے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وفد بنو عامر سے آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے کہا تھا انت سيدنا و ذو الطول علينا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے اُوپر عطایا کرنے والے ہیں۔ تو فرمایا تھا کہ ٹھہر ٹھہر، تم لوگ اپنی بات کرو تمہیں شیطان نہ کھینچ لے۔ سردار اللہ عزوجل ہے۔ اور آپ نے حدیث عمر بن خطاب میں ارشاد فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم

مجھے بڑھا کر نہ گھٹاؤ جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کو بڑھا کر گھٹایا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں عبد ہوں لہٰذا یوں ہی کہا کرو۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو ابومسعود احمد بن فرات نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عمر بن

خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم مجھے اس طرح بڑھا کر نہ گھٹانا جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کے ساتھ کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بندہ ہوں لہٰذا کہا کرو اللہ کا بندہ اور رسول۔ (فتح الباری ۶/۴۷۸۔ مسند احمد ۱/۲۳، ۲۴، ۴۷، ۵۵)

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابراہیم بن ہیثم بلدی نے، ان کو آدم بن ایاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا :

یا سیدنا ابن سیدنا خیر نا و ابن خیرنا

اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہم سے بہتر اور ہم میں سے بہتر شخص کے بیٹے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس طرح اُنچا کرو میرے مرتبے سے اُوپر جس مرتبے پر اللہ نے مجھے فائز کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۱۵۳)

تفضیل وترجیح محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں
(امام بیہقی ؒ کی وضاحت)

میں کہتا ہوں کہ جس نے تفصیل کے بارے میں بات کی ہے اس نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے مراتب اور خصائص میں کئی وجوہ ذکر کیے ہیں۔ ان تمام خصائص اور وجوہ کے تذکرہ کی یہ کتاب متحمل نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ان میں سے ایک وجہ کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش بطریق اختصار کرتے ہیں۔

فضیلت رسول کی وجہ اول : یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین تھے (یعنی جنوں اور انسان سب کے رسول تھے)۔

وجہ ثانی : یہ ہے کہ رسول کا شرف رسالت کے شرف سے ہے اور آپ کی رسالت اشرف الرسالات ہے۔ بایں صورت کہ اس رسالت نے پہلے والی تمام رسالات کو منسوخ کر دیا ہے اور اس کے بعد کوئی رسالت نہیں آئے گی جو اس کو منسوخ کر سکے۔

وجہ ثالث : یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی حیات اور زندگی کی قسم کھائی ہے۔

وجہ رابعہ : اللہ تعالیٰ نے یہ سب باتیں ان کے لئے جمع کر دیں تھیں کہ ان پر فرشتے اُتارے اور خود ان کو اُوپر چڑھا کر فرشتوں کے ٹھکانوں تک لے گئے اور ان کو فرشتوں کا کلام سُنوایا۔ اور ان کو فرشتہ اپنی اصلی صورت وشکل میں دیکھایا گیا جس صورت پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو جنت وجہنم کی اخبار واطلاعات بہم پہنچادیں۔ لہٰذا آپ کا علم دار التکلف اور دار الجزا یعنی دنیا اور آخرت کے مشاہدے پر مبنی ہوگیا۔

وجہ خامس : آپ کے ساتھ مل کر فرشتوں کا جہاد کرنا۔

وجہ سادس : وہ خصائص جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو مخصوص کرے گا وہ ہے مقام محمود جس کا اللہ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔ عسیٰ ان یبعثك ربكَ مقام محمو دًا (سورۂ اسراء : آیت ۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

وجہ سابع : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو نہیں مخاطب کیا مگر نبی کے ساتھ یا رسول کے ساتھ، جبکہ آپ کے ماسوا دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا ہے (صرف خود نہیں بلکہ) جب دیہاتیوں نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو ان کے نام یا کنیت کے ساتھ پکارا تو ان کو اس بات سے منع فرما دیا اور ارشاد ہوا :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً

(سورۂ نور : آیت ۶۳)

رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

چنانچہ ان لوگوں کو اپنی تعظیم کا حکم دیا اور ان کو حضور ﷺ سے پیش قدمی کرنے سے منع کیا۔ اور ان کو ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے سے منع کیا اور ان لوگوں کو عیب لگایا جنہوں نے حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا تھا۔ علاوہ ازیں دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جن کی تشریح کے ساتھ کتاب طویل ہو جائے گی مگر وہ امور مذکور ہیں کتب اہل وعظ وتذکیر میں۔

وجہ ثامن : یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دنیا میں تمام انبیاء سے زیادہ معجزات اور علم ہیں۔ بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر معجزات واعلام ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ حلیمیؒ فرماتے ہیں

کہ ان اعلام ونشانات میں باوجود ان کی کثرت کے ایک دوسرا معنی اور مفہوم بھی ہے۔ وہ یہ کہ متقدمین کے اعلام میں وہ چیز نہیں ہے جو اختراع کی مقتضی ہو۔ یہ بات خاص طور پر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اعلام میں ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو آپ کے اعلام ودلائل میں آپ کے وقت ولادت سے آپ کی بعثت کے وقت تک، پھر آپ کی ہجرت تک اور آپ کی وفات تک باقاعدہ تاریخ کے ساتھ درج ہیں، یا وفود کے آپ کے پاس آنے کے وقت کے ساتھ، تحقیق باقی رہ گئے تھے آپ کے وہ دلائل واعلام اور معجزات جو اس کے اکثر حصے میں ذکر نہیں کیے جا سکے تھے ان کے وقت پر یا میں ان سے غافل رہ گیا تھا جن کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ آپ کی وفات کے ذکر سے قبل۔ لہٰذا ہم نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تھا ان کے نقل کرنے کے بارے میں اس جلد کے بعد۔ و باللہ التوفیق

کتاب دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب شریعۃ کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ہے اور اس کے ساتھ جلد ترجمہ جلد ششم بھی آرہا ہے۔ انشاء اللہ

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین

ترجمہ جلد خامس محض اللہ کے فضل وکرم سے ختم ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز ونیاز عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بندہ حقیر کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور حصول جنت کا ذریعہ بنائے اور تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا ربّ العلمین

۱۳/ اگست ۲۰۰۸ عیسوی

۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۹ ہجری

بوقت مغرب

اختتام جلد پنجم

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحب شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارالاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

جلد ۳

حصہ ششم، ہفتم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس

ضخامت : 512 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿.......... ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

فہرست دلائل النبوۃ ۔ جلد ششم

باب ۱۳۵

باب ۱۳۶

مجموعۂ ابواب ۱۳۷

باب ۱۳۸

باب ۱۳۹

☆☆☆

دلائل النبوۃ عنوانات ۔ حصہ ہفتم

☆☆☆

باب ۱

درختوں کا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور مجموعی طور پر وہ منقول حدیث جس میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہنے کا ذکر ہے۔ وغیرہ ذالك

یہ سب علامات نبوت میں سے ہیں

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظؒ نے ان کو خبر دی ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے بغداد میں ان کو احمد بن یاد بن مہران سمسار نے ان کو ہارون بن معروف نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابواسحق فقیہ نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو محمد بن عباد مکی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو یعقوب بن مجاھد ابوحرزہ نے، عباد بن ولید بن عبادہ بن صامت سے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد روانہ ہوئے علم کی طلب میں انصار کے اس قبیلے میں تاکہ ان لوگوں کے فوت ہونے سے پہلے پہلے (ان سے کچھ علم دین حاصل کرلیں) لہٰذا اس سلسلے میں جو شخص پہلے پہلے ہم سے ملا وہ ابوالیسر صحابیٔ رسول تھے۔ (ان کا نام کعب بن عمرو تھا بیعت عقبہ اور بدر میں شریک رہے اور معرکہ بدر میں ان کی عمر بیس سال تھی اور اصحاب بدر میں سب سے آخر میں انتقال ہوا)۔ اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا بھی تھا۔ اس نے وہی کچھ ذکر کیا جو اس نے ان سے سنا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ حتیٰ کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس آئے ان کی مسجد میں۔ انہوں نے بھی وہی کچھ ذکر کیا جو انہوں نے ان سے سنا تھا۔

یہاں تک کہ اس نے کہا جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے، جابر نے کہا تھا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے حتیٰ کہ ہم وادی افیح میں اُترے تھے۔ (یعنی وسیع میدان میں) پس رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے چلے گئے میں بھی پانی کا برتن لے کر ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا حضور اکرم ﷺ نے ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی چیز آپ کو نظر نہ آئی جس کے ساتھ وہ آڑ کر کے چھپ کر قضاء حاجت کریں آپ نے اچانک دیکھا تو دو درخت میدان کے کنارے پر نظر آئے (وادی میں)۔

حضور اکرم ﷺ کے بلانے پر دو درختوں کا چل کر آنا (معجزۂ رسول)

حضور اکرم ﷺ ان میں سے ایک کی طرف چلے گئے اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑا اور اس کو فرمایا کہ میری اطاعت کرو اللہ کے حکم کے ساتھ لہٰذا وہ درخت حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ اس طرح چلا آیا جیسے نکیل ڈالا ہوا اونٹ چلا آتا ہے اپنے کھینچنے والے کے ساتھ۔ حتیٰ کہ دوسرے درخت کے پاس آگئے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا کہ تم میری تابعداری کرو اللہ کے حکم کے ساتھ وہ بھی ساتھ چلا آیا اس کی طرح حتیٰ کہ جب نصف فاصلے پر آگئے دونوں کے مابین آپ نے دونوں کو جمع کر دیا اور ملا دیا اور فرمایا کہ تم دونوں میرے لئے آپس میں مل جاؤ اللہ کے حکم کے ساتھ لہٰذا وہ دونوں باہم مل گئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ۔ میں نکلا تیزی سے دوڑتا ہوا اس ڈر کے مارے کہ رسول اللہ ﷺ میرا قریب آنا محسوس نہ کرلیں لہٰذا میں حضور اکرم ﷺ سے دور ہو گیا اور میں بیٹھ گیا اور دل میں کچھ سوچنے لگا کہ اچانک دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سامنے آرہے ہیں اور دونوں درخت

الگ الگ ہوگئے میں اور ہر ایک اپنے تنے پر کھڑا ہوا ہے۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوگئے اور اپنے سر سے مجھے اشارہ کیا (یعنی یہاں آؤ) ہارون بن معروف نے کہا کہ یہ بتاتے ہوئے ابواسماعیل نے دائیں بائیں اشارہ کیا اپنے سر کے ساتھ۔

حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے عذاب قبر ٹل گیا (معجزۂ رسول)

اس کے بعد آپ آگے آئے۔ جب میرے پاس پہنچے تو فرمایا اے جابر کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ دیکھ لی ہے میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا کہ تم جاؤ ان دو درختوں میں سے ہر ایک سے ایک ٹہنی توڑ کر (یا کاٹ کر) لے آؤ۔ اور جب اس جگہ پر کھڑے ہو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک ٹہنی کو اپنی دائیں جانب چھوڑ دینا اور دوسری کو اپنی بائیں جانب چھوڑ دینا۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور میں نے ایک پتھر اُٹھایا اور اس کو توڑا اور اس کو تیز کیا (چھری کی مثل) لہٰذا وہ تیز ہوگیا پھر میں ان درختوں کے پاس آیا میں نے ہر ایک سے ایک ٹہنی کاٹی پھر میں ان کو گھسیٹتا ہوا لے آیا حتیٰ کہ جب میں آ کھڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کے قیام کرنے کی جگہ پر تو میں نے ایک ٹہنی اپنی دائیں جانب چھوڑ دی دوسری اپنی بائیں جانب چھوڑ دی۔ پھر میں آپ کے پاس آ گیا میں نے بتایا کہ میں نے یہ کام کرلیا ہے پس یہ کس وجہ سے ہوا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دو قبروں کے پاس گذرا تھا جو عذاب دی جارہی تھی میں نے پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان دونوں سے تخفیف کر دی جائے جب تک دونوں ٹہنیاں گیلی رہیں گی۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے پانی زیادہ ہوگیا (معجزۂ رسول)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! وضو کے لئے آواز لگا دو میں نے آواز لگائی خبردار! وضو کرلو ہوشیار! وضو کرلو۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے قافلے والوں کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پایا۔

کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا رسول اللہ ﷺ کے لئے پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ پرانی مشکوں میں۔ مشک لٹکانے کی [illegible] ی (کنگنی) پر جو کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم فلاں انصار کے پاس جا [illegible] رجا کر دیکھو اس کی مشکوں میں کچھ پانی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اس کے پاس میں نے جا کر دیکھا تو میں نے نہ پایا مگر ایک قطرہ [illegible] مشک کے منہ پر رُکا ہوا تھا۔ اس قدر قلیل تھا کہ اگر میں اس کو اُنڈیل دوں تو سوکھی مشک اس کو پی جائے گی میں چلا آیا اور آ کر حضور اکرم ﷺ کو بتایا۔ کہ میں نے پایا ہے [illegible] صرف ایک قطرہ مشک کے کونے میں سے الگ انڈیلوں گا تو سوکھی مشک اس کو پی جائے گی۔

فرمایا جاؤ تم وہی میرے پاس لے کر آؤ۔ لہٰذا میں لے آیا آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا پھر آپ نے [illegible] لہا میں نہیں جانتا کہ کیا کہا اور اپنے ہاتھوں کو نچوڑا۔ اس کے بعد وہ مجھے دے دیا۔ اور فرمایا اے جابر! آپ ایک تھال (گن) منگوالو۔

میں نے آواز دی کہ قافلے میں کوئی تھال والا ہے (جس کے پاس تھال ہو) لہٰذا اس نے وہ لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اس کو تھال میں انڈیل دیا اور پھیلا دیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ کیا اور ہاتھ پھیلا کر اس کو تھال کی گہرائی میں رکھ دیا۔

پھر فرمایا اے جابر! لیجئے میرے ہاتھ پر پانی ڈالئے اور پڑھیے بسم اللہ۔ پس میں نے پانی ڈالا اس پر اور میں نے کہا بسم اللہ اتنے میں میں نے دیکھا کہ پانی فوارے مارنے لگا رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان پھر تھال میں سے پانی اُبلنے لگا اور تھال میں گھومنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے (تھال یا ٹب) بھر گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! آواز لگاؤ جس کو پانی کی ضرورت ہو لے جائے۔

کہتے ہیں کہ لوگ آئے انہوں نے پانی بھرلیا خوب سیر ہوگئے میں نے پوچھا کیا کسی کو مزید پانی کی ضرورت ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے تھال میں سے اپنا ہاتھ اُٹھالیا اور وہ بدستور بھرا ہوا تھا۔

بھوک کے وقت حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے

لشکر اسلام کو مچھلی کا گوشت ملا

اور لوگوں نے بھوک کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا کھلائے گا چنانچہ ہم لوگ مقام سیف البحر پر آئے اللہ نے ایک جانور (ساحل پر) پھینک دیا ہم نے اس کے آدھے حصے پر آگ جلائی اور اسے بھونا۔ اور اُبالا۔ اور خوب کھایا اور ہم خوب شکم سیر ہوگئے۔

حضرت جابر ؓ کہتے کہ میں اور فلاں آدمی اور فلاں پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کی گولائی میں داخل ہوکر سما گئے تھے۔ اس طرح پر کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ حتیٰ کہ ہم باہر نکل آئے۔ اور ہم نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اُٹھائی اس کو ہم نے کمان کی طرح کھڑا کیا۔ اس کے بعد ہم نے لشکر میں سے لمبا آدمی بلایا اور بڑا اُونٹ لائے اور بڑا پالان لائے اس پر بیٹھا کر پسلی کی گولائی کے نیچے سے گزارا اس کو اپنا سر نیچا نہیں کرنا پڑا تھا (یعنی وہ آرام سے نیچے سے گزر گیا) یہ الفاظ ہیں حدیث ابن آدمی کے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اپنی صحیح میں ہارون بن معروف اور محمد بن عباد سے۔

(مسلم۔ کتاب الزہد۔ حدیث جابر الطویل۔ حدیث ۷۴ ص ۲۳۰۶۔۲۳۰۹)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق صغانی نے، ان کو ابوالجواب نے ان کو عمار ابن زریق نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے علقمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر زلزلہ آیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی زندگی میں ان کو اس بات کی خبر دی گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو اصحاب محمد ہیں ہم لوگ آیات برکات (برکت کی نشانیاں) دیکھتے تھے اور تم آیات عذاب اور ڈرد یکھتے ہو۔

آپ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا (معجزۂ رسول)

ایک مرتبہ ہم لوگ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے یکا یک نماز کا وقت ہوگیا۔ جب کہ ہمارے پاس پانی نہیں تھا بس تھوڑا سا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ پانی منگوالیا اور اس کو ایک تھالی کے اندر ڈال دیا۔ اور اس کے اندر اپنی ہتھیلی رکھ لی لہٰذا پانی آپ ﷺ کی اُنگلیوں سے پھوٹنے لگا آپ نے آواز لگادی وضو کرنے والے آجائیں اور برکت اللہ کی طرف سے ہوئی۔ لہٰذا لوگ چلے آئے انہوں نے وضو کیا اور پانی پیا۔ میں تو ایسا ہوگیا کہ مجھے کسی چیز کی فکر ہی نہ رہی مگر صرف وہی جس کو میں اپنے پیٹ میں کرلوں حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ برکت اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتی ہے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث بیان کی سالم بن جعد کو انہوں نے بتایا کہ یہ حدیث مجھے بیان کی ہے جابر نے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ پندرہ سو تھے۔

تحقیق بخاری نے نقل کیا حدیث جابر کو دوسرے طریق سے اعمش سے۔ اور حدیث مسعود کو حدیث منصور سے اس نے ابراہیم سے تحقیق وہ گذر چکی ہے باب عمرۂ حدیبیہ میں اپنے مشہور دور سمیت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقریٔ نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے یوسف بن یعقوب قاضی سے۔ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے اور حصین نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں ہم لوگوں کو سخت پیاس لگی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی کے ایک ٹب یا تھال میں رکھا اپنے آگے سے لہٰذا پانی آپ کی انگلیوں کے بیچ سے جوش مارنے لگا گویا کہ وہ چشمے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پینا شروع کرو اللہ کا نام لے کر لہٰذا ہم لوگوں نے پانی پیا اور پانی ہم لوگوں سے زیادہ ہو گیا کافی ہو گیا۔ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔باب غزوۃ الحدیبیہ۔حدیث ۱۴۵۲۔فتح الباری ۷/۴۴۱۔کتاب المناقب۔حدیث ۳۵۷۶۔فتح الباری ۶/۵۸۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم بن احمد اردستانی حافظ نے اس میں جو میں نے ان کے سامنے پڑھی تھی بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالمالک بن ابوالشوارب نے ان کو خبر دی جعفر بن سلیمان نے ان کو جعد ابوعثان نے انس بن مالک سے اس نے جابر ﷺ سے انہوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی شدید پیاس لگنے کی۔کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اپنا دست مبارک اس ٹب میں رکھ دیا اور فرمایا کہ پانی بھرتے جاؤ میں نے دیکھا کہ چشمے ابل رہے تھے نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے۔(مسند احمد ۳/۳۴۳)

باب ۲

کھجور کے خوشہ کا چلنا جسے حضور اکرم ﷺ نے اپنے پاس بلایا تھا اس کا حضور اکرم ﷺ کے سامنے ٹھہر جانا۔اس کے بعد آپ کی اجازت کے ساتھ اپنی جگہ پر واپس چلے جانا۔اس میں جو دلائل نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان۔ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن عیسیٰ واسطی نے ان کو عبیداللہ بن عائشہ نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے،ان کو ابوعمرو بن سماک نے،عبداللہ بن ابوسعید سے،اس نے عبیداللہ بن محمد بن عائشہ سے،ان کو خبر دی حماد بن سلمہ نے،ان کو علی بن زید نے،ان کو ابورافع نے،ان کو عمر بن خطاب نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام حجون میں تھے اور آپ شدید مغموم تھے اس لئے کہ آپ کو مشرکین نے ایذا پہنچائی تھی۔عرض کرنے لگے اے اللہ! آج مجھے کوئی معجزہ دکھا دو جس کے بعد مجھے پرواہ نہ رہے اس کی جو میری تکذیب کرے۔کہتے ہیں کہ آپ کو حکم ملا آپ نے درخت کو آواز دی اہل مدینہ کی گھاٹی کے پیچھے سے وہ زمین کو چیرتا ہوا چلا آیا۔ آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے اس کو حکم دیا وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔کہتے ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے پرواہ نہیں ہے جو میری تکذیب کرے میری قوم میں سے۔(البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۴۴)

اور واسطی نے کہا ہے اپنی روایت میں کہ آپ نے درخت کو آواز دی وادی کے ایک کنارے سے وہ زمین کو چیرتا ہوا آ گیا۔اور آ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔اس کے بعد راوی نے ذکر کیا ہے۔تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے ابواب مبعث میں عمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، مبارک بن فضالہ سے، اس نے حسن سے، وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کی کسی گھاٹی کی طرف نکل گئے تھے آپ اس وقت شدید مغموم تھے آپ کی قوم کے لوگوں نے جو آپ کی تکذیب کی تھی اس لئے آپ نے دعا کی۔

اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی ایک نشانی دکھائیے جس سے میرے دل کو سکون واطمینان حاصل ہو جائے اور میرا غم دور ہو جائے۔

اللہ نے ان کی طرف وحی کی۔ کہ آپ اس درخت کی جس ٹہنی کو چاہو بلاؤ آپ ﷺ نے ایک ٹہنی کو بلایا وہ اپنی جگہ سے کھچ گئی پھر زمین پر گر گئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئی پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلی جا اور وہ واپس چلی گئی اور سیدھی ہو گئی جیسے پہلے تھی جس پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور آپ کا دل خوش ہو گیا۔

اور پھر حضور اکرم ﷺ واپس چلے آئے اور مشرکین حضور اکرم ﷺ سے کہتے رہتے تھے کہ اے محمد! کیا آپ کبھی اپنے باپ دادا کی فضیلت بھی بیان کرتے ہیں؟ (گویا کہ وہ یہ اعتراض کرتے تھے اس لئے کہ ان کے معاشرے میں تو اسی پر فخر کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

افغیر اللّٰہ تأ مرونّی اَعْبُدُ ایھا الجاھلون سے لے کر ۔ کن من الشا کرین تک (سورۃ الزمر : آیت ۶۴)

(البدایۃ والنہایۃ ۶ ۱۳۵)

امام بیہقیؒ کا تبصرہ

۱۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مرسل روایت (جس میں تابعی صحابی کا نام چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دی ہے) سابق موصول روایت (جس میں تابعی اور صحابی نے سند رسول اللہ تک پہنچائی ہے) کے لئے شاہد ہے (اور تائید ہے)

۲۔ یہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے درخت کو تابع کر دیا تھا حتی کہ اس کو آپ کی نبوت کی دلیل اور نشانی بنا دیا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے دلیل طلب کی تھی۔

۳۔ اور آپ ﷺ کی نبوت کی شہادت دی تھی درخت نے بعض روایات میں۔ یہ بات اس روایت میں جو ہمارے شیخ نے ذکر کی تھی (جس کو ہم ابھی درج کرتے ہیں)۔

معجزۂ رسول دیکھ کر اعرابی کا مسلمان ہو جانا

(۳) ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے یہ کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ وراق نے اس کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن ابان جعفی نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ابوحیان سے اس نے عطاء سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک دیہاتی آیا جب حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ (کیا جانا چاہتے ہو؟) اس نے بتایا کہ اپنے گھر میں حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تجھے خیر سے دلچسپی ہے؟ اس نے پوچھا کہ وہ خیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس دیہاتی نے پوچھا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہو کیا اس کے کوئی شاہد اور دلیل بھی ہے؟ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ درخت شاہد ہے یہ دلیل ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کو بلایا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا لہٰذا وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آ کر حضورا کرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے اس سے شہادت طلب کی تین بار لہٰذا اس نے ان کے لئے شہادت دی جیسے فرمایا تھا اس کے بعد وہ اپنی اُگنے کی جگہ پر واپس چلا گیا اور دیہاتی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور اس نے کہا کہ اگر میری قوم نے میری بات مانی اور اتباع کی تو میں ان کو ساتھ لے کر آرہا ہوں۔ ورنہ میں خود آپ کے پاس لوٹ آؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۵)

کھجور کے خوشے کو حضورا کرم ﷺ کے پاس آتا دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے، ان کو خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، ان کو ابوعلی حامد بن محمد رفاء نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو محمد بن سعید بن اصفہانی نے، ان کو خبر دی شریک نے سماک سے اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس کہنے لگا کہ میں کس چیز کے ذریعے یہ سمجھوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مجھے بتاؤ کہ اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلاؤں اور وہ آ جائے تو کیا تم شہادت دو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! کہتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا اور خوشہ کھجور سے زمین پر گر گیا۔ اور حرکت کرنے لگا حتی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اس سے کہا واپس چلا جا لہٰذا وہ واپس چلا گیا۔ اور اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ اس اعرابی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوقتادہ کے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد بن سعید سے۔

(مستدرک حاکم ۲/۶۲۰۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۱۲۵)

معجزۂ رسول دیکھ کر جادوگر کا کہنا

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو ابوقتادہ نے، اعمش سے، اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ بنو عامر کا ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے کہا کہ میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں۔ اگر مجھے جنون کا مرض ہے تو میں آپ کو دوا دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس نے کہا اس کھجور کے اس خوشے کو بلا کر دکھاؤ۔ حضورا کرم ﷺ نے ان کو بلایا چنانچہ وہ اپنی دُم پر حرکت کرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا واپس چلا جا اور وہ واپس چلا گیا۔ اس نے کہا اے بنو عامر! میں نے اس آدمی سے بڑا اور کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔ (مسند احمد ۱/۲۲۳)

میں عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں آپ کی مہر (نبوت) دیکھ کر علاج کروں گا

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو خبر دی ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو محمد بن عمرو قشمرد نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن نصر نے ان کو محمد بن حازم نے وہ ابومعاویہ ہیں اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ کہا کہ مجھے وہ مُہر نبوت دکھایئے جو آپ کے کندھوں کے درمیان ہے حتی کہ میں آپ کا علاج کروں گا کیونکہ میں عرب کا بڑا طبیب ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راوی نے مذکورہ روایت کی مثل اس سے زیادہ مفصل روایت ذکر کی ہے مگر اس میں جنون کا ذکر نہیں ہے۔ اور اسی کو محمد بن ابوعبیدہ نے بھی روایت کیا ہے اپنے والد سے، اس نے اعمش سے، اس نے ابوظبیان سے، اس نے ابن عباس سے، اس کے مفہوم کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۴)

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن علی خسرو جزری نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عمر بن علاء جرجانی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر عبد صالح نے ان کو ابن ابوعبیدہ نے، ان کو ان کے والد نے اعمش سے اس نے ابوظبیان سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بنوعامر کا ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے کہا کہ میرے پاس علم ہے اور طب ہے آپ بتائیں آپ کو کیا شکایت ہے؟ کیا آپ کے دل میں کوئی شئی شک ڈالتی ہے؟ آپ کس کی طرف دعوت دیتے اور بلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس نے کہا آپ جو بات کہتے ہو اس پر آپ کے پاس کوئی ثبوت کوئی نشانی بھی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہے اگر آپ کو دلچسپی ہے تو میں آپ کو کوئی نشانی دکھاتا ہوں۔

آپ کے سامنے درخت کھڑا تھا آپ ﷺ نے اس کی ٹہنی سے کہا یہاں آئیے اے ٹہنی! لہٰذا ٹہنی درخت سے کٹ کر گرگئی حرکت کرتی ہوئی حضور اکرم ﷺ کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا واپس چلی جاوہ واپس چلی گئی۔ اس عامری نے کہا اے آل عامر بن صعصعہ میں آپ کو ملامت نہیں کروں گا کسی شئی پر جو آپ کہتے ہیں۔ کچھ بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۲۴۔۱۲۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ابوقماش نے، ان کو ابن عائشہ نے عبدالواحد بن زیاد سے، اس نے اعمش سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا یہ کیا قول ہے جو تیرا صاحب کہتا ہے؟ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور کے خوشے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس کی دلچسپی ہے کہ میں تمہیں کوئی نشانی دکھاؤں۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خوشے کو بلایا وہ نیچے گر کر زمین کو چیرتا ہوا آگے آیا سجدہ کرتا اور اپنا سر اٹھاتا حضور اکرم ﷺ کے سامنے رک گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ واپس چلا گیا۔ عامری یہ دیکھ کر چلا گیا وہ کہہ رہا تھا اے ابن عامر بن صعصعہ اللہ کی قسم میں اس شخص کو کبھی بھی جھوٹا نہیں کہوں گا وہ جو بھی کہے گا۔ (ابن کثیر ۶/۱۲۵)

اس طرح کہا ہے سالم بن ابوالجعد نے اور اسی روایت میں ذکر کیا ہے اس آدمی کا حضور کی تصدیق کرنا۔ جیسے کہ وہ روایت سماک میں ہے۔ اور احتمال رکھتا ہے کہ اس نے شروع میں سحر کا تو ہم کیا ہو۔ پھر اس نے جان لیا ہو کہ وہ ساحر نہیں ہے لہٰذا وہ ایمان لے آیا اور تصدیق کرلی۔ واللہ اعلم

اور اس بارے میں روایت کی گئی ہے بریدہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ مگر ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ کافی ہے۔

☆☆☆

باب ۳

ان تین معجزات کا تذکرہ

جن کا جابر بن عبداللہ انصاری ﷛ نے مشاہدہ کیا تھا
دو درختوں اور ایک لڑکے اور ایک اُونٹ کے بارے میں
اور ان میں سے ہر ایک میں جو آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسماعیل بن عبدالملک نے، ابوزبیر سے اس نے جابر ﷛ سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک سفر میں نکلا۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ وہ قضاء حاجت کے لئے نکلتے تو بہت دور چلے جاتے تھے یہاں تک کہ انہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

درختوں کا حضور اکرم ﷺ کے پاس آنا

ہم لوگ ایک منزل پر ایک میدانی زمین پر اترے نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا نہ کوئی جھاڑ درخت تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! تم وضو کا برتن اٹھاؤ اور ہمارے ساتھ چلو میں نے برتن پانی کا بھرا اور ہم چل پڑے چلتے رہے حتیٰ کہ ہم نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ دیکھا تو دو درخت کھڑے تھے دونوں کے درمیان چند ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر! تم چلے جاؤ اس درخت سے کہو تمہیں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے ساتھ والے درخت کے ساتھ مل جاؤ تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں میں نے ایسے ہی کہا میں کہہ کر چلا آیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل گیا حضور نے ان کے پیچھے قضاء حاجت کی۔ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔

عورت کا شکایت کرنا کہ جن میرے بیٹے کو روزانہ پکڑ لیتا ہے

اور ہم اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور ہم روانہ ہوئے مگر ایسے چل رہے تھے گویا کہ ہمارے سروں کے اوپر پرندے سایہ کر چکے ہیں اچانک ہمیں راستے میں ایک عورت ملی حضور اکرم ﷺ کے سامنے آئی اس کے ساتھ چھوٹا بچہ تھا جس کو وہ اٹھائے ہوئے تھی اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کو روزانہ تین مرتبہ شیطان (جن) پکڑ لیتا ہے اس کو چھوڑتا نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ رک گئے حضور اکرم ﷺ نے اس بچے کو لے لیا اور اس کو اپنے اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان کر دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اخسأ عدو اللہ انا رسول اللہ۔ دفع ہو جا اے اللہ کا دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار اس کو دھرایا پھر وہ بچہ اسی کو دے دیا۔ کہا کہ جب ہم سفر سے واپس لوٹے تو ہم اس پانی کے مقام پر آئے تو اس عورت نے ہمارا سامنا کیا اس کے پاس دو مینڈھے تھے جن کو وہ کھینچ کر لا رہی تھی اور اس بچے کو کوئی اٹھائے ہوئے تھا۔

وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول کیجئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ شیطان اس کی طرف واپس نہیں آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مینڈھا اس عورت سے لے لو اور دوسرا واپس کر دو۔

اُونٹ کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنا صحابہ کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش کرنا حضور اکرم ﷺ کا منع کرنا

اس کے بعد ہم لوگ سفر میں روانہ ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ ہمارے درمیان تھے اچانک ایک اونٹ آیا جب وہ قریب آیا تو سجدے میں گر گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ چنانچہ انصار کے کچھ نوجوانوں نے کہا کہ یہ ہمارا ہے یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے اس کا؟۔ انہوں نے بتایا کہ ہم بیس سال سے اس پہ وزن لادرہے ہیں اب جب کہ یہ بڑی عمر کا ہو گیا ہے۔ اور اس پر چربی بھی آ گئی ہے ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ ہم اس کو ذبح کر کے اپنے غلاموں میں اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو بیچو گے؟ ان لوگوں نے کہا یارسول اللہ! یہ آپ کا ہے (یعنی آپ سے قیمت نہیں لیں گے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتی کہ اس کی طبعی موت آ جائے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم زیادہ حقدار ہیں جانوروں کے مقابلے میں کہ آپ کا سجدہ کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اگر یہ جائز ہوتا تو عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الطہارۃ ۱/۱۔ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۳۵ ص ۱/۱۲۱۔ مجمع الزوائد ۹/۷۔۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحق نے، ان کو خبر دی حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو ابوحمہ نے، ان کو ابوقرہ نے، زمعہ سے، اس نے زیاد سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سنا یونس بن خباب کوفی سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سُنی ہے ابوعبیدہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں تھے مکہ کی طرف اور آپ قضاء حاجت کرنے چلے آپ دور جاتے تھے حتی کہ آپ کو کوئی بھی نہ دیکھ سکتا تھا آپ نے کوئی چیز ایسی نہ پائی جس کے ساتھ آپ چھپتے اوٹ کرتے۔ آپ نے دُور درخت دیکھے۔ پھر راوی نے درختوں کا قصہ ذکر کیا۔ اور اونٹ کا قصہ حدیث جابر کی مثل۔ اور حدیث جابر زیادہ صحیح ہے۔ باقی رہی یہ روایت تو اس میں زمعہ بن صالح متفرد اور اکیلا ہے زیاد سے نقل کرنے میں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ ابن سعد سے اس نے زبیر سے۔

حضور اکرم ﷺ کے حکم سے درختوں کا آنا اور واپس جانا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، اعمش سے، اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلی بن مرّہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا میں نے دوران سفر حضور اکرم ﷺ سے کچھ عجیب چیزیں دیکھیں۔ ہم لوگ ایک منزل پر اُترے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو تمہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ۔ میں گیا اور جا کر ان سے یہی کہا۔ لہٰذا یہ ایک درخت اپنی جڑوں سے کھینچ گیا اور ہر ایک دوسرے سے مل گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے قضاء حاجت کرلی ان کے پیچھے اس کے بعد فرمایا کہ تم جا کر ان سے کہو کہ ہر ایک اپنی جگہ پر چلا جائے میں ان کے پاس گیا میں نے ان سے وہی بات کہی لہٰذا ہر ایک واپس اپنی جگہ چلا گیا۔

آسیب زدہ کے منہ میں حضور اکرم ﷺ کا اپنا لعاب دہن ڈالنا اور اس کا شفایاب ہو جانا

حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی وہ بولی کہ میرے اس بیٹے پر جن ہے گذشتہ سات سال سے وہ روزانہ دو مرتبہ اس کو پکڑ لیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب کرو۔ عورت نے اس کو قریب کیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا۔ اُخْرُجْ عَدُوَّاللّٰہِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اے اللہ کا دشمن تو نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ ہم جب واپس آئیں گے

تو ہمیں اس کے بارے میں بتانا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ لہٰذا جب حضور اکرم ﷺ واپس آئے تو وہ لڑکا حضور ﷺ کے سامنے آیا اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور کچھ پنیر تھا اور گھی تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس نے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مینڈھا لے لیجئے۔ نیز آپ نے اس سے اور بھی کچھ لے لیا جو کچھ چاہا۔ اس عورت نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے جب سے آپ ہم سے مل کر گئے تھے جب سے ہم نے اس پر کوئی چیز نہیں دیکھی۔

اُونٹ کا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں مالکان کی شکایت کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا اس کی سفارش کرنا

پھر ان کے پاس ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے اس کے مالکان کو بلایا۔ تمہارے اونٹ کا کیا معاملہ ہے یہ تم لوگوں کی شکایت کر رہا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ اس پر کام کرتے تھے۔ اب اس کا کام ختم ہو گیا ہے تو ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے بات کی ہے کہ کل ہم اس کو ذبح کر دیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ذبح نہ کرو اس کو اونٹوں میں چھوڑ دو وان میں رہتا رہے گا۔ (مجمع الزوائد ۶/۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو محمد بن محمد بن داؤد سجزی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن ابوحاتم نے ان کو ابوسعید اشج اور عمرو اودی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے، اعمش سے، اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلیٰ بن مُرّہ سے اس نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے تین چیزیں دیکھی ہیں۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی روایت یونس کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ تم دو میں سے ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کر دو اور گھی اور پنیر لے لو۔ (مجمع الزوائد ۵/۹۔۶)

مُرّہ ابویعلی وہی مرہ بن ابومرہ ثقفی ہے اور اس بارے میں کہا گیا ہے کہ خود یعلی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ہاشم علوی نے کوفے میں، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے، اعمش سے اس نے منہال بن عمرو سے، اس نے یعلی بن مُرّہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ عجیب باتیں دیکھیں میں ان کے ساتھ ایک سفر میں نکلا ہم لوگ ایک منزل پر اترے ان کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اس کو پاگل پن کا دورہ پڑتا تھا (اس پر جن آتا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکل جا اے اللہ کا دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔ یعلی پھر کہتے ہیں وہ بچہ تندرست ہو گیا۔ جب ہم لوگ واپس لوٹے تو اس لڑکے کی ماں دو دنبہ لائی اور تھوڑا سا گھی اور پنیر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یعلی ایک دنبہ لے لو اور دوسرا واپس کر دو اور گھی پنیر لے لو۔ یعلی کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ یہ زیادہ صحیح ہے اور پہلی (روایت) وہم ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ یعنی ان کے والد سے روایت کرنے کی بات وہم ہے اس لئے کہ وہ یعلی سے بذات خود مروی ہے۔ اس کا وہم کیا ہے وکیع نے ایک بار اور اس کو روایت کیا ہے اس نے صحت پر ایک بار۔ میں کہتا ہوں اور تحقیق اس سے موافقت کی ہے۔

بخاری نے گمان کیا ہے کہ وہ وہم ہے یونس بن بکیر کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہم ہوا اعمش سے واللہ اعلم۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابومحمد بن ابوحامد مقریؒ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو حمدان بن اصفہانی نے، ان کو شریک نے، عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مُرّہ سے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے تین چیزیں دیکھی تھی جو مجھ سے قبل کسی نے نہیں دیکھی تھیں میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا مکے کے راستہ پر۔

حضور اکرم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گذرے اس کے پاس اوراس کا بیٹا تھا اس کے ساتھ لمم تھا (پاگل پن کا مرض یا شیطان اور جن پہلی روایت کے مطابق) میں نے اس سے زیادہ سخت دورہ یا زیادہ سخت جن نہیں دیکھا اس عورت نے کہا یا رسول اللہ ! میرے بیٹے کی یہ حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کے لیے دعا کردوں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے لئے دعا کی اور روانہ ہو گئے۔ پھر حضور اکرم ﷺ کا گذر ایک اونٹ کے ساتھ ہوا وہ اپنی دلی نکالے ہوئے ڈررا رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے مالک کو میرے پاس لاؤ اس کو لایا گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہتا ہے کہ میں ان کے پاس پیدا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے کام لیا جب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو انہوں نے مجھے نحر کرنے کا ارادہ کرلیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور آگے چلے گئے۔ آپ نے دو الگ الگ درخت دیکھے مجھے کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ آپس میں مل جائیں میرے لئے کہتے ہیں کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے قضاء حاجت کرلی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ چلے گئے۔ جب واپسی ہوئی تو آپ اس کے پاس سے گزرے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اوراس کی ماں نے دو دنبے تیار کھڑے کیئے ہوئے تھے۔ اس نے دو مینڈھے حضور اکرم ﷺ کو ہدیہ کیئے اس نے بتایا وہ لمم بیماری یا شیطان اس کی طرف واپس نہیں لوٹا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شئے یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ مگر کافر یا فاسق جن اور انسان۔

(۷) اس کو روایت کیا ہے عطاء بن سائب نے، عبدالرحمٰن بن حفص سے، اس نے یعلیٰ بن مُرّہ ثقفی سے، جیسے ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، معمر سے اس نے عطاء بن سائب سے، اس نے عبداللہ بن حفص سے اس نے یعلیٰ بن مُرّہ ثقفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین چیزیں دیکھی تھیں رسول اللہ ﷺ سے ہم سفر کررہے تھے اچانک ہم ایسے اونٹ کے پاس گذرے جس پر پانی کی مشکیں لادی جاتی تھیں کہتے ہیں کہ جب اونٹ نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو اس نے زبان باہر لٹکالی۔ حضور اکرم ﷺ پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ آ گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو میرے پاس بیچ دو۔ اس نے کہا کہ بلکہ میں اس کو آپ کے لئے ہبہ کرتا ہوں یا رسول اللہ۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس فروخت کردو۔ اس نے کہا بلکہ میں یہ آپ کے لئے ہبہ کرتا ہوں اور وہ ایسے گھرانے کا ہے جس کی گذر بسر اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہرحال جب تم نے یہ بات ذکر کر ہی دی ہے اس کے معاملے کی تو سنو کہ اس نے کام زیادہ لینے کی شکایت کی ہے اور چارہ کم دینے کی اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل پر اُتر کر حضور اکرم ﷺ سو گئے چنانچہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ پھر وہ واپس چلا گیا اپنی جگہ پر۔ حضور اکرم ﷺ جب بیدار ہوئے تو میں نے ان سے اسی بات کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ ایسا درخت ہے جس نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کرے گا اللہ نے اس کو اجازت دی تھی۔ وہ کہتے ہیں پھر ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم ایسے پانی کے مقام پر پہنچے وہاں پر ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی جس کے ساتھ کوئی جن تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کے نتھنوں سے پکڑ لیا پھر فرمایا نکل جا میں محمد ہوں میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس کے بعد ہم لوگ چلے گئے ہم اپنے سفر سے واپس لوٹے تو اس پانی کے مقام پر ہم پہنچے تو وہ عورت (حضور اکرم کو پیش کرنے کے لئے) دودھ لائی اور اُونٹ لائی حضور اکرم کے حکم سے وہ تو واپس کردیئے گئے آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا انہوں نے دودھ پی لیا حضور اکرم ﷺ نے اس عورت سے لڑکے کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نے آپ کے جانے کے بعد تو اس پر شک بھی نہیں کیا (یعنی وہ تکلیف ایسی غائب ہو گئی)۔ (مسند احمد ۴/۱۷۱۔۱۷۲۔۱۷۳۔ سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۳۹ ص ۱/۱۲۲۔ سنن دارمی۔ مستدرک حاکم ۲/۶۱۷۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۲۷۔۳۲۹۔ مجمع الزوائد ۹/۵۔۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۳۵)

پہلی روایت یعلیٰ بن مُرہ سے دو درختوں کے بارے میں زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ وہ جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت کے مطابق اور موافق ہے مگر یہ ہوگا کہ درخت والا معاملہ اس روایت میں حکایت ہے دوسرے واقعہ سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن غفاری نے بغداد میں، ان کو عثمان بن احمد بن سماک نے، ان کو ابوعلی حنبل بن اسحٰق بن حنبل نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو عبدالرحیم بن حماد نے، معاویہ بن یحییٰ صدفی سے، ان کو خبر دی زہری نے، خارجہ بن زید سے، وہ کہتے ہیں کہ اسامہ بن زید نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے جو آپ نے حج کیا تھا حتی کہ جب ہم بطن وادی روحاء میں پہنچے آپ کو ایک عورت آتی ہوئی نظر آئی آپ نے اپنی سواری روک لی وہ جب آپ کے قریب آئی تو بولی یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ یہ ہوش میں ہی نہیں آیا جس دن سے میں نے اس کو جنم دیا ہے آج کے دن تک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اس عورت سے اور اس بچہ کو اپنے سینے کے اور پالان کے درمیانی لکڑی کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے اس بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نکل جا اے اللہ کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے وہ بچہ اس عورت کو پکڑ وادیا اور فرمایا کہ آپ لے لیجئے اس کو اب اس پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسامہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب اپنا حج پورا کر چکے تو لوٹ آئے حتی کہ جب آپ وادی روحاء میں پہنچے تو وہ عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یارسول اللہ میں اس بچے کی ماں ہوں جو میں آپ کو شروع میں ملی تھی آپ نے پوچھا کہ وہ بچہ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے بعد تو مجھے اس کی بیماری (یا جن وغیرہ) کا شک بھی نہیں گزرا۔

حضور نے اسامہ سے کہا اے اُسیم! (یعنی حضور جب اسامہ کو بلاتے تو اس کے نام میں ترخیم کرتے تھے) اس عورت سے بکری لے لیجئے۔ پھر کہا اے اُسیم مجھے اس کی نلی دے دیجئے میں نے بکری کی نلی حضور اکرم ﷺ کو دے دی حضور کو نلی زیادہ پسند تھی اس کے بعد فرمایا: اے اُسیم اور نلی دے دو خیر میں نے دے دی پھر فرمایا: اے اُسیم اور نلی دے دو میں نے کہا یارسول اللہ! دو ہی تو نلیاں تھیں جو میں آپ کو دے چکا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو ہمیشہ تو مجھے نلی دیتا ہی جاتا جیسے ہی میں کہتا کہ مجھے نلی دے دو۔

پھر کہا اے اُسیم دیکھو کیا تمہیں رسول اللہ کے قضاء حاجت کے لئے نکلنے کا کوئی آڑ پردہ نظر آتا ہے میں نے کہا یارسول اللہ! لوگوں نے وادی کو بھر دیا ہے مجھ کو کوئی جگہ نظر نہیں آتی پھر فرمایا نظر مارو کیا کوئی پتھر چٹان یا کھجور کے درخت نظر آتا ہے۔ میں نے کہا یارسول اللہ! میں نے قریب قریب کھڑی کھجوریں دیکھی ہیں اور کچھ پتھر بھی، فرمایا کہ تم جاؤ کھجوروں کے پاس ان سے کہو کہ رسول اللہ حکم دیتے ہیں کہ تم باہم قریب ہو جاؤ رسول اللہ کے قضاء حاجت کرنے کے لئے اور پتھروں سے بھی ایسے ہی کہو۔

میں ان کے پاس گیا میں نے یہی بات کہی اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے دیکھا کھجور کے درخت زمین کو چیرتے ہوئے جمع ہو گئے ہیں اور پتھروں کو دیکھا وہ حرکت کرنے لگے ہیں حتی کہ وہ کھجور کے درختوں کے پیچھے حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا وضو کا برتن اٹھاؤ اور چلو جب آپ نے قضاء حاجت کر لی تو لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اُسیم دوبارہ کھجوروں اور پتھروں کے پاس جاؤ ان سے کہو کہ ان کو رسول اللہ ﷺ حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاؤ۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۳۶۔۳۳۷)

تحقیق اس حدیث کے شواہد گزر چکے ہیں اس باب میں (مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کیونکہ ہم نے روایت کیا ہے حدیث یعلیٰ بن مُرہ میں اُونٹ کا مسئلہ بھی جس نے شکایت کی تھی نبی کریم ﷺ کے آگے اپنے حالات کی صحیح سند کے ساتھ گویا کہ وہ اُونٹ اس کے علاوہ تھا جس کے نحر کرنے کا وہ لوگ ارادہ کر چکے تھے۔ واللہ اعلم

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ،ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے ،ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے ، ان کو مہدی بن میمون نے ،اور ہم کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ،ان کو مہدی بن میمون نے ،ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے ،حسن بن سعد مولیٰ حسن بن علی سے اس نے عبداللہ بن جعفر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے پیچھے سواری پر بیٹھایا اور میرے ساتھ آہستہ سے بات کی میں نے وہ بات کسی کو نہیں بتائی لوگوں میں سے۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ وہ قضاء حاجت سے چھپنے کا ہدف تجویز کرتے تھے حضور اکرم ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے وہاں پر ایک اونٹ تھا اس نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسماء کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کی پیٹھ اور کوہان پر ہاتھ پھیرا تو وہ آرام سے سو گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یا یوں فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک جوان آیا اس نے بتایا کہ میرا ہے یا رسول اللہ! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے اس جانور کے بارے میں جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا اس نے میرے آگے شکایت کی ہے کہ تم اس کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ یہ الفاظ ابوعبداللہ کے ہیں۔ (ابوداود۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۴۹ ص ۲۳/۳)

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن نے ،ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ،ان کو حارث بن ابواسامہ نے ،ان کو حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے ان کو مہدی بن میمون نے ،اس نے ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل کچھ کم کچھ زیادہ کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الحیض۔ حدیث ۷۹ ص ۲۶۸/۱۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۳۴۰ ص ۱۲۲/۱۔۱۲۳)

باب ۴

اس اُونٹ کا ذکر جس نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا اور اس کے مالکان نے اطاعت کر لی تھی اس کی برکت سے اس کے رُک جانے کے بعد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقریٔ نے ،ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق اسفرائنی نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو ابوالربیع نے ،ان کو اسماعیل بن جعفر نے ،ان کو عمرو بن ابوعمرو نے ،بنوسلمہ کے ایک آدمی سے جو کہ ثقہ ہے اس نے جابر بن عبداللہ سے ، یہ کہ بنوسلمہ کا ایک پانی ڈھونے والا اُونٹ تھا وہ پکڑا گیا تھا اس نے ان پر حملہ کر دیا تھا اور ان لوگوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ ان کی کھجوریں پیاس سے سُوکھنے لگیں۔ وہ شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس چلا گیا اس نے جا کر شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا چلو حضور اکرم ﷺ اس کے ساتھ چل دیئے جب باغ کے دروازے پر پہنچے تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! آپ اندر داخل نہ ہوں مجھے آپ کے بارے میں خطرہ ہے کہ وہ آپ کے اُوپر حملہ نہ کر دے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ ہمارے اوپر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اونٹ نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ سر جھکائے چلا آیا۔ آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر سجدہ کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آ جاؤ اپنے اونٹ کے پاس اور آ کر اس کو نکیل ڈال لو۔ اور اس کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اس کے نکیل ڈالی اور لے گئے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اُونٹ نے آپ کو سجدہ کیا ہے جب آپ کو دیکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے لیے یہ بات نہ کہو جب تک میں نہ تمہیں بتلاؤں قسم ہے میری عمر کی اس نے میرا سجدہ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے؟ (خصائص الکبریٰ ۲/۵۶)

اور اس بات میں روایت کی گئی ہے حفص بن اخی یونس بن مالک سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو عفان بن مسلم نے ان کو حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا ایک شیخ سے بنو قیس میں وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ آئے اور ہمارے پاس ایک جوان اُونٹنی بہت سخت تھی اس پر ہم قادر نہیں ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب گئے آپ نے اس کے دودھ کی جگہ پر ہاتھ پھیرا آپ نے اس کا دودھ نکالا اور پیا۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۵۷)

اس بارے میں ابن ابی اوفی سے بھی روایت کی گئی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن محمد قاضی فسوی نے، ان کو خبر دی علی بن ابراہیم نے ان کو فائد ابو الورقاء نے عبداللہ بن ابو اوفی سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا آیا۔ آپ نے بتایا کہ آلِ فلاں کے پانی کھینچنے والے اُونٹ نے پانی کھینچنے سے انکار کر دیا ہے۔ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی ساتھ کھڑے ہو گئے ہم نے کہا یا رسول اللہ! اس اُونٹ کے قریب نہ جانا۔ ہم آپ کے بارے میں اس سے خطرہ سمجھتے ہیں۔

جا کر حضور اکرم ﷺ اُونٹ کے قریب گئے۔ اُونٹ نے جب دیکھا تو اس نے سجدہ کر لیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اونٹ کے سر پر رکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہار لے آؤ۔ وہ لائی گئی آپ نے اس کے سر میں ڈال دی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مالک کو بلاؤ میرے پاس۔ اسے بلایا گیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ اُونٹ تیرا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اچھی طرح گھاس کھلایا کرو۔ اور کام مشکل نہ لیا کرو۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا حضور یہ تو ایک چوپایہ جانوروں میں سے ہے۔ وہ آپ کو سجدہ کرتا ہے آپ کے عظیم حق کی وجہ سے لہٰذا ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں حکم دیتا اپنی اُمت میں سے کہ وہ بعض بعض کو سجدہ کریں تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتیں۔ (الدلائل لابی نعیم۔ بیہقی۔ خصائص الکبریٰ ۲/۶۵)

روایت کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو علی احمد بن فضل بن عباس بن خزیمہ نے ان کو عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، ان کو یزید بن مہران نے، ابو بکر بن عیاش سے اس نے اجلح سے اس نے ذیال بن حرملہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا ایک اُونٹ ہے۔ باغ میں کھڑا ہے۔ (وہ بگڑ گیا ہے) نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے۔ اس کو بلایا تو وہ سر جھکا کر چلا آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو مہار ڈالی اور اس کے مالکوں کو دے دیا کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! ایسے لگا جیسے اُس نے جان لیا تھا کہ یہ ایک نبی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شہر کے دونوں کناروں کے مابین کوئی ایک چیز نہیں ہے جو یہ نہ جانتے کہ آپ نبی ہیں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ۳۲۵۔۳۲۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۳۶۔ خصائص کبریٰ ۲/۵۶۔۵۷۔ مجمع الزوائد ۹/۴)

☆☆☆

باب ۵

(جنگلی ہرن یا حمارِ وحشی) مگر پالتو جانور کا تذکرہ جو آتا رہتا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی آمد محسوس کرتا تو چپ چاپ بیٹھ کر انتظار کرتا تھا اور سکون سے بیٹھ جاتا حرکت نہیں کرتا تھا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو باغندی نے، ان کو ابونعیم نے ان کو یونس بن اسحٰق نے مجاہد سے اس نے سیدہ عائشہ سے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کے پاس ایک جانور تھا جب حضور اکرم ﷺ گھر سے باہر چلے جاتے تو وہ آتا جاتا رہتا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی محسوس کرتا تو انتظار کرتا سکون کے ساتھ حرکت نہیں کرتا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان غزال اور ابوحسین بن فضل قطان اور ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو محمد بن فضیل نے، یونس بن عمرو سے اس نے مجاہد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کا ایک وحشی جانور تھا حضور اکرم ﷺ جب گھر سے باہر چلے جاتے تو وہ کھیلتا اور جاتا آتا رہتا تھا جب رسول اللہ ﷺ آتے وہ انتظار کرتا اور سکون کر جاتا بالکل حرکت نہیں کرتا تھا جب تک حضور اکرم ﷺ گھر میں رہتے تھے۔ (مسند احمد ۱۱۳/۶-۱۵۰۔ زوائد ۳/۹۔ خصائص کبریٰ ۶۳/۲)

باب ۶

سُرخ چڑیا جسے اس کے انڈوں یا بچوں کے بارے میں دکھ دیا گیا تھا اُس نے بزبانِ حال حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنی حالت کی شکایت کی تھی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے حسن بن سعد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے۔ اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی ایک درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوا اور اس نے سرخ چڑیا کا انڈا نکال لیا۔ وہ سرخ چڑیا آئی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سر پر منڈلانے لگی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس کو تکلیف پہنچائی ہے ایک آدمی نے ان لوگوں میں سے بتلایا کہ میں نے اس کا انڈا لے لیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا واپس رکھ دو واپس رکھو اس پر شفقت کرتے ہوئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید محمد بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابو معاویہ نے، ابو اسحٰق شیبانی سے اس نے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود سے اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم لوگ ایک درخت کے پاس سے گذرے اس میں ایک سرخ چڑیا کے دو بچے تھے ہم لوگوں نے وہ دونوں اٹھا لئے کہتے ہیں کہ سرخ چڑیا نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور وہ اُوپر منڈلانے لگی آپ نے پوچھا کس نے اس کو تکلیف دی ہے اس کے بچوں کے بارے میں؟ ہم نے بتایا کہ ہم لوگوں نے اس کے بچے لئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واپس کر دو لہٰذا ہم نے ان دونوں کو ان کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔

اس طرح ہے میری کتاب میں کہ وہ بار بار سامنے آنے لگی۔ اور دیگر نے کہا ہے وہ بچھنے لگی زمین کے قریب اپنے پروں کو پھیلانے لگی (گویا کہ نیچے نیچے اُڑنے لگی) اس کو ابو اسحٰق فزاری نے روایت کیا ہے ابو اسحٰق شیبانی سے اس نے حسن بن سعد سے اس نے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سے اس نے اپنے والد اور اس نے حدیث میں کہا کہ وہ چڑیا نیچی پرواز کرنے لگی۔

اور یہ سنن ابو داؤد کی حدیث نمبر چھتیس ہے۔

(ابو داؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶ ص ۳/۵۵۔ حدیث ۵۲۶۸ ص ۴ ۳۶۷۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۱۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۳)

باب ۷

ہرنی کا کلام کرنا جس کو اس کے بچے کے بارے میں دُکھ دیا گیا تھا

اور اس ہرنی کا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، بطور اجازت، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دُحیم شیبانی نے ان کو احمد بن حازم بن ابو غرزہ غفاری نے ان کو علی بن قادم نے، ان کو ابو العلاء نے، خالد بن طہمان سے، اس نے عطیہ سے اس نے ابو سعید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہرنی کے قریب گذر ہوا جو ایک خیمہ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر آ جاؤں میں آ جاؤں گی اور آپ مجھے باندھ دینا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کی شکار کردہ ہو اور لوگوں کی باندھی ہوئی ہو۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس سے عہد لیا ہرنی نے آپ کو عہد دیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو کھول دیا اس ہرنی نے تھوڑی سی دیر گذاری تھی کہ واپس آ گئی اس کی کھیری میں جتنا دودھ تھا وہ خالی کر کے آ گئی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کو باندھ دیا اس کے بعد خیمے کے مالک کے پاس حضور اکرم ﷺ آئے ان سے کہا کہ یہ ہرنی مجھے ہبہ کر دو انہوں نے وہ حضور اکرم ﷺ کو ہبہ کر دی حضور اکرم ﷺ نے اس کو کھول دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر جانور موت کے بارے میں اتنا جانتے ہوتے جتنا کہ تم لوگ جانتے ہو تو تم لوگ جس قدر جانور ان میں سے کھا جاتے ہو وہ کبھی بھی نہ کھا سکتے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۸۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۲)

یہ روایت ایک اور ضعیف طریق سے بھی مروی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابو علی حامد بن محمد ہوری نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو حفص عمرو بن علی نے، ان کو یعلی بن ابراہیم غزال نے، ان کو ہیثم بن حماد نے ابو کثیر سے، اس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینے کی

بعض گلیوں میں چل رہا تھا ہم لوگوں کا ایک اعرابی کے خیمے کے ساتھ گذر ہوا دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کے ساتھ باندھی ہوئی ہے ہرنی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ جب کہ جنگل میں میرے دو بچے ہیں مجھے ان بچوں کو دودھ پلانا ہے اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ نہ تو یہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں مرکر چھٹ جاؤں نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے تاکہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔

حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا اگر میں تجھے کھول دوں تو تم واپس لوٹ آؤ گی؟ اس نے کہا جی ہاں ورنہ اللہ مجھے عذاب دے عذاب عشار (ٹیکس لینے والوں کا سا عذاب) لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو کھول دیا وہ زیادہ دیر نہ ٹھہری تھی کہ بس واپس آ گئی اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی حضور اکرم ﷺ نے اس کو خیمے کے ساتھ باندھ دیا اتنے میں اعرابی بھی آ گیا اسکے پاس مشک تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تم یہ ہرنی مجھے بیچو گے؟ اس نے کہا یہ آپ کی ہو گئی یا رسول اللہ! آپ نے اس کو کھول دیا۔

(دلائل ابی نعیم ۳۲۰۔ ابن کثیر ۶/ ۱۴۸۔۱۴۹۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۶۱)

زید بن ارقم کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے اس کو جنگل میں دیکھا تھا وہ یہ کہہ رہی تھی :

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۴۷۔۱۴۸۔ خصائص الکبریٰ ۲/ ۶۰)

باب ۸

گوہ کا ہمارے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

اور اس بارے میں جو دلائل نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے، علاقہ بیہق کی بستی نامین سے۔ جو انہوں نے اپنی اصل کتاب سے پڑھ کر سنائی تھی ان کو حدیث بیان کی ابو احمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ماہ شعبان ۳۶۲ء میں جرجان میں۔ ان کو محمد بن علی بن ولید سلمی نے ان کو محمد بن عبدالاعلیٰ نے، ان کو معمر بن سلیمان نے ان کو کہمس نے داؤد بن ابو ہند سے اس نے عامر سے اس نے ابن عمر ﷜ سے اس نے عمر بن خطاب ﷜ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک محفل میں شرکت فرما تھے اچانک بنو سُلیم کا ایک اعرابی آیا اس نے ایک گوہ کا شکار کیا ہوا تھا۔ اس نے اُسے اپنے تھیلے میں ڈالا ہوا تھا۔ تاکہ اسے اپنے گھر لے جائے اور اسے بھون کر کھائے۔ اس نے جب جماعت کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہاں پر وہ شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ وہ اعرابی لوگوں کو چیر کر آگے آیا اور کہنے لگا کہ لات وعزیٰ کی قسم ہے تم مجھے اسقدر مبغوض ہو اور مجھے تم سے اسقدر غصہ ہے جس قدر عورتوں کو بھی کسی ذی لہجہ پر نہیں ہوتا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ پوری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے تو میں تیرے اوپر حملہ کرنے میں جلدی کرتا اور تجھے قتل کر دیتا لہٰذا میں تمہارے قتل کو چھپاتا ہوں اسود واحمر وابیض وغیرہ سے۔

عمر بن خطاب نے یہ بکواس سنی تو اجازت مانگی یا رسول اللہ میں اس کو قتل کر دوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا آپ جانتے ہیں اے عمر کہ بردبار قریب تھا کہ نبی بنا دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے تمہیں اس پر کس چیز نے اُبھارا ہے؟

تم نے جو کچھ کہا ہے وہ ناحق کہا ہے؟ تم نے میری محفل میں میری توہین کی ہے۔ اور تم نے رسول اللہ کی تحقیر کی ہے۔ اس دیہاتی نے کہا لات وعزیٰ کی قسم میں تیرے ساتھ ایمان نہیں لاتا کیا یہ گوہ آپ کے ساتھ ایمان لاتی ہے؟ یہ کہتے ہوئے اس نے تھیلے میں سے گوہ نکال کر رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے گوہ۔ لہٰذا گوہ نے حضور کو صاف عربی میں جواب دیا جیسے پورے حاضرین مجلس نے سنا لبیک وسعد یک یازین کون عہد پورا کرے گا قیامت کے دن؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے گوہ تم کس کی عبادت کرتی ہو؟ اس نے بتایا اس کی جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ اور زمین میں جس کی حکومت ہے۔ سمندر میں جس کا راستہ ہے جنت میں جس کی رحمت ہے۔ جہنم میں جس کا عذاب۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں اے گوہ؟ وہ بولی رب العالمین کے رسول ہو۔ خاتم النبیین ہو۔ وہ کامیاب ہوا جس نے آپ کو سچا مانا اور وہ ناکام ونامراد ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی۔

یہ سن کر اعرابی نے کہا میں اس مشاہدے کے بعد اور کوئی دلیل تلاش نہیں کروں گا۔ اللہ کی قسم میں جب آپ کے پاس آیا تھا تو روئے زمین پر آپ سے زیادہ مبغوض اور برا میرے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ مگر آج آپ میرے نزدیک زیادہ محبوب بن گئے ہیں میرے والدین سے اور میری آنکھوں سے اور خود میری ذات سے اور اب میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اپنے اندر سے اور اپنے باہر سے اپنے ظاہر سے اور اپنے باطن سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی ھداك بی ان الدین یعلو ولا یُعلیٰ

اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میرے سبب ہدایت دی بیشک یہ دین غالب ہوگا مغلوب نہیں ہوگا۔

ولا یقبل بصلوٰۃ ولا تُقبل الصلواۃ اِلّا بقرآن

دین قبول نہیں ہوگا مگر نماز کے ساتھ اور نماز قبول نہیں ہوگی مگر قرآن کے ساتھ۔

اس اعرابی نے کہا (اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ) مجھے قرآن سکھایئے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو (سورۃ اخلاص) قل ھو اللہ احد سکھائی اس اعرابی نے کہا کہ آپ مجھے مزید سکھایئے۔ میں نے ایسا احسن کلام نہیں سنا نہ اشعار میں، نہ رجز میں، اور نہ نثر میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ شعر نہیں ہے۔ اگر آپ یہ پڑھو گے قل ھو اللہ احد۔ صرف ایک بار تو آپ کو ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر دو مرتبہ پڑھو گے تو دو تہائی قرآن پڑھنے کا اجر ملے گا اور اگر آپ اس کو تین بار پڑھیں گے پورا قرآن مجید پڑھنے کا اجر ہوگا۔

اعرابی نے کہا:

نعم الالہُ اِلھًا یَقْبلُ الیسیرَ ویعطی الجزیل

کتنا بہترین معبود ومشکل کشا ہے آسان چیز کو قبول کرتا ہے اور بہت بڑا اجر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس مال ہے؟ کہتے ہیں کہ اس نے کہا بنو سلمہ میں کوئی آدمی مجھ سے زیادہ فقیر وغریب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا اس کو کچھ دے دو انہوں نے اسے دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس کو خوش کر دیا یا امیر کر دیا۔ اتنے میں عبدالرحمن بن عوف کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس دس ماہ کی گابھن اُونٹنی ہے۔ بختی سے کم اور اعرابی سے زیادہ (بختی اور اعربی یہ دونوں اُونٹوں کی نسلیں ہیں) دوڑ کر سب کو مل جاتی ہے اور اس کو کوئی نہیں پکڑ سکتا غزوۂ تبوک والے دن مجھے ہدیہ کی گئی تھی۔ میں اس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں اور وہ اس اعرابی کو دینا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اپنی اُونٹنی کی تعریف کی ہے اور میں تمہیں بتاؤں کہ اس کے بدلے میں تمہارے لیے کیا ہوگا اللہ کے ہاں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! ضرور بتایئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے تیری اونٹنی کی مثل ہوگی موتیوں میں سے اندر سے خالی اس کے پیر زبر جد اخضر کے ہوں گے اس کی گردن زبر جد اصفر کی ہوگی اس پر کجاوہ رکھا ہوگا اس پر سندس اور استبرق ریشم ہوگا۔ وہ تجھے لے کر صراط پر چمکتی بجلی کی طرح گذرے گی جو بھی تجھے دیکھے گا تجھ پر رشک کرے گا قیامت کے دن عبدالرحمن نے کہا کہ میں راضی ہوں۔

لہٰذا وہ اعرابی وہاں سے نکلا تو اس کو بنو سلیم کے ایک ہزار اعرابی بھی ملے ایک ہزار سواریوں کے ساتھ ان کے پاس ایک ہزار تلواریں تھیں اور ایک ہزار نیزے تھے۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس شخص کے پاس جا رہے ہیں جو ہمارے الٰہوں معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے ہم جا کر اس کو قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ یہ کام نہ کرو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے ان کو وہ پوری داستان سنائی جو اس کے ساتھ گزری تھی لہٰذا سب نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد وہ لوگ حضور کے پاس پہنچے نبی کریم ﷺ ان لوگوں سے ملے بغیر چادر اور اُوڑنی والے کپڑے کے۔ لہٰذا وہ اپنی اپنی سواریوں سے اُترے اور وہ بُو سے رہے تھے حضور کے جسم اطہر پر جہاں بھی موقع پا رہے تھے اور اور وہ کہہ رہے تھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پھر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں ایسا حکم فرمایئے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خالد بن ولید کے جھنڈے تلے ہو جاؤ۔ بس اکھٹے ایک ہزار کی تعداد میں کوئی ایمان نہیں لایا تھا نہ عرب میں سے اور نہ ہی عجم میں سے سوائے ان لوگوں کے۔ (الدلائل ابی نعیم ۳۲۰۔ ابن کثیر ۶/۱۴۹۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۵)

مصنف فرماتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ اس کو نقل کیا ہے ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے معجزات میں اجازت کے ساتھ ابو احمد بن عدی حافظ سے اس نے کہا کہ میری طرف لکھا تھا ابو عبداللہ بن عدی حافظ نے وہ ذکر کرتا ہے کہ محمد بن علی بن ولید سُلمی نے ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے ذکر کیا ہے اس کو اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ ابو احمد نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے محمد بن علی سلمی نے کہ عبدالاعلیٰ اسی بات کی باتیں حدیث بیان کرتا تھا بطور مقطوع حدیث کے۔

اور انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے اپنے طول کے ساتھ اپنی اصل کتاب سے رعیف وراق کے حوالے سے۔

میں کہتا ہوں کہ یہی مضمون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں بھی مروی ہے اور ہم نے جو ذکر کی ہے وہ زیادہ بہتر اسناد والی ہے۔ واللہ اعلم

باب ۹

رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بھیڑیئے کا پہنچ جانا کسی چیز کو تلاش کرتے ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن مسلمہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو شعبہ نے، عبدالملک بن عمیر سے، اس نے حارثی سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے جوتوں سمیت نماز نہیں پڑھا کرتا تھا لیکن (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھی تھی۔ میں جمعہ کے روزے نہیں روکتا تھا (یا نہیں رُکتا تھا) لیکن (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ وہ قریب ہی اپنی سرینوں کے بیٹھ گیا دونوں ہاتھ نیچے ٹیک کر کے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا کہ جیسے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک یہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے (یعنی کچھ مانگتا ہے)۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ آپ ہمارے مالوں میں سے اس کا حصہ نہ نکالیں۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو پھینک کر مارا لہٰذا وہ بھیڑیا بھونکتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیئے جانتے ہو بھیڑیا کیا ہوتا ہے؟ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۵۔۱۴۶)

میں کہتا ہوں کہ الحارثی سے مراد وہ ابوالادبر ہے اس کا نام زیاد ہے۔ یہ قبیلہ بنو حارث بن کعب سے ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالفضل بن خمیرویہ ہروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو حبان بن علی نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، ابوالادبر حارثی سے اس نے ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے ایک آدمی آیا اس نے کہا اے ابوہریرہ تم وہی ہو جس نے لوگوں کو منع کیا ہے پھر اس نے حدیث ذکر کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا جب کہ رسول اللہ بیٹھے ہوئے تھے وہ آکر اپنے خاص انداز میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ اپنی دُم ہلانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دیگر بھیڑیوں کا پیش رو ہے (ان کا لانا چاہتا ہے) یہ اس لئے آیا ہے کہ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ اپنے مالوں میں سے اس کے لئے بھی کچھ مقرر کر دو یعنی نکالو۔ صحابہ نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے لہٰذا ان لوگوں میں سے کسی نے پتھر اُٹھا کر مارا اور وہ بھونکتا ہوا واپس پیچھے چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا ہے جانتے ہو بھیڑیا کیا ہوتا ہے؟

(۳) ہمیں خبر دی حسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن وہب بن عمر بن ابو کریمہ نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے حمزہ بن ابواُسید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں کسی انصاری کے جنازے میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ راستے میں ایک بھیڑیا اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اویس ہے کچھ مقرر کروانا چاہتا ہے (یعنی مانگنا چاہتا ہے) لہٰذا اس کے لئے کچھ دے دو یا مقرر کر دو۔ لوگوں نے عرض کی ہم طالب کی رائے کے تابع ہیں جیسے آپ چاہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چرنے والے بکریوں کے گلے میں سے ہر سال ایک بکری (اس کو دیں گے) لوگوں نے کہا کہ یہ تو زیادہ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بھیڑیے کو اشارہ کیا کہ ان کو چھوڑ جا چنانچہ بھیڑیا اُٹھ کر چلا گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۴۶۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۲)

باب ۱۰

بھیڑیئے کا کلام کرنا

اور اس کا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کہا ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے ان کو قاسم بن فضل حدانی نے ابونضرہ سے اس نے ابوسعید سے وہ کہتے ہیں۔ کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا حرہ میں اچانک ایک بھیڑیے نے اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر چرواہے نے بروقت دفاع کر کے بکری کو بچالیا۔

مگر وہ بھیڑیا اپنے ہاتھ زمین پر ٹیک کر اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ چرواہے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ تو میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ جس رزق کو اللہ میری طرف چلا کر لے آیا۔ چرواہے نے کہا عجیب بات ہے حیرانی کی اپنی دُم پر بیٹھا ہوا بھیڑیا انسانوں والا کلام کر رہا ہے۔ (یہ سن کر) بھیڑیے نے جواب دیا کیا تجھے مجھ سے زیادہ حیرانی کی بات رسول اللہ ﷺ نہیں بتاتے حرتین کے درمیان وہ لوگوں کو پہلے گذر جانے والے لوگوں کی خبریں دیتے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا بکریوں کو ہانک کر لے گیا حتیٰ کہ مدینے میں آیا اور اس کے کونوں میں سے کسی کونے میں سمٹ گیا اور داخل ہو گیا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اس نے بھیڑیے والی کہانی حضور اکرم ﷺ کو سنائی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اس چرواہے کو ساتھ لائے اور اس سے کہا کہ آپ کھڑے ہو کر ان کو خبر دیں چرواہے نے لوگوں کو بھیڑیے والی بات بیان کر کے سنائی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چرواہے نے سچ کہا ہے خبردار ہوشیار رہو یہ بات قیامت کی شرائط میں سے ہے درندوں کا انسانوں کے لئے کلام کرنا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ چوپائے جانور انسانوں سے کلام کرے گا اور آدمی کے ساتھ اس کے جوتے کا تسمہ کلام کرے گا اور اس کے چابک کا دستہ۔ اور اس کو خبر دی گئی اس کی اپنی ران اس کی جو کچھ اس کے بعد اس کی بیوی نے کیا تھا۔ (مسند احمد ۳/ ۸۳۔ ۸۴۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۱۴۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو قاسم بن فضل نے، ان کو ابونضرہ عبدی نے، ان کو ابو سعید خدری نے، اس نے ذکر کی ہے اس کی مثل۔

یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں دوسرے طریق سے ابو سعید خدری ﷺ سے مروی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن نے، ان کو فضل بن محمد بن مسیّب نے ان کو نفیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی معقل بن عبداللہ بن شہر بن حوشب سے، اس نے ابو سعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی مدینے کے اطراف میں بکریاں چرا رہا تھا اچانک اس پر ایک بھیڑیا آیا اس نے اس کی بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اعرابی نے اس کو پکڑ کر چھڑا لیا۔ اور بھیڑیا چلتا بنا پھر واپس آیا اور اپنی دُم گول کر کے اس پر بیٹھ گیا پھر کہنے لگا۔

اعرابی کی طرف منہ کر کے افسوس ہے تم پر تم نے میرا رزق چھین لیا ہے جو اللہ نے مجھے رزق دیا تھا۔ اعرابی اس کے سامنے تھا اس نے کہا حیرانی کی بات ہے کہ بھیڑیا کلام کر رہا ہے اس پر بھیڑیے نے کہا اللہ کی قسم بیشک اس سے بڑی بات کو نظر انداز کر رہے ہو۔ اس نے پوچھا اس سے کہ اس سے بڑی حیرانی کی بات کون سی ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کا نبی نخلات میں ان لوگوں کی خبریں بیان کرتا ہے جو گذر چکے ہیں اور وہ بھی جو بعد میں ہوں گے۔ اس کے بعد اعرابی اپنی بکریاں ہانک کر چلا گیا حتیٰ کہ بعض مدینہ میں اس نے بکریوں کو چھوڑا۔ اور دوڑتا ہوا نبی کریم ﷺ کے پاس گیا جا کر آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ نے اس کو اجازت دی اس اعرابی نے حضور اکرم ﷺ کو بھیڑیے کی بات کی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق کی پھر فرمایا کہ میں جب لوگوں کو نماز پڑھاؤں تم نماز میں میرے پاس حاضر ہونا جب حضور اکرم ﷺ نماز پڑھا چکے تو پوچھا کہ بکریوں والا کہاں ہے؟ اعرابی کھڑا ہو گیا نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا بیان کیجئے جو کچھ تم نے دیکھا اور جو کچھ تم نے سُنا۔ چنانچہ اعرابی نے وہ سب کچھ بیان کیا جو کچھ اس نے سنا تھا اور جو کچھ دیکھا تھا۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک انسان تم میں سے اپنے گھر سے نکلے گا اور اس کو اس کے جوتے خبر دیں گے یا اس کا چابک یا عصاء اس کی جو کچھ اس کی بیوی نے اس کے پیچھے کیا تھا۔

کہا ہے عبدالحمید بن بہرام فزاری نے شہر بن حوشب سے۔ (مسند احمد ۳/ ۸۸۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۶۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ، ان کو عبدالحمید بن بہرام فزاری نے ، ان کو شہر بن حوشب نے ، ان کو ابوسعید نے ، انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا۔ راوی نے حدیث بیان کی ہے مثل اسی کے مفہوم کے اور اس میں کہا ہے کہ بھیڑیئے نے کہا کس چیز کے بارے میں تم حیران ہو؟ اس نے کہا کہ میں تیری میرے ساتھ بات چیت سے حیران ہوں۔ بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے زیادہ جو حیرانی کی بات رسول اللہ کی ہے حرتیں کے درمیان نخلات میں وہ ان امور کی خبریں دیتے ہیں جو گذر چکے ہیں اور وہ باتیں بتاتے ہیں جو امور آئندہ ہوں گے اور تم یہاں پر اپنی بکریوں کے پیچھے پھرتے رہتے ہو۔

اور روایت کیا گیا ہے عبداللہ بن عامر اسلمی نے ، ربیعہ بن اویس سے اس نے انس بن عمرو سے اس نے اھبان بن اوس سے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا بھیڑیئے نے اس سے کلام کیا تھا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۶۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے ، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے ، ان کو ابواحمد بن فارس نے ، ان کو محمد بن اسماعیل نے ، ان کو ابوطلحہ نے ، ان کو سفیان بن حمزہ اسلمی نے ، اس نے سنا عبداللہ بن عامر اسلمی سے کہتے ہیں اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں تحقیق وہ روایت گذر چکی ہے جو اس کو تقویت دیتی ہے۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے ، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے ، ان کو عبداللہ بن ابوداؤد سجستانی نے ، جو اپنے عہد کے حفاظ و علماء میں سے تھے بس نہیں کیا مثل اس کی بھیڑیئے سے کلام کرنے والے کی اولاد کے بارے میں مگر علم و معرفت کے ذریعے۔ اس کو بطور رمزے میں اس کے والد میں حدیث کی تائید و قوت ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے ، وہ کہتے ہیں میں نے سنا حسین بن احمد رازی سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا سلیمان مغربی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا بعض شہروں سے گدھے پر مگر وہ تو مجھے راستے سے الگ کھینچنے لگا لہٰذا میں نے اس کے سر پر کئی ڈنڈیاں ماریں۔ اس نے میری طرف سے سر اُٹھایا اور بولا اے ابوسلیمان مارلو۔ سوا اس کے نہیں کہ تیرے دماغ پر بھی اسی طرح مارا جائے گا میں نے اس سے کہا تیرا کلام کرنا ایسا ہے جو سمجھا جائے؟ اس نے کہا جیسے تم مجھ سے کلام کرو گے میں تم سے ویسے ہی کروں گا۔

باب ۱۱

اللہ تعالیٰ کا شیر کو حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ

(غلام رسول اللہ) کے لئے مسخر کرنا رسول اللہ ﷺ کے اکرام (احترام) کے لئے

اور اس مفہوم میں جو کچھ مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے ، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ، ان کو جعفر بن عون نے ، ان کو خبر دی اسامہ بن زید نے ، ان کو محمد بن عمرو نے ، ان کو محمد بن منکدر نے ، سفینہ خادم رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ میں دریا میں کشتی پر سوار ہوا۔ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر بیٹھ گیا وہ مجھے بہا کر شیروں کی ایک کچھار کے پاس لے گیا اس میں شیر تھا اچانک ایک شیر آگے آیا جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالحارث میں سفینہ ہوں رسول اللہ کا غلام وہ میرے پاس آیا حتیٰ کہ اس نے اپنی دم

میرے کندھے پر ماری پھر وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا حتی کہ اس نے مجھے ایک راستے پر لا کھڑا کیا پھر شیر اپنی زبان میں کچھ بھنبھنایا تھوڑی دیر کے لئے پھر اس نے اپنی دم مجھ کو ماری میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

(۲) مجھے خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن احمد بن زکریا نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یوسف بن عدی نے ان کو عبداللہ بن وہب نے، اسامہ بن زید سے یہ کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے، اس کو حدیث بیان کی ہے محمد بن منکدر سے۔ یہ کہ سفینہ مولیٰ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں سمندر میں سوار ہوا میری کشتی ٹوٹ گئی میں جس میں تھا چنانچہ میں ایک تختے پر سوار ہو گیا اس کے تختوں میں سے مجھے اس تختے نے ایک گھاٹی کی طرف پھینک دیا اس میں شیر تھا۔ میں جونہی اس میں داخل ہوا تو شیر نکل کر میری طرف آ گیا اور وہ میرے قریب آیا میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں اس نے اپنا سر جھکا لیا اور میرے قریب آیا اور مجھے اپنی دُم کے ساتھ ہانکنے لگا اس نے مجھے کچھار میں سے نکالا اور مجھے راستے پر چھوڑ کر آیا پھر وہ جاتے ہوئے کچھ بھنبھنایا میں نے گمان کیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے یہ اس کے ساتھ میرا آخری لمحہ تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے اس نے جحی نے ابن المنکدر سے یہ کہ حضرت سفینہ رسول اللہ کا غلام لشکر سے بھٹک گیا تھا ارض روم میں یا ارض روم میں قید ہو گئے تھے۔ مگر وہ وہاں سے بھاگ گئے اور لشکر کی تلاش میں نکل گئے وہاں پر ان کا ایک شیر سے سابقہ پڑ گیا اس نے اس سے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں میرا ایسا ایسا معاملہ ہے (میں اس طرح یہاں آیا ہوں) شیر آ کر اس بھنبھنانے لگا اور پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا جیسے ہی اس کی آواز سنتا اس کی طرف جھک جاتا اس کے بعد اس کے پہلو میں چلنے لگا اسی طرح چلتے رہے حتی کہ لشکر تک پہنچ گئے۔ پھر وہ واپس لوٹ آیا۔ واللہ اعلم (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۴۷۔ خصائص کبریٰ ۲/۶۵)

باب ۱۴

ایک اور معجزہ رسول جو آپ کے غلام سفینہ کے لئے ظاہر ہوا تھا اور اسی کی وجہ سے ان کا نام سفینہ پڑا

(۱) ہمیں خبر دی ابومنصور ظفری نے، محمد بن احمد علویؒ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی دحیم نے، ان کو احمد بن حازم ابن ابوغرزہ نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم نے، ان کو حشرج بن نباتہ نے، ان کو سعید بن جمہان نے سفینہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ سے کہا تھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہیں خبر نہیں دوں گا پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں سفینہ نام رکھا تھا؟ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان کا سامان ان پر بھاری ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنی چادر پھیلا یئے میں نے چادر پھیلائی۔ صحابہ نے اپنا سامان اس میں ڈال دیا اور وہ میرے اوپر لدوا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُٹھایئے تم سفینہ ہو (بڑی کشتی سامان بردار جہاز) ان دنوں اگر میں ایک اُونٹ یا دو اُونٹ یا تین اُونٹ یا چار اونٹ یا پانچ اونٹ یا چھ یا سات اُونٹ کا وزن اُٹھاتا تو میرے اوپر بوجھ نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ہلکا محسوس ہوتا تھا۔

(مستدرک حاکم ۳/۶۰۶۔ اصابہ ۲/۵۸)

☆☆☆
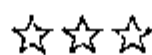
باب ۱۴۳

مجاہد فی سبیل اللہ کے بارے میں جو کچھ آیا ہے

وہ مجاہد جس کا گدھا زندہ کر کے اُٹھا دیا گیا تھا اس کے مرجانے کے بعد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برھان اور ابوالحسین بن فضل قطان اور ابو محمد شکری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے، اسماعیل بن ابوخالد سے اس نے ابوسبرہ نخعی سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا یمن سے جب بعض راستے میں پہنچا تو اس کا گدھا گذر گیا (مرگیا) وہ آدمی کھڑا ہو گیا جا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی اے اللہ! میں دثنیہ سے آیا ہوں اور تیرے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ اور تیری رضا کے لئے نکلا ہوں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ مردوں کو زندہ کریں گے۔ اور ان کو اُٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔ آج کے دن تو میرے اوپر کسی کا احسان نہ رکھ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ تو خود ہی میرے گدھے کو زندہ کر دے لہٰذا اس کا گدھا کانوں کو جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور اس جیسی مثالیں صاحب شریعت کی کرامات ہیں اس اُمت کے لئے اور اس طرح کی مثالیں پہلے باب میں گزر چکی ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۳/۶)

میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کیا ہے اس کو محمد بن یحیٰ ذہلی وغیرہ نے، محمد بن عبید سے اس نے اسماعیل سے اس نے شعبی سے گویا کہ اس نے اس کو سنا ہے ان دونوں سے۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۴/۲)

تبصرہ از مترجم :

(۱) مذکورہ روایت کی حیثیت ایک تاریخی واقعہ کی ہے۔ (۲) واقعہ کے مطابق وہ مجاہد فی سبیل اللہ تھا اسی سفر میں تھا۔
(۳) وہ اللہ کے سوا کسی کا احسان نہیں لینا چاہتا ہے۔ (۴) اس نے اللہ سے دعا کی تھی اللہ نے قبول کی۔
(۵) امام بیہقی نے اس کو بھی رسول اللہ کا معجزہ قرار دیا تھا صرف اسی کو نہیں بلکہ اس طرح کے تمام واقعات کو۔
(۶) یمن سے آنے والے اس شخص کا نام نامعلوم ہے۔ (۷) یہ واقعہ جز واحد ہے۔
(۸) بعض جاہل واعظوں کو اس سے عقیدے کے بعض مسائل اخذ کرتا ہوا سنا ہے جو کہ غلط ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعلی الحسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو اسحق بن اسماعیل اور احمد بن بجیر وغیرہ نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے شعبی سے کہ کچھ لوگ یمن سے آئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔ ان میں سے ایک آدمی کا گدھا مر گیا۔ وہ جانے لگے تو انہوں نے یہ چاہا کہ اس شخص کو بھی ساتھ لے جائیں۔ مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا چنانچہ اس نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر دعا کی اے اللہ میں دثنیہ سے آیا ہوں یا کہا تھا کہ دفینہ سے آیا ہوں تیرے راستے میں جہاد کرنے والا۔ اور تیری رضا کی طلب تلاش کرتا ہوا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہی مُردوں کو زندہ کریں گے۔ اور ان کو تو ہی اُٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

میرے اُوپر کسی کا احسان نہ رکھ۔ میں آپ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں۔ کہ میرے اس گدھے کو اٹھا دے۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کر گدھے کے پاس گیا جا کر اس کو ٹھوکر ماری لہٰذا گدھا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور وہ کان جھاڑنے لگا اس نے اس پر زین کسا اسے لگام دیا پھر اس پر سوار ہو گیا اور اس کو چلا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میرا کوئی کمال نہیں اللہ نے میرا گدھا زندہ کر دیا ہے۔ شعبی نے کہا ہے میں نے اس گدھے کو دیکھا تھا بھیجا گیا تھا یا بھیجا جا رہا تھا مقام کنانہ میں یہ کوفے کا ایک مشہور مقام تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو ابوعلی نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدینا نے، ان کو خبر دی عباس بن ہشام نے، اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے اس نے مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی سے وہ کہتے ہیں کہ صاحب حمار نخع کا رہنے والا ایک آدمی تھا۔ اسے نباتہ بن یزید کہتے تھے وہ حضرت عمر کے دور میں بطور غازی نکلا تھا یعنی مجاہد۔ حتی کہ جب وہ سرعمیرہ میں پہنچا تو اس کا گدھا مر گیا تھا۔ اس نے اس قصے کا ذکر کیا سوائے اس بات کہ اس نے کہا ہے کہ اس شخص نے بعد میں اس کو فروخت کر دیا تھا مقام کنانہ میں۔ اس سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تم اس گدھے کو بیچ رہے ہو جس کو اللہ نے تمہارے لئے زندہ کر دیا تھا۔ اس نے جواب دیا پھر میں کیا کروں؟ اس کے گروہ میں سے ایک آدمی نے تین اشعار کہے تھے میں نے انہیں یاد کر لیا تھا۔

ومنّا الذی احی الا لهٗ حماره قدمات منه کل عضوو مفصل

ہم میں وہ شخص بھی ہے کہ معبود برحق نے جس کے گدھے کو زندہ کر دیا تھا حالانکہ اس کا تو ہر عضو اور ہر جوڑ مر چکا تھا۔

باب ۱۴

اس ہجرت کرنے والی عورت کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے جس کی دعا سے اس کے بیٹے کو مر جانے کے بعد زندہ کر دیا تھا اور وہ کرامات جو حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب پر ظاہر ہوئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوالعباس بن ابومیک نے بغداد میں۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن طاہر ابومیک نے ان کو عبید بن عائشہ نے، ان کو صالح بن مری نے، ان کو ثابت نے انس سے انہوں نے کہا۔ ہم نے عیادت کی تھی انصار کے ایک نوجوان کی اس کے پاس اس کی بوڑھی نابینی ماں بیٹھی تھی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہی اس کا انتقال ہو گیا تھا ہم لوگوں نے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا تھا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا تھا اے اللہ کی بندی اللہ کے نزدیک اس مصیبت پر ثواب واجر کی نیت اور طلب رکھئے اس نے پوچھا کہ کیا میرا بیٹا مر گیا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس نے دعا کی اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف ہجرت کی ہے اور تیرے نبی کی طرف اسی امید کے ساتھ کہ آپ میری ہر مصیبت میں مدد کریں گے لہٰذا آج میرے اُوپر یہ مصیبت نہ رکھ یعنی مجھ سے یہ مصیبت نہ اُٹھوا۔ حضرت انس کہتے ہیں اللہ کی قسم میں زیادہ دیر نہ ٹھہرا تھا کہ اس نے خود ہی اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اس نے کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۴/۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدنیا نے، ان کو خالد بن خداش بن عجلان مہلبی اور اسماعیل بن ابراہیم بن بسام نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی صالح مری نے ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک انصاری نوجوان کی عیادت کی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ انتقال کر گئے ہم نے اس کی آنکھیں بند کر لیں اور اس پر کپڑا پھیلا دیا۔ ہم میں سے کسی نے اس کی ماں سے کہا کہ آپ ثواب اور اجر کی امید کیجئے اللہ کے ہاں۔ اس نے پوچھا کیا انتقال کر گیا ہے۔ ہم نے بتایا کہ جی ہاں کیا سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ لہٰذا اس عورت نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا دیئے اور کہنے لگی اے اللہ میں تیرے اُوپر ایمان لائی ہوں اور میں نے تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے کہ میرے اُوپر کوئی مصیبت آئے تو میں تجھ سے دعا کروں گی اور تم میری وہ مصیبت دور کر دو گے لہٰذا میں تم سے سوال کرتی ہوں اے اللہ آج مجھ پر یہ مصیبت نہ رکھ۔ کہتے ہیں کہ اس نے اتنے میں اپنے منہ سے کپڑا اٹھالیا۔ ہم لوگ زیادہ دیر نہ ٹھہرے تھے کہ ہم لوگوں نے کھانا کھایا اس نے بھی ہمارے ساتھ کھایا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۵۴/۶)

صالح بن بشیر مری (ابن معین، دارقطنی عقیلی، ابن حبان نے اسے ضعیف کہا ہے) اہل بصرہ کے نیک ترین لوگوں میں سے تھے اور ان کے واعظوں میں سے تھے وہ کئی منکر احادیث کے ساتھ متفرد ہیں ثابت وغیرہ سے تحقیق روایت کیا ہے حذیفہ نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بطور مرسل روایت درمیان ابن عوف اور انس بن مالک کے۔

(۳) ہمیں خبر دی۔ ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو ابو احمد محمد بن محمد احمد بن اسحٰق حافظ نے، ان کو ابواللیث سہل بن معاذ التمیمی نے، دمشق میں ان کو ابوحمزہ ادریس بن یونس نے، ان کو محمد بن یزید بن سلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے عبداللہ بن عون سے اس نے انس ﷛ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس اُمت میں تین واقعے دیکھے ہیں اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتے تو اُمتیں ایک دوسری کو قسمیں دیتیں تو عجیب ہوتا انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہیں اے ابوحمزہ؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سفر میں تھے حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو کہ جوان تھا۔ وہ عورت عورتوں کے پاس چلی گئی اور اس کا بیٹا ہماری طرف آ گیا۔ کچھ زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا اس کو مدینے کی صباء لاحق ہوگئی چنانچہ کچھ دن وہ بیمار رہا پھر وہ مر گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز وتکفین کا حکم دیا ہم لوگوں نے جب اس کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے انس! تم اس کی امی کے پاس جاؤ اس کو جا کر بتاؤ انس کہتے ہیں کہ میں نے جا کر اس کو بتایا وہ آئی اور آ کر اس کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے قدموں کو پکڑ کر کہنے لگی اے اللہ میں تیرے ہی لئے خوشی خوشی اسلام لائی تھی۔ اور میں نے بتوں کو بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔ اور تیری طرف ہجرت کر آئی رغبت کے ساتھ اور شوق کے ساتھ۔

اے اللہ! میرے ساتھ بت پرستوں کو خوش نہ کر اور مجھے اس مصیبت میں سے اس قدر نہ اُٹھوا جس کے اٹھانے کی مجھے طاقت نہیں ہے۔ انس کہتے ہیں بس قسم ہے اللہ کی ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اس مرنے والے نے اپنے قدموں کو حرکت دے دی اور اپنے چہرے سے کپڑا اتار پھینکا اور زندہ رہا حتی کہ اللہ نے اپنے رسول کو قبض کر لیا تھا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی تھی۔

حضرت علاء بن حضرمی کی کرامات جو دراصل معجزات رسول اور دلائل نبوت ہیں

حضرت انس کہتے ہیں کہ۔ پھر تیاری کروائی حضرت عمر نے یعنی لشکر تیار کیا اور اس پر عامل (یعنی امیر) مقرر کیا حضرت علاء حضرمی کو یہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے غازیوں اور جہادیوں میں سے تھا ہم لوگ اپنے جہاد کے مقامات پر پہنچے ہم نے ان لوگوں کو پایا اس طرح کہ انہوں نے ہمارے بارے میں ٹوہ لگا رکھی تھی اور انہوں نے پانی کے نشانات بھی مٹا دیئے تھے۔ اور گرمی شدید تھی ہمیں شدید پیاس نے نڈھال کر دیا تھا اور ہمارے مویشیوں کو بھی یہ جمعہ کا دن تھا۔ کہتے ہیں کہ جب سورج غروب ہونے کے لئے مائل ہو گیا یعنی سورج ڈھل گیا تو امیر نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اس کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (دعا کے لئے) ہمیں آسمان پر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بس قسم ہے اللہ کی انہوں نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ اللہ نے ہوا بھیج دی اس نے بادلوں کو اُٹھایا اور ان کو انڈیل دیا حتی کہ تمام نشیبی علاقے بھر گئے اور گھاٹیاں پُر ہو گئیں۔ ہم لوگوں نے خوب پانی پیا اور مویشیوں کو پلایا اور مشکوں میں بھرا اس کے بعد ہم اپنے دشمنوں پر آئے وہ خلیج بحر میں جزیرے کی طرف تجاوز کر گئے تھے۔ امیر لشکر خلیج پر ٹھہر گئے اور دعا کی اے علیم، اے عظیم، اے حلیم، اے کریم (تو ہی ہماری نصرت فرما) اس کے بعد فرمایا! کہ تم لوگ بھی اللہ کے نام کے ساتھ آگے بڑھو ہم لوگ تیار ہو گئے مگر ہمارے گھوڑوں کے پیر بھی تر نہیں ہوئے تھے۔ ہم نے دشمن پر اچانک جا کر شب خون مارا۔ ہم نے ان کو قتل بھی کیا اور اسیر بنایا قیدی بنایا پھر ہم خلیج میں واپس لوٹ آئے۔ پھر انہوں نے وہی بات کہی پہلے کی طرح کہ پانی نے ہمارے گھوڑوں کے سم بھی تر نہیں کئے تھے۔ بس ہم نہیں ٹھہرے تھے مگر تھوڑے سے۔

حتی کہ ان کا دفن کا منظر بھی ہمیں دیکھنا پڑا ہم لوگوں نے ان کی قبر کھودی ہم لوگوں نے بھی ان کو غسل دیا ہم نے ہی اسے دفن کیا ہمارے ان کو دفن کرنے سے فراغت کے بعد ایک شخص آیا اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے یعنی کس کا جنازہ ہے ہم نے کہا کہ یہ خیر البشر ہے یہ علاء بن حضرمی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ سرزمین مردوں کو باہر اُگل دیتی ہے۔ تم لوگ اگر اس کی میت کو میل دو میل آگے تھے جا کر دفن کرو تو وہ میتوں کو قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے سوچا کہ ہمارے امیر کا کیا یہی بدلہ ہوگا کہ ہم اس کو درندوں کے حوالے کر جائیں (یعنی اگر اس کو بھی زمین نے اُگل دیا تو) کہتے ہیں کہ ہم سب نے ان کی قبر کھودنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کی لحد تک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی لاش اس کے اندر موجود ہی نہیں ہے۔ اور لحد تا حد نگاہ تک دراز ہو چکی ہے اس میں نور ہے جو چمک رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دوبارہ قبر میں مٹی ڈالدی پھر ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔

حضرت علاء بن حضرمی کی کرامت

اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابو ہریرہ سے علاء بن حضرمی کے قصہ میں ان لوگوں کا پانی طلب کرنا۔ اور ان لوگوں کا پانی پر چلنا بغیر قصہ موت کے۔ مذکور کی مثل۔ اور انہوں نے دعا میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ یا علیم، یا حلیم، یا عظیم، یا علی۔ اور وہ کتاب التاریخ کی دوسری جلد میں ہے۔ اور اس کو محمد بن فضیل نے بھی روایت کیا صلت بن مطر سے اس نے عبدالملک بن سہم بن منجاب سے اس نے سہم بن منجاب سے انہوں نے کہا۔ ہم لوگوں تھے حضرت علاء بن حضرمی کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ انہوں نے بھی مذکورہ روایت کا بعض مفہوم ذکر کیا ہے۔ اور دعا میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں یا علیم، یا حلیم، یا علی، یا عظیم ہم تیرے بندے ہیں اور تیری ہی راہ میں تیرے دشمن سے لڑتے ہیں۔ ہمیں بارش کا پانی پلا ہم اس میں سے پیئں گے اور ہم وضو کریں گے۔ اور جب ہم اس کو چھوڑ دیں تو ہمارے سوا اس میں کسی کا نصیب نہ بنا۔ اور کہا کہ سمندر کے اندر ہمارے لئے راستہ بنا اپنے دشمن تک۔ اور موت کے بارے میں کہا میری لاش کو مخفی کر دینا اور میری شرم گاہ پر کسی کو مطلع نہ کرنا چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا اس پر کوئی شخص قادر نہ ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۵۴۔۱۵۵)

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابن بشران نے، کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابن فضیل نے، اس نے ذکر کیا اسی کا بعض مفہوم۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل صفار نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حدیث بیان کی تھی ابن نمیر نے، اعمش سے اپنے بعض اصحاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ دریائے دجلہ تک پہنچ گئے دریا چڑھا ہوا تھا۔ اور عجمی اس کے اُس پار تھے چنانچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا بسم اللہ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو دریا میں جھونک دیا لہٰذا وہ پانی پر تیر گیا۔ لہٰذا سب لوگوں نے کہا بسم اللہ پھر سارے لوگ گھس گئے مگر پانی کے اوپر تیرنے لگے۔ جب عجمیوں نے ان کو دیکھا تو بولے دیوآمد دیوآمد۔ (دیو آگئے دیو آگئے) لہٰذا وہ سیدھے سیدھے چلے گئے ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی سوائے ایک پیالے کے جو گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھا ہوا تھا جب وہ باہر نکلے تو غنیمتیں حاصل کیں ان کو انہوں نے تقسیم کر لیا حتی کہ ایک آدمی یہ کہنے لگا کون سونا تبدیل کرے گا چاندی کے ساتھ۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۵)

میں نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ راجع اللہ کے اکرام کی طرف جو اس نے اپنے نبی کا اکرام کیا اور جو اس نے اپنے دین کو عزت بخشی جس دین کے ساتھ اس کا رسول مبعوث ہے برا اور اس میں تصدیق ہے اس کی جس کا اس نے اسے وعدہ دیا تھا حضور کو غالب کرنے کا اور اس کی شریعت کو غالب کرنے کا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کو ابومحمد عبداللہ بن محمد سری نے ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو فضل بن سہیل اور ہارون بن عبداللہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے یہ کہ ابومسلم خولانی تے دریائے دجلہ کے کنارے آئے وہ اپنی طغیانی سے لکڑی پھینک رہا تھا۔ چنانچہ وہ پانی کے اوپر اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے پوچھا کہ تمہارا کوئی سامان کوئی چیز گم ہوئی ہے بس ہم اللہ سے دعا کریں گے۔ یہ اسناد صحیح ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۶/۶)

باب ۱۵

میّت کا شہادت دینا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی اور حضور ﷺ کے بعد خلافت پر قائم ہونے والوں کا ذکر جب کہ اس بارے میں یہ روایت صحیح، ثابت ہے اور اس میں واضح اور ظاہر دلالت دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوعلی محمد بن عمرو اور کشمرد نے، ان کو خبر دی قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، سعید بن مسیب سے یہ کہ زید بن خارجہ انصاری پھر بنوحارث بن خزرج سے تھے۔ وہ حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں فوت ہوگئے تھے۔ ان پر کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس کے سینے میں سے بھنبھناہٹ سنی اس کے بعد اس نے کلام کیا۔ پھر کہا احمد احمد ہے کتاب اول میں۔ سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق ﷺ نے جو اپنی ذات میں کمزور ہے مگر اللہ کے امر میں قوی ہے کتاب اول میں۔ سچ کہا سچ کہا عمر بن خطاب نے جو قوی ہے امین ہے کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا عثمان بن عفان نے جو کہ ان (سابقین) کے طریقوں پر ہے۔ چار گذر چکے ہیں اور دو باقی ہیں۔

فتنے آ چکے ہیں طاقتور کمزور کو کھا جائے گا قیامت قائم ہوگی عنقریب تمہارے لشکر سے تمہارے پاس خبر آ جائے گی بیر اُرَیس کی اور کیا ہے بیر اُرَیس۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۶/۶)

یحییٰ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا پھر ہلاک ہوگیا ایک آدمی خطمہ سے چنانچہ اس پر کپڑا ڈھک دیا گیا۔ اور اس کے سینے میں سے آواز سنی گئی پھر اس نے کلام کیا۔ اور کہا کہ بیشک بنوحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا سچ کہا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے، ان کو خبر دی قریش بن حسن نے، ان کو قعنبی نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل اور یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن صفوان نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو ابو مسلم عبدالرحمٰن بن یونس نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے، اسماعیل بن ابوخالد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس یزید بن نعمان بن بشیر آئے تھے قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقے میں اپنے والد نعمان بن بشیر کا خط لے کر کے۔ (جو کہ اس طرح تھا)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نعمان بن بشر کی طرف سے خط ہے اُم عبداللہ بنت ابو ہاشم کی طرف تمہارے اوپر سلام ہو میں تمہاری طرف حمد و شکر کرتا ہوں اللہ کا جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بیشک تم نے میری طرف لکھا تھا۔ کہ میں آپ کی طرف زید بن خارجہ کا حال لکھوں۔ اس کا حال کچھ اس طرح ہے کہ ان کے حلق میں درد شروع ہوا تھا جب کہ وہ اس وقت مدینے میں سب سے زیادہ صحت مند تھا لہٰذا وہ صلوٰۃ اولیٰ اور صلوٰۃ عصر کے درمیان فوت ہو گیا تھا ہم نے اس کو سیدھا لٹا دیا تھا اور اس پر چادریں ڈھک دی تھیں اور ایک بڑی اوڑھنی۔ چنانچہ میرے مقام پر ایک آدمی آیا اس نے بتایا جب کہ میں سبحان اللہ کا ورد کر رہا تھا عصر کے بعد اس نے بتایا کہ زید تحقیق کلام کر رہا ہے وفات کے بعد کہتے ہیں کہ میں جلدی جلدی اس کی طرف بھاگا وہ یہ کہہ رہا تھا یا کہا گیا تھا درمیانی زبان پر لسان اوسط پر سب لوگوں میں سے مضبوط ترین جو ایسا تھا کہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جو لوگوں کو یہ حکم نہیں دیتا تھا کہ ان کا طاقتور ان کے کمزور کو کھائے اللہ کا بندہ اور امیر المؤمنین اس نے سچ کہا سچ کہا یہی بات موجود تھی پہلی کتاب میں۔ کہتے ہیں کہ پھر اس نے کہا عثمان امیر المؤمنین ہے وہ لوگوں سے درگذر کرتا ہے بہت سارے گناہوں سے۔ گذر چکی ہیں دو راتیں۔ جب کہ وہ چار ہیں۔ پھر لوگ مختلف ہو گئے ہیں (یا اختلاف کر لیا ہے) اور بعض کو کھایا ہے لہٰذا کوئی نظام نہیں ہے۔ اور محفوظ چیزیں مباح کر دی گئی ہیں (یعنی محفوظ ہیں) پھر مؤمن شر سے باز آ گئے اور کہنے لگے ہم کتاب اللہ پر عمل کریں گیا اور انہوں نے اس کی قدر کی۔

اے لوگو! اپنے امیر کی طرف آؤ اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ جو شخص پھر گیا (امیر کی اطاعت سے) اس کے لئے کوئی عہد و ذمہ نہیں لیا جائے گا اور اللہ کا امر طے شدہ ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ جنت ہے اور یہ جہنم ہے۔ (اور یہ لوگ) نبی ہیں صدیقین ہیں تم پر سلام ہو اے عبداللہ بن رواحہ۔ کیا تم نے میرے لئے خارجہ محسوس کی ہے ان کے والد کے لئے اور سعادت ان دونوں کے لئے جو یوم اُحد میں قتل ہوئے تھے۔

كلا انها لظى نزاعة للشوىٰ تدعوا من ادبر و تولى فجمع فاوعىٰ

ہرگز نہیں ایسی بات بلکہ وہ جہنم تو شعلے مارتی آگ ہے جھلسا دینے والی ہے منہ کو وہ بلاتی ہے اپنی طرف۔ (جلانے کے لئے)

اس کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ بھر کر چلا گیا تھا (اسلام سے) اور اس نے مال جمع کیا تھا اور اس کو محفوظ کر کے رکھا تھا۔ اس کے بعد اس کی اور زیست ہوئی گئی میں نے (وہاں موجود) گروہ سے پوچھا اس قول کے بارے میں جو اس حیثیت نے مجھ سے پہلے کر لیا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ ہم نے اس سے یہ سنا کہ کہتا ہے۔ چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ چنانچہ ہم لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کپڑوں کے نیچے سے آواز آرہی ہے چنانچہ ہم نے اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو اس نے کہا یہ احمد ہے اللہ کا رسول سلام ہو تم پر یا رسول اللہ! اللہ کی رحمت اور برکت اس کے بعد اس نے کہا کہ ابوبکر صدیق ﷜ امین خلیفۂ رسول اپنے جسم میں ضعیف تھا اللہ کے امر میں قوی تھا اس نے سچ کہا سچ کہا اور وہ پہلی کتاب میں بھی تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن نجید نے، ان کو علی بن حسین بن جنید نے، ان کو معافی بن سلیمان نے، ان کو زہیر یعنی ابن معاویہ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے یعنی اسناد کے ساتھ، اور اس کی قوم کے ساتھ اس سے وسط حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ واقعہ ہوا تھا جب دو سال پورے ہو چکے تھے اور گذر چکے تھے خلافت عثمان میں سے، اور اس میت نے کہا تھا اس کے آخر میں۔ بہر حال اس کا یہ کہنا کہ دو راتیں گذر چکی ہیں اور چار باقی ہیں۔ اس سے مراد وہ دو سال ہیں جو گذر چکے تھے حضرت عثمان کی امارت میں سے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں باقی چار کی گنتی کرتا رہا۔ اور میں توقع کرتا رہا اس معاملہ کی جو ہونے والا تھا ان برسوں میں۔ لہٰذا اسی میں ہوا تھا اہل عراق کا انتزاء وخلافت اور انتشار پھیلانے والوں کا انتشار پھیلانا اور ان کا طعن واعتراض کرنا اپنے امیر ولید بن عقبہ پر والسلام ورحمۃ اللہ۔

مصنف کہتے ہیں یہ اسناد صحیح ہے یہ روایت حبیب بن سالم میں ہے۔

مہر رسول بیر اریسہ میں گر گئی تھی حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ سے، زید بن خارجہ خزرجی انصاری شریک بدر تھے انہوں نے عہد عثمان میں وفات پائی موت کے بعد کلام کیا

(۵) روایت کی گئی ہے حبیب بن سالم سے اس نے نعمان بن بشیر سے۔ اور اس نے اس میں بیر اریس کا ذکر کیا ہے جیسے ذکر کیا ہے اس نے روایت ابن مسیب میں (اور بیر اریس کا اس بارے میں معاملہ یہ ہے کہ) نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی جو کہ ان کے ہاتھ میں رہی تھی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کے ہاتھ میں ان کے بعد حضرت عمر ؓ کے ہاتھ میں تھی اس کے بعد حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ میں تھی۔ جب ان کی خلافت کے چھ برس گذر گئے تو اس وقت وہ بیر اریس کے (کنوئیں) میں گر گئی تھی (بڑی تلاش کے باوجود نہ مل سکی) اس وقت سے عمال بدل گئے اور فتنوں کے اسباب ظاہر ہو گئے۔ جیسے کہا گیا تھا زید بن حارثہ کی زبان پر۔

بخاری کہتے ہیں کتاب التاریخ میں کہ زید بن خارجہ خزرجی انصاری بدر میں شریک ہوئے تھے اور حضرت عثمان ؓ کے زمانے میں وفات پاگئے تھے اور وہ وہی تھے جنہوں نے موت کے بعد کلام کیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲/۱۔۲۸۳)

(۶) ہمیں اس کی خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارسی نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور تحقیق موت کے بعد تکلم کے بارے میں محدثین کی جماعت سے روایت کی گئی ہے صحیح اسانید کے ساتھ۔

مقتول بن مسیلمہ کا کلام کرنا موت کے بعد

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو خلف بن ہشام بزار نے، ان کو خالد طحان نے، ان کو حصین نے، عبداللہ بن عبید انصاری ؒ نے کہ ایک آدمی نے جو مسیلمہ کے مقتولین میں سے تھا کلام کیا تھا۔ اس نے یہ الفاظ کہے تھے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ابوبکر ؓ صدیق ہیں۔ عثمان ؓ امین ورحیم ہیں راوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس نے عمر ؓ کے بارے میں کیا کہا تھا۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمر نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو حصین بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبیدہ انصاری نے، وہ کہتے ہیں اچانک وہ لوگ مقتولین کی تصویریں بنا رہے تھے جنگ صفین یا جمل والے دن اچانک انصار میں سے ایک آدمی نے مقتولین میں سے کلام کیا۔ اس نے کہا: محمد اللہ کے رسول ہیں، ابوبکر ؓ صدیق ہیں۔ عمر ؓ شہید ہیں۔ عثمان ؓ رحیم ہیں۔ پھر چپ ہو گیا خالد طحان زیادہ یاد رکھنے والا ہے علی بن عاصم سے اور زیادہ احفظ واوثق ہے۔ واللہ اعلم

(تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۷۔۱۵۸)

☆☆☆

باب ۱۶

دودھ پیتے بچے اور گونگے کا

ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کی شہادت دینا

اگر اس بارے میں روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس کدیمی نے۔

(محمد بن یونس کدیمی متروکین میں سے ہے۔ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا اور غالباً ہزار حدیثیں وضع کی ہیں۔ المجروحین ۲/۳۱۲-۳۱۳)

ان کو شاصونہ بن عبید ابومحمد یمامی نے کہ ہم لوگ عدن سے واپس لوٹے تھے ایک بستی میں اسے حرذہ کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں مجھے بات بتائی معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب یمانی نے، اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا تھا حجۃ الوداع میں لہٰذا میں ایک گھر میں داخل ہوا تھا میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ چاند کی گولائی کی طرح تھا اور میں نے ان سے عجب بات سنی تھی کہ ان کے پاس ایک آدمی ایک لڑکے کو لایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے اللہ تجھ میں برکت دے۔ اس کے بعد اس لڑکے نے جوان ہونے تک کوئی کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ ہم لوگ اس شخص کو یمامہ کا مبارک کہتے تھے۔ شاصونہ بن عبید کہتے ہیں میں گذرتا تھا معمر کے پاس سے میں نے اس سے نہیں سنا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن جمیع غسانی نے، بن ثغر صیدا کے پاس ان کو خبر دی عباس بن محبوب بن عثمان بن عبید ابوالفضل نے، اس کو اس کے والد نے، ان کو ان کے دادا شاصونہ بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معرض بن عبداللہ بن معیقیب نے، اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا تھا حجۃ الوداع کا میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوا میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کا چہرہ انور چاند کی گولائی کی طرح تھا میں نے ان سے عجیب بات سنی ایک آدمی ان کے پاس ایک نومولود بچے کو لے آیا اس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نے اس کو دعا دی بـارك الله فيك اللہ تجھے برکت دے مگر اس کلام کرنے کے بعد وہ لڑکا کبھی نہ بولا۔ (جس سے معلوم ہوا کہ وہ مادرزاد گونگا تھا)۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۵۹)

(۳) اور اس کو روایت کیا ہے ابوالفضل احمد بن خلف بن محمد مقری قزوینی نے، ابوالفضل عباس بن محبوب شاصونہ نے، اس کو ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے، ابوالحسن سے اس نے ابن عباس وراق سے اس نے احمد بن خلف سے اس نے ابوعبداللہ سے۔ اور تحقیق مجھے خبر دی ہے ثقہ شخص نے ہمارے اصحاب میں سے اس نے ابوعمر زاہد سے وہ کہتے ہیں کہ میں جب یمن میں داخل ہوا تو میں ایک حرذہ میں داخل ہوا میں نے اس روایت مذکور کے بارے میں پوچھا میں نے اس میں شاصونہ کے باقیات پائے پھر مجھے اس کی قبر پر لے جایا گیا میں نے اس کی زیارت کی تھی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس روایت کی اصل ہے حدیث کوفیین میں باسناد مرسل کے ساتھ اس میں باختلاف سے وقت کلام کے بارے میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوھاشم علوی نے، کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ عیسی نے، ان کو خبر دی وکیع بن جراح نے اعمش سے اس نے شمر بن عطیہ سے اس نے اپنے بعض شیوخ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا (جو بعد میں جوان ہوگیا تھا مگر اس نے ہرگز کلام نہیں کیا تھا) اس بچے سے حضور اکرم ﷺ نے کہا تھا کہ میں کون ہوں اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اعمش نے، شمر بن عطیہ سے اس نے اپنے بعض شیوخ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اس نے حرکت کی تو وہ بولی یارسول اللہ! میرے اس بیٹے نے کلام ہی نہیں کیا جب سے پیدا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب کیجئے لہٰذا اس نے اسے آپ کے قریب کردیا پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے بتایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۵۹/۶)

باب ۱۷

کھانے کا تسبیح پڑھنا

جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھا رہے تھے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ

اور اس میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن بشار عبدی نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو اسرائیل نے، منصور سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے، اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ آیات و نشانیوں کو عذاب شمار کرتے ہو اور ہم ان کو برکت شمار کرتے تھے عہد رسول میں۔ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ اور ہم طعام کا تسبیح کرنا سُن رہے ہوتے تھے۔ حضور کے پاس ایک برتن لایا گیا اور باقی آپ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا آجاؤ تم لوگ مبارک پانی کے پاس اور برکت آسمان سے آئی ہے۔ حتیٰ کہ ہم سب نے وضو کرلیا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے اس نے ابواحمد زبیری سے۔

(کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۵۸۷/۶۔ ترمذی۔ کتاب المناقب ۳۶۳۳ ص ۵۹۷/۵)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حمویہ عسکری نے، ان کو عیسیٰ بن غیلان نے، ان کو حاضر بن مظہر نے، ان کو خالد بن عبداللہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بیان نے قیس سے وہ کہتے ہیں کہ ابوداود جو سلمان کی طرف لکھتے یا سلمان ابودرداء کی تو ان کی طرف لکھتے آیت صحیفہ کہا کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے تھے کہ وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے ایک پیالے سے اچانک اس نے تسبیح کہی اور اس میں جو طعام تھا اس نے بھی (اس کو کرامت ہی شمار کیجئے)۔

☆☆☆

باب ۱۸

کنکریوں کا نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں

اور بعض صحابہ کے ہاتھ میں تسبیح (اللہ کی پاکیزگی) کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قریش بن انس نے، ان کو صالح بن ابوالاخضر نے (عقیلی نے صالح بن ابواخضر کو صعفاء میں شمار کیا ہے) زہری سے، اس نے اس ایک آدمی سے جسے سوید بن یزید سُلمی کہا جاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوذر سے وہ کہتے کہ میں عثمان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کروں گا اس کے بعد جب میں نے ایک خاص چیز (ان میں) دیکھی تھی۔

میں ایک ایسا آدمی تھا جو نبی کریم ﷺ کی خلوتوں کی جستجو میں لگا رہتا تھا میں نے ایک دن ان کو اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا لہٰذا میں آپ کی خلوت کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے پاس جا بیٹھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے وہ حضور کی دائیں جانب بیٹھ گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دائیں جانب بیٹھ گئے اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے دائیں جانب بیٹھ گئے حضور اکرم ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑھی ہوئی تھیں (یا کہا کہ) کنکریاں تھیں حضور ﷺ نے انہیں اٹھا کر اپنی ہتھیلی میں لے لیا کنکریوں نے سبحان اللہ کہنا شروع کیا حتی کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی بھن بھناہٹ کی طرح کنکریوں کی آواز سنی اس کے بعد حضور نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہوگئیں اس کے بعد حضور نے انہیں دوبارہ اٹھایا پھر ان کو ابوبکر کے ہاتھ میں رکھدیا انہوں نے پھر تسبیح کہنا شروع کر دی حتی کہ میں نے پھر شہد کی مکھیوں کی طرح کی آواز سنی پھر انہوں نے ان کو رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو اٹھا کر عمر کے ہاتھ میں رکھدیا پھر انہوں نے تسبیح کہی حتی کہ میں شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی آواز سنی۔ انہوں نے رکھ دیا وہ چپ ہوگئیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر عثمان کے ہاتھ میں رکھا تو پھر انہوں نے تسبیح پڑھی گویا کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی آواز جیسی آواز سنی۔ انہوں نے اسے رکھدیا تو وہ چپ ہوگئیں۔ حضور اکرم نے ﷺ فرمایا هذه خلافت النبوة یہی نبوت کی خلافت و نیابت ہے۔ (یعنی اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے)۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۳۲/۶۔ خصائص کبریٰ ۷۴/۲)

اور اسی طرح اس کو روایت کیا محمد بن بشار نے، قریش بن انس سے اس نے صالح بن ابواخضر سے۔ اور صالح حافظ حدیث نہیں تھے۔ اور محفوظ روایت، روایت شعیب بن ابوحمزہ ہے زہری سے کہتے ہیں کہ ولید بن سوید نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی بنوسلیم سے بڑی عمر کے تھے وہ ان میں سے تھے جنہوں نے ابوذر کو مقام ربذہ میں پالیا تھا اس نے اس سے ذکر کیا تھا۔

لہٰذا اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ابوذر سے۔

☆☆☆

باب ۱۹

کھجور کے سوکھے تنے کا رونا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے جب آپ ممبر کی طرف بڑھ گئے تھے اس کے بعض طرق پہلے گذر چکے ہیں ممبر بنانے کے ذکر میں اس سب کچھ میں واضح دلالت ہے دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حامد بن محمد ہروی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے، ان کو ان کے دادا نے، جابر سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا ایک کھجور کے پاس کھڑے ہوئے تھے لہٰذا انصار کی ایک عورت نے یا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے کوئی ممبر نہ بنادیں؟ فرمایا ٹھیک ہے اگر تم چاہتے ہو تو بنادو۔ لہٰذا انہوں نے آپ کے لئے ممبر بنادیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ممبر پر تشریف لے گئے چنانچہ کھجور کے اس تنے نے چھوٹے بچے کی مثل چیخ ماری لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ممبر سے اتر کر اس کو اپنے جسم کے ساتھ ملایا اور دبایا وہ ایسے سسکیاں بھرنے لگا جیسے بچہ سسکیاں بھرتا ہے جس کو چپ کرایا جاتا ہے جابر کہتے ہیں یا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ جو اللہ کا ذکر ہوتا تھا اس کے رک جانے کی وجہ سے رویا ہے۔

بخاری نے اس کو ابونعیم سے روایت کیا ہے۔ (کتاب المناقب۔حدیث ۳۵۸۴۔فتح الباری ۶۰۱/۶)

(۲) ہمیں خبر دی اب عبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالباقی بن قانع حافظ نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن عبید بن احمد بن حکم قزاز نے بصرہ میں اس کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو ابوحفص بن علاء نے، نافع سے اس نے ابن عمر ؓ سے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے کھجور کے تنے کے پاس جب ممبر رکھا گیا تو وہ اتنا رو پڑا حتی کہ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس گئے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ سکون کر گیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابوحفص بن علاء سے۔ (بخاری۔حدیث ۳۵۸۴۔فتح الباری ۶۰۱/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن بشیر صیرفی نے، ان کو عیسیٰ بن سالم ابوسعید نے، ان کو عبیداللہ بن عمرو رقی نے، عبداللہ بن محمد بن عقیل سے اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق اور ابوبکر بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو شافعی نے، ان کو ابراہیم بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے، طفیل بن ابی بن کعب سے اس نے اپنے والد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کھجور کے سوکھے تنے کے پاس نماز پڑھاتے تھے جب مسجد چھپرے کی تھی آپ ﷺ اس تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ ہم آپ کے لئے ایک ممبر بنادیں آپ اس کے اوپر کھڑے ہو کر جمعہ کے دن لوگوں کو اپنا خطبہ سنایا کریں؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اجازت ہے لہٰذا آپ کے لئے تین درجے کا ممبر بنایا گیا جب بنا کر اپنی جگہ پر رکھا گیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر بیٹھ کر خطبے کی ابتداء کی جب اس کی طرف سے گذر کر آگے گئے تو وہ تنا زور سے رویا اور چیخ مار کر پھٹ گیا حضور اکرم ﷺ ممبر سے اُترے جب انہوں نے تنے کے رونے کی آواز سنی آپ نے اس کے اوپر ہاتھ پھیرا پھر ممبر پر واپس آئے

جب مسجد (دوبارہ تعمیر کے لئے) منہدم کی گئی اس تنے کو اُبی بن کعب لے گئے اپنے پاس اپنے گھر میں حتی کہ وہ بوسیدہ ہو گیا اور اس کو دیمک کھا گئی اور وہ انتہائی بوسیدہ بھر بھرا ہو گیا۔

یہ لفظ حدیث شافعیؒ کے ہیں ابراہیم بن محمد سے اور حدیث رقی میں کچھ الفاظ کی کمی زیادتی بھی ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ۔ حدیث ١٤١٤ ص ١/٤٥٤)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابواحمد بن ابوالحسن نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن یعنی بن محمد ابن ادریس رازی نے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ عمرو بن سواد نے کہا کہ مجھے شافعیؒ نے فرمایا تھا اللہ نے کسی نبی کو ایسا تنا عطا نہ کیا جو محمد ﷺ کو عطا کیا تھا ان کے پہلو میں آپ خطبہ دیا کرتے تھے حتی کہ ان کے لئے ممبر بنادیا گیا اور وہ تنا رو پڑا اس قدر کہ ان کی آواز سنی گئی یہ اس سے بڑی بات ہے۔

باب ٢٠

١۔ جس راستے پر ہمارے پیارے نبی ﷺ گذر جاتے پاکیزہ خوشبو مہکتی رہتی

٢۔ جس حجر و شجر کے قریب سے حضور اکرم ﷺ گذرتے وہ آپ کو سجدہ کرتا

٣۔ جس ڈول سے حضور اکرم ﷺ پانی پیتے یا جس میں کلی کر کے ڈال دیتے اس سے کستوری یا پاکیزہ خوشبو مہکتی رہتی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حامد بن محمد ہروی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو مالک بن اسماعیل نے، ان کو اسحٰق بن فضل ہاشمی نے، ان کو خبر دی مغیرہ بن عطیہ نے، ان کو ابوزبیر نے، ان کو جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں کچھ خصلتیں تھیں آپ جس راستے پر چل رہے ہوتے تھے اس راستے پر پیچھے جانے والا آپ کو پہچان لیتا تھا آپ کے پسینے کی خوشبو سے کہ حضور اس راستے پر جا رہے ہیں۔ طیب عرفہ یا ذبیح عرفہ کہا تھا اسحٰق کا شک ہے۔ جس جو از شجر سے گزرتے وہ ان کو سجدہ کرتا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے مسعر سے اس نے عبدالجبار بن وائل حضرمی سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا انہوں نے کلی کی ڈول سے گویا کہ اس میں کستوری کی کلی ڈال دی یا اس سے زیادہ پاکیزہ۔ ابواسامہ کہتے ہیں۔ اس پانی کے بارے میں کہ اس سے ناک صاف کی تھی آپ ﷺ نے اس سے باہر باہر۔

تمام احادیث جو آپ کی خوشبو کے بارے میں گزری ہیں باب صفت عرق میں بہرحال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو زید بن اسماعیل صائغ نے، ان کو حسین بن علوان نے، ان کو ھشام بن عروہ نے، اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب قضاء حاجت کے لئے جاتے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے جاتی مگر مجھے وہاں کوئی چیز نظر نہ آتی بس مجھے وہاں پاکیزہ خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ میں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ کو بتائی تو فرمایا اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ ہمارے وجود اہل جنت کے ارواح کے مطابق پیدا ہوئے ہیں جو کچھ آپ سے نکلتا اس کو زمین نگل جاتی ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسین بن علوان کی موضوعات میں سے ہے۔ اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات کے حوالے سے احادیث صحیحہ مشہورہ کافی ہیں ابن علوان کے کذب کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالمعطی کہتے ہیں حسین بن علوان اہل کوفہ میں سے تھا حدیثیں گھڑتا تھا ہشام بن عروہ سے وہ دیگر ثقات سے۔

باب ۲۱

دروازے کی چوکھٹوں اور گھر کے درو دیوار کا ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی دعا پر آمین کہنا جو انہوں نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے کی تھی اور اپنے چچازادوں کے لئے بشرط صحت روایت

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس کدیمی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن اسحق بن سعید وقاصی نے (ح)۔ اور ان کو خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو قتیبہ مسلم بن فضل بغدادی نے، مکہ مکرمہ میں ان کو حلف بن عمرو عکبری نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ ہروی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو امی مالک بن حمزہ بن ابو اسید ساعدی نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا ابو اُسید ساعدی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے کہا تھا اے ابوالفضل صبح آپ گھر نہ جانا آپ بھی اور آپ کے بیٹے بھی حتی کہ میں آجاؤں تمہارے پاس مجھے آپ لوگوں سے کام ہے۔

لہٰذا انہوں نے انتظار کیا حتی کہ حضور ﷺ چاشت کے بعد تشریف لائے ان سے ملے السلام علیکم کہا انہوں نے بھی وعلیکم السلام کہا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے پوچھا تم نے صبح کیسی کی؟ یعنی رات کیسی گذری؟ انہوں نے کہا ہم نے خیریت سے صبح کی ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے کیسے صبح کی؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میں نے بھی خیریت سے صبح کی میں اللہ کا شکر کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قریب قریب ہو جاؤ حتی کہ ایک دوسرے سے مل جاؤ حتی کہ وہ مل گئے جب بالکل ساتھ ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ دیا اور دعا فرمائی اے میرے ربّ! یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے جیسے ہیں یہ لوگ میرے گھرانے کے ہیں ان کو آگ جہنم سے اسی طرح چھپا لے جیسے میری چادر نے ان کو چھپا لیا ہے چنانچہ دروازے کی چوکھٹوں نے اور گھر کی دیواروں نے آمین کہا بولے آمین، آمین، آمین۔ (دلائل ابی نعیم ۳۷۰۔ خصائص کبری ۲/۷۷)

حدیث ہروی کے لفظ میں ان کے ساتھ عبداللہ بن عثمان وقاصی متفرد ہے۔ اور وہ ان میں سے ہے جس سے عثمان دارمی نے پوچھا تھا۔ یحییٰ بن معین سے انہوں نے کہا تھا کہ میں اس روایت کو نہیں پہچانتا۔

☆☆☆

باب ۲۲

نبی کریم ﷺ کا اپنی پیٹھ پیچھے سے اپنے اصحاب کو دیکھنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے مالک سے، اس نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے ابوہریرہ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ یہاں پر میرے سامنے دیکھ رہے ہو؟ اللہ کی قسم میرے لئے نہ تمہارا رکوع مخفی رہتا ہے نہ تمہارا سجدہ کرنا بیشک میں البتہ تمہیں دیکھتا ہوں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس اور دیگر سے اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ فتح الباری ۱/۵۱۴۔۲/۲۲۵)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حرملہ کی روایت میں آپ کا قول ہے۔

بیشک میں البتہ دیکھتا ہوں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے یہ اللہ کی طرف سے کرامت و اعزاز ہے اللہ نے ان کو اپنی مخلوق میں سے اس کے ساتھ خاص کیا ہے۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن عمر بن برہان نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، اس کو قاسم بن مالک مُزنی نے، مختار بن فلفل سے اس نے انس بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں۔

ایک دن نماز کے لئے اقامت کی جانے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے آگے ہوتا ہوں (یعنی امامت کر رہا ہوتا ہوں تمہاری) لہٰذا رکوع کرنے اور سجدہ کرنے میں مجھ سے پہل نہ کیا کرو۔ اور نہ ہی اپنے سروں کو پہلے اُٹھایا کرو (سجدے سے) بیشک میں تمہیں دیکھتا ہوں اپنے آگے سے اور اپنے پیچھے سے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم دیکھ لو جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو تم بہت کم ہنسو گے اور بہت زیادہ روؤ گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا میں نے جنت دیکھی ہے اور جہنم دیکھی ہے۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں کئی دیگر طرق سے اس نے مختار بن فلفل سے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ حدیث ۱۱۲ ص ۱/۳۲۰)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن فضیل نے عبدالمالک بن ابوسلیمان سے اس نے قیس سے اس نے مجاہد سے اس نے اللہ کے فرمان کے بارے میں۔

اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ

(سورۃ شعراء : آیت ۲۱۹)

وہی ذات (اللہ) آپ کو دیکھتی ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں (عبادت کرنے) اور سجدے کرنے والوں میں آپ کا (فکرمند ہوکر) پھرنا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو دیکھتے تھے جو ان کے پیچھے صفیں ہوتی تھیں جیسے سامنے دیکھتے تھے۔

(تفسیر قرطبی ۱۳/۱۴۴)

اور روایت کی ہے زہیر بن عبادہ نے، عبداللہ بن محمد بن مغیرہ سے۔ (عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کو عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے) اس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔ (ابن دمیہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن جوزی نے صحیح کہا ہے۔ فیض القدیر ۵/۲۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے ابن سلم سے اس نے عباس بن ولید خلال سے، اس نے زہیر بن عبادہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ یہ ایسی اسناد ہے کہ اس میں ضعف ہے۔

نیز یہ کئی دیگر طرق سے مروی ہے جو کہ قوی ہی نہیں ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عباس نے، ان کو ابواسحٰق بن سعید نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن خلیل نیشاپوری نے، ان کو صالح بن عبداللہ نیشاپوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عمار شہید نے، ان کو مغیرہ بن مسلم نے عطاء سے اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے دن میں روشنی میں دیکھتے تھے۔

باب ۲۳

رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کے لئے روشنی کا چمکنا

جب وہ حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے چلے تھے
حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلتے ہوئے گھر میں پہنچے
یہ نبی کریم ﷺ کی کرامت واعزاز ہے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبدالوہاب اصفہانی نے، ان کو احمد بن مہران نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی کامل بن علاء نے، ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ آکر آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے حضور اکرم ﷺ جب سر اُٹھاتے تو ان کو نرمی سے نیچے اُتار دیتے تھے جب آپ ﷺ دوبارہ سجدہ کرتے وہ دوبارہ ویسے ہی کرتے تھے۔

جب نماز پڑھا چکے ایک کو ادھر دوسرے کو ادھر کر لیا کرتے میں آپ کے پاس آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں ان دونوں کو ان کی امی کے پاس لے جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اتنے میں ایک روشنی چمکی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ دونوں اسی روشنی میں چلتے چلے گئے اور گھر میں داخل ہوگئے۔ (مسند احمد ۲/۵۱۳۔ زوائد ۹/۱۸۱)

☆☆☆
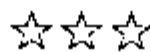
باب ۲۴

۱۔ اصحاب نبی ﷺ کے دو آدمیوں کی لاٹھی کا روشن ہو جانا جب وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے رات کے اندھیرے میں نکلے حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلتے گئے یہ نبی کریم ﷺ کی کرامت و اعزاز تھا۔

۲۔ ابوعبس کی لاٹھی کے روشن ہونے کی روایت۔

۳۔ حمزہ بن عمرو اسلمی کی اُنگلیوں سے روشنی خارج ہونا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے، مکہ میں ان کو خبر دی ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور حارثی نے، ان کو معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے قتادہ سے ان کو انس بن مالک نے کہ دو آدمی اصحاب رسول میں سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے نکلے اندھیری رات تھی اور ان دونوں کے ساتھ دو چراغوں کی مثل دو روشنیاں ان دونوں کے آگے آگے چلتی گئیں جب وہ راستے میں الگ ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ روشنی بھی علیحدہ ہوگئی حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں پہنچ گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوموسیٰ سے اس نے معاذ سے۔

(۲) بخاری نے کہا ہے کہ معمر نے کہا ہے یعنی جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ثابت سے اس نے انس سے یہ اسید بن حضیر انصاری اور ایک دوسرے انصاری دونوں اپنی کسی حاجت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اور رات سخت اندھیری تھی اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے دونوں کے ہاتھ میں ایک چھوٹی لکڑی تھی لہٰذا ایک کی لکڑی روشن ہوگئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کا راستہ جدا ہوا تو دوسرے کی لکڑی بھی روشن ہوگئی لہٰذا ہر ایک دونوں میں سے اپنی اپنی لکڑی کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مستدرک حاکم ۲۸۸/۳۔ خصائص کبریٰ ۸۰/۲۔ دلائل ابی نعیم ۴۹۲)

(۳) بخاری کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے کہا یعنی وہ جس کی ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتے رہے جب روانہ ہوئے تو ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کا راستہ الگ ہوا تو دونوں کی لکڑیاں روشن ہوگئیں ہر ایک اسی روشنی میں اپنے گھر چلا گیا۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۸/۵۔ فتح الباری ۱۲۴/۷۔۱۲۵)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عبدالحمید بن ابوعبس انصاری بنو حارثہ میں سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی میمون بن زید بن ابوعبس ان کو خبر دی

ان کے والد نے ، یہ کہ ابوعبس نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اس کے بعد بنو حارثہ کے پاس لوٹ آتے تھے ایک رات وہ اندھیری اور بارش والی رات میں نکلے تو ان کے لئے ان کی لاٹھی روشن کردی گئی حتی کہ وہ دار بنو حارثہ میں داخل ہو گئے ۔

(مستدرک حاکم ۳/۳۵۰ ۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۰ ۔ ۸۱)

میں کہتا ہوں کہ ابوعبس بن جبر شرکاء بدر میں سے تھے ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ، ان کو مسیب بن محمد بن مسیب نے ، ان کو ان کے والد نے ، ان کو حمزہ بن مالک اسلمی ابوصالح نے ، ان کو سفیان بن حمزہ نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے ، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے ، ان کو ابواحمد بن فارس نے ، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے ، ان کو احمد بن حجاج نے ، ان کو سفیان بن حمزہ نے ، کثیر بن زید سے اس نے محمد بن حمزہ اسلمی سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ہم لوگ اندھیری رات میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے چنانچہ میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتی کہ ان کی سواریاں ایسی جمع ہو گئیں کوئی بھی ان میں سے ہلاک نہ ہوا اور بیشک برابر انگلیاں روشن ہو رہی تھیں ۔

(۶) اور سلمی کی ایک روایت میں ہے ان کے والد سے وہ ابوحمزہ بن عمرو سے کہ انہوں نے کہا ایک سفر میں ہمارے مویشی بھاگ گئے تھے ۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے رات شدید اندھیری تھی ۔ لہٰذا میری اُنگلی روشن ہو گئی تھی حتی کہ اسی روشنی پر سب کی سواریاں جمع ہو گئیں اور میری اُنگلی البتہ تا حال روشنی دے رہی تھی ۔ (دلائل ابی نعیم ۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابونصر عمرو بن عبدالعزیز بن قتادہ نے ، ان کو ابوعمرو بن مطر نے ، ان کو عبداللہ بن صقر نے ، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے ، ان کو سفیان بن حمزہ نے ، ان کو کثیر بن زید نے محمد بن حمزہ اسلمی سے اس نے اپنے والد حمزہ بن عمرو سے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدید اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے ۔ لہٰذا میری اُنگلی روشن ہو گئی تھی ۔ لہٰذا ان سب نے اسی روشنی پر اپنی اپنی سواریوں کو جمع کر لیا تھا کوئی بھی ان میں سے ہلاک نہیں ہوا تھا ۔ اور بیشک میری انگلی البتہ روشن تھی ۔ واللہ اعلم

باب ۲۵

وہ شرف و کرامت جو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی مصطفیٰ کریم ﷺ کے شرف کے لئے اور اس پر ایمان لانے والے کی عظمت اُجاگر کرنے کے لئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے ، ان کو عثمان بن عفان نے ۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد نے ، ان کو اسحٰق بن حسین حربی نے ، ان کو عفان بن مسلم نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے ، ان کو جریری نے ابوالعلاء سے اس نے معاویہ بن حرمل سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور تین دن مسجد میں ٹھہرا رہا مگر مجھے کھانا نہیں ملا ۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے پاس آیا میں نے عرض کی اے امیر المؤمنین میں پیشگی توبہ کرتا ہوں اس سے کہ مجھ پر رزق بند ہو جائے ۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا میں معاویہ بن حرمل ہوں انہوں نے فرمایا کہ تم خیر المؤمنین کے پاس جاؤ اسی کے پاس اترو اور رہو ۔

اور حضرت تمیم داری کی عادت تھی کہ وہ جب نماز پڑھ لیتے تھے تو دائیں بائیں دونوں طرف ہاتھ مارتے تھے اور ایک آدمی دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے پکڑ کر ساتھ لے جاتے تھے۔ میں نے بھی ان کے پہلو میں نماز پڑھی انہوں نے ہاتھ مارا اور میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئے ہم لوگوں کے پاس کھانا لایا گیا میں خوب زور لگا کر کھایا بھوک کی شدت کے مطابق کھایا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ اچانک حرہ میں آگ نکلی حضرت عمر آئے تمیم داری کے پاس بولے چلو اس آگ کے پاس چلتے ہیں انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں کون ہوتا ہوں اور میں کیا ہوں کہتے ہیں کہ عمر بار بار اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے ساتھ چل پڑے میں بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہولیا وہ آگ کی طرف چلے گئے تمیم داری اپنے ہاتھ سے دونوں کو اشارہ کرتے رہے حتیٰ کہ میں گھاٹی میں داخل ہوا اور تمیم اس کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے کہتے ہیں کہ عمر کہنے لگے جو دیکھ چکا ہے وہ واقعی اس کی طرح میں ہوتا جس نے نہیں دیکھا تین بار عمر نے یہ جملہ کہا۔

یہ الفاظ حدیث صغانی کے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۱۵۳)

باب ۲۵

تصویر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا تو وہ مٹ گئی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر اور احمد بن عیسیٰ لخمی نے، ان دونوں کو حدیث بیان کی بشر بن بکر نے، ان کو اوزاعی نے، ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ﷺ نے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول سے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا اس میں تصویر تھی حضور اکرم ﷺ نے اس پردے کو اُتار پھینکا پھر فرمایا: بیشک قیامت کے دن شدید ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کی نقل کریں گے (اس کے جیسی بنائیں گے)۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا تھا کہ حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ایک ٹوپی لے کر آئے اس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھ دیا۔

اللہ نے اس کی برکت سے وہ تصویر ہی دور کر دی (یعنی ختم ہوگئی)۔ (خصائص کبریٰ ۲/۸۲)

☆☆☆

مجموعہ ابواب

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی ادعیہ مستجابہ (قبول شدہ دعائیں) بسلسلۂ اطعمہ واشربہ۔ نیز وہ برکات جن کا ظہور ہوا ان امور میں جن میں آپ نے دعا فرمائی تھی یہ بسبیل اختصار اس لئے کہ سب کو نقل کرنے میں طوالت ہوگی۔

باب ۲۷

بکری کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی برکت کا ظہور

جس میں دودھ موجود نہیں تھا مگر پھر اس میں دودھ اُتر آیا تھا۔ پہلے بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے حضور اکرم ﷺ کے اُم معبد کے خیمہ میں اُترنے کے ضمن میں اور اس میں آپ کا نزول، آپ کا پہنچنا ان بکریوں میں جن کو اُم معبد کا بیٹا چرا رہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن ہارون نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو ابوعوانہ نے، عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں۔ میں گھبرو جوان تھا عقبہ بن ابومعیط کی بکریوں میں تھا اور انہیں چرا رہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ابوبکر صدیق بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اے لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں ہے لیکن میرے پاس امانت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایسی بکری لے آ وَ جس پر ابھی تک بکرا نہ کودا ہو (یعنی کنواری بکری لے لی جس کو کہتے ہیں جو نہ گا بھن ہوئی ہو ابھی تک) میں ان کے پاس پکڑ کر لے آیا (ایک جھیرٹ کو پکڑ کر) حضور اکرم ﷺ نے اس کی ٹانگوں میں رسی باندھ دی (اسے ڈھنگا مار دیا) اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھیری کو سہلایا اور دعا کی حتی کہ دودھ اُتر آیا۔

ابوبکر ان کے پاس ایک پیالہ لائے حضور اکرم ﷺ نے اس کے اندر دودھ دوہا اور ابوبکر سے کہا کہ تم پی لو ابوبکر نے پیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پیا اس کے بعد کھیری کو کہا کہ دودھ اُچک لے اس نے اُچک لیا لہٰذا وہ ویسی ہوگئی جیسی کہ تھی۔ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھلا یئے یا کہا کہ یہ قول سکھا یئے لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تم سکھلائے ہوئے غلام ہو میں نے ان سے ستر سورتیں حاصل کیں۔ جن میں مجھ سے کسی بشر نے بحث نہیں کی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مقداد بن اسود نے، وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور میرے دو ساتھی بھی قریب تھا کہ شدید محنت مشقت کی وجہ سے ہماری بینائی اور شنوائی چلی جاتی (یعنی بھوک کی وجہ سے) ہم لوگ اپنے نفسوں کو اصحاب رسول پر پیش کرنے لگے جو بھی ہمیں قبول کرتا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے سامان پر لے جاتے تھے ان دنوں اول رسول اللہ ﷺ کے پاس تین بکریاں تھیں جنہیں وہ دوہتے تھے۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تقسیم کرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کا حصہ اُٹھا کر لے جاتے تھے حضور تشریف لاتے تو سلام کرتے تھے (نہ زیادہ زور سے نہ ہی بالکل آہستہ بلکہ) جس کو جاگنے والا سُن لے اور سونے والا جاگ نہ جائے۔ شیطان نے مجھ سے کہا اگر تو ایک دو گھونٹ پی لے تو کچھ نہیں ہوگا۔

بیشک رسول اللہ ﷺ انصار کے پاس آتے تھے۔ وہ آپ کی قدر کرتے تھے شیطان ہمیشہ میرے دل میں بات ڈالتا رہا حتی کہ میں نے دودھ پی لیا جب میں نے اسے پی لیا تو اس نے مجھے شرمندہ کر دیا اور کہا کہ تم کیا کہو گے جب حضور تشریف لائیں گے اور دودھ نہیں پائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ تو تیرے خلاف بددعا دیں گے اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ بہر حال میرے دونوں ساتھیوں نے اپنا حصہ پیا اور سو گئے باقی رہا میں تو مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جب میں سر کی طرف کھینچتا تو پیروں سے چھوٹی پڑتی پیروں کو ڈھکتا تو سر سے چھوٹی پڑتی تھی۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے حسب معمول آپ نے نماز ادا کی جیسے کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اپنے پینے کے دودھ کی طرف دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا۔

لہٰذا آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ میں ڈر گیا کہ لو آپ نے میرے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے ہیں اب میں نہیں بچوں گا مارا جاؤں گا۔ مگر خلاف توقع ہوا یہ کہ میں نے سنا حضور دعا فرما رہے تھے اے اللہ تو اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور تو ہی اس کو پلا جس نے مجھ کو پلایا۔ میں نے اس کے بعد چھری اٹھائی اور شملہ اٹھایا اور بکریوں کی طرف چلا گیا۔ انہیں تلاش کرنے لگا کہ ان میں سے کونسی زیادہ موٹی ہے۔ تا کہ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ذبح کروں مگر وہ تو سب کی سب کمزور تھیں میں نے برتن اٹھایا آل محمد ﷺ کے لئے جس میں وہ دودھ دوہتے تھے۔ لہٰذا میں نے دودھ دوہا حتیٰ کہ جھاگ اُوپر آ گئے پھر میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا حضور اکرم ﷺ نے دودھ پیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے دیا اور میں نے دوبارہ پیا میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیا انہوں نے دوبارہ پیا۔

پھر حضور نے مجھے دیا پھر میں نے پیا پھر انہوں نے مجھے دیا میں نے پھر پیا اس کو پھر مجھے زور سے اس قدر ہنسی آئی کہ میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا آپ نے [illegible] یہ تیری کوئی غلطی ہے اے مقداد۔ کیا ہوا؟ (یعنی اس قدر کیوں ہنس رہے ہو؟) اب میں نے حضور کو وہ اپنی خبر سنانی شروع کی (کہ میں نے آپ کا دودھ کا حصہ پی لیا تھا اور مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ آپ مجھے بددعا دیں گے) مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ رحمت تھی اللہ [illegible]رف سے اگر میں تیرے ساتھیوں کو جگا دیتا وہ یعنی کچھ کر گذرتے۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان [illegible] اللہ کی قسم میں پروا نہیں کرتا اس وقت جب آپ کو کوئی پریشانی ہوتی اور مجھے بھی ہوتی لوگوں میں جس نے [illegible] پایا وہ نامراد ہوا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا [illegible] ث شبابہ سے اور نضر بن شمیل سے اس نے سلمان بن مغیرہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ باب اکرام الضیف۔ حدیث ۱۷۴ ص ۱۶۲۵۔۱۶۲۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف فقیہ نے، ان کو بشر بن احمد اسفرائنی نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو محمد بن حماد بن زید نے، ان کو مہاجر نے، ابوالعالیہ سے وہ کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کے پاس بندہ بھیجا یا کہا تھا کہ اپنے نو گھروں کی طرف بندہ بھیجا آپ کھانا مانگ رہے تھے جب کہ آپ کے پاس آپ کے اصحاب موجود تھے مگر گھر میں کھانا موجود نہیں پایا۔ لہٰذا آپ کی نظر گھر میں کھڑی بکری کے بچے پر پڑی (یعنی وہ) پٹیا سی تھی جس نے ابھی بچہ نہیں دیا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھیری کی جگہ پر ہاتھ پھیرا لہٰذا اس کی ٹانگوں کے درمیان فوراً دودھ کی تھیلی لٹک آئی۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قصعہ (پیالہ) منگوایا اور اس میں دودھ نکالا اور اس کو اپنے گھروں میں بھیجا ایک ایک پیالہ پھر دودھ دوہا اور آپ نے خود پیا اور صحابہ نے پیا۔

علی کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اس حدیث میں ابوہریرہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ حدیث ہمیں مرسل طریقے پر بیان کی ہے۔

☆☆☆
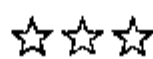
باب ۲۸

نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے لئے دعا کرنا کہ ان کو بقدر ضرورت یک روزہ رزق ملے اس سے ان کی مراد اپنی ذات تھی اور وہ لوگ تھے جو آپ کی کفالت میں تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمد بن احمد بن رجاء ادیب نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے، اعمش سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو محاضر بن مورع نے، ان کو اعمش نے، عمارہ بن قعقاع سے ان کو ابوزرعہ نے، ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیز ابواسامہ کی ایک روایت میں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهم اجعل رزق آل محمد قوتًا

اے اللہ آل محمد کا رزق اس قدر بنا کہ وہ اس کو کھا کر زندہ رہ سکیں۔

یعنی صرف بقدر ضرورت زندگی ہو وافر نہ ہو فراوانی نہ ہو اس کی حکمت کے بارے میں صحیح حقیقت اللہ اور اللہ کا رسول جانتے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اشج سے اس نے ابواسامہ سے۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے اور تحقیق یہ بات اس کتاب کے شروع میں گذر چکی ہے کہ گھرانہ رسول کی زندگی اور ان کی گذران کیسی تھی؟

باب ۲۹

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کی دعوت کرنا اور اس کے کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی برکت سے آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو خبر دی شافعی نے، ان کو مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن ابوالمعروف فقیہ اسفرائنی نے وہاں پر ان کو بشر بن احمد نے، ان کو داؤد بن حسین بیہقی نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، مالک سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے،

یحییٰ بن یحییٰ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ ابوطلحہ سے کہ انہوں نے سنا حضرت انس بن مالک سے وہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت ابوطلحہ نے کہا تھا اُم سُلیم سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کمزور سنی میں پہچان گیا کہ حضور اکرم ﷺ بھوک سے نڈھال ہورہے ہیں۔ کیا تیرے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ وہ بولی کہ جی ہاں ہے اور وہ جو کی کچھ روٹیاں نکال کر لائی پھر اس نے اپنا دوپٹہ لیا اور کچھ روٹیاں اس میں لپیٹ دیں۔

یحییٰ نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ اس نے ان روٹیوں کو میرے کپڑے تلے چھپادیا اور کچھ مجھے لوٹا دیں۔ اس کے بعد دونوں کی روایت متفق ہوگئی ہے کہتے ہیں اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا کہتے ہیں کہ میں وہ روٹیاں لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں چلا گیا میں نے حضور اکرم ﷺ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا۔ مگر ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی بیٹھے تھے میں جا کر ان کے اوپر کھڑا ہوگیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں حضور اکرم ﷺ نے ان سب سے کہا جو ساتھ بیٹھے تھے کھڑے ہوجاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ چلے میں بھی ان کے آگے آگے تھا میں ابوطلحہ کے پاس آگیا میں نے ابوطلحہ کو بتایا ابوطلحہ نے کہا اے اُم سُلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لے آئے ہیں۔ جب کہ ہمارے پاس اسقدر نہیں ہے جو ہم ان کو کھانا کھلا سکیں۔ اُم سلیم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ چلے گئے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے حضور اکرم ﷺ اس کے ساتھ آگئے حتیٰ کہ اندر آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُم سلیم جو کچھ تیرے پاس ہے بس تم لے آؤ، وہ والی روٹیاں لے کر آگئی حضور نے حکم دیا ان روٹیوں کو توڑا گیا اور اُم سلیم نے ان پر گھی کا برتن نچوڑ دیا اُم سلیم نے اسی کو سالن کے طور پر بنادیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا یا دعا کی جو کچھ اللہ نے چاہا پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو کھانے کے لئے آنے کی اجازت دے دو اس نے ان کو اجازت دی وہ آئے انہوں نے کھایا اور شکم سیر ہوگئے۔ پھر وہ باہر چلے گئے۔

قتیبہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ دس آدمیوں کو اجازت دیں اس نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہوگئے پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ اور دس کو اجازت دے دو اس نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے بھی کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہوگئے پھر فرمایا کہ اور دس کو اجازت دے دو لہٰذا سارے لوگوں نے کھایا اور سارے لوگ ستر یا اسی آدمی تھے اور یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں ہے۔ پھر فرمایا کہ دس افراد کو اجازت دیں حتیٰ کہ پوری قوم نے کھایا اور شکم سیر ہوگئے اور سارے لوگ ستر یا اسی آدمی تھے یہ الفاظ ہیں حدیث یحییٰ بن یحییٰ کے اور قتیبہ کے اور حدیث شافعی مختصر ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(بخاری۔ حدیث ۲۶۸۸۔ فتح الباری ۵۷۰/۱۱۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۸۔ فتح الباری ۵۸۶/۶۔ مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۱۶۱۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب ۵۵۹/۵)

(۲)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو مالک بن انس نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے کہ پھر اُم سلیم نے روٹی کو میرے ہاتھ تلے دبادیا اور کچھ مجھے واپس کردی۔ اور اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اس قول کے بعد کہ کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے پوچھا کہ طعام کے ساتھ؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد باقی اسی طرح ذکر کیا ہے حدیث یحییٰ بن یحییٰ کی طرح۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے۔

(۳)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق انصاری نے، ان کو عبداللہ بن ابوشیبہ نے۔ ان کو عبداللہ بن نمیر نے، ان کو سعد بن سعید نے، ان کو انس بن مالک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوطلحہ نے رسول ﷺ کے پاس بھیجا تھا تا کہ میں ان کو بلا کر لے آؤں، ابوطلحہ نے ان کے لئے کھانا بنایا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو مجھے شرم آ گئی ۔میں نے کہا ابوطلحہ کے پاس آیئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے کہا کھڑے ہو جاؤ (چلے گئے) تو ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے لئے تھوڑی سی کوئی چیز بنائی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس کھانے کو ہاتھ لگایا اور اس میں برکت کے لئے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے ایک گروہ دس افراد کا اندر بلایئے۔ فرمایا کہ کھایئے اور تھوڑا سا کھانا اور تھوڑا سا کھانا انہوں نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ نکالا۔ سب نے کھایا حتیٰ کہ خوب شکم سیر ہو گئے اور باہر چلے گئے۔ لہٰذا اسی طرح دس افراد اندر جاتے رہے دس باہر آتے رہے، یہاں تک کہ باہر کوئی ایک بھی نہ رہا سب اندر چلے گئے، سب نے کھایا اور پیٹ بھر لیا۔ انس کہتے ہیں کہ پھر اس کو انہوں نے دیکھا تو وہ اسی طرح تھا جس وقت کھانا شروع کیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۲۔ حدیث ۱۴۳۔ کتاب الاشربہ)

اور نقل کیا ہے اس کو اس نے حدیث عبدالرحمٰن بن لیلیٰ سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۳)

اور یحییٰ بن عمارہ سے اور عبداللہ بن عبداللہ ابن ابوطلحہ سے اور عمرو بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے اور یعقوب بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے اور ان میں سے بعض کی حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور گھر والوں نے کھایا اور جو بچ گیا وہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں میں بھجوایا۔ (مسلم ۳/۱۶۱۳)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوطاہر فقیہ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبید اللہ یعنی ابن مناوی نے، ان کو یونس نے، ان کو حرب بن میمون نے، نضر بن انس سے، اس نے حضرت انس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ام سلیم نے کہا تم جاؤ اللہ کے نبی کے پاس، اگر تم دیکھو کہ وہ ہمارے پاس صبح کے وقت کھانا کھانا پسند کریں تو ان کو لے آؤ۔ میں نے جا کر کہا تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ لوگ بھی جو میرے پاس ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ میں واپس آیا ام سُلیم کے پاس جبکہ میں خوف زدہ ہو گیا ان لوگوں کے بارے میں جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ آنے والے تھے۔ ام سُلیم نے پوچھا کیا کر آئے ہو اے انس؟ اتنے میں حضور ﷺ بھی پہنچ گئے۔ میں نے یہ بات ذکر کی کہ انہوں نے آپ کے پاس بھیجا تھا یہ رہا آپ کا صبح کا کھانا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس گھی ہے؟ وہ بولی کہ ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا گھی کا کُپہ ہے جس میں تھوڑا سا گھی ہو؟ کہتے ہیں کہ میں اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آیا حضور نے اس کا بندھن کھولا اور کہا:

بسم اللّٰہ اللھم عظم البرکۃ ۔ اے اللہ اس میں برکت عطا فرما۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پلٹیے میں نے اسے پلٹا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو نچوڑا وہ گھی دینے لگا اس سے نچوڑا ہوا ام سلیم نے لیا اور اس کو اسی سے زائد افراد نے کھایا پھر بھی اس میں سے بچ گیا آپ نے وہ ام سلیم کو دے دیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا خود بھی کھایئے اور پڑوسیوں کو بھی کھلایئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے۔ (مسلم ۳/۱۶۱۴)

اس نے یونس بن محمد مؤدب سے اور اس باب میں مروی ہے الجعد ابوعثمان سے اس نے انس اور ہشام سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے انس سے اور اس نے سنان ابو ربیعہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے ان کی ماں ام سلیم سے کہ وہ ایک مد جو (نصف سیر تقریباً) اُٹھائے اس نے اس کو پیسا اور اس کی روٹی بنائی اور اس میں اصلی گھی انڈیلا پھر مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔

آگے اس نے حدیث ذکر کی۔ وہ کچھ کمی بیشی کرتے ہیں علاوہ اگر میں نے کہا کہ یہاں تک کہ چالیس آدمی گئے انہوں نے اسی جیسی روایت میں حدیث جابر بن عبداللہ انصاری میں سے تحقیق وہ گذر چکی ہے غزوہ خندق کے بارے میں۔ بیان کے اندر۔

☆☆☆

باب ۳۰

ایک قصعہ یا بڑا پیالہ جو آسمان سے اُترتا تھا

اور اس میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن عبدالملک نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ابوالعلاء سے اس نے سمرہ بن جندب سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک قصعہ لائے اس میں طعام تھا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صبح سے لے کر ظہر تک باری باری اس پر آتے رہے (اور کھانا کھاتے رہے) اس پر ایک گروہ بیٹھتا اور اگر گروہ اُٹھتا۔ ایک آدمی نے سمرہ سے کہا کیا وہ دراز ہو جاتا تھا سمرہ نے کہا تم کس بات پر تعجب کر رہے ہو نہیں تھا دراز ہونا مگر یہاں سے یہ کہہ کر انہوں نے اُوپر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور یزید بن ہارون نے بھی اشارہ آسمان کی جانب کیا تھا۔

یہ اسناد صحیح ہے۔ (مسند احمد میں ۵/۱۸)

(۲)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو عبدالاعلی بن حماد نرسی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، اپنے والد سے اس نے ابوالعلاء سے اس نے سمرہ بن جندب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قصعہ تھا لوگ جس سے کھایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب ایک قوم پیٹ بھر لیتی تو وہ لوگ اُٹھ جاتے تھے۔ اور ان کی جگہ دوسرے لوگ آ کر بیٹھ جاتے تھے فرمایا کہ اسی طرح ہوتا تھا ظہر کی نماز تک۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کیا وہ کسی شئی کے ساتھ لمبا کر دیا جاتا تھا۔ حضرت سمرہ نے فرمایا: بس تم کسی چیز سے تعجب کرتے ہو اگر وہ کسی شئی کے ساتھ دراز ہو جائے تو تم تعجب نہیں کرو گے نہیں دراز ہوتا تھا وہ مگر وہاں سے (یہ کہہ کر انہوں نے) اشارہ کیا آسمان کی طرف یا جیسے بھی انہوں نے کہا۔ (مسند احمد ۵/۱۲)

باب ۳۱

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت کرنا اور ان کے طعام میں رسول اللہ ﷺ کی برکت آثار نبوت میں سے ہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق اسفرائنی نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے، جریری سے اس نے ابوالورد سے اس نے ابومحمد حضرمی سے اس نے ابوایوب سے وہ کہتے ہیں۔

کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کرایا اور ابوبکر صدیق کے لئے اس قدر جوان دونوں کو کفایت کر جائے لہٰذا میں ان دونوں کو لے کر بھی آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ تم اشراف قریش میں سے تیس افراد کو بلا کر لے آؤ میرے پاس۔ یہ بات مجھ پر مشکل گذری لہٰذا میں نے عرض کی کہ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے جو میں زیادہ انتظام کرلوں۔ گویا کہ میں حیران پریشان ہو گیا (کہ اب میں کیا کروں) آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم میرے پاس تیس افراد اشراف انصار بلا کر لے آؤ۔

میں نے جا کر دعوت دے دی وہ آ بھی گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ ان سب نے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت کر لی اس سے پہلے کہ وہ کھا کر باہر جاتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزید ساٹھ افراد لے آؤ کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث ذکر کی۔ حضرت ابوایوب کہتے ہیں کہ میرے اس طعام میں سے ایک سو اسی آدمی نے کھانا کھایا تھا وہ سب کے سب انصاری تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۹/۱۱۱)

باب ۳۲

اس برکت کا ظہور جو اس بکری میں واقع ہوئی تھی

جس کو حضور اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو احمد بن نصر بن عبدالوھاب نے، ان کو عبداللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوعثمان نے، انہوں نے یہ بھی بیان کی تھی عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس افراد تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس طعام ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی کے پاس ان میں ایک صاع (تقریباً دو کلو کے قریب آتا ہے) یا اس کے قریب قریب لہٰذا وہ گوندھا گیا۔

اس کے بعد ایک آدمی آیا (بال اُکھڑنے والا) طویل القامت ایک بکری کو چلا کر لایا نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ فروخت کرنی ہے یا عطیہ دینی ہے؟ یا یوں کہا کہ ہبہ ہے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ فروخت کرنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے وہ بکری خرید لی۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے وہ بکری بنائی گئی اور حضور کے حکم سے اس کی کلیجی بھون لی گئی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ایک سو تیس افراد میں سے حضور ﷺ نے سب کو کلیجی کھلائی اگر بندہ موجود تھا تو آپ نے خود اس کو دی اور اگر موجود نہیں تھا تو اس کا حصہ چھپا کر اس کے لئے رکھا۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی میں دو قصعے بنائے ایک قصعہ سے ہم سب نے کھایا اور خوب پیٹ بھر لیا اور دونوں قصعوں میں بچ گیا جسے ہم نے اُونٹ پر لاد لیا یا جیسے کہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔

(مسلم نے عبیداللہ بن معاذ سے روایت کی ہے کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۷۵ ص ۱۶۲۔۱۶۳)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عارم سے اس نے معتمر بن سلیمان سے۔ (بخاری۔ الہبہ۔ فتح الباری ۵/۲۳۹)

☆☆☆

باب ۳۳

ان کھجور کے درختوں میں آثار نبوت کا ظہور جن کے حضورا کرم ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے لئے پودے لگائے تھے اور وہ اسی سال پھل دینے لگے تھے یہ آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو موسیٰ بن اسحٰق قاضی نے، ان کو عبداللہ بن ابوشیبہ نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے، ان کو ان کے والد نے یہ کہ جب حضرت سلیمان فارسی مدینے میں آئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک تھال میں ہدیہ لائے تھے لا کر حضور کے آگے رکھ دیا۔ حضورا کرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا ہدایا میں سلمان کے؟ اس نے جواب دیا یہ صدقہ ہے آپ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے۔ حضورا کرم ﷺ نے فوراً فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا ہوں۔ لہٰذا اس نے اس وقت وہ اُٹھالیا۔ اس کے بعد اگلی صبح وہ اسی کی مثل لے کر آیا اور حضور کے سامنے رکھ دیا آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ہدیہ ہے جناب کے لئے۔

حضورا کرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ۔ صحابہ نے پوچھا کہ تم کس کے نوکر ہو؟ بولے کہ قوم کے حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سے کہو تمہیں مکاتب غلام کر دیں (یعنی کچھ مال طے کر لیں تم سے تم ادا کر دو تو تم آزاد ہو جاؤ گے) سلمان نے بتایا کہ ان لوگوں نے مجھے اتنے اتنے کھجور ادا کرنے پر مکاتب کیا ہوا ہے۔ کہ میں ان کو کھجور کے درخت لگادوں گا اور ان کی نگرانی کروں گا جب وہ پھل دیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم تشریف لائے اور انہوں نے ساری کھجور اس کو خود لگا کر دیں ایک کھجور عمر نے لگائی۔

لہٰذا سب درختوں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا سوائے اس ایک کے جو عمر نے لگائی تھی۔ حضور نے پوچھا کس نے لگائی تھی؟ بتایا گیا کہ عمر نے لہٰذا حضورا کرم ﷺ نے خود ہی اس کو بھی دوبارہ لگا دیا لہٰذا وہ بھی اسی سال باردار ہوئی۔ (مجمع الزوائد ۹/ ۳۳۶۔۳۳۷)

ہم نے روایت کی ہے ابن عثمان سے اس نے سلمان سے کہ اس نے کہا کہ سب کھجور پھل دینے لگیں سوائے ایک کے جس کو میں نے ایک ہاتھ سے لگایا تھا۔ سب بوجھ سے لٹک گئیں سوائے اس ایک کے۔ اور ہم نے روایت کیا قصہ اسلام سلمان۔ اور وہ جو اس نے سنا تھا احبار و رہبان سے نبی کریم ﷺ کی صفت کے بارے میں اصل اس کتاب میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی رحمۃ اللہ نے۔ اپنی اصل کتاب میں سے ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن محمود مروزی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی حافظ نے، ان کو ابوموسیٰ محمد بن مثنی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء غدانی نے، ان کو اسرائیل نے، ابواسحٰق سے ان کو ابوقرہ کندی نے۔ سلمان سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد ابناء اساورہ میں سے تھے اور میں اہل کتاب کے پاس آتا جاتا تھا۔ میرے ساتھ دو لڑکے اور تھے جب وہ الکتاب سے واپس آئے تو ایک عیسائی عالم و پادری کے پاس جاتے تھے ایک دن میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا اس نے ان دونوں سے کہا کہ میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ تم میرے پاس کسی کو لے کر نہ آنا؟ کہتے ہیں کہ اسی طرح میں بھی اس عالم کے پاس آنے جانے لگ گیا حتیٰ کہ میں اس کو ان دونوں سے زیادہ اچھا لگنے لگا۔ ایک دن اس نے کہا اے سلمان! جب تیرے گھر والے پوچھیں کہ دیر کیوں ہو گئی ہے تو کہہ دینا کہ میرے استاد نے روک لیا تھا۔ اور جب تیرا استاد پوچھے کہ کیوں دیر ہوئی ہے تو کہہ دینا کہ گھر میں دیر ہو گئی تھی۔

ایک دن اس نے کہا اے سلمان! میں یہاں سے نقل مکانی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس نے نقل مکانی کی اور ایک اور بستی میں جا کر اُترے وہاں پر ایک عورت تھی جو اس کے پاس آتی جاتی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا اے سلمان! اس جگہ پر کھڈہ کھودو میں نے کھڈہ کھودا اور میں نے دراہم کا ایک مٹکا نکالا اس نے کہا کہ یہ میرے سینے میں انڈیل دو میں نے انڈیل دیا وہ ان دراہم کو اپنے سینے پا اُلٹ پلٹ کرنے لگا اور وہ یہ کہہ رہا تھا ہلاکت ہے قس کے لئے (عیسائی عالم کے لئے) بس یہ کہتے کہتے مرگیا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے ان کے نرد میں پھونک ماردی (یعنی موت کا بگل بجادیا) لہٰذا تمام قسیسین تمام راہب جمع ہو گئے کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں وہ مال اُٹھالوں پھر اللہ نے مجھے اس سے پھیر دیا۔ جب قسیسون جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ کافی مال چھوڑ کر مرا ہے۔ چنانچہ بستی کے نوجوان کود پڑے انہوں نے وہ مال لے لیا جب وہ دفن ہو گیا تو میں نے کہا اے قسیسین کی جماعت مجھ کو ایسا عالم بتاؤ میں جس کے پاس جا کر رہوں انہوں نے کہا کہ ہم دھرتی پر اس سے بڑا عالم کوئی نہیں جانتے جو وہ تو بیت المقدس میں جاتا تھا۔

لہٰذا میں اسی وقت روانہ ہو گیا جب میں بیت المقدس پہنچا تو میں نے بیت المقدس کے دروازے پر اس کی سواری کا گدھا باندھا ہوا دیکھا۔ لہٰذا میں جا کر اس گدھے کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ وہ باہر آیا میں نے اس پر سارا قصہ بیان کیا اس نے کہا یہیں بیٹھے رہو میں تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو سال بھر تک نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ ہر سال بیت المقدس میں اسی مہینے میں آتا تھا۔ ہر سال۔ وہ جب آیا تو میں نے پوچھا کہ آپ نے میرے لئے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا ارے تم ابھی تک یہاں ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نے دھرتی پر کوئی نہیں دیکھا جو زیادہ عالم ہو اس یتیم سے جو ارض تمامہ میں ظاہر ہوا ہے اگر تم اسی وقت چلے جاؤ تو تم اس کو مل سکو گے اس میں تین صفات ہوں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کی کندھے کی نرم ہڈی کے پاس مہر نبوت ہو گی مثل انڈے کی۔ اس کا رنگ اس کی جلد کا رنگ ہوگا اگر تم ابھی چلے جاتے ہو تو تم اس کو مل لو گے۔ لہٰذا میں چل پڑا مجھے ایک زمین اٹھاتی تو دوسری نیچا کر دیتی حتیٰ کہ مجھے کچھ لوگ ملے عرب کے دیہاتیوں میں سے مجھے لے گئے انہوں نے لے جا کر مجھے فروخت کر دیا حتیٰ کہ میں مدینہ جا پہنچا میں نے ان لوگوں سے سُنا وہ نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تھے۔

زندگی مشکل تھی میں نے اپنے گھر والوں سے کہا (یعنی جس عورت نے ان کو خریدا تھا) کہ ایک دن مجھے کوئی ہدیہ ہبہ کریں انہوں نے دے دیا یعنی ایک دن کی چھٹی دے دی میں نے جا کر لکڑیاں کاٹیں اور میں نے ان کو تھوڑے سے پیسوں کے بدلے فروخت کر کے کوئی چیز خرید کر لی اور لے جا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے میں نے بتایا کہ یہ صدقہ ہے انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کھاؤ اور خود کھانے سے انکار کر دیا میں نے دل میں سوچا کہ ایک نشانی تو پوری ہو گئی ہے (جو بڑے عالم اور پادری نے تین نشانیاں بتائی تھیں) پھر میں کچھ دن ٹھہر گیا پھر میں نے ان سے ایک دن کی چھٹی مانگی انہوں نے دے دی پھر میں نے جا کر لکڑیاں کاٹیں اور پہلے سے بہتر پیسوں میں فروخت کیں اور میں نے اس کے ساتھ کھانا تیار کیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ ہدیہ ہے حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا بسم اللہ کرو یعنی کھاؤ حضور اکرم ﷺ نے خود کھایا اور انہوں نے بھی ساتھ کھایا اب میں اُٹھ کر ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا آپ نے چادر ہٹائی تو میری نظر مہر نبوت پر پڑ گئی گویا کہ وہ انڈہ ہے۔ میں نے کہا۔ اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وانک رسول اللّٰہ۔ آپ نے فرمایا کیا دیکھا ہے تم نے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا قس عیسائی عالم جنت میں داخل ہوگا؟ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا آپ نبی ہیں فرمایا نہیں داخل ہوگا مگر نفس مسلمہ میں نے کہا یا نبی اللہ! اس نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر نفس مسلمہ۔ (مجمع الزوائد ۹/۳۳۶)

☆☆☆

باب ۳۴

نبی کریم ﷺ کا اہل صفہ کو تھوڑے سے دودھ پر دعوت دینا

اور اس بارے میں آثار نبوت ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اسحٰق بن محمد بن یوسف سوسی نے، بایں صورت کہ قراءت انہوں نے کی تھی اپنی اصل کتاب سے ان کو ابو جعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو عمر بن ذر نے، ان کو مجاہد نے، یہ کہ ابو ہریرہ فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں البتہ اپنے جگر کو زمین پر رکھ دیتا تھا بھوک کی وجہ سے اور یہ کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور البتہ تحقیق میں کسی دن اس راستے پر بیٹھ جاتا تھا جس سے لوگ نکلتے تھے چنانچہ حضرت ابو بکر میرے پاس سے گذرے تو میں نے اس سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ وہ مجھ سے پوچھیں گے مگر وہ گذر گئے انہوں نے نہ پوچھا۔

اس کے بعد میرے پاس ابو القاسم گذرے آپ مسکرا دیئے جب مجھے دیکھا سمجھے میرے دل میں جو کچھ بات تھی اور جو کچھ میرے چہرے سے عیاں تھی پھر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ میرے پیچھے پیچھے آیئے اور آپ خود آگے چلے گئے میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا آپ اندر داخل ہو گئے میں نے اجازت مانگی انہوں نے مجھے اجازت دی میں داخل ہوا انہوں نے دودھ رکھا ہوا پایا پیالے میں آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں آدمی فلاں عورت نے آپ کے لئے ہدیہ کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم چلو اہل صفہ میں جا کر ان کو میرے پاس بلا لاؤ کہتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہیں ٹھکانہ پاتے تھے اہل کا نہ مال کا جب حضور کے پاس صدقہ کا مال جاتا تو حضور وہ ان کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے آپ کچھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور جب آپ کے پاس کوئی ہدیہ آجاتا تو آپ اس میں سے کچھ لے لیتے تھے مگر اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کر لیتے تھے۔

مجھے وہ بات اچھی نہ لگی میں نے دل میں کہا کس قدر ہے یہ دودھ اہل صفہ میں تقسیم کریں گے میں تو اُمید کر رہا تھا کہ یہ دودھ مجھے مل جائے گا پینے کے لئے میں اس سے تقویت پاؤں گا۔ بہر حال میں تو قاصد تھا۔ جب وہ پہنچیں گے تو آپ نے فرمایا میں بھی ان کو پہلے دوں۔ ممکن ہی نہیں تھا کہ مجھ تک بھی وہ دودھ پہنچے۔ مگر کیا کرتا اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کے سوا کوئی اور چارہ بھی تو نہیں تھا۔ میں آیا ان لوگوں کو بلایا وہ لوگ پہنچے انہوں نے اجازت چاہی ان کو اجازت مل گئی گھر میں وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ لیجئے ان کو دیجئے میں نے وہ پیالہ لیا میں نے ایک ایک آدمی کو دینا شروع کیا وہ پیتا اور خوب شکم سیر ہو جاتا۔ پھر وہ مجھے پیالہ واپس کر دیتا میں وہ دوسرے کو دے دیتا حتیٰ کہ وہ بھی شکم سیر ہوتا پھر وہ پیالہ مجھے واپس کر دیتا حتیٰ کہ میں پلاتے پلاتے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اس وقت تک سارے لوگ پیٹ بھر کر پی چکے تھے۔

پھر آپ نے پیالہ لیا اور اپنے ہاتھ پر رکھتے ہوئے میری طرف خاص انداز سے دیکھا اور پھر مسکرا دیئے اور بولے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ!

آپ ﷺ نے فرمایا میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کی سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اچھا بیٹھئے اور پی جیئے میں بیٹھ گیا اور پینا شروع کیا فرمایا اور پی جیئے میں نے پیا پھر فرمایا اور پی جیئے میں نے پیا پھر فرمایا کہ پی جیئے آپ کہتے رہے اور میں پیتا گیا حتی کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب خود آگے جانے کا راستہ بھی نہیں رہا۔ کہتے ہیں میں نے پیالہ حضور ﷺ کو دے دیا آپ نے اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ کہی اور سب کا بچا (پس خوردہ) پی لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو نعیم سے۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۴۵۲۔ فتح الباری ۱۱/ ۲۸۱)

باب ۳۵

اس طعام کے اندر برکت کا ظاہر ہونا جو دار ابوبکر صدیق میں ان کے مہمانوں کے پاس لایا گیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو نضر فقیہ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن نصر نے، ان کو عبد اللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو عثمان نے، ان کو حدیث بیان کی عبد الرحمٰن بن ابوبکر نے، وہ کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء لوگ تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس گھر میں دو آدمی کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی اصحاب صفہ میں سے ساتھ لے جائے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں اور چھٹا آدمی ساتھ لے جائیں یا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ ابوبکر صدیق تین افراد کو ساتھ لے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ خود دس آدمیوں کو لے گئے تھے۔ وہ میں تھا اور میرے والد تھے اور میری ماں تھی میں نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ بھی کہا تھا کہ میری بیوی اور وہ خادم ہمارے گھر اور والد کے گھر میں رہتا تھا۔ بیشک ابوبکر صدیق نے عشاء کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے ہاں کھایا تھا پھر وہ ٹھہر گئے تھے حتی کہ عشاء کی نماز ہوگئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ سو گئے۔

وہ رات کو کافی دیر کے بعد آئے تھے۔ ان کی اہلیہ نے ان سے کہا آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا کہ آپ اپنے مہمانوں کے پاس نہ آسکے یا لفظ مہمان کہا تھا؟ انہوں نے کہا کیا آپ نے ان کو عشاء کا کھانا نہیں دیا؟ ابوبکر صدیق کی اہلیہ نے کہا کہ مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا آپ کے بغیر کہ آپ آجائیں پھر کھائیں گے۔ گھر والوں نے ان پر کھانا پیش کیا تھا مگر وہ انکار کرنے میں ان پر غالب آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں چلا گیا اور جا کر چھپ گیا تھا انہوں نے اپنی اہلیہ کو سخت سست کہا۔ اور مہمانوں سے کہا کہ کھاؤ اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں کھاؤں گا ورنہ۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے نیچے سے اس سے زیادہ اور بڑھ جاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ خوب شکم سیر ہو گئے اور کھانا اس سے زیادہ ہو گیا جس قدر پہلے تھا۔ اچانک ابوبکر صدیق نے دیکھا تو وہ اس سے زیادہ تھا یا ویسے ہی تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنو فراس کی بہن یہ کیا ہوا؟ وہ بولی نہیں کم ہوا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو بالکل اسی طرح باقی ہے جیسے پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ تین بار یہی جملہ کہا۔ پھر ابوبکر صدیق ﷺ نے اس میں سے کھایا اور کہا کہ سوائے اس کے نہیں

کہ اس میں تو یعنی حق ہوگیا ہے برکت ہوگئی ہے پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اس کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور وہ وہیں رہ گیا۔فرمایا کہ ہمارے اور قوم کے درمیان عہد تھا وہ مدت گذر گئی ہے۔ہم نے بارہ آدمیوں کو منتخب کیا تھا ہر آدمی کے ساتھ ان میں سے کچھ لوگ تھے اللہ بہتر جانتا ہے کہتے تھے ایک آدمی کے ساتھ بس اتنی بات ہے کہ انہوں نے بھیجے تھے ان لوگوں کے ساتھ چنانچہ ان سب نے اس میں سے کھایا۔یا جیسے کہا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے معتمر سے

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبید اللہ بن معاذ سے۔(بخاری۔کتاب المناقب۔مسلم۔الاشربہ۔حدیث ۱۷۶ ص ۱۶۲۷)

باب ۳۶

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کا رزق کی دعا کرنا اور دوسرے کا گم شدہ اُونٹ اور بیٹے کی واپسی کی دعا کرنا

اور فرمان باری تعالی :

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(سورۃ الطلاق : آیت ۳)

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے،ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نے،ان کو عباس بن محمد دوری نے،ان کو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے،ان کو خبر دی ابوبکر بن عیاش نے،ہشام یعنی بن حسان سے اس نے ابن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے گھر میں آیا اس نے گھر والوں کی ضرورت دیکھی اور وہ جنگل کی طرف نکل گیا۔اس کی عورت نے دعا کی اے اللہ ہمیں رزق دے اس کا جو ہم گوندھیں اور روٹی پکالیں۔کہتے ہیں اچانک ایک تھال بھر گیا خمیر کا اور چکی آٹا پیسنے لگی اور تندور روٹیوں سے بھر گیا اور بھونا گوشت (یہ سب کچھ مہیا ہوگیا) شوہر جب واپس آیا تو پوچھا کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ وہ بولی جی ہاں رزق ہے اس نے چکی کے اُوپر سے پردہ ہٹا دیا اور اس کے ارد گرد کو صاف کر دیا۔اس شخص نے نبی کریم ﷺ کو اس کا ذکر کر دیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیتا تو وہ جس کی قیامت تک گھومتی رہتی۔(تاریخ ابن کثیر ۱۱۹/۶)

(۲) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے،ان کو احمد بن عبید صفار نے،ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے،ان کو ابو صالح نے،عبد اللہ بن صالح نے ان کو لیث بن سعد نے،سعید بن ابو سعید مقبری سے اس نے ابو ہریرہ سے کہ انصار میں سے ایک آدمی صاحب حاجت تھا ایک دن گھر سے جنگل میں نکل گیا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کوئی چیز نہیں تھی اس کی بیوی نے سوچا کہ اگر میں چکی چلانا شروع کر دوں اور اپنے تندور میں آگ جلا دوں میرے پڑوسی چکی کی آواز سنیں گے اور دھواں دیکھیں گے تو وہ گمان کریں گے کہ ہمارے گھر میں کھانا پک رہا ہے ہم بھوکے نہیں ہیں لہذا وہ تندور کے پاس گئی اس کو گرم کیا اور ادھر سے چکی چلنے لگی اس کے شوہر بھی آگئے انہوں نے چکی کی آواز سنی بیوی نے جا کر دروازہ کھولا شوہر نے پوچھا تم کیا پیس رہی ہو؟ اس نے ساری بات بتادی وہ اندر آیا دیکھا تو چکی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا بھی پس رہی ہے

گھر میں جتنے برتن تھے سارے بھر لئے پھر تندور پر گئی دیکھا تو وہ روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا شوہر آیا اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ چکی کا کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو اٹھا کر جھاڑ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہارے لئے ساری زندگی تک اسی طرح چلتی رہتی۔ (تاریخ ابن کثیر ١١٩/٦)

(٣)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حاتم نے، ان کو مصعب محمد بن مزاحم نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو سعد نے، علی بن بذیمہ سے اس نے ابو عبیدہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوف بن مالک تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک بنو فلاں نے مجھ پر غارت ڈالی (حملہ کیا ہے) وہ میرا بیٹا اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اونٹ بھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک ال محمد فلاں فلاں اہل بیت ہیں میرا خیال ہے کہ فرمایا کہ نو گھرانے ہیں ان میں نہ تو ایک صاع طعام ہے نہ ہی ایک مُد طعام ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ گیا اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا جواب دیا؟ اس نے بیوی کو حضور اکرم ﷺ کے جواب کی خبر دی۔ کہتے ہیں کہ وہ آدمی زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ اللہ نے اس پر اس کا بیٹا بھی واپس کر دیا اور اس کا اونٹ بھی۔ پہلے سے زیادہ عزت کے ساتھ۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی حضور اکرم ﷺ ممبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء کی اور ان لوگوں کو اللہ سے مانگنے کی تلقین کی اور اسی کی طرف رغبت کرنے کی اور ان پر یہ آیت پڑھی۔

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور کوئی راستہ بنا تا ہے ایسی جگہ سے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

(٤)　ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن ابو الدنیا نے، ان کو اسحٰق بن اسماعیل نے، ان کو سفیان نے، مسعر سے اس نے علی بن بذیمہ سے اس نے ابو عبیدہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ بیشک بنو فلاں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے اور وہ میرا بیٹا بھی لے گئے ہیں اور میرا اونٹ بھی لے گئے ہیں۔ اس نے آگے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مگر اس میں عبداللہ بن مسعود کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی اسناد میں اور یہ بھی اس میں نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوف بن مالک تھے۔ نیز اس میں انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ بس کہا کہ بہت اچھا جواب دیا ہے آپ کو۔

باب ٣٧

حضور اکرم ﷺ کا اپنی صاحبزادی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دعا کرنا

اور دعا کی قبولیت کا ظاہر ہونا

(١)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر احمد بن عبداللہ حافظ نے ہمدان میں ان کو ابراہیم بن حسین کیسانی نے، ان کو عمرو بن حماد بن طلحہ قناد نے، ان کو مسہر بن عبدالملک بن سلیع ہمدانی نے، ان کو عتبہ ابو معاذ بصری نے، عکرمہ سے، اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھا اچانک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے آکر رک گئیں حضور اکرم ﷺ نے

ان کی طرف دیکھا تو حالت یہ تھی کہ سیدہ کے چہرے سے خون ختم ہو چکا تھا اور شدت بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے پر پیلا پن غالب آچکا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا (تو سمجھ گئے) فرمایا کہ میرے قریب آؤ اے فاطمہ۔ وہ قریب ہوئی۔ تو فرمایا اور قریب آیئے فاطمہ۔ وہ اور قریب آ کر کھڑی ہوئیں حضور اکرم ﷺ کے آگے۔

حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اُٹھایا اور سیدہ کے سینے پر رکھا ہار کی جگہ پر اور پھر انگلیوں کو پھیلا دیا۔ پھر دعا کی اے اللہ بھوکے کو سیر کرنے والے۔ اور پست کو بالا کرنے والے۔ فاطمہ کو بلند کردے بنت محمد کو۔ عمران کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے سے صُفرت (پیلاہٹ) ختم ہو چکی تھی۔ اور خون چہرے پر غالب آچکا تھا جیسے صفرت غالب آچکی تھی خون پر۔ عمران کہتے ہیں کہ میں سیدہ سے بعد میں ملا میں نے اس سے پوچھا۔ تو سیدہ نے بتایا کہ میں اس کے بعد بھوکی نہیں ہوئی اے عمران۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۰۳)

اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا تھا آیت حجاب کے نزول سے پہلے۔ واللہ اعلم

باب ۳۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھیلے میں نبی کریم ﷺ کی دعا سے برکت ظاہر ہونا آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن ابوالمعروف اسفرائینی فقیہ نے، ان کو خبر دی بشر بن احمد بن بشر نے، اُن کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو مہاجر مولیٰ آل ابی بکرہ نے، ابوالعالیہ سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چند کھجوریں لے کر آیا میں نے عرض کی ان میں آپ برکت کی دعا فرمادیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے وہ لے لیں اور ان میں برکت کی دعا کی۔ پھر فرمایا لے لیجئے ان کو ان کو اپنے بیگ میں رکھ لیجئے اور جب تم اس میں سے لینا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر لے لیا کریں اور ان کو پھیلایا نہ کریں ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کھجور سے اتنے اتنے وسق کھجوریں اللہ کی راہ میں اٹھائی تھیں۔ ہم لوگ خود بھی کھاتے اس میں سے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے اور وہ بیگ میری کمر سے معلق رہتا تھا وہ میری کمر سے بندھا رہتا تھا جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ ٹوٹ گیا تھا۔ (لفظ مِزْوَد استعمال ہوا ہے بیگ کے لئے یہ چمڑے کا ایک برتن ہوتا تھا جس کے اندر زاد سفر رکھا جاتا تھا)۔ (ترمذی ۵/۵۸۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے، ان کو حسین بن یحییٰ بن عباس قطان نے، ان کو حفص بن عمرو نے، ان کو سہیل بن زیادہ ابوزیاد نے، ان کو ایوب سختیانی نے، محمد بن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو کھانے کی شدید بھوک لگی۔ آپ نے پوچھا کہ ابو ہریرہ تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میرے توشہ دان میں تھوڑی سی کھجوریں ہیں۔ فرمایا کہ آپ لے آیئے ان کو۔ میں لے آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دستر خوان (چمڑے کا) بھی لے آیئے میں لے کر آ گیا اور میں نے اس کو پھیلا دیا آپ نے توشہ دان کے اندر خود اپنا دست مبارک ڈال کر کچھ کھجوریں نکالیں۔ وہ اکیس کھجور کے دانے تھے۔ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کھجور رکھی ہر کھجور پر بسم اللہ پڑھتے رہے۔ اور رکھتے رہے حتیٰ کہ وہ آخری کھجور پر آ گئے۔ پھر ان سب کو جمع کر لیا۔ پھر فرمایا کہ فلاں کو اور اس کے ساتھیوں کو بلاؤ۔

چنانچہ ان لوگوں نے آ کر کھایا حتی کہ شکم سیر ہو گئے۔ اور باہر چلے گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ۔ انہوں نے کھایا اور پیٹ بھر لیا۔ وہ بھی باہر چلے گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو وہ آئے انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور باہر چلے گئے مگر کھجوریں بچ گئیں۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم بیٹھو اب حضور اکرم ﷺ نے کھایا۔ کہتے ہیں کہ کھجوریں بچ گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو اُٹھا کر میرے توشہ دان میں ڈال دیا۔ کہ اے ابو ہریرہ جب تم لینا چاہو ہاتھ اندر ڈال کر لے لیا کرنا اور خالی نہیں کرنا ورنہ اور مجھے فرمایا ختم کر دی جائیں گی تیرے لئے۔ لہذا جب بھی میں چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا تھا میں نے اس میں سے پچاس وسق اللہ کی راہ میں کھجوریں لی تھیں وہ بیگ معلق رہتا تھا میرے پیر کے پیچھے عثمان بن عفان کے عہد میں وہ گر گیا تھا لہذا ختم ہو گیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۱۱۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسماعیل بن اسحق قاضی نے، ان کو احمد بن عبدۃ نے سہل بن اسلم سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق سے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو ابن خطاب نے، ان کو سہیل بن اسلم عذری نے، زید بن منصور سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام میں آنے کے بعد مجھ پر تین بار مصیبت آئی کہ ان جیسی مصیبت کبھی نہ آئی۔ ایک نبی کریم کی ﷺ صورت دوسری حضرت عثمان کی شہادت۔ تیسری مزود (بیگ والی) لوگوں نے پوچھا کہ وہ مِـزْوَد والی کیا ہے؟ اے ابو ہریرہ! انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ابو ہریرہ کیا تیرے پاس کوئی چیز (کھانے کی) ہے؟ میں نے کہا مزود میں (بیگ) کھجوریں ہیں میرے پاس فرمایا لے آیئے میں نے اس میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا حضور نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان میں دعا کی۔ پھر فرمایا دس بندوں کو بلاؤ میں نے بلایا انہوں نے کھایا اور شکم سیر ہو گئے۔

اس کے بعد پھر اسی طرح کیا حتی کہ دس دس کر کے پورا لشکر کھا گیا مگر بیگ میں کھجوریں باقی تھیں انہوں نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تم جب چاہو ان میں سے لے لیا کرو اندر ہاتھ لے جا کر مگر اس کو الٹانہ کرنا لہذا میں نبی کریم کی حیات میں اس میں سے کیا اور ابوبکر کی حیات میں اس میں سے کھایا پوری زندگی اور میں نے اس میں سے عمر کی پوری حیات میں کھایا اور میں نے اس میں سے عثمان کی پوری حیات میں کھایا جب عثمان قتل ہو گئے تو تو میرے گھر میں جو کچھ تھا وہ لوٹ لیا گیا اور وہ مزود (بیگ) بھی لوٹ لیا گیا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنا کھایا میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھایا۔

حدیث مقری کے الفاظ ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۱۱۷)

باب ۳۹

گھی کی کپّی کا بھر جانا جس کے اندر سے گھی گر گیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین بن قطان نے، ان کو علی بن حسین ہلالی نے، ان کو یعقوب بن حمید نے، ان کو سفیان بن حمزہ نے، ان کو کثیر بن زید نے، ان کو محمد بن زید نے، ان کو محمد بن حمزہ بن عمرو نے، اسلمی نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا کھانا آپ کے اصحاب پر گردش کرتا رہتا تھا ایک رات اس کے لئے تو دوسری رات اُس کے لئے ۔ ایک رات میرے پاس پہنچا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا کھانا بنایا پھر میں اس کپی کو لے گیا جونہی وہ ہاتھ سے لڑھک کر گر گئی اور اس میں جو کچھ گھی وغیرہ تھا وہ سارا ضائع ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ حضور اکرم ﷺ کے کھانے کی چیز مجھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں بیٹھ سکتا میں واپس چلا گیا اچانک سنتا ہوں کہ کپی سے آواز آئی ہے قب قب میں نے کہا کہ کچھ گھی بچا ہوا ہوگا شاید یہ وہی ہے۔ میں جلدی سے اس کو کھینچ کر دیکھا تو وہ بدستور بھری ہوئی ہے۔ میرے ہاتھ تک لہٰذا میں نے اس کا تسمہ کس کر باندھ دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے یہ بات ان سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو وہ منہ تک بھر جاتی پھر تم اس کو باندھ دیتے ۔ (مستدرک حاکم ۵۲/۳)

باب ۴۰

نبوت شریفہ کے متعدد آثار و عظیم دلائل

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت تھوڑے سے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چھوڑ گئے تھے ان میں برکت ہونا آثار نبوت کا ظہور ہونا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو خبر دی ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن علی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو زکریا بن ابو اسحٰق مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اُن کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابو اسامہ نے، ھشام بن عروہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے مگر میرے گھر میں کچھ باقی نہیں تھا مگر تھوڑے سے جو تھے میں اس میں سے کھاتی رہی حتی کہ کافی دن گذر گئے پھر میں نے ان کو نکال کر ماپ کر لی لہٰذا وہ ختم ہو گئے۔ کاش کہ میں ان کو نہ ماپتی۔

ابو اسامہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ وفات کر گئے مگر میرے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی جس کو کوئی ذی روح کھائے سوائے معمولی مقدار جو کے جو کہ میرے بیگ یا تھیلی میں پڑے تھے۔ میں اسی میں سے کھاتی رہی حتی کہ مجھ پر لمبا ٹائم گذر گیا اس کے بعد میں نے ان کو ماپ لیا لہٰذا وہ ختم ہو گئے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابو اسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ فتح الباری ۲۷۴/۱۱۔ مسلم۔ کتاب الزہد۔ حدیث ۲۷ ص ۲۲۸۲/۴۔ ۲۲۸۳)

نبی کریم ﷺ کا ایک آدمی کو جَو دینا اور ان میں برکت پیدا ہونا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو حسن بن محمد بن ایمن نے، ان کو معقل نے، ابوالزبیر سے اس نے جابر ﷺ سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کچھ غلہ وغیرہ طلب کیا حضور اکرم ﷺ نے تھوڑے سے جو اس کو عطا کئے وہ آدمی ہمیشہ ان کو کھاتا رہا اور اس کی بیوی بھی اور ان کے مہمان بھی جو ہوئے یہاں تک کہ اس نے اس کو وزن کر لیا پھر حضور کے پاس آیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا اگر تم اس کو نہ تولتے تو تم اس کو کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لئے قائم رہتے۔

اُم مالک جس برتن سے حضور اکرم ﷺ کو گھی دیتی تھی اس میں برکت ہونا

(۳) اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے جابر سے کہ اُم مالک نبی کریم ﷺ کو گھی ہدیہ کرتی تھی گھی کے ایک کُپی سے۔ اس کے بیٹے اس کے پاس آ کر پوچھتے تھے کہ کھانے کے ساتھ کھانے کے لئے ہے تو ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا اسی برتن کو دیکھتی جس میں نبی کریم ﷺ کو گھی ہدیہ کرتی تھی۔ تو اس میں گھی رکھا ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے لئے سالن کا کام دیتا رہا حتی کہ ایک دن اس برتن کو نچوڑ لیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی اور بتایا کہ اس برتن سے گھی ختم ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نے اسے نچوڑ لیا تھا؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ نچوڑتی تو اس میں گھی ہمیشہ قائم رہتا۔

دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب سے۔

اس عورت کے رزق میں برکت ہونا جو کُپی میں گھی ہدیہ بھیجتی تھی اور تیس صاع جو میں برکت اگر نہ تولتے

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان بن صالح بن حسان بن عبداللہ نے ان کو ابن لہیعہ نے۔ ان کو یونس بن یزید نے ان کو ابواسحٰق نے، سعید بن حارث بن عکرمہ سے اس نے اپنے دادا نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے کہ اس نے مدد چاہی تھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی شادی کرانے میں۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے اس کا نکاح کروا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کوئی چیز ہے تیرے پاس تو آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ پایا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابورافع کو بھیجا اور ابوایوب کو اپنی زرہ دے کر کے ان دونوں نے وہ زرہ ایک یہودی آدمی کے پاس رہن رکھوائی تھی تیس صاع جو کے بدلے میں حضور اکرم ﷺ نے وہ جو اس شخص کو دے دیئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم میاں بیوی اس میں سے کھاتے رہے۔ آدھا سال پھر ہم نے ان کو تول لیا ہم نے اس کو ایسے پایا جیسے ہم نے داخل کئے تھے۔ نوفل کہتے ہیں کہ میں نے بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ان کو نہ تولتے تو ساری زندگی اسی میں سے کھاتے رہتے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۱۹/۶)

اُم اوس بہزیہ کے گھی میں برکت ہو گئی وہ خلافت عثمان تک اس کو کھاتے رہے

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد عباس بن محمد دوری نے، ان کو علی بن بحیح قطان نے، ان کو حلف بن خلیفہ نے، ابوہاشم رمانی سے، اس نے یوسف بن خالد سے اس نے اولیس بن خالد سے اس نے اُم اوس بہزیہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا گھی گرم کر کے ایک کُپی میں ڈالا اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ کر دیا حضور اکرم ﷺ نے ہدیہ قبول کر لیا مگر تھوڑا سا گھی کُپی میں باقی چھوڑ دیا

اور اسی میں پھونک ماردی تھی۔ اوردعا کردی تھی برکت کی پھر فرمایا کہ اس کی کُپی واپس کردو۔ چنانچہ لوگوں نے وہ واپس کردی مگر وہ گھی سے بھر چکی تھی میں نے سوچا کہ نبی کریم ﷺ نے شاید ہدیہ قبول نہیں کیا وہ آئی تو چیخ رہی تھی۔ یارسول اللہ (ﷺ) میں نے تو گھی تیار کیا تھا کہ آپ کھائیں گے۔ مگر پھر وہ سمجھ گئی کہ آپ نے ہدیہ اس کا قبول کرلیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لے جاؤ اس کو کہو کہ وہ بھی اپنا گھی کھائے اور برکت کے لئے دعا کرے اس نے اس وقت تک کھایا جتنی عمر نبی کریم ﷺ کی باقی تھی نیز عہد ابوبکر میں عہد عمر میں اور عہد عثمان میں کھاتی رہی حتی کہ علی اور معاویہ کے مابین واقعہ پیش آیا جو آنا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۵۴)

ابوحباش کوعطیہ کی جانی والی بکری کے گوشت میں حضور اکرم ﷺ کی دعا سے برکت ظاہر ہونا

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، اور ابوعلی بن شاذان نے، بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن عثمان بن ولید بن عبداللہ بن مسعود بن خالد بن عبدالعزیز بن سلامہ احد بنی حسن کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے چچا ابومصرف سعید بن ولید نے، مسعود ابن خالد سے اس نے خالد بن عبدالعزیز بن سلامہ سے بیشک حال یہ ہے کہ اس کو نبی کریم ﷺ نے بکری ذبح کردی کیونکہ خالد کا عیال زیادہ تھا ایک بکری ذبح کرتے تھے اس کے عیال کو ایک ہڈی ہی ملتی تھی۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا: آپ اپنا ڈول مجھے دکھائیے اے ابوحباش آپ نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس کے اندر ڈال دیا پھر فرمایا اے اللہ! ابوحباش کے لئے برکت عطا کر۔ وہ اس کو لے کر لوٹے اور اس کو گھر والوں کے لئے انہوں نے نکالا اور کہا کہ اس میں ایک دوسرے کی غمخواری کرو چنانچہ اس میں سے اس کے عیال نے کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا۔ (اصابہ ۱/۴۰۹)

ابونضلہ کے لئے دودھ میں برکت ظاہر ہونا نیز مؤمن ایک آنت میں کافر سات آنتوں میں پیتا ہے

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو محمد بن اسحٰق بلخی نے، ان کو محمد بن معن بن محمد بن معن بن نضلہ بن عمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن معن نے، اپنے دادا نضلہ بن عمرو سے (ح) اور ہمیں خبر دی علی نے، ان کو خبر دی احمد نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر نے، ان کو حامد نے، ان کو محمد بن معن نے، ان کو خبر دی ان کے دادا محمد بن معن بن نضلہ نے، اپنے والد سے اس نے نضلہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملا اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ دوہا ایک برتن میں آپ ﷺ نے پیا اس کے بعد برتن کا بچا ہوا پھر اس نے پیا کہتے ہیں کہ وہ برتن بھر گیا تو اس نے کہا یارسول اللہ! میں پیتا تھا تو یہ زیادہ ہو جاتا تھا۔ اور حامد کی ایک روایت میں۔ ہے۔ میں اس جیسے سات پی جاتا تھا مگر میرا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن البتہ پیتا ہے ایک آنت سے۔ اور ایک خاص حد تک۔ اور کافر پیتا ہے سات آنتوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو علی بن مدینی نے روایت کیا ہے محمد سے۔ اس نے اپنے والد سے اس نے معن سے اس نے پینے والے سے یعنی نضلہ بن عمرو غفاری سے۔ (مسند احمد ۲/۲۱)

حضور اکرم ﷺ کے پاس کافر کا مہمان ہونا اور سات بکریوں کا پی جانا صبح کو مسلمان ہو کر ایک بکری کا دودھ پینا

(۸) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہوجانی نے، ان کو ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو مالک نے سہیل بن ابوصالح سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک کافر شخص رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا

حضورا کرم ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ منگوایا وہ اسے پی گیا پھر دوسری کا نکالا وہ بھی پی گیا اس طرح ایک ایک کر کے سات بکریاں پی گیا صبح کو وہ مسلمان ہو گیا حضورا کرم ﷺ ایک بکری کا دودھ لائے تو وہ پی کر سیر ہو گئے آپ نے دوسری بکری منگوائی تو وہ نہ پی سکے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر نے، ان کو حسن بن عبدالاول نے، ان کو حفص بن غیاث نے، ان کو اعمش نے، ابو صالح سے اس نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کا مہمان بنا آپ نے اس کے لئے کچھ منگوایا تو کوئی چیز موجود نہ پائی سوائے روٹی کے سوکے ٹکڑے کے جو ایک آلہ میں پڑا تھا حضورا کرم ﷺ نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس پر دعا کی اور فرمایا کہ کھالو اس نے کھایا اور وہ بچ گیا۔ اس نے کہا اے محمد! آپ صالح شخص ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تم صالح آدمی ہو۔

حضورا کرم ﷺ کا اعرابی کو سوکھے ٹکڑے صاف کر کے اسلام کی دعوت دینا

(۱۰) اور حدیث بیان کی ہے ابو سعید عبد المالک بن ابو عثمان زاہد نے، ان کو ابو عمر بن مطر نے، ان کو سہل بن مردویہ نے، ان کو سہل بن عثمان نے، ان کو حفص بن غیاث نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس اس نے ان سے سوال کیا حضور اندر گئے مگر کچھ بھی نہ پایا سوائے ایک ٹکڑے کے جو کہ سوکھ چکا تھا کسی سوراخ میں پڑا تھا۔ حضورا کرم ﷺ نے اس کو نکالا اور اس کو توڑ کر ٹکڑے کیا پھر اس کے اوپر ہاتھ رکھ دیا پھر دعا کی پھر فرمایا کھایئے اے اعرابی، اعرابی کھانے لگا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور اس سے بچ گیا اعرابی سر اٹھا کر حضور کی شکل دیکھنے لگا اور کہنے لگا آپ نیک آدمی ہو حضورا کرم ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور یہ کہا کہ تم نیک آدمی یا اچھے آدمی ہو مسلمان ہو جاؤ۔

باب ۴۱

ان لوگوں کا گروہ جو کبھی شکم سیر نہیں ہوتے تھے

حضورا کرم ﷺ کا ان کو اجتماعی کھانا کھانے اور بسم اللہ پڑھنے کا حکم دینا

اور ان کا ایسا کرنے پر شکم سیر ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ رازی نے، ان کو ولید بن مسلم نے اس کو وحشی بن حرب نے اپنے والد سے اس نے دردسے،

یہ کہ اصحاب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر ہم شکم سیر نہیں ہوتے حضورا کرم ﷺ نے فرمایا شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو (افتراق کا شکار ہو) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضورا کرم ﷺ نے فرمایا اکھٹے ہو جاؤ اپنے کھانے پر اور اللہ کا نام ذکر کرو اس پر تمہارے لئے اس میں برکت دے دی جائے گی۔

☆☆☆
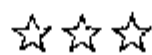
باب ۴۲

کچھ لوگوں کے بقیہ زادِ سفر میں برکت کا ظہور ہونا حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحق انماطی اور محمد بن اسحق ثقفی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابونضر نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو عبداللہ بن اشجعی نے، مالک بن مغول سے اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں کہ لوگوں کا کھانا ختم ہو گیا حتی کہ بعض لوگوں نے اپنی سواریاں ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ (یعنی اُونٹ وغیرہ) حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ لوگوں کے پاس بچے کھچے کھانے کے سامان کو جمع کر کے دعا کر لیں اللہ سے اس پر (تو برکت ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا چنانچہ جس کے پاس گندم تھی گندم لے آیا کھجور والا کھجور لایا مجاھد کہتا ہے گھٹلی والا گھٹلیاں لایا۔ سائل نے پوچھا کہ گھٹلیوں کو کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے پھر اوپر سے پانی پی لیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتی کہ سب لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان سامان سے بھر لئے ابوہریرہ نے اس موقع پر روایت بیان کرتے ہوئے کہا اشھدان لا الــه الا اللّٰه و انـی رسـول اللّٰه۔ ان دو شہادتوں کے ساتھ جو شخص بھی اللہ سے ملے گا درانحالیکہ ان میں شک کرنے والا نہ ہو بلکہ یقینی شہادت تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن نضر بن ابونضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۱/۵۵۔۵۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحق بن محمد بن یوسف سوسی اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ لخمی نے، تنیسی نے، ان کو عمرو بن ابوسلمہ نے، اوزاعی سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطلب بن عبداللہ حنطب مخزومی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کو شدید بھوک لگی بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سواریوں کے اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اور کہنے لگے کہ اللہ نے ہمیں ان کے ذبح کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو ان کی سواریاں ذبح کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو عرض کی یا رسول اللہ! ہماری کیا حالت ہو گی جب ہم صبح اپنے دشمنوں سے ٹکرائیں گے بھوکے بھی اور بغیر سواریوں کے بھی ہوں گے۔ بلکہ میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگوں کو بلائیں بقایا خوراک کے ساتھ آپ اس کو جمع کر کے دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ سے برکت کی اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے گا آپ کی دعا سے یا کہا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ہمارے لئے برکت دے گا آپ کی دعا کے اندر لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا بقایا سامان کے ساتھ لہٰذا لوگ اپنی اپنی پلیٹوں میں سے لے کر آنے لگے بعض مٹھی بھر دانے لائے بعض ایک صاع کھجوریں لایا آپ نے جمع کر لیا پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اور اس پر دعا کی جس قدر اللہ نے چاہا کہ دعا کریں گے اس کے بعد آپ نے لشکر کو بلایا وہ اپنے اپنے برتن اور توشہ دان لائے

سب بھر بھر کر لے گئے لہٰذا لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا سب نے بھرے اور اس قدر سامان باقی بھی بچ گیا رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے حتیٰ کہ آپ کی آخری داڑھیں ظاہر ہوگئیں اور فرمایا :

اشھدان لاالہ الااللّٰہ واشھد انی رسول اللّٰہ

جو بھی مومن ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ کو ملے گا وہ آگ سے بچالیا جائے گا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عبدل نے، بغداد میں ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسحٰق بن حسن حربی نے، ان کو ابن رجآء نے، ان کو سعید بن ابوسلمہ نے، ان کو ابوبکر بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ؓ نے انہوں نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوربیعہ سے اس نے سنا ابوخنیس غفاری سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا تھا غزوۂ تہامہ میں حتیٰ کہ جب ہم مقام عسفان میں پہنچے آپ کے اصحاب آپ کے پاس آئے اور بولے یارسول اللہ! ہمیں انتہائی شدید بھوک لگی ہے ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی سواری کے اُونٹ کھا جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس بات کی خبر عمر کو دی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے اے اللہ کے نبی آپ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے حکم دے دیا کہ وہ سواریوں کو کھائیں (ذبح کر کے) پھر کس چیز پر سواری کریں گے؟ آپ نے فرمایا تم کیا مشورہ دیتے ہو اے ابن خطاب؟ عرض کیا میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ان کو حکم کریں ویسے آپ کی رائے افضل ہوگی کہ وہ اپنے بچے ہوئے زاد کو ایک کپڑے پر جمع کریں پھر آپ اس میں برکت کی دعا کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول کریں گے۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے عمر کے مشورے پر سب کو حکم دیا سب بچا ہوا زادِ سفر لے آئے ایک کپڑے میں جمع کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اسے اپنے توشہ دان لے آؤ۔ لہٰذا ہر ایک نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اس کے بعد نبی کریم نے کوچ کرنے کا حکم دیا جب کوچ کیا تو بارش ہوگئی حضور اکرم ﷺ اُترے اور تمام صحابہ اُترے اور بارش کا پانی پیا۔ وہ مقام کراع میں تھے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو اس مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا تین آدمی آئے حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے دو حضور کے ساتھ اور ایک منہ پھیر کر چلے گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر دوں تینوں کفر کے بارے میں بہر حال ایک نے تو اللہ سے شرم کی اللہ نے بھی اس سے حیا کر لی بہر حال دوسرا اللہ کی طرف توبہ کرنے والا آیا تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور ایک نے منہ پھیرا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

(تحفۃ الاشراف ۹/۱۳۶۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶)

باب ۴۳

بی بی اُم شریک کے ہاتھ پر کرامت کا ظاہر ہونا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آرہی تھیں اور دلائل نبوت کا ظہور گھی کی کُپی کے بارے میں جس کو اس نے ہدیہ کیا تھا نبی کریم ﷺ کے لئے جو دراصل آثار نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، عبدالاعلیٰ سے اس نے ابولسا دو قرشی سے، اس نے محمد بن عمرو بن عطاء سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی قبیلہ دوس سے اسے اُم شریک کہا جاتا تھا وہ رمضان میں مسلمان ہوئی تھی وہ آئی ایسا آدمی تلاش کر رہی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے اس کے

ساتھ چل سکے سفر میں (مگر اسے بروقت کوئی مسلمان نہ مل سکا) وہ ایک یہودی سے ملی اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے اے اُم شریک؟ بولی میں ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے میرا ہم سفر ہو جائے۔ اس نے کہا کہ آجاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ بولی میرا انتظار کرو تا کہ میں اپنی پانی کی مشک بھی لوں اس نے کہا میرے پاس پانی ہے آپ پانی کا نہ سوچیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہی روانہ ہوگئی وہ اسی دن چلے حتیٰ کہ شام ہوگئی یہودی اترا اس نے دسترخوان بچھایا رات کا کھانا کھایا۔ اور کہا اُم شریک آجایئے آپ بھی رات کا کھانا کھایئے اُم شریک نے کہا کہ آپ مجھے پانی پلا دیجئے مجھے شدید پیاس لگی ہے میں کچھ نہیں کھا سکتی پہلے پانی پیوں گی۔ اس نے کہا کہ پہلے تو یہودی بن پھر میں تجھے پانی پلاؤں گا۔

اُم شریک نے کہا اللہ تجھے خیر کی جزا نہ دے تم نے مجھے مسافر بنایا اور مجھے منع کیا تھا کہ میں پانی بھی نہ اُٹھاؤں۔ وہ بولا کوئی ضرورت نہیں ہے میں تجھے ایک قطرہ پانی نہیں دوں گا پہلے تم یہودن بنو وہ بولی نہیں اللہ کی قسم میں ہرگز یہودی نہیں بنوں گی اس کے بعد جبکہ اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت بخشی ہے وہ اُٹھ کر اپنے اُونٹ کے پاس گئی اس کے پیروں میں رسی ڈالی اور اسے بیٹھا کر اس کے گھٹنے پر سر رکھا اور سوئی۔ کہتی ہے کہ مجھے نہ جگایا نیند سے مگر ڈول کی ٹھنڈک نے جو میرے ماتھے پر پڑ رہی تھی میں نے سر اُٹھایا اور دیکھا پانی کی طرف جو دودھ سے زیادہ سفید تھا شہد سے زیادہ میٹھا تھا میں نے پیا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہوگئی پھر میں نے اپنی سوکھی مشک پر پانی کے چھینٹے دیئے حتیٰ کہ وہ تر ہوگئی پھر میں نے اس کو بھر لیا اس کے بعد وہ میرے سامنے سے وہ ڈول اُٹھ گیا جب کہ میں اس کو دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ وہ مجھ سے چھپ گیا آسمان میں جب صبح ہوئی تو وہ یہودی آیا اور بولا اے اُم شریک کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں کہتی ہوں کہ اللہ کی قسم مجھے اللہ نے پلایا ہے یہودی بولا کہاں سے اللہ نے اُتارا تمہارے اُوپر کیا آسمان سے؟ میں نے بتایا جی ہاں اللہ نے مجھے آسمان سے اُتارا پھر وہ میرے سامنے اُٹھ گیا ہے حتیٰ کہ وہ مجھ سے اوجھل ہوگیا ہے آسمان میں سے۔

پھر وہ روانہ ہوئی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی اور آپ کے سامنے قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے نفس کے لئے نکاح کا پیغام دیا وہ بولی یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے تو راضی نہیں ہوں اپنے نفس کے لئے (بعض امور کی وجہ سے) مگر میری عزت آپ کے حوالے ہے بایں صورت کہ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کا نکاح حضرت زید کے ساتھ کر دیا اور آپ ﷺ نے تیس صاع جَو بھی عطا کئے تھے (شاید وہ بطور مہر کے تھے یا بطور ہدیہ جو آپ نے اپنی زرہ یہودی کے پاس رہن رکھوا کر لئے تھے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کھاتے رہنا اور ناپنا یا تولنا نہیں۔ اُم شریک کے ساتھ گھی کا برتن تھا رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کرنے کے لئے اُم شریک نے اپنی لڑکی سے کہا یہ گھی کا ٹپہ رسول اللہ ﷺ کو پہنچا کر آؤ۔ کہنا کہ اُم شریک آپ کے اوپر سلام پڑھتی ہے اور کہنا کہ یہ گھی کا بھرا ہوا برتن ہے یہ ہم لوگوں نے آپ کے لئے ہدیہ کیا ہے۔ لڑکی لے کر گئی گھر والوں نے وہ لے کر خالی کر کے برتن واپس کر دیا۔

مگر رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی سے کہا تھا کہ اس برتن کو لٹکا دینا اس کا منہ بند نہیں کرنا انہوں نے اس کو اس کی جگہ پر لٹکا دیا۔ اُم شریک جیسے داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہ برتن بدستور گھی سے بھرا ہوا ہے بولی اے لڑکی ادھر آؤ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم جا کر یہ ٹپہ گھی کا رسول اللہ کو دے کر آؤ۔ وہ بولی اللہ کی قسم وہ تو میں لے گئی تھی۔ جیسے ہی آپ نے کہا تھا۔ پھر میں واپس برتن لائی تھی تو میں نے اس کو انڈیل کر دیکھا تھا اس میں سے کوئی چیز ایک قطرہ بھی نہیں ٹپک رہا تھا۔ ہاں مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کو لٹکا دینا اور اس کا منہ نہیں باندھنا۔ میں نے اس کو الگ جگہ پر لٹکا دیا تھا۔ اور اُم شریک نے جب اس کو گھی سے بھرا ہوا پایا تو اس کا منہ بند کر دیا باندھ کر وہ اس سے کھاتے رہے حتیٰ کہ ختم ہوگیا پھر انہوں نے جو ماپ لئے یا تول لیا تو انہوں نے ان کو تیس صاع ہی پایا (جتنے حضور اکرم ﷺ نے دلوائے تھے) اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۱۰۴)

امام بیہقی فرماتے ہیں:

کہ میں کہتا ہوں یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے اور اس کی حدیث میں گھی کے عکّہ کے بارے میں شاہد ہے جو صحیح ہے وہ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے وہ اُم مالک کے بارے میں ہے اور اس کا ذکر گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۴۴

بی بی اُم ایمن جو رسول اللہ ﷺ کی مولات اورآپ کی دودھ پلانے والی تھی ان کی ہجرت کے موقع پر کرامات کا ظہور جو دراصل آثار نبوت میں سے ہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابومحمد بن زیاد سمذی نے، ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو محمد بن حارث نے، ان کو سنان نے، ان کو جعفر نے، ان کو ثابت نے ان کو ابوعمران جونی اور ہشام بن حسان نے، انہوں نے کہا۔

کہ اُمِ ایمن نے مکہ سے ہجرت کی تھی مدینہ کی طرف جب کہ اس کے پاس زادِ سفر بالکل نہیں تھا جب وہ مقام روحآء تک پہنچی یہ سورج غروب ہونے کا وقت تھا شدید پیاسی ہوئی کہتی ہیں کہ میں نے اپنے سر کے اوپر شدید کھڑکھڑاہٹ سنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر اُوپر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک پانی کا ڈول لٹک رہا ہے آسمان سے سفید رسی کے ساتھ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو تھام لیا حتی کہ میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیا۔

کہتی ہیں کہ میں نے اس میں سے پیا حتی کہ خوب شکم سیر ہوگئی کہتے ہیں کہ البتہ تحقیق اس کے بعد میں شدید گرمی میں روزہ رکھتی تھی اور شدید دھوپ میں پھرتی تھی تا کہ مجھے پیاس لگے لہٰذا میں اس کے بعد کبھی بھی پیاسی نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم　(اصابہ ۴/۴۳۲)

باب ۴۵

ابوامامہ پر کرامات کا ظہور جب وہ اپنی قوم کے پاس نمائندہ بنا کر بھیجے گئے تھے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس قاسم بن قاسم سیاری نے، مقام مرو میں ان کو ابراہیم بن ہلال بوزنجردی نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو غالب نے، ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا (میرا خیال ہے کہ اس نے یوں کہا تھا) کہ میرے گھر والوں کے پاس بھیجا تھا (یعنی اپنی قوم کی طرف) میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کھانے پر جمع تھے دسترخوان پر خون کھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ کھایئے میں نے کہا میں تمہیں منع کرتا ہوں اس طعام سے میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف۔ انہوں نے میری تکذیب کی اور مجھ پر غالب آ گئے۔ میں وہاں سے چلا گیا حالانکہ میں اس وقت بھوکا تھا۔ مجھ پر انتہائی مشقت واقع ہوئی تھی۔

لہٰذا میں سو گیا۔ مگر نیند میں مجھے پینے کے لئے دودھ پیش کیا گیا میں نے پیٹ بھر کر پیا جس سے میرا پیٹ بھر کر بڑا ہو گیا بس قوم نے کہا تمہارے پاس تمہارا پسندیدہ اور چنیدہ شخص آیا ہے تم لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے اب جاؤ اس کے پاس اس کو کھانا کھلاؤ اور پلاؤ جو وہ پسند کرے

چنانچہ وہ میرے پاس کھانا لائے کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے اب ضرورت نہیں ہے تمہارے کھانے پینے کی بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے۔ میری حالت دیکھو میں اس وقت جس حالت پر ہوں لہٰذا وہ ایمان لے آئے میرے ساتھ اور اس پیغام کے ساتھ جو میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لے کر گیا تھا

اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن ہرمز نے ابوغالب سے، اس کے مفہوم کے ساتھ اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ میں نے کہا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے کھلا بھی دیا ہے اور پلا بھی دیا ہے۔ اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھادیا لہٰذا وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوصادق عطار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ منادی نے، ان کو یونس بن مؤدب نے، ان کو صدقہ بن ہرمز نے، ابوغالب سے، اس نے ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کے پاس بھیجا میں ان کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ لوگ کھا رہے تھے (خون پکا کر) انہوں نے مجھے کہا کہ تم بھی آ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہوں (خون حرام ہے اس کو مت کھائیے) کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا خوب مذاق اُڑایا۔ حالانکہ میں شدید مشقت میں واقع تھا۔

لہٰذا اس نے ان سے سنا وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے یار تمہارے پاس تمہاری قوم کا سردار آیا ہے تمہارے لئے اس سے کوئی چارہ نہیں ہے کہ تم اس کو کھانا کھلاتے۔ اور نہیں تو دودھ کا گلاس ہی سہی کہتے ہیں کہ میں سو گیا خواب میں کوئی آنے والا آیا اس نے مجھے ایک برتن تھمادیا میں نے اس سے لے کر پیا جس سے مجھے ہمت آ گئی جس سے میرا پیٹ خوب بھر گیا۔ انہوں نے (لوگوں نے) ایک برتن لا کر دیا۔ مگر اس نے کہا یہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے کہا تم نے دیکھا تھا کہ آپ بہت تھک کر آئے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا چنانچہ یہ دیکھ کر وہ سارے مسلمان ہو گئے۔

(مستدرک حاکم ۳/۶۴۱۔ مجمع الزوائد ۹/۳۸۶۔۳۸۷)

باب ۴۶

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا

جس وقت ان کے پاس ایک مہمان آیا اور آپ کے ہاں کوئی چیز نہیں تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد مقری نے، بغداد میں ہمیں حدیث بیان کی عبدالباقی بن قانع قاضی نے، ان کو عبدان اہوازی نے، ان کو محمد بن عامر نے، اسی طرح ہے میری کتاب میں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں جو ذکر کی ہے عبدان اہوازی نے، ان کو محمد بن زیاد برجمی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو مسعر نے زبید سے اس نے مُرّہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مہمان کی ضیافت کا ارادہ کیا لہٰذا آپ نے ازواج مطہرات سے معلوم کیا مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی کچھ نہیں پایا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك فانه لا یملکھا الا انت

اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل و رحمت مانگتا ہوں بیشک نہیں مالک اس کا مگر صرف تو ہی ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں بھونی ہوئی بکری ہدیہ کی گئی۔ مقری کی روایت میں ہے کہ آپ کی طرف بھونی ہوئی بکری پہنچی آپ نے فرمایا یہ محض اللہ کے فضل سے ہے اور ہم اس کے فضل کے منتظر ہیں۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حدیث بیان کی محمد بن عبدان اہوازی نے، حسن سے اور صحیح زبید سے یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ضیافت کی۔ جو کہ بطور مرسل روایت کے ہے قول زبید سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدان اہوازی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حسن بن حارث اہوازی نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، مسعر سے اس نے زبید سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم نے ضیافت فرمائی۔ اور رازی نے مذکورہ حدیث کو ذکر کر دیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سُلمی نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن حمدان نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن منصور نے، ان کو سلیمان بن عبدالرحمٰن نے، ان کو عمرو بن بشر بن سرح نے، ان کو ولید بن سلیمان بن ابوسائب نے، ان کو واثلہ بن خطاب نے، اپنے والد سے اس نے اپنے دادا واثلہ بن اسقع سے وہ کہتے ہیں کہ رمضان شریف آیا اور ہم لوگ اہل صفہ میں تھے ہم لوگوں نے روزے رکھے ہم لوگ جب افطار کرتے تھے تو ہم میں سے ہر آدمی اہل صفہ کے آدمیوں کے پاس آتا اور ایک کو اپنے ساتھ لے جاتا رات کے کھانے کے لئے اور اس کو عشاء کا کھانا کھلایا۔

ایک رات ہمارے اوپر ایسی آئی کہ ہم لوگوں کو لینے کے لئے کوئی بھی نہ آیا۔ صبح ہم نے روزہ رکھ لیا (بھوکے پیٹ)۔ پھر دوپہر میں بھی ہمارے پاس کوئی لینے والا نہ آیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے ہم نے جا کر ان کو پوری صورت حال بتلائی حضور اکرم ﷺ نے بھی تمام بیویوں کے پاس بندہ بھیج کر پوچھا کیا ہمارے ہاں گھر میں کوئی چیز ہے۔ ان میں سے کوئی ایک عورت بھی باقی نہ تھی مگر اس نے بھیجا تھا کہ تقسیم کر دیا جائے کسی ایک کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہی تھی جو کوئی جاندار کھالیتا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اہل صفہ سے کہا کہ تم لوگ اکٹھے ہو جاؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی۔ اللھم انی اسئلك من فضلك ورحمتك فانہ لایملکھا الاانت۔ بس پھر کیا تھا آپ نے اعلان کر دیا اچانک بھونی ہوئی بکری اور روٹیاں اتر گئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا وہ ہمارے آگے رکھی پھر ہم نے کھایا اور پیٹ بھر گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے اللہ سے اس کا فضل اور رحمت مانگی ہے یہ اس کا فضل ہے اور اس نے رحمت ہمارے لئے جمع کر دی ہے۔

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے عورت کی پانی کی مشکوں میں اضافہ ظاہر ہو گیا اور آثار نبوت ظاہر ہوئے

(اس حدیث کے بعض طرق غزوۂ خیبر کے آخر میں گذر چکے ہیں)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے بطور املاء کے ۳۴۳ھ میں، ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو ابوولید نے، ان کو حدیث بیان کی مسلم بن زریر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے ابورجاء سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمران بن حصین نے کہ وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا وہ لوگ رات بھر سفر کرتے رہے حتیٰ کہ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ (تھک کر) سو گئے ان پر نیند غالب آ گئی حتیٰ کہ سورج اُونچا آ گیا۔ پہلا شخص جو بیدار ہوا وہ ابوبکر صدیق ؓ تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو نیند سے کوئی بھی نہیں جگاتا تھا حضرت عمر ؓ گئے وہ حضور اکرم ﷺ کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور زور زور سے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کہنا شروع کیا۔

حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔ جب وہ جاگ گئے تو سورج اس وقت کافی بلند ہو چکا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوچ کرو یہاں سے۔ ہم لوگوں کو لے کر چلے گئے حتیٰ کہ سورج خوب تیز ہو گیا پھر آپ اُترے اور ہم لوگوں کو نماز پڑھائی ایک آدمی سب لوگوں سے علیحدہ ہو گیا اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ جب وہ پیچھے ہٹا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے فلانے تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھی؟ اس نے کہا یارسول اللہ! ہمیں جنابت پہنچ گئی تھی (یعنی سوتے میں ناپاک ہو گیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر لے اور نماز پڑھ لے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جلدی کی سوار ہونے میں میں آپ کے سامنے پانی تلاش کر رہا تھا اور تحقیق ہم لوگ شدید پیاس میں مبتلا تھے۔ ہم لوگ چل رہے تھے اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت دو مشکوں کے اوپر یا درمیان میں دونوں پیر لٹکائے ہوئے بیٹھی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ وہ بولی اے ہے پانی نہیں ہے اے ہے نہیں ہے پانی۔ ہم نے کہا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ پانی کتنا دور ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔

ہم نے اس سے کہا کہ چلو تم رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ بولی رسول اللہ کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو بالکل نہ جانے دیا حتیٰ کہ ہم اسے مجبور کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو بھی وہی کچھ بتایا جو کچھ ہمیں بتایا تھا سوائے اس کے کہ اس نے ان سے کہا کہ میں بیوہ ہوں میرے یتیم بچے ہیں شوہر فوت ہو گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کی مشکوں سے منہ کے ساتھ کلی بھر لی اور دونوں مشکوں کے نچلے کونوں میں ڈال دی۔ ہم نے چالیس پیاسے آدمیوں نے وہ پانی پیا اور خوب سیر ہو گئے۔ اور ہم نے ساری اپنی مشکیں پانی کی بھر لیں جو ہمارے ساتھ تھیں اور وضو کے برتن بھی بھر لئے اور ہم نے جب والے ناپاک آدمی کو غسل بھی کروا دیا۔ ہاں ہم نے اونٹ کو پانی نہیں پلایا تھا۔ اور وہ عورت برابر پانی صاف کر رہی تھی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے ہم سے کہا میرے پاس لے آؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ لہٰذا ہم نے روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑے جمع کئے اور کھجوریں بھی حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے تھیلا بھر گیا حضور نے وہ اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ تم اپنے یتیم بچوں کے لئے لے جاؤ ان کو کھلاؤ۔ اور اچھی طرح جان لو کہ ہم نے تیرے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے جب وہ اپنے گھر پہنچی تو بولی کہ میں آج سب سے بڑے جادو گر سے مل کر آئی ہوں یا پھر وہ واقعی نبی ہے جو وہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں لہٰذا ان مجتمع نشانیوں کی وجہ اللہ نے اس کو ہدایت دے دی اور وہ مسلمان ہو گئی اور سارے اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو الولید سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے سلم بن زریر سے۔
(مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۳۱۲ ص ۱/۴۷۴-۴۷۶۔ بخاری کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۱۔ فتح الباری ۶/۵۸۰)

☆☆☆

باب ۴۸

حدیث میضأت

اور اس میں جو آثار نبوت اور دلائل صدق ظاہر ہوئے اس بارے میں

اس بارے میں حدیث سلیمان بن مغیرہ گذر چکی ہے جو ثابت بن عبداللہ بن رباح سے ابوقتادہ سے مروی ہے اور اسی طریق سے اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں۔

(۱) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے، عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم پانی نہیں پاؤ گے تو پیاسے ہو جاؤ گے یعنی فلاں پانی کے مقام تک نہیں پہنچو گے تو مشرکین قبضہ کر لیں گے جلد باز لوگ چل پڑے پانی کی تلاش میں مگر میں رسول اللہ کو چپکا رہا اس رات چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ان کی سواری نے ایک طرف مائل کر دیا حضور اکرم ﷺ کو اونگھ آتی تو بار بار ایک طرف مائل ہو جاتے میں ان کو سہارا دیتا تو وہ سیدھے ہو جاتے۔ پھر مائل ہو جاتے پھر سیدھا کرتا پھر مائل ہو جاتے پھر سیدھا کرتا پھر مائل ہو گئے۔ قریب تھا کہ آپ اپنی سواری کے اوپر سے لڑھک جاتے لہٰذا میں نے سیدھا کر دیا جس سے آپ جاگ گئے۔ پوچھا کہ کون ہو؟ میں نے کہا ابوقتادہ ہوں فرمایا اللہ تیری حفاظت کرے بوجہ اس کے کہ تم نے اللہ کے رسول کی حفاظت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم کچھ دیر آرام نہ کر لیں۔ آپ ایک درخت کی طرف مڑ گئے اور اترے۔ فرمایا تم دیکھو کیا تمہیں کوئی نظر آتا ہے میں نے کہا یہ سوار آیا ہے وہ سوار آ رہا ہے حتی کہ میں نے سات گنوائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔ کہتے ہیں کہ بس ہم سو گئے ہمیں سورج کی گرمی نے آ کر جگایا۔ ہم بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو لئے اور چل پڑے ہم بھی جلدی جلدی سوار ہوئے پھر آگے جا کر اُترے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں ایک چھوٹا سا مشکیزہ ہے یا وضو والا برتن ہے۔ اس میں تھوڑا سا پانی ہے فرمایا کہ اس کو لے آؤ میرے پاس۔ میں اس کو لے آیا فرمایا کہ اس کو سیدھا کر کے جھکاؤ لہٰذا پورے لوگوں نے وضو کر لیا مگر پھر بھی اس برتن میں پانی کا گھونٹ باقی تھا مگر پانی اس کو محفوظ کر لو اے ابوقتادہ عنقریب اس کی بھی ایک شان ہو گی اس کے بعد بلال نے اذان دی حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت پڑھیں فجر سے قبل اس کے بعد فجر کی نماز پڑھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ پھر سوار ہو گئے ہم لوگ بھی سوار ہو گئے لہٰذا بعض لوگوں نے بعض سے کہا ہم لوگوں نے نماز میں تفریط کی ہے (یعنی کوتاہی کی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ کیا کہہ رہے ہو؟ اگر معاملہ ہے تمہارے دنیاوی بات کا تو پھر تم خود ہی جانو اگر تمہارے دین کی بات ہے تو پھر میری طرف رجوع ہو جاؤ۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے اپنی نماز میں تفریط کی ہے آپ نے فرمایا کہ نیند کی صورت میں تفریط نہیں ہوتی۔ تفریط بیداری میں ہوتی ہے جب ایسی صورت ہو جایا کرے تو صبح ہو جایا کرے تو صبح اس کو اس کے وقت پر پڑھ لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ قوم کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کرو ہم لوگوں نے کہا آپ نے کل شام کو کہا تھا اگر صبح تم لوگ پانی تک نہ پہنچے تو تم شدید پیاسے ہو جاؤ گے لہٰذا لوگ پانی تک پہنچ گئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے جب صبح کی تو نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پایا لہٰذا بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کے مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ مگران لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے ان دونوں نے کہا اے لوگو! نبی کریم کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ تمہیں پانی کی طرف کھینچ کر لے جاتے۔ اگر لوگ ابوبکر وعمر کی بات مانیں تو کامیاب ہو جائیں گے تین بار کہا تھا جب دوپہر کا وقت سخت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے موجود ہوئے لہٰذا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ھلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے گردنیں ٹوٹ گئیں ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تمہارے اوپر کوئی ہلاکت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوقتادہ! میرے پاس وہ پانی والا برتن لے آؤ۔

لہٰذا میں وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ فرمایا اے عمر! کھول کر لے آؤ یعنی میرا پیالہ میں اسے کھول کران کے پاس لے آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ پانی اس میں اُنڈیلنا اور لوگوں کو پلانا شروع کیا تم لوگ اچھی طرح بھر کر پیو تم میں سے ہر شخص خوب سیراب ہو جائے گا لہٰذا پوری قوم نے پیا حتیٰ کہ کوئی بھی باقی نہ رہا میرے اور حضور اکرم ﷺ کے سوا لہٰذا انہوں نے میرے لئے بھی پانی ڈالا اور فرمایا پی لیجئے ابوقتادہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پہلے ہی لیجئے فرمایا کہ لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے لہٰذا میں نے بھی لیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خود پیا یعنی میرے بعد اور تا حال وہ پانی کا برتن اسی طرح تھا جس طرح پہلے تھا اس دن وہ تین سو آدمی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مجھ سے سنا میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا مسجد میں انہوں نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے۔ میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن رباح انصاری ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قوم زیادہ جانتی ہے اپنی حدیث کے بارے میں تم دیکھو کس طرح تم بیان کر رہے ہو میں اس رات ساتوں میں سے ایک تھا۔ جب میں فارغ ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے سوا کوئی ایک بھی اس حدیث کو یاد کرے اور حفظ کرے۔ (مسلم ۱/۴۷۲)

حماد نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن بکر بن عبداللہ نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل اور اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت سوتے تھے تو اپنے سیدھے ہاتھ کو تکیہ کے طور پر سر کے نیچے رکھ لیتے تھے اور جب صبح کے قریب لیٹتے تو اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے اور کلائی کھڑی کر لیتے تھے۔ (یعنی کہنی نیچے ٹیک لیتے تھے)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو شیبان بن سعید بن سلیمان ضبعی نے، ان کو انس بن مالک نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر تیار کیا تھا مشرکین کی طرف ان میں ابوبکر بھی تھے حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا زور لگا کر چلو بیشک تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا مقام واقع ہے اگر مشرکین ہم سے سبقت کر گئے پانی کی طرف (تو وہ قبضہ کرلیں گے) لہٰذا مسلمانوں پر بہت مشکل گذرے گی اور تم شدید پیاس میں مبتلا ہو جاؤ گے تم بھی اور تمہارے جانور بھی۔ کہتے ہیں کہ راوی نے حدیث ذکر کی۔ اور مکمل حدیث اس میں ہے جو جس کو ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے ابومحمد مزنی سے اس نے ابویعلیٰ سے اس اسناد کے ساتھ اور کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ آٹھ سواروں سمیت پیچھے رہ گئے تھے میں ان کے ساتھ مل کر نواں تھا۔

انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا تھا کیا تم لوگ راضی ہو اس پر کہ ہم لوگ تھوڑا سا سولیں اس کے بعد اُٹھ کر لوگوں کو پیچھے سے مل جائیں گے انہوں نے کہا ٹھیک ہے یا رسول اللہ! چنانچہ وہ لوگ سو گئے مگر ان کو سورج کی تپش نے ہی اُٹھایا حضور اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو جگایا۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ آگے بڑھ جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرلو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی موجود ہے؟ چنانچہ ایک آدمی نے ان میں سے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس وضو کا برتن ہے اس میں تھوڑا سا پانی ہے فرمایا کہ اس کو لے آیئے وہ لے آئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس میں برکت کی دعا کی۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا آجاؤ تم وضو کرلو وہ آئے تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ پر پانی اُنڈیلا۔ فرمایا کہ وضو کرو حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا۔

ان میں سے ایک آدمی نے اذان پڑھی اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور لوٹے والے سے کہا محفوظ رکھا اپنے لوٹے کو عنقریب اس کی بھی ایک خبر ہوگی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے لوگوں کی طرف جانے کے لئے۔ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ ہمارے دیگر لوگ (جو آگے چلے گئے تھے) کیا کر رہے ہوں گے لوگوں نے کہا اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں ایک نے فرمایا کہ ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ہے۔ عنقریب لوگ کامیاب ہوں گے۔ حالانکہ مشرکین سبقت کر گئے تھے پانی کی طرف لہٰذا لوگوں پر سختی گذری اور شدید پیاس سے دوچار ہو گئے۔ خود بھی اُونٹ بھی اور گھوڑے اور ان کے دیگر مویشی بھی۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہاں ہے لوٹے والا؟ اس نے جواب دیا میں یہ موجود ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اس کو وہ لے آیا اور اس کے اندر تھوڑا سا پانی موجود تھا حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو بلا کر فرمایا کہ تم لوگ آجاؤ اور وضو کرو۔ اور پانی پیو حضور اکرم ﷺ پانی اُنڈیلنے لگے حتی کہ سارے لوگوں نے پی لیا اور ان کی سواریوں نے پی لیا۔ اور اپنی سواریوں کو بھی پلا لیا ہے اور تمام چھوٹی بڑی مشکیں بھر لیں اور پانی کے تمام برتن بھر لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور ان کے اصحاب بھی مشرکین کی طرف (مقابلے کے لئے) اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منہ موڑ دیئے اور یوں اللہ نے اپنی نصرت اُتاری۔ اور پیٹھ دے کر بھاگنے کو منع فرمایا چنانچہ ٹھیک ٹھاک عظیم جنگ ہوئی اور انہوں نے بہت سارے لوگوں کو قید کیا اور کثیر غنیمتیں کر لے آئے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کامیاب؛ کامران واپس واپس لوٹے اور نیکوکار بھی۔

باب ۴۹

بیر قُباء میں برکت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسن علوی نے، ان کو خبر دی ابوحامد شرقی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن طہمان نے، یحیٰی بن سعید سے انہوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ حضرت انس بن مالک ان کے پاس آئے تھے قباء میں اور انہوں نے اہل قباء سے اس کنویں کے بارے میں پوچھا تھا جو کہ وہاں پر تھا کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اس کی نشاندہی کی انہوں نے فرمایا کہ واقعی وہ یہیں تھا بیشک ایک آدمی پانی لاد کر لے جاتا تھا اپنے گدھے پر وہ ڈول کھینچتا تھا ہم اس کو اس لئے نکالتے تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تھے آپ نے حکم دیا ان کے لئے ڈول بھرا گیا یا تو انہوں نے اس میں سے وضو کیا اس میں اپنا لعاب دھن ملا دیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ دوبارہ اسی کنویں کے اندر ڈال دیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے اس سے پانی کھینچا نہیں جاتا تھا میں نے ہمیشہ دیکھا کہ وہ بہتا رہتا تھا اس کے بعد اس پر تشریف لائے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۰۱)

مصنف کہتے ہیں :

میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اس قسم و جنس میں آثار ظاہر ہیں حدیبیہ میں۔ تبوک میں اور ان دونوں کے ماسوا میں جن کا ذکر گزر چکا ہے اپنے اپنے مقام پر بحمد اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆

باب ۵۰

اس بکری کا تذکرہ جو ظاہر ہوئی

اس کا دودھ نکالا گیا اس نے سیر کیا پھر وہ چلی گئی پھر نہ پائی گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن فرج ازرق نے، ان کو حدیث بیان کی عصمہ بن سلیمان خزاز نے، ان کو خلف بن خلیفہ نے، ابوہاشم رمانی سے، اس نے نافع سے ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھے۔ ہم لوگ چار سو آدمی تھے ہم ایک ایسے مقام پر اُترے جہاں پانی نہیں تھا یہ بات اصحاب رسول پر مشکل گذری۔ سب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں

کہتے ہیں کہ کہیں سے ایک بکری آئی اس کے دو سینگ تھے آ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑی ہو گئی حضور اکرم ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور پیا حتی کہ خوب سیر ہو گئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو پلایا وہ بھی خوب سیر ہو گئے اس کے بعد فرمایا کہ اے نافع! آج رات تم اس کے مالک بن جاؤ مگر میں تمہیں نہیں دیکھتا کہ تم مالک بن سکو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو پکڑ لیا میں نے اس کے لئے کھونٹی گاڑی۔ میں نے رات کا کچھ حصہ نماز میں قیام کیا مگر مجھے وہ بکری نظر نہ آئی۔ میں نے جب آگے بڑھ کر دیکھا تو اس کی وہ رسی پڑی ہوئی تھی جس کے ساتھ اس کو باندھا تھا لہٰذا میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آ کر ان کو اطلاع دی اس سے قبل کہ وہ مجھ سے پوچھتے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے نافع وہ ہی ذات اس کو لے گئی جو لے آئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۰۳/۶)

اور کتاب محمد بن سعید میں ہے کہ ہمیں خبر دی خلف بن ولید ابوالولید ازدی نے، ان کو خلف بن خلیفہ نے، ابان بن بشیر سے، اس نے اہل بصرہ کے ایک شیخ سے اس نے نافع سے اس نے اسی روایت کو ذکر کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو عباس بن محمد بن عباس نے، ان کو احمد بن سعید بن ابومریم نے، ان کو ابوحفص ریاحی نے، ان کو عامر بن ابو عامر خزاز نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حسن بن سعد نے، یعنی مولیٰ ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس کوئی بکری پکڑ کر لے آؤ اس وقت اس مقام پر کوئی بکری وغیرہ کا نام نشان بھی نہیں تھا مگر میں ان کے پاس ایک دودھیل بکری لے آیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی اس کو دوہا۔ یا پھر کہ میں نے اسے دوہا۔ اور اس کو اسی کے ساتھ باندھ دیا اور میں نے اس کے بارے میں حفاظت کرنے کا بھی کہہ دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر ہم کوچ کرنے میں مصروف ہو گئے لہٰذا میں نے دیکھا کہ بکری غائب ہے میں نے کہا یا رسول اللہ! بکری موجود نہیں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا بھی کوئی مالک ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۰۳/۶)

(۳) ہمیں خبر دی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحٰق نے، خباب کی بیٹی سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لے کر آئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کو رسی کے ساتھ باندھ دیا اور اس کا دودھ نکالا اور فرمایا کہ تمہارے پاس جو سب سے بڑا برتن ہو لے کر آؤ لہٰذا ہم اس کے پاس آٹا گوندھنے والا بڑا ٹب لے کر آئے حضور اکرم ﷺ نے اس میں اس کا دودھ نکالا حتی کہ اس کو بھر دیا پھر فرمایا پیو تم بھی اور تمہارے پڑوسی بھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۱۰۳/۶)

☆☆☆

باب ۵۱

حضور اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش طلب کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کا بادل ہٹانے کی دعا کرنا جب لوگوں نے بارش کی زیادتی کی ان کے سامنے شکایت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو بھی قبول کرنا

اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو خبر دی میرے والد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک ؓ نے وہ کہتے ہیں کہ عہد رسول میں لوگوں کو خشک سالی سے واسطہ پڑا یا قحط سالی سے۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ ممبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے حضور کے پاس ایک دیہاتی آیا عرض کیا یا رسول اللہ! مال مویشی ہلاک ہو گئے سب بال بچے بھوکے مر رہے ہیں آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں رسول اللہ! نے دست دعا بلند کر دیئے ہم آسمان پر بادل کا ٹکڑا بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ابھی تک حضور اکرم ﷺ نے اپنے دعا والے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ اچانک بادل اُٹھے پہاڑوں کی مثل پھر ابھی تک ممبر سے نہیں اُترے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ بارش آپ کی داڑھی کے اوپر سے گر رہی ہے اس دن ہمارے لئے بارش ہوئی اگلی صبح ہو گئی اور اس سے اگلے دن بارش حتی کہ اگلا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور بولا یا کوئی آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ! گھر گرنے لگے ہیں بال بچے بھوکے ہو گئے ہیں ہمارے لئے دعا کریں پھر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا اللھم حوالینا ولا علینا۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد پہاڑوں پر یا دور برسا دو ہمارے اوپر نہ برساؤ۔

آپ جس کونے کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے جاتے تھے اسی طرف سے بادل ہٹ جاتا حتی کہ مدینہ تاج کی مثل ہو گیا اور روادی بہنے لگی وادی قناۃ مہینہ بھر بہتی رہی جس کونے سے کوئی آیا اسی نے ہی بتایا کہ بہت بارش ہوئی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں کئی طرق سے اوزاعی سے۔

(بخاری۔ کتاب الاستسقاء۔ فتح الباری ۵۱۹/۲۔ مسلم۔ کتاب صلوۃ الاستسقاء۔ حدیث ۹ ص ۶۱۴/۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسدد نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو عبدالعزیز بن صہیب نے، انس بن مالک سے اور یونس بن عبید سے، اس نے ثابت سے اس نے انس ؓ سے تحقیق اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قحط آن پہنچا آپ ﷺ جمعہ کے دن وعظ فرما رہے تھے اچانک ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! مویشی اور بکریاں ہلاک ہو گئے ہیں آپ اللہ سے دعا فرمائیں اللہ کوئی رحمت کی بارش دے۔

حضور اکرم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ دراز کر لئے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان سے شیشے کی مثل بالکل صاف تھا چنانچہ تیز ہوا اُٹھی پھر وہ بادلوں کو اُٹھالائی پھر وہ جمع ہو گئے اس کے بعد بارش ہوتی رہی آئندہ جمعہ تک چنانچہ وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! گھر گر گئے ہیں اللہ سے دعا کریں کہ اس کو روک دے حضور اکرم ﷺ مسکرا دیئے پھر دعا کی اے اللہ! ہمارے اردگرد ایسا ہی کر اوپر نہ برسا میں نے بادل کی طرف دیکھا کہ وہ پھٹ رہا ہے مدینے کے اردگرد گویا کہ وہ تاج ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مسدد سے۔(فتح الباری ۲/ ۵۰۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفے میں، ان کو جعفر بن عنبسہ نے، ان کو عبادہ بن زیاد ازدی نے، سعید بن خثیم ھلالی سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن حارث فقیہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ابومحمد بن حیان نے، ان کو ابوشیخ اصفہانی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حسن نے، ان کو احمد بن رشید بن خثیم ہلالی نے، ان کو ابومعمر سعید بن خثیم عمی نے، مسلم ہلائی سے اس نے، انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا نبی کریم ﷺ کے پاس اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ نہ کوئی اونٹ چل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بچہ رو سکتا ہے۔ اس نے اس وقت شعر پڑھے۔

اتینـاك والـعذراء یدمی لبانُها وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

والقی بکفیه الصبی استکانة من الجوع ضعفا مایمرو لا یُخلی

ولا شیءٌ ممّا یاکل الناس عند نا سوی الحنظل العامی والعلهز الفسلَ

ولیس لنا الا الیك فرارنا واین فرارالناس الاالی الرسل

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر کھینچتے ہوئے اُٹھے حتیٰ کہ ممبر پر چڑھے پھر آپ نے دونوں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا لئے اور دعا کی اے اللہ! ہمیں بارش کا پانی پلا یئے کثیر پانی سیراب کرنے والی بارش، سبزہ اُگانے والی بارش، میٹھا پانی مسلسل بارش، جلدی والی بارش نہ کہ دیر کرنے والی، نافع نہ کہ نقصان دینے والی جس کے ساتھ جانوروں کے دودھ بھر جائیں اور جس کے ساتھ کھیت اُگ جائیں جس کے ساتھ زمین زندہ ہو جائے اپنی موت (اور خشک سالی کے بعد) اسی طرح مردے بھی زمین سے باہر آئیں گے۔

اللہ کی قسم ابھی تک حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ واپس اپنے سینے کی طرف نہیں لوٹائے تھے کہ آسمان نے اپنے دھانے کھول دیئے لہٰذا اہل دیہات التجا کرتے ہوئے آئے یارسول اللہ! غرق ہو گئے ڈوب گئے بچاؤ بچاؤ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا لہٰذا بادل مدینے سے چھٹ گئے حتیٰ کہ ایسا لگا جب تاج ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی پچھلی داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا ابوطالب کے لئے نیکی ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون سنائے گا ہمیں اس کا قول؟ لہٰذا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے بولے یارسول اللہ! شاید آپ یہ اشعار چاہتے ہیں۔ شعر

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمة للا رامل

یلو ذبه الهُلّال من ال هاشم فهم عنده فی نعمة وفواضل

کذبتم وبیت اللّٰه یبزی محمدا ولما نقاتل دونه ونناضل

ونسلمه حتی نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل

کہتے ہیں کہ بنو کنانہ کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے یوں کہا۔

لك الحمد والحمد ممن شكر سُقینا بوجه النبی المطر

دعا اللّٰه خالقه دعوة الیه واشخص منه البصر

فلم يك الا كالقاء الرداء — اواسرع حتى رأينا الدُّرر

رقاق العوالي جم البعاق — اغاث به الله علينا مضر

وكان كما قال عمه — ابوطالب ابيض ذو غرر

به الله يسقي الغمام — وهذا العيان لذاك الخبر

ومن يشكر الله يلقى المزيد — ومن يكفر الله يلقى الغير

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر شاعر بھی اچھی بات کرتا ہے تو تم نے اچھی بات کہی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۰/۶-۹۱)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد بن شعیب عدل نے، ان کو ابوعمرو محمد بن عبدالرحمٰن بن صالح تمار نے بصرہ میں، ان کو احمد بن رشید بن خیثم کوفی ہلالی خزاز نے، ان کو ان کے چچا سعید بن خیثم نے، مسلم ملائی سے، اس نے انس بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اچانک ان کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ اس نے اسی روایت کو ذکر کیا ہے اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کی اس کے بعد انہوں نے آسمان کی طرف دونوں اپنے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اور راوی نے دعا کے اندر جلدی کا لفظ بھی اضافہ کیا ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے، ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے، ان کو ابوبکر بن ابونضر نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوعقیل ثقفی عبداللہ بن عقیل نے، ان کو عمر بن حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے، ان کو سالم نے، اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں بسا اوقات شاعر کا قول ذکر کرتا اور میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھتا۔ ممبر پر وہ بارش مانگ رہے تھے آپ اُترے نہیں تھے کہ ہر پرنالہ زور زور سے بہنے لگا لہٰذا میں یہ شعر مکرر کہتا۔

وابيض يستسقى الغمام بوجهه — ربيع اليتامىٰ عصمة للارامل

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے جیسے ہی بس کہتے ہیں کہ کہا عمر بن حمزہ نے، ہمیں حدیث بیان کی سالم نے، اپنے والد سے۔

(فتح الباری ۴۹۴/۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حارث اصفہانی نے، ان کو ابومحمد بن حیان نے، ان کو عبداللہ بن مصعب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو مروان بن معاویہ نے، ان کو محمد بن ابوذئب مدنی نے، عبداللہ بن محمد بن عمر بن حاطب جمحی نے، ابووجزہ یزید بن عبید سلمی نے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو ان کے پاس بنوفزارہ کا ایک وفد آیا یہ دس سے زیادہ آدمی تھے ان میں خارجہ بن حصن اور حُر بن قیس تھے یہ ان سب میں چھوٹے تھے یہ عیینہ بن حصن کے بھتیجے تھے یہ لوگ آ کر دار رملہ بنت حارث انصاری میں اُترے تھے۔ وہ دبلے اونٹوں پر قحط زدہ حالت میں آئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اسلام کے قریب آنے والے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا ان کے شہروں کے بارے میں بولے [illegible] ہمارے شہر قحط زدہ ہوگئے ہیں۔ ہمارے اطراف خشک ہوگئے ہیں ہمارے عیال اور بال بچے چڑ چڑے ہوگئے ہیں ہمارے مویشی ہلاک ہوگئے [illegible] دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے بارش عطا کردے۔ اور آپ ہمارے لئے سفارش کریں اپنے رب کی طرف اور تیرا ربّ تیری طرف [illegible]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک ہے تیری ہلاکت ہو۔ میں سفارش کروں گا اپنے رب کی بارگاہ میں۔ وہ کون ہوسکتا ہے؟ جس کی طرف ہم سب کا رب سفارش کرے۔ کوئی نہیں سوائے اللہ کے جو عظیم ہے جس کی کرسی ارض سماء سے فراخ ہے وہ چلکار کررہی ہے اس کی عظمت سے اور اس کے جلال سے جیسے نیا کجاوہ آواز کرتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ ہنستا ہے تمہاری پراگندگی اور غبار آلودگی سے اور

تمہارے ایذا سے اور تمہارے لئے بارش کے قریب آجانے سے۔ (یعنی بارش تمہارے لئے ہونے والی ہے) اعرابی نے کہا کیا ہمارا ربّ ہنستا ہے یارسول اللہ! فرمایا کہ جی ہاں اعرابی نے کہا یارسول اللہ! جو ربّ خیر پر ہنستا ہے ہم لوگ اس سے غافل رہ کر ہرگز مفلس نہیں رہ سکتے (یعنی ایسے ربّ سے تعلق قائم کررہے ہیں) حضور اکرم ﷺ اعرابی کی بات سن کر ہنس دیئے۔ پھر آپ اُٹھے ممبر پر چڑھے اور کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور دعا کے لئے ہاتھ بلند کردیئے۔ وکان رسول اللّٰہ لایرفع یدیہ فی شیٔ من الدعآء الا فی الاستسقاء۔ آپ ﷺ کسی دعا میں یوں ہاتھ نہیں اُٹھایا کرتے تھے مگر صرف بارش کی طلب کی دعامیں۔ آپ ﷺ نے اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جانے لگی اور اس وقت جو آپ کی دعامیں سے یاد اور محفوظ کی گئی وہ یہ تھی۔

اے اللہ! اپنے شہر کو اور اپنے جانداروں کو بارش کا پانی پلا۔ اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ اور ویران شدہ شہر کو زندگی اور آبادی عطا فرما اے اللہ! ہمیں سبزہ اُگانے والی بارش عطا فرما سینچنے والی خوشگوار بارش ہو۔ چراگاہیں آباد کرنے والی بارش ہو موسلا دھار بارش ہو۔ فراخ اور وسیع بارش ہو جلدی آنے والی بارش ہو دیر سے نہ آنے والی ہو نفع دینے والی ہو نقصان نہ پہنچانے والی ہو۔ اے اللہ رحمت والی بارش برسا عذاب والی بارش نہ برسا۔ گھروں کو ڈھادینے والی بارش نہ ہو غرق کردینے والی بارش نہ ہو۔ مٹادینے والی نہ ہو اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما اور دشمن کے خلاف ہماری مدد فرما۔

لہٰذا ابولبابہ اُٹھ کھڑے ہوئے یعنی ابولبابہ بن عبدالمنذر۔ عرض کیا یارسول اللہ! بیشک کھجوریں ابھی تک کھلیان میں پڑی ہیں (یعنی کھلی زمین کے اُوپر پڑی ہوئی ہیں)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما پھر ابولبابہ نے تین بار کہا کہ کھجوریں کھلیان پر پڑی ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ ہمیں بارش عطا فرما۔ ابولبابہ بحالت عریاں کھڑے ہوئے وہ اپنے مرید کا یعنی کھلیان اور کھجور رکھنے کی جگہ کا راستہ روکنے اور کھجوروں کا تحفظ کرنے لگے اپنے تہہ بند کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم آسمان پر بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا ابھی موجود نہیں تھا اور نہ ہی مسجد اور سلع پہاڑی کے درمیان کوئی عمارت تھی نہ کوئی گھر تھا (کہ کوئی آڑ ہوتی کہ کچھ نظر نہ آتا بلکہ سب کچھ نظر آرہا تھا) بس ہم نے دیکھا کہ سلع کے پیچھے سے بادل نمودار ہوا ڈھال کی مثل جب وہ آسمان کی بیچ میں آیا تو وہ پھیل گیا اور وہ لوگ (یہ منظر اپنی آنکھوں سے) دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد بارش برسی اللہ کی قسم انہوں نے چھ دن تک سورج نہیں دیکھا۔

اور ابولبابہ اُٹھ کھڑے ہوئے عریاں حالت میں وہ اپنے تہہ بند کے ساتھ اپنے کھلیان کے بہاؤ کو بند کرنے لگے تاکہ وہاں سے کھجوریں بہہ کر نکل نہ جائیں۔ لہٰذا اس آدمی نے کہا یارسول اللہ! یعنی جس نے سوال کیا تھا دعا کے لئے کہ بارش طلب کریں ان کے لئے۔ اس نے کہا مال تباہ ہو گئے ہیں راستے منقطع ہو گئے ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ ممبر پر چڑھے اور دعا فرمائی ہاتھ اُٹھا کر اس قدر دراز کئے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اس طرح دعا کی اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہمارے اُوپر نہ برسا۔ ٹیلوں اور پہاڑوں پر برسا نشیبوں اور وادیوں میں برسا جنگل جھاڑیوں میں درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر برسا۔ بند بادل صاف ہو گیا مدینے سے جیسے کپڑا دھل کر صاف ہو جاتا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۹۱-۹۲)

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسین بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوحاتم نے، ان کو محمد بن حماد طہرانی نے، ان کو سہل بن عبدالرحمٰن المعروف سندھی بن عبداللہ نے عبداللہ بن ابواویس سے، اس نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے سعید بن مسیّب سے، اس نے ابوامامہ بن عبدالمنذر انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن بارش طلب کی تھی اور دعا اس طرح کی اے اللہ! ہمیں بارش عطا کر دے ہمیں بارش عطا فرما۔ ابولبابہ کھڑے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کھجوریں کھلی جگہوں پر پڑی ہیں حالانکہ آسمان پر کوئی بادل ہم نہیں دیکھ رہے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ ہمیں بارش عطا کر۔

پھر ابولبابہ کھڑے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! کھجور کھلیان میں پڑی ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے کہا اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔ لہٰذا ابولبابہ اُٹھ کر اپنے تہہ بند سے بہاؤ کا راستہ روکنے لگے۔ آسمان نے بارش کے لئے دہانے کھولے اور بارش ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے

ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اس کے بعد انصار ابولبابہ کے پاس سے گذرے اس کو کہہ رہے تھے اے ابولبابہ اللہ کی قسم بیشک آسمان ہرگز صاف نہیں ہوگا جب تک تم عریاں حالت میں کھڑے نہیں ہوگے اور اپنے کھلیاں کا راستہ اپنے تہہ بند سے نہیں بند کروگے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابولبابہ کھڑے ہوگئے عریاں حالت میں انہوں نے اپنے تہہ بند سے کھلیان کے بہاؤ کا راستہ روکا کہ آسمان کھل گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۹۲/۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو خبر دی سعید بن ابومریم نے، ان کو یحییٰ بن ایوب نے، ان کو ابن زحر نے علی بن یزید سے اس نے قاسم سے، اس نے ابوامامہ باھلی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن مسجد میں کھڑے ہوئے آپ نے تین بار اللہ اکبر کہا پھر دعا کی اے اللہ ہمیں بارش عطا کریں یہ بھی تین بار کہا۔ اے اللہ گھی اور دودھ اور چربی اور گوشت ہمیں کھلا پلا (بارش کے نتیجے میں) ہمیں آسمان پر کوئی بادل نظر نہیں آرہا تھا بس ہوا چلی اور اس کا غبار اُٹھا پھر بادل جمع ہوگیا۔ اور آسمان چھپ گیا اہل بازار شور مچانے لگے (سامان سنبھالو بچو بارش آگئی) رسول اللہ ﷺ ہٹے۔ میں بس لوٹا اور میں حضور کی رفتار کے ساتھ چل رہا تھا اور وہ فرمار ہے تھے۔ یہی اپنے رب کے ساتھ جدید عہد تھا تمہارے لئے۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو شبابہ نے، ان کو شعبہ نے، عمرو بن مرہ سے اس نے سالم بن ابوالجعد بن سبط سے، اس نے کعب بن مرّہ سے کہا یا مرہ بن کعب بہری اس نے ہمیں حدیث بیان کی ایک حدیث جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی شعبہ کہتے ہیں کہ حبیب بن ثابت نے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے اسی اسناد کے ساتھ کہ ابوسفیان نے، نبی کریم ﷺ سے کہا تھا میں ایسی قوم کی طرف سے یرے پاس آیا ہوں (جن کے اونٹوں کا کمزوری اور خشک سالی سے یہ حال ہے) کہ ان کو نکیل نہیں ڈالی جارہی۔ ان کے لئے کوئی چرواہا زادسفر نہیں بنا سکتا اس کے بعد راوی حدیث عمرو کی طرف لوٹتے ہیں) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دعا میں اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما سبزہ اُگانے والے کثیر پانی والی موسلہ دھار چراگاہ میں آباد کرنے والی فائدے دینے والی نقصان نہ دینے والی جلدی آنے والی دیر نہ کرنے والی۔ شعبہ نے کہا کہ حبیب بن ثابت نے یہ اضافہ کیا ہے فرمایا کہ بارش نہ ٹھہری مگر جمعہ کے وقت حتیٰ کہ ہمیں بارش مل گئی۔

باب ۵۲

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور اللہ کا ان کی دعا کو قبول کرنا بارش کے لئے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، زعفرانی نے، ان کو ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا ثمامہ نے، انس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ اہل عرب جب قحط وخشک سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو بارش مانگتے تھے اور اپنے ساتھ دعا کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو لے جاتے تھے اور یوں دعا کرتے۔

اللّٰھم اِنَّا کُنَّا اِذَا قُحِطْنَا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا

اے اللہ! ہم لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تھے (اور تیرے نبی کریم ﷺ موجود اور سلامت ہوتے تھے) تو ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو توسل پیش کرتے تھے (یعنی تیری بارگاہ میں قریب ہونے کا سبب اور وسیلہ بناتے تھے اور اب جب کہ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے) تیری بارگاہ میں وسیلہ لاتے ہیں اپنے نبی کے چچا کو۔ کہتے ہیں پھر وہ بارش عطا کئے جاتے ۔

فرماتے ہیں کہ بارش برسنا شروع ہوگئی۔

اور زعفرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ اس وقت جب لوگ قحط میں واقع ہوجاتے تھے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ بارش کی دعا مانگتے تھے اور یوں کہتے اے اللہ! بیشک ہم لوگ تیری طرف وسیلہ (تیری بارگاہ میں نزدیک ہونے کا سبب وذریعہ بناتے) تھے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اور تُو ہمیں بارش عطا کیا کرتا تھا (اور اب) ہم وسیلہ کرتے ہیں تیری طرف آج ہمارے نبی کے چچا کو لہٰذا ہمیں بارش عطا فرما! لہٰذا بارش عطا کی جاتی ان کو میرے شیخ کی کتاب سے یہ جملہ ساتھ ہوگیا (ابو محمد) اس نے ذکر کیا ہے۔
دور تحقیق اس کو روایت کیا ہے بخاری صحیح میں زعفرانی سے بطور موصول روایت کے۔

(بخاری۔کتاب الاستسقاء۔حدیث ۱۰۱۰۔فتح الباری ۲/۴۹۴)

باب ۵۳

خادم رسول اللہ ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنی زمین کی سیرابی کے لئے بارش کی دعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابو احمد حافظ نے، اس کو محمد بن ابراہیم بن شعیب فزاری نے، ان کو ابن ابو شوارب نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ثابت بنانی سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ کی زمین پر کام کرنے والا اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابو حمزہ آپ کی زمین پیاسی پڑی ہے پھر وہ میدان کی طرف نکلے انہوں نے نماز پڑھی جس قدر اللہ نے ان کے لئے مقدر فرمائی تھی اور دعا بھی کی تھی لہٰذا بادل اُمنڈ آئے تھے اور ان کی زمین کو چھپا لیا تھا اور خوب برسے تھے۔
حتیٰ کہ ان کا قطعہ اراضی پانی سے بھر گیا تھا یہ گرمی کا موسم تھا اس نے بعض اہل خانہ کو بھیجا اور کہا کہ دیکھ کر آؤ بارش آ پہنچی؟ معلوم ہوا کہ ان کی زمین تک ہی محدود رہی ہے اس سے آگے نہیں بڑھی۔ (گویا کہ صرف ان کی ہی زمین کو سیراب کرنے کے لئے بارش آئی تھی)۔

(ابن عساکر ۳/۸۵)

☆☆☆

باب ۵۴

نبی کریم ﷺ کا ورثہ کی کھجور کے لئے دعا کرنا

یہ عبداللہ بن عمرو بن حزم کا ورثہ تھا حتیٰ کہ اللہ نے ان کا قرض ادا کر دیا مگر ان میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی

اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر صائغ نے، ان کو محمد بن سابق نے ان کو شیبان نے فراس سے، وہ کہتے ہیں کہ شعبی نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے، یہ کہ ان کے والد اُحد والے دن شہید کر دیے گئے تھے۔ اور وہ چھ بیٹیاں چھوڑ گئے تھے اور کثیر قرض چھوڑ گئے تھے جب کھجوریں پکنے کا وقت آیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد اُحد والے دن شہید کر دیئے گئے تھے اور وہ اپنا ان پر کثیر قرضہ چھوڑ کر مرے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کا لحاظ کریں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور کھجور ایک طرف اکٹھی کر دو میں نے ایسا ہی کیا اس کے بدلے میں حضور اکرم ﷺ کو بلایا قرض خواہوں نے جب حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اسی وقت سب نے مجھے گھیر لیا حضور اکرم ﷺ نے جب ان کو یہ کرتے دیکھا تو آپ نے ان میں سے بڑی ڈھیری کے اردگرد تین بار چکر لگایا اس کے بعد اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ (وہ آ گئے تو) آپ نے مسلسل ان کو بھر بھر کر دینا شروع کیا حتیٰ کہ اللہ نے میرے والد کی امانت (قرضہ) ادا کر دیا اور میں اللہ کی قسم خوش تھا اس پر کہ اللہ نے میرے والد کا قرض ادا کر دیا خواہ میں اپنے بھائیوں کے پاس ایک کھجور کا دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ اللہ کی قسم ساری ڈھیریاں باقی رہ گئیں تھیں حتیٰ کہ میں اس ڈھیری کو دیکھے جا رہا تھا جس پر حضور اکرم ﷺ بیٹھے تھے ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب الوصایا۔ فتح الباری ۵/۴۱۳)

محمد بن سابق سے یا فضل بن یعقوب سے اس نے محمد بن سابق سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابو طاہر فقیہ اور ابوزکریا بن اسحٰق اور ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی انس بن عیاض نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو وہب بن کیسان نے، جابر بن عبداللہ سے اس نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے والد وفات پا گئے تھے اور اپنے اوپر تیس وسق ایک یہودی کا قرض چھوڑ گئے تھے۔ جابر نے اس سے مہلت مانگی مگر اس نے مہلت نہ دی بلکہ مہلت دینے سے انکار کر دیا لہٰذا جابر نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی تاکہ اس کے آگے آپ سفارش کریں۔

حضور اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور یہودی سے بات کی تاکہ وہ جابر کی کھجوروں کا پھل اپنے قرضے کے بدلے میں لے لے جو کچھ بھی ہے مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اس میں چلے (یعنی کھجوروں کے باغ میں)۔ پھر فرمایا اے جابر مزید پھل توڑ کر اس کو پوری کھجور دے دے جس قدر اس کا حساب بنتا ہے حضور اکرم ﷺ کے جانے کے بعد اس نے اس کو پورے تیس وسق دے دیں

اور اس کے لئے مزید سترہ وسق کھجور بچ گئیں۔ جابر حضور اکرم ﷺ کے پاس اس بات کی خبر دینے کے لئے آیا۔ مگر اس نے حضور اکرم ﷺ کو عصر کی نماز میں مصروف پایا۔ حضور جب نماز سے ہٹے تو جابر نے آ کر ان کو خبر دی کہ اس نے پورا قرض اُتار دیا ہے۔ اور جس قدر بچ گیا تھا اس کا بھی بتایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عمر بن خطاب کو جا کر یہ بتا دو لہٰذا جابر گئے حضرت عمر ؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دی حضرت عمر ؓ نے فرمایا البتہ میں تحقیق جانتا ہوں جس حیثیت سے اس میں رسول اللہ ﷺ چلے تھے البتہ ضرور اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیں گے۔

(بخاری۔ کتاب الاستقراض۔ فتح الباری ۶۰/۵)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن منذر سے، اس نے انس بن عیاض سے، یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں ہے۔ پہلی روایت تمام قرض خواہوں کے بارے میں ہے جو موجود تھے اس وقت جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے۔ اور ان کو ان کے قرضے پورے پورے دے دیئے تھے۔ اور یہ روایت اس یہودی قرض خواہ کے بارے میں ہے جو ان کے بعد آیا تھا اس کے پاس اور اس نے آ کر اپنے قرض کا تقاضا کیا تھا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا ان کھجوروں کے توڑنے اور چُننے کا جو کھجور کے درختوں پر تا حال باقی تھیں اور اس کا حق پورا پورا دینے کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم

باب ۵۵

۱۔ جابر بن عبداللہ ؓ کا تھکا ہوا اُونٹ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے سارے قافلے سے آگے بڑھ گیا۔

۲۔ نیز حضور اکرم ﷺ کے سوار ہونے سے ابو طلحہ کے گھوڑے میں برکت ظاہر ہونا۔

۳۔ اور جُعَیل اشجعی کے جانور میں برکت ظاہر ہونا۔

۴۔ اور ایک نوجوان کی اُونٹنی میں برکت ظاہر ہونا یہ سب آثار نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو منصور محمد بن قاسم عتکی نے، ان کو خبر دی احمد بن نصر نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عامر سے وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے کہ وہ اونٹ پر سفر کر رہے تھے جو کہ تھک چکا تھا اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس کو آزاد چھوڑ دیں۔

کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے انہوں نے اس کو ایک چابک بھی مارا اور اس کے لئے دعا بھی فرمائی پھر وہ ایسا چلا کہ اس کی مثل کوئی اُونٹ نہ چل سکا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بیچ دو ایک اوقیہ چاندی کے بدلے میں میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ دو اوقیہ کے بدلے میں لہٰذا میں نے اس کو بیچ دیا مگر میں نے گھر تک سواری کرنے کی شرط رکھ لی جب ہم لوگ مدینے میں پہنچ گئے تو میں اُونٹ لے آیا حضور اکرم ﷺ کے پاس حضور نے مجھے اس کی نقد قیمت دے دی جب میں واپس لوٹا تو آپ نے میرے پیچھے بندہ بھیج دیا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ تیرا اُونٹ لینے کے لئے نہیں کیا تھا تم اپنا اُونٹ بھی لے لو اور اپنے دراہم بھی دونوں تیرے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے اور مسلم نے دوسرے طرق سے زکریا بن ابوزائدہ سے۔
(بخاری۔کتاب الشروط۔مسلم۔کتاب المساقاۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی ابن سفیان نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے، مغیرہ سے اس نے شعبی سے اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی نبی کریم ﷺ پیچھے آکر مجھ سے ملے میرے پاس میرا فرماں بردار اونٹ تھا میرے نیچے جو کہ تھک چکا تھا چلنے سے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا ہوا تیرے اونٹ کو؟ میں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے پیچھے سے آکر اس کو ڈانٹا اور اس کے لئے دعا بھی کی اس کے بعد وہ ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا خیر سے ہے بہتر ہے۔ اس کو آپ کی برکت پہنچ گئی ہے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم اس کو بیچو گے۔

پھر راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔کتاب المساقاۃ ۳/۲۲۲)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابوالزبیر نے، جابر کہتے ہیں کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ آئے حالانکہ میرا اونٹ تھک چکا تھا ہم اس کو جھڑکتے تھے۔

یکا یک وہ اچھلا اس کے بعد اور میں اس کی مہار روکتا جاتا تھا میں اس پر قادر نہیں ہوتا تھا نبی کریم ﷺ میرے پاس پہنچ گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس بیچ دو میں نے اس کو پانچ اوقیہ چاندی کے بدلے میں بیچ دیا اس شرط کے ساتھ کہ مدینے تک میں اس پر سواری کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینے تک اس پر سواری کا تمہیں اختیار ہے۔ میں جب مدینے میں پہنچ گیا تو میں حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچا انہوں نے ایک اوقیہ چاندی اور بڑھا دی۔ اس کے بعد وہ اونٹ اور چاندی مجھے ہبہ کر دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوربیع سے۔ (مسلم۔کتاب المساقاۃ ۳/۱۲۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر انباری نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو جریر بن حازم نے، محمد بن سیرین سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں ایک مرتبہ لوگ گھبرا گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے وہ بہت سُست رفتار تھا اس کے بعد آپ اکیلے نکلے اور اس کو ایڑھ لگائی لوگ آپ کے پیچھے گھوڑوں پر سوار ہوئے انہوں نے بھی ایڑھ لگائی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو یہ تو دریا ہے اللہ کی قسم اس کے بعد وہ کبھی پیچھے نہ رہا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں فضل بن سہل سے اس نے حسن بن محمد سے۔ (بخاری۔کتاب الجہاد۔فتح الباری ۶/۱۲۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے، ان کو محمد بن حامد ہروی نے۔ ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو محمد بن عبداللہ رقاشی نے، ان کو رافع بن سلمہ بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن جعد اشجعی نے، حُعَیل اشجعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض غزوات میں، میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اپنے دبلے اور ضعیف گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں سب لوگوں کے آخر میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے آکر ملے، اور فرمایا کہ چلئے اے گھڑسوار میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ کمزور اور ضعیف ہے حضور اکرم ﷺ نے ایک کھونٹی اُٹھائی جو اس کے پاس تھی اور اس کو ماری اور دعا کی اے اللہ اس کے لئے اس گھوڑے میں برکت عطا فرما۔ فرمایا کہ میں نے اس کے بعد وہ نہ رُک سکا سب لوگوں سے آگے آگے ہوتا تھا میں نے اس کو بارہ ہزار میں بیچا (یعنی اس میں سے بارہ ہزار کا)۔ (سیر کبریٰ۔تاریخ بخاری ۱/۲/۲۴۸)

(۶) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد البستی قاضی نے، ان کو ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابن ابوخیثمہ نے، ان کو عبید بن یعیش نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو رافع بن سلمہ اشجعی نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، بغداد میں ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو محمد بن شاذان جوہری نے، ان کو زکریا بن علی نے، ان کو مروان بن معاویہ نے، ان کو یزید بن کیسان نے، ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا یا کہا تھا کہ ایک جوان آیا اس نے بتایا کہ میں نے ایک عورت کے ساتھ شادی کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تھا؟ اس لئے کہ انصار کے آنکھوں میں ایک چیز ہے اس نے بتایا کہ میں نے دیکھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کتنی مہر پر تم نے اس سے شادی کی ہے۔

اس نے کچھ ذکر کیا فرمایا گویا وہ لوگ سونا چاندی تراشتے ہیں ان پہاڑوں سے ہم لوگوں کے ہاں آج کے دن کوئی شئی نہیں جو ہم تجھے دیں لیکن میں تجھے بھیجوں گا ایک ایسی طرف جہاں سے آپ کو کچھ مل جائے گا لہٰذا حضور ﷺ نے اس کو بنوعبس کے پاس بھیجا اور ان میں ایک آدمی بھیجا وہ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری اُونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے اُٹھتی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑے اعتماد کے ساتھ اس پر چڑھے کہ یہ اُٹھ جائے گی۔ آپ نے آکر اپنے پیر سے اس کو ایڑھ ماری۔ ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لشکر کے قائد اور پیشرو سے بھی آگے بڑھ جاتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحیٰی بن معین سے اس نے مروان سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح ۲/۱۰۴۰۔ حدیث ۷۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی سے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عوف نے، اس کو اعمش نے، مجاہد سے، کہ ایک آدمی نے اُونٹ خریدا اور حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا بولا کہ میں نے ایک اونٹ خریدا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں اس میں میرے لئے برکت ہو حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کے لئے اُس میں برکت دے۔ تھوڑی سی دیر بعد اس نے اس کو بیچ دیا اور دوسرا اُونٹ خرید لیا اس کو بھی حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دو اُونٹ خرید لئے آپ دعا فرمائیں ان میں برکت دے اور اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اس پر سوار بھی کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ اس کو اس پر سوار بھی کر۔ کہتے ہیں کہ وہ اُونٹ ان کے پاس بیس برس تک رہا۔

یہ حدیث مرسل ہے (تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ دیا ہے) حضور اکرم ﷺ کی دعا امر آخرت کی طرف ہوگئی پہلی دونوں باریوں میں۔ اس کے بعد اُونٹ والے نے دعا کی درخواست کی کہ وہ اس کو اس پر سوار کرے لہٰذا اس دعا کی اجازت اسی کی طرف واقع ہوگئی بطور افضل واطیب اور نموز کو ۃ۔

☆☆☆

باب ۵۶

نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا عافیت کی اس عورت کے لئے جس کو مرگی ہوتی تھی اور اس کا ستر کھل جاتا تھا کہ اگر وہ اسی تکلیف پر صبر کرے تو اس کے لئے جنت ہوگی مگر ستر نہیں کھلے گا اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو سعید عبداللہ بن یعقوب کرمانی نے محمد بن ابو یعقوب کرمانی سے ان کو یحییٰ بن سعید مالینی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد بن یحییٰ بن سعید نے، ان کو عمران بن مسلم نے، ان کو عطا بن ابو رباح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس ﷺ نے کہا کیا میں تمہیں ایک عورت نہ دکھاؤں جو اہل جنت میں سے ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! ضرور دکھایئے اس نے کہا کہ یہ کالی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تھی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے اور ستر کھل جاتا ہے (کپڑے کا ہوش نہیں رہتا) آپ میرے لئے اللہ سے دعا کریں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرلو (یعنی یہ تکلیف برداشت کرلو) اور تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں اس سے عافیت دے دے۔ اس عورت نے کہا تھا کہ میں صبر کرلوں گی۔ بولی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے آپ اللہ سے دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوسکوں حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔

یہ الفاظ حدیث مسدد کے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن القواریری سے اس نے یحییٰ سے۔

(بخاری۔ کتاب المرضیٰ۔ فتح الباری ۱۰/۱۱۴۔ مسلم۔ کتاب البر والصلہ۔ حدیث ۵۴ ص ۱۹۹۴۔ مسند احمد ۱/۳۴۷۔ طب نبوی (ابن جوزیہ ص ۱۹۰)۔ اصابہ ۴/۴۵۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن محمد نسوی سے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو محمد نے، ان کو خبر دی مخلد نے، ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عطاء نے کہ اس نے اُم زفر کو دیکھا تھا وہ لمبے قد کی کالی عورت تھی کعبے کے غلاف کے پاس۔

☆☆☆

باب ۵۷

رسول اللہ ﷺ سے بخار کا اجازت طلب کرنا

اور آپ ﷺ کا اس کو اہل قُبا کی طرف بھیجنا تا کہ وہ ان کے لئے

کفارہ بن جائے اس میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱)　ہمیں خبر دی ابومحمد حسن بن علی بن مؤمل نے، ان کو ابوعثمان عمرو بن عبداللہ مقری نے، ان کو ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، جعفر بن عبدالرحمٰن انصاری سے، اس نے اُم طارق مولات سعد سے، وہ کہتی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ نے اجازت مانگی مگر سعد خاموش رہے پھر آپ نے دوبارہ اجازت مانگی مگر پھر بھی سعد چُپ رہے پھر تیسری بار آپ نے اجازت مانگی مگر سعد چپ رہے۔ نبی کریم ﷺ واپس لوٹنے لگے تو سعد نے مجھے آپ کے پیچھے بھیجا کہ ہم کو اجازت دینے سے یہ بات مانع ہو رہی تھی کہ ہم یہ ارادہ کر رہے تھے آپ ہمیں بار بار سلامتی کی دعا میں اور اضافہ کریں۔

میں نے دروازے پر آواز سُنی تھی اجازت مانگنے کی مگر میں نے دیکھا کچھ نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب ملا کہ میں اُم ملدَم ہوں (بخار ہوں) فرمایا کہ تمہارے لئے خوش آمدید نہیں ہے نہ اھلاً ہے تمہیں اہل قباء کی طرف راستہ دکھایا جاتا ہے۔ اس نے جواب دیا جی ہاں اچھا فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ۔ (خصائص کبریٰ ۲/۸۶)

(۲)　ہمیں خبر دی ابومحمد موصلی نے، ان کو ابوعثمان بصری نے ان کو ابواحمد نے، ان کو خبر دی یعلی نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوسفیان نے، ان کو جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ بیشک بخار ہم لوگوں پر شدید ہو گیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کہ وہ تم سے اُٹھالیا جائے تو اُٹھالیا جائے گا اگر تم چاہو تو وہ تمہارے لئے پاک کرنے والا بن جائے (یعنی گناہوں کا کفارہ بن جائے) لوگوں نے عرض کی ٹھیک ہے بلکہ پاک کرنے والا بن جائے۔

(۳)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی تمیم بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن مغیرہ نے، ان کو جریر نے، اعمش سے اس نے ابوسفیان سے، اس نے جابر بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس بخار آیا اور اس نے ان سے اجازت چاہی (آنے کی) حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بخار بولا اُم مِلدم حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم اہل قباء (کے پاس جانے کا) ارادہ رکھتے ہو بولا جی ہاں کہتے ہیں اس کے بعد وہ لوگ بخار میں واقع ہو گئے اور ان کو بخار کی شدت سے دوچار ہونا پڑا انہوں نے شکایتاً حضور اکرم ﷺ کے پاس عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں بخار لاحق ہے اگر تم لوگ چاہو تو میں اللہ سے دعا کر دوں وہ تم سے اس کو ہٹا دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تمہارے لئے پاک کرنے والا بن جائے (یعنی گناہوں سے کفارہ بن جائے) وہ بولے کہ بلکہ اچھا ہے کہ وہ ہمارے لئے طہور اور پاک کنندہ بن جائے۔ (حوالہ بالا)

(۴)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو ہشام بن لاحق ابوعثمان مدائنی نے ۱۸۵ھ میں ان کو عاصم احول نے ان کو ابوعثمان نہدی نے، سلمان فارسی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اہل معروف جو دنیا میں اہل معروف ہیں وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے اور اہل منکر جو دنیا میں

اہل منکر میں وہ آخرت بھی اہل منکر ہوں گے۔ اور اگلی بات کی بھی وہ روایت کرتے ہیں سلمان فارسی سے وہ کہتے ہیں کہ بخار نے اجازت مانگی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے بتایا کہ میں بخار ہوں میں گوشت کو ٹھیک کرتا ہوں اور خون کو چوستا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو اہل قباء کے پاس چلا جا چنانچہ وہ ان کے ہاں پہنچ گیا وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے ان کے چہرے پیلے پڑ چکے تھے انہوں نے بخار کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو چاہو میں کر لیتا ہوں۔ اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ اس کو تم سے کھول دیتا ہے (یعنی تم سے اس کو ہٹا لیتا ہے) اور اگر تم چاہو تو اس کو چھوڑ دو لہٰذا وہ تمہارے گناہوں کو ساقط کر دے گا (یعنی بخار سے تمہارے گناہ جھڑ جائیں گے) ان لوگوں نے کہا بلکہ ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں یا رسول اللہ! (یعنی رہنے دیتے ہیں)۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو قمرہ بن حبیب غنوی نے، ان کو ایاس بن ابو تمیمہ نے، ان کو عطا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار آیا۔ بولا یا رسول اللہ! مجھے اپنی محبوب اور پسندیدہ قوم اور لوگوں کے پاس بھیج دو یا اپنے محبوب اور پسندیدہ اصحاب کے پاس بھیج دے (قرہ کا شک ہے)۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انصار کے پاس چلا جا۔ وہ چلا گیا ان کے پاس۔ اس کے اوپر شدت سے واقع ہو گیا اور اس نے ان کو گرا دیا اور پچھاڑ دیا وہ لوگ حضور اکرم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں پر شدید بخار آن پڑا ہے اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں شفاء کی، کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی ان سے بخار ہٹ گیا، کہتے ہیں کہ ایک عورت آپ ﷺ کے پیچھے گئی اور عرض کیا میرے لئے دعا کریں میں انصار میں سے ہوں میرا باپ انصار میں سے ہے میرے لئے دعا کریں جیسے آپ نے ان کے لئے کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو تم پسند کرو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں وہ تیرا بخار دور کر دے گا یا تم صبر کرو اور تیرے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ وہ بولی نہیں اللہ کی قسم ہے یا رسول اللہ! بلکہ میں صبر کروں گی تین بار کہا۔ اس لئے کہ مجھے اللہ سے جنت ملنے کی صورت میں بھی میرے لئے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

مصنف کہتے ہیں کہ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ یہ واقعہ انصار کی کسی قوم میں ہوا۔ واللہ اعلم (خصائص کبریٰ ۲/۸۷)

(۶) مجھے خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابوالحسن بن صبیح نے، ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن شیرویہ نے، ان کو حدیث بیان کی اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو ابو عاصم عبداللہ بن عبیداللہ اہل عبادان نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن ہارون نے، ان کو ابو یزید مقری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مرقع نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس کو اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا اور ہر ایک سو کے لئے ایک حصہ مقرر کیا یہ سرزمین پھلوں سے سرسبز تھی لوگ پھلوں پر واقع ہوئے لہٰذا بخار نے ان کو ڈھانپ لیا انہوں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار موت کا پیش رو کا سبب ہے اور زمین پر اللہ کی قید ہے یہ آگ کا ٹکڑا ہے جب اس نے ان کو پکڑ لیا تھا تو انہوں نے اس کے لئے پانی سے ٹھنڈک حاصل کی تھی خشکی سے۔ لہٰذا تم لوگ اس کو اپنے اوپر انڈیلا کرو دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کے درمیان کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہٰذا بخار چلا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے نہیں پیدا فرمایا کوئی برتن (عضو) ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی ہوا یعنی سانس لینے کے لئے۔ (فیض القدیر ۳/۴۲۰)

☆☆☆

باب ۵۸

حضور اکرم ﷺ کا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اپنے وضو کے بقیہ پانی کے چھینٹے دینا اوران کا ہوش میں آ جانا کچھ نہ سمجھنے کے بعد سمجھنے لگنا

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی وہیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابن جریج نے، محمد بن منکدر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوسلمہ میں میری عیادت کی اور انہوں نے مجھے ایسا پایا کہ میں کچھ نہیں سمجھتا تھا (یعنی ذہنی توازن درست نہیں رہا تھا) حضور اکرم ﷺ نے پانی منگوایا اور پھر اس سے وضو کیا اور اس وضو کے پانی سے مجھ پر چھینٹے دیے لہٰذا میں ہوش میں آیا یعنی ذہنی توازن ٹھیک ہو گیا۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیسے کروں؟ لہٰذا یہ آیت اُتری۔

یُوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین

(سورۃ نساء : آیت ۱۱)

اللہ تعالیٰ تمہیں لازمی حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ مرد کے لئے کیسے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے

اس کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۲۴۳/۸۔ مسلم۔ کتاب الفرائض۔ حدیث ۵ ص ۱۲۳۵/۳)

باب ۵۹

حضور ﷺ کا نظر بد لگنے والے کے لئے نظر لگانے والے کو غسل کر کے پانی دینے کا حکم دینا اور اس موقع پر شفاء ظاہر ہونا (نظر بد کا علاج)

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد مہرجانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو مالک نے، ابن شہاب سے اس نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے کہ اس نے کہا۔

کہ عامر بن ربیعہ نے، حضرت سہل بن حنیف کو غسل کرتے دیکھ لیا تھا وہ ان کو دیکھ کر بولے اللہ کی قسم میں نے آج کے دن کا منظر کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی انتہائی پردہ نشین عورت کی جلد ایسی دیکھی ہے۔ (سہل بن حنیف جیسی) لہٰذا سہل بن حنیف چیخ کر گرا اور بے ہوش ہو گیا اسی جگہ۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کی گئی اور آپ کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ سہل بن حنیف کو دیکھیں گے یا اس کے بارے میں کچھ بتائیں گے اللہ کی قسم وہ سر بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم اس بارے میں کسی پر تہمت دھرتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم اس کی تہمت اور الزام عامر بن ربیعہ پر رکھتے ہیں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر جھنجھلا کر غصہ کیا۔ اور فرمایا کہ کس وجہ سے تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تم نے بَارَكَ اللہ کیوں نہ کہا غسل کرو تم اس کے لئے لہٰذا عامر نے اس کے لئے اپنا منہ دھویا دونوں ہاتھ دھوئے دونوں کہنیاں دونوں گھٹنے دونوں پیر دھوئے اور تہہ بند کا اندر دھو کر دیا ایک پیالے میں وہ پانی نظر زدہ وہ پانی اُنڈیلا گیا چنانچہ سہل بن حنیف راحت پا کر ٹھیک ہو گئے لوگوں کے ساتھ اس طرح کہ جیسے اس کو کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ ابن بکیر کہتے ہیں کہ داخلۃ ازار سے یعنی تہہ بند کے اندر سے مراد وہ کپڑا ہے جو چمڑے کے متصل ہے۔

باب ۶۰

حضور اکرم ﷺ کا اس شخص کو حکم دینا کہ وہ اپنے بھائی کو شہد پلائے جس کو بے تحاشہ جلاب لگے ہوئے تھے اللہ کا اس میں شفا دینا جب کہ یہ طبیب کا طریق نہیں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو بندار نے، ان کو محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے، ان کو قتادہ نے، ابوالمتوکل سے، اس نے ابوسعید خدری ؓ سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی حدیث میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو جلاب لگے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا پھر آیا کہ میں نے اس کو شہد پلا دیا ہے مگر اس کے جلاب مزید بڑھ گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ اس کو شہد پلائیے۔ اس نے پلایا پھر آیا بولا کہ میں نے اس کو پلایا ہے مگر جلاب اور بڑھ گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا تیسری بار، چوتھی بار اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اس کو شہد پلائیے اس نے پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے صحیح میں محمد بن بشار بندار سے۔

(بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/ ۱۳۹، ۱۶۸۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ باب تداوی بالعسل من ۴ ۱۷۳۶۔ ۱۷۳۷)

☆☆☆
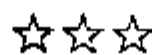
باب ۶۱

حضور اکرم ﷺ کا ایک نابینے آدمی کو وہ دعا سکھانا جس میں اس کی شفاء تھی جب وہ صبر نہ کر سکے اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوعلی حامد بن محمد ہروی نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان دونوں نے کہا ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوجعفر خطمی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا عامر بن خزیمہ بن ثابت سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عثمان بن حنیف سے کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دے دے یعنی مجھے ٹھیک کر دے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس دعا کو مؤخر کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو وہ وضو کرے اور اچھے طریقے سے کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے۔

اللهم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه فتقضیهالی ، اللهم شفعه فِیَّ و شَفعنی فی نفسی

اے اللہ! بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں تیری طرف تیرے نبی کو متوجہ کرتا ہوں (سفارشی بناتا ہوں محمد ﷺ کو) جو کہ رحمت والے نبی ہیں اے محمد! میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں اپنے رب کی طرف (یعنی سفارش بناتا ہوں آپ کو) اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی اس حاجت میں کہ آپ یہ میری حاجت پوری کر دیں اے اللہ! اے اللہ ان کی شفاعت قبول فرما میرے حق میں۔ اور میری اپنی سفارش قبول فرما میرے اپنے نفس کے بارے میں۔

(ترمذی۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۳۵۸۷، ۵۶۹۵)

یہ الفاظ ہیں حدیث عباس کے۔ محمد بن یونس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ نابینا شخص اس کے بعد کھڑا ہوا تو وہ بینا ہو چکا تھا یعنی بینائی واپس آ چکی تھی۔

ہم نے اس کو روایت کیا ہے کتاب الدعوات میں صحیح اسناد کے ساتھ روح بن عبادہ سے، اس نے شعبہ سے کہ اس آدمی نے ایسا کیا لہٰذا وہ ٹھیک ہو گیا اسی طرح اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے، ابوجعفر خطمی سے۔

حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی دعا سے بینائی ٹھیک ہو گئی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن ریالی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو محمد بن علی بن یزید صائغ نے، ان کو احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو روح بن قاسم نے، ابوجعفر مدینی سے وہی خطمی ہیں ان کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے، اپنے چچا عثمان بن حنیف سے وہ کہتے ہیں۔

میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے حالانکہ ان کے پاس ایک نابینا آدمی آیا ہوا تھا۔ اس نے اپنی بینائی چلے جانے کی شکایت کی اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو کوئی پکڑنے والا ابھی نہیں ہے میرے اوپر بہت مشکل گذر رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وضو کا برتن لائیے اور وضو کیجئے اس کے بعد دو رکعت پڑھئے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھئے۔

اللّٰھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فیجلی لی بصری اللھم شفعه فی و شفعنی فی نفسی

اے اللہ میں آپ کی بارگاہ میں درخواست کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد نبی رحمت کو سفارش پیش کرتا ہوں اے محمد! میں آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں سفارشی بناتا ہوں کہ وہ میری بینائی روشن کر دے۔ اے اللہ! میرے بارے میں محمد ﷺ کی شفاعت قبول فرما اور میری اپنے نفس کے بارے میں سفارش قبول فرما۔

عثمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ابھی وہاں سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ ہی بات لمبی ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ آدمی اندر آیا گویا کہ اس کے ساتھ کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

دعاء اور رفع حاجت

(۳) ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو خبر دی امام ابوبکر محمد بن علی بن اسماعیل شاشی قفال نے، ان کو خبر دی ابوعروبہ نے، ان کو عباس بن فرج نے، ان کو اسماعیل بن شبیب نے، ان کو ان کے والد نے، روح بن قاسم سے اس نے ابوجعفر مدینی سے، اس نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کہ ایک آدمی تھا وہ حضرت عثمان ؓ کے پاس آتا جاتا تھا اپنی ضرورت کے لئے اور حضرت عثمان اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی حاجت کی طرف دیکھتے تھے ایک دن وہ عثمان بن حنیف سے ملے اور اس کے آگے اس بات کی شکایت کی۔ عثمان بن حنیف نے کہا تم پانی کا برتن لاؤ اور پھر وضو کرو اس کے بعد مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھو اس کے بعد دعا کرو۔

اللّٰھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فتقضی لی حاجتی

یہ دعا پڑھیے اور اپنی حاجت کا ذکر کیجئے اس کے بعد چلے جائیے حتیٰ کہ وہ تیری حاجت رفع کر لیں یعنی قبول کر لیں۔ وہ چلا گیا اس نے ایسے ہی کیا اس کے بعد وہ حضرت عثمان بن عفان کے دروازے پر آیا اتنے میں دربان آیا وہ اس کو پکڑ کر اندر لے گیا حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جا کر اس کو ان کے ساتھ بیٹھا دیا قالین کے اوپر۔ انہوں نے فرمایا کہ دیکھئے جو آپ کی حاجت ہو۔ اس کے بعد وہ شخص وہاں سے نکلا اور عثمان بن حنیف سے ملا اور اس نے کہا کہ اللہ آپ کو جزاء خیر دے نہ تو وہ میری ضرورت کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی میری طرف توجہ کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے ان سے کلام کی ہے۔ عثمان بن حنیف نے پوچھا کہ تم نے کیا بات کی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جب کہ ان کے پاس نابینا آیا تھا اس نے ان کے سامنے اپنی بینائی چلے جانے کی شکایت کی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تھا کیا آپ اس پر صبر کریں گے؟ اس نے کہا تھا کہ میرا تو پکڑ کر چلانے والا ابھی کوئی نہیں ہے۔ میرے اوپر بہت مشکل گذر رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ وضو کا برتن لائیے اور وضو کیجئے پھر دو رکعت پڑھیے پھر یوں دعا کیجئے۔

اللّٰھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك نبی الرحمة یا محمد اتوجه بك الی ربی فیجلی لی عن بصری اللّٰھم شفعه فِیّ و شعفنی فی نفسی

عثمان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم وہاں سے ابھی ہٹے نہیں تھے کیونکہ بات ذرا لمبی ہوگئی تھی حتی کہ وہ شخص داخل ہوا گویا کہ اس کو کوئی تکلیف نہیں تھی۔

تحقیق اس کو روایت کیا ہے احمد بن شبیب نے سعید سے، اس نے اپنے والد سے بھی اپنے طویل روایت شبیب۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو احمد بن شبیب بن سعید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی طوالت کے ساتھ اور یہ اضافہ ہے جو میں نے اس کے ساتھ لاحق کیا ہے ماہ رمضان ۴۴ھ میں۔

اور اس کو روایت کیا ہے ہشام دستوائی نے ابوجعفر سے اس نے ابوامامہ بن سہل سے اس نے اپنے چچا عثمان بن حنیف سے۔

باب ۶۲

حضور اکرم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار کی دعا سکھانا
ان کا دعا مانگنا اور بخار کا ختم ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، ان کو ابواسحق عبدالملک، بن عبدربہ (یہ راوی منکر حدیث ہیں) جو کہ اسحق بن ابواسرائیل کے پڑوسی تھے اس نے منصور بن حمزہ سے، اس نے حضرت انس ﷺ کے بیٹے سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان کو شدید بخار تھا۔ انہوں نے کہا کیا ہوا میں آپ کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ وہ بولی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ کے اُوپر قربان یہ بخار ہے سیدہ عائشہؓ نے بخار کو گالی دے کر کہا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کو گالی نہ دو وہ مامور ہے اس کو تو حکم ملا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں چند کلمات سکھلا دیتا ہوں جب تم ان کو پڑھو گی تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے دور کر دیں گے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ مجھے ضرور سکھلا یئے۔ فرمایا: آپ یوں کہیے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ جِلْدِی الرَّقِيْق، وَعَظْمِي الدَّقِيْق، مِنْ شِدَّةِ الْحَرِيق ـ يَاأُمَّ مِلْدَم ـ اِنْ كُنْتِ امَنْتِ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ فَلَا تَصَدعي الرَّاس وَلَاتُنْتِنِي الْفَمَ وَلَا تَاكُلِي اللَّحْمَ وَلَا تَشربِي الدَّمَ وَتَحَوَّلِيْ مِنِّيْ اِلِيْ من اتخذ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ

اے اللہ! میری نرم جلد پر رحم فرما اور میری کمزور ہڈی پر رحم فرما جلانے والی ام ملدم کی شدت سے۔ اگر تم (اے ام ملدم) اللہ عظیم کے ساتھ ایمان رکھتی ہو تو تو میرے سر میں درد نہ کرا اور میرے منہ میں بدبو نہ کر۔ اور میرا گوشت نہ کھا اور میرا خون بھی نہ پی بلکہ مجھ سے پھر جا اور لوٹ جا ہر اس شخص کی طرف جو اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ اور معبود ٹھہراتا ہے۔

کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے اور ان کا بخار دور ہو گیا۔ (ابن ماجہ ۲/۱۱۴۹)

☆☆☆

باب ۶۳

حضوراکرم ﷺ کا زخم یا پھوڑے والے کے لئے

دعا کرنا حتی کہ وہ تندرست ہوگیا اور زخم تیار ہوگیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق اور ابوبکر احمد بن حسن نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو عمارہ بن غزیہ نے کہ ابراہیم بن تیمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ سعید بن ہلال نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ محمد بن ابراہیم نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا یا حضور ﷺ کو ایک آدمی کے پاس لایا گیا جس کے پیر میں زخم تھا۔ جس نے حکیموں اور طبیبوں کو تنگ کردیا تھا۔

حضوراکرم ﷺ نے اپنی اُنگلی اپنے لعاب دہن پر رکھی۔ پھر چھوٹی انگلی کا کنارہ اُٹھایا پھر آپ نے اپنی اُنگلی مٹی پر رکھی پھر اس کو اُٹھایا اور اس کو زخم پر رکھا پھر آپ نے یہ پڑھا۔

بِاسمِكَ اللّٰهُمَّ رِيقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاذْنِ رَبِّنَا

تیرے نام کے ساتھ شفا طلب کرتا ہوں اے اللہ! ہم (انسانوں میں سے) بعض کا لعاب دھن ہماری زمین کی مٹی کے ساتھ مل کر۔ البتہ ہمارا بیمار شفایاب ہوجاتا ہے ہمارے رب کے حکم کے ساتھ (یا یہ کہ ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے ہمارے رب کے حکم کے ساتھ)

یہ دعا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں موصولاً مروی ہے۔

باب ۶۴

حضور ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرض سے

نجات کی دعا سکھانا اور اس کی برکت سے قرض آسان ہوجانا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صغانی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے (ح)۔ اور ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو احمد بن ہیثم شعرانی نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو حدیث بیان کی سلیمان بن بلال یونس بن یزید ایلی سے اس نے حکم بن عبداللہ بن سعید ایلی سے، اس نے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول ﷺ سے کہ ان کے والد اس کے پاس گئے اور فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ دعا سنی تھی جو ہمیں تعلیم دیتے تھے اور ذکر کیا تھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنے اصحاب کو تعلیم فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو ادا فرمادیں گے پھر فرماتے تھے۔

اللھم فارج الھم ، و کاشف الغم مجیب دعوۃ المضطرین ، رحمان الدنیا والآخرۃ و رحیمھا انت ترحمنی فارحمنی برحمتك تُغنینی بھاعن رحمۃ من سواك

اے اللہ فکرات کو دور کر دینے والے۔ حزن و غم کو کھول دینے والے مجبوروں کی پکار سننے والے۔ دنیا کے مہربان اور دلوں میں رحم کرنے والے آپ ہی تو رحم کرتے ہیں مجھ پر لہٰذا اب بھی مجھ پر اپنی خاص رحمت کے ساتھ رحم کیجئے جس کے ساتھ آپ مجھے غنی اور بے پروا کر دیں اپنے ماسوا کے رحم و کرم سے۔

ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ مجھ پر قرض تھا اور میں قرض کو بُرا سمجھتا تھا۔ میں کچھ دیر ہی ٹھہرا تھا اللہ نے مجھے کوئی ایسا فائدہ پہنچایا جس سے وہ سارا قرض اللہ نے ادا کر دیا جو مجھ پر تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر میری بہن اسماء کا قرض تھا ایک دینار اور تین دراہم۔ میں اس سے شرماتی رہتی تھی جب بھی اس کی طرف دیکھتی تھی۔ اور میں یہ دعا پڑھتی تھی کچھ زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ اللہ نے میرے پاس رزق پہنچایا نہ میراث کا نہ صدقہ کا تھا میں نے وہ قرض ادا کر دیا اور عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی کا قرض اُتارا تین اوقیہ چاندی لیکن ہمارے پاس اچھا خاصا بھی بچ گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث صغانی کے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو عبداللہ بن عمر نمیری نے، یونس ایلی سے ان کو حکم بن عبداللہ نے، قاسم بن محمد سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے میرے پاس (میرے والد) ابوبکر صدیق تشریف لائے کیا نہیں سُنی تھی تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ دعا جو انہوں نے ہم لوگوں کو تعلیم فرمائی تھی۔ سیدہ نے پوچھا کہ وہ کونسی ہے؟ فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم اپنے اصحاب کو وہ دعا سکھائے تھے۔ فرمایا اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو اور وہ اس کے ساتھ دعا کرے تو اللہ اس کا قرض اُتار دیں گے۔ پھر انہوں نے ہی دعا ذکر کی مگر اس نے سیدہ عائشہ کا قصہ ذکر نہیں کیا۔

(مجمع الزوائد ۱۰/۱۶۸)

اس کو حکم ایلی سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

باب ۶۵

حضور اکرم ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے ایک آدمی کی سفید شدہ آنکھوں کی بینائی ٹھیک ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوفضل نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ نے، ان کو محمد بن بشر نے، ان کو عبدالعزیز بن عمر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے بنو سلامان بن سعد سے اس نے اپنی والدہ سے کہ ان کے ماموں حبیب بن فویک نے اس عورت کی حدیث بیان کی تھی کہ ان کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اس کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں دونوں سے کوئی شئی نہیں دیکھ سکتا تھا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تجھے کیا تکلیف پہنچی تھی؟ اس نے بتایا کہ میں اپنے اونٹ کو سکھلا رہا تھا کہ اچانک میرا پیر انڈے پر پڑ گیا تھا (سانپ کے انڈے پر ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں ایسے لکھا ہے) لہٰذا میری بینائی چلی گئی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اس کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس سے وہ دیکھنے لگ گیا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال سکتا تھا حالانکہ اس وقت وہ اسی سال کا تھا حالانکہ پہلے اس کی آنکھیں بالکل سفید ہوگئی تھیں۔

(۲) تحقیق اس مفہوم میں حدیث قتادہ گذر چکی ہے یعنی قتادہ بن نعمان کہ اس کی ایک آنکھ خراب ہوگئی تھی آنکھ کی پتلی بہہ کر اس کے رخسار پر آگئی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کی جگہ پر لگا دیا تھا لہٰذا وہ اس طرح درست ہوئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسی آنکھ خراب ہوئی تھی۔

باب ٦٦

حضور اکرم ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے
محمد بن حاطب کا جلا ہوا ہاتھ درست ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، سماک بن حرب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن حاطب سے کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گر گئی تھی جس سے وہ جل گیا تھا میری امی مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تھی حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ آپ لگا رہے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔ اذھب البأس رب الناس ۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا تھا: واشف انت الشافی تکلیف دور فرما اے سب لوگوں کے مالک اور شفا عطا فرما تو ہی تو شفا دینے والا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے سماک سے اس نے محمد بن حاطب سے کہ میری والدہ نے مربعہ بنایا تھا وہ میرے ہاتھ پر گر گیا تھا۔ لہٰذا میری امی مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئیں حضور اکرم ﷺ نے کوئی کلام کہا تھا میں اس کو یاد نہ رکھ سکا اور میں نے ماں سے اس کے بارے میں پوچھا تھا حضرت عثمان کے عہد میں کہ حضور اکرم ﷺ نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ کہا تھا :

اذھب البأس رب الناس واشف انت الشافی لاشافی الا انت

(سنن کبریٰ۔ کتاب الطب۔ تحفۃ الاشراف ۸/ ۴۹۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے اس نے اپنی ماں اُم جمیل اُم محمد بن حاطب سے۔

وہ کہتی ہیں کہ میں تجھے ارض حبشہ سے لے کر آئی تھی حتیٰ کہ جب ہم مدینے میں ایک رات یا دو رات کی مسافت پر تھے میں نے تیرے لئے کوئی چیز پکائی تھی لکڑیاں ختم ہوگئی تھیں میں لکڑیوں کی تلاش میں چلی گئی تھی تم نے تو ہنڈیا کو پکڑ لیا تھا جس سے وہ تیری کلائی پر الٹی ہوگئی تھی میں مدینے

میں آئی اور میں تجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ محمد بن حاطب ہے یہ پہلا بچہ ہے جو آپ کے پر نام رکھا گیا ہے حضور اکرم ﷺ نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور برکت کے لئے دعا کی تھی پھر آپ نے تیرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا اور آپ کے ہاتھ پر لعاب دہن لگایا تھا آپ اس وقت پڑھ رہے تھے :

اذهب البأس رب الناس ، اشف انت الشافي لاشفآء الاشفاء ك شفآء لايغادر سقمًا

کہتی ہیں کہ میں تا حال حضور اکرم ﷺ کے ہاں سے اُٹھی نہیں تھی کہ تیرا ہاتھ تندرست ہو گیا تھا۔

باب ۶۷

حضور اکرم ﷺ کا شرحبیل جُعفی کی ہتھیلی پر تھتکارنا اور اپنی ہتھیلی رکھنا اس کی رسولی پر جو اس کی ہتھیلی پر تھی جس سے رسولی ختم ہو گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابو اسحق اصفہانی نے، ان کو ابو احمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو محمد بن عقبہ بن عبدالرحمٰن بن شرحبیل جُعفی نے اپنے دادا عبدالرحمٰن سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ میرے ہاتھ پر رسولی نکلی ہوئی تھی میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ رسولی ہے مجھے بہت تکلیف دے رہی ہے اس کی وجہ سے میں تلوار کا دستہ نہیں پکڑ سکتا جانور کی باگ نہیں پکڑ سکتا۔ فرمایا میرے قریب آیئے میں ان کے قریب ہوا فرمایا ہاتھ کو کھولو میں نے کھول دیا پھر فرمایا کہ بند کرو میں نے بند کیا پھر کہا میرے قریب ہو میں قریب ہوا فرمایا کھولو میں نے کھولا آپ نے میری ہتھیلی میں دَم کیا تھتکارا (جس سے آپ کا لعاب دہن قطرہ قطرہ اس پر گرا) اور آپ نے اپنی ہتھیلی رسولی پر رکھ لی اور اس کو ہتھیلی سے رگڑتے رہے۔ پھر آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اُوپر سے اُٹھالی میں نہیں جانتا کہ اس کا اثر کہاں تھا (گویا کہ رسولی کا نشان ہی باقی نہ رہا)۔

اور میں نے پڑھا ہے واقدی کی کتاب میں یہ کہ ابو سبرہ نے کہا یا رسول اللہ! میری ہتھیلی میں رسولی ہے جس سے میں اپنی سواری کی مہار بھی نہیں تھام سکتا رسول اللہ ﷺ نے پیالہ منگوایا آپ نے اس کو رسولی پر رگڑنا شروع کیا جب تک وہ ختم نہ ہو گئی رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے دونوں بیٹوں کے لئے ایک کا نام سبرۃ تھا دوسرے کا نام عزیز حضور اکرم ﷺ نے عبدالرحمٰن نام رکھا وہ ابوخیثمہ بن عبدالرحمٰن تھے۔

اور میں نے پڑھا ہے کتاب محمد بن سعد میں حمیدی سے اس نے فرح بن سعید (واقدی) سے اس نے اپنے چچا ثابت بن سعید سے اس نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا ابیض بن حمال سے کہ اس کے چہرے پر درد تھا جس نے اس کے پورے چہرے کو گھیر لیا (اور بدنما کر دیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بس آپ کا چھونا ہی تھا اس کا نشان بھی نہ رہا۔

☆☆☆

باب ۶۸

حضورا کرم ﷺ کا خبیب بن اساف کے زخم پر پھونک مارنا

اوراس کا ٹھیک ہونا اوران کوابن یسار بھی کہا جاتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ،ان کواسماعیل بن عبداللہ میکالی نے ،ان کوعلی بن سعید عسکری نے ،ان کوابوامیہ عبداللہ بن محمد بن خلاّد واسطی نے ،ان کو یزید بن ہارون نے ،ان کوخبر دی مستلم ابوسعید نے ،ان کوخبیب بن عبدالرحمٰن بن خبیب نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ۔

میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں اور میری قوم کا ایک اور آدمی آپ کے بعض غزوات میں۔ہم نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ جہاد میں یعنی میدان شہادت میں جانا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟ ہم نے بتایا کہ نہیں۔حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوگیا جہاد میں میرے کندھے پر زخم آ گیا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی میں نے اس کو ہاتھ سے بند کرلیا میں حضورا کرم ﷺ کے پاس آیا آپ نے اس میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور چپکا دیا لہٰذا وہ زخم باہم مل گیا اور درست ہو گیا اور میں نے اس کو قتل کر دیا جس نے مجھے زخم لگایا تھا اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرلیا جس کو میں نے قتل کیا تھا۔

اس نے مجھ سے بات کی وہ کہا کرتی تھی کہ افسوس کی بات ہے تم نے اس مرد کو گم کر دیا جس نے آپ کو یہ ہار پہنایا میں کہتا تھا افسوس کہ تیرے باپ نے جلدی کرلی آگ کی طرف۔(اصابہ ۱/۴۱۸)

باب ۶۹

حضورا کرم ﷺ کا علی بن ابوطالب کے لئے دعا کرنا

اور دیگر کے لئے بھی شفاء کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے ،ان کوعبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کوابوداود نے ،ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن مرہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلمہ سے سُنا ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا علی ﷺ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بیمار تھا میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میرا وقت قریب ہے تو مجھے چھٹکارا دے دے اور اگر دور ہے تو تو مجھے اُٹھا لے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر دے حضورا کرم ﷺ نے مجھے پیر سے ہلکی سی ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ کیسے کہا تم نے؟ میں نے ان کے سامنے دوبارہ کہا تو انہوں نے فرمایا اے اللہ! اس کو شہادت دے دے یا یوں کہا کہ اے اللہ! تو اس کو عافیت دے دے۔

حضرت علی ﷺ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے درد کی شکایت محسوس نہ کی۔

تحقیق گزر چکی ہے فتح خیبر میں حضور اکرم ﷺ کی دعا علی ﷺ کے لئے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی دعا ان کے لئے ان کو یمن بھیجتے وقت اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا خصوصی طور پر ان تمام امور میں۔ اور ہم نے کتاب الدعوات میں روایت کی ہے وہ دعا جو حضور اکرم ﷺ نے ان کو قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے سکھائی تھی۔ چار رکعات پڑھنے کے بعد وہ شب جمعہ میں ادا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ان کے لئے خصوصی طور پر قبول کرنا اس بارے میں اس کا حافظہ کھلا کہ پہلے چار چار آیات یاد نہیں کر سکتے تھے اس کے بعد چالیس آیات یاد کر لیتے تھے اور اس کی مثل۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اور جو حدیث سنتے اس کو بھی یاد کر لیتے تھے اور تحقیق گزر چکا ہے کہ جب مدینے میں آئے اور حضرت ابوبکر ﷺ کو اور بلال ﷺ کو بخار نے آن گھیرا۔ اور حضور اکرم ﷺ نے وباء رفع ہونے کی دعا فرمائی اور اس کی جحہ کی طرف منتقل ہونے کی دعا کی اس وقت بھی اللہ نے آپ کی دعا فرمائی اور اس مفہوم کی احادیث کثیرہ موجود ہم نے جو کچھ ذکر کی ہیں وہ کافی ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن منصور نے، ان کو ہارون بن یوسف نے، ان کو ابن ابوعمر نے، ان کو عبدالوہاب ثقفی نے، ایوب سختیانی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے حمید بن عبدالرحمٰن تمیری سے، اس نے تین بیٹوں سے وہ سب کے سب اس کو حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد کے پاس تشریف لے گئے مکہ مکرمہ میں ان کی مزاج پرسی کرنے کے لئے حضرت سعد رو پڑے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو کہنے لگے میں ڈر رہا ہوں کہ میں اس سرزمین پر فوت ہو جاؤں گا جس سے ہجرت کر گیا تھا جیسے سعد بن خولہ فوت ہو گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا تین بار کہا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک میرے پاس کثیر مال ہے۔ سوا اس کے کہ میری بیٹی ہی میری وارث بنے گی۔ کیا میں اپنے پورے مال کے بارے میں وصیت نہ کر جاؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں انہوں نے پوچھا کہ پھر دو تہائی کی وصیت کر جاؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ آدھے مال کی وصیت کروں۔ فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ ایک تہائی کی وصیت کروں؟ فرمایا کہ ایک تہائی کی کروں فرمایا ہاں ایک تہائی کی کرو ایک تہائی بہت ہے۔

بیشک تیرا صدقہ کرنا تیرے مال میں سے صدقہ ہے۔ بیشک تیرا خرچ کرنا تیرے عیال پر صدقہ ہے۔ بیشک تیری بیوی نے جو کچھ تیرے مال میں سے کھایا ہے وہ صدقہ ہے اور بیشک اگر تم اپنے گھر انے والوں کو مال کے ساتھ چھوڑ جاؤ یا فرمایا تھا بہتر زندگی اور بہتر گزران کے ساتھ تو وہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم ان کو بھوکا چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ابن ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الوصیہ۔ حدیث ۸ ص ۳/۱۲۵۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو بشر بن مفضل نے ان کو کثیر ابوالفضل نے، ان کو ایک آدمی نے قریش میں سے آل زبیر میں سے یہ کہ اسماء بنت ابوبکر کو سر پر اور چہرے پر ورم آ گیا تھا اور اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے میرے ورم کا ذکر کرو شاید اللہ مجھے شفا دے چنانچہ سیدہ عائشہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (حضور اکرم ﷺ کی سالی اسماء) کے ورم کا ذکر کیا۔ اور تکلیف کا، حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے اسماء کے پاس آپ نے اپنا ہاتھ مبارک کپڑے کے اوپر سے اس کے سر پر اور کپڑے پر پھیرا اور فرمایا:

بِسمِ اللّٰہِ اذھب عنھا سُوْئه وفحشه بدعوة نبیك الطیب المبارك المكین عندك بسم الله

تین بار آپ نے یہ عمل کیا۔ اور اسماء کو حکم دیا کہ وہ بھی یہی الفاظ پڑھے تین دن تک لہٰذا ورم دور ہو گیا۔

ابوالفضل کثرت سے کہتے ہیں کہ یہ عمل کرتے تھے فرض نمازوں کے اوقات میں ان کو طاق عدد یعنی تین بار کہتے تھے۔

جن یا جنون والا بچہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے صحت یاب ہو کر مجاہد بنا اور شہید ہو کر جنت میں چلا گیا

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسماعیل نے، ان کو ابو مسلم کجی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حماد نے، ان کو ابن عون نے، ان کو محمد بن سیرین نے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے کر آئی اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر ایسے ایسے آتا ہے اور وہ اس طرح کرتا ہے جیسے آپ اس کو دیکھ رہے ہو۔ آپ دعا کریں کہ اللہ اس کو مار دے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے دے۔ اور وہ جوان ہو جائے اور نیک آدمی بنے۔ پھر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی لہٰذا اللہ نے اس کو شفا دی وہ جوان ہو گیا اور نیک آدمی بنا اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ قتل ہوا اور شہید ہو کر جنت میں چلا گیا۔

یہ روایت مرسل ہے مگر جید ہے۔

بچے کے پیٹ سے حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے کتیا کے بچے کی مثل جن نکل کر بھاگا

(۵) ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے الفوائد میں۔ ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن تمیم اصم نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابن عباس کابلی نے، ان کو عفان نے، ن کو حماد بن سلمہ نے، ان کو فرقد سنجی نے۔ (فرقد کو عقیلی نے ضعیف قرار دیا ہے ۳/۴۵۸) سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضور اکرم ﷺ کے پاس لائی اور بولی یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا دیوانہ ہے جنون ہے (یا اس کو جن ہے) وہ اس کو ہمارے صبح وشام کے کھانے کے وقت پکڑتا ہے اور ہمارے اوپر فساد مچاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا کی اس نے قے کی اتنے زور سے چنانچہ اس کے پیٹ میں سے کالے پلے (کتیا کا بچہ) کی مثل جانور نکلا اور بھاگ گیا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا سے عبداللہ بن رواحہ کا داڑ کے درد کا صحیح ہو جانا

(۶) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، یزید بن نوح ابن ذکوان سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو زید اور جعفر کے ساتھ بھیجا تھا موتہ کی طرف تو اس نے کہا تھا یا رسول اللہ! مجھے داڑھ میں درد ہے وہ مجھے تکلیف دے رہی ہے اور درد شدید ہو گیا آپ نے فرمایا کہ میرے قریب ہو جایئے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بھیجا ہے حق کے ساتھ میں ضرور ایسی دعا کروں گا کہ جو بھی مؤمن تکلیف زدہ اس کے ساتھ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دے گا حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے رخسار پر رکھا جس طرف داڑھ میں درد تھا اور دعا پڑھی :

اللهم اذهب عنه سوء مايجد وفحشه بد عوة نبيك المبارك المكين عندك

(سات بار پڑھا)

کہتے ہیں کہ اللہ نے شام ہونے سے پہلے وہاں سے روانگی سے قبل شفاء دے دی۔ یہ روایت سنداً منقطع ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پھیرنے سے رافع کے پیٹ کی شکایت کا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے، ان کو ابوامیہ انصاری نے، ان کو عبید بن رفاعہ بن رافع نے، اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق نے، ان کو سعید بن شرحبیل نے، اور عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث بن سعد نے خالد بن یزید سے، اس نے سعید بن ابو ہلال سے، اس نے اپنے والد امیہ انصاری سے۔ اس نے عبید بن رعافہ سے اس نے رافع سے وہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ کے ہاں گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ مجھے چربی پسند آ گئی تو میں نے اس کو پیٹ بھر کر کھالیا مگر میں اس سے سال بھر تک بیمار ہو گیا۔

پھر میں نے ایک بار رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ بیشک اس میں سات انسانوں کے نفس تھے اس کے بعد انہوں نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیر دیا جس کے بعد میں نے ہری ہری قے کر دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پیٹ نے اس وقت تک یعنی اب تک کوئی شکایت نہیں کی (یعنی دوبارہ کبھی پیٹ خراب نہیں ہوا) اسی طرح مروی ہے رافع سے الکتاب میں اور صحیح جو ہے وہ یعقوب کی روایت ہے۔ یعقوب کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ بیشک مدائینی نے اس کو روایت کیا ہے رافع بن حدیج سے اور تھا جیسے اللہ نے چاہا۔ اور ابوبکر کے پاتھا اس نے روایت کی تھی عبید بن رفاعہ سے۔ اس میں "عن ابیہ" نہیں ہے وہ غلط ہے عبید کو صحبت رسول حاصل نہیں ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یزید بن عاض عبدالکریم سے اس نے عبید بن رفاعہ سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے گھروں میں کسی گھر میں داخل ہوئے اور گھر میں گوشت کی ہنڈیا اُبل رہی تھی اس میں چربی تھی کہتے ہیں کہ میں نے ہنڈیا کی طرف جھک کر اس میں سے کھالیا مگر اس کے بعد سال بھر میرا پیٹ خراب ہو گیا لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان سے ذکر کیا بیشک قصہ یہ ہے کہ وہ سات نفوس کی مشترکہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا جس سے مجھے ہری قے ہوئی اس کے بعد سے میرا پیٹ کبھی خراب نہیں ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا سے ان کے چچا ابوطالب کا ٹھیک ہو جانا

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن صاعد نے، ان کو عقبہ بن مکرم عمی نے، ان کو شریک بن عبدالحمید حنفی نے، ان کو ہیثم بکاء نے، ثابت سے اس نے انس ؓ سے۔ یہ کہ ابوطالب بیمار ہو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی مزاج پرسی کی اس نے کہا اے بھتیجے آپ اپنے ربّ سے دعا کریں جس کی تم عبادت کرتے ہو کہ وہ مجھے عافیت دے دے حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اللھم اشف عمی اے اللہ! میرے چچا کو شفا دے دے لہٰذا ابوطالب کھڑے ہو گئے ایسے جیسے کہ وہ اسی سے جکڑے ہوئے تھے اور کھل گئے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے! بیشک تیرا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو تیری اطاعت کرتا ہے، بات مانتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے چچا! آپ بھی اللہ کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ آپ کی بھی ضروریات مانے گا۔

اس روایت کے ساتھ ہیثم بن جماز متفرد اور اکیلا ہے ثابت بنانی سے۔ اور ہیثم ضعیف ہے اہل علم کے نزدیک۔ کتاب المعجم لابی القاسم بغوی میں ہے اس کی اسناد کے ساتھ کثیر سے اس نے معاویہ بن حکم سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے میرے بھائی نے حکم پر خندق میں گھوڑا جھونک دیا جس سے اس کے سر پر خندق کی دیوار لگ گئی جس سے وہ زخمی ہوگیا حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا ابھی گھوڑے سے نہیں اُترا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا اور یہ پڑھا بسم اللہ۔ لہٰذا اس کو اس سے کوئی ایذاء باقی نہ رہی۔
(اصابہ ۲/۵۰۷)

باب ۷۰

۱۔ ان دو عورتوں کے بارے میں کیا کچھ وارد ہوا ہے جنہوں نے روزے کی حالت میں غیبت کی تھی۔

۲۔ اور ان کے بارے میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا اور قرآن کی سچائی

۳۔ اور اس میں اس بچے کی بات بھی ہے جس کو جن ہوتا تھا حضوا کرم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی تھی اور اس کے پیٹ سے پلہ نکلا تھا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران اور ابوالحسین بن فضل قطان نے ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی سلیمان تمیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ایک آدمی سے وہ حدیث بیان کررہے تھے ابوعثمان النہدی کی مجلس میں عبید مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے کہ دو عورتوں نے عہد رسول میں روزہ رکھا اور یہ کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! یہاں پر دو عورتیں ہیں انہوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا یا خاموشی اختیار کرلی۔ پھر اس نے دوبارہ وہی بات دہرائی۔ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا دوپہر گرمی کے وقت۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی وہ دونوں اللہ کی قسم وہ مرچکی ہوں گی یا مرنے کے قریب ہوں گی فرمایا کہ ان دونوں کو بلا کر لائیے۔ وہ آگئیں۔

کہتے ہیں ایک پیالہ لایا گیا یا بڑا پیالہ آپ نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا کہ تم اس میں قے کرو اس نے قے کی جس نے قے کی تھی خون تھا اور پیپ تھی حتیٰ کہ اس نے آدھا پیالہ قے کی اس کے بعد آپ نے دوسری سے بھی کہا کہ قے کیجئے اس نے بھی قے کی قے میں خون اور پیپ تھی اور گوشت کے ٹکڑے تازہ تازہ وغیرہ حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا ان دونوں نے روزہ رکھا تھا اس میں سے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے حلال کیا تھا۔ اور افطار کیا تھا اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے ان پر حرام کی تھی۔ اور ان دونوں میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی تھی اور دونوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کردیئے تھے۔ (غالباً غیبت مراد ہے) اسی طرح کہا ہے عبید نے وہ صحیح ہے۔ (مسند احمد ۴۳۰)

روزے کی حالت میں غیبت کرنے والی عورتوں کا انجام دنیا میں

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس بن فضل نے، ان کو مسدد بن مسرہد نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو عثمان بن غیاث نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے، میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا کہ ابوعثمان کے حلقہ میں سعد مولیٰ رسول اللہ سے کہ وہ لوگ روزے کا حکم دے گئے تھے چنانچہ بعض حصہ دن کا گذرنے کے بعد ایک آدمی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! کہ فلاں فلاں عورت کو سخت تکلیف ہے حضور اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا دو یا تین مرتبہ پھر فرمایا بلا کر لاؤ تو ان کو وہ عُس یا پیالہ لے کر آئیں مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں کیا چیز تھی حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے کہا کہ تم اس میں قے کرو اس نے تازہ خون گوشت، پیپ اور خون کی قے کی۔ آپ نے دوسری سے کہا تم بھی دوسرے برتن میں قے کرو اس نے کہا کہ یہ دونوں عورتوں نے روزہ رکھا تھا ایسی چیز سے جو اللہ نے ان کے لئے حرام کی ہے اور افطار کیا تھا ایسی چیز کے ساتھ جو اللہ نے ان پر حرام کر رکھا ہے۔ ایک آئی دوسری کے پاس سے یہ دونوں ہمیشہ وہاں بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہی ہیں حتیٰ کہ دونوں کا پیٹ پیپ سے بھر گیا ہے۔

اسی طرح کہا ہے سعد سے روایت کرتے ہیں جب کہ پہلی زیادہ صحیح ہے۔ (مسند احمد ۵/۴۳۰)

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ اور دعا کی برکت سے جن والے بچے کے پیٹ سے کتیا کے پلہ کا نکل کر بھاگنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے الفوائد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم اصم نے، بغداد میں ان کو محمد بن عباس کابلی نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، فرقد سنجی سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے اس بیٹے کے ساتھ جن ہے اور وہ اس کو ہمارے صبح وشام کے وقت آ کر دبوچتا ہے لہٰذا ہمارے اوپر فساد برپا کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی جس سے اس نے قے کر دی لہٰذا اس کے پیٹ میں سے کتیا کے کالے پلے کی مثل کوئی جانور نکل کر بھاگا۔

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا جب انہوں نے قراءت میں شک کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے قبول کرنا اسی وقت جس چیز کے بارے میں انہوں نے دعا فرمائی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسین بن محمد زعفرانی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی عوام بن حوشب نے، ان کو ابواسحٰق ہمدانی نے، ان کو سلیمان بن صرد نے، کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے جنہوں نے قراءت کے بارے میں اختلاف کیا تھا دونوں یہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح پڑھایا ہے

حضور اکرم ﷺ نے دونوں سے پڑھوا کر سنا پھران کو فرمایا تم دونوں نے درست اور بہتر پڑھا ہے اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ میرے دل میں شک واقع ہو گیا۔ اس شک سے بھی زیادہ جو اسلام نے قبل جاہلیت میں شک ہوتا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْهُ الشَّیْطَانَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ شیطان کو اس سے دور کر دے۔

کہتے ہیں کہ بس میں اس کے بعد پسینے سے شرابور ہو گیا اور میں اللہ کی طرف خوف سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد فرمایا بیشک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا قرآن مجید میں سات حروف پر (یعنی سات ہجوں یا قرلوتوں پر) پڑھیے اور ہر ایک شافی وکافی ہے۔

(خصائص کبریٰ ۲/ ۱۶۸۔ مسند احمد ۵/۱۴۲)

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا

اور دعا کا قبول ہونا اور کیا کچھ ظاہر ہوا

اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول کی دعا قبول کرنے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابو خالد نے، ان کو قیس بن حازم نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لئے کہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لَهٗ اِذَا دَعَاكَ ۔ اے اللہ سعد کی دعا قبول فرمایئے جب یہ آپ سے دعا مانگے۔

(خصائص کبریٰ : ۲/۱۶۵)

یہ روایت مرسل حسن ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو نصر محمد بن عمر نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، اس کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن عبد الحمید نے، ان کو عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ان کے یا اہل کوفہ کے کچھ لوگ آ گئے ۔ انہوں نے حضرت سعد کی ان سے شکایت کی۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ نماز بہتر نہیں پڑھاتے (نہیں پڑھتے) انہوں نے کہا میرا تو اس کے ساتھ عہد ہے کہ وہ نماز کو احسن طریقے پر ادا کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا کر خبر دی جو کچھ کیا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا ہوں اور دوسری دو رکعتیں چھوٹی کرتا ہوں۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ میرا ابھی تیرے بارے میں یہی گمان ہے! اے ابو اسحٰق لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیجا جو کہ کوفے میں ان کے بارے میں پوچھے چنانچہ اس بندے کو کوفے کی مساجد میں پھیرایا گیا سب نے سعد کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہ کہا حتیٰ کہ ایک مسجد میں پہنچے وہاں ایک آدمی تھا اس کو ابو سعدہ کہتے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کی قسم نہ یہ خاموش (سری) نمازیں صحیح پڑھاتے ہیں

نہ جہری صحیح پڑھاتے ہیں نہ فیصلوں میں انصاف کرتے ہیں۔ حضرت سعد ﷺ نے (فرمایا کہ یہ تیرا جھوٹ سناؤں تو) تو ناراض ہو گئے اور اس شخص کو بددعا دی اے اللہ اگر یہ کاذب ہے تو اس کی عمر لمبی کردے اور اس پر شدید فقر مسلط کردے اور اس پر فتنے واقع کردے کہتے ہیں کہ ابن عمر ﷺ کا گمان ہے کہ انہوں نے اس کو دیکھا تھا کہ طویل عمر کی وجہ سے اس کی بھویں آنکھوں پر آن پڑی تھیں۔ تحقیق وہ فقیر ہو گیا تھا اور فتنوں میں پڑ گیا تھا کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ ایسی تھی اس سے کسی نے پوچھا تم کیسے ہوا ے ابو سعدہ؟ وہ کہتا بوڑھا ہوں فتنوں میں پڑا ہوا انہوں نے کہا مجھے سعد کی بددعا لگ گئی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں اسحٰق بن ابراہیم سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابو عوانہ سے اس نے عبدالملک بن عمر سے اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ لڑکیوں سے تعرض کرتا چھیڑ چھاڑ کرتا تھا اور راستے میں ان کو آنکھوں کے ساتھ اشارے کرتا تھا۔

(بخاری۔کتاب الاذان۔فتح الباری ۲/۲۳۶۔مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۳۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر فقیہ اور ابونصر بن قتادہ اور عبدالرحمٰن بن علی بن حمدان اور ابونصر احمد بن عبدالرحمٰن صفار نے وہ کہتے ہمیں خبر دی ابوعمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابومسلم کجی نے، ان کو انصاری نے، ان کو ابن عون نے، ان کو خبر دی محمد بن محمد بن اسود نے، عامر بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سعد پیدل چل رہے تھے ایک آدمی کے پاس سے گذرے اور وہ حضرت علی ﷺ، طلحہ اور زبیر ﷺ کو (ان صحابہ کرام کو) سب وشتم کر رہا تھا حضرت سعد ﷺ نے اس سے کہا تم ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہے ہو حالانکہ ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید میں بہت کچھ عظمت وصفات مذکور ہیں اللہ کی قسم آپ ان کو بُرا بھلا کہنے سے باز آجائیں ورنہ میں آپ کے خلاف اللہ سے بددعا کروں گا۔

اس شخص نے کہا یہ مجھے ایسے ڈرا رہا ہے جیسے یہ کوئی نبی ہے کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے بددعا دیتے ہوئے کہا اے اللہ! اگر یہ واقعی ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے بارے میں تیری طرف سے بہت کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ تو اللہ تو اس کو آج نشان عبرت بنا دے کہتے ہیں یہ کہتے ہی ایک بختیہ آئی جس سے لوگ چھٹ گئے اور وہ اس کو مخبوط کر گئی (جس کو شیطان جن مخبوط الحواس کردے چھوکر) کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو سعید کی اتباع کرتے دیکھا تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ نے اے ابواسحٰق تیری دعا قبول کر لی ہے۔ (خصائص کبریٰ: ۲/۱۶۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو یوسف بن یزید نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ نے، اپنے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے دعا کی تھی اے میرے رب! بیشک میرے بیٹے چھوٹے ہیں تو مجھ سے موت کو مؤخر کردے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بیس سال تک ان کی موت مؤخر کر دی تھی۔ (خصائص کبریٰ: ۲/۱۶۶)

☆☆☆

باب ۷۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے

دین میں فہم وفقہ کی دعا کرنا اور علم اور اس کی تاویل وتوجیہ کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا آپ کی دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعثمان سعید بن محمد بن محمد بن عبدان نیشاپوری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے، ورقاء بن عمر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبیداللہ بن ابویزید سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء میں گئے تو میں نے ان کے وضو کا پانی بھر کر رکھا جب باہر آئے تو پوچھا کہ یہ کس نے لا کر رکھا ہے؟ کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ نے دعا دی۔ اللّٰھم فقّھه فی الدین اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسندی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور ابوبکر بن ابوالنضر سے ان سب نے ابوالنضر سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضو۔ فتح الباری ۱/۲۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعثمان بن عبدان اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو حسن بن موسیٰ اشیب نے، ان کو زہیر نے، عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک کندھے پر رکھا یا مونڈھے پر کہا شک ہے شعبہ کا پھر دعا فرمائی۔

اللھم فقھه فی الدین و علمه التأویل

اے اللہ اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اس کو تعبیر وتوجیہ کا علم عطا فرما۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عوف نے، ان کو اعمش نے، مسلم بن صبیح سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے کہا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ پالیتے ہماری عمروں کو تو ہم میں سے کوئی آدمی ان کے مقابل یا برابر نہ ہوسکتا فرمایا کہ فرماتے تھے جی ہاں ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ واللہ اعلم بالصواب (مستدرک حاکم ۳/۵۳۷)

☆☆☆

باب ۴۷
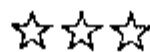
رسول اللہ ﷺ کا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے کثرت سے مال واولاد کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو قبول فرمانا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورکؒ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا فرمارہے تھے اُم سُلیم نے کہا تھا یارسول اللہ! اس کے لئے دعا کردیجئے وہ انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا رَزَقْتَہٗ۔ اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما اور آپ نے اس کے لئے جو کچھ رزق مقدر فرمایا ہے اس میں اس کے لئے برکت عطا فرما۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے انس نے ابوداود سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۶۳۳۴۔ فتح الباری ۱۱/۱۴۴)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے میرا مال کثیر ہے اور بیٹے پوتے پڑپوتے ایک سو ہیں

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن موسیٰ نے، محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی محمود بن غیلان نے، ان کو عمر بن یونس نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو اسحق بن عبداللہ ابن ابوطلحہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی انس بن مالک نے وہ کہتے ہیں کہ اُم سُلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی امی تھیں۔ انہوں نے مجھے اپنے دوپٹے میں لپٹایا ہوا تھا کچھ انہوں نے ظاہر کیا ہوا تھا عرض کیا یارسول اللہ! یہ انس ہے میں اس کو آپ کے پاس لائی ہوں یہ آپ کی خدمت کرے گا آپ اس کے لئے اللہ سے دعا فرمائیں حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! مال اور اولاد میں اضافہ فرمانا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم بیشک میرا مال کثیر ہے اور بیشک میرے بیٹے اور پوتے ایک سو افراد شمار کئے جاتے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن معن رقاشی سے اس نے عمر بن یونس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴/۱۹۲۹)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے انس رضی اللہ عنہ کی پشت سے ایک سو انتیس بیٹے پوتے ہونے کا تذکرہ

(۳)　ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن حسین بن منصور نے، ان کو ابوحاتم رازری نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حمید طویل نے، انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں ام سلیم نے عرض کی یارسول اللہ! میرا ایک خاص بچہ ہے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا خاص ہے یا کیا خصوصیت ہے عرض کیا کہ آپ کا خادم ہے انس، انس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے

نہ کوئی آخرت کی خیر چھوڑی نہ دنیا کی مگر سب چیزوں کی حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے دعا کر ڈالی اور فرمایا تھا اے اللہ اس کو مال واولاد کا رزق دینا اور اس میں برکت دے دینا فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ میں انصار میں سے زیادہ مالدار ہوں۔ انس فرماتے ہیں کہ میری بیٹی اُمینہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ میری شیت میں پیدا ہونے والے مقدم الحجاج البصر یہ میں ایک سو انتیس افراد مدفون ہیں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ حدیث ۱۹۸۲۔ فتح الباری ۴/ ۲۲۸۔ مسند احمد ۳/ ۲۴۸،۱۸۸،۱۰۸)

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے انس رضی اللہ عنہ کے دو باغ سال میں دو بار پھل دیتے تھے

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن علی مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، ان کو محمد بن غیلان نے، ان کو ابوداؤد نے، ابوالعالیہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے کہا تھا کیا انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا تھا؟ انہوں نے کہا کہ دس سال اس نے خدمت کی تھی رسول اللہ ﷺ کی اور حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اور ان کے دو باغ تھے جو سال میں دو بار پھل دیتے تھے اور اس میں ریحان تھی (بوٹی) جس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۸۳۳۔ ۵/ ۶۸۳)

حضور اکرم ﷺ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دو دعائیں دنیا کے لئے اور ایک آخرت کے لئے کرنا

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن شاذان نے، قتیبہ بن سعید سے اس نے جعفر بن سلیمان سے اس نے جعفر بن ابوعثمان سے اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گذرے اور بی بی اُم سلیم نے سن لیا بولی میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ! یہ اُنیس ہے (اس کو دیکھ لیں) لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے تین دعائیں فرمائی تھی جن میں سے دو تو میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری کی اُمید آخرت میں پوری ہونے کی رکھتا ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۴۴ ص ۴/ ۱۹۲۹)

حضور اکرم ﷺ کا انس رضی اللہ عنہ کے لئے لمبی عمر، کثرت مال ومغفرت کی دعا کرنا

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن بشیر نے، اخو خطاب نے، ان کو سعید بن مہران ہدادی نے، ان کو نوح بن قیس نے، ان کو ثمامہ بن انس نے، انس بن مالک سے فرماتے ہیں کہ اُم سلیم نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہوگا اس کے لئے دعا فرمائیں حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ اس کو لمبی عمر دے اور اس کے مال کو زیادہ فرما اور اس کی مغفرت فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا طویل عمر پانا ننانوے سال تک

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو فضل بن محمد نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو معمر نے، حمید سے یہ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ننانوے سال عمر ملی تھی۔ یعنی ایک سو سال سے ایک سال کم، وہ ۹۱ ھ میں فوت ہوئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ بھی طویل عمر کے قول ہیں جو کہ فضائل انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں مذکور ہیں۔

حضرت انس ﷛ کا حضور ﷺ کی دعا سے صحابۂ کرام ؓ کے ہاتھوں میں بوقت دعا نور دیکھنا

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر فارسی نے، ان کو ابواسحٰق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو بخاری نے، ان کو یوسف بن راشد نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو عمران بن زید نے، ان کو خطاب بن عمر نے، حسن سے، اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گھر سے مسجد تک ساتھ گیا لوگ مسجد میں تھے ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا کر رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تم ان لوگوں کے ہاتھوں کو دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کی کیا ہے ان کے ہاتھوں کو؟ فرمایا کہ ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے کہا آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ دکھا دے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ نے مجھے بھی دکھا دیا لہٰذا آپ ﷺ نے جلدی کی ہم نے بھی اپنے ہاتھ اُٹھا دئے۔

بخاری کہتے ہیں اس روایت کی کوئی متابع روایت نہیں ہے۔ (بخاری ۲/۲۰۲۔ میزان ۱/۶۵۵)

باب ۷۵

نبی کریم ﷺ کا برکت کی دعا کرنا اُم سلیم کے حمل کے لئے جو کہ ابوطلحہ کی طرف سے تھا

(اور مرنے والے بیٹے کے بعد دوسرا نیک صالح بیٹا ہونا)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ثابت نے، انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ بی بی اُم سلیم کا ابوطلحہ سے ایک بیٹا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا اور اس مرض میں انتقال کر گیا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کی ماں نے لپیٹ کے اوپر کپڑا ڈھک دیا حضرت ابوطلحہ ﷛ آئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرے بیٹے نے شام کیسی گذاری؟ وہ بولی کہ شام سے آرام و قرار میں ہے۔

اس نے شوہر کو عشاء کا کھانا کھلایا۔ پھر رات کے بعض حصے میں کہا آپ کا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی آپ کو ادھار میں کوئی چیز دے، عارضی طور پر دے۔ پھر وہ واپس لے لے تو کیا آپ بے صبری اور پریشانی کا مظاہرہ کریں گے، اس نے کہا کہ نہیں تو وہ بولی کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو آپ کا بیٹا عارضی طور پر دیا تھا وہ اس نے آپ سے لے لیا ہے۔

کہتے ہیں کہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اس نے بیوی کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی اور وہ اس رات اپنی بیوی سے صحبت بھی کر چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دی۔ بارك الله لكما في ليلتكما۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری اس رات میں برکت عطا کر دے۔ کہتے ہیں کہ (اس کے نتیجے میں) ابوطلحہ کا بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ تھا کہتے ہیں کہ لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے زمانے کا بہترین آدمی ہوا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سعید بن مسروق نے، عبایہ بن رافع سے وہ کہتے ہیں کہ اُم انس بن مالک (اپنے شوہر) ابوطلحہ سے بہت محبت کرتی تھیں ان کا ایک بیٹا ہوا تھا پھر وہ فوت ہو گیا تھا ابوطلحہ کسی حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے رات کو وہ جب اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو وہ شوہر کے پاس تحفہ لے کر آئی جو وہ پہلے سے شوہر کے پاس لاتی تھیں۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے اس سے وہ کچھ طلب کیا جو شوہر اپنی بیوی سے طلب کرتا ہے۔

اس کے بعد شوہر نے پوچھا کہ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا اے ابوطلحہ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ جیسے ہمارے یہ پڑوسی کرتے ہیں کہ وہ ادھاری کوئی چیز مانگتے ہیں جب اس کا مالک آتا ہے تو وہ اس سے مانگتا ہے تو وہ دینے سے انکار کرتے ہیں اس نے کہا کہ وہ ایسا کر کے بُرا کرتے ہیں۔ وہ بولی کہ آپ کی مثال بھی ایسی ہے آپ کا بیٹا اللہ کی طرف سے عارضی اور اُدھار تھا بیشک وہ انتقال کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے ساری بات آپ کو بتائی نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی اے اللہ! دونوں کے لئے ان کی اس رات میں برکت دے لہٰذا وہ حاملہ ہوئی اور لڑکے کو جنم دیا۔

عبایہ نے کہا کہ میں نے اس لڑکے کے سات بیٹے خود دیکھے تھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے اور اس کو اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے روایت کیا ہے انس بن مالک سے بطور موصول روایت، اور اسی طریق سے اس کو نقل کیا ہے بخاری نے۔

اور اس کو روایت کیا ہے زیاد نمیری نے، انس بن مالک ﷺ سے اور آخر قصے میں اس بچے کی تحنیک کرنے کا بھی کہا ہے (یعنی کھجور چبا کر نا منہ پر لگانا) اس کے بعد آپ نے اس کی پیشانی کے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور یہ ہاتھ پھیرنا اس کے چہرے پر سفید روشن ہو گیا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۳۰۱۔ فتح الباری ۱۶۹/۳۔ بخاری۔ کتاب العقیقہ۔ فتح الباری ۵۸۷/۹۔ مسلم۔ کتاب الآداب۔ حدیث ۲۳ ص ۱۶۸۹۔۱۶۹۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو زائدہ بن ابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زائدہ بن ابورقاد نے، ان کو زیاد نمیری نے، اس نے مذکورہ روایت کو نقل کیا ہے۔

باب ۷۶

۱۔ حضور اکرم ﷺ کا اشارہ کرنا ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کو اور دیگر کو اس چیز کے بارے میں جو چیز حفظ و یادداشت کا سبب ہوگی۔

۲۔ ابوہریرہ ﷺ کا آپ کی بات ماننا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کے قول کو پکارنا۔

۴۔ اس میں جن آثار نبوت کا ظہور ہوا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے اعرج سے، اللہ کے قول کے بارے میں :

ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینات والھُدٰی

بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اُتارا ہے ہدایت اور واضح دلائل۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ سے کثرت سے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ ہی وعدے کی جگہ ہے (یعنی اللہ کے آگے ہی پیش ہونا ہے) اور تم لوگ کہتے ہو کیا حال ہے مہاجرین وانصار کا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس حدیث کو بیان نہیں کرتے؟ اور کیا حال ہے انصار کا کہ وہ اس روایت کو بیان نہیں کرتے؟ بیشک میرے ساتھ جو مہاجرین میں سے تھے آپ کو بازار میں ان کی تجارت نے مصروف کر دیا تھا۔

اور میرے ساتھ انصار کو ان کی زمینوں نے مصروف کر دیا تھا اور ان کی نگرانی نے۔ جب کہ میں ایک مسکین آدمی تھا میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں زیادہ بیٹھتا تھا میں حاضر رہتا تھا جب وہ لوگ موجود نہیں ہوتے تھے۔ اور میں وہ باتیں حضور اکرم ﷺ کی یاد رکھتا تھا جو وہ بھول جاتے تھے۔ بیشک نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ کون اپنا کپڑا پھیلائے گا میں اپنی حدیث اس میں اُنڈیل دوں پھر وہ اس کو اپنے ساتھ ملالے بیشک وہ اس کے بعد اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بھولے گا جو اس نے مجھ سے سنی ہوگی کبھی بھی۔ اللہ کی قسم اگر وہ بات قرآن کتاب اللہ میں نہ ہوگی تو میں تمہیں کوئی چیز بھی بیان نہ کرتا اس کے بعد انہوں نے تلاوت کیا :

ان الذین یکتمون .... الخ (پوری آیت) ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۹)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۹ ص ۱۹۴۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے دیگر کئی طرق سے۔ (بخاری۔ کتاب الاعتصام)

اور ہم نے روایت کیا ہے کتاب المدخل میں۔ جو کچھ روایت کیا گیا ہے ابو ہریرہؓ سے، ان کی دعا کے بارے میں اور ان کے علم کا سوال کرنے کے بارے میں کہ وہ نہ بھولا کرے اور نبی کریم ﷺ کا آمین کہنا اس کی دعا پر۔ اور وہ جو روایت کی گئی ہے طلحہ بن عبیداللہ سے اور دیگر سے اس کی تصدیق کے بارے میں۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ابو ہریرہؓ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حدیثوں کے حافظ (یاد کرنے والے) تھے۔ (الرسالۃ للشافعی الفقراء ۷۲ ص ۲۸۰۔۲۸۱)

باب ۷۷

حضور اکرم ﷺ کا اُم ہریرہ کے لئے ہدایت کی دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس دعا کو اس کے بارے میں قبول کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو عمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ الدقاق نے بغداد میں ان کو عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی نے، ان کو یعقوب بن اسحق حضرمی نے عکرمہ بن عمار سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو کثیر غبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے کہا نہیں روئے زمین پر کوئی مؤمن مرد یا مؤمن عورت مگر وہ مجھے محبوب رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا تمہیں اس بات کا

کیسے علم ہے اے ابو ہریرہ؟ کہا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا رہتا تھا مگر وہ انکار کر دیتی تھیں ایک دن حسب معمول میں نے اس کو دعوت دی اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مجھے کچھ ایسی باتیں کہیں جو میں ناپسند کرتا تھا۔

میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا وہ انکار کر دیتی تھیں آج میں نے ان کو دعوت دی جس پر اس نے آج مجھے آپ کے خلاف کچھ ایسی باتیں کہیں ہیں جنہیں میں پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اُمِ ہریرہ کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی میں واپس لوٹا اپنی امی کو یہ بتانے کے لئے کہ میں ان کو بشارت دوں کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی ہدایت کے لئے دعا کی ہے۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے میں نے دروازہ بجایا۔ والدہ نے میرا آنا محسوس کر لیا اور اس نے کپڑے پہن لئے اور اپنے سر پر دوپٹہ رکھ لیا اور کہا ٹھہر جا اے ابو ہریرہ! پھر اس نے میرے لئے دروازہ کھولا۔ میں جب داخل ہوا تو اس نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله

کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور میں خوشی سے رو رہا تھا بالکل ایسے جیسے میں غم سے رویا کرتا تھا۔ اور میں نے کہنا شروع کیا خوش ہو جائیے یا رسول اللہ! تحقیق اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے اور اُم ابو ہریرہ کو اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ میری ماں مجھے محبوب رکھے اور سارے مؤمن مجھے بھی محبوب رکھیں اور ان سب کو ہماری طرف محبوب بنا دے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ! تو اپنے اس چھوٹے سے بندے کی اور اس کی امی کو تمام اپنے مؤمن بندوں کی نظر میں محبوب بنا دے اور سارے اہل ایمان کو ان دونوں کا محبوب بنا دے۔ لہٰذا روئے زمین پر جتنے مؤمن مرد ہیں اور مؤمن عورتیں ہیں وہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو ناقد نے، اس نے عمر بن یونس سے اس نے عکرمہ بن عمار سے اور اس میں اس نے ان کے غسل کا ذکر بھی کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۸ ص ۱۹۳۸)

باب ۷۸

اس نوجوان کا تذکرہ
موت کے وقت جس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے نہیں کھلتی تھی
یہاں تک کہ اس کی والدہ اس سے راضی ہوئی تو اس نے کلمہ شہادت پڑھا
اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، اور ابو سعید بن ابو عمرو نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو ابو الورقاء نے، عبداللہ بن ابو اوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کوئی آدمی آیا اس نے بتایا کہ یا رسول اللہ! یہاں پر ایک آدمی فوت ہو رہا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ پڑھ۔ لا الــــہ الا اللہ مگر وہ

نہیں پڑھ سکتا حضور اکرم ﷺ اُٹھے ہم لوگ بھی اُٹھ کر ساتھ چلے گئے آپ نے فرمایا اے جوان! کہو لا الہ الا اللّٰہ اس نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ میرے دل پر تالا لگا دیا گیا ہے۔ جب میں یہ کہنا چاہتا ہوں تو تالا میرے دل کو قابو کر لیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیوں اس نے بتایا میری اپنی ماں کی نافرمانی کی وجہ سے۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ بولا جی ہاں زندہ ہے کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسے بلوایا جب آ گئی تو پوچھا کہ کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ بولی جی ہاں ہے۔ تیرا کیا حال ہے اگر بہت بڑا آگ کا الاؤ لگایا جائے اور تجھے کہا جائے کہ اس کو اس کے اندر ڈال دیا جائے گا کیا تم اس کے لئے سفارش کرو گی (کہ نہ ڈالا جائے) بولی جی ہاں یا رسول اللہ! میں سفارش کروں گی اس کے لئے۔ فرمایا تو پھر تم اللہ کو گواہ کرو اور مجھے بھی گواہ کرو کہ تم اس سے راضی ہوگئی ہو وہ بولی اللہ میں تجھے گواہ کرتی ہوں اور میں تیرے رسول کو بھی گواہ کرتی ہوں کہ میں اس سے راضی ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہواے نوجوان لا الہ الا اللّٰہ کہتے ہیں کہ اس نے پڑھنا شروع کیا لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ۔ کہتے ہیں کہ اس نے تین بار کلمہ پڑھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میری وجہ سے جہنم سے بچا لیا ہے۔ یعنی میرے ذریعے سے بچالیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۴۸/۸)

باب ۷۹

ایک یہودی کا نیک عمل کی بدولت
حضور ﷺ کی دعا سے اسلام لے آنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو جعفر کامل بن احمد مستملی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی خلعانی سمنانی دامغانی میں، ان کو عبداللہ بن محمد بن یونس سمنانی نے، ان کو محمد بن رزام نے، سلیطی بصری نے، ان کو محمد بن عمرو نے عبداللہ انصاری سے، ان کو ابوالحسن علی بن حسین بن علی بیہقی صاحب مدرسہ نے، ان کو ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن یزداد رازی نے، بطور املاء کے بخاری میں۔

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یونس مقری نے، نیشاپور میں اس کو ابوالفضل عباس بن ابراہیم نے، ان کو محمد بن رزام نے، ابو عبدالملک ایلی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو سلمہ انصاری نے، ان کو مالک بن دینار نے، انس بن مالک ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے چھینک لی تو یہودی نے اس کا جواب دیا یرحمك اللّٰہ ، اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہا۔ ھداك اللّٰہ ، اللہ تجھے ہدایت دے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ (خصائص کبریٰ ۱۶۷/۲)

یہ اسناد مجہول ہے۔

☆☆☆

باب ۸۰

حضور اکرم ﷺ کا حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا کرنا اور آپ کی دعا کی برکت سے کچھ آثار کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عمرو بن ابوجعفر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل نے، ان کو اسحٰق نے، ان کو خبر دی فضل بن موسیٰ نے، ان کو جعید بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تھے ان کی عمر چرانوے (۹۴) برس تھی جب کہ تا حال وہ معتدل اور مضبوط آدمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تحقیق میں جانتا ہوں جو کچھ یہ کانوں اور آنکھوں کی سلامتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے ہے جو انہوں نے میرے لئے فرمائی تھی میری خالہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر گئی تھی اور کہا تھا میرا بھانجا بیمار ہے آپ اللہ سے دعا فرمائیں اس کے لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحٰق بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ بخاری۔ باب خاتم النبوۃ۔ فتح الباری ۶/ ۶۱ ۷۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۱ ص ۱۸۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابو احمد حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو خبر دی عکرمہ بن عمار نے ان کو عطا مولیٰ السائب نے کہا کہ سائب کا سر اس جگہ سے سیاہ تھا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے بیان کیا کہ ان کی کھوپڑی سے سر کے سامنے تک بال سیاہ تھے اور پچھلا حصہ اور داڑھی اور رخسار سفید تھے میں نے کہا اے میرے آقا میں نے آپ سے زیادہ عجیب بالوں والا کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا بیٹے تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ بیشک نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تھے اور میں بچہ تھا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا یہ کہ سائب بن یزید نمر کا بھائی انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور فرمایا تھا اللہ تیرے اندر برکت دے لہٰذا یہ حصہ (جس پر آپ نے ہاتھ پھیرا تھا) کبھی بھی سفید نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد)

باب ۸۱

اس یہودی کے بارے میں روایت جس نے نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین علی بن حسین ابن جعفر رصافی نے، ان کو احمد بن محمد بن فضالہ مصری صفار نے، ان کو محمد بن سلمان منقری نے، ان کو ابو عمرو انصاری نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن عزرہ بن ثابت نے، اپنے والد عزرہ بن ثابت انصاری سے،

اس نے ثمامہ سے اس نے انس سے یہ کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ نے داڑھی کو ہاتھ میں لیا تھا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی تھی۔ اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ۔ اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے لہٰذا اس کی داڑھی سیاہ ہوگئی تھی جو کہ سفید ہو چکی تھی۔

اس روایت کا شاہد بھی موجود ہے مگر اسناد مرسل کے ساتھ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا نبی کریم ﷺ نے اس کو دعا دی اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بال سیاہ ہو گئے تھے حتیٰ کہ سخت سیاہ ہو گئے اس طرح معمر کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ کے علاوہ دیگر سے سنا تھا وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ نوے برس تک زندہ رہا تھا مگر وہ بوڑھا نہیں ہوا تھا۔

میں نے اس روایت کو دیکھا امام ابوداؤد کی کتاب المراسیل میں مختصر طور پر کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کے لئے دودھ دوہا تھا۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو دعا دی تھی اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے لہٰذا اس کے بال سیاہ ہو گئے تھے۔ (ابوداؤد۔ تحفۃ الاشراف ۱۳/ ۳۳۹)

باب ۸۲

ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی شان میں روایت
نیز حضور اکرم ﷺ کا ان کے لئے دعا کرنا
اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون بن ابراہیم فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حرمی بن عمارہ نے، ان کو عزرہ بن ثابت نے، ان کو حدیث بیان کی علباء بن احمر نے، ان کو حدیث بیان کی ابوزید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ میرے قریب آیئے کہتے ہیں کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر اور داڑھی پر پھیرا پھر فرمایا اے اللہ! اس کو خوبصورتی دے دے اور اس کی خوبصورتی کو دوام عطا کر۔ (ترمذی ۵/ ۵۹۴۔ مسند احمد ۵/ ۷۷، ۳۴۱)

کہتے ہیں کہ وہ ایک سو برس سے اوپر کے ہو گئے تھے حالانکہ ان کی داڑھی بھی سفید نہیں تھی کالی تھی سوائے چند بالوں کے اور وہ خوش نما چہرے والے تھے اور مرتے دم تک ان کے چہرے پر جھری نہیں پڑی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اسناد صحیح ہے موصول ہے تحقیق نے اس کو روایت کیا حسین بن واقد نے۔ کہا ہے کہ حدیث ابن نہیک ازدی نے، ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن اخطب سے اور وہ ابوزید ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا۔ میں نے ان کے پاس ایک پانی کا برتن لے کر آیا اس میں پانی تھا اس میں کچھ بال تھے میں نے اس کو اُٹھایا پھر میں نے ان کو پکڑوایا۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا دی اے اللہ! اس کو خوبصورت بنا کہتے ہیں کہ جس نے ان کو دیکھا تھا جب ان کی عمر تیرانوے سال کی تھی کہ ان کی داڑھی اور سر میں ایک بھی سفید بال نہیں تھا! (مسند احمد ۵/ ۳۴۰) اور وہ اس میں جس نے ان کو دیکھا ہے ابوعبداللہ حافظ نے، اس کی مجھے خبر دی ہے کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس قاسم سیاری نے، ان کو محمد بن موسیٰ باشانی نے، ان کو علی بن حسن شقیق نے، ان کو حسین بن واقد نے۔

☆☆☆

باب ۸۳

نبی کریم ﷺ کا محمد بن انس اور حنظلہ کے سر پر ہاتھ پھیرنا

اور دونوں کی آنکھوں پر بھی اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، یہ کہ ابو عبداللہ عکبری نے، ان کو خبر دی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو القاسم بغوی نے، ہمیں ہارون بن عبداللہ بن موسیٰ اور عبداللہ بن ابی مسرہ مکی نے ان دونوں کو یعقوب بن زہری نے۔ (ح)

اور ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن موسیٰ نے، ان کو یعقوب بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابو اسحٰق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد نے ان کو خبر دی ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس ظفری نے، ان کو ان کے دادا یونس نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو میں اس وقت دو ہفتے کا تھا مجھے ان کی خدمت میں لایا گیا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے حج کروایا جب میں دس سال کا تھا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھو مگر اس کی کنیت میری کنیت نہ رکھو۔ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا کہ میرے والد بڑی عمر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ میرے والد کی ہر چیز بوڑھی ہوگئی تھی مگر ان کے سر اور داڑھی پر جہاں جہاں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پہنچے تھے (وہ جوان رہے)۔ (بخاری فی التاریخ الکبیر ۱-۱/۱۶-اصابہ ۳/۳۷۹)

(۲)　اور اس میں ہے جو مجھے خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابو عبداللہ عبیداللہ بن محمد عکبری نے ان کو خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو القاسم بغوی نے، ان کو ہارون بن عبداللہ ابو موسیٰ نے، ان کو محمد بن سہل بن مروان نے، ان کو ذیال بن عبید بن حنظلہ بن خدیم بن حنیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے دادا حنظلہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، والد کو اور ان کے چچاؤں کو یہ کہ حنیفہ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور حدیث کو ذکر کیا ان کی وصیت کے اور آمد کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے پاس اور ان کے ساتھ حذیم تھے اور حنظلہ اور اس کے آخر میں کہا ہے　میرے ماں باپ قربان میں ایک آدمی ہوں صاحب عمر طویل۔ اور یہ میرا بیٹا ہے حنظلہ حضور اکرم ﷺ کے نام پر نام رکھا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اور حضور اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے بارے میں کہا تھا اس میں برکت دی گئی ہے یا یوں فرمایا تھا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔ اور میں نے حنظلہ کو دیکھا تھا کہ ان کے پاس ایسی بکری لائی جاتی جس کی کھچری پر ورم ہوتا یا اُونٹ یا کوئی انسان، جس پر کوئی ورم ہوتا تھا وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دھن ڈالتے اور لعاب دھن لگا کر متورم جگہ پر پھیرتے اور یوں کہتے تھے۔ بسم اللہ علیٰ نرید رسول اللہ۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے اثر کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہوں　(یا شفا طلب کرتا ہوں) پس ہاتھ پھیر دیتے تھے لہٰذا اس کا ورم دور ہو جاتا تھا۔ (اصابہ ۱/۳۵۹)

(۳)　ہمیں خبر دی ابو بکر فارسی نے، ان کو خبر دی ابو اسحٰق اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا کہ حنظلہ بن حذیم۔ بخاری نے کہا کہ یعقوب بن اسحٰق نے کہا:

حنظلہ بن حنیفہ بن حذیم وہ کہتے ہیں کہ کہا حذیم نے یا رسول اللہ! میں بیٹوں والا آدمی ہوں۔ اور یہ میرا سب سے چھوٹا بیٹا ہے اس کا نام حضور کے نام پر رکھا گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا ادھر آیئے اے لڑکے! اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔ یا یوں کہا تھا کہ

تیرے اندر برکت دے دی گئی ہے۔ پھر میں نے دیکھا تھا کہ حنظلہ کے پاس کوئی ورم والا انسان لایا جاتا تھا وہ اس پر ہاتھ پھیر دیتے تھے اور کہتے تھے بسم اللہ (اللہ کے نام) کے ساتھ ہاتھ پھیرتا ہوں۔ لہٰذا ورم دور ہوجاتا تھا۔ (تاریخ کبیر ۲۔۱/۳۷۰)

(۴) اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسفیان سے اور اس کا نام مدلول ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور مسلمان ہوگیا تھا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی لہٰذا ابوسفیان کے سر کا اگلہ حصہ کالے بالوں والا تھا جس قدر نبی کریم ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا باقی سارا سر سفید تھا اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے تاریخ میں سلیمان بن عبدالرحمٰن سے اس نے مطر بن علاء فزاری سے، اس نے اپنی پھوپھی سے اور قطفہ سے جو کہ اس کا مولی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا ابوسفیان سے اس نے اس کو ذکر کیا۔ (تاریخ کبیر ۴۔۲/۵۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد قبانی نے، وہ کہتے ہیں کہ علی بن حُجر نے ذکر کیا اس خط میں، جس میں اس نے ہماری طرف لکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فطر بن علاء فزاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری پھوپھی آمنہ بنت ابوالشعثاء نے مدلوک ابوسفیان سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی نے، ان کو حسین بن حمید بن ربیع نے، ان کو فضل بن عون مسعودی ابوحمزہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اُم عبداللہ بن حمزہ بن عبداللہ نے اپنی دادی سے اور وہ اُم ولد بھی تھیں عبداللہ بن عتبہ کی وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا عبداللہ بن عتبہ سے کہا آپ نبی کریم ﷺ سے کوئی چیز کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں ذکر کرتا ہوں کہ میں پانچ چھ سال کا لڑکا تھا حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنی گود میں بیٹھایا تھا اور انہوں نے میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے برکت کی دعا کی تھی میری دادی کہتی ہیں کہ ہم اس دعا کے اثر کو جانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوں گے۔

(۷) اور اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ عکبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو احمد بن عباد فرغانی نے، ان کو یعقوب بن محمد نے، ان کو وہب بن عطاء بن یزید جہنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابووضاح بن سلمہ جہنی نے، اپنے والد سے اس نے عمرو بن ثعلبہ جہنی سے پھر زہری سے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تھا سیالہ میں، میں مسلمان ہوگیا انہوں نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ چنانچہ عمرو بن ثعلبہ جب فوت ہوئے تو وہ پورے سو برس کے ہوچکے تھے مگر اس کا ایک بھی بال سفید نہیں ہوا تھا جن کو رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ لگا تھا چہرے پر ہو یا سر پر۔

(۸) اور ہم نے روایت کی مالک بن عمیر شاعر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا پھر چہرے پر پھیرا اس کے بعد اس سر پر اس کے بعد اس کے پیٹ پر۔ پھر مالک بڑی عمر دیئے گئے تھے حتی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہوگئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے والی جگہ پر بال سفید نہیں ہوئے۔ (اصابہ)

(۹) ہم نے اس کو روایت کیا ہے حصین بن عبدالرحمٰن سے اس نے اُم عاصم عتبہ بن فرقد کی بیوی سے کہ عتبہ بن فرقد صرف سر اور داڑھی کو تیل لگاتے تھے بس اور ان سے انتہائی پیاری خوشبو تھی میں نے ان سے پوچھا تو عتبہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اس نے اپنی تکلیف ذکر کی تھی حضور اکرم ﷺ نے عتبہ کا تہبند لے کر اس کو ان کے فرج پر ڈالا اور دونوں اپنے ہاتھ اُٹھائے ان میں کچھ پھونکا پھر ایک ہاتھ اس کی پیٹھ پر دوسرا اس کے پیٹ پر پھیرا عتبہ کہتے تھے کہ یہ خوشبو اس کی وجہ سے ہے۔

☆☆☆

باب ۸۴

حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی شان کہ ان کے چہرے پر

نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے نور کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، اور ہریم بن عبدالاعلیٰ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)

اور ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے ان کو عارم نے، ان کو معتمر نے یہ الفاظ ہیں حدیث ابن معین کے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوالعلآء سے وہ کہتے ہیں کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس تھا ان کی بیماری میں کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں وہی مرض جس میں ان کا انتقال ہو گیا تھا فرمایا کہ ایک آدمی گھر کے مؤخر میں گذرا کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا قتادہ کے چہرے پر (جیسے شیشے میں نظر آتا ہے) فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور میں نے بہت کم ہی اس کے سوا ان کو دیکھا مگر جب بھی دیکھا تو ان کے چہرے پر تیل لگا ہوا تھا۔

باب ۸۵

نبی کریم ﷺ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں برکت کی دعا کرنا جس سے ان کا مال کثیر ہو گیا حتیٰ کہ ان کی بیویوں کو میراث میں سے کم از کم اسّی ہزار روپے دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو یحییٰ بن عباد نے، ان کو حماد بن زید نے، ثابت سے اس نے اس لئے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن پر پیلے رنگ کا نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ اے ابو محمد! اس نے بتایا کہ میں نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت دے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن زید سے۔ (بخاری۔ کتاب النکاح)

اور جب وہ مدینے میں آئے تو ان کے پاس کوئی بڑی چیز نہیں تھی اور یہ دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے ثابت سے اور حمید سے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، بطور املاء ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عفاف بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے،

اور حمید طویل نے، انس بن مالک سے یہ کہ عبدالرحمٰن بن عوف مدینے میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی بھائی ہونے کا رشتہ قائم کر دیا سعد نے کہا میرے بھائی میں مدینے میں کثیر المال ہوں آپ میرا آدھا مال لے لیجئے اور میری دو بیویاں ہیں آپ ان کو دیکھ لیجئے جو آپ کو اچھی لگے میں اس کو تیرے لئے طلاق دے دیتا ہوں (اور آپ نکاح کر لیجئے) مگر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اللہ آپ کے اہل میں اور مال میں برکت عطا کرے مجھے بازار بتا دیجئے انہوں نے اس کو بازار دکھا دیا اس نے تجارت کی، منافع کمایا اور کچھ گھی اور پنیر خرید لائے پھر کچھ عرصہ اسی طرح کرتے رہے بالآخر ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے تو اپنے کپڑوں پر زعفران کا نشان تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ! میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کتنا مہر دیا ہے اس نے بتایا اور کہا کہ گٹھلی کے برابر سونا لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ولیمہ بھی کر لیجئے اگر چہ ایک بکری کا ہی سہی۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ اگر میں پتھر بھی اُٹھاتا تو یہ امید کرتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی پڑا ہوگا۔

(ابوداود۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۲۱۰۹ ص ۲/۲۳۵)

مصنف کہتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی دعا کا ذکر نہیں ہے مگر وہ پہلی روایت جیسی ہے اور قول عبدالرحمٰن میں ایسی روایت میں اس طرف اشارہ ہے۔

باب ۸٦

ا۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا کرنا اس کی بیع میں۔

۲۔ اور اسی طرح عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کی تجارت کے لئے دعا کرنا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد نے، ان کو سعدان بن نصر نے ان کو سفیان نے، ان کو شعیب بن غرقدہ نے، اس نے اپنی قوم سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے عروہ بارقی سے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک دینار دیا تھا تا کہ وہ ان کے لئے بکری خرید کر لائے قربانی کے لئے اس کے ساتھ دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے فروخت کر دی اور حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک بکری لے آیا اور ایک دینار بھی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی تھی پھر یہ حال ہوا کہ اگر وہ مٹی بھی خرید کرتا تو اس میں بھی منافع کماتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۶۹۔ دلائل ابی نعیم ص ۳۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومنصور مظفر بن محمد علوی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بن دحیم نے، ان کو ابوحازم بن ابوغرزہ نے، ان کو فضل بن دکین نے، ان کو فطر بن خلیفہ نے، اپنے والد سے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے سنا تھا عمرو بن حریث سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ جب کہ میں جوان لڑکا تھا حضور اکرم ﷺ علی بن عبداللہ بن جعفر کے پاس سے گذرے وہ کوئی چیز فروخت کر رہا تھا اس کے ساتھ کھیل رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اللھم بارك له في تجارته۔ (ترجمہ) اے اللہ اس کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۸۶)

☆☆☆

باب ۸۷

حضور اکرم ﷺ کا اپنی پوری اُمت کے لئے صبح سویرے اُٹھنے یا صبح سویرے کوئی کام کرنے کے لئے برکت کی دعا کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ،ان کو ابوبکر محمد بن حسین بن حسن قطان نے ،ان کو خبر دی ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے ،ان کو شعبہ نے یعلی بن عطاء سے اس نے عمارہ بن حدید سے اس نے صخر غامدی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللهم بارك لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا

اے اللہ! میری اُمت کے لئے ان کے صبح سویرے کے وقت میں برکت عطا فرما۔

اور نبی کریم جب کبھی کوئی سریہ یعنی جہادی لشکر روانہ کرتے تھے تو دن کے اول حصے میں بھیجتے تھے۔ کہتے ہیں کہ صخر ایک تاجر آدمی تھا وہ اپنے غلاموں یا لڑکوں کو دن کے اول حصے میں بھیجتا تھا۔ لہٰذا اس کا مال کثیر ہوگیا اور باقی رہنے والا حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ مال کو کہاں رکھے۔

(ابوداود۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۰۶ ص ۳/۳۵۔ ترمذی۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۱۲۱۲ ص ۳/۵۰۸۔ ابن ماجہ۔ کتاب التجارات۔ حدیث ۹/۲۲۳)

باب ۸۸

نبی کریم ﷺ کا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لئے برکت کی دعا کرنا اور بعد میں برکت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ نے ،وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے ،ان کو حماد بن شاکر نے ،ان کو محمد بن اسماعیل نے ،ان کو عبداللہ بن یوسف نے ،ان کو ابن وہب نے ،ان کو سعید بن ابوایوب نے ،ان کو ابوعقیل نے وہ کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو ساتھ لے جاتے تھے بازار سے گھر اور گھر سے بازار غلہ یا طعام خرید کرنے کے لئے چنانچہ اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ ملے وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں شریک کرلیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے برکت کی دعا کی تھی وہ انہیں شریک کرلیتے تھے بسا اوقات سواری پالیتے تھے وہ جیسے ہی تھی اور اس کو منزل پر بھیج دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات۔ حدیث ۶۳۵۳۔ فتح الباری ۱۱/۱۵۱)

☆☆☆

باب ۸۹

نبی کریم ﷺ کا اپنی مسجد والوں کے لئے دعا کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو علی بن محمد بن سلیمان حلبی نے، ان کو محمد بن یزید مستملی نے، ان کو شبابہ نے، ان کو ایوب بن سیار نے، ان کو محمد بن منکدر نے، جابر سے اس نے ابوبکر سے، اس نے بلال سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے شدید سردی میں صبح اذان دی۔ (ایوب بن سیار کو ابن معین وسعدی وابن مدینی نے غیر ثقہ قرار دیا اور نسائی نے متروک قرار دیا ہے۔ تاریخ کبیر ۱/ ۴۱۷)

نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ مسجد میں کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا لوگ کہاں ہیں اے بلال؟ میں نے عرض کی ان کو سردی نے روک لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الْبَرْدَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ ان لوگوں سے سردی کو دور لے جا۔

لہٰذا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ رات کے وقت آتے جاتے تھے۔ (الدلائل ابونعیم ص ۲۹۸۔ میزان ۱/ ۲۸۹)

ایوب بن سیار اس روایت میں متفرد ہے۔ اور اس کی مثل گذر چکی ہے اس حدیث میں جو مشہور ہے حضرت حذیفہ کے خندق والے قصہ میں۔

باب ۹۰

حضور اکرم ﷺ کا عبداللہ بن عامر بن کریز کے
منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالنا اور اس کو اس کی برکت پہنچنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو عمرو بن شیبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعبیدہ نحوی نے، یہ کہ عامر بن کریز اپنے بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آیا وہ پانچ یا چھ سال کا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا وہ نبی کریم ﷺ کے منہ کے پانی کو پینے اور مزہ لینے یعنی چٹخارے لینے لگا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک تیرا یہ بیٹا کیا پیاسا ہے۔

کہتے ہیں کہا جاتا تھا اگر عبداللہ بن عامر پتھر پر تیر مارتا تھا تو اس کو پگھلا دیتا تھا یعنی پتھر میں سے پانی نکلتا تھا حضور اکرم ﷺ کی برکت سے۔

☆☆☆

باب ۹۱

حضور اکرم ﷺ کا یوم عاشوراء میں شیر خواروں کے منہ میں لعاب دہن ڈالنا وہ رات تک اسی پر رُکے رہتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو علی بن حسن سکری نے، ان کو عبداللہ بن عمر قواریری نے، ان کو علیہ بنت کمیت عتکیہ نے، اپنی ماں امیمہ سے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے امۃ اللہ بنت رزینہ مولا رسول اللہ ﷺ سے، کہا اے امۃ اللہ کیا آپ نے اپنی ماں رزینہ سے کچھ سنا تھا کہ وہ یہ بات ذکر کرتی تھیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ صوم یوم عاشوراء کا ذکر کرتی ہیں؟ وہ بولی جی ہاں حضور اکرم ﷺ یوم عاشوراء کو عظمت دیتے تھے اور ان کی ماؤں سے کہتے تھے کہ ان کو رات تک دودھ نہ پلائیں۔ (الاصابہ ۳۰۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو احمد بن حسن بن علی بن متوکل نے، ان کو عبیداللہ بن عمر قواریری نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے ن اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل ہاں مگر اس نے عتکیہ کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری ماں امیمہ نے، اور اس نے ۔لات رسول کا ذکر بھی نہیں کیا۔

باب ۹۲

حضور اکرم ﷺ کا محمد بن ثابت بن قیس بن شمّاس کی تحنیک کرنا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالنا اور اس کی برکت کے آثار کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف عدل نے، ان کو یحیٰی بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو ابوثابت زید بن اسحٰق بن اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے، اپنے والد محمد سے یہ کہ اس کے والد ثابت بن قیس نے جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبی کو طلاق دے دی تھی اور وہ حاملہ تھی (محمد ان کے پیٹ میں تھے) جب اس نے اس کو جنم دیا تو اس نے قسم کھائی کہ اس کو (یعنی ثابت کے بیٹے کو) اپنا دودھ نہیں پلاؤں گی رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو منگوا کر اس کے منہ میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور عجوہ کھجور چبا کر اس کے تالو پر لگائی اور بچے کا نام محمد رکھا۔

اور فرمایا کہ اس کے پاس آنا جانا رکھو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو رزق دینے والا ہے۔ لہٰذا میں آج پہلے دن اور دوسرے اور تیسرے دن اس کے پاس آیا۔ اچانک ایک عورت عرب میں پوچھتی پھر رہی تھی ثابت بن قیس کے بارے میں، میں نے اس عورت سے پوچھا کہ تم اس سے کیوں ملنا چاہتی ہو؟ میں ثابت ہوں وہ بولی کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں اس کے بیٹے کو دودھ پلا رہی ہوں اس کا نام محمد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں ہی ثابت ہوں اور یہ ہے میرا بیٹا محمد۔ کہتے ہیں یہ سنتے ہی اس عورت کی قمیص یا دوپٹے سے اس عورت کا دودھ نچڑ کر ٹپکنے لگا۔

باب ۹۳

حضور اکرم ﷺ کا دو میاں بیوی کے لئے اُلفت و محبت کی دعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا دونوں کے لئے وہ دعا قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے، بطور املاء کے، ان کو ابو اسماعیل نے، ان کو عبدالعزیز عبداللہ اویسی نے، ان کو علی بن ابوعلی سے (علی بن ابی علی ضعیف ہیں)۔ (تاریخ کبیر ۶/۲۸۸۔ الضعفاء للعقیلی ۳/۲۴۰۔ مجروحین ۲/۱۰۷۔ میزان ۳/۱۴۷)

اس نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوذئب سے، اس نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ ایک عورت سامنے آئی اور بولی یا رسول اللہ! میں مسلمان عورت ہوں محرم میرے ساتھ میرا شوہر میرے گھر میں عورت کی مثل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے شوہر کو بلا لاؤ گی اس کو وہ خراز تھا گوڑیاں بیچنے والا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے اللہ کے بندے تیری عورت کیا کہتی ہے؟ اس کو آدمی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے۔ میرا سر کبھی سوکھا نہیں ہے اس سے (یعنی اس کی صحبت کے بعد غسل سے) مگر اس کی بیوی نے کہا نہیں بلکہ مہینے میں ایک بار۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اس کو ناپسند کرتی ہو؟ بولی جی ہاں حضور اکرم ﷺ نے دونوں سے کہا اپنے سر میرے قریب کرو حضور اکرم ﷺ نے عورت کی پیشانی اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھوائی اس کے بعد دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا وَ حَبِّبْ ھُما اِلیٰ صَاحِبِہٖ

اے اللہ ان دونوں کے درمیان الفت پیدا فرما اور ہر ایک کو دوسرے سے محبت عطا فرما۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بازار نمط سے گذرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے کہ وہ ہی عورت نمودار ہوئی اس نے سر پر چمڑا اُٹھایا تھا جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو اس نے اسے پھینک دیا اور آ کر حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں گر گئی اور ان کے پیر چومنے لگی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تم کیسی ہو اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ وہ بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت دی ہے اب تو کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں نہ میرا باپ، نہ بیٹا، نہ کوئی رشتہ دار حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت عمر نے کہا میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ابو عبداللہ نے کہا کہ علی بن ابو علی اللہبی متفرد ہے اس روایت کے ساتھ وہ کثیر الروایت ہے منکر روایات کے ساتھ۔

مصنف کہتے ہیں :

میں کہتا ہوں تحقیق روایت کی ہے یوسف بن محمد بن منکدر نے، اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس قصے کا مفہوم مگر یہ کہ اس نے اس میں عمر بن خطاب ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

باب ۹۴

اس شخص کی کیفیت جس نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے سر درد کی شکایت کی تھی

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، دابواسامہ کلبی نے، ان کو شریح بن مسلمہ نے، ان کو ابویحییٰ تیمی نے۔ (ابویحییٰ ضعیف ہیں۔ ضعفاء کبیر ۱/۲/۷۔ مجروحین ۱/۱۲۲۔ میزان ۱/۲۱۳)

اسماعیل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیف بن وہب نے، ابوالفضل سے کہ ایک آدمی تھا بنولیث میں سے اس کو فراس بن عمرو کہتے تھے اس کو سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ اس کو اس کا والد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا تھا اس نے ان کے سامنے اس کے درد سر کی شکایت کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فراس کو بلایا اور اس کو اپنے آگے بٹھایا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کی کھال کو پکڑا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور اس کو کھینچا اس قدر کہ نشان پڑ گیا بعد میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں لگنے کے مقام پر بال اُگ آئے تھے اس کے ماتھے پر۔ لہٰذا اس کا درد سر جاتا رہا اور اسے کبھی درد سر نہیں ہوا۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے اس بالوں والی جگہ کو دیکھا تھا جیسے کہ سیہی اور خار پشت کے بال ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے جب حضرت علی ﷺ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا اہل جروزاء کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا تھا اور اس کو روک لیا تھا تو اس وقت اس کے وہ بال گر گئے تھے جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو اس پر یہ بات بہت شاق اور گراں گذری۔ اس سے کہا گیا یہ اس کی یاداشت ہے جو کچھ تم نے ارادہ کیا تھا لہٰذا تم توبہ کرو چنانچہ اس نے توبہ کی تھی اپنے اس ارادے سے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت بھی اس کو دیکھا تھا جب وہ بال اُگے تھے اور اس وقت بھی جب وہ گر گئے تھے۔ اس روایت میں ابویحییٰ تیمی کا تفرّد ہے یہ اسی طرح مروی ہے۔

(۲) اس کو روایت کیا ہے علی بن زید بن جدعان نے، ابوالطفیل سے کہ ایک آدمی کا لڑکا پیدا ہوا تھا عہد رسول ﷺ میں وہ اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آیا تھا حضور اکرم ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی اور اس کی پیشانی سے پکڑا تھا لہٰذا اس کی پیشانی پر بال اُگ آئے تھے جیسے گھوڑے کی گردن یا دم کے سخت بال ہوتے ہیں۔ وہ لڑکا جوان ہو گیا تھا جب خارجیوں کا واقعہ پیش آیا تو وہ ان کی باتوں میں آ گیا اور اس نے ان کی باتوں کو قبول کر لیا لہٰذا اس کی پیشانی سے وہ بال گر گئے (جو یادگار نبی تھے) لہٰذا اس کے باپ نے اس کو پکڑ کر قید کر دیا تھا اور روک لیا تھا

اس خوف سے کہ وہ ان کے ساتھ نہ مل جائے ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس ہی رہے تھے ہم نے اس کو نصیحت کی اور ہم نے کہا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی اللہ ﷺ کی برکت تمہاری پیشانی سے گر گئی ہے ہم برابر اس کو نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے رجوع کر لیا ان کی رائے سے کہتے ہیں کہ اللہ نے دوبارہ اس کے وہ بال لوٹا دیئے تھے جوں کے ماتھے پر تھے جب اس نے توبہ کر لی تھی۔

(۳) اور اس روایت میں ہے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ عکبری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو کامل بن طلحہ نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، پھر اس نے اس مذکور کو ذکر کیا۔

باب ۹۵

حضور اکرم ﷺ کا نابغہ شاعر کے بارے میں دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اس کے بارے میں اس دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعثمان سعید بن محمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو اسماعیل بن عبداللہ بن خالد سکری رقی نے، ان کو یعلی بن اشدق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا نابغہ سے نابغۂ بنی جعدہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سنایا تھا ان کو خوب پسند آیا تھا۔

بلغنا السماء مجدنا وثراء نا وانا لنرجو فوق ذالك مَظهر

ہم لوگوں نے اپنی عظمت و شرافت اور اپنی دولتمندی کو آسمان پر پہنچا دیا ہے اور ایک ہم اس سے زیادہ اونچا (مظہر تک) لے جانا چاہتے ہیں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے ابولیلیٰ یہ مظہر سے کہاں تک مراد ہے آپ کی میں نے کہا جنت تک حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔

فلا خير في حِلم اذا لم تكن له بوادر تحمى صفوة ان يُكدَّرا

ولا خير في جهل اذا لم يكن له حليم اذا ما اورد الامر اصدرا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے نہایت ہی عمدہ قول کیا ہے اپنے منہ کو نہ توڑ یعلی نے کہا کہ میں نے نابغہ کو دیکھا تھا تقریباً سو سال کا ہو چکا تھا مگر تا حال اس کے سارے دانت سلامت تھے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۶۶)

(۲) یہ روایت نقل کی گئی ہے مجاہد بن سلیم سے اس نے عبداللہ بن جراد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نابغہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا میں اپنے شعر پڑھ رہا تھا۔

بلغنا السماء عفة وتكرُّما وانا لنرجوا بعد ذالك مطهرا

اس کے بعد راوی نے باقی کو مذکور روایت کے مفہوم کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے شاعر کو دیکھا تھا ایسا تھا جیسے برف نہ اس کا کوئی دانت گرا تھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۶۷)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابن ابو قماش نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن حبیب نے، سعید بن سلیم باہلی سے اس نے مجاہد بن سلیم سے، پھر اس نے مذکورہ مفہوم کا ذکر کیا ہے۔

(فائدہ) نابغہ بنی جعدہ : قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ جعدی عامری ابو لیلیٰ شاعر صحابی تھے بڑی عمر کے افراد ہی سے اسلام قبول کرنے سے قبل ہی انہوں نے بتوں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور شراب سے روکا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں گیا اور مسلمان ہوگیا تھا جنگ صفین کو پالیا تھا اسی میں شریک تھا حضرت علی کی طرف سے اس کے بعد کوفے میں سکونت کرلی تھی اور حضرت معاویہ کے زمانے میں کوفے میں انتقال کیا آخر میں بینائی رُک گئی تھی سو سال سے اوپر ہوگئے تھے۔

باب ۹۶

حضور اکرم ﷺ کا دعا کرنا ابوامامہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے

جب اس نے التجا کی دعا کی شہادت کے لئے سلامتی کے ساتھ اور حصول غنیمت کی پھر وہ قبول ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے، ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحق بن حسن حربی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے، ان کو رجاء بن حیوہ نے، ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ (جہاد) شروع کیا تو میں نے التجا کی کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا کریں حضور اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ ان کو سلامت رکھ اور ان کو غنیمت عطا کر۔ کہتے ہیں کہ ہم لڑتے رہے مگر ہم سلامت رہے اور ہم نے غنیمت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ایک جہاد کے لئے اُٹھے تو میں پھر آیا ان کے پاس میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے میرے لئے شہادت کی دعا کریں انہوں نے دعا کی مگر سلامتی کی اور حصول غنیمت کی۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم سلامتی کے ساتھ لڑتے رہے غنیمت بھی حاصل کی۔ پھر تیسری بار حضور اکرم ﷺ نے جہاد کیا میں پھر آیا ان کے پاس اور میں نے عرض کی میں دو دفعہ پہلے بھی آ چکا ہوں میں نے یہی التجا کی تھی کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا کریں تیسری بار بھی آپ نے وہی دعا کی اے اللہ ان کو سلامت رکھ اور ان کو غنیمت عطا کر۔ کہتے ہیں کہ ہم پھر لڑے مگر سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد میں چوتھی مرتبہ آیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل کرنے کا حکم دیں جس کو میں آپ سے حاصل کروں اور اس کے ذریعے اللہ مجھے نفع عطا کرے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پابندی سے روزے رکھو اس کی مثل کوئی شئی نہیں ہے۔ لہٰذا ابوامامہ اور اس کی بیوی اور ان کا خادم ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔ لوگ جب ان کے گھر میں آگ یا دھواں دیکھتے تو سمجھ لیتے تھے کہ ان کے ہاں مہمان آیا ہے فرماتے ہیں کہ میں پھر ایک بار حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ایسے عمل کا حکم فرما دیا ہے جس کے بارے میں مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے

ضرور نفع دے گا آپ مجھے ایک اور کام کا بھی حکم دیں اللہ جس کے ذریعے مجھے نفع دے آپ نے فرمایا تم یقین جانو کہ تم اللہ کے لئے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تیرا ایک درجہ بلند کر دیں گے اور اس کے بدلے میں تیرا ایک گناہ مٹا دیں گے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے جریر بن حازم نے محمد بن عبداللہ سے۔ (مسند احمد ۵/ ۲۴۸۔۲۴۹)

ابو یعقوب نے رجاء سے، اور اس کو شعبہ نے روایت کیا ہے محمد بن ابو نصر ہلالی سے، اس نے رجاء بن حیوۃ سے مختصر طور پر۔

باب ۹۷

حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کی دعا کرنا

اہل یمن اہل شام واہل عراق کے لئے اور اس میں قبولیت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو علی بن بحر القطان نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو معمر نے، ان کو خبر دی ثابت اور سلیمان تیمی نے، انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عراق شام اور یمن کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ حضور اکرم ﷺ نے ان میں سے کس کے ساتھ ابتداء کی تھی تینوں میں سے پھر فرمایا تھا۔

اللھم اقبل قلوبَھمُ الی طاعتك وحط من ورائھم

اے اللہ ان کے قلوب کو اپنی اطاعت کے لئے قبول فرما اور ان کے گناہ معاف فرما۔

(مجمع الزوائد ۱۰/ ۵۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحٰق صغانی نے، ان کو علی بن بحر بن بری نے، اس نے مذکورہ دعا کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے حُطَّ کی بجائے واَحِط کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران قطان نے، ان کو قتادہ نے، ان کو انس بن مالک نے، زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی جانب نظر اُٹھا کر دیکھا اور دعا فرمائی اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما پھر شام کی طرف دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما اس کے بعد عراق کی جانب دیکھا اور فرمایا اے اللہ ان کے دلوں کو قبول فرما۔ اور ہم لوگوں کے صاع اور مُد اور ناپ تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب ۵/ ۷۲۶)

مصنف فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں ہم نے حضور اکرم ﷺ کے مغازی اور اسفار میں وہ تمام روایات ذکر کر دی ہیں جو آپ سے آپ کی دعاؤں کے بارے میں مروی ہیں اور آپ کے مدد طلب کرنے کے بارے میں اور جو آثار نبوت ظاہر ہوئے ہیں ان میں ہر ایک کے بارے میں۔ لہٰذا یہاں پر ان کا اعادہ کرنے میں بلاوجہ طوالت ہوگی۔ وباللہ التوفیق

☆☆☆

باب ۹۸

نبی کریم ﷺ کا اس شخص کے خلاف دعا کرنا جس نے بائیں ہاتھ سے کھایا تھا اور اس کے خلاف دعا کرنا جو اپنے چہرے کو تھر تھرا رہا تھا اور دیگر کے بارے میں اور ان دونوں کے بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے، اپنے والد سے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے بشر بن راعی عنز کو دیکھا تھا وہ بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھائیے اس نے کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا (یعنی از راہ تکبر جھوٹ بولا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تو کھا ہی نہیں سکے گا۔ فرمایا کہ اس کا ہاتھ اس کے بعد اس کے منہ کی طرف پہنچا ہی نہیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/۱۷۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے، یہ کہ ان کے والد نے اس کو حدیث بیان کی کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اُلٹے ہاتھ سے کھاتا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھائیے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا (یعنی سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپ ﷺ نے فرمایا تو سیدھے ہاتھ سے بھی کھا ہی نہیں سکے گا۔ وہ محض تکبر اور غرور کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے فرمان کو رد کر رہا تھا۔ فرماتے ہیں کہ پھر وہ سیدھا ہاتھ بھی منہ کی طرف اُٹھا ہی نہ سکا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کہا گیا ہے یہ شخص بُسر بن راعی العیر اشجعی تھا)۔

(مسلم۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۱۰۷ ص ۳/۱۵۹۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابن لہیعہ نے، یزید بن ابوحبیب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیعہ اسلمیہ کو اُلٹے ہاتھ سے کھاتے دیکھا تھا آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے تم اُلٹے ہاتھ سے کھا رہی ہو۔ اس کو غزّہ کی بیماری لگ گئی تھی۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے سیدھے ہاتھ میں زخم ہے آپ نے فرمایا کہ اگر (ہے تو ہے نہیں ہے تو لگ جائے گا) یزید بن ابوحبیب نے کہا کہ بیشک سبیعہ جب گذری تھی غزہ سے تو اس کو طاعون (وبائی مرض) لگ گیا تھا جس نے اس کو مار دیا تھا۔ ابن لھیعہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عثمان بن نعیم رعینی نے مغیرہ بن نہیک حجری سے، اس نے دخین حجری سے کہ اس نے سنا عقبہ بن عامر سے وہ ذکر کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۱۔۱۷۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ضرار بن صُرد نے، ان کو عائذ بن حبیب نے، اسماعیل بن ابوخالد نے، عبداللہ مزنی سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے وہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا حضور اکرم ﷺ جب کوئی کلام کرتے تھے

تو وہ اپنے چہرے کو بسورتا تھا اور تھرتھراتا تھا حضور اکرم ﷺ نے، ایک بار دیکھا تو فرمایا پھر کر وہ ذرا اس نے پھر کیا تو پھر کرتا ہی چلا گیا (یعنی اپنے چہرے پر کنٹرول ختم ہو گیا) اور چہرے کو بسورتے بسورتے مر گیا۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان دونوں نے کہا ان کو عبدالوحید بن زیاد نے، ان کو صدقہ بن ابوسعد حنفی نے، جمیع بن عمیر بن تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر ؓ سے وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھے آپ کا انتظار کر رہے تھے حضور اکرم ﷺ باہر آئے ہم لوگ ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے حتیٰ کہ آپ الگ ایک گھاٹی پر آئے مدینے کی گھاٹیوں میں سے اور وہاں پر بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو تم میں سے کوئی شخص بازار میں نہ جائے اور نہ ہی کوئی مہاجر کسی اعرابی کے لئے کچھ نہ بیچے اور جو شخص محفل میں بیچے وہ تین دن تک اختیار سے ہے اگر واپس کرے تو واپس کرے اس کے ساتھ ایک مثل یا فرمایا تھا دو مثل گندم کہا۔ ایک آدمی تھا نبی کریم ﷺ کے پیچھے وہ ان کی نقل اتار رہا تھا۔ اور ان پر منہ بنا رہا تھا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھ لیا تو فرمایا کہ ایسا ہی ہو جا کہتے ہیں کہ اس کو اٹھا کر گھر تک لے جایا گیا دو ماہ تک ایسے کرتا رہا پھر وہ بیہوش ہو گیا پھر ہوش میں آتا جب ہوش میں آیا تو وہ ویسے ہی تھا جیسے اس نے رسول اللہ ﷺ کی نقل اتاری تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صغانی نے، ان کو حسان بن عبداللہ نے، ان کو سری بن یحییٰ نے، ان کو مالک بن دینار نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہند بن خدیجہ نے، یعنی زوجہ رسول نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ابوالحکم کے پاس گذرے اس نے نبی کریم کی تحقیر کرنا شروع کی حضور اکرم ﷺ پیچھے پلٹے تو آپ نے اس کو یہ حرکت کرتے دیکھ لیا آپ نے کہا اے اللہ اس کو وزغ کا مرض لگا دے اس نے اسی جگہ کانپنا شروع کر دیا۔ وزغ ارتعاش کو کہتے ہیں اسی طرح ہے میری کتاب میں ابوالقاسم بغوی نے کہا ہے کہ مروی ہے محمد بن اسحق سے اس کی اسناد کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ابوالحکم کے ساتھ گذرے یعنی ابوالحکم ابومروان وہ نبی کریم ﷺ کو اپنی اُنگلی سے کچو کے مارنے لگا۔ اس کے بعد باقی کو ذکر کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحق بن حسن حربی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے، عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید بن جبیر نے، حضرت ابن عباس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئی اور وہ رو رہی تھی وہ بولی کہ میں نے دیکھا ہے کہ قریش حجر اسود کے پاس بیٹھ کر معاہدہ کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے لات، عُزیٰ، مناۃ، آساف اور نائلہ کی کہ وہ جب آپ کو دیکھیں گے فوراً اُٹھ کر آپ کے اُوپر حملہ کر دیں گے اور تلواروں کے ساتھ آپ کو ماریں گے اور آپ کو قتل کر دیں گے کوئی آدمی باقی نہیں رہے گا ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کا جرم ضرور کرے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فاطمہ کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی نہ رو۔

اس کے بعد آپ اُٹھے وضو کیا پھر ان لوگوں کے پاس خود چلے آئے جب انہوں نے دیکھا تو نیچے کو جھک گئے اور اپنے سروں کو جھکا لیا زمین کی طرف حضور اکرم ﷺ نے مٹی کی مٹھی لی اور ان کی طرف مارتے ہوئے فرمایا شاھت الوجوہ۔ ذلیل و رسوا ہو گئے ہیں یہ منہ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جس جس تک مٹی پہنچی وہ بحالت کفر بدر میں مارا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں اس قسم کے حضور اکرم ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں جو اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں گزر چکے ہیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن عیسیٰ تنیسی نے، ان کو عمرو بن ابوسلمہ نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی مولیٰ ابن نمران نے، ابن نمران سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تبوک میں ایک معذور دیکھا میں نے اس کی معذوری کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے میں ان کے آگے سے گذر گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدموں کے نشان کاٹ دے۔ کہا کہ بس میں معذور ہو کر بیٹھ گیا راوی کہتے ہیں کہ وہ گدھی پر یا گدھے پر سوار تھا۔

مصنف کہتے ہیں : ہم نے اس کو روایت کیا ہے غزوۂ تبوک میں دو دیگر طریقوں سے سعید بن عبدالعزیز سے اور روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص تھا اصحاب رسول سے اس نے کتے کو بددعا دی تھی جو ان کے آگے سے گذر گیا تھا اور وہ لوگ نماز میں تھے۔ لہٰذا وہ اسی وقت مر گیا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الطیب بن عبداللہ بن مبارک نے، ان کو ابوعلی حسین بن مسیب مروزی نیشاپوری نے ان کو حسن بن عمر بن شقیق بصری نے، میں نے ان سے لکھی تھی بلخ میں ان کو سلیمان بن طریف اسلمی نے، مکحول سے اس نے ابودرداء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے ہم لوگوں کو نماز عصر پڑھائی جمعہ کے دن اچانک ان کے سامنے ایک چھوٹا سا کتا ان کی نماز کاٹ کر گذر گیا ایک آدمی نے اس پر بددعا کی لوگوں میں سے وہ اپنی جگہ پر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ ہٹے تو فرمایا کس نے ابھی ابھی اس کتے کو بددعا دی تھی لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے دی تھی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق آپ نے اللہ سے دعا کی تھی اللہ کے ایسے نام کے ساتھ کہ جب بھی اس نام کے ساتھ کوئی دعا کرے وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ مانگے تو وہ ضرور عطا کرتا ہے اگر اس اسم مبارک کے ساتھ جمیع اُمت محمد ﷺ کے لئے دعا کرتے کہ اللہ ان سب کو بخش دیتا صحابہ نے پوچھا کہ تم نے کیسے دعا کی تھی اس نے بتایا کہ میں نے یوں کہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِی اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ اِكْفِنَا هٰذَا الْكَلْبَ بِمَا شِئْتَ وَكَيْفَ شِئْتَ

اے اللہ بیشک میں تیری بارگاہ میں دعا مانگتا ہوں بایں صورت کہ ہر تعریف تیرے لئے ہے کوئی الٰہ نہیں ہے سوائے تیرے، بہت بڑا احسان کرنے والا ہے از سرے نو (تو بغیر کسی نمونے کے) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے صاحب جلال وعظمت واحترام ہے ہماری اس کتے سے جان چھڑا جس طرح تو چاہے جیسے تو چاہے۔ بس پھر وہ کتا مر ہی گیا۔

اس روایت کا شاید اور ایک روایت بھی ہے دوسرے طریق سے اسی طرح مرسل مختصر ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد احمد بن اسحٰق بن بغدادی نے، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عمر نے، یعنی ابن ذر نے، ان کو یحییٰ بن اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ انصاری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ عصر میں تھے جمعہ کا دن تھا ایک کتا آگے بڑھا تاکہ وہ آپ کے سامنے سے گذر جائے مگر وہ گر گیا اور مر گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے آگے گذرنے سے قبل۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے اس کتے پر بددعا کی تھی۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں نے اس کو بددعا دی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے قبولیت کی ساعت میں اس کے خلاف دعا کی تھی۔ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اُم اسود خزعیہ نے، ان کو اُم نائلہ خزعیہ نے۔ وہ کہتی ہیں مجھ سے بریدہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے جسے قیس کہا جاتا تھا سوال کیا اور فرمایا اسے زمین قرار نہ دے پھر وہ جس زمین پر بھی جاتا تا اسے قرار نہ ملتا یہاں تک کہ اس سے نکل گیا۔ (خصائص کبریٰ ۱۷۲/۲)

(۱۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحٰق بن منصور نے، ان کو خبر دی نضر بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوحمزہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے انہوں نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مبارک مارا اور مجھے معاویہ کے پاس بھیجا کسی حاجت میں، میں ان کے پاس گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے میں نے کہا میں گیا تھا مگر وہ کھا رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے مجھے دوبارہ بھیجا اور فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحٰق بن منصور سے۔ (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والآداب ص ۲۰۱۰/۴)

اور امیر بن خالد کی روایت سے مروی ہے شعبہ سے حدیث انس بن مالک کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہ میں نے اپنے رب پر شرط رکھی۔ اور میں نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں میں ایسے خوش ہوتا ہوں جیسے کوئی بشر خوش ہوتا ہے پس جب میں کسی ایک کے خلاف اپنی اُمت سے دعا کروں جس کا وہ اہل نہ ہو تو اس دعا کو اس کے لئے ظہور اور زکاۃ اور قربت بنا دینا قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کو اپنا قرب عطا کرنا اور تحقیق روایت کی گئی ہے ابوعوانہ سے اس نے ابوحمزہ سے کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ دعا قبول کر لی گئی تھی اس دعا کی بابت جو انہوں نے اس حدیث میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کی تھی رحمۃ اللہ

(۱۲) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوحمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ کہیں اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے میں سمجھ گیا کہ آپ میری طرف آئے ہیں لہٰذا میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا (لڑکے تھے اس لئے) آپ آ گئے اور انہوں نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ پھیلا کر مارا اور فرمایا کہ تم چلے جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ اور وہ وحی لکھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ میں چلا گیا اور میں نے جا کر ان کو بلایا حضور اکرم ﷺ کے لئے مجھے کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی آپ نے فرمایا جاؤ تم ان کو بلا لاؤ میں ان کے پاس گیا مجھے بتایا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی تیسری مرتبہ جب میں نے آ کر بتایا تو آپ نے فرمایا۔ لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ان کا پیٹ نہیں بھرتا تھا۔ اور روایت کی ہے حُریم سے اس نے ابوحمزہ سے اس حدیث میں اضافہ جو دلالت کرتا ہے استجابت وقبولیت پر۔

(فائدہ) : حدیث نمبر ۱۰۔۱۱۔ میں جو بات حضرت معاویہ کے بارے میں مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفین اس کو آڑ بنا کر اس عظیم صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں اس کا جواب اہل علم کے لئے الصواق المحرقہ کے ساتھ ملحق کتاب تطہیر الجنان وللسان بثلب نے، معاویہ ابن ابی سفیان۔ نامی کتاب میں علامہ ابن حجر ہیثمی مکی نے دیا ہے اور دیگر کتب کے اندر بھی حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں لکھی گئی ہیں۔

نیز امام بیہقیؒ خود بھی محدثانہ انداز میں حدیث ۱۰ کو درج کرنے کے بعد دے گئے ہیں تاکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں قاری کا ذہن صاف ہو جائے۔ حدیث اُمیہ بن خالد درج کر کے۔ کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر میں کسی اُمتی کے بارے میں ایسی دعا کر دوں جس کا وہ مستحق نہ ہو تو اس دعا کو اس اُمتی کے لئے ظہور زکاۃ اور قربت بنا دینا قیامت کے دن جو اس کو مرتبے عطا کر دے۔ ورنہ یہ حدیث یہاں درج کرنا بے مقصد ہو جائے گا بیہقی اس کو نقل کر کے یہاں بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے معاویہ کے خلاف جو ذکر کیا تھا بشرطیکہ یہ روایت صحیح بھی ہو تو وہ دعا کاتب وحی کے لئے ایسی تھی کہ وہ اس کے اہل نہیں تھے لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے وہ دعا ان کے حق میں ظہور زکاۃ اور قربت بن گئی تھی جس کے ساتھ وہ قیامت میں قرب حاصل کریں گے۔ اگر یہی مقصد نہ ہو تو امام بیہقی کا اس کو نقل کرنا بے مقصد ہو جائے گا۔ (مترجم)

☆☆☆

باب ۹۹

حضور اکرم ﷺ کا ایک آدمی کے بارے میں یہ قول کرنا

اللہ تعالیٰ فی سبیل اللہ اس کی گردن مارے

پھر وہ فی الواقع اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو احمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو مالک نے، زید بن اسلم سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ بنو انمار میں۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی اس آدمی کے بارے میں جس کے اوپر دو پرانے کپڑے تھے لیکن بیگ میں نئے کپڑے بھی تھے حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا اس نے وہ نئے کپڑے پہن لئے اس کے بعد وہ لوٹتے ہوئے جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہے اس کے لئے اللہ اس کی گردن مار دے کیا یہ بہتر نہیں ہے؟ اس آدمی نے یہ بات سن لی لہٰذا اعرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں لہٰذا وہ شخص واقعۃً اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تھا۔ (مؤطا مالک۔ کتاب اللباس۔ باب ماجاء فی لبس الثیاب للجمال بہا۔ حدیث ۹۱۰/۲)

باب ۱۰۰

حضور اکرم ﷺ کا بد دعا کرنا

اس شخص کے خلاف جو ان پر جھوٹ بولے

(۱) ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن محمد بن سنان عطار نے بغداد میں، ان کو عثمان بن احمد دقاق نے، ان کو محمد بن فضل بن جابر سقطی نے، ان کو درخت بن نافع نے، ان کو علی بن ثابت جزری نے، وازع بن نافع عقیلی سے۔ اس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اس نے اسامہ بن زید سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے مجھ پر وہ بات جو میں نے نہ کہی ہو اس کو چاہیے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

یہ اس لئے ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا تھا اس نے حضور اکرم ﷺ پر جھوٹ بول دیا لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کے خلاف بد دعا کی تھی لہٰذا وہ مرا ہوا پایا گیا تھا تحقیق اس کا پیٹ پھٹ چکا تھا اور اس کو دھرتی نے بھی قبول نہیں کیا تھا۔ (مسند احمد ۳۲۱/۲۔ ابن ماجہ ۱۳/۱۔۱۴)

☆☆☆

باب ۱۰۱

حضور اکرم ﷺ کا بددعا کرنا ہر اس شخص کے خلاف

جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے جزام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کا قبول کرنا اس دعا کو اسی شخص کے خلاف جس نے (مہنگا بیچنے کے لئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ذخیرہ اندوزی کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ہیثم بن رافع باہلی نے، ان کو ابو یحییٰ نے، فرخ مولی عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ مسجد مکہ کے دروازے پر کثیر مقدار میں غلہ پہنچایا گیا جب کہ حضرت عمر ان دونوں امیر المؤمنین تھے وہ مسجد کی طرف آئے انہوں نے غلہ دیکھا اور فرمایا یہ کیسا غلہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ وہ غلہ ہے جو ہماری طرف کھینچ لایا گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں اللہ برکت دے اس کو بھی اللہ برکت دے جس نے اس کو ہماری طرف پہنچایا ہے۔ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ روک کر رکھا گیا ہے اور ذخیرہ اندوزی کیا گیا ہے۔

انہوں نے پوچھا کہ اس کو کس نے ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فروخ مولی عثمان اور فلاں آپ کے غلام نے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا فرما رہے تھے جو شخص مسلمانوں کے خلاف ان کا غلہ روکے اور ذخیرہ کرکر رکھے اللہ تعالیٰ اس کو جذام کا مرض لگائے گا یا بھوک اور افلاس میں مبتلا کرے گا۔ فروخ کہتے ہیں کہ لہٰذا فروخ عثمان کے غلام نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا لہٰذا اس نے اس کی تجارت کو مصر کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا باقی رہے حضرت عمر کے غلام اس نے کہا کہ ہم اپنے مالوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے پس زعم کیا ہے ابو یحییٰ نے کہ اس نے دیکھا تھا مولی عمر کو بعد میں جب اس کو جذام ہو گیا تھا۔

اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ہیثم سے اور ابو یحییٰ مکی سے۔ (خصائص کبریٰ ۱۷۲/۲)

باب ۱۰۲

حضور اکرم ﷺ کا دعا کرنا اپنے ربّ سے اس کے بارے میں

جس پر جادو کیا گیا تھا اور اللہ سبحانہ کا اس دعا کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ اور ابو العباس احمد بن محمد بن شاذیاخی نے آخرین میں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الحکم نے، ان کو خبر دی انس رضی اللہ عنہ بن عیاض نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جادو کر دیے گئے تھے حتی کہ یہاں تک کیفیت ہوگئی تھی کہ ان کو یہ خیال آتا تھا کہ انہوں نے کوئی یا جلدی کا کام کیا ہے حالانکہ انہوں نے وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی تھی۔

اس کے بعد فرمایا تھا تم نے کیا محسوس کیا ہے اور سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتویٰ دیا ہے یعنی مجھے آگاہ فرمایا ہے اس چیز کے بارے میں جس کے بارے میں، میں نے اس سے پوچھا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ انہوں نے پوچھا وہ کیا امر ہے یارسول اللہ؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھا دوسرا میرے پاؤں کی جانب ایک نے دوسرے سے کہا کس چیز نے اس کو بیمار کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ یہ سحر زدہ ہے۔ پھر پہلے نے پوچھا کہ کس نے اس پر جادو کیا ہے اس نے کہا کہ لبید بن اعصم نے، پہلے نے پوچھا کہ کس چیز میں؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور کنگھی شدہ بالوں میں اور خشک خوشے میں یعنی کھجور کے خوشے سوکھے سیپ میں۔ اس نے پوچھا کہ وہ (سحر کیا ہوا مواد) دوسرے نے جواب دیا کہ ذروان کنواں تھا بنو زریق میں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ آئے پھر لوٹے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور فرمایا اللہ کی قسم ایسا لگتا ہے گویا کہ اس کا پانی مہندی کا دھوون ایسا لگتا ہے جیسے گویا ان کی کھجور شیاطین کے سر پر (یا سانپ کے سر ہیں) سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ نے اس کو نکالا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا بہرحال میں۔ اللہ نے مجھے شفا دی ہے میں نے ناپسند کیا ہے کہ میں اس سے لوگوں پر شر بکھیروں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن منذر سے اس نے انس بن عیاض سے اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی دیگر طریق سے اس نے ہشام بن عروہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات۔ فتح الباری ۱۱/۱۹۲۔۱۹۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے ان کو خبر دی محمد بن سائب نے، ان کو ابوصالح نے، ابن عباس ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہو گئے تھے لہٰذا ان کے پاس دو فرشتے آئے اور ایک ان کے سرہانے بیٹھا دوسرا ان کے پیروں کی طرف۔ جو پیروں کی جانب تھا اس نے سر کی جانب والے سے پوچھا تم کیا سمجھتے ہو کہ انہیں کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جادو کیا ہے۔ اس کا طبّ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سحر کیا گیا ہے۔

اس نے پوچھا کہ کس نے ان کو جادو کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ لبید بن اعصم یہودی نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ بیئر آل بنوفلاں میں ایک بھاری پتھر کے نیچے پانی والے کنویں میں۔ لہٰذا جاؤ اس کنویں پر اس کا پانی کھینچ ڈالو اور پتھر کو اٹھاؤ اس کے بعد اس رنج وغم والی چیز کو لے کر جلا دو۔

جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو آپ نے عمار بن یاسر کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا وہ اس کنویں پر پہنچے جا کر دیکھا تو اس کا پانی واقعی مہندی کے پانی جیسا تھا (یعنی کھڑے کھڑے جادو کے عمل کی وجہ سے بدل چکا تھا) لہٰذا ان لوگوں نے وہ پانی کھینچ ڈالا اور انہوں نے سیپ کھجور کے خوشے کو نکال کر جلا ڈالا اس میں سے کمان کا چلہ یا ڈوری نکلی اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں (یا کنگھی بالوں میں لگی ہوئی تھیں)۔

پس حضور اکرم ﷺ پر یہ دوسورتیں نازل کی گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو پڑھنا شروع کیا جونہی ایک الفاظ پڑھتے تھے ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ اعتماد پہلی حدیث پر ہے۔

☆☆☆

باب ۱۰۳

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی اوران کا مدد چاہنا

اس سے جو اس میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک رکھے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ جبری نے، ان کو خبر دی احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے، ان کو عبدالحمید بن جعفر نے، اپنے والد سے یہ کہ خالد بن ولید کی ایک ٹوپی تھی یرموک والے دن انہوں نے کہا کہ تلاش کرو اس کو انہوں نے تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکی۔ اس کے بعد تلاش کی گئی پھر وہ مل گئی مگر وہ نہایت پرانی ٹوپی تھی۔

خالد بن ولید نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کیا تھا اور اب سر منڈوایا تھا لہٰذا لوگ حضور اکرم ﷺ کے بال حاصل کرنے کے لئے لپکے تھے میں بھی لپکا لہٰذا میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیشانی کے بال حاصل کر لئے تھے اور میں نے ان کو اس ٹوپی کے اندر محفوظ کروالیا تھا لہٰذا میں جہاں بھی قتال کے لئے جاتا ہوں تو یہ میرے ساتھ ساتھ ہوتی ہے لہٰذا مجھے نصرت حاصل ہوتی ہے۔

(مستدرک حاکم ۲۹۹/۳۔ مجمع الزوائد ۳۴۹/۹)

باب ۱۰۴

نبی کریم ﷺ کا اسماء الٰہی کے ساتھ مدد طلب کرنا

رُکانہ عرب پہلوان کے ساتھ طاقت کا مقابلہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کا ان کی نصرت کرنا رُکانہ کے خلاف اور اس قصہ میں مروی آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو ان کے والد اسحٰق بن یسار نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ رکانہ (بن عبد یزید ہاشم بن مطلب بن عبد مناف المطلبی) بن عبد یزید سے فرمایا تھا کہ آپ مسلمان ہو جایئے۔ (اسلام کی دعوت دی) کاش کہ اگر یہ بات پکی سچی معلوم ہو جاتی کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ برحق ہے تو میں مسلمان ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا (حالانکہ رکانہ مضبوط ترین آدمی تھا یعنی پہلوان تھا) کہ تیرا کیا خیال ہے کہ اگر میں تجھے چت کر دوں اور پچھاڑ دوں تو تم یقین کر لو گے کہ یہ دعوت اور اسلام حق ہے؟ اس نے ہاں کر لی۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے اور اس کو پکڑ کر پچھاڑ دیا چت کر دیا۔ رکانہ نے کہا کہ آپ دوبارہ مقابلہ کیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ اس کو پکڑ کر زمین پر چت کر دیا دوسری بار چنانچہ وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ یہ جادوگر ہے میں نے اس کے سحر جیسا کسی کا سحر ہرگز نہیں دیکھا۔

اللہ کی قسم (جب حضور اکرم نے مجھے پکڑا تو) میرا اپنے جسم پر ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رہا تھا میں اپنے آپ کا مالک نہیں رہا تھا یہاں تک کہ انہوں نے میرا پہلو زمین سے لگادیا۔ (مگر محدثین نے اسکو کہا سند میں کلام ہے)

(۲) اور ہم نے کتاب السنن میں روایت کیا ہے سعید بن جبیر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ ان کے رکانہ کو چت کرنے اور پچھاڑنے کے بارے میں۔ ایک بکری اور اسلام کی شرط پر۔ جب کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کی بکری واپس کردی تھی۔

(رکانہ کے پچھاڑنے کا قصہ ابوداود، ترمذی میں مذکور ہے۔ مستدرک حاکم ۳/۴۵۲)

(۳) اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے ابواویس مدنی نے، محمد بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ سے اس نے آپنے دادا رکانہ بن عبد یزید سے، وہ سخت جان آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کی بکریاں چرارہے تھے پہلی بار جب دیکھا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا کیا آپ میرے ساتھ کشتی کریں گے لڑنے کا مقابلہ۔ میں نے کہا کہ کیا تم مجھ سے لڑو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں میں لڑوں گا۔ میں نے کہا کہ کس شرط پر؟ انہوں نے کہا کہ بکریوں میں سے ایک کی شرط پر (جو ہارے گا وہ دے گا) میں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا انہوں نے مجھے چت کردیا اور مجھ سے بکری لے لی۔

میں نے ادھر اُدھر دیکھا کہ کیا کوئی انسان مجھے دیکھ رہا ہے انہوں نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو میں نے بتایا کہ مجھے بعض چرواہے دیکھ نہ لیں لہٰذا وہ میرے اوپر جری ہو جائیں گے جب کہ میں اپنی قوم میں مضبوط ترین ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم تیسری بار مقابلہ کرو گے جیت گئے تو تمہیں بکری ملے گی۔ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے مقابلہ کیا مگر انہوں نے پھر بھی مجھے چت کردیا انہوں نے پھر بکری لے لی۔

لہٰذا میں محزون و مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں عبد یزید کے پاس۔ اس لئے کہ میں ان کی تین بکریاں دے چکا ہوں میں سمجھتا تھا کہ میں قریش کا مضبوط ترین انسان ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا چوتھی بار مقابلہ کرو گے؟ میں نے کہا کہ تین کے بعد چوتھی بار نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہر حال تیرا یہ کہنا بکریوں کے بارے میں۔ تو میں وہ تجھے واپس کردیتا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے وہ مجھے واپس کردیں زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس کا مقابلہ غالب آگیا اور میں ان کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا جو چیز اس دن میری ہدایت کا سبب بنی وہ یہ تھی کہ میں نے یقین کرلیا کہ اس دن انہوں نے مجھے اپنی ذاتی طاقت کے ساتھ چت نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے مجھے اپنے سوا کسی اور قوت کے ذریعے پچھاڑا تھا۔

(۴) یہ اس میں سے ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، بطور اجازت کے یہ کہ ابوعبید اللہ بن عبداللہ بن محمد عکبری نے اس کو خبر دی وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم بغوی نے، ان کو حسن بن صباح نے، ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو ابواویس نے، اس نے اس کو مکرر کیا ہے۔ یہ تمام مرسل روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس بارے میں حدیث موصول جو اس بارے میں اس کی اصل ضرور موجود ہے۔

(۵) (وہ حدیث موصول یہ ہے) جس کی خبر دی ہے ہمیں ابوبکر محمد بن حسن بن علی بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابواحمد محمد بن محمد بن احمد بن اسحٰق حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوعروبہ حسین بن ابومعشر سلمی نے، حران میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن وہب نے، ان کو محمد بن سلمہ نے، ان کو ابوعبدالرحیم نے، وہ خالد بن ابویزید ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوعبدالملک نے، قاسم سے اس نے ابوامامہ سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی تھے بنو ہاشم میں سے اس کو رُکانہ کہتے تھے۔ وہ سب سے زیادہ لڑائی لڑنے والا تھا سب سے زیادہ سخت جان تھا مگر مشرک تھا اور وہ وادی اضم میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ سیدہ عائشہ کے گھر سے نکلے اسی وادی کی طرف رُخ کیا وادی میں پہنچے تو وہاں پر رُکانہ سے ملاقات ہو گئی۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا رکانہ ان کو دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے کہا اے محمد! تو وہی ہے نہ جو ہمارے معبودوں الہوں کو گالیاں دیتا ہے۔ لات کو عزّی کو اور تو اپنے الٰہ عزیز الحکیم کی طرف بلاتا ہے۔ میرے اور تیرے درمیان اگر رشتہ قرابت نہ ہوتا تو میں تم سے بات نہ کرتا۔ یعنی بات کرنے سے قبل ہی تجھے قتل کر دیتا۔ لیکن اپنے غالب اور حکمت والے الٰہ کو آپ پکاریں کہ وہ آپ کو مجھ سے نجات دے میں ابھی ایک امر تیرے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کیا تم اس بات پر تیار ہو کہ میں تیرے ساتھ کشتی لڑتا ہوں اور تم اپنے الٰہ عزیز وحکیم کو پکارو کہ وہ ہمارے خلاف تمہاری مدد کرے۔ اور میں لات وعزّی کو پکارتا ہوں اگر تم نے مجھے گرادیا اور چت کرلیا تو میری ان بکریوں میں سے دس بکریاں تیری ہو گئیں تم ان کو پسند کرلینا۔

اس وقت اللہ کے نبی نے ہاں کرلی کہ اگر تم چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ لہٰذا دونوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا۔ اللہ کے نبی نے اپنے الٰہ الحکیم کو پکارا کہ وہ رکانہ کے خلاف اس کی مدد کرے۔ اور ادھر سے رُکانہ نے اپنے لات وعزی کو پکارا کہ آج تم تو محمد کے خلاف میری مدد کرو حضور اکرم ﷺ نے اس کو پکڑا اور لٹادیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے رکانہ نے کہا کہ اُٹھ جاؤ تم نہیں ہو جس نے مجھے گرایا ہے یہ تیرے معبود عزیز الحکیم نے کیا ہے۔ اور مجھے لات وعزّی نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے تم سے پہلے کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہیں لگائی۔ پھر رکانہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ دوبارہ کشتی کرنے میں اگر تم نے مجھے چت کردیا تو تیرے لئے مزید دس بکریاں ہوں گی تم ان کو پسند کر کے چن لینا اللہ کے نبی نے اس کو پکڑا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے اللہ کو پکارا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اس کو چت کردیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ اس کے جگر پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے ان سے کہا اُٹھ جایئے۔ یہ تم نہیں ہو جس نے میرے ساتھ یہ کیا ہے یہ تیرے الٰہ عزیز الحکیم نے کیا ہے۔ اور مجھے لات وعزی نے بے مدد رسوا کردیا ہے۔ تم سے پہلے کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہیں لگائی۔ رکانہ نے آپ ﷺ سے کہا پھر تیسری بار ہم لڑتے ہیں اگر تم جیت گئے تو پھر دس بکریاں تم لے لینا حضور اکرم ﷺ نے اس کو پکڑا اور دونوں نے اپنے اپنے معبود کو پکارا پھر نبی کریم ﷺ نے پھر اس کو تیسری بار بچھاڑ دیا پھر رکانہ نے ان کو کہا یہ آپ نہیں ہیں جس نے مجھے گرایا ہے یہ آپ کے معبود عزیز الحکیم نے کیا ہے اور میرے لات وعزّی نے رسوا کردیا ہے لیجئے تیس بکریاں میری بکریوں میں سے آپ خود پسند کر لیجئے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ بلکہ میں تو تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اے رکانہ اور تجھے بچاتا ہوں اس سے کہ تم جہنم کی طرف چلے جاؤ اگر تم اسلام قبول کرلو گے۔ مگر رکانہ نے اس سے انکار کردیا اور کہا کہ پہلے آپ مجھے کوئی (معجزہ) کوئی نشانی دکھائیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا۔ اللہ تیرے اوپر گواہ ہے کہ اگر میں اپنے آپ کو پکاروں اور میں تجھے نشانی دیکھاؤں تو تم ضرور بات مانو گے اس بات کی جس کی میں تجھے دعوت دے رہا ہوں؟ رکانہ نے کہا ٹھیک ہے وہاں پر اس کے قریب ایک کیکر کا درخت تھا جس کی بہت سی شاخیں تھیں اور ڈنڈیاں تھی اللہ کے نبی نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس سے کہا کہ اللہ کے حکم سے میرے پاس آجا وہ دو حصوں میں بٹ گیا لہٰذا وہ نصف حصے پر اپنی ٹہنیوں اور شاخوں سمیت حتی کہ اللہ کے نبی کے آگے آموجود ہوا اور رکانہ کے آگے رکانہ نے ان سے کہا آپ نے واقعی بہت بڑی بات مجھے دکھائی ہے آپ اس کو حکم دیں کہ یہ واپس چلا جائے اللہ کے نبی نے کہا اللہ گواہ ہے تیرے اوپر اگر میں اپنے رب کو پکاروں اور یہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تم ضرور میری دعوت قبول کرو گے؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا وہ چلا گیا اپنی ٹہنیوں اور شاخوں سمیت حتی کہ وہ اپنے بقایا نصف کے ساتھ مل گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تم اسلام قبول کرلو بچ جاؤ گے مگر رکانہ نے ان سے کہا میرے پاس انکار کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہے میں نے عظیم نشانی دیکھی ہے لیکن میں یہ بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ مدینے کی عورتیں اور بچے باتیں بتائیں گے کہ میں تیرے پاس اس لئے آیا تھا کہ میرے دل میں تیرا رعب اور ڈر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اہل مدینہ کی عورتیں اور بچے یہ جان لیں کہ کسی کے مقابلے میں نہ میرا پہلو کبھی زمین سے لگا ہے اور نہ ہی میرے دل میں ایک لمحے کے لئے کوئی خوف داخل ہوا ہے نہ دن میں نہ رات میں۔ لیکن بکریاں آپ کی ہیں آپ لے لیں اپنی بکریاں نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب تم نے اسلام لانے سے انکار کردیا ہے لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس چلے گئے وادی میں سے۔

ادھر ابوبکر صدیق ﷺ اور عمر فاروق ﷺ حضور ﷺ کو تلاش کرتے گھر پہنچے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے بتایا کہ وہ وادی اضم کی طرف نکلے تھے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ رکانہ کی وادی ہے جس کو وہ خطا نہیں کرتا ضرور جاتا ہے۔لہٰذا وہ دونوں پھر حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے اور ڈر رہے تھے کہ اگر رکانہ حضور اکرم ﷺ کو مل گیا تو وہ ان کو قتل کر دے گا لہٰذا وہ دونوں ہر بلندی پر چڑھ چڑھ کر ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے کہ کہیں سے حضور ﷺ نکل کر آ رہے ہوں۔ اچانک ان کی نظر پڑی نبی کریم آ رہے تھے دونوں نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ کیسے نکل آئے تھے اس وادی کی طرف اکیلے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی چھت ہے اور وہ سب سے بڑا لڑاکا ہے قاتل ہے اور آپ کا شدید تکذیب کرنے والا دشمن ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا کہ ہنس دیئے پھر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ واللہ یعصمك من الناس ۔ تجھے اللہ لوگوں سے بچائے گا۔ وہ میری طرف نہیں پہنچے گا اللہ میرے ساتھ ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کو رکانہ کی ساری مذکورہ کہانی سنا دی اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا ابوبکر ﷺ و عمر ﷺ دونوں اس واقعہ پر حیران ہوئے۔ دونوں نے کہا واقعی یا رسول اللہ! آپ نے رکانہ کو چت کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نہیں جانتے کہ آج تک کسی انسان نے اس کا پہلو بھی زمین سے لگایا ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی اس نے میری مدد کی دس سے زائد کے ساتھ اور دس آدمیوں کی طاقت کے ساتھ۔
اس کی سند میں ابوعبدالملک ہے اس کا نام ہے علی بن یزید شامی وہ قوی نہیں ہے۔

(بخاری نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ دارقطنی نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ میزان ۱۶۱/۳)

مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ روایات میں جو اس کو مؤکد کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۱۰۵

نبی کریم ﷺ کا تیراندازوں سے یہ کہنا
کہ تیر مارو اور میں ابن اذرع کے ساتھ ہوں اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماعیل نے، ان کو محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے، ان کو محمد بن مسکین یمامی اور اسماعیل بن اسرائیل لؤلوی نے، وہ کہتے ہیں ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے محمد بن ایاس بن سلمہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا سے کہ حضور ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے وہ تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا اچھا ہے یہ کھیل دو یا تین مرتبہ فرمایا تیر پھینکو میں ابن اذرع کے ساتھ ہوں (یعنی اس کے ساتھ مل کر پھینکتا ہوں) لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھ روک لئے اور بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم تیر نہیں پھینکیں گے ابن اذرع کے ساتھ اگر آپ اس طرف ہیں تو اے اللہ کے رسول۔ پھر وہ تو ہم سے جیت جائے گا۔ لہٰذا آپ نے فرمایا کہ تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں کہتے ہیں کہ اس دن وہ لوگ اس دن کا اکثر حصہ تیراندازی کرتے رہے پھر الگ ہو گئے تھے برابری کی بنیاد پر کوئی ایک دوسرے سے نہ جیتا۔ (سنن کبریٰ ۱۰/۱۷)

اور اسی طرح روایت ہے ابوبکر بن ابواویس کی سلمان سے۔

☆☆☆

باب ۱۰٦

حضور اکرم ﷺ کا اپنا واعظ و خطبہ

گھروں میں یا باپردہ جوان کنواری لڑکیوں کو اور یہ آزاد محترم عورتوں کو سنوانا حالانکہ وہ خود اپنی جگہ پر مسجد میں ہوتے تھے

(۱) ہمیں خبر دی امام ابواسحٰق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، ان کو محمد بن عباد بن موسیٰ نے، ان کو مصعب بن سلام نے، ان کو حمزہ بن زیات نے، ان کو ابواسحٰق نے، براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا آپ نے ان عورتوں اور لڑکیوں کو بھی سنایا کرتے تھے پردہ نشین نو جوان لڑکیوں کو بھی۔ یا گھروں میں پردہ نشین کہا تھا آپ نے فرمایا اے گروہ ان بولو لوگوں نے جو اپنی زبان کے ساتھ تو مسلمان ہو چکے ہو مگر دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کی کمزوریوں اور عیبوں کی تلاش میں نہ رہا کرو۔ بیشک حال یہ ہے کہ جو شخص ان کے عیبوں کی ٹوہ لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو بھی سامنے کر دے گا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عیبوں کے ظاہر کر دے وہ اس کو رسوا کر دے گا اسی طرح اس کو روایت کیا ہے جماعت نے، مصعب بن سلام سے۔ (مسند احمد ۴/۴۲۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحٰق صغانی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی مسیبی نے، ان کو فضالہ بن یعقوب انصاری نے، اسماعیل بن ابراہیم بن مجمع نے، ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا بیٹھ جاؤ عبداللہ بن رواحہ نے سنا رسول اللہ کا یہ فرمانا کہ بیٹھ جاؤ تو وہ (جہاں تھے وہیں) بکریوں میں بیٹھ گئے۔ بتایا گیا یا رسول اللہ! یہ ہے ابن رواحہ نے آپ کا قول سنا بیٹھ جاؤ آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے بیٹھ جاؤ لیکن وہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھ گئے (جہاں پر تھے)۔

(۳) اور روایت کی گئی مرسل روایت کے طور پر دوسرے طریق سے جیسے ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوربیع نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ثابت نے، عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے یہ کہ عبداللہ بن رواحہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس وقت فرما رہے تھے بیٹھ جاؤ وہ مسجد سے باہر اپنی جگہ پر ہی بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ خطبے سے فارغ ہو گئے یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے شوق وحرص طاعۃ اللہ اور اطاعت رسول کو اور زیادہ کرے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن علی سقاء نے، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو محمد بن احمد ہروی نے، ان کو علی بن حرب نے، ان کو سفیان نے، ان کو مسعر نے، عمرو بن دینار سے، اس نے یحییٰ بن جعدہ سے ان کو ام ہانی نے، وہ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی قراءت سنتی رہتی تھی اور میں اپنے گھر کی چھت کے اوپر تھی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس (وہی اصم ہے)، ان کو عباس دوری نے، ان کو ابونعمان عارم بن فضل نے، ان کو ثابت بن یزید نے، ان کو ہلال بن خباب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں اور مجاہد، یحیی بن جعدہ بن ام ہانی کے پاس اُترے اس نے ہمیں بتایا وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنتے تھے رات کے اندر کعبہ کے پاس اور میں اپنی چھت پر ہوتی تھی۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۱۰۷

یہود وغیرہ کے سوالات اوران کا نبی کریم ﷺ کے احوال کی تفتیش کرنا اوران میں سے اسلام قبول کرنا جس کواسلام کی ہدایت ملی

باب ۱۰۸

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوالات اوران کا اسلام قبول کرنا

جس وقت انہوں نے حضور ﷺ کی رسالت میں ان کی سچائی کو جان لیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صفار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن عثمان بن یحییٰ آدمی نے، ان کو ابوعمران موسیٰ بن سہل بن کثیر الوشاء نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن علیہ نے حمید طویل سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن حفص مقری بن حمامیؒ نے بغداد میں، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید طویل نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رسول ﷺ کے پاس آئے حضور کی مدینہ میں آمد پر اور کہا کہ میں تین چیزوں کے بارے میں آپ سے پوچھوں گا جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی اول شرائط کیا ہیں؟ اور اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا جو وہ کھائیں گے؟ بیٹا ماں پر جاتا ہے یا باپ پر؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی خبر دی ہے۔ ابن سلام نے کہا وہ تو یہود کا دشمن ہے فرشتوں میں سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شرائط قیامت میں پہلی شرط وہ آگ ہوگی جو ان کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ بہرحال پہلا کھانا جو اہل جنت کھائیں گے وہ مچھلی کا جگر وغیرہ ہوگا۔ بہرحال بیٹا (اس کی وجہ یہ ہے) جس وقت آدمی کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جس وقت عورت کا پانی سبقت کر جاتا ہے تو وہ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

اور ابن علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی کا پانی سبقت کر جاتا ہے عورت کے پانی سے تو بیٹا باپ کی طرف کھینچ جاتا ہے اور جس وقت عورت کا پانی آدمی سے سبقت کر جائے تو بیٹا ماں کی طرف کھنچ جاتا ہے۔

انصاری نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن سلام نے کہا تھا :

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد انک رسول اللّٰہ

پھر کہا کہ یارسول اللہ! بے شک یہود حیران پریشان قوم ہے، بہتان تراش لوگ ہیں۔ وہ جب میرے اسلام کے بارے میں جان لیں گے اس کے ان سے میرے بارے میں پوچھنے سے پہلے تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے آپ کے آگے۔

چنانچہ یہود آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم میں اللہ کا نیک بندہ کون ہے؟ وہ بولے ہمارے بڑے عالم، ہمارے عالم کے بیٹے، ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہمارے عالم ہمارے عالم کے بیٹے نام ہے عبداللہ بن سلام۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کیا کہو گے اگر عبداللہ اسلام قبول کرلے؟ یہودیوں نے کہا کہ اللہ اس کو بچائے اس سے۔

چنانچہ عبداللہ بن سلام فوراً نکل کر اُن کے سامنے آئے اور بولے :

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

وہ بولے یہ ہم سے بدتر ہے اور بدترین کا بیٹا ہے۔ انہوں نے اس کی توہین کی۔ عبداللہ نے کہا یہی بات تھی میں جس سے ڈر رہا تھا یارسول اللہ!

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حدیث ابن علیہ وغیرہ سے، اس نے حمید سے۔ (بخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ فتح الباری ۲۷۲/۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ بن حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابو معشر مدنی نے سعید مقبری سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب قبا میں آئے تھے تو اپنے مؤذن کو کہتے تھے وہ نماز کے لئے اذان دے۔

پھر بعض نے وہی حدیث بیان کی ہے۔ عبداللہ بن سلام کی آمد کے بارے میں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کے بیٹے کے بارے میں اور اپنی پھوپھی کی طرف کے بارے میں، وہ اس سے کہتی تھی کہ بھتیجے کہاں رہے ہو؟ وہ بتاتے تھے، اے پھوپھی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ وہ پوچھتی تھی کیا موسیٰ بن عمران کے پاس تھے؟ میں بتاتا کہ میں موسیٰ بن عمران کے پاس نہیں تھا۔ پھر پوچھا کیا اس نبی کے پاس تھے جو قیامت کے قیام کے وقت بھیجا جانا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! میں ان کے ہاں ہی رہا ہوں۔ پھر عبداللہ بن سلام نبی کریم ﷺ کی طرف واپس آئے اور انہوں نے ان سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کئے (راوی نے) حدیث اول ذکر کی ہے۔ مگر یہ اضافی بات کہی کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سواد (کالا نشان) کے بارے میں پوچھا جو چاند میں نظر آتا ہے کہ اول اشراط ساعۃ میں سے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ پہلی وحی ہے اس وقت جوان پر اس وقت اُتری ہے۔ فرمایا کہ اہل جنت پہلا طعام لام ونون کے ساتھ دیئے جائیں گے۔ انہوں نے سوال کیا کہ لام ونون کیا ہے؟ فرمایا بیل اور مچھلی کے جگر کا زائد حصہ (اس قدر عظیم ہوں گے کہ) ان میں سے ایک کے ساتھ ستر ہزار انسان کھائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ اُٹھیں گے (زندہ ہو جائیں گے) اہل جنت کے لئے۔

پھر شبہ (یعنی بچے کا ماں باپ کے مشابہ ہونا) تو وہ نطفوں میں سے جو نطفہ آگے پہنچ جائے رحم کی طرف آدمی کا یا عورت کا بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

بہر حال سواد (سیاہ نشان) جو چاند میں ہے تو بے شک وہ دونوں ایسے ہیں گویا کہ دو سورج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وجعلنا الليل والنهار ايتين فمحونا اية الليل ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۲)

ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے ہم نے رات کی نشانی کو محو کیا ہے۔

یہ سواد (کالا نشان) جو تم دیکھتے ہو یہی وہ محو ہے فمحونا اية الليل عبداللہ بن سلام نے کہا :

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کو ذکر کیا یہود کے قصے کے بارے میں جو حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اور حضور ﷺ نے ان سے سوالات پوچھے تھے (عبداللہ بن سلام کے بارے میں) اور جو انہوں نے اس میں گڑبڑ کی تھی۔ نیز نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان اَجَزْنَا الشَّهَادَةَ الْاُوْلٰى ہم پہلی گواہی کو نافذ کریں گے۔ بہر حال اس دوسری شہادت کو نہیں۔

☆☆☆

باب ۱۰۹

حبرُ الیہود کے سوالات اور اس کی یہ معرفت کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے سوالات کے درست جوابات دیئے ہیں اور وہ اپنی نبوت کے دعوے میں سچے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو ربیع بن نافع ابوتوبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید و ابن سلام ہیں کہ انہوں نے سُنا ابوسلام سے کہ مجھے خبر دی ہے ابو اسماء رحبی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ثوبان نے حدیث بیان کی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس کھڑا ہوا تھا، چنانچہ ایک حبر (عالم) آیا، یہود کے احبار (علماء) میں سے۔ اس نے کہا السلام علیکم یا محمد! ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ڈانٹ دیا اور دھکا دیا قریب تھا کہ وہ گر جاتا اس سے۔ اس نے پوچھا کہ کیوں دھکا دیا تم نے مجھے؟ میں نے کہا کہ تم یا رسول اللہ نہیں کہہ سکے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے ان کا وہ نام لیا ہے جو اس کے گھر والوں نے اس کا نام رکھا تھا۔ رسول اللہ نے (اس کی تائید کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا)۔ بے شک میرا وہ نام جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا وہ محمد ہی ہے۔ یہودی نے کہا میں آپ سے سوال کرنے آیا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر میں تجھے بتاؤں تو کیا تجھے کچھ فائدہ بھی ہوگا؟ یہودی عالم نے کہا کہ میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا (یعنی توجہ سے سُنوں گا)۔ اگلے لمحے یہودی نے زمین پر لکیر کھینچی۔ حضور نے یہودی سے کہا سوال کرو۔

یہودی نے پہلا سوال کیا لوگ کہاں ہوں گے؟

یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات

جس دن یہ زمین و آسمان تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا:

فی الظلمة دون الجسر

تاریکی میں ہوں گے پل صراط کے پاس۔

یہودی نے سوال کیا، سب سے پہلا شخص کون ہوگا پل کو عبور (پار) کرنے والا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا مہاجرین فقراء۔ یہودی نے پوچھا ان کا تحفہ کیا ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا زیادت کبدنوں (مچھلی کے جگر کا اضافہ)۔ اس نے سوال کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ اس کے بعد جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو ارد گرد اس کے چر رہا ہوگا۔ یہودی نے پوچھا ان کا مشروب کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا ایک چشمہ سے جس کا نام سلسبیل رکھا گیا ہے۔ یہودی عالم نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

یہودی عالم نے کہا اور میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کروں جس کو ہر نبی کے سوا یا ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے بتادوں کہ تمہیں کوئی فائدہ ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے دونوں

کانوں سے سنوں گا (یعنی خوب توجہ کے ساتھ سنوں گا) اس نے پوچھا کہ میں آپ سے بچے کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ حضور نے جواب دیا آدمی کا مادہ سفید اور عورت کا قدرے پیلا ہوتا ہے جب دونوں جمع ہوتے ہیں تو آدمی کا مادہ عورت کے مادہ کے اُوپر آجاتا ہے (غالب آجاتا ہے) تو اللہ کے حکم سے لڑکا بن جاتا ہے۔ اور اگر عورت کا مادہ آدمی کی منی کے اُوپر آجاتا ہے (غالبا آجاتا ہے) تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا: بے شک آپ نبی ہیں۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وہ سوال پوچھے ہیں مگر میں ان میں سے کچھ بھی نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے میرے پاس فرشتے کو بھیج کر مجھے علم دیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے، اس نے نافع سے۔ (مسلم۔ کتاب الحیض۔ حدیث ۳۴ ص ۲۵/۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مختار بن ابوالمختار نے ابوظبیان سے، ان کو ان کے اصحاب نے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ یہودی ان کے پاس آیا، سُرخ رنگ گھونگھریالے بالوں والا طیلسان (خوبصورت شال) لپیٹی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کیا تم میں کوئی ابوالقاسم ہے؟ تمہارے اندر محمد (ﷺ) ہے؟ ہم نے کہا کہ موجود ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو بولا، اے ابوالقاسم! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا نبی کے سوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ پوچھیں جو پوچھنا چاہتے ہیں۔ دوثقلین (میاں بیوی) میں سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ رسول اللہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے یہ چاہا کہ وہ یہ سوال نہ کرتا حضور ﷺ سے۔

اس کے بعد ہم سمجھ گئے کہ ان کے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے فرمایا، ہر ایک سے ہوتا ہے۔ یہودی نے پوچھا آدمی کے مادے سے کیا کچھ اور عورت کے پانی سے کس قدر؟ حضور ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کہ اس نے یہ سوال حضور سے نہ کیا ہوتا۔ پھر جلدی ہی ہم نے سمجھ لیا کہ ان کو بتا دیا گیا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو۔

آدمی کا نطفہ سفید ہوتا ہے اور گاڑھا ہوتا ہے اس سے ہڈیاں اور عصب بنتے ہیں۔ بہر حال عورت کا نطفہ پیلا ہوتا ہے اور پتلا ہوتا ہے، اس سے خون اور گوشت بنتا ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (مسند احمد ۴۶۵/۱)

باب ۱۱۰

یہود کی ایک جماعت کا حضور ﷺ سے سوالات کرنا

اور ان کو اس بات کی معرفت حاصل ہو جانا کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسین بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور بولے یارسول اللہ آپ ہمیں چند امور کے بارے میں بتائیں جن کے بارے میں آپ سے سوال کریں گے جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو، لیکن پہلے مجھے اللہ کا ذمہ اور عہد دو اور عہد جو یعقوب

علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا اگر میں تمہیں بتادوں جس کو تم سچ سمجھو تو آپ لوگ اسلام پر میری بیعت کرلو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس چیز کا عہد دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پوچھو جو چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا ہمیں آپ یہ بتائیں :

۱۔ اس طعام کے بارے میں جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اُوپر حرام کرلیا تھا تو راۃ کے نازل ہونے سے پہلے۔

۲۔ اور ہمیں بتائیں آدمی کی منی اور پانی کے بارے میں کہ اس سے لڑکا کیسے پیدا ہوتا ہے اور اس سے لڑکی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

۳۔ کہ یہ چیز کیسے ہوتی ہے نیند میں؟

۴۔ اور یہ بتائیں کہ فرشتوں میں سے کون آپ کا دوست ہے؟ یعنی کون سا فرشتہ آپ کے پاس آتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ اللہ کے عہد پر قائم رہنا کہ اگر میں نے جوابات دے دیئے تو تم ضرور میری بیعت کروگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو جو اللہ نے چاہا عہد و میثاق دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام شدید بیمار ہوگئے تھے، ان کی بیماری لمبی ہوگئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اللہ کے لئے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو اس بیماری سے شفادے دے تو وہ اپنے پسندیدہ مشروب کو اپنے لئے حرام کرلیں گے۔ اور پسندیدہ کھانے کی بھی۔ اور پسندیدہ مشروب آپ کا اُونٹ کا دودھ تھا، اور پسندیدہ کھانا ان کا اُونٹ کا گوشت تھا۔

یہودی بولے اللہ گواہ ہے بالکل یہی بات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ۔ پھر حضور نے فرمایا میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پیلا اور پتلا ہوتا ہے۔ دونوں میں سے جو غالب آجائے بچہ اسی کے مشابہ ہوجاتا ہے اللہ کے حکم سے۔ اگر آدمی کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو اللہ کے حکم سے بیٹا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی سے غالب آجائے تو وہ اللہ کے حکم سے بیٹی ہوتی ہے۔

وہ بولے اے اللہ کے نبی! ہاں یہی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ۔ پھر حضور نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تو راۃ نازل کی تھی تم یہ جانتے ہو کہ یہ نبی ایسا ہو جس کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا ہے؟ یہودی بولے، اے اللہ! ہاں بات تو یہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ ان پر۔ بولے اب آپ ہمیں اپنے ساتھی فرشتے کے بارے میں بتائیں، اس کے بعد آپ کے ساتھ صحبت رکھیں یا آپ کو چھوڑ جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرا ساتھی اور دوست جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے ہیں وہ سب کا دوست تھا۔ وہ بولے اسی بات پر ہم آپ کو خیر باد کہہ جاتے ہیں۔ اگر اس کے سوا کوئی اور فرشتہ آپ کا دوست ہوتا تو ہم تیری اتباع کرتے اور آپ کو سچا جانتے۔ حضور ﷺ نے پوچھا آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ تم تصدیق کرو۔ وہ بولے کہ وہ ہمارا دشمن ہے فرشتوں میں سے۔

لہٰذا اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

من كان عدوًّا الجبرئيل فانهٗ نزّله علىٰ قلبك .... الخ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۷)

۱۔ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو (جبرائیل کا تو کوئی قصور نہیں) اس نے آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے قرآن نازل کیا ہے۔

بغضب على غضب و للكافرين عذاب مهين .... الخ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۰)

۱۔ یہودیوں نے اللہ کی ناراضگی پر ناراضگی در ناراضگی کی طرف رجوع کیا ہے، کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

☆☆☆

باب ۱۱۱

دو یہودیوں کے (دیگر) سوالات اور ان کی معرفت نبی کریم ﷺ کی سچائی کے بارے میں آپ کی نبوت میں

(۱) ہمیں خبر دی محمد ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی شعبہ نے ابن حجاج سے عمرو بن مرّہ سے، اس نے عبداللہ بن سلمہ سے، اس نے صفوان بن عسال سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا میرے ساتھ چلو اس نبی کے پاس، ہم چل کر اس سے سوال کرتے ہیں۔ دوسرے نے کہا تم اس کو نبی نہ کہو۔ اگر اس نے سُن لیا کہ تم نے بھی اس کو نبی کہا ہے تو اس کی تو خوشی کے مارے چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں۔

ولقد اتینا موسیٰ تسع ایات بینات ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۰۱)

البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح آیات دی تھیں، یہ کونسی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

۱۔ یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ بناؤ۔
۲۔ کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرو اللہ نے جس کو قتل کرنا حرام ٹھہرایا ہے، مگر قتل حق کے ساتھ۔
۳۔ زنا نہ کرو۔ ۴۔ چوری نہ کرو ۵۔ جادو نہ کرو۔
۶۔ کسی بے گناہ کی شکایت لے کر صاحب اقتدار حاکم کے پاس نہ جاؤ کہ وہ اس کو قتل کر دے۔
۷۔ سود نہ کھاؤ۔ ۸۔ جنگ اور جہاد سے فرار اختیار نہ کرو۔ ۹۔ کسی پاک دامن عورت کو جھوٹی تہمت نہ لگاؤ۔

(شعبہ نے شک کیا تھا کہ شاید یہ بات بھی تھی) اور خاص طور پر تم اپنے اُوپر لازم پکڑ و خصوصاً اے یہود کہ تم ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

لہٰذا ان یہودیوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پیر چومے اور کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا چیز مانع ہے اس سے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ان دونوں نے کہا بے شک داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ کوئی نبی رہے۔ لہٰذا ہم ڈرتے ہیں کہ اگر آپ کی اتباع کریں گے تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب الاستئذان۔ حدیث ۲۷۳۳ ص ۵/۷۷)

☆☆☆

باب ۱۱۴

زانی کی سزا کے لئے یہود کا حضور ﷺ سے رجوع کرنا

اور اس بارے میں ان کا کتمان سامنے آنا۔ اس حکم کے بارے میں اللہ نے جس کو توراۃ میں نازل کیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا اس کو بیان کر دینا اور ظاہر کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن شاذان جوہری نے، ان کو محمد بن مقاتل مروزی نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو معمر بن زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ایک اور آدمی تھا جو ان کی عزت کرتا تھا اور وہ آدمی قبیلہ مزینہ سے تھا اور اس کا والد حدیبیہ میں شریک ہو چکا تھا اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھی تھا۔

کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ ایک گروہ یہودیوں کا آیا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا۔ لہٰذا ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو کیونکہ یہ ایسا نبی ہے جو تخفیف کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ ہمیں سنگسار کے بجائے حد کرنے کا کہہ دے تو ہم وہی کریں گے۔ اور ہم قیامت میں اللہ کے حضور یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے انبیاء میں سے تیرے ایک نبی کی تصدیق کی تھی۔

مرّہ نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور اگر اس نے بھی رجم کرنے کا حکم دیا تو ہم اس کی بات نہیں مانیں گے۔ تحقیق ہم پہلے ہی اللہ کی نافرمانی کر چکے ہیں۔ اس میں جو اس نے ہمارے اُوپر فرض کیا تھا رجم کو توراۃ میں۔

لہٰذا وہ رسول اللہ کے پاس آئے۔ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اصحاب کے ساتھ۔ انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں ایک آدمی ہم میں سے جس نے زنا کیا ہے جبکہ وہ شادی شدہ ہے۔ حضور ﷺ ان کو کچھ جواب دیئے بغیر اُٹھ گئے۔ اور ان کے ساتھ دو مسلمان بھی اُٹھ گئے۔ یہاں تک کہ بیت مدارس میں جا پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ توراۃ ایک دوسرے کو پڑھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا، اے جماعت یہود تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل کی تم لوگ توراۃ میں اس شخص کی کیا سزا پاتے ہو جب وہ شادی شدہ ہو؟ وہ لوگ بولے کہ ہم لوگ ان کا تحبیہ کرتے ہیں (منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھاتے ہیں) اور وہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کو گدھے پر سوار کر و اس طرح پر کہ ایک کی پیٹھ دوسرے کے ساتھ لگی ہوئی ہو۔

کہتے ہیں کہ ان کا حبر اور بڑا عالم چپ تھا اور وہ نوجوان تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس کو خاموش دیکھا تو دوبارہ ان کو قسم دی تو ان کا حبر بول پڑا۔ بہرحال آپ نے قسم دی ہے تو سنو ہم توراۃ میں رجم کا حکم پاتے ہیں۔ اس پر جو شادی شدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا (اس یہودی عالم سے) اللہ کے امر میں سے وہ کونسی پہلی چیز ہے جس میں تم لوگوں نے از خود رخصت اور ترقی نکال لی تھی۔

اس نے بتایا کہ ایک آدمی نے ہم میں سے زنا کیا تھا جو ہمارے بادشاہ کا رشتہ دار تھا۔ اس نے اس سے رجم ٹال دی تھی۔ اس کے بعد کسی دوسرے آدمی نے زنا کیا تھا تو اس بادشاہ نے اس کو رجم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لہٰذا اس کی قوم اُٹھ کھڑی ہوئی اس کے آگے۔

وہ کہنے لگے اللہ کی قسم آپ اس کو رجم نہیں کریں گے بلکہ اس کو رجم کریں اس کے چچازاد کو (جھگڑا بڑھ گیا تو پھر) ان سب نے آپس میں اس سزا پر صلح کرلی اور اتفاق کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اسی کے ساتھ فیصلہ کروں گا جو تورات میں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ نے حکم دیا ان دونوں کو سنگسار کردیا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۷۵)

زہری نے کہا ہے ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت انہیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلمو للذین ھادوا ۔ الخ

(سورۃ مائدۃ : آیت ۴۴)

بے شک ہم نے تورات نازل کی ہے۔ اس میں ہدایت ہے اور نور روشنی ہے۔ اسی کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں نبی جو تابع فرمان الٰہی تھے یہود کا فیصلہ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا بنو مزینہ کے ایک آدمی سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید بن مسیب سے یہ کہ ابوہریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے، اس نے مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے وہ کچھ کم اور کچھ زیادہ بیان کرتا ہے جو اس نے اضافہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا تھا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اس کے ایام یاد دلاتا ہوں بنی اسرائیل کے پاس کیا تم یہ جانتے ہو کہ اللہ نے حکم دیا ہے اس شخص کے بارے میں جو زنا کرے شادی شدہ ہونے کے بعد رجم کا حکم تورات میں۔ اس نے کہا کہ اللہ گواہ ہے ہاں یہی بات ہے۔ خبردار! اللہ کی قسم اے ابوالقاسم یہ یہود البتہ جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں مرسل ہیں، لیکن وہ آپ کے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا وہ دونوں رجم یعنی سنگسار کردیئے گئے۔ حضور کی مسجد کے دروازے کے پاس۔ بنوغنم بن مالک بن نجار میں۔

اس کے بعد ابن صوریا کافر ہوگیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے آیت نازل کی :

یا ایھا الرسول لا یحزنك الذین یسارعون فی الکفر سے لے کر سماعون لقوم اخرین لم یا توك

(سورۃ مائدہ : آیت ۴۱)

اے نبی تم کو وہ لوگ اپنے عمل سے غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑتے ہیں (آخر تک) وہ کان دھرتے ہیں دوسرے لوگوں کی طرف جو نہیں آتے تیرے پاس۔

مطلب ہے جو حضور ﷺ کے پاس نہیں آئے اور غائب ہوگئے ہیں اور پیچھے ہوگئے ہیں اور انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے جو کچھ بھی حکم دیا ہے تحریف الکلم کا احکام سے، چنانچہ ارشاد باری ہے :

یحرفون الکلم عن مواضعه یقولون ان اوتیتم ھذا فخذوہ

فرمایا کہ کلمات کتاب کو اپنے مقامات سے پھیرتے ہیں تحریف کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہی حکم ملے تو ان کو لے لو

(تحمیہ یعنی منہ کالا کرنا)

وان لم تؤتوہ بما فاحذروہ

یعنی اگر تمہیں اپنے مطلب کا فیصلہ نہ ملے تو اس کو چھوڑ دو۔ آخر قصہ تک

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۱۷۶)

☆☆☆

باب ۱۱۴

وہ یہودی جس نے نبی کریم ﷺ کی توراۃ میں صفت کا اعتراف کیا تھا اور اپنی موت کے وقت مسلمان ہو گیا تھا اور وہ یہودی جس نے آپ کی صفت موجود ہونے کا اعتراف کیا تھا جب آپ نے اسے قسم دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو احمد بن عمر نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ نے اس کے باپ کو سرہانے توراۃ پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے یہودی! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس توراۃ کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا کیا تم توراۃ میں میری تعریف، میرے بارے میں تفصیل اور میرے ظاہر ہونے کی جگہ وغیرہ کا تذکرہ پاتے ہو؟

یہودی نے کہا کہ نہیں۔ مگر اس نوجوان لڑکے نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) ہم لوگ توراۃ میں آپ کی تعریف آپ کے بارے میں وضاحت اور آپ کی آمد کا مقام وغیرہ پاتے ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس یہودی کو اس کے سرہانے سے اُٹھا دو اور اپنے بھائی کے ولی اور وارث بن جاؤ (یعنی تجہیز وتکفین کرو)۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۷۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفہ میں، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دُحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غزرہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ بے شک اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو بھیجا تھا لوگوں کو جنت میں داخل کرانے کے لئے۔

حضور ﷺ یہودیوں کے عبادت خانے میں گئے، دیکھا کہ ایک یہودی توراۃ پڑھ رہا تھا۔ وہ جب حضور کی تعریف وتوصیف پر گزرتا تو رُک جاتا۔ اور معبد کے کونے میں ایک آدمی بیمار پڑا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم پڑھتے پڑھتے رک جاتے ہو؟ مگر اس بیمار نے کہا کہ یہ لوگ جب نبی کی صفت پر آتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔

پھر وہ مریض گھٹنوں کے بل آیا، اس نے توراۃ لی اور کہا کہ ہاتھ ہٹایئے، اس نے پڑھنا شروع کیا، حتیٰ کہ جب وہ حضور کی تعریف پر گزرا تو کہنے لگا کہ یہ رہی آپ کی تعریف اور آپ کی اُمت کی تعریف:

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و انک رسول

اس کے بعد مر گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے ولی بن جاؤ، سرپرست بن کر تجہیز وتکفین کرو۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۱۷۶۔۱۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل اور محمد بن احمد صیدلانی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبیداللہ بن ابوداود منادی، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو صالح بن عمر نے، ان کو عاصم نے یعنی ابن کلیب نے اپنے والد سے، اس نے فلتان بن عاصم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ نے نظر اُٹھا کر ایک شخص کی طرف دیکھا اور بلایا۔ چنانچہ ایک آدمی یہود میں سے آیا شلوار قمیص پہنے ہوئے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

کہتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا مگر اس نے صرف یہی کہا یا رسول اللہ، مگر حضور نے پھر فرمایا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم توراۃ پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ حضور نے پوچھا انجیل پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں پڑھتا ہوں اور فرقان رب محمد کی قسم اگر چاہوں تو پڑھ سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے توراۃ اور انجیل اُتاری اور دیگر کئی چیزیں تم قسم کے ساتھ بتاؤ کیا تم مجھے پاتے ہو ان دونوں کتابوں میں؟ اس نے کہا کہ ہم اس میں تیرے جیسی صفت پاتے ہیں کہ وہ اس جگہ سے ظاہر ہوگا جہاں سے تم ظاہر ہوئے ہو۔ جیسے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اندر ہوگا۔

جب آپ آگئے تو ہم نے یہ رائے قائم کی کہ آپ وہی ہیں، مگر ہم نے جب غور کیا تو آپ وہ نہیں تھے۔ حضور نے پوچھا کہاں سے؟ یہودی نے کہا ہم یہ بات پاتے ہیں کہ آپ کی اُمت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں بغیر حساب کتاب کے جائیں گے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ تو قلیل ہو؟

حضور ﷺ نے فرمایا تم لا الہ الا اللہ کہو اور اللہ اکبر کہو۔ اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ اکبر کہا پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک میں البتہ وہی ہوں، بے شک میری اُمت البتہ زیادہ ہوگی ستر ہزار سے یعنی کئی کئی ستر ہزار ہوگی۔

ابن کثیر ۱۸۱/۶۔ (البدایۃ والنہایۃ)

باب ۱۱۴

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان قل ان کانت لکم الدار الآخرة عند اللّٰه خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۹۴)

(۲) اور اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ وہ موت کی آرزو ہر گز نہیں کریں گے کبھی بھی۔ پھر واقعۃً ایسا ہی ہوا جیسے اللہ نے خبر دی تھی۔

(۳) اور یہ روایت کہ وہ شخص جل مرا جو اذان کا مذاق اُڑاتا اور مؤذن کے خلاف جل جانے کی بد دعا کرتا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن محمد بن عبدالرحمن بن محبوب دہان نے۔ ان کو خبر دی حسین دہان نے، ان کو خبر دی حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو محمد بن احمد بن نصر لباد نے، ن کو خبر دی یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان نے، کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے

ابن عباس ﷺ سے، اس آیت کے بارے میں، فرمایا کہ ان سے کہہ دیجئے، اے محمد! اگر آخرت والا گھر خالص تمہارے لئے مراد ہے جنت جیسے تم لوگوں کا گمان ہے کہ خالص وہ تمہارے لئے ہے، یعنی مؤمنوں کے لئے نہیں ہے تو تم لوگ موت کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو اس دعوے میں کہ وہ صرف تمہارے لئے ہے باقی مؤمنوں کے سوا۔ لہٰذا وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ولن يتمنوه ابدا بما قدمت ايديهم ۔ سورۃ بقرہ : آیت ۹۵)

وہ ہرگز اس کی آرزو نہیں کریں گے کبھی بھی بوجہ ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے یعنی ان کے ہاتھوں نے جو عمل کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

(۲) مروان کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلبی نے ابو صالح سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے قول میں سچے ہو تو یوں کرو، اے اللہ! ہمیں موت دے دے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے ایک آدمی بھی یہ دعا نہیں کرے گا مگر یہ کہ دم گھٹ کر وہ اپنی جگہ پر مر جائے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس بات کو ناپسند کیا اللہ نے جو ان سے کہی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اُتری (ولن يتمنوه ابدًا بما قدمت ايديهم) ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ان کو معلوم ہے جو ان کے ہاتھوں آگے بھیجا ہے یعنی ان کے ہاتھوں نے جو عمل کیا ہے۔ والله عليم بالظالمين

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے کہ وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے۔ نبی کریم نے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا کہ وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے کبھی بھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ لوگ موت کی آرزو کرتے تو مر جاتے۔ لہٰذا خدا کے دشمنوں نے موت کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا نہ کی اس ڈر کے مارے کہ ان پر موت آن پڑے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزوا ولعبا ۔ (سورۃ مائدہ : آیت ۵۸)

جب تم نماز کی طرف آواز لگاتے ہو اذان کے ساتھ اور اقامت کے ساتھ یہ ظالم اس عمل کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اس کو کھیل بنا لیتے ہیں۔

(ذلك بانهم قوم لا يعلمون)

یہ اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے حکم کو نہیں سمجھتے، کہتے ہیں رسول اللہ کا مؤذن جب نماز کے لئے اذان دیتا ہے مسلمان نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہود و نصاریٰ کہتے تھے تحقیق کہ کھڑے ہو گئے ہیں، نہ کھڑے ہو سکیں۔ اور وہ جب ان کو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھتے ہیں تو ان کا مذاق اُڑاتے اور ان پر ہنستے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک یہودی آدمی تھا، وہ حبر تھا جب وہ مؤذن کو اذان کہتا ہوا سُنتا تو وہ یہ بکواس کرتا تھا اللہ اس کاذب کو جلائے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اس طرح بک رہا تھا کہ اس کی بیٹی آگ کا شعلہ لے کر گزری، اس کا ایک شرارہ گھر میں اُڑا اُس نے پورے گھر کو شعلے میں بدل دیا اور اس کو جلا دیا یعنی وہ جل کر مر گیا۔

☆☆☆

باب ۱۱۵

یہودی عالم کا حیران ہونا جب حضور ﷺ کو سورۂ یوسف کی تلاوت کرتے سُنا تھا، اس لئے کہ وہ حیرت انگیز حد تک اس کے موافق تھی جو کچھ توراۃ میں تھا اور سوال کرنا اس کا جس نے ان سے سوال کیا تھا ستاروں کے ناموں کے بارے میں جن کو اس نے خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن بن محبوب دہان نے، ان کو حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو خبر دی یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس ﷺ نے کہا کہ ایک عالم یہود میں سے ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا، اور وہ توراۃ کا قاری تھا۔ اتفاق سے حضور ﷺ سورۃ یوسف پڑھ رہے تھے بالکل ایسے جیسے توراۃ میں اُتری تھی۔ اس عالم نے پوچھا اے محمد! یہ آپ کو کس نے سکھائی؟ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے سکھائی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہودی عالم حیران ہو گیا جب وہ اس نے سنی تھی۔ وہ یہود کے پاس آیا، ان کو بتایا پھر ایک جماعت کے پاس گیا ان سے کہا تم جانتے ہو بے شک محمد ایسے قرآن پڑھتا ہے جیسے توراۃ میں اتارا گیا ہے۔ وہ گروہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی صفت پہچانی اور انہوں نے مہر نبوت کو دیکھا ان کے کندھوں کے درمیان۔ اور انہوں نے پھر توجہ سے سورۃ یوسف کی قرآت سنی اور وہ سارے اس سے حیران ہوئے اور انہوں نے پوچھا اے محمد! یہ آپ کو کس نے تعلیم دی ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے اللہ نے سکھائی ہے۔ اور آیت اُتری :

لقد كان في يو سف و اخوته ايات للسائلين ۔ (سورۃ یوسف : آیت ۷)

یعنی جو یوسف کے بھائیوں کے معاملے میں پوچھے دران کے بارے میں معلومات جاننا چاہے۔ (ان کے لئے نشانیاں ہیں)

لہٰذا اسی وقت وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

باب ۱۱۶

اُن ستاروں کے ناموں کا مطلب جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصور بصری نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور مکی نے، ان کو حکم بن ظہیر نے سدی سے، اس نے عبدالرحمٰن بن سابط سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس کو بستانی یہودی کہتے تھے، اس نے پوچھا مجھے خبر دیجئے ان ستاروں کے بارے میں جن کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔لہٰذا ان پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے انہوں نے ان کو خبر دی۔لہٰذا اللہ کے نبی نے یہود کے پاس پیغام بھیجا وہ جب ان کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہو جاؤ گے اگر تمہیں نام بتا دوں؟ اس نے کہا جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے نام بتانے شروع کیے :

۱۔حرثان، یا حرثال کہا تھا۔ ۲۔ طارق ۳۔ الذیال ۴۔ ذوالکنفات ۵۔ ذوالقرع
۶۔ وثاب ۷۔ عمودان ۸۔ وقابس ۹۔ الضرّوح ۱۰۔ مُصَبِّح
۱۱۔ الفلیق ۱۲۔ الضیآء ۱۳۔ النور

ان کو اس نے دیکھا تھا آسمان کے اُفق پر کہ وہ اس کو سجدہ کر رہے ہیں۔لہٰذا حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا تو انہوں نے ان سے کہا کہ امر پراگندہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہت دیر بعد جمع کرے گا۔یہ سن کر یہودی نے کہا اللہ کی قسم یہی ان کے نام تھے۔(تفسیر القرطبی ۹/۱۲۱)

حکم کہتے ہیں کہ الضیاء سے مراد دشمن ہے،اس سے مراد ان کے والد تھے۔اور نور سے مراد چاند ہے،اس سے مراد ان کی والدہ تھیں۔ اس وضاحت کے ساتھ حکم بن ظہیر اکیلا اور منفرد ہے اور یہی بعض اہلِ تفسیر کے نزدیک بھی ہے۔واللہ اعلم

باب ۱۱۷

زید بن سعنہ کا نبی کریم ﷺ کے احوال کی جستجو کرنا

حتیٰ کہ وہ جب ان پر مطلع ہو گیا اور اس میں اس نے نبوت کی علامات دیکھیں تو وہ مسلمان اور فرمانبردار ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عمر بن عبد العزیز بن قتادہ نیشاپوری نے،ان کو خبر دی ابو عمر بن مطر نے،ان کو ابو العباس حسن بن سفیان نسوی اور ابو محمد خشنام بن بشر بن عنبر نے۔ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن متوکل عسقلانی نے،ان کو ابو العباس ولید بن مسلم دمشقی نے بطور املاء کے مسجد دمشق میں۔ان کو محمد بن محمد بن حمزہ بن یونس بن عبداللہ بن سلام نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے۔وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام الحبر نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ کیا تو زید کہتے ہیں کہ وہ تمام علامات جو حضور ﷺ کی نبوت کی علامات بن سکتی تھیں وہ سب کی سب میں نے حضور ﷺ کے چہرے پر پہچان لی تھیں جب میں نے ان کے چہرے پر نظر ڈالی۔مگر وہ علامتیں ایسی تھیں جو مجھے ان میں نہیں مل رہی تھیں۔وہ یہ تھیں کہ اس کا حلم اس کی نادانی پر غالب ہو گا اور جس قدر زیادہ نادانی ہو گی اسی قدر حلم زیادہ ہو گا۔لہٰذا میں قصداً ان کے قریب رہنے کی کوشش کرتا رہتا تھا تاکہ میں ان سے میل جول رکھوں اور ان کے حلم کو جہل سے نمایاں دیکھ سکوں۔

ایک دن حضور ﷺ اپنے حجرے سے نکلے،ان کے ساتھ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ان کے پاس ایک آدمی آیا اپنی سواری پر دیہاتی آدمی کی طرح۔رسول اللہ ﷺ سے فرمایا،یا رسول اللہ! بے شک بُصری ایک قریہ ہے بنو فلاں میں سے،وہ لوگ مسلمان

ہو چکے ہیں اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔اور آپ نے ان کو بیان کیا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے پاس رزق فراخ آ جائے گا مگر اب تو ان کو قحط آن پہنچا ہے اور سختی ہے اور بارش سے محرومی ہے۔یارسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ وہ اسلام نہ لائیں کسی طمع اور لالچ کی بنا پر جیسے وہ اس میں داخل ہوئے طمع اور امید کی بناء پر۔اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آپ ان کے پاس کچھ بھیجیں جس سے ان کی مدد کریں تو آپ ضرور کریں۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف پہلو میں دیکھا۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ حضرت علی ؓ تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔

اور حسن بن سفیان نے کہا نہیں باقی رہا تیرے ساتھ کچھ بھی۔اور زید بن سعنہ نے کہا میں ان کے قریب ہو گیا۔میں نے کہا یا محمد (ﷺ) کیا آپ ایسا کریں گے کہ آپ میرے پاس فروخت کر دیں متعین مقدار میں کھجوریں بنوفلاں کے باغ سے فلاں فلاں وقت تک؟ انہوں نے فرمایا نہیں اے یہودی، بلکہ میں تجھے فروخت کرتا ہوں اتنے اتنے کھجور فلاں وقت تک اور میں بنوں فلاں کے باغ کی شرط بھی نہیں مقرر کرتا۔میں نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔انہوں نے مجھ سے سودا کر لیا۔میں نے اپنی کمر سے اپنی ہمیانی کھولی اور میں نے اس کو اسی مثقال سونا دیا کھجوروں کی متعین مقدار کے لئے ایک مقررہ وقت کے لئے۔حضور ﷺ نے وہ سونا اسی آدمی کو دیا اور فرمایا کہ اس کو لے جاؤ ان قحط زدہ مسلمانوں کی طرف جا کر ان کی مدد کیجئے۔

(اور حسن نے ذکر نہیں کیا) اس جملے کا کہ آپ نے اس آدمی کو دیا اور کہا کہ ان لوگوں کے پاس لے جائیں اور ان کی مدد کیجئے۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ جب مقررہ مدت میں سے دو تین دن باقی رہ گئے تو حضور ﷺ ایک جنازے میں آئے، ان کے ساتھ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ وعثمان ؓ بھی تھے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ۔جب حضور ﷺ جنازہ پڑھا چکے تو آپ ایک دیوار کے پاس بیٹھنے لگے میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان کی قمیص اور اوڑھنے والی چادر کے دونوں کناروں سے پکڑا اور نہایت سخت چہرے کے ساتھ اور تیز نظروں کے ساتھ ان کی طرف دیکھا۔اور میں نے کہا اے محمد کیا میرا حق ادا نہیں کریں گے۔اللہ کی قسم میں ایسا نہیں جانتا تھا کہ تم لوگ بنوعبدالمطلب اس قدر ادائیگی میں لاپرواہ ہو بلکہ مجھے تمہاری اس چیز کی عادت کا علم تھا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہنے کے بعد میں نے حضرت عمر ؓ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں ان کے چہرے پر گھوم رہی تھیں جیسے کشتی گول گھومتی ہے۔ پھر انہوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے اے اللہ کے دشمن کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہی ہے جو میں سن رہا ہوں اور تم نے یہ حرکت کی ہے جو میں نے دیکھی ہے۔حسن نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی اضافہ کئے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا اپنا ہاتھ ہٹایئے رسول اللہ ﷺ سے، مگر حشام نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے۔دونوں نے کہا اللہ کی قسم جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر ہمیں تیرے مر جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار تیرے سر میں مارتا۔مگر رسول اللہ ﷺ سکون کے ساتھ حضرت عمر کی طرف دیکھ رہے تھے اور وقار کے ساتھ اور مسکراہٹ کے ساتھ۔اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے عمر میں بھی اور وہ بھی زیادہ ضرورت مند تھے اس کے علاوہ کسی اور بات کی طرف۔ وہ یہ تھی کہ آپ مجھے حسن اداء کے لئے کہتے اور اس کو حسن تقاضا کی تلقین کرتے۔عمر اس کو لے جایئے اور اس کو اس کا حق ادا کر دیجئے اور اس کو بیس صاع کھجور زیادہ بھی دیجئے گا، اُس کے بدلے میں جو آپ نے اس کو ڈرایا دھمکایا ہے۔

زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ مجھے لے گئے اور انہوں نے میرا حق ادا کر دیا اور مجھے بیس صاع کھجور زیادہ بھی دی۔میں نے پوچھا اے عمر یہ زیادہ کیوں دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں بیس صاع زیادہ دوں اس کے بدلے جو میں نے تجھے ڈرایا تھا۔میں نے پوچھا کہ اے عمر آپ مجھے پہچانتے ہو؟ کہا کہ نہیں، تم کون ہو؟ میں نے حضرت عمر کو بتایا کہ میں زید بن سعنہ ہوں۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا کہ حبر ہو؟ (یہودی عالم) میں نے کہا کہ ہاں حبر ہوں۔حضرت عمر ؓ نے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی حرکت پھر کیوں کی تھی؟ اور تم نے ایسی ایسی بات کی تھی۔

میں نے کہا اے عمر بے شک علاماتِ نبوت میں سے کوئی شئی ایسی باقی نہیں رہ گئی تھی مگر میں ہر علامت کو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پہچانتا تھا جس وقت میں ان کی طرف دیکھتا تھا مگر دو چیزیں ایسی تھیں جن کے بارے میں ان سے آگاہ نہیں تھا۔ ایک تو یہ تھی کہ اس کا حلم اس کی نادانی پر غالب ہوگا۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کی شدت جہالت اس کے حلم کو حوصلہ اور زیادہ کرے گی۔ (اس واقعہ کے بعد) میں ان دونوں باتوں سے آگاہ ہوگیا ہوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اے عمر! بے شک میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔ اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا نصف مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، (جبکہ میرا مال کثیر ہے) یہ صدقہ اُمت محمد ﷺ پر ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ یا ان میں سے بعض پر ہے۔ لہٰذا حضرت عمر ؓ اور زید دونوں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور زید نے کہا :

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبدهٗ و رسو لهٗ

اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا اور حضور ﷺ کی تصدیق کی اور ان کی تابعداری کی۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ بہت ساری جنگوں میں شریک ہوئے اور غزوۂ تبوک میں وفات پائی اس حال میں کہ وہ آگے بڑھ رہے تھے پیچھے نہیں ہٹے تھے۔

اللہ رحم کرے زید پر۔ حضرت زید کے اسلام کا قصہ طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۶۰۴-۶۰۵)

یہ الفاظ ہیں ہشام کے اور وہ ان میں سے زیادہ مکمل روایت ہے جبکہ مفہوم ایک ہے۔ (مصنف کہتے ہیں کہ) اور اسی مفہوم میں ہے۔ (اگلی روایت)

(۲)　جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داود بن سلیمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابوعلی محمد بن محمد بن اشعث کوفی نے مصر میں، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسماعیل نے اپنے دادا موسیٰ بن جعفر سے، اس نے اپنے والد جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد علی بن ابوطالب ؓ سے یہ کہ ایک یہودی تھا، اس کو کہا جاتا کہ فلاں حبر ہے (بڑا عالم ہے)۔ اس کے رسول اللہ ﷺ پر کچھ دینار قرض تھے اس نے اپنے قرضے کا تقاضا کیا نبی کریم سے۔ حضور نے فرمایا اے یہودی میرے پاس ابھی کچھ دینے کے لئے نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں تجھے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا اے محمد! یہاں تک کہ آپ مجھے ادا کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں بھی تیرے ساتھ بیٹھا ہوں لہٰذا وہ بیٹھے، ان کے ساتھ ظہر پڑھی، عصر پڑھی، مغرب، عشاء پڑھی پھر صبح پڑھی۔ اصحاب رسول اس کو دھمکاتے ڈراتے رہے۔ حضور سمجھ گئے صحابہ جو کچھ اس کے ساتھ کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہودی نے آپ کو روک رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے منع کر دیا ہے اس سے کہ کسی معاہد اور ذمی یا غیر معاہد کے ساتھ ظلم کروں۔

جب دن چڑھ آیا تو یہودی نے کہا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبدهٗ و رسوله اور میرا آدھا مال بھی اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ خبردار! میں نے جو کچھ کیا ہے آپ کے ساتھ وہ اس لئے کیا ہے تاکہ میں تورات میں موجود آپ کی صفت کو جانچ سکوں کہ محمد ﷺ عبداللہ کے بیٹے ہوں گے، جائے پیدائش مکہ ہوگی، مقام ہجرت طیبہ ہوگی، حکومت اس کی شام کی ملک تک ہوگی، نہ وہ شور مچانے والا ہوگا نہ سخت اور ترش رو ہوگا، نہ بازاروں میں ہلہ گلہ مچانے والا ہوگا، نہ فحش گوئی کو شیوہ بنانے والا ہوگا نہ بُری بات کرنے والا ہوگا۔

اشهد ان لا اله الا الله و انك رسوله الله

یہ ہے میرا مال، اس میں آپ جو چاہیں حکم کریں اور تصرف کریں جبکہ وہ یہودی کثیر المال تھا مسلمان ہوگیا۔

☆☆☆

باب ۱۱۸

جس شخص نے کوچ کرنے میں حضور ﷺ کے امر کی خلاف ورزی کی تھی اس کو مصیبت پہنچنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد عنزی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے، ان کو ربیع بن نافع نے ابوتوبہ اور ابوالجماہیر محمد بن عثمان تنوخی نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہیثم بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی راشد بن داؤد صنعانی نے، ان کو ابواسماء رحبی نے ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے اپنے ایک سفر کے بارے میں فرمایا تھا:

بے شک آج رات ہم لوگ انشاء اللہ منہ اندھیرے جلدی سفر کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ ہمارے ساتھ کمزور پریشانی میں مبتلا شخص کوچ نہ کرے۔ مگر ایک آدمی نے اُونٹنی پر کوچ کیا اس کے ساتھ پریشانی تھی وہ گر گیا۔ لہٰذا اس کی لات ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اس نے اعلان کیا بے شک جنت حلال نہیں ہے کسی عاصی اور نافرمان کے لئے، تین بار اعلان کیا۔
(مسند احمد ۵/۲۷۵)

باب ۱۱۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اس مشرک کے بارے میں جس کو عذاب آن پہنچا تھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تھا

ہمیں خبر دی ابوالحسن نے علی بن محمد بن علی مقریٔ نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے۔ ان کو دیلم بن غزوان نے، ان کو ثابت بن انس نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو مشرکین کے سرداروں میں سے ایک سردار کے پاس بھیجا۔ اس کو اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے۔ اس مشرک نے کہا یہ اللہ جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ اس کی بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں بہت بُری لگی۔

وہ نمائندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا، اس نے آ کر آپ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس واپس جاؤ۔ پھر اس نے دعوت دی مگر مشرک نے پھر وہی جواب دیا۔ وہ واپس آیا، اس نے حضور ﷺ کو بتلایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس کے پاس واپس جاؤ۔ اس نے جا کر پھر دعوت دی۔ مگر مشرک نے تیسری بار وہی جواب دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک خطرناک کڑک اور گرج بھیجی جبکہ حضور ﷺ کا نمائندہ ابھی راستے میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو بتایا کہ اللہ عزوجل نے تیرے ساتھی کو ہلاک کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ پر یہ وحی نازل ہوئی :

ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء (الآیة) (سورۃ رعد : آیت ۱۳)

وہ عذاب بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعے ہلاک کر دیتا ہے۔ (قرطبی ۹/۲۹۶)

باب ۱۲۰

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا تھا اس پر جو عذاب آیا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف دو آدمیوں کو بھیجا اور فرمایا تھا کہ تم اس کو زندہ نہیں پاؤ گے۔ واقعی انہوں نے اس کو زندہ نہیں پایا وہ مر چکا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ایک آدمی سے، اس نے سعید بن جبیر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی انصاری ایک بستی میں گیا، اس نے بستی والوں سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے تمہاری طرف، فرمایا ہے کہ تم لوگ میری شادی کر دو فلاں لڑکی کے ساتھ۔ ایک آدمی نے کہا اس کے گھر والوں میں سے کہ یہ شخص پیغام لے کر آیا ہے رسول اللہ کا تم لوگوں کے پاس، ہمیں نہیں معلوم کہ صحیح ہے یا نہیں؟ لہٰذا تم لوگ اس کو مہمان رکھو اور اس کا اکرام کرو، میں جا کر پتہ کر کے آتا ہوں۔

وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا ان کو جا کر بتایا حضور ﷺ نے اس بات کا انکار کیا۔ اور حضور نے حضرت علی ؓ اور زبیر ؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ تم جاؤ اگر اس کو پالو تو جا کر اس کو قتل کر دو، نہیں میں نہیں دیکھتا کہ تم اس کو پا سکو گے۔

وہ دونوں گئے انہوں نے اس کو اس طرح پایا کہ اس کو سانپ نے ڈسا تھا جس سے وہ مر گیا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے، انہوں نے حضور کو خبر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا :

من کذب علی فلیتبوأ مقعدہٗ من النار

جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہئے۔

(یہ روایت مرسل ہے)

اور ایک اور طریق سے روایت کیا گیا ہے عطاء بن سائب سے، اس نے عبداللہ بن حارث سے اور اس نے اس (جھوٹ بولنے والے شخص) کا نام بھی ذکر کیا ہے جُد جُد جندعی۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی حسن بن احمد سمرقندی نے، اور میرے لئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا، ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن احمد استراباذی الحاکم نے، سمرقند میں، وہ کہتے ہیں ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن رازی نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن اسماعیل فارسی نے بخاریٰ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن حمید نے، ان کو عیسیٰ بن جنید الکسی نحوی نے جو کہ ثقہ ہے، ان کو یحییٰ بن بسطام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمر بن فرقد بزار نے، ان کو عطاء بن سائب نے عبداللہ بن حارث سے یہ کہ جُد جُد جندعی کو نبی کریم ﷺ قریب رکھتے تھے۔ (فیض القدیر ۶/۲۱۴)

وہ یمن میں گیا تو وہ ان میں سے ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم میری طرف اپنی جوان عورتوں کو بھیجا کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد کیا تھا تو وہ تو زنا کو حرام کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا، اس نے رسول اللہ کو جا کر بتایا حضور ﷺ نے انکار کیا۔

اور انہوں نے حضرت علی ﷺ کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ اگر وہ شخص تمہیں زندہ مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ اور مُردہ ملے تو اس کو آگ میں جلا دینا۔ وہ وہاں گئے تو پتہ چلا وہ شخص (جُد جُد) رات کو پانی پینے کے لئے اُٹھا تو اس کو سانپ نے ڈس لیا (مادہ سانپ نے) جس نے اس کو مار دیا یعنی اس کے زہر سے وہ مر گیا۔

حضرت علی ﷺ پہنچے تو اسے مرا ہوا پایا۔ لہٰذا اس نے اسے آگ سے جلا دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعدہ من النار

جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

باب ۱۲۱

نبی کریم ﷺ کا منافقین کے ناموں کی خبر دینا اور حضور ﷺ کا اس میں سچا ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد برتی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کہیل سے، اس نے ایک آدمی سے، اس نے اپنے والد سے سُنا، وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ عیاض ہیں اس نے ابومسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ نے فرمایا: بے شک بعض تم میں سے منافقین ہیں، پس میں جس کا نام لوں وہ اُٹھ جائیں۔ چنانچہ چھتیس (۳۶) آدمی اُٹھے۔ پھر فرمایا: بے شک تمہارے اندر یا فرمایا کہ تم میں سے منافقین ہیں۔ لہٰذا اللہ سے عافیت مانگو۔

حضرت عمر ﷺ گزرے ایک آدمی کے پاس سے، اس نے گھونگھٹ نکال رکھا تھا جوان کو پہچانتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے خبر دی اس کی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دُوری رہے تیرے لئے ہمیشہ کے لئے۔ (مسند احمد ۵/۲۷۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن عبداللہ نے، ان کو احمد نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو سفیان نے، ان کو سلمہ نے عیاض بن عیاض سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، اس کے بعد ابن مسعود نے اسی مذکورہ بات کو ذکر کیا ہے۔

باب ۱۲۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس آدمی کے بارے میں جس کی تعریف کی گئی تھی کہ وہ عبادت کرنے میں بہت کوشش اور محنت کرتا ہے بوجہ اس کے کہ اس کے دل نے اس کو کہا ہے اور اس کے علاوہ اس کے دیگر احوال

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابو سعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو بشر بن بکر نے اوزاعی سے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی رقاشی نے، ان کو انس بن مالک نے، وہ کہتے ہیں انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک۔ انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور مضبوطی کا ذکر کیا اور عبادت میں اس کی سخت اور انتہائی کوشش کا۔ اچانک انہوں نے دیکھا تو وہ آدمی آرہا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ ہے وہ آدمی جس کا ذکر کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں البتہ دیکھ رہا ہوں اس کے چہرے پر شیطانی اثر و نشان۔ اس کے بعد وہ شخص آیا اس نے سلام کیا ان سب پر۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تیرے دل نے (نفس سے) تجھ سے کوئی بات کہی ہے۔ اور ابو سعید کی ایک روایت میں ہے، کیا تیرے نفس نے تجھے یہ بات کہی نہ کہ لوگوں میں تم سے کوئی بہتر نہیں ہے۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں، پھر وہ چلا گیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور جا کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون اٹھ کر جائے گا اس کی طرف، جا کر اس کو قتل کر دے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں، وہ اس کی طرف گئے تو اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ لہٰذا وہ اس کو قتل کرنے سے گھبرا گئے ایسی حالت میں، وہ لوٹ گئے۔ واپس آ کر حضور ﷺ کو بتایا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو حالت نماز میں پایا تھا لہٰذا میں اس کو قتل کرنے سے ڈر گیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کون جا کر اس کو قتل کر دے گا؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے تو انہوں نے بھی اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور وہ ڈر گئے، واپس آ کر عرض کی کہ میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ لہٰذا میں ڈر گیا اس کو قتل کرنے سے۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا کون جا کر اس کو قتل کرے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو اس کو پا لے گا تو قتل کر لے گا۔ وہ گئے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آئے اور حضور ﷺ کو بتا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ پہلا قرن ہے فتنہ ہے میری اُمت میں۔ اگر تم اس کو قتل کر دیتے تو میری اُمت میں دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک فریق کے۔ (مسند احمد ۳/۱۲۰)

یزید رقاشی نے کہا یہ ایک جماعت ہو گی۔

☆☆☆
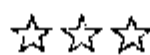
باب ۱۲۳

حضور ﷺ کا روزہ رکھنے کا دعویٰ کرنے والی عورت کی حالت کے بارے میں خبر دینا اس کی زبان کی حفاظت کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے ،ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ،ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ،ان کو خبر دی مسعر نے عمرو بن مرّہ سے ،اس نے ابوالبختری سے ۔وہ کہتے ہیں ایک عورت تھی اس کی زبان میں تیزی تھی ۔

وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی ،جب شام ہوئی حضور ﷺ نے اس کو کھانے پر بلایا ،اس عورت نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں تو روزے سے تھی ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم نے روزہ نہیں رکھا تھا ۔

جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کچھ پرہیز کیا ۔جب اس نے شام کی تو حضور ﷺ نے پھر اس کو کھانے کے لئے بلایا ،وہ بولی کہ آج کے دن تو میں روزے سے تھی ۔حضور ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بکتی ہو ۔جب اگلا دن آیا تو اس عورت کی طرف سے کوئی شئی نہ تھی ۔جب شام کی تو آپ نے پھر اس کو کھانے کے لئے بلایا ۔وہ کہنے لگی میں روزے سے تھی ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج تم نے روزہ واقعی رکھا تھا ۔(خصائص کبریٰ ۲/۱۰۴)

یہ حدیث مرسل ہے ۔

باب ۱۲۴

حضور ﷺ کا وعدہ دینا اس شخص کو جو سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کرے ۔نیک بنانے اور سوال سے بچنے کا اور جو شخص بندوں سے مستغنی رہے اس کو غنی کرنے کا اور حضور ﷺ کی تصدیق کا پورا ہو جانا ۔ حضرت ابوسعید خدری وغیرہ کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضبعی نے ،ان کو حسن بن علی بن زیاد تستری نے ،ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے ،اس نے سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ سے ،اس نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے ،اس نے ابوسعید خدری ﷺ سے کہ اس نے کہا ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی اس قدر کہ اس جیسی بھوک ہمیں نہ اسلام سے قبل پہنچی تھی نہ اسلام میں ۔

میری بہن فریعہ نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، ان سے جا کر ہمارے لئے کچھ مانگ کر لے آؤ۔ اللہ کی قسم وہ کسی کو مایوس نہیں کرتے، کیونکہ تمہاری حالت جانے کے بعد ایسی ہوگی یا تو ان کے پاس کچھ موجود ہوگا اور وہ کچھ آپ کو دے دیں گے یا ان کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوگا تو وہ لوگوں سے کہہ دیں گے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ میں نے بھی اس مشورے کو پسند کیا اور چلا گیا۔

جیسے ہی میں مسجد کے قریب ہوا (ان دنوں باہر دیواریں نہیں ہوتی تھیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سُن لی، میں نے دل میں کہا یہ تو نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی بات جو میری سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ وہ یہ فرمارہے تھے :

من یسعف یعفه اللّٰه و من یستعن یغنه اللّٰه

جو شخص سوال کرنے اور مانگنے سے بچے گا اللہ اس کو مانگنے سے بچائے گا اور جو شخص لوگوں سے مستغنی رہے گا اللہ اس کو غنی کر دے گا۔

میں نے دل میں سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک اللہ کی قسم یہ تو ایسی بات ہے جیسے کہ حضور ﷺ تیرے بارے میں فرمارہے ہیں لامحالہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کوئی کام باقی نہیں ہے یا کوئی خواہش باقی نہیں ہے کہنے کے لئے۔

اس کے بعد جب میں نے آپ سے سُن لیا جو کچھ سُن لیا ہے میں جا کر مجلس میں بیٹھ گیا جب آپ فارغ ہوئے تو میں واپس لوٹ آیا بنا کچھ کہے۔ اور بھوک سے نڈھال ہونے ہونے والی بہن فریعہ دروازے کے بار بار چکر لگا رہی تھی۔ جیسے بھوکی شیرنی کچھار سے۔ اس کو بھوک نے نڈھال کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب بقیع زبیر کے پاس پہنچا تو بہن نے دیکھ لیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے خالی ہاتھ ہوں۔ میں جب آ گیا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ اللہ کی قسم حضور ﷺ تو کسی بھی اپنے سائل کو مایوس نہیں کرتے۔ لہٰذا میں نے اس کو وہ بات سُنائی جو میں نے حضور ﷺ سے سُنی تھی۔ بہن نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے بعد حضور ﷺ سے کچھ مانگا تھا؟ میں نے بتایا کہ نہیں مانگا۔ بہن نے کہا احسنت تم نے اچھا کیا۔ مگر جب اگلی صبح ہوئی تو اللہ کی قسم میں اپنے نفس کو مشقت اور تھکان میں ڈالے بیٹھا تھا جھاڑ کے نیچے۔ اچانک میں نے یہود کے دراہم پالئے۔ ہم نے اس کے ساتھ خریداری کی کھایا۔ اس کے بعد تو اللہ کی قسم ہمیشہ نبی کریم ﷺ احسان کرتے رہے۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ فتح الباری ۱۱/۳۰۳۔ مسلم۔ کتاب الزکاۃ ۲/ ۷۲۹۔ مسند احمد ۳/۳)

روایت کیا ہے اس کو ہلال بن حفص نے ابوسعید سے مگر انہوں نے کہا میں واپس لوٹ آیا تھا، پس میں نے اس کے بعد کسی سے کچھ بھی نہیں مانگا مگر دنیا آ گئی ہمارے پاس۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ انصار میں سے کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ مالدار نہیں تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو محمد بن عمرو نے سلمہ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں جانتا تھا کہ میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا (کچھ مانگوں گا) مگر میں نے ان کو منبر پر بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ لوگو !

من یستعف یعفه اللّٰه و من یستعن یغنه اللّٰه

جو شخص مانگنے سے رکے گا اللہ اس کو سوال سے بچائے گا اور جو شخص لوگوں سے مستغنی بنے گا اللہ اس کو خود غنی کر دے گا۔

لہٰذا یہ سُن کر میں واپس لوٹ آیا اور میں نے کہا میں حضور ﷺ سے بھی نہیں مانگوں گا۔ اب البتہ ہم اپنی قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۲۵

نبی کریم ﷺ کا سائل کو خبر دینا جو وہ سوال کرنے

اور مانگنے کا ارادہ کر کے آیا تھا۔ سوال کرنے سے قبل اس کو بتادیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن سُلمی نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو معاویہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد اسدی نے کہ اس نے سُنا وابصہ اسدی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا تاکہ میں ان سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کروں مگر انہوں نے میرے سوال کرنے سے قبل فرمایا، اے وابصہ تم مجھ سے نیکی اور بدی کا پوچھنے آئے ہو؟ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی بات پوچھنے کے لئے آپ کے پاس آیا تھا۔

آپ نے فرمایا :

البر ما انشرح له صدرك والاثم ما حاك في نفسك وان افتاك عنه الناس

نیکی وہ ہے جس کے لئے تجھے اطمینان ہو شرح صدر ہو۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے نفس میں کھٹن پیدا کرے اگر چہ لوگ اس کے بارے میں تجھے فتویٰ دیں۔

(مسند احمد ۴/ ۲۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حماد بن سلمہ نے زبیر ابوعبدالسلام سے، اس نے ایوب بن عبداللہ سے یعنی ابن بکر سے، اس نے وابصہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا کہ آج میں نیکی اور گناہ میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑوں گا مگر میں حضور ﷺ سے ان کے بارے میں پوچھوں گا۔

میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنے لگا۔ لوگوں نے کہا رُک جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے سے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیئے میں ان کے قریب جانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا قریب آجایئے اے وابصہ! قریب آجایئے اے وابصہ۔ میں قریب ہوا اس قدر کہ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں کو چھونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے وابصہ میں تجھے خبر دوں اس کی جس بات کو تم مجھ سے پوچھنے کے لئے آئے ہو۔ میں نے کہا مجھے خبر دیجئے یارسول اللہ!

آپ نے فرمایا، تم اس لئے آئے ہو کہ تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھ سکو۔ پھر میں نے کہا جی ہاں! کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اُنگلیوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ میرے سینے میں ٹھوکر ماری اور فرمایا، اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھ، اپنے نفس سے فتویٰ پوچھ۔ نیکی وہ ہے جس کی طرف دل مطمئن ہو جائے اور نفس مطمئن ہو جائے۔ اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکا پیدا کرے اور سینے میں شک اور تردد پیدا کرے اگر چہ تو لوگوں سے فتویٰ پوچھے اور لوگ تجھے فتویٰ دے دیں۔ (مسند احمد ۴/ ۲۲۸۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۱۸۱۔۱۸۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن شیبان بن بغدادی ہروی نے، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس دو آدمی آئے ایک انصاری تھا دوسرا ثقفی تھا۔ انصاری نے جلدی سے سوال کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثقفی! بے شک انصاری نے تم سے سبقت کر لی ہے سوال کرنے میں۔ انصاری نے کہا یارسول اللہ! میں اس کی ابتداء کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنی حاجت کے بارے میں سوال کیجئے اور تم چاہو تو ہم بتادیں جس کے لئے

تم آئے ہو۔اس نے کہا کہ یہ بات میری طرف زیادہ حیرت کی ہوگی یارسول اللہ! فرمایا تم اس لئے آئے ہوتا کہ تم اپنی نماز کے بارے میں پوچھ سکو رات کواور اس کے رکوع، سجود کے بارے میں ۔ اور اپنے روزے کے بارے میں اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں ۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی بات ہے جس کے بارے میں پوچھنے کے لئے میں آیا تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا بہرحال تیرا نماز پڑھنا رات میں، تو تم نماز پڑھا کرو اول اور آخر رات کے اندر اور درمیان میں نیند کرلیا کرو۔ اس نے کہا آپ کیا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ! اگر میں رات کے درمیان میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا تو اس وقت بھی پڑھ سکتے ہو۔ بہرحال رہا تیرا رکوع کرنا تو سنو تم رکوع کرنا چاہو تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اُنگلیاں کھلی کرلو، اس کے بعد اپنا سر اُٹھائیے اور سیدھے کھڑے ہو جائیے ۔ یہاں تک کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آجائے اور تم سجدہ کرنے لگو تو پیشانی کو اچھی طرح زمین پر ٹکا دو ٹھونگے نہ مارو۔ باقی رہا تیرا روزہ رکھنا تو سفید اور روشن راتوں کے دنوں کے روزے رکھو یعنی تیرہویں چودہویں پندرہویں کا روزہ۔

اس کے بعد آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے انصار کے بھائی آپ اپنی حاجت کے بارے میں پوچھیں اور اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔ اس نے کہا یہ بات میرے لئے زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگی یارسول اللہ! حضور نے فرمایا تم اس لئے آئے ہو کہ تم پوچھنا چاہتے ہو اپنے گھر سے تمہارے خروج کے بارے میں کہ آپ ارادہ کر رہے ہیں بیت العتیق جانے کا (کعبے میں جانے کا) اور کہتے ہو میرے لئے اس میں کیا ہے؟ اور تم اپنے عرفات میں قیام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو اور تم کہتے ہو تمہارے لئے اس میں کیا ہے؟ اور تم جمرات کی رمی کرنے کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو اور تم پوچھتے ہو تمہارے لئے اس میں کیا ہے؟ انصاری نے کہا جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ، بے شک یہی چیز ہے جس کو میں آپ سے پوچھنے آیا تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا: بہرحال تیرا گھر سے بیت الحرام کے ارادے سے نکلنا، تو سُن لیجئے کہ تیرے لئے اس میں سے ہر قدم کے بدلے خواہ تم چلو یا تمہاری سواری چلے۔ تیرے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک بُرائی مٹادی جائے گی اور تم جب عرفات کا وقوف کرو اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اُترتے ہیں اور وہ فرشتوں سے کہتے ہیں یہ میرے بندے میرے پاس آئے ہیں بال بکھرے ہوئے غبار آلود ہیں پرتنگ گلی سے دُور دراز سے آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہے۔ کیا حال ہوتا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے ۔ اگر تیرے اوپر تہہ در تہہ ریت کی مثل گناہوں ہوں بارش کے قطروں کی طرح یا ایام دنیا کی تعداد کے مطابق تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دھوئے گا۔

بہرحال باقی رہا تیرا جمرات کو رمی کرنا اس کا اجر تیرے رب کے پاس محفوظ ہے جب تم سر منڈواؤ تو تیرے لئے ہر بال کے بدلے میں جو گرے گا تیرے سر کے اُوپر سے ایک نیکی لکھی جائے گی اور تیری ایک غلطی مٹادی جائے گی اور پھر تم جب بیت اللہ کے گرد طواف کرو گے تو تم گناہوں سے نکل جاؤ گے۔ ان میں کچھ بھی تیرے اُوپر باقی نہیں رہے گا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۱)

اس حدیث کا شاہد موجود ہے اچھی عمدہ اسناد کے ساتھ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوالحسین عبداللہ بن محمد بن یونس سمنانی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو یحییٰ بن عبدالرحمن ارجبی نے، ان کو عبیدہ بن اسود نے، ان کو قاسم بن ولید جُندعی نے سنان بن حارث بن مصرف سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا انصار میں سے، اور میں نے گمان کیا ایک رومی ثقیف میں سے، رسول اللہﷺ کے پاس۔

اس نے کہا اے اللہ کے نبی! کچھ کلمات ہیں آپ سے ان کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، آپ وہ مجھے سکھادیں۔ اس کے بعد اس نے حدیث ذکر کی مذکورہ روایت کے مفہوم میں۔ علاوہ ازیں اس نے کہا کہ جس وقت جمرات کی رمی ہوگی اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ

اس کے لئے کیا ہوگا جس کا اس کو قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا؟ اور طواصلت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج جنم دیا ہے۔ اور یہ روایت مروی ہے انس بن مالک ﷺ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن حماد دباغ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو اسماعیل بن رافع نے، اس نے انس بن مالک صحابی رسول سے۔ حضور ﷺ مسجد خیف میں تھے کہ ان کے پاس دو آدمی آئے ایک انصار میں سے اور دوسرا ثقیف میں سے، دونوں نے حضور کو سلام کیا اور حضور کے لئے جمیع دعائیہ الفاظ کہے۔ پھر کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں یارسول اللہ! آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو تو ایسا کر لیتا ہوں؟ اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں اور تم خود مجھ سے پوچھو تو میں ایسے بھی کر لیتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا آپ ہمیں خبر دیجئے یارسول اللہ! ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا اور یقین بڑھ جائے گا۔

اسماعیل نے شک کیا ہے۔ پھر راوی نے حدیث بیان ذکر کی حضور ﷺ کے خبر دے دینے کے بارے میں اس چیز کی جس چیز کے سوال کرنے کا ان دونوں نے ارادہ کیا ہوا تھا۔ بالکل ایسے جیسے حدیث ابن عمر ﷺ میں ہے۔ سوائے اس کے کہ اس طواف کا ذکر اول میں کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بہرحال تیرا طواف کرنا بیت اللہ میں بے شک تم جو جو قدم رکھتے ہو یا اُٹھاتے ہو اللہ اس کے بدلے میں تیرے لئے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک گناہ تیرا مٹادیتے ہیں اور تیرا ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔ باقی رہا طواف کے بعد تیرا دو رکعت پڑھنا، بے شک وہ اس طرح ہے جیسے آپ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی کی گردن غلامی سے آزاد کرادی۔ باقی رہا تیرا صفا مروہ کے درمیان دوڑنا وہ ستر گردنیں آزاد کرانے کی مثل ہے۔

اس کے بعد وقوف عرفات کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا بہرحال تیرا جمرات کی رمی کرنا، پس تیرے لئے ہر کنکر کے بدلے میں جسے تم پھینکو گے ایک کبیرہ گناہ جھڑ جائے گا ان کبائر میں سے جو ہلاک کرنے والے جہنم کو لازم کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد حرکت کرنا (طواف میں) وہ تیرے لئے ذخیرہ ہے آخرت کے لئے تیرے رب کے پاس۔

اس کے بعد راوی نے اس کا مابعد ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پھر ثقفی آدمی نے کہا یارسول اللہ! مجھے خبر دیجئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، تم اس لئے آئے ہو کہ تم مجھ سے نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ تو سُنو! جب تم اپنا منہ دھوتے ہو تو تیرے گناہ جھڑ جاتے ہیں تیرے ہاتھوں کے ناخن سے، اور جب تم اپنے سر کا مسح کرتے ہو تو تمہارے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب تم پیر دھوتے ہو تو گناہ تیرے قدموں کے ناخنوں سے نکل جاتے ہیں اور پھر جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو تو اس وقت اسی قدر قرآن پڑھو جو تمہارے لئے آسان ہو۔ پھر جب تم رکوع کرو تو مضبوطی کے ساتھ اپنے گھٹنوں کو پکڑو اور اُنگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھو اس طرح کہ رکوع میں مطمئن ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو تو اپنے چہرے کو اطمینان کے ساتھ ٹکادو حتیٰ کہ سجدے میں مطمئن ہو جاؤ اور رات کے اول اور آخر حصے میں نماز پڑھو۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ بتلائیں اگر میں ساری رات نماز پڑھتا رہوں؟ آپ نے فرمایا کہ بے شک تم اس وقت تم ہی ہو گے۔ (خصائص کبریٰ ۳۹/۲)

یہودیوں کے ذوالقرنین کے بارے میں ممکنہ سوالات خود بتا کر حضور ﷺ کا جواب دینا

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے، اس کو عبداللہ بن عمر بن حفص عبدالرحمن بن زیاد بن انعم نے ان کو سعد بن مسعود سے دو آدمیوں سے بنو کندہ میں سے، ان دونوں نے کہا ایک دن ہم سائے میں بیٹھنا چاہ رہے تھے ہم عقبہ بن عامر کی طرف جا نکلے، ہم نے ان کو پایا وہ اپنے گھر کے سائے میں بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم سائے میں بیٹھنا چاہ رہے تھے آپ کے پاس آگئے، ہم آپ کے ساتھ باتیں کریں گے۔ انہوں نے فرمایا میں بھی سائے کے لئے اس جگہ نکل آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن میں نکلا تو دروازے پر اہل کتاب میں سے کچھ آدمی موجود تھے۔ ان کے ساتھ مصاحف تھے۔ انہوں نے کہا کون ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت دلوائے گا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا۔ میں نے ان کو خبر دی حضور ﷺ نے فرمایا مجھ میں اور ان میں کیا نسبت ہے؟ وہ مجھ سے پوچھیں گے ان چیزوں کے بارے میں جو میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں ایک بندہ ہوں، میں نہیں جانتا مگر صرف وہی کچھ جو کچھ میرا رب سکھاتا ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ وضو کے پانی کا برتن لاؤ، میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اس کے بعد مسجد میں چلے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ہٹے اور مجھے فرمایا جبکہ میں آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار محسوس کر رہا تھا اور بشاشت کے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اندر بلا لو میرے پاس۔ اور اس کو بھی جو میرے اصحاب میں سے ہو اندر بلا لو۔

کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اجازت دی وہ داخل ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں خبر دے دوں جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال کرنے آئے ہو، اس سے قبل کہ تم مجھ سے بات چیت کرو۔ اور اگر تم چاہو تو تم خود کلام کرو میرے کچھ کہنے سے قبل۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ خود ہی فرمائیے۔

لہٰذا حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی فرمایا کہ تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو ذوالقرنین کے بارے میں، بے شک اس کا ابتدائی معاملہ تو یہ ہے کہ وہ مملکت روم کے ایک نوجوان تھے۔ انہیں حکومت واقتدار عطا کیا گیا، وہ وہاں سے چلا حتیٰ کہ ارض مصر کے ساحل پر پہنچا، اس نے وہاں ایک شہر آباد کیا، اس کو سکندریہ کہا گیا۔ جب اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے اس کو اُوپر اُٹھایا اور اُونچا کیا آسمان کے درمیان۔ پھر اس سے کہا کہ آپ اپنے نیچے دیکھیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے دو شہر نظر آ رہے ہیں۔ پھر اس نے اور اونچا کیا اس کو دوسری مرتبہ۔ پھر پوچھا کہ دیکھئے کیا نظر آتا ہے؟ اس نے دیکھا اور کہا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔ فرشتے نے بتایا کہ وہ دو شہر بحرالمحیط (سمندر ہے) اللہ نے تیرے لئے راستہ بنا دیا ہے جس سے تم چل کر جاؤ گے۔ لہٰذا عامل (جاننے والے) کو سکھا دیا اور عالم کو محفوظ کرا دیا۔ (یا نادان) نے جان لیا اور عالم نے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس کو روانہ کیا۔ اس نے دو چکنے پہاڑوں کی دیوار اور بند بنایا جن پہاڑوں پر کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ جب وہ اس بند یا دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو وہ زمین پر سفر کرتے رہے لہٰذا وہ ایک ایسی امت پر اور ایسی قوم پر پہنچا جن کے چہرے کتوں کے منہ جیسے تھے۔ جب اس نے ان کو طے کر لیا تو وہ چھوٹے اور بونے لوگوں پر گذرے تو وہ سانپوں کی ایک قوم پر گذرے (وہ اس قدر بڑے تھے) ان میں ایک سانپ ایک بڑے پتھر کو یا بڑی چٹان کو نگل جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر پہنچے۔

حضور ﷺ نے اُس وقت یہ آیت پڑھی :

وَاٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۔ (سورۃ کہف : آیت ۸۵)

ہم نے اس کو ہر طرح کے اسباب و وسائل دیئے تھے وہ ان اسباب کے پیچھے چلتا رہا۔

(حضور ﷺ نے جب ذوالقرنین کے بارے میں بتایا تو) وہ بولے یہی کچھ ہم اپنی کتاب (توراۃ) میں بھی پاتے ہیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/۱۰۱)

☆☆☆
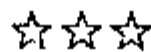
باب ۱۲۶

حضور ﷺ کا ابو رِغال کی قبر کے بارے میں خبر دینا

اوراس میں جو سونا ہے اس کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد عطار نے، ان کو خبر دی احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو خبر دی میرے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے جب ہم ان کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو ہم لوگ ایک قبر کے پاس سے گذرے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ قبر ہے ابو رغال کی، وہ قبیلہ ثقیف کا باپ تھا (یعنی مورث اعلیٰ تھا)۔ اور وہ درحقیقت پیچھے قوم ثمود میں سے تھا اور یہ حرم اس کا دفاع کرتا تھا۔ جب اس نے خروج کیا تو اس کو عذاب اور سزا آن پہنچی جو اس کی قوم کو پہنچا تھا اسی جگہ پر۔ لہٰذا وہ اسی جگہ پر دفن کیا گیا تھا اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی شاخ اور ٹہنی دفن کی گئی تھی۔ اگر تم لوگ اس کی قبر کو دوبارہ کھولو گے تو اس کو پالو گے۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دوسرے سے پہل کی اور جلدی کی۔ لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ مدفون ٹہنی اور شاخ کو نکال لیا۔ (خصائص کبریٰ ۱/۲۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے اور تمتام نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ریاحی نے، وہ عمر بن عبدالوہاب تھے ان کو یزید بن زریع نے، ان کو روح بن قاسم نے اسماعیل بن امیہ سے، اس نے بجیر بن ابوبجیر سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے کہ وہ لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے۔ یہ قوم ثمود میں سے تھا اللہ نے جب اس کی قوم کو ہلاک کیا۔ جس عذاب کے ساتھ اللہ نے ان کو ہلاک کیا تھا اللہ نے اس کو اس مقام پر روک لیا تھا۔ حرم سے وہ نکل کر یہاں اس مقام تک یا اس جگہ تک پہنچا تھا کہ مرگیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ سونے کی ایک ڈنڈی یا چھڑی بھی دفن کی گئی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دیر نہ کی فوراً (قبر کو کھود کر) وہ نکال لی۔

باب ۱۲۷

حضور ﷺ کا سفینہ اور اصحابِ سفینہ کے بارے میں خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن صنعانی نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ کشتی والوں کو نجات عطا فرما۔ پھر تھوڑی سی دیر ٹھہرے پھر فرمایا تحقیق چل پڑی ہے۔ جب وہ لوگ مدینے کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ آگئے ہیں، نیک آدمی ان کی قیادت کر رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ جو لوگ کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جوان کی قیادت کر کے لا رہا تھا وہ عمرو بن حمق خزاعی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کہاں (یعنی کس طرف سے) آ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ زبید کے مقام سے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ زبید میں برکت عطا فرمائے۔ صحابی نے کہا اور رمع میں بھی (یعنی اس کو بھی شاملِ دعا کریں)۔ مگر پھر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے کہا کہ مقام رمع میں بھی۔ تیسری بار آپ ﷺ نے اس کو شامل کرتے ہوئے فرمایا اور مقام رمع میں بھی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۲)

اس حدیث میں کئی کئی خبریں ہیں حضور ﷺ کی طرف سے۔

۱۔ کشتی کے رُکنے اور بند ہونے کی خبر۔
۲۔ غرق کے قریب ہونے کی خبر۔
۳۔ حضور ﷺ کا اس کی نجاۃ کی دعا کرنا۔
۴۔ پھر اس کے چل پڑنے کی اور اس کی نجات کی خبر۔
۵۔ اس کے بعد اس کی آمد کی خبر۔
۶۔ پھر اس کے بارے میں خبر دینا جوان کو چلا رہے تھے یا قیادت کر رہے تھے۔

یہ ساری خبریں بالکل اسی طرح سچ ثابت ہوئیں جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر غیر منقطع رحمتیں نازل فرمائے۔

باب ۱۲۸

گوشت جو پتھر بن گیا تھا اور نبی کریم ﷺ کا اس کے سبب کی خبر دینا

چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا

(۱)　ابوبکر محمد بن علی قطان شاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ہیثم بن کلیب سے، ان کو عیسیٰ بن احمد نے، ان کو مصعب بن مقدام نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے، خارجہ بن مصعب ضعیف ہیں ان کو سعید بن ایاس جریری نے مولیٰ عثمان سے، اس نے اُم سلمہ زوجۂ رسول ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس گوشت کا ٹکڑا ہدیہ پہنچا۔ میں نے خادمہ سے کہا اس کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے لئے رکھ لیجئے حتی کہ آپ آجائیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے خادمہ سے کہا گوشت رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیئے۔ کہتی ہیں کہ وہ اس کو لے آئی۔ اس نے وہ اُم سلمہ کو دکھایا وہ ایک چکنا پتھر بن چکا تھا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا کیا ہوا تجھے اے اُم سلمہ؟ انہوں نے پورا قصہ بتا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے دروازے سے کوئی سائل خالی لوٹ گیا ہے تم نے اس کی توہین کی ہے۔ وہ بولیں جی ہاں رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔

اور اس کو راوی نے ہیثم سے بھی روایت کیا ہے اس نے عیسیٰ بن احمد بن علی بن عاصم سے، اس نے جریری سے، اس نے مولیٰ عثمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ کے لئے گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا گیا تھا۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے پہلی روایت سے زیادہ مکمل کہ ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابومحمد حسن بن احمد حافظ نے اور انہوں نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عاصم محمد بن علی بلخی قاضی سمرقند نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن احمد المعروف فرّاء نے بلخ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد فارس بن محمد نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو علی ابن عاصم نے جریری سے، اس نے مولیٰ عثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ کے ہاں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کو جو پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا اس کو گھر میں رکھ لیجئے شاید حضور ﷺ تشریف لے آئیں اور اس کو کھالیں۔ اس نے اٹھا کر اس کو گھر کے آلے میں رکھ دیا۔ اتنے میں کوئی سائل آ گیا وہ گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا تم لوگ صدقہ کرو، اللہ تم لوگوں میں برکت دے مگر انہوں نے سائل سے کہا اللہ تمہارے اندر برکت دے۔

لہٰذا سائل خالی ہاتھ واپس چلا گیا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ام سلمہ کھانے کو کوئی چیز ہوگی؟ وہ بولیں جی ہاں ہے۔ انہوں نے خادمہ سے کہا جایئے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ لے آیئے۔ وہ گئی دیکھا تو آلے میں چکنے پتھر کے ٹکڑے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا۔ وہ بولیں کہ جی ہاں ہم نے اس سے کہا تھا بارك الله فيك۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک یہ گوشت پتھر بن گیا ہے جب تم نے وہ گوشت سائل کو نہیں کھلایا۔

باب ۱۲۹

حضور ﷺ کا ابودرداء کے مسلمان ہونے کی خبر دینا

اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا

ابوبکر قفال شاشی نے ذکر کیا ہے ابوبکر بن ابوداؤد سے، اس نے احمد بن صالح سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے معاویہ بن صالح سے، اس نے ابوالزاہریہ سے، اس نے جبیر بن نفیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابودرداء جاہلیت کے دور میں ایک صنم کی عبادت کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن سلمہ اس کے گھر میں گئے۔ انہوں نے اس کے صنم کو چھپا لیا ابودرداء واپس آئے اس صنم کو تلاش کرنے لگے۔ اور وہ کہہ رہے تھے افسوس ہے تجھ پر کیا تم یہ بھی نہ کر سکے کہ تم اپنا دفاع اور بچاؤ کر لیتے؟

اُم درداء نے کہا اگر وہ کسی کو نفع دے سکتا ہوتا یا کسی سے نقصان ہٹا سکتا ہوتا تو اپنے آپ کا دفاع نہ کر لیتا اور اپنے آپ کو نفع دے دیتا۔ ابودرداء نے کہا اچھا میرے لئے غسل خانے میں پانی رکھیں۔ اس نے اس کے لئے پانی رکھ دیا۔ اس نے غسل کیا اور اپنی پوشاک پہن لی۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا ابن رواحہ نے ان کو آتے دیکھا تو بولے کہ یہ دیکھیں ابودرداء آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری تلاش میں نکلا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں، سوائے اس کے نہیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ بے شک میرے رب نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ ابودرداء کے بارے میں کہ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ (مستدرک ۳/۳۳۶۔۳۳۷)

☆☆☆

باب ۱۳۰

ایک شخص کی خودکشی کرنے کے متعلق خبر دینا

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ السوائی سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بتانے لگا کہ فلاں شخص مرگیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مرا۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں آدمی مرگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نہیں مرا۔ اس نے تیسری بار یہی کہا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص مرگیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو تیز آلے یا چھری سے ذبح کر دیا ہے جو اس کے پاس تھی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز ۳/ ۳۷۱۔ حدیث ۱۰۶۸۔ نسائی۔ کتاب الجنائز۔ باب ترک الصلوٰۃ علی من قتل نفسہ)

زہیر بن معاویہ نے اس کی متابع روایت بیان کی ہے سماک سے۔ اور اسی طریق سے اس کو مسلم نے نقل کیا ہے مختصر طور پر کتاب الجنائز میں۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۰۷)

بہرحال حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے قتل کے بارے میں جو شخص شدید طریقے سے قتال کر رہا تھا جنگِ خیبر یا حنین والے دن کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ (لہٰذا فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ اس نے زخموں سے تنگ آ کر خودکشی کر لی تھی اور یوں وہ جہنمی ہوگیا تھا)۔

اس کا ذکر گذر چکا ہے غزوۂ خیبر میں۔

باب ۱۳۱

آپ ﷺ کا اشارہ دینا اس کی طرف جس کی طرف ماعز بن مالک کا معاملہ لوٹتا ہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر الرزاز نے، ان کو احمد بن اسحاق بن صالح نے، ان کو ابوسلمہ تبوذکی نے، ان کو فید بن قاسم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جعد بن عبدالرحمٰن سے یہ کہ عبدالرحمٰن بن ماعز نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ماعز نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے تحریر لکھ دی کہ ماعز مسلمان ہوگیا ہے اپنی قوم سے سب سے آخر میں۔ اور اس کے خلاف کوئی خباثت اور کوئی کاروائی نہ کی جائے مگر اس کے عمل سے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اسی پر اس کی بیعت قبول کر لی تھی۔ (اصابہ ۳/ ۳۳۷۔ تاریخ کبیر ۴/ ۲/ ۳۷)

☆☆☆

باب ۱۳۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے بارے میں جس شخص نے اپنے دل میں شعر کہے تھے اپنے بیٹے کی شکایت میں

بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن اسماعیل علوی نے، ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن عامر نہاوندی نے، ان کو ابودجانہ احمد بن حکم معافری نے، ان کو عبید بن خلصہ نے، ان کو عبداللہ بن عمر مدنی نے منکدر بن محمد بن منکدر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے والد چاہتے ہیں کہ وہ میرا مال لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بلا لائیں میرے پاس۔ وہ آیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرا بیٹا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ اس کا مال لے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ اس سے پوچھیں نہیں ہے مگر وہ اور اس کی پھوپھیاں یا قرابت دار یا وہ جو میں خرچ کرتا ہوں اپنے نفس اور اپنے عیال پر۔

کہتے ہیں جبرائیل علیہ السلام زمین پر اُترے اور کہا کہ یارسول اللہ! بے شک اس پر بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جس کو ان کے کانوں نے نہیں سُنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ کیا تیرے دل میں کوئی شی ہے جس کو تیرے کانوں نے بھی نہیں سُنا؟ اس نے جواب دیا کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ہماری بصیرت میں اور یقین میں اضافہ کرتے رہے ہیں، جی ہاں بات یہی ہے میں نے دل میں کہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ بات بتا۔ اس نے یہ اشعار کہنا شروع کیے :

غدوتك مولودًا وعلتك يا فعا	تعل بما احنى عليك وتنهل
اذا ليلة ضاقتك بالسقم لم ابت	لسقمك الا ساهرًا اتململ
تخاف الردى نفسى عليك وانها	لتعلم ان الموت حتم موكل
كانّى انا المطروق دونك بالذى	طرقت به دونى فعيناى تهمل
فلما بلغت السن والغاية التى	اليك مدى ما كنت فيك اؤمل
جعلت جزائى غلظة وفظاظة	كانك انت المنعم المتفضل
فليتك اذا لم ترع حق ابوّتى	كما يفعل الجار المجاور تفعل

کہتے ہیں کہ یہ سُن کر حضور ﷺ رو پڑے اور اس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا کہ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَ بِيْكَ تم بھی اور تمہارا مال بھی والد کے ہو۔ (اسی کی ملکیت میں ہو) (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۲)

☆☆☆

باب ۱۳۳

۱۔ حضور ﷺ کا صاحب الجبذہ کو اس کے عمل کے بارے میں خبر دینا۔

۲۔ اور وہ بات ثابت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کلام کرنے سے اور زیادہ خوش ہونے سے اجتناب کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ان کے خلاف قرآن نازل نہ ہو جائے، ان کے کسی قول یا کسی عمل کے بارے میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو شاذان نے، ان کو ہریم بن سفیان نے، اس نے قیس سے، اس نے ابوشہم سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے ایک عورت گزری مدینے میں۔ میں نے اس کی کمر یا کوکھ سے پکڑا۔

کہتے ہیں صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بیعت لے رہے تھے کہ میں آیا تو حضور ﷺ نے میری بیعت نہ لی اور فرمایا صاحب الجبذہ ہو تم کل شام سے (عورت کو اپنی طرف کھینچنے والے) یعنی کہا کہ کل شام کو آپ نے کیا کیا تھا؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ لہٰذا انہوں نے میری بیعت لی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن خلف صوفی اسفرائنی نے وہاں پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن داود بن مسعود جوستانی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن ابان واسطی نے، ان کو یزید بن عطاف نے بیان کی ابن بشر سے، اس نے قیس بن حازم سے، اس نے ابوشہم سے، وہ کہتے ہیں میں نے مدینے میں بعض راستوں پر ایک لڑکی دیکھی۔ میں نے جھکایا اپنے ہاتھ کو اس کی طرف۔

جب صبح ہوئی تو لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے ان سے بیعت ہونے کے لئے۔ میں نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے کہا مجھے بھی بیعت کر لیں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا تم صاحب جبذہ ہو کل شام سے، خبردار! تم صاحب کل شام سے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت کریں اللہ کی قسم میں دوبارہ یہ حرکت نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا جی ہاں، اب کرتا ہوں بیعت جب تم نے وعدہ کیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سُلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا۔ اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سفیان نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے، ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ کلام کرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ شب باشی اور خوشی کرنے سے اجتناب کرتے رہتے تھے عہد رسول میں اس خوف سے کہ اس بارے میں بھی کوئی شئی نازل نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ جب وفات پا گئے تو ہم لوگوں نے کھل کر کلام کرنا شروع کیا اور ہم نے خوشی بھی کی۔

یہ الفاظ حدیث ابونعیم اور فریابی کی ایک روایت میں ہیں کہ ہم لوگ کلام کرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ خوش منانے سے بچتے رہتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں ہمارے خلاف قرآن نہ اُتر پڑے۔ جب نبی کریم ﷺ وصال کر گئے تو ہم نے کلام کرنا شروع کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔

(بخاری۔کتاب النکاح حدیث ۵۱۸۷۔فتح الباری ۲۵۳/۹۔ابن ماجہ۔کتاب الجنائز۔حدیث ۱۶۳۲ ص ۵۲۳۔مسند احمد ۶۲/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابوحازم سے، اس نے سہل بن سعد ساعدی سے، کہ انہوں نے کہا اللہ کی قسم البتہ ہوتا تھا ایک شخص ہم میں کچھ رکتا رہتا تھا اپنی بیوی سے بھی، وہ بھی اور اس کی عورت بھی ایک کپڑے میں ہوتے ہوئے دل میں یہ خوف رکھتے ہوئے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن میں کوئی بات نہ نازل ہو جائے یعنی نبی کریم اور قرآن مجید اور وحی کا اس قدر اکرام اور لحاظ داری دل میں ہمہ وقت رہتی تھی بے باک نہیں رہتے تھے بلکہ محتاط رہتے تھے۔ (مترجم)

باب ۱۳۴

حضور ﷺ کا عوف بن مالک کو خبر دینا اس چیز کے بارے میں جوان سے ہوا تھا اُونٹوں کو ذبح کرنے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حارث فقیہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن حیان نے، ان کو خبر دی ابن عاصم نے، ان کو ابوموسیٰ نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا یحییٰ بن ایوب سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں یزید بن ابوحبیب سے، اس نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک سے، اس نے ہدم سے، اس نے عوف بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جہاد کیا تھا عمرو بن العاص کے ساتھ اور ہمارے ساتھ عمر بن خطاب بھی تھے اور ابوعبیدہ بن جراح بھی، مجھے سخت بھوک لگی میں نے کچھ لوگوں کو پایا کہ وہ اپنے اُونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ میں نے کہا میں تمہیں یہ کام کر دیتا ہوں (تم نہ کرو) یعنی ان کو ذبح کر کے گوشت تیار کرنا اس شرط پر کہ تم لوگ مجھے بھی اس میں سے کھلاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں نے یہ بات حضرت عمر سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا آپ نے اپنی اجرت طے کرنے میں جلدی کی، میں اس کو کھانے والا نہیں ہوں۔ ابوعبید نے بھی ان دونوں کی مثل کیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا صاحب الجزور ہو (اُونٹوں کے ذبح کرنے والے)۔ (خصائص کبریٰ ۲۶۱/۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوایوب نے عاصم سے، ان کو حدیث بیان کی حسین بن حسن نے، ان کو ابن المبارک نے ہمیں خبر دی سعید بن ابوایوب نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک بن ہدم سے، اس نے عوف بن مالک سے، انہوں نے ذکر کی حدیث مذکور کی مثل۔ اس کے بعد میں نے کہا جی ہاں، یارسول اللہ! اس سے زیادہ مجھے انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ یہ روایت گزر چکی ہے غزوۂ ذات السلاسل میں اس سے زیادہ مکمل تحقیق گزر چکی ہے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں اور ان کے اسفار میں۔ وہ روایت کہ روایت کی گئی ہے ان سے ان کا خبریں دینا اپنے اصحاب اور دیگر لوگوں کے مخفی امور کے بارے میں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے اور اطلاع کرنے سے ہوتا تھا خاص طور پر حضور ﷺ کو ان روایات کو یہاں پر دوبارہ نقل کرنے میں طوالت کتاب کا باعث ہے۔ اس بارے میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اسی میں کفالت ہے۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۳۵

حضور ﷺ کا اس بکری کا گوشت کھانے سے رُک جانا

جواس کے مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی تھی اور اس میں جو اللہ تعالیٰ کا حفاظت کرنا ظاہر ہوا اپنے رسول کے مال حرام کھانے سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے، اس نے ایک انصاری آدمی سے، اس نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے کھودنے والے کو ہدایت دے رہے ہیں، پیروں کی طرف کشادہ کیجئے، سر کی جانب کشادہ کیجئے۔ جب فارغ ہو کر واپس لوٹے تو ایک عورت کا نمائندہ ملا اس نے دعوت دی۔ حضور تشریف لے گئے کھانا لایا گیا، حضور کے آگے رکھ دیا گیا۔ حضور نے کھانے پر ہاتھ رکھا لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھایا، انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ ہمارے آباء نے دیکھا کہ حضور ﷺ لقمے کو منہ میں ادھر اُدھر پھرا رہے ہیں، پھر فرمانے لگے میں نے اس گوشت کو ایسا پایا ہے کہ یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔

صاحب دعوت عورت نے بتایا کہ یا رسول اللہ! میں نے بندہ بھیجا تھا بقیع کی طرف کہ میرے لئے بکری خرید کر لائے مگر وہاں بکری نہیں ملی۔ لہٰذا میں نے اپنے ایک پڑوسی کے پاس بندہ بھیجا اس سے بکری خرید لی ہے وہ قیمتاً مجھے دے دے مگر مالک پڑوسی نہیں ملا، پھر میں نے بندہ بھیجا اس کی بیوی کے پاس اس نے یہ بکری میرے پاس بھیج دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دیجئے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۴)

باب ۱۳۶

حضور ﷺ کا اُس بادل کے بارے میں خبر دینا

جس نے یمن کی ایک وادی میں بارش برسائی تھی

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو حفص بن عمر نے، ان کو عامر بن ابراہیم نے یعقوب قمی سے، اس نے جعفر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے اُوپر ایک بادل پہنچا ہم اس کے بارے میں کچھ آگاہ نہیں تھے۔ اتنے میں ہمارے سامنے حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک بادلوں پر متعین فرشتہ ابھی ابھی میرے پاس آیا ہے اس نے مجھ پر سلام کیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ بادلوں کو یمن کی ایک وادی کی طرف ہانک رہا ہے، اس کا نام ضریح ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار یمن سے آیا۔ ہم نے اس سے بادل کے بارے میں پوچھا۔ اس نے خبر دی کہ اسی دن یمن میں بارش ہوئی تھی۔

عامر بن ابراہیم اور حفص بن عمر یہ دو شخص ایسے ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا۔

تحقیق ہم نے روایت کیا ہے بکر بن عبداللہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور مرسل روایت حضور ﷺ کے خبر دینے کی، بادلوں کے فرشتے کی کہ وہ فلاں فلاں شہر سے آئے اور وہ لوگ فلاں فلاں دن بارش برسانے لگے۔ اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی۔ اس نے بتایا کہ فلاں فلاں دن ہوگی۔ اور آپ کے پاس بعض منافق لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہ دن یاد رکھ لئے پھر انہوں نے ان دنوں کے بارے میں معلومات کی اور نبی کریم ﷺ کی تصدیق پالی اور پھر ایمان لے آئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ بات ذکر کی۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا اللہ تمہارے ایمان کو اور زیادہ کرے۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۰۳)

یہ مرسل روایت اس موصول کی تائید کرتی ہے۔

مجموعۂ ابواب ۱۳۷

اخبار کوائن

نبی کریم ﷺ کا اپنے بعد آنے والے حوادث اور نو پیدا بڑے بڑے واقعات کی خبریں دینا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی تصدیق کرنا اُن تمام اُمور میں جن کا ان کو وعدہ دیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد بن محمد روذباری نے، ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن عمر بن شوذب مقری نے، ان کو احمد بن سنان نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عدی بن ثابت نے عبداللہ بن یزید سے، اس نے حذیفہ سے، انہوں نے کہا البتہ تحقیق مجھے رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی بہت سے امور و واقعات کے بارے میں حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی سوائے اس کے کہ میں نے ان سے نہیں پوچھا تھا اس چیز کے بارے میں جو اہلِ مدینہ کو مدینے سے نکالے گی۔

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے، اس نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ حدیث ۲۳ ص ۴/۲۲۱۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے، ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے اور محمد بن عبدالغالب نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے، ان کو سفیان نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے۔ اس قیام کے دوران آپ نے قیامت میں ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر سب کو ذکر کیا۔ جس نے ان باتوں کو جاننا تھا وہ جان گیا جس کو بے علم رہنا تھا وہ بے علم رہا۔

تحقیق میں (بسا اوقات) کوئی چیز دیکھتا ہوں (جو واقع میں ہو چکی ہوتی ہے) میں اس کو بھول چکا ہوتا ہوں۔ (جب) اس کو دیکھتا ہوں تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کو پہچان لیتا ہے جو اس سے غائب رہتا ہے جب دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوحذیفہ سے۔ (بخاری۔ کتاب القدر۔ مسلم۔ کتاب الفتن والساعۃ۔ حدیث ۲۳ جلد ۴/۲۲۱۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے حذیفہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے کوئی قابلِ ذکر چیز نہ چھوڑی قیامت قائم ہونے تک مگر اس کو ضرور بیان کیا۔ اس کو یاد رکھا جس نے یاد رکھنا تھا اور بھلا دیا جس نے بھلانا تھا۔ اس بات کو میرے ساتھی جانتے ہیں ان (بیان شدہ امور میں سے) کوئی چیز وجود میں آتی ہے تو میں اس کو یاد کر لیتا ہوں جیسے کوئی آدمی کسی آدمی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے اس کے غائب رہنے کے بعد۔ جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر بن رجاء ادیب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو عزرہ بن ثابت نے، ان کو علباء بن احمد یشکری نے، ان کو ابوزید نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی فجر کی نماز۔ اس کے بعد حضور ﷺ منبر پر تشریف لے آئے اور ہمیں خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا اس کے بعد وہ اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے پھر خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یوں کہا کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے پھر ہمیں خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی ہر اس بات کی جو ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے۔ آپ ہم میں سے احفظ تھے اور اعلم تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یعقوب بن ابراہیم سے اس نے ابوعاصم سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۲۵ ص ۴/۲۲۱۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو خبر دی ضحاک یعنی ابوعامر نے، اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اسی کی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ۔ مگر اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر ہو گئی۔ اس میں شک نہیں اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ انہوں نے ہمیں خبر دی ان امور کی جو ہونے والے ہیں قیامت تک۔ جس نے ان کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو جاننا تھا اس نے جانا۔

باب ۱۳۸

نبی کریم ﷺ کا اپنے اصحاب کو خبر دینا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس امر کو پورا کریں گے اور اپنے دین کو غالب کریں گے

ارشادِ باری ہے :

هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره
على الدين كله ولو كره المشركون

ترجمہ : اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہے اس لئے تاکہ وہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین اس کو ناپسند کریں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق بن خراسانی نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے خباب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے شکایت کی وہ اپنی چادر کا تکیہ بنائے سہارا لئے ہوئے تھے سائے تلے۔ ہم لوگوں نے کہا کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ کیا آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد نہیں مانگتے؟ کہتے ہیں کہ (یہ سنتے ہی آپ ﷺ کو غصہ آگیا) اور وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ چہرۂ مبارک ان کا انتہائی سرخ ہوگیا۔

پھر فرمانے لگے اللہ کی قسم بے شک وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے (ان کی تکلیفوں کا یہ حال تھا کہ) ایک آدمی کو پکڑ کر کھڈہ کھود کر اس کے اندر کھڑے کر کے بند کر دیا جاتا تھا پھر اس کے سر پر آرا رکھ کر اس کو چیر دیا جاتا تھا جس سے وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر یہ اذیت اس کو دین سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ یا لوہے کی کنگھی کے ساتھ اس کا گوشت پوست ہڈیوں سے نوچ لیا جاتا تھا مگر یہ اذیت اس کو دین سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ (صبر کرو) اللہ تعالیٰ ضرور (دین اسلام والے) اس امر کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم میں سے ایک سوار مقام صنعاء سے مقام حضر موت تک سیر وسفر کرے گا اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا بھیڑیئے کا ڈر اس کی بکریوں پر، مگر تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔

یہ الفاظ ہیں حدیث جعفر کے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث یحییٰ قطان سے۔

(بخاری۔ کتاب مناقب انصار۔ حدیث ۳۸۵۲۔ فتح الباری ۷/۱۶۴۔۱۶۵۔ مسند احمد ۴/۲۵۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، ان کو خبر دی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

وہ کہتے ہیں تحقیق اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کر دیا ہے جس دین کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو بھیجا تھا تمام ادیان پر غالب کر دیا ہے بایں صورت کہ اس کو واضح کر دیا ہے ہر اس شخص کے لئے جو بھی اس کے بارے میں سنتا ہے وہ سمجھ لیتا ہے کہ دین یہی سچا ہے اور برحق ہے۔ اور اس کے مخالف جتنے ادیان ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ کی طرف دین کو غالب کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ شرک کو مجموعہ دو دین تھے ایک دین اہل کتاب اور دین امّیین۔

اُمیوں کو رسول اللہ ﷺ نے مجبور کر دیا حتی کہ انہوں نے اسلام کو دین بنا لیا چاہتے ہوئے یا نا چاہتے ہوئے، خوشی سے ہو یا مجبوری سے۔ باقی رہے اہل کتاب تو وہ بعض قتل ہوئے کچھ قید ہوئے حتی کہ ان میں سے بعض نے اسلام کو اپنا دین مان لیا باقی جو رہ گئے تھے انہوں نے جزیہ دیا اور وہ ذلیل ہو کر پناہ گزین بن کر رہے۔ اور ان پر حضور ﷺ کا حکم جاری اور نافذ ہوگیا یہ ہے غلبہ دین۔ بتمامہ وکلہ۔

☆☆☆

باب ۱۳۹

وعدۂ الٰہی و فرمان الٰہی برائے

استخلاف فی الارض : وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔

تمکن فی الارض : ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ۔

حالت خوف کو امن سے بدل دینا : ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذلک فأُولئک ھم الفاسقون ۔(سورۂ نور: آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ کے تین وعدے :

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں کے ساتھ تم میں سے جو سچے مؤمن ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کو ضرور بالضرور دھرتی پر خلافت عطا کرے گا ۔(یعنی مسلمانوں کو مستحکم نظام حکومت عطا کرے گا، وہ مستحکم نظام جس کے کسی زاویے میں اضطراب و بحران نہ ہو)

جیسے ان لوگوں کو خلافت عطا کی تھی جو ان سے پہلے تھے ۔ اور (دوسرا وعدہ) ضرور ضرور ان کے لئے دین کو تمکنت عطا کرے گا (یعنی دین کے نظام کو قدرت اور غلبہ حاصل ہو جائے گا)۔ وہی دین جو اس نے خود ان کے لئے پسند فرمایا ہے ۔(تیسرا وعدہ) اور ضرور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا ۔ اس طرح کہ وہ محض میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو شخص اس کے بعد کفر وانکار کرے وہی لوگ فاسق ہیں ۔

وعدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو وعدہ دیا، فتوحات کا وعدہ جو وعدہ الٰہی کی تکمیل کے بعد ہوں گی اور پھر رسول اللہ کے وعدہ کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن منصور سنی بیہقیؒ نے، ان کو استاذ ابوسہل محمد بن سلمان نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق ابوبکر نے، ان کو بندار محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابومسلمہ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابونضرہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسعید خدری ؓ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا، بے شک یہ دنیا میٹھی ہے ہری بھری ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت عطا کرے گا تاکہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو ۔ پس اللہ سے ڈرتے رہنا اور عورتوں سے بچتے رہنا بے شک بنی اسرائیل کا پہلا (فتنہ وابتلاء) عورتیں تھیں ۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے ۔(مسلم ۔ کتاب الذکر والدعا والتوبہ والاستغفار ۔ حدیث ۹۹ ص ۲۰۹۸/۴ ۔ مسند احمد ۲۲/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن عفان نے (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، ان کو خبر دی علی بن محمد قریشی نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے مغیرہ خراسانی سے، اس نے ربیع بن انس سے اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابی بن کعب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بشارت دی تھی اس اُمت کو عظمت کی اور رفعت کی اور نصرت کی اور دھرتی پر تمکنت اور اقتدار ملنے کی جو شخص ان میں سے عمل کرے گا آخرت والا عمل دنیا کے لئے اس کے لئے آخرت میں حصہ نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ۱۳۴/۵)

(۳) اور ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن اسماعیل صائغ نے، ان کو ابراہیم بن یعقوب نے ان کو عبداللہ بن ربیع نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو مغیرہ بن مسلم سراج نے ربیع سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے اُبی بن کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا بشارت دیجئے اس اُمت کو .... الخ

(۴) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عفان نے، ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے، ان کو ربیع بن انس نے ابوالعالیہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس اُمت کو بشارت دی گئی ہے عظمت کی اور نصرت کی اور تمکن اور اقتدار کی جو شخص ان میں سے عمل کرے گا آخرت والا کام دنیا کے لئے آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

صائغ نے کہا ہے کہ ان دو آدمیوں نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن مسلم اور مغیرہ بن مسلم سے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن غالب خوارزمی حافظ نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن احمد بن نیشاپوری نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں ابن شہاب نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ سے، ان کو خبر دی ہے کہ عمرو بن عوف جو کہ حلیف تھے بنو عامر بن لوی کے، وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، اس نے ان کو خبر دی ہے کہ اہل بحرین کے ساتھ جزیہ کی شرط پر صلح کر لی تھی اور اہل بحرین پر علاء حضرمی کو امیر مقرر کیا تھا، ابوعبیدہ بحرین سے جزیہ کا مال لے آئے تو انصار نے ان کی مال لے کر آنے کی خبر سُنی۔ لہٰذا صبح کی نماز میں سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہو گئے۔

جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو یہ لوگ سامنے آئے، حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو دیکھ کر مسکرا دیئے۔ اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم لوگوں نے ابوعبیدہ کی خبر سُن لی ہے کہ وہ کوئی چیز لے کر آگئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں یارسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا خوش ہو جایئے اور امید رکھو جو چیز تمہیں خوش کرے پس اللہ کی قسم میں نہیں خوف کرتا تمہارے اُوپر فقر محتاجی کا لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے اُوپر دنیا کشادہ اور فراخ کر دی جائے گی۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی۔ پھر تم اس سے راغب ہو جاؤ گے اور وہ تمہیں آخرت سے غافل کر دے گی جیسے اس نے ان پہلوں کو غافل کر دیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب الجزیہ۔ مسلم، کتاب الزہد، حدیث ۶ ص ۲۲۷۳-۲۲۷۴۔ ترمذی۔ کتاب القیامہ۔ مسند احمد ۱۳۷/۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبید نے، ان کو ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو محمد بن حسن بن کیسان نے، ان کو ابوحذیفہ نے، ان کو سفیان نے محمد بن منکدر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا، کیا تیرے پاس پردے میں قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کہاں سے ہوں گے؟ فرمایا کہ عنقریب تمہارے لئے قالین پردے وغیرہ ہوں گے۔ اب اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اب تو تمہارے پاس پردے وغیرہ ہیں تو تم کہو گی کیا کیا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے پس ان کو ترک کر دیجئے۔

کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سلیمان نے، ان کو ابن حنبل نے یعنی عبداللہ بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، ان کو ابن میران نے، ان کو سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے مفہوم کے ساتھ، مگر حال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے، کہاں سے ہوں گے پردے میرے پاس؟

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبدالرحمن بن مہدی سے۔ (بخاری۔ کتاب ال...۔ مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ۔ حدیث ۳۹)

یمن وشام اور عراق کی فتح کی پیشن گوئی

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ، ابوعبداللہ حافظ، ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو انس بن عیاض نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے، اس نے سفیان بن ابوزہیر نمیری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرمارہے تھے یمن فتح کیا جائے گا، ایک قوم آئے گی اپنے مویشیوں کو بھی ساتھ چلا کر، وہ اپنے گھر والوں کو اور جوان کی بات مانے گا لے کر واپس چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش کہ وہ اس بات کو جان لیتے۔

اس کے بعد ان کے لئے شام فتح ہوگا، وہ مویشیوں تک کو لے کر آئیں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں کو اُٹھا کر واپس لے جائیں گے اور ان کو جوان کی بات مانیں گے حالانکہ ان کے حق میں بہتر ہوگا کاش کہ وہ جان لیتے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا، وہ لوگ بمعہ مال مویشی آئیں گے پھر وہ اپنے اہل خانہ کو اور جوان کی بات مانے گا لے کر واپس جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہوتا کاش وہ جانتے۔

اس کو بخاری ومسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل المدینۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۹۶)

قیامت سے پہلے چھ امور کا پیدا ہونا

(۸) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبداللہ بن علاء بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا بسر بن عبیداللہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس نے سُنا ابوادریس خولانی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عوف بن مالک اشجعی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا، اے عوف! چھ چیزیں شمار کیجئے قیامت سے پہلے :

۱۔ میری موت۔

۲۔ اس کے بعد بیت المقدس کی فتح۔

۳۔ اس کے بعد دو موتیں (یعنی طاعون اور وبائی موت) جو تمہیں ایسے پکڑے گی جیسے بکریوں کو وبائی موت۔

۴۔ اس کے بعد تمہارے اندر مال کی کثرت ہونا حتیٰ کہ اگر آدمی کو سو دینار بھی دیئے جائیں گے تو وہ ناراض ہو جائے گا۔

۵۔ اس کے بعد بڑا فتنہ جس سے کوئی عرب کا گھر خالی نہیں ہوگا مگر وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔

۶۔ اس کے بعد صلح جو تمہارے اور بنواصفر یعنی رومیوں کے درمیان ہوگی پھر وہ تمہارے ساتھ غدر اور دھوکہ کریں گے۔ اور تمہارے پاس آئیں گے اسی جھنڈوں کے ساتھ اور ہر ایک جھنڈے تلے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے، اس نے ولید بن مسلم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجزیۃ۔ فتح الباری ۶/۲۷۷)

فتوحات کا بڑھنا اور ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا ہونا

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی حرملہ بن عمران تجیبی نے عبدالرحمن بن شماسہ مہری سے، وہ کہتے ہیں کہ اُس نے سُنا ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ عنقریب ایک سرزمین فتح کرو گے۔ ذکر کیا جائے گا اس میں قیراط (مختصر پیمانہ کا نام) تم لوگ اس کے رہنے والے باسیوں کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کی وصیت قبول کرلو۔ ذمہ و عہد ہے اور رشتہ قربت۔

محشی لکھتے ہیں کہ عبارت مضطرب ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو آدمی باہم لڑ رہے ہیں ایک اینٹ کی جگہ پر تو تم ان میں سے نکل جانا۔

کہتے ہیں کہ وہ ربیعہ اور عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گزرے وہ باہم جھگڑ رہے تھے ایک اینٹ کی جگہ۔ لہٰذا وہ ان میں سے نکل گئے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر وغیرہ سے، اس نے ابن وہب سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۷)

اور ربیعہ سے وہ بھائی تھے عبدالرحمن کے۔

اہل مصر کے قبط کے ساتھ خیر کی وصیت

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور لیث بن سعد نے، ان کو ابن شہاب نے، ان کو ان کے والد نے، انہیں ابی بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم مصر فتح کرو گے تو وصیت قبول کرو خیر کی یعنی بہتر سلوک کرنے کی اہل قبط کے ساتھ (مصر کا ایک گروہ)۔ بے شک ان کے لئے بھی ایک ذمہ دار اور عہد ہے اور قرابت ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں حضرت حاجرہ مصر کے قبطیوں سے تھی
اس رشتے کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کے ساتھ خیر کی وصیت فرمائی

(۱۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن فضل اور خلف بن عمر وعکبری نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی معافی بن سلیمان سے، اس نے موسیٰ بن ایمن سے، اس نے اسحاق بن اسد سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے فرمارہے تھے، جب تم مصر کو فتح کرو گے تو قبط کے ساتھ خیر کی وصیت قبول کرلو۔ بے شک ان کے لئے ایک ذمہ و عہد ہے اور ایک رحم و قربت ہے میری۔ (مسند احمد ۱۷۴/۵)

(یعنی اُم اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ) انہیں میں سے تھی۔

یہ الفاظ حدیث اسماعیل کے ہیں اور یہ روایت نبی کریم ﷺ سے مذکور کی، کئی طریق سے بھی مروی ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ اُم اسماعیل ہاجرہ و ماریہ قبطیہ اُم ابراہیم مصر کے قبط میں سے تھیں

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو سفیان نے، اور سوال کیا گیا حدیث زہری کے بارے میں کہ اس میں ہے (ان لھم ذمۃ و رحما) زہری نے بتایا لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہاجرہ قبطیہ تھی اور یہی اُم اسماعیل علیہ السلام تھی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین زوجۂ رسول ماریہ قبطیہ اُم ابراہیم بن محمد رسول اللہ ان میں سے تھیں۔

اسلام میں امن کی انتہا ہونا۔ کسریٰ کے خزانے فتح ہونا۔ سونا چاندی کو کسی کا قبول نہ کرنا جہنم سے بچو! اگرچہ نصف کھجور کے ساتھ

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ضحاک بن مخلد نے، ان کو سعدان بن بشر نے، ان کو ابوالمجاہد طائی نے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عیسیٰ نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو سعد طائی نے، ان کو محل بن خلیفہ نے، ان کو عدی بن حاتم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، اچانک ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے بھوک اور فاقہ کی شکایت کی۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے راستہ کٹ جانے اور ڈاکہ پڑ جانے کی شکایت کی یعنی لٹ جانے کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عدی بن حاتم! کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں، ہاں اس کے بارے میں مجھے خبر دی گئی ہے۔ فرمایا کہ اگر زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک ہی سنوری عورت مقامِ حیرہ سے سفر شروع کرے گی حتیٰ کہ کعبے میں پہنچ کر طواف کرے گی بالکل امن کی حالت میں۔ وہ نہیں ڈرے گی اللہ کے سوا۔ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو ہمارے اوپر کسریٰ کے خزانے فتح ہوں گے۔ (عدی) کہتے ہیں کہ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! کسریٰ بن ہرمز۔ اور اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تو البتہ تم دیکھو گے کہ ایک آدمی سونے چاندی کی دونوں مٹھیاں بھر کر نکلے گا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی ان کو قبول کر لے مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کر لے۔ اور البتہ ضرور تم میں سے ایک آدمی اللہ کو ملے گا قیامت کے دن حالانکہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو اس کے لئے ترجمہ کرے (بلکہ براہ راست بات ہوگی)۔ اللہ پاک فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس اپنے رسول کو نہ بھیجا تھا کہ وہ میرا پیغام پہنچائے۔ آدمی کہے گا کہ جی ہاں۔ پس وہ کہے گا کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا۔ پس میں نے تجھے غنی کر دیا تھا۔ وہ کہے گا کہ جی ہاں! لہٰذا وہ انسان اپنے دائیں جانب دیکھے گا پس نہ دیکھے گا سوائے جہنم کے اور بائیں جانب دیکھے گا نہیں دیکھے گا سوائے جہنم کے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچو آگ سے اگرچہ کھجور کے نصف دانہ کے ساتھ ہی۔ اور اگر تم اس کو نہ پا سکو تو پاکیزہ کلمہ کے ساتھ (یعنی سائل کو اچھا جملہ کہہ کر۔ دوسرا مطلب کلمہ طیبہ سے مراد، کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے ساتھ جہنم سے بچو)۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ وہ وقت میری زندگی میں آ گیا کہ میں نے دیکھا کہ بنی سنوری عورت حیرہ سے چل کر کعبے کا طواف کرنے آئی امن کی حالت میں۔ اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں تھا۔ اور تحقیق کسریٰ کے خزانے فتح ہو چکے ہیں ان کو فتح کرنے میں میں خود شامل تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تو تم تیسری چیز بھی ضرور دیکھو گے کہ ایک آدمی سونے چاندی سے دونوں ہاتھ بھر کر نکلے گا مگر وہ کسی ایک کو بھی نہیں پائے گا جو اس کو قبول کر لے۔

بے شک یہ حدیث رسول ہے ابوالقاسم نے خود مجھے حدیث بیان کی ہے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے عبداللہ بن عاصم سے۔ (بخاری۔۔کتاب المناقب۔حدیث ۳۵۹۵۔فتح الباری ۶/۶۱۰)

اور تحقیق اس نے نقل کیا ہے اس کو لفظ ابوعاصم پر دوسری کتاب میں۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے قول کو سچا کر دیا تھا اس تیسری چیز میں بھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں انشاء اللہ اس کا ذکر آئے گا۔

بارہ خلفاء قریش تک دین کا قائم و مستحکم کرنا قیصر و کسریٰ کے خزانے کا فتح ہونا

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ ابو عبد اللہ حافظ اور ابو زکریا بن ابو اسحٰق اور ابو سعید بن ابو عمرو نے۔ انہوں نے ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے، ان کو خبر دی ابو فدیک نے، ان کو ابن ابو ذئب نے، ان کو مہاجر بن مسمار نے عامر بن سعد سے کہ انہوں نے نمائندہ بھیجا ابن سمرہ عدوی کی طرف یعنی جابر بن سمرہ کی طرف کہ ہمیں حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ دین ہمیشہ سیدھا اور محکم رہے گا یعنی کہ بارہ آدمی خلیفہ ہوں گے قریش میں سے۔ اس کے بعد قیامت سے پہلے کئی کذاب آئیں گے، اس کے بعد نکلے گا۔ یا فرمایا تھا نکلے گا ایک عصابہ (گروہ، جماعت) مسلمانوں میں سے وہ نکالیں گے خزانہ قصر ابیض کا (وائٹ ہاؤس) یعنی قصر کسریٰ والی کسریٰ۔ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کو کچھ مال دے تو وہ خرچ کرنے میں پہلے اپنے نفس پر خرچ کرے اور اپنے گھر والوں پر میں تمہارے لئے پیش رو ہوں آگے انتظار کرنے والا ہوں تمہارا حوضِ کوثر پر۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے ابن ابو فدیک سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارہ ۳/۱۴۵۴)

اس حدیث کے مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں :

لایزال الدین قیّما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش

قیصر و کسریٰ ہلاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ قیصر و کسریٰ نہیں آئے گا

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو محمد نے، ان کو ہمام بن منبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ہریرہ ؓ نے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ ہلاک ہو گیا ہے اس کے بعد اب کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر البتہ ضرور ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ اور البتہ ضرور تم خرچ کرو گے ان دونوں کے خزانے کو اللہ کی راہ میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبد الرزاق سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۶ ص ۴/۲۲۳۷۔ بخاری نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۶۶۲۹۔ فتح الباری ۱۱/۵۲۳، ۶۶۳۰۔ مسند احمد ۲/۳۱۲، ۴۶۷، ۵۰۱)

مذکورہ احادیث پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

سوائے اس کے نہیں کہ قیصر کی ہلاکت سے مراد وہ قیصر ہے جو شام کا بادشاہ تھا اور قیصروں کی بادشاہت شام سے ختم ہو گئی۔ اللہ نے اپنے رسول کے قول کو سچا کر دکھایا اور شام سے قیصروں کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور کسراؤں کی حکومت کا دنیا میں ہی خاتمہ ہو گیا مگر قیصروں کی بادشاہت مملکت روم میں برقرار رہی تھی حضور ﷺ کی اس برکت سے کہ ثَبَّتَ مُلْکَہٗ کہ اللہ اس کو قائم رکھے۔ اس وقت فرمایا تھا جب اس نے نبی کریم ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا۔ اس کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ اللہ نے فیصلہ فرما دیا قسطنطنیہ کی فتح کا۔

لیکن کسراؤں کی بادشاہت باقی نہ رہی کیونکہ حضور ﷺ نے بددعا فرمائی تھی تَمَزَّقَ مُلْکَہٗ اس کی حکومت پارہ پارہ کر دے۔ جب اس نے حضور ﷺ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا۔

تحقیق امام شافعی کا کلام اس بارے میں گزر چکا ہے اور اس قول رسول کے بارے میں کہ لتنفقن کنوز هما فی سبیل الله کہ تم ضرور قیصر و کسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ یہ اشارہ صحت خلافت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اس لئے ان کے خزانے مدینہ منتقل کیے گئے تھے۔ کچھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ان دونوں خلیفوں نے ہی ان خزانوں کو مسلمانوں پر خرچ کیا تھا جس سے ہم نے یہ جان لیا کہ جس نے ان کو خرچ کیا وہ اولی الامر تھا اور اس عمل میں مصیب تھا اور درست کار تھا اس کام میں جو کچھ اس نے کیا تھا اس بارے میں۔ و باللہ التوفیق

سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن حضور کی نبوت کی سچائی کی دلیل بن گئی

(۱۶) ہمیں خبر دی عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا ہے میری اپنی تحریر میں ابوداود سے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو حماد نے، ان کو یونس نے، ان کو حسن نے یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس کسریٰ کی جیکٹ لائی گئی، ان کے سامنے لاکر رکھ دی گئی اور ان حاضرین مجلس میں سراقہ بن مالک بن جعشم بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس کی طرف کسریٰ بن ہرمز کے سونے کے کنگن اُچھال دیئے۔ سراقہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں ہیں۔ انہوں نے ان کو اپنے ہاتھوں میں ڈال لیا اور وہ ان کے کندھے تک جا پہنچے تھے۔

جب انہوں نے ان کو سراقہ کے ہاتھ میں دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا الحمد للہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ ایک دیہاتی آدمی تھے بنو مدلج میں سے۔ راوی نے آگے بھی حدیث ذکر کی ہے۔

امام شافعیؒ کا فرمان

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ سراقہ نے ان دونوں کو اس لئے پہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ سے فرمایا تھا اور ان کی کلائیوں کی طرف دیکھا تھا گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق تم کسریٰ کے کنگن پہنے ہوئے ہو۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جس وقت سراقہ کو کسریٰ کے کنگن دیئے تھے ان کو پہن لیجئے، اس نے پہن لئے۔ فرمایا کہ کہو اللہ اکبر اس نے کہا اللہ اکبر فرمایا: کہو

الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز و البسھما سراقہ بن مالک اعرابیا من بنی مدلج

اللہ کا شکر ہے جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھین لئے اور سراقہ بن مالک بن جعشم دیہاتی آدمی کو پہنا دیئے جو کہ مدلج میں سے ہے۔

مقام حیرہ کو فتح کرنے کی پیشن گوئی

(۱۷) ہمیں خبر دی ابومنصور احمد بن علی بن محمد دامغانی نے جو کہ بیہق کے رہنے والوں میں سے تھے۔ اپنے اصل سماع سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے اپنے شیوخ کی معجم میں، ان کو ابواحمد ہارون بن یوسف بن ہارون بن زیاد قطیعی نے، ان کو ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے ابن ابوخالد سے، اس نے قیس سے، اس نے عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

میرے سامنے مقام حیرہ کی تمثیل پیش کی گئی ہے جیسے کلام کرتے ہوئے انیاب داڑھیں ظاہر ہوتی ہیں۔ بے شک تم لوگ اس کو عنقریب فتح کرو گے۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ! (اگر ہم اس کو فتح کریں گے تو وہاں) بقیلہ کی بیٹی ہے، فرمایا وہ تیرے لئے ہے وہ اسی کو دے دینا خاص طور پر۔

جب وہ وقت آ گیا تو اس آدمی نے کہا کیا تم اس کو بیچو گے اس نے کہا جی ہاں! اس نے پوچھا کہ کتنے ہیں؟ اس نے کہا جو آپ فیصلہ کردیں، اس نے کہا ایک ہزار درہم دوں گا۔ باپ بولا میں لے لوں گا۔ لوگوں نے اس سے کہا اگر تو تیس ہزار بھی کہتا تو وہ دے دیتا۔ اس نے کہا کیا ایک ہزار سے اُوپر بھی کوئی عدد ہے۔

نوٹ : اس معاشرے میں یہی رواج تھا جب ہی تو انہوں نے ایسے کرلیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ عرب گنتی کا سب سے بڑا عدد الف یعنی ہزار ہی ہے۔ اس کو مکرر کر کے جہاں تک چلیں عدد بنا کر گنتی کر سکتے ہیں۔ (مترجم)

شام عراق یمن کی طرف لشکر کشی کرنا

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید البیروتی نے۔ ان کو عقبہ بن علقمہ نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، ان کو مکحول نے ابو ادریس سے، اس نے حوالی سے یعنی عبداللہ بن حوالہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم لوگ کئی کئی لشکر روانہ کرو گے ایک لشکر شام میں، ایک لشکر عراق میں، ایک لشکر یمن میں۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے آپ پسند بتائیں فرمایا تم شام کو لازم پکڑنا۔ جو شخص آئے اس کو چاہئے کہ یمن کے ساتھ لاحق ہو جائے، وہاں کے تالابوں سے پیئے کہ بے شک اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام کے ساتھ تکفل فرمایا ہے کفالت کی ہے۔ (مسند احمد ۳۴/۵)

اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام کے ساتھ تکفل فرمادیا ہے

(۱۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعد عبدالملک بن عثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن شداد بن حسین صوفی نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو عثمان بن عبدالرحمٰن دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مکحول اور ربیعہ بن جریر سے انہوں نے ابو ادریس خولانی سے، اس نے عبداللہ بن حوالہ ازدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ عنقریب لشکر روانہ کرو گے کئی لشکر، ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر عراق میں اور ایک لشکر یمن میں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب میرے لئے پسند بتائیں اپنی۔ فرمایا تم شام کے ملک جانا، جو شخص شام جانے سے انکار کرے وہ یمن چلا جائے وہ وہاں کے دودھ پیئے، بے شک اللہ نے میرے لئے شام اور اہل شام میں تکفل فرمادیا ہے یعنی میرے صحابہ کے لئے۔

میں نے سُنا ابو ادریس سے، وہ کہتے ہیں اللہ جس کی کفالت فرمائے اس پر کوئی ضیاع نہیں ہے۔

ارض روم، ارض حمیر، شام، عراق، یمن کی فتح اور شام وروم میں قیام خلافت کی پیشن گوئی

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے، ان کو ابو علقمہ نصر بن علقمہ نے، وہ حدیث کو پہنچاتے تھے جبیر بن نفیر تک، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن حوالہ نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے ہم نے آپ کے سامنے بھوکے ننگے ہونے کی اور ہر شی کی قلت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اللہ کی قسم بے شک مجھے تمہارے اُوپر قلت کا خوف نہیں جتنا زیادہ مجھے کثرت شی کا ہے۔ تمہارے بارے میں خوف ہے۔ اللہ کی قسم

یہ دین اور اسلام والا امر معاملہ ہمیشہ تمہارے لئے امر رہے گا حتیٰ کہ ایک مرتبہ ارض فارس فتح کر دے گا، ارض روم فتح کر دے گا، ارض حمیر فتح کر دے گا، تم لوگ تین لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں جائے گا، ایک لشکر عراق میں جائے گا، ایک لشکر یمن میں جائے گا۔ اور مال کی کثرت اس قدر ہوگی کہ ایک آدمی کو سو دینار دیا جائے گا تو وہ ناراض ہو جائے گا۔

ابن حوالہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کون استطاعت رکھے گا شام میں جانے کی وہاں پر رومی ہیں وہ ذات القرون ہیں (سینگوں والے)؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ ضرور اس کو فتح کر دے گا تمہارے اُوپر۔ اور البتہ ضرور تمہیں اس میں خلافت عطا کرے گا، یہاں تک کہ ہو جائے سفید فام ایک جماعت قمیص تنگ ہوں گی (یا یہ مطلب ہے کہ ان میں سے ایک جماعت بھی زرہ پوش مجاہد بن جائیں گے)۔ ان کے پس ماندہ پیچھے رہنے والے تمہارے سیاہ فام لوگوں کے نگران اور محافظ بن جائیں گے (یعنی اسلامی لشکر میں شامل ہو کر) جو ان کو حکم ملے گا مسلمانوں کی طرف سے وہی کچھ کریں گے، آگے حدیث ذکر کی ہے راوی نے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۴۸۳۔ ۳/۴۔ مسند احمد ۴/۱۱۰۔ ۵/۳۳)

ابوعلقمہ نے کہا کہ میں نے سنا تھا عبدالرحمن بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں ہم پہچانتے ہیں اصحاب رسول کو کہ ان کی صفت یہ حدیث ہے جزء بن سہیل سلمی میں عجمیوں پر وہ زمانہ بڑا حیران کن تھا جب یہ مسلمان اپنی مساجد کی طرف جاتے تو وہ لوگ ان کے گرد جمع ہو کر ان کو دیکھتے تھے اور وہ لوگ ان کو دیکھتے تھے اور حیران ہوتے تھے رسول اللہ کی بتلائی ہوئی ان میں صفت کی وجہ سے۔

صحابہ کی غربت دیکھ کر حضور ﷺ کا ان کے حق میں دعا کرنا کشادگی رزق کے لئے

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے یہ کہ حمزہ بن حبیب نے اس کو حدیث بیان کی ہے ان زغب الایادی سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حوالہ صاحب رسول پہنچے تحقیق ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ان کا ماہانہ مشاہرہ دو سو مقرر ہوا ہے مگر انہوں نے دو سو لینے سے انکار کر دیا ہے صرف ایک سو لینے پر راضی ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان سے عرض کی آپ تو دو سو سے زیادہ حق دار تھے مگر آپ نے کیوں انکار کر دیا حالانکہ وہ میرے پاس مہمان تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے مجھ سے اس طرح بات کی، تیری ماں نہ ہو کیا ابن حوالہ کو پورے سال بھر کے لئے ایک دینار کافی نہ ہو جاتا تھا۔

اس کے بعد وہ لگے ہمیں حدیث رسول بتانے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینے سے باہر بھیجا تھا تاکہ ہم مال غنیمت لائیں۔ ہم لوگ خالی واپس آئے غنیمت نہ لا سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمارے چہروں پر مایوسی اور ناکامی کی مشقت دیکھی تو دعا فرمائی:

اللھم لا تکلھم الیّ فاضعف عنھم ولا تکلھم الی الناس فیھو نوا علیھم ولا تکلھم الیٰ انفسھم فیعجزوا عنھا ولکن توحد بارز اقھم

اے اللہ! ان لوگوں کو میرے حوالے نہ کر میں ان سے بھی زیادہ کمزور ہوں۔ اور ان کو لوگوں کے حوالے نہ کر کہ وہ ان کو حقیر و کمزور سمجھیں گے اور ان کو ان کے اپنے نفسوں کے حوالے بھی نہ کر کہ وہ اس سے بھی عاجز ہیں بلکہ تو خود ہی ان کو خصوصی اور انفرادی رزق عطا فرما۔

مال کی فراوانی فارس اور روم کے خزانے تقسیم کرنے کی بشارت خلافت اسلامی کے بیت المقدس تک وسعت کی بشارت زلزلوں اور مصائب امور عظام اور قیامت وغیرہ کا ڈراوا

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا، البتہ ضرور تمہارے لئے ملک شام فتح ہوگا، پھر تم لوگ ضرور تقسیم کرو گے خزانے فارس روم کے۔ اور تمہارے پاس اتنا اتنا مال ہوگا، یہاں تک کہ اگر تم میں سے کسی کو ایک سو دینار دیا جائے گا تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس میں (بیت المقدس میں) پہنچ چکی ہے تو تحقیق اس کے بعد زلزلے

آنا شروع ہوجائیں گے اور مصائب اور بڑے بڑے امور اس وقت قیامت لوگوں کے قریب تر ہوگی اس سے جو میرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے۔ قرب ساعت سے مراد اس جگہ وہی قرن ہے۔ روم وفارس کے خزانوں سے مراد جو ملک شام میں تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۸۸)

(مصنف کی وضاحت) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت سے حضور ﷺ کی مراد اس قرن (زمانہ یا صدی) کا اختتام مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم

اور روم وفارس کے خزانوں کے مراد وہ خزانے مراد ہیں جو اس وقت ملک شام میں تھے، جس وقت شام فتح کیا جائے گا تو ان کے خزانے لے لئے جائیں گے۔ وہاں پر تحقیق یہ بات وجود میں آکر وقوع پذیر ہوچکی ہے۔

عراق، شام اور مصر کے پیمانوں کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشن گوئی

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آخرین میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے ان کے والد سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل عراق نے منع کردیا یا روک دیا اس کے درہم اور اس کے قفیز کو اور منع کردیا یا روک دیا اہل شام نے اس کے مُد کو اور اس کے دینار کو اور منع کردیا اہل مصر نے اس کے اردب کو اور اس کے دینار کو، اور تم لوگ وہی اعادہ کروگے یا گنوگے جس جگہ تم نے ابتداء کی تھی۔ اس پر شہادت دیتا ہے ابوہریرہ ؓ کا گوشت اور خون سے۔

وضاحت از مترجم : درہم مشہور عام کرنسی ہے اور قفیز اہل عراق کا معروف ماپنے کا پیمانہ تھا جس میں آٹھ مکاکیک سما سکتے تھے اور ایک مکوک نصف اور ایک صاع کا ہوتا تھا۔ اور مُد اہل شام کا معروف پیمانہ تھا جو پندرہ مکوک کی گنجائش رکھتا تھا اور اردب اہل مصر کا معروف پیمانہ تھا جو چوبیس صاع کی گنجائش رکھتا تھا۔ نیز اس حدیث کا مفہوم خاصا مشکل ہے اس لئے اہل علم نے متعدد توجیہات پیش کی ہیں اور امام بیہقیؒ نے وہ اقوال نقل کئے ہیں۔

محدث یحییٰؒ کا قول : یحییٰ فرماتے ہیں اس حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز اور درہم کا ذکر کیا تھا جب حضرت عمر ؓ نے اس کو یعنی اس پیمانے کو ابھی دہرتی پر وضع نہیں کیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید بن یعیش سے، اس نے یحییٰ بن آدم سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ حدیث ۳۳ ص ۴/۲۲۲۰)

ابوعبید ہرویؒ کا قول : ابوعبید ہرویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے جو موجود ہی نہیں تھا اور وہ اللہ کے علم میں موجود ہونے والا تھا (یعنی وقوع پذیر ہونے والا اور موجود ہونے والا تھا)۔ مگر نبی کریم ﷺ نے اس کو بتانے کے لئے ماضی کا لفظ استعمال کیا۔ اس لئے کہ اللہ کے علم میں ماضی تھا اور قبل از وقوع اس کے بارے میں اعلام واطلاع فرمانا ہے میں وہ دلائل ہیں جو آپ کی نبوت کے اثبات پر دلالت کرتے ہیں، نیز اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ حضرت عمر ؓ سے بھی راضی تھے اس عمل پر کہ انہوں نے شہروں میں کفار پر جزیہ وغیرہ مقرر فرمایا تھا۔

حدیث مذکورہ میں منع کے لفظ کی تشریح میں دو توجیہات

توجیہات اول : یہ کہ نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ وہ لوگ (اہل عراق، اہل شام، اہل مصر) عنقریب مسلمان ہوجائیں گے اور عنقریب ان سے ساقط کردیا جائے گا جو ان پر مقرر کردیا گیا ہے۔ اس توجیہ کی دلیل اسی حدیث میں موجود حضور ﷺ کا قول ہے :

عدتم من حيث بدأتم

اس لئے کہ وہی ان کی ابتداء تھی اللہ کے علم میں اور اس میں جو مقدر کیا اور اس میں فیصلہ فرمایا کہ وہ عنقریب مسلمان ہو جائیں گے، لہٰذا وہ لوگ لوٹ جائیں گے جہاں سے انہوں نے ابتداء کی تھی۔

توجیہ ثانی : اور کہا گیا ہے کہ اس قول کے اندر ''مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَا'' اشارہ ہے کہ وہ لوگ اطاعت سے رجوع کر لیں گے اور پھر جائیں گے، یہ بھی ایک توجیہ ہے مگر پہلی توجیہ احسن ہے۔

قول شیخ بیہقی : امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ شیخؒ فرماتے ہیں (مراد ہے شیخ حلیمی رحمہ اللہ) حدیث مذکور کی تفسیر اس روایت میں جس کی ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، ان کو محمد بن بشار اور ابو موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی ہے سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا بندار بن ابو ایاس نے جریری نے ان دونوں نے کہا کہ مروی ہے ابونضرہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں قریب ہے کہ اہل عراق جو ہیں کہ ان کی طرف نہ درہم جانے پائیں نہ ہی قفیز۔ لوگوں نے پوچھا یہ کہاں ہے! اے ابو عبداللہ، انہوں نے فرمایا کہ عجم سے۔

قول بندار : بندار نے کہا کہ عجم کی جانب سے۔ اور دونوں نے کہا (نہ پہنچنے کا مطلب ہے) کہ وہ اس کو منع کر دیں۔ اس کے بعد تھوڑی سی دیر خاموشی کر لی کہ وہاں پر اور دونوں نے کہا کہ پھر کہا قریب کہ اہل شام کی نہ جانے پائے نہ دینار نہ ہی حد۔ پوچھا گیا کہ یہ کہاں سے، کہا کہ روم کی جانب سے کہ وہ وہیں روک لیں۔

حدیث مذکور کا بقیہ حصہ۔ ایسا خلیفہ آئے گا جو دونوں سے مال لٹائے گا

(درمیان میں بعض اقوال اور توجیہات وغیرہ تھیں اب سلسلہ کلام حدیث دوبارہ شروع ہوتا ہے)

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں ایک خلفیہ ایسا ہوگا جو مال گن گن کر نہیں دے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ۴/۲۲۳۴)

بلکہ مال کی کثرت کی وجہ سے دونوں ہاتھوں سے چلّو بھر کر دے گا یا دونوں ہاتھوں سے اُچھالے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور معاملہ غور کرے گا اور لوٹے گا جیسے اس نے ابتداء کی تھی۔ البتہ ہر ایماندار مدینے کی طرف لوٹے گا جیسے وہاں سے شروع ہوا تھا، یہاں تک کہ ہر ایمان دار مدینے میں ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں نکلے گا کوئی آدمی مدینے سے پھر فرمایا نہیں نکلے گا کوئی آدمی مدینے سے۔ اس سے اعراض و نفرت کرنے کی وجہ سے مگر اللہ تبدیل کرے گا اس کے لئے بہتر اس سے اور البتہ ضرور سُنیں گے لوگ نرخ میں سستائی (ارزانی) اور رزق کی فراوانی، لہٰذا اسی کے پیچھے چلیں گے (یعنی لوگ روزی روزگار کی وجہ سے مدینے سے باہر جائیں گے) حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جان لیتے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو موسیٰ سے۔

جہاد میں صحابی پھر تابعی پھر تبع تابعی کے موجود ہونے کی برکت سے فتح نصیب ہونا

(۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو نے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو سعید خدری ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا البتہ ضرور لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی۔

پس کہا جائے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہو؟ پس کہا جائے گا جی ہاں! پس اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتح دے دے گا۔

اس کے بعد ایسا وقت آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کی جماعتیں لڑیں گی پھر کہا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اصحاب رسول کے ساتھ صحبت اختیار کی ہو؟ کہا جائے گا کہ جی ہاں! لہٰذا اللہ تعالیٰ ان پر فتح عطا کرے گا۔

اس کے بعد ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں لوگوں کی جماعتیں لڑیں گی، پس کہا جائے گا کیا تم میں وہ ہے جس نے صحبت اختیار کی ہو کسی ایسے شخص کی جس نے صحابہ سے صحبت اختیار کرنے والے سے صحبت کی ہو؟ (یعنی تابعی ہو) کہا جائے گا کہ جی ہاں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے لئے فتح دے گا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی وغیرہ سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اور یہ ساری روایات سفیان بن عیینہ سے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۰۸ ص ۱۹۲۳۔ مسند احمد ۳/۷)

خراسانی جہادی لشکر میں شامل ہونا، شہر مَرُو میں سکونت اختیار کرنا اس کو ذوالقرنین نے آباد کیا تھا اور اس کے لئے دعا کی تھی

(۲۴)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب نے بن سفیان نے، ان کو محمد بن مقاتل مروزی نے، ان کو اوس بن عبداللہ ابن بریدہ سے، اس نے اپنے بھائی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لشکر روانہ کئے جائیں گے۔ تم ایسے لشکر میں ہو جانا جو خراسان میں جائے گا۔ اس کے بعد تم مَرو شہر میں سکونت اختیار کر لینا۔ بے شک حال یہ ہے کہ بے شک اس کو ذوالقرنین (بادشاہ) نے تعمیر کروایا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور کہا تھا کہ مرو کے شہریوں کو بُرائی و خرابی نہیں پہنچے گی۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۶۴)

(۲۵)　ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، ان کو آدم بن موسیٰ حوارز نے، ان کو حسین بن حریث نے، ان کو اوس بن عبداللہ نے اپنے بھائی سہل بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد عبداللہ بن بریدہ سے یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب میرے بعد لشکر بھیجے جائیں گے۔ تم لوگ اس لشکر میں ہونا جو اس شہر کی طرف جائے جس کو خراسان کہا جاتا ہے۔ اس کے ایک کورۃ میں اُترنا جس کو مرو کہا جاتا ہے۔ اسی میں سکونت کر لینا یعنی اسی شہر میں۔ اس شہر کو ذوالقرنین نے آباد کیا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی کہ اس کو کوئی بُرائی نہ پہنچے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۶۴)

(۲۶)　ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد بن عدی نے، ان کو محمد بن عبدہ بن حریث عبدانی نے، ان کو حسین بن حریث نے، اس نے ان کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل۔ ابواحمد نے کہا ہے ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن بسطام نے، ان کو محمد بن سہل بن اوس بن عبداللہ بن بریدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے والد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بریدہ! بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب میرے بعد لشکر روانہ کئے جائیں گے تو تم اہل مشرق کے لشکر میں شامل ہونا۔ اس کے بعد ان کے درمیان اور لشکر بھیجے جائیں گے تو تم اس لشکر میں شامل ہونا جو اس زمین پہ جائے گا جس کو خراسان کہتے ہیں۔ اس کے بعد اسی اثنا میں اور لشکر بھیجے جائیں گے تو تم لوگ اس شہر میں اُترنا جس کو مَرو کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مذکور کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کے ساتھ اوس بن عبداللہ متفرد ہے، اس کو اس کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا۔ واللہ اعلم

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اشارہ تمام فارسی بولنے والوں کی طرف انتہاء خراسان تک

تحقیق روایت کی گئی ہے فتح فارس کے بارے میں۔ کئی احادیث صحیحہ اور بعض اہل علم نے گمان کیا ہے کہ وہ اشارہ ہے تمام ان لوگوں کی طرف جو فارسی میں بات کرتے ہیں خراسان کے آخر تک اور ان ہی میں سے بعض میں غنیمت کا ذکر ہے حدیث اوس بن عبداللہ سے۔ وباللہ التوفیق

اگر ایمان ثریا (ستاروں کے جھرمٹ) پر ہوتا تو لوگ اس کو پالیتے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے اور ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسفاطی نے، وہ عباس بن فضل ہیں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے ان کے بھائی سلیمان سے، اس نے ثور سے، اس نے ابوالغیث سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ان پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ خصوصاً یہ آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

ایک آدمی نے کہا کہ وہ کون لوگ مراد ہیں جو ابھی تک ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوئے۔ وہ بار بار مراجعت کرتا حتیٰ کہ تین بار آپ سے سوال کیا، حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایمان ثریا ستاروں کے پاس ہوتا تو ان لوگوں میں سے کچھ مرد اس کو بھی پالیتے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے سلیمان بن بلال سے۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عبدالعزیز بن محمد بن ثور سے اور مسلم نے بھی اس کو نقل کیا ہے حدیث یزید اصم سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختصر طور پر۔ (بخاری۔ کتاب تفسیر۔ تفسیر سورۃ الجمعۃ۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۹۷۲)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضرت سلمان فارسی رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے تھے اصحاب رسول میں سے۔ کچھ لوگوں نے کہا کون لوگ ہیں جن کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے:

وان تتولو یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم۔ (سورۃ محمد: آیت ۳۸)

اگر تم لوگ پھر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بجائے دوسرے لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

اصحاب رسول نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ ہم جس وقت پھر جائیں گے تو ہماری جگہ ان کو لے آیا جائے گا پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیمان کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا، وہ یہ شخص ہے اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا ستاروں کے ساتھ معلق ہوتا تو البتہ پالیتے اس کو فارس کے کچھ مرد۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۲۶۰ ص ۳۸۴/۵)

اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا سرکش عنید نہیں بنایا تمہارے لئے فارس اور روم ضرور فتح ہوں گے

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ المعروف ابن السماک، ان کو عبید بن عبدالواحد رزاز نے، ان کو عمرو بن عثمان ابن کثیر بن دینار نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عرق نے عبداللہ بن بسر سے، وہ کہتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بکری ہدیہ کی گئی۔حضور ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کہا اس بکری کو تیار کرواور اس روٹی کی طرف بھی دیکھو اس کا ثرید بنالواور اس پر چمچ بھر کر شوربا ڈال دو۔

نبی کریم ﷺ کا ایک قصعہ (بڑا پیالہ) تھا۔اس کو غرّاء کہتے تھے جس کو چار آدمی اُٹھاتے تھے، جب چاشت کی نماز پڑھ چکے تو اس کے بعد وہ قصعہ لایا گیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ لوگ زیادہ ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ڈال دیئے دو زانوں بیٹھ گئے۔کسی دیہاتی نے کہا کہ کونسی بیٹھک ہے (یعنی بیٹھنے کا یہ کونسا طریقہ ہے)۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے اور مجھے سرکش عناد نہیں بنایا۔قصعے کے کناروں سے کھاؤ اور بیچ کی چوٹی اس کی چھوڑ دو، اس میں بڑی برکت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کھاؤ۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تمہارے اُوپر فتح کیے جائیں گے فارس اور روم حتیٰ کہ کھانے کا سامان غلہ وغیرہ کثیر مقدار میں ہو جائے گا مگر اس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا جائے گا۔(یعنی لوگ بسم اللہ نہیں پڑھیں گے برکت کے لئے) (ابن ماجہ۔کتاب الاطعمۃ۔حدیث ۳۲۶۳ ص ۱۰۸۶/۲)

تمہارے بعد سب سے زیادہ سخت رومی ہوں گے اور ان کی ہلاکت قیامت کے ساتھ ہوگی

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمر نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو زکریا ساحُسینی نے، ان کو خبر دی ابن لہیعہ نے حارث بن یزید سے، اس نے عبدالرحمن سے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی مستورد صحابی رسول نے، وہ عمرو بن العاص کے پاس تھے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرما رہے تھے بے شک تمہارے خلاف سب لوگوں سے زیادہ سخت رومی ہیں۔ان کی ہلاکت قیامت کے ساتھ ہوگی۔عمرو بن العاص نے اس سے کہا میں نے تجھے اس حدیث کو بیان کرنے سے ڈانٹا نہیں تھا۔(مسلم ۲۲۲۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں: جب یہ روایت صحیح ہو تو اس کو روایت کرنے سے ڈانٹنے کی وجہ یہ ہوگی تاکہ مسلمان ان کے ساتھ قتال کرنے سے گریز نہ کریں۔بے شک وہ چیز جس پر احادیث دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا قسطنطنیہ کا۔واللہ اعلم

حضرت انسؓ و دیگر صحابہ کا قول

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا تھا فتح قسطنطنیہ قیامت کے ساتھ ہوگی۔

خوز و کرمان سُرخ رنگ عجمی اور چپٹی ناک چھوٹی آنکھ والے سے جہاد

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوقطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ان کو ہمام بن منبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ وہ حدیث جو ہمیں ابوہریرہ ؓ نے بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ قتال کرو گے خوز میں اور کرمان میں عجمی اقوام سے سُرخ چہروں والے چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھوں والے گویا کہ ان کے چہرے پچکی ہوئی ڈھال ہیں۔کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ ایسی قوم کے ساتھ لڑائی کرو گے جن کے بالوں جوتے ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (بخاری۔کتاب المناقب۔باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ حدیث ۳۵۹۔فتح الباری ۶۰۴/۶)

اہل بابل کے ساتھ اور خوارج کے ساتھ جہاد

(۳۳) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، ان کو خبر دی اسماعیل نے۔ ان کو منیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ یعنی محمد بن عباد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اصحاب اہل بابل کے جوتے بالوں کے تھے۔

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ قوم خوارج تھے جو کہ نکل گئے تھے علاقہ رئ کی طرف، انہوں نے اس میں فساد برپا کیا تھا مسلمانوں میں اور قتل عام کیا تھا حتیٰ کہ وہ قتل کر دیے گئے تھے۔ اور اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔

غزوۂ ہند کی بشارت وفضیلت

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن ابوعلی سقاء نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو مسدد نے، ان کو ہشیم نے، ان کو سیار بن ابوالحکم نے جبر بن عبیدہ سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعدہ دیا تھا غزوۂ ہند کا کہ اگر میں اس کو پالوں تو میں اس میں اپنا مال اور اپنی جان کھپادوں۔ اور اگر میں اس میں شہید کر دیا جاؤں تو میں افضل شہداء میں شمار ہوں گا اور واپس بچ گیا تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محرر ہوں گا جہنم سے آزاد شدہ۔

حضور ﷺ کا خواب عرب وعجم کا آپ کی اتباع کرنا

(۳۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس قاسم بن قاسم سیاری نے مَرو میں، ان کو محمد بن موسیٰ باشانی نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو ابوحمزہ سکری نے اعمش سے، ان کو ابوعمارہ نے، عمرو بن شرحبیل سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے گویا کہ سیاہ بکری میرے پیچھے چل رہی ہے اس کے پیچھے سفید بکری آگئی حتیٰ کہ اس کی سیاہی نظر نہیں آرہی حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ عرب میں جو آپ کے پیچھے چل رہے ہیں پھر عجم میں اس کے پیچھے ہوں گے حتیٰ کہ وہ عرب ان میں نظر نہیں آرہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ایسے ہی اس کی تعبیر دی ہے فرشتے نے سحر کے وقت۔

یہ حدیث مرسل ہے اور روایت کیا ہے بعض نے عبدالرحمٰن بن ابویعلی سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے بطور املاء روایت اس کا بعض مفہوم۔

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ثابت سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہم لوگ موجود ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی جاتی ہیں ابن طاب کی کھجوروں میں سے (مدینے میں ایک شخص اس کی کھجوریں مشہور تھیں) میں نے اس کی تعبیر نکالی ہے کہ ہمارے لئے دنیا میں اُلفت اور بلندی ہوگی اور آخرت میں عافیت یعنی اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین تحقیق مکمل ہو چکا ہے اور مستحکم ہو چکا ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث ۱۸ ص ۱۷۷۹۔ ابوداؤد۔ حدیث ۵۰۲۵ ص ۳۰۶/۴)

(۳۷) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ہمیں خبر دی ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابوعامر نے، ان کو حسین نے سعد مولیٰ ابوبکر سے اور وہ خدمت کرتا تھا رسول اللہ ﷺ کی۔ حضور کو اس کی خدمت اچھی لگتی تھی۔ حضور ﷺ نے ایک دن فرمایا، ابوبکر تم سعد کو آزاد کر دو، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس اس کے سوا کوئی خدمت کرنے والا ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس آدمی آجائیں گے یعنی قیدی آجائیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۴۰

نبی کریم ﷺ کا خبر دینا ان خلفاء کے بارے میں

جو آپ ﷺ کے بعد ہوں گے۔ اور فی الواقع ہوئے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبدالحافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے فرات سے یعنی قزاز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوحازم سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوں میں نے ان سے سنا وہ نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا اس کے پیچھے دوسرا نبی آ جاتا۔ اور بے شک امر واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے بس بہت ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں (اُس وقت کے لئے) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے والے کی بیعت کو پورا کرنا اس سے وفا کرنا۔ (اس کے بعد) پھر پہلا اور ان کا حق ادا کرنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان سے خود پوچھے گا کہ انہوں نے کس طرح تمہارے حقوق ادا کئے کس طرح تمہاری حفاظت کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں محمد بن بشار سے۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۴۴ ص ۳/۱۴۷۱۔ ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ مسند احمد)

فائدہ : انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کی سیاست کرتے تھے، مراد ہے کہ وہ ان کے امور کے متولی ہوتے تھے جیسے امیر اور والی رعایا کے ساتھ کرتے ہیں۔ السیاسۃ کا مطلب ہے قیام علی الشئی بما یصلحہ، کسی چیز کی ذمہ داری لینا اس طریق پر جو اس کی اصلاح کرے۔ ہر پہلے سے وفا کرنے کا مطلب ہے کہ جب ایک خلیفہ کے بعد ایک کی بیعت کی جائے تو پہلے والی بیعت صحیح ہوگی اسی کے ساتھ وفا کرنا، اسے پورا کرنا واجب ہوگا اور دوسری بیعت باطل ہوگی اس کے ساتھ وفا کرنا حرام ہوگا۔

باب ۱۴۱

نبی کریم ﷺ کا بادشاہوں کے بارے میں خبر دینا جو خلفاء کے بعد ہوں گے

لہٰذا ویسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوصالح بن طاہر عنبری نے، ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابن ابومریم نے، ان کو خبر دی ابن دراوردی نے، ان کو حارث بن فضیل خطمی بن جعفر بن عبداللہ بن حکم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن،

مسور بن مخرمہ سے، اس نے ابورافع سے، مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوا کرتے تھے جو ان کی سیرت کی پیروی کرتے تھے۔ اور ان کی صفت اور ان کے طریقے پر چلتے اور طریقے کو اپنا کر زندہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہو جاتے وہ بات کہتے جو کام خود نہیں کرتے تھے اور وہ عمل کرتے تھے جن کو تم نہ پسند کرتے ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں صغانی نے، اس نے ابن ابومریم سے۔ (مسلم ۱۰۱۱۷۔ مسند احمد ۴۵۸،۴۶۱)

پہلے انبیاء کے بعد خلفاء ہوتے تھے اب خلفاء بادشاہ ہوں گے

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے، ان کو محمد بن عبیداللہ سلمی نے ابوثابت نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن حارث نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو ابواسماعیل سلمی نے، ان کو ابوثابت نے، ان کو عبداللہ بن حارث بن محمد بن حاطب جمحی نے، اس نے سہیل بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوں گے انبیاء کے بعد خلفاء۔ عمل کریں گے کتاب اللہ پر اور انصاف کریں گے اللہ کے بندوں پر۔

پھر ہوں گے خلفاء کے بعد بادشاہ جو قصاص لیں گے اور لوگوں کو قتل کریں گے اور مالوں کو چھین کر لیں گے۔ بس کچھ لوگ برائی کو ہاتھ سے بدل دینے والے ہوں گے اور کچھ زبان سے بدل دینے والے ہوں گے اور کچھ اپنے دل سے برا سمجھنے والے اور اس کے سوا ایمان میں سے کوئی شے نہیں ہے۔ (ابن کثیر ۱۹۷/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو داؤد نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو لیث نے عبدالرحمٰن بن سابط سے، اس نے ابوثعلبہ خشنی سے، اس نے ابوعبیدہ بن جراح سے اور معاذ بن جبل سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت کا آغاز فرمایا تھا نبوت اور رحمت کے ساتھ (اب آخر) خلافت و رحمت ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت اور ملوکیت ہونے والی ہے۔ پھر (اس کے بعد) تسلط اور جبروزبردستی ہونے والی ہے اور فساد فی الامت ہونے والا ہے۔ (اس بادشاہت والے اور دیگر لوگ) شرم گاہوں کو حلال سمجھ لیں گے اور شرابوں کو اور ریشم کو یعنی بے دریغ عزتیں پامال کریں گے اور شرابیں پئیں گے اور محرمات ریشم وغیرہ کو حلال جان کر استعمال کریں گے۔

اس سب کچھ کے باوجود بھی ان کی نصرت ہوتی رہے گی اور ہمیشہ رزق دیئے جاتے رہیں گے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کے پیش نظر نہ ان کی مدد بند کرے گا نہ ہی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کا رزق بند کرے گا۔ بلکہ یہ سب کچھ ان کے لئے آزمائش ہو گی۔ حتیٰ کہ اللہ کے آگے پیش ہو جائیں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۷/۶۔۱۹۸)

☆☆☆
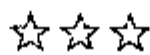
باب ۱۴۲

حضور ﷺ کا اپنے بعد مدت خلافت کے بارے میں خبر دینا

پھر خلافت کے بعد بادشاہت ہوگی۔ پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قیس بن حفص سے اور سوار بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث بن سعید نے سعید بن جمہان سے اس نے سفینہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت و نیابت تیس سال ہوگی (جس کو خلافت علی منہاج النبوت کہتے ہیں)۔ اس کے بعد بادشاہت دے گا (اللہ) جس کو چاہے گا، یا یوں کہا تھا اس کا ملک ہوگا جو چاہے گا۔

حدیث مذکورہ پر سعید بن جُمہان کا تبصرہ

سعید کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سفینہ نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسند خلافت پر دو سال قائم رہے۔ اور حضرت عمر بن خطاب ؓ دس سال اور حضرت عثمان غنی ؓ بارہ سال اور حضرت علی مرتضٰی ؓ چھ سال (یہ پورے تیس سال ہوئے)۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے سفینہ سے کہا بے شک یہ لوگ کہتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی ؓ خلیفہ نہیں تھے۔ انہوں نے کہا جھوٹ کہتے ہیں بنی زرقاء۔ اور الفاظ سوار کے ہیں۔ (ابوداود۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۶۴۶ ص ۴ ۲۱۱۔ مسند احمد ۵ ۴۴)

خلفاء اربعہ کی خلافت کی مدت کا صحیح تعین مندرجہ ذیل ہے

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو سوار بن عبداللہ نے، اس نے اس کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اسی کی مثل۔ سوار نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی ؓ بھی اسی طرح ہیں کیونکہ ان کی خلافت دو ماہ کم پانچ سال تھی زیادہ تو خلافتِ ابوبکر ؓ اور خلافت ؓ تھی۔ بے شک خلافتِ ابوبکر ؓ دو سال چار ماہ دس دن کم تھی اور خلافتِ عمر ؓ دس سال چھ ماہ چار دن تھی اور خلافتِ عثمان ۱۲ دن کم بارہ سال تھی۔

(۳)　اس میں ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر بن مؤمل سے، اس نے فضل بن محمد سے، اس نے احمد بن حنبل سے، اس نے اسحٰق بن عیسٰی سے، اس نے ابومعشر سے۔ مگر اس نے کہا ہے کہ حضرت علی ؓ کے بارے میں پانچ سال تین ماہ کم۔

حضرت سفینہ کہتے ہیں چاروں خلفاء کی خلافت تیس سال ہے

(۴)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسٰی، ان کو حشرج بن نباتہ نے، ان کو ابن جمہان نے سفینہ مولٰی رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت میری امت میں تیس سال ہوگی اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ (مسند احمد ۵/۲۲۰۔ البدایہ والنہایہ ۶/۱۹۸)

مجھ سے کہا سفینہ نے خلافت قائم رہی حضرت ابوبکرؓ کی خلافت، حضرت عمرؓ کی خلافت، حضرت عثمان ؓ کی خلافت اور حضرت علیؓ ۔ ہم نے اس کو غور کیا تو ہم نے اس کو تیس سال پر پایا۔

خلافت نبوت تیس سال ہوگی اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو مؤمل نے، ان کو حماد بن مسلمہ نے علی بن زید سے۔ اس نے عبدالرحمن بن ابوبکرہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتے تھے خلافت نبوت تیس سال ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ بادشاہت دے گا جو کو چاہے گا۔ حضرت معاویہ ؓ نے کہا تحقیق ہم راضی ہیں بادشاہت کے ساتھ۔ (ابوداود۔ کتاب السنہ ۲۱۱/۴۔ ترمذی۔ کتاب الفتن ۵۰۳/۴۔ مسند احمد ۲۷۳/۴)

باب ۱۴۳

حضور ﷺ کا اُس بات کی خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ انکار کر دے گا اور مؤمن بھی انکار کر دیں گے

اس بات سے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سوا کوئی اور خلیفہ بنے اگر چہ سوائے نماز کے کسی اور چیز میں بطور تصریح ان کو خلیفہ نہیں بناتا تاہم ایسے ہی ہوا فی الواقع جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے صالح بن کیسان سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اس دن جس دن آپ کی بیماری کا آغاز ہوا تھا (میں نے ان کی تکلیف دیکھ کر کہا) افسوس آپ کا سر۔ (یعنی مجھے افسوس ہے آپ کے سر کی تکلیف پر)

حضور ﷺ نے فرمایا میں تو یہ چاہتا تھا کہ یہ وقت موت کا تیرے اُوپر آتا تو میں تجھے تیار کرتا۔ یعنی میں خود تیری تجہیز وتکفین کرتا اور میں خود تجھے دفن کرتا۔ میں نے کہا (از راہِ خوش طبعی مجھے نہیں بلکہ میرے علاوہ کسی اور کو ماریں، دفن کریں)۔ آپ ایسے فرما رہے ہیں جیسے میں اس دن بھی آپ کی اپنی بعض عورتوں کے ساتھ خوشی منانے میں حائل ہوں گی؟ مگر حضور ﷺ نے سنجیدہ ہو کر فرمایا بلکہ میں ہی دنیا سے جا رہا ہوں۔ میرے پاس اپنے والد کو بلا لایئے اور اپنے بھائی کو۔ حتیٰ کہ میں ابوبکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اس بات سے کوئی کہنے والا کچھ کہے اور کوئی تمنا اور آرزو کرے۔ اور یہ کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں (یا زیادہ حق دار ہوں) اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ بھی انکار کر دے گا اور مؤمن بھی انکار کر دیں گے۔ ہاں مگر ابوبکر کے لئے (انکار اللہ بھی نہیں کرے گا اور مؤمن بھی نہیں کریں گے)۔

(وارا ساہ تک ابن ماجہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حدیث ۱۴۶۵ ص ۴۷۰/۱۔ کتاب الجنائز محمد بن یحییٰ سے۔ مسند احمد ۲۲۸/۶)

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن سعید سے، اس نے یزید بن ہارون سے۔ انہوں نے حدیث میں کہا ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں اور اللہ بھی انکار کرے گا اور مؤمن بھی مگر ابو بکر کے لئے (سب راضی ہوں گے)۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل ابی بکر الصدیق۔ حدیث ۱۱ ص ۱۸۵۷)

باب ۱۴۴

حضور ﷺ کا اپنے خواب کی خبر دینا

اور انبیاء کے خواب سب وحی ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کی بقیہ مدت اپنے بعد چھوٹی ہونا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مدت زیادہ ہونا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ تمام خبریں بالکل اسی طرح ہوئیں جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی

حضور ﷺ کا خواب اور خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تمثیل ڈول کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحق مزکی نے آخرین میں، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، یہ کہ سعید نے ان کو خبر دی کہ اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا اس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے ڈول کھینچا اور کھینچتا چلا تھا جس قدر اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد وہ ڈول محمد بن ابو قحافہ نے لے لیا (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) اس نے ایک دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھینچنے میں ضعف اور کمزوری تھی اللہ ان کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بدل گیا اور وہ بڑا ڈول ہو گیا اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لے لیا ہے مگر میں لوگوں میں سے ان جیسے کوئی قوی اور مضبوط آدمی نہیں دیکھ رہا ہوں جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا ڈول کھینچے (اس قدر انہوں نے پانی کھینچا ہے) کہ لوگوں نے وہاں پر ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن ابو نصر دابردی نے مَرو میں، ان کو ابو الموجہ محمد بن عمرو نے بطور املاء، ان کو عبدان بن عثمان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یونس نے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، اس حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل مگر اس نے یہ نہیں کہا میں نے ڈول کھینچا ہے بلکہ کہا ہے کہ اس کے ساتھ اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے، اس نے ابن وہب سے۔ اور بخاری و مسلم دونوں نے بھی اس کو روایت کیا ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۷۶۔ فتح الباری ۲۲/۷۔ حدیث ۳۶۸۲۔ مسلم۔ فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۷ ص ۱۸۶۔ ترمذی حدیث ۲۲۸۹ ص ۵۴۱/۴۔ مسند احمد ۲۸/۲۔ ۳۹۔ ۳۵۵/۵)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو عبداللہ بن روح نے، ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو مغیرہ بن مسلم نے، ان کو مطر الوراق اور ہشام دونوں نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا گویا کہ میں کالی بکریوں کو پانی پلا رہا ہوں جس وقت ان میں سفید بکریاں شامل ہوگئی ہیں۔ اچانک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے ہیں اس نے ایک دو ڈول کھینچے ہیں اور ان میں ضعف و کمزوری ہے اللہ ان کو معاف فرمائے۔ پھر اچانک عمر رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ انہوں نے وہ ڈول لے لیا لہٰذا وہ بہت بڑا ڈول بن گیا ہے۔ انہوں نے کھینچا جس سے سارے لوگ سیراب ہوگئے ہیں اور بکریاں بھی سیراب ہوگئی ہیں۔ میں نے ایسا قوی انسان نہیں دیکھا جو عمر کی طرح سیراب کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تعبیر یہ نکالی ہے کہ کالی بکریوں سے مراد عرب ہیں اور سفید تمہارے یہ بھائی ہیں عجمی۔ (مسند احمد ۲: ۴۵۵)

انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے تھے ڈول کھینچنے میں ضعف سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کم ہونا اور تزاید سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا طویل ہونا۔

امام شافعی کا فرمان

(۴)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن محمد حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ شافعی نے کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے تھے اور حضور ﷺ کا یہ قول کہ فی نزعہ ضعف، کہ ان کے ڈول کھینچنے میں ضعف تھا، اس سے مراد ان کی مدت خلافت کا چھوٹا ہونا ہے اور ان کی جلدی موت آنے کی طرف اشارہ ہے اور ان کی مشغولیت اہل ارتداد کے ساتھ حرب و جنگ آغاز میں رہی۔ اور اضافہ اور زیادتی جس کی حد تک عمر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے ہیں اس سے مراد ان کی مدت خلافت کا لمبا ہونا ہے۔

باب ۱۴۵

۱۔ حضور ﷺ کا اپنے بعد آنے والے والوں (حکمرانوں) کے بارے میں خبر دینا۔
۲۔ عہد عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر میں فتنہ واقع ہونے کی خبر دینا۔
۳۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے لئے امر ولایت وحکومت سیدھا اور مستحکم نہ ہوسکنا جیسے ان کے ساتھیوں کے لئے مستحکم ہوا تھا۔
۴۔ اس پر نبی کریم ﷺ کا مغموم ہونا۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے۔ ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور اس نے عرض کی اے رسول اللہ! آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ دیکھتا ہوں کہ ایک سایہ دار بادل ہے وہ گھی اور شہد کی بارش کر رہا ہے (یعنی اس سے گھی اور شہد ٹپک رہے ہیں) اور لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس میں سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ لے رہے ہیں چُلّو بھر بھر کر، کوئی زیادہ لے رہے ہیں اور کوئی کم لے رہے ہیں۔

اور دیکھتا ہوں کہ ایک رسّی ہے جو زمین سے آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس کو پکڑ کر اُوپر چڑھ گئے ہیں اس کے بعد ایک اور آدمی نے اس کو پکڑا ہے اور وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے آدمی نے اس کو پکڑا ہے، وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد تیسرے آدمی نے اس کو پکڑا ہے تو وہ رسّی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد رسّی کو اس کے لئے جوڑا گیا ہے لہٰذا وہ بھی اُوپر کو چڑھ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بیٹھے ہوئے سُن رہے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ تعبیر دیجئے۔

ابوبکر نے تعبیر بتائی کہ سایہ دار بادل اسلام ہے اور وہ گھی جو شہد کے ساتھ گر رہا ہے وہ قرآن ہے اور حلاوت و مٹھاس اس کی نرمی ہے اور لوگوں کا شہد اور گھی اپنے ہاتھوں سے سمیٹنا قرآن کو زیادہ یا کم مراد ہے اور آسمان سے زمین تک پہنچنے والی رسّی وہ حق ہے کہ آپ جس پر ہیں آپ نے اس کو پکڑا ہے اللہ اس کو اور بلند کر دے گا آپ کے بعد ایک آدمی اس کو پکڑے گا وہ بلند ہو جائے گا، یا غالب ہو جائے گا، اس کے بعد دوسرا آدمی اس کو لے گا وہ بھی بلند ہو جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا اس کو لے گا تو وہ منقطع ہو جائے گی، اس کے بعد وہ رسّی اس کے لئے جوڑی جائے گی اور وہ بھی بلند ہو جائے گا۔

اب آپ بتلائیے مجھے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان، کیا میں نے درست تعبیر دی ہے یا میں نے غلطی کی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ تو آپ نے درست بتائی ہے اور کچھ آپ نے غلط کی ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! آپ مجھے بتائیے جو میں نے غلطی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ قسم نہ کھائیے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ مذکورہ کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں رسّی پہنچنے والی ہے آسمان سے زمین تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور مسلم نے حرملہ سے، اس نے ابن وہب سے۔

(بخاری۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ حدیث ۷۰۴۶۔ فتح الباری ۴۳۱/۱۲۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا حدیث ۱۷ ص ۱۷۷۷۔ ترمذی۔ حدیث ۳۲۹۳ ص ۵۴۲/۴۔ ابن ماجہ۔ کتاب تعبیر الرؤیا۔ حدیث ۳۹۱۸ ص ۱۲۸۹۔۱۲۹۰۔ مسند احمد ۲۳۵/۱)

مذکورہ تعبیر پر ابو سلیمان خطابی کا تبصرہ

ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں کہ لوگوں نے (اہل علم نے) اختلاف کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے بارے میں جو انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تم نے کچھ درست تعبیر بیان کی ہے اور کچھ غلط ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ درست ہونا اس کا تو خواب کی تعبیر ہے اور اس کی غلطی حضور ﷺ کی موجودگی میں تعبیر کے فتوے دینا اور حکم جاری کرنا ہے۔ جبکہ بعض دیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ محل خطاء یہ ہے کہ خواب میں مذکور دو چیزیں ہیں گھی اور شہد۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو تعبیر میں ایک ہی چیز قرار دیا ہے وہ ہے قرآن۔ ان کا حق یہ تھا کہ وہ ہر ایک کی علی الانفراد الگ الگ تعبیر دیتے اور وہ دو چیزیں کتاب اور سنت تھیں کیونکہ وہ کتاب اللہ کا بیان اور وضاحت ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے یہی قول پہنچا ہے اس کے مفہوم کے قریب قریب ابو جعفر طحاوی سے بھی۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو شعبہ نے حسن سے، اس نے ابو بکرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دن کہ تم میں سے آج کس نے خواب دیکھا؟ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا ہے، اس میں آپ اور ابو بکر کو تولا گیا ہے۔ آپ ابو بکر سے زیادہ وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ابو بکر اور عمر کو تولا گیا ہے مگر ابو بکر عمر سے وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد عمر اور عثمان تولے گئے، لہٰذا عمر عثمان سے وزنی ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد ترازو اُٹھا دیا گیا ہے۔ ہم نے حضور ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات محسوس کئے۔

(ابوداؤد۔ کتاب السنۃ۔ حدیث ۴۶۳۴ ص ۲۰۸/۴۔۲۰۸۵۔ ترمذی۔ کتاب الرؤیا۔ حدیث ۲۲۸۷ ص ۵۴۰/۴)

(۴)　ہمیں خبر دی ابو علی نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے، ان کو علی بن یزید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابو بکر نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟ پھر راوی نے مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا لیکن کراہت اور ناگواری کا ذکر نہیں کیا یعنی اس کو رسول اللہ ﷺ نے بُرا محسوس کیا یعنی ان کو یہ کیفیت بُری لگی۔ پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت و نیابت ہوگی اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا حکومت و بادشاہت دے گا۔

(۵)　ہمیں خبر دی زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات ایک نیک آدمی کو خواب دکھایا گیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تولے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور عمر تولے گئے ہیں ابو بکر کے ساتھ۔ پھر عثمان تولے گئے عمر کے ساتھ۔ جابر کہتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اُٹھ گئے تو ہم نے کہا کہ نیک دل آدمی سے مراد رسول اللہ ہیں باقی کو حضور ﷺ نے بعض کو بعض تولنے کا ذکر کیا ہے وہ اس امر کے والی اور حکمران ہیں یہ امر جس کے ساتھ اللہ نے حضور ﷺ کو بھیجا ہے۔

شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے اس طرح اس کا متابع بیان کیا ہے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، ان کو محمد بن حرب نے زبیدی سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عمرو بن ابان بن عثمان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن محمد بن علی روذ باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو اشعث بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے، اس نے سمرہ بن جندب سے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ میں نے خواب میں ایک ڈول دیکھا ہے جو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کے بیچ کی لکڑی سے پکڑا اور اس میں پیا مگر کمزور طریقے سے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس لکڑی سے پکڑ کر اس قدر پیا کہ خوب پیٹ بھر گیا۔ اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ آئے اس نے بھی اس لکڑی سے پکڑ کر اس قدر پیا کہ خوب پیٹ بھر گیا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کی لکڑی سے پیا مگر وہ ہلنے لگا ڈول یا لکڑی، جس کی وجہ سے ان پر اس کے کچھ قطرے یا کچھ زیادہ پانی گر گیا۔

(ابوداؤد۔ کتاب السنۃ۔ حدیث ۴۶۳۷ ص ۲۰۸/۴۔۲۰۹۔ مسند احمد ۱۲/۵)

مصنف کہتے ہیں : ابو بکر کے پینے میں ضعف سے مراد ان کی مدت خلافت کا چھوٹا ہونا ہے۔ اور ڈول سے علی پر پانی گرنے سے مراد ان کی حکومت و لایت میں منازعت اور جھگڑا ہونا مراد ہے۔ واللہ اعلم

☆☆☆
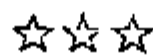
باب ۱۴۶

۱۔ حضور ﷺ کا خبر دینا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے صدق کے بارے میں۔
۲۔ اور حضور ﷺ کا شہادتِ عمر و عثمان رضی اللہ عنہ کی گواہی دینا۔ لہٰذا وہ حضور ﷺ کے بعد شہید کر دیئے گئے تھے۔
۳۔ حضور ﷺ کا پہاڑ کو ٹھہر جانے کا حکم دینا اس کے کانپنے کے بعد۔
۴۔ اور حضور ﷺ نے اس کو اپنے پیر سے ٹھوکر ماری لہٰذا وہ پُرسکون ہو گیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور سعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن یونس ضبی نے، ان کو مکی بن ابراہیم بلخی اور روح بن عبادہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُحد پہاڑ کے اُوپر چڑھے۔ روح نے کہا کہ وہ حراء پر یا اُحد پر ان کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پہاڑ ان سمیت کانپنے لگا۔

مکی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنے پیر سے ٹھوکر ماری اپنے پاؤں کے ساتھ اور فرمایا کہ کھڑا رہ تیرے اُوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے، دو شہید ہیں۔ (مستقبل میں)

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث یزید بن زریع وغیرہ سے، اس نے ابن ابوعروبہ سے۔ انہوں نے کہا ہے اُحد پہاڑ تھا جیسے مکی نے کہا ہے۔ (بخاری۔ فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۵۷۵۔ فتح الباری ۲۲/۷۔ حدیث ۳۶۸۶۔ فتح الباری ۴۲/۷۔ حدیث ۳۶۹۹۔ فتح الباری ۵۳/۷۔ ترمذی۔ حدیث ۳۶۹۷ ص ۶۲۴۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۵۱ ص ۲۱۲/۴۔ مسند احمد ۳۳۱/۵۔ ۳۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرحمن نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابوحازم نے سہل بن سعد ساعدی سے یہ کہ پہاڑ غارِ حراء کانپنے لگا جبکہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اس پر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق، اور (ہونے والے) دو شہید ہیں۔

معمر کہتے ہیں کہ میں نے سُنا قتادہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے اس کی مثل۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۴۸ ص ۲۱۱/۴۔ ترمذی حدیث ۳۷۵۶ ص ۶۵۱/۵)

☆☆☆

باب ۱۴۷

حضور ﷺ کا خبر دینا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صدیق اور اس کی تصدیق کے بارے میں اوران کا شہادت دینا عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت کی پھر وہ واقعی شہید ہو گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ اور حسین بن حسن نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ حراء پر تھے حضور ﷺ تھے، ابوبکر تھے، عمر و عثمان تھے، طلحہ و زبیر تھے رضی اللہ عنہم۔

چٹان متحرک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جم جا، رُک جا، تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو (ہونے والے) شہید ہیں۔

روایت کیا ہے اس کو مسلم نے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔فضائل الصحابہ۔حدیث ۱۵ ص ۱۸۸۱)

باب ۱۴۸

حضور ﷺ کا عکاشہ بن محصن کے بارے میں دعا کرنا اوران کا شہادت پانا حضور کی دعا کی برکت سے اور دلالت صدق کا ظہور اس چیز میں جو انہوں نے خبر دی تھی ان کے حال کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن مسیب نے یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے میری اُمت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اُوپر شال تھی اس کو بھی اُٹھایا اور کہنے لگے، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! اس کو ان میں سے کردے۔ اس کے بعد ایک اور

انصاری کھڑا ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس دعا میں کامیابی کے ساتھ عکاشہ تم سے سبقت لے گئے ہیں۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۶۷ ص ۱/۱۹۷۔ بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۵۴۱/۱۔ فتح الباری ۱۱/۴۰۵)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے مبارک سے، اس نے یونس سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے عمران بن حصین نے نبی کریم ﷺ سے اور مشہور اہل مغازی کے درمیان یہ کہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں۔

باب ۱۴۹

حضور ﷺ کا خبر دینا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے احوال کے بارے میں اور حضور ﷺ کا شہادت دینا ان کی شہادت اور جنت کے بارے میں۔ لہٰذا وہ مسیلمہ کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے عہد ابوبکر رضی اللہ عنہ میں شہید ہو گئے۔ نیز خواب میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ، ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان سب کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ثابت بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۔ الیٰ قولہ : ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون

(سورۃ حجرات : آیت ۲)

اے اہل ایمان! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اُونچا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں پتہ بھی نہ چلے اور تمہارے اعمال بھی تباہ ہو جائیں۔

ثابت بن قیس بلند آواز والے آدمی تھے، انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے اپنی آواز اُونچی کرتا ہوں، میرے اعمال تباہ ہو گئے ہیں میں تو جہنمی ہو گیا ہوں۔ لہٰذا وہ مغموم ہو کر اپنے گھر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے جب اسے موجود نہ پایا تو کچھ لوگ اس کے پاس گئے، انہوں نے اس کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے غیر موجود پا رہے ہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ہی ہوں جو حضور کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرتا ہوں اور ان کے ساتھ قول میں جہر کرتا ہوں، لہٰذا میرے عمل تو تباہ ہو چکے ہیں اور میں تو جہنمی ہو گیا ہوں۔ لہٰذا وہ لوگ آئے انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی جو اس نے کہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ کے اس فرمان کے بعد حالت یہ تھی کہ ہم ثابت بن قیس کو اپنے درمیان اور ہماری آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا پاتے تھے اور ہم یہ جانتے تھے کہ یہ اہل جنت میں سے ہے۔ جب جنگ یمامہ کا دن آیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان جنگ لڑنے والوں میں شامل تھا۔

کہتے ہیں ہمارے اندر بعض انکشافات ہوئے کہ ثابت بن قیس جنگ میں کچھ اس شان سے آئے کہ حنوط لگایا اور پھر کفن پہنا اور کہا کہ بہت بُرا کرتے ہو کہ واپس لوٹ جاتے ہو اپنے ہم عمروں میں۔ اس نے ان لوگوں کے ساتھ نہایت بے جگری کے ساتھ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۸۷ ص ۱/۱۱۰)

اے قیس! کیا تو راضی نہیں کہ جئے تو حمید ہو، قتل ہو تو شہید ہو پھر جنت میں چلا جائے

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے یہ کہ ثابت بن قیس بن شماس نے کہا یا رسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ میں ہلاک ہو جاؤں؟ اللہ نے کسی بھی انسان کو منع کر دیا ہے اس سے کہ وہ یہ پسند کرے کہ اس کی تعریف کی جائے ایسے کام پر جو اس نے نہ کیا ہو۔ جبکہ میں خود کو ایسا پاتا ہوں کہ میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اکڑنے اور کبر کرنے سے منع فرمایا ہے جبکہ میں بننے سنورنے کو اور جمال کو پسند کرتا ہوں۔ نیز اللہ نے منع فرمایا ہے کہ ہم لوگ اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے اُونچا نہ کریں جبکہ میں بلند آواز ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ثابت! کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو جئے تو پیاری زندگی کے ساتھ، مرے تو شہید ہو اور تو جنت میں داخل ہو جائے؟ کہتے ہیں کہ واقعی انہوں نے زندگی حمید اور پیاری گزاری تھی قتل ہو کر شہید ہوئے تھے مسیلمہ کی جنگ میں۔

شہید تحفظ ناموس رسالت ثابت بن قیس وشہداء یمامہ

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عیسیٰ عطار نے مَرو میں، ان کو عبدان بن محمد حافظ نے، ان کو فضل بن سہل بغدادی نے، اسی کو اعرج کہتے تھے ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کے والد ابن شہاب سے، ان کو اسماعیل بن محمد بن ثابت انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ ثابت بن قیس نے کہا تھا یا رسول اللہ! البتہ تحقیق ڈر رہا ہوں کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اللہ نے ہم لوگوں کو منع کیا ہے اس بات سے کہ ہم یہ پسند کریں کہ ہمارے ایسے کام پر تعریف کی جائے جو ہم نے کیا ہی نہ ہو جبکہ میں اپنے آپ کو اس طرح پاتا ہوں کہ میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ ہم لوگوں کو منع فرمایا ہے اکڑنے سے تکبر کرنے سے جبکہ میں ایسا ہوں کہ میں جمال کو اور بن سنور کر رہنے کو پسند کرتا ہوں۔ تیسری بات یہ کہ اللہ نے ہم لوگوں کو منع کیا ہے اس بات سے کہ ہم لوگ آپ کی آواز سے اپنی آواز کو اُونچی نہ کریں جبکہ میں انتہائی بلند آواز انسان ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ جئیں تو محمود اور پسندیدہ ہوں (یعنی سب تعریف کریں) اور مریں تو قتل ہو کر شہید ہوں اور پھر تو جنت میں داخل ہو جائے؟ ثابت بن قیس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! میں راضی ہوں۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اس طرح زندگی گزاری کہ حمید اور پسندیدہ شخصیت تھے اور پھر مقتول شہید ہوئے مسیلمہ کذاب سے جنگ والے دن (گویا ان کو شہید ناموس رسالت یا شہید تحفظ ختم نبوت کا منصب دینا چاہئے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو)۔ مترجم

ثابت بن قیس کی شہادت اور ان کے بارے میں خواب جو سچا ثابت ہوا
جو کہ اکرامِ الٰہی ہے شہید کا تصرف نہیں

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے، ان کو ثابت نے انس ؓ سے، کہ ثابت بن قیس جنگ یمامہ والے دن کچھ اس شان سے آئے کہ انہوں نے حنوط اور خوشبو وغیرہ لگائی ہوئی تھی اور کفن پہنے ہوئے تھے جبکہ ان کے ساتھی اس وقت شکست کھا چکے تھے۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ عذر اور دعا کرنے لگے اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اعلان براءت کرتا ہوں اس عمل سے جو یہ لائے ہیں یعنی شکست کھا کر بیٹھے ہیں اور میں معذرت کرتا ہوں اے اللہ! تیری بارگاہ میں اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے، بہت بُرا ہے جو کچھ تم نے کیا ہے اور تم اپنے مدمقابل سے واپس لوٹ آئے آج کے دن سے تخلیہ کر دو اور چھوڑ دو مجھے اور دشمنوں کو کچھ دیر کے لئے۔ اس کے بعد اس نے حملہ کیا اور ایک گھنٹے تک لڑتا رہا حتیٰ کہ قتل ہو کر شہید ہو گیا۔

ان کی ایک زرہ تھی جو چوری کر لی گئی تھی ان کی شہادت کے بعد۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمارہے تھے کہ میری زرہ ہنڈیا میں رکھی ہے اُونٹ کے پالان کے نیچے فلاں فلاں جگہ پر۔ اوراس نے کچھ وصیتیں بھی کیں چنانچہ زرہ تلاش کی گئی اور وہ اسی جگہ سے ملی جہاں انہوں نے خواب میں بتائی تھی پھراس نے کہا کہ ان کی وصیت بھی پوری کرو۔ (مستدرک حاکم ۳/۲۳۴۔ مجمع الزوائد ۱/۳۲۲)

ثابت بن قیس شہید کی کرامت ہے کہ اللہ نے ان کے تمثل سے ان کی وصیت جاری فرما کر خلیفۃ الرسول سے وصیت پوری کروادی جو کہ تصرف معبود حقیقی ہے تصرف شہید نہیں بشرطیکہ روایت صحیح ہو

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی عباس بن ولید بن مزید البیروتی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عطاء خراسانی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور میں ایک انصاری آدمی سے ملا میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی حدیث سُنائیں۔ اس نے کہا اُٹھو میرے ساتھ چلو۔ میں چلا گیا اس کے ساتھ حتیٰ کہ ہم ایک گھر میں پہنچے۔ اس نے مجھے ایک عورت سے ملوایا اور بتایا کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی بیٹی ہے اس سے پوچھئے۔

میں نے اس عورت سے کہا کہ مجھے ثابت بن قیس کے بارے میں بتایئے اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی :

یا ایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اُونچا نہ کرو۔

راوی نے آگے حدیث بیان کی ہے اسی مفہوم کے ساتھ جو ہم نے روایت کیا ہے اس سے پہلے والی روایت میں، حضور ﷺ کے اس قول تک کہ اے ثابت! تو ان میں سے نہیں ہے بلکہ تم زندگی گزاروگے پسندیدہ زندگی اور قتل ہو کر شہید ہو جاؤ گے اور اللہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ جب جنگ یمامہ والا دن آیا تو مسیلمہ کذاب مقابلے پر آیا، جب وہ اصحاب رسول سے ٹکرایا ان پر حملہ آور ہوا تو صحابہ شکست خوردہ ہونے لگے اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ نے کہا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایسے لڑتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے گڑھا کھودا (مورچہ بنایا) ان پر سب لوگوں نے حملہ کیا وہ دونوں ڈٹے رہے اور مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ دونوں شہید ہو گئے۔

اس دن ثابت نے ایک زرہ پہن رکھی تھی جو کہ نفیس قسم کی تھی۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور اس نے وہ چُرالی۔ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ثابت بن قیس خواب میں آئے ہیں اور اس کو کہہ رہے ہیں کہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں تجھے خاص وصیت کہ تم یہ کہو کہ یہ خواب ہے اس کو تم محفوظ رکھو جب میں قتل کر دیا گیا تو میرے پاس ایک مسلمان گزرا اس نے میری زرہ لے لی۔ اس کی منزل لوگوں کی انتہاء پر ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے جو اپنی رسّی کے ساتھ اپنی جگہ پر گردش کر رہا ہے اور اس نے میری زرہ پر ہنڈیا ڈھک دی ہے اور ہنڈیا کے اُوپر پلان رکھ دیا ہے۔

تم خالد بن ولید کے پاس جاؤ اس کو کہو کہ میری زرہ میرے پاس بھیج دے وہ اس کو وہاں سے لے لے اور تم جب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور نائب کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ مجھ پر اتنا اتنا قرض تھا فلاں فلاں کا اور میں نے فلاں فلاں سے اتنا اتنا قرض لینا ہے وہ ادا کر دیں اور وہ وصول کرلیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ تم یہ کہنے سے گریز کرو کہ بس خواب ہے۔ یہ ایسا خواب ہے کہ تم اس کو بیان کرو۔

چنانچہ وہ شخص خالد بن ولید کے پاس آیا اس کو خبر دی انہوں نے زرہ کی تلاش کے لئے بھیجا اس نے ایک خیمہ دیکھا لوگوں کو آخر میں وہاں پر واقعی گھوڑا بندھا ہوا تھا جو اپنی جولا نگاہ میں پھر رہا تھا۔ اس نے خیمہ میں دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زرہ واقعی اس کے نیچے رکھی ہوئی ہے اس کو وہ لے آئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پھر جب وہ مدینے میں پہنچے تو اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ خواب بتلایا، لہٰذا انہوں نے ان کی وصیت پوری فرمائی۔ ہم نہیں جانتے کسی ایسے شخص کو کہ اس کی وصیت پوری کی گئی ہو ایسی وصیت جو موت کے بعد ہوئی ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس کے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۲۲ پر ہے۔ طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے اور بنت ثابت بن قیس کو میں نہیں جانتا باقی راوی ثقہ ہیں مستدرک نے بھی جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ پر نقل کیا ہے۔

باب ۱۵۰

حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کریں گے دو کذابوں کے شر سے ایک اسود عنسی دوسرا مسیلمہ، دونوں قتل کر دیئے گئے

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن مسلم نے، ان کو سلیمان بن یوسف نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد صالح بن کیسان نے، اس نے ابن عبیدہ بن نشیط سے، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام عبداللہ بن عبداللہ تھا یہ کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ مسیلمہ کذاب مدینے میں آیا اور حارث کی بیٹی کے گھر میں آکر ٹھہرا اس لئے کہ حارث بن کریز کی بیٹی اس کی بیوی تھی اور وہی ماں تھی عبداللہ بن عامر کی۔

رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ ثابت بن قیس بن شماس بھی ساتھ تھے۔ ثابت بن قیس وہ تھے جس کو خطیب رسول اللہ کا لقب دیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی یا ڈنڈی تھی، حضور ﷺ نے وہاں جا کھڑے کھڑے اس سے بات کی۔ مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ سے کہا اگر آپ چاہیں تو یہ معاملہ (نبوت ورسالت کا) ہمارے لئے چھوڑ دیں یا آپ اپنے لئے بعد میں ہمارے لئے طے کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ مجھ سے یہ لکڑی اور ڈنڈی مانگیں گے تو میں وہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔ البتہ دیکھتا ہوں وہی تمہیں جو میں دکھایا گیا ہوں تیرے بارے میں، ہاں یہ ثابت بن قیس ہے عنقریب یہ تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ چلے گئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خواب کے بارے میں پوچھا تھا جس کا حضور ﷺ نے ذکر فرمایا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے ذکر کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن رکھے گئے میں ان کو دیکھ کر گھبرایا اور ان کو ناپسند کرنے لگا، لہٰذا میرے لئے اجازت دی گئی۔ میں نے ان دونوں کو

پھونک ماری لہٰذا وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان دونوں کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں۔ عبیداللہ نے کہا کہ ایک اسود عنسی کذاب تھا جس کو فیروز نے قتل کیا تھا یمن میں اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سعید بن محمد جرمی سے، اس نے یعقوب بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ مسند احمد ۱/۲۶۳)

تحقیق اس بارے میں گزر چکی ہے حدیث نافع بن جبیر ابن عباس ﷺ سے اور ہمام بن منبہ سے، اس نے ابوہریرہ ﷺ سے وفود کے ذکر کے وقت۔

(۲) ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی مسعر نے ابوعون سے، اس نے ایک آدمی سے یہ کہ ابوبکر صدیق ﷺ کے پاس جب جنگ یمامہ کی فتح کی خبر پہنچی تو وہ سجدے میں گر گئے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو محمد بن حبان انصاری نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو حسن نے انس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسیلمہ کذاب سے ملاقات ہوگئی تھی۔ مسیلمہ نے حضور ﷺ سے کہا تھا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایمان لا چکا ہوں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو مہلت دی جا چکی ہے اس کی قوم کی ہلاکت کے لئے۔

باب ۱۵۱

حضور ﷺ کا ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹ جانے سے تنبیہ کرنا

اور حضور ﷺ کا وفات کے بعد آنے والی تبدیلی کے بارے میں خبر دینا
نیز یہ کہ ابوبکر صدیق ﷺ نے ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے
والوں کے ساتھ قتال کیا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ مل کر
جو اپنے دین پر ثابت قدم رہے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہا واقد بن محمد بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس نے اپنے والد سے کہ اس نے سُنا ابن عمر ﷺ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا :

لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض

میرے بعد حالت کفر کی طرف تم لوگ نہ پلٹ جانا کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ فتح الباری ۱۲/۸۵۔۱۳/۲۶۔۱۰/۸۔۸/۱۰۶۔۳/۵۷۳۔۱/۲۱۷۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۸۔ مسند احمد ۱/۲۳۰)

حدیث مذکور کے بارے میں محدث موسیٰ بن ہارون کا تبصرہ

مصنف کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے موسیٰ بن ہارون سے اور وہ حفاظ حدیث میں سے تھے کہ ان سے پوچھا گیا تھا اس حدیث کے بارے میں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل ارتداد تھے جو مرتد ہو گئے تھے زکوٰۃ کا انکار کر کے۔ ابوبکر صدیق ﷺ نے ان کو قتل کر دیا تھا۔

بعض دیگر اہل علم کی رائے

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ میرے بعد کافر نہیں بن جانا یعنی مختلف فرقے نہیں بن جانا کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں مارنا شروع کر دیں۔ لہٰذا تم اس طرح کفار کے ساتھ مشابہ ہو جاؤ گے۔ بے شک کفار ایک دوسرے پر زیادتی کرنے والے ہوتے ہیں، ان کے بعض بعض کی گردنیں مارتے ہیں جبکہ مسلمان ایک دوسرے کو مہلت دینے والے ہوتے ہیں باہم بھائی چارہ نبھانے والے ہوتے ہیں، بعض ان کا بعض کی گردنوں کو محفوظ بناتا ہے۔ اور کہا گیا کہ اس کا مطلب میرے بعد کفار نہ بن جانا یعنی اسلحہ کے زور پر کافر بنانے والے۔

میں تمہارا پیش رو ہوں حوض کوثر پر جو آئے گا وہ پیئے گا جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن حسن بن مہاجر نے اور محمد بن نعیم اور احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے، ان کو یعقوب بن عبدالرحمن نے، ان کو ابوحازم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سہل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا تھا میں تم سب کے لئے پیش رو ہوں۔ حوض کوثر پہ جو بھی آئے گا وہ اس سے پیئے گا اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور البتہ ضرور کچھ اقوام میرے پاس آئیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گی اس کے بعد میرے اور ان کے درمیان دیوار اور پردہ حائل کر دیا جائے گا۔

ابوحازم کا قول اور حدیث رسول کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا عمل کیے تھے

ابو حازم کہتے ہیں کہ نعمان بن ابوعیاش نے سُنا تھا میں ان لوگوں کو یہ حدیث بیان کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح حضرت سہل سے یہ حدیث سُنی تھی کہ وہ کہہ رہے تھے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں ابوسعید خدری کے بارے میں کہ میں نے ان سے یہ حدیث سُنی تھی وہ اس میں یہ اضافہ کرتے تھے کہ میں یہ کہوں گا کہ بے شک یہ لوگ مجھ سے ہیں جو آئے ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ بے شک آپ نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد عمل کیا تھا۔ لہٰذا میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کر لی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب الطہارۃ۔ حدیث ۳۹۔ مسند احمد ۱/۲۵۷)

اور حدیث ثوبان میں کہا گیا ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بعض قبائل میری اُمت میں سے لاحق ہو جائیں گے (جا ملیں گے) مشرکین کے ساتھ اور حتیٰ کہ کچھ قبائل میری اُمت کے بتوں کی عبادت کریں گے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے ابوقلابہ سے اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے طویل حدیث میں اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح مسلم میں۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللّٰه بقوم یحبهم و یحبونه اذله علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل اللّٰه ولا یخافون لومة لائم ذلك فضل اللّٰه یؤتیه من یشآء واللّٰه واسع علیم۔

(سورۃ مائدہ : آیت ۵۴)

اے اہل ایمان! جو شخص تم میں سے پھر جائے اپنے دین سے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جن کو وہ پسند کرے گا اور وہ بھی اللہ کو پسند کریں گے۔

لہٰذا مرتد ہو گیا تھا جس کو مرتد ہونا تھا نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد۔ لہٰذا ابوبکر صدیق ؓ نے ان سے قتال کیا، ان صحابہ سمیت جنہوں نے ابوبکر صدیق ؓ کی اطاعت کی مہاجر و انصار میں سے اور ان مسلمانوں سمیت جو اسلام پر ثابت قدم تھے تمام قبائل کے مسلمانوں سمیت۔ ان کو اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان پر اثر انداز نہ ہوئی حتیٰ کہ ان سب مسلمانوں نے ان مرتدین پر غلبہ حاصل کیا اور جو باقی رہ گئے تھے وہ واپس اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ اسی لئے حضرت حسن بصریؒ نے آیت مذکور کی تفسیر میں وہ بات کہی ہے۔

آیت مذکور کی تفسیر کے بارے میں حضرت حسن بصریؒ کا قول

انہوں نے آیت مذکور کی تفسیر کے بارے میں وہ روایت درج کی ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن صفار نے، ان کو عباس بن محمد بن حاتم دوری نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو حسین بن صالح نے ابوبشر سے، اس نے حسن سے کہ

فسوف یاتی اللّٰه بقوم یحبهم و یحبونه

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس کو وہ پسند کرے گا وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

حسن بصریؒ نے کہا اس سے مراد ابوبکر صدیق ؓ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔

سری بن یحییٰ حسن بصریؒ سے اس کی متابع روایت لایا ہے اور یہ روایت اس روایت کے مخالف نہیں ہے جو اس بارے میں اہل یمن کے بارے میں ہے۔ بس جو باقی رہ گئے تھے یمن کے مہاجرین میں سے وہ جملہ اصحاب ابوبکر ؓ میں سے تھے۔ جب انہوں نے بھی قتال کیا اہل ارتداد کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ کی حمد و شکر کے ساتھ حدیث مذکور کی تصدیق پائی گئی ہے اس تمام کے اندر۔ و باللّٰه التوفیق

☆☆☆

باب ۱۵۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ مسلمان جزیرۃ العرب میں شیطان کی عبادت نہیں کریں گے۔اس سے حضور ﷺ کی مراد آپ کے اصحاب تھے اور ان کے بعد جولوگ تھے وہ ایسے تھے جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن عبداللہ نوقانی نے وہاں پر، ان کو ابوعبداللہ بن محمد بن عبداللہ اصفہانی صفار نے، ان کو احمد بن عصام نے، ان کو موئل بن اسماعیل نے، ان کو سفیان ثوری نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک شیطان تحقیق ناامید ہوچکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں لیکن ان کے آپس کے خصومات میں جنگوں میں اور معاملات میں وہ دوڑے گا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوہاشم علوی نے کوفہ میں، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی وحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی وکیع نے اعمش سے، اس نے ابوسفیان سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک شیطان مایوس ہوچکا ہے کہ نماز میں اس کی عبادت اور پوجا کریں گے جزیرۃ العرب میں۔ یاباقی تحریک کرتا رہے گا لوگوں کو اُبھارتے رہنا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے اس نے وکیع سے۔

(مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۶۵ ص ۴/۲۱۶۷۔ترمذی۔کتاب البر والصلۃ۔حدیث ۱۹۳۷ ص ۴/۳۳۰۔مسند احمد ۳/۳۱۳)

باب ۱۵۳

۱۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی کو خبر دینا اپنی وفات کے بارے میں۔
۲۔ نیز یہ خبر دینا کہ تم پہلی ہوگی میرے ساتھ لاحق ہونے والی میرے گھرانے میں سے۔
۳۔ لہٰذا دونوں باتیں درست ثابت ہوئیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے فراس سے، اس نے شعبی سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی وہ ایسے چلتی تھی گویا رسول اللہ ﷺ کی چال ہے، جیسے حضور چلتے تھے۔ حضور ﷺ نے خوش آمدید کہا اپنی بیٹی کو، پھر دائیں یا بائیں جانب بٹھایا۔

اس کے بعد آپ نے ان کے کان میں راز کی بات کہی جس سے وہ رو پڑیں۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے کوئی خاص بات کہی ہے آپ سے کیوں رو پڑیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ میں نے کہا کہ آج کے دن سے زیادہ بہتر کوئی دن نہیں دیکھا جس میں غم کے ساتھ خوشی بھی قریب قریب ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات پوچھنے کی کوشش کی مگر وہ بولی کہ میں رسول ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی حتیٰ کہ جب حضور ﷺ فوت ہو گئے تو میں نے آپ سے پوچھا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضور ﷺ نے آہستہ سے مجھے یہ بات بتائی کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھے قرآن مجید ایک مرتبہ دور کراتے تھے مگر اس نے اس دفعہ دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا ہے۔ اس کا مطلب میں اس کے سوا نہیں سمجھتا کہ میرا اجل قریب آ چکا ہے۔ اور تم فاطمہ میرے گھرانے میں سب سے پہلی ہو گی مجھے ملنے والی۔ چنانچہ میں بہتر ہوں تیرے لئے آگے بھیجا ہوا۔ میں اسی لئے روئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا تھا کہ کیا آپ راضی نہیں ہو کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار بن جاؤ، یا مؤمنوں کی عورتوں کی کہا تھا۔ لہٰذا میں ہنس پڑی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابو نعیم سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زکریا سے۔

(بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۹۹ ص ۱۹۰۵۔ مسند احمد ۶/۲۸۲۔ طبقات کبریٰ ۲/۲۴۷)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات کے بعد دیر تک زندہ رہیں

اہل علم نے اختلاف کیا ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ٹھہرے رہنے کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد حتیٰ کہ انتقال کر گئیں، ایک قول ہے کہ صرف دو ماہ اور یہ قول بھی ہے کہ تین ماہ اور یہ بھی کہا گیا کہ چھ ماہ اور یہ بھی کہا گیا آٹھ ماہ، مگر صحیح الروایات زہری کی روایت عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں تھیں۔

اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے اور ہمیں خبر دی ہے حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے مجموعی طور پر زہری سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ نے یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صرف چھ ماہ تک۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۳۸۰)

باب ۱۵۴

حضور ﷺ کا خبر دینا سہیل بن عمرو بن عبد شمس کی مقال کے بارے میں اور اس کا رجوع کرنا ایسی بات کی طرف۔ پھر وہی ہوا جو کچھ آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابراہیم بن ابو طالب نے، ان کو ابن عمر ﷺ نے، ان کو سفیان نے عمر سے، اس نے حسن بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں سہل بن عمرو کی گھاٹی بند کر دوں۔ لہٰذا وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اپنی قوم میں خطیب بن کر کھڑا نہیں ہو گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اسے چھوڑ یئے ممکن ہے کہ وہ کسی دن آپ کو خوش کر دے اور تیرا رازدار بن جائے۔ سفیان نے کہا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگ بد کنے یا نفرت کرنے لگے تو سہیل بن عمرو کعبے کے پاس کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اسلام کی تائید میں خطبہ دیا۔

خطیب قریش حضرت سہیل بن عمرو کا اسلام کی تائید میں کعبۃ اللہ کے پہلو میں خطبہ دینا

سفیان کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تو اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے اسلام سے دوری ونفرت کا اظہار کیا، اس وقت خطیب قریش حضرت سہیل بن عمرو نے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا :

من کان محمد الھه فان محمدًا قد مات و اللّٰه حیّ لا یموت

جس شخص کے الہ معبود ومشکل کشا محمد تھے وہ اچھی طرح سُن لے کہ محمد ﷺ تو فوت ہو گئے ہیں مگر اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

حضرت سہیل بن عمرو کی شام کی سرحد پر مرابط فی سبیل اللہ کی حیثیت سے طاعون میں شہادت

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پھر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں لاحق ہو گئے تھے شام سے۔ وہ مرابط فی سبیل اللہ تھے یعنی جہاد کے لئے اپنا گھوڑا باندھ کر ہمہ وقت تیار تھے کہ طاعون عمواس کے پھیلنے سے بیمار ہوئے اور اس میں وہیں شہید ہو گئے تھے۔

باب ۱۵۵

حضور ﷺ کا خبر دینا حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کے حال کے بارے میں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر دعا کریں تو اللہ ضرور اس کی قسم کو پورا کر دے گا اور اس بارے میں اللہ کے رسول کے قول کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن عزیز ایلی نے سلامہ بن روح سے، اس نے عقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہتے ہیں لوگ جو ضعیف وکمزور ہیں، اپنے آپ کو کمزور قرار دیتے ہیں، پرانی دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں، مغلوب الحال ہوتے ہیں بظاہر، مگر اللہ کے ہاں ان کا اتنا عظیم مقام ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ کہیں تو وہ اس کو پورا

کردے گا یعنی اگر وہ یوں کہہ دیں قسم کھا کر کہ اللہ ضرور ایسا کرے گا تو واقعی اللہ تعالیٰ ویسا کردے گا اور اس کی قسم کو سچا کردے گا۔ ان عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک بھی ہیں۔

حضرت براء بن مالک کا اللہ کو قسم دینا اور اللہ کا پورا کرنا جہاں یہ واقعہ حضرت براء کی کرامت ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی سچائی کی دلیل ہے

بے شک براء بن مالک جہادی لشکر میں مشرکین سے ٹکرائے، مسلمان عاجز و درماندہ ہونے لگے تو سب نے کہا تھا اے براء بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قسم دو گے تو وہ تجھے سچا کریں گے، تیری قسم پوری کردیں گے لہٰذا اپنے ربّ کو قسم دو۔ لہٰذا حضرت براء نے کہا، میں تجھے قسم دیتا ہوں اے میرے ربّ! البتہ ان کے کندھے ہمیں عطیہ کر۔ لہٰذا ان کے کندھے فی الحقیقت ان کے حوالے کئے گئے (یعنی مسلمانوں نے ان کو خوب مارا)۔ اس کے بعد سوس کے پُل پر جنگ ہوئی مشرکین نے مسلمانوں میں شدید خونریزی کی تو مسلمانوں نے کہا اے براء اپنے رب پر قسم دو۔ اس نے پھر کہا اے میرے رب! میں قسم دیتا ہوں کہ تو ان لوگوں کو غلبہ عطا فرما۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر حضرت براء قتل ہو کر شہید ہوگئے۔ (مستدرک حاکم ۲۹۲/۳)

مصنف فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ براء بن مالک اس وقت نہیں بلکہ عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں یوم تستر میں قتل ہوئے تھے۔

باب ۱۵۶

نبی کریم ﷺ کا مُحدَّثین کے بارے میں خبر دینا جو اُمم میں تھے

اور وہ اگر میری اُمت میں ہوئے تو ان میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عجلان نے کہ اس نے سُنا سعد بن ابراہیم سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک تمام اُمتوں میں محدثین لوگ ہوا کرتے ہیں یعنی اپنی فراست سے اللہ کی مرضی کو بھانپ کر اس کے مطابق بات کرتے تھے۔ اگر اس اُمت میں ہوا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مسلم اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ناقد سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۳ ص ۱۸۶۴)

اور بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث ابراہیم بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۵۸۹۔ فتح الباری ۴۲/۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل کوفی نے ولید بن قیزار سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم انکار نہیں کرسکتے تھے کثیر تعداد تھے اصحاب محمد ﷺ کہ سکینہ اور وقار بول لیتا ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر۔ زر بن حبیش سے اور شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس روایت کا تابع بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن حسین قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو شعبہ نے قیس بن مسلم سے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو یہ بیان کیا جاتا تھا کہ عمر بن خطاب فرشتے کی زبان بولتے ہیں یعنی ان کی زبان پر گویا فرشتہ کلام کرتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی حمزہ بن عباس عقبی نے، ان کو عبدالکریم بن ہیثم دیر عاقولی نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو وہب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن محمد یعقوب حجاج حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالوارث بن جریر عسال نے مصر میں، ان کو حارث بن مسکین نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے۔

وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے ابن عجلان سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمرؓ سے یہ کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر امیر مقرر کیا ایک آدمی کو اس کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے اچانک چیخ کر کہنے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے بچو۔ لہٰذا لشکر میں سے نمائندہ آیا اس نے بتایا کہ اے امیر المؤمنین! ہم لوگ دشمن سے نبرد آزما تھے اور ہم شکست خوردہ ہونے لگے تھے۔ اچانک ہم نے سُنا کہ کوئی چیخنے والا چیخ کر کہہ رہا ہے اے ساریہ! پہاڑ کے ساتھ بچو۔ لہٰذا ہم لوگوں نے پہاڑ کے ساتھ سہارا لے لیا۔ لہٰذا اللہ نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ ہم لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا حضرت آپ ہی تو چیخے تھے اس لفظ کے ساتھ۔

ابن عجلان کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن معاویہ بن قرہ نے اس کے ساتھ۔ واللہ اعلم

باب ۱۵۷

حضور ﷺ کا یہ خبر دینا کہ آپ کی ازواج مطہرات اُم المؤمنین میں سے جلدی اور پہلے کونسی زوجہ محترمہ حضور ﷺ کے ساتھ لاحق ہوگی پھر وہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان نے، ان کو خبر دی حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوعوانہ نے، اس نے عامر سے، اس نے مسروق سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں ازواج رسول ایک دن جمع ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کونسی زوجہ آپ کے ساتھ زیادہ جلدی پہنچے گی؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ فرماتی ہیں ہم لوگوں نے کانا اُٹھایا اور ایک دوسرے کے ہاتھ ناپنا شروع کر دیئے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا ہم میں سے لمبی کلائیوں والی تھیں۔

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات ہوگئی لہٰذا سودہ بنت زمعہ ہم میں سے زیادہ جلدی حضور ﷺ کے ساتھ لاحق ہونے والی تھیں۔ ہم نے اب سمجھا کہ ان کے طول ید سے مراد ان کا کثرت کے ساتھ صدقہ کرنا تھا۔ وہ ایک ایسی عورت تھی کہ صدقہ کرنے کو پسند کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔ (بخاری۔ کتاب الزکاۃ۔ فتح الباری ۳/۲۸۵۔۲۸۶)

اسی طرح اس روایت میں ہے کہ ان سب میں زیادہ جلدی ان کے ساتھ لاحق ہونے والی سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ روایت جو اس پر دلالت کرتی ہے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث کہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ طویل الید تھیں صدقہ کرنے کی وجہ سے، وہ حضور ﷺ کے ساتھ جلدی لاحق ہونے والی تھیں۔ (فتح الباری ۳/۲۸۶۔۲۸۸)

نوٹ : ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ بعض راویوں کی طرف سے اور بخاری پر حیرانی ہے کہ وہ اس پر متنبہ نہیں ہوئے اور نہ ہی شراح اور نہ ہی خطابی اس کے فساد پر مطلع ہوئے کہ انہوں نے بھی لحوق سودہ رضی اللہ عنہا کو اعلام نبوت کہہ دیا ہے جبکہ وہ سیدہ زینب تھی اطول الید صدقہ کی وجہ سے۔

اسی کتاب کے حاشیہ پر لمبی تفصیل اور تحقیق درج ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو محمود بن غیلان نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو طلحہ بن یحییٰ نے سیدہ عائشہ بنت طلحہ سے، اس نے سیدہ عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے سب سے زیادہ جلدی میرے ساتھ ملنے والی لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ لہٰذا ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو باہم ناپنے لگیں۔ فرماتی ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہم میں سے طویل الید تھیں اس لئے وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور اس کے ساتھ صدقہ کردیتی تھیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود بن غیلان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۰۷)

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے زکریا بن ابوزائدہ نے عامر شعبی سے مگر اس نے مرسل بیان کیا ہے (صحابی کا نام ترک کردیا ہے)۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، یونس بن زکریا بن ابوزائدہ سے، اس نے عامر شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ عورتوں نے کہا تھا رسول اللہ ﷺ سے کہ ہم میں سے کونسی زیادہ جلدی آپ کے پاس لاحق ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم میں سے طویل الید لمبے ہاتھوں والی۔ لہٰذا وہ باہم کلائیاں ناپنے لگیں کہ کونسی طویل الید ہے۔

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پہلے انتقال کر گئیں تو سب نے جان لیا کہ وہ ان سب میں لمبے ہاتھ والی تھیں خیر کے کاموں میں اور صدقہ کرتی تھیں۔

☆☆☆

باب ۱۵۸

نبی کریم ﷺ کا اویس قرنی[1] کے بارے میں خبر دینا

اس کے وصف بیان کرنا اور اس کا امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس کیفیت کے ساتھ جو رسول اللہ ﷺ نے ذکر کی تھی اور اس میں جن آثار کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبدالسلام بن مطہر نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے جریری سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے اسیر بن جابر سے، اس نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں کہا ہے، اہل کوفہ کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ آئیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان میں وہ آدمی ضرور آئیں جو اس کو ایذا پہنچاتا ہے۔ یعنی اویس کو ایذا پہنچاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں پر قرنیوں میں سے کوئی ایک موجود ہے؟ کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی بُلایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی تھی کہ ایک آدمی اہل یمن میں سے آپ کے پاس آئے گا۔ اس کے جسم پر سفید داغ ہوں گے، اس کو دعا دینے والی صرف اس کی ماں ہے۔ اس نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اس سے دُور ہو جائے۔ لہٰذا اللہ نے اُس سے دُور کر دیا مگر ایک دینار یا درہم کے بقدر باقی ہے، اس کا نام اُویس ہے۔ تم میں سے جو شخص اس کو ملے اس سے التجا کرے کہ وہ تمہارے لئے اللہ سے استغفار کرے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

راوی نے آگے حدیث بیان کی ہے۔ اسی قدر مسلم نے نقل کیا ہے صحیح حدیث میں حدیث ہاشم سے، اس نے سلیمان سے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو حسین بن فضیل بجلی اور محمد بن غالب ضبی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سعید بن جریری نے ابونضرہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب اہل یمن آئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تعلق تلاش کرنا شروع کیا، فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی قرن میں سے ہے۔ حتیٰ کہ اہل قرن تک پہنچے (پوچھتے پوچھتے)۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم اہل قرن ہیں۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اویس رضی اللہ عنہ کی لائن مل گئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس تعلق کو پکڑ لیا اور اویس کو اس کی صفت سے پہچان لیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ اویس نام ہے۔ پوچھا کہ کیا تیری والدہ ہے؟ اُس نے بتایا کہ جی ہاں والدہ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے سفید داغ میں سے کوئی شئی باقی ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی اس نے ان کو مجھ سے دُور کر دیا ہے۔ مگر صرف ایک درہم کی جگہ باقی ہے میری ناف کے پاس تاکہ میں اس کے ذریعہ اپنے ربّ کو یاد رکھوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے التجا کی میرے لئے دعا اور استغفار کریں۔ اس نے کہا کہ آپ زیادہ حق دار ہیں اس کے کہ میرے لئے استغفار کریں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔

---

[1] دیکھئے: طبقات بن سعد ۱۶۱/۶۔ حلیۃ الاولیاء ۷۹/۲۔ تہذیب التہذیب ۳۸۶/۱۔ تاریخ دمشق کبیر ۱۵۷/۳۔ میزان الاعتدال ۲۸۷/۱۔ ۲۷۸۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک سب تابعین سے بہتر آدمی وہ آدمی ہے جس کو اویس قرنی کہتے ہیں' ان کی والدہ ہے'۔ اس کو بیاض تھا اس نے دعا کی اللہ نے وہ دُور کر دیا ہے۔ مگر ایک درہم کی جگہ اس کی ناف میں باقی ہے۔ فرمایا کہ اس نے حضرت عمرؓ کے لئے استغفار کیا۔

راوی نے حدیث کو ذکر کیا ہے، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عفان سے مختصر طور پر۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

اور اس نے ان کے اوّل قصے کا ذکر نہیں کیا۔ ابو بکر نے ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقریؒ نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یونس بن یعقوب نے۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن یعقوب شیبانی نے، ان کو یحیٰی بن محمد نے، ان کو مستدد نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے قتادہ سے، اس نے زرارہ بن اوفیٰ سے، اس نے اُسیر بن جابر سے، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ، جب ان کے پاس آئے۔ (اور مقری کی روایت میں ہے کہ) جس وقت اہل یمن کی امدادی جماعت مجاہدین کی اور جیوش اسلام کی مدد کے لئے پہنچی تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اندر اویس بن عامر ہے۔ حتیٰ کہ اویس تک پہنچے۔

انہوں نے پوچھا کہ کیا تم اویس بن عامر ہو؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! انہوں نے پوچھا کہ قبیلہ مراد سے ہو، پھر قرن سے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تیرے ساتھ برص کا مرض تھا، تو اس سے ٹھیک ہو گیا مگر ایک درہم کی جگہ باقی ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا تیری والدہ ہیں؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، وہ فرما رہے تھے تمہارے اُوپر اویس بن عامر آئے گا اہل یمن کے امدادی مجاہدین کی جماعت کے ساتھ۔ وہ اہل یمن سے ہو گا قبیلہ مراد سے۔ اس کے بعد فرمایا قرن سے اس کو سفید داغوں کا مرض تھا وہ اس سے تندرست ہو گیا مگر ایک درہم کی جگہ رہ گیا۔ اس کی والدہ ہے وہ اس کے ساتھ نیکی اور خدمت کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اللہ پر قسم ڈالے تو ضرور وہ اس کو پورا کر دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو وہ تیرے لئے استغفار کرے تو ضرور ایسا کرنا۔ لہٰذا اب تم میرے لئے استغفار کرو۔ لہٰذا اس نے ان کے لئے استغفار کیا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کوفہ جانا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں تیرے لئے کوفہ کے عمال کی طرف خط لکھ دوں؟

اور مقریؒ کی روایت میں ہے کہ میں کوفہ کے عامل کی طرف لکھ دوں؟ وہ تیرے ساتھ خیر کی وصیت قبول کریں گے۔ البتہ میں ہو جاؤں گا لوگوں کے متفرق گروہ میں (یعنی عوامی گروہ میں)۔ اور مقری کی ایک روایت میں ہے کہ غریب لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

جب اگلا سال آیا ایک آدمی نے حج کیا اس اشراف میں سے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اویس قرنی کے بارے میں اس سے دریافت کیا کہ تم اس کو کیسا چھوڑ آئے ہو؟ یعنی وہ کیسے تھے؟ اس نے کہا اس کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ پُرانا اور بوسیدہ گھر تھا، پھٹے پُرانے کپڑے تھے۔ سامان مال و متاع قلیل تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے، تمہارے پاس اویس بن عامر آئیں گے اہل یمن کے مجاہدین و معاصرین کے ساتھ قبیلہ مراد کے ہوں گے۔ پھر مقام قرن کے ہیں ان کو برص کی بیماری تھی اب اس سے تندرست ہو گیا ہے مگر ایک

درہم کا مقام باقی ہے،اس کی والدہ ہے وہ اس کی خدمت کرتا ہے۔ وہ اللہ پر قسم ڈال دے تو اللہ اس کی قسم کو پورا کر دے گا۔ اگر تم استطاعت پاؤ کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے تو ضرور ایسا کروانا یعنی اس سے استغفار کروانا۔ جب وہ آدمی آیا تو وہ سیدھا اویس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا میرے لئے استغفار کیجئے۔ اویس نے کہا کہ آپ ابھی ابھی نیک سفر (حج) سے آئے ہو لہٰذا آپ ہی میرے لئے بخشش طلب کرو۔ اس شخص نے پوچھا کہ کیا آپ حضرت عمرؓ سے مل چکے ہو؟ اُس نے بتایا کہ جی ہاں! اس نے کہا کہ ان کے لئے بھی استغفار کیجئے۔

کہتے ہیں کہ اس طرح لوگ ان کو بھانپ گئے لہٰذا وہ اپنے ہی رُخ پر چلا گیا اور کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں۔ وہ شخص کہتے ہیں میں نے اس کو ایک چادر پہنائی۔ جب کوئی انسان اس کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ یہ چادر کہاں سے آگئی اویس کے پاس۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اپنے طول کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم سے اور محمد بن مثنیٰ سے اور محمد بن بشار سے، اس نے معاذ سے، اس نے ہشام سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۲۵ ص ۱۹۶۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو ہدبہ نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو ابوالاصفر نے، صعصعہ بن معاویہ سے وہ احنف کے چچا ہوتے ہیں۔ یہ کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا تھا ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی تھی کہ عنقریب تابعین میں سے ایک آدمی قرن سے آئے گا اس کو اویس بن عامر کہا جائے گا۔ اس کو سفید داغ نکل آئے تھے اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ اس کو اس سے دُور کر دے، اللہ نے دُور کر دیا۔ وہ کہنے لگا، اے اللہ! میرے جسم پر اس میں سے اس قدر باقی رہنے دے جس سے میں تیری نعمت کو یاد کروں جو مجھ پر آپ نے کی۔ لہٰذا اس کے جسم پر اس قدر چھوڑ دیا گیا جس سے وہ اپنے اُوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرتا ہے۔ تم میں سے جو شخص اس کو پالے اور اس سے دعائے مغفرت کروا سکے تو ضرور کروائے۔

(مسلم حدیث ۲۲۴۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۸)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو شریک نے، ان کو یزید بن ابوزیاد نے، عبدالرحمن بن ابولیلیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ صفین والا دن آیا تو ایک منادی کرنے والے نے منادی کی حضرت معاویہؓ کی طرف سے اصحاب علی کو۔ کیا تمہارے اندر اویس قرنی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں موجود ہے لہٰذا اس اعلان کرنے والے نے اپنی سواری کے جانور کو ایڑ لگائی حتیٰ کہ وہ اصحاب علی کے ساتھ لاحق ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سُنا تھا آپ فرما رہے تھے تمام تابعین میں بہترین تابعی اویس قرنی ہوں گے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو خالد حذاء نے عبداللہ بن شقیق سے، اس نے عبداللہ بن ابوالجدعاء سے کہ اس نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے بنوتمیم سے زیادہ وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(ترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ۔ حدیث ۲۴۳۸ ص ۶۲۶/۴۔ مسند احمد ۳۶۶/۵)

ثقفی کہتے ہیں کہ کہا ہے ہشام بن حسان نے کہ حسن بصری کہتے تھے کہ وہ اویس قرنی ہے۔

☆☆☆
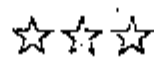
باب ۱۵۹

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کی اُمت میں ایک آدمی ہوگا

اس کو کہا جائے گا صلہ بن اشیم لہٰذا آپ کی وفات کے بعد وہ اسی صفت پر ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میری اُمت میں ایک آدمی ہوگا اس کو کہا جائے گا صلہ بن اشیم۔ اس کی شفاعت کے ساتھ اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔ حلیۃ الاولیاء ۲/۲۴۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو ضمرہ نے ابن شوذب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بی بی معاذہ عدویہ نے کہا کہ صلہ بن اشیم اپنے گھر کی مسجد سے اپنے بستر تک گھٹنوں کے بل آتا تھا، اُٹھتا تھا تو نماز میں مصروف جاتا تھا۔

مصنف کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ صلہ بن اشیم صاحبِ کرامات تھا۔ ان کرامات کو یہاں ذکر کرنے سے طوالت ہو جائے گی۔

(حلیۃ الاولیاء۔ البدایۃ والنہایۃ)

باب ۱۶۰

حضور ﷺ کا اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے کی

خبر دینا اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجازت دینا کہ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر رکھنا یہ بات حضرت محمد بن الحنفیہ میں پوری ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواسامہ کلبی نے، ان کو عون بن سلام نے، ان کو قیس بن لیث نے محمد بن بشر سے، اس نے محمد بن حنفیہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، عنقریب میرے بعد تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ میں اس کو اپنا نام (محمد) اور اپنی کنیت (ابوالقاسم) عطیہ کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد ۵/۹۱)

تعارف : ابن الحنفیہ السید، الامام ابوالقاسم۔ ابوعبداللہ محمد بن امام علی بن ابوطالب قرشی ہاشمی تھے۔ اس سال ان کی ولادت ہوئی جس سال سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ انتہائی متقی پرہیزگار تھے، کثیر العلم تھے۔ وفات ۸۱ھ میں ہوئی۔ (مترجم)

باب ۱۶۱

حضور ﷺ کا بی بی اُم ورقہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا
کہ وہ شہید ہو جائیں گی ۔ لٰہذا پھر وہ واقعی شہید ہو گئی تھی
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد مقری بن الحمامی نے بغداد میں، ان کو احمد بن سلمان نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو ولید بن جمیع نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میری دادی نے اُم ورقہ بنت عبداللہ بن حارث نے اور رسول اللہ ﷺ اس کی زیارت کرتے تھے یعنی اس کو ملتے رہتے تھے اور اس کو شہیدہ کا نام دیتے تھے۔ اس خاتون نے قرآن جمع کیا تھا اور حضور ﷺ نے جب بدر کا غزوہ کیا تھا تو اس وقت اس نے اجازت مانگی تھی کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں بھی آپ کے ساتھ نکلوں گی، تمہارے زخمیوں کا دوا علاج کروں گی اور تمہارے مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شہادت کی اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت کی رہنمائی کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت کی ہدایت دینے والا ہے۔ حضور ﷺ اس کو شہیدہ نام دیتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنے گھرانے والوں کی امامت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی اور ایک غلام تھا۔ اس لونڈی نے اسے غم دیا تھا۔ اس خاتون نے دونوں کو مدبر کر دیا تھا (یعنی ان کی ضرورتوں کا خیال کرنا ترک کر دیا تھا)۔ لٰہذا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حکومت میں۔ پس کہا گیا کہ بے شک اُم ورقہ کو قتل کر دیا اس کی لونڈی نے اور غلام نے۔ لٰہذا وہ فرار ہو گئے، پھر پکڑ کر لائے گئے، ان دونوں کو پھانسی دے دی گئی، مدینے میں پہلے مصلوب تھے جن کو پھانسی دی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں چلو ہم شہیدہ کو مل کر آئیں۔ (مسند احمد ۶/۴۰۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رات کو قتل ہوا صبح اعلان ہوا، اُسی دن قاتل پکڑے گئے، اُسی دن پھانسی لگا دی گئی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو وکیع بن جراح نے، ان کو ولید بن عبداللہ بن جمیع نے، ان کو ان کی دادی نے اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری نے اُم ورقہ بنت نوفل سے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کا غزوہ کیا تھا تو اُم ورقہ نے کہا تھا آپ مجھے اس غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت دیں۔ میں تمہارے مریضوں کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ مجھے بھی شہادت دے دے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ گھر میں ٹھہری رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت دے دیں گے۔ اس کے بعد سے اس کا نام پڑ گیا تھا شہیدہ۔ وہ قرآن پڑھتی تھی اس نے نبی کریم سے اجازت مانگی تھی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرے گی جو اس کے لئے اذان کہے، اجازت دے دیں۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی تھی۔

اس کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی، اس نے ان کو مدبر کیا تھا۔ وہ رات کو اُٹھے اور انہوں نے اس کو چادر یا بچھونے میں باندھ دیا جس سے وہ مر گئیں۔ پھر انہوں نے اس کو دفن بھی کر دیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا۔ انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ وہ دونوں جس کے پاس ہوں یا جس کو ان کے بارے میں علم ہو یا ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انہیں ہمارے پاس لے آئے۔ لٰہذا وہ لائے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔ وہ دونوں پہلے مصلوب تھے مدینے میں۔ (اصابہ ۴/۵۰۵)

☆☆☆

باب ۱۶۲

حضور ﷺ کا خبر دینا طاعون کے بارے میں

وباء جو شام میں واقع ہوئی آپ کے اصحاب میں عہد فاروق رضی اللہ عنہ میں

اے عوف! قیامت سے پہلے چھ امور یاد رکھو

میری موت۔ بیت المقدس کی فتح، دو وبائی موتیں اور مال کی کثرت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن احمد بن عمر نے، ان کو موسیٰ بن عامر نے، ان کو ولید بن حکم نے، ان کو عبداللہ بن ابوالعلاء بن زبر نے کہ اس نے سنا محمد بن عبداللہ حضرمی سے، اس نے ابوادریس خولانی سے، انہوں نے عوف بن مالک اشجعی سے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں خیمے کے صحن میں بیٹھ گیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، اے عوف! اندر آجایئے۔ میں نے کہا کہ کیا پورا آجاؤں یا کچھ آجاؤں (کیا اندر جاؤں یا صرف جھانک کر بات کروں)۔ آپ نے فرمایا اسی طرح۔ میں اندر داخل ہوا تو آپ وضو کر رہے تھے۔

پھر فرمایا: اے عوف! قیامت سے پہلے چھ امور یاد رکھ لو۔ ان میں سے ایک تو ہے میری موت۔ عوف کہتے ہیں کہ میں یہ سنتے ہی خوف اور غم سے شدید پریشان ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیئے ایک۔ میں نے کہا ایک۔ پھر فرمایا بیت المقدس کا فتح ہونا۔ میرا گمان ہے کہ کہا تھا۔ پھر دو موتیں جو تمہارے اندر ظاہر ہوں گی اللہ اس کے ذریعے تمہیں اور تمہاری اولادوں کو شہید کرے گا اور اس کے ساتھ تمہارے مالوں کو پاک کردے گا۔ اس کے بعد اور مال کی فراوانی تمہارے درمیان ....

اور راوی نے حدیث کو ذکر کیا۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے، اس نے ولید سے مگر اس نے کہا کہ پھر دو موتیں ہوں گی جو تمہارے اندر پھیلیں گی جیسے بکریوں کا مرنا وبائی بیماری سے۔

(بخاری۔ کتاب الجزیہ۔ حدیث ۳۱۷۶۔ فتح الباری ۶/ ۲۷۷۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۰۴۲ ص ۲/ ۱۳۴۱۔۱۳۴۲)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو شعبہ نے، ان کو یزید بن خمیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا شرحبیل بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ شام کے ملک میں طاعون واقع ہوا تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رجس ہے اس سے متفرق ہوجاؤ۔ (ادھر اُدھر چلے جاؤ)

ابن حسنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور بے شک عمرو بن العاص البتہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے جیسے اونٹ سے جو اپنے گھر سے بھٹک جائے۔ بے شک وہ طاعون رحمت وشفقت ہے تمہارے رب کی دعا ہے تمہارے نبی کی، اور وفات ہے نیک لوگوں کی جو تم سے قبل تھے۔ لہٰذا تم جمع ہوجاؤ اس کے لئے اور اس سے متفرق نہ ہو۔ یہ بات پہنچی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس، انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ (یعنی اس نے شرحبیل بن شعبہ نے)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو عباس بن محمد بن یعقوب نے ، ان کو عباس بن محمد نے ، ان کو یحییٰ بن کثیر نے ، ان کو ابو بکر نہشلی نے ، ان کو زیاد بن علاقہ نے ، اس نے اسامہ بن شریک سے ، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ نکلے بنوثعلبہ کے بارہ آدمیوں کے ساتھ ۔ ہمیں خبر پہنچی کہ ابوموسیٰ ایک منزل پر اُترے ۔ ہم ان کے پاس آئے ۔ ہم نے اُن کو سُنا ۔

وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا ، اے اللہ ! میری اُمت کی فنا اور ہلاکت (اپنے راستے میں) طعن اور طاعون میں بنا ۔ ہم نے پوچھا کہ طعن تو یہ ہوا یعنی نیزہ زنی اور طاعون کیا ہے ؟ فرمایا کہ تمہارے اعداء کو جنون سے رسوا کر دے ، ہر ایک صورت میں شہداء ہوں گے ۔ (مسند احمد ۳۹۵ ۔ ۴۱۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ، ان کو خبر دی ابوالحسن محمد بن حسن سراج نے ، ان کو مطین نے ، ان کو بدیہ بن خالد نے ، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے عاصم احول سے ، اس نے کریب بن حارث سے ابن ابوموسیٰ سے ، اس نے ابو بردہ بن قیس سے ابوموسیٰ اشعری کے بھائی سے ، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، اے اللہ میری اُمت کی ہلاکت اپنے راستے طعن اور طاعون میں بنا ۔ (یعنی نیزہ زنی اور وبائی امراض) (مسند احمد ۳ / ۴۳۷ ۔ ۴ / ۲۳۸ ، ۳۹۵ ، ۴۱۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن نصر نے ، ان کو ابن وہب نے ، ان کو ابن لہیعہ نے ، ان کو عبداللہ بن حیان نے کہ اُس نے سُنا سلیمان بن موسیٰ سے ، وہ ذکر کرتے ہیں کہ بے شک طاعون واقع ہوا تھا لوگوں میں جسر عموسہ والے دن ۔ لہٰذا عمرو بن العاص ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا : اے لوگو ! یہ صورت رجس ہے ، اس سے کنارہ کش ہو جاؤ ۔ شرحبیل نے کہا ، اے لوگو ! بے شک میں نے سُنا قول تمہارے صاحب کا اور بے شک میں اللہ کی قسم میں اسلام لا چکا ہوں اور نماز بھی پڑھی ہے ۔ بے شک عمرو البتہ زیادہ بھٹک گئے اُونٹ سے جو اپنے گھر سے بہک جائے بھٹک جائے ۔ بے شک وہ بلا اور آزمائش ہے ۔ اللہ نے اس کو اُتارا ہے تم لوگ صبر کرو ۔

ادھر سے حضرت معاذ بن جبل ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو ! بے شک میں نے تمہارے ان دونوں صاحبوں کی بات سُنی ہے بے شک یہ طاعون تمہارے رب کی رحمت ہے اور تمہارے نبی کی دعا ہے ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا ، فرمارہے تھے بے شک تم لوگ عنقریب شام میں جاؤ گے اور تم لوگ اس سرزمین پر اُترو گے جس کو جسر عموسہ کہا جائے گا ۔ وہاں پر تمہیں پھنسیاں نکلیں گی ۔ ان کی ذباب کھیاں ہوں گی ، پھوڑے کی ذباب کی طرح ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہارے نفسوں کو شہادت دے گا اور تمہاری اولادوں کو بھی اور تمہارے مالوں کو پاک کرے گا ۔ (مسند احمد ۴ / ۱۹۵ ۔ ۱۹۶)

اے اللہ ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ بات سُنی ہے رسول اللہ ﷺ سے تو تو معاذ کو اور آل معاذ کو اس میں سے پورا پورا حصہ عطا فرما اور اس کو اس سے عافیت نہ دے ۔

کہتے ہیں کہ انہیں شہادت کی اُنگلی پر طاعون کا اثر ہوا ، انہوں نے اس کی طرف دیکھ کر یہ کہنا شروع کیا ، اللہ تو اس میں برکت عطا فرما ۔ بے شک تو جب چھوٹی چیز میں برکت دیتا ہے وہ بڑی ہو جاتی ہے ۔ اس کے بعد اس کے بیٹے کو طاعون ہوا ، وہ اس کے پاس گئے اور کہا ،

الحق من ربّك فلا تكونن من الممترين ۔ (سورۃ بقرہ : آیت ۱۴۷)

حق سچ ہے ، تیرے رب کی طرف سے ہے ۔ لہٰذا تم شک کرنے والوں میں نہ ہونا ۔

بیٹے نے جواب میں کہا :

ستجدني ان شاء الله من الصابرين ۔ (سورۃ صافات : آیت ۱۰۲)

انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے ۔

☆☆☆

باب ۱۶۳

حضور ﷺ کا ایسے فتنے کے بارے میں خبر دینا جو دریا کی مثل موج مارے گا، نیز یہ کہ وہ ابوبکر اور عمر کے دور میں نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس فتنے کا دروازہ توڑا جائے گا۔ اس کا دروازہ ٹوٹنا قتلِ عمر رضی اللہ عنہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے شقیق سے، ان کو حذیفہ سے، اس نے حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم میں سے کون فتنے کے بارے میں کئی حدیث رسول یاد رکھے ہوئے ہے۔ میں نے بتایا کہ میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا لائیے بیان کیجئے آپ تو بڑے جری ہیں۔

میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کے اہل میں ہو یا اس کے مال میں یا اس کی اولاد میں یا اس کے پڑوسی میں اس کو تو نماز مٹا دیتی ہے، اس کا کفارہ بن جاتی ہے اور صدقہ کرنا مٹا دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری مراد اس فتنے سے نہیں ہے۔ میری مراد اس فتنے سے ہے جو موج مارے گا دریا کی طرح۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! میں ان فتنوں میں سے کوئی شی آپ کو نہیں پائے گی، بے شک آپ کے اور اس فتنے کے درمیان دروازہ بند ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کیا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ کبھی بند بھی نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں۔

ہم لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مذکورہ دروازے کو جانتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بالکل۔ جیسے ان کو یہ معلوم تھا کہ کل صبح کے بعد پھر رات ہوگی، اس لئے کہ میں نے اس کو حدیث بیان کی تھی کوئی غلط بات نہیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ ڈر گئے حذیفہ سے، اور ان سے یہ نہ پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہے۔ مگر ہم لوگوں نے مسروق سے کہا آپ پوچھیں۔ انہوں نے حذیفہ سے پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے کئی طرق سے، اعمش اور حدیث جامع بن ابوراشد سے، اس نے شقیق سے۔

(بخاری۔ کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عاصم نے شقیق سے، ان کو عروہ بن قیس نے، ان کو خالد بن ولید نے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف امیر المؤمنین نے لکھا (جب شام ان کے نگیں ہو گیا) اور یہ لکھا کہ تم ارض ہند میں جاؤ۔ ان دنوں ہند سے مراد ہمارے دنوں میں بصرہ ہوتا تھا اور میں اس کو ناپسند کرتا تھا۔

ایک آدمی نے کہا کہ تم اللہ سے ڈرو اے سلیمان! بے شک فتنے تحقیق ظاہر ہو چکے ہیں۔ بس اس نے کہا بہرحال ابن خطاب ابھی زندہ ہے کچھ نہیں ہوگا اور یہ فتنوں کا بڑھنا اس کے بعد ہوگا اور لوگ ذی بلیّان میں تھے۔ فلاں فلاں ابھی جگہ پر، بس آدمی دیکھے گا اور وہ متفکر ہو جائے گا کہ

کیا وہ اس جگہ کو پالے گا جہاں اس کے ساتھ وہ کیفیت نہ ہو جو اس مقام پر واقع ہوئی جو ایک مقام ہے جس تک وہ رہ رہا ہے فتنہ شروغیرہ۔ پس نہ پائے وہ ایام جو رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا قیامت سے پہلے ایام الحراج پس ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ مجھ کو یا تم لوگوں کو ایام پالیں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے شقیق سے، ان کو عروہ بن قیس نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا خالد بن ولید نے اور کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے مجھے بھیجا شام کی طرف، وہ ان کو فکر مند کئے ہوئے تھا۔ وہاں کنٹرول ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ میری جگہ کسی اور کو ترجیح دیں اور مجھے ہند میں بھیج دیں مگر اس آدمی نے کہا جو آپ کا نائب تھا، ابھی آپ صبر کریں کہ امیر المؤمنین بے شک فتنے تحقیق ظاہر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اور یہ کہ ابن خطاب ﷺ ابھی زندہ ہے؟ یہ تو ان کے بعد ہوگا۔ ماسوائے اس کے نہیں کہ یہ کام ان کے بعد ہوگا جب لوگ مصیبت میں ہوں گے۔ انسان اس وقت سوچے گا کہ کہیں وہ ایسی سرزمین پائے جہاں یہ کیفیت نہ ہو جو یہاں ہے جس سے وہ بھاگ رہا ہے۔ لیکن وہ ایسی سرزمین نہ پائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ۶/۲۰۳)

باب ۱۶۴

(۱) حضور ﷺ کا اس آزمائش و سختی کے بارے میں خبر دینا جو حضرت عثمان بن عفان ﷺ کو پہنچی۔
(۲) اور اس فتنے کی خبر دینا جو ان کے ایام حکومت میں ظاہر ہوا۔
(۳) اور وہ علامت جو دلالت کرتی ہے ان کی قبر پر اور ان کے دو ساتھیوں کی قبر پر رضی اللہ عنہما۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعد محمد بن فضل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی سلمان بن بلال نے، ان کو شریک بن نمر نے ابن المسیب سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے وضو کیا اپنے گھر میں پھر میں نکلا، میں نے دل میں کہا کہ آج میں ضرور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گا۔ لہٰذا میں مسجد میں آیا۔

میں نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا وہ باہر چلے گئے ہیں اور اس جانب جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے نکلا حتیٰ کہ میں بیر اریس پر پہنچ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی چھڑیوں کا تھا۔ میں اس کے دروازے کے پاس ٹھہر گیا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے اپنی حاجت پوری کر لی ہوگی اور بیٹھ گئے ہوں گے۔ لہٰذا میں ان کے پاس گیا، میں نے سلام کیا۔ وہ اس کنویں کے

کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے وسط میں، پھر آپ نے اپنے پیر اس کے اندر لٹکا لئے اور دونوں پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا۔ میں دروازے کی طرف لوٹا۔

میں نے کہا آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بن جاتا ہوں۔ میں ذرا سا ہی ٹھہرا تھا کہ دروازہ کھٹکا، میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا میں ابوبکر۔ میں نے کہا کہ ٹھہر جایئے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس گیا جا کر ان کو بتایا کہ اے اللہ کے نبی ابوبکر اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت بھی دے دو۔ میں جلدی سے گیا میں نے کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کنویں کی دھار پر بیٹھ گئے دائیں طرف۔ انہوں نے بھی پیر اندر لٹکا لئے اور پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا جیسے نبی کریم ﷺ نے کیا تھا اس کے بعد میں واپس لوٹا، کیونکہ میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ گیا تھا اس نے کہا تھا کہ میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں مگر میں نے دل میں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ فلاں سے خیر کا ارادہ کرے گا تو اس کو لے آئے گا۔

کہتے ہیں اتنے میں دروازے کی تحریک سُنی، میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا عمر ہوں۔ میں نے کہا رُکیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے ان کو سلام کیا اور بتایا کہ حضرت عمر ؓ آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت بھی دے دو۔ کہتے ہیں میں نے آ کر ان کو اجازت دی اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے اس کی بائیں جانب، انہوں نے بھی اپنے پیر کنویں میں لٹکا لئے اور پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا لیا جیسے نبی کریم اور ابوبکر ؓ نے کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر اللہ فلاں کے ساتھ خیر کا ارادہ کرے گا تو اس کو بھی لے آئے گا، دل میں ارادہ اپنے بھائی کا تھا۔ پھر جب دروازے کو تحریک ہوئی اور میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے بتایا عثمان بن عفان۔ میں نے کہا رُک جایئے۔ میں نے جا کر حضور ﷺ کو بتایا کہ عثمان ؓ اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو اور اس کو جنت کی بشارت دے دو، ساتھ سختی اور آزمائش کے یا مصیبت کے جو اس کو پہنچے گی۔

کہتے ہیں میں آیا اور میں نے بتایا کہ حضور ﷺ آپ کو اجازت دیتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں ساتھ سختی اور مصیبت کی بھی جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ داخل ہوئے تو انہوں نے کنویں پر گولائی پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی وہ ان تینوں کے سامنے کنویں کے کناؤ پر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا دیا اور ان کو کنویں میں لٹکا دیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر ؓ نے عمر ؓ نے کیا ہوا تھا۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مطلب ان کی اسی طرح سے قبریں ہیں تعبیر کیا ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو نکالا ہے صحیح میں حدیث سلیمان بن بلال سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ)

جب سے میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے

میں نے دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن بغدادی نے ہرات میں، ان کو خبر دی معاذ بن نجدہ نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن ابومساور نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن خاطب نے عبدالرحمٰن بن بجیر سے اس نے زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا اور فرمایا کہ ابوبکر صدیق ؓ کے پاس جاؤ تم اس کو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پاؤ گے جو اُکڑوں بیٹھ کر کپڑا لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ کہنا کہ نبی کریم تم پر سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خوش ہو جاؤ جنت کے ساتھ۔ اس کے بعد تم

ثنیہ میں جاؤ تم عمر کو ملو گے وہ گدھے پر سوار ہوں گے، ان کے سر کا اگلا حصہ چمک رہا ہوگا (یعنی گنج بال اُڑنے کی وجہ سے)۔ ان کو بولو نبی کریم ﷺ تم پر سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹو اور عثمان ؓ کے پاس جاؤ۔ اس کو تم بازار میں خرید و فروخت کرتا ہوا پاؤ گے۔ بولو نبی کریم سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ مگر بعد شدید ابتلاء اور سختی کے۔

(ابوالمساور منکر الحدیث ہے۔ تاریخ کبیر ۲۷۴/۴/۶)

وہ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا حتیٰ کہ میں ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچا میں نے ان کو پایا وہ اپنے گھر میں بیٹھے چادر لپیٹے ہوئے تھے جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے کہا کہ بے شک نبی کریم آپ کے اُوپر سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم خوش ہو جاؤ جنت کے ساتھ۔ انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ ہیں کہ وہ اُٹھے اور حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

کہتے ہیں کہ میں ثنیہ میں گیا اچانک دیکھا کہ حضرت عمر ؓ اپنے گدھے پر سوار تھے۔ ان کے سر کے سامنے کا حصہ بغیر بالوں کے چمک رہا تھا، جیسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ میں نے کہا بے شک اللہ کے نبی آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خوش ہو جایئے جنت کے ساتھ، انہوں نے پوچھا کہ کہاں ہیں رسول اللہ ﷺ؟ میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ۔ کہتے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

کہتے ہیں، پھر میں بازار کی طرف گیا، میں نے حضرت عثمان کو پالیا وہاں خرید و فرخت کر رہے تھے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خوش ہو جایئے جنت کے ساتھ، لیکن بعد شدید آزمائش کے۔ انہوں نے پوچھا رسول اللہ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم سب حضور ﷺ کے پاس چلے گئے۔

انہوں نے فرمایا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس زید آیا ہے اس نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے تم پر سلام کہا ہے اور کہا ہے حضور تجھے جنت کی بشارت دیتے ہیں لیکن بعد شدید آزمائش اور مصیبت کے۔ حضور ﷺ یہ بتائیں کہ کونسی آزمائش اور مصیبت مجھے پہنچے گی، یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے کبھی گانا نہیں گایا اور نہ کبھی گانے کی تمنا کی ہے اور نہ میں نے کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو لگایا ہے جب سے میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے مگر کونسی بلاء، اور کونسی مصیبت مجھے پہنچے گی؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ یہ ہے ....

مصنف امام بیہقی کا حدیث ہٰذا پر تبصرہ : میں کہتا ہوں کہ عبدالاعلیٰ بن ابوالمساور ضعیف ہے اس حدیث میں۔ اگر یہ اس کا حفظ ہو تو احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن ارقم کو ان کی طرف بھیجا ہو اور ابوموسیٰ کو معلوم نہ ہو۔ لہٰذا وہ دروازے پر بیٹھ گیا ہو جب وہ لوگ آ گئے ان کو جاری کر دیا ہو۔ ابوموسیٰ کی زبان پر اسی کی مثل۔ واللہ اعلم

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے حضور کے خبر دینے کے بارے میں بایں طور عثمان بن عفان ؓ قتل کر دیے جائیں گے احادیث کثیرہ میں۔

کیا آپ بلوائیوں سے قتال نہیں کریں گے، فرمایا کہ نہیں

رسول اللہ ﷺ نے میری طرف ایک عہد کیا تھا میں اس پر صابر ہوں

(۳) ان میں سے ایک وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعمر اور عثمان بن احمد بن سماک نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور حارثی نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے ابوسہلہ مولیٰ عثمان سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اپنے پاس بلاتا ہوں اپنے اصحاب میں اس آدمی کو جو میرے نزدیک خاص طور پر پیارا ہے۔

کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ابوبکر صدیق ؓ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کیا عمر فاروق ؓ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے چچازاد علی ؓ؟ فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر کون عثمان غنی ؓ؟ فرمایا کہ جی ہاں! فرمایا کہ پھر عثمان ؓ آگئے تو (فرمایا میں اُٹھ جاؤں) پھر حضور ﷺ اس کے ساتھ آہستہ سے کوئی بات کرنے لگے جس سے عثمان کا رنگ متغیر ہوتا گیا۔

جب یوم الدار آیا یعنی عثمان کے محاصرے کا تو ہم نے کہا کیا آپ قتال کریں گے؟ فرمایا کہ نہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے میری طرف عہد کیا تھا ایک امر کا، میں اپنے نفس کو اس پر روکنے اور صبر کرنے والا ہوں۔ (مسند احمد۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۰۵/۶)

قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام و خلیفہ سے قتال کرو گے

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عمرو بن ابوعمرو سے مولیٰ المطلب اسی طرح کہا ہے ابوداؤد نے، اس نے حذیفہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ اپنے امام اور خلیفہ کے ساتھ قتال کرو گے اور تم اپنی تلواروں کو خون آلود کرو گے اور تمہارے دنیوی امور کے تمہارے شریر اور بدترین لوگ وارث بن جائیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۲۱۷۰ ص ۴۶۸/۴۔ ابن ماجہ۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۰۴۳ ص ۱۳۴۲/۲۔ مسند احمد ۳۸۹/۵)

قیامت سے پہلے دنیا میں سعید ترین انسان لکع ابن لکع ہوگا

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو عمرو بن ابوعمرو نے، ان کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے، ان کو حذیفہ نے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راوی نے اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے مذکورہ حدیث کی مثل اور اس میں اضافہ کیا ہے کہ قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ سب لوگوں میں سے سعید ترین انسان دنیا میں ذلیل بن ذلیل (کمینہ ابن کمینہ) ہوگا۔

اس کو سلیمان بن بلال نے روایت کیا ہے عمرو بن ابوعمرو سے، اس نے عبدالرحمٰن سے، اس نے حذیفہ سے۔

جو شخص تین موقعوں پر نجات پا گیا وہ کامیاب ہو گیا میری موت پر خلیفہ حق کی موت پر اور دجال سے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم مصری نے، ان کو ان کے والد اور شعیب ابن لیث نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابوحبیب سے، اس نے ربیعہ بن لقیط تجیبی سے، اس نے عبداللہ بن حوالہ اسدی سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا کہ جو شخص بچ گیا نجات پا گیا تین چیزوں سے۔ تحقیق وہ نجات پا گیا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ میری موت اور حق پر صبر کرنے والے خلیفہ کا قتل اور جبراً خود کو روکنے والے دجال سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۰۴/۶)

لوگ تم سے مطالبہ کریں گے کہ تم وہ قمیض اُتار دو جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے

اگر تم نے اُتار دی تو تم جنت میں نہیں جاؤ گے

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی علی بن محمد مصری نے، ان کو محمد بن اسماعیل سُلمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے، ان کو سعید بن ابو ہلال نے ربیعہ بن سیف سے کہ اس نے اس حدیث کو بیان کیا کہ وہ ایک جگہ بیٹھا تھا شفی اصبحی کے ساتھ۔ اس نے کہا کہ میں نے سُنا تھا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، وہ فرماتے تھے عنقریب تمہارے اندر بارہ خلفاء ہوں گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو میرے پیچھے نہیں ٹھہرے گا مگر تھوڑا سا اور دارِ عرب کی چکی کا مالک زندگی گزارے گا اس طرح کہ وہ حمید ہوگا اور مرے گا اس طرح کہ شہید ہوگا۔

ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم قمیض اُتار دو (حالانکہ) وہ تجھے اللہ نے پہنائی ہوگی۔ اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، البتہ اگر تم نے اس کو اُتار دیا تو تم جنت میں داخل نہیں ہوگے یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ (البدیۃ والنہایۃ ۶/۲۰۶)

(نوٹ) : معلوم ہوا یہی مرضی تھی اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ حضرت عثمان شہید ہو جائے مگر اپنے دفاع کے لئے مدینہ میں فوج اور طاقت استعمال نہ کرے۔

میرے بعد فتنہ اور اختلاف کے وقت امین اور اس کے اصحاب کے ساتھ جُڑے رہنا

حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے نانا ابوحبیبہ نے کہ وہ دارِ عثمان رضی اللہ عنہ میں داخل ہوئے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور تھے۔ اور اس نے سُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ عثمان اجازت مانگ رہے تھے کلام کرنے کے لئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی، وہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد ثناء کی اس کے بعد فرمایا کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرما رہے تھے تم لوگ عنقریب پالو گے میرے بعد فتنہ اور اختلاف، یا یوں کہا تھا اختلاف اور فتنہ۔ لوگوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! آپ ایسی صورت میں ہمیں کیا حکم دیں گے؟ فرمایا کہ تم لوگ امین انسان اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑے رہنا یعنی ان کے ساتھ جُڑے رہنا۔ وہ اشارہ فرما رہے تھے اس کے ساتھ یعنی عثمان کی طرف۔

فتنہ قتل عثمان۔ فتنہ ایام علی

ستّر سال تک حکومت بنواُمیہ کا استحکام وغیرہ کی طرف حدیث میں اشارہ

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے منصور سے اس نے ربعی سے، اس نے براء بن ناجیہ کاہلی سے، اس نے ابن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اسلام (کے دور) کی چکی چلتی رہے گی پینتیس سال یا چھتیس سال یا سینتیس سال، اگر ہلاک ہو گئے تو ان کا راستہ ہوگا جو ہلاک ہوئے۔ وَرنہ پھر وہ چکی چلتی رہے گی ستر سال۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا اس وقت سے یا اس کے مستقبل میں سے، فرمایا کہ اس کے مستقبل سے۔ (مسند احمد ۱/۳۹۰۔۳۹۳۔۳۹۵۔۴۵۱۔ مستدرک حاکم ۴/۵۲۱)

اعمش اس کی متابع لائے ہیں اور سفیان ثوری منصور سے۔

مذکورہ حدیث پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جس میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہوا تھا ۳۵ھ میں۔ اس کے بعد پھر اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جو ایام علی رضی اللہ عنہ میں واقع ہوا تھا اور ستر سے آپ نے ارادہ کیا تھا۔ (واللہ اعلم) بنو اُمیہ کی حکومت کا۔

بے شک وہ حکومت باقی رہی تھی اسی درمیان میں بایں صورت کہ ٹھہری رہی اور پکی رہی ان کی حکومت اس وقت تک کہ ظاہر ہو گئے تھے کئی داعی خراسان میں اور کمزور پڑ گیا تھا بنو اُمیہ کا معاملہ اور اس میں کمزوری داخل ہوگئی تھی قریب قریب ستر سال بعد۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالاسود نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے، ان کو ابوشماسہ نے کہ ان کو ایک آدمی نے اس کو حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن عدیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرمارہے تھے کچھ لوگ نکلیں گے وہ دین سے ایسے پار ہو جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانے سے پار ہو جاتا ہے اور اس پر کوئی اشارہ اور نشان نہیں ہوتا۔ وہ قتل کئے جائیں گے جبل لبان میں یا جلیل یا جبل لبنان میں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ولید نے، ان کو ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے، کہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پکڑا ابن عدیس کو اہل مصر کے زمانے میں اور اس کو بعلبک میں قید کر دیا، وہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ لہٰذا اس کو تلاش کیا سفیان بن مجیب نے، اس کو پالیا ایک آدمی تیرانداز نے قریش میں سے، اس نے اشارہ کیا اس کی طرف تیر سے۔ ابن عدیس نے کہا تجھے قسم دیتا ہوں اپنے خون کے بارے میں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے بیعت کی تھی درخت کے نیچے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک درخت تو کثیر ہیں جبل میں۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔ (الاصابہ ۲/۴۱۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائیوں کی ہرزہ سرائیاں

ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمن بن عدیس بلوی تھا اہل مصر کے ساتھ حضرت عثماں کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد قتل کیا گیا تھا ابن عدیس، اس کے بعد ایک سال یا دو سال بعد جبل لبنان یا الجلیل پر۔

اور اس کو روایت کیا ہے عثمان بن صالح نے ابن ربیعہ سے، اس نے عیاش بن عیاش سے، اس نے ابوالحصین سے، اس نے عبدالرحمن بن عدیس سے حدیث مرفوع کے مفہوم کے ساتھ۔ اسی جگہ اس کے قتل کے اور اس کو روایت کیا ہے عمرو بن الحارث نے یزید بن ابوحبیب سے، اس نے عبدالرحمن سے حدیث مرفوع کے مفہوم کے ساتھ۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ خبر پہنچی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی سے اس نے کہا کہ عبدالرحمن بلوائی وہی فتنہ کا رئیس اور سرغنہ تھا اور حلال نہیں ہے کہ اس سے کوئی حدیث بیان کی جائے کسی شئی کے بارے میں۔

عبدالرحمٰن بلوائی کی بکواس

اور مجھے خبر پہنچی ہے ابوحامد بن شرقی سے کہ اس نے کہا کہ لوگوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بلوائی یہی تھا جس نے خطبہ دیا تھا جب حضرت عثمان محاصرہ کر دیئے گئے تھے اور اس نے کہا تھا کہ میں نے سُنا تھا ابن مسعودؓ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ عثمان اس اُونٹ سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے اور زیادہ گمراہ ہے جو جنگل میں بھٹک جائے، اس پر تالا ہو جس کی چابیاں گم ہو چکی ہوں۔ یہ بات حضرت عثمان کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے بلوائی۔ نہیں سُنا اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اور نہ اس نے اس کو سُنا ہے رسول اللہ ﷺ سے۔

باب ۱۶۵

(۱) حضور ﷺ کا عبدالرحمٰن بن مسعودؓ کو اور دیگر کو یہ خبر دینا کہ ایسے لوگوں کو پالیں گے جو لوگوں کو بے وقتی نمازیں پڑھائیں گے اور اور اس فرمان کی سچائی کا ظہور۔

(۲) حضور ﷺ کا عقبہ بن ابومعیط کے بچوں کے بارے میں خبر دینا اور اس خبر کی سچائی آثار کا ظہور۔

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں ان کو محمد بن حجاج نے ابن ایاس ضبی سے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے ذر بن حبیش سے، اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا شاید کہ تم لوگ عنقریب ایسے لوگوں کو پالو گے جو نماز کو بغیر وقت کے پڑھیں گے۔ اگر تم ان کو پالو تو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لینا اس وقت پر جو تم جانتے ہو۔ بعد میں ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا اور اس کو نماز نفل بنا دینا۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا۔ حدیث ۱۲۵۵ ص ۱/۳۹۸)

امام بیہقی کا حدیث پر تبصرہ

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اور اس جیسی دیگر روایات جو اس مفہوم میں ہیں یہ ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو اس (غلط) عمل کو بدل دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور جب اس کی تغیر و تبدیلی ممکن ہو تو پھر وہی کام کریں۔

ایسے لوگ تمہارے والی بنیں گے جو سنت کو مٹائیں گے بدعت کو ایجاد کریں گے نماز کو وقت سے مؤخر کریں گے۔ ان کی اطاعت نہ کرنا

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوجعفر احمد بن عمران اصفہانی نے، ان کو محمد بن صباح نے، ان کو اسماعیل بن زکریا نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے، اس نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے

عبداللہ سے یعنی ابن مسعودؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حال یہ ہے کہ عنقریب والی بنیں گے تمہارے امر کے ایسے لوگ جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت کو ایجاد کریں گے (پیدا کریں گے)۔ اور نمازوں کو مؤخر کریں گے ان کے اوقات سے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں ان کو پالوں تو میں کیا کروں؟ حضور نے فرمایا: اے ابن اُم عبد اس شخص کی اطاعت نہ کرنا جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے۔ تین بار آپ نے یہ جملہ دُہرایا۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۵ ص ۲/۹۵۶۔ مسند احمد ۱/۴۰۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا وقت پر کوفے میں نماز پڑھانا اور گورنر کوفہ کا انتظار نہ کرنا

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو داود بن عبدالرحمن مکی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے قاسم بن عبدالرحمن سے ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے قاسم بن عبدالرحمن سے، یہ کہ ان کے والد نے ان کو خبر دی ہے کہ ولید بن عقبہ نے کوفے میں نماز کو مؤخر کیا اور میں بیٹھا ہوا تھا اپنے والد کے ساتھ مسجد میں۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کھڑے ہوئے، انہوں نے نماز کے لئے تھویب (اذان) کہی اور لوگوں کو نماز پڑھادی۔ ولید بن عقبہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ کیا آپ کے پاس امیر المؤمنین یزید بن معاویہ کی طرف سے حکم آ گیا ہے تو یہ سمع وطاعت ہوئی امیر المؤمنین کی یا آپ نے اپنی طرف سے نیا کام کیا ہے جو آپ نے کیا ہے؟

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا، ہمارے پاس امیر المؤمنین کی طرف سے یزید بن معاویہ کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا۔ اور میں نے نئی بدعت بھی نہیں نکالی۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ میں بدعت ایجاد کروں۔ اللہ بھی انکار کرے گا اور اس کا رسول بھی ہمارے خلاف اس بات پر کہ ہم اپنی نمازوں میں بھی آپ کا انتظار کرتے رہیں اور آپ کی حاجت کی اتباع کریں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۸۶ ص ۳/۶۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن حسین رقی نے، ان کو عبداللہ بن جعفر رقی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمرو نے، ان کو زید بن ابوانیسہ نے، ان کو عمرو بن مُرّہ نے ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا یہ کہ وہ عامل مقرر کرے مسروق کو، لہٰذا عمارہ بن عقبہ نے اس کو کہا کہ تم عامل مقرر کرو گے اس آدمی کو جو حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے باقی ایک شخص ہے؟ مسروق نے ان کو جواب دیا، ہمیں حدیث بیان کی تھی عبداللہ بن مسعود نے اور وہ ہم لوگوں میں سے موثوق الحدیث تھے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے جب آپ کے باپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس نے پوچھا تھا کہ لڑدوں کون محافظ ہوگا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ آگ۔ لہٰذا میں نے بھی تیرے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو تیرے لئے رسول اللہ ﷺ نے پسند کی تھی۔

فتح مکہ کے بعد لوگ اپنے بچوں کو لائے تو حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو فیاض بن محمد رقی نے، ان کو جعفر بن برقان نے، ان کو ثابت بن حجاج الکلابی نے، ان کو عبداللہ بن ہمدانی نے ولید بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ میری امی بھی مجھے ان کے پاس لائی تھیں اور میرے سر پر خلوق لگی ہوئی تھی (ایک تیار خوشبو کا ضماد)۔

لہٰذا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور نہ ہی مجھے ہاتھ لگایا۔ آپ کو ایسا کرنے سے کوئی مانع نہیں تھا سوائے اس کے کہ میری والدہ نے مجھے خوشبو کا لیپ لگایا ہوا تھا۔ آپ نے خلوق کی وجہ سے مجھے ہاتھ نہ لگایا۔

امام احمد بن حنبل کا قول : تحقیق روایت کی گئی کہ وہ گندہ تھا اس دن۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو گندہ اور نجس گردانا اور نہ ہی ان کو ہاتھ لگایا نہ ہی اس کے لئے فرمائی۔ جبکہ خلوق (خوشبو) کا لیپ ہونا بچے کے لئے دعا کرنے کو مانع نہیں ہوتا دوسرے فعل میں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں اللہ کے سابق علم میں۔ واللہ اعلم

اور ہم نے روایت کیا ہے مجاہد سے اللہ اس فرمان کے نزول کے بارے میں :

ان جاء كم فاسق بنباء فتبينوا

اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو خوب جانچ پڑتال کر لو۔

یہ آیت ولید بن عقبہ کے بارے میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابو محمد بن شوذب واسطی نے، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سعید بن ابوعروبہ نے، ان کو عبداللہ داناج نے، ان کو حصین بن منذر نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ولید بن عقبہ نے لوگوں کو چار رکعت نماز پڑھائی اور وہ حالت نشے میں تھے اور وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ مزید اور بھی تمہیں پڑھاؤں؟ ان کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے اس کے جلاد کرنے کے بارے میں۔

باب ۱۶۶

حضور ﷺ کا خبر دینا ابوذر رضی اللہ عنہ کے حال کے بارے میں اس کی موت کے وقت اور اس کو آپ کا وصیّت کرنا مدینہ خروج کرنے کے بارے میں فتنوں کے ظہور کے وقت

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، ان کو ابوقلابہ بن رقاشی نے، ان کو سعید بن عامر نے، ان کو ابوعامر نے (وہ صالح بن رستم خزاز ہے)۔ اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے عبداللہ بن صامت سے، وہ کہتے ہیں کہ اُم ذر نے کہا تھا اللہ کی قسم نہیں ہانکا تھا نہیں روانہ کیا تھا عثمان نے ابوذر کو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب عمارتیں مقام سلعہ تک پہنچ جائیں تو اس میں سے نکل جانا۔ لہٰذا جب تعمیر اور بنا سلع تک پہنچ گئی اور اس سے تجاوز کر گئی تو ابوذر ملک شام کی طرف نکل گئے۔

اس نے حدیث ذکر کی ان کے واپس آنے، پھر ان کے ربذہ کی طرف نکل جانے اور ربذہ میں ہی ان کی موت کے بارے میں۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو علی بن عبداللہ مدینی نے، ان کو یحییٰ بن سلیم طائفی نے، ان کو عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے، ان کو مجاہد اور ابراہیم بن اشتر نے اپنے والد سے، اس نے اُم ذر سے۔ وہ کہتی ہیں کہ جب ابوذر کی وفات کا وقت آن پہنچا تو میں رونے لگی۔ اس نے مجھے کہا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ میں کیوں نہ روؤں،

تم میدان صحرائی میں زمین پر مر رہے ہو، میرے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں ہے جو تیرے کفن کے۔لئے کافی ہو جائے، نہ ہی مرے کفن کا کپڑا ہے۔ تو ابوذر نے کہا تھا تم خوش ہو جاؤ اور مت روؤ۔

بے شک میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے البتہ وہ گروہ میں جن کے اندر ہوں گا البتہ ضرور ان میں سے ایک آدمی مرے گا صحرا میں بے آب وگیا جنگل میں۔ اس پر مؤمنوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ پھر نہیں ہے اس گروہ میں سے کوئی ایک بھی مگر ہر ایک مر چکا ہے پستی وآبادی میں اور جماعت میں میں ہی وہ آدمی ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے نہ جھوٹ کہا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا ہے۔ تم راستے کی طرف دیکھو۔

میں نے کہا کہاں سے کوئی آئے گا، حجاج جا چکے ہیں، وہی تو گزرتے ہیں، یہ راستہ منقطع ہو چکا ہے۔ وہ بولے تم جاؤ تو سہی دیکھو تو سہی۔ کہتی ہیں کہ مجھ پر سخت تھا ٹیلہ پر چڑھنا، پھر میں واپس لوٹ آئی اور میں اس کی تیمارداری کرنے لگی، اچانک میں اور وہ اسی کشمکش میں تھے تو اچانک میں نے کچھ مردوں کو دیکھا اپنے سامان پر گویا کہ وہ سفید پتھر میں پہنچ کر لا رہے ہیں اپنی سواریاں۔

علی کہتے ہیں کہ میں نے کہا یحییٰ بن سلیم سے لفظ تَخُدُّ ہے یا تخبُّ ہے؟ انہوں نے کہا دال کے ساتھ ہے۔

کہتی ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا اہلایا تو وہ میری طرف جلدی سے لپکے، حتیٰ کہ میرے پاس آن کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص کون ہے؟ میں نے کہا یہ ابوذر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ابوذر صحابی رسول؟ کہتی ہے میں نے بتایا جی ہاں صحابی رسول ہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے ماں باپ اس پر قربان ہو جائیں۔ پھر وہ جلدی سے ان کے پاس آئے، آکر ملے۔

ابوذر نے فرمایا خوش ہو جاؤ بے شک میں نے سُنا تھا رسو اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے البتہ اُس گروہ میں جن میں میں ہوں گا ضرور مرے گا ایک آدمی ان میں سے ایک صحرا میں، اس کو حاضر ہوگی ایک جماعت مؤمنوں کی اس گروہ میں ہر ایک فریعنی میں اور جماعت میں فوت ہو چکا ہے۔ اللہ کی قسم نہ میں نے کذب بیانی کی اور نہ ہی مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

تم سنو! اگر میرے پاس اس قدر کپڑا ہوتا جو میرے کفن اور میری بیوی کے کفن کے لئے کافی ہوتا تو مجھے اپنے کپڑے میں کفن دیا جاتا یا بیوی کے کفن میں۔ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں پھر میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ کہ تم میں سے کوئی بھی آدمی مجھے کفن دے دے خواہ وہ امیر ہو، یا راہبر ہو، یا قاصد ہو، یا محافظ ہو۔

اس گروہ میں جتنے لوگ تھے وہ خاموش ہو گئے ان کی بات سے۔ مگر ایک انصاری نوجوان نے کہا میں تمہیں کفن دوں گا۔ اے چچا! میں تجھے کفن دوں گا اپنی اس چادر میں یا دو کپڑوں میں جو میرے سامان میں ہے میری امی کے ہاتھ کے کاتے ہوئے سوت سے۔

ابوذر نے فرمایا کہ تم مجھے کفن دینا۔ لہٰذا اس انصاری نے ان کو کفن دیا اس گروہ میں سے جو اس کے پاس حاضر ہوئے تھے، وہ ان پر کھڑے ہو گئے انہوں نے اس دفن کیا پورے گروہ میں جو صاحب یمن تھے۔ (مسند احمد ۱۵۵/۵۔ تاریخ ابن کثیر ۲۰۷/۹)

اور اس حدیث میں ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا تھا آپ خوش ہو جائیں اور مت روئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے نہیں مرتا وہ مسلمان مرد و زن میں دو بیٹے یا تین۔ پھر وہ صبر کرتے ہیں اور اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں پھر وہ آگ کو اپنے آپ سے دُور دیکھیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۶۷

حضور ﷺ کا خبر دینا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے احوال کے بارے میں
نیز یہ کہ وہ فتنوں کے واقع ہونے سے قبل وفات پا جائیں گے
پھر ایسے ہی ہوا۔ اور عامر بن ربیعہ کا خواب

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عمر بن سعید دمشقی نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز تنوخی نے، ان کو اسماعیل بن عبداللہ نے، ان کو ابوعبداللہ اشعری نے ان کو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں البتہ ضرور کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔

حضور نے فرمایا جی ہاں! مگر تو ان میں سے نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل وشہادت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۹/۳۶۷)

میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں، تم میں سے آنے والوں کا انتظار کروں گا
ایسے نہ ہو کہ میں کہوں یہ میرے اُمتی ہیں اور مجھے بتایا جائے
کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو صفوان نے، ان کو ولید (ابن مسلم) نے، ان کو عبدالغفار بن اسماعیل ابن عبیداللہ نے اپنے والد سے، اس نے ان کو حدیث بیان کی سلف میں سے ایک شیخ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابودرداء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آگے جانے والا ہوں۔ تمہارا حوض کوثر پر اس شخص کا انتظار کروں گا جو شخص میرے پاس حوض پر آئے گا۔ نہ پاؤں میں یہ بات کہ مجھ سے تکرار کی جائے تمہارے کسی ایک کے بارے میں، کہوں کہ یہ میری اُمت میں سے ہے۔ پس مجھے یہ کہا جائے کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا تھا۔ (مجمع الزوائد ۹/۳۶۷)

ابودرداء کو ڈر لگا تو حضور ﷺ نے تسلی دی تم ان میں سے نہیں ہو

ابودرداء کہتے ہیں مجھے ڈر لگا کہ میں کہیں ان میں سے نہ ہوں۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے یہ بات ذکر کی حضور ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو۔ لہٰذا ابودرداء قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل ہی وفات پا گئے اور فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے۔

یزید بن ابومریم نے اس کی متابع روایت بیان کی ہے ابوعبیداللہ مسلم بن مشکم سے، اس نے ابودرداء سے اس قول تک کہ تو ان میں سے نہیں ہے۔

ایسا فتنہ جس سے نیک بندے پناہ مانگتے رہے۔ فتنہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یحییٰ بن سعید سے۔

وہ کہتے ہیں میں نے سنا عامر بن ربیعہ سے۔ وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ حضرت عثمان پر طعن وتشنیع میں مختلف ہو چکے تھے۔ رات کو انہوں نے نماز پڑھی پھر سو گئے۔ نیند میں خواب دیکھا کہ کوئی آنے والا آیا اس نے کہا آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس فتنے سے بچائے جس سے اس کے نیک بندے پناہ مانگتے ہیں۔ لہٰذا وہ اُٹھے اور انہوں نے نماز پڑھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے وہ کبھی باہر نہ نکلے مگر جنازے کے لئے۔

باب ۱۶۸

(۱) حضور ﷺ کا ان فتنوں کے بارے میں خبر دینا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آخر ایام میں ظاہر ہوئے تھے۔

(۲) وہ ایام جو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ میں ظاہر ہوئے تھے۔

(۳) یقین رکھنے والے کے لئے ان میں سے قتل کا کفارہ ہے۔

(۴) محمد بن مسلمہ بدری رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا پسند کرنا یہ کہ رُک جائیں۔

(۵) حضور ﷺ کا خبر دینا محمد بن مسلمہ بدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہ اس کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(۶) پھر ویسے ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے، عروہ بن زبیر سے، اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ وہ مدینے کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا کیا تم لوگ دیکھ رہے ہو جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟ بے شک میں فتنوں کو گرتا واقع ہوتا دیکھ رہا ہوں یا فتنوں کے واقع ہونے کی جگہ دیکھ رہا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی سے اور دیگر سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور دیگر سے، اس نے اس کو روایت کیا ہے ابن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل المدینہ۔ مسلم۔ کتاب الفتن)

مختلف الانواع فتنے، کوئی عام، کوئی بڑے، کوئی چھوٹے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن احمد جرجانی نے، ان کو محمد بن حسن نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ابن وہب سے، اس نے یونس بن یزید سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ کہ ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان نے کہا تھا، اللہ کی قسم میں ہر اس فتنے کو جانتا ہوں جو میرے اور قیامت کے مابین ہونے والا ہے یہ بات نہیں ہے میرے ساتھ کہ رسول اللہ ﷺ چھپا کر راز داری سے بات کرتے تھے میری طرف اس بارے میں کسی شئی کی جو انہوں نے میرے سوا کسی اور سے نہیں کی ہوئی تھی، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا جب وہ حدیث بیان کرر ہے تھے ایک مجلس میں فتنوں کے بارے میں، میں بھی اس محفل میں موجود تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ فتنوں کو ذکر فرما رہے تھے۔ فرمایا ان میں سے تین ایسے فتنے ہیں جو اس قدر عام اور زیادہ ہوں گے کہ وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ اور ان میں سے کچھ فتنے ایسے ہوں گے جیسے گرم ہوائیں۔ بعض ان میں سے چھوٹے ہوں گے۔ اور بعض ان میں سے بڑے ہوں گے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب یہ بیان کر چکے تو وہ سب لوگ چلے گئے جو موجود تھے، سوائے میرے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حرملہ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الفتن۔ باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یکون الی قیام الساعۃ۔ حدیث ۲ ص ۴/۲۲۱۶)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حضرت حذیفہ ؓ انتقال فرما گئے تھے فتنۂ اولیٰ کے بعد یعنی قتل عثمان ؓ کے بعد۔ اور دوسرے دو فتنوں سے قبل جو ایام علی ؓ میں واقع ہوئے تھے۔ یہ تین ہو گئے۔ یہ تینوں فتنے اس قدر عام تھے کہ انہوں نے کسی شئی کو نہ چھوڑا۔ ہمارے علم کے مطابق مذکورہ حدیث میں مذکورہ فتنوں سے مراد وہی مراد تھے۔

اہل عرب کے لئے ہلاکت ہے اس شر سے جو آ چکا ہے
(دیوار یاجوج ماجوج میں سوراخ ہو چکا ہے)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو زہری سے اس نے زینب بنت ابوسلمہ سے، اس نے حبیبہ سے، اس نے اس کی امی ام حبیبہ سے، اس نے زینب زوجہ نبی رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نیند سے جاگے تھے اور آپ کا چہرہ انور سُرخ ہو رہا تھا، اور وہ فرما رہے تھے لا الہ الا اللہ تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے عربوں کے لئے اس شر سے جو قریب آ چکا ہے۔ دیوار یاجوج ماجوج میں سوراخ کھل گیا اس کی مثل، یہ کہتے ہوئے آپ نے اُنگلیوں سے حلقہ بنالیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ جبکہ ہمارے اندر نیک صالح لوگ بھی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب بُرے کام زیادہ ہو جائیں گے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الفتن ص ۴/۲۲۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی سلیمان بن حرب نے، ان کو یزید بن ابراہیم تستری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ زبیر نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ۔ (سورۃ انفال : آیت ۲۵)

بچو اس فتنے سے جو صرف انہیں لوگوں کو نہیں پہنچے گا تم میں سے جنہوں نے ظلم کیا ہے۔

تو ہم لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ فتنہ واقع ہوگا اسی جگہ جہاں واقع ہوا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یوسف بن حبیب نے، ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو صلت بن دینار نے، ان کو عقبہ بن صہبان نے، ان کو ابورجاء عُطاردی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سُنا زبیر سے۔ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے :

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة

فرمایا مجھے زمانہ گزر گیا اس آیت کو پڑھتے پڑھتے مگر میں اپنے آپ کو اس کا مصداق نہیں سمجھتا تھا۔ مگر ہم ہی اس کے مصداق واہل بن گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو سلام بن تسلیم نے منصور سے، اس نے ہلال بن یساف سے، اس نے سعید بن زید سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا۔ اس نے اس معاملہ کو بہت بتایا۔ ہم نے کہا، یا انہوں نے کہا تھا، یا رسول اللہ! اگر وہ فتنہ ہمیں پالے تو کیا وہ ہمیں ہلاک کر دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ بے شک کافی ہے تم لوگوں کا قتل۔ سعید نے کہا، پس میں نے دیکھا تھا کہ میرے بھائی قتل کئے گئے تھے۔ (ابوداود۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۴۲۷ ص ۱۰۵/۴)

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ اس سے ان کی مراد حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۷) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق بصری نے مصر میں ان کو ابوداود طیالسی نے، ان کو شعبہ نے اشعث بن ابوشعثاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوہریرہ ﷺ سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ثعلبہ بن ضبیعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حذیفہ سے، وہ فرماتے تھے بے شک میں پہچانتا ہوں اس آدمی کو جس کو وہ بڑا فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

ہم لوگ مدینے میں آئے، ہم نے ایک خیمہ نصب کیا ہوا دیکھا اور وہاں پر محمد بن مسلمہ انصاری تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میں ان لوگوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں مستقل ٹھہرتا نہیں ہوں حتیٰ کہ وہ فتنہ ختم ہو جائے مسلمانوں کی جماعت سے۔

اس کو روایت کیا ہے ابوداؤد سجستانی نے عمرو بن مرزوق سے، اس نے شعبہ سے۔ (ابوداود۔ حدیث ۴۶۶۳ ص ۲۱۶/۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو اشعث بن سُلیم نے، ان کو ابوبردہ نے، ان کو ضبیعہ بن حصین ثعلبی نے اسی مذکور کے مفہوم میں حضرت حذیفہ ﷺ سے۔ (مستدرک حاکم ۴۳۳/۳)

امام بخاری نے کہا ہے کہ تاریخ میں یہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے، میری مراد ہے حدیث ابوعوانہ سے۔

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن یزید بن روح بن عبادہ نے، ان کو عثمان شحام نے، ان کو مسلم بن ابوبکرہ نے ابوبکرہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے۔ کہ انہوں نے فرمایا تھا عنقریب فتنے ہوں گے۔ اس کے بعد ایک فتنہ ایسا ہوگا کہ اس میں پیدل چلنے والا اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خبردار! اس میں بیٹھا رہنے والا بہتر ہوگا اس میں کھڑا ہونے والے سے۔ خبردار! اس میں لیٹے رہنے والا بہتر ہوگا بیٹھے رہنے والے سے۔ جس وقت وہ فتنہ واقع ہو جائے جس شخص کے پاس بکریاں ہوں اس کو چاہئے کہ وہ بکریوں کے پیچھے چلا جائے۔ خبردار! جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلا جائے۔ جس کے پاس اُونٹ ہو وہ اپنے اُونٹ کے پیچھے چلا جائے۔

تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ کے اُوپر قربان کر دے۔ آپ یہ بتائیں کہ جس کے پاس نہ بکریاں ہوں، نہ زمین ہو، نہ اس کے پاس اُونٹ ہو وہ کیا کرے؟ اس وقت فرمایا کہ وہ اپنی تلوار دھار سے پکڑے اور اس کو پتھر کی چٹان پر مارے، اس کی دھار توڑ دے۔ اس طرح وہ اس فتنے اور خونریزی کرنے سے بچ سکتا ہے تو بچ جائے۔ اے اللہ! کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے؟

اچانک ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ کے اُوپر قربان کردے۔ آپ یہ بتائیں کہ اگر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے زبردستی لے جایا جائے اور مجھے ایک صف میں کھڑا کر دیا جائے دوصفوں میں سے، یا دو میں سے ایک فریق کے ساتھ (عثمان کا شک ہے)۔ اور کوئی شخص مجھے اپنی تلوار کے ساتھ گرا دے اور مجھے قتل کر دے تو میرے بارے میں کیا ہوگا؟

فرمایا کہ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ تیرے گناہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ پھر وہ اہل جہنم میں سے ہوگا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے عثمان شحام سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن واشرط الساعۃ ص ۲۲۱۲۔۲۲۱۳)

اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔

مصنف امام بیہقیؒ کا احادیث مذکورہ پر تبصرہ

(اہل علم میں سے) جس نے باغی گروہ کے ساتھ قتال کرنے کو مباح قرار دیا ہے، اس نے یہ گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کے بارے میں یہ جان لیا تھا کہ وہ ہدایت ورہنمائی نہیں پا سکیں گے۔ ان کی قتال کی کیفیت کی طرف۔ بے شک وہ لوگ سوائے اس کے نہیں کہ وہ لوگ عادی ہو چکے تھے کفار کے ساتھ قتال کرنے کے۔ اور وہ مختلف ہے قتال اہل فئہ باغیہ سے۔ لہٰذا آپ نے ان کو حکم دیا تھا ہاتھ روکنے کے بارے میں ان کی حفاظت کے پیش نظر۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۶۹

(۱) وہ روایت جو حضور ﷺ کے خبر دینے کے بارے میں آئی ہے کہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک پر حواَب کے کتے بھونکیں گے۔

(۲) اور وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے اشارے میں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نرمی برتے گا۔

(۳) اور جو مروی ہے سیدہ رضی اللہ عنہا کی توبہ کے بارے میں اور ان کے خروج سے توبہ کرنے اور افسوس کرنے میں اس بات پر جو سیدہ رضی اللہ عنہا سے مخفی رہ گئی اس بارے میں۔

(۴) سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنتی ہونا اہل جنت میں سے اپنے شوہر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونا رضی اللہ عنہا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوعبداللہ زبیر بن عبدالواحد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالاہوازی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عباس سے، اس نے محمد بن جعفر سے، اس نے ہمیں حدیث بیان کی شعبہ سے، اس نے اسماعیل بن

ابو خالد سے اس نے قیس سے یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب مقام حوأب پر آئیں تو انہوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سُنی۔ کہنے لگیں مجھے خیال آرہا ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے لوگوں سے فرمایا تھا تم میں سے کونسی ہوگی جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

حضرت زبیر نے کہا آپ واپس لوٹ چلیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے لوگوں کے درمیان صلح کرادے۔

(مسند احمد ۶/۵۲، ۹۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۱۱، ۲۱۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے (عالی سند سے)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے شیبانی سے، ان کو محمد بن عبدالوہاب عبدی نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن ابو حازم سے، کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بعض دیار بنو عامر میں پہنچی تو ان پر حوأب کے کتے بھونکے۔ وہ بولیں یہ کونسا پانی کا ٹھکانہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ الحوأب۔ وہ بولیں میں خیال کررہی ہوں کہ میں واپس ہوجاؤں۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، انہوں نے فرمایا تھا تم لوگوں میں سے اس ایک کی کیا کیفیت ہوگی جس وقت اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے؟ مگر حضرت زبیر نے کہا تھا، نہیں واپس نہ جائیں بلکہ آگے چلیں آپ کو لوگ دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے مابین صلح کرادیں گے آپ کی وجہ سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبداللہ جنید نے، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو ابو نعیم فضل بن دکین نے، ان کو عبدالجبار بن ورد نے عمار الذہنی سے، اس نے سالم بن ابو جعد سے، اس نے اُم سلمہ سے، وہ کہتی ہیں نبی کریم نے اپنی بعض عورتوں اُمہات المؤمنین کے خروج کا ذکر کیا، اس پر سیدہ عائشہ ہنس پڑیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھنا اے حمیراء کہ وہ تم نہیں ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے علی! تم کسی قدر سیدہ کے امر ولی بنائے جاؤ گے لہٰذا ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۲۱۲)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حذیفہ بن یمان (اس واقعہ سے قبل) یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے قبل فوت ہوگئے تھے۔ تحقیق ہمیں خبر دی تھی طفیل نے اور عمرو بن ضلیع نے امہات المؤمنین میں سے کسی کی روانگی کے بارے میں ایک لشکر کے۔ وہ اس بات کو نہیں کہتا مگر سماع سے۔

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو ہمام بن یحییٰ نے، ان کو قتادہ نے، ان کو ابوالطفیل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو حذیفہ کی طرف گئے۔ اس نے حدیث ذکر کی اور اس میں کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو حدیث بیان کروں کہ تمہارے ایک اماں اس سے (حضرت علی سے) جنگ کرے گی لشکر میں اس کو تلوار سے مارے گی تو تم مجھے سچا نہیں پاؤ گے۔

اس کو روایت کیا ہے ابوالزہیر نے بھی حذیفہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن حافظ نے، ان کو حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب العبدی نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن خالد نے، ان کو قیس بن حازم نے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں میں پسند کرتی ہوں کہ میں ولد حارث بن ہشام جیسے دس بیٹے گم پاتی یعنی بیٹے ہوکر مرجاتے مگر میں اس سفر جیسا سفر نہ کرتی جو میں نے کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ذکر کیا سفیان نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتے ہیں، البتہ میں پسند کرتی ہوں کہ میں مرجاتی اور بھولی بسری ہوجاتی یعنی میرا نام ونشان بھی نہ ہوتا۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر، فتح الباری ۸/۴۸۳۔ مسند احمد ۱/۲۷۶۔ ۳۴۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حنبل نے، ان کو میرے والد نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے حکم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا وائل سے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کوفے بھیجا تھا کہ وہ ان کو بیعت کے لئے نکالے۔

حضرت عمار نے خطبہ دیا اور فرمایا: بے شک میں البتہ جانتا ہوں کہ وہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) حضور کی زوجہ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ تم اس کی (حضرت علی کی) پیروی کرو یا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی) اتباع کرو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے، اس نے محمد بن جعفر سے۔ (بخاری۔ حدیث ۳۷۷۲۔ فتح الباری ۷/۱۰۶۔ مسند احمد ۴/۶۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو عبدالجبار بن عباس شبامی نے عطاء بن سائب سے، اس نے عمر بن ھُجنع سے، اس نے ابوبکرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے کہا گیا جس چیز نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ نے قتال نہیں کیا تھا بصیرت پر جنگ جمل والے دن۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے کہ ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی وہ فلاح نہ پائیں گے۔ ان کی قائد ایک عورت ہوگی وہ ان کی قائد ہوگی جنت میں۔

(یہ روایت منکر ہے۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۱۲)

پورے باب کی روایات پر مترجم کا تبصرہ

(۱) عبدالجبار بن بن عباس شبامی کوفی کے بارے میں محدث ابونعیم فرماتے ہیں کوفے میں اس سے بڑا کذاب کوئی نہیں تھا۔
عقیلی نے ضعفاء الکبیر میں اس کو درج کیا ہے۔ (۳/۸۸)
المیزان میں ہے کہ اس کی روایت کا کوئی متابع نہیں ہے۔ (۲/۵۳۳)

(۲) یہی حال ابن جحنع کا ہے۔ (الضعفاء الکبیر ۳/۱۹۶۔ لسان المیزان ۴/۲۴۱)

(۳) حدیث ۱۸ انتہائی منکر ہے۔ (ڈاکٹر قلعجی فرماتے ہیں دلائل النبوۃ کے نسخہ ک میں یہ باب موجود ہی نہیں ہے۔ باقی نسخوں میں موجود ہے)۔ نیز مذہبی داستانیں نامی کتاب کے مصنف نے حواَب والی روایت پر سخت تنقید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعداء وروافض کی طرف سے ان کے خلاف وضع کردہ روایت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سفر قرآنی استدلال کے تحت تھا کسی اندازے پر نہیں تھا۔ اس لئے پشیمان ہونے والی کہانی فرضی ہے۔ سیدہ کا استدلال سورہ فتح کی ایک منقبت ہے:

فمن نكث فانما ينكث على نفسه ۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۷۰

حضورﷺ کا خبر دینا قتال زبیرؓ کے بارے میں حضرت علی کے ساتھ

اور زبیرؓ کا قتال ترک کر دینا جب ان کو یاددہانی کرائی گئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت زبیر جنگ جمل والے دن والی مقرر ہوئے تو حضرت علی کو یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے کہا اگر ابن صفیہ جانتے کہ علی حق پر ہے تو وہ والی وحکمران نہ بنتے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ نبی کریمﷺ دونوں کو ملے تھے سقیفہ بنو ساعدہ میں تو حضورﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ زبیر کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس سے کیوں محبت نہیں کروں گا۔ حضورﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرے ساتھ اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب تم اس سے قتال کروگے اور تم اس کے حق میں ظالم ہوگے؟

قتادہ کہتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس بنا پر والی بنے تھے۔

یہ روایت مرسل ہے (تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ دیا)۔ (ابن کثیر ۶/۲۱۳)

اور دوسرے طریق سے یہ موصول بھی مروی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، ان کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن سوار ہاشمی کوفی نے، ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو عبداللہ بن اجلح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے یزید الفقیر سے، اس نے اس کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا فضل بن فضالہ سے۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے اس نے ابوحرب بن اسود دئلی سے، اس نے اپنے والد سے داخل ہوگئی ہے، دونوں کی حدیث ایک دوسری میں۔

وہ کہتے ہیں جب حضرت علیؓ اور اس کے ساتھی قریب جا پہنچے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے اور صفیں بعض بعض کے قریب پہنچ گئیں تو حضرت علیؓ نے خچر پر سوار ہو کر جو کہ رسول اللہ کے خچر پر سوار تھے صفوں سے نکلے اور انہوں نے آواز لگائی، میرے لئے حضرت زبیر بن عوام کو بلاؤ۔ میں علی ہوں ان کے لئے۔

زبیر کو بلایا گیا وہ سامنے آئے حتیٰ کہ دونوں کی سواریوں کی گردنیں آمنے سامنے ایک دوسرے سے مل گئیں۔ حضرت علیؓ نے کہا، اے زبیر! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو یاد آتا ہے وہ دن جب تیرے ساتھ رسول اللہﷺ گزرے تھے اور ہم لوگ فلاں فلاں جگہ پر تھے؟ حضور نے فرمایا تھا اے زبیر! کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ تم نے کہا تھا میں کیوں نہ اس سے محبت کروں گا، میرے ماموں کا بیٹا ہے، میرے چچا کا بیٹا ہے، میرے دین پر ہے۔

حضورﷺ نے فرمایا تھا اے علی! کیا تو بھی زبیر سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا تھا میں کیوں نہ اس سے محبت کروں گا، وہ میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میرے دین پر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے زبیر خبردار! اللہ کی قسم تم ضرور اس سے قتال کرو گے حالانکہ تم اس کے حق میں ظالم ہو گے؟ حضرت زبیر نے کہا جی ہاں کہا تھا۔ اللہ کی قسم میں اس بات کو بھول چکا تھا جب سے میں نے اس کو سُنا تھا فرمان رسول سے۔ پھر میں نے اب یاد کر لیا ہے یعنی اب مجھے وہ فرمان یاد آ گیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تیرے ساتھ قتال نہیں کروں گا۔

لہٰذا زبیر واپس لوٹ گئے اپنی سواری سے صفوں کو چیرتے ہوئے۔

سامنے سے ان کا بیٹا آیا، اس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ علی ﷺ نے مجھے یاد دلا دی ہے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث جو میں نے ان سے سُنی تھی۔ فرمایا تھا کہ تم ضرور اس سے قتال کرو گے جبکہ تم اس کے حق میں ظالم ہو گے۔ لہٰذا میں علی ﷺ سے قتال نہیں کروں گا۔ کیا آپ قتال کے لئے آئے تھے؟ آپ تو لوگوں کے درمیان صلح کرانے آئے تھے اور اللہ اس امر کی صلح کرا دے گا۔ مگر زبیر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں علی ﷺ سے نہیں لڑوں گا۔ اس نے کہا آپ اپنا غلام جرجس آزاد کر دیجئے اور آپ ٹھہرے رہیے کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح کرا دیجئے۔ انہوں نے اپنا غلام آزاد کر دیا اور وہ ٹھہر گئے۔ جب لوگوں نے معاملہ میں اختلاف کیا تو وہ اپنے گھوڑے پر چلے گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۲۱۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو قطن بن بشیر نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو عبداللہ بن محمد رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، وہ ہیں عبدالملک بن مسلم ابو جرو مازنی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت علی اور زبیر سے کہ حضرت علی ﷺ کہہ رہے تھے۔

کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اللہ کی، اے زبیر کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سُنی نہیں تھی؟ فرمایا تھا کہ تم بے شک مجھ (علی) سے قتال کرو گے اور تم میرے حق میں ظالم ہو گے۔ اس نے کہا، جی ہاں۔ لیکن میں بھول گیا تھا۔ ابن کثیر نے اس روایت کو غریب کہا ہے۔ (۶/۲۱۳)

باب ۱۷۱

حضور ﷺ کا خبر دینا زید بن صوحان کے قتل ہو کر شہید ہونے کے بارے میں

پھر ایسے ہی ہوا جنگ جمل والے دن قتل ہوئے تھے جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو سعد مالینی نے، ان کو ابو احمد بن عدی نے، ان کو خبر دی ابو یعلی نے، ان کو ابراہیم بن سعید جوہری نے، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو ہذیل بن بلال نے عبدالرحمٰن بن منصور عبدی سے، اس نے حضرت علی ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ خوشی ہو کہ وہ ایسے شخص کی طرف دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت کی طرف اس سے سبقت کر جائیں گے وہ زید بن صوحان کو دیکھے۔ (اصابہ ۱/۵۸۲)

ہذیل بن بلال غیر قوی ہے۔ واللہ اعلم (نسائی اور دار قطنی نے ہذیل بن بلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان ۴/۲۹۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسحاق نے یعنی الازرق نے، ان کو عوف نے ابن سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا خالد بن واشمہ نے کہ جب اصحاب الجمل سے فرصت ہو گئی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی منزل پر اُتریں میں ان کے پاس پہنچا۔ میں نے کہا السلام علیك یا اُم المؤمنین۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

میں نے کہا کہ خالد بن واشمہ۔ وہ کہنے لگیں کہ طلحہ کا کیا حال ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ قتل ہو گئے ہیں۔ کہنے لگیں انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

پھر سیدہ نے پوچھا زبیر کا کیا حال ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی قتل ہو گئے ہیں۔ بولیں انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ اس پر رحم کرے۔ میں نے کہا، اے اُم المؤمنین! میں نے طلحہ کا ذکر کیا تو آپ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے۔ میں نے زبیر کا ذکر کیا تو آپ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے میں نے زید کا ذکر کیا تو آپ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے۔ حالانکہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا تھا۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جمع نہیں کرے گا کبھی بھی۔ وہ بولیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی رحمت فراخ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (اصابہ ۵۸۳/۱)

اور اسی کی اسناد کے ساتھ مروی ہے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن عون نے، اس نے سیرین سے، اس نے خالد بن واشمہ سے اسی کی مثل۔

باب ۱۷۲

حضور ﷺ کا خبر دینا دو عظیم جماعتوں کے باہم لڑنے کی

دونوں کے درمیان بہت بڑی خونریزی ہوگی باوجودیکہ دعویٰ دونوں کا ایک ہوگا

دعوائے اسلام حقیقت میں ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے بتایا تھا جنگ صفین میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نے آخرین میں انہوں نے کہا، ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی نے، ان کو بشر بن شعیب نے اپنے والد سے اس نے ابوالزناد سے، اس نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم جماعتیں باہم لڑیں گی۔ ان کے درمیان عظیم معرکہ اور جنگ ہوگی جبکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کو روایت کیا ہے حدیث ہمام بن منبہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب و کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب الفتن۔ مسند احمد ۳۱۳/۲)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابومحمد مزنی نے، ان کو علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، یہ کہ ابوہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ دو جماعتیں باہم لڑیں گی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (حوالہ بالا)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ اہل شام ساٹھ ہزار تھے ان میں سے بیس ہزار لوگ قتل ہوئے تھے اور اہل عراق ایک لاکھ بیس ہزار تھے۔ ان میں سے چالیس ہزار لوگ قتل ہوئے تھے۔

☆☆☆

باب ۱۷۳

حضور ﷺ کا خبر دینا دونوں میں سے باغی گروہ کے بارے میں
بایں صورت کہ اس کو ان کی معرفت کی علامت بنادیا

عمار بن یاسر کا قتل

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد حافظ نے، ان کو عبد الصمد بن علی بن مکرم بزاز نے، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو محمد بن حجاج نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابو مسلمہ نے ابو نضرہ سے، اس نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی، اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی ابو قتادہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا عمار بن یاسر سے کہ تجھ کو باغی گروہ یا جماعت قتل کرے گی۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث خالد بن حارث سے اور نضر بن شمیل سے، اس نے شعبہ سے۔ (مسلم۔کتاب الفتن ص ۴/۲۲۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو روح بن عبادہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابن عون نے اور ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن غالب بن حرب نے، ان کو عثمان بن ہیثم نے، وہ بصرہ کے مؤذن تھے۔ ان کو ابن عون نے حسن سے اس نے اُمیہ سے اس نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اور اس کا قاتل جہنم میں ہوگا۔ (مسند احمد ۴/۳۱۹۔مستدرک حاکم ۳/۳۸۹)

یہ الفاظ ہیں حدیث بن عبدان کے، اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عُلیہ سے۔ (حوالہ سابقہ۔حدیث ۷۳)

اس نے عون سے، جیسے گزر چکا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید اسفاطی نے، ان کو ابو مصعب نے، ان کو یوسف ماجشون نے اپنے والد سے، اس نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے عمار کی مولاۃ سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عمار بیمار ہو گئے تھے جس سے وہ انتہائی کمزور ہو گئے تھے، ان پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ پھر وہ ہوش میں آئے تو ہم ان کے گرد بیٹھے رو رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم لوگ ڈر رہے ہو کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا؟ (نہیں ایسا نہیں ہوگا)۔ میرے محبوب (محمد ﷺ) نے مجھے خبر دی تھی کہ مجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا سے میری آخری خوراک دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

(۴) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسیٰ قاضی نے، ان کو ابو نعیم اور محمد بن کثیر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، ان کو حبیب بن ابو ثابت نے ابو البختری سے یہ کہ عمار بن یاسر کے پاس دودھ کا شربت لایا گیا تھا، وہ ہنس پڑے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں ہنسے ہیں؟ فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آخری مرتبہ دودھ پینا، جو میں پیوں گا (یہی ہوگا) حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔ (مسند احمد ۴/۳۱۹۔مستدرک حاکم ۳/۳۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو وکیع نے سفیان سے، اس نے حبیب بن ابو ثابت سے، اس نے ابو البختری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب جنگ صفین کا دن ہوا اور جنگ شدت اختیار کر گئی تو عمار نے کہا تھا مجھے کچھ پینے کے لئے دے دو میں پی لوں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا آخری چیز جو تم پیو گے دنیا میں وہ دودھ کا گھونٹ ہوگا، اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور قتل کر دیئے گئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو بکر احمد بن حسین قاضی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو بکر محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابو الجواب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عمار نے یعنی ابن رزیق نے عمار دہنی سے، اس نے سالم بن ابو الجعد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن! بے شک اللہ عزوجل نے ہمیں امن دیا ہے اس بات سے کہ وہ ہم پر ظلم کرے اور ہمیں اس بات سے امن نہیں دیا کہ ہم فتنے میں واقع ہو جائیں؟ آپ بتائیں کہ اگر میں فتنے میں گھر جاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا تم کتاب اللہ کو لازم پکڑ لو۔ کہا کہ فرمائیں کہ اگر وہ سب کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں؟ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا، فرماتے تھے جس وقت لوگ باہم لڑ پڑیں تو ابن سمیہ (عمار رضی اللہ عنہ) حق کے ساتھ ہوگا۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۹۱)

(۷) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ابن عیینہ نے، ان کو عمر بن دینار نے، ان کو ابن ابو ملیکہ نے مسور بن مخرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عمر و نے عبدالرحمن بن عوف سے۔ کہا آپ جانتے نہیں کہ ہم لوگ پڑھا کرتے تھے جاھدوا فی اللہ حق جھادہ (سورۃ الحج : آیت ۷۸) آخر زمانے میں جیسے تم لوگوں نے جہاد کیا تھا اول زمانے میں کہتے ہیں کہ عبدالرحمن نے کہا۔ یہ کب ہوگا اے امیر المؤمنین! فرمایا جب بنو اُمیہ حکمران ہوں گے اور بنو مغیرہ وزراء ہوں گے۔

باب ۱۷۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا ان دو حکم فیصلہ کرنے والوں کے بارے میں

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مقرر کیے گئے

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جریر نے زکریا بن یحییٰ سے، اس نے عبداللہ بن یزید سے اور حبیب بن یسار سے، اس نے سوید بن غفلہ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک میں البتہ چل رہا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پر۔

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بنی اسرائیل نے اختلاف کیا تھا وہ ان کا اختلاف ہمیشہ ان میں رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو حکم (فیصلہ کرنے والے) مقرر کئے جو کہ بھٹک گئے اور دوسروں کو بھی بھٹکا دیا۔ اور یہ اُمت بھی عنقریب اختلاف کرے گی اور ان کا اختلاف ہمیشہ ان میں رہے گا حتیٰ کہ وہ بھی دو حکم (فیصلہ کرنے والے) مقرر کریں گے جو کہ بھٹک جائیں گے اور جو ان کی اتباع کرے گا وہ بھی بھٹک جائے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۱۵۔۲۱۶)

(نوٹ) : حافظ ابن کثیر نے اس کو البدایۃ والنہایۃ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ انتہائی منکر حدیث ہے۔ اس میں خرابی زکریا بن یحییٰ سے ہے۔ وہ کندی حمیری نابینا تھے۔ محدث یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ وہ کوئی شئ نہیں تھا۔ اور دو حکم بہترین صحابی تھے۔ ایک عمرو بن العاص سہمی تھے جو کہ اہل شام کی طرف سے معین ہوئے تھے، دوسرے ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری تھے۔ وہ اہل عراق کی طرف سے

مقرر تھے۔ وہ دونوں طبقوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے مقرر کئے گئے تھے کہ وہ کسی ایسے امر پر متفق ہو جائیں گے جس میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور خیر ہوگی اور ان کے خون کی حفاظت ہوگی، اور اسی طرح کا واقعہ ہوا۔ ان دونوں کے سبب کوئی گمراہ نہ ہوا سوائے فرقہ خوارج کے۔ اس لئے کہ انہوں نے دونوں امیروں کی تحکیم کا انکار کر دیا تھا اور ان دونوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی، اور دونوں کو کافر قرار دے دیا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ قتال کیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ ان میں سے چند لوگ حق کی طرف لوٹ آئے تھے باقی لوگ اپنی بات پر قائم رہے حتیٰ کہ اکثر ان میں سے نہروان پر قتل کر دیئے گئے اور دیگر مقامات پر۔

باب ۱۷۵

حضور ﷺ کا خبر دینا
اس فرقہ کے بارے میں جو ان دو طائفوں کے درمیان سے نکل جائے گا مگر ان کو وہ طائفہ قتل کرے گا جو اولیٰ بالحق ہوگا پھر ایسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی اہل نہروان نے خروج کیا اور دو طائفوں میں سے اولیٰ بالحق نے ان کو قتل کر دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین سے نکل جائے گا اسلام سے نکل جانے والا فرقہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت۔ اس فرقے کو وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں سے حق کے قریب ہوگا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے، اس نے قاسم سے اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث قتادہ سے اور داود بن ابوہند سے، اس نے ابونضرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۴۶ ص ۲/۷۴۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو مقری نے، ان کو ابویعلیٰ نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو ابواحمد زبیری سے، ان کو حدیث بیان کی سفیان نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے ضحاک مشرقی سے، اس نے ابوسعید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا، اس حدیث میں جس میں اس قوم کا ذکر کیا ہے جو خروج کریں گے اور نکلیں گے لوگوں کے مختلف فرقے بننے کے وقت، ان کو قتل کرے گا دو طائفوں سے وہ طائفہ جو حق سے زیادہ قریب ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ قواریری سے، اس نے ابواحمد سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲:۷۴۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی عبیداللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے عمران بن حدیر سے، اس نے لاحق سے۔ وہ کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا نہروان میں وہ چار ہزار کی تعداد میں تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تھا اور ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں میں سے صرف نو افراد قتل ہوئے تھے۔ اگر آپ چاہیں تو جائیں ابوبرزہ اسلمی کی طرف، اس سے پوچھیں۔ بے شک وہ اس معرکے میں موجود تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۲۱۷۔۲۱۸)

☆☆☆
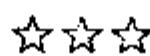
باب ۱۷۶

حضور ﷺ کا خارجیوں کے خروج کی اور ان کی علامت کی خبر دینا اور اس مخدّج کی خبر دینا جو اُن میں ہوگا، ان کو جو قتل کرے گا اس کے اجر کی خبر اور اس شخص کا نام جو ان میں سے مخدّج کو قتل کرے گا اور ان کے ساتھ قتال کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اشارہ اور ان امور کے ظہور اور وجود صدق میں آثار نبوت

(۱)　ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے، ان کو سلام بن سُلیم یعنی ابوالاحوص نے سعید بن مسروق سے، اس نے عبدالرحمٰن بن ابونعم سے، اس نے ابوسعید سے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے سونا بھیجا وہاں کی مٹی میں جب وہ یمن میں تھے۔ حضور ﷺ نے اسی دن اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔

(۱) عیینہ بن بدر فزاری　　(۲) علقمہ بن عُلاثہ کلابی

(۳) اقرع بن جابس حنظلی　　(۴) زید الخیل طائی

جو کہ بنی نبہان میں سے ایک تھے میرے گمان میں۔ مگر اس تقسیم پر قریش اور انصار ناراض ہو گئے۔

وہ کہنے لگے کہ یہ مال اہل نجد کے سرداروں کو دیا گیا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے ان کو جو دیا وہ تالیف قلب کے لئے دیا ہے۔ لہٰذا وہاں پر ایک آدمی کھڑا ہو گیا آنکھوں کے گہرے گڑھوں والا، سر سے گنجا، موٹی موٹی گالیں، پیشانی اُبھری ہوئی۔ وہ بولا، اللہ سے ڈریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اطاعت کرے گا اللہ کی۔ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا اہل آسمان مجھے امان دیں گے اور نہ تم مجھے امان دو گے۔

چنانچہ ایک آدمی نے اس کے قتل کے بارے میں اجازت مانگی، حضور ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس کی اصل سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے مگر اسلام میں سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اصنام بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے قسم اللہ کی۔ اگر میں نے پالیا تو ضرور ان کو قتل کروں گا قوم عاد کے قتل کی طرح۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں ہناد بن سری سے، اس نے ابوالاحوص سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن سعید سے، اس نے ان کے والد سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۷۴۱/۲)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن یوسف بن یعقوب سوسی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں ان کو زہری نے، ان کو ابوسلمہ نے عبدالرحمٰن بن عوف نے اور ضحاک نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں اچانک رسول اللہ ﷺ ایک دن کچھ تقسیم فرما رہے تھے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا جو بنو تمیم میں سے تھا یا رسول اللہ! آپ انصاف کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ کون انصاف کرے گا۔ جس وقت میں انصاف نہیں کروں گا، اتنے میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔

بے شک اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ تم میں سے ایک شخص ان کی نمازوں کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانے گا اور ان کے روزے کے آگے اپنے روزے کو بھی حقیر جانے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جائے۔ اس کے بھالے کی طرف دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی موجود نہ ہو۔ اس کی نوک دودھار کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی چیز موجود نہ ہو۔ اور تیر بغیر بھالے اُوپر کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی نشان نہ ملے۔ تیرے پروں کو دیکھا جائے تو اس پر کوئی نہ ہو۔ حالانکہ وہ خون اور گوبر میں سے گزر چکا ہے مگر ان میں سے کچھ بھی اس کو نہیں لگا۔ وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفریق و اختلاف پیدا ہو چکا ہوگا۔ ان کی نشانی ہے ان میں سے ایک آدمی ایسا ہوگا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں گی، ہاتھ مفقود ہوگا عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہلتا ہوگا۔

ابوسعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے البتہ یہ سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی ؓ کے ساتھ تھا جب انہوں نے ایسے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا مقتولین میں تلاش کیا گیا تو وہ شخص مل گیا اسی صفت پر جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیان کی تھی۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے اور بخاری و مسلم دونوں نے دیگر طرق سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۴۴۔۷۴۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو علی بن مسہر نے شیبانی سے، اس نے یسیر بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سہل بن حنیف سے کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے سُنا؟ کیا وہ ان خارجیوں کا ذکر کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے سُنا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا تھا کچھ لوگ نکلیں گے وہ اپنی زبانوں کے ساتھ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین میں سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور اس کو روایت کیا ہے حدیث عبدالواحد بن زیاد سے، اس نے ابواسحاق شیبانی سے اور کہا کہ انہوں نے اپنا ہاتھ جھکایا تھا عراق کی طرف۔ اور یہی مراد تھی مشرق کی جانب سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ)

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی عوام بن حوشب نے، ان کو سلیمان شیبانی نے، ان کو یسیر بن عمرو نے سہل بن حنیف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک قوم نکلے گی (کچھ لوگ) مشرق کی جانب سے، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے، اس نے یزید بن ہارون سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)

اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوذر سے اور رافع بن عمرو غفاری سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/۷۵۰)۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسن بن علی حافظ نے، ان کو حسن بن سفیان شیبانی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے اور شیبانی بن ابوشیبہ نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن جعفر نے حمید بن ہلال سے، اس نے عبداللہ بن صامت سے، اس نے ابوذر سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری اُمت میں سے کچھ لوگ ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں بڑھے گا (یعنی دل میں نہیں اُترے گا)۔ وہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے میں سے، وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین طبیعت وعادات کے ہوں گے۔

شیبان نے کہا پھر وہ اس میں (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ سلیمان کہا ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ فرمایا تھا کہ اس کی نشانی سرمنڈانا ہوگی۔ ابن صامت نے کہا ہے کہ میں رافع بن عمرو سے ملا جو حکم بن عمرو غفاری کے بھائی تھے انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اس کو سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں شیبان سے۔ (حوالہ بالا)

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے، ان کو محمد بن کثیر مصیصی نے اوزاعی سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں اختلاف ہوگا تفرقہ بات اچھی کریں گے اور کام میرے کریں گے، یا عمل کہا تھا۔ وہ کتاب اللہ کی طرف دعوت دیں گے جبکہ وہ اس سے کسی شئی میں نہیں ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے میں سے پار ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف نہیں لوٹیں گے بلکہ ارتداد میں اور بڑھیں گے۔ وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور بدترین خصلت والے۔ جوان کو قتل کرے گا اس کے لئے مبارکباد ہے۔ جوان کو قتل کرے گا وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا کہ سرمنڈوانا۔ (ابوداود۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۷۶۵۔ ص ۴/۲۴۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، ان کو خیثمہ بن سوید بن غفلہ نے، اس نے علی بن ابوطالب ؓ نے۔ انہوں نے کہا کہ جب تم لوگ مجھے سنو کہ میں حدیث بیان کر رہا ہوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث تو البتہ اگر میں آسمان سے زمین کی طرف گرادیا جاؤں مجھے یہ زیادہ پسند ہوگا اس سے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں اور جب تمہیں حدیث بیان کروں یعنی بات کروں کسی اور کی تو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک آدمی ہوں جو جنگ لڑ رہا ہوں اور جنگ جو ہوتی ہے وہ دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا وہ فرمار ہے تھے کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ نکلیں گے، نوعمر ہوں گے، کم عقل ہوں گے، وہ لوگوں کے اچھے اچھے قول لیں گے لیکن ان کا ایمان ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ پس جہاں کہیں تم ان سے ملو ان کو قتل کر دینا۔ بے شک ان کو قتل کرنا اجر ہوگا۔ اس کے لئے جوان کو قتل کرے گا قیامت تک اجر ملتا رہے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابو معاویہ سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دو دیگر طریق سے اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۷۴۶)

ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعمرو مستملی اور ابراہیم بن محمد اور محمد بن شاذان نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے، ان کو حماد نے ایوب سے، اس نے محمد بن عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب ؓ نے اہل نہروان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان میں ایک آدمی تھا ناقص ہاتھ والا، چھوٹے ہاتھ والا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم اتراؤ گے تو میں تمہیں خبر دیتا جو اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو ان سے قتال کریں گے (وعدہ دیا ہے) محمد ﷺ کی زبان پر۔ اس نے پوچھا کیا آپ نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا جی ہاں رب کعبہ کی قسم۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ ۲/۷۴۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا مزکی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو اشہل بن حاتم نے، ان کو ابن عون نے محمد بن عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے کہا، اگر یہ بات

نہ ہوتی کہ تم لوگ اکڑ و گے اترا ؤ گے تو میں تمہیں خبر دیتا اس اجر کی جو اللہ نے وعدہ فرمایا ہے محمد ﷺ کی زبان پر ان لوگوں کے لئے جو ان سے قتال کریں گے۔

اس نے اس روایت کو مذکور کی مثل مرفوعاً نقل کیا ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی سہل بن زیاد قطان نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے ابن عون سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے عبیدہ سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا مگر صرف وہی جو میں نے ان سے سنی ہوئی ہے یعنی نبی کریم ﷺ سے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کیا واقعی آپ نے یہ اُن سے سُنی تھی؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں رب کعبہ کی قسم ہے۔ ان لوگوں میں ایک آدمی ہوگا چھوٹے ہاتھ والا یا ناقص ہاتھ والا۔ کہتے ہیں کہ صحابہ نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو پالیا تھا جس کا دایاں یا بایاں ہاتھ عورت کے پستان کی مانند تھا اس پر کچھ بال تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن ابوعدی سے، اس نے ابن عون سے۔ (مسلم ۲/ ۷۴۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو عبدالملک بن ابوسلیمان نے، ان کو سلمہ بن کہیل نے، ان کو خبر دی زید بن وہب جہنی نے کہ وہ اس لشکر میں تھا جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جو لوگ خوارج کی طرف گئے تھے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا، اے لوگو! میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے فرمایا تھا میری اُمت میں سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ قرآن پڑھیں گے اس طرح کہ تمہاری قرأت ان کی قراءت کے مقابلے کوئی شئی نہیں ہوگی، اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ ہوگی، نہ تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کوئی شئی ہوں گے۔ وہ قرآن تو پڑھیں گے مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ اگر وہ لشکر جان لے جو ان کو پہنچیں گے (یعنی ان کو قتل کریں گے)۔ جو ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے یا مقرر کیا گیا ہے ان کے نبی کی زبان پر (اگر معلوم ہو جائے تو) وہ عمل چھوڑ کر اس پر تکیہ کر لیں۔

اس کی نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں میں ایک آدمی ایسا ہوگا اس کا بازو تو ہوگا مگر اس کے ساتھ کلائی نہیں لگی ہوئی ہوگی۔ بازو کے ساتھ عورت کے پستان کی طرح۔ اس کے اُوپر چند سفید بال ہوں گے۔ تم لوگ معاویہ کی طرف تو جاتے ہو اور اہل شام کی طرف، اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہو اپنے گھروں کے اندر اور اپنے مالوں کے اندر۔ اللہ کی قسم میں البتہ امید کرتا ہوں یہ کہ ہوگی یہ قوم بے شک۔ انہوں نے خون بہایا اور لوگوں کے مویشی پر غارت ڈالی۔ پس چلو تم اللہ کے نام پر۔

سلمہ کہتے ہیں مجھے زید بن وہب نے ایک ایک منزل پر اُتارا حتیٰ کہ ہم لوگ ایک پُل پر گزرے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ ٹکرائے تو اس دن خوارج پر عبداللہ بن وہب راسبی تھا اس نے ان سے کہا کہ نیزے پھینک دو اور تلواریں اپنی نیاموں سے باہر کرلو۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ تمہیں قسم دیں گے جیسے انہوں نے تمہیں قسم دی تھی یوم حروراء میں۔ لہٰذا تم واپس لوٹ آئے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں سونت لیں۔ لہٰذا لوگوں نے انہیں کے نیزوں کو ہی ان پر استعمال کیا، کہتے ہیں کہ وہ اس طرح قتل ہو کر ایک دوسرے پر گرتے گئے۔ مسلمانوں میں سے اس دن صرف دو آدمی مارے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ تم لوگ ان کے مقتولین میں مخدج (ناقص الید) کو تلاش کرو، وہ اس کو تلاش نہ کر سکے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خود اُٹھے اور اس کو تلاش کر لیا۔ فرمانے لگے اللہ نے سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے وہ سچ پہنچایا تھا۔ لہٰذا عبیدہ سلمانی اُٹھ کر ان کے پاس گیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! کیا اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں واقعی آپ نے یہ حدیث سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ انہوں نے بتایا جی ہاں! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے حتیٰ کہ اس نے تین بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر پوچھا اور وہ قسم کھاتے رہے اس کے لئے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید سے، اس نے عبدالرزاق سے اور اس نے نقل کیا ہے حدیث عبید اللہ بن رافع نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مفہوم میں۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۲/ ۷۴۸)

(۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ابن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن زید نے حمید بن مرّہ سے، اس نے ابوالوضّی حیمی سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ حضرت علی بن ابوطالب کے ساتھ گئے نہروان میں۔ انہوں نے فرمایا کہ تلاش کرو مخدّج کو۔ بس اللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے نہ ہی مجھ سے جھوٹ کہا تھا۔ لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر اس کو نہ پایا، واپس ان کے پاس لوٹ آئے مگر انہوں نے فرمایا واپس جا کر تلاش کرو مخدّج کو۔ حتیٰ کہ انہوں نے بار بار مجھ سے یہی کہا مگر وہ لوگ واپس آ گئے اور بتایا کہ ہم نے اس کو پالیا ہے مقتولین کے نیچے پڑا ہوا تھا کیچڑ میں۔ گویا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کالا حبشی ہے۔

اس کے پستان ہے عورت کے پستان کی طرح، اس پر چھوٹے چھوٹے بال ہیں جیسے جنگلی چوہے کی دُم پر ہوتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے خوشی ہوئی۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابومحمد بن عبداللہ شوذب مقری نے واسطی سے، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو ابونعیم فضل بن دکین نے، اس نے سفیان سے، اس نے محمد بن قیس سے، اس نے ابوموسیٰ سے، وہ ان کی قوم کے آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ کہنے لگے کہ مخدّج کو تلاش کرو، مگر انہوں نے اس کو نہ پایا۔ لہٰذا وہ خود کوشش کرنے لگے اور کہہ رہے تھے اللہ کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹ کہا گیا تھا، انہوں نے ان کو ایک نہر میں یا رہٹ میں پالیا۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سجدے میں گر گئے۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو علاء بن ابوالعباس نے کہ اس نے ابوالفضل سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں بکر بن قرواش سے، اس نے سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالثدیہ پستان والے کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا تھا کہ شیطان الردھہ ہوگا (یعنی ناقص الید) گھوڑوں کا چرواہا۔ بجیلہ کا ایک آدمی اس کی اتباع کرے گا۔ اس کو اشہب کہا جائے گا یا ابن اشہب ظالم قوم کی نشانی ہے۔

سفیان نے کہا مجھے خبر دی عمار دھنی نے کہ اس کو ایک آدمی لایا اس کو اشہب کہا جاتا تھا یا ابن اشہب۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن معاذ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیطان الردھہ کو قتل کیا یعنی ناقص الید کو۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ اس کو اصحاب علی نے قتل کیا ان کے حکم سے۔ واللہ اعلم

اہل نہروان کا ملعون ہونا

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی سدی بن یحییٰ نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو علی بن عیاش نے حبیب سے، اس نے سلمہ سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ تحقیق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی ہیں کہ لشکر مروہ اور اہل نہروان ملعون ہیں فرمان محمد رسول اللہ ﷺ سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جیش مروہ کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی ﷛ کی اچھائی کرنا اور ان کے لئے دعا کرنا

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن حسن بن عامر کندی نے کوفے میں اپنے اصل سماع سے، ان کو احمد بن محمد بن صدقہ کاتب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبداللہ بن محمد بن ابان بن صالح نے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہے میرے دادا محمد بن ابان کی، میں نے اس میں پڑھا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن حُر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حکم بن عتیبہ نے اور عبداللہ ابوالسفر نے عامر شعبی سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تیرے پاس کوئی علم ہے ذوثدیہ سے جس کو حضرت علی ﷛ نے قتل کرایا تھا حروریہ میں؟ میں نے کہا نہیں۔ سیدہ نے کہا میرے لئے ایسے آدمی کی شہادت لکھ لاؤ جو شخص ان لوگوں کے معاملے میں موجود تھا۔ لہٰذا میں کوفے لوٹ گیا اور وہاں اس وقت اسباع تھے۔ میں نے دس آدمیوں کی شہادت لکھی ہر شخص سے۔ اس کے بعد میں وہ شہادتیں سیدہ کے پاس لے آیا، وہ میں نے ان کو پڑھ کر سُنائیں۔ سیدہ نے پوچھا کہ کیا ان سب لوگوں نے ذوثدیہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تھا انہوں نے مجھے خبر دی کہ ان میں سے ہر ایک نے اس کو دیکھا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ فلاں شخص پر لعنت کرے۔ بے شک میرے پاس خط لکھا ہے کہ اس نے ان کو مصر کے دریائے نیل میں ہلاک کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور رو پڑیں۔ جب وہ چُپ ہو گئیں یعنی ان کے آنسو تھم گئے تو بولیں اللہ رحم کرے علی ﷛ پر، البتہ تحقیق وہ حق پر تھے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں تھا مگر صرف وہی جو ہوتا ہے کسی عورت کے اور اس کے دیوروں کے درمیان۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبیداللہ جرفی نے بغداد میں، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی ؒ نے، ان کو اسحاق بن حسن نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو حدیث بیان کی فطر یعنی ابن خلیفہ نے اسماعیل بن رجاء سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور ﷺ اپنے بعض گھروں سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوئے، ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا حضرت علی ﷛ نے اس کو لٹکالیا اور وہ جوتے کو صحیح کرنے کے لئے حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم ان کا کھڑے کھڑے انتظار کرنے لگے۔

اس دن لوگوں میں ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بعض تم میں سے وہ ہیں جو قتال کریں گے قرآن کی تاویل و تشریح کی بناء پر۔ جیسے میں نے قرآن کے اُترنے پر یعنی واضح حکم کے قتال کیا تھا۔ ابوبکر ﷛ و عمر ﷛ نے اس کی طرف نظریں اُٹھا کر دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ صاحب نفل ہے۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تاکہ میں اس کو بشارت دوں پہلے سے اس کے ساتھ۔ پس گویا آپ نے اس کے ساتھ سر ہی نہیں اُٹھایا تھا۔ گویا کہ وہ کوئی شئی ہے جس کو اس نے سُنا ہے۔

(مسند احمد ۸۲/۲۔ ترمذی۔ باب مناقب علی ۶۳۴/۵)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، اس نے اسماعیل بن رجاء سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو سعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فرماتے تھے۔ بے شک تم میں سے بعض وہ ہیں جو قتال کرے گا قرآن کی تاویل و توجیہ کی بناء پر۔ جیسے میں نے قتال کیا ہے قرآن تنزیل و حکم کی بناء پر۔ ابوبکر صدیق ﷛ نے کہا میں وہی ہوں یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے کہا میں وہی ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ جوتا سینے والا۔ فرمایا آپ ﷺ نے حضرت علی ﷛ کو اپنی جوتی دی تھی کہ وہ اس کو سی دے۔

اور روایت کی گئی ہے عبدالملک بن ابی غنیہ سے، اس نے اسماعیل بن رجاء سے۔

☆☆☆

باب ۱۷۷

حضور ﷺ کا اپنی زوجہ محترمہ میمونہ

بنت حارث رضی اللہ عنہا کو خبر دینا کہ وہ مکہ میں فوت نہیں ہوں گی

چنانچہ وہ مقام سَرِف میں ۳۸ھ میں انتقال کر گئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو عبداللہ بن اصم نے، ان کو یزید بن اصم، کہ سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار ہوگئیں تھیں اور اس کے پاس اس کے بھتیجوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں تھا۔

وہ کہنے لگیں کہ مجھے مکے سے باہر لے چلو میں یہاں پر نہیں مروں گی بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں مکہ میں نہیں مروں گی۔ لہٰذا انہوں نے ان کو وہاں سے اُٹھالیا اور ان کو مقام سرف میں لے آئے اس درخت کی طرف جہاں پر نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیا تھا اس درخت تلے حضور ﷺ کے خیمے والی جگہ پر۔ لہٰذا وہیں وہ فوت ہوگئیں۔

(خصائص کبریٰ ۲/ ۱۳۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام نے، ان کو عفان نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ۔ مذکور کی مثل۔ اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہا کہ پس وہ فوت ہوگئیں جب میں نے ان کو لحد کے اندر رکھا تو میں نے اپنی اُونٹنی کی درلی اور اس کو ان کے رخسار کے نیچے رکھ دیا لحد کے اندر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو کھینچا اور اس کو پھینک دیا۔

باب ۱۷۸

حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امیر و خلیفہ بننے

اور ان کے قتل ہونے کی خبر دینا۔ پھر دونوں باتیں پوری ہوئیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو ابوالنضر سے، ان کو محمد بن راشد سے، ان کو عبداللہ بن عقیل سے، اس نے فضالہ بن ابوفضالہ انصاری سے، ابوفضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ فضالہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مزاج پُرسی کرنے کے لئے نکلا اس بیماری میں جس میں وہ بوجھل ہوگئے تھے۔ کہتے ہیں کہ

میرے والد نے ان سے کہا آپ کے اس ٹھکانے پر اور منزل پر کون آپ کی تجہیز وتکفین کرے گا اگر آپ کا اجل آن پہنچا۔ قبیلہ جہینہ کے دیہاتیوں کے سوا کوئی نہیں ہوگا، وہی آپ کو مدینہ پہنچائیں گے۔ اگر تجھے اجل آن پہنچا ہے تو تیرے ساتھی تیرے ولی بنیں گے اور تیری نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نہیں مروں گا حتیٰ کہ میں امیر وخلیفہ بنایا جاؤں گا۔ اس کے بعد پھر یہ داڑھی رنگین کی جائے گی اس کھوپڑی کے خون کے ساتھ۔ چنانچہ وہ قتل کئے گئے اور ابوفضالہ بھی قتل کئے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین والے دن۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸۔ مسند احمد ۱/ ۱۰۲۔ مجمع الزوائد ۹/ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ طبقات ابن سعد ۳/ ۳۴)

حدیث مذکور کے شواہد

(۲) ان میں سے وہ ہے جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شریک نے عثمان بن مغیرہ نے، اس نے زید بن وہب سے، وہ کہتے ہیں کہ خوارج کا سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان سے کہنے لگا، تم اللہ سے ڈرو تم اس وقت میت ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے اُگائے، جس نے رُوح کو پیدا کیا بلکہ مقتول ہوں تلوار کی ضرب سے، اس پر جو رنگین کر رہی ہے اس کو، انہوں نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کی طرف۔ یہ عہد تھا معبود اور فیصلہ ہے پورا کیا ہوا تحقیق ناکام ہوا جس نے افترا باندھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابوحصین وادعی کوفی نے، ان کو علی بن حکیم اودی نے، ان کو شریک نے عثمان بن ابوزرعہ سے، اس نے زید بن وہب سے۔ وہ کہتے ہیں ایک قوم آئی بصرہ کے خوارج میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس، ان میں ایک آدمی تھا اس کو الجعد کہا جاتا تھا، اس نے کہا اللہ سے ڈر بے شک تم میت ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلکہ مقتول ہوں قتل کے ساتھ۔ (مستدرک حاکم ۳/ ۱۴۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابوالجواب الاحوص ابن جواب نے، ان کو عمار بن رزیق نے اعمش سے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے ثعلبہ بن یزید سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیر کر اُگایا جس نے رُوح کو پیدا کیا البتہ ضرور یہ رنگین ہوگی اس سے داڑھی کے لئے فرمایا کہ یہ کھوپڑی سے اور سر سے ضرور رنگین ہوگی یعنی قتل وشہادت کے ساتھ۔ کیا روک سکے گا شقی ترین اس کو؟

کہا عبداللہ بن سبیع نے اللہ کی قسم اے امیر المؤمنین! اگر کوئی آدمی یہ کام کرے گا تو ہم اس کی عزت کو ختم کر دیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں قسم دیتا ہوں کہ میرے بدلے میں میرے قاتل کے سوا کسی کو قتل نہ کیا جائے۔

لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں تم لوگوں کو ایسے چھوڑ جاؤں گا جیسے تمہیں رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے تھے۔ سائل نے کہا پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ جب آپ ہمیں بے سہارا چھوڑ کر اس کے سامنے پیش ہوں گے؟ فرمایا کہ میں یہ کہوں گا اے اللہ! آپ نے مجھے خلیفہ بنایا تھا ان میں جب تک آپ کو درست لگا پھر آپ نے مجھے قبض کر لیا۔ میں نے ان میں آپ کو چھوڑا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کی اصلاح کر دیں اور اگر نہ چاہیں تو ان کو خراب کر دیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۶/ ۲۱۸۔ ۲۱۹)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے کتاب السنن میں صحیح اسناد کے ساتھ زید بن اسلم سے، اس نے ابوسنان دؤلی سے، اس نے علی سے نبی کریم ﷺ کے ان کے قتل کی بابت خبر دینے میں۔

(۵) ہمیں خبردی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبردی ابوجعفر بن دُحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو خبردی عبیداللہ اور ابونعیم اور ثابت بن محمد نے فطر بن خلیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے، ان کو عبداللہ نے عبدالعزیز بن سیاہ سے، ان دونوں نے کہا اکھٹے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے ثعلبہ حمانی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ منبر پر تشریف فرما تھے، فرمارہے تھے اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ نے میری طرف عہد کیا تھا کہ یہ اُمت عنقریب تیرے ساتھ میرے بعد غذر اور دھوکہ کرے گی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث فطر کے۔ بخاری نے کہا ہے ثعلبہ بن یزید حمانی۔ اس میں نظر ہے ان کی اس حدیث پر کوئی متابع نہیں لایا گیا اسی طرح کہا ہے بخاری نے۔ تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسری اسناد کے ساتھ علی سے بشرطیکہ اگر وہ محفوظ ہو۔

(۶) ہمیں خبردی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابومحمد بن شوذب واسطی نے، ان کو شعیب بن ایوب نے، ان کو عمرو بن عون نے ہشیم سے، اس نے اسماعیل بن سالم سے، اس نے ابوادریس ازدی سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ بے شک اس میں سے جو میری طرف رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا یہ کہ یہ اُمت عنقریب تیرے ساتھ دھوکہ کرے گی میرے بعد۔

مذکورہ روایت عذر پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ

اگر یہ بات یا یہ روایت صحیح ہو تو احتمال ہے کہ اس کے ساتھ مراد ہوگی ان لوگوں کے خروج و بغاوت کرنے کے بارے میں جس نے بھی ان کے خلاف خروج کیا تھا، ان کی امارت میں پھر ان کے قتل میں۔

(۷) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبردی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن عفیر نے، ان کو حفص بن عمران بن ابووشاح نے، سری بن یحییٰ سے، اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں میں دمشق میں گیا اور میں جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ میں عبدالملک کے پاس گیا اس کو سلام کرنے کے لئے میں نے پایا ایک خیمے میں فرش پر، وہ تخت پر تھا اور لوگ اس سے نیچے تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔

اس نے پوچھا، اے ابن شہاب! کیا تم جانتے ہو بیت المقدس میں کیا ہوا ہے؟ صبح صبح ہی ابن ابوطالب کو قتل کردیا گیا ہے؟ میں نے کہا معلوم ہے۔ اس نے کہا کہ یہاں آیئے۔

میں لوگوں کے پیچھے سے اُٹھا حتیٰ کہ میں خیمے کے پیچھے آیا۔ اس نے اپنے چہرے کو پھیرا اور میری طرف جھکے اور کہا کہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس دن میں بیت المقدس میں جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون ہوتا تھا۔ اس نے کہا کہ کوئی باقی نہیں رہا تیرے اور میرے سوا جو یہ بات جانتا ہو۔ ہاں تم سے بھی اس کو کوئی سُننے نہ پائے۔ کہتے ہیں میں نے بھی اس کو بیان نہیں کیا حتیٰ کہ وہ وفات پاگئے۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے مقتل علی رضی اللہ عنہ میں اسی اسناد کے ساتھ۔

اور روایت کیا گیا ہے اس سے زیادہ صحیح اسناد کے ساتھ زہری سے یہ واقعہ ہوا تھا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل سے۔

☆☆☆

باب ۱۷۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی بیٹی کے بیٹے حسن بن علی بن ابی طالب کے سردار ہونے کے بارے میں اور ان کے اصلاح کرنے کے بارے میں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان ۔ پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو ابراہیم بن ابو طالب نے ، ان کو ابن ابو عمر نے ، ان کو سفیان نے ، ان کو اسرائیل ابو موسیٰ نے حسن سے ، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابو بکرہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا تھا جبکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں بیٹھے تھے ۔ آپ ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور ایک بار حسن کی طرف ۔ اور فرماتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہوگا ۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اور دیگر نے سفیان بن عیینہ سے ۔ (بخاری ۔ کتاب الصلح بین الناس ۳/۲۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، ان کو ابن ابو قماش نے ، ان کو ہشام بن ولید نے ، ان کو مبارک بن فضالہ نے حسن سے ، اس نے ابو بکرہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ۔ انہوں نے حسن بن علی کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور فرمایا ، میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اصلاح کرائے گا اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان ۔
(مسند احمد ۵/۴۹)

کہتے ہیں اور ہمیں خبر دی احمد نے ، ان کو تمتام نے ، ان کو علی بن جعد نے ، ان کو مبارک بن فضالہ نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکور کی مثل ۔ اس نے یہ اضافہ کیا ہے ۔ دو عظیم جماعتیں مگر اس نے اس میں اپنے جسم کے ساتھ ملانے کا ذکر نہیں کیا ۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے ، ان کو عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو ابوالولید اور آدم نے ، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مبارک نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اسناد کے ساتھ مذکورہ مفہوم کے ساتھ اور آدم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حسن نے کہا ہے جب وہ والی بنائے گئے حکومت کے لئے ان کے سبب خون کا قطرہ نہیں بہایا گیا ۔ (ایک نشتر کی جگہ) (مسند احمد ۵/۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے ، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب نے ، ان کو ابوالربیع اور مسدد نے اور یہ الفاظ ابوربیع کے ہیں ۔ ان کو حماد بن زید نے ، ان کو علی بن زید نے ، ان کو حسن نے ابو بکرہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کو خطبہ دے رہے تھے ۔ اچانک حسن بن علی آگئے اور وہ منبر پر چڑھ گئے نانا کی طرف ۔ حضور ﷺ نے اسے اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا اور فرمایا کہ خبردار بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہوگا ، بے شک اللہ عزوجل شاید اس کے سبب سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کرائے گا ۔ (مسند احمد ۵/۴۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالقاسم علی بن مؤمل ماسرجسی نے ، ان کو محمد بن یونس قرشی نے ، ان کو انصاری نے ، اس کو اشعث بن عبدالملک نے حسن بن ابو بکرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور بے شک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسین محمد بن احمد بن حامد عطار نے، ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو یحییٰ بن سعید اموی نے اعمش سے، اس نے سفیان سے، اس نے جابر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حسن کے بارے میں میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ صلح کرائے گا مسلمانوں کی دو جماعتوں میں۔ (بخاری ۹/۷۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ابن درستویہ سے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو ایوب نے ابن سیرین سے یہ کہ حسن بن علی ﷜ نے کہا کہ اگر تم لوگ اس علاقے میں نظر مارو گے جو جابرس سے جابلق کے درمیان ہے تو تم ایسا ایسا مرد نہیں پاؤ گے جس کا نانا نبی ہو میرے سوا میرے بھائی کے سوا۔ اور بے شک میں سمجھتا ہوں یہ کہ تم جمع ہو جاؤ گے معاویہ پر اور میں نہیں جانتا کہ وہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور ایک مقررہ وقت تک فائدہ اُٹھانا ہو۔

معمر نے کہا ہے کہ جابرس اور جابلق مغرب اور مشرق ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب حسن بن علی ﷜ نے صلح کی اور ہم نے کہا کہ جب حضرت حسن ﷜ سے خلافت و حکومت کا امر حضرت معاویہ ﷜ کے سپرد کر دیا تو حضرت معاویہ ﷜ نے ان سے کہا مقام نخلہ میں آپ کھڑے ہو کر کلام کریں۔

''انہوں نے اللہ کی حمد ثناء کی پھر کہا امابعد! بے شک عقل مند و متقی پرہیز گار ہے یا سب سے بڑی عقل مندی تقویٰ ہے اور سب سے بڑی مجبوری گنہگار ہونا ہے۔ خبردار بے شک یہ امر جس میں میں نے اور معاویہ نے یہ اختلاف کیا۔ اس آدمی کا حق ہے جو اس نے کیا زیادہ حق دار تھا جس کو میں نے معاویہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ مسلمانوں کی اصلاح کے ارادے سے اور ان کے خون کو محفوظ کرنے کے لئے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ شاید آزمائش ہے تمہارے لئے اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت مقررہ تک''۔

اس کے بعد استغفار پڑھا اور اُتر آئے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، ان کو میرے دادا نے زہری سے، اس ذکر کیا ایک قصہ حضرت معاویہ ﷜ کے خطبہ کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر اس نے کہا، اُٹھئے اے حسن! لوگوں سے کلام کیجئے۔

''حضرت حسن ﷜ کھڑے ہوئے، انہوں نے توحید و رسالت کی شہادت دی فی البدیہہ اس میں کوئی جھجک نہ تھی۔ پھر فرمایا، امابعد اے لوگو! اللہ نے تمہیں ہدایت دی تھی ہمارے پہلوں کے ساتھ اور تمہارے خون محفوظ کر دیئے ہمارے آخر کے ساتھ۔ بے شک یہ فتنہ ایک خاص مدت تک ہے اور دنیا ڈول ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا تھا: "قل ان ادری اقریب ما توعدون" فرما دیجئے میں نہیں جانتا کہ وہ وقت قریب ہے قیامت جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ بے شک وہ خوب جانتا ہے اس بات کو جس کو تم دُور سے کہتے ہو اور خوب جانتا ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہارے لئے آزمائش ہے اور فائدہ اُٹھانا ہے ایک مقررہ وقت تک''۔

☆☆☆

باب ۱۸۰

حضور ﷺ کا حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی حکومت کے بارے میں خبر دینا اگر حدیث صحیح ہو اس بارے میں یا آپ کا اشارہ کرنا اس کی طرف احادیث مشہورہ میں اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن سابق نے، ان کو یحییٰ بن زکریا بن ابوزائدہ نے اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر نے عبدالملک بن عمیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے خلافت پر نہیں اُبھارا تھا مگر نبی کریم ﷺ کے میرے بارے میں فرمان نے :

یَا مُعَاوِیَۃُ اِنْ مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ ۔اے معاویہ اگر تو حکمران بن جائے تو نیکی کرنا یا احسان کرنا۔

اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اہل معرفت بالحدیث کے نزدیک، نیز اس حدیث کے شواہد موجود ہیں

محشی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف اور حدیث مرسل ہے۔

حدیث مذکور کے شواہد

(۱) ان میں سے ایک تو حدیث عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عاص ہے اپنے دادا سعید سے، تو ان سے ارشاد فرمایا، اے معاویہ! اگر تم خلافت وحکومت کے ذمہ دار بن جاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔

یا معاویہ ان ولّیت امرا فاتق اللّٰہ واعدل

فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ یہی گمان کرتا رہا کہ بے شک میں کسی نہ کسی عمل کے آزمایا جاؤں گا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے۔

محشی کہتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم مہاجر علی کوفی فحش غلطیاں کرتا تھا لوگوں نے ضعیف کہا ہے۔ بخاری نے کہا ہے وفیہ نظر عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے ابن حبان نے کہا مجروحین میں سے ہیں۔ (مسند احمد ۴/۱۰۱۔البدایۃ والنہایۃ ۸/۱۲۳)

(۲) شواہد میں سے دوسری حدیث راشد بن سعد ہے، اس نے معاویہ سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ کہتے ہیں، فرمار ہے تھے اگر تو لوگوں کی کمزوریوں پر یا لوگوں کی لغزشوں کے پیچھے پڑے گا تو تو ان کو خراب کردے گا یا قریب ہوگا کہ تو ان کو خراب کردے۔

(ابوداؤد۔حدیث ۴۸۸۸۔کتاب الادب ص ۴/۲۷۲)

ابودرداء کہتے ہیں کوئی کلمہ تھا جو معاویہ نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔اللہ نے اس کو اس کے ذریعہ نفع دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن محمویہ عسکری نے، ان کو احمد بن علی نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو ہشیم (ح)۔ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، انہوں نے میرے لئے اپنے خط میں لکھا تھا، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عمرو بن عون نے، ان کو ہشیم نے عوام بن حوشب سے۔اس نے سلیمان بن ابوسلیمان سے۔

(سلیمان بن ابی سلیمان مجہول راوی ہے۔میزان ۲/۲۱۱۔تہذیب ۵/۱۹۹)

اس نے اپنے دادا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ خلافت مدینے میں ہوگی اور حکومت و بادشاہت شام میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے زید بن واقد سے، اس نے بُسر بن عبیداللہ سے، ان کو ابوادریس عائذ اللہ خولانی نے ابودرداء سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے کتاب کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے اُٹھایا گیا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا جارہا ہے، میری نظر اس کے پیچھے جارہی ہے، اس کو شام کی طرف لے جایا گیا اور ایمان شام میں ہوگا جب فتنہ واقع ہوگا۔ (مسند احمد ۱۹۹/۵)

یہ اسناد صحیح ہے اور روایت کی ہے دوسرے طریق سے۔

شام کے بارے میں خواب رسول اور اس کی تعبیر

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی عباس بن ولید نے مزید سے، ان کو عقبہ بن علقمہ سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے خواب میں دیکھا کہ عمود الکتاب میرے تکیے کے نیچے سے کھینچ لی گئی ہے، میں اس کو دیکھ رہا ہوں یکا یک وہ ایک بلند ہونے والی روشنی ہے جس کو شام کی طرف دراز کر دیا گیا۔ خبردار ایمان شام میں ہوگا جس وقت فتنے واقع ہوں گے۔

ملک شام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم اور صفوان بن صالح نے، ان دونوں نے ولید بن مسلم سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، اس نے یونس بن میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل مگر اس نے یہ کہا ہے فَـاتَعَتُـهُ بَـصَرِیْ اس روشنی کے پیچھے پیچھے چلی گئی میری نظر بھی۔

اور صفوان نے یہ اضافہ کیا ہے حتیٰ کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اس کو لے جایا گیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ جب فتنے واقع ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔ (مسند احمد ۱۹۸/۴)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی صفوان نے، ان کو ولید نے، ان کو عفیر بن معدان نے کہ اس نے سُنا سُلیم بن عامر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوامامہ سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی مثل۔

میرے سر کے نیچے سے نُور کا مینار بلند ہوا اور وہ شام میں جا ٹھہرا۔ حضور ﷺ کا فرمان

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو نصر بن محمد بن سلیمان حمصی نے، ان کو ابوحمزہ محمد بن سلیمان سلمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوقیس نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا عمر بن خطاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نُور اور روشنی کا ایک ستون جو میرے سر کے نیچے سے نمودار ہوا ہے بلند ہونے والا حتیٰ کہ وہ شام میں جا ٹھہرا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل شام کو بُرا نہ کہو وہاں ابدال ہوں گے

(۸) ہمیں خبر دی حسین بشران نے، اس نے عبداللہ بن صفوان سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی منصور نے کہا جنگ صفین والے دن: اے اللہ! اہل شام کو لعنت فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اہل شام کو بُرا نہ کہا جائے بہت بڑی جماعت کو۔ بے شک وہاں پر ابدال ہوں گے۔

☆☆☆

باب ۱۸۱

نبی کریم ﷺ کا اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کے بارے میں خبر دینا

کہ وہ سمندر کے سینے پر سوار اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ایسے جا رہے ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ نیز حضور ﷺ کا شہادت دینا کہ اُم حرام بنت ملحان انہیں میں سے ہوں گی۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے قول کو سچا ثابت کرنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن بکیر نے اور ابن قعنب نے، ان دونوں کو مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن نصر نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالسلام وراق نے (ح)۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن عیسیٰ نے، ان کو محمد بن عمرو حرشی نے اور ابراہیم بن علی نے اور موسیٰ بن محمد ذہلیاں نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بی بی اُم حرام بنت ملحان کے ہاں جاتے آتے تھے۔ وہ ان کو کھانا کھلاتی تھی اور اُم حرام عبادہ بن صامت کے تحت تھی۔ (ان کی بیوی تھی)

ایک دن رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے اس نے ان کو کھانا کھلایا، اس کے بعد وہ بیٹھ کر حضور ﷺ کے سر میں جوئیں وغیرہ تلاش کرنے لگی (حضور اس کے محرم تھے، رشتے میں خالہ تھیں رسول اللہ ﷺ کی)۔ حضور ﷺ سو گئے اس کے بعد جب وہ جاگے تو وہ ہنس رہے تھے۔

اُم حرام کہتی ہے میں نے کہا کونسی چیز نے آپ کو ہنسایا یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ کچھ میری اُمت میں سے پیش کئے ہیں میرے اُوپر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اس سمندر کی وسعتوں پر سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بے خوف اور پُر وقار ہوتے ہیں۔ یا یوں کہا تھا مثل بادشاہوں کے تختوں پر۔ بے شک کہ کونسا لفظ فرمایا تھا۔

اُم حرام کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے۔ اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے اُٹھے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کس چیز نے آپ کو ہنسایا یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ میری اُمت میں سے مجھ پر پیش کئے گئے ہیں وہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے جا رہے ہیں جیسے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔

کہتی ہیں میں نے کہا آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ فرمایا تم تو پہلوں میں سے ہو۔ لہٰذا جب وقت آیا تو اُم حرام بنت ملحان سمندر پر سوار ہوئی تھی حضرت معاویہ کے زمانے میں۔ اور وہ اپنے جانور سے گر گئی تھی جب سمندر سے نکلے تھے۔ لہٰذا وہیں ہلاک ہو کر شہید ہو گئی تھیں۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یحییٰ بن یحییٰ کے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

حضورﷺ کے دوخواب جو حرف بحرف پورے ہو گئے

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے، وہ نقل کرتے ہیں اپنی خالہ ام حرام بنت ملحان سے، وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے قریب سو گئے تھے۔ اس کے بعد جاگے وہ مسکرا رہے تھے۔ کہتی ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ حضور نے فرمایا کہ کچھ لوگ میری اُمت میں سے میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں وہ اس سمندر کی پشت پر سوار ہیں، بحر اخضر پر۔ جیسے بادشاہ تختوں پر ہوتے ہیں۔ کہتی ہے کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان مجاہدین میں سے بنا دے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

پھر دوسری مرتبہ سو گئے پھر اسی طرح بتایا۔ پھر اس نے اسی طرح دعا کا سوال کیا۔ حضور ﷺ نے پہلے جواب کی طرح جواب دیا۔ لہٰذا وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت کے ساتھ روانہ ہوئی تھی جہاد کی نیت سے۔ پہلے جہادی سفر پر جس میں مسلمان سمندر پر سوار ہوئے تھے حضرت معاویہ بن ابوسفیان ﷺ کے ساتھ۔ وہ جب واپس لوٹے اپنے غزوات سے واپس آنے والے تو شام میں اُترے۔ لہٰذا ام حرام کے لئے سواری قریب لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہو۔ سواری نے اسے گرا دیا جس سے وہ گر کر شہید ہو گئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رمح سے، ان دونوں نے لیث سے۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۵۱۹)

دو جنتی لشکر جنہوں نے سمندری راستے سے جہاد کیا ۲۷ھ اور ۵۲ھ میں

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار نے، ان کو یحییٰ بن حمزہ نے، ان کو ثور بن زید نے خالد بن معدان سے، اس نے عمیر بن اسود سے کہ اس کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ وہ عبادہ بن صامت کے پاس آیا، وہ ساحل حمص پر تھے وہ ایک عمارت کے اندر تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی اُم حرام بھی تھی۔ عمر کہتے ہیں کہ ہمیں اُم حرام نے حدیث بیان کی تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرمارہے تھے :

اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا

پہلا لشکر میری اُمت میں سے جو بحری اور سمندری جہاد کریں گے تحقیق جنت واجب کر دیئے گئے ہیں۔

اُم حرام کہتی ہے یا رسول اللہ! میں ان میں ہوں گی؟ فرمایا کہ تم ان میں ہوگی۔ وہ کہتی ہے کہ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

میری اُمت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کریں گے وہ بخشے ہوئے ہیں۔

اُم حرام کہتی ہے کیا میں ان میں ہوں گی یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں۔

ثور کہتے ہیں میں نے ان سے سُنا تھا وہ حدیث بیان کرتے تھے حالانکہ وہ سمندر میں تھے۔

ہشام کہتے ہیں کہ میں نے بی بی اُم حرام بنت ملحان کی قبر دیکھی تھی اور اس پر ٹھہرا بھی تھا ساحل کے ساتھ فاقیس کے مقام پر ۹۱ھ میں۔ اس کے علاوہ دیگر نے کہا ہے فرقیس مقام پر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید دمشقی سے اس نے یحییٰ بن حمزہ سے۔ (بخاری۔ حدیث ۲۹۲۴ ص ۱۰۲/۶)

لسان رسول سے غزواۃ فی سبیل اللہ قَدْ اَوْجَبُوْا مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ کے لقب پانے والے اسلام میں بحریہ کے پانی میں دو کمانڈر جنہوں نے دو عظیم جہاد کئے

نوٹ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ ابن کثیر نے تاریخ میں لکھا ہے کہ اس واقعہ میں تین دلائل ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ پہلے سمندری جہاد کے بارے میں خبر دینا۔یہ جہاد ۲۷ھ میں ہوا تھا حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی معیت میں جب انہوں نے قبرص پر جہاد کیا تھا وہ اس وقت ملک شام میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نائب تھے۔ان لوگوں کے ساتھ اس جہاد سفر میں اُم حرام بھی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ۔وہ لیلۃ العقبہ کے نقیبوں میں سے ایک تھا۔اس غزوہ سے واپسی پر وہ وفات پا گئی تھی۔اور عبادہ شام میں قتل ہوئے تھے جیسے پہلے گزر چکا ہے روایت میں بخاری کے نزدیک۔اور ابن زید کہتے ہیں کہ وہ قبرص میں وفات پا گئے تھے ۲۷ھ میں۔

اور دوسرا جہاد اور غزوہ قسطنطنیہ ہے۔پہلے لشکر کے ساتھ جس نے جہاد کیا تھا اس جہاد اور اس لشکر کے امیر یزید بن معاویہ بن ابو سفیان تھے۔یہ ۵۲ھ میں ہوا تھا اور اس سفر میں ان کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے نام خالد بن زید انصاری تھا،وہ وہیں انتقال کر گئے تھے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔اور اُم حرام اس لشکر میں نہیں تھی اس لئے کہ وہ اس سے پہلے والے غزوے میں وفات پا چکی تھی۔

یہ حدیث مبارکہ ایسی ہے کہ اس میں تین تین دلائل نبوت ہیں

(۱) حضور ﷺ کا دونوں غزوات کے بارے میں خبر دینا۔

(۲) اُم حرام کے بارے میں خبر دینا کہ وہ پہلے لشکر میں ہوگی دوسرے میں نہیں۔

(۳) اور اس طرح ہی واقع ہوا تھا فی الحقیقت صلوات اللّٰہ و سلامة علیہ۔

نقل المترجم من حاشية دلائل النبوة جلد ۶ صفحہ ۴۵۲/۴۵۳۔

باب ۱۸۲

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت کے ایک آدمی کے بارے میں جس نے موت کے بعد کلام کیا خیر التابعین میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں،ان کو اسماعیل بن صفار نے،ان کو محمد بن علی وراق نے،ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے عبدالملک بن عمیر سے،ان کو ربعی بن حراش نے،وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مجھے کہا گیا کہ تیرا بھائی مر چکا ہے۔ میں آیا تو دیکھا کہ میرے بھائی کے منہ پر کپڑا اڈھکا ہوا ہے اس کے سر کی جانب اس کے لئے استغفار کرنے بیٹھ گیا اور اس پر رحمت کی دعا کرنے لگا۔اچانک اس نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا اور بولا،السلام علیک۔میں نے جواب دیا وعلیک السلام۔

ہم لوگوں نے کہا سبحان اللہ!کیا موت کے بعد کلام کر رہے ہیں؟اس نے کہا ہاں موت کے بعد۔میں تمہارے بعد اللہ کے پاس پہنچا، میں نے وہاں آرام اور خوشبودار پھول پائے اور رب کو راضی پایا(غیر غضبان)۔اور اس نے مجھے باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنائے ہیں

اور میں نے معاملہ اس سے زیادہ آسان پایا ہے جوتم گمان کرتے ہو۔تم لوگ آسرا کر کے نہ بیٹھے رہو۔ میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی ہے یہ کہ تمہیں خبر دے دوں اور تمہیں بشارت دے دوں۔ مجھے اُٹھا کر لے جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس، انہوں نے مجھ سے عہد فرمایا تھا یہ کہ میں نہیں ہٹوں گا حتیٰ کہ مل لوں۔ اس کلام کرنے کے بعد وہ بجھ گئے جیسے کلام کرنے سے قبل تھے۔

یہ اسناد صحیح ہے اس میری (مروی) حدیث ورروایت کے بارے میں شک نہیں کیا جاتا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسحاق بن یوسف ازرق نے مسعودی سے، اس نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے ربعی بن حراش سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی وفات پا گئے اور وہ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ روزہ رکھنے والے تھے، گرمیوں میں بھی اور ہم سب میں سے سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس کے کفن کی خریداری میں نکل گیا۔ پس واپس اس کی طرف لوٹایا کہا تھا کہ گھر کی طرف لوٹا۔ تو دیکھا کہ اس مرنے والے نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا ہوا ہے۔ اس نے کہا السلام علیکم، ہم لوگوں نے کہا کہ مرنے کے بعد؟ اس نے کہا جی ہاں۔ میں تمہارے ہاں سے جانے کے بعد اپنے ربّ سے ملا۔

میں نے وہاں آرام اور خوشبودار ماحول پایا اور ربّ غیر ناراض۔ اس نے مجھے سبز ریشم کا لباس پہنایا جو باریک اور موٹے ریشم سے ہے۔ میں محمد ﷺ سے ملا ہوں، انہوں نے قسم دی تھی کہ میں نہ جاؤں حتیٰ کہ ان کے پاس حاضری دوں۔ میرے ساتھ جلدی کرو اور مجھے روک کر نہ رکھو معاملہ اس سے زیادہ آسان ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ غافل اور بے خبر نہ رہنا۔

ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سے اس کے نفس کو نہ تشبیہ دی مگر ایک کنکری جس کو میں نے پانی میں ڈال دیا ہے اور وہ اس میں تہہ نشین ہوگئی ہے۔ ربعی بن خراش کہتے ہیں کہ بے شک اس اُمت میں ایک ایسا آدمی ہوگا جو اپنی موت کے بعد کلام کرے گا۔
(حلیۃ الاولیاء ۴/۳۶۷)

عام قاعدہ وقانون سے استثنائی صورت میں مرنے کے بعد ایک تابعی کا کلام کرنا قدرت الٰہی کا تصرف ہے

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو سریج بن یونس نے، ان کو خالد بن نافع نے، ان کو علی بن عبیداللہ غطفانی نے اور حفص بن زید نے، ان دونوں نے کہا ابن حراش ہمارے پاس پہنچے تھے۔ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ کیا وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ وہ اسی حالت پر رہتے رہے۔ کسی نے بھی ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔

راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے، حدیث عبدالملک بن عمر کی طرح سوائے اس کے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ یہ خبر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ سچ کہا ہے بنو عبس کے بھائی نے۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، فرما رہے تھے کہ میری اُمت کا ایک آدمی موت کے بعد کلام کرے گا وہ سب تابعین میں سے بہتر ہوگا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن محمد بن حسن سرّاج نے، ان کو مُطَیّن نے، ان کو ابراہیم بن حسن تغلبی نے، ان کو شریک نے منصور سے، اس نے ربعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ربیع فوت ہوگئے تھے تو میں نے ان پر کپڑا ڈھک دیا تھا۔ وہ ہنس پڑے تو میں نے کہا، اے بھائی

کیا آپ موت کے بعد زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں (زندہ تو نہیں) لیکن میں اپنے رب سے ملا ہوں وہ مجھے ملے آرام و سکون کے ساتھ اور خوشبو بھرے ماحول کے ساتھ اور غیر غضبان یعنی خوش خوش چہرے کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ تم نے آگے کا معاملہ کیسا دیکھا؟ اس نے بتایا کہ آسان ہے تم غفلت و بے خبری میں نہ پڑے رہنا یعنی کہتے ہیں کہ یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا، ربعی نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرمار ہے تھے کہ میری اُمت میں سے وہ شخص بھی ہوگا جو موت کے بعد کلام کرے گا۔ (حلیۃ الاولیاء ۴/۳۶۷)

فائدہ : یہ کلام رسول اللہ ﷺ بتا رہا ہے کہ نہ یہ قاعدہ کلیہ ہے نہ ہی سارے مردے اس طرح ہوتے ہیں بلکہ خبر دی کہ اسی وقت ایسا ایک آدمی بھی ہوگا۔ لہٰذا یہ سب کچھ ممکن ہے اور یہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمانے کا مقصد ہے کہ کوئی ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت ہے اس کا یہ قانون نہیں ہے بلکہ قانون تو وہی ہے جو پوری انسانیت میں کارفرما ہے۔

باب ۱۸۳

حضور ﷺ کا خبر دینا عذرآء ارض شام میں

مسلمانوں کے ایک گروہ کا ظلماً قتل ہونا اور حسب خبر واقعہ کا درست ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابن کثیر نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو حارث بن یزید نے، ان کو عبداللہ بن زریر غافقی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا علی بن ابوطالب ؓ سے، وہ کہتے ہیں اے اہل عراق عنقریب تم میں سے سات افراد مقام عذرآء میں قتل کئے جائیں گے۔ ان کی مثال اصحاب الاخدود جیسی ہوگی۔ چنانچہ حجر اور اس کے اصحاب قتل کئے گئے جن کا تذکرہ سورۃ البروج میں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۵۔۲۲۶۔ معرفۃ تاریخ للفسوی ۳/۳۲۱)

یعقوب نے کہا ہے کہ ابونعیم نے کہا تھا کہ زیاد بن سمیہ نے علی بن ابوطالب ؓ کا تذکرہ کیا تھا (نازیبا طریق سے) منبر پر۔ لہٰذا حجر نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور حاضرین نے بھی کنکر پھینکے زیاد کی طرف۔ لہٰذا زیاد نے لکھا معاویہ کی طرف یہ کہ حجر نے مجھے کنکریاں ماری ہیں جبکہ میں منبر پر تھا لہٰذا معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ حجر کو میرے پاس پہنچا دو۔ وہ جب دمشق کے قریب پہنچے تو معاویہ نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا جوان کو ملا مقام عذراء میں اس نمائندہ نے ان لوگوں کو قتل کر دیا۔

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ علی بن ابوطالب ؓ نہیں کہہ سکتے تھے مگر یہ کہ انہوں نے اس کو سُنا ہو رسول اللہ ﷺ سے، اور تحقیق مروی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرسل اسناد کے ساتھ مرفوع طریقے سے۔ (حوالہ بالا)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حرملہ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ سیدہ نے فرمایا، آپ کو کس چیز نے اُبھارا اہل عذرآء کے قتل پر شد حجر کو اور اس کے صحاب کو۔ معاویہ نے بتایا کہ اُم المؤمنین میں نے ان لوگوں کے قتل کرنے کو اُمت کی صلاح اور بھلائی سمجھا تھا اور ان کی بقاء کو اُمت کے لئے فساد و خرابی گروانا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرمار ہے تھے۔ عنقریب مقام عذرآء میں کچھ لوگ قتل کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ناراض ہوگا اور آسمان بھی۔ (حوالہ بالا)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے، ان کو سعید بن مسیب نے مروان بن حکم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ کے ساتھ سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوا، اُم المؤمنین کے پاس۔ انہوں نے پوچھا کہ اے معاویہ! تم نے حجر کو اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا ہے۔ اور تم نے یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے۔ کیا آپ ڈرتے ہیں کہ میں تیرے خلاف ایک آدمی کو پوشیدہ کر دوں اور وہ تجھ کو قتل کر دے؟

معاویہ ﷺ نے کہا نہیں بلکہ میں امان اور محفوظ گھر میں ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے کہ ایمان نے قید کر دیا ہے جکڑ دیا ہے، نفس کی خواہش کو مؤمن خواہش نفس سے نہیں چلتا۔ اے اُم المؤمنین کیسے ہو سکتا ہے میں تو ان کی دیگر حاجات پوری کرنے میں لگا ہوں اور آپ ان کے دیگر امور میں۔ وہ بولیں تم صالح ہو۔ معاویہ نے کہا آپ چھوڑ دیں مجھے اور حجر کو حتیٰ کہ ہم اپنے رب سے ملیں گے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۶)

باب ۱۸۴

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو کہ ان میں آخر میں مرنے والا آگ میں جائے گا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن معاذ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابونضرہ نے ابوہریرہ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا دس آدمیوں سے جو آپ کے اصحاب میں سے ایک گھر میں تھے کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا شخص آگ میں ہوگا۔ ان لوگوں میں سمرہ بن جندب بھی موجود تھے۔ ابونضرہ کہتے ہیں کہ سمرہ آخر میں مرنے والے تھے۔

اس کے راوی ثقہ ہیں، مگر ابونضرہ کا حضرت ابوہریرہ ﷺ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۵۶۔ سیر اعلام النبلاء ۳/۱۸۴ حدیث غریب ہے)

اور دوسرے طریق سے ابوہریرہ ﷺ سے موصول روایت بھی مروی ہے۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو اسماعیل بن حکیم نے، ان کو یونس بن عبید نے حسن سے، اس نے انس بن حکیم ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں گزر رہا تھا کہ میں ابوہریرہ ﷺ سے ملا، اس نے مجھ سے کسی روش کے پوچھنے کی ابتداء نہ کی کہ وہ مجھ سے کچھ پوچھتے حتیٰ کہ انہوں نے مجھ سے سمرہ بن جندب کے بارے میں پوچھا۔ جب میں نے اس کو ان کے زندہ ہونے اور صحت مند ہونے کی خبر دی تو وہ خوش ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ ہم لوگ دس افراد تھے ایک گھر میں اور رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہو گئے اور ہم لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کے بعد انہوں نے دروازے کی دونوں چوکھٹوں سے پکڑ کر فرمایا تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہے۔ ہم میں سے آٹھ افراد مر چکے ہیں۔ آپ میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ پس مجھے کوئی شئی زیادہ محبوب نہیں ہے اس سے کہ میں موت کا ذائقہ چکھوں۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۷ انس بن حکیم مجہول ہے)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن علی بن زید نے اویس بن خالد سے۔

(علی بن جدعان کو ابن عیینہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تاریخ کبیر ۶/۲۷۵۔ ضعفاء کبیر ۳/۲۲۹۔ مجروحین ۲/۱۰۳۔ میزان ۳/۱۲۷)

وہ کہتے ہیں کہ میں جب ابومحذورہ کے پاس آتا تھا تو وہ مجھ سے سمرہ بن جندب کے بارے میں پوچھتے تھے اور جب میں سمرہ کے پاس آتا تھا تو وہ مجھ سے ابومحذورہ کے بارے میں پوچھتے تھے۔ میں نے ابومحذورہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا جب آپ کے پاس آتا ہوں تو آپ مجھ سے سمرہ کے بارے میں پوچھتے ہیں اور جب میں سمرہ کے پاس جاتا ہوں تو وہ مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

انہوں نے بتایا میں اور سمرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ تم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا۔ پہلے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا پھر ابومحذورہ کا پھر سمرہ کا۔

اور روایت کیا گیا دوسرے طریق سے، اس میں ذکر کیا ہے عبداللہ بن عمرو نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں اور پہلی زیادہ صحیح ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن طاؤس سے اور دیگر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب اور ایک اور آدمی سے۔ ہم میں سے آخر میں مرنے والا آگ میں ہوگا۔ وہ تیسرا آدمی انتقال کر گیا تھا اور مدینے میں صرف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رہ گئے تھے۔ لہٰذا اگر کوئی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے غصے ہوتا تو کہتا کہ سمرہ بن جندب فوت ہوگیا ہے۔ یعنی جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سنتے تو بے ہوش ہوجاتے تھے۔ ان پر غشی طاری ہوجاتی۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہوگئے تھے سمرہ سے۔ اور سمرہ نے بہت سے قتل کئے تھے۔

یہ روایت مرسل ہے۔ اور یہ ماقبل والی کی تائید کرتی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو عامر بن ابو عامر نے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ یونس بن عبید کی مجلس میں تھے اصحاب الخز میں۔ انہوں نے کہا کہ دھرتی پر کوئی ایسا خطہ ارض نہیں جس پر اس قدر خون بہایا گیا ہو جس قدر اس پر بہایا گیا اور پہنچا گیا۔ ان کی مراد دارالامارت سے تھی۔ اس میں ستر ہزار انسانوں کو قتل کیا گیا تھا۔

یونس آئے میں نے اس سے کہا اے ابوعبداللہ! لوگ ایسے ایسے کہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ لوگ جو مقتول یا مقطوع کے درمیان ہیں، اس سے کہا گیا کہ یہ کس نے کیا اے ابوعبداللہ؟ انہوں نے کہا کہ زیاد نے اور ابن زیاد نے اور سمرہ نے۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی مقدر تھا اس سے مفر نہیں تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابو ہلال نے، ان کو عبداللہ بن صبیح نے، ان کو محمد بن سیرین نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سمرہ میرے علم کے مطابق عظیم امانت دار تھے، صدوق الحدیث تھے، سچی بات کہنے والے تھے، اسلام سے اور اہل اسلام سے محبت کرتے تھے۔

مصنف کہتے ہیں

اسی مذکورہ خوبی اور صحبت رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہم ان کے لئے امید کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے قول کے محقق اور ثابت ہوجانے کے باوجود بھی۔

بعض اہل علم کا قول

تحقیق بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سمرہ کی موت واقع ہوئی تھی آگ کے اندر۔ لہٰذا اس طرح ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا قول پورا اور سچا ہوگیا تھا۔

لہٰذا احتمال ہے کہ وہ آگ میں داخل کیا جائے اپنے گناہوں کے بسبب اس کے بعد وہ اس سے نکال لیا جائے بعض شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے ساتھ۔ واللہ اعلم

(۷) مجھے خبر پہنچی ہے ہلال بن علاء رقی سے یہ کہ عبداللہ بن معاویہ نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ایک آدمی سے جس کا انہوں نے نام ذکر کیا تھا۔ اس نے کہا کہ سمرہ نے آگ کی چنگاری سلگائی تھی۔ اس کے گھر والے اس سے بے خبر تھے اور غافل تھے کس طرح اس کو آگ نے پکڑ لیا تھا جس سے یہ واقعہ ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۶۔۲۲۷۔ المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۵۶)

باب ۱۸۵

حضور ﷺ کا حضرت عبداللہ بن سلام کے اسلام پر مرنے تک قائم رہنے کی خبر دینا۔ نیز یہ کہ وہ شہادت نہیں پائیں گے جیسے حضور ﷺ نے خبر دی تھی وہ اسلام پر فوت ہوئے تھے معاویہ بن ابوسفیان کے ابتدائی ایام میں ۴۳ھ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو اسماعیل بن یوسف ازرق نے عبداللہ بن عون سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے قیس بن عباد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک آدمی آیا اس کے چہرے پر خشوع کے آثار تھے۔ لوگوں نے کہا یہ آدمی ہے اصحاب الجنۃ میں سے۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے دو رکعتیں پڑھیں اس میں انہوں نے اختصار کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے چلا گیا حتیٰ کہ وہ اپنی منزل میں داخل ہو گیا، میں بھی اس کے ساتھ داخل ہو گیا۔

میں نے اس سے بات کرنا شروع کی۔ جب وہ مایوس ہو گئے تو میں نے اس سے کہا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ایسے ایسے کہا تھا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کرے جس کو وہ نہیں جانتا ہو۔ ابھی میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں،

میں نے عہد رسول میں ایک خواب دیکھا تھا، میں نے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تھا۔ میں نے دیکھا تھا گویا کہ میں ہرے بھرے باغ میں ہوں۔ ابن عون نے کہا انہوں نے اس کا سرسبز ہونا اور اس کی وسعت کو ذکر کیا۔ اور اس کے درمیان میں دیکھتا ہوں کہ ایک نیا ستون ہے جس کا نیچے والا حصہ زمین میں ہے اور اس کا اُوپر والا حصہ آسمان پر۔ اس کے اُوپر ایک کڑا ہے، مجھے کہا گیا کہ آپ اس ستون پر چڑھ جائیں، میں نے کہا میں تو چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

کہتے ہیں کہ منصف نکلا ابن عون کہتے ہیں منصف وصیف سے، کہتے ہیں کہ میرے کپڑے اُٹھائے گئے میرے پیچھے سے مجھے کہا گیا اس ستون پر چڑھ جائیے۔ کہتے ہیں کہ میں اس پر چڑھ گیا حتیٰ کہ میں نے مذکور کڑے کو پکڑ لیا ہے اتنے میں میں خواب سے بیدار ہو گیا اور وہ میرے ہاتھ میں تھا۔

صبح ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے وہ خواب بیان کیا۔ حضور ﷺ نے تعبیر بتائی بہر حال باغ تو روضۃ الاسلام ہے (اسلام کا باغ)۔ بہر حال ستون بھی اسلام کا ستون مراد ہے، رہا کڑا وہ عروۃ الوثقی ہے (مضبوط کڑا)۔ تم اسلام پر رہو گے حتیٰ کہ تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ فرمایا کہ وہ عبداللہ بن سلام تھے۔

بخاری اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابن عون سے، اور حدیث خرشہ بن حُر میں مروی ہے عبداللہ بن سلام سے اس قصے میں۔

کہتے ہیں کہ پھر مجھے لایا گیا حتیٰ کہ مجھے پہاڑ پر لایا گیا، مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جا، میں جب چڑھنے لگا تو میں گر گیا اپنی سرین پر۔ حتیٰ کہ میں نے بار بار چڑھنے کی کوشش کی۔ میں نے خواب جب حضور ﷺ کو بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال اس سے مراد شہداء کی منزل ہے تم اس کو نہیں پا سکو گے اور وہ اس کے مطابق جو ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے سلیمان بن محمد سے، اس نے خرشہ بن حُر سے طویل حدیث۔ میں نے اس کو ذکر کیا ہے مسلم نے صحیح میں اسحاق بن ابراہیم سے۔ اور اس میں ایک اور معجزہ ہے اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ شہادت کو نہیں پائیں گے لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فوت ہوئے مگر شہادت نہیں پائی۔

باب ۱۸۶

حضور ﷺ کا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لئے گواہی دینا

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس گواہی کی سچائی کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عمرو بن مرزوق واشحی نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے یعنی ابن رافع نے اپنی دادی سے یہ کہ رافع بن خدیج نے تیر کھایا تھا۔

عمرو کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یوم اُحد میں یا یوم حنین میں تیر لگا تھا سینے پر پستان کی جگہ پر۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ! کیا میں تیر کھینچ لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، اے رافع اگر تم چاہو تو میں تیر کھینچ لیتا ہوں کیل سمیت پورے کا پورا، اور اگر تو چاہے تو میں تیر کھینچ لیتا ہوں کیل کو رہنے دیتا ہوں اس طرح میں قیامت کے دن تیرے لئے گواہی دوں گا کہ تو شہید ہے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ تیر کھینچ لیجئے اور اس کی کیل کو چھوڑ دیجئے اور میرے لئے قیامت میں گواہی دیجئے کہ میں شہید ہوں۔

کہتے ہیں کہ وہ اس کے بعد کی زندگی میں زندہ رہے حتیٰ کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قائم ہوئی وہ زخم کھل گیا جس کی وجہ سے وہ عصر کے بعد فوت ہو گئے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۷)

☆☆☆

باب ۱۸۷

نبی کریم ﷺ کا ان فتنوں کے بارے میں خبر دینا

جو ساٹھ سال کے بعد ظہور پذیر ہوں گے قریش کے کم عمر لڑکوں سے

پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابوالتیاح نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت ہوگی قریش کے لڑکوں کے سروں پر یا ان کے سامنے۔ ہم نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ فرمایا کہ اگر لوگ ان سے علیحدہ ہوجائیں یا کاش کہ لوگ ان سے الگ ہوجائیں۔ یہ حدیث ہے ابومعمر کی اسماعیل بن ابراہیم سے۔

ابوبکر نے فرمایا کہ میری اُمت کو ہلاک کرے گا یہ قبیلہ قریش کا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے اس نے معمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۰۴۔ فتح الباری ۶/۶۱۲۔ مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۳۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو روح نے، ان کو ابواُمیہ نے، ان کو عمرو بن یحییٰ بن سعید بن العاص نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مروان کے ساتھ تھا اور ابوہریرہ ؓ کے ساتھ۔ میں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا انہوں نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔ ابوبکر ؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام ذکر کردوں بنوفلاں بنوفلاں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد بن محمد مکی سے اس نے عمر بن یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۰۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالرحمٰن مقری نے حیوۃ سے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابومحمد عبداللہ بن اسحاق خزاعی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو عبداللہ بن احمد بن زکریا بن ابومسرہ نے، ان کو عبداللہ بن مقری نے، ان کو حیوۃ نے، ان کو بشر بن ابوعمرو خولانی نے، یہ کہ ولید بن قیس تجیبی نے، اس نے خبر دی ہے کہ اس نے سُنا ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تھی :

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ۔ (ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے تھے)

فرمایا کہ ساٹھ سال بعد خلف ہوں گے (ناخلف بُرے جانشین) نماز کو ضائع کریں گے اور شہوات وخواہشات نفس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پس عنقریب وہ وادی غیّ میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد ناخلف ہوں گے قرآن پڑھیں گے وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ قرآن پڑھیں گے تین طرح کے لوگ، مؤمن، منافق اور فاجر۔

بشیر نے کہا کہ میں نے ولید سے کہا کہ یوں تینوں کی حقیقت کیا ہوگی۔ فرمایا :

(۱) منافق تو کفر والا ہوگا قرآن کے ساتھ۔

(۲) فاجر اس کے ذریعے مال کھائے گا۔

(۳) اور مؤمن اس کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہوگا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے۔ اور حدیث قطان مختصر ہے قولہ یلقون غیا تک۔ تحقیق مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو اس تاریخ کو مؤکد کرتی ہے۔ (مسند احمد ۳/ ۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امن کو بحال کرنے اور قائم رکھنے کے لئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی تائید کی

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواُسامہ نے مجالد سے، اس نے عامر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس لوٹے تو انہوں نے فرمایا :

یا ایھاالناس لا تکر ھوا امارۃ معاویۃ فانہ لو فقد تموہ لقد رأیتم الروؤس تنزو من کواھلھا الحنظل

اے لوگو! تم لوگ حضرت معاویہ کی امارۃ وحکومت کو ناپسندہ یا برا نہ سمجھو۔ بے شک حال یہ ہے کہ اگر تم ان کو گنوا بیٹھے گم کر بیٹھے تو تم یہ دیکھو گے کہ انسانی سر اور کھوپڑی کندھوں سے ایسے گریں گی اندرائن (کوڑتمین) اپنی بیل سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید بیروتی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، ان کو عمیر بن ہانی نے کہ اس نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بازار میں شام کی اور وہ کہتے رہے تھے، اے اللہ مجھے نہ پاسکے ساٹھواں سال۔ تمہارے اُوپر افسوس ہے۔ تم لوگ معاویہ کی کنپٹیوں سے پکڑ کر روک لو۔ اللہ! مجھ کو نہ پاسکے بچوں کی امارت وحکومت۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۹)

وہ دونوں سوائے اس کے نہیں کہتے ہیں مثل اس شی کے جس کو انہوں نے سُنا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن عباس مؤدب نے، ان کو ہوذہ بن خلیفہ نے، ان کو عوف نے، ابوخلدہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یزید بن ابوسفیان شام میں امیر تھے لوگوں نے جہاد کیا اور انہوں نے غنیمت حاصل کی اور سلامتی میں رہے۔ ان کی غنیمت میں ایک لڑکی تھی جو انتہائی نفیس اور عمدہ تھی، وہ کسی ایک مسلمان مجاہد کے حصے میں آگئی تھی۔ یزید بن ابوسفیان نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے اس کو چھین لیا اور ابوذر ان دنوں شام میں تھے۔

کہتے ہیں اس آدمی نے ابوذر سے فریاد کی یزید بن سفیان کے خلاف وہ اس کے ساتھ یزید کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے جا کر یزید بن ابوسفیان سے کہا کہ آپ اس کی لڑکی اس کو واپس کردیں۔ تین بار کہا۔ خبردار! اللہ کی قسم اگر تم نے ایسا کیا۔ البتہ تحقیق میں نے سُنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمارہے تھے۔ بے شک پہلا شخص جو میری سنت اور طریق کو تبدیل کرے گا وہ بنواُمیہ میں سے ہوگا۔ اس کے بعد وہ اس سے واپس لوٹ

آئے۔اس کے بعد یزید بن ابوسفیان اس کے پیچھے گیا اس نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم کے ساتھ تذکرہ کرتا ہوں کہ کیا وہ میں ہی ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔لہٰذا اس نے اس آدمی کو اس کی لڑکی واپس کردی۔(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۲۹)

ابن کثیر نے البدایہ میں اس کو نقل کیا ہے مصنف سے اور کہا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے ابوالعالیہ کے اور ابوذر کے درمیان۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یزید بن سفیان شام کے ملک میں سیدنا ابوبکر اور عمر کے ایامِ خلافت میں لشکروں کے امیر تھے لیکن اس کے نام سے موسوم زیادہ احتمال ہے کہ وہ یزید بن معاویہ ہو۔واللہ اعلم۔

اس اسناد میں ارسال ہے ابوالعالیہ کے اور ابوذر کے درمیان۔

(۷) تحقیق روایت کی ہے ایک اور طریق سے جیسے ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، اس کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عمرو حرانی نے، ان کو محمد بن سلیمان نے، ان کو ابوغنیم بعلبکی نے ہشام بن الغاز سے، اس نے مکحول سے، اس نے ابوثعلبہ خشنی سے، اس نے ابوعبیدہ بن جراح نے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ رہے گا یہ امر (خلافت وامارت اسلامی کا) اعتدال پذیر عدل وانصاف پر قائم۔حتی کہ کر خنہ خلل ڈالے اس میں ایک آدمی بنو امیہ میں سے۔(تاریخ ابن کثیر ۶/۲۲۹)

تحشیہ از محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی بحوالہ البدایہ والنہایہ

از علامہ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

یزید بن معاویہ کے بارے میں لوگ کئی اقسام پر ہیں۔وضاحت

مذکورہ روایت پر (ابن معاویہ کے حوالے سے) ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ۶/۲۲۹ پر گرفت کی ہے۔کہتے ہیں کہ لوگ یزید بن معاویہ کے بارے میں کئی اقسام پر ہیں۔

۱۔ بعض تو وہ ہیں جو اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔وہ اہلِ شام کی ایک جماعت ہے ناصبوں میں سے۔

۲۔ بہر حال روافض وہ اس پر طعن تشنیع کرتے ہیں اور اس کی برائی کرتے ہیں اور اس پر بہت سارے جھوٹ اور افتراء باندھتے ہیں جو کہ اس کے اندر نہیں تھے۔اور ان میں سے بہت سارے تو اس کو زندیق و بے دین ہونے کی تہمت لگاتے ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں تھا۔

۳۔ ایک جماعت وہ ہے جو نہ تو اس سے محبت کرتے ہیں نہ ہی اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ نہ تو وہ زندیق یا بے دین تھا جیسے رافضی اس کو کہتے ہیں البتہ وہ امور جو اس کے زمانے میں واقع ہوئے تھے ہولناک حوادث۔اور امور قبیحہ شنیعہ ناپسندیدہ ان میں سے انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ وہ واقعہ ہے جو حضرت سیدنا حسین بن علی ؓ کے ساتھ کربلا میں پیش آیا لیکن وہ اس کے علم میں نہیں تھا نہ اس کی مرضی سے ہوا تھا۔شاید کہ وہ اس پر نہ ہی خوش اور راضی ہوا۔یہ انتہائی ناپسندیدہ ترین امور میں سے تھا۔اسی طرح ایک واقعہ حرہ امور قبیحہ میں سے تھا مدینۃ الرسول میں۔علاوہ ازیں ہم انشاء اللہ اس پر کلام کریں گے جب ہم تاریخ میں وہاں تک پہنچیں گے۔

☆☆☆

باب ۱۸۸

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنے نواسے ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی پھر ایسے ہی ہوا جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی اور اس موقع پر جو کرامات ظاہر ہوئیں جو دلالت کرتی تھیں ان کے نانا کی نبوّت کی صحت پر۔ علیہ السلام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے ۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خالد بن مخلد نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابووقاص سے، اس نے عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے ۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی اُم سلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نیند کرنے کے لئے لیٹے ۔ جب جاگے تو وہ پریشان تھے ۔ پھر لیٹ گئے اور سو گئے ۔ پھر جاگے تو وہ حیران و پریشان تھے مگر پہلی بار سے کم پریشان تھے ۔ پھر لیٹ گئے اور پھر جاگے تو ان کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی تھی ۔ اس کو اُلٹ پلٹ رہے تھے ۔ میں نے عرض کی کہ یہ کیسی مٹی ہے یارسول اللہ (ﷺ) ؟ فرمایا کہ مجھے خبر دی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہ قتل کیا جائے گا سرزمین عراق پر ۔ حضرت حسین کے بارے میں فرمایا میں نے کہا اے جبرئیل مجھے اس سرزمین کی مٹی دکھائیں جہاں وہ قتل ہوں گے پس یہ وہی مٹی ہے ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۰)

موسیٰ جہنی اس کی متابع لائے ہیں، صالح بن زید نخعی سے، اس نے اُم سلمہ سے اور اَبان سے، اس نے شہر بن خوشب سے، اس نے اُم سلمہ سے ۔

بی بی اُمّ فضل کا خواب ظاہر میں بُرا مگر حقیقت میں اچھا

(۲) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی جوہری نے بغداد میں، ان کو ابوالاحوص محمد بن ہیثم قاضی نے، ان کو محمد بن مصعب نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو ابوعمار شداد بن عبداللہ بن اُم الفضل بنت حارث نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئیں اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ! میں نے آج رات بُرا خواب دیکھا ہے ۔ آپ نے پوچھا کہ کیا دیکھا ہے؟ کہنے لگی کہ وہ بہت ہی بُرا ہے ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟

کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے ۔ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچے کو جنم دے گی انشاء اللہ لڑکا ہوگا اور وہ تری گود میں ہوگا ۔ چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا ۔ لہٰذا وہ میری گود میں آیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ۔ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور میں بچے کو حضور ﷺ کی گود میں رکھ دیا ۔ اس کے بعد میری توجہ ذرا سی مبذول ہوگئی ۔ پھر جو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسو ٹپکا رہی تھیں ۔ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی ۔ میں نے کہا کہ اس کو فرمایا کہ جی ہاں! وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی میں سے سرخ رنگ کی مٹی بھی لائے تھے ۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو بشر بن موسیٰ نے، ان کو عبدالصمد یعنی ابن حسان نے، ان کو عمارہ یعنی ابن زاذان نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں بارش برسانے والے فرشتے نے اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے لئے، اس کو اجازت دے دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ سے پوچھا دروازے کی حفاظت و نگرانی کرنا کہ کوئی ایک داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا حسین بن علی رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ کود کر اندر داخل ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر جا بیٹھے۔ فرشتے نے پوچھا کیا آپ اس کو محبت کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جی ہاں۔ اس نے کہا کہ بے شک تیری اُمت اس کو قتل کر دے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں یہ قتل کیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ مٹی لا کر دکھا دی ام سلمہ نے اس کو لے لیا اور اس کو ایک کپڑے کے کونے میں باندھ دیا لہٰذا ہم لوگ سنتے تھے کہ وہ کربلا میں قتل کئے جائیں گے۔ (مسند احمد ۳/۲۴۲-۳/۲۶۵)

اسی طرح روایت کیا ہے شیبان بن فروخ نے عمارہ بن زاذان سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے یہ کہ ابوالحسین احمد بن عثمان بن یحییٰ نے ان کو خبر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو سعید بن ابومریم نے اور مجھے خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے یہ کہ ابو محمد بن زیاد سمذی نے، ان کو خبر دی ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم برقی نے، ان کو سعید نے، وہ ابن الحکم بن ابومریم ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غزیہ نے وہ عمارہ ہیں۔ اس نے محمد بن ابراہیم سے اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔

وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک بالا خانہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جبرائیل علیہ السلام سے ملنے کا ارادہ کرتے تھے اس میں ملتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھ گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ان کی طرف نہ جھانکے۔ کہتے ہیں کہ اُوپر کی سیڑھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں سے تھی۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اُوپر کو چڑھ گئے، ان کو معلوم نہ ہو سکا حتیٰ کہ وہ بالا خانے میں پہنچ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ میرا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنی ران پر بٹھالیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا عنقریب اس کو آپ کی اُمت قتل کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میری اُمت؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی خبر دوں جس میں وہ قتل کئے جائیں گے۔ جبرائیل علیہ السلام نے مقام الطَّفّ عراق کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے سُرخ مٹی وہاں سے لے لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مٹی دکھا دی۔ (مسند احمد ۶/۲۹۴)

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب نے عمارہ بن غزیہ سے مرسل روایت کے طور پر اور اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن ابو یحییٰ نے عمارہ سے بطور موصول روایت کے، اس نے ابوسلمہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے منع کرنا اور ان کا فکر انگیز مکالمہ

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق اسفرائینی نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن عبدالملک بن رنجویہ نے، ان کو خبر دی شبابہ بن سوار نے، ان کو یحییٰ بن سالم اسدی نے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سُنا شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے، انہیں یہ خبر دی گئی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ مدینے سے دو یا تین رات کی مسافت پر پیچھے سے جا کر ان کو ملے، انہوں نے جا کر پوچھا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ عراق جانا ہے۔

ان کے ساتھ عراق والوں کے خطوط تھے اور دستاویزات تھیں۔ حضرت ابن عمر ﷛ نے منع کیا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس یہ ان کے خطوط ہیں اور ان لوگوں کے بیعت نامے ہیں۔

حضرت ابن عمر ﷛ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تھا انہوں نے آخرت کو ترجیح دی تھی۔ دنیا کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے جسم کے ٹکڑے ہو، اللہ کی قسم تم میں سے کوئی ایک بھی اس کے ساتھ نہیں جڑ سکے گا کبھی بھی۔ اللہ نے اس دنیا کو تم لوگوں سے اسی لئے ہٹادیا ہے۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا تم لوگ واپس لوٹ چلو۔

حضرت حسین ﷛ نے کہا کہ یہ ان لوگوں کے خطوط میں بیعت ہیں اور بیعت نامے ہیں۔ کہتے ہیں ان کو حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ نے گلے لگالیا اور کہا کہ میں تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں مقتول ہونے سے۔

(۶) ہمیں خبری دی ابوالحسن علی محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابوعمار نے یہ کہ ابن عباس ﷛ نے فرمایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا ایک دن دوپہر کے وقت کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں، غبار آلود چہرہ ہے، ان کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے اس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین کا اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج تک اس کو اُٹھا تا رہا ہوں۔ ابن عباس ﷛ کہتے ہیں اس وقت کو شمار کیا تو اسی وقت حضرت حسین اسی دن قتل ہوئے تھے۔ (مسند احمد ۲۴۲/۱، ۲۸۳-۲۸۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۳۱/۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اُم شوق عبدیہ نے، وہ کہتی ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے نضرہ ازدیہ نے، وہ کہتی ہیں جب حضرت حسین بن علی ﷛ قتل کیے گئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی میں اور ہر شئی خون سے بھری ہوگئی۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے معمر سے۔ کہتے ہیں کہ پہلی بات جو پہچانی گئی زہری کی کہ انہوں نے کلام کیا تھا ولید بن عبدالملک کی مجلس میں۔ ولید نے پوچھا تھا تم میں سے کون جانتا ہے جس دن حضرت حسین بن علی ﷛ قتل کیے گئے۔ اس نے بتایا بیت المقدس کے پتھروں نے کیا کیا تھا؟ زہری نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ تازہ خون پایا جاتا تھا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اسماعیل بن خلیل نے، ان کو علی بن مسہر نے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میری دادی نے، وہ کہتی ہیں میں امام حسین ﷛ کے قتل کے وقت نوجوان لڑکی تھی اس وقت آسمان خون کی صورت میں ہوگیا تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو میری دادی نے، وہ کہتی ہیں میں نے ورس اور پیلے رنگ کو دیکھا کہ وہ راکھ بن چکا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا اس میں آگ تھی جس دن امام حسین ﷛ قتل ہوئے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو جمیل بن مرّہ نے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ لشکر حسینی میں ایک اُونٹ پر پہنچے جس دن وہ قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے اُونٹ کو ذبح کیا اور اس کو پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا ہوگیا۔ جس کو وہ حلق سے نیچے ذرہ بھر بھی نہ اُتار سکے۔

یہ روایات مبالغہ آمیز ہیں جو روایت و درایت کے اصول کے خلاف ہیں۔ اہل علم نے اپنے اپنے مقام پر ان کو رد کر دیا ہے۔ مترجم

☆☆☆

باب ۱۸۹

حضور ﷺ کا اہل حَرَّہ کے قتل کی خبر دینا پھر ویسے ہی ہوا جیسے انہوں نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو ابن فلیح نے اپنے والد سے، اس نے ایوب بن عبدالرحمٰن سے، اس نے ایوب بن بشر معافری سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ سفروں میں سے کسی سفر میں نکلے۔ جب آپ حرہ زہرہ میں سے گزر رہے تو ٹھہر گئے اور آپ نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ بات ساتھ والوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ لہٰذا اچھا نہ سمجھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا یہ بات ان کے سفر کے معاملے میں ہے لہٰذا عمر بن خطاب ؓ نے کہا، یا رسول اللہ! کیا کیفیت ہے جو آپ نے دیکھی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بہر حال یہ معاملہ ہمارے اس سفر سے متعلق نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس حرہ میں میری اُمت کے پسندیدہ اور اہم ترین صحابہ قتل کئے جائیں گے۔

یہ روایت مرسل ہے۔(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۳۔ تاریخ الفسوی ۳/۳۲۷)

تحقیق روایت کیا گیا ابن عباس ؓ سے کتاب کی ایک تاویل و تشریح کے بارے میں جو اس واقعہ کی تائید کرتا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن وہاب نے کہا کہ جریر نے کہا ہے ہمیں حدیث بیان کی ثور بن زید نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں آیت کی تاویل آئی ہے ساٹھ سال پورے ہونے پر۔

ولو دخلت علیھم من اقطارھا ثم سئلوا الفتنہ لاتوھا

(سورۃ احزاب : آیت ۱۴)

اگر (زوجین) مدینہ سے ان پر آداخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو فوراً کرنے لگیں گے اور اس کے لئے یہ بہت ہی کم توقف کریں گے۔ فرمایا کہ اس کا مطلب ہے لاعطوھا اس کو عطا کریں گے۔ یعنی ادخل بنو حارثہ کا اہل شام کو اہل مدینہ پر۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۲۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عفیر سے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی بن الفلیح نے یہ کہ ابو عمر بن حفص بن مغیرہ وفد کی صورت میں یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کا اکرام کیا اور احسن طریقے سے اس کو انعام دیا۔ وہ جب مدینے میں واپس آئے تو منبر کے پہلو میں کھڑے ہو گئے، ویسے بھی پسندیدہ انسان تھے نیک تھے۔

کہا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ میرا اکرام کیا جائے۔ اللہ کی قسم البتہ میں نے دیکھا ہے یزید بن معاویہ کو نشے میں نماز ترک کر دیتا ہے۔ لہٰذا لوگوں نے اس کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا مدینے میں اور اس کی بیعت توڑ دی ہے۔(البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

یعقوب کہتے ہیں : کہ میں نے سُنا سعید بن کثیر بن عفیر انصاری سے، وہ کہتے ہیں پھر یوم حرۃ میں قتل کیے گئے تھے عبداللہ بن زید مازنی، معقل بن سنان اشجعی اور قتل کیے گئے تھے معاذ بن حارث قاری اور قتل کیے گئے تھے عبداللہ بن حنظلہ بن ابوعامر۔

یعقوب کہتے ہیں : ہمیں بیان کی محمد بن یحییٰ بن اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا مالک بن انس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ قتل کیے گئے تھے یوم حرۃ والے دن۔ سات سو آدمی حامل قرآن سے (یعنی قراء حضرات تھے)۔ میں نے گمان کیا ہے کہ انہوں نے کہا تین ان میں سے اصحاب رسول تھے اور یہ واقعہ خلافت یزید میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو ابن عثمان نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو جریر بن حازم نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حسن سے۔ وہ کہتے ہیں جب یوم حرہ ہوا اہل مدینہ قتل کیے گئے حتیٰ کہ قریب تھا کہ کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ جو لوگ مارے گئے ان میں زینب ربیبہ رسول کے دو بیٹے تھے۔ جریر کہتے ہیں وہ دونوں عبداللہ بن زمعہ بن اسود کے بیٹے تھے۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۳۲۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

یعقوب فرماتے ہیں : ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے لیث بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ہوا تھا ماہ ذوالحجہ کے تین دن باقی تھے ۶۳ھ میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو جریر نے مغیرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسرف بن عقبہ نے مدینہ پر غارت گری کی تھی تین دن تک، مغیرہ نے گمان کیا ہے کہ اس واقعے میں ایک ہزار کنواری لڑکیوں کے ساتھ بدکاری کی گئی تھی۔ یہ مسرف بن عقبہ وہ ہے جو قتال اہل حرہ میں آیا تھا۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا نام مسرف اس لئے رکھا گیا تھا بوجہ اس کے اسراف کرنے کے قتل میں اور ظلم میں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۴)

باب ۱۹۰

حضور ﷺ کا قیس بن خرشہ کے بارے میں یہ خبر دینا

جب اس نے کہا تھا اللہ کی قسم میں آپ سے بیعت نہیں کروں گا کسی چیز کے بارے ہیں مگر میں اس کو پورا بھی کروں گا اس شرط پر کہ کوئی بشر ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا لہٰذا ایسا ہی ہوا جیسے انہوں نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن حاتم زاہد نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو ابوصالح نے، وہ عبداللہ بن صالح تھے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی حرملہ بن عمران نے، اس نے یزید بن ابوحبیب سے کہ اس نے سُنا اس کو حدیث بیان کرتے تھے محمد بن یزید بن ابوزیاد ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ قیس بن خرشہ اور کعب دونوں ساتھی بن گئے تھے۔

جب وہ دونوں صفین میں پہنچے قیس ٹھہر گئے پھر ایک ساعت تک انہوں نے دیکھا کہ اس خطے پر اس قدر زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا تھا جو کسی خطہ زمین پر اس جیسا نہیں بہایا گیا تھا۔ لہٰذا قیس غضب ناک ہو گئے تھے۔ کہنے لگے آپ کیا کہتے ہیں اے ابواسحاق یہ کیا ہو رہا ہے؟

یہ تو بے شک اس غیب میں سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ترجیح دی ہے۔کعب نے کہا کہ دہرتی کا کوئی چپہ انچ نہیں ہے مگر وہ مکتوب ہے تورات میں۔ اللہ نے جس کو موسیٰ پر اُتارا ہے۔ جو کچھ اُس زمین پر ہوگا اور اس سے قیامت تک جو کچھ نکلے گا۔ انہوں نے محمد بن یزید سے کہا اور قیس بن خرشہ سے۔ایک آدمی نے قیس سے کہا اور کیا آپ اس کو نہیں پہچانتے؟

انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں آپ کے ساتھ بیعت کرنا چاہتا ہوں۔اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اس شرط پر کہ میں سچ اور حق کہوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے قیس قریب ہے کہ زمانہ آپ کے ساتھ طویل ہو جائے اور یہ کہ میرے بعد وہ شخص تیرا حاکم بن جائے کہ تو یہ نہ کہہ سکے حق ان کے ساتھ ہے۔قیس نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے ساتھ کسی شئی پر بیعت نہیں کروں گا مگر صرف اسی بات پر جس کو میں پورا کروں گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ کو کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا۔

قیس بن خرشہ کا عبید بن زیاد کے ساتھ مکالمہ اور موت

قیس بن خرشہ زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبیداللہ بن زیاد کے عیب نکالتا تھا، اس بات کی خبر عبیداللہ بن زیاد کو پہنچ گئی۔اس نے قیس کو پیغام بھیج کر طلب کر لیا اور پوچھا کہ تم وہی ہو جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ کے رسول پر افتراء باندھتے ہو؟ قیس نے جواب دیا کہ نہیں اگر آپ چاہیں تو آپ کو بتا سکتا ہوں کہ کون اللہ پر اور اللہ کے رسول پر افتراء کرتے ہیں وہ وہ ہے جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا وہ آپ ہیں اور آپ کے والد ہیں اور وہ ہے جس نے تم دونوں کو امیر مقرر کیا ہے۔

قیس نے پوچھا کہ میرا افتراء کیا ہے جو میں نے اللہ پر افتراء باندھا ہے۔عبیداللہ نے بتایا کہ اے قیس تم کہتے ہو کہ تجھ کو بشر ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔قیس نے جواب دیا جی ہاں۔عبیداللہ بن زیاد نے کہا البتہ تم ضرور آج کے دن جان لو گے کہ تم نے یہ جھوٹ کہا ہے۔ لے آؤ بھائی میرے پاس سزا دینے والے کو اور آ کر اس کو عذاب دو۔ کہتے ہیں کہ قیس یہ سُن کر ایک طرف ہٹے اور اسی وقت مر گئے۔

(البدایہ والنہایہ ۶/۲۳۵)

ابن زیاد دیکھتے رہ گئے کہ قیس کا انتقال بھی ہو گیا اور ہر بشر کے نقصان پہنچانے سے بچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کا ان کے ساتھ کیا ہوا عہد پورا ہو گیا۔ ایک طرف یہ حضور ﷺ کی نبوت کی سچائی ہے تو دوسری طرف حضرت قیس کی کرامت۔(از مترجم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور زیاد کی طاعون سے موت

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو حمزہ نے، ان کو ابن شوذب نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ زیاد نے حضرت معاویہ کی طرف لکھا ہے کہ میں نے عراق کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ ضبط کر لیا ہے۔اب میں فارغ ہوں، وہ ان سے درخواست کر رہے تھے کہ آپ مجھے حجاز کا اور عرض کا حکمران بنا دیں یعنی یمامہ اور بحرین کا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا ان علاقوں کا حکمران بننا پسند نہ آیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حکومت میں اور ماتحتی میں رہنا پسند نہ کیا۔اور انہوں نے دعا کی، اے اللہ بے شک تو کرتا ہے قتل میں کفارہ جس کے لئے تو چاہے اپنی مخلوق میں سے تو بس پھر تو موت دے دے ابن سمیہ (زیاد کو) نہ کہ قتل۔ کہتے ہیں اسی وقت زیاد کو اس کے انگوٹھے پر طاعون کا وبائی دانہ نکلا، اس پر ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ بس وہ مر گیا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی موت کی خبر پہنچی تو فرمایا اپنے انجام کو پہنچ جا تو اے ابن سُمیہ نہ تو تیرے لئے دنیا ہی باقی رہی اور نہ آخرت کو پایا تم نے

☆☆☆

باب ۱۹۱

حضورﷺ کا خبر دینا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی آخر عمر میں چلی جائے گی اور اس کو علم عطا کیا جائے گا

پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو احمد بن عبید صفار نے ، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ، ان کو ابراہیم بن حمزہ زبیری نے ، ان کو عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے ، ثور بن زید دیلی سے ، اس نے موسیٰ بن میسرہ سے کہ بعض اولاد عبداللہ نے مکے کے راستے پر ان کے ساتھ سفر کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا کسی حاجت کے لئے۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے پاس اس وقت کوئی اور آدمی موجود تھا ، لہٰذا عبداللہ واپس لوٹ آیا ان کے ساتھ کلام نہیں کیا اس لئے کہ جو آدمی موجود تھا اس کا حضور کے سامنے اپنا مقام تھا۔

لہٰذا اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ خود ملے رسول اللہ ﷺ سے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آپ کے پاس بھیجا تھا ، اس نے دیکھا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی تھا لہٰذا اس نے آپ کے ساتھ بات کرنے کی ہمت نہ پائی ، لہٰذا واپس لوٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ واپس چلا گیا تھا؟ عباس نے بتایا کہ جی ہاں! حضور نے فرمایا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون آدمی تھا؟ وہ آدمی جبرائیل تھا علیہ السلام۔ فوت نہیں ہوں گے حتیٰ کہ ان کی بینائی چلی جائے گی اور ان کو علم عطا کیا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۷۶)

باب ۱۹۲

حضورﷺ کا خبر دینا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے مرض سے صحت یاب ہو جائیں گے اس کے بعد وہ نابینا ہو جائیں گے

پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن محمد ابن عبداللہ سراج نے ، ان کو قاسم بن غانم نے ، ان کو ابن حمویہ الطویل نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ، ان کو اُمیہ بن بسطام نے ، ان کو معتمر نے ، ان کو بنانہ بنت برید بن یزید نے حماد سے ، اس نے انیسہ بنت زید بن ارقم سے ، اس نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ زید پر داخل ہوئے ان کی عیادت کرنے کے لئے اس کی بیماری سے جو اس کو لاحق تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرے اُوپر تیرے اسی مرض سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس وقت کیا حال ہوگا تیرا کہ میرے بعد تجھے لمبی زندگی ملے گی اور تم نابینا ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ اس وقت صبر کرنا اور ثواب طلب کرنے کی نیت رکھنا (یا اس سے کہا کہ میں ایسا کروں گا) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تو جنت میں داخل ہو جائے گا بغیر حساب و کتاب کے۔

کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے تھے۔ پھر اللہ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی اس کے بعد وہ فوت ہوئے تھے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اس کو اپنی کتاب میں اور وہ عورت کرنانہ بنت برید تھی اس نے روایت کی ہے حمادہ سے۔

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کا خبر دینا اس شخص کے بارے میں

جو آپ کے بعد ہوگا کذابوں میں سے اور آپ کا اشارہ کرنا اس کی طرف جو ان میں سے ہوگا قبیلہ ثقیف سے۔ پھر ایسے ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

تیس دجال کذابوں کی آمد کی پیشن گوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن محمد غضائری نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے سماک بن حرب سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، بے شک قیامت سے پہلے تیس کذاب دجال آئیں گے۔ ہر ایک ان میں سے یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۳۹/۴۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم ص ۲۲۳۹۔۲۲۴۰)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابو ہریرہ ؓ سے نبی کریم ﷺ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلی موصلی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو محمد بن حسن اسدی نے، ان کو شریک نے ابواسحاق سے، اس نے عبداللہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کذاب نکلیں گے۔

ان کو میں نے مسیلمہ سے، اور اسود عنسی، اور مختار بھی ہیں اور قبائل عرب میں بدترین بنواُمیہ، بنوحنیف اور بنوثقیف ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ بنواُمیہ کو بُرا کہنے والی بات صحیح حدیث میں نہیں ہے۔ یہ مخصوص فرقے کی وضع کردہ روایات ہیں، حالانکہ اسلام میں بنواُمیہ کا دور اسلامی فتوحات کے حوالے سے ہو یا اسلامی سرحدوں کی وسعت کے حوالے سے، ہر اعتبار سے سنہری دور تھا۔ مترجم

ابواحمد نے کہا ہے : اس روایت کو میں نہیں جانتا کہ اس کو روایت کیا ہے شریک سے۔ مگر محمد بن حسن اسدی نے اور اس کی بہت ساری مفرد روایات ہیں، یا تفردات ہیں، ثقات لوگوں نے بھی اس سے روایات لی ہیں۔ میں اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

مصنف فرماتے ہیں : کہ اس کی روایت کردہ حدیث جو مختار ثقفی ابوعبد ثقفی مغیرہ کے بارے میں اس کے لئے صحیح شواہد موجود ہیں۔

مذکورہ روایات کے شواہد : ان میں سے ایک وہ ہے جو ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابونوفل بن ابوعقرب نے اسماء بنت

ابوبکر سے کہ اس نے کہا ہے حجاج بن یوسف سے، بہر حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ثقیف کے بارے میں کہ کذاب اور مہلک ہوگا۔ بہر حال کذاب کی جہاں تک بات ہے اس کو تو ہم دیکھ چکے ہیں۔ باقی رہا مبیر ومہلک میں نہیں خیال کرتا تجھ کو مگر صرف وہی۔

مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اسود بن شیبان سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس بن محمد یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عبیداللہ بن زبیر حمیدی مکی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو ابوالمحیا نے اپنی ماں سے۔ وہ کہتی ہیں کہ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا تو حجاج داخل ہوا اسماء بنت ابوبکر پر (یعنی عبداللہ بن زبیر کی ماں کے پاس) اس نے کہا، اے اماں جان! بے شک امیر المؤمنین نے مجھے ان کے بارے میں حکم دیا ہے کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ بی بی اسماء نے کہا کہ میں تیری ماں نہیں ہوں بلکہ گھاٹی ثنیہ کے اُوپر صلیب چڑھائے جانے کی ماں ہوں۔ میری کوئی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ تو انتظار کر میں تجھے حدیث بیان کروں گی رسول اللہ ﷺ سے جو میں نے ان سے سنی تھی۔

فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب ہلاک کرنے والا نکلے گا۔ کذاب تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا مبیر مہلک وہ تو ہی ہے۔ حجاج نے جواب میں کہا کہ میں مبیر المنافقین ہوں۔ منافقوں کو ہلاک کرنے والا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شریک نے ابوعلوان عبداللہ بن عصمہ سے، اس نے ابن عمر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے، بے شک بنو ثقیف میں کذاب ہوگا اور ہلاک کرنے والا (مبیر)

تابعین کی جماعت کی شہادت مختار بن عبید کے خلاف

تحقیق اکابر تابعین کی ایک جماعت نے شہادت دی ہے مختار بن ابوعبید کے خلاف بسبب اس کے کہ وہ بد باطن تھا (یا باطنیت پسند تھا)۔ اور ان میں سے بعض نے خبر دی ہے کہ وہ منجملہ کذابوں میں سے تھا جن کے بارے میں حضور ﷺ نے خبر دی ہے اپنے بعد کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو مرّہ بن خالد نے عبدالملک بن عمیر سے، ان کو رفاعہ بن شداد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں مختار کذاب (ثقفی) کے بارے میں دل میں نفرت وناپسندیدگی رکھتا تھا۔

ایک دن میں اس کے پاس داخل ہوا، اس نے کہا تم داخل ہوئے ہو حالانکہ جبرائیل ابھی ابھی اُٹھ کر جا رہے ہیں اس کرسی سے۔ رفاعہ کہتے ہیں میں نے یہ سنتے ہی تلوار کے دستے کی طرف ہاتھ مارا تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ مگر مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو عمرو بن حمق خزاعی نے مجھے بیان کی تھی یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس وقت کوئی آدمی کسی آدمی کو اس خون پر امان دیتا ہے پھر اس کو قتل کر دیتا ہے تو قیامت کے دن اس کے لئے غداری کا جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ یاد کر کے میں نے اس کو قتل کرنے سے ہاتھ روک لیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۷)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو زائدہ نے سُدی سے، اس نے رفاعہ قتبانی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مختار بن عبید کے سر پر تلوار رسید کی ہی تھی اس دن جب اس سے سُنا تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ ابھی جبرائیل اسی قالین سے اُٹھ کر گئے ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس پر اپنی تلوار سونت کر اس کی گردن ماردوں، لہٰذا میں نے وہ حدیث یاد کی جو مجھ کو بیان کی گئی تھی۔ عمرو بن حمق خزاعی نے کہ نبی کریم ﷺ سے سُنا، وہ فرما رہے تھے جو شخص کسی آدمی کو اس کے نفس پر امان دے پھر اس کو قتل کر دے تو میں قاتل سے بری ہوں اگرچہ مقتول کافر ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان ثوری نے اور اسباط بن نصر نے اور دیگر نے اسماعیل بن عبدالرحمن سدی سے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوبکر حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو مجالد نے شعبی سے، وہ کہتے ہیں اہل بصرہ کو پیچھے کر دیا اور میں ان پر غالب آ گیا اہل کوفہ کے ساتھ اور احنف خاموش تھا، کلام نہیں کر رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ میں ان پر غالب آ گیا ہوں اس نے اپنا غلام بھیجا، وہ ایک خط لے کر آیا، اس نے مجھ سے کہا آپ ٹھہریں میں اس کو پڑھ لوں اور میں نے اس کو پڑھ لیا۔ اس میں مختار کی طرف سے اس کی طرف لکھا ہوا تھا کہ میں نبی ہوں۔ کہتے ہیں کہ احنف نے کہا ہمارے اندر انس جیسا کہاں سے آ گیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/ ۲۲۷)

ہم نے روایت کی ہے یحییٰ بن سعید سے، اس نے مجالد سے، اس نے شعبی سے، وہ قصہ جو کتاب میں تھا اس کے موضوع نے کہ جس میں وہ قرآن کے ساتھ معارضہ ومناظرہ کر رہا تھا۔ و باللہ العصمۃ

مختار ثقفی کا دعوائے نبوت کرنا

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن جعفر عدل نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے، اس نے سُنا مرّہ یعنی ہمدانی سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ قرآن میں سے کوئی نہیں حرف ہو، یا کہا تھا کہ کوئی آیت۔ عمرو نے شک کیا ہے، مگر اس کے ساتھ کسی نہ کسی قوم نے عمل کیا ہے، بہ کہا تھا یا بھا تھا، یا عنقریب اس پر عمل کریں گے۔ مرّہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ آیت پڑھی :

ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيء ومن قال سانزل مثل ما انزل الله

(مفہوم) اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ کا افترا باندھے۔ یا یوں کہا تھا میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کوئی شئ وحی نہ کی گئی ہو اور جو شخص کہے کہ عنقریب میں بھی اس جیسی وحی اُتاروں گا مثل اس کی جو اللہ نے اُتاری ہے۔

میں نے پوچھا کہ اس پر کس نے عمل کیا ہے؟ (یعنی تا حال کسی نے نہیں کیا)۔ حتیٰ کہ تھا مختار بن عبید جس نے یہ بکواس بھی کر ڈالی۔ عکرمہ مولی ابن عباس سے روایت ہے اس میں جو وہ پوچھے گئے تھے وحی سے اور موضوع سے متعلق سائلین کا مقصد وہ تھا جو مختار نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کی طرف وحی آتی ہے، نیز یہ کہ اس کے پاس ایک کتاب جس کا نام ہے الموضوع۔ اس کا قصہ طویل ہے، یہ مقام اس کا متحمل نہیں ہے۔

(۹)　ہمیں خبر دی علی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عبداللہ بن جراح نے جریر سے، اس نے مغیرہ سے، اس نے ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں کہ عبید سلمانی نے کہا تھا نبی کریم سے روایت کرتے ہوئے کذابوں کے آنے کے بارے میں۔ ابراہیم نے کہا میں نے ان سے کہا کیا آپ اس کو ان میں سے سمجھتے ہیں یعنی مختار کو؟ عبیدہ نے کہا وہ تو سرداروں میں سے ہے یعنی ان کا سرغنہ ہے۔

باب ۱۹۴

حضور ﷺ کا مُبیر (مہلک) کی خبر دینا جو قبیلہ ثقیف میں سے آئے گا

اور اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے فرمان کو سچا بنانا حجاج بن یوسف ثقفی کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہمیں اور جمیع مسلمانوں کی مغفرت فرمائے

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب اور ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان دونوں کو اسود بن شیبان نے ابونوفل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا مدینہ کی عقبہ پر (یہ مکہ میں عقبہ ہے)۔ کہتے ہیں کہ قریش اس پر گزرتے اور دیگر لوگ بھی

حتی کہ اس پر گزرے عبداللہ بن عمرؓ تو گزرتے ہوئے ٹھہر گئے اور بولے السلام علیك ابا خبیب، السلام علیك ابا خبیب ، تمہارے اُوپر سلامتی ہو، ابوخبیب تمہارے اُوپر سلامتی ہو ابوخبیب۔

میں نے تو تمہیں اللہ کی قسم منع کیا تھا اس بات سے، بہرحال میں نے تمہیں منع کیا تھا اس کام سے۔ خبردار میں نے تمہیں منع کیا تھا اس سے۔ خبردار اللہ کی قسم اگر چہ تم میرے علم کے مطابق اللہ کی قسم بہت روزہ رکھنے والے، بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔ بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والے۔ خبردار اللہ کی قسم البتہ وہ اُمت تو جس کا سب سے بڑا شر تھا البتہ اُمت خیر سے ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ چلے گئے، لہٰذا حجاج کو عبداللہ کا یہاں ٹھہرنا معلوم ہو گیا اور اس کا قول کرنا بھی۔ اس نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا۔ وہ پہنچے تو ان کو ان کے اُونٹ سے اُتار کر یہودیوں کی قبروں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر کے پاس نمائندہ بھیجا، اس نے حجاج کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ نمائندہ بھیجا کہ تم آ جاؤ ورنہ ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تجھے تیرے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے آئے گا۔

کہتے ہیں بی بی اسماء بنت ابوبکر نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تم میرے پاس ایسے کو بھیجو جو میرے بالوں سے گھسیٹ کر مجھے لے جائے۔

کہتے ہیں کہ حجاج نے کہا میری جوتی مجھے دکھاؤ، اس نے جوتی پیروں میں لی اور اتراتا ہوا خود چلا گیا اسماء بنت ابوبکر کے پاس پہنچا، بولا تم میرے بارے میں کیا سمجھتی ہو، جو کچھ میں نے کیا ہے اللہ کے دشمن کے ساتھ؟ بی بی اسماء نے کہا میں تجھے دیکھتی ہوں یہ تم نے اس کی دنیا برباد کر دی ہے اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس کو کہا کرتے تھے اے ذات النطاقین کے بیٹے۔ سنو اللہ کی قسم میں واقعی النطاقین ہوں۔ اللہ کی قسم میں واقعی ذات النطاقین ہوں۔ اللہ کی قسم میں ذات النطاقین ہوں۔ ایک ٹکڑے کے ساتھ میں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کا کھانا باندھا تھا اور دوسرا حصہ میں نے خود استعمال کیا تھا جو ایک عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ خبردار ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ بنوثقیف کے اندر ایک کذاب پیدا ہوگا ہم اس کو دیکھ چکے ہیں۔ اور فرمایا کہ ایک مبیر (بلاکندہ) میں وہ خصوصاً تجھے خیال کرتی ہوں۔

کہتے ہیں کہ حجاج ان کے ہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور واپس ان کے پاس نہ آئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عقبہ بن مکرم سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۲۲۹ ص ۴/۱۹۷۱۔۱۹۷۲)

اور اس حدیث کے کئی اور طرق ہیں اسماء بنت ابوبکر سے۔

اور روایت کی گئی ابن عمر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے پھر امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے اُمت محمدیہ کو حجاج بن یوسف کی حالت کے بارے میں انتباہ کیا تھا اور اس کے پیدا ہونے اور آنے کے بارے میں دونوں نے خبر دی تھی ان دونوں نے یہ انتباہ کیا تھا بلکہ حضور ﷺ سے اطلاع پا کر ہی کیا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں میں نے پڑھی ابوالیمان کے ساتھ یہ کہ جریر بن عثمان نے اس کو حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن میسرہ بن ازہر سے۔ اس نے ابوعذبہ حمصی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطابؓ کے پاس آیا چار میں سے میں چوتھا تھا۔

ہم لوگ شام کے ملک سے حج کرنے آئے تھے۔ ہم ان کے پاس بیٹھے تھے اچانک ان کے پاس ایک آنے والا آیا عراق سے۔ اس نے ان کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو آگ میں جھونک دیا۔ وہ سابق امام کی جگہ ان کے پاس آیا تھا اس کو بھی انہوں نے جھونک دیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر نماز کی طرف نکلے، اس خبر نے ان کو نماز میں ملوا دیا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، انہوں نے پوچھا کہ کون ہے یہاں پر اہل شام میں سے۔ لہٰذا میں کھڑا ہو گیا اور میرے ساتھی بھی اور انہوں نے فرمایا، اے اہل شام تم لوگ تیاری کرو اہل عراق کے لئے شیطان نے ان میں انڈے دیئے ہیں اور وہ بچے نکل چکے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں نے مجھ پر تلبیس کی ہے (معاملہ خلط ملط کیا ہے) لہٰذا تو بھی ان میں تلبیس کر۔ اے اللہ! جلدی کر ان کے لئے۔ ثقفی لڑکے جوان میں فیصلے کریں جاہلیت کے فیصلے نہ ان میں سے محسن کی نیکی کو مانے اور نہ ہی ان کے گنہگار سے تجاوز اور درگزر کرے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۶)

دارمی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ ابوالیمان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جان لیا تھا کہ حجاج لامحالہ ظاہر ہونے والا ہے جب لوگوں نے ان کو ناراض کیا تھا تو انہوں نے ان کے عقوبت خانہ کو جلدی مانگ لیا جو ان کے لئے لازمی تھے۔

حضرت عثمان نے کہا اور میں نے اس کے لئے کہا کہ یہ براہین میں سے ایک ہے حجاج کے معاملہ میں، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح عبداللہ بن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے یہ کہ معاویہ بن سالم نے اس کو حدیث بیان کی شریح میں عبید سے، اس نے ابوعذبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امیر کو آگ میں جھونک دیا ہے۔

چنانچہ وہ انتہائی شدید غصے میں آئے، ہم لوگوں کو نماز پڑھائی اس میں وہ بھول گئے حتیٰ کہ لوگوں نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کون یہاں پر موجود ہے اہل شام میں سے؟ لہٰذا ایک آدمی کھڑا ہو گیا پھر دوسرا کھڑا ہو گیا پھر میں کھڑا ہو گیا۔ تیسرا او چوتھا میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل شام تم لوگ تیار ہو جاؤ، اہل عراق کے لئے تیاری کرو کہ شیطان نے ان میں انڈے دیئے اور بچے نکالے ہیں۔ اے اللہ! بے شک ان لوگوں نے مجھ پر تلبیس کی ہے تو بھی ان پر معاملہ خلط ملط کر دے اور ان پر جلدی کر ثقفی لڑکے کے ساتھ جو ان پر فیصلے کرے جاہلیت کے فیصلے جو نہ تو ان کے محسن و نیک کی بات مقبول کرے نہ ان کے بد کو چھوڑے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۷)

عثمان بن سعید دارمی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے ابن لہیعہ نے اس کی مثل۔ وہ کہتے ہیں کہ حجاج اس دن پیدا نہیں ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی صغانی نے مکہ میں۔ ان کو اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے مالک بن دینار سے، اس نے حسن سے۔ وہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اہل کوفہ سے، اے اللہ! جیسے میں نے ان کو امین سمجھا ہے اور انہوں نے میرے ساتھ خیانت کی ہے، میں نے جیسے ان کے ساتھ خیر خواہی کی ہے اور انہوں نے میرے ساتھ کھوٹ اور بد باطنی کی ہے تو تو ان پر ثقیف کا جوان مسلط فرما انتہائی کمزور، انتہائی مائل ہونے والا جو اس کی ہریالی کو کھا جائے اور پوستین کو خود پہن لے اور اس میں خود ہی فیصلے کرے جاہلیت کے فیصلے۔

کہتے ہیں کہ حضرت حسن معزول کئے گئے تو اس دن حجاج پیدا نہیں ہوا تھا۔ (ابن کثیر ۶/۲۳۸۔ حدیث منقطع ہے)

(۴) ہمیں خبر دی صالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو محمد بن نصر جارودی نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، اس نے ایوب سے، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

کہ اس نے کہا ہے نوجوان ہذیل امیر مصر وہاں کی پوستین پہن لے گا وہاں کی ہریالی کو کھا جائے گا، وہاں کے اشراف کو قتل کردے گا، جس سے خوف شدت ہو جائے گا بے خوابی کثیر ہو جائے گی، اللہ اس کو مسلط کرے گا اس کے گروہوں پر۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۳۸)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو عوام بن حوشب نے، ان کو خبر دی حبیب بن ابوثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نے فرمایا تھا ایک آدمی البتہ ہمارا تو انتقال ہو جائے گا حتیٰ کہ تم ایک جوان کو تم پاؤ گے ثقیف میں سے۔ ان سے کہا گیا اے امیر المؤمنین! یہ ثقیف کا جوان کیا ہے؟ فرمایا اس سے کہا جائے گا قیامت کے دن، ہماری طرف سے بھی جہنم کے کونوں میں سے ایک کونے کو سنبھال لیجئے۔ وہ ایک ایسا آدمی ہوگا جو بیس سال کا ہوگا یا بیس سے کچھ اُوپر ہوگا مگر وہ اللہ کی کوئی نافرمانی نہیں چھوڑے گا سب کا ارتکاب کرے گا۔ حتیٰ کہ اگر صرف ایک اللہ کی نافرمانی اور گناہ باقی رہ جائے اور اس کے اور گناہ درمیان دروازہ بند ہو تو وہ اس کو توڑ کر اس گناہ کا ارتکاب کرے گا جو اس کی اطاعت کرے اس سے اس کو قتل کرے گا جو نافرمانی کرے گا۔ (حوالہ بالا)

مصنف کہتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ حجاج بن یوسف ۷۱ھ میں مکہ میں گیا اور اس نے ابن زبیر ﷺ کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد ابن زبیر ۷۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔ اور حجاج خود ۹۵ھ میں وفات پا گیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو عبداللہ بن یوسف بن تنیسی نے، ان کو ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی نے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر ہر اُمت اپنا اپنا خبیث ترین انسان لے آئے اور ہم صرف حجاج کو لے آئیں تو ہم ان سب سے جیت جائیں گے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن یعقوب ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو احمد بن عمران اخنسی نے، ان کو ابوبکر بن عباس نے عاصم بن ابونجود سے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی حرمت باقی نہیں رہی مگر اس کو حجاج نے ضائع کیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سُلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابن طاؤس نے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی میرے والد کے پاس آیا، اس نے کہا کہ حجاج بن یوسف مر گیا ہے اے ابو عبدالرحمٰن۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا رو کے رکھو اپنے نفسوں کو توقف کرو بند کر لی ہے آدمی نے اپنی زبان اپنے اُوپر اور جان لیا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ آنے والے نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن یہ بات سامنے آگئی ہے کہ یہ عورتیں وافد بن سلمہ ہیں جنہوں نے اپنے بال پھیلا لئے ہیں اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ہیں اور اس پر نوحے کر رہی ہیں۔ اس نے پوچھا کیا واقعی انہوں نے ایسا ہی کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں ایسا ہی کیا ہے۔ انہوں نے جواب میں یہ آیت پڑھی :

فقطع دابر القوم الذین ظلموا و الحمد للّٰہ ربّ العالمین ۔ (سورۃ انعام : آیت ۴۵)

ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ اللہ ربّ العالمین کا شکر ہے۔

فائدہ : اہل تحقیق علماء اسماء الرجال نے لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ، مختار ثقفی اور حجاج بن یوسف وغیرہ لوگوں کے بارے میں مذمت کی جو روایات ہیں وہ منکر اور من گھڑت ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۹۵

۱۔ حضور ﷺ کا خبر دینا اس شر کے بارے میں جو خیر کے بعد ہوگا۔
۲۔ پھر خبر دینا اس خیر کی جو مذکورہ شر کے بعد آئے گی۔
۳۔ پھر شر کی خبر دینا جو مذکورہ خیر کے بعد آئے گی۔
۴۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں خبر دینے کا استدلال۔
۵۔ حضور ﷺ کا اشارہ کرنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے عدل وانصاف کی طرف اپنی حکومت میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سہل نے، ان کو داود بن رُشید نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بشر بن عبیداللہ حضرمی سے، اس نے ابوادریس خولانی سے کہ اس نے سُنا حذیفہ بن یمان سے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ پوچھتے تھے رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں اور میں ان سے پوچھتا رہتا تھا شر کے بارے میں۔ اس خوف کے مارے کہ کہیں مجھے کوئی شر نہ پہنچ جائے۔

ایک دن میں نے کہا یا رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت میں تھے اور شر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ اسلام (ایمان والی) چیز لے آیا۔ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر بھی ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں! ہوگا۔ تو میں نے پوچھا اس میں کوئی خیر بھی ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، مگر اس میں دخن ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا دخن کیا ہوگا؟ فرمایا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت اور طریقوں کو چھوڑ کر دوسرے طریقے اپنائیں گے اور میری سیرت کو چھوڑ کر اور لوگوں کی سیرتوں پر عمل کریں گے۔ ان میں سے بعض کو تم پہچانو گے اور بعض کو تم نہیں پہچانو گے۔

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! دخن ملی خیر کے بعد، کیا کوئی اور شر بھی ہوگا؟ فرمایا کہ جی ہاں! جہنم کے دروازوں پر داعی ہوں گے جو شخص ان کی بات مان کر ان کی طرف جائے گا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی میرے لئے آپ ان (داعیان ابواب جہنم کی) صفت اور پہچان بیان فرمائیے۔ فرمایا جی ہاں! وہ ایک ایسی قوم ہوں گے جو ہمارے عقل مندوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبانوں سے کلام کریں گے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ وقت مجھے پالے؟ فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت لازم پکڑے رہنا اور ان کے امام وحکمران کو۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت ہی نہ ہو اور نہ امام ہو؟ فرمایا کہ تم لازماً ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا۔ اگرچہ تو درخت کی جڑ کو منہ میں لے کر پڑا رہے حتیٰ کہ تجھے موت پالے اور تو اسی حالت پر ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں حدیث ولید بن مسلم سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۷۵)

(اسلام ایمان والی) خیر کے بعد شر ہوگا سے مراد ہے اسلام کے بعد مرتد ہونا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن ضرب بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں امام اوزاعی سے حدیث حذیفہ والی حدیث کی تفسیر وتشریح پوچھی گئی کہ جب حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس شر کے بارے میں پوچھا تھا جو اس چیز کے بعد ہوگا۔ امام اوزاعی نے فرمایا اس سے مراد ردت ہے یعنی مرتد ہونا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا تھا۔

امام اوزاعی نے فرمایا: اور حضرت حذیفہ کے اس سوال میں، کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہوگی حضور ﷺ نے فرمایا ہوگی اس میں دخن ہوگی۔ اوزاعی نے کہا کہ اس خیر سے مراد جماعت ہے اور ان کے حکمرانوں میں وہ ہوں گے تم جس کی سیرت کو پہچانو گے۔ اور وہ بھی جن کی سیرت کا تم انکار کرو گے۔ اوزاعی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنے سے منع کیا جب تک وہ نماز پڑھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶ / ۲۳۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو داؤد واسطی نے، کہتے ہیں کہ وہ ثقہ آدمی تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حبیب بن سالم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا نعمان بن بشیر بن سعد سے اس حدیث میں جس کو اس نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں کہ ابوثعلبہ آئے انہوں نے کہا اے بشیر بن سعد کیا آپ امراء کے بارے میں کوئی حدیث رسول یاد رکھتے ہیں؟ حضرت حذیفہ بشیر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو حذیفہ نے کہا میں حضور ﷺ کا خطبہ یاد کئے ہوئے ہوں۔ لہٰذا ابوثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بے شک تم لوگ عہد نبوت میں جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ نبوۃ رہے گی پھر وہ اس کو اُٹھالے گا جب چاہے گا۔

اس کے بعد خلافت ہوگی مگر نبوت کے طریق پر ہوگی، وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے۔ پھر اللہ اس کو بھی اُٹھالے گا جب چاہے گا، اس کے بعد جبری یعنی زبردستی کی حکومت ہوگی وہ بھی رہے گی کہ جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ رہے، پھر اللہ اس کو اُٹھالے گا جب چاہے گا اس کو اُٹھانا۔ اس کے بعد پھر دوسری بار بھی خلافت علی منہاج النبوۃ ہوگی۔ (حوالہ بالا)

کہتے ہیں کہ پس آگئے عمر یعنی ابن عبدالعزیز پر اور ان کے ساتھ یزید بن نعمان۔ میں نے ان کی طرف لکھا، میں نے ان سے اس حدیث کو ذکر کیا اور میں نے ان کی طرف لکھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ہوگا امیر المؤمنین جبریت کے بعد۔ کہتے ہیں کہ یزید بن نعمان نے خط لے لیا اور اس کو عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس پہنچا دیا۔ وہ اس کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اس کو بہت پسند آیا۔ (حوالہ بالا)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد احمد بن علی مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو عثمان بن عبدالحمید بن لاحق نے جویریہ بن اسماء سے، اس نے نافع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا بے شک میری اولاد سے ایک آدمی ہوگا اس کے چہرے پر نشان ہوگا۔ وہ زمین انصاف سے بھر دے گا۔ نافع نے کہا کہ ان کے قبیلے سے ہوگا۔ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر عمر بن عبدالعزیزؒ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶ /۲۳۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری سے، ان کو ابوبکر محمد بن مہرویہ بن عباس بن اسنان رازی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پڑھی تھی محمد بن ایوب کے سامنے۔ میں نے کہا تمہیں خبر دی ہے عثمان بن طالوت نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے عبیداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کثرت سے فرماتے تھے کاش کہ میری زندگی رہتی اس شخص کے آنے تک جو اولاد عمر بن خطاب ﷺ سے ہوگا، اس کے چہرے پر علامت ہوگی وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ پس ابن ایوب کو حکم دیا حدیث روایت کرنے کا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو احمد بن علی مقری نے ، ان کو ابو عیسیٰ ترمذی نے تاریخ میں ، ان کو احمد بن ابراہیم دورقی نے ، ان کو ابوداود نے ، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوسلمہ نے ، ان کو عبداللہ بن دینار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے کہا تھا کتنی حیرانی کی بات ہے یعنی خوش کن بات ہے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیا ہرگز پوری نہیں ہوگی یہاں تک کہ آل عمر ﷺ میں سے ایک آدمی حکمران بنے گا وہ عمل کرے گا مثل عمل عمر ﷺ کے۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس کو سمجھتے تھے بلال بن عبداللہ بن عمر ﷺ ۔ فرماتے ہیں کہ اس کے چہرے پر ایک نشان تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہوا اس طرح کا۔ جبکہ وہ عمر بن عبدالعزیز تھا۔ اس کی ماں بیٹی تھی عاصم بن عمر بن خطاب ﷺ کی۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو احمد بن علی بن حسین مقری نے ، ان کو محمد بن اصبغ بن فرج مصری نے ، ان کو خبر دی ان کے والد نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن قاسم نے ، ان کو مالک بن سعید بن مسیب نے کہ انہوں نے پالیا۔ اس نے کہا ایک آدمی سے کہ خلفاء کون ہیں؟ اس آدمی نے بتایا کہ ابوبکر ، عمر ، عثمان رضی اللہ عنہما۔ سعید نے کہا کہ خلفاء ابوبکر اور دو عمر ہیں لوگوں نے کہا ابوبکر ﷺ و عمر ﷺ کو ہم جانتے ہیں۔ یہ دوسرا عمر کون ہے؟ اس نے کہا قریب ہے کہ اگر تم زندہ رہے تو اس کو بھی پہچان لو گے۔ ان کی مراد تھی عمر بن عبدالعزیز۔

محمد بن اصبغ نے کہا کہ میرے والد نے کہا تھا الرجل سے مراد عبدالرحمٰن بن حرملہ ہیں۔

اور روایت کہ گئی حارث بن مسکین سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے ، اس نے ملک سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے اس نے ابن مسیب سے اور ابن مسیب عمر بن عبدالعزیز سے پہلے فوت ہو گئے تھے کئی سال پہلے۔ وہ اس کو نہیں کہہ رہے تھے مگر توقیف سے اور اطلاع سے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو زید بن بشر نے ، ان کو خبر دی ابن وہب نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے ، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ ڈھائی سال تک حکمران بنے تھے تیس ماہ تک۔ اللہ کی قسم ہے عمر بن عبدالعزیز نہیں فوت ہوئے حتیٰ کہ آدمی ہمارے پاس مال لے کر آتا تھا ، عظیم مال۔ اور وہ کہتے تھے کہ اس مال کو جہاں چاہو خرچ کر دو فقراء کے اندر۔ وہ اصرار کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ اپنا مال واپس لے جاتا تھا وہ سوچتا رہتا کہ کون اس مال کو مستحق لوگوں میں خرچ کرے گا۔ مگر اس کو ایسا بندہ نہ ملتا اور مال واپس لے جاتا۔ تحقیق عمر بن عبدالعزیزؒ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ اس حکایت میں تصدیق ہے اس بات کی جو ہم نے روایت کی ہے حدیث عدی بن حاتم سے ، نبی کریم ﷺ سے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر تیری زندگی طویل ہو گئی تو تم دیکھو گے ایک آدمی سونے یا چاندی سے اپنی ہتھیلی بھر کر باہر نکلے گا اور تلاش کرے گا کہ کوئی اس کو قبول کر لے۔ مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

عمر بن عبدالعزیز کا ایک جن کو دفن کرنا۔

ایک جن کا حضور ﷺ کی پیشن گوئی کی شہادت دینا

(۹) ہمیں خبر دی ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے ، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضبعی نے ، ان کو حسن بن علی بن زیاد نے ، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معن انصاری نے ، انہوں نے اس کی سند بیان کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مکہ کی طرف پیدل رواں دواں تھے ، میدانی و بیابانی زمین تھی ، اچانک انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا۔ انہوں نے کہا اس کو دفن کرنا میرے ذمہ ہے۔ ساتھیوں نے کہا اللہ آپ کو نیکی دے یہ کام ہم کر دیتے ہیں۔ عمر نے فرمایا نہیں اس کے بعد انہوں نے اس کو لیا

اس کے لئے انہوں نے گڑھا کھودا اور اس کو ایک پرانے کپڑے میں لپیٹا اور دفن کر دیا۔ اچانک ایک ہاتف غیبی کی آواز آئی جو خود لوگوں کو نظر نہ آیا، تیرے اُوپر اللہ کی رحمت ہو اے سُرّق۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، اے سُرّق تو جنگل کی سرزمین پر فوت ہوگا تجھے میری اُمت کا بہترین انسان دفن کرے گا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے پلٹ کر پوچھا کہ تو کون ہے (بھائی)؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے کہا کہ میں جنوں میں سے ایک مرد ہوں اور یہ مرا ہوا سُرّق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے سوا اور سُرّق کے سوا کسی نے بیعت نہیں کی تھی میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سُنی تھی، فرمار ہے تھے تو جنگل کی سرزمین پر مرے گا اے سُرّق! اور میری اُمت کا بہترین آدمی تجھے دفن کرے گا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶: ۲۳۹-۲۴۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک جنیہ کو دفن کرنا اور ایک جن کا حضور ﷺ کی پیشن گوئی کی شہادت دینا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ سکری نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد بن صفار نے، ان کو عباس بن عبد ترقفی نے، ان کو محمد بن فضیل نے، وہ ابن غزوان سے، ان کو عباس بن راشد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہمارے ہاں مہمان بن کر اُترے، جب وہ واپس جانے لگے تو میرے آقا نے کہا کہ تم بھی ساتھ ساتھ جاؤ ان کو راستہ وغیرہ بتانے کے لئے، میں بھی سوار ہو لیا۔

ہم لوگ ایک وادی سے گزرے، ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ مرا ہوا راستے پر پھینکا ہوا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اُترے اس کو راستے سے ہٹایا اور اس کو مٹی میں چھپا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ سوار ہو لئے۔ ہم چلے ہی تھے کہ اچانک ایک ہاتف غیبی کی آواز سُنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا اے خرقاء۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے دائیں بائیں مُڑ کر دیکھا مگر ہمیں بھی نظر نہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اے ہاتف! اگر تو ان لوگوں میں سے ہے جو ظاہر ہوتے ہیں تو تو ظاہر ہو جا، اور اگر تو ان میں سے ہے جو ظاہر نہیں ہوتے تو ہمیں خبر دے کہ یہ خرقاء کون ہے؟

اس نے بتایا کہ وہ سانپ ہے جس کو فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سُنا تھا، اس سے ایک دن فرمایا رہے تھے اے خرقاء! تم ویران زمین پر مرو گی تمہیں اس وقت بہترین مؤمن اہل ارض کا دفن کرے گا۔ عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے، اس نے کہا کہ میں نو (۹) میں سے ہوں یا سات (۷) میں سے کہا ترقفی کا شک ہے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اسی جگہ پر یا کہا تھا اسی وادی میں ترقفی کو شک ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے کہا کیا اللہ گواہ ہے تم نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ اُس نے کہا اللہ گواہ ہے میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ لہٰذا عمر بن عبدالعزیز کے آنسو جاری ہو گئے اور ہم لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(ابن کثیر ۷/۲۴۰ میں اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے)

میں نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد جب پہلی کے ساتھ جڑ جائے تو قوی ہو جاتی ہے جس میں دونوں جمع ہو جائیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کا خبر دینا وہب بن منبہ کے حال کی اور غیلان قدری کی اگر چہ خبر صحیح ہو مگر میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالقاسم بن حبیب مفسر نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبدان مروزی نے، ان کو ہشام بن عمار نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے، ان کو خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، ان کو ھشیم بن خارجہ نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے مروان بن سالم قرقسانی سے۔ ان کو حدیث بیان کی احوص بن حکیم نے، ان کو خالد بن معدان نے، ان کو عبادہ بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک آدمی ہوگا اس کو وہب کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکمت و دانائی عطا کرے گا۔ اور دوسرا آدمی ہوگا اس کو غیلان کہا جائے گا وہ میری امت پر ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

اس روایت کے ساتھ مروان بن سالم جزری منفرد ہے اور وہ ضعیف تھا حدیث میں۔

یہ روایت ایک اور طریق سے بھی مروی ہے مگر وہ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔

(۲)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن عباس نے، ان کو ہشام بن عمار نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو موسیٰ بن وردان نے، اس نے ابو ہریرہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان شام کے ملک میں کائیں کرے گا ان لوگوں میں سے دو تہائی لوگ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس میں اشارہ ہے غیلان قدری کی طرف۔ اور اس کی طرف جو شام میں اس کے سبب سے تقدیر کی تکذیب ظاہر ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۰)

باب ۱۹۷

حضور ﷺ کا اشارہ کرنا اُس شخص کی طرف جوان کے بعد ہوگا بنوقریظہ میں سے قرآن پڑھائے گا

(۱)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو حکیم انصاری سے، ان کو حرملہ نے، ان کو ابن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو صخر نے، ان کو عبداللہ بن مغیث بن ابو بردہ ظفری نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے۔ فرماتے تھے دو کاہنوں میں سے ایک آدمی ایسا بھی آئے گا جو قرآن پڑھائے گا۔ ایسا پڑھانا کہ اس جیسا اس کے بعد کوئی نہیں پڑھائے گا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو نافع بن یزید نے، ان کو ابوصخر سے، اس نے عبداللہ بن معتب سے۔ یہ کہ معتب بن بردہ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

(۳) اور ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، ان کو ابوثابت نے، ان کو ابن وہب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالجبار بن عمر نے، ان کو ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کاہنوں میں سے ایک کاہن کے ہاں ایک آدمی پیدا ہوگا جو قرآن کا درس دے گا اس طرح اس کا درس ہوگا کہ ایسا درس اس کے سوا کوئی نہیں دے گا۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس کو سمجھتے تھے کہ وہ محمد بن کعب القرظی ہے۔

ابوثابت نے کہا دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر ہیں۔

یہ حدیث مرسل ہے۔ اور ایک طریق سے بھی موصول مروی ہے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر شافعی نے، ان کو جعفر بن محمد ازہر نے، ان کو فضل بن غسان نے غلابی سے، ان کو حدیث بیان کی مصعب یعنی ابن عبداللہ بن مصعب بن ثابت زبیری نے۔ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کاہن (قبیلوں) میں ایک بڑا عالم کتاب اللہ پیدا ہوگا۔ سفیان نے کہا ہے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ بن عسکری نے، ان کو جعفر بن محمد قلانسی نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ان کے والد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عون بن عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کسی ایک کو جو تاویل القرآن کا قرظی سے بڑا عالم ہو۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۰)

باب ۱۹۸

حضور ﷺ کا خبر دینا اس قرن کے پورے ہو جانے کی

جس میں حضور ﷺ تھے سو سال کے پورے ہونے پر ویسے ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی بن علی نے، ان کو بشر بن شعیب نے بن ابوحمزہ سے اس نے اپنے والد سے، اس نے زہری سے، ان کو سالم بن عبداللہ اور ابوبکر بن سلیمان بن ابوخثیمہ نے، ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی ایک رات اپنی آخری حیات میں۔ جب سلام پھیر چکے تو کھڑے ہوگئے۔ فرمایا آج رات میں حدیث دکھایا گیا ہوں کہ سو سال کے پورے ہونے پر، اس دنیا میں سے آج جو دھرتی میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ لوگ ڈر گئے گھبرا گئے رسول اللہ ﷺ کے مقولہ سے کہ کس چیز کی طرف حدیث بیان کر رہے ہیں، ان احادیث میں سے سو سال کے بارے میں سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا جو آج موجود ہیں رُوئے زمین پر۔ اس سے ارادہ کر رہے تھے کہ یہ اختتام ہوگا اس قرن کا۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے۔

(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۵۔ بخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حجاج بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا مجھے ابوزبیر نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا نبی کریم ﷺ سے، آپ فرما رہے تھے اپنی موت سے ایک ماہ قبل۔ تم لوگ مجھ سے پوچھتے ہو قیامت کے بارے میں حالانکہ اس کا علم اللہ کے پاس ہے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، زمین کی پشت پر جو بھی سانس لینے والا متنفس ہے آج کے دن آئے گا اس کا علم سو سال تک۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہارون جمال وغیرہ سے، اس نے حجاج بن محمد سے۔

(مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۶۷۔ مسند احمد ۲۹۳/۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، اس نے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حریری نے، وہ کہتے ہیں کہ میں طواف کیا کرتا تھا ابوالطفیل کے ساتھ، اس نے مجھے کہا نہیں باقی رہے گا کوئی ان لوگوں میں جو رسول اللہ ﷺ کو مل چکے ہیں سوائے میرے، میں نے کہا کہ کیسے یا رسول اللہ (ﷺ) ؟ فرمایا سفید رنگ تھے حسن ملیح کے مالک تھے معتدل تھے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث سعید حریری سے جیسے گزر چکا ہے۔

خلاصہ : حضرت ابوالطفیل اُحد والے سال پیدا ہوئے تھے اور ہجرت سے سو سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ وفات نبی کریم ﷺ سے سو سال بعد، لہٰذا ان کی موت رأس مائتہ پر ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کے خبر دینے کے وقت سے۔ آپ نے جو خبر دی تھی۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے ثابت بن ولید بن عبداللہ بن جمیع سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا تھا ابوالطفیل نے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آٹھ سال پائے تھے اور وہ اُحد والے دن پیدا ہوئے تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد مقری نے، ان کو ابوعیسیٰ ترمذی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حسن علی حلوانی سے، وہ کہتے تھے آخری شخص جو فوت ہوا اصحاب رسول میں سے ابوالطفیل فوت ہوئے تھے سو سال بعد وہ ارادہ کرتے تھے سو سال ہجرت کے بعد۔

☆☆☆

باب ۱۹۹

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک آدمی کی عمر کے بارے میں

لہٰذا وہ اس قدر زندہ رہا اور جس کی ہلاکت کا ذکر کیا تھا وہ جلدی ہلاک ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن سلیمان بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا داود بن رشید نے، ان کو ابوحیوۃ شریح بن یزید حضرمی نے ابراہیم بن محمد بن زیاد نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن بشر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا، یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں کہ وہ سو سال تک زندہ رہا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر راویوں نے کہا کہ اس کے چہرے پر مسّہ تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ شخص نہیں مرے گا حتی کہ یہ مسّہ اس کے چہرے سے چلا جائے گا۔ وہ نہیں مرا تھا یعنی مسّہ اس کے چہرے سے غائب ہو گیا تھا۔

ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے ہمیں خبر دی حسین بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو داود بن رشید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اپنے اضافہ کے ساتھ۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بُطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے، ان کو شریح بن یزید نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن زیاد نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن بشر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں کہ واقعی وہ آدمی سو سال تک زندہ رہا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۴۱۰۶)

واقدی نے کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے :

وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ (اس کے درمیان قرون کثیرہ میں)

(سورۃ فرقان : آیت ۳۸)

کہا کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان دس قرون تھے اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرون تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دو ہزار سال کے سر پر پیدا ہوئے تھے تخلیق آدم سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر احمد بن علی قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن مؤمل نے، ان کو عبدان بن عبدالحلیم بیہقی نے، ان کو ابراہیم بن محمد اسحاق شافعی نے، ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوجعفر احمد بن علی خزاز نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عباس شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی داؤد بن عبدالرحمن عطار کے سامنے۔ اس نے نقل کی ابن جریج سے، اس نے ابن ابوملیکہ سے، اس نے حبیب بن مسلمہ فہری سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تاکہ ان کی زیارت کرے۔ آپ مدینہ میں تھے مگر اس کو اس کے باپ نے پالیا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ پیر تیرے حوالے مگر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تم اس کے ساتھ چلے جاؤ قریب ہے کہ یہ ہلاک ہو جائے۔ لہٰذا وہ شخص اسی سال ہلاک ہو گیا۔

باب ۲۰۰

حضور ﷺ کا ایک آدمی کے بارے میں خبر دینا

کہ وہ میری اُمت میں ہوگا اس کو ولید کہا جائے گا وہ صاحب ضرر ہوگا

پھر ایسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سعید بن عثمان تنوخی نے، ان کو بشر بن بکر نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، انہوں نے کہا کہ اُم سلمہ کے بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تھا یہ ان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ لوگوں نے اس کا نام ولید رکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے فرعون والے نام رکھتے ہو بدل دو اس کا نام۔ لہٰذا انہوں نے عبداللہ نام رکھ دیا۔ فرمایا عنقریب اس اُمت میں ایک آدمی ہوگا اس کو ولید کہا جائے گا وہ میری اُمت کے لئے بدتر ہوگا فرعون سے اس کی قوم کے لئے۔ یہ روایت مرسل ہے مگر حسن ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سلیمان بن سفیان نے، ان کو محمد بن خالد بن عباس سکسکی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابو عمرو اوزاعی نے، ان کو ابن شہاب زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول کے بھائی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگوں نے اپنے فرعون والے نام رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ بے شک شان یہ ہے کہ ایک آدمی ہوگا اس کو ولید کیا جائے گا وہ میری اُمت پر زیادہ نقصان دہ ہوگا فرعون اس کے اپنی قوم کے عہد سے۔

ابو عمرو نے کہا کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے۔ پھر ہم لوگوں نے دیکھا کہ وہ ولید بن زید ہے۔ لوگوں کے ساتھ اس کے فتنے کی وجہ سے جب انہوں نے اس پر خروج کیا اور اس کو قتل کر دیا تو فتنے کھل گئے اُمت پر اور قتل بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۱۔۲۴۲)

باب ۲۰۱

حضور ﷺ کا خبر دینا صفت بنو عبدالحکم بن ابو العاص کے بارے میں

جب وہ کثیر ہو جائیں گے۔ پھر وہ ایسے ہوئے جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن احمد خنب بخاری نے، ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان بن بلال نے، ان کو ابو بکر بن ابو اویس نے، ان کو ابن سلیمان بن بلال نے، ان کو علاء بن عبدالرحمن نے اپنے

والد سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ابوالعاص چالیس سالہ جوان ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو مشکوک ٹھہرا دیں گے۔ اور اللہ کے بندوں کو غلام ٹھہرالیں گے اور اللہ کے مال کو اپنی ذاتی عزت وشرف کا سامان بنالیں گے۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۲)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابومنصور ظفر بن محمد علوی نے، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو جریر نے اعمش سے، ان کو عطیہ نے ابوسعید خدری ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ابوالعاص کی اولاد تیس آدمی ہو جائیں گے تو وہ دین الہٰی کو مشکوک ٹھہرالیں گے، اللہ کے مال کو ذاتی دولت سمجھیں گے، اللہ کے بندوں کو اپنا غلام سمجھیں گے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو تمتام محمد بن غالب نے، ان کو کامل بن طلحہ نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوقبیل سے، یہ کہ ابن موہب نے اس کو خبر دی ہے کہ وہ معاویہ بن ابوسفیان کے پاس تھا کہ مروان ان کے پاس داخل ہوا، اس نے ان سے اپنی کسی حاجت میں کلام کیا، اس نے کہا میری حاجت پوری کیجئے اے امیر المؤمنین۔ اللہ کی قسم میری مشقت و پریشانی البتہ بہت بڑی ہے۔ بے شک میں دس افراد کا باپ ہوں اور دس کا چچا ہوں اور دس کا بھائی ہوں۔ (یہ پورے تیس ہوئے)

جب مروان واپس چلا گیا اور ابن عباس ؓ بیٹھے ہوئے تھے معاویہ کے ساتھ چارپائی پر، معاویہ نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اے ابن عباس! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب بنو حاکم تیس افراد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو اپنے درمیان گردش کرنے والی چیز بنادیں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے اور اللہ کی کتاب کو مشکوک شئی بنادیں گے، جب وہ ننانوے ہو جائیں گے اور چار سو (۴۹۹) تو ان کا ہلاک ہونا زیادہ سریع ہوگا کھجور کو چبانے سے۔ ابن عباس ؓ نے کہا، اللہ گواہ ہے بالکل یہی بات ہے۔

(ابن کثیر نے ۶ ص ۲۴۲ پر کہا ہے کہ اس میں غرابت ہے اور شدید منکر ہے)

اور مروان نے کوئی حاجت اس سے ذکر کی لہٰذا مروان نے عبدالملک کو معاویہ کے پاس بھیجا، اس نے ان سے بات کی جب عبدالملک چلا گیا تو معاویہ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابن عباس ؓ کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر کیا تھا پس کہا ابوالجبابرۃ اربعہ۔ ابن عباس ؓ نے کہا اے اللہ! ہاں یہی بات ہے۔ واللہ اعلم

باب ۲۰۲

بنواُمیہ کی حکومت کے بارے میں حضور ﷺ کا خواب

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوعثمان بصری اور عباس بن محمد بن قوہیار نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو یعلی بن عبید نے ان کو سفیان نے، ان کو علی بن زید بن جدعان نے (یہ ضعیف ہے اس کے بارے میں پہلے بات گزر چکی ہے)، اس نے سعید بن میسب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بنواُمیہ کو خواب میں اپنے منبر پر دیکھا تو حضور ﷺ کو یہ بات بُری لگی۔ لہٰذا ان کی طرف وحی کی گئی کہ سوائے اس کے نہیں کہ یہ دنیا ہے جو جوان کو دی گئی ہے۔ لہٰذا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ اور اسی کے بارے میں ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول :

ما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنة للناس ۔ (سورۃ اسراء : آیت ۶۰)

ہم اس خواب کو جو ہم نے آپ کو دکھایا تھا وہ لوگوں کے لئے آزمائش بنایا تھا یعنی لوگوں کے لئے ابتلاء بنایا۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرو یہ صفار نے بغداد میں، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو قاسم بن فضل حرانی نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالحسن عمری نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو زید بن احزم نے ابوطالب طائی سے، ان کو ابوداود نے، ان کو قاسم بن فضل نے، ان کو یوسف بن مازن راسبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا حسن بن علی کے سامنے اور کہنے لگا، اے مومنوں کے منہ کو کالا کرنے والے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سرزنش نہ کریں، اللہ تم پر رحم کرے۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے بنو اُمیہ کو دیکھا تھا کہ وہ ان کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کو یہ بات بُری لگی تھی، لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

انا اعطیناك الكوثر ۔ (یہ ایک نہر ہے جنت میں)

اور یہ آیت نازل ہوئی :

انا انزلنا ہ فی لیلة القدر ۔ وما ادراك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شھر

وہ ہزار مہینے جو بنو اُمیہ حکمران بنے تھے ہم لوگوں نے حساب لگایا تو یہ مدت پوری تھی نہ کم نہ زیادہ۔

(ترمذی۔حدیث ۳۳۵۰ ص ۴۴۴۔۴۴۵۔ابن کثیر ۶/۲۴۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی بن شاذان بغدادی نے بغداد میں، ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن محمد ابومحمد زرقی نے، ان کو زنجی نے علاء بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا بنو حکم کو یا کہا تھا بنو العاص کو جو کہ میرے منبر پر کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے وفات تک مکمل طور پر ہنستے ہوئے نہ دیکھے گئے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر عبداللہ حافظ نے ماہ صفر ۳۵۱ھ میں، ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو محمد بن نعیم بن عبداللہ نے، ان کو عبدالرحمن سمرقندی شیخ فاضل نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو سعید بن زید حماد بن زید کے بھائی نے علی بن حکم بنانی سے، اس نے ابوالحسن سے، اس نے عمرو بن مرّہ سے، اس کو صحبت رسول حاصل تھی۔

کہتے ہیں کہ حکم بن ابوالعاص آیا نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی حضور ﷺ نے اس کی آواز پہچان لی۔ فرمایا کہ اس کو اجازت دیدو، یا کہا تھا کہ سانپ کا بچہ ہے اس پر اللہ کی لعنت۔ اور اس پر بھی جو اس کی پشت سے نکلے سوائے مؤمنوں کے اور وہ قلیل ہوں گے۔ دنیا میں اُونچے ہوں گے اور آخرت میں بے عزت ہوں گے۔ صاحب مکر وخداع ہوں گے، دنیا میں ان کی تعظیم کی جائے گی مگر آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ دارمی نے کہا ہے عبداللہ بن عبدالرحمن ابوالحسن حمصی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۰۳

حضور ﷺ کا بنو عباس بن عبدالمطلب کی حکومت کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے۔ ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج نے، ان کو حماد نے عطاء بن مبارک سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے جس نے سُنا ہے نبی کریم ﷺ سے، وہ کہتے ہیں انہوں نے فرمایا عنقریب اس اُمت کے آخر میں ایک قوم ہوگی ان کے لئے اجر ان کے پہلوں جیسا ہوگا، وہ امر بالمعروف کریں گے اور نہی عن منکر کریں گے۔ بھلائی کو حکم کریں گے، بُرائی سے روکیں گے۔ اور اہل فتنوں سے قتال کریں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد بن عباس نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو ابوعبداللہ نے والد ہشام معیطی سے، اس نے ابان بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میں موجود تھا، ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا، پھر کہا اے ابوالعباس! کیا تمہارے لئے حکومت ہوگی؟ انہوں نے کہا مجھے معاف کریں اے امیر المؤمنین۔ انہوں نے کہا چاہئے کہ آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں! انہوں نے کہا کون تمہارا مددگار ہوگا؟ انہوں نے بتایا کہ اہل خراسان اور بنو اُمیہ کے لئے بنو ہاشم سے کئی وادیاں بھی ہوئی ہیں۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو خبر دی عبداللہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن ایوب نے، ان کو ولید نے، ان کو عبدالملک بن حمید بن ابوغنیۃ نے منہال عمرو سے، اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ہم کہتے ہیں کہ بارہ امیر و حکمران ہوں گے اس کے بعد امیر نہیں ہوگا۔ پھر بارہ امیر آئیں گے۔ اس کے بعد قیامت ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس چیز نے تم لوگوں کو احمق بنا دیا ہے۔ بے شک ہم میں سے کچھ اہل بیعت ہوں گے اس کے بعد المنصور، السفاح، المہدی ہوں گے۔ وہ اس کو پہنچا دے گا عیسیٰ بن مریم کی طرف۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو ابوالنضر نے، ان کو ابوخیثمہ نے، ان کو میسرہ نے منہال بن عمرو سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ان لوگوں نے المہدی کا مذاکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا، ہم سے تین اہل بیعت ہوں گے۔ سفاح، منصور، مہدی۔

ابن کثیر کہتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے۔ (مترجم)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن فرج ازرق نے، ان کو یحییٰ بن غیلان نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو اعمش نے ضحاک سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ اس کو روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا ہم میں سے السفاح ہوں گے، المنصور، المہدی ہوں گے۔

ابن کثیر جلد ۶ ص ۲۴۷ کہتے ہیں کہ بیہقی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر ضعیف ہے۔ (مترجم)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرہ نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے، ان کو عطیہ عوفی نے، ان کو ابوسعید خدری نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

زمانے کے منقطع ہونے کے وقت میرے اہل بیعت میں سے ایک آدمی آئے گا اور فتنوں کے ظہور کے وقت اس کو سفاح کہا جائے گا اس کا عطا کرنا چلو بھر بھر ہوگا۔

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابوالقاسم طبرانی نے، ان کو ابراہیم بن سوید شامی نے، ان کو عبدالرزاق نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن محمد بن مخلد ابن ابان جوہری نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی نے، ان کو یعقوب بن حمید بن کاسب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی ثوری نے خالد حذاء سے، اس نے ابوقلابہ سے، اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے خزانے کے پاس یہ تین افراد قتال کریں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ خلافت ان میں سے کسی ایک کی طرف رجوع نہیں کرے گی۔ اس کے بعد سیاہ جھنڈے آئیں گے خراسان سے وہ تم سے قتال کریں گے ایسا قتال کہ تم نے اس کی مثل قتال نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد کسی شی کا ذکر کیا، پھر فرمایا جب یہ کیفیت ہو تو تم لوگ اس کے پاس آنا اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر کیوں نہ چلنا پڑے، بے شک وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا۔

اور ایک روایت میں مروی ہے ابن عبدان سے کہ اس کے بعد سیاہ جھنڈے آئیں گے وہ تمہیں قتل کریں گے، ایسا قتل کرنا کہ کسی قوم نے ایسا قتل نہیں کیا ہوگا۔ اس کے بعد آئے گا اللہ کا خلیفہ مہدی جب تم اس کا سنو تو تم اس کے پاس آنا اور اس سے بیعت ہونا، بے شک وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (ابن ماجہ ۲/ ۱۳۶۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد حسین خسروگروی نے، ان کو موسیٰ بن عبدالمؤمن نے، ان کو ابوجعفر محمد بن مسعود نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ کی اسناد اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔ اس نے کہا ہے کہ تم جب دیکھو تو ان سے بیعت کرو اگرچہ گھٹنوں کے بل برف پر ہی کیوں نہ ہو۔ بے شک وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

اس روایت کے ساتھ عبدالرزاق کا تفرد ہے ثوری سے، اور مروی کی گئی ہے دوسرے طریق سے ابوقلابہ سے، وہ قوی نہیں ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو کثیر بن یحییٰ نے، ان کو شریک نے علی بن زید سے، اس نے ابوقلابہ سے اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب خراسان کے پیچھے سے سیاہ جھنڈے آئیں گے تو ان کے پاس آنا اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی سہی۔ بے شک اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (حوالہ بالا)

اسکو روایت کیا ہے عبدالوہاب بن عطاء خالد حذاء سے، اس نے ابوقلابہ سے، اس نے ابواسماء سے، اس نے ثوبان سے بطور موقوف روایت کے، وہ کہتے ہیں جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ وہ نکل چکے ہیں خراسان کی جانب سے تو ان کے پاس آنا، بے شک اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

(۱۰) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے، ان کو خبر دی حسن بن یعقوب ابن یوسف عدل نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے، اس نے اس مذکورہ کو ذکر کیا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوصادق محمد بن ابوالفوارس عطار نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن یوسف نے، ان کو رشدین بن سعد نے، ان کو یونس بن یزید نے، ان کو ابن شہاب نے قبیصہ بن ذویب سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا، سیاہ جھنڈے نکلیں گے خراسان سے، ان کو کوئی شی واپس نہیں کر سکے گی حتیٰ کہ وہ ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کئے جائیں گے۔ (ترمذی ۵۳۱/)

اس روایت میں رشدین بن سعد بن یونس بن یزید سے تفرد ہے۔

اور روایت کیا گیا ہے اس لفظ کے قریب کعب الاحبار پر شاید کہ وہ زیادہ درست ہے۔ واللہ اعلم

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محدث نے ابوالمغیرہ عبدالقدوس نے ابن عیاش سے، جس نے اس کو حدیث بیان کی کعب سے، انہوں نے کہا کہ سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے بنو عباس کے لئے حتیٰ کہ شام میں اُتریں گے اور اللہ قتل کرے گا ان کے ہاتھوں پر سرکش کو اور ان کے دشمن کو۔ (البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۷)

روایت کیا گیا ہے اس بارے میں ابن عباس ؓ سے، ان قول کو اسناد ضعیف کے ساتھ۔ (حوالہ بالا)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد قاضی بُستی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو ابن ابوخثیمہ نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، اس کو عمرو بن دینار نے، اس نے ابومعبد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس ؓ نے کہا جیسے اللہ نے فتح کی تھی ہمارے پہلوں نے، میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس کو ختم کرے گا ہمارے ساتھ۔ (ابن کثیر ۲/۲۴۶)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمدانی نے، ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزیک نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے محمد بن اسماعیل بن دینار ابوفدیک سے، اس نے محمد بن عبدالرحمن عامری سے، اس نے سہیل بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا عباس بن عبدالمطلب سے تمہارے اندر نبوۃ تھی اور اب بادشاہت وحکومت ہوگی۔

(ابن کثیر فی البدایۃ والنہایۃ ۶/۲۴۵)

اس کے ساتھ متفرد ہے محمد بن عبدالرحمن عامری سہیل سے اور وہ قوی نہیں ہے۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے اور ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، ان کو عبید بن ابوحمزہ نے، ان کو لیث بن سعد نے، ابوقبیل سے، اس نے میسرہ مولیٰ عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں سُنا عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا ایک رات، آپ نے فرمایا دیکھنا کیا تمہیں آسمان پر کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا دیکھا؟ میں نے بتایا ثریا (کہکشاں) دیکھی ہے۔ فرمایا کہ بے شک یہ اُمت حکومت کرے گی اسی تعداد کے مطابق تیری پشت سے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابوحماد سے، وہ کہتے ہیں کہ بخاری نے کہا عبید بن ابوقرہ نے سُنا لیث بن سعد بغدادی سے، اس کی حدیث میں قصہ عباس میں کوئی متابع روایت نہیں لائی گئی۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۵)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن عبدہ بن حرب نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو حجاج بن تمیم نے میمون بن مہران سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم کے پاس گزرا، یکایک ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام موجود تھے جبکہ میں نے اس کو دحیہ کلبی گمان کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا، بے شک یہ میلے کپڑوں میں ہے اور عنقریب اس کی اولاد اس کے بعد کالے کپڑے ہی پہنے گی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں گزرا تھا اور آپ کے ساتھ دحیہ تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ذکر کیا۔ اور ذکر کیا قصہ ان کی بینائی چلے جانے کا اور اس کا واپس آ جانے کا ان کی موت کے وقت۔

اس روایت کے ساتھ حجاج بن تمیم کا تفرد ہے اور وہ قوی نہیں ہے۔ (ابن کثیر ۶/۲۴۵)

☆☆☆

باب ۲۰۴

حضور ﷺ کا خبر دینا بارہ امیروں کے بارے میں

اوراس کا بیان استدلال بالا خبار سے۔اس کے بعد حضور ﷺ کا خبر دینا بعض والیوں کے ظلم کے بارے میں۔اور منکرات کا ظہور وہی ہوا جو آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عروبہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں بارہ امیر (حکمران) ہوں گے۔ آپ ﷺ نے کوئی ایک کلمہ کہا تھا جس کو میں نے سُنا نہیں۔ میرے والد نے کہا کہ انہوں نے فرمایا تھا کُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْش وہ سارے قریش میں سے ہوں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن عیینہ سے، اس نے عبدالملک سے اور وہ وہی ہے جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس باب میں۔ (بخاری۔کتاب الاحکام۔مسلم۔کتاب الامارۃ ص ۱۴۵۲)

یہ بارہ کی تعداد کا اثبات اس سے زیادہ ہونے کی نفی نہیں۔اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بارہ سے مراد وہ بارہ امیر اور خلفاء مراد ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر اُمت مجتمع و متفق ہوگی۔اس کے بعد قتل عام ہوگا۔

اسلام کے بارہ متفق علیہ خلفاء

(۲) یہ تشریح بایں وجہ ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو علی روزباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، ان کو مروان بن معاویہ نے اسماعیل بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن سمرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے :

لا یزال ھذا الدین قائمًا حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلھم تجتمع علیھم الامة

یہ دین ہمیشہ قائم و نافذ رہے گا حتی کہ ہمارے اُوپر بارہ خلفاء آئیں گے، ان میں سے ہر ایک پر اُمت متفق ہوگی۔

میں نے نبی کریم ﷺ کا کچھ کلام سُنا مگر میں اس کو سمجھ نہ سکا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا فرما رہے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ فرمایا تھا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ ہمیں خبر دی ابو علی نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابن نفیل نے۔

بارہ خلفاء قریش کے عہد میں اُمت کا معاملہ مستقیم ہوگا اور وہ دشمن پر غالب ہوں گے

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو زنباع نے روح بن فرج سے، ان کو عمرو بن خالد سے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو زیاد بن خیثمہ نے، ان کو اسود بن سعید ہمدانی نے، ان کو جابر بن سمرہ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لاتزال هذه الامة مستقيم امرها ظاهرة على غيرها حتىٰ يمضى منهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش

ہمیشہ اس اُمت کا معاملہ سیدھا اور درست رہے گا۔ اپنے دشمن پر غالب رہے گی حتیٰ کہ ان پر بارہ خلفاء آئیں گے۔ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

(مسند احمد ۹۲/۵)

جب وہ منزل پر واپس آئے تو ان کے پاس قریش آئے اور پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ کہا کہ اس کے بعد ہرج ہوگا یعنی قتل۔

حدیث مذکورہ پر تبصرہ : تو پہلی روایت میں بیان تعداد ہے۔ اور دوسری میں تعداد سے مراد ہے۔ تیسری روایت میں بیان وقوع ہرج ہے، وہ قتل ہے۔ ان کے بعد

مذکورہ تعداد اسی صفت کے ساتھ ولید بن یزید بن عبدالملک تک پائی گئی

خلفاءِ اسلام کی مذکورہ تعداد انہی مذکورہ صفات کے ساتھ پوری ہوگئی تھی۔ ولید بن یزید بن عبدالملک تک۔ اس کے بعد ہرج واقعہ ہوا اور فتنہ۔ جیسے اس مذکورہ روایت میں ہمیں خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد عباس ملوک اور حکومت ظاہر ہوئی، جیسے سابق باب میں اس کی طرف اشارہ کیا تھا سوائے اس کے نہیں کہ اضافہ کرتے ہیں مذکورہ تعداد پر حدیث میں۔

اور جب آپ اس امر خلافت کے حاملین میں صفت مذکورہ ترک کردی یا ان کے ساتھ اس (خلیفہ) کو بھی شمار کریں جو مذکوہ ہرج کے بعد ہوگا تو اس کے بارے میں یہ حدیث صادق آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

لا يزال هذا الامر في قريش مابقي في الناس اثنان

یہ امر خلافت ہمیشہ رہے گا جب تک لوگوں میں سے دو افراد بھی باقی رہیں گے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی النضر فقیہ نے، ان کو عثمان دارمی نے، ان کو ابوالولید نے، ان کو عاصم بن محمد نے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابن عمر ؓ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں۔ اور معاویہ کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: امر خلافت وحکومت قریش میں ہوگا۔ نہیں دشمنی رکھے گا کوئی ایک ان سے مگر اللہ اس کو اوندھا کردے گا اس کے منہ پر جب تک کہ وہ دین کو قائم کریں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی اس کی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان جو خبر دی ابوسہیل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہثیم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے، اس نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، اس نے معاویہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۹۔ فتح الباری ۱۳/۱۱۳۔۱۱۴))

اقامت دین سے مراد، اقامت معالم دین ہے۔ واللہ اعلم

اگر چہ ان میں سے بعض اس کے بعد ہر اس چیز کو ایک دوسرے سے حاصل کریں گے جو حلال نہیں ہے۔

بعض ایسے خلفاء ہوں گے

(۶) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن اسحاق بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عوف نے، ان کو ابوالمغیرہ نے، ان کو اوزاعی نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

عنقریب میرے بعد ایسے خلفاء آئیں گے جو ایسے عمل کریں گے جو کچھ وہ جانتے ہوں گے اور کام وہی کریں گے جس کا ان کو حکم دیا گیا ہوگا۔ اس کے بعد ایسے خلفاء بھی آئیں گے جو ایسے عمل کریں گے جو وہ نہیں جانتے ہوں گے اور وہ کام کریں گے جس کا ان کو امر نہیں ہوگا۔ جو شخص ان کے خلاف انکار کرے گا، اس کو بُرا کہے گا وہ بری ہوگا اور جو شخص اپنا ہاتھ روک لے گا وہ بچ جائے گا۔ مگر جو شخص راضی ہو گیا اور پیچھے چلا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبدالحمید صغانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، ان کو عبدالرزاق نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے، ان کو ابن خثیم نے عبدالرحمن سابط سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کعب بن عجرہ سے، تجھے اللہ پناہ میں رکھے اے کعب بن عجرہ بے وقوفوں کی امارت وحکومت سے۔ اس نے کہا سفہاء اور بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ حکمران ہوں گے میرے بعد جو میری سیرت سے ہدایت و رہنمائی نہیں لیں حاصل نہیں کریں گے۔ (سنن ترمذی ۴/۶۲۵)

جامع حدیث مبارک

اور دبری کی روایت میں ہے کہ جو میری ہدایت سے رہنمائی نہیں لیں گے اور میری سنت اور میرے طریقے کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے، جو شخص ان کو سچا کہے گا ان کے جھوٹ کے باوجود اور جو شخص ان کی مدد کرے گا ان کے ظلم کے باوجود وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور نہ ہی میں ان سے ہوں۔ اور وہ لوگ میرے پاس نہیں آئیں گے میرے حوض پر اور جو شخص ان کے کذب کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہیں کرے گا وہ مجھ سے ہوں گے اور میں ان میں سے ہوں گا۔ وہ میرے پاس بھی آئے گا میرے حوض پر۔

اے کعب بن عجرہ! بے شک جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ گوشت جو حرام سے پرورش پایا ہو، آگ ہی اس کے لئے بہتر ہے۔

اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ دینا گناہ کو اور نماز قربان ہے، یا کہا تھا کہ برہان ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالقاسم علی بن حسن بن علی طہمانی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ شیبانی نے حافظ سے، ان کو محمد بن عبدالوہاب الفران نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک صورت حال یہ ہے کہ عنقریب اثرت اور ترجیحی سلوک ہوگا اور ایسے امور جن کو تم ناپسند کرو گے۔ لوگوں نے کہا کیا ہم میں سے جو شخص ان حالات کو پالے وہ کیا کرے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ تم لوگ وہ حق ادا کر دینا جو تمہارے اُوپر ہو یعنی جو تمہارے ذمہ ہو۔ اور جو تمہارا حق ہو وہ تم اللہ سے مانگنا۔

مسلم و بخاری نے صحیح میں اعمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۴۷۴)

مذکورہ روایات کے مفہوم پر مصنف کا تبصرہ

اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بارہ خلفاء ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک ہدایت پر عمل پیرا ہوگا اور دین حق پر۔ (بارہ مذکور کے بعد) امراء میں متفرق لوگ ہوں گے یعنی مختلف ہوں گے، جو شخص ان میں سے انصاف کرے گا اور ہدایت پر عمل کرے گا اور دین حق پر ہوگا منجملہ بارہ میں سے ہوگا۔

(۹) تحقیق کہا ہے ابوالجلد نے (اور وہ کتب میں نظر ڈالتا تھا)۔ وہ جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے، ان کو حاتم بن ابومغیرہ نے، اس نے ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں ابوالجلد

میرا پڑوسی تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے سُنا وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اُمت ہلاک نہیں کی جائے گی حتیٰ کہ اس میں بارہ خلفاء ہوں گے وہ سب کے سب ہدایت پر عمل کریں گے اور دین کے ساتھ، ان میں سے دو آدمی اہل بیعت ہی سے ہوں گے۔ ان دو میں سے ایک زندہ رہے گا چالیس سال اور دوسرا تیس سال۔

مذکورہ روایت پر مصنف کا تبصرہ

میں کہتا ہوں کہ یہ بات ہر اس شخص کے عقل میں آجاتی ہے جو مخاطب کیا جائے۔ اس روایت کے ساتھ جو ہم نے روایت کی ہے بارہ خلفاء کے بارے میں اور بعض روایات میں بارہ امیر ہونے کے الفاظ ہیں، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خلفاء مراد لئے ہوں، ان کی ولایت وحکومت ہوگی اور انہیں کو قوت وغلبہ اور اسباب کی فراوانی ہوگی اور لوگ ان کی اطاعت کریں گے اور انہیں کا حکم وفیصلہ ان پر نافذ ہوگا۔ بہرحال کچھ لوگ ہوں گے ان کے لئے نہ تو کوئی جھنڈا نصب ہوگا اور نہ ہی ان کے لئے لوگوں پر کوئی ولایت وحکومت نافذ ہوگی۔ اگرچہ وہ امارت کا استحقاق ظاہر کریں بسبب اس کے جوان کے حق قرابت اور کفایت۔ بس یہ حدیث ان کو شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ جائز نہیں ہے (ممکن نہیں ہے) کہ خبر دی ہوئی بات خبر کے یعنی حدیث کے خلاف ہو۔ واللہ اعلم

باب ۲۰۵

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کی اُمت پر دنیا کشادہ ہوجائے گی اس قدر کہ وہ کعبے کے غلافوں کی مثل قیمتی کپڑے استعمال کریں گے اور صبح شام ان پر طعام کے تھال بھرے ہوئے آئیں گے اور اس قدر اس میں رغبت کریں گے کہ وہ ایک دوسرے کی گردنیں ماریں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو سلیمان بن حیان نے، ان کو داود بن ہند نے ابوحرب بن ابوالاسود دئلی نے طلحہ بصری سے، وہ کہتے ہیں میں مدینے میں آیا ہجرت کر کے۔ اس وقت ایسا تھا کہ اگر کوئی آدمی مدینے میں آتا تو اگر اس کا کوئی جاننے والا ہوتا اور اس کے پاس اُترتا تھا اور لوگ اس کو کوئی نہ جانتا ہوتا تو وہ صفہ میں اُترتا۔ میں مدینے میں آیا مگر میرا وہاں جاننے والا نہیں تھا۔ لہٰذا میں بھی صفہ میں اُترا۔ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان دوستانہ کرا دیتے اور دو کے درمیان کھجوروں کا ایک مُد تقسیم کر دیتے تھے۔

ایک دن حضور ﷺ نماز میں تھے کہ اچانک ان کو ایک آدمی نے آواز لگائی کہ یارسول اللہ! کھجوروں نے ہم لوگوں کے پیٹوں کو جلا کر رکھ دیا ہے اور ہم جل گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور ان حالات کو ذکر کیا جو آپ نے اپنی قوم سے پائے تھے۔ پھر فرمایا کہ البتہ تحقیق میں نے دیکھا ہے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو، ہم لوگ دس دس راتیں ٹھہرے رہے مگر ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں سوائے بریر کے۔ اور پھر کہتے ہیں پیلو کے درخت کا سوکھا پھل یعنی پیلوحتیٰ کہ ہم ایسے انصار بھائیوں کے پاس آئے کہ انہوں نے ہماری غم خواری کی تھی اپنے غلے وطعام سے۔ ان کا بھی بڑا کھانے کا ذریعہ خشک کھجوریں ہی تھیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی الہٰ نہیں، اگر میں قادر ہوتا حض تمہارے گوشت روٹی کا انتظام کرنے پر تو میں ضرور تمہیں کھلاتا، اور عنقریب تمہارے اُوپر ایک زمانہ آئے گا، یا یوں کہا کہ جو شخص اس زمانے کو پالے گا تو وہ لباس پہنیں گے کعبہ کے غلافوں کی مثل، صبح شام تمہارے اُوپر بڑے بڑے تھال کھانے کے لائے جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس دن بہتر ہوں گے؟ یا آج بہتر ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بلکہ آج بہتر ہو تم لوگ۔ آج بھائی بھائی ہو اور تم اس دن ایسے ہو گے کہ بعض تمہارے بعض کی گردنیں ماریں گے۔ (مسند احمد ۳/۴۸۷۔ اصابہ ۲/۲۳۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا یحییٰ بن سعید سے، اس نے ابو موسیٰ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری اُمت کے لوگ عجب اور تکبر کی چال چلیں گے اور روم و فارس کی خدمت کریں گے تو اس وقت بعض ان کے بعض پر مسلط ہوں گے۔ (ترمذی۔ کتاب الفتن ۴/۵۲۶۔۵۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابو الربیع نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو عبد اللہ بن دینار نے، ان کو ابن عمر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس مذکورہ حدیث کی مثل۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

باب ۲۰۶

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا اس بات کی کہ آپ نے اپنی اُمت کے لئے جو دعا کی ہے اس میں سے جو قبول ہوئی اور جو قبول نہیں ہوئی۔
(۲) اور جس بات کا آپ ﷺ کو خوف ہے۔
(۳) اور یہ خوف کہ ان میں جب تلوار استعمال ہونا شروع ہو جائے گی تو ان سے اُٹھائی نہیں جائے گی۔
(۴) اور یہ کہ اِدّت واقع ہوگی۔
(۵) اور کذابین ہوں گے۔
(۶) نیز یہ کہ آپ کی اُمت میں سے ایک طائفہ ہمیشہ حق پر ہوگا اور غالب رہے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔
(۷) اور حضور ﷺ کا سچا ہونا تمام امور میں جن کی آپ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابو عزرہ سے، ان کو یعلی بن عبید طنافسی نے، ان کو عثمان بن حکیم نے، ان کو عامر بن سعد بن ابو وقاص نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے

حتیٰ کہ ہم مسجد بنومعاویہ پر گزرے، حضور ﷺ اندر گئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے طویل مناجات کی۔

پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگی ہیں، یہ کہ میری اُمت کو ڈبو کر غرق کر کے ہلاک نہ کرنا۔ اللہ نے یہ دعا میری قبول کر لی۔ نیز میں نے دعا مانگی کہ میری اُمت کو قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرنا۔ یہ بھی قبول کر لی۔ پھر میں نے دعا کی کہ ان کا آپس میں جھگڑا اور جنگ نہ ہو۔ اللہ نے یہ منع کر دی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں دو طریق سے عثمان بن حکیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۱۶)

حدیث پر مصنف کا تبصرہ : سوائے اس کے کہ حضور ﷺ کی یہ مراد تھی اجتماعی غرق کے ساتھ وہ ہلاک نہ ہوں جیسے قوم نوح ہلاک ہوئی تھی اجتماعی غرق کے ساتھ اور اجتماعی طور پر قحط کے ساتھ ہلاکت نہ ہو جیسے بعض اُمتوں کو ہلاک کیا تھا۔ جس عذاب کے ساتھ چاہا ہلاک کیا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوذر محمد بن ابوالحسین بن ابوالقاسم مذکر نے، ان کو ابوالحسن محمد بن محمد بن حسن کارزی نے بطور املاء کے، ان کو حدیث بیان کی علی بن عبدالعزیز بغوی نے، ان کو حجاج بن منہال انماطی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے ابوقلابہ سے، ان کو ابواسماء رحبی نے، ان کو ثوبان نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر لیا (سکیڑ لیا)۔ لہٰذا میں نے اس کی تمام مشرقین دیکھیں اور مغربین دیکھیں اور بے شک میری عنقریب اس کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے سمیٹی گئی ہے اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں، سرخ اور سفید (چاندی اور سونا)۔ اور میں نے اپنے ربّ سے دعا کی ہے اپنی اُمت کے لئے کہ وہ اس کو ہلاک نہ کرے عمومی قحط کے ساتھ اور ان پر دشمن مسلط نہ کرے غیروں میں سے جو ان کی کھوپڑیوں کو حلال سمجھ لے (یعنی سر اُتار دے) بے شک میرے رب نے فرمایا، اے محمد! میں نے ایک فیصلہ فرما دیا ہے جو رد نہیں کیا جاتا، بے شک میں نے تیری اُمت کے لئے یہ دعا قبول کر لی ہے کہ میں ان کو عمومی قحط کے ساتھ ہلاک نہیں کروں گا۔ اور یہ بھی دعا قبول کر لی ہے کہ میں ان پر کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا، ان کے لئے نفسوں کے علاوہ جو ان کی کھوپڑیوں کو اُتارنا حلال سمجھ لے۔ اور بے شک میرے رب نے فرمایا ہے کہ اگرچہ جمع ہو جائیں ان کے خلاف اس کے اطراف کے مابین حتیٰ کہ ہوں گے بعض ان کو قید کریں گے بعض کو یا قتل کریں گے بعض ان کے بعض کو۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بے شک ڈرتا ہوں اپنی اُمت پر گمراہ اماموں سے۔ (یعنی گمراہ حکمرانوں سے) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میری اُمت میں تلوار پڑ جائے گی تو ان سے اُٹھائی نہیں جائے گی قیامت تک۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کئی قبائل میری اُمت کے مشرکین کے ساتھ جا ملیں گے۔ حتیٰ کہ بتوں کی عبادت کریں گے۔ نیز یہ کہ عنقریب ہوں گے میری اُمت میں تیس کذاب (بہت بڑے جھوٹے) ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا ہمیشہ رہے گا ایک طائفہ (ایک گروہ) میری اُمت میں سے حق پر غالب، ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو ان کی مخالفت کرے گا حتیٰ کہ آ جائے اللہ کا حکم۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوالربیع سے اور قتیبہ سے، اس نے حماد بن زید سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن ص ۲۲۱۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن سلمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ پڑھی گئی عبدالملک کے سامنے اور میں سُن رہا تھا، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن فضالہ نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ سے، اس نے یحییٰ بن ابوکثیر نے جلال بن ابومیمونہ نے، اس نے عطاء بن یسار سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ بے شک جس جس کے بارے میں میں تم پر ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تمہارے اُوپر کھول دے گا دنیا کی تازگی اور اس کی زینت۔

ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! کیا خیر شر کو لے آئے گی؟ حضور ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، ہم لوگوں نے کہا اے فلاں! آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا مگر انہوں نے جواب نہیں دیا، میں نے سوچا کہ ان پر وحی اُترے گی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے سے کنکریوں کو ہاتھ لگایا کہ سائل کہاں ہے؟ گویا کہ انہوں نے اس کی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ خیر شر کو نہیں لائے گی بلکہ یہ ایسے ہے جیسے کہ موسم بہار ایسے پودے کو بھی اُگا تا ہے جو مویشیوں کو مار دیتا ہے (جو اس کو کھائے) یا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہریالی کو دیکھ کر جانور زیادہ کھا جاتا ہے جب اس کا پیٹ بھر کر کچھ اُوپر کو آ جاتا ہے تو وہ جانور سورج کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے، پھر وہ لید پیشاب کرتا ہے پھر چرتا ہے۔ بے شک یہ مال دینا میٹھا ہے تر و تازہ ہے جو شخص اس کو لے اس کے حق کے ساتھ اس کے لئے اس میں برکت دی جاتی ہے اور کیا ہی اچھا ہے صاحب مال جو اس میں سے مسکین کو دیتا ہے اور یتیم کو دیتا ہے اور مسافر کو دیتا ہے یا جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور جو شخص ایڑیاں اُٹھا کر مال کو حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسے شخص جیسی ہے جو کھاتا جائے مگر اس کا پیٹ نہ بھرے، وہ مال اس شخص کے لئے قیامت میں حسرت و افسوس ہوگا۔ بہت سارے لوگ اللہ کے مال اور رسول کے مال میں گھسنے والے ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن ان کے لئے آگ ہی آگ ہوگی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معاذ بن فضالہ سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے ہشام سے۔
(بخاری۔ کتاب الزکوۃ۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ ص ۷۲۹/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، حماد بن سلمہ اور ثابت اور حمید اور حبیب نے ابن خطان سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ (ﷺ)! وہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا کہ قتل ہے۔ لوگوں نے کہا اس میں ایسی کونسی بات ہے؟ قتل تو ہم اکثر کرتے رہتے ہیں سال بھر میں ہم کئی ہزار قتل کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمہارے مشرکین کو قتل کرنا نہیں ہوگا بلکہ بعض تمہارا بعض کو قتل کرے گا۔

لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت ہمارے ساتھ ہمارے عمل بھی ہوں گے؟ فرمایا کہ اس زمانے کے اکثر عمل ضائع کر دیئے جائیں گے اور اس کے پیچھے لوگوں کا ایک غبار ہوگا اکثر لوگ یہ سمجھیں گے کہ وہ کسی معتد بہ چیز پر ہیں مگر درحقیقت وہ کسی شئی پر نہیں ہوں گے۔
(مسند احمد ۴۹۲/۲، ۳۹۱/۴)

ابوموسیٰ نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہم لوگوں نے اس وقت کو پالیا تو میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اس سے مفر نہیں پاتا ہوں۔ اور یونس نے کہا کہ اگر ہمیں اس وقت نے پالیا تو ہم اس میں سے نکل جائیں گے جیسے اس میں داخل ہوں گے۔ ہم اس میں نہ کوئی خون کریں گے نہ مال لیں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن خالد نے، ان کو بشیر بن شعیب نے، ان کو ان کے والد نے زہری سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ کرز بن علقمہ خزاعی نے کہا، ہم بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا نجد کے دیہاتیوں میں سے۔ کہنے لگا یارسول اللہ کیا! اسلام کے لئے کوئی حد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! اہل بیت عرب ہوں یا عجم اللہ ان کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے۔ ان پر اسلام داخل کر دیتا ہے۔ اعرابی نے کہا اس کے بعد کیا ہوگا یارسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے سائبانوں کی مانند۔ اعرابی نے کہا، ہرگز ایسے نہیں اللہ کے رسول! حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ کثرت کے ساتھ اس میں پڑو گے، بعض تمہارا بعض کو قتل کرے گا۔ (مسند احمد ۴۷۷/۳)

☆☆☆

باب ۲۰۷

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ معادن (کانیں) ہوں گی اور ان میں اللہ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو بطور املاء کے، ان کو احمد بن زہیر بن حرب نے، ان کو عاصم بن یوسف یربوعی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابواسامہ عبداللہ بن اسامہ کلبی نے، ان کو عاصم بن یوسف نے، ان کو سعیر بن خمس نے زید بن اسلم سے، اس نے ابن عمر ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس کسی نے ایک سونے کا ٹکڑا دیا، اور وہ پہلا صدقہ تھا جو بنوسُلیم لے کر آئے تھے اپنی معدن (کان) سے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ ہماری اپنی معدن کا سونا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آنے والے وقت میں کئی معادن (کانیں) ہوں گی اور ان میں اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ ہوں گے۔

یہ ایوب کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اور حدیث احمد میں ہے خبردار! بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب ہوں گے ان میں بدترین لوگ، یا کہا تھا کہ شرار الخلق میں سے۔ (مسند احمد ۵/۲۳۰)

اس کو روایت کیا ہے عاصم بن یوسف نے سعیر بن خمس سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، اپنے اصل سماع سے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا زید بن اسلم سے، اس نے بنوسلیم کے ایک آدمی سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چاندی کا ٹکڑا لایا تھا اپنی معدن سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب کوئی معادن ظاہر ہوں گی اور عنقریب ان پر شرار الناس پہنچ جائیں گے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے قبیصہ بن عقبہ نے سفیان سے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو ابوالقاسم طبرانی نے، ان کو عبید بن غنام نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے زید بن اسلم سے، اس نے ایک آدمی سے بنوسلیم میں سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا چاندی کا ٹکڑا لے کر۔ اس نے کہا کہ یہ ہماری معدن کا ہے۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا عنقریب بہت سارے معادن (کانیں) ہو جائیں گی۔ اس میں شرار الناس آن موجود ہوں گے۔

یہی محفوظ ہے حدیث زید بن اسلم سے۔ (مسند احمد ۵/۲۳۰)

☆☆☆

باب ۲۰۸

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں جن کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے اور عورتیں ہوں گی ایسے لباس پہننے والیاں کہ باوجود لباس کے ننگی ہوں گی ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن نمیر نے، ان کو زید بن حبان نے، ان کو افلح بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن رافع مولیٰ اُم سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اگر تیرے ساتھ مدت طویل ہو گئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا ان کے ہاتھوں میں دُرّے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ صبح بھی کریں گے اللہ کے غضب میں اور شام بھی کریں گے اللہ کے غضب میں اس کی ناراضگی میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن نمیر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجنۃ ص ۴/۲۱۹۳۔ مسند احمد ۲/۳۰۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے، ان کو جریر نے سہیل سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کی دو قسمیں ہیں میں نے ان کو نہیں دیکھا۔

ایک تو ایسے لوگ ہوں گے ان کے پاس کوڑے ہوں گے گائے کی دُم کی مثل، وہ ان کے ساتھ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر اس کے باوجود وہ برہنہ اور ننگی ہوں گی (چست اور باریک لباس کی وجہ سے) لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں، خود لوگوں کی طرف مائل ہونے والیاں۔ ان کے سر ہوں گے عربی اُونٹوں کی کوہانیں جھکنے والیاں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو طویل مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجنۃ ص ۴/۲۱۹۲)

☆☆☆

باب ۲۰۹

حضور ﷺ کا خبر دینا کہ ان کی اُمت کی نیت جب کمزور ہو جائے گی (یعنی ایمان) تو ان پر اللہ کی مرضی کے مطابق اقوام عالم کو دعوت دی جائے گی

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو ابو بکر داستہ نے، ان کو ابو داود نے، ان کو عبد الرحمٰن بن ابراہیم دمشقی نے، ان کو بشر بن بکر نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد السلام نے ثوبان سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریب ہے کہ تمہارے اُوپر تمہارے خلاف اُمم (اقوام) ایک دوسرے کو بلائیں گی کہ ان کو سب مل کر کھا جائیں جیسے کھانے والوں کو کھانے کے برتن پر بلایا جاتا ہے۔

کسی نے پوچھا کیا یہ کیفیت ہماری قلت (تعداد کی کمی) کی وجہ سے ہوگی اس دن؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ تم لوگ اس وقت بہت زیادہ ہوگے، لیکن تم جھاگ ہوگے، جیسے سیلاب کی جھاگ ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا خوف بالکل کھینچ لے گا۔ اور البتہ ضرور تمہارے دلوں میں سُستی اور کمزوری ڈال دے گا۔ بس کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! یہ وہن سے کیا مراد ہے؟ (یعنی کس نوعیت کی سُستی و کمزوری ہوگی)۔ فرمایا:

حُبُّ الدُّنیَا وَ کَرَا هِیَةُ الْمَوْتِ

دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۴۲۹۷ ص ۴/۱۱۱۔ مسند احمد ۵/۲۸۷)

باب ۲۱۰

حضور ﷺ کا اس زمانے کی خبر دینا جس میں انسان کو اختیار دیا جائے گا عاجز و کمزور ہو کر بیٹھ جانے میں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے میں اور خبر دینا ایسے وقت کی جس میں انسان مال حاصل کرنے میں پرواہ نہیں کرے گا حلال و حرام میں ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو داود بن ابو ہند نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قبیلہ قیس میں اُترے، پس میں نے ایک نابینا شیخ سے سُنا تھا اس کو کہا جاتا تھا ابو عمرو، وہ کہہ رہے تھے

کہ میں نے سُنا ہے ابو ہریرہؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ ضرور آئے گا لوگوں پر وہ زمانہ کہ لوگوں کو اختیار دیا جائے گا عاجز و کمزور ہو کر بیٹھنے میں یا بُرائیاں کرنے میں۔

تم میں سے جو شخص اس بُرے وقت کو پالے اس کو چاہئے کہ عاجزی کو گناہوں پر ترجیح دے۔ (مسند احمد ۲/۲۷۸۔۴۴۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ اور ابو زکریا بن ابو اسحاق اور ابو العباس احمد بن محمد شاذیاخی نے آخرین میں، انہوں نے ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن ابی فدیک نے، ان کو ابن ابو ذئب نے سعید بن ابو سعید مقبری نے، اس نے ابو ہریرہؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر وہ وقت ضرور آئے گا جس میں انسان پرزور نہیں کرے گا کہ اس نے کس ذریعے سے حاصل کیا حلال یا حرام سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم سے، اس نے ابن ابی ذئب سے۔ (بخاری۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۲۸۳۔ فتح الباری ۴/۳۱۳)

باب ۱۱۱

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت کے حال کے بارے میں

اپنی وفات کے بعد۔ ان کی تمنا کرنے کی بابت حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے پھر ویسے ہی ہوا جیسے خبر دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ہمام بن منبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ہریرہؓ نے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ ضرور تمہارے ایک پر ایک دن آئے گا کہ وہ مجھے نہیں دیکھے گا پھر دیکھنا اس کی طرف زیادہ محبوب ہوگا اس سے کہ اس کا اہل اس کا مال سب مل کر اس کو محبوب ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اعرج سے، اس نے ابو ہریرہؓ سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۳۶۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

☆☆☆

باب ۲۱۴

حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں
جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا وہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں گے
پھر ویسے ہی ہوا جیسے آپ نے خبر دی تھی

(۱) تحقیق حدیث ثابت گزر چکی ہے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔ اخرین منھم لما یلحقوا بھم (سورۃ جمعہ : آیت ۳۰) باب الفتوح میں۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو النضر فقیہ نے، ان کو صالح بن محمد نے، ان کو یحییٰ بن ایوب مقابری نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں آئے اور کہا سلامتی ہو تمہارے اُوپر اے اہل ایمان! اور بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ہم لوگ دیکھتے ہیں اپنے بھائیوں کو۔

صحابہ رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں یا رسول اللہ! فرمایا بلکہ تم تو میرے اصحاب (ساتھی) ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ ان کو کیسے پہچانیں گے یا رسول اللہ! جو تا حال آپ کے پاس آئے بھی نہیں ہیں آپ کی اُمت میں سے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، آپ کیا سوچتے ہیں اگر ایک آدمی کے پاس ایسے گھوڑے ہوں جن کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں بالکل سیاہ کالے گھوڑوں میں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں بالکل پہچانے گا یا رسول اللہ!

فرمایا کہ وہ وضو کرنے کی وجہ سے سفید چہرے اور سفید ہاتھ منہ والے ہوں گے۔ اور میں ان کے لئے آگے پہنچا ہوا ہوں حوض پر۔ خبردار! کچھ لوگ دُور بھگائے جائیں گے میرے حوض سے جیسے بھٹکا ہوا غیر اُونٹ بھگایا جاتا ہے پانی کے گھاٹ سے۔ میں ان کو آواز دوں گا۔ خبردار! یہاں آؤ۔ پس کہا جائے گا کہ بے شک انہوں نے تبدیل کر دیا تھا اپنے دین کو میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان میں اور مجھ میں۔

مسلم نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن ایوب سے۔ (مسلم۔ کتاب الطہارۃ۔ موطا مالک ۲۹/۱۔۳۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ سے، اس نے ابو صالح سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کب ملوں گا اپنے بھائیوں سے؟ کہا گیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں میری اُمت میں سے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا مگر میرے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور میری تصدیق کریں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا۔ کہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ عجب ایمان والے لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اللہ کے فرشتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہے ان کے لئے کہ وہ ایمان نہ لائیں، حالانکہ وہ اپنے ربّ کے پاس ہیں؟ صحابہ نے کہا کہ پھر انبیاء کرام۔ فرمایا کہ کیا بات ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں، حالانکہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر کون ہو سکتے ہیں؟ انبیاء کرام کے اصحاب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے کیا بات ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں

کہ اللہ کے نبی ان میں موجود ہوئے؟ بلکہ وہ لوگ میری اُمت میں سے جنہوں نے مجھے نہیں پایا وہ اپنے رب کی کتاب دیئے گئے ہیں وہ اس کے ساتھ ایمان لائیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے۔ (یہ روایت مرسل ہے)

(۴) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برہان غزال نے اور ابو الحسین بن فضل قطان اور ابو محمد سکری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، ان کو مغیرہ بن قیس تیمی نے، ان کو عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کے نزدیک ایمان کے اعتبار سے زیادہ عجیب کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ فرشتے، فرمایا وہ ایمان کیوں نہیں لائیں گے حالانکہ وہ تو خود اپنے رب کے پاس رہتے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ پھر کون ہیں انبیاء کرام۔ فرمایا کہ وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ پھر کون لوگ ہو سکتے ہیں وہ ہم ہیں؟ فرمایا کہ تم ایمان کیوں نہ لاؤ گے حالانکہ میں تمہارے سامنے ہوں؟

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک ایمان کے اعتبار سے سب سے زیادہ عجیب وہ لوگ ہوں گے جو تمہارے بعد ہوں گے، وہ صحیفے پائیں گے، ان میں کتاب اللہ جیسے وہ اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے جو کچھ اس میں ہے۔

نیز روایت کیا گیا ہے یہ بھی سعید بن بشیر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس سے موصول طریق سے۔

باب ۲۱۳

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا کہ آپ کے اصحاب نے آپ کی حدیث سُنی۔

(۲) پھر ان کے سماع کی جو ان کی تابعداری کریں گے اس کی جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۳) پھر ان کے سماع کی جو تابعین کی تابعداری کریں گے جو کچھ انہوں نے سُنا۔

(۴) اور یہ خبر دینا کہ بعض وہ لوگ جن کو حدیث رسول پہنچی ہے کبھی وہ بعض سُننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔

(۵) اور حضور ﷺ کا خبر دینا ان لوگوں کے بارے میں جو ان کے پاس آفاق و اطراف سے دین کو سمجھنے کے لئے آئیں گے۔

(۶) پھر وہی کچھ ہوا جو کچھ آپ نے خبر دی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو زہیر بن حبیب اور عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، ان کو عبداللہ بن عبداللہ نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ (مجھ سے) سنو گے (اور میرا فرمان) تم لوگوں سے سُنا جائے گا اور اس سے بھی سُنا جائے گا جو تم سے سُنے گا۔

(ابوداود۔حدیث ۳۶۵۹ ص ۳/۳۲۱۔۳۲۲)

زمانہ اپنے یوم تخلیق کی نہج پر گردش کر رہا ہے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالوہاب نے ایوب سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابن ابوبکرہ سے، اس نے ابی بکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں بے شک زمانہ اسی کیفیت (اسی صورت) پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ نے ارض وسماء کو تخلیق فرما کر رواں دواں فرمایا تھا۔

اور حدیث ذکر کی اپنے طول کے ساتھ اپنے خطبے میں۔ اس کے آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا:

کبھی وہ جس کو پیغام پہنچایا جائے وہ خود سننے والے سے زیادہ محفوظ کرتا اور یاد رکھتا ہے

الا نیبلغ الشاهد الغائب فلعل بعض من یبلغه ان یکون اوعی له من بعض من سمعه

خبردار! چاہئے کہ موجود پہنچادے میرا فرمان اس کو جو موجود نہیں ہے۔ شاید کہ بعض وہ شخص جس کو (میرا فرمان) پہنچایا جائے وہ اس کے لئے زیادہ محفوظ کرنے والا ہو بعض اس سے جس نے خود سُنا تھا۔

محمد بن سیرین جب اس کا تذکرہ کرتے تھے فرماتے تھے کہ سچ فرمایا تھا نبی کریم ﷺ نے واقعی یہی کچھ ہوا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

الا هل بلغت ۔ الا هل بلغت

خبردار! کیا میں نے پہنچا دیا؟ ۔ کیا میں نے پہنچا دیا؟

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابوشیبہ وغیرہ سے، اس نے عبدالوہاب سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سماک بن حرب نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود نے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نضّر الله رجلا سمع منا کلمة فبلّغها کما سمع فانه ربّ مبلغ اوعیٰ من سامع

اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ اور خوش رکھے جو ہم سے کوئی کلمہ سُنتا ہے پھر اس کو اسی طرح آگے پہنچا دیتا ہے جیسے اس نے سُنا تھا۔ بے شک یہ حقیقت ہے کہ بہت سے وہ لوگ جن تک فرمان پہنچایا جاتا ہے وہ براہ راست سُننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

(ابوداود۔کتاب العلم ۳/۳۲۲۔ترمذی۔کتاب العلم۔حدیث ۲۶۵۶ ص ۵/۳۳۔۳۴۔مسنداحمد ۱/۴۳۷)

لوگ دین سیکھنے آئیں گے ان کی خبر خود ہی کرنا صحیح دین سکھانا

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء، انہوں نے ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر بن راشد نے ابو ہارون عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ

حضرت ابوسعید خدری کے پاس جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں مرحبا وصیت اللہ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کی حدیث بیان کی تھی کہ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب تم لوگوں کے پاس ایک قوم آئے گی اطراف سے، وہ دین کو سمجھنا چاہیں گے۔ پس ان کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد عبداللہ بن جعفر نحوی نے بغداد میں، ان کو قاسم بن مغیرہ نے جوہری سے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے، ان کو عباد بن عوام نے جریری سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید خدری ؓ سے کہ انہوں نے کہا مرحبا وصیت رسول کو کہ نبی کریم ﷺ تمہارے بارے میں وصیت کرتے تھے تمہارے بارے میں۔

باب ۲۱۴

حضور ﷺ کا خبر دینا اپنی اُمت میں اختلافات ظاہر ہونے کی اور آپ کا ان پر اشارہ کرنا۔ آپ کی سنت اور خلفاء راشدین کی سُنت پر عمل کی پابندی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید احمد بن محمد بن مزاحم صفار ادیب نے لفظاً، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوعتبہ نے، ان کو بقیہ نے بحیر بن سعد نے، اس نے خالد بن معدان سے، اس نے عبدالرحمن بن عمر سلمی سے، اس نے عرباض بن ساریہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ایک دن وعظ فرمایا صبح کی نماز کے بعد ایسا فصیح و بلیغ وعظ کیا کہ اس سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس سے دل دہل گئے۔

ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو الوداع کہنے والے کا ہے، آپ ہماری طرف کیا عہد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اللہ سے ڈرنے کی اور سُننے اور اطاعت کرنے کی اگر چہ وہ حبشی غلام ہو تمہارے اُوپر حکومت کرنے والا۔ بے شک حال یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا عنقریب وہ کثیر اختلافات دیکھے گا۔ بچاؤ اپنے آپ کو نو پیدا امور سے۔ بے شک وہ گمراہ ہوتے ہیں جو شخص تم میں سے اس حالت کو پالے اس پر لازم ہے میری سنت پر عمل کرنا اور خلفاء راشدین، محدثین کی سنت پر عمل کرنا۔ اس کو داڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔

ثور بن یزید اس کی متابع لائے ہیں خالد بن معدان سے۔

(ترمذی۔ حدیث ۲۶۷۶۔ کتاب العلم ۵/۴۴۔ ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۰۷ ص ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ابن ماجہ ۱/۱۵۔ ۱۵۔ مسند احمد ۴/۱۲۶۔ ۱۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان نے ازہر بن عبداللہ سے، اس نے ابوعامر عبداللہ بن لحی سے، وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ حج کیا تھا جب ہم مکے میں آئے تو انہوں نے جب ظہر کی نماز پڑھ لی مکہ میں۔ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بے شک اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت عنقریب تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ارادہ کر رہے تھے خواہشات کا۔ سارے جہنمی ہوں گے۔ مگر صرف ایک اور وہ جماعت ہوگی۔

اور فرمایا کہ بے شک عنقریب میری اُمت میں ایسی اقوام نکلیں گی ان کو یہ خواہشات ایسے چلائیں گی جیسے کتا پکڑ کر چلایا جاتا ہے۔ اپنے اندر مالک کے ساتھ ان کی کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہے گی مگر اس میں خواہشات رچ بس جائیں گی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالمغیرہ نے، ان کو صفوان نے، ان کو ابوداود نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عثمان نے، ہمیں بقیہ نے، انہوں نے صفوان سے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی از ہر بن عبداللہ جزاری نے ابوعامر ہوزنی سے، اس نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہ وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار! بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر کھڑے ہوئے تھے۔ معاویہ نے اس کو ذکر کیا مذکورہ حدیث کی مثل، مگر یہ نہیں کہا خواہشات کے سوا اس کے نہیں کہ فرمایا، بٹ جائے گی (یہ اُمت) تہتر فرقوں پر بہتر جہنم میں ہوں گے، اور ایک جنت میں ہوگا۔ یہ جماعت ہے اس کے بعد بقیہ روایت ذکر کی۔

باب ۲۱۵

حضور ﷺ کا خبر دینا علم کے چلے جانے کی اور جہالت کے ظاہر ہونے کی۔ یہ ہمارے زمانے میں ہی چلا گیا تھا اکثر شہروں سے اور ان کے رہنے والوں پر جہل غالب آ گیا اور وہ تمام امور ظاہر ہو گئے جو اس روایت میں مذکور ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے بطور املاء، ان کو خبر دی ابوالمثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو عبدالوارث نے ابوالتیاح سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک قیامت کی شرائط میں سے ہے کہ علم اُٹھا دیا جائے گا اور جہل پھیل جائے گا اور شراب پی جانے لگے گی اور زنا ظاہر ہو جائے گا۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبدالوارث سے۔ (بخاری۔ کتاب الفتن۔ مسلم۔ کتاب العلم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ علم کو قبض نہیں کرے گا بطور کھینچ لینے کے کہ وہ اس کو کھینچ لیں بلکہ علماء قبض کر لئے جائیں گے۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل سرداروں کو جا پکڑیں گے، ان سے مسائل پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے اور بخاری و مسلم نے ان کو نقل کیا ہے ابوکریب سے اس نے ابواسامہ سے۔ اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے، اس نے ہشام بن عروہ سے۔

(بخاری۔ کتاب العلم۔ مسلم۔ کتاب العلم۔ باب رفع العلم)

☆☆☆

باب ۲۱۶

حضور ﷺ کا خبر دینا کچھ لوگوں کے بارے میں

جن کے ساتھ سوال اُٹھے گا حتیٰ کہ کہیں گے وہ، یہ تو اللہ ہوا اس نے ہر شئی کو پیدا کیا مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین قلوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اچانک ان کے پاس کوئی آدمی آیا، اس نے کچھ پوچھا مگر میں اس کو نہ سمجھ سکا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ اکبر! اس مسئلے کے بارے میں دو آدمیوں نے پہلے پوچھا تھا یہ تیسرا ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے، بے شک کچھ لوگوں کے ذریعے سوال اُٹھیں گے حتیٰ کی وہ کہیں گے اللہ سبحانہ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے مگر اس کو کس نے پیدا کیا ہے؟

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن قلوی نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے ہشام بن حسان سے، اس نے سیرین سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ان سے ایک آدمی نے پوچھا کسی شئی کے بارے میں، میں نے اسے نہیں سمجھا۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اس کو نقل کیا ہے مسلم نے صحیح میں حدیث ایوب سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۲۰۔۱۲۱)

اس نے ابن سیرین سے اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبدالرزاق سے، اس نے معمر سے، کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے زیادہ کیا ہے۔ ایک دوسرے آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو کہ اللہ تھا ہر شئی سے قبل، وہ ہر شئی کا خالق ہے اور ہر شئی کے بعد بھی ہو گا۔

باب ۲۱۷

(۱) حضور ﷺ کا خبر دینا کہ جس کے دل میں کجی ہو گی وہ کتاب اللہ کی متشابہات کی اتباع کرے گا۔

(۲) لہٰذا آپ دیکھیں گے ہر بدعتی کو کہ وہ محکمات کو چھوڑ چکا ہو گا۔

(۳) اور متشابہات پر آجائے گا۔

(۴) اور اس کی تاویل پوچھتا پھرے گا۔

(۵) اور وہ خود بھی فتنے میں واقع ہو گا۔

(۶) اور اس کو بھی فتنے میں ڈال دے گا جو اس کے تابع ہوگا۔

(۷) ہم اللہ سے توفیق مانگتے ہیں، سنت پر عمل پیرا ہونے کی اور اس سے پناہ مانگتے ہیں اہل بدعت و اہل زیغ کی متابعت کرنے کی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو قعنبی نے، ان کو یزید بن ابراہیم نے، ان کو عبداللہ بن ابوملیکہ سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی :

هو الذی انزل علیك الکتاب منه ایات محکمات هن أُم الکتاب و اخر متشابهات ۔ فامّاالذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأویله ومایعلم تأویله الا اللّٰه والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکرا لا اولوا الباب ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۷)

سیدہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس میں سے متشابہ کی اتباع کر رہے ہیں تو وہ ہی لوگ ہوں گے جن کا اللہ نے نام رکھا ہے اہل زیغ۔ پس ان سے بچو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد دُبلی نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حدیث بیان کی محمد بن علی بن زید صائغ نے، ان کو قعنبی نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۵۴۷۔ فتح الباری۔ ۲۰۹/۸۔ ترمذی۔ حدیث ۲۹۹۴ ص ۲۲۳/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن حسب نے، ان کو ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو عازم بن فضل نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن ابوملیکہ نے، یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تھی :

هو الذی انزل علیك الکتاب منه ایات محکمات .... الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ان لوگوں کو دیکھو جو اس میں جھگڑا کر رہے ہیں تو وہ وہی لوگ ہیں جو اللہ سے فراری ہیں (اہل زیغ اور کجی) تو ان سے بچو۔ ابوایوب نے کہا میں نہیں جانتا کسی کو اصحاب اہواء میں سے مگر وہ جھگڑتا ہے متشابہ کے ذریعہ۔

باب ۲۱۸

حضور ﷺ کا خبر دینا رافضیوں اور قدریوں کے ظاہر ہونے کی

اگر حدیث صحیح ہو تو وہ ظاہر ہوتے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو اسود بن عامر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوسہیل نے، ان کو کثیر النواء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قائم ہونے سے قبل کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، ان کو رافضہ کیا جائے گا، وہ اسلام سے بَری ولاتعلق ہوں گے یا بیزار ہوں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن غالب تمتام اور عبداللہ بن حسن ابوشعیب نے، ان دونوں نے کہا ان کو محمد بن صباح نے، ان کو ابوعقیل نے وہ یحییٰ بن متوکل ہے، اس نے کثیر النواء سے، اس نے ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابوطالب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے نانا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں ایک قوم ہوگی آخر زمانے میں وہ نام رکھے جائیں گے رافضہ، وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ (مسند احمد ۱/۱۰۳)

یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ یحییٰ بن متوکل کو امام احمد اور ابن معین نے ضعیف اور منکر الحدیث کہا ہے۔ اس روایت میں النواء کا تفرد ہے، وہ ایک شیعہ تھا اور ضعیف طریق سے بھی مروی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو عمران بن زید نے حجاج بن تمیم سے، اس نے میمون بن مہران سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی ان کا نام رافضہ رکھا جائے گا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے محض زبان سے کہیں گے، ان کو قتل کر دینا وہ مشرک ہوں گے

اسی مفہوم میں روایت کی گئی ہے کئی طرف سے مگر وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو عبدالرحمٰن مقری نے، ان کو سعید بن ایوب نے، ان کو خبر دی ابوصخر نے، ان کو نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے، بے شک میری اُمت میں عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو قضاء وقدر کی تکذیب کریں گے اس کو جھٹلائیں گے۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۱۵۳ ص ۴/۴۵۶)

باب ۲۱۹

حضور ﷺ کا خبر دینا اس پیٹ بھرے شخص کے بارے میں

جو تخت پر بیٹھا اِترا رہا ہو گا اور حضور ﷺ کی سنت کو رد کرے گا قرآن کے حوالے سے جو اس میں حلال وحرام ہے سوائے سنت کے پھر ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے خبر دی تھی اور اسی کے ساتھ بدعت ایجاد کی تھی جس نے بدعت ایجاد کی اور ضرر ظاہر ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو عبدالوہاب بن نجدہ نے، ان کو عمرو بن کثیر بن دینار نے، ان کو جریر بن عثمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے مقدام بن معدیکرب سے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے،

آپ نے فرمایا، خبردار! بے شک کتاب دیا گیا ہوں اور اس کی مثل بھی اس کے ساتھ۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا آدمی اپنے تخت پر بیٹھا اترا کر یہ کہے کہ تم لوگ اس قرآن کو لازم پکڑ لو جو اس میں حلال پاؤ۔ بس اس کو حلال مانو، جو اس میں حرام پاؤ اس کو حرام کہو۔ خبردار! تمہارے لئے گھریلو گدھے حلال نہیں ہیں (حالانکہ اس کی حرمت کا واضح ذکر قرآن میں نہیں ہے)۔ اور ہر ہر صاحب دانت درندہ بھی۔ اور حدیث ذکر کی۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۴۶۰۴ ص ۴/۲۰۰۔ مسند احمد ۴/۱۳۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے۔ ان کو ابوداود نے، ان کو احمد بن حنبل اور عبداللہ بن محمد نفیلی نے، ان کو سفیان نے ابوالنضر سے، اس نے عبیداللہ بن ابورافع سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، حضور ﷺ نے فرمایا البتہ ایک تمہارا تکیہ لگائے بیٹھا ہوا اپنے تخت پر، اس کے پاس کوئی حکم آئے گا میرے حکموں میں سے، جو میں نے حکم کیا ہوگا کسی شی کا یا منع کیا ہوگا کسی شی سے۔ وہ مغرور انسان کہے گا ہم نہیں جانتے اس حکم یا نہی کو۔ ہم جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے بس اس کی اتباع کریں گے۔

(ترمذی۔ حدیث ۲۲۶۳ ص ۵/۳۷۔ ابن ماجہ ص ۱/۶۔۷)

باب ۲۲۰

حضور ﷺ کا خبر دینا جو آپ کی اُمت کے آخر میں کذاب (جھوٹے) اور شیطان ہوں گے جو جھوٹ بولیں گے حدیث کے بارے میں یعنی جھوٹی حدیثیں لائیں گے پھر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن انس قرشی نے، ان کو عبداللہ بن یزید مقری نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابوہانی حمید بن ہانی نے، ان کو ابوعثمان مسلم بن یسار نے ابوہریرہ ﷺ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

سیکون فی اخر اُمتی اناس یحدثونکم بمالم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم

عنقریب میری اُمت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں حدیث بیان کریں گے ایسی جو تم نے سنی ہوگی نہ تمہارے باپ دادا نے۔ لہٰذا تم اپنے آپ کو بچانا اور ان سے دُور رہنا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے اور زہیر سے، اس نے مقری سے۔ (مسلم فی المقدمہ ص ۱/۱۲)

اور ہم نے روایت کیا ہے حدیث صحیح میں عبداللہ بن مسعود ﷺ سے، انہوں نے کہا کہ بے شک شیطان البتہ آدمی کی صورت و شکل بنا کر لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو حدیث بیان کرے گا جھوٹی روایت جس سے ان میں تفرقہ پڑ جائے گا۔

اور عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک سمندر میں شیاطین (جنات) مقید ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ان کو جکڑ دیا تھا قریب تھا کہ وہ نکل آئیں گے اور وہ لوگوں پر قرآن پڑھنے لگیں گے اور یہی روایت عبداللہ بن عمر ﷺ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔

ابلیس کا بازاروں کا چکر لگانا

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو عمران بن موسیٰ بن مجاشع نے، ان کو سوید بن سعید نے، ان کو عبداللہ بن یزید مقری نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابن عجلان نے، ان کو عبدالواحد نصری نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگائے گا اور کہے گا ہمیں حدیث بیان کی ہے فلاں بن فلاں نے اسی طرح سے۔

شیطان کا مسجد خیف میں قصہ گوئی کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان کو خبر دی ابواسحاق اصفہانی نے، ان کو ابواحمد بن فارس نے، ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے، ان کو محمد بن صلت ابوجعفر نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اس نے جس نے ایک قصہ گو واقعہ سُنا تھا وہ مسجد خیف میں یا اس کی مثل میں وعظ کر رہا تھا۔ میں نے اس کی تلاش کی تو وہ شیطان تھا۔

آیت الکرسی سُن کر شیطان کا فرار ہو جانا

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے عمران بن موسیٰ سے، اس نے محمد بن یوسف سراج سے، اس نے عیسیٰ بن ابوفاطمہ فزاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک شیخ کے پاس بیٹھا ہوا تھا مسجد الحرام میں، اس سے کچھ لکھ رہا تھا پس کہا شیخ شیبانی نے، اس آدمی نے کہا مروی ہے شعبی سے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے شعبی نے، اس نے کہا کہ حارث سے روایت ہے اس نے کہا ہے کہ تحقیق اللہ کی قسم میں نے دیکھا ہے حارث کو اور اس سے سُنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سُنی ہے حضرت علی ؓ سے وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا ہے علی کو اور میں اس کے ساتھ حاضر ہوا ہوں جنگ صفین میں۔ میں نے اس کو دیکھا تو میں نے آیت الکرسی پڑھ دی، جب میں نے یہ لفظ پڑھا ولا یؤدہٗ حفظھما تو میں نے دیکھا تو مجھے کچھ بھی نظر نہ آیا۔

باب ۲۲۱

حضور ﷺ کا خبر دینا آپ کی اُمت میں خیر القرون کے بعد لوگوں میں تغیر ظاہر ہوگا پھر وہی ہوا جو آپ نے خبر دی تھی

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود علوی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوحامد احمد بن حسن حافظ نے، ان کو عبدالرحمن بن بشر ابن الحکم نے، ان کو بہز بن اسد نے، ان کو سعید نے، ان کو خبر دی ابوجمرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر داخل ہوا زہدم، اس نے مجھے خبر دی کہ اس نے سُنا عمران بن حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے متصل ہوں گے (صحابہ کا زمانہ) اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے متصل ہوں گے (تابعین کا زمانہ)

اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جوخیانت کریں گے اور امین قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ اور گواہی دیں گے مگر گواہی طلب نہیں کریں گے۔ اور وہ نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمٰن بن بشر سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۲۱۴ ص ۴/۱۹۶۴)

حضور ﷺ کے بعد آپ کی اُمت میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کے بارے میں حضور ﷺ کے خبر دینے کی بابت اخبار واحادیث (بہت ساری تو گزر چکی ہیں اور مذکورہ بہت سارے واقعات وجود میں بھی آ چکے ہیں) اور دلائل صدق نبوت بن چکے ہیں۔ اور بقیہ بہت سارے خبر دیئے ہوئے واقعات اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے جب اللہ کا وعدہ آ جائے گا بقیہ اخبار کے بارے میں تو باقی بھی ظاہر ہو جائیں گے کثیر تعداد میں۔ اور کتاب سے جو مقصود تھا وہ حاصل ہو چکا ہے ان واقعات کے ساتھ جو ہم نے ذکر کر دیئے ہیں۔

اور اللہ کا شکر ہے اسلام پر اور اللہ کا شکر ہے ہمارے پیارے نبی محمد علیہ السلام پر ایمان کے ساتھ۔ کتاب مستطاب دلائل النبوۃ کی چھٹی جلد کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد متصل ساتویں جلد ہے جو کہ آخری ہے اس کا آغاز مجموعہ ابواب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے حضور ﷺ کے عہد میں آثار نبوۃ محمدیہ دیکھے اپنے خواب میں، اور اس میں جو دلائل آپ کے صدق کے ظاہر ہوئے ان اخبار کے بارے میں جن کی آپ ﷺ نے خبر دی امور آخرت وغیرہ کے بارے میں۔ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مؤمن کا خواب ایک جزء ہوتا ہے، نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

اے میرے سچے معبود میری اس کاوش کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنا۔ آمین یارب العالمین۔

یہ مسودہ ۱۰ بج کر ۱۵ منٹ پر ختم ہوا ہے۔ مورخہ ۹/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ بروز پیر، ۸/ دسمبر ۲۰۰۸ء

اختتام جلد ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلائل النبوۃ

جلد ہفتم

صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر دلالت کرنے والے چند دیگر احوال

اس جلد میں تین قسم کے ابواب ہیں :

(۱) ان ابواب میں اُن حضرات وشخصیات کے ایسے خوابوں کا تذکرہ جو خواب بھی صاحب شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ خواب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دیکھے گئے۔

(۲) ان ابواب میں صاحب شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والی وحی کی کیفیت کا بیان ہے اور اس وحی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ظاہر ہونے والے آثار وکیفیات کا بیان اور ان حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تذکرہ ہے جنہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔

(۳) ان ابواب میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات اور وفات کے تفصیلی واقعات کا ذکر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے ان ابواب کا تذکرہ جن میں اُن حضرات وشخصیات کے ایسے خوابوں کا تذکرہ ہے جو خواب حضور علیہ السلام کے زمانہ میں دیکھے گئے اور وہ خواب بھی حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر دلالت کرتے ہیں اور جن امور آخرت یا دیگر امور (جن کی حضور علیہ السلام نے پیشنگوئی کی) کی صداقت وحقانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۸۳۔ فتح الباری ۱۲/۳۶۱۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ حدیث ۲)

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود العلوی نے، اور ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن الحسن الشرقی نے، اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن یحیٰ الذہلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبدالرحمٰن بن المہدی نے اور اس کو بیان کیا شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصبہانی نے، اور ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، اور ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو خبر دی شعبہ نے حضرت قتادہ سے، اور قتادہ نے حضرت انس ؓ سے اور حضرت انس نے حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے اور عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''مؤمن کا خواب نبوت کے حصص (اجزاء) سے چالیسواں حصہ ہے''۔

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں زہیر بن حرب سے، انہوں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابی موسیٰ سے اور انہوں نے ابی داود سے اور انہوں نے روایت کیا عندر وغیرہ کے طریق سے حضرت شعبہ ؓ سے۔ نیز اس روایت کی خبر دی ہمیں علی بن محمد عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کی اسماعیل بن محمد الصفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا احمد بن منصور الرمادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عبدالرزاق نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے حضرت ابی ہریرہ ؓ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''مؤمن کا خواب نبوت کے حصص (اجزاء) میں سے چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (حوالہ بالا)

اس کو روایت کیا مسلم نے اپنی صحیح میں عبد بن حمید سے، انہوں نے عبدالرزاق سے۔ اور اسی روایت کو امام بخاری نے دوسرے طریقے سے روایت کیا ہے امام زہری ؓ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے اور ابوسلم بن عبدالرحمٰن نے دو روایتوں میں، جو زیادہ صحیح روایت ہے وہ بھی ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔

اور روایت کیا اسی کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''نیک خواب نبوت کے اجزاء میں سترواں حصہ ہے''۔ (حوالہ بالا)

اس کی خبر دی ہم کو ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ فرمایا تے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابن نمیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبیداللہ نے حضرت نافع سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہ انہوں نے وہی حدیث ذکر کی اور اسی کو روایت کیا ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن نمیر کی روایت سے۔ (حوالہ بالا)

☆☆☆

باب ۲۲۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب جو رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن ابوالفضل القطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد القطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا اسحاق بن الحسن الحربی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا صخر بن جویریہ نے نافع سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے اور پھر حضور ﷺ کے سامنے بیان کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کی تعبیر جو بھی ہوتی تھی بیان فرماتے تھے۔ لیکن میں کم عمر نوجوان تھا اور شادی کرنے سے پہلے میں مسجد میں ہوتا تھا۔ پس ایک مرتبہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر تیرے اندر بھی کوئی بھلائی ہوتی تو تجھے بھی اسی طرح کے خواب نظر آتے جیسا کہ دوسرے صحابۂ کرام کو نظر آتے ہیں۔

پس ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے اندر کوئی خیر کی بات ہے تو مجھے بھی خواب دکھلا دے۔ پس میں اسی حالت میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس دو فرشتے آئے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک لوہے کا گُرز تھا (یعنی ہنٹر تھا)۔ اور وہ دونوں مجھے جلدی جلدی جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں نے اُسی دوران اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا کہ ''اے اللہ! میں آپ سے جہنم کی پناہ چاہتا ہوں''۔

پھر اچانک میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا، مجھ سے ملاقات کی جس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گُرز تھا۔ اس فرشتے نے مجھ سے کہا کہ مت چلاؤ تم بہت اچھے آدمی ہو اگر تم نماز کی کثرت کرتے۔ پھر وہ فرشتے مجھے لے کر گئے، یہاں تک کہ مجھے جہنم کے کنارے لا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ جہنم لپٹی ہوئی تھی جیسا کنواں گہرائی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اس کے سینگ تھے اور ہر ایک سینگ پر ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے پاس بھی لوہے کا ایک گُرز تھا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ اس جہنم میں کچھ لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں، میں نے ان میں سے بعض کو پہچان بھی لیا کہ وہ قریش قبیلہ کے لوگ تھے۔ پس پھر وہ فرشتے مجھے لے کر دائیں طرف چلے گئے۔

پس میں نے یہ پورا خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عبداللہ کو نیک صالح آدمی سمجھتا ہوں۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد بڑی کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے۔

اس کو روایت کیا امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ابی قدامہ سے، انہوں نے عفان سے۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر الرؤیا۔ فتح الباری ۱۲/ ۴۱۸۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۱۹۲۷۔ ۱۹۲۸)

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، انہیں خبر دی ابومسلم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا حماد بن زید نے۔

امام بخاری دوسری سند سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوالربیع زہرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا حماد نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، اور نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ بے شک انہوں نے فرشتہ کو نیند میں دیکھا گویا کہ اس کے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ جنت میں جس جگہ جانے کا ارادہ کرتا وہ کپڑا اس کو اُڑا کر جنت کے اُس مکان تک پہنچا دیتا۔

اور عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ اس کو اس ریشمی کپڑے سے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پس اچانک ایک شخص سامنے آگیا اور کہنے لگا اس شخص کو چھوڑ دو، یہ بہت اچھا آدمی ہے۔ اگر یہ راتوں میں نمازیں پڑھتا۔ پس اس واقع کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے دو رواتیوں میں سے ایک روایت کو نبی اکرم ﷺ کو سُنایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''بے شک تمہارا بھائی نیک صالح شخص ہے''۔

حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ راتوں میں لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

اس روایت کو بیان کیا امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوالربیع سے اور امام بخاری نے ابوالنعمان سے اور انہوں نے حماد سے روایت کیا ہے۔

باب ۲۲۳

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا خواب

جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا الربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا عبداللہ بن وہب نے عبداللہ بن لہیعہ سے، اور یحییٰ بن ایوب اور حیوۃ بن شریح نے یزید بن عبداللہ بن اُسامہ بن الہاد سے کہ محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے بیان کیا ہے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے اور طلحہ بن عبیداللہ التیمی سے کہ بے شک دو شخص بَلی قبیلہ سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دونوں اکھٹے مسلمان ہوئے تھے اور ان دونوں میں ایک، بہت زیادہ محنت ومشقت کا عادی تھا۔ پس یہ محنتی شخص ایک جنگ میں شریک ہوا اور شہید ہو گیا جبکہ دوسرا ساتھی اس کے بعد چند سال تک اور زندہ رہا پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا۔

حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ میں باب الجنۃ پر ایک مرتبہ سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میں بھی ان دو آدمیوں کے ساتھ جنت سے باہر کھڑا ہوا ہوں۔ اچانک جنت کے دروازے سے ایک شخص نکلا اور اس شخص کو جنت میں آنے کی اجازت دے دی جو اُن دو شخصوں میں سے بعد میں فوت ہوا تھا۔ پھر کچھ توقف (دیر) کے بعد اس شہید ساتھی کو بھی جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، پھر وہ جنت کا داروغہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم ابھی لوٹ جاؤ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔

پس صبح میں حضرت طلحہؓ نے یہ خواب لوگوں کو سُنایا تو لوگ بے حد تعجب کرنے لگے، یہاں تک کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کون سی چیز تمہیں تعجب میں ڈال رہی ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ پہلا شخص دوسرے کے مقابلہ اتنی محنت اور مشقت کیا کرتا تھا اور اللہ کے راستہ میں شہید بھی ہو گیا پھر دوسرا شخص اس پہلے جنت میں داخل ہو گیا؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ دوسرا شخص اس کے بعد اتنے سال دنیا میں زندہ نہ رہا .... ؟ اور اتنے رمضان کے مہینے اور اتنی نمازیں اور اتنے اتنے سجدہ زیادہ نہیں کئے؟ تو لوگوں نے عرض کیا رسول اللہ یہ بات تو درست ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دونوں میں زمین وآسمان کے برابر فرق ہے۔ لہٰذا دوسرا شخص کثرت نماز، کثرت روزہ اور کثرت عبادت کی وجہ سے پہلے شخص سے قبل جنت میں داخل ہوا ہے تو تمہیں تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (راقم مترجم)

اسی روایت کے مطابق محمد بن عمرو نے ابی سلمہ سے روایت کی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے، حضرت طلحہ کا خواب موصولاً نقل کیا ہے۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب التعبیر الرؤیا۔ حدیث ۳۹۲۵ ص ۲/۱۲۹۴۔۱۲۹۵)

باب ۲۲۴

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ عنہ کا خواب جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن منصور الطوسی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یعقوب نے، انہیں بیان کیا ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا میرے والد حضرت عبداللہ بن زید نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے واسطے ہمیں حکم دیا کہ ہم ناقوس (یعنی نقارہ) بجائیں۔

اُسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لے کر میرے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تم یہ ناقوس بیچو گے؟ تو وہ کہنے لگا کہ تم اس ناقوس کو لے کر کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ ہم اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کریں گے۔ تو اُس شخص نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس ناقوس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں جس کے ذریعہ تم لوگوں کو نماز کے لئے جمع کر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ بتلاؤ۔ تو اس نے مجھے کہا کہ تم یہ بولو:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اشھدان لا الہ الّا اللّٰہ اشھدان لا الہ الّا اللّٰہ، اشھدان محمدًا رسول اللّٰہ، اشھدان محمدًا رسول اللّٰہ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، حیّ الفلاح، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الہ الّا اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص مجھ سے دُور ہو کر کہنے لگا کہ پھر جب تم نماز کو قائم کرو (یعنی جماعت کھڑی ہونے لگے) تو یہ کہو:

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، اشھدان لا الہ الّا اللّٰہ، اشھد ان اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ، حیّ الصلوٰۃ، حیّ الفلاح، قد قامت الصلاۃ، قد قامت الصلاۃ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الہ الّا اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر وہ سارا خواب سنا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ خواب سچا اور برحق ہے۔

اب کھڑے ہوجاؤ اور حضرت بلال ؓ کو بتلاتے جاؤ کہ وہ اذان دیتے رہیں۔ کیوں کہ تم میں سے سب سے بلند آواز بلال ؓ کی ہے۔ پس میں کھڑا ہوا اور حضرت بلال ؓ کو وہ کلمات بتلاتا تھا اور وہ اذان والے کلمات ادا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ جب یہ کلمات حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے گھر میں سُنے تو اپنے گھر سے دوڑتے ہوئے تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی اور وہ فرمارہے تھے کہ قسم سے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بالحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے بھی یہی کلمات خواب میں سُنے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (فللّٰہ الحمد) اللہ کا شکر ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۷۰۸۔ مسند احمد ۴/۴۳۔ سنن کبریٰ ۱/۳۹۱)

حضرت سعید بن مسیبؒ نے بھی اُس روایت کو اسی طرح عبداللہ بن زید سے نقل کیا ہے اقامت کے سلسلہ میں۔

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمن ابی لیلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا ہمارے ساتھیوں نے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کی جماعت ایک ہی ہو تو اس کے لئے میں نے یہ سوچا ہے کہ نماز کے وقت لوگوں کو گھروں میں بھیجوں تا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے لئے رجوع کریں۔ لیکن پھر یہ بات ذہن میں آئی کہ نماز کے وقت چند لوگوں کو حکم دوں کہ پہاڑ کے ٹیلے پر چڑھ کر لوگوں کو پکاریں تا کہ لوگ جماعت کے لئے جمع ہوجائیں، حتیٰ کہ میرے دل میں یہ بات بھی آئی کہ ناقوس بجائیں تا کہ لوگ ناقوس کی آواز سُن کر نماز کے لئے جمع ہوجائیں اور لوگ قریب تھے کہ ناقوس والی صورت کو اختیار کریں کہ اچانک انصار میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میں اس وقت سے اس تگ ودو میں لگا رہا جب سے میں نے آپ کے اس اہتمام کو دیکھا، یہاں تک کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے اُوپر دو ہرے رنگ کی دو چادریں تھیں، وہ کھڑا ہوا مسجد کے اندر اور اس نے اذان پڑھی پھر تھوڑی دیر قعدہ کی صورت میں بیٹھ گیا، پھر کھڑے ہوکر وہی کلمات اذان دُہرائے جو پہلے کہے تھے مگر اب کی بار قد قامت الصلوٰۃ کے الفاظ بھی کہے۔ یارسول اللہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ میرے متعلق عجیب عجیب باتیں بنائیں گے تو میں یہ کہتا کہ میں نے یہ واقعہ حالت بیداری میں دیکھا نہ کہ خواب میں۔

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تیرے اندر خیر و بھلائی پیدا کریں چلو تم بلال ؓ کو حکم دو کہ یہ کلمات بطور اذان کہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ بے شک میں نے بھی اسی طرح کے کلمات کو خواب میں دیکھا مگر مجھے بتاتے ہوئے شرم آرہی تھی یہاں تک کہ انہوں نے بتا کر سبقت حاصل کر لی۔

اس کی خبر دی ہم کو ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو خبر دی عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن ابی لیلیٰ کو پھر انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی۔

☆☆☆

باب ۲۲۵

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خواب
جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، انہیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی مسدد نے، انہیں خبر دی ہشیم نے، انہیں خبر دی حمید الطویل نے بکر بن عبداللہ مزنی سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوسعید خدری سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں سورۃ صٓ پڑھ رہا ہوں جب آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ہر چیز سجدہ کر رہی ہے، حتیٰ کہ دوات، قلم، تختی بھی، پس صبح میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے اس خواب کو بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس آیت پر سجدہ کروں۔ (خصائص کبریٰ ۲/۱۷۹)

(۲) اور خبر دی ہم کو ابوطاہر الفقیہ نے، انہیں خبر دی ابوالحسن علی بن حمشاد بن سخویہ العدل نے، تین سو تینتیس ہجری میں (۳۳۳ھ میں)۔ انہیں خبر دی محمد بن سلیمان الباغندی ابوبکر الواسطی نے، انہیں خبر دی محمد بن یزید بن خنیس نے حسن بن محمد بن عبید اللہ بن ابی یزید سے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے فرمایا ابن جریج نے یا حسن نے مجھے بیان کیا ہے تمہارے دادا عبید اللہ بن ابی یزید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے گذشتہ رات دیکھا جیسا کوئی نیند میں دیکھتا ہے (یعنی میں نے خواب میں دیکھا ہے)۔ میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے نماز میں سورۃ صٓ کی تلاوت کی، جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے سجدہ کیا پس درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے درخت کو یہ کہتے ہوئے سُنا، اے اللہ! بنا دے اس (سجدہ) کو میرے لئے اپنے ہاں ذکر اور بنا دے اس کو میرے لئے اپنے ہاں ذخیرہ، اور بنا دے اس کو میرے لئے اپنے ہاں بڑا اجر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو صٓ کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور میں نے سجدہ میں نبی کریم ﷺ کو وہی درخت والے الفاظ کہتے ہوئے سُنا جو اس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو بتلائے تھے۔

باب ۲۲۶

حضرت طفیل بن سخبرۃ رضی اللہ عنہ کا خواب
جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، انہیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، انہیں یوسف بن یعقوب نے، انہیں خبر دی عبدالواحد بن غیاث نے، انہیں خبر دی حماد بن سلمہ نے عبدالملک بن عمر سے، انہوں نے ربعی بن حراش سے، انہوں نے طفیل بن سخبرۃ سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ جو ایک نیند والا دیکھتا ہے (یعنی میں نے خواب دیکھا) کہ میں یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ تم کون ہو؟

وہ کہنے لگے کہ ہم یہودی ہیں۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ بے شک تم ایک اچھی قوم ہوتے اگر تم یہ نہ کہتے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ پس وہ کہنے لگے تم بھی اچھی قوم ہوتے اگر تم بھی وہ نہ کہتے جو اللہ اور محمد (ﷺ) کہتا ہے۔

طفیل بن سخبرۃ کہتے ہیں کہ پھر میں عیسائیوں کی ایک جماعت کے پاس آیا۔ پس میں نے اُن سے کہا کہ تم کون ہو؟ تو وہ کہنے لگے کہ ہم عیسائی ہیں۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ تم اچھی قوم ہوتے اگر تم مسیح کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے۔ تو انہوں نے بھی مجھ سے یہی کہا کہ تم بھی اچھی قوم ہوتے اگر تم وہ نہ کہتے جو اللہ اور محمد (ﷺ) کہتا ہے۔

پھر صبح کو میں نے لوگوں کو یہ خواب بتلا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بتلایا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم نے یہ خواب کسی اور کو بیان کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا :

اما بعد! بے شک طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور اُس نے وہ خواب تم لوگوں کو بھی بتلایا ہے مگر تم نے اس کو ایک ایسا کلمہ کہا ہے جس کا دُہرانا بھی میرے لئے باعث شرم ہے۔ لہٰذا تم اس کو یہ مت کہو کہ جو اللہ چاہے یا محمد چاہے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات۔ حدیث ۱۱۸ ص ۱/۶۸۵)

باب ۲۲۷

ایک انصاری صحابی کا ایسا خواب دیکھنا جو نبی کریم ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو خبر دی حسن بن مکرم نے، ان کو خبر دی عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین سے، ان کو خبر دی کثیر بن افلح سے، انہوں نے زید بن ثابت سے، وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی جانب سے حکم دیا گیا کہ ہم ہر فرض کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں میرے سامنے ایک انصاری شخص آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو؟ میں نے کہا ہاں یہی حکم ملا ہے تو وہ انصاری شخص کہنے لگا کہ تم تعداد تسبیحات ۲۵ مرتبہ کر لو اور اس کے ساتھ ۲۵ مرتبہ لا الہ الا اللہ بھی شامل کر لو۔

پس صبح کو میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر سارا خواب بیان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اُسی طرح کر لو۔

(سنن نسائی ۳/۷۶)

☆☆☆

باب ۲۲۸

حضرت ابواُسامہ ﷺ کا کثرتِ ذکر اللہ کرنے کی وجہ سے خواب میں فرشتوں کو دیکھنا جوان کے پاس آ کر رحمت اور سلام پیش کرتے تھے

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن عوف الطائی نے، انہیں خبر دی عبدالقدوس بن حجاج نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی صفوان بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سُلیم بن عامر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابواسامہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابواسامہ! بے شک میں نے خواب دیکھا ہے کہ فرشتے آپ کو سلام کرتے ہیں آپ جب بھی گھر سے نکلتے ہیں یا داخل ہوتے ہیں یا جب کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں۔ تو ابواسامہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما کہ وہ فرشتے تمہارے واسطے سے ہمارے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اگر تم چاہو تو تمہارے لئے بھی فرشتے دعا کر سکتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی :

یا ایّھا الذی اٰمنوا اذکروا اللّٰہ ذکرًا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و أصیلا ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور ط و کان بالمؤمنین رحیمًا ہ

(سورۃ الاحزاب : آیت ۴۲-۴۳)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام یعنی (علی الدوام) اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے رہو۔ وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے بھی رحمت و سلامتی بھیجتے رہتے ہیں تا کہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے۔

(مجمع الزوائد ۹/۳۸۷۔ مستدرک ۳/۷۴۱)

باب ۲۲۹

ایک نیک صالح عورت کا خواب جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اور پھر اس خواب کا سچا ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی ابوبکر محمد ابن احمد بن محمد بیہ العسکری نے، انہیں بیان کیا عثمان بن خرزاد الانطاکی نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی شیبان بن فروخ نے، انہیں خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے، انہیں خبر دی ثابت نے۔

(دوسری سند) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی احمد بن عبید نے، انہیں خبر دی تمتام یعنی محمد بن غالب نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ یعنی ابن اسماعیل نے، انہیں خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے حضرت ثابت سے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اچھے اور نیک خوابوں کو پسند فرماتے تھے۔

اچانک ایک شخص نے دیکھا نبی کریم ﷺ کو، لیکن اس شخص کو کوئی جانتا نہ تھا۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے اچھے خواب کے متعلق پوچھا، نبی کریم نے اس کے جواب میں اچھے اور نیک خواب کی تعریف کی تو وہ شخص اور متعجب ہوا۔ اسی دوران ایک عورت آئی اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ کچھ لوگ میرے پاس گھر آئے ہیں اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے حتیٰ کہ ہم جنت میں داخل ہوگئے۔ میں نے جنت میں ایک دھما کہ سُنا جس کی وجہ سے جنت کانپ اُٹھی حتیٰ کہ میں نے اپنے آپ کو فلاں بن فلاں، فلاں ابن فلاں، فلاں ابن فلاں (بارہ آدمی شمار کئے) کے ساتھ پایا۔ ان بارہ افراد کو لایا گیا اس حال میں کہ ان کی گردنیں زخمی خون میں تھیں اُن کے اُوپر سبز رنگ کی ریشمی چادریں تھیں۔ ان کے لئے کہا گیا کہ ان کو فلاں نہر میں اتنی دیر کے لئے ڈال دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسی زمانے میں نبی کریم نے جنگ کے لئے ایک لشکر بھی بھیجا ہوا تھا جبکہ وہ عورت اپنا خواب بیان کرتی رہی یہاں تک کہ ان بارہ افراد کو جب اس کفر سے نکالا گیا تو ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے لئے سونے سے بنی ہوئی کرسیاں لائی گئیں، ان کو اُن پر بٹھایا گیا پھر ان کے لئے سونے کی ایک طشتری میں تازہ کھجوریں لائی گئیں تو انہوں نے حسب منشاء کھائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اس بات کو سمجھا نہیں کہ عورت پھر بول پڑی اور کہنے لگی یارسول اللہ! وہ افراد کہیں جاتے جس سمت جاتے ہر جگہ میوہ جات کھاتے جاتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ کھاتی جاتی تھی۔ اسی دوران جنگ میں گئے لشکر میں سے ایک شخص خوشخبری لے کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! ہم نے جنگ میں یہ کام کئے اور جنگ میں فلاں، فلاں صحابہ شہید ہو گئے حتیٰ کہ اس نے بارہ افراد شمار کرائے جو اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فوراً اس عورت کو اور اس شخص کو بلوایا جس نے خواب کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اُس عورت سے کہا کہ اس شخص کو اپنا خواب سُناؤ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ خواب تم دونوں ہی کے لئے تھا۔

یہ الفاظ ابن عبید الصفار کے ہیں۔ (سنن کبریٰ۔ تحفۃ الاشراف ۱/۱۳۸)

باب ۲۳۰

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب جس کی تعبیر ان کی موت تک اسلام پر ثابت قدمی تھی۔ اور یہ خواب بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوالحسین احمد بن عثمان الآدمی نے، انہیں خبر دی ابوقلابہ نے، انہیں خبر دی ازہر بن سعد نے، انہیں خبر دی ابن عون نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے قیس بن عباد سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع وخضوع کے اثرات تھے۔

پس لوگوں نے اُسے دیکھ کر یہ کہا کہ یہ شخص اہل جنت میں سے ہے، تو اس شخص نے کہا سبحان اللہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کے لئے بھی ایسی بات کہے۔ جس کے بارے میں اس کو یقینی علم نہیں ہے۔ میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سُناتا ہوں اور وہ کہ ہے کہ :

''میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔ خواب یہ تھا کہ میں ایک بہت سرسبز شاداب اور ایک وسیع باغ میں ہوں اور اس باغ کے بیچوں بیچ ایک لوہے کا ستون کھڑا ہے اور ستون کے اُوپر ایک حلقہ تھا۔ مجھے کہا گیا کہ تم اس ستون پر چڑھو، لیکن باوجود کوشش کے میں اس کے اُوپر چڑھ نہ سکا۔ مگر پھر دوبارہ میں نے کوشش کی اپنے کپڑے سمیٹے اور اُوپر کو چڑھا تو میں اُوپر پہنچ گیا۔ میں نے اُس حلقے کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا کہ اس کو مضبوط تھام لو''۔

پس میں نے بیدار ہو کر یہ خواب حضور اکرم ﷺ کو بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے تعبیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ باغ سے مراد اسلام ہے اور ستون سے مراد اسلام کا ستون ہے اور حلقہ سے مراد مضبوط حلقہ ہے اور تم موت کے وقت تک اسلام پر قائم رہو گے۔ اس شخص سے مراد عبداللہ بن مسعود ؓ ہیں۔ (بخاری۔ مناقب عبداللہ بن سلام۔ فتح الباری ۷/ ۱۲۸)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں عبداللہ بن محمد سے اور انہوں نے از ہر سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۳۔ فتح الباری ۷/ ۱۲۹۔ فتح الباری ۱۲/ ۳۹۷۔ ۱۲/ ۴۰۱۔ مسلم۔ فضائل الصحابہ۔ مسند احمد ۵/ ۴۵۲)

باب ۲۳۱

یہ باب اس عورت کے خواب کے بارے میں ہے

جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جنت میں داخل ہونے کی قسم کھائی تھی

ہمیں خبر دی ابو احمد مہرجانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر مزکی نے، انہیں خبر دی محمد بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی ابن بکیر نے، انہیں خبر دی مالک نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ ایک عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی جبکہ ان کے ساتھ دیگر اور بھی خواتین تھیں۔

ایک عورت نے اُن سے کہا، اللہ کی قسم میں جنت میں ضرور داخل ہوں گی کیونکہ میں مسلمان ہوں اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا، کبھی چوری نہیں کی۔

پس اس عورت نے خواب دیکھا کہ اس کو کہا گیا کہ تو واقعی جنت میں داخل ہونے کی اہل ہے اور ضرور جنت میں داخل ہوگی اور تو کیوں نہیں جنت میں داخل ہوگی حالانکہ تیرے اندر یہ صفت بھی پائی جاتی ہے کہ تو اجتناب کرتی ہے اُن چیزوں سے جس کی تجھے کوئی پرواہ نہیں اور بات کرتی ہے ایسی جو لایعنی یعنی بے کار نہیں ہوتی۔ اور جس میں یہ صفات پائی جائیں وہ جنت میں ضرور داخل ہوتا ہے۔

پس جیسے ہی صبح ہوئی اُس عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اپنا خواب بیان کیا اور عرض کی آپ اُن سب عورتوں کو بلوائیں جن کے سامنے میں نے یہ بات کہی تھی کہ میں ضرور جنت میں داخل ہوں گی۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سب خواتین کو دوبارہ جمع کیا، یہاں تک کہ اُس عورت نے ان کے سامنے اپنا خواب بیان کر کے قرار حاصل کیا۔

باب ۲۳۲

یہ باب اُن شخصیات کے بیان میں ہے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں یہ خواب دیکھا کہ لیلۃ القدر کی رات رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں یا آخری دس راتوں میں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے، ان کو بیان کیا عبداللہ بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی مالک بن انس وغیرہ نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں کہ خواب میں دکھلایا گیا نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ کو کہ لیلۃ القدر کی رات رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں پائی جاتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا خواب اس بات کے موافق ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے تو اُسے چاہئے کہ رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

ان دو روایتوں کو امام مالک ؒ کی حدیث سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے اندر تخریج کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل لیلۃ القدر۔ مؤطا مالک ص ۱/۳۲۱۔ مسند احمد ۲/۲، ۲۷، ۳۶، ۶۲، ۷۴، ۱۵۷، ۱۶۸۔ مسلم۔ کتاب الصیام۔ حدیث ۲۰۵ ص ۸۲۲۔۸۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو خبر دی سعدان بن نصر نے، ان کو خبر دی سفیان نے امام زہری سے، ان کو سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی جانب سے ایک حدیث پہنچی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو دیکھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا خواب اس بات کے موافق ہے کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن محمد بن سختویہ نے، ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی حمیدی نے، انہیں خبر دی سفیان نے، ان کو خبر دی زہری نے حضرت سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کو اپنا خواب بتلایا کہ میں لیلۃ القدر کو رمضان المبارک باقی دس راتوں (یعنی آخری عشرہ) میں دیکھا ہے۔ تو نبی کریم نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا خواب اس بات کے موافق ہے کہ لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں پائی جاتی ہے۔ پس تم لیلۃ القدر کو تلاش کرو آخری دس راتوں میں اور بالخصوص آخری سات راتوں میں۔

اس روایت کو امام سلمہ بن حجاج نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے زہیر بن قریب سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو دیکھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے خواب کے موافق رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں ہے۔ لہٰذا تم لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوعمرو نے، انہیں خبر دی ابویعلیٰ نے، انہیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے، (آگے وہی مذکورہ روایت ذکر کی ہے)۔ (مسلم۔ کتاب الصیام ۲/۸۲۳)

☆☆☆

باب ۲۳۳

یہ باب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اُس خواب پر مشتمل ہے جوانہوں نے لیلۃ القدر کے متعلق دیکھا

ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبردی احمد بن عبید صفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی اسماعیل بن اسحاق نے، انہیں بیان کیا مسدد نے، انہیں خبردی ابوالاحوص نے سماک سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور مجھے کہنے لگا کہ یہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ میں فوراً بیدار ہوا، میں غنودگی کی حالت میں نبی علیہ السلام کے خیمہ کی تلاش میں نکلا، میں نے نبی کریم ﷺ کے خیمہ پر پہنچ کر خیمہ کی رسیوں کو پکڑا اور نبی اکرم ﷺ کو حالتِ نماز میں پایا۔ پھر جب میں نے غور کیا تو وہ رمضان المبارک کی تیئیسویں (۲۳) شب تھی۔

لیلۃ القدر کی علامت

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روزانہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان سورج کے ساتھ ہوتا ہے مگر لیلۃ القدر والی رات کے بعد والی صبح میں شیطان سورج کے ساتھ نہیں ہوتا۔ نیز سورج اُس دن اپنی شعاعوں کے بغیر طلوع ہوتا ہے۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کرام کا قول ہے کہ لیلۃ القدر کی رات ستائیسویں شب ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کی پہچان کا دارومدار آسمان سے فرشتوں کے اُترنے پر بھی ہے۔ بس جس رات بھی فرشتوں کا نزول ہوگا وہی رات لیلۃ القدر ہے اور اُسی رات میں قرآن اپنی بھرپور شان وشوکت اور فضائل لے کر نازل ہوا۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان زاہدؒ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے ابومحمد مصری سے مکہ مکرمہ میں، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مصر کی کسی مسجد میں معتکف تھا اور میرے سامنے ابوعلی الکلعکیؒ بھی تھے۔ بس مجھے نیند آگئی، میں نے دیکھا کہ گویا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور فرشتے تکبیر اور تہلیل کے نعرے لگاتے ہوئے زمین پر اُتر رہے ہیں۔ میں فوراً بیدار ہوگیا اور میں یہ کہتا تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور یہ رات بھی ستائیس ویں شب تھی۔

☆☆☆

باب ۲۳۴

یہ باب ابن زمل الجہنی رضی اللہ عنہ کے خواب پر مشتمل ہے

اگرچہ ان کی اس سند میں ضُعف ہے

ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، انہیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، انہیں خبر دی جعفر بن محمد بن الحسن بن مستفاض فریابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان کیا ابووہب ابو ولید بن عبدالملک بن عبداللہ بن مسرّح حرانی نے، انہیں بیان کیا سلیمان بن عطاء قرشی حرانی نے سلمہ بن عبداللہ الجہنی سے، انہوں نے روایت کیا اپنے چچا ابومشجعہ بن ربعی سے، انہوں نے ابن زمل الجہنی سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ فجر کی نماز کے فوراً بعد اپنے پاؤں مبارک موڑ کر سبحان اللّٰہ و بحمدہ، واستغفراللّٰہ انّ اللّٰہ کان توابًا ستر مرتبہ پڑھتے، پھر فرماتے ہیں کہ سات سو ستر مرتبہ پڑھتے تھے۔

پھر دو مرتبہ آپ فرماتے ہیں کہ اس آدمی کے لئے کوئی خیر نہیں جس کے گناہ ایک دن میں سات سو سے زیادہ ہو جائیں۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ (کیونکہ آپ علیہ السلام خواب کو پسند فرماتے تھے)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پوچھنے پر ابن زمل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا کرے اور شر سے بچائے کیونکہ خیر ہمارے لئے ہے اور شر ہمارے دشمنوں کے نصیب میں ہے۔ پھر الحمد للّٰہ ربّ العالمین کہہ کر فرمایا کہ تم اپنا خواب بیان کرو۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں لوگوں کے جم غفیر کو ایک وسیع اور کشادہ راستہ پر تھا اور لوگ عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار چل رہے تھے۔ ہم چلتے چلتے ایک ایسی عمدہ چراگاہ پر پہنچے کہ اس جیسی چراگاہ میں نے کبھی نہیں دیکھی کہ سرسبز شاداب تروتازہ ہر قسم پر مشتمل چارہ وہاں موجود تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں پہلے قافلہ میں ہوں، جب قافلہ اس چراگاہ پر پہنچا تو انہوں نے تکبیر کہی اور اپنی سواریوں کو وہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ لیکن وہ قافلہ والے دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوئے گویا کہ میں ان کو آگے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

پھر اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اس میں پہلے سے زیادہ افراد تھے، جب وہ بھی اس چراگاہ پر پہنچے تو انہوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر اپنی سواریوں کو وہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ بعض ان میں چرنے لگے اور بعض خس و خاشاک کو لینے لگے اور وہ اسی پر چلتے رہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس سے بھی ایک عظیم اور بڑا قافلہ آیا، جب وہ اس چراگاہ پر پہنچے تو انہوں نے بھی تکبیر کہی اور کہنے لگے کہ یہی بہتر جگہ ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دائیں اور بائیں مائل ہو گئے۔ جب میں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو میں نے اُسی راستے کو ضروری جانا اور چلتا رہا یہاں تک کہ جب اس چراگاہ کی انتہاء پر پہنچا تو میں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے پایا کہ آپ ایک منبر پر تشریف فرما تھے اس منبر کے ساتھ سیڑھیاں تھیں آپ ان میں سے اُونچے درجہ پر تشریف فرما تھے اور آپ کے دائیں جانب ایک گندمی رنگ والے پراگندہ ایک حیادار شخص تھے جب وہ گفتگو کرتے تو ہر ایک کا نام لیتے تو ہر شخص ان کے کہنے کے مطابق صف میں کھڑے ہو جاتے۔

اور آپ کے بائیں جانب ایک انتہائی خوبصورت سرخ رنگ اور خوب وجیہ چہرے والے، خوب سیاہ بالوں والے شخص تھے جب وہ گفتگو کرتے تھے تو آپ سب لوگ اُس کے اکرام میں اس کی طرف کان لگا کر توجہ سے ان کی بات سُنتے۔ اور آپ کے سامنے ایک بوڑھے شخص تھے

جو اعضاء و جوارح اور چہرے کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کے مشابہ تھے اور وہ سارے کے سارے حضرات ان ہی کی طرف متوجہ تھے، انہی کی اقتداء میں تھے۔ اور جبکہ آپ کے سامنے ایک بوڑھی کمزور اُونٹنی تھی گویا آپ نے اس اُونٹنی کو چھوڑ دیا ہے۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ یہ خواب سُن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ کچھ دیر تک گھبراہٹ کی وجہ سے فق ہو گیا۔ پھر آپ کی کیفیت مطمئن ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تم نے خواب میں ایک کشادہ راستہ دیکھا ہے یہ وہی راستہ ہے جس پر چلنے کے لئے میں تمہیں برانگیختہ کرتا ہوں یعنی ہدایت کا راستہ ہے اور اس پر چل رہے ہو۔ اور چراگاہ تم نے دیکھی ہے وہ دنیا ہے اس کی عیش و عشرت ہے لیکن میں اور میرے صحابہ نے اس سے دل نہیں لگایا اور چلے گئے، نہ ہم وہاں اُترے اور نہ تم۔

اس کے بعد ایک دوسرا قافلہ آیا جس کی تعداد ہم سے دُگنی تھی اُن میں سے بعض چرنے والے تھے (یعنی دنیا کی عیش و عشرت حاصل کرتے والے تھے)۔ اور بعض نے عیش و عشرت کو ترک کر کے سادگی کو اپنایا اور اُسی میں لگے رہے۔

اس کے بعد لوگوں کا ایک عظیم جم غفیر آیا پس وہ چراگاہ کے دائیں بائیں میں مشغول ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور فرمایا کہ اور تم (ابن زمل ؓ) تم اسی ہدایت والے نیک راستہ پر چلتے رہے حتیٰ کہ تم میرے پاس پہنچ گئے اور وہ منبر جو تم نے دیکھا جس کے سات درجہ تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری درجہ یعنی ہزارویں سال میں ہوں۔

اور جس پراگندہ حال والے شخص کو تم نے میرے دائیں جانب دیکھا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جب وہ گفتگو کرتے تو لوگ کھڑے ہو کر ان کی گفتگو سُنتے کیونکہ آپ کو اللہ جل وشانہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف فضیلت حاصل تھا۔ اور جس شخص کو میرے بائیں جانب دیکھا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے انتہائی خوبصورت، سرخ رنگت، خوب وجیہ چہرے والے اور خوب سیاہ بال رکھنے والے نوجوان تھے۔ ہم سب ان کا اکرام کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کا اکرام کیا ہے۔

اور جس بوڑھے شخص کو تم نے میرے سامنے دیکھا تھا جو خلقت اور چہرے کے اعتبار سے زیادہ میرے مشابہ تھے وہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ہم سب ان کی امامت میں ان کی اقتداء کر رہے ہیں اور وہ اُونٹنی جس کو تم نے دیکھا جس کے بارے میں تمہارا خیال ہے اس کو میں نے بھیجا ہے وہ قیامت ہے جو ہمارے سر پر موجود ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی اُمت۔

ابن زمل فرماتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر بتلانے کے بعد نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت بن گئی کہ آپ از خود کسی سے کوئی خواب نہیں پوچھتے تھے۔ الا یہ کہ کوئی شخص خود ہی آ کر اپنا خواب بیان کر دے پھر آپ اس کی تعبیر بیان فرما دیتے تھے۔

☆☆☆

باب ۲۳۵

یہ باب اُس شخص کے بیان میں ہے

جس نے خواب میں لوگوں کو حساب کے لئے جمع ہوتے ہوئے دیکھا

جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، انہیں خبر دی محمد بن صالح ترسی نے، انہیں خبر دی محمد بن مثنیٰ نے، انہیں خبر دی محمد بن محبب ابوہمام الدلال نے، انہیں خبر دی سفیان ثوری نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کعب الخیر سے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا کہ تمام لوگوں کو حساب کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو بلایا گیا۔ ہر نبی کے ساتھ اُس کی اُمت کے وہ افراد تھے جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اور ہر نبی کے ساتھ دو دو نور تھے جن کی رہنمائی میں وہ چل رہے تھے۔ اور ہر اُس اُمتی کے ساتھ جس نے اپنے نبی کی اتباع کی تھی۔ ایک نور تھا جس کی رہنمائی میں وہ چل رہا تھا۔

یہاں تک کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو بُلوایا گیا جبکہ آپ کے سر پر ہر ایک بال کے ساتھ اور چہرے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نور تھا اور جو بھی آپ علیہ السلام کی طرف دیکھتا اس کو واضح وہ نور نظر آتا تھا اور ہر اُس اُمتی کے ساتھ جس نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کی دو دو نور ایسے تھے جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اُسے قسم دی اُس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ سچ بتا، کیا تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ بے شک میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ بے شک یہی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور ان کی اُمتوں کی صفات ہیں جو کہ تورات میں پڑھی ہیں۔

باب ۲۳۶

یہ باب اس شخص کے بیان میں ہے کہ جس نے ایک قبر پر ٹیک لگائی

تو صاحبِ قبر نے اس کو اللہ جل شانہ کی اطاعت کی ترغیب دی

(۱) ہمیں خبر دی علی بن محمد بشران العدل نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، انہیں خبر دی محمد بن عبدالملک نے، انہیں عثمان مینا یا ابن میناس سے (راوی کو نام میں شک ہے)۔ کہ وہ گرمیوں کے دنوں میں ہلکے پھلکے کپڑے پہنے ایک جنازے کے ساتھ نکلے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قبر کے پاس پہنچا، میں نے اس قبر کے پاس دو رکعت ادا کی پھر میں نے اُسی قبر پر ٹیک لگالی۔

راوی کہتے ہیں کہ اکثر و بیشتر میں نے ابو عثمان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں بیداری کی حالت میں تھا جس وقت صاحب قبر نے مجھے پکارا اور کہا کہ چل مجھ سے دُور ہو جا، مجھے تکلیف مت پہنچا۔ اور صاحب قبر نے کہا کہ تم ایسی قوم ہو کہ تم اس وقت (عالم دنیا میں) عمل کر سکتے ہو مگر جانتے نہیں کہ دنیا میں عمل کرنے سے کیا ملتا ہے؟ اور ہم ایسی قوم ہیں کہ یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں عمل کرنے سے کیا کچھ ملتا ہے۔ مگر اس وقت مرنے کے بعد کچھ بھی عمل نہیں کر سکتے۔ تمہاری ان رکعتوں کا اجر و ثواب میرے نزدیک اتنی اتنی (یعنی بہت کثیر تعداد میں اجر و ثواب کی طرف اشارہ ہے) رکعتوں سے افضل ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، انہیں خبر دی اسماعیل صفار نے، انہیں خبر دی ابو قلابہ رقاشی نے، انہیں خبر دی میرے والد محترم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے والد محترم سے، انہیں خبر دی ابو عثمان نے ابن مینا یا میناس سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ معمولی سا لباس پہنا اور قبرستان میں داخل ہوا اور دو رکعت مختصر سی ادا کیں اور ایک قبر پر ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔ اسی اثنا میں خدا کی قسم مجھے صاحب قبر کی اس بات نے بیدار کر دیا کہ اُٹھو تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور کہا کہ تم اس دنیا میں عمل کرتے ہو لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اس کے بدلہ میں تمہیں کیا ملے گا۔ جبکہ ہم جانتے ہیں مگر اس وقت کچھ عمل نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم جو دو رکعت تم نے ادا کی ہیں یہ میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے زیادہ محبوب اور افضل ہیں۔

باب ۲۳۷

یہ باب اُس شخص کے بیان میں ہے جس نے
صاحب قبر کو سورۂ ملک کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سُنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو سعد المالینی نے، انہیں خبر دی ابو احمد بن عدی حافظ نے، انہیں خبر دی علی ابن سعد رازی نے، انہیں خبر دی محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب نے، انہیں خبر دی یحییٰ ابن عمرو بن مالک نے اپنے والد محترم سے، انہوں نے ابی الجوزاء سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک قبر پر خیمہ لگایا لیکن اس صحابی کو علم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے (پس رات میں)۔ انہوں نے وہاں قبر سے سورۂ ملک تبارك الذى بيده الملك سے آخر سورۃ تک پڑھتے ہوئے سُنا۔ اُن صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ عرض کیا تا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورۃ الملک مُنجِيَه بھی ہے اور مَانِعَه بھی ہے یعنی یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دلانے والی بھی ہے اور عذاب قبر کو ٹالنے والی بھی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بیان کرنے میں یحییٰ بن عمرو الکندی منفرد ہیں اور وہ ضعیف راوی ہیں مگر اس روایت کے مطابق ایک اور روایت بھی موجود ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن اسحاق نے، انہیں خبر دی عثمان بن عمرو نے، انہیں خبر دی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو قبر میں لایا جاتا ہے تو فرشتے سوال و جواب کے لئے اس کی جانب سے آتے ہیں مگر سورۂ مُلك اس کی ہر جانب سے حفاظت کرتی ہے (یعنی فرشتوں کو سوال و جواب سے روک دیتی ہے) مترجم

☆☆☆

باب ۲۳۸

یہ باب حضرت یعلیٰ بن مرّہ کا قبر کے بھینچنے کی آواز کے سُننے کے بیان میں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی علی بن حمشاذ العدل نے تحریراً۔ انہیں خبر دی عبداللہ بن موسیٰ بن ابی عثمان نے، انہیں خبر دی سہل بن زنجلۃ رازی نے، انہیں خبر دی صباح بن محارب نے عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرۃ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چند قبروں پر سے گزرے تو میں نے ایک قبر سے بھیچنے کی آواز سُنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس قبر سے بھیچنے کی آواز سُنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعجب فرماتے ہوئے مجھ سے دوبارہ پوچھا کہ کیا واقعی تم نے آواز سُنی ہے؟ میں نے عرض کیا بے شک میں نے سُنی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک معمولی بات پر عذاب دیا جا رہا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو وہ کونسا معمولی کام ہے جس کی وجہ سے اتنا سخت عذاب دیا جا رہا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص چغل خوری کر کے لوگوں میں فتنہ پیدا کرتا تھا اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ تو مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے یعلیٰ جاؤ کھجور کے درخت کی دو سبز ٹہنیاں لے کر آؤ، ایک ٹہنی اس کے سر کی طرف گاڑ دو اور دوسری پاؤں کی جانب۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوتیں اس وقت تک اس کا عذاب ہلکا اور خفیف رہے گا۔

الحمد للّٰہ ربّ العالمین

باب ۲۳۹

یہ باب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی میں جو کچھ کہا گیا اس کے بیان میں ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، انہیں خبر دی محمد بن الہیثم نے، انہیں خبر دی ابوالیمان نے، انہیں خبر دی شعیب نے زہری سے، امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی یعنی آپ بے ہوش ہوگئے کسی تکلیف کی وجہ سے۔ لوگوں نے سمجھا کہ ان کی رُوح پرواز کر چکی ہے تو لوگ ان کے پاس کھڑے ہوگئے اور ان کے اُوپر کپڑا ڈال دیا اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کو تسلی اور صبر کی ترغیب دینے کے لئے ان کے پاس تک پہنچ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر کچھ دیر غشی طاری رہی پھر آپ کو افاقہ ہوا۔ افاقہ میں آنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے جو کیفیت فرمائی کہ انہوں نے سب سے پہلے تکبیر پڑھی اور ان کے گھر والوں نے اور جو اس وقت لوگ موجود تھے اُن سب نے تکبیر پڑھی۔ اس کے بعد انہوں نے تمام موجود لوگوں سے فرمایا کہ کیا مجھ پر غشی طاری ہوئی تھی؟ سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی

تم نے سچ کہا کہ مجھ پر غشی طاری ہوئی تھی، اسی دوران میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک شدید سخت کلام تھا۔ مجھے اپنے ساتھ لے جانے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تمہیں ایک زبردست ذات کی طرف فیصلہ کے لئے لے جارہے ہیں۔

پس وہ مجھے لے جانے لگے تو ان کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی، اُس نے پوچھا کہ اس کو کہاں لے کر جارہے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم اس کا فیصلہ کرنے کے لئے احکم الحاکمین ذات کے پاس لے کر جارہے ہیں۔ تو اس شخص نے جواب دیا کہ اس کو واپس لے جاؤ یہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اُسی وقت سعادت اور مغفرت کا فیصلہ کیا جاچکا ہے جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ یہ ابھی جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں دنیا سے فائدہ حاصل کریں گے۔

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس واقعہ کے بعد بھی ایک ماہ تک زندہ رہے، اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔
انا للّٰہ وانا الیہ راجعون (مستدرک ۳/۳۰۷)

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی اس خوشخبری کی تصدیق کرتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی تھی دیگر عشرہ مبشرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

باب ۲۴۰

یہ باب حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بے ہوشی کی حالت میں جو کچھ کہا اس کے بیان پر مشتمل ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن محمد مزنی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حذیفہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن طہمان نے حصین سے، انہوں نے عامر سے، انہوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن بی بی عمرہ (یہ نعمان بن بشیر کی والدہ تھیں) رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرے پہاڑ سے بہادر بھائی، ہائے میرے معاون و مددگار، یہ میرے دائیں بازو تھے وغیرہ وغیرہ کر کے رونا شروع کر دیا۔ جب حضرت عبداللہ ابن رواحہ کو افاقہ ہوا تو فرمانے لگے حالت غشی میں مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پوچھا گیا کہ واقعی تم ایسے ہو جیسا تمہاری بہن روتے ہوئے کہہ رہی تھی یعنی انہوں نے اس کو انتہائی قبیح سمجھا اور ہمیں اس طرح کے رونے سے منع کیا۔

اس کو روایت کیا ہے بخاری نے اپنی صحیح میں۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۷۔ فتح الباری ۸/۵۱۶)

محمد بن فضیل اور عبثر نے حصین کی حدیث سے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۴۱

یہ باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بیان میں ہے

(۱) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوزکریا بن ابی اسحاق مزکی نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی بحر بن نصر الخولانی نے، انہیں خبر دی ابن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی انس نے ابن شہاب سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت ابوہریرہ ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھ لے تو عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ یا یوں فرمایا کہ وہ مجھے بیداری کی حالت میں بھی دیکھ لے گا۔ اور فرمایا کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۹۳۔ فتح الباری ۱۲/۳۸۳۔ مسلم۔ کتاب الرؤیا)

اور ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے سچ کو دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۶۹۹۶۔ فتح الباری ۱۲/۳۸۳)

(۲) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن ابی نصر درداوردی نے مرو شہر میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوموجہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، انہیں خبر دی عبداللہ نے یونس سے، انہوں نے زہری سے کہ انہوں نے بھی مذکورہ روایت اسی سند سے ذکر کی ہے اور ابوقتادہ کی بھی حدیث روایت کی ہے۔

البتہ اس روایت کو امام بخاری نے عبدان سے ذکر کیا ہے نہ کہ ابوقتادہ سے اور اس کو روایت کیا امام مسلم نے ابی طاہر اور حرملہ سے، انہوں نے ابن وہب سے، اور ابوقتادہ کی حدیث کو بھی ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری نے صرف ابوقتادہ کی طرف اشارہ کیا ہے البتہ روایت ذکر نہیں کی۔ اور امام بخاری نے اس کو روایت کیا زبیدی کی حدیث سے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

(۳) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی السرّی بن خزیمہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی المعلّیٰ بن اسد العمّی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن مختار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ثابت نے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا (وہ سمجھ لے) اس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں کبھی آ نہیں سکتا۔ اور مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں ایک جزء ہے۔

اس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے صحیح میں معلیٰ بن اسد سے اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے بھی روایت کیا ہے۔
اور ابوسعید خدری سے روایت کیا نبی علیہ السلام کا خواب میں دیکھنا۔ (بخاری۔ کتاب التعبیر۔ حدیث ۶۹۹۴۔ فتح الباری ۱۲/۳۸۳)

(۴) حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اپنی اصل کتاب سے، انہیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی احمد بن عبدالحمید الحارثی نے، انہیں خبر دی ابواُسامہ نے عمر بن حمزہ سے، انہیں خبر دی سالم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میری طرف دیکھ نہیں رہے (مجھے فکر لاحق ہوئی) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ میری جانب دیکھ ہی نہیں رہے؟ تو نبی کریم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حالتِ صوم میں اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب تک میری بیوی زندہ رہی میں نے کبھی بھی حالت صوم میں اس کا بوسہ نہیں لیا (یہ تھی اطاعت کہ خواب کے حکم کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی)۔ مترجم

(۵) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر الفارسی نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے انہیں خبر دی ابوبکر بن علی الذھلی نے، انہیں خبر دی یحییٰ نے، انہیں خبر دی ابومعاویہ نے، اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے مالک سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگوں پر قحط نازل ہوگیا۔ پس ایک شخص نبی کریم ﷺ کے روضۂ مبارک پر کھڑا ہوکر آپ ﷺ کو پکارنے لگا کہ یارسول اللہ! آپ اپنی اُمت کے لئے اللہ جل شانہ سے بارش کی دعا کیجئے، اُمت ہلاک ہو رہی ہے۔ تو رات کو نبی اکرم ﷺ اُس شخص کو خواب میں دکھائی دیئے۔ آپ ﷺ نے اُسے حکم دیا کہ تم عمر کے پاس جاکر میرا اسلام پیش کرو اور اُسے خبر دو کہ ضرور سیراب کئے جاؤ گے۔ اور اُن سے جاکر کہو کہ ذرا ہوشیاری، بردباری اور سنبھل کر کام کرو۔

اُس شخص نے حضرت عمر فاروق کی خدمت میں آکر سارا خواب آپ کو سُنایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو کر فرمانے لگے کہ اے میرے ربّ! میں کسی کام میں کوتاہی نہیں کرتا سوائے اس کام کے جو میری دسترس میں نہیں ہوتا یا جس سے میں عاجز ہوتا ہوں، اے میرے ربّ! مجھے معاف فرما۔

(۶) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حمشاذ العدل نے، انہیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق القاضی نے، انہیں خبر دی مسلم بن ابراہیم نے، انہیں خبر دی وہیب بن خالد نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علقمہ نے جو کہ آزاد کردہ غلام ہیں عبدالرحمن بن عوف کے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی کثیر بن صلت نے، وہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اُسی رات کو تھوڑی دیر نیند نے گھیر لیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا اگر مجھے لوگوں کی طرف سے اس طعنہ کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عثمان تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا کر رہے ہیں تو تمہیں وہ خواب ضرور بتلاتا جو کہ میں نے ابھی نیند میں دیکھا ہے۔ تو جو حاضر لوگ تھے انہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے آپ وہ خواب ہمیں ضرور بتلایئے ہم اُن لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آپ کو یہ طعنہ دیں۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابھی خواب میں یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم جمعۃ المبارک کے دن ہمارے ساتھ ہوگے۔ (مجمع الزوائد ۷/۲۳۲)

(۷) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے انہیں خبر دی احمد بن عبید نے، انہیں خبر دی ابراہیم بن عبداللہ نے، انہیں خبر دی سلیمان (جو کہ ابن حرب ہیں) نے، انہیں خبر دی جریر نے یعلیٰ سے، انہوں نے نافع سے، وہ فرماتے ہیں کہ بے شک جس دن

حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا اُسی رات حضرت عثمان غنی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان! تم آج افطار ہمارے ساتھ کرو گے۔ لہٰذا جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا اُس دن آپ روزے سے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت عثمان غنی کے اس خواب کو کئی اسناد سے کتاب الفضائل میں بیان کیا گیا ہے۔

(۸) آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، انہیں خبردی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی بشر بن موسیٰ لاسدی نے، انہیں خبردی حسن بن موسیٰ الاشیب نے، انہیں خبردی حماد نے عمار بن ابی عمار سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی پراگندہ حالت ہے اور آپ کے ہاتھ شیشے کا گلاس یا قارورہ تھا جس کے اندر خون تھا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرت حسین کا اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے (رضی اللہ عنہم) اور میں آج رات تک اس خون کو جمع کرتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جب ہم نے ساتھیوں اور ایام کو شمار کیا تو یہ خواب والا دن وہی دن تھا جس دن حضرت حسین اوران کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا۔ رضی اللہ عنہم

(۹) مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبردی احمد بن علی مقری نے، انہیں خبردی ابوعیسیٰ ترمذی نے، انہیں خبردی ابوسعید الاشج نے، انہیں خبردی ابوخالد الاحمر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی رزیق نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبردی سلمیٰ نے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے؟ آپ کیوں روتی ہیں؟ وہ فرمانے لگیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کا سر اور داڑھی مٹی سے ملوث تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھا ہے (کہ لوگوں نے ناحق آپ کو قتل کردیا ہے)۔

نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے واقعات بہت زیادہ ہیں۔ ان سب کو ذکر کرنے کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اُن سب کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم نے صرف اس باب کے تحت چند واقعات کر ذکر کر کے کتاب کے حسن کو دوبالا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وباللہ التوفیق

(خصائص کبریٰ ۱۷۹/۲)

☆☆☆

یہ ابواب

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت کے بیان میں اور اُس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ظاہر ہونے والے آثار کے بیان میں ہے۔

☆ اوراُن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بیان میں ہے جنہوں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا۔

☆ اسی طرح اور بہت سے دلائل پر مشتمل ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت پر آثار ہیں اُن کے سچے ہونے کے بیان میں۔

باب ۲۴۲

یہ باب نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی کیفیت اور وحی کے نزول کی وجہ سے خود نبی اکرم ﷺ کی کیفیت اور اُس وحی کے صدق کے متعلق حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار واقوال پر مشتمل ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن الحسن العدل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر المز کی نے، انہیں خبر دی ابراہیم البوشنجی نے، انہیں خبر دی ابن بکیر نے، انہیں خبر دی مالک نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کبھی تو وحی اس طرح نازل ہوتی ہے جیسے گھنٹی بجنے کی سی آواز ہوتی ہے اور یہ کیفیتِ نزول دوسری کیفیت کی نسبت سے مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے میرا جسم درد سے ٹوٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا اور میں تکلیف کی شدت سے بے حال ہو جاتا تھا۔ اور کبھی فرشتہ کی صورت میں وحی آتی تھی فرشتہ مجھ سے بات کرتا تھا اور میں اس کو یاد کر لیتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پر ﷺ وحی نازل ہوتی تھی تو سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکتا اور آپ کا جسم درد سے ٹوٹتا تھا۔

اس کو روایت کیا امام بخاری نے صحیح بخاری میں عبداللہ بن یوسف سے، انہوں نے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب بدء الوحی ۱۰۱۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۶۔ مؤطا مالک۔ کتاب القرآن جلد ۷ ص ۲۰۲/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت ہشام بن عروہ سے مختلف سندوں سے بھی پہنچی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عروہ نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہیں خبر دی محمد بن اسحاق صغانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اُشکیب ابوعلی نے، انہیں خبر دی عبدالرحمن ابی الزناد نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ اپنی اُونٹنی پر ہوتے اور اُسی حالت میں وحی نازل ہوتی تو وہ اُونٹنی وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتی تھی اور نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی پیشانی مبارکہ سے بھی پسینہ ٹپکتا تھا حالانکہ سردیوں کے دن ہوتے تھے۔ (اسی کے مطابق معمر بن ہشام نے بھی روایت ذکر کی ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، انہیں خبر دی موسیٰ بن الحسن نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن بکیر السہمی نے، انہیں خبر دی سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے۔

مصنف دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، انہیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، انہیں خبر دی حماد نے، انہیں خبر دی قتادہ نے اور حمید نے حسن سے، انہیں حطان بن عبداللہ رقاشی سے، انہوں نے عبادہ بن صامت ﷺ سے انہوں نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو تکلیف کے آثار چہرہ انور پر ظاہر ہوتے تھے اور چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا اور ابن ابی عروبہ کی روایت میں بھی یہی ذکر ہے۔

امام مسلم نے ابن ابی عروبہ والی روایت کو اپنی صحیح مسلم میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

(مسلم۔کتاب الفضائل ص ۴/۱۸۱۷۔مسند احمد ۵/۳۱۷۔۳۱۸۔مسلم کتاب الحدود ص ۳/۱۳۱۶۔۱۳۱۷)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن یعقوب بن یوسف العدل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابی طالب نے، انہیں خبر دی زید بن الحباب نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سلیمان بن مغیرہ نے ثابت بنانی سے، انہوں نے عبداللہ بن رباح سے، انہوں نے ابوہریرہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کسی کو ہمت و طاقت نہیں ہوتی تھی کہ ہم ایک لحہ کے لئے بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھیں، یہاں تک کہ وحی کی کیفیت ختم ہو جائے۔

اس روایت کو امام مسلم نے فتح مکہ والی طویل روایت میں ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔کتاب الجہاد والسیر۔باب فتح مکہ۔حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن الحسن قاضی نے، فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن حماد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے۔

مصنف دوسری سند بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ بے شک یونس بن سلیم فرماتے ہیں کہ ہمیں املاء کروایا یونس بن یزید الایلی نے (جو کہ ایلی میں رہتے تھے) ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہمیں شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے جیسی آواز سُنائی دیتی تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کی روایت میں بھی یہی ذکر ہے کہ ہمیں وحی نازل ہونے کے وقت شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے جیسی آواز سُنائی دیتی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر ابن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن جبیر ﷺ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

لا تحرك به لسانك لتعجل به ۔ (سورۃ القیامۃ : آیت ۱۶)

کے متعلق نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

''جب وحی نازل ہوتی تھی تو نبی کریم ﷺ بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے تا کہ آپ بھول نہ جائیں اور یہ صورت خود آپ کے لئے بھی مشکل ہوتی تھی۔ تب اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے نبی! آپ جلدی نہ کریں ہم خود ہی آپ کو یہ وحی یاد کرا دیں گے۔ یعنی ہم پر لازم ہے کہ یہ وحی ہم آپ کے سینہ میں محفوظ کر دیں گے، جب ہم پڑھ کر فارغ ہوں تو پھر بعد میں آپ پڑھیں، ساتھ ساتھ نہ پڑھیں''۔ (سورۃ القیامۃ : آیت ۱۶)

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں اس کے بعد جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ بالکل خاموشی سے سُنتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس چلے جاتے تو پھر آپ دُہراتے۔

اس روایت کو امام بخاری نے حضرت قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے حضرت جریر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے اس روایت کو ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب بدء الوحی ۱/۴۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۱/۳۳۰۔ ترمذی ۵/۴۳۰۔ نسائی ۲/۱۴۹۔ ابن حبان ۱/۱۲۴)

باب ۲۴۳

یہ باب حضور اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے اُس زمانہ پر مشتمل ہے جس زمانہ میں وحی کا نزول رُک گیا تھا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ پر غم وحُزن کی کیفیت طاری ہوگئی تھی جو کہ سب کے سامنے عیاں بھی تھی۔ اور اس پر اللہ جل شانہ کا وحی نازل کر کے آپ ﷺ کو تسلی دینا

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۔ (سورۃ ضحیٰ : آیت ۱۔۳)

اللہ تعالیٰ کا دوسرا قول :

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ

اللہ تعالیٰ کا تیسرا قول :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے لے کر وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ تک

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن غالب الخوازمی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد بن حمدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن کثیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے اسود بن قیس سے، انہوں نے جندب بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی نازل کرنے سے رُک گئے تو قریش کی ایک عورت کہنے لگی کہ (نعوذ باللہ) ان پر یعنی حضور علیہ السلام پر شیطان غالب آ گیا ہے۔ تب اللہ جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :

والضحی ٥ والیل اذا سجی ٥ ماودعك ربك وماقلیٰ :

مجھے قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ ہی آپ سے دشمنی کی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں محمد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ ابواب التہجد - حدیث ۱۱۲۵۔ فتح الباری ۸/۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص بن الحمامی المقری نے بغداد میں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حفص بن حمامی المقری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمرو عثمان بن محمد بن بشیر السقطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسود بن قیس نے، انہوں نے جندب بن سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور دو تین دن کے لئے غمگین اور بیمار ہو گئے تو ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے محمد! مجھے لگتا ہے کہ تمہیں تمہارے شیطان نے (یعنی وہ عورت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو شیطان سے تعبیر کر رہی تھی العیاذ باللہ چھوڑ دیا ہے اسی لئے تو وہ دو تین دنوں سے تمہارے پاس نہیں آ رہا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں :

والضحی ٥ والیل اذا سجی ٥ ماودعك ربك وماقلیٰ ٥

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں احمد بن یونس سے نقل کیا ہے۔ جبکہ دوسری سند میں زہیر سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۹۵۰۔ فتح الباری ۸/۸۱۰۔ مسلم ۱/۱۴۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم پر وحی کا سلسلہ عارضی طور پر بند ہو جاتا تھا تو آپ شدید پریشان ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ میں نے آپ کو پریشانی کے عالم میں دیکھ کر عرض کیا آپ کی پریشانی کا یہ عالم دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کے ربّ نے چھوڑ دیا ہے۔ تو اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ما ودعك ربك وماقلیٰ

تمہارے ربّ نے نہ تو تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے کوئی دشمنی کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ''میں عرض کروں کہ یہ روایت منقطع ہے اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اعتراض کی بناء پر نہیں تھا بلکہ محض سوال اور اہتمام کی بنیاد پر تھا''۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن ابی عیسیٰ الدار بجردی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعلی بن عبید الطنافسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ذر نے اپنے والد سے، انہوں نے حدیث بیان کی سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کو بار بار اپنی زیارت کروانے سے کونسی چیز مانع ہے (یعنی آپ ہمارے پاس بار بار کیوں نہیں آتے)۔ بس اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی :

وما نتنزل الا بامر ربك .... الخ

(سورۂ مریم : آیت ۶۴)

ہم نہیں نازل ہو سکتے مگر آپ کے رب کی اجازت اور حکم سے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن ابی اسحاق المغوی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الہیثم البزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ذر نے، وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا۔ اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابونعیم سے نقل کیا ہے، انہوں نے عمر بن ذر سے نقل کیا آگے وہی روایت ہے۔ (مسلم۔ کتاب التفسیر ص مسند احمد ۲۳۶/۳)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، انہیں خبر دی احمد بن سعید الجمال نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قبیص نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اوزاعی سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اسماعیل بن عبیداللہ سے، انہوں نے علی بن عبداللہ بن عباس سے، انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنی اُمت پر کھلنے والے خزانوں کو دیکھا جو کہ پوشیدہ ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہوئی تو یہ آیتیں نازل ہوئیں :

ترجمہ : قسم ہے مجھے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے کہ نہیں چھوڑا آپ کو آپ کے رب نے اور نہ ہی دشمنی کی .... یہاں تک فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ ضرور خوش اور راضی ہو جاؤ گے۔ (سورۃ الضحیٰ)

نبی کریم نے فرمایا کہ مجھے عطا کئے گئے ایک ہزار لؤلؤ (موتی) کے محل جن کا گارا مشک کا ہوگا اور ہر محل میں ضروریات کی تمام اشیاء مکمل طریقہ پر موجود ہوں گی۔

ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعلی حافظ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس روایت کو امام ثوری سے قبیصہ کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کیا اور اس کو یحییٰ بن یمان نے بھی ثوری سے نقل کیا ہے اس روایت کو موقوف قرار دیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کو نقل کیا ہے احمد بن محمد بن ایوب نے ابراہیم بن سعد سے، انہوں نے سفیان سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن ہانی نیشاپوری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان نے اوزاعی سے، ان کو اسماعیل بن عبید نے، انہوں نے علی بن عبید اللہ بن عباس سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن علی بن رباح نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ میں ایک دن مسلمہ ابن مخلد الانصاری کے پاس تھا اور آپ اُس دن مصر میں تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے تو مسلمہ نے ابی طالب کے اشعار میں سے کچھ اشعار سُنائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں جو نعمتیں اور عزتیں عطا فرمائی ہیں اگر ابو طالب ان کو دیکھ لیتے تو ان کو پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ نے آج اس کے چچازاد کو سردار بنایا اور ان کے ذریعہ سے کتنی بھلائیاں اور خیریں پھیلائیں ہیں اور فرمایا کہ ان دنوں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سردار تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بڑی خیریں اور بھلائیاں پھیلائیں تھی۔ پھر حضرت مسلمہ نے فرمایا کہ کیا اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد نہیں ہے؟ :

الم يجدك يتيمًا فاوىٰ ۔ وو جدك ضالاّ فهدىٰ ۔ وو جدك عائلاً فاغنىٰ ۔ (سورۃ الضحیٰ)

اے نبی! کیا آپ یتیم نہیں تھے، پھر اللہ پاک نے آپ کو ٹھکانہ عطا فرمایا اور آپ ناواقف تھے اللہ پاک نے آپ کو واقفیت عطا فرمائی اور آپ غریب تھے اللہ پاک نے آپ کو مالدار بنایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو نے یتیم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یتیم تھے یعنی ان کے والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اور غربت کی تفسیر میں فرمایا کہ عرب کے مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا وہ بہت کم تھا (مگر اللہ پاک نے بعد میں فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو وہ سب کے سب مالدار ہو گئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عازم اور سلیمان بن حرب نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن زید نے عطاء بن السائب سے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ ربّ العزت سے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق پوچھا جس کے متعلق میں پوچھنا نہیں چاہ رہا تھا۔

میں نے عرض کیا اے میرے ربّ! مجھ سے قبل ایسے رسول گزرے ہیں جن میں سے بعض کو آپ نے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا اور کسی کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا تھا؟ تو اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تم ناواقف نہیں تھے؟ پھر ہم نے آپ کو ہر چیز پر واقف کروایا؟ میں نے عرض کیا، بے شک میرے ربّ پھر اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ تم یتیم نہیں تھے کہ ہم نے آپ کو ٹھکانہ عطا فرمایا؟ میں نے عرض کیا بے شک میرے ربّ۔ پھر اللہ ربّ العزت نے فرمایا کیا ہم نے آپ کے سینہ کو نہیں کھولا؟ کیا ہم نے آپ کے اُس بوجھ کو دُور نہیں کیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی؟ کیا ہم نے آپ کے ذکر کو بلند نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا بے شک میرے ربّ۔

یہ سلیمان بن حرب کی حدیث کے الفاظ ہیں جبکہ حضرت عازم کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں کہ کاش میں سوال ہی نہ کرتا تو اچھا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن عیینہ نے، انہوں نے نقل کیا ابن ابی نجیح سے، انہوں نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں تمہارا بھی ذکر ہوگا۔ مثلاً اذان میں :

اشهد ان لا اله الاّ الله اور اشهد ان محمدا رسول الله

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ایمان باللہ اور اذان اور تلاوۃ القرآن میں اور اطاعت پر عمل کی صورت میں اور گناہوں سے بچنے کی صورت میں ہر جگہ جہاں اللہ ربّ العزت کا ذکر ہوگا وہیں رسول اللہ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطا نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید نے، انہوں نے حضرت قتادہ سے، اللہ تعالیٰ کے قول ورفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ذکر کو دنیا و آخرت میں بلند فرمائیں گے، یہاں تک کہ کوئی خطیب یا شہادت دینے والا یا نمازی ایسا نہیں ہوگا جو اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمدا رسول الله نہ کہے (یعنی ضرور کہیں گے۔)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر القطان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمدون سمسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسان بن ابراہیم الکرمانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان ثوری نے، انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے نقل کیا، انہوں نے سلیمان بن قتۃ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے، اللہ تعالیٰ کے قول وانه لذكرلك ولقومك (سورۃ زخرف: آیت ۴۴) کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی قوم کو شرف عزت عطا فرمائیں گے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول لقد انزلنا اليكم كتابا فيه ذكركم (سورۃ انبیاء: آیت ۱۰) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے آپ کی توقیر بیان فرمائی ہے۔

باب ۲۴۴

یہ باب اُن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان میں ہے
جنہوں نے غزوۂ بنی قریظہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا

(مصنف فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ہم نے بنی قریظہ کا ذکر بھی کیا ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق اسفرائنی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے حضرت انس ؓ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ کا سفر اختیار کیا تو میں نے اُس سفر کے دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لشکر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبدہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر المقدمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن

جریر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم نے بنو قریظہ کا سفر اختیار کیا تو میں دوران سفر قبیلہ بنوغنم کے کسی راستہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلنے کی وجہ سے اُٹھتے ہوئے غبار کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

اس کتاب کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے جریر بن حازم سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب بدء الخلق۔ حدیث ۳۲۱۴۔ فتح الباری ۶/۳۰۴)

اور ہم سے اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے مغازی سے نقل کرتے ہوئے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کسی کی تلاش میں نکلے تو آپ بنوغنم کی ایک مجلس سے گزرے تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارے سامنے سے ابھی کوئی گھڑ سوار گزرا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی ہمارے سامنے سے ایک سفید گھوڑے پر سوار حضرت دحیہ کلبی ﷺ گزرے ہیں اور آپ ایک اُونی چادر یا دیباج ریشم کی ایک چادر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں بتلایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو حضرت دحیہ کلبی ﷺ کی مشابہت اختیار کیے ہوئے تھے۔ (مسند احمد ۱/۱۷۳۔ ۳/۲۱۳)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن علی الخزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے جو کہ ابن غیاث ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد نے، جو کہ ابن سلمہ ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم غزوۂ احزاب سے فارغ ہوئے تو آپ غسل کرنے کے لئے غسل خانہ میں تشریف لے گئے کہ فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا، اے محمد! آپ نے اسلحہ تو اُتار دیا مگر ہم نے ابھی تک اسلحہ نہیں اُتارا۔ آپ جلدی سے اُٹھیں اور بنی قریظہ پر حملہ کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ اُن کا سر مٹی کے غبار سے اَٹا ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصالح منصور بن عبدالوہاب البزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن عمر القواریری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے، انہوں نے عبداللہ بن عمر ﷺ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے بھائی عبیداللہ سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ترکی گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اور سر پر عمامہ تھا جس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان تھا۔ پس میں نے اس کے متعلق پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نے جس کو دیکھا ہے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ (طبقات ابن سعد ۸/۴۴)

اس روایت کو ابن وہب نے عبداللہ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن القاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ اور اس روایت کو شعبی نے بھی نقل کیا ہے اور شعبی نے ابوسلمہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ (ہم نے ان روایات کی تخریج فضائل میں کی ہے)

☆☆☆

باب ۲۴۵

یہ باب نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ اُم المؤمنین

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق اور عبداللہ بن محمد وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سُنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعثمان النہدی نے، انہوں نے سلمان سے، وہ فرماتے ہیں کہ اے بندے! اگر یہ تجھ سے ہو سکے تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ ہی بازار سے سب سے آخر میں نکلنے والے ہو کیونکہ بازار شیطان کی مجالس کی جگہ ہے جس میں شیطان اپنا جھنڈا گاڑ کر رکھتا ہے۔ او کما قال علیہ السلام

انہی سے روایت کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے جب کہ آپ کے پاس حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے باتیں شروع کر دیں پھر فارغ ہو کر چلے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ کون تھے؟ یا یہ فرمایا کہ تیرے خیال کے مطابق یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہوں گے؟ تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں! میرے خیال کے مطابق یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ او کما قال

راوی فرماتے ہیں میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ روایت کس سے سُنی؟ تو وہ فرمانے لگے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

جبکہ امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری میں عباس بن ولید سے نقل کیا ہے، انہوں نے معتمر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے اس روایت کو محمد بن عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۳۴۔ فتح الباری ۶/۶۲۹۔ مسلم کتاب الفضائل)

باب ۲۴۶

یہ باب نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حضرت عمر بن خطاب اور دیگر

صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے عثمان بن غیاث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بریدہ نے، انہوں نے یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمن سے نقل کیا، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہم نے ملاقات کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ہم نے اُن سے لوگوں کا تذکرہ کیا جو تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ جب تم واپس جا کر اُن سے ملو تو انہیں میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ عبداللہ اُن سے بَری ہے اور تم ان کو میری براءت کا ذکر تین مرتبہ کرنا۔

پھر فرمایا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے بتلایا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کی مجلس بابرکات میں تشریف فرما تھے کہ ایک حسین وجمیل شخص آیا جس کے بال بھی شدید سیاہ تھے، سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ ہم سب لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ شاید ہم میں سے اُس نو وارد کو جانتا ہو مگر سب نے پہچاننے سے نفی کی۔ جبکہ یہ نو وارد مسافروں کی طرح بھی نہیں لگ رہا تھا چونکہ ہیئت مسافر کی سی نہ تھی۔ اُس شخص نے آپ ﷺ کے قریب ہونے کی اجازت طلب کی آپ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمادی۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اپنے گھٹنوں کو نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ جوڑ دیا اور پوچھنے لگا کہ اسلام کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

لا اله الّا اللّٰه وحدهٗ لا شريك له

کی گواہی دینا اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

پھر اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور جنت، جہنم، مرنے کے بعد اُٹھنے اور ہر تقدیر پر ایمان لائے اور یقین کرلے۔ پھر اس نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کو تم دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہوسکے تو اتنا سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی (کب آئے گی)؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا پوچھنے والے سے، زیادہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کی علامات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھے گا کہ وہ بلند وبالا عمارتوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے اور تو دیکھے گا کہ لونڈیاں اپنے آقاؤں کو جنیں گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اس شخص کو تلاش کرو۔ پس سب لوگوں نے اُس کو تلاش کیا مگر وہ نظر نہ آیا۔ پھر دو یا تین دنوں کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے ابن خطاب! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سائل شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل امین تھے جو تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد حاتم سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔ (مسلم ۱/۳۸)

اسی روایت کو امام مسلم نے کہمس بن الحسن سے بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابن بریدہ سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے : کہ

''ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جس کے شدید سیاہ بال تھے اور اس پر سفر کے بھی کوئی اثرات نہ تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی اُسے نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے قریب ہوکر بیٹھ گیا اور جو کچھ اُس نے پوچھا اور پھر جو کچھ اُس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُس پر وہ صَـدَقْـتَ یعنی آپ نے سچ کہا کی تصدیق کرتا رہا۔ ہم بڑے حیران تھے کہ سوال بھی خود ہی کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی خود ہی کرتا ہے''۔

اُس کو حضرت ابو ہریرہ یوں نقل کرتے ہیں : کہ

''ایک دن حضور علیہ السلام لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اُس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ پھر وہی روایت ذکر کی، یہاں تک کہ وہ شخص چلا گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بلا کر لاؤ۔ پس سب لوگ اُس کو لینے لپکے لیکن ہمیں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل امین تھے، لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے''۔

ان دونوں روایتوں کو امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الایمان۔ فتح الباری ۱/۱۱۴)

☆☆☆

باب ۲۴۷

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام زہری سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے حارثہ بن نعمان سے نقل کرتے ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس سے گزرے کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین دراز گوش پر سوار تھے۔

میں نے سلام کیا، نبی کریم ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ جب ہم واپس ہوئے اور نبی کریم ﷺ بھی واپس ہوئے تو مجھ سے پوچھا، کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جو میرے ساتھ تھے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا۔

باب ۲۴۸

یہ باب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار بن ابی عمار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ ایک شخص سے سرگوشی فرمارہے تھے گویا کہ مجھ سے اعراض فرمارہے تھے۔ پس جب ہم نبی کریم کے پاس سے نکلے تو مجھ سے میرے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے چچا کے بیٹے مجھ سے، اپنے والد ابی فرک سے اعراض کررہے تھے؟ تو میں نے عرض کیا، اباجان اُن کے ساتھ ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے اور حضور ﷺ اُن سے سرگوشی فرمارہے تھے۔

پس میرے والد نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹے اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے عبداللہ سے اس طرح کہا تو اس نے بتلایا کہ آپ کے پاس کوئی شخص تھے اور آپ اُن سے سرگوشی فرمارہے تھے۔ تو کیا واقعی آپ کے پاس کوئی شخص تھا؟ تو نبی اکرم نے مجھ سے پوچھا کہ واقعی اے عبداللہ تم نے اُس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل تھے اور میں انہی سے گفتگو کی وجہ سے آپ کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ (مجمع الزوائد ۹/۲۷۶)

☆☆☆

باب ۲۴۹

ایک انصاری صحابی کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنا اور اُن سے گفتگو کرنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن الحسن قاضی اور ابو سعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب القمی نے جعفر سے وہ سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی کی عیادت کے لئے اُس کے گھر تشریف لے جانے لگے جب آپ ﷺ اُس صحابی کے گھر کے قریب پہنچے تو آپ نے گھر کے اندر کسی کی گفتگو کی آواز سُنی۔ جب آپ علیہ السلام اجازت لے کر اندر داخل ہوئے تو اندر کوئی شخص نظر نہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے پوچھا آپ کس سے باتیں کررہے تھے؟ وہ دوسرا شخص تو نظر نہیں آرہا؟ تو اس انصاری صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے شدید بخار ہورہا تھا تو اس خوف سے کہ لوگ مجھے باتوں میں لگائیں گے اور مجھے تکلیف ہورہی تھی اس لئے میں لوگوں سے چھپتے ہوئے گھر آگیا۔ پھر میرے پاس ایسا شخص آیا کہ آپ کے بعد میں نے کسی کو ایسا باادب بیٹھنے والا اور شائستہ گفتگو کرنے والا نہیں پایا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے نیک بخت ہیں اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرمائیں گے۔

اور ہمیں خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہاشم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب القمی نے جعفر بن مغیرہ سے نقل کرتے ہوئے پھر انہوں نے وہی اُوپر والی حدیث بیان کی۔

باب ۲۵۰

یہ باب ہے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن الحسن بن علی المؤمل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو احمد بن اسحاق حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عروبہ الحسین بن ابی معشر السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن موسیٰ نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے حسن سے، انہوں نے محمد بن مسلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرا گزر ہوا صفا پہاڑ پر سے تو میں اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رخسار مبارک کسی شخص کے پاؤں پر رکھے ہوئے ہیں۔

پس میں وہاں نہیں ٹھہرا آگے چل پڑا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے آواز دی، میں فوراً حضور ﷺ کی طرف چل پڑا تو نبی کریم نے مجھے فرمایا، اے محمد! کس چیز نے تجھے ہمیں سلام کرنے سے روکا؟ تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے ساتھ اس طرح منہمک اور مشغول تھے کہ ہم نے کبھی کسی سے اس طرح مشغول ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی گفتگو میں رخنہ نہ ڈالوں۔ پھر میں نے ہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کون شخص تھا جس کے ساتھ آپ محو گفتگو تھے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل امین تھے اور فرمایا کہ تم نے سلام نہیں کیا اگر سلام کرتے تو ہم آپ کے سلام کا جواب دیتے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا وہ آپ سے کیا کہہ رہے تھے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بار بار مجھے پڑوسی کے حقوق کے متعلق کہہ رہے تھے اور اتنی کثرت سے کہا کہ میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے پڑوسی کا مال میراث میں سے حصہ دلوائیں گے۔

باب ۲۵۱

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا خواب میں ایسے فرشتے کو دیکھنا

جس نے یہ کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ پر سلام کرنے کی اجازت طلب کی

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان فرمائی حسن بن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اسرائیل نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالنصر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الرفاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن صالح الاشج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل بن یونس نے، انہوں نے میسرہ بن حبیب نہری سے، انہوں نے منہال بن عمرو سے، انہوں نے زر بن حبیش سے، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا تو اچانک ایک (عارض) روشنی سامنے آئی تو حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے حذیفہ! تم نے روشنی دیکھی جو مجھے پیش آئی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام کرنے کی اجازت طلب کی ہے اور اس نے مجھے حسن وحسین کے بارے میں ایک خوشخبری دی ہے کہ وہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوگی۔

یہ الفاظ ابوعبداللہ الحافظ کی حدیث کے ہیں اور میں نے اس حدیث کو تفصیل سے کتاب الفضائل میں تخریج کیا ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۲۶)

البتہ ابن قتادہ نے تھوڑا سا اضافہ کیا ہے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اور ہم نے احزاب کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا ہے اس رات جس رات حضور ﷺ نے آپ کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا۔

☆☆☆

باب ۲۵۲

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فرشتوں کو دیکھنا

اور فرشتوں کا ان کو سلام کرنا اور ان کے آپریشن کروانے پر سلام کا منقطع ہو جانا، آپریشن صحیح ہو جانے کے بعد دوبارہ سلام کرنا

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلم العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن واسع نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم صبح میرے پاس آنا۔ جب صبح ہوئی تو میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا تمہارا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ سے آنے کا وعدہ کیا تھا صرف اسی لئے آیا ہوں۔ حضرت عمران بن حصین نے فرمایا کہ میں تمہیں دو حدیثیں بیان کروں گا مگر ایک حدیث تم پوشیدہ رکھنا جبکہ دوسری حدیث کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وہ حدیث جس کو آپ نے پوشیدہ رکھنا ہے وہ اس کے متعلق ہے کہ جب فرشتوں نے مجھے سلام کرنا بند کر دیا تھا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا اور پھر فرمایا کہ حج کے اندر ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے وہ حج کرے۔ (یعنی خواہ وہ ایک سفر میں صرف حج کرے یا حج اور عمرہ دونوں کو جمع کرے)

اس کو مسلم نے اسماعیل بن مسلم سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الحج، باب جواز التمتع۔ حدیث ۱۷۱ ص ۹۰۰/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن اسحاق بن خراسانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن حسن ہاشمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے۔

اسی روایت کی دوسری سند یہ ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمید بن ہلال عدوی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہوئے سُنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی حدیث بیان نہ کروں جس کے ذریعہ تمہیں نفع پہنچائے۔

وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ایک ہی سفر میں جمع فرمایا (یعنی حج تمتع کیا)۔ پھر منع بھی نہیں فرمایا اور قرآن کریم میں بھی اس کی حرمت کے متعلق کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور یہ کہ پہلے فرشتے آ کر سلام کیا کرتے تھے۔ پس جب میں نے داغ لگوایا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا بند کر دیا، لیکن جب میں نے داغ لگوانا چھوڑ دیا تو فرشتوں نے دوبارہ سلام کرنا شروع کر دیا (حضرت عمران بن حصین کو بواسیر کی تکلیف تھی مگر آپ صبر کرتے تھے اس صبر کے بدلے میں فرشتے اللہ کی طرف سے آپ کو سلام کرتے تھے۔ لیکن جب آپ نے داغ لگوانا شروع کیا یعنی بواسیر کا آپریشن کروایا تو فرشتوں نے سلام کرنا بند کر دیا۔ تفصیل واضح ہے۔ (صحیح مسلم شریف کتاب الحج)

مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت شابہ کی روایت یہ ہے کہ فرشتے مجھے سلام کرتے تھے لیکن جب میں نے داغ لگوایا تو سلام کرنا بند ہوگیا لیکن جب داغ لگوانا بند کردیا تو فرشتے دوبارہ سلام کرنے لگے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں شعبہ سے روایت کیا ہے۔(مسلم۔کتاب الحج،باب جواز التمتع۔حدیث ۱۶۷ ص ۲/۸۹۹)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن معروف نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ضمرہ نے ابن شوذب سے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمرؓ نے حضرت عمران بن حصینؓ کے داغ لگوانے کے بعد فرمایا کہ جب تک ابن حصینؓ نے داغ نہیں لگوایا تھا اور انہیں نماز کی طرف متوجہ کرتا تھا لیکن جب انہوں نے داغ لگوایا تو آنے والے نے آنا بند کردیا۔ جب داغ لگوانے کے آثار ختم ہوگئے تو پھر آنے والے فرشتے نے دوبارہ آنا شروع کردیا۔

پھر حضرت عمران بن حصین نے لوگوں سے کہا، لوگو! سن لو جو فرشتہ پہلے میرے پاس آتا تھا اب دوبارہ آنا شروع ہوگیا ہے اور حدیث ذکر کی۔ اس کو روایت کیا سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مگر اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عمران بن حصین نے یہ بھی فرمایا تھا، اے قتادہ! یاد رہے کہ فرشتے مجھے سلام کرتے تھے لیکن جب تک میں زندہ ہوں۔ میری یہ بات پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مرجاؤں تو پھر اس حدیث کو بیان کردینا۔(صحیح مسلم شریف کتاب الحج حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعیسیٰ ترمذی نے تاریخ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیّار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے غزالہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں حضرت عمران بن حصینؓ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم گھر میں جھاڑو وغیرہ دے کر گھر صاف ستھرا رکھا کریں۔ اور ہم السلام علیکم کے الفاظ سنتے تو تھے مگر ہمیں کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

جبکہ یوسف بن یعقوب قاضی سلیمان بن حرب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حماد بن مسلمہ سے، انہوں نے عمار بن ابی عمار سے نقل کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں تو نبی کریم نے فرمایا کہ تم حضرت جبرائیل کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو انہوں نے عرض کیا میں ان کو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ بس آپ مجھے ان کی زیارت کروادیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چلو بیٹھو، تو حضرت حمزہؓ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام ایک لکڑی کے تختہ پر کعبۃ اللہ میں اُترے (جس لکڑی پر مشرکین طواف کرتے وقت اپنے کپڑے اُتار کر رکھتے تھے)۔ تو نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ سے فرمایا اپنی نظر اُٹھاؤ اور دیکھو۔ بس انہوں نے نظر اُٹھائی تو انہوں نے صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قدم مبارک ہی دیکھے تھے جو کہ زبرجد کی طرح اور سبز وشاداب گھاس کی طرح تھے۔ تو یہ دیکھتے ہی حضرت حمزہؓ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

اسی طرح کی روایت مرسلہ حضرت عمار بن ابی عمار سے بھی منقول ہے۔

☆☆☆

باب ۲۵۳

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا فرشتوں اور سکینہ کو دیکھنے کے بیان میں۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، انہیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن خالد الحرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حضرت براء سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اور اُس کے ایک جانب اصطبل میں گھوڑے دو مضبوط رسّوں میں بندھے ہوئے تھے تو اس کو بادلوں نے ڈھانپ لیا اور بادل اس کے قریب سے قریب تر ہوتے ہوتے چلے جا رہے تھے اور گھوڑے رسّیاں تڑوا کر بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے اور بدک رہے تھے۔

جب صبح ہوئی تو اس شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر سارا واقعہ سُنایا تو نبی کریم نے فرمایا یہ سکینہ تھی جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوخیثمہ نے یعنی زہیر بن معاویہ نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے براء سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور اسی کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں عمرو بن خالد کی سند سے بیان کیا ہے اور امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القران۔ باب فضل الکھف حدیث ۵۰۱۱۔ مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا اور باب نزول السکینۃ لقراءۃ القران)

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، انہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے براء کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک رات ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا کہ انہوں نے اچانک دیکھا کہ اس کی سواری بدک رہی ہے یا یوں فرمایا کہ اس کا گھوڑا بدک رہا ہے۔ پس جب اس نے دیکھا کہ ایک سائبان ہے یا بادل ہے، پس اس شخص نے اس بات کو ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سکینہ تھی جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی یا یوں فرمایا کہ جو قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اُترتی ہے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح مسلم میں محمد بن مثنیٰ سے، انہوں نے ابی داود سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

(صحیح مسلم شریف کتاب صلوٰۃ المسافرین اور باب نزول السکینہ لقراۃ القرآن)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے ابن الہاد سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم بن الحارث سے، انہوں نے حضرت اُسید بن حضیر سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ

وہ رات کوسورۃ البقرہ کی تلاوت فرمار ہے تھے جبکہ آپ کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا اس گھوڑے نے گھومنا شروع کر دیا۔ جب وہ تلاوت سے خاموشی اختیار کرتے تو گھوڑا بھی رُک جاتا ۔ جب وہ تلاوت شروع کرتے تو گھوڑا پھر گھومنا شروع کر دیتا، جب وہ خاموش ہوتے تو گھوڑا بھی رک جاتا ۔ جبکہ ان کا بیٹا بھی قریب بیٹھا ہوا تھا ۔ اُنہیں یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ گھوڑا اس بچے ہی کو روند نہ ڈالے۔ جب وہ اس پر متنبہ ہوئے توانہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا توانہوں نے آسمان پر کچھ دیکھا۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں گذشتہ رات تلاوت کرر ہا تھا جبکہ میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا مگر اُس نے گھومنا شروع کر دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ابن حضیر سے فرمایا چلوتم تلاوت کرو۔ یہ بات نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (ابن حضیر فرماتے ہیں) میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا میرا گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ میں خاموش ہوتا تو وہ بھی رُک جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حضیر تلاوت کرو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے خوف ہے کہ یہ گھوڑا کہیں میرے بیٹے یحییٰ کو روند نہ ڈالے جو کہ قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ پس میں اپنے بیٹے کے پاس چلا گیا۔

پس جب میں نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی تو میں نے دیکھا ایک سائبان سا تھا جس میں بہت سے چراغ جل رہے تھے جو کہ آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا، یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پتہ ہے کہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے جو تیری آواز (تلاوت) سُننے آئے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا یعنی خاموش نہ ہوتا تو دوسرے لوگ بھی ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ خباب نے بھی ہمیں بیان کی ہے، انہوں نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے اُسید بن حضیر سے روایت کیا ہے۔

اس امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ انہیں لیث نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ جبکہ امام مسلم نے ابراہیم بن سعد سے حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے یزید بن الہاد سے، انہوں نے عبداللہ بن خباب سے نقل کیا ہے۔

(بخاری ۔ کتاب الفضائل القرآن اور باب نزول السکینة عند قراءة القرآن ۔ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین اور باب نزول السکینه لقراءة القرآن ۔ حدیث ۲۴۲ ص ۲۴۸)

اور روایت کیا گیا ہے اس حدیث کو امام زہری سے بھی، انہوں نے ابن کعب بن مالک سے، انہوں نے اُسید سے روایت کیا ہے اور روایت کیا گیا ہے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے بھی، انہوں نے اُسید سے روایت کیا ہے۔

باب ۲۵۴

ایک صحابی رسول ﷺ کا قرآن کی تلاوت کا سُننا

مگر سُنانے والے کا نظر نہ آنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومنصور النصروی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نجدہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے ابی الحسن التیمی سے نقل کرتے ہوئے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں ایک مرتبہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ ایک شخص کو قُلْ یَآ اَیُّھَاالْکَافِرُوْنَ پڑھتے ہوئے سُنا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بَری ہے۔

پھر ہم آگے چلے تو پھر میں نے ایک شخص کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سُنا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لئے فرمایا کہ اس کی مغفرت کردی گئی ہے۔ پس میں نے اپنی سواری کو روک کر دائیں بائیں دیکھا تا کہ معلوم ہوسکے کہ یہ پڑھنے والا کون شخص ہے۔ مگر مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا۔

باب ۲۵۵

حضرت عوف بن مالک وغیرہ رضی اللہ عنہم کا اُس فرشتہ کی آواز سُننا جو شفاعت کا پیغام لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمّام نے حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوالملیح سے، انہوں نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم کے ﷺ ساتھ سفر میں تھے کہ ایک جگہ پر ہم نے رات گزارنے کے لئے پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی سواریوں کو بٹھایا اور سو گئے۔ پھر میں رات کے حصے میں بیدار ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم کی سواری کسی کے سامنے موجود نہیں ہے۔ میں فوراً اُٹھا اور چلا، آگے چل کر میں نے حضرت معاذ بن جبل اور عبداللہ بن قیس کو کھڑے ہوئے دیکھا، میں نے ان دونوں سے عرض کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ اسی دوران میں تیز چکی کے چلنے کی طرح ایک آواز سُنی اور ہمارے پاس حضور ﷺ پہنچ گئے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا (یعنی فرشتہ) آیا تھا پس اس نے مجھے دو چیزوں کا اختیار دیا :

(۱) میں اپنی اُمت میں سے آدھی اُمت کے جنت میں داخل ہونے پر راضی ہو جاؤں۔ یا

(۲) قیامت والے دن شفاعت عطا ہو۔ پس میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا۔

پس ہم نے عرض کیا کہ آپ کو اللہ کی اور اپنے ساتھ رہنے کی قسم دیتے ہیں کہ ہمیں ضرور شفاعت والوں میں شامل کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میری شفاعت کرنے والوں میں ضرور شامل ہوگے۔

اور ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی شفاعت میں شامل فرمالیجئے گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اُسے فرمایا کہ تم بھی اہل شفاعت میں سے ہوگے۔ جب بہت سارے صحابہ جمع ہوگئے سب نے شفاعت کا سوال شروع کردیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری اُمت میں سے ہر اُس شخص کے لئے ہوگی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

(مسند امام احمد ۴/۴۰۴، ۴۱۵_۵/۲۳۲_۶/۲۳، ۲۸)

☆☆☆

باب ۲۵۶

یہ باب ہے
کلام اللہ شریف کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنے کے بیان میں
اور جھاڑ پھونک کی وجہ سے شفاء کے آثار کا ظاہر ہونا بلکہ شفاء کا حاصل ہونے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ اور ابوبکر محمد بن ابراہیم الفارسی نے، وہ دونوں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی الذہلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہشیم نے، انہوں نے ابی بشر سے انہوں نے ابی المتوکل سے، انہوں نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب رضی اللہ عنہم سفر میں تھے پس ان کا عرب قبائل میں سے کسی قبیلہ پر گزر رہوا۔ پس انہوں نے قبیلہ والوں سے مہمان نوازی کی درخواست کی تو قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ (صحابہ نے الگ پڑاؤ ڈال لیا)

پس اچانک رات کو ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ کیونکہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے۔ پس قافلہ والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہاں! اور وہ شخص اس صحابی کو لے کر بستی میں آیا۔ اُس صحابی نے اس ڈسے ہوئے سردار پر سورۃ الفاتحہ کا دم کیا تو وہ سردار تندرست ہو گیا تو انہوں نے صحابی کو معاوضہ کے طور پر بکریوں کا ایک ریوڑ دینا چاہا تو صحابی نے لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جب تک میں نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لوں اس وقت تک نہیں لوں گا، یہاں تک کہ جب نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو نبی علیہ السلام سے ذکر کیا اور کہا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم میں نے سورۃ فاتحہ کے علاوہ کسی چیز سے دَم نہیں کیا، تو نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ تمہیں کیا علم یہ تو واقعی جھاڑ پھونک کے لئے ہے۔ پھر فرمایا اُن سے بکریوں کو ریوڑ لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی رکھنا۔

اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم دونوں نے اس روایت کو شعبہ سے، انہوں نے ابی بشر سے بھی روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/ ۱۹۸۔ مسلم۔ کتاب السلام)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بشر بن موسیٰ الاسدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابی زائدہ نے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے خارجہ بن الصلت التیمی سے، انہوں نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے کہ ہمارا قافلہ ایک قوم پر سے گزرا۔ اس قوم میں ایک مجنون آدمی تھا جس کو قوم والوں نے زنجیروں سے باندھا ہوا تھا۔ تو اس قوم کے لوگوں نے ہم سے کہا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی دوا ہے جس سے ہمارا یہ مریض تندرست ہو جائے؟ اللہ تمہیں خیر و عافیت نصیب فرمائے گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص نے اس مجنون پر تین دن تک لگاتار صبح شام دو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی، جس کی وجہ سے وہ تندرست و توانا ہو گیا۔ انہوں نے سو بکریاں ہمیں دیں۔ پس جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو سارا واقعہ ذکر کیا تو نبی کریم نے فرمایا تم اس میں سے کھا سکتے ہو کیونکہ یہ جھاڑ پھونک حق طریقہ سے ہوئی ہے۔ اگر جھاڑ پھونک باطل طریقہ سے ہو تو اس کو کھانا باطل و حرام ہے۔

(ابوداؤد۔ کتاب البیوع۔ اجارۃ، باب کسب الاطباء، حدیث ۳۴۲۰ ص ۳/ ۲۶۶۔ ۱۳/۴۔ مسند احمد ۵/ ۲۱۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ بن حیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبیداللہ نے ابی بکر بن محمد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عمرو سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک غلام ہوا کرتا تھا جو آپ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ اُس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ آپ اُس کی خدمت سے خوش تھے۔ وہ کافی عرصہ نبی علیہ السلام کے پاس رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے نبی علیہ السلام پر جادو کر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ نبی کریم بتدریج ڈھلتے اور کمزور ہوتے چلے گئے، لیکن مرض کی تشخیص نہیں ہو پارہی تھی۔

اسی اثناء میں ایک رات نبی علیہ السلام آرام فرماتھے کہ دو فرشتے آپ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اُن میں ایک آپ کے سرہانے بیٹھ گیا جبکہ دوسرا پائنتی کی طرف بیٹھ گیا۔ جو سرہانے بیٹھا تھا اُس نے پائینتی والے فرشتے سے پوچھا کہ اس کو کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ پھر سرہانے والے فرشتہ نے پوچھا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ تو پائینتی والے فرشتے نے کہا کہ ایک کنگھی پر جادو کا عمل کیا گیا ہے۔ پھر اس کنگھی کو مذکر کھجور کے پوٹے میں رکھ کر ذروان کنوئیں کے اندر ایک پتھر کے نیچے رکھا گیا ہے اور کھجور کا درخت بھی وہیں نیچے ہے۔

آپ علیہ السلام فوراً بیدار ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فرمایا، اے عائشہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے مجھے میری تکلیف پر مطلع فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ چند اصحاب کو اپنے ساتھ لے کر کنوئیں کی طرف چلے۔ کنوئیں کا پانی مہندی کے رنگ کی طرح زرد ہو رہا تھا جبکہ اس کھجور کے درخت کی شاخیں خشک اور ٹیڑھی اور سانپ کی طرح پھن نکالے ہوئے تھیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ ایک شخص کنوئیں میں نیچے اُترا اور کھجور کے پوٹے کو پتھر کے نیچے سے لے کر آ گیا۔ جب کھجور کے پوٹے کو کھولا تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی کنگھی تھی جس میں رسول اللہ کے بال مبارک بندھے ہوئے تھے اور اس میں موم سے بنی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی شبیہہ مجسمہ تھی جس میں سوئی گاڑھی ہوئی تھی۔ اور جس میں کمان کی تانت تھی جس میں گیارہ گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔

اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۃ المعوذتین لے کر نازل ہوئے اور فرمایا، اے محمد! قل اعوذ برب الفلق پڑھ کر ایک گانٹھ کھولو پھر من شرّ ما خلق پڑھ کر دوسری گانٹھ کھولو اسی طرح ہر ایک آیت پڑھتے جایئے اور ایک گانٹھ کھولتے جایئے۔ اسی طرح قل اعوذ برب الناس کی بھی ایک ایک آیت پڑھ کر گانٹھ کھولتے جائیں۔ نبی کریم نے اسی طرح فرمایا، حتیٰ کہ ساری گانٹھیں کھل گئیں۔

اس کے بعد ایک ایک سوئی بھی نکالتے گئے ہر سوئی کے نکالتے وقت رسول اللہ تکلیف محسوس فرماتے تھے، حتیٰ کہ ساری سوئیاں نکل گئیں اور رسول اللہ ﷺ راحت محسوس فرمانے لگے۔

(بخاری کتاب۔ بدء الخلق۔ حدیث ۳۲۶۸۔ فتح الباری ۶/۳۳۴۔ ۱۰/۲۲۱۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۴۳ص ۱۷۱۹۔ ابن ماجہ۔ کتاب الطب۔ مسند احمد ۶/ ۵۷، ۶۳، ۹۶)

نبی علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہودی آپ کو نعوذ باللہ قتل کرنا چاہتے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ جل جلالہ نے میری حفاظت فرمائی اور مجھے عافیت نصیب فرمائی اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہوگا۔

راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کو نکلوا دیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہم نے اس روایت کو کلبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی معنی میں روایت کیا ہے۔ اور ایک صحیح حدیث میں ہم نے روایت کیا ہے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابواب الدعوات میں نقل کیا ہے مگر اس روایت میں معوذتین کا ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۲۵۷

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دعا سکھانے کی وجہ سے

رسول اللہ ﷺ کا شیاطین کے حملہ سے بچ جانا۔ پھر یہ دعا حضرت خالد بن ولید کو سکھانا اور جہاں شیاطین ہوتے وہاں سے شیاطین کا اُس دعا کی وجہ سے بھاگ جانا۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کا اس دعا کی وجہ سے محفوظ رہنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان الضبعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالتیاح نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عبدالرحمن بن خنبش سے کہا کہ آپ ہمیں وہ حدیث سنایئے کہ نبی کریم ﷺ نے کیا کہا تھا جب آپ ﷺ پر شیاطین نے حملہ کیا تھا؟

تو حضرت عبدالرحمن نے فرمایا کہ شیاطین نبی کریم ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صورت میں پہاڑوں سے اور ہر وادی سے اُتر رہے تھے۔ اُن کے ساتھ شیطان ابلیس بھی تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا۔ اور اُس شعلہ کے ذریعہ سے وہ ملعون رسول اللہ ﷺ کو جلانا چاہتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دیکھا تو طبعی طور پر گھبرا گئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد! کہہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کیا کہوں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ یہ کلمات کہیں :

اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات ، اللاتی لا یجاوز ھن برّولا فاجر من شر ماخلق و ذرأ و برأ ، و من شر ما ینزل من السمآء و من شر مایعرج فیھا و من شر مَا یلج فی الارض و من شر ما یخرج منھا و من فتن اللیل والنھار و شر الطوارق الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن ۔

آپ فرمادیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں، ان کلمات کے ذریعہ سے جو جامع اور مکمل ہیں کہ جن سے کوئی نیک یا فاجر آدمی آگے بڑھ نہیں سکتا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اُس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور بڑھی۔ اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو زمین سے نکلتی ہے۔ اور رات اور دن کے شر سے۔ اور رات کو چپکنے والے، آنے والے کے شر سے لاّ یہ کہ کوئی خیر لے کر آئے۔ اے رحم کرنے والے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا کہ شیطان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے شیاطین کے لشکر کو شکست دی۔ (مسند امام احمد۔ جلد ۳۔ صفحہ ۴۱۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن ابی العباس الزوزنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن خسب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہشام بن حسان نے حفصہ بنت سیرین سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی العالیہ الریاحی سے نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جنات میں سے بعض جنات تنگ کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کلمات کہا کرو۔ جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دور بھگا دیا۔

باب ۲۵۸

حالتِ نماز میں نبی کریم ﷺ پر بعض شیاطین کا حملہ کرنا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو پکڑنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے محمد بن زیاد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابی ہریرہ ؓ سے نقل کیا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شیاطین میں سے ایک سخت خبیث شیطان نے گذشتہ رات مجھے نماز میں حملہ کر دیا تا کہ میری نماز توڑ ڈالے۔

پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کو پکڑنے کی طاقت عطا فرمائی اور میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے ستون میں سے ایک ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب اس کو دیکھو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی : کہ

رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۔ (ص ۳۵)

اے رب! مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو بھی ایسی حکومت نہ مل سکے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر میں نے اس کو رُسوا کر کے چھوڑ دیا۔

اس روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں محمد بن بشار سے نقل کیا ہے البتہ اُس روایت میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس کو گردن سے سختی سے دبوچ لیا۔ (بخاری۔ احادیث الانبیاء۔ حدیث ۳۴۲۳۔ فتح الباری ۶/۴۵۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے یعنی ابن مہران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ المرادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے معاویہ بن صالح سے وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ربیعہ بن یزید نے، انہوں نے ابی ادریس الخولانی سے، انہوں نے حضرت ابو الدرداء سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم نماز پڑھ رہے تھے پس اچانک ہم نے نبی کریم کو تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اعوذ باللہ منک کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر تین مرتبہ یہ فرمایا میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کرتا ہوں۔ اور نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ ایسے آگے بڑھائے جیسے کسی کو پکڑنا چاہتے ہوں۔

جب نبی کریم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے آج آپ سے نماز میں ایک ایسی چیز سُنی جو پہلے نہیں سُنی اور ہم نے آپ کو اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے دیکھا۔ تو نبی کریم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ میرے چہرے پر ڈال دے۔ پس میں بلا کسی تاخیر کے تین مرتبہ اعوذ باللّٰہ منك اور تین مرتبہ العنك بلعنة اللّٰه التامه کہا پھر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو اس کو پکڑ کر باندھ لیتا اور صبح کو مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل تماشہ کرتے۔

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن سلمہ المرادی سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۴۰ ص ۱/۳۸۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو منصور ظفر بن محمد العلوی نے لکھوا کر، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر بن دحیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو غسان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے سماک نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے خود سُنا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نماز میں بار بار آگے کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا شیطان نماز میں میرے اُوپر آگ پھینکنا چاہتا تھا تاکہ میری نماز خراب کر دے۔ پس میں اس کو پکڑ رہا تھا، اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو پھر وہ مجھ سے بھاگ نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کو دیکھتے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو منصور ظفر بن محمد العلوی نے لکھواتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں انہوں نے ابی عبیدہ سے نقل کیا، انہوں نے عبد اللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، ایک مرتبہ شیطان کا مجھ پر گزر رہوا۔ پس میں نے اس کو بڑھ کر پکڑ لیا اور اس کی گردن دبوچ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر بھی محسوس کیا اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیتا۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے بچے بھی اس کو دیکھتے۔ (مسند احمد ۵/۱۰۴-۱۰۵)

باب ۴۵۹

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کے خلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمایا ہے اس لئے وہ شیطان نبی کریم ﷺ کو سوائے خیر کے کوئی حکم نہیں دیتا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسود بن عامر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیانؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الرحمن بن

مہدی نے سفیان سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے منصور سے، انہوں نے سالم (جو کہ ابن ابی جعد ہیں) سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان جن ہمیشہ رہتا ہے اسی طرح ایک فرشتہ بھی ساتھ رہتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اُس شیطان جن پر غلبہ عطا فرمایا ہے یعنی مجھے اُس کے شر وفتن سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ مگر میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے وہ مجھے سوائے نیکی کے اور کوئی حکم نہیں دیتا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو صادق محمد بن ابی الفوارس العطار نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سلیمان اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔ (پس یہ سند عالی ہے)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن مثنی اور محمد بشار سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالرحمٰن سے۔ (مسلم۔ کتاب المنافقین ص ۲۱۸۶)

اور انہوں نے بھی واللہ اعلم ساتھی سے مراد جن اور شیطان مراد لیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! بے شک میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس پر غالب کر دیا ہے، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے (یا یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرمایا ہے اُس کے اسلام کی بنا پر)۔

نوٹ: آگے مصنف فرماتے ہیں اس بات کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، (۱) یا اس بات سے مراد اس کا مسلمان ہونا ہے۔
(۲) یا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے محفوظ اور سلامت رکھا ہوا ہے۔

اس پہلی بات کی طرف محمد بن اسحاق بن خزیم کا رجحان معلوم ہوتا ہے جبکہ حضرت سلیمان الخطابی کا فرمانا یہ ہے کہ اکثر راویوں نے یہاں پہلی بات ہی مراد لی ہے سوائے سفیان بن عیینہ کے، وہ فرماتے ہیں یہاں دوسری بات یعنی سلامتی مراد ہے کیونکہ شیطان کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن معروف نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں مجھے خبر دی ابوالولید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سعید الایلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابوصخر نے ابن قسیط سے نقل کرتے ہوئے کہ انہیں بیان کیا عروہ نے عروہ کو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ رات کو اُن کے پاس سے باہر نکل گئے تو مجھے غیرت آئی کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کہاں جا رہے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے میری کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا، اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ تم مجھ پر غیرت کرتی ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ جیسی شخصیت پر غیرت نہیں کر سکتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اللہ تجھے محفوظ فرمائے تیرے شیطان کے مکروفریب سے، تو میں نے عرض کیا کہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، بلکہ ہرانسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، مگر میرے رب نے مجھے اُس پر غلبہ عطا فرمایا ہے لہٰذا وہ مسلمان ہوگیا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ہارون بن سعید الأیلی سے نقل کیا ہے۔

(مسلم فی کتاب صفات المنافقین۔ باب تحریش الشیطان۔حدیث ۷۰ ص ۴/۲۱۶۸)

باب ۲۶۰

''اذان'' شیطان اور جنات سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوزکریا العنبری اور علی بن عیسیٰ الحیری نے دوسرے لوگوں کے درمیان، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں بیان کی اُمیہ بن بسطام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی رَوح بن قاسم نے سہل بن ابی صالح سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بنی حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا غلام یا ہمارا کوئی ساتھی تھا۔

پس اُس ساتھی کو کسی نے دیوار کی اوٹ سے پکارا اُس کا نام لے کر ہمارے ساتھی نے جب وہاں دیوار کی طرف دیکھا تو اسے کوئی چیز بھی نظر نہ آئی۔ بعد میں میں نے یہ بات اپنے والد کو بتلائی تو والد صاحب نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ تمہارا سامنا اُس سے ہوگا تو میں تمہیں بھیجتا ہی نہیں۔ بہرحال جب تم نے اس کی آواز سُنی تو اسی وقت اذان ہوگئی اور اذان کی وجہ سے وہ واپس بھاگ گیا۔

بے شک میں نے حضرت ابوہریرہ ؓ کو نبی کریم سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ دے کر گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اُمیہ بن بسطام سے نقل فرمایا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب فضل الأذان وھرب الشیطان عند سماعہ۔حدیث ۱۸ ص ۱/۲۸۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن غصن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے یُسیر بن عمرو سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا جب جنات تمہیں پریشان کریں تو تم اذان دینا شروع کردو تو جنات تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عامر بن صالح نے یونس سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر ؓ نے ان کو سعد بن ابی وقاص کی طرف بھیجا جب وہ درمیان میں راستہ میں پہنچے تو جنات کی ایک جماعت سے ان کا سامنا ہوگیا۔ جب وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے تو اُن کو سارا واقعہ سُنایا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں یہ نہیں بتلایا تھا کہ جب کبھی ہمیں جنات تنگ کرتے ہیں تو ہم اذان دینا شروع کردیتے ہیں۔

جب یہ شخص حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو اُسی طرح ایک بادل بھی اُسی جگہ پہنچ گیا جو بادل اس شخص کے ساتھ چل رہا تھا۔ تو اس شخص کو حضرت سعدؓ کی کہی ہوئی بات یاد آ گئی تو فوراً اس نے اذان دینا شروع کی جیسے ہی اس نے اذان دی تو وہ بادل چلا گیا۔ جب اذان سے سکوت اختیار کیا تو پھر بادل آ گیا۔ آپ نے دوبارہ اذان دینا شروع کر دی تو وہ بادل پھر واپس چلا گیا۔

باب ۲۶۱

اللہ تعالیٰ کے کلمات تعوذ پڑھنے سے
انسان کا کسی موذی چیز کے ڈسنے سے محفوظ ہو جانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسلم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا۔

جب یہ بات نبی کریمﷺ تک پہنچی تو آپﷺ نے فرمایا، اگر یہ شخص شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا:

اعوذ بکلمات التامة من شر ما خلق

تو بچھو سے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ (مسلم ۲۰۸۱۔ کتاب الذکر والدعا)

راوی فرماتے ہیں میرے اہل میں سے ایک عورت نے یہ کلمات پڑھے پھر اس کو سانپ نے ڈس لیا لیکن اس کو کوئی بھی تکلیف نہ ہوئی۔

باب ۲۶۲

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر
زہر پینے سے بھی زہر کے نقصان سے بچنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ابی بکر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سریج بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن زکریا نے یونس بن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی السفر سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید نے بنی مرازبہ قبیلہ کے ایک شخص حیرہ کے پاس پڑاؤ کیا بنی مرازبہ نے حضرت خالد بن ولید سے کہا کہ آپ زہر سے بچنا، کہیں یہ عجمی لوگ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ تو حضرت خالد بن ولید نے فرمایا زہر لے کر آؤ۔ جب لایا گیا تو حضرت خالد بن ولید نے بغیر سوچے اور بغیر تاخیر کیے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا مگر آپ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

☆☆☆

باب ۲۶۳

شیطان کا صدقہ کے مال میں سے چوری کرنا اور پھر آیۃ الکرسی پڑھ کر شیطان سے محفوظ ہو جانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن حسن حربی نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے جو کہ محمد بن غالب ہے وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عوف بن سیرین سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں وصول ہونے والے اموال صدقات کی حفاظت پر مامور فرمایا۔

رات کو ایک شخص آیا اور وہ غلّہ (گندم) میں سے چوری کرنے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا۔ تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دیں، میں ضرورت مند اور محتاج ہوں اور بچوں والا ہوں، بچے بھوک میں مبتلا ہوں اسی لئے یہ غلہ اُٹھا رہا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! اس نے اپنے گھر والوں کی شدید مجبوریوں کو اور اپنی محتاجگی اور پریشانی کو بیان کیا تو مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

پس جب دوسری رات ہوئی تو وہ دوبارہ آیا اور غلّہ چوری کرنا شروع کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دوبارہ پکڑ لیا اور کہا میں تجھے حضور ﷺ کے سامنے لے کر جاؤں گا۔ میں نے تو یہ سمجھا کہ تو اب نہیں آئے گا مگر تو اب دوبارہ آیا ہے۔ اُس نے دوبارہ اپنی محتاجگی، غربت اور بچوں کے بھوکے ہونے کا بیان کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پھر اس پر رحم آ گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اُس نے اپنی محتاجگی اور عیال کی فاقہ کشی کو بیان کیا تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے رہا کر دیا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

اب تیسری رات وہ دوبارہ آیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھر پکڑا اور فرمایا اب تو میں تجھے ضرور بالضرور حضور علیہ السلام کے پاس لے کر جاؤں گا تو نے یہ تیسری مرتبہ مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ تو اس نے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھلاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع پہنچائیں گے۔

''جب تو بستر پر لیٹے تو ایک مرتبہ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لینا تو صبح تک ایک محافظ فرشتہ شیطان سے تمہاری حفاظت کرتا رہے گا''۔

راوی فرماتے ہیں حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو نیکی کے حریص رہتے تھے۔ لہٰذا جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ مفید بات ملی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھ لیا کہ تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! اس نے مجھے ایک ایسی چیز سکھلائی ہے جس کے بارے میں اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے فائدہ دیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ کونسی چیز ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس نے مجھے حکم دیا کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو ایک مرتبہ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لینا تو ایک فرشتہ صبح تک شیطان سے تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ ! وہ آدمی تو جھوٹا تھا مگر تمہیں سچی بات بتلا گیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ تم تین دن تک کس سے مخاطب ہوتے رہے؟ تو میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عثمان بن الہیثم کی سند سے بیان کیا ہے۔ (بخاری کتاب الوکالۃ۔ حدیث ۲۳۱۱۔ فتح الباری ۴/۴۸۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عباس بن الولید بن مزید نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی الاوزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی کثیر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابی بن کعب نے کہ ان کے والد ابی بن کعب کا کھجوروں کا ایک ڈھیر تھا میرے والد جب بھی ڈھیر کا جائزہ لیتے تو اس کو کم ہی پاتے۔

پس ایک رات انہوں نے خود چوکیداری کی، انہوں نے دیکھا ایک ہیولا ہے جو کہ ایک نوجوان لڑکے کا لگ رہا تھا۔ انہوں نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے کہا تم کون ہو؟ جن یا انسان؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں جن ہوں۔ تو میں نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ مجھے دے تو اس نے اپنا ہاتھ مجھے دیا تو میں نے دیکھا کہ ہاتھ کتے کا تھا اور بال بھی کتے کے تھے تو ابی بن کعب نے پوچھا کہ کیا جن ایسے ہوتے ہیں تو اس جن نے کہا کہ تم نے جن کو جان لیا مگر یہ بات یاد رکھنا کہ جنوں میں مجھ سے زیادہ سخت کوئی اور جن نہیں ہے۔

ابی بن کعب نے اس سے پوچھا کہ تجھے غلّہ چوری پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ جن نے جواب دیا کہ مجھے یہ پتہ چلا تھا کہ آپ صدقہ کرنے کو بہت محبوب رکھتے ہیں پس میں نے چاہا کہ میں صدقہ کا اپنا حصہ خود ہی لے لوں۔ تو ابی ابن کعب نے جن سے کہا کہ کوئی ایسی ترکیب نہیں کہ ہم تم سے محفوظ رہ سکیں؟ جن نے کہا آپ مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔ پھر ابی بن کعب نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

پھر وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس خبیث جن نے سچ بات کہی ہے۔ (اسی طرح اوزاعی نے یحییٰ سے نقل کیا ہے)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حرب بن شداد نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرمی بن لاحق نے محمد بن عمرو بن اُبی بن کعب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے دادا ابی ابن کعب سے نقل کیا ہے کہ ان کا ایک کھجور کا ڈھیر تھا آگے پھر وہ ہی حدیث بیان کی جو کہ پیچھے مذکور ہوئی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ابو عبداللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابو العباس قاسم بن قاسم السیاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہلال البوسنجی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن شقیق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالمؤمن بن خالد حنفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بریدہ الاسلمی نے ابی الاسود دؤلی سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ آپ وہ واقعہ بیان کیجئے جب آپ نے شیطان کو پکڑا تھا۔

انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے مسلمانوں کے لئے آئے ہوئے صدقہ کے مال کی نگرانی پر مامور فرمایا پس میں نے اُس مال کو جو کہ کھجوروں کی صورت میں تھا ایک کمرہ میں رکھ دیا مگر وہ کھجوریں مسلسل کم ہو رہی تھیں۔ مجھے تشویش ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان تمہاری کھجوریں اُٹھاتا ہے۔

حضرت معاذ ﷺ فرماتے ہیں اُس کے بعد میں کمرہ میں گیا اور دروازہ بند کر لیا تھوڑی دیر بعد دروازے پر اندھیرا چھا گیا اور وہ شیطان کی آمد کی علامت تھی۔ پھر اس شیطان نے ہاتھی کی صورت اختیار کی، کبھی کسی اور صورت میں آتا حتیٰ کہ وہ دروازے کے سوراخوں سے اندر آ گیا اور آ کر کھجوریں کھانے لگا۔ میں نے اپنی تہبند کو مضبوط کیا اور اس کے اُوپر چھلانگ لگا کر اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ تم اللہ کے دشمن شیطان ہو؟

وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دے میں زیادہ کنبہ والا غریب فقیر آدمی ہوں اور ہم دو خاندان اس بستی میں رہتے تھے۔ تمہارے نبی کے آنے کے بعد ہمیں یہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ مہربانی کر و اب مجھے چھوڑ دو، آئندہ نہیں آؤں گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔

جب نبی علیہ السلام صبح فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے مجھے پکارا کہ معاذ بن جبل کہاں ہے؟ تو میں فوراً کھڑا ہو گیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے معاذ! تمہارے قیدی کا کیا حال ہے؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔

حضرت معاذ بن جبل ﷺ کہنے لگے دوسری رات میں نے پھر کمرہ کا دروازہ بند کیا تو وہ شیطان پھر دروازے کے سوراخ میں داخل ہو گیا اور کھجوریں کھانے لگا۔ میں نے پھر وہی کام کیا جو گذشتہ رات کیا تھا۔ وہ شیطان پھر کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں غریب ہوں، میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے کل نہیں کہا تھا کہ میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ تو وہ کہنے لگا پس آئندہ نہیں آؤں گا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص رات کو سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں پڑھتا ہے تو مجھ سمیت کوئی شخص وہاں نہیں آ سکتا۔ (مجمع الزوائد ۳/۳۸۷)

اس روایت کی تائید زید بن الحباب عبدالمؤمن بن خالد الحنفی المروزی نے بھی کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حامد السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے عبداللہ بن بریدہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میرا کچھ غلّہ رکھا ہوا تھا مجھے اس میں بتدریج کمی محسوس ہونے لگی۔

ایک رات میں متنبہ ہو کر بیٹھا تو اچانک ایک جنی غلّہ پر ٹوٹ پڑی۔ میں نے فوراً اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ آج تو مجھ سے بھاگ نہیں سکتی، یہاں تک کہ میں تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ تو وہ کہنے لگی کہ میرے بچے زیادہ ہیں اور وہ بھوکے ہیں مجھے چھوڑ دو میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے سارا واقعہ سُنایا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ جنی جھوٹی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے پھر غلّہ میں کمی محسوس ہونے لگی میں پھر غلّہ پر نگاہ لگا کر بیٹھ گیا اور پھر دوبارہ اُسی جنی کو پکڑ لیا وہ جنی پھر وہی باتیں کرنے لگی اور اس نے قسم اُٹھائی کہ آئندہ نہیں آؤں گی۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کو آ کر واقعہ سُنایا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ جھوٹی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ میرا غلّہ پھر بھی کم ہونے لگا۔ میں پھر گھات لگا کر بیٹھ گیا اور اس کو پھر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا میں تجھے اب چھوڑوں گا نہیں۔ تو وہ جنی کہنے لگی تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسی چیز بتلاتی ہوں اگر تم اس کو پڑھ لو تو جنوں میں سے کوئی بھی تمہارے سامان کے قریب نہیں آ سکے گا اور وہ یہ ہے کہ جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اُوپر اپنے مال پر دَم کر لو۔

راوی فرماتے ہیں پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ یہ جھوٹی ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے اُسی طرح نقل فرمایا ہے لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے کچھ مختلف ہے لیکن ہوسکتا ہے دونوں روایتیں ہی اسی طرح محفوظ ہوں۔

اور حضرت ابی ایوب انصاری سے بھی اسی طرح کا قصہ نقل کیا گیا ہے۔

اور حضرت ابواسحاق السبیعی نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں پہنچے جو کہ مدینہ میں تھا تو انہیں کچھ شور شرابا سنائی دیا۔ پھر جنات میں سے کسی مرد نے ان سے کہا کہ ہمیں قحط کا سامنا ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس باغ کے پھل کھانے کی اجازت دیں تاکہ ہمارے لئے پھل کھانا حلال ہوجائے پھر ہم تمہیں آیۃ الکرسی سکھائیں گے جس کے ذریعہ تم ہم سے پناہ میں آسکتے ہو۔

باب ۲۶۴

یہ باب اُس شخص کے بیان میں جس کے پیچھے دو شیطان لگ گئے پھر انہیں واپس کیا گیا اور اُس نے اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کو سلام کہنے کا حکم دیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن معبد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن عمرو نے، انہوں نے عبدالکریم سے نقل کیا انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک شخص خیبر سے نکلا تو اس کے پیچھے دو آدمی لگ گئے جبکہ تیسرا اُن دونوں کے پیچھے۔ ان دونوں سے کہنے لگا، ارے تم واپس آجاؤ حتیٰ کہ وہ تیسرا ان دونوں کے قریب پہنچ کر ان دونوں کو واپس لے گیا۔

پھر وہ دوبارہ اس شخص کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ دونوں شیطان تھے میں مستقل ان کے پیچھے لگا رہا، یہاں تک کہ ان کو واپس لے گیا۔ جب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو تو ان کو سلام کہنا اور یہ بتلانا کہ ہم صدقات کے جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ہمارے لئے یہ ممکن ہوتا تو ہم میں سے کوئی اس کے ساتھ آتا۔

پس جب یہ شخص حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سُنایا تو نبی کریم ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

☆☆☆

باب ۲۶۵

حضرت حبیب بن مسلمہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور دیگر صحابہ کا دوسری دعائیں پڑھ کر اللہ جل جلالہ سے مدد کا سوال کرنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی دنیا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن ہاشم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صفوان بن عمرو نے، انہوں نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے جب دشمن ٹکراتے یا کسی قلعہ پر حملہ کرتے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔

ایک دن انہوں نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر ایک رومی قلعہ پر حملہ کیا ساتھ دیگر مسلمانوں نے بھی پڑھا تو اللہ جل شانہ نے قلعہ کو فتح کروادیا۔ (تہذیب تاریخ دمشق ۴/۴۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمن المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ سے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ہبیرہ نے حبیب بن مسلمہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا گیا، وہ جنگوں کے ماہر تھے۔ جب وہ دشمن کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ان میں سے بعض دوسرے اُن کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں تو اللہ رب العالمین ان کی دعاؤں کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔

پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے خون معاف فرما اور ہمیں شہداء والا اجر وثواب عطا فرما۔

راوی فرماتے ہیں اسی دوران پس اچانک دشمن کے امیر نے حملہ کردیا اور حضرت حبیب بن مسلمہ کے خیمہ میں داخل ہو کر آپ کو شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (تاریخ ابن عساکر ۴/۴۱)

☆☆☆

باب ۲۶۶

حضرت ربیّع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کی حفاظت کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق المؤذن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن حب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل بن ترمذی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ایوب سلیمان بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی اُویس نے، انہوں نے سلیمان بن بلال سے نقل کیا ہے انہوں نے ابوعبدالعزیز ربذی سے، انہوں نے ابوبکر بن عبیداللہ بن انس بن مالک ﷺ سے، انہوں نے اپنی پھوپھی عائشہ بنت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ وہ خبر دیتی ہیں اپنی والدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے، فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر میں حاملہ تھی اور میں نے اپنے اُوپر ایک چادر ڈالی ہوئی تھی کہ اچانک میرے پاس ایک سانپ آیا اور وہ میرا علاج کرنا چاہ رہا تھا اور مجھ سے مزاحمت کرر ہا تھا۔ اسی دوران ایک زرد رنگ کا صحیفہ آسمان سے آیا اور اس کے سامنے گر گیا پس اس سانپ نے اس کو پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط جنّات کی طرف سے ہے۔

امابعد! کہ میری بندی جو کہ میرے نزدیک صالح بندے کی بیٹی ہے تو اس کو چھوڑ دے، میں تجھے اس کے اُوپر کسی قسم کا حملہ وغیرہ کرنے نہیں دوں گا۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں اس نے مجھے اپنا ڈنک مار کر دُور کر دیا اور کہا کہ تیرے لئے یہی کافی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈنک کا اثر میرے ساتھ میری موت تک رہا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن صفوان بردعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن یونس الیمامی الحنفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے، وہ فرماتے ہیں کہ عوف بن عفراء کی بیٹی ایک مرتبہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی تو اس نے محسوس کیا کہ ایک کالے رنگ کا سانپ اس کے سینے پر چڑھ دوڑا ہے اور اس نے اس کی گردن پر قبضہ جما لیا ہے۔ اسی دوران ایک زرد رنگ کا صحیفہ آسمان و زمین کے درمیان ہے یہاں تک کہ وہ میرے سینے پر آ کر گر گیا تو فوراً اس صحیفہ کو اس کالے رنگ کے سانپ نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ خط جنّات کے ربّ کی طرف سے ہے کہ تو میرے اس نیک صالح بندے کی بیٹی کو چھوڑ دے کیونکہ تیرا داؤ اس کے اُوپر نہیں چل سکتا۔ یہ پڑھ کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور میری گردن سے، ہاتھوں سے دُور کر دیا گیا۔ اور اپنے ایک ہاتھ سے میرے گھٹنے پر ایک ضرب ماری تو وہ جگہ سیاہ ہوگئی یہاں تک کہ وہ بکری کے سر کی طرح ہوگئی۔

راویہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچی اور سارا قصہ سُنایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے چچا کی بیٹی! جب تو ماہواری والی ہو جائے گی تو کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لیا کرو پھر تجھے انشاء اللہ کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ پھر اللہ جل شانہ اس کی حفاظت اس کے والد کے ذریعہ سے فرماتے رہے۔ اس کے والد کا نام علی تھا جو کہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں عوف بن عفراء کی بیٹی کا واقعہ اسی طرح منقول ہے)

البتہ یہی واقعہ صاحبہ القصہ یعنی حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے دوسری سند سے بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ ہے کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی الدنیا نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر الکندی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صرمۃ الانصاری نے، انہوں نے یحییٰ بن سعد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرہ بنت عبدالرحمن کی وفات کا وقت قریب آیا تو تابعین میں سے بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے جن میں عمرہ بھی تھے اور قاسم بن محمد وابوسلمہ وغیرہ بھی تھے۔

ہم ان کے پاس ہی تھے کہ اچانک اُن پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور ان سب حضرات نے چھت کے نوٹنے کی آواز سُنی اور اچانک ایک کالے رنگ کا بہت بڑا اژدھا نیچے گرا۔ گویا کہ وہ بہت بڑا شہتیر ہے اور وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک سفید رنگ کا روق آ کر اس کے سامنے گرا اور اس میں دیکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا کہ یہ خط کعب کے رب کی طرف سے کعب کے لئے ہے (جن کا نام کعب تھا)۔ کہ تیرا نیک صالح خواتین پر کوئی داؤ نہ چل سکے گا پس جب اس نے اس کتاب کی طرف دیکھا تو واپس پلٹا یہاں تک کہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی الدنیا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن منصور الرمادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے ابن عجلان سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے بنو عذرہ کی ایک عورت سے شادی کی اور وہ یعنی سعد بن ابی وقاص ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ان کی بیوی کی طرف سے قاصد آیا کہ آپ کو فلانہ بلاتی ہیں مگر حضرت سعد نے جانے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ قاصد واپس جا کر دوبارہ آپ کو بلانے آ گیا تو آپ فوراً اُٹھے اور ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے، کیا پاگل ہوگئی ہے؟

انہوں نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کیا جو کہ آپ کے بستر پر تھا اور ان کی اہلیہ نے کہا کہ جب میں اپنے گھر تھی اس وقت سے یہ میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں اس وقت سے یہ آج ہی یہاں نظر آ رہا ہے۔ تو حضرت سعد نے اس سانپ کو مخاطب کیا کہ تو نہیں جانتا کہ یہ میری اہلیہ ہیں۔ اور میں نے اس سے مہر دے کر نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے حلال قرار دیا ہے اور تیرے لئے اس کی کوئی چیز بھی حلال نہیں ہے۔ اس لئے یہاں سے چلا جا اور اگر تو دوبارہ آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ وہ سانپ واپس مڑا یہاں تک کہ دروازے سے باہر نکل گیا اور حضرت سعد نے ایک شخص کو فرمایا کہ اس کا پیچھا کرو اور دیکھو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ وہ شخص اس سانپ کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ سانپ مسجد نبوی میں داخل ہوگیا اور جب وہ سانپ مسجد کے درمیان پہنچا تو اس نے ایک چھلانگ لگائی اور چھت میں غائب ہوگیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان کی اہلیہ کے پاس کبھی کوئی سانپ نہیں آیا۔

باب ۲۶۷

یہ باب حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ المروزی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد علی بن محمد بن عبداللہ الحبیبی المروزی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابودُجانہ محمد بن احمد بن سلمہ بن یحییٰ بن سلمہ بن عبداللہ بن زید بن خالد بن ابی دُجانہ نے (ابودُجانہ کا اصلی نام سماک بن اوس بن خرشۃ بن لوذان الانصاری تھا)۔ انہوں نے یہ حدیث ہمیں مکہ مکرمہ میں باب صفا میں ۳۷۵ھ کو لکھوائی۔ اس حال میں کہ وہ داڑھی کو خضاب لگاتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی سلمہ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی یحییٰ بن سلمہ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی سلمہ بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ بن زید بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی خالد ابی دجانہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے ابی دجانہ کو وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک شکایت کی۔

پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ایک مرتبہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے اپنے گھر میں چکّی کی سی چلنے کی آواز آئی اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھنانے کی سی آواز آئی اور بجلی کی طرح ایک چمک اُٹھی تو میں نے گھبراتے ہوئے جو سر اُوپر کو اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا سانپ پھن اُٹھائے ہوئے پیٹھ کے بل میرے سامنے تھا جبکہ اس کا باقی طویل حصہ میرے گھر کے صحن میں تھا۔ میں نے اس کی طرف متوجہ ہوکر اس کو چھوا تو اس کی کھال مجھے چوہے کی کھال کی طرح محسوس ہوئی، اتنے میں اس سانپ نے آگ کے شعلہ کی طرح مجھے ایسی پھنکار ماری کہ میں نے یہ سمجھا کہ یا تو میں جل جاؤں گا یا میرے گھر کو آگ لگ جائے گی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے ابودُجانہ! تیرے گھر میں ایک خبیث قوم کا بسیرا ہے لیکن اب تو ان کو مزا چکھائے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ ایک کاغذ اور دوات لے کر آؤ۔ میں نے یہ دونوں چیزیں لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیں تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے ابوالحسن! لکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم (جنات وغیرہ سے حفاظت کا نسخہ) بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لکھو، کہ

یہ خط اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اُس شخص کے لئے ہے جو کسی کے گھر میں رات کو جاتا ہے خواہ وہ رہائشی ہو، خواہ وہ صرف ملنے کے لئے جائے، خواہ وہ نیک صالح ہو سوائے اُس شخص کے جو خیر کے لئے جائے۔

اے رحمٰن! امابعد "بے شک ہمارے اور تمہارے لئے ایک حق کا سچا راستہ موجود ہے۔ پس اگر یا تو تم مجھ سے بہت زیادہ عشق و محبت کرتے ہو یا بہت زیادہ فاجر و فاسق ہو اور یا تو حق کے طالب یا ناحق کو پسند کرتے ہو (پس تم جو کچھ ہو) یہ خط اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان حق کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اُسی کا فرمان ہے کہ جو تم کرنا چاہتے ہو ہم اس کو ختم کرسکتے ہیں اور ہمارے فرشتے وہ سب کچھ لکھتے ہیں جو تم تدبیریں کرتے ہو۔ اس لئے تم اس شخص کو چھوڑ دو جس کے پاس یہ میرا خط ہے اور تم بت پرستوں کے پاس چلے جاؤ اور اُس کے پاس چلے جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کو الٰہ سمجھتا ہے اُس اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس ربّ العزت کی ذات کے تمام احکام اُسی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور وہی غالب ہے۔ حٰمٓ لا ینصرون ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ اللہ کے دشمن ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ قولہ تعالیٰ پس عنقریب اللہ تعالیٰ ہی ان کے لئے کافی ہوگا اور وہی سمیع و بصیر ہے"۔

حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ خط لیا اور اپنے گھر لے آیا اور میں نے اس خط کو اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور رات کو لیٹ گیا تو ایک چیخنے والے کی چیخ نے مجھے بیدار کردیا تو وہ چیخنے والا کہہ رہا تھا کہ اے ابودُجانہ! تو نے ہمیں جلا ڈالا۔ قسم ہے مجھے لات وعزّیٰ کی اپنے ساتھی (یعنی نبی کریم ﷺ) کے لکھے ہوئے خط کو یہاں سے ہٹالو ہم آئندہ تمہارے گھر نہیں آئیں گے۔ ایک اور جن نے کہا کہ تجھے تکلیف دینے نہیں آئیں گے اور نہ تیرے پڑوس میں آئیں گے۔ بلکہ جس جگہ یہ خط ہوگا وہاں ہم نہیں آئیں گے۔

ابودُجانہ نے فرمایا میں نے یہ خط رسول اللہ ﷺ کے حکم سے رکھا تھا اور اُنہی کے حکم سے اُٹھا سکتا ہوں۔ حضرت ابودُجانہ فرماتے ہیں کہ ساری رات مجھے جنوں کے رونے اور چیخنے چلاّنے کی آوازیں آتی رہیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو میں نماز کے لئے گیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی اور نبی کریم کو رات جنوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دُجانہ یہ خط اُٹھالو مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ اب ان کو قیامت تک دردناک عذاب و تکلیف ہوتی رہے گی۔

اسی روایت کے مطابق ابوبکر الاسماعیلی نے ابی بکر محمد بن عمیر الرازی الحافظ سے، انہوں نے ابی دُجانہ محمد بن احمد سے نقل کیا ہے۔ نیز حضرت ابودُجانہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے متعلق ایک طویل حدیث ہے لیکن وہ موضوع روایت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس موضوع روایت کو ابن جوزی نے اپنی تصنیف تذکرۃ الموضوعات میں ذکر کیا ہے (ص ۲۱۱۔ اللآلی المصنوعہ ۲/۳۴۷)

باب ۲۶۸

چوری اور جلنے سے حفاظت کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن بنت احمد بن ابراہیم بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی منصور بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نہشل بن سعید نے ضحاک سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ قول اللہ تعالیٰ :

قل ادعوا اللّٰه او ادعوا الرحمٰن ایّاما تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ .... الخ

(سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۱۱۰)

کہ تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر یا کسی بھی نام سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماء حسنیٰ بہت زیادہ ہیں۔

سوال کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت چوری سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما میں سے ایک مہاجر صحابی جب بھی بستر پر لیٹتے تھے تو یہ آیت پڑھ کر لیٹتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے گھر چور آیا اور اُس نے گھر کا سارا ساز وسامان جمع کیا اور اُٹھا کر لے جانے لگا۔ جب دروازے پر پہنچا تو دروازے نے اُسے واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تین بار دروازے پر گیا اور تینوں بار دروازے نے اُسے واپس جانے پر مجبور کیا۔ صاحبِ خانہ صحابی رسول ﷺ بھی جاگ رہے تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا تو ہنسنے لگے اور فرمایا کہ میں نے اپنے گھر کو پہلے سے محفوظ کر ڈالا تھا۔ چور یہ بات سُن کر بھاگ گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالحمید بن محمد المقرئی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی (الدرالمنثور ۴/۲۰۶) ابوعلی فقیہ سرخسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہدبہ بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اغلب بن تمیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن فرافصہ نے، انہوں نے طلق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابودرداء تمہارے گھر کو آگ لگ گئی ہے تو حضرت ابودرداء فرمانے لگے کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی کہا کہ آپ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ حضرت ابودرداء نے اُسے بھی یہی کہا کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی۔ اتنے میں تیسرا شخص آیا اور کہنے لگا، اے ابودرداء! آگ تو محلّہ میں بھڑک اُٹھی تھی لیکن جب تمہارے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔

حضرت ابودرداء ؓ نے فرمایا مجھے پتہ تھا کہ اللہ عزوجل اس طرح نہیں کر سکتے، تو لوگوں نے عرض کیا ہمیں تعجب ہے آپ کی باتوں پر کہ اتنے یقین سے کہہ رہے تھے کہ میرے گھر کو آگ نہیں لگ سکتی اور اللہ تعالیٰ اس طرح نہیں کر سکتے۔

حضرت ابودرداء ؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ ایسے کلمات سُنے ہیں کہ جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو پڑھے گا تو شام تک اللہ تعالیٰ ہر مصیبت و بلا سے اس کی حفاظت فرمائے گا، اور جو شخص شام کے پڑھے گا تو صبح تک اللہ تعالیٰ ہر مصیبت و بلا سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اور وہ کلمات یہ ہیں :

اللھم انت ربی لا الٰہ الّا انت علیك توکلت و انت ربّ العرش الکریم ماشآء اللّٰہ کان و مالم یشأ لم یکن لاحول و لا قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم ، اعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر و ان اللّٰہ قد احاط بکل شیٔ علمًا ۔ اللھم انی اعوذ بك من شر نفسی و من شر کل ذی شرّ و من شر کل دابّۃ انت آخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم ۔

(ابن سنی نے اس کو اپنی تصنیف الیوم واللیلہ میں ذکر فرمایا ہے صفحہ ۲۰۔۲۱)

اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں آپ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور آپ ہی عرش کریم کے رب ہیں۔ آپ جو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے، جو نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔ کوئی نیکی کی طاقت دینے والا نہیں، کوئی گناہوں سے بچانے والا نہیں سوائے تیرے کہ تو بلند و بالا اور برتر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر شئ پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئ کو محیط ہے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اپنے نفس کے سرور سے اور ہر شر والی چیز کے شر سے اور ہر جاندار کے شر سے کہ آپ ہر شئ پر طاقت وقدرت رکھتے ہیں۔ بے شک میرے رب والا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ (الیوم واللیلۃ ۲۰۔۲۱)

باب ۲۶۹

حضرت عمر بن خطاب ؓ کا شیطان کو پچھاڑنا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن سالم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابان نے، انہوں نے عاصم بن ابی النجود سے نقل کیا ہے، انہوں نے زرّ سے، انہوں نے ابن مسعود ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی رسول کی شیطان سے ملاقات ہوئی تو اُس صحابی نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ میری سمجھ کے مطابق شیطان نے اُن صحابی سے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں، میں آپ کو ایک ایسی چیز سکھلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کو پڑھیں گے تو شیطان گھر سے بھاگ جائے گا۔

راوی فرماتے ہیں میرے گمان کے مطابق اس شیطان نے آیۃ الکرسی بتلائی ہوگی۔ حضرت زرّ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کہ وہ صحابی رسول کون تھے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ حضرت عمر بن خطاب ؓ تھے۔ (مجمع الزوائد ۹/۷۰۔۷۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو کتاب الفضائل میں حدیث مسعودی کے عنوان سے نقل کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ عاصم نے ابی وائل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ جب کہ دوسرے مقام پر حضرت شعبی کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ایک جن سے ملاقات کی تو جن نے یہ بھی کہا کہ کیا تو مجھے پچھاڑ سکتا ہے؟ آگے پھر وہی اُوپر والی روایت کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۰

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان سے قتال کرنا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد ابن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن سنان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکم بن عطیہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا، انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنات اور انسانوں سے قتال کرتا تھا تو کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت انسانوں سے قتال کرنا تو سمجھ میں آتا ہے مگر یہ جنات سے قتال والی بات کیسے ہوگی؟

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کنوئیں پر پانی بھرنے کے لئے بھیجا تو میری ملاقات شیطان سے انسانی صورت میں ہوگئی اور وہ مجھ سے لڑنے لگا۔ تو میں نے اس کو پچھاڑ دیا اور ایک پتھر سے اس کی ناک کو کچل کر مار ڈالا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے صحابہ سے فرمایا کہ عمار کی ایک شیطان سے مڈبھیڑ ہوئی ہے لیکن انہوں نے شیطان کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عمار فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سارا واقعہ عرض کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب نے جریر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے حسن سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت عمار سے اسی طرح روایت کی ہے۔ (مصنف فرماتے ہیں یہ دوسری سند حسن البصری تک صحیح ہے)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اہل عراق سے فرمایا کہ کیا تم میں عمار بن یاسر موجود نہیں کہ شیطان مردود سے جن کی حفاظت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کی گئی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۱

ابلیس شیطان کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے

دین کے متعلق اُلٹے سیدھے سوالات کرنا تا کہ ان کو دین کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا جائے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خطیب بن ناصح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، انہوں نے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

کہ ایک شخص آیا جو کہ چہرے کے اعتبار سے انتہائی بدشکل، انتہائی گندے کپڑے پہنے ہوئے تھا کہ لوگوں کو اس کی بدبو محسوس ہونے لگی۔ کسی حملہ کرنے والے شخص کی طرح مجمع میں داخل ہوا اور لوگوں کی گردن کو پھلانگتا ہوا نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا کہ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے۔ پھر اُس نے فوراً پوچھا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ تو رسول اللہ نے فرمایا سبحان اللہ! (یعنی اللہ ہر چیز سے پاک ومنزہ ہے تو پیدائش سے بھی پاک ہے)۔ اور آپ کی پیشانی مبارک ٹھن گئی اور آپ نے سر جھکا لیا۔ اتنے میں وہ آنے والا شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا اُس شخص کو بُلاؤ۔ پس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما نے اس کو تلاش کیا مگر وہ تو ایسا غائب ہوا جیسے کہ یہاں آیا ہی نہیں تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ یہ ابلیس شیطان تھا جو کہ تمہیں تمہارے دین کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کے لئے آیا تھا۔

☆☆☆

باب ۲۷۲

یہ باب ان لوگوں کی سزاؤں کے واقعات پر مشتمل ہے

جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔ اور اسی حالت میں اُن کا انتقال ہوا۔ اور اُن لوگوں کے واقعات پر مشتمل ہے جو کہ حق اور اسلام پر ہی شہید ہوئے اور یہ دوقسم کے واقعات حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر دلالت کرتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالنصر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن المغیرہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک شخص بنونجار قبیلہ میں سے تھا۔ اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران کو پڑھا تھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بھاگ کر اہل کتاب کی ساتھ مل گیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ اہل کتاب نے اُس کی بڑی عزت وتوقیر کی اور کہتے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو محمد (ﷺ) کی باتیں لکھتا تھا اور وہ اُسے پسند کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اہل کتاب نے اُسے گڑھا کھود کر اُس میں چھپا دیا۔ مگر زمین نے اُسے قبول نہ کیا اور منہ کے بل باہر پھینک دیا اور اہل کتاب نے بھی پھر اُسے ایسے ہیں چھوڑ دیا۔ العیاذ باللہ

امام مسلم نے اس روایت کو محمد بن رافع سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی النضر سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب صفات المنافقین واحکامہم۔ حدیث ۱۴ ص ۴/ ۲۱۴۵)

جبکہ دوسرے محدثین نے سلیمان کا بھی نام ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ البسطامی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم الاسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن مہران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ عبدالعزیز سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک نصرانی شخص مسلمان ہوا اور اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران بھی پڑھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی لکھتا تھا لیکن پھر وہ دوبارہ نصرانی یعنی عیسائی ہو گیا۔ اور کہتا تھا کہ میں نے محمد (ﷺ) کی کوئی بات اچھی نہیں دیکھی سوائے اس کے جو میں ان کے لئے لکھا کرتا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اُسے ہلاک کر دیا تو انہوں نے اُس کو دفنایا لیکن زمین نے اُس کو باہر پھینک دیا۔ عیسائی کہنے لگے کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے کہ انہوں نے اس کو قبر سے نکال ڈالا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے دین پر راضی نہیں ہوا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ عیسائیوں نے پھر زمین میں اپنی طاقت کے مطابق بہت گہرا گڑھا کھودا اور اس کو دفنا دیا مگر زمین نے وہاں سے بھی باہر پھینک دیا۔ پھر عیسائی سمجھ گئے کہ یہ کام کسی انسان کا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے دوسری سند سے ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ابی معمر سے نقل کیا، انہوں نے عبدالوارث سے جبکہ اس کو حمید نے طویل حدیث میں روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے مگر اس میں معنیٰ میں کمی وزیادتی بھی ہے۔ جوزیادتی کی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُس نصرانی کے لئے بددعا کی تھی کہ اے اللہ! اس کو زمین قبول نہ کرے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۷۔ فتح الباری ۶/۶۲۴)

یہ بھی مذکور ہے کہ ابوطلحہ ایک بار اس جگہ آئے جہاں اُس نصرانی کا انتقال ہوا تھا تو اُس کو پھینکا ہوا پایا تو انہوں نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ تو لوگوں نے بتلایا اس آدمی کو کئی مرتبہ یہاں دفن کیا گیا مگر ہر مرتبہ زمین نے اس کو باہر پھینک ڈالا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدوس بن حسین بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ابوحاتم الرازی نے، وہ فرماتے ہین ہمیں حدیث بیان کی انصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن انس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ابوسعید بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ دونوں فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سعید الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص بن غیاث نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے سمیط بن سمیر سے، انہوں نے حضرت عمران بن حصین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لشکر کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ فرمایا۔ دوران جنگ ایک شخص نے مشرکین میں سے کسی پر حملہ کیا جب وہ مشرک تلوار کی زد میں آگیا تو وہ مشرک کہنے لگا کہ میں تو مسلمان ہوں لیکن اس شخص نے اُس کو پھر بھی قتل کر ڈالا۔

جب واپس نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے۔ آپ میرے لئے استغفار کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا ہوا؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا جب وہ میری تلوار کی زد میں آیا تو وہ کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ میرے خوف سے یہ کہہ رہا ہے اس لئے میں نے اس کو قتل کر دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مجھے کیسے پتہ چلتا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے زبان سے کہہ دیا تھا تو پھر تو نے اس کے دل کے بارے یقین کیوں نہیں کرلیا؟

راوی فرماتے ہیں کچھ ہی دنوں میں اس کا انتقال ہوگیا جب اس کو دفنا دیا تو لوگوں نے صبح کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر زمین پر پڑا ہوا ہے۔ پس ہم نے کہا کہ شاید ان کا کوئی دشمن ہو جس نے اس کی نعش کو باہر نکال ڈالا ہے۔ پس ہم نے کچھ نوجوانوں کو اور غلاموں کو رات بھر نگرانی پر مامور کر دیا اور اس کو دفنا دیا۔ لیکن پھر اس کی نعش صبح زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے یہ سمجھا کہ انہوں نے غفلت سے کام کیا ہے لہٰذا ہم نے اگلی رات خود ہی نگرانی کرنے کا فیصلہ کر کے اس کو پھر دفنا دیا۔ لیکن پھر صبح ہم نے اس کی لاش کو باہر زمین پر دیکھا۔

راوی فرماتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زمین تو ہر شخص کو قبول کر لیتی ہے خواہ وہ کتنا ہی شریر کیوں نہ ہو۔ لیکن اللہ ربّ العزت اس کے گناہ کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جاؤ لے جاؤ سامنے پہاڑ کے دامن میں جا کر ڈال دو اور اس پر پتھر ڈال کر اس کو پاٹ دو۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن۔ حدیث ۳۹۳ ص ۱۲۹۶۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۵۸ ص ۱/۹۶)

☆☆☆

باب ۲۷۳

یہ باب حضرات انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے معجزات پر مشتمل ہے

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو جو معجزات عطا فرمائے گئے اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو سب سے بڑا معجزہ عطا فرمایا گیا جس کی نظیر لانے سے ساری قوم عاجز ہو گئی تھی حتیٰ کہ جس شخص کے دل میں ذرا بھی خیر تھی وہ اس پر ایمان لے آیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل محمد بن ابراہیم المزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابی سعید سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں سے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کو ایسے معجزات عطا نہ کیے گئے ہوں کہ جن پر ہر انسان ایمان لا سکتا ہے اور اللہ پاک نے مجھے ایک وحی عطا کی جو کہ میری طرف وحی کی جاتی اور مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ قیامت والے روز میری اتباع کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن یوسف وغیرہ سے عن اللیث سے بیان فرمایا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے قتیبہ کے طریق سے بیان کی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الفضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۱ ص ۳/۹۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۲۳۹ ص ۱/۱۳۴۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۲ ص ۱/۱۸۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی اسماعیل بن محمد الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن علی الجعفی نے، انہوں نے زائدہ سے نقل کیا ہے انہوں نے مختار بن فلفل سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی۔ یہاں تک کہ گذشتہ نبیوں کی اُمت سے سوائے چند ایک کہ کسی نے اپنے نبی کی تصدیق نہ کی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسین الجعفی سے نقل کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۲۷۴

یہ باب نزولِ قرآن پر مشتمل ہے

اور فرشتہ کا کلام اللہ کا محفوظ حصہ آسمانِ دنیا تک لانا
پھر وہاں سے تفصیل سے بتدریج ہمارے نبی پر نازل کرنا
بعثت نبوت سے لے کر وفات رسول ﷺ کے زمانہ تک

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن محمد العنبر ی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالسلام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی جریر نے منصور سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول انّا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پورے قرآن کریم کو لیلۃ القدر کی رات میں بیک وقت آسمانِ دنیا تک نازل کیا گیا اور وہ ستاروں بھری رات اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر تھوڑا کر کے نازل فرمایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

وقال الذین کفروا لولا نزّل علیه القران جملة واحدة کذلك لنثبت به فؤادك ورتّلناہ ترتیلاً ۔

(سورۃ الفرقان : آیت ۳۲)

ترجمہ : اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پیغمبر پر یہ قرآن کریم دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ اس طرح تدریجاً ہم نے اس لئے نازل کیا تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں۔ اور اس لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہر ٹھہرا کر اتارا ہے۔

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن ابی ہند نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مکمل قرآن کریم کو دفعۃً لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا پر نازل کیا گیا ہے، اس کے بعد بیس سالوں میں نازل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ولا یاتونك بمثل الا جئناك بالحق واحسن تفسیرًا ۔

(سورۃ الفرقان : آیت ۳۳)

ترجمہ : اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک ٹھاک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وقرانًا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزّلناہ تنزیلاً ۔

(سورۂ بنی اسرائیل : آیت ۱۰۶)

ترجمہ : اور قرآن میں ہم نے جابجا فصل رکھا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اتارنے میں تدریجاً اتارا۔

☆☆☆

باب ۲۷۵

نبی کریم ﷺ پر آخر عمر میں پے در پے وحی نازل ہوتی تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے۔

دوسری سند: مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعثمان نے، انہوں نے عمرو محمد الناقد سے نقل کیا ہے، وہ حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے صالح بن کیسان سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حضرت انس نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر پے در پے وحی نازل فرمائی، سب سے زیادہ وحی اُس دن ہوئی جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔

جبکہ محمد بن یحییٰ کی روایت یہ ہے کہ زیادہ وحی فوت ہونے سے پہلے زمانہ میں ہوئی، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور سب سے زیادہ وحی وفات والے روز ہوئی تھی۔ اسی روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے عمرو بن الناقد سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ فتح الباری ۹/۳۔ مسلم۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۲ ص ۲۳۱۲/۴)

باب ۲۷۶

سب سے آخری جو مکمل سورت نازل ہوئی جس میں حضور ﷺ کی وفات کی بھی خبر دی گئی تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدالرحمٰن السُبیعی نے کوفہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن عون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعمیس نے عبدالمجید بن سہیل سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سب سے آخری مکمل سورۃ قرآن کریم کی کونسی نازل ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں مجھے علم ہے وہ سورۃ اذا جآء نصراللّٰہ والفتح ہے۔ تو حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا تم نے سچ بتلایا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے جبکہ دوسروں نے جعفر بن عون کے طریق سے بیان کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۲۳۱۸/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید ابن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی العباس الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن اسحاق الحضرمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے ابی بشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول اذا جآء نصراللّٰہ والفتح کے متعلق قول نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب'' اللہ تعالیٰ آپ کو فتح نصیب فرمائیں گے'' تو یہ علامت ہے آپ کی وفات کی۔ (بخاری۔کتاب التفسیر۔حدیث ۴۹۷۰۔فتح الباری ۸/۷۳۴۔۷۳۵۔الدرالمنثور ۶/۴۰۶)

باب ۲۷۷

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کے بیان کے مطابق قرآن کریم کی سب سے آخری سورت اور آخری آیت کونسی نازل ہوئی ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد الحسین العلوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد بن الشرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن بشر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی خالد نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت براء سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے :

یستفتونك قل اللّٰه یفتیکم فی الکلالة

اسی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں علی بن خشرمۃ سے، انہوں نے وکیع سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔کتاب الفرائض۔حدیث ۱۰ص ۳/۱۲۳۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن سلمان فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن کریم میں سب سے آخری مکمل سورۃ براءۃ نازل ہوئی۔ اور سب سے آخری آیت یستفتونك .... الخ نازل ہوئی ہے۔

اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے غندر سے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔کتاب التفسیر۔مسلم۔کتاب الفرائض۔حدیث ۱۱ ص ۳/۱۲۳۶)

جبکہ امام بخاری نے جو تخریج کی ہے اس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اس کے متعلق جتنا تم جانتے ہو اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبیداللہ بن ابی داود المنادی نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الباغندی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے کلبی سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابی صالح سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی اس آیت : واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللّٰه ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۸۱)

اور نبی علیہ السلام کی وفات کو درمیانی وقت اکیاسی (۸۱) یوم تھا۔ (الدرالمنثور ۱/۳۷۰)

اس روایت میں امام مناوی نے اس چیز کا اضافہ فرمایا ہے کہ یہ آیت منیٰ میں نازل ہوئی۔ امام کلبی کی روایت بھی اسی طرح کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فضل بن موسیٰ نے، انہوں نے حسین بن واقد سے نقل کیا ہے، انہوں نے یزید النحوی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں آخری چیز جو قرآن کریم میں نازل ہوئی وہ آیت وتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللّٰہ ہے۔ (الدرالمنثور ۱/۳۶۹۔۳۷۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت قرآن کریم کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی وہ آیت الرّ باء ہے وہ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۸۔۲۸۰ ہے۔

اور بے شک ہم اگر کسی چیز کا حکم دیں حالانکہ ہمیں خود اس کا علم نہ ہو۔ ہوسکتا ہو اس میں ہمارے لئے کوئی وبال نہ ہو۔ اسی طرح اگر ہم کسی چیز سے منع کریں اور ہوسکتا ہے اس میں ہمارے لئے کوئی وبال ہو۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۴۴۔ فتح الباری ۸/۲۰۵۔ الدررالمنثور ۲/۳۶۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوالفضل حسن بن یعقوب العدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی سعید نے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے آخری آیت نازل فرمائی وہ "آیت الرّبا" ہے۔ لہٰذا تم شبہ سود کو بھی چھوڑ دو۔ (الدرالمنثور ۱/۳۶۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوعلی الروذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوطاہر محمد آبادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد یعنی الشعرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شاہ بن محمد المروروزی نے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں ان چار راویوں سے زیادہ قابل اعتماد پانچویں راوی کو نہیں جانتا۔ حضرت شاہ بن محمد المروروزی فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مبارک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر نے، انہوں نے ربیع بن انس سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے:

فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی عبدالرحمن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے علی سے، انہوں نے زید سے، انہوں نے یوسف بن مہران سے، انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں آخری آیت جو نازل ہوئی وہ لقد جاء کم رسول من انفسکم .... الخ ہے۔

(سورۃ توبہ: آیت ۱۲۹) ۔ (الدرالمنثور ۳/۲۹۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ ہر ایک صحابی رسول نے اپنے علم کے اعتبار سے خبردی ہے۔ یا ان کے سامنے جو بھی ذکر کیا گیا کہ آخری آیت کونسی نازل ہوئی ہے انہوں نے اُسی اعتبار سے ہمیں خبردی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔ (اتقان فی علوم القرآن ۱/۱۰۱)

☆☆☆

باب ۲۷۸

اس باب میں مکۃ المکرّمۃ اور مدینۃ المنورہ میں نازل ہونے والی سورتوں کا بیان ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن زیاد العدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نصر بن مالک الخزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین ابن واقد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید النحوی نے، انہوں نے عکرمہ اور حسن بن ابی الحسن سے نقل کیا ہے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل فرمائی ہیں وہ یہ ہیں :

اقرا باسم ربك الذی خلق ...... ن والقلم ...... مزمل ...... مدثر ...... تبت يد ابی لهب ...... اذا الشمس كورت ...... سبح اسم ربك الاعلىٰ ...... والليل اذا يغشىٰ ...... والفجر ...... والضحىٰ ...... والانشراح ...... والعصر ...... والعاديات ...... والكوثر ...... والهاكم التكاثر ...... أريت الذی يكذب بالدّين ...... قل يا ايها الكفرون ...... اصحاب الفيل ...... الفلق ...... قل اعوذ برب الناس ...... قل هوالله أحد ...... والنجم ...... عبس وتولّیٰ ...... انا انزلنٰهُ ...... والشمس وضحها ...... والسماء ذات البروج ...... والتين والزيتون ...... لا يلاف قريش ...... والقارعة ...... لا اقسم بيوم القيامة ...... الهمزة ...... والمرسلٰت ...... قٓ والقران المجيد ...... لا اقسم بهذا البلد ...... والسمآء والطارق ...... اقتربت الساعة ...... صٓ والقران المجيد ...... سورة الجنّ ...... يٰسٓ ...... سورة الفرقان ...... ملآئكة ...... طٰهٰ ...... الواقعه ...... طٰسٓمٓ ...... طٰسٓ ...... طٰسٓمٓ ...... بنی اسرائيل ...... التاسعة ...... هود ...... يوسف ...... اصحاب الحجر ...... الانعام ...... الصّافّات ...... لقمان ...... سبأ ...... الزّمر ...... حٰمٓ ...... المؤمن ...... حٰمٓ الدّخان ...... حٰمٓ السجدة ...... حٰمٓ عٓسٓقٓ ...... حٰمٓ الزخرف ...... الجاثية ...... الا حقاف ...... الذّاريات ...... الغاشية ...... اصحاب الكهف ...... النّحل ...... نوح ...... ابراهيم ...... الأنبيآء ...... المؤمنون ...... الٓمٓ السجدة ...... والطور ...... تبارك الذی بيده الملك ...... الحاقه ...... سأل سائل ...... عمّ يتسآءلون ...... النّازعات ...... اذا السّمآء انشقت ...... اذا السّماء انفطرت ...... الروم ...... العنكبوت ۔

اور جو سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں :

ويل المطففين ...... البقرة ...... ال عمران ...... الانفال ...... الأحزاب ...... المآئدة ...... الممتحنة ...... النّسآء ...... اذا زلزلت الأرض ...... الحديد ...... محمد ...... الرعد ...... الرحمٰن ...... هل اتی علی الأنسان ...... الطلاق ...... البيّنة ...... الحشر ...... اذا جآء نصرالله ...... النور ...... الحجّ ...... المنافقون ...... المجادلة ...... الحجرات ...... تحريم ...... الصفّ ...... الجمعة ...... التغابن ...... الفتح ...... براءة ۔

ابوبکر فرماتے ہیں کہ التاسعۃ سے مراد سورۂ یونس ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت میں سورة الفاتحة ...... الأعراف ...... كهيٰعصٓ کا ذکر نہیں ہے حالانکہ یہ سورتیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ (اتقان ۱/۴۰۔۴۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضل بن جابر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عبداللہ زرارۃ الرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خصیف نے، انہوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نبی علیہ السلام پر جو قرآن نازل کیا گیا وہ اقرأ باسم ربك الذي خلق .... الخ ہے۔

پس اس حدیث کے معنی اور مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں کے تذکرہ میں باقی ماندہ سورتوں کے یعنی اس حدیث کی وجہ سے تفسیر مقاتل نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ اور بعض دیگر مفسرین نے مرسل صحیح کے ساتھ اس کی تائید کی ہے کہ بعض ایسی سورتیں جو نازل مکہ میں ہوئیں مگر ان کی بعض آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ مصنف نے ان کو بھی انہی مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں میں شامل رکھا ہے۔ اس کو بعض دیگر مواقع میں ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالمثنیٰ معاذ بن المثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو آیتیں یا ایها الذين امنوا والی ہیں وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اور جو آیتیں یا ایها الناس والی ہیں وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد عروہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ جن آیتوں میں آپ کی رسالت کے ثبوت کا بیان ہے یا گذشتہ اُمتوں اور زمانۂ ماضیہ کے حالات کا تذکرہ ہے وہ آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں اور جن آیتوں میں فرائض وسنن کا تذکرہ ہے وہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ (اتقان ۱/۴۲۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو الادیب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر الاسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ نے لکھواتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے جریج سے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یوسف بن ماہک نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے اُم المؤمنین! آپ مجھے قرآن کا وہ نسخہ عطا فرمائیں جو آپ کے پاس ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم جو نسخہ قرآن کریم کا پڑھتے ہیں اُس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس میں کیا قباحت ہے تو جو سورت چاہے پہلے پڑھ یا بعد پڑھ۔ اگر تو اتر کی ترتیب دیکھتا ہے تو سب سے پہلے مفصل میں سے سورۃ اقرأ باسم ربك الذي خلق نازل ہوئی ہے جس میں صرف جنت اور جہنم کا تذکرہ تھا۔ حتیٰ کہ جب لوگ اسلام کی طرف خوب مائل ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام چیزوں کو نازل فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ابتداء میں شراب کے حرام ہونے اور اس کے چھوڑنے کا حکم نازل فرما دیتے تو لوگ کہتے کہ ہم تو شراب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی طرح زنا کی حرمت کو ابتداء میں نازل کر دیتے تو لوگ کہتے کہ زنا کو تو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔

میں یقین سے یہ بات کہتی ہوں کہ جب میں چھوٹی تھی حتیٰ کہ نبی علیہ السلام کے سامنے کھیلتی تھی تو یہ آیت " والساعة ادھی وامرّ " (سورۃ قمر۔ آیت ۲۶) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی اور جبکہ سورۃ البقرہ، النسآء میری موجودگی میں حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کریم کا نسخہ نکالا اور میں نے اس میں سے کچھ سورتیں لکھیں۔

اسی روایت کو امام بخاری نے دوسری سند سے ابن جریج سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ سورتیں بھی لکھوائیں" لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ میں حضور ﷺ کے سامنے کھیلتی تھی۔

(بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۹۳۔ فتح الباری ۹/ ۳۸۔۳۹۔ فتح الباری ۸/ ۶۱۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن حسین العلوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن دلّویہ الدقاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حفص نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن طہمان نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے اُم عمرو بنت عبس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حدیث میری پھوپھی نے بیان کی ہے، میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھی کہ حضور ﷺ پر سورہ المائدہ نازل ہوئی جس کے بوجھ سے عضباء اُونٹنی کے بازو ٹوٹنے لگے تھے۔

باب ۲۷۹

ہر سال نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم نازل ہوتا تھا جبکہ جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اُس سال دو مرتبہ نازل کیا گیا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی تمتام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے، انہوں نے ابوحصین سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابی ہریرہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب الاعتکاف۔ حدیث ۲۰۴۴۔ فتح الباری ۴/ ۲۸۴۔ ابوداود۔ کتاب الصوم۔ حدیث ۲۴۶۶ ص ۲/ ۳۳۔ ۱/ ۵۶۲۔ دارمی۔ کتاب الصوم۔ مسند احمد ۲/ ۳۳۶۔ ۳۵۵)

جس سال آپ کا وصال ہوا اُس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر رمضان میں نبی علیہ السلام پر مکمل قرآن کریم پیش کیا جاتا تھا جبکہ جس سال آپ کا وصال ہوا اُس سال دو مرتبہ قرآن کریم پیش کیا گیا۔

(بخاری۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۹۹۸۔ فتح الباری ۹/ ۴۳)

امام بخاری نے پہلی حدیث عبداللہ بن ابی شیبہ سے نقل کی ہے، انہوں نے ابوبکر سے، جبکہ دوسری روایت خالد بن یزید سے نقل کی ہے، انہوں نے ابوبکر سے نقل کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸۰

یہ باب ہے قرآن کریم کے جمع کرنے کے بیان میں

اور اللہ تعالیٰ کے قول :

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

کے بیان میں اور ناسخ منسوخ آیات کے بیان میں ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوسہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابی طالب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب ابن جریر ابن حازم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن ایوب کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جو وہ یزید بن ابی حبیب سے نقل کر رہے تھے اور وہ عبدالرحمن بن شماسہ سے اور وہ زید بن ثابت سے نقل فرما رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس رہ کر چمڑے کے ٹکڑوں پر سے قرآن کریم کو جمع کرتے تھے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ ۳۹۵۴ ص ۵/۷۳۴)

مصنف فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو متفرق آیات تھیں ان کو سورتوں میں جمع کیا گیا اور اس کے جمع کرنے کا حکم نبی علیہ السلام نے دیا تھا۔ بعد میں قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کر لیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حکم پر جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا یا پتھروں پر تھا یا خشک پتوں پر تھا اس سب کو صفحات پر اُتار لیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی ﷺ کے حکم سے تمام صحیفوں کو جمع کر کے صرف ایک مصحف پر (ایک رسم الخط پر جو حضور ﷺ کا رسم تھا) پر جمع کیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل محمد بن نصرویہ بن احمد المروزی نے (جو اس روایت کو اصل کتاب سے ہمارے پاس لائے تھے) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن احمد بن حب نے لکھوا کر، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبید بن السباق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد (جس میں بہت سارے قراء صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے) حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے مجھے بلوایا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمر بن خطاب ﷺ بھی موجود تھے۔ میرے سامنے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر ﷺ میرے پاس آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں کثرت سے حضرات قراء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے ہیں اور اگر اسی طرح کثرت سے حفاظ وقراء شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم ہمارے پاس سے چلا جائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن کریم کو جمع کریں۔ تو میں نے جواب دیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہم اس کام کو کیسے کر لیں؟

حضرت عمر بن خطاب ﷺ فرمانے لگے قسم خدا کی یہ بات بہت بہتر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر ﷺ بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے میرا بھی شرح صدر کر دیا کہ واقعی جو کام حضرت عمر ﷺ فرما رہے ہیں وہ درست ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم سمجھدار اور روشن ذہن رکھنے والے آدمی ہو، تم ضرور بالضرور اس کام کو مکمل کرو کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی وحی لکھتے رہے ہو۔ لہٰذا قرآن کریم کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (مسلم)

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم ملتا تو میرے لئے وہ آسان تھا مگر قرآن کریم کو جمع کرنا میرے لئے اس سے زیادہ مشکل تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ایسا کام کیسے کر رہے ہیں جو کام رسول اللہ علیہ السلام نے نہیں فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بار بار مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی اسی طرح شرح صدر فرما دیا جس طرح حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا شرح صدر ہوا تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں قرآن کریم کی تلاش میں لگ گیا حتیٰ کہ چمڑے یا کاغذ کے ٹکڑوں سے، پتھروں سے، خشک پتوں سے، لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیات مجھے حضرت خذیمہ یا ابی خزیمہ الانصاری کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ملیں۔ وہ آیت یہ ہے :

لقد جآء کم رسول من انفسکم .... الیٰ اخر السورۃ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۲۸)

میں نے اُس آیت کو سورۃ کے آخر میں لکھ دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہی صحیفہ چلتا رہا۔ ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بھی یہی صحیفہ چلتا رہا حتیٰ کہ ان کی بھی شہادت ہوگئی۔ اُن کے بعد یہ صحیفہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

علامہ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی خارجہ بن زید نے زید بن ثابت سے نقل کرتے ہوئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الأحزاب کی ایک آیت کہیں نہیں مل رہی تھی حالانکہ وہ آیت میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے سُنی تھی مگر تصدیق کے بغیر لکھنا نہیں چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت الأنصاری کے پاس مل گئی۔ وہ آیت تھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

پھر میں نے وہ سورۃ الأحزاب میں لکھ دی۔

حضرت ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام سے جہاد میں مشغول تھے اور آرمینیہ اور آذربائیجان کے فتح کرنے میں مصروف تھے۔ وہاں چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم پڑھنے کی صورت میں اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت خزیم رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہو گئے تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! اس سے پہلے کہ یہ اُمت قرآن کریم کے اختلاف میں بہت آگے بڑھ جائے آپ فوراً اس کو سنبھالئے اور ان اختلافات کا تدارک فرمائیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کا جو صحیفہ (نسخہ) موجود ہے وہ میرے پاس بھجوا دیں ہم اس کو لکھ کر دوبارہ آپ کے پاس بھجوا دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ بھجوا دیا۔ آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ آپ اس نسخہ کو دیکھ کر بہت سارے نسخے لکھیں اور یاد رکھنا حضرت زید اور تمہارے صحیفوں میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ تم سب کے سب لغۃ قریش میں لکھنا کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان ہی میں نازل ہوا ہے۔

ان سب حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت سے صحیفے لکھ ڈالے، ان صحائف کو اطراف عالم میں بھجوا دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اس صحیفہ کے علاوہ بقیہ تمام صحائف کو یا تو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

ابن شہابؒ نے فرمایا، انہی دنوں ایک اختلاف ''التابوت'' کے لفظ میں ہوگیا تھا۔ حضرت زید ؓ کا کہنا تھا کہ ''التابوۃ'' آخر میں ۃ وقف والی ہے جبکہ سعید بن العاص اور ابن زبیر ؓ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے۔ لہٰذا فیصلہ حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو ''التابوت'' لکھو کیونکہ قریش کی زبان اسی طرح ہے جس طرح حضرت زید فرمارہے ہیں۔

ابن شہاب کا قول ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، یہی حدیث اسی سند کے ساتھ جس سند سے ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید نے، مگر ابوالولید کی حدیث میں یہ بات بھی تھی حضرت عثمان غنی ؓ نے ان لوگوں کو یہ حکم دیا کہ تم ان تمام صحیفوں کو اپنے مصاحف میں لکھ لو اور انہوں نے ان حضرات کا تذکرہ کیا مگر ان میں حارث بن ہشام کا تذکرہ نہیں تھا، جبکہ اس روایت کے برخلاف ابراہیم بن حمزہ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں عبدالرحمٰن بن حارث بھی تھے۔ اور ابراہیم بن حمزہ نے یہ بھی زیادتی کی کہ حضرت عثمان ؓ نے وہ تمام صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھجوا دیئے تھے جبکہ دوسری جگہ یہ بھی بات بیان فرمائی کہ صرف انہی کا صحیفہ واپس بھجوایا۔

حضرت ابراہیم بن حمزہؒ نے یہ بات بھی متصلاً فرمائی کہ اس حدیث کی روایت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا ''التابوت'' لفظ میں اختلاف ہوگیا تھا۔ قریش کی ایک جماعت کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوت'' ہے جبکہ حضرت زید بن ثابت ؓ کا کہنا تھا کہ یہ ''التابوۃ'' ہے۔ پھر جب فیصلہ حضرت عثمان غنی ؓ کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے فرمایا تم ''التابوت'' لکھو کیونکہ یہ لغۃ قریش میں ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے موسیٰ بن اسماعیل اور محمد بن عبیداللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے نقل کیا ہے۔

(سنن کبریٰ ۲/۴۲۔۴۳۔ بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۶۔ فتح الباری ۱۰۔۱۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ آج کل کا عمل یہ ہے ان تمام آیات کو سورتوں میں اسی طرح جمع کیا گیا ہے۔ ورنہ ہم نے کتاب السنن میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سورت کو نماز میں ایسے ایسے طریقہ پر پڑھا تو دوسری نماز میں اُسی سورت کو دوسرے طریقے سے پڑھا، جبکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سارے قرآن کو حفظ کیا اور جن لوگوں کے سینوں میں مکمل قرآن کریم حفظ تھا ان میں حضرت ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک انصاری صحابی ابوزید رضی اللہ عنہم تھے۔ بعض محدثین حضرات رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کرام کے ساتھ دیگر اور بھی صحابہ تھے۔ ہم نے ان سب کا تذکرہ اپنی کتاب مدخل میں کیا ہے۔

ان تمام تفصیلات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی آیتیں سورتوں میں ہی جمع ہوئی تھیں جبکہ بعض آیتیں سینوں میں محفوظ تھیں اور بعض صفحات وغیرہ پر لکھی ہوئی تھیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے ان کو صحیفوں میں جمع کیا اور حضرت عثمان غنی ؓ نے ان کو لکھا اور چاردانگ عالم میں پھیلایا۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ چونکہ سورۃ البراءۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی اس لئے رسول اللہ ﷺ اُس کے بارے یہ بیان نہ کرسکے کہ اس کو قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق کہاں رکھا جائے یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ پھر چونکہ سورۃ براءۃ کے مضامین سورۃ انفال کے مشابہ ہیں، اس لئے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سورۃ البراءۃ کو سورۃ الانفال کے ساتھ متصل کردیا۔ یہ واقعہ حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث کے مطابق ہے۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۸۶ ص ۲۷۲۔۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سعد العوفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی رَوح بن عبادۃ القیسی نے۔ دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فضل البجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہوذۃ بن خلیفہ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عوف بن ابی

جمیلہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رقاشی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں ابن عباس ﷺ نے ، فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے کہا کہ آپ کو اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ آپ نے سورۃ انفال کو سورۃ البراءۃ کے ساتھ ملا دیا حالانکہ سورۃ الانفال تقریباً اسی (۸۰) آیتوں پر مشتمل ہے اور سورۃ براءۃ دوسو (۲۰۰) آیتوں پر مشتمل ہے۔ اور تم نے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی نہیں لکھی اور تم نے ان کو سات طویل سورتوں میں شامل کر دیا، تمہیں اس بات پر کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ (مسند احمد ۱/ ۲۰۸)

حضرت عثمان غنی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ پر مختلف اوقات میں مختلف سورتیں اور آیتیں نازل ہوتی رہی ہیں تو جیسے ہی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتب وحی صحابی کو بلاتے اور حکم فرماتے کہ اس سورۃ یا آیت کو فلاں جگہ ، فلاں سورۃ میں لکھو جس میں فلاں مضمون کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ الأنفال مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور سورۃ البرأۃ آخر میں نازل ہوئی اور دونوں سورتوں کے مضامین ایک ہی جیسے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بیان نہیں فرمایا کہ ان کو کہاں رکھیں حتیٰ کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے ۔ اسی وجہ سے میں نے دونوں سورتوں کو باہمی ملا دیا لیکن درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی۔

آگے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا لفظ ہوذۃ روح کی حدیث کے قریب ہے۔ لیکن میرے گمان کے مطابق نبی کریم ﷺ یا کسی اور نے قرآن کریم کو جمع نہیں فرمایا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکام اور طریقہ کار کے اندر منسوخ ہو جانے کا احتمال رہتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ جل شانہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی دین کا اختتام فرما دیا مگر ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے :

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحافظون ۔ (سورۃ الحجر : آیت ۹)

ترجمہ : بے شک قرآن کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (فرما کر قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ بھی فرما دیا)

تاہم حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے ضرورت کی بنیاد پر اس قرآن کریم کو اوراق کے اندر جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے وعدۂ حفاظت کو پورا کرنے پر اتفاق اور اتحاد کر لیا۔

اور جو روایت ابن مسعود ﷺ سے معوذتین کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت معوذتین کے ثبوت کے متعلق ہے اور یہ روایت معوذتین کے علاوہ سورتوں کے نزول کے مخالف نہیں ہے۔

اور جو روایت قرأۃ کے اختلاف میں حضرت ابی بن کعب ﷺ سے منقول ہے وہ ابتدائی قرأت کے متعلق ہے۔ گویا کہ یہ دونوں روایتیں آیات کی منسوخیت پر دلالت نہیں کرتیں۔

اور حضرت عمر بن خطاب ﷺ کا فرمان ہے کہ ہمارے بڑے قاضی حضرت علی ﷺ ہیں اور بڑے قاری حضرت ابی بن کعب ﷺ ہیں۔ اس کے باوجود ہم بہت سی باتیں ابی بن کعب کی چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ حضرت ابی بن کعب ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنی ہیں اور بعض چیزیں ہم نہیں چھوڑتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

مانَنسخ من اية او ننسهانات بخير منها او مثلها

(سورۃ البقرہ : آیت ۱۰۶)

جب ہم کسی آیت کو منسوخ یا نسیاً منسیا کرتے ہیں تو اُس سے بہتر یا اُسی جیسی کوئی دوسری آیت لے آتے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق المزکی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواحمد یعنی حمزہ بن عباس نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ولید الفحام نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد الزبیری نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عمر ﷺ سے نقل کیا ہے پھر وہی روایت ذکر کی ہے۔ اسی روایت کو امام بخاری سے ثوری نے نقل کیا ہے۔

اور ہم نے روایت کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے پاس ایک مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش کیا کرتے تھے مگر اس سال دو مرتبہ قرآن کریم کو پیش کیا ، مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں : ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الحسن نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن ابی زائدہ نے ، انہوں نے فراس سے ، انہوں نے شعبی سے ، انہوں نے مسروق سے ، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہی اُوپر والی حدیث ذکر کی ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کو اپنی صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

اور ہم نے عبیدہ السلمانی سے روایت کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات والے سال میں جو قراءت آپ کے سامنے پیش کی گئی یہ وہی قراءت ہے جو اس وقت لوگ پڑھتے ہیں۔

ہم نے اس روایت کو محمد بن موسیٰ بن الفضل سے نقل کیا ہے۔ محمد بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الأصم نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالحمید نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے ، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے ، انہوں نے ابن جدعان سے ، انہوں نے ابن سیرین سے ، انہوں نے عبیدہ سے ، انہوں نے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے مطابق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے قرآن بن کر نازل ہونے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اسی طرح اس رسم الخط کے صحیح ہونے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کو بسم اللہ .... الخ اسی طرح لکھا ہے اور یہ بات بھی اس بات کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اُسی طرح لکھا گیا ہے جس طرح وہ نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

اور تحقیق ہم نے مدخل کتاب میں قرآن کو جمع کرنے میں روایت کا التزام کیا ہے جس کے ذکر کرنے کا ہم نے بیڑا اُٹھایا ہے اللہ ہی کی توفیق سے۔ نیز ہم نے اس کتاب میں ناسخ و منسوخ کے اسباب اور قرآن کریم میں جو حکم منسوخ ہوا ہے لیکن تلاوت باقی ہے ان سب کو بھی ذکر کیا ہے۔ یہاں پر ہم دو مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

پہلی مثال : قرآن کریم کی تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے میں ہے۔ اس میں ایک روایت وارد ہے جو کہ حضرت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کرتے تھے اور ہم اس سورت کو طوالت اور شدت میں سورۃ البقرہ سے مشابہ قرار دیتے تھے لیکن ہم اس کو اب بھول چکے ہیں سوائے چند آیات کے ، اور وہ یہ ہے :

لو كان لا بن ادم واديان من مال لا بتغى واديا ثالثا ، ولا يملأ جوف بن ادم الّا التراب

اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی خواہش میں ہوگا۔ اور ابن آدم کا پیٹ سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

اور فرمایا کہ ہم ایک سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے جو مسبحات میں سے کسی ایک سورت کے مشابہ ہوتی تھی لیکن اب میں اس سورت کو بھول چکا ہوں سوائے ایک آیت کے جو مجھے ابھی تک یاد ہے اور وہ یہ ہے :

يا ايها الذين امنوا لا تقولوا ما لا تفعلون فتكتب شهادة فى أعناقكم فتسالون عنها يوم القيامة

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر الجارودی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سوید بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن مسہر نے، انہوں نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی حرب بن ابی الاسود سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی موسیٰ سے وہی حدیث نقل کی ہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے سوید بن سعید سے روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۷۲۶)

دوسری مثال : جو حدیث ہم نے روایت کی ہے اسی جیسی ایک اور روایت ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن البغدادی نے ہرات میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوامامۃ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رات تہجد کی نماز میں ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا اُس سورت کے یہ الفاظ پڑھنے کی کوشش کی "[illegible]" مگر وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے زیادہ کسی بھی چیز کے پڑھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

پھر وہ شخص صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے گیا۔ اسی دوران یکے بعد دیگرے دوسرے حضرات بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچے، حتیٰ کہ بہت سارے صحابہ کرام جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کے متعلق پوچھنے لگے اور ہر ایک نے اپنے اپنے جوابات دیئے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُلا کر اس کی خبر دی اور اس سورت کی حقیقت معلوم کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ سورت گذشتہ رات منسوخ کر دی گئی ہے اور تمام لوگوں کے سینوں سے اور جہاں جہاں یہ سورت لکھی ہوئی تھی وہاں سے بھی اس سورت کو مٹا دیا جا چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں میرے مطابق اس روایت کو عقیل نے ابن شہاب سے بھی نقل کیا ہے، انہوں نے ابی اُمامہ بن سہل بن حنیف سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جس مجلس میں روایت کیا گیا اُس مجلس میں ابن مسیّب بھی موجود تھے۔ لیکن انہوں نے بھی اس حدیث پر کوئی نکیر نہیں کی۔ اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت کے دلائل میں ایک ظاہری اور واضح دلیل بھی موجود ہے۔

اور رہا قرآن کا وہ حصہ جو منسوخ نہیں ہوا وہ ابھی تک اللہ تعالیٰ کی حمد و نعمت سے اس طرح محفوظ اور موجود ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اُسی طرح محفوظ رہے گا اور تا قیامت اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : کہ

لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید

(سورۂ حمٓ سجدہ : آیت ۴۲)

یعنی قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابی المعروف الفقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل الاُسفرائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسین بن نصر الحذاء نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن عبداللہ مدنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن نصر نے، انہوں نے خالد بن قیس سے نقل کیا ہے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے حسن سے اللہ تعالیٰ کے اس قول :

و انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه

کے متعلق نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کی شیطان ملعون سے ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ وہ نہ تو اس میں کوئی باطل چیز داخل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حق چیز نکال سکتا ہے۔

پھرانہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی :

انا نحن نزلنا الذکر و انّا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

اورفرمایا کہ یہ آیت میری اس بات کی تائید کرتی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعلی عیسیٰ بن محمد بن احمد بن عمر بن عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج طوماری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فہم نے، وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن اکثم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مامون (جو کہ ایک امیر زمانہ تھا) کسی ایک مجلس میں (جو مجلس کسی مسئلہ کے غور و خوض کے لئے منعقد کی گئی تھی) اس میں ایک یہودی شخص داخل ہوا جو کہ خوبصورت چہرے والا تھا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے جسم سے خوب خوشبو مہک رہی تھی۔ مزید یہ کہ جب گفتگو کی تو گفتگو بھی جچی تلی کر رہا تھا۔ جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اُسے بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اسرائیلی ہو؟ کہنے لگا ہاں۔ تو مامون نے اس سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہارے ساتھ اچھا، بھلائی کا معاملہ کروں گا۔ تو وہ کہنے لگا کہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ایک ہے اور میرا دین وہی رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ یہودی چلا گیا۔ پھر وہ ایک سال کے بعد ہمارے پاس مسلمان ہوکر آیا۔

راوی فرماتے ہیں جب اس نے گفتگو شروع کی تو بڑے اچھے انداز میں فقیہانہ طرز پر گفتگو کی۔ جب مجلس منتشر ہوگئی تو مامون نے اُسے بلایا اور کہا کہ کیا تم وہی گزشتہ سال والے آدمی ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہوں۔ تو مامون نے اس سے کہا تم مسلمان کیسے ہوئے؟ تو وہ کہنے لگا کہ جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں تمام مذاہب کا امتحانی جائزہ لیتا ہوں۔ میں چونکہ عمدہ خط لکھنے والا ہوں اس لئے میں نے تورات لکھنے کا ارادہ کیا پھر میں نے تورات کے تین نسخے لکھے۔ اس میں اپنی طرف سے کچھ کی زیادتی بھی کی۔ اس کے بعد اُن نسخوں کو یہودیوں کے کلیسا لے گیا تو انہوں نے مجھ سے تینوں نسخے خوشی خوشی خرید لئے۔ پھر میں نے اسی طرح کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کی۔ پھر میں عیسائیوں کے گرجا گھر گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے خوشی خوشی نسخے خرید لئے۔

پھر میں نے قرآن مجید کے تین نسخے لکھے اور اس میں بھی اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی کی۔ پھر میں ان کو تاجر حضرات کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کے اندر خوب تفتیش کی جب انہوں نے ان نسخوں میں کمی بیشی دیکھی تو انہوں نے خریدنے سے انکار کردیا اور میرے نسخوں کو زمین پر پٹخ دیا۔ پس اس سے مجھے پتہ لگا کہ یہی آسمانی کتاب محفوظ اور سالم ہے۔ اور یہی میرے اسلام لانے کا ذریعہ بنا۔

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی سال حج کیا تو میں نے سفیان بن عیینہ سے ملاقات کی اور یہی حدیث ان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا مقصد قرآن کریم میں موجود ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کون سے مقام پر تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کے بارے میں فرمایا کہ " بما استحفظوا من کتاب اللّٰہ " (سورۃ مائدہ : آیت ۴۴) کہ یہود ونصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود باری تعالیٰ نے لی اور فرمایا :

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۔ (سورۃ حجر : آیت ۹)

ترجمہ : اس قرآن کریم کو ہم ہی نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہم کریں گے۔

لہٰذا آج تک قرآن کریم کو کوئی ضائع نہ کرسکا اور نہ ہی کر سکے گا انشاء اللہ۔ (مترجم)

پھر میں نے عرض کیا خود کتاب اللہ اور اسلاف کی روایات بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں؟ انہوں نے اپنے ادیان میں تبدیلی کی ہے۔ سب نے اللہ کی کتاب میں تبدیلی کی، پھر عقیدہ بھی اس کے خلاف بنایا، اور اپنی خواہشات نفسانی کی اتباع کی۔ یہاں تک کہ ان کے اقوال و افعال بھی کتاب اللہ کے خلاف ہو گئے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر خصوصی کرم فرمایا کہ ان کی کتاب قرآن کی بھی حفاظت فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی سُنّہ کی بھی حفاظت فرمائی اور اُمت محمدیہ ﷺ کے عقائد کی حفاظت فرمائی۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بھی عمداً اس میں تبدیلی نہ کر سکا۔ البتہ غفلت اور خواہشاتِ نفسانی کی بنیاد پر اُلٹی سیدھی باتیں کیں لیکن وہ ساری باتیں مکڑی کا جالا ثابت ہوئیں۔ الحمد للّٰه علی ذلك

اللہ رب العالمین کا شکر ہے جس نے ہمارے دین کی حفاظت فرمائی اور ہمیں دین کی معرفت عطا فرمائی اور ہم اللہ تعالیٰ سے قیامت تک اسی دین پر قائم رہنے کا سوال کرتے ہیں اور اُس دن میں مغفرت کا سوال کرتے ہیں جس دن دعاؤں کو سُننے والی ذات تمام مُردوں کو جمع کرے گی اور وہ ذات جو چاہے کر سکتی ہے۔ اور رحمتیں نازل ہوں اُس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر۔

باب ۲۸۱

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے غلام اُبی مویہبۃ رضی اللہ عنہ کو اپنی موت کی خبر دینا

اور جس کا نبی کریم ﷺ کو اختیار دیا گیا اور نبی کریم ﷺ کا چناؤ کرنے کی خبر دینا۔

حضور اقدس ﷺ کے مرض اور وفات والی روایات بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں

اس باب میں ان سب کو جمع کیا گیا ہے

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن عمر بن ربیعہ نے، انہوں نے عبید بن حنین سے نقل کیا ہے (جو کہ غلام ہیں حکم کے)، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے غلام مُیہبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مجھے نیند سے بیدار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابی مویہبہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت البقیع والوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پس میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ جنت البقیع پہنچا تو رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر کافی دیر تک ان کے لئے استغفار کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مبارک ہو تمہیں کہ تم اس زندگی میں نہیں ہو جس میں دیگر موجودہ لوگ ہیں۔ پھر فرمایا کہ فتنے اس طرح تمہارے اوپر چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات ہو۔ ہر فتنہ کے پیچھے ایک دوسرا فتنہ ہوگا، پے در پے فتنے ہوں گے یہاں تک کہ بعد میں آنے والا فتنہ گزرے ہوئے فتنہ سے زیادہ سخت ہوگا۔

اے مویہبۃ! میرے سامنے دنیا کے خزانے پیش کیے گئے اور یہ بھی کیا گیا کہ یہ خزانے ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے، پھر جنت بھی پیش کی گئی مگر میں نے ان دونوں چیزوں میں سے اپنے رب سے ملاقات اور جنت کو پسند کیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دنیا کے خزانوں اور اس کے ہمیشہ رہنے کو پسند کر لیتے، پھر جنت کو بھی اختیار کر لیتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واللہ میں نے اب اپنے رب سے ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ پر تکلیف کے آثار نمایاں ہو گئے جو کہ بالآخر آپ کو دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف لے گئے۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحفص الریاحی نے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۵۔۵۶)

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن الحمامی المقری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمان النجاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل اور محمد بن غالب نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمر بن عبدالوہاب الریاحی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حکم بن ابی العاص کے غلام عبید بن جبیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہی سند اور وہی حدیث بیان کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے، انہوں نے ابن طاؤس سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری مدد کی گئی رعب کے ذریعہ، اور مجھے خزانے دیئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں باقی زندہ رہوں۔ یہاں تک کہ میری اُمت کے ساتھ جو پیش آئے وہ میں دیکھ لوں یا آخرت کو اختیار کر لوں۔ پس میں نے آخرت کو اختیار کر لیا۔

یہ حدیث مرسل ہے اور یہ حدیث بھی ابی مویہبۃ کی حدیث کے موافق ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۲۴)

☆☆☆
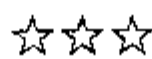
باب ۲۸۲

حضور اقدس ﷺ کا اپنی پیاری بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنی موت کی خبر دینا اور ان کو یہ بتلانا کہ میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم ہی جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس السیاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالموجہ محمد بن عمرو الفزاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بُلایا اور اُن سے کوئی سرگوشی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر دوسری بار بلایا اور سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں، پھر بعد میں میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس سرگوشی کے متعلق پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو اپنی موت کی خبر دی تو میں رونے لگ گئی۔ پھر دوسری بار حضور نے مجھے خبر دی کہ اہل بیت میں سے میں سب سے پہلے جنت میں آپ سے ملاقات کروں گی تو مجھے خوشی ہوئی اور میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن قزعہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

(بخاری ۵/ ۲۵۔۲۵۔ ۶/ ۱۲۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ مسند احمد ۶/ ۷۷۔ ۶/ ۲۴۰۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۲۴۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سہل بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے فراس سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عامر سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے پاس جمع ہوگئیں حتیٰ کہ کوئی بھی باقی نہ رہی حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آگئیں اور آپ کا چلنا ایسا تھا جیسا کہ اُن کے والد یعنی حضور ﷺ کی چال تھی۔ تو ....

نبی کریم ﷺ نے اُن کو دیکھ کر مرحبا فرمایا، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں طرف بٹھالیا یا بائیں طرف۔ پھر آپ سے کچھ سرگوشی فرمائی تو آپ رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو ہنسنے لگ گئیں۔ پس میں نے بعد میں اُن سے پوچھا کہ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ نے تم سے سرگوشی کی اور تم رونے لگ گئیں۔

جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے گئے تو میں نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی۔ پس جب نبی کریم ﷺ وفات پاگئے تو پھر میں نے ان سے کہا کہ میرا تم پر ایک حق ہے جو میں نے تم سے پوچھا تھا تم کیوں نہیں بتلاتیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی تھی؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اب میں بتلاسکتی ہوں۔

پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے سامنے ایک مکمل قرآن کریم پیش فرماتے تھے جبکہ اس سال دو مرتبہ قرآن کریم پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں سمجھا کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا اور اسلاف (یعنی گزرے ہوئے لوگوں میں سے) میں ہی بہتر ہوں گا، پس میں رو پڑی۔ پھر دوسری بار سرگوشی فرمائی اور فرمایا کہ کیا اس پر راضی نہیں ہے کہ تو جنت میں تمام مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہوگی یا یوں فرمایا کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہوگی تو میں ہنس پڑی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ابی کامل سے نقل کیا ہے جبکہ ان دونوں حضرات نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ مسلم ص ۱۹۰۵۔ مسند احمد ۲۸۲/۶۔ طبقات ابن سعد ۲: ۲۴۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المصری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب العلاف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن یزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن غزیۃ نے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا ہے کہ بے شک ان کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا ذرا میرے قریب آؤ تو وہ قریب ہوگئیں تو نبی کریم ﷺ نے ذرا سی دیر اُن سے سرگوشی فرمائی پھر آپ ہٹ گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ پھر ذرا دیر سے حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے بیٹی! میرے قریب آنا، آپ قریب ہوگئیں۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے سرگوشی فرمائی، پھر آپ ہٹ گئیں اور ہنسنا شروع کر دیا۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی فرمائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھ کو پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی میں ایک راز بیان فرمایا ہے تو ان کے راز کو کیسے ظاہر کر دوں حالانکہ رسول اللہ بقید حیات ہیں۔

راوی فرماتے ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بری لگی کہ یہ راز میرے علاوہ دوسرے کو کیوں بتلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے مجھے وہ بات نہیں بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہاں اب میں بتا سکتی ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک بار مکمل قرآن کریم میرے سامنے پیش فرماتے تھے مگر اس سال دو بار قرآن کریم پیش کیا اور مجھے یہ خبر دی کہ ہر نبی کے بعد جب بھی کوئی نبی آیا وہ بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کی عمر کا نصف حصہ عمر زندہ رہے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے اس حساب سے میرا اندازہ ہے کہ میں ساٹھ (۶۰) سال کے لگ بھگ دنیا سے چلا جاؤں گا۔ بس اس بات نے مجھے رُلا دیا۔ اور فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! مسلمان عورتوں میں تم سے زیادہ میں کسی کو سنجیدہ اور باوقار نہیں دیکھتا اس لئے تم صبر کرنے میں کمی نہ کرنا یعنی خوب صبر کرنا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر دوسری بار حضور ﷺ نے علیہ السلام نے سرگوشی میں مجھے خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے جنت میں مجھ سے ملاقات کرو گی۔ اور فرمایا کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہوگی، مگر بزرگ خواتین میں مریم بنت عمران کا بھی ایک مقام ہوگا۔ پھر میں اس بات پر خوشی سے ہنسنے لگی۔ روایت میں اسی طرح ہے۔

اور تحقیق ابن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا تو اس وقت آپ کی عمر تینتیس (۳۳) سال کی تھی۔

جبکہ وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ آپ کی عمر بتیس (۳۲) سال تھی۔ بہر حال ابن مسیب کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جبکہ وہب بن منبہ کا قول مرادِ حدیث ہوسکتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ آسمان سے زمین پر اُترنے کے بعد جتنا عرصہ زمین پر رہیں گے وہ عرصہ بتیس (۳۲) سال ہوں گے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الاسفاطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عوام نے ہلال بن خباب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب "اذا جآء نصراللّٰہ والفتح" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھے میری موت کی خبر دی جا چکی ہے جس پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ پھر دوبارہ ہنسنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے حضور ﷺ نے اپنے فوت ہونے کی خبر دی تو میں رو پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم صبر کرنا میرے اہل میں سے تم سب سے پہلے جنت میں میرے ساتھ آ کر ملو گی تو میں خوشی سے ہنس پڑی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی بشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں مجھ سے سوالات کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے سوالات کرتے ہو حالانکہ تم جیسی تو ہماری اولاد ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ میں تو اس وجہ سے پوچھتا ہوں کہ آپ علم میں مجھ سے بڑھے ہوئے ہیں۔

راوی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے "اذا جآء نصراللّٰہ والفتح" کے متعلق پوچھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے کہا کہ ہاں اس میں حضور ﷺ کی موت کی خبر دی گئی ہے اور پھر آپ نے مکمل سورۃ "انہ کان توابا" تک پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا تھا سوائے اس کے جو آپ نے بتلایا ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عرعرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۷۰۔ فتح الباری ۸/۷۳۴۔۷۳۵)

مصنف فرماتے ہیں یہ تمام احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرما کر آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کو دو مرتبہ مکمل قرآن کریم پیش فرمایا اور یہ آپ ﷺ کی وفات کی دوسری علامت تھی۔ اور نبی علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کا تذکرہ کرنا یہ بھی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کو دنیا و آخرت کے اختیار کرنے کا اختیار دینا اور آپ علیہ السلام کا آخرت کو پسند فرمانا یہ بھی آپ علیہ السلام کے وفات کی علامت ہے۔ لہٰذا جس صحابی نے جو روایت جس طرح سُنی انہوں نے اُس روایت کو اُسی طرح روایت کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۲۸۳

حضور اکرم ﷺ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو

ابتدائی مرض میں اپنی موت کا اشارۃً خبر دینا۔ پھر خاص طور پر اپنی موت کی آمد کی خبر دینا اور یہ بتلانا کہ میری موت شہادت والی ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حدیث میں تذکرہ کرنا

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید عثمان بن عبدوس بن محفوظ فقیہ جنزروذی اور ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن الحسین سلمی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد یحییٰ بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسین الترکی نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن اسحاق السراج نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سلیمان بن بلال نے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا۔ تو ایک مرتبہ کہنے لگیں، ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ (تجھے کیا فکر ہے) اگر تو میری زندگی میں مرگئی تو میں تیرے لئے دعا اور استغفار کروں گا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ہائے مصیبت! آپ میری موت چاہتے ہیں۔ میرے مرنے سے آپ کا کیا بگڑے گا۔ آپ تو اسی دن شام کو جا کر مزے سے کسی بی بی سے صحبت کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیری بیماری کیا ہے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ دیکھو میں نے یہ قصد کیا ہے کہ کسی کو بھیج کر ابوبکر ؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلاؤں اور ابوبکر ؓ کو اپنا جانشین مقرر کردوں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں کہ خلافت ہمارا حق ہے، یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں پھر میں نے اپنے دل میں خود ہی کہا کہ اس کی ضرورت کیا ہے خود اللہ تعالیٰ ابوبکر ؓ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بننے نہیں دیں گے اور نہ ہی کسی کی خلافت کو قبول فرمائیں گے۔

امام بخاری نے اس روایت کو اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔حدیث ۵۶۶۶۔فتح الباری ۱۰/۱۲۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ حضرات فرماتے ہیں دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن المغیرہ بن الاخنس نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ کے سر میں درد تھا جبکہ میں نے اپنے دردِ سر کی شکایت کی اور میں نے کہا کہ ہائے میرا سر پھٹا جارہا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی فکر مت کرو، میرے سر میں زیادہ درد ہورہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر تو مجھ سے پہلے مرگئی تو تیرے معاملات سنبھالنے کو میں ہوں اور تیرا جنازہ پڑھ کر تجھے دفنادوں گا۔ تو میں نے (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ بخدا اگر اسی طرح ہوگیا جیسا آپ فرمارہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا، آپ تو جاکر شام کو کسی بی بی سے مزے سے صحبت کریں گے۔

اس بات سے رسول کریم ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی تکلیف زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ ازواج مطہرات سے ملنے کے لئے ان کے گھروں میں چکر لگارہے تھے۔ لیکن جب تکلیف بڑھی تو آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے تو آپ وہیں ٹھہر گئے اور وہاں سارے گھر والے جمع ہوگئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ذات الجنب کی بیماری لگ گئی ہے لہٰذا ہم دوائی آپ کے منہ میں ڈالتے ہیں جب دوائی ڈالی تو آپ کو افاقہ بھی ہوگیا۔ تو حضور ﷺ نے مجھے دوائی کس نے دی تھی؟ سب حضرات نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس نے دی تھی اس خوف سے کہ شاید آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہو۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیماری شیطان کی جانب سے لاحق ہوتی ہے اور شیطان مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلط نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جتنے بھی گھر والے ہیں ان کو بھی اسی طرح منہ میں دوائی ڈالو جس طرح انہوں نے میرے منہ میں ڈالی تھی۔ مگر میرے چچا کو (احتراماً) نہ ڈالی جائے۔ البتہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے مستثنیٰ تھیں کیونکہ وہ اس دن روزہ رکھے ہوئے تھیں۔ اس بات پر حضور ﷺ کے سامنے عمل کیا گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے مرض کے ایام اپنے گھر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاروں گا۔ پھر آپ علیہ السلام حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص جس کا نام امام بیہقی نے ذکر نہیں کیا (مگر ان کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے بخاری کی کتاب المغازی۔ مترجم) کے ذریعہ یعنی اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

(بخاری۔ کتاب ،المغازی۔ فتح الباری ۸/ ۱۴۷۔ بخاری۔ کتاب الطب۔ فتح الباری ۱۰/ ۱۶۶۔ مسلم۔ کتاب السلام ص ۱۷۳۳۔ مسند احمد ۶/ ۵۶)

عبیداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم اُس دوسرے آدمی کا نام جانتے ہو؟ جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تذکرہ نہیں فرمایا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ الاشقر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عنبسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں فرماتی تھیں کہ جس مرض میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا آپ علیہ السلام اُس مرض کی حالت میں مجھے فرمارہے تھے کہ اے عائشہ! جو کھانا خیبر میں مجھے کھلایا گیا میں آج بھی اس کی تکلیف کو محسوس کررہا ہوں اور اس وقت اُس زہریلے کھانے کی وجہ سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے یونس کے قول سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۸۔ فتح الباری ۸/ ۱۳۱۔ مسند احمد ۶/ ۱۸)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، انہوں نے اعمش سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن مرّہ سے، انہوں نے ابی الاحوص سے، انہوں نے عبداللہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں نو مرتبہ قسم کھا کر حضور علیہ السلام کے قتل ہونے کی خبر دوں اس سے بہتر ہے کہ میں ایک ہی قسم اُٹھاؤں اور کہوں کہ حضور علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو ایک نبی بنایا پھر ان کو شہید بنایا ہے۔

باب ۲۸۴

حضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر مرض کے ایام بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنا اور زمانۂ مرض میں غسل فرما کر صحابۂ کرام کے پاس جا کر ان کو نماز پڑھانا پھر خطبہ دینا اور پھر ان کو اپنی موت کی خبر دینا اور حضور علیہ السلام کی صحبت اختیار کرنے والوں کو امن واحسان کے حصول کی خبر دینا۔ یہ بات حضور ﷺ کی شان عظیم بلند مرتبہ پر دلالت کرتی ہے

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن بکیر نے، انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

مصنف دوسری سند سے فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا یحیٰی بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص السدوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب نبی علیہ السلام بیمار ہوگئے اور آپ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میں اپنے ایام بیماری بی بی عائشہ کے ہاں گزاروں تو تمام ازواج مطہرات نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے نکلے۔ مرض کی وجہ سے حالت ایسی تھی کہ چلتے ہوئے آپ کے قدم مبارک گھسٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ جن دو آدمیوں کے سہارے چل رہے تھے اُن میں سے ایک حضرت عباس ؓ تھے جبکہ راوی نے دوسری شخصیت کا ذکر نہیں فرمایا لیکن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے خبر دی کہ تمہیں پتہ ہے وہ دوسرے شخص کون تھے؟ جن کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتلایا، تو میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی ؓ تھے۔

راوی یہ بھی فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حدیث بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی تکلیف اور زیادہ بڑھ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی ایسی لاؤ جس کے منہ نہ کھولے گئے ہوں اور میرے اُوپر بہاؤ شاید طبیعت بہتر ہو جائے تاکہ میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے آپ ﷺ کو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک کنگال (ٹپ) میں بٹھایا۔ پھر ہم نے آپ پر مشکیں چھوڑنا شروع کیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اب بس کرو پھر آپ لوگوں کی طرف برآمد ہوئے اور ان کو نماز پڑھائی اور وعظ فرمایا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر اور سعید بن عفیر سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے لیث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۴۴۴۲۔ فتح الباری ۱۴۱/۸)

جبکہ امام مسلم نے لیث سے دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۲۔۳۱۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ اور یحییٰ بن منصور قاضی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالمثنیٰ نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الہیثم الشعرانی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فلیح بن سلیمان نے، انہوں نے ابی نصر سالم سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبید بن حنین اور بشر بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی سعید الخدری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہما سے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا اور اللہ کے پاس دنیا اور آخرت جو اللہ کے پاس ہے ان دونوں کا اختیار دیا تو اُس شخص نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ رونے لگ گئے۔ ہم اُن کے رونے سے تعجب میں پڑ گئے کہ حضور علیہ السلام نے تو ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے جس کو اختیار دیا گیا تھا حالانکہ وہ خود حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی تھی جس کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق ﷛ ہم میں سے سب سے زیادہ اس بات کو جانتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تم مت روؤ۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر سے زیادہ کسی نے مجھ پر اتنا احسان نہیں کیا جتنا کہ ابوبکر نے کیا۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے دنیا میں کسی کو خلیل بنانے کا ہوتا تو میں ابوبکر کو بناتا۔ لیکن چونکہ خلیل بنانے کا اختیار نہیں ہے البتہ اسلامی محبت و بھائی چارگی رہے گی۔ اور فرمایا کہ مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ یہ ابن عبدان کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ صحیح میں محمد بن سنان سے اس نے فلیح سے اور مسلم نے سعید سے روایت کی ہے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ باب فضائل ابی بکر الصدیق ﷛)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن ابی معلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو دنیا میں اس کی مرضی کے مطابق اور دنیا میں ہر چیز کے کھانے وغیرہ میں اس کی مرضی کے مطابق اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا پس اس شخص نے اپنے رب سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ رونے لگ گئے۔ تو دیگر اصحاب رسول ایک دوسرے سے تعجب سے کہنے لگے کہ تم اس بوڑھے کو تو دیکھو! کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جس کو اللہ رب العزت نے دنیا اور جو کچھ عیش وعشرت اس میں ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا ہے پس اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ترجیح دی ہے۔ مگر چونکہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ حضور ﷺ کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم تو اپنے مال اور اپنی اولاد کو آپ پر نچھاور کر دیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر ساتھ اور مال کے اعتبار سے ابن ابی قحافہ سے زیادہ کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (لیکن خلیل بنانے کی چونکہ اجازت نہیں ہے) اس لئے محبت، بھائی چارگی ان سے ہمیشہ رہے گی جبکہ تمہارا ساتھی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ) (ترمذی۔ کتاب المناقب)

اس روایت کو ابوسعید خدری اور ابوالمعلی انصاری نے حضور ﷺ کے خطبہ سے روایت کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور ﷺ اپنے مرض الوفات میں غسل فرما کر اپنے گھر سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کی طرف خطبہ دینے کے لئے نکلے۔

اور اس روایت پر دوسری روایت بھی دلالت کرتی ہے اُس کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعلیٰ بن حکیم کو عکرمہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں سر پر پٹی باندھ کر گھر سے باہر نکلے۔ پس آپ منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے اپنی جان و مال کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان ابوبکر کے علاوہ کسی نے مجھ پر نہیں کیا اور فرمایا اگر مجھے دنیا میں اپنا خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ لیکن اسلامی محبت اور دوستی سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ اور فرمایا کہ میری مسجد میں کھلنے والے سارے دروازے بند کر دو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن محمد الجعفی سے نقل کیا ہے، انہوں نے وہب بن جریر بن حازم سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل الصحابۃ)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابی طاہر العنبری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ نے، جو کہ بیٹے ہیں عمرو دقی کے، انہوں نے زید بن ابی اُنیسہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عمرو بن مرّہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن الحارث سے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جندب نے، کہ انہوں نے نبی کریم کو وفات سے پانچ روز قبل یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے بہت سے دوست اور بھائی ہیں اور میں نے ہر دوست کی دوستی کا بدلہ چکا دیا ہے۔ اور اگر مجھے دنیا میں خلیل بنانے کا اختیار ہوتا تو میں ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ اور بے شک میرے رب نے مجھے ایسے خلیل بنایا ہے جیسا کہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور اپنے نیک صلحاء لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا مگر تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد ص ۳۷۸/۱)

مصنف فرماتے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خطبہ وعظ کے دوران بیان فرمایا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن سلیمان بن حنظلۃ الغسیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مرض الوفات میں اپنے گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپ کے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی بندھی تھی اور ایک چادر دونوں کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا امابعد! اے لوگو! تو میں تو بڑھتی جاتی ہیں لیکن تم انصار کم ہوتے جارہے ہو، حتیٰ کہ کم ہوتے ہوئے مثل کھانے میں نمک کے برابر رہ جاؤ گے۔ پھر تم میں سے جس شخص کو ایسی حکومت ملے جس میں لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار ہو تو انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور برے آدمی کے قصور کو معاف کردے۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ مجلس حضور ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا وصال ہوگیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی نعیم وغیرہ سے نقل کیا فرمایا ہے، انہوں نے عبدالرحمن بن الغسیل سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب مناقب انصار۔ حدیث ۳۸۰۰۔ فتح الباری ۱۲۲/۷)

فائدہ: حضور ﷺ کا انصار کے بارے میں وصیت کرنا کہ ''لوگو! تم میں سے کوئی حکومت کرے تو انصار کا خیال رکھنا''۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت کا حق انصار کو نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے ایوب بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا میرے اوپر سات مختلف کنوئیں کے مختلف پانی کے مشکیزے ڈالو تاکہ طبیعت بہتر ہو تو لوگوں کو کچھ کرنے کے لئے نکلوں۔ صحابہ کرام نے اسی طرح کیا تو پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کو وصیت کے لئے نکلے۔ آپ منبر پر بیٹھے، آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد سب سے پہلے جو بات ذکر فرمائی اس میں اُحد کے صحابہ کا ذکر فرمایا پھر ان کے لئے استغفار فرمایا اور دعا کی۔ پھر فرمایا اے مہاجرین کی جماعت! تحقیق تم تو بڑھتے جاؤ گے مگر انصار کی یہ حالت نہیں رہے گی (یعنی وہ کم ہوتے چلے جائیں گے)

اور فرمایا کہ یہ انصار میری جان ہیں میں ان میں رہا ہوں، لہٰذا تم ان کے نیک آدمی کا اکرام کرنا اور برے آدمی سے درگزر والا معاملہ کرنا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا میں رہو یا میرے ساتھ ملاقات کرلو تو اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو چن لیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر آپ ﷺ کی بات سمجھ گئے اور لوگوں میں وہی رونے لگ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ اور ہماری اولاد آپ پر قربان ہوں (یعنی آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر صبر کرو۔ پھر فرمایا اے لوگو! مسجد کی طرف کھلنے والے سارے دروازے بند کردو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ کیونکہ میں ابوبکر سے علاوہ کسی کو اتنا زیادہ معاون اور مددگار نہیں پاتا جتنا ابوبکر کو پاتا ہوں۔ (ابن کثیر ۲۲۹/۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے اور جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اس میں آپ علیہ السلام نے غسل کرنے کے بعد ارشاد فرمائی اور لوگوں کو وصیت فرمائی اور اپنی موت کی خبر دی۔

مصنف فرماتے ہیں اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی فروہ بن زبید بن طوسا نے حضرت عائشہ بنت سعد سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اُم ذرہ سے، انہوں نے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جو کہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام مرض الوفات میں جب گھر سے نکلے تو آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے منبر کو گھیر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑا ہوا ہوں گا۔ پھر آپ علیہ السلام نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد سب سے پہلے جو بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ نے غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کے لئے استغفار پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو یہ اختیار دیا ہے کہ خواہ دنیا کو پسند کرے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو تو اُس بندہ نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چُن لیا ہے۔ یہ بات سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رونے لگے۔ ہمیں ابوبکر کے رونے پر بڑا تعجب ہوا۔

پھر ابوبکر ؓ نے فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور ہم اپنے والدین اور اپنی جان و مال آپ پر قربان کر دیں گے پھر ہمیں علم ہوا کہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ کے اختیار کی خبر دی گئی وہ خود حضور علیہ السلام ہی کی ذات بابرکات تھی اور حضرت ابوبکر ؓ حضور ﷺ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اس لئے وہ فوراً حضور علیہ السلام کی بات کو سمجھ گئے تو حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر ؓ سے فرمانے لگے کہ تم صبر کرو۔

(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۲۹)

باب ۲۸۵

تذکرہ ایک خطبہ کا جس میں حضور ﷺ کا حقوق کی ادائیگی کے لئے لوگوں کے سامنے اپنی جان اور مال کو پیش کرنا اور کہنا کہ اگر کسی کا کوئی حقِ جسمانی یا مالی ہو تو وہ وصول کر لے تا کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو میرے اُوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو اور حضور علیہ السلام کا حضرت عمر بن خطاب ؓ کے لئے چند باتیں بیان فرمانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی قماش یعنی محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل ابو عمران الجبلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ القزاز نے حارث بن عبدالملک بن عبداللہ بن ایاس اللیثی سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے قاسم بن یزید بن عبداللہ بن قسیط سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے، انہوں نے فضل بن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس حضور ﷺ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ شدید بخار میں تپ رہے تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اے فضل! میرا ہاتھ پکڑو۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ہاتھ پکڑ لیا یہاں تک کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو اور لوگوں کو آواز لگا کر جمع کرو۔ میں نے الصلوٰۃ جامعۃ کی آواز لگائی تو لوگ جمع ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ وعظ فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور اما بعد!

کے بعد ارشاد فرمایا، اے لوگو! میرے اور تمہارے درمیان بہت سے حقوق متعلق ہیں اور تم مجھے دوبارہ اس مقام پر نہ دیکھ سکو گے اور میں دوبارہ اس مقام پر کھڑے ہونے سے بے پرواہ ہوں (یعنی کھڑا نہیں ہوسکوں گا)

سنو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کبھی کوڑا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے بدلہ لے سکتے ہو۔ اور اگر میں نے کسی سے مال لیا ہو تو یہ میرا مال حاضر ہے اس میں سے اپنا مال واپس لے لے، اور اگر میں نے کسی کی بے عزتی کی ہو تو بھی موجود ہوں بدلہ لے لے۔ اور فرمایا کہ پھر کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ میں نے تو اس وجہ سے بدلہ نہیں لیا کہ کہیں حضور ﷺ کے دل میں میری طرف سے عداوت پیدا نہ ہو جائے۔ کیونکہ کسی سے دشمنی رکھنا میری شان ہی کے خلاف ہے بلکہ میری فطرت کے بھی خلاف ہے۔ اس وقت تم میں سب سے مجھے وہ شخص پسند ہوگا جو مجھ سے اپنا حق وصول کرلے اگر ہے۔ اور میں نے اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیا ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس حالت میں کروں کہ میرے اوپر کسی کا کوئی حق نہ ہو۔

حضرت فضل فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوگیا کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میرے آپ پر تین درہم ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی کی کوئی بات نہیں جھٹلاؤں گا اور نہ ہی کسی کو اس کی بات پر قسم دوں گا کہ واقعی تمہارے درہم میرے پاس ہیں یا نہیں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو یاد نہیں ہے کہ فلاں موقع پر ایک سائل آپ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو تین درہم دے دو تو میں نے اس کو تین درہم دیئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کو حکم دیا کہ اس شخص کو تین درہم دے دو۔ فضل فرماتے ہیں میں نے اس کو تین درہم دیئے پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی بات دوبارہ دہرائی اور فرمایا، اے لوگو! اگر تم میں سے کسی کے پاس مال غنیمت میں سے بغیر تقسیم کے لی ہوئی کوئی بھی چیز ہو وہ واپس کردے۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں مال غنیمت میں سے تین درہم لے لئے تھے۔ نبی کریم نے فرمایا کہ تم نے کیوں لئے تھے تو اس نے عرض کیا کہ مجھے سخت محتاجی تھی اس لئے لئے تھے۔ پھر نبی کریم نے حضرت فضل سے فرمایا کہ اس سے تین درہم وصول کرلو۔

نبی کریم ﷺ نے پھر اپنی پہلی والی بات دہرائی اور فرمایا اے لوگو! اگر کوئی شخص بھی اپنے دل میں کوئی بات محسوس کرتا ہو یا کسی کے دل میں کوئی بھی شک وشبہ ہو وہ کھڑا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ برتر و بالا ہیں وہ ضرور معاف فرمانے والا ہے۔

حضرت فضل فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں تو منافق ہوں، جھوٹا ہوں اور بہت زیادہ سونے والا ہوں تو فوراً حضرت عمر بن خطاب ﷺ بھی بول پڑے اور اس شخص کو فرمایا، ارے تیرا ستیاناس ہو جائے اللہ تعالیٰ نے تیرے عیب کو چھپا دیا تھا لہٰذا تو بھی چھپا لیتا۔ تو نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب ﷺ سے فرمایا رک جاؤ ابن خطاب۔ اے ابن خطاب! دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں ہلکی اور آسان ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو صدق اور ایمان کامل فرما اور اس کے زیادہ سونے کو دور فرما دے۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا، عمر ﷺ میرے ساتھ ہے اور میں عمر ﷺ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق بھی عمر ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۲۳۱/۵)

☆☆☆

باب ۲۸۶

مرض الوفات میں جمعرات کے دن حضور ﷺ کا شدتِ مرض میں

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کچھ وصیت لکھنے کی فکر کرنا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمالیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا مطمئن ہونا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد البصری نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث حسن بن محمد الزعفرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن ابی مسلم سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن المدینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان کو سعید بن جبیر کا ایک قول نقل کرتے ہوئے سُنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یوم الخمیس کا تذکرہ فرمایا، پھر فرمایا تمہیں پتہ ہے کہ یوم الخمیس کیا ہے؟ پھر رونے لگ گئے، اتنے روئے کہ اُن کے رونے کی وجہ سے پتھر اور خود ان کی داڑھی بھی تر ہوگئی۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا، اے ابوالعباس یوم الخمیس کا کیا مسئلہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا مرض بہت بڑھ گیا تھا اور نبی کریم نے فرمایا کہ تم کاغذ قلم لے آؤ تاکہ میں تمہیں وصیت لکھ دوں، تم اس کے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی وقت لوگوں میں کچھ تنازعہ ہوگیا حالانکہ حضور علیہ السلام کے سامنے تنازعہ کرنا کسی بھی طرح مناسب نہیں تھا۔ کسی نے کہا کہ شاید بیماری کے شدید ہونے کی وجہ سے بڑبڑا رہے ہوں چلو دوبارہ پوچھتے ہیں۔ جب حضور ﷺ سے دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم چلے جاؤ میں بھی کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بُلاتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے زبانی تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) فرمایا تم مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

(۲) میں جس طرح وفود کا اکرام کیا کرتا تھا تم بھی اُسی طرح اُن کا اکرام کرنا۔

راوی فرماتے ہیں کہ

(۳) تیسری وصیت پر آپ علیہ السلام خاموش ہوگئے یا تیسری وصیت بھی بیان فرمائی۔ (مگر راوی اس کو بھول گئے تھے)۔

ان میں حضرت علی بن مدینی کی حدیث کے الفاظ ہیں اور یہی مکمل تام ہیں۔ لیکن علی نے فرمایا کہ سفیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے سمجھا کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں ہی لکھیں گے۔

اسی روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۱۔ فتح الباری ۱۳۲/۸۔ مسلم ص ۱۲۵۷/۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن علی الصنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو گھر میں بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ کچھ میں تمہیں کچھ وصیت وغیرہ لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں لہٰذا لکھنے کی تکلیف دینا مناسب نہیں ہے جبکہ قرآن کریم تمہارے پاس موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے (مزید کی تکلیف آپ ﷺ کو نہ دی جائے)۔

اسی دوران اہل بیت میں کچھ اختلاف پیدا ہوا اور لگے بحث مباحثہ کرنے کہ بعض ان میں سے یہ فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ کو کاغذ قلم لا دو تا کہ کچھ وصیت وغیرہ لکھ دیں، جبکہ بعض حضرات صحابۂ کرام جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ فرما رہے تھے کہ ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ بحث و مباحثہ اور اختلاف بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اٹھو اور چلے جاؤ۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ ہائے مصیبت وائے مصیبت بحث و مباحثہ اور جھگڑے میں مشغول ہو کر حضور علیہ السلام کو یہ کتابی وصیت نہ لکھنے دی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں علی بن المدینی وغیرہ سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے محمد بن رافع وغیرہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۲۔ فتح الباری ۸/ ۱۳۲۔ مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۹)

فائدہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لکھنے سے منع کرنے کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ السلام تکلیف کی شدت میں ہیں اس لئے ابھی ضروری نہیں بعد میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کو لازماً ضروری کوئی بات لکھنی تھی تو آپ علیہ السلام کسی کے اختلاف اور جھگڑے کی پرواہ نہ کرتے اور وہ بات لکھ کر ہی دم لیتے کیونکہ یہ بات آپ کے منصب رسالت ہی کے خلاف ہے کہ امت کے لئے وصیت کو ترک کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بلّغ ما انزل الیك من ربّك .... الخ

(سورۃ المائدہ: آیت ۶۷)

ترجمہ: اے رسول! جو چیز تم پر نازل فرمائی ہے اس کو لوگوں تک پہنچایئے۔

جب نبی کریم ﷺ نے اسلام کے دوسرے احکامات کے پہنچانے میں کسی کی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہ کی تو یہاں بھی نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ کوئی اہم بات نہیں لکھنی تھی۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے جو بات اہل علم سے نقل کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ابوبکر کی خلافت کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن پھر اس اعتماد کی وجہ سے ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر ہی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ فرما دیا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ابتداء مرض میں یہ بات بیان فرمائی تھی کہ اللہ جل شانہ اور مومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے خلیفہ بننے پر راضی ہی نہیں ہوں گے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے پھر کچھ بھی نہیں لکھا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات ہی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دے کر ساری اُمت پر یہ بات واضح فرمادی کہ میرے بعد اگر کوئی خلیفہ ہوگا تو وہ ابوبکر ہوگا۔ اور اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی ایسی بات لکھ دوں جس سے دین میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو کامل و اکمل بنادیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم ۔ (سورۃ المائدہ ، آیت ۳)

ترجمہ آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ قیامت تک رونما ہونے والے سارے واقعات کا حل قرآن کریم اور سنت رسول میں موجود ہے خواہ صراحتاً ہو یا نصاً بہر حال حل موجود ہے۔ ان تمام باتوں کے واضح موجود ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ حضور علیہ السلام مرض کی شدت میں مبتلا ہیں تو آپ نے حضور ﷺ کی راحت رسانی کی وجہ سے مزید لکھنے سے منع فرمایا اور حضور ﷺ کے دیگر ارشادات پر اقتصار فرمایا جو اُمت کے لئے کافی اور واقعی ہیں جن کا تذکرہ دیگر نصوص میں صراحتاً یا اشارۃً موجود ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی سوچا کہ اہل علم جو اجتہاد و استنباط کرتے ہیں اُن کے فضائل بھی اپنی جگہ پر حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موجود ہیں اور اہل اجتہاد قرآن و حدیث سے استنباط کرکے فروع کو اصول کے مطابق بناتے ہیں اور جس کے لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ''جب کوئی حاکم اجتہاد کرتا ہے اور وہ اپنے اجتہاد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اُس کے لئے دُہرا اجر ہوتا ہے لیکن اگر وہ خطاء کرگیا تو بھی ایک اجر تو اُس کو ملتا ہے''۔

(بخاری۔کتاب الاعتصام بالسنۃ۔حدیث ۷۳۵۲۔فتح الباری ۳۱۸،۱۳۔مسلم۔کتاب الاقضیہ ص ۱۳۴۲/۳)

یہ ارشادِ گرامی بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض احکام کی ذمہ داری مجتہدین علماء کرام پر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دو قسم کے اجر رکھے ہیں۔ ایک اجر ان کے اجتہاد کرنے کی وجہ سے ان کو ملتا ہے اور دوسرا اجر اس وجہ سے ملتا ہے کہ انہوں نے بعینہٖ قرآن و سنت کے مطابق صحیح اجتہاد کیا اور جو مجتہد اپنے اجتہاد کی وجہ سے غلطی کر بیٹھا تو اللہ رب العالمین اس کی غلطی کو معاف فرما کر اُس کے لئے ایک اجر تو ضرور عطا فرماتا ہے۔ (سبحان اللہ)

یہ ساری تفصیل تو ان مسائل شرعیہ کی ہے جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں صراحتاً کوئی بات نہیں ہے بلکہ اشارۃً کنایۃً بیان ہے۔ باقی رہے اصولِ شرعیہ تو ان کا بیان تو شریعت نے خوب واضح کردیا ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کیونکہ ان کا رسول اللہ ﷺ کو لکھنے سے روکنا ایک مجتہدین علماء کی فضیلت کو بیان کرنا ہے تاکہ وہ فروعی مسائل کو اصولی مسائل سے مستنبط کریں اور ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شدت تکلیف کا لحاظ بھی رکھنا ہے تاکہ حضور علیہ السلام کو راحت رسانی ہوسکے۔

☆☆☆

یہ ساری تفصیل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے مبنی برحق اور صواب تھی۔ (و باللہ التوفیق)

باب ۲۸۷

حضور علیہ السلام کا مرض کی شدت کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دینا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر حمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! ابو بکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے والد محترم رقیق القلب ہیں جب نماز پڑھائیں گے تو لوگ اُن کا رونا سن نہیں سکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر بھی فرمایا کہ لوگو! ابو بکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی اپنی بات دُہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔ آپ ﷺ نے پھر حکم دیا کہ لوگو! تم ابو بکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبید اللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے دوبارہ اپنی بات عرض کی اور یہ بات کہنے کو میں نے اس وجہ سے ضروری سمجھا کہ لوگ آپ علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ میں حضور علیہ السلام کو اس بات سے روک سکوں کہ آپ ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو امامت کا حکم کریں۔

اس روایت کو امام بخاری نے یحییٰ بن سلیمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی حمزہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب حضور علیہ السلام میرے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ لوگو! تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر آپ ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو حکم دیں تو زیادہ بہتر ہے اور بخدا میرا مقصد منع کرنے سے اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ لوگ حضور علیہ السلام کے قائم مقام کو بدشگونی کے طور پر یاد کریں گے۔

اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار نہیں بلکہ دو تین بار حضور علیہ السلام کو روکا۔ مگر حضور علیہ السلام نے پھر بھی یہی بات ارشاد فرمائی کہ لوگو! ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۳/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد الدوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین الجعفی نے زائدہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبدالملک سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عمیر سے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مریض ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابوبکر نہایت ہی رقیق القلب (یعنی بہت زیادہ نرم دل) ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ لیکن نبی علیہ السلام (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر توجہ نہیں کی) نے فرمایا کہ لوگو! ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور بی بی عائشہ سے فرمایا کہ تم بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن نصر سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مسلم نے ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ ان دونوں راویوں نے حسین بن علی الجعفی سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۶۷۸۔ فتح الباری ۱۶۴/۲۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۳۱۶/۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حکم دیا کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہیں سنا سکتے، لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی کہ لوگوں سے کہو کہ وہ ابوبکر کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی حضور علیہ السلام سے کہو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ اُن کا قرآن نہیں سمجھ سکیں گے۔ لہٰذا آپ حضرت عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور علیہ السلام سے یہ بات عرض کی تو نبی کریم ﷺ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ تم چپ رہو۔ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ بخدا بھلا مجھے تم سے کبھی خیر پہنچ سکتی ہے؟ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مالک سے بیان کیا ہے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ فتح الباری ۱۶۴/۲۔ حدیث ۶۷۹)

☆☆☆

باب ۲۸۸

حضور علیہ السلام کا لوگوں کو آخری نماز پڑھانا

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلی مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دینا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں حاضر ہونا جبکہ آپ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تھی۔اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چند ایام لوگوں کو نماز پڑھانا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الصفار نے لکھواتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث بن سعد نے، انہوں نے عقیل بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اُم الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو مغرب کی نماز میں '' والمرسلات عرفاً'' پڑھتے ہوئے سُنا۔اُس کے بعد حضور علیہ السلام نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض فرمالی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۴۲۹۔فتح الباری ۱۳۰/۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن بہلول نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدہ بن سلیمان نے محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے زہری سے نقل کیا، انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنی والدہ اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور '' والمرسلات عرفاً'' کی تلاوت فرمائی۔اس کے بعد ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی۔(مسلم۔کتاب الصلوٰۃ ص ۳۳۸/۱)

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے لوگوں کو ابتداء سے آخر تک، یہی آخری نماز پڑھائی تھی (بعد میں اگرچہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی)۔واللہ اعلم

پھر حضور علیہ السلام کا دن میں انتقال ہوگیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن قدامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبید اللہ بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ

میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ مجھے حضور علیہ السلام کے مرض الوفات کا واقعہ سنائیں گی؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میں ضرور سناؤں گی۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام کا مرض اور کمزوری بڑھ گئی تو اسی دوران آپ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپ کے انتظار میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ ہم نے پانی رکھ دیا تو آپ نے غسل فرمایا اور کھڑے ہونے کوشش فرمائی لیکن آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر غشی سے افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور پھر کھڑے ہوکر چلنے کی کوشش فرمائی تو پھر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پڑھی، وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھو، ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا پھر چلنے کی کوشش کی تو غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں، وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کررہے تھے۔

پھر حضور علیہ السلام نے پیغام دیا کہ ابوبکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد نے آکر پیغام دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ رقیق القلب آدمی تھے اس لئے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دنوں میں امامت کروائی۔ پھر ان ہی دنوں میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو آپ علیہ السلام دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے ظہر کی نماز کے لئے ان دو آدمیوں میں ایک آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھا یعنی آپ کے آنے کو آہٹ سے محسوس کرلیا تو پیچھے ہٹنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے سے منع فرمادیا اور جن دو ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے ان دونوں سے کہا مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضور علیہ السلام کی اقتداء کررہے تھے اور بقیہ لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کررہے تھے اس حال میں کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

عبیداللہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے مرض کی حدیث سنائی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سناؤ۔ پھر میں نے ان کو بعینہ وہ حدیث بیان کردی۔ انہوں نے کسی بھی چیز کا انکار نہیں فرمایا سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ کیا انہوں نے آپ سے اس دوسرے شخص کا نام نہیں بتلایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ تو میں نے عرض کیا کہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اسی روایت کو امام بخاری نے اور امام مسلم نے احمد بن یونس سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الہبہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ ص ۱/۳۱۲)

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت صحیحہ میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے آگے بڑھ گئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کو حضور علیہ السلام کی نماز سے متعلق کردیا تھا۔ اسی طرح اسود بن یزید نے اور ان کے بھانجے عروہ بن زبیر نے روایت کیا ہے اور ارقم بن شرحبیل نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طرح نقل کیا ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحامد بن الشرقی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے ابن ابی ہند سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے اس روایت کو اسود سے اسی طرح روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو روایتوں میں سے ایک روایت اعمش سے اسی طرح روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سلیمان الاعمش سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابراہیم سے نقل کیا، انہوں نے اسود سے، انہوں نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اسی طرح حمید سے روایت کیا گیا ہے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور یونس سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے نبی علیہ السلام سے مرسلاً اس روایت کو نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالربیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے حسن سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حمید نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے کہ حضور علیہ السلام ایک بار گھر سے نکلے (بیماری کی حالت میں)۔ حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق کے پہلو میں بیٹھ گئے اس حالت میں کہ آپ ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے جو کہ کندھوں کو دونوں طرف ڈھانپے ہوئی تھی، تو نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق ہی کی نماز پڑھائی۔ (تفصیل واضح ہے)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمید نے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ جو آخری نماز پڑھی وہ ایک چادر میں لپٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔

اسی طرح محمد بن جعفر بن ابی کثیر سے قول ہے کہ اسی کو سلیمان بن بلال نے حمید سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ثابت البنانی سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح کا قول یحییٰ بن ایوب نے حمید سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید الطویل نے ثابت البنانی سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر پہنی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف کندھوں پر تھے اور اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) اُٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اُسامہ بن زید کو بلاؤ۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو دن چڑھ چکا تھا۔ پس یہ آخری نماز تھی جو آپ نے ادا کی۔ اور یہ بات اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو نماز آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی وہ فجر کی نماز تھی۔ اور اسی نماز کے فراغت کے بعد آپ نے اُسامہ بن زید کو بلایا اور اُنہیں جہاد میں جانے کی ہدایت فرمائی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیماری کے ایام میں ایک نماز ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے لوگوں کے ساتھ پڑھی اور ایک نماز ابوبکر صدیق ؓ نے آپ علیہ السلام کے پیچھے پڑھی۔

اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے ذکر کردہ مغازی میں صلوٰۃ کے بیان میں ان دونوں روایتوں کو اس بات پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بعض نمازیں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے پڑھیں وہ نماز فجر کی نماز تھی اور دن پیر کا تھا۔

اور جو ہم نے عبیداللہ سے، انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور اسی طرح ابن عباس ؓ سے جو روایت نقل کی ہے جس میں حضور علیہ السلام کی آخری نماز کا تذکرہ ہے اُس کے مطابق حضور ﷺ نے جو آخری نماز پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی اور دن ہفتہ یا اتوار تھا۔ ان دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

باب ۲۸۹

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا لوگوں کو نماز پڑھانا اور حضور علیہ السلام کا دیکھ کر خاموش رہنا بلکہ لوگوں کو اشارہ سے یہ کہنا کہ تم ابوبکر کے پیچھے اپنی نماز کو مکمل کرو اور حضور علیہ السلام کا ان کے اس عمل پر راضی ہونا یہ فجر کی نماز میں پیر کے دن کا واقعہ ہے جس میں حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تھا اور حضور علیہ السلام کا گھر سے نماز کے لئے نکلنا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امامت کا حکم دے کر پھر ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھنا اور دوسری رکعت خود ہی مسبوق کی صورت میں پڑھنا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل القطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی انس بن مالک الانصاری نے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت وصحبت میں دس سال رہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضور علیہ السلام کے مرض الوفات میں ہمیں نماز پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ایک پیر کا دن تھا اور لوگ نماز کے لئے صفوں میں تیار تھے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوئے جماعت نماز کی طرف دیکھ رہے تھے اور چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور مسکراہٹ چہرے پر عیاں تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم بھی حضور ﷺ کے مسکرانے کی وجہ سے ہنس نہ پڑیں جبکہ ابوبکر صدیق ؓ کو تو یہ گمان ہونے لگا کہ اب حضور علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔ اس لئے وہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں جا کھڑے ہوں۔ راوی فرماتے ہیں (یہ دیکھتے ہوئے) حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کر کے حکم دیا کہ تم نماز کو مکمل تام کرلو۔ پھر نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہو گئے اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (یہ قطان کی حدیث کے الفاظ ہیں)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی یمان سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۶۸۰۔ فتح الباری ۲/)

جبکہ امام مسلم نے صالح بن کیسان اور معمر اور ابن عیینہ کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ ابن عیینہ نے زہری سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۱۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن صہیب نے انس بن مالک سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ تین دن تک ان دنوں میں حضور علیہ السلام نماز کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے جبکہ ان دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ امامت فرماتے تھے۔ ان ہی دنوں میں ایک دفعہ حضور ﷺ نے اپنے حجرے مبارک کا پردہ اُٹھایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب ہماری نظر حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر پڑی تو ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے آج تک ایسا حسین وجمیل اور عمدہ منظر کبھی نہیں دیکھا۔

پس حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اشارے سے حکم فرمایا کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ پھر آپ علیہ السلام نے پردہ نیچے گرا دیا۔ پھر حضور علیہ السلام سے ملاقات نہ ہوئی حتیٰ کہ آپ علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی معمر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/ ۳۱۵۔۳۱۶)

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ دو عادل راویوں کی روایت بھی انس بن مالک کی روایت کی تائید کرتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ (جو کہ حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں) کی روایت بھی حضرت انس ؓ کی روایت کی تائید و توثیق کرتی ہے اور اس کی صحت پر بھی گواہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ بے شک ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پیچھے صف بنائے کھڑے ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ

''اے لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے نیک خوابوں کے جو کہ مسلمان دیکھتا ہے یا اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع میں یا سجدے میں قراءت قرآن سے منع کیا گیا ہے، بہر حال تم رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں خوب گڑگڑا کر دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سعید بن منصور وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۴۸۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ مسند احمد ۱/ ۵۵)

اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوربیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن تمیم نے جو غلام ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں حجرہ کا پردہ اُٹھایا اس حالت میں کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: کہ

''اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ نبوت کی خوشخبریوں میں سے ابھی کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے اچھے اور نیک خوابوں کے جنہیں نیک بندہ دیکھتا ہے یا اُسے دکھایا جاتا ہے۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قراءت سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا جب تم رکوع کرو تو اس میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور جب سجدہ کرو تو دعا کرو کیونکہ سجدہ کی دعا کے لئے زیادہ لائق یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے''۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن ایوب سے نقل کیا ہے، انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ ص ۱/۳۴۸)

اور اُم الفضل بنت الحارث کی حدیث جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے پھر عبدالعزیز بن صہیب کی حدیث جو انہوں نے انس بن مالک سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شب جمعہ میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر جمعہ المبارک کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر ہفتہ کے دن پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر اتوار کے دن بھی پانچوں نمازیں پڑھائیں، پھر پیر کے دن فجر کی نماز پڑھائی اور اُسی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ البتہ ان ایام میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں بہتری آئی تو آپ ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کے لئے نکلے یا اتوار کے دن نکلے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نماز شروع کرنے کے بعد نکلے۔ پس حضور علیہ السلام نے بھی نماز کی ابتداء کر لی۔

اب صورت حال یوں ہو گئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کی اقتداء کی اور دیگر مقتدیوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے۔ جبکہ ابی نعیم بن ابی ہند اور اس کے متابعین کی روایت کے مطابق دوسری نماز حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی پڑھی۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ابوبکر بن ابی سبرہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ سترہ نمازیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ کو کس نے بتلایا تو فرمایا کہ ایوب بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے کسی صحابہ سے۔

مصنف کے قول کے مطابق جو انہوں نے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام اپنی بیماری کے ایام میں گھر سے پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ ایک رکعت خود ہی پڑھی۔

ابوالاسود عن عروہ کی مغازی میں بھی یہی بات منقول ہے۔

اور ہم نے جو روایت حمید سے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی یہ اُس کے بھی مطابق ہے۔

اور نعیم بن ابی ہند وغیرہ کی روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول یہ بھی ہماری روایت کے منافی نہیں ہے جو ہم نے زہری عن انس سے نقل کی ہے۔

اور یہ روایات اس بات پر محمول ہیں کہ ان صحابہ نے اُس دن فجر کی نماز میں صفوں میں ہوتے ہوئے پہلی رکعت میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت ذکر کی گئی ہے اس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نکلے اور ایک آخری رکعت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پالیا۔ یا یہ فرمایا کہ آپ علیہ السلام نکلے اور آپ نے نماز ادا کی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے روایت کے بعض حصہ کو نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ترک کردہ روایت کے حصہ کو بیان فرمایا جیسا کہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی روایت کا ایک حصہ بیان کرتا ہے جبکہ دوسرا راوی اس روایت کا باقی متردک کے حصہ کو بیان کرتا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۳۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب نے فرمایا۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب العبدی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے آپ علیہ السلام محرم کے مہینہ میں خوش و خرم رہے حتیٰ کہ صفر کے مہینے میں بیمار ہو گئے اور آپ علیہ السلام کو شدید قسم کا بخار ہو گیا۔

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضور علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئیں تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اتنا شدید بخار ہو گیا ہے کہ ہم نے کبھی کسی کو اس جیسے شدید بخار میں مبتلا نہیں دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح ہمیں اجر عظیم ملتا ہے اسی طرح تکلیف بھی سخت پہنچتی ہے۔

نبی کریم ﷺ چند دن اسی شدید بخار میں مبتلا رہے، ان بیماری کے دنوں میں جب بھی حضور ﷺ نماز کے لئے جانے کا ارادہ کرتے تو غشی طاری ہو جاتی تھی۔ اُسی دوران ایک مرتبہ مؤذن تشریف لائے اور اذان دی تو نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر شدت ضعف کی وجہ سے اُٹھنے پر قادر نہ ہو سکے حالانکہ ازواج مطہرات بھی آپ کے اردگرد جمع تھیں تو نبی کریم نے مؤذن سے فرمایا کہ جاؤ ابی بکر کو میری طرف سے حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب آدمی ہیں اگر آپ کی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو رونا شروع کر دیں گے۔ لہٰذا آپ عمر بن خطاب کو حکم کریں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

لیکن پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پہلی والی بات دوبارہ دُہرائی لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ہمیں فرمایا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر خاموش ہوگئی۔ پھر مسلسل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے، حتیٰ کہ ماہ ربیع الاوّل میں پیر کی شب آگئی اور نبی کریم ﷺ کے بخار میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو نبی کریم ﷺ پیر کے دن فجر کی نماز کے لئے حضرت فضل بن عباس اور ایک ان کا غلام تھا (جس کا نام نوباء تھا) کے کندھوں پر اپنے ہاتھ مبارک دے کر مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے۔ اس حال میں لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کر چکے تھے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے تھے تو نبی کریم ﷺ کے لئے صف میں جگہ بنا دی گئی یہاں تک کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے تو ابوبکر صدیق پیچھے جانے لگے مگر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اُن کا کپڑا پکڑ کر پیچھے جانے سے منع کر دیا اور جائے نماز پر کھڑا کر دیا۔ سب صفیں اپنی جگہ پر تھیں۔

اب صورت حال یہ ہوگئی کہ حضور علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے قیام میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے، جب ابوبکر صدیق نے قرآن کریم کی تلاوت پوری فرمائی تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور دوسری رکعت کے لئے ابوبکر صدیق کے ساتھ رکوع فرمایا۔ پھر ابوبکر صدیق دوسری رکعت کا سجدہ پورا کر کے تشہد کے لئے بیٹھ گئے اور تمام لوگ بھی تشہد میں بیٹھ گئے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضور علیہ السلام نے بقیہ دوسری رکعت کو مکمل فرمایا پھر حضور علیہ السلام مسجد کے ستون میں سے کسی ستون کے پاس آئے اور مسجد نبوی کی چھت اُن دنوں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھی نیز مسجد کی چھت پر مٹی بھی کوئی خاص نہیں تھی جب بھی بارش ہوتی تھی تو مسجد کیچڑ سے بھر جاتی تھی، اس لئے مسجد کی چھت کی حیثیت ایک سائبان کی سی تھی۔

اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر جہاد میں جانے کے لئے بالکل تیار تھا اور مقام جرف پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ حضور علیہ السلام نے لشکر کا امیر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا حالانکہ لشکر میں بڑے بڑے مہاجر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما بھی تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے اُنہیں حکم دیا کہ تم موتہ پر حملہ کرنا پھر فلسطین کی جانب بڑھنا جہاں حضرت زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اُس ستون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر لوگ آکر سلام کرنے لگے اور عافیت کی دعا کرنے لگے اور حضور ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ تم صبح کو چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا اور عافیت اور مدد فرمائے گا۔ پھر اُسی طرح حملہ کرنا جس طرح میں نے حملہ کرنے کا آپ کو حکم دیا ہے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو ابھی صبح ہی تو کچھ افاقہ ہوا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت عافیت عطا فرمائے۔ آپ کی یہ طبیعت دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ میں کچھ دن ٹھہر جاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی نصیب فرمائے۔ اگر میں اسی حالت میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا تو دل میں ایک کسک سی رہے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ جانے کے بعد لوگوں سے آپ کے متعلق کچھ سنوں۔ (یعنی کہیں موت کی خبر نہ سنوں)

حضور یہ سُن کر خاموش ہوگئے اور کھڑے ہوگئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ ابھی صحت مند ہوجائیں گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوکر اپنے گھر مقام سناح میں پہنچ گئے جہاں اُن کی اہلیہ بی بی حبیبہ بنت خارجہ بن ابی زہیر جو کہ بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں موجود تھیں۔ جبکہ تمام ازواج مطہرات بھی اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں اور یہ پیر کا دن تھا۔

اُدھر نبی کریم ﷺ جب گھر لوٹے تو تھوڑی دیر بعد آپ کو شدید بخار لاحق ہوگیا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پھر جمع ہوگئیں اور نبی کریم ﷺ پر موت کے آثار نمایاں ہوگئے اور یہ کیفیت مسلسل رہی حتیٰ کہ سورج ڈھلنا شروع ہوگیا، پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی تاہم لوگوں نے

سمجھا کہ اب حضور علیہ السلام کو افاقہ ہو جائے گا۔ لیکن اچانک آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف دیکھنے لگیں اور فی الرفیق الأعلیٰ کے الفاظ دُہرانے لگے اور یہ آیت پڑھی :

مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصدقين و الشهدآء و الصالحين و حسن اولئك رفيقًا

نبی کریم ﷺ ہوش میں آنے کے بعد متعدد بار اس آیت کو پڑھتے رہے جبکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور جنت میں سے کسی ایک پسندیدہ چیز کو اختیار کرنے کا اختیار سے رہے ہیں اور نبی کریم علیہ السلام نے جنت کو اختیار کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہی چیز بہتر اجر و ثواب والی ہے۔

اسی دوران حضور ﷺ کی تکلیف سخت ہوگئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً حضرت علی ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ غرض کہ ہر زوجہ محترمہ نے اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو بُلانے کا پیغام بھیج دیا، لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی آتا حضور علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھے ہوئے دارِ فانی سے دارِ آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور پیر کا دن تھا جبکہ سورج ڈھلنے کے قریب تھا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

مصنف فرماتے ہیں کہ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے اور صفر کے ماہ میں آپ بیمار ہوئے اور آپ کو شدید بخار لاحق ہوگیا۔ آگے حدیث وہی ہے جو ہم نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے۔

(الدرر فی اختصار المغازی والسیر ص ۲۶۹)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی ملکیہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فجر کی نماز لوگوں کو پڑھائی۔ پس حضور علیہ السلام بھی دوران نماز تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئے، اس حال میں آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بلند آواز سے فرمانے لگے کہ اے لوگو! دوزخ کو بھڑکا دیا گیا ہے اور فتنے ایسے چھا جائیں گے جیسا کہ اندھیری رات چھا جاتی ہے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد سے نکل گئے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی مؤید ہے لیکن اس میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز کی کتنی رکعتیں پائیں اور کتنی رہ گئیں جبکہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق المؤذن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حسب بخاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل ترمذی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن سلیمان بن بلال نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی اویس نے سلیمان بن بلال سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوعبدالعزیز ترمذی سے نقل کیا، انہوں نے مصعب بن محمد بن شرحبیل سے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل فرمایا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں ایک دن نبی کریم ﷺ نے پردہ ہٹایا، یا دروازہ کھولا مجھے یاد نہیں ہے کہ دونوں میں سے کونسی چیز کھولی۔ بہرحال حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طرف دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے۔ اور فرمایا الحمد للہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں دیتے جب تک اس کی اُمت میں ایک ایسا شخص تیار نہیں ہو جاتا جو اس کے بعد اُس اُمت کی امامت واقتداء کو سنبھالے۔

پھر فرمایا اے لوگو! میری اُمت میں سے اگر کسی شخص کو میرے بعد کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو چاہئے کہ اپنی تکلیف کو موازنہ میری تکلیف کے ساتھ کرے کیونکہ میرے بعد کسی کو اتنی تکالیف نہیں پہنچ سکے گی جتنی سخت تکلیف مجھے پہنچائی گئی ہے تو اس کو صبر ہو جائے گا۔

مصنف کا قول یہ ہے : کہ اس حدیث کے پہلے حصہ کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا ہے جبکہ اس حدیث کے آخری حصہ کا مؤید مجھے نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم

باب ۲۹۰

نبی کریم ﷺ کے کون سے الفاظ کو ترجیح دی جائے؟
وہ الفاظ جو آپ نے مرض الوفات میں ذکر فرمائے؟
یا وہ الفاظ جو آپ نے وفات کے موقع پر ارشاد فرمائے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے جب بیماری کے دنوں میں اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا تو بعض کے قول کے مطابق وہ دن پیر کا دن تھا اور بعض کے قول کے مطابق وہ جمعرات کا دن تھا اور یہ قول پیچھے گزر چکے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے لیث سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے چادر اپنے چہرے مبارک پر ڈالنا شروع کر دی تھی پھر جب چادر کی وجہ سے حبس محسوس ہوتا تو چادر کو ہٹا دیتے تھے اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (لہٰذا آپ مسلمانوں کو) ڈراتے تھے کہ اس طرح نہ کرنا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابی اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن الطرائفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید الدارمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے (اُس روایت میں جو مالک کے سامنے پڑھی گئی) اسماعیل بن ابی حکیم سے نقل کرتے ہوئے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں

سب سے آخری ارشاد جوفرمایا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہود ونصاریٰ پر مار پڑے کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور فرمایا عرب کی سرزمین میں دو دین نہیں باقی رہ سکتے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر ابی بن رجاء الادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابوسفیان سے نقل کیا، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے تین مرتبہ سنا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ (بخاری۔ کتاب اللباس۔ حدیث ۵۸۱۵۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۷۷۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/ ۳۷۷)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ العسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن موہب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے۔

تیسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یزید عدل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسن بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوخیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جریر نے سلیمان التیمی سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اکثر وصیت وفات کے قریب یہ تھی جبکہ آپ علیہ السلام کا سانس اٹک رہا تھا تو آپ فرمارہے تھے نماز کا خیال رکھو اور غلام، لونڈی کا خیال رکھو۔ (اور زبان آپ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اسی طرح کہا ہے) (ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۷ ص ۲/ ۹۰۰۔ ۹۰۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالنعمان محمد بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے قتادہ سے نقل کیا، انہوں نے ابوسلمہ کے غلام سفینہ سے نقل کیا، انہوں نے بی بی اُم سلمہ سے نقل کیا، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وفات کے قریب ایک عمومی وصیت یہ تھی کہ نماز کا خیال رکھو، اور اپنے غلام ولونڈی کا خیال رکھو۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ سانس اٹک رہا تھا اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ (اسی طرح کہا)

اور صحیح قول وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن المثنیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ نے، انہوں نے ابی الخلیل سے نقل کیا۔ انہوں نے سفینہ سے انہوں نے اُم سلمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں یہ فرماتے تھے کہ لوگو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے غلام اور لونڈیوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی اُن کا خیال رکھو۔ اور یہ کہتے کہتے آپ کی زبان مبارک رُکنے لگی۔

ہم نے اس روایت کو اُم موسیٰ سے بھی نقل کیا ہے، انہوں نے علی سے نقل کیا ہے مگر مختصراً نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن یزید نے، انہوں نے ایوب سے نقل کیا،

انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میرے گھر میں، میری باری کے دن، میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان واقع ہوئی اور اُس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو اُس دعا سے اللہ تعالیٰ کی پناہ دے رہے تھے جو حضور علیہ السلام بیمار ہونے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

پس میں نے بھی وہی تعوذ والی دعا پڑھنا شروع کردی تو آپ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا ''میں رفیق اعلیٰ میں'' حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اُسی وقت حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور اُن کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ علیہ السلام کو اس کی ضرورت ہے چنانچہ میں نے اس کے سر کو چبایا اور جھاڑ کر حضور علیہ السلام کو دے دی جس سے حضور علیہ السلام نے اس طریقہ سے مسواک کیا جو کہ مسواک کرنے کا اچھا طریقہ تھا پھر آپ علیہ السلام نے وہ مسواک مجھے دی اور آپ کے ہاتھ نیچے گر گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن مسواک کی وجہ سے میرے اور آپ علیہ السلام کے تھوک کو جمع کر دیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۱۔ فتح الباری ۱۴۴/۸)

اور مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر احمد بن سہل فقیہ نے بخارا میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن محمد البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی داؤد بن عمرو بن زہیر الضبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے، انہوں نے عمر بن سعید سے نقل کیا، انہوں نے ابی حسین سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابی ملیکہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں ذکر کیا ابوعمرو نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غلام نے خبر دی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہوا کہ حضور کی وفات میرے گھر، میری باری کے دن میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور میرے تھوک کو موت کے وقت جمع کر دیا۔ اور وہ یوں ہوا کہ میرے بھائی جب حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کے پاس مسواک تھی اور حضور علیہ السلام اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے بغور اس مسواک کو دیکھ رہے تھے۔ پس میں جان گئی کہ آپ ﷺ مسواک کو چاہت ومحبت سے دیکھ رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ اُن سے مسواک لے لوں؟ تو آپ علیہ السلام نے سر کے اشارے سے مجھے فرمایا کہ ہاں۔

پس میں نے ان سے مسواک لے کر اس کو نرم کر دیا پھر اُس مسواک کو حضور علیہ السلام نے اپنے دانتوں پر پھیرا۔ آپ کے سامنے ایک چمڑے کا برتن یا لکڑی کا پیالہ تھا (راوی کو شک ہے) جس میں پانی تھا تو حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر اپنے چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ اور لا الـه الا اللّٰه پڑھتے تھے کہ واقعی موت کے لئے سختیاں ہیں پھر آپ ﷺ بایاں ہاتھ کھڑا کر کے فرماتے کہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ ان للّٰه و انا اليه راجعون

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن عبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد اور شعیب بن لیث بن سعد نے، انہوں نے یزید بن الہاد سے نقل کیا، انہوں نے موسیٰ بن سرجس سے، انہوں نے قاسم سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو وفات کے موقع پر دیکھا کہ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا نبی کریم ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے تھے اور دعا مانگتے تھے، اے اللہ! موت کی سختی پر میری مدد فرما۔

(ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۹۷۸ ص ۲۹۹/۳۔ مسند احمد ۶۴/۶، ۷۰، ۷۷، ۱۵۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہم کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود الطیالسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے سعد ابراہیم سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عروہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتی ہیں ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کے پسند کرنے کا اختیار نہ دیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو وہ مرض لاحق ہوا جو آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ اُس مرض میں ایک موقع پر آپ کو سخت کھانسی لاحق ہوئی تو میں نے آپ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے :

اولٰئک الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھدآء و الصالحین ، حسن اولٰئک رفیقًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تب ہم نے سمجھا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۵۔ فتح الباری ۱۳۶/۸)

اس روایت کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں شعبہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن عبداللہ ادیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن جمیل المروزی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی معمر اور یونس نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، زہری فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن مسیّب نے اہل علم کے ایک مجمع میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور حالت تندرستی میں یہ فرماتے تھے کہ کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک اس کو جنت میں اُس کا ٹھکانہ دکھانہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا تو آپ ﷺ پر اُسی وقت بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب آپ کو افاقہ تو آپ علیہ السلام کو ٹکٹکی باندھ کر چھت کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا: اللھم الرفیق الاعلیٰ میرا ذہن اُسی وقت اُسی حدیث کی طرف گیا جو آپ نے حالت صحت میں بیان فرمائی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوسکتا جب تک جنت میں اس کو اُس کا ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے۔ پھر اُسے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آخری کلمات جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے وہ یہی تھے کہ اللھم رفیق الاعلیٰ کہ اے اللہ میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں بشر بن محمد بن مبارک سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی سعید بن المسیّب اور عروہ بن زبیر نے اہل علم لوگوں کی موجودگی میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے۔ پھر اسی طرح حدیث بیان فرمائی۔ البتہ اتنی زیادتی فرمائی کہ مجھے یقین ہوگیا کہ حضور علیہ السلام اس وقت ہمیں ترجیح نہیں دیں گے۔ پھر آخری وقت میں اس حدیث کی وضاحت ہوگئی جو حضور علیہ السلام ہمیں سنایا کرتے تھے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے دوسرے طریق سے لیث سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۳۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ اور ابوعبداللہ حافظ اور ابوزکریا بن ابی اسحاق اور ابوسعید بن ابی عمرو نے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ میں حضور ﷺ کو وفات سے پہلے خوب کان لگا کر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بہترین دوست سے ملا دے۔ اس حال میں کہ آپ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اس روایت کو اپنی صحیح میں ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۰۔ فتح الباری ۸/۱۳۵)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق الفاکہی نے مکہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خلاد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی بردہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر غشی طاری ہوئی اس حال میں کہ آپ علیہ السلام کا سر میری گود میں تھا۔ پس میں حضور علیہ السلام کے چہرۂ انور پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کر رہی تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے ہوش میں آنے کے بعد فرمایا نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہوں جو کہ میرے بڑے بہتر دوست ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ہوں گے۔ (تحفۃ الاشراف ۱۲/۳۴۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۴۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکم بن القاسم نے، انہوں نے ابوالحویرث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف یا بیماری لاحق ہوتی تھی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرتے تھے۔ لیکن جس مرض میں آپ علیہ السلام کا وصال ہوا اُس مرض میں حضور علیہ السلام نے شفاء کی دعا نہیں مانگی۔ بلکہ یہ فرماتے تھے، اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو ہر پناہ دینے والے سے پناہ مانگتا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفاء دے دوں اور آپ کے لئے کافی ہو جاؤں اور اگر چاہو تو تمہیں فوت کر دوں اور تیری بخشش کر دوں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے جیسا چاہیں۔ پھر آپ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اُس میں پانی کے ذریعہ سے اپنے چہرۂ انور کو صاف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد فرما۔ اور فرما رہے تھے کہ اے جبرائیل! میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ، اے جبرائیل میرے پاس آ جاؤ۔ (اس روایت کی سند منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو الاحمسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حمید بن ربیع اللخمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابی زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سیار بن حاتم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن سلیمان الحارثی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی نے، انہوں نے محمد بن علی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے جرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکراماً اور آپ کی فضیلت کی وجہ سے خاص آپ کی طرف بھیجا ہے اُس چیز کے پوچھنے کے لئے جس کو وہ خود آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل! تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی وہی بات جو پہلے کی تو پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے۔ جب تیسرا دن آیا تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپ کے ساتھ موت کا فرشتہ بھی تھا اور ایک فرشتہ بھی تھا جو فضا میں تھا جس کا نام اسماعیل تھا اور وہ ستر ہزار فرشتوں کا نگران تھا۔ پھر ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آگے بڑھے اور عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اکرام کے طور پر آپ کی وجہ سے خاص آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ آپ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے جس کو وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے اور تمہاری طبیعت کے بارے میں پوچھتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے جبرائیل تو مجھے مغموم اور پریشان پاتا ہے (یعنی میں مغموم اور پریشان ہوں)۔

راوی فرماتے ہیں کہ اُسی لمحہ موت کے فرشتے نے دروازے سے اجازت طلب کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے محمد! یہ موت کا فرشتہ ملک الموت آپ کے پاس آنے کی آپ سے اجازت مانگتا ہے۔ حالانکہ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو۔

وہ فرشتہ آیا اور علیک السلام یا احمد کہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں وہی کام کروں گا جس کا آپ مجھے حکم دیا کریں گے۔ اگر آپ حکم کریں گے تو میں آپ کی رُوح قبض کروں گا، اگر آپ نے اجازت نہیں دی تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اے موت کے فرشتہ! تم اسی طرح کرو (یعنی رُوح قبض کرو) تو فرشتہ نے عرض کیا کہ بے شک مجھے بھی اسی کام کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ اے احمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے موت کے فرشتے! تم اُسی طرح اپنا کام کرو۔

راوی فرماتے ہیں کہ اسی دوران اُن کے پاس (یعنی اہل خانہ کے پاس) آنے والا آیا، انہوں نے صرف اس کی آواز سُنی مگر اُس کا جسم نظر نہ آیا تو اُس آنے والے نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اہل بیت کے لئے۔ بے شک اللہ کے نام پر ہر مصیبت کی تسلی ہے۔ ہر مرنے والے کا جانشین اور فوت شدہ کا تدارک من جانب اللہ ہے۔ پھر اللہ ہی پر بھروسہ اور اسی سے امید رکھو، مصیبت زدہ تو وہ شخص ہے جو اپنے ثواب سے محروم کر دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ راوی کا قول ''اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات کے اشتیاق میں ہے''۔ کی اسناد اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اکرام واعزاز کا اہتمام فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے منتظر ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیرؒ نے مبارک بن فضالہ سے نقل کرتے ہوئے

،انہوں نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری پیاری بیٹی! تیرے باپ کی موت کا وقت آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ موت کے وقت لوگوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑتے۔ یوم القیامۃ ہماری ملاقات ہوگی۔ (مسند احمد ۱۴۱/۳۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب المفسر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس الاصم، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن داؤد القنطری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم بن ابی ایاس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مبارک بن فضالہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ ہائے میرے ابا کی تکلیف۔ تو نبی کریم ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اے میری بیٹی! تیرے ابا کے پاس ایک ایسی چیز آ چکی ہے (یعنی موت) کہ وہ آنے کے بعد کسی کو نہیں چھوڑتی قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دینے کی وجہ سے۔ (مسند احمد ۶۴/۳، ۸۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے انس! تم لوگوں نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا تھا؟ (حضرت انس ادب کے مارے خاموش رہے)

حضرت ثابت فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر فرمایا جب آپ ﷺ بیمار تھے اس وقت فرمایا، میرے ابا اپنے رب کے قریب ہو گئے ہیں۔ اے میرے ابا! جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہوا۔ اے میرے ابا! اللہ نے آپ کی دعا کو قبول کرلیا یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حمدان الجلاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن نصر اور ابراہیم بن الحسین نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو تکلیف کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، ہائے میرے ابا کی مصیبت۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے ابا! اپنے رب کے قریب ہو گئے اور اپنے رب سے ملاقات کرلی۔ اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہوا۔ اے جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اے ابا جان! آپ کو آپ کے رب نے بلایا تو آپ نے لبیک کہہ کر اس کا جواب دیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کہ اے انس! تم نے حضور علیہ السلام پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارہ کرلیا؟ (حضرت انس ؓ نے ادب کے مارے جواب نہیں دیا)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے اور فرمایا وہاں یہ بھی کہا کہ اے میرے ابا جان ہم جبرائیل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ (بخاری۔ المغازی۔ ابن سعد ۳۱۱/۲)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمام نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عروہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور جب آپ ﷺ کی رُوح مبارک نکلی تو مجھے ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ اس جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی بھی نہیں سونگھی تھی۔ (مسند احمد۔البدایۃ والنہایۃ ۲۴۱/۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات میری تھوڑی اور سینے کے درمیان میرے گھر میں، میری باری کے دن ہوئی۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (کیونکہ تمام ازواج مطہرات نے اپنی باریاں مجھے ہبہ کردی تھیں)۔ میری کم سنی میں حضور ﷺ کی وفات میرے ہاں ہوئی۔ فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی تو میں نے ایک تکیہ اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اپنی گود سے اُٹھا کر اس تکیہ پر رکھا اور خود اُٹھ کر دوسری عورتوں کے ساتھ رونے بیٹھ گئی اور پریشانی کے عالم میں آنسو بہا رہی تھی اور چیخنے لگی اور سر منہ پیٹنے لگی۔
(البدایۃ والنہایۃ ۲۴۰/۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابی بکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مرحوم بن عبدالعزیز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمران الجونی نے، انہوں نے یزید بن بابنوس سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ آئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ میرے حُجرے سے گزرتے تو مجھے کچھ کلمات کہتے تھے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں (یعنی مجھے کچھ سکون ملتا اور خوش ہوجاتی)

ایک بار میرے حجرے سے گزرے تو مجھے کچھ نہیں فرمایا، میں نے اپنے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور اپنے بستر پر سوگئی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ آئے تو فرمایا، اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا۔ تو میں نے سر میں درد کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بلکہ میرے سر میں درد ہوا ہے ہائے میرا سر، کہا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اس کی خبر دی تھی کہ آپ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ اس کے بعد میں چند دن ٹھہری رہی۔

ایک دن اچانک نبی کریم ﷺ کو میرے گھر لایا گیا اس حال میں کہ آپ کے اُوپر چار چادریں ڈالی ہوئی تھیں۔ تو مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے عائشہ! دیگر ازواج مطہرات کو پیغام بھجوا کر یہاں بلالو۔ پس جب تمام ازواج مطہرات تشریف لائیں تو اُن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میں تم سب سے چکر لگا سکوں، اس لئے تم مجھے اجازت دے دو کہ میں بی بی عائشہ کے گھر ہی ٹھہروں۔ تمام ازواج مطہرات نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرۂ مبارک سرخ ہورہا ہے اور پسینہ ٹپک رہا ہے اور میں نے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ ابھی اس وقت میں حضور انور ﷺ کی دیکھ رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بٹھادو، تو میں نے آپ کو بٹھا دیا اور خود پر ٹیک لگوادی اور میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھا تو آپ نے سر کو ہلایا۔ میں نے یہ سمجھا کہ شاید آپ کے سر میں درد ہورہا ہے اس لئے آپ نے ہاتھ ہٹالیا۔ اتنے میں حضور علیہ السلام کے منہ سے ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ نمودار ہوا جو میرے سینے یا میری ہنسلی کی ہڈی پر گرا۔ پھر حضور علیہ السلام ایک طرف جھک گئے اور بستر پر گر پڑے۔ میں نے حضور علیہ السلام کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

میں نے اس سے پہلے کبھی کسی میت کو نہیں دیکھا تھا۔ پس میں نے اُسی وقت آپ ﷺ کی وفات کو پہچان لیا۔ اسی لمحے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ آ گئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ پس میں نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور میں نے پردہ کر لیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہو گئی ہے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کے چہرے سے چادر اُٹھا کر آپ کو دیکھا اور کہا کہ ہائے پریشانی، یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔ پھر آپ نے چہرہ مبارک کو ڈھانپ دیا۔ لیکن حضرت مغیرہ نے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن دروازے کی چوکھٹ پر پہنچے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے عمر! حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضور علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا، اور نبی کریم ﷺ جب تک ہمیں منافقین سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیتے اس وقت تک آپ کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ تم لوگوں میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہو۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے عائشہ! حضور علیہ السلام کو کیا ہو گیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ ابھی ابھی غشی طاری ہوئی ہے تو انہوں نے آپ سے کپڑا ہٹایا کر چہرہ انور دیکھا اور اپنا منہ حضور ﷺ کی پیشانی پر رکھا اور دونوں حضور علیہ السلام کے رُخساروں پر رکھے پھر فرمایا، ہائے ہمارے نبی! ہائے ہمارے دوست، ہائے ہمارے خلیل، بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا: کہ

انّك ميّت و انّهم ميّتون ۔ (ترجمہ) کہ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی۔ (سورۃ الزمر: آیت ۳۰)

وما جعلنا من وقبلك الخلد افان مت فهم الخالدون كل نفس ذائقة الموت ۔

سورۃ الانبیاء: آیت ۳۴۔۳۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا، پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ رہیں گے۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا۔

پھر آپ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو ڈھانپ دیا اور لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا، اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے حضور سے کوئی عہد کیا ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سُن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ یقیناً محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر آپ نے وہی آیتیں تلاوت کیں کہ

انّك ميّت و انهم ميتون .... وما جعلنا لبشر .... الخ

(سورۃ آل عمران: آیت ۱۸۵)

تو حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا کہ اے ابوبکر! کیا یہ آیتیں قرآن میں ہیں؟ (تعجباً پوچھا) تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ ابوبکر ہیں جو حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں اور دو میں کے دوسرے ہیں لہٰذا تم سب ان سے بیعت کرو۔ پھر اُسی وقت سب نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۴۱/۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے جو کہ ابن ملحان کہلاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر مقام سخ سے گھوڑے پر تشریف لائے اور آتے ہی مسجد میں داخل ہو گئے، کسی سے بات نہیں کی۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر حضور ﷺ کی طرف

متوجہ ہوئے۔ آپ علیہ السلام ایک دھاری دار یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو ہٹا کر آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر رونا شروع کر دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی دو موتوں کو جمع نہیں کریں گے۔ بہرحال جو موت آپ کے لئے لکھی گئی ہے وہ آپ تک پہنچ گئی ہے اب دوسری نہیں آسکتی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسلمہ نے حدیث بیان کی ہے، انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکل کر آ گئے اور دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں تو میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ میں نے پھر کہا، اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امابعد! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں انہیں کبھی موت نہیں آسکتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی :

و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم و من ینقلب علیٰ عقبیه فلن یضر اللّٰه شیًا و سیجزی اللّٰه الشاکرین ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۴۴)

اور محمد رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور حق تعالیٰ جلد ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو۔

راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں کو گویا پتہ ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں کو ہوش آیا۔ پھر لوگ فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ آیت لینے لگے اور ہر شخص کی زبان پر یہی آیت سنی جاسکتی تھی۔

راوی فرماتے ہیں کہ مجھے لیث نے حدیث بیان کی عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیّب نے خبر دی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں نے تو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سُنا پھر میں نے جانا کہ یہ آیت بھی قرآن مجید کی ہے۔ یا یوں فرمایا کہ میں یہ آیت سن کر مدہوش و پریشان ہو گیا، یہاں تک کہ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور جب یہ آیت سنی کہ جناب رسول کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں تو میں زمین پر گر پڑا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/۱۴۵۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۵۴))

آگے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے عقیل سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ سُنا جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے دوسرے دن پڑھا جس دن مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ پڑھنے سے پہلے منبر رسول پر چڑھے اور خطبہ کے لئے تشہد پڑھا اور فرمایا: امابعد!

''لوگوں میں نے تمہیں کل کچھ باتیں کہیں تھیں، لیکن اب مجھے پتہ چلا کہ وہ باتیں اس طرح نہیں تھیں جس طرح میں نے تم سے کہیں تھیں۔ واللہ وہ باتیں جو میں نے تمہیں کہیں تھیں وہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں ہیں اور نہ ہی اس عہد

میں ہیں جو عہد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کیا تھا۔ لیکن میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ہم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ ہمارے بعد بھی دنیا میں زندہ رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے دنیا کی اُن نعمتوں کے مقابلے میں جو تمہارے پاس ہیں آخرت کی بدر جہا نعمتوں کو منتخب فرمایا ہے اور یہ کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سیدھے راستہ پر چلایا اس کو تم بھی مضبوطی سے تھام لو، تم سیدھے راستے کو پالو گے''۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۲۴۵)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر البغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو علاثہ محمد بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الاسود نے، انہوں نے عروہ سے نبی کریم ﷺ کی وفات کا تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کسی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فوت ہو چکے ہیں میں اس کو قتل کر دوں گا یا اُس کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔ اور فرما رہے تھے کہ حضور ﷺ کو غشی طاری ہو گئی ہے۔

اور حضرت عمرو بن قیس بن زائد بن الاصم بن اُم مکتوم مسجد کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے : کہ

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل .... الخ

اور لوگ مسجد میں بھرے ہوئے تھے حزن وملال کی کیفیت میں رو رہے تھے اور ان کے رونے سے مسجد ایسی گونج رہی تھی کہ کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے حضور علیہ السلام سے وفات کے موقع پر عہد و پیمان کیا ہو؟ اگر ہو تو ہمیں بتلا دے، ہم اس کے کئے ہوئے عہد کو پورا کریں گے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب ؓ سے پوچھا کہ تمہیں علم ہے؟ انہوں نے بھی فرمایا کہ نہیں۔ تو حضرت عباس ؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں، اے لوگو! کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا کوئی عہد حضور علیہ السلام سے کیا ہوا ہو حالت وفات میں۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں کہ بے شک حضور ﷺ نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے (یعنی آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ مقام سخ سے اپنی سواری پر مسجد کے دروازے پر اُترے۔ پھر حزن وملال اور غمگین حالت میں اپنی بیٹی بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی۔ آپ اندر گھر میں داخل ہو گئے۔

آپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام حالتِ وفات میں بستر پر آرام فرما ہیں اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کے اردگرد موجود ہیں۔ اُن سب نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا سُن کر پردہ کر لیا سوائے حضرت عائشہ کے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور جھک کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رونے لگ گئے۔ اور فرمانے لگے کہ ابن خطاب ؓ کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ کی رحمت ہو آپ پر یا رسول اللہ! آپ سے زیادہ عمدہ اور بہترین زندگی کس کی ہو سکتی ہے؟ اور آپ سے بہتر موت کس کی ہو سکتی ہے پھر آپ نے حضور علیہ السلام پر کپڑا ڈال دیا اور تیزی سے باہر مسجد کی طرف نکلے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے منبر پر پہنچے اس حال میں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ منبر پر تشریف فرما تھے۔ جب حضرت عمر بن خطاب ؓ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے منبر کے ایک جانب کھڑے ہو کر لوگوں کو بیٹھنے کے لئے فرمانے لگے۔ پس لوگ بیٹھ گئے اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی جانب کان لگا لئے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے خطبہ سے پہلے اپنے علم کے مطابق تشہد پڑھا اور فرمایا : کہ

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو تمہارے درمیان زندہ رہتے ہوئے موت کی خبر پہنچادی تھی اور حضور علیہ السلام نے بھی تمہیں اپنی موت کی خبر دی تھی۔ لہٰذا تم یہ بات یادرکھو کہ حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی کو بقاء نہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وما محمد الّا رسول .... الی .... وسیجزی اللّٰہ الشاکرین

یہ آیت سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا یہ آیت بھی قرآن میں ہے؟ واللہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ یہ آیت قرآن میں پہلے نازل ہو چکی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیت "انّك ميّت وانّهم ميّتون" کی تلاوت کی۔ پھر "كل شي هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون" کی بھی تلاوت کی۔ پھر "كل من عليها فان ، ويبقىٰ وجه ربّك ذوالجلال والاكرم" اور "كل نفس ذائقة الموت ، وانما توفون اجوركم يوم القيامة" وغیرہ آیتیں تلاوت کیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو زندگی عطا فرمائی اور آپ کو باقی رکھا حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو غالب کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو چاردانگ عالم میں پھیلایا، اور جل شانہ کی راہ میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنے پاس بُلالیا اس حال میں کہ حضور علیہ السلام نے تمہارے لئے ایک بہترین طریقۂ دین چھوڑا، اور سیدھے اور صاف راستہ پر تمہیں چھوڑ اکر دنیا سے چلے گئے۔ اب اگر کوئی ہلاک یا گمراہ ہوگا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہوگا، اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اُس کا ربّ اللہ ہے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے اُنہیں کبھی موت نہیں آسکتی اور کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الٰہ بنا کر نازل فرمایا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا الٰہ فوت ہو چکا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور تم اپنے ربّ پر بھروسہ کرو، بے شک اللہ کا دین قائم رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اور اللہ اپنے دن کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ نور اور شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعہ اپنی محبوب شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھا راستہ دکھلایا اور اس میں حلال وحرام ہر چیز کا بیان ہے۔ خدا کی قسم ہمیں اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں ہے، جو ہم پر لشکر کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدوں کو بتلانا تھا)۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اُس دشمنوں پر سونتی ہوئی ہیں ابھی تک اپنے ہاتھ سے نہیں رکھیں۔ اور ہم اب بھی اپنے مخالفین سے اُسی طرح جہاد کریں گے جیسے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے۔ بس دشمن اچھی طرح سمجھ لے اور اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں''۔

یہ ساری تقریر کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ مہاجر صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کی طرف چلے گئے۔ آگے حدیث میں حضور علیہ السلام کے غسل، کفن، دفن اور نماز جنازہ کا ذکر ہے مگر مصنف نے آگے کوئی چیز ذکر نہیں فرمائی۔ (مترجم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس آیت کی تأویل کیا کرتا تھا:

قوله تعالىٰ وكذالك جعلناك امّة وسطا لتكونوا شهدآء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدًا ۔

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادیا جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں۔

کہ واللہ میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اُمت میں آخر تک زندہ رہیں گے حتیٰ کہ اُمت کے آخری لوگوں کے اعمال کا بھی مشاہدہ کریں گے اور اسی بات نے مجھے اُس بات کے کہنے پر مجبور کیا جو بات میں نے کہی۔ (یعنی حضور علیہ السلام کے وصال پر جو بات میں نے کہی)

آگے مصنف فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد عبداللہ اور محمد بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے جو کہ اصم ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ نے عکرمہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷜ نے اُس بات کا ذکر کیا جس بات نے ان کو حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر وہ بات کہنے پر برانگیختہ کیا جو بات انہوں نے کہی آگے پھر وہی بات کہی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہوئے۔ وہ شیوخ حضرات فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوگیا یا وصال کے قریب تھے تو بعض یہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا اور بعض کا کہنا تھا کہ نہیں۔ پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا نبی کریم ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھا پھر کہنے لگی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی مہر نبوت اُٹھائی جا چکی ہے اور یہی آپ علیہ السلام کی وفات کی علامت ہے۔ (یہ روایت ضعیف ہے) (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۴۴)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینے پر اُس دن رکھا جس دن حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر میں نے کئی مرتبہ کھانا کھایا اور ہاتھ بھی دھوئے مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہیں گئی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی ابی عمرو نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ سعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے حجاج بن ابی زینب سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے طلحہ سے نقل کیا جو کہ غلام ہیں ابن زبیر کے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ علیہ السلام کا پیٹ خالی تھا۔

☆☆☆

باب ۲۹۱

نبی کریم ﷺ کا اپنے بعد متعین طور پر کسی کو خلیفہ نہ بنانے پر استدلال

اور نہ ہی خلافت کے بارے میں کسی قسم کی کوئی وصیّت فرمائی اُمت کے حق میں

البتہ نماز کا حکم فرما کر خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواُسامہ نے ہشام بن عروہ سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب میرے والد پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اُس کے بعد اُن کی وفات کا وقت آیا تو کچھ لوگوں نے آپ کی تیمارداری کی اور آپ کو تسلیاں دیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انتہائی جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو میرے والد نے فرمایا کہ کچھ تو اُمید لگائے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ڈر رہے ہیں۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا کہ میں تمہارے معاملات کا بوجھ زندہ اور مرنے دونوں صورتوں میں برداشت کروں۔ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں میرا حصہ برابر ہو جائے مجھ پر نہ کوئی بوجھ ہو اور نہ ہی کوئی نفع ہو۔ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر اور افضل ابوبکر صدیق ؓ تھے۔ کیا انہوں نے خلیفہ مقرر کیا؟ اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں کیونکہ تمہیں تمہارے حال پر اس ذات نے بھی چھوڑا تھا جو مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے حضور علیہ السلام کا ذکر کیا تو میں نے جان لیا کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی کریب سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی اُسامہ سے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری نے ثوری کی حدیث سے، انہوں نے ہشام سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ فتح الباری ۱۳/ ۲۰۵۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ ص ۱۴۵۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی مریم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان نے ہشام سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن عمر ؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو جو شخص مجھ سے بہتر و افضل ہے کیا اس نے خلیفہ بنایا؟ اور اگر میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر ذات نے بھی تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے)

اس روایت کو امام بخاری نے محمد بن یوسف الفریابی سے نقل کیا ہے، جبکہ دونوں حضرات شیخین نے اس روایت کو سالم کی حدیث سے نقل کیا ہے انہوں نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۱۳/ ۲۰۵۔ ۲۰۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر دی ابومحمد بن شوذب الواسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب ابن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود الحفری نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے،

انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے عمرو بن سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر غالب ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا: کہ

''اے لوگو! نبی کریم ﷺ نے امارات کے سلسلہ میں ہمیں کسی قسم کی کوئی وصیت نہیں فرمائی حتیٰ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں ہم سب نے رائے اور مشورہ سے فیصلہ کیا۔ پھر آپ خلیفہ بن گئے اور بڑے عمدہ طریقے سے انہوں نے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ بھی مشورے سے ہوا۔ پھر انہوں نے بھی بڑے عمدہ طریقے سے اپنا زمانہ خلافت مکمل کیا، حتیٰ کہ انہوں نے دین کا جھنڈا اتنا بلند کیا حتیٰ کہ اسلام کی جڑ مضبوط ہوگئی۔ اس کے بعد قوم دنیا کے حصول میں لگ گئی۔ پھر دنیا کے امور ایسے بڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی میں وسعت دے دی''۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد المزکی نے مرو میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن روح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن میمون نے حصین بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے لئے کسی کو خلیفہ کیوں نہیں نامزد کرتے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہوں؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمایا تو میرے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کسی بہتر آدمی پر جمع فرمادے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد لوگوں کو ایک بہتر وافضل شخص (ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ حدیث کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی خبر ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے فوائد میں دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلی الحمصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری نے (اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اُن تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی تھی)۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن کعب نے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس سے اس وقت باہر نکلے جب آپ ﷺ مرض الوفات کی تکلیف میں مبتلا تھے تو فوراً لوگوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا آج کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ الحمدللہ اللہ کا شکر ہے آج تو طبیعت بہتر ہے۔

یہ سن کر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم تین دن بعد غلام ہوگے اور بخدا میں تو سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ عنقریب اسی مرض الوفات کی تکلیف میں دنیا سے رخصت ہوجائیں گے کیونکہ میں عبدالمطلب کی اولاد کو وفات کے وقت پہچان لیتا ہوں اس لئے بہتر ہے کہ ہم دونوں حضور ﷺ کے پاس جا کر یہ پوچھ لیں کہ آپ ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ ہمیں (بنو ہاشم کو) خلافت دیں پھر تو ہمیں علم ہوجائے گا اور اگر کسی اور کو خلافت دیں تو آپ ان کو ہمارے لئے وصیت کر کے جائیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ اگر ہم خلافت کا سوال کریں اور حضور ﷺ ہمیں منع کر دیں تو واللہ پھر کوئی شخص بھی اس کے بعد قیامت تک ہمیں خلافت نہیں دے گا، اس لئے اس چیز کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال نہیں کر سکتا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسحاق بن بشر بن شعیب سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۴۷۔ فتح الباری ۱۴۲/۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ، انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اُس وقت نکلے جس وقت حضور علیہ السلام پیٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے (پھر وہی حدیث ذکر کی) مگر غلام بننے کا ذکر نہیں ہے ، البتہ آخر میں اس بات کا اضافہ ہے کہ حضور ﷺ اُس چاشت کے قریب وفات پا گئے ۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۶۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد الصفار نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور رمادی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن کعب ابن مالک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس سے مرض الوفات کے زمانہ میں گھر سے باہر نکلے اور ان دونوں سے ایک شخص کی ملاقات ہوگئی ۔ اُس شخص نے پوچھا کہ اے ابوالحسن آج حضور علیہ السلام کا مزاج کیسا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج طبیعت تو الحمدللہ بہتر ہے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ، تم تین دن کے بعد غلام بن جاؤ گے ۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلوت میں فرمایا کہ میں بنی عبدالمطلب کی اولاد کو موت کے وقت پہچان لیتا ہوں ، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حضور علیہ السلام اس مرض الوفات کے بعد زندہ نہیں رہ سکیں گے ۔ اگر خلافت کا معاملہ ہمارے حوالہ ہوگیا تو پھر ہر چیز کا علم ہو جائے گا اور اگر خلافت ہمیں نہیں ملی تو حضور علیہ السلام کم از کم ہمارے متعلق وصیّت تو کر جائیں گے ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر ہم نے حضور علیہ السلام سے خلافت کا سوال کیا اور حضور علیہ السلام نے ہمیں خلافت نہیں عطا کی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ پھر لوگ ہمیں خلافت دیں گے؟ (یعنی پھر کبھی نہیں دیں گے) ۔ لہٰذا واللہ میں کبھی بھی خلافت کے بارے میں حضور علیہ السلام سے سوال نہیں کر سکتا ۔

حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ معمر ہمیں یہ کہتے تھے تمہارے نزدیک ان دونوں میں سے کسی کی رائے بہتر تھی تو ہم کہتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رائے بہتر تھی ، لیکن حضرت معمر ہماری بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کرتے اور حضور علیہ السلام اُنہیں خلافت عطا بھی کر دیتے تو پھر اگر لوگ اُن کی خلافت نہ مانتے تو کافر ہو جاتے ، اس لئے اُن کا نہ مانگنا ہی بہتر تھا ۔

عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے ابن عیینہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کا سوال کر لیتے تو یہ اُن کے لئے اُن کے مال اور اولاد سے بھی بہتر تھا ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ السنی نے مرو میں ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالموجہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے ، انہوں نے ابی حمزہ سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے ، انہوں نے عامر جو کہ شعبی ہیں سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا (جبکہ حضور علیہ السلام بیمار ہو گئے تھے) میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا ہے کہ اب حضور علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا ۔ اس لئے آپ مجھے لے کر حضور علیہ السلام کے پاس چلیں اور عرض کریں کہ آپ اپنے بعد کس کو خلیفہ بنائیں گے؟ پس اگر حضور ﷺ نے خلافت کے لئے ہمیں منتخب کر لیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارے لئے کچھ وصیّت کر جائیں کہ بعد والے ہمارے ساتھ ظلم وغیرہ کا برتاؤ نہ کریں ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یہ بات پوچھنا مجھے بُرا لگتا ہے۔ پھر جب حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہاتھ آگے کرو ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور بیعت نہ لی۔

حضرت عامر فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دونوں مشوروں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیتے تو یہ ان کے لئے سرخ اونٹوں سے بھی خیر اور بہتر تھا۔

حضرت عامر یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہو جاتے تو پھر صحابۂ کرام میں اُن سے زیادہ فضیلت والا اور ذی عقل، ذی رائے اور کوئی نہ ہوتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ازہر بن سعد السمان نے، انہوں نے ابن عون سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی مقرر کیا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب وصیت فرمائی؟ حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ حضور علیہ السلام نے آخری وقت میں ایک ٹب منگوایا تاکہ اس میں پیشاب کریں اور حضور علیہ السلام میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، پس اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھک گئے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری جھولی میں گر پڑے اور آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ جب اصل بات یہ ہے تو کون کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے وصی مقرر فرمایا تھا؟۔

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے زہری سے، جبکہ شیخین نے اس حدیث کو ابن علیہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عون اور ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الوصایا ۴/۳، ۲، ۱۸۱، مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۷، مسند احمد ۶/ ۳۲)

اور یہ وہی ابراہیم ہیں جو ابن یزید بن شریک التیمی کہلاتے ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رجاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے ارقم بن شرحبیل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے سفر کیا تو میں نے راستہ میں سوال کیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو وصی بنایا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکان میں تھے۔

اُسی دوران آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ علی کو بلاؤ تو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا ابوبکر کو نہ بلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلو الو۔ اتنے میں بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا عمر کو نہ بُلائیں یارسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ان کو بھی بُلو الو۔ پھر اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نہ بُلائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کو بھی بلالو۔ پھر جب سب حضرات رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُوپر اُٹھایا لیکن کوئی ارشاد نہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہاں سے چلتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کو ہماری ضرورت پڑے گی تو ہمیں بلالیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اتنے میں حضور علیہ السلام بھی گویا ہوئے اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر نماز کے متعلق حدیث بیان فرمائی۔ (لیکن مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ مترجم)

راوی نے آخر حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا لیکن آپ نے کسی کو وصی نہیں بنایا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری الاسفرائینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن مرزوق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک بن مغول نے، انہوں نے طلحہ بن مصرف سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ تو میں نے پوچھا کہ پھر کس چیز کی آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت فرمائی تھی۔

حضرت مالک نے فرمایا کہ حضرت طلحہ اور حضرت ہذیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضوت علیہ السلام کے وصی پر حکومت کر سکتے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال تھا کہ اگر وہ حضور ﷺ کا کوئی حکم خلافت کے متعلق پاتے تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنی ناک میں تابعداری کی نکیل ڈال لیتے۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں فریابی سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک بن مغول سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے مالک سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الوصایا۔ مسلم۔ کتاب الوصیۃ۔ ابن ماجہ۔ کتاب الوصایا۔ حدیث ۲۶۹۶ ص ۹۰۰/۲)

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم التیمی سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور بھی کتاب ہے جس کو ہم پڑھتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ اور وہ سن لے کہ ہمارے پاس سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور یہ صحیفہ ہے جو کہ آپ کی تلوار میں معلق تھا۔ اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے قصاص کا بیان ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ بیان ہے کہ مدینہ منورہ عیر پہاڑ سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے اگر کوئی شخص اس جگہ دین کی کوئی نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اور روز قیامت نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ ہی نفل اور اگر کوئی شخص اپنا نسب اپنے حقیقی والد سے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی لونڈی یا غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا بھی کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور تمام مسلمان کا ذمہ برابر و یکساں ہے، ان میں سے ادنیٰ مسلمان کا کسی کو پناہ دینا بھی قابل اعتبار ہے اور کوئی مسلمان کا ذمہ توڑے گا اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ ان کا بھی کوئی فرض و نفل قبول نہیں ہوگا"۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے اعمش سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے زہیر بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ ان حضرات نے ابی معمر سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ باب ذمۃ المسلمین ۱۲۲/۴، ۱۲۴/۴۔ مسند احمد ۸۱/۱۔ ابوداؤد ۲۱۶/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی تمتام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہدبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتادہ سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابی حسان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں کسی کا بھی حکم کرتے تو انہیں یہ کہا جاتا کہ ہم نے تو یہ کام اس طرح کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سچی ہے تو آپ سے کہا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے آپ کے لئے کسی چیز کی وصیت کی ہے؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دوسروں کو چھوڑ کر مجھے کسی خاص چیز کی وصیت نہیں فرمائی (یعنی جو وصیت سب کے لئے تھی وہی وصیت میرے لئے بھی تھی)۔ مگر یہ کچھ چیزیں میرے اس صحیفہ میں لکھی ہوئی ہیں جو میری تلوار کی نیام میں معلّق ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو نیچے کیا اور اُس میں سے وہ صحیفہ نکالا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ جس نے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ اُس کا فرض قبول کرے گا اور نہ ہی نفل۔ اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں بھی مکہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں کہ وہ سیاہ پتھروں اور چراہ گاہوں کے درمیان کا حصہ ہے۔ کوئی اُس کا کانٹا بھی نہ توڑے اور نہ ہی اُس کے شکار کو بھگائے اور نہ ہی اُس کی گمشدہ چیز کو اُٹھائے الّا یہ کہ کوئی اُس کا اعلان کروائے تو اُس کو دے دیا جائے اور نہ اس کے درختوں کو کوئی کاٹے الّا یہ کوئی آدمی اپنے اُونٹوں کو چرائے اور نہ ہی کوئی اس میں قتال کے لئے اسلحہ اُٹھائے اور اُس میں سارے مؤمن برابر و یکساں ہیں اور سب کے خون برابر ایک دوسرے پر حرام ہیں اور اُن میں کا ادنیٰ کا ذمہ بس کے لئے قابلِ اعتبار ہے۔ خبردار! اس میں کوئی مسلمان بھی کسی کافر کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی ذمہ والے شخص کو کوئی شخص قتل کرے۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۳۵۔ ۲/۲۱۶۔ ۲۱۷)

مصنف فرماتے ہیں اور بہرحال وہ حدیث جس نے خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن یحییٰ بن زہیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو النصیبی نے، انہوں نے سری بن خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں تم اُس وصیت کی حفاظت کرنا اور جب تک تم میری وصیت کو یاد رکھو گے اس وقت تک تم خیر و بھلائی پر رہو گے، پھر فرمایا کہ اے علی! مؤمن کی تین نشانیاں ہیں کہ وہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو قائم کرنے والا ہوتا ہے، پھر انہوں نے طویل حدیث بیان کی اور اس میں ترغیب و آداب کو بیان کیا۔

اور یہ بقول مصنف موضوع ہے اور مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے ابتداء کتاب میں یہ شرط بیان کی تھی کہ میں اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث نہیں لکھوں گا اگر کوئی موضوع حدیث ذکر بھی کی تو اس کی وضاحت ضرور کروں گا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعد المالینی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن عدی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی احمد بن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حماد بن عمرو النصیبی کا شمار جھوٹ بولنے والے راویوں میں ہوتا ہے اور وہ موضوع حدیث بیان کرتا ہے۔ اور وہ جو ہم نے بیان کیا ہے ابوعبداللہ حافظ کے سامنے (مدخل کتاب کے اوّل میں کہ حماد بن عمرو النصیبی اور نصیبین میں سے ایک ہے جو ثقہ جماعت سے روایت کرتا ہے۔ اس کی احادیث موضوع ہوتی ہیں۔ (تاریخ کبیر ۳/ ۲۸۔ ضعفا للعقیلی ۱/ ۳۰۸۔ مجروحین ۱/ ۲۵۲۔ میزان ۱/ ۵۹۸)

یہ بات مرّہ کے سامنے لغو ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ حماد بن عمر کا قصہ دوسرا ہے اور اس کی سند مرسل ہے۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالقاسم عبیداللہ بن عثمان بن یحییٰ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن علی قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زید بن رفیع نے، انہوں نے مکحول الشامی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ بات ہے جو حضور ﷺ نے علی بن ابی طالب سے بیان فرمائی تھی جب آپ غزوۂ حنین سے واپس ہوئے تھے اور اس وقت سورۃ النصر نازل ہوئی۔

آ گے انہوں نے طویل حدیث کو باب الفتنہ میں ذکر کیا ہے اور وہ حدیث بھی منکر حدیث ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں سے یہی احادیث اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کافی ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی صالح بن کیسان نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وفات کے وقت صرف تین باتوں کی وصیّت فرمائی۔

(۱) رُہاہیین کے لئے (رُہاہیین ایک قبیلہ ہے) اور دراہیین کے لئے، اور شانئیین کے لئے اور اشعریین کے لئے خیبر کی زمین کی آمدنی میں سے سو سو وسق دیئے ہیں۔

(۲) اُسامہ بن زید کے لشکر کو بھیجنے کو ضروری سمجھا جائے۔

(۳) اور یہ وصیّت فرمائی کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے۔

باب ۲۹۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث جس میں

حضور علیہ السلام کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی وفات کے ذکر کا بیان ہے اور جو آپ ﷺ نے اُن کو وصیّت فرمائی اُس کا بیان ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے مرّہ کے نزدیک

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حمزہ بن العباس عقبی نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن رُوح المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیمان المدائنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلام بن سلیم الطویل نے، انہوں نے عبدالملک بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے، انہوں نے حسن العرنی سے نقل کیا ہے، انہوں نے اشعث بن طلیق سے، انہوں نے مرّہ بن شرحبیل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ہم سب اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ہماری طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر ہمیں ارشاد فرمایا کہ میری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمیں اپنی وفات کی خبر دی، پھر فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت ہی پر رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد و نصرت کرے، اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے، اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہیں دین پر قائم رکھے، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول فرمائے، میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی وصیّت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اور اُس نے خلیفہ بنایا تمہارے لئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اُس کی طرف سے واضح

ڈرانے والا ہوں اور ہاں تم اللہ تعالیٰ کے بندوں، اس کے شہروں پر سرکشی مت کرنا، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کا ذکر تمہارے لئے بھی کیا ہے اور میرے لئے بھی : کہ

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًّا في الأرض و لا فسادًا و العاقبة للمتقين

(سورۃ القصص ۔ آیت ۸۳)

عالم آخرت ہم انہیں لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اليس في جهنم مثوى للمتكبرين ۔ (سورۃ العنکبوت : آیت ۶۸)

کیا نہیں ہے جہنم ٹھکانہ متکبرین لوگوں کے لئے۔

ہم نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی وفات کا وقت کب ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ موت کا وقت قریب ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ اور سدرۃ المنتہیٰ اور جنت کے آبخورے اور عمدہ عمدہ بستر اور تخت کی طرف پلٹنے والا ہوں۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ آپ کو غسل کون دے گا یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریبی اہل خانہ اور قریبی کے ساتھ بہت زیادہ فرشتے بھی ہوں گے جو تمہیں نظر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ ہم کس چیز میں آپ کو کفن دیں؟ تو آپ نے علیہ السلام نے فرمایا کہ یا تو میرے انہی کپڑوں کو کفن بنانا یا یمنی کپڑا ہو یا پھر مصر کا سفید کپڑا ہو۔

پھر ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ تو نبی کریم ﷺ رو پڑے، پھر ہم بھی رو پڑے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ذرا ٹھہرو اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور مجھے دھونی بھی دے دو اور مجھے کفن بھی دے دو پھر تم مجھے میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا، پھر تم سب تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے جو میری نماز پڑھیں گے وہ میرے دوخلیل اور میرے دوست جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام ہوں گے۔ پھر ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ پھر انسانوں میں سے سب پہلے میرے اہل بیت میں سے مرد ہوں گے۔ پھر عورتیں ہوں گی۔ پھر تم سب اجتماعی یا انفرادی طور پر آکر میری نماز جنازہ پڑھنا لیکن دیکھو چیخنے، چلاّنے اور رونے سے تکلیف مت پہنچانا۔ اور میرے صحابہ میں سے جو اُس دن غائب ہو اس کو میرا سلام کہنا اور میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ اُس شخص کو سلام کہتا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا اور جو میرے اس دین کی اتباع کرے گا قیامت تک آنے والے سب انسانوں کے لئے۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے جو میرے قریب ہوں گے وہی مجھے قبر میں داخل کریں گے، مگر تمہارے ساتھ بہت سے فرشتے بھی ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھ سکو گے۔

اس حدیث مبارکہ کی تائید کرنے والی ایک اور حدیث احمد بن یونس نے سلام الطویل سے بیان کی ہے جبکہ سلام الطویل اس میں تنہا ہیں۔

☆☆☆

باب ۲۹۳

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کی مدت

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن

مہینہ سال اور وقت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف الفریابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کا دن کون سا تھا؟ تو میں نے عرض کیا کہ پیر کا دن تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی پیر والے دن مروں گا۔ لہٰذا آپ کا انتقال بھی پیر کے دن ہوا۔ (فتح الباری ۲۵۲/۳)

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذباری نے طوس میں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالنضر محمد بن یوسف نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن عفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیر کے دن ہوئی اور آپ کو نبوت پیر کے دن ملی، آپ مکہ سے ہجرت کر کے پیر کے دن گئے اور فتح مکہ پیر کے دن ہوا اور سورۃ المائدہ پیر کے دن نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم (ترجمہ) کہ آج کے دن میں تمہارے لئے تمہارے دن کو مکمل کر دیا۔ اور آپ کا انتقال بھی پیر کے روز ہوا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۰ ۲۷۔ مسند احمد ۲۷۷/۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حنش سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، پھر وہی حدیث بیان کی۔ البتہ اتنا اضافہ فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ دن بھی پیر کا دن تھا۔ البتہ اس روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ مجھے نبوت بھی پیر کے روز ملی۔ اور اس آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" کے ذکر میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا دن جمعۃ المبارک اور یوم العرفہ تھا۔ اسی طرح عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے، انہوں نے ابی الاسود سے نقل کیا ہے، انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن المنذر نے، انہوں نے ابن فلیح سے نقل کیا ہے، انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے، انہوں نے ابن شہاب سے،

یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کی بیماری سخت ہوگئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ ابھی یہ حضرات پہنچے بھی نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر ہی انتقال ہوگیا اور وہ دن پیر کا تھا۔ ابراہیم نے یہ بھی اضافہ کیا کہ سورج ڈھل چکا تھا ربیع الاوّل کے مہینہ میں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بزاز نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالاعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے، اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور علیہ السلام صفر المظفر کی ۲۲/ بائیسویں رات کو بیمار ہوئے۔ آپ علیہ السلام کی بیماری کی ابتداء آپ کی ایک باندی ریحانہ نامی کے ہاں ہوئی جو کہ یہودیوں سے قید ہوکر آئی تھی۔ اور جس دن آپ کے مرض میں تکلیف کا آغاز ہوا وہ ہفتہ کا دن تھا اور آپ کی وفات اس دن سے دسویں دن پیر کے دن ہوئی ربیع الاوّل کی تین تاریخ تھی، اور مدینہ منورہ میں آئے ہوئے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے محمد بن قیس سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بدھ کے دن بیمار ہوئے (صفر المظفر کی انیسویں تاریخ کو ہجرت کا گیارہواں سال تھا)۔ زینب بنت جحش کے گھر میں شدید بیمار ہوئے تو فوراً تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وہاں جمع ہوگئیں۔ آپ تقریباً (۲۳) تیئیس دن بیمار رہے اور پیر کے دن ربیع الاوّل کے مہینہ اور ہجرت کے گیارہ سال میں آپ کا انتقال ہوا۔ (مغازی واقدائی) (مغازی للواقدی ۳/۱۱۲)

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سعید بن عبداللہ بن ابی الابیض نے مقبری سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے عبداللہ بن رافع سے، انہوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعشر نے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تقریباً تیئیس دن بیمار رہے۔ جب بھی آپ کو افاقہ ہوتا تو آپ نماز پڑھتے اور جب بیمار ہوتے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمازیں پڑھاتے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ بن الفضل نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال ۱۲/ ربیع الاوّل کو ہوا۔ اور وہ ہی دن تھا جس دن حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اس دن آپ کی ہجرت کے پورے دس سال مکمل ہوگئے تھے۔

☆☆☆

باب ۲۹۴

جس دن حضور ﷺ کا انتقال ہوا اس دن آپ کی عمر مبارک کیا تھی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالخیر جامع ابن احمد بن محمد بن مہدی الوکیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن الحسن المحمد آبازی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مسلمہ نے، اس بات کے متعلق جو مالک بن انس نے بیان کی تھی۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن محمد بن مخمو یہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ اور جعفر بن محمد نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیان کیا ملک نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ دراز قد تھے نہ بہت چھوٹے قامت والے، نہ بہت زیادہ سفید تھے نہ گندمی رنگت والے تھے، نہ سخت گھنگریالے بالوں والے تھے نہ بالکل سیدھے بالوں والے تھے۔ غرض کہ ہر چیز نہایت اعتدال سے بنائی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اُنہیں چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ میں آپ دس سال رہے پھر مدینہ منورہ میں بھی دس سال رہے۔ اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور آپ کی داڑھی اور سر کے بالوں میں بیس سے زیادہ سفید بال نہیں تھے۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے ہیں جبکہ قعنبی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ کے بال نہ سخت گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ باقی وہی الفاظ ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے جبکہ دوسرے حضرات نے مالک سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۳ ص ۱۸۲۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالوارث نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغالب الباہلی نے، وہ فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ انس بن مالک سے عرض کیا کہ اے ابوحمزہ! جب رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے لئے منتخب کیا گیا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک دوسرے لوگوں کی بنسبت کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چالیس سال آپ علیہ السلام کی عمر تھی، پھر کہاں رہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں اور جس دن آپ کا انتقال ہوا اُس دن آپ کی عمر پورے ساٹھ سال تھی۔ پھر میں نے عرض کیا اُس دن اتنی عمر میں آپ لوگوں میں کس طرح لگتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تمام لوگوں میں خوب جوان، خوبصورت اور صاحبِ جمال اور جسم بھرا ہوا تھا۔ تو میں نے کہا اے ابوحمزہ! کیا آپ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں غزوۂ حنین میں آپ علیہ السلام کے ساتھ شریک تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بغداد میں وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسماعیل محمد بن اسماعیل السلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوغسان محمد بن عمرو رازی الطیالسی نے جن کا لقب زنیج تھا۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حکام بن سالم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن زائدہ نے،

انہوں نے زبیر سے، انہوں نے عدی سے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تھا اُس وقت آپ علیہ السلام تریسٹھ (۶۳) سال کے نوجوان تھے۔ او جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اُن کی عمر بھی تریسٹھ سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی غستان سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۱۴ ص ۴/ ۱۸۲۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن بکیر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، انہوں نے عقیل سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو اُس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

علامہ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی خبر دی ابن مسیب نے، اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں یحیٰی بن بکیر سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے دوسری سند سے لیث سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم ۴/ ۱۸۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حارث بن ابی اُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زکریا بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرا (۱۳) سال رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے روایت کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے، جبکہ امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ مناقب الانصار، مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۴/ ۱۸۲۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبید اللہ ابن المنادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ابی حمزہ سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب سے وحی شروع ہوئی ہے اس وقت سے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں بشر بن السری سے نقل کیا ہے، انہوں نے حماد سے نقل کیا ہے۔ (مسلم ص ۴/ ۱۸۲۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن احمد بن اسماعیل الطبرانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن منصور الطوسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل الصائغ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ نے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی، پھر آپ تیرا (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں رہے، وہیں وحی نازل ہوئی تھی۔ پھر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ پس آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہاں دس سال رہے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مطر بن الفضل سے نقل کیا ہے، انہوں نے روح بن عبادہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۳۹۰۲۔ فتح الباری ۷/ ۲۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے ابی اسحاق سے نقل کیا ہے، انہوں نے عامر بن سعد سے، انہوں نے جریر بن عبداللہ نے؛ انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی رُوح قبض کی گئی تو آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں غندر سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ شیرازی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نضر بن جارود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن رافع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ نے، جو کہ ابن سوار ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے، انہوں نے یونس بن عبید نے، انہوں نے عمار سے جو کہ بنی ہاشم کے غلام ہیں۔

وہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب حضور علیہ السلام نے وفات پائی اس وقت آپ کتنی عمر کے تھے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑے سخت تعجب کی بات ہے کہ آپ جیسے شخص کو اس کا علم نہیں ہے، حالانکہ تمہاری قوم کا واقعہ ہے۔ پھر خود ہی فرمایا کہ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد نے، انہوں نے عماد بن ابی عمار سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے حساب کے متعلق۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام فرمایا۔ اس حال میں کہ سات برس تک تو فرشتوں کے آنے کی آوازیں سُنتے تھے اور نور وروشنی دیکھتے تھے۔ لیکن کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ پھر آٹھ سال اس حال میں گزارے کہ آپ پر وحی آتی تھی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں دوسری سند سے ذکر کیا ہے۔ اور حماد سے بھی نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ۴/۱۸۲۷)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن زید نے، انہوں نے یوسف بن مہران سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔

بقول مصنف میں یہ کہتا ہوں اسی طرح روایت کیا ہے عمرو بن عون نے، انہوں نے ہشیم سے نقل کیا ہے اور ہشیم کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا قول تریسٹھ (۶۳) سال کا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ

بن ہشام نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے ، انہوں نے قتادہ سے ، انہوں نے حسن سے ، انہوں نے دغفل بن حنظلہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی اور یہ روایت عمار کی روایت اور جن لوگوں نے ان کی اتباع کی ہے ان کے موافق ہے۔

اور ابن عباس ؓ سے نقل کرنے والی ایک جماعت کی روایات بھی اسی کے مطابق ہیں۔ لیکن تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر والی زیادہ قابل اعتماد بھی ہیں تو یہ روایات اکثر بھی ہیں اور ان کی روایات روایات صحیحہ کے موافق ہیں جو کہ عروہ سے ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت انس کی روایتوں میں سے ایک روایت بھی اسی کے موافق ہے۔ اور حضرت معاویہ ؓ کی روایت بھی اس کے موافق ہیں اور یہی قول ابن المسیب اور عامر شعبی اور ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔

باب ۲۹۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل دیئے جانے کے بیان میں

نیز اس دوران جو نبوت کے آثار کا ظہور ہوا اُس کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد فقیہ نے کتاب السنن میں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نفیلی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد نے ، انہوں نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگوں نے حضور علیہ السلام کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگا ، واللہ میں تو علم نہیں رکھتا کہ آیا ہم حضور علیہ السلام کے کپڑے اُتاریں جیسا دیگر مُردوں کو غسل دیتے ہوئے اُتارتے ہیں یا نہ اُتاریں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیں۔ جب آپس میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری کر دی ، حتیٰ کہ کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جس کی ٹھوڑی اُس کے سینے سے نہ لگ گئی ہو۔ پھر ایک غیبی آواز گھر کے کونے میں سے آئی لیکن بولنے والا دکھائی نہ دیا کہ حضور علیہ السلام کو کپڑوں سمیت غسل دے دو۔ چنانچہ سب بیدار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا اس حال میں کپڑے بدستور جسم اطہر پر باقی تھے۔ اور صحابۂ کرام جسم اطہر کو قمیص کے ذریعہ ہی رگڑ رہے تھے نہ کہ ہاتھوں سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (کہ حضور علیہ السلام کے غسل کا طریقہ) جو بعد میں پتہ چلا اگر پہلے پتہ چل جاتا تو حضور علیہ السلام کو آپ کی ازواج کے علاوہ کوئی اور غسل نہ دیتا۔ (مستدرک حاکم ۵۹/۳ ۔ ۶۰ ۔ خصائص کبریٰ ۲۷۵/۲)

اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کی خبر ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے دی ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوقتیبہ سلم بن الفضل آدمی نے مکہ میں ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن ہشام البغوی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبردہ برید بن عبداللہ نے ، انہوں نے علقمہ بن مرثد سے نقل کیا ہے ، انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے ، انہوں نے اپنے والد سے ، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو غسل دینا شروع کیا تو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ حضور ﷺ کی قمیص مت اُتارنا۔ (خصائص کبریٰ ۲۷۵/۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد الکعبی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن قتیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضیل نے، انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُوپر قمیص تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے۔ اس دوران آپ نے اپنا ہاتھ حضور علیہ السلام کی قمیص کے اندر ڈالا اور جسم اطہر کو دھویا اور قمیص اُوپر تھی۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن الحسین قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبیداللہ بن موسیٰ نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل جو ابن ابی خالد ہیں انہوں نے عامر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کو کس کس نے غسل دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اُسامہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا تھا اور انہوں نے ہی آپ علیہ السلام کو قبر مبارک میں داخل فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کو غسل دیتے ہوئے یہ فرمار ہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی اچھی زندگی اور اچھی موت پر۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن زیاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معمر نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیّب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا اور میں یہ ڈھونڈتا رہا کہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر میں کوئی میّت جیسی بات ہو مگر مجھے میّت جیسی کوئی بات نظر نہ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی مبارک اور نیک تھی تو موت بھی مبارک اور نیک تھی۔ اور آپ کے کفن اور قبر کی ذمہ داری چار آدمیوں پر تھی۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت فضل رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضور علیہ السلام کا غلام صالح رضی اللہ عنہ۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں لحد بنائی گئی اور اینٹیں بھی لگائی گئیں۔

اور ابوعمر بن کیسان سے روایت کیا گیا ہے جو کہ قصار ہیں، وہ اپنے غلام سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے یزید بن بلال سے نقل کیا ہے، ان سے روایت کیا عبدالصمد بن نعمان نے اور قاسم بن مالک اور ایک جماعت نے۔ مسلم بن حجاج یزید بن بلال سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ وصیّت فرمائی تھی کہ میرے علاوہ اور کوئی آپ کو غسل نہ دے۔ اور یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی میری شرم گاہ نہ دیکھے ورنہ اس کی آنکھوں کو ایک طمانچہ کے ذریعہ ختم کر دیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غسل کے دوران مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ پردے کے پیچھے سے پانی دے رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے کسی بھی عضو کو دھونے کے لئے لیتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا میرے ساتھ تیس آدمی اور بھی ہیں جو آپ کے اعضاء کو اُلٹ پلٹ رہے تھے یقیناً وہ فرشتے ہوں گے۔ حتیٰ کہ میں غسل سے فارغ ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد ۲/۲۷۷۔ خصائص کبریٰ ۲/۲۷۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالصمد بن نعمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعمر بن کیسان نے پھر وہی حدیث ذکر کی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابی معشر سے نقل کیا ہے، انہوں نے محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کو غسل دینے والے حضرت علی ﷺ تھے اور فضل بن عباس ﷺ آپ علیہ السلام پر پانی ڈال رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی کسی عضو کو دھونے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تو وہ عضو خود ہی اوپر اٹھ جاتا۔ یہاں تک کہ ہم آپ کی شرم گاہ تک پہنچے تو گھر کے ایک کونے سے غیبی آواز آئی کہ اپنے نبی محترم کی شرم گاہ کو مت کھولنا۔

راوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے منذر بن ثعلبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے علباء بن احمر سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ اور فضل بن عباس ﷺ آپ علیہ السلام کو غسل دے رہے تھے اسی دوران حضرت علی ﷺ کو غیبی آواز دی گئی کہ اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھائیے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اُسید بن عاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جعفر نے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالملک بن جریج سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی ابو جعفر سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بیری کے پتوں کے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ نیز جب غسل دیا گیا تو کپڑے نہیں اُتارے گئے اور آپ کو غرث نامی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا جو کہ قباء میں تھا۔ اور یہ کنواں سعد بن خیثمہ کا تھا اور نبی علیہ السلام اس سے پانی نوش فرماتے ہیں۔ حضرت علی ﷺ آپ کو غسل دینے پر مامور تھے اور فضل نے آپ کو سینے سے لگا رکھا تھا اور حضرت عباس ﷺ آپ پر پانی ڈال رہے تھے۔ اور حضرت فضل ﷺ فرمارہے تھے جلدی جلدی غسل سے فارغ ہو کر مجھے راحت دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے میری قلبی رگ کو کاٹ دیا ہے اور مجھے اتنا وزن محسوس ہورہا ہے جتنا حضور علیہ السلام کو نزول کے وقت ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۲/ ۲۷۸)

باب ۲۹۶

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کفن اور دُھونی دینے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبردی ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبردی مالک نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الدرداء ہاشم بن یعلی انصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مالک نے اور وہ اُن کا ماموں ہے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا۔ ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی اویس سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز مسلم۔ کتاب الجنائز۔ مؤطا مالک ص ۲۲۳۔ مسند احمد ۶/ ۴۰، ۹۳، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۶۵، ۲۳۱)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو سحولیہ کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا لیکن اس میں قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ بن سعید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حفص نے جو ابن غیاث ہیں انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی سوتی چادروں میں کفن دیا گیا، اس میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُن دو سفید کپڑے اور جرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ کے کفنانے کے لئے پہلے جرہ لایا گیا تھا مگر ان لوگوں نے اس کو واپس کر دیا اس میں کفن نہیں دیا۔ (ابوداؤد باب الکفن)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

انہوں نے حفص سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں خبر دی ابوفضل محمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہناد بن سری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو مقام سحولیہ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص تھی نہ عمامہ تھا۔ باقی لوگوں کو حلّہ کے بارے میں شبہ ہے تو اس کو میں نے صرف اس لئے خریدا تھا کہ حضور علیہ السلام کو اس میں کفن دیا جائے، لیکن لوگوں نے اس کو واپس کر دیا۔ پھر عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے وہ لے لیا اور کہنے لگے کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کپڑے پر راضی ہوتے تو اپنے نبی کے لئے پسند فرماتے۔ اس لئے پھر انہوں نے اس حلّہ کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دیا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ نے نقل کیا ہے جبکہ دیگر حضرات نے معاویہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ یہ دونوں چادریں عبداللہ بن ابی بکر کی تھیں اور حضور علیہ السلام کو ان دونوں میں لپیٹا گیا تھا پھر ان دونوں چادروں کو واپس نکال لیا گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے ان دونوں چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھ لیا۔ پھر بعد میں فرمایا کہ جن چادروں سے حضور علیہ السلام کو کفن نہیں دیا گیا تو ان چادروں کو اپنے کفن کے لئے رکھنے کا کیا فائدہ؟ لہٰذا انہوں نے دونوں چادروں کو صدقہ کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حُلّہ (چادریں) حضرت عبداللہ کی تھیں۔ اور علی بن مسہر کی روایت میں جو کہ انہوں نے ہشام سے نقل کی انہوں نے اپنے والد سے نقل کی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو پہلے ایک یمنی حُلّہ میں داخل کیا گیا جو کہ حضرت عبداللہ کا تھا پھر اس حُلّہ کو اُتار لیا گیا اور پھر آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اور پھر آگے حدیث کا ذکر کیا گیا۔ اس حدیث کو ہم نے (مصنف نے) کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ باب کفن المیت)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اوزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہری نے، انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں پہلے حضور علیہ السلام کو ایک یمنی چادر میں لپیٹا گیا پھر اس کو اُتار لیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالکریم بن الہیثم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شعیب نے، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے جو کہ اہل بیت میں سب سے زیادہ افضل تھے اور اطاعت وفرمانبرداری میں بھی خوب تھے اور مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان کو زیادہ محبوب تھے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک یمنی چادر تھی اور ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کی لحد مبارک بنائی تھی، بیچ میں شق نہیں کیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں حضرت مقسم سے بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے۔ اور جو روایت ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کو جرہ چادر کے متعلق شبہ ہو گیا تھا، حالانکہ جرہ چادر کو بعد میں اُتار لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

مصنف فرماتے ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا بن ابی زائدہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو مقام حولیہ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں سے ایک موٹی یمنی چادر تھی اور ازار چادر اور لفافے پر کفن مشتمل تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابراہیم بن موسیٰ نے۔

مصنف دوسری سند میں فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحازم العبدوی حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عبدالرحمن رواسی نے، انہوں نے حسن بن صالح سے نقل کیا ہے، انہوں نے ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؓ کے پاس ایک مُشک (خوشبو) تھی۔ اور حضرت علی ؓ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن کو یہ خوشبو لگانا، کیوں کہ یہ خوشبو حضور علیہ السلام کو لگانے جانے والی خوشبو سے بچ گئی تھی۔ (یہ دورقی کی حدیث ہے)

ابراہیم کی روایت میں بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو ہارون بن سعد سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابی وائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؓ کے پاس ایک مُشک کی خوشبو تھی۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے۔

☆☆☆

باب ۲۹۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابی عمرو نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن بکیر سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیدا بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو لوگ حضور علیہ السلام کے کمرے میں داخل ہوتے اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھتے ہاتھ چھوڑ کر، یہاں تک کہ جب مردوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر عورتوں نے بھی اسی طرح حجرہ میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھی، اسی طرح پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ اُس کے بعد اسی طرح غلاموں نے ہاتھ چھوڑ کر نماز جنازہ پڑھی، حتیٰ کہ رسول اللہ علیہ السلام کے نماز جنازہ کی امامت کسی نے بھی نہیں کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۱/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن الجہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن الفرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابی ابن عباس بن سہل بن سعد نے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفن میں لپیٹ دیا گیا تو پھر آپ کو چار پائی پر رکھ دیا گیا، پھر آپ کو آپ کے حجرے کے ایک کنارے میں رکھ دیا گیا، پھر لوگوں کی چھوٹی چھوٹی جماعت حجرے میں داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھتی لیکن کوئی امامت نہیں کرتا تھا۔

حضرت واقدی فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے صحیفہ میں لکھا ہوا پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک اتنی مختصر جماعت بھی تھی جو حجرے میں سما سکے۔ پھر ان شیخین رضی اللہ عنہما نے آپ کو سلام کہا کہ

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته !

''پھر حضرات مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جس طرح شیخین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ پھر تمام حضرات صفوں کی صورت میں کھڑے ہو گئے لیکن کسی نے امامت نہیں کروائی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما صفِ اول میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ سلام و برکتیں اور رحمتیں ہوں آپ پر اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اللہ کے رسول نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو اُن پر نازل کیا گیا اور اپنی اُمت کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اپنے کلمہ کو بلند کیا اور ایک اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لایا گیا۔ اے اللہ! ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ کی وحی کا اتباع کیا اور ہم کو اپنے ساتھ اس طرح جمع فرما کر ہم آپ کو پہچانیں۔ بے شک آپ مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے، ہم کو اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہئے''، لوگوں نے آمین کہی۔

پھر وہ حضرات چلے گئے اور پھر دوسرے مرد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما داخل ہوئے۔ جب تمام مرد صحابہ کرام فارغ ہو گئے تو عورتوں نے، پھر عورتوں کے بعد بچوں نے اُسی طرح جس طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے کیا۔ (واقدی ۳/۱۱۲۰)

باب ۲۹۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضور ﷺ کے لئے قبر مبارک کھودنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ﷺ چونکہ اہل مکہ کے لئے قبر کھودتے رہتے تھے اور حضرت ابوطلحہ زید بن سہم اہل مدینہ کے لئے قبر کھودتے تھے۔ لہٰذا حضرت عباس ﷺ نے دو آدمیوں کو بُلوایا اور ان کو گردنوں میں پکڑا اور پھر ایک سے فرمایا کہ تم ابی عبید کے پاس اور دوسرے سے فرمایا کہ تم ابوطلحہ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے رسول کے لئے چنا ہے۔

لہٰذا جو بھی آئے، حضور ﷺ کے لئے قبر کھودے۔ تو ابوطلحہ کو بُلانے والے شخص کو ابوطلحہ مل گئے اور وہ ان کو لے آئے۔ جبکہ ابی عبیدہ کو بُلانے والے شخص کو ابوعبیدہ نہ ملے۔ لہٰذا ابوطلحہ نے حضور علیہ السلام کے لئے قبر مبارک کو کھودا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک میں کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں جن کی تعداد نو (۹) تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۷۰-۲۷۱)

☆☆☆

باب ۲۹۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تستری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مسدد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن المسیب سے، انہوں نے علی سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو غسل دیا۔ میں دیکھتا رہا کہ میت والی ایسی کوئی بات نظر آئے مگر میں نے کوئی ایسی بات حضور علیہ السلام میں نہیں دیکھی جو مُردوں میں پائی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی بھی خوب عمدہ تھی تو موت بھی عمدہ تھی۔ اور حضور ﷺ کے دفن اور آپ پر پردہ کرنے والے چار شخص تھے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت فضل رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضور علیہ السلام کے غلام صالح رضی اللہ عنہ۔

اور حضور علیہ السلام کے لئے بغلی قبر بنائی گئی جس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۲/۲۷۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، انہوں نے واقدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے عباس بن عبداللہ بن معبد سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھا ہوا تھا جب کہ پیر کے دن کا سورج غروب ہونے لگا تھا، اور منگل کی رات آنے والی تھی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ آپ کی چارپائی قبر کے کنارے رکھی ہوئی تھی۔ جب آپ علیہ السلام کو قبر میں اُتارنے کا ارادہ کیا تو چارپائی کو پاؤں کی جانب سے کھینچ لیا اور اُسی وقت آپ ﷺ کو قبر میں داخل کیا اور قبر میں اُتارنے والوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ اور حضرت علی بن ابی طالب ﷺ اور قثم بن عباس ﷺ اور فضل بن عباس ﷺ اور شقران ﷺ تھے۔ (مغازی للواقدی ۳/۱۱۲۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شجاع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خیثمہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل السدی نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو قبر میں داخل کرنے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک کو برابر کرنے والے انصار میں ایک شخص تھے اور یہ وہی شخص ہیں جس نے شہداء بدر کی قبروں کو برابر کیا تھا یعنی قبر کو گارے سے لیپ کر بنایا تھا۔ (مترجم)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن الفضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے، انہوں نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے ابن عباس ﷺ سے

نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جو لوگ حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے ان میں حضرت علی بن ابی طالب، فضل بن عباس قثم بن عباس اور شقران تھے جو حضور علیہ السلام کے غلام تھے۔

اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے علی! تمہیں اللہ کی قسم ہمارا حصہ بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں رکھنا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اُترنے کے کہا تو وہ بھی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ لہٰذا وہ پانچویں شخص تھے جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں اُترے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں رکھ رہے تھے تو شقران نے ایک کپڑے کا ٹکڑا جس کو آپ علیہ السلام پہنتے بھی تھے اور بچھاتے بھی تھے۔ اس کو بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ قبر اطہر میں رکھ دیا اور فرمایا، واللہ! اب حضور علیہ السلام کے بعد اس کو کوئی نہیں پہن سکتا، اس لئے حضور علیہ السلام کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۱/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد العزیز بن معاویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان شعبہ نے، انہوں نے ابی جمرہ سے نقل کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا وصال ہوا تو آپ کے ساتھ قبر اطہر میں یا لحد میں ایک سرخ رنگ کے کپڑے کا ٹکڑا بھی ڈالا گیا تھا۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں شعبہ سے نقل کیا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجنائز۔ مسند احمد ۲۲۸/۱، ۳۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو طاہر المحمد آبادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو قلابہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو عاصم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن سعید نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو مرحب نے، وہ فرماتے ہیں کہ گویا میں ان لوگوں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں جو حضور علیہ السلام کی قبر اطہر میں تھے اُن میں ایک عبد الرحمٰن بن عوف بھی تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو الحسین ابن الفضل قطان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبد اللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الحمید بن بکار السلمی نے، جو کہ اہل بیروت میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شعیب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی نعمان نے، انہوں نے مکحول سے نقل کیا ہے، انہوں نے ان کو خبر دی۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیر کے روز ہوئی اور آپ کی وحی کا نزول پیر کے دن سے شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے روز ہجرت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پیر کے روز ہوا جبکہ آپ کی عمر مبارک ساڑھے باسٹھ (۱/۲-۶۲ سال کی تھی۔ ۴۲ سال وحی نازل ہونے سے پہلے کے۔ پھر دس سال آپ مخفی رہے۔ اور پھر بھی آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں آپ ساڑھے دس ۱/۲-۱۰ سال ٹھہرے اور جہاد کرتے رہے گویا کہ آپ پر ساڑھے بیس ۱/۲-۲۰ سال وحی نازل ہونے کے تھے۔

پھر آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور تین دن تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ پھر تین دن کے بعد لوگ علیحدہ علیحدہ تھوڑی تھوڑی جماعت کی صورت میں حضور علیہ السلام کے حجرے میں داخل ہوتے رہے اور نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا کے بیٹے حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو پانی دے رہے تھے۔ پھر حضور علیہ السلام کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

غسل اور کفن سے فارغ ہونے کے بعد تین دن تک لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں داخل ہوتے اور نماز جنازہ پڑھتے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے لیکن صف ہوتی نہ کوئی امامت کروانے والا تھا۔

جب ہر شخص نماز جنازہ سے فارغ ہو گیا تو حضور علیہ السلام کو دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کو حضرت عباس، حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم نے قبر اطہر میں اُتارا۔ اُسی دوران ایک انصاری صحابی نے کہا کہ جس طرح حضور علیہ السلام نے ہمیں اپنی زندگی میں شریک کیا تھا خدا کے واسطے آپ مجھے حضور ﷺ کی وفات میں بھی شریک کریں۔ لہٰذا وہ شخص بھی قبر اطہر میں اُترا اور ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔ سبحان اللہ

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن علی بن عبدالصمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبدالاعلی نے، انہوں نے معتمر بن سلیمان سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام کو وہیں رکھا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ پھر وہیں لوگوں نے پیر، منگل کے دن نماز جنازہ پڑھی اور بدھ کے دن آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اور لوگوں کی نماز بغیر امام کے تھی۔ ابتداء مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کی کہ وہ داخل ہوتے اور نماز پڑھتے اور استغفار کرتے۔ جب مہاجرین صحابہ فارغ ہوئے تو پھر انصار صحابہ نے اُسی طرح کیا جس طرح مہاجر صحابہ نے کیا۔ پھر اُسی طرح مہاجرین کی عورتوں نے کیا پھر انصار کی عورتوں نے کیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے ابی جعفر سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ہوا پھر آپ ٹھہرے رہے اس دن اور اُسی رات منگل کے دن غروب آفتاب تک۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن شعیب نے، انہوں نے اوزاعی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال پیر کے روز ربیع الاوّل کے مہینہ میں نصف نہار سے پہلے ہوا تھا اور منگل کے دن آپ علیہ السلام کو دفنا دیا گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جریج نے، وہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی کہ حضور علیہ السلام کا انتقال پیر کے روز چاشت کے موقع پر ہوا تھا پھر دوسرے دن آپ ﷺ کو چاشت کے وقت دفن کر دیا گیا تھا۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد یعنی زہری نے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ابوسعید بن ابی عمرو نے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی فاطمہ بنت محمد نے جو کہ زوجہ تھیں عبداللہ بن ابی بکر کی۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس داخل ہوا حتیٰ کہ میں نے اُن سے حضور علیہ السلام کی عمر مبارک کے متعلق بات سُنی جو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں حضور ﷺ کے دفن کا پتہ نہ چلتا اگر ہم بدھ کی نصف شب میں قبر اطہر کھودنے والوں کی آوازیں نہ سُنتے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۱)

☆☆☆

باب ۳۰۰

اُس شخص کا بیان جس نے سب سے آخر میں حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے اسحاق سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ میری ایک انگوٹھی تھی جو میں نے حضور علیہ السلام کی قبر میں آپ کو دفنانے کے وقت ڈال دی تھی۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے کہا کہ میری انگوٹھی حضور علیہ السلام کی قبر اطہر کے اندر گر گئی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اس کو قبر ہی میں چھوڑ دیا تاکہ میں بعد میں حضور ﷺ کو چھولوں اور میں لوگوں میں سب سے آخر میں حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کرلوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے حدیث بیان کی، انہوں نے مقسم ابی قاسم سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے غلام عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں) عمرہ ادا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا۔ جب آپ عمرہ سے فارغ ہوئے واپس آئے تو اُن کے لئے غسل کا پانی تیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا جب آپ غسل سے فارغ ہو کر تیار ہوئے تو اہل عراق کا ایک وفد آپ سے ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا۔

اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک مسئلہ کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اُس کی خبر دیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں مغیرہ بن شعبہ نے بتلایا ہوگا کہ حضور ﷺ سے ملاقات کرنے والا نوخیز نوجوان میں ہی ہوں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ ہم آپ سے اسی کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ لوگوں میں نوخیز نوجوان حضور علیہ السلام سے ملاقات کرنے والے قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبدالرحمن بن ابی الزناد نے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں مغیرہ نے اپنی انگوٹھی قبر اطہر میں ڈال دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ تو نے انگوٹھی اس لئے ڈالی تاکہ تو ہم سے کہے اور ہم تجھ سے کہیں کہ تو حضور علیہ السلام کی قبر میں اُتر کر انگوٹھی لے لے؟

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی قبر اطہر میں اُترے اور ان کو ان کی انگوٹھی دے دی یا آپ نے کسی کے ذریعہ ان تک پہنچا دی۔

(مغازی للواقدی ۱۱۲۱/۳)

☆☆☆

باب ۳۰۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے مقام کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے ، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے ، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے ، انہوں نے اپنے والد نبیط بن شریط الاشجعی سے نقل کیا ہے ، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا (یہ اصحاب ستہ میں سے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے ، پھر آپ واپس باہر تشریف لے آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔

پھر جیسا لوگوں کو بتلایا گیا ویسا ہی لوگوں کو علم ہوا۔ پھر حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو لوگوں نے پوچھا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت کی صورت میں آؤ اور نماز جنازہ پڑھ لو۔ پھر لوگوں نے ایسے ہی نماز پڑھی جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ پھر پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام کو دفنا دیا گیا؟ یا کہاں دفنایا جائے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی رُوح ایک اچھے اور عمدہ مکان میں قبض کی جاتی ہے۔ پس لوگوں نے ایسے ہی کیا جیسا کہ ان کو بتلایا گیا۔ (ابن سعد ۲/ ۲۷۵۔ خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن قتادہ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل محمد بن عبد اللہ بن خمیرویہ الہروی نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن نجدہ نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن زیاد نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن داود نے ، انہوں نے سلمہ بن نبیط سے نقل کیا ہے ، انہوں نے نعیم بن ابی ہند سے ، انہوں نے نبیط بن شریط سے ، انہوں نے سالم بن عبید سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے (پھر انہوں نے) حدیث بیان کی جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر ہونے والے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ پھر نماز جنازہ کا تذکرہ کیا ، پھر دفن کا بیان کیا اور حدیث یونس بن بکیر کی بیان کردہ حدیث بیان کی۔ فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے ساتھی موجود ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، وہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اُن کے چچازاد بھائی اور بیٹے غسل دیں گے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد المالینی نے ، وہ فرماتے ہیں ابو یعلیٰ نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن مہران السباک نے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ نے ، انہوں نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن عبد اللہ نے انہوں نے عکرمہ سے ، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے لئے قبر کھودنے کا ارادہ ہوا تو آگے انہوں نے وہی حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا کہ جب لوگ حضور علیہ السلام کے کفن وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کی نعش مبارک کو آپ ﷺ کے گھر میں چارپائی پر رکھا گیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کو کہاں دفنایا جائے۔

بعض حضرات کا کہنا تھا کہ جائے نماز یعنی سجدہ کے جگہ میں ، بعض کا کہنا تھا کہ دیگر اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر نبی کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا انتقال ہوتا ہے۔ پھر صحابہ نے حضور علیہ اسلام کے بستر مبارک کو ہٹا کر اُس کے نیچے قبر کے لئے جگہ بنائی ، پھر لوگوں کو نماز جنازہ کے لئے بُلایا۔

لوگوں نے انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھا تھی کہ جب مرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارغ ہوگئے تو عورتیں اندر حجرہ شریفہ میں داخل ہوئیں (نماز جنازہ یا صلوۃ وسلام) پڑھ کر فارغ ہوگئیں تو بچے داخل ہوئے اور اسی طرح کیا۔ مگر کسی نے امامت نہیں کروائی، پھر نبی کریم ﷺ کو بدھ کی نصف شب میں دفنا دیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے پہلی حدیث میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح جریر بن حازم نے محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے اور یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۷۱)

حضور علیہ السلام کے دفن اور مقام دفن میں اختلاف والی حدیث کو محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالحسین سے یا محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ کہاں دفن کریں؟ حضور علیہ السلام کے گھر میں یا عام لوگوں کے ساتھ دفن کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہیں موت دیتا ہے جہاں اس کو دفن کیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے بستر کے نیچے ہی قبر کو کھودا گیا اور وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، پھر انہوں نے حدیث ذکر کی تو وہ بھی ان مذکورہ دونوں روایتوں کے مشابہ تھی۔ واللہ اعلم

تحقیق واقدی نے اس روایت کو ابن ابی حبیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے داؤد بن الحصین سے نقل کیا ہے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے۔ انہوں نے ابوبکر سے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، پھر انہوں نے اسی روایت کو ذکر کیا اور اس کو واقدی نے بھی بیان کیا ہے جیسا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر القاضی نے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان محمد بن اسحاق الصغانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن جعفر نے، انہوں نے عثمان بن محمد اخنسی سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو مقام دفن میں اختلاف ہوگیا۔ بعض نے کہا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے؟ کیونکہ بقیع والوں کے لئے استغفار زیادہ کیا جاتا ہے۔ کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کے منبر کے پاس دفنایا جائے۔ کسی نے کہا کہ آپ کی جائے نماز کی جگہ پر۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس اس کے متعلق معلومات ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات ہوئی ہو۔

یہ بات یحییٰ بن سعید کی حدیث میں بھی ہے جس کو انہوں نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے۔ ابن جریج کی حدیث میں بھی یہی بات جس کو انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، لیکن یہ دونوں حدیثیں بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے نقل کی گئی ہیں، انہوں نے حضور ﷺ سے مرسلاً نقل کی ہیں۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن علی بن ابراہیم نیشاپوری نے اس حدیث کی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ العفصی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ فرماتے ہیں

ہمیں حدیث بیان اسحاق بن موسیٰ الخطمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے، انہوں نے سعید بن المسیب سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو ایک خواب بیان کیا تا کہ اس کی تعبیر بتلائیں (کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر تعبیر بتلانے والے تھے)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میری گود میں آ کر گرے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو سُن تیرے گھر میں تین ایسے آدمیوں کو دفن کیا جائے گا جو رُوئے زمین میں سب سے زیادہ بہتر اور افضل ہوں گے۔

پھر جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرے تین چاند میں سے سب سے بہتر اور افضل ایک یہ چاند ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مستدرک حاکم ۳/۶۰)

باب ۳۰۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو ساتھی
حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی قبروں کا بیان

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی محمد بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالازہر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق بن ابی فدیک نے۔

دوسری سند میں مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی الروذباری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن صالح نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی فدیک نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عمرو بن عثمان بن ہانی نے، انہوں نے قاسم سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا، اے ہماری پیاری امی جان! مجھے حضور علیہ السلام اور ان کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی قبر کھول کر دکھایئے۔ تو انہوں نے مجھے تینوں قبریں کھول کر دکھائیں تو میں نے دیکھا کہ قبریں نہ زیادہ بلند تھیں اور نہ ہی بالکل زمین سے چپٹی ہوئی تھیں (یعنی درمیانہ درجہ کی تھیں)۔ اور سرخ رنگ کے سنگریزوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ایک قبر حضور علیہ السلام کی تھی۔ دوسری حضرت ابوبکر صدیق ﷺ، اور تیسری حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی تھی۔

یہ الروذباری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ ابی عبداللہ کی روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی قبر ذرا آگے کو تھی، اور حضرت ابوبکر ﷺ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے کندھوں کے برابر تھا۔ جبکہ حضرت عمر فاروق ﷺ کی قبر کا سر حضور علیہ السلام کے پائنتی کی طرف تھا۔ اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ان حضرات کی قبریں مسطح یعنی ہموار تھیں۔ کیونکہ ہموار ہونے میں ہی کنکریاں ٹھہر سکتی ہیں ورنہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ تحقیق خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عباس نے، انہوں نے سفیان التمار سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں انہوں نے حضور علیہ السلام کی قبر کو کوہان کی طرح تھوڑا سا اُٹھا ہوا دیکھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے محمد سے، انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳۔ ۲۵۵)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن محمد نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قبر مبارک ہموار تھی۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، انہوں نے ابن ابی عون سے، انہوں نے ابی عتیق سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور فرمایا کہ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے جو اپنے مشکیزہ سے حضور ﷺ کے سر کے داہنی جانب سے پانی چھڑکنے کی ابتداء کی اور پاؤں کی طرف انتہاء کی پھر پانی کو دیوار پر ڈالا کیونکہ دیوار کی جانب سے آدمی گھوم نہیں سکتا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جمحی اور سہل بن بکار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے ہلال بن ابی حمید الوزان سے نقل کیا ہے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں، میں نے حضور ﷺ کو مرض الوفات میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر مجھے اس چیز کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمان آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو میں آپ کی قبر کو ذرا بلند کرتی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے نقل کیا ہے جبکہ دوسروں نے ابی عوانہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ حدیث ۱۳۹۰۔ فتح الباری ۳/۲۵۵)

باب ۳۰۳

اُس عظیم جانکاہ مصیبت کا بیان جو مسلمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ٹوٹ پڑی

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن جانجان الصرام نے ہمدان میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن الحسن الاسدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالولید الطیالسی نے،

وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثابت نے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی آمد کی برکت سے ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی اُس روز ہر چیز پر ظلمت واندھیرا چھا گیا تھا۔

ہم حضور علیہ السلام کے دفن کے موقع پر موجود تھے، ہمارے ہاتھ آپ ﷺ کو دفن کرنے کے لئے نہیں اُٹھ رہے تھے، ہمارے دل یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ حضور علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم آپ ﷺ کو دفن کر دیں۔ (خصائص کبری ۲/ ۲۷۸)

اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کریمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن عبدالمطلب ابوالولید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن سلیمان الضبعی نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس روز نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا اُس دن مدینہ میں اندھیرا چھا گیا اور سناٹا طاری ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ کوئی کسی کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ اگر ہم سے کوئی اپنے ہاتھ پھیلا کر دیکھنا چاہتا تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب آپ ﷺ کے دفن سے ہم فارغ ہوئے تو بھی ہمارا دل آپ کی وفات اور دفن کو قبول نہیں کر رہا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن حمشاد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہشام بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ الخزاعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے، انہوں نے ثابت سے نقل کیا ہے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جس وقت حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ میں نے اس سے بُرا دن پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (خصائص کبری ۲/ ۲۷۸)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نعیم اور محمد بن نضر الجارودی نے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی الحلوانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عمرو بن عاصم الکلابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے حضرت انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت اُم اَیمن رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی اُن کے ساتھ گیا۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے پینے کے لئے کوئی مشروب پیش کیا مگر حضور ﷺ نے واپس کر دیا، شاید نہیں پینا چاہ رہے تھے یا پھر روزہ سے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ موجود صحابی کو دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ سے فرمایا کہ چلو اُم یمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلتے ہیں (کیونکہ حضور علیہ السلام بھی جاتے تھے)۔ جب ہم اُن کے پاس پہنچے تو آپ رونے لگ گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں حضور علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں میسر ہیں کیا وہ دنیا سے بہتر نہیں ہیں؟ تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وجہ سے نہیں رو رہی کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ جو نعمتیں حضور علیہ السلام کو اللہ کے ہاں ملی ہیں وہ دنیا سے بہتر ہیں بلکہ میں اس وجہ سے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اُن کی اس بات سے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر بھی گریہ طاری ہوگیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے، انہوں نے عمرو بن عاصم سے نقل کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۰۳ ص ۴/ ۱۹۰۷)

اور مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسین بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر بن عتاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے حضور ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ والے قصہ میں سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگ واپس ہونے لگے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بیٹھی روتی رہیں تو اُن سے کہا گیا کہ آپ کیوں روتی ہیں اے اُم ایمن؟ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی ﷺ کو جنت میں خوب انعام واکرام سے نوازا ہے اور دنیا کی مصیبت سے راحت عطا فرمائی ہے؟

تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے لحظہ بہ لحظہ روزانہ وحی نازل ہوتی تھی اب وہ بند ہوگئی۔ اور اُس کو اُٹھا دیا گیا تو لوگ ان کی اس بات سے بڑے حیران ہو گئے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابی سبرہ نے، انہوں نے حلبس بن ہاشم سے، انہوں نے عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ہم سب رو رہے تھے اور ہم سوئے بھی نہیں تھے۔ اس حال میں کہ حضور علیہ السلام گھر میں چار پائی پر تھے اور ہم حضور علیہ السلام کو دیکھ دیکھ کر سکون حاصل کر رہے تھے کہ اچانک ہم نے سحری کے وقت قبر کھودنے والوں کی آوازیں سنیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سب چیخنے لگیں پھر مسجد والے بھی چیخنا شروع ہو گئے، پھر تو سارے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور سب نے رونا شروع کر دیا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسی دوران میں آذان فجر دی۔ جب دورانِ آذان حضور علیہ السلام کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اس چیز نے ہمیں اور غم وحزن میں مبتلا کر دیا اور لوگ حضور علیہ السلام کو قبر میں داخل کرنے کے لئے قبر اطہر میں داخل ہوئے باقی لوگوں کو اندر آنے سے روک دیا۔

ہائے ہماری پریشانی، حضور علیہ السلام کی مصیبت کے بعد ہمیں کوئی مصیبت مصیبت نہ لگی بلکہ ہر مصیبت ہمیں آسان لگتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی بن عفان العامری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے پھر کبھی کھجور کا پودا نہیں بویا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابواسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی شافع بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر سلامۃ المزنی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شافعیؒ نے، انہوں نے قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص سے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے قریش کے کچھ لوگ میرے والد صاحب علی بن حسین کے پاس آئے تو میرے والد نے انہیں فرمایا کہ کیا میں تمہیں حضور ﷺ کی کوئی حدیث بیان نہ کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، آپ بیان کریں۔ پس انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی جو انہوں نے ابوالقاسم سے نقل کی۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، خاص آپ کے لئے اور آپ کے اعزاز واکرام اور شرافت کی وجہ سے۔ اور میں آپ سے ایسی بات پوچھنا

چاہوں گا جس کو اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو وہ فرمانے لگے کہ آپ کی صحت کیسی ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو غمگین اور پریشانی میں محسوس کرتا ہوں اے جبرائیل!

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام دوسرے دن تشریف لائے اور پھر وہی کل والے سوالات کئے تو نبی کریم ﷺ نے وہی جواب دیا۔

پھر حضرت جبرائیل تیسرے دن بھی تشریف لائے اور وہی سوال دہرایا۔ آپ علیہ السلام نے بھی وہی پہلے دن والا جواب دیا اور آپ کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے جو ایک ہزار فرشتوں پر نگران ہے پھر ہر فرشتہ ایک ہزار فرشتوں پر نگران تھا۔ اس فرشتہ نے اجازت طلب کی اور آپ سے حال احوال پوچھا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ ہے اور آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ آپ کی روح قبض کی جائے یا نہیں؟ اس نے آج تک آپ سے پہلے کسی سے اجازت طلب کی نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگے گا۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، ان کو اجازت دے دو۔ تو ان کو اجازت دے دی گئی۔

پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کو سلام کیا پھر عرض کیا کہ اے محمد! مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہے کہ اگر آپ حکم فرمائیں گے تو میں آپ کی روح قبض کروں گا اور اگر آپ منع فرمائیں گے تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ملک الموت! تم اپنا کام کرو۔ تو ملک الموت نے فرمایا کہ بے شک مجھے اسی کام کا حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں۔ تو حضور علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم اپنا کام کر ڈالو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ تو ملک الموت نے فوراً آپ ﷺ کی روح قبض فرمائی۔ تو جب حضور علیہ السلام وفات پا گئے تو تعزیت کے طور پر گھر کے کونے سے ایک غیبی آواز آئی۔

''اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ کے دین میں ہر مصیبت کے اندر تسکین کا سامان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ دینے والا ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو، اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ غیبی آواز کس کی ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں اس روایت کو ہم سے پہلے بھی دوسری سند سے روایت کر چکے ہیں۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آپ دنیا سے آخرت کی طرف بلا کر آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ فرمائیں اور اپنی نعمتیں اور اپنا قرب آپ کو نصیب فرمائے۔ سبحان اللہ (خصائص کبریٰ ۲/۲۷۳)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن الحسن قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام شافعیؒ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن عمر نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو ایک تعزیت کرنے والے کی غیبی آواز آئی جس کو لوگوں نے سنا کہ اللہ کے دین میں ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا

بدلہ ہے۔ ہرفوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی مدد سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے صبر اور ثواب کی امید رکھو اس لئے کہ ہر مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالرحمن بن مرتعد صنعانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالولید مخزومی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے: انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے بھی آپ ﷺ کی تعزیت کی مگر فرشتوں کی آمد کو صرف محسوس کیا جاسکتا تھا اور اُن کی آواز کو سُنا جاسکتا تھا۔ لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکا۔

انہوں نے کہا کہ اے پیغمبر کے گھر والو! السلام علیکم وہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ، بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت پر تسلی کا سامان موجود ہے اور ہر ہلاک شدہ چیز کا بدلہ ہے، ہرفوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ لہٰذا تم اللہ سے تقویٰ حاصل کرو اور اسی سے ثواب اور صبر کی امید رکھو اس لئے کہ کوئی مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔

(والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) یہ دونوں سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان میں سے ایک دوسرے کی تائید تو کرتی ہیں اور دلالت کرتی ہیں کہ جعفر کی حدیث کی اصل ہے۔ واللہ اعلم

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن بالویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر بن مطر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی کامل بن طلحہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباد بن عبدالصمد نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوگیا تو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب نے رونا شروع کردیا۔ سب ایک جگہ جمع ہوگئے تو ایک شخص اُن کے پاس داخل ہوا، سیاہ داڑھی والا، مضبوط بدن والا، چمک دار چہرے والا تھا۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا قریب آیا اور رونے لگ گیا۔

پھر حضرات صحابۂ کرام کی رضی اللہ عنہم طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ بے شک اللہ کے دین میں ہر مصیبت زدہ کے لئے تسلی کا سامان ہے اور ہرفوت شدہ چیز کا بدلہ ہے اور فوت شدہ کا خلیفہ ہے۔ لہٰذا تم اللہ کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف رغبت کرو کہ وہ اللہ مصیبت میں تمہارا مددگار ہوتا ہے۔ بس تم بھی اللہ کی طرف دیکھو کہ مصیبت زدہ ثواب سے محروم نہیں کیا جاتا۔ پھر وہ چلا گیا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں یہ حضور علیہ السلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اس روایت میں عباد بن عبدالصمد ضعیف راوی ہے اور یہ منکر بھی ہے۔ (میزان ۲/ ۳۶۹)

☆☆☆

باب ۳۰۴

اہل کتاب کو اپنی کتابوں تورات وانجیل میں سے

حضور ﷺ کی صفات اور صورت کا بیان پڑھ کر حضور ﷺ کی وفات کا علم ہو جانا اور اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت ورسالت کے دلائل کا ثبوت

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن ابی جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ادریس نے، انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں یمن میں تھا تو میری ملاقات یمن کے دو باشندوں سے ہوئی یعنی ذوکناع اور ذوعمرو سے، تو میں اُن سے حضور علیہ السلام کی احادیث اور حالات بیان کرنے لگا۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم جس شخص کے حالات وصفات بیان کر رہے ہو اگر یہ باتیں سچ ہیں تو سنو تین دن پہلے اُس شخص کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ پھر میں اور یہ دونوں ساتھی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں بعض ایسے سواروں سے ملاقات ہوئی جو مدینہ منورہ سے آرہے تھے۔ ہم نے اُن سے مدینہ کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا ہے باقی سب لوگ خیر وعافیت سے ہیں۔ تو یہ دونوں ساتھی کہنے لگے کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلا دینا کہ ہم یہاں تک آئے تھے، مگر اب ہم واپس یمن جاتے ہیں اور انشاء اللہ پھر کبھی آئیں گے۔

جریر فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کا تذکرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم اُن کو میرے پاس لے کر کیوں نہیں آئے؟

جریر فرماتے ہیں کہ پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ذوعمرو کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ اے جریر! تمہارا مجھ پر ایک احسان ہے اس لئے میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں کہ تم اہل عرب ہو تم ہمیشہ اچھے رہو گے بشرطیکہ تم (یہ کام کرتے رہے کہ) اگر تمہارا کوئی امیر انتقال کر جائے تو تم فوراً امیر بناتے رہو۔ پھر جب حکومت تلوار سے تلوار کے زور سے کرنے لگو گے تو یہ بادشاہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح غصہ میں رہیں گے اور خوشی بھی پھر ان ہی کے طریق سے حاصل ہوگی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۵۹۔ فتح الباری ۶۵/۸۔ مسند احمد ۳۶۳/۴)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی ابن المؤمل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن اسحاق الحضرمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے، انہوں نے زیادہ بن علاقہ سے، انہوں نے جریر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یمن میں میری ملاقات ایک یہودی عالم سے ہوئی تو اُس نے یہ کہا کہ اگر تمہارے دوست (ساتھی) نبی ہیں تو سنو! ان کا پیر کے دن انتقال ہو چکا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن عمرو نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ہشیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن کثیر ابن عفیر بن کعب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالحمید بن کعب بن عدی التنوخی نے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے ناعم بن اجیل سے، انہوں نے کعب بن عدی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ شامل ہو کر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ پھر حضور علیہ السلام نے ہم پر اسلام پیش کیا تو ہم مسلمان ہو گئے، پھر ہم واپس حیرہ آ گئے۔

ابھی ہم کچھ دن ٹھہرے بھی نہ تھے کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر ملی تو ہمارے ساتھی شک اور اختلاف میں پڑ گئے۔ کچھ تو یہ کہنے لگے کہ اگر وہ نبی ہیں تو مر نہیں سکتے۔ تو میں نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے، پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا انتقال ہوا ہے۔ میں اپنے اسلام پر ثابت قدم رہا اور میں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں ایک راہب (عیسائیوں کے عالم) کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ ہم کوئی فیصلہ اس کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے ایک مسئلہ بتلائیں جس کے متعلق میرے دل میں ایک کھٹکا ہے تو انہوں نے کہا کہ اپنا نام بتلاؤ۔ میں نے اپنا نام کعب بتلایا پھر اُس نے کچھ بال نکالے اور برتن میں ڈالے اور مجھے کہا کہ تم بھی اس میں اپنا بال ڈالو۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے اس میں اپنا بال ڈالا۔ پھر اس میں اس نے جستجو کی تو (مجھے نظر آیا) حضور علیہ السلام کی صفات نظر آئیں اور آپ کی وفات کا وقت نظر آ گیا۔

کعب کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میرا ایمان اور مضبوط ہو گیا، پھر میں وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بتلایا پھر میں نے اُنہیں کے پاس قیام کیا۔ پھر انہوں نے مجھے رُوم کے بادشاہ کے پاس بھیجا غالبًا اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔

پھر حضرت عمر فاروق ﷺ نے بھی مجھے مقوقس کے پاس خط دے کر بھیجا۔ میں وہ خط لے کر یرموک کے مقام پر اُس سے ملا، مجھے علم نہیں تھا کہ خط میں کیا ہے، تو اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے علم ہے کہ روم نے اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کو قتل کر دیا ہے اور شکست دے دی ہے؟ میں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو اس نے کہا کہ کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کا دین ہی سب پر غالب ہو کر رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کر ہی نہیں سکتا۔ تو اُس نے کہا کہ بے شک تمہارے نبی نے سچ کہا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ روم قتل کئے گئے اور قوم عاد بھی کی گئی۔ پھر اُس نے مجھ سے صحابہ کرام کی صفات پوچھیں تو میں نے اس کو ان کی خبر دی، پھر اس نے مجھے ہدیہ اور حضرت عمر فارق ﷺ کے لئے بھی ہدیہ دیا کیونکہ وہ پہلے بھی حضرت علی ﷺ، حضرت عبدالرحمٰن ﷺ، حضرت زبیر ﷺ (اور غالبًا حضرت عباس ﷺ کا تذکرہ کیا تھا) کے لئے بھی ہدایا دیئے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں حضرت عمر فاروق ﷺ کے ساتھ لوٹ کھسوٹ میں شریک تھے۔ جب قانون مقرر ہوا تو میں بھی ان کاموں سے ہٹ گیا اور میں بنی عدی بن کعب قبیلہ میں رہتا تھا۔ (اصابہ ۲۹۸/۳)

☆☆☆

باب ۳۰۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کے بیان میں

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبد اللہ البسطامی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو القاسم البغوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن الجور نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے عمرو بن الحارث خزاعی (جو کہ جویریہ بنت الحارث کے بھائی ہیں) سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت کوئی دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام نہ باندھی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی سوائے ایک سفید خچر اور اسلحہ کے اور ایک زمین کے ٹکڑے کے جو کہ صدقہ کر دیا جا چکا تھا۔

اس روایت کا امام بخاری نے اپنی صحیح میں زہیر بن معاویہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ حضرات نے ابی اسحاق سے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ حدیث ۳۰۹۷۔ فتح الباری ۲۰۹/۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن علی بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن نمیر نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ترکہ میں دینار چھوڑا نہ درہم، بکری چھوڑی نہ اُونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ (مسلم۔ کتاب الوصیۃ ص ۱۲۵۶)

اس روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے عبد اللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو زکریا ابن اسحاق مزکی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد الوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے ذر سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تم مجھ سے حضور ﷺ کی میراث کے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ حضور ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم، غلام چھوڑا نہ کوئی باندی۔ حضرت مسعر فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ بکری چھوڑی نہ اُونٹ۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی مسعر نے، انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دینار چھوڑا نہ درہم اور غلام چھوڑا نہ باندی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید ابن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن عفان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو اُسامہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبد الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تحقیق حضور علیہ السلام میرے گھر میں فوت ہوئے مگر حال یہ تھا کہ میرے گھر جو کی ایک مٹھی کے علاوہ کچھ نہ تھا میں انہیں کو کھاتی رہی حتیٰ کہ ایک دن میں نے ان کو ناپا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے۔ کاش میں اُن کو نہ ناپتی۔

اس روایت کو امام مسلم و بخاری نے ابو اُسامہ سے نقل کیا ہے۔

بخاری۔ کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۴۵۱۔ فتح الباری ۲۷۴/۱۱۔ مسلم ص ۲۲۸۲۔ ۲۲۸۳۔ مسند احمد ۱۰۸/۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن الاعرابی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی الدقیقی نے (وہ محمد بن عبدالملک ہیں) وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ثوری نے اعمش سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ آپ کی ایک زرہ تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں محمد بن کثیر سے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۱۶۔ فتح الباری ۶/ ۹۹)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم جعفر بن ابراہیم الموسائی نے مکہ مکرمہ میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحاتم محمد بن ادریس الحنظلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن مرحوم عطار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حاتم بن اسماعیل نے، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی زرہ میں سینہ کی طرف دو حلقے تھے چاندی کے اور دو حلقے پیچھے کی طرف تھے۔ محمد بن جعفر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے فرمایا کہ میں نے اُس زرہ کو پہنا تو وہ کچھ بڑی تھی جس کی وجہ سے وہ زمین پر لکیر بنا رہی تھی یا زمین پر لٹک رہی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمویہ عسکری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد القلانسی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شیبان نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک بار دعوت دی گئی اور میزبان نے آپ کے سامنے جو کی روٹی اور بدبودار چربی لا کر رکھ دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ آل محمد پر کوئی ایسی صبح نہیں آئی کہ آپ ﷺ کے گھر پر ایک صاع گندم یا کھجور کا ہو۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ علیہ السلام کی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور حضور ﷺ نے مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی ہوئی تھی اور اس سے گھر کا راشن لیتے رہتے تھے مگر آپ علیہ السلام کے پاس کوئی ایک چیز نہیں تھی جس کو دے کر زرہ آزاد کروالیں، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمید بن عیاش رملی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مؤمل بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن مغیرہ نے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں ایک موٹی ازار دکھائی جو کہ یمن میں بنائی جاتی تھی۔ اور ایک چادر دکھائی جس کو الملبدہ کہا جاتا ہے، پھر فرمایا کہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔

اس روایت کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے سلیمان بن مغیرہ سے نقل کیا ہے۔

(بخاری۔ کتاب اللباس۔ مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ۔ بخاری۔ حدیث ۳۱۰۸۔ فتح الباری ۶/ ۳۱۲)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ابی بردہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

ہمیں ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی جو یمن میں بنائی جاتی تھی اور ایک چادر (کملی) دکھائی جسے ملبدہ کہا جاتا تھا۔ پھر فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان بن حرب سے نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے ایوب سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی حسین محمد روذ باری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن عمر بن شوذب واسطی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ انصاری نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ثمامہ سے، انہوں نے انس سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ﷜ خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے بحرین بھیجا اور ایک خط لکھ کر دیا اور اس پر حضور ﷺ کی انگوٹھی سے مہر لگائی اور حضور ﷺ کی انگوٹھی کے نقش میں تین سطریں تھیں۔ ایک سطر میں محمد لکھا ہوا تھا، دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ تھا۔

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں انصاری سے نقل کیا ہے۔ (بخاری۔حدیث ۳۱۰۶۔ فتح الباری ۶/۲۰۰)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن طلحہ الدولی نے کہ ابن شہاب نے انہیں ایک حدیث بیان کی ہے اور ان کو علی بن حسین نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ یزید بن معاویہ کے پاس سے حضرت حسین بن علی کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو مسور بن مخرمہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو کچھ ضرورت ہو تو مجھے حکم کریں تو آپ کا حکم بجالاؤں، تو میں نے کہا کہ نہیں مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسور بن مخرمہ نے مجھ سے کہا کہ حضور علیہ السلام کی جو تلوار آپ کے پاس ہے وہ مجھے دے دیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ ظالم بنوامیہ کے لوگ زبردستی آپ سے چھین نہ لیں۔ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے دے دیں گے میں اُس کی خوب حفاظت کروں گا، جان چلی جائے مگر کوئی مجھ سے چھین نہیں سکے گا۔ پھر آگے حدیث ذکر کی۔

اس روایت کو امام بخاری نے سعید بن محمد سے نقل کیا ہے، انہوں نے یعقوب سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے۔
(بخاری۔ کتاب فرض الخمس)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو الادیب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن حرب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن طہمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس ﷜ نے ہمیں دو نعلین دکھائیں جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعد میں حضرت ثابت نے حدیث بیان کی حضرت انس ﷜ سے نقل کرتے ہوئے کہ یہ دونوں جوتے حضور ﷺ کے ہیں۔

اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد سے، انہوں نے ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری الاسدی سے نقل کیا ہے۔ (حوالہ بالا)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن شاکر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن مدرک نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن حماد نے، مجھے حدیث بیان کی ابوعوانہ نے، انہوں نے عاصم الاحول سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کا پیالہ حضرت انس بن مالک ﷜ کے پاس دیکھا ہے وہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کا تہائی چاندی کا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ وہ پیالہ ایک سونے سے جڑا ہوا بڑا چوڑا پیالہ تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ سے حضور علیہ السلام کو بہت سی بار پانی پلایا ہے۔ اور ابن سیرین نے فرمایا کہ اُس پیالہ میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اُس حلقہ کو سونے کا یا چاندی کا بنا دیا جائے مگر حضرت ابوطلحہ نے انہیں منع کر دیا، فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرو۔ لہٰذا انہوں نے اسی طرح پیالہ چھوڑ دیا۔

امام بخاری نے اس حدیث کو اسی طرح تخریج کیا ہے۔ اور بہر حال وہ چادر جو حضرات خلفاء راشدین کے پاس تھی اس کے بارے میں ہم نے روایت کی ہے محمد بن اسحاق بن یسار سے کہ تبوک کے واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے وہ چادر اہل ایلہ کو عطا فرمادی تھی، ایک پروانہ بھی ساتھ لکھ کر دیا تھا جس میں اُن کو امین بنایا تھا۔ پھر ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے اس چادر کو تین دینار دے کر خرید لیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں اس کی خبر ابوعبداللہ حافظ نے دی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے ابن اسحاق سے نقل فرمایا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حمید نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلمہ نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے مرشد بن عبداللہ برنی سے، انہوں نے عبداللہ بن زریر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا گھوڑا ہوا کرتا تھا جس کا نام مرتجز تھا اور ایک دراز گوش گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا، اور ایک خچر تھا جس کا نام دلدل تھا، ایک تلوار تھی جس کا نام ذوالفقار تھا اور ایک زرہ تھی جس کا نام ذوالفقار تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح البرجمی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ادریس الاودی نے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے یحیٰ بن جزار سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے اس جیسی حدیث نقل فرمائی۔

اور ہم نے کتاب السنن میں حضور ﷺ کے گھوڑے کے نام ذکر کیے ہیں جو کہ شہسواروں گھڑسواروں کے پاس تھے۔ ایک کا نام زلزاز تھا اور دوسرے کا لحیف تھا۔ بعض نے لحیف اور ظرب نام بتلائے ہیں اور جو گھوڑا ابوطلحہ کے استعمال میں تھا اُس کا نام مندوب تھا۔ اور آپ کی اُونٹنی کا نام القسواء تھا۔ ایک کا نام العضباء تھا، ایک نام الجدعاء تھا۔ اور حضور علیہ السلام کے خچر کا نام الشہباء تھا دوسرے کا نام البیضاء تھا۔

پہلے جس روایت میں ہم نے یہ ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام ایک خچر اور کچھ اسلحہ اور ایک زمین چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے اور اُس زمین کو بھی صدقہ کر دیا تھا۔ اور آپ کے کپڑے اور جوتے مبارک اور آپ کی ایک انگوٹھی بھی تھی۔ یہ مختلف روایات میں مذکور ہیں جن کے بیان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم (البدایہ والنہایہ ۹/۶)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابن نصر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے ولید بن کثیر سے، انہوں نے حسن بن حسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت حسین سے نقل کیا ہے کہ بے شک حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ کی دو چادریں تھیں جن کو آپ کی موت کے وقت کفن میں استعمال کیا گیا۔ (مصنف فرماتے ہیں یہ حدیث منقطع ہے)

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زمعہ بن صالح نے، انہوں نے ابی حازم سے، انہوں نے سہل بن سعد سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کا ایک جبہ تھا جو اُون سے بُنا ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن عبید بن عتبہ بن عبدالرحمٰن الکندی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مخول بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُن کے پاس حضور ﷺ کی ایک چھوٹی لاٹھی تھی۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو اُس کو ان کے ساتھ ان کے پہلو اور قمیص کے درمیان دفن کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی مخول بن ابراہیم شیعہ تھا اور اسرائیلی روایات کو ذکر کرنے میں متفرد ہے اس کے علاوہ دوسری حدیثیں نہیں لاتا۔ اس لئے اس حدیث کا ضعف واضح ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد فقیہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا کہ میں تمہیں شعیب بن ابی حمزہ کی خبر دیتا ہوں جو انہوں نے زہری سے نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کی حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بغیر جہاد کے جو مالِ غنیمت عطا فرمایا تھا جیسا فدک وغیرہ تو اُس ترکہ کے بارے میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مال ہمیں ملنا چاہئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نبی جو چیز چھوڑ کر جاتے ہیں وہ چیز صدقہ ہو جاتی ہے اُس کا کوئی بھی وارث نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آلِ محمد ﷺ ہی اس مال میں سے کھا سکتی ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ان کو مال عطا فرمایا ہے وہی ان کو ملے گا۔ ہم اس میں زیادتی بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ کی قسم اس مال صدقات کی آمدنی کی تقسیم کا جو طریقہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا میں اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا بلکہ ان میں اسی طرح عمل کروں گا جیسا کہ حضور علیہ السلام عمل کرتے تھے۔

بہر حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی بھی چیز دینے سے منع کر دیا۔ اس کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک گونہ ناراضگی پیدا ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے آپ ﷺ کے عزیز واقارب سے حُسنِ سلوک زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز واقارب کے۔ اور ہاں میرے اور تمہارے درمیان صدقات کے مال کی وجہ سے جو رنجش پیدا ہوئی ہے میں اس میں خیر و بہتر کے علاوہ اور کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نہیں چاہتا کہ اس عمل کو ترک کر دوں جو عمل میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں وہی عمل کروں گا جو حضور علیہ السلام کیا کرتے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن اسحاق بن بغدادی نے ہرات میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں شعیب نے خبر دی پھر انہوں نے اسی حدیث کو اسی سند کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا۔ صرف کچھ زیادتی کی اور وہ یہ ہے۔ کہ

راوی فرماتے ہیں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہہ دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا، اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت و شان کو خوب جانتے ہیں اور جو کچھ انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں ہم اس سے بھی واقف ہیں اور ہم آپ سے خیر و بھلائی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر میں آپ کو زیادہ آگے بڑھایا ہے مگر ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی کچھ حق ہے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور علیہ السلام سے اپنی قرابت کا تذکرہ فرمایا اور اپنے حقوق کی گہرائی کا تذکرہ فرمایا، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلسل بولتے رہے، یہاں تک کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ کہا کہ "قسم ہے اس ذات پاک کی

جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے حضور ﷺ کی قرابت داری کا پاس رکھنا اوران کے ساتھ حُسن سلوک کرنا زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اپنے عزیز واقارب کے حُسن سلوک کے''۔ (پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے)

اس روایت کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابی الیمان سے ذکر کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس ۴/۹۶۔ طبقات ابن سعد ۲/۳۱۵)

اس میں سے بعض کو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبدالوہاب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدان بن عثمان المکی نے نیشاپور میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوحمزہ نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے اوران کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور آپ سے ملنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرتے رہے اور کہا کہ'' خدا کی قسم! میں نے اپنے گھر، مال، اہل اور خاندان کو نہیں چھوڑا سوائے خداتعالیٰ کی رضامندی اور رسول ﷺ کی رضامندی اور تم اہل بیت کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے''۔ پھران کو راضی کیا حتیٰ کہ وہ راضی اور خوش ہوگئیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی نصر بن علی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن داؤد نے فضیل بن مرزوق سے نقل کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو ویسا ہی فیصلہ کرتا جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا فدک کے معاملے میں۔

مصنف فرماتے ہیں میں نے اس بحث کو تفصیل سے اپنی کتاب السنن کے ایک حصہ میں ذکر کیا ہے جو کہ ہراعتبار سے کافی شافی ہے اس کتاب (دلائل النبوۃ) میں ہم نے اتنی ہی بحث پر اکتفاء کیا ہے۔ و باللہ التوفیق (یعنی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)

باب ۳۰۶

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے اسماء گرامی

اور آپ ﷺ کی اولاد گرامی قدر کے اسماء گرامی رضی اللہ عنہم وعنہن

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر درستویہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حجاج بن ابی منیع نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے اور وہ عبداللہ بن ابی زیاد رصافی ہیں، انہوں نے زہری سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی عورت جس سے

حضور ﷺ نے نکاح پڑھایا وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ ان سے حضور علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی جس کا نام قاسم رکھا گیا حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم اسی سے ہے۔ اور طاہر، زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی بھی پیدائش ہوئی۔

بہر حال زینب بنت رسول ﷺ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع عبدالعزی بن عبدشمس بن مناف سے زمانۂ جاہلیت میں ہوا۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام اُمامہ ہے۔ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کی وفات کے بعد اُمامہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا تو اس وقت بھی حضرت اُمامہ آپ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد تم اُمامہ سے نکاح کر لینا۔ لہٰذا پھر حضرت اُمامہ کا نکاح ان سے ہوا اور اُنہیں کے نکاح میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ابی العاص بن ربیع کی والدہ ہالہ بنت خویلد بن اسد تھیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں اور ابی العاص کی خالہ تھیں۔ بہر حال حضور ﷺ کی دوسری لختِ جگر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کا نکاح بھی زمانۂ جاہلیت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے ایک بیٹا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوا۔ حضرت عثمان کی کنیت ابتداءً انہی کے نام پر تھی بعد میں ان کی کنیت عمرو بن عثمان رہی وہی آخر تک رہی۔ پھر غزوۂ بدر کے موقع پر بی بی رُقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کی تجہیز و تکفین کی وجہ سے غزوۂ بدر میں جانے سے بھی رہ گئے تھے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ ہجرت فرمائی تو حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ جس دن حضرت زید بن حارثہ (حضور علیہ السلام کے غلام) غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لایا تھا اُسی دن حضرت رُقیہ بنت رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا تھا۔

بہر حال حضور ﷺ کی تیسری لختِ جگر بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اُن کا نکاح بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

بہر حال حضور ﷺ کی چوتھی جگر گوشہ لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، ان سے دو بیٹے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تو عراق میں مظلومانہ طریقہ سے شہید کیا گیا اور زینب اور اُم کلثوم بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی موجودگی میں۔

بہر حال زینب بنت علی رضی اللہ عنہا ان کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور ان کا انتقال بھی انہیں کے پاس ہوا۔ ان سے ایک بیٹا علی بن عبداللہ پیدا ہوا۔ البتہ ان کا ایک اور باپ شریک بھائی بھی تھا جس کا نام عوف بن عبداللہ بن جعفر تھا۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اُن سے زید بن عمر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی جو ابن مطیع سے قتال کے دوران زخمی ہو گئے اور مسلسل انہی زخموں سے چور رہے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گئے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب کی رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد آپ کا نکاح عون بن جعفر سے ہوا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی حتیٰ کہ حضرت عون بن جعفر کا انتقال ہو گیا پھر عون بن جعفر کے انتقال کے بعد اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح محمد بن جعفر سے ہوا، اُن سے ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی جس کا نام بُثینہ تھا۔ ان کو مکہ سے مدینہ لے کر جا رہے تھے کہ چار پائی پر تھیں جب مدینہ منورہ پہنچی تو اُن کا بھی انتقال ہو گیا، پھر محمد بن جعفر کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا، لیکن اُن سے کسی کی ولادت نہیں ہوئی بلکہ ان کا انتقال بھی انہی کے پاس ہو گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے پہلے دو آدمیوں سے ہوا تھا، اُن سے ایک کا نام عتیق بن عائذ بن مخزوم ہے، اُن سے ایک بیٹی اُم محمد بن صیفی کی پیدائش ہوئی۔ پھر عتیق بن عائذ کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو ہالہ التیمی سے ہوا۔ وہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اُن سے ہند بن ہند بن ابی ہالہ کی پیدائش ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مکہ مکرمہ ہی میں ہو گیا تھا مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے اور نماز کی فرضیت سے بھی پہلے اور وہ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون تھیں۔ بعض لوگوں کے مطابق جب حضور ﷺ سے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا محل عطا فرمایا ہے جو قیمتی موتیوں سے جڑا ہوا ہے جس میں شور وشغب ہے نہ تھکاوٹ ہے۔

پھر حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دو مرتبہ نیند میں دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ تمہاری زوجہ بنیں گی۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ان دنوں صرف چھ سال کی تھی۔

جب آپ ﷺ کا نکاح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ مکرمہ میں ہوا تو اس وقت بھی آپ کی عمر چھ سال تھی۔ جب حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں آپ کی رخصتی ہوئی، اس وقت آپ کی عمر نو (۹) سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ : عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے یہی کنواری بیوی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اصل نام عتیق تھا۔ اور ابی قحافہ کا نام عثمان تھا۔ پھر حضور ﷺ کا نکاح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

بی بی حفصہ کا نسب : حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قراط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔

بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے ابن حزاقہ بن قیس بن عدی بن حزاقہ بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں۔ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مسلمان ہو کر اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

پھر حضور ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ آپ کا نام ہند بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

آپ پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں۔ ابوسلمہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اُن سے ایک بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ حبشہ میں پیدا ہوا اور ایک بیٹی زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ اور ایک بیٹی درّہ بنت ابی سلمہ بھی پیدا ہوئی۔

حضرت ابوسلمہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ان صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ازواج مطہرات میں حضور علیہ السلام کے بعد سب سے آخر میں ہوا۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدوُدّ بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوائل بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر کے نکاح میں تھیں۔

پھر حضور ﷺ نے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر سے نکاح فرمایا۔

آپ پہلے عبیداللہ بن جحش بن ریاب بن بنی اُسید بن خزیمہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ حبشہ کی سرزمین میں نصرانی ہو کر مرا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی حبشہ میں آپ کے ساتھ تھیں۔ اُن سے ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا۔

حضرت عثمان بن عفان ﷺ نے اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے کروایا تھا۔ کیونکہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمان غنی ﷺ کی پھوپھی تھیں کیونکہ وہ عفان کی سگی بہن تھیں۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے پاس شرحبیل بن حسنہ لے کر آئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت جحش بن وہاب بن اُسید بن حزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اُن کی والدہ کا نام اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا جو کہ حضور کی پھوپھی تھیں۔

آپ پہلے زید بن حارثہ الکلبی کے نکاح میں تھیں جو کہ غلام تھے حضور ﷺ کے اور ان کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے جو کہ ان کے اور ان کے شوہر کی شان کی بات ہے۔

اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ کا انتقال ہوا۔ اور یہ پہلی خاتون تھیں جن کی میت کے لئے تختہ مخصوص بنایا گیا اور یہ تخت اسماء بنت عمیس الخثعمیہ نے بنایا تھا۔ اور یہ عبداللہ بن جعفر کی والدہ ہیں، جو حبشہ میں رہتی تھیں اور اہل حبشہ میت کے لئے تخت بناتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے وہ مخصوص تختہ بنایا جس پر میّت کو رکھتے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے زینب بنت خزیم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ انتہائی مسکین تھیں اور یہ بنی مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے خاندان میں سے ہیں۔

یہ عبداللہ بن جحش بن ریاب کے نکاح میں تھیں جو کہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن یہ حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کی حیات ہی میں فوت ہو گئیں۔

پھر حضور ﷺ نے میمونہ بنت الحارث بن جرب بن بجیر بن الہرم رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے نکاح کیا۔

یہ وہی بزرگ خاتون ہیں جنہوں نے بغیر مہر کے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور ﷺ سے قبل دو شخصوں سے نکاح کیا تھا۔ پہلے اُن میں سے ابن عبد یالیل بن عمرو الثقفی تھے۔ جن کا انتقال ہو گیا تھا۔ بعد میں ابو دہم بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر سے آپ کا نکاح ثانی ہوا۔

حضور ﷺ نے ان کو قیدی بنایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حارث ابن عائذ بن مالک بن المصطلق کو جو خزاعۃ کے قبیلہ سے تھیں۔ مصطلق خزیمہ کا نام ہے ان کو غزوۂ بنی مصطلق کے دن گرفتار کیا گیا مریسیع سے۔

دوسری قیدی کا نام صفیہ بنت حیّ بن اخطب تھا جو بنی نضیر کے قبیلہ سے تھیں۔ غزوۂ خیبر کے دن ان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اور یہ نو بیاہتا دلہن تھی کنانہ بن ابی الحقیق کی۔

یہ گیارہ خواتین حضور علیہ السلام کے عقد میں داخل تھیں۔

حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضور علیہ السلام کی ہر ایک زوجہ کو بارہ ہزار درہم عطا فرمائے تھے۔ اور حضرت جویریہ اور صفیہ کو چھ چھ ہزار درہم عنایت فرمائے تھے کیونکہ یہ دونوں باندیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی تقسیم کا معاملہ رکھا تھا اور ان سے پردہ بھی کروایا تھا۔

اور حضور ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان بن عمرو سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ یہ بنی ابی بکر بن کلاب قبیلہ سے تھیں۔ ان سے حضور علیہ السلام نے دخول فرمایا تھا پھر ان کو طلاق دے دی تھی۔

یعقوب فرماتے ہیں کہ حجاج نے فرمایا کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی محمد بن مسلم یعنی الزہری بن عروہ بن زبیر نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ عالیہ بنت ظبیان کے متعلق بنی ابی بکر بن کلاب سے تعلق رکھنے والے شخص ضحاک بن سفیان نے حضور ﷺ کو بتلایا تھا۔ اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور اس کے درمیان پردہ ہے۔ اگر آپ کو اُم شبیب کی ضرورت ہوتو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یعنی میں یہ رشتہ کرواسکتا ہوں۔ کیونکہ اُم شبیب ضحاک کی بیوی تھیں۔

اور حضور ﷺ نے بنی عمر بن کلاب (جو کہ ابوبکر بن کلاب کے بھائی ہیں) کی ایک عورت سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ جو زفر بن حارث کی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں، پھر ان کے بارے میں حضور علیہ السلام نے یہ بتلایا کہ اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہے تو پھر حضور علیہ السلام نے ان کو طلاق دے دی، لیکن ان کے ساتھ دخول نہیں فرمایا تھا۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی الجون الکندی کی بہن سے بھی نکاح فرمایا اور یہ بنی الجون بنی فزارہ کے حلیف تھے۔ اس نے حضور علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے جاؤ تم اپنے گھر جاؤ۔ آپ نے اُسے بھی طلاق دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ایک ماریہ نامی باندی بھی تھی جس سے ایک بیٹا ابراہیم نامی پیدا ہوا تھا لیکن ابھی گود ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

اور حضور علیہ السلام کی ایک اور اُم ولد بھی تھیں جن کا نام ریحانہ بنت شمعون تھا وہ اہل کتاب کے قبیلہ بنی خناقہ سے تھیں اور بنی خناقہ بنی قریظہ ہی کا ایک حصہ تھا۔ ان کو حضور ﷺ نے آزاد کر دیا تھا (اور نکاح فرمایا) اور ان کو پردے کا پابند بنالیا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، انہوں نے ابن اسحاق سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسماء بنت کعب الجونیہ سے بھی نکاح فرمایا تھا۔ لیکن دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی۔

اور بنی کلاب کی عورتوں میں سے ایک عورت بنت زید سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی الوحید میں شمار ہونے لگیں اور یہ پہلے حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی دخول سے پہلے طلاق دے دی تھی۔

امام زہری نے ان دو خواتین کا نام ذکر نہیں کیا۔ تیز عالیہ کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے، انہوں نے زکریا ابن ابی زائدہ سے، انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بعض عورتوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرمادیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اُن میں سے بعض کے ساتھ خلوت فرمائی بھی اور بعض کو چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ آپ وفات پاگئے۔ لیکن ان خواتین نے بھی حضور علیہ السلام کے بعد کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک اُم شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

ترجی من تشآء منهن و تؤوی الیك من تشآء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك

(سورۃ الاحزاب : آیت ۵۱)

ترجمہ: ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے سے دُور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو بھی پھر طلب کرلیں تو جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے والدین سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے حضور علیہ السلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اور اُن کی مراد خولہ بنت حکیم ہیں۔

اور ہم نے ابی اُسید الساعدی کی حدیث میں جونیہ کے واقعہ میں روایت کیا ہے اور یہ جونیہ وہی ہیں جس نے حضور علیہ السلام سے پناہ مانگی تھی تو حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا جاؤ تم اپنے گھر چلی جاؤ (اس کو آپ نے طلاق دے دی تھی)۔ کہ اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل تھا۔ اور میں نے ابن منبہ کی کتاب المعرفۃ میں دیکھا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام اُمیمہ بنت نعمان بن شراحبیل الجونیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس عورت نے پناہ مانگی تھی اس کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔ اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ملیکہ اللیثیہ ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اُمیمہ ہے۔ واللہ اعلم

اور بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اس کلابیہ (یعنی بنی کلاب سے تعلق رکھنے والی عورت کا نام عمرہ ہے۔ اور یہ وہی خاتون ہیں جن کے متعلق اُن کے والد نے حضور علیہ السلام کو بتلایا تھا کہ یہ کبھی مریض نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے اُن کی طرف رغبت نہ فرمائی تھی۔

آگے مصنف فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب المقری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ثقفی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مقدام العجلی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن المعلاء العبدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابو عروبہ نے، انہوں نے قتادہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا۔

پھر راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان کا تذکرہ بھی کیا بلکہ ایک زیادتی اور بھی بیان فرمائی کہ حضور ﷺ نے بنی نجار کی ایک خاتون اُم شریک انصاریہ سے بھی نکاح فرمایا اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ انصاری خاتون سے بھی شادی کروں مگر میں اُن کی غیرت کی وجہ سے احتیاط کرتا ہوں۔ البتہ ان اُم شریک نامی خاتون سے نکاح فرمایا مگر خلوت نہیں فرمائی۔

اور حضور علیہ السلام نے بنی حرام میں سے ایک خاتون اسماء بنت الصلت سے بھی نکاح فرمایا۔ پھر وہ بنی سلیم سے شمار ہونے لگی، ان سے بھی حضو علیہ السلام نے خلوت نہیں فرمائی تھی۔

اور آپ علیہ السلام نے جمرہ بنت حارث مزنیہ کو بھی پیغام نکاح دیا تھا۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بارہ خواتین سے نکاح فرمایا تھا اور انہوں نے بارہ خواتین میں قتیلہ بنت قیس جو کہ اشعث بن قیس کی بہن کو بھی شمار فرمایا ہے۔

بعض حضرات کا گمان ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح اپنی وفات سے دو ماہ قبل فرمایا تھا۔

جبکہ بعض حضرات فرماتے ہیں نہیں بلکہ مرض کی حالت میں نکاح فرمایا تھا لیکن یہ خاتون نہ تو حضور علیہ السلام کے پاس آئیں اور حضور علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور نہ ہی ان سے خلوت فرمائی۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا اگر چاہے تو پردہ کو گرادو یعنی پردے کی پابندی کرو یعنی ازواج میں داخل ہو جاؤ تو پھر مؤمنین پر حرام ہو جائیں گی اور چاہیں تو کسی سے بھی نکاح کر لیں۔ لہٰذا انہوں نے نکاح کو اختیار کیا اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل سے حضر موت میں نکاح فرمالیا۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کو آگ میں جلا دوں۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اُمہات المؤمنین میں شامل نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے دخول ہوا، اور نہ ہی ان کا حجاب ختم ہوا تھا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کے لئے کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ مرتد ہو گئی تھیں، اس لئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی ازواج میں شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ مرتد ہو چکی ہیں۔ اور عکرمہ سے ان کو کوئی اولاد نہیں ہوئی تھیں سوائے ایک لڑکے کے۔

ابو عبیدہ نے حضور ﷺ کی ازواج میں فاطمہ بنت شریح کو بھی شامل کیا ہے اور سنا بنت اسماء سلمیہ کو بھی شامل کیا ہے۔

علامہ ابن مندہ نے ایک اور خاتون برصاء کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ بنی عوف بن سعد بن ذبیان سے تعلق رکھتی تھی۔

مصنف فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبید بن محمد بن محمد مہدی القشیری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی علی بن ابی طالب ؓ نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی سعید بن قتادہ نے کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح فرمایا تھا، جن میں سے تیرہ سے دخول ہوا۔ البتہ حضور علیہ السلام کے پاس ان میں سے گیارہ رہیں۔

جب آپ علیہ السلام کا وصال ہوا تو نو تھیں۔ ان میں دو کو حضور علیہ السلام نے ناراض ہو کر طلاق دے دی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عورتوں نے ان دو میں سے ایک کو یہ کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ تمہارے قریب آئیں تو تم منع کر دینا (یہ بھی ان عورتوں کے کہنے میں آ گئی) اور حضور ﷺ کو اپنے قریب آنے سے روکا تو حضور ﷺ نے اُسے طلاق دے دی۔

جبکہ دوسری خاتون نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کے بیٹے کا انتقال نہ ہوتا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کو بھی طلاق دے دی۔

حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے پانچ قریش میں سے تھیں۔ اسماء گرامی یہ ہیں :

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر صدیق ؓ۔ (۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن خطاب ؓ۔
(۳) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا۔ (۴) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔
(۵) اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ (۶) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔
(۷) جویریہ بنت حارث خزاعیہ رضی اللہ عنہا۔ (۸) حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا۔
(۹) حضرت صفیہ بنت حی الخیبر یہ رضی اللہ عنہا۔

حضور ﷺ کا جب انتقال ہوا تو یہ نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یونس نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن اوس ابو زید الانصاری نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے حکم سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تو اُن کو چھ بچوں کی ولادت ہوئی، دو لڑکے اور چار لڑکیوں کی۔

(۱) حضرت فاطمہ (۲) حضرت رُقیہ (۳) حضرت زینب (۴) حضرت اُم کلثوم
(۵) حضرت قاسم (۶) عبداللہ رضی اللہ عنہم

اور حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کے لئے ایک دودھ پلانے والی کا جنت میں انتظام ہے جو ان کو مکمل دودھ پلائے گی۔ اور یہ فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہتے تو ایک سچے نبی بنتے اور کاش یہ زندہ رہتے تو میں ان کے ماموؤں کو قبطیوں سے آزاد کروا دیتا۔

تمت

دلائل نبوت کے ساتویں جلد پر یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا

یہاں پر ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ کی کتاب

" دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ "

اپنے اختتام کو پہنچی

ابتداءً اور انتہاءً تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے ہیں

کتاب کے آخر میں چند کلمات ایک دوسرے نسخہ میں ہیں، وہ یہ ہیں :

الحمد للّٰہ رب العالمین

کتاب دلائل النبوۃ کے پورے ہونے پر مبارک خبر مکمل ہوگئی۔ یہ کتاب امام، عالم، علامہ، ذہن کے سمندر، حافظ محقق المدقق پرہیزگار ابی بکر احمد بن حسین البیہقی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو اپنی رحمتوں اور خوشنودی سے سیراب کردے۔ اور اُن کے لڑکے شیخ ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن احمد البیہقی رحمہ اللہ کی راویت ہے۔

اور راضی ہوئے ان سے عالم محقق احمد بن حسن شہاب الدین الخطیب المنیاوی المالکی اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

الحمد للّٰہ وحدہ ! تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہیں۔

ایک اور نسخہ کے اختتام میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ آخری نویں جلد کا اختتام ہے۔ یہاں پر یہ کتاب " دلائل النبوۃ و معرفۃ احول الشریعۃ " محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہٖ وازواجہٖ پوری ہوئی۔ جو کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

اور اس کتاب سے پیر کی شب اٹھارہ (۱۸) جمادی الثانی ۶۶۲ھ کو فراغت ہوئی۔

اس کتاب کو لکھنے والے بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج محمد بن عبدالحکم بن ابی علی السعدی الشافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو درگزر فرمائے اور اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے کہ تمام تعریفیں اُسی کے واسطے ہیں۔

وصلی اللّٰہ علی محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ وأتباعہ

وسلّم تسلیمًا کثیرًا

اللہ تعالیٰ رحمت اور اپنی سلامتی نازل فرمائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل، صحابۂ کرام، تمام ازواج مطہرات اور اولاد رضی اللہ عنہم اور تمام متبعین پر بہت زیادہ ....

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نویں جلد اس سے قبل آٹھ جلدیں اوّل تا آخر شیخ امام ربّ السلف شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم بن قاسم المیدوی کو پڑھ کر سُنائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جلد میں اُسی سند کی توفیق عطا فرمائی ہے جس سند کو جلد اوّل میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی تصحیح اور تصدیق کا آخری دن ٦/ محرم الحرام ٦٦٧ھ ہے۔

اس کتاب کی کتابت کرنے والے محمد بن عبدالحکم بن ابی علی حسن السعدی الشافعیؒ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اور ان کے ساتھ اپنی مہربانی کا معاملہ فرمائے۔

والحمد للّٰه ربّ العالمين وصلى اللّٰه علىٰ سيدنا محمد
وعلى اله وسلم تسليمًا كثيرًا

اور ایک نسخہ کے اختتام پر یہ بھی ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و سلامتی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی ہے۔

اور اس کی کتابت کرنے والے قاسم بن عبداللہ بن احمد انصاری نے ۹/ جمادی الثانی ۷۱۴ھ کو اس سے فراغت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے والدین اور تمام مسلمان مرد و عورت کی مغفرت فرمائے کہ وہ غفور الرحیم ذات ہے۔

اس کتاب کی صفات و علامات وغیرہ کو جلد اوّل کے مقدمہ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

☆☆☆